نوشیروان نامہ

دفتر اوّل

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہے جسکے منتہای قعر تک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن صاحبوں نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہین کہ انمین سے ہر ایک داستان کسقدر ضخیم بزرگ ہے اور انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابوالفیض فیضی نے جنان داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا انکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ ″	ششم	صندلی نامہ	۱ ″
سوم	بالا باختر	۱ ″	ہفتم	تورج نامہ	۲ ″
چہارم	ایرج نامہ	۲ ″	ہشتم	لال نامہ	۱ ″

ان داستانون مین طلسم ہوشربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظہ ناظرین مین گذرین باقی زیر طبع ہین وہ بھی انشاء اللہ تعالی بہت جلد ہدیۂ ناظرین باتمکین ہونگی۔ بالفعل نوشیروان نامہ جو دو جلدون پر منقسم ہے اسکی

جلد اوّل جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ

ترجمہ فرمایا بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین طبع ہوئی

۱۸۹۳ع

فہرست داستانہای نوشیروان نامہ دفتر اول

اعلان داستان طلسم ہوشربا از طرف کارپردازان مطبع

داستان امیر حمزہ صاحبقران سے تمام زمانہ کے لوگ واقف آگاہ ہین کہ یہ ایک بحر زخار اور دریاے ناپیداکنار ہے جسکی منتہا تک شناور وہم وخیال کا پہنچنا نہایت امر دشوار ہے سواے اس داستان سحربیان کے اور کسی قصہ و افسانہ مین اسطرح کی دلبستگی نہین ہے کہ اگر اسکی کسی داستان کا شروع سماعت مین گذرے بجز تمامی داستان پہونچے دلکو چین نہین پڑتا بعضے اس داستان کے علامہ فہام جیسے نامور مشہور آفاق حضرت ابوالفیض فیضی انار اللہ برہانہ ہین جنھون نے بزبان فارسی اس داستان کو واسطے تفریح طبع محمد جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے بڑی عرقریزی اور جانکاہی سے تصنیف فرمایا۔ جب سے آجتک اس داستان کو ایسی ترقی روزافزون ہوتی گئی اور ایسی پسندیدہ خلائق ہوئی کہ ہر شخص اسکے سننے کا دل مشتاق رہا لیکن چونکہ یہ داستان عظیم الشان بزبان فارسی تھی اور بوجہ عسیر الوجود ہونے کے سواے کتبخانہ شاہی یا امراے والا مقام کے دستیاب ہونا اسکا ممکن نہ تھا لہذا ہر شخص عموماً اسکے مطالعہ سے بہرہ یاب نہو سکتا تھا۔ البتہ کچھ چیدہ چیدہ ادبا شوق نے اس داستان کو جابجا سے یاد کیا اور بطور پیشہ داستان گوئی کے اسکو بیان کرنا شروع کیا۔ اس صورت مین بھی علی العموم اس داستان کے تمام و کمال سننے سے حضرات کم مایہ فرحت اندوز نہو سکتے تھے اور سواے مجالس امرا و اصحاب ذی مقدور کے اسکا بیان عام طور سے میسر نہ تھا کیونکہ بار مصارف داستان گو کا متحمل ہونا ہر شخص کے اختیار مین نہ تھا۔ علاوہ اسکے یہ داستان امیر حمزہ صاحبقران از ابتدا تا انتہا اسقدر طولانی ہے کہ اگر ابتدا سے تفریح طبع کے لئے روز مرہ دو تین ساعت خاص ایک وقت مقررہ پر بموجب طریقہ داستان گوئی کے کوئی صاحب داستان گوئی کی زبان سے سننا چاہین تو اول سے آخر تک بلا مبالغہ بیس برس مین بھی تمام نہو اور اسکو ہزار روپیہ کا صرف درکار ہے۔ اب زمانہ کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ داستان عظیم الشان کے کل دفترون کا بہم پہونچانا اور ان سب بصرف زر خطیر عمدہ عمدہ داستان گویون اور نثارون معروف سے بزبان اردو شستہ و رفتہ محاورہ اہل ترجمہ کرانا اور بعنوان پسندیدہ طبع کراکے تمام مین اشاعت دینا اور کوڑیون کے مول مین اس گنج بیبہا کی تمام شائقین سخن سنج پسند کو سیر کرانا مالک اودھ اخبار جیسے امیر والا ہمم رئیس بااخلاق و کرم عام و محوی الکمال فی المجد والاتقان مشہور نزدیک و دور منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے اپنی ہمت پر لے لیا اور ہزاران ہزار شکر درگاہ حق کرتے ہین کہ اس امر بزرگ اور کار سترگ کا انصرام بھی ہو گیا جیسے اکثر دفتر طلسم طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر نذر شائقین ہو گئے اور باقی دفترون مین سے کچھ زیر طبع ہین اور چند دفترون کا ذخیرہ موجود ہے کہ انکا اہتمام طبع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ تھوڑی مدت مین اس داستان کے کل دفتر طبع ہو کر پیشکش ناظرین باتمکین ہونگے اور تمام عالم ان داستانون کی سیر سے محظوظ و مسرور رہیگا۔ اب معلوم ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے آٹھ دفتر ہین اور اکثر دفترونکی کئی کئی جلدین اور بعض جلد کے بھی بوجہ ضخامت دو حصے ہین جس کی تفصیل یہ ہے **دفتر اول**۔ نوشیروان نامہ دو جلد مین **دفتر دوم** کوچک باختر ایک جلد مین **دفتر سوم** بالا باختر ایک جلد مین **دفتر چہارم** ایرج نامہ دو جلد مین **دفتر پنجم** طلسم ہوشربا سات جلد مین **دفتر ششم** صندلی نامہ ایک جلد مین **دفتر ہفتم**۔ تورج نامہ دو جلد مین **دفتر ہشتم** [illegible] نامہ ایک جلد مین۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوشربا جو سات جلدون مین ہے اسکی جلد پنجم بوجہ ضخامت کبیر کے دو حصون پر منقسم ہو

مضمون	صفحہ

نوشیروان نامہ

دفتر اوّل

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخّار ہے جسکے منتہای قعر تک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن صاحبون نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہین کہ اسمین سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہے اور انکی اصول فارسی کے مصنّف علام شیخ ابو الفیض فیضی نے جوان داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمّد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا انکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل۔

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ 〃	ششم	صندلی نامہ	۱ 〃
سوم	بالا باختر	۱ 〃	ہفتم	تورج نامہ	۲ 〃
چہارم	ایرج نامہ	۲ 〃	ہشتم	لال نامہ	۱ 〃

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظۂ ناظرین مین گذرین باقی زیر طبع ہین وہ بھی انشاء اللہ تعالی بہت جلد ہدیۂ ناظرین باتمکین ہونگی۔ بالفعل نوشیروان نامہ جو دو جلدون پر منقسم ہے اسکی

جلد اوّل جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاری سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ

ترجمہ فرمایا بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین طبع ہوئی

سنہ ۱۸۹۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثناے لاتعداد اُس صانع بیچون نقشبند کاف و نون کو زیبا ہی جسنے ایک لفظ کن سے طلسم ہستی کو بنایا اور کیسی اپنی عجائب و غرائب صنعتون کو دکھایا جسنے صاف ظاہر ہی کہ وہ ہر شی پر قوی و قادر ہی اُسی کی ذات پاک لائق عبادت ہی اُسی کی اطاعت و فرمانبرداری غازۂ چہرۂ قبولیت ہی وہی خالق مطلق وہی معبود برحق مستوجب پرستش ہی اور اُسی کی عبادت و اطاعت موجب آمرزش ہی اُسی کے نور قدرت کی ہر طرف جلوہ گری ہی اُسی کی صنعت بیمثال ذرّے ذرّے مین بھری ہی

نظم

اُسکی قدرت کے ہین عجب نیرنگ
رنگ کیا کیا نئے ملائے ہین
نخل کو گل تو گل کو دی ہی بو
آنکھین نرگس کو دین گلاب کو تو
کی عنایت زبان سوسن کو
دل پُر داغ لالہ کو بخشا
اور دیا سرو کو قد موزون

جسمین ہی عقل ہر بشر کی دنگ
اُسکی قدرت نہ کیون سراپا ہو
ہی عنایت کا اُسکی نخل ہرا ہو
گل سے خوشبو کو بخشی ہی زینت
لب دیے غنچہ اے گلشن کو
یہ قدرت کی صنعتین دیکھو
اُسکا قمری کو کر دیا مفتون

پھول کیا خوشنما کھلائے ہین
ن مزین ہی جو دیا جسکو
دیا سنبل کو طرۂ گیسو
ہی ہمیشہ وہ محو خود بینی
اُسکی قدرت کا ہو بیان کیا کیا
دست و بازو دیے ہین شاخون کو
کیا مجال بشر کی کہ ایک شمۂ اُسکی

داستان قدرت سے بیان کر سکے اگر ہزار ہا سال آس ادی ناپیدا کنار مین رہروی کرے تو بھی منزل مقصود تک نہ پہونچے

نعت سرور کائنات باعث خلقت موجودات اشرف مخلوقات خاتم المرسلین محبوب العالمین جناب محمد مصطفے علیہ آلاف التحیۃ و الثناء

درود نامحدود بیغمبر مرسل رب ودود بارگاہ نشین رسالت سریر آرائے بزم نبوت صاحب قرآن بانی مبانی ایمان حبیب خدا سر دفتر انبیا جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ الانبیا کو سزاوار ہے جنہون نے طلسم کفر وظلام کو شکست فرمایا بڑے بڑے ساحران غدار کو اعجاز نمائی کرکے تلقین بدین اسلام کی کلمہ طیبہ پڑھایا مسدس

یون جائے سایہ حرز بھاف نبی کا نور | جیسے ہو عکس آئینہ شمس دردو ور
رحمت سے آنکی ابرہو حیثمہ غیور | معشوق بے نیاز کو شایان نہ تھا ظہور
خود چھپ کے اپنے نور کو ختم رسل کیا
احمد کو اپنی سمت سے مختار کل کیا

سب انبیا ہین اور یہ صاحب وقار اور | تینون کی باڑھ اور دم ذوالفقار اور
سب کی بہار اور ہو انکی بہار اور | ہین سب گلون کے رنگ بھی حاصل ہزار اور
ہر نور آفتاب درخشان چراغ مین
چاند ایک پھول چاندنی کا سنگ باغ مین

مدثروا مین وسرافراز و خوش لقب | لی واضحی وشمائی حبیب رب
امی ولا شمی و محمد شہ عرب | مزمل و مقرب و یسین و حق طلب
رنگ گل بشیر و نذیر آشکار ہین
اسری نبیدہ کے چمن کی بہار ہین

منقبت امام ہمام مظہر العجائب مظہر الغرائب مطلوب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام مسدس

جناب حیدر کرار ساقی کوثر | امام رونق محراب زینت منبر
ستمدہ ور دو ملک بادشاہ جن وبشر | جہان پناہ ید اللہ قاتل عنتر
بڑے بڑے صنمون کے بگاڑنے والے
اکھڑے کھڑے در خیبر اکھاڑنے والے

کیا عدل ید اللہ بیان کرنے کی حاجت | سب جانتے ہین بازو کبوتر کی حقیقت
کس مرتبہ تھا خلق سب آگاہ ہین خلقت | دیگر مہر اسد اللہ زن بیوہ کی شکایت
قوت مین بھی نایاب شہ عقدہ کشا تھا
ٹکڑے در خیبر کو سر دست کیا تھا

سبب تالیف کتاب والتماس بخدمت ناظرین اولو الالباب

ایک روز حقیر سراپا تقصیر خاکپائے صاحبان علم وکمال کفش بردار صاحب ہنران باقصد جلال بے بساط بے بضاعت

سرگشتہ وادی حیرت مرکب جہل و نادانی ناآشنا سے بحر ہنر و خردمندی ضعیف البنیان کج مج زبان اذل کونین تصدق حسین اپنے فقیر خانہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ دوست واثق محب صادق شیخ حامد حسین صاحب سلمہ اللہ الواہب نے سرفراز فرمایا بعد اذکر و مذکور کے مجھ سے کہا کہ آپ کو جناب مستطاب معلی القاب الا مرتبت عالی منزلت قدردان صاحب ہنران رتبہ شناس ذی کمالان نیر اعظم آسمان جاہ و جلال بدر کامل برج دولت و اقبال مخزن علم و شعور جناب منشی نول کشور صاحب سی - آئی - ای نے بغرض تالیف دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران یاد فرمایا ہے مین نے بسبب اپنی ہیچمدانی اور عدیم الفرصتی کے اقرار نہ کیا اگرچہ شیخ صاحب موصوف کا اصرار بدرجۂ کمال پہونچا اور وقتاً فوقتاً اور یوماً فیوماً انھون نے تقاضا کرنا شروع کیا تو ناچار و مجبور بخدمت فیض موہبت جناب منشی صاحب بالقابہ مین حاضر ہوا منشم الیہ نے اس درجہ اپنے خلق و مروت بے نہایت کو کام فرمایا **شعر** اگر ہر موے تن ہیرا زبان ہو + نہ انکے خلق و منت کا بیان ہو + بعد گفتگوے بسیار مجھ سے واسطے تالیف و ترتیب ترجمہ نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ و تورج نامہ و صندل نامہ و لال نامہ کے ارشاد فرمایا مین نے بخیال الامر فوق الادب اقرار کیا اور موجب ارشاد فیض بنیاد ترتیب و تالیف مین مشغول ہوا بالفعل دفتر اول نوشیروان نامہ منجملہ دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران مرتب و مدون ہو کر پیشکش شائقین والا تمکین ہے اب ناظرین نکتہ بین و معانی پرور سخنوران فیض گستر کی خدمت فیضدرجت مین بکمال عجز و نیاز عرض پرداز ہون کہ اگر اس ترجمہ مین غلطی پائین تو الانسان مرکب من الخطا و النسیان پر محمول فرما کے براہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائین اور اس روسیاہ سراپا گناہ کو بدعاے خیر یاد کرین

آغاز داستان شوکت بیان قباد بادشاہ اور وزیرون کی دوستی کا اور مارا جانا خواجہ بخت جمالی وزیر کا القش وزیر بے پیر کے ہاتھ سے اور پیدا ہونا اور تعلیم پا کے کامل ہونا خواجہ بزرجمہر کا

پلا ساقیا بادۂ رنگ و بو
پلا دے وہ مے جسکی ہو جستجو
لگا کشتیون مین تو جام شراب
کہ پینے سے جسکے نہ ٹوٹے وضو
تو کچھا بھی اے ساقی بے عدیل
وہی ساقیا ہے شراب طہور

کہ خورشید کی جسمین ہو صاف ضو
ہین میخانے مین جمع رندان دہر
تکلف سے قابون مین شامی کباب
مجھے بچپنے سے ہے اس مے کا ذوق
وہ ہر بار ہے کوثر و سلسبیل

تکلف نہ کر ساقیا آج تو
دکھا نشۂ مے کی ساغر مین لہر
پلانا مگر وہ مئے مشکبو +
کہ ہر بادہ دہر پر جسکو فوق
منور کرے دل کو جس مے کا نور

فرمانروایان ملک فصاحت و تاج بخشان اقلیم بلاغت تاجدار قلم کو صفحۂ قرطاس پر یون جلوہ آرا کرتے ہین کہ ملک عرب مین ایک شہر مدائن نامے ہے جسکا سواد بہشت نژاد باغ جہان مین فرد پرستان اسکے سامنے گرد ہے لطیف و جانفزا آب و ہوائے + مبارک منزل و فرخندہ جائے + رعیت وہان کی نہایت آباد و شاد حسن مین ایک ایک پریزاد و حور نژاد **شعر** خوشدل تھے سب وہان نہ کوئی دردمند تھا + وہ شہر تاجران جہان کو پسند تھا + زمانۂ سابق مین حاکم وہان کا بادشاہ عالیجاہ سکندر وقار جم اقتدار عاقل و عادل رعیت نواز نہایت ممتاز قباد نامے تھا اسکے عہد عدالت مہد مین شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے سب بآرام تمام بسر کرتے تھے کسی کا خوف نہ خطر چوری کا کھٹکا نہ ڈاکے کا ڈر اس بادشاہ کا لشکر جرار بجد و بیشمار تھا سات لاکھ سوار کچھ تیغ زن کچھ نیزہ دار چار لاکھ پیدل چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو کرسی نشین اشارہ جو دعویدار سلطنت کروڑ سوار کے افسر تیس ہزار غلام مرصع کلاہ زرین کمر چالیس وزیر خوش تدبیر تھے مگر ایک وزیر

سب وزیروں میں نامی سب میں گرامی تھا خوش رو خوش خو نیک روش کہ نام اسکا القش تھا وہ ہر وقت بادشاہ کا مصاحب و ہمدم رہتا تھا سایۂ عاطفت سلطانی سے بے غم نہ کوئی رنج نہ کوئی الم اسکو تھا اس القش وزیر خوش تقریر کا ایک دوست خوش کلام خوش انجام تھا کہ نام اسکا خواجہ بخت جمال جمیل و جیشال تھا وہ مرد صاحب ہنر و کمال بحق اولاد پیغمبر والا شان سے تھا دین جناب ابراہیم خلیل اللہ رکھتا تھا اور داماد حکیم جالینوس کا تھا القش سے اور خواجہ بخت جمال سے کمال ربط محبت اور دوستی تھی وہ دونوں ایک جان اور دو قالب ہر وقت ترقی محبت کے طالب تھے کسی وقت وہ دونوں سوائے حضوری ملازمت بادشاہ جم جاہ جدا نہوتے تھے بلکہ ہر روز القش پہلے بخت جمال کے پاس آتا تھا وہاں سے ہو کر خدمت بادشاہ عالم پناہ میں جاتا تھا اسیطرح چندمدت تک سلسلۂ محبت و رشتۂ الفت بہزار قربان برداری قائم رہا بلکہ ہر روز مستحکم ہوتا گیا یہ اسکو چاہتا تھا وہ اسکی دوستی کا دم بھرتا تھا راہ خلاف و کوچہ بدمزگی بہ پیرایۂ رنج و ملال قدم نہ دھرتا تھا گویا بحر رفتار براے ستم رسانی عاشق و معشوق وفادار تاک میں رہا کرتا تھا چرخ جو گھڑی جو ساعت جو دن جو مہینا جو سال گذرتا تھا بہت غنیمت تھا ایک دن از اتفاقات روزگار دوست و بازی ستم سازی فلک بیداد سے صورت فراق اس شوق و اشتیاق میں دکھلائی دی جیسی باہم دوستی تھی ویسی ہی عداوت پیدا ہوئی مسدس

آزار ہو کیا ستم فلک پیر دیکھیے ٭ رنگ ابرو کمانی پہ ترکش دیکھیے
پیشانی کی دو چین پہ ہر تحریر دیکھیے ٭ زلف رسا کی بلکی زنجیر دیکھیے
عاشق ہوا بنا تھا وہی دشمن ہر جان کا ٭ کیا رنگ ہے یہ گردش چرخ آسمان کا

القش وزیر علم نجوم میں باکمال تھا اور ستارہ شناسی میں بے مثل و بیمثال تھا طالع بگردش ستارگان خوب دیکھتا تھا شمار و اندوہ برج و رخت اختر اسکو بہت اچھا آتا تھا ۔ ایک دن طالع خواجہ بخت جمال خوش خصال کو دیکھا بعلم نجوم صاف صاف حال سب معائنہ ہوا افسوس کیا خون جگر پیا دل نہایت گھبرایا جلد خواجہ بخت جمال کے مکان پر آیا سامنے اس یار کے رویا منہ اشک گرم سے دھویا خواجہ اسکا حال دیکھکر کمال بدحواس ہوا دل کو یہ عالم ہراس ہوا کہا کیوں بھائی خیر تو ہے کیا ہوا تمکو کیا صدمۂ عظیم پہونچا کون جدا ہوا کچھ تو از حال بتاؤ دل تو ٹھکاؤ رو رو کر بولا القش نے کہا اے برادر بجان برابر آرام دل دوستان و راحت روح مشتاقان مجھ پر عجیب و غریب حادثہ کہ صدمۂ عظیم ہوا کہ روح قالب میں بیقرار ہے گریبان قباے دل تار تار ہے چشم اشکبار ہے کچھ چارہ سے بے اختیار ہوں دل کا یہ حال ہے کہ بیان اسکا محال ہے اتفاقیہ کہ بیٹھے بیٹھے جو میں نے تمہارے طالع کو مطالعہ کیا بطریقۂ ہاکذا اس میں معلوم ہوا کہ چالیس روز تمہاری عمر کے باقی اور ہیں بعد وہ صدمہ و اندوہ غم عالم کے ہونگے شعر اے بھائی تم کہاں پھر ہم کہاں ٭ جو ہو ہمدم و ہمدم و ہمدم کہاں ٭ تمام عمر جسکے ساتھ صحبت عیش میں گذاری راحت و آرام سے زندگی بسر کی اب اس یار جانی شفیق جاودانی سے جدائی ہوگی ہمارے واسطے طالع برگشتہ کی برائی ہوگی افسوس صد افسوس ایک دن ہم تم زیر زمین ساکن ہونگے مفارقت کے سامان ظاہر و باطن ہونگے وہ گوشۂ قبر کی تنہائی دوست قدیم سے جدائی نہ یار نہ وفادار نہ مددگار نہ غمگسار نہ شفیق نہ رفیق نہ یگانہ نہ بیگانہ ایک دوسرے سے ناآشنا نہ ہمسایہ نہ نشان تنہا شعر نقد دنیا سے نہ کچھ بھی فائدہ ہم پائینگے ٭ دولت اعمال اپنے ساتھ لیکر جائینگے ٭ مگر اے بھائی خواجہ بخت جمال ایک بات ضرور فی الحال کرنا چاہیے میں طالع سے معلوم ہوا ہے مفہوم ہوا اگر تم چالیس روز تک گھر سے باہر نہ آؤ کسی طرف کو قدم نہ اٹھاؤ کیا عجب ہے اس آفت ناگہانی بلاے آسمانی سے بچ جاؤ حجرۂ تنہائی میں بیٹھے رہو یاد خداے عز و جل کیا کرو کسی سے بات بالکل نہ کرو شہر سے مطلق نہ ہو جب یہ دن سختی کے اور گردش ستارگان کے نکل جائینگے پھر ہم تم اسیطرح ہنسے اڑائینگے خواجہ بخت جمال نے بعد رنج و ملال القش کے کہنے کو مان لیا سب اپنی کیفیت سنکے بدل منظور کیا ایک حجرۂ تنہائی میں اسیوقت سے جاکر بیٹھا یاد خدا و شکر رب العلی کرنے لگا حق کو تا تالیس و ناسی حق

بصوبت مین گذرے شکر بجالایا چالیسوان دن آیا سر سجدۂ خالق سے اٹھایا اُس روز القش بھی خواجہ کے گھر گیا
اور بہت فرحناک ہو کر گلے ملا اور یہ اشعار بے اختیار زبان پر جاری ہوئے اشعار

شب فراق مین غم بھر شہ مجکو تاب آیا
ہزار شکر مرے گھر مین آفتاب آیا
کہ دل جو شش پہ یہ دیدۂ پر آب آیا
خوشا اب ہوا کاشانۂ دل محزون
وہ روز عید کی خالق نے صبح دکھلائی
نظر جو مجکو وہ خورشید بے نقاب آیا
محسود ماغ معطر ہوا بہار آئی
چمن سے گھر مین مرے آج کیا گلاب آیا

ای دوست صادق محب واثق خداے لایزال نے اپنا کرم فرمایا کہ تجھے مجکو پھر زندہ دکھایا ای بھائی بڑے فضل باری جسد جان گزاری ہوا یہ مرحلۂ عظیم طی ہزار بیقراری و کرد گریہ وزاری ہوا یہ روز شب امی ظلمت و سواد بخت بدنور کرم سے نکل گئے یہ ایام با انجام تمام جلوۂ خورشید رحمت سے بدل گئے یہ گھڑیان کٹھن کی اب ٹل گئین گراتی ہی مفارقت سے میرے دل پر چھریان غم والم کی چل گئین اب عنایات خداوند دو جہان سے کبھی جدا نہونگے مدام خرم و شاد و آباد رہینگے لیکن ای بھائی آج یہ جی چاہتا ہی کہ عوض مین ان خوشی کے کسی صحرا ے دلکش کی سیر کرین سبزہ بیگانہ و یگانہ سے دل بہلائین گلہاے رنگارنگ کی فضا دیکھین طائران خوش الحان کی زمزمہ پردازی سنین اگر ہاتھ آئے تو کوئی صید شکار ہو شاد و شاد دل بیقرار ہو جنگل مین منگل ہو ہواے سرد سے خاطر بیکل کو کل ہو معشوق پر یچہرہ کوئی پہلو سے دریا مین بیٹھے سینہ بسینہ لب بلب رہے بوس و کنار بار بار شراب و کباب کا دور دورہ ہو فی الفور خواجہ بخت جمال بشوق وصال معشوق خوش خصال بغفلت انجام ناکام تھا موافق منشاء آیۂ کریمہ کہ اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولایستقدمون ترجمہ اس آیت شریف کلام ربانی الجھو مادون نا گہانی کا یہ ہی کہ حق جل جلالہ و عز شانہ اپنے کلام ہدایت نظام مین ارشاد کرتا ہی کہ گذرنا ہوتا ہی ون گذرنا ہی انسان کے واسطے جو امر وقت معینہ پر موقوف ہی وہ ضرور ہوگا وقت معاہدہ خطیگا بیشک بیشی آئیگا رنگ پاد کھائیگا انسان اس امر اہم سے کہہ نہیں سکتا ہی اپنی کیا بساط رکھتا ہی نظم اسکی عادت کا اور ہی نقشا ✦ آسکی قدرت کا اور ہی نقشا ✦ شام عزلت کا اور ہی نقشا ✦ صبح عزت کا اور ہی نقشا ✦ اب نقاہت کا اور ہی نقشا ✦ زور و طاقت کا اور ہی نقشا ✦ انسان بالکل بے حقیقت ہی ہواے نفس مجازی کی کیا اصلیت ہی زندگی کی کیا ہستی ہی اشیاے ادنی سے جاہ تا اعلی کی پستی رہی ہرچند حباب بھی بے ثبات ہی مگر اس سے کمتر انسان کی حیات ہی جب پلے فنا موج زن ہوا نام و نشان و حیات مثل حباب مٹگیا جب طوفان اجل اٹھتا ہی انسان کو کوئی چارہ نہین ہوتا فنا ہو جاتا ہی قطعہ

سینہ کا دی پہ نگین کی طرح نام ہان بیفائدہ
چین نہ سے کسکو فلک و آپ ہی چکر مین ہی
جو ہری پرنسا ہی تو ای جوان بیفائدہ
جو نشاط زندگی تو زندگی کا لطف رہے
سکن اس بحر فنا مین گر نہ مانند حباب
ہر ہوس راحت کی زیر آسمان بیفائدہ
مثل مہر و مہ وہ گردش مین ہین جنکو ان ہی
ورنہ ہی دون خضر عمر جاودان بیفائدہ
ہی جہان مین خواہش نام و نشان بیفائدہ
ڈال پانی پہ نہ بنیاد مکان بیفائدہ
دیکھ غنچہ کو ہوا آخر مشت پاگل پژمردگی
ہی فلک سے آرزوے عز و شان بیفائدہ
آدم بر سر مطلب خواجہ بخت جمال

مردہ خیال نے القش وزیر کے کہنے کو تسلیم اپنے تئین بہر حفاظت قدر علیم کیا ہرچند میعاد چہل روز تمام ہوئی آلا کچھ ساعتین اس عہد بد عہدی کی شمار سے باقی تھین چونکہ وعدۂ سفر ملک عدم بحکم خداے ذوالاکرام آپہونچا تھا پیک قضا پیام مرگ لیکر آیا خواجہ بخت جمال و القش وزیر خوش خصال دونون گھوڑون پر سوار ہوے راہ صحراے شیر و زار ہو ہوش کار اختیار کی باتین کرتے ہوئے آپس مین محبت کا دم بھرتے ہوے خوشی خوشی چہل قدمی کرتے ہوے صحراے سبزہ زار مین پہونچے چار طرف سیر دیکھنے لگے جس طرف نظر پڑی باغبان قضا و قدر کی قدرت دکھائی دی ہر سمت دشت پر بہار جا بجا گلہاے خودرو سے جنگل بالکل نمونۂ گلشن بہار نسرین و نسترن کے غنچون کی چار سمت بھینی بھینی خوشبو سبزہ کمال ہی بین پر رونق جسکو ہر گلشن پر نکہت سے وہان کے پھولون کی دماغ جان معطر ہوتا ہی سبزۂ بیگانہ پر ہر شاہ نگاہ بیجا کر کے ہوتا ہی چشمے جیئر جا بجا لبریز مین ہرے جھیلین موج

ہو جب کہ دست یار میں جام شراب کا — گھونٹ کا ہو گیا ہو کشیدہ گلاب کا
دریائے خون کیا ہے زری تیغ نے رواں — حاصل ہوا ہے رتبہ سروں کو حباب کا
اللہ رے جمال کا عالم شب وصال — روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا
الفت ہے زلف سے ہو دل داغدار کو — طاؤس کو ہے عشق نہنگا سحاب کا
شستہ عرق میں گل افشاں ہے روئے یار — چھڑکاؤ ہو رہا ہے زمین پر گلاب کا
شیدا ہے نے نشی بلبل کے واسطے — کنج قفس میں حوض بھرا ہے گلاب کا
اے صبح بے لحاظ مجھ کو شتابی ہو — دریا بھی ہے اسیر طلسم حباب کا
سجدے سے میکدے میں مجھے نشہ ہو گیا — ہے جی شراب بادہ تھی راہ صواب کا
مسرور جو ہو عرق رخ سے وہ تن — مضمون مل گیا مجھے جام گلاب کا
ساقی کے دوست شیشے سے گنا ہو دم — انگور سے نوش آتا ہے کھنچنا گلاب کا

خواجہ بخت جمال و الققش دیر شراب پی کر اور گزک و کباب سے مگن ہوئے مشغول تھے امین کمل ہل کر شل شیر و شکر کے کرنے لگے انکی
شیرانی اگلی خوش بیانی کچھوں میں ہارین مزے مزے کی باتوں کی چاہیں یا الفت و محبت کا جوش نشہ شراب میں کچھ ہوش کچھ بیہوشی کا یک
الققش واسطے پیشاب کے اٹھا ایک گوشۂ باغ میں گیا بیٹھکر پیشاب کیا استنجے کے واسطے ایک مقام سے ڈھیلا اٹھایا ایک
سوراخ نکلنا پڑا اسے کھودا تو ایک غار عمیق دکھائی دیا اسکو ایک تعجب سا ہوا کچھ پہلے سوچا پھر اس گڑھے میں اتر گیا دیکھا کہ
ایک لان ہے وسیع خوش قطع کے بارہ در چاروں طرف وشندانوں میں آفتاب کی ضیا ہے چھت میں قلابے لگے ہیں سونے چاندی کی زنجیروں کے
اسمیں حلقے پڑے ہیں ان زنجیروں میں لٹکے سونے چاندی کے پاندان پر ضیا دیکر بے بہا روپے اشرفیاں متعدد کچھ ہوئے لٹکے ہیں معلوم ہوتا ہے
کسی کا خزانہ ہے مال و دولت لازوال ہے وہ مقام بھرا ہوا دیکھتے ہی منہ میں پانی بھر آیا خوشی سے جامے میں سمایا بند قبا ٹوٹ گئے اس دغلے کے چھکے
چھوٹ گئے ایسی خوشی ہوئی کہ شادی مرگ ہو گیا نجار دل کا آب دولت لازوال سے دھو گیا آخر فوراً یہ بھی خیال دل بد مآل میں آیا کہ خواجہ
بخت جمال ہمراہ ہے اس سے نہایت دوستی کی راہ ہے اگر اسپر یہ راز ظاہر ہوا اور وہ حال سے ماہر ہوا بیشک وہ حصہ بانٹ کر کے
خزانہ لے لیگا اگر میں نہ دونگا بادشاہ کو خبر کریگا سارا مال ضبط ہو جائیگا سوائے افسوس کے ایک حبہ ہاتھ نہ آئیگا صلاح وقت یہ ہو کہ
خواجہ بخت جمال کو فوراً مار ڈالنا چاہیے پھر چین سے بے کھٹکے عیش و عشرت کریں لیکن خواجہ سے کوئی فرد راحتہ پھر یہی سوچکر وہ آن
آن پھر اس مقام سے باہر آیا اس غار کو مٹی سے چھپا دیا نشان اسکا مٹا دیا اور آکر پہلوے خواجہ میں بیٹھا پھر اسیطرح ہنسنے بولنے لگا
تھوڑی دیر کے بعد خدمتگاروں کو بلایا اور یہ اعلان سنایا تم لوگ جاؤ اسی وقت جا سے مکان پہ اور شراب و کباب کی کشتیاں و خوان
الوان جسمیں ہر رنگ کا کھانا ہو اپنے ہمراہ لاؤ اور شام کو فرش ہوا ابکا وہم دونوں کے واسطے بچھاؤ آج ہم شب کو اسی باغ میں رہینگے
ہمسایہ کلماے عنبریں میں بسینگے یہ کہکر سب ملازموں کو تو ادھر روانہ کیا اور آپ کچھ فقرے دھوکا دہی کے کرنے لگا خواجہ بخت جمال
کو چپٹ کر ٹے مار اچپت کر کے چھاتی پہ چڑھا اور خنجر آبدار کھینچ کر قصد ذبح کر ڈالنے کا کیا خواجہ بخت جمال بعد بخند و ملال یہ دیکھ کر گھبرایا دل میں
مضطرب انجال آیا کہ آج پیمانۂ عمر لبریز ہوا دوست کا دوست پرمثل دشمن کے خنجر تیز ہوا ایک آہ سرد بھر کے کف افسوس ملے دفعتہ ذاہوش
ہو گئے بخت کے دوئے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا اے یار وفادار میری کیا خطا ہے جو مجکو قتل کرتا ہے میرے خون ناحق سے ہاتھ بھرتا ہے اسوقت
تک مثل شیر و شکر ہم تم دونوں باہم عیش و عشرت میں مشغول تھے طریقۂ محبت و الفت معقول تھے یکایک کیا دل میں سمائی کہ شمشیر
خونریز مجھپر اٹھائی یہ کہکر تشنہ سی سانسیں بھریں اور یہ شعر پڑھا شعر یار اغیار ہو گئے اللہ کیا زمانے کا انقلاب ہوا پھر الققش سے
کہا اے مجھکو بیٹھے بیٹھے کیا ہوا بقول شاعر ایسی کیا بات تیرے دل میں سمائی ظالم دفعتہ سب وہ رسم جلائی ظالم کیوں
تمہیں نے بتایا تھا کہ چالیس روز تیرے بخت میں یہ ایام نحوست میں گھر سے نکلنا مقام خوابگاہ سے اپنے ذلیل اسی طرح زندگی کا تھا
بتایا تھا خیال فاسد دل سے بھلایا تھا شعر چو از چنگال گرگم در ربودی چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی بجز اسکے لایزال
وہ عزت و جلال بیدا کنندہ بے مثال میرا مرے کوئی نہیں چاہتا ہے تو کیوں مجکو ذبح کرتا ہے میں بے قصور ہوں بدکرداری و
بدخلقی سے دور ہوں مجکو بے قصور ذبح نہ کر میرے خون ناحق سے ہاتھ نہ بھر دیکھ پچھتائیگا میرے مار ڈالنے سے تجکو
سر دست کچھ ہاتھ نہ آئیگا قطعہ جو کوئی کسیکو آج کھائیگا یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائیگا اس دار مکافات میں سن اے غافل

بیاد ہو کی آج تو کل پائیگا دیگر بپاداشت تو گر ستم بر من کردہ بر گردن باد و جاند بر من بگذشت ٭ ای بد رو فادار ای الفش وزیر بد بیر
سن یہ دنیا چار دن کی زندگانی ہے مفت میری جان لیتا ہے کیوں آپ خنجر خون چکان مجھ بیٹے کو دیتا ہے پنبۂ غفلت گوش دل سے
نکال میری نصیحت پکڑ خیال شعر نیکی کر نیکی ملے بدے بدی کی بات سے ٭ کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے ٭
اس حرکت ناشایستہ سے باز آ میرے قتل سے ہاتھ اٹھا جو وقت خواجہ بخت جمال نے بہ ملال نے نصیحانہ کلام نیک انجام سنائے
اور سب پہلو اپنے بچنے کے دکھائے الفش وزیر بے توقیر کے بھی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے مگر طمع دولت خزانہ سے
آمادہ قتل خواجہ رہا نہ ہاتھ اٹھایا نہ پاؤں ہٹائے بیعزتی اور بے حمیتی سے جواب دیا کہ ای خواجہ بخت جمال میرا بھی
مجکو قتل کرنے کو جی نہیں چاہتا ہے مگر سبب ہی ایسا ہے کیا کروں مجبوری کا عالم ہے مجکو خود تیرا غم ہے لیکن بدون تجکو مار ڈالے
کوئی چارہ نہیں اب تیرا جینا مجکو گوارہ نہیں ہے سن کیفیت تیرے مار ڈالنے کی یہ ہے کہ مجکو اس باغ میں ایک خزانہ
بیگانہ و دولت لازوال بہت بڑا مال ہاتھ لگا ہے جسکی کچھ حد ہے نہ انتہا ہے میں جانتا ہوں اگر تجکو معلوم ہوگا تو نصف وہ
مجھ سے لیگا میں کیوں ایسی نادانی کروں کہ تجھے کہوں تجکو قتل کرنا بہتر ہے کہ پھر کوئی فساد ہی نہ رہے اسی سبب سے
میں کہتا ہوں کہ یہ جھگڑا اٹھا دوں بنیاد فساد کھود ڈالوں یہ خیال نال رہ رہ کر آتا ہے کہ جو سنیگا وہ ظالم کہیگا پھر اچھا
زمانہ جو کچھ کہیگا تو کہے تا حشر نام اپنا شریک ظالموں میں رہیگا تو رہے بس ای خواجہ بخت جمال اتنے کے واسطے
جھگڑا اور فساد دنیا میں باقی رکھوں اور فتنہ انگیز کو نہ دور کروں یہ قول ش ع تو نے نہیں سنا ہے شعر خداوندان
بکام نیک و بختی ٭ چہا بختی کشند از ہم بہ سختی ٭ خواجہ بخت جمال نے کہا ای الفش وزیر میں قسم اُس
خدائے لایزال صاحب عز و جلال کی کہتا ہوں کہ جسکے قبضہ قدرت میں تمام عالم کی جان ہے اور وہی پیدا کرنے والا حور
و ملک و غلمان و رضوان بشر دینی جان کا ہے اور وحشیان و طائران کا خلق کرنے والا ہے میں ہرگز ایک حبہ اس دولت
بیزوال میں نہ لونگا اور نہ بادشاہ جمجاہ سے خبر کرونگا لیکن تو مجکو چھوڑ میرے قتل سے منہ موڑ بلکہ اسکے عوض میں جو کچھ میرے
گھر میں مال و دولت و مایہ و بساط اثاث البیت ہے وہ سب تو لے لے اور تجھے دست بردار ہوں میں اپنی بی بی ہاتھ
پکڑکے کسی طرف نکل جاؤں اس شہر میں نہ رہوں منہ بھی نہ کروں الفش نے کہا میں ہرگز تیرے قتل سے باز نہ آؤنگا اور
تجکو امان نہ دونگا خواجہ بخت جمال عالم ملال میں تھا مگر بے اختیار ہنس پڑا اور کہا او ظالم بد کیش جفا اندیش شاعر کہتا ہے
شعر دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ٭ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند ٭ ای الفش وزیر انشاء اللہ تعالی بحول
قوت الہی جل جلالہ جیسا ستار و غفار ہے ویسا ہی جبار و قہار بھی ہے بروز حشر و نشر و ستم تحقیق جب پہلے انتقام تجسے
سوال کرے گا یہ بتلا تو کیا جواب دیگا ای الفش تو نہیں جانتا کہ وہ روز کیسا ہوگا اللہ اکبر وہ میدان حشر
لق و دق کہ جسکی حد دوری سوائے پروردگار عالم کے کوئی نہیں جانتا اور مقامات کو اُسکے کوئی نہیں بیان کر سکتا ہے کہ جس میں بحکم
رب العالمین بلندی آفتاب جہانتاب قریب سوا نیزے کے حدت و تمازت اُسکی بعید نہ تھا کہ جسکی گرمی سے اہل محشر تا بہ کمر اپنے
پسینہ میں غرق یہ فقرے وارد حدیث صحیحہ ہیں اسمیں سر مو نہیں فرق سب اہل محشر مرد و زن خرد و کلان بلکہ تمام انبیا اور
اولیا اور اوصیا اور اتقیا نفسی نفسی بآواز بلند پکارتے ہونگے اور اپنی بخشش اس غفار الذنوب سے طلب کرینگے
گروہان کوئی کسی کا آشنا نہوگا نہ کوئی کسی کی التماس عالم یاس خوف و ہراس میں دستگیری کرے گا یہ کہتے کہتے
خواجہ بخت جمال بصد حزن و ملال تھرانے لگا اور آنکھوں سے باران اشک مثل دیدۂ مرشک سحاب بہایا
اور یہ قطعہ پڑھنے لگا قطعہ کن بیکار ہوں روز شمار کیا ہوگا ٭ یہ ڈر ہے ای مرے پروردگار کیا ہوگا ٭ تری تو رحمت بیحد کا کچھ
حساب نہیں ٭ کریم میرے گنہ کا شمار کیا ہوگا ٭ دیگر کیا داد خواہ ہو کوئی اُسکے قتیل کا ٭ عاشق کے خون کو حکم ہے آب سبیل کا ٭

ابو القش وزیر ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہوگا دنیاے ناپایدار پرستش رب بیشمار ہی پروردگار بڑا گناہگار ہوں وہ جب سزا و جزا کے رستگاری پر ہو دوسرے کا خطا وار ہون اسکی بخشش و شوار ہی کیونکہ خداوند کریم مالک ہر خطاب کریگا کہ اس بندہ عاصی سے کیونکر تو اپنا گناہ اُس سے بخشوا جسکا تصور کیا ہو تیرا نیکے بھلائی کو دور کیا ہو شعر جلنے کا نار مین اسکی سزا وہ دیونگے + وہ بخش دیگا تو ہم ہم بھی بخشدینگے + ابو القش وزیر اب بھی تو میرے سمجھانے کو نہیں مانتا اور میرے خون سے دست بردار نہیں ہوتا تو یہ بتا اُسدن کیا ہوگا فقط اپنے علیم گناہ پر مدونا ہو اگر تو اس فعل کا منکر بھی ہوگا تو یہ خنجر خون ریز تیرا گواہی دیگا ہر ایک عضو تیرا شہادت دینے پر آمادہ ہوگا کہ بیشک یہ اس فعل کا مرتکب ہوا کیون دنیا کے واسطے دین کھوتا ہو دریاے معصیت مین اپنے کو ڈبوتا ہی او ناداں پردہ غفلت دیدہ دل سے اٹھا یہ بار گرہ معصیت سر پہ اٹھا دولت چندروزہ کے لیے مجھ ایسے دوست صادق محب واثق کو ذبح نکر میرے خون ناحق سے اب بھی درگذر تو نے یہ شعر کسی شاعر کا نہیں سنا ہی کس خواب غفلت مین سورہا ہی شعر کسی پاس دولت یہ رہتی نہیں + سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہیں + ارے بیوقوف کیون پچھتا پچھتا کر مجکو براے ذبح گھیرتا ہی ناحق اس روپیہ کی غرض مین مجھ بیکس کی حلق پر خنجر خونخوار پھیرتا ہی شعر جو مجھے لگے مین حشر کے حاکم نے کچھ پوچھا + تو سن لیناکہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا + ابو القش نے کہا مجھ ہوا تیرے مین نے خنجر کھینچا گلے پر تیرے رکھ چکا اب مجکو کچھ خیال نہیں دہشت تامل نہیں جب حشر ہوگا دیکھا جائیگا آج تو تیرا قتل ہونا عیش دکھائیگا جب تو خواجہ بخت جمال نے کہا کہ معلوم ہوا میری موت آگئی پردہ دنیا پر اتنی ہی زندگی تھی رشتہ حیات قطع ہوا ملک الموت کو حکم قبض روح مل گیا شربت اجل پینا ہوگا دنیا مین اب نہ جینا ہوگا زندگی محال ہر بیکار ہی قیل و قال ہی خیر اے ابو القش وزیر بے تدبیر آخر تو مجکو ذبح کرتا ہی خدا سے نہیں ڈرتا ہی یہ بندہ پروردگار بحالت اضطرار مرتا ہی گر خیر اتنا کہے دیتا ہون اسکو تو یاد رکھنا خبردار بھول سمجھنا کہ دنیا ناپایدار ایک سراے خراب ہی ہر شخص یہان پا در رکاب ہی ہمیشہ کسی کا یہان قیام نہیں اگر صبح ہوئی تو شام نہیں کوئی آیا کوئی روانہ ہی دن رات یہان کا یہی کارخانہ ہی قطعہ

یہ دنیا سفت کی حیرت کی جا ہی
دکھاتا ہی سبکو نیا طور عالم
جلا جاتا ہی کوئی چل چکا ہی
یہ کچھ اور عالم ہی وہ اور عالم
دوان ہر کبھی کچھ یہان لطف کیا ہی — یہ دار فنا ہی وہ ملک بقا ہی
غرض حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں ہی مثل حباب بحر جہان ہی کم

قرار نہیں ہی کسی کو بقا سواے ذات پروردگار نہیں ہی دیکھ بڑے بڑے شاہان عالی تبار اس دنیا ناپایدار سے کوچ کر گئے اور آنکی قبرون کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہی اکثر شاہون کی قبرون کا نشان بھی ہی تو کوئی دلسوز آنکی تربت پر شمع روشن نہیں کرتا اور نہ پھولون کی چادر چڑھاتا ہی نہ برسون کوئی آنکی لحد کی درستی کرتا ہی نہ سورہ فاتحہ کوئی آنکی قبر پر پڑھتا ہی اب آخری وصیت میری تو یاد رکھنا خبردار بھول نہ جانا کہ زوجہ میری حاملہ ہی عنقریب وضع حمل ہونے والا ہی ایک توڑا اشرفیون کا اسکو بیوہ جنکر لیجاکے دیدینا اور اس سے یہ کہہ دینا کہ شوہر تمھارا ایک تاجر کا ملازم ہوکر سفر کو گیا ہی یہ توڑا اشرفیون کا پیشگی اپنی تنخواہ لیکر بھیجا ہی تمکو یہ براے آب و خورش بہت ہی کم نہیں اُسکے جانے کا کچھ رنج و غم نہیں ہی اور یہ پیام ناکام بھی یاد کرکے عرض کرتا خواجہ بخت جمال پُرملال نے کہا ہی کہ اگر تمھارے یہان بیٹا پیدا ہو تو اسکا نام بزرجمہر رکھنا اور اسکی پرورش و تعلیم مین کوئی دقیقہ اٹھا رکھنا آوارہ نہ ہونے دینا ہر ایک علم و ہنر اور کمال مین سرآمد طاق شہرہ آفاق کرنا اور اگر بیٹی پیدا ہو تو اسکا نام تم اپنی تجویز سے رکھنا تمکو اختیار ہی مگر ابو القش میرے قتل ہو جانے کی خبر اسکو نہ پہونچانا کہ حاملہ کا قلب بہت نازک ہوتا ہی اگر وہ میرا قتل ہونا سنیگی اپنا حال تغیر کریگی بیقرار ہوکے رو دیگی جان اپنی کھو دیگی اور شکم مین ہلاک ہوگا ایک خون کے ساتھ دوسرے خون کا بھی ذمہ دار تو ناپاک ہوگا یہ بھی ایک مجلس خیر تجہیز ختم کرتا ہون اور مین ہر کیف مرتا ہون بیکلے خواجہ نے ابو القش سے کہا بسم اللہ اب تو فعل گناہ قتل پر مستعد ہو جو منظور ہو وہ کر یہ کہکے پھر یہ شعر زبان پر جاری کیا اور سر جان دینے پر

جھلادیا شعر تمنائے دل کچھ نہ حاصل ہوئی + ہلاک عدم جان دشمن ہوئی + پھر کلمۂ توحید شہادت رب مجید بصد رنج و ملال خواجہ بخت جمال پڑھنے لگا اور الفتش وزیر نے اُس خنجر خونخوار سے ذبح کر ڈالا بارگناہ اُس بےقصور کا اپنی گردن پر لیا لاش کو اُس گناہ کے اُسی جگہ دفن کیا مطلق دل پر اُسکے غم و الم نہ لیا اُسی طرح چہرہ بحال خوش حالی بالکل رنج و ملال سے خنجر بہ جیب گریبان میں کیا صحن باغ میں ٹہلنے لگا دیکھا کہ اُس گلشن بےخزان میں چار طرف اوداسی ہوگئی سحاب غم و الم باغ پر چھاگیا گویا خون ناحق برسنے لگے ہر گل گریبان چاک نظر آتا ہے تھالون میں تھالون کے بجائے آب خون بھرا ہے شاخ تا بردار زمین سے ٹکراتی ہیں اشجار اشجار بصد حزن و بیقرار گرے جاتے ہیں نرگس اشکبار غم سے لالہ داغدار سوسن کی زبان بند ہر گل درد مند سوگوار نسرین و نسترن صورت خزاں افسانہ صحن چمن سنبل کو درد و الم سے پیچ و تاب عرق اندوہ سے گلاب اکثر گل بدوش پریشاں ہزار ہیں غنچے مرجھاگئے غم سے فقط زبان نکالے ہیں بلبلوں کو عوض نغمہ سنجی کے نالہ و زاری ہے مرغان چمن کو صدمہ و اندوہ سے بیقراری ہے نہروں کا پانی جوش مارتا ہے ہر حباب ساحل سے ٹکراتا ہے سبزہ ہر روش تر تھا گیا ہے ترک ملال نے پامال کیا ہے الفتش جس طرف دیکھتا ہے ماتم سرا نظر آتا ہے ہر گوشۂ چمن کلبۂ احزان ہے بارہ دری بھی گویا دیوان خزاں کی آمد رخصت بہار ہے سینہ دل خود بخود بیقرار ہے سموم تنی ہوئی چلی آتی ہے نسیم سحر اُلٹے پاؤں پھری جاتی ہے گلچینوں کا ہجوم ہے صیاد کی دھوم ہے عنادلوں نے آشیانے چھوڑے ہیں طائران خوش الحان نے باغ سے منہ موڑے ہیں الفتش وزیر یہ نیرنگی گلشن شاداب دیکھکر گھبراگیا طوطے ہاتھ پاؤں کے اُڑ گئے کلیجہ منہ کو آگیا اتنے میں سب ملازمان دولت حاضر خدمت الفتش وزیر ہوئے مصاحب ہمرازنے مالک کو متفکر و متردد بصورت اندوہ و الم دیکھکر استفسار حال کیا شل خود بدولت رنج و ملال کیا مصر ہو کر یہ چھا اے وزیر باتدبیر آپ کا مزاج کیسا ہے خواجہ بخت جمال کہاں تشریف لیگئے آپکو غم و الم دبے گئے الفتش وزیر نے کہا یہ فکر و تردد ہے وہ قابل بیان نہیں دل بر اب شکا نے ہے جان میں جان نہیں خواجہ بخت جمال مجھے بیٹھے سیر چمن کو اُٹھے ابھی باغ میں غائب ہوگئے نہیں معلوم کیا ہوا اکہیں میری صحبت سے غائب ہوگئے بہت تلاش کیا پتہ نہ لگا کدھر چلے گئے کیا ہوا اُس وقت سے میری طبیعت کا یہ حال ہے برادر خواجہ بخت جمال کے چھپنے کا ملال ہے ظاہر میں یہ رنج و غم کرتا ہوا بارہ دری میں آیا سب کے سامنے یہ اشعار زبان پر لایا

اشعار

تجھے اے شہسوار حسن اگر سفاک ہوتا تھا
تجھے اے توسن عمر رواں چالاک ہوتا تھا
محبت قیس کی لیلی کے دل میں کیوں اثر کرتی
اسے لیلی ہی کے کوچے میں شہر خاک ہوتا تھا
خدا کا گھر ہے تو یا رب جان کو کیوں جگہ دی ہے
نگاہ ناز کو اے شوخ کچھ بیباک ہوتا تھا
طبیعت میں ہو جسکے بخل تم نیا اسکی ہوتی ہے
مری قسمت میں اے ظالم تجھے سفاک ہوتا تھا

تجھے اے دل جو چھوڑے آشناک ہوتا تھا
تو ایسے سر کو پہلے بستہ فتراک ہوتا تھا
جلانے ہی ہمیں کشتہ جو کرتے حال سب کے
پھٹا تھا یا ن گریبان جگر کو چاک ہوتا تھا
محبت میں ہوئی شہرہ کا باعث اپنی گل سی
تجھے تو اے دل ان جھگڑوں سے پاک ہوتا تھا
اسے کہتے ہیں مستی عور پرستی اسکے معنی ہیں
مقرر اہل زر کو صاحب امساک ہوتا تھا

نو جل جلا کر مہت میں کسی کے خاک ہوتا تھا
پھا رہتا ہو گر اس تنگنائے دہر میں برسون
کبھی تریاق بھی بنتے اگر تریاک ہوتا تھا
تجھے کیلئے صحرا پھر کیوں پھرا مجنون
رہا نام سے شکر افلاک ہوتا تھا
بنے تھے دلربا جب تم تو پھر شرم و حیا کیسی
مٹے پر بھی مسجود جم کی مجھکو خاک ہوتا تھا
محبت کی تھی میں نے اور سے کچھ جان کر تجھے

یہ اشعار عبرت آثار الفتش وزیر بھی سنکر سکوت میں گیا مصاحبوں نے اُسکے دل بہلانے کے لیے باتیں شروع کیں اور سمجھا کر ہاتھ منہ دھلوایا کھانا کھلوایا شب اسی باغ میں بسر کی مگر صبح تک عجب دل کو تلاطم رہا یک ہوش و حواس گم رہا سب ملازم جاگے مصاحب خاص اُٹھے سلام گذرنے لگے

ہر علم کے اُستادوں نے اُسکو ہر ایک علم و عمل پڑھایا ہر طرح کے ہنرمندوں نے اپنا اپنا ہنر بتایا حکیموں نے حکمت سکھائی سپاہیوں نے
سپہ گری بتائی پھکیتوں نے پھکیتی بکیتوں نے بکیتی چابک سواروں نے شہسواری اسپ بازی اور چوگان بازی تیر اندازوں
نے تیر اندازی بہادروں نے دست درازی نیزے کا ہلانا گرز کا اُٹھانا تلوار کا لگانا برچھے کا نشان دینا دشمن کو
نوک میں چھید لینا چورنگ کا کاٹنا نعرہ کرکے حریف کو ڈرانا کشتی کا فن ہر طرح کے علم کا جتن خواجہ بزرجمہر نے
حاصل کیا سب اُستادوں نے اُسکو کامل کیا الغرض وہ گوہر درج حکمت جوہر معدن فراست سات برس کا ہوا
سب علم و کمال میں کامل و اکمل فاضل و افضل ٹھہرا ہر طرح کا علم اور ہر صناعی صانع طلسم عالم عقل کل نے اُسکو عنایت
فرمایا کاملین و افضلین دنیا سے اُسکا رتبہ بڑھایا مگر ایک استاد خواجہ بزرجمہر کا اولاد میں دانیال علیہ السلام
پیغمبر کی تھا اُسنے بزرجمہر سے بشفقت و دلاسا کہا ای فرزند ارجمند ای عالم دل پسند میرے پاس ایک کتاب میرے
جد و آبا کے زمانہ کی ہے آجتک کوئی پڑھ نہیں سکتا شاید تجھکو خدا نے کیا یہ دولت علمی عطا کرے دامن امید تیرا گوہر مراد سے
بھرے تجھکو وہ کتاب دیتا ہوں یہ کہکر وہ کتاب نایاب لاکر خواجہ بزرجمہر کو دی غلاف اُس کتاب کا جواہر دوز
ہر سر اسر خوبی اندوز ہر جلد اُسکی طلا کار مرصع نگار دفتی کے بدلے پٹریاں جواہر کی ہیں جدول نقرئی و طلائی
بین السطور کا مینائی کاغذ عمدہ خوشخط نایاب ہر صفحہ کتاب کا لاجواب خواجہ بزرجمہر نے اُس کتاب کو دیکھا اُسکو مطالعہ کیا
چاہا کہ پڑھے مگر مطلق نہ پڑھ سکا نہایت رنجیدہ خاطر اور کبیدہ دل ہو ا رویا اور سر بسجدہ درگاہ الٰہی میں استغاثہ کیا ای مالک
زمین و زمان و ای حافظ کون و مکان عطا کنندۂ علم و کمال بخشندۂ فضل و ہنر بے مثال مسرور کنندۂ دل مستفیضان و مسرت
دہندۂ خاطر فریاد کنندگان یہ دولت لازوال بھی عطا کر میری دعا جلد مستجاب کر فوراً دعا اُسکی قبول ہوئی مراد دلی حصول
ہوئی اب جو بغور اُس کتاب نایاب کو دیکھا اور مطالعہ کیا حرف بحرف پڑھنے لگا معنی عبارت و مطالب و اشارات من و عن
سمجھا سجدۂ شکر درگاہ کریم کارساز رب بے نیاز میں بجا لایا اُستاد نے بہت کچھ دیا مالا مال کیا وہ کتاب نایاب لیکر گھر میں آیا
کسیکو نہ دکھلایا رات دن اُسیکے مشغلے میں اوقات بسر کرنے لگا اور گوہر مضمون سے اُس کتاب لاجواب کے صدف معدن دل کو
بھرنے لگا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ کتاب حکیم جاماسپ کی لکھی ہوئی تھی نام فرحت انجام اُس کتاب کا تختہ گنج جاماسپ نامہ
تھا تمام احوال ماضی و حال و استقبال کا دیکھنے سے فوراً اُسمیں معلوم ہو جاتا تھا یعنی بارہ برس قبل جو کیفیت گذر گئی یا بارہ
برس بعد جو کچھ ہونے والا ہے وہ معائنہ میں آتا تھا ایک دن خواجہ بزرجمہر اُس کتاب مقدس مطالب یعنی دفتر حقیقت اول
و آخر کو بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ پڑھتے پڑھتے ایک مقام پر لکھا دیکھا کہ خواجہ بختجمال بے عدیل و مثال
جو تیرا پدر بزرگوار تھا اُسکو القش نے بصد حسن تدبیر بلا خواہ مخواہ اپنے باغ میں اندرون بارہ دری کے جو فلاں مقام
پر رشیدہ و تابندہ ہے خنجر خونخوار سے بصد حجت و تکرار ذبح کیا اور لاشہ اُس بے قصور و ذی شعور کا اُسی طرح خون آلودہ
اُسی لباس غلطان میں اُسی جگہ گاڑ دیا پس یہ عبارت پڑھتے ہی خواجہ بزرجمہر رونے لگا اشک گرم سے منہ دھونے
شور فریاد و زاری فرزند ارجمند کا سنکر ماں اُسکی بصد بیقراری دوڑی دیکھا کہ فرزند رو رہا ہے جان اپنی کھو رہا ہے بیتاب و بیقرار ہو کر
بھی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور رو رو کر کہنے لگی ای فرزند ای نور چشم مادر دردمند کیوں روتا ہے سبب اسکا کیا ہے کچھ تو بتا حال
دل سنا خواجہ بزرجمہر گریہ و بکا کو ضبط کرکے دلپر سنگ غم و الم دھر کے آنسو آنکھوں سے پونچھے مادر مہربان سے بولا کچھ نہیں
آپ نہ گھبرائیں آنسو نہ بہائیں یہ کہکر آگے عبارت پر اُس کتاب کی جو نظر پڑی معلوم ہوا کہ بزرجمہر اپنے باپ کے قاتل کو قتل کریگا
اور تیغ انتقام کو اُسکے خون سے بھرے گا بجاے القش وزیر بادشاہ نوشیروان کا ہوگا سب مال و متاع اُسکا
تجھکو ملیگا تمام اُسکی جائداد نقد و جنس و املاک پر قابض و متصرف ہو گا خواجہ بزرجمہر یہ مضمون مسرت مشحون

پڑھکر یا دور اٹھایا قہقہہ مارکر خوب ہنسا اور ٹھمک کر ناچنے لگا اسقدر ہنسا اور اچھلا کہ ماں نے اسکی جانا کہ بیٹا میرا دیوانہ ہوگیا ہے
کیونکہ ابھی تو روتا تھا اور اب ہنستا ہوا اور اچھلتا کودتا ہے وہ غل مچانے لگی اور فریاد کرنے لگی ارے لوگو دوڑو جلد آؤ
فرزند میرا دلبند میرا آنکھون کا تارا دل کا پیارا راحت جان آرام دل دردمندان میرا لڑکا دیوانہ ہوگیا کبھی ہنستا ہے
کبھی روتا ہے کبھی اچھلتا ہے کودتا ہے افسوس نام خاندان حکیم کا برباد ہوا ارے میرا گھر نہ آباد ہوا کوئی حکیم آجتک دیوانہ
نہوا تھا ایسا ہیچ کسی پہ پڑا تھا یہ سنتے ہمسایہ کے لوگ دوڑے آئے دیکھنے لگے خواجہ بزرجمہر نے کہا اے مادر مہربان
عالیشان غم نکھاؤ اسقدر نہ گھبراؤ کچھ تردد و فکر نہ کرو بیتاب و مضطرب نہو میں دیوانہ نہیں ہون میں نے کتاب
لاجواب دن لکھا دیکھا ہے کہ القش وزیر نے میرے پدر نامدار کو قتل کیا ہے یہ عبارت پڑھکر میں رونے لگا جب آگے پڑھکر
اس کتاب پر نظر کی معلوم ہوا کہ اپنے باپ کے قاتل کو میں قتل کرونگا اور اسکی جگہ پر بعہدۂ وزارت بکثرت حشمت قائم مقام
ہونگا اور القش کی تمام دولت و خزانہ و مال متاع و جائداد نقد و جنس و املاک میرے قبضے میں ہوگی ستارا میرا
عروج پر ہوگا اس مضمون مسرت مشحون سے مجھکو ایسی خوشی ہوئی کہ میں ناچنے کودنے لگا اور اسقدر ہنسی آئی کہ
کسی طرح موقوف نہوتی تھی پھر اہل محلے سے کہا آپ لوگ کیون گھبرا کر اپنے گھر سے نکلے اور کسواسطے بیتابانہ آئے میں تو
اچھا ہون کوئی عارضہ یہ بیماری دیوانگی ہے آپ لوگ اپنے اپنے گھر تشریف لیجائیے تکلیف نہ فرمائیے یہ کلام مسرت انجام
خواجہ بزرجمہر سے سنکے سبکے حواس باختہ بجا ہوئے دل ٹھکانے لگے انتشار دور ہوا بہجت و شادمانی کا دورہ ہوا اب
حسرت دور ہوئی دل میں آمد شادی سرور ہوئی تمام اہل محلہ اور ہمسائے والے جو جو اسوقت عالم یاس و ہراس میں دوڑ کے
چلے آئے تھے سبکے سب شاداں و فرحان تبسم کنان اپنے اپنے گھر کو گئے اور خواجہ بزرجمہر اپنے کام میں مشغول ہوئے

جنبش قلم داستان شوکت بیان جانا خواجہ بزرجمہر کا اس باغ میں کہ جہان خواجہ بخت جمال باکمال پدر نامدار بزرجمہر کو القش وزیر نے قتل کیا تھا اور پہچاننا القش کا خواجہ بزرجمہر کو اور رحیم علی دہقان اور بچانا پروردگار کا خواجہ بزرجمہر کو القش وزیر کے ظلموں کے ہاتھ سے بیان کیے جاتے ہیں۔ ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ رنگ ترے میکدے میں کیسی ہے جنگ
ائے دور گردون سے یہ کیا کیا کہ زمانے کو منقلب کردیا

نہ وہ شیشہ ہے نہ خم و سبو اکیلا سر تخت ہے تو ہی تو
قدح ہیں شکستہ دارو خمے ہیں جدا الالم ہے بگڑا ہے سب انتظام

تڑپتے ہیں سب میں نادان دہر یہ دریا بہا کہ ہے خون کی نہر
نہ مے گلگون نہ اچھا ہوا بھی ذرا سی نہ ساغر میں بھی رہ گئی

وہ دور آخر گیا دور اور ہے ہے جنگ و جدل اب ترا طور ہے
ہے گردش میں اب طالع نارسا کوئی دم میں ہے دور دورہ رکا

ہے اب آمد ساقی با کرم وہ ہے عالم و ذی رتبہ عالی ہمم
ستارے کو ہوا ہے آگے عروج زمین زیر گردانکے بارہ برج

وہ صبح انجم وہ اختر شناس وہ ہے طالع خسروان اساس
نہ تیری ہے نہ مینا کی خبر ہی اب اس میکدے کی ات ہے ہمرہی

وہ کھینچے گا اب تیغ انتقام بیان کا ہوا اب ہے اسکے انتظام
ہر جلوہ دکھلا چمن لالہ گون سنا انکے تھا زمین جیسے خون

غزل

دہن ہیں یہ انکے گمان کیسے کیسے کلام آتے ہیں درمیان کیسے کیسے
زمین چمن گل کھلانی ہے کیا کب بنا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

تمنائے شیرین میں اہل محبت گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے
بہار آئی ہے نشہ میں جھومتے ہیں مہ رویان ہیں مہ نشان کیسے کیسے

عجب کیا چھٹا روح سے جان تن گئے راہ میں کاروان کیسے کیسے
شب ہجر کی کانٹے جو بلکہ لیے ہیں ہیں یوسف سے اخوان کیسے کیسے

سر نزع بھی بید قاتل نے دیکھا تڑپتے ہیں یہ بیجان کیسے کیسے
نگور سکندر نہ ہے قبر دارا ملے نامیوں کے نشان کیسے کیسے

بہار گلستان کی ہے آمد آمد خوشی سے ہیں نغمہ زبان کیسے کیسے
تو مدہوشی تیری ہمارے سیا توانا کیے ناتوان کیسے کیسے

ملا ہو وہ اہل عالم میں گھر گھر تماشے لیے ہے جہان کیسے کیسے
غم بخشد و رنج و اندوہ و حرمان ہمارے بھی ہیں مہربان کیسے کیسے

ترے ملک قدرت کی قربان آنکھیں	دکھائے عجب شہر و دیوان کیسے کیسے	اگر ہو شکر نعمت جہان تک وہ کم ہے	عزت لوٹتی ہو زبان کیسے کیسے

شعر شگفتہ شاخسار نظم + نمودند این داستان را رقم + گل چینان گلہاے حدیقہ خیالات رنگا رنگ و گلبنت دان
ریاضستان طبیعت جدا امنگ سے داستان رنگین بیان کو صفحۂ قرطاس گلشن اساس پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک دن
خواجہ بزرجمہر سے انکی مادر گرامی نامور و نامی نے کہا کہ اے فرزند ارجمند اگر عالم بیکاری مین برائے اوقات گزاری
خانہ نشینی اختیار کرے کوئی شخص اپنے پاس سے صرف کرکے کھائے کیسی ہی دولت لازوال اور متاع و مال ہو چند سے
مین خرچ ہو جاے سب بیٹھے بیٹھے کھائین تو کوہ مین گنجے خالی ہو جائین اب میرے پاس ایک حبہ بھی نہین باقی جو صرف
کیا جاے خواجہ بزرجمہر نے اپنی والدہ سے یہ بات سنکے سکوت کیا کچھ جواب دیا تھوڑی دیر کے بعد اٹھکر بازار مین
آئے دکان پر ایک قصاب کی پہونچے کہ وہ قصابون کا چودھری تھا سب قصاب اُسکے تحت حکومت تھے اور وہ چودھری
بادشاہ کا ملازم بھی تھا بزرجمہر نے اُس سے کہا دو من گوشت خوب اچھی طرح صاف کرکے تولدو ذرا سا بھی چھیچھڑا
بوٹی مین نہو قصاب نے بزرجمہر کے کہنے سے دو من گوشت خوب بناکر تولا اور ہنسکر جسے کہا کہ دام اس گوشت کے
دلوائیے آدمی کو بلوائیے جہان حکم کیا جاے وہان یہ گوشت پہونچا دیا جاے پورا پورا تول آئیگا کچھ جھگڑا نہ نکلیگا بزرجمہر
قصابون کے چودھری کا کلام سنکے بہت ہنسا اور کہا واہ چودھری جی کیا دل گردہ تمہارا ہے ڈبے ڈبے کا اشارہ ہے
مین سر ہوگیا سیر مین پنسیری کا دھوکھا ہے ایسی بے انصافی اچھی نہین یہ بات آجتک کسی نے کی نہین تم اتنی مدت سے
بادشاہی چوداہون سے ملکے غبن کیا کرتے ہو حاکم سے نہین ڈرتے ہو اب دو من کا ایک من دیتے ہو یہ دھوکھا اور
ایسے غبن اچھے نہین چوری تمہاری مجھپر ثابت ہوگئی کیا مضائقہ اگر ابھی جاکر سرکار مین خبر کردون پکڑے جانے ہو
زحمت اٹھاتے ہو اسقدر مال و دولت بلا شرکت غیرے تمنے پیدا کیا ہے اور کسی رفیق اور صاحب کو بادشاہ کے نہین دیا ہے
چودھری یہ بات سنکر بہت گھبرایا تھا ٹھیک ٹھیک چوری یا ندامت سے سر جھکایا ڈر کر تھرایا خواجہ بزرجمہر کے پاؤن پر گرا
اور عرض کیا اے صاحبزادے بلند اقبال یہ حال اور یہ راز مخفی کسیکو نہ معلوم ہوا آپ کا فرمانا مجھکو سب طرح قبول و منظور ہے
گوشت کی کیا حقیقت ہے اس نمک حاضر خدمت ہو بلکہ میری جان و مال آپ پر صدقے ہو آپ کو اختیار ہے آپکے قبضہ مین
میرا اسوقت ہے جب آپ چاہین بادشاہ سے کہکر مجھے قتل کروادین کوئی آپ سے بچکر کہان جائیگا آپ کو ناراض کر کے
بچ جائیگا برائے خدا یہ راز کسی اپنے ہمراز سے بھی نہ کہنا اس بات کو دل ہی دل مین لئے رہنا یہ بار احسان مجھپر
ہوگا مین عمر بھر آپ کے احسان سے باہر نہونگا اب بالفعل اس ایک من کے بدلے مین دو من گوشت ہر روز در دولت
حضور پر پہونچاے جاؤنگا کبھی سرتابی نہ کرونگا بزرجمہر نے کہا خبردار کبھی اسمین فرق نہونے پائے روز دو من
گوشت پہونچ جانے چودھری نے قصابون کے ہاتھ وہ گوشت اُنکے گھر پر پہونچا دیا بزرجمہر آگے بڑھا ایک بقال
کی دکان پر آیا وہ بنیا بادشاہ کے یہان جنس دیا کرتا تھا اور نقد لیا کرتا تھا بزرجمہر نے اُس بقال سے کہا کہ دو من
آٹا تول مہین اور عمدہ مثل میدے کے ہو بقال نے کہا بہت تحفہ باریک مثل میدے کے ہے پوڑی بڑی پتلی پتلی چپاتیان
بلکہ پراٹھے پاپڑ بیان بکو اپنے نوش فرمائیے مزا دنیا کا اٹھائیے پھر تشریف دکان پر لائیے یہ کہکر بنیے نے دل کی
گرہ کھولکر آٹا تولکر بورے مین بھر کر کہا اسکو دولت سرا پر پہونچوائیے دام آٹے کے لائیے بزرجمہر نے کہا
اے بقال بد دیانت بالکل تجھکو حیا و غیرت نہین بادشاہ کے باورچی سے ملکر دس جیتل من غلہ روز چُراتا ہے تجھکو
خوف نہین آتا ہے بنیا کھلاتا ہے آٹھ چار کرکے باتین بناتا ہے منت کی روٹیان کھاتا ہے ستم شرم سے نہین
جھکاتا ہے مجھکو خوب سب حال معلوم ہے تو بڑا کٹنگ اور شوم ہے یہ دولت سب دی ہے جو تو نے

غسل کرکے جیع کی ہے ابھی جو ہر روز کی چوری کا حال سرکار میں کہوں اور سب کیفیت بیان کردوں تو تیرا گھر و سارا ضبط ہوجائے پھر کچھ تیرے بنائے نہ بنے بقال نے جو سب باتیں بچے کی ٹھیک ٹھیک سنیں گھبرا کر گڑگڑانے لگا بزرجمہر کے پاؤں پکڑ پڑا اور ہاتھ باندھکر کہنے لگا ای نامی گرامی ای مقرب بادشاہ خانہ زاد آپ کی خدمت گذاری سے کبھی باہر نہوگا دو من آٹا روزدر دولت حضور پر پہونچا کریگا بزرجمہر نے اسکو اپنے گھر کا پتا بتا دیا وہ آٹا بقال نے پہونچا دیا بقال کو تاکید کی کہ خبردار ہر روز کے راتب میں فرق نہ آئے بزرجمہر نے آ کے ماں سے کہا ای مادر گرامی دای پرورش کنندۂ فرزند دلبند دو من گوشت اور دو من آٹا آپ کے یہاں ہر روز آئے گا پرورد گار رزاق مطلق جو رزق پہونچا یگا ماں بزرجمہر کی نہایت خوش ہوئی اور فرزند کی سر سے پانک بلائیں لیں سینے سے لگایا اور گھر کے کاروبار میں مشغول ہوئی اوقات بخوبی بسر کرنے لگی ایک دن ماں نے بزرجمہر کی کہا ای نور چشم آٹا اور گوشت تو اتنے کھانے کو دیا مگر ساگ پات ترکاری کبھی نہیں کچی ساگ کھانے کو میرا بہت دل چاہتا ہے بزرجمہر نے کہا کہ اگر ممکن ہوگا تو کسی دن کسی کنجڑن سے ساگ لا دونگا پھر بزرجمہر اٹھے گھر سے باہر نکلے ساگ کو بہت تلاش کیا مگر شہر میں کہیں دستیاب نہ ہوا آخر کار تلاش کرتے کرتے شہر کے باہر آئے تقدیر نے اور ہی سرسبزی کے سامان دکھائے بخت نے رہبری کی طالع رسا نے جلوہ گری کی ہمت نے اسکی جادۂ چشم دکھائے اقبال نے یہ اشعار پڑھکر سنائے غزل

ممکن نہیں ہو دوسرا تجھسا ہزار میں
صیاد باغ باغ نہوئے بہار میں
خون جگر سے اپنا غم دل ہوں پالتا
آتا ہوں تند خوئی کو اس گل کی خار میں
صحرائے دل کی سیر تو مجنوں ذرا کرے
وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار میں
ایک آفتاب خانۂ زین کا ہے اشتیاق

ہونا ہوا اک بہشت کا دانہ انار میں
ای ترک ست مہر خدا عید گاہ چل
رکھتی ہے طفل اشک کو ترکان کنار میں
کیا کیا گلوں نے کان میں اپنے گہنے کیے
محمل سوار ہوا ہی گرد غبار میں
آیا وہ مہروش جو کبھی قبر پر مری
مانند گرد راہ ہوں منکر سوار میں

بلبل نہ آئے اپنی تنکا رہ میں
آہو کباب ہوتے ہیں شوق شکار میں
دکھلاتی ہے بہار خزاں میں بھی سیر باغ
آمد کو سنکے یہ کی فصل بہار میں
ہمدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے
دن کی سی روشنی ہوئی کنج مزار میں
برباد ہو رہے ہو کچھ آتش جمیں نہیں

ہستی خراب اپنی بھی ہے اس دیار میں

بزرجمہر کو جب ساگ فرمائش مادر نامدار ڈھونڈھے سے بھی بازار کہیں نہ ملا تو یہ خیال آیا کہ چلو کسی باغ میں ضرور ہوگا جسطرح بنیگا لاؤنگے اور اپنی مادر مہربان کو دینگے کہ خوشنودی انکی موجب رستگاری اپنی اور خوشی پروردگار کی بھی ہے شہر سے باہر بزرجمہر چلے جاتے ہیں اور دل میں خیالات فرمائش مادر مہربان آتے ہیں ناظرین پر واضح ہو کہ اسی طرف وہ باغ دلکش تھا کہ جو وزیر الفقش کا آراستہ و پیراستہ کیا ہوا تھا بہار سبزہ زار شکل عروس سجا ہوا تھا شگوفوں میں پھولوں کی چلی آتی ہیں بلبلیں نغمہ سرائیاں اپنے آشیانوں میں کرتی ہیں قضائے کار و باتفاق روزگار بزرجمہر اسی جگہ پہونچے کہ جس باغ میں الفقش وزیر نے انکے باپ کو قتل کر کے لاش دفن کی اور عمارت عمدہ اس دولت لا زوال سے بنوائی خواجہ بزرجمہر اس جگہ پہونچکر ٹھہرے اور در باغ سے باغبان کو آواز دی وہ آیا اسکو ایک درم نکال کر دیا اور یہ کہا کہ ای باغبان مجھے تھوڑا ساگ یہاں سے توڑ کر لا دے خوف و خطر کو دل میں نہ جا دے باغبان نہایت شاد و مسرور ہوا دل میں بیحد خوشی کا دور ہوا خواجہ بزرجمہر کو ٹھہرا کر ساگ توڑنے ایک کیاری کی طرف گیا بیٹھکر ساگ نوچنے لگا خواجہ نے دیکھا کہ ایک گوسفند دلپسند قریب سبزۂ روش چمن پر بندھی ہے ہر بار گھانس کیطرف رغبت کرتی ہے مگر پہونچ نہیں سکتی ہے کیونکہ ڈوری اسکی تنگ ہے بھوک سے نہایت تنگ ہے خواجہ نے دیکھا کہ باغبان تو ساگ نوچنے میں معروف ہے ادہر سے غافل ہے جو قوت ہے چپکے سے ڈوری اس گوسفند کی کھولدی وہ نہایت دلمیں شاد ہوئی گویا خضر نے راہ بری کی وہ منہ سے سبزہ اور درخت عمدہ تر و تازہ کھانے لگی

گھاس چبا چبا کر تھوکنے لگی باغبان نے جو دور سے دیکھا غصہ کرکے دوڑا پھر اس گوسفند کو سبزہ سے دور باندھ دیا اور ساگ ٹھیک کر کے نوچنے لگا خواجہ بزرجمہر نے شفقت بجا اسکو کھول دیا ابکی اس گوسفند نے علاوہ روش اور گھاس بہت سے درخت نوچکے کھائے باغبان یہ دیکھکر اشک حسرت دیدہ گریان سے بہائے اور غیظ و غضب سے ساتھ اُٹھا ایک بیلچہ لوہے کا نوک دار آبدار تھا کہ اس سے وہ باغبان تھالے درختون سب کے بناتا تھا اور کیاریان درست کیا کرتا تھا وہی بیلچہ اُٹھا کر اس جلاد نے گوسفند کو کھینچ مارا وہ بطلق خوف اور رحم نہ کیا نوک اس بیلچہ کی شکم گوسفند مین در آئی اس بیلچہ سے ایک ندی خون کی بہائی روح اس گوسفند کی جسم سے نکلکر چلی گئی باغبان واہ کیا بہادری کی

بموجب اشعار آبدار اشعار
شوق ذبح نے طلوایان آنکھون کا فریب
اور لٹے تھا ارادہ یان مجھے فریاد کا
دام مین لاکر کیا جب بن چھری نے حلال
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا

برق خرمن ہر کبھی نالہ دل ناشاد کا
الفت گل سامنا کروا تی ہو صیاد کا
قتل کرنا ہو اشارے سے وہ چشم مست کے
باغبان ... ہو گیا عاشق ہر ے دنیا کا
رہ گیا تسمہ جو گردن مین لٹکا تو رہیے

گوسفند ... نہین اور آسمان فریاد کا
گوسفند محشر مین جاتے ہی جہنم مین پڑا
حکم سلطان سے ہر خونریزی عمل جلاد کا
گردش ... چشم بتان سے ملگیا میں خاک مین
کھینچکر دامن ... کیا دل توڑنا جلاد کا

یہ دیکھکر خواجہ بزرجمہر نے بڑا افسوس کیا اور باغبان سے کہا او باغبان تو بڑا نادان ہے تجھکو اس گوسفند کے حال پر کچھ رحم نہ آیا جو تو نے تین بے زبانون کا خون بہایا باغبان نے کہا دو بے زبان وہ کون سے ہین کہان ہین خواجہ بزرجمہر نے کہا اسکے شکم مین نہان ہین یہ گوسفند تو حاملہ تھی اسکے پیٹ مین دو بچے ہین باغبان نے کہا آپکو کیونکر معلوم ہوا حال اس گوسفند اور دونون بچون کا کس طرح مفہوم ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا بندہ حکیم حاذق ہون کاذب نہین قول کا صادق ہون حکمت کی رو سے سب حال اور صفت اور نشان ظاہر و باطن شکم کا جانتا ہون باغبان نے کہا فرمایئے کہ وہ بچے اس گوسفند کے پیٹ مین کیسے ہین بزرجمہر نے کہا ایک نر اور ایک مادہ ہے نر تو سادہ ہے مگر مادہ برنگ سفید سیاہ گل اُسکے چشم پر ہین اور دم بھی ... باغبان حیران ہوا اور دل مین کہا کہ یہ شخص شاید علم غیب مین مہارت رکھتا ہے جو اس گوسفند کے شکم کا سب حال بتلاتا ہے اتفاقاً القش وزیر بایکار اپنی معشوقہ بدکردار کو لیے ہوئے کمرے پر گرم اختلاط تھا شراب خواری کر رہا تھا خواجہ بزرجمہر باغبان کو کمرے سے دیکھ رہا تھا نشہ مین جھوم رہا تھا سب باتین باغبان اور خواجہ بزرجمہر کی اُسنے سُنین غرفہ سے اُس کمرے کے منہ نکالکر جھانکا بولا۔ اُسکو دیکھا ایک غلام زرین کمر چست و چالاک عتاب مالک سے خوفناک مقرب خدمت وزارت کھڑا تھا اُس غلام سے کہا کہ باغبان اور اس لڑکے کو بلا لا غلام جا کر جلد خواجہ بزرجمہر اور باغبان کو بُلا کر لایا سامنے مالک کے حاضر کیا اور گوسفند کشتہ کو بھی لیجا کر دکھا القش وزیر نے حکم دیا کہ شکم اس گوسفند کا چاک کر دیکھو خوف و باک کرو بموجب حکم کے غلام نے شکم اس گوسفند کا چاک کیا بقول شخصے۔ سیٹ پر سو درست غرض جب دیکھا تو درحقیقت جو حال خواجہ بزرجمہر نے کہا تھا وہی ہے کہ دو بچے گوسفند کے شکم سے نکلے ایک نر اور ایک مادہ لیکن نر سادہ ہے اور مادہ سفید رنگ اُسپر سیاہ گل القش نے کہا واہ واہ اور متعجب ہوا خواجہ بزرجمہر سے پوچھا تم کون ہو کہان رہتے ہو کسکے بیٹے ہو خواجہ بزرجمہر نے کہا مین فلان جگہ رہتا ہون اور خواجہ بخت جمال باکمال کا بیٹا ہون القش وزیر یہ سنتے ہی مثل چوب بید لرزنے لگا دل سینہ پر کینہ مین ترسان ہوا سوچا کہ جب اسنے حالات گوسفند بہ ہوشیاری بتلائے یہ بڑا عقلمند ہے مجھکو بھی ضرور پہچانے گا کہ قاتل ہون اسکے باپ بخت جمال کا بیشک پیچھا کر دے میرے قتل کا ہوگا اسکی فکر ابھی کرنا چاہیئے

اسکے خون سے ہاتھ بھرنا چاہیے کہ اسوقت میرے قبضہ میں ہے اگر تو اسوقت چوکے گا تو آئندہ یہ ضرور تجھکو ہلاک کریگا یہیں ہے القصہ اب
اسے جلد گرفتار کرکے قصہ دولت دنیا کا پاک کر کہ تا کہ چمن لالہ زار سے صدائے نالہ وزاری آئی بعینہ مضطر و بیقراری بلبلوں نے شور مچایا
یہ اشعار پڑھے گلوں کو رولایا اشعار

قفس کو بند کیے ظلم کیوں صیاد کرتا ہے
قیامت یگانہ کے حال پر افلاک کرتا ہے
ارے چرخ طبیعت ای شجر خار نہیں رکتی

ارادہ قتل کا کسواسطے سفاک کرتا ہے
زمین بیداد پہ ہر گل گریبان چاک کرتا ہے
گلستان کو آج تاراج باغبان فصل بہاری میں
مرہ افلاک ظلم پہ توسن چالاک کرتا ہے

ارے ناپاک قصہ نیک پہ کا پاک کرتا ہے
کمر باندھی ہے جلادی پہ یہی تو نے اے قاتل
کوئی نادانی ایسی صاحب ادراک کرتا ہے

یہ اشعار آبدار سنکر ہر گل پژمردہ ہوا
ہر برگ نہال تازہ کف افسوس ملنے لگا ہر گل سوسن کر زبان درازی اسکی مشہور عام ہے اسکا غمگین دل ناکام ہے حسب حال
یہ اشعار زبان پر لائی طراری اپنی عنادل کو دکھائی

نظم

اے دل غم الفت سے مضطر کچھ نہیں تو کچھ نہیں

چشم نم اب گریہ تر کچھ نہیں تو کچھ نہیں
عمر ہے ساقی کہ ہستی کا نہیں کچھ اعتبار
اور جو ہے تو اول تکدر کچھ نہیں تو کچھ نہیں
غم نہیں جسکے ہونے کا سبب پیدا ہیں ہم
اور آسمین تو بچے ہر کچھ نہیں تو کچھ نہیں
حسن خوبی تازہ خوشی سبھی لیکن خلق ہیں

ہے وہ بتخانہ میں کعبہ میں ہر جگہ موجود ہے دل ہر جگہ
تو ہی ہے جا ہر کے ساغر کچھ نہیں تو کچھ نہیں
خوبی تقدیر کے ہیں ہاتھ ساری خوبیان
ہے تو ہے سب کچھ میسر کچھ نہیں تو کچھ نہیں
خانۂ دل کم نہیں رتبہ میں بیت اللہ سے
رحم تجھ میں ہی شکر کچھ نہیں تو کچھ نہیں

وہ اگر دل ہی کے اندر کچھ نہیں تو کچھ نہیں
ہے ترے دل کی کدورت سے یہ دل پر غبار
اور اگر اے دل مقدر کچھ نہیں تو کچھ نہیں
خوبی جوہر ہے انسان کی قدر و منزلت
گر ترے نزدیک یہ گھر کچھ نہیں تو کچھ نہیں

یہ اشعار بھی بگوش دل بیقرار ہی زار زار
القصہ وزیر نابکار بے ہنر نے بلبل و گل کی زبان حال سے تیغ گر مطلق خیال انجام دل ناکام میں نہ آیا رحم دل سے نہ اٹھا
اشارہ اسی غلام بدانجام سے کہا کہ جا اس لڑکے کو گوشہ چمن میں پکڑ لیجا اور ذبح کرکے دل و جگر کے کباب بنا کر لا کہ میں بعد
شراب خواری مثل گزک کے کھاؤں اور آتش فرقت و خطرہ دل پر کینہ کی جو ہنوز سینہ میں بھڑک رہی ہے بجھاؤں یہ سنتے ہی وہ
غلام حبشی ظالم اظلم ابدی خواجہ بزرجمہر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا گوشہ چمن سبزہ زار میں لالہ زار کرنے کو لیگیا اس طفل
حسین مہ جبین پر مطلق رحم نکیا اور زمین پر اسکو پچھاڑا قدم جلادی چنستان میں گاڑا شمشیر آبدار میان سے کھینچ کر ارادہ قتل کا
کیا اب ناظرین با تمکین کو واضح ہو کہ خواجہ بزرجمہر فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال بہت کم سن کھیلنے
کے دن بلکہ نہایت خرد سال وہ صاحب حسن و جمال تھا اور وہ غلام حبشی جوان پہلوان صاحب تن و توش بہادری کا جوش
قوی ہیکل صورت دیو تھا اس طفل خواجہ بزرجمہر کا کچھ بس اور زور نہ چلا گر کر بچھڑ گیا وہ اسکے سینہ پر چڑھ بیٹھا گرچہ
سب رحمی اور جلادی دیکھکر رنگ چمن دگرگون ہوگیا ہر گل کا جگر خون ہوگیا نالہ ہائے بار بار شگر اسنے لگے اور گل صد برگ
کامرانی کا غم کھانے لگے لالے کا داغ جگر تازہ ہوگیا خون ٹپکنے لگا نرگس بیمار اشک گرم گل رخسار پر بہانے لگی سوسن کا
دل آتش حسرت و یاس سے جلانے لگی جا البیلا بن بھول گیا نہایت پژمردہ خاطر ہوا سرو شمشاد ہرچند کہ ایک پانون سے
کھڑا تھا مگر بچانے کو اس گل رعنا کے دوڑا سنبل پیچ و تاب کھانے لگی دل سے آہ آہ کی صدا آنے لگی غنچے مرجھا گئے
نسرین و نسترن کے قلب تھم اے بلبلین آہ و نالہ کر رہی تھیں کس حسرت سے ہاتھ جگر پر دھرتی تھیں طائران چمن بلبلاتے
تڑپ تڑپ کر آشیانوں سے نکل آئے لیکن جب بزرجمہر نے اس سیہ قلب غلام حبشی کی یہ جلادی اور
رسم ایجادی و بیدادی دیکھی آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور کہا کہ اے مرد خدا تو کسواسطے میرا خون ناحق کرتا ہے انصاف کر نہ خدا
سے نہیں ڈرتا ہے اسنے کہا اپنے آقا کے حکم سے تجھے قتل کرتا ہوں میں کسی سے نہیں ڈرتا ہوں دل و جگر
تیرا کباب کرکے اسکے واسطے لیجاؤنگا وہ مجھسے خوشنود و راضی ہوگا خواجہ بزرجمہر نے کہا ایکبات میری

تن اور سر کو دھن پھر مجکو قتل کر شمشیر کو میرے خون سے بھر اژدرے حکمت مجکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو القش وزیر
بے تدبیر کی دختر نیک اختر سیمبر گلبدن غنچہ دہن خوش جمال بیمثال ملکہ جمال پریوش مہ خصال پر عاشق و فریفتہ ہے اور دل
تیرا اسیر شیفتہ ہے شوق وصل مین اسکے تو بیقرار ہے مگر وہ سیمبر جیسے بیزار ہے ہر وقت تصور اسکا پیش نگاہ ہے اس آئینہ رو
کو جیسے اُسکا سرور وہ تیرے ہاتھ نہین آتی ہے حیلہ وحوالہ کرتی ہے جب غلام حبشی یہ راز دل اپنا سنکر متعجب ہوا اور
شعلۂ عشق معشوقہ دورنما نازک ادا ملکہ جمال پری تمثال کا جو جگر کا ایک آہ سرد جگر پرسوز سے کھینچی اور زار زار مثل ابر نوبہار
رونے لگا سر پکڑ کر جان کھونے لگا اور یہ شعر پڑھا **شعر** مر گئے ہم تو چاہ مین تیری * پر نہ [illegible]
نگاہ مین تیری * افسوس صد افسوس اُس گل خوبی نے ہمہ و محبوبی پر میری جان جاتی ہے اور وہ مطلق توجہ نہین فرماتی ہے

ہو جب اشعار **نظم**
تصور مجکو رہتا ہے ہمیشہ رخ جانان کا
کہون کیا مین کہ لگا دی ہے ابروے جانان کا
سپاری ہے وہ ہر دم تلوار ہی سے کام لیتے ہین
اثر کچھ آ گیا میرے بھی دل مین مجھ سے جانان کا
نہ دیکھو نوبت اسی ہم ہمہ سوز غم جگر میرا
جلا یہ بیچ ہجر اُلفت گیسوے جانان کا
جلا آخر کو مجھ ہی ادنا شاخ ہے اُسکی
جلا ہم خاک نثار کر کے رخ جانان کا
سیہ حسن کا یہ اک ہلال زرکشیدہ ہے
چھپا تیری پلک شرم تھا مین جا دو جانان کا
نمایان کب ہوا یہ خال پیشانی روشن پر
بہت مشتاق ہے عاشق جال اُٹھے جانان کا
کہین عاشق بھٹکتے ہین کہین بسمل پھڑکتے ہین
رہے سر کے تلے تکیہ مگر زانوے جانان کا

ازل سے عشق ہے دل مین مرے گیسوے جانان کا
ہر ادنی پیچ ہے گویا مار ابروے جانان کا
یقین ہے دل مجکو ہو گیا زلفون کے سودے مین
ہر ایک کی آبرو گر عشق ہے بڑھے جانان کا
یہی کیسا خیال ہے کبھی آتا نہین آسین
تعجب کیا یہ مگر لگا دیا ابروے جانان کا
سرے تلی نہ بیٹھی پتلون نقش پا یک بھی
مجھے لوبے پہ دھوکا تھا وہ دلجوے جانان کا
شمیم عطر و گل ہے خاک سے بدتر سمجھتے ہین
کرون کیا جا نثار ہر مرتبہ ابروے جانان کا
مجھے رہتا ہے بالائی بلا کا سامنا ہر دم
ستارہ اوج پر ہے عاشق آبروے جانان کا
خجل ہے چاند جس سے آب گوہر پانی پانی ہے
تماشا یاد رکھنا نامہ بر تو کوے جانان کا

مجھے ہر وہ سودا ہے نہ کیونکر رشتے جانان کا
غضب کا کاٹ ہے اس ترچھی تلوار مین اُسکی
یہ چشکا زہر تن مین افعی گیسوے جانان کا
بگڑ جاتے ہین ہم سو بار اسی بات مین اُسکے
تعلق دل مین تصور ہے رخ نیکوے جانان کا
ہوئے رسوا جہان مین دل ہی پا شکستہ جیسے
ہے تو نے یہ جا کر دل مرا بازوے جانان کا
غش آیا دیکھکر نور جمال پاک موسی کو
دماغ عاشقان ہے خاص مہا مجے جانان کا
خدا ہی کی نظر بس بار تار چشم مستان سے
ہوا ہے عشق جب سے کاسہ گیسوے جانان کا
خداوندا اسے وہ چاندسی تصویر دکھلائے
خدا کی شان ہے عالم صفائی رخ جانان کا
نہ آنکھون ناقیامت نیند آئے پاس یہ مجکو

وہ غلام جب سے یہ اشعار بحالت اضطرار پڑھ کر روتا تھا اور جان زار اپنی کھوتا
تھا کہتا تھا اے غضب کیا ہوا کیسا بخت برگشتہ نے زندگی سے تنگ کیا میرا تو عشق جمال بیمثال بلا جب الفت مین یہ حال ہے اور
وہ بیوفا کج ادا و بے پروا ہے اب مجکو یقین واثق ہے کہ میری جان اُسکے غم مفارقت و شوق مواصلت مین جائے گی

وہ معشوقہ جو روشن مہ لقا تھا **نظم** تہ تہ آ سکی حد حیف — تپ جدائی سے اسطرح اب زار ہون نا
دل سے کتھ مت بھی غالب ہے شرمسار ہون مین — کیا ہے رنج جدائی نے ایسا کار سیدہ — نظر مین خلق کی رشک رونجا سہون مین نا

خواجہ بزرجمہر نے کہا اے حبشی تو کچھ اسکا رنج نہ کھا اگر مجھے چھوڑ دے اور میری جانبری کرے تو دست جلاد سے کہ بیان
میرا ہو نے رشتۂ حیات مجہ یتیم و بیچارے کا نہ ٹوٹے تو تجھے ملکہ جمال سے ملا دونگا تجکو دلدار تک پہونچا دونگا
وہ حبشی خواجہ بزرجمہر کو صاحب اعجاز اور صاحب کرامت جانتا تھا قدمون پر گر پڑا اور کہا اے
صاحبزادہ بلند وقار مین ہزار جان سے تجھپر نثار ہون گر تو مجھکو بتا کہ مین القش وزیر بے پیر کو کیا جواب دونگا
اور کباب کس چیز کے اسکو کھلاؤنگا خواجہ بزرجمہر نے کہا تو ایک کام کر جو مین کہون وہ عمل مین لا

مطلب دل حسب دلخواہ ہوگا میری جان بچےگی تیرے مالک کی بھی خوشی ہوگی اسوقت ایک عورت بازار مین ایک بچہ بکری کا بیچنے لائی ہے اور اُس بچہ کو آدمی کا دودھ پلا کر پرورش کیا ہے گوشت اور جگر اُسکا انسان کا سا ہے سیاہ اور سفید رنگ اُس بچہ کو سفید کا ہے اور فلان مقام پہ بازار مین کھڑا ہے تو اُسے جا کر مول لے آ اُسکو ذبح کرنے دل وجگر کے کباب بنا کر تیار کر کے اُسکو کھلا دے حبشی یہ سنکے کمال حیران ہوا اور کمر مین بزرجمہر کو باندھا کہ شاید سمجھے ہوا کا فقرہ دیتا ہے اپنی جان بچاتا ہے غرض بازار مین پہونچا دیکھے جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے بتایا تھا اُسی جگہ اُس عورت کو پایا تعجب کیا بیشک یہ صاحبزادہ صاحب کمال ہے یقین ہے کہ اب میرا بھی مطلب ہو جائیگا اُس عورت سے وہ بچہ بز حبشی نے خرید لیا اور جو کچھ قیمت اُسنے مانگی وہ اُسے دی بچہ لیکر گھر چلا راہ مین بزرجمہر سے پوچھا میرا کام کب ہوگا خواجہ نے کہا چالیس روز مین حبشی نے خواجہ کے گھر کا پتا دریافت کر کے خواجہ کو چھوڑ دیا خواجہ بزرجمہر وہ ساگ فرمائش والدہ مکرمہ کی جو باغبان سے لیا تھا لیکر اپنے گھر آیا اور سجدۂ شکر بجا لایا وہ ساگ اپنی ماں کو دیا والدہ نے اُسکو پکا کر کھایا بزرجمہر پھر کتاب نایاب جاماسپ پڑھنے لگا یہان وہ غلام حبشی اُس بکری کے بچے کو ذبح کر کے کباب اُسکے دل وجگر کے تیار کر کے الفتش وزیر بے پیر کے سامنے لایا اُس شریر ملعون نے وہ کباب بعد شرابخواری شش گزک مزے سے کھائے خوش ہوا اور سب کھٹکے دلکے دور ہوئے اور اُسی طرح ناچ ورنگ مین مصروف ہوا

دو کلمہ داستان حیرت بیان خواب دیکھنا قباد بادشاہ عالیجاہ کا اور تعبیر پوچھنا الفتش وزیر بے تدبیر سے مع احوال خواب کے اور عاجز آنا اُسکا بیان حال خواب سے اور بادشاہ سے ذکر کر کے خواجہ بزرجمہر کو دربار مین بلوانا اور جانا خواجہ کا پشت الفتش پر سوار ہو کے بادشاہ کے پاس اور قتل کرانا الفتش کو اپنے باپ کے قتل کے عوض اور اُسکی جگہ آپ وزیر ہونا — ساقی نامہ

ساقی مجھے لالہ گون پلا دے
تھوڑی سی شراب دے اگر ہو
لازم تو یہ ہے کہ بھر کے دے جام
جسمین کہ ہو خون کا رنگ ساقی
دکھلاؤن قلم کا رنگ اپنے
ہو چہرۂ دلبری کا غازہ
مزا شاد ہو سنکے جاہے شعر موزون کا
نہ ایسا طاق کسریٰ اٹھا تھا ایسا فریدون کا
زبان اپنی تعریف اپنی آنکھون کی کرنے مین
مرا عشق آجتک ہے مجکو حسن روز افزون کا
کہ میری نہین منظور ہے غمزہ کی پتلی
زمانہ آشنا ہو اپنے احوال دگرگون کا
بتایا صبح سے تا شام آنکھو آئینہ رکھکر

مستون کے ترانے جما دے
کیون کرتا ہے اتنی دیر ساقی
مضمون کی ہے فکر صبح اور شام
پُر جوش ہو دل خمار ہو جائے
مضمون کا ہون ڈھنگ اپنے
کیونکر دے سمہ ہو تیز خامہ
نشیمن ہے قفس ہو آشیان ہے رخ مضمون کا
جبین آئینہ ہو گل عکس ہے رخسار گلگون کا
لب بحر بیان سے سنتے ہین اعجاز افسون کا
زوال حسن مین قوت لینے دے کیفیت
معشوق ہون نہین ہوا آخا بجائے مضمون کا
یہ شوخی ہے اپنی ہو گی مستدی آمن بچے کی
بلاے آسمین یکدائی ہوا جونی لعا بجگون کا

رندون سے نہ اپنے بے خبر ہو
لا جلد جو کچھ باقی ساقی
آب بادے کی ہے ترنگ ساقی
گلشن کی عیان بہار ہو جائے
فقرون مین وہ لطف تازہ تازہ
لکھتا ہے یہ داستان کا نامہ نظم
شفیع القدر مرے عرع ہے اپنی بیت موزون کا
مرا جو سو بہ چھادان ہے ترے قد موزون کا
کسی حال مین بھی الفت وہی ہو چوڑا اوس کی
بہار آئی ہے چلا دور جو صہبائے گلگون کا
قرار اسکو نہین آتا ہماری بیقراری سے
خدا ہوا کرتی رنگ جو سودائی کے خون کا
محبت ہوتی ہے معشوق کو بھی عشق کامل سے

زمین میں جا تھما قارون کے گوہر گنج قارون کا
نہایت دل برا دلدار کا قاتل کے بھوکا ہر
سلک لیلی کا حق ہو استخوان ہر چند کر مجنون کا
نہ ملتا نہیں نعمت سے اپنی بد نصیبون کو

جس کے سیر کو خورشید سے چلے دو ترک آئے
غضب دکھلا چلے منھ مجکو میرے تشنہ خون کا
جنون لیلی ہم کو بن بھی گھبراتا ہے دم اپنا
نہ دیکھا الا کدائی کو اک دن نشانیون کا

نسیم صبح سے آگے قدم ہو آسکے گلگون کا
کھلائے قربان سوز فراق یار جب چاہے
کیا ہے تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا
شعر شناسندہ راز خاطر نیاز

چنین کرد مرقوم با امتیاز + چہرہ سیا زن عالم رویائے خیالات ذی کمال و بیدار بختان گنج شناس عجایبات عدیم المثال آئینہ خاطر مسرت نظارہ سے صورت بہزاد و مانی نقوش نکتہ دانی کو جلوۂ شہود میں یون لاتے ہین کہ بادشاہ جمجاہ گردون بارگاہ قباد والا نژاد کہ جسکا وزیر بدتدبیر التقش صاحب مکر و تزویر ہو ایک شب مشغول نوشی تھا عالم خود فراموشی تھا مات ہم اسقدر بادہ خواری کی کہ رنج جمشید شرابی جام جم چکر مین آیا وہ نشہ اسنے جمایا آخر اسی حالت مستی مین سوگیا ایک عجیب و غریب خواب دیکھا وہ معاملہ نظر آیا کہ دل سے پیچ و تاب کھایا دیکھا کہ ایک طباق طلائی بہزار صفائی حلوے سے بھرا ہوا گرما گرم مزے کا پکا ہوا میرے آگے دھرا ہو گھی آبدار آنکھ ملکانے پنکے ترترا تا ہوا اور اسقدر قند سفید آمیز تر ہو کہ شیرینی آسکے نظارہ کرنے سے دلکو حلاوت بخشے آبداری پر آسکی نگاہ نہ ٹھہرے بغیر کھائے زبان پر مزا آئے اگر ایک لقمہ آسکا انسان نوش جان کرے مضمون زبان سے لب چاٹے میوہ اوپر آسکے چترکا ہوا ورق طلائی دہ نقرئی جما ہوا دل نے بے اختیار چاہا کر کھائیے مزا اسکا چکھیے ایک نوالہ اس طباق طلا کار مین سے چنگل مار کر اٹھایا اور ہاتھ میں اٹھا منہ تک آیا ہو اسی وقت ایک سگ سیاہ پیدا ہوا اور وہ نوالہ بادشاہ جمجاہ کے ہاتھ سے چھین لیگیا یہ چالاکی و جسارت اس سگ سیاہ رنگ کی دیکھکر بادشاہ فلک جاہ ششدر و حیران مضطر و پریشان و حیرت سکتے کی سی صورت بنگیا عین خواب میں صورت آئینہ دنگ ہو گیا آنکھ کھل گئی اٹھ بیٹھے مگر اس خواب پریشان سے متردد و متفکر و متحیر نہایت تشویش ہوئی صبح تک جان پر بنی رہی دلمین کہتا تھا نہیں معلوم یہ کیا اسرار ہے عجب اشتباہ و مشکل آئینہ حیران اور بسان زلف محبوبان پریشان چار طرف دیکھ رہا تھا جو کچھ خواب دیکھا تھا تھوڑی دیر میں سب بھول گیا اور زیادہ گھبرایا فوراً التقش وزیر بے تدبیر کو بلوایا جب وہ سامنے آیا بادشاہ نے فرمایا کہ تو نجوم میں کمال دخل رکھتا ہے علم ستارگان میں اپنے کو کامل کہتا ہے گردش بروج فلکی طلوع و غروب مہر و ماہ شام و پگاہ جانتا ہے ہر کس و ناکس تیرا معتقد ہے اور مجکو نہایت مانتا ہے جلد مجکو اسوقت ٹھیک ٹھیک بتا کہ مین نے خواب مین کیا دیکھا ہے اور اسکی تعبیر کیا ہے اور کیا تقدیر کا لکھا ہے اور عالم الغیب کیا کرنے والا ہے التقش وزیر بے تدبیر یہ حکم قضا توام سنکر گھبرایا بدن کانپا دل تھرایا دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ زمان والی شہنشاہ دوران کون ایسا ہے کہ علم غیب جانتا ہے وہ نہیں آپ نے سنا ہے مصرع علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار شعر سی بہر راحت ہمسایگان کردن خوش ست + بشنود گوش از برائے خواب چشم افسانہا + اے خداوند مین کیا جانون کہ حضور کرامت ظہور نے عالم خواب مین کیا ملاحظہ فرمایا کہ آپ کا دل تردد منزل اسقدر گھبرایا کہ اس خانہ زاد بے بنیاد کو یاد فرمایا میرا دل بھی درد فکر مین آیا بموجب اشعار اشعار رہ انفعال گذرے مین آپ آپ ہوا + کہ میرا کا مدعا سے کا سنہ خباب ہوا + ہمارا طالع خفتہ کہین نہ پیں جاے + سر پہ اسکے ہر یہ شب ہجوم خواب ہوا + بادشاہ جمجاہ کلام نا فرجام التقش بدروش کا سنکر متنفس ہوا اور کہا کہ او دجپا کیا بیہودہ بکتا ہے اسقدر نشۂ کبر و غرور سے بکتا ہے اتنی مدت تک عہدۂ وزارت پر سرفراز رہا اور کیفیت دنیائے دون کو دیکھا اسنے وا اعلی

جواب یار کا واللہ بانکپن مین نہین
وہان ہی مجمع اغیار یان ہجوم ملال
کسی کی آنکھ مین شوخی ہی جو ہرن مین نہین
نکل کے تن سے مری روح نے کہا رخصت
نقاب چہرہ پہ ہی چاند یہ گہن مین نہین
فلک پکارا جو قاتل نے پہنے کپڑے سرخ
گہر مین دانتون کی جو دو ہی تیرے دہن مین نہین
نہین وہ جہان مین ہجران نصیب جن ای یار

خدا کے فضل سے ہر رنگ مین کہے اشعار
جو انجمن مین ہی تو مین اُس انجمن مین نہین
کسی سے آنکھ لڑی اور ہم ہوئے سرشار
مسافرت مین مرے جو ہین وہ وطن مین نہین
خدا کی شان کہین غیر بار یاب وہان
ہی رنگ نو تو مرے جامہ کہن مین نہین
جہان عدو کا نہین غم رہی جو بوسے و سکون
کہ دس کا کہین مضمون مرے سخن مین نہین

وہ بات کونسی ہی جو مرے سخن مین نہین
لگا ہی چشم عنایت ابھی نظر تیری
جو تیز بات تو کہین بادہ کہن مین نہین
کسی کی رو سے منور ہی جو جاب اسے
ہمارا ذکر بھی اُس بت کی انجمن مین نہین
عیان ہی اُسکی نزاکت تو اُسکی پوشیدہ
نہین تو آئے بھلا میری انجمن مین نہین
یہ اشعار آج بار کے لکھکر دیا اور دل کو

یقین واثق ہوا کہ کجروی چرخ بد کردار و دورنگی لیل و نہار شومی بخت نا ہنجار سے گشتی تقدیر طرف ہر ہی کہ بادشاہ کا قول صادق ہی تعبیر خواب کا شائق ہی میرے قتل پہ قسم کھائی ہی جلادی دل مین ٹھانی ہی اب بھلائی نہین ہی طرح برائی ہی طالع بیدار میرا سوتا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی خوشکہ اسی رنج و ملال مین یہ بھی خیال دل پر ملال پر گذرا کہ شاید غلام حبشی نے اُس طفل یتیم و بیگناہ کو قتل کیا ہو ترس کھا کر چھوڑ دیا ہو دریافت کرنا چاہیے کہ وہ طفل یتیم زندہ ہی کہ مرگیا عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کر گیا اگر وہ زندہ ہو تو بیشک تیری جانبری ہی ورنہ تو بھی اب عدم کا سفری ہی یہ سوچ کر اُس غلام ناکام کو بلایا اور کہا ای حبشی جس لڑکے کو اُس روز باغ مین مین نے تجھے قتل کا حکم دیا تھا اُس طفل پر تو نے رحم کر کے چھوڑ دیا یا قتل کیا اگر اُس طفل کو تو نے نہ مار ڈالا ہو تو اُسکو جلد بلا لا مین تجھے اسکے عوض مین مال دنیا سے مالا مال کر دونگا دامن تیرا جواہرات بیش بہا سے بھر دونگا تو ایسا غنی اور دولتمند ہوگا کہ زمانہ تیرے حال پر رشک کریگا اور ہر کس و ناکس تیرا دست نگر ہوگا حبشی نے جواب دیا ای خداوند خانہ زاد نے اُسی وقت حسب حکم حضور فیض گنجور سے اُس طفل کو قتل کیا اور کباب اُسکے دل و جگر کے بنا کر حضور کو کھلا دیے
شعر خون جگر آب کا سب کو پیتے ہین خداوند + مر کے بھی وہ بار کہین جیتے ہین خداوند + ای وزیر باتدبیر آپ نے نہین سنا ہی کسی عقلمند نے کہا ہی شعر آسان بہت ہی لعل بدخشان کا توڑنا + مشکل ہی وقت کام کے پھر اُسکا جوڑنا + اب کیا ہو سکتا ہی وہ لڑکا کب آتا ہی القش وزیر غمگین و دلگیر نے جب یہ تقریر ناگزیر اُس غلام حبشی سے سنی سکوت کیا پھر سوچ کر اُس سے کہا کہ لاش جگر پاش اُس طفل دلخراش کی تلاش کر کے جلد لا اور مجھکو آنکھوں سے دکھا اُسنے کہا کہ لاش اُسکی مین نے پھینک دی دفن نہین کی جو تجکو دلاؤن کیونکر آپ کو دکھاؤن القش نے کہا ای غلام جا اُسی جگہ تلاش کر کچھ تو پتا لاش کا معلوم ہوگا یا استخوان تک معدوم ہوگا حبشی نے کہا ای آقا وہ و دام جانوران صحرائی و طائران ہوائی اُسکو کھا گئے ہونگے ہڈیون سے کیا پتہ نشان ملیگا کیونکر سمجھا جائیگا کہ یہ ہڈیان اُسی کی ہین القش نے کہا کہ ای غلام یہ تقریر تیری بیکار ہی سراسر بناوٹ کا اظہار ہی اس کلام سے بوے صدق نہین آتی خار فریب اور دروغ میرے دل مین کھٹکتا ہی ای غلام حبشی اسوقت اگر تو سچ کہے تو مال تجکو ملیگا ورنہ ابھی تہ تیغ کرونگا قتل سے تیرے دریغ نہ ہوگا اور نہ کسی سے ڈرونگا اب تو مین بھی اپنی جان پر کھیلا ہون جان تو نذر بادشاہ دل سے کر چکا ہون شعر درد دل سے لوٹتا ہون میر اسکو درد ہی + ہو نہین لفافہ درد جس پہلو سے الٹو درد ہی دیگر ہر دم دل خون گشتہ مین اک جوش

جو آہ ہی سینے میں سو فوارۂ خون ہی
قایم ہو بنا دہر کی فریاد سے میری
پھر جاتی ہی سینہ کو مری آہ بھی اُلٹی
جو نالہ ہی ایوان محبت کا ستون ہی
برگشتہ جو قسمت ہو مری بخت نگون ہی
جسوقت غلام حبشی نے دیکھا کہ الفش

وزیر بے پیر کا رنگ دگرگون ہوا معلوم ہوتا ہی کہ اسپر کچھ عتاب شاہی آیا ہی اسی سبب سے وہ بہت گھبرایا ہی اپنی جان پر کسی کے مرے قتل پہ تیار ہوا ہی اپنی جان سے بیزار ہی یہ کیفیت دیکھکر غلام حبشی نے دست بستہ بعد انکسار عرض کی کہ بہت اچھا حضور مجھکو ایک روز کی مہلت دیجیے کچھ فکر و تردد نہ کیجیے لاش اُس لڑکے کی تلاش کر کے لاتا ہون اُسکو حاضر خدمت کر کے جان اپنی بچاتا ہون آیندہ آپکو میرے قتل اور جان بخشی کا اختیار ہی خانہ زاد مجبور و ناچار ہی یہ بندۂ درگاہ ہر طرح فرمانبردار ہی ہیچ ہی موت کا گرم بازار ہی مطلع کون سے دن تیغ تیز تو خونریز رہی + مجھ پہ ظالم تری ہر روز چھری تیز رہی + دیگر وہ کوچے تہ کیونکے ہم بھی ہان یونہین سہی + آپکی یونہین خوشی ہی مہربان یونہین سہی + غرضکہ الفش نے غلام حبشی کو ایک دن کی اجازت دی اس غلام نے بزرجمہر کے گھر کی راہ لی جب گھر پر بزرجمہر کے گیا دق الباب کیا بزرجمہر گھر سے باہر آیا غلام کو دیکھتے ہی گلے لگایا سارا حال پوچھا حبشی نے جو کچھ گذرا تھا من وعن بیان کیا بزرجمہر نے اُسے تسکین دی اور کہا ای غلام باوفا جسطرح سے تو نے ابتک انکار کیا ہی اسی طرح سے انکار کیے جانا ہرگز پتا نہ بتانا الفش تجھکو چالیس لکڑیان مارے گا تو خاموش کھڑا رہنا جب وہ انتالیس لکڑیان مار چکے اور چالیسوین مارنے کو اُٹھائے اُسوقت اقرار کرنا اس عرصہ مین مین جاکر کتاب دیکھتا ہون کہ آیندہ کیا ہونے والا ہی حبشی حسب الارشاد فیض بنیاد خواجہ بزرجمہر پھر گیا اور الفش سے کہا کہ ای وزیر مجھکو لاش اُس طفل کی نہین ملی تجھکو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ جانبری دے الفش خفا ہوا اور غیظ و غضب مین آ کر غلامان حلقہ بگوش کو بلایا کہ اس غلام حبشی کو رسی سے باندھ دو اُن غلامون نے بموجب حکم الفش وزیر کے ایک رسی مین حبشی کو مضبوط باندھ دیا اور الفش لکڑیان مارنے لگا اور بار بار پوچھتا تھا کہ تو نے اُس لڑکے کو کیا کیا اور یہ انکار کرتا تھا جب چالیسوین لکڑی مارنے لگا غلام نے فوراً کہا ای الفش تو مجھے چھوڑ دے وہ لڑکا زندہ ہی مین اُسکو حاضر خدمت کرتا ہون الفش نے کہا یہ کیا پہلے انکار بہت کیا جب انتالیس لکڑیان کھا چکا تو اقرار کیا حبشی نے کہا ای وزیر مین اسلیے نہ بتاتا تھا کہ شاید تو خفا ہو اور کہے کہ تو نے میرے حکم کے خلاف کیون کیا اور اُس لڑکے کو کیون چھوڑ دیا اسی طرح جو بات مین تجھسے کہتا ہونگا تو وہ کام نہ کرتا ہوگا اب معلوم ہوا کہ تو بدل اُس لڑکے کا شایق و خواستگار ہی اب اُسکا بتلانا میرے حق مین اچھا ہی اسلیے اب بتلایا پہلے برا ہوتا مطلع دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے + ہم گرفتار ہوے دل کی گرفتاری سے دیگر ہو دل کشمکش طرہ دوتا مین پڑے + تو پھر بلا کو غرض ہی کوئی بلا مین پڑے دیگر نگاہ تھا دلپر پھڑکنے جان لگی + چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی + الفش وزیر بے پیر یہ کلام حبشی کا سنکر بہت خوش ہوا اُسے رسی سے کھول دیا اور کہا جا بزرجمہر کو جلد بلا لا حبشی خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اور سب ماجرا بیان کیا اور کہا چلیے آپکو بلایا ہی جلاد بر سر رحم آیا ہی بزرجمہر فوراً حبشی کے ہمراہ الفش وزیر بے پیر کے پاس آیا اور جلوۂ نور چہرہ دکھایا الفش دیکھتے ہی خواجہ بزرجمہر کو براے تعظیم اُٹھا اور آگے بڑھ کر بزرجمہر کو گود مین اُٹھا لیا اور بیٹھکر زانو پر بٹھایا خوب پیار کیا گلے لگایا اور کہا ای آرام جان مجھکو تجھسے ایک بہت بڑی غرض لاحق ہوئی ہی کہ اُس سے میری اور تیری دونون کی جانبری ہی بادشاہ نے ایک خواب دیکھا ہی اس سے نہایت پریشان ہوا ہی تم بیان کرو اپنے علم و کمال کا امتحان دو کہ خواب کونسا ہی اور کیا ہی بعد اُسکے تعبیر بتاؤ خواجہ بزرجمہر نے جواب دیا شعر کہتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ + تو لطف سے کرتا ہی

گرم اور زیادہ دیگر خبر کی جنگ لوقل کی تو مجنون اہل امون کو + کہا وہ بھیا پچولے شاغ بید مجنون کو + خواجہ بزرجمہر نے
کہا ای وزیر اعظم تم بادشاہ عالم کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ ایک لڑکا میرا نوکر ہے تا بعدا صبر ہو وہ خواب کا حال اور تعبیر خواب
بتلاوے گا مین نے اسکو بموجب حکم محکم فیض شیم تلاش کیا ہے اگر حکم ہو تو اُسکو حاضر خدمت سکندر صولت کرون جسوقت بادشاہ
عالیجاہ طلب فرماوینگے جلد حاضر ہوگا احوال خواب اور تعبیر خواب بتلادیگا آپکا اور زیادہ نام بڑھے گا یہ مشہور ہوگا
الفش کے ایک ادنا چیز ملازم بے تمیز نے خواب کا حال اور تعبیر خواب بتلا کے بادشاہ کو مسرور کیا تردد و فکر
و رنج و الم دل پژمردہ سے دور کیا الفش وزیر دغاباز بے پیر سمجھا کہ یہ لڑکا چاہتا ہے کہ دربار مین وہ کام کرون جسمین اپنا
نام کرون خیر کیا مضائقہ ہے میری تو جان بچ جائیگی کوئی آفت آسمانی بحکم شاہی تو نہ آئیگی اگر زندہ ہون تو پھر کسی
وقت مین انسداد دربار مین آسنے کا کرون گا یہ کتنی بڑی بات ہے بالفعل وقت کی ضرورت سمجھنا چاہیے مصرع
زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز شعر سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین + ہنستے دو چار ہ گرد ہنستے ہی
گھر بستے ہین + پھر بزرجمہر کو رخصت کیا آپ اُسی وقت دربار مین بادشاہ کے آیا مجرا بجا لایا بادشاہ نے فرمایا ای
الفش حال خواب دریافت کیا کچھ ظاہر ہوا وزیر نے عرض کی حضور خانہ زاد نے تو زائچہ نہین دیکھا مگر ایک لڑکا
سابق مین میرا نوکر تھا اُسکو حضور طلب فرماوین اُسکو خانہ زاد نے خوب سکھا دیا ہے وہ بخوبی سب بتادیگا اور
اُسکا مکان فلان محلہ مین ہے بادشاہ نے سمجھا یہ کسی کو ڈھونڈھ لایا ہے اپنا حیلہ کرتا ہے جان بچاتا ہے کہا اچھا کیا
مضائقہ کام تو نکل جاوے گا یہ خیال کر کے فوراً چوبدار واسطے طلب خواجہ بزرجمہر کے روانہ کیا جب چوبدار گھر پر
خواجہ کے آیا بزرجمہر کو آواز دی خواجہ باہر آئے اُس چوبدار نے کہا کہ آپ کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے تشریف
لیچلیے بہت جلد بلایا ہے بزرجمہر نے کہا مین گنہگار نہین ہون جو ایک ادنے پیادے کے ہمراہ جاؤن قیدی کہلاؤن
یہ سنکے وہ چوبدار مجبور و ناچار آیا اور بادشاہ سے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ شہنشاہ کا اقبال زیادہ و دولت و حشمت
روز بروز افزون بخت ہمایون جلوہ گر بعد کرو فر خواجہ بزرجمہر ہرچند ابھی کم سن طفل مکتب ہے مگر کلام اُسکا بزرگترین
ارکان دولت و اقبال شاہنشاہی جہان پناہی ہے ہم لوگون کے ساتھ وہ نہین آتا بادشاہ مسکرائے اور
حکم دیا کہ گھوڑا عربی خاص خاصہ کا دو رکابہ مع ساز و یراق عمدہ ترین زرین لجام زرین مرصع کار سے آراستہ
کرکے لیجاؤ اور اُس صاحب زادہ بلند اقبال صاحب بخت و اہل کمال کو جلد لے آؤ حقیقت مین اُس
لڑکے نے سچ کہا اور مین نے برا کیا کہ پہلے ہی سواری عمدہ آراستہ کرکے اُسکے واسطے نہ بھیجی فقط یہ
باعث تردد و فکر کا تھا جو میری عقل نے قصور کیا پھر بادشاہ الفش کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای الفش
تو نے بھی کچھ لیاقت اُسکی نہ سمجھی تو تمیز نہ کی کہ مجھسے کہتا بلکہ کہنا کیا ضرور تھا سواری اور آدمی عملہ وغیرہ
اُسکے لینے کے لیے بھیجدیا ہوتا ای الفش تو بڑا نالایق ہے قابل عہدۂ وزارت کے نہین مگر تقدیر نے
تجھکو اس عہدہ پر فائز کیا الفش وزیر بادشاہ کے یہ کلام عتابانہ سنکر تھرا گیا اور خاموش سر جھکائے بیٹھا
رہا غرضکہ ملازمان دولت شاہنشاہی جہان پناہی ایک مرکب صبا رفتار کو لیچلے کہ وہ خاص سواری فیض
اختصاص کا نوعروس بنا ہوا سر سے پاتک زیور طلائی و جواہر مین غرق پری وش حور نژاد انگشت بدندان غزال
بہیسہ شیر انداز و ادا معشوقانہ چال مستانہ چھم چھم کرتا چلا گرد اُسکے چوبدار خدمتگار خاص بردار کچھ تماشائی پیدل
کچھ سوار لینے کو خواجہ بزرجمہر فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال باکمال کے روانہ ہوے جب دولتخانے
خواجہ بزرجمہر پر سب آدمی سواری لیے ہوئے پہنچے خواجہ کو آواز دی خواجہ گھر سے باہر آئے

خواصون نے عرض کی کہ حضور جلدی سوار ہو جیے تشریف لیچلیے کہ بادشاہ دربار میں خلف جناب و مشتاق جمال رشک آفتاب بیٹھا ہے خواجہ نے گھوڑے کو دیکھکر کہا کہ حکمت کے خلاف ہے اس سواری پر مین سوار نہ ہونگا کہ لوگ اس سواری کو جنازہ روان کہتے ہین اگر گر پڑون تو ہاتھ پانون ٹوٹ جائین اپاہج ہو کے بیٹھون کسی طرف کا نہ رہون آخر کار سب لوگ سواری لیکر پھر آئے اور بادشاہ سے کیفیت بیان کی بادشاہ ہنسا اور کہا کہ اچھا پالکی سواری اور کہار جائین آسکو جلد لے آئین ایک دفعہ پالکی سواری بڑی تیاری اور سامان سے روانہ ہوئی جلالی نقرئی گنگا جمنی کام کیا ہوا جا بجا جواہرات بیش بہا نگینے عمدہ عمدہ تراشے ہوئے جڑے ہوئے منقش جھالر لگی ہوئی کہارون کی وردیان نہایت نادر مخمل سبز کی آبرو دو کار چوبی کام سچے سچے نگینے ہیرے و زمرد کے جڑے ہوئے یاقوت کے ٹکڑے ٹکے ہوئے پگڑیان مرصع کار جھلبو لگا جھمپکا اور جواہر بیش قیمت جڑے ہوئے کہار آسکو کاندھے پہ لیے ہوئے ہمراہ خواصان خاص اور چوبدار و خدمتگار و پیدل سپاہی و سواران اردلی شاہی خواجہ بزرجمہر کی خدمت بابرکت مین آئے جب خواجہ بزرجمہر نے پالکی دیکھی فرمایا مین کچھ بیمار نہین ہون کہ اس پالکی پہ مردے کی طرح لیٹ کر جاؤن اور چار کے کاندھے پہ جیتے جی چڑھون مین اس صورت سے ہرگز نہ جاؤنگا بلکہ اس طرح تر تیغ بھی نہ کرونگا بادشاہ عالم پناہ کو میری جانب سے بہت بہت آداب تسلیمات خادمانہ بجا لاکے دست بستہ بارگاہ حضور مین عرض کرنا کہ اگر حضور شاہنشاہ جہان پناہ کو بلانا منظور ہے تو اب نگوار و تابعدار کا یہ دستور ہے کہ **الققش** وزیر کو ساز و یراق و سامان بے پایان سے بعد عز و شان آراستہ و پیراستہ کرکے ایک زین جواہر نگار مرصع کار آسکی پشت پہ کچھوا کے مزین نعلکے بھیجدیجیے کہ خانہ زاد آسکی پشت پر بطور مرکب خوش رفتار سوار ہو کر عازم خدمت سکندر صولت ہوگا ورنہ بادشاہ فلک اشتباہ مجھکو تکلیف نہ دین مین یہین سے اُس رعیت پرور داد گستر شاہنشاہ **قباد** بادشاہ کو ترقی جاہ و جلال و دولت و اقبال کی مدام دعا کیا کرتا ہون یہ سنکر سب ملازمان شاہی پھر گئے اور من و عن سب کیفیت و عبارت کلام بلاغت نظام **خواجہ بزرجمہر** حضور مین بادشاہ • **قباد** فلک انقیاد کے بیان کی بادشاہ بجاہ بھی نہایت عقیل و فہیم صاحب ادراک چست و چالاک ذی ہوش عالی منش تھا یہ کلام فصاحت التیام **خواجہ بزرجمہر** کا سمجھا اور عقل سے دریافت کرکے دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ **الققش** وزیر بدتدبیر بلکہ بے پیر بدام اجل اسیر ہے اس صاحبزادۂ بلند اقبال صاحب کمال کو کسی طرح کا رنج و ملال ہے کہ آسکے عوض مین وہ اسکی ذلت اور رسوائی و ہتک عزت چاہتا ہے اور درپے اسکی بے آبروئی کا ہے پھر مجھکو اس سے کیا کام ہے اپنے کام سے کام ہے مثل مشہور ہے **مثل** جو آگ کھاے انگارے ہگے گر ہو جیسا شعار آید ار **نظم**

چھپے نہ حلقۂ گیسو سے تابدار میں دل
تو ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار میں دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون نہ چشم براہ
رہے وہ زلف مسلسل کے تار تار میں دل
برنگ غنچہ پیچان و غنچۂ تصویر
خوشی کی کچھ نہ ہوا اس نگون بہار میں دل
ہزار دشمن جان سے ہوا ایک دست برد

بلا سے گر ہو نوالہ دہان مار میں دل
نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار میں دل
اثر تلاش شرر ہو کے ٹکڑے سنگ مزار
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار میں دل
برنگ بیضۂ نوروز توڑتے دل آنے
وہ ہو چمن کون ہو سوزن کبھی خار میں دل

جبل میں جیسے مرا دل جبل کا دشمن ہے
برنگ شعلہ کہین آ وہ شعلہ بار میں دل
ترا سنگار بھی ہے وہ بلا کہ جاسے گھر
اگر وہ نہین رہا گرم تپش مزار میں دل
فلک کے رنگ سے ظاہر ہین ماتمی آثار
ہزارون ایک بہار ہو کسی قطار میں دل
نہ تو ہین خلد میں حورین تو رہتا خلد میں کون

لگے ہے صحبت خوبان گلعذار مین دل	یہ جسم زار رہا پیرہن مین دل	گرہ ہو تار مین یا پیرہن جسم زار مین دل

بادشاہ عالم پناہ قباد کج کلاہ نے ملازمان شاہی سے کیفیت خواجہ بزرجمہر کی سنکر فوراً حکم دیا کہ تم سب
لوگ القش وزیر بے تدبیر کو اسی ساز و یراق و سامان طمطراق و زیور جواہر نگار و زین مرصع کار سے آراستہ
و پیراستہ کرکے مع ملازمان جلوسی لیجاؤ اور اسکو بعد کروفر دربار مین لاؤ ہر چند القش وزیر بے پیر نے دلگیر ہوکر
عذر و معذرت کی مگر قبول نہ ہوئی فرمایا کہ او نالائق یہ تیری سزا ہے سب بے ہنری ہر جو یہ تیرا حال کیا جاتا ہے تو نے
یون علم و ہنر کو حاصل کیا ہو جیسے دنیا مین مثل مشہور ہے کہ گدھے پر کتابین لادین اگر تو بھی کچھ کمال رکھتا ہوتا اور
حال خواب پریشان اور تعبیر معمائے حیران کی بیان کرتا تو یہ دن تیرے واسطے کاہے کو آتا اب تو فقط گھوڑا ہی
ساتھ ساز و سامان کے اس سے تو بہتر ہے کہ جو بے ہنر نا خواندے نوکری ڈھونڈتے ہین اور مزدوری کرکے اپنی
پیٹھ پر گدھے کی طرح منون کے بوجھ لادتے ہین القش بیچارہ چار و ناچار ہوا سر اپنا جھکا لیا سائیس نے القش
وزیر کا ہاتھ پکڑکے جھکایا بصورت سمند خوش رفتار بنایا چارجامہ کسا زین پوشش مرصع کا ڈالا دہانہ منھ مین دیا قسمت
جلالی لگایا تقرئی و طلائی نکا بین جواہر ہیش بہا کی بصورت آفتاب و مہتاب لٹکادین کلگی مین یاقوت و زمرد
اور ہیرے کی کنیان جڑی ہوئی تنگ بھی کارچوبی سرست پٹکا زیور جواہر نگار بیش بہا ڈوری ہفت رنگ
ریشم کی تار ہائے زرین سے بٹی ہوئی اسکے [illegible] سائیس اس گھوڑے کو سج
سجا کر ساز و یراق درست کرکے آراستہ و پیراستہ کرکے دلہن بنا کر سامنے بادشاہ فلک بارگاہ کے لایا اہل دربار
نے دیکھا بادشاہ فلک بارگاہ مسکرایا مصاحبان خاص نے کہا کہ حضور اس گھوڑے کی دم کیون نہین کیا ہوئی دمچی لگائی
گئی پوری کی زیبائش ادھوری رہی بادشاہ نے بھی کہا کہ ہان دم بناؤ دمچی لگاؤ جب تو گھوڑے کی شکل ہو سائیس
نے چھوری دم کے مقام پر رکھکر ذرا اشارہ کیا گھوڑا اچھلنے لگا ہاتھ سے نکلنے لگا دولتی لگانے لگا پیٹھ ہلانے لگا
سائیس نے ڈانٹا کہا کہ او گھوڑے او گھوڑے ٹھہر دم بنانے دے دمچی لگانے دے کس نے چمکاری دی کسی نے
گردن پر ہاتھ پھیرا سائیس نے پھر اشارہ چھوری کی ڈنڈی کا کیا گھوڑا اچھلا کودا چٹکی ماری الف ہوا سائیس نے
باگ زور کھینچ کے چمکارا پٹھے پر زور سے ہاتھ مارا کوئی متبسم ہوا کوئی ہنسا کوئی چپ ہو رہا بادشاہ نے جو یہ تماشا
دیکھا ایک قہقہہ مارا آخرکار سائیسون نے چھوری کی ڈنڈی کو مقام اسفل پر جڑ دیا برازکار از اشاخواد دمچی کو بھی بندھ
کیا اس سمند محفل پسند خوشکل اسپ صبا رفتار شاہی جہان پناہی کو سائیس ڈپٹا ہوا ہمراہ خواصان زرین کلاہ و
خاص برداران فلک بارگاہ و سواران اردلی قباد شاہنشاہ کے خدمت فیضدرجت خواجہ بزرجمہر مین
لایا ملازمان شاہنشاہی نے دست بستہ عرض کی کہ حضور جلد سوار ہوجیے دیر ہوتی ہے تشریف لیچلیے بادشاہ بہت
شایق جمال باکمال ہین یہ سنکر خواجہ رکاب سعادت انتساب مین پاؤن دیکر سوار ہوا سائیس نے سوار کے ہاتھ
مین کوڑا دیا گھوڑے نے کنوتیان بدلین گویا کان کھڑے کیے اپنے دینے کی گھوڑے کو [illegible] چلنے مین کوتاہی کی
شہسوار میدان یکتا ئی نے باگ چست کی اور کوڑا مارا گھوڑا تڑپ سے اچھلنے لگا دوسرا کوڑا جو دیا بیتاب ہوکے دوڑا کبھی
سرپٹ بھاگا کبھی دلکی ہوا خواجہ بزرجمہر جس کوچہ و بازار مین نکلے خلقت کا اژدہام ہوا تماشبینون کا ہجوم عام ہوا سب
لوگ قہقہے لگانے لگے لڑکے تالیان بجانے لگے ہر طرف ہجوم بے شمار بہت ہی دھوم ہوئی کیا گھوڑا ہے کیا گھوڑا ہے اور عجب شہسوار ہے ہر
نئی دل لگی نئی بہار ہے القش وزیر پر بزرجمہر سوار ہے دورنگی روزگار ہے یہی گردش لیل و نہار ہے الغرض اسی طرح
بزرجمہر دربار بادشاہ سکندر جاہ مین حاضر ہوا اور القش وزیر کی پشت سے اترکے آیا سامنے کھڑے ہوکر تسلیم بجا لا

اور مثل رتبہ شناسان شاہی قاعدہ دانندگان جہان پناہی مدح و ثنا کی اور دعائے دولت اقبال شوکت اجلال دی کہ باغی تا سر زند آفتاب بہر دو باشی وتا صبح دمد ہم ساغر باشی بہ تاج جہات بر سر خضر بودہ در خانۂ اقبال سکندر باشی اشعار بمدح و ثنائے بادشاہ قباد

جلوہ ترا دہ طرب فزائے جہان
مہر تابان کبھی ظاہر ہو کبھی ہو پنہان
اور گہر بخش ہو خوش آب جبین بھیگتے ہیں
ہو نہ گلشن میں بھی دیدۂ گل نافرمان
وہ ترا زور حمایت ہو کہ جسکے باعث
ایک تار نگہ مور سے ہو پیل دمان
وقت کاٹے سے کے دم مہر کرا کب آسکا
جیسے خورشید چھپے اپنی جبین پہ افشان
مطرب سے تیرے آگے ہیں ہم آتش و آب
ہے کمال کرا الانسان عبید الاحسان

کہ تجھے دیکھ کے ہو عید بھی قربان قربان
قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت
طرفۃ العین میں ہو کاہ دریا کو یہ توان
ہو کے سر سبز بہاران کرم سے تیرے
ناتوانون کو بھی ہو دہر میں اک تاب و توان
کھون شوخی جو تری توسن چالاک کی ہین
ہر حاسد کو تکے صورت گوئے چوگان
قہر نازل ہو فلک سے جو ترے اعدا پر
جس طرح آئینہ میں عکس رخ شعلہ فشان

نیر جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز
لیکے پنجے میں گہر بحر سے نکلے مرجان
اسقدر تابع فرمان ہو زمانہ تیرا
شاخ گل ہر چمن دہر میں ہو شاخ کمان
دل رنگین بھی ہو جگرے کبھی گر باندھے رنگین
اشہب خامہ بھی ہو صبح رم برق تپان
ای فلک جاہ ترے در کے ہیں ہیچ ذرۂ خاک
چشمۂ مہر ہو مانند تنور طوفان
تیرے احسان سے ہے انسان ہو غلامی میں تری

جسوقت خواجہ بزرجمہر نے بفصاحت و بلاغت دربار شاہنشاہی میں کھڑے ہو کر یہ دعا و ثنا بادشاہ ذیجاہ کی اور قباد بادشاہ نے اس گوہر شاہوار بحر حکمت لعل بے بہا معدن شوکت صولت کو ایسا لایق و فایق ملاحظہ فرمایا کہ آگے آ خواجہ بزرجمہر نے زمین ادب کو کب عقیدت و محبت سے بوسہ دیا اور قریب سلطنت حاضر ہوا پہلے تو بادشاہ سلیمان جاہ نے خلعت فاخرہ سے خلع کیا کرسی جواہر نگار پر بمقام القش دہنی طرف بصد عزت و حرمت در خدمت عظمت بیٹھنے کا حکم دیا پھر بادشاہ عادل شہنشاہ نے ارشاد کیا کہ تیرے جمال جہان آرا نے مجکو بند غم سے آزاد کیا اے شناور بحر اسرار عجائبات ای غواص دریائے غرائبات اپنا اپنی زبان طلسم کشائے معمان سے جلوہ افشان سخن ہو کر پردۂ غیب سے بیت خانۂ دل میں کونسی نظیر خیالی عالم رویا میں مثل خواب شہود میں آئی اور کس بدر تمثال خورشید جمال نے جلوہ گری پائی شعر وہ خواب کیا تھا جسے دیکھکے تنگ ہوا ＊ وہ کیا خیال تھا جو آئینہ میں تنگ ہوا خواجہ بزرجمہر نے جب یہ تقریر بادشاہ ماتو قیر کی سنی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ ای دادگستر عدل پرور فریاد رس بیکسان انصاف کن بے نوایان فریاد ہو ظالم اظلم کی مجھپر ہوا اے شہ آپکو داد رسی زمانے عادل زمان کیا سلطنت و ملکت پر حکمرانی کیا ظلم بغاوت منع از رعیت دار مرا دل و داد خواہان برآر ＊ چو عدل است پیرایہ خسروی ＊ چہ اعدل بہ از دل نداری قوی ＊ ای بادشاہ فلک بارگاہ پہلے مجھ ستم رسیدہ خاطر کبیدہ مظلوم بیکس و یتیم کا حال کثیر الاختلال سماعت فرمایئے اور انصاف کیجیے بعد اسکے اپنے خواب بشارت خیال کا حال تیغ کا قطرہ داد ظلم کی پہلے دیجیے ＊ کلام اپنا بعد اسکے کہیے ＊ روز حشر داد گر کے سامنے ＊ سرخروئی عدل کر کے لیجیے ＊ بادشاہ نے یہ کلام حیرت انجام اس خستہ فرجام کا سنکر متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ ای گوہر معدن علم و عمل و ای فاضل و عالم بے بدل ارشاد کیجیے میں بگوش دل سماعت کرتا ہوں اور بعد اسکے کوشش بلیغ اس امر کی تحقیق میں فرماؤنگا کہ کسنے آپکو ستایا کسنے رنج و الم پہنچایا ہے کیا سانحہ درپیش آیا جس سے آپ نے یہ صدمۂ عظیم اٹھایا خواجہ بزرجمہر نے رو دیا اور کہا کہ ای بادشاہ آپ کے وزیر بے پیر القش ستم کش نے میرے باپ کو بیگناہ ذبح کیا فقط خور اس لیئون جلادے اٹھا پوچھین کہ انھوں نے اسکا کیا گناہ اور قصور کیا تھا بادشاہ نے کہا آپ کے باپ کا کیا نام تھا بزرجمہر نے عرض کی انکا نام خواجہ بخت جمال تھا وہ مجکو خواجہ بزرجمہر کہتے ہیں پھر جو واقعہ خواجہ بخت جمال کا تھا اول سے آخر تک روحی کا پڑھنا اور اتحاد کا دونوں کے پڑھنا اور چالیس روز گوشہ نشین ہونا اور باغ میں بزرجمہر کا پہنچنا اور القش کا بچا کر غلام کو قتل کا حکم دینا اور اسکا چھوڑ دینا یہ سب کیفیت حرف بحرف بادشاہ سے بیان کی یہ سنکر

بادشاہ نہایت غضبناک ہوا القش کو سامنے بلایا اور پوچھا او شقی ازلی یہ کیا ماجرا ہے تو نے شہر مین تلاطم کر رکھا ہے یہ صاحبزادہ بلند اقبال کیا بیان کرتا ہے نظم راز کی جلدی یہ مجبیر آشکارہ ہو کر گذرا جو بیان کرنا بکار ✦ ہے قسم آتشکدہ کی ای وزیر ✦ قتل اب تجکو کرونگا یا اسیر ✦ القش نے جب یہ حال دیکھا اپنی جان بچانے کے لیے انکار کیا خواجہ بزرجمہر نے عرض کیا کہ حضور عادل زمان دادگستر فقیر سان مین مناسب یہ ہے کہ حضور ایک ساعت کے واسطے موقع واردات پر تشریف لیچلین تکلیف فرما کے سب کیفیت خود ملاحظہ کرلین بادشاہ یہ سنکر فوراً اُٹھے سوار ہوئے القش کو گرفتار سلسل ہزنجیر و طوق کر کے ساتھ لیا خواجہ بزرجمہر نے آس باغ مین پہونچکر ایک جگہ پر پتا دیا نشان بتایا کہ اس جگہ زمین کو کھودو موافق حکم کے وہ زمین کھودی گئی اسمین سے ایک لاش پاش پاش خون آلودہ سر بدن سے جدا نکلی دیکھا اسی طرح سے اوشا صحیح و سلامت ہے زمین خوردہ نہیں ہوئی ہے باوجودیکہ زمانہ گذر چکا کہ بزرجمہر بھی پیدا ہوا اور اب وہ مین تمیز کو پہونچا شعر امانت کی طرح رکھا زمین نے روز محشر تک ✦ نہ اک مو کم ہوا اسکا نہ اک تار رگ تعلق بگڑا ✦ یہ دیکھتے ہی القش کا چہرہ آتش کیا منہ پر ہوائیان چھٹنے لگین جہد کے مانند کانپا دلمین تصور کیا کہ میں اب جام حیات لبریز ہوگیا پیغام موت آگیا خواجہ بخت جمال کا خون ناحق تھا جیسا کیا ویسا پیش آیا انجام کار فلک نے یہ دن دکھایا شعر دست دشمن ہیشود صاحب بوقت عاجزی ✦ خون زخم آسمان رہ میرود صیاد را ایضاً رنگ دیکھا خوب بخت چرخ کج رفتار کا حلق سے اتریگا پانی اب کسی تلوار کا دیگر افسوس خبر تھی نہ مجھے آج کے دن کی ✦ کھلجائیگی مخفی جو حقیقت ہے یہان جبکہ القش و نیچے پیر گردن جھکائے ہوئے بادشاہ کے روبرو کھڑا تھا خوش مدت کے انتظار مین کچھ جواب نہ دیتا تھا بعد اُسکے خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ کو لیجاکر وہ خزانہ جو اس باغ مین نکلا تھا اور جسکے واسطے خواجہ بخت جمال کو القش ستم کش نے قتل کیا تھا دکھا دیا بادشاہ نے کمال افسوس کیا اور خواجہ بخت جمال کی لاش پاش پاش قبر مین دفن کرادی اور خوشنما مقبرہ بنوا دیا پھر بادشاہ نے جلاد کو بلایا اور حکم ناطق دیا کہ فوراً القش کا سر کاٹ لو ورنہ تیغ کرو خون بخبل اسکا بہاؤ خبردار دیر نہ لگاؤ فوراً بحکم بادشاہ قباد جلاد القش بے بنیاد کو ہاتھ پکڑ کر لیچلے اور کہتے تھے کیون او پر غرور اب تو اپنے کیے کی سزا پائی اس خزانہ ملنے پر ایسا کبر و غرور کیا تھا کہ ایک بیگناہ کا ناحق خون کیا اسکا عوض آج ملا غرضکہ اُن جلادون نے ابکار بد شعار القش ستم کش کا ایک ضرب تیغ آبدار سے سر جدا کیا اور بادشاہ جمجاہ کے سامنے لا کر رکھدیا بادشاہ نے سر اسکا سر در شہر پناہ پر لٹکوا دیا اور حکم دیا کہ القش کا مال متاع و دولت و حشمت خزینہ و دفینہ بارگاہ و گھر بار لونڈی غلام املاک بالکل جو کچھ ہے سب بزرجمہر کو عوض خون بہا بخت جمال کے دیدیجائے اور کوئی اس سے مطلق مزاحمت نکرے کہ یہ سب خون بہا اسکا ہے خواجہ بزرجمہر نے دست بستہ بادشاہ سے عرض کی کہ ای بادشاہ حضور مین ایک اور عرض ہے کہ القش زیرپے پیر کی ایک دختر ملکہ جمال نامے ہے اُسپر یہ غلام حبشی جو روبرو سے حضور حاضر ہے مدت سے عاشق و فریفتہ ہے اور اسی غلام حبشی نے میری جان اُس ملعون القش ستم کش کے ہاتھ سے بچائی ہے مین نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ مین تجکو القش کی دختر دلادونگا پس بمصداق کلام نیک انجام والموفون بعہدہم اذا عاہدوا کے دختر القش ستم کش کو اس غلام کو مرحمت کیجیے زمین بگو بیکدوش ہون الکریم اذا وعدہ وفا مشہور ہے کریان روزگار کا یہی دستور ہے بادشاہ نے فوراً دختر القش کو غلام حبشی کے حوالے کیا وہ غلام بہت شاد ہوا بزرجمہر نے زر و جواہر بھی بہت سا اُسکو دیا باقی سب مال و دولت پر اپنا قبضہ کر کے اپنے ملازمون کا پہرا چوکی کرادیا اور آپ ہمراہ رکاب سعادت انتساب بادشاہ فلک بارگاہ دربار میں دوبارا ہمہ خلعت پایا پھر بادشاہ کی دعا و ثنا مین مشغول ہوا اشعار

مرحبا مطرب فرخندہ رخ زہرہ جمال	ہو تری اک نظر فیض سے ناقص کو کمال	جہدا ساقی فرخندہ رخ و مہر و جمال
تیرہ جاہ ترا دہ جسے نا دور فلک	کسوف و غروب نہ ہو دہ دبال	ہے گر مہ نو کا ہو رو کشتے مین ہلال
		آگے بخشش کے تری قرمن ریگ ا[illegible]

آئے گی ہمت سے تری کوہ طلا یک مثقال
آبداری ہیں تیغ کی ہر برق کی موج
خلق کو تیرے دن ہوتا ہو مردار حلال
طاقت دم زدن اس دور میں ہر کسکو نہی
لب پہ آجائے جو سینے سے پئے استقبال
نہ ترے عہد میں فتنہ سے زمانہ خالی

ہوئی جون چادر مہتاب گلیم شب تار
کیا تماشا ہو کہ ہو آب سے آتش سیال
طائر روح عدو کے سبب صیاد اجل
دیکھکر چاہتی اے شہ فرخندہ فصال
ہو قوی دست اگر زور عنایت سے تری
فیلسوفی ہو حکیموں کی خلا کتنا محال
روش غنچہ تصویر زبان منہ میں لال

رخ پر نور جو تو پونچھے کے جھاڑے رومال
تری شمشیر کو ہو خون عدو روز مباح
سبزہ تیغ میں جو ہے لگا رکھتا ہے جال
پھر تا ذکر جو آتا ہو زبان پر تو نفس
شیر سے پنجہ کرے پنجہ شغالان غزال
ہوئی ہو حیرت توصیف سے تیری شالا

ودکلے داستان حیرت بیان خواجہ بزرجمہر کا خواب بادشاہ کا بیان کرنا پھر اسکی تعبیر بتانے کو ہمراہ بادشاہ کے محل میں جانا اور کنیز تازنگی کا پھر بادشاہ کا خواجہ بزرجمہر کو وزیر کرنا اور سب وزیروں کو اسکے حوالہ کرنا

ساقی نامہ

پلا ساقیا جام ہم بھر کے گل
ہلال گردوں ہم ہو منفعل
زلال چشمہ خورشید ہے مجھے
فلک کا ہڑا بس ساقیا دور دور
سپہر جیم کر آتش میں حباب
برا ہو بہت بھر بھر کے مے جام تو

کر غائب کا اقبال کا ہر جو گل
اٹھائے طراوت جو اب ہم دل
تنے کا کچھ نو ستاں مے مجھے
سرے عالم چاہیے تجکو غم
لذھا کا دل کی تو بھی شراب
اشتاب تو رندوں سے کام تو

جھکا جو ساقی فرخندہ فال
اسے دل کی ہر وقت ہو جستجو
صفا پاؤ دقت مے لالہ گون
منقش ہیں کیون تاج زندان پر
ہر زاہد ساغر میں ہو دل کباب
بجز ہر کا ہر تری انتخاب

کہ دنیا ہو نیرنگ خواب خیال
کہ ہر جسمین ہم و مسرت کی بو
کہ ہونٹھ سے جسکے ہر شیشہ خون
کہ باشے کی ہو موج دریا کی لہر
کہ رندوں سے کیسا ہو ساقی حجاب
پلادے ارے ہو گیا کم خمار

غزل ہم فلک سے بھرو شراب شیشے مین
شراب چہرہ رسے انتخاب شیشے مین
خزان میں مرغ چمن بیکھرے میں ساکن ہون
رہیگی زرد کی مٹی شراب شیشے مین
عمل ہو چاندنی میں پیجیے تو موقع ہر
شراب شیشے مین ہو یا گلاب شیشے مین
سفید ہو ہوئے ترک قوم کشی کیجے

یقین ہو ذروں کو ہو آفتاب شیشے مین
ہمارے گھر میں ہو شبکو بھی روشنی دن کی
بہار رکھتی ہو گلگون شراب شیشے مین
وہ پیرہن میں ترے رنگ سرخ کو دیکھے
طلوع ماہ ہو اور آفتاب شیشے مین
بنائے رکھتے ہیں ساقی اگر دیا چاہے
وفور شراب کے رکھتے خضاب شیشے مین

وہ میرزا منش آنکلے شاید اے ساقی
کرم سے ساقی کے ہو آفتاب شیشے مین
زلال نوش ہو نہیں مست دور مین میرے
پھر اس دکھا ہو جسنے شراب شیشے مین
ہر ایک مست کی ہو حق ہر نالہ بلبل
سوال کا ہو ہمارے جواب شیشے مین
پیے نشہ میں ہو دیگی سبے محل حرکت

شراب پی کے بھر یئے کباب شیشے مین ✦ تمت خوشنویسان حسنی دفتر ✦ گردارت ام داستان لبسر ✦ چہرہ جلوہ طرازان جلوہ دلفریب سخن وپردہ بازان مجاز زیبائے عروس داستان کہن زینت دہ انجمن مشتبہ احوال نادر تمثال اس بیان کو منصۂ شہود میں یون جلوہ گری کرکے ضیا بار فرماتے ہیں اور نقش بوالعجبی صفحۂ قرطاس پر اس ذکر کا یون بناتے ہیں کہ جب خواجہ بزرجمہر نے قتل دشمن یعنی **القش** دزیر بے پیر سے فراغت پائی اطمینان کمال ہوا خوشی کا حاصل کامل ہوا بادشاہ سے عرض کی کہ اے بادشاہ جمجاہ بارگاہ فلک اشتباہ میں تشریف لے چلیے تو کیفیت خواب و تعبیر خواب عرض کرون بادشاہ بموجب ایمائے بزرجمہر بارگاہ میں تشریف لائے تخت پر متمکن ہوئے بزرجمہر نے دست بستہ عرض کی کہ اے بادشاہ ملک القاب گردون رکاب اپنے خواب کا احوال سنیئے کہ آپ نے عالم رویا میں کیا مشاہدہ فرمایا بادشاہ نے متوجہ ہوکر کہا کہ ان اب ارشاد کرو دل متردد ہے از بس غمگین ومحزون ہو شاد کرو **اشعار**

اے سحر اب مائل روداد ہو

سنکے سب مشتاق ہیں ارشاد ہو
کر دو کیفیت سراسر اب عیان

جو بیان افسانہ عالم خواب کا
جس سے ہو راز نہفتہ سب عیان

ذائقہ جو نعمت نایاب کا

بزرجمہر نے کہا کہ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم اے بادشاہ آپ نے خواب میں ملاحظہ فرمایا ہے کہ ایک طباق تازے حلوے کا بھرا گرم گرم خوش ذائقہ لطیف آبدار تر و تازہ آتا ہوا سامنے آیا آپ نے اُسکی طرف ملاحظہ فرمایا اور نوش کرنے کو دست مبارک بڑھایا اور نوالہ زبان تک لیجانے کو اٹھایا کہ ایک سگ سیاہ پیدا ہوا اور وہ لقمہ آپ کے ہاتھ سے چھین کر لیگیا پس فوراً دیدۂ خوابیدہ بیدار ہوئے اور آپ کی آنکھ کھل گئی ہشیار ہوئے بادشاہ نے جب یہ اسرار غیب زبان معجز بیان سے حکیم بزرجمہر کے سنا ہزار ہزار تحسین و آفرین کی اور بہت خرم و شاد ہوا نہایت فرخناک ہوا فرمایا کیا خوب تیرا علم ہے اچھا عمل ہے اشعار

خواب تو دیکھا تھا میں نے کر دیا تو نے بیان
رازدان بیشک کوئی تجھسا زمانے میں نہیں

سب عیان تجھپر ہوئے راز نہفتہ ہو گئے
لوکی شرکت حق بجز ابر خیالے میں نہیں

خواب کا میرے ہوا کس طرح سے تو رازدان
دامن دل گرد غم سے اب تک سب دھو گئے
سبحان اللہ اجرکم اللہ ای راندان حکمت عمل د

اے نمکشناس علم غیبی اب اس خواب کی تعبیر بیان کر کہ پروردگار عالم و عالمیان نے قلم مشیت سے صفحۂ مقدرات پر کیا تحریر کیا ہے اب میرے واسطے کیا ہونے والا ہے حکیم بزرجمہر نے کہا کہ تعبیر اس خواب کی میں اُس وقت عرض کرونگا کہ جب حضور گیہان طور مجکو اپنے حرم محترم میں کہ خواتین حرم و منظم میں لیچلیں گے اُسوقت تعبیر اپنے خواب کی سن لیجیے گا بادشاہ یہ سنتے ہی فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور خواجہ بزرجمہر کا ہاتھ پکڑ لیا اپنے ہمراہ [illegible] محل میں آئے جب طرفکی [illegible] محل خاص میں [illegible] اختصاص کی شاہ [illegible] کی کہ دیدہ شنید بلکہ عقل سے بعید وہ مقام رشک دہ بہشت شداد و بہیں ہر طرفکا ایجاد چار طرف طاق و تصویر [illegible] طاق سب جگے سامنے طاق کسرا و فریدون بالائے طاق زر جواہر [illegible] بہار [illegible] صنعت [illegible] خلق ہر طرف جمگا ہوا خوشنما معلوم ہوتا ہے نظم

قصر عالی پر تکلف ہے بہار
کیوں کرے سجدہ نہ جا جا کر نظر

طاقچے ہر سمت چنبر میں جسپر نثار
ہر یہ محراب عبادت سر بسر

در بھگر اسکے خم عالی نشان
طاق کا خم یا ہلال عید ہے

خم میں ابرو سے حسینان جہان
ہیں وہ عاشق بہ شوق دید ہے

ان طاقوں کی بلندی کو فکر نہایت مشتاق مناسب کی خوبی کے ساتھ پیمائش کرے انتہا کو نہ پہونچے خیال اگر کہ پہونچے بیچ میں رہجاے نزد بان عقل کوتاہ ہے وہم کی راہ ہے نظر کام نہیں کرتی باد صبا رفعت بلندی اُسکی دیکھکر قدم نہیں دھرتی نظر دیدہ باز خانہ [illegible] ان و حرم محترم کا طواف کرنے کو گرد پھرتی ہے چار دیواری نقش و نگار سے [illegible] ایسی کہ نگار خانہ چین [illegible] رنگ نظر سے گر جائے بہزاد و مانی سامنے آئے تو شرمائے بلکہ [illegible] جا بجا دیوار و در پر نقش و نگار ہیں نئی [illegible] تصویریں بادشاہ و شہزادی کی لگی ہوئی [illegible] آئینہ سکندری کا دل دیکھکر [illegible] سراسر رنگ ہے حیرت کا جوش ہے فکر میں بیہوش ہے عجب خوبی حسن کی نمود ہے [illegible] قدرت آب و رنگ [illegible] نہیں ایسی خوشنما کہ دل صد چاک عاشق نقش کرتا ہے حسن و جمال شش کرتا ہے نظم

نور دیوار گیریوں پہ بہار
کہیے پستان شاہد دیوار

طرفہ فرشی کنول تاہے جو جن
ہر طرف تصویریں جو ہو دل شاد

نازد نور ایک چاہ میں روشن
تصویر ہوں مانی و بہزاد

آئنہ ہے کہ باغ جو ہر ہے
جھاڑ ہر رنگیان عجب نایاب

سب بے تکلف دل سکندر رہے
جلوۂ حسن مہر و ماہ ہے خواب

دیوار گیریوں کی تیاں ہر ایک کو قرار آئین یقین ہے کنول جلتے دل ہو جائیں شیشہ آلات ہر جگہ [illegible] اور قرینے سے نصب کیا ہوا ہے ایک جھاڑ سو بتی کا سر بلند فرشی مرتب کیا ہوا اس شیشہ آلات کے رو بر و حجاب [illegible] کے آگے زہرہ اپنی شہرت حسن جمال سے [illegible] جھاڑ [illegible] ہر شیشے کے آگے دال گلتی نظر نہیں آتی ہے وہ مقام بیچ فلکی معلوم ہوتا ہے مہر و ماہ سے بیہوش [illegible] ہوتا ہے بقول شاعر شعر بے کس شک مسیحا کا مکان ہے یہ زمین جسکی چہارم آسمان ہے بادشاہ جمجاہ نے خواجہ بزرجمہر کو ایک کرسی پر لاکر بٹھایا تمام سامان رنگا رنگی دکھایا بزرجمہر نے دیکھا کہ فرش [illegible] قالینوں کا بچھا ہے کہ ورق زمین بحیرت دہ گلزار ہے [illegible] رہ گئی ہیں

نکلتے اپنے اپنے درجے میں انکو اترا ہم کو شہر منور کرتیں خواجہ بزرجمہر نے اس جگہ ٹھہر کر کہا کہ تمام مستورات محل کی میرے سامنے سے گذریں
اور طرف سے آئیں اور چلی جائیں بادشاہ نے حکم دیا سب عورتیں اودھر سے اِدھر جائیں لیکن کیوں نہو بادشاہ ہفت کشور کا محل ہے ماشاءاللہ
عجب سامان ہے راجہ اندر کا اکھاڑہ بھی مات ہے پریوں کی انکے آگے کیا بات ہے پھر کنیزان زرین پوش جلے کے تھے ایک ایک بی بی بادشاہ کی
زیور جواہر میں غرق طلائے ہوئے لباس شاہانہ پہنے ہوئے سب نے خواہ مخواہ تکلف میں غرق محل کی جھمک غضب ہے مثل طاؤس طناز کے

اشعار
ہر ایک غیرت دہ ... | ایک ایک انمیں شوخ دیدہ تھی | پردۂ ناموس کا ... | ایسی تھیں ایسی کہ ... کرم
برق و سیماب کو بھی آئے شرم | پامال ہے دلکو پامال کریں | سب چھیڑتی سبکو وہ ... کریں | ہر قدم پر شور حشر برپا ہو
چال سے آنکی مردہ زندہ ہو

سر سے پاؤں تک حسن حسین نمکین چاند سا بدن سرو قد سیمیں تن جبین پر رکال ابرو غیرت ہلال چشم ... جادو
دماں سیاہ گیسو خال اختر تاباں رخسارہ مہر درخشاں عجب حسن و جمال جو بن میں با کمال وہ سب سامنے سے بزرجمہر کے چلنے لگیں بن بن کے
پاؤں اٹھانے لگیں کسی کا حسن نو دمیدہ کوئی شوخ دیدہ کوئی سبزہ رنگ کوئی گلرخسار کوئی شگفتہ رو بہار کوئی حسین تنگ دہان
کوئی شکر لب شیریں زبان کسی کا بوٹا سا قد کوئی غیرت شمشاد انکے سامنے سرو آزاد **بیت** قد جو بوٹا سا تیرا سرو رواں یاد آیا

نظم
... جھمک چمن میں جو شمشاد آیا | بنا ہاہے نہایت دلکو ... رخسار جانان کا | کھینچے گا تجھے کا ... سبزہ گلستان کا
خدا سر سے تو سودا ہے تری زلف پریشان کا | ... آنکھیں ہوں تو نظارہ ہوا ہے سنبلستان کا | ... مرجان کا
دل صدپارہ کو سودا ہے اس گیسوئے پیچان کا | ... ہے اس ... شہیدان کا | لب و دہان ... تیرے لعل و گوہر کو ہے کیا نسبت
... لب کا ... دندان کا | خط شبرنگ ... ہوگیا جو اسکی ظلمت پر | دہان یار کو سمجھا میں چشمہ آب حیوان کا
خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر | نشان رہتا نہیں ہے نام رہتا ہے انسان کا | جمال یار نے جو نقش اپنا آ میں جھلایا
دل مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا

عجب عجب طرحدار گلعذار کوئی مسی ہونٹوں پہ لگائے ہوئے کوئی لاکھا جمائے ہوئے پان
کھائے ہوئے خون عاشقوں کا بہائے ہوئے **شعر** مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے + تماشا ہے یہ آتش و دھوان ہے کسی مہ جبین نے ماتھے
پر افشاں چنی ہے گویا فرش سپہر پر چاندنی چھٹکی ہے ذروں کی آنکھیں روشن ہوگئی ہیں **شعر** چنی افشاں جو پیشانی پہ گویا چاندنی چھٹکی
کلی مسی ہے جو شوخ پر تو پھولا تختہ سوسن کا + الغرض ہر ایک آئین عابد کش ناز و فریب جامہ زیب حسن و جمال اعلا ہے اندھیرے گھر کا
اجالا ہے جب یہ مرقع مصور آفرینش سامنے بزرجمہر کے گذرنے لگا صنعت خالق حقیقی پر حمد کرتا تھا حمد الٰہی بجا لاتا تھا کہ اے صانع
روزگار اے نقش نگار ساز صفحہ بیشمار کیسے کیسے نقش و نقوش بو قلموں اس نگارخانہ دنیا میں بشاخ قلم قدرت سے اپنے
بنائے ہیں کیسے کیسے انسان پری نژاد حور زاد قرطاس دہر پر تیرے خامۂ رنگین سے نظر آتے ہیں **اشعار**

تو بسازی ز خاک صورت پاک | تو توانی باز کردن خاک | تو دہی و نو آری ز دل سنگ | آتش لعل و لعل آتش رنگ

الغرض بزرجمہر کے سامنے سے متعدد حسینان ماہ جبین نازنینان مہر تمکین چلی جاتی تھیں کہ دیکھتے ہی ایک عورت سیاہ فام
کا ہاتھ خواجہ بزرجمہر نے پکڑ لیا اور بقوت تمام اس عورت کو گرا دیا بادشاہ متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے بزرجمہر نے
عرض کیا اے بادشاہ عادل و شہنشاہ دوران اس عورت کو برہنہ کیجیے تو آپکو حال معلوم ہو اصل حقیقت معلوم ہو یہ وہی سگ
سیاہ ہے جسنے آپ کے ہاتھ سے لقمہ حلوۂ تر و تازہ کا چھین لیا اور آپکو صدمہ عظیم دیا یہ ایک حبشی ہے جو عورت کے بھیس میں
نازنین بنا ہوا خواتین منتظم میں رہتا ہے اور عورتوں کو خراب کرتا ہے بادشاہ نے فوراً اسکو برہنہ کرا کے دیکھا تو حقیقت میں قول
بزرجمہر کا صادق ہوا کچھ فرق نہ پایا فوراً بادشاہ نے حکم دیا کہ محل میں سولی استادہ ہو اور تمام عورات اور ارا کین
کو جمع کیا اور اس حبشی کو سولی چڑھا دیا تا کہ سبکو عبرت ہو اور پھر کوئی ایسے فعل کا مرتکب نہو **شعر** عاشق ہوا جو میں قد
بالائے یار پر + منصور دیکھ مجھکو چڑھاتے ہیں دار پر + پھر بزرجمہر کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور تحسین و

نیند آتی ہے کسے سنکے کہانی تیری	مثل گل ہنسنے لگی روز تو دل کو خوش کر	خون رلاتی ہے ہمیں غنچہ دہانی تیری
ناز و انداز و ادا مین ہو ترقی وہ چند	فتنہ طفلی بھی قیامت ہو جوانی تیری	کونسے غلہ کا دانہ ہو تو ہو دانۂ خال
سب سے ارزانی مین بھی پائی گرانی تیری	گرم جوشی سے جلایا ہے کشت و خرمن	ہمسری ہو سکتی نہین شوخی مین ثانی تیری
جان کیطرح سے رکھتا ہو عزیز اے گرد	داغ دل لالہ نے سمجھا ہو نشانی تیری	**بیت** درخشندۂ تیر دفتران

ضیا بار ساز فضا مین داستان ✤ جلوہ سازان نیر حسن و جمال باکمال وہ درخشندگان برج کمال الکمال فلک خیال مضمون ضیا سخنون کو
برج حمل روشن عمل طبیعت سے برمحل زیچ خانۂ خاطر شائقین مین یون مزین و منور فرماتے ہین اور آفتاب عالمتاب سخن
کو برج حمل طبیعت فلک طویت سے سپہر حسن و جمال بیان پر ساطع و لامع کرتے ہین اور بدر کامل طبیعت احوال کو فلک
تقریر پر بشعاع قلم نور رقم یون جلوہ گری دکھاتے ہین کہ جب **خواجہ حکیم بزرجمہر** نے **الفش** ستم کش کو
واصل جہنم کیا اور گھر بار مال و دولت و خزانہ جاگیر و املاک بادشاہ نے ضبط کر کے **خواجہ بزرجمہر** کو دیا اُن دنون
مین زوجۂ **الفش** وزیر بے پیر کی حاملہ تھی اُسنے بادشاہ سے بہزار و زاری عرض کی کہ میرا شوہر گنہگار خطادار
سرکار دولتمدار تھا یہ لونڈی تو مجرم اور لائق و سزاوار نہین ہے بلکہ حقدار و مستحق آب و خورش و پرورش کی ہے کوئی گوشۂ خلوت
مرحمت ہو کہ بہ نظر رحمت و مہربانی حضور کے زندگی بسر کرون کیونکہ سب مال و زر دولت و جاگیر و املاک بحکم شاہی ضبط
کر کے **بزرجمہر** کو عطا کیا گیا بادشاہ چپ ہو رہے اور **بزرجمہر** سے حال زوجۂ **الفش** کا ظاہر کیا **بزرجمہر** نے
کہا کہ ای بادشاہ **الفش** جفاکش نے جب میرے باپ کو قتل کیا تھا تو ایک جدۂ زرلا کر دیا تھا بہتر تو یہ ہے کہ
اسے بھی حضور محل مین جگہ رہنے کی دین کہ یہ بیگناہ ہے شوہر اسکا خطادار تھا سو قتل کیا گیا دوسرے یہ کہ اس احسان کا
یہ بدلہ ہے جو مدہ زر دیا تھا غرض کہ بادشاہ جہانپناہ نے اسکو محل مین رہنے کا حکم دیا زوجۂ **الفش** بخدمت بادشاہ بیگم
مصاحب خاص بنکر رہنے لگی ایک دن بادشاہ فلک بارگاہ سریر سلطنت پر بکنت و حشمت پر زیب دہ تخت حکومت
تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ خسرو انجم با فوج سیارگان تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہے صحبت جشن ہر طرح ہو رہا ہے ساقی خوش
اور و مغنی عشرت افزا روبرو حاضر ہین تمام اراکین سلطنت و وزیران با ہیبت پایہ بپایہ اپنے مقام پر بیٹھے تھے طبلے پر
تھاپ پڑ رہی تھی عشرت کی گھڑی تھی نا مین آ رہی تھین **شعر** مغنی چنگ و عشرت ساز کردہ ✤ نواے خرمی
آغاز کردہ ✤ بادشاہ جہانپناہ مخمور بادۂ حکومت و عدالت ہو جام ارغوانی سے خوشگوار پے در پے نوش کر رہا ہے داد عیش و
خرمی ہجوم جموم کر دے رہا ہے اور **خواجہ بزرجمہر** کرسی وزارت پر بیٹھے ہوئے انتظام کار سلطنت مین
مصروف ہین **مصرع** وزیرے چنین شہریارے چنان ✤ اُس محفل عیش و طرب کا کیا مذکور فلک پیر نظارہ کنان خوش
و خرم خورد و کلان ناگاہ محلدار دربار آئی اور خواجہ سرا اُن سے خبر تولد فرزند ارجمند بادشاہ جہانپناہ سنائی خواجہ سرا خوشی
خوشی دوڑے ہوئے آئے مجرا گاہ سے مجرا بجا لائے مژدہ فرحت بخش سنا کے دعائین دینے لگے **قطعہ**

الہی بخت تو بیدار بادا	ترا دولت ہمیشہ یار بادا	گل اقبال تو دایم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا

ای شہریار گردون وقار دارای بادشاہ فلک قدر اسلاف دل آرام چنگی کے بطن سے شاہزادۂ عالیجاہ آسمان پناہ مثل مہر
درخشان و ماہ تابان برج حمل سے جلوہ افروز ہوا آج روز مسرت اندوز مثل روز نوروز عالم افروز ہوا عجب خوشی کا دن ہے
دل ہر ایک کا مطمئن ہے خدا حضور کو مبارک کرے دامن امید ہم دعا گویان کا گوہر بیش بہاے مراد سے بھرے اُس وقت
بادشاہ کے ہاتھ مین جام بادۂ گلگون لبالب تھا پیا چاہتا تھا یہ مژدہ فرحت افزا سنتے ہی مثل گل خندان ہوا غنچۂ دل
کھل گیا باغ مراد مین بہار آئی نسیم فصل گل مژدۂ جان بخش لائی کس چشم مسرت و انبساط سے **بزرجمہر** کیطرف

دیکھا خواجہ بھی مارے جوش کے مثل گل شگفتہ ہوکر یہ اشعار پر بہار پڑھنے لگا **نظم** ای باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے

بلبلو چہچہا کرو دن آ گئے بہار کے ۔ آیا گلشن مراد مین تازہ کھلا ہے گل ۔ شب بھر تنے چمن مین ترانے ہزار کے دیگر

عجیب گل چمن میں ہوا پیدا ۔ الفت و عاشق عندلیب کی ۔ آیا سرخ عادل نسیم مطرب ہر دم ۔ پیچ لے ہاتھ کے پیالہ نشا دور کا ۔ ولیکر بلبل کو جھاڑ دار بھر سے بہار کا ۔ عہد شباب تجکو مبارک ہو یار کا ۔ یہ اشعار جو خواجہ بزرجمہر نے پڑھے تو اہل صحبت حاضرین جلسہ

عشرت خرم و شاد ہوئے دعائین دینے لگے بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ اس گل حدیقہ حسن و جمال غنچہ چمن جاہ و جلال

صاحبزادہ بلند اقبال جوان بخت خرد سال کا **نوش روان** یعنے **نوشیروان عادل** نام رکھیے کہ یہ مژدہ فرحت افزا

یعنے خبر تولد فرزند مطلق ہنگام نوشانوش بادہ سرجوش میں سنا ہے یہی نام مناسب اور اچھا ہے **اشعار**

مبارک ہو ای شاہ گردون جناب ۔ یہ فرزند مسعود والا خطاب ۔ غلامی کرے اسکی خاقان چین ۔ ہے بخت کشور بھی زیر نگین

حکومت کا ملکون میں ڈنکا بجے ۔ عدالت تیرے چرخ گردان کرے ۔ ستارا ہوتا خدا اقبال کا ۔ ہے علغلہ جاہ و اجلال کا

بادشاہ کی خوشی کے مارے شکل گل کے باچھین کھل گئین کلیان نخل تمنا کی شگفتہ ہوئین حکم دیا کہ دروازہ خزانے کا کھولدو قیدیان گنہگار کو رہا کرو سب اہل دربار سرخ پوش ہون خمخانہ نشاط کے بادہ نوش ہون بادشاہ شادی پیدائش نور چشم مین مسرور و شادان تھے کہ محلدار نے آکر خبر دی کہ حضور مین بادشاہ عادل کی عرض کرو کہ زوجہ بالقش کے یہان بھی آج ہی لڑکا پیدا ہوا ہے اس ہیئت و صورت پر ہے کہ زرد اور زرد موبال آنکھ بھوئے ہیں اور آنکھین اسکی کرنجی ہین کوتاہ گردن تنگ پیشانی ہر سر سراسر حرامزدگی کی نشانی ہے بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر کیطرف دیکھا خواجہ نے بحکمت خیال کرکے عرض کیا کہ ای بادشاہ کیوان پناہ خانہ زادان دونون کے طالع دیکھکر حال عرض کریگا بادشاہ نے اسکو بھی حکم پرورش ہونے کا دیا دایہ اور قابلہ خدمت مین ان دونون زچاؤن کی حاضر ہوئین اور زچہ خانہ مین حسب معمول خدمت کرنے لگین بادشاہ نے فرمایا کہ منادی شہر مین نما کرے اور حکم پہونچا دے کہ سب عام اہل حرفہ اہل پیشہ دوکاندار اور اہل بازار آج سے چھٹی تک خوشی منائیں اور جشن کرین ہر مارے کھانا پکا پکایا ملیگا اپنے اپنے گھرون مین ناچ دیکھین اور عیش عشرت کرین جس چیز کی احتیاج ہو سرکار سے بے تکلف لیلین اور داروغہ باورچی خانہ اور داروغہ مودی خانہ کو حکم دیا جاے کہ کھانے ہر رنگ کے عمدہ عمدہ لذیذ و خوش ذائقہ آبدار خوشگوار خوانون مین چنوا کر سبکے گھر دونون وقت صبح و شام جایا کرین اور شراب کے جام اور صراحی و سبو و شیشہ و کنٹر بلکہ خم کے خم کشتی مین لگا کر بھیجے جائین جسکو جسقدر خواہش ہو اسکو اتنی دین تکلیف تکلف سے دست بردار ہون اور داروغہ ارباب نشاط کو حکم پہونچایا جاوے کہ طوائف اور مطرب ہر ایک کے گھر پر جائین طلے اور مراتب ناچ کا سامان ہو کوئی متحیران ہو نہ پریشان ہو شہر مین جا بجا ہر گلی کوچہ مین نوبت خانے رکھے جائین حسب الحکم بادشاہ جہان عالی مکان سب سامان اسی وقت سے درست ہو گیا اور جشن ہر جگہ شروع ہو گیا نوبتین بجنے لگین رعایا کے گھرون مین ناچ ہونے لگے جس کوچہ مین جا کر دیکھیے ایک جشن تازہ ہے ہر کوچہ پرستان کا نمونہ ہے کہین طوائف ناچتی ہے کہین کسی بائی کی نوچی ہے کہین چہرجان سی خوش گلو کہین سندرسی خوبرو کہین متنفل جان سی ترانہ سنج کہین گوہرجان سی بے رنج کہین کشمیری ناچتے ہین بھانڈ نقلین کرتے ہین کہین تماشا سا خوش مقال کہین قایم علی ناچنے والا کہین حسین بخش سا بھاؤ بتانے والا کہین کنہیا سا خوش چشم کہین کیا خوب سا نقال ہے اندر سبھا کا ناچ ہوتا ہے کہین میر حافظ کی سبھا ہے کہین مداری کے ناچ کا تماشا ہے کہین سپیرا ہوتا ہے کہین چکارا بجتا ہے کوئی طوائف نشہ شراب محمور بادہ عشق سے چور یہ غزل گا رہی ہے **غزل**

جانانہ تجھے جو ای نازک تن ہو جائیگا

جو کلی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا ۔ نام تیرا جسکو ورد ای گلبدن ہو جائیگا ۔ غنچہ گل کیطرح خوشبو بدن ہو جائیگا

مگر عاشق علی نے بطبع رسا یہ جواب بجوش شباب دیا اشعار گئے جو محفل عشرت مین شب کو گلگون + مشایار نگ لٹ
کلغی والون کا جوبن + ایسی بخشش دکھاتے ہین بانکپن تن تن + بلبلہ کیون نہ بھلا اڑے دالون کا ہو تن + اذان مع
چھاپ یعنی مقطع مصنف وہ سحر نے خیال بنا کے دیے کہ نسیم نے عطر گلاب دیا اللہ ری خوشی
پیدایش نوشیروان کی تمام شہر مین دن عید رات شب برات ہر گلی گلی کوچہ بکوچہ ناچ رنگ ہر سپہرا
جھلمت سبھا ہر دوارے ڈھول ڈھلے بایان دہنا ہو رچنگ جلترنگ ستار طنبورے بج رہے ہین تانین ہر رنگ
کی اُڑ رہی ہین نوبتین آٹھ پہر جھڑ رہی ہین نظم نکورین وہ نوبت کی اور اُنکے بعد + گرجنا
دھوسون کا مانند رعد + وہ شہنائیون کی سہانی دُھنین + جنکو سُنین مشتری اور زہرہ بھی سُنین +
وہ جھانجھون کے جھنّاٹے قرنا کا شور + وہ نقارون کا اور ترہی کا زور + تمام شہر نمونہ پرستان عیش و عشرت و نشاط کا
عجب سامان ہر زن و مرد و خرد و کلان سرخ پوش و دوشالہ بدوش عجب عالم بہار تمام شہر لالہ زار نظر آتا ہے ہر ایک
دعاے ترقی دولت و اقبال و ازدیاد رتبہ جاہ و جلال کرتا ہے اُدھر سے جو مسافر گذرتا ہے دیکھکر شکل
آئینہ دنگ و حیران رہجاتا ہے الغرض اسی طرح چھٹی کا دن آیا اُس روز تمام ایوانات شاہی آراستہ ہوئے
شہر کے تمام بازار پیراستہ ہوئے ملازم سے رعایا تک بقدر مراتب سبکو جوڑے اور خلعت تقسیم کیے جاگیرین
بخشین بسیرین زمینین دین شہر کے ہر گلی کوچہ مین دو رویہ ٹٹیان گلاسون کی واسطے روشنی کے کھڑی
ہوئین محل مین زچہ کے حمام کا سامان ہوا دایہ اور قابلہ نہلانے کو مستعد ہوئین ہزارہا سقّے سرد گرم کا بدبا
تمام ہوئے آب گرم کی تیاری ہوئی بادشاہ خوشی خوشی پھرتے ہین پھولے نہین سماتے ہین کبھی اندر آتے
ہین کبھی باہر جاتے ہین ہر ایک خواص پری چہرہ سے چہلین کرتے ہین ہر ایک کا زر و جواہر سے دامن بھرتے
ہین ادھر بزرجمہر نے کھچڑی لیجانے کا سامان کیا ہزارہا مرغ اور چوزے مرغ کے تاسے نقرئی و طلائی
لگا جسمین ہاتھیون پر زربفت کے بورون مین کھچڑی گھی کے مٹکے چاندی اور سونے کے ہزار در ہزار بھاری
بھاری ہنسلی کڑے طوق وغیرہ سونے کے اُسمین ہیرا یاقوت لعل و زمرد پکھراج نیلم بیش قیمت
جڑا ہوا واسطے مولود کے کشتیون مین لگا ہوا اور علاوہ ہزارہا جوڑے ہلکے بھاری کارچوبی بنت گوکھرو
کے کشتیون مین ساتھ آئے آگے نشان کا ہاتھی پیچھے سانڈنیان ہاتھی گھوڑے جلوسی ہر رنگ کے سات
باجے ڈھلے تاشے ڈھول ہرتے بعد اُسکے جلوس لشکر شاہی سب سرخ پوش بعد جوش بعد اُسکے
انگریزی باجا جسکی رنگیلی تانین اور ان بانسریون کی صدائین جنکے سننے سے پیر فلک مست ہو جاے
اُسکے بعد ارغن باجا عجب تال سم اُسکا جسکو سنکے وجد ہو بادبہاری کے گھوڑے جنکے چل کی صدا سے
سواری کی شان معلوم ہو پھر بان بردار برچھی بردار جلوسی پیچھے سوار ہزار در ہزار پیادے نجیب بیشمار
روشن چوکی والے اپنی تانین سب اُڑا رہے ہین انعام قدم بقدم پا رہے ہین چوبدار خاص بردار بڑھے ہے
چاندی سونے کے عصے لیے ہوئے نقیب آگے غول کے غول آوازین مبارک سلامت لگاتے ہے
روشنی کثرت سے آتشخانے ہزارہا فلیتے دغتے ہوئے ہزارے صدہا اور آتشبازی کے تختے چھٹ رہے ہین . بنی
کیا ہے گویا زمین سے آسمان تک آگ لگی ہے فنسین پالکیان بوچے محافے میانے ڈولیان سکھپال
بعد جاہ و جلال پیچھے پیچھے اُسمین تمام بزرجمہر کے محل کی ملازمان خاص و عام مگر سکھپال مین ماں بزرجمہر
کی جوڑا کارچوبی پہنے سر سے پانو تک زیور مرصع کا جواہر آبدار مین لدی ہوئی بعد جاہ و حشم سوار کہاریان

زرق برق سواری کے آس پاس آنکی پوشاکین مطلا مرصع جنپکے جواہر کے سر پیچ لگے ہوئے لٹکا پھڑکاتی ہوئین سکھپال کے پاس تھا جب دوڑی چلی جاتی ہین آگے پیچھے آتشبازی چھوٹتی جاتی ہے انار بان ہوائیان ناچپال چراغ تھے چرخیان مہتاب عجب سامان ہے کبھی چشم فلک نے دیدہ شوق سے نہ دیکھا ہوگا جس وقت ملک نے تو سنا ہوا اس تجمل و حشم اور دھوم دھام سے چھٹی کی کچہری بزرجمہر لیکر دولت شاہی پر پہنچے بادشاہ کو خبر ہوئی بہت خوش ہوا سواری لانا سب اتر بین تماشا ملاحظہ کیا انہون نے بزرجمہر کی سلام کیا اور مولود ہیں صاحبزادہ بلند اقبال کی سہرے پانک پلا مین لین گرد پھری اور زر و جواہر لعل و گوہر تصدق کیا پھر تارے دیکھنے کا وقت آیا زچہ کو عروس شب اول کیطرح آراستہ کیا نہلا دھلا کر چٹی چوٹی سر مین باندھی جوڑا اعلی سے اعلی بھاری سے بھاری پہنایا زیور جواہر بیش بہا کا زیب سراپا کیا عطر شمائل سوتیا دکیہڑا گلاب خوب لگایا دایہ نے چوک آنگنے کا صحن مین پورا اسپر چوکی جواہرات کی بچھائی زچہ کی گود مین مولود مسعود کو دیا زچہ گھونگھٹ نکالکر تلوارون کے سایہ مین صحن مین چوکی پر کھڑی ہوئی سات تارے آسمان پر گنوائے گئے چاروں کونون کو سلام کرایا وہان سے لاکر بسم اللہ کہکے مسند زرین پر بٹھایا نذرین گذرنے لگین روپیہ اشرفی زر و جواہر لعل یاقوت ہیرا نیلم کہربا تصدق ہونے لگا بادشاہ نے ہرگ دیا مگر کیا مجال جو کوئی بادشاہ کو عوض ہرگ مانے کے کچھ دے سکے کیونکہ وہ خود بادشاہ مملکت خدیو حشمت ہے انہون نے مبارکباد دی غرض طرح کی طرح رنگ جشن ہونے لگا بادشاہ انعام خلعت دربار تقسیم کرنے لگا یہان زچہ کو تھال کھلایا گیا سونے کی سینیون مین تھال اور کھانا آیا ہر رنگ ہر طرح کا کھانا ہر طرح کی دال عمدہ پکی ہوئی ہر طرح کا سالن نادر ہر طرح کا پلاؤ اور چلاؤ اور زردہ سفیدہ متنجن مزعفر ہر طرح کی کھچڑی بھونی سادی قبولی خشکا چپاتی ان پراٹھے میٹھے سلونے شیرمال قرص شیر بیج اچار ہر اس تازے کھانے کے ساتھ باسی کھانا بھی اور تازہ باسی پانی بھی کہ اس دن زچہ کو سب چیزین کھلانے کی رسم ہوتی ہے پہلے زچہ نے تھال سات سہاگنون کے ساتھ کھایا پھر ذرا ذرا سا سب کھانا زچہ کو چکھایا پانی پلایا بعدہ جشن ہونے لگا رقص شروع ہوا ارباب نشاط ناچنے لگے جلسہ عیش و عشرت جمع ہوا ہر ایک ناچ دیکھنے مین مصروف ہوا

ابیات

کوئی دن تو بج جائے چنگ و رباب	ہوا دن نقرہ شہنیت کرشمہ و شرع	خوشی سے پلا مجھکو ساقی شراب
جب صاحب حسن پیدا ہوا	جسے مہر و مہ دیکھ شیدا ہوا	کہ اک نیک اختر ہوا ہے طلوع
جسے دیکھ بیتاب تھا آفتاب	تماشا کا ایک سامان ہوا	نظر کو ہو حسن کی جھلکے تاب
ادھر شاد تھے سارے نقارچی	لگا ہر جگہ بادلہ اور زری	جسے دیکھکر دنگ انسان ہوا
مہیا کر اسباب عیش و طرب	غلاف انپہ بانات چہرزر کے ٹانک	بنا تھا جو نقارخانے کا سب
پیا چوب کو پہلے سم سے بلا	لگی پھیلنے ہر طرف کو صدا	شتابی سے نقارون کو سینک سانک
کہ دونون خوشی کی خبر کیون دو دن	بجے شادیانے جو اس گھڑی	صدا نوبت کی دو پہر شگان
محل سے لگا تا بہ دیوان عام	عجب طرح کا اک ہوا اژدہام	خوشی سے ہوئی گرد خلعت کھڑی
لگے کھینچنے زر کے توڑے فقیر	امیرون کو جاگیر لشکر کو زر	لگے ملنے نذرین امیر و وزیر
سوارون کو گھوڑے جوڑے دیئے	پیادون کو خوش ہوکے گھوڑے دیئے	وزیرون کو الماس و لعل و گہر
جسے ایک دینا تھا بخشے ہزار	جگہ جگہ جا بجا ڈنکا وہ اک ہجوم	جہانبانگ خوشی مین کیسا زر نثار
		مبارک سلامت کی ہر سمت دھوم

خوشی سے وہ بس ہر طرف تھے بساط / لگھڑے آ چھے اسپ اہل نشاط

غرض کہ شاہزادہ عالی تبار بلند مرتبت ذوی الاقتدار آغوش مادر مہربان میں پرورش پانے لگا بادشاہ حظ زندگی بعد فرحت و خوشی اٹھانے لگا خواجہ بزرجمہر سے ایک مرتبہ اُس تقریب شادی مولود مسعود کے کئی روز بعد بادشاہ نے کہا کہ حال طالع برخوردار نور الابصار کا کیا دریافت کیا جلد بیان کرو کہ اطمینان خاطر ہو خواجہ بزرجمہر حسب الارشاد بادشاہ **اشعار**

اسی وقت رمال طالع شناس / لگا کھینچنے زایچے بے قیاس / دھری تختی اک آگے قرعہ لیا
کیا دھیان شہزادے کا برملا / جو کھینچا تو شکلیں گنیں تھیں دو بل / نئی شکل سے دیکھا پھر مستعمل
یہ خواجہ نے پھر شاہ سے عرض کی / کرو گھر میں امید کے کچھ خوشی / یہ حسن ہے سارے عاشقوں کے شفیق
بہت ہی نے تکرار کی ہر طریق / نظر خوب کی پھر بیاض بساط / ہے ایک ایک نقطہ میں فرد نشاط
ہے اس بات پر اجتماع تمام / کہ طالع ہے فرزند کا نیک نام / ستاروں میں طالع کے اچھے ہیں طور
خوشی کا کوئی دن میں آتا ہے دور / نظر کی جو تثلیث و تسدیس پر / تو دیکھا کہ ہے نیک آنکی نظر

غرض کہ اے بادشاہ گردون بارگاہ خداوند کریم حضور پر نور کو مبارک کرے تا صد و سی سال اسے سلامت رکھے یہ فرزند ارجمند بادشاہ ہفت کشور اور شہنشاہ بحر و بر ہوگا اور عدالت بعقل و کیاست کرے گا اور دربار میں اسکے کروڑ سوار سے افسر بیٹھیں گے سرداران اولوالعزم و پہلوانان پر شکوہ ملازم بخدمتگاری رہیں گے دربار شاہانہ بعز و افتخار جمع رہیگا اور شہزادہ تاج شاہنشاہی تخت سلطنت پر متمکن ہوگا یہ شہزادہ نہایت پاک طینت اور نیک نیت اور صاحب خلق و مروت فہیم و عقیل ذہین ذکی بہت ہوگا اور بڑا بہادر دلیر و شجاع قوت و طاقت میں بے نظیر صاحب جاہ و صاحب شمشیر ہوگا لیکن اس سے اور مسلمانوں سے ہمیشہ فساد جھگڑا جنگ و جدل مقابلہ و مجادلہ رہیگا اور اسکا وزیر بد تدبیر یہ طفل صنیف شہا **القش** وزیر بے پیر کا ہوگا جو ساتھ اس شاہزادہ والا قدر بلند مرتبت کے پیدا ہوا ہے حضور یہ بڑا مفتری اور مکار بدکردار فتنہ انگیز آفت خیز ہے یہ لڑکا بعد وزارت اپنے اس شاہزادہ بلند مرتبت کو بعد بادشاہت حیران و پریشان نالان و ترسان شہر بشہر دیار بدیار پھرا دے گا ہر ملک ہر دیار میں مسلمانوں سے لڑوائے گا اور یہ صاحبزادہ اسکے کہنے کو بہت مانے گا خیر خواہان بادشاہ فلک جاہ بخوف جان و مال و آبرو خانہ نشینی اختیار کرینگے اسی وزیر کا دور دورہ ہوگا زمانہ ناہنجار بدکردار کا بے طور ہوگا یہ سنکے بادشاہ جمجاہ **قباد** شہریار نے کہا اے بزرجمہر اس شہزادے کی جان کی تو خیر ہے بزرجمہر نے عرض کی اے معدلت پناہ بادشاہ فلک بارگاہ **نظم**

نصیبوں نے کی آپ کے یاوری
کہ آئی ہے اب ساتویں مشتری / ولیکن مقدر ہے کچھ اور بھی / کہ ہیں اس بھلے میں بہت طور بھی
خوش اقبال لڑکا یہ ہے ہو وے / خطر ہے اسے فوج اسلام سے / شہا جان کی سب طرح خیر ہے
ولے دشت غربت کی کچھ سیر ہے / کچھ ایسا کلفت ہے طالع میں اب / خرابی ہو اسکی کسی کے سبب

یہ سنکے بادشاہ جمجاہ قباد شہریار بہت محزون و مغموم ہوا اور فرمایا اے خواجہ بزرجمہر نام **القش** کے بیٹے کا کیا رکھا جائے **خواجہ بزرجمہر** نے کہا اے بادشاہ اس لڑکے کا نام **بختک** رکھیے کہ یہ لڑکا بڑا صاحب نصیب ہے اور حرامی اسکی آپ پر ظاہر ہے مگر پھر اسکی پرورش کیجاتی ہے بادشاہ نے کہا اے **بزرجمہر** اگر تمہاری رائے ہو تو میں اسکو اور اسکی ماں کو قتل کر ڈالوں بنیاد فساد مٹا دوں **خواجہ بزرجمہر**

نے عرض کیا کہ آپ ایسا بادشاہ عادل اور پیشتر از وقوع واقعہ کسی کو دنیا اور بار خون ناحق اپنی گردن پر لینا نہ چاہیے
حضور جو کچھ تقدیر مین کاتب قدرت نے تحریر کیا ہے ضرور آئندہ ظہور ہوگا مصرع علم غیبی کس نمید اند بجز
پروردگار اے بادشاہ عادل شاید میری راے غلطی پر ہو آپ تامل فرمایئے اور دو نون لڑکون کو پرورش
کرنے کا حکم دین نظم

کیا شہ نے اسپر نہین اعتبار　　جو چاہے کرے میرا پروردگار
ہوئی کچھ خوشی شہ کو اور کچھ الم　　کہ دنیا مین توام ہو شادی و غم
وہ شہزادہ بلند اقبال پڑھنے ناز و

نعم سے پرورش پانے لگا دن رات کنار دایہ آرزو مراد ظل عاطفت پدر و مادر مین ذوق گل مراد سرسبز ہونے لگا جوش
و ولولہ انتہا مین خرم و شاد رہنے لگا آس نونہال دودمہ سلطنت گل حدیقہ جاہ و حشمت کا مین جب سال
بھر کا ہوا سالگرہ کی تیاری ہوئی اسی طرح کا سامان جشن کیا گیا وہی دھوم دھام وہی خوشی کا اژدہام
وہی روشنی وہی ناچ رنگ وہی شادی و مسرت ہوئی اسی طرح جوڑے تقسیم کیے انعام بانٹے
گرہ لگائی گئی عیش و عشرت کی گھڑی ہوئی ناظرین پر واضح ہو کہ اگر شادی سالگرہ کا بیان تحریر
کیا جاے داستان طولانی ہو جاے طول دینا اچھا نہین لہذا مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہو کہ جب شہزادہ
عالی تبار فرزند گلعذار کا سن پانچ برس کا ہوا بڑی دھوم اور بڑی خوشی سے بسم اللہ کی تیاری شروع ہوئی
سامان جشن و عیش و عشرت ہوا اگرچہ بکوچہ گلی گلی گھر گھر رعایا اور برایا سبکو حکم جشن عام ہوا ناچ رنگ ہر جگہ قصبہ
عالیشان کی سجاوٹ پر قصر فلک ہفت رنگ نثار فرزانے کا دروازہ کھلوا دیا سیم و زر گیا جواہر بخشش ہوا تقسیم
ہونے لگا بڑی خوشی ہوئی استادان ذی ہنر و فاضلان علم سر بسر و اہل فنونان پیشتر سے بلوا لیے گئے
غرض کے ذوق کمال خوشحال آگے حاضر دولت فیض منزلت ہونے نظم

ہوئی اُسکے کتب کی شادی بیان　　ہوا پھر آغین شادیون کا سمان　　دیا تھا اُسے حق نے ذہن رسا
کئی سال مین علم سب پڑھ چکا　　لگا ہندسہ ہیئت اور تا نجوم　　زمین سے فلک تک ہوئی اسکی دھوم
وہ علمون کا حافظ ہوا حرف حرف　　اسی نحو سے عمر کی اپنی صرف　　عطارد کو آنے لگی اسکے رئیس
ہوا سادہ لوحی مین وہ خوشنویس　　ہوا جبکہ زخط وہ شیرین رقم　　بڑھا کر لکھے ساتھ اُسنے قلم
لیا ہاتھ مین جس نے شکار　　لکھا نسخ و ریحان و خط غبار　　عروس الخطوط اور ثلث و رقاع
خفی و جلی مثل خط شعاع　　شکستہ لکھا اور تعلیق جب　　رہے دیکھ حیران اتالیق سب
کیا خط گلزار سے جب فراغ　　ہوا صفحہ خط گلزار باغ　　کردن علم کا مین کہان تک بیان
کہ ہو خوب اب مختصر داستان　　رکھا چوٹ نے بھی جو لکڑی پہ ہاتھ　　لیا اُسپہ قبضہ ذہانت کے ساتھ
ہوئین دست و بازو کی سرسا نیان　　اڑائین گئین ہاتھ مین کھا نیان　　ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ اسی طرح

پسر الفقش وزیر بے پیر یعنے بختک بھی بادشاہ کے بیٹے کے ساتھ پڑھا اکسب و کمال فن و ہنر
اسی طرح سب سکھایا گیا بادشاہ بختک کو دیکھکر ہر دم اندیشہ ناک و خوف زدہ ہوا کرتا تھا اور شاہزادہ والا قدر
کی محبت کا ہر وقت دم بھرتا تھا شاہزادے کو مدام اپنے پاس بٹھا کر دربار مین رعب و داب قواعد و اداب سلطنت و تہذیب
آئین شہریاری و طریق گیتی ستانی و امور جہانبانی دکھلاتا تھا اور سکھلاتا تھا بار ہا شاہزادہ بلند اقبال سے فرماتا تھا اے فرزند
ارجمند میری نصیحت خوب یاد رکھنا بعد میرے خواجہ بزرجمہر کو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا کبھی خلاف راے خواجہ
بزرجمہر کسی امر مین قدم نہ دھرنا یہ تمہارا نہایت خیر خواہ ہے اور ہمیشہ تم اسکو اپنا بزرگ سمجھنا محبت کی راہ و رسم دراہ سے

نوشیروان خواجہ بزرجمہر کو ہمیشہ عم نامدار سمجھا جان کیا کرتا تھا قباد شہریار ہر بات مین یہی فہمایش کرتا ای بیٹا نوشیروان ہرگز ہرگز بختک کو عہدۂ وزارت نہ دینا یہ ظل کینہ دیرینہ اپنے باپ سے کے قتل ہونے کا بزرجمہر سے نکالے گا اسوقت بزرجمہر تجھسے جدا ہو جاے گا پھر یہ ملک و مال و دولت و حشمت حکومت و سلطنت جاتا رہے گا مگر اسکا کارخانہ ہرگز برقرار رہنے نہ پاے گا خبردار خبردار بہت ہوشیاری کرنا کوئی غفلت مین کسی وقت قدم نہ دھر سبقت کو یاد رکھنا دلکو شاد کرنا الغرض قباد شہریار پچیس برس کے سن تک نوشیروان عادل کو سمجھایا کیا جب نوشیروان اور بختک کا سن پچیس برس کا ہوا قباد شہریار بیمار پڑا بیمار داری ہونے لگی مگر مرض الموت کا کیا علاج ہی اسکو دواے صحت کی کیا احتیاج ہی۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان انتقال کرنا قباد شہریار کا باغ ہستی سے طرف گلشن عدم کے اور صورت بلبل نالان آہ و زاری اور محزون خاطر ہونا بزرجمہر کا غم مین بعد شہریار کے اور تخت نشین ہونا نوشیروان کا سریر سلطنت پر اور وزیر ہونا بختک بن القش کا اور آنا ایک تاجر کا فریاد کو کہ میرا مال قزاقون نے لوٹ لیا اور گرفتار کرانا انکا اور آنا ابو الخیر لامکانی قزاق کا فتنہ ہوکر اور سپرد ہونا اسکا خواجہ بزرجمہر کے پاس واسطے سیکھنے زبان جانورون کے ۔ ساقی نامہ

غم انگیز ساقی پلا دے شراب
بنا آج رندون کو غم کا زلال
ہو قلقل کی آواز نالے کے ساتھ
وہ مے نوش جب ہوئے گا شہریار
نظر پر ہو چشم کرم ساقیا
سفل راہ عدم داغ عزیزان ہوگا
رنگ بدلا لفظ اظہار ہوا کا مجھکو
پھر نہ ہوگا یہ نگر آباد جو ویران ہوگا
نالۂ بلبل شیدا مین اگر ہی تاثیر
محتسب توڑ گئے شیشہ کو پشیمان ہوگا
سایہ مین اسکے مری گور رکھو سے اگر
وہ گنہگار ہون جو سرو چراغان ہوگا
دست گستاخ مین قزاق کا پایا ہون اگر
نہ گدا مجھسا نہ تجسا کوئی سلطان ہوگا

کہ ہی بیقراری بچشم پر آب — مناسب ہی مجھکو بھی حزن و ملال
زمین خشکیدہ و لبہاے جام و سبو — ذرا دیکھ تو شیشۂ و خم کو تو
اٹھا ساقی شیشہ زنی کو نہ ہاتھ — خوشی ہوگی بعد از الم آشکار
بجز آب یان کا شاہانہ سامان ہو — کہ مینا نہ رشک پرستان ہو

کہ توام ہی شادی و غم ساقیا ۔ استوار بیخ راحت کا مرے واسطے سامان ہی

گیسوؤن سے نہ کوئی رہزن ایمان ہوگا — خال ہندو سے ترے خون مسلمان ہوگا
گل تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا — جو دکرنے کی نہین رو درخ گلکار ای یار [illegible]
مجھ جگر سوختہ کی خاک ہی سرمہ سیاہ — گوشۂ چشم کوئی گوشۂ دامان ہوگا
دست صیاد مین گلچین کا گریبان ہوگا — بوے جو رکھتی ہی اس میکدہ مین کیفیت
تیری فریاد کا محتاج مین داستہ ہمین — ای جرس میرے لیے قافلہ نالان ہوگا
اے پہ پرورد تری دیوار کا احسان ہوگا — آتش عشق سے ہوتا ہی سراپا تن داغ
خط کا آغاز قیامت ہی رخ رنگین پر — خار و گل دیدۂ انصاف مین یکسان ہوگا
ایک دن یار ہے ہاتھ عریان ہوگا — حسن کا فاتحہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون
بعد مرے نہ گرفتار ہے گا نہ نیب — زلف خوبان کا صفت حال پریشان ہوگا

سنے نیازی سے زیبا ہی سب غبار رہو ہم نہ مانینگے خاموش ترسان ہوگا ۔ سبحت نویسندۂ داستان الم رقم کردہ است اینچنین از قسم نگارندہ ہاے دیوان جادۂ ملک عدم و قافلہ آرایان دشت شادی و غم شاخ قلم جودت رقم کو حسب حال فعال یہ رباعی کسی استادی کی پڑھکے منزہ اساس ہے بہت رواں کرتے ہیں رباعی

ای مرگ ہزار خانہ ویران کردی ÷ در ملک وجود غارت آن کردی ÷ ہر گوہر قیمتی کہ آمد بجہان بردی
و زیر خاک پنہان کردی ÷ کہ جب قباد شہریار بعارضہ مہلک بیمار ہوا خواجہ بزرجمہر کو بلا کر یہ ارشاد
کیا کہ ای عالم بے بدل کامل اکمل تجکو اپنے پسر نور نظر نوشیروان کو سپرد کرتا ہوں خبردار خبردار ملک
اقلیم تاج و دیہیم سے بہت ہوشیار رہنا رعیت کو دلشاد رکھنا شہر کو عدل و داد سے آباد رکھنا نوشیروان
کی رفاقت نہ چھوڑنا ہمیشہ اوسکو راہ نیک بتانا خواجہ بزرجمہر نے گوش ہوش اس کلام حسرت
انجام کو سنا رنج و غم صدمہ و الم سے سر دھنا مگر قضاے الٰہی سے کیا چارہ شمشیر اجل سے مرد حیات کا
دل صد پارہ ہوا ناگاہ ملک الموت ہوئی امراض مہلک نے ترقی کی ماتھے پر موت کا پسینا آیا روح
جسم سے نکلنے لگی دم گھبرایا ہاتھ پاؤں میں تشنج ہوا رگیں کھچنے لگیں مسافر ملک عدم نے کوچ کی
تیاریاں کیں پاؤں کبھی سمیٹے کبھی پھیلاے ہاتھ اٹھا اٹھا کے دبے دبے مارے جب روح ہر طرف
سے کھنچ کے دماغ میں بند ہوئی دم سینہ میں آکر اٹکا تھوڑی دیر میں ایک دو ہچکیاں آئیں طائر روح قفس جسم سے
طرف گلشن عدم کے پرواز کر گیا صیاد اجل نے بلبل روح کو جب گلشن بدن حیات سے نکالا بحکم باغبان
قضا و قدر گلزار عدم میں چھوڑ دیا یعنی قباد شہریار راہی دار البوار ہوا ہر ایک کو غم و الم بیشمار ہوا
محلات سلطانی میں شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر شخص یہ واقعہ سنکر کمال دردمند ہوا بزرجمہر کو کمال
ملال ہوا غم سے عجب حال ہوا جنازہ قباد شہریار کے اٹھانے کا سامان کیا اسدن اسی کاروبار میں
سب مشغول رہے غرضکہ بعد کئی روز کے جب الم تازہ غم بے اندازہ سے فراغ ہوا بزرجمہر نے تخت شاہی
سریر جہان پناہی تیار کیا جلسہ سلطنت جلوس شاہانہ مہیا کرکے نوشیروان عادل زمان کو تخت شاہی
پر بٹھایا تاج شہنشاہی جہان پناہی زیب سر انور نوشیروان عادل کیا جلوس شاہانہ و دربار
خسروانہ جمع ہوا چھ سو ندیم بارہ سو شہزادگان پر تمکین گرد تخت سلطنت کرسی نشین و دو زانو ہوکر بیٹھے اٹھارہ سو
دو عہدہ داران سلطنت بہ ہیبت و حشمت گرد سواران زرہ پوش لاکھ افسر میدان صف شکن سردار سراسیمہ
میں خواجہ بزرجمہر نے اس دربار عام میں کہا ای نوشیروان میں نے بموجب وصیت قباد شہریار کے جنت
مکان اسوقت تک سب احکام بادشاہ متوفی عمل میں لایا اور تمکو برضا و رغبت و خوشی تمام تخت نشین کرکے
مسرور ہوا اب تمکو مناسب ہے کہ بموجب نصیحت اپنے پدر عالیمقدار کے تم بھی عمل درآمد کرو کبھی خلاف
راے میری کسی امر میں دخیل ہونا جس طرح میں کہوں اسی طرح کرنا ورنہ اگر یہ امر منظور نہیں ہے تو
تمکو اختیار ہے یہ عہدہ وزارت جسکو چاہو دیدو مجھ پر یہ بار گراں رعایت و بہی خیر خاطر ناچار رکھو دھرو
نوشیروان نے کہا ای عم نامدار آپ میرے چچا ہیں بجاے آپ کے دوسرے والد ماجد کی
نسبت آپکے وصیت مجھے کر گئے ہیں کبھی خلاف راے آپ کے نکرونگا احاطۂ اطاعت سے آپکی
قدم باہر نہ دھرونگا یہ سنکر بزرجمہر نے کہا ای فرزند تم میری آنکھیں ہو نور نظر راحت دل و جان بزرجمہر ناتوان
ہو میں چاہتا ہوں تم ہمیشہ خوش و خرم محتشم و محترم صاحب تخت و تاج رہو صاحب حکومت تخت و بخت
اہل دولت و داد کا رواج ہوا الغرض روز جلوس بادشاہ نوشیروان بعد جشن شاہانہ سب حاضرین دربار
و سرداران نامدار نے نذریں دیں جشن ہونے لگا بختک کو نوشیروان نے چالیس زبدون
کا افسر کیا یہ بھی دربار میں حاضر رہتا ہی ایک روز دربار میں نوشیروان تخت شاہی پر رونق افروز

جلوہ فرما تھا گرداگرد سرداران نامور اور جوانان طرار دانشمند حلقہ باندھا تھا بڑے بڑے جری دلیر سب در دولت شہریار فیروز رستم
وزال دنگرون پہ بیٹھے تھے کاؤس کیان دکاؤس کا ثانی داپداغ لاہوت وجم زرین کلاہ وقارن رزم
زن وقارن فیل تن واہرمن درشت چنگال و سرشار قوی بازو و بدہوش کو پیکر و آرد شیر بن
گستہم و مارد شیرین گستہم و ابلق سوار بن گستہم و گیہان بن گستہم و فرحان شیر افگن و
نزیبان فیل تن وغیرہ سردار سب کے سب اپنے اپنے پائے اور اماکن پر مقیم تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قمر بیتی
شوکت وشان بالشکر ظفر پیکر سیارگان بصد زینت و زینت ابہت فرمانے سریر سلطنت ہے یا مہر درخشان بصد
تازگی و زیبندگی دبدبہ حشمت زیب اور نگ افلاک ظلوست ہے یکایک چوبکار سے دوڑتے ہوئے
آئے دربار عام مین حاضر ہوئے جبرا گاہ پر باادب استادہ ہوکے بادشاہ معدلت پناہ کو دعاے ترقی عز و جاہ و
ازدیاد مال و دولت و حکمت و حشمت دی اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکے یہ شعر پڑھا
شعر ای تجھ بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + ای بادشاہ گردون بارگاہ کیوان جاہ
مہر کلاہ ایک تاجر جسکا مال کسی نے زیانکاری وستمگاری سے غصب کیا اور اس بیچارے کو گرفتار عذاب شدید
کیا وہ در دولت ملازمان باشوکت پر حاضر ہے کچھ حال اپنا نہین بتاتا ہے کہ کسنے اسے ستایا ہے کس
سنگدل نے اسکا دل دکھایا ہے جب نوشیروان نے یہ ماجرا سنا خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا
بزرجمہر نے بادشاہ جمجاہ سے عرض کیا کہ حضور اس مستغیث کو اپنے سامنے بلوا کر استفسار
حال کیجیے پھر جیسا مناسب وقت ہو حسب قواعد سابقین حکم دیجیے انصاف کرنا سب ملک کا فرض ہے
عدم توجہی عدالت سے دور ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سامنے ہمارے لاؤ حال پریشان اسکا دیکھ لو
ملازمان سرکار معدلت آثار حسب الحکم بادشاہ ذوالاقتدار اس مستغیث کو سامنے لائے جب وہ سامنے آیا
بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک مرد پیر لاغر حقیر اسی نوے برس کا سن رنگ سرخ و سفید بلند قامت
ڈیل پتلا کشادہ پیشانی کلان چشم سرد و گرم روزگار چشیدہ گردش لیل و نہار دیدہ نشیب و فراز زمانہ
دیکھے ہوئے مصیبت اٹھائے ہوئے لباس عمدہ و مقبول غمزدہ و ملول خار ظلم و ستم سے دامن ازل
تار تار شمشیر جور سے جگر فگار بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ ای مرد پیر مضطر و دلگیر حال بیان
کر کہ فلک کجرفتار سے تجھے کس طرح پیش آیا تجھے کیا حادثہ عظیم درپیش آیا کس مرد ظالم بے درد نے تیرے
ساتھ حال سے فریب بازی کی زمانہ ناہنجار نے کون سی کج روی و دغابازی کی کہ تجھ ایسے عاقل و فرزین کو مات
کیا کیا ظلم و ستم ہیہات کیا اس مرد پیر نے زمین عبودیت کو بوسہ دے کے دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ
معدلت پناہ یہ غلام مبتلاے آلام ایک تاجر ہے کہ وطن اس ملک کا میرے حالات سے باہر ہے مین ہمیشہ لباس
نفیس قابل پسند خاطر امرا و اشیاے نادرہ اموال نایاب لیکر شہر بشہر دیار بدیار واسطے تجارت کے جاتا تھا
اور اس مال تجارتی سے بحسن تدبیر نفع کثیر اٹھاتا تھا ان دنون خبر جلوس تخت سلطنت حضور سنکر تحفہ جات
و مال عمدہ عمدہ لیکر طرف آستانہ دولت نشانہ حضور کے آنے والا تھا جب قریب ملک مداین کے
پہونچا تمام مال و اسباب خادم کا ایک قزاق نے لوٹ لیا پھرا ہون کو میرے مار ڈالا مین اپنی متاع
جان کو غنیمت جانکر لے بھاگا لہذا امیدوار ہون کہ حضور انصاف پروری اور دادگستری فرمائین
اس قزاق کو گرفتار کرین اور مال و اسباب میرا مجھے دلوا دین کہ مین ہمیشہ اس شہر مین آتا

قتل کردن ہمارا خیر ہو سردار اُن قزاقوں کا کہ نام اسکا ابو الخیر لا مکانی تھا عقل و فطرت کا بانی بیابانی تھا روزگار جہان
دیدہ سرد و گرم روزگار چشیدہ تھا جب اُسنے دیکھا کہ پیمانۂ عمر لبریز ہوا رشتۂ حیات قطع ہونے والا ہے سبب اختیار
آنکے تخت شاہنشاہی کے آگے کھڑا ہو کر دعائے درازی عمر و دولت و اقبال و حشمت دینے لگا اور دست بستہ
عرض کیا کہ اے بادشاہ عالی جاہ میں قزاق ابو الخیر ہوں ہمیشہ صحرائے سبزہ زار میں مائل سیر ہوں ہمیشہ
ہمیشہ میرا مسکن دشت و کوہ و صحرا ہے کہ وہ مقام نہایت پر فزا ہے میں صحرائے پر فزا کو اپنے گلشن پر بہار جانتا
ہوں شب و روز وحشیانِ دشت سے محبت رہی ہے بچپن سے سنتے سنتے میں تمام جانوروں کی زبان
سمجھنے لگا اور اب میں انہیں کی زبان میں انسے باتیں کر لیتا ہوں میں سب وحشیوں اور طائروں کی زبان
بخوبی جانتا ہوں بادشاہ کو کمال استعجاب ہوا اور نہایت اشتیاق سے فرمایا کہ اے ابو الخیر تو زبان طائروں
کی اور وحشیوں کی مجھے سکھائے گا ابو الخیر نے عرض کی کہ غلام اچھی طرح سے بتائے گا مگر حضور کے امور
ملکی و مالی میں فرق آئیگا اور اوقات دربار و عدالت فرمانروائی حکومت و سلطنت کو ہرج
دکھائیگا فرصت قلیل علم کثیر اسکی حضور کیا تدبیر اسکے سیکھنے کو بڑی فرصت چاہئے دیکھا جاتا ہے اگر کوئی
انسان علم عربی پڑھا ہو اور پھر فارسی پڑھے تو ایک عمر صرف کرے اس نحو سے علوم حاصل ہوں کہ
ہر طائر پرند و چرند و درند کی زبان معلوم کرنا اور اسکے لیے یاد ہونا اور انکی گویائی کے طریقے سمجھنا تو بہت دشوار
ہے اسکو ایک عمر نوح چاہئے مگر ہاں ایک صورت ہے کہ خواجہ بزرجمہر کہ حکیم حاذق ہر علم میں لایق ہیں انکو
حکم ہو کہ زبان وحوش و طیور سیکھیں یقین ہے کہ وہ اپنی فہم فراست اور عقل و ذکاوت سے بہت جلد یہ
علم بھی حاصل کرینگے اپنی حکمت عملی سے ان زبانوں کو سمجھ لینگے یہ ملازم بندگان والا ہیں اسلئے حضور وقتاً
فوقتاً سیکھا کیجئے یہ طریقہ مناسب ہے بادشاہ کو یہ تقریر دلپذیر ابو الخیر قزاق کی بہت پسند آئی اور ارشاد کیا کہ
اے ابو الخیر ہمنے تیرے دلکو شاد کیا جا تجھے قتل سے آزاد کیا اور ایک بدرۂ زر عنایت فرمایا اور خواجہ
بزرجمہر کے سپرد کیا اور فرمایا کہ اے عمو جان آپ اسکو اپنی سپردگی میں رکھیے اور یہ روپیہ ابو الخیر اپنے صرف
میں لائے اس سے اوقات بسری کرے اور زبان جانوروں کی آپکو سکھائے اور جو کچھ آپ اُس سے سیکھیں وہ مجھے
وقت جو تعلیم کیا کیجئے خواجہ بزرجمہر آداب بجا لائے ابو الخیر کو ساتھ لیے ہوئے اپنے مکان پر آئے اور
ابو الخیر سے ارشاد کیا کہ کیوں اے ابو الخیر سچ ہے کہ تو زبان جانوروں کی جانتا ہے مگر میں اپنے علم حکمت سے
تجھکو یہ خبر دیتا ہوں کہ تیرا کلام نا فرجام سراسر دروغ ہے فقط جانبری کے واسطے تونے ایسا فعل کیا کہ جو تو بولا زبان
وحش و طیر سوا جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام پیغمبر کے کوئی نہیں جان سکتا یہ راز کوئی نہیں پہچان سکتا ابو الخیر
خواجہ بزرجمہر کے پاؤں پر گر پڑا اور دست بستہ عرض کیا شعر بر کعب پیش تو از اجل آمدہ ایم + شب بہ رستے
بودام جستہ آمدہ ایم + آپ سچ فرماتے ہیں میں نے جان کے بچانے کو یہ بات محض جھوٹھ خدمت بادشاہ
میں عرض کی والا زبان جانوروں کی میں کیا پہچان سکتا ہوں اور کیونکر جان سکتا ہوں میں نے ابھی
آپکا نام نامی اسم گرامی سامنے بادشاہ کے لیا اور دامن عاطفت میں آپ کے آنکے چھپا کر پناہ دیجئے
اور آپ مرد مند ہیں میرے اس راز کو چھپائینگے مجھکو قتل ہونے سے بچائینگے خواجہ بزرجمہر نے
جب یہ کلام حسرت انجام ابو الخیر راستباز کے بعد سوز و گداز سنے ارشاد فرمایا بیت راستی
موجب رضائے خداست + کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست + اے ابو الخیر اب جو تونے مجھے سچ سچ

جان کردیا ہی اور میرے دامن مین پناہ لی ہی تو بس کیا ڈر ہی وہ پیدا کرنے والا مددگار ہی دشمن کیا بگاڑ ہی جا مین نے
تیری خطا معاف کی جان کی رہائی دی اگر مجھسے بادشاہ پوچھے گا جو کچھ میرے ذہن مین آے گا وہ کہدونگا ابوالخیر
نے جب یہ شفقت خواجہ بزرجمہر کی دیکھی عرض کیا اب غلام کہان جائیگا عمر بھر غلامی سے باہر ہونگا کیا مجال
جو کبھی سرتابی کرون یا قدم احاطۂ اطاعت سے باہر دھرون مین ہمیشہ پیشہ قزاقی کرتا رہا عیاریان بھی مجکو خوب
معلوم ہین اور ہر ایک رئیس وامیر ووزیر وشاہزادے کو عیار ضرور چاہیے ہی مین حضور کا غلام بنکے رہونگا قدم
مبارک چھوڑ کے کہین نہ جاونگا خواجہ بزرجمہر نے جب یہ کلام مسرت انجام ابوالخیر کا سنا بہت مسرور ہوا اُسکو
اپنے گھر مین رہنے کو ٹھکانا دیا اور اپنے ساتھ ہر وقت رکھا کرتا تھا ایک دم اپنے سے جدا نہ کرتا تھا مگر
بختک کہ بڑا سیانا اور فہیم وعقیل مشہور بین تھا وہ اکثر بادشاہ سے کہا کرتا تھا کہ حضور آپ نے بڑا دھوکا
کھایا ابوالخیر کو رہا کردیا کیونکر ہوسکتا ہی کہ زبان جانوران صحرائی کی سمجھتا ہوگا اور بولتا ہوگا یہ اُسنے دعوے
جھوٹھا کیا کبھی کوئی جانورون کی زبان نہین جانتا کلام وحوش وطیور کوئی نہین سمجھتا سواے حضرت سلیمان
پیغمبر کے اُنکا کوئی رازدان نہین تھا بادشاہ نے کہا خیر کہان جائیگا جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا عم نامدار میرے
خواجہ بزرجمہر کہ وہ مرد پاک اعتقاد نیک نہاد ہین وہ کبھی مجھسے جھوٹھ نہ بولینگے اگر وہ جانتا
ہوگا تو اُس سے اس زبان کو سیکھینگے اور وہ اگر نہ جانتا ہوگا تو وہ مجھسے کہدینگے یہ فرماکر اُن قزاقون کو
بادشاہ نے حکم قتل دیا وہ پانچ سو قزاق جو ہمراہیان ابوالخیر تھے سب کے سب قتل کیے گئے اب
خواجہ بزرجمہر جو دربار بادشاہ مین تشریف لاے بختک نے بادشاہ سے کہا کہ حضور پوچھین
کہ زبان جانورون کی سیکھی کس طرح کی ہی اور کیسی ہی بزرجمہر نے جواب دیا ای بادشاہ مین زبان طائرون
کی سیکھ رہا ہون بہت دقیق ہی بڑی مشکل سے سیکھی جائیگی سواے میرے وہ زبان جانورون کی جو ابوالخیر
جانتا ہی کسی کو نہ آئیگی اور ابوالخیر بخوبی جانتا ہی جھوٹھا نہین ہی بلکہ سچ کہتا ہی وہ مجھے سکھایا کرتا ہی باریکیان
بتایا کرتا ہی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور خواجہ کو عوض حصول زبان طائران ووحشیان خلعت فاخرہ
دیا بہت خوش کیا القصہ جب چندے زمانہ اسی واسطے کو گذرا ایک دن پھر بادشاہ نے پوچھا کہ
کیون چچا جان آپ نے کس قدر زبان طائران ووحشیان خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ
مین ابھی تک مین طیور کی زبان سیکھ رہا ہون بادشاہ نے بختک سے کہا کہ جس طرح والد
نامدار قباد شہریار عم نامدار خواجہ بزرجمہر کے کلام کا بہت اعتبار کرتے تھے اسی طرح
مین کلام خواجہ بزرجمہر کو سچ جانتا ہون اور معتقد ہون بختک اب سمجھا بادشاہ کون زمانے مین ہوگا
کہ مین ہر ایک وحش وطیر کی زبان سمجھونگا اور انکا سب انصاف کیا کرونگا بختک نہ ہنسا اور عرض
کیا کہ میرا کلام اعتقاد یہ وہی ہی کہ سواے جناب پیغمبر سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے زبان وحش
وطیر کوئی نہین سمجھ سکتا ہی نہ جانتا ہی بادشاہ کو یہ کلام اس بد انجام کا کمال برا معلوم ہوا اور تمکین جواب
دیا کہ ای بختک تو بڑا شور دل ہی شیرین سخنی مین جاہل ہی تو میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو
دروغگو جانتا ہی یا مین نیا ہی پدر بزرگوار قباد شہریار کبھی میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو جھوٹھا
نہ جانتے تھے جا دور ہو میرے سامنے سے کبھی ایسے کلام بے ادبانہ نہ کرنا بختک نے عرض کی کہ مجھسے
خطا ہوئی معاف فرمائیے یہ سر بخشش کیجیے اب کبھی ایسا قصور نہوگا لیکن سبب کاوش کے آخر یہ سہ ذکر مین

خواہش کیا کرتا تھا بزرجمہر کی ذلت و رسوائی کی تدبیر میں پھرتا تھا کہ کسی طرح دربار شاہنشاہ میں خواجہ
کو ذلیل کروں اور ذک دوں کہ خواجہ بزرجمہر کی ذات سے میرے باپ البقش کو ذلت فاش
ہوئی گھربار سارا میرے باپ کا انھوں نے لٹوا دیا اور خزانہ مال و دولت چھین لیا اور مجکو بھی ذلیل و خوار
سامنے بادشاہ کے کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا ہے کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ خواجہ بزرجمہر بھی سامنے بادشاہ
کے ایسا ذلیل و خوار ہو کہ یاد کرے بختک اسی فکر میں ہر وقت سرگرم رہتا ہے و لیکن ملال دم رہتا ہے
کہ ایک روز آسمان پر کالا ابر آئے اور کالی کالی گھٹا پہاڑ کی طرف سے اٹھی بہت تندی سے شور سے مست
ز کہسار آمد چو میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بہار آمد ✤ نوشیروان نے جو یہ ہنگام فرحت انگیز مسرت خیز
دیکھا حکم دیا سامان شکار تیار ہو جلدی میر شکار حاضر ہوئے جانور شکاری بادشاہ نے ہمراہ لیے باز داربانی
لیے ہوئے باشہ جرا بہری اور ترمتی شاہین عقاب ہر ایک کو آمادہ شکار کیا غرض ہر ایک کا روک رکھا چیتے
کی کھٹولیاں ہاتھیوں پر کسی گئیں خیمے بار کیے گئے مصاحب رفیق ہمنشین رازدار مرکبہائے پری پیکر
پر سوار ہوئے غلامان زرین کمر خواصان ذی ہنر و مہرویان کج کلاہ و جوانان ذیجاہ ہمراہ رکاب
سعادت انتساب ہوئے اور تمام سامان عیش و نشاط فرش و فروش انبساط اور شراب و کباب
کی کشتیاں یہ سب سامان ہمراہ تماشے کو خلقت کا ہجوم چار طرف شکار کی دھوم یہ بات ہر خرد و
کلان کی زبان پر آئی بو زد گوزن و بیتے و شتر زبان و پیل دمان کی اب قضا آئی جنگل سے جنگل صاف
ہو جائینگے صحرائی جانور درند چرند وغیرہ شکار ہونگے کلنگ اک تازی دوڑے پیچھے پہنے آگے آگے
چیتے انکو بھی ہیونون کی طرح سے ہلانے لگے الغرض بادشاہ نوشیروان بعد جاہ و حشم و جلال
و خدم سوار ہوا ہٹو بچو کا شور بار بار ہوا نقیب آگے آگے سواری شاہنشاہی کی صدا میں خدا سلامت
کی لگاتے ہوئے روانہ ہوئے شہر سے نکلکر صحرائے سبزہ زار کی فضا دیکھتے ہوئے چلے عجب صحرائے
سبزہ زار ہی رشک گلشن نوبہار جا بجا بار ہو شکبار گل خودرو کی بہار برگ گیاہ کی لٹک
بھینی بھینی مہک جدھر نگاہ مشتاق پردہ چشم سے نکل جائے فرش مخمل زنگار پر لوٹ جائے وہ طائران خوش گلو
کا چہکنا موروں کا ہمکنا بلبلوں کی نوا سنجی فاختہ کی کوکو تیتو کی صدا قمریان شاخ سرو لب خوش نوا
ہوا مشک عنبر سارا سے خوشبو میں تیز دہے گل اشرفی کا جلوہ دکھاتے ہیں غنچہ ریحانی دسیدہ
مسکراتے نخلہائے صحرائی جھوم رہے ہیں شاخوں کے بارے زمین چوم رہے ہیں شتران سبزہ دار
ہوا ہوئے زجنون دادہ ✤ دیوانگی دستی ار روز شگون دادہ ✤ غرض کہ بادشاہ نے حکم شکار کا دیا سب
شکاریوں نے جانوروں کو آمادہ شکار کیا باز کو کبوتر دراج پر چھوڑا بگل باز شکاریوں نے بجایا
نظم چو دنالیدن آمد طبل باز ✤ درآمد مرغ صید افگن بہ پرواز ✤ روان شد بر ہوا باریک پرواز
جہان شد خالی از کبک و کبوتر ✤ بادشاہ مع رفقائے مشیر و مصاحب خوش خوش تفریح شکار دیکھتے
لگے تھکر طے طائران شکاری سے بھرنے لگے اس وقت سب قراولوں نے آکر عرض کی کہ حضور
پہاڑ میں بہت سے آہو چر رہے ہیں کلیلیاں کر رہے ہیں حضور تشریف لیچلے شکار کھیلیے بادشاہ فوراً
کی زین آئے دہاں کی طرف ملاحظہ کرکے جابجا اشارے کیے آہو بادشاہ نیل گاے کا شکار
ہونے لگا آپس میں قہقہہ اٹھا پھر تو تیر لگانے حلقہ کمند پھینکے ہرن زخمی ہو ہو کر گرے صیاد شکاریان کو ذبح کرنے لگے

پھر بڑھ بڑھ کے تیر لگانا کمندین مارنا ہرنون کو ذبح کرنا اپنے صید کو آگے بندھ کے رد کرنا دوسرے کے ہاتھ
نہ چڑھنے دینا ہر ایک سے زیادہ آپ ہی کھینچ لیجانا اتنا جلد تیر مارنا سبحان اللہ لایق دید و قابل شنید تھا بادشاہ
بھی ہر طرف تاج سر پر رکھے ہوے دوڑتا پھرتا تھا خواجہ بزرجمہر دہنی طرف اور بختک دست چپ کی جانب
ساتھ ساتھ خواجہ تعریف کرتے جاتے تھے اور بختک وغیرہ شکار رہاتے تھے غرضکہ ایک ہرن کو بادشاہ نے
وہ ہرن تیر کھا کر بھاگا چونکہ زبردست تھا نہ گرا بادشاہ نے گھوڑا اُسکے تعاقب مین اُٹھایا اور دور جاکر اُسکو شکار کیا خواجہ بزرجمہر
فقط ساتھ تھے اور بختک بھی لپٹا چلا آیا باقی کوئی نہ پہونچ سکا جب بادشاہ نے اُس آہو کو شکار کیا خواجہ بزرجمہر
نے دوشالہ کرتے کھول کے بادشاہ کے واسطے بچھایا بادشاہ اوس پر آکر بیٹھا اور خواجہ کو بھی تحسین دے کر
ہاتھ پکڑ کر برابر بٹھا لیا بختک رومال ہلاتا سامنے کھڑا رہا مگر دل مین جلا آتش رشک سے کلیجا کباب ہو
ہر طرف صحرا کے جو خیال کیا دیکھا کہ یہ مقام ویران ہے انسان ہے نہ حیوان ہے ایک گانون قریب ہے سامنے دو درخت
سوکھے ہوے کھڑے ہین اُن پر دو طایر بیٹھے ہوے آپس مین زمزمہ سنجی کر رہے ہین بختک تو اسی فکر مین رہتا تھا
بلبل پر غم و الم سنا تھا چپکے سے بادشاہ سے کہا اے جہان پناہ آپ خواجہ بزرجمہر سے پوچھیے کہ یہ دونون
جانور کیا باتین کرتے ہین اور آپس مین کیا کہتے ہین بادشاہ نوشیروان تو اس امر کا مشتاق رہتا تھا
فورًا خواجہ بزرجمہر کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ اے حکیم نامدار ارشاد فرمایئے کہ یہ دونون جانور شاخ شجر خشک پر
کیا باتین کرتے ہین خواجہ سوچے کہ اگر نہ بتلاؤنگا تو بادشاہ کے سامنے دروغ گو ٹھہرونگا اور اگر بتلاؤن تو مین کیا جانون
کہ یہ جانور آپس مین کیا باتین کرتے ہین سوچ کر ایسی بات کہون کہ ذرا بھی جھوٹھ ثبوت نہو ٹھیک درست آجاے
موزون اور مقتضاے وقت ہو گردن جھکا کے کلام کو اُن طایرون کے سنا تھوڑی دیر کے بعد جواب دیا کہ اے
بادشاہ عادل یہ جانور آپس مین نسبت کی باتین کرتے ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ تو اپنی بیٹی کی میرے بیٹے
کے ساتھ شادی کریگا تو کیا جہیز دیگا وہ جواب دیتا ہے کہ جبتک نوشیروان زندہ ہے اور تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہے
تمام جہان تباہ و ویران ہے عدل و داد نہین کوئی دل شاد نہین شہر قصبے گانون پڑے آباد نہین مجھے جہیز اس منحوس
زمانے مین کیونکر دیا جاے اور کہان سے آئے لیکن خیر نہین ساٹھ ویرانے جانتا ہون وہ جہیز مین دیدونگا اور زیادہ
اِس سے نہین ہو سکتا اس زمانے مین یہ بھی بہت ہے دیکھیے ہو کیسا پُر آشوب زمانہ ہے کوئی کسی کا آشنا نہین جب
نوشیروان نے یہ بات اُس حکیم حاذق لایق و فائق سے سُنی سر گریبان مین ندامت سے ڈالا اور کہا اے حکیم نامدار
آپ بجا ارشاد فرماتے ہین حقیقت مین مین ایسا ہی غافل ہون عیش و عشرت کی طرف مایل ہون غفلت میری
غفلت سے تنگ ہر ایک ہے اور میری غفلت شعاری سے تنگ شہر ہے بے تمیزی و بے عاقلی
کہ از فکر دنیا و دین غافلی + اے خواجہ بزرجمہر سچ کسی نے کہا ہے بیت آب زر لکھا ہے بو علی سینے نے کہ سوتے
سے مسافر کو خطر ہے + یہ دنیا کھیتی عاقبت کی ہے جو یہان بوئے وہ وہان آگے لیوے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ جو یہان
دے وہ وہان پاے نہین تو آخر کو پشیمانی (حقہ) آئندہ آپ مجکو اب کبھی غافل نہ پائینگا داد و دہش مین ہرگز پہلو تہی نہ
کرونگا یہ فرما کر وہ بادشاہ عادل طرف دار الامارۃ کے روانہ ہوا محل مین قدم رنجہ فرمایا اُسیوقت حکم دیا کہ ایک زنجیر طلاکار دالان
عدالت پر لٹکائی جاے مستغیث اُسے ہلاے تاکہ مین اطلاع پاؤن اُسکو اپنے سامنے بلاؤن حال سنون اسکا مطلب
دلی بر لاؤن اُس زنجیر کے سرے کو محل کے اندر خوابگاہ تک پہونچایا اُس مین ایک گھنٹہ طلائی لٹکایا کہ
شاید مین سوتا ہون اور کوئی مستغیث زنجیر در ہلاے مجکو فورًا خبر ہو جاے شاید مین بستر خواب پر خوابیدہ

ہون تو صدا سے زنجیر طلائی سے بیدار ہو جاؤن گھنٹے کی آواز سے ہشیار ہو جاؤن اُسیوقت عدالت کرکے داد دون
جب یہ امر حکم بادشاہ عادل قرار پایا ہر ایک ظالم کا دل خوف سے تھرایا ظلم و جور کم ہونے لگا ہر چور قزاق رہزن اپنے
اپنے گھر رونے لگا اتفاقاً ایک دن ایک گدھا کسی دھوبی کا آیا اور اُسنے اپنی پشت مجروح کو عدالت کی زنجیر سے
گھسایا وہ زنجیر ہلی اور گھنٹہ بجا پایا بادشاہ محل مین خواب غفلت سے چونک پڑا جلدی بیدار ہوکے ہشیار ہوا اُسی وقت
برآمد ہوا حکم دیا کہ دیکھو کون مستغیث آیا ہے کیا فریاد لایا ہے جلد حاضر کرو حکم سنتے ہی لوگ دوڑے اُس گدھے کو سامنے
لائے بادشاہ نے ملاحظہ کیا کہ کوئی آدمی فریادی نہین ہے بلکہ ایک گدھا دبلا اور ضعیف ہے جسنے زنجیر کو ہلایا ہے
بادشاہ متعجب ہوکے سوچا کہ اسکا کیا انصاف کرون اور اگر انصاف نہ کیا تو ندامت ہوگی پشیمان ہوا لوگ طعن و تشنیع
کرینگے ہنسکر پھر خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا اور کہا کیون تم نامدار اس گدھے پر کیا ظلم و ستم ہوا ہے جو یہ فریادی آیا ہے
آپ جانورون کی زبان سمجھتے ہین بخوبی دریافت کیجیے اور داد دیجیے خواجہ دل مین سوچے کہ اگر میننے اس گدھے
سے پوچھا اور اسنے کچھ جواب نہ دیا بروقت سوال مجھ سے نہ بولا تو بڑا غضب ہوا چونکہ خواجہ بزرجمہر عقل و فہم و دانش
رکھتے تھے کہنے لگے اے بادشاہ کیوان بارگاہ عجیب و غریب اسکا حال ہے یہ نہایت پرملال ہے اپنی کیفیت بزبان حال
بیان کررہا ہے مجھے سب معلوم ہے یہ گدھا دھوبی کا ہے پہلے بڑا زبردست اور بڑا طاقتور تھا اور جوان تھا وہ دھوبی اسکو
پیٹ بھرکے کھانا دیتا تھا اور اسپر بوجھ لادا کرتا تھا اور اس سے محنت اور مشقت لیا کرتا تھا اب جو یہ ضعیف اور کم طاقت
کمزور ناچار ہوا بوجھ اٹھانا دشوار ہوا دھوبی نے کھانا دینا موقوف کیا اور اسکا رہنا بار ہوا دھوبی نے نکال
دیا یہ بھوکا پیاسا پشت فگار زار و نزار آستانہ عالی و دربار پر آیا ہے زبان حال سے عرض رسا ہے کہ اُس دھوبی سے
پوچھا جائے کہ مجھے دانہ گھاس کیون نہین دیتا ہے بھوکا رکھتا ہے ظلم کرتا ہے باوجودیکہ کس قدر بیجان خود را بفزاے
قدرے کہ ہرگز نباید زیرورده عزیزه لیکن وہ بخلاف اسکے مجھے بیزار ہے بادشاہ نے سنتے ہی خواجہ بزرجمہر کی
بہت تحسین و آفرین کی اور حکم دیا کہ منادی ندا کرے اور چارسو جار دے کہ یہ گدھا جس دھوبی کا ہو وہ آکے
ہزار اشرفی لے جب منادی نے ندا کی اور یہ خبر مشہور ہوئی وہ دھوبی کہ جسکا گدھا تھا حضور بادشاہ عدالت پناہ
مین حاضر ہوا آداب بجالایا زمین کو بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کیا کہ یہ گدھا غلام کا ہے بادشاہ نے کہا تو نے
اسکو کیون چھوڑ دیا اُس دھوبی نے کہا کہ اب یہ ضعیف و کمزور ہو گیا بوجھ لادنے کے قابل نہ رہا اسلیے مینے اسکو
چھوڑ دیا بادشاہ نے جب یہ کلام دھوبی کا سنا فوراً تحسین خواجہ بزرجمہر ذہن نشین ہوا اور کہا اے نامدار تم سچ کہتے تھے
یہ گدھا یہی فریاد لایا تھا اہل دربار شہنشاہ سب متعجب ہوکر تعریف کرنے لگے اور تحسین و آفرین کا دربار مین شور و غل برپا ہوا
پھر بادشاہ نے دھوبی سے کہا اے نالائق جبتک یہ جوان تھا تو نے اس سے خدمت لی اور کام محنت مشقت کا لیا
اور وقت پیری کنارہ کیا حق نمک گذاری اسکا دل سے سب بھلا دیا اسے لیجا خبردار جو تو نے اسکو کبھی کوئی ایذا
دی یا اسکی آب و خورش مین کمی کی تو تجھکو سزائے سخت دیجائیگی کہ پیٹ چاک کرکے بھس بھروا دیا جائیگا اور
اہل و عیال تیرے سب دار پر کھینچے جاینگے پھر ہزار اشرفیان اسکو عنایت کین وہ دھوبی دعائے عمر و دولت
و ترقی حشمت جاہ و جلال و دولت و شوکت زبان زبان پر جاری کرتا ہوا گدھے کو اپنے لیکر چلا گیا
یہ قصہ عدالت نوشیروانی تمام عالم مین شہر بشہر دیار بدیار مشہور ہوا گلشن بگلشن دشت بہ
دشت کوہ بکوہ آفاق بآفاق مشہور بہ حروف ہوا افسانہ عجائب و غرائب ہر زبان پر جاری ہوا بختک
اس معاملہ عجیب کو دیکھکر آتش رشک و حسد سے جل گیا رنگ چہرے کا بدل گیا متحیر و متفکر و متردد

ہر وقت یہی سوچ لگی کسی تدبیر سے خواجہ بزرجمہر کو دربار عالی سے نکلوا دون تاکہ التفات نوشیروان
عادل سے گرا دون بزرگ رہنا اور ہر وقت خواجہ بزرجمہر کی بدی غیبت بادشاہ نوشیروان سے کرتا رہتا ہے دل
مین یہ خیال فاسد رکھتا ہے کہ نوشیروان کو ہمکاسے لڑائی جھگڑا کروا دے ایک روز جلسہ بادشاہ نوشیروان
جلسہ عیش وطرب مہیا ہوا ارباب نشاط تیار ہوے ساقی خوش ادا مطرب خوش نوا حاضر ہوے بادہ گلگون کا
دور ہوا رنگ محفل اور ہوا صحبت میخوشی گرم ہوئی ہر ست بادہ کش جھومنے لگا بادشاہ کو بھی نشہ شراب زیادہ ہوا آنکھیں
خمار آلودہ ہو گئین سامنے ناچ ہو رہا ہے مطرب طرانہ سنج ہین اُس وقت بختک نے پھر ذکر سابق چھیڑا عرض
کیا ای بادشاہ عالیجاہ افسوس خواجہ بزرجمہر نے آپ کو بڑا دھوکا دیا دروغ گوئی کا پیشہ اختیار کیا بادشاہ
نے کہا کہ خواجہ بزرجمہر نے کیا جھوٹ کلام کیا بیان کرو بختک نے کہا کہ ای بادشاہ زمان زبان طائرون
کی سوائے جناب سلیمان داؤد علیہما السلام کے کوئی نہین سمجھ سکتا ہے خواجہ بزرجمہر نے آپ سے فریب کیا
نوشیروان تو اس وقت نشہ شراب مین مست تھا بختک کے کہنے کو تسلیم کیا اور بر سر امتحان ہوا خواجہ
بزرجمہر کو بلا کر یہ پوچھنے لگا ای عمر نامدار آپ سچ بتا دیجئے کہ زبان جانورون کی آپ سمجھتے ہین یا نہین بختک
نے کہا کہ شہنشاہ یون جو آپ خواجہ بزرجمہر سے پوچھیگا وہ انکار کرینگے اور ایسی بات کہینگے کہ کبھی
نہ معلوم ہوگا کہ یہ زبان جانورون کی نہین جانتے ہین اس سے تو ہم یہ بہتر جانتے ہین کہ خواجہ بزرجمہر
کو شراب پلا دیجئے جب وہ خمار بادہ ناب سے مخمور ہون لحاظ و پاس و شرم دور ہون اُس وقت اپنے سر کی
قسم دیجئے اور اصرار کیجئے کہ ای خواجہ بزرجمہر تم جانورون کی زبان جانتے ہو یا نہین دیکھیے تو وہ کیا کہتے ہین
جھوٹ سچ معلوم ہوگا صاف صاف اور سچ سچ معلوم ہوگا جب بختک نے بادشاہ کو اسطرح بھڑکایا اور فتنہ پردازی
کا سبق پڑھایا بادشاہ بمصداق الصحبت من التاثیر اسکے کہنے مین آگیا اور فوراً حکم دیا کہ خواجہ بزرجمہر کو
بلا کر جلد حاضر کرو اسوقت جو بیادرشل باد تند دوڑے ہوے گئے اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ بادشاہ نے آپ کو
یاد کیا ہے خواجہ بزرجمہر اُسی وقت سوار ہو کر حضور بادشاہ نوشیروان عادل مین حاضر ہوے آداب تسلیم
موافق رسم شاہی بجا لاے دعاے درازی عمر و ترقی دولت و حشمت دی شعر نگین سعادت بنام تو باد ‡ ہمہ کار
عالم بکام تو باد ‡ ای شہر یار پر تمکین و ذی وقار خوش آئین اس ذرہ بے مقدار کو حضور نے کیون یاد کیا ہے بادشاہ
نے فرمایا کہ ای عمر نامدار مین اسوقت تنہا تھا اور جلسہ میخوشی مہیا تھا جی چاہا کہ آپ کو بھی شریک صحبت کرون تا
آپ کو بھی شراب خواری کی کیفیت دون خواجہ بزرجمہر نے کہا حضور مین تو اس لذت سے اور عطیہ اعلیٰ سے
شہنشاہ دوران کے محروم ہون اسی سے دلفگار اور مغموم ہون شراب اس زمانہ مین گو کہ ممنوع شریعت نہین
مگر باعث عیش و فرحت سے مانع طاعت و عبادت ہے خلاق ازل اس سے ہر انسان کو بچائے لائق
ہے کہ بمقتضائے آیہ کریمہ کہ قال عز وجل فلیضحکوا قلیلاً یعنے خداے عز وجل فرماتا ہے کہ انسان کو چاہیے
ہنسی مذاق کم کرے اور اپنے گناہون کو دیکھکر منفعل ہو بلکہ روئے ای بادشاہ گریہ وزاری عجز و عاجزی
انفعال وانکساری مقبول بارگاہ خدا ہے خاصان خدا ہمیشہ گریہ و نالان رہتے ہین حال دنیا سے دون پر مدام
خائف و ترسان رہتے ہین کسی عاقل نے کبھی دقت زر کے حسن و جمال پر نگاہ نہ کی اور نہ اسکی ادا و ناز پر مائل
ہوے اور نہ کبھی اس مہر جمال حور تمثال سے دل لگایا ان صحبت سلاطین مین اکثر جو چار دانا حکما
اور علما و فضلا اور دانا کین و کاملین اس سے مدام انکار کرتے رہتے ہین بلکہ اپنے نزدیک

بدکرداری سمجھتے ہین تجنک سے نہ وہ کلام خجستہ فرجام خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق کے سنے چپکے سے کان مین
بادشاہ کے کہا کہ حضور ملاحظہ فرماتے ہو کہ شراب آپ پیتے ہین خواجہ بزرجمہر اسکی مذمت بیان کرتے ہین اسوقت
آپ کوئی عذر و معذرت نہ مانئے اس انکار محض کو بھی قریب جانئے آپ عزوران کو شریک مینوشی کیجیے اسوقت
کا موقع برمحل رد بکار برخالی ہرگز ہرگز نہ جانے دیجیے بادشاہ نے یہ سنکر ایک جام بادۂ گلرنگ و خوناب کا خوب
لبریز کیا اور مسکرا کے بزرجمہر پر نظر کر کہا کہ ای عم نامدار خواجہ بزرجمہر ذی وقار برای روح قباد شہریار میری طرف
خیال کرکے خاطراً ایک جام بادۂ گلفام نوش فرمایے دل غمزدۂ نوشیروان مینوشی فرماکر شاد کردیجیے
اب خواجہ بزرجمہر مجبور و ناچار ہوے آخرکار جام شراب نایاب و شراب ناب ہاتھ سے بادشاہ فلک بارگاہ کے آداب
بجالاکر لے لیا اور تھوڑی دیر تک اس جام آفتاب لبنام بادۂ مشکفام کو دیکھا کیونکہ اس زمانے مین عہد نوشیروان
تک پینا شراب کا منسوخ نتھا مگر خواجہ بزرجمہر بموجب حکم شریعت ذوطریقہ حکما و فضلا و علماے روزگار صاحب
فضل و ہنر و اقتدار انکار کیا کرتا تھا شراب ارغوانی بعیش و عشرت جاودانی کبھی نہ پیا کرتا تھا لیکن بمجبوری
قسم روح قباد شہریار عالی وقار و خاطر نوشیروان عادل نشان اس جام مشکفام کو خواجہ بزرجمہر نے
ایک جرعہ مینے ایک گھونٹ کرکے پی لیا اسوقت بسبب اطاعت و تابعداری بادشاہ فلک پناہ
لحد انجام و حکم اقتضائی کانہ کیا جام خالی ساقی کو دیدیا اور بار معصیت سے پہلے سر انکسار بر لب پھر بادشاہ
نوشیروان نے ساقی کو اشارہ کرکے کہا کہ ایک جام بادۂ سرخ واسطے خواجہ بزرجمہر کے اور لے آ
بیت ساقیا برخیز و در دہ جام را ٭ خاک بر سر کن غم ایام را ٭ خواجہ بزرجمہر تو کبھی ذائقہ بادۂ خوشگوار
سے آگاہ نہ تھے جادۂ خمار دیدہ مستی و سرشادی سے و براہ نہ تھے بادشاہ نوشیروان عادل نشان نے نہایت مہر
ہوکر وہ جام بادۂ خوش کام پلوایا اپنی صحبت عیش و عشرت مین باخلاص شاہانہ بٹھایا خواجہ بزرجمہر وہ جام بادۂ
بدانجام کے پی کر نہایت مخمور و بدمست ہوگئے نشۂ شراب ناب سے ہوش و حواس کھوگئے اسوقت تجنک
نے اشارہ کیا کہ ای بادشاہ یہ وقت چوکنے کا نہین ہے اب خواجہ بزرجمہر سے جسطرح چاہیے پوچھیے جھوٹھ سچ
کا حال بھی معلوم ہو جائیگا آپ کو اخفا اور افشا کا مفہوم ہو جائیگا یہ سنکے بادشاہ نے اسیوقت خواجہ بزرجمہر
سے کہا ای عم نامدار تمکو میرے سر عزیز کی قسم اور روح قباد شہریار کی سوگند اسوقت مجھے سچ سچ بتادو
کہ تمنے اس قزاق بدآفاق سے زبان وحشیان و طائران صحرا کی سیکھ لی اور بولی حاصل کی اسوقت
خواجہ بزرجمہر نشۂ شراب مین نہایت مست تھے فوراً بول اٹھے کہ ای بادشاہ عادل آپ کو کچھ خبر ہے اسوقت گلستان
نشۂ مسرت کی سیر ہے کوئی شخص سوائے جناب سلیمان بن داود علیہ السلام کے زبان وحش و طیر نہین جانتا وہ قزاق
بھلا بولی جانوران وحش و طیر کی کب سیکھا تھا اور مین کیا سیکھتا وہ کیا مجکو زبان جانورون سکھاتا وہ خود ہی نہین
جانتا تھا مجھے کیا بتلاتا ای بادشاہ مصرع او خویشتن گم است کرا رہبری کند ٭ بادشاہ نوشیروان عادل زمان
نے جب یہ سنا تجنک کے کلام کی تصدیق بخوبی ہوگئی اور مکر تجنک کا نہ دیکھے یہ سراسر دروغ بین بادشاہ ہوا کہ
خواجہ بزرجمہر ہمیشہ اسی طرح مجھسے ہر بات جھوٹھ بولتے ہونگے افترا پردازی کرتے ہونگے تھوڑی دیر تامل کرکے
کہا کیون خواجہ ہم تمکو عم نامدار کہتے ہین اور آٹھ پہر تمھارے کلام کے اعتبار پر رہتے ہین تمھارے ایک کلام
دروغ کی تصدیق ہوئی اسی طرح تم مجھسے ہمیشہ جھوٹھ باتین بولتے ہوگے میزان دروغ مین کلام ناراستی
بولتے ہوگے کس واسطے آپ مجھسے جھوٹھ بولتے اور عقدۂ راستبازی زبان سے نہ کھولے خواجہ

خواجہ بزرجمہر نے دست بستہ ہوکر جواب باصواب دیا ای بادشاہ خیال کرکے سمجھنا چاہیے اور میری راے ناقص وفہم غلط غور کرکے دیکھنا چاہیے بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز ای بادشاہ ذیوقار اسکے پوشیدہ کرنے کی یہ وجہ تھی کہ تمام خلق خدا اپنے اپنے مقام پر کہتی کہ بادشاہ نے ایک قزاق ابوالخیر صحرائی سے دھوکھا کھایا اور فریب دیکر چلا گیا آپکے واسطے بڑی بدنامی کا باعث ہوتا یہ بھی میری خیرخواہی اور نمک حلالی تھی غلط سمجھا و عقل کا سبب ہی دوسرے یہ بات ہی ای بادشاہ قولہ تعالے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین طریقہ عقلا و اتقیا ہی کہ جو کوئی اپنے پاس پناہ لینے آئے انسان بہرصورت اسکی جانبری کرے چونکہ اس نے مجھسے پناہ چاہی بمصلحت مین نے جھوٹ بول کے اس کی جان بچائی خوشنودی خدا کی جسوقت یہ کلام خواجہ بزرجمہر وزیر خوش انجام نے خدمت بادشاہ نوشیروان عادل زمان مین عرض کیے بادشاہ سرجھکا کر سوچنے سکوت کیا کچھ جواب نہ دیا عرق خجالت مین غرق از پا تا فرق مگر دل رنجیدہ طبع کبیدہ و چشم کشیدہ ہوکر خواجہ سے کہا ای عمدۂ نامدار خیر جو کچھ ہوا سو ہوا وہ باتین گذشتہ را صلوات معلوم ہوا کہ آپ کی سب باتین اسیطرح مصلحت آمیز اور راتین تمام فتنہ و فساد خیز ہونگی اور جو شخص کہ جھوٹ بولتا ہے کچھ دل مین سمجھ لیتا ہے اور کچھ نہ کچھ اپنے نزدیک مصلحت جانتا ہے گو کہ وہ دوسرے کے نزدیک خلاف ہو بلکہ سراسر جھوٹ صاف صاف ہو لیکن اس کی عقل کے نزدیک مصلحت ہی سراسر پر از حکمت ہی او عمدۂ نامدار یہ عذر تواب کا دلپذیر نوشیروان منوا بالکل خلاف میرے دل نالان کے ہوا بموجب وصیت پدر عالیمقدار قباد شہریار آپکے ساتھ پاس و خیال خاطر مسرت ماثر نے سخت ملال کیا کہ کوئی امر بے عنوانی اور کلام بے تہذیبی مین اپنی زبان پر ہمیشہ لایا اور اگر دوسرا اس مقام پر ہوتا سزا پاتا آپ کو دیدۂ عتاب بھی نہ دکھایا خیر اب آپ کے واسطے کیا سزا ہو خیرا بس اب آپ کو یہ مناسب ہی کہ عہدۂ وزارت سے دست برداری کیجیے ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کی راہ لیجیے گرم جوشی سے معاف رکھیے زیادہ باتین نہ بنایئے بقول شخصے شعر سزا را سزا یافتند ای مرد زیرک زیرنادانی چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی خواجہ بزرجمہر یہ کلام بادشاہ نوشیروان عالی مقام شکر صحبت عیش و عشرت سے اٹھکر آداب آخری بجا لاکر دولت سرا مین تشریف لائے اور خانہ نشینی اختیار کی اور یہ کلام اپنی زبان پر لائے کہ پروردگار عالم عالمیان ایسے دربار مین مجھکو کبھی نہ لاوے اور خداوند کریم ایسے بادشاہ ناقدر کی صورت کبھی نہ دکھاوے خواجہ بزرجمہر ہمیشہ علوم و فنون و حکمت اور عبادت رب العزت مین رہنے لگے لیکن اب نوشیروان عادل کا یہ دستور رہا کہ آٹھو پہر لہو و لعب مین دن رات شراب خواری و عیش و عشرت مین مشغول ہوا بختک کا ستارہ عروج پر ہوا تھا بادشاہ اب شراب غفلت سے مدہوش ہوا کار و بار ملکی و رعایا خلق خدا کی سرپرستی بھولا غرضکہ یونہی ایک مدت مدید گذری عدالت کی کچھ توجہ نہ کی ایک دن آسمان پر گھٹا چھائی ابر سیاہ جھوم جھوم کے آیا مانند ظلمت شب کے اندھیرا چھا گیا ہر طرف چھا گیا میکشون کو بادۂ نوشی کی امنگ ہوئی دل مین تازہ جوانی کی ترنگ ہوئی بختک بدبخت نے بادشاہ نوشیروان سے کہا کہ آج کا روز قابل دید ہے پھر ایسے سبزہ زار مین تشریف لے چلیے تو اسے صحرا سے لالہ زار کی سیر کیجیے دو دو جام بادۂ خوشگوار پیجیے صبح افگنی کار فرمائی ہنگام دل افروز ہی یہ سنکے بادشاہ نے حکم دیا کہ سامان شکار تیار ہو ایک چلنے پر آمادہ و ہوشیار ہوا اور بجاہ و حشم و جلال و خدم بڑے ترک و سامان سے بادشاہ سوار ہوے اور جانب دشت روانہ ہوے

ناگاہ درمیان صحرا اسے سبزہ زار کے پہونچے سامنے ہرن کا غول نظر آیا بادشاہ نے اُن کی طرف گھوڑا اٹھایا ہر صید کو نشانۂ تیر قضا بنایا کسی جانور کو شکار باز کیا کسی کو صید طعمۂ زبان دراز کیا شفیق رفیق امیر وزیر سرداران و جوانان اُس صحرا سے پُر فزا سے میں پھرتے تھے عالم نوجوانی میں کلیلیں کرتے تھے یہاں تک مہر زرین ال فلک یعنے آفتاب عالمتاب چراگاہ چرخ اطلس نیلگون میں پھرتے پھرتے معدل النہار تک پہونچا یعنے نصف النہار کا وقت آیا ٹھیک دوپہر ہوئی اور دھوپ تیز گرمی کی شدت حرارت انگیز ہوئی بادشاہ نے عیاران بیباک سے فرمایا کہ کوئی جگہ معقول سایہ دار ٹھنڈی ٹھنڈی تلاش کرو کہ جہاں سبزۂ خفتہ عالم بیداری پر آگیا ہو ہر گل خودرو مہکتا ہو وہاں جاکر ٹھیریں تھوڑی دیر دم لیں برسات کی دھوپ جو بعد بارش کے نکلتی ہے انسان سے سہی نہیں جاتی ہر طبیعت عرق عرق ہو جاتی ہے یہ سنتے ہی بادشاہ **نوشیروان** کے عیاران طرار مثل صبا سے تیز رفتار دوڑے اور جا سے تفریح براے بادشاہ ڈھونڈھنے لگے حتے کہ ایک گانوں کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک باغ معطر کن و دماغ عجیب بہت اری کا سامنے نظر آیا اپنے کو عیاروں نے در باغ پر پہونچایا باغبان سے دریافت کیا یہ باغ کس کا ہے کون مالک اور مہتمم اسکا ہے باغبانوں نے یہ کہا کہ منوچہر بادشاہ کا ہے لیکن اب ایک پیرمرد مینوروش ہی کو وہ آہنگر کا پوتہ ہوتا ہے وہ عیاران تیز رفتار مثل صرصر نوبہار خدمت بادشاہ گل رخسار میں آئے اور قاعدۂ آداب سے یہ دعا و ثنا سے شہنشاہی بجا لائے شعر ہے حکم میں تیرے روے زمین ہو غلامی کرے تیری خاقان چین ہو اے شہنشاہ دوران بادشاہ **نوشیروان** بموجب ارشاد فیض بنیاد ہم چہار طرف مثل گردش لیل و نہار مضطر و بیقرار براے آسائش شہنشاہ فلک وقار دوڑے ایک سمت کو جو پہونچے یہاں سے تھوڑی دور پر ایک باغ ایک دیکھا کہ نہایت پُر فضا بے غایت دلکش تر و تازہ شاداب و خوش ہوا ہے قریب اُس باغ کے ایک گانوں بھی بہت آباد و شاد ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ باغ پُر بہار منوچہر شہریار کا ہے اب ایک پیرمرد مینوروش کا کہ وہ آہنگر کا پوتا ہے رہتا ہے اور وہی مہتمم باغ دلکش ہے حضور وہاں تشریف لے چلیں تا دیر وہاں استراحت کریں آسائش سیر باغ کیجیے بادۂ گلفام پیجیے یہ سن کے بادشاہ نے بموجب التماس عیاران نیک اساس سمند بادیہ سیر کی باگ لی مثل باد بہاری سواری چلی ہمراہ تمام ہواخواہان گرم عنان و مہوشان فلک رسان در گلزار پرشوکت و شان آئے اشجار باغ کا دیکھان دیدہ را محو نظارہ گل رعنا ہیں قصے گل تھے جہان سے اندر سب تھے اُس بوستان کے اندر دیگر زمین گل آسمان گل کوہ و در گل نماندہ در جہان گوئی مگر گل دیکھتے ہی باغ بہار گلستان جنت نشان کو ہوش و حواس بجا ہوے دل نے لطف اٹھاے باغبان شگفتہ بیان نے دوڑ کے اُس پیرمرد مینوروش سے بعد جوش و خروش عرض کیا کہ آج اس وقت ایک بادشاہ جم جاہ کسی طرف سے شکار کھیلتا ہوا گرمی سے بدحواس دھوپ کی حدت سے مبتلاے ہراس آیا ہے وہ پیرمرد فوراً سنتے ہی آیا اور آداب شاہی بجا لایا اور دست بستہ عرض کیا حضور کرامت ظہور اندر باغ کے تشریف لائیں دل کو بہلائیں گلشن خانہ جہان پناہی حاضر ہے موجود سب اسباب عیش حضور کی خاطر ہے استراحت کیجیے بادۂ گل رنگ پیجیے بادشاہ جم جاہ مع ہواخواہان فرحت خواہ اُس پیرمرد کے ساتھ باغ دلکشا میں تشریف لائے عجیب رنگ بہار نظر آئے دیکھا کہ تماشا سے میوہ دار بار بار جھوم رہے ہیں پھل شاخوں کے سبزہ نوخیز گھوم رہے ہیں اور اشجار گوناگون بوقلموں سرسبز و شاداب ہیں گھاس رنگارنگ نایاب و انتخاب میں سبزہ کی فرش مخمل زنگاری بچھاے ہوے ہے اُفق آفتاب کرن کی افشان چھڑک کر تماشا ہوتا ہے دھوپ کی زردی جو سبزہ پر

نکاہی پر پڑتی ہے زعفرانی کھیت معلوم ہوتا ہے نہالون مین تھالون کے جو پانی بھرا ہے ہر گل تیز فردہ گرگر منہ دھوتا ہے غنچے شادابی چمن دیکھکر مسکراتے ہین پھول تازہ تازہ نسیم بہار کے آنے سے کھلے جاتے ہین نرگس نگون سے اشارے کرتی ہے سوسن شادابی چمن کا دم بھرتی ہے بیلا البیلا پن دکھاتا ہے گل ریحان خوشی سے اترا تا ہے سنبل پیچان نے بناؤ کرکے گیسوے تابدار دوش پر ڈالے ہین عاشق مزاجون کے دل لبھانے کے واسطے سانپ پالے ہین دن کو لالے کا کنول روشن ہے داغ نہین خورشید تابان جلوہ افگن ہے سرو لب جو فرحت سے اکڑ رہا ہے گل خورشید باغ فلکی پر رشک سے بگڑ رہا ہے کلیان پھولون کی چٹک رہی ہین بلبلین شاخون پہ پری مرغان خوش نوا ترنم کنان ہین مٹھی مٹھی چرندے پرند سے بھرا طائر خوش الحان ہین بادشاہ نوشیروان آرائش باغ سے مطلع ہو کر بہت خوش اور مسرور ہوا خوشبوے گلہاے تر و تازہ سے غبار مسافت دشت نوردی دور ہوا باغ مین آنے سے دل بہل گیا بے ساختہ یہ شعر زبان شگفتہ بیان سے نکل گیا شعر اگر فردوس بر روے زمین است ٭ ہمین است و ہمین است و ہمین است مگر ساتھ ہی یہ دل مین خیال علی الاتصال آیا کہ ناحق مین نے ان ہوا خواہان دل تنگ اور عیاران بے درنگ کو ہمراہ اپنے لایا ایسا نہو کہ یہ سب مسافت بادیہ پیمائی کی اٹھاے ہوے اور کلفت صحرا نوردی سے اکتاے ہوے شاید دست درازی کرین قدم جادہ تندی پر دھرین کوئی پھول توڑلین منہ رسم و راہ مروت سے موڑلین یا کوئی پھل کہائین وا لقہ زبان پر لائین بلبلون دل پژمردہ ہو باغبان افسردہ ہو پرور دہ چمن نوبہار پر چھری ظلم کی چلے مثل برگ خزان دیدہ کف افسوس ملے اگر سبزہ روش کا پامال ہوجائیگا باغبان کا عجب حال ہوجائیگا شعر ہو بیخ مبینہ کہ سلطان ستم روا دارد ٭ زنند لشکریانش ہزار بیخ بہ بیخ اسوقت بختک خاردہ چمن نے جب بادشاہ کو متردد و متفکر دیکھا مستفسر ہوا بادشاہ نے راز دل بیان کیا اُس خار گلشن عشرت نے عرض کیا کہ حضور آپ ناحق اتنی سی بات کے خیال مین متردد ہین عملداری سرکار مین ایسے ایسے ہزارہا باغ آراستہ و پیراستہ ہین اگر ایک باغ تاراج ہوجائیگا تو ہوجاے کچھ فکر نہ کیجیے تشریف لیچلیے اور بارہ دری مین رونق افروز ہوجیے جام چڑھائیے مزے اڑائیے بختک کے کہنے سے بادشاہ مجبور ہو ناچار ہوا جانب بارہ دری گرم رفتار ہوا بقول خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق لائق و فائق کہ جیسے بادشاہ نوشیروان کے آپ شیر کار ہین ویسے ہی خود بدولت کی عقل کے کردار ہین بمصداق اسکے کہ اصحبت ان اثر و بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نظم

گلی خوشبوے در حمام روزے ٭ رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکے یا عبیری ٭ کہ از بوے دل آویز تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم ٭ ولیکن مدتی با گل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرد ٭ وگر نہ من ہمان خاکم کہ ہستم

الغرض بادشاہ نوشیروان عادل زمان اندر بارہ دری کے آے اور مسند عیش و عشرت پر جلوہ آرا ہوے مگر حکم قطعی دیا کہ باغ مین جابجا پہرے کھڑے ہون کوئی بلا اجازت شہنشاہی کوئی پھل پھول نہ توڑے سبزے کی راحت سے منہ نہ موڑے بموجب حکم محکم بادشاہ جم جاہ چوبدار پہرے والے سپاہی جابجا گرد و پیش باغ مین کھڑے ہو کے ٹہلنے لگے یہ سب اثر صحبت خواجہ بزرجمہر کا اور ترتیب و تعلیم کا سبب تھا اور نصیحت قباد شہریار کا باعث تھا کہ اکثر ہمراہ خواجہ بزرجمہر قباد شہریار نوشیروان عالی وقار کو فہمائش کیا کرتے تھے کہ ہرگز ہرگز کبھی کا دل نہ کھانا کسی کو تکلیف نہ دینا کسی پر ظلم و تعدی نہ کرنا کسی کا ناحق ستانا ہونے دنیا و دوام پیش نظر ہوا کہ اُس نصیحت کے اثر سے ویسا ہی کیا الغرض اس پیر مرد نے باادب کھڑے ہو کر بادشاہ کا استمزاج کیا اور عرض کیا اگر حکم ہو تو حضور کی بادہ نوشی کا سامان کرون دعوت مہمانداری مہمان کردن نوشیروان (پیش)

نذر کرونگا مین بادشاہ کی ہمت کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ مجھسے مانگتا ہی یا نہین اگر نہ مانگتا تو اس سے زیادہ اور نذر دیتا
افسوس ہی کہ مجھ ایسے غریب تو ہمت رکھے اور بادشاہ ہفت کشور خلاف کرے اور مثل تنگ دلون اور تنگ
ظرفون کے بندۂ زر ہو جاوے جب بادشاہ نے یہ کلام نصیحت انجام سنا کہا ای بختک اس پیر مرد سے پوچھ کہ وہ دینار چاندی
کے ہین یا سونے کے ہین پیر مرد ہنسا اور کہا **بیت** سنجیان را اموال بر نخورند بخیلان غم سیم و زر میخورند بخیل
کی ہمت سے خدا نے انکو سونے کا کر دیا ہوگا او بادشاہ ہمت مردان مدد خدا مرد کو چاہیے کہ ہمت کرے پروردگار
عالم برکت دینے والا ہی وہ رزاق مطلق سب مال کا مالک ہی بادشاہ نے کہا ای پیر مرد من فہمیدم ترا سنجیدم
مین سمجھا کہ تو مجھے اس پردے مین سمجھاتا ہی امور غیر معلوم جتاتا ہے بھلا تیرے پاس یہ روپیہ کہان سے آیا اسنے
عرض کیا ای بادشاہ اب آپ بیشک سمجھے بس اسقدر میرے پاس زر ہی کہ جو کوئی مسافر آجاتا ہی مین اسکی
دعوت کر سکتا ہون نہ یہ کہ کچھ انکو دون کہان سے لاؤن جو تقسیم کیا کرون جو پایا وہ کھایا جمع کرنے والا مثل
قارون ہی وہ نہایت آتش زردشت و زبون ہی بختک نے یہ کلام پیر مرد کا سنکے کہا ای پیر مرد بادشاہ کو نہ بھلاوا
دے جو کچھ زر رکھتا ہی وہ لا دے تو نسل کاوان آہنگر سے ہی وہ بادشاہ فریدون فر کا سپہ سالار تھا بلکہ اسکے
بجاے پدر بزرگوار کے تھا کہان تک مال و متاع فرزندان اسنے تجھے دیا ہوگا اس پیر مرد نے عرض کیا کہ سچ کہا
وہ میرے پدر بزرگوار نے سچ کہا تھا کہ ایک بادشاہ کیانی ہوگا اور اسکا ایک وزیر نطفۂ بیوقت کا فریدین
جسکی یعنی خواجہ گزار الیدین ہوگا اور ایک وزیر اسکا عالم و عادل و فاضل و کامل و بالغ و باذل و عاقل
و عامل ذکی فہیم دقیقہ رس اختر شناس اہم دل ہر بار پرور حکیم حاذق بے بدل آفتاب عالمتاب سپہر حکمت ماہتاب
جلوہ افروز فلک ہمت خواجہ بزرجمہر ہوگا مگر افسوس کہ بادشاہ اسکے کہے کو نہ مانیگا اور اس مرد و ازلی و ابدی
کے بہکانے پر آمادہ رہیگا ای بادشاہ تیرا بھی نام ظہیر ہی - اشد ہی میرے پاس ایک لوح ہے کہ اسمین
ایک طرف یہ باتین سب تحریر ہین جو کچھ مین نے بیان کین اور دوسری طرف جو کچھ مرقوم ہی وہ مجکو نہین معلوم ہی وہ
عبارت مجھسے پڑھی نہین جاتی ہی اگر حکم ہو تو لے آؤن آپ کو دکھاؤن بادشاہ یہ سنکے اس لوح نایاب کے
دیکھنے کا بہت مشتاق ہوا اور اس پیر مرد سے کہکر لوح کو منگایا اسکو دکھایا آپ بھی بغور ملاحظہ کیا جتنا
پڑھا جاتا تھا اتنا ہی پڑھا زیادہ نہ پڑھ سکا ایک حرف نہ چلا پیر مرد نے کہا ای بادشاہ اب بھی آپ کہنے پر خواجہ
بزرجمہر کے عمل کیجیے اور اس لوح عمدہ و نایاب کو فال نیک سمجھیے اور دفتر نصیحت منجانب اللہ سمجھکے لیجیے بادشاہ نے
یہ سنکے بختک کی طرف دیکھا بختک نہایت نادم و منفعل اور ذلیل اور اپنی حرکات ناشائستہ سے پشیمان ہوا
مگر بقول شخصے ایسے بد دیانت انسان کہین پشیمان ہوتے ہین مثل مشہور ہی کہ چکنے گھڑے پر بوند پڑی اور ڈھلک گئی
خداوند کریم سبکو راہ راست دکھاے طبیعت صاف اور دل پاک عنایت فرماے بادشاہ نے بختک سے کہا
اسکو پڑھو کہ اس لوح مین آگے اس عبارت مفیدہ کے اور کیا مضمون پیچیدہ ہے اگر پڑھا تو تو کیسا وزیر ہے تو بہرحال
آخر کو پیچ کا سر پایگا بختک نے بڑی دیر تک غور کیا عبارت کا ایک حرف نہ پڑھا گیا آخر طفل مکتب کیطرح
مثل الف بے کے ہجے لگانے لگا مگر حروف اسکے پڑھنے مین نہ آئے بادشاہ نے ایک دو تھپڑ اسکے منہ پر مارا اور کہا
او نالائق بد ذات ابے کو دون دے کر پڑھا ہی باتین گدھے پر لادی ہین دو دو تو نے مجھے تکلیف مالایطاق مین
گرفتار کیا ہی راہ زردشت و ضلالت کیطرف لیجاتا ہی بختک کا اپنا تھراتا ہاتھ تھا بخوف جان و آبرو سامنے سے بادشاہ
نوشیروان عادل کے اٹھکر چلا گیا بادشاہ نے ایک معذرت نامہ بنام خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق تحریر کیا درسعت

زرین کمر اور سعید زرین ترکش کہ یہ دونوں بادشاہ کے رفقائے قدیم اہل ندیم سے تھے انکو وہ معذرت نامہ دیا
اور کہا کہ جاؤ تم دونوں اور خواجہ بزرجمہر کو سمجھا کر اپنے ساتھ لاؤ اور مجھسے میرے شفیق و رفیق و بزرگ کو جلدی ملاؤ سعد و سعید
دونوں بحکم بالیدہ بادشاہ وحید گھوڑوں پر سوار ہو کر مثل باد صرصر تیز رو صبا رفتار گھوڑے اڑاتے ہوئے ملک مدائن میں
آکر دولتسرائے خواجہ بزرجمہر پر پہونچے اور وہ معذرت نامہ مسرت شمامہ بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل زمان کا خواجہ
کو دیا خواجہ بزرجمہر نے ہنسکر وہ نامہ پڑھا اور سعد اور سعید سے کہا کہ بادشاہ نوشیروان کو جب کوئی ضرورت شدید
ہوتی ہے اس غرض سے مجھے بلاتے ہیں نہیں تو ہر وقت بختک رفیق یاد آتا ہے میں اب نہ جاؤنگا بادشاہ نالائق ناشائستون کا
شائق ہے مجھے کچھ ضرور نہیں کہ ایسے نالائق اور ناقدر کے پاس جاؤں اور ملاقات کروں اور اپنے کو چھوٹا اور حقیر مشہور
کراؤں ای بھائی سعد اور سعید یہ صحبت بختک نالائق لعین کی دیکھیے کیا دکھاتی ہے اور بادشاہ نوشیروان پر کیا بلا لاتی ہے
مدت قباد شہریار کے کہنے سے میں جانبازی کرتا تھا وہ بادشاہ مر گیا اب مجھے کیا ضرور ہے اور کیا مطلب ہے بقول شخصے
جو جیسا کریگا وہ ویسا پائیگا سعد اور سعید نے کمال منت کی اسوقت خواجہ نے پوچھا کہ آخر یہ بات بادشاہ کو ایسی
کیا مشکل اہم درپیش ہوئی ہے جو مجکو یاد کیا ہے سعد و سعید نے سب حال بادشاہ کے شکار پر جانے اور پیر مرد
کے ملنے کا اور کیفیت لوح بیان کی خواجہ نے کہا کہ بختک تو بڑا عقیل و فہیم ہے اس سے وہ لوح کیون نہ پڑھی گئی
مشکل حل سلطان نہ حل ہو سکی سعد و سعید نے بڑی خوشامد و آمد و منت سماجت کی خواجہ مجبور و ناچار
ہوکر انکے ہمراہ چلے صورت باسعادت بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل زمان میں حاضر ہوئے آداب و تسلیمات بجالاکے
[illegible] بعد ادائے تسلیم و تعظیم صفت و ثنا کرنے لگا بہت خرم و شاد ہوا مزاج پرسی کرکے عرض کیا ای خواجہ بزرجمہر
آپ ایسا لائق و خلیق حکیم حاذق کوئی دنیا کے پردے پر نہوگا بدولت سلطنت قباد شہریار و نوشیروان نامدار
قدم میمنت لزوم حضور سے ہے بادشاہ نوشیروان نے کہا ای خواجہ نامدار یہ آپ کو پیر مرد نے عطیہ دیا ہے اسکو ملاحظہ
فرماکر پڑھ دیجیے کہ اسمیں کیا لکھا ہے ایک طرف سے تو پڑھی جاتی ہے دوسری طرف کی عبارت سمجھ میں کسی کے نہیں آتی ہے
خواجہ بزرجمہر نے اس لوح کو بغور دیکھا مضمون عبارت کا آئینہ ہوگیا عرض کیا ای بادشاہ یہ تجھے منوچہر بادشاہ نے
دی ہے اس میں فہرست ہفت گنج منوچہر ہے اور نام خزانوں کے تحریر ہیں وہ خزانے جواہرات اور سونے چاندی وغیرہ
کے سات رنگ کے ہیں اور وہ خزانے اس باغ میں دفن ہیں اگر آپ چاہیں تو ان ساتوں خزانوں کو نکلوا سکتے
ہیں پھر ہاتھ بادشاہ نوشیروان کا پکڑ کے لائے جہاں خزانے دفن تھے وہ مقام خواجہ بزرجمہر نے
بادشاہ کو بتائے بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد بیلدارون کو وہاں کی زمین کھدواؤ فوراً بحکم بادشاہ جہان پناہ
مزدور بیلدار آئے وہ مقامات خواجہ بزرجمہر کے بتائے ہوئے کھدوائے بہت دور جاکر ایک دروازہ نمودار ہوا اسکو
خواجہ بزرجمہر اور بادشاہ نے کھلوا دیکھا کہ تہخانے زرین زنجیر ہائے طلائی سے بندھے ہوئے چھت کے کڑیوں میں
لٹکے ہیں اس میں جواہر بیش بہا اور سونا اور چاندی اور روپیہ اشرفی بھرا ہوا ہے بادشاہ نے خزانے کی یہ کیفیت دیکھکر اپنا
قبضہ کیا در ہائے خزانہ مقفل کرکے اسپر پہرا بہت ہوشیار و زبردست کردیا بختک یہ بہت رشک و حسد سے
سر پیٹنے لگا کہا واہ کیا خوبی تقدیر کی ہے کہ اس جد و کد سے تو بادشاہ کو لوح دلوائی اور آگے میرے یہ
نوبت آئی کہ خلل مگس شیر شیرین کا کر پھینکدیا اور کچھ میری محنت و ریاضت کا خیال نہ کیا اگر میں اسقدر اس پیر مرد
سے ملتمس نہ کرتا تو لوح کاہے کو ثبوت ہوتا اور خزانے کیونکر دستیاب ہوتے اب بھی پکائی ناندیسی پاکر
سب موجود ہوگئے مفت ای نشان بتائے کون کہاسے کون پھر دوسرے خزانے کا مقام

خواجہ بزرجمہر نے جتنا یا اسکو کھدوایا اس میں بھی ایسا ہی مال نظر آیا اسی طرح ساتوں خزانے نکلے ایک خزانے میں
ایک لوح بھی نکلی وہ لوح بادشاہ نے نکلوائی اور اس لوح کو ملاحظہ کیا مگر ایک حرف بھی اس لوح کا پڑھا نہ گیا
خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اے بادشاہ یہ لوح وزیر اعظم بختک کو دیجیے وہ پڑھیں بختک نے غور کرکے پڑھا مگر کوئی
حرف نہ پڑھ سکا بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ اے نمک حرام کیونکر ہو سکتا ہے کہ بختک آپ کے مقابل ہوکر
آپ کی ہمسری کرے مصرع ہر کسی را بہر کارے ساختند ۔ آخرالامر اسی لوح کو خواجہ بزرجمہر نے خود
پڑھا گویا کہ ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور نام اس لوح کا جواہر الحکمت اور یہ صفت اسکا فکر اسلئے اور وہ لوح حکیم
جالینوس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور اس لوح میں سراسر حکمت کے طریقے مندرج تھے اور وہ ایسی تھی
کہ اسپر تمام دفاتر روئے زمین نثار پارۂ دل قلمدان صدقے بار بار اگر اسکو جان بیچ کر خریدے تو بھی کچھ اس لوح کے آگے
حقیقت نہیں کہ اسمیں تمام آئین ملک داری وکیفیات ہر طرح کے لکھے تھے اور سلاطین ہر روز بعد خواہش ولی بار الٰہی پیروی کے تجسس
رہتے ہیں الغرض بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا خواجہ بزرجمہر سے کہا اے نمک حرام مجھے اس لوح کو پڑھا دو نیا حرف اسکا بتا دیا خواجہ نے
کہا بہت خوب حقیقت میں حضور یہ لوح باعث دل بیتاب ہے پاس لوح کو خواجہ نے سمجھایا اور دل میں تصور کیا کہ اگر یہ بادشاہ نوشیروان
اس لوح کو پڑھتا تو بڑا غضب ہوتا خیر اسی ذریعہ سے یہ لوح مجھے ملی اور دولت خزانے کی بادشاہ سے
پائی غرضکہ وہ خزانہ بادشاہ نوشیرواں نے نکلوا کر بار کرایا اور کئی ہزار روپیہ انعام خواجہ بزرجمہر نے اس پیر مرد کو دلوائے
جو مستحق فرحت افزا تھا باقی سب مال و دولت ہمراہ نوشیروان لیکر مدائن میں آئے عیش و عشرت میں
مشغول ہوئے مطالب دلی حصول ہوئے اب بختک کی دال بھی نہیں گلتی کوئی داؤں ہوس نہیں نکلتی بڑی رسوائی ہوگی
تھپیڑے کھائے اپنا سا منہ لیکر چلے آئے گھر میں بیٹھے خشکی اڑایا کرتے ہیں دل ہی دل میں رنج و غم اٹھایا کرتے
ہیں ہر وقت دل کی مداقیہ اور دل لگی کی یہ صدا ہے ای بختک رو بیٹھے پریشاں ہیں کہ کب کس طرح
خواجہ بزرجمہر کے رشک و حسد سے مثل خمیر پیٹ پھولا جاتا ہے جبکو خود ساختہ بزرجمہر کے بادشاہ سے
بات کرتے دیکھ پاتی ہے اب صورت تنور آتش حسد بھڑکاتی ہے یہاں بادشاہ نوشیروان کا خواجہ بزرجمہر
کے کہنے پر عمل ہو گیا اندنوں ملک میں نہ بد انتظامی نہ خلل ہے

بختک و دسکلے داستان خواب دیکھنا نوشیروان کا اور تعبیر کہنا خواجہ بزرجمہر کا اور جانا بزرجمہر کا طرف خانہ کعبہ کے واسطے پرورش حمزہ صاحبقران کے اور پیدا ہونا امیر اور عمرو اور مقبل کا

پلا ساقیا مجھ کو وہ ایاغ
وہ جس کو ہوں نکہتیں جواب ایاغ
قسم ہے مجھے بادۂ جام کی
ہوں جام دماغ ترے روبرو
فقط ابر کی طرح اشکبار ہو
بیت نویسندۂ داستاں ہر کو

سطر ہو نہ سے میکے دماغ
تو کس مہر کا جلوہ دکھلائیگا
قسم ہے مجھے اب گلفام کی
گلابی لگا دے مرے منہ سے تو
برق کی طرح بیقرار رہے
ہو شوند از جام فرحت و نور

کسی اور کی نہیں تشنہ ہو
غرض مے کے پیو وہ اچھا ہو اپنا
سبو و خم و کی تب کو قسم
سحر مختصر کر سو دے نہ ظلی
کہ بی برسات میں تو نے پلاتی
کہ عرفہ کش این جام لذت خیال

پلا مجکو گلرنگ اک جام تو
دکھاویں مجھے ملک وہ جانان
سبو سے مرے کر دے ساغر تہی
کہ میں ناظریاں کہنہ ہلوں
ہکو ایسے ہی کار و بار رہے
آئینہ داران احوال قدیم الخیال

مشاطۂ معانی کو عالم شہود میں یوں جلوہ طراز کرتے ہیں اور عروس الفاظ کو واسطے مشتاقوں کے یوں مسند آرا ناز
کرتے ہیں کہ جب نوشیروان گیتی ستان بصد کرو فر داخل شہر مدائن ہوا عجب دلکشا ہائی نے نئی فرحت دکھائی جو
نہایت لطف سے بسر بعیش جاودانی زندگانی ہونی شروع ہوئی مگر ساقر باد یہ پیمائے سخن نگار وزیر اعظم العہد باب وحسرت

جب شکل پرخون سرائے مغربی میں فرو کش ہوا لیلائے شب نے گیسوئے تابدار و مشکبار کھولے سردار نجوم
با فواج سیارگان اوسط فلک پر جلوہ افشان ہوا بادشاہ **نوشیروان** عالم ستان بستر خواب پر
بہ بیداری بخت سو گیا جب خسرو خاور اورنگ زرنگاری سپہر پر جلوہ فرما ہوا **نوشیروان** بھی خواب غفلت
سے چونکا وردی صبح کی لشکر میں بجی نقارۂ درباری پر چوب پڑی بادشاہ محل سے برآمد ہوئے دربار فلک جاہ میں
آئے تخت سلطنت پر تمکنت و حشمت جلوہ آرا ہوئے تمام شیران ہیبت و وزیران سلطنت و امرائے عالی تبار
و ارکان دولت فیض رتبت و سرداران عالی وقار بصد عز و افتخار چار طرف دربار میں متمکن ہوئے **خواجہ بزرجمہر** بھی
تشریف لائے زیب و زینت مقام وزارت پر بیٹھے بادشاہ نے فرمایا اے حکیم نامدار **خواجہ بزرجمہر** احوال جاماسپ نامہ
کو غور کرکے ملاحظہ فرمائیے کہ میری حکومت سلطنت کب تک رہیگی اور زوال دولت تو کبھی نہوگا تا حیات
اپنی میں تخت بادشاہت پر زیب دونگا **خواجہ بزرجمہر** نے یہ کلام حیرت انجام سنکر زائچہ کھینچا اور بعد فکر بسیار و خیال بسیار
سوچ بچار کرکے خدمت بادشاہ عالی مقدار میں عرض کیا کہ اے شہنشاہ گردون پناہ و اے زیب اورنگ سلطنت
و اے زینت تخت حشمت و السلطنت سپر دینیک اختر آج مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہے کہ آپ جب جا کر آرام
کیجیے فرش مسرت پر سوئیے بخت خوابیدہ ہوگا عالم غفلت میں ایک خواب ملاحظہ کیجیے گا جس خواب سے دل صفا
منزل کو حضور کے ایک پریشانی اور حیرانی ہوگی مناسب ہے حضور خیال میں اسے امانت رکھیں غفلت
عیش جوش فراموش نہ فرمائیں کل صبح کو خادم سے بزبان الہام بیان ارشاد فرمائیں کہ مناسبت سے اس
خواب کی تعبیر کی روداد یاوری حشمت و اقبال اور کیفیت از دیار حکومت سلطنت بادشاہ نامدار میں
عرض کرونگا دامن گوہر مدعائے کلام سے لبریز ہوگا بادشاہ یہ بات **خواجہ بزرجمہر** سے سنکر خاطر خوش
ہو رہے جب دربار برخاست کیا بادشاہ کا محل میں داخل ہوا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دھوم ہوئی روشنی بزم عظیم
مندوم ہوئی جاسوس شب نے اخبار طلوع لشکر نجوم سامنے شاہزادہ ماہ فلکی کے پیش کیا پردۂ ظلمات
شب سواد حکم اختری دریچہائے آسمان پر پڑے بادشاہ کیوان جاہ **نوشیروان** فلک آستان بعد فراغ طعام
یعنی طعام لذت التیام کے فرش خوابگاہ یعنی چھپر کھٹ پر آرام فرمایا جب پچھلی رات کا وقت آیا بخت رسانے طالع خوابیدہ
کا عالم دکھایا روح مقامی خوابیدہ رہی روح سیلانی بیدار ہوئی عالم رؤیا نظر آیا وہ ہولناک خواب بادشاہ نے
دیکھا کہ دل وحشت منزل نہایت گھبرایا نعرہ کرکے چلایا کہ تمام محل میں تہلکہ پڑگیا سب محلات سے بیگمات عالیا
و خدمتگاران شاہی و کنیزان جہان پناہی بیساختہ چونک اٹھے سب بیدار ہوگئے بادشاہ بھی خواب دیکھ کے
اٹھ بیٹھے میدان شب میں شہسوار روح مقامی نے چلتے چلتے باگ روک لی یعنی بادشاہ **نوشیروان**
جاگے ہشیار ہوگئے سب متعلقان شہنشاہ دوڑے اور پاس آکے سبھوں نے کہا اے قربانت شوم کیا ماجرا
ہوا کیا حادثہ گذرا آپ نے کیوں نعرہ کیا بادشاہ نے کہا میں خواب میں ڈر گیا ایسا خوفناک سانحہ گذرا
سب لوگ بادشاہ کے پاس بیٹھے رہے تذکرات و حکایات ادھر ادھر کے بیان کرکے دل تردد منزل بہلایا گئے
جب قلیل رات باقی رہی رویائے صادقہ کا زمانہ آیا بادشاہ نے پھر فرش استراحت پر آرام فرمایا ناگاہ خورشید روشن
آفتاب عالم افروز نے حجلۂ مشرق سے سر نکالا ہمبستری شب کو ترک کرکے توسن سپہر سبز رنگ پر سوار ہوا
اور رخ میدان نصف النہار کا کیا سردار انجم سپاہ مع ہمراہیان ساکن فلکی حجاب ظلمات میں مقیم ہوا

نظم

آسمان پر وہ صبح کا ہونا — تھک کے شبنم سے انجم کا منہ دھونا
کھل کھلا کے گلوں کا وہ کھلنا — کہیں غنچوں کا مسکرا دینا

جھونکے رو رو نسیم کے لینا
اسکی وحدانیت کا دم بھرنا
زمزمہ سازی مرغ خوش الحان

چہچہانا عنادلوں کا تمام
کو کلوں کا وہ کو کو کنا ہر سو

گلشنوں میں سحر کی دھوم دھام
تھا کسی کی زبان پہ یا ہو ہو

وہ عبادت طیور کا کرنا
ہمیں کو کو تھی قمریوں کی زبان

غرضکہ بادشاہ فلک پناہ نوشیروان عدالت نشان بھی بیدار و ہوشیار ہوا امور ضروری دعاجات بشری سے فراغت کر کے محل سے برآمد ہوا بسم اللہ بسم اللہ کا غل ہوا ارکین سلطنت سے صحن دربار معمور ہوا بادشاہ بھی دربار میں آیا تخت حکومت پر جلوہ نما ہوا اسوقت خواجہ بزرجمہر کو یاد فرمایا وہ بلا گیا اور اپنے ہمراہ لیکر آیا بعد اسکے حکم دیا کہ آج سب سرداران نامی و جوانان گرامی دربار میں حاضر ہوں بموجب حکم شاہی و جہان پناہی سب سردار وغیرہ اکر حاضر دربار فیض دربار ہوئے شعار خیر و تنگ میعار تیر و رنگ و میعار فیل پیکر و بہزاد حبشی و اماں بن بہزاد و کاؤس کاشانی و کیموس کرانی و محمل جنگ آذر اصفہانی و طف راین کعب کرانی و گستہم زرین کفش ارد شیر و مار دشیر و سعد زرین کر و سعید زرین ترکش و کرتیت سپر گردان وغیرہ دربار میں حاضر ہوئے ایکہزار چالیس پہلوان سردار بعید عزو افتخار اسوقت کرسی نشین دربار تھے کہ بادشاہ ادر نوشیروان بلند مکان نے بزرجمہر حکیم لائق و فائق کو سبکے بالا دست بٹھایا اور بھر دربار میں باعلان یہ فرمایا کہ ای عمر نامدار ذیقعدہ روزی وقار جو کچھ آپ نے فرمایا تب وہی ہوا خواب تو دیکھا لیکن بھول گیا الا نہایت ہولناک خواب نظر آیا مجھے اس خواب کے دیکھنے سے بڑا خوف معلوم ہوا کہ سوتے سوتے چونک اٹھا اور نعرہ کیا تمام اہل محل گھبرا کے جاگ اٹھے پہلے یہ آپ تبلائے وہ خواب کیا تھا پھر اس خواب کی تعبیر ارشاد کیجیے میرا دل تیرہ دتنزل سرور و شاد کیجیے کا خواجہ بزرجمہر نے پہلے بختک کی طرف بغور دیکھا اور کہا ای وزیر اعظم دستور معظم آپ کچھ بتلایے کہ آج بادشاہ ذیجاہ نے کیا خواب دیکھا ہے بختک نے کہا کہ ای خواجہ بزرجمہر میں اس علم سے بہرہ یابی نہیں رکھتا ہوں حال غیب مطلق نہیں جانتا ہوں خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ جناب یوسف علیہ السلام نے جو بادشاہ مصر کا حال بیان کیا تھا تو کیا وہ غیب دان تھے بلکہ بفراست کاملہ و علوم صدقہ بقوت علم نبوت ارشاد فرمایا تھا قلب صاحب رویا یعنے سلطان مصر کا شاد فرمایا تھا اسی طرح جو درد مصالح اور مومن صاحب علم اور صاف دل پاک طینت خوش خو احوال خواب و تعبیر خواب بتاتے ہیں وہ غیب کا علم سکتے ہیں انسے جبرئیل علیہ السلام کہ جانتے رہیں بقول علم غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ای بختک تیری علانیہ ادہ گوئی میرے سامنے پیش رفت نہوگی اسوقت تو نے بہت برا کلمہ کہا کہ میرا دل جل گیا کیا توان میں دو مجھے خلاف سننے والوں میں مل گیا نہیں کبھی نہیں اور اسوقت تو نے بحضور بادشاہ جہان پناہ غیب دانی کا الزام رکھکر خلاف شرع شریف ٹھہرایا تو نے اپنے نزدیک مجھکو برا ہیچ توف و احمق دربار عام میں بنایا لیکن بادشاہ ذیجاہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا ای شہریار عادل آج آپ نے عجب ایک خواب دیکھا ہے کی طرح کا نقش عالم رویا میں آپ کے پیش نظر ہوا ہے حضور سینے توجہ سے ملاحظہ فرمایئے آپ کو یہ نظر آیا کہ ایک عجب طرح کا دھواں بلند ہوا ہے اسنے تمام عالم کو تیرہ و تار کر دیا ہر شہر سیکے دو دچون ابر امد پدید ز آز تیرہ و گردید چشم امید تمام خلائق کی آنکھیں بند ہوگئیں ہیں کچھ کسی کو نہیں سوجھتا ہے جب وہ دھواں ہو چکا آسمان زیر آسمان زمین بالائی میں سوا وا فقر البند ہو چکا اس میں ایک زاغ بلند قد عظیم الجثہ پیدا ہوا اور تاج شاہی سر نوشیروان جہان پناہی سے منقار مار کر لے گیا آپ کو نہایت پریشانی وحیرانی ہوئی قدرت خدا سے یکایک ایک شہباز تیز پرواز عنقا شکار ہوا پر اڑتا ہوا کہ مشرقی کی طرف سے پیدا ہوا اور آتے ہی چنگل تیز اور پنجہ آہنی

شکار اندازِ چشمِ زاغِ سیہ رو پر مارا کہ دونوں آنکھیں اُسکی پھوٹ گئیں تھوں تھنے مردمکِ چشم کی شعاعیں پیکانِ ناوک مگین کی مانند تیرہ و تار
ہوگیا اسکی آنکھوں سے کچھ سجھائی نہ دیا۔ بیت: بزد پنجۂ تیز بر چشمِ زاغ ۔ از بستہ گردید چشم فراغ ۔ اُس باز نے جب دوبارہ
اسکی چشم بینا پر مارا اور وہ اندھا ہوگیا تاج اُس زاغ کو چشم سے چھوٹ گیا اس شہباز عنقا شکار نے وہ تاج مرصع
اپنی منقار گوہر بار سے اٹھا کر پھر سرِ بادشاہ فلک جاہ پر پہنایا یعنی جہانگیر اور شہنشاہ عالمگیر نے پایا یہ واقعہ عالم
رویا میں بادشاہ کو نظر آیا دل خوفناک ہوا جگر تھرایا اُسی عالم اضطراب میں چشم بیدار خواب غفلت سے
کھل گئی بادشاہ بیدار ہوئے یہ سبب اندوہ و اضطراب اور خوفناک ہونے کے خواب یاد نہ رہا فراموش ہوگیا تعبیر بھی
اسکی بدل گئی مگر ساعت بہ ساعت بدرِ اقدس سے مل گئی یہ لیکن خواجہ بزرجمہر نے قرعہ پھینکا شعر: بزد قرعۂ فال بر نام شاہ
نظر کرد بر حال انجام شاہ ۔ خواجہ بزرجمہر نے فکر عظیم با امید و بیم کر کے تخت اُٹھایا اور حساب رمل بڑی دیر تک کیا
بادشاہ نے احسنت و آفرین فرمایا بزرجمہر نے عرض کی کہ اے بادشاہ تعبیر اس خواب کی یہ ہے جو عرض کرتا ہوں بگوش
ہوش حضور سماعت کریں اور حضار دربار بھی غور سے سنیں وہ زاغ سیاہ جو دھوئیں کے اندر سے پیدا ہوا اور
تاج سر بادشاہ سے لے گیا وہ بادشاہ خیبری ہے کہ شکل پہلوان و بہمن اور رستم نوجوان سے بڑھ گرشاسپ زمان اُسکے
سامنے برابر ایک پشہ کے ہوگا اور وہ بادشاہ عالم طفولیت میں اپنے باپ کا بدلا لیگا یعنے حضور کے سر سے
تاج شاہی اُتار لیگا ملازم شاہی جو ہیں مقابلہ کرینگے وہ اُنپر فتحیاب ہوگا تمام عالم میں تاریکی اسکی ذات سے پھیل
جائیگی شہنشاہی پر آفت تازہ آئیگی شعر: بیاید حریفے پر از خشم و قہر ۔ فرو جوشان دجوشان و سیلاب شہر بشہر
جب بادشاہ کو یہ زور و بد نصیب ہوگا اُس وقت میں کوئی رفیق نہ حبیب ہوگا پھر جواب دو باز تیز پرواز ملاحظہ فرمایا ہے
ایک شخص کعبہ کی جانب سے پیدا ہوگا اور اُس زاغ سیہ سے اُبھر کر تاج چھین لیگا اور آپ کے سر پر پہنائے گا وہ
قاتل اُس بادشاہ کا ہوگا اور محافظ سلطنت پناہی یعنے خواجہ عبدالمطلب کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا وہ آفتاب عالمتاب برج
نسل ابراہیم عالم دعا میان ان سپاہ گری میں درخشان و تابان ہوگا بکمال و قوت بیزدان اس زاغ کو مارے گا مار کی
کفرستان و آتش پرستان کو جہان سے دور کریگا شعر:

دران دم خجستہ فرزند عیب آشکار
جہان را کند ہم ز مردون پاک

کند سیری شاہ را خضر وار
مگر آن شہنشہ کند قصہ پاک

دران وقت ہرکس کہ بیند بکی
سرِ دشمنِ شاہ را میکشد

جا سند سے میکند یاوری
بیک ضرب بد خواہ را میکشد

پس جب وہ بادشاہ عالی دودمان تاج و تخت شاہی بزور
سے چھینے گا عہدہ اعدت بادشاہ میں روانہ کرے گا اور تاج و تخت پھر حضور کو نصیب ہوگا بادشاہ نے جب یہ حال
اور کیفیت اپنے خواب رویائے صادقہ کی اُسی شکل پیدا کیا پایا بند بند بادشاہ کے جسم نازنین کا تھرایا شعر:
بلرزید چون گوش کرد این سخن ۔ بجنباید دست آن زمان در دہن ۔ پھر بلبلا کے پوچھا اے عقلمند نامدار عالی وقار
واقتدار خواجہ بزرجمہر ذی وقار آخر اسکی تدبیر کیا ہے اُس دشمن کے دفع کرنے کی کیا صورت ہے خواجہ بزرجمہر نے
کہا کہ اے بادشاہ آب زر و جواہر کسی کو دے کر طرف ملک مکہ معظمہ کے روانہ فرمائیے اور اس لڑکے کو جو آپ کے
دشمن کا قاتل ہے جس روز وہ پیدا ہو اُس روز سے نوکر رکھیے گا وہ انکا نسل خلیل بے عدیل سے ہوگا اور اولاد
جناب ابراہیم خلیل اللہ پیغمبر خلاق ازل خالق عزوجل سے ہوگا بہت سے مالک و مختار بصد عز و وقار
سمجھے گا کسی طرح کا فتنہ و فساد اس سلطنت میں اُسکے باعث سے نہ ہوگا ہیبت شمشیر آبدار و تندگی برق تیغ
شعلہ بار سے ممالک تھرائینگے اور بادشاہان اولوالعزم کانپینگے شیر و بکری عدالت سے اُسکی ایک گھاٹ
پانی پینگے شعر: جہان را کند عدل او شاد کام ۔ بنیاد دین مراد و ات دنیا تمام ۔ اے شہنشاہ سوا تیری عقل و

تدبیر کے اس امر بار کوئی چارہ کار نہیں ہے اور کوئی مرہم زخم جان مجروح و دل فگار نہیں ہے بادشاہ نوشیروان عادل
زمان نے یہ راے خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق لائق و فائق کی بہت پسند کی اور کہا کہ اے خواجہ بلند منزلت و صاحب وقار
یہ بھی کام سوا آپ کی پاے مردی اور جانکاہی کے کسی سے نہ ہوگا اور کون ایسی لیاقت رکھتا ہے جو حسن اُسکے کو
جا کے لائیگا اور بجا لائیگا خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ کو ہراسان و نالان دیکھکر خود قبول کیا اور بادشاہ نے
ایک خیمہ ہزار خادمان عالیشان یساول اور چوبدار زرنگار شیشہ جواہرات بخشش بہا واسطے خواجہ کے مہیا کیا خواجہ
نے وہ سب روپیہ اپنے ہمراہ لیا اور کوچ کا سامان جلد کیا بعد قطع منازل و طے مراحل بعد لطف زندگانی جبادہ
مراد و کامرانی سے مکہ شریف جاے پاک لطیف میں نزول اجلال بہ دو بیمنت و اقبال کیا شریفان کعبہ اور
ساکنان جوار و قریہ اونکے اُنکو خبر ہوئی کہ ایک مرد دیندار بعد عز و وقار اس شہر میں آیا ہے فلک ہفت رنگ کج
مدار نے پھر رنگ دکھایا ہے عبد المطلب دیندار رئیس خاص درگاہ پروردگار نے سلیمان سمجھکر خواجہ بزرجمہر کی
پیشوائی کی اور نہایت عزت و توقیر سے خیمہ میں لائے رسم ملاقات بعد لطف و التفات بجا لائے خاطرداری اور
مہمان نوازی بہت کی محبت و الفت کی باتیں رسم و راہ اتحاد کی گھاتیں اور عیش و عشرت کی راتیں در پیش
آئیں بعد فراغ پرسی خواجہ سے سبب آنے کا استفسار فرمایا بخلق و مروت وہ واقف خدا پیش آیا فرمایا کہ جالی
تمہارا کہاں مکان ہے کس دیار میں سکونت نیر و شان ہے کیا سبب ادھر آنے کا ہوا جو قدم رنجہ فرمایا خواجہ
بزرجمہر نے بعد انکسار و ہم آغوشی و ملازمت مقبول درگاہ احدیت کے دست بستہ عرض کیا کہ حضور میں ملازم ہوں
بادشاہ نوشیروان کا اور ادھر آنے کا یہ سبب ہوا کہ جب بادشاہ نے ہمارے یہ خواب دیکھا اور اس
خواب کی تعبیر سے یہ ثبوت ہوا کہ ایک فرزند ارجمند صاحب اقبال و صاحب اجلال تاج بخش و کشورستان عالم
و عامل ذیجاہ و ذی حشم بہادر و جری دلیر و شجاع صاحب شمشیر عبد المطلب کے یہاں پیدا ہوگا تو مجکو اُس صاحبزادہ
ذیقدر کی تعظیم و پرداخت کے لیے بھیجا اور ایک دشمن خدا پرست کا فراکر ملک خاور میں پیدا ہونیوالا ہے
کہ وہ سلاطین عالم اور شاہنشاہان ذی حشم کو تباہ کرے گا اُسکا قاتل یہ تمہارا فرزند ارجمند ہوگا اُس ملک کی
تباہی کو پہلے سے دوسرے وزیر بختک کو روانہ کیا ہے کہ وہ جا کے اُسکے حمل ہی کو اسقاط کر دے کہ وہ نابکار
پیدا ہی نہو پھر کوئی فتنہ اور کوئی رخنہ کسی ملک میں برپا نہ ہوگا ناظرین با تمکین پر واضح ہو کہ بزرجمہر تو مکہ شریف
برائے پرورش امیر حمزہ صاحبقران تشریف لے گئے ہیں اور بختک نابکار دوسرا وزیر شہریار بادشاہ کا بہ ارادہ
قطع نسل ہشام خیبری طرف ملک خاور کے روانہ ہونے والا ہے لہذا بعد ہونے روداد بختک وزیر
نوشیروان اور مارا جانا ملک خاور کے پیدائش امیر با توقیر کی گذارش کیا جاتا ہے

دوسرا گلدستہ داستان حیرت بیان جانا بختک وزیر کا طرف ملک خاور کے اور تباہ و تاراج
کرنا ملک خاور کو اور بھاگ کر روپوش ہونا ہشام بن علقمہ خیبری کا گھر میں کاوہ فروش کے ساقی نامہ

بلا ساقیا مجکو اعلیٰ شراب
رہیں جسمیں نہیں کیسی محو نیر بان
جدھر دیکھتا ہوں میں پر فصل عام
سنو مگر نہیں بادہ و ذی ظرف

کہ جس کا ہو شہ بھی انتخاب
کہ اچھا چلا خمری بان
ہوئے ہیں بہر مبارک مقام
کہ کرنے بھی تو سکیں کی طرف

ہمارا نہ جیسے ملک نت الف
کہ جس سکیں کی تباہی ہوئی
کہ کشش نے پانی کسی جا نیا

ہوئی زندگی اک پین روشب
ارے کسکی تاراج شاہی ہوئی
شکست اب ہوئی ہیکدہ ہی تباہ

اشعار

خون جگر دل سے پیمانہ لبالب تھا
کہا کیسے گئی کیونکر ادھر شب تنہائی

اسکو بے گلو نیسے بے یاب کے مطلب تھا
اللہ عنی لگا ہے کہ نعرہ یارب تھا

عمارت سے خلط ہی اُس بُت کو تھا کیا غم ہی
ہر صبح مسافر تھا جہان میں ہر شب تھا
ایذا جو ہوا اس خال و گیسو سے سبب ہی
ہمدوش گیسو چرخ اس ترک کا مرکب تھا
موقع تھا یہی قاتل بسمل ہو گیا تو نے
تھا داغ سفیدی انکھوں میں جو کوکب تھا

درگاہ الٰہی میں شیطان مقرب تھا
کیا تلخ گیا اُسنے اس عمر دو روزہ کو
وہ افعی بے دندان بے نیش یہ عقرب تھا
اس قد کشیدہ کی جو شرح کرون کم ہے
اولی تھا یہی حق میں میرے یہی انسب تھا

سوز غم فرقت سے عیان شمع کی حالت سے
زہر اپنے لیے عشق میں معشوق شکر لب تھا
خون شہدا سے بھی جو اُسپر شفق پھیلی
اک مصرع موزون میں سو بیت کا مطلب تھا
پہلو میں ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو

زینت طرازان منضدین عدیم المثال و جلوہ افگنان طباع نازک خیال سلک گوہر سلک کو بہ تجویز طبع رسا شیران سیاق میں یون لوتے ہیں اور عقد کو لالی معنی مضامین کو بناخن جودت وادراک یون کھولتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر حکیم سلطان عالیشان بادشاہ نوشیروان بصد جاہ و حشم و غرور شان طرف خانہ کعبہ بدولت خانہ عبدالمطلب نامدار مقبول بارگاہ کردگار تشریف لائے بختک بدکردار وزیر بد تدبیر و نابکار نے بادشاہ نوشیروان سے عرض کیا کہ ای سلطان دوران شاہنشاہ زمان میری راے یہ ہے کہ اگر حکم محکم قضا شیم شرف اصدار پائے تو خانہ زاد فوج جرار اپنے ہمراہ لے جاکر علقمہ نابکار کو گرفتار کرے اور ملک خاور کو تباہ و برباد کرے اور تمام عورات حاملہ کا حمل اسقاط کر دے اور یہ قصہ ہی پاک کر دے اور شاخہاے ظلم و فساد کو بے بنیاد کرکے دلاور بادشاہ تو نہایت مضطرب الحال آلودہ غبار رنج و ملال تھا کہنے لگا کہ بہتر جو مناسب وقت براے بہتری تاج و تخت سلطنت قیصر نیز اُسیکو کہہ اور جلد ملک خاور کی راہ لو بختک بحکم بادشاہ فوج جرار و پہلوانان نامدار و سرداران خوش کردار و جوانان نیزہ دار و بہادران شمشیر شکار وجماعت بیس ہزار کے طرف ملک خاور کے بصد کر و فر روانہ ہوا جلد جلد منزل بمنزل راہ دشت و جبل طے کرتا ہوا ملک خاور میں پہونچا اور جاتے ہی شہر میں دراز گھس گیا بارگاہ علقمہ چارطرف سے گھیر لی لگاہ مروت ہرایک کی طرف سے پھیر لی شہر میں پہونچتے ہی بغیظ و غضب علم زرین ہر تیغ زن کردیا قتل و قمع تمام شہر میں ہونے لگا کسی کو دم نہ لینے دیا کسی کو اس طوفان کے خبر نہ تھی ہرایک مرد اس طوفان بلا خیز میں ڈوبنے لگا خرد و کلان جوان و پیر امیر و فقیر مرد و زن ہلاک ہونے لگے الغرض وہ تلوار چلی کہ آسمان تھرانے لگا زمین پر خون کے دریا بہنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے ڈھیر لگے کسی گلی کوچے میں پناہ نہ تھی بختک سیہ جا بارگاہ علقمہ میں سرداران تیغ زن کو ہمراہ لیے ہوئے دھنس آیا علقمہ کو بخبری میں پا کر گرفتار کر لیا اور بے خطر حکم قتل دیا خود مسند حکومت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ عورات حاملہ کو تلاش کرکے گرفتار کرلاؤ اور قتل کرو عورات محلات علقمہ اور عورات شہر و گرد و نواح جہان تک دستیاب ہوئین اُنکو قتل کیا اور صدہا ننھے ننھے بچون کو ہلاک اور تہ تیغ کر دیا ملکہ شیرخوارون تک کو مار ڈالا کسی کو زندہ نہ چھوڑا یہ خیال قول بزرجمہر بچون اُنکو قتل کیا اور شہر کا ایسا محاصرہ کیا کہ بھاگنے تک کا راستہ نہ دیا اُس شہر کے بیچ کوسی و ذس کوسی مردمان خرد و کلان اور بچون اور تمام عورات حاملہ کو کہین پناہ نہ ملی گی روز تک قتل عام کا ہنگامہ رہا شہر اور اطراف شہر میں دور و نزدیک طوفان شمشیر آبدار فوج بختک ستم شعار انتشار رہا مگر علقمہ کی زوجہ خاص اُس ظالم مین تحمل کر نہین معلوم کس صورت سے پوشیدہ ہو کر اُس ہنگامہ قتل و قمع میں بھاگ گئی اور جاکر کسی اور شہر کے قریب ایک قریہ مین ایک کاہ فروش کے یہان چھپ رہی مگر یہ روایت صحیح معلوم ہوتا ہی کہ اُس زمانہ میں وہ زن ناکام حاملہ تھی مگر حمل بھی شاید کہ دو ہی چار مہینے کا تھا کہ بجز ہی مردمان اجنبی کو محسوس ہوتا تھا غرضکہ وہ زن حاملہ بخوف جان و نظر وہ ستم فوج بختک اس بناء پر کہ وہ قریہ بہت ہی چھوٹا تھا چھپی اور وہ من کاہ فروش میں بمنت و سماجت پناہ لی اُس کاہ فروش کی تقدیر رسا ہوئی کہ ناموس بادشاہ یعنی زوجہ علقمہ اسکے گھر مین آئی لیکن

وہ حیران ہو اپنی بیوی سے کہتا کیا کرون میری وفات تو تونے اس کاہ فرزند پر رکھی ہو دن بھر گداگری کی گداس جھیلتا ہون اور شام کو جو کچھ
اسکی قیمت سے ہوتا ہے بمشکل حلق تک پہونچتا ہی لاکر اہل وعیال مین بسر کرتا ہون اب ایک آدمی اور بڑھ گیا یہ مقدار قسمت کا میرے ہی
عیال کیواسطے کافی نہین کرلی اب دوسرے آدمی کو مین کہان سے لاکر کھلا دونگا اور زیادہ تنگی معاشش ہوگی پھر اپنے دلمین
خیال کرتا تھا دل مستقل رکھ وہ رزاق مطلق ہی اسکے حق کا رزق بھی مجھے عنایت کریگا اور اسکی مطلق خبر نہ تھی کہ طالع اسکا
چمکنے والا ہی بخت خوابیدہ و بیدار ہونے والا ہی یہ مصیبت چند دن اور ہی اور پھر عیش و عشرت کا طور ہی حکومت و وزارت
کا دور ہی نہ خیال تکلیف نہ مقام غور ہی الغرض مجبور و ناچار اسی عالم محنت و مشقت اور عسرت مین بسر کرنے لگا اور یہان
بختک بدبخت نے شہر خاور کے اطراف و اکناف اور قریات و قصبات اور خاص شہر مین بڑا قتل و قمع کیا اور
سخت تاخت و تاراج کیا اور اطمینان کامل حاصل ہوا کہ اب کسی طرح کا کوئی رخنہ انداز اس ملک مین پشتا پشت نہ پیدا
ہوگا اور نہ پیدا ہونے والا ہی اور نہ کوئی باقی ہی بعد اسکے بختک نے اپنی طرف سے صمصام زرہ پوش عاقل و ہوشیار نمک حلال
سرکار کو حاکم کرکے کچھ فوج اپنی اسکی ماتحت کی اور حکم کیا کہ یہان کی تحصیل اور حکمرانی بطور مستقل کرو اور آمدنی یہان
کی جو کچھ تمہارے خرچ اور اخراجات اور مصارف سے بچے بخدمت بادشاہ نوشیروان عادل مداین
مین ارسال کیا کرو اور خیرخواہی تمام انتظام یہان کا مدام کرتے رہو اور بختک مع جمیع خیرخواہان و پہلوانان و سرداران
فوج طرف ملک مداین کے روانہ ہوا اور حاضر خدمت فیضدرجت بادشاہ نوشیروان عادل ہوا اور تمام و کمال کیفیت
قتل و قمع ملک خاور و تاراجی شہر و بربادی خورد و کلان و تباہی مرد و زن جاکر بادشاہ سے بیان کی اور عرض کیا کہ اب
کوئی وغدغہ و تشویش نہین ہی کہ جس سے بنیاد رخنہ و فساد یک قلم شادی کوئی عورت کسی قسم کی حاملہ و غیر حاملہ نہین
چھوڑی اور نہ کسی کے زن و مرد پیر و جوان صغیر و شیرخوار کو بجاہ و دولت بااقبال بادشاہ نامدار جیکو تہ تیغ آبدار کیا اب حضور
عیش و عشرت تمام رہین کچھ فکر و تردد نہ کرین بادشاہ نوشیروان سنکر نہایت مسرور ہوا اور دل سے فکر و وغدغہ کی لم
بے بنیاد رفع ہوا بختک کو خلعت فاخرہ اور تمام سرداران لشکر کو بہت کچھ انعام و اکرام عیش و عشرت جا سے مسرت
برپا کیا اور کاروبار سلطنت و حکومت و عدالت مین مشغول ہوا اب بختک بدبخت پھولا پھولا پھرتا ہی اور دل مین
کہتا ہی کہ تجھسا کون بہادر و دلیر صاحب شمشیر ہوگا مین نے بہ حکم فلک قدر تیغ بادشاہ نوشیروان عادل ملک
خاور کو تباہ و برباد کر دیا تمام اہل شہر مرد و زن صغیر و کبیر کو قتل کیا اور اپنی طرف سے تاج بخشی کرکے دوسرے حاکم کو
ملک خاور مین معین کر دیا ایسا کون اولوالعزم اور صاحب جرأت ہوگا اب ویسا غرور ہو گیا کہ کوئی بہادر و دلیر صاحب
شمشیر جوان و پہلوان نظر مین نہین سماتا تھا پھرتا ہی ایک ایک پر رعب جماتا ہی اور تقدیر کہتی ہی رہ تو جا تجھکو کب ذلیل
اور خوار کرتی ہون دیکھ تو تجھے جو اسقدر دعوی بہادری ہی اسے کیسا خاک مین ملائے دیتی ہون اور نیز لا دعوی
اور نامراد دنیا مین تیرا نام بھی لکھائے دیتی ہون رہیجا زمانہ انقلاب اور گردش روزگار قریب ہی اور یہ حرکہ عجیب
وغریب بھی لائق دید ہی سوا اس طفل کے جو کہ شریعت مین پیدا ہونے والا ہی کوئی بہادر و جری صاحب شمشیر جسقدر و
دلیر صاحب شوکت و صولت ذی ہمت و شجاعت بے مثل و بے نظیر باعزت و توقیر نہین ہی کوئی شیر و مرد و سکا
ہمسر ہو نہین ہوسکتا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ داستان جو امیر حمزہ صاحبقران کی بیان کرکے چھوڑ دی تھی اب بیان کیجاتی ہی

داستان مسرت بیان تولد سلطان سلاطین زمان شاہنشاہ شاہان امیر با توقیر بادشاہ کشورگیر اور پیدایش عمرو و مقبل کی بیان کیجاتی ہی - ساقی نامہ -

پھر ساقیا پلا دے وہ ساغر شراب کا　　شرمائے جسکے آگے کٹورا گلاب کا
وہ جام ساقیا تو عطا کر شراب کا

جب مین کہ رنگ صاف ہو تازہ شباب کا
مانند آفتاب کے جلوہ دکھا ئیے
ہون منتظر مین ترک فلک انتشار کا

اس شوخ کا کہ پھر مجھے اب تازگی دکھا
مشتاق ہون مین ساقی گردون جناب کا
آنکھین کھلی ہین دیدۂ انجم کی طرح سے

کرتا ہون عزم ہاتھ سے راہ ثواب کا
اب دیکھئے زمانہ مین اب دور دورہ
لب سے پڑی تنگ ہو اس آفتاب کا چشمہ

ناگاہ تجھسے ای یار ماہر و نکلے ٭ کہ میرے سینے کو دل ہر جستجو نکلے ٭ تری تلاش مین جو چار سو نکلے ٭ ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلے ٭ اٹھا دون کعبہ کا پردہ وہان بھی تو نکلے ٭ بیت دو اشتہ رخش کلک پر پرز رقم کر و مضمون گردون شکوہ تہنیت سازان انجمن دلکشا کے دمژدۂ دہندان محفل شادی دلربائی طفل قلم فیض رقم کو بہ پیرایہ مضمون مسرت مشحون طبع آزمائی ذہن رسا کو رسا کرکے صفحۂ قرطاس فیض اساس ناظرین پر یون روان کرتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق مکہ شریف مین پہونچے اور عبدالمطلب ولیقدر و ذی مرتبت کو خبر ہوئی کہ ایک مسلمان خدا پرست صاحب یہان آیا ہی چند قدم بڑھکر پیشوائی کی اور مکان پر لانے بعد مزاج پرسی مستفسر حال ہوئے خواجہ بزرجمہر نے کیفیت بادشاہ نوشیروان و روئداد خواب و خیال سب بیان کی اور کہا کہ مین ملازم ہون بادشاہ نوشیروان کا نام میرا بزرجمہر حکیم ہی اور مجھکو بادشاہ نے اسواسطے بھیجا ہی کہ جب تمہارے یہان فرزند ارجمند بپروردگار عالم و عالمیان عنایت فرماے مجھکو اطلاع دو لیکن اس صاحبزادہ بلند اقبال صاحب حشمت وجلال کا زائچہ کھینچکر طالع نکالون اور اسکی پرورش و پرداخت کرکے بادشاہ عجم کو مژدۂ مبارکباد دیجیون اور تا ہنگام پیدائش آفتاب عالمتاب اس مقام پر رہونگا یہان سے کہین نہ جاؤنگا پس کہ حضرت عبدالمطلب عالی نسب والا حسب کو بہت سا زر و جواہر دیا اور خود بدولت خانہ فرحت آثار اس ماہ آسمان وقار کے منتظر رہے ناگاہ شاطر اقبال عزت وجلال نے خبر دی کہ گیارھوین تاریخ ماہ جمادی الاول و بروز مبارک برج حمل سے آفتاب عالمتاب نکل کر درخشان ہوا نور نظر خجستہ سیر فرزند ارجمند سعادت مند عبدالمطلب پیدا ہوا النظم

کرتا طلوع ان آفتاب سپہر | منور شد از چشم پدر
جہان گشت شد ابر دنامدار | صداے مبارک شد آشکار

جب وہ ماہ فلک ہمت و شجاعت آفتاب عالمتاب آسمان صولت و شوکت پیدا اس صاحب حسن وجمال پر ایک عالم ہزار جان سے شیدا ہوا شعر اُسے دیکھ طفل مین کسی کی دایہ ٭ یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہی ٭ دایہ مشیت نے اُس فرزند ارجمند عالم پسند کو کنار عاطفت مین بشوق کمال لیا اور مادر دہر نے ہزار جان و دل سے اپنے کو قربان کیا خواجہ عبدالمطلب نے فوراً خواجہ بزرجمہر کو مژدۂ جان فزا فرحت افزا دیا خواجہ بزرجمہر نے سنتے ہی اس مژدۂ جان بخش کے سجدۂ شکر پروردگار بمسرت بسیار کیا اور ہمراہ عبدالمطلب کے چلے خواجہ بزرجمہر خوشی خوشی دولت سراے عبدالمطلب نامدار پر آئے حضرت عبدالمطلب نے خواجہ بزرجمہر کو مقام صدر پر بٹھایا اور اُس کوکب سپہر حشمت و اجلال و رفعت و اقبال کو لا کے دیا خواجہ بزرجمہر نے آغوش دل مین لیا پیشانی پر بوسہ دیا بہت شاد و مسرور ہوے خیال فاسد دل سے بالکل دور ہوئے غنچہ خاطر شگفتہ ہوا امرا دمین بہار آئی دلکی طرح سے سینے مین لگایا خواجہ بزرجمہر مشغول بوس و کنار فرزند ارجمند حضرت عبدالمطلب تھے کہ ناگاہ ایک شخص نے آکر کہا کہ آپ کے غلام کے یہان جسکا نام مقبیل ہی ابھی ابھی لڑکا پیدا ہوا ہی فوراً جناب عبدالمطلب گئے اور مقبیل کے بھی لڑکے کو گود مین اٹھا لاے خواجہ بزرجمہر نے اُسکو بھی گود مین اٹھا لیا چہرہ بزرجمہر کا شادی و مسرت سے سرخ ہوا اور قرعہ پھینکا دونون کا طالع دیکھا بہت خوش و خرم ہوئے اور کہا کہ اے عبدالمطلب تمہارا صاحبزادہ بڑا صاحب اجلال بلند اقبال جہانگیر و جہان ستان فرخ شیء عالی زمان مرد مردانہ و شیر فرزانہ ہی یہ وہ مظفر قرین و صدر نگین ہی کہ انکی درکی دربانی کا شایان روزگار و سلاطین عالی وقار فخر کرینگے اور بڑے بڑے بہادران

اولوالعزم دلاوران دلیر و جری غلامی اسکی قبول کرینگے قوت و طاقت مین بے عدیل زور و ہمت مین فخر پہلوانان جلیل ہوگا اور تیغ شجاعت

سے نظر ہے کاذات جہان کو بنیاد سے ہلا دیگا ہر جگہ برکت سے اس گلبن کے قدم کی گلشن اسلام کے کلی مثل گل کھلے گی یہ بیخ کا کنندۂ

نخل کفر و عناد و ریشہ کاکشندۂ بت پرستان مکار و ستمگار بد نہاد ہو ماشاء اللہ اس لڑکے سے وہ کار نیک نمایان ہونگے کہ بڑے بڑے

بڑے شجاعان عالی ہمت مثل آئینہ حیران ہونگے کفار دین کو سرنگون اور پست گری کا ملکون اپنا بند و بست کریگا

نظم عجب گلو فرزند حق نے دیا		سبا تمھی کار عشرت ہوا		کہا سنکے یہ مژدۂ جان فزا		کہ شکر خدا شکر دست بریا

پھر خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ ای عبد المطلب آپکے خادم قبیل کا لڑکا بھی بڑا صاحب نصیب ہوگا اور حرکات عجیب و

غریب ہونگے اور تمھارے صاحبزادے کا قدم با وقار فلک شعار ہوگا ہر دم مثل سایہ جدا نہ ہوگا شمشیر زنی میں ہر وقت

حاضر رہیگا نام اسکا مقبل ہوگا اور آپکے صاحبزادے کا نام نامی اور اسم گرامی امیر ابو العلاء ذکی اور

امیر حمزہ صاحبقران لقب ہوگا پھر خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ نوشیروان کی طرف سے منصب جلیل اس صاحبزادۂ

بے عدیل کو دیا اور مشاہرہ و جیش قرار معین کیا اور حکم عام دیا کہ آج کے روز جسکے یہان لڑکا پیدا ہوا ہو وہ ہمارے پاس

بے تاخیر لے آئے ہم اس لڑکے کا ملازم کرکے پرورش کرینگے دایہ ہائے عقیلہ نوکر رکھینگے انکے والدین کو زر و جواہر دینگے ایسا کہ

وہ بہت شاد و مسرور ہونگے منادی نے تمام شہر مین ندا کی اور یہ خبر بھی شہر بلکہ گرد و نواح شہر مین مشتہر ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر

وزیر باتدبیر بادشاہ نوشیروان عادل فرزندار جمند حضرت عبد المطلب کے واسطے کہ وہ آج ہی متولد ہوا ہے

آجکے دن کے مولود ملازم کرکے پرورش کرینگے اور زر و مال انکے والدین کو حسب خواہ دینگے یہ خبر سنکے جن جن لوگوں کے

یہان آٹھ سو لڑکے پیدا ہوئے تھے وہ لوگ اپنے اپنے لڑکوں کو گود مین لیے ہوئے خواجہ بزرجمہر کے پاس آئے

خواجہ بزرجمہر نے اُن لڑکوں کو اُن کے والدین سے لے لیا اور دایہ ہائے عقیلہ انکی پرورش اور پرداخت کے لئے

معین کین اور انکے والدین کو انعام مین زر و جواہر عطا کیا اور جشن عام کا حکم دیا اور اشرفی کے توڑون کا منہ کھولا تمام شہر مین

آئینہ بندی کرا دی ایک منادی ہر گلی کوچہ مین ندا کرتا پھرتا ہے کہ آج روز مولود امیر باتوقیر امیر ابو العلاء ذکی ملقب بہ

حمزہ صاحبقران ہے جشن تولد اس صاحبزادۂ بلند اقبال کا برپا ہوگا ہر شخص کو چاہیے کہ آگاہ ہو کر خوشی کرے اور جسقدر کہ

روپیہ کی ضرورت ہو خواجہ بزرجمہر وزیر باتدبیر بادشاہ نوشیروان عادل سے لے اور تین روز تک کل کھانا سرکار

سے ملیگا اور تمام شہر مین روشنی کا حکم دیا دو رستہ شاہ نشین بندی کی گئی بڑے ہی عمدہ طور سے روشنی کا سامان کیا گیا ہزار

قیدی رہا کئے گئے مبارک سلامت کی ہر جگہ دھوم ہوئی جسکو تولد امیر کی خبر ہوئی اُسکے یہان دن عید اور رات

شب برات ہوگئی اتفاقاً ضمری ساربان سرکار فیض آثار حضرت عبد المطلب کی زوجہ بھی حمل سے تھی اور حمل

اسکا سات آٹھ مہینے کا تھا وہ اسوقت اونٹون کو چرانے شہر سے باہر جانب صحرا گیا ہوا تھا جب وہان سے اونٹون کو

چرا کر پھرا اور شہر مین آیا تو عجب ایک جشن نوروزی نظر آیا دیکھا کہ ہر جگہ شہر مین مبارک سلامت کی دھوم ہے تہنیت

شادی علی العموم ہے لوگ آپس مین گلے ملتے ہین معانقہ کرتے ہین خرم و خوش ہین مشغول بجوش و خروش ہین تہنیت

تہنیت بگوش ہین روشنی کا سامان ہر گلی کوچہ مین ہے شاہ نشین بندی ہو رہی ہے آمیہ ضمری نے پوچھا کہ کیا

آج کوئی عید ہے اور کون سا روز عید سعید ہے کہ تم سب لوگ اس جشن شادی مین ہو اور یہ سامان آراستگی شہر کا ہے

سب لوگون نے کہا ای امیہ کیا تم آج شب سے اسوقت تک سو گئے ہو اور خواب غفلت سے اب چونکے ہو یا

کہین سفر کو گئے تھے اسوقت مسافت بادیہ پیمائی کرکے آئے ہو کچھ خبر ہے کچھ کہو تو جانے کہان ہو تھے کہان سے ہو

امیہ نے کہا بجا ہے دل لگی تو کرو نہین صاف صاف کہو اہل شہر نے کہا کہ ای بیخبر آج روز جشن تولد فرزند ارجمند جناب

عبدالمطلب ہی ایک وزیر بنام بزرجمہر وزیر اعظم بادشاہ نوشیروان آیا ہی اُسنے فرزند سعادتمند کا نام لکھوا دے بحکم امیر
ابوالعلا رکھی رکھا ہی اور حمزہ صاحبقران لقب دیا ہی اور جس کے یہان آج لڑکے پیدا ہوے ہین ان سب لڑکون
کو جو آکر بکر پرورش دیا ہو دایہ اسے بیشمار ملازم ہوئی ہین اور ان لڑکون کے والدین کو بیشمار زر و جواہر عطا کیا ہی یہ سنکر امیہ
ضمری دوڑا اور دائیون کو لاکر باندھ دیا اور گھر مین آکر اپنی زوجہ سے یہ کل کیفیت بیان کی اور کہنے لگا کہ اری کم بخت کاش
کہ تو بھی آجکے روز لڑکا جنتی کہ مجھکو بھی زر و مال ملتا کہ عیش و عشرت سے بسر کرتے امیہ کی جورو نے کہا کہ میرا کیا اختیار
ہی مین کیونکر لڑکا جنون کہ مجھکو زر و جواہر ملے امیہ نے کہا جس طرح سے ہو تو بھی لڑکا جن کہ مجھکو بھی زر و جواہر ملے اسکی زوجہ
نے کہا کہ اے نادان عرصہ تنگ دل مین جمع ارے احمق ابھی تو حمل سات ماہ کا ہی کیونکر لڑکا پیدا ہو بغیر انقضاے مدت
حمل کہین بھی کوئی عورت لڑکا جنی ہی اور اگر دن پورے بھی ہوجاتے اور حکم خدا ہوتا تو مین کیونکر لڑکا جنتی جب تلک کہ حکم
منظور ہو الذی یصورکم فی الارحام کیفیت نشاء ہوتا جب تلک پیٹ سے ہرگز نہ نکلتا اچھا صبر کر کہ الصبر مفتاح الفرج
ایسی طمع انسان کو خراب کرتی ہی ایسی باتون مین انسان رسوا ہوتا ہی ایسی طمع مبتلاے عذاب کرتی ہی امیہ ضمری
یہ کلام حیرت انجام زوجہ کے سنکر غصہ سے سر دھنکر نہایت خشمناک با دل چاک نہایت غصہ ہوا اور ایک ڈنڈا لیکر آمادہ
اور کہا کمبخت بڑی منحوس قدمی آکے مجھکو سمجھاتی ہی دنیا بھر زر و مال لئے جاتی ہی اور میرے ہاتھ کچھ بھی نہین آتا تیرا ہی خصم
مفلس ہوا جاتا ہی ابھی ابھی تجھسے لڑکا جنوا دونگا اور زر و جواہر پا دونگا زوجہ نے اسکی کہا کہ کچھ دیوانہ ہو گیا ہی یا کچھ پی
کے آیا ہی نشہ مین مست ہو گیا ہی کہین میرے اختیار مین ہی کہ لڑکا جن دون اور تیرے اس رنج کو مٹا دون اگر مال
تیری تقدیر مین ہی تو کسی اور وسیلہ سے ملیگا گھر بیٹھے خدا دیگا مصرع آسکے دینے کے ہین ہزارون ہاتھ بیت خدا کی
دین کا موسے سے پوچھئے احوال ÷ کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہوجائے ÷ صبر کر نظر بخدا رکھ کیون اسقدر گھبراتا ہے
اے بندۂ زر و مال کے لئے مرا جاتا ہی اے احمق یہ مال دنیا کب مال ہی ارے مال دنیا جرت کی مال ہی پروردگار عالم رزاق مطلق
ہی وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا کیا تو نے نہین سنا ہی اور قدرت تعالی رب الارباب کی نہین جانتا ہی بیت
جواہر تو بخشے دل سنگ را ÷ تو بر دوست جوہر کشی رنگ را ÷ اسی کی شان رفیع المکان مین ہی ÷ شعر ÷ آگ مین پیدا اسقدر
کو کرے ÷ قطرۂ ناچیز کو گوہر کرے ÷ دیگر ÷ آسیا گیتی ہی ہر صبح آواز بلند ÷ رزق سے بھرتا ہی رزاق دہن پتھر کے
جب امیہ ضمری کو اسکی زوجہ نے یہ سخن سنائے تو اسکے دل پر رنج دولت کے سانپ لوٹنے لگے اور زیادہ تلملایا اور بلبلا کر
چلایا اری کمبخت میرا دل نہین مانتا لڑکیان کمبخت ہاتھ سے نکلا جاتا ہی کیونکر تیرے پیٹ سے بچہ نکال لون اور
جواہر بزرجمہر سے زر و مال لون یہ کہکر ڈنڈا تان کر چلایا کہ اری دیوانی تو نہین اور ابھی بچہ جن تیرے باپ کا اجارہ
ہی نطفہ ہمارا ہی رحم تیرے پیٹ مین نہین رکھتے ابھی ہمارا بچہ نکال دے اگر تو اسوقت بچہ نہ نکالیگی تو مین تیرا سارا
بچہ نکالدونگا مارے ڈنڈون کے مار ڈالونگا اگر آج کا دن ٹل جائیگا تو کل کچھ نہ ہاتھ آئیگا زوجہ اسکی اسکے
ڈنڈا تاننے پر بھاگی اور امیہ ضمری اسکے پیچھے دوڑا تمام گھر بھر مین آدھم پڑ گیا ادھر تو وہ عورت بھاگی پھرتی تھی
اور ادھر امیہ اسکے پیچھے دوڑتا پھرتا تھا کہین قابو نہ چلتا تھا وہ عورت تھکی بھاگتی پڑی پھرتی تھی اور کہتی تھی شعر
ناحق خصم نے آج مری جان ماری ہی ÷ دوڑو محلہ والو تمہاری دہائی ہی ÷ جب عورت نے دیکھا کہ اب کسی طرح
مانو نہین ہی خصم آج مار ہی ڈالیگا ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا اسکے گھر کے کی چڑھی ہی دولت کی چاٹ پڑی ہی گھبرا کر
کوٹھے پر چڑھنے لگی سانس بیچاری کی اکھڑنے لگی پیچھے یہ بھی ڈنڈا لیکر دوڑا زینہ پر جلدی جلدی چڑھنے لگا عورت
عورت نے جو پیچھے پھر کر دیکھا کہ خصم جلاد بھی آپہونچا گھبرا گئی اور ساری سٹی بھول گئی پاؤن جو پھسلتا ہی تو زمین پر گری

اسکی تو سانس اکھڑ ہی چلی تھی مر گئی مگر بچہ زندہ پیٹ سے نکل پڑا شادون شادون کرنے لگا امیہ ضمری نے جھٹ زمین پر سے کود کے
بچہ کو اٹھا لیا یونہین بے نہلائے دھلائے آستین مین رکھ لیا نشۂ طمع زر سے اب مبہوت تھا کہ جورو کی طرف مطلق خیال بھی
نہ کیا فوراً بچہ لیکر خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچا اعزا اور اقربا نے جو امیہ کی جورو کا یہ حال دیکھا سب دوڑ پڑے اس عورت
مین کچھ دم نہ پایا روئے دھوئے بوجہ دبا کیا پھر سامان دفن و کفن کا کیا گیا وہ سب کے سب تو مشغول تجہیز و تکفین ہوئے اور میان
تھے کہ امیہ بچکو لیے اسیطرح خوش خوش خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا خواجہ بزرجمہر بہت ہنسے حضرت
عبدالمطلب بھی بیٹھے تھے انھون نے جو یہ حال سنا امیہ ضمری سے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا ایک تو جورو کی جان لی
دوسرے بے نہلائے دھلائے بچے کو اپنی آستین مین رکھ لیا آپ بھی نجس ہوا اس کو بھی نجس کیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ
اچھا بچے کو لا دو امیہ نے جو ہاتھ آستین مین ڈالا تو بچہ ندارد بڑا عجب ہوا سمجھا کہ آنے کی گھبراہٹ اور عالم خوشی مین کہین آستین سے
راہ مین گر گیا ہے نہایت بدحواس ہوا ڈھونڈھتا چلا کہ واے مردیم جس طمع زر کے لیے اتنی بڑی جانکاہی کی وہ کچھ نہ ہوئی زوجہ کی
بھی جان گئی بچہ بھی کھو گیا دولت کے عوض مفت کا رنج و صدمہ ملا بقول شاعر شعر گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ؏
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ؏ دیگر تیرے ہجر مین ہم تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے ؏ نہ خدا ہی ملا
نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے ؏ ناظرین پر واضح ہو کہ اس غضب کا مستی اور دھا چوکڑی مین شام کا وقت قریب آگیا
تھا اب جو امیہ ضمری خواجہ بزرجمہر کے پاس سے مایوس ہو کر پھرا تو بالکل شام ہو گئی تاریکی پھیل گئی لیلاے شب نے زلف
شکین کو کھول دیا سواد شام کا سمان بندھ چلا سبزہ کو سبز تھا مہر بندی کی گیلا سو تھین روشنی ہو چلی رونق بازار شہر تو دونی
ہو گئی تھی مگر امیہ ضمری کی آنکھون مین دنیا سیاہ تھی صدمہ و الم سے لب پر آہ تھی غرض کہ آب دیدہ وہاں سے پھرا
راستے مین اس بچکو اسطرح ڈھونڈھتا تھا کہ جسطرح کوئی سوئی کو ڈھونڈھتا ہے اور کہتا تھا کہ ارے کم بخت بچے کہین لیا
ہو کہ زیادہ دیر ہو جاے اور خواجہ بزرجمہر زر و مال بانٹ بونٹ کر بیٹھ رہے تو پھر کوڑی میرے ہاتھ نہ لگیگی جو کوئی
راستے مین پوچھتا تھا کہ امیہ ضمری کیا ڈھونڈھتے ہو کیا کھو گیا ہے تو جواب دیتا تھا کہ میرے بخت گم گشتہ کا پتا نہین
ہے اسیکو ڈھونڈھتا ہون اور اسی کی تلاش مین جگر پاش پاش ہے ابھی بچہ پیدا ہوا تھا اسے خواجہ بزرجمہر کے پاس
لیے جاتا تھا اتفاقاً کہین راہ مین گر پڑا پتا نہین لگتا کہ کیا ہو گیا یہ وحشت خیز باتین سنکر کچھ لوگ ہنستے تھے کچھ دست تاسف
ملتے تھے کچھ امیہ کے ساتھ ڈھونڈھنے لگے تھے آخرکار جب کہین پتا نہ لگا غم و الم سے راہ مین بیٹھ کر رونے لگا اور خنجر کھینچکر
چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے اور قصہ ہی پاک کرے یکایک کچھ اسکی بغل مین کلبلایا کچھ زیر بغل رینگتا سا معلوم ہوا اب جو امیہ
ضمری ٹٹولتا ہے تو زیر بغل وہی بچہ پالا ہوا نظر پڑا امیہ بہت خوش ہوا لڑکے کو بغل سے نکالکر ہاتھ پر رکھ لیا اور
چوکنا ہوا چلا کہ ایسا نہین پھر گم ہو جائے مجھے سیٹڑی گلیون کی خاک چھنوائی یہ لڑکا بڑا مرشد معلوم ہوتا ہے ابھی سے میرے
ساتھ دل لگی کرتا ہے غرضکہ اسی طرح ہاتھون پر لیے ہوئے خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچا نظم نشد جنبش خواجہ بدخیسان
داون ؏ کہ طفلش بدست و شمار زبان ؏ نہادہ پسر پیش او شکوہ راند ؏ کہ این طفل زیر بغل دیر ماند ؏ بکردیم من جستجو دیر
شد ؏ و دان بود ظاہر شد این پھر امیہ ضمری نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ حضور لڑکا ملا غلام لایا ملاحظہ فرمائے
خواجہ نے لڑکے پر جو نگاہ کی بے اختیار صورت دیکھکر ہنسی آگئی کہنے لگے کہ یہ آدمی کا بچہ ہے یا چوہے کا بچہ ہے ماشاء اللہ
عجب ہیئت ہے جس سے دیکھنے والون کو دہشت معلوم ہو سر کیا ہے ہراری کی ہوڑی ہے گھٹا ہوا صفا چٹ زہرہ آنکھین
خرگوش کے سے کان گلگلا سے گال خوبانی کے برابر ناک موٹے موٹے ہونٹھ دبلا پتلا سوت سی گردن تنکا سے
ہاتھ پاؤن طباق سا سینہ ہنڈیا سا پیٹ یہ بچہ انسان حیوان ہے کہ عجیب الخلقت انسان خواجہ متعجب ہوئے

اور شان پروردگار پر نظر کی قرعہ پھینکا زائچہ کھینچا حساب اشکال بل بطریق سیارگان نکال کر بعد غور بسیار ارشاد فرمایا کہ یہ لڑکا بڑا
اولوالعزم نصیبا ور جوان بخت وجوان دولت جوان سال ہوگا ایہا الناس قدرت خدا سے یہ لڑکا بلاے روزگار فتنہ
دوران نیرنگ فن بین وزمان مکار طرار جرار خنجر گذار سرور سروران عیار عیاران تیغ زن صف شکن سب بے نظیر ہرکرد
جوان وپیر ہر ایک کام میں مشاق بلکہ یگانہ آفاق ہوگا مثل اسکے تا قیامت کوئی لڑکا پیدا نہوگا اور یہ امیر ابوالعلا
کی کا وزیر خوش تدبیر ہوگا اسے امیر سے محبت کامل ہوگی ہر جگہ ہر حال میں امیر کے سینہ سپر رہیگا بڑے بڑے مرحلے سر
کریگا امیر با توقیر پر اپنی جان قربان کریگا اپنے دشمنوں کو بے جان کریگا اس لڑکے کو لوگ تراشندہ ریش کافران و سرندہ
جادوگران کہیں گے امیہ ضمری یہ کلام نیک انجام سنکر نہایت خوش ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اس لڑکے کا نام
عمرو بن امیہ ضمری رکھو اور ایک صندوقچہ پر از زر وگوہر امیہ کو انعام میں دیا اور تنخواہ مقرر کرکے دایہ کے سپرد کیا
اور حکم دیا کہ امیر با توقیر کے ساتھ اسکی بھی پرورش کیجائے خواجہ عبدالمطلب کے محل میں یہ لڑکا بھی رہے ناظرین پر
واضح ہو کہ خواجہ بزرجمہر نے جو لڑکے منگوائے تھے تو اُس روز بارہ ہزار لڑکے آئے تھے خواجہ نے اول سب کے
والدین کو مالا مال کر دیا تھا اور ہر لڑکے کے لئے ایک ایک دایہ عاقلہ مقرر کر دی تھی اور سب کی تنخواہیں مقرر کر دی تھین
ازجانب بادشاہ نوشیروان سبکو نوکر رکھ کے امیر ابوالعلاء کو سرداران سپاہ میں کیا تھا اور عمرو بن امیہ ضمری کو وزیر میں
کیا تھا اور سرگروہ اطفال خرد سال کیا تھا اور اسقدر سامان عیش وعشرت بہم پہونچا دیا تھا کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی میسر نہ ہوگا
الغرض جب چھٹی کا دن آیا تو خواجہ نے سب بڑا سامان چھٹی کا مہیا کیا جوڑے خلعت تقسیم کئے لوگون کو انعام دیا مادر
حمزہ کو پہلے عورات خادمات نے نہلایا اُسکے بعد اور جو بارہ ہزار لڑکے تھے اُن سب کی ماؤن کو نہلوایا اور مادر
عمرو تو مر ہی چکی تھی اُسکی ماں کے عوض اُسکی قابلہ کو نہلایا اُسکی دایہ کو غسل دلوایا اور مادر حمزہ کے ساتھ سبکو مثل
زچاؤن کے عروس شب اولی بنایا سبھون نے لباس فاخرہ پہنا زیور جواہر نگار زیب جسم کیا افشان چنی گئی مسّی تر سر
کا جل دیا گیا بناؤ سنگار کیا بڑے ساز وسامان سے بارہ ہزار زچاؤن نے تارے دیکھے فلک ہفت رنگ مادر حمزہ صاحبقران
پہ نثار ہوا تارون کو مثل زر کے پھینکا اور کیا مشتری فلک اس زچہ زہرہ جبین کی خدمتگزاری کو حاضر ہوئی ماہ چاردہ
آئینہ دکھا رہا تھا خورشید تابان کرن اپنی مثل ریزہ ہائے زرین کتر کتر کے صورت افشان چھڑک رہا تھا زمین زر
ریز ساہان فلک لاجوردی تارون سے جواہر خیز مریخ آسمان تلوار لئے ہوئے مادر صاحبقران پر سایہ فگن تھا قمر و خاور لئے
آفتاب عالمتاب قوس قزح کی تیر کمان ہاتھ میں لئے ہوئے سقف زچاخانہ پر مرگ پر بار رہا تھا زہرۂ فلک مشغول ترانہ سازی تو
فلک بعد سوز وساز معروف خوش آوازی نجوم چرخ زبرجدی تھا ورکر رہی تھی الغرض جب خواجہ بزرجمہر نے ساتوین روز
ترتیب چھٹی سے مہلت پائی اب مدائن جانے کا سامان کیا اور حمزہ صاحبقران کو سپرد دایۂ محافظت ایزدی کرکے
عبدالمطلب سے کہا کہ یہ سب لڑکے اور دایہ وغیرہ تمہارے حوالے ہیں عبدالمطلب نے کہا کہ اے خواجہ بزرجمہر
پہلے تو یہ بندوبست کیجئے کہ آج امیر کی پیدائش کو ساتوان روز ہے اور آپ نے یہ سب کچھ سامان عیش مہیا کیا مگر امیر
با توقیر نے اسوقت تک نہ اپنی ماں کا منہ دیکھا نہ اور کسی دایہ کا اور اب کل سے گریہ وزاری اور اضطراب وبیقراری
زیادہ ہے ذرا آپ ملاحظہ فرما کر غور کیجئے کہ کیا سبب ہے کیا اسرار ہے کیا مشیت پروردگار ہے خواجہ بزرجمہر نے قرعہ پھینکا
اور زائچہ کھینچکر غور کیا خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ امیر با توقیر کسی دایہ کا دودھ نہ پینگے مگر ایک زن صالحہ بانیہ
عاقلہ مومنہ قلعہ تنگ رواحل میں سکونت پذیر ہیں نام اُسکا عاویہ بانو ہے اگر وہ بی بی تشریف لائیں اور دودھ
پلائیں تو البتہ صاحبقران دودھ پینگے ورنہ بے شیر نہ جینگے عبدالمطلب نے جب یہ کلام مسرت انجام خواجہ بزرجمہر

سے سنا عمرو کے باپ امیہ ضمری کو بلایا اور فرمایا کہ تم ناقۂ تیز رفتار پر سوار ہو کر جلد بطرف قلعۂ تنگ رواحل کے جاؤ اور
عادیہ بانو کو ہمراہ لیکر آؤ میری طرف سے بعد رسم سلام کہنا کہ اے ملکۂ دوران میرے یہاں فرزند ارجمند کہ نام اُسکا امیر
صاحبقران ہے پیدا ہوا ہے اور سات آٹھ روز گذر چکے ہیں وہ کسیکا دودھ نہیں پیتا لہذا مجھکو رحم و تفضل سے التماس ہے کہ یہ
امر خیر اور باعث خوشنودی پروردگار عالم کا ہے اگر تم چاہو تو یہ طفل صغیر پرورش پاوے اور تم اپنی آغوش میں لیکر اسکو
دودھ پلاؤ اور پرورش کرو اسکا اجر تمکو ارحم الراحمین دیگا خواجہ عبدالمطلب نے بمنت سماجت تمکو بلایا ہے کہ اگر تم نہ جاؤ
گی تو ابھی طفل صغیر بے شیر کی جان نکل جاوے امیہ بحکم عبدالمطلب ناقۂ تیز رفتار پر سوار ہو کر مکانسے طرف ملک قلعۂ تنگ
رواحل کے چلا اب راویان اخبار فرحت آثار یوں بیان کرتے ہیں کہ بی بی عادیہ بانو قلعۂ تنگ رواحل میں رہتی تھیں
اُنکے یہاں بھی ایک لڑکا حسین و خوبصورت جری و دلاور بہادر و طرحدار گلرخسار پہلوان عادی کے نام سے ملقب تھا اور
اصلی نام اُسکا پیل عادیان پور شداد یعنی پہلوان ہفتی عرب میں کپتان کرب عمرو معدیکرب تھا اُسکی پرورش میں مشغول
رہتی تھیں جب پہلوان عادی قریب ایک سال کے پہونچا تو ایک دن ملکہ عادیہ بانو نے خواب میں جمال بے مثال حضرت
ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مشاہدہ کیا حضرت خلیل اللہ نے کہا کہ اے عادیہ بانو اب تم اسلام قبول کرو اور زنگ
کفر آئینۂ دل سے مٹاؤ کس خواب غفلت میں ہو اب تمہارے بخت کی بیداری کا زمانہ آگیا مکہ میں خواجہ عبدالمطلب
سردار قریش کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے کہ نام اُسکا ابو العلا مکی اور لقب اسکا حمزہ صاحبقران
ہے وہ والی پردۂ قاف ثانی سلیمان شاہ شاہان ہوگا وہ تمہارے دودھ پینے کا منتظر ہے سات روز ہوئے ہیں
کہ اُسنے کسیکا دودھ نہیں پیا اور نہ کبھی کسیکا دودھ پیے گا اور نہ کسی پستان دایہ کی طرف رخ کریگا تمہارے
گھر کی طرف رخ کرتا ہے اور روتا ہے اشک حسرت دیدہ سے منہ دھوتا ہے گویا تمہیں بلاتا ہے ابھی اسکی کیا بساط ہے
سات روز کا مولود وہ صاحب انبساط ہے یہ شرف مخصوص حق تعالی نے تمہارے ہی واسطے مقرر کیا ہے کہ تم اپنا دودھ
اُسکو پلاؤ اور رضامندی خدا کرو پروردگار رب العزت سے جو طلب کرو سو پاؤ خوشنودی دارائے دوجہان صبح و شام موجب سعادت
ہے اس کام میں لاکلام ملکہ عادیہ بانو نے خواب میں جو یہ مژدۂ جانفزا زبانی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے سنا
فوراً بیدار ہوئیں کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق دل مسلمان ہوئیں اپنے لڑکے کو بھی چھوڑا اپنے نگہبانوں سے کہہ
خود ناقۂ تیز رفتار پر سوار ہو کر قلعۂ تنگ رواحل سے نکلکر جو بہت پُرآشوب کی راہ لی طرف مکہ معظمہ کے چلیں ہے کہ
شوق دیدار فرحت آثار امیر ابو العلا مکی صاحبقران زمان میں رات بھر چلیں کہیں دم بھر نہ ٹھہریں ناقہ سے اتریں
کہ جس وقت فلک پر سفیدۂ سحری نمودار ہوا اور ظلمت شب برطرف ہوئی خسرو خاوری نے اپنے نور سے اس عالم
فانی کو نورانی کیا سبزۂ نو دمیدہ مہکنے لگا نسیم سحری چمن کے لیکر عاشق مزاج غنچوں کا دل لبھانے لگی جابجا طیور خوش الحان
کرنے لگے بلبلیں نغمہ سرائی میں مشغول ہوئیں ہر ایک کے دل کو گوناگوں فرحت حصول ہوئی ملکہ عادیہ بانو کے قلب کو بھی
ایک عجیب قسم کی بشاشت اور فرحت حاصل ہوئی تب ملکہ عادیہ بانو نے بفہم و فراست و عقل و ذکا سمت دریافت
کیا کہ شاید میں قریب مکہ معظمہ کے پہونچ گئی بیشک یہ مولود مسعود امیر ابو العلا کوئی فرزند صاحب کرامت ہے
کہ مہینوں کا راستہ اتنا جلد طے ہو گیا لاریب یہ بچہ خدا کا پیارا ہے کہ صبح ہونے پائی مکہ معظمہ میں خدا نے مجھکو پہونچا دیا اُس
اثنے میں فی الجملہ روشنی بھی ہو گئی ملکہ عادیہ بانو آگے بڑھیں دیکھا کہ ایک ناقہ سوار چلا آتا ہے عادیہ بانو نے اُس سے
پوچھا کہ یہ کون شہر ہے اُسنے جواب دیا کہ یہ سرحد مکہ معظمہ ہے کل سے میں مکان سے چلا ہوں اس وقت تک یہاں پہونچا
ہوں اب آگے اور علداری ہے اور مجھکو ثابت نہیں ہے کہ میرا آقازادہ امیر حمزہ صاحبقران پیدا ہوا ہے اور

تا ایندم آٹھ دور گذرنے ہین کہ دودھ کسیکا نہین پیا معلوم ہوتا ہی کہ سوائے ملکہ عادیہ بانو کے اور کسیکا دودھ نہ پئینگے
خواجہ عبد المطلب نے مجکو واسطے طلب کرنے عادیہ بانو کے بھیجا ہی مین ملکہ انکو بلانے جاتا ہون نام میرا اُمیہ
ضمری ہی عادیہ بانو نے کہا کہ اے اُمیہ تو قلعہ تنگ رواحل کو نہ جا کہ میرا ہی نام عادیہ بانو ہی مین قلعہ تنگ رواحل
سے آتی ہون اور مکہ معظمہ کو جاتی ہون مجکو عین رویائے صادقہ مین حکم جناب خلیل اللہ ہوا ہی کہ اے عادیہ بانو جلد جا اور صاحبقران
کو دودھ پلا کہ وہ بن دودھ تڑپ رہے ہین مین فوراً بیدار ہوئی ہی روانہ ہوئی باشتیاق امیر حمزہ صاحبقران شب بھر چلی
ہون اسوقت یہان پہونچی ہون اُمیہ ضمری نہایت متعجب ہوا شان کردگار کو دیکھ کر ملکہ عادیہ بانو کے پاؤن پر گر پڑا
منت و التماس کرنے لگا کہ برائے خدا جلد تشریف لے چلیے کہ خوزادہ میرا آٹھ روز سے بن دودھ پڑا ہوا ہی اور ضعف
و نقاہت و اشکباری سے صد و شمار ہو رہے گی مہار ناقہ کے تھامے ہوئے جلو مین پیدل دوڑتا ہوا اور ملکہ عادیہ بانو
کی رکابداری کرتا ہوا دولتسرائے جناب عبد المطلب پر پہونچا عبد المطلب کو بڑھ کر خبر دی کہ ملکہ آئین خواجہ
عبد المطلب نے بڑھکر پیشوائی کی بڑی تعظیم و تکریم سے لائے جسوقت ملکہ عادیہ بانو کو جمال عدیم المثال صاحبقران
نظر پڑا دوڑ کے آغوش مین لیا بہت پیار کیا نقد جان و دل نثار کیا امیر با توقیر ملکہ عادیہ بانو کی صورت دیکھکر ہنس دئے
ہاتھ پاؤن مار کر ہمکنے لگے ملکہ نے دودھ دیا امیر با توقیر نے بخندہ پیشانی دودھ پیا رونا موقوف کیا عبد المطلب
ملکہ عادیہ بانو کے پاس تشریف لائے سجدہ شکر بدرگاہ رب العزت بجا لائے اسیوقت اُمیہ ضمری عمرو کو ہاتھ مین لیکر
ملکہ عادیہ بانو کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ملکہ اس لڑکے کی ماں مر گئی ہی اُمیدوار ہون کہ ثواب
بیحساب سمجھکر اسکو بھی دودھ پلا دیجئے اور درگاہ غفور الرحیم سے اجر عظیم لیجیے **نظم** بکن رحم این طفل بے مادر است
پدر مرد و بیچارہ و بیکس زار است * شنید این سخن عادیہ چون از و * بہ و گفت خوب است ای نیکخو * بدہ طفل مارا کہ شیرش دہم
در آغوش خود پرورش میکنم * الغرض ملکہ عادیہ بانو نے دونون لڑکون کو بشوق تمام دودھ پلایا اور مثل مادر مہربان
سایہ عاطفت مین لیکے پرورش کرنا شروع کیا ہر لحظہ و ہر ساعت دونون کی پرداخت کرتی تہین امیر کا اتش عمرو بن
اُمیہ ضمری کو بھی پلا دیتی تھی راوی بیان کرتا ہی کہ ملکہ عادیہ بانو کا دودھ اسقدر افراط سے قوت وار اور طاقت دار
تہا کہ سات مائین بہ نہ رکہکر جب دودھ کی دہار ماری سا تون تہین توڑکر باہر نکل گئی لوگون کو سن سنکر استعجاب ہوتا تھا
اکثر اسکا امتحان ہوتا تھا الغرض امیر با توقیر اور عمرو بن اُمیہ ضمری پرورش پانے لگے مگر عمرو کی شرارت اسی زمانے
سے ظاہر ہوتی جاتی تھی کہ ملکہ عادیہ بانو ملاحظہ کرتی تہین کہ دونون لڑکے دودھ برابر پیتے ہین مگر عمرو دن بدن فربہ
اور توانا ہوتا جاتا ہی اور امیر با توقیر روز بروز لاغر ہوتے جاتے ہین کہ اگر کوئی شخص اجنبی دیکھے تو صاف کہدے کہ امیر
کو دودھ نہین ملتا اور عمرو دودھ سے خوب سیر ہوتا ہی ملکہ عادیہ بانو کو دیکھکر بڑا استعجاب ہوتا ہی اور دمبدم رنج و ملال
بے حساب ہوتا ہی دلمین کہتی ہین کہ ای پروردگار عالم ای رزاق الامم یہ کیا اسرار ہی اسی فکر مین ہر روز رہا کرتی
تہین ایک روز رات کو عادیہ بانو نے یہ تماشا دیکھا کہ جب امیر با توقیر پستان منہ مین لیکر دودھ پینے کا قصد کرتے ہین
فوراً عمرو امیر کے منہ سے کہینچکر پستان اپنے منہ مین لے لیتا ہی اور دودھ پینے لگتا ہی جب امیر با توقیر دوسرا پستان منہ
مین لیکر دودھ پینے لگتے ہین عمرو وہ بھی امیر کے منہ سے کہینچ لیتا ہی اور امیر کو دودھ نہین پینے دیتا اور آپ بخوبی سیر ہو کر
پیتا ہی امیر اول روز سے صابر و شاکر ہین آبدیدہ ہو کر چپ رہتے ہین ملکہ عادیہ بانو یہ حال دیکھکر نہایت متعجب ہوئین
اور امیر کے حال پر نہایت رحم آیا بہت سا پیار کیا اور پستان امیر کے منہ مین دیا اور نہایت شفقت اور دلاسا دیا
اور عمرو کو دو انگلیون سے طمانچہ مارے کہ او نابکار اتنے سے سن مین تو ایسا فتنہ پرداز و سارق ہی اپنے آقا سے دغابازی

کرتا ہی معلوم ہوا کہ تو اسیطرح امیر کو ہمیشہ سے دودھ نہین پینے دیتا تھا اسیوجہسے یہ فرزند ارجمند دبلا ہوا جاتا ہی پھر تو ملکہ عادیہ بانو نے وقت مقرر کر دیئے کہ پہلے جاگتے ہین کئی بار امیر حمزہ صاحبقران کو اپنی آغوش شفقت مین لیکر دودھ پلا دیا کرتی تھین اور اُنکی پرورش مین زیادہ جد وجہد کرتی تھین شبکو ہوشیار سوتی تھین غافل ہوکر نہ سوتی تھین امیر با توقیر کو اپنی روح وجان سے بھی بہت چاہتی تھین مان سے زیادہ الفت و محبت کرتی تھین اگر نصیب عدا ذراسی اُنگلی دُکھتی دل بیچین ہو گیا بیقرار ہوکر اپنی چھاتی سے لگا پیار کیا تشفی اور دلاسا دیا امیر کی راحت سے راحت صحت سے صحت خوشی سے خوشی ملال سے ملال ہوتا ہی اسیطرح زمانہ مزے سے گذرتا ہی ناظرین پر واضح ہو کہ وہ داستان جو ہشام بن علقمہ خیبری کی بیان ہوچکی ہی اور مادر ہشام کو دوسرے ملک مین ایک کاہ فروش کے بیان چھوڑا ہی اب وہ بیان کیجاتی ہی بعد اسکے امیر کی کیفیت اور روئداد عرض کیجائیگی

دو کلمہ داستان حیرت بیان پیدا ہونا ہشام بن علقمہ خیبری کا اور پرورش پانا گھر مین کاہ فروش کے اور دفینہ ملنا مادر ہشام کو اور خزانہ اور بارگاہ ہشامی ملنا ہشام کو اور قتل کرنا دیوکو اور اپنی ملک کی فتح لے آنا بہ جماعت کثیر

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
نہ کر دہشت حاسدان وعدو
شراب زلال مصفا پلا
سیہ کو شب و روز دے وہ شراب
گل کھلے پڑے ہوئے پوشاک کے
مست ہوکر جائینگے اے بیخود

کہ ہر شے کی تازہ ہو ملکا تنگ
پلا ساقیا جام پر جام تو
نہ کر مجھسے پہلو تہی ساقیا
کہ شرمندہ ہو ساغر آفتاب
پاؤن پھیلے تا بدامن چاک کے
آتے ہین بنت العنب کو ناک سے

غزل

سبو و صراحی دم مین کدھر
طبیعت کو ہو جوش ہر دم سوا
تو بدنام میخانہ کر ساقیا
معرفت مین تیری ذات پاک کے
نام لے سکتے نہین محبوب کا
آفرین صد آفرین دشت جنون

مجھے جام بھر بھر کے دے بے تکلف
تجلی بھی دکھلائے ذہن رسا
پلا بادۂ تازہ تر ساقیا
اڑتے مین ہوش و حواس ادراک کے
کیا کہین کٹتے ہین کس سفاک کے
خوب ہی بڑھنے لگے پوشاک کے

روایت کنندگان عیش و نشاط و حکایت نویسان لب لطیف بساط بعد انبساط اس حکایت کو صفحہ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہین کہ جب مادر ہشام بن علقمہ خیبری بخوف ہلاکت و دہشت جان بھاگ کے شہر سے تباہ و برباد ہوکر ملک دیگر مین ایک کاہ فروش کے بیان پوشیدہ ہوئی حاملہ تھی ہشام پیٹ مین تھا اتفاق سے وہ عورت حاملہ اُسی صحرا مین کسی مقام پر بیٹھی ہوئی پیشاب کر رہی تھی کہ کسیقدر گڑھا پڑگیا جب پیشاب کر چکی اور خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ایک سوراخ ہی اور زمین بھی پولی معلوم ہوئی ایک لکڑی اٹھائی اور زمین کو کریدنا شروع کیا جب کریدتے کریدتے کسیقدر غار ہوگیا اب اُس عورت نے ایک ٹھیکرے سے کھود کھود کر ہاتھ سے مٹی ہٹانا شروع کی مٹی ہٹاتے ہٹاتے ایک غار عمیق ہوگیا دیکھا کہ ایک دروازہ بھی مقفل ہی اور کنجی دروازے کی زنجیر مین بندھی ہوئی ہی یہ عورت فوراً اُس غار مین اُتر گئی اور کنجی لیکر قفل کھولا اندر گئی دیکھا کہ بہت بڑا خزانہ ہی زر و مال بے حساب و جواہر بے انتہا بھرا ہوا ہی روپے اشرفیان ڈھیرون بھرے ہوئے ہین یہ دیکھا بہت خوش ہوئی اور تمام خزانے کی سیر کرکے پھر آئی دروازہ اُسیطرح بند کرکے مقفل کر دیا اور سب مٹی ہاتھون سے ہٹا کر برابر کر دی زمین ہموار ہوگئی کسیکو ثبوت نہ ہوا امیر کا۔ فروش کے بیان چلی آئی بعد کئی روز کے اپنا زیور کاہ فروش کو اتار کر دیا اور کہا ای بھائی مین چاہتی ہون کہ تم مجھکو علحدہ کسی مقام پر ایک مکان تعمیر کرا دو چار دیواری کچھوا کر ایک چھپر وغیرہ ڈالدو کہ مین علحدہ رہا کرون کاہ فروش نے وہ جواہر کا زیور اُس عورت سے لیکر فروخت کیا اور روپیہ نقد کر لیا اور اپنے چھپر کے قریب اُس کاہ فروش نے دیوارین کچھوانا شروع کین اُس عورت نے اسقدر صحن وسیع کا خیال کرکے دیوارین اٹھوائین کہ وہ دفینہ بھی اُسی مکان کے اندر آگیا مکان قابل رہنے کے تعمیر کرا لیا اب اُسی مکان مین رہنے لگی بعد چندے کے اُسی مکان مین ہشام پیدا ہوا اور وہ عورت اُسی خزانہ سے روپیہ اشرفی نکالکر صرف کرنے لگی اور

ہشام بن علقمہ کی پرورش میں مشغول ہوئی جو کوئی پوچھتا تھا تو کہتی تھی کہ لڑکا یتیم ہے اسکے باپ کو بختک ملعون وزیر بادشاہ
نوشیروان نے مار ڈالا اور شہر کو تباہ و برباد کر دیا یہانتک کہ اب ہشام پانچ برس کا ہوا اسکی ماں نے
اسی خزانہ سے زر و جواہر نکالکر فرحت کیا اور ہر فن کے استاد اور معلم و اتالیق اور پہلوانان جنگ آزما ہنرمند نوکر رکھے
وہ ہشام کو ہر طرح کا ہنر و فن سکھانے لگے پڑھانے لگے تو تھوڑے زمانے میں ہشام بن علقمہ خیبری بھی حد جوانی پر پہونچا
زور و جرأت و قوت و طرحداری دکھانے لگا کہ ایک روز مادر ہشام نے اس سے تمام حالات ملک خاور اور قتل علقمہ
اور بختک کا قتل عام کرنا اور تمام شہر اور گرد و نواح شہر میں خونریزی کرنا اور خوف زدہ ہوکر اپنا بھاگنا اور کاہ فروش کے
یہاں آکر چھپنا کل کیفیت بیان کی ہشام چین بہ جبین ہوکر قبضۂ شمشیر کو دیکھنے لگا اور کہا کہ اے والدہ خیر کیا مضائقہ اگر بختک
نامرد نے بحکم بادشاہ نوشیروان میرے باپ کو قتل کیا اور شہر کو تباہ و برباد کرکے میری ماں کو دربدر کیا تو خیر دیکھو تو میں بھی ہشام ہوں اسکا
بدلے اور منات اعلی کی کیسا تو موم بادشاہ نوشیروان اور بختک نامرد سے لیتا ہوں کہ وہ بھی یاد کریں اے مادر گرامی
سن لینا کہ میں نے کیا کار نمایاں کیا جس وقت اور جس زمانہ میں ہوا اب اس روز سے ہشام بن علقمہ خیبری آٹھ پہر اسی فکر میں
رہتا تھا اور آدمی چیدہ چیدہ اور پہلوان بڑے بڑے زور آور صف شکن تیغ زن نوکر رکھنے لگا تھوڑے عرصہ میں ایک جماعت
کثیر اسنے جمع کی یعنی ہزار فوج جرار سر و سامان نامدار ہشام کے ہمرکاب ہوئے اور بصلاح مادر مہربان ہشام نے اس کاہ فروش
کو اپنا وزیر معین کیا اب اسکا یہ حال ہے کہ یہی خزانہ صرف کرتا ہے غرور سے پاؤں زمین پر نہیں دھرتا ہے گھوڑے کی کرسی پر نشۂ بادۂ نخوت
سے مست ہوکر دی چرخ جیوار اسکے سامنے پست ہے خون کے بہل چلنے لگا امنگ زور جوانی ہر شخص سے لڑائی جرأت کا ولولہ اپنی سلامی
کا فرق ہے کلاہ تیری نگاہ کسی سے سیدھی بات نہیں رحم و مروت کیسا ساتھ نہیں تیغ بازی کا ذوق تیر اندازی شوق شکار کھیلنے
ادھر ادھر جایا کرتا ہے کسی سے نہیں ڈرتا ہے ایک روز ایک صحرائے سبزہ زار کی طرف چند رفقائے اولوالعزم ساتھ لئے شکار
کھیلنے لگا وہاں کچھ ہرن چراگاہ میں سبزہ پر چر رہے تھے ہشام کی جو نگاہ پڑی آگے پیچھے گھوڑا ڈالا وہ ہرن تو کلیلیں کرتے
ہوئے سن سے صحرائی طرف نکل گئے یہ منہ دیکھکر رہگیا مایوس پھرا راہ میں ایک فقیر کامل ایک درخت سایہ دار کے نیچے
بیٹھا تھا اسے دیکھکر ہشام گھوڑے سے کود پڑا بیٹھ گیا فقیر نے کہا تو کون ہے اور کیا نام ہے تیرا اسنے کہا کہ میرا نام ہشام بن
علقمہ خیبری ہے فقیر نام سنکر ہنسنے لگا اور کہا کہ اے ہشام تو بڑا نصیبا ور معلوم ہوتا ہے تو تاج و تخت نوشیروانی پر قابض ہوگا
ہشام نے کہا کہ شاہ صاحب بھلا میں کیونکر بادشاہ نوشیروان کا مقابلہ کر سکتا ہوں اسکے پایۂ تخت میں تین کرور کی
جمعیت لشکر جرار کی ہے اور اسکے وزیر کیسے بے نظیر خوش تدبیر ہیں فقیر نے کہا تیرا طالع زبردست معلوم ہوتا ہے اور معلوم
ہوتا ہے کہ مال و دولت مثل خزانے کے تیری قسمت میں ہے بارگاہ ہشامی اور تیغ ہشامی تجھکو دستیاب ہو یہ سنکر اسنے
پوچھا کہ شاہ صاحب کون ہشام اور بھی تھا فقیر نے کہا ہاں بابا ایک ہشام اور بھی گذرا ہے زمانہ سابق میں بڑا بادشاہ زبردست
اور صاحب خزانہ ہوا ہے بارگاہ اور خزانہ اسی بادشاہ کا ہے اور وہ دونو ہشام اور طلسم میں ہیں اب وہ خزانہ اور بارگاہ تیری
تقدیر میں ہے بارگاہ ہشامی ایسی بے مثل اور لاجواب ہے کہ قصر فلک لاجوردی بھی اسکے سامنے شرمندہ ہے رفعت و بلندی
نے اسکی سر عرش اعلی پہ چڑھایا ہے تیغ ہشامی ایسا بے نظیر ہے کہ ہر وقت گیر و دار دشمن کو تباہ کرے ہشام بن
علقمہ فقیر سے یہ مژدۂ جانفزا سنکر نہایت مسرور ہوا اپنا مہربان اور دوست و شفیق سمجھکر کل حالات بدعت نوشیروان
و ظلم و ستم بختک بے ایمان اور کیفیت تباہی و بربادی اپنی مادر اور ملک خاور اور قتل پدر کی مفصل ہشام نے
اس فقیر سے بیان کی اور عرض کیا کہ اے شاہ صاحب پھر وہ خزانہ اور مال و دولت اور بارگاہ اور تیغ ہشامی کیونکر ہاتھ
آئیگا ارشاد کیجئے اسکا حال بتائیے اس فقیر نے کہا کہ اے ہشام صحرا کیطرف تنہا جا اور ایک تیر بر سمت مغرب کمان میں جوڑ کے

چلہ کشی کرکے پھینکا جس مقام پر وہ ناوک بلند پرواز تیر پر گرے آئی اس مقام پر وہ خزانہ اور بارگاہ ہے جب یہ کلام مسرت
انجام ہشام بن علقمہ خیبری نے اُس فقیر روشن ضمیر سے سنا خرم وشاد ہو کر صحرا کی طرف چلا اور تیر و کمان کیانی میں جوڑ
بزور تمام چلہ کشی کرکے بست موزوں مثل باد صرصر چھوڑا وہ تیر تیز پر مثل شہباز نظر وا صورت پیک صبا برائے نشانہ ہی
بارگاہ ہشامی گوشہ کمان سے اُن سے چھوٹ کر چلا اور جو مقام و دفینہ تھا اُس جگہ جا کر گرا ہشام بن علقمہ خیبری نے اُس مقام
کو کھدوایا اُسمیں بہت بڑا دروازہ مثل پھاٹک کے نظر آیا ہشام اُس دروازے کو کھولکر اندر گیا دیکھا کہ ایک مکان نہایت
وسیع اور پُر فزا ہے چاروں طرف چمن بندی ہے درختان میوہ ہائے گوناگوں جھوم رہے ہیں بلبلیں چہک رہی ہیں طیور نغمہ سنجی کر رہے
ہیں بیچ میں اُس چمن پُر بہار کے ایک بارگاہ عظیم الشان بلند و رفیع ہے وہ بارگاہ اوج میں بیشک وہ بارگاہ سلیمانی شرمندہ کن
بارگاہ قیصر و خاقانی ہو رہا ہے اُس بارگاہ کی رشک زلف حور یا تار شعاع آفتاب ہیں قبہ اُسکا چرخ ہفتمین کے مانند ہو رہے ہے
مثل حبابہائے فلک نما ہیں اُسکی قناتیں جیسے چرخ اطلس کی ہیں نور ماہتاب اُسمیں چھن چھن کر آتا ہے عکس خورشید خاوری
بطور سایہ انگلی جلوہ گری کرتا ہے شبک سے دریچہ ہائے بارگاہ مثل دیدۂ حور یا نجوم فلکی کے چمک رہے ہیں اُس
بارگاہ کے ذرون ست ستارے آنکھ نہیں ملا سکتے ہشام بن علقمہ اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھکر دنگ ہو گیا دیدۂ دل
مسرت منزل منور ہوا چاہا کہ بارگاہ کیوان جاہ کے اندر قدم رکھے کہ پشت کی جانب سے آواز آئی کہ اے جوان تو کون ہے اور
تیرا کیا نام ہے کیونکر یہاں تیرا گذر ہوا کسنے پتا بتایا ہے تو یہاں تک آیا خبردار اس بارگاہ کے اندر قدم نہ رکھنا ایسی بے ادبی نہ کرنا ورنہ
سزائے معقول پائیگا ابھی سر تن سے جدا ہو جائیگا اسنے پیچھے پھر کے دیکھا دیکھا کہ ایک دیو مہیب بلید و غضب شدید لپٹے لپٹے
ڈگ بڑھاتا چلا آتا ہے صورت اُسکی ایسی ہے کہ ذکو انسان دیکھے تو دڑ جائے رنگ رخ اُسکا اُٹا تو یا شب تیرہ شکا سا سر
دانت مثل دندان فیل کے دراز گز بھر کی ناک اُبلاتے کان ہاتھ پاؤں مثل ستون کے قد تاڑ سا اُسکے دیکھتے ہی
ہشام نے قبضہ صمصام پر ہاتھ ڈالکے اُونچا پکار تو مجھکو نہیں جانتا میں ہشام بن علقمہ خیبری ہوں اُس دیو
نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ پتا تجھکو اُس فقیر روشن ضمیر نے دیا ہے سوائے اُسکے دوسرا اس مقام کو نہیں جانتا اے کیوں
جان پر کھیل کے آیا ہے بہتر ہے کہ یہاں سے پھر جا ورنہ سزائے سخت پائیگا میرا ایک نوالا ہو جائیگا اور اس باغ اور خزانے
کا مالک اور ہی شخص ہے دوسرا یہاں قدم نہیں دھر سکتا اسطرف رخ بھی نہیں کر سکتا میں بھی اُس زمانہ تک منتظر ہوں
کہ جب تک وہ اورنگ نشین فخر سلاطین زمان زینت بخش تاج و تخت خسروان زمان تشریف لائے اور بجلوۂ نور چہرۂ تابان
رونق بخش بارگاہ آسمان جاہ ہو مالک اس بارگاہ کا وہی ہے دوسرے کی مجال نہیں ہے کہ بجمال کور باطنی آنکھ بھی ڈالے
ہشام بن علقمہ نے تیور بدلکے کڑی آنکھ ڈالکے چین بہ جبین ہو کر کہا او نابکار کیا بکتا ہے کوئی ہو گا میں کسی سے نہیں ڈرتا
اور تجھکو تو ابھی تہ تیغ کرتا ہوں یہ سنکر وہ بہ عزیمت منہ کھولکر اور بڑے بڑے دانت نکالکر وہیں سے سر جھکا کر ہشام
کے کھا جانے کے لئے آگے بڑھا ہشام نے بزور طاقت تمام شاخیں اُسکی ہاتھوں سے تھام کر اس زور سے جھٹکا دیا
کہ وہ دیو مہیب منہ کے بل زمین پر گرا بس اُسکے گرتے ہی پاؤں جما کے و یک ہاتھ شمشیر آبدار کا جمایا تن سے آواز لی
سر نخبت جیسے گردن سے اُڑ کے کئی ہاتھ ہٹ کے گرا لاش زمین پر دھم سے اس زور سے گری کہ گاؤ زمین تھرا گئی گویا آسمان
پھٹ پڑا ہشام جوش جرأت میں جھومنے لگا بادۂ نخوت سے مدہوش ہوا اُس دیو کو مار کے کبر و نخوت اور تعلی کرنے
لگا کہ آج پہلے پہل میں نے ایسے زبردست دیوزاد کو مارا کہ انسان جسکی صورت دیکھکر ڈر جائے یہ کہکر وہ مدہوش
بادۂ نخوت خوشی میں جھوم جھوم کے شمشیر خون چکان کو چومنے لگا خرم وشاد اندرون بارگاہ آیا دیکھا کہ ڈنگل زرین پر
تیغ ہشامی دھرا ہوا ہے اُس تیغ آبدار کی آنکھ کر میان سے کھینچکر دیکھا خوش ہوکر بعد کو وہ قداسے زیب کمر کیا پھر تمام

مکان و باغ کی سیر کی اور خزانے وغیرہ کو دیکھا ایسا خوش ہوا کہ گویا شادی سے پھولکر بند قبا ٹوٹنے لگے مزدور غرور سے کلام کرتا ہوا
باہر چلا آیا ملازموں و رفیقوں کو بلا کر کہا کہ یہ سب مال اور خزانہ اور بارگاہ اٹھوا کے چھکڑوں پر بار کرواؤ لشکر گاہ میں لے چلو
بموجب حکم ہشام خزانہ اور تمام مال و اسباب چھکڑوں پر بار کرا کے لے گئے ہشام بن علقمہ شاد شاد آیا اور ساری حقیقت
اپنی ماں سے بیان کی اور کہا کہ مجھکو لات سے اور منات سے نے اب اسطرح کی قوت دی ہے مال و خزانہ بے انتہا فوج و
لشکر بہت آراستہ و پیراستہ ہے اب میں ملک خاور پر لشکر کشی کرونگا دشمنوں کے خون میں ہاتھ بھرونگا سبکو مار کر نکالونگا
اور اپنی سلطنت آبائی پر قبضہ کرکے بزور شمشیر آبدار حکمرانی کرونگا مادر ہشام نے کہا کہ میں بھی چاہتی ہوں کہ تو اپنے باپ
کے نام بلند کرے خون پدر مقتول کا بدلہ لے اپنے شہر کو پھر اسیطرح آباد و شاد کر رعایا کو راحت و آرام دے مگر بیٹا ذرا سمجھ بوجھ
کر کہ بادشاہ نوشیروان بڑا زبردست بادشاہ ہے فوج کثیر یعنی تین کروڑ کی سپاہ اسکے ہمراہ ہے امیر الامرا وزیر الوزرا
ذی فہم و ذی لیاقت جالینوس منش بقراط زمان خواجہ بزرجمہر نائب ہے سرداران لشکر بہادر و دلاور صاحب جرأت و
ہمت بعید شوکت و صولت ہر وقت مستعد کارزار و آمادہ پیکار رہتے ہیں بیٹا تم اپنے تئیں بچائے رکھنا بہت سر نہ چڑھنا
بھاگ جائیں تو ہرگز ہرگز پیچھا نہ کرنا ہشام بن علقمہ نے کہا کہ اے مادر مہربان لات اسطے منات سے حافظ و مددگار ہیں میں
بھی کچھ زور و قوت و طاقت و ہمت و بہادری و شجاعت میں انسے کم نہیں ہوں مجھکو آپ بزدل نہ جانئے گا ابھی دیو
مرید کو کس دھوم دھام سے تیغ آبدار کیا یہی کار اول لائق صد آفرین و تحسین آبدار ہوا شعر آن من باشم کہ روز جنگ
بینی پشت من ؛ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ؛ یہ کہکر اٹھا باہر آکر کوچ کا حکم دیا سرداران لشکر کو بلا کر
کہا کہ اے بہادرو کل صبح کو ملک خاور کیطرف کوچ ہے خواہش یہ ہے کہ ان دشمنوں سے اپنے باپ کا بدلہ لوں دیکھوں تم
لوگ کیسی جانفشانی اور کارنمائی اور تیغ زنی کرتے ہو یہ پہلے پہل کا سفر ہے کہ ہر قدم پیچھے نہ ہٹنا لات و منات مددگاری کرینگے القصہ
وہ شب گذری اور صبح ہوئی سردار نائب سیارگان یعنی ماہ تابان با فواج نجوم قلعہ مغربی میں پنہاں ہوا خسرو خاور نے باصد
تزک و احتشام جلوہ گری کی میدان چرخ زبرجدی پر محاصرہ کیا لشکر ہشام میں نقارہ کوچ کا بجا آواز کوس جلی بلند ہوئی پھر
تین بارگاہیں بار کرا کے روانہ کیں وزیر ہشام کا وہی کاہ فروش تھا اوسکو ہمراہ لشکر جانے کا حکم دیا نام اوسکا شبرنگ تھا
تھا جسوقت شبرنگ صحرائی کوچ کرکے ہمراہ لشکر چلا ہشام بن علقمہ ماں کے پاس رخصت کے لئے آیا اور مادر ہشام نے کہا ای فرزند
میں بھی تیرے ہمراہ چلونگی مجھکو تیری جدائی گوارا نہیں ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں تجھکو دشمنوں میں جانے کی اجازت دوں ہشام نے
کہا اے مادر مہربان ابھی آپ کا جانا مناسب نہیں ہے کیا جانیں کیسا موقع ہو اور کیسی پڑے جسوقت بامداد لات و منات یہ معرکہ
فتح کرونگا آپ کو فوراً بلوا لونگا خاطر جمع رکھئے مادر ہشام نے کہا کہ خیر ای فرزند تجھکو لات و منات و عزا کے سپرد کیا مگر یہ بات
میری یاد رکھنا فراموش نہ کرنا کہ اول تو تجھکو جلد فتحمندی و فیروزی نصیب ہو اور اگر شاید اپنی فوج کا رنگ بے رنگ
دیکھیں تو فوراً قلعہ آہن زر کیطرف نامہ روانہ کرنا کہ وہاں دختر علقمہ تیری حقیقی بہن جو فولاد آہن ماب کو بیاہی ہوئی ہے بڑی جنگی
ہے اور تیر اسکا لشکر بے شمار رکھتا ہے تیرا خط دیکھتے ہی تیری مدد کو آئیگا اور کیسا ہی معرکہ ہو فتح کرا دیگا پھر مادر ہشام
نے اپنے فرزند کی بلائیں لیں سر سینہ سے لگایا اور رخصت کیا ہشام محل سے باہر آیا حکم دیا کہ بارگاہ ہشامی چھکڑوں
پر بار کراؤ اور جلد روانہ ہو دیر نہ کرو جسوقت بارگاہ ہشامی روانہ ہو چکی آپ بھی مع ہواخواہوں کے ملک خاور کیطرف روانہ
ہوا جلد چلا دو منزلہ اور سہ منزلہ کرتا ہوا اجڑ دیار دشت و جبل کی راہ طے کرتا ہوا قریب در شہر پناہ کے پہونچا میدان وسیع
میں خیمے بارگاہیں تھیں استادہ ہوئیں بعد تھوڑی دیر کے جب دم سے چلے دلکو معرکہ آرائی کی فکر تو تھی ہی نقارہ زری پر
چوب پڑی ہشام نے سرداروں کو بلا کر کہا کہ بہادر اپنے ہمراہیوں اور سپاہیوں کو بھی دوانگ دو کہ دروازہ شہر سے

جو تلواریں کھینچے ہوئے گھسو تو قتل و قمع کرتے ہوئے سیدھے بارگاہ صمصام زرہ پوش میں کہ جو حاکم یہان کا ہے در آنہ گھس پڑو اور
صمصام کو گرفتار کرو یا قید کرو پھر عیش و راحت سے بسر کرو سرداروں نے حکم ہشام کا کل لشکر کو سنایا بموجب حکم
سب کے سب تلواریں پکڑ پکڑ کے شہر میں گھسے قتل عام ہونے لگا جابجا تلوار چلنے لگی ہر گلی کوچہ میں خون کی ندی بہنے
لگی تمام شہر میں وہ تلوار چلی کہ مریخ فلک کانپنے لگی ہشام بن علقمہ تلواریں مارتا بارگاہ صمصام زرہ پوش میں گھس پڑا
صمصام بھی تلوار پکڑ کے آمنے کھڑا ہوا ہشام اور صمصام سے مقابلہ ہوا تلوار چلنے لگی دو چار ہاتھ دونوں طرف سے خالی
گئے صمصام نے لپک کے ایک ہاتھ پلٹ کا مارا ہشام نے سر پر روک کے ایک اوچھی دی تو تیغ تلوار صمصام زرہ پوش
کی ٹوٹ گئی صمصام نے دوسری تلوار لی ہشام نے بھی نیچے ہشکر تیغ ہشامی میان سے کھینچا پھر تو تیغ ہشامی سے برق گرنے
لگی ہشام نے بڑھ کر ایک ہاتھ تیغ آبدار کا فرق صمصام پر ایسا مارا کہ سر و گردن اور صدر و شکم کو دو کرتا ہوا شکم توسن سے نکل
آیا صمصام کے دو ٹکڑے ہوئے اور دو حصے زمین پر گرا اب اس بارگاہ میں جسقدر پہلوان اور جوان اور تیغ آزما تھے
ہشام نے سبکو تیغ ہشامی کیا صد ہا ہزار ہا کا خون ہوا کسیکو تیغ ہشامی سے پناہ نہ ملی قدم نہ ٹھہر سکے چار طرف بھاگ گئے
پھر سکتے تھے اور پناہ نہ ملتی تھی یہانتک کہ سبکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیا بعد قتل صمصام اور ہمراہیان صمصام کے ہشام
سریر حکومت پر بیٹھا حکم و احکام جاری ہونے لگے بعد تسلط و اطمینان ہشام نے رعایا کو تسلی اور دلاسا دیا اور خلعت و انعام
سے سب سرداروں اور جوانوں اور پہلوانوں کو مالا مال کر دیا شبرنگ صحرائی وزیر ہشام نے شہر کا بندوبست کیا ہر ایک
نے ہشام کو نذر دی اور فوج نوشیروان جو ماتحت صمصام تھی سب ماری گئی جو سردار اور جوان بھاگ بھاگ کر ادھر
ادھر گوشہ گیر ہوئے تھے ان سب نے آکر اطاعت قبول کی ہشام نے ان سب کو بھی بعد خلعت و انعام عمدہ لشکری سے ممتاز
کیا مگر دو ایک سپاہی جو بھاگ کر ملک مدائن میں پہونچے انہوں نے بختک سے روداد معرکہ ملک خاور اور قتل ہونا صمصام
زرہ پوش کا اور مارا جانا فوج نوشیروان کا جو بختک برائے بندوبست شہر خاور میں چھوڑ آیا تھا سب بیان کی بختک نے
کہا چپ رہو ابھی منہ سے نہ نکالنا بعد اسکے کچھ سوچ کے بختک نے انکو قتل کیا کہ اوروں کو عبرت ہو اور کوئی منہ سے نہ
نکالے بادشاہ کو بالکل اس معرکہ کی خبر نہ ہو بادشاہ اس حال سے بالکل بے خبر رہا اور یہاں ہشام نے شبرنگ صحرائی
سے کہا کہ شہر کو اچھی طرح باطمینان تمام شاد و آباد کرو اور املاک و باغات کو آراستہ کرو اور بارگاہ ہشامی کو نصب کرو استاد
کرو بموجب حکم شبرنگ صحرائی نے تمام شہر اور املاک اور مکانات اور باغات کی آراستگی کی جابجا بارگاہیں استادہ ہوئیں
اور بارگاہ ہشامی نصب کرو و استادہ ہوئی اسکو ہشام بن علقمہ نے تکیہ گاہ قرار دیا اور اسکا بڑا بندوبست کیا
گرد اگرد اسکے پہرا چوکی زبردست متعین کیا سوار و پیادہ واسطے حفاظت بارگاہ عالم پناہ متعین ہوئے سر رفعت
بارگاہ ہشامی کا چرخ ہفتمین پر پہونچا اس بارگاہ کی طنابوں کے آگے کلس گنبد فلک لاجوردی پست ہوا اور دریچہائے آسمان کھولے
ہوئے فرشتے اس بارگاہ کا نظارہ کرتے تھے رنگ فلک نیلگون اس بارگاہ کے سامنے شرمندگی سے پھیکا تھا بارگاہ کے پردہ
زنگارگون اسکے آگے خجل تھی آفتاب عالمتاب صبح سے شام تک شعاعی کمر سے باندھے ہوئے اس بارگاہ ہشامی کی
بعد نگہبانی دربانی کرتا تھا ماہ بعد عز و جاہ شام سے صبح تک طلایہ گردانی اور بارگاہ کیوان پناہ کی پاسبانی کو فوج ثوابت
سیارگان حاضر تھا ہشام بن علقمہ خیبری نے اوس بارگاہ فلک جاہ کو اپنی درآمگاہ مقرر کیا تھا کہ سواے اس بارگاہ
کے ہشام کو کہیں آرام نہ ملتا تھا غنچہ آرزو اسکا اسی بارگاہ میں بیٹھ کر کھلتا تھا جب اس بارگاہ میں آتا تھا ہوائے خرمی
سے دل باغ باغ ہوتا تھا قصر بہشت عنبر سرشت شدادی جان کو ہوتا تھا القصہ بعد اطمینان کامل ہشام بن علقمہ خیبری
نے چند سردار لشکر جرار سے منتخب کر کے شبرنگ وزیر روشن تدبیر کے ہمراہ کئے اور کہا کہ اے شبرنگ تو روانہ ہو

اور میری مادر مہربان کو مژدہ فرحت بخش یہی فتحیابی ملک خاورستان ابلاغ کیجئے بڑے اعزاز و اکرام سے محافہ مین سوار کرکے نہایت ہوشیاری و خبرداری سے مع خزانہ وغیرہ ہمراہ اپنے لے آنا شبرنگ وزیر باتدبیر بحکم ہشام بن علقمہ خیبری مع سرداران نامدار وہان سے روانہ ہوکے خدمت مادر ہشام مین پہونچا اور پہلے مژدہ فتحیابی شہر خاورستایا پھر تمام اسباب و مال و خزانہ و دفینہ و بارگاہین و خیمے چھکڑون پر لدوا کر اور مادر ہشام کو محافہ زرنگار مین سوار کرکے بعد عز و احتشام سمت ملک خاور کو روانہ ہوا مادر ہشام نے کوئی چیز بھی اس مکان صحرائی مین نہ چھوڑی سب اسباب ہمراہ اپنے ملک مین آئی جب شہر مین پہونچی شہری و بازاری سب تماشے کو سر راہ آکر کھڑے ہوئے خشم و خدم مادر علقمہ کا دیکھنے لگے غرض کہ سواری اسکی در دولت فیض منزلت شاہی پر پہونچی ہشام نے مادر مہربان کو خود بعز و افتخار آتا کر محل مین داخل کیا بعد عیش و عشرت و بہزار خرمی و مسرت آرام و راحت رہنے لگی مادر ہشام نے کہا ای فرزند میری صلاح یہ ہی کہ تو ایک نامہ مسرت شمامہ مشتمل مضمون فرحت مشحون فتحمندی شہر خاور فولاد آہن تاب کو قلعہ آہن زمین روانہ کر کہ یہ تیرا منسوبی ہی تیری بہن اسی سے منسوب ہی کیونکہ اس کو خبر ایسے امور کی ضرور کرنا ہی وہ بڑا زبردست شجاع و دلیر ہی اور فوج بیشمار ہمراہ رکاب رکھتا ہی غرض کہ ہشام نے بصلاح اپنی مادر مہربان کے ایک نامہ بمضمون مذکور العدر پاس فولاد آہن تاب کے تحریر کرکے روانہ کیا مگر ہشام آٹھ پہر اس فکر مین رہتا تھا کہ بادشاہ نوشیروان سے کسطرح عوض اپنے ملک کی تاراجی اور بربادی کا لون چاہطرف صحرا به صحرا بکوہ بدشت و دیار کی جانب جاسوس اور خبردار روانہ کر دیئے اور حکم قطعی دیدیا کہ جس جگہ برائے شکار وغیرہ بادشاہ نوشیروان زمان مع چند جوانون کے آئے فوراً مجھکو خبر دینا دیر نہ کرنا مین تمکو انعام و اکرام سے بہت مسرور کرونگا ہشام بن علقمہ شب و روز اسی جستجو مین رہا کرتا ہی ناظرین والاتمکین پر واضح و لائح ہو کہ اب بعد احوال و کیفیت امیر بانو قیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران بیان ہونے کے داستان ہشام بن علقمہ خیبری تحریر کیجاتی

دوسرے داستان حیرت بیان لیجانا امیر بانوقیر کو سمت پرستان پریزادون کا اور بادشاہ پردہ قاف کی دختر ملکہ آسمان پری کا نکاح ہونا حمزہ صاحبقران زمان سے اور پہونچ جانا امیر کو پاس ملکہ عادیہ بانو دایہ امیر با توقیر کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا اب شراب طلسم
حجاب ایک اک پردۂ قاف ہی
سحر کیسے مشتاق ہین دیکمال

خمار جسم کا پڑھتا ہون اسم
سبو و خم و جام کیا صاف ہی
عروسانہ مضمون کا دکھلا جمال

تیرے میکدے مین وہ جلسہ ہی آج
پلا ساقیا دے مجھے صاف صاف

پرستان کی اب نہین احتیاج
ہی آراستہ آج بزم زفاف

غزل

ابھی زاہد یہین آ بادہ خوارون کی قابو مین

پچھاڑ دینگے مزا اگر آگیا یارون کے قابو مین
ابھی مر جائین یہان تک کے مردگی نوبت لگے ہین
نہین ہیچ ہی بالکل ہوشیارون کے قابو مین
لگے ہین ہر دم دیدہ کے اشکون سے رو رو کر

ستانے کو ہی بڑا حضرت عشق آپکی دولت
نہین پرورت اپنی نہ تو یارون کے قابو مین
نگاہ ناز و انداز و ادا سے دل بچے کیونکر
کہ اتو آ پڑے ہم ہر دم آزارون کے قابو مین

پھنسی ہر جنس دل جا کر خریدارون کے قابو مین
وہ چشم مست ہی تیری کہ پڑتے ہی نظر ظالم
کہ یہ تو آگیا بیچارہ ان چارون کے قابو مین
جبین شناسان حسن و جمال سخن

نوسیندان داستان کہن چہرہ شناسان حسن و جمال پری تمثال و آرزو مندان وصال عیسٰی منت دل جو حضائل حجاب عروس مضامین کہن کو حجلہ نو آراستہ طبیعت سے اٹھا کر نوشہ کلک گہر سلک کو یون بزم شادی مین جلوہ آرا کرتے ہین کہ ملکہ عادیہ بانو حسب حوال پرورش امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین بہ رضا و رغبت دل آٹھ پہر معروف رہتی تھین اور محبت و الفت بحد و انتہا کرتی تھین رات کو چونکا چونکا کر حمزہ صاحبقران کو دودھ پلایا کرتی تھین اگر کسی وقت بتقاضے

طفولیت امیر با توقیر ضد کرتے تھے گھڑی ہو کر بیٹھ رہی تھین ایک روز شب کو اتفاق روزگار ایسا خواب غفلت ملکہ عادیہ
بانو پر طاری ہوا کہ مطلق ہوش نہ باقی رہا اور تمام کنیزین اور خادمین وغیرہ بھی ایسی سو گئین کہ بالکل نہ چونکین اور
بیہوش ہو گئین پچھلی رات باقی تھی کہ اسوقت ملکہ عادیہ بانو دایۂ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کی آنکھ کھلی تو حمزہ
کو اپنے پہلو مین نہ پایا جلدی سے کنیزون کو اٹھایا ہوشیار کیا کہا ارے دیکھو تو میرا حمزہ کہان میرے پہلو سے غائب
ہو گیا اور کسی کو خبر نہ ہوئی ملکہ عادیہ بانو سخت گھبرائین چہار طرف ڈھونڈھتی پھرین مگر حمزہ کا کہین پتا نہ لگا دل
سینے مین بیقرار ہوا اور دم بیچین ہو گیا چشم اشکبار ہوئی مثل ابر باران آنسو برسنے لگے آنکھون کو انتظار دل بیقرار بار بار
زبان پر حمزہ کا نام جمال بیمثال کا اشتیاق ناگوار دم بھر کا فراق کہتی تھین اے حمزہ تیرے دیکھنے کو دل تڑپتا ہے
تیری مفارقت سے کلیجا منہ کو آتا ہے تصویر بے نظیر اپنی دکھا دایہ کے گلے سے لگ جا عادیہ بانو کے پہلو کو آباد کر دل مضطر
کو شاد کر یہ کلام جگر خراش ملکہ عادیہ بانو کے سنکر کنیزین بھی گھبرا گئین یکایک سب کے سب اٹھ بیٹھین وہ بھی فراق
حمزہ صاحبقران مین رونے لگین اشک گرم سے منہ اپنا دھونے لگین ملکہ عادیہ بانو مع کنیزان غمگین مضطر و نالان
حیران و پریشان روتی پیٹتی خواجہ عبد المطلب کے پاس آئین حال گم ہونے حمزہ صاحبقران زمان کا بصد رنج
و ملال بیان کیا خواجہ عبد المطلب یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت متعجب ہوئے از حد فکر و تشویش ہوئی دل کو رنج
و ملال سو سو طرح کا خیال حیران و پریشان دل تردد منزل بے آرام زبان پر حمزہ کا نام اشکبار بیقرار ہو کر یہ کہتے تھے
یہ کیا باعث ہے کہ حمزہ گم ہو گیا کون اس کو اٹھا لے گیا غرض خواجہ عبد المطلب سسکتے ہوئے باہنگلے بزرجمہر
کے پاس آئے اور کہا اے خواجہ آج نیا سانحہ گذرا کہ حمزہ پہلوئے دایہ سے غائب ہو گیا کہین پتا نہین لگا گھر مین کہرام ہے
غم و الم کا اژدہام ہے پرگشتگی تقدیر کا سامنا ہے صد و الم بعید و انتہا ہے خواجہ بزرجمہر نے یہ سنکے پہلے سکوت کیا پھر قرعہ
ہاتھ مین اٹھا کر پھینکا شکلین صحیح کرکے بیان کیا کہ تمھارے فرزند ارجمند حمزہ صاحبقران زمان کو ایک پریزاد اوٹھا
لیگیا پرستان مین بادشاہ وغیرہ مشتاق جمال جہان آرا کے فقط زیارت نور جمال بیمثال کی مثل خورسال کی کرکے
بادشاہ پھر بھیجدیگا زیادہ نہ گھبراؤ دل مضطر کو فراق مین نہ تڑپاؤ صاحبقران خیریت سے آتا ہوگا کوئی مضائقہ نہین اے
خواجہ عبد المطلب یہ مقام خوش ہونے کا ہے رنج و ملال بیکار ہے کہ تمھارا فرزند ثانی سلیمان صاحب عز و وقار
ہے اب ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ بروایت صحیح معلوم ہوا کہ پرستان مین درمیان پردۂ قاف کے ایک
بادشاہ ہے کہ وہ سریر سلطنت پرستان پر بحکومت شاہی متمکن ہے اور وہ ایسا زبردست ہے کہ شاہان اجنہ سے
باج و خراج لیتا ہے وہ بادشاہ و تاج بخش اقلیم دیو زاد ہے سر خاقان و ہمایون نژاد ہے اس سلطان فرخ
شمال کا نام شہپال بن شاہرخ ہے نسل جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی ہے ملکون ملکون اسکا
نام شہرون شہرون شہرۂ انتظام ہے بادشاہ نہایت خوبرو و نیکخو عالی نژاد و فرخ جمشید و کیقباد ہے زمانہ
حکومت و سلطنت حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام مین پریزاد بھی انکے مطیع تھے چنانچہ عقد نکاح
حضرت سلیمان مین بھی اکثر عورات خاندان اجنہ سے آئین تھین ان عورتون کے بطن سے جو لڑکے پیدا
ہوئے وہ انسان کے حسب سے مشتق ہوئے چنانچہ شہپال فرخندہ فال آدمین کی نسل سے مشہور ہے یہ
بادشاہ نہایت رحم دل خلیق صاحب مروت شجاع غنی عادل سخی خدا پرست دین اسلام سے
بہرہ ور ہوشمند خردمند عالیشان رفیع المکان ہے اس بادشاہ کا ایک وزیر بڑا خوش تدبیر و راست شعار
ارسطو اقتدار بقراط نژاد افلاطون طبیعت لقمان حکمت خضر و رفعت عالیشان بلند مکان ہے نام اسکا خواجہ عبد الرحمن ہے

وہ بھی جن و انس کی نسل میں ہیں اس کو بھی قوم اجنہ سے کہتے ہیں مگر اس بادشاہ فلک بارگاہ کا شانہ سلطنت اور
قصر فلک محل بے چراغ تھا حسرت فرزند میں دل داغ داغ تھا ہمیشہ غم اولاد میں درد مند رہتا تھا دلی ملال لا ولدی ستا
تھا راتوں کو آہ سرد دل پر درد سے بھرتا تھا دعائیں مانگا کرتا تھا آخر دعاے نیم شبی اور نالہ سحری کی تاثیر سے
بموجب قول باری تعالی و ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء خلاق مطلق نے اسکی زوجہ نیک و پارسا کو باروار
کیا یعنے حمل رہا بادشاہ کو نہایت خوشی و شادمانی ہوئی اسی روز سے خزانہ و مال دولت لٹانا شروع کیا انعام
واکرام تقسیم ہونے لگا ملازموں کو خلعت سے سرفراز کرنے لگا بعد انقضاے مدت حمل کے آفتاب عالمتاب برج
حمل سے طالع ہوا ایک لڑکی آفتاب صورت ور سیرت مہر طلعت فلک مرتبت ماہ پیکر نیک اختر پیدا ہوئی اور نور جمال
بمثال خورشید نظر رشک ماہ منیر نے جلوہ گری کی شور غل ہوا جیسے وہ نور فلک آ کے چمکا ÷ آسمان دیکھ زمین کا بھی ستارا چمکا
محل میں مبارک سلامت کی دھوم ہوئی پریزاد و دیوزاد و جن و انس تابع فرمان سلطنت نے بادشاہ کو نذریں دیں اور
عرض کیا شعر مبارک ہو ای شاہ فیروز بخت ÷ کہ پیدا ہوا وارث تاج و تخت ÷ ای بادشاہ جم جاہ حضور کے کاشانہ
عشرت اور شبستان مسرت میں ملکہ آفاق پری کے بطن سے آج وہ دختر نیک اختر پیدا ہوئی ہے کہ جسکو دیکھ تمام
خلق خدا اپنی جان نثار کرے بادشاہ فلک جاہ فورا سجدۂ شکر بجا لایا اور کہا کہ ای پروردگار تونے کاشانہ تیرہ و تار کو
میرے روشن و منور کیا پھر اسی وقت جشن عام کا حکم دیا تمام پرستان آراستہ و پیراستہ ہوا پریوں نے ساز خوش
آہنگ درست کیا ترانہ مبارکبادی شروع ہوا اشعار کہیں طبلے پہ پڑنے لگی ÷ کہیں نوبت شادی جھڑنے لگی ÷ کہیں
نے نوازی بجی با صد سرور ÷ کہیں بجنے لگے ڈھولک و دف طنبور ÷ اڑاتا تھا تانیں کوئی بے سری ÷ غزل گاتا تھا بجلی ور بری
بھروین اوڑنے لگی تانیں گوش فلک سے پار ہوئیں عجب جشن نوروزی محفل جمشیدی میں برپا ہوا اگر کیفیت جشن تمام و
کمال تحریر کروں ایک دفتر ہو طول سر بسر ہو مطالب داستان مسرت بیان خبط ہو جاے پھر طبیعت جادۂ اعتدال
پر مشکل سے آے قصہ مختصر گروہ نونہال گلستان خوبی غنچہ نو دمیدۂ باغ محبوبی کو دایہ عیش و نشاط و دایۂ مسرت و انبساط
نے کنار پرورش میں لیا اور مادر و پدر کے سایۂ عاطفت میں پرورش پانے لگی دن چھٹی کا آیا ملکہ آفاق نے بعد و
انتظام تمام فرمایا جلسہ عیش مہیا ہوا اندر سے باہر تک مبارک سلامت کی دھوم ہوئی نوبت خوشی کی بجنے لگی ناچ
رنگ ہونے لگا جوڑے خلعت ہزارہا تقسیم ہوئے تمام شہر آئینہ بند ہوا روشنی کوچہ بکوچہ ناچ گلی گلی ایک شور تھا کہ آج جشن
تولد دختر نیک اختر بادشاہ شہپال بن شہرخ ہے دربار عام میں بادشاہ سریر سلطنت پر متمکن تھا اشرفیوں کے
توڑوں کے منہ کھلوا دیے تھے انعام و اکرام بٹ رہا تھا خلعت تقسیم ہو رہے تھے تمام ارکان دولت خوش و خرم و ہمدم
تہنیت دیتے تھے اسی دن بادشاہ نے خواجہ عبد الرحمن جی کو بھی یاد فرمایا جب وہ خوشی خوشی آیا مژدۂ تہنیت سنایا
بادشاہ نے اسے خلعت سے سرفراز کیا اور فرمایا ای وزیر اعظم دستور معظم تمکو علم رمل اور جفر میں کمال دخل ہے ذرا غور تو
کرو اور طالع دختر نیک اختر کا دیکھو کہ پروردگار عالم و عالمیان و دانندۂ اسرار خفی و جلی کو کیا منظور ہے اس لڑکی کے لئے آخر عمر
تک کون سا شیوہ مقرر ہے زندگی اسکی کب تک ہے کیا کام اس سے وقوع میں آئینگے ہم بھی اسکی بدولت کچھ انعام پاینگے
کس کے ساتھ اسکا بیاہ ہوگا کیونکر بیاہ ہوگا مفصل دریافت کرو وزیر جوہر منصب حیثیت قرار تو خواجہ عبد الرحمن جی
نے قرعہ نکال کر تختۂ دانشمندی پر پھینکا اور زائچہ کھینچا دل کو ایک فرح حاصل ہوئی بطریق فال کامل ہوئی یہ بات
بر اجتماع کیا کہ ای بادشاہ قدر کلاہ یاد من رمل اس امر کی صحیح خبر دیتی ہے کہ انشاء اللہ دختر فرخندہ سیر کا طالع نہایت خوب ہے
یہ صاحبزادی بڑی عمر کی ہوگی انسان بھی اور حیوان اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرینگے کوئی اس سے سرتابی نہ کریگا

ہر شخص اہل اطاعت کا دم بھریگا نظم بخت گو ہم اے شاہ فرخندہ بخت + بود زیر فرمان او تاج و تخت + ہمہ بر سر او کلاہ مہی + ز مہد
مرادرا کہ چتر شہی + وسے جفت این نسل انسان بود + وسے عشق ہم پیشہ زان بود + یعنے اے شہنشاہ پردہ قاف حال ایں
دختر نیک اختر یوں صاف صاف کہتے ہو کہ یہ نازنین حسین مہ جبین صاحب جمال بیمثال فخر پریزادان رونق پرستان کسی انسان
عالیشان جمیل شکیل طرحدار و صفدار شجاع و دلیر صاحب ہمت رونق دہ تاج و تخت فخر سلاطین روزگار نامی و نامدار
کے ساتھ بیاہی جائیگی اور ہمیشہ اسکی خدمت مین مصروف رہیگی اور اس ذی حشم صاحب عزم کو یہ خود چاہیگی اور
مدام فریفتہ و شیفتہ رہیگی اور اس کنیا کے شوہر کی بدولت ملک و مال تلف ہوگا آپ کے اور شید ملکت پر زوال آئیگا
آپ کا ایک دشمن جان حریف ملک ستان ہوگا کہ اُس کے سبب بڑا خطرہ اور دغدغہ ہوگا وہ جناب کو حیران و پریشان کریگا اُس دشمن
کو وہی داماد آپ کا زیر کرکے قتل کریگا یا نی اور سیطرح سے اچھا ہی جسوقت بادشاہ عالیجاہ نے اپنے وزیر نیک سیر سے کلام
حیرت انجام سنے نہایت غصہ آیا اور عالم شادمانی مین طیش کھایا سر طرف آسمان کے اٹھایا اور بعد رنج و غم فرمایا اے
وزیر خوش تدبیر یہ امر خلاف شان پریزادان ہے غیر نسل مین لوگ اپنے لڑکون کی شادیان نہین کرتے کہ انسان
تو خاکی بنیان ہے یہ انسان کے ساتھ شادی میری دختر بلند اختر کی ہونا سبب خلاف ہے اگر مقدمات کا یہی امر پر حصر ہی
تو ایک تدبیر یہ کرتا ہون نوشتہ تقدیر کو پورا کرکے دکھاتا ہون کہ ابھی صغر سنی مین کسی انسان کو پردہ دنیا سے بلوا کر
کہ وہ انسان نسل جلیل بے عدیل سے ہو بلکہ اولاد پیغمبر جلیل سے ہو اسکا نکاح کر دونگا انسان سے نکاح ہونے کی شرط
بھی ادا ہو جائیگی جب وہ سن تمیز کو پہونچیگی تو کسی جن وغیرہ سے اسکا بیاہ کر دیا جائیگا خواجہ عبدالرحمن جنی نے جب یہ کلام
سلطان ملک نظام سنا ہنسکر عرض کی شعر چالاک تقدیر سے ممکن نہیں کرنا رفو + سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے +
اے بادشاہ فلک بارگاہ آپ یہ کیا فرماتے ہین پروردگار عالم کو بھی غفرہ دیتے ہین آپ نہین جانتے کہ وہ خود فرماتا ہے
مکروا و مکر اللہ خیر الماکرین اے شہنشاہ جلیل یہ قال و قیل آپ کی بیجا ہے کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ کے نکاح کئے سے
نکاح ہو جاوے اور پھر یہ شاہزادی انسان کے پاس نہ جاوے کبھی یہ ممکن نہیں جو کچھ مشیت پروردگار ہے روز ازل
گذر چکا ہے وہ ضرور ہوتا ہے جو نوشتہ تقدیر ہے وہ پیش آئیگا بیکار محض آپکی لن ترانی ہے ہر چند خواجہ عبدالرحمن جنی نے وعظ
و پند کی اور کلام جواہر نظام کو بفصاحت و بلاغت میزان بیان مین تولا اور چند موعظت کو سراسر کھولا مگر بادشاہ کو منظور ہوا
اور کہنا عبدالرحمن کا نہ مانا دل مین یہی خیال جمگیا کہ ابھی ادائے شرط تقدیرات کرنا چاہیے دیوؤن کو بلا کر حکم دیا جا
پردہ دنیا پر تلاش کرو لڑکا نسل جلیل سے کسی کا پانچ پہر روز کا ہو تو اسے اٹھالاؤ تحسین سرکار سے انعام و اکرام بیشمار پاؤگے اور
خلعت سے سرفراز و ممتاز ہوگے ان دیوان عقیل و فہیم چالاک اہل ادراک نے بموجب حکم قضا شیم بادشاہ گردون پناہ بمثال برق
طرف پردہ دنیا کا راستہ لیا چہار طرف شہر شہر دیار دیار قصبہ قصبہ گاؤن گاؤن تلاش طفل خرد سال حسین و جمیل صاحب
حسب عالی نسب ڈھونڈھتے پھرے مگر کہیں موافق طبیعت بادشاہ کے نہ پایا آخر کار سب طرف سے پھر کر حرم خانہ کعبہ کی طرف آ
یا کا ہوا وہ دیو تابع فرمان لشکر بادشاہ پریزادان مثل طائران تیز پرواز کے اڑتے ہوئے چلے آتے تھے اتفاقاً لشکر نے خواجہ
عبدالمطلب کی جانب سے گذرے دیکھا پہونچے وایہ عاقلہ و چہار جانب کے پاس ایک پارہ ماہ تابان بعد عزم
و شان پانچ پہر روز کا طفل خرد سال عظمت و جلال آرام کرتا ہے اس صاحبزادہ بلند اقبال صاحب جلال کو دیکھتے ہی لگ
گئے بے اختیار دل سے شیفتہ و فریفتہ ہوئے فوراً اس مکان عرش نشان مین اترے اور اس نیر کو پہونچے وایہ سے اٹھالیا پیشانی
پر بوسے دئے گلے سے لگایا پیار کیا جانب پرستان اڑکر لے چلے ایسی تیز پروازی کی کہ باد صبا تکے دامن گرد کو نہ پہونچ سکے
ایک چشم زدن مین بخدمت بادشاہ سلیمان جاہ سلطان پردہ قاف پہونچے اور اُس ماہ پارہ کو ہاتھون پر

ملکہ کے دست بستہ عرض کی اے جہان پناہ یہ ماہ پیکر مہر طلعت حاضر ہے بادشاہ نے جو حسن و جمال خورشید مثال چہرۂ بے نظیر
رشک ماہ منیر امیر با توقیر پر نگاہ کی بے ساختہ ایک دل سے آہ کی نظم بگفتا کہ این ماہ از چہ برج کیست ٭ گل از بوستان ہمایون کیست
گرامی کہ یعقوب این یوسف است ٭ کہ مہر عشق زلیخا درست ٭ اے ملازمون خیرخواہ دولت شاہنشاہ و اے تابان سپہر کار
فلک اقتدار جہان پناہ یہ فرزند ارجمند کسکا ہے اس چاند کے ٹکڑے کو تم کہان سے اٹھا لائے ہو یہ دُرۃ التاج شہریاری
و لعل بے بہائے جانداری کون ہے اور کس معدن مین اسکا مسکن ہے کہ دیکھنے سے اسکے دل کو بیقراری ہے آن دیوون
نے عرض کیا کہ وہ جو سرزمین بیت الشرف و نگاہ مسلمانان نہایت مبارک جگہ ہے وہان ایک سردار جلیل خلیل الرحمن
سے ہے جن کا نام آن بزرگوار کا عبد المطلب ہے انکی حرم سرائے اس طفل منیر شیر خوار کو لائے ہین سنتے ہی جیسے
اس ماہ پارہ کی صورت بے نظیر دیکھی ہے بے اختیار دل کو محبت و الفت پیدا ہوئی ہے جی چاہتا ہے کہ مثال دل سینہ
سے نہ جدا کرین آخر پھر اس خورشید رو پر جان فدا کرین بادشاہ نے خواجہ عبد الرحمن جنی کی طرف دیکھکر کہا کہ
بتا دو یہ لڑکا کون ہے عبد الرحمن جنی نے عرض کی کہ اے بادشاہ یہی لڑکا شوہر ملکہ کا ہوگا اور اسکا نام حکیم بزرجمہر
نے امیر ابو العلا رکھی اور لقب اسکا حمزہ صاحبقران ثانی سلیمان رکھا ہے یہ سنکے بادشاہ نے حکم دیا کہ عیش و
عشرت شادی و مسرت کا تو سامان از روز پیدائش دختر نیک اختر سب مہیا ہے کچھ اور درستی اور سامان اور آراستگی
بزم شادی کرنا نہین ہے فقط نکاح ملکہ اس طفل ماہ پارہ کے ساتھ پڑھ دو جو کچھ نوشتۂ تقدیر ہے وہ پورا ہو غرضکہ امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان کو لباس عمدہ اور خلعت فاخرہ موافق قد و قامت پہنایا اور مین عبد المطلب
کر دیا جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ کیا اور ہاتھ پاؤن امیر با توقیر کے حنا سے رنگے حنا نے عجب رنگ تو دکھایا
عشاق کا خون بہایا دزد حنا ڈر سے چھپ گیا مہندی کا چور کوئی نہ پکڑ سکا شوخئی دست بازیچہ سر خورشید نے جدم و جگر
خون رنگ سے لبریز ہو گیا مصرع زہر جدا کا ٭ الغرض اسی دن سب سامان کدخدائی درست کرکے مانجھے کی بھی رسم ادا ہوئی صدہا
سن پنڈیان دم بھر مین سنکے تیار ہو گئین وہ لذیذ اور وہ شیرین اور وہ آبدار کہ قرص خورشید اُنپر نثار رکابدار اپنی انگلیان
چاٹا کیا لکھی ہین ترتیب ضابطہ مین لغات دنیا سے بہتر خوشبو مین عطر ایک ایک پنڈی پر آفتاب عالمتاب ہزار جان
سے نثار ماہ چاردہ کا جگر داغدار فلک ہفت رنگ کے منہ مین پانی بھر آیا کہ لینے کو جی للچایا ایک
مالن طرحدار و صندار چلبلی صورت شوخ طرار دست تمنا سے دل محبت منزل سے پھولون کا گت گوندھ کے
لائی تازہ گلون کی بوباس سے پژمردہ دلون کے جان مین جان آئی بدھی پھولون کی جسپر رضوان صدقے
پھولون کی کلیون کی بہار سے غنچۂ آرزو کھلنے لگے کے بدلے تار شعاع آفتاب سے گئے گوندھا ہے ہر طرۂ گل
شگفتہ گل آفتاب ہر غنچہ اختر پر آب تاب شعر کیون نہ گلہائے چمن پھولون پہ آسکے ہون فدا ٭ خازن گلشن فردوس نے
گوندھا سہرا دولہن کا بھی پھولون کا گت ایسا ہی عمدہ ہے جسکی بھینی بھینی خوشبو سے تمام محل مہکنے لگا وہ چمپا کلی جس سے غنچۂ دل
شگفتہ ہو وہ بازوبند جسکی سردست چمن پر بہار رہا مین نے گجرے بھرے بھرے سنات لاجواب کنگن پھولون سے کے
دنیا سے نایاب چمپا کلیسے موتیا کا انتخاب سہرا بھی ایسی تیاری کا ہر آب و تاب جابجا گوہر آبدار گند سے
ہوئے مل بے بہا جڑے ہوئے الماس کی قلمون کی پونگلیان لگی ہوئی سونے کے بدلے سونے چاندی
کے ورق چپکے ہوئے ایسی روش کی بدھی بھی بڑی کے واسطے نیاری جسکو دیکھکے بڑا سلگے کا ہار پھول
دولہا کا دولہن پر نثار ہوا ایسا سامان عالیشان جسکو دیکھکے عقل حیران دولہا بمثال دولہن حور جمال سکے
بھی دولہا دولہن کے ایسے جسپر زہرہ و مشتری صدقے برابر سنے ہیرے یاقوت زمرد پکھراج نیلم

لعل بے بہا ٹنکے ہوئے کنگنون کی چمک پر انگلیہ سنین مشتری پڑ نگاہ مہ خورشید خیر کی کرتی ہے ستارے کنگنون کو دیکھے
پلکین جھپکاتے ہین آفتاب و مہتاب آنکھین چرلاتے ہین المختصر مانجھے کی رسم ادا ہونے لگی کنگنے دولہا دلہن کے ہاتھ
مین باندھے گئے خلعت فاخرہ جوڑے سہانے دونون کو پنہائے زیور سے آراستہ کرکے مزرق بجواہر کیا دلہن
کی چھوٹی چنڈیہی دھلا کر کھلائی چھونا آنچنا ہاتھ مین چھوایا گیا کنگنا پھولون کا زیب جسم کیا انگشتری یاقوت سرخ کی
ہاتھ مین پہنائی مبارک سلامت کی چارطرف دھوم ہوئی رقاص انجمن فلکی ترانہ سازی کرنے لگے سیم و طلا جوہر
ماہ کی نچھاور پڑنے لگی عجب دھوم دھام جلسہ عشرت کا اہتمام تمامی شہر مین ناچ رنگ گلی گلی کوچہ کوچہ مین عید رات شب برات
گھر گھر پریون کا ناچ ہو رہا ہے ہر جگہ جشن تازہ کا سامان مہیا ہے حجلہ عروسی تیار ہوا گنبد و اماسیر شاد ہوا خواجہ عبدالرحمن جنجی
نے عقد پڑھا ملکہ کا حمزہ صاحبقران کے ساتھ ہوا جواہر کی چھپڑی پر دولہا دلہن کو لٹایا قران السعدین کا جلوہ نظر آیا
پری صحن کے عرض مین یہ تماشا دیکھا دولہا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان دلہن ملکہ آسمان پری دختر شہپال
بن شاہرخ یہ دونون آفتاب و مہتاب ایک مسند مخمل سرخ پر لیٹے ہین دونون بعد شادی و خرمی ہاتھ پاؤن ڈر رہے ہین اور
مطرب ران مرکے اشارے کر رہے ہین دایہ قابلہ دعائین دیتی ہین کھڑی جا چٹ بلائین لیکر صدقے ہوتی ہین ہر طرح کے باجے
بجے شادیانے دے لعل و گوہر کو دولہا دلہن پر سے نچھاور کیا جواہر بے انتہا بادشاہ دونون کو اس کیفیت سے دیکھکر
شاد ہوا کہ جیتے جی مین دختر کا گھر آباد ہوا دلہن کی ماں خوشی سے پھولون نہین سماتی ہے داماد پر ہزار دل و جان سے نثار ہوئی
جاتی ہے غرض ملکہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو بعد اختلاط ایک رات الگ دن بسر ہوا امید سے روز صبح کو بادشاہ نے دونون
کو بہت سا زر و گوہر دے کر حکم کیا کہ اس لڑکے کو بحفاظت تمام بعد راحت و آرام پردہ و نیا رینگے ماں باپ کے مکان مین پہونچا آؤ
اسکی دایہ کا پہلو آباد کرو خبردار خبردار اس لڑکے کو کسی طرح کی تکلیف نہو اس لڑکے نے کل سے غیر دایہ کا دودھ بھی نہین پیا ملکہ
پستان دایہ غیر ذوالملک کی طرف رخ بھی نہین کیا اللہ اکبر یہ طفل شیرخوار کیسا تمیزدار ہے پانچ چھ روز کے بچے کو یہ تمیز و دانائی
کہان حقیقت مین یہ لڑکا خاندان خلیل بے عدیل سے ہے دور و نزدیک ماں کا کیا حال ہوا ہوگا باپ اسکے غم مین مبتلا ہوگا
گھر مین اسکے سبکو عجب حیرانی و پریشانی ہوگی دو دایہ حکم بادشاہ کا سنکر امیر با توقیر کو کہ دولہا بنے ہوئے تھے اور گشت
پھولون کا پہنے تھے اور خلعت گجراتی اور زیور طلائی زرنگار سے آراستہ و پیراستہ مہندی ہاتھ پاؤن مین لگی ہوئی سہرا
سنہری سر سے بندھا ہوا اس شان و شوکت سے ہاتھون پر لیکر پہونچانے گئے ادھر کا حال سنیے کہ جب امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران زمان کو غائب ہوگئے پورے ایک رات ایک دن گذرا غم فراق فرزند ارجمند مین عبدالمطلب کا عجب
حال ہوا اور مادر تالیجند نے انکی رو رو کے نہایت حال تباہ کی اور ملکہ عادیہ بانو دایہ امیر با توقیر بیقرار و اشکبار مصیبت
کا ہنگامہ صدمہ و الم کا سامنا آب و غذا سب چھوڑ دی حمزہ کا نام ورد زبان شعلہ آتش فرقت سینہ مین بھڑک رہا ہے
دل و جگر سوز فراق حمزہ سے جل رہے ہین لب پر آہ و نالہ دریائے اشک غم ہے حمزہ کی لقائی پانے ہوئے کی مامتا
بری ہوتی ہے دل کسی طرح نہین مانتا نہ شب کو نیند نہ دن کو قرار پڑتا ہے + جگر پہ خنجر غم بار بار پڑتا ہے +
اسی عالم بیقراری و اشکباری مین خواجہ عبدالمطلب محزون و نالان و افتان و خیزان خواجہ حکیم بزرجمہر
کے پاس پہونچے اور کہا کہ ای خواجہ اب تو دل بہت بیتاب ہے آتش ہجر سے دل سینہ مین کباب ہے ذرا ملاحظہ فرمائیے حمزہ
سے کبتک جدائی رہیگی ملنے کی صورت کب دکھائی دیگی اب تو دم لبون پر آیا ہے فراق دلبند نے بہت طول کھینچا
ہے یہ کیا سرنوشتہ تقدیر تھا خوشی مین غم پیدا ہوا ایک بیک دل سکتے مین درد و الم پیدا ہوا یہ سنکر حکیم
بزرجمہر نے پھر دی سکلین کھینچین قرعہ پھینک کر دریافت کیا بعد غور کے بزرجمہر مثل گل شگفتہ ہوگئے

کھلکھلا کے خوب ہنسے اور کہا کہ اے خواجہ عبدالمطلب مبارک ہو مٹھائی کھلوایئے جشن شادی کتخدائی آپ بھی برپا کیجئے آپ کا فرزند دلبند امیر حمزہ صاحبقران پرستان میں ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شاہرخ بادشاہ پرزادوں کی بیٹی کے ساتھ بیاہا گیا یہاں آپ کو صدمہ درد فراق وہاں شادی کی دھوم دھام بعد اشتیاق یہاں اشکباری بیقراری آہ و نالہ وہاں جشن شادی کتخدائی کا سامان مہیا پروردگار عالم نے اسی سن میں چھوٹی سی دلہن اعلےٰ حسب والا نسب حور صورت ماہ پیکر مہر طلعت فلک منزلت عطا فرمائی اب دل کو شاد کیجئے تھوڑی دیر میں وہ آفتاب حشمت و جلال ماہ برج فلک شوکت و اقبال آتا ہوگا یہ کلام مسرت التیام حکیم خواجہ بزرجمہر کا ابھی ناتمام تھا کہ وہی نوامیر حمزہ صاحبقران زمان کو نوشاہ بنے ہوئے اسی طرح کنار دایۂ قابلہ ملکہ عادیہ بانو میں لا کر چلے گئے ملکہ عادیہ بانو بہت خوش مسرور ہوئی گلے سے لگایا پیار کیا پیشانی نورانی پر حمزہ کی بوسہ دیا اور پکار کر کہا لو صاحبو دیکھو میرا نور زادہ شہزادہ دولہا بنکر آیا ہے شاہانہ خلعت سے آراستہ ہے زیور کتخدائی سے پیراستہ ہے پھولوں کا گہنا پہنے ہوئے سہرا بندھا ہوا طرہ لٹکا ہوا ایسی گلے کا ہار ہے عجب شان و شوکت آشکار ہے مہندی ہاتھ پاؤں میں لگی ہوئی ہے تو نام خدائی صورت بنی ہے جلدی خواجہ عبدالمطلب کو خبر کرو گھر میں آئیں نخھے سے دولہا کو دیکھیں پیار کریں گلے سے لگائیں یہ سنکے سب خواصیں کنیزیں دوڑیں اور امیر بانو قیر آمیں گود میں لیکر پیار کرنے لگیں دل کی طرح سینہ سے لگایا سب چٹ چٹ بلائیں لیں درازی عمر و ترقی جاہ و حشم کی دعائیں دیں خواجہ عبدالمطلب کو فوراً دوڑ کے خبر دی کہ تمہارا فرزند ارجمند دولہا بنکر آیا ہے شان شاہانہ نرالی سے ہو بیاہا ہے یہ مژدہ فرحت افزا سنتے ہی خواجہ عبدالمطلب خوش خوش گھر میں تشریف لائے فرزند دلبند نور نظر لخت جگر کو دیکھکر بہت شاد ہوئے گود میں لے لیا پیار کیا اپنے کلیجے کو سینہ سے لگایا حکیم خواجہ بزرجمہر کو اسی طرح لا کر دکھایا بزرجمہر نے جو چہرۂ نورانی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا دیکھا بہت خوش ہوئے مبارکباد دی اور سبھوں نے نذریں گذرانیں زر و گوہر تصدق کیا اور بہت سا مال خیرات اللہ دیا امیر حمزہ صاحبقران کے جو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگی دیکھی سب کو بے انتہا خوشی ہوئی وہ ہاتھ پاؤں پارۂ لعل یا یاقوت معلوم ہوتے تھے سبکو یقین کامل ہوا کہ حمزہ صاحبقران کا نکاح ضرور ہوا ہوگا خواجہ عبدالمطلب اور مادر حمزہ اور ملکہ عادیہ بانو کہتی تھیں افسوس ہم شادی کتخدائی حمزہ صاحبقران میں نہ شریک ہوئے دلہن کو نخھے پن میں نہ دیکھا ہم بھی آنکو مثل حمزہ کے پیار کرکے گلے سے لگاتے الغرض سب خرم و شاداں رہنے لگے امیر حمزہ صاحبقران زمان کنار ملکہ عادیہ بانو میں پرورش پانے لگے اور ساتھ حمزہ کے عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار مع بارہ ہزار طفل شیر خوار کے پرورش ہوئے خواجہ بزرجمہر نے ایک عرضی بمضمون تولد پیدائش امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بخدمت بادشاہ نوشیروان تحریر کی کہ اے مہر سپہر شہریاری و اے قمر فلک جہانداری زینت بخش کشور عدل و داد نشین سلطنت قباد تاج بخش سلاطین زمان شہنشاہ دوران باج گیر خسروان جہان بادشاہ نوشیروان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بعد ادائے مراسم و قواعد تسلیمات و لوازم کورنشات برسن بار یابندگان عباد فیض بنیاد عرض پرداز ہوں کہ بعد پہونچنے اس خادم آستانۂ دولت نشانہ کے تاریخ گیارھویں جمادی الاول وقت مسعود و ساعت محمود کو بوقت صبح صادق اُس آفتاب عالمتاب حسن و جمال ماہ فلک حشمت و اجلال نے برج حمل سے بخانہ خواجہ عبدالمطلب جلوہ فرمایا اور اسوقت شہر مکہ اور اطراف میں اُسی دن کے پیدا ہوئے بارہ ہزار بچے دستیاب ہوئے اُن سبکو اُنکے والدین سے لیکے بملازمت اُس اختر تاباں کے کنار دایہ ہائے ذی فہم و ذی شعور میں جانب حضور فیض گنجور سے پرورش ہونے کا حکم دیا اور اُسی روز ایک غلام خواجہ عبدالمطلب کا مقبل نامے ہے اُسکے

یہاں لڑکا پیدا ہوا اور اسی ہنگام زچام مین ایک ساربان کہ نام اسکا امیہ ضمری ہی اسکی زوجہ کے یہان بھی بہ ہزار خرابی
وشواری تمام ایک لڑکا سوکھا ساکھا دبلا پتلا مثل بچہ موش کے پیدا ہوا ہی کہ حکایت اسکی بہت طول وطویل ہی انشاء اللہ بوقت
منظوری حضور خدمت فیض رحمت ملازمان بادشاہ جہان پناہ مین عرض کرونگا بموجب زائچہ وقرعہ رمل موافقت ساعت
ووقت فرزند خواجہ عبدالمطلب کا نام امیر ابو العلاء ومکی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران رکھا اور قبیل کے
بیٹے کا نام مقبل وفادار اور اس ساربان امیہ ضمری کے لڑکے کا نام عمرو رکھا یہ دونون لڑکے بڑے صاحب
لیاقت ووجاہت اور بڑی شان وشوکت اور بڑے رفیق ووفادار امیر عالی تبار کے ہونگے اور حمزہ کو بڑے
جاہ وحشم سے دایہ بالتہ مین کرکے پرورش کرایا ہی کہ یہ مہر سپہر حشمت واقبال ونیز فلک جاہ و
جلال ہمیشہ محافظ سلطنت وتخت وتاج بادشاہ زمان ومعین ومددگار مملکت مداین ونیز دستان رہیگا
زیادہ حد ادب یہ عرضی تحریر کرکے خواجہ بزرجمہر نے ایک شتر سوار تیز رفتار کو دی اور تاکید کی کہ یہ عرضی بخدمت
بادشاہ نوشیروان جلد لیجا اور اسکا جواب بہ دوی تمام لا وہ شتر سوار عرضی خواجہ بزرجمہر
کی پگڑی مین رکھکر سلام کرکے شہر مداین کی طرف روانہ ہوا بعد قطع منازل وطی مراحل بعجلت تیز رفتاری مثل ہوائی
وروش ہوا یہ سوار مداین مین داخل ہوا جب دربار بادشاہ کیوان جاہ نوشیروان زمان مین آیا پہلے بجائگاہ
پر قیام کرکے بطور قواعد شاہانہ آداب بجالایا دعائے ترقی دولت واقبال وزیادتی حشمت واجلال دیکر
عرضی دونون ہاتھون مین لیکر پیشکش حضور فلک جمہور بادشاہ عالیجاہ کی بادشاہ عالم پناہ نے وہ عرضی خواجہ
بزرجمہر کی خوشی خوشی لیکر میر منشی کو دی میر منشی نے بزبان فصیح پڑھی بادشاہ مضمون مسرت مشحون
ومژدہ جان بخش وفرحت افزا سنکر بہت خوش اور مسرور ہوا اور تمام اہالیان دربار وارکان سرکار بلند اقتدار
کو مژدہ شادی پیدایش امیر با توقیر ابو العلاء ومکی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران سنایا اور حکم کیا کہ واسطے حمزۂ
صاحبقران کے ایک پالنا جواہر نگار مرصع کار تیار ہوا اور اس پالنے کے چارون پاؤن پر چار لعل بیش بہا کہ جنکی
چمک مثل آفتاب ومہتاب کے ہون لگے جاوین الغرض جب وہ پالنا تیار ہوا بادشاہ نوشیروان
نے حکم کیا کہ یہ پالنا اور بہت سا زر ومال برائے امیر با توقیر ابو العلاء ومکی یعنی حمزۂ صاحبقران اور
خلعت فاخرہ بہت عمدہ اور بارہ ہزار جوڑے بہت بھاری اور اطفال خردسال کے لئے اور جو رلے انکی
دایون کے پاس خواجہ بزرجمہر کے روانہ ہون اور خواجہ بزرجمہر کو ایک نامہ اپنی طرف سے میر منشی
سے لکھواکر اس اسباب کے ہمراہ روانہ کیا اس نامہ مسرت شمامہ کا یہ مضمون فرحت مشحون تھا کہ ای وزیر
اعظم وای دستور معظم رونق بخش مملکت زینت تخت خلافت وجہانداری وای زیب دہ جلوہ سریر سلطنت
وشہریاری وای دانندۂ اسرار شاہنشاہی وای آگاہ کنندۂ حال ماضی واستقبال سلطنت نوشیروانی عرضی تمہاری
آئی تحریر کو تمہاری مشاہدہ کرکے بہت مسرور وشاد ہوا تمنے بڑا کار نمایان کیا تمہارا کیا مذکور ہی خیر خواہی
اور نمک حلالی اسی کا نام ہی رفیق وشفیق یونہین کرتے ہین شاباش ومرحبا ای عمر نامدار یہ مال وزر وجواہر
وخلعتہاے فاخرہ برائے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران تمہارے پاس مع نامہ مسرت شمامہ بھیجا جاتا
ہی اور ایک پالنا جواہر نگار جس مین لعل بیش بہا چارون پاونپر جڑے ہین حمزۂ صاحبقران کے واسطے
بھیجا ہی کہ اسمین شب وروز حمزۂ آسایش وآرام سے رہے اور بارہ سو جوڑے بہت عمدہ وبھاری بھاری
ان اطفال خردسال کے واسطے بھیجے ہین جو اسی دن پیدا ہوئے ہین اور انکی دایون کے واسطے تنخواہین

سرکار دولتمدار شاہی سے مقرر ہوئی ہیں سب کو پرورش پہنچے دو ای عم نامدار خواجہ بزرجمہر آپ یہ بندوبست کامل کرکے
چلے آئے کہ یہان بھی سب امور منحصر فقط آپ کی ذات خاص پر ہیں یہ پروانہ کرامت نشانہ نوشیروان کا خواجہ
بزرجمہر کے پاس آیا اور وہ سب مال وزر و جواہر اور خلعت اور جوڑے وغیرہ اور پالنا برائے حمزہ
صاحبقران بھی آیا خواجہ عبدالمطلب کو خواجہ بزرجمہر نے بلواکر وہ نامہ مسرت شمامہ نوشیروان زمان کا
اور سب مال و زر اور وہ پالنا سپرد کیا خواجہ عبدالمطلب نامدار بہت خوش ہوئے وہ پالنا جو واسطے امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران کے نوشیروان بادشاہ زمان نے بھیجا ایسا خوشنما اور نایاب تھا کہ اوسکا مثل ونظیر
نہ تھا آسپر گہوارہ ہفت رنگ فلک نیلوفری فدا ہوتا تھا وہ جواہر نگار و مرصع کار جھولا کہ ہنڈولہ ہفتادی
گردون دون کا گھڑی گھڑی آس پاس پھرکے نثار ہوتا تھا چارطرف اُس پالنے کے ڈنڈون اور پٹی
سیرو دن میں برابر سے نگینے یاقوت سرخ اور نیلم وزبرجد اور گوہر آبدار کے جڑے ہوئے اور لعل شبچراغ
مثل آفتاب عالمتاب چارون پاؤن کے اوپر نصب کئے ہوئے ہیں وہ گہوارہ ایسا آراستہ و پیراستہ تھا
کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا ہوگا دیدۂ آفتاب و مہتاب خیرگی کرتا تھا اختر تابان سامنے اُسکے مثل کرمک
شب تاب کے جھلملاتے تھے وہ پالنا ایسا منور و روشن تھا کہ رات کو اُسکی روشنی میں امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان لڑکون کے سامنے کھیلا کرتے تھے شب تاریک میں شمع سے موتی اور کوڑی جلانے کی مطلق حاجت
نہوتی تھی حمزہ صاحبقران اُس پالنے سے ایسا شاد ہوتے تھے کہ کھیلنے میں دل اُنکا بہلتا
تھا غرض وہ سب مال وزر و جواہر اور خلعت جوڑے اور وہی پالنا وغیرہ وغیرہ دینے کے بعد خواجہ
بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب کو سب امور آئندہ نمایش کر دیے چنانچہ عمرو بن امیہ ضمری کے واسطے
بہت کچھ کہا اور سارا انجام کا حال بتا دیا اور کہا کہ ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا خیال اپنے پاس رکھنا اور
اُسکو تکلیف اور رنج وملال نہ دینا اور گھڑکی جھڑکی سے باز رہنا کہ یہ لڑکا بڑا عقلمند اور صاحب نصیب اور دوستدار
رفیق وشفیق حمزہ صاحبقران کا ہے اور ہمیشہ محافظ جان وآبرو حمزہ صاحبقران کا ہوگا یہ بڑا مرد
دلیر وجری و سیاہ عیار طرار ہوگا ای خواجہ عبدالمطلب اس لڑکے کی بڑی خاطر داری کرنا اور پرورش مثل
حمزہ صاحبقران کے اچھی طرح سے کرنا یہ سب امور خواجہ عبدالمطلب کو کہا دیے اور خواجہ
بزرجمہر سب سے رخصت ہوکر طرف شہر مدائن کے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طے مراحل مدائن
مین داخل ہوئے اور حاضر خدمت فیضدرجت بادشاہ نوشیروان زمان ہوکر بعد آداب شاہانہ کے تمام
کیفیت شہر مکہ و پیدائش امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران و حال مقبل وفادار اور روداد عمرو بن امیہ
ضمری بادشاہ نوشیروان سے عرض کی اور کہا کہ ای شہنشاہ دوران وای خسرو گیتی ستان آپ کے
اقبال سے خادم نے کل کاروبار آغاز و انجام انصرام کر دیا گیارھوین تاریخ جمادی الاول کی خواجہ
عبدالمطلب کے یہان فرزند ارجمند پیدا ہوا اور نام اُسکا مین نے بموجب زائچہ سال امیر ابوالعلا ملقب
حمزہ صاحبقران رکھا خواجہ عبدالمطلب کے غلام کا جو بیٹا تھا اُسکا نام مقبل وفادار ابن قتیل
رکھا اور ایک ساربان خواجہ عبدالمطلب کے او خوشخبر تھا اُسکا نام امیہ ضمری ہے اُسکے بیٹے کا نام عمرو رکھا
مگر اُسکی پیدائش کا حال عجیب وغریب ہے کہ جسوقت حمزہ صاحبقران پیدا ہوئے اور مجکو خبر ہوئی مین نے حکم
کیا کہ اس شہر میں جتنے لڑکے آجکی تاریخ پیدا ہون اُنکو ہمارے پاس لے آؤ ہم اُنکے والدین کو زر و جواہر دینگے

اور ان لوگون کو ملازم کر کے تنخواہ مقرر کر دی چنانچہ جسقدر لڑکے اُس شہر مین پیدا ہوتے اُنکو منگوا لیا اور دایہ اُنپر
مقرر کین اور اُنکے والدین کو بہت کچھ مال دیا شدہ شدہ آمیہ ضمری نے بھی یہ خبر سنی چونکہ اُسکی جورو بھی حاملہ تھی
مگر مدت وضع حمل مین دو تین مہینے باقی تھے لیکن اُس بدبخت نے مال و دولت کے واسطے جورو پر ظلم و جبر کیا
کہ جسطرح ہوسکے تو بھی آج ہی لڑکا جن دے کہ مجکو مال و دولت ملے غرضکہ ایسا ہنگامہ ہوا کہ آمیہ ضمری جورو کو
مارنے کو اُٹھا اور وہ عورت بھاگی امیہ پیچھے اُسکے دوڑا کوٹھے کے زینے پر چڑھنے لگی پاؤن اُسکا بہک گیا
وہ عورت کوٹھے کے نیچے گر کر مر گئی اور یہ لڑکا کہ جسکا نام مین نے عمرو رکھا ہو پیٹ سے اُسکے نکل پڑا مگر بقدرت
خداوند جلیل وہ زندہ رہا مین نے اُسے دایہ حمزہ صاحبقران زمان کہ نام اُسکا ملکہ عادیہ بانو ہو اُسکے
سپرد کیا وہ حمزہ اور عمرو دونون کو دودھ پلاتی ہو اُس شیر حمزہ صاحبقران سے عمرو بھی پرورش ہو رہا
ہو اور اُسکے باپ کو مین نے بہت سا مال و زر دیا ای بادشاہ نوشیروان یہ لڑکا بھی یعنی عمرو بن آمیہ ضمری
بڑا عیار اور جرار عیار طرار ہوگا بلکہ سرداران عیاران سرکوب کافران جہان ہوگا مثل حمزہ کے یہ بھی بڑا کامل
و دلیر صاحب شمشیر ہوگا اور دل سے عاشق صادق اور رفیق شفیق اور محافظ جان حمزہ صاحبقران کا ہوگا
ای بادشاہ عالیجاہ مین بخوبی بند و بست کر کے حاضر خدمت فیضدرجت ہوا ہون بادشاہ یہ سنکے بہت مسرور
و شاد ہوا خواجہ بزرجمہر کو خلعت فاخرہ دیا اور کیفیت ملک خاور کی بزرجمہر سے بیان کی اور کہا ای
عمر نامدار وہ جو آپ نے ارشاد کیا تھا بموجب فرمانے آپکے مین نے ملک خاور کو تباہ و برباد کر دیا
خبر ہی ہو بختک وزیر کو بجماعت کثیر دو لاکھ فوج جرار سے بھیجا تھا بختک نے شہر مین داخل ہوتے
ہی قتل عام کا حکم دیا وہ خونریزی کی کہ دریا لہو کے بہ گئے تلاطم ظلم برپا ہوا بارگاہ علقمہ مین پہونچکے
علقمہ کو قتل کیا کسی زن حاملہ و غیر حاملہ کو نہ چھوڑا بچون تک کو مار ڈالا القصہ قتل و قمع کر کے
فساد و فتنہ مٹا دیا کسی طفل و جوان و پیر کو باقی نہ رکھا کہ بنیاد فساد مٹ جاے جب انسان وہان پیدا ہی
نہوگا تو پھر کس طرح فتنہ و فساد برپا ہوگا تمام ملک خاور دشمنون کے شر اور فساد سے پاک و صاف کر کے
صمصام زرہ پوش کو حاکم شہر کر دیا اور پچاس ہزار فوج جرار دو لاور شہر خاور مین زیر حکم صمصام زرہ پوش
کرکے وہان چھوڑ دی بختک وزیر بہ فتح و فیروزی وہان سے چلا آیا خواجہ بزرجمہر نے یہ سنکر کہا افسوس
کیا اور دست تاسف ملکر کہا ای بادشاہ نوشیروان آپ نے بڑا غضب کیا مجکو آنے دیا ہوتا یہ امر بہت بڑا ہوا کہ
اسقدر بندگان خدا کا خون ناحق آپ نے کیا یہ سب مواخذہ آپ کے ذمہ تا قیامت رہا نہین معلوم کہ اُس دشمن
کی نسل قطع ہوئی یا باقی ہو بندے کے چاہنے سے کچھ نہین ہوتا جو خدا چاہتا ہو وہی ہوتا ہو اسرار غیب سوا
خدا کے کوئی نہین جانتا ہو شعر من در چہ خیالم فلک را چہ خیال ÷ کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال ÷
بختک نے آپ کے واسطے یہ مواخذہ جمع کر کے رکھا اور مین نے حضور فیض گنجور کے لئے یہ کار نیک
سر انجام کیا کہ بارہ ہزار بچے معصومون کو نوکر رکھے اُنکے والدین کو روٹی سے لگا دیا وہ بچے نعمتین
پا رہے ہین اور والدین اُنکے عیش و عشرت مین بسر کر رہے ہین بختک ہزارون کو قتل کر کے
بادشاہ کو ماخوذ کرایا مین نے ہزارون کی عمر بھر پرورش کا سامان کر دیا بقول سعدی شعر نکن گر بدی
بینی از یار نیک ÷ نی روید از تخم بد بار نیک ÷ یہی وجہ ہو جو عاقل و فہمیدہ صحبت مفتری و مفسد پرداز سے پرہیز
کرتے ہین جاہل اجہل کے پاس بیٹھنے سے گریز کرتے ہین کہ جو بد ہو بدی کی باتین سکہاتا ہو اور جو نیک ہو وہ نیکی کی

ہوا جتاتا ہے بختک نے کہا اے خواجہ بزرجمہر مین نے اُس دشمن بادشاہ نوشیروان کو قتل کیا اور نسل رخنہ پردازی
اور بناے فتنہ سازی عورات کے قتل کرنے سے مٹادی اب کوئی کھٹکا اور دغدغہ سلطنت نوشیروانی
مین باقی نہ رہا اب چین سے پانون پھیلا کے سوئیے اور رات دن عیش و عشرت کیجئے گلشن عیش مین جسکا کھٹکا تھا
وہ کانٹا نکل گیا اب غنچۂ خاطر ہمیشہ شگفتہ رہیگا خواجہ بزرجمہر نے جسوقت یہ کلام بختک بد انجام کا سنا دل مین تاؤ
پیچ کھا کے کہا کہ افسوس ہمنے دوست کو اپنا دشمن بنایا بادشاہ ملک تھا ورسے عداوت مول لی جب تو ایک
شبہہ تھا شاید کوئی دشمن ہوتا کہ ہوتا لیکن اب ضرور ہر فرد کوئی نہ کوئی پرسان حال بادشاہ نوشیروان کا ہوگا
ناحق ہزار ہا بیچارون کی جانین گئین عورت و مرد خورد و کلان کا خون ہوا آنکے خون ناحق وبال کہان جائیگا
سواے اسکے کہ بادشاہ کی طرف عاید ہوا بختک تو دشمن نہ تھی مگر اب عدو کو کینہ عداوت کثرت سے پیدا ہوئی
یہ سنکے خواجہ بزرجمہر چپ ہو رہے سکوت کیا انجام سوچ کر غصہ آیا مثل بید تھر تھر کانپنے لگے الا مجبوری و ناچاری
اپنی مشاہدہ کی کہ بادشاہ کو بختک کی طرف رغبت زیادہ ہے یہ اُسکی نافہمی کا سبب ہے کہ اپنا دوست اور دشمن نہین
پہچانتا ہے خیر مجکو کیا ہے جو باد اباد جیسا جو کریگا ویسا پائیگا بعد اسکے بادشاہ نوشیروان سے رخصت ہوکر مکدر خاطر
آمدہ کرتے ہوئے گھر کو چلے آئے اور خانہ نشینی اختیار کی دل مین کہا کہ نادان کی دوستی مین جان و آبرو
کا خطرہ ہے اب دربار شہنشاہ نوشیروان مین جانا اچھا نہین اُس روز سے پھر دربار مین بادشاہ کے نہ گئے
اور عہد کیا کہ اب کبھی بادشاہ کے دربار مین نہ جاؤنگا نوشیروان کو مطلق میری قدر نہین نوشیروان بالکل
عقل سے بہرہ نہین رکھتا نیک و بد نہین جانتا دوست اور دشمن کو نہین پہچانتا ناحق ذلیل و خوار ہونا ہے دوست سے
دشمنی مول لینا ہے دربار نا قدردان مین جانا کچھ ضرور نہین کہ وہان جاوے تو ذلت اٹھاوے بزرجمہر اپنے
گھر بیٹھ رہے نہ کہین آتے نہ کہین جاتے عبادت پروردگار کیا کرتے یہان بادشاہ نوشیروان نے بختک کا اور زیادہ
مرتبہ بڑھایا خلعت فاخرہ سے خلع کیا اور یقین واثق ہوگیا کہ بختک نے خلش دشمنی کی بالکل مٹا دی کوئی کھٹکا اب
نہین ہے عیش و عشرت و نشاط صحبت جشن و انبساط مین مصروف ہوا ناچ رنگ ہونے لگا رات دن جلسۂ عشرت
ناؤ نوش بعیش فرحت و مسرت بادشاہ نوشیروان شاد و شاد وزیر اور ارکین سلطنت خوش و خرم نہ کوئی فکر
فکر و تردد نہ رنج و غم انجام کا خیال نہین بزرجمہر کے کلام پر عمل نہین بادۂ غفلت سے بیہوش کسی ہوش مین
نہین تغافل دن عید رات شب برات تھی بزرجمہر کے دربار مین نہ آنے کا کچھ خیال بھی نہین کہ بزرجمہر جس دن
سے محکمہ مظلمہ سے آکر گھر گیا پھر نہ آیا کیا وجہ ہوئی اگر کبھی کچھ کسی وقت ذکر بزرجمہر کا آیا بھی تو بختک نے
جوڑ مار دیا کہا حضور بزرجمہر کو اپنے کمال و علم پر غرور ہے خفا ہوگئے تو ہوگئے یہ خانہ زاد تو حاضر ہے جو کچھ حکم ہوگا
بجالاونگا جب مسجد مین ملا نہ ہوگا تو کیا اذان نہ ہوگی بادشاہ بختک کے بہکانے پر غافل ہوگیا القصہ یونہین عیش
و عشرت مین شب و روز بسر ہوتی تھی ایک روز بادشاہ نوشیروان نے عالم رویا مین خواب دیکھا بخت
خوابیدہ بیدار ہوا عجیب سامان خواب مین نظر آیا کہ ایک باغ دلکش پر بہار شاداب و شگفتہ مثل گلشن شداد
کے ہے مین اُس باغ کی سیر کرنے گیا ہون عجیب نیرنگیان اُس باغ روح افزا کی ہین کہ گلہاے رنگا رنگ
کھلے ہوئے ہین اشجار میوہ دار جھوم رہے ہین نرگس اشارے سے بازی کرتی ہے سنبل تابدار گیسوے معشوق کی
شان دکھاتی ہے غنچے گلون کی طرف دیکھ کے مسکراتے ہین گل شگفتگی سے کھلے جاتے ہین سرو شمشاد و صورت قد
آزاد اکڑ کر عین جوانی محبوب کا حسن دکھاتا ہے بلبلین جابجا شاخہاے گل پر چہک رہی ہین کلیان پھولون کی

مثل عطر عنبر و سارا کے مہک رہی ہین طائران خوش الحان زمزمہ ساز ہین مرغان چمن نغمہ پرداز ہین قمری کی کو کو بلبل کا شور
پپیہے کی پکار طاؤس کی صدا چکور کی دھوم باغ مین غنچہ پر دکھہ دیکھ کے دل خورسند ہو سبزۂ خوابیدہ پر و پر جا ہوا ہو گویا
فرش زنگاری کا بچھا ہوا ہو گلشن فلک نیلگون اُس باغ کو دیکھ کے رشک کرتا ہو ذرہ ہاے خاک گلشن پر سیارگان
فلکی فدا ہوتے ہین بادشاہ نوشیروان عالم رویا مین یہ باغ فرحت دیکھکے بہت شگفتہ ہوا آگے جو بڑھا دیکھا ایک بارہ دری
عظیم الشان آراستہ و پیراستہ ہو صحن مین اُس بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا عجب خوشنما ہو سامنے
اسکے ایک حوض پر آب شفاف و صاف پانی مثل شہد و شیر شیرین و خوش ذائقہ فوارے چھوٹ رہے ہین حوض کے
چارون کونون پر گملے رنگا رنگ کے گلدستے رکھے ہین بارہ دری کے درون مین نگینے ہیرے اور یاقوت
سرخ و زمرد سبز کے برابر سے جڑے ہین پردے گنگا جمنی کارچوبی پڑے ہوے چھت گیریان بہت عمدہ فرش
مخمل سبز کا بچھا ہی ایک مسند جواہر نگار آراستہ ہی اُسپر بادشاہ قباد نیک نہاد بصد شان و شوکت دبدبہ و
عظمت جلوہ افروز ہی اور پہلوے راست مین خواجہ بخت جمال بصد جاہ و جلال وزیر خوش تدبیر بادشاہ
فلک جاہ متمکن ہی بادشاہ نوشیروان دیکھتے ہی اپنے والد بزرگوار بادشاہ قباد نیک نہاد کو آگے بڑھا آداب
تسلیمات بجالایا قباد نے فرزند ارجمند کو گلے سے لگایا نوشیروان نے پوچھا کہ اے بادشاہ عالیجاہ حضور
کے پہلو مین جانب راست یہ کون ہی قباد نے کہا اے فرزند دلبند وزیر خوش تدبیر میرا ہی نام اسکا خواجہ
بخت جمال ہی یہ پدر عالی قدر خواجہ بزرجمہر کا ہی اے فرزند تم بڑا کرتے ہو کہ تو جو بزرجمہر کو آزردہ
کرتے ہو اور بختک کے کہنے پر عمل کرتے ہو دیکھو کہ خواجہ بزرجمہر نے کیسا کار نمایان کیا کہ ملک و سلطنت
مین کیسا بند و بست عمدہ انجام کے واسطے کر دیا اور بختک نے ہزارہا بندگان خدا کا خون ناحق کیا مگر
کوئی فائدہ نہوا وہ خزانہ جسکے واسطے تمنے اتنی کوشش کی اور یہ خوذ یہ گناہ ہوے اب تک نہ نکلی تمکو یہ
مناسب ہی کہ خواجہ بزرجمہر کو راضی رکھو اور اُسکے کہنے پر عمل کرو کہ وہ بڑا صاحب کمال ہی اور فلان حجرا
مین ایک خزانہ ہی وہ تمھارے واسطے ابھی تک امانتاً رکھا ہی وہ نکلوا لو اور اپنے صرف مین لاؤ اور یہ خزانہ
بغیر خواجہ بزرجمہر کے آئے تمکو ہرگز دستیاب نہوگا اور بختک سے تمکو ہمیشہ خوف و خطر رہیگا اور
خواجہ بزرجمہر سے تمھارے بڑے بڑے کار اہم انجام ہونگے اور بڑے بڑے مرحلے خواجہ
بزرجمہر کی کوشش سے سر ہونگے بختک سے کچھ نہو سکیگا بلکہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہوگا اسکے سبب
سے دوسرے کی رسوائی ہوگی اے فرزند پنبۂ غفلت کو گوش ہوش سے نکالو اور نوش و جشن راگ رنگ
عیش و عشرت سے دست بردار ہو اسی مین بہتری ہی ورنہ خرابیان واقع ہونگی بادشاہ نوشیروان
یہ خواب دیکھکے بیدار ہوا وہ جلسۂ عیش و عشرت وہ گلشن پر فزا غائب ہوگیا جو کچھ خواب مین دیکھا تھا
آنکھون مین اُسکا سمان بندھ گیا صبح وقت بادشاہ نوشیروان دربار مین آیا اور دربار ارکین سلطنت و
وزیران امیت سے آراستہ ہوا بادشاہ بختک کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا اے بختک جلد بتا دکہ مین نے
شب کو کیا خواب دیکھا اور اُسکی تعبیر کیا ہی بختک نے سنکر سکوت کیا بعد تھوڑی دیر کے عرض کیا کہ اے
بادشاہ جمجاہ اتنا ثبوت ہوتا ہی کہ آپ نے شب کو نہایت خوشی و خرمی کا خواب دیکھا ہی اور مجھکو کچھ نہین معلوم ہوتا
ہی بادشاہ نوشیروان چین بجبین ہوا اور کہا کہ تو نے بزرجمہر سے کیا پڑھا ہی تو ابھی جہالت و نافہمی پر وزارت
کرتا ہی بس اسی مین خیر ہی کہ یا تو میرے خواب کو بیان کر اور تعبیر اُسکی دے یا خواجہ بزرجمہر کو گھر سے

بلا کے لا کہ تیرے ہی سبب سے وہ آزردہ خاطر ہو کر گھر میں بیٹھ رہے ہین اور خانہ نشینی اختیار کی ہی اور اگر تو نے ایسا
نہ کیا اور مجھکو خواب نہ ظاہر ہوا اور تعبیر خواب سے میں آگاہ نہ ہوا تو تجھکو قتل کرونگا بختک یہ سنکے خوف زدہ ہوا
اور تھر تھر کانپنے لگا دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ عالم پناہ اگر غلام کو اجازت ہو تو غلام جا کے خواجہ بزرجمہر
کو لے آئے دربار فلک جاہ میں حاضر کرے بادشاہ نے حکم دیا کہ جاؤ خواجہ بزرجمہر کو لاؤ بختک یہ سنکے اُٹھ
کھڑا ہوا اور تسلیم بجا لا کے روانہ ہوا جب سواری بختک کی در دولت فیض منزلت خواجہ بزرجمہر پر پہونچی
ملازم نے خبر کی کہ بختک آیا ہی بزرجمہر نے مقام نشستگاہ پر اپنی کہ جہان بیٹھتے تھے بلوایا بختک آیا اور
سلام کر کے بیٹھ گیا خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ ای بختک آج کیا ہی جو خلاف معمول تو آیا اور کبھی میرے
گھر پر نہ آیا بختک نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای خواجہ مجھسے بڑی خطا ہوئی میری تقصیر کو معاف کیجے کہ میرے
سبب سے آپ آزردہ ہو کر گھر میں بیٹھ رہے اور دربار میں نہیں تشریف لاتے آج میری جان اور آبرو بچائیے کہ بادشاہ
نوشیروان نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہی وہ مجھسے پوچھتا ہی میں نہیں اُسکو بتا سکتا ہون بادشاہ نے کہا ہی
ای بختک اگر خواجہ بزرجمہر کو تو نہ لائیگا تو میں تجھکو قتل کرونگا اور گھر بار تاراج کرونگا اب آبرو اور
جان آپ کے ہاتھ ہی خواجہ بزرجمہر سنکر خاموش ہوئے چونکہ خواجہ بزرجمہر رحم دل اور رحم طینت ہین
کار نیک کے جویا رہتے ہین بختک کے ہمراہ دربار بادشاہ نوشیروان میں آئے بادشاہ کو آداب بجا لا کے
اپنے مقام پر بیٹھ گئے بادشاہ نے کہا ای عمر نامدار آپ نے دربار میں میرے کیون نہیں سرفراز کیا
کیا سبب جو آپ نہیں آئے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ بختک آپ کے کام کو کافی ہی میری کیا ضرورت
ہی بادشاہ نے کہا ای عمر نامدار بغیر آپ کے کسی کام کا استقرار نہیں ہو سکتا لہذا آپ کو اسواسطے بلوایا ہی کہ
رات کو میں نے کیا خواب دیکھا ہی اور اسکی تعبیر کیا ہی بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ آپ نے رات کو خواب میں
ایک باغ پر بہار میں بادشاہ قباد نیک نہاد اور میرے پدر بزرگوار خواجہ بخت جمال کو دیکھا اور بادشاہ نے
آپ سے سیر بھی فرمائی ہی اور ایک خزانے کا بھی پتا دیا ہی کہ وہ زمین پر ہی بادشاہ نے کہا کہ اسکو نکلوائیے کہان
ہی خواجہ بزرجمہر نے نقشہ کھینچا اور عرض کیا کہ فلان صحرا میں ہی ای بادشاہ اس صحرا میں فلان مقام پر کھدوائیے
غرضکہ بزرجمہر اور بختک مع چند آدمیون کے اس صحرا میں گئے اور وہان کھدوایا بہت بڑا خزانہ نکلا یہ خزانہ
مال و دولت زر و جواہر چھکڑون پر لدوا کر داخل خزانہ عامرہ سرکار نوشیروان کرنا شروع کیا مگر بختک
ملعون نے کیا حرکت نالایق کی کہ تھوڑا سا مال اس خزانے کا پوشیدہ بزرجمہر کے گھر پر خواجہ بزرجمہر کے بھجوا دیا
اور آکر بادشاہ سے کہا کہ ای بادشاہ خواجہ بزرجمہر نے آپ سے چھپا کر نصف خزانہ اپنے گھر بھیجدیا اور نصف خزانہ
سرکار شاہی میں داخل کیا بادشاہ یہ سنکر برخاستہ خاطر ہوا اور خواجہ بزرجمہر سے کہا ای عمر نامدار آپ نے مجھسے
چھپا کر نصف خزانہ اپنے گھر پر بھیجدیا اور نصف خزانہ میرے یہان داخل کیا اگر آپ مجھسے پوچھ کے طلب کرتے
تو کیا میں انکار کرتا خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ یہ سب غلط اور محض جھوٹ ہی میں نے کبھی ایسا نہیں کیا
غرضکہ دریافت کیا گیا آدمیون سے صحیح نکلا بزرجمہر کو نہایت غصہ آیا اور خفا ہو کر بزرجمہر اپنے گھر چلے گئے
اور بیٹھ رہے پھر دربار میں بادشاہ نوشیروان کے نہ آئے

داستان شادی ہونا نوشیروان کی ساتھ زرنگار بانو دختر مرجان کے بیان کی جاتی ہی

پلا ساقیا بادہ عیش تو — کہ شادی دختر کی ہی جستجو
نہ کر دیر ای ساقی ذی حشم — پلا اب مئے لالہ گون دمبدم

کر آراستہ اپنا سفینہ تو + دلھن کی طرح ہو سجاوٹ تمام
دکھا مجکو سامان شاہانہ تو کہ ہوتا ہے شادی کا اب انتظام
ہو یہ میکدہ جلوہ گاہ عروس سخن آب قلم کی روانی دکھا
کہ شہرہ میان ہے ہونا ملک طوس کہ پھیری ہے جوش جوانی دکھا غزل

بھبھوکے دل سے گلزار تازہ طراز اشک افشانی
زمانی بات مالی نے ہوئی آخر پریشانی
پریشان عقل نلعت یار ہوا اسطرح کا عذر ہے
جدا کا سے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
کوئی چارہ ہے ایسا پیش تدبیر اے خرد پیشہ
ہوئی صورت گردون کو صورت تصویر حیرانی

کہ دولت میں ہر روز اک نیا دکھنہ نیا پانی
دکھا دیتا ہو حسن بادہ صد ملت زنی کو
اگر کھون میں اپنے دکھا کچھ حال پریشانی
تماشا آکے اس ہو تکدے میں تو نے کیا دیکھا
نوشتہ ہی جو پیشانی میں پردہ ہو پیش آئی

کہا میں نے نہ پہنچی اس کی صورت کی تصویر تو ہر گز
تو اسکو خواب ہو جاتا جمال ماہ کنعانی
نسبت کا اب یا دل تجکو بچا دہر لا حاصل
کہ اتنی صورتوں میں جسنے اک صورت نہ پہچانی
تم اس عالم تصویر کی صورت کو جب دیکھی

بیت نگاریدگان عروس بیان رقم کرد گنند : تو داستان

مجلس نشینان عروس معانی مسرت آئین شاہدہ نمایان شواہد معانی پر تکلین بیان شادی کتخدائی قلم عشرت رقم کو بجادہ مضمون بہشت مشحون محفل انبساط اوراق نشاط [illegible] یوں رواں کرتے ہیں کہ جب خواجہ بزرجمہر مکہ شریف سے تشریف لائے اور کیفیت بختک وزیر نے تدبیر کی کہ ملک خاور کو تباہ و برباد کیا اور عملہ کو مارا اور تمام عورات و مردمان شہر کو تہ تیغ کیا انجام سوچ کر بزرجمہر کو بڑا ملال ہوا اور فکر پیدا ہوئی کہ بادشاہ نے اس بے وقوف کی صلاح و مشورے سے دوست کو اپنا دشمن جان تباہی کی برائی ہاتھ آئی آغاز میں غلطت پایا بزرجمہر دل میں بہت آزردہ ہو کر گھر میں اپنے بیٹھ رہے خانہ نشینی اختیار کی اور دل میں عہد کیا کہ اب بادشاہ کے دربار میں کبھی نہ جاونگا بیان بادشاہ نوشیروان سے بختک اور سبلہ نوبت و خسرو آٹھ پہر مشغلہ بادہ نوشی اور رنگ رلی کی مذاق لہو و لعب میں رات دن رہتا ہے کہ ایک روز بختک وزیر نے تصویر ملکہ زر انگیز بانو دختر نیک اختر بادشاہ مرجان کجکلاہ کی روبرو بادشاہ نوشیروان کے پیش کی اور عرض کیا کہ یہ تصویر دلپذیر شہر مرجانیہ سے آئی ہے بادشاہ دیکھتے ہی اس تصویر رشک مہ منیر کو ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گیا اور کہا اے بختک جلد تدبیر کر کہ میری شادی اس حور وش پری پیکر دلفریب جامہ زیب جبین مہ جبین سر نگین کے ساتھ ہو بختک نے عرض کی کہ حضور قرابت ہونا کیا مشکل ہے حضور بھی اپنی تصویر ہمراہ رقعہ شادی کتخدائی کے شہر مرجانیہ کو بادشاہ مرجان کجکلاہ کے پاس روانہ کریں دیکھیے کیا جواب آتا ہے اگر انکار ہوگا تو ایجاد و مرا ابتدو نسبت کرینگے بادشاہ نوشیروان نے فوراً رقعہ بہ عبارت سلیس و بہ مضمون و عجیب تحریر کر کے ہمراہ اپنی تصویر کے شہر مرجانیہ کو بادشاہ مرجان کجکلاہ کے روانہ کیا جسوقت رقعہ شادی اور تصویر بادشاہ نوشیروان کی مرجان کجکلاہ کے پاس پہونچی اور بادشاہ مرجان کجکلاہ کی نگاہ تصویر بے نظیر بادشاہ نوشیروان پر پڑی بہت خوش و مسرور و محظوظ ہوا اور پسند خاطر تو ہوا مگر کے جواب رقعہ شادی کتخدائی اپنی دختر نیک اختر کا اس شرط سے لکھوایا کہ ہمکو تصویر دلپذیر بادشاہ نوشیروان کی پسند آئی مگر میری دختر نیک اختر کی شادی اس شرط پر منحصر ہے جو اس شرط کو پوری کریگا اسیکے ساتھ میں اس دختر کی شادی کرونگا وہ شرط یہ ہے کہ قریب شہر پناہ میری حد عملداری کے اندر ایک باغ دلکش بہار لالہ زار میرے جد آبا کا بنوایا ہوا ہے اور نام اس باغ کا گلشن حیرت افزا ہے اب زمانہ حال سے وہ باغ خود بخود نگاہوں سے انسان کے غائب ہو گیا ہے اور ایک مینار اس باغ کے بیچ میں ہے لیکن وہ بھی چھپا

ہوا ہے آٹھویں روز وہ باغ زنگار رنگ رشک بوستان فلک نمایاں ہوتا ہے اور اُس میں صدہا راگ رنگ اور ترانے
کی بلند ہوتی ہے سننے والے حیرت زدہ ہیں عالم محویت طاری ہوتا ہے اسقدر از خود رفتہ ہوتے ہیں کہ اگر کھانا کھا رہے
ہوں تو جو نوالا ہاتھ میں ہے ہاتھ میں رہ گیا اور جو نوالا منہ میں ہے منہ میں رہ گیا صورت تصویر سکتہ ہو جاتا ہے کچھ
نہیں نظر آتا ہے اکثر آدمی دولہ اور آہنگ میں جاکر در باغ میں پہونچے اکثر اندر باغ کے چلے گئے پھر پلٹ کے
نہ آئے ساتھ والے فریاد و زاری کرتے رہ گئے چنانچہ میں نے چالیس آدمی وہاں مقرر رکھے کہ اُن میں سے ایک
ایک کرکے جاوے اور خبر لاوے جو اُس باغ میں پہونچا وہ پھنس گیا یہ تماشا بچشم خود نظر پڑا کہ جو گیا بعد تھوڑی سی
دیر کے اُسکو دیکھا کہ وہ اُسی مینار پر جو عیش باغ میں تعمیر ہے بیٹھا ہوا ہے دہائی دیتا ہے اور فریاد و واویلا کے نوحے
کر رہا ہے کہ ارے لوگو مجھکو بچاؤ میری جان جاتی ہے بس جب ہوتے ہوتے وہ باغ اور وہ مینار نظر سے نہاں ہو جاتا
ہے کسی قدر آہستہ آواز آیا کرتی ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ آواز بھی بند ہو جاتی ہے وہ باغ اور مینار اور وہ
آدمی غائب ہو جاتا ہے اسی طرح بہت سے آدمی میرے غائب ہو گئے پس جو شخص کہ اُس باغ کے راز اور
اسرار کو مجھپر ظاہر کریگا اُسکے ساتھ اس دختر کی شادی کرونگا بادشاہ نوشیروان کے پاس جب جواب
رقعہ شادی کتخدائی کا آیا اور بادشاہ نے یہ مضمون پڑھا بختک کے ہاتھ میں وہ کاغذ دے دیا آپ بعید
فکر و تردد سکوت کیے رنجیدہ کشیدہ پژمردہ افسردہ ہوکر بختک کی طرف دیکھا شعر پژمردہ ہو کے غنچۂ خاطر
جو رہ گیا ؛؛ افسردگی سے چاند سا چہرہ اتر گیا ؛؛ بختک نے دست بستہ عرض کی اے بادشاہ جہان پناہ
آپ متردد و متفکر ہوں غم و رنج نہ کریں میں اسکا بندوبست کرونگا آپ شہر مرجانیہ کو تشریف لیجیے اور ملکہ
زرانگیز بانو کو بیاہ کے لائیے عیش کیجیے مجھ سے آپ اسکی کچھ تشویش نہ فرمائیے کوچ کا سامان شادی کی تیاری کیجیے
بادشاہ نوشیروان نے حکم دیا کہ جلد چوبدار جائیں اور عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو جس طرح ممکن ہو بہ منت
اور سماجت جلد لائیں فوراً چوبدار دوڑے اور خواجہ بزرجمہر سے آکر دست بستہ عرض کی اے وزیر اعظم
اے دستور المعظم اے رونق کاشانہ نوشیروانی دستگاہ سلطنت و جہانبانی حضور کو بادشاہ جمجاہ نوشیروان
نے یاد فرمایا ہے اور بکمال منت و عاجزی بلایا ہے جلد تشریف لے چلیے کہ آپ کو مددگاری کرنا واجب و لازم ہے خواجہ
بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ سے میری طرف سے عرض کر دینا کہ اب میں دربار فلک جاہ میں نہ حاضر ہونگا بختک
خیر خواہ دولت پناہ بادشاہ جمجاہ موجود ہے میری کیا ضرورت ہے آپ مجھکو معاف فرمائیے ہر چند چوبداروں نے
عرض کیا بہت کچھ عذر و معذرت اور منت و سماجت کی مگر خواجہ نے انکار کیا اور دربار میں بادشاہ کے نہ آئے
مجبور و ناچار چوبدار پھر آئے بادشاہ کے آگے مردہی نے پایۂ تخت کو بوسہ دے کر عرض کیا کہ بادشاہ جمجاہ
کا اقبال یاور ترقی جاہ ازدیاد دولت و حشمت ہو خواجہ بزرجمہر سے کس کس طرح دست بستہ منت و سماجت
کی مگر وہ نہیں تشریف لاتے ہیں نہایت کشیدہ خاطر معلوم ہوتے ہیں بادشاہ نے حکم دیا کہ سعد زرین کمر و سپید
زرین ترکش جائیں اور جس طرح بنے میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو لائیں بختک نے عرض کی اے
حضور اے بادشاہ گردون پناہ جسقدر آپ خواجہ بزرجمہر کا اعزاز و اکرام اور خاطر و مدارات کرتے ہیں اُسی
قدر اور زیادہ اُنکا دماغ فلک ہفتم میں چڑھا جاتا ہے اگر وہ نہ آئینگے تو کار شاہنشاہی کیا بند رہیگا یہ مرحلہ صعب
طے ہو گا بادشاہ نے کہا او نالایق تیری ہی شرارتوں سے خواجہ بزرجمہر بگڑ بگڑ جاتے ہیں اور خفگی دکھاتے
ہیں وہ بزرگ ہیں میرے عم نامدار ہیں بغیر اُنکے ہمراہ جائے میں کبھی سفر نہ کرونگا اور شادی کرکے ملکہ کو

پیادہ نہ لاونگا یہ سنتے ہی بموجب حکم بادشاہ سعد زرین کمر و سعید زرین ترکش فوراً بخدمت خواجہ بزرجمہر
حاضر ہوئے اور عرض کیا اے خواجہ بزرجمہر آپ تشریف لے چلیے کہ بادشاہ نوشیروان مضطر و بیقرار ہے اور آپ کی
نسیم روح قباد و شہریار کی وہی ہے تشریف لے چلیے اور آپ زیب دہ اورنگ شہریاری ہیں آپ زینت بخش انجمن
جانداری ہیں آپ ہی کے قدم مبارک سے دربار شہنشاہی میں برکت ہے خواجہ بزرجمہر سے جب دونوں
نے بہت عذر خواہی کی مجبوراً ناچار سوار ہو کے دربار میں بادشاہ نوشیروان کے آئے آداب سلام
بقواعد شاہانہ بجا لائے متمکن بہ عہدۂ قدیمانہ ہوئے نوشیروان نے بعد مزاج پرسی کے کہا کہ ای عم نامدار
میری شادی ملکہ زرانگیز بانو دختر نیک اختر مرجان کجکلاہ کے ساتھ قرار پائی ہے مگر بحسب نارسائی ابھی کچھ
بیان ہے کہ یہ شرط پیش آئی ہے یہ کہکے وہ کاغذ مشروطہ ہاتھ میں حکیم خواجہ بزرجمہر کے دیا خواجہ بزرجمہر بہت
مسرور و شاد ہوئے بعد دعائے ترقی دولت و اقبال کے کہا کہ پروردگار عالم حضور کو مبارک و سازوار
کرے اور وصال میمنت مآل ملکہ زرانگیز بانو بخوشی خاطر فیض مآثر نصیب رہے بسم اللہ بہتر ہے مگر مشکل
زیادہ تر یہ ہے شرط دقیق ہے میری رائے نہیں ہے آپ تشریف نہ لیجائیں تکلیف نہ لیجائیں یہ مہم اہم ہے اس میں
ذلت و رسوائی ہے ہر طرح برائی ہے یہ سنکر بادشاہ آزردہ ہوا بہت کشیدہ اور رنجیدہ ہوا کہا ای عم نامدار جو کچھ
ہو میں جاؤنگا جس طرح ہوگا میں اسی کے ساتھ شادی کرونگا آپ کو اپنے ہمراہ لیجاؤنگا خواجہ بزرجمہر نے کہا
آپ کو اختیار ہے آپ جائیے مگر ملکہ نہ لیجائیے بہت پچھتائیے گا ندامت و خجالت اٹھائیے گا بادشاہ نے کہا
ای عم نامدار آپ کو ضرور چلنا ہوگا میں نہ مانونگا جو کچھ ہو جاؤنگا تامل نہ کرونگا خواجہ بزرجمہر نے بہت عذر کیے
مگر بادشاہ نے نہ مانا سامان سفر تیار کیا لشکر جرار کو جوڑے در دہان دے کر زرق برق بنایا اور جو کچھ سامان
شادی کتخدائی کا ہوتا ہے سب مہیا کرکے اپنے ہمراہ لیا اور مع لشکر جرار کے طرف شہر مرجانیہ کے کوچ
کیا ادھر مرجان کجکلاہ کو خبر ہوئی کہ بادشاہ جمجاہ نوشیروان مع لشکر ظفر پیکر لیکے شادی ملکہ زرانگیز بانو
اس طرف آتا ہے قریب در شہر پناہ کے ایک میدان لق و دق صحرائے پر فزا عشرت افزا میں پہلے ہی سے تیاری
فرودکش ہونے کی بادشاہ نوشیروان کی مرجان کجکلاہ کرنے لگا بہت عمدہ و نایاب بارگاہیں خیمے طنبو وغیرہ
سب استادہ کروا دیے اور سب سامان بارگاہوں اور خیموں میں مہیا کر دیا بارگاہوں میں فرش
مخملی نہایت تکلف کا بچھا دیا و تنگلے زرین و کرسیاے جواہر نگار و تخت مرصع کار برائے بادشاہ
عالیوقار بچھوا دیا اور سب خیموں میں اسی طرح سے سامان تکلفات آراستہ کیا اور پہرا چوکی مقرر کر دیا بیان
بعد قطع منازل و طے مراحل بادشاہ ذیجاہ و بزرجمہر عالیوقار و بختک نابکار مع اور ارکان دولت و سلطنت
و لشکریان بادشاہ عالم پناہی کے شہر مرجانیہ میں پہونچے بادشاہ مرجان کجکلاہ نے پیشوائی کرکے
بادشاہ کو ہمراہ لاکر بارگاہ نو آراستہ میں فرودکش کیا اور بزرجمہر وغیرہ کو حسب لیاقت خیموں میں اتارا
لشکر فیروزی اثر کو چھاونی کا حکم ہوا بڑی دھوم دھام سے دعوت کا سامان کیا تمام فوج کو ہمراہ بادشاہ نوشیروان
کے مہمان کیا سب کو جلسۂ عیش و نشاط محفل رقص و انبساط برپا ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے ناچ رنگ شروع
ہوا دورہ شراب کا چلنے لگا جام لبالب بادۂ گلرنگ کا ہر ایک کو ملنے لگا پرستان کا سماں بندھ گیا طوائف ترانہ
ساز بعید سوز و ساز یہ غزل گا کر بھاؤ بتانے لگی رنگ جمانے لگی غزل

جیتے جیتے عشق زلف فتنہ گر پیدا ہوا

باس یہ نکو کی نگاہ درد سر پیدا ہوا ۔ صبر گریہ ہجر میں درد جگر پیدا ہوا

اشک برسے چشم سے یہ ابر تر پیدا ہوا

عشق گیسوے مُنھ سے عشق ابرو جو گیا	درد سر جاتا رہا درد جگر پیدا ہوا	آئے کعبہ مین خلیل اللہ حج کے واسطے
تیرے دل مین میری الفت کا اثر پیدا ہوا	نور کو نسبت نہین اللہ رے تیرا جمال	کب بھلا اس حسن کا کوئی بشر پیدا ہوا
عشق قد یار سے اے دل ہوگا کچھ حصول	یہ تو تھا سرو مین کسدن ثمر پیدا ہوا	الفت چشم سیاہ ودور کے رنگین سکے ہین داغ
واسطے عاشق کے لانے کا جگر پیدا ہوا	جب کوئی صدمہ اٹھایا دل مرا جلنے لگا	چوٹ جب اس سنگ پر آئی شرر پیدا ہوا

یہ غزل برمحل جو اُس فتنۂ روزگار پری رخسار طوائف ترانہ ساز نے بعد سوز وساز وساز گائی اور ہاتھ پانون چمکا کر معشوقانہ بھاؤ بتائے عاشق مزاجون کے دل پامال ہوئے بہت سے بے حال ہوئے مگر آداب شاہانہ سے سبکے سب چپکے سکوت مین بیٹھے رہے صحبت رقص مرغ حیرت ہوگئی غرض دو پہر رات تک یہ جشن رہا بعد اُسکے محفل رقص برخاست ہوئی بادشاہ جمجاہ نوشیروان جہان پناہ اُٹھکر اُس بارگاہ مین آیا جہان مقام خوابگاہ مقرر کیا تھا بادشاہ نے آرام فرمایا مرجان کجکلاہ رخصت ہوکر اپنے محل مین گیا اور بزرجمہر وغیرہ سب اپنی اپنی بارگاہون مین بستر خواب پر سو گئے جسوقت صبح ہوئی سلطان مشرقی گرد فر تخت فلک زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا خسرو انجم سپاہ نے مع لشکر سیارگان قلعۂ مغربی مین داخلہ کیا بادشاہ نوشیروان بیدار ہوئے بزرجمہر اپنی بارگاہ مین اُٹھے حمد وثناے الٰہی بجا لاے عبادت خدا مین مشغول ہوئے اُدھر اپنی اپنی بارگاہون مین بختک اور اور سردار اپنے خیمون مین تمام افسران لشکر وشکریان نامور خواب غفلت سے ہوشیار ہوئے لشکر مین صبح کی ذردی بجنے لگی طاشون کی صدا کوسون کی تنگ دہل سے ترک بگل چونک اٹھا قرنا کی آواز سے نخلهاے صحرا جھومنے لگے تر ہی سے ترانہ سازی ظاہر ہوئی شہنائیون کی آواز سے طائران وحشت مست ہوئے اپنی اپنی زبان مین سب چہکارنے زمزمے کئے اپنے خالق کو پکارنے لگے نغمہ سنجی مین مشغول ہوئے غنچے کھل کھل کر پھول ہوئے اُس طرف بلبلین چہکنے لگین کلیان شگفتہ ہوکر مہکنے لگین سبزہ خوابیدہ ... لپک کر بیدار ہوا صحراے پر فر اشعاع آفتاب سے لالہ زار ہوا گل خودرو کی بھینی بھینی خوشبو مین آنے لگین نسیم اٹھلا اٹھلا کر چلنے لگی شبنم نے چھڑکاؤ کیا عروسان چمن نے اپنا بناؤ کیا بیت عجب گلون کی بھی ای بلبلو شمیم آئی * صبا کے ساتھ شلق ہوئی نسیم آئی * سرداران لشکر وغیرہ صحرا مین جابجا ٹہلتے تھے فضاے سبزہ زار دیکھتے تھے غرضکہ دن چڑھا بارگاہ بادشاہ نوشیروان آراستہ ہوئی سردار وغیرہ آ آکے جمع ہونے لگے بختک بھی آیا بزرجمہر بھی تشریف لاے بادشاہ آسمان جاہ بارگاہ کیوان پناہ مین جلوہ افروز ہوکر ناگاہ چوبدار عرض بیگی نے عرض کیا کہ بادشاہ عالم کی ترقی اقبال دوست شاد دشمن پامال بادشاہ مرجان کجکلاہ کی سواری آپہونچی حکم ہوا کہ بارگاہ مین حاضر لاؤ اُسکا بڑا اعزاز واکرام کرو سرداران لشکر نے پیشوائی کی ہاتھون ہاتھ مرجان کجکلاہ کو بارگاہ نوشیروان مین لائے بختک وبزرجمہر ودیگر وزرا وامرا نے تعظیم شاہانہ کی بادشاہ نوشیروان نے بعد رسم سلام شاہی اپنے برابر جگہ دی بعد تھوڑی دیر کے مرجان کجکلاہ کی طرف مخاطب ہوکر بختک نے عرض کی کہ حضور وہ باغ کونسا ہے جسکی شرط قلم جواہر رقم سے تحریر کی گئی تھی مرجان کجکلاہ نے نوشیروان عالم پناہ سے کہا کہ وہ مقام کہ جہان وہ باغ فرحت افزا ہے تھا اب وہان میدان لق ودق معلوم ہوتا ہے گلشن فرحت افزا کا کہین پتا بھی نہین آنکھون سے ناپدید ہے جسکی دید ہے نہ شنید ہے دو دن اور باقی ہین آج کے تیسرے روز وہ باغ فرحت افزا نمایان ہوگا شام سے وہان رقص پریزادان ہوگا وہ خوش آوازیان آنکی دلون کو مضطر دیکھین

کرتی ہین وہ نازنین راگ رنگ کی ہوش و حواس انسانی کو کھوتی ہین کہ بے اختیار انسان سبکار و بار دنیا چھوڑ دیتا
ہی اور گانا پر ہزارون کا تماشا کرتا ہی اور جو کوئی ہوش و حواس مین آکر اندر باغ کے چلا جاتا ہی آفت مین مبتلا ہوتا ہی ہاتھ
جان سے دھوتا ہی مگر مجبور اپنے نصیبون کو روتا ہی عقل حیران ہی طبیعت پریشان ہی کوئی اُسکے اظہار اسرار کا
بند و بست ہو نہ سامان ہی ہر وقت غضب مین جان ہی شعر مثال عقدۂ لاحل کہ سر آن نہ کشود ÷ بجبیرم کہ سرانجام
آن چہ خواہد بود ÷ مرجان لحکلاہ کی اس گفت و شنید سے سب ہمراہیان بادشاہ نوشیروان مشتاق
اُس باغ نادیدہ کے ہوئے سب کے سب منتظر اس دن کے رہے جب دو روز گذر گئے اور وہ دن
آیا مرجان لحکلا نے کہا کہ آج وہی دن ہی یعنی روز ظہور گلشن فرحت افزا ہی ای شہریار زمان اب آج
تشریف لیچلیے تماشا دیکھئے بادشاہ نوشیروان اُٹھ کھڑا ہوا برابر بادشاہ کے کچھ پیچھے ہٹے ہوئے خواجہ
بزرجمہر داہنی طرف اور بائین طرف وزرا اور امرا اور سب سرداران اولوالعزم و چند لشکریان جرار بھی ہمراہ
ہوکے چلے مرجان لحکلا سبکو ساتھ لئے ہوئے بعد گردوز صحرا مین اُس مقام پر پہونچا کہ وہان سے سامنے دو
باغ دکھائی دیتا تھا مرجان نے کہا ای شہریار یہ وہی باغ ہی جو سامنے معلوم ہوتا ہی آپ آگے
جانے کا موقع نہین ہی یہین ٹھہر جائیے اسی جگہ سے سیر کیجیے دور سے سب نے دیکھا کہ پھاٹک مین اُس باغ
کے بہت عمدہ و نایاب پرتکلف جواہر بیش بہا سراپا جڑے ہوئے ہین کیلون کے مقام پر یاقوت و زمرد کے
لگے ہین ہیرے کی کیلیان اُس پاس اُنکے بعض ہین کنڈے بڑے بڑے گوہر بے بہا بدے ہوئے سوراخ
اُنکے کشادہ حد سے زیادہ جس مین قفل بیش قیمت کی زنجیر لگی ہی اُسکی چمک سے آنکھ دیکھنے والے کی خیرہ
کرتی ہی دیوارین بلند گنگا جمنی نقرہ و طلائی بنی ہوئی گویا عوض مٹی کے خمیر سونے چاندی کا کیا گیا اُسپر نگینے
چوپہل برابر جڑے ہوئے ہیرے یاقوت زمرد و پکھراج و نیلم الماس و عقیق ہفت رنگ بڑے بیش
قیمت لگے ہوئے چار طرف دیوار و منبر انگور کی بیلین پھیلی ہوئین خوشے اُنکے کم سنے والون کو تاک رہے
ہین نسیم کے جھونکون سے مستون کی طرح جھوم جھوم کر دیکھنے والون کے دلون کو للچاتے ہین طاؤس
مت در اُس گلشن پر فزا کی دیوارون پر بول رہے ہین اور کبھی رقاصی کا عالم دکھا رہے ہین اُس باغ کے
اندر سے آواز طائرون کے چہکنے کی آتی ہی مرغان خوش الحان زمزمہ پردازی کرتے ہین بلبلین گنبد
فلک سے نغمہ سنج ہین قمریون کی صدائین بلند ہین کوئی طائر یا ہو یا کہہ رہا ہی کوئی حق سرہ کی دھوم مچا رہا ہی بیچ
مین اُس باغ عطر کن دماغ کے ایک منارہ نہایت بلند ہی کہ کلس اُسکی گنبد فلک سے مل گئی ہی اُس مین
ایک مقام بلند پر ایک ہیرے کی کھڑکی لگی ہوئی ہی گنگا جمنی کٹہرا لگا ہی اور وہ منارہ ایسا جواہر نگار و مرصع کار
ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی آفتاب درخشان اُسکو دیکھکر شرماتا ہی جھلا کر رہجاتا ہی یہ کیفیت اُس گلشن فرحت افزا کی
باہر سے دیکھکر اور صدائین مرغان خوش الحان کی سنکے سب لوگون کو وجد ہوا سیر باغ کا دل مین ولولہ آیا بادشاہ
نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا بزرجمہر نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ حضور بختک کو حکم دین کہ
وہ جاکر خبر لاوے وہی آپکو یہ ہی کرکے لایا ہی ادہین تو آپ کو منع کرتا تھا بختک اپنے تئین بہت دانا
و بینا جانتا ہی چار ورق پڑھ لئے مجھسے اُستاد ہوگیا اب وہی اُس سے کوئی سر کرے اور عقدۂ لاحل کو حل کرکے
دکھاوے بختک نے عرض کی کہ حضور مین خود ہی جاتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے آپ کیون کسی سے فرماتے ہین
بزرجمہر سنکر خاموش ہو رہے بختک نے آکر لباس فاخرہ پہنا شملہ زرتار سر پہ کج بانکا کرکے لگایا کمر

چست باندھی ہمت مردانگی کرکے چلا سب سامنے سے کرشمے دیکھ رہے ہیں بختک یہ دیوانہ ہمت گیا اور جاکر
پھاٹک پر اس باغ دلکش و مینو سواد کے آواز دی کہ اے گلشن آرائے مقام حیرت فضا وای باغبان گلشن فرحت فزا
ہم باغ میں آسکتے ہیں جو پردے والیاں ہوں ہٹ جائیں پردے میں چھپ جائیں کہ ہمکو بادشاہ جہاں
نوشیروان زمان نے واسطے دریافت احوال تازگی بہار باغ و براے تماشائی محفل انبساط باغ باغ
ہوکر بھیجا ہے کچھ جواب نہ آیا بختک نے بکار کشی طبیعت قدم اندر اس باغ مینو بہار کے بڑھایا بادشاہ
نوشیروان و بزرجمہر و بادشاہ مرجان کجکلاہ وغیرہ یہ سب کرشمے دیکھ رہے ہیں کہ بختک اندر باغ کے گیا
جاتے سب نے دیکھا پھر حال نہ معلوم ہوا کہ اسپر کیا گذری بعد چند ساعت کے دیکھا کہ بختک اسی
مینار مرصع کار پر اس کھڑکی سے نکل کے آکر اسی کٹہرے کے بیچ میں بیٹھا اور نالہ و فریاد کرنے لگا ای بادشاہ
نوشیروان عادل مجکو بچائیے اس قید و تنگ سے جزا اپنے واسطے میں مرتا ہوں اپنی یہاں آنے کی تمنا
پر افسوس کرتا ہوں ای بھائی بزرجمہر مجھیں مدد کرو اس بلا کو رو کرو یارو جان جاتی ہے کوئی تدبیر بن نہیں
آتی ہے کیا آؤں یہ اذیت کیونکر سہوں یہاں بادشاہ نوشیروان بیتاب ہوا جاتا ہے سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہے بیقرار و اشکبار ہے چونکہ بختک کے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا ہے محبت اس سے دلی ہے دل کو چین
نہیں ہے بزرجمہر سے بار بار کہتا ہے ای عم نامدار کوئی تدبیر کیجیے اس نالائق بے وقوف میرے ساتھ کھیلے کو
بچائیے بزرجمہر کہتے ہیں میرا کیا اختیار ہے میں کیا کرسکتا ہوں اسکی رہائی کی کون سی تدبیر کروں الغرض بختک
مینار پر تڑپ رہا ہے نوشیروان یہاں بیقرار ہو رہا ہے مرجان کجکلاہ کہتا ہے ای نوشیروان آپ کیا سمجھکے
آئے تھے اس ناکردہ کار سے کو سیلے پر چلیا سیسے اگر اتنی قدرت نہ تھی تو کاہے کو شادی کی تجویز کی ملکہ زر انگیز بانو
کا وصل کیا بیچارے بختک کی مفت جان گئی ہاتھ سے اپنے وزیر کو کھو بیٹھے کیا تخم حماقت مزرعہ نادانی میں بویا
شعر ہر دار بش ز خاک در سا نیش بر فلک + ہر کو براس تو زند چون عیار دست ** بادشاہ نوشیروان کلام
طعنہ زنی مرجان کجکلاہ کے سنکر اور زیادہ دلریش ہوا مرحلہ خجالت و ذلت در پیش ہوا یہ سب ندامت سے
نہایت رنج و ملال ہوا غصہ سے منہ سرخ ہو گیا ضبط کرکے کہا ای مرجان کجکلاہ شعر دل اگر خار جفا دیدہ امید است کہ باز
گل امید بچیند ز گلستان مراد + آخر کار بادشاہ نوشیروان کو بزرجمہر سمجھا کر تسلی و دلاسا دے کر بارگاہ میں
لایا اور بادشاہ مرجان کجکلاہ اپنے محل میں گیا نوشیروان نے کھانا پانی سب ترک کر دیا کہتا تھا کہ ہر چند بختک
بڑا نالائق و بدکار و احمق ہے مگر میرے دل کو بیقراری ہے کہ اسکو تڑپتا ہوا چھوڑ آیا ہوں اے عم نامدار جلد
اسکی رہائی کی تدبیر کیجیے جام وصل ملکہ زر انگیز بانو سے کمال ہے جو دیکھیے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ بھلا
اب میں کیا اسکی رہائی کی فکر کروں کیونکہ بے ادا سے شرط مرجان کجکلاہ کی دختر کے ساتھ شادی کرادوں
آپ اس خیال فاسد کو دور کیجیے دل کو غم و الم نہ دیجیے شہر مدائن کو تشریف لیچلیے یہ مقدمہ وقت طلب ہے ابھی
نہ پڑیے اگر زندہ رہیگا تو بختک بھی رہا ہوکر چلا آئیگا بادشاہ نوشیروان نے کہا ای عم نامدار اب سر
سے پانی اونچا ہو گیا کوچہ عشق میں ذلیل و رسوا بھی ہوا پھر وصل ملکہ زر انگیز بانو سے محروم رہوں لازم
ہے کہ اگر وصال میسر ہو تو جان دوں شعر تا نظر از چہرہ گلفام شان پوشیدہ ام + خار در چشم اگر ز روے
فراغت دیدہ ام + یہ کہکر نوشیروان عادل رونے لگا اور قصد اپنے ہلاک کرنے کا کیا بزرجمہر نے
بادشاہ نوشیروان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای بادشاہ یہ کار مردانگی نہیں ہے گھبرائیے نہیں پروردگار عالم اپنی قدرت

کا مدد دکھائیگا انشاء سب کام آپ کا بن جائیگا حضور بقول سعدی مصرع تربیت نااہل را چو گردگان بر گنبد است مگر آپ
کے والد مغفور کی وصیت پر عمل کرتا ہون آپ کے اطاعت سے قدم باہر نہین دھرتا ہون آپ کا رنج و ملال
نہین دیکھا جاتا بختک کبھی اپنی حرکتون سے باز نہ آئیگا آپ کو یونہین بڑی بڑی مصیبتون مین ڈالیگا مگر آپ کے
واسطے کبھی کچھ مضر نہوگا قطعہ خیاط زمانہ بے تکلف ؛ بر قد تو دوخت جامۂ فتح ؛ نام تو در ابتدا نوشتہ ؛ منشی قضا
بجانہ فتح ؛ غرض کہ بزرجمہر نے چوبدار کو حکم دیا کہ جاؤ جلد مرجان کجکلاہ کو بلا لاؤ کہ بادشاہ نوشیروان زمان
نے یاد کیا ہے جلد تشریف لایے دیر نہ فرمایے بموجب حکم محکم چوبدار فوراً دوڑا گیا مرجان کجکلاہ کو ہمراہ لیکر آیا
بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ مرجان کجکلاہ یہ خاطر بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل زمان اسرار خفی باغ گلشن
فرحت افزا آپ پر منجلی کیے دیتا ہون قدرت خداے عزوجل کا تماشا دکھاتا ہون جسکے بھروسے پر بادشاہ
نوشیروان مسافت سفر اٹھا کر آئے وہ احمق نالایق خود بلا مین پھنس گیا جب سزا ہی نہ پوری ہوسکی تو
ملکہ مہر انگیز بانو کے ساتھ شادی ہونا کیا مگر خیر دیکھیے گا کہ بزرجمہر نے کونکار نمایان کیا تھا آپ ایک بارگاہ عمدہ
ونایاب پر تکلف صحراے سبزہ زار مین استادہ کرائے اسمین تخت شاہانہ لعبت زیب و زین بچھواے اور دو کرسیان
جواہر نگار آراستہ فرماے پھر کارنمائی خواجہ بزرجمہر کی ملاحظہ کیجیے فوراً بموجب ارشاد فیض بنیاد خواجہ
بزرجمہر بارگاہ پر تکلف استادہ ہوئی تخت و کرسیاں جواہر نگار بچھائی گئین خواجہ بزرجمہر اٹھے اور
اپنے ساتھ بادشاہ نوشیروان اور مرجان کجکلاہ کو لیکر چلے اور سردارون وغیرہ سے کہا کہ تم گرد بارگاہ
مسلح و مکمل حاضر ہو غرض کہ بادشاہ نوشیروان کو تخت پر بٹھایا اور ایک کرسی پر آپ بیٹھے اور کرسی پر مرجان
کجکلاہ کو متمکن کیا اور کئی ہزار لشکری مع افسرون اور سردارون کے گرد بارگاہ صف باندھے حاضر رہے اور
چوبدار دمبدم رہے اور خدمتگار و خواص سامنے دست بستہ باادب سر خم کیے کھڑے ہوے کہ حکیم خواجہ بزرجمہر
نے ایک گوشہ بارگاہ مین تھوڑی سی زمین صندل مٹی سے لیپی اور آگ کے انگارے اسپر ایک طرف
رکھے اور تھوڑے سے پھول خوشبودار منگا کر رکھے اور لونگین اور کافور تھوڑا اگر گوگل سوا من شمالی چڑا ہری
اور ایک کالا بکرا اسی اگیاری مین ذبح کیا اور گھی کا چراغ جسمین اس لیپی ہی زمین کے اندر جلایا اور ایک
پرچہ کاغذ سفید کو ہاتھ مین لیکر یہ اسم پڑھنا شروع کیا اسم افسون مان مان مین تیرا اسمان تیرے کان آیا خاک
چھان جلد حاضر ہو میرا کہا مان دہائی تجکو تخت حضرت سلیمان پیغمبر بن داؤد پیغمبر علیہ السلام کی ہے یہ اسم
پڑھکر اکتالیس مرتبہ اس کاغذ سفید پر دم کیا اور وہان گوگل لونگ کا فور جلانا شروع کیا اور بکرا ذبح کرکے
اگیاری مین خون جلایا اور وہ کاغذ بالاے ہوا اچھال دیا وہ کاغذ سفید بطور نامہ حکیم حاذق صاحب کمال
خواجہ بزرجمہر کے مثل طائر بلند پرواز کے اڑتا ہوا چلا گیا بزرجمہر نے پھر اسم پڑھنا شروع کیا اور بخور
آگ مین جلاے کہ اتنے مین مردہے نے عرض کی اے وزیر اعظم دستور المعظم ایک چوبدار کسی بادشاہ کا آیا ہے
باریابی حضور طلب کرتا ہے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا بلا لو وہ چوبدار جب سامنے آیا بادشاہ نوشیروان اور
مرجان کجکلاہ اور حکیم خواجہ بزرجمہر کو بہ آداب شاہانہ سلام آداب تسلیم بجالایا اور دعا ترقی عمر و دولت
دے کر عرض کیا کہ غلام کو بادشاہ نے بھیجا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ مین بہت آپ کی ملاقات کا مشتاق تھا مین نے خود آنے
کا ارادہ کیا تھا کہ آپ نے یاد فرمایا مین ابھی حاضر ہوا خواجہ نے کہا کہ میری طرف سے بعد تسلیم کے عرض کرنا
کہ تشریف لایے سب آپ کے مشتاق زیارت ہین یہ سنکر وہ مردہا چلے پاؤن روانہ ہوکر سب کی نگاہون سے

غائب ہو گیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اُسکو آپ لوگون نے پہچانا یہ کون تھا سبنے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ یہ کون
تھا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ یہ جن تھا چندے جو بیداری معمور ہے یہ ذکر تھا کہ بیرون بارگاہ غبار ہوا کہ وہ گرد و
غبار اڑتا ہوا معلوم ہوتا ہے دور سے دکھائی دیتا ہے کہ فوج قاہرہ کسی بادشاہ کی جلو مین چلی آتی ہے خواجہ بزرجمہر نے
حکم دیا کہ بیرون بارگاہ سب سے منع کر دو کہ باتین نہ کرین سب کے سب صف باندھے کھڑے رہین خموشی اختیار کرین اور
جب سواری کسی بادشاہ کی آئے سلامی لیے ادب و قاعدے سے ہشیاری رہے ناگاہ قریب سے ڈنکے
کی صدا آئی نقیبون کی آواز گوش زد ہوئی خواجہ بزرجمہر اُس اگیاری مین سے اُٹھ کر دربار گاہ پر بہ استقبال
بادشاہ آکر کھڑے ہوئے کہ اتنے مین اُدھر کی فوج ظفر موج جو زرق برق مین جائے کھڑی ہوئی تھی سب نے
سلامی دی مرد سپہ نے بڑھ کے پردہ کارچوبی بارگاہ کا اٹھایا بزرجمہر اور بادشاہ نوشیروان اور مرجان کجکلاہ
نے بغور ملاحظہ کیا کہ آگے آگے ہاتھی پر دھونسا نقارے کا بعد اُسکے بیس سواران رسالے کی کہ وہ سب ترکی و
تازی و عربی پر سوار پہلوؤن مین افسر انکے آگے آگے رسالہ دار سب مسلح و مکمل زرق برق بنے ہوئے سینے تنے ہوئے
برچھے ہاتھون مین لئے ہوئے اور انکے پیچھے پلٹنین عجب اور تلنگون کی تند و قین کاندھون پر اُن مین سنگینین
چڑھی ہوئی دو دونون پاؤن پر کھینچی ہوئین نیمون کے توڑے روشن سنگرشے کمرے سے لگے ہوئے قاعدے
سے چلے آتے مین پیچھے انکے جلوسی ساندنیان کوتل گھوڑے زیور جواہر مین آراستہ اور بہت سے ہاتھی ہتھنیان
رنگی بنائی آن سبکے پیچھے ایک ہوادار جواہر نگار پر بادشاہ سر پر تاج مکلل بجواہر جسکی قیمت ہفت اقلیم کے خراج
سے ہزار چند زیادہ پوشاک غرق زیب جسم دلایتی آگے زانو پر رکھے ہوئے تمکنت و حشمت بعد جو دولت
و شوکت چلا آتا ہے نقیب آگے ہوادار کے بہ صدا آدمبدم لگاتا آتا ہے بار و دنگر روبرو ہٹو بڑھے چلو حد جلوداری سے
باہر ہو ترقی عمر و دولت و جاہ و جلال از دیاد حشمت و اجلال جب قریب بارگاہ کے آکر سواری ٹھہری لشکر نے
پیدل و سوار کے برابر باندھ کر سلامی دی ہزار ہا باجے وردی کے بجے بادشاہ بڑے جاہ و حشم سے اترا خواجہ
بزرجمہر استقبال کو در بار بارگاہ پر کھڑے تھے پہلے بآداب شاہانہ سلام بجا لائے پھر ہاتھ اُس بادشاہ کا
پکڑے ہوئے بارگاہ کے اندر قریب تخت جواہر نگار کے آئے بادشاہ کو تخت پر پہلو مین بادشاہ نوشیروان
کے بٹھایا بادشاہ جمجاہ نوشیروان رسم سلام سے بہ قواعد شاہی پیش آئے پہلو مین اُس بادشاہ کے بیٹھے
اور ایک کرسی جواہر نگار پر مرجان کجکلاہ بعد ادائے رسم سلام کے بیٹھا اور ایک کرسی پر خواجہ بزرجمہر
متمکن ہوئے بادشاہ نے بزرجمہر کی مزاج پرسی کی خواجہ نے جواب دے کر بادشاہ نوشیروان کی طرف
اشارہ کر کے عرض کیا کہ یہ ہمارا بادشاہ نوشیروان آپ کی ملاقات کا بہت مشتاق تھا یہ سنتے ہی وہ بادشاہ
اجابتہ کھڑا ہوا اُسکے ملاقات سے خوش ہوا تخت پر آپ بیٹھا نوشیروان کو بھی بٹھایا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اُس
خادم نے آپکو اسوقت فقط اسواسطے تکلیف دی ہے کہ کل سے اسوقت تک ہمارے بادشاہ نوشیروان
نے مطلق نہ کھانا کھایا ہے نہ پانی پیا ہے کیونکہ اسکا رفیق وزیر بختک کہ بہ نادانی اس باغ مین جا کر بعذاب پھنس
گیا ہے نہایت صدمہ و الم ہے لہذا امیدوار ہون کہ اول راز اس باغ گلشن فرحت افزا کا زبان مبارک سے بیان
فرما دیجیے اور پھر اُس وزیر بادشاہ کو رہا کروا دیجیے اُس بادشاہ نے کہا کہ اے خواجہ بزرجمہر میرا نام بادشاہ عفورجنی
ہے مدت سے مین سب سے خوب آگاہ ہون تم فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال کے ہو اور وزیر بختک بیٹا نقش نابکار
کا ہے جس نے تمھارے پدر بزرگوار عالیقدر خواجہ بخت جمال کو مار ڈالا ہے تو ناحق کیا ہے اسکی رہائی کے

بارے مین تم کچھ نہ کہنا سوا اسکے اور جو کچھ کہوگے منظور کرونگا اسکی رہائی اور رحم کرنے کو نہ مانونگا خواجہ بزرجمہر
نے کہا کہ بادشاہ نوشیروان کا رنج و الم مجھکو گوارا نہین اب آپ بادشاہ نوشیروان کی خاطر سے بختک کو
رہا کروا دیجئے اور راز مخفی اس باغ کا بتا دیجئے بادشاہ غفور چینی نے کہا کہ ای بزرجمہر یہ باغ مرجان کجکلاہ
کے باپ نے بڑی تمنا اور خوشی سے بعد شوکت و شان بنوایا اور آراستہ کیا تھا جب یہ باغ بنکے تیار ہوا اور لالہ زار
پر بہار ہوا جب اس باغ پر پریزادون نے قبضہ کیا اسوجہ سے کہ یہ زمین باغ جناب سلیمان کا چلہ خانہ اور
وظیفہ پڑھنے کا مقام تھا آٹھون دن سب پریزاد و دیوزاد و جنہ وغیرہ آتے تھے اور کچھ راگ رنگ وغیرہ سے
شغل کرتے تھے جب مرجان کجکلاہ کے باپ نے باغ بنوانا شروع کیا تھا تو سب پریزاد مانع ہوئے مگر اسنے
نہ مانا اور باغ بنوا کر بڑے تکلف سے آراستہ و پیراستہ کیا جسنے اس باغ کو نگاہ انسانی سے غائب کر دیا اور
اب یہ شغل معمولی ہمیشہ معین کیا چنانچہ اب تک اسی طرح جلسہ راگ رنگ کا آٹھوین روز ہوا کرتا ہے اور جو
کوئی انسان باغ مین آجاتا ہے اسکو سزائے معقول ملتی ہے اور قید ہو جاتا ہے ای بزرجمہر بختک نہایت نالائق
ہے اسکے دل مین فریب و دغا ہے اپنی خطا پر خجل نہین ہوتا ہے اسکو ایسی عذاب سخت مین رہنے دو قول سعدی
کا کیا تم نے نہین سنا ہے قطعہ بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش + عذر بدرگاہ خدا آورد + ورنہ سزاوار خداوندیش
کس نتواند کہ بجا آورد + ای بزرجمہر اگر تمہاری ایسی ہی خوشی ہے تو بادشاہ نوشیروان سے کہدو کہ دلگیر نہون اور
غم نہ کھائیے وہ نالائق حاضر ہوتا ہے شعر گر زمین چمن شاخ گلے پژمردہ شد + روے نسرین تازہ است و جعد
سنبل تابدار + یہ کہکر بادشاہ غفور چینی نے حکم کیا کہ لاؤ سب قیدیون کو جلد حاضر کرو بموجب حکم بادشاہ
غفور چینی کے بختک مسلسل بزنجیر آہنی حاضر ہوا اور سب قیدی بھی آئے کہ وہ ملازم بادشاہ مرجان
کجکلاہ کے تھے اسی وقت غفور چینی نے سلسلہ زنجیر سے بختک ملعون کو اور سب قیدیون کو بھی چھوڑ دیا
بختک نے بادشاہ نوشیروان کو دیکھکر کے چوتڑ اپنے کھولکر دکھائے اور عرض کیا کہ حضور آپ کی
محبت و اطاعت مین چوتڑون کا یہ حال ہو گیا گہرے گہرے زخم پڑ گئے کھڑا ہونا دشوار ہے بیٹھا نہین جاتا
نوشیروان اور مرجان کجکلاہ اور بزرجمہر سنکر بے حال کھلکے ہنسنے لگے بزرجمہر نے کہا ای بختک
یہ تیرے چوتڑون پر کاہیکے زخم پڑ گئے بختک نے کہا کہ جب مین باغ مین گیا مجھکو لوگون نے گرفتار
کیا اور پکڑ کر پتارہ کٹہرے کے بیچ مین بٹھایا اور اس مین کیلین نوکدار کھچی ہوئی جڑی ہین وہ سب
چوتڑون کے وار پار ہو گئین مین تڑپنے لگا فریاد کرنے لگا مگر کوئی میری فریاد کو نہ پہونچا اسوقت بادشاہ
غفور چینی نے یاد فرمایا تو ان کیلون پر سے بہزار خرابی اٹھا کر لائے ہین دیکھئے خون کے فوارے
چھٹ رہے ہین زخم اسقدر گہرے ہین کہ خانۂ انگشتانہ معلوم ہوتے ہین پھر بزرجمہر نے بادشاہ غفور
چینی سے کہا کہ ای شہریار مین آپ کا بہت ممنون احسان ہوا کہ آپ نے میرے کہنے کو قبول کیا کہ بختک
وغیرہ کو رہا کر دیا بادشاہ غفور چینی نے کہا ای بزرجمہر یہ سب تمہاری خاطر سے ہوا اور اب تمہاری خاطر
سے اس باغ کو بھی چھوڑ دیا اب آج سے یہ جلسہ پریزادان یہان منع کرونگا تم باغ مین رہو اور بادشاہ
نوشیروان کی شادی ملکہ زر انگیز بانو کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے کرو اور اسی باغ مین باہلا و صحبت
عیش و عشرت کی آراستگی ہو ہم بھی تماشا دیکھینگے بلکہ یقین ہے کہ شریک بھی ہونگے یہ کہکر بادشاہ غفور چینی
نے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی مگر ذرا سی

جلد سے آپ کی زیارت نصیب ہوئی کبھی کبھی تو ملازمت سے اپنی سرفراز فرمایا کیجیے گا تحفۂ خوشبویات وغیرہ اس
خاکسار عاجز و انکسار کا لیجیے گا مصرع برگ سبز است تحفۂ درویش ❊ یہ سنکر بادشاہ عفور جنی اُٹھ کھڑا ہوا صحبت
بازو باز برخاست ہوئی ان سب نے رخصت ہوکر ہوا دار پر سوار ہوا اور اسی طرح سب سوار پیدل جلو داری
کرتے ہوئے چلے وردی سوار ہونے کی بادشاہ عفور جنی کے بجی ڈنکا ہوتا ہوا نقیب آگے آگے بولتا
ہوا بڑے تزک اور سامان سے سواری بادشاہ عفور جنی کی گئی مرجان کج کلاہ نے خواجہ
بزرجمہر سے کہا کہ ماشاء اللہ آپ بڑے زبردست عامل ہیں اور کمال سحر اور کرتب میں کامل ہیں جب
آپ ایسا صاحب کامل موجود تھا تو ایسا طول کیوں کیا پہلے ہی سے یہ ردبلا کی گئی ہوتی نخچک کو اس
عذاب شدید میں کیوں پھنسایا بزرجمہر نے کہا کہ یہی مصلحت تھی نخچک کے غرور و کبر نے پھنسایا پھر علم
عظیم دکھایا کہ ایسا ذلیل و خوار ہوا شعر تکبر عزازیل را خوار کرد ❊ بزندان لعنت گرفتار کرد ❊ مگر وہ دیکھ
لیجے گا اسی طرح سے پھر بنا ہوا ہی بقول شخصے چکنا گھڑا کہ بوند پڑی اور ڈھل گئی پھر آتے ذلت اور رسوائی
کا خیال بھی نہیں اسی نامعقول نے ہمارے بھولے بادشاہ نوشیروان کو خراب کر رکھا ہی ورغلا ن
کے محنت خرابی میں ڈالا ہی مگر بادشاہ کو اس سے ساتھ کھیلے کی محبت ہی جو وہ کہتا ہی بادشاہ جھپ سے
مان لیتا ہی گو کہ بقول سعدی شعر کس نیاید بزیر سایۂ بوم ❊ ور ہما از جہان شود معدوم ❊ مگر خدا جانے
بادشاہ کو کیا ہی ہوا ایسا اس سے جکڑا ہوا ہی پھر خواجہ بزرجمہر بادشاہ نوشیروان عادل کو مع مرجان
کج کلاہ اور نخچک وغیرہ ہمراہ لیے ہوئے اسی باغ فرحت افزا میں آئے اس باغ کی ہوا سے نہایت
دل شگفتہ ہوا دیکھا کہ وہ باغ رشک باغ بہشت عنبر سرشت ہی گویا زمین پر تو ان بہشت ہی کس طرح کو نسیم
اٹکھیلیاں کرتی پھرتی ہی کسی سمت کو باد صبا مشغول خرام ناز ہی نہالے میوہ دار جھوم رہے ہیں
شاخہائے گوناگوں زمین بوس ہو رہی ہیں نرگس شہلا اشارے بازیان کیسے گل ہائے رنگا رنگ کو
جھنسا رہی ہی سنبل تابدار اپنا پیچ و تاب دکھا رہی ہی سوسن اپنی رنگت جما رہی ہی گلہائے ریحانی لعبد کامرانی
شگفتہ ہیں جلا البیلا پن دکھاتا ہی لالہ سے دلکا داغ شبراغ چمک رہا ہی سرو شمشاد عزت قد آزاد
لب جو استادہ ہی طائران خوش الحان چہک رہے ہیں چمن چمن پھول مہک رہے ہیں سبزہ خوابیدہ بیداری
کا سماں دکھاتا ہی کیا کیا موج ہوا سے لہلہاتا ہی چمن مہندی اس باغ کی نایاب پڑیوں سبزے کی لاجواب
گویا جا بجا فرش زمرد بن باغ میں بچھا ہی تھالوں میں مالوں سے پھولوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں گلچینان
چمن ہر طرف پھر رہے ہیں باغبان روش روش ٹہل رہے ہیں مرغان خوش نوا زمزمہ ساز ہیں طوطی و بلبل
وغیرہ جانور کبھی اڑ اڑ کے شاخوں پر بیٹھتے ہیں کبھی چمنوں میں اتر کے ادھر ادھر پھرتے ہیں میووں کو منقاروں
سے کھٹکتے ہیں بیچ میں اس باغ بے نظیر کے ایک کیسی خوشنما بارہ دری جواہر نگار مرصع کار تعمیر ہی جسکے آگے
قصر فلک شرماتا ہی خجالت سے جھکا جاتا ہی در و دیوار میں اُسکے نگینے جواہر بیش بہا کے جو بیل ترشے ہوئے
جڑے ہیں جابجا لعل کے ٹکڑے جو معقول لگے ہیں اُسکی آب ❊ سبز و سرخ وہ رنگ ستونوں پر بوٹی ہی
عجب کیفیت دیتی ہی نقد جان دیدہ بازی لیتی ہی چار طرف دیوار گیریاں سب مجلد لگی ہوئی ہیں آئینہ بندی
کی ہوئی جھاڑ کنول سے آراستہ چھت پردے سے پیراستہ اطلس سرخ کی چھت گیریاں زربفت جھک
پڑے منقش کی ڈوریاں مخمل کا فرش تمام بارہ دری زینت بخش صحن میں سنگ مرمر کا چبوترہ اس پر یاقوت و نیلم و زمرد

کا جڑاؤ کیا ہوا سامنے حوض چھلکتا ہوا پانی مثل گوہر آبدار صاف وشفاف لہرین مارتا ہر فوارے چھوٹ رہے ہین کونون
پر اُس حوض کے گلدستے پھولون کے بنا کے رکھے ہین عمدہ عمدہ نانڈے گملا اور درختون کے چارطرف ہڑیون پر سجے
ہوئے ہین یہ سازو سامان اُس بارہ دری کا عالم وجد مین محو ہوگئے تو اُسی خستہ کمر گئے کہ باغبان قضا و
قدر نے کیا کیا نیرنگیان دکھائین جنتین اہل نظر کے دل مین سمائی ہین بزرجمہر نے بادشاہ نوشیروان
کو مسند جواہر نگار پر بارہ دری مین لاکر بٹھایا اور حکم کیا کہ سب سامان فرش وغیرہ کا چین وغیرہ ہمین اٹھا لاؤ
اور اسی باغ جنت نظیر مین سب کے سب فروکش ہون وہان مرجان کجکلاہ نے جا کر محل مین سب سامان
شادی کتخدائی ملکہ زرانگیز بانو کا تیار کیا تمامی شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا پہلے سامان مانجھے کا سب مہیا کیا
ہزار ہا من پنڈیان من بھر کی چار چار بنانے کا حکم دیا بموجب ارشاد مرجان کجکلاہ پنڈیان وہ نایاب
شکر تیار ہوئین کہ جسکے ذکر سے دل مزے اٹھائے زبان کو لذت آئے قند سفید وشفاف اکٹھ گن
میوہ جو گن روغن زرد بے انتہا کہ جسنے پنڈی ہاتھ مین اٹھائی فوارے روغن زرد کے چارطرف پنڈی سے
چھوٹنے لگے گویا شادی مین ایک یہ بھی تماشا تھا ہزار ہا من اُبٹنا ایسا خوشبودار بنا کہ جسکی خوشبو کوسون
تک جاتی تھی جوڑا دولہا کا مرصع کار برابرے جواہر بیش بہا ٹکے ہوئے کنگنا جڑاؤ جس مین لعل ویاقوت
ومروارید ملے ہوئے اور ہیرے کے ٹکڑے نصب کئے ہوئے ستیش کی ڈوری پھندنے مین لعل کا ٹکڑا
لگا ہوا یہ سب سامان درست ہوا مانجھے کا روز قرار پایا سامان مانجھے کا ہونے لگا جوڑا دولہا کا کشتی
مین لگایا ایک کشتی مین پھولون کا گنا جڑاؤ خوانون مین پنڈیان جو کی دولہا کے مانجھے کی لگنا جس جڑاؤ
مرصع کار سہرا پایا اس مین لعل ویاقوت جڑے ہوئے اوسپر اور تہ زربفت کا چارطرف بنت کارچوبی لگی
ہوئی موتی ٹنکے ہوئے اُسپر لوٹا جڑاؤ رکھا ہوا اُسپر کٹورا چھوٹے اُبٹنے کا دلہن کے وہ بھی جڑاؤ اُس مین
روپ درشن پڑا ہوا یعنی پانچ اشرفیان اور پچاس ہزار اشرفی واسطے دودھ پینے دولہا کے غرض یہ
اس سامان وعز واحتشام سے قریب شام کے در دولت مرجان کجکلاہ سے مانجھا بادشاہ نوشیروان
کا ساتھ اس جلوس کے چلا ہاتھیون اور اونٹون اور گھوڑون پر نشان ماہی مراتب شاہی بجے ہزارہا
ہر رنگ کے آگے بجتے ہوئے برچھی برداریان بردار جلوس شاہی وجلوس بازاری سوارون کے
رسالے پلٹنین نوبت خانے نقارخانے دھونسے بجتے ہوئے وہ زیروبم دہل ودبوق کی صدا کہ
گوش فلک کر ہوئے جاتے تھے شہنائیون کی صدا سے سننے والے مست ہوتے تھے قرنا وتری کی
آواز سے دل ہلتے تھے ہزار ہا نقارے بج رہے تھے انگریزی باجا اور ارگن باجا اس طرح بجتا تھا
کہ جنگل کی آواز سے گھوڑے ہاتھی اونٹ مستی مین آکر مڑکتے تھے بانسری کی وہ پیاری آواز کہ تمام
جلوسیان وہمراہیان مانجھا جھومتے جاتے تھے دلہن کے مکان سے دولہا کے باغ تک برابر قطار
لگی ہوئی پیچھے سواریان سکھپال بوچے فنسین میانے ڈولیان اُس مین دولہا کی سلہجین اور سالیان
اور اور عزیز واقربا نوکر چاکر محلدار مغلانیان سوار اور کہاریان زرق برق بنی ہوئین لہنگے زربفت
کے ڈوپٹے تارشمار کے انگیا کرتی جامدانی کامدانی کی بھاری کارچوبی پیچھے ٹنکے کی جوتے ٹاٹ بافی
سجے اُس مین گھنگرو ٹنکے ہوئے سکھپالون اور فنسون کے پائے تھامے ہوئے سر سے
پاؤن زیور جڑاؤ پہنے ہوئے چھپکے طلائی مرصع کار سرپہ لگائے ہٹو بچو کرتی ہوئین چلی

آتی ہین روشنی بے انتہا برابر قطار بجتا سنے والون اور دستی ڈالون کی سیکڑون ہزار سے روشنی کے جھمکے ہونے
آتش بارش پڑتی ہوئی گویا آگ لگی ہوئی تھی آتشبازی سے انار پھلجھڑیان مہتابین گل دوپہریا ہوائیان باندھ بر
سے کوسے برابر قدم قدم چھوٹتے چلے جاتے ہین ہزارہا تماشائی گرد و پیش سڑکون پر دکانون پر اپنے اپنے
کوٹھون پر کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین غرض اس جلوس و ساما سے مانجھی **گلشن فرحت افزا** مین آیا سواریان
اترنے کی دھوم ہی جب سمدھنین محل مین شادی کے داخل ہوئین بہوون کی چھڑیان پڑنے لگین سٹھنے پر
نقاب پڑی میراثنین سب تالیان بجا بجا کر گیت مین گا گا کر سمدھنون کو گالیان دینے لگین خوان اور
کشتیان مزدورنیان محل مین لیکر گئین کہ ریون مٹھائیون جیسے سمدھنون نے خوان کشتیان اتروائین
پردہ ہوگیا دولہا کے آنے کی پکار ہوئی جلد صاحبزادے کو بلا و دولہا اندر آتے مانجھا بساعت نیک بیٹھے
خدا راس لائے بزرجمہر بادشاہ نوشیروان کو ساتھ لئے ہوئے مانجھا پہنانے کے واسطے ڈیوڑھی پر آئے
محلدار نے آواز دی ماماجو ہٹ جاو اپنا اپنا پردہ کرو دولہا مانجھا بیٹھنے کو آتا ہے بزرجمہر در دولت شاہی
پر ٹھہر گئے بادشاہ نوشیروان محل مین داخل ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی پکار ہوئی مبارک سلامت
کی علے العموم دھوم ہوئی چوکی پر دولہا کھڑا ہوا سالی پردے مین سے ہاتھ نکالے مانجھے کے جوڑے کا ایک
ایک پارچہ دیتی گئی دولہا پہنتا گیا جس وقت دولہا جوڑا مانجھے کا پہن چکا سالیون نے جھوٹا اتبٹنا دلھن کا برائے شگون
دینے ہاتھ مین چھوا دیا مگر ایک سالی کو اسی ہنگام مین یہ دل لگی سوجھی دولہائی سلیج کو بھی اپنا شریک کیا
اور دونون ہاتھون مین اتبٹنا خوب لیس کے پشت پر آکے دولہا کے منھ مین دونون ہاتھون سے ملدیا سکھ
محل مین ایک قہقہہ اڑا سب سالیان سمدھنین ہنسنے لگین ملازمین نے مل دل کر دولہا کا منھ صاف کرکے رومال
سے پونچھا ہاتھ مین کنگنا باندھا پھر چوتھی بیندی دلھن کی ڈھپا ڈبکا کر دولہا کو سالیون نے کھلائی گت بہونکا
پہنایا بہار باغ دولہا کے حسن پر ہزار ہزار جان سے تصدق ہوئی گلوری پان کی کھلا کے سب نے دولہا کی
بلائین لین نقد دل حسن چہرہ نوشاہ پر نثار کیا پھر دولہا کو نثار کیا تحفہ بولی جنین بی ہوئی سر پر دولہا کی آنچل
ڈالے ڈیوڑھی تک آئین دولہا محل سے باہر آکر دربار مین جلوہ افروز ہوا شادیانے بجنے لگے سب مبارکباد دینے
لگے اندر محل مین ڈومنیان مبارکباد دے کر گانے بجانے لگین بعد تھوڑی دیر کے سواریان ہوئین سمدھنین
رخصت ہوکر اسی سامان و جلوس سے روانہ ہوگئین دوسرے دن بادشاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر
سے کہا ای عمر نامدار یہ مٹھائیان اس قدر کیا ہونگی رکھے رکھے خراب ہو جائینگی آپ تکلیف کرکے سب ملا کو اور
لشکر مین تقسیم کروادیجئے افسران فوج کو اپنے یہان کے اور بادشاہ مرجان گجلاہ کی فوج کے افسرون کو بلوا کر بافق
حصے دیجئے کہ لشکر مین سب کو تقسیم کردین پھر تیسرے روز سامان ساچق کا اسی دھوم دھام سے خواجہ
بزرجمہر نے کہا بادشاہ نوشیروان نے کہا ای عمر نامدار مین چاہتا ہون کہ تمام عملہ شاہی و لشکر جہانپناہی
اور فوج مرجان گجلاہ کو اور رعیت کو ادھر سے جوڑے حسب لیاقت تقسیم کیجئے کہ نام بھی ہوا اور سب خوش ہون
خواجہ بزرجمہر نے بموجب حکم نوشیروان سب کو جوڑے تقسیم کیے اور ساچق کا سامان کرنا شروع کیا دو لاکھ
چوگھرون کے تخت سونے چاندی کے کھرشے سنگے ہوئے آبخورے عوض ہوسے کے پچی کرگری کے ٹکڑے بندھے
ہوے اور دو لاکھ آرایش کے تخت آن مین پھول سونے چاندی کے ہر رنگ کے لگے ہوئے اور لاکھ خوان نقل اور
میوے کے کئی ہزار قند کے کوزے کئی ہزار مصری کے کوزے عطر سہاگ اور سوتیا کے ہزار شیشے اور

ہونے کے کئی شیشے کیوڑے اور گلاب کے پانچ ہزار قرابے یہ سب شیشے اور قرابے سنہرے تار بنارسی کے گرڈے سے منڈھے ہوئے آرایش کے صندوقون مین رکھے ہوئے جوڑا دلھن کا بہت بھاری کارچوبی اُس مین جواہر لگا ہوا جو تا وہ کہ جسکی قیمت ایک سلطنت کے خراج سے زیادہ نشان کا چھلا ہیرے کا اور انگوٹھی سونے کی لعل شبچراغ اُسپر جڑا ہوا کئی کشتیون مین وہ جوڑا دلھن کا رکھا گیا کئی کشتیون مین پھولونکا گہنا لگایا گیا سب کے کی نتھلی اتنی بڑی کہ بڑا شگافتہ اُسکے سامنے ایک گلہا معلوم ہو اُس مین چو گرد لعل و یاقوت و زمرد و پکھراج و نیلم اور ہیرا موتی جڑے ہوئے اُس مین من بھر وہی بہت عمدہ و شیرین جما ہوا اُس تھلی کے گلے مین سونے چاندی کی مچھلیون کا ہار بندھا ہوا یہ سامان درست کرکے تھوڑے سے دن رہے خواجہ بزرجمہر ساچق لیکر چلے ہزار ہا ہاتھی اونٹ گھوڑے نشان اور ماہی مراتب کے آگے آگے پیچھے باجا ڈفلونکا اُسکے بعد تاشے ڈھول بجتے ہوئے اُسکے پیچھے جلوس رسالے سوارون کے جنگلے گھوڑے عربی ترکی و تازی بعد اُسکے پلٹنین کیسی زرق برق برابر چوکڑی دکڑی آدمیون کی لگی ہوئی چلے جاتے ہین بادبہاری کے بہت سے گھوڑے چست و چالاک غرق سر سے پانک زیورین لدے ہوئے بعد اُسکے برچھی بان بردار اُنکے بعد چوبدار خاصبردار خدمتگار اُسکے بعد شکی دہی کی کشتیان جوڑے کی پھولون کے گہنے کی پھر خوانہائے نقل وغیرہ وغیرہ اُسکے بعد ہاتھیو نپر رفقا سے قدیم ایک ہاتھی پر بزرجمہر اور ایک ہاتھی پر بختک سیکڑون ملازم اہتمام ساچق کا کرتے ہوئے بڑے اہتمام و تزک سے دولھن کے دروازے پر پہونچے سواریان سمدھنون کی اُتریں دھوم مبارک سلامت کی ہوئی میراثنین گالیان دینے لگین ملنے پر تھاپ پڑنے لگی سمدھنین اُتر کر چیریان پھولون کی کھانے لگین شاد ہونے لگے شکی دہی کی کشتیان خوان کہاریان محل مین لے گئین دلھن کو شان چڑھایا گہنا پھولون کا پہنایا ڈومنیان مبارکباد دینے لگین باہر شادیانون کے باجے بجنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سمدھنین رخصت ہوئین سوار ہوکر اسی طرح سامان سے ساچق واپس آئی الغرض اسی طرح اُدھر سے مہندی بھی رات کو گئی تمام شہر مین ہر وقت جلسۂ عیش اور عشرت ہر دکان مین آٹھ پہر کھلی ہوئی ہین گلی گلی ناچ رنگ ہو رہا ہے اب دن برات کا آیا خواجہ بزرجمہر نے تمامی شہر کو منادی کرائی کہ آج تمام رعایا اور ملازمان مرجان کج کلاہ بادشاہ نوشیروان کے مہمان ہین شب آج کی رات ناؤ نوش اور طعام لذیذ میان آکے کھائین اور ناچ رنگ دیکھین کسی کی ممانعت نہین ہے جلسہ عام و صحبت اژدحام ہے کل برات بادشاہ نوشیروان زمان کی گلشن فرحت افزا سے در دولت مرجان کج کلاہ پر جائیگی سب تماشا دیکھین کہ یہ بھی شادی اور برات یادگار زمانہ ہے اس شہر مین ایسی شادی کسی کی آجتک نہوئی ہوگی القصہ شام سے خلایق آنے لگی اور کھانا کھانے لگی تمام رات ناچ دیکھا صبح کو سب اپنے اپنے گھر گئے میان برات کے جانے کا اہتمام ہوا بادشاہ نوشیروان کو محل مین بلایا حمام کرایا خواجہ بزرجمہر نے بسم اللہ کہکے دولھا بنایا خلعت شاہانہ زیب جسم انور کیا تاج شاہی مکلل بجواہر سر پر رکھا پھولون کا گہنا پہنایا سہرا مقیشی طلائی لعل و یاقوت کے پھندنے لگے ہوئے سر سے باندھا حسن و جمال چہرۂ پیشانی نے جلوہ دکھایا آفتاب درخشان صدقے ہوا مہتاب نورافشان ساتھ بار نثار ہوا کواکب فلک فدا ہونے لگے بزرجمہر سہرۂ نورافشان ہاتھو نپر سنبھالے ہوئے نوشاہ یعنی بادشاہ نوشیروان زمان کو باہر لاسکے منہ بولی بہنین سرپر آنچل ڈالے در دولت تک پہونچا گئین پھر سواریان بیبیان سکھپالون مین

بوچون مین فنسون مین میانون مین ڈولیون مین علے قدر مراتب سوار ہونے لگین برات سج سجا کے روانہ
ہوئی نوبت خانے سیکڑون نشان ماہی مراتب شاہی ہاتھیون پر اونٹون پر گھوڑون پر بجتے ہر رنگ کے ہتھیار ڈھلے ڈھول
تاشے مرفے دھونسے نقارے ڈنکے انگریزی باجے ارگن بجتے باد بہاری کی طرح کی وہ بھیرون کا وقت سہانا
شہنائیون کی ستانی صدائین بانسریون کی دلچسپ آوازین دلکو بے چین کرتی ہین ایک عالم وجد و محویت
کا سمان بندھا ہی آگے پیچھے جلوس شاہانہ سوار پیدل رسالے پلٹنین بان بردار برچھی بردار خاصبردار و خدمتگار
نقیب چوبدار پیچھے ہاتھیون کی قطار ایک ایک ہاتھی پر علیحدہ علیحدہ سرداران ذیوقار و امرائے عالی تبار ایک
ہاتھی پر دولہا اسکا ہودہ سونے کا جڑاؤ تمام گردوپیش جواہر بیش بہا اس مین جڑے ہوئے دولہا کے برابر بزرجمہر
بیٹھے ہوئے خواصی مین بختک بیٹھا اسکے سامنے اشرفیون کے توڑے کھلے رکھے ہوئے قدم قدم دونون
مٹھیان بھر بھر کے دولہا کے اوپر سے تصدق کرکے پھینک رہا ہی تشدد ونکابہ عالم ہی کہ ہزارہا گردوپیش
برات کے دوڑے چلے جاتے ہین اشرفیان اٹھا رہے ہین جھولیان پھیلا رہے ہین یہ صدا دے رہے
ہین ادالقش کے بیٹے بختک پھینکے جا تیرا دم کیون سوکھا جاتا ہی ہمارے بھولے نوشاہ بادشاہ
نوشیروان کا حکم جاری ہی پھر تو کیون نہین پھینکتا ہو غرضکہ اسی طرح برات دلہن کے در دولت فیض منزلت
پر پہونچی زنانی ڈیوڑھی پر سواریان لگین اندر محل مین ڈومنیان میراثنین گانے بجانے لگین طبلے ٹھنکنے
لگے سمدھنون کو پھولون کی چھڑیان پڑنے لگین میراثنین گا گا کے گالیان دینے لگین یہان باہر محفل شاہانہ
جمع ہوئی دولہا کو خواجہ بزرجمہر نے ہاتھی پر سے اتارا محفل مین لاکر مسند جواہر نگار پر بٹھایا داہنی طرف
برابر دولہا کے خواجہ بزرجمہر بیٹھے بائین طرف ذرا ہٹکے بختک بیٹھا ناچ ہونے لگا کہ اندر سے ڈیوڑھی
پر آکر محلدار نے کہا کہ دولہا کو جلد بلوا دو نا چوبدار دوڑا ہوا آیا اور خواجہ بزرجمہر سے دست بستہ عرض کی کہ
نوشاہ کو محل مین طلب کیا ہی بزرجمہر دولہا کا ہاتھ پکڑ کے اٹھ کھڑے ہوئے دولہا کا سہرہ ہاتھون پر رکھے
ہوئے ڈیوڑھی پر آئے منہ بولی بہنین آنچل ڈالکے لینے کو ڈومنیان اٹھین انھون نے دروازے
سے حجلۂ عروس تک ایک ایک بیڑا پان کا زمین پر پھینک پھینک کر دولہا سے چنوایا پھر حجاب حجلۂ عروس کے
پاس فرش کے نیچے ایک رسی کا ٹکڑا رکھ دیا تھا پہلے ہی سے یہ بندوبست تھا آرسی پر دولہا کو بٹھایا اور دلہن کا
ہاتھ مثل ماہ چہاردہ کے پردے کے پاس لاکر باہر نکالا اس ہاتھ کی ہتھیلی پر کہ رشک قرص مہر تھی سفید تل اور ایک
چٹکی شکر رکھکر دولہا سے کہا میان نوشاہ چاٹ لو عورات کی رسمون سے ہر شخص مجبور ہی انکار مین نہ پڑیگا یہ
تل شکری چاٹنا ضرور ہی اگر چاٹنے مین کچھ ذرا سا تامل کیا ڈومنی نے جواب دیا ہی میان نوشاہ دلہن کا لین کی
سسل ہی ابھی تمکو بڑے بڑے مرحلے طی کرنے ہین تم اتنی سی تل شکری چاٹنے مین گھبرا گئے ۔ دولہا مسکرا کر خاموش ہو رہا
قہر درویش بجان درویش آخر ناچار ہو کر دلہن کے ہاتھ پر جھک جھک کر وہ تل شکری چاٹی پھر ڈومنی نے نوشاہ
کو وہان سے اٹھایا منڈوے کے نیچے لاکے کھڑا کیا اور بڑا سا ناڑا گلے مین دولہا کے ڈالا اور دونون سرے
ناڑے کے خود پکڑے اور دولہا کو ذرا سا تماشہ شروع کیا ایک ڈومنی نے دولہا کی منہ بولی مان سے کہا کہ حضور
دولہا کو چھڑا لیجئے کہان تک نوشاہ کھڑے رہین دولہا کی بہن نے پانچ اشرفیان نکالکر ڈومنی کو دین اور دولہا کو
چھڑا لیا پھر دولہا اندر سے باہر صحبت مین آکر مسند جواہر نگار پر بیٹھا نکاح کا سامان ہوا خواجہ بزرجمہر نے
نکاح پڑھا دلہن کا مہر خراج ہفت اقلیم پر بندھا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی ناچ ہونے لگا شربت پلائی

ہوئی تھی ہزار اشرفیان شربت پلائی پڑین بعد اسکے رسم کے واسطے دولہا کو محل مین بلایا مسند جواہرنگار پر دولہا دولہن کو بٹھایا ادھر ڈومنیان گا رہی ہین ادھر رسم شروع ہوئی پہلے تو باتین جنوا مین کہ ناظرین پر واضح ہو کہ نوباتون کی رسم اسے کہتے ہین کہ مصری کی ڈلیان ڈومنیان ہاتھ مین لیکر ہر جوڑ بند پر دولہن کے ایک ایک مصری کی ڈلی رکھکر دولہا سے کہتی ہے کہ میان دولہا یہ مصری جھک کر کھا لو مجبوری سب کو کھانی پڑتی ہے اس مین بادشاہ ہو یا فقیر ہو انکار کوئی نہین کر سکتا ناچار ہو کر نوشاہ بادشاہ **نوشیروان** بھی جھک جھک کر کھانے لگے جب دولہا جھککر منھ اپنا مصری کی ڈلی کے پاس لیجاتا ہے ڈومنی ہنسکے دھتہ بتاتی ہے بار بار دولہا کو ڈہکاتی ہے عورتون قہقہہ اڑاتی ہے دولہا خجل ہوتا ہے آخر کار جب کسی مقام پر دولہن کے ڈومنی نے مصری کی ڈلی رکھی تو دولہا نے ہاتھ ڈومنی کا پکڑ کے وہ مصری کی ڈلی جیب سے کھالی پھر اکیس پان کا بیڑا دولہن کے ہاتھ سے دولہا کو کھلایا اب آرسی مصحف کا وقت آیا پہلے دولہا سے سنگ مرمر کی کھرل مین صندل اور شاخ ہرن کا مصالحہ پسوایا اور وہ دولہن کی مانگ مین دولہا کے ہاتھ سے بھروایا پھر ڈومنی نے دولہا دولہن کو مقابل مین بٹھایا اور ایک کارچوبی دوشالہ اڑھایا اور بیچ مین دولہا دولہن کے قرآن مجید کھلوا کر دولہا سے رکھوایا اور کہا میان نوشاہ سلامت سورۂ اخلاص نکالو اور اسے پڑھکر دولہن پر دم کرو پھر ڈومنی نے آئینہ بیچ مین دولہا دولہن کے رکھ دیا قرآن السعدین کا سمان بندھ گیا ڈومنی نے دولہا سے کہا اے میان نوشاہ سلامت قربان جاؤن دولہن کے منھ پر سے ہاتھون کو ہٹاؤ بنڑی کی آنکھین کھلواؤ اور اگر دولہن آنکھین نہ کھولے تو کہو اے بی بی مین تمھارا غلام ہون آنکھین کھولدو بادشاہ **نوشیروان** عادل زمان نے یہ کلمہ حقارت کہنے مین تامل کیا جب ڈومنی نے کئی بار یہ کلمہ منھ سے کہا اور بادشاہ **نوشیروان** نے اس کلمہ حقیر کو کہنا گوارا نہ کیا ڈومنی نے کہا اے میان نوشاہ سلامت قربان جاؤن صدقے جاؤن ہرچند کہ یہ کلمہ حقیر ہے مگر اسی طرح سب شاہ و گدا کہتے چلے آئے ہین کوئی مضائقہ نہین ہے کیونکہ اپنی معشوقہ سے تخلیہ مین سب طرح کی باتین کرتے ہین دولہن ایسی حور وش پری پیکر حسین جمیل شکیل ماہرو سمن بو بے نظیر بدر منیر چاند کا ٹکڑا آفتاب سا چہرہ ایسی معشوق دلفریب کو اگر ایسا کلمہ کہو گے کیا ہرج ہے میان چونکہ جس وقت سے آرسی مصحف دیکھنے کو بادشاہ **نوشیروان** زمان بیٹھے تھے دولہن کے چہرے پر نگاہ پڑتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو چکے تھے دل کو محبت حسن و جمال بے مثال حور خصال ہو چکی تھی عالم بے اختیاری مین کہا اے ملکہ مین تمھارا غلام ہون آنکھین کھولدو ادھر ملکہ زرانگیز بانو بھی مائل تصویر بے نظیر بادشاہ **نوشیروان** ہو چکی تھی اب آرسی مصحف مین بھی پہلے ہی کنکھیون سے جمال بے مثال بادشاہ دیکھ کے عاشق ہو چکی ہے مگر جب تک ہرچند بادشاہ نوشاہ کہہ رہے ہین وہ آنکھین نہین کھولتی ہے جب دولہن کے تمام عزیز و اقارب نے سمجھایا کہ بی بی آنکھین کھولدو ناچار کہنے سننے سے آنکھین کھولین ڈومنیون نے پوچھا کیون میان نوشاہ دولہن نے آنکھین کھولین بادشاہ نوشاہ نے جواب دیا ہان آنکھین کھولین غرض آرسی مصحف ہو چکا دوشالہ اٹھا لیا گیا دولہا دولہن کو مسند سے اٹھا کر چھپر کھٹ پر بٹھایا دولہن کی رخصت کا سامان ہونے لگا چونکہ عرصہ زیادہ ہوا تھا برات بھی گھبرا رہے تھے جہیز نکلنے لگا سواریان سمدھنون کی ہونے لگین اگر جہیز کی تفصیل بیان کیجائے داستان کو بہت طول ہوگا ناظرین و شائقین گھبرا اٹھینگے کچھ نہ حصول ہوگا قصہ مختصر برات بچ سجا کر جہیز کو کجا و پرلدوا کر چلے اسی طرح سے سامان ماہی مراتب ہاتھی گھوڑے اونٹ نوبت خانے باجے ہر رنگ کے

سوار پیدل رسالے پلٹنین برابر جمی جاتی ہین بیچ مین جہیز کے آگے چھپر کھٹ جواہر نگار اور اسباب چاندی سونے کا
پیچھے محافہ دلہن کا جواہر نگار مرصع کار جھلا جھلی کہ چشم فلک جسکے دیکھنے سے بند ہوئی جاتی ہی برابر محافہ کے ہاتھی
دولہا کا بزرجمہر برابر دولہا کے بیٹھے ہوئے بختک خواصی مین اشرفیون کے تھیلے بھر بھر کے دلہن کے محافہ پر سے
تصدق کرکے پھینکتا جاتا ہی شہدے جھولیان پھیلائے لوٹ رہے ہین دولہا دلہن کو دعائین دے رہے ہین
یونہین قدم بقدم چلتے چلتے در باغ گلشن فرحت افزا پر پہونچے شہر مین برات کی علی العموم دھوم ہی برات
در دولت فیض منزلت گلشن فرحت افزا پر آئی سواریان اترنے لگین ہاتھی کے پاؤن کے بیچ مین اور دلہن
کے محافے کے نیچے ایک ایک بکرا ذبح کیا گیا بطور تصدق وہ کہارون کو دے دیا پانچ اشرفیان انعام کی
فیلبانون کو دین خواجہ بزرجمہر نے دولہا کو اتارا دولہا اتر کے جب آیا دربانون اور محلدارون نے دروازہ
بند کر لیا دولہا نے بزرجمہر سے کئی ہزار اشرفیان انعام کی دلوائین دروازہ کھلا دولہا ڈیوڑھی مین آیا کہارون
کو کئی ہزار اشرفیان خواجہ بزرجمہر نے دین کہارون نے محافہ دلہن کا کاندھے سے اتارا پردہ ہوگیا سب ہٹ
ہٹ گئے دولہا نے دلہن کو گود مین اٹھایا سینہ سے لگایا محل مین دولہا دلہن کو لیکے آیا مسند جواہر نگار پر بٹھایا مبارک
سلامت کا غل ہوا نذرین گذرنے لگین اندر سے باہر تک سب شاد و خوش و خرم خواجہ بزرجمہر مارے
خوشی کے پھولے نہین سماتے ہین باغ باغ ہوئے جاتے ہین غرضکہ شام ہوئی شب زفاف کا سامان ہوا
جمال عروس و نوشاہ ایک جگہ ہوا بادشاہ نوشیروان کو شب وصال حور لقا کی عجب خوشی ہی نشۂ بادۂ
محبت کا دمبدم زیادہ تھا ہم آغوشی و بوس و کنار مین مشغول ہوا کبھی گل رخسار کی گلچینی کرتا تھا کبھی نرگس شہلا
کے بوسے لیتا تھا اگر اس شب کی کیفیت بالتفصیل لکھی جاے تو شاید صاحبان ادب و تہذیب کو پسند نہ
آئے لہذا اتنا ہی عرض کرنا کافی ہی کہ بادشاہ نوشیروان تو پہلے سے مشتاق جام وصال تھا عشق ملکہ زر انگیز
مین عجب حال تھا ہر کیف شیشہ سے جام بھرا کوئی سپید رو کوئی سرو خرد ہوا قدرت تعالی خلاق ازل سے ظاہر
ہوئی خورشید تابان برج حمل مین داخل ہوا گوہر یکتاے مراد نے صدف آرزو مین قیام کیا یعنی اسی شب کو
حمل قرار پایا الغرض صبح ہوئی چوتھی کا سامان ہوا بعد چوتھی چالے ہو جانے کے بادشاہ نوشیروان
و بزرجمہر و بختک وزیر بادشاہ نے مع لشکر ظفر اثر سب اسباب جہیز اور بارگاہین وغیرہ بار کرا کے شہر
مدائن کی طرف مراجعت فرمائی غرض خوش و خرم رہتے تھے بادۂ سرجوش پیا کرتے تھے تین اولادین ہوئین
ایک ملکہ مہر نگار اور ہرمز و فرامرز بطن سے ملکہ زر انگیز بانو کے پیدا ہوئے جنکا آگے داستانون مین
ذکر کیا جائیگا مگر اکثر راویون نے یہ بھی تحریر کیا ہی کہ بادشاہ نوشیروان کی شادی شاہ چینی کی بیٹی سے
بھی ہوئی مگر بہر کیف بادشاہ نوشیروان کی تین اولادین ہوئی ہین ملکہ مہر نگار و ہرمز و فرامرز اب انکو
تو اسی حالت مین چھوڑیے

جبتک داستان عجایب بیان سن تمیز کو پہونچا گل گلشن شجاعت سرو بستان جرأت و ہمت یعنی امیر
ابو العلا مکی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور عمرو بن امیہ ضمری کا اور عیاریان
کرنا عمرو کی اور کوہ بوقبیس پر خواجہ عبد المطلب سے پوشیدہ امیر کو لیجانا عمرو کا اور مار ڈالنا
دونون پہلوانون کا بہ شرارت عمرو اور خفا ہونا خواجہ عبد المطلب کا عمرو بن امیہ ضمری
پر بیان کی جاتی ہی

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ ❊ جوانی کی پیری میں ہو پھر امنگ
پلا ساقیا تازہ تازہ شراب ❊ زلالی کہن سے ہے مجھکو اجتناب
کوئی جام پلوں تو ہو کچھ سرور ❊ پلا ساقیا دو مئے کہن ہو دور
یہ کیسی لگی آگ پیمانے کو ❊ کہ بھرتا نہیں سر سے پیمانے کو
تو اب سافیا کیا ہی آستا دہی ❊ ارے عہد طفلی نہیں یاد ہی
نہ دکھلا مجھے ساقیا شو خیان ❊ کہ ہر تجھسے آگاہ سارا جہان
سحر رات جاسے عشق در ہوا ❊ ضیا بار جلدی کہیں نور ہو

غزل بلبل کو ساز دار ہو موسم بہار کا
رہتا ہی چار فصل مین موسم بہار کا
سودا ہوا ہی مرغ جنون کے شکار کا
گلچین کے ہاتھ کے سے کھٹکا ہو خار کا
گیسو مین قرب آئینہ روئے یار سے

عہد شباب ہمکو مبارک ہو یار کا
دامان زین چھوا ہی جو اس شہسوار کا
پھندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا
کشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہون مین
ڈانڈا ملا ہوا ہی حلب سے تتار کا

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہی یار کا
ہی عرش پر دماغ ہمارے غبار کا
اللہ سے دعا ہی یہی عندلیب کی
نازک ہی سنگ شیشے سے میرے مزار کا
بیت فسون ساز افسانۂ دلپذیر

رقم کردانِ خامۂ بے نظیر پرورش یافتگان کنار دائم طراری وابجد خوانان مکتب عیاری اشہب قلم تیز رفتم کو میدان بیان مین یون جولان کرتے ہین کہ جب امیر کشور گیر میر ابو العلاء کی ملقب بہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان اور عیاران عیار طرار دغنجر گذار عمرو بن آمیہ ضمری نے آغوش ملکہ عادیہ بانو مین نازو نعم پرورش پائی سن و سال اس آفتاب آسمان علم و کمال اور اس اختر فلک عیاری دو دوازدہ ادھائی برس کا ہوا اور وہ سب لڑکے بھی اسی قدر عمر کے ہوے اور مقبل وفادار کا بھی اتنا ہی سن ہوا آپس مین یہ سب کھیلتے پھرتے تھے بازی ہفلا ہذا کرتے تھے مگر عمرو بن آمیہ ضمری پہلے ہی سے نہایت شریر اور بد ذات تھا ہر کھیل مین فریب دعیاری کیا کرتا تھا چنانچہ رات کو یہ دغا بازی کرتا تھا کہ جب سب سو رہا کرتے تھے اور ملکہ عادیہ بانو بھی سو جایا کرتی تھی تو یہ چپکے سے اٹھتا تھا اور بچون لڑکون عورتون کے زیور اتار لیا کرتا تھا کسی کی انگوٹھی کسی کا چھلا کسی کی چوڑی کسی کی بالی بجلی کسی کی کوئی چیز کسی کی کوئی چیز چرا چرا کر ملکہ عادیہ بانو کے سرہانے تکیہ کے نیچے رکھدیتا تھا اور آپ اپنے بستر پر سو رہتا جب صبح ہوتی ہر ایک شخص اپنی چیز گم شدہ کو ڈھونڈھنے لگتا غل مچانے لگتے کہیں پتا نہ لگتا جب ملکہ عادیہ بانو اپنا تکیہ اٹھاتین دیکھتین نیچے تکیہ کے سب چیزین رکھی ہین ملکہ عادیہ بانو حیران ہوتین اپنے دل مین کہتین کہ یہ کسنے حرکت ناشایستہ کی پلنگ پر میرے تکیہ کے نیچے یہ سب چیزین چرا کر رکھدین ایک ایک سے ملکہ عادیہ بانو کو ندامت اور شرمندگی ہوتی تھی آنکھ سامنے نہین کرتی تھین سب سے قسمین کھا کھا کر کہتی ہین کہ مین مطلق آگاہ نہین کہ یہ کسنے شرارت اور بد ذاتی کی ہی میرا لڑکا ماشاءاللہ ابھی آرام کر رہا ہی اور عمرو بھی سو رہا ہی وہ سب لوگ کہتے تھے آپ اپنی طرف گمان نہ لیجیئے ہمکو آپ کا مطلق خیال نہین خدا نخواستہ بھلا آپ کیا ایسا کیجیے گا مگر ملکہ عادیہ بانو کو انتہا کی خجالت ہوتی تھی ہر روز ایسا ہی اتفاق ہوا کرتا تھا گھر بھر مین سب پریشان ہین ملکہ عادیہ بانو کو ندامت سے رنج ملال رہتا ہی اور یہ معما کسی طرح نہین کھلتا ہی کہ کسکی شرارت اور بد ذاتی ہی اب گھر مین اکثر لوگ چشمک اور چپکے چپکے باتین گھسر پسر کیا کرتے ہین ایک روز اتفاق روزگار ملکہ عادیہ بانو اس ارادے سے کہ آج ضرور جستجو کرکے دیکھونگی کہ یہ کون ہی جو گھر بھر کی چیزین چرا کر میرے سرہانے تکیہ کے نیچے رکھ جاتا ہی اور مجھکو ندامت سے رنج و ملال دیتا ہی آنکھین بند کیے ہوئی چپکی پلنگ پر پڑی رہین جب نصف گذر گئی تو دیکھا کہ عمرو بن آمیہ ضمری اپنے بستر خواب سے اٹھا اور ہر ایک

کی چیز چرانے لگا کسی کے ہاتھ سے انگوٹھی چھلا اتار لیا اور کسی کے کان سے بالی بجلی اتار لی کسی کی چوٹی اور کنگن
کڑا ہنسلی کا اتارا سب لا لا کر سرہانے اپنی دایہ ملکہ عادیہ بانو کے رکھا پس ملکہ عادیہ بانو اٹھیں اور جلدی سے
سب کو بیدار کر دیا اور کہا کہ صاحبو دیکھو تم لوگوں کی چیزوں کا یہ چور ہے آج میرے دل کو اطمینان و قرار ہوا میں اپنے
دل ہی دل میں شرم کے مارے کٹی جاتی تھی میں خود بخود اپنی طبیعت سے چوری جاتی تھی پھر عمرو کو ہاتھ پکڑ
کے کھینچ لائیں اور دو چار طمانچے سٹکے عمرو کے مارے اور بہت خفا ہوئیں عمرو کے مار کھانے سے صاحبقران
رو دیتے تھے یعنی مطلب یہ تھا کہ عمرو کو نہ مارو اور تکلیف نہ دو جب تو خواجہ عبدالمطلب سنتے تھے کہ عمرو پٹتا ہے
ملکہ عادیہ بانو سے عمرو کے بارے میں ہی کرتے تھے کہ عمرو کو نہ مارا کیجئے میں بوجہ محبت کرنے امیر کے اور
بہ سفارش خواجہ بزرجمہر کے اسے بہت چاہتا ہوں الغرض اسی طرح ہر روز امیہ بن امیہ ضمری ایک نہ ایک
شرارت اور بدذاتی اور عیاری کیا کرتا تھا کہ لوگ سب ہنستے تھے اور عادیہ بانو خفا ہوا کرتی تھیں اور خواجہ
عبدالمطلب بھی نصیحتاً اکثر گوشمالی آہستہ سے کر دیتے تھے کبھی گھڑک دیا کرتے تھے حمزہ اسکی حرکتوں پر ہنسا
کرتے تھے اور سفارش کر کے عمرو کو بچا لیا کرتے تھے مار نہ کھانے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ بھائی
تم ایسی حرکتیں نہ کیا کرو پھر جب خفگی ہوتی ہے تمکو رنج ہوتا ہے جب تمکو مار پڑتی ہے ہمارا دل دکھتا ہے کاہے کو سے
صدمہ دیتے ہو عمرو کہتا تھا کہ اے حمزہ ہمارا دل نہیں مانتا جب دل میں کسی مذاق اور دل لگی کا خیال آ جاتا
ہے پھر نہیں رہا جاتا ہے اس میں خفگی ہو یا مار پڑے غرضکہ اسی لہو و لعب میں کھیل کود کے پانچ پانچ برس کے ہوئے
خواجہ عبدالمطلب نے بسم اللہ کی ایک مولوی قبیلۂ بنی آسیہ سے کہ نام اسکا مولوی حرمان تھا
اسکو نوکر رکھا اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور انکے ساتھ عمرو اور مقبل کو بھی پڑھنے بٹھایا ایک مکان مکتب
کا مقرر کیا اور ان لڑکوں میں سے جو بارہ ہزار لڑکے امیر کے ساتھ پیدا ہوئے تھے اور امیر حمزہ صاحبقران کے
سبب سے پرورش پاتے تھے دس بارہ لڑکے شریف لائق منتخب کر کے حمزہ و عمرو و مقبل کے ساتھ مکتب میں پڑھنے
کو بٹھانے کہ امیر کا دل بہلیگا لڑکوں کے ساتھ پڑھینگے اور ابوجہل وغیرہ بھی اسی مکتب میں پڑھنے کو بیٹھے امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بسبب ذہانت سبق ادق بھی سب جلد یاد کر کے فرصت پا جاتے تھے اور سب لڑکے
دن بھر پڑھا کرتے تھے اور عمرو تمام دن بین رین کیا کرتا تھا اور کسی طرح سبق یاد نہ ہوتا تھا مولوی صاحب کی
گھڑکیاں کھایا کرتا تھا خفگی اٹھایا کرتا تھا عمرو کے سبب سے سب لڑکوں کو دیر میں چھٹی ملا کرتی تھی اور جب تو
عمرو شوخی کرتا اور مولوی صاحب تعزیر دینے کا ارادہ کرتے تھے حمزہ صاحبقران سفارش کر کے
بچا لیتے تھے اور جب مولوی کو زیادہ غصہ آتا تھا ابوجہل سے کہتے تھے کہ تم اسکی گوشمالی کرو عمرو ابوجہل
سے کہتا تھا بھائی ابوجہل ذرا آہستہ سے ہمارے کان پکڑ اگر وہ دن ہماری باری آئیگی تو پھر ہم تمکو بہت
پٹوائینگے کہ عمر بھر یاد کرو گے مولوی صاحب نے یہ قاعدہ منضبط کیا تھا کہ آٹھویں روز ہر جمعرات
کو لڑکے اپنے گھر سے مٹھائی مولوی صاحب کے واسطے لایا کرتے تھے مگر عمرو بن امیہ ضمری مٹھائی
نہ لاتا تھا ابوجہل اکثر کہتا تھا جناب مولوی صاحب ہر جمعرات کو اور سب لڑکے مٹھائی لاتے ہیں ہم بھی لاتے
ہیں حمزہ کے بھی گھر سے مٹھائی آیا کرتی ہے مگر کیا سبب ہے جو عمرو مٹھائی نہیں لاتا آپ خود اس سے کہکر
مٹھائی کیوں نہیں منگاتے مولوی صاحب اکثر عمرو سے کہا کرتے تھے ارے عمرو سب لڑکے مٹھائی لاتے
ہیں تو نہیں لاتا یہ کیا سبب ہے اپنی ماں سے کہدینا کہ بھی آٹھویں دن ہر جمعرات کو مٹھائی بھیج کرو چنانچہ

ایک روز جمعرات کے دن سب لڑکے مٹھائی لائے اور امیر باتوقیر کے والد بزرگوار نے بھی مٹھائی بھیجی مولوی صاحب
نے عمرو سے کہا کہ ارے لڑکے تو بھی مٹھائی لا عمرو نے کہا بہت خوب مجکو تھوڑی دیر کے لیے چھٹی دیجیے تو
مٹھائی جاکے لاؤں یا دوپہر کو جسوقت کھانا کھانے جاؤنگا آپ کے واسطے مٹھائی لیتا آؤنگا مولوی صاحب نے
کہا بہتر دوپہر کو مٹھائی لانا غرضکہ جب دوپہر آئی اور سب لڑکے کھانا کھانے کو گئے عمرو بھی حمزہ کے ساتھ
گھر آیا حمزہ کو محل میں داخل کرکے پھر گیا اور مولوی صاحب کی نئی کفش طاق پر رکھی تھی اُسے چپکے سے اُٹھا لایا اور
بازار میں حلوائی کی دکان پر جاکے کہا کہ یہ کفش مولوی صاحب نے بھیجی ہے اور کہا ہے کہ پانچ روپیہ کی
مٹھائی بہت عمدہ دے دو جب میں اُنکا روپیہ دے دونگا حلوائی نے کہا کہ اے عمرو مٹھائی لو اور کفش
بھی مولوی صاحب کی لیتے جاؤ روپیہ دے جاینگے عمرو نے کہا نہیں کفش رہنے دو نہیں تو مولوی
صاحب خفا ہونگے حلوائی نے کہا تمھیں اختیار ہے یہ کہکے اُسنے پانچ روپیہ کی نہایت مٹھائی بہت عمدہ
تولدی عمرو نے مٹھائی کا ٹوکرہ لاکر مکتب میں رکھا اور دو ڈلیاں بڑی بڑی چھانٹ کر ورق نقرہ لگی ہوئی
اس میں جمالگوٹہ بہت سا ملاکر اوپر مٹھائی کے رکھدیں اور ٹوکرہ مٹھائی کا مکتب میں چھوڑکر جاکے حمزہ
صاحبقران کو دولتسرا سے ساتھ لے آیا اور کہا کہ بھائی مولوی صاحب کے واسطے آج میں
مٹھائی لایا ہوں مولوی صاحب سوکے اُٹھیں تو پیش کروں جسوقت مولوی صاحب سوکے اُٹھے پوچھا
لڑکوں سے کہ یہ ٹوکرہ مٹھائی کا کیسا ہے بوجہل نے کہا کہ عمرو مٹھائی لاے ہیں عمرو نے کہا کہ جی ہاں والد
مٹھائی لاے تھے بلکہ آپکے ساتھ ایک دوست اُنکے رہے بھی تھے والد مٹھائی کا ٹوکرہ دے کرکے گئے
ہیں کہ جب مولوی صاحب سوکے اُٹھیں تو یہ ٹوکرہ مٹھائی کا دیکر کہنا کہ یہ مٹھائی پیر درویش
کفش شاہ کی نذر دے کر آپ سب کو بانٹ دیجئے گا اور میرا حصہ اور میرے دوست کا حصہ لیتے آنا مولوی
صاحب خوشی خوشی اُٹھے اور مٹھائی پیر درویش کفش شاہ کی نذر دے کر عمرو سے کہا کہ یہ درویش
کفش شاہ کون ہیں عمرو نے کہا کہ میں نہیں واقف کہ یہ کون ہیں سنتا ہوں کہ کوئی اگلوں پچھلوں میں
سے ہیں مولوی صاحب چپ ہو رہے کہ کوئی ہونگے ہمیں کیا مطلب ہے اور وہی دونوں ڈلیاں مٹھائی
کی بڑی بڑی ورق کی جو اوپر رکھیں تھیں پہلے ہی مولوی صاحب نے غپ غپ کھاکے نوش جان
کیں وہ مٹھائی کا ہے کو نوش جان ہوئی شعر واے نادانی اثر دقور نیم * جان شیرین بہ تلخی جب ساخت * پھر
وہ مٹھائی تھوڑی تھوڑی سب لڑکوں کو تقسیم کی عمرو کو تین حصے دیے ایک عمرو کا ایک عمرو کے باپ کا ایک
عمرو کے باپ کے دوست کا اور باقی مٹھائی اپنے گھر بھیجدی وہاں سب لڑکے بالوں نے کھائی استانی جی
نے بھی وہ مٹھائی کھائی یہاں مولوی صاحب کو گھڑی پہر کے بعد دست آنا شروع ہوگئے ان دونوں ڈلیوں
نے مٹھائی کی آگ لگادی بدن میں بعض مقام پر چھالے پڑگئے عجب حال ہوا ضعف کمال ہوا اگر دست
آنا کسی طرح موقوف نہیں ہوتا یہانتک کہ اب پاخانے تک جانا دشوار ہے کوئی لڑکا ہاتھ پکڑ کے
لیجاتے تو جائیں جب عمرو نے مولوی صاحب کا یہ حال بحال دیکھا امیر سے کہا ای بھائی
حمزہ مولوی صاحب مرجائینگے اب جینگے نہیں تم کہدو مولوی صاحب سے کہ ہمارے یہاں جب
کسی کو دست آتے ہیں تو اسکو دہی پلواتے ہیں فورا دست بند ہو جاتے ہیں آپ بھی دہی منگواکر
پی لیجیے حمزہ صاحبقران نے کہا ای بھائی عمرو کیا کہتے مولوی صاحب کو مٹھائی میں کھلا دیا ہے

عمرو نے چپکے سے کہا کسی سے کہنا نہین مین نے جمالگوٹے مٹھائی مین ملا کر دیے ہین اُسکا یہی علاج ہے کہ اگر مولوی
صاحب دہی پی لین ابھی اچھے ہو جاوینگے حمزہ صاحبقران نے کہا اے بھائی عمرو تم ہمکو رنج دیتے ہو
ان حرکتون پر تمکو مار پڑیگی ہمارا دل دکھیگا ہمکو رنج ہوگا بھائی عمرو یہ باتین خدا کے لیے چھوڑ دو عمرو نے
کہا بھائی حمزہ یہ باتین تو اب نہ چھوٹینگی تم مولوی صاحب کو دہی تو پلوا دو نہین مر جاوینگے حمزہ صاحبقران
نے مولوی صاحب سے کہا کہ جناب ایک دوا مجکو معلوم ہے آپ اُسکا استعمال کیجیے ابھی وقت اچھے ہو جاوینگے
اکثر میرے یہان دستون کا یہی علاج ہوا کرتا ہے آپ میٹھا دہی ابھی منگوا لیجیے اور اُسکو گھول کے پی لیجیے مولوی
صاحب اپنے اس حال مین مضطرب کمال تھے کہا اچھا منگوا دو عمرو کو بازار بھیجو وہ جلدی دوڑا جاوے اور سیر بھر
میٹھا دہی مول لے آوے فوراً عمرو بازار گیا اور سیر بھر دہی خرید کر لایا مولوی صاحب کو پانی مین گھول کر پلایا
پیتے ہی دہی کے کلیجے مین ٹھنڈک پہونچی تسکین ہو گئی دستون کا آنا موقوف ہو گیا اب حواس بجا ہو گئے
تیسرے پہر کو لڑکون کو چھٹی دی آپ بھی کپڑے پہن کر گھر کو چلے دیکھا تو کفش نہین ہے ہر روز طاق پر کفش رکھ دیا
کرتے تھے اور آپ مکتب مین کھڑاؤن پہنے رہتے تھے تمام مکتب مین تلاش کی جب کفش کہین نہ ملی ناچار و
مجبور وہی کھڑاؤن پہنے ہوئے گھر چلے گئے کفش بے ہوئے چار پانچ روز گذرے تھے اسکا یہی خیال تھا
کہ اب روپیہ پاس نہین اسوقت کفش کہان سے پہنی جاوے ننگے پاؤن رہے خیر جو کچھ قسمت کا لکھا ہے پہنچ
کر چلے بازار مین جب پہونچے حلوائی اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے پکار کے کہا جناب مولوی صاحب یہ آج
آپ نے خلاف معمول کیا کیا کہ نئی کفش میرے پاس بھیجی اور مٹھائی منگوائی اگر آپ کفش نہ بھیجتے اور
مٹھائی منگواتے تو کیا مین نہ دیتا آپ کے واسطے یہ بات نہین ہے جب آپ کو دو چار روپے کی ضرورت ہوا کرے
بے تامل منگوا لیا کیجیے مولوی صاحب نے کہا کفش کہان ہے اور کون لایا تھا حلوائی نے وہ کفش لا کر آگے
رکھدی اور کہا کہ وہ کالا کلوٹا لونڈا جسکا نام عمرو ہے وہ لایا تھا اور وہی مٹھائی بھی لیگیا مولوی صاحب نے
کہا کہ وہ کمبخت بدذات میری کفش رہن کر کے مٹھائی لایا تھا اور مجھسے یہ دغابازی کی کہ کہا میرا باپ مٹھائی دے
گیا ہے آپکی نذر دو ولیکن کفش شادی وہ دیجیے اسکے کہنے سے نذر دے کر مین نے بھی دو ڈلیان مٹھائی کی کھا
لین اے بھائی نہین معلوم اُس مٹھائی مین کیا ملا دیا تھا کہ دو ڈلیان کھاتے ہی دست آنا شروع ہو گئے
اِس قدر دست آئے کہ میرا غیر حال ہو گیا جب حمزہ صاحبقران نے دہی پلوایا ہے تو دست بند ہوئے حلوائی
یہ سنکے ہنسنے لگا اور اکثر راہ گیر بھی کھڑے ہو گئے وہ بھی یہ سنکے ہنسنے لگے مولوی صاحب نے کفش تو پاؤن
مین پہنی اور کھڑاؤن چوبی اٹھا کر بغل مین دبائی اور دولتسرا خواجہ عبدالمطلب پر آئے اور خواجہ کو بلا
کے یہ سارا حال سنایا کہا جناب اس لڑکے نے میرا ناک مین دم کیا ہے آپ کا علم زد و کوب کا نہین ہے
مین اس لونڈے سے بہت عاجز ہون بھلا کہیے یہ نہین پڑھتا وہ فقرے اور وہ باتین کرتا ہے کہ بڑے بڑون کے ہوش
اُڑتے ہین یہ سنکے خواجہ عبدالمطلب ہنسنے لگے اور کہا کیا کرون کس کس طرح مین بھی اُسکو گھرکتا ہون
خفا ہوتا ہون مگر نہین مانتا جب مارنے کا قصد کرتا ہون حمزہ اُسکی سعی و سفارش کرتے ہین بیدل ہو
آبدیدہ ہوتے ہین یہ کہکر خواجہ عبدالمطلب نے مولوی صاحب کو وہ پانچون روپے دیے اور کہا کہ حلوائی
کو دیدیجے گا مولوی صاحب نے کہا ذرا عمرو کو میرے سامنے بلوا کے گوشمالی تو کیجیے خواجہ عبدالمطلب
نے عمرو کو بلوا کے کہا کہ دیکھ تو یہ مولوی صاحب تیری کیا شکایت کرتے ہین تو نے کیا حرکت نالائق کی

گنش مولوی صاحب کی یہان رہن کرکے پانچ روپئے کی مٹھائی لایا عمرو نے کہا کہ مجھسے روز تقاضا مٹھائی کا
کرتے تھے کہتے تھے کہ سب لڑکے مٹھائی لاتے ہین تو بھی مٹھائی لا مین کہان سے مٹھائی لاکے مولوی صاحب کو دیتا
آخر مین نے یہ حرکت کی مٹھائی لاکر اس طرح سے مولوی صاحب کو دی اور مولوی صاحب سے پہلے ہی کہدیا
تھا کہ جناب روپوش گنش شاہ کی نذر دیدیجئے خواجہ عبد المطلب نے کہا ای مولوی صاحب آپ اُس سے
کیون مٹھائی مانگتے تھے علاوہ کہان سے لاکر دیتا مین مٹھائی ہمیشہ بھیجتا ہون یا نہین آئندہ آپ ان دونون
کی طرف سے بیجیے یہ سنکے مولوی صاحب چپ ہوئے اور جاکر حلوائی کو وہ پانچون روپیے دیکے پھیر
گھر کو روانہ ہوئے غرضکہ دوسرے دن صبح کو عمرو نے حمزہ صاحبقران زمان سے کہا ای بھائی حمزہ
پڑھنے کو چلو آگے آگے حمزہ صاحبقران پیچھے پیچھے عمرو سر جھکائے ہوئے بغل مین کتابین دونون لئے
ہوئے مکتب مین آئے مولوی صاحب کو سلام کرکے پڑھنے کو بیٹھ گئے اتفاقاً ایک روز خواجہ عبد المطلب
کے یہان سے ایک خوان کھانے کا جسمین بہت عمدہ عمدہ لذیذ کھانے تھے کسنا خوان پر کسا
ہوا آگے مولوی صاحب کے آیا مولوی صاحب نے کہا کہ کوئی لڑکا ایسا ہے کہ یہ کھانا ہمارے گھر پہونچا
آئے عمرو کھڑا ہو گیا کہا کہ اگر حکم دیجئے تو مین یہ خوان دولتخانہ پر آپکے پہونچا آؤن مولوی صاحب
نے کہا شاباش ہے جا مگر بھائی اس خوان کو کھولنا نہین اس مین ایک مرغ زرین پر اور لعلین چشم یاقوت
منقار طیار بند ہے اگر تم خوان کو کھولوگے تو وہ مرغ اڑ جائیگا تمنہ دیکھتے رہجاؤگے کچھ ہاتھ نہ آئیگا
عمرو نے کہا حضور میری کیا مجال ہے مین کیون کھولنے لگا جو مرغ زرین اڑ جائیگا یہ کہکر عمرو نے وہ
خوان طعام لذیذ اپنے سر پر رکھا اور مولوی صاحب کے گھر چلا راہ مین ایک گوشہ تجویز کرکے ٹھہرا اور خوان
طعام سر سے اتارکے رکھا کسنا کھول کے دیکھا تو اُس مین کیسے کیسے عمدہ کھانے ایک قاب مین پلاو گرما گرم مزعفر
اور ایک قاب مین زردہ زعفرانی رنگ کا اور ایک قاب مین سفیدہ قند کا ورق اُسپر لگا ہوا چوٹی دار بھرا
ہوا ایک پلیٹ مین متنجن بہت عمدہ ایک پلیٹ مین مزعفر پیالون مین کئی رنگ کا سالن تلے ہوئے آلو اور
تلی ہوئی اروبیان گھی سے تار پر ایک پیالے مین قورمہ ایک طشتری مین میتھی کا ساگ قیمہ گوشت ایک پیالے
مین دوپیازہ کلیجی کے کباب شامی کباب گولر کباب باقرخانی شیرمال پانچ سیر کا جوڑا بالائی قریب آدھ سیر
کے اچار مربہ کئی کئی طرح کا پھول دار آٹے کی چپاتیان نرم نرم میدے کے پراٹھے تربتر گھی
مین ایک خاصدان مین سفید پانون کی گلوریان چاندی کے ورق اُس مین سونے کی کیلین لگی ہوئی
رکھی ہوئی ہین یہ سب سامان عمدہ عمدہ کھانے کا خوان مین دیکھکر منہ مین پانی بھر آیا جی للچایا خوان کے
پاس آکر بیٹھ گئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر کھانے لگے تھوڑا تھوڑا کھانا سب مین سے نوش جان کیا کچھ پلاؤ
کھایا کچھ زردہ کھایا کچھ سفیدہ کچھ متنجن کچھ مزعفر اچار مربہ بالائی سب نوش کر گئے باقرخانی اور شیرمال اور پراٹھے
چپاتیان سالنون کے ساتھ بہت سی کھائین شامی کباب سب آدھے آدھے اڑا گئے خوب تنکے
لگی تھا کھاکر کہین جاکر پانی پیا دو تین ڈکارین ڈکارتے کئی لین شکر خدا کیا گلوریان ورق لگی ہوئی سب
جاکر تبرک مجھ کو دین اور کیلین سونے کی ڈبے مین رکھین جو کچھ بچا کتون کو توڑ توڑ کے کھلایا اور جھوٹا
کھانا سب انکے ڈالدیا جب ان کتون کے کھانے سے بھی بچ رہا زمین کھودکے اسی جگہ گاڑ دیا اور ظروف
چینی اور بلورین سب اُسی خوان مین رکھکر اور کسنا اوپر سے کسکر مولوی صاحب کے گھر پر وہ خالی خوان

لیکر پہونچے اور استانی جی سے کہا کہ لیجیے یہ خوان کھانے کا مولوی صاحب نے بھیجا ہے اور کہدیا ہے کہ اس میں ایک مرغ
زرین پرند ہے ابھی کھولنا نہیں جب میں آؤنگا تو اسے کھولونگا اور اس میں کھانا بہت افراط سے ہے ہمسایہ میں
اسنے کہدیا کہ آج کھانا نہ پکائیں ہمارے یہاں کھانا بہت سا آیا ہے تمہارے یہاں بھی بھیجدینگے عمرو یہ کہکر
خوان مولوی صاحب کے گھر میں دے کر چلا آیا اور مولوی صاحب سے آکر کہا جناب مولوی صاحب یہ خادم
حضور کے گھر میں خوان اماں تک پہونچا آیا جب مولوی صاحب نے سب لڑکوں کو چھٹی دی حمزہ صاحبقران آگے آگے
پیچھے پیچھے عمرو بغل میں کتابیں دبائے دولتسرائے حمزہ پر آکر دونوں کھیل کود میں مصروف ہو گئے میاں مولوی
صاحب لڑکوں کو چھٹی دے کر گھر کو چلے راہ میں ایک دوست سے ملاقات ہو گئی اسکے ساتھ باتیں کرنے میں
مشغول ہوئے شام ہو گئی مولوی صاحب گھبرائے ہوئے گھر میں آئے گھر میں سبکے کھانا مانگ رہے ہیں
مولوی صاحب کی بی بی نے مولوی صاحب سے کہا کہ آج تو صاحب تم خوب غافل ہو کر بیٹھے رہے یہاں
بھوک کے مارے تڑپ رہے ہیں اسوقت تک میں نے بہلا بہلا کر رکھا علاوہ اسکے ہمسائی کے بچے
بھی بھوکے ہیں سب بے واسطے بلکتے ہونگے کہ مجکو خوب کی سنانے کے لئے ہوتا کہ بچے بھوکے رو رہے
ہیں اور ابتک کھانے کا کچھ سامان نہیں ہے مولوی صاحب نے کہا کہ پھر تمنے خوان میں سے کھانا نکال کر
کیوں نہ دیا اور میں نے یہ کب کہلا بھیجا تھا کہ ہمسائے میں ان لوگوں کو امیدوار کرنا استانی نے کہا کہ عمرو
تاکید کر گیا تھا کہ خوان میں مرغ زرین بند ہے کھولنا نہیں نہیں تو اڑ جائیگا جب مولوی صاحب آئینگے تو خوان
کھولینگے کھانا نکالینگے اس میں کھانا بہت ہے ہمسائے میں کہدیا کہ آج کھانا نہ پکائیں ہم آپکے کھانا بھیجینگے
اسی لئے میں نے ہمسائے کہدیا مولوی صاحب یہ سنکر خاموش ہو رہے اور خوان کھانے کا
کھولا تو دیکھا کہ خالی برتن خوان میں رکھے ہیں ایک دانہ بھی نہیں پس یہ دیکھتے ہی استانی اور سب [illegible]
ہو گئے اور مولوی صاحب اچھلنے اور غصہ کرکے کہنے لگے کہ عمرو کیا بدذات اور دغاباز ہے کہ مجھے کس [illegible]
وہ راستے میں سب کھا گیا غرض مولوی صاحب روتے پیٹتے غصہ سے منہ لال چقندر سا کرکے در دولت
عبد المطلب پر آئے اور کہا کہ بلاؤ تو عمرو کو کہاں ہے وہ نامعقول میرے ساتھ دغابازی کرتا ہے شور و غل
ہوا خواجہ عبد المطلب محل سے باہر تشریف لائے پیچھے پیچھے حمزہ اور عمرو پوچھا مولوی صاحب کیوں خیر
تو ہے کیا ہوا مولوی صاحب نے ساری حقیقت بیان کی عبد المطلب عمرو پر بہت خفا ہوئے اور پانچ
روپیہ مولوی صاحب کو دیئے کہ بازار سے کھانا منگا کر آپ بھی اپنے یہاں صرف کیجیے اور جن لوگوں کو کہہ دیا
کیا ہے انکو بھی کھلوائیے یہ سنکر مولوی صاحب پانچوں روپے لیکر بازار سے کھانا خرید کرکے گھر میں لائے سب
لوگوں کو بھی تقسیم کیا آپ بھی کھایا اور کہا کہ کل عمرو کو کسی خطا پر خوب مارونگا اسنے مجکو بہت عاجز کیا ہے غرض
صبح کو عمرو اور حمزہ صاحبقران جو پڑھنے کو آئے مولوی صاحب نے کہا ابے او عمرو تو حرامزدگی اور
بدذاتی نہ چھوڑیگا نہ تو سبق اچھی طرح یاد کرتا ہے نہ اپنی شرارت چھوڑتا ہے آج تجکو سزا اسکی دیتا ہوں
یہ کہکے مولوی صاحب کوڑا لیکر اٹھے بس حمزہ صاحبقران بیتاب ہوگئے اور بیچ میں آکر کھڑے ہوئے اور
کہا کہ مولوی صاحب معاف کیجیے اب عمرو ایسی خطا نہ کریگا توبہ کرتا ہے امیدوار ہوں کہ میرے کہنے سے عمرو
کو نہ ماریے مولوی صاحب حمزہ صاحبقران کے کہنے سے عمرو کی زد و کوب سے باز رہے اور کہا کہ خبردار اگر
پھر کبھی ایسی خطا کی تو مارے کوڑوں کے کھال کھینچ ڈالونگا جا جلد سبق یاد کر کے سنا عمرو چپکے کان دبائے

سر جھکائے پڑھنے کو بیٹھا امیر باتوقیر نے چپکے سے کہا ای بھائی عمرو خدا کے لئے ایسی حرکتون کو چھوڑ دو ایسی باتین
نہ کرو تمکو مار پڑتی ہی ہمکو صدمہ ہوتا ہی عمرو نے کہا بھائی حمزہ اتو مجھسے یہ باتین نہ چھوٹینگی اور مولوی صاحب ہمکو مارا
کرتے ہین مین انکو چھوڑونگا اب یہ میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتے ہین ادھر ابوجہل سے بھی عمرو خار کھایا
کرتا تھا کہ مولوی صاحب عمرو کی کان گوشی ابوجہل سے کرایا کرتے تھے عمرو ابوجہل کی تاک مین تھا ایک وقت
عمرو کو سبق پڑھانے مین ابوجہل نے مارا اور کان گوشی کی بس عمرو کے دل پر بن گئی کہ آج ابوجہل کو بھی
پٹوانا چاہئے سوچتے سوچتے ایک مکاری ذہن مین آئی غرض جب دوپہر کو مولوی صاحب سو رہے اور سب
لڑکے اور ابوجہل بھی سو رہا عمرو چپکے سے اٹھا اور ابوجہل کے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری اور چپکے سے مولوی صاحب
کے گھر پر پہونچا روزن در سے جھانک کر دیکھا کہ اتالی جی اور لڑکے سو رہے ہین کنڈی دروازے کی بند ہی عمرو
مکان کی پشت پر گیا اور دیوار پر چڑھ کے مولوی صاحب کے گھر مین چپکے سے کودا سب پڑے ہوئے غافل سو رہے
تھے مولوی صاحب کی بیٹی کی کان سے بالی سونے کی اتار لی اور ابوجہل کی انگوٹھی مولوی صاحب کی بیٹی کا
پاندان کھول کے بیچ کی ڈبیا کے نیچے رکھدی اور چپکے سے اسی طرح دیوار پھاند کے چلا آیا دیکھا مکتب مین ابھی
تک مولوی صاحب اور ابوجہل اور سب لڑکے سو رہے ہین مولوی صاحب کی بیٹی کی کان کی بالی ڈہبری کر کے
ابوجہل کے ہاتھ کی انگلی مین پہنادی اور خود چپکا ہو کر لیٹ رہا اپنے تئین بھی سب کے ساتھ سونے والون
ڈالدیا غرضکہ جب اٹھنے کا وقت آیا مولوی صاحب اٹھے اور سب لڑکے عمرو وغیرہ بھی اٹھے ابوجہل کو بوجہ غفلت
نیند کی زیادہ بھی نہ اٹھا مولوی صاحب نے اسکو ہشیار کیا مولوی صاحب کی جو اسکے ہاتھ کے اوپر نگاہ پڑی اپنی
بیٹی کی کان کی بالی دیکھی پوچھا ای ابوجہل تمھارے ہاتھ مین بالی کان کی کہان سے آئی ابوجہل نے کہا کہ مین نہین
جانتا کہ یہ بالی کسکے کان کی ہی اور میرے ہاتھ مین کیونکر آئی اور میری انگوٹھی جو ہاتھ مین تھی وہ کیا ہوئی کیونکر
غائب مولوی صاحب نے کہا کہ یہ بالی مین نے پہچانی میری لڑکی کے کان مین تھی ابوجہل یہ تقریر مولوی صاحب
کی سنکر کانپنے لگا عمرو نے کہا جناب مولوی صاحب اگر آپ خفا نہون تو مین عرض کرون مولوی صاحب نے کہا کہ
کہو صاف صاف بیان کرو عمرو نے کہا کہ روز دوپہر کو جب آپ سو رہا کرتے تھے ابوجہل چپکے اٹھکے چلے جایا کرتے تھے
مجھے نہین معلوم کہ کہان جاتے تھے اور پھر چپکے سے آکے سو رہا کرتے تھے آج اتفاق سے جب ابوجہل اٹھکے چلے مین
بھی انکے عقب مین چپکے چپکے چلا یہ آپکے مکان پر پہونچے اور ایک چھوٹی سی کنکری گھر مین پھینکی آپ کی صاحبزادی
ڈیوڑھی مین آئین بیٹھے تو دونون خوب ہم آغوش ہوئے راز و نیاز کی باتین ہوئین کہ وہ بیان کرنے کے قابل نہین
ہین پھر ابوجہل نے کہا کہ آج ہمکو تم اپنی کچھ نشانی دو آپ کی صاحبزادی نے کہا میرے پاس کیا ہی جو نشانی دون
یہ کہکر کان کی بالی اتار کے دی کہا یہ سوا اسکے اور کچھ میرے پاس نشانی نہین ہی وہ بالی انھون نے اپنے
ہاتھ کی انگلی مین پہن لی اور آپ کی صاحبزادی نے جو نشانی مانگی انھون نے انگوٹھی اپنی اتار دی وہ انگوٹھی
انھون نے اپنے پاندان مین بیچ کی ڈبیا کے نیچے رکھی ہی آپ کا جی چاہے جا کر دیکھ لیجیے یہ سنتے ہی مولوی حیران
صاحب کا منہ سرخ ہو گیا تن بدن مین آگ لگ گئی لپک کر ابوجہل کا ہاتھ پکڑا اور فلانے مین رسی سے باندھکر لٹکا دیا اور
کوڑا لیکر سڑاک سڑاک مارنا شروع کیا ایک شور و غل مکتب مین بلند ہوا دہائی ہی اور دہائی ہی توبہ ہوئی خدا
کے لئے چھوڑ دیجیے مین بے خطا ہون یہ سب غلط ہی مگر مولوی صاحب غصہ مین بھرے ہین کسکی سنتے ہین آخر کار
حمزہ نے اسکی بھی سفارش کی اور مولوی صاحب سے ابوجہل کو بھی بچایا مولوی صاحب غصہ کئے تھے سب کو

اُسی وقت چھپنی دیدی اور جھٹ پٹ کپڑے پہن کے گھر گئے اور جاتے ہی نہ کچھ پوچھا نہ کچھ دریافت کیا اپنی بیٹی کا
پاندان کھول سچ مچ کی ڈبیا کے نیچے سے انگوٹھی ابوجہل کی نکال لی اور بیٹی کو دکھائی کہ یہ انگوٹھی کسکی ہی اور تیرے پاس کیونکر
آئی جلد بتا نہیں ہڈیاں توڑ ڈالونگا اُس لڑکی نے کہا ابا جان مجھے نہیں معلوم میں کیا جانوں یہ انگوٹھی کسکی ہی اور میرے
پاندان میں کیونکر آئی اور کسنے رکھی مولوی صاحب نے اب تو آؤ نہ دیکھا تاؤ دیکھا لکڑی لیکے دھڑا دھڑ مارنا شروع کیا اور وہ لڑکی
کہتی تھی اری ابا جان خدا کی قسم میں اس انگوٹھی کا حال نہیں جانتی مولوی حرمان اب کسکی سنتے ہیں دھپے دھا دھم پیٹ
رہے ہیں اہلخانہ مولوی صاحب کی اُدھر غل مچاتی ہیں ارے صاحب کچھ تم سڑی ہوگئے دیوانے ہوگئے ہو لڑکی کو
لڑکی کو کیوں مارے ڈالتے ہو بس بس اب دیکھو سنبھلو بیچاری کی کھال پھٹ پھٹ گئی خون نکلنے لگا جوان لڑکی بیجا
ہوئی جاتی ہی مولوی حرمان کی طبیعت جودت پر ہی مثل برق کے چمک رہے ہیں جتنا جورو منع کرتی ہی اور زیادہ تیز
ہوتے چلے جاتے ہیں کہتے ہیں آج اِس کو مار ہی ڈالونگا ادھر وہ لڑکی غل مچانے لگی دہائی ہی ارے دوڑو محلے والو
یہ باپ جلاد مارے ڈالتا ہی ہائے مری اور وائے مری جب تو اُس لڑکی کی ماں کے دل کو تاب نہ آئی پائنچے
سمیٹ کے کھولنے اور چلاتی ہوئی جھپٹی ادھر دے موئے مونڈی کاٹے جوانا مرگ کچھ خدا کی مار لڑکی کو
مارے ڈالتا ہی میاں وہ لڑکی غش کھا کے گری بیہوش ہوگئی ادھر سے چھلکے ادھر جھپٹے خصم کے بیٹے جورو کے
ہاتھ میں جورو کے جھونٹے خصم کے ہاتھ میں پکڑا ہونے لگی آخر لڑتے لڑتے دونوں گرے چونکہ جورو بھی مولوی
حرمان کی قوی بازو تھی کبھی خصم نیچے جورو اوپر کبھی جورو نیچے خصم اوپر گھڑی پھٹک دیتی ہی گھڑی وہ ٹکر دیتے ہیں
تمام محلے والے جمع ہیں عورتیں علاحدہ کھڑی ہیں مرد بیچ بچاؤ کر رہے ہیں لڑکے الگ ہنس ہنس کے تالیاں بجا رہے
ہیں گھر میں مولوی حرمان کے ایک میلہ جمع ہی پہلوانی اور پہلوان دونوں بھجے ہوئے ہیں کسی طرح نہیں چھٹتے
ہیں سب رنگ کے آدمی گھر میں مولوی صاحب کے دھنسے ہوئے ہیں کچھ دوست ہیں کچھ دشمن ہیں کچھ بیچ بچاؤ
کرتے ہیں کچھ الگ کھڑے تماشا دیکھتے ہیں کوئی ہنستا ہی کسی کو صدمہ ہی کوئی پھبتی کہتا ہی کوئی خیر باید رہا ہی
کوئی کہتا ہی مار ڈالو چھڑا دے کوئی کہتا ہی نہ چھڑا دے ایک عجب شور و غوغا ہی کان دھرے آواز نہیں سنائی
دیتی لڑکی بیہوش پڑی ہی اِن دونوں میں کشتی ہو رہی ہی زمین پر دونوں غٹ پٹ ہیں آخر کار عزیز و اقارب
دوست آشنا غیر دشمن اپنے پرائے سب جمع ہوگئے بڑا ہجوم تھا سب نے ملکر بہزار دقت و خرابی دونوں
کو چھڑا دیا الگ الگ کیا میاں کا حال سنئے کہ ادھر باتوفیق حمزہ صاحبقران اور عمرو بن اُمیہ ضمری جب
سے چھپنی لیکر آئے تھے لڑکوں میں کھیل رہے تھے کچھ ہنستے کچھ مولوی صاحب کا جو خیال عمرو کو آیا دل سے کہا
اے عمرو یہی موقع خوب ہی آج مولوی صاحب سے اور استانی جی سے ضرور بگڑی ہوگی چل کے ذرا دیکھو تو اگر
ہیں پڑے تو اور کچھ شعبدہ کرو غرض عمرو نے دل سے یہ باتیں کر کے حمزہ سے کہا اے بھائی حمزہ میں ابھی آتا
ہوں تم یہیں ٹھہرو ان لڑکوں سے جب تک کھیلو میں ذرا مولوی صاحب کی خبر لینے جاتا ہوں یہ کہکے چھپتا چھپا
گھر پر مولوی صاحب کے پہونچا دیکھا کہ مولوی صاحب کے گھر میں میلا لگا ہی خرد و کلاں سیکڑوں آدمی جمع
ہیں لڑکی بیہوش پڑی ہی خون بہہ رہا ہی جورو خصم میں کشتی ہو رہی ہی عمرو یہ دیکھ کے ہنستا ہوا بھاگا بازار
میں ایک بساطی کی دکان پر آیا اُس بساطی سے کہا کہ جناب آپ کو آپ کے گھر میں بلایا ہی بی بی کو آپ
کی دست آیا بہت برا حال ہی فصل کا خیال ہی کہ آج کل آب و ہوا ناقص ہی ہیضہ کی شدت ہی ذرا
جاکے گھر کی خبر لیجیے اپنی بی بی کا کچھ تدارک کیجیے وہ بیچارہ بساطی سنتے ہی گھبرا گیا ایک شاگرد لڑکے کو

دکان پر بٹھا کے گھر کو دوڑا گیا عمرو بھی تھوڑی دور اُسکے ساتھ گیا راہ مین سے دوسری طرف سے ہو کر پھر اُلٹا
پلٹ کر آیا انھین بساطی کی دکان پر آ گئے اُس لونڈے سے کہنے لگا کہ تمھارے اُستاد نے ایک بکس سوئیون کا مانگا
ہی وہان ایک خریدار آیا ہی اُسکے ہاتھ بیچینگے تمھارا جی چاہے دو تمھارا نہ جی چاہے نہ دو اگر بکس سوئیون کا دوگے
دے دونگا اور جو نہ دوگے کہدونگا کہ تمھارا شاگرد بکس مجکو نہین دیتا وہ تُسکے تئین آپ ہی خفا ہونگے اُس لڑکے
نے کہا بھائی عمرو بکس سوئیون کا تو تمہین لیتے جاؤ ہم پر خفگی نہ دلواؤ عمرو نے کہا لاؤ عمرو لڑکے سے بکس سوئیون کا
لیکر جھپٹ سے مکتب مین پہونچا مکتب مین قفل دیا ہوا تھا دیوار پھاند کر آیا مولوی صاحب کا بچھونا صاف
کر کے درست کیا اور تمام بچھونے مین سوئیان کھڑی کھڑی گاڑ دین اور آپ دیوار پھاند کر خدمت
حمزہ صاحبقران مین آیا اور حمزہ سے کھیلنے لگا اُدھر کا حال سنئے کہ مولوی حرمان ہیئی کو مار پیٹ کر جورو سے لڑ جھگڑ
کر مجروح و خستہ گھر سے بیزار ہو کر مکتب مین سونے کو آئے شام ہو گئی تھی تاریکی شب پھیل چکی تھی قفل در مکتب کھولکر
اندر آئے چراغ جلایا امور دنیوی سے فراغت کر کے غصہ مین بغیر کھانا کھائے سونے کا قصد کیا چارپائی
پر بے تحاشا بیٹھ گئے سوئیان چوتڑون مین گڑ کے گوشت کے پار ہو گئین اُف اُف کہکے چوتڑ اٹھائے پاؤن
رکھدیے تلوون مین بھی سوئیان گڑین آہ کر کے چپ سے دونون ہاتھ چارپائی پر ٹیکدیے ہتھیلیون
مین بھی سوئیان چبھ گئین دلکو صدمہ پہونچا بیتاب ہو گئے دھڑ سے چارپائی پر گر کے لیٹ گئے پیٹھ مین تمام
سوئیان گڑ گئین پشت غربال ہوئی جلدی سے کروٹ لی پسلیون مین بھی سوئیان گڑین دوسری کروٹ
لی اُدھر کا پہلو بھی غربال ہو گیا وہ ندھال ہو گئے پیٹ اور سینے مین بھی سوئیان گڑ گئین ہائے ہائے کر کے رونے
لگے کہتے تھے کہ آج کا دن برا تھا صبح کو نہین معلوم کسکا منھ دیکھا تھا کسکا نام لیا تھا کہ ایسے صدمہ عظیم ہوئے اور آفت
پہونچی کہ نوبت ہلاکت کی ہی جیسے کہ ساہی کا جسم پر خار ہوتا ہی یہ کیفیت مولوی صاحب کے جسم کی از سرتاپا ہو گئی اُٹھنا
بیٹھنا گیا اب حرکت کرنا مشکل اگر ذرا سی بھی تکان جسم غربال کو پہونچی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے کلیجے مین برچھی بھونک
دی ہی فوراً تڑپنے لگے کرب زیادہ ہو گیا روح جسم سے مفارقت کرنے کو آمادہ ہوئی غرضکہ اسی کیفیت مین وہ
رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہوئے شب بھر سونا کیسا دم بھر صبح تک کسی پہلو آرام نہ ملا ادھر حمزہ
صاحبقران بستر خواب پر بیدار ہوئے عمرو کو جگایا کہا ای بھائی عمرو اُٹھو چلو دھوپ نکل آئی ہی ایسا
نہو کہ مولوی صاحب خفا ہون عمرو نے کہا اچھا چلتے ہین ابھی تو سو کے اُٹھے ہین ہاتھ منھ دھولین تو چلین
عمرو مار پیٹ کے ڈر سے ٹالا بالا بتاتا ہی یہان سوا عرصہ ہوا جاتا ہی حمزہ کہتے ہین کہ بھائی عمرو دن چڑھ گیا ہی
ایسا نہو مولوی صاحب خفا ہون غرضکہ حمزہ صاحبقران عمرو کو ساتھ لیے ہوئے آگے آگے آپ پیچھے پیچھے عمرو
کتابین حمزہ کی اور اپنی بغل مین لیے مکتب مین آئے مکتب کی کنڈی اندر سے بند تھی آواز دی مولوی صاحب
نے جواب دیا اور بہ صدائے نحیف کہا ای عمرو مین تو فرش خارستان و سوزستان مصیبت مین از سرتاپا
غربال پڑا ہون ہلنا تک دشوار ہی تو دیوار پھاند کے آ اور زنجیر کھولدے عمرو حمزہ سے کہتا ہی کہ جس طرح
مین اُسکے مین پہلو تہی کرتا تھا وہی ہو کر درپیش ہی خدا آج اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچا دے ای بھائی
حمزہ تم بچا لینا مدد کرنا دیکھیے کیا ہوتا ہی آج میری یا مولوی صاحب کی قضا آ پہونچی ہی حمزہ صاحبقران نے
کہا ای بھائی عمرو کیا آج ایسا ہو کہ درپیش ہی کہ جس مین جان جانے کا پس و پیش ہی کچھ حال تو کہو تم نے
کونسی ایسی شعبدہ بازی کی جسکا ایسا ڈر اور خوف ہی عمرو نے کہا اب مکتب مین چلتے دیکھیے ہی ہو گے

بیان کرنے سے کیا فائدہ ہے حمزہ کو عمرو کی مار پیٹنے کا خیال ہوا انکی بھی دلکو نہایت درد ہوا ہے غرضکہ عمرو دیوار پھاند کر مکتب میں آیا
اور زنجیر کھولکر حمزہ اور عمرو مولوی صاحب کے پاس گئے دیکھا کہ از سرتاپا سوئیوں سے غربال ہیں عمرو نے جھٹ چٹکی میں بغل پر رکھ دیے
اور ہائے میرے مولوی صاحب ہائے میرے مولوی صاحب کہکے رونے لگا اور سوئیاں جسم سے نکالنے لگا غرضکہ تمام جسم سے سب سوئیاں
چن چن کے نکالیں اور کہتا تھا ہائے میرے مولوی صاحب کیا کروں یہ کیا آپ کا حال ہوا تمام جسم غربال ہوا جو سوئی نکالتا ہے خون کے فوارے
چھوٹتے ہیں عمرو خون بھی پونچھتا جاتا ہے سوئیاں بھی نکالتا جاتا ہے ہائے ہائے کرتا جاتا ہے دکھانے کو آنسو بھی بہاتا جاتا ہے الغرض جب
سوئیاں سب پانوں تک کی چن چن کر کھینچ کھینچ کر نکالیں اور خون بھی کپڑے سے سب جگہ کا پاک کیا اب ذرا مولوی صاحب کے
حواس درست ہوئے مولوی صاحب نے کہا اے عمرو تو مجھکو جراح کے پاس لیچل فنس لاکہ میں سوار ہوکر جراح کے پاس چلوں اور زخموں کا علاج
کروں عمرو نے کہا بہت اچھا یہ کہکے عمرو عبدالمطلب کے پاس آیا اور کہا کہ مولوی صاحب کی طبیعت علیل ہو گئی ہے فنس مانگی ہے حکیم صاحب
کے جاینگے عبدالمطلب نے کہ فنس تھا لیجا عمرو کہاروں کو لایا فنس وہاں لاکر حاضر کی مولوی صاحب فنس میں سوار ہوئے
جتنے جی چار کہار کاندھے چڑھے کہار فنس اٹھا کر چلے پیچھے عمرو بھی چار ناچار ساتھ مولوی صاحب کے ہوا جب سواری مولوی صاحب
کی لیکر بازار میں آئے اسی بساطی کی طرف سے کہار چلے عمرو نے کہا اے بھائی کہارو اس طرف سے نہ چلو گھیر اس طرح
کا ادھر سے دو۔ پڑیگا پھیر کا راستہ ہے کہاروں نے نہ مانا اسی بساطی کی طرف سے فنس لیکر چلے وہ بساطی اور وہی لونڈا دکان پر
بیٹھا ہوا تھا اس لونڈے نے کہا استاد جی وہ کالا لڑکا عمرو وہ جاتا ہے جو سوئیوں کا بکس مانگ لیگیا تھا اس بساطی نے پہچانکر
عمرو کو بھی ناآواز دی اے میاں لڑکے دو سوئیوں کے بکس کے دام تو نہ دے گیا مجھسے کیسی دغابازی کی رہ تو ترست
امید سے لیکر خوب تجھے پٹواؤنگا عمرو نے کہا کیا کہتے ہو کیسا سوئیوں کا بکس میں کیا جانوں کون سا لڑکا لیگیا بساطی نے دکان پر
سے اترکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا میں ابھی دام بکس کے لونگا بس یہی میں غیر ہے کہ ابھی سوئیوں کے بکس کے دام دیدے
کہ اتنے میں فنس مولوی صاحب کی قریب آگئی مولوی صاحب نے پوچھا کیا ہے بساطی نے من وعن کیفیت عمرو کی دغابازی
کی بیان کی مولوی صاحب زانو پر اپنے ہاتھ مار کے کہنے لگے ارے عمرو تو ہی نے یہ جال پھیلایا غضب کیا کل سے مجھکو تو نے
مار ڈالا ہے مر رہا ہوں ہلاک ہو رہا ہوں جانکنی میں پڑا ہوں اب کھلا کہ یہ استادی اور بد ذاتی ساری تیری ہی تھی کیا عجب ہے
کہ وہ تیلہ ابوجہل کی انگوٹھی کا تیرا شعبدہ ہو بھلا رہیو دیکھا جی آج کیسا تمکو درست کرتا ہوں کہ زندگی بھر یاد کروگے عمرو نے کہا
مولوی صاحب یہ سب غلط اور جھوٹ ہے میری خطا نہیں ہے میں تو اس شعبدے سے آگاہ بھی نہیں غرضکہ مولوی جہان جراح
کے یہاں سے ہو کر مکتب میں آئے یہاں سب لڑکے اور ابوجہل بھی پڑھنے کو آچکے تھے مولوی صاحب نے حمزہ سے اور سب
لڑکوں سے کہا کہ کل سے آجتک عمرو نے یہ شعبدہ بازی کرکے مجھکو مار ڈالا نوبت ہلاکت کی پہونچادی پھر ابوجہل سے کہا
اور سب لڑکے اٹھو تو بس اس کالیے کو رسی سے باندھکر فلابے میں لٹکا دے ابوجہل اٹھا مولوی صاحب اور ابوجہل نے
ملکر عمرو کو باندھا اور فلابے میں لٹکا دیا مولوی جرمان نے کوڑا ہاتھ میں اٹھایا اور عمرو نے فریاد کی مولوی صاحب
میری خطا نہیں ہے میں بے قصور ہوں معاف کیجیے چھوڑ دیجیے عمرو کے رونے اور فریاد کرنے پر حمزہ کا دل بیچین ہوگیا اٹھ کھڑے
ہوئے بڑھ کے کہا مولوی صاحب اب عمرو کی خطا کو بخش دیجیے عمرو کو رہا کر دیجیے یہ اب ایسی خطا نہ کریگا ادھر عمرو فریاد کرتا ہے اور روتا
ہے ادھر حمزہ بیقرار اور حزیں ہیں مولوی صاحب کو سمجھاتے ہیں مگر مولوی صاحب نہیں مانتے آخر یہی میں عمرو کو باندھکر کوڑا
اٹھایا اور سڑاک سے کوڑا عمرو کو مارا عمرو مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا حمزہ کی طرف دیکھ کے کہا اے بھائی حمزہ تم دیکھتے ہو
اور ہمارا یہ حال ہیم پہونچا ہے اب ہم کوئی گھڑی کے مہمان ہیں جان لب پر ہے دم نکلتا ہے حمزہ کا دل سینہ میں تڑپ گیا کہا
مولوی صاحب بس خدا کا واسطہ ہے عمرو کو اب نہ ماریے گا مجھسے اپنے رفیق و دوست کا تڑپنا نہیں دیکھا جاتا معاف کیجیے

چھوڑ دیجیے مولوی صاحب نے حمزہ کے کہنے کو نہ مانا اور پھر ہاتھ تان کے ایک کوڑا زناٹے سے مارا عمرو مچھلی کی طرح تڑپ کر
پکارا اے حمزہ یہ غلام اور تمھارا غلام تمھارا اب مرے سے مرتے ہو کر دنیا سے سدھارا یہ کہکر دھڑ سے زمین پہ گرا اور آنکھیں بند کرکے ہاتھ
پاؤں ڈھیلے کرکے ڈالدیے حمزہ یہ حال اسکا دیکھتے ہی بلبلا گئے اور بڑھ کے مولوی کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس مولوی صاحب
خبردار اب عمرو کو نہ ماریے گا مجھسے تڑپنا عمرو کا نہیں دیکھا جاتا ہے اسکی خطا کو معاف کیجیے رسّی سے کھول دیجیے
مولوی حرمان غصہ میں بھرے ہوئے اندھے ہو رہے تھے حمزہ کا ہاتھ غصہ سے جھٹک دیا اور کہا ہٹ جا حمزہ نہیں
تو تجکو بھی مارونگا تو ہی نے عمرو کو شہ دے کر ایسا بنایا ہے بس ہاتھ کا جھٹکنا تھا کہ حمزہ کو جلال ابراہیمی آگیا منہ غیظ
سے سرخ ہو گیا امیر با توقیر ابو العلا مکی حمزہ صاحبقران زمان نے زور و جلال ابراہیمی سے دست راست تان کر
تماچہ رخسارہ مولوی حرمان صاحب پر مارا پنجۂ دست حق پرست نے نقشا شمشیر آبدار کا دکھایا مولوی صاحب کا منہ
پشت کی جانب پھر گیا تڑاق سے زمین پر گرے فوراً گرتے ہی دم توڑنے لگے یہاں حمزہ صاحبقران غصہ میں عمرو بن امیہ
ضمری کے پاس آئے چونکہ قلابہ بلند تھا ہاتھ حمزہ صاحبقران کا نہ پہونچا رسی پکڑ کے زور سے جھٹکا مارا رسّی ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئی عمرو کو جھٹ پٹ کھول دیا اور ہاتھ پکڑ کے اٹھایا عمرو بن امیہ ضمری زمین سے خاک جھاڑ کے اٹھ کھڑا ہوا مولوی صاحب
کی جو حالت دیکھی عمرو گھبرا گیا کہا اے حمزہ غضب ہوا مولوی صاحب تو مکتب اجل میں درس دینے گئے کتاب زیست انکی ختم
ہو گئی دفتر عمر و ورق پر قلم ملک الموت کا پھر گیا حمزہ صاحبقران زمان نے اب بہ تقاضائے طفولیت گھبرا کر کہا اے
بھائی عمرو اب کیا کریں عمرو بن امیہ ضمری نے کہا اے حمزہ گھبراتے کیوں ہو اب جو کچھ کیا ہے اسکو بھگتینگے ڈرنا کیسا
فرد دلبرم عزم سفر کرد خدا را یاران ✤ چہ کنم با دل مجروح کہ مرہم با دوست ✤ آؤ ہم تم بھاگ چلیں کیا ہوگا کیا کوئی مار ڈالیگا
اب ابو جہل اور لڑکوں نے بھی کہا کہ بھائی عمرو ہم بھی تمھارے ساتھ ہیں اگر ہم گھر جاوینگے تو ہمارے باپ ہمکو مارینگے عمرو نے
تم بھی چلو گھبراؤ نہیں ہم تم سبکے رہبر ہوتے ہیں یہ کہکر مکتب سے عمرو اور حمزہ صاحبقران اور انکے پیچھے ابو جہل وغیرہ چلے
یہ سب لڑکے بھاگتے بھاگتے شہر کے باہر نکل گئے جاتے جاتے شام کو قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اس پہاڑ پر عمرو
بن امیہ ضمری سبکو لیکر چڑھ گیا اس پہاڑ کا نام کوہ بو قبیس ہے عمرو نے کہا تم سب ابھی پہاڑ پر رہو اب یہاں کوئی نہ آئیگا
کسی کو ہمارا پتا نہ لگیگا غرضکہ عمرو اور صاحبقران مع ابو جہل وغیرہ کے کہ بارہ لڑکے اور تھے سب اسی پہاڑ پر چھپ کے بیٹھے
پڑ رہے یہاں مولوی صاحب کے مرنے کی خبر انکے گھر میں ہوئی سب عزیز و اقربا آئے اور مولوی حرمان کے لاشے کو مکتب سے اٹھا
لیگئے اور دردولت عبد المطلب پر آئے یہاں عبد المطلب خود ہی پریشان تھے کہ کیا سبب ہے کہ دن چھپ گیا وقت بہت دیر ہو گیا اور انکے لڑکے
اور حمزہ و عمرو مکتب سے پڑھکے نہیں آئے آدمی سے کہہ رہے تھے کہ جلد مکتب میں جا اور خبر لا کہ حمزہ کہاں ہے ابھی تک کیوں نہیں آیا میرا
دل بیقرار ہے ہزار طرح کی تشویش ہے کہ اتنے میں ایک آدمی نے کہا کہ مولوی حرمان جو حمزہ اور عمرو وغیرہ کو پڑھاتے تھے وہ مرگئے انکی نعش
اقربا انکے بطور فریادیوں کے لائے ہیں عبد المطلب گھبرا کر باہر نکل آئے پوچھا ان لوگوں سے کہ مولوی صاحب
کو کیا ہوا جو مر گئے ان لوگوں نے کہا ہمکو بھی نہیں معلوم کیا ہوا کس صورت سے مولوی صاحب مر گئے اور اون
لڑکوں کا بھی پتا نہیں ہے کہ وہ لڑکے کہاں ہیں نہ مولوی صاحب کے کسی عارضہ کا ثبوت ہوتا ہے کہ کس عارضہ سے
کس سبب سے مرے عبد المطلب نے جو غور کرکے دیکھا تو سوا ایک طمانچے کے اور کوئی نشان کسی جگہ نہ پایا
اور کوئی علامت مرجانے کی معلوم نہیں ہوئی سوچے کہ یہ طمانچہ کیا عجب ہے کہ حمزہ صاحبقران زمان کا ہو مگر اس میں
کوئی نہ کوئی سبب ہے حمزہ ایسے بے تہذیب نہیں ہے اور نہ اسکے مزاج میں شوخی و شرارت ہے معلوم ہوتا
ہے کہ یہ سب شعبدہ بازی عمرو بن امیہ ضمری کی ہے مصرع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ✤ پھر

عبدالمطلب نے اسی وقت ہوی صاحب متوفی کے عزیزون اور وارثون کو راضی کرکے بہت سا روپیہ خون بہا کا
دے کر رخصت کیا اور آدمیون کو شہر مین چار طرف حمزہ و عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین بھیجا مگر کہین پتا نہ لگا
عبدالمطلب کا فراق حمزہ صاحبقران مین عجب حال ہوا دانہ پانی چھوڑ دیا نہایت مضطر و پریشان و حزین وہ رات
تڑپ تڑپ کے آہ وزاری اشکباری مین گذری ملکہ عادیہ بانو نے رو رو کے اپنا برا حال کیا مثل دیوانون کے
ہو گئین اور حمزہ بعد آہ وزاری اشکباری مین خود رفتہ ہو رہین وہان تو عبدالمطلب فراق حمزہ صاحبقران نامدار
مین مضطر و بیقرار ہین اور آدمی ہر گلی کوچہ کوچہ تلاش کرتے پھرتے ہین ہر ایک سے پوچھتے ہین مگر کہین پتا نہین لگتا یہان
کوہ بوقبیس پر حمزہ صاحبقران و عمرو بن امیہ ضمری و ابوجہل وغیرہ پتھر کی چٹان کو جھاڑ کر زیر سر پارہ سنگ
رکھکر سو رہے بڑی رات گئے حمزہ کی آنکھ کھلی عمرو کو جگایا کہا بھائی عمرو اب تو بہت بھوکے ہین بھوک کے مارے
نیند اڑ گئی کل صبح کے ہم تم سب کھائے ہوئے ہین عمرو نے کہا اے حمزہ اسوقت رات زیادہ گئی ہے اب کھانا ہاتھ آنا
غیر ممکن ہے اسوقت تو شکر خدائے عزوجل سیر ہو حلق مین زبان خشک ترکرو انشاء اللہ صبح کو تڑکے کھانا بہت عمدہ
لذیذ تمہین کھلاؤنگا حمزہ صاحبقران زمان نے آہ سرد بھر کے کہا خیر الحمد للہ غرض وہ رات بعد اضطراب سب لڑکون
کو کوہ قبیس پر گذری ناگاہ ستارۂ سحری چمکا خورشید اعظم سمت مشرق سے نمودار ہوا روشنی مہر تابان چار طرف
پھیلی دھوپ نکل آئی عمرو بن امیہ ضمری اٹھا اور کہا اے حمزہ مین کھانا لینے جاتا ہون تم سب یہین جگہ پر بیٹھے رہنا
کہین جانا نہین مین ابھی آتا یہ کہکے پہاڑ سے نیچے اترا اور وہان سے ایک قصاب کی دکان پر آیا اور کہا بھائی ایک
رودہ یعنی آنت چاہیے ہے اسی قصاب نے ایک بڑی سی آنت عمرو کو دیدی عمرو وہ آنت لیے ہوئے صحرا مین آیا
وہان ایک عورت کہ نام اسکا بی بی زبیدہ تھا صحرا مین ایک چھپر ڈالکر رہتی تھی اور اسنے مرغیان بہت سی قریب
ساٹھ ستر اسی کے پال رکھی تھین انکے انڈے روز بیچا کرتی تھی وہی اسکی معاش تھی وہ مرغیان اسی جنگل سبزہ زار مین
دن بھر چرا کرتی تھین اور شام کو درختون پر چڑھ کے بیٹھ رہا کرتی تھین بی بی زبیدہ ہر روز انکا نام لیکر انکو دانا دیا کرتی
تھی عمرو نے زبیدہ کی مرغیون کو تاکا وہی آنت نکال کے میدان مین پھیلا دی جو مرغی آنت چونچ سے پکڑ کے
کھانے لگی عمرو نے دوسرا سرا آنت کا پکڑ کے پھونکا وہ آنت پھول کے مرغی کے منہ مین پھنس گئی بس عمرو نے
آنت کھینچ کے مرغی پکڑ لی پھر آنت پھیلا دی غرضکہ اسی طرح سے پانچ چار مرغیان بی بی زبیدہ کی پکڑ کے تھیلے
مین ڈال لین اور دو چار کنکر پتھر زبیدہ کے چھپر پر پھینک مارے زبیدہ اندر سے غل مچاتی چیختی کوسنے گالیان
دیتی ہوئی نکلی ارے مردے موئے مونڈی کاٹے تو کون ہے چھپر میرا ٹوٹا ہو گیا ہے کیوں چھپر کا ناس کئے ڈالتا ہے زبیدہ
یہ کہتی ہوئی چھپر کے اندر سے نکلی ادھر ادھر دیکھنے لگی یہ دہنی طرف چھپر کے پیچھے چلی عمرو بائین طرف سے پھر کر
آئے جب سے چھپر مین گھس گئے زبیدہ کی پتیلیان توا دستپناہ چمٹی برتن برتن انڈے سب کے سب آٹا گھی مصالح
نمک لیکر پشتارہ باندھکر چھپر کے اندر سے چلے آئے جب تک زبیدہ ادھر سے پھر کے ادھر آئے عمرو ٹیلے پر
پھرتا کرکے پہاڑ پر جلد جا وہان آکر مرغیون کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکے ذبح کیا سب مرغیون کو صاف کرکے خوب تر تراتا
ہوا قورمہ پکایا انڈے تلے کچھ گوشت کے کباب بنائے بہت عمدہ چپاتیان پکائین یہ سب کھانا تیار کرکے امیر [illegible]
حمزہ صاحبقران زمان کے آگے رکھا اور کہا کہ بسم اللہ نوش جان کیجئے حمزہ صاحبقران اور مقبل و دیگر لڑکے بھوکے
تھے سبھون نے بیٹھکر خوب پیٹ بھرکے کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا بجا لائے اسی طرح دوسرے روز بھی عمرو اٹھا اور
پہاڑ سے اتر کے نیچے آیا اسی طرح سے بی بی زبیدہ کی مرغیان پکڑین اور گھی مصالح نمک آٹا وغیرہ جو کچھ زبیدہ نے

خرید کرکے پھر گھر مین رکھا تھا وہ سب لے دے کے چلا آیا اور کھانا پکا کے حمزہ و مقبل وغیرہ کو کھلایا اور کہا کیون بھائی اُس رزاق مطلق نے اس پہاڑ پر بھی کیا کیا نعمتین کھلوائین اگر میرے ساتھ رہوگے تو بفضل خدا یونہین عمدہ عمدہ کھانا کھلوایا کرون غرضکہ تیسرے روز پھر اسی طرح حسب معمول عمرو بن اُمیہ ضمری پہاڑ سے اُترا دیکھا کہ آج بی بی زبیدہ کے مکان موقع مین ہر پانچ چار سرکاری آدمی واسطے حفاظت کے بیٹھے ہین یہ اُدھر سے دیکھتا ہوا شہر کی طرف چلا آیا اندر شہر کے آکر ایک نانبائی کی دکان پر پہونچا اُس نانبائی نے دیکھتے ہی کہا آئیے میان عمرو کہان تھے کب آئے تمھاری اور حمزہ اور مقبل وغیرہ کی بڑی تلاش تھی عمرو نے کہا کہ ہان ایک صحرا مین تھے جب خواجہ عبدالمطلب مع چند آدمیون کے تلاش کرتے ہوئے اُس صحرا مین گئے ہم سب کو تسلی دے کر اپنے ہمراہ لے آئے خواجہ نے اُن سب آدمیون کی دعوت کی جو لوگ ہمکو ڈھونڈھنے گئے تھے سو خواجہ نے مجھے کہا کہ جاؤ نانبائی کی دکان سے دس روپیہ کا کھانا سب طرح کا بہت عمدہ عمدہ لے آؤ وہ روپئے پیچھے سے جا بھیجینگے اُس نانبائی نے بہت عمدہ عمدہ کھانے بادشاہون کے قابل ایک خوان مین لگا کر پوروا کر مزدور کے سر پر رکھوا کر عمرو کے ساتھ کیا عمرو لیکر اپنے ساتھ چلے آتے آتے ایک مقام پر گوشہ تنہائی تھا راہ گیر نہ تھے عمرو نے مزدور سے کہا کہ ذرا تو طعام آنا اپنے سر سے رکھدے مین ذرا پیشاب کرون تو جیون مزدور خوان سر سے اتار کے ٹھہر گیا عمرو نے پسی ہوئی مرچون کی ایک پڑیا نکالی اور مٹھی مین لیکر سوکھی مرچین اُس مزدور کی آنکھون مین جھونک دین وہ ہاتھ رکھ کے ہاتھون سے آنکھین ملتا ہوا بھاگا عمرو وہ خوان طعام لیکے سر پر رکھ کر کوہ بوقبیس پر گیا اور جا کے حمزہ کے آگے رکھدیا اور کہا کہ بسم اللہ نوش جان فرمائیے حمزہ اور مقبل وغیرہ سب کے سب کھانا کھانے بیٹھے دیکھا کہ خوان مین بہت عمدہ عمدہ کھانے پلاو زردہ کئی طرح کا سالن شیرمال باقرخوانی فیرنیان وغیرہ گرما گرم رکھی ہین حمزہ بہت خوش ہوے کہا بھائی عمرو یہ کھانا کہان سے لائے عمرو نے کہا جان سے حکم خدا ہوا خوب تن سے کھاؤ اور شکر خدا بجا لاؤ دیکھو وہ کیسا رزاق العباد ہے اس جنگل مین کیسی کیسی نعمتین اُسنے کھلوائین یہ سب اُسکی عنایت ہے الغرض امیر نے اور سب لڑکون نے اور عمرو نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا آب خنک و خوشگوار پیا اور شکر خداے عزوجل کا کیا پھر عمرو حمزہ کو ساتھ لیکر اُسی پہاڑ پر اُن سب لڑکون کے ساتھ کھیلنے لگے یہان کا حال سنئے کہ وہ مزدور ہاے ہاے کرتا دونون ہاتھ آنکھون پر دھرے روتا پیٹتا دکان پر نانبائی کی آیا کہا کہ عمرو نے راستہ مین خوان میرے سر سے اُتروالیا اور میری آنکھون مین پسی ہوئی مرچین جھونک دین مجھے نہین معلوم کہ عمرو وہ خوان طعام کدھر لیکے چلا گیا نانبائی بفریاد و استغاثہ اُس مزدور کو ساتھ لیکے در دولت فیض منزلت خواجہ عبدالمطلب کی طرف چلا راہ مین بی بی زبیدہ ملی اُنہون نے اُس نانبائی سے پوچھا ارے خیر تو ہے کیا ہوا کہان جاتے ہو نانبائی نے ساری کیفیت عمرو کے کھانا لیجانے کی بیان کی زبیدہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ میری بھی مرغیان وہی کالا لونڈا یعنی عمرو پکڑ لے گیا ہوگا اور گھر کی جنس وغیرہ بھی وہی لیگیا ہوگا مرغیان آدمی سے بھی گم ہو گئین مین سوا اُسکے کوئی ایسی حرکت نہین کرسکتا کیونکہ ایک عرصہ دراز سے مین اسی صحرا مین رہتی ہون آجتک نہ تو میری مرغیان کسی نے پکڑین اور نہ اسباب چرایا اب یہ کالا لونڈا فتنہ روزگار آفت کا پرکالا پیدا ہوا ہے تمام شہر مین ہر ایک کو پریشان کر رکھا ہے ہی بھیا مین بھی تمھارے ساتھ فریاد کرنے کو خواجہ عبدالمطلب کی خدمت مین چلتی ہون اُس نانبائی نے کہا آؤ چلو یہ کہکر دونون تینون آدمی فریادی در دولت عالی منزلت

خواجہ عبدالمطلب پر آئے اور استغاثہ اور فریاد و آہ و زاری کرنے لگے خواجہ عبدالمطلب گھبرا کے باہر نکل آئے اور پوچھا کہ کیا ہے اُس نانبائی نے اپنی ساری کیفیت بیان کی اور بی بی زبیدہ نے بھی سب حقیقت کہی خواجہ عبدالمطلب نے کہا کہ تم دونون کو معلوم ہے کہ عمرو و حمزہ و مقبل وغیرہ سب کہان ہین اُن سب نے عرض کیا کہ ہم کو نہین معلوم کہ یہ سب کہان ہین البتہ بی بی زبیدہ کے گھر تک پتا ملتا ہے یقین ہے کہ اسی طرف کہین آگے ادھر جنگل مین ہونگے خواجہ عبدالمطلب نے اُس نانبائی کو دس روپے اُس کھانے کے دیے اور اُس مزدور کو بھی کچھ دے دیا اور بی بی زبیدہ کو بموجب نقصان مال کے روپے دیے اور پھر امیہ کو بلایا اُس سے کہا کہ چلو فلان صحرا کی طرف حمزہ و عمرو و مقبل وغیرہ کا پتا لگتا ہے غرضکہ امیہ ایک اونٹ پر سوار ہوا اور خواجہ عبدالمطلب بھی کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر سوار ہو کر اُسی صحراے سبزہ زار کی طرف چلے جاتے جاتے جب قریب کوہ بوقبیس کے پہونچے دور سے دیکھا کہ پہاڑ پر سب لڑکے کھیل رہے ہین اور بازی طفلان مین مشغول ہین یہ سب کے سب پہاڑ پر چڑھ گئے عمرو نے دیکھا کہ خواجہ عبدالمطلب چلے آتے ہین اور امیہ بھی ساتھ ہے اور بہت سے آدمی ہمراہ ہین حمزہ سے کہا او حمزہ تمھارے باپ تو آ پہونچے وہ دیکھو چلے آتے ہین حمزہ نے کہا اے بھائی عمرو اب کیا کرین کہان جائین عمرو نے کہا اب کہین نہین جا سکتے جو کچھ ہو ٹھہرے رہو ادھر خواجہ عبدالمطلب نے آواز دی اے حمزہ وغیرہ لڑکو آؤ اب تم بھاگو نہین ہم تم پر خفا نہونگے اور ان مولوی صاحب کی روداد کے سبب سے ڈرو نہین کہ بیٹے اُنکے وارثون کو خون بہا دے دیا ہے غرضکہ خواجہ عبدالمطلب وغیرہ سب قریب حمزہ کے آئے خواجہ نے حمزہ کو گود مین اُٹھا لیا خوب پیار کیا گلے سے لگایا کہا کہ تین روز سے گھر مین تلاطم ہے تمھاری دایہ ملکہ عادیہ بانو اور والدہ ماجدہ تمھاری عجب حال زار سے مضطر و بے قرار ہین اُس روز سے کھانا پانی بالکل چھوڑ دیا ہے آٹھ پہر گریہ و زاری کیا کرتی ہین تمھاری جدائی مین عجیب حال کیا ہے میری یہ کیفیت ہے کہ مثل دیوانون کے ہوگیا ہون تمھاری تلاش مین کہان کہان نہین آدمی دوڑائے اور کہین پتا نہ لگا دل نہایت بیقرار و بیچین تھا آنکھین جمال جہان آرا کے دیکھنے کو ترستی تھین الحمدللہ کہ آج پروردگار عالم نے تمھارا نور جمال بے مثال دکھلایا دل مضطر کو قرار آیا بسم اللہ اے حمزہ چلو اب خواجہ عبدالمطلب نے عمرو کو جو دیکھا تو وہ ایک درخت پر چڑھ گیا ہے خواجہ عبدالمطلب نے آواز دی ارے عمرو آ چلا آ درخت پر کیون چڑھ گیا تجکو بھی کوئی نہین ماریگا عمرو نے کہا آپ جائیے مین نہین آؤنگا خواجہ عبدالمطلب نے کہا جو میرے ساتھ نہ چلیگا تو مین تجکو گھر سے نکالدونگا کبھی محل مین نہ آنے دونگا عمرو نے کسی کا کہنا پذیرا نہ کیا خواجہ عبدالمطلب نے امیہ سے کہا کہ اپنے لڑکے کو سمجھاتے نہین ہو بلاتے نہین ہو امیہ اونٹ بڑھا کے آگے بڑھا درخت کے پاس آکے کہا ارے نالائق بدذات کالے اُتر درخت سے نہین تو خوب ہی آج تجکو مارونگا عمرو نے کچھ سماعت نہ کی امیہ نے کہا کہ دیکھو درخت پر سے اس لونڈے کی ٹانگ پکڑ کے کھینچے لیتا ہون امیہ جس شاخ کے نیچے اونٹ کو لاتا ہے عمرو اُس شاخ سے اُس شاخ پر اُچک جاتا ہے جب امیہ اُس شاخ کے نیچے آتا ہے عمرو ادھر ادھر چلا جاتا ہے مثل بندر یا لنگور کے ٹہنی ٹہنی شاخ شاخ اُچکتا پھرتا ہے ایک مقام پر امیہ کا ہاتھ عمرو کے پاؤن کی انگلی پر پڑا عمرو نے جھٹ پٹ پاؤن اپنا اُٹھا لیا اور جھک کے دستار امیہ ضمری کی اوتار لی

اور دستار و عبری کو کے اسکا پھندا بناکر امیہ ضمری کے گلے مین ڈالدیا اور دونون سرے پکڑکے اوپر کھینچے امیہ ضمری
نے غل مچایا اے عمرو کیا کرتا ہو گلا گھٹ دم نکلا خدا کے لئے چھوڑ دے اس حرکت پر عمرو کی سب ہنسنے لگے خواجہ
عبدالمطلب بھی منھ پر ہاتھ رکھکے مسکرانے لگے کسی نے کہا اے بدذات یہ تو نے خلاف اپنے باپ کے گلے مین پھانسی لگاتا ہی
جسنے تجکو جنوایا ہی اسکو مارے ڈالتا ہی غرضکہ لوگون نے جب عمرو کو بہت سمجھایا اور خواجہ عبدالمطلب نے ڈانٹا اور
خفا ہوے عمرو درخت پر سے ڈرتے ڈرتے اترا امیہ ضمری نے چاہا کہ عمرو کو سزا دون خواجہ عبدالمطلب
نے اشارے سے منع کیا کہ عمرو سے حمزہ کو محبت کمال ہی انکو رنج و ملال ہوگا اور علاوہ اسکے خواجہ
بزرجمہر بھی منع کر گئے ہین کہ عمرو پر زیادہ تنبیہ و تاکید نہ کیجیے گا کہ عمرو باعث حفظ جان حمزہ صاحبقران ہی امیہ
خاموش ہو رہا خواجہ عبدالمطلب حمزہ اور سب لڑکون کو ساتھ لئے ہوے آئے مگر عمرو راستے سے پھر بھاگ
گیا خواجہ عبدالمطلب نے بسبب صدمۂ غم والم حمزہ کے عمرو کو تلاش کرکے پھر بلوایا اور مولوی جمال الاحسن
کو حمزہ اور عمرو و مقبل وغیرہ کے پڑھانے کے واسطے نوکر رکھا پھر حسب معمول روز پڑھنے لگے ایک روز
مولوی صاحب دوپہر کو سو رہے تھے اور سب لڑکے بھی سوگئے تھے عمرو اٹھا مولوی صاحب کی دستار کے
ٹکڑے ٹکڑے کئے مثل پینڈ نوکے دستار تمام ڈالی اور سب پارچہ دستار مولوی صاحب کے چھت کے سوراخ
مین ٹھونس دیے اور آپ چپکا ہوکر پڑ رہا جب مولوی صاحب سوکے اٹھے ہاتھ منھ دھوکے کپڑے پہنے دستار
دستار ڈھونڈھنے لگے کہین پگڑی کا پتا نہین حیران و پریشان ہوئے کہ پگڑی میری کون لیگیا ایک ایک لڑکے سے
پوچھا کہ اے لڑکون کسی نے ہماری دستار دیکھی ہو کہان رکھی ہی سب لڑکون نے کہا کہ جناب ہم نہین جانتے
کہ آپ کی پگڑی کیا ہوگئی اور نہ ہمنے کسی کو اٹھاتے ہوئے دیکھا عمرو نے کہا کہ مولوی صاحب آپ کے سر مین
خوشبودار تیل پڑا ہوا ہی وہ دستار مین ضرور بھرا ہوگا معلوم ہوتا ہی کہ شاید پگڑی آپکی چوہے کھینچ لیگئے ہونگے کسی بل
مین تو تلاش کیجیے اب مولوی صاحب چارطرف گھر مین جہان جہان چھید اور بل تھے دیکھنے لگے دستار اپنی ڈھونڈھنے
لگے ناگاہ ابوجہل کی آنکھ چھت کی طرف جا پڑی دیکھا کہ چھت مین ایک سوراخ ہی اسمین کچھ کپڑا لٹک رہا ہی
ابوجہل نے کہا مولوی صاحب دیکھیے وہ چھت مین ایک چھید ہی اسمین کچھ کپڑا لٹک رہا ہی مولوی صاحب نے
چھت کی طرف دیکھا کچھ کپڑا مشابہ اپنی دستار کے معلوم ہوا پلنگ پر چڑھکے ایڑیان پاؤن کی اونچی کرکے
وہ کپڑا نکالا چونکہ قد مولوی صاحب کا ٹھگنا تھا ہاتھ نہ پہونچ سکا غرضکہ بدقت تمام اس چھت کے سوراخ مین
سے وہ کپڑا نکالنا شروع کیا دو دو چار چار انگل کے ٹکڑے اس چھید مین سے نکلنے لگے بخوبی اب اپنی پگڑی
پہچانی کہا کہ یہ پگڑی میری کسنے پھاڑکے چھید مین رکھدی یہ پگڑی چوہون کی کاٹی ہوئی نہین معلوم ہوتی بلکہ
ہاتھ کی توڑی ہوئی معلوم ہوتی ہی یہ کام اور کسی کا نہین سوا اس کاہلے نطفے کے یہ بڑا بدذات شریر اور استاد
کامل ہی اس مولوی کی جان اسی کی شرارت اور بدذاتی سے گئی اب میرے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑا ہی
ابھی ابھی معلوم ہوا جاتا ہی قمچی لیکر سب لڑکون کو مارنا شروع کیا اور عمرو کی طرف بھی مارنے کو جھپٹے عمرو
مکتب سے بھاگا شہر مین غروب ہوگیا جب حمزہ چھٹی لیکر تیسرے پہر کو محل مین داخل ہوے خواجہ
عبدالمطلب نے کہا کہ عمرو کہان ہی جو تم اکیلے گھر مین آئے حمزہ نے کیفیت پگڑی کی کہکے کہا بھائی عمرو
کہین چلے گئے اے والد بزرگوار اب ہم تنہا ہوگئے ہمارا دل بےچین ہی اور ہم کمال حیران و پریشان ہین
خواجہ عبدالمطلب نے کہا ای فرزند اب گھر مین کھیلا کرو دل بہلایا کرو عمرو بہت نالائق ہی قابل ساتھ کھیلنے کے

نہین ہر اب مین عمرو کو گھر مین کبھی نہ آنے دونگا ہر چند کہ حکیم بزرجمہر نے عمرو کے واسطے بہت کچھ سعی اور سفارش کی تھی
مگر مجکو اس لونڈے سے کمال عاجزی ہی حمزہ یہ سنتے والدہ کے ڈر سے چپ ہو رہے خواجہ عبد المطلب
نے حکم کر دیا کہ عمرو محل مین نہ آنے پاوے یہ خبر عمرو کو پہونچ گئی کہ اندر جانے کی مخالفت ہوئی ہی اب جاوگے
تو پٹوگے عمرو نے کہا ہم خود ہی نہ جاوینگے اب عمرو بخوبی دندناتا ہوا شہر مین دہر ادہر پھرتا ہی لوٹ مار عیاری کیا کرتا
ہی مگر امیر کے دیکھنے کو پھڑکتا ہی اور عمرو کے دیکھنے کو حمزہ تڑپتے ہین بالاخانہ کے کمرے کی دریچے کھولے ہوے
بیٹھے رہتے ہین چونکہ سر راہ کمرہ ہی یہ خیال ہوتا ہی کہ شاید عمرو ادہر سے آجاے اتفاقاً ایک روز حمزہ صاحبقران
منتظر دیدار عمرو عیار اسی دریچے مین کمرے پر بیٹھے تھے کہ دیکھا سامنے سے عمرو آتا ہی جلدی سے کمرے پر سے اتر کر
دوڑ کے گلے لگایا اور کہا اے بھائی عمرو ہم تمھارے دیکھنے کو بہت بیچین رہا کرتے ہین غم والم تمھاری جدائی کا
جدائی کا سہا کرتے ہین ایک بار روز تم ہو جایا کرو ایک نظر صورت اپنی دکھا جایا کرو اسدن سے عمرو نے یہ معمول
کر لیا تھا کہ رات کو دیوار پر کمند پھینک کے کوسے پر حمزہ کے پاس آتا تھا رات بھر رہتا تھا صبح کو چلا جاتا تھا
حمزہ عمرو کے واسطے ہر ایک چیز جو انکے کھانے کے لیے آتی تھی چھپا کے سینت رکھتے تھے جب عمرو رات کو
آتا انکو بہ محبت و شفقت کھلا دیتے تھے دنکو بھی اکثر بہ تمنائے شوق دیدار مسرت آثار عمرو بن امیہ ضمری کری
پر اسی دریچے مین آکے بیٹھے تھے کہ شاید دنکو بھی عمرو ادہر آنکلے اور ملاقات ہو جاے قضاے کار ایک روز
عمرو بن امیہ ضمری کا ادہر سرائی طرف ٹہلتے ٹہلتے گیا ایک سوداگر گھوڑے بیچنے کو لایا تھا وہ گھوڑے سرا مین
سامنے بندہے ہوے تھے عمرو گھوڑون کے قریب کھڑے ہوکر ایک ایک گھوڑے کو بہ نگاہ قدر دانی
دیکھنے لگا سوداگر نے کہا میان صاحبزادے گھوڑون کو کیا دیکھتے ہو اور تم کون ہو کیا تمھارا نام ہی
عمرو نے کہا جناب بزرگون سے میرے چابک سواری ہوتی آئی ہی باپ دادا میرے بڑے نامی وگرامی شہسوار
تھے اور بہت بڑے ذی مقدور تھے اور بہت سے گھوڑے اصطبل مین بندہے تھے وہ عمدہ عمدہ گھوڑے تھے
کہ اس طرح کا گھوڑا آپ کے اتنے گھوڑون مین ایک بھی نہین دیکھتا ہون البتہ ایک گھوڑا سبزہ وہ جو اس
کونے پر بندھا ہی کسی قدر غنیمت ہی سوداگر نے کہا تمھارے باپ دادا کا کیا نام تھا عمرو نے کہا میرے دادا کا
نام خلیلاش خان اور باپ کا نام سرتاش خان اور میرا نام فیلتاش خان ہی سوداگر نے کہا
اچھا ذرا مجکو گھوڑا پھیر کر دکھا دو عمرو جھپٹ کر اسی گھوڑے کے پاس آیا جو ان سب گھوڑون مین عمدہ تھا
گھوڑا کھول کے چار جامہ کسا لگام دے کر جست کی گھوڑے کی پشت پر بیٹھتے ہی بڑی جالی مگر سوداگر
سے کہنے لگا کہ مین اسوقت یونہین ٹہلتا ہوا ادہر آنکلا تھا کچھ گھوڑے کی سواری کرنے کے ارادے سے
نہین آیا تھا آپ اپنا رنگین سیلا ذرا عنایت کیجیے کہ زیبایش گھوڑے کی بھی ہو سوداگر نے اپنا باندھنے کا سیلا
دھانی رنگ کا بہت عمدہ کنارون دار عمرو کو دیا اور کوٹ زربفتی اپنا اتار کر حوالے کیا عمرو نے وہ کوٹ پہنا
اور سیلا سر سے باندھا پھرتی جمائی اور پوئی گھوڑے کو ڈالا پہلے عمرو بن امیہ ضمری نے دو چار چکر
ادہر ادہر سے دیے پھر سرپٹ گھوڑے کو ڈالکر ایک چکر دیا سوداگر نے بہت تعریف کی اور کہا
اے فیلتاش خان حقیقت مین تو بڑا شہسوار ہی تیرا باپ دادا بھی ایسا ہی شہسوار اعلے درجے کا ہوگا
میان عمرو نے دوسرے چکر پر نکلکر جو گھوڑے دیا اور باگ اٹھائی گھوڑا مثل تیر شہاب کے سن سن
نکل گیا سوداگر دیکھتا رہگیا آگے بڑھکے چلایا اے بھائی صاحبزادے فیلتاش خان پلٹ آؤ آگے نہ جاؤ

بس بس گھوڑا سوداگری کا ہی تھک جائیگا اب عمرو کا پتا نشان کہان سوداگر نے گھبرا کر سائیسون کو دوڑایا کہین آس پاس
شہسوار عرصۂ طراری اور چابک سوار میدان شعبدہ بازی کا پتا نہ ملا سب سائیس تلاش کرکے پھر آئے سوداگر
زیادہ منتشر الحواس ہوا کہا کہ افسوس دو ہزار روپیہ کی چوٹ آٹھائی مفت گھوڑا ہاتھ سے گنوایا یہ کیا خود بخود
ذہن مین آیا ہی کسی نے سچ کہا ہی شعر ہمچو شعبدہ بازی کجا آسکی واے نادانی چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
یہ کہکر سائیسون کو ساتھ لیا اور گھوڑے کو تلاش کرتا ہوا چلا گلی گلی کوچہ کوچہ جستجوے اسپ و فیلتاش خان
کرنے لگا ان عمرو بن امیہ ضمری گھوڑے پر سوار ترچھا سیلا سر سے بندھا ہوا کوے زر بفت کا پہنے ہوئے
دامن گردانتے ہوے گھوڑا اڑاتے در دولت فیض منزلت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان پر آئے ایک آدمی
نے لپک کے امیر سے کہا عمرو گھوڑے پر سوار ہوکر آیا ہی امیر با توقیر اطفال خوردسال ہمسنون کے
ساتھ محل مین کھیل رہے تھے عمرو کا نام سنتے ہی دوڑے ہوے باہر آئے کہا بھائی یہ گھوڑا کسکا ہی تمکو کسنے
دیا ہی عمرو نے کہا کہ ایک دوست ہمارے دادا کے ہین انھون نے ہمکو یہ گھوڑا اور یہ سیلا اور یہ کوٹ دیا
ہی حمزہ نے اس گھوڑے کی بہت تعریف کی اور نہایت پسند آیا عمرو نے کہا ای حمزہ اگر یہ گھوڑا تمہاری پسند
ہو تو تمہین دے دون حمزہ نے کہا کہ تمہین ملال ہوگا تم گھوڑا اپنا کاہے کو دوگے عمرو نے کہا لے لو مین اور
لے آؤنگا حمزہ نے جاکر والد بزرگوار خواجہ عبد المطلب نامدار سے کہا کہ عمرو کہین سے بہت عمدہ گھوڑا
لایا ہی آپ ہمکو عمرو سے لے دیجیے خواجہ نے کہا ای فرزند خدا جانے کسکا گھوڑا ہی اور عمرو کہان سے
لایا ہی حمزہ نے کہا کہ عمرو کو انکے دادا کے دوست نے دیا ہی خواجہ عبد المطلب بھی حمزہ کے ساتھ برآمد
ہوے محل سے باہر تشریف لائے دیکھا در حقیقت گھوڑا بہت عمدہ و نایاب ہی عمرو سے پوچھا کہ تو گھوڑا
کہان سے لایا اور کسکا ہی عمرو نے عرض کی کہ میرے دادا کے دوست نے دیا ہی جو آپ کے مزاج مین آئے
دو ہزار روپیہ دیجیے حمزہ کے واسطے گھوڑا لے لیجیے مین ابھی بیچ کر اور لے آؤنگا انکے یہان بہت سے گھوڑے
خواجہ عبد المطلب نے ایک آدمی سے کہا کہ امیہ کو بلا لاؤ آدمی گیا اور امیہ کو بلا کے لایا خواجہ عبد المطلب
نے پوچھا یہ گھوڑا کسکا ہی تم جانتے ہو امیہ نے کہا مجھے نہین معلوم یہ گھوڑا کسکا ہی اور اسکے ہاتھ کیونکر آیا ہے
خواجہ نے کہا کوئی تمہارے باپ کے دوست ہین انکے یہان بہت سے گھوڑے بہت عمدہ عمدہ ہین امیہ
نے کہا کوئی دوست اسکے دادا کے ہاتھ لگ گئے ہونگے مین انسے نہین واقف ہون عمرو نے کہا
آج صبح سے مین اسی گھوڑے پر سوار ہوکر پھر رہا ہون تمام شہر کے گلی کوچے کی سیر کی ہی ملک
اس پاس شہر کے پانچ کوس تک مین ہو آیا اگر کسیکا چرا کے لایا ہوتا تو پکڑا نہ جاتا کوئی چیز ذرا سی تو ہی نہین کہ آستین
مین چھپا کے لایا ہون اتنا بڑا گھوڑا اگر چوری کا ہوتا تو چھپانے سے کیونکر چھپ سکتا یہ عمرو کی تقریر دلپذیر
سب لوگون کے قیاس مین آگئی سب نے کہا عمرو سچ کہتا ہی القصہ خواجہ عبد المطلب نے
دو ہزار روپے منگوا کر عمرو کو دیدیے اور گھوڑا حمزہ کو خرید دیا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بصد
عز و شان اوسی وقت خوشی خوشی اپنے والد بزرگوار کے سامنے گھوڑے پر سوار ہوے چونکہ امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران صغر سنی سے بہت فربہ اور تیار زور آور طاقتدار تھے جیسے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر
بیٹھ گئے جاتی اور وہ توسن دبنے لگا ایسا پڑا کہ بار دوا آئی امیر با توقیر ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران گھوڑے
سے آخرش کا زور اگھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اور گھوڑا گرنے لگا امیر بھی گھوڑے کی جونک مین گرا چاہتے تھے

کہ خواجہ عبد المطلب اور بہت سے لوگ دوڑ کر گرد و پیش آ گئے امیر با توقیر کو سنبھال کر گھوڑے سے اتار لیا
گھوڑا دھم سے زمین پر گر پڑا گرتے ہی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران پر سے تصدق ہو گیا پھڑک پھڑک کر مر گیا
حمزہ صاحبقران چہرہ رہوار کا منہ دیکھکر خاموش رہ گئے خواجہ عبد المطلب نے امیر کو گلے سے لگایا اور
پیشانی پر بوسہ دیا پھر کہا اے فرزند خوب ہوا یہ گھوڑا مر گیا تم پر تصدق ہو گیا میں تمکو اور گھوڑا اس سے کہیں عمدہ
مول لے دونگا تم رنجیدہ نہو عمرو بن امیہ ضمری دو ہزار روپیہ قیمت سمند خوش رفتار لیکر پہلے ہی روانہ ہو گیا
تھا اور روپیہ لیجا کر کسی گوشہ تنہائی میں دفن کر دیا اور آپ پوشیدہ ہو گیا جس وقت گھوڑا مر گیا حمزہ ہمراہ پدر
بزرگوار محل میں چلے گئے گھوڑا وہیں سر راہ سڑک پر پڑا تھا خواجہ لوگوں سے اسکے اٹھوانے کا حکم دے گئے
تھے مگر گھوڑا ابھی تک اٹھا نہ تھا کہ وہی سوداگر گھوڑے کی تلاش میں گلیوں کی خاک چھانتا ہلاک ہوتا پیدل
ساتھیوں کو ساتھ لیے ہوئے در دولت فیض منزلت خواجہ عبد المطلب کی طرف اُسی مقام پر آیا جہاں وہ
وہ گھوڑا مرا ہوا پڑا تھا کھڑے ہو کر خود گھوڑے کو دیکھا خود بھی پہچانا اور ساتھیوں نے بھی کہا کہ حضور یہ گھوڑا
آپ ہی کا ہے صدمۂ عظیم دل پر ہوا وہاں آدمیوں سے دریافت کی کہ یہ گھوڑا کون لایا اور کیونکر مر گیا خواجہ
عبد المطلب کے ملازموں نے کہا کہ ایک لڑکا کالا سا سوکھا سا کہ نام اُسکا عمرو بن اُمیہ ضمری ہے ہمارے
آقا زادے کا غلام ہے مگر اب بدفعلیوں سے اُسکی اُسکو نکال دیا ہے یہی یہ گھوڑا سوار ہو کر لایا تھا اُس سے
آقا خواجہ عبد المطلب نامدار نے اپنے فرزند ارجمند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کے واسطے
خریدا تھا عمرو تو قیمت اسپ لیکر ہوا ہو گیا وہی آقا زادہ حمزہ صاحبقران اُسپر ابھی سوار ہوا تھا اُسکے
لنگر سے کمر اُس گھوڑے کی ٹوٹ گئی گر کر مر گیا سوداگر نے کہا کہ یہ گھوڑا میرا تھا وہ دغاباز چڑھنے کے واسطے
اُسپر سوار ہوا تھا بلکہ میں نے اُسکو ایک سیلہ بھی سر سے باندھنے کو دیا ہے اور ایک کوٹ زربفتی پہننے کو دیا ہے
اُسنے تو مجھکو اپنا نام فیلتاش خان اور باپ کا نام سرتاش خان اور دادا کا نام خیلتاش خان بتایا
تھا کہ میرے باپ دادا بڑے ذی مقدور تھے بہت نایاب گھوڑے اُنکے یہان تھے اب میرے پاس
بھی دو ایک گھوڑے انتخاب زمانہ ہیں اور تم لوگ کہتے ہو کہ وہ حمزہ صاحبقران کا خانہ زاد ہے ایسی دغابازی و
جعلسازی اُس چھوکرے نے مجھسے کی ہاں تو اُسکو اور اپنے آقا کو بلاؤ در دولت فیض منزلت خواجہ عبد المطلب
پر جو ہلڑ ہوا خواجہ نے پوچھا دریافت کرو کہ یہ کیسا شور و غل ہے ملازموں نے جا کر خواجہ عبد المطلب
سے عن و عن سب کیفیت بیان کی خواجہ عبد المطلب کو عمرو پر بہت غصہ آیا اور فرمایا کہ نکلوا دو عمرو کو
سب نے کہی حضور عمرو کا کہیں پتا نہیں خواجہ عبد المطلب نے حکم دیا کہ خبردار عمرو اس احاطہ میں یعنی
مکہ معظمہ کی حد کے اندر نہ آنے پائے یہ بالکل بیہودہ اور نالائق ہے پھر خواجہ عبد المطلب نے قیمت گھوڑے
کی اُس سوداگر کو بھیجدی اور کہا کہ گھوڑا مرا ہوا اپنا اُٹھا لیجاؤ وہ سوداگر مردہ گھوڑا اپنا اُٹھوا کے لیے چلا گیا
اب یہاں عمرو کے نکلنے کی سخت ملالت ہوئی امیر با توقیر عمرو کے واسطے تین دن غمگین رہتے ہیں دن بھر سست
پڑے رہتے ہیں اپنے ساتھ والے لڑکوں سے بھی نہیں کھیلتے ہیں جب خواجہ عبد المطلب نے حمزہ
صاحبقران کو بہت مضطر و پریشان دیکھا حمزہ سے کہا اے فرزند تم دو چار گھڑی اپنے باغ کی سیر کیا کرو وہاں دل
بہلایا کرو اور ملازموں سے حکم کر دیا کہ حمزہ کو مہتاب باغ میں برائے تفریح طبع لیجایا کرو اور سیر کرا لایا کرو اُس
دن سے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران برائے تفریح طبع مہتاب باغ میں روز جایا کرتے ہیں ادھر عمرو بن امیہ ضمری کو

خبر ہوئی کہ حمزہ روز سیر کرنے مہتاب باغ مین آتے ہین ایک روز عمرو بھی باغ مین آیا حمزہ دیکھتے ہی عمرو سے لپٹ گئے
کہ بھائی عمرو مجکو تمھارے چھٹنے کا بڑا صدمہ ہوا تھا اگر صورت وصل کی جا پایا کرو عمرو نے کہا تمھارے باپ کا حکم نہین ہے
کہ مین مکہ شریف کی حد مین آؤن حمزہ نے کہا تم چپکے سے رات کو ہمارے پاس آیا کرو وہ دو گھڑی ہمارا دل بہلایا کرو یہ
کہکے عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوے باغ مین ٹہلنے لگے مہتاب باغ کے پہلو مین ایک باغ کسی کا اور تھا اُس مین
بھی درخت خرمے کے لگے تھے اور اُن دونون مین دو درخت خوب پھلے ہوے تھے اُس مین پختہ پختہ نہایت
شیرین خرمے تھے عمرو نے کہا چلو اُس باغ مین ہم تم خرمے کھائین حمزہ نے کہا جسکا باغ ہے وہ خفا ہوگا
عمرو نے کہا وہ بھی باغ پر ہمارے تمھارے باپ کا ہے ڈرتے کیون ہو چلو وہان کی بھی سیر کرین اور خرمے
کھائین یہ سُنکر وہ گل بوستان حسن و جمال نوبادۂ گلشن اجلال عمرو کے ساتھ اُس باغ مین گیا عمرو
تو اُچک کر درخت کے اوپر چڑھ گیا امیر دیکھتے رہ گئے چونکہ امیر تیار فربہ و قوت دار لنگر دار زیادہ بہ درخت
پر نہین چڑھ سکتے ہین عمرو سے کہا بھائی عمرو ہمکو بھی خرمے دو ہم بھی کھائینگے عمرو نے کہا کاہے کو دین
تم بھی توڑ کر کھاؤ بقول شخصے دست خود دہان خود حمزہ نے کہا ہمارا ہاتھ نہین پہونچتا ہے اور نہ درخت پر
چڑھا جاتا ہے عمرو نے کہا موٹا لنگر دار آدمی کچھ کام کا نہین دیکھو ہم دبلے پتلے تھے اُچک کے درخت پر چڑھ گئے
اب امیر کہتے ہین کہ بھائی عمرو ہمکو بھی دو ہم بھی اے بھائی کوئی چیز ہو تمکو دے کر کھاتے ہین حمزہ تو کلام
طفولیت عمرو سے کر رہے ہین اور عمرو حمزہ کو تان رہا ہے نیمہ ولا رہا ہے جب حمزہ نے منت کی تو
عمرو کہنے لگا کہ اگر تمھارا قد نہین پہونچتا اور درخت پر نہین چڑھا جاتا شانے کا ہکہ مارو کہ درخت گر پڑے
مزے سے کھاؤ کیون کسی سے مانگو حمزہ نے کہا بھائی عمرو کچھ تمہین خبر ہے میرے ہکہ مارنے سے
درخت بھلا کیا گر پڑیگا عمرو نے طعنہ دیا کہ آسرن المہ یا بچے سے مولوی حریان کو تو مارا الا
یہ درخت کیا کچھ زبردست ہے ایک بات نہ مارو درخت گر پڑے پھر ہم تم دونون مزے سے خرمے توڑ
توڑ کے کھائین امیر کو غصہ آگیا دوڑ کے ایک شانہ کس کے درخت مین مارا درخت خرمے کا مثل نشکر
کے خم ہو کر اُٹھا اُٹھا دھڑیم کر کے زمین پر گرا تمام خرمے میٹھے کچے ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر گئے امیر حق حق کے کھانے
لگے عمرو نے ازراہ طعن حمزہ سے کہا واہ اس گھن لگے ہوے درخت کو توڑا تو کیا کمال کیا جڑ مین
اس درخت کی گھن لگ گیا تھا لکڑی اس درخت کی گل گئی تھی اس کو اگر مین بھی شانے کا ہکہ مارتا تو یہ
درخت گر پڑتا بھلا ہم جانین کہ دوسرا درخت تو گرا دو امیر کو غصہ آیا جھپٹ کے دوسرے درخت کو
چوٹ نہ مارا وہ بھی درخت اڑا اڑا دھڑیم کر کے گر پڑا عمرو نے دیکھکر کہا واہ یہ درخت تو اس سے بھی
زیادہ کمزور تھا دیکھو اندر سے لکڑی اسکی کیسی سڑی گلی نکلی بھلا اس تیسرے درخت کو تو کولی مین دبا
کے اُکھاڑو تو کبھی نہین اکھڑ سکیگا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان نے اُس درخت
خرما کو کولے مین دبا کر جو زور کیا وہ درخت جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا ترک فلک نے احسنت کی
صدا دی ماہ چہاردہ نے نجوم افلاک کو مجرا آفتاب حدت تاب مین عوض رائی اور کالے واسطے کے
امیر با توقیر کے سر سے آتا رکے ڈالا کہ نظر ارضی و سماوی اور انسانی و حیوانی نہ لگے عمرو اور امیر با توقیر
دونون چپکے چپکے خرمے توڑ توڑ کے کھانے لگے یہ قصہ عمرو نے جا کر اس باغ کے مالک سے کہا کہ تمھارے
باغ مین جو درخت خرمے کے تھے وہ گر پڑے وہ شخص دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ یہ درخت خرمے کے کسنے

توڑ کر گرا اسے عمرو نے کہا کہ مجھکو درخت ٹوٹنے کے ایسے زبردست کون توڑیگا ابھی ابھی ایک جھونکا آندھی کا
بہت تیز و تند ہوا آیا درخت جھوم جھوم کے گرنا شروع ہوئے وہ شخص مالک باغ ہائے واویلا و وامصیبتاہ
کہکے رونے لگا اور سر پیٹنے لگا حمزہ کا دامن پکڑا اور کہا اے صاحبزادے میں تمکو نہ جانے دونگا باغ میں ہر چہ
زیادہ ہوا اور شور و غل برپا ہوا کسی نے خواجہ عبد المطلب کو بھی خبر کردی الفت پدری سے بیتاب
ہو کر باغ میں دوڑے آئے دیکھا کہ تینوں درخت جڑ سے ٹوٹے ہوئے پڑے ہیں اور مالک باغ نے حمزہ
اور عمرو کو گھیر لیا ہے خواجہ نے اس مالک باغ کو سمجھا کر ہزار روپیہ دیئے اور کہا کہ بھائی اب تو درخت ٹوٹ گئے
تو اس روپیہ سے تجارت کرکے اوقات بسر کرنا اور یہ درخت بھی تو ہی لے لے یہ سنکے وہ شخص بہت خوش
ہوا خواجہ عبد المطلب حمزہ کو ساتھ لیے محل میں داخل ہوئے یہاں عمرو نے اس مالک باغ پر دباؤ
ڈالکر کہا کہ ایک درخت ہمارا قلم کیا ہوا اینٹھ لیا ہر چند اس شخص نے غل مچایا مگر وہ درخت عمرو نے نہ دیا کہا کہ ایک
تجکو دیا ہے اور دو درخت تیرے تجکو دیئے ہیں وہ شخص خواجہ عبد المطلب کے پاس پھر دوڑتا ہوا آیا کہا
حضور اس کا بیٹے لڑکے نے ایک درخت چھین لیا ہے خواجہ نے ہزار روپیہ اور اس شخص کو دیئے وہ خوش
و خرم ہنستا ہوا اور دعا و ثنا کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا لیکن خواجہ عبد المطلب نے روبرو حمزہ صاحبقران
کے خواجہ عمرو کو طلب کرکے یہ فرمایا کہ اے فرزند امیہ ضمری اب میں تجھے تاکید کرتا ہوں آج سے
ہرگز میرے فرزند دلبند حمزہ کے پاس نہ آنا کیونکہ تیرے یہاں آنے سے مجکو حمزہ کے شریر اور آوارہ
ہو جانے کا خیال ہے اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو میں تجکو سزائے سخت دونگا خواجہ عمرو یہ تقریر خواجہ
عبد المطلب کی سنکے جانب حمزہ صاحبقران دیکھنے لگا حمزہ صاحبقران نے اشارے سے
کہا اے خواجہ عمرو تم شب کو ضرور آیا کرو ہم تمہارے منتظر رہینگے اگر تم نہ آؤگے تو ہماری طبیعت بہت
پریشان ہوگی اور دل پژمردہ رہیگا خواجہ عمرو نے بھی اشارے سے کہا اچھا میں شب کو آیا کرونگا اور باہم
بیٹھکر باتیں کیا کرونگا خواجہ عمرو بااشارہ حمزہ صاحبقران چلا گیا

داستان آنا طاہر عادی اور مطاہر عادی پہلوانان نامی کا ملک مدائن سے مکہ میں واسطے مہر و دستخط کرانے شجاعان عرب سے اور طالب کشتی ہونا انکا بہادران مکہ سے اور جانا خواجہ عمرو اور مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران کا برائے سیر اور گفتگو کرنا خواجہ عمرو کا پہلوانان مذکور سے اور غیرت دلانا حمزہ صاحبقران کو اور جانا امیر کا کوہ بوقبیس پر اپنے ہلاک کرنے کو اور آنا جبرئیل کا بحکم خدا اور تعلیم کرنا فنون سپہ گری کا حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو بھی کچھ دینا اور بتانا اور حمزہ صاحبقران کا پہلوانان مسطور کو مغلوب کرکے ہلاک کرنا

پلا ساقیا وہ مئے ارغوان	نوی جسم بھی ہیں یہ آسمان	پلا دے اگر تو مجھے انگبین	تو ہوں جیسے شاگرد روح الامین
زبون بادہ خوار رنگ پر خطر	حقارت سے کرتے ہیں مجھ پر نظر	سمجھ لیجئے لاغر و ناتوان	لگاتے ہیں بر زخم تیغ زبان
سیاہ رو ہوں میں بھی بہر تو [illegible]	کوئی بات سننے کی عادت نہیں	یہی ساقیا اب ہے مدنظر	ہر اک بند کو پھینک دوں چیر کر
اگر تو نہ دیگا سے [illegible]	میری نہ بر آئیگی آرزو	نامداران میدان تحریر و بہادران عرصۂ عبارت بے نظیر	

اسپ قلم کو میدان صفحۂ قرطاس میں یوں جولان کرتے ہیں کہ جب خواجہ عمرو و حمزہ صاحبقران سے باشارہ

گفتگو کرکے بموجب ارشاد خواجہ عبدالمطلب بیٹھ گئے حمزہ صاحبقران انتظار شب کرنے لگے جب آفتاب غروب
ہوا اور شام ہوئی بموجب اقرار خواجہ عمرو مکان خواجہ عبدالمطلب پر آئے دیکھا حمزہ صاحبقران کوٹھے
پر بیٹھے ہوئے میرا انتظار کر رہے ہیں خواجہ عمرو نے کوٹھے پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند کوٹھے پر آئے حمزہ
صاحبقران خوش ہوئے اور کہا ای برادر میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا خواجہ عمرو نے کہا میں بھی
بموجب وعدہ بے تامل یہاں آیا امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کو وہ کھانا کھلایا جو اپنے کھانے سے بچا رکھا تھا
جب خواجہ عمرو کھانا کھا چکے مقبل وفادار خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران میں باہم گفتگو ہونے لگی حمزہ
صاحبقران نے کہا ای خواجہ عمرو آج ہمارا دل صبح سے تا شام بہت گھبرایا کیونکہ گھر ہی میں رہے ہر چند
چاہا کہ بازار کی سیر جاکر کریں مگر بخوف والد ذی تبار نہ جا سکے خواجہ عمرو نے کہا اگر سیر بازار کو دل چاہتا
ہے تو صبح کو میں آپ کو لیچلونگا کسی کو آپ کا بازار جانا معلوم بھی نہوگا اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے سے اتر کے
چلیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ ابکی مرتبہ نہیں معلوم تم کہاں لیجاؤگے پھر ہمارے والد بزرگوار
ناراض ہونگے خواجہ عمرو نے کہا میں اور کہیں ہرگز نہ لیجاؤں سوائے بازار کے غرض اسی طرح کی باتیں
باہم تا سحر رہیں بعد پڑھنے نماز سحر کے خواجہ عمرو بذریعہ کمند حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کو کوٹھے
سے اتار کر بازار میں لائے اور سیر بازار کی کرنے لگے جب سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے خواجہ عمرو
اور حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے دیکھا کہ ایک جگہ ہزارہا مردم جمع ہیں شور تحسین و آفرین بلند ہے
ہر چہار جانب سے اور بھی صدہا مردم چلے آتے ہیں خواجہ عمرو نے متحیر ہو کر ایک شخص سے پوچھا آج اس جگہ
اسقدر آدمیوں کے جمع ہونے کا کیا باعث ہے اس شخص نے کہا کہ آج اس جگہ فراہمی مردمان کا یہ باعث ہے کہ
ملک مدائن سے دو پہلوان نہایت زبردست اور قوی ہیکل مسمی طاہر عادی اور مطاہر عادی
یہاں آئے ہیں اور ہمراہ اونکے بہت سے شاگرد چیلے ہیں اکھاڑے میں لڑ رہے ہیں یہ سب آدمی انکی کشتی
دیکھکر تعریف کر رہے ہیں اور یہ دونوں پہلوان ہر ایک ملک و شہر سے شجاعان جہان و پہلوانان دوراں
سے ایک کاغذ پر مہریں کراتے ہوئے یہاں تک آئے ہیں اور اس کاغذ میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ طاہر عادی
اور مطاہر عادی پہلوانان بے عدیل و بے نظیر ہیں کوئی انسے لڑ نہیں سکتا اور یہ بھی سنا ہے
کہ یہ دونوں پہلوان ہر ایک ملک میں ہر ایک پہلوان سے طالب کشتی ہوئے ہیں جو کوئی پہلوان انسے لڑا ہے
اسکو انھوں نے زیر کیا ہے اور جو پہلوان انسے نہیں لڑا اس سے اسی کاغذ پر مہر کرالی ہے اس کاغذ
پر صدہا بلکہ ہزارہا پہلوانان دہر اور شجاعان زمانہ کی مہریں ہیں غرض اسی قصد و ارادے سے یہاں
آئے ہیں دیکھیے یہاں کون کون شجاع اور بہادر ان پہلوانوں سے لڑتا ہے اور کون کون جری اور
دلاوران پہلوانوں سے خائف و ترساں ہو کر مہر کاغذ پر کر دیتا ہے جب تقریر مذکور اس شخص کی خواجہ عمرو
نے سنی حمزہ صاحبقران سے کہا چلو ہم بھی انکی کشتی دیکھیں حمزہ صاحبقران نے فرمایا اچھا چلو غرض خواجہ
عمرو و حمزہ صاحبقران مع مقبل وفادار جب اس مجمع مردم کے قریب تر آئے حمزہ صاحبقران نے
کثرت مردم دیکھکر خواجہ عمرو سے کہا ای برادر یہاں تو اسقدر مجمع مردم ہے کہ اکھاڑے تک پہنچنا اور کشتی پہلوانوں
کی دیکھنا مشکل ہے خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ صاحبقران آپ نے کئی درخت خرمے کے جڑ سے اکھیڑ ڈالے ہیں
ہر چند کہ انکی جڑیں بوسیدہ تھیں مگر پھر بھی کسی قدر طاقت اور قوت سے درخت جڑ سے اکھڑے تھے یہاں اسقدر

آدمیون کو ہٹا کر اکھاڑے تک نہین جا پایا جب حمزہ صاحبقران نے جب یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنی فی الفور مردمان
تماشائی کو ہٹا کر مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار کے اکھاڑے پر آئے دیکھا کہ وہ دونون پہلوان باہم مثل فیل مست
کے لڑ رہے ہین اور زور کر رہے ہین مگر کشتی حریفانہ نہین لڑتے ہین صرف باہم زور کر رہے ہین چہرے اُنکے
مہیب ہین اور قد و قامت اُنکے نہایت دراز ہین اور دست و پا از حد تیار ہین دونون دیو قوی ہیکل معلوم ہوتے
ہین صاحب قوت و طاقت ابدہ ہین کہ پاؤن اُنکے ہنگام زور اکھاڑے مین گھٹنون سے زیادہ
دھنسے ہوئے ہین باہم پیچ ہو رہے ہین پسینے مین سرابسر تر ہین کسی کی پشت آشنا زمین سے نہین ہوتی
زور مردمان تماشائی تعریف اُنکی بار بار با آواز بلند کر رہے ہین اکثر صاحبان قوت و زور بھی قریب اکھاڑے
کے بیٹھے ہین ایک طرف بہت تھوڑی سی آگ رکھی ہے اُس مین لوبان ایک شخص ڈالتا ہے دھوان لوبان کا نکل
رہا ہے اکھاڑے کے طاق پر سہرہ پھولون کا بندھا ہوا ہے امیر نے خیال کیا کہ یہ دونون پہلوان تو کافر معلوم
ہوتے ہین شاید کسی مرد مسلمان نے اکھاڑے کے طاق پر سہرہ باندھا ہے شہنا نواز شہنا بجا رہے ہین اور
ڈھول نواز ڈھول بجاتا ہے علاوہ اُن پہلوانون کے اُنکے چار سو شاگرد ہین وہ بھی بڑے قوی ہیکل ہین پگڑیان
سر پر اُنکے سرخ ہین تھوڑے اُن مین سے ڈنڈ کر رہے ہین بعضے مگدر ہلا رہے ہین اکثر بڑے بڑے
تال چوبی و سنگی نہایت ہی گران زمین سے نکال کے اُٹھاتے ہین اور سر سے بلند کرکے زمین پر ڈال دیتے
ہین بعضے لیزم ہلاتے ہین اکثر اکھاڑے پر زور کرتے ہین بعضے اکھاڑے مین ایک طرف لوٹ رہے ہین ہر ایک
کا سر منڈا ہوا ہے کان ٹوٹے ہوئے ہین سب کے سب چپ اور لنگوٹ باندھے ہوئے ہین ان سب کے
چہرے ہیبتناک ہین بلکہ دیو ان ناپاک ہین غرض جب وہ دونون پہلوان باہم زور کر چکے اُسوقت
طاہر عادی نے آواز بلند کہا کہ اس مجمع مردمان مین کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ مجھسے کشتی لڑے اور یہ دستار سرخ
سر پر رکھے اور یہ ترنج جو رکھا ہوا ہے ہر چند پہلوان طاہر عادی نے چہار جانب اکھاڑے کے جا جا کر کہا مگر کسی نے
جواب نہ دیا دوبارہ طاہر عادی نے پھر کہا اے جوانو تم مین سے کوئی ایسا مرد نہین کہ مجھسے لڑے اور یہ
ترنج جو رکھا ہے کھاوے اور پگڑی سرخ سر پر رکھے طاہر عادی اکھاڑے کے چارون طرف جا کے کہتا تھا
اور بار بار خم ٹھوکتا تھا جب خواجہ عمرو نے گفتگو سے طاہر عادی کی سنی فوراً جا کے اُس سے ترنج اُٹھا لیا اور پگڑی
بھی اُٹھا لی اور حمزہ صاحبقران سے کہا کہ تم اس ترنج کو کھالو اور یہ دستار بھی تم اپنے سر پر رکھو حمزہ صاحبقران
نے کہا اے برادر مین یہ ترنج نہ کھاؤنگا اور یہ پگڑی بھی سر پر نہ رکھونگا کیونکہ یہ پہلوان کہتا ہے کہ یہ ترنج وہ شخص
کھاوے جو مجھسے لڑے اور یہ دستار بھی وہی شخص اپنے سر پر رکھے جو مجھسے قصد لڑنے کا رکھتا ہو خواجہ عمرو نے کہا اے امیر
بالتوقف بے تامل یہ ترنج کھا بھی جاؤ مطلق اندیشہ نہ کرو کیونکہ اس پہلوان سے کوئی بھی یہان نہ لڑیگا آخر یہ
ترنج یہ پہلوان کسی کو دے دیگا پس تمہین کھالو حمزہ صاحبقران گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے چپ ہوئے خواجہ عمرو
نے جلد ترنج کو چھیلکر حمزہ صاحبقران کو کھلا دیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کے سر پر دستار
رکھنی چاہی حمزہ صاحبقران نے سر پر دستار رکھنے سے انکار کیا اور یہ کہا اے برادر ترنج تو مین نے تمہارے کہنے سے کھا لیا
لیکن دستار مین اپنے سر پر نہ رکھونگا مجھ مین اتنی قوت و طاقت نہین ہے کہ اس پہلوان زبردست سے لڑ سکون خواجہ
عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران تم بھی عجب آدمی ہو اس ادنےٰ پہلوان سے ڈرے جاتے ہو باوجود اسکے
کہ فرزند عبد المطلب کے ہو حمزہ صاحبقران نے کہا اے برادر اگر مین اپنے سر پر اس دستار کو رکھونگا تو مجکو

اس پہلوان سے فرزند رشتا پر یگا خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران تم اس دستار کو اپنے سر پر تو رکھو لو جب حمزہ
پہلوان کچھ تم سے کہیگا اسوقت دیکھ لیا جائیگا میں تو موجود ہوں تم بیکار ڈرتے ہو اگر یہ پہلوان تم سے لڑنے کو
کہیگا اور تم نہ لڑو گے تو میں اس سے کشتی لڑونگا حمزہ صاحبقران نے یہ خیال کیا کہ عمرو نے جو کہا ہے وہی ہیگا
اگر میں اپنے سر پر دستار رکھ لونگا تو بظاہر کوئی نقصان نہیں ہے حمزہ صاحبقران تو یہ خیال کر رہے تھے خواجہ
عمرو نے وہ دستار حمزہ صاحبقران کے سر پر رکھدی جب طاہر عادی اکھاڑے کے چاروں طرف جاکر اور
کشتی لڑنے کو کہکر وہاں آیا جہاں پر ترنج رکھا تھا ترنج کو نہ پایا متحیر ہو کر پگڑی کو دیکھنے لگا پگڑی بھی نہ پائی اور
زیادہ متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا اس ترنج کو اس مجمع مردمان میں سے کسنے کھایا ہے اور دستار سر پر رکھی ہے
آخر یہ خیال کرکے طاہر عادی چہار جانب دیکھکر باواز بلند کہنے لگا وہ بہادر اس مجمع مردمان میں کون ہے جسنے
میرا رکھا ہوا ترنج کھایا ہے اور وہ دستار جو میں نے رکھی تھی کسنے اپنے سر پر رکھی ہے خواجہ عمرو نے آگے
بڑھ کے کہا اے پہلوان بزدل دیکھ اس لڑکے نے کہ یہ فرزند ارجمند خواجہ عبد المطلب رئیس خانہ کعبہ کا ہے
اور سردار قوم عرب اور ہاشمی اپنے تئیں جانتا ہے اور شجاعان جہان اور بہادران [illegible] کم سے اپنے تئیں
تصور کرتا ہے اسنے وہ ترنج میرے سامنے کھایا اور دستار بھی ابھی تک اسکے سر پر موجود ہے طاہر عادی
گفتگوئی خواجہ عمرو سنکے قریب حمزہ صاحبقران کے آیا اور اپنے سے بہت کم قوت اور طفل جان کر کہنے
لگا اے صاحبزادے تم کیا مجھ سے لڑو گے بڑے بڑے شجاعان روزگار تو مجھ سے لڑ نہیں سکتے اور نام میرا سنکے
ڈرتے ہیں خیر تم نے بوجہ نادانی اور خوردسالی کے ترنج کھا لیا اور دستار سر پر رکھ لی جاؤ میں نے خطا تمہاری
معاف کی لیکن اب کبھی ایسا نہ کرنا پچھتاؤ گے خواجہ عمرو نے کہا اے امیر افسوس ہزار افسوس تمنے نام ہاشمیوں کا آج
ڈبو دیا اگر تمکو اس پہلوان سے لڑنا منظور نہ تھا تو دستار کیوں سر پر رکھی اور ترنج کیوں کھا لیا امیر کو خواجہ
کے کہنے سے غیرت آئی بے اختیار کہا اے پہلوان کیا بیہودہ بکتا ہے تو کیا میری خطا معاف کریگا تیری کیا
ہے خداوند عالم نے ہم ہاشمیوں کو سب سے زیادہ شرف دیا ہے اور جلال و قوت میں بھی لاثانی پیدا کیا ہے
میں تجھ سے ضرور لڑونگا لیکن اسوقت نہیں کیونکہ تو بخوبی روز کر چکا ہے اگر اسوقت تجھکو زیر کیا تو سب کہینگے
کہ پہلوان کشتی لڑتے لڑتے تھکا ہوا تھا تھکے ہوئے کو زیر کیا کچھ کمال نہیں کیا انشاء اللہ کل یا آج ہی کسی وقت
تجھ سے لڑونگا امیر یہ کہہ گئے طاہر عادی سیر کرکے مجمع مردمان سے نکلکے چلے خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان آگاہ ہو
کہ اگر حمزہ تجھ سے کشتی نہ لڑیگا تو میں تجھ سے لڑونگا اور تجھے زیر کرونگا ہرگز اس میری لاغری پر خیال نہ کرنا
کہ کیا لڑیگا یہاں تو خواجہ عمرو پہلوان طاہر عادی سے یہ تقریر کرتے تھے اور پہلوان طاہر عادی خواجہ
عمرو کو دیکھکر ہنستا تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ یہ دبلا پتلا لڑکا مجھسے کیا لڑیگا لیکن امیر جو اکھاڑے سے روانہ
ہوئے تھے صرف بہانہ کرکے چلے آئے تھے مگر جب اپنے گھر کے قریب پہونچے خیال کیا یہ تو بڑی بدنامی کی بات
ہوگی اگر اس پہلوان سے نہ لڑونگا پس یہ مناسب ہے کہ آج ہی اسی وقت اپنے تئیں ہلاک کروں جان دینے سے
آبرو رہجائیگی غرض یہ تجویز کرکے کوہ بوقبیس کی جانب ہوئے اور قریب کوہ بوقبیس جاکر ایک درخت
کی چھال لیکر اس کی ایک رسن بنائی پھر اُس رسن کو ایک درخت کی شاخ میں چند سنگ زیر و بالا رکھکر
باندھا اور اُس رسی کو بارادہ امتحان کھینچا جب وہ رسن کھینچنے سے نہ ٹوٹی اسوقت امیر نے حلقہ رسن کا
اپنی گردن میں ڈالا اور رو بہ قبلہ ہو کر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا اور بہ گریہ و زاری درگاہ جناب باری میں یہ کہتا تھا

صغیرہ اور کبیرہ کے واسطے دعا کی بعد اسکے امیر نے اُن پتھرون کو جو زیر قدم تھے انکے پاؤن سے ہٹا دیا جب وہ
چند سنگ جو زیر قدم امیر تھے ہٹ گئے امیر کے قدم زمین سے اونچے ہوگئے حلقہ رسن کا گلوگیر ہوا اسوقت
امیر کا عجب حال تھا خدا کی جانب خیال تھا چراغ حیات گل ہوتا تھا حلقہ رسن گلے مین پیوست تھا جسوقت
امیر کا یہ حال ہوا فوراً دریائے رحمت الٰہی جوش زن ہوا جبرئیل کو یہ حکم رب جلیل ہوا کہ جلد جاؤ اور میرے بندہ
برگزیدہ کو میرے حکم سے بچاؤ اور ہنرہای پہلوانی تعلیم کرو صاحبقران بناؤ اور چند دانہ انگور بھی ہمراہ لیتے
جاؤ جسوقت یہ حکم خالق آسمان و زمین جبرئیل امین کو پہونچا فی الفور جبرئیل بعد تعجیل زمین پر نازل ہوئے
اور اپنے دست حق پرست سے امیر کے گلے سے پھانسی کو کاٹ دیا اور ہاتھ اپنا تن امیر باتوقیر پر پھیرا بطور
حواس تمام امیر کے درست ہوئے امیر نے دیکھا کہ ایک اعرابی میرے قریب کھڑا ہے چہرہ اسکا نورانی
ہے جب امیر نے جانب مرد اعرابی بغور کے نظر کی اس مرد اعرابی نے خندہ پیشانی امیر کو سلام کیا حمزہ نے جواب سلام
دیا بعد اسکے اس مرد اعرابی نے امیر سے فرمایا کہ اے برگزیدہ خالق کون و مکان و اے مقبول بارگاہ معبود
انس و جان یہ کیا مزاج عالی مین آیا جان اپنی دینا کس وجہ سے گوارا کیا یون کبھی کوئی مرد حق آگاہ
اپنی جان دیتا ہے اور ہلاک ہونا اپنا گوارا کرتا ہے اور خون مین اپنے خود گرفتار ہوتا ہے جب امیر
نے یہ گفتگو اس اعرابی نیک خو سے جو سُنی اور اپنے حال پر از حد شفیق پایا اسوقت جواب مین کہا
کہ اے مرد ابرار بندہ خاص پروردگار کیونکر مین اسطرح اپنے تئین ہلاک کرنے کا درپے ہوتا کہ ایک کافر نے
مجمع مردمان مین مجکو ناتوان اور کم قوت تصور کیا مجکو یہ منظور نہ ہوا کہ ذلت اٹھا کر زندہ رہون اس اعرابی نے
کہا اے امیر اب بفضل خدا ہوا وہ کافر کیا ہے ہر ایک دیو و جن وغیرہ پر بھی تم غالب آؤگے یہ کہکر اس اعرابی
نے اپنے پاس سے ایک تیر نکالا اور چلہ کمان مین رکھکر جانب فلک لگایا وہ تیر کمان سے جدا ہو کر سوئے
آسمان روانہ ہوا ابھی وہ تیر زمین پر گرنے نہ پایا تھا کہ اس اعرابی نے دوسرا تیر چلہ کمان مین رکھکر اور
تاک کر جانب سپہر لگایا زہے قدر اندازی مرد اعرابی کہ تیر دیگر تیر اول مین جا کر پیوست ہوا ابھی وہ دونون
تیر زمین پر نہین گرے تھے کہ اس اعرابی نے تیسرا تیر بھی لگایا وہ بھی تیر دوم مین جا کر پیوست ہوا غرض
اسی طور سو چالیس تیر اس اعرابی نے لگائے جب وہ تمام تیر باہم پیوستہ ہوئے زمین پر گرے اس
مرد اعرابی نے اسی طرح تیر کا لگانا امیر کو اچھی طرح تعلیم کردیا پھر اس مرد اعرابی نے تیر کو سر نیزہ پر رکھکر
نیزے کو اس ترکیب و تدبیر سے گردش دی کہ وہ تیر جو نوک نیزہ پر تھا زمین پر نہ گرا یہ بھی ترکیب امیر کو تعلیم
کی پھر ہنر نیزہ بازی کے تمام و کمال سکھائے بعد اسکے شانے پر امیر باتوقیر کے اپنا ہاتھ رکھکر بہت سے پیچ
کشتی کے جو بے مثل و بے نظیر تھے جلد تر سکھائے امیر کو سب پیچ فی الفور یاد ہوگئے پھر اسپ بازی اور
چوگان بازی اور سوا اسکے جو کچھ فن سپہ گری کے تھے وہ امیر کو بتائے اور ایک دانہ انگور امیر کو کھلایا امیر
کو دانہ انگور کے کھانے سے جملہ وحش و طیور و جن و انس وغیرہ کی تقریر سمجھ مین آنے لگی اور ہر ایک کی زبان
سے آگاہی ہوگئی جسوقت امیر باتوقیر نے اپنے تئین قوی پایا اور بہ نسبت قبل اپنے دست و بازو مین بڑھا
ہوا پایا فوراً زمین پر سجدۂ شکر خالق کون و مکان کیا بعد ادا کرنے سجدۂ شکر خدا کے امیر باتوقیر نے
اس مرد اعرابی سے پوچھا کہ اے ہادی فنون بیمثال و اے استاد ذی کمال یہ تو فرمائے کہ آپ کا
نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے آپنے جو کچھ احسان کیا ہے اسکا شکر مجھسے ہو نہین سکتا اس اعرابی

نے فرمایا ای حمزۂ صاحبقران آپ کو میرے نام نے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہے مین ایک بندۂ ذلیل رب جلیل ہون
حمزۂ صاحبقران نے کہا ای رہنماے فنون لاجواب اے عالی جناب اگر مجھسے کوئی شخص پوچھے کہ تو کسکا شاگرد ہے تو مین
کیا کہونگا اسی وجہ سے چاہتا ہون کہ آپ کے نام نامی سے واقف ہون جب امیر باتوقیر نے اس طرح تقریر کی اسوقت
اس اعرابی ابرار نے سر جھکا کر فرمایا ای امیر باتوقیر آگاہ ہوجیے کہ مین ایک بندہ کا خدا ہون فرمانبردار کبریا ہون میرے
نزدیک تو نام میرا عبد ذلیل ہے لیکن دو جہان مین نام میرا مشہور جبرئیل ہے اسوقت حکم پروردگار سے یہان آیا ہون
اور ہنرہاے شایستہ کشتی کے بتانے کا مجکو حکم ہوا تھا تمکو تعلیم کیے اور صاحبقران تمکو بتایا اب تمکو مناسب ہے
کہ جلد جاؤ اور اس پہلوان سے مقابلہ کرو انشاء اللہ تعالی اسکو زیر کروگے اور وہ مغلوب ہوگا اور رسوا اسکو نہ کرنا ہم
ہمیشہ تمھارا تو تمثل کیا کروگے یہ کہکر جبرئیل علیہ السلام آگے بڑھے امیر باتوقیر اپنے مکان کی طرف چلے اب حمزۂ صاحبقران
کو تو انشاء [illegible] راہ مین چھوڑ دیے اور کچھ حال خواجہ عمرو کا سنیے کہ بعد چلے جانے حمزۂ صاحبقران کے خواجہ
عمرو [illegible] پہلوان طاہر عادی سے بھی تقریر کیا کہ اگر امیر نہ آئینگے اور کشتی تم سے نہ لڑینگے تو مین تم سے
کشتی لڑونگا اور تمکو آج اکھاڑے مین چت کردونگا بعد گفتگوے مذکور کے خواجہ عمرو نے یہ خیال کیا
کہ اے عمرو اب یہان ٹھہرنا تیرے حق مین اچھا نہین ہے اگر یہ پہلوان تجھسے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوگیا اور
امیر نہ آئے تو برا ہوگا یہ پہلوان تیری ہڈیان پسلیان توڑ ڈالیگا مفت تیری جان جائیگی اور اگر امیر بھی یہان
آئینگے اور اس پہلوان زبردست سے لڑینگے تو وہ بھی غالب نہ ہونگے علاوہ اسکے امیر باتوقیر کو اس پہلوان
نے فرزند اور ناتوان تصور کرکے یہ کہا ہے کہ جاؤ مین نے تمھاری خطا معاف کی اور مین نے بھی کلمات طعن آمیز
امیر کو کہے ہین ایسا نہو کہ امیر اپنے تئین ہلاک کرین اسوجہ سے بھی یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہے جلد جاکر امیر
کو دیکھنا چاہیے اور خبر انکی لینا چاہیے غرض خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے اکھاڑے سے یہ کہکے جست کی کہ مین امیر
کو بلانے جاتا ہون انکو لیکر ابھی آتا ہون خبردار اے پہلوان میرے خوف سے بھاگ نہ جانا مین تجھسے ضرور
کشتی لڑونگا اور تجکو زیر کرونگا یا امیر تجھسے کشتی لڑینگے اور تیرے دست و پا کو توڑینگے سب پہلوان خواجہ
عمرو کو جاتے ہوے دیکھکر بہ آواز بلند کہنے لگے پکڑ لینا [illegible] کا بھاگا جاتا ہے اسکو بھاگ کر جانے نہ دینا خواجہ
عمرو تو جست کرکے چل دیے لیکن جو اشخاص کہ اکھاڑے پر موجود تھے انہون نے کہا اے پہلوان بیمثال خوب
ہوا کہ یہ دونون لڑکے چلے گئے کیونکہ یہ دونون طفل خواجہ عبد المطلب کے فرزند ہین اور خواجہ عبد المطلب
انکو نہایت پیار کرتے ہین اور یہ دونون لڑکے شوخ بھی ازحد ہین تمکو انکے ساتھ کشتی لڑنا مناسب بھی نہین تھا
کیونکہ وہ اگر زیر ہوتے تو خواجہ عبد المطلب کو نہایت صدمہ ہوتا اور فی زمانہ قوت و شجاعت مین ہمیشہ
ہین وہ اپنے فرزندون کے عوض مین تمکو ہلاک کرتے غرض ہمارے نزدیک چلے جانا ان دونون لڑکون کا
بہتر ہوا اگر تم کسی لڑکے کو زیر بھی کرتے تو کچھ تمھاری عزت و توقیر نہ ہوجاتی اور مرتبہ تمھارا نہ بڑھ جاتا
خاص و عام یہی کہتے کہ ایک لڑکے کو پہلوان طاہر عادی نے زیر کیا اچھا ہوا وہ دونون لڑکے بہانہ کرکے
چلے گئے تمھاری بات رہ گئی الحاصل بوجہ سمجھانے اشخاص حاضرین کے سب پہلوان خاموش ہو رہے
مگر خواجہ عمرو جو دوڑتے ہوے امیر کے مکان پر آئے تو امیر باتوقیر کو مکان پر نہ پایا اب خواجہ عمرو کو یقین کامل
ہوا امیر جانب صحرا گئے ہونگے اور اپنے ہلاک کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہوگا غرض خواجہ عمرو [illegible]
دعا کرتے ہوے [illegible] چلے کہ خداوندا امیر بخیر و عافیت مجکو ملین جب خواجہ عمرو قریب کوہ قیس

پہونچے دیکھا کہ امیر نہایت شاد و خرم چلے آتے ہیں اور چہرہ اسقدر نورانی ہے کہ نظر خیرگی کرتی ہے اور رعب و دبدبہ رخ
انور سے اسقدر آشکار ہے کہ مجال نہیں ہے اور پیشانی سے نور سروری اور سرداری ظاہر ہے پہلے تو خواجہ عمرو
امیر سے مضحک کیا کرتے تھے آج خواجہ عمرو رعب و دبدبہ امیر باتوقیر کا دیکھ قدم میمنت لزوم حمزۂ صاحبقران پر
گرے امیر نے سر خواجہ عمرو کا اپنے قدم سے اُٹھا کر خواجہ عمرو کو برادر کہکر گلے سے لگایا خواجہ عمرو نے عرض
کیا اے امیر باتوقیر بانشاء اللہ آج تو آپ کے چہرہ انور سے خورشید فلک شرمندہ ہے رعب و دبدبہ بھی چہرہ سے ہویدا ہے
کیا باعث ہے امیر باتوقیر نے فرمایا اے برادر میرے پاس کوہ بوقبیس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے اُن حضرت
نے مجھکو چند فنون تعلیم فرمائے ہیں تم میرے بھائی ہو میں تمکو بہت عزیز رکھتا ہوں یہ نہیں چاہتا کہ تم اُن حضرت کی
زیارت سے محروم رہو جلد جاؤ شاید اُنکی زیارت تمکو بھی میسر ہو عجب نہیں کہ تمکو بھی کچھ اُن حضرت سے فایدہ
ہو خواجہ عمرو نے جب یہ خوشخبری زبان الہام بیان حمزۂ صاحبقران سے سُنی اُسی وقت بیتاب و بیقرار
ہوکر جانب بوقبیس دوڑے اور پکارے کہ اے جناب روح الامین فرستادۂ رب العالمین برائے خدا
ذرا ٹھہر جائیے یہ خاکسار ذرہ بیمقدار آپ کی خدمت فیضدرجت میں اُفتان و خیزان حاضر ہوتا ہے مجھکو بھی اپنی
زیارت سے مشرف فرمائیے ذرا ٹھہر جائیے جسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آواز خواجہ عمرو کی
سُنی بموجب حکم پروردگار جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اے عمرو جلد آ اور دامن آرزو اپنا پھیلا کہ
خداوند دوسرا گوہر مدعا سے اُسے بھر دیگا خواجہ عمرو نے حسب تقریر حضرت جبرئیل کی سُنی عرض کیا حاضر
ہوں جب خواجہ نزدیک حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پہونچے بعد ادائے شرائط تسلیم و تکریم قدم حضرت جبرئیل
کو بعد خواہش و آرزو چوما پھر بہ کمال عجز و انکسار سر در پیش حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سر جھکا کر کھڑے ہوئے
پھر حیا ترک کرکے دامن قبا کو حضرت جبرئیل کے خوب مضبوط پکڑا اور عرض کیا کہ اے جناب فیضمآب جہانتک آپ
سے ہوسکے مجھکو دیجیے زیادہ تر مجھکو جواہر گران بہا عنایت فرمائیے حضرت جبرئیل خواجہ عمرو کی گفتگو سُنکے ہنسنے
لگے بعد ہنسنے کے اسطرح فرمایا کہ اے ریش تراشندہ کافران و سر برندۂ بد دگران تجکو عنایت خدا
سے عجیب مرتبہ ملا قاتل مشرکین تیرا لقب ہوا یہ فرما کر تین چیزیں عمرو کے سامنے رکھدیں ایک
قرغول جسکو طے الارض کے واسطے پانون میں باندھتے ہیں دوسرے باد مہرہ جسکو سفید مہرہ بھی
کہتے ہیں اور تیسرے حقہ جس میں پر لگا تھا عنایت فرمایا اور کہا اے عمرو خاطر جمع رکھ تو جناب ختم الانبیا
کا ایک ہوگا مرتبہ تیرا بلند ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کیا یہ قرغول اور مہرہ اور یہ حقہ لیکر کیا کروں یہ کچھ
ایسی اشیا نہیں ہیں نہ کچھ یہ چیزیں مثل جواہر کے قیمتی ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عمرو
کہ یہ قرغول اگر کوئی شخص اپنے پانون باندھکر چلے ہزارہا فرسخ کی راہ بہت جلد طے کرے گو کہ اسمیں قرغول
کے پانون میں باندھنے سے طے الارض کے واسطے زمین کی طنابیں کھنچ جاتی ہے بس بہت بہتر تمہارے
واسطے اور کوئی شے خوب نہیں اور یہ باد مہرہ عجب نایاب شے ہے اسکی تاثیر یہ ہے کہ اسکو بجاؤگے تو تمام عالم میں اسکی
صدا جائیگی غرض چرند اور پرند جسقدر ہیں سب اسکی آواز سُنکے ناچنے لگینگے اور صدا اسکی پسند کرکے رقص
کرینگے اور یہ حقہ آتشبازی کا ہے جب اسکو داغ کے کفار پر ماروگے ہزارہا کافروں کے چہرے اور جسم
جلادیگا اور سر اس حقہ کا تمہارے ہاتھ میں رہیگا تم سے جدا نہوگا اے عمرو سامنے ان اشیا کے
جواہر بیش بہا کی کیا حقیقت ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا علاوہ ان اشیا کے اب آپ مجھکو مال دنیا سے اسقدر

عنایت فرمایے کہ مین اپنی تمام عمر کسی کے آگے برائے سوال ہاتھ نہ پھیلاؤن حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ گفتگوے عمرو
سنکر ہنسے اور فرمایا اے عمرو انسان کو لازم ہے کہ کوئی کمال حاصل کرے جسکی وجہ سے بعد مرگ بھی نام اسکا دنیا
مین باقی رہے اور کبھی مال دنیا کی طرف توجہ نہ کرے رستم نے پہلوانی کا کمال حاصل کیا تھا آجتک اسکا نام خاص و عام
کی زبان پر جاری ہے ہر ایک شخص اسکی شجاعت کی تعریف کرتا ہے علاوہ رستم کے صدہا بندگان خدا ایسے ہین کہ بعد مرنے
کے بھی بوجہ کمال کے اہل جہان انکا ذکر کرتے ہین پس اے عمرو تمکو بھی لازم ہے کہ مال دنیا پر اسقدر توجہ نہ کرو اور کچھ
کمال حاصل کرو خواجہ عمرو نے حضرت جبرئیل کی یہ گفتگو سنکے کبیدہ خاطر ہو کر منہ پھیر لیا اور عرض کیا آپ کچھ زر و جواہر مجکو
عنایت فرمایئے نصیحت نہ کریں حضرت جبرئیل خواجہ عمرو کی تقریر سنکے پھر ہنسے اور فرمایا اے عمرو تو یہ لیکے ایک
دانہ انگور نکالکر چاہا کہ خواجہ عمرو کے دہن مین دین خواجہ نے کہا مین ایک دانہ انگور کھاکر کیا کرون یہ دانہ انگور
کسی دان کو کھلایئے گا کیونکہ اس دانہ انگور کے کھانے سے میرا کیا بھلا ہوگا حضرت جبرئیل نے فرمایا تم کھا تو لو یہ دانہ
انگور نہایت مزے کا ہے خواجہ نے منہ کھولا جبرئیل نے وہ دانہ انگور خواجہ عمرو کو کھلا دیا اور فرمایا اے عمرو
دہن بند کر لو اس دانہ انگور مین عجب حکمت ہے ایک دم مین بہتر شکلین بدلنے کی یہی صورت ہے جسکی شکل کا اپنے
دل مین خیال لاؤگے مصور قدرت ویسا ہی نقشا تمہاری صورت کا بنا دیگا خواجہ عمرو نے دو دانہ انگور کھاکر
کہا آپ نے مجکو ایک دانہ انگور کھلا کر بہلا دیا اور ایک کوڑی بھی نہ دی جو کسی وقت کام آتی خیر اب کچھ اور کھلایئے
جناب جبرئیل نے اور ایک دانہ انگور خواجہ عمرو کے منہ مین دیا اور فرمایا کہ دہن بند کر لو کہ یہ بھی عجیب و غریب
نعمت ہے تمسے بہتر کوئی خوش الحان نہوگا اے عمرو شکر کرو کہ خدا نے تمکو لحن داؤدی دیا اب تمہارے
گانے کی آواز سنکے جن و انس اور وحوش و طیور وجد مین آینگے اور محو ہو جاینگے خواجہ عمرو نے وہ دانہ بھی کھا لیا
اور کہا شکر ہے خدا کا کہ آپ نے مجکو ایک ایک کرکے دو دانہ انگور تو کھلائے ابکی مرتبہ بہت سا میوہ کھلایئے
تاکہ میرا پیٹ تو بھر جاوے آج کھانے ہی فرصت ہو جاے اور اگر ہو سکے تو جواہر کا گنج دیکر مجکو دیجیے مین نے
کئی مرتبہ آپ سے طلب کیا ہے پھر آپ سے مانگتا ہون حضرت جبرئیل نے فرمایا جو مجکو حکم خدا ہوا ہے
مین تمکو دونگا زر و جواہر کے دینے کا مجکو حکم نہین ہوا ہے یہ فرماکر ایک دانہ انگور نکالکر فرمایا خیر اے عمرو
یہ بھی دانہ انگور کھالو کاملان جہان سے ہو گے خواجہ عمرو نے منہ کھولا حضرت جبرئیل نے چوتھا دانہ انگور کا
خواجہ عمرو کے منہ مین دیا اور کہا دہن بند کر لو خواجہ نے دہن بند کر لیا حضرت جبرئیل نے فرمایا اب
واسطے قتل کرنے کفار کے تین سو ساٹھ مکر تمکو یاد آجاینگے قلعہ گیری بے جنگ کے کروگے جب خواجہ عمرو
وہ بھی دانہ انگور کا کھا چکے پھر حضرت جبرئیل سے بصد منت کہنے لگے کہ اب تو کچھ زر و جواہر مجکو دلوایئے حضرت
جبرئیل نے فرمایا اب کچھ میرے پاس تمہارے نصیب کا نہین ہے خواجہ عمرو نے یہ سنتے ہی دامن قبائے
حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے ہاتھ مین مضبوط پکڑ کے کہا کہ اپنا نام مجکو بتایئے ہر چند کہ جانتے تھے حمزہ
صاحبقران سے سن چکے تھے مگر شوخی سے پوچھا حضرت جبرئیل نے فرمایا میرا نام جبرئیل ہے جہان
حکم خدا ہوتا ہے وہان مین جاتا ہون اور حکم خدا بجا لاتا ہون میرے پاس تمہاری تقدیر اتنا ہی تھا
اور کچھ مجھے دینے کا حکم نہین یہ جو کمال تمکو بتائے ہین یہ کیا کم ہین اے عمرو اب زیادہ حرص و ہوس نہ کرو
میرا دامن چھوڑ دو خواجہ عمرو نے کہا واہ مین بغیر کچھ زر و جواہر لیے ہوئے ہرگز دامن نہ چھوڑونگا جب
حضرت جبرئیل نے دیکھا خواجہ عمرو دامن نہین چھوڑتے اسوقت کچھ سنگریزے اٹھاکر خواجہ عمرو کے

والے کئے خواجہ عمرو نے بیتاب و بیقرار ہوکر وہ سنگریزے اپنے ہاتھ میں لئے اور انکو دیکھا وہ سب لعل
بدخشانی تھے اور یاقوت رمانی تھے اور ایسی چمک انمیں تھی کہ خواجہ عمرو کی نظر انکے دیکھنے سے خیرہ کرتی تھی القصہ
بمجرد دستیاب ہونے ریزہ ہای یاقوت اور لعل کے خواجہ عمرو نے دامن حضرت جبرئیل کا چھوڑ دیا حضرت
جبرئیل پہاڑ پر غائب ہوگئے یعنے خواجہ کی نظر سے مخفی ہوگئے جو خواجہ عمرو وہ جواہرات لیکر آگے چلے بعد پہونچنے
و وہاں آنے کے خواجہ عمرو نے جو پھر دیکھا تو وہ سب سنگریزے تھے جب خواجہ عمرو کو ثابت ہوا کہ یہ سنگریزے ہیں ہاتھ
افسوس ملکر کھڑے ہوگئے اور کہا واہ استاد کیا فقرہ دیا ہے کیوں نہو آخر ہمارا رہنما تھے ہمکو عیاری سکھانے
آئے تھے ہم سے فقرہ نہ کرتے سچ ہے استاد استاد ہی ہے اور شاگرد لاکھ عقلمند ہو مگر پھر شاگرد ہے استاد کے
کمال کو نہیں پہونچتا الحاصل خواجہ عمرو نے اس جواہر کے سنگریزے ہو جانے کا از حد صدمہ کیا آخر مجبور
و ناچار ہوکر وہاں سے چلے جب قریب حمزۂ صاحبقران کے پہونچے خواجہ عمرو نے تمام حال بیان
کیا امیر با توقیر نے فرمایا اے خواجہ اب اکھاڑے پر چلو خواجہ عمرو نے کہا بہتر ہے چلو غرض حمزۂ صاحبقران
اور خواجہ عمرو اکھاڑے کی طرف روانہ ہوئے وہاں اکھاڑے پر مقبل وفادار پہلوانوں کی کشتی دیکھ رہا تھا جب
امیر اور خواجہ عمرو کو اکھاڑے پر آنے میں دیر ہوئی مقبل وفادار نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ابھی تک امیر اور
خواجہ عمرو یہاں نہیں آئے کیا باعث ہے جا کر دیکھنا چاہیے غرض مقبل وفادار بھی وہاں سے چلا اثنای راہ میں امیر اور
خواجہ عمرو سے ملاقات ہوئی مقبل وفادار نے خواجہ عمرو سے پوچھا کہاں گئے تھے خواجہ عمرو نے تمام کیفیت اپنی
از ابتدا تا انتہا بیان کی پھر حمزۂ صاحبقران نے بھی اپنا حال اول سے آخر تک بیان کیا مقبل وفادار نے کہا
ای حمزۂ صاحبقران ابھی آپ یہاں توقف کریں میں بھی کوہ قبیس پر جاتا ہوں شاید مثل آپ کے مجھے
بھی حضرت جبرئیل سے ملاقات ہو جائے اور کچھ مجھکو بھی آنجناب سے کمال حاصل ہو جاوے امیر نے فرمایا
بہتر ہے جاؤ ہم یہاں تمہارے منتظر ہیں مقبل وفادار بھی بہ تعجیل تمام کوہ بو قبیس پر پہونچا اور پکارا یا جبرئیل
ملک مقرب رب جلیل اس عبد ذلیل پر بھی نظر عنایت فرمایئے قدمبوسی کا مجھکو بھی از حد اشتیاق ہے چہرہ
پر نور اپنا دکھلایئے جو حکم خداوند عالم ہو مجھکو بھی بتایئے حضرت جبرئیل بحکم خالق خاص و عام کوہ بو قبیس پر
منتظر مقبل وفادار کے تھے جب مقبل وفادار کی صدا سنی فوراً ظاہر ہوئے اور سامنے مقبل وفادار کے تشریف
لائے مقبل وفادار نے بصد ادب تسلیم کی اور بعد تسلیم کرنے کے شرف قدمبوسی حاصل کیا حضرت جبرئیل
نے مقبل وفادار کو بھی فن تیر اندازی تعلیم کیا اور فرمایا کہ اے مقبل شکر خدا کر عجب فن مثل میں نے تجھکو
حکم خدا سے تعلیم کر دیا بعد حمزۂ صاحبقران کے تیر اندازی میں کوئی شخص تجھ سا نہوگا یہ فرما کر حضرت
جبرئیل علیہ السلام نظر مقبل وفادار سے پوشیدہ ہوگئے مقبل وفادار مسرور و شاد کوہ بو قبیس سے چلا
اور حمزۂ صاحبقران کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا حال مفصل بیان کیا حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو
حال مذکور مقبل وفادار سے سنکے خوش ہوئے پھر حمزۂ صاحبقران مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار اکھاڑے
کی طرف چلے جب قریب اکھاڑے کے پہونچے گروہ مردمان نے حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو کو دیکھ کر
کہ پہلوان طاہر عادی پھر وہ دونوں لڑکے خواجہ عبدالمطلب کے آگئے ہیں وہ پہلوان اور جملہ مردمان
امیر با توقیر اور خواجہ عمرو کو دیکھنے لگے حمزۂ صاحبقران نے نعرہ کیا کہ ای پہلوان ہوشیار ہو میں آ پہونچا
تجھسے کشتی لڑونگا اور انشاء اللہ تجھکو زیر کرونگا امیر با توقیر نعرہ کرکے اکھاڑے میں آئے پہلوان طاہر عادی

صدا سے تو وہ امیر سے ڈر گیا پھر قریب حمزۂ صاحبقران کے آکر یہ کہنے لگا کہ اے صاحبزادے تمہارے ورثا سے بھی کوئی
شخص ہے یا نہیں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے پہلوان ہمارے وارث و بزرگ افضال خدا سے یہاں ہیں اور
ہم رئیس خانہ کعبہ کے ہیں اور نسل پیغمبر خلیل اللہ سے ہیں لیکن تجکو اس امر سے کیا مطلب ہے جنہے جو تجھسے
وعدہ کشتی لڑنے کا کیا تھا بموجب اُس وعدے کے آئے ہین طاہر عادی نے کہا مین تم سے اس شرط
سے کشتی لڑتا ہون کہ تم ایک نوشتہ مجکو اس مضمون کا دو کہ ہم بخوشی خاطر اس پہلوان سے کشتی لڑتے ہین اگر
ہمکو یہ پہلوان کر ڈالے تو کوئی ہمارے ورثا سے ہمارے خون کا دعوے نہ کرے اور اگر کوئی ورثا سے دعوی کرے
بھی تو خاص و عام اُس دعوی کو باطل تصور کرین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تیری یہی خواہش ہے تو قرطاس
قلم و روشنائی لے آ ہم ابھی لکھدین القصہ حمزۂ صاحبقران نے بعد لکھنے عبارت مذکور کے اور اپنی مہر کرنے کے
ایک پہر کامل ورزش کی بعد ورزش کرنے کے پہلوان طاہر عادی سے اکھاڑے مین سرگرم کشتی ہوئے
راوی لکھتا ہے اُسوقت ہزارہا مردمان تماشائی گرد اکھاڑے کے کھڑے تھے صدہا پہلوان بیٹھے تھے ایک
شخص دہل بجاتا تھا اور شہنا نواز شہنا بجاتے تھے سیکڑون آدمی غالب ہونے حمزۂ صاحبقران کے واسطے
خدا سے دعا کرتے تھے اکثر اشخاص اپنے دل مین یہ خیال کرتے تھے کہ یہ پہلوان طاہر عادی ضرور حمزۂ
صاحبقران پر غالب آئیگا کیونکہ نہایت زبردست ہے اور حمزۂ صاحبقران کم قوت معلوم ہوتے ہین غرض جب
حمزۂ صاحبقران اور اُس پہلوان سے کشتی ہونے لگی پہلوان نے تو چاہا کہ سہولیت سے حمزۂ صاحبقران
کو پٹک دے لیکن حمزۂ صاحبقران نے اُس پہلوان کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے زمین
پر دے پٹکا اور سینہ پر سوار ہو کر اُس سے فرمایا کہ اگر تو دین اسلام قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ ہم تجکو ہلاک کرینگے
پہلوان نے دین اسلام کرنے سے انکار کیا حمزۂ صاحبقران کو غصہ آیا اور پانون اُس پہلوان کے دونون
ہاتھون سے پکڑ لے اور ایک پانون اُسکے اپنا پانون رکھکر ایسا زور کیا کہ پہلوان طاہر کو تا بصدر چیر ڈالا
اور نعرۂ تکبیر بلند کیا جسوقت حمزۂ صاحبقران نے پہلوان طاہر عادی کو ہلاک کیا جملہ مردمان تماشائی
مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا یہ دیکھکر پہلوانون کے چہرے زرد ہو گئے دل دہل گئے جگر تھرا گئے خصوصاً مطاہر
عادی تو دیکھکر دنگ ہو گیا غم سے جسم مین لہو خشک ہو گیا صدمۂ طاہر عادی سے اشک آنکھون مین
بھر لایا لیکن ضبط کر کے حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ مین بھی تم سے کشتی لڑونگا عوض طاہر عادی
کا تم سے لونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تجکو بھی جہنم مین اُسی کے پاس بھیجونگا مطاہر علوی یہ سنکے
غصہ مین آیا اور صاحبقران سے کشتی لڑنے لگا امیر نے مطاہر عادی کو بھی مثل طاہر عادی کے
زیر کر کے چیر ڈالا مردمان تماشائی نے اب کی مرتبہ زیادہ تر شور و آفرین بلند کیا جب حمزۂ صاحبقران
نے طاہر عادی اور مطاہر عادی کو ہلاک کیا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی
کو کمال رنج و صدمہ ہوا آخر سب نے باہم مشورہ کر کے حمزۂ صاحبقران کے ہلاک کرنے کا
ارادہ کیا اور ایکبار سب کے سب اُٹھکر حمزۂ صاحبقران کے پاس آکر لپٹ گئے اُسوقت خواجہ عمرو
اور مقبل وفادار بھی اکھاڑے مین آئے خواجہ عمرو نے بہ فن عیاری اُن مین سے اکثر ہلاک کئے اور
بعضون کو مقبل وفادار نے سوئے سقر روانہ کیا اور کتنون کو حمزۂ صاحبقران نے اُٹھا اُٹھا کے زمین پر
یون پٹکا کہ پیوند خاک کر دیا جب قریب سو کے آدمی سے ہلاک ہوئے باقیماندہ حمزۂ صاحبقران کے

خوف سے بچائے گئے حمزہ صاحبقران مع خواجہ عمرو اور مقبل وفادار بعد خوشی و خرمی اٹھائے سر اور گرد و در
شی اپنے اپنے جسم سے دور کرکے اور لباس بیش تن فرماکے جانب مکان روانہ ہوئے ابھی حمزہ صاحبقران
چند قدم اٹھائے سر گئے ہونگے کہ شاگرد طاہر عادی اور مطاہر عادی کے جو باقی رہ گئے تھے آئے اور
ان دونوں پہلوانوں کے جاؤ کرٹے اٹھاکر جانب ملک مدائن لے گئے۔ روانہ ہوئے کہ اب امیر پر غضب سلطانی
آئیگا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی تو دونوں کی لاشین لئے ہوئے نالان اور گریان جانب
مدائن جاتے ہین انکا حال آئندہ بیان کیا جائیگا مگر اس جگہ کچھ حال حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور
مقبل وفادار کا بیان کیا جاتا ہے حمزہ صاحبقران جو اکھاڑے سے مع خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کے چلے تھے
اثنائے راہ مین مقبل وفادار اور خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کے زور و قوت و شجاعت کی بہت تعریف کی
حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے مجکو ان کافرون پر غالب کیا ورنہ مین انسے لڑ نہین سکتا تھا
مقبل وفادار گفتگو سے حمزہ صاحبقران سنکے کہنے لگا کہ مین امر ضروری کے واسطے جاتا ہون آپ اپنے گھر
جائیے یہ کہکے مقبل وفادار ایک جانب روانہ ہوا حمزہ صاحبقران اپنے مکان کی طرف مع خواجہ عمرو

داستان بھاگ جانا حمزہ صاحبقران کا خوف سے اپنے والد ذی وقار کے بہمراہی مقبل وفادار اور خواجہ عمرو جانب یمن اور گرفتار ہونا خواجہ کا اور زیر کرنا حمزہ صاحبقران کا شاہ یمن کو اور داخل قلعہ ہونا اور لے آنا خواجہ عبد المطلب کا حمزہ صاحبقران کو یمن سے

راویان عرصۂ بلاغت و نامداران میدان فصاحت جوہر تیغ زبان کے میدان بیان مین اسطرح دکھلاتے ہین
کہ جب حمزہ صاحبقران اکھاڑے سے چلے تھے اور اثنائے راہ مین مقبل وفادار امیر با توقیر سے رخصت ہوکر
ایک طرف چلا گیا تھا حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو سے باتین کرتے ہوئے اپنے مکان کی طرف آتے تھے اور
قریب مکان پہونچ چکے تھے ناگاہ حمزہ صاحبقران نے دیکھا مقبل وفادار مضطر و پریشان بعجلت تمام ہمارے
مکان کی جانب سے چلا آتا ہے حمزہ صاحبقران نے مقبل وفادار سے دریافت کیا کہ تم اسوقت گھبرائے
ہوئے کہان سے آتے ہو اور باعث اسقدر پریشان ہونے کا کیا ہے مقبل نے عرض کیا اے حمزہ صاحبقران
اسوقت گذر میرا آپکے مکان کی طرف ہوا تھا دیکھا مین نے آپ کے والد ماجد خواجہ عبد المطلب کو اپنے
مکان کی ڈیوڑھی پر تشریف رکھتے ہین اور دو تین آدمی انکے پاس بیٹھے ہین والد ماجد آپ کے ان آدمیون سے
فرما رہے ہین کہ غضب ہوا حمزہ نے پہلوانون کو مار ڈالا وہ پہلوان نوشیروان کے تھے جب نوشیروان
کو خبر ہوگی کہ اسکے نامدارون کو بڑے پہلوانون کو حمزہ نے مار ڈالا ہے تو کیا قیامت برپا کریگا کیونکہ وہ
اپنے زمانے کا بادشاہ ہے اسکے قبضہ مین ملک سپاہ ہر دیکھئے وہ اب کیسے اور حمزہ سے کس پیش آتا ہے
اے حمزہ صاحبقران مین نے جو غور سے دیکھا آپ کے والد ماجد کے چہرۂ پر نور سے غصہ ظاہر ہے پس
میرے نزدیک مناسب نہین ہے کہ آپ مکان پر جائیے کیونکہ اگر آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو بعوض قتل کرنے
ان پہلوانون کے سزا دی تو اچھا نہین ہے یا آپ کو نوشیروان کے حوالے کردیا اور اسنے آپ کو
اگر خدانخواستہ کسی طرح کا صدمہ پہونچایا تو بھی برا ہوا لہذا ہر طرح سے اسوقت آپ کا اپنے مکان پر
جانا مناسب نہین ہے حمزہ صاحبقران نے گفتگو مقبل وفادار تمام و کمال سنکے خواجہ
عمرو کی جانب دیکھا خواجہ عمرو نے بھی کہا کہ اے حمزہ صاحبقران میرے بھی نزدیک تشریف لیجانا

آپ کا مکان پر سبز نہیں ہو اب لازم ہے کسی طرف کو بیابان سے تشریف لیچلیے لیکن یہان سے دور نکل جائیے تاکہ آپ کے والد ماجد
پھر آپ کو نہ پا سکیں حمزہ صاحبقران نے کچھ ذکر کر کے مقبل وفادار و خواجہ عمرو کے کہنے پر عمل کیا یعنی حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ عمرو پھر کسی طرف نکل چلو تم سچ کہتے ہو والد ماجد کو غصہ ہے نہیں معلوم مجھسے کسطرح
پیش آئین خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ چلیے مین آپ کے ہمراہ ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ایک جانب کو چلے
اور حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار ہمراہ ہوئے حمزۂ صاحبقران نے مع خواجہ و مقبل ایک رات اور
ایک دن برابر راہ طے کی دوسرے روز حمزۂ صاحبقران کو خواہش طعام ہوئی اور تشنگی نے بھی غلبہ کیا آخر مجبور
ہو کر حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا اے برادر اب تو ہمسے بہ سبب گرسنگی اور تشنگی کے چلا نہین
جاتا اگر کہین کچھ آب و طعام ممکن ہو تو لاؤ خواجہ عمرو نے کہا اے امیر بہتر آپ اس درہ کوہ مین مع مقبل وفادار
تشریف رکھیں مین جستجوے آب و طعام مین جاتا ہون اور جس طرح سے ممکن ہوگا لاتا ہون حمزہ صاحبقران
اور مقبل وفادار تو درہ کوہ مین ٹھہرے لیکن خواجہ عمرو ایک سمت بہ تلاش آب و طعام روانہ ہوئے
چلتے چلتے ایک شہر مین پہونچے دیکھا کہ شہر آباد ہے عجائب خرم و شاداب ہے خواجہ عمرو نے ایک روپیہ اپنے پاس سے
نکالا جو ترکیب کر کے بنایا تھا اور نانبائی کی دکان پر اُترا اُس سے شیرمال و کباب طلب کئے جب خواجہ عمرو کھا چکے
اسوقت وہ روپیہ جسکو اپنی چالاکی سے بنایا ہے خواجہ عمرو نے نانبائی کے حوالے کیا نانبائی نے وہ روپیہ
دیکھکر کہا حضور یہ روپیہ مین نہ لونگا مجکو اور دیجئے کیونکہ یہ روپیہ عجب طرح کا ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا کس
بادشاہ کے وقت کا ہے اور کس سنہ کا ہے اور مجکو کھوٹا بھی معلوم ہوتا ہے خواجہ عمرو نے کہا روپیہ تو کھوٹا نہین ہے
مگر تجھے ایمان ہے ایسے کھرے روپیہ کو کھوٹا کہتا ہے یہ روپیہ زمانہ سابق کے ایک بادشاہ جلیل القدر و اولوالعزم
کے وقت کا ہے ذرا اچھی طرح دیکھ تو نانبائی نے دوبارہ اُس روپیہ کو دیکھا اور چٹکی سے جو اس روپیہ کو ملا تو وہ
ٹوٹ گیا نانبائی نے کہا مین تو پہلے ہی کہتا تھا کہ یہ روپیہ کھوٹا ہے کھرا نہین ہے آخر وہی ظاہر ہوا جو مین سمجھے ہوئے
تھا غرض بعد اس گفتگو کے اُس نانبائی نے کہا میان یہ اپنا کھوٹا روپیہ لو اور دوسرا روپیہ کھرا مجکو دو خواجہ
عمرو نے کہا میرا روپیہ جیسا تھا ویسا ہی بنا دے یہ تو چورا روپیہ لیکر مین کیا کرون پھر کہا یہ روپیہ میرا ابھی ٹوٹا
نہین ہے تو بے ایمان ہے کھرا روپیہ دیکر مجھے کھوٹا روپیہ دیتا ہے وہ نانبائی یہ تقریر خواجہ کی سنکے بمصلحت
چپکا ہو رہا اور کسی بہانے سے اٹھکر اور دس پانچ دکانداروں کو اشارے سے بلا کر خواجہ عمرو کو کہ غافل
کھڑے ہوئے تھے پکڑ لیا اور دکاندار بھی خواجہ عمرو کے لپٹ گئے ہر چند خواجہ عمرو نے چاہا کہ نانبائی وغیرہ
مار پیٹ کر نکل جاؤن مگر یہ ممکن نہ ہوا کیونکہ کئی آدمی تو خواجہ کے دونون ہاتھ پکڑے تھے بعضے خواجہ کی کمر
مین لپٹے ہوئے تھے نانبائی بھی خواجہ کی گریبان مین ہاتھ ڈالے ہوئے تھا اور فریاد کرتا تھا ارے یارو دوڑو
اس فریبی اور جعلساز کو گھیر لو یہ کھوٹا روپیہ بنا کر میرے پاس لایا ہے نانبائی کی فریاد سننے سے اور بھی چند
دکاندار اور مردمان بازاری جمع ہوگئے اور گرد خواجہ عمرو کے اکھٹے ہوئے اسوقت خواجہ عمرو مجبور
ہوگئے کیونکہ بہت سے آدمی خواجہ عمرو کے ہاتھون کو اور کمر کو پکڑے ہوئے تھے اور صد ہا مردان
گھیرے ہوئے تھے ورنہ خواجہ کا ارادہ تھا کہ حقہ نکالکر داغون اور چل دون غرض جب مجمع مردمان کثیر
گرد خواجہ عمرو کے ہو گیا اور شور و غلغلۂ عظیم بلند ہوا اسوقت اکثر آدمیون نے نانبائی سے کہا
اس شخص کو کوتوالی لیچلو اور تمام کیفیت اور حقیقت اس شخص کے فریب کی کوتوال شہر سے جا کر بیان کرو

کوتوال اس شخص کو سزائے معقول دیگا نان پز کو ان آدمیون کی یہ تقریر نہایت پسند آئی بموجب ان آدمیون
کے کہنے کے وہان تھا اسی طرح خواجہ کے ہاتھ پکڑے اور کمر مین چند آدمی پلٹے ہوئے قریب کوتوالی کے پہونچا اور
فریاد و فغان کرنے لگا کوتوال شہر صدائے نالہ و فغان سنکے اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگا کہ آج شہر مین کیا واقعہ
ہوا ہے یہ کون نالہ و فغان کرتا ہو یہ خیال کرکے کوتوال شہر نے کوتوالی سے باہر آکر دیکھا کہ ایک شخص دراز قامت
کس دبلے پتلے کو تھوڑے سے آدمی پکڑے ہوئے کشان کشان اس طرف سے لئے آتے ہین ایک نان پز نالہ و
فغان کرتا ہے سیکڑون آدمی تماشائی بھی ہمراہ ہین اور وہ شخص عجیب الخلقت جسکو چند آدمی پکڑے ہوئے
ہین وہ یہ کہتا ہوا آتا ہے ارے یارو بیکار مجھپر ظلم کرتے ہو ناحق مجھپر تہمت رکھتے ہو مین نے یہ روپیہ اس
نان پز کو نہین دیا تھا تمکو لازم ہے کہ مجھکو چھوڑ دو مین شیرمال و کباب لینے سے درگذرا میرا کھرا روپیہ اس نان پز
سے مجھکو دلوا دو القصہ جب نان پز و دیگر مردمان خواجہ عمرو کو پکڑے ہوئے کوتوالی مین لائے کوتوال
نے پوچھا ای نان پز کیا ہوا کیون روتا ہے اور شخص عجیب الخلقت کو کیون پکڑا ہے نان پز نے بعد سلام کے
عرض کیا حضور مین اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا یہ شخص میری دکان پر آیا اور مجھسے کہنے لگا کہ ایک روپیہ مین شیرمالین
اور خمیری روٹیان اور کباب مجھکو دیدو مین نے بموجب اسکے کہنے کے شیرمالین اور خمیری روٹیان
اور کباب اسکو دیدیے دیکھیے حضور ابتک وہی شیرمالین اور روٹیان اور کباب اسکے پاس موجود ہین
جب مین روٹیان وغیرہ اس شخص کو دے چکا مین نے اس سے روپیہ مانگا اس شخص نے یہ روپیہ
مجھکو دیا مین نے روپیہ کو دیکھکر کہا کہ یہ روپیہ کھوٹا معلوم ہوتا ہے مجکو اوبدل دو اسنے کہا یہ روپیہ کھرا ہے
کھوٹا نہین ہے مین پھر اچھی طرح روپیہ کو دیکھا اور ٹھیکی سے ملا روپیہ نہین معلوم کس چیز کا بنا ہوا تھا
ٹوٹ گیا وہ روپیہ یہ موجود ہے اصل کیفیت جو تھی وہ مین نے حضور کے سامنے بیان کی اب مین امیدوار
ہون کہ شخص سے مجکو کھرا روپیہ دلوا دیجیے یا میری شیرمالین اور روٹیان اور کباب اس سے لیکے
مجکو دیجیے مین اپنی دکان پر چلا جاؤن کوتوال شہر بیان نان پز کا سنکے خواجہ عمرو کی طرف متوجہ ہوا
اور پوچھنے لگا اے شخص سچ کہو یہ کیا مقدمہ ہے خواجہ عمرو نے یہ فریاد و فغان کہا اے کوتوال شہر آپ
نہایت منصف اور عادل ہین میرا انصاف کیجیے اس نان پز حرامزادے نے ناحق مجکو پکڑا ہے جو میرا کھرا روپیہ تھا وہ
رکھ لیا ہے اور یہ کھوٹا روپیہ اپنے پاس سے نکالا ہو اور کہتا ہو کہ یہ روپیہ کھوٹا تو نے دیا ہے مین اس روپیہ کو کبھی
نہ لونگا کوتوال صاحب آپ کو خیال فرمانا ہے کہ میرے پاس ایسا روپیہ کہان سے آیا مین ایسے روپیہ کا بنانا کیا جانتا
اس نان پز نے ناحق میرے اوپر تہمت کی ہے مین اس روپیہ سے واقف نہین اب امیدوار ہون کہ آپ اس نان پز
کو سزائے معقول دین کیونکہ شرفا پر ظلم کرتا ہے اور شرفا کو ذلیل کرتا ہو کوتوال شہر نے گفتگوئے خواجہ عمرو
سنکے کہا اچھا بیٹھو اس مقدمہ کی بخوبی تحقیقات کرکے جسکی خطا ثابت ہوگی اسکو سزا دیجائیگی خواجہ
عمرو و دونان پز وغیرہ کوتوالی مین بیٹھے ہین مردمان تماشائی کی کثرت ہو کوتوال بھی بیٹھا ہے اور چند بقال بھی
بیٹھے ہین کوتوال بیان مدعی و مدعا علیہ کا سن رہا ہے اور گواہ یہ گواہی دے رہے ہین کہ ہان ہمارے سامنے
اس شخص نے یہی کھوٹا روپیہ اس نان پز کو دیا تھا کوتوال شہر سن رہا ہے محرر لکھ رہا ہے لیکن اب کچھ حال
حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ عمرو کو اس طرف آتے ہوئے دیر لگی
حمزہ صاحبقران کو بھوک اور پیاس زیادہ معلوم ہوئی اسوقت حمزہ صاحبقران نے مقبل وفادار سے

فرمایا اے مقبل وفادار نہیں معلوم کیا واقعہ ہوا جو ابھی تک خواجہ عمرو آب و طعام لیکر یہاں نہیں آئے اتنی دیر ہونا
سبب کیونکر اور پیاس سے حال تباہ ہے مقبل وفادار نے عرض کیا کہ حمزہ صاحبقران آپ تو خواجہ عمرو کی خصلت
سے خوب واقف ہیں مجکو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ عمرو کسی سے بزبردستی آب و طعام طلب کیا ہوگا اور روپیہ جو
آپ نے دیا تھا وہ روپیہ نہ دیا ہوگا اور شخص نے آب و طعام دینے سے انکار کیا ہوگا درمیان میں کچھ فساد
ہوا ہوگا شاید اسی وجہ سے خواجہ عمرو نہیں آئے ہیں یا اور کوئی سبب ہوا ہو حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے
مقبل وفادار بیشک تم سچ کہتے ہو خواجہ عمرو کے شریر ہونے میں کچھ شک نہیں اور یہ بھی عجب نہیں کہ شرارت
کسی سے خواجہ نے آب و طعام طلب کیا ہو اور اسنے نہ دیا ہو اور باہم فساد ہوا ہو بس بایں خیال یہاں اب
توقف کرنا مناسب نہیں ہے چلو خواجہ عمرو کی خبریں دیکھیں انسے کس شخص سے تکرار ہوئی ہے مقبل نے عرض کیا
مناسب تو یہی ہے کہ آپ یہاں سے تشریف لیجا کر خواجہ عمرو کی خبر لیں میں بھی ہمراہ رکاب چلتا ہوں غرض حمزہ
صاحبقران بہمراہی مقبل وفادار درہ کوہ سے نکلکر بطرف خواجہ عمرو گئے تھے چلے بعد قطع راہ حمزہ
صاحبقران شہر میں داخل ہوئے شہر کو نہایت آباد دیکھا اور مردمان شہر کو گروہ گروہ ایک جانب یہ باتیں باہم
کرتے ہوئے جاتے دیکھا کہ آج شہر میں طرفہ واقعہ سننے میں آیا ہے کہ ایک شخص کسی اور ملک کا رہنے والا کھوٹا
روپیہ یہاں کی بازار میں لیکر آیا تھا اور کوئی شے خریدتا تھا بوجہ کھوٹا روپیہ دینے کے دوکاندار نے اسکو
پکڑ کے کوتوال کے حوالہ کیا ہے اب ہم بھی دیکھنے کو جاتے ہیں دیکھیں یہ خبر سنکر یا جو شخص ہے حمزہ صاحبقران
گفتگو ان مردمان شہر کی سنکے سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو ہی نے کھوٹا روپیہ نکالکر دوکاندار کو دیا ہوگا وہی
گرفتار ہوئے ہیں غرض حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار آگئیں مردمان شہر کے ہمراہ کوتوالی میں آئے
حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ چند سپاہی خواجہ عمرو کو اچھی طرح پکڑے ہوئے بیٹھے ہیں اور ایک شخص
مغموم دفتر میں بیٹھا ہوا ہے محرر بیٹھا ہوا ایک بقال کا بیان لکھ رہا ہے حمزہ صاحبقران نے ایک سے پوچھا
یہ شخص ملول بیٹھا ہوا ہے یہ کون ہے اسنے حمزہ صاحبقران سے کہا یہ نانپز ہے اسی نانپز کو اس شخص نے
جسکو سپاہی پکڑے ہوئے بیٹھے ہیں کھوٹا روپیہ دیکر شیرمالیں اور روٹیاں لی تھیں حمزہ صاحبقران کو جب یہ
حقیقت معلوم ہوگئی اسوقت حمزہ صاحبقران نے آگے بڑھکر فرمایا کہ اے کوتوال اس شخص کو جسے سپاہی
پکڑے ہوئے بیٹھے ہیں رہا کردے ورنہ تیرے حق میں اچھا نہ ہوگا کوتوال شہر نے حمزہ صاحبقران سے کہا اس
شخص نے کھوٹا روپیہ اس دوکاندار کو دیا ہے اسکو سزا سخت ہوگی اور تم کون ہو جو اسکی سفارش کرتے ہو اور کیا
کہتے ہو کہ اگر اسکو رہا نہ کروگے تو تمہارے حق میں باعث خرابی ہوگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا میں نے
تجھسے یہ کہا کہ اگر اسکو رہا نہ کریگا تو میں تجھکو قتل کردونگا کوتوال شہر کو حمزہ صاحبقران کی گفتگو سنکے
غصہ آیا اور سپاہیوں سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اس شخص کو بھی گرفتار کرلو ہمکو قتل کرنے کو کہتا ہے سپاہی
بحکم کوتوال حمزہ صاحبقران کی جانب بڑھے حمزہ صاحبقران نے ایک سپاہی کو گھونسہ مار کر ہلاک
کیا اور تلوار اسکی لیکر اور سپاہیوں پر حملہ کیا مقبل وفادار نے بھی ایک سپاہی سے تلوار چھینکر حملہ کیا خواجہ
عمرو حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کے آجانے سے خوش ہوئے اور دل میں خیال کرنے لگے کہ اب میں
رہا ہو جاؤنگا خواجہ تو اپنی رہائی کا خیال کر رہے ہیں لیکن حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے ان سب
سپاہیوں کو جو گرفتار کرنے کے واسطے بڑھے تھے قتل کیا اسکو کوتوال کو اور زیادہ غصہ آیا اور کچھ سپاہیوں کو ہمراہ لیکر

حمزہ صاحبقران کے سامنے آیا اور تلوار کھینچکر حمزہ صاحبقران سے لڑنے لگا حمزہ صاحبقران نے کوتوال کو
ایک ضرب شمشیر آبدار ایسی زخمی کیا کہ وہ زمین پر گر پڑا پھر حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے چند سپاہیوں کو
قتل کرکے خواجہ عمرو کو رہا کیا جب خواجہ عمرو رہا ہوے انھون نے بھی کوتوال سے ایک خنجر لیکر
زناشہ دیا اور حقہ آتشباری عطا کیا ہوا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نکالکر سپاہیون کی طرف داغا سپاہی
اکثر جل گئے اور بہت سے حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کے ہاتھ سے قتل ہوے آخر تاب مقابل
نہ لاکر بھاگ گئے اور روتے ہوے در سلطانی کی جانب اس واقعہ کی خبر کرنے واسطے چلے جو لوگ کہ لڑائی
دیکھ رہے تھے وہ بھی بھاگ گئے شہر مین اب ہنگامہ عظیم ہوا دوکاندارون نے اپنی دکانین بند کردین نان پز حمزہ
صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا خواجہ عمرو نے کوتوالی مین جسقدر روپیہ پایا لوٹ لیا حمزہ صاحبقران
کوتوال کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مقبل بھی اور ایک گھوڑے پر سوار ہوے جب سپاہی صدہا قتل
ہوئے اور بچے بھاگ گئے اسوقت حمزہ صاحبقران سے خواجہ عمرو نے کہا اے امیر اب یہان سے
کسی جانب چلئے یہان ٹھہرنا اچھا نہین حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ بھاگنا شیوہ بہادرون کا نہین ہے مین ہرگز
نہ بھاگونگا خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران مین یہ کب کہتا ہون کہ آپ بھاگ جائیے کسی طرف فکر آب و غذا
مین تشریف لیچلئے حمزہ صاحبقران نے کہا اچھا اے خواجہ چلو یہ کہکر حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار گھوڑون پر
سوار کوتوالی سے نکلے اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب حمزہ صاحبقران ہوئے اور ایک جانب چلے مردمان
بازاری حمزہ صاحبقران کو دیکھکر بھاگ گئے غرض حمزہ صاحبقران کچھ تھوڑی دور راہ قطع کرنے کے ایک
قطعہ سبزہ زار مین پہونچے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک باغ پر بہار اس صحرائے سبزہ زار مین ہے اسوقت
حمزہ صاحبقران سے کہا اے امیر باتوقیر چلئے اس باغ کی سیر کرین امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا چلو غرض حمزہ
صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو دروازہ باغ پر آئے دیکھا کہ دروازہ اسکا مانند چشم محبوب کے بند ہے لیکن
پھول پھول درخت باغ کی مانند معشوقان موزون جانان کے معلوم ہوتے ہین اور بار اثمار سے جسوقت ہوا چلتی ہے جھومتے ہین باد نسیم
جو بوئے گل سے بسا کر آتی ہے دماغ جان کو معطر کرتی ہے چار دیواری اس باغ کی رشک ریاض گلشن ارم
کی ایسی سنگہاے صاف کی ہے کہ مانند آئینہ کے روشن ہے بلکہ آئینہ سکندری سے بھی صفائی مین بہتر ہے
حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا اس باغ کی سیر کرنے کا ہمکو اشتیاق ہے ہم تو اب گھوڑے کو دیوار سے
پھندا کر اس باغ مین جاتے ہین خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران آپ ذرا ٹھہرئیے مین ابھی اس باغ کا دروازہ کھولے
دیتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو دیوار باغ پر بذریعہ کمند آئے اور پھر باغ مین داخل ہو کر کنڈی کھول دی حمزہ صاحبقران
اور مقبل وفادار باغ مین گئے امیر باتوقیر نے وہ باغ عجب پر بہار دیکھا باغبان جہان کی قدرت ہر ایک
جگہ سے اس باغ کی ظاہر و آشکار تھی جابجا تھالون مین پھولون کے انبار تھے کئی فرسنگ کے گرد مین وہ باغ تھا
اور ہزار بوٹون پر اس باغ کے چار تختے نہایت نادر بنے ہوئے تھے گرد بنگلے ان کے علاوہ گلہاے رنگارنگ
کے سبزہ نو دمیدہ نہرین خوش آب جابجا اس باغ مین جاری تھین مرغان خوش الحان گلشن
چہچہے کرتے تھے خصوصاً عندلیبان خوش نوائی مین گلہاے باغ خوش ہو کر ہنستے تھے اور غنچے
شگفتہ ہو کے مسکراتے تھے القصہ حمزہ صاحبقران نے بڑی آسودگی سے باغ جنت نظیر کی ہوا کھائی اور سیر کی غلبۂ
تشنگی اور خواہش طعام فی الجملہ کم ہوئی دل کو فرحت حاصل ہوئی بعد سیر باغ کے حمزہ صاحبقران باغ مین بارہ دری

تھی یہان تشریف لائے دیکھا کہ پردے نفیس و نادر پڑے ہیں کارچوبی کی ڈوریوں سے بندھے ہیں جب بارہ دری کے
اندر داخل ہوئے ملاحظہ کیا فرش مکلف بچھا ہے جا بجا سامان عیش و سرور موجود اور ہر طرف پیچوان و گھڑے
عطردان پاندان جابجا قاعدے اور طرح سے لگے ہیں بادشاہ پھولوں کے گجرے ہیں پلنگ جواہر نگار بچھے ہیں
ایک جانب سامان اسباب مے نوشی ہے جام اور ساغر اور شیشۂ شراب مے ایک کباب اور اشیاے گزک میں کسی
کسی جانب آبدار خانہ ہے کسی جانب جواہر خانہ ہے الغرض ہر طرح کا سامان عیش و راحت موجود ہے حمزہ
صاحبقران نے خیال کیا کہ یہ باغ کسی بادشاہ ذیجاہ کی سیرگاہ ہے امیر با توقیر جو بارہ دری میں ٹھہرے خواجہ
عمرو ایک کرسی جواہر نگار اسی بارہ دری ہی سے اٹھا لائے حمزہ صاحبقران اس کرسی جواہر پر بیٹھے مقبل
وفادار وہاں سے گھوڑے کو سیر کرانے لگے خواجہ عمرو دو پہرے حمزہ صاحبقران حاضر رہے اسوقت حمزہ
صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ پردے بارہ دری کے اٹھادو خواجہ نے پردے باندھ دیئے حمزہ صاحبقران
بارہ دری کے اندر سے سیر باغ کی دیکھنے لگے ناگاہ دیکھا کہ ایک پیر مرد سر پر دستار رکھے ہوئے چکن پہنے ہوئے کمر میں
پٹکا باندھے ہوئے ایک بیلچہ طلائی جسکا دستہ بھی نہایت نفیس تھا ہاتھ میں لئے ہوئے ظاہر ہوا اسنے اول
دو گھڑی سے باغ میں ایک درخت سے بندھت ہوئے دیکھ پھر جانب بارہ دری جو آیا دیکھا اسنے ایک
لڑکا نہایت خوبصورت آٹھ نو برس کا غنچہ دہن سیمتن رنگ ہاشمی چہرہ پر نور ہویدا خال سبز بھی ظاہر کرسی
جواہر نگار پر بارہ دری میں بیٹھا ہے سیر باغ کی کر رہا ہے یہ دیکھتے ہی اس کے دیر لے ہوش و حواس بجا نہ رہے
ایسی اسکے دل میں محبت پیدا ہوئی کہ ایک جان کیا ہزار جان سے حمزہ صاحبقران پر شیفتہ ہوا اور نزدیک
آکر پوچھنے لگا کہ اے نونہال گلشن کامرانی و اے گل حدیقہ حسن لاثانی حضور پر نور کہاں سے تشریف لائے ہیں
دولتسرا کو چھوڑے ہوئے کتنا زمانہ ہوا ہے اور کیونکر اس باغ میں تشریف لانے کا اتفاق ہوا حمزہ صاحبقران
نے فرمایا اے پیر خوش تدبیر آگاہ ہو کہ میں اک مرد مسافر ہوں بوجہ طے کرنے راہ دور و دراز کے تھک گیا تھا
یہاں آکر بیٹھ گیا اگر تمہارا کچھ نقصان میرے یہاں بیٹھنے سے ہو تو میں چلا جاؤں اب تم اپنی حقیقت سے مجھکو اطلاع
دو اسی باغ میں رہتے ہو یا اور کہیں اس پیر مرد نے عرض کیا کہ میں ایک ملازم شاہ یمن کا ہوں اور حفاظت
اس باغ کی کرتا ہوں اور یہ باغ پر بہار شاہ یمن کا ہے تھوڑا زمانہ گذرا ہے کہ میرا فرزند نوجوان جیسے ابھی طرح بہار گلشن
شباب کی سیر نہ کی تھی بحکم باغبان گلشن جہان سرو بوستان گل گلستان دہر سوے عدم گیا اسکے صدمہ جدائی نے میرے
دل کو مثل لالہ کے داغدار کیا ہے میں نے جو اسوقت حضور کو یہاں بیٹھے ہوئے دیکھا مجھکو اپنا فرزند یاد آگیا اب حضور
مجھسے کوئی خدمت لیں جو فرمائیں میں ابھی بجا لاؤں حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے پیر مرد خوش انجام اگر تمہاری
بھی خوشی ہے کہ میں کوئی خدمت کرتے ہوں تو اسوقت میرے واسطے اور میرے ہمراہیوں کے واسطے قسم طعام سے جو کچھ ہو
لاؤ پیر مرد نے عرض کیا کہ قسم کا کھانا یہاں موجود ہے حضور کے واسطے لاتا ہوں امیر با توقیر نے پھر یہ خیال کیا
کہ یقین ہے کہ یہ ملازم شاہ یمن کا کافر ہوگا اسکا پکایا ہوا طعام تو مناسب نہیں ہے کہ میں کھاؤں پس ایسی چیز نوش جان
کروں جو خشک ہو اور کھانا اس شے کا کافر کے لیکر شرع میں درست ہو یہ خیال کرکے حمزہ صاحبقران نے اس
مرد پیر خوش تقریر سے کہا اسوقت ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ خرمے تازہ درخت کے ٹوٹے ہوئے ہم کھائیں اگر تمہارے
امکان میں ہوں تو لاؤ اور سوا اسکے اور کوئی غذا ہم نہ کھائینگے اس پیر مرد نے عرض کیا اے خداوند نعمت
درخت کے بلند ہیں خرمے تو کسی طرح دستیاب نہیں ہو سکتے اگر فرمائیں تو میں سب حاضر کردوں جسوقت آپ خوش ہوں

نے خرمے حاضر کرنے میں عذر کیا خواجہ عمرو نے کہا ای پیر مرد اگر تمہاری اجازت ہو تو میں درخت پر چڑھ جاؤں
اور خرمے توڑ کر لے آؤں وہ بڈھا خواجہ عمرو کی گفتگو سنکے حیران ہوا اور کہنے لگا کہ میں بھی دیکھوں آپ کیونکر ایسے
درخت پر چڑھ جاتے ہیں اور خرمے توڑ کر گراتے ہیں بس بس خاموش رہیے اسقدر زیادہ گوئی نہ کیجیے اپنی جان
عزیز کو تلف نہ کیجیے ہرگز آپ سے خرمے کے درخت پر چڑھا نہ جائیگا اگر درخت پر چڑھ جایئے گا تو ضرور گر کے مر جائیگا
ہڈیاں تو ریزہ ریزہ ہو جائینگی خواجہ عمرو نے کہا ای پیر خوش تقریر اگر تم اجازت درخت پر چڑھنے کی دیدو تو
پھر تماشا دیکھو کہ کیونکر میں درخت پر چڑھ جاتا ہوں اور کیسے خرمے توڑتا ہوں اُس ملازم شاہ یمن نے کہا اگر آپ سے
درخت پر چڑھا جاسکے تو جائیے خرمے توڑ کے کھائیے اور لے آئیے خواجہ عمرو کو جب اُس بڈھے نے اجازت
درخت پر چڑھنے کی دی فی الفور خواجہ عمرو اُٹھے اور قریب درخت کے گئے اور بہت جلد درخت پر چڑھ گئے
اور سنبھل کر بیٹھے اور خرمے توڑ توڑ کر اور حمزہ صاحبقران کو دکھا دکھا کر کھانا شروع کئے حمزہ صاحبقران
نے فرمایا ای برادر ای خواجہ عمرو بے انصافی نہ کرو تم ہی کھائے جاتے ہو ہمکو بھی خرمے دو خواجہ عمرو نے کہا اچھا لیجیے
یہ کہکر دو چار خرمے کچے توڑ کے پھینک دیئے اُسوقت حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور فرمایا کہ اے خواجہ عمرو اگر میں تمکو
پا جاؤں تو خرمے نہ دینے کا مزا چکھا دوں خواجہ عمرو نے کہا اسوقت تو میں ایسی جگہ بیٹھا ہوں کہ آپ یہاں تک آ نہیں سکتے
جب میں درخت سے اُتروں گا اسوقت آپ مجھ سے سمجھ لیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ میں
درخت پر چڑھ نہیں سکتا اگر میں ابھی درخت پر زور کروں تو جڑ سے اُکھیڑ کے پھینکدوں اور تمکو اچھی طرح سے درست کروں
خواجہ عمرو نے کہا یہ درخت کچی ہوئی جڑ کا نہیں ہے جو مثل اُن درختوں کے جڑ سے اکھیڑ ڈالیئے گا جبتو
حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے یہ گفتگو طعن آمیز سنی اُسوقت حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا
اور بے اختیار کرسی سے اُٹھکر قریب اُس درخت کے آکر اور دونوں ہاتھوں سے اُس درخت کو پکڑ کے ایسا
زور سے جھٹکا دیا کہ وہ درخت جڑ سے اُکھڑ کے زمین پر گرنے لگا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر درخت سے
لپٹ گئے جب وہ درخت نیچا ہو کر زمین پر گرنے لگا خواجہ عمرو درخت پر سے جست کرکے زمین پر آئے درخت
خرمے کا خواجہ عمرو سے علیحدہ زمین پر گرا اُسوقت خواجہ عمرو خرمے اُس درخت کے یہ کہکے توڑنے لگے کہ اے
حمزہ صاحبقران میں بھی یہی چاہتا تھا کہ آپ اس درخت کو اکھیڑیں اسی واسطے میں خرمے نہیں دیتا تھا
لیجیے اب میں آپ کے واسطے پکے پکے لاتا ہوں آپ کھائیے غصہ نہ فرمایئے حمزہ صاحبقران خواجہ کی
باتوں پر ہنسنے لگے خواجہ عمرو نے بہت سے خرمے توڑے اور اُسی بارہ دری سے دو تین قابیں لیکر اور اُنکو آب نہر سے
پاک کرکے خرمے اچھے اچھے قابوں میں رکھے اور ایک ظرف میں پانی بھی نہر سے لیکر حمزہ صاحبقران کے روبرو
آ رکھے اور وہ قابیں جنمیں خرمے تھے اور وہ ظرف آپ سامنے امیر با توقیر کے رکھکر کہنے لگے ای امیر با توقیر بسم اللہ
خرمے کھائیے حمزہ صاحبقران بارہ دری میں کرسی پر بیٹھکر خرمے کھانے لگے اور مقبل وفادار اور خواجہ
عمرو کو دیئے یہ دونوں بھی خرمے کھانے لگے تب اُس پیر مرد نے دیکھا کہ اس لڑکے نے درخت کو جڑ سے اُکھیڑ ڈالا اور
بیٹھا ہوا خرمے کھا رہا ہے یہ زور و قوت دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور متردد ہوا آخر حمزہ صاحبقران سے کہنے لگا
حضور نے اچھا کیا خرمے کے درخت کو بیکار اکھیڑ ڈالا اُس درخت کو شاہ یمن نہایت دوست رکھتا تھا کیونکہ مثل اُس
درخت کے ملک یمن میں اور درخت نہ تھا اُس درخت کا خرما نہایت شیریں اور تحفہ ہوتا تھا اب مجھکو یہ تشویش ہے کہ
درخت اکھڑنے کا حال شاہ یمن سنیگا تو مجھکو اور ماں باپ کو سزائے سخت دیگا عجب نہیں کہ حکم قتل کا دے حمزہ

صاحبقران نے جب یہ تقریر مرد پیر سے سنی نہایت ہی برہم ہوئے اور فرمانے لگے شاہ یمن کی کیا مجال اور کس کی
طاقت کہ مجکو قتل کر سکے یہ فرماکر اسی غصہ مین کئی درخت اُکھاڑ اور اکھیڑ ڈالے اور بارہ دری مین آکر خواجہ عمرو اور مقبل
وفادار سے فرمایا کہ ہر ایک چیز کو بارہ دری کی برباد کرو خواجہ عمرو اور مقبل وفادار صراحی و شیشہ و جام وغیرہ توڑنے
لگے اور جملہ اسباب و سامان عیش و راحت کو جو وہان موجود تھا مال کافر جانکر برباد کرنے لگے پیر مرد
بیتاب و بیقرار ہو کر عرض کرنے لگا خداوند نعمت آپ اسباب عیش و عشرت شاہ یمن کو برباد نہ کیجیے شیشہ
و ساغر نہ توڑیے باغ سے چلے جائیے ابھی وہ پیر خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو شیشہ و صراحی وغیرہ کے
توڑنے کو منع کرتا تھا ناگاہ چند مالی آئے اور درخت گرے ہوئے دیکھکر مرد پیر سے پوچھنے لگے کہ یہ درخت کیونکر
گر پڑے مرد پیر نے تمام کیفیت بیان کی مالیون نے کہا کہ ہم ابھی جاتے ہین اور شاہ کو اطلاع دیتے ہین ہر چند
مرد پیر نے منع کیا مگر مالیون نے ایک نہ مانا اور باغ سے نکلکر جانب دولتسرا ے شاہ یمن روانہ ہوئے
مالی تو برا ے اطلاع خدمت شاہ یمن مین روانہ ہوئے ہین یہان بارہ دری مین حمزہ صاحبقران
کرسی پر بیٹھے ہین خواجہ عمرو اور مقبل وفادار شیشہ و جام و صراحی و ساغر وغیرہ توڑ رہے ہین مرد پیر منع کرتا
لیکن اب حال اُن سپاہیون کا لکھا جاتا ہے جو کوتوال سے بھاگ کر در دولت سلطانی کی جانب با نالہ و فغان
گئے تھے جب وہ سپاہی بحال پریشان گریہ کنان در دولت سلطانی پر پہونچے بعد دریافت کرنے کے
اُن سپاہیون کو یہ معلوم ہوا کہ شاہ یمن حوالی یمن مین واسطے شکار کے تشریف لے گئے ہین جب سپاہیان
کو یہ دریافت ہوا کہ شاہ یمن یہان نہین ہین اُسی وقت بلا توقف وہ سپاہی بھی بعجلت تمام واسطے اطلاع
دینے واقعہ مذکورہ کے شکارگاہ مین بعد نالہ و بکا آئے شاہ یمن نے اُن سپاہیون کو گریان دیکھکر
سبب نالہ و بکا کا دریافت کیا سپاہیون نے اول جھک کر بصد ادب سلام کیا پھر حال ابتدا سے
انتہا تک عرض کیا شاہ یمن نے برہم ہو کر فرمایا تم کیسے سپاہی تھے کہ دو لڑکون کے خوف سے بھاگے
اور اُنکو قتل یا گرفتار نہ کر سکے اور اسی مجرم کو اپنی حفاظت و حراست مین نہ رکھ سکے سپاہیون نے بصد دست
بستہ عرض کیا حضور وہ لڑکے بڑے غضب کے تھے نہایت جرار اور بہادر تھے ہر چند کہ حضور کے
لشکر مین بڑے بڑے نامی دلاور اور بہادر ہین لیکن خداوند ہمارے نزدیک مثل اُن لڑکون کے کوئی
شجاع اور دلیر نہین ہے جس وقت وہ لڑکے کوتوالی مین آئے تھے اور بعد گفتگو سخت انھون نے
لڑنا شروع کیا تھا خداوند نعمت ہم کیا عرض کرین اُنکی تلوارین جن جن سپاہیون کے سر پر پڑتی تھین
وہ سپاہی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑتے تھے کوئی سپاہی اُنکے قریب نہ جا سکتا تھا ہر ایک لڑکے کی تلوار
مثل برق کے چمکتی تھی اور جس سپاہی کے سر پر چمک کے آتی تھی خرمن حیات کو اُسکے ایک دم
مین خاک مین ملا دیتی تھی یہانتک کہ قیماس خان یمنی کوتوال صاحب ہمارے افسر جو بڑے بہادر تھے
وہ بھی ایک لڑکے کے ہاتھ سے ایسے زخمی ہوئے کہ زمین پر گر پڑے نہین معلوم کہ زندہ ہین یا مر گئے
پس حضور ہم ایسے دلاور لڑکون کو کیونکر قتل کرتے اور کس طرح گرفتار کرتے شاہ یمن
نے پوچھا یہ بھی تمکو معلوم ہے کہ وہ لڑکے کہان رہتے ہین اور بعد لڑنے کے کہان گئے سپاہیون
نے عرض کیا حضور یہ نہین معلوم کہ وہ لڑکے بعد جنگ و جدل کے کس جانب گئے کیونکہ ہم سب
حضور کو اس واقعہ کی اطلاع دینے قبل اُنکے جانے کے کوتوالی سے چلے تھے لیکن یہ بخوبی جانتے ہین

گروہ لڑکا مجرم اور وہ دونوں لڑکے یمن کے رہنے والے نہیں ہیں شاہ یمن نے تمام و کمال تقریر سپاہیوں
کی سنکے انہیں سپاہیوں کو حکم دیا کہ کوتوالی میں جلد جاؤ جو سپاہی زخمی ہوں انکو شفاخانہ میں داخل کرو اور
جو سپاہی قتل ہوئے ہیں انکو اٹھوا دو سپاہی بموجب حکم کوتوالی میں آئے اور حکم شاہ یمن بجالائے بعد
جانے سپاہیوں کے شاہ یمن نے بھی شکارگاہ سے مراجعت کی جب شاہ یمن شکارگاہ سے آکر تخت حکومت
پر بیٹھا جملہ وزرا اور امرا حاضر دربار ہوئے شاہ یمن نے وزراء سے پوچھا بالفعل جو واقعہ ہوا ہے اس مقدمہ
میں اب کیا کرنا چاہیے کیونکر ان لڑکوں کا پتا لگانا چاہیے وزراء نے عرض کیا حضور جابجا سوار ہرکارہ روانہ
فرمائیں یقین ہے کہ وہ لڑکے گرفتار ہونگے کیونکہ بوجہ کمسنی کے ابھی دور نہ گئے ہونگے شاہ یمن وزرا کی
راے پسند کرکے اسی وقت ہمراہیوں ہرکاروں اور سواروں کو طلب کیا اور فرمایا جو ہرکارہ یا سوار
ان لڑکوں کا پتا لگائیگا یا انکو گرفتار کرکے لائیگا [illegible] انعام پائیگا غرض ہرکارے اور سوار
بموجب حکم شاہ یمن اور بہ طمع زر کثیر چہار جانب روانہ ہوئے اور دور دور جاجا کر لڑکوں کی جستجو کرنے لگے
کوئی سوار دریا سے کوہ میں ڈھونڈھنے کو گیا اور کوئی ہرکارہ صحرا میں تلاش کرنے لگا از انجملہ ایک ہرکارہ
جانب باغ شاہ یمن جو واسطے لڑکوں کی جستجو کے گیا تو اسنے مرکبوں کے سموں کے نشان پائے ہرکارہ
باوجودیکہ یہ آگاہی نہ رکھتا تھا کہ وہ لڑکے گھوڑوں پر سوار ہیں اور اسی طرف سے گئے ہیں لیکن وہ
ہرکارہ گھوڑوں کے سموں کے نشان دیکھتا ہوا اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوا کہ اس جانب کو
گھوڑے پر سوار کون اشخاص گئے ہیں دیکھنا چاہیے تا در باغ آیا اور در باغ کو کھلا پایا ہرکارے نے جو
در باغ کی جانب غور سے دیکھا تو باغ میں دو گھوڑے ایک درخت سے بندھے ہوئے نظر آئے ہرکارہ گھوڑوں
کو دیکھکر دل میں خیال کرنے لگا کہ یہ باغ تو خاص شاہ یمن کی سیر کا ہے اور شاہ یمن دربار میں تخت پر
بیٹھا ہوا ہے آج اس میں کون آیا ہے ذرا باغ میں جاکے دیکھنا چاہیے غرض وہ ہرکارہ یہ خیال کرکے باغ
میں آیا پہلے کئی درختوں کو دیکھا کہ جڑ سے اکھڑے ہوئے زمین پر پڑے ہیں دل میں اپنے ان درختوں
کو دیکھکر خیال کرنے لگا کہ آج تو آندھی بھی نہیں آئی ہوا تند بھی نہیں چلی یہ درخت کیونکر جڑ سے
اکھڑ گئے ہیں ہرکارہ یہ خیال کرتا ہوا آگے بڑھا جب بارہ دری کے قریب پہونچا دیکھا اسنے ایک لڑکا نہایت
خوبصورت کرسی جواہر نگار پر بارہ دری میں بیٹھا ہے اور دو لڑکے بارہ دری میں شیشہ و صراحی وغیرہ
توڑ رہے ہیں مرد پیر انکو ہرچند منع کرتا ہے مگر وہ لڑکے اپنی شرارت سے باز نہیں آتے ہیں مرد پیر کا کہنا نہیں
مانتے ہیں برابر ہر ایک کپڑے کو پھاڑ رہے ہیں اور کبھی جھاڑ اور کنول وغیرہ توڑ رہے ہیں ہرکارے نے مرد پیر کو
علیحدہ لیجاکر پوچھا یہ لڑکے کون ہیں کہاں سے آئے ہیں شاہ یمن کے کیا عزیز قریب ہیں جو آپ
باغ کی سیر کو آئے ہیں مرد پیر نے ہرکارے سے کہا کہ مجھکو نہیں معلوم یہ لڑکے کون ہیں کہاں سے آئے
ہیں انہوں نے تو اس باغ میں آکر کئی درخت جڑ سے اکھاڑ ڈالے ہیں اب بارہ دری کے جھاڑ اور کنول
وغیرہ توڑ رہے ہیں میں ہرچند منع کرتا ہوں لیکن یہ لڑکے کسی طرح نہیں مانتے زیادہ اسلئے حجت و تکرار
بھی نہیں کرسکتا ڈرتا ہوں کہیں مجھکو ہلاک نہ کریں کیونکہ یہ لڑکے بڑے صاحب زور و قوت ہیں ہرکارہ
سمجھ گیا وہی لڑکے ہیں جنہوں نے کوتوالی میں سپاہیوں کو قتل کیا ہے اور کوتوال قیماس خان کو بھی
زخمی کیا ہے پھر وہ ہرکارہ اپنے دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ میں ان لڑکوں کو گرفتار نہ کرسکونگا بہتر یہی ہے کہ

جلد جاکر شاہ یمن کو ان لڑکوں کے ملنے کی خبر کروں اور زر کثیر انعام میں لوں ہرکارہ یہ خیال کرکے بخوشی و خرمی باغ سے
چلا خواجہ عمرو نے جو اُس ہرکارے کو مرد پیر سے باتیں کرتے دیکھ لیا تھا اور اب اُس ہرکارہ کو جاتے دیکھا تو امیر حمزہ
صاحبقران سے ہرکارے کے آنے اور جانے کا حال بیان کیا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ کچھ تردد
اور فکر نہ کرو اگر شاہ یمن ہمارے یہاں آنے کی کیفیت سے واقف بھی ہوگا تو کیا ہوگا ہم اُس سے اور اُسکی فوج سے
کسی طرح نہیں ڈرتے حمزہ صاحبقران سے خواجہ عمرو نے کہا میرے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ اس ہرکارے
کو باغ سے نہ جانے دیجیے آپ مجکو اجازت دیجیے میں اس ہرکارے کو جاکر ہلاک کر دوں یہ ہرکارہ جاکر خبر کریگا شاہ یمن
فوج ہماری گرفتاری کو روانہ کریگا لڑائی ہوگی نہیں معلوم انجام لڑائی کا کیا ہو حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ
کچھ اندیشہ نہ کرو اگر شاہ یمن فوج روانہ کریگا تو دیکھ لیا جائیگا خواجہ عمرو چپکے ہو رہے اور وہ ہرکارہ وہ مطالب حاصل کرکے
باغ سے نکلکر بعد عجلت جانب دردولت شاہ یمن روانہ ہوا اور بقطع راہ اُسوقت روبروے شاہ یمن پہونچا
کہ چند مالی سامنے شاہ یمن کے کھڑے ہوئے حمزہ صاحبقران وغیرہ کی کیفیت بیان کر رہے تھے اور
شاہ یمن تخت حکومت پر بیٹھا ہوا اُسکی باتیں بعد بیان کرنے اور اطلاع دینے مالیوں کے اُس ہرکارہ نے بھی
پایۂ تخت شاہ یمن کو بصد ادب بوسہ دیا اور دعائے بادشاہی بجا لا کے حمزہ صاحبقران وغیرہ کا باغ میں
درختوں کا گرا دینا اور دو لڑکوں کا جھاڑ وغیرہ توڑنا جو کچھ دیکھا تھا اور مرد پیر سے سنا تھا بیان کیا جب شاہ یمن
کو یقین کامل ہوگیا کہ وہ لڑکے بیشبہ باغ میں ہیں اُسوقت بقہر و غضب حکم کیا کہ جلد بارہ ہزار سواران جرار
مسلح ہوں جب بموجب حکم شاہ یمن بارہ ہزار سوار مسلح ہو چکے اُسوقت شاہ یمن بھی تخت سے اُٹھکر ایک مرکب
ہوائی پیکر پہ سوار ہوا اور چند افسران فوج کو مع سواران مذکور اپنے ہمراہ لیکر اپنے باغ کی طرف واسطے قتل کرنے
حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے روانہ ہوا ناظرین باتمکین پر واضح ہو کہ ابھی تک شاہ یمن
حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے نام و نسب سے بالکل آگاہ نہیں ہے غرض جب شاہ یمن
قریب اپنے باغ کے پہونچا یہاں حمزہ صاحبقران اسی طرح سے بیٹھے تھے اور مقبل وفادار اکثر جھاڑ اور کنول
اور شیشہ وغیرہ توڑ رہے تھے اور خواجہ عمرو اپنے دل میں یہ خیال کر رہے تھے کہ کیونکر یہ سب مال اسباب
یہاں سے اپنے گھر لیجاؤں اور اپنے قبضہ میں کر دوں کیونکہ ابھی تک خواجہ عمرو کے پاس زنبیل
نہیں ہے ناگاہ حمزہ صاحبقران کے کان میں آواز سُم اسپان آئی حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو فرمایا
ذرا خبر تو لاؤ یہ غبار کیسا بلند ہوا اور گھوڑوں کے سموں کی آواز کس طرف سے آتی ہے خواجہ عمرو بموجب
فرمانے حمزہ صاحبقران کے باغ سے نکلکر جلد تر روانہ ہوئے بعد تھوڑی دور جانے کے خواجہ عمرو نے
دیکھا فوج اسطرف چلی آتی ہے ڈنکے پر چوب پڑ رہی ہے نشان فوج کے بلند ہیں ایک ایک سوار مسلح ہے جب سوار عمرو کے قریب آئے
خواجہ عمرو نے ایک سوار سے اسوجہ سے زبان یمنی میں پوچھا یہ لشکر کہاں جاتا ہے کہ خواجہ عمرو کو حضرت جبرئیل نے
انگور کھلا چکے تھے ہر زبان کے سمجھنے اور بولنے کی قوت آچکی تھی غرض اُس سوار نے کہا یہ لشکر شاہ یمن کا ہے
اور سنتے ہیں جو باغ ہے اسی باغ میں دو تین لڑکے ہیں اُنھوں نے کوتوالی میں سپاہیوں کو قتل کیا ہے اور اب سنا ہے
کہ باغ میں اکثر کئی درخت جڑ سے اکھاڑ ڈالے ہیں سو سوا درختوں کے بارہ دری میں اکثر اشیاء توڑ ڈالی ہیں اب شاہ یمن
خود اس لشکر کو لیے ہوئے اسی ارادے سے جاتا ہے کہ ان لڑکوں کو تہ تیغ کرے خواجہ عمرو نے
اُس سوار سے کہا شاہ یمن کی کیا مجال جو ان لڑکوں کو قتل یا گرفتار کر سکے اُس سوار نے پوچھا تو کون ہے جو شاہ یمن کو اسطرح

کہتا ہے خواجہ عمرو نے جواب دیا آگاہ ہو میں ملک الموت ہوں یہ کہکر خواجہ عمرو نے اسی پھرتی سے اُس سوار کے
خنجر مارا کہ سر اسکا جدا ہو کر زمین پر گر پڑا لشکریوں نے اُس سوار کو قتل کرتے ہوئے دیکھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو گھیر لیا
اور چاہا کہ گرفتار کر لیں یا قتل کریں عمرو نے اُسوقت وہی حقہ جو حضرت جبرئیل نے کوہ بوقبیس پر دیا تھا نکالا اور داغ
کر جو وہاں لشکر پر مارا اسدہا کے منہ میں آگ لگ گئی بہت سے جل بھن گئے خواجہ عمرو نے لوٹ مار کر خنجر
آبدار سے پیر بہت سے سواروں کے اڑا دئے وہ سوار جنکے پیر کٹ گئے تھے وہ زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے
بعد اسکے خواجہ عمرو نے جست کرکے ایک سوار کے شانہ پر گئے اسنے گھبرا کر دیکھا کہ کیا آفت ناگہانی آئی اسنے قصد
کیا تھا کہ عمرو کے پیر پکڑے فوراً خواجہ عمرو نے اُسکو خنجر مارا وہ سوار زخمی ہو کر گرا چاہتا تھا کہ خواجہ عمرو
اور ایک سوار کے دوش پر جست کر کے پہونچے اُسکو خنجر مارا وہ بھی ہلاک ہوا غرض اسی طرح خواجہ عمرو نے
صدہا سوار ہلاک کئے فوج میں تہلکہ پڑ گیا شاہ یمن یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوا اور سرداران فوج کو حکم دیا کہ اس
لڑکے کو گرفتار کر لو خبردار یہ لڑکا بھاگ کر جانے نہ پائے جسوقت کل فوج نے خواجہ عمرو کو گھیر لیا اور خواجہ
عمرو نے دیکھا کہ لشکر عنقریب باغ پہونچ گیا ہے اسوقت خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا حمزہ صاحبقران نے
جو آواز سفید مہرہ کی سنی سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو گھر گئے ہیں اور لڑ رہے ہیں بس اُسی وقت حمزہ صاحبقران
اور مقبل وفادار گھوڑوں پر سوار ہو کر در باغ سے نکلے دیکھا کہ خواجہ عمرو فوج میں گھرے ہوئے ہیں ہاتھ جنگی خنجر
ہیں تلواریں چمک رہی ہیں خواجہ دمبدم حقہ داغ کر مار رہے ہیں بعضے سوار بسبب جلنے کے نالہ و فریاد کر رہے
ہیں افسران فوج سواروں سے کہہ رہے ہیں کہ اس لڑکے کو گھیر لو نکلے جانے نہ دو غرض حمزہ صاحبقران
خواجہ عمرو کو فوج میں گھرا ہوا دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گئے اور بلا توقف شمشیر آبدار کھینچکر مع مقبل وفادار
کے متصل فوج آکر ایسا نعرہ کیا کہ بہادران فوج کے دل دہل گئے بعد نعرہ کرنے کے حمزہ صاحبقران
فوج پر حملہ آور ہوئے اور تیغ آبدار سے سواروں کو قتل کرنا شروع کیا مقبل وفادار بھی تلوار کھینچکر سواروں
کو ہلاک کرنے لگے جس سوار کو حمزہ صاحبقران نے تلوار لگائی اُسکو اسی دم راہ عدم نظر آئی تھوڑی دیر
میں حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے میدان کارزار میں لاشوں کے انبار لگا دیے اور خواجہ عمرو نے
بھی حقہ سے صدہا مردان فوج کو جلا کر اور خنجر آبدار سے پیر اُنکے قلم کر کے ہلاک کیا دریائے خون کفار میدان کارزار میں جاری
ہوا کیونکہ ایک سمت حمزہ صاحبقران سواروں کو قتل کرتے تھے اور ایک جانب مقبل وفادار کفار کو تہ تیغ کرتے
تھے اور ایک طرف خواجہ عمرو حقہ داغ کر لشکر کفار پر مارتے تھے جس سے ناچار جلنے لگتے تھے اُسوقت خواجہ
لوٹ لگا کر خنجر سے اُنکے پیر کاٹ لیتے تھے غرض لشکر شاہ یمن میں ایک قیامت برپا تھی بعضے سوار خواجہ عمرو کے
حقہ مارنے سے جلتے تھے اور اکثر سوار حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کی تیغوں سے قتل ہوتے تھے
اکثر سوار زخمی تھے لیکن میدان جنگ سے کسی طرح فرار نہوتے تھے جب حمزہ صاحبقران کو بھوک زیادہ معلوم ہوئی تو
ہوئے قریب خواجہ عمرو کے آئے اور فرمانے لگے ادہر اور اسوقت ہم گرسنہ ہیں وہ خرمے جو کھائے تھے تحلیل
ہو گئے اب اگر تم سے ہو تو کہیں سے کچھ کھانا لاؤ تاکہ میں کھانا کھا کر اس لشکر کو بھگا دوں خواجہ عمرو نے کہا میں ابھی جاتا
ہوں اور آپ کے واسطے کھانا لاتا ہوں یہ کہکے خواجہ نے حقہ داغ کر مجمع کفار پر مارا کفار جو جلنے لگے اور کسی قدر متفرق
ہوئے ادہر حمزہ صاحبقران نے حملہ کیا کفار کچھ پیچھے ہٹے کچھ قتل ہوئے خواجہ عمرو آگے بڑھے اور پھر حقہ داغ
کر مارا اور خنجر سے اُنکے پیر لوٹ لگا کر کاٹے مقبل وفادار نے بھی کفار پر حملہ کیا کفار بہت سے ہلاک ہوئے غرض

اسی طرح خواجہ لڑتے ہوئے بمشکل لشکر سے نکلے سواران لشکر کفار خواجہ عمرو کو جاتے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اپنے
دل میں خیال کرنے لگے کہ خوب ہوا یہ لڑکا لشکر سے نکل گیا اس لڑکے پر ہمارا حربہ کارگر نہوتا تھا اور ہمیشہ دو نکو جلا کر
پیر کاشتا تھا ایک فتنہ عظیم تھا اب جو یہ چلا گیا ہے تو اسکا تعاقب کرنا بیجا ہے لیکن ان دونوں لڑکوں کو گھیر کر قتل کرنا اسوقت بہتر اور
مناسب ہے یہ خیال کرکے سواران لشکر کفار نے مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران پر یکبار حملہ کیا اور چہار جانب سے
گھیر لیا حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے اسوقت سے بیچہ شمشیر زنی کی کہ صدہا سواروں کو تہ تیغ کیا اور
ہزاروں کو زخمی کیا لاش پر لاش گرادی کشتوں کے انبار لگادیے لیکن سوار لشکر شاہ یمن باوجود قتل ہونے اور زخمی ہونے کے
راہ فرار اختیار نکرتے تھے اور حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کو گھیرے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ حمزہ صاحبقران اور
مقبل وفادار کو قتل کریں میدان جنگ میں تو سوار لشکر شاہ یمن مقبل و حمزہ صاحبقران کو گھیرے ہوئے ہیں اور مقبل وفادار
اور حمزہ صاحبقران لڑ رہے ہیں لیکن بیچارے خواجہ عمرو کا ذکر کیا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو لشکر سے نکلکر ایک گانوں میں آئے وہاں کیا
کہ رہنے والے گانوں کے بہت سے بھاگ گئے تھے کیونکہ انکو لٹ جانے اور ہونے کا خوف تھا اور بعضے رہنے والے
گانوں کے گانوں میں موجود تھے غرض خواجہ عمرو نے گانوں میں پہونچکر ایک کسان کو پکڑا اور اس سے کہا اسوقت
جلد تر کچھ میوہ اور اناج بھونا ہوا لاکر مجھکو دے وہ کسان سمجھا کہ یہ بھی ایک سپاہی لشکر شاہ یمن کا ہے اگر اسکا کہنا نہ مانونگا
تو یہ میرا گھر لوٹ لیگا اور شکایت میری شاہ یمن سے کریگا پس یہ خیال کرکے وہ کسان جلد تر میوہ اور اناج بھونا ہوا لایا خواجہ
عمرو اس سے میوہ اور اناج بھونا ہوا لیکر گانوں سے روانہ ہوئے یہاں میدان جنگ میں حمزہ صاحبقران نے ایک درخت
کو قلم کرکے اسکو اپنی سپر بنایا ہے سواران کفار کی تلواریں اسی درخت پر روک رہے ہیں اسی طرح مقبل وفادار نے
بھی ایک چھوٹا سا درخت تلوار سے کاٹ کر اسکو اپنی سپر بنایا ہے اور ایک تیرانداز کو قتل کرکے ترکش و کمان لیکر تیراندازی
کرنا شروع کی ہے اور جس کسی کے سینہ پر تیر لگاتے ہیں وہ گویا ہدف تیر قضا ہوتا ہے ملک عدم جانے پر لیس ہوتا ہے
بعضے سواران لشکر شاہ یمن مقبل وفادار کی تیراندازی سے خائف ہو کر گوشہ گیر ہو گئے ہیں حمزہ صاحبقران نے
شمشیر آبدار سے سیکڑوں تیغ زنوں کو خاک و خون میں ملا دیا میدان میں تلوار چل رہی ہے سوار قتل ہو کر گر رہے ہیں زخمی سوار
زمین پر گرکے تڑپ رہے ہیں صد آہ آہ فریاد بلند کر رہے ہیں غبار میدان جنگ میں بلند ہے گھوڑے کوتل ہر طرف
دوڑ رہے ہیں اپنے لشکر کے سواروں کو جو زخمی پڑے ہوئے ہیں انہیں کو پامال کر رہے ہیں اسی اثنا میں خواجہ
عمرو بھی میوہ وغیرہ لئے ہوئے قریب لشکر آئے اور حقہ دماغ کرماتے ہوئے اور متواتر جست کرتے ہوئے پاس
حمزہ صاحبقران کے آئے اور وہ میوہ وغیرہ حمزہ صاحبقران کو دیا حمزہ صاحبقران نے ایک آڑ میں جھکر جلد تر
میوہ وغیرہ سیر ہو کر کھایا جو اس سے سست ہوئے نقاہت دور ہوئی جبتک حمزہ صاحبقران میوہ وغیرہ کھایا کئے خواجہ
عمرو نے کسی سوار کو قریب حمزہ صاحبقران کے آنے نہ دیا پہچتے داغ کرما گئے جب حمزہ صاحبقران میوہ
وغیرہ کھا چکے تیغ آبدار کھینچکر پھر لشکر پر حملہ ور ہوئے یہانتک کہ قریب شاہ یمن کے اور جو اتنے سوار شاہ یمن کے قریب تھے
انکو قتل کرکے پاس شاہ یمن کے آئے کہ شاہ یمن نے تلوار لگائی حمزہ صاحبقران نے تلوار روک کر شاہ یمن کو
پشت زین سے پکڑ کے اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے چیخ دیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکیں یکایک شاہ یمن نے کہا مجکو امان دیجئے میں
خراج دیجئے حمزہ صاحبقران نے شاہ یمن کو زمین پر بٹھا دیا اور فرمایا امان بشرطیکہ ایمان لاؤ شاہ یمن نے کہا آپ مجکو تعلیم و
تلقین کیجئے حمزہ صاحبقران نے کلمہ طیبہ پڑھایا شاہ یمن کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا جتنے سوار مقبل وفادار اور خواجہ
عمرو کی زد پر تھے انکو شاہ یمن نے منع کیا اور فرمایا میں نے دین اسلام قبول کیا ہے تمکو بھی لازم ہے کہ دولت دین اسلام

حاصل کر و سواران لشکر نے لڑائی موقوف کی اور موافق فرمانے شاہ کے سب نے دین اسلام قبول کیا اور ہر ایک کلمہ
پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر بہت خوش ہوئے اور قریب شاہ یمن کے آکر کہنے لگا اے شاہ یمن
خراج ملک کا نکالکر مجھے دیجیے کہ اس لڑائی میں میں نے فتح کی ہے اور اس ملک کو میں نے بزور شمشیر لیا ہے حمزہ تو میرا ایک غلام ہے
حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کی گفتگو سنکر ہنسے اس عرصہ میں شاہ یمن نے حمزہ صاحبقران سے پوچھا فرمائیے آپکا نام نامی کیا ہے حمزہ صاحبقران
نے فرمایا غلام شاہ یمن نے کہا میری تو یہ مجال نہیں ہے کہ آپ کو غلام تصور کروں حمزہ صاحبقران نے کہا آپ کو
اس شخص کا کہنا باور ہوا یا نہیں شاہ یمن نے کہا مجھکو ہرگز باور نہیں ہوا اسوقت امیر توقیر نے فرمایا نام میرا حمزہ
ابوالعلا مکی ہے میں پسر خواجہ عبدالمطلب کا ہوں اور پسر خواندہ نوشیروان مشہور خاص و عام ہوں شاہ یمن کہ اسکا نام منظر شاہ ہے
جب اس نے یہ سنا اسکو حال بخوبی معلوم تھا اور بزرجمہر کے آنے سے واقف تھا خواجہ کی بات پر بہت ہنسا اور حمزہ
صاحبقران سے پوچھنے لگا یہ کون صاحب ہیں کچھ انکی بھی تعریف بیان کیجیے یہ تو آپ سے بہت گستاخی کرتے ہیں خواجہ عمرو نے
کہا ہم سے سنیے انسے آپ بیکار دریافت کرتے ہیں ہم رئیس اعظم خانہ کعبہ کے ہیں ہمکو خاص و عام خواجہ عمرو بن امیہ [illegible]
تراشندۂ کافران کہتے ہیں منظر شاہ تعریف خواجہ عمرو کی سنکے نہایت ہنسا بعد ہنسنے کے منظر شاہ نے حمزہ صاحبقران سے کہا
اب امیدوار ہوں میرے قلعہ میں تشریف لیچلیے باعث میری سرفرازی کا ہوگا حمزہ صاحبقران نے انکار کرنا مناسب نہ جانکر قلعہ
چلنے کا اقرار کیا اسوقت منظور کرنے حمزہ صاحبقران کے منظر شاہ حمزہ صاحبقران کو بعد عزت و حرمت لیکر اسطرح
چلا کہ افسران فوج اور امرا و وزرا وغیرہ جلو میں تھے مقبل وفادار اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب حمزہ صاحبقران تھے بعد
قطع راہ منظر شاہ حمزہ کو قلعہ میں لیگیا اگرچہ حیوان اس جگہ اوصاف قلعہ مفصل تحریر کرے تو نہایت طول ہوگا اور دل ناظرین
مختصر پسند ملول ہوگا لیکن مختصر یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم ہے کیونکہ سنگ سے بنایا
ہوا ہے جملہ اسباب سامان جنگ مہیا اور موجود ہے وسعت قلعہ میں سب سے بڑی یہ ہے کہ سوار اور پیدل بخوبی رہ سکتے ہیں ناظرین نکتہ سنج پر واضح
ہو کہ اس قلعہ میں ایک لاکھ سوار جرار رہتے تھے انکا نگہبان نعمان بن منظر شاہ تھا نوشیروان میں جہان بادہ سے بادشاہ
کرسی نشین بیٹھے ہیں وہ بھی منظر سے ہے اسوجہ سے فوج بھی ہمراہ نعمان ہے فقط نگہبانی قلعہ کی رکھ کر رہا ہے منظر شاہ کرتا ہے اور جب
کوئی غنیم قلعہ یا ملک پر چڑھائی کرتا ہے اسوقت منظر شاہ بذریعہ پسر نعمان کو اطلاع دیتا ہے نعمان آکر فوج غنیم کو دفع کرتا ہے
اور یہ ملک آباد کیا ہوا سلطان بہرام گور کا ہے چونکہ منظر شاہ سلطان بہرام گور کا نائب تھا بعد انتقال کرنے سلطان بن
بہرام گور کے منظر شاہ خود تخت پر بیٹھ گیا ہے اور اس ملک کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے اور صاحب صفت قلزم لکھتے ہیں کہ حیات سلطان
بہرام گور میں منظر شاہ نے ایک قصر بنوایا تھا اور اسکا نام خورنق رکھا تھا اور چونکہ منظر کے معنی جھروکے کے ہیں اسلیے
بہرام گور نے بسبب اس کے قصر کے خطاب اسکو منظر شاہ دیا تھا جب سے بادشاہ ہوا ہے منظر شاہ ہی مشہور ہوا ہے الحاصل حمزہ
صاحبقران جب قلعہ و شہر کی خوب سیر کر چکے اسوقت منظر شاہ بھی حمزہ صاحبقران کو ہمراہ لیے ہوے ایوان شاہی میں آیا
حمزہ صاحبقران نے دیکھا ہزار با فرش مخمل اور زربفت کا ہر جگہ بچھے ہیں ایوان شاہی نہایت آراستہ ہے تخت شاہی بچھا ہے
جملہ وزرا اور امرا بھی حاضر ہیں منظر شاہ نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا آ امیر توقیر اب تخت پر آپ رونق افروز ہوں امیر
با توقیر نے فرمایا یہ تخت و تاج تمہارا تمہیں کو مبارک ہو ہمکو سلطنت کرنے کی خواہش نہیں منظر شاہ یہ سیر چشمی حمزہ
صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ سلطنت کرنے کی انکو ہوس نہیں ہے اللہ اکبر یہ عجیب عالی مرتبہ اور بلند ہمت ہیں
غرض حمزہ صاحبقران ایک جا برابر تکیہ مخمل پر بیٹھے اور منظر شاہ کو تخت پر بٹھایا منظر شاہ نہایت خوش ہوا پھر خواجہ عمرو کرسی
جواہر نگار پر اور مقبل وفادار سر حمزہ صاحبقران پر رومال جھلنے لگے اسوقت باشارہ منظر شاہ جام صفا جام اسنے

حمزۂ صاحبقران کو نذرین دین حمزہ صاحبقران نے اکثر نذرین معاف کین اور بعض بعض نذرین منظور فرمائین اور اکثر وزرا اور امرا کو خلعت دلوائے اور بعضون کو انعام کثیر دلوایا بعد اسکے بحکم منظر شاہ ساقیان سیمین ساق یگانۂ آفاق شیشہ و ساغر لیکر حاضر ہوئے حمزہ صاحبقران نے فقط جام ما الاحم نوش فرمایا پھر امیر با توقیر نے حکم دیا کہ بتکدے جو اس ملک مین ہین منہدم کر دیئے جائین اور مسجدین بنائی جائین اور موذن مسجدون مین اذان دین اور خاص و عام مسجد مین جا کر نمازین پڑھین اور سوا اسکے اور بھی احکام خدا و رسول تعلیم کئے بموجب فرمانے حمزہ صاحبقران کے اسیوقت جملہ دیر و بتکدے منہدم ہوگئے اور اسی وقت سے بنائے مسجد ڈال دی گئی پھر بموجب حکم منظر شاہ و ارباب نشاط دربار مین حاضر ہوئے جنکا مثل و نظیر نہ تھا حسن مین یوسف جمال تھے اور نہایت خوش آواز تھے القصہ ارباب نشاط مین سے ایک نازنین مہ جبین خورشید جمال زہرہ خصال روبروے ارباب فرح بخش رقص کرنے لگی کہ دلہائے صاحبان بزم مانند سبزہ پامال ہوگئے بعد رقص کرنے کے اس خوبرو پری خوش گلو نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

بیکسی پر میری ہستی کی دلیل
آپ اپنی عمر کا افسانہ ہون
مرکے بھی چھوٹے نہ ساقی کا قدم
شمع محفل ہون کہ شمع خانہ ہون
خاک مین گردون ملائے کسطرح
خود مین سوز دل سے آتش خانہ ہون
بند ہونے پر بھی اک رستا ہین

حسن دل افروز کا پروانہ ہون
اک ادائے لغزش مستانہ ہون
بوسے کیونکر لون دہان یار کے
آجتک خاک در میخانہ ہون
چپکے چپکے چاہیے ماتم مرا
خرمن مہتاب کا اک دانہ ہون
مجھسے کیا روشن ہو بزم شمع رو
اسقدر رکو مین افسانہ ہون

شمع کو کوئی ہو مین پروانہ ہون
جبتک ملک مین ہون شہرت بھی ہر
موج مین ہون یا لب پیمانہ ہون
ہر جگہ قسمت جلاتی ہے مجھے
کشتۂ خاموشی جانانہ ہون
کیا جلائیگا جہنم روز حشر
جلوۂ سوز پر پروانہ ہون
جسوقت نازنین مذکور نے روبروے

صاحبان محفل غزل مسطور گا کر تمام کی جملہ ارباب بزم خوش ہوئے منظر شاہ نے اس مہ جبین کو زر کثیر انعام مین دلوایا بعد جانے نازنین مذکور کے اور ایک نازنین غنچہ دہن سیمین تن خوش گلو لی مین شہرۂ آفاق ناچنے اور گانے مین نہایت مشتاق مع سازندون کے سامنے حمزۂ صاحبقران اور منظر شاہ وغیرہ کے حاضر ہوئی اور بہ ہزار ناز و ادا رقص کرنے لگی بعد رقص کرنے کے اس نازنین نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

کہ تھا جام زمین بلبل خون شہیدانکا
کہ میرے حق مین یہ موتی ہر قطرہ آب حیوانکا
وہ کافر کفر و دین کی بحث کو مسجد مین جا بیٹھا
گریبان گل ز بہار اسوقت جنون مند و ہنگا
مین وہ آتش قدم ہون گرمی رفتار سے میری
بگولا پھر رہا ہے آجتک خاک غریبان کا
کیا ہے تیر باران اسقدر ہر جسم قاتل نے
لپٹنا ہین شہ دامن کا پیشہ منزہ کر یانکا
ابھی تک گھر مین بیٹھا غیر پرستی جاتا ہے

گریبان پیرہن مین ہے ہلال عید قربانکا
دلاتا ہے امین کیون یاد داغ صبح فردا کی
الٰہی خاتمہ بالخیر ہو زاہد کے ایمان کا
جنون مین سر بیابانک جسکی ہے تو آتی کر
بنایا جادۂ صحرا کو رشتہ شمع سوزانکا
فلک نے شکل جی لی دفتہ جو روز دولت کی
ارے پہلو مین نازک ہر شیشہ آب پیکان کا
ادہر سو قطرے نالون گنہگار بچے جاتی ہین
جنازہ آخر کیا غافل تیری ناکام ہجران کا

اجل محروم پھر جا کوئی بوسہ دندانکا
غم محشر کوئی صدمہ نہین ہے شام ہجرانکا
صبا اڑتی ہوئی لائی خبر جب مرغ بلبل کی
کہ مجکو حلقۂ زنجیر حلقہ ہے گریبان کا
تلاش یار کی سرگشتگی مرکر بھی باقی ہے
عجب کیا دیکھتا ہون منہ شب تکلیف ہجران کا
بسر کرتا ہون عریانی مین شب اشک کہ جو
الٰہی عالم رحمت مین کیا ہر فعل عصیان کا
مقابل آج ہر تسلیم ختنا اہل منی سے

خدا یا ابر رحمت کا تصدق شاہ مردان کا

جب یہ غزل نازنین مذکور نے روبروے منظر شاہ حق آگاہ بصد ناز و ادا

گاکر تمام کی منظر شاہ نہایت خوش ہوا اور اس نازنین کو بھی زر کثیر انعام مین دلوادیا بعد جانے اُس نازنین سے کے
منظر شاہ یمنی نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا امیدوار ہوا ہون کہ نان خشک بھی اسوقت تناول فرما کر مجکو
مسرور و دلشاد کیجیے حمزہ صاحبقران نے فرمایا مجکو تمہاری خوشی بدل وجان منظور ہے اور طعام دعوت کھانے سے
مجکو کسی طرح کا انکار نہین ہے منظر شاہ نے یہ سنتے حکم کیا کہ جلد تر دسترخوان بچھایا جائے بمجرد حکم کرنے منظر شاہ
یمنی کے بکاول نے حاضر ہوکر دسترخوان بچھایا اور انواع و اقسام کے طعام نفیس و خوش ذائقہ ظروف
نقرئی و چینی مین بعنوان شایستہ دسترخوان پر رکھے منظر شاہ یمنی نے اپنا باعث فخر جانکر خود حمزہ صاحبقران
کے ہاتھ دھلائے حمزہ صاحبقران نے مع مقبل وفادار و خواجہ عمرو کے ہاتھ دھو کر ہمراہ منظر شاہ یمنی
کے کھانا کھایا بعد کھانا کھانے منظر شاہ یمنی نے حکم کیا کہ نازنینان خورشید جمال و ماہرویان زہرہ خصال
حاضر ہوکر رقص کرین چنانچہ بموجب حکم منظر شاہ یمنی پھر نازنینان خوبرو اور خوش گلو روبروے جلادار بانگ حاضر
ہوکر ناچنے گانے لگین یہان امیر با توقیر معروف عیش و راحت ہین لیکن خانہ کعبہ مین خواجہ
عبدالمطلب فراق مین حمزہ صاحبقران اپنے نور نظر پارۂ جگر کے نہایت بیتاب بیقرار ہین شب و روز رویا کرتے
ہین اور ہر جانب اپنے یوسف گم گشتہ کی جستجو کرتے ہین قبل اسکے جو خواجہ عبدالمطلب نے خبر ہلاک
کرنے پہلوانان طاہر عادی اور مطاہر عادی کی سُنی تھی اپنے دل مین نہایت خوش ہوئے تھے لیکن یہ
بھی خیال کیا تھا کہ جب نوشیروان حال ہلاکت پہلوانان طاہر عادی اور مطاہر عادی کا سنیگا از حد برہم
برہم ہوگا اور ضرور میرے فرزند کو صدمہ پہنچائیگا اب جو حمزہ صاحبقران چند روز سے غائب ہوئے
خواجہ عبدالمطلب کو بڑی تشویش ہے آخر تاب جدائی فرزند نہ لاکر قلعہ مین تشریف لائے اور جاسوسون کو
واسطے خبر لانے اپنے فرزند کے چہار جانب روانہ کیا آخر ایک جاسوس نے خدمت خواجہ عبدالمطلب مین حاضر
ہوکر عرض کیا کہ آپ کے فرزند ارجمند نے منظر شاہ بادشاہ ملک یمن کو مغلوب کر کے اسکو مسلمان کیا ہے
اور اب بعیش و آرام ایوان شاہی مین ہین اسیطرح اخبار مین وقایع نگار نے بھی یہی خبر لکھی خواجہ
عبدالمطلب یہ مژدۂ فرحت افزا سنتے بدرجہ کمال شاد ہوئے اور فی الفور ملک یمن کو روانہ ہوئے جب قریب
ملک یمن کے پہونچے اُس وقت خواجہ عبدالمطلب نے اپنے تشریف لانے سے اپنے فرزند کو
ایک ملازم کے ذریعہ سے اطلاع دی جب امیر با توقیر نے اپنے والد ذیجاہ کے تشریف لانے سے آگاہ ہو
منظر شاہ یمنی سے ارشاد کیا کہ ہم کل اپنے والد ذیوقار کے استقبال کو انشاء اللہ ضرور جائینگے کیونکہ ہمارے
والد ذیجاہ قریب ملک یمن آپہنچے ہین منظر شاہ یمنی نے عرض کیا مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا جب وہ دن تمام
ہوا اور شب بھی آخر ہوئی حمزہ صاحبقران نے نماز سحر پڑھی اور منظر شاہ یمنی نے فریضہ سحر فارغ ہوکر
حکم دیا کل لشکر طیار ہو بموجب حکم منظر شاہ تمام سپاہ جسوقت طیار ہو چکی منظر شاہ مع جملہ ارکین سلطنت
و اعیان مملکت حمزہ صاحبقران کے ہمرکاب ہوا حمزہ صاحبقران بہمراہی منظر شاہ مع جملہ فصحا و امرا
خواجہ عمرو و مقبل وفادار و تمامی دمان لشکر بعد حشم و خدم قیامگاہ پر اپنے والد عالی وقار کی تشریف لائے
جسوقت حمزہ صاحبقران نے اپنے پدر عالی رتبہ و منزلت کو دیکھا اسوقت مرکب سے اُتر کر ادب تسلیم بجا لاکر اپنے
سر کو قدم والد ذیجاہ پر جھکایا خواجہ عبدالمطلب نے خوش ہوکر حمزہ صاحبقران کے سر سینے سے
لگایا اور خوب پیار کیا جب خواجہ عبدالمطلب اپنے فرزند حمزہ صاحبقران کو سینے سے لگا چکے اسوقت منظر شاہ

یمنی نے بھی بصد ادب تسلیم کی اور اپنے سر کو قدم خواجہ عبد المطلب پر رکھنا چاہا خواجہ عبد المطلب نے
باشفاق بزرگانہ منظر شاہ یمنی کو بھی سینے سے لگایا بعد اسکے حمزہ صاحبقران اپنے والد ذیوقار کو اسی شوکت
وحشمت سے ایوان شاہی میں لے گئے منظر شاہ یمنی نے خواجہ عبد المطلب کی نہایت تکلف سے روز چند
برابر دعوت کی اور ہر ایک وزیر اور امیر سے نذر دلوائی ایک روز حمزہ صاحبقران نے منظر شاہ یمنی سے فرمایا
کہ ہم کو اب رخصت کرو منظر شاہ نے عرض کیا میں بھی ہمراہ رکاب چلونگا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا تمہارے
ساتھ چلنے کی کیا ضرورت ہے تم اپنے ملک کی سلطنت کرو جسوقت کوئی ضرورت ہوگی میں تمکو طلب کرونگا منظر شاہ
یمنی نے ارشاد حمزہ صاحبقران کو منظور کیا جب امیر باتوقیر منظر شاہ سے رخصت ہونے لگے اسوقت
منظر شاہ نے چند تحایف گران بہا حمزہ صاحبقران کے ہمراہ کر دیے اور ملازم بھی ساتھ کر دیے اور
اور خواجہ عمرو کو وقت روانگی زر کثیر دیا کیونکہ منظر شاہ خواجہ عمرو کی باتوں سے بہت خوش ہوتا تھا غرض حمزہ
صاحبقران اور خواجہ عبد المطلب و خواجہ عمرو و مقبل وفادار منظر شاہ سے رخصت ہوئے اور منزل
بمنزل قیام کرتے ہوئے بخیر و عافیت مکہ میں داخل ہوئے ملازمان منظر شاہ کو رخصت کیا جس وقت
امیر باتوقیر اپنے مکان میں گئے خواتین بیتاب و بیقرار ہوکر دوڑیں کسی عورت نے بصد آرزو حمزہ صاحبقران کو
سینے سے لگایا اور کسی نے پاک دامن سے امیر باتوقیر کو پیار کیا کسی نے امیر باتوقیر کی بلائیں لیں کسی عورت نے
زر و جواہر سر حمزہ صاحبقران پر تصدق کیا بعد اسکے خواتین نے پوچھا اے فرزند تم کہاں چلے گئے تھے تمہارے
صدمہ میں تمہارے والد بہت بیتاب و بیقرار تھے ہم بھی نالان و اشکبار تھے امیر باتوقیر نے خواتین سے
عرض کیا کہیں تو بیٹے ملک یمن کو چلا گیا تھا وہاں اچھی طرح رہا جب والد شریف لے گئے ہیں انکے ہمراہ رکاب
آیا خواتین بہت خوش ہوئیں اور شکر پروردگار کیا امیر باتوقیر مع خواجہ عمرو و مقبل پھر بدستور اپنے بارہ ہزار لڑکوں میں

داستان پہونچنا شاگردان طاہر عادی و مطاہر عادی کا دربار نوشیروان میں اور نقل حال بیان کرنا اور برہم ہونا نوشیروان کا بموجب کہنے بختک کے اور روانہ کرنا گرشیت بہرگردان کو مع ساٹھ ہزار سوار کے برائے گرفتاری امیر اور لڑنا امیر کا اور زخمی ہوکر جانب شیراز جانا اور لشکر کرد ہونا حضرت ابراہیم کا اور ملنا خزانہ کا اور امیر کو چرا لیجانا عیاروں کا اور عیاران خواجہ عمرو کی

سخنوران باکمال و مشتریان متاع سر میدان قتال فرمانروائے زبان کو میدان حکومت بیان میں
اس طرح رونق افزائے سریر تحریر کرتے ہیں کہ جب شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی بصد نالہ و آہ
بحال پریشان لاشیں طاہر عادی اور مطاہر عادی کی لئے ہوئے مداین میں پہونچے اور فریاد کرنے
لگے کوتوال شہر انکو اپنے ہمراہ لیکر دربار نوشیروان میں آیا نوشیروان نے سبب نالہ و بکا پوچھا شاگردان طاہر
عادی اور مطاہر عادی نے بصد رنج و غم شاہ شہریاری کے بطور مجمل سب حال بیان کیا اور لاشیں طاہر
عادی اور مطاہر عادی کی سامنے رکھ دیں نوشیروان لاشیں طاہر عادی اور مطاہر عادی کی جو اپنے
پہلوانوں کی دیکھکر اور حال قتل سنکے نہایت برہم ہوا چونکہ نام امیر سے واقف تھا اور اپنا پسر خوانده کہا
تھا اور خواب کی تعبیر کا منتظر تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ حکیم بزرجمہر کا کہنا سب سچ و راست ہوتا ہے پس
نوشیروان نے خیال کیا کہ امیر نے انکو ہلاک کیا ہے اب امیر کو قتل کراؤں کیا تدبیر کروں یہ خیال کرکے

نوشیروان نے بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر دربار میں وزیر دربار میں آئے مراسم و آداب شہریاری بجا لائے نوشیروان نے برابر اپنے تخت کے ایک کرسی جواہر نگار بچھوا کر بزرجمہر کو اُس کرسی پر بیٹھنے کو فرمایا جب بزرجمہر اُس کرسی پر بیٹھے اُسوقت نوشیروان بزرجمہر سے مخاطب ہو کر اس طرح گویا کہ اے علم نامدار دیکھئے حمزہ نے پہلوانوں کو ہلاک کیا ہے خواجہ بزرجمہر ارشاد فرمایا اے شہریار آپ عادل ہیں انصاف کیجئے کہ یہ پہلوان اس ارادے سے گئے تھے کہ ہم سے کوئی شخص لڑے اور مقابلہ کرے اور اگر نہ لڑے تو مطیع ہو کر اس قرطاس پر جو اُنکے پاس ہے مہر کر دے پس حمزہ نے اُس قرطاس پر مہر نہ کی اور مقابلہ کیا اور ہلاک کیا نوشیروان نے جواب دیا حمزہ کو لازم تھا کہ ان پہلوانوں کو زیر کیا ہوتا اور ہلاک نہ کرتا بزرجمہر نے یہ تقریر نوشیروان کی سنکے اُن لوگوں سے جو طاہر عادی اور مطاہر عادی کی لاشیں لیکر آتے ہوئے آئے تھے فرمایا مفصل حال ان پہلوانوں کے جانے اور ہلاک ہونے کا بیان کرو اور کوئی بات پوشیدہ نہ کرو ان سب نے عرض کیا ہمارے اُستاد یہاں سے مکہ میں گئے اور وہاں جا کر ایک جگہ مقیم ہوئے ایک روز باہم کثرت اور زور کر رہے تھے ہمہ مردمان ساکنان مکہ جمع تھے کشتی دیکھ رہے تھے یکایک تین لڑکے آئے اور وہ بھی کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگے جب ہمارے اُستاد باہم زور کر چکے اُسوقت طاہر عادی جملہ مردمان سے کہنے لگے کہ تم سے بھی کوئی ایسا شخص ہے کہ ہم سے کشتی لڑے اور یہ ترنج جو رکھا ہے کھائے اور یہ پگڑی اپنے سر پر رکھے کسی نے جواب نہ دیا دوبارہ پھر ہمارے اُستاد طاہر عادی نے کہا اُسوقت ایک لڑکے نے ترنج کھا لیا اور دستار سر پر رکھ لی جب ہمارے اُستاد نے یہ کیفیت دیکھی اُس لڑکے سے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوئے اسنے کہا میں آج اور کسی وقت لڑونگا یہ کہکے وہ لڑکا چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے پھر وہ لڑکا آیا ہمارے اُستاد نے اس سے کہا کہ تم ایک نوشتہ اس مضمون کا ہمکو لکھدو کہ کوئی ہم سے خون کا دعوے نہ کریگا اُس لڑکے نے لکھدیا جب کشتی ہوئی اُس لڑکے نے ہمارے اُستاد کو زیر کیا اور کہا کہ مذہب اسلام اختیار کر ہمارے اُستاد نے نہ مانا اُسنے اُستاد کا ہمارے یہ حال کیا اسی طرح مطاہر عادی کو بھی ہلاک کیا بزرجمہر نے تمام حال مفصل سنکے نوشیروان سے کہا اے شہریار سنا آپ نے کہ جب مضمون خون سے لادعوے ہونے کا حمزہ سے لکھوا لیا اُسوقت یہ دونوں پہلوان لڑے جب حمزہ نے اُنکو زیر کیا تو اُنکو بھی اختیار اُنکے ہلاک کرنے اور جان بخشنے کا ہوا اُسنے یہ سوال کیا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو میں تمکو ہلاک نہ کروں اُنہوں نے مذہب اسلام قبول نہ کیا اُنکو لازم تھا کہ جب حمزہ سے زیر ہوئے تھے اُسکی اطاعت کرتے اور اپنا ہلاک ہونا گوارا نہ کرتے اے شہریار آپ تو خوب واقف ہیں کہ امیر مسلمان ہیں اسوجہ سے اُنہوں نے چاہا کہ یہ پہلوان بھی مسلمان ہو جب یہ دونوں پہلوان مسلمان نہ ہوئے اور امیر کی اُنہوں نے اطاعت نہ کی اُسوقت امیر نے اُنکو ہلاک کیا میرے نزدیک یہ امر خلاف اور بیجا نہیں کیا آگے آپ حاکم ہیں اگر انصاف کیجئے تو امیر کی کوئی خطا نہیں ہے نوشیروان چونکہ عادل تھا بزرجمہر سے کہنے لگا آپ سچ کہتے ہیں بیشک حمزہ کی خطا اور تقصیر نہیں ہے یہ کہکے اُن فریادیوں کو دربار سے نکلوا دیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ بزرجمہر بھی دربار سے چلے گئے بختک نے موقع پا کر عرض کیا کہ اے شہریار ذرا آپ اس مقدمہ میں غور و فکر فرمائیں خواجہ بزرجمہر مسلمان ہیں اور حمزہ بھی مسلمان ہیں اسوجہ سے خواجہ بزرجمہر حمزہ کی سفارش کرتے ہیں آج تو حمزہ نے اُن دو پہلوانوں کو ہلاک کیا ہے اگر شفاعت کرینگے تو کل ہزاروں پہلوانوں کو قتل کریگا روز بروز دلیر اور گستاخ زیادہ ہوتے جائینگے حضور کے پہلوانوں پر ہاتھ صاف کیا کرینگے پس میرے نزدیک تو مناسب ہے کہ آپ حمزہ کو قتل نہ کرائیں لیکن گرفتار کرا کے [illegible] جب تعبیر خواب کی ضرورت

نکی جاتی یعنی جو خواب آپ نے دیکھا ہے اُسکی تعبیر ملی جاتی اُسوقت حمزہ کو قتل کروا لیے گا ورنہ انجام بُرا ہوگا نوشیروان
گفتگوے بختک سنکے کہنے لگا تو سچ کہتا ہے یہ کہکے نوشیروان نے باواز بلند کہا کہ اس دربار مین کوئی بہادر ایسا بھی
ہے کہ ابھی جاے اور حمزہ ابوالعلا کو گرفتار کرکے لے آئے یہ حکم نوشیروان سنتے ہی ایک پہلوان دوران
کہ نام اُسکا کرتیت سپرگردان تھا اپنے جگہ سے اُٹھا اور نوشیروان کو مجرا کرکے عرض کرنے لگا کہ از حکم شہریار
ذی وقار مجکو جو تو مین جاؤن اور اُس طفل بے ادب کو گرفتار کرکے خدمت بندگان عالی مین لا آؤن حق نمکخواری
ادا کرون اور دامن اپنا گہر ہاے عنایات شہریاری سے بھرون نوشیروان نے کرتیت سپرگردان کو خلعت دیا
اور حکم کیا کہ جا جہانتک ہوسکے حمزہ کو گرفتار کرنا اور اگر گرفتار کرنا ممکن نہو تو سر حمزہ کا کاٹ کرلے آنا اور بختک دونون
مردون کو یہان دیکر آتا پھیر کہا اب مین دیکھتا ہون کہ خواجہ بزرجمہر جو بتلاتے تھے کہ حمزہ بادشاہ خیبر کا قاتل ہے
اگر حمزہ تیرے ہاتھ سے قتل ہوا تو حکم خواجہ بزرجمہر کا جھوٹھا ہے اور اگر تو مارا گیا تو البتہ جاسے اندیشہ ہے تیرے جان
جانے اور مقابلہ کرنے سے حال بخوبی ظاہر ہوجائیگا تو دونون باتون مین جو قتل اسکے کمی کی ہے مین خبردار کسی طرح قصور
اور کمی نہ کرنا غرض کرتیت سپرگردان یہ حکم محکم نوشیروان سنکے اور خلعت پہن کے دربار سے باہر آیا
اور افسران فوج کو بلا کر کہا جلد کمر باندھو اور فوج کو بھی کمر بندی کا حکم دو اور جلد تر جانب قلعہ خانہ کعبہ کے
روانہ ہو افسران فوج یہ سنتے ہی ساٹھ ہزار سوارون کو حکم کمر بندی کا دیا اور خود بھی کمرین باندھین جب
افسران فوج اور سواران لشکر مسلح ہو چکے گھوڑون پر سوار ہوے بلند جنگی بجے کرتیت سپرگردان نے
مردمان لشکر سے کہا کہ تم یہان سے کوچ کرکے فلان منزل پر جاکر قیام کرنا اور اُس منزل کا نام بھی بتادیا جب جوان
لشکر یعنی ہمارے قریب آنے کے خبر بیان کرین اُسوقت تم اُس منزل سے کوچ کرنا اسی طرح ہر ایک منزل
پہ ایسا ہی کرنا اور منزل آخر پر پہونچکر ٹھہرنا ہمارا انتظار کرنا جب آئین اُسوقت ہمارے ہمراہ چلکر میدان
مین اگر وہ نکلیگا تو حمزہ سے مقابلہ کرنا جب یہ سب باتین کرتیت سپرگردان مردمان لشکر سے کہہ چکا اُسوقت
جملہ مردمان لشکر مذکور نے مع خیمہ و خرگاہ بسیر دنیکا کوچ کیا بعد روانہ ہونے فوج کے کرتیت سپرگردان
نے بھی زرہ بکتر پہنی ہتھیار لگانے بعد مسلح ہونے کے پشت مرکب پر سوار ہوا اور افسران فوج کو اپنے ہمراہ
لیا آگے نشان لشکر چلا بیچ مین افسرون کے کرتیت سپرگردان اور عقب مین اُسکے آلالا بارگاہ تھا غرض
القصہ جس طرح سے ذکر کیا گیا ہے اسی طور سے کرتیت سپرگردان اپنے لشکر سے منزل چہیوم مین جاکر
ملا اور لشکر کو آراستہ کرکے اپنے ہمراہ لیکر سرحد قلعہ خانہ کعبہ مین داخل ہوا اور رعایا کو لوٹنا شروع کیا
اور ہر ایک شخص پر ظلم و جور کرنے لگا اور قریب کوہ بوقبیس فرودکش ہوا رعایا کرتیت سپرگردان کے خوف
بھاگی اور خانہ کعبہ مین اگر پناہ لی جسوقت امیر با توقیر کو خبر پہونچی کہ کرتیت سپرگردان پہلوان زبردست
مع فوج آیا ہے اور قریب بوقبیس اُترا ہے اُسوقت امیر نے فرمایا نوشیروان کا مجھپر احسان ہے کیونکہ اُس نے
مجکو بطن مادر مین نوکر رکھا ہے علاوہ اسکے وہ بادشاہ وقت ہے اطاعت اُسکی مجکو لازم ہے پہلے مجکو مناسب
ہے کہ اُسکو نامہ لکھون اور عذر کرون جیسا عذر قبول کریگا مبصقتہ مین مقابلہ کرونگا ابھی حمزہ یہ ماجرا فرمان
یہ فرما رہے تھے اور چاہتے تھے کہ خط لکھون لیکن کرتیت سپرگردان نے خود نامہ خواجہ عبدالمطلب
کو لکھا بعد تعریف لات و منات کے مضمون اُس نامہ عتاب شمامہ کا یہ تھا کہ اے خواجہ عبدالمطلب شیخ
خانہ کعبہ کے تمکو معلوم ہو کہ محمد سے لڑکے نے ملازمان شاہی کو ہلاک کیا ہے اور یہ سخت گستاخی کی ہے سو جب

مجکو حکم قضا شیم بادشاہ عالی جاہ کا یہ ہوا ہی کہ اُس طفل بے ادب کو گرفتار کرکے لے آئیں بہتر اور مناسب ہی کہ تم
اپنے لڑکے کو پہنچنے وہاں سے ہاتھ باندھکر اپنے ہمراہ لیکر جلد حاضر ہو تاکید جانو اور اگر اسکے خلاف کیا تو مین قلعہ
کو بباد فنا اڑا دونگا تمکو اور تمھارے فرزند کو قتل کرونگا خانہ کعبہ مین خونریزی از حد ہوگی ہزارہا آدمیون کو قتل کرونگا
مال و اسباب ہر ایک کا لوٹ لونگا فقط زیادہ کیا لکھا جائے غرض کرتیت سپر گردان نے نامہ مذکور
اپنے عیار مربوط برق انداز کے حوالہ کیا اور کہا خبردار کسی سے نہ ڈرنا اور جواب نامے کا حرف بحرف لکھواکر
لانا مربوط نامہ لیکر چلا جب قریب قلعۂ کعبہ پہونچا خواجہ عمرو بن امیہ نے خبر مربوط کے آنے کی سنی فوراً
جاکر خواجہ عبد المطلب اور امیر سے بیان کی امیر نے فرمایا اگر نامہ بر آتا ہی تو آنے دو یہ فرماکر چند سردار
واسطے اسکے استقبال کے روانہ کئے جب مربوط برق انداز عیار نامہ لیکر دار العمامۃ مین آیا دیکھا اُسنے امیر
بڑی شوکت و شان سے بیٹھے ہین رئیسان خانہ کعبہ کا گرد مجمع ہی بارہ ہزار لڑکے ہمسن و ہمسال کرسیون اور
دنگلون پر شیرانہ بیٹھے ہوئے ہین اور خواجہ عبد المطلب ایک چوکی پر بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھ رہے ہین
عمامہ سر پر ہی چہرۂ پر نور سے صولت آشکار ہی آخر مربوط رعب سے اسقدر گھبرایا کہ بے اختیار سلام کیا
سب نے جواب سلام دیا بعد بیٹھنے مربوط نے وہ دیا اور ایسا رعب حمزہ صاحبقران سے گھبرایا
کہ کوئی حرف و حکایت زبان پر نہ لایا الغرض جب وہ نامہ پڑھا گیا مضمون سے اُسکے ہر ایک بہادر آگاہ ہوا امیر
نے اہل دربار سے فرمایا کہ مین خود کرتیت کو نامہ لکھکر قصد نامہ روانہ کرنے کا رکھتا تھا لیکن اُسنے خود ہی نامہ
بھیجا ہی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کرتیت بغیر مقابلہ لئے ہوئے نہ جائے گا کسیطرح راست پر نہ آنے گا
کیونکہ حکم نوشیروان سے ہے اور اب نوشیروان نے سایۂ عاطفت ہمارے سر سے اُٹھا لیا ہی مگر
کچھ ہمکو اندیشہ نہین ہے کیونکہ خدا ہمارا حافظ اور معین ہے یہ فرماکر اسی نامہ کے اوپر لکھوایا کہ ہمنے بخوبی پڑھوا کر گوش
گوش لیا اور پشت پر اُس نامہ کے جواب فقط جنگ لکھا اور مربوط کو وہی نامہ دیکر رخصت کیا جب مربوط
چلا گیا اُس وقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے برادر لشکر حریف خیال
رکھنا غافل نہ ہونا خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ جس طرح آپ نے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے
اپنے تئین آراستہ کیا اور جو کچھ منظور تھا اُسکو درست کرکے قریب خیمۂ کرتیت سپر گردان کے پہونچے
کرتیت سپر دان نے واسطے استقبال خواجہ عمرو کے چند سردار بھیجے وہ سردار با اعزاز تمام خواجہ
عمرو کو لے گئے کرتیت نے خواجہ عمرو کو با اعزاز تمام بٹھایا خواجہ عمرو نے جو نامہ بیان سے خود لکھکر
لے گئے تھے اور اسمین مضمون یہ لکھا تھا کہ اے کرتیت دین اسلام قبول کرو اور قوت اور سپاہ پر مغرور
نہ ہو وہی نامہ کرتیت کو دیا کرتیت نے خیال کیا کہ نہین ہے خواجہ عبد المطلب نے مجھسے ڈر کر
پیام صلح بھیجا ہے یہ خیال کرکے کرتیت لفافہ کو چاک کرکے نامہ پڑھنے لگا جب تمام و کمال نامہ پڑھ چکا نہایت
نہایت برہم ہو کر چاہتا تھا کہ نامہ کو چاک کرے خواجہ نے جست کرکے وہ نامہ کرتیت کے ہاتھ سے کھینچ لیا
اور وہان سے چلے کرتیت نے حکم کیا کہ اس شخص کو گرفتار کرو جانے نہ دو چند آدمی جو دربار مین بیٹھے
ہوئے تھے آگے اٹھے اور خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کو دوڑے خواجہ عمرو نے چند حقے نفط کے مارے
اسقدر دھواں ہوا کہ خیمہ مین کرتیت کے تاریکی ہوئی اُسوقت خواجہ عمرو نے زمین پہ لوٹ مارکر خنجر آبدار
سے تیس آدمیون کو ہلاک کیا اور بعد ہلاک کرنے مردمان مذکور کے بعجلت وہان سے چلے جبتک مردمان

لشکر آئین اور خواجہ عمرو کو پکڑیں خواجہ وہاں سے چل دیے۔ ور قریب اپنے لشکر کے آئے کرتیت سپہر گردان
نے متنبہ ہو کر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل نبردی ظاہر ہوئی یہاں جو بارہ ہزار لڑکے اور مقبل وغیرہ تھے
ہوئے ہیں انھوں نے قبل جنگ بجنے کے ایک طبل جنگی درست کر رکھا تھا جب صدائے جنگ کان میں
آئی خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کی خدمت میں بعد دعا و ثنا کے اسطرح عرض کیا اے حمزہ صاحبقران
عالیجاہ رشک سلاطین کج کلاہ فی الحال کرتیت بانی فساد نے طبل بجوایا ہے بعد ازاں سے آمادہ فساد ہو کر
آیا ہے یقین ہے کہ ہنگامہ جدال و قتال کو کل وقت سحر گرم کرے اور قدم حد ادب سے آگے بڑھائے باقی جو مرضی
ہو امیر باتوقیر نے یہی فرمایا کہ اے خواجہ عمرو کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی اور بتائید ربانی
طبل جنگی بجے جو کچھ کہ تب تقدیر نے ہمارے مقدر میں لکھا ہے وہ ضرور پیش آئیگا اگر ہماری قضا آئی ہے تو ضروری
ہونا جاری ہے اور اسکی کرتیت سپہر گردان کی کیا اصل حقیقت ہے جو مجھے قتل کر سکے جب گفتگو حمزہ صاحبقران
تمام ہوئی خواجہ عمرو نے نقارخانہ میں جاکر طبل پر سے غاشیہ اٹھایا اور چوب لگائی ایسی صدا بلند ہوئی کہ
زمین تھرائی سپر فلک کا دل دہل گیا گاو زمین کانپنے لگی ہر چند کرتیت سپہر گردان نے صدائے طبل
نبردی سنی تھی لیکن جواسیس لشکر کرتیت نے بھی کرتیت سپہر گردان سے حال طبل جنگی لشکر حمزہ
صاحبقران میں بجنے کا عرض کیا کرتیت سپہر گردان ہنسکر کہنے لگا صبح کو تیغ کروں گا لڑکوں کو بخوبی
سزا دونگا کرتیت تو شراب پی [illegible] ہر سردار اور افسر قریب سکے بیٹھے میں بیہودہ باتیں کر رہا ہے اور باطمینان تمام
بیٹھا ہوا ہے لیکن اب حال لشکر حمزہ صاحبقران بیان کیا جاتا ہے کہ بعد بجنے طبل جنگ کے بارہ ہزار لڑکے باہم
ایک دوسرے سے یہ کہکر رخصت ہونے لگے کہ کل روز جنگ ہے نہیں معلوم کل کون اجل کا کھا کر جانب عدم جائیگا اور
کون نشانۂ تیر اجل ہوگا عجب نہیں میدان جنگ میں جو دریائے خون جاری ہو دیکھیے کس کس کی کشتی تابوت
سواری ہو دیکھیے کون کون عروس مرگ سے ہم آغوش ہوتا ہے دیکھیں کون معرکۂ جنگ میں سر دے کر
سبکدوش ہوتا ہے دیکھیے کل کس کس کے تن پر گلہائے زخم نیزہ و شمشیر کھلتے ہیں دیکھیں کل کیسے ارمان
دل جفائے چرخ بے مہر سے خاک میں ملتے ہیں کون خلعت شہادت سے سرفراز ہوتا ہے دیکھیے کل کس کو اپنی توت
پر ناز ہوتا ہے دیکھیے کل کون بہادر مثل قطب میدان جنگ میں ثابت قدم رہتا ہے اور کون دل راہ فرار اختیار کر کے
بدنامی سہتا ہے دیکھیں یہ چرخ جنگجو کل کیا رنگ دکھلاتا ہے کس دلاور پر رحم کرتا ہے اور کس جری کا خون بہاتا ہے دیکھیے
کل یہ فلک کس جلیل کو میدان رزم میں ذلیل کرتا ہے اور کس ذلیل کو جنگاہ میں جلیل کرتا ہے دیکھیں یہ چرخ
کل کسکی لاش کو غذائے دہن درندان کرتا ہے دیکھیے کس بہادر کے لاشے کو طعمۂ طائران کرتا ہے دیکھیے
یہ چرخ جفا پسند کل کسکی لاشے کو محتاج کفن رکھتا ہے اور کس جرار کے جسم کو کثرت زخم سے رشک
گلہائے گلشن کرتا ہے دیکھیے یہ فلک کسکو ہنگام جنگ سرخرو کرتا ہے اور کسکو میدان نبرد میں بے آبرو
کرتا ہے دیکھیں کس بہادر کے سر کو حباب دریائے خون بناتا ہے اور کس بہادر کے تن بے سر کو جوئے خون
دلاوریں بانند کشتی کے بہاتا ہے یہ چرخ نہایت ہی دغا پیشہ ہے ہر ایک اہل خرد کو اس سے اندیشہ
سے خون ہے نظم رکھے سالش امید وفا کوئی ہرگز + مدام اہل جہاں سے دغا باز ہے فلک + ہے اشتیاق قیامت تو آ
محو او + دعا کرو کہ بگڑ جائے انتظام فلک + الحاصل جب وہ لڑکے مل چکے اسوقت تیاری آلات حرب میں مصروف
ہوئے کسی لڑکے نے اپنے میچہ کو تنگ سے صاف کیا کسی لڑکے نے اپنی تلوار کو زیادہ آبدار کیا کسی لڑکے نے

تیرون کو درست کرکے ترکش مین رکھا اور کمان کیانی کو واسطے تیر افگنی کے لیس کیا مقبل وفادار نے بھی صدہا
تیرون کے پیکان زہر مین بجھائے اور کمان کیانی کو اچھی طرح سے درست کیا الغرض اسی طرح تمام شب
ہر ایک دلاور اور بہادر نے اپنے اپنے اسلحہ کی درستی مین شب بسر کی نظم صبح کہ قندیل زر آفتاب
شعلہ زد از گنبد نیلی رواق ✦ مہرہ مہر از دل صندوق چرخ ✦ یافت ز انوار ز فلک الطاق ✦ یعنی جس وقت خسرو خاور
نیزہ سر تیز خطوط شعاعی لیکر توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا کرتیت سپر گردان بعزم نبرد سمند پر سوار ہوا اور لشکر
کو اپنے ہمراہ لیا اور میدان جنگ کی جانب چلا آخر میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوا ادہر حمزہ صاحبقران
بعد ادائے نماز سحر اُس لشکر قلیل کو اپنے ہمراہ لیکر میدان مصاف مین آئے امیر بانوقیر نے فرمایا کہ میدان رزم
ہموار کیا جائے بموجب حکم کلندر برداران نے آکر میدان مصاف کو برابر کیا پھر سقے واسطے آبپاشی
کے حاضر ہوئے اُنھون نے میدان رزم مین اسقدر پانی چھڑکا کہ ابر بہار کی آبرو نہ رہی بعد اسکے حمزہ
صاحبقران نے میمنہ اور میسرہ اور قلب جناح ساقہ وکمینگاہ لشکر کا آراستہ کیا بعد صف آرائی کے نقیبان
خوش آگے بڑھے اور اس طرح بہادرون اور دلاورون کے دل بڑھانے لگے کہ اے جوان مردو آج
دن نام کرنے کا ہے لازم ہو کہ میدان جنگ مین قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹے ورنہ سامنے بہادرون
کی ذلت ہوگی یہ دنیا سراے فانی ہے بڑے بڑے پہلوان یکتاے روزگار اور دلاوران میدان کارزار
کو اس دار فنا سے سوے جانب ملک بقا گئے لیکن آج تک بوجہ شجاعت اور دلاوری کے انکا ذکر شجاعت
زبان خلایق پر جاری ہے اگر غور کرکے دیکھو تو وہ لوگ بسبب اپنی بہادری اور ناموری کے آجتک
زندہ ہین دیکھو رستم و اسفندیار سہراب افراسیاب گیو و بیژن وغیرہ دلاوران میدان نبرد ہر چند
کہ دار فانی سے جانب ملک عدم گئے مگر بقول شاعر شعر رستم رہا زمین پر نہ بہرام رہ گیا ✦
مردون کے آسمان کے تلے نام رہ گیا ✦ پس اے بہادرو آج تمکو بھی یہی مناسب ہو کہ میدان جنگ مین
وہ کار نمایان کرو کہ صفحہ عالم پر یادگار رہے بس اتنا حریف کا ہے جہان نام رہے بھاگنا میدان جنگ سے
شیوہ بہادرون کا نہین ہے جب نقیبان خوش تقریر نے بہادرون کے اس طرح دل بڑھائے
ہر ایک بہادر کا زور شجاعت سے یہ ارادہ ہوا کہ گھوڑا اٹھا لشکر حریف مین ڈال دیجئے اور نامی دلاورون کو چن چن کے
قتل کیجیے یکایک طبل زری دونون لشکرون مین بجنے لگے علمدار علم فوج کے آگے بڑھے اُسی وقت کرتیت
سپر گردان پرے سے نکلا اور چلا اشرون سے رخصت ہوا اور گھوڑا بڑھا کر میدان مصاف مین
آیا اور پکارا کہ یا امیر ابوالعلا تم نے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہے بادشاہ وقت سے قصد بغاوت
کا کیا ہے اب میرے سامنے کسی کو بھیجو اور اگر تمکو دعوی بہادری ہے تو تمہین آکر مجھسے مقابلہ کرو
حمزہ صاحبقران نے جب یہ نعرہ کرتیت سپر دان کا سنا مقبل وفادار و خواجہ عمرو وغیرہ سے رخصت
ہو کر فوراً امر کب جولان کیا کرتیت نے جب امیر بانوقیر کو میدان رزم مین آتے ہوئے دیکھا بے اختیار
ہاتھ واسطے سلام کے اٹھایا حمزہ صاحبقران نے علیک السلام کیا بعد اسکے کرتیت سپر دان نے
جب گھوڑا ایرا کے نگاہ بڑھایا حمزہ صاحبقران نے سپر ڈھال اسکی پکڑی دی گلہاے سپر مثل گلہاے
آتشبازی کے شرر افشان ہوئے دونون گھوڑے سے ٹکرا کر علیحدہ ہوئے کرتیت سپر گردان نے
اپنے تیئن سنبھالا گھوڑا اُسکا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اور حمزہ صاحبقران کا رکب مین قدم ہٹا پھر دو کہون نے

دونوں دلاوروں نے رانوں میں داب کے آگے بڑھایا کرتیت نے نیزہ لیکر گھوڑے کو کاوہ دیا اور تاک کر سینہ پر
لیتہ حمزہ صاحبقران کو برابر تمام نیزہ مارا حمزہ صاحبقران نے نیزے کو سنان نیزہ پر روکا اسیطرح تھوڑی
دیر نیزہ بازی ہوتی رہی آخر نیزہ امیر نے کرتیت کے ہاتھ سے نکال لیا اسوقت کرتیت نے غصہ سے تیغہ آبدار میان سے کھینچ کر اور
اپنے گھوڑے کو بڑھا کر دست راست حمزہ صاحبقران آیا اور امیر باتوقیر کو زیر بغل کھاتا کہ ضرب تیغ کاری پڑے اور زرہ چاک
کاٹے غرض کرتیت سپرگردان نے وہ تیغہ جو کئی سو من کا تھا حمزہ صاحبقران کے سر پر لگایا امیر باتوقیر نے سپر کو
سپر کی پناہ لی مگر چونکہ تیغہ گرانبار تھا اور دست و بازو بھی کرتیت سپرگردان کے پرقوت تھے تیغہ سپر پر نہ رک سکا
اور سپر اور خود کو کاٹ کرتا دو ابرو اتر آیا امیر نے دستار پر مارا تیغہ سر امیر سے نکل گیا لیکن اسدرجہ خون سر سے بہہ نکلا
کہ غشی حمزہ صاحبقران پر طاری ہوئی رفقائے حمزہ صاحبقران نے جو یہ حال دیکھا نعرہ کر کے آگے بڑھے اور کرتیت کو گھیر لیا کرتیت
نے چاہا تھا کہ حمزہ صاحبقران کا سر کاٹ لوں لیکن دل میں اسکے ایسی محبت امیر باتوقیر کی پیدا ہوئی کہ کچھ سوچ کر اور حسن
اور سن و سال پر حمزہ صاحبقران کے کرتیت کو رحم آیا اور گھوڑا امیر کی جانب سے پھیر کر طرف فوج کے بڑھایا کرتیت کی
فوج بھی مجبور ہوئی دونوں لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی سب لوگ قتل ہونے لگے کسی دلاور نے کسی جری کو تیغ مارا کسی جوانمرد
نے اپنے حریف کو للکارا کسی نے اپنے دشمن کو زخمی کیا کوئی بہادر ہاتھ سے حریف کے مارا گیا مقبول شاعر شعر عجب
حال تھا اس معرکہ جنگ کا ❊ ہر اک کو تصور جو تھا ننگ کا ❊ ہر ایک بہادر میدان جنگ میں طلبگار نام تھا سوا
لڑنے اور مرنے کے اور کون کام تھا دونوں لشکروں میں تلوار چل رہی تھی تا گاہ حمزہ صاحبقران کو ہوش آیا تو
تحت الحنک سے زخم باندھا اور شمشیر آبدار لیکر پھر مصروف جنگ ہوئے اسی عالم جراحت میں امیر باتوقیر اور زیادہ زخمی ہوئے
آخر کار گھوڑے کی گردن میں ہاتھ ڈال دیئے اور کہا اے مرکب اصیل اب مجکو میدان مصاف سے نکال لے چل کیونکہ
بسبب زخم کاری کے مجھ میں طاقت نہیں ہے قریب ہے کہ مجکو غش آجائے اور کوئی دشمن سر میرا کاٹ لے گھوڑے نے
جو اپنے مالک کو اس حال سے دیکھا فوراً طرارہ بھرا اور دولتیاں مارتا ہوا اور سواروں کو مثل لیث کے زخمی کرتا ہوا ٹھوکریں
لیتا ہوا لشکر سے نکلا اور صحرا کی جانب چلا لیکن دونوں لشکروں میں لڑائی ہوتی رہی جب آفتاب نیزہ دار دن
کے خوف سے جانب مغرب جاکر چھپا اور ظلمت محیط عالم ہوئی دونوں لشکر میدان رزم سے پھرے خواجہ
عبدالمطلب نے لاشیں مسلمانوں کی میدان جنگ سے اٹھوائیں اور غسل کفن دے کے اور
نماز جنازہ پڑھ کے دفن کیا اور جو بہادر مسلمان زخمی تھے انکے علاج کے واسطے جراح مقرر کئے
لیکن حمزہ صاحبقران کے واسطے ہر چند جستجو کی مگر کہیں نہ پایا اسوقت خواجہ عبدالمطلب نہایت
بیتاب و بیقرار ہوئے اور عمرو سے کہنے لگے کہ عمرو جلد اپنے بھائی کو تو تلاش کر اور اسکی خبر لا نہیں معلوم
میرے فرزند پر کیا سانحہ گذرا چونکہ عمرو بھی مفارقت حمزہ صاحبقران سے ازحد بیتاب و اشکبار تھے
آخر ڈھونڈھتے ہوئے چلے جب خواجہ عمرو قریب بونیس کے پہونچے دیکھا کرتیت سپرگردان اپنے خیمے میں بیٹھا
ہوا ہے اور وہاں لشکر کرتیت میں کھول سب بعض اپنے بستر لگا رہے تھے ہزارہا سوار قتل ہوئے پڑے ہیں بہت سے سوار زخمی
ہیں خواجہ عمرو نے ہر جگہ جا جا کر حمزہ صاحبقران کو ڈھونڈھا مگر کسی جگہ امیر باتوقیر کو نہ پایا آخر مجبور ہو کر روتے ہوئے آگے چلے اور ہاتھ
اختیار کی ہوئے جیسا ہا اسے زمین صحرا پر نظر کی خواجہ عمرو نے زمین پر نشان سم مرکب کے دیکھے اور جابجا خون بھی زمین پر
پڑا ہوا دیکھا خواجہ عمرو سم مرکب کے نشان دیکھتے ہوئے چلے خواجہ عمرو تو حمزہ صاحبقران کی جستجو میں صحرا میں
گئے ہیں اور نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے چلے جاتے ہیں لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہے

کہ جب مرکب حمزۂ صاحبقران کو لشکر سے نکالکر صحرا مین لایا ایک جگہ مرکب نے آہستہ اپنو راکب اپنی پشت سے
اُتارا اور حمزۂ صاحبقران کے سینہ کو سونگھا نفس کی آمد و شد پاکر گرد پھرنے لگا اور نزدیک اور گرد و نواح نگہبانی کرنے
لگا اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی ڈھونڈھتے ہوئے اُسی جگہ پہونچا امیر باتوقیر کو زمین پر پڑے دیکھکر کھڑے
ہو سر امیر کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور امیر کا غیر حال دیکھکر رونے لگا اور امیر باتوقیر کی صحت کی خاطر خداوند
کریم سے بگریہ وزاری کرنے لگا چونکہ اُسوقت حمزۂ صاحبقران بیہوش تھے اُسی عالم بیہوشی مین امیر نے ملاحظہ
کیا کہ زمین سے تا آسمان نور سے نظر آتا ہی اور ہزار ملائکہ صفین باندھے ہوئے ذکر خدا کرتے ہوئے چلے آتے
ہین اور درمیان اُنکے ملائکہ کے ایک تخت نور ہی اُسکو ملایک اپنے دوش پر اُٹھائے ہوئے ہین اور اُس تخت
نور پر ایک برگزیدہ پروردگار بیٹھے ہوئے ہین چہرہ اُنکا نورانی ہی لباس لطیف زیب جسم ہی عمامہ سر پر جب
وہ تخت امیر بلند بخت کے قریب آیا اُن بزرگ نے جو اُس تخت پر تشریف رکھتے تھے ملائکہ سے فرمایا تخت اُتارو
ملائکہ نے بموجب ارشاد آنجناب کے تخت اپنے دوش سے اُتارا اُن مقدس نے تخت سے
اُتر کر سر امیر کا دیکھا اور تمام زخم سر پر دست اپنا بصد شفقت پھیرا فی الفور زخم اچھا ہو گیا اُسوقت میں نے
عرض کیا اے برگزیدۂ خداوند و مقبول درگاہ کبریا یہ تو فرمایئے کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہی آپ نے
مجھپر از رہ شفقت فرمائی اُن جناب نے فرمایا اے فرزند میرا نام ابراہیم ہی مجھپر نظر رحمت خداوند کریم ہے مجکو خداوند
عالم نے شرف پیغمبری دیا ہے اے فرزند تو میری نسل سے ہی اب اُٹھ اور اسطرف جا ایک باغ تجکو
نظر آئیگا کہ قدرت کل بند گلشن جہان ہی سرسبز و شاداب ہوگا اُسی جگہ تیری صاحبقرانی کا اسباب رکھا
ہے یعنی ایک تہ خانہ فلان مقام پر ہی اُس تہ خانہ مین جانا وہان مرکب خنگ سیہ قیطاس جو میری سواری
کا مرکب ہی تجھکو ملیگا اور علاوہ مرکب مذکور کے اور جو کچھ تجکو ملیگا وہ سب اشیا باغ مین تو آپ دیکھ لیگا غرض
جو کچھ تجکو تہ خانہ مین ملے وہ سب اسباب لے لینا یہ فرما کر بزرگ تو نظر سے غائب ہو گئے امیر باتوقیر
خواب مذکور عالم بیہوشی مین دیکھکر جب بیدار ہوئے خواجہ عمرو کو اپنی بالین پر پایا اور دیکھا کہ خواجہ عمرو
کے زانو پر میرا سر ہی خواجہ عمرو بے اختیار رو رہے ہین اور خدا سے دعا کر رہے ہین اُسوقت حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا اے برادر ابھی میرے جد امجد جناب ابراہیم علیہ السلام نے مجکو عالم خواب
مین نظر کرم فرمایا اور دست شفقت میرے زخم سر پر پھیرا ہے دیکھو تو کہ ابتک زخم سر کا نشان ہے یا نہین
خواجہ عمرو نے خود کو سر کا کر جو دیکھا تو اثر زخم متعلق نہ پایا خواجہ نے خوش ہو کر کہا اے امیر باتوقیر زخم کا نشان
بھی نہین ہی اُسوقت امیر باتوقیر نے یہ ارشاد کیا اے برادر یقین کامل ہی کہ مجکو خداوند عالم نے اپنی رحمت و
عنایت سے سرفراز کیا سرکشون پر ہر باب مین غالب ہونگا پھر فرمایا اب یہان توقف نہ کرو کیونکہ جو کچھ خدا
مجید نے ارشاد کیا ہی اور بتایا ہی وہ جا کر لے لین یہ فرما کر جس طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جانے
کو فرمایا تھا امیر باتوقیر چلے خواجہ عمرو ہمراہ ہوئے حمزۂ صاحبقران نے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ
ایک باغ نظر آیا جب امیر باتوقیر اُس باغ مین داخل ہوئے دیکھا عجب باغ پُر بہار ہی ہر گل و غنچہ سے قدرت

نظم

باغبان جسکا ہو خدا ہی ... کوئی صحن شجر سے گل نہین ہی ... پریشان طرۂ سنبل نہین ہے
وہ ہے برسون وہان گر آدمی زاد ... سنے فریاد بلبل کی نہ آواز ... گلون سے قدرت حق ہی نمودار
جھکی سجدے کو ہی ہر شاخ پربار

الغرض امیر باتوقیر اس باغ کی سیر اور کیفیت دیکھکر نہایت شگفتہ خاطر

ہوئے جب امیر باتوقیر سیر باغ کر چکے چبارہ دری کہ اُس باغ مین تھی وہان تشریف لائے اور بارہ دری کو ملاحظہ کیا اُسکی
تعریف کرکے اور چند قدم آگے بڑھے دیکھا ایک حجرہ ہے کہ دروازے مین قفل بہت بڑا لگا ہے اور کنجی اس قفل کی
اُسی قفل مین ہے امیر باتوقیر نے جب اُس قفل کو کھولا اور دروازے کو وا کیا اندر دروازے کے قدم رکھا دیکھا اس حجرے مین ایک
صندوق رکھا ہے جسوقت امیر باتوقیر نے وہ صندوق کھولا اسمین سے دو تلوارین نکلین کہ جو ہمدم ذوالفقار تھین اور
انکا نام صمصام اور قمقام تھا امیر باتوقیر نے وہ تلوارین صندوق سے نکال لین بعد اسکے پھر امیر
باتوقیر نے اُسی جگہ زمین مین دروازہ دیکھا جب اسی کھولا تہخانہ نظر آیا زینے اُس تہخانے کی نہایت پاکیزہ اور
خوشنما تھی امیر زینون کو طے کرکے جب تہخانہ مین پہونچے وہان جاکر دیکھا ایک مختصر سی عمارت ہے مگر پر نور ہے جب امیر
اُس عمارت مین تشریف لے گئے دیکھا ایک طرف شترخانہ ہے بہت سے شتر بندھے ہوئے ہین اور ایک جانب فیل خانہ ہے
مگر کوئی نظر نہین ہے صرف فیل و شتر بندھے ہین اور ایک خزانہ لاتعداد و لاانتہا ایک سمت ہے روپیہ اور جواہر ڈھگون
مین بھرا ہوا رکھا ہے اور ایک جانب ایک مرکب بے عدیل و بے نظیر بندھا ہے امیر باتوقیر اُس مرکب کے
قریب گئے اس گھوڑے نے جو بوے اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام پائی فی الفور گردن جھکائی امیر نے
اُس گھوڑے پر بہ شفقت ہاتھ پھیرا وہ مرکب چپکا کھڑا رہا بعد اسکے امیر باتوقیر آگے بڑھے ایک مکان سے
آواز تسبیح خوانی حمزہ صاحبقران کے کان مین آئی امیر باتوقیر اُس مکان مین تشریف لے گئے وہان
دیکھا کہ ایک مرد پیر صندل کی چوکی پر بیٹھا ہے اور ذکر خدا کر رہا ہے جب اُس مرد پیر نے امیر باتوقیر کو دیکھا فوراً اپنی جگہ
پر سے اٹھا اور امیر کو سلام کیا حمزہ صاحبقران نے علیک السلام کہا بعد اسکے اُس مرد پیر نے کہا اے
خلاصہ خاندان ابراہیم خلیل اللہ و اے بندہ مقبول خالق ہر دوسرا یہ خاکسار تمہارا منتظر تھا آؤ اور جو امانت
میرے پاس ہے لیجئو اور مجکو رخصت کرو امیر نے پوچھا آپ کون بزرگوار ہین اپنے نام اور حقیقت سے مجکو اطلاع
دیجئے اُس مرد پیر نے جواب دیا امیر باتوقیر تم میرے نام کو دریافت نہ کرو اور میری حقیقت کو نہ پوچھو یہ ایک راز
خدا ہے تمکو اسکے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہے امیر باتوقیر یہ تقریر اُس مرد پیر کی سنکے چپ ہو رہے اُس
پیر نے اسلحہ تن امیر پر آراستہ کئے دونون تیغ صمصام و قمقام کمر سے امیر کے لگائے پھر گھوڑا کھینچکر تیار کیا اور جو کچھ وہان
مال و اسباب تھا وہ سب اونٹون اور ہاتھیون پر رکھا بعد بار کرنے کے بلا تردد جواہر وغیرہ سے اونٹون کی مہار
پکڑ کر وہ پیر آگے بڑھا امیر باتوقیر اسکے پیچھے پیچھے چلے یکایک امیر باتوقیر نے وہین ایک دروازہ اور دیکھا مگر وہ دروازہ
ایسا بند تھا معلوم ہوتا تھا کہ دروازہ کبھی کھلا ہی نہین غرض اُس مرد پیر نے وہ دروازہ کھولا اور کل مال و اسباب
جو اونٹون پر لدا ہوا تھا امیر باتوقیر کے حوالے کیا اور کہا جائیے اور کفایت سے مقابلہ کیجئے جب امیر باتوقیر
دروازہ مذکور سے نکل کر چند قدم آگے بڑھے دیکھا وہی صحرا ہے جس دشت مین حمزہ گھوڑے پر سے
گرا تھا اور گھوڑے کو بھی وہین کھڑا ہوا پایا باغ کو جو پھر کے دیکھا تو نظر نہ آیا امیر باتوقیر نہایت متحیر ہوئے آخر
حمزہ صاحبقران نے وہ گھوڑا جو کوتوالی سے لیا تھا خواجہ عمرو کے حوالے کیا اور آپ مرکب جنگ
سیہ قیطاس پر سوار ہوئے مرکب نے جو اپنی پشت پر اولاد ابراہیم خلیل اللہ سے امیر باتوقیر کو پایا مثل
معشوق طناز کے ناز سے قدم رکھتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے رکاب مرکب امیر باتوقیر کی تھام لی حمزہ
صاحبقران کل مال و اسباب اونٹون پر سے لئے ہوئے اپنے لشکر جانب چلے اور بعد قطع راہ اپنے
مکان پر آئے سالکان گرد و پیش خانہ کعبہ امیر باتوقیر کو دیکھکر شاد ہوئے خواجہ عبدالمطلب نے

امیر کو سینہ سے لگایا اور بہت پیار کیا اور مقبل وفادار اور سب لوگ لشکر امیر کے حمزہ صاحبقران کو دیکھ کر بہت خوش
ہوئے یہ خبر کرتیت سیر گردان نے سنی نہایت متحیر ہوا اور فوراً برہم ہو کر طبل جنگ بجوایا جسوقت خبر طبل جنگ کی
کی حمزہ صاحبقران کے تئیں پہونچی انہوں نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل رزمی بجے خواجہ عمرو نے طبل جنگی
بجوایا نقارہ رزمی کی صدا بلند ہوئی زمین تھرائی جلاد لاوران میدان مصاف کو آگاہی ہوئی ہر ایک آمادہ پیکار ہوا اور
درستی آلات حرب کرنے لگا چار پہر رات دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوئی اور دونوں طرف بہت ہوشیاری رہی جب
ستارہ سحری آسمان پر چمکا اور گریبان سحر چاک ہوا حمزہ صاحبقران واسطے نماز کے اپنے مکان سے برآمد ہوئے اور خانہ خیمہ
میں نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز حمزہ صاحبقران نے اسلحہ حضرت ابراہیم زیب جسم فرمایا اور مرکب جنگ سیہ قیطاس
پر سوار ہوئے اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بعد کوچ چلے اور میدان کارزار میں جا کر صف آرا ہوئے ادھر سے کرتیت سیر گردان
بھی اپنے لشکر کو لئے ہوئے میدان جنگ میں آیا اور صف آرا ہوا جب دونوں لشکر میدان مصاف میں آچکے اور
میدان رزم خس و خاشاک وغیرہ سے پاک صاف ہو چکا سقے آبپاشی کر چکے گرد و غبار کو بٹھا چکے اسوقت کڑکیت اور
نقیب دلاوروں کو جنگ و جدال پر غالب کرنے لگے جب کڑکیت اور نقیب میدان رزم سے ہٹ گئے
اسوقت کرتیت سیر گردان نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور میدان رزم میں آکر ٹھہرا اور پکارا کہ طفل
عرب وائے کو دیکھ بے ادب جلد میرے سامنے آ کہ تو میرے ہاتھ سے کسی طرح نہ بچے گا امیر یا تو قید و
مقبل وفادار اور خواجہ عبد المطلب وغیرہ سے رخصت ہو کر اپنے لشکر سے نکلے اسوقت لشکر امیر میں باجے
جنگی بجنے لگے علم لشکر کے جلو گری برآئے مرکب باتوقیر طرار سے بھرتا ہوا چلا جسوقت حمزہ صاحبقران
مقابل کرتیت سیر گردان کے پہونچے مرکب کو روکا اسوقت کرتیت سیر گردان نے بعد غیظ و غضب ایسی
گدا دور لگائی کہ دو قدم مرکب جنگ سیہ قیطاس بھی جگہ سے ہٹ گیا اور گھوڑا کرتیت کا سات قدم ہٹ گیا پھر دونوں
بہادر رانوں میں رکابوں کو دبا کر سامنے آئے اور برابر دونوں دلاوروں نے نیزے اٹھائے اور نیزہ سے
باز ہے لگے آخر کار امیر نے تو قیہ نیزہ کو کرتیت سیر گردان کے ہاتھ سے نکال دیا کرتیت سیر گردان کو آتش
غصہ بدرجہ کمال غصہ آیا وہیں تیغ آبدار و آبدار کھینچ لات و منات کا نام لیکر سر پر حمزہ صاحبقران کے
لگایا حمزہ صاحبقران نے بہ فن سپہگری اسکے تیغہ کو خالی دیکر اور مرکب کو بڑھا کر اسکی کمر زنجیر میں ہاتھ
ڈالا ہر چند کرتیت سیر گردان نے اپنے تئیں سنبھالا لیکن حمزہ صاحبقران نے بقوت بازو اسکو پشت زین سے
اٹھا کر سر پر بلند کر کے گردش دی تیغ کرتیت سیر گردان کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا جب وہاں فوج
کرتیت نے اپنے افسر کو اس حال میں دیکھا بے اختیار تلواریں کھینچ کر بڑھے اور جاکر امیر کو گھیر لیا اور تلواریں
لگانے لگے امیر باتوقیر کرتیت سیر گردان کو سپر قرار دیکر مردان لشکر کی تلواریں اسی پر روکنے لگے جب یہ حال
بہادران لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے دیکھا سب نے لشکر حریف پر یکبار حملہ کیا اور تھوڑے
سواروں فوج کرتیت سیر گردان کو حملہ اول میں قتل کیا پھر دونوں لشکروں میں تلواریں چلنے لگیں
لاش پر لاش گرنے لگی میدان مصاف خون بہادروں سے رنگین ہونے لگا دونوں لشکروں میں
تیر چلنے لگے دلاوران میدان جنگ و بہادران عرصہ کارزار نشانہ تیر اجل ہونے
لگے غرضکہ بڑے عرصہ تک دونوں لشکروں میں خوب خوب تلوار چلی اور بڑی نیزہ بازی
ہوتی رہی ہزارہا بہادر اور دلاوران کے ستون میں جدائی ہوئی لیکن کرتیت

سپر گردان ہنگام جنگ مغلوب ہست امیر باتوقیر پر ہوکے اسقدر ترپا کہ توڑا اُسکی کمر کا جو فولاد تھا ٹوٹ گیا اور
ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے چھوٹ کر زمین پر گرا مردمان لشکر کرتیت ایزافزکو لیکر میدان رزم سے جانب صحرا
بھاگے اُسوقت بہادران لشکر حمزہ صاحبقران نے بہت سے سوار قتل کئے اور جا قیام لشکر کرتیت پر
پہنچے کل مال و اسباب لوٹ لیا خواجہ عمرو نے بھی بہت سا روپیہ لوٹا القصہ جب لشکر کرتیت میدان مصاف سے
گیا اور امیر باتوقیر کو فتح حاصل ہوئی اُسوقت حمزہ صاحبقران اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے نقارے شادیانے کے
لشکر اسلام مین بجنے لگے حمزہ صاحبقران اور خواجہ عبدالمطلب نے سجدۂ شکر کے درگاہ جناب باری مین کئے جملہ بہادران
لشکر اسلام فوج حریف پر فتح پانے سے نہایت شاد ہوئے لیکن کرتیت سپر گردان جو میدان رزم سے بھاگ کر گیا ایک
دامن کوہ مین ٹھہرا اور سب سے کہنے لگا کہ اب مین نوشیروان کو جا کر کیا منہ دکھاؤن گا اور جملہ دلاوران دربار کے
سامنے کیونکر جاؤن گا سب بہادر مجھکو دیکھکر اور میرے بھاگنے سے آگاہ ہو کر ہنسینگے اور کہینگے کہ ڈر کے مارے
خوف سے کرتیت بھاگ آیا اور اس طفل کو قتل نہ کر سکا جسوقت کرتیت سپر گردان نے یہ گفتگو کی اسوقت
تلبیس جاسوس کہ جو لشکر کرتیت کے ہمراہ آیا تھا اُسنے عرض کیا کہ اے پہلوان دوران اگر حمزہ شجاع اور
بہادر نہ ہوتا تو پہلوان عادی اور مطاہر عادی کو ہلاک کر سکتا طفلی مین تو حمزہ کی یہ کیفیت ہے دیکھیے جوانی
مین کیا آفت برپا کرتا ہے کس کس بہادر اور جری کو تہ تیغ کرتا ہے اب میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ تو اس درہ
کوہ مین ایک شب قیام فرمائیں اور مین جا کر حمزہ کو بہ عیاری گرفتار کرکے آپکے پاس لیکے آؤن اور آپ
حمزہ کو سلاسل مین گرفتار کرکے روبرو بادشاہ لیجائیے جملہ امراؤن مین سرخرو ہوجئے تو نوشیروان حمزہ کو قتل
کروا دیگا آپکو بہت انعام دیگا کرتیت سپر گردان یہ تقریر تلبیس کی سنکے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اگر تو حمزہ
کو گرفتار کرکے لائیگا تو مین تجکو اس قدر زر و جواہر دونگا کہ تو مالامال ہوجائیگا لیکن اے تلبیس فقط حمزہ ہی کو گرفتار نہ کرنا
عمرو کو بھی ضرور اسیر کر لانا کیونکہ بلاے بے درمان اور آفت روزگار ہے اگر وہ گرفتار نہ ہوگا تو مجکو جان بچانا
اُس سے محال ہوگا تلبیس نے عرض کیا اگر عمرو بھی گرفتار ہو سکیگا تو اُسکو بھی گرفتار کرونگا یہ کہکے
تلبیس نے دو سو شاگردون کو جمع کیا اور اُنسے کہا کہ تم سب جا کر صحرا مین مخفی ہو جب تم میری جبل کی آواز سنت
ی انکو تم میرے پاس آنا سب بموجب حکم تلبیس قریب لشکر حمزہ صاحبقران صحرا مین جا کر پوشیدہ ہوئے کرتیت
سپر گردان نے اپنے لشکر کو حکم دیا اسی دامن کوہ مین خیمہ ہو لشکر موافق حکم کے وہین اترے لیکن تلبیس عیار نے بانے
عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کئے اور جو عیاری سکھ کر آیا تھا وہ سب عیاری کا سامان کرکے بعد تعجیل چلا اور
لشکر امیر مین پہونچا کیفیت مردمان لشکر اسلام کی یہ تھی کہ باہم بہادران اور دلاوران گلے مل رہے تھے فتح جو لشکر حریف پر
پائی تھی خوش ہو رہے تھے خواجہ عمرو چہار جانب لشکر کے پھر رہے تھے ہر ایک کو شاد و مسرور دیکھکر خود بھی خوش تھے
مین ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک شخص کچھ تو تلین شراب کی مع جام و ساغر لئے ہوئے قریب لشکر
اسلام ایک بلندی پر بیٹھا ہوا ہے جب خواجہ عمرو قریب اس کلوار کے پہونچے اُس نے خواجہ عمرو کو جھککر
سلام کیا اور کہا اے خواجہ عمرو آئیے خواجہ عمرو اُسکی دکان پر بیٹھ گئے اور پوچھا تم کہان سے آئے
ہو اُس کلوار نے عرض کیا مین رہنے والا ملک یمن کا ہون جب سے منظر شادیمی نے دین اسلام
قبول کیا ہے اُس زمانے سے وہان کے رہنے والے شراب کم پیتے ہین ہزارہا آدمی پرہیزگار ہو گئے
ہین جب شراب وہان کم بکنے لگی مین نہایت پریشان ہوا چونکہ اُسنے مین نے سنا

کہ لشکر کرتیت سپر گردان کا مدائن سے قریب جانا لکھا ہے یا ہوا واسطے فروخت کرنے شراب کے یمن سے آیا اور لشکر
کرتیت میں میں نے بہت سی شراب فروخت کی اب لشکر کرتیت کا بھاگ گیا ہے میں بھی یمن کو جانے ہی والا تھا
کہ آپ تشریف لائے ہیں آپ کو دیکھ کے شکر کیا اب آپ دو چار جام ارغوانی پیجیے خواجہ عمرو نے بے دغدغہ ایک جام
اُس سے لیکر پیا پھر اُس نے اور ایک جام مئے ارغوانی سے بھر کے دیا خواجہ عمرو نے یہ جام بھی بخوف و خطری پیا غرض اسیطرح
کئی جام خواجہ عمرو نے لیکر پیے بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو کے سر میں درد ہونے لگا جب اسکی دکان
سے آگے فوراً گر کے لڑکھڑا کے گر پڑے اور بیہوش ہوگئے کلوار نے نعرہ کیا منم تلبیس عیار بعد نعرہ کرنے کے خواجہ عمرو
کو اٹھا کر اور پشت دکان پر لیجا کر صدا زفیل کی بلند کی جو عیار قریب لشکر اسلام صحرا میں مختفی تھے زفیل کی صدا
سنکے پاس تلبیس کے آئے تلبیس نے کہا عمرو کو یہاں سے لیجاؤ عیاروں میں سے خواجہ عمرو کے دست و پا حلقہ
کمند سے باندھ کر اور چادر عیاری میں باندھ کر درہ کوہ میں پاس کرتیت سپر گردان کے پہونچے کرتیت حال
گرفتاری خواجہ عمرو سنکے خوش ہوا مگر تلبیس لشکر اسلام ہی میں رہا چونکہ وقت شب کا تھا کسی نے عمرو
کو بیہوش نہیں دیکھا ورنہ عیاروں کو ہشیار دینا تھا دیکھا غرض بعد جانے عیاروں کے بعد جانے عیاروں کے
تلبیس عیار نے ایک گوشہ میں چھپکر قبہ بارگاہ حمزہ صاحبقران کو پیک کر نقب لگانا شروع کیا بعد دو پہر کے
بارگاہ امیر میں پہونچا اور نقب سے نکلکر پروانہ بیہوشی اسقدر پھینکے کہ جو شمع ہائے مومی و کافوری روشن تھیں انپر پروانے
گر کر اور جل اور دھواں بیہوشی کا اڑا جو دو تین خدمتگار حمزہ صاحبقران کی چپی کر رہے تھے وہ بیہوش ہوئے
تلبیس گوشہ بارگاہ سے نکلکر قریب شمعوں کے آیا اور چادر عیاری کو ہلایا تمام شمعیں گل ہوگئیں اور اندھیرا ہو گیا
اسوقت تلبیس عیار پاس حمزہ صاحبقران کے پلنگ کے آیا اور حمزہ صاحبقران کو سوتے
ہوئے پایا اسوقت امیر باتوقر کے قریب بیٹھکر اور کفچہ میں بیہوشی رکھکر قریب امیر باتوقر کی بینی کے لگایا جب
حمزہ صاحبقران نے اوپر کی سانس لی عیار مذکور نے ایسی بیہوشی پھونک دی کہ دماغ میں سمایت کر گئی
امیر باتوقر بیہوش ہوگئے اسوقت تلبیس عیار نے دو حلقوں سے کمند امیر کے ہاتھ اور دو حلقوں سے دونوں
پاؤں اور دو حلقوں گردن اور کمر کو باندھا اور اٹھا کر ساتوں حلقہ لگا کر دلیہ گرہ عیاری کی اور اپنی پشت
پر لگائی اور نقب کے اندر کود کر اور نقب سے نکلکر درہ کوہ میں آیا اور سامنے کرتیت سپر گردان کے
ہشیارہ امیر باتوقر کے رکھدیا کرتیت سپر گردان نے بہت خوش ہوکے آہنگروں کو بلایا اور امیر باتوقر
کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں اور بغلوں میں خار دار لٹھ گلے میں طوق اور شانوں پر جو بیڑ فولاد
کے کمر میں زنجیر وغیرہ پہنادی اور اسی طرح خواجہ عمرو کو بھی سلاسل میں گرفتار کر کے اور اعرابی پر ڈالکر
اسی وقت طرف دربار نوشیروان او جانب مدائن کوچ کیا جب راہ میں آنکھ حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو
کی کھلی اور بیہوشی زائل ہوئی اپنے تئیں اعرابی میں پڑا ہوا پایا اور قید سخت میں گرفتار دیکھا امیر باتوقر نے
تو ایک آہ سرد بھر کے شکر خدا کیا لیکن خواجہ عمرو اپنے تئیں گرفتار طوق و سلاسل دیکھکر باواز بلند رونے لگے
امیر باتوقر نے فرمایا اے برادر صبر کر جو مقدر میں لکھا تھا وہ ہوا اور جو اب تقدیر میں ہوگا دیکھنا جو مصلحت خدا
اب رونے سے کیا فائدہ ہوگا لازم ہے کہ چپکے چلے چلو اور خدا سے اپنی رہائی کے واسطے دعا کرو خواجہ عمرو نے
کہا مجھسے صبر ہو نہیں سکتا اور طوق سلاسل میں گرفتار ہو کے ضبط گریہ ممکن نہیں اے برادر باتوقر آج یا کل
کرتیت سپر گردان حرامزادہ کو ضرور قتل کرونگا چونکہ تلبیس ہمراہ اعرابہ تھا خواجہ عمرو کی گفتگو سنکے کہنے لگا

کہ او ساربان زادہ اسقدر کیون جوش ہوتا ہے کیونکہ تو اسوقت طوق و سلاسل مین گرفتار ہے اتنی تو ہیچ تر گردہ سے
اپنی جان تو بچانا تجکو مشکل ہے اور دشوار ہے تو کرتیت سپر گردان کو کیونکر قتل کریگا خواجہ عمرو نے یہ گفتگو اس
جفاجو کی سنتے ہی بعد غیظ و غضب جواب دیا کہ او تیرہ درون روبہ خصال سگ نہاد برابر شغال نابکار و نا عیار نامرد
ازلی و ابدی تجھے یہ لیاقت حاصل ہوئی کہ تو میرے سامنے منہ کھولے مجھسے بدزبانی کرے بشرط رستگاری کوڑے دون
سے کے تیری پشت نیلگون اور زخمی کردون تجھے اس بدزبانی کی سزا دون تلبیس ناہنجار کو خواجہ عمرو کے اوپر اور
غصہ آیا ادھر خواجہ عمرو نے اسے گالیان دینی شروع کین تلبیس نے ایک چوب چاق جو اسکے ہاتھ مین تھی زور
سے ماری وہ چوب پہنچتے ہی خواجہ عمرو بے اختیار کترائے اور آنکھین اپنی پھیر دین اور ایک آہ سرد کی
حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ عمرو کا چہرہ متغیر ہوگیا منہ ڈھل گیا کانون کی لوین پھر گئین اور دم نکل گیا
جسوقت امیر با توقیر نے یہ حال خواجہ عمرو کا دیکھا ایک نعرہ مارا اور کہا ای یار وفادار خوش کردار بیت
رحمی و مرا خبر نہ کردی ٭ بر کسیم نظر نہ کردی ٭ افسوس ہزار افسوس تم پہلے ہمسے جانب عدم روانہ ہوئے
ہمارا قتل ہونا بھی تمنے نہ دیکھا یہ کہکے امیر با توقیر بے اختیار رونے لگے اور سر کو اپنے زنجیر پر دے دے
پٹکنے لگے پھر سوئے چرخ دیکھکر کہا ہے کہ اے فلک کج رفتار و اے گردون غدار یہ کیا ظلم تونے کیا
اے جو ایک میرا مونس اس قید مین تھا اسکو بھی میرے پاس زندہ نہ رہنے دیا بعد اسکے حمزہ صاحبقران
نے بآواز بلند فرمایا کہ اے قوم شریر و جفاکار اسی میرے یار وفادار کو تمہارے ظلم سے یہ حال ہوا کہ اس عیار
تلبیس نابکار نے چوب سے اسکو ایسا مارا کہ یہ مرگیا یہ فرما کر حمزہ صاحبقران پھر رونے لگا اور حالت بیتابی
و بیقراری مین یہ کہنے لگے کہ اے خواجہ عمرو تم ہمسے یہ کہتے تھے کہ شعر تمہ محبت سے ہم نہ موڑینگے ساتھ
تا حشر بھی نہ چھوڑینگے ٭ واہ برادر کیا خوب تمنے ایفائے وعدہ کیا عالم طفلی ہی مین ہمارا ساتھ چھوڑ دیا
جسوقت کرتیت سپر گردان نے حمزہ صاحبقران کی صدائے نالہ و فریاد سنی بیتاب ہوکر آیا اور
نالہ و بکا امیر با توقیر سے دریافت کرکے تلبیس عیار سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ حرامزادہ یہ تونے کیا
کیا عمرو کو کیون مار ڈالا عمرو نے تیری کیا خطا کی تھی ابھی مین خدمت شاہ مین عرضی اس مضمون
کی روانہ کرچکا ہون کہ حمزہ اور عمرو کو مین گرفتار کیے ہوئے لاتا ہون یقین ہے کہ جلد در دولت پر حاضر
اب اگر فقط امیر کو روبرو شاہ لیجاؤنگا تو شہریار کیا کہیگا علاوہ اسکے مجھکو گمان ہے کہ عمرو کے
صدمہ مین امیر بھی ہلاک ہوجاینگے افسوس تونے برا ظلم کیا اور مجھکو تونے ناخوش کیا کرتیت سپر گردان
تلبیس عیار پر خفا ہوکر امیر سے مخاطب ہوکر یہ کہنے لگا کہ اے امیر اب صبر کیجئے گریہ و زاری موقوف کیجئے دنیا
ایک سرائے فانی ہے ایک دن ہر شخص کو سوئے عدم جانا ہے عمرو کی اتنی ہی زندگی تھی اسی بہانے سے اسکی
قضا آئی تھی عمرو تو ایک پیادہ تھا آپ غور فرمائیں کہ وہ بہادر جو اولوالعزم یکہ روزگار تھے زیر خاک پنہاں ہوگئے

بقول شاعر نظم

اب نہ وہ دولت ہے نہ اقلیم قباد
جسکو تھی گرز کی جنبش سے امان تھا
اس خیابان کا ہر نخل ہے نخل ماتم
صورت کو نظر آئے نہیں جنکی بنا

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
پایہ حشمت سنجر ہے نہ ملک دارا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل کے
کف افسوس ہے پتا جو ہے اس گلشن کا

نہ سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
گرد اڑتی کہین دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس

بس اے امیر آپ گریہ و زاری کرین اور صبر کرین امیر با توقیر نے

کرتیت سپرگردان کے سمجھانے سے کسی قدر نالہ و بکا مین کمی کی کرتیت نے تمام قید جسم عمرو سے دور کی
اور نعش عمرو کو جو دیکھا تو تمام تن کرخت پایا کرتیت اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ عمرو دبلا اور پتلا
تھا مرنے سے ہی سخت ہو گیا غرض بعد دیکھنے نعش کے کرتیت سپرگردان عمرو کو اٹھا کر لیکر چلا امیر
باتوقیر نے فرمایا اے کرتیت مین اپنے برادر کو غسل اور کفن اپنے ہاتھ سے دونگا مجکو بھی اپنے ساتھ لیچل
کرتیت نے کہا شاہ کو قیدی کو رہا کرنا ممکن نہین یہ کہکر عمرو کی نعش کو اسی صحرا مین یہ خیال کرکے ڈالدیا
کہ درندے کھا جاینگے حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کی نعش صحرا مین پڑی ہوئی دیکھ بصد نالہ و بکا یہ کہنے
لگے کہ افسوس ہزار افسوس میرا بھائی مرجائے اور کفن بھی اسکو نصیب نہوا ابھی حمزہ صاحبقران زار بے زار و
زار یہ کہتے ہوئے جاتے تھے اور نعش عمرو کی پھر پھر کے دیکھتے تھے یکایک عمرو نے غلطک ماری جو سوار نعش عمرو
سے قریب تھے یہ خیال کرکے بھاگے کہ اب نہ مردہ عمرو اٹھکر چمٹ جائے حمزہ صاحبقران نے جو یہ
حال دیکھا یا تو رو رہے تھے یا بے اختیار ہنسنے لگے اور سمجھے کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی تھی ناحق مین اس قدر
گریہ کیا اور بیکار مین نے اپنے برادر کو مردہ تصور کیا اب امیر باتوقیر شاد و خرم اراے مین بیٹھے ہوئے آگے
چلے مگر کرتیت سپرگردان نے دل مین خیال کیا کہ عمرو نے غضب کی عیاری کرکے چھوٹ گیا ہے اب جاکر
امیر کی فوج لائیگا اس صحرا مین جنگ ہوگی پس بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی ملک یہان سے قریب ہو جلد وہان
مین اپنے تئین پہونچاؤن اور امیر کو قید کرون اور نوشیروان کو اس مضمون کی ایک عرضی لکھون کہ
اے شہریار امیر کی حفاظت اور نگہبانی کو اور فوج جرار جلد روانہ کیجئے کیونکہ مجکو امیر کے رہا ہو جانے کا خوف ہے
کرتیت سپرگردان جلد چلا اور مردمان لشکر کو بھی حکم دیا کہ جلد تر اس صحرا سے روانہ ہو مردمان لشکر بھی بعجلت
بعجلت راہ صحرا سے طے کرنے لگے کرتیت سپرگردان نے جو راہ مین خیال کیا تو ملک رودبار کو اور ممالک سے
قریب تر پایا اس وجہ سے کرتیت سپرگردان ملک رودبار چلا اب حال خواجہ عمرو کا سنئے کہ یہ جو صحرا سے
اٹھکر بھاگے ایک تکیہ پر پہونچے وہان دیکھا کہ صدہا قبور ہین اور دو فقیر اس تکیہ پر بیٹھے ہین قریب انکے
تھیلک مین آگ ہے کچھ لکڑیان اس تھیلک مین رکھی ہین دہوان ہو رہا ہے اور ایک بہت بڑا دستپناہ کنارے
تھیلک کے رکھا ہے ایک طرف چھوٹے چھوٹے دو چھپر پڑے ہین ان مین پنجرے جانورون کے
لٹکے ہوئے ہین اور وہ دونون فقیر مرگ چھالا بچھائے اور بھبوت سراپا ملے ہوئے لنگوٹے باندھے ہوئے
بیٹھے ہین اور زبان پر ان دونون فقیرون کے یا حق یا مرشد یا داتا ہر چہار طرف ہر وقت جاری
غرض جب خواجہ عمرو وہان پہونچے وہ دونون فقیر خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر پکارے داتا ہر چہار طرف ظہور رب کی
قدرت کا ہے فقیر اسنے کہا بچا کہان سے آتا ہوا خواجہ عمرو نے جواب دیا داتا جہان سے سب آئے ہین
فقیرون نے باہم کہا معلوم ہوتا ہے یہ لڑکا رموز فقیری سے آگاہ ہے غرض فقرا خوش ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے
اور پوچھنے لگے بابا اب کہان جاؤگے خواجہ عمرو نے کہا داتا جہان سب جاینگے فقرا یہ کلام عمرو کا
سنکے باہم کہنے لگے کہ جس بات کے ہم تم طالب ہین اب اسکا امتحان بھی کرین کیونکہ اور لڑکے کو یہ لیاقت
کہان ہے جو اسکو حاصل ہے القصہ یہ باتین باہم کرکے وہ دونون فقیر عمرو کے قریب آئے اور عمرو کو بنظر تیز دیکھا
اور قصد عمرو کے پکڑنے کا کیا اسوقت خواجہ عمرو جست کرکے ایک درخت پر چڑھ گئے وہ دونون فقیر متحیر ہوکر
نیچے درخت کے آئے خواجہ عمرو نے درخت پر سے ایک فقیر کی گردن مین حلقہ کمند ڈالا اس فقیر نے چاہا کہ حلقہ کمند کا

گردن سے نکالکر بھاگون لیکن خواجہ نے ذرا کھینچا حلقہ کمند کا اسکی گردن مین پیوست ہوگیا دوسرے فقیر نے حلقہ
کمند کو تنگ گلے سے کھولنے کا ارادہ کیا عمرو نے درخت پر سے دیکھا اور دیکھا کرتا ہے فقیر دیگر نے عمرو کی طرف
دیکھی عمرو نے فوراً ایک بیضہ بیہوشی مارا اور کہا او بیوقوف مجھکو کیون دیکھتا ہے جلد آنکھیں نیچی کر جس وقت وہ بیضہ
بیہوشی اس فقیر کی ناک پر پڑا اور ٹوٹا بیہوشی دماغ مین سرایت کر گئی تو وہ فقیر بیہوش ہو کر زمین پر گرا جلد سے
خواجہ عمرو نے ذرا حلقہ کمند کو کھینچا وہ فقیر زمین سے کسیقدر اونچا ہوا اور لٹکا رہا خواجہ عمرو شاخ درخت سے
اسی حلقہ کمند باندھکر جلد تر درخت سے اُتر آئے اور دونون فقیرون کو خوب مضبوط اسی درخت سے
باندھا اور حلقہ کمند فقیر کی گردن سے نکال لیا اب تک جو فقیر بیہوش تھا فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا اُس فقیر
کو ہوش آیا اسوقت عمرو نے نعرہ کیا انم خواجہ بن امیہ ضمری فقرا نے کہا خواجہ کیون تمنے ہمارے
تئین باندھا ہے کھولدو ہمکو ہمارے مرشد نے عالم خواب مین بشارت دی تھی کہ خواجہ عمرو تمکو ایکدن
جلد گرفتار کریگا اور فلان راستے سے آئیگا اور عمرو [illegible] ہوکر آئینگے عمرو تمہیں دیکھکر چھوڑیگا پس ہم دونون
تمہارے ہی منتظر تھے اور ہم رہنے والے مقام خیبر کے ہین اور ہم دونون کے نام ابو سعید لشکری و ابو شہاب
خرقہ پوش ہین خواجہ عمرو نے کہا اگر مسلمان ہو اور کلمہ پڑھو تو تمکو کھولدون دونون فقیرون نے کلمہ پڑھا
خواجہ عمرو نے کھولدیا دونون فقیرون نے اطاعت خواجہ قبول کی القصہ جب فقیر لوگ مذکور نے کلمہ پڑھا
اور مطیع خواجہ عمرو ہوئے اسوقت خواجہ عمرو نے کہا اے برادر چلو اور حال حمزہ صاحبقران دریافت
کرین کہ اُنپر کیا گذری ابو شہاب نے کہا اے خواجہ آپ یہان توقف کرین مین جاکر حال امیر با توقیر دریافت
کرتا ہون جب تک مین نہ آؤن اسوقت تک آپ ٹھہرینگا عمرو نے کہا اچھا تمہین جاؤ اور خبر امیر توقیر کی لاؤ
لیکن جلد آنا دیر نہ لگانا ابو شہاب یہ سنکے روانہ ہوا اور عمرو اسی تکیہ پر ابو سعید کے پاس ٹھہرا ابو سعید
نے آب و طعام پیش خواجہ عمرو حاضر کیا اور خواجہ کو کھلایا اور کچھ میوہ اور ثمر درختون سے توڑ کر روبرو
رکھے خواجہ عمرو انتظار [illegible] کی لیکن ابو شہاب جو روانہ ہوا تھا قطع راہ کرکے قریب
ملک رودبار کے پہونچا اور درمیان راہ مین حمزہ صاحبقران کو [illegible] پیدا کیا اسوقت ابو شہاب نے
اپنی شکل تبدیل کی اور مردمان [illegible] مین شامل ہوگیا اور ہمراہ لشکر قریتیت سپر گردان ہوا جب
قریتیت سپر گردان عنقریب ملک رودبار پہونچا اسوقت عامر شاہ رودباری کو اس مضمون کی عرضی
لکھی کہ اے بادشاہ ذیجاہ آپ کو معلوم ہو کہ مین حمزہ بن خواجہ عبد المطلب کو بحکم نوشیروان ذیشان
گرفتار کرکے لایا ہون راہ مین اسکا عیار عمرو عیاری کرکے چھوٹ گیا ہے مجکو یہ اندیشہ ہے کہ وہ کچھ نہ
کچھ فتنہ برپا کریگا لہذا امیدوار ہون کہ برائے چندے اپنے قلعہ مین قیدی مذکور کو مقید رکھیے تا وقتیکہ جو عرضی
مین نے حضور شہنشاہ فلک بارگاہ نوشیروان میں روانہ کی ہے اسکا جواب آئے فقط زیادہ کیا عرض کیا جائے
جب قریتیت عرضی لکھ چکا ایک سوار کو دیکر خدمت عامر شاہ مین روانہ کیا جب وہ ناقہ سوار خدمت
عامر شاہ [illegible] عرضی [illegible] سوار مذکور نے بعد بجا لانے دعا و تہنیت شاہ [illegible] عامر
نے عرضی قریتیت [illegible] مضمون [illegible] قریتیت [illegible]
فوج [illegible] سپر گردان کو مع قید حمزہ صاحبقران [illegible]
سپر گردان نے [illegible] گروہ [illegible]

رکھتا ہے الغرض جب شاہزادہ مذکور کرسی جواہر نگار پر بیٹھا جب ایک ہو کے شاہزادے نے پوچھا آج دربار مین کیا ہنگامہ
ہے کرتیت سپہر گردان نے حال حمزہ صاحبقران کے گرفتار کرنے کا مفصل عرض کیا جسوقت اس
شاہزادے نے حال امیر کی دلیری کا سنا اسوقت جانب امیر باتوقیر جو نظر کی دیکھا ایک مرد کا وجیہ جسکا سینہ فراخ ہے اور
پیشانی بلند ہے اور علاوہ اسکے شعر قیافہ سے ظاہر ہے اپا شود بہ جبین منور سے ظاہر ہے نور بہ لیکن طوق و سلاسل مین گرفتار
سامنے کھڑا ہے بہت سے آدمیون کا اسپر پہرا ہے مگر ذرا بھی اسکو ہراس نہین ہے شاہزادہ امیر کو دیکھتے ہی شیدا ہو گیا
اور کہا اے امیر افسوس ناحق آپ نے شہریاری سے سرکشی کی اگر سرکشی نہ کرتے تو کرتیت سپہر گردان کیون
آپ کو میدان جنگ سے گرفتار کر لاتا حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ اس نامرد نے مجھکو بہ مردی زیر نہین کیا
بلکہ عالم خواب مین اپنے ایک عیار سے بیہوش و مدہوش کرا کے چرا منگایا اور پھر اسی عالم بیہوشی مین مجھکو قید کر لیا
ہوش شاہزادے نے گفتگوے امیر سنکے کرتیت سے پوچھا اے کرتیت امیر جو کہتے ہین یہ سچ ہے کرتیت
نے عرض کیا اے شاہزادہ ذی وقار اصل تو یہ ہے کہ سبب اسکے کہ مجھسے زور و قوت مین سبقت لے گیا تھا اور مجھ
اسنے زیر کیا تھا مین نے ملیس عیار کو بھیجکر اسکو بہ دزدی منگایا اور گرفتار کر کے یہان لایا امیر سچ کہتے ہین
شاہزادے نے حال گرفتاری امیر سنکر کرتیت سپہر گردان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور کہا تو نے بڑی نامردی
کی خلاف مردی و مردانگی کے تو نے یہ حرکت کی بہادران کا یہ شیوہ نہین ہے کہ مکاری اور عیاری سے اپنے
حریف کو گرفتار کرین شاہزادہ مذکور کرتیت سپہر گردان سے یہ کہکر حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہوا
کہنے لگا کہ اے امیر مین تمہاری گرفتاری کا حال سنا اب مین تمکو رہا کرتا ہون اور تم سے کشتی لڑتا ہون
اگر مین زیر ہو جاؤنگا تو دین اسلام قبول کرونگا اور اگر مین آپ کو زیر کرونگا تو اپنا ساقی بناؤنگا حمزہ
صاحبقران نے فرمایا اے شاہزادہ عالیجاہ جو شرط تم نے کی ہے مجکو بھی بخوشی خاطر منظور ہے شاہزادہ سیف
ذوالیدین نے حکم کیا کہ جلد حداد آوے اور امیر کی بیڑیون اور ہتھکڑیون وغیرہ کو کاٹین جسوقت
امیر باتوقیر نے یہ سنا کہ شاہزادے نے حداد کو طلب کیا ہے اسوقت حمزہ صاحبقران مین جوش شجاعت آگیا
اور زنجیر و طوق وغیرہ کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا کرتیت سپہر گردان تو بوجہ ملامت کرنے شاہزادہ
کے سر جھکائے اور آنکھین نیچی کیے بیٹھا رہا لیکن سیف ذوالیدین نے جو دیکھا کہ حمزہ صاحبقران نے
ہتھکڑیان اور بیڑیان وغیرہ توڑ کر پھینکدین یہ زور و قوت امیر کی مشاہدہ کر کے اور زیادہ امیر باتوقیر پر فریفتہ
ہوا کیونکہ بہادر کی قدر بہادر ہی خوب کرتا ہے غرض سیف ذوالیدین اپنی جگہ سے اٹھا اور پاس امیر کے
آیا اور کہنے لگا اے امیر اب آپ ایک دو روز یہان بہ راحت و آرام بسر کرین پھر مجھسے کشتی لڑیے گا امیر
نے فرمایا مین آج ہی کشتی لڑونگا اور تمسے ہر طرح مقابلہ کرونگا آخر بہ ناچاری شاہزادہ سیف ذوالیدین
نے اپنے اسلحہ طلب کر کے زیب جسم کیے پھر حمزہ صاحبقران کے واسطے بھی اسلحہ منگوا کر
دیے امیر نے بھی زرہ پہنی اور خود سر پر رکھا تلوار کمر سے لگائی نیزہ ہاتھ مین لیا جب حمزہ
صاحبقران ہتھیار لگا چکے سیف ذوالیدین امیر باتوقیر کو لیکر ایک میدان وسیع مین آیا اسوقت اسمین ان
مین ہزارہا کرسیان جواہر نگار بچھی تھین اور چار جانب اس میدان کے دنگل بچھ گئے اور فرش
ہو گیا جملہ امرا و وزرا اور پہلوانان عامر شاہ آکر بیٹھ گئے اور کرتیت سپہر گردان بھی آیا اور خود
عامر شاہ بھی ایک تخت پر رونق افزا ہوا اسوقت ایک مرکب شاہزادے نے حمزہ صاحبقران کو دیا اور

ایک اسپ پر خود سوار ہوا جب حمزہ صاحبقران بھی گھوڑے پر سوار ہو چکا اور مقابل سیف ذوالیدین آیا تو
اُسوقت سیف ذوالیدین نے بصد قوت لگاور لگائی لیکن گھوڑا سیف ذوالیدین کا سات قدم پیچھے
ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزہ صاحبقران کا پسپا ہوا سیف ذوالیدین کو غصہ آیا اور گھوڑے کو رانون تین
داب سے کے حمزہ صاحبقران سے کے مقابل آیا اور نیزہ اُٹھا کر سینہ امیر پر مارا امیر نے نیزہ سیف ذوالیدین کو
نیزے پر روکا اور بعد ایک لحظے کے سیف کے ہاتھ سے نیزہ لگا لیا سیف نے بقہر و غضب تلوار کھینچی اور امیر تو قریب کے
سر پر لگائی امیر نے سپر پر تلوار کو روکا بعد تھوڑی دیر کے امیر نے سیف کو جا دی سیف خوش ہوا اور گھوڑی
دوڑا کر قریب حمزہ صاحبقران کے اسکے خیال میں آیا کہ اب حمزہ صاحبقران کو فرود زخمی کرونگا لیکن
جب سیف نے شمشیر لگائی حمزہ صاحبقران نے بفن سپہ گری تلوار کو [illegible] سیف [illegible] دست
پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیا سیف نے کمر امیر میں ہاتھ ڈالا اور اسدرجہ دونون پہلوانون نے زور کیا
کہ آخر دونون گھوڑے زمین پر بیٹھ گئے اُسوقت دونون دلاور کشتی لڑنے لگے اور جوہر اپنے پہلوانی
ظاہر کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے امیر باتوقیر نے ایک پیچ ایسا کیا کہ سیف نیچے آیا اُسوقت حمزہ
صاحبقران نے سیف کے توڑا کمربند فولادی کا پکڑ کر ایسا زور کیا کہ زمین سے اُٹھا کر سر تک بلند کیا اور پھر
زمین پر پٹک کر چھاتی پر سیف کی بیٹھ گئے اور کہا اے سیف ذوالیدین اب کہو کیا کہتے ہو دین اسلام بموجب
شرط واثق کے قبول کرو گے یا نہین سیف ذوالیدین نے کہا آپ مجھکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیجیے امیر نے کلمہ پڑھایا
شاہزادہ سیف ذوالیدین صدق دل سے روبرو کرتیت سپرگردان مسلمان ہوا جسقدر کہ
پہلوان وغیرہ بیٹھے تھے امیر کی قوت اور زور دیکھکر متحیر ہوئے امیر باتوقیر سینہ سیف سے اُٹھے اور کرتیت
سپرگردان کے قریب آکر فرمانے لگے کہ اے کرتیت سپرگردان دین اسلام قبول کرو ورنہ اسوقت مین
تجھکو ہلاک کرونگا کرتیت سپرگردان اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ حمزہ صاحبقران سے
صاحب اقبال ہونے مین کسی طرح شک نہین اور دین اسلام بھی سب دینون کا اچھا ہے یہ خیال کر کے کرتیت
بھی کلمہ پڑھ کے صدق دل سے مسلمان ہوا اور بعضے راوی اسطرح روایت کرتے ہین کہ جب امیر نے
مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہو کر کرتیت سپرگردان سے مقابلہ کیا تھا وہ زیر کیا تھا جبھی
کرتیت مع اپنے لشکریون کے مسلمان ہو گیا تھا لیکن جب [illegible] سوار اور [illegible] عیار [illegible] بھاگ کر [illegible]
پہونچے تھے اور نوشیروان کو کرتیت کے مسلمان ہونے سے آگاہی دی تھی اور نوشیروان
نے بختک سے تدبیر گرفتاری امیر پوچھی تھی بختک نے ضابر نمدپوش اور کرکس ساسانی اور
بلین جاسوس [illegible] کو بہر گرفتاری حمزہ صاحبقران بھیجا تھا اور عیاران مذکور آگئے تھے اور امیر
اور خواجہ عمرو [illegible] باغ میں بیہوش کر کے اور گرفتار کر کے ملک رودبار کی جانب لیچلے تھے اثنائے
راہ مین خواجہ عمرو عیاری مردے کی کر کے رہا ہو گئے تھے اور عیاران مسطور امیر کو ملک رودبار مین لائے
تھے سیف ذوالیدین کے مقابل ہوا سیف ذوالیدین زیر ہو کر مسلمان ہوا جیسا کہ قبل اسکے مفصل لکھا
گیا القصہ [illegible] نے سیف ذوالیدین کے عام رشتہ بوجہ الفت فرزندی سے کے [illegible] ہوا
اور امیر باتوقیر [illegible] وحرمت میدان نبرد سے مع اپنے فرزند کے دارالعمارۂ شاہی مین لے گیا اور [illegible]
کر تحت [illegible] سے جیسے امیر نے فرمایا تخت و تاج تمھارا [illegible] کو مبارک ہو [illegible]

ایک سپاہی ہوں مجکو سلطنت کی خواہش نہیں علاوہ اسکے مجکو بھی جہاد کرنا ہی تخت سلطنت پر بیٹھنا منظور نہیں یہ عامر شاہ
گفتگو سے حمزہ صاحبقران سنکے خوش ہوا اور امیر کو دربار میں ڈنگل زرین اپنے قریب بٹھایا اور بڑے تکلف
سے دعوت امیر باتوقیر کی کی دن بھر بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوش گلو گایا کین جب صبح ہوئی
اور عامر شاہ تخت پر بیٹھا اور حمزہ صاحبقران ڈنگل زر پر آکر بیٹھے اسوقت حمزہ صاحبقران کے حکم سے تمام شہر مین
منادی نے ندا کی کہ جو خاص و عام مسلمان ہوا وہ دین اسلام قبول کرے وہ تو ملک رودبار مین رہے اور جو شخص دین
اسلام نہ قبول کرے وہ اس ملک سے نکل جائے اور کہین سکونت اختیار کرے بمجرد سننے اس حکم کے
جملہ خاص و عام مسلمان ہوئے بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے ملک رودبار مین جسقدر بتکدے تھے کھدوا ڈالے
اور حکم کیا کہ مسجدین بنائی جائین اور مسجدون مین خاص و عام نمازین پڑھین ابو شہاب یہ جملہ حالات دیکھکر اور دریافت
کرکے ملک رودبار سے چلا اور تکیہ پر پہونچکے خواجہ عمرو کو کل احوال سے اطلاع دی خواجہ عمرو
خوش ہوکر تکیہ سے چلے اور حمزہ صاحبقران کے پاس آئے امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو کو برادر
ملکے گلے سے لگایا اور تلبیس عیار آپکے بعد شاگردیان کی کیفیت دیکھکر ملک رودبار سے جانب مدائن
چلے تاکہ نوشیروان کو کل احوال سے اطلاع دین عیار خدمت نوشیروان مین جاتے ہین انکا حال پھر بیان
کیا جائیگا لیکن اب حال امیر باتوقیر کا لکھا جاتا ہے کہ حمزہ صاحبقران نے بعد کئی روز کے
خواجہ عمرو اور زنبیت سپر گردان اور شہزادے سیف ذوالیدین اور عامر شاہ کو مع فوج و لشکر
کے اپنے ہمراہ لیا اور قلعہ وزیر کے حوالے کرکے جانب خانہ کعبہ چلے اور قطع منازل اور طے مراحل کرکے خانہ کعبہ
مین پہونچے یہان خواجہ عبدالمطلب جدائی حمزہ صاحبقران مین نہایت متردد و پریشان تھے جسوقت
حمزہ صاحبقران کعبہ مین پہونچے خواجہ عبدالمطلب حمزہ صاحبقران کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے
اور سینے سے لگا کر پیشانی کا پیار سے بزرگانہ بوسہ لیا جملہ رفقائے امیر باتوقیر بھی امیر سے ملکر خوش ہوئے
حمزہ صاحبقران نے اپنے والد ماجد اور اپنے رفقا کی تمام اپنی سرگذشت ابتدا سے انتہا تک بیان کی خواجہ
عبدالمطلب نے اپنے فرزند سے ملکر سجدہ شکر خدا کیا پھر امیر باتوقیر بہ راحت و آرام رہنے لگے ایک روز امیر
بازار مین برائے سیر ہمراہی رفقا تشریف لے گئے اتفاق سے ایک کمان گر کی دکان کی طرف سے امیر باتوقیر
کا گذر ہوا امیر باتوقیر نے اس کمان گر سے پوچھا تیرے پاس کچھ کمانین ہین اسنے عرض کیا مین حاضر
کرتا ہون یہ کہکر کمانگر نے بہت سی کمانین امیر کے روبرو لاکر رکھدین امیر نے جس کمان کو اٹھا کے
کھینچا وہ کمان ٹوٹ گئی یہانتک کہ کوئی کمان ثابت نہ رہی اسوقت حمزہ صاحبقران نے اس کمان گر
سے فرمایا ان کمانون کی قیمت مجھ سے لے اور اگر کوئی اور کمان تحفہ ہو تو مجکو لاکر دکھلا دے اگر میرے موافق
مرضی کے ہوگی تو مین اسکی قیمت دیکے لے لونگا ورنہ دیکھ کے دیدونگا کمان گر یہ گفتگو حمزہ صاحبقران سنکے
اپنے گھر مین گیا اور ایک کمان لیکر اندر سے آیا اور حمزہ صاحبقران کو دی امیر باتوقیر اس کمان کو دیکھتے ہی از حد خوش
ہوئے کیونکہ اس کمان کے ہر گوشہ پر حضرت داؤد علیہ السلام کا لکھا تھا اور وجہ ہر گوشہ پر نام لکھے ہوئے ہونے
کی یہ تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دست اقدس کی وہ کمان بنائی ہوئی تھی اور یہی کمان طوس
پہلوان ایران شاگرد رستم کے پاس تھی اور حضرت صالح پیغمبر کے مزار سے دستیاب ہوئی تھی غرض
امیر باتوقیر نے نہایت خوش ہوکر اس کی قیمت سو اشرفیان اس کمان گر کو دین کمان گر اسقدر قیمت پاکر

فولادی آہنی سرون پر رکھنے لگے ہتھیار لگانے لگے چاکر ربون کو کہنے لگے بعد تھوڑی دیر کے رسالے سوارون کے اور پلٹنین پیدلون کی مسلح ہوگئین نعمان بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار شان لشکر بڑھا ڈنکے پر چوب لگی کوس سفر فوج بجا قرنا چینکی باجے پلٹنون مین بجے پرچم علمون سے کھلے سوار ان چلنے اور دلاوران زرہ پوش بحکم نعمان برائے گرفتاری حمزہ صاحبقران آگے بڑھے نعمان بعد گرد فرد اسی ہزار فوج سے زیادہ لیکر مدائن سے جانب کعبہ روانہ ہوا راوی لکھتا ہی کہ بعد روانہ ہونے نعمان بن منذر شاہ یمنی کے یہ خبر خواجہ بزرجمہر نے سنی کہ نعمان برائے گرفتاری حمزہ صاحبقران بحکم نوشیروان مع فوج گران روانہ ہوا ہی خواجہ بزرجمہر کو تردد ہوا فوراً خواجہ بزرجمہر نے حال طالع حمزہ صاحبقران کتاب سے دریافت کیا کہ فی الحال حمزہ صاحبقران نعمان بن منذر شاہ پر فتح پاوینگے یا نہین بعد فکر و غور کے یہ ثابت ہوا کہ اگر اندنون امیر نعمان سے مقابلہ کرینگے تو فتح نہ پاوینگے تھوڑے دن امیر پر سختی ہین لیکن اگر سفر کرین اور قلعہ زمجرد مین جا کر مقیم ہون تو بہتر ہی کہ وہ جگہ واسطے آنکے مبارک ہی اور بعد گذرنے ایام سخت کے نعمان سے مقابلہ کرینگے انشاء نعمان پر غالب ہونگے خواجہ بزرجمہر نے کل حال کتاب سے دریافت کرکے ایک نامہ خواجہ عبدالمطلب کو اس مضمون کا لکھا نامہ سے آنکہ بند گلشن وفاق وکدیور حدیقہ اتفاق دوست صادق محب واثق مالک چشمۂ زمزم زمین و حافظ خانہ کعبہ اکرم بندہ برگزیدہ پروردگار مہربان خواجہ عبدالمطلب عالی وقار زاد لطفہ وعنایتہ ۔ بعد سلام کہ شیوۂ صاحبان اسلام ہی واضح ہو کہ ایک پہلوان زبردست یعنی نعمان بن منذر شاہ بعدہ کروفر بجمعیت اسی ہزار سوار و پیادہ کے خانہ کعبہ کی طرف بحکم نوشیروان اس ارادے سے روانہ ہوا ہی کہ دشمنان امیر کو گزند پہونچاوے اور حمزہ صاحبقران کے دشمنون کو گرفتار کرکے مدائن مین لے آوے چونکہ مین نے بپاس خاطر و بہبودی امیر طالع نامہ دیکھا تھا اور کتاب مین بھی دیکھا تھا بعد فکر و غور کے یہ حکم واسطے بہتری کے نکالا ہی اور تمکو یہ احقر العباد آگاہ آگاہ کرتا ہی کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ محبت شمامہ کے حمزہ صاحبقران کو طرف قلعہ زمجرد کے لیجانا ہرگز تاخیر نہ کرنا ورنہ نعمان مذکور سے جنگ دل نشین امیر کو صدمہ سخت پہونچیگا لیکن جب ایک دو لڑائیان نعمان اڑ چلے اگر اس وقت امیر مقابلہ کرین تو فتح پاوینگے فقط زیادہ والسلام بعد لکھنے نامہ مذکور کے خواجہ بزرجمہر نے ابوالخیر لامکانی قزاق کو جو انکی خدمت مین رہتا ہی نامہ مسطور حوالہ کیا اور ارشاد کیا کہ بسرعت جلد اس نامہ کو جناب عبدالمطلب کے پاس لیجا خبردار کہین راہ مین توقف نہ کرنا ابوالخیر نامہ لیکر روانہ ہوا اور سنیے دیگر نعمان بن منذر شاہ سے کعبہ مین بعد عجلت پہونچیگا کیونکہ نعمان منزل بہ منزل ٹھہرتا ہوا جاتا ہی راہ مین اکثر شکار کھیلتا ہی اکثر صحراے سبزہ زار مین دو دو روز واسطے شکار کے توقف کرتا ہے علاوہ اسکے لشکر کے چلنے سے اور قزاق کے چلنے سے فرق بھی ہے غرض ابوالخیر مع الخیر بعد قطع مسافت راہ خدمت خواجہ عبدالمطلب مین دقت سحر پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہی امیر بانوقر دنگل پر بیٹھے ہین اور سرداران نامدار بھی علے قدر مراتب متناسب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین خواجہ عبدالمطلب ایک چوکی پر تشریف رکھتے ہین تسبیح ہاتھ مین ہے ذکر خدا لب پر ہی ابوالخیر نے بعد بجا لانے آداب و تسلیمات کے نامہ خواجہ بزرجمہر کا خواجہ عبدالمطلب کو دیا خواجہ عبدالمطلب نے حرف بحرف پڑھا اور ابوالخیر کو بصد مہربانی اور بندہ پروری کے بٹھایا اور خلعت عنایت فرمایا اور جواب

نامہ یہ لکھا نامہ خواجہ عبد المطلب از عندلیب خوش نوائے گلشن الفت و طوطی خوش الحان بوستان
محبت عیسی چرخ عطوفت ارسطو حکمت بقراط فطرت ندادا شفاقت بعد پیشکش کرنے ہدیہ گلدستہ سلام کے مدعا
نگار ہوں کہ الطاف آپ کا پہونچا مضمون نامہ سے بخوبی آگاہی ہوئی جس طرح آپ نے ازراہ محبت و شفقت
تحریر کیا ہے انشاء اللہ تعالے اسی طرح عمل میں آئیگا کبھی خلاف آپکی مرضی کے یہ خاکسار ذرہ بے مقدار نہ کریگا
زیادہ والسلام یہ نامہ خواجہ عبد المطلب نے تحریر فرماکر اور اپنی مہر کرکے او پیچیدہ اور ملفوف کرکے
ابو الخیر قزاق کو دیا ابو الخیر نامہ لیکر اور تسلیم کرکے جانب ملک مدائن روانہ ہوا اور خواجہ عبد المطلب
نے حمزہ صاحبقران کو تنہائی میں طلب کیا دست شفقت سر پر پھیرا اور پیشانی کا بوسہ لیا اور نامہ جو خواجہ
بزرجمہر نے امیر کو دیا حمزہ صاحبقران نے نامہ بزرجمہر بخوبی تمام پڑھا اور بخدمت والد ماجد کے عرض کیا کہ خواجہ
بزرجمہر ایک مرد دیندار اور برگزیدہ خدا ہیں اور میرے بزرگ ہیں انکا حکم مجھے بجالانا واجب و لازم ہے اور برخلاف
انکے ارشاد کے کوئی کام کرنا عقل سے بعید ہے کیونکہ جناب نے میری بہتری اور بہبودی کے واسطے یہ نامہ آپ کو
لکھا ہے ورنہ انکو کچھ ضرورت نامہ لکھنے کی نہ تھی خواجہ عبد المطلب گفتگو اپنے فرزند نیک کردار کی سنکے بہت
خوش ہوئے اور بندگی سے آزاد ہوکے لیکن خیال کرنے لگے کہ اگر عمرو بن امیہ ضمری کہ نہایت ہی شوخ
و شریر ہے شیطان بھی اس سے بھاگتا ہے اور پناہ مانگتا ہے اس راز سے آگاہ ہوگا تو میرے فرزند کو ضرور کبھی قلعہ
زنجرود کی جانب جانے نہ دیگا اور کہیگا کہ اسپر باوجود اس زور و قوت کے نعمان پہلوان کے خوف
سے بھاگے جاتے ہو کیسے بہادر ہو تمکو لازم نہیں ہے کہ ادنی پہلوان کے ڈر سے قلعہ بند ہو پس
فرزند میرا حمزہ عمرو کی طعن آمیز گفتگو سنکے نعمان سے مقابلہ کریگا اور اپنی جان گنوائیگا غرض خواجہ
عبد المطلب نے تھوڑی سی بیہوشی منگوا کر اور خواجہ عباس اپنے دوسرے فرزند دلبند کو وہ بیہوشی مرحمت
اور فرمایا کہ اے فرزند تم عمرو کو یہ بیہوشی ملا کر کھانا کھلاؤ جب بیہوش ہوجائے تو اسکو ایک مکان میں
بند کرکے قفل لگادو کہ اس میں ایک مصلحت ہے خواجہ عباس اپنے والد ماجد سے وہ بیہوشی لیکر آئے
اور اپنے مکان میں بیہوشی آمیز کھانا تیار کرایا اور خواجہ عمرو کو بلا کر کہا کہ خواجہ آج ہمارے یہاں کھانا کھاؤ
ہماری آرزو بر لاؤ خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ یہ میرے دوست ہیں انسے کسی طرح دشمنی نہیں ہے اور
مفت کھانا کھانے کو ملتا ہے انکار نہ کرنا چاہیے اور بلا توقف بیٹھکر غذائے لطیف کھانا چاہتے ہیں یہ سوچ کر عمرو
نے کہا اچھا کھانا لائیے مجھ کو کھلائیے خواجہ عباس نے خواجہ عمرو کے ہاتھ دھلائے اغذیہ
لطیف انواع و اقسام کی روبرو خواجہ عمرو لائے دسترخوان بچھایا ہر قسم کا کھانا دسترخوان پر
بصد تکلف رکھا عمرو نے خواجہ عباس سے کہا تم بھی کھانا کھاؤ خواجہ عباس نے انکار کیا اور کہا
میرا اسوقت دل کھانا کھانے کو نہیں چاہتا ہے آخر خواجہ عمرو نے خوش ہوکر طعام بخوبی تمام سیر ہوکر کھایا
آب سرد پیا یکایک خواجہ عمرو کے سر میں درد شروع ہوا متحیر ہوکر اٹھے فوراً زمین پر گر کر بیہوش ہوئے
خواجہ عباس نے بموجب ارشاد والد ایک حجرہ میں بند کیا اور قفل دروازہ میں لگا دیا اور اپنے والد کو
عمرو کے بیہوش کرنے سے اطلاع دی خواجہ عبد المطلب نے اس وقت حمزہ صاحبقران سے
فرمایا کہ نور نظر پارہ جگر چلو کہ یہ وقت سعید اور مبارک ہے امیر باتوقیر بموجب ارشاد والا بنیاد والد کے
اسی دم مع سرداران نامدار ذی وقار مرکوب پر سوار ہو بارہ ہزار لڑکے اور مقبل وفادار اور جملہ پیادہ سوار

بعد ازدو فوج جانب قلعہ زنجرود کوچ فرمایا اور شاہانہ بارگاہ اور قیام کا فیل وانگی سے کے ہمراہی کرتیت سپیر گردان روانہ
کیا خواجہ عبد المطلب بھی ہمراہ کرتیت سپیر گردان کے تشریف لے گئے غرض بعد قطع راہ خواجہ
عبد المطلب جب قلعہ زنجرود پہونچے اور مقیم ہوئے اور فریدون شاہ زنجرودی کو خبر پہونچی کہ ایک
لشکر کثیر کہ جس میں بڑے بڑے جرار و بہادر ہیں میرے قلعہ کی طرف آتا ہے پس اُسی وقت اپنے افسران
فوج کو حکم تیاری جنگ کا دیا اور اپنے وزیر خوش تدبیر کو براے دریافت حال روانہ کیا تاکہ معلوم ہو جاے
کہ کون غنیم میرے قلعہ کی طرف آتا ہے جب وزیر مذکور قلعہ سے نکل کر تھوڑی دور آگے بڑھا دیکھا کہ بارگاہیں
اور خیام برپا ہیں فوج اُتری ہے خواجہ عبد المطلب بارگاہ میں تشریف رکھتے ہیں جب خواجہ عبد المطلب
کو خبر ہوئی کہ وزیر فریدون شاہ آیا ہے خواجہ عبد المطلب نے کرتیت سپیر گردان کو واسطے استقبال
کے بھیجا کرتیت سپیر گردان مع تھوڑے سواروں کے چند قدم آگے بڑھا اور وزیر کا استقبال
کر کے بعد عزت و حرمت خدمت خواجہ عبد المطلب میں لے آیا وزیر نے خواجہ عبد المطلب کو بصد
ادب سلام کیا خواجہ عبد المطلب نے وزیر کو اپنے قریب بصد لطف بٹھایا ناگاہ حمزہ صاحبقران بھی
مع جملہ سرداران نامدار وغیرہ تشریف لائے لشکر کو خیام میں فروکش ہونے کا حکم دیا اور آپ مع سیف
ذو الیدین و عامر شاہ رودباری بارگاہ میں تشریف لائے اور روبرو اپنے والد ماجد کے بیٹھے
بعد بیٹھنے حمزہ صاحبقران کے وزیر نے خواجہ عبد المطلب سے بعد آداب استفسار کیا کہ آپ یہاں
کس واسطے تشریف لائے ہیں ہمارے بادشاہ عالی جاہ نے مجھ کو واسطے دریافت حال کے یہاں بھیجا ہے
خواجہ عبد المطلب نے فرمایا کہ اے وزیر خوش تدبیر آگاہ ہو کہ ہمارے ایک مہربان ہیں کہ اُنکا نام خواجہ بزرجمہر ہے
اُنھوں نے مجھ کو بذریعہ نامہ اطلاع دی تھی کہ نعمان بن منذر شاہ تمہارے فرزند کے گرفتار کرنے
کے واسطے آتا ہے چونکہ زمین قلعہ زنجرود تمہارے قیام کے واسطے فی الحال مبارک ہے لہذا مناسب ہے کہ
تم اپنے فرزند کو لیکر زمین قلعہ زنجرود پر جا کر قیام کرو پس میں اس فرزند کو لیکر بموجب تاکید مہربان
مذکور کے یہاں آیا ہوں مجھ کو تمہارے شاہ سے لڑنا منظور نہیں ہے وزیر فریدون شاہ نے حمزہ
صاحبقران کی وہ شان شوکت کہ اپنے بادشاہ کے رعب اور دبدبہ اور سطوت و صولت کی کچھ حقیقت
آگے اسکے نہ تھی القصہ وزیر فریدون شاہ خواجہ عبد المطلب سے رخصت ہوا اور
قطع راہ کر کے اپنے بادشاہ کی خدمت میں آیا اور کل حال بیان اور تعریف امیر کی بدرجہ کمال
کی فریدون شاہ زنجرودی نے جو تعریف حمزہ صاحبقران کی اپنے وزیر سے سنی حمزہ صاحبقران
کے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوا اور اُسی وقت وزیر سے کہا کہ جلد جا کر خواجہ عبد المطلب اور
اُنکے فرزند کو ہمارے پاس بہ عزت و توقیر لے آ اگر خواجہ عبد المطلب یہاں تشریف لانے
میں کچھ تامل کریں تو کہنا کہ بادشاہ ہمارا آپ صاحبوں کی ملاقات کا نہایت مشتاق ہے آپ اندر قلعہ کے
تشریف لے چلئے کسی طرح کا تردد نہ کیجئے وزیر بحکم فریدون شاہ زنجرودی فوراً قلعہ سے روانہ ہوا جب
خبر وزیر کے آنے کی خواجہ عبد المطلب اور حمزہ صاحبقران نے سنی چند سردار واسطے استقبال کے
روانہ کئے جب وزیر مذکور خدمت خواجہ عبد المطلب میں حاضر ہوا بعد بجا لانے شرائط آداب
و تسلیم کے پیام فریدون شاہ زنجرودی کا پہونچایا خواجہ عبد المطلب مع حمزہ صاحبقران اور

چند سرداران قلاور ہمراہ اُس وزیر کے مرکبون پر سوار ہوکر بصد شان و شوکت سب چلے جس وقت اندر قلعہ
کے تشریف لائے ملاحظہ کیا قلعہ نہایت وسیع ہے اور نہایت مضبوط و مستحکم ہے اندر قلعہ کے رعایا آباد ہے کامین
مثل عروس شب اول کے مزین ہین اشیائے نفیس و نادر دکانون پر ہین دکاندار دکانون پر بیٹھے ہین خریدار
ہجوم کئے ہین عورتین اور مرد حسین اور خلیق صد ہا عورتین سر راہ کمرون کے دروازون پر پردے
اور چلمنین ڈالکر ہماری سواری کے دیکھنے کے واسطے بیٹھی ہین اور ہزارہا مردمان قلعہ بھی واسطے دیکھنے ہماری
سواری کے فراہم ہین خواجہ عبد المطلب اور حمزۂ صاحبقران کیفیت دیکھتے ہوئے دار العلم رۂ شاہی
مین آئے وہان دیکھا جملہ امرا اور رؤسا و وزیر و مشیر حاضر ہین اور کئی ہزار افسران فوج اور پہلوانان
زبردست و قوی ہیکل سے علے قدر مراتب و مناسب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین اور
تخت طلائی منقش جواہر نگار مرصع کار پر فریدون شاہ زمرودی بیٹھا ہے جس وقت خواجہ
عبد المطلب دربار فریدون شاہ مین مع حمزۂ صاحبقران اور سرداران کے داخل ہوئے بحکم فریدون
شاہ جملہ امیر و وزیر اور پہلوانان نے نظر واسطے تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوئے فریدون شاہ بھی کرسی زر
اپنے تخت سے پر تعظیم اُٹھا بعد اسکے بحکم فریدون شاہ ایک کرسی جواہر نگار فوراً قریب تخت بچھائی
گئی فریدون شاہ نے اول خواجہ عبد المطلب کو دنگل بیٹھنے کو فرمایا پھر اپنے قریب کرسی پر
امیر بادتوقیر کو بیٹھنے کو فرمایا اور سرداران حمزۂ صاحبقران کو بھی موافق انکی لیاقت کے دنگلون
پر بیٹھنے کو فرمایا جب خواجہ عبد المطلب اور حمزۂ صاحبقران بیٹھ چکے اُس وقت جملہ حاضرین دربار
اپنی اپنی کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے بعد بیٹھنے خواجہ عبد المطلب اور حمزۂ صاحبقران سے فریدون
شاہ زمرودی نے بعد مزاج پرسی کے احوال پوچھا خواجہ عبد المطلب نے سارا حال نوشیروان
کی خفگی کا بوجہ قتل کرنے طاہر عادی اور مطاہر عادی کے اور بھیجنا کرشت سپرگردان
کا اور بعد اسکے روانہ کرنا نعمان بن منذر شاہ یمنی کا اور حال خواجہ بزرجمہر کے نامہ کا
مفصل بیان کیا فریدون شاہ زمرودی نے کل حال و ابتدا سے انتہا تک سنکے حمزۂ صاحبقران
کے چہرۂ انور پر نظر کی کہ اسی لڑکے نے یہ جرأت اور بہادری کی ہے فریدون شاہ نے جو بغور رخ حمزہ
دیکھا ایسا رعب صاحبقرانی اسپر چھایا کہ کانپنے لگا اور فوراً اپنی شمشیر آبدار حمزۂ صاحبقران کو
بصد خوشی دی اور خواجہ عبد المطلب سے مخاطب ہوکر کہا کہ مینے آپ کے پسر کو اپنا فرزند کیا
راوی بیان کرتا ہے کہ اُس ملک اور مقام کا یہ قاعدہ ہے کہ جو شہزادہ ولیعہد ہوتا ہے وہ تلوار اپنے باپ سے
پاکر سر پر اپنے پس پشت تخت کھڑا ہوتا ہے اور تلوار کھینچ لیتا ہے چنانچہ رواج قدیمہ کے موافق فریدون
شاہ نے بھی کھینچکر حمزۂ صاحبقران کو دی ہے اور بعد ولیعہدی مقرر کیا ہے جس وقت یہ حال خواجہ
عبد المطلب نے دیکھا حمزۂ صاحبقران سے فرمایا کہ اے فرزند فریدون شاہ نے اپنا
ولیعہد کیا ہے تمکو لازم کہ بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی نہ کرنا امیر نے عرض کیا انشاء اللہ جس طرح آپنے
فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا یہ کہکر حمزۂ صاحبقران وہی تلوار کھینچکر پس پشت تخت فریدون شاہ کھڑے
ہوئے دربار مین شور مبارکبادی بلند ہوا اور ہر ایک امیر و وزیر وغیرہ نے ولیعہد ہونے کی حمزۂ صاحبقران
کو نذر دی بعد ولیعہد ہونے حمزۂ صاحبقران کے خواجہ عبد المطلب فریدون شاہ سے رخصت ہوئے

فریدون شاہ نے بمجبوری خواجہ عبدالمطلب کو بصد اصرار رخصت کیا لیکن جب خواجہ عبدالمطلب اپنی
بارگاہ مین آکر فروکش ہوئے فریدون شاہ نے اسوقت سامان دعوت ضیافت بھیجا وزیر خوش تدبیر
خدمت خواجہ عبدالمطلب مین مع سامان دعوت حاضر ہوا خواجہ عبدالمطلب کی تو فریدون شاہ نے
دعوت کی ہے اور خواجہ عبدالمطلب اپنی بارگاہ مین اور حمزہ صاحبقران قلعہ زمجرد مین ہین لیکن اب
حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ جب خواجہ عمرو کی بیہوشی دفع ہوئی اور آنکھ کھلی اور ہوش آیا دیکھ
کہ مین ایک کوٹھری مین پڑا ہون یہ حال دیکھ کے خواجہ عمرو گھبرا کر اٹھے اور قریب در حجرہ آئے دیکھا در
حجرہ مقفل ہے اسوقت خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ خواجہ عباس نے طعام دعوت کھلا کر مجھے عداوت
کی مجھکو کوٹھری مین بند کر دیا دروازہ مین قفل لگا دیا مجھکو یہ امید خواجہ عباس کی ذات سے نہ تھی نہین معلوم
اس مین کیا مصلحت تھی خیر اب کسی طرح سے اس کوٹھری سے نکلنا چاہئے یہ خیال کر کے خواجہ عمرو نے
چول دروازہ کی اٹھا کر دروازہ کو علیحدہ کر کے کوٹھری سے باہر نکلے اور مکان امیر بالا توقر پر آئے لیکن حمزہ
صاحبقران اور خواجہ عبدالمطلب اور لشکر کو نہ دیکھا اسوقت خواجہ عمرو نہایت متفکر و متردد ہوئے جب
ساکنان کعبہ سے حال حمزہ صاحبقران کا پوچھا معلوم کہ سب جانب قلعہ زمجرد گئے ہین خواجہ عمرو یہ حال
سنتے فی الفور جانب قلعہ زمجرد کہ بستی تمام روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ خدمت خواجہ عبدالمطلب مین پہونچے
اور حمزہ صاحبقران کو نہ دیکھکر خواجہ عبدالمطلب سے پوچھنے لگے کہ امیر بالا توقر کہان ہین خواجہ عبدالمطلب
نے فرمایا حمزہ قلعہ زمجرد مین ہین خواجہ یہ سنتے فوراً قلعہ زمجرد مین آئے لیکن ابکے دارالعمارہ شاہی مین
پہونچکر جو دیکھا تو عجب کیفیت دیکھی کہ جملہ امرا اور پہلوان وغیرہ تو کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہوئے ہین اور حمزہ
صاحبقران بادشاہ کے عقب سر پر تلوار کھینچے ہوئے کھڑے ہین بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے خواجہ
عمرو بہ چالاکی و چستی حمزہ صاحبقران کے پاس پہونچے اور آہستہ کہنے لگے کہ ای امیر بالا توقر افسوس ہے ہزار افسوس
ہیبت عرب بھی تم نے کھوئی ایمان مین بھی ضعف آگیا جرأت دلاوری ساری تمہاری تشریف لے گئی حیا و
غیرت و شرم بھی جاتی رہی دفعتہ یہ کیا ہوگیا حمزہ صاحبقران نے گھبرا کر پوچھا ای برادر کچھ کہو تو مین نے کیا کیا
خواجہ عمرو نے کہا ای امیر بالا توقر آپ نے اطاعت اور فرمانبرداری ایک کافر کی اختیار کرلی آپ کو ذرا غیرت
معلوم نہین ہوتی دربار مین امرا و رکاب وغیرہ تو کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین اور آپ کھڑے ہین اور ایک
کافر کی نگہبانی اور حفاظت کر رہے ہین آپ تخم خواجہ عبدالمطلب سے ہین اور اولاد حضرت ابراہیم
علیہ السلام سے ہین آپ کو کس طرح لازم و مناسب نہین ہے کہ اطاعت اس کافر کی کیجئے علاوہ اسکے عامر
شاہ اور سیف ذوالیزن اور کریت وغیرہ ایسے نامی بادشاہ وغیرہ تھے آپ کے مطیع ہون اور
آپ ایک کافر کی اطاعت کرین یہ خلاف عقل ہے حمزہ صاحبقران نے بہ مقتضائے سن طفولیت
فرمایا کہ اے خواجہ نہین بنا کر ایک مین کیا کرون خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران نیام اپنی تلوار
کا مجھکو دیدو اور تلوار تم اپنی کمر سے کھولو اور میرے ساتھ اس دربار سے نکل کے چلو حمزہ صاحبقران
نے بموجب کہنے خواجہ عمرو کے نیام تلوار کا تو خواجہ کو دیدیا اور وہ تلوار اپنی کمر مین رکھی اور اسی طرح ہمراہ
خواجہ عمرو کے دربار سے باہر آئے کہ فریدون شاہ اور سرداران وغیرہ نے حمزہ صاحبقران
کو باہر جاتے مطلق نہین دیکھا حمزہ صاحبقران دربار فریدون شاہ سے باہر آئے چونکہ مرکب خنگ سیہ قیطاس پر

سوار ہوکے دربار فریدون شاہ مین آئے تھے اور مرکب دیو زاد دارالعمارۂ شاہی پر موجود تھا حمزۂ صاحبقران
اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ ڈالا جب امیر باتوقیر دارالعمارۂ شاہی سے چلے راہ مین
امیر نے فرمایا کہ اگر والد مجھسے پوچھین کہ تم دربار فریدون شاہ زنجرودی سے کیون چلے آئے تو مین کیا
کہونگا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر یہ کون سی مشکل بات ہے یہ کہدیجئے گا کہ بادشاہ نے خوش ہو کر تلوار مجھکو دیدی
اور کہا جاؤ ہم نے تمہاری نوکری معاف کی اسوجہ سے مین چلا آیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اول تو مین جھوٹھ
نہ بولونگا اور بالفرض اگر موافق تمہارے کہنے کے مین والد سے کہا اور انھون نے تحقیق کیا تو کیا ہوگا مین
دروغ گو تصور کیا جاؤنگا خواجہ عمرو نے کہا جب تحقیق ہوگا اُسوقت مین جواب معقول دیدونگا آپ کیون
تردد فرماتے ہین پہلے ہی آپ تو پیش از مرگ واویلا کرتے ہین جب آپ کے والد پوچھینگے اُسوقت دیکھا
جائیگا کوئی جواب باصواب دیدیا جائیگا حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا خواجہ عمرو جو کہتے ہین ٹھیک ہے
کوئی جواب معقول والد کو دینگے جب حمزۂ صاحبقران راہ طے کرکے در قلعہ پر آئے اور قلعہ سے بھی باہر نکلے
آگے چلے چونکہ وہ صحرا تھا ایک ہرن خواجہ عمرو کو نظر آیا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر اگر اسوقت آپ اس
ہرن کا شکار کیجئے تو مین جانونگا کہ آپ نشان پر بھی مجتاب ہونگے امیر نے جھٹکے ہرن کو تیر مارا تیر ہرن کے
پیٹھے پر پڑا لیکن ہرن زمین پر نہ گرا اور صحرا کی طرف بھاگا امیر باتوقیر نے اس ہرن کو تعاقب مین
گھوڑا ڈالا وہ ہرن دور تک بھاگتا ہوا چلا گیا آخر ایک جگہ صحرا مین بوجہ زخمی ہونے کے گرا خواجہ عمرو
نے دوڑکر اس ہرن کو ذبح کیا یکایک حمزہ نے دیکھا کہ اُسی صحرا مین دو لشکر صف آرا ہین عنقریب باہم
لشکرون مین لڑائی ہوا چاہتی ہے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا اے برادر ہرن کی کباب
لگانے سے تدبیر نہ کرو جاؤ دیکھو کہ یہ دونون لشکرون کے کون کون افسر ہین اور لڑائی کیون ہوا چاہتی ہے
خواجہ عمرو فورا روانہ ہوئے اور بعد دریافت حال جلد تر حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین آئے اور کہنے لگے کہ
مین جاکر دریافت کیا تھا ایک جانب قارن بخت مغربی اور مثقال شاہ مغربی اور ملک سلطان
شاہ مغربی کہ جملہ بادشاہان حوالی ملک مغرب ہین انکا لشکر ہے اور ایک طرف ملکہ ہماے طاقی دختر
فریدون شاہ زنجرودی کا لشکر ہے قارن بخت وغیرہ ملکہ مذکور پر عاشق ہوکر فریدون شاہ
سے لڑنے کو چلے تھے ابھی قلعہ زنجرود تک نہ پہونچے تھے کہ ملکہ مسطور کو جو اس صحراے سبزہ زار
مین واسطے شکار کھیلنے کے آئی ہے بادشاہان مذکور نے گھیرا ہے اور اب مقابلہ ہوا ہی چاہتا ہے حمزۂ صاحبقران
نے یہ حال سنکے فرمایا کہ مجھکو فریدون شاہ نے بیٹا کیا ہے اور اس وقت اُسی کی دختر کو ان
بادشاہون نے گھیرا ہے اور قصد اُسکی آبرو لینے کا رکھتے ہین پس مجھکو لازم ہے کہ مین دختر فریدون شاہ
کی مدد کے واسطے جاؤن اور ان بادشاہون کی شر سے اُسکو بچاؤن یہ فرماکر مرکب کو جولان کیا
خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے ہرن کو اُسی صحرا مین جو ذبح کرکے زمین پر ڈالدیا تھا وہین اُسکو چھوڑدیا
جب امیر باتوقیر میدان کارزار مین پہونچے اُسی وقت قارن بخت اپنے لشکر سے نکلا اور جانب لشکر
ملکہ ہماے طاقی چلا حمزۂ صاحبقران نے قارن بخت کو دیکھکر نعرۂ شیرانہ کیا کہ قارن گھبرا گیا
حواس منتشر ہوگئے دست و پا مین رعشہ ہوا آخر گھوڑے کو روک کے پوچھنے لگا کہ اے جوان تو کون ہے
اور نام تیرا کیا ہے کیون بہادرون سے آمادہ جنگ ہوتا ہے اگر اپنی جان عزیز ہے تو میدان جنگ سے چلا جا

ورنہ اس طرح قتل کیا جائیگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ کرینگے حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ او بد کردار
بلاوروں کے نام دریافت کرنے سے تجکو کیا فائدہ اب بیہودہ نہ بک مجھ سے مقابلہ کر لیکن حمزہ صاحبقران نے
اس مقابلہ کیا قارن نے بقہر و غضب امیر کے سینہ بے کینہ کو تاک کر نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو نیزہ پر روکا
بعد چند لحظہ باہم رد و بدل ہونے کے حمزہ صاحبقران نے نیزہ قارن کے ہاتھ سے نکال لیا قارن نے غضب ہو کر
بغیظ و غضب تیغہ کھینچکر سر حمزہ صاحبقران پر مارا امیر باتوقیر نے دھال تیغ آبدار کی بجائے قارن کے
بند و بست پہ ہاتھ ڈالا اور جھٹکا دیکر تیغہ چھین لیا اور توڑ دے یعنی کمربند فولادی کے ہاتھ ڈالکر قارن کو پشت
زین سے اٹھا لیا سلطان بخت و مشقال شاہ یہ حال دیکھکے مع لشکر آگے بڑھے اور قصد کیا کہ قارن کو چھڑا
کر کے حمزہ صاحبقران کو قتل کریں اسوقت حمزہ صاحبقران نے قارن کو خواجہ عمرو کے حوالہ کیا اور بعد جنگ
عظیم کے سلطان بخت اور مشقال شاہ کو بھی مثل قارن پشت زین سے اٹھا لیا اور ان سے کہا کہ اگر تم
مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کرو تو بہتر ہے ورنہ ابھی قتل ہو گے سلطان بخت اور مشقال شاہ
کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوئے اسی طرح قارن نے بھی دین اسلام قبول کیا بعد مسلمان ہونے
کے تینوں بادشاہوں نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ہم ملکہ ہمای طاقی کے عاشق ہیں امیر نے
فرمایا میں ملکہ کو مطیع کر کے تم میں سے ایک شخص سے ملکہ کا نکاح کر دونگا بشرطیکہ ملکہ بھی قبول کرے قارن
نے عرض کیا کہ بہ نسبت سلطان بخت و مشقال شاہ کے اس ملکہ پر میں شیفتہ اور فریفتہ زیادہ
ہوں امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا اگر ملکہ ہمای طاقی منظور کریگی تو تمہارے ہی ساتھ ملکہ کا عقد کر دیا جائیگا
غرض بعد مسلمان ہونے شاہان مذکور کے حمزہ صاحبقران جانب ملکہ ہمای طاقی تشریف لائے ملکہ امیر
باتوقیر کو دیکھکر عاشق ہو گئی اور بے اختیار یہ شعر پڑھنے لگی شعر آب مرض کا سبب ہو گیا نہ طبیبوں سے علاج
عشق کرتے ہیں جسے وہ مجھے آزار ہوا + جب حمزہ صاحبقران قریب ملکہ تشریف لائے فرمایا کہ اے ملکہ اب تجکو
مناسب ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور بت پرستی سے بیزار ہو اور قارن و سلطان بخت و مشقال شاہ
کہ یہ تینوں تمہارے عاشق ان میں سے ایک بادشاہ کے ساتھ اپنا عقد کرو تو ملکہ نے اپنی دایہ سے کچھ کہا دایہ
نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ ملکہ کہتی ہیں کہ جو مجھ پر فن سپہ گری میں غالب ہوگا میں اس شخص کو قبول کرونگی
اور مسلمان ہونگی امیر باتوقیر تینوں سے فن سپہ گری میں بہ نیزہ و شمشیر آبدار مقابلہ کرونگی حمزہ صاحبقران
نے ہنسکر کہا بہتر ہے ہنر سپہ گری دکھاؤ میں تجھ سے مقابلہ کریں یہ گفتگو امیر خوشخو کی سنکر ملکہ ہمای طاقی نے گھوڑا اپنا
آگے بڑھایا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ ملکہ طاقی لباس مردانہ زیب تن نازک کرکے اور نقاب چہرہ روشن پر
ڈالکر گھوڑے پر سوار ہو کے مع تھوڑی فوج اور چند عورتوں کے صحرا میں شکار کھیلنے آئی تھی غرض جب ملکہ
نے گھوڑا اپنا بڑھایا حمزہ صاحبقران نے بھی ہنسکر مقابلہ کیا ملکہ نے تلوار لگائی حمزہ صاحبقران کے دل میں آیا
کہ عورت کی تلوار سپر پہ روکنا خلاف مردانگی ہے یہ خیال کر کے امیر باتوقیر نے تلوار کی بار سہی کرا اور ملکہ
کمربند میں ہاتھ ڈالکر زین فرس سے اٹھا لیا اور پھر آہستہ گھوڑے پر بٹھا دیا ملکہ ہمای طاقی مغلوب ہو کر مسلمان ہوئی
اور اب ہزار جان سے امیر کی صورت اور صولت اور قوت پر عاشق ہوئی جسوقت قارن اور سلطان بخت
اور مشقال شاہ اور ملکہ طاقی نے دین اسلام قبول کیا اسوقت مردان لشکر نے بھی دین اسلام قبول کیا
اور کلمہ پڑھکر سب کے سب مسلمان ہوئے الحاصل حمزہ صاحبقران شاہان مذکور اور ملکہ مسطور کو مع لشکر

گیتی فیروز اس صحرا ئے سبزہ زار سے جانب قلعہ زنجرود چلے لیکن اب حال فریدون شاہ زنجرودی کا لکھا جاتا ہے کہ جب
فریدون شاہ نے حمزہ صاحبقران کو اپنے پس پشت نہ دیکھا گھبرا کر امرا و وزراء سے پوچھنے لگا کہ وہ لڑکا جسکو
مین نے ولیعہد کیا تھا اور تلوار کھینچے میرے عقب سر کھڑا تھا کہان گیا امرا وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا خداوند
نعمت زمانہ تھوڑی دیر کا گذرا ہے کہ حضور کے اس فرزند کے پاس ایک اور لڑکا دبلا پتلا سوکھا سا آیا لیکن نہایت
چست و چالاک تھا اور کچھ باتین آپنے آپ کے فرزند سے آہستہ سے کہی تھین ہمکو نہین معلوم ہوا کہ اس لڑکے نے کیا کہا
کہ آپکے فرزند یعنی ولیعہد بہادر تلوار کمر مین رکھکر اور نیام اس لڑکے کو دیکر دربار حضور سے فوراً چلے گئے اسیم
سب خادمان سرکار بخوف عتاب سلطانی ولیعہد بہادر کو روک نسکے اور دربار سے باہر جانے سے منع نکر سکے
فریدون شاہ زنجرودی یہ گفتگو امرا ئے دولت کی سنکے نہایت برہم ہوا اور فوراً چار سرہنگون کو بلا کر یہ
حکم دیا کہ جلد جاؤ اور جس جگہ وہ دونون لڑکے ملین انکو گرفتار کرکے بادولت کے سامنے لے آؤ سرہنگان
مذکور بحکم فریدون شاہ زنجرودی قلعہ سے روانہ ہوئے اور جانب صحرا حمزہ صاحبقران اور
خواجہ عمرو کو ڈھونڈھتے ہوئے چلے چونکہ خواجہ عمرو امیر با توقیر سے جدا ہوکر واسطے خبر کے خدمت مین
خواجہ عبد المطلب کے چلے تھے اور بوجہ تیز روی کے حمزہ صاحبقران سے آگے بڑھ آئے تھے اور جلد
جلد طرف بارگاہ خواجہ عبد المطلب کے چلے جاتے تھے ناگاہ خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا کہ چار
سرہنگ اسطرف چلے آتے ہین خواجہ عمرو نے جو غور دیکھا معلوم ہوا کہ سرہنگون کی وردیان مثل قلعہ
زنجرود کے سپاہیون کے ہین یہ دیکھکے خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ عجب نہین کہ یہ چار سرہنگ واسطے
گرفتاری حمزہ صاحبقران کے آتے ہون یہ خیال کرکے خواجہ بسر عیاری آگے بڑھے جب وہ چارون سرہنگ
صحرا مین جستجو کرتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا انھون نے کہ ایک درخت کے نیچے ایک لڑکا نہایت حسین اور
خوبصورت شنجرفی لباس پہنے ہوئے بیٹھا ہے اور سرنے نوازی مین مشغول اور یہ غزل عاشقانہ گارہا ہے غزل

فزون ہو دشت مین گر عشق ہمکو چشم لیلا کا
نگلون کو بھی مگر ہو عشق آنسو بے زیبا کا
جنون نے درد کھلائی مگر یہ پنجہ وحشت
کف پا ہے مرا اشتاق نوک خار صحرا کا
جو ہین اہل محبت کشتہ ہین دست محبت کے
پلا ساقی مئے بیہوش اپنا جام صہبا کا
سنے مولا مرا ہی ساقی کوثر نبالے کا

ادھر ہون مانند مژگان چشم رہ پر خار صحرا کا
رہ مگر دشت مین عریان پس دن ہے یہ وحشت
مرے دامن کی صورت چاک بھی دامن ہے صحرا کا
ہماری برہنہ پائی نے کیا ایسا گل کھلا ہے
جہان دیکھو تو جاری سب ہے فیض دریا کا
کفن پا دنگا مرنے پر مین جنگل ہو کر بستی ہو
زبان دھو دھون تو تون نام مبارک اپنے آقا کا

گریبان پھاڑنا کیسا سبب ہے باغ عالم مین
ہماری پردہ پوشی کے لئے دامن ہے صحرا کا
قدم بے وجہ سوئے دشت کب اٹھتے ہین وحشت مین
نظر بیابان پر ہے خون میرے کف پا کا
نہین ہے تاب مستون کی بہار آتی ہے گلشن مین
دو پٹہ یار کا ہو یا دامن ہو صحرا کا

جسوقت یہ غزل بس حسین ہو چکے
بالحان داؤدی گاتی اور چارون سرہنگون نے سنی اس وقت ان سرہنگون کی یہ کیفیت ہو کہ مانند مستون کے
جھومنے لگے کیونکہ لحن داؤدی خوش الحان سے صحرا ئے سبزہ زار مین وہ غزل سنی کہ جسکی طرح کا قافیہ صحرا تھا
از خود رفتہ ہوگئے اور مثل تصویر چارون سرہنگان بی پیرہ و برو اس طفل حسین کے کھڑے ہوئے بعد
تھوڑی دیر کے جب وہ طفل گانے مین غزل گا چکا اور حواس بھی کسیقدر درست ہوئے اسوقت وہ چارون
سرہنگ اس طفل حسین خوبصورت سے پوچھنے لگے کہ اے لڑکے تیرا نام کیا ہے اس لڑکے نے کہا مجکو خاص و عام مطلب
سے نواز کہتے ہین اور مین بیٹا ہون طالب نے نواز کا اسوقت اس صحرا مین نکل آیا تھا دل جو

طنبورا بجانے لگا اور غزل گانے لگا سرہنگوں نے کہا اے مطلوب سچ تو یہ ہے کہ اچھی طرح تم نے بجائی اور غزل بھی کیا
گائی ہم تو چار روپیہ کے پیادے ہیں تمکو کیا دیں لیکن تم یہاں ٹھہرے رہو ہم حمزہ صاحبقران اور ایک لڑکے کو گرفتار
کر لاتے ہیں پھر تمکو ہم اپنے بادشاہ یعنے فریدون شاہ زمردی کے دربار میں لیجاوینگے اور تمہاری نے نوازی
اور گانا تمہارا بادشاہ کو سنوائینگے وہاں تمکو انعام کثیر ملیگا امیر کبیر ہو جاؤگے اس طفل حسین نے کہا اگر تم مجھکو
بادشاہ کی خدمت میں لیجاؤ گے اور انعام کثیر دلواؤ گے تو تمہارا بھی بھلا ہوگا میں بھی تمکو زر نقد بہت سا دونگا
یہ کہکے اس طفل نے کہا آخر تو جاڑے ہیں میں چلم میں تمباکو رکھکر آگ رکھتا ہوں تم بھی چلم پی لو ایک
دم کے واسطے بیٹھ جاؤ چاروں سرہنگ بیٹھ گئے اس لڑکے نے اپنے پاس سے تمباکو نکالا اور چلم میں رکھا بعد
اسکے جو آگ کہ روبرو اس طفل کے رکھی تھی اسی آگ میں سے تھوڑی سی آگ چلم میں رکھی اور ایک سرہنگ کو دی کہ سلگا
چلم اسکو پینے لگا بعد پینے کے دوسرے سرہنگ کو وہ چلم دی اسی طرح چاروں سرہنگوں نے اس چلم سے تمباکو کا صرف
دھواں یہاں تک کہ آنکھیں انکی سرخ ہو گئیں پھر چلم اس طفل خوبرو کو دے کر کہنے لگے کہ واہ واہ میاں
مطلوب نے خوب کیا کہ کڑوا تمباکو پلایا کہ نشہ ہو گیا چکر آنے لگا مطلوب نے نواز نے کہا ذرا کھڑے
ہوجاؤ صحرائی ہوا کھاؤ جبتک یہ تمباکو نہایت کڑوا تھا چاروں سرہنگ جو نہیں کھڑے ہوئے فوراً
بیہوش ہو گئے زمین پر گر پڑے مطلوب نے نواز نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری استاد الالقون
تم حمزہ صاحبقران اور ہماری گرفتاری کے واسطے جاتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ ہمارا مرشد
دام مکر پھیلاتے ہوئے صحرا میں تشریف رکھتے ہیں پھر خواجہ عمرو نے سرہنگوں کی کمر میں ہر چند روپیہ
کی جستجو کی لیکن کسی سرہنگ کی کمر سے ایک کوڑی بھی نہ نکلی اسوقت خواجہ عمرو کو کمال غصہ آیا اور
کپڑے سرہنگوں کے اتار کے بالکل ننگا انکو کرکے چاروں کو ایک درخت سے باندھا اور کوڑوں سے
سے خوب مارا یہانتک کہ تینوں سرہنگ قریب مرگ ہو گئے اسوقت ایک سرہنگ کو خواجہ عمرو نے
کھولدیا وہ سرہنگ ننگا بھاگا خواجہ عمرو پھر اسکے پیچھے دوڑے کہ ٹھہر جا پھر میں تجکو ہوشیار کرکے
کوڑے ماروں گا اور اب تیرے بادشاہ کو بھی سزا اس معقول دونگا وہ سرہنگ خواجہ کی یہ گفتگو
سنکے اور زیادہ بھاگا آخر راہ صحرا طے کرکے اسی طرح برہنہ قلعہ میں آیا اور بعد آنے قلعہ کے روبرو
فریدون شاہ بھی اسی طور پر گیا کیونکہ اظہار ظلم خواجہ عمرو اس سرہنگ کو اچھی طرح منظور تھا جسوقت
فریدون شاہ نے سرہنگ کو ننگا دیکھا اور تمام پشت اسکی زخمی دیکھی پوچھا اے سرہنگ تو
برہنہ بے دربار میں کیوں چلا آیا اور پیٹھ تیری کیوں زخمی ہے سرہنگ نے تمام حال مطلوب نے نواز
یعنے خواجہ عمرو کی عیاری کا بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ حضور اس لڑکے نے یہ بھی کہا ہے کہ تیرے
بادشاہ کو سزا معقول دونگا فریدون شاہ یہ سنکے غیظ سے کانپنے لگا اور حکم دیا کہ اسی وقت بادولت
لشکر تیار ہو بموجب حکم فریدون شاہ مردان سپاہ زرہیں پہننے لگے ہتھیار لگانے لگے اٹالا بارگاہ
کا نکلا بعد تھوڑی دیر کے نوے ہزار سواران جلتہ پوش مسلح ہوکر گھوڑوں پر سوار ہوکر صف آرا
ہوئے فریدون شاہ بھی تخت پر سوار ہوا قلعہ میں ایک تہلکہ پڑ گیا جھنڈے فوج کے بلند ہوئے
نشان فوج کے بڑھائے گئے چوب پڑی دروازہ قلعہ کا کھلا فریدون شاہ زمردی مع لشکر قلعہ سے
باہر نکلا خواجہ عبدالمطلب نے سنا کہ فریدون شاہ زمردی واسطے لڑنے کے آتا ہے خواجہ عبدالمطلب

حیران ہوئے کہ مین نے بادشاہ کی کیا خطا کی ہے جو مجھ سے لڑنے کو آتا آخر بدرجۂ ناچاری خواجہ عبد المطلب
نے بھی اپنی فوج کو حکم کر تیاری کا دیا لشکر خواجہ عبد المطلب بھی بہت جلد مسلح ہوئے اور ہر ایک بہادر گھوڑے
پر سوار ہوا سرداران لشکر حمزہ صاحبقران جو ہمراہ خواجہ عبد المطلب اور حمزہ صاحبقران دربار فریدون
شاہ مین گئے تھے وہ قلعہ سے نکلے اپنے لشکر مین آئے خواجہ عبد المطلب کے لشکر مین بھی باجنے
جنگی بجنے لگے قرنا پھنکی نشان لشکر آگے بڑھا سرداروں نے میدان جنگ مین میمنہ اور میسرہ وغیرہ لشکر کا درست
کیا بخوبی تمام لشکر کی صف آرائی ہوئی اودہر فریدون شاہ بھی قلعہ سے نکلے بمقابلہ خواجہ عبد المطلب صف آرا
ہوا لیکن خواجہ عمرو جو سرہنگان فریدون شاہ کو بیہوش کرکے اور کوٹے مار کر اور ایک سرہنگ
کو رہا کرکے قریب بارگاہ خواجہ عبد المطلب آئے دیکھا کہ ادہر لشکر حمزہ صاحبقران صف آرا ہے اودہر
فریدون شاہ اپنی فوج کو لئے ہوئے مستعد لڑائی ہوا چاہتی ہے یہ حال دیکھ خواجہ عمرو پھر پیچھے تلے اور نہایت
تیز جاکر حمزہ صاحبقران کو اطلاع دی امیر با توقیر خواجہ عمرو سے حال صف آرائی سنکے نہایت جلد مسلح ہوا
سے پہلے سواروں سے گھوڑے اٹھا دیئے زمین صحرا سے سم سمندان سے دہلنے لگی غبار زمین سے
بلند ہوا حمزہ صاحبقران نے مرکب خنگ سیہ قیطاس کو جولان کیا غرض حمزہ صاحبقران لشکر کو لیکر
اس صحرائے سبزہ زار سے اپنے والد کی خدمت مین بصد عجلت چلے لیکن ملکہ مہا سے طاقی دختر
فریدون شاہ نے جو تمام حال بزبانی خواجہ عمرو سنا فوراً حمزہ صاحبقران سے پوشیدہ علیحدہ ہو کر راہ
نزدیک سے جلد تر قریب دونوں لشکروں کے پہونچی ملکہ نے دیکھا کہ دونوں لشکر صف آرا ہین عنقریب
دونوں لشکروں مین لڑائی ہوا چاہتی ہے ملکہ یہ سامان جنگ دیکھکر چونکہ نہایت بہادر تھی فوراً جانب
لشکر خواجہ عبد المطلب آئی اور قریب صف لشکر ایک طرف کھڑی ہو کر گھوڑا اپنے آگے بڑھایا اور مبارز طلب
کیا فریدون شاہ نے دیکھا کہ ایک نقابدار خواجہ عبد المطلب کے لشکر سے نکلا ہے اور مبارز طلب کرتا ہے
فریدون شاہ نے پہلوانوں اور بہادروں کی طرف دیکھا فوراً ایک بہادر اجازت حرب فریدون شاہ سے لیکر
میدان مین اور اس نقابدار سے مقابلہ کیا نقابدار نے بہت جلد اس بہادر کو بضرب شمشیر آبدار قتل کیا اسیطرح کئی پہلوان
اور بہادر نقابدار نے دفعتہ اکیس مین قتل کئے جب کوئی بہادر لشکر فریدون فریدون شاہ واسطے مقابلہ
نقابدار کے نہ نکلا اس وقت نقابدار نے گھوڑا اپنا فریدون شاہ کے لشکر مین ڈالدیا اور بضرب شمشیر آبدار
سواران جرار کو قتل کرنا شروع کیا فریدون شاہ نے کل لشکر کو حکم دیا کہ اس نقابدار کو گھیر لو اور جس طرح ہو سکے
قتل کرو بموجب حکم فریدون شاہ کل لشکر نے چہار جانب سے نقابدار کو گھیر لیا اور تیر و تبر و شمشیر لگانا شروع
کیا جب حال خواجہ عبد المطلب نے دیکھا اپنے لشکر کو بھی حکم دیا کہ لشکر فریدون شاہ پر حملہ ہو بموجب ارشاد
خواجہ عبد المطلب جملہ مردان لشکر آگے بڑھے اور فوج فریدون شاہ کو قتل کرنے لگے لاش پر لاش
بہادروں کی گرنے لگی صدائے گیر و دار بلند ہوئی سوار نقابدار نے ہر چند صدہا بہادران
فوج فریدون شاہ کو قتل کیا لیکن جنگ سے منہ نہ موڑا اور معرکۂ جنگ سے قدم نہ ہٹایا عین گرمی جنگ
میں حمزہ صاحبقران بھی آئے اور باہم لشکروں کو لڑتے ہوئے دیکھکر نعرہ کیا نعرہ امیر سنتے ہی شہسواران میر عرب
کہ مستعد جنگ انکے ہمراہ تھے بسم اللہ نعرہ کرکے مع فوج قاہرہ لشکر فریدون شاہ پر حملہ ور ہوئے اور باستقلال لشکر باہم
فریدون کی ستیان میدان کارزار مین کشتوں کے انبار لگا دیئے سرداران حمزہ صاحبقران نے بھی

بہادران فوج فریدون شاہ کو گھیر گھیر کر قتل کیا بعد جنگ عظیم کے آخر فریدون شاہ تاب مقابلہ و مجادلہ نہ لا کر
میدان مصاف سے بھاگا اور اندر قلعہ کے جا کر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا خندق کو پانی سے مملو
کر دیا اور جلد جلد توپیں چھوٹی اور بڑی قلعہ پر لگا دیں گولہ اندازوں نے توپوں کو جلد تر بھرا اور لشکر اسلام
پر گولے لگانا شروع کیے یہ حال دیکھ کر اکثر سوار لشکر حمزۂ صاحبقران کے ٹھہر گئے لیکن سوار نقابدار نے
گھوڑا اپنا جانب در قلعہ بڑھایا اور نعرہ کیا کہ اے کافران بے حیا ہوشیار ہو کہ مجکو فریدون شاہ کے قلعہ پر
قبضہ کیے بغیر چین نہیں آئیگا اہل قلعہ نے یہ نعرہ نقابدار کا سنکے اور زیادہ گولے اور نفطے کے حقے مارنا شروع
کیے لیکن نقابدار سپر فراخ دامن پر گولے روکتا ہوا قریب خندق پہونچا اور گھوڑے کو خندق سے پھندا کر
در قلعہ پر آیا اور گرز گران سنگ سے در قلعہ پر مارا کہ در قلعہ کا ٹوٹا اسوقت نقابدار مع سواروں کے داخل
در قلعہ ہوا مردان فوج فریدون شاہ نے نقابدار کو روکا تلوار چلنے لگی جانبین سے بہادر قتل ہونے لگے
اکثر دلیران فوج حمزۂ صاحبقران سیڑھی لگا کر قلعہ کے اوپر چڑھے اور گولہ اندازوں کو قتل کرنے
لگے جب فریدون شاہ زمرودی نے دیکھا کہ سپاہ حمزۂ صاحبقران قلعہ میں داخل ہو گئی اور
چار طرف سے قلعہ کو گھیر لیا ہے بھاگنے کا رستہ بھی نہیں ہے اسوقت فریدون شاہ نے بدرجہ ناچاری
و مجبوری تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا اور بہادر فوج کو آواز دی کہ اے بہادران لشکر ان مسلمانوں
کو قتل کرو مردمان لشکر نے بحکم فریدون شاہ قدم معرکہ جنگ میں جمائے اور تیغ و تیر و نیزہ سے
سواران لشکر اسلام کو قتل کرنے لگے اور خود بھی بہادران لشکر حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہونے
لگے رعایائے شہر اور قلعہ بخوف جان و مال بھاگ گئی جوے خون کشتگان کی طغیانی ہوئی کہ تب خندق
میں جوے خون بہادران مل گئے الحاصل بعد جنگ عظیم کے سوار نقابدار قریب فریدون شاہ پہونچا اور
چاہا کہ فریدون شاہ کو نیزہ لگائے لیکن فریدون شاہ نے شمشیر آبدار سوار نقابدار کے سر پر لگائی نقابدار
نے تلوار کو سپر پر روک کے فریدون شاہ کے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دے کر تلوار چھین لی اور
اور فوراً کمر میں ہاتھ ڈالکر فریدون شاہ کو فرش زین سے اٹھا لیا اور علیحدہ لیجا کر نقاب اتار پکارا کہ اے
پدر آگاہ ہو کہ میں ملکہ ہماے طاقی ہوں اب آپ کو مناسب ہے کہ آپ بھی مثل میرے دین اسلام قبول کریں
ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہ ہوگا فریدون شاہ زمرودی نے اسوقت یہ خیال کیا کہ بیشک دین اسلام
اچھا دین ہے کیونکہ اسوقت میں نے ہر چند برجوع قلب اپنے دل میں لات و منات وغیرہ حرامزادوں کو بہر مدد
پکارا کسی نالائق نے آکر میری مدد نہ کی اور ان مسلمانوں کو خداے نادیدہ نے انکو مجھ پر ظفر دی یہ خیال
کر کے فریدون شاہ نے کہا اے دختر میں بھی مسلمان ہوتا ہوں مجکو کلمہ طیبہ پڑھا ملکہ ہماے طاقی نے
فریدون شاہ کو کلمہ پڑھایا فریدون شاہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد مسلمان ہو جانے
فریدون شاہ کے لڑائی موقوف ہوئی حمزہ صاحبقران کے لشکر میں طبل ظفر بجا تمام شہر میں منادی پھرا دی
کی کہ رعایا بیخوف و خطر آباد ہو کوئی کسی سے مزاحم نہو گا رعایا شہر جو بھاگ گئی تھی پھر آباد ہوئی ملکہ ہماے طاقی
مظفر و منصور ہو کر خدمت امیر با توقیر میں فریدون شاہ اپنے پدر کو لیکر آئی حمزۂ صاحبقران
نے ملکہ کی زور و شجاعت کی تعریف کی اور فریدون شاہ کو بعد عزت بٹھایا پھر حمزۂ صاحبقران فریدون
شاہ قلعہ میں تشریف لے گئے اور فریدون شاہ کو تخت پر بٹھایا ڈیرا اور تکیہ سے الگ ڈالے مسجد واسطے

اُسی بزم عشرت میں منعقد کیا اُس کی تزئین سے زیب بستان ہوا مفصل سامان عقد ملکہ ہماے طاقی [illegible]
تحریر نہیں کیا الحاصل جب عقد ہوچکا قارن بخت نہایت شاد ہوا کیونکہ جو آرزو آپکے دل میں تھی بر آئی اُسی وقت
نازنینان خوبرو اور گلو مبارک بادی گانے لگیں سرور حمزہ صاحبقران نے قارن بخت کو تہنیت دی بعد
برخاست ہونے جلسۂ عشرت اور بزم عیش کے بہنگام شب قارن بخت نے ملکہ ہماے طاقی سے
ایوان شاہی میں داخل ہوکر بصد آرزو مدعاے دلی حاصل کیا اب حمزہ صاحبقران بہزار آرام و راحت قلعہ
قلعہ زنجیر و دین میں اور فریدون شاہ ہر چند کہ تخت پر بیٹھا ہے مگر بغیر مشورۂ حمزہ صاحبقران کے کوئی کام
نہیں کرتا ہے مگر اب کچھ حال خواجہ عبد المطلب کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ عبد المطلب سب مال و متاع
کو جو ایک ہزار بارہ سو اونٹوں پر لدا تھا لیکر بہمراہی خواجہ عمرو اور تھوڑی فوج کی قلعہ زنجیر و دین سے
جانب کعبہ روانہ ہوئے حسب اتفاق تاریکی شب میں راہ بھول کے طرف ایک کوہ کے چلے گئے
مردمان فوج خواجہ عبد المطلب سے عرض کرنے لگے کہ آج کی رات اسی امن کوہ میں بسر کیجئے تاریکی شب میں
رہروی اختیار نہ کیجئے وقت سحر راہ دریافت کر کے یہاں سے تشریف لیجائیگا خواجہ عبد المطلب نے موجب
کہنے مردمان فوج کے بہ رضا ورغبت اسی امن کوہ میں قیام فرمایا چونکہ وہ کوہ سرحد حلب سے تھا اور اُس کوہ پر قزاقان
خونخوار و ظلم شعار کا مسکن تھا جب ان قزاقوں کو یہ خبر ہوئی کہ خواجہ عبد المطلب مع تھوڑی فوج کے
زیر کوہ میں مقیم ہیں اور بارہ سو اونٹوں پر مال و زر آپکے پاس ہے فوراً خوش ہو کر مقبل حلبی و طاہر حلبی اور
ناصر حلبی بارہ ہزار قزاقان خونخوار کو لیکر پہاڑ سے اُترے اور خواجہ عبد المطلب کی فوج کو چہار جانب
سے گھیر لیا اور مال و اسباب کو لوٹنا شروع کیا چونکہ خواجہ عبد المطلب و ہمراہیان خواجہ عبد المطلب
بوجہ رہروی کے تھکے ہوئے تھے اور مسکن قزاقان خونخوار سے آگاہ نہ تھے سب کے سب زیر کوہ خیام میں استراحت
پذیر تھے اسوجہ سے مردمان فوج بہت سے قتل ہوئے اور بہت سے مردمان فوج تاب مقابلہ نہ لاکر جانب
قلعہ زنجیر و دین گریزاں ہوئے مقبل حلبی و ناصر حلبی و طاہر حلبی وغیرہ نے کل مال و اسباب لوٹ
لیا اور خواجہ عبد المطلب کو گرفتار کر کے اُسی کوہ پر چلے گئے ہر چند خواجہ عبد المطلب
نے فرمایا کہ میں ایک رئیس خانہ کعبہ ہوں مجکو گرفتار نہ کرو اور یہ مال و اسباب حمزہ کا ہے اسے نہ لوٹو اگر میرا
کہنا نہ مانوگے تو وہ تمکو زندہ نہ چھوڑیگا لیکن قزاقان جفا شعار نے خواجہ عبد المطلب کا کہنا نہ مانا اور خواجہ
عبد المطلب کو پہاڑ پر قید کیا اور تمام مال و اسباب اُسی کوہ پر رکھا جب وہ مردمان فوج مقابلہ قزاقان سے
زیر قلعہ زنجیر و دین وقت سحر فریاد کنان آئے اور حمزہ صاحبقران نے مردمان مذکور کو طلب کر کے سبب آنے
ان کا پوچھا سب نے کل حال قزاقوں کے لوٹ لینے اور خواجہ عبد المطلب کے گرفتار ہوجانے کا بیان
کیا امیر باتوقیر کو نہایت غصہ آیا اور فوراً حکم دیا کہ سب فوج ہماری مسلح ہو جسوقت کل سرداران مع مردمان
فوج مسلح ہو چکے حمزہ صاحبقران بھی مسلح ہو کر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اور بعجلت اُس
کوہ کے قریب آئے مقبل حلبی اور ناصر حلبی وغیرہ حمزہ صاحبقران کی فوج کو دیکھکر نہایت پریشان ہوئے
اور جلد تر پہاڑ کی گھاٹیوں کو اسباب جنگ سے درست کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے قریب کوہ پہونچتے
ہی طبل جنگ بجوا دیا اسوقت تمامی لشکر نے ایکبار حملہ کیا شمشیرہاے آبدار لیکر کوہ پر چڑھنے لگے قزاقوں نے
دلیرانہ حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے جس قزاق کے سر پر شمشیر لگائی اُسکو

و ذکر کیا اسی طرح پس پشت حمزۂ صاحبقران چند سرداران نامی نے بھی بہت سے قزاقوں کو تہ تیغ کیا آخر لب جنگ
بیباکے حمزۂ صاحبقران اور مقبل حلبی مقابلہ ہوا مقبل حلبی نے شمشیر آبدار سر امیر باتوقیر پر
لگائی حمزۂ صاحبقران نے اسکے بند دست پر ہاتھ ڈال کر تیغ تیز چھین لی اور بیک زور کمر میں اسکی ہاتھ ڈال کے
زین زر سے اٹھا لیا اور کوہ پر گرا کے چاہا کہ پامال سم اسپ کریں لیکن مقبل حلبی نے عرض کیا کہ اے
امیر باتوقیر مجھے امان دیجئے پامال سم اسپ اس خطاکار کو نہ کیجئے میں دین قبول کرونگا بت پرستی کو چھوڑ کر
مسلمان ہونگا امیر باتوقیر نے مقبل حلبی سے یہ سنکے اسکو چھوڑ دیا اور پامال سم اسپ نہ کیا اسوقت مقبل
حلبی نے باواز بلند جملہ قزاقوں کو ڈانٹ کے منع کیا تمام قزاق صدائے مقبل حلبی سنکے لڑنے سے باز رہے
جب لڑائی موقوف ہوئی مقبل حلبی حمزۂ صاحبقران کے قدم پر گرا امیر باتوقیر نے کلمہ پڑھا کر سر اسکا پائے
قدم سے اٹھایا پھر جملہ قزاقوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ہر ایک قزاق مطیع اور فرمانبردار ہوا مقبل حلبی
نے بعد مسلمان ہونے کے حمزۂ صاحبقران کو گھاٹیاں پہاڑ کی اور اپنے مسکن کے مقامات دکھائے
امیر باتوقیر مقبل حلبی وغیرہ کے رہنے کے مقامات دیکھکر بہت متحیر ہوئے بعد اسکے مقبل حلبی ناصر
حلبی نے خواجہ عبدالمطلب کو رہا کیا اور عذر کیا اور جو کچھ مال و اسباب امیر باتوقیر کا لوٹا تھا وہ
کل خدمت خواجہ عبدالمطلب میں حاضر کیا حمزۂ صاحبقران نے مال و اسباب مذکور کو مطابق
فہرست کے پایا بعد اسکے امیر باتوقیر نے ایک روز اسی کوہ پر قیام فرمایا دوسرے روز اپنے والد
ماجد کو وہ کل مال اسباب دے کر اور خواجہ عمرو کو بھی ہمراہ رکاب کرکے مع تھوڑے سواروں جرار
کے سمت خانہ کعبہ روانہ کیا اور آپ مقبل حلبی اور ناصر حلبی و طاہر حلبی وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب قلعہ زیجود
روانہ ہوئے کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب کو لکھا تھا کہ نعمان بن منذر شاہ جانب خانہ
کعبہ آتا ہے مناسب ہے کہ ایک یا دو لڑائیاں حمزۂ صاحبقران اس سے نہ لڑیں ورنہ دست نعمان
مذکور سے امیر کو ضرر پہونچیگا اس وجہ سے امیر باتوقیر قلعہ زیجود کی جانب تشریف لے گئے اور قلعہ زیجود
میں پہونچکر بعد راحت و آرام مع سرداران عالی مقام رہنے لگے لیکن جب خواجہ عبدالمطلب
قریب خانہ کعبہ پہونچے جملہ شرفائے کعبہ نے خواجہ عبدالمطلب کا استقبال کیا اور بعزت و حرمت کعبہ
میں لائے خواجہ عبدالمطلب نے کعبہ میں داخل ہو کر کل مال و اسباب خزانہ میں رکھا اور اکثر شرفائے کعبہ
سے واقعہ قلعہ زیجود بیان کیا شرفائے کعبہ خبر فتح قلعہ زیجود سنکے بہت خوش ہوئے اور خواجہ عبدالمطلب
سے رخصت ہو کر اپنے اپنے مکان کی طرف گئے خواجہ عبدالمطلب نے بخیال نعمان بن منذر شاہ
یمنی قلعہ کو آلات حرب سے خوب آراستہ کیا ایک روز خواجہ عبدالمطلب فصیل بند دروازہ
پر قلعہ کے تشریف رکھتے تھے ناگاہ دیکھا کہ صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور غبار بکثرت بلند ہوا بعد
تھوڑی دیر کے جب کچھ غبار برطرف ہوا خواجہ عبدالمطلب نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک لشکر کثیر اس طرف
آتا ہے نشان تمام لشکر بلند ہیں علموں کے پھریرے کھل رہے ہیں لشکر میں دمبدم باجے بجتے ہیں رسالے
سواران جلتہ پوش اور چار آئینہ بند کے ایک جانب ہیں پلٹنیں پیادوں کی ایک سمت ہیں بہیر و بنگاہ و
خیمہ و خرگاہ ایک طرف ہیں اور پہلوان زبردست قوی ہیکل بعہدہ سپہ سالاری افسری مرکب دیو رکاب
پر سوار ہے خود سر پر ہے اور زرہ فولادی زیب تن ہے کمان کیانی دوش پر ہے اور تیغۂ گرانبار آبدار

زیب کمر ہو ترکش مین تیر سہ پرتہ بھرے ہوئے ہین چہرے سے قہر و غضب آشکارا ہے اور ایک ادا سے ہر گز گرانبار ہے
خواجہ عبد المطلب نے جو لشکر کو قلعہ کی طرف آتے ہوئے دیکھا ہرچند کہ خواجہ عبد المطلب نے
خیال کیا کہ یہ نعمان بن منذر شاہ یمنی لشکر لیکر آیا ہے لیکن برائے تحقیق حال خواجہ عبد المطلب نے
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو روانہ کیا خواجہ عمرو اپنی شکل تبدیل کرکے جلد تر اس لشکر مین پہونچے اور
ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور یہان کیونکر آیا ہے اُسنے کہا کہ یہ سپاہ ہمارے افسر نعمان بن منذر شاہ
یمنی کی ہے اور ہمارا افسر واسطے گرفتاری امیر کے یہان آیا ہے امیر کو بحکم نوشیروان گرفتار کرکے پاس
امیر کا لیکر مدائن کی جانب روانہ ہوگا خواجہ عمرو نے جواب دیا دیکھ لینا تمہارا افسر مسلمان ہوگا یا قتل کیا
جائیگا اور تم سب مسلمان ہوگے ورنہ تیغ امیر یا تو قتیر ہوگے اس سوار نے غضبناک ہوکر گھوڑا
اپنا خواجہ عمرو کی جانب بڑھایا اور تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا خواجہ عمرو نے اُس سوار کے سر سے خود کو لیا
اور وہان سے بعجلت قطع راہ کرکے خدمت خواجہ عبد المطلب مین حاضر ہوئے اور جو کچھ سوار مذکور سے
سنا تھا عرض کیا ادہر وہ سوار برہنہ سر ہو جانے سے نہایت ملول ہوا اور خواجہ عمرو کی چالاکی پر نہایت متحیر ہوا
القصہ جب نعمان بن منذر شاہ یمنی سامنے قلعہ کے آیا اور قلعہ پر توپین بکثرت لگی ہوئی دیکھین کچھ خیال کرکے
لوگون کی زد سے کسی قدر دور میدان مین ٹھہرا اور افسران فوج کو حکم دیا کہ اسی جگہ بارگاہ اور خیام استادہ ہون اور
لشکر ہمارا اسی مقام پر اُترے اور مورچہ بندی بھی اسی میدان مین ہو افسران فوج نے مردمان کو حکم دیا کہ بس
آگے نہ بڑھو اسی جگہ قیام کرو مردمان لشکر بموجب حکم افسران تا بور گھوڑون سے اُترے فراشون نے جلد
بارگاہ برپا کی اور خیام استادہ کئے کلند بردارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا خس و خاشاک کو دور
کیا فراشون نے بارگاہ اور خیام مین سے علے قدر مراتب فرش کیا سقون نے واسطے گرد و غبار دفع کرنے کے
زمین پر پانی چھڑکا نعمان بن منذر شاہ اپنے مرکب سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا اور افسران فوج کو بلا کر حکم
دیا کہ دریائے مکہ پر قبضہ کر لو اور سواران جرار کا پہرا بٹھا دو جو دو کوئی اُس طرف سے ادہر نہ آنے پائے
افسران فوج نے بموجب کہنے نعمان کے کئی ہزار سواران جرار کا دریائے مکہ پر پہرا کر دیا نعمان بن منذر
شاہ و دیگر افسران فوج بارگاہ و خیام مین مقیم ہوئے ہر ایک نے کمر کھولی آلات حرب تن سے جدا
کئے اور وہ مردمان فوج جنکا پہرا نہ تھا وہ بھی سلاح وغیرہ جسم سے جدا کرکے اپنے اپنے بسترون پر
بیٹھے اور ہزارہا مردمان لشکر نے بموجب حکم اپنے افسرون کے سامنے قلعہ کے مورچہ بندی کی بعد مورچہ
بندی کے نعمان بن منذر شاہ یمنی برائے رفع کسل راہ بادہ خواری مین مصروف ہوا ادہر خواجہ عبد المطلب
نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ قلعہ کو اور زیادہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرو بموجب حکم جان نثارون
نے توپون کی نیچیان برابر لگا دین پل تختہ اٹھا لیا خندق کو پانی سے مملو کر دیا گولہ انداز توپون کے برابر
کھڑے ہوگئے توپون مین بہت بہت گولے سیل ور بھر کے دے دئیے گئے بارود کی تھیلیان
توپون مین سے دین علاوہ اسکے ہزارہا گولے چھوٹے اور بڑے اور صدہا تھیلیان بارود کی ترتیب
توپون کے مقام مناسب پر رکھوا دین کہ وقت گولہ اندازی توپون کے بھرنے مین تاخیر نہ ہو تیر اندازون
نے بھی اپنے اپنے ترکش تیرون سے بھر لئے چلے کمانون پر چڑھا لئے لڑنے پر لیس ہوگئے اور
جوانان تیغ زن اور صف شکن بخیال انجام نے تلوارون پر صیقل کرنے لگے گولہ اندازون نے مہتابین روشن کر لین

نعمان بن منذر شاہ وہ آشفتگی دیکھکر بہت بیقراری میں قہقہہ مار کر ہنسا اور افسران فوج سے کہنے لگا کہ بہادرو سکے
سامنے یہ قلعہ کیا ہے اگر دریائے آتش ہو تو بھی اپنی آبرو کا خیال کر کے کود پڑیں کیونکہ شادروان زبرجد سے بادشاہ کبھی جنگ سے
فرار وکش نہیں ہوتے اور دلیران میدان مصاف کا قلعہ کا لے لینا اور قلعہ دشمن کو اڑا کر خاک میں ملا دینا کیونکر
گمر و دشوار تصور کرتے ہیں جسوقت مردان عالم تلوار کھینچتے ہیں بغیر حریف کے قتل کئے دم ذرا نہیں لیتے ہیں لج
امیر کی اور حیات ہے کل یا پرسوں پیمانۂ عمر امیر لبریز ہوجائیگا سر انکا مثل اس جام کے میرے ہاتھ میں ہوگا اور انکے گلوسے
جرعۂ خون اس طرح نکلیگا جس طرح گردن مینا سے مئے گلگون نکلتی ہے دیکھ لینا کل حمزہ کا سارا نشۂ غرور واسباب
وجاہت کا اتر جائیگا مثل شیشۂ مے ہر ایک استخوان انکا زمین پر چور ہوگا اس میکدہ جہان سے سفر انکا سوئے
عدم ہوگا نعمان بن منذر شاہ یعنی تو عالم نشہ میں اپنی بارگاہ میں جو کچھ منہ میں آتا ہے کہتا ہے اور لاف
وگزاف کر رہا ہے شراب پیتا جاتا ہے سرداران لشکر عرض کر رہے ہیں کہ آپ بجا فرماتے ہیں اس قلعہ کی کیا بنیاد و
حقیقت ہے بیشک آپ قلعہ سے بھی اعلیٰ حمزہ عرب کو قتل کیجئے گا آپ کا مثل بردۂ زمین پر پہلوانوں اور بہادروں
میں نہیں ہے نعمان بن منذر شاہ سرداران لشکر کی یہ گفتگو سنکے اور خوش ہوئے اور زیادہ کلمات واہیات و
بیہودہ زبان پر جاری کرتا ہے لیکن اہل قلعہ اپنے قلب پر نظر کرکے اور دشمن کے پاس فوج کثیر دیکھکر پریشان خاطر
ہیں دل میں کہتے ہیں دیکھیے کل کیا ہوتا ہے دشمن تو بہت سے ہاتھ سے قلعہ بچتا ہے یا نہیں اور ہم سب تیغ حریف
ہوتے ہیں یا نہیں بعضے بزدل اپنی جان کے خوف سے اہل قلعہ کی نظر سے پوشیدہ اپنی آنکھوں میں اشک بھر لاتے
ہیں اور بہت سے بہادر وجرأت تکیہ پروردگار پر کئے ہیں اور اپنے دل میں کہہ رہے ہیں یہ دنیا ایک سرائے فانی ہے سبکو ایک
نہ ایک دن مرنا ہے کل حریف سے سامنا ہے جہاں تک ممکن ہوگا کافروں کو قلعہ میں نہ آنے دینگے اسقدر گولے انپے
گرا کر کافروں کو اڑا دینگے اور اگر یہ کفار قلعہ میں در آئینگے اسوقت تلواریں نیاموں سے کھینچکر حریف اور لشکر
حریف پر حملہ کرینگے اور کفار کو قتل کرینگے بعضے دلیر خانہ کعبہ کی طرف منہ کئے ہوئے بحضور قلب خدا سے
قوت کے واسطے اسطرح دعا کر رہے ہیں کہ اے پروردگار عالم وعالمیان تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے تو توانا ہے ان کافروں پر
ہمکو اپنے فضل وکرم سے فتح دے اور پہلوان کافروں کے شر وفساد سے بچا خداوندا کل معرکۂ جنگ سے
ہمارے تیغ بہادروں میں سرخرو کیجیو اور توفیق ثابت قدمی کی ہمکو عنایت کیجیو الغرض اہل خواجہ عبدالمطلب
اپنی نصرت کے لئے خدا سے دعا کر رہے ہیں اور بہادروں کو جنگ و پیکار پر آمادہ کر رہے ہیں
دلیران بیمثال و بہادران خوش خصال عرض کر رہے ہیں کہ آپ کچھ تردد نہ فرمائیں انشاء اللہ کل ان کافروں کو
اسطرح گولے مارینگے کہ ان کو سوائے مسمار ہونے کے کوئی چارہ نہ ہوگا ہم سب لوگ تلوار بحضور میں کل حق
ادا کرینگے جان نثاری اور سرفروشی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھینگے حتی الامکان ان کافروں کو قلعہ میں در آنے نہ دینگے
جبتک ہم خادمان جان نثار زندہ ہیں کیا مجال کہ نعمان بن منذر اس قلعہ کو لے سکے آپ بااطمینان تمام تشریف رکھیں
خادموں کی جان نثاری ملاحظہ فرمائیگا خواجہ عبدالمطلب گفتگوئے دلیران سنکے خوش ہوئے غرض جب
دن تمام ہوا اور آفتاب بوقت بہادران زرہ پوشان و ترسان جانب مغرب جا کر پوشیدہ ہوا اور گولا انداز فلک نے
مہتاب ماہ کو روشن کیا اسوقت نعمان بن منذر شاہ نے افسران فوج کو حکم دیا کہ سواران جرار اور بہادران
شور شعار واسطے طلایہ لشکر کے معین کئے جائیں اور فوج حریف سے لشکر کی حفاظت و نگہبانی کریں افسران
نے موافق حکم نعمان کے سواران جرار واسطے طلایہ مقرر کئے صدہا مہتابیں روشن ہوگئیں سرداران

مذکور لشکر کے گرد پھرنے لگے اور حفاظت لشکر کرنے لگے نعمان بعد اکل و شرب کے اپنی بارگاہ میں نصف شب تک بیٹھا ہوا
شراب پیا کیا بعد نصف شب کے سو رہا ادھر طرف قلعہ میں خواجہ عبد المطلب نے بعد فراغ نماز مغرب سے بہادروں
کو حکم بیداری و نگہبانی قلعہ کا دیا بمجرد حکم جوانان جنگجو مسلح ہو کر چار جانب قلعے کے نگہبانی کرنے لگے روشنی قلعہ پر
بخوبی کر لی الغرض تا آخر شب دونوں طرف والا وروں اور بہادروں نے بخوبی نگہبانی اور حفاظت کی ہنگام صبح
صادق مرغان سحر چہچہ کرنے لگے اپنی زبان میں ذکر خدا کرنے لگے طاعت گزار واسطے نماز کے اٹھے خانہ کعبہ میں جو اہل
شہر والوں اذان سے ہوشیار ہوئے بہرہ مند ہوئے بانگ اللہ اکبر بلند ہوئی اسوقت خواجہ عبد المطلب وغیرہ نے
نماز سحر پڑھی اور بعد نماز درگاہ کریم و کارساز میں سجدہ بجوع قلب اپنی نصرت کے واسطے دعا کی اور بعد دعا کرنے
کے آمادۂ جنگ ہوئے جب خسرو خاور مشرق سے ظاہر ہوا اور شاہ انجم سپاہ خسرو خاور سے تاب مقابلہ نہ لا کر قلعۂ
فلک میں پنہاں ہوا ادھر نعمان بن منذر شاہ یمن بھی بیدار ہوا اور بستر خواب سے اٹھکر بیرون بارگاہ آیا افسران
فوج کو بلا کر حکم دیا کہ جلد مردمان لشکر کو حکم کمربندی کا دو افسروں نے بموجب کہنے نعمان کے مردمان فوج
کو حکم کمربندی دیا جسوقت جملہ لشکری مسلح ہو چکے اور افسر فوج بھی ہتھیار لگا چکے اور نعمان بن منذر شاہ یمن
بھی مسلح ہو کر اپنی بارگاہ سے نکلا اور مرکب پر سوار ہوا اسوقت بحکم نعمان لشکر میں طبل پرش بجا نقارہ کا زنگی
پر چوٹ پڑی علمہائے لشکر کے پھریرے کھلے سواران جلد پوش اور چار آئینہ پوش گھوڑوں پر سوار ہو کر پیچھے
بہادروں کی صفیں باندھکر ہمراہ اپنے سرداران کے بحکم نعمان قلعہ پر چار جانب سے حملہ آور ہوئے اِسی
طرف خواجہ عبد المطلب نے بھی گولہ اندازوں کو توپوں کی فیر کرنے کا حکم دیا بمجرد حکم پانے کے گولہ اندازوں
نے جلد جلد توپیں فیر کرنا شروع کیں زمین توپوں کی صدا سے دمبدم دہلنے لگی شیر فلک کا توپوں کی ہیبتناک آواز
سے کلیجہ پھٹنے لگا درندوں اور پرندوں نے ہوا سے راہ فرار اختیار کی طایران ہوا توپوں کی آواز سنکے
آشیانوں سے اڑے گولے سیل اور بم کے لشکر نعمان پر پڑنے لگے جوانان فوج نعمان مثل روئی
کے گالوں کے میدان جنگ میں اڑنے لگے جس رسالے میں گولہ گرتا تھا اول زمین میں نشیب کرتا تھا
پھر اچکے ہو کر جس سوار یا اسپ کو گولے کا ذرا بھی ٹکرا پڑتا تھا فوراً سینے کو توڑ کر پشت سے پار ہوتا تھا
اسی طرح ہر ایک گولہ سے سوار و پیادے ہلاک ہونے لگے میدان جنگ میں ایسا دھواں پھیلا ہوا تھا
کہ کسی کو قلعہ نظر نہ آتا تھا اور روز روشن نظر مردم میں تیرہ و تار تھا گویا مردمان لشکر نعمان کو اسی دو
دخلیطہ ابر سیاہ کا گمان ہوتا تھا ہر چند جوانان فوج نعمان بن منذر بنظر غور دیکھتے تھے لیکن دھواں
اسقدر تھا کہ راہ نظر آتی تھی جس طرح پانوں آگے اٹھ جاتے تھے ہر چند سپاہ اور ہزار ہا لشکر گولوں سے ہلاک
ہوتے تھے مگر آگے بڑھے جاتے تھے سپریں چہروں کی پناہ کئے ہوئے تھیں چونکہ گولہ انداز قلعہ سے برابر
گولے مارتے تھے اسوجہ سے غول سواروں کے اور گروہ پیادوں کے دمبدم مثل روئی کے گالوں کے
اڑ جاتے تھے ہزارہا لاشیں بے دست و پا زمین پر نزدیک و دور لوٹتی تھیں زخمیوں کے نالے بلند تھے
لشکر میں ایک سناٹا چھا گیا تھا باپ بیٹے سے اور پسر پدر سے دور تھا کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اگر کوئی بزرگ اپنے
عزیز کو باواز بلند پکارتا تھا لیکن بسبب شور و غلغلہ عظیم کے اس خرد کو صدا اپنی بزرگ کی سنائی دیتی تھی وہ
میدان جنگ گویا نمونہ میدان محشر تھا ہر طرف صدائے فریاد و الغیاث بلند تھی مجروح کراہتے تھے
زخمی بہ نالہ و فریاد زمین پر تڑپتے تھے کوتل گھوڑے میدان جنگ میں دوڑتے اور اپنے راکبوں کو ڈھونڈتے

پامال کرتے تھے ہزارہا سپر تیغ اور تلوار میں کشتوں کی میدان مصاف میں پڑی ہوئی تھیں صدہا رکیب ہزارہا سر پڑے ہوئے تھے سواران زرہ پوش پر میدان رزم میں کڑی مصیبت پڑی تھی چار آئینہ بند یہ طور جنگ دیکھکر حیران و ششدر رہے تھے کیونکہ گولے مثل اولوں کے برستے تھے گھٹا دھوئیں کی گھری ہوئی تھی صدا ہر ایک توپ کی رعد کے مانند تھی جب سوار اور پیادے میدان مصاف سے ہٹتے تھے نعمان بن منظر شاہ یمنی و افسران فوج مردان لشکر کو حکم آگے بڑھنے کا دیتے تھے لشکری سخت مصیبت میں مبتلا تھے کیونکہ جب آگے بڑھتے تھے توپوں کے گولوں سے ہلاک ہوتے تھے اور جب پیچھے ہٹتے تھے افسران فوج انکو حکم آگے بڑھنے کا دیتے تھے آخر بدرجہ ناچاری و مجبوری آگے بڑھتے تھے علاوہ گولہ اندازوں کے تیر اندازان پر تیر لگاتے تھے اور خواجہ عمرو گوپھن میں سنگ گران رکھکر اور چرخ دے کر وہ سنگ گران کافروں کو لگاتے تھے وہ پتھر جس سوار کے سر پر پڑتا تھا اسکے سر کے کئی ٹکڑے ہو جاتے تھے الحاصل اسی طرح شام تک لڑائی رہی گولہ اندازوں کو ان ناریوں پر آگ برسائی تیر اندازوں نے تیر لگائے خواجہ عمرو نے ہزارہا پتھر گوپھن میں رکھکر مردان فوج نعمان کو مارے لیکن جس وقت شاہ خاور جنگ بہادران عرصۂ نبرد دیکھکر لرزان اور ترسان جانب مغرب چلکر پنہان ہوا اور شاہ انجمن سپاہ تخت زیر جد چرخ پر جلوہ فرما ہوا اسوقت نعمان بن منظر شاہ یمنی نے مردان لشکر کو آمادہ فرار دیکھکر طبل بازگشت بجوایا باقیماندہ سوار اور پیدل میدان وغا سے پھرے اور نعمان بھی مع افسران فوج کے اپنی بارگاہ کے قریب آیا اور ہزارہا سواروں اور پیدلوں کو میدان میں کشتہ دیکھکر نہایت ملول ہوا پھر کچھ سواروں اور پیدلوں کو واسطے طلایۂ لشکر کے مقرر کیا اور باقیماندہ لشکریوں کو حکم دیا کہ خیام میں استراحت کریں مرکبوں سے اترے مردان فوج بموجب حکم خیموں میں گئے اور بعد دور کرنے سلاح جنگ کے استراحت پذیر ہوئے نعمان بھی اپنی بارگاہ میں آیا اور زرہ اپنے تن سے اتارے اور تیغ آبدار کمر سے کھولکے اپنی بارگاہ میں بیٹھا اور بعد تناول طعام کے شراب پینے لگا جب افسران فوج بھی نعمان کی بارگاہ میں آئے اور روبرو نعمان بیٹھے اسوقت نعمان نے افسران فوج سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج تو میرے لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا تھا لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا اور ہزارہا سوار اور پیدل کام آئے لیکن کل میں تن تنہا اس قلعہ پر حملہ کرکے در قلعہ کو گرز گران سے توڑکر اہل قلعہ کو قتل کروں گا کسی کو زندہ نہ رکھوں گا یہ کہکر نعمان نے افسران فوج کو حکم دیا کہ طبل جنگ میرے نام پر بجواؤ کل میں اکیلا قلعہ پر حملہ کرکے اور داخل قلعہ ہوکے سب امیروں کو قتل کروں گا ناظرین پر واضح ہو کہ نعمان کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہے کہ حضرت صاحبقران قلعہ زمرد میں ہیں الغرض افسران فوج کے طبل جنگ بنام نعمان بن منظر شاہ یمنی بجوایا خاص و عام طبل جنگی کے سننے سے آگاہ ہوئے کہ صبح کو نعمان یکہ و تنہا قلعہ پر حملہ کریگا بعد بجنے طبل جنگ کے نعمان تو اپنی بارگاہ میں فرش خواب پر استراحت پذیر ہوا افسران فوج اپنے خیام میں گئے اکثر سوار اور پیدل واسطے طلایہ کے آئے اور گرد لشکر پھرنے لگے لیکن اب کچھ حال خواجہ عبد المطلب کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب آفتاب غروب ہوا اور نعمان بدرجہ ناچاری بے نیل مرام طبل بازگشت بجوا کر باقیماندہ فوج کو ہمراہ اپنے لیکر طرف اپنی بارگاہ اور خیام کے چلا گیا اسوقت خواجہ عبد المطلب نے سجدۂ شکر درگاہ خدا میں ادا کیا اور گولہ اندازوں کو بوجہ کارگذاری اور جوانمردی کے انعام کثیر دیا گولہ اندازوں نے انعام وافر پاکر تہنیت

شاد ہوئے اور خدمت خواجہ عبد المطلب میں عرض کرنے لگے کہ انشاء اللہ کل بجبر دمان لشکر نعمان کو سنگ
سے توپے مار کر ہلاک کرینگے اور اس قلعہ میں سے حتی الامکان آنے نہ دینگے خواجہ عبد المطلب گولہ اندازون
وغیرہ کی تقریر سے جرأت سنکے بہت خوش ہوئے اور پھر سامان جنگ بخوبی کیا مگر جسوقت نعمان نے میدان
مصاف میں جا کر طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا اور خواجہ عبد المطلب کو معلوم ہوا کہ صبح کو نعمان خود اس قلعہ پر حملہ
کریگا اسوقت خواجہ عبد المطلب کو نہایت تردد ہوا اور خیال کیا کہ نعمان پہلوان نہایت زبردست ہے
کچھ عجب نہیں کہ اس قلعہ کے در کو گرز گران سے توڑ کر داخل قلعہ ہو کر ہم سب کو قتل کرے الغرض خواجہ عبد المطلب
نے یہ خیال کرکے فی الفور یہ نامہ بنام فرزند دلبند سعادت نشان حمزۂ صاحبقران کو لکھا نامہ
اے نظر پارۂ جگر آگاہ ہو کہ نعمان بن منذر مع لشکر کثیر آیا ہے اور ایک لڑائی ہمسے لڑ چکا ہے کل خود وہ ہمارے
قلعہ پر حملہ کریگا نہیں معلوم انجام کیا ہوگا لیکن بظاہر آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ہم قلعہ بند ہیں اور
اور نعمان پہلوان زبردست ہے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے پس تمکو لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ کے
با تعجیل تمام یہاں آؤ اور اپنی شکل ہمکو دکھاؤ تاکہ ہنگام مرگ تمکو دیکھیں حسرت دیدار باقی نہ رہجاوے فقط
یہ جسوقت نامہ مندرجۂ بالا خواجہ عبد المطلب تحریر کر چکے اسوقت اہل قلعہ سے پوشیدہ ایک شتر سوار کو وہ
نامہ دیکے فرمایا کہ اس نامہ کو بہت جلد میرے فرزند دلبند کو پہونچا دے شتر سوار مذکور نے نامہ مسطورہ خواجہ
عبد المطلب سے اپنی دستار میں رکھا اور ایک شتر تیز رو پر سوار ہو کر اور قلعہ کے اور ایک دروازے سے نکلکے
جانب قلعۂ زمجرود بعجلت روانہ ہوا اور بعد قطع منازل جب در قلعۂ زمجرود پر پہونچا اسوقت ناقہ
سوار نے ملازمان فریدون شاہ زمجرودی سے کہنے لگا کہ جلد تر حمزۂ صاحبقران سے میرے آنے
ہونے کی یون خبر کرو کہ ایک سوار نامہ خواجہ عبد المطلب کا لیکر در دولت پر حاضر ہوا ہے امیدوار ہے کہ حضور
حال سے ترتیب میں حاضر ہو کر نامہ کو دے ملازمان فریدون شاہ زمجرودی نے فی الفور خدمت حمزۂ
صاحبقران میں حاضر ہو کر ناقہ سوار کے آنے کی اطلاع کی حمزۂ صاحبقران نے ناقہ سوار کو اپنے پاس
طلب کیا جب وہ ناقہ سوار خدمت حمزۂ صاحبقران میں حاضر ہوا اور بعد ادب بشرائط دعا و ثنا بجا لا کر اپنی دستار
سے نامہ خواجہ عبد المطلب کا نکالکر امیر با توقیر کو دینے لگا حمزۂ صاحبقران اپنے والد ماجد کی تعظیم
کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے اور نامہ شتر سوار سے لیکر اور لفافہ نامہ کا چاک کرکے نامہ خود پڑھا اور حال مندرجۂ
نامہ سے بخوبی آگاہ ہو کر ناقہ سوار کو خلعت و زر مرحمت فرمایا اور اسیوقت حکم دیا کہ کل فوج ہماری
سوار ہو اور سرداران ذیوقار بھی مسلح ہوں الغرض جب فریدون شاہ زمجرودی اور جملہ سرداران عالی
وقار مع مردان فوج و لشکر بعجلت مسلح ہو چکے اسوقت حمزۂ صاحبقران بھی مسلح ہو کر پشت
مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے لشکر میں طبل سفر بجا حمزۂ صاحبقران لشکر کئی لاکھ سوار
جرار کا لیکر مثل بادتند قلعۂ زمجرود سے جانب اپنے والد کے روانہ ہوئے امیر با توقیر کا حال تو آئندہ لکھا
جائیگا لیکن اب حال اہل قلعہ اور نعمان بن منذر کے لشکر کا تحریر کیا جاتا ہے کہ توپ اندازان توپون کو صاف کر
میں تھیلیاں بارود او گولون کی عنقریب توپون کے رکھ رہے ہیں اکثر گولہ انداز توپون میں بھر رہے ہیں تیر اندازان
تیرون کو درست کر رہے ہیں خواجہ عمرو خدمت خواجہ عبد المطلب حاضر ہیں خواجہ عبد المطلب
کرسی پر تشریف رکھتے ہیں لیکن پریشان خاطر ہیں اس طرف نعمان بن منذر شاد

بارگاہ مین شور ہو رہا ہے لشکری سامان جنگ کر رہے ہین بعضے تلوارون پر صیقل کر رہے ہین اکثر تیرون کو ترکشون مین بھر رہے ہین کچھ سوار اور پیدل طلایہ لشکر کے واسطے اُٹھے ہین لشکر کے گرد پھر رہے ہین اور صدائین خبردار باش اور ناظر باش کی دے رہے ہین مہتابین وغیرہ روشن ہین میدان مصاف مین ہزارہا سوار اور پیدل قتل کیے ہوئے پڑے ہین جو زخمی ہین وہ خیام مین پڑے ہوئے کراہ رہے ہین بعضے افسران فوج سو رہے ہین بعضے بیدار ہین اکثر لشکری باہم یہ کہتے ہین کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے یہ قلعہ ہاتھ آتا ہے یا نہین آج تو ہر چند چاہا کہ قلعہ مین داخل ہون لیکن کسی طرح نہ ہو سکے اور ہمارے لشکر کے جوانان ہزارہا کام آئے بعضے لشکری انکی گفتگو سنکے انکو یہ جواب دیتے تھے کہ صبح کو دیکھ لینا ہمارے افسر نعمان پہلوان اس قلعہ کو لینگے اہل قلعہ کو تہ تیغ کرینگے کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے اسی طرح نامبردان فوج نعمان مین باہم گفتگو رہی بعضے کہتے تھے کہ قلعہ کا ہاتھ آنا مشکل ہے اکثر کہتے تھے تسخیر قلعہ بہت آسان ہے الحاصل جب وہ وقت آیا کہ فوج انجم خیر آباد شاہ خاور سے قلعہ افلاک مین پوشیدہ ہونے لگی اور شاہ انجم سپاہ کا بھی چہرۂ پرنور بخوف شاہ خاور متغیر ہونے لگا سپیدۂ سحر جانب مشرق ظاہر ہوا اور گریبان صبح کثرت صدمہ سے بوجہ قلعہ بند ہونے اہل اسلام کے چاک ہوا ظلمت شب کافور ہوئی زمین روشنی سحر سے پرنور ہوئی مرغان خوش الحان سحر چہچہے کرنے لگے اور موافق اس بند مخمس کے ذکر خدا مین مصروف ہوئے **بند مخمس** طاقت حق کو بجا لاتے ہین سب صبح مسا اس ٹین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا جو کچھ کہتا نہین مین قول ہے یہ راست ابشر لبولتا ہے سمجھے کوئی دل مین فنا وہ کہ ہم ذکر خدا کرتے ہین غان بخلاوہ طائران خوش اوا ندے اہل اسلام بھی واسطے ادائے فریضۂ سحری کے اٹھے موذن نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا نمازگزارون نے وضو کرکے نماز سحر بصد خضوع و خشوع پڑھی خواجہ عبدالمطلب نے بھی بعد پڑھنے نماز صبح کے دونون ہاتھ اپنے جانب آسمان برائے دعا بلند کیے اور یہ اشعار زبان پر جاری سے یہ اشعار

سوا تیرے نہین کوئی معاون	خداوندا بحق نوح و یوسف	مرے حالِ پریشان پر نظر کر
مرا مشکل تمنا بار ور کر	تو ہی میری اعانت جلد تر کر	الٰہی جلد تر باغ جہان مین
دلون مین ان سپہ قلبو کے یارب	مجھے گھیرا ہے ان سب کافرون نے	ظفر مجھکو ان پر جلد تر کر
	چراغ نور ایمان جلوہ گر کر	بعد دعا کرنے کے جب خواجہ

عبدالمطلب بالاے قلعہ تشریف لا کر کرسی جواہر نگار پر بیٹھے افسران فوج نے بعد سلام نذرین دین کو لہ اندازون نے سو توپین سلامی کی سر کین بعد اسکے حملہ گولہ اندازی قریب توپون کے کھڑے ہو گئے ہزار ہا نیزہ و تیر انگلی پر لیے ہوئے خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھا اسطرف تو اہل قلعہ آمادۂ جنگ اور مستعد کارزار ہوئے لیکن اب حال نعمان بن منذر شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب سحر ہوئی اور آفتاب فلک پر نمایان ہوا نعمان بن منذر شاہ بیدار ہوا اور فرش خواب سے اٹھا اور بصد عجلت امور ضروری سے فرصت حاصل کرکے مسلح ہو کے جب باہر نکلا افسران فوج وغیرہ نے سلام کیا نعمان نے حکم کیا جلد تر مسلح ہو بموجب حکم نعمان کے جملہ افسر اور سوار و پیدل مسلح ہوئے جسوقت نعمان گھوڑے پر سوار ہوا اسوقت تمام افسران فوج اور سوار بھی گھوڑون پر سوار ہوئے طبل جنگی بجنے لگے نقارہ زری پر چوب پڑی رسالون اور پلٹنون مین باجے جنگی بجنے لگے علمہاے لشکر کے پھریرے کھولے افسرون نے سوارون کے پرے جمائے پلٹنین پیدل فوج کی صف بستہ ہوئین نعمان بن منذر شاہ اپنے لشکر سے چالیس قدم بعد سپہ سالاری چلا۔

پیچھے نعمان کے جملہ سواران اور پیدلون نے قدم اُٹھائے جب نعمان عرصہ مصاف مین آیا اپنے لشکر
کو میدان رزم مین ایسی جگہ ٹھیرایا کہ جہان گولہ نہ پہونچ سکے اور افسران فوج سے کہا کہ اب مین اس قلعہ پر
حملہ کرتا ہون جسوقت در قلعہ توڑ کر داخل قلعہ ہون تم لشکر کو لیکر میرے پاس چلا آنا افسران فوج نے عرض کیا
کہ جس طرح آپ نے کہا ہے ویسا ہی ہوگا غرض نعمان نے افسران فوج کو سمجھا کر اور اُنسے رخصت ہو کر اور لات
و منات کا نام زبان پر جاری کر کے گھوڑے کو جانب قلعہ بڑھایا ادھر اہل قلعہ نے دیکھا کہ نعمان بن منذر شاہ
اسلحہ زیب تن کئے ہوئے گھوڑے پر سوار ہے اور بائین ہاتھ مین ایک سپر فراخ دامن ہے اور داہنے ہاتھ مین گرز گران ہے
اور گھوڑے کو جولان کرتا ہوا اسطرف آتا ہے جسوقت خواجہ عبد المطلب نے ملاحظہ فرمایا کہ نعمان برے قلعہ گیر آتا
ہے خواجہ عبد المطلب نے گولا اندازون کو حکم دیا کہ گولے اسطرح لیف کو تاک کے مارو کہ بہادر اس دشمن
کو قلعہ مین نہ آنے دو اور اس طرح تاک کر اس پہلوان کو گولے مارو کہ مثل روئی کے گالے کے
اُڑ جائے بموجب حکم کے گولا اندازون نے نعمان کو تاک تاک کر گولے مارنا شروع کئے تیر اندازون نے تیر
مارے خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھکر اور تاک تاک کے نعمان کے صدر و سر کو ہر چند لگائے لیکن نعمان
بن منذر شاہ گولون سے بچتا ہوا اور تیرون اور پتھرون کو سپر پر روکتا ہوا اور آگے بڑھا جب گولا اندازون
نے دیکھا کہ نعمان ابھی تک زندہ ہے اور گھوڑے سے نہین گرا اسوقت گولا اندازون نے اسقدر
گولے مارے کہ میدان مصاف کو گویا کر کانار کر یا راوی کہتا ہے کہ اسوقت توپون کی آواز سے زمین
بار بار لرزتی تھی اور قلعہ فلک ہلتا تھا سکتان قلعہ فلک کے کانون کے پردے پھٹے جاتے تھے از زمین تا آسمان
ایک دھوئین کا آسمان تھا شیران دشت نے اپنے مسکن توپون کی آواز ہیبتناک کے ڈر سے چھوڑ دیئے
تھے فیلان کوہ پیکر دور دور بھاگ گئے تھے گولا انداز قلعہ سے گولے کیا مارتے تھے گویا نعمان
پر آسمان سے آگ برستی تھی اور تیر تیر اندازون کے نعمان پر اسطرح گرتے تھے جس طرح مرغان
شکاری اپنے صید پر گرتے ہین لیکن نعمان بن منذر گولون سے اپنی جان بچاتا ہوا اور دریائے آتش مین شناہ
کرتا ہوا تیرون کو سپر فراخ دامن پر روکتا ہوا اپنے سراپا کو بچاتا ہوا قریب خندق آیا اور نعرہ کیا کہ اے
اہل قلعہ ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آپہونچا اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جاؤ اس طرح تمکو قتل کرونگا
کہ تمہارے مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگے اور مجکو ذرا رحم نہ آئیگا جب گولا اندازون نے
نعرہ نعمان بن منذر کا سُنا فوراً گولا اندازی موقوف کی اور فصیل قلعہ سے تلوار اور تیر اور نیزے لگانے
شروع کئے بعضون نے گرم گرم تیل کے کڑھاؤ الٹے اکثر خس و خاشاک نعمان پر پھینکا عیارون نے
عیارون نے پتھر لگائے اُسوقت اکثر اہل اسلام دعا کرنے لگے خصوصاً خواجہ عبد المطلب نے عمامہ اپنا
سر سے اُتار کر اپنے ہاتھون پر رکھا اور ہاتھ اپنے طرف آسمان کے بلند کر کے بعد گریہ و زاری درگاہ باری مین
اسطرح دعا کی کہ اے قاضی الحاجات وقت یاری ہے اور اے مسبب الاسباب ہنگام مددگاری ہے خداوندا اس پہلوان کے شر و فساد
سے ہم سبکو بچا اور اسکی فوج زبردست کی ہاتھ سے ہمکو ہلاک نہ کر اے پروردگار تو نے یوسف کو چاہ مین بچایا اور یونس کی
شکم ماہی مین حفاظت کی اور ابراہیم اپنے خلیل کے آگ کو سرد کر دیا اسطرح یا ارحم الراحمین ہمکو بھی اس ظالم
کے ہاتھ سے بچا اور اپنی قوت کاملہ سے کوئی سبب پیدا کر کہ باعث ہماری بہبودی اور زندگی کا ہو پشت پناہ
خواجہ عبد المطلب نے تضرع و زاری درگاہ جناب باری مین دعا کی فوراً تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا اسیوقت نعمان

نے چاہا تھا کہ خندق کو پاٹ کر اندر قلعہ کو گرز گران سے توڑ دوں اور داخل قلعہ ہوں یکایک سمت صحرا سے
ایک بلند غبار عظیم اٹھا کہ روئے آفتاب چھپ گیا نعمان بن منذر متحیر ہو کر جانب گرد و غبار دیکھنے لگا اور اہل
قلعہ جو برج قلعہ پر مارنے سے بچے تھے انکو اپنی سپر پر روکنے لگا جب وہ غبار کسی قدر برطرف ہوا نعمان نے دیکھا کہ فوج
کثیر بہت جلد اسطرف چلی آتی ہے نشان نہایت خوش مانند تیغوں اور تیر دستہائے نیزہ ہزار ہا چمکتے ہیں اس طرف حمزہ صاحبقران
نے اہل قلعہ کو تیر و تیغ سے گرتے ہوئے دیکھکر خیال کیا کہ شاید نعمان قلعہ تک پہنچ گیا ہے اہل قلعہ مضطر اور
پریشان ہیں یہ خیال کرکے حمزہ صاحبقران نے زمین پر یہ نعرہ کیا نعرہ فلک تخت و ماہ برج عطارد امیر
عدو بند کشور کشا جسوقت مردمان نے نعرہ امیر باتوقیر سنا اور قلعہ سے حمزہ صاحبقران کو مع لشکر کثیر آتے
دیکھا نہایت شاد ہوئے اور رنج و غم و محن سے آزاد ہوئے خصوصاً خواجہ عبدالمطلب اپنے فرزند
کو عین وقت پر آتے دیکھکر از حد خوش اور سمجھے کہ خدا نے میری دعا مستجاب کی لیکن نعمان
نے جو نعرہ امیر باتوقیر سنا نہایت متعجب ہوا اور خیال کرنے لگا کہ امیر کہاں گئے تھے جو اسقدر
فوج لیکر اسطرف سے آئے ہیں میں تو یہی جانتا تھا کہ امیر اس قلعہ میں ہیں خیر اب معلوم ہوتا
ہے کہ امیر کی قضا امیر کو کشاں کشاں لائی ہے میرے ہاتھ سے بچنا امیر کا محال ہے اب بہتر یہی ہے کہ پہلے
مردمان قلعہ سے امیر کو قتل کروں یہ خیال کرکے نعمان نے چاہا تھا کہ قلعہ کی طرف سے لگام فرس کو پھیر کر
امیر سے مقابلہ کروں ناگاہ حمزہ صاحبقران بھی عنقریب قلعہ پہونچے اور نعمان کو خندق قلعہ
پر دیکھکر پکارے کہ اے نعمان اگر تجھکو دعوی مردانگی ہے تو آ مجھ سے مقابلہ کر نعمان یہ گفتگو امیر
باتوقیر سنتے بصد غضب قلعہ کی جانب سے پلٹا اور لگا ور زن ہوا مردمان قلعہ و مردمان ہر دو لشکر نے
دیکھا کہ پانچ قدم مرکب نعمان کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم فرس حمزہ صاحبقران کا پس ہوا نعمان طاقت
و قوت حمزہ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور پھر بصد قہر و غضب اپنے گھوڑے کو رانوں میں داب کے
آگے بڑھایا اور تیغ گرانبار میان سے کھینچکر سر امیر باتوقیر پر لگایا حمزہ صاحبقران نے بارہ پر تیغ گرانبار
کی نظر کرکے جب قریب سپر کے وہ تیغ آیا اس زور سے دستانہ بدالکتیغ نعمان کا سپر پر پٹ پڑا
فوراً امیر باتوقیر نے نعمان کے بند دست پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا نعمان نے امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا باہم
باہم اسقدر زور کیا کہ گھوڑا نعمان کا پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گیا اور مرکب خنگ سیہ قیطاس بھی
ہانپنے لگا اسوقت شاطر پکارے کہ اے بہادران جہان گھوڑوں سے اتر کے باہم کشتی لڑو گھوڑے
بیچارے تحمل تمہارے زور کے نہونگے یہ تقریر شاطران خوش تدبیر کی نعمان و حمزہ صاحبقران اتنے پھاند
گئے اور دونوں پشت مرکبوں سے کود کر زمین پر آئے اور باہم لڑنے لگے اور ہنر ہائے پہلوانی ظاہر
کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ دو سو تک برابر کشتی ہوئی مگر کسی کی پشت آشنائے زمین سے نہیں ہوئی دوسرے
روز ہنگام شام نعمان نے سر اپنا سینہ حمزہ صاحبقران سے ملاکر بقوت تمام ایسا ریلا کیا تین قدم حمزہ صاحبقران
اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئے بعد تین قدم ہٹنے کے امیر نے اپنا لنگر زمین پر قائم کیا پھر ہرچند نعمان نے
زور کیا لیکن امیر باتوقیر کو ذرا بھی جنبش نہوئی آخر تین زور متواتر کرکے نعمان پسینے میں تر ہو گیا اور ہانپنے
لگا ناخنوں کی انگلیوں سے بوجہ زور کرنے کے خون ٹپکنے لگا ناچار اور مجبور ہو کر زنجیر کمر حمزہ صاحبقران
کو چھوڑ دیا اسوقت حمزہ صاحبقران نے سر اپنا سینہ نعمان سے ملاکر اسی طرح ریلا نعمان پیچھے ہٹنے لگا

یہانتک کہ دس قدم تک نعمان پیچھے ہٹا اوسوقت حمزہ صاحبقران نے نعمان کی زنجیر کمربند کو توڑ کے تین ہاتھ
اوٹھاکر نعرہ اللہ اکبر کر کے زمین سے اوٹھا لیا اور اپنے سر سے بلند کر کے زمین پر گرا دیا اور فوراً سینہٴ نعمان پر بیٹھکر کہا
کہ اے پہلوان دیکھا تو نے قدرت پروردگار کو کہ تجھ ایسے پہلوان کو مین نے کس طرح زیر کیا اب دین
اسلام کے اختیار کرنے مین تو کیا کہتا ہے نعمان بن منظر حمزہ صاحبقران کی یہ قوت و طاقت اس سن و سال مین
دیکھکر اور دین اسلام کو اچھا جانکر عرض کرنے لگا کہ اے امیر با توقیر مین نے اطاعت آپ کی اختیار کی مجکو مسلمان
کیجئے حمزہ صاحبقران سینہٴ نعمان سے اوٹھے اور نعمان کو کلمہ پڑھایا نعمان کلمہ صدق دل سے پڑھکر مسلمان
ہوا اور قدم امیر پر گرا امیر با توقیر نے سر نعمان کو اپنے قدم سے اوٹھا کر سینہ سے لگایا خواجہ عبد المطلب
اور سرداران حمزہ صاحبقران وغیرہ خوش ہوے جب نعمان کلمہ پڑھکر مسلمان ہو چکا اوسوقت اوسنے
باواز بلند اپنے افسران فوج اور جملہ لشکریوں سے کہا کہ اے بھائیو مین نے تو دین اسلام قبول کیا اور
اطاعت حمزہ صاحبقران اختیار کی اور رفاقت نوشیروان کی کہ وہ ایک کافر ہے چھوڑ دی اب
تم کہو تم کو کیا منظور ہے میرے نزدیک تو یہی مناسب اور بہتر ہے کہ تم بھی میری طرح دین اسلام اختیار
کرو اور اطاعت حمزہ صاحبقران کی قبول کرو دیکھو پھر ایسا مولا اور قدر شناس نہ پاؤ گے پچھتاؤ گے آئندہ
تمکو اختیار ہے جب یہ گفتگو نعمان بن منظر شاہ یمنی کی افسران فوج اور لشکریوں نے سنی خیال کیا کہ اب
منظر شاہ کے پاس بھی نہیں جا سکتے کیونکہ وہ پہلے ہی نعمان کے مسلمان ہو چکا ہے اور ہمارا سپہ سالار بھی
پھر کے مسلمان ہوا ہے اب ہم کو بھی لازم ہے کہ ہم بھی دین اسلام اختیار کرین اور رفاقت نعمان سے سرکشی
نہ کرین اور لات و منات وغیرہ اصنام کی پرستش سے باز آئین یہ خیال کر کے سب کے سب خدمت صاحبقران
اور نعمان بن منظر مین حاضر ہوے اور سب نے سر اپنے پاے امیر با توقیر پر جھکاے حمزہ صاحبقران
نے سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا پھر تمام مردمان لشکر کو حکم دیا کہ کمرین کھولین اور جشن کا سامان کرین پھر حکم
امیر با توقیر کے بارگاہین استادہ ہوئین اور خیام برپا ہوگئے سامان جشن ہونے لگا در قلعہ کھلا امیر با توقیر
اپنے دادا ماجد خواجہ عبد المطلب کی خدمت مین حاضر ہوے خواجہ عبد المطلب نے خوش ہوکر حمزہ
صاحبقران کو سینہ سے لگایا مردمان قلعہ نہایت شادمان ہوے خواجہ عمرو بھی بہت خوش ہوے بعد کے
حمزہ صاحبقران کعبہ مین تشریف لے گئے اور اپنے جملہ بزرگون اور احباب سے ملے ہر ایک شخص امیر با توقیر سے
معانقہ کرکے خوش ہوا جب حمزہ صاحبقران دو دگاہ لشکر پر آئے ملاحظہ فرمایا کہ جملہ بارگاہون اور خیام مین
فرش نفیس بچھا ہے اور دنگلون پر بیٹھنے سرداران عالی وقار بچھے ہین اور اکثر جواہر نگار کرسیون پر شکن ہین جملہ
سامان عیش و عشرت مہیا اور موجود ہے نازنینان خوبرو اور خوش گلو حاضر ہین جسوقت حمزہ صاحبقران اپنی
بارگاہ مین تشریف لائے نعمان بن منظر اور کرشتیت سپر گردان اور سعیت ذوالیدین وغیرہ سرداران
ذی وقار واسطے تعظیم حمزہ صاحبقران کے دنگلون سے اوٹھ کھڑے ہوے جب حمزہ صاحبقران اپنے
دنگل پر بیٹھے اور حکم کیا کہ ارباب نشاط ہر ایک بزم عشرت مین آئین پھر وہ حکم امیر با توقیر کے نازنینان خوبرو اور خوش گلو
سے اپنے ساز نوازون کے ہر ایک بارگاہ اور خیام مین حاضر ہوکر روبرو ہوے ارباب بزم رقص و نغمہ
کرنے لگین اور دلہاے ارباب بزم اپنے رقص و نغمہ سے خوش کرنے لگین ہر طرف غلغلہ شادمانی بلند ہوا
اسی طرح ایک نازنین مہ جبین خورشید جمال زہرہ خصال نہایت خوبصورت اور کم سن پیشواز زر تار

پیشگاہ وسازندون کو اپنے ہمراہ لیکر بعد ناز و ادا سکراتی ہوئی ہر قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی روبروے جوانان فوج کو مثل سبزہ پامال کرتی ہوئی دل عشاق لیتی ہوئی اکثر جوانون کو تیغ ادا سے مجروح کرتی ہوئی داخل بارگاہ فلک اشتباہ حمزہ صاحبقران ہوئی نعمان بن منذر اور ہر کرتیت سپہر گردان اور سیف ذوالیزن وغیرہ سرداران عالی وقار اُس سرو شمشاد کی کاکل زنجیر دیکھکر مایل ہوئے سب کے دل پہلوؤن مین بیقرار ہوئے لیکن بہ لحاظ حمزہ صاحبقران خاموش بیٹھے رہے اور حمزہ صاحبقران بھی اوس نازنین کے جمال عدیم المثال کو دیکھکر متحیر ہوئے جب وہ نازنین روبروے حمزہ صاحبقران حاضر ہوئی بعد درستی ساز سازندون کے وہ خوبرو بعد ناز و ادا اور ہزار عشوہ و کرشمہ رقص کرنے لگی اور اہل بزم کے دلون کو مانند حنا پامال مثل سبزہ پامال کرنے لگی بعد ناچنے کے اوس خوش گلو نے یہ غزل شروع کی۔

غزل

کرو وہ مجھ کہانی داستان قصہ گلا یہ بھی
عجائب شیشہ میں جب العنب ہے مستکف ہر دم
مرا دل مجھسے کہتا ہو ذرا یہ بھی ذرا یہ بھی
کبھی آیا نہ بھولے سے زبان تک نام عاشق کا
کہ اپنے دین و ملت مین ہے محراب دعا یہ بھی
نہ ہو ہاتھون میں دل کو علاقہ کیسے مین ہنے دو
لیا یا خاطر احباب سے کتنا برا یہ بھی

وہ اپنے وعدۂ دیدار فردا کو اٹھا رکھین
مری تو بیکسی مسند سوآ جکل ہے یار سا یہ بھی
اگر ہو طالب دیدار دل میں بیانک کو بھی
سمجھا اے بے مروت ہوگیا عہد وفا یہ بھی
بہت گرم تھا پڑے لیتا ہر جب کوئی حسین ان کو
اثر آمار ہگا اک دن آپ کا درد و ستا یہ بھی

الٰہون کیا ہمنشین تقدیر کا میری لکھا یہ بھی
مین مجنون تھا اپنی وحشت کے کرو تی ہے مزا یہ بھی
بیابان تک آرزو لین ہین کہ جب کھٹکتا ہو خدا کو
کہ مشہور جہان ہے یار کی دولت سرا یہ بھی
حضور دیر آکے جانان مرادین کیون نہ مانگین ہم
دم بیگانگی دیتا ہو بہوے آشنا یہ بھی
خلاف طرز کے فوگرتے تسلیم ہم لیکن

جسوقت یہ غزل اس مطربہ نے روبروے حمزہ صاحبقران و دیگر صاحبان محفل عیش باالحان داؤدی گائی اُسوقت بعض سرداروں نے خوش ہو کر نازنین سے کہا کہ اس قسم کی اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ اوس نازنین نے حسب فرمایش سرداران ذی عزت یہ غزل پرجوش و پردرد شروع کی۔

غزل

نا شیبدا اری مین گذری شب بلبل ناشاد کی
بیاری بیاری صورتین آتی ہین آدم زاد کی
کسقدر ہے جوہر عاشق کشی دل کو پسند
آبرو رکھ لی خوشی نے مری فریاد کی
لوٹ مین گلچین ہے گرد ام مین صیاد ہے
او ڑگئی رنگت رخ صبح مبارکباد کی
دم ہی جب تک چار دیوار عناصر ہے بپا
بن گئی تیشے سے آخر جان پر فرہاد کی
داغ دل کے ساتھ بیرنگی بھی لازم ہو مجھے
شور ماتم نے اوا رسم مبارکباد کی
گردش نے جسے پہلے مر گیا مین خستہ جان
جل رہی تھی شمع اپنے خانۂ برباد کی

اتنی بھی سنت خموشی کی کبھی فریاد کی
آنچ ہو کر خون سے بلبل نے پیدا کی ہوا
تیغ جو ہوتا ہی قاتل تیشۂ فرہاد کی
روح جب گھر سے نکلی مل گیا تن خاک مین
کون روتے ہیں بلبل ناشاد کی
حشر کا دعدہ ہے زیر خاک جیتے جی مین
خاک اوڑتی ہو گی اک دن قصر بے بنیاد کی
رشک ہیجا دیکھنا آیا جو حرف آہ بھی
لائے کا سینہ ملا قسمت ملی شمشاد کی
آج کیا ہی کس لیے ذکر وفا ہی بار بار
رکھی منہ دیکھکر حسرت دل جلاد کی
حسن بندش مین تلاش معنی نوخیز مین

آہ مین نے دل مین بھی بیجا رخنہ کرتی ہین جگہ
بوے گل رہتی ہین کیا ہاتھ اس صیاد کی
شور بیتابی تو رسوا کر دیکا تھا شکر ہے
خانۂ ویران نے کیا مٹی مری برباد کی
تیرہ روزی کیا کہون تیرے ولادت کے
دیکھتا ہون رلوا اپنی ہستی برباد کی
سخت طینت کا شریک حال ہونا تو رہے
ضبط سے کیا کیا لب خاموش نے فریاد کی
اسقدر بیبے سے تنگ آتا یا تھا مین جب گیا
سچ کہو کس سے ملے کس کی طبیعت شاد کی
خاک ہو کر بھی باقی ہی سوز استخوان
چاہیے تسلیم مجکو پیروی اُستاد کی

جسوقت یہ غزل نازنین نے حسب فرمایش سرداران بزم عشرت مین بعد ناز و ادا گاکر تمام کی جملہ صاحبان بزم عیش غزل سن کے مسرور ہوئے خصوصاً حمزہ صاحبقران نہایت شادمان ہوئے اور اُس مطربہ کو

انعام کثیر مرحمت کیا نازنین مذکور انعام وافر پاکر بزم عیش سے چلی گئی بعد جانے اس نازنین خوبرو کے اور ایک نازنین سبز و رنگ پیشواز دھانی زیب تن کرکے مع اپنے سازندوں کے روبروے حمزہ صاحبقران حاضر ہوئی اور بعد تسلیم کے یہ

غزل اخر شروع کی غــــزل

تری زلف و عادت کو پایا ہے میں کافر
کہ اب ہم نہیں ناز اُٹھانے کے قابل
چراغ کلیسا ہیں یا شمع کعبہ
کہ ہرگز نہیں آپ درانے کے قابل
یہ غلطی ہے پردہ کوئی وجہ ہو گی
کہ ہم خود نہیں منہ دکھانے کے قابل
قفس کی محبت کا یارب بُرا ہو
نہ سمجھے کہ فلک شامیانے کے قابل
ہمیں واعظو ہے برسات میں بھی
ابھی ہیں نظر میں سمانے کے قابل

یہ دن سن میں ضد ہی لگانے کے قابل
بنانے کے قابل مٹانے کے قابل
کرے سجدہ کیا خاک یہ سر ہمارا
بہر حال ہم ہیں جلانے کے قابل
ہیں کیونکر نہ یوں داغ حسرت کو صدقے
بظاہر نہیں منہ چھپانے کے قابل
بنا نا فلک کاش پیمانہ مے
نہ رکھا ہمیں آشیانے کے قابل
جو عذر حیا تھا تو کیا جب کے شب کو
تم آنے پڑے اک زمانے کے قابل
مقدر کی یہ بات ہے ورنہ تسلیم

مری جان ہوا جی تک لانے کے قابل
بلا کر بٹھاتے ہو کیا پاس اپنے
نہیں ہے ترے آستانے کے قابل
قفس میں ہیں اک مرغ تصویر گویا
کہ ایک ال ہے چھاتی لگانے کے قابل
لحد میں سوے قبلہ کیا خاک دیکھیں
کہ ہو بھی ترے منہ لگانے کے قابل
سر قبر دو گز کی چادر تو ہوتی
نہ تھے خواب میں بھی تم آنے کے قابل
اگر خاک بھی ہیں تو ہیں خاک سرمہ
ابھی تم نہ تھے دل لگانے کے قابل

جسدم یہ غزل نازنین سبز و رنگ نے روبروے حمزہ صاحبقران و جملہ سرداران لوندھوران بصد ناز و ادا گائی اسوقت بعض سرداروں کے دل بیچین ہوگئے اکثر سرداران نوجوان نقد دل سے اوس نازنین کے خریدار ہوے اور حمزہ صاحبقران بھی نازنین سبز و رنگ کے گانے سے نہایت محظوظ ہوے اور انعام کثیر اس نازنین کو بھی دلوایا القصہ اسیطرح تین شب و روز پیاپے نازنینان خوبرو و مہ جبینان خوش گلو بارگاہ و خیام میں روبروے ارباب بزم اوٹھنے والے گایا کیں اور ہنگامہ عیش و عشرت گرم رہا بعد تین روز کے جشن تمام ہوا جملہ نازنینان گل پیرہن و مہ جبینان غنچہ دہن انعام کثیر و وافر لیکر رخصت ہوئیں بعد اختتام جشن کے حمزہ صاحبقران اپنے دادا ماجد کی خدمت میں حاضر ہوے اور عرض کیا کہ واسطے چند روز کے مجکو اجازت شکار کھیلنے کی دیجئے خواجہ عبد المطلب نے بعد خوشی اجازت دی حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو اور چند ملازم کو اپنے ہمراہ لیکر اور جملہ سرداران نامی کو لشکر میں چھوڑکر جانب صحراے سبز و زار واسطے کھیلنے شکار کے روانہ ہوے اور صحرا میں پہونچکر شکار کھیلنے لگے

داستان آنا ہشام بن علقمہ خیبری کامدان تیغ زن فوج اور قتل کرنا عنتر فیل گوش کو اور جانا صحرا میں اور قید کرنا نوشیروان کو بعد اسکے جانا ہشام کا جانب کعبہ اور قتل ہونا حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے

ساقی نامہ

پلا ساقیا مجکو اب وہ شراب
مجھے ہوگی جس سے نصرت کمال
پلا دے اگر ہو نے لالہ رنگ
گرا اکدم ہیں ہو زیست اوسکی تمام
کوئی بادہ کش یوں ہو پیوند خاک

ترے میکدہ میں جو ہو لاجواب
مزدار مجکو سوا اے زلال
کروں تیغ رندوں سے میں خوب جنگ
لعبد جوش و جرات دم دار و گیر
کروں ضرب گرز گران سے ہلاک

رہے مجکو میرا فرا ہے خیال
جو تو دور دے گا تو ہو گا ملال
لگاؤں کسی رند پر یوں حسام
لگاؤں کسی رند سرکش کو تیر
سر مرد رزم شیرانہ آج

زمانے دور مین ہو میرا بھی نام	پلا دے اگر تو مے لالہ فام	کسی رنگ سے چھین لون تخت و تاج

محرران اخبار وکاتبان حال انقلاب چرخ کج رفتار اس داستان کو اس طرح لکھتے ہین کہ جب ہشام بن علقمہ خیبری
بارہ برس کا ہوا ملک گیری اور ناموری کا اسکو شوق ہوا ایک روز ہشام جو اپنے مکان سے نکلا ناگاہ شور عظیم بازار
مین بلند ہوا ہشام نے متحیر ہو کر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ شور وغل کیسا ہے اُس شخص نے کہا کہ ملازمان نوشیروان اُس
شہر مین واسطے تحصیل محصول آئے ہین جو کوئی دوکاندار یا اہل پیشہ سر دست زر محصول نہین دیتا ہے اوسکو ملازمان
نوشیروان کوڑے مارتے ہین اور کہتے ہین کہ ابھی زر محصول ادا کرو ہی دکاندار جنپر کوڑے پڑ رہے ہین اُسوقت
نالہ و فریاد کر رہے ہین جسوقت ہشام نے یہ تمام حال سنا اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ یہ تو سراسر ظلم ہے مجکو لازم ہے
کہ مین ملازمان نوشیروان کو کچھ سزا دون اور اس ملک کا خراج خود لون اور ملک نوشیروان پر چڑھائی کرون
اور مدائن پر قبضہ کرون یہ خیال کر کے ہشام نے اپنے کئی ملازمون سے کہا کہ جلد بازار مین جاؤ اور ملازمان نوشیروان
کو پکڑ لاؤ ملازمان ہشام فوراً بازار مین گئے اور ملازمان نوشیروان کو زبردستی پکڑ لائے جسوقت ہشام نے
ملازمان بادشاہ کو دیکھا نہایت برہم ہوا اور اونکے کان اور ناک کاٹ کر شہر سے نکلوا دیا ملازمان نوشیروان نالان
و گریان بہیئت عجیب و غریب جانب مدائن روانہ ہوئے اثنائے راہ مین جو شخص اونکو دیکھتا تھا بے اختیار ہنستا تھا اور
اونکے پیچھے تالیان بجاتے تھے اور باہم باواز بلند کہتے تھے کہ بھائیو ان نکٹون کو پکڑ لو جانے نہ دو وہ بیچارے آفت کے
مارے طفلان شوخ و شریر کے پریشان کرنے اور ستانے سے بے اختیار بھاگتے تھے لڑکے اور زیادہ اونکو ستاتے تھے
غرض اس صورت سے وہ سب خدمت نوشیروان مین پہونچے اور تمام حال بیان کیا نوشیروان کو نہایت
غصہ آیا اور ارادہ کیا کہ کسی سردار کو روانہ کیا جاوے تاکہ وہ ہشام کو سزائے سخت دے لیکن نوشیروان نے
غصہ کو ضبط کر کے کسی سردار کو روانہ نہین کیا ادھر ہشام نے بعد مشہور کر کے اپنے علاوہ ان نوشیروان کے اہل
شہر سے تاکید کی کہ اب تم نوشیروان کے کسی ملازم کو ایک کوڑی بھی نہ دینا اور اس شہر کا خراج ہماری سرکار
مین داخل کرنا اب تم اپنا حاکم ہمکو تصور کرنا بعد اسکے ہشام نے بعد مہلت بجمعیت چالیس ہزار سواران جرار
سمت مدائن کوچ کیا اخبار نویسون نے یہ خبر اس طرح پر تحریر کی کہ ہشام بن علقمہ خیبری نے مع چالیس ہزار
فوج کے بارادۂ ملک گیری و بد اندیشی جانب مدائن کوچ کیا ہے یقین ہے کہ ہشام بد انجام ملک مدائن مین پہونچکر
فتنہ و فساد برپا کرے جسوقت یہ مضمون اخبار مین نوشیروان نے دیکھا فی الفور بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر
دربار مین آئے اور بیٹھے اوسوقت نوشیروان نے تمام حال ہشام کی سرکشی کا بیان کیا اور پوچھا کہ اب
ہشام کے بارے مین کیا تدبیر کی جاوے اور کس طرح اسکو سزائے معقول دیجاوے مین خود ہشام سے مقابلہ
کرون یا اپنے کسی سردار کو واسطے اوسکی گوشمالی کے روانہ کرون بزرجمہر نے کہا اے شہریار عالی وقار رات جو
حضور نے خواب ہولناک دیکھا تھا اور زاغ سیاہ حضور کو عالم خواب مین نظر آیا تھا اُس زاغ سیاہ سے مراد یہی
ہشام بد اندیش ہے فی الحال مجکو علم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تھوڑے دن حضور پر نہایت سخت ہین اور
زمین ملک مدائن بھی قیام حضور کے واسطے مبارک نہین ہے بلکہ ہر ایک سردار و ملازم حضور کے لیے بھی نامبارک
ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ حضور مع جملہ سرداران ذی وقار و پہلوانان یکتائے روزگار و شاہزادگان نامدار و
جملہ پیدل و سوار کسی صحرائے سبزہ زار مین جو زمین ملک مدائن سے علیحدہ ہو جلد تشریف لے جائین اور اُسی
صحرا مین گذرنے ایام نحس و سخت تک شکار کھیلین اور وہین فروکش ہون شاید اس زاغ سیاہ یعنے ہشام سے

صدمہ حضور کو نہ پہونچے اور اگر حضور اس سرزمین سے کسی اور طرف تشریف لے جائینگے ہر طرح کے رہیے
اور بھاگینگے اور مقابلہ کرنا ہشام سے حضور کو کسی طرح زیبا نہیں ہے کیونکہ حضور شہنشاہ ہفت اقلیم ہیں اور ہشام
بدانجام ایک ادنے ترین ملازمان حضور ہے لیکن واسطے سرکوبی اور گوشمالی ہشام کے حضور کسی سردار کو واسطے
حفاظت شہر کے مقرر فرمائیں جسوقت وہ بداندیش یہاں آئے وہی سردار اوس سے مقابلہ کریگا اور حتی الامکان
ہشام کو قتل کرے جسوقت یہ تقریر بزرجمہر کی نوشیروان نے سنی تو فراست بزرجمہر کی تعریف کی اور
موافق کہنے بزرجمہر کے عنتر فیل گوش کو کہ پہلوان زبردست تھا پچاس ہزار سواران جرار سے ملک
مدائن میں واسطے نگہبانی شہر کے چھوڑ کر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر اوسی روز سرزمین مدائن سے کوچ کر گیا
بختک اور بزرجمہر کو بھی ہمراہ لیا اور شہر مدائن سے نکل کے ایک صحرائے سبزہ زار میں بارگاہیں اور خیام
برپا کیے اور اوسی صحرا میں فروکش ہو کر شکار کھیلنا شروع کیا نوشیروان تو اس صحرا میں قیام پذیر ہے
اور شکار کھیلتا ہے اس کا حال پھر لکھا جائیگا لیکن اس جگہ کچھ حال ہشام بداندیش کا تحریر کیا جاتا ہے کہ ہشام
بدانجام طے منازل کرکے آٹھویں روز قریب مدائن پہونچا عنتر فیل گوش خبر آمد ہشام نمک حرام سن کے
جلد تر قلعہ بند ہوا پل پختہ اوٹھوا لیا خندق کو پانی سے لبریز کرا دیا دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور قلعہ پہ صدہا بلکہ
ہزارہا توپیں لگا دیں بعد اس انتظام کے عنتر فیل گوش باطمینان تمام مع فوج وغیرہ قلعہ میں بیٹھا
اور انتظار ہشام کا کرنے لگا جب ہشام متقریب مدائن آیا قلعہ مدائن دیکھا کہ در قلعہ بند ہے فوراً ہشام
نے قلعہ کا محاصرہ کیا عنتر فیل گوش نے گولہ اندازوں کو حکم دیا کہ ہشام کی فوج پر گولے مارو بموجب حکم
عنتر فیل گوش گولہ انداز گولے مارنے لگے اور مردان فوج ہشام کو ہلاک کرنے لگے ہر چند ہشام نے کئی روز
تک برابر قلعہ مدائن پر حملہ کیا لیکن عنتر فیل گوش نے قلعہ میں نہ آنے دیا اور صدہا سواران لشکر ہشام
کو ہلاک کیا مگر ہشام محاصرہ قلعہ سے باز نہ آیا ایک روز عنتر فیل گوش نے یہ خیال کیا کہ ہشام کئی روز
سے قلعہ کو گھیرے ہوئے ہے اور میں باین زور و قوت و سپاہ قلعہ بند ہوں اگر یہ خبر بادشاہ سنے گا تو مجکو بہادر
تصور نہ کرے گا علاوہ اسکے ہشام مجھسے زیادہ دلاور اور بہادر نہو گا پس بہتر یہ ہے کہ میں اسکے خوف سے
قلعہ بند نہوں اور دلیرانہ قلعہ سے نکل کے مقابلہ کروں اور ہشام کو تہ تیغ کروں بادشاہ سے انعام کثیر کے
لینے کا مستحق ہوں یہ خیال کرکے عنتر فیل گوش بجمعیت بیس ہزار سواران چیدہ و منتخب شہر سے باہر نکلا اور
سامنے ہشام کے صف آرا ہوا ہشام عنتر فیل گوش کو آمادہ جدال دیکھکر بہت ہنسا اور اپنی فوج کو
آراستہ کرکے اور خود گھوڑے پہ سوار ہو کے سامنے عنتر فیل گوش کے آیا اور کہنے لگا ثابت ہوتا ہے کہ تیری
قضا تجکو یہاں لائی ہے تو مجھسے کیا مقابلہ کرے گا میرے ہاتھ سے جلد تر مارا جائیگا اگر تجکو اپنی جان عزیز ہے
تو تو مجھسے مقابلہ نکر اور میری اطاعت اختیار کر عنتر فیل گوش نے جواب دیا کہ او نمک حرام تو نے اپنے
بادشاہ سے بغاوت کی ہے مغرور تجھسے مقابلہ کروں گا اور ہرگز تیری اطاعت اختیار نکروں گا ہشام نے کہا
اے عنتر نہیں معلوم تو کیا بکتا ہے بیکار مجکو نمک حرام کہتا ہے ارے کیسا بادشاہ اور کیسا ولی نعمت بہادر
عالم جب تلوار کھینچ لیتے ہیں کسی کا خیال بھی نہیں کرتے ہیں اب میں ملک مدائن پہ بزور شمشیر قبضہ کروں گا
تمام شہر تاراج کر دوں گا خزانہ شاہی اپنے قبضہ و تصرف میں لاؤں گا اگر میرا کہنا نہیں مانتا دیکھ پچھتائیگا ابھی
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا عنتر فیل گوش نے یہ گفتگو سے ہشام بدانجام سن کے بہت بگڑا ورزش کی اس طرح کہ

سینۂ ہشام پر نیزہ مارا کہ سینہ ہشام کا زخمی ہوا ہشام نے حالت زخم داری میں تیغ آبدار کھینچکر بقہر و غضب
اس زور سے سر عنتر پر لگایا کہ راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے بعد قتل کرنے عنتر کے ہشام نے وہی تیغ
خون آلود لیکر فوج عنتر پر حملہ کیا اور فوج ہشام نے بھی لشکر عنتر کو چار جانب سے گھیر لیا تلوار چلنے لگی
جانبین کے سوار قتل ہونے لگے ہشام نے تیغ آبدار سے ہزارہا کو قتل کیا آخر کار لشکر عنتر کہ بے افسر تھا میدان
رزم سے جانب شہر بھاگا ہشام نے فوج عنتر کا تعاقب کیا جسوقت ہشام شہر مداین میں داخل ہوا شہر کو
خراب و تاراج کیا اور بعدہ مردمان شہر کو قتل کیا اور دار الامارۂ شاہی میں داخل ہو کے تخت حکومت اپنے قبضہ میں
کیا کیونکہ نوشیروان تخت پر بیٹھکر صحرا میں نہیں گیا تھا بعد اسکے ہشام نے کچھ فوج اپنی چارون ناکون
پر معین کی پھر ہشام نے نوشیروان کی تلاش کی لیکن کہیں مداین میں پتہ نوشیروان کا نہ پایا آخر
مردمان شہر سے ہشام کو معلوم ہوا کہ نوشیروان مع کچھ فوج و لشکر جانب صحرا واسطے شکار کے گیا ہے چونکہ
ہشام خستہ تھا اور زخمی بھی تھا اسوجہ سے ہشام نے اپنی بارگاہ میں قیام کیا اور روز و شب
بعیش و عشرت بسر کی اور زخم سینہ کا علاج کیا جب صبح ہوئی ہشام اپنے فرش خواب سے اٹھا اور
اسلحۂ جنگ تن پر آراستہ کیے اور بیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب صحرا جستجوے نوشیروان
میں اس خیال سے چلا کہ جا کر نوشیروان کو قتل کروں یا گرفتار کرکے مطیع اپنا کرون ہشام تو مداین سے
طرف شکارگاہ نوشیروان کے جاتا ہے لیکن اب کچھ حال نوشیروان کا اس جگہ تحریر کیا جاتا ہے کہ
نوشیروان مع سپہ ہزار میں مع سرداران کے بہنگام شکار طیران کر رہا تھا ناگاہ ایک آہو
نوشیروان کو نظر آیا نوشیروان نے اوس آہو کو تیر مارا وہ آہو تیر کھا کر ایک طرف بھاگا نوشیروان
نے اوس آہوے زخمی کا تعاقب کیا اور اسقدر تیز گھوڑے کو دوڑایا کہ تمام سردار عالی وقار اور فوج و
لشکر پیچھے رہ گئے فقط مہرو سوار اور بختک اور بزرجمہر ہمراہ رہے جب نوشیروان دور تک تعاقب آہو کے
گیا اور آہو کو نہ پایا ناگاہ نوشیروان نے دیکھا کہ ایک پہلوان زبردست نہایت قوی ہیکل گینڈے پر سوار ہے
اور ہمراہ اوسکے ہزارہا سوار ہیں اس طرف بصد عجلت چلا آتا ہے نوشیروان پہلوان مذکور کو مع فوج
آتے دیکھکر متحیر ہوا اور اسپ زخمی جست و خیز کرکے صحرا میں ایک جانب جا کر نظر سے مخفی ہوا اتنی دیر میں
پہلوان مذکور یعنے ہشام بن علقمہ خیبری قریب نوشیروان پہونچا اور نوشیروان کو مع چند سواروں
وغیرہ کے صحرا میں پاکر نہایت خوش ہوا اور اپنے اقبال پر نازان ہوا اور نعرہ کیا منم ہشام بن علقمہ خیبری
اے نوشیروان تجکو میں بھی جستجو تھی یہ نعرہ کرکے فوراً ہشام نے اپنی فوج کے سواروں کو حکم کیا کہ نوشیروان
کو گرفتار کرلو سواروں نے بموجب حکم نوشیروان کو گرفتار کرلیا ہشام نے تاج بھی سر نوشیروان سے
اوتار لیا اور ایک قفس آہنی میں قید کیا وہ چند سوار جو ہمرکاب نوشیروان تھے ہشام کے ہمراہ فوج کثیر
دیکھکر مقابلہ نکرسکے جسوقت ہشام نوشیروان کو گرفتار کرچکا اوسوقت اکثر سواران نوشیروان جو
پیچھے رہ گئے تھے آئے اور نوشیروان کو گرفتار دیکھکر قصد کیا کہ ہشام کو قتل کرکے نوشیروان کو قید سے
چھوڑا لیں جب ہشام نے دیکھا کہ سردار آگئے ہیں یقین ہے کہ مجھسے مقابلہ کریں اور نوشیروان کو رہا کر
لے جائیں اوسوقت ہشام نے نیزہ سر تیز سینۂ نوشیروان پر رکھدیا سرداران نوشیروان یہ
حال دیکھکے بے اختیار بصد غیظ و غضب جانب ہشام چلے اور کہنے لگے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہے خبردار

ہمارے بادشاہ کو ہلاک نہ کرنا ورنہ تیرے خون سے زمین اس صحرائے سبزہ زار کی سرخ کر دینگے اس اثنا مین
اور بہت سے سردار آپہونچے اور اُنھون نے بے تامل ہر طرف سے ہشام پر حملہ کیا نوشیروان نے اپنے سردارونکو
لڑنے سے منع کیا اور کہا کہ اگر تم میری زندگی چاہتے ہو تو ہشام سے مقابلہ نہ کرو کیونکہ جب تک تم ہشام کو قتل کروگے
نیزہ ہشام میرے سینے کے پار ہو جائیگا مرغ جان میرا قفس تن سے تڑپ کے نکل جائیگا پھر تمکو قتل کرنے سے ہشام
کے کیا فائدہ ہوگا وہ سردار یہ گفتگو نوشیروان کی سن کے ٹھہر گئے اور لڑنے سے باز آئے ناظرین نکتہ بین پر
واضح ہو کہ جب فلک کسی ادنےٰ یا اعلےٰ پر ظلم و جفا کرتا ہے اور دن بُرے ہوتے ہین تو کوئی تدبیر کسی سے بن نہین
پڑتی ہے اکثر اولوالعزم انقلاب فلک سے تباہ اور برباد ہوتے ہین اور جہان جہانگیر گرفتار ہے اقبال سلاطین جہان
کا مبدل بادبار ہوتا ہے یہ مقام اعتراض کا نہین ہے کہ ہشام ایک ادنے شخص نے نوشیروان سے شہنشاہ
ہفت اقلیم کو اس طرح گرفتار کر لیا بلکہ یہ امر انقلاب فلک سے قرین قیاس ہے غرض آمدم بر سر مطلب جس وقت
نوشیروان نے سرداران کو لڑنے سے منع کیا اور سردار بموجب ارشاد نوشیروان غیرت سے کانپ کے اور
کثرت صدمہ سے آنسو بہا کے ٹھہر گئے اوسوقت بزرجمہر نے ہشام سے پوچھا کہ اے ہشام تو نے ہمارے بادشاہ
کو کیوں گرفتار کیا ہے اور سبب قید کرنے کا کیا ہے ہشام نے جواب دیا اے بزرجمہر آگاہ ہو کہ مین اپنے زمانہ کا
صاحبقران ہون بادشاہ کو اگر اپنی جان عزیز ہے اور قتل ہونا منظور نہین ہے تو آج سے کل ممالک کا خراج مادام الحیات
مجکو دیا کرین اور مادم دولت کی اطاعت کرین اسی واسطے مین نے اون کو قید کیا ہے اگر بادشاہ تمھارے منظور کرینگے
تو بہتر ورنہ قتل کرونگا اور تخت حکومت پر بیٹھکر خود حکومت کرونگا جب یہ گفتگو ہشام نوشیروان نے
سنی اوسوقت نوشیروان نے کہا کہ اے ہشام جو کچھ تو نے کہا مجھے اس شرط سے منظور ہے کہ ایک پہلوان مسمی حمزہ
کعبہ مین رہتا ہے اور اوسنے بہ قوت و طاقت کے اپنے تئین صاحبقران مشہور کیا ہے اور مثل تیرے وہ بھی
طالب خراج ہے اگر تو جا کر اوسکو قتل کرے یا گرفتار کرکے اوسکو اپنا مطیع کر لے تو مین تجکو خراج دیا کرون ہشام
بد انجام نے اس شرط کو بخوشی منظور کیا اور کہا کہ مین اوس طفل کا سر کاٹ کر جلد لیے آتا ہون یہ کہکر ہشام نے
اپنی فوج سے چالیس دلاوران کو منتخب کیا اور اون سے کہا کہ مین تو جانب کعبہ واسطے قتل کرنے حمزہ کے اور
فتح کعبہ کی گرانی کو جاتا ہون اور تم کو یہان چھوڑے جاتا ہون خبردار نوشیروان کے سینہ پر ہر وقت سنان نیزہ
رکھے رہنا اگر سرداران نوشیروان ارادہ نوشیروان کے رہا کرنے کا کرین اور تم سے آمادہ جدال ہون تو
فوراً سنان نیزہ سے نوشیروان کو ہلاک کر ڈالنا ہرگز ہرگز تامل نہ کرنا یہ کہکر وہ نیزہ جو خود سینہ نوشیروان
پر رکھے تھا ایک دلاور کو دیا اور کہا مثل میرے تو بھی سینہ بادشاہ پر نیزہ رکھے رہنا اگر کسی ضرورت کو جانا تو اور
اپنے ہمراہیون سے کسی کو نیزہ دے دینا اور تم سب شب و روز خوب ہوشیار رہنا ذرا بھی غفلت نکرنا ورنہ مین
تم سب کو قتل کرونگا الحاصل ہشام بد انجام اون چالیس جوانون کو مع اپنے بہائے گلرخ کے خوب سمجھا کر اور
تاکید کرکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا اور اپنی فوج کو ہمراہ لے کر مع تخت و تاج نوشیروان جانب کعبہ روانہ
ہوا اور بعد قطع راہ جلد تر قریب کعبہ وقت دو پہر پہونچا اور دور سے دیکھا کہ ایک قلعہ ہے اور زیر قلعہ بارگاہ
و خیام استادہ ہین اور فوج کثیر پڑی ہے ہشام تو فوج کثیر کو دیکھکر متحیر ہوا لیکن سرداران حمزہ
صاحبقران نے جو دیکھا کہ فوج اس طرف چلی آتی ہے فوراً اس خیال سے مردمان لشکر کو حکم کمربندی کا دیا اور
خود بھی مسلح ہوئے کہ شاید کوئی پہلوان نوشیروان نے بھیجا ہے اسکو قتل کرنا چاہیے اور انتظار حمزہ صاحبقران

کے تشریف لانے کا ذکر نا چاہیے جب کل مردان لشکر حمزۂ صاحبقران مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہو چکے
اسوقت ہشام بھی عنقریب لشکر امیر با توقیر آیا اور اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر پوچھنے لگا کہ حمزہ جسنے اپنے تئین
صاحبقران مشہور کیا ہے وہ کہاں ہے آ کے مجھسے مقابلہ کرے مین خاص اوسی کے قتل کو آیا ہون اور بعد اسکے
قتل کرنے کے خانہ کعبہ کو بھی گرا دونگا سرداران حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا او ملعون کیا بکتا ہے خاموش
رہ ورنہ زبان تیغ سے تجکو جواب دیا جائیگا تیری کیا مجال ہے کہ تو حمزۂ صاحبقران کی جانب نظر تند و تیز سے
بھی دیکھ سکے اور کیا تیری لیاقت ہے کہ تو خانہ کعبہ کی طرف بے ادبی سے قدم اوٹھا سکے نہیں جانتا تو کہ خادمان
حمزۂ صاحبقران ایسے ایسے یہان موجود ہین کہ تیرے قتل کرنے کو کافی ہین پہلے تو ہم مقابلہ کرین خدانخواستہ جب تو
ہم پر غالب ہوگا تو اوسوقت حمزۂ صاحبقران تیری سرکوبی اور گوشمالی بخوبی تمام کرینگے جسوقت یہ تقریر سرداران
حمزۂ صاحبقران ہشام نے سنی نہایت خشمناک ہوا اور اپنے گینڈے کو بڑھا کر بعد قہر و غضب کہنے لگا کہ اب ہم سبکو
تہ تیغ کر کے حمزہ کو ہلاک کرونگا یہ کہکے تیغ آبدار کھینچکر پکارا کہ جسکو تمنائے مرگ ہو آئے وہ مجھسے مقابلہ کرے بعدہ
ہشام بد انجام نے مبارز طلب کیا نعمان بن منذر نے ارادہ مقابلہ کرنے کا کیا اور اپنے مرکب کو بڑھایا اوسوقت باجے
جنگی رسالون اور پلٹنون مین بجنے لگے لیکن کرتیت پسر گردان نے کہا پہلے مین اس کافر سے مقابلہ کرونگا آپ
توقف کیجیے یہ کہکے اور لقمان اور سیف ذوالیدین دیو سے رخصت ہو کر اپنے مرکب کو جانب میدان کارزار
بڑھایا اور ہشام کے سامنے آ ہشام کرتیت پسر گردان کو لگا اور وزن ہوا اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا
کہ پانچ قدم گینڈا ہشام کا پیچھے ہٹ گیا اور چار قدم گھوڑا کرتیت پسر گردان کا پیچھے ہٹا بعد لگاور وزن کے
دونون نے پھر گینڈے اور مرکب کو آگے بڑھا کر مقابلہ کیا اول ہشام نے تیغ کو میان مین رکھکر اور نیزہ
لیکر سینہ کرتیت پسر گردان پر لگایا کرتیت نے سنان نیزہ ہشام کو اپنے نیزے کی سنان پر رد کیا پھر کرتیت نے
نیزہ پہلوے ہشام کو تاک کے لگایا لیکن ہشام نے بھی نیزہ کرتیت کو اسی طرح رد کیا تھوڑی دیر تک باہم نیزہ بازی
رہی آخر دونون نیزے ٹوٹ کے بیکار ہوگئے اوسوقت ہشام نے بعد قہر و غضب تیغ آبدار و آبدار
نیزہ دار کھینچکے سر کرتیت پسر گردان پر لگایا کرتیت نے سپر کو سر کی پناہ کیا لیکن تیغ سپر اور
خود کو کاٹ کے تا دو ابرو اوتر آیا کرتیت کا حال ابتر ہوا ہشام کرتیت کا سر کاٹنے کو بڑھا کہ سیف
ذوالیدین نے فوراً اپنے گھوڑے کو جولان کیا اور نعرہ کیا کہ او بیحیا جزدار سر کرتیت جدا نہ کرنا ہشام
نعرۂ سیف ذوالیدین سنکے ٹھہر گیا سیف ذوالیدین نے کرتیت میدان رزم سے لشکر مین بھیجدیا
اور خود ہشام سے مقابلہ کیا بعد لگاور وزن اور نیزہ بازی کے ہشام نے وہی تیغ آبدار سر پر سیف
ذوالیدین کے لگایا ہر چند سیف ذوالیدین نے سپر سے سر کی حفاظت کی لیکن تیغ ہشام
سپر اور خود کو کاٹ کر چار اونگل سر مین اوتر آیا سیف ذوالیدین نے دستار مارا تیغ تو سر سے
نکلا مگر سیف ذوالیدین ہمہ تن خون مین نہا گیا اوسوقت ہشام نے چاہا کہ سیف ذوالیدین
کا سر تن سے کاٹ لون لیکن نعمان نے سر سیف کا ہشام کو کاٹنے نہیں دیا اور میدان مصاف مین
فوراً جا کر ہشام سے مقابلہ کرکے سیف ذوالیدین کو اپنے ہمراہ لے کر لشکر مین لے آیا چونکہ آفتاب
غروب ہو چکا تھا اور دو سرداروں کو زخمی کر چکا تھا اسوجہ سے ہشام میدان مصاف سے اپنے
لشکر مین گیا اور خیام پر جا کر اکثر مع لشکر خیام مین فروکش ہوا اور دو واسطے طلایہ کے تھوڑے سوار

مقرر کیے پھر بعد فراغت آب و طعام کے شراب پینے لگا اور اپنے افسران فوج سے کہنے لگا کہ
صبح کو تمام لشکر حمزہ کو قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ہشام تو اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا
عالم نشہ شراب مین بیہودہ بک رہا ہے لیکن اب حمزہ صاحبقران کے لشکر کا حال
تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد جانے ہشام کے نعمان بن منذر میدان مصاف سے مع مردمان
فوج اپنے خیمہ مین آیا تھوڑے مردمان فوج کو واسطے طلایہ کے مقرر کیا اور سیف ذوالیدین
اور کتیت سپہر گردان کے زخمون مین ٹانکے دلوا کر مرہم کی پٹیان چڑھائین اُسطرف
ہشام نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم
ہشام کے طبل جنگ بجا جسوقت نعمان نے طبل جنگ سنی اُسوقت نعمان نے
بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بجایا جائے
موافق حکم نعمان کے طبل جنگ بجایا گیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی
دلاور اپنی تلوارون کو صیقل کرنے لگے تیرانداز اپنے تیرون کو درست کرکے ترکشون مین رکھنے لگے
یہان تو دونون لشکرون مین سامان جنگ ہو رہا ہے شعر ازین قصہ یکدم فراموش کن
زجاے دگر داستان گوش کن ؛ جس روز ہشام بدانجام کعبہ مین آیا اور سردارون
سے اُسنے مقابلہ کیا اُسروز حمزہ صاحبقران نے صحرا مین شکار کھیل کے شب کو
جو آرام کیا قریب نصف شب کے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی شکل فرماتے ہین
کہ اے حمزہ صاحبقران اب تمکو شکار کھیلنا مناسب نہین ہے جلد جاؤ اور اپنے لشکر کی خبر لو
یہ فرماکر وہ مرد بزرگ تشریف لیگئے حمزہ صاحبقران بیدار ہوئے اور فوراً خواجہ عمرو کو بلا کے
فرمانے لگے کہ مین نے اسوقت یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک بزرگ مجھسے فرماتے ہین کہ اب تو اپنے
لشکر مین جا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ میرے لشکر پر کوئی آفت آئی ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ صبح کو یہان
سے تشریف لیچلیے گا انشاءاللہ لشکر آپکا خیریت سے ہوگا آپ تردد نفرمائین حمزہ صاحبقران نے ارشاد
کیا مین اسی وقت یہان سے کوچ کرونگا اور صبح تک بتعجیل تمام اپنے لشکر مین پہونچونگا یہ کہکے حمزہ صاحبقران
نے لباس زیب جسم کیا گھوڑا خواجہ عمرو نے زین و لجام سے آراستہ کیا حمزہ صاحبقران شکارگاہ
سے مع اپنے ہمراہیون کے گھوڑے پر سوار ہوکے جلد تر چلے اور بہنگام سحر قریب اپنے لشکر کے
پہونچے حمزہ صاحبقران نے دور سے ملاحظہ کیا کہ ایک لشکر اور میرے لشکر کے مقابل صف آرا ہے
اور ایک پہلوان زبردست اُس فوج سے گینڈے کو بڑھا کر میدان مصاف مین نکلا ہے اور نعمان بن منذر شاہ
یمنی نے اُس سے مقابلہ کرنے کو اپنے مرکب کو بڑھایا ہے امیر با توقیر نے یہ رنگ دیکھکر وہین سے اُس گینڈہ
سوار پر یہ نعرہ کیا نعرہ امیر یکہ تہمتن نبیرہ ام ؛ بہ رزم دلیران سوار زنم ؛ جسوقت یہ نعرہ
ہشام بدانجام نے سنا جانب صحرا دیکھنے لگا اور نعمان بن منذر وغیرہ تشریف لانے سے امیر با توقیر
کے خوش ہوئے جب امیر دامن لشکر پہونچے نعمان کو روک کے خود واسطے مقابلہ ہشام کے
اپنے لشکر سے نکلے اُسوقت لشکر حمزہ صاحبقران مین باجے جنگی بجنے لگے علمہاے لشکر سربلند ہوئے
جب حمزہ صاحبقران مقابل ہشام کے پہونچے ہشام نے امیر با توقیر کی کمسن و سال پر نظر کرکے کہا کہ

ای امیر تم مجھے آمادۂ جدال سمجھو اپنی غفلت پر نظر کرو ایک دم مین میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگے پس تمکو لازم ہے کہ میری
اطاعت کرو مین تمکو اپنے کل لشکر کا سردار کرونگا اور روز بروز تمھارا زیادہ وقار کرونگا مین اپنے وقت کا صاحبقران
ہون مین نے نوشیروان کو گرفتار کرلیا ہے وغیرہ تخت و تاج نوشیروان کا چھین لایا ہون ملک مدائن پر مین نے
قبضہ کرلیا ہے اکثر سرکشان جہان کو مین نے قتل کیا ہے تمکو مناسب یہی ہے کہ مجھسے مقابلہ نہ کرو ورنہ میرے ہاتھ سے
ابھی قتل ہوگے حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا او ملعون کیا بکتا ہے اگر تمکو اپنی زندگی درکار ہے تو مسلمان ہو اور
میری اطاعت کر نہین تو مین تمکو بامداد پروردگار اس طرح قتل کرونگا کہ تیرے حال پر وحوش و طیور
افسوس کرینگے ہشام یہ گفتگو سے حمزۂ صاحبقران سنکے نہایت غضبناک ہوا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے
کہ تمھاری قضا آئی ہے مین تو چاہتا تھا کہ تمکو قتل نہ کرون مگر تم نہین مانتے ہو پچھتاؤگے میرے ہاتھ سے ماری
جاؤگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا او بے حیا اب تو میرے حال پر مہربانی نہ کر یہ میدان رزم ہے کچھ
نبرد جنگ دکھا ہشام یہ تقریر امیر با توقیر کی سنکے ہر چند بصد قوت لگا دینی ہوا لیکن پانچ قدم گینڈا اسکا
پیچھے ہٹ گیا اور قدم مرکب حمزۂ صاحبقران کا نہ ہٹا ہشام نے خفیف ہوکر پھر اپنے گینڈے کو آگے بڑھایا
اور بہ قہر و غضب نیزہ سینۂ حمزۂ صاحبقران کو تاک کے مارا حمزۂ صاحبقران نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے
کی سنان پر رد کیا بوجہ رگڑنے دو سنانون کے شرر نکلے پھر حمزۂ صاحبقران نے نیزہ پہلوے ہشام کو تاک کے
مارا ہشام نے بھی نیزے کو اپنی سنان نیزہ پر رد کیا اسی طرح باہم تا دیر نیزہ بازی رہی آخر حمزۂ صاحبقران
نے ایک جھٹکا نیزے کا مارکر نیزہ دست ہشام سے نکال دیا ہشام کو اسوقت نہایت غصہ آیا اور تیغ آبدار
کھینچکر حملہ کیا اور سر امیر با توقیر پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے تیغ کو سپر پر روکا بعد خود بھی شمشیر آبدار سر ہشام
پر لگائی ہشام نے تلوار کو خالی دے کر پھر تیغ کا وار کیا حمزۂ صاحبقران نے تیغ کو بچا کر پھر نظر کرکے اس
زور سے دستانہ مارا کہ تیغ ہشام کا سر ٹوٹ پڑا ہشام کو اندیشہ و خفت حاصل ہوئی الغرض تھوڑی دیر تک
باہم شمشیر زنی رہی جب ہشام کا خنجر گرا اسوقت ہشام نے تیغ کو رکھکر وہ گرز گران سو کا چہ من کا ہو کوشش کر کے
اٹھایا اور پکار کے کہا کہ اے حمزہ اگر تو بہادر ہے تو روک اس گرز گران کو یہ کہکر ہشام نے وہ گرز گران بار دو
دستی بعد زور و قوت سر امیر با توقیر پر مارا حمزۂ صاحبقران نے تلوار اور سپر کو رکھکر دونون ہاتھ اپنے بلند
کیے جب گرز ہشام قریب سر آیا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے گرز کو پکڑ اے مددگار پر قوت
سے پکڑ کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ گرز ہشام کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور گینڈے سے منہ کے بل زمین
پر گرنے لگا فی الفور امیر با توقیر نے وہی گرز گران نعرۂ اللہ اکبر کرکے اس زور سے سر ہشام پر
لگایا کہ ہشام اور گینڈا ہشام کا دونون اسطرح شامل ہوگئے کہ دیکھنے والون کو ہشام اور گینڈے مین
مطلق تمیز نہ ہوتی تھی دونون گوشت کا لوتھڑا ہو کر رہ گئے تھے جسوقت ہشام ہلاک ہوا مردمان لشکر
ہشام نے دیکھا فی الفور یکبار امیر با توقیر پر حملہ کی ادھر سے نعمان وغیرہ سردار لشکر کو لیکر بڑھے دونون
لشکرون مین تلوار چلنے لگی بہادر قتل ہونے لگے لاشین زمین پر گرنے لگین زمین میدان معرکہ
خون دلیران سے رنگین ہونے لگی اکثر سوار بے سر ہوے صداے چکا چک سنانہاے نیزہ سے زخمی
ہوے ہنگامہ گیرودار بلند ہوا حمزۂ صاحبقران نے صدہا کو گرز سے ہلاک کیا اور ہزارون کو شمشیر
آبدار سے قتل کیا آخر سواران فوج ہشام طالب امان ہوئی لڑائی موقوف ہوئی پندرہ ہزار سوارون کو

حمزۂ صاحبقران نے سلمان کیا اور یہ فتح و فیروزی عرصۂ جنگ سے تخت و تاج اور خزانہ نوشیروان اور بارگاہ و خیام وغیرہ لیکر اپنی فرودگاہ لشکر میں آئے اور شکر خداوند کارساز بجالائے جو مسلمان کہ قتل ہوئے تھے انکو دفن کرا یا بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے ایک عرضی نوشیروان کو اس مضمون کی لکھی عرضی شہنشاہ ہفت کشور فرمان روای بحر و بر عادل بے مثال قدردان اہل کمال دام اقبالہ و اجلالہ ۔ گذارش حال یہ ہے کہ ہشام بد انجام حضور سے سرکشی و بے ادبی کر کے میدان آیا تھا اس عبد ذلیل بندہ و خدمت جلیل نے اسکو ہنگام مقابلہ میدان مصاف میں قتل کیا اور لشکر کو اسکے شکست دی اب تخت و تاج حضور کا اس خاکسار کے پاس ہے اگر ارشاد ہو تو مین خود لیکر حاضر خدمت حضور ہون ورنہ حضور کسی اپنے آدمی معتمد کو روانہ فرمائین تاکہ یہ حقیر تاج و سریر حضور فیض گنجور اسکے حوالے کر دے ۔ فقط زیادہ حد ادب آفتاب دولت و اقبال ہمیشہ بعنایت رب ذوالجلال تابان اور درخشان رہے جسوقت حمزۂ صاحبقران اس عرضی کو لکھ چکے ابوشہاب خرقہ پوش کو حوالے کی اور فرمایا کہ جلد اس عرضی کو فلان صحرا سے سبزہ زار مین جا کر نوشیروان کو دینا ابوشہاب عرضی لیکر روانہ ہوا اور حمزۂ صاحبقران جشن مین معروف ہوا ہے لیکن اب حال علقمہ کا لکھا جاتا ہے کہ بعض راویون نے لکھا ہے کہ علقمہ قتل ہو چکا ہے اور بعض لکھتے ہیں کہ ابھی زندہ ہے غرض بموجب روایت ثانی جب علقمہ نے فرزند دلبند کو حمزۂ صاحبقران نے قتل کیا تب تب غمگین ہوا اور رنج و غم مرگ فرزند نوجوان مین اپنا حال تنگ کیا اور اسی صدمہ و محن مین سیاہ کمر اپنے عیار سے کہا تجھسے یہ ہو سکتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران کو جا کر گرفتار کر لائے سیاہ کمر نے عرض کیا کہ حمزۂ صاحبقران کا گرفتار کرنا بہت مشکل ہے لیکن اگر آپ اپنی دختر کو مجھسے منسوب کر دینے کا اقرار کرین تو البتہ مین جا کر جس طرح ہو سکے حمزۂ صاحبقران کا سر لاؤن یا گرفتار کر کے لاؤن علقمہ نے کہا مین اقرار کرتا ہون کہ اگر تو حمزہ کا سر لائیگا یا اسکو گرفتار کر کے لائیگا تو مین اپنی بیٹی کی تیرے ساتھ شادی کر دونگا سیاہ کمر نے علقمہ سے عرض کیا کہ اگر مین حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کر کے نے آؤن تو ضرور بالضرور اپنی دختر مجکو دیجیے گا وعدہ خلافی نہ کیجیے گا علقمہ نے کہا کہ اے سیاہ کمر تو اطمینان رکھ مین ضرور تیرے ساتھ اپنی دختر کی شادی کر دونگا جب سیاہ کمر کو علقمہ کی جانب سے بخوبی اطمینان ہو گیا اسوقت سیاہ کمر خیمہ سے روانہ ہوا اور قطع منازل کر کے بعد کئی روز کے لشکر ظفر پیکر حمزۂ صاحبقران مین پہونچا دیکھا اسنے کہ بارگاہ ہین اور خیام برپا ہین اور بارگاہ ہشام بھی ایک جانب برپا ہے ہر ایک بارگاہ اور خیام مین ناچ ہو رہا ہے نازنینان پری تمثال حور شمائل جمال گا رہی ہین اکثر سردار بارگاہون مین بیٹھے ہین مصروف عیش و خوشی کا ناچ سن رہے ہین اور حمزۂ صاحبقران بھی بارگاہ ہشام مین بیٹھے ہوئے ہین اور سرداران ذی وقار دنگلون پر بیٹھے ہین اور ایک طرف خیمہ مین روبرو حمزۂ صاحبقران یہ غزل گا رہی ہے غزل

سلامت کون پھر کر کوے قاتل سے بیجان آیا

کوئی بے مہر کوئی بے مروت کوئی بیجان آیا
کرے گر فرض بھی کوئی تو منہ سے پھر نہ چپ تا
خضر جب ساتھ آیا مرے تیغ روان آیا
بافضل ادب شکر وان بدر مین لب پر
ہمیشہ طوق میں تبکر ہلال آسمان آیا
خیال خاکساری عالم بالا سے بالا تھا

دو وہ ہون دل سوختہ جسدم قریب شمع انگلا
عدم سے ہو کے ہستی مثل اہی حیران آیا
کہان ضعف نے مجلس کہ تکلیف اسکی جلی
طبیعت پیچ کھائی یاد جب موئے میان آیا
نکالا ہی دشت منزم وحشت اتنی گریبان سب مجھے
زمین سمجھا کیے زیر قدم جب آسمان آیا

اٹھا عظیم کو شعلے لگے ملنے وصوان آیا
محبت ہے جو خیر مین ہے اکثر وحشت مین بین
اٹھانے نقش بعد مرگ ہو ناتوان آیا
جنون مین بھی لیا احسان نے مجھے اہل غیرت کا
شرر کی طرح پیچ دم کے ہے جون میہمان آیا
کفن سے مجکو پیرا ہن یوسف کی تاکی ہے

خواف تیرے کسکا غبار داستان آیا
سر سے خنجر بیٹھے ہو جو اقرار جانون پر

وہ رند صاحب شوکت ہون جب تیرے مجھے دیکھا
تب تجھے ہو تم ای تسلیم کیا قول تبان آیا

در میخانہ تک سب لینے مجھے پیر مغان آیا
جسوقت یہ غزل نازنین گا چکی

اہل بارگاہ خوش ہوئے سیاہ قمر یہ سامان جشن دیکھکر خیال کرنے لگا کہ یہ جشن خوشی ہشام کے قتل کرنے کا ہے الغرض ہشام تو قتل ہوا اور یہ مسلمان اسکو ہلاک کرکے یون خوش اور مسرور ہون خیر سمجھا جائیگا یہ خیال کرکے سیاہ قمر اپنی شکل کو تبدیل کرکے ایک خیمہ مین جا کر بیٹھا اور درمیان سوارون کے بیٹھکر ایک نازنین کا گانا سننے لگا جب زمانہ قریب نصف شب کے گذرا اسوقت جلسہ عشرت برخاست ہوا سرداران ذی وقار بارگاہ ہشامی سے اٹھکر چلے گئے اور اپنے اپنے خیمہ مین جا کر سو رہے حمزہ صاحبقران بارگاہ ہشامی مین استراحت پذیر ہوئے سیاہ قمر نے دیکھا کہ سب غافل ہین ایک گوشہ مین بیٹھکر اور نقب لگا کر اندر بارگاہ ہشامی کے پہونچا اتفاق سے اسوقت خواجہ عمرو بارگاہ ہشامی مین نہ تھے اور حمزہ صاحبقران سو رہے تھے سیاہ قمر جلد تر حمزہ صاحبقران کو بیہوش کرکے اور چادر عیاری مین لپیٹکر راہ نقب سے باہر بارگاہ کے آیا اور پشتارہ حمزہ صاحبقران کا اپنی پشت پر رکھکر جلد تر جانب خیبر روانہ ہوا جب خواجہ عمرو بارگاہ ہشامی مین آئے امیر کا تو نہ پایا دیکھکر نہایت پریشان ہوئے اور فوراً ابو سعید کو اپنے ہمراہ لیکر جانب مدائن روانہ ہوئے اور مدائن مین جلد تر پہونچکے ہرچند امیر کی جستجو کی لیکن کہین نہ پایا آخرش چار ہو کر جانب خیبر روانہ ہوئے خواجہ عمرو تو طرف خیبر کے جاتے ہین انکا ذکر پھر کیا جائیگا مگر اس جگہ حال سیاہ قمر اور علقمہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب سیاہ قمر عیار حمزہ صاحبقران کا پشتارہ لیے ہوئے خدمت علقمہ مین پہونچا اور پشتارہ روبرو علقمہ رکھدیا اسوقت علقمہ نہایت خوش ہوا اور حمزہ صاحبقران کو سلاسل مین گرفتار کرکے ہوشیار کرایا جب حمزہ صاحبقران کو ہوش آیا اور بیہوشی دفع ہوئی اپنے تئین طوق زنجیر وغیرہ مین گرفتار دیکھا اور ملاحظہ کیا کہ مین قلعہ مین ہون اور ایک شخص سامنے تخت پر بیٹھا ہے اور گرد اسکے دربار مین بہت سے آدمی بیٹھے ہین اسوقت حمزہ صاحبقران نے باواز بلند کہا سلام علیکم یعنی میرا سلام ان شخصون پر جو خداشناس ہین اور مسلمان ہین جسوقت حمزہ صاحبقران نے سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا بلکہ سلام کرنے سے ناراض ہوئے خصوصاً علقمہ نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای حمزہ صاحبقران اب تمکو کس طرح قتل کرون تونے میرے فرزند ہشام کو قتل کیا ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا بیشک مین نے ہشام کو قتل کیا ہے اور تونے نامردی سے مجکو گرفتار کرایا ہے اب جو میرے دل مین آئے مجھ پر جفا کر لیکن یہ بھی تجکو خیال کرنا چاہیے کہ پہلے مین ہشام سے دغا طلب نہین ہوا خود ہی ہشام تیرے فرزند نے کعبہ مین جا کر میرے سرداروں سے اور مجھسے مقابلہ کیا آخرکار میرے ہاتھ سے قتل ہوا اگر وہ مجھے نہ مارتا تو قتل نہوتا علقمہ نے کہا ای حمزہ صاحبقران اگر تم لات ومنات کو سجدہ کرو تو مین تمکو قتل نہ کرون اور تمکو مثل ہشام کے اپنا فرزند جانون حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ مین لات ومنات پر لعنت کرتا ہون اور سجدہ اپنے پروردگار کو کرتا ہون اب تجکو بھی یہی لازم ہے کہ میری طرح تو بھی لات ومنات پر لعنت کر اور سجدہ خدا وند عالم کو کر اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو مین تیرے ہی پاس رہونگا اور تجکو اپنا بزرگ تصور کرونگا علقمہ نے وہ گفتگو سے حمزہ صاحبقران سنکر حکم دیا کہ میرے فرزند کے قاتل کو جلد قتل کرو ملازمان علقمہ نے

چاہا تھا کہ حمزہ صاحبقران کو باہر لیجا کر قتل کریں یکایک وزیر نے دست بستہ علقمہ سے عرض کی کہ حضور اس مسلمان کو ابھی قتل نہ کرائیں چندروز بتخانہ مین قید کریں جب یہ مسلمان بتخانہ مین قید ہوگا اور بتون کی عظمت سے آگاہ ہوگا اسوقت ضرور لات ومنات کو سجدہ کریگا علقمہ نے وزیر کی عرض کو قبول کیا اور حکم کیا کہ بتخانہ مین حمزہ صاحبقران کو قید کرو اور ہر ایک بت کے حال سے حمزہ کو آگاہ کرو ملازمان علقمہ نے حمزہ صاحبقران کو بتخانہ مین قید کیا بعد قید ہونے امیر با توقیر کے سیاہ تکمہ نے علقمہ سے عرض کیا کہ مین نے بموجب حکم حضور کے حمزہ صاحبقران کو گرفتار کیا اب حضور کو لازم ہے کہ موافق اپنے عہد وپیمان کے اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کر دیجئے علقمہ نے خشمناک ہوکے اپنے ملازمون سے کہا کہ اس نالائق بیہودہ گو کو میرے دربار سے ایک ہزار زر سرخ دیکر نکالدو ملازمان علقمہ نے بموجب حکم زر سرخ دے کر دربار سے نکال دیا سیاہ تکمہ علقمہ کے وعدہ وفا نہ کرنے سے رنجیدہ ہوا لیکن کرسکتا تھا چپ ہو رہا اور ہنگام شب بتخانے مین جاکر اور حمزہ صاحبقران کو بیہوش کرکے بتخانے سے باہر آیا اور تمام اپنے شاگردون کو اپنے ہمراہ لیکر اور حمزہ صاحبقران کے پشتارہ کو اٹھا کر قلعہ آہن زرین آیا اور قلعہ کو توپون سے خوب آراستہ کیا اور پل بچہ اٹھوا لیا اور خندق قلعہ کو پانی سے بھروا دیا اور بہ نحو سامان جنگ کرکے قلعہ مین باطمینان تمام بیٹھا اور حمزہ صاحبقران کو مثل بتخانے کے طوق وسلاسل مین گرفتار رکھا جب صبح ہوئی علقمہ خیبری کو یہ خبر پہونچی کہ سیاہ تکمہ حمزہ صاحبقران کو بتخانے سے بعض عیاری چرا کر لیگیا ہے اور قلعہ آہن زرین مین داخل ہوکر بارادۂ جنگ بیٹھا ہے علقمہ یہ خبر سنکے ہنسا اور کہنے لگا سیاہ تکمہ کی بھی یہ مجال ہے کہ ما بدولت سے تو نے خیر اگر اسنے سرکشی کی ہے تو سزا سے مقتول اسکو وہ نگا قلعہ کو اڑا دونگا یہکر حکم دیا کہ جلد ہماری فوج تیار ہو جب فوج مسلح ہوچکی اسوقت علقمہ مرکب پر سوار ہوا اور نوے ہزار سواران جرار کا لشکر لیکر جانب قلعہ آہن زر روانہ ہوا جب علقمہ خیبری قریب قلعہ پہونچا اسوقت مردان فوج کو حکم دیا کہ قلعہ پر حملہ کرو اور قلعہ کو توڑکر داخل قلعہ ہو اور سیاہ تکمہ کو قتل کرو بموجب حکم علقمہ مردان لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا اسطرف بحکم سیاہ تکمہ اسکے شاگردون نے گولے ملنا شروع کیے ہزارہا سوارون کو گولے مار کر اڑا دیا آخر سواران لشکر قریب قلعہ نہ جا سکے اور ہٹ آئے اسی طرح تین روز تک برابر علقمہ نے قلعہ پر حملہ کیا لیکن قلعہ کا تمونہ آیا آخر بوجہ مجبوری قلعہ کا محاصرہ کیا اب کچھ حال خواجہ عمرو وابوسعید کا اس جگہ لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو ملک مدائن سے بجستجوے حمزہ صاحبقران مین چلے تھے بعد قطع راہ قریب قلعہ آہن زر پہونچے یہان آکر دیکھا کہ قلعہ کو فوج گھیرے ہوئے ہے خواجہ عمرو نے مردان لشکر سے سبب قلعہ کے گھیرنے کا پوچھا انہون نے حال تمام وکمال بیان کیا خواجہ عمرو سنکے خاموش ہو رہے لیکن ہنگام نصف شب بذریعہ کمند خواجہ عمرو اور ابوسعید نے اپنے تئین قلعہ مین پہونچایا جو عیار برفصیل تھے انکو قتل کیا بعد اسکے ابوسعید نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای استاد اس قلعہ مین ایک مرد مسلمان رہتا ہے اور اسکا نام زہیر ابن عفان ہے اور وہ میرا دوست صادق اور محب واثق ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ اسکے مکان پر تشریف لیچلئے خواجہ عمرو نے کہا کہ بہتر ہے چلو جسوقت ابوسعید اسکے مکان پر پہونچے اور زنجیر در کو جنبش دی زہیر ابن عفان مکان سے باہر نکل آیا اور ابوسعید کو پہچان کر گلے سے

لپٹ گیا او حال پوچھا ابو سعید نے تمام کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کی زہیر ابن عفان نے کہا اے
ابو سعید مین ہر طور تمہارا شریک ہون یہ کہکے ابو سعید اور خواجہ عمرو کو اپنے مکان مین لے گیا اور موافق
اپنی لیاقت کے دعوت کی خواجہ عمرو نے مقام قید حمزۂ صاحبقران دریافت کرکے مکان زہیر ابن عفان سے
نقب لگائی اور تین روز کی مدت مین نقب کا دہنہ وہان توڑا جہان حمزۂ صاحبقران قید تھے
جسوقت خواجہ عمرو نے دہنہ نقب سے سر نکالا اتفاق سے سیاہ مکھ اُس جگہ موجود تھا فوراً جست
کرکے دہنہ نقب کے پاس آیا اور خواجہ عمرو کو کہنے لگا کہ اے خواجہ عمرو اب تم میرے ہاتھ سے بچ کے
کہان جاؤ گے خواجہ عمرو نے یہ سنکے خنجر کمر سے کھینچا اور قصد سیاہ مکھ کے ہلاک کرنے کا کیا اوسوقت
سیاہ مکھ ہنسکر کہنے لگا ای خواجہ آپ مجھپر غصہ نہ فرمایئے خنجر واسطے میرے قتل کے نہ کھینچئے نقب سے باہر تشریف
لائیے مجھکو اپنا مطیع اور فرمانبردار تصور کیجیے آپ مجھکو اپنا دوست اور تابعدار جانئے شب گذشتہ کو مین نے عالم
خواب مین حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھا ہے اور اُن جناب نے مجھکو مسلمان کیا ہے اور کلمہ
طیبہ مجھکو پڑھایا ہے خواجہ عمرو نے جو یہ گفتگو سیاہ مکھ سے سنی خیال کیا کہ سیاہ مکھ مجھسے باتین فریب کی کرتا ہے اور
مکر سے مجھکو گرفتار کرنا چاہتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے بغور چہرۂ سیاہ مکھ پر نظر کی پیشانی کو اُسکی نور اسلام سے
روشن اور منور دیکھکر شک دل سے رفع کیا اور یقین کامل ہوا کہ سیاہ مکھ مسلمان ہو گیا ہے جب خواجہ عمرو
کو سیاہ مکھ کے مسلمان ہونے کا یقین کامل ہو گیا اُسوقت نقب سے باہر آئے خنجر کو کمر مین رکھا سیاہ مکھ
برائے قدمبوسی خواجہ جھکا عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا اُسوقت علامت گردان سیاہ مکھ بھی آئے خواجہ
عمرو نے سبکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا بعد اسکے سیاہ مکھ خواجہ عمرو کو حمزۂ صاحبقران کے پاس لے گیا امیر
با توقیر خواجہ عمرو کو دیکھ کے خوش ہوئے خواجہ عمرو نے جلد قید سے حمزۂ صاحبقران کو رہا کیا اور تمام
حال سیاہ مکھ اور علقمہ کا بیان کیا امیر با توقیر اسی وقت انھین پانچ سو عیار دن کو جنکو خواجہ عمرو نے مسلمان
کیا اپنے ہمراہ لیکر اور گھوڑے پر سوار ہوے اور شمشیر و سپر لیکے قلعہ سے باہر نکلے علقمہ حمزۂ صاحبقران کو
آتے ہوئے دیکھکر حیران ہوا اور قصد مقابلہ کرنے کا کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے حملہ کر کے علقمہ کو گرفتار کر لیا
کیونکہ اُسکی فوج غافل تھی اور اپنے کار و بار مین مصروف تھے جسوقت حمزۂ صاحبقران نے علقمہ
کو گرفتار کیا فرمایا ای علقمہ اب کہہ کیا کہتا ہے اگر دین اسلام قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ مین ابھی تجکو قتل کرونگا
علقمہ بمکر و فریب مسلمان ہوا ہر چند خواجہ عمرو نے کہا کہ ای با توقیر علقمہ کی پیشانی نور ایمان
و اسلام سے منور پائی نہین جاتی ہی بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ علقمہ نے جان بچانے کے واسطے کلمہ پڑھ لیا ہی
صدق دل سے مسلمان نہین ہوا ہے لیکن حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کے کہنے پر کچھ توجہ نہ کی اور علقمہ کو
رہا کر دیا جسوقت علقمہ رہا ہوا حمزۂ صاحبقران کو بصد جلوس اپنے قلعہ مین لایا اور عرض کیا کہ آپ
تخت پر جلوہ فرما ہون حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا اے علقمہ تخت و تاج تمہارا امارت کو مبارک
ہے مجکو ہوس حکومت کرنے کی نہین ہے بہ ہزار ابرام با توقیر نے علقمہ کو تخت پر بٹھا دیا آپ ایک
دنگل بر قریب تخت علقمہ کے بیٹھے امرا و وزرا بھی دربار مین حاضر ہوئے بعد مجبوری در پر بیٹھے تھے
حمزۂ صاحبقران نے آہستہ سے علقمہ سے کہا کہ ای علقمہ تمکو مناسب ہے کہ موافق اپنے اقرار کے
اپنی دختر کا عقد سیاہ مکھ سے کر دو یہ امر باعث ہماری خوشی کا ہوگا اور اگر تم انکار کرو گے تو البتہ ہمکو صدمہ ہوگا

علقمہ نے عرض کیا کہ مین تو آپ کا فرمان بردار ہون میری کیا مجال ہی کہ جو خلاف حکم کوئی کام کرون لیکن امیدوار ہون
کہ چند روز کی مہلت دیجیے تاکہ سامان عقد حسب دلخواہ ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ ہی مینے تمکو مہلت
آٹھ یوم کی دی الغرض جب علقمہ دربار سے اٹھکر ہنگام شب محلسرا مین گیا اور اپنی دختر کو بلاکر اور اپنے پاس
بٹھاکر بصد شفقت کہنے لگا کہ ای نور نظر پارۂ جگر تمنے تو تمام حال اپنے بھائی کے قتل ہونے اور سیاہ مکھم
کی ہمسر کشی کا سُنا ہوگا اب تم سے بیان کرنیکا سبب یہ ہی کہ مینے تو ہرچند چاہا تھا کہ تمھاری شادی کسی شاہزادے
عالی وقار کے ساتھ کرون لیکن ای نور نظر اب مجبور ہون کیونکہ تمھارے بھائی کا قاتل قید سے رہا ہو گیا ہے
سیاہ مکھم مسلمان ہوکر حمزہ کا شریک ہوگیا ہے تمھارے بھائی کا قاتل صاحب قوت وطاقت ہی اُسنے مجکو گرفتار
کرلیا تھا مین نے مکر سے کلمہ پڑھکر اپنی جان بچائی ہو اب حمزۂ سیاہ مکھم سے تمھاری شادی کرنے کے واسطے
کہتا ہی مجکو کچھ بن نہین پڑتا ہی کیا کرون کیونکر حمزۂ کے ہاتھ سے اپنی جان بچاؤن اور سیاہ مکھم سے تمھاری
شادی نہ کرون عجب مصیبت مین مبتلا ہون لیکن ای نور نظر اب تم کہو تمکو کیا منظور ہے اسوقت کچھ شرم و
حیا نہ کرو اور صاف صاف اپنا مدعائے دل مجھسے بیان کرو جسوقت علقمہ نے اپنی دختر سے مقدمہ شادی مین
پوچھا اُسوقت دختر نے علقمہ کی اپنے پدر سے بدرجۂ مجبوری بصد شرم و حجاب کہا کہ آپ کو مناسب نہین
ہے کہ ایک عیار بدکردار کو اپنا داماد کیجیے آگے آپ کو اختیار ہی یہ کہکر دختر چلی گئی اور اپنی ہمجلیسون مین جاکر
بیٹھی لیکن مغموم وملول بعد جانے دختر کے علقمہ نے خیال کیا کہ دختر میری سچ کہتی ہے میری شان اور لیاقت
کے خلاف ہی کہ مین اپنی بیٹی کی ایک عیار کے ساتھ شادی کرون یہ خیال کرکے علقمہ فکر کرنے لگا کہ کوئی تدبیر
ایسی کرنا چاہیے کہ جس تدبیر سے حمزۂ کو قتل کرون اور اپنے فرزند کا بدلا لون اور اپنی بیٹی کی شادی
سیاہ مکھم کے ساتھ نہ کرون غرض فکر کرتے کرتے یہ تدبیر علقمہ کے ذہن مین آئی کہ حمزۂ صاحبقران کو زہر دیکر
ہلاک کرنا چاہیے اور ہر طرح اپنا مدعائے دل برلانا چاہیے الغرض تدبیر مذکور علقمہ یہ سوچ کر شبکو تو سو رہا
ہنگام سحر خواب سے بیدار ہوکر پھر اپنی دختر کو اپنے پاس بٹھاکر کہنے لگا کہ ای نور نظر تم مطمئن رہو مین تمھاری
شادی سیاہ مکھم سے ہرگز نہ کرونگا مین نے شب کو یہ تدبیر سوچی ہے کہ حمزۂ صاحبقران کو شربت
مین کف مار پلاکر آج ہی ہلاک کرتا ہون جب حمزۂ نہ رہیگا اُسوقت سیاہ مکھم کی کیا مجال ہی
کہ تیرے ساتھ اپنی شادی کرسکے علقمہ نے اپنی دختر سے یہ گفتگو کرکے کف مار نکالا اور نہایت
شربت تحفہ بنواکر وہی کف مار اس شربت مین ملایا اور ایک کشتی مین ساغر شربت رکھا اور
وہ کشتی اپنے ہمراہ لیکر محلسرا سے باہر آیا دختر علقمہ چھپی ہوئی دیکھا کی جسوقت علقمہ باہر گیا فوراً اسنے
اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ سیاہ مکھم کو اس مضمون کا لکھا کہ اسوقت میرے والد نے شربت
مین کف مار میرے سامنے ملایا ہی اور وہ شربت حمزۂ صاحبقران کے پلانے کو لیجاتا ہی خبردار تم وہ شربت
حمزۂ صاحبقران کو پینے نہ دینا ورنہ وہ ہلاک ہوجاینگے اور مین نے تمکو یہ رقعہ اسواسطے لکھا ہے کہ کل شب کو
مین نے ایک بزرگ کو کہ نام اُنکا ابراہیم ہی اور وہ پیغمبر بھی ہین خواب مین دیکھا ہے اور اُن حضرت
نے مجکو کلمہ پڑھاکر عالم خواب مین مسلمان کیا ہے اسوجہ سے مین نے تمکو اس راز سے اطلاع دی ہے ورنہ
مین کبھی اپنے باپ کے گناہ کو افشا نہ کرتی یہ رقعہ لکھکر دختر علقمہ نے بذریعۂ ایک عورت کے ہاتھ
سیاہ مکھم کے پاس بھیجا اُس عورت نے بتعجیل تمام جاکر وہ رقعہ سیاہ مکھم کو دیا سیاہ مکھم اُس رقعہ کو پڑھکر نہایت خوش ہوا

اور وہ رقعہ سیاہ کمر نے حمزہ صاحبقران کو دیا حمزہ صاحبقران مضمون رقعہ سے آگاہ ہو کر بیٹھے رہے ناگاہ
علقمہ نے کشتی مین سے جام شربت نکالا اور وہ جام خود لیکر روبرو سے حمزہ صاحبقران آیا اور کہنے لگا کہ یہ جام
شربت میرے ہاتھ سے حضور لیکر نوش فرمائین امیر با توقیر تو پہلے ہی کیفیت شربت سے واقف ہو چکے تھے
علقمہ سے مسکرا کر فرمانے لگے کہ اے علقمہ معلوم ہوتا ہے کہ تم ہم سے نہایت الفت رکھتے ہو کیونکہ تم خود ہمارے
واسطے شربت لیکر آئے ہو علقمہ نے عرض کیا کہ مین اپنی جان عزیز سے بھی بہتر حضور کو جانتا ہون امیر با توقیر نے
فرمایا کہ اسوقت اگر ہم کسی امر کو تم سے کہین تو تم منظور کروگے علقمہ نے عرض کیا کہ بشرط امکان حضور کے ارشاد کو
بجا لاؤنگا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اس وقت ہماری خوشی یہی ہے کہ اس جام شربت کو تمہین پی جاؤ
علقمہ یہ گفتگو امیر با توقیر کی سنکے سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شربت مین کچھ ملانے کا حال کسی نے امیر با توقیر سے
کہدیا یہ خیال کر کے علقمہ کے دست و پا خوف سے اسقدر کانپے کہ جام شربت ہاتھ سے زمین پر گر پڑا جس جگہ
زمین پر شربت گرا اتنی زمین اثر زہر سے سبز ہو گئی حمزہ صاحبقران نے پوچھا اے علقمہ اس شربت مین
تمنے کیا ملایا تھا کہ شربت کی تری سے زمین سبز ہو گئی علقمہ نے تھرا کے کہا کچھ بھی نہین ملایا تھا نہین معلوم
کس وجہ سے زمین سبز ہو گئی یہ گفتگو سے علقمہ کے حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور فرمایا کہ اے علقمہ کیون جھوٹ
بولتا ہے کیون نہین کہتا کہ اس شربت مین کچھ مار ملایا تھا علقمہ یہ کلمہ سنکے خاموش ہوا حمزہ صاحبقران نے
فوراً شمشیر آبدار سے علقمہ کو قتل کیا بعد قتل کرنے علقمہ کے حمزہ صاحبقران نے عقد سیاہ کمر کا
دختر علقمہ سے نہایت تزک اور سامان شاہانہ سے کر دیا و فارغ ہو کے سامان عقد سیاہ کمر بخیال خاطر ناظرین
مختصر پسند تحریر نہین کیا القصہ حمزہ صاحبقران نے بجاے علقمہ سیاہ کمر کو تخت پر بٹھایا اور اس شہر مین
جس قدر بتکدے تھے سبکو منہدم کرنے کا حکم دیا اور مسجدین بنانے کے واسطے تاکید کی بعد اسکے
حمزہ صاحبقران سیاہ کمر سے رخصت ہو کر مع خواجہ عمرو وغیرہ اپنے لشکر کی جانب چلے اور قطع منازل کر کے
قریب اپنے لشکر کے پہونچے جسوقت سرداران حمزہ صاحبقران کو خبر تشریف لانے حمزہ صاحبقران کی پہونچی
فوراً جملہ سرداران ذی وقار مع لشکر جرار واسطے استقبال کے آئے اور حمزہ صاحبقران کو بعد تعظیم و تکریم جانب
کعبہ لے گئے جسوقت امیر با توقیر کعبہ مین پہونچے فی الفور اپنے والد خواجہ عبدالمطلب کی خدمت مین
حاضر ہوئے اور بعد بجا لانے تسلیم کے واسطے قدمبوسی والد کے جھکے خواجہ عبدالمطلب نے حمزہ
صاحبقران کو سینے سے لگایا اور شفقت پدری پیار کیا پھر حمزہ صاحبقران نے اپنا حال سب عرض کیا
خواجہ عبدالمطلب نے اپنے فرزند سے ملکر سجدہ شکر خدا کیا پھر امیر با توقیر ہر ایک اپنے بزرگ و احباب سے
ملے ہر ایک شخص خوش ہوا امیر با توقیر تو اب با آرام تمام اپنے لشکر مین تھے لیکن اب حال رہائی نوشیروان
لکھا جاتا ہے کہ جب ہشام سمت کعبہ روانہ ہوا اور اپنے بھائی گلرخ کو مع چالیس دلیران صف شکن کے قید
نوشیروان کی سپرد کر گیا گلرخ نے ایک خیمہ مین قفس آہنی جس مین نوشیروان کو قید کیا تھا رکھا
اور ایک خیمہ دور اس خیمہ سے واسطے اکل و شرب وغیرہ کے استادہ کرایا اور سرداران نوشیروان سے
کہا کہ جب تک بھائی ہمارے ہشام حمزہ صاحبقران کا سر لائین یا گرفتار کر کے امیر کو یہان لائین تمکو
آرام ہے کہ تم سب شکارگاہ مین جہان تمہارے خیمے برپا ہین قیام پذیر ہو ہر چند سرداران کا دل نہ چاہتا تھا
کہ نوشیروان اپنے ولی نعمت کو چھوڑ کر علحدہ جا کر مقیم ہون لیکن بموجب کہنے نوشیروان کے

سب کے سب شکارگاہ پر آئے اور خیام میں مقیم ہوئے بعد اسکے گلرنج برادر ہشام نے یہ انتظام کیا کہ بیس
بہادروں کو گرد و پیش خیمہ واسطے نگہبانی نوشیروان کے مقرر کیا اور انھیں بیس بہادروں میں سے دو چار دلیروں
کو اندر خیمہ کے قریب قفس کے جس میں نوشیروان قید تھا واسطے حفاظت کے مقرر کیا تاکہ کوئی عیار نقب لگا کر
نوشیروان کو رہا نہ کرے اور ایک بہادر کو انھیں بیس بہادروں سے نیزہ دیا کہ ہر وقت یہی سنان نیزہ سینۂ
نوشیروان پر بحالہ اسکے رکھے رہنا کہ مبادا کسی وقت سرداران نوشیروان حملہ کریں اور نوشیروان
کو رہا کر کے لیجائیں القصہ وہ سب بہادر بحکم گلرنج برادر ہشام نگہبانی قید نوشیروان کرنے لگے جب اُن
بہادروں کے اکل و شرب کا وقت آتا تھا گلرنج بیس جوانوں کو جو دوسرے خیمہ میں ہوتے تھے واسطے
حفاظت کے مقرر کرتا تھا اور ان بیس دلیروں کو واسطے اکل و شرب وغیرہ کے خیمہ دیگر میں بھیجدیتا تھا غرض
شب و روز اسی طرح سے قید نوشیروان کی حفاظت اور نگہبانی کرتا تھا اور جو دو آدمی خیبری واسطے پانی بھرنے کے
ہشام مقرر کر گیا تھا انھیں سے گلرنج پانی لیتا تھا اور سب اپنے ہمراہیوں کو انھیں کا بھرا پانی پینے وغیرہ کو دیتا تھا
اور کسی کو قریب اس خیمہ کے جس میں نوشیروان قید تھا کسی طرح نہ آنے دیتا تھا اور نہایت ہوشیاری اور
خبرداری سے شب و روز بسر کرتا تھا جب کئی روز اسی طرح سے گذرے اور سرداران نوشیروان
اپنے خیام میں مقیم رہے اور نوشیروان قید رہا ایک روز کرگدن ساسانی اور صابر بند پوش نے
باہم مشورہ کیا کہ کسی طرح نوشیروان کو رہا کرنا چاہیے بعد فکر بسیار کے دونوں عیاروں نے ایک
تدبیر رہائی نوشیروان کی سوچی اور لشکر نوشیروان میں آکر بیس جوانوں کو اپنے ہمراہ لیا اور ایک
درہ کوہ میں اُنسے کہا کہ تم یہاں پوشیدہ رہو جسوقت ہم تمکو بلائیں اسوقت تم چلے آنا وہ سب جوان
تو درہ کوہ میں پوشیدہ ہوئے اور کرگدن ساسانی اور صابر بند پوش عیاری کی فکر میں چلے قبل
اسکے لکھا گیا ہے کہ ہشام نے دو آدمی واسطے پانی بھرنے کے مقرر کیے تھے چونکہ صبح کا وقت تھا
وہ دونوں آدمی ایک کنوئیں پر پانی بھر رہے تھے ناگاہ اُن دونوں آدمیوں نے دیکھا کہ دو مسافر گٹھریاں
پشت پر رکھے ہوئے گرد و غبار میں آلودہ چلے آتے ہیں جب وہ مسافر قریب کنوئیں کے آئے ایک
مسافر نے دوسرے مسافر سے کہا تھوڑی دیر یہاں توقف کرنا چاہیے کیونکہ ہمکو وہ پیاس معلوم ہوتی ہے
ان آدمیوں سے تھوڑا سا پانی لیکر پی لیں اور تھوڑی دیر ٹھہر جائیں دوسرے مسافر نے کہا اچھا
ٹھہر جاؤ پانی پی لو غرض دونوں مسافر کنوئیں پر آئے اور اُن دونوں آدمیوں سے کہنے لگے کہ ہم پیاسے
ہیں دور سے چلے ہوئے آتے ہیں تھوڑا سا پانی ہمکو پلا دو اُن دونوں شخصوں نے پانی پلایا اور پوچھا
کہ تم کہاں سے آتے ہو اور کہاں جاؤ گے مسافروں نے کہا کہ یہاں سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک
مندر ہے اُس میں تصویریں لات و منات کی رکھی ہیں ہزارہا آدمی دور دور سے آتے ہیں اور لات و منات
کی پرستش کرتے ہیں وہاں مردم جو مراد کے واسطے آتے ہیں وہ مراد اُنکی بر آتی ہے صدہا گھنٹے اور
ناقوس وہاں بجا کرتے ہیں ہزارہا آدمی جو بیمار ہوتے ہیں اور کسی طرح اچھے نہیں ہوتے ہیں وہاں آکر
اور پرشاد لات و منات کے مندر کا لیکر کھاتے ہیں تو فوراً اچھے ہو جاتے ہیں اور لات و منات کی
تصویروں پر گلہائے رنگا رنگ مردم چڑھاتے ہیں ہم بھی وہیں گئے تھے اور ہمنے بھی پرستش
کی تھی جو مراد ہماری تھی وہ بر آئی اب ہم اپنے گھر جاتے ہیں مکان ہمارا ملک مدائن میں ہے اُن دونوں

شخصون نے کہا کہ کچھ پرشاد بھی وطن سے لائے ہو یا خالی ہاتھ چلے آئے مسافرون نے کہا تم اپنا مدعاے
دل ظاہر کرو باعث تمھارے پوچھنے کا کیا ہی اُن دونون نے کہا کئی روز سے ہمارے کمر مین درد ہی پانی
بھرا نہین جاتا ہے لیکن بخوف عتاب ہشام اور گرگرخ برادر ہشام کے جس طرح ہو سکتا ہی بصد مشکل
پانی بھرتے ہین اور انکے واسطے پانی لیجاتے ہین اگر تم کچھ پرشاد لائے ہو تو ذرا ہمکو بھی دو تاکہ ہم بھی وہ
پرشاد کھا کر اچھے ہو جائین درد کمر کا جاتا رہے پانی اچھی طرح کوئین سے بھرنے لگین تمھارا ہم پر احسان
ہوگا جب مسافرون نے یہ گفتگو سنی ایک مسافر نے دوسرے مسافر سے کہا کہ وہ پرشاد جو تمھارے پاس ہے
ان دونون کو دیدو انھون نے بہت احسان کیا ہی ہمکو پانی پلایا ہے اُسنے مٹھائی کی دو ڈلیان نکال کے ایک ایک
دونون آدمیون کو دین ان دونون نے وہ مٹھائی چوم کر اور آنکھون سے لگا کر یا خداوند لات و منات کہکر کھائی
بعد ایک لمحہ کے اُن دونون آدمیون نے کہا اے مسافرو یہ عجب طرح کی مٹھائی ہی جب سے ہم نے
کھائی ہی گرمی معلوم ہوتی ہی سینہ جلا جاتا ہی پیاس کی شدت ہی سر مین درد ہوتا ہی واسطے پانی لانے کے بھی
اٹھا نہین جاتا ہی مسافرون نے ہنس کے کہا کہ یہ مٹھائی جو تمکو کھلائی ہی لات و منات کے مندر کی چڑھائی ہوئی ہے
دیکھو کھاتے ہی اثر ظاہر ہوا اب تمکو کوئی عارضہ نہوگا اور جو درد تمھاری کمر مین ہی دفع ہو جائیگا ذرا اٹھ کے
ٹہلو بیٹھو نہین جسوقت مسافرون نے اُن دونون شخصون سے ٹہلنے کو کہا فوراً وہ دونون شخص اٹھے
اور قصد ٹہلنے کا کیا یکایک انکو چکر آیا ہر چند انھون نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سنبھل نہ سکے اور زمین
پر گر کر بیہوش ہو گئے اوسوقت مسافرون نے نعرے کیے منم گردن ساسانی و عیار بدہوش
بعد نعرے کرنے کے دونون عیارون نے اُن دونون کے کپڑے اتار لیے اور رنگ و روغن نکال کر
اپنی شکلین مثل انکی صورتون کے بنائین اور انکے کپڑے پہنے اور اُن دونون کو خنجر سے قتل کرکے اُسی
کنوئین مین ڈالدیا بعد اسکے پانی مین خوب بیہوشی ملا کر وہی پانی لیکر جانب خیمہ گرگرخ چلے جب قریب
خیمہ آئے گرگرخ نے کہا آج پانی لانے مین اتنی دیر کیون لگائی دونون نے عرض کیا خداوند نعمت بیشک
کسیقدر دیر ہوئی اب ایسی خطا نہوگی یہ عرض کرکے گھڑون مین پانی بھر دیا چونکہ گرگرخ و ہمراہیان
گرگرخ جو اُس خیمہ مین تھے سب کے سب پیاسے تھے ہر ایک نے دو دو تین تین جام پیے گردن
ساسانی اور عیار بدہوش پانی بھر کے وہان سے چلے اور ایک درخت کی آڑ مین آکر بیٹھے او جانب
خیمہ گرگرخ دیکھنے لگے تھوڑی ہی دیر مین انکی مجلس جوانون مین سے جو اُس خیمہ مین برائے اکل و شرب
آئے تھے ایک جوان نے ایک جوان سے کہا کہ اے شرور تو نے مجھسے سخت کلامی کیون کی تھی مین نے
تیری کیا تقصیر کی تھی اُسنے جواب دیا کہ اُسدن تو مین نے فقط گفتگو سے سختی کی تھی اسوقت
یہ دل چاہتا ہے کہ تجھکو ہزار گالیان دے کر جوتے سر تیرے پر کے صد جوتے تیرے سر پر لگاؤن
اُسنے کہا تیری کیا مجال ہے جو تو مجھکو ہاتھ بھی لگا سکے بس بہتر یہی ہے کہ چپ رہو ورنہ ابھی اٹھکر تیغ آبدار
سے تجھکو قتل کر دونگا زبان تیری دہن سے کھینچ لونگا اس بدزبانی کا مزہ چکھا دونگا تو نے مجھکو کوئی ایسا
ویسا سمجھا ہے مین وہ بہادر ہون کہ میرا مثل و نظیر دنیا مین نہین ہے ہشام نالایق کی میرے سامنے
کیا حقیقت ہے اور میان گرگرخ تو ابھی منہ دھونے کے لایق ہین اور مجھکو تو مین مانند سورما تو ان سے بھی
اقصد رہنین کرتا جسوقت یہ تقریر اُس جوان نے عالم نشہ مین کی اسوقت جوان دیگر اور گرگرخ کو نہایت

غصہ آیا اور دونوں نے کہا کہ او بے حیا کیا بکتا ہے حواس اپنے درست کر اور خاموش ہو ورنہ تیرے تئین تخت
بیجائی کی سزا اسے معقول دیجائیگی اس جوان نے جواب دیا کہ اگر جادو ہو اور دعوی دلاوری ہے تو اٹھو اور مجھسے
مقابلہ کرو تم بیچارے مجھکو کیا سزا دوگے جسوقت یہ تقریر اُس جوان کی گلرخ اور دوسرے جوان نے سنی
تھوڑا دونوں تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ ڈالکے اُٹھے ابھی تلواریں اچھی طرح نہیں کھینچیں تھیں کہ ایک
ایسا چکر آیا کہ دونوں زمین پر گرے اور بیہوش ہوئے جوانان دیگر نے جو دیکھا کہ گلرخ اور ایک جوان
دونوں زمین پر گرکے بیہوش ہوئے یہ سب بھی اُنکے اُٹھانے کے واسطے اُٹھے فوراً یہ سب بھی زمین پر گرے
اور بیہوش ہوئے گرگدن ساسانی نے جب دیکھا کہ سب بیہوش ہوگئے اُسوقت صابر نمد پوش سے
کہا کہ تم جلد جاؤ اور لشکریوں کو جو سامنے درہ کوہ میں مخفی ہیں لیکر آؤ میں جا کر ان سب کے کپڑے اتارتا
ہوں صابر نمد پوش جانب درۂ کوہ گیا اور اُن بیس جوانوں کو لے آیا پھر صابر نمد پوش اور گرگدن
ساسانی نے جلد تر رنگ و روغن نکال کر لشکریان نوشیروان کی شکلیں مانند ان ملازمان ہشام کی
صورتوں کے بنائیں جو بیہوش ہوئے تھے اور گرگدن ساسانی نے اپنی شکل مثل شکل گلرخ کے بنائی
اور گلرخ کا لباس پہنا اور ہر ایک کو انہیں بیہوش کیے ہوؤں کے کپڑے پہنائے اور صابر نمد پوش
کو طرف شکارگاہ کے اسواسطے روانہ کیا کہ جلد تر سرداروں کو ہماری عیاری کرنے سے اطلاع
دے کر انکو لے آئے جب صابر نمد پوش چلا گیا اُسوقت گرگدن ساسانی نے ملازمان ہشام اور گلرخ
برادر ہشام کو قتل کیا اور اسی خیمہ میں گڑھا کھود کر سب کو اُس گڑھے میں ڈالدیا اور مٹی برابر کرکے زمین
پر فرش کر دیا بعد اسکے سب جوانوں کو خیمہ میں چھوڑ کر آپ تنہا اُس خیمہ کے پاس گیا جس خیمہ میں
نوشیروان قید تھا جب بشکل گلرخ گرگدن ساسانی قریب خیمہ پہونچا پکار کے کہا اے جوانوں
خوب ہوشیار رہنا خبردار غفلت نہ کرنا جوانوں نے عرض کیا حضور ہم بخوبی ہوشیار ہیں نگہبانی کر رہے ہیں
لیکن اسوقت متردد ہیں کہ حضور نے ہم سب کا پہرا نہیں بدلوایا ہے صبح سے یہ وقت آگیا ہے اسکے کیا
سبب ہے گلرخ نے کہا گھبراؤ نہیں تمہارے ساتھ کے جوان کمر باندھ رہے ہیں ابھی آتے ہیں
اور میں خود ابھی جا کر انکو اپنے ہمراہ لیے آتا ہوں یہ کہکر گرگدن ساسانی قطع راہ کرتا خیمہ دیگر میں آیا اور
جوانان لشکر نوشیروان کو اپنے ہمراہ لیکر اُس خیمہ میں گیا جہاں نوشیروان قید تھا اور پہرا
بدلوا کر ان جوانوں سے کہا کہ اب تم جاؤ اور خیمہ میں آرام تمام بیٹھو جب وہ سب جوانان لشکر ہشام خیمہ دیگر
میں جا کر بیٹھے اور معروف اکل و شرب ہوئے تو اُس طرف گرگدن ساسانی نے جلد تر قفس آہنی
سے نوشیروان کو نکالا اور سلاسل کو جسم نوشیروان سے دور کیا اتنی دیر میں صابر نمد پوش نے
سرداران نوشیروان کو اپنی عیاری سے اطلاع دی اور انکو لیکر جہاں نوشیروان تھا لیکر چلا جوانان
لشکر ہشام خیمہ میں بیٹھے ہوئے طعام تناول کر رہے تھے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنکے گھبرا گئے
اور بے اختیار طعام کو چھوڑ کر خیمہ سے باہر نکل آئے دیکھا ہزاروں سوار اور پیدل چلے آتے ہیں ہر ایک
شخص نہایت شاد و مسرور ہے جسوقت جوانان لشکر ہشام نے دیکھا کہ فوج چلی آتی ہے اور قریب خیمہ
پہونچ گئی ہے اُسوقت جوانان لشکر ہشام پریشان اور مضطر ہو کر باواز بلند پکارے کہ اے برادر ہشام
گلرخ نیکنام ہوشیار ہو جایئے دیکھیے فوج نوشیروان قریب تر آگئی ہے جلدی نوشیروان کو سنان تیر سے

ہلاک کیجیے دیر نہ لگائیے ایسا نہو کہ نوشیروان کو سرداران نوشیروان رہا کرلین ہشام آپ کے بھائی رہا
ہوجانے نوشیروان سے بہت آپ سے ناراض ہونگے پس آپ کو اب مناسب ہی کہ جلد نوشیروان
کو قتل کرڈالیے مردمان فوج نوشیروان سے مقابلہ کیجیے پریشان خاطر نہو جیے گا ہم بھی حاضر ہوتے
ہین یہ کہکے یہ بیسیون جوان جلد تر مسلح ہو کر خدمت گلرخ نقلی مین چلے جب قریب خیمہ آئے دیکھا کہ نوشیروان
رہا ہوگیا ہے سرداران ذیوقار نذرین اُس خوشی کی دے رہے ہین ہر ایک پیدل و سوار خوش وخرم ہی
گلرخ بھی کھڑا ہوا ہنس رہا ہی جسوقت یہ حال جوانان لشکر ہشام نے دیکھا بہ قہر وغضب تمام کہا کہ ای گلرخ ہمنے
ہرچند کہا لیکن تمنے نوشیروان کو نہ مار ڈالا معلوم ہوتا ہی اپنے بھائی ہشام سے سرکشی کی اور نوشیروان کے
شریک ہوگئے یہ کہکر جوانان لشکر ہشام نے چاہا تھا کہ اس صحرا سے بھاگ کر جانب قلعہ خیبر روانہ ہون لیکن گلرخ
نقلی نے تھوڑے سوار اپنے ہمراہ لیکے جوانان لشکر ہشام کو گھیر لیا اور نعرہ کیا منم گرگدن ساسانی عیار
طرار شہنشاہ نوشیروان دیکھو یون عیاری کرتے ہین جب یہ نعرہ جوانان فوج ہشام نے سنا نہایت متحیر
ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یقیناً گلرخ وغیرہ کو اس عیار نے مار ڈالا اور اب ہمکو بھی ہلاک کریگا کسیطرح
زندہ نہ چھوڑیگا پس بہتر اور مناسب یہ ہی کہ ہم بھی دشمن کو قتل کرکے قتل ہون یہ خیال کرکے
جوانان فوج ہشام نے تلوارین کھینچین اور گرگدن ساسانی پر جو بشکل گلرخ تھا حملہ کیا گرگدن
نے سوارون کو حکم دیا کہ انکو قتل کرو سوارون نے اُن سبکو گھیر کے چشم زدن مین ہلاک کیا جب
گرگدن ساسانی نے سوارون سے مردمان فوج ہشام کو قتل کروا ڈالا اور سرداران ذیوقار نوشیروان
کو نذرین دے چکے اُسوقت نوشیروان نے بزرجمہر کو اپنے پاس بلایا اور کہا اب آپ ہمارے بارے مین
کیا کہتے ہین ابھی مین اسی صحرا مین رہون یا مین اپنی لشکرگاہ کی جانب جاؤن بزرجمہر نے کچھ فکر کرکے کہا
کہ اب آپ مع فوج و لشکر مداین مین تشریف لیچلین اور صحرا مین توقف نہ فرمائین کیونکہ نحوست آپ سے ہوا ہی کہ ایام
نحس گذر گئے اور دن آپ کے اب اچھے ہین کچھ عجب نہین کہ دو ایک روز مین آپ کوئی ایسی خبر سنین جس سے
آپ کو بدرجہ کمال خوشی حاصل ہو یا کوئی خط یا کوئی عرضی کسی آپ کے خیرخواہ کی آپ کے پاس آئے اور اوس مین
کچھ ایسا لکھا ہو کہ جسے آپ پڑھکر بہت خوش ہون جسوقت یہ تقریر بزرجمہر کی نوشیروان نے سنی فوراً حکم کیا کہ
لشکر ہمارا طرف ہماری نکلیگا ۔ سے ہمراہ ہمارے چلے بموجب حکم نوشیروان جملی سفر بجا ہر ایک شخص آمادہ سفر
ہوا لشکر مین کمر بند ہوئے جملہ خیام اور بارگاہین جو صحرائے سبزہ زار بیشہ شکارگاہ مین برپا تھین جب بند تر ابا سے
اُٹھکے روانہ ہوئے بعد تیاری لشکر نوشیروان بعد کروفر مداین کی جانب چلا بعد قطع منازل جب مداین مین
پہونچا وہ لشکر جو ہشام نے ناکون پر شہر مداین کے مرتب کیا تھا نوشیروان کے آنے سے مضطر و پریشان
ہوا اور ارادہ بھاگنے کا کیا لیکن سرداران نامی نے بحکم نوشیروان جملہ مردمان فوج ہشام کو تہ تیغ کیا
کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد قتل ہونے لشکر ہشام کے نوشیروان دارالامارہ شاہی مین داخل ہوا اور پھر
برآمد ہوکے اور ایک تخت پر تاج شاہی سر پر رکھ کے بیٹھا دربار مین جملہ امرا وزرا ارکین سلطنت و اعیان
مملکت و پہلوانان نامی حاضر ہوئے ہر ایک نے نذر خوشی کی دی بعد ازان ہر ایک شخص موافق اپنے رتبہ
اور منصب کے کرسی اور اورنگ پر بیٹھا مثل سابق دربار آراستہ ہوا اُسوقت نوشیروان کو خبر قتل
عنتر فیل گوش اور تاراجی شہر مداین دریافت کرنے سے مفصل معلوم ہوئی نوشیروان نواب

تخت سلطنت پر مثل سابق بیٹھا ہی اور عدل و حکومت کرتا ہی لیکن اب حال ابوشہاب خرقہ پوش کا تحریر کیا جاتا ہی
کہ جب حمزہ صاحبقران نے ہشام کو قتل کیا اور عرضی نوشیروان کو لکھکر ابوشہاب کو دی کہ یہ عرضی خدمت
نوشیروان مین پہونچا دے اور ابوشہاب خرقہ پوش عرضی کو لیکر روانہ ہوا قطع راہ کرکے صحراے سبزہ زار
مین جہان نوشیروان واسطے شکار کے آیا تھا پہونچا لیکن وہان نوشیروان کو نہ دیکھکر متفکر ہوا جب اور
آگے بڑھا ایک قریہ نظر آیا ابوشہاب اہل قریہ سے حال نوشیروان دریافت کیا انھون نے کہا
سنتے ہین کہ نوشیروان شکار کھیل کے اور چند روز صحرا مین رہکر جانب مدائن روانہ ہوا ہی ابوشہاب
یہ حال دریافت کرکے جانب مدائن روانہ ہوا اور قطع منازل کرتا ہوا ہر صحرا دیکھتا ہوا مدائن مین داخل ہوا
جب دار الامارۂ نوشیروان پر پہونچا دربانون سے کہنے لگا کہ خدمت شہنشاہ نوشیروان مین جاکر
عرض کرو کہ ایک شخص عرضی زلزلہ قات سلیمانی حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کی لیکر دروازہ پر حاضر
ہوا ہی امیدوار ہی کہ خدمت حضور مین حاضر ہوکر عرضی پیشکش کرے دربانون نے جو جب سنتے
ابوشہاب کے ابوشہاب کے آنے کی نوشیروان کو اطلاع کرائی جسوقت نوشیروان نے سنا
کہ ابوشہاب کعبہ سے عرضی حمزۂ صاحبقران کی لیکر آیا ہی فوراً حکم دیا کہ ابوشہاب کو دربار مین بلاؤ ملازمان
نوشیروان آئے اور ابوشہاب کو لے گئے جب ابوشہاب دربار نوشیروان مین پہونچا
دیکھا ہزارہا امیر جواہر نگار کرسیون پر بیٹھے ہین اور صدہا پہلوانان قوی ہیکل رستم خصال دیو تمثال
دنگلون پر بیٹھے ہین نوشیروان تاج شہریاری سر پر رکھے تخت حکومت پر بصد شان و شوکت بیٹھا
دربار آراستہ ہی ابوشہاب نے یہ دیکھے ایک نظر کیفیت دربار کے موافق قاعدہ عرضی حمزہ
صاحبقران نکال کے پیشکش کی نوشیروان نے عرضی پڑھوا کر بخوبی سنی جسوقت نوشیروان مضمون عبارت
عرضی سے بخوبی آگاہ ہوا نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا سچ کہا تھا عمو نے نامدار بزرجمہر نے کہ کوئی خط یا
عرضی میرے پاس ایسی آئیگی کہ جسکے مضمون سے مجکو نہایت خوشی ہوگی یہ کہکے نوشیروان نے
ابوشہاب خرقہ پوش کو خلعت پر زر دیکر رخصت کیا ابوشہاب خلعت پہنکر اور تسلیم کرکے
رخصت ہوا اور بعد قطع راہ خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچا اور حال تمام و کمال عرض کیا

داستان روانہ کرنا نوشیروان کا بختک کے بھانجون کو واسطے لانے تاج و تخت اور حمزۂ صاحبقران کے اور عیاری کرنا عمرو کا اور امیر با توقیر کا نہ جانا پھر بزرجمہر کے فرزندون کا آنا اور جانا امیر کا طرف مدائن کے و دیگر حالات

راویان شیرین مقال اس داستان کو اسطرح سے بیان کرتے ہین کہ نوشیروان نے بعد رخصت ابوشہاب
خرقہ پوش کے بختک سے پوچھا کہ اب مین کس شخص کو واسطے لانے تاج و سریر اور امیر با توقیر کے
جانب کعبہ روانہ کرون بختک نے عرض کیا خداوند نعمت آپکو اختیار ہی جسکو مناسب جانیئے اسے روانہ
کیجیے مین میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ میرے دونون بھانجون اہمل فرنگ اور مہمل سنگسار کو روانہ
کیجیے کہ یہ دونون نہایت عاقل اور فہمیدہ ہین نوشیروان نے فرمایا اچھا اپنے بھانجون کو یہان بلاؤ اور
بختک نے اپنے بھانجون کو خدمت نوشیروان مین حاضر کیا جسوقت اہمل فرنگ اور مہمل سنگسار
نوشیروان کے دربار مین حاضر ہوے دعا و ثناے شاہی بجا لائے نوشیروان نے حکم دیا کہ تم دونون

مع فوج کثیر جانب کعبہ جاؤ اور میرے پسر خواندہ حمزہ کو مع میرے تاج و تخت کے میان سے آؤ خبردار حمزہ کو بصد عزت و احترام میرے پاس لانا کیونکہ اول تو وہ میرا پسر خواندہ ہے دوسرے یہ کہ فی الحال اُسنے یہ کار نمایاں کیا ہے کہ ہشام بد انجام سے میرا تاج و تخت چھین لیا ہے اور اُسکو قتل کیا ہے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم دونوں خادمان سرکار فیض آثار بموجب حکم حضور حمزہ صاحبقران کو بعزت و حرمت یہان لاینگے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے اسوقت نوشیروان نے فوج کثیر سنجک کے بھانجوں کے ہمراہ کی اور ایک نامہ دیا اور خلعت دے کر روانہ کیا احمل فرنگ اور محمل سنگ سار بہمراہی ہزارہا پیدل و سوار بشوکت و شان جانب کعبہ روانہ ہوئے اور بعد قطع منازل ایک روز ایک میدان وسیع مین فرودکش ہوئے اتفاقاً اُسی روز خواجہ عمرو بھی اُسی میدان کی طرف واسطے ہوا خوری کے گئے تھے جسوقت خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم میدان مین اُترا ہے متفکر ہوکر اور اپنی شکل تبدیل کرکے قریب لشکر آئے اور ایک جوان سے پوچھنے لگے کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کہان جائیگا اُس سوار نے کہا یہ لشکر احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کہ جو بھانجے سنجک کے ہین اُنکے ہمراہ ہے نوشیروان نے بنا بر گمان کو واسطے تاج و سریر اور حمزہ صاحبقران کے لے آنے کے بھیجا ہے خواجہ عمرو یہ گفتگو سوار کی سنکے خیال کرنے لگے کہ حمزہ صاحبقران کی تو یہ شان اور یہ طاقت نہین ہے کہ ان سگ و خوک کے ہمراہ مدائن جائین اور اگر چلے گئے تو اچھا نہ کیا یہ خیال کرکے خواجہ بشکل نی نواز قریب لشکر ایک شجر کے نیچے بیٹھکر اور نی نکال کر بجانے لگے اور یہ غزل گانے لگے

غزل

کرنے بلبل کو منادی رخصت گل کی خبر
دیدۂ نرگس مین بھی آنسو نظر آیا مجھے
دیکھکر ہوتی تمھارے کان کا تابت ہوا
منفعل اعجاز سے جادو نظر آیا مجھے
جب دل وحشی کو تڑپایا خیال زلف نے
اے فلک زیر زمین بھی تو نظر آیا مجھے
آج تونے ہاتھ سے اپنے پلائی جو شراب
سانپ کا مد نظر بچھو نظر آیا مجھے
کیون مبارکباد دیتے ہو ہلال عید کی
آفتاب حشر اک جگنو نظر آیا مجھے
مجھ کو ساغر دیا تسلیم اُسنے جسگھڑی
حال تیرہ دل تہ ابرو نظر آیا ہے مجھے
ہوش اُڑنے مین ہر نگاہ بو نظر آیا مجھے
پانون پھیلا کر جو سویا ہجر چونکا خشک
اختر شام شب گیسو نظر آیا ہے مجھے
کیا ازل سے صورت تصویر بسمل خلق تھا
حلقہائے دام مین آہو نظر آیا مجھے
آہ حسرت صبح کہ بن بجھے لگی شکل سرو
جام جم ساقی را جلو نظر آیا مجھے
اپنے سینے سے لگا کر تیر کو دل نے کہا
دوستو کیا یار کا ابرو نظر آیا مجھے
آگ پانی مین لگائی کسنے دھوکا ہے گرہ
جام اپنی عمر کا مجھکو نظر آیا مجھے
کعبہ کی محراب مین ہندو نظر آیا ہے مجھے
چشم حسرت مین ہے جب شبنم کو دیکھا وقت صبح
پہلوے مدفن ترا پہلو نظر آیا ہے مجھے
چشم مستان نے جو لالب نے زندہ کر دیا
گھر بھر خالی مرا پہلو نظر آیا ہے مجھے
کیا عداوت تھی مرے آرام سے جو بعد مرگ
خواب مین کسکا قد دلجو نظر آیا ہے مجھے
بوسہ ابرو کا لیا کرتی ہو اثر کر زلف یار
بعد مدت قوت بازو نظر آیا ہے مجھے
بے ترے روز قیامت کسقدر تاریک تھا
شکل تیغا نہ حباب جو نظر آیا ہے مجھے

جسوقت غزل سنا احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے اپنے خیمہ میں سنی اور آواز نی اُنکے کان مین آئی تو اُٹھ بیتابانہ خیمہ سے باہر نکل آئے اور سوارون سے پوچھنے لگے یہ نی کون بجاتا ہے قیامت کا گاتا ہے ہمارے دل نی سنکر بےچین ہو گئے ہین سوارون نے عرض کیا حضور وہ درخت کے نیچے ایک شخص نی بجا رہا ہے صدہا سوار بیقرار ہین اور پیدل گرد اُسکے گھومتے ہین ہم بھی حضور وہین سے آتے ہین ہر ایک شخص اُس آدمی کی نی سنکے مجموم رہا ہے بعضے سوار اشکبار ہین اکثر پیدل آواز نی سنکے بیقرار ہین بعضے نیچے اپنے کپڑے پھیٹے ہین خداوند ہمنے اپنی زندگی مین

ایسا کوئی نے بجانے والا اور گانے والا نہین دیکھا ہی دل چاہتا ہی کہ اُسکی نے کی آواز سنا کرین نہین معلوم کس
اُستاد کا شاگرد ہی کہ فی الحال نے بجانے مین اور گانے مین خوب دست رس رکھتا ہی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کو زیادہ
اشتیاق ہوا اور بصد اشتیاق جانب نے نواز چلے جب احمل فرنگ اور محمل سنگ سار زیر شجر پہونچے وہان دیکھا کہ
جسقدر سوار اور پیدل ہین سب کے سب محو ہین اور ایک لڑکا نہایت حسین و خوبصورت لباس زیب تن کیے
ہوئے زیر درخت زمین پر بیٹھا ہی اور نے بجا رہا ہی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار مع سوار و پیدل مین آگر
نے نواز سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اے میان نے نواز فی الحقیقت کہ تم اچھی نے بجاتے ہو اور کیا خوب گاتے ہو
یہ بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا مجکو اہل جہان مطلوب نے نواز کہتے ہین اور مین ہیا طالب
نے نوازی کا ہون مجکو تو کچھ وقوف اور لیاقت نے بجانے اور گانے کی نہین ہی لیکن تم چونکہ قدردان ہو اسوجہ سے
تم میری تعریف کرتے ہو احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے کہا کہ نہین تم فی الحقیقت خوب نے بجاتے ہو
تمھارا مثل و نظیر نہین ہی اگر تمھارا دل چاہے تو ہمارے خیمہ مین چلکے تھوڑی دیر بیٹھو اور نے بجاؤ نے نواز یعنے
خواجہ عمرو نے کہا کہ اب مین یہان سے جاؤنگا اتنی مجکو فرصت نہین کہ تمھارے خیمہ مین چلون اور بیٹھون یہ
کہکے خواجہ اُٹھے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے کہا کہ اگر تم ہمارے خیمہ مین نہین چلتے تو یہین
تھوڑی دیر بیٹھو اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ ہم تمھاری نے کی آواز سننے یہان آئے ہین اگر تم گاؤ گے تو ہم تمکو
انعام کثیر دینگے خواجہ عمرو نے کہا تو چاہتے ہی تھے تجنگ کے بھائیون سے کہنے لگے کہ اگر تم میری نے کے
سننے کے نہایت مشتاق ہو تو ذرا بیٹھ جاؤ مین نے بجاتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو پھر بیٹھ گئے اور بھائی
تجنگ کے بھی جواہر نگار کرسیون پر بیٹھے خواجہ عمرو نے نے مین یہ غزل ؛ الحان داؤدی گانا شروع کی غزل

کیون دہان زخم پر عالم ہی قائل حور کا
رہ گیا منصور کی گردن پہ خون منصور کا
ساقیا مست ازل ہون کیا کرون ہر کز شراب
کیا ہی مین جلتا ہون نام آتا ہی جب انگور کا
ہی امید وصل یاس او نامرادی وعدہ
اور ہی دم بھر کہ بیٹھا عاشق رنجور کا
رہ سکے بھی بر رم ترا جون سے منہ گار رہا کم
تیرہ بختی سے ملیا دامن شب دیجور کا
کون ہی مہمان ترے گھر مین کہ غل ہوتے
جاتا ہون بد انجاما کام سے مزدور کا
تم جو قتل قیس عم کچہ تیرہ قسمت کا کرد
دل نہی کا ہون جو مین یا مانی ہی مجبور کا
پانون مجمل چلکر ہوتا ہی ہر دم قید مین
کانسے سرگون یا مین کاسہ گر تنبور کا

کیا زبان تیغ سے جاتا ہی پتھر طور کا
اس طرح دنیا سے آیا گو ونگ مرد ہنر
خالی دل پہلو مین شیشہ ہوئے انگور کا
عالم اسباب تک ہی زینت اسباب سن
دل را اگر ہی خیال شاہد مستور کا
رات کو بھی ظلمت سیہ خانی کی ہی کم نہین
استخوان دنیا ہے گا شانہ زلف حور کا
ننگ ہی دیگر او ظالم کہ میرے حال پر
سوزش دیوار ہر عالم ہی چشم مور کا
سب قبلہ جل رہا ہی کچہ دھوان دیتا نہین
خیمہ لیلے ہے دامن شب دیجور کا
عاشقی مین دونون کسان ہین فقط اتنا ہی فرق
دیدہ زنجیر اپنا دیدہ ہی ناسور کا
اب ہی تیرا ہی لسان ہر یہ شش نقد

حشر مین بھی کشتگان عشق کی ہی جستجو نہین
جیسے منزل پر ٹھکانا مسافر دور کا
یاد آتی ہی چمن کی سرو بھی مرگئے بھی
پاک ہی آرایش شانہ سے گیسو حور کا
اسقدر گھبرا نہ ہو کیون شہرو رہا گے تو جاؤ
ہو رہی ہی چاندنی دامن شب دیجور کا
اے ترے جدر دے الفت کیب جا لگی
خون بھر لایا ہی دیدہ جو بسا طور کا
اسقدر نازک مزاجی سے نہ کھینچا سے ملک
طور ہی جیسے چراغ دل مین شمع طور کا
کیون خوشی ہنستی ہی کچھ بیکسی دل کی ہی کرن
مین تہون کا شگفتہ دیوانہ زاہد حور کا
وہ خموشی آشنا ہون دے نہ گشتہ تک صدا
آنکھ نکالو دو نہین کرشتہ ہی شمع طور کا

جب یہ غزل خواجہ عمرو نے گا کر تمام کی بجانے تجنگ سنکے نہایت خوش ہوئے اور نے نواز کو زر کثیر انعام دیا

بعد دینے انعام کے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے ذی نواز سے پوچھا کہ یہاں سے کعبہ کتنی دور ہے ذی نواز نے
کہا کعبہ کے جانے کے دو راستے ہیں اگر دست راست سے جاؤ گے تو چار کوس ہے اور اگر دست چپ کی جانب
جاؤ گے تو آٹھ کوس کا فاصلہ ہے بختک کے بھانجوں نے کہا ای مطلوب ذی نواز اگر تم ہمکو آج کعبہ میں پہونچا دو
اور ہمارے ساتھ چلو تو ہم تمکو دو لاکھ روپیہ دینگے مطلوب ذی نواز نے کہا اگر تمکو یہ منظور ہے کہ آج ہی کعبہ میں داخل
ہو تو تم ابھی میرے ساتھ یہاں سے کوچ کر دیں تمکو ایسے جلد پہونچا دوں کہ تم بھی یاد کرو بھانجے بختک
نے یہ گفتگو مطلوب ذی نواز کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور مردمان لشکر کو حکم دیا کہ جلد یہاں سے سامان
کوچ کریں جسوقت لشکر میں نقارہ سفر پر چوب پڑی ہر ایک سوار اور پیدل نے واسطے سفر کے جلد تر کمر باندھی
جب کل لشکر آمادہ سفر ہو چکا اسوقت احمل فرنگ اور محمل سنگ سار مطلوب ذی نواز کو ہمراہ لیکے مع فوج کثیر
چلے تھوڑی دور جاکر ایک دوراہے پر پہونچے بختک کے بھانجوں نے کہا ای مطلوب ذی نواز اب تم بتاؤ
کس طرف سے چلیں تاکہ کعبہ جلد پہونچیں خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ ان دونوں حرامزادوں کو ایسی طرف لیچلو کہ
کہ یہ نہایت پریشان ہوں یہ خیال کرکے خواجہ نے کہا اسطرف سے چلنا چاہیے کہ یہ راہ نہایت نزدیک کی
ہے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار اسی طرف چلے تھوڑی دور خواجہ عمرو انکے ہمراہ جاکر اور سبکو صحرای ریگستان
میں چھوڑ کر آپ چل دیے اور وہاں سے خدمت حمزہ صاحبقران میں آئے اور تمام کیفیت بیان کی امیر با توقیر
خواجہ عمرو کی شرارت پر بہت ہنسے ادھر بھانجے بختک کے مع مردمان لشکر ریگستان میں دو روز تک نہایت پریشان
اور تباہ رہے تیسرے روز جب انکو کسی سے معلوم ہوا کہ یہ راہ کعبہ کی نہیں ہے اسوقت احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار ریگستان سے نکلے اور پھر اسی دوراہے پر آکر کعبہ کی جانب چلے اور بعد قطع راہ خدمت
حمزہ صاحبقران میں پہونچے اور نامہ نوشیروان کا دیا حمزہ صاحبقران نے نامہ نوشیروان کو پڑھا
اس نامہ کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای سپہر جوانمردی تمہاری ہمکو بدست ابو شہاب خرقہ پوش پہونچی مضمون
عرضی سے بخوبی آگاہی ہو گئی ہے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کو مع لشکر بھیجا ہے تمکو لازم ہے کہ تخت و تاج
ہمارا نامبردگان کے حوالہ کرو اور انہیں کے ہمراہ تم بھی ہمارے پاس آؤ کہ ہم تمہارے دیکھنے کے نہایت
مشتاق ہیں جسوقت حمزہ صاحبقران مضمون مندرجہ نامہ سے بخوبی واقف اور آگاہ ہوئے بخیال اسکے
کہ میرے لینے کو بختک کے بھانجوں کو بھیجا ہے چین بجبین ہوکے خاموش ہو رہے لیکن خواجہ عمرو کو بلا کر
فرمایا کہ ای خواجہ احمل فرنگ اور محمل سنگ سار ہر چند کہ بد کردار و ناہنجار ہیں لیکن اب یہ ہمارے مہمان
ہیں انکی ضیافت کرنا چاہیے لہذا تم انکی ضیافت کرو اور انکو کھانا کھلاؤ خواجہ عمرو نے بموجب ارشاد
حمزہ صاحبقران بختک کے بھانجوں کی ضیافت کی اور سامان کیا اور بہنگام تناول طعام احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار کے روبرو دسترخوان بچھوا کر دو خوان مع خوانپوش رکھوا دیے بختک کے بھانجے
سمجھے کہ ان خوانوں میں انواع و اقسام کے طعام ہونگے مگر جسوقت خوانپوش اٹھا کر دیکھا تو ایک خوان میں
تو چھوٹا سا گدھے کا بچہ تھا مرا ہوا اور دوسرے خوان میں ایک بچہ کتے کا مرا ہوا رکھا تھا احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار نے گدھے اور کتے مرے ہوئے بچے کو دیکھکر خوانپوش ڈھنک دیے اور طرف
خواجہ عمرو کے غیظ سے دیکھا خواجہ عمرو نے کہا یہ غذا ایسے لطیف کہ محض تمہارے واسطے تیار ہوئی تھی
تمنے کیوں نہ کھائی یہ غذا تو نہایت لذیذ خاص تمہارے ہی لیے پکوائی گئی تھی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے

برہم ہوکر کہا اے خواجہ عمرو کیا تمہارے میان دعوت اور ضیافت مہمانون کی اسی طرح کرتے ہین جس طرح تمنے ہماری ہوئی
و مہمانی کی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ تم ایسی ہی دعوت کے لایق تھے اہل فرنگ اور محل سنگ سار اول تو پہلے ہی سے
غصہ مین تھے یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے اب اور زیادہ رنجیدہ ہوے اور فوراً اوٹھکر باہر آے اور مردمان لشکر
سے کہا کہ جلد آمادۂ سفر ہو اسی وقت جانب مداین یہان سے کوچ کرو مردمان لشکر نے بموجب کہنے کے سامان سفر کیا
اور بہت جلد تر کرین باندھکر اسلحون پر آراستہ ہوکے گھوڑون پر سوار ہوے اور پیدل بھی چلنے پر تیار ہوے بھانجے
بختک کے بھی گھوڑون پر سوار ہوے اور لیے کبیدہ خاطر اور غضبناک ہوکر جانب مداین روانہ ہوے کہ تاج و تخت
نوشیروان کا بھی نہ لیا جسوقت حمزۂ صاحبقران کو بختک کے بھانجون کے خفا ہوکر جانے کی تمام کیفیت معلوم
ہوئی فوراً خواجہ عمرو کو طلب کیا خواجہ عمرو جب روبرو حمزۂ صاحبقران حاضر ہوے اسوقت امیر باتوقیر نے
پوچھا کیون اے خواجہ عمرو مین نے تجھے اسی طرح کی دعوت و ضیافت کرنے کو کہا تھا جس طرح تمنے بختک کے بھانجون
کی دعوت کی آزردہ ناراض ہوکر چلے گئے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران آپ خوب جانتے ہین کہ انسان
کی دعوت و ضیافت موافق عزت و لیاقت کے ہوتی ہے کوئی شخص کسی کی خلاف رتبہ و مرتبہ ضیافت نہین کرتا ہے جو حکم
آپ نے مجھے دعوت و ضیافت اہل فرنگ اور محل سنگ سار کے فرمایا تھا مین نے بھی انکی ضیافت اور دعوت موافق
انکی قدر و منزلت کے کی اس سے زیادہ انکی لیاقت نہ تھی اگر وہ کھانا نہ کھائین اور ناراض ہوکر چلے جائین تو آپ ہی
فرمایے مجھ بیچارے کی کیا خطا ہے حمزۂ صاحبقران و سرداران ذی وقار خواجہ کی اس تقریر پر نہایت بیحد خوش
یہان تو بعد جانے اہل فرنگ اور محل سنگ سار کے حمزۂ صاحبقران و سرداران نامدار خواجہ عمرو کی باتون پر
ہنس رہے تھے لیکن اب حال اہل فرنگ اور محل سنگ سار کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب بھانجے بختک کے بعد قطع منازل
ملک مداین مین پہونچے نوشیروان کو خبر ہوئی کہ بھانجے بختک کے آتے ہین جب اہل فرنگ اور محل سنگ سار
دار الامارۂ شاہی پر پہونچے گھوڑون سے اُترکے دربار نوشیروان مین گئے دعاے دولت شاہی بجا لائے نوشیروان
نے پوچھا ہم نے تمکو جس کام کے واسطے روانہ کیا تھا وہ کام بھی تم نے انجام کو پہونچایا یا نہین بختک کے بھانجون نے
سر دربار تمام و کمال اپنی ضیافت و دعوت کا حال اور ناراضی کا سبب بیان کیا اور عرض کیا حضرا ہم اسی وجہ اور
کثرت ملال سے ایک دم نہین ٹھہرے اور حضور کا تخت و تاج بھی نہین لاے اور حمزہ آپکے پسر خواندہ کو اپنے ہمراہ نہین
لاے خود رنجیدہ و ملول ہوکر چلے آئے جسوقت تمام حال اہل دربار نے اہل فرنگ اور محل سنگ سار کی زبانی سنا
سب کے سب منہ پھیر کر نوشیروان کی طرف مسکرانے لگے اور نوشیروان بھی خواجہ عمرو کا حال شرارت سنکے
بے اختیار ہنسنے لگا مگر بختک کو اپنے بھانجون کے ذلیل ہونے کا کمال صدمہ ہوا اور اپنے بھانجون کے قریب جاکر
اُنسے آہستہ کہنے لگا کہ تم کچھ رنج و ملال نہ کرو مگر دل مین خیال کرنے لگا کہ عمرو نے میرے بھانجون کو ذلیل کیا ہے اسکا عوض
اس سے ایسا لونگا کہ وہ بھی یاد کرے کا جیز اگر عمرو سے بدلہ نہ لیا تو اپنا نام بختک نہ رکھا یہ خیال کرکے بختک تو
سرنگون ہوکر دربار مین اوسوقت بیٹھا رہا اور بھانجے بختک کے اپنے گھر چلے گئے نوشیروان نے
بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر آئے اور بیٹھے اوسوقت نوشیروان نے بزرجمہر سے تمام و کمال
حال بختک کے بھانجون کے کھانے کا اور عمرو کی شرارت کا بیان کیا بعد اسکے نوشیروان نے پوچھا اب
کس کو جانب کعبہ روانہ کیا جاے تاکہ وہ تاج و تخت میرا لے آئے بزرجمہر نے کہا آپ میرے لڑکے کو روانہ
فرمائین یقین ہے کہ وہ تخت و تاج حضور کا لے آئے نوشیروان نے کہا اچھا اپنے فرزند کو روانہ کیجیے

بزرجمہر نوشیروان سے یہ سُن کے اپنے مکان مین آئے اور اپنے فرزند خواجہ امید کو اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھ دیا اور
بارگاہ دانیالی دی اور فرمایا کہ اے فرزند یہ رقعہ اور بارگاہ حمزۂ صاحبقران کو جا کر دے دینا اور ہماری طرف
سے بہت بہت دعا کہنا اور حمزۂ صاحبقران کو مع تاج و تخت نوشیروان کے اپنے ہمراہ لے آنا یہ فرما کر اپنے فرزند
کو مع فوج شاہی جانب کعبہ روانہ کیا خواجہ امید بعد قطع راہ بیت قریب کعبہ پہونچے حمزۂ صاحبقران کو خبر ہوئی
کہ خواجہ امید پسر خواجہ بزرجمہر آتے ہین حمزۂ صاحبقران نے چند سرداران ذی وقار کو واسطے اُنکے استقبال کے
کے روانہ کیا سرداران نامدار گئے اور خواجہ امید کو بصد عزت و حرمت حمزۂ صاحبقران کے پاس لے آئے
حمزۂ صاحبقران سے ملے اُنکو بعد توقیر اپنے قریب بٹھایا اور کیفیت مزاج بزرجمہر پوچھی خواجہ امید نے کہا کہ الحمدللہ
والد ماجد صحت و عافیت سے ہین پھر حمزۂ صاحبقران نے اونکی مزاج پُرسی کرکے فرمایا کہ آپ کا آنا یہان کیونکر ہوا
فرزند بزرجمہر نے وہ رقعہ دیا اور بارگاہ دانیالی بھی کہ جو کاغذ کی تھی اور خاصیت اُس بارگاہ کی یہ تھی کہ جسقدر آدمی
اُس بارگاہ مین آوین بخوبی بیٹھین حمزۂ صاحبقران کو دے کر کہا کہ اس رقعہ سے آپ کو ہمارے آنے کا حال
ظاہر ہو جائیگا حمزۂ صاحبقران نے بعد پڑھنے رقعہ خواجہ بزرجمہر کے بارگاہ دانیالی کو دیکھا اور اُسکو
یہ پاکر رکھا خواجہ عمرو نے جو اُسکو دیکھا نہایت پسند کرکے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ اس بارگاہ کو
مجھے دے دین کیونکہ یہ بارگاہ کاغذ کی ہے آپ کے پاس تو بارگاہ ہشامی وغیرہ بارگاہین ہین اس بارگاہ کو
لے کر آپ کیا کیجئے گا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ عمرو اچھا تمھین یہ بارگاہ دے دی لیجاو خواجہ
عمرو نے عرض کیا بالفعل آپ اس بارگاہ کو اپنے ہی پاس رہنے دین جسوقت میرا دل چاہے گا مین آپ سے لے لونگا
اور اپنے پاس رکھونگا حمزۂ صاحبقران گفتگو سے خواجہ عمرو سُن کے خاموش ہو رہے بعد اس کے
حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ امید کی بعنوان شایستہ دعوت و ضیافت کرو اور
بعد عزت و حرمت انکی مہمانی کرو کیونکہ یہ بیٹے بزرجمہر کے ہین خواجہ عمرو نے عرض کیا انشاءاللہ تعالے
جس طرح آپ نے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے خواجہ امید کی دعوت اور ضیافت کا
بعنوان شایستہ سامان کیا اور انواع و اقسام کے طعامہاے لذیذ و خوش ذائقہ پکوائے اور بعنوان
شایستہ دعوت اور مہمانی کی الغرض کئی دن برابر خواجہ امید کی حمزۂ صاحبقران نے دعوت
اور ضیافت کی ایک روز خواجہ امید نے امیر با توقیر سے کہا کہ اب ہم کو رخصت کیجئے اور تخت و تاج
نوشیروان ہمارے حوالے کیجئے اور آپ بھی ہمارے ہمراہ چلیے کیونکہ نوشیروان آپ کے دیکھنے کا
نہایت مشتاق ہے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا آپ تخت و تاج نوشیروان کا لے کر تشریف لے چلین
مین بھی بہت جلد مدائن کی طرف روانہ ہونگا خواجہ امید حمزۂ صاحبقران سے یہ سنکے
اور تخت و تاج نوشیروان لے کے رخصت ہوئے حمزۂ صاحبقران نے چند تحایف واسطے
بزرجمہر اور خواجہ امید کے ہمراہ خواجہ امید کر دئے اور دو عرضیان بھی دین اور فرمایا
کہ یہ ایک عرضی نوشیروان کو دے دینا اور دوسری عرضی اپنے والد ماجد کو دینا نوشیروان
کو جو عرضی لکھی تھی اوس کا مضمون یہ تھا کہ خواجہ امید آئے تخت و تاج حضور کا اون کے
حوالے کر دیا گیا قبل اسکے اس خاکسار کو بدرجۂ کمال آرزوے قدمبوسی حضور تھی لیکن عتاب حضور کے
نہ ہو سکتا تھا اب جو حضور نے یاد فرمایا ہے انشاءاللہ تعالیٰ جلد حاضر خدمت ہو کر مشرف قدمبوسی حضور حاصل

کرتا ہون اور اسی طرح عرضی بزرجمہر کو بھی لکھی تھی عرض تحائف اور عرضیان دے کر رخصت کیا خواجہ امید کو جب جانب
مداین بعد شوکت تاج و تخت نوشیروان کا لیکر روانہ ہوے اور بعد قطع راہ مداین مین پہونچے اور دربار نوشیروان
مین حاضر ہوکر عرضی حمزہ صاحبقران نوشیروان کو دی نوشیروان عرضی حمزہ صاحبقران پڑھوا کر اور سنکے
خوش ہوا اور اہل دربار سے کہنے لگا کہ حمزہ پسر خواندہ میرا نہایت سعادت مند اور لیق ہے اور تخت و تاج جو
خواجہ امید لائے تھے نوشیروان نے لے لیا اور خواجہ امید سے نہایت خوش ہوکر خلعت فاخرہ دیا خواجہ امید
خلعت پہنکے اپنے گھر آئے اور دوسری عرضی جو حمزہ صاحبقران نے دی تھی وہ اپنے والد کو دی اور حمزہ صاحبقران
کی خاطر و مدارات کرنے اور دعوت و ضیافت کرنے اور خوش خلقی سے پیش آنے کی بدرجۂ کمال تعریف کی اور وہ تحائف بھی
اپنے والد کے پیشکش کیے بزرجمہر عرضی کو پڑھکے اور تحائف کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور حمزہ صاحبقران
کی ناظرین حال فہم پر واضح ہو کہ اب نوشیروان تو انتظار حمزہ صاحبقران کر رہا ہے لیکن اب حال حمزہ صاحبقران
تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد روانہ ہونے خواجہ امید کے ایک روز حمزہ صاحبقران عادیہ بانو کی خدمت مین گئے اور
بعد تسلیم کے عرض کیا مین آپ سے رخصت ہونے کے واسطے حاضر ہوا ہون کیونکہ مجکو اب نوشیروان نے بلایا ہے
عادیہ بانو نے حمزہ صاحبقران کو اپنے سینے سے لگایا اور پیار کرکے کہا کہ اے فرزند دلبند شکر ہے خدا کا
کہ مجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین مسلمان کیا اور مین تمکو دودھ پلانے کو آئی اور بفضل خدا اے
اب تم اتنے بڑے ہوے اکثر سرکشون کو تمنے زیر کیا ہزارہا کافرون کو مسلمان کیا لیکن افسوس ہے کہ تمنے میرے
فرزندون کو خصوصا میرے فرزند عادی کو کہ پہلوان زبردست ہے اُس کو مسلمان نہ کیا اور حق تمنے میرے
دودھ پلانے کا اتنا بھی ادا نہ کیا اے فرزند مجکو تم سے یہ امید نہ تھی حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے مادر مہربان
آپ مجھسے ناراض نہون اب مین مداین اُسوقت جاؤنگا جب آپکے فرزندون کو مسلمان کرونگا آپ اطمینان
تمام رکھین اگر چاہا خداوند عالم نے تو مین آپ کے سب فرزندون کو مسلمان کرکے انکو آپکی خدمت عالی مین
لے آؤنگا عادیہ بانو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران سنکے نہایت خوش ہوئین اور بہ کثرت الفت بجوش
محبت سے حمزہ صاحبقران کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور بلائین لین اور کہا اے فرزند اگر تم اپنے
بھائیون کو مسلمان کرکے قلعہ تنگ رواحل سے میرے پاس لے آؤگے تو مین تمسے اور زیادہ خوش ہونگی اور
میری آرزو اور تمناے دلی بر آئیگی حمزہ صاحبقران نے عرض کیا انشاء اللہ مین اپنے بھائیون کے
مسلمان کرنے مین جہانتک ہوسکے گا کوشش اور سعی کرونگا یہ کہکے حمزہ صاحبقران وہان سے اپنے
لشکر مین آئے اور خواجہ عمرو سے تمام حال بیان کیا خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزہ صاحبقران
بسم اللہ اب جانب قلعہ تنگ رواحل تشریف لے چلیے انشاء اللہ تعالے کامیاب ہوجیے گا یہ سنکے
حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تمام و کمال مسلح ہو بموجب حکم جملہ سوار اور پیدل مسلح
ہوے ہر ایک رسالے اور پلٹنون مین باجے جنگی بجے ہر ایک سرداران ذی وقار نے بھی بعد پہننے
زرہ کے ہتھیار لگانے اٹھالا بارگاہ ہشامی وغیرہ کا جانب قلعہ تنگ رواحل ہمراہ کرتیت سیرگردان
کے روانہ کیا بعد روانہ کرنے کرتیت سیرگردان کے حمزہ صاحبقران اپنے والد ماجد سے رخصت ہوکر
مع فوج و لشکر بصد کر و فر طرف قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوے جب حمزہ صاحبقران قریب قلعہ
تنگ رواحل پہونچے اور ایک مقام پر فروکش ہوے قاسم عیار نے حمزہ صاحبقران کے لشکر

ظفر اثر کو دیکھ کے اکثر مردمان فوج سے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے اور کہاں جائیگا مردمان لشکر نے کہا
کہ یہ فوج ظفر موج حمزہ صاحبقران کی ہے اور حمزہ صاحبقران پہلوان عادی سے مقابلہ کرنے
جاتے ہیں اور مقصد ہے کہ پہلوان مذکور کو زیر کر کے مسلمان کریں قاسم عیار یہ حال سن کے جانب قلعہ روانہ
ہوا اور خدمت پہلوان عادی میں پہونچکر حمزہ صاحبقران کے ارادے سے پہلوان عادی کو آگاہ کیا
پہلوان عادی کہ شاہزادہ حاکم قلعہ تنگ رواحل کا ہے اور اب خود حکومت کرتا ہے قاسم عیار سے حال
سن کے تبسم ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے کبھی نوشیروان کی تو اطاعت کی نہیں حمزہ کیا ہے کہ مجکو اپنا
مطیع کرے گا اور مسلمان کرے گا اوسکی بھی یہ طاقت اور مجال ہے کہ مجھ سے مقابلہ کر سکے میں نے بڑے
بڑے پہلوان قوی ہیکل اور زور آوران روے زمین کو قتل کیا ہے اور لشکروں کو بھگا دیا ہے سرکشان
دہر میرے نام سے تھراتے ہیں اور دلاوران جہان میرا نام سن کے کانپتے ہیں فیل دمان کو میں ایک پشہ
خیال کرتا ہوں اور شیر نر کو ایک صحرائی کتا یا ایک آہوے وحشی تصور کرتا ہوں انسان کی تو کیا مجال ہے
کہ مجھسے مقابلہ کرے اگر دیو بھی مجھسے آمادہ جنگ ہو تو اس کو بھی ایک ضرب لخت شدادی سے ہلاک کردوں
اور اگر کوئی دیو قوی ہیکل دراز قامت مجھسے کشتی لڑے تو ایک چشم زدن میں اسکو اٹھا کر اسی طرح زمین پر
پٹکوں کہ چور ہو کر خاک ہو جاوے اور جملہ استخوان اس کے چور چور ہو جائیں شل کرتیت سپر گردان
اور سیف ذوالیزن اور نعمان بن منذر وغیرہ کی ہوں کہ حمزہ مجکو بھی کشتی میں زیر کرے گا اور
مسلمان کرے گا میں وہ ہوں کہ ہنگام مقابلہ حمزہ کو مجھسے اپنی جان کا بچانا دشوار ہوگا اگر اپنی زندگی
چاہتا ہے تو چلا جاوے مجھسے مقابلہ نکرے ورنہ ہلاک ہوگا مجکو حمزہ پر ترس آتا ہے کیونکہ میری مادر نے
حمزہ کو دودھ پلایا ہے اس وجہ سے میرا بھائی بھی ہوتا ہے اگر حمزہ مجھسے مقابلہ کرے گا تو ضرور میرے ہاتھ سے
ہلاک ہوگا میری مان کو حمزہ کے ہلاک ہو جانے کا صدمہ ہوگا ہر چند کہ اب مجکو اپنی مادر سے کچھ کام نہیں ہے
کیونکہ اس نے دین اسلام قبول کر لیا ہے لیکن پھر بھی میری مان ہے اس کا ملال مجکو گوارا نہیں
کیونکہ اسکو حمزہ کے قتل ہونے کا صدمہ از حد ہوگا پس کوئی دوست حمزہ کا سمجھا کر حمزہ کو یہاں سے
لے جاوے تو بہت مناسب ہے پہلوان عادی تو شراب کے نشہ میں تخت حکومت پر بیٹھا ہوا واہیات
اور جہلات کلمات زبان پر جاری کر رہا ہے دربار میں چوالیس بھائی اسکے کہ وہ بھی سب نہایت ہی
زور آور دلاور ہیں دنگلوٹ پر مثل شیروں کے بیٹھے ہیں علاوہ انکے اور بہت سے پہلوان قوی الجثہ
بیٹھے ہیں دربار آراستہ ہے امرا و وزرا حاضر ہیں لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے
کہ امیر با توقیر نے بعد دو کشش ہونے قریب قلعہ تنگ رواحل کے یہ نامہ اپنے بھائی پہلوان عادی کو
لکھا کہ اے برادر بہادر دلاور فہمیدہ و عاقل حاکم قلعہ تنگ رواحل مصروف عیش و شادی پہلوان عادی تمکو معلوم ہو
کہ تمہاری والدہ نے تو مدت ہوئی دین اسلام قبول کیا لیکن اے برادر تم ابھی تک لات و منات کی پرستش سے اجتناب و احتراز
نہیں کیا اب تمکو لازم ہے کہ لات و منات کی پرستش سے باز آؤ اور کلمہ طیبہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو مع ہمراہ
اپنی والدہ کی خدمت میں چلو کہ وہ تمہارے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہیں بقدر زیادہ کیا لکھا جاوے جسوقت حمزہ صاحبقران
نامہ لکھ کے ملفوف کر چکے اوسی وقت خواجہ عمرو کو بلا کر فرمایا کہ اے خواجہ یہ نامہ قلعہ تنگ
رواحل میں جاکر پہلوان عادی کو دے آؤ اور جواب اسکا لے آؤ خواجہ عمرو نامہ لیکر روانہ ہوئے

آیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو خونخوار سلاسل میں گرفتار ہے سر پر ایسا بڑا خود رکھے ہے کہ گنبد بالائے گنبد
معلوم ہوتا ہے آنکھیں نشۂ شراب سے سرخ ہیں دہن میں غیظ سے کف ہے چہرے سے وہ رعب ظاہر ہے کہ ہر ایک جری
خوف سے اسکے چہرے کو دیکھ نہیں سکتا ہے الغرض پہلوان عادی میدان رزم میں آکر ٹھہرا اور انتظار حمزہ
صاحبقران کرنے لگا اس طرف امیر بالتوقیر نے بھی سلاح حضرت ابراہیم علیہ السلام زیب تن کیے اور بارگاہ جمشاہی
سے برآمد ہوکر حکم کیا کہ جلد تر مردان لشکر مسلح ہوں بموجب حکم حمزہ صاحبقران جملہ بہادر و جرار پیدل اور سوار
مسلح ہوئے سرداران ذیوقار بھی مسلح ہوکر حاضر خدمت حمزہ صاحبقران ہوئے اور بعد تسلیم عرض کیا حضور
اب آپ سوار ہوں سب فروش اور جان نثار مسلح اور آمادۂ پیکار ہیں حمزہ صاحبقران یہ گفتگوئے سرداران
سنکے مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے علمداران لشکر نے علموں کو جلوہ دیا ہر رسالے اور پلٹن
میں باجے جنگی بجے امیر بالتوقیر نے مرکب اپنا آگے بڑھایا سرداروں نے عقب حمزہ صاحبقران سواروں اور پیدلوں
کے پرے باندھکر جانب رزمگاہ آتے ہی گھوڑے بڑھا لئے اور باہم سرداران شجاعت کرتے ہوئے چلے اسوقت مردمان
لشکر پہلوان عادی نے دیکھا کہ ایک فوج دریا موج و [illegible] لشکر ظفر چلا آتا ہے لشکر میں ہر ایک بہادر چیدۂ
آفاق ہے اور ہر ایک دلاور بیمثل یگانۂ روزگار ہے اسوقت بہ رشک و حسد بعض بعض مردمان فوج پہلوان
عادی یہ کہنے لگے شکوہ ہے سطوت و رعب و دبدبہ و حشمت و شوکت و شان کاؤس و جم ۔ الغرض جب حمزہ صاحبقران
بعد قطع راہ میدان حرب و مصاف میں پہونچے اسوقت باشارۂ حمزہ صاحبقران میدان رزم کو پست و بلند تھا
ہموار ہو اسقدر سقوں نے آبپاشی کی گرد و غبار اور خس و خاشاک سر میدان جنگ سے دور ہوا بعد اسکے دونوں طرف سے
کرنا کیت اور نقیب نکلے اور بہادروں کے دل خوش الحانی اسطرح بڑھانے لگے کہ آج بہادرو آج سامنا
حریف کا ہے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں ایک مقام گزرگاہ و دار فنا ہے ایک روز سب کو تلخی مرگ کا مزہ چکھنا ہے
پس لازم ہے کہ آج وہ کارزار میدان رزم میں کرو کہ صفحۂ عالم پر یادگار ہے قدم آگے بڑھکے پیچھے نہ ہٹے بھاگنا کام
بہادران عالم کا نہیں ہے دلاور وہی ہے کہ جو زخم نیزہ و شمشیر و تیر ہنگام کارزار دگر کھائے اور بزدل وہ ہے کہ جو میدان مصاف
سے بھاگ جائے جس وقت کرنا کیت اور نقیبوں نے بہادروں اور دلاوروں کو اسطرح آمادۂ جنگ و جدال کیا بہادروں
کے فرط سے شجاعت سے چہرے سرخ ہوگئے دلاوروں نے شجاعت سے جھوم کے قبضہ ہائے تیغ و خنجر پر ہاتھ ڈالے
اکثر دلاوروں نے شوق زخم نیزہ و تیر میں سینے اپنے زرہ و بکتر سے کھول دیے نامردوں اور بزدلوں کے خوف جنگ سے
دست و پا کانپنے لگے چہروں کے رنگ متغیر ہوگئے حواس خمسہ درست نہ رہے سامان جنگ و جدال دیکھکر خیال کرنے لگے کہ
ہم ایسی چار روپیہ کی نوکری سے باز آئے یہاں تلوار چلے گی ہزارہا آدمی قتل ہونگے میدان مصاف میں کشتوں کے
انبار ہونگے و سبزہ خون دلیران سے رنگین ہوگا بلکہ جوئے خون بہادران اس میدان کارزار میں بہیگی سرہائے
جوانان لشکر جوئے خون میں حباب آسا نظر آتے ہونگے کسی کی تیغ تیز ہوگی اور کسی کا سر ہوگا کسی دلاور کے سینہ پر
نیزہ لگے گا کوئی بہادر تیر سے ہلاک ہوگا کوئی جوان خنجر آبدار سے بیقرار ہوگا جوانان مجروح زمین پر مانند مرغ بسمل
تڑپیں گے نالہ و فریاد کی صدا بلند کرینگے بازار اجل اس میدان قتال میں سرگرم ہوگا ہم سے تو ایک لمحہ بھی یہاں
ٹھہرا نہ جائیگا اپنا کیا فقط خون دلیران دیکھکر ہمکو غش آجائیگا یقینا پامال سم اسپان ہوجائینگے سرہائے
ٹھوکریں سمندوں کی کھائیں گے کوئی ہمارے حال پر رونے والا بھی نہ ہوگا کفن کیسا قبر بھی میسر نہ ہوگی عیال و اطفال
جلد و بیوہ ہو جائینگے خداوند عالم نے ہمکو عقل دی ہے ہم مثل اور ان بیوقوفوں کے نہیں ہیں کہ بیکار لڑیں بھڑیں اور

قتل ہو جاؤں اگر نوکری جاتی رہیگی تو پیٹ تنگ کے اپنی اوقات بسری کرینگے یا مزدوری محنت کرینگے اپنے اہل و عیال میں
بصحت و عافیت رہینگے بزدل تو یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ پہلوان عادی نے اپنے مرکب کو بصد غرور و نخوت اور بہزار
غیظ و غضب اپنے لشکر سے نکالا اور میدان رزم میں مثل فیل مست کے آکر چیکارا اپنے پکار کے کہنے لگا کہ اے حمزہ کسی اہل
رسیدہ کو میرے [illegible]بد کے واسطے بھیجو اور اگر تمکو دعوی دلاوری ہے تو تمہیں مجھسے مقابلہ کرو جسوقت پہلوان عادی نے
میدان رزم میں آکر اس طرح کہا اسوقت گرشتیت سپرگردان اور نعمان وغیرہ سرداران عالی وقار سے ارادہ مقابلہ کا
کیا اور حمزہ صاحبقران سے طالب اذن جنگ ہوئے لیکن حمزہ صاحبقران نے کسی سردار کو اجازت مقابلہ
پہلوان عادی کی نہ دی اور خود سب سرداروں کو روک کے اون سے رخصت ہو کے اپنے مرکب خنگ سبز قیطاس
کو جانب پہلوان عادی جولان کیا اور اسوقت لشکر حمزہ صاحبقران میں علمہاے لشکر جلوہ گری پر آئے برسالہ
اور بلٹن میں باجے جنگی بجنے لگے جب حمزہ صاحبقران پہلوان عادی کے روبرو پہونچے اور مقابل ہوئے اسوقت پہلوان
عادی نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اے حمزہ تم مجھسے مقابلہ نکرو اپنی جان اور رفتی پر رحم کرو یہان سے کعبہ کی جانب
چلے جاؤ مجکو تم پر اسوجہ سے رحم آتا ہے کہ تم نے میری بلی کا دودھ پیا ہے اور میرے بھائی ہو اور میرے ہاتھ سے
قتل ہو گے ورنہ مجکو تم پر کبھی رحم نہ آتا اور نہ میں تمکو سمجھاتا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے برادر اگر تمکو اپنی
زندگی منظور ہے اور میری برادری کا خیال ہے تو لات و منات کی پرستش سے باز آؤ خداوند عالم کو سجدہ کرو کلمہ
پڑھکر مسلمان ہو پہلوان عادی یہ گفتگوے حمزہ صاحبقران سنکے ازحد برہم ہوا اور اپنے مرکب کو بڑھا کر
حمزہ صاحبقران سے نیزہ ور زن ہوا اسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سات قدم گھوڑا پہلوان عادی
کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزہ صاحبقران کا پیچھے ہٹا جسوقت پہلوان عادی نے دیکھا کہ مرکب میرا
سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور گھوڑا حمزہ کا فقط ایک ہی قدم ہٹا اوسوقت پہلوان عادی کو اور زیادہ غصہ آیا اور نیزہ
اوٹھا کر سینہ حمزہ صاحبقران کو تاک کے لگایا حمزہ صاحبقران نے فی الفور سنان نیزہ پہلوان
عادی کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا بسبب ٹکرانے دو سنانوں کے شرر پیدا ہوئے پھر حمزہ صاحبقران
نے نیزہ سینہ پہلوان عادی پر لگایا اوسنے بھی سنان نیزہ اپنے نیزے کی سنان پر روکی اسی طرح تا دیر
جنگ نیزہ رہی چونکہ صاحبقران کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم پروردگار تیر اندازی اور نیزہ بازی کی تعلیم
کی ہے اسوجہ سے حمزہ صاحبقران نے ایک بند نیزے کا باندھکر نیزہ دست پہلوان عادی سے نکال دیا
برادران پہلوان عادی وغیرہ نکل جانے نیزہ دست پہلوان عادی سے نہایت متحیر ہوئے
اور از حد رنجیدہ ہوئے اور سرداران حمزہ صاحبقران وغیرہ نہایت خوش ہوئے
خصوصا خواجہ عمرو نہایت مسرور ہوئے غرض بوجہ نکال دینے نیزے کے پہلوان عادی
کو بدرجہ کمال غصہ آیا اور چہرہ کثرت غیظ و غضب سے سرخ ہوگیا آخر اوسی عالم غیظ میں تخت
شدادی کو اوٹھا کر اور خبردار خبردار کہکے سر پر حمزہ صاحبقران کے لگائی حمزہ صاحبقران
نے روکنا مناسب نجانکر تخت شدادی کا خالی دیا اور گھوڑا اپنا آگے بڑھا کر کمر پہلوان
عادی میں ہاتھ ڈالکر چاہا کہ زین فرس سے اوٹھائیں لیکن پہلوان عادی نے تخت
شدادی کو چھوڑ کر ہاتھ اپنا بھی کمربند فولادی حمزہ صاحبقران میں ڈالا باہم زور ہونے لگا
گھوڑا پہلوان عادی کا سینے کے بل بیٹھ گیا اور مرکب حمزہ صاحبقران بھی ہانپنے لگا اسوقت

دونون جانب کے دلاورون نے چاہا کہ گھوڑون سے اُتر کے زور آزمائی کیجئے گھوڑے بیچارے
ہلاک ہو جائینگے یہ سُن کے اول پہلوان عادی اپنے مرکب سے اُترا پھر حمزۂ صاحبقران گھوڑے
سے اُترے اور مرکب خواجہ عمرو کے حوالے کر کے اور دامن گردان کے پہلوان عادی سے کشتی لڑنے
لگے باہم پیچ ہونے لگے مردمان ہر دو لشکر بغور دیکھنے لگے سب خیام استادہ ہو گئے فرش بچھ گیا مردان
ہر دو لشکر بیٹھ گئے سرداران ذی وقار کرسیون پر بیٹھے اور کشتی دیکھنے لگے یہانتک کہ ایک روز برابر کشتی
ہوئی اور کسی کی پشت آشنائے زمین نہ ہوئی لیکن پہلوان عادی کی قوت مین دیکھنے والون کو کمی معلوم
ہونے لگی اور پہلوان عادی اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ حمزہ میٹ قیامت کی قوت ہے کسی طرح زیر
نہین ہوتا مین حمزہ کو ایسا صاحب قوت و طاقت نہ جانتا تھا دیکھئے انجام اس کشتی کا کیا ہوتا ہے یہ خیال کر کے
پہلوان عادی نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اے حمزہ اب مین زور آخری کرتا ہون ہوشیار ہو جا
حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے برادر مین ہر دم برابر ہوشیار ہون تم اپنا حوصلہ نکال لو یہ سُن کے
پہلوان عادی نے اپنے سر کو سینۂ حمزۂ صاحبقران سے ملا کر اور دونون ہاتھ اپنے حمزۂ صاحبقران
کے شانون پر رکھ کے ایسا زور کیا اور اس درجہ حمزۂ صاحبقران کو ریلا کہ حمزۂ صاحبقران تین قدم پیچھے
ہٹ گئے آخر حمزۂ صاحبقران نے لنگر اپنا زمین پر قایم کیا پھر پہلوان عادی نے ہرچند زور کیا
لیکن حمزۂ صاحبقران نے اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش نہ کی آخر پہلوان عادی تھک کر ہانپنے لگا سانس
پھول گئی سراپا پسینے مین تر ہو گیا دست و پا مین قوت باقی نہ رہی اُسوقت ناچار ہو کے ہاتھ اپنے حمزۂ
صاحبقران کے شانون سے اُٹھا لیے جب حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ پہلوان عادی زور کر چکا اُسوقت
حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے برادر اب تم ہوشیار ہو جاؤ کہ مین زور کرتا ہون پہلوان عادی مین خوب
ہوشیار ہون حمزۂ صاحبقران نے سر اپنا سینۂ پہلوان عادی سے ملا کر اسقدر زور کیا اور پہلوان
عادی کو ریلا کہ پہلوان عادی دس قدم سے زیادہ پیچھے ہٹ گیا اور ہرچند کہ اب شل مُردے کے ہو گیا تھا
اور جو کچھ قوت باقی ماندہ تھی وہ بھی باقی نہ رہی تھی لیکن دس قدم سے زیادہ پیچھے ہٹ کے لنگر اس سے بھی اپنا زمین
پر قایم کیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے زنجیر کمر پہلوان عادی مین ہاتھ ڈالکر اور نعرۂ اللہ اکبر کر کے جو
زمین سے اُٹھایا تو سر کی جانب سے اُٹھا لیا لیکن پاؤن پہلوان عادی کے زمین سے نہ اُٹھے کیونکہ اول تو
عادی طویل القامت تھا دوسرے پہلوان عادی نے پاؤن اپنے زمین پر اڑا دیے تھے جب حمزۂ
صاحبقران نے عادی کو اُسکے پاؤن کی جانب سے اُٹھایا سر عادی کا زمین سے بلند ہوا آخر حمزۂ
صاحبقران ناچار ہو کر خیال کرنے لگے کہ پہلوان عادی کو کیونکر اُٹھاؤن کیا تدبیر کرون خواجہ عمرو نے
حمزۂ صاحبقران کو متردد و متفکر دیکھکر عرض کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران اگر آپ پہلوان عادی کو ایکدم سے
اُٹھا لیجیے اور وہ تدبیر مین آپ کو بتاؤن تو مجکو آپ کیا دیجئے گا صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ جلد بتاؤ وہ
تدبیر کیا ہے خواجہ نے عرض کیا آپ پہلوان عادی کے پیٹ اور بغل مین گدگدی کیجئے پہلوان عادی
بوجہ گدگدی کے سمٹ جائیگا آپ فوراً زمین سے اوٹھا لیجئے گا حمزۂ صاحبقران نے بموجب
کہنے خواجہ عمرو کے گدگدی کی جب پہلوان عادی سمٹ گیا فی الفور حمزۂ صاحبقران
نے پہلوان عادی کو زمین سے اوٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چونکہ حمزۂ صاحبقران تو

ہلاک کرنا پہلوان عادی کا منظور نہ تھا اسوجہ سے حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو زمین پر نہین ٹپکا
اور آہستہ زمین پر رکھکر پہلوان عادی سے پوچھا کہ اے برادر کہو اب دین اسلام کے قبول کرنے مین کیا کہتے ہو پہلوان
عادی نے کہا کہ مین ہرگز دین اسلام اختیار نہ کرونگا اسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے
خواجہ پہلوان عادی کو سلاسل مین گرفتار کرد مین پہلوان عادی کو پکڑے ہوں خواجہ عمرو نے بموجب حکم
حمزہ صاحبقران پہلوان عادی کو سلاسل مین گرفتار کیا اسوقت برادران پہلوان عادی و لشکریان
پہلوان عادی کو اتنی جرات نہ ہوئی کہ پہلوان عادی کو گرفتار ہونے دین اور حمزہ صاحبقران سے
مقابلہ کرین غرض بعد گرفتار کرلے پہلوان عادی کے حمزہ صاحبقران نے برادران پہلوان عادی سے فرمایا
کہ اے بھائیو دیکھو مینے باعانت پروردگار عالم تمھارے بھائی کو زیر کرکے گرفتار کیا ہے اور اب تمھارے
بھائی کو تمھاری مادر گرامی قدر عادیہ بانو کی خدمت مین لیے جاتا ہون کیونکہ وہ تمھارے بھائی کے
دیکھنے کی از حد مشتاق ہین لہذا تمکو لازم ہے کہ تم سب دین اسلام قبول کرو اور تم بھی میرے ہمراہ اپنی مادر
عالی مقدار کی خدمت مین چلو اور شرف قدمبوسی حاصل کرو ذوالخمار وغیرہ برادران پہلوان عادی نے کہا
کہ اے حمزہ صاحبقران اگر آپ ہمارے بھائی کو ہماری مان کے پاس لیے جاتے ہین تو لے جائیے ہم ابھی تو
مسلمان نہونگے اور آپ کے ساتھ اپنی مادر کے پاس نہ جائینگے تاوقتیکہ ہمارے بھائی پہلوان عادی دین اسلام
اختیار نہ کرینگے حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو ذوالخمار وغیرہ برادران پہلوان عادی کی سنکے اسی روز
زیر قلعہ تنگ رواحل سے کوچ فرمایا اور بعد قطع راہ داخل کعبہ ہوئے اور اپنے لشکر کو لشکرگاہ میں
ٹھہرا کر اور خواجہ عبدالمطلب اپنے پدر ذی وقار کی قدمبوسی سے مشرف ہوکر خدمت عادیہ بانو مادر
پہلوان عادی مین گئے اور بعد تسلیم کہنے لگے کہ مین بموجب آپ کے فرمانے کے جانب قلعہ تنگ رواحل گیا
اور آپ کے فرزند کو اپنے ساتھ لے آیا ہون ہرچند مین نے اوسکو سمجھایا لیکن وہ کسی طرح دین اسلام قبول
نہین کرتا عادیہ بانو تقریر حمزہ صاحبقران کی سنکے نہایت خوش ہوئین اور حمزہ صاحبقران
کو اپنے سینے سے لگاکر اور دعاے درازی عمر و دولت دے کر کہنے لگین کہ اے فرزند جلد میرے فرزند دلبند
عادی کو میرے پاس لے آؤ حمزہ صاحبقران یہ سنکے اپنے لشکر مین تشریف لائے اور پہلوان عادی کو
اسی صورت سے اپنے ہمراہ لے گئے جسوقت عادیہ بانو نے اپنے نور نظر پارۂ پہلوان عادی کو دیکھا
بے اختیار دوڑ کے سینے سے لگا لیا اور بہت پیار کیا بعد پیار کرنے کے ہرچند عادیہ بانو نے اپنے فرزند عادی کو
بہت سمجھایا کہ اے قرۃ العین اب لات و ہبل وغیرہ اصنام کی پرستش سے باز آؤ دین اسلام اختیار کرو
میرے کہنے کو مان لو خداوند عالم کو واحد جانو اور اوسکو سجدہ کرو لیکن پہلوان عادی نے اپنی مادر کے
کہنے کو نہ مانا آخر حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو لیجا کر پھر لشکر مین حوالے مردمان لشکر کے کیا اسی
روز ہنگام شب پہلوان عادی کو عالم خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسی ہدایت کی کہ
پہلوان عادی عالم خواب مین مسلمان ہوا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلوان عادی کو مسلمان کرکے
نظر عادی سے غائب ہوے اور تشریف لے گئے پہلوان عادی کی آنکھ کھلی اپنے تئین اوسی طرح
قید دیکھا اور ان حضرت کو نہ دیکھا چونکہ آخر شب تھی اسوجہ سے خاموش رہا اور پھر نہ سویا جب
صبح ہوئی پہلوان عادی نے نگہبانون سے کہا کہ ہمارے بھائی حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی مین

جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عادی آپ کی قدمبوسی کا مشتاق ہے اگر خلاف طبع عالی نہو تو ایک لمحے کے واسطے میرے پاس
تشریف لائیے مجھکو کچھ عرض کرنا ہے دو چار نگہبان بموجب کہنے پہلوان عادی کے خدمت حمزہ صاحبقران میں گئے
اور جو کچھ پہلوان عادی نے کہا تھا عرض کیا حمزہ صاحبقران فوراً پہلوان عادی کے پاس گئے اور فرمایا اے برادر
کہو کیا کہتے ہو پہلوان عادی نے بعد تسلیم کے اپنے مسلمان ہونے کے حال سے اطلاع دی اور عرض کیا کہ اب میں
آپ کا فرمانبردار ہوں حمزہ صاحبقران گفتگو سے پہلوان عادی کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور اوسی وقت
مداد کو حکم کیا اور بیڑیاں اور ہتھکڑیاں وغیرہ جلد کاٹے بجرد حکم مداد نے طوق و سلاسل کو جسم پہلوان عادی سے
دور کیا جب پہلوان عادی نے قید سے رہائی پائی فوراً پاے حمزہ صاحبقران پر دوڑکے سر جھکایا حمزہ
صاحبقران نے جلدتر سر عادی کو اپنے قدم سے اوٹھا کر سینے سے لگایا اور نہایت مہربانی سے پیش آئے یہ حال
جملہ سرداران لشکر دیکھکر مسرور ہوئے اور خواجہ عمرو بھی بدرجۂ کمال شاد ہوئے اسوقت عادیہ بانو نے سنا کہ میرا
فرزند از خود مسلمان ہوا ہے اور قید سے رہا ہوا ہے از حد مسرور ہوکر حمزہ صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ اے فرزند
جلد میرے دلبند عادی کو میرے پاس بھیجدو اسوقت حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو عادیہ بانو
کی خدمت عالی مرتبت میں بھیجا عادی نے اپنی مادر کے قدم پر سر رکھا گے عادیہ بانو نے اپنے فرزند کے سر کو اپنے سینے
سے لگایا اور بہت پیار کیا اور باعث خود بخود مسلمان ہونے کا پوچھا پہلوان عادی نے تمام حال عالم خواب میں
اپنے مسلمان ہونے کا بیان کیا عادیہ بانو اپنے فرزند کے مسلمان ہونے سے نہایت خوش ہوئیں اور کہا
اے فرزند اب اپنے بھائیوں کو بھی اپنے مسلمان ہونے سے آگاہ کرو اور اونسے بھی کہو کہ تم بھی دین اسلام اختیار
کرو اور بت پرستی کو چھوڑدو عادی نے عرض کیا میں آج ہی اپنے بھائیوں کو بلاکر یا خود جاکر اونکو آپ کی
خدمت میں لے آؤنگا یا اونکو اپنے مسلمان ہونے سے اطلاع دونگا اور یہ بھی کہلا بھیجونگا کہ اے بھائیو میں نے
تو دین اسلام اختیار کیا ہے اب تمکو بھی لازم ہے کہ تم سب بھی میری طرح دین اسلام قبول ہو عادی اپنی مادر گرامی کے پاس
سے یہ کہکے لشکر میں چلا آیا اور حمزہ صاحبقران سے عرض کرنے لگا کہ اگر حکم ہو تو میں اپنے قلعہ میں جاؤں
اور اپنے سب بھائیوں کو مسلمان کروں اور اونکو آپ کی خدمت عالی میں لے آؤں حمزہ صاحبقران
نے فرمایا بہتر ہے جاؤ لیکن جلد آنا بہت دیر نہ لگانا عادی نے عرض کیا میں بہت جلد خدمت عالی میں حاضر ہونگا
یہ کہکے پہلوان عادی گھوڑے پر سوار ہوکے اپنے قلعہ کی جانب مع چند سواران لشکر امیر کے روانہ ہوا
جس وقت ذو الخمار وغیرہ نے سنا کہ ہمارے بھائی پہلوان عادی آتے ہیں واسطے استقبال کے شہر
سے نکلے اور پہلوان عادی کو بصد تکریم و تعظیم قلعہ میں لے گئے پہلوان عادی قلعہ میں جاکر
تخت حکومت پر بیٹھا اور حکم کیا کہ جملہ امرا اور وزرا اور اہل دربار دربار میں حاضر ہوں جسوقت جملہ امیر و
وزیر وغیرہ حاضر ہوئے اوسوقت پہلوان عادی نے اپنے بھائیوں اور جملہ اہل دربار سے مخاطب ہوکے کہا کہ
مینے تو دین اسلام اختیار کیا ہے اور حمزہ صاحبقران کی اطاعت قبول کی ہے اب جس شخص کو میرا ساتھ
دینا منظور ہو وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو ورنہ مجھسے کنارہ کشی کرے اور میرے شہر سے نکل جاے
برادران عادی اور جملہ اہل دربار نے متفق اللفظ عرض کیا کہ جب آپنے دین اسلام اختیار کیا ہے
تو ہمکو اب مسلمان ہونے میں کیا عذر ہے پہلوان عادی ہر ایک کی یہ گفتگو سن کے خوش ہوا اور سب کو
مسلمان کیا بعد اسکے اپنے شہر میں یہ منادی کرائی کہ ہر ایک شخص ہماری رعایا سے دین اسلام اختیار کرے ورنہ ہمارے

ملک سے چلا جاوے پھر وہ منادی کرتے منادی کے چلے گئے اور اونہی رعایائے شہر نے دین اسلام اختیار کیا پھر پہلوان عادی نے
جملہ بتکدے منہدم کرائے اور جابجا مسجدوں کے بنانے کا حکم دیا پھر اسکے اپنے وزیر اعظم کو اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر
اور تھوڑی فوج شہر میں چھوڑکر اور جملہ سرداروں اور اپنے بھائیوں کو ہمراہ لیکر مع لشکر قلعہ تنگ رواحل سے روانہ ہوا
اور قطع راہ کرکے خدمت حمزۂ صاحبقران میں حاضر ہوا امیر باتوقیر خوش ہوئے اور رعایہ بانو پہلوان عادی
سے بدرجۂ کمال شاد ہوئی اور اپنے ہر ایک فرزند کو دیکھکر اور سینے سے لگا کر مسرور ہوئی جب پہلوان عادی قلعہ
تنگ رواحل سے خدمت حمزۂ صاحبقران میں آیا اوسوقت حمزۂ صاحبقران نے اپنے جملہ سرداروں اور
سلیعون کو طلب فرماکر اور اپنے والد ماجد سے رخصت ہوکے مع لشکر کثیر جانب مدائن کوچ کیا اور بعد شوکت
وحشمت چند روز میں حمزۂ صاحبقران متقریب ایک قریہ کے پہونچے ملاحظہ فرمایا کہ اہل قریہ اسدرجہ مضطر اور
پریشان ہیں کہ بیاختیار اپنی گائیں اور بھینسیں ہانکے ہوئے بھاگے جاتے ہیں اور فریاد و فغان کرتے ہیں جب کہ
اہل قریہ قریب حمزۂ صاحبقران آئے اوسوقت امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ ان اہل قریہ
سے پوچھو کہ یہ سب کیون بھاگے جاتے ہیں اور اسقدر کیون نالہ و بکا کرتے ہیں خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزۂ
صاحبقران انسے پوچھا کہ تم کیون بھاگے جاتے ہو اونھون نے کہا حضرت ہمارے قریہ میں ایک شیر صحرائی
آیا ہے اوس نے بہت آدمیون اور جانورون کو ہلاک کیا ہے ہم اوسکے خوف سے بھاگے جاتے ہیں اور اپنے عزیزان کے
ہلاک ہونے کے غم میں روتے ہیں خواجہ عمرو نے اہل قریہ سے جو کچھ سنا تھا حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا امیر باتوقیر کو
رحم آیا فرمایا اے خواجہ تم ان لوگون سے کہدو کہ اب شیر کے خوف سے نہ بھاگیں ہم اوسکو ابھی مارے ڈالتے ہیں خواجہ عمرو
نے حسب ارشاد حمزۂ صاحبقران سے اہل قریہ کو آگاہ کیا سب حمزۂ صاحبقران کو دعائیں دینے لگے اور پھر
حمزۂ صاحبقران نے فوج کو اپنی اوسی جگہ ٹھہرا کر اور اوس قریہ میں جاکر ملاحظہ کیا کہ ایک بہت بڑا شیر
کچھار میں بیٹھا ہوا ہے حمزۂ صاحبقران نے شیر کو دیکھکر نعرہ کیا شیر نے نعرۂ امیر باتوقیر کا سنکے سر اوٹھاکے دیکھا
اور کچھار سے نکلا اور حمزۂ صاحبقران پر بعد غیظ و غضب نعرہ کرکے چلا جسوقت قریب آیا جست کرکے دونون
پنجے اپنے حمزۂ صاحبقران پر مارنے کا قصد کیا حمزۂ صاحبقران نے فی الفور اس طرح شیر پر تلوار لگائی
کہ شیر کے دو ٹکڑے ہوئے جب شیر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ اس شیر کی کھال میں
بھوسا بھرکر آرابہ پر رکھو ملازمان حمزۂ صاحبقران نے بموجب حکم شیر کے پوست میں بھوسا بھرکے آرابہ پر رکھا
اہل قریہ جرات حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوئے اور نہایت خوش ہوکر دعائیں دیتے ہوئے پھر اپنے قریہ میں
میں جاکر آباد ہوئے حمزۂ صاحبقران وہان سے آگے روانہ ہوئے اور قریب مدائن پہونچکر ایک میدان وسیع میں
بارگاہیں اور خیام برپا کرکے قیام پذیر ہوئے اور مقبل وفادار کو سات مرکب عراقی اور چند تحایف
دیکر خدمت نوشیروان میں روانہ کیا جب مقبل خدمت نوشیروان میں پہونچے دیکھا دربار آراستہ ہے
ہزارہا حکیم وزیر امیر و پہلوان علی قدر مراتب بیٹھے ہیں نوشیروان تخت حکومت پر متمکن ہے غرض مقبل نے بعد
مجرا کرنے کے وہ گھوڑے اور تحائف پیشکش کیے نوشیروان نے دیکھا کہ مقبل ایک جوان سبزہ رنگ ہے اور
چہرے سے شجاعت آشکار ہے نوشیروان نے مقبل کو دیکھکر ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب مقبل تسلیم کرکے
کرسی پر بیٹھا نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران کا مزاج پوچھا مقبل نے عرض کیا کہ فضل خدا اور آپکی برکت
دعا سے اچھے ہیں اور قریب مدائن ایک صحرائے سبزہ زار میں فروکش ہیں مجکو حضور کی خدمت عالی میں بھیجا ہے

نوشیروان گفتگوے مقبل سُنکے خوش ہوا ناگاہ ایک طایر بالاے ہواے اپنی زبان مین فریاد کرتا ہوا آیا
اور زنجیر عدالت پر بیٹھا اور اپنی زبان مین بیتاب و بیقرار ہوکر نوشیروان کو حاکم عادل جانکر فریاد کرنے لگا نوشیروان
نے جانب طایر سر اُٹھا کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک سانپ طایر کے پر و بال مین لپٹا ہے نوشیروان نے خیال کیا کہ
یہ جانور مجھکو حاکم عادل جان کے سانپ کی شکایت کرتا ہے اور رہائی اپنی سانپ سے چاہتا ہے یہ خیال کرکے نوشیروان
نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ کوئی ایسا دلاور اور تیر انداز ہو کہ جو اس جانور کو ذرا بھی صدمہ نہ پہونچاے اور
سانپ کو ہلاک کرے یہ طایر مجھ سے فریاد کرتا ہے ہر چند کہ نوشیروان نے ہر ایک قدر انداز و دلاوران ممتاز سے کہا
لیکن کسی نے جواب نہ دیا کیونکہ سب نے تصور کیا کہ سانپ طایر کے لپٹا ہے جب تیر لگائینگے ہمراہ سانپ کے طایر بھی ہلاک
ہو جائیگا جسوقت کسی بہادر اور دلاور نے جواب نہ دیا اُسوقت مقبل وفادار نے کرسی سے اُٹھ کے عرض کیا کہ اگر حکم ہو
تو مین اس طایر کو اس سانپ کی ایذا رسانی سے بچاؤن اور سانپ کو ہلاک کرون نوشیروان نے اجازت دی
تمام سردار وغیرہ جو دربار مین بیٹھے تھے حیران ہوے کہ مقبل کس طرح سانپ کو ہلاک کرے گا اور طایر کو اس موذی سے
بچائیگا اہل دربار تو یہ خیال کرنے لگے لیکن مقبل نے ایک آئینہ کلان منگوا کر اور ایک بانس مین باندھ کر اُس جانور کے
سامنے رکھا جسوقت اُس سانپ نے آئینہ مین دوسرے سانپ کو دیکھا طایر کے تو لپٹا رہا لیکن منھ اپنا اُس آئینہ پر
مارا اُسوقت مقبل نے تاک کے ایسا ایک تیر مارا کہ سانپ کا سر اُڑ گیا اور طایر رہا ہوکر اپنی زبان
مین نوشیروان اور مقبل کو دعائین دیتا ہوا زمین سے ایک طرف اُڑ گیا نوشیروان مقبل سے
نہایت خوش ہوا اور اہل دربار بھی تدبیر و تیر اندازی مقبل کی دیکھکر صورت آئینہ حیران ہوے جب
مقبل کرسی پر بیٹھا نوشیروان نے نہایت مسرور و خوش ہوکے خلعت پُر زر مقبل کو دیا اور بعد دینے خلعت
کے کہا کہ اے مقبل تم حمزہ سے جا کر کہدینا کہ اب جلد آؤ ہم تمھارے دیکھنے کے مشتاق ہین مقبل نوشیروان
سے یہ سُن کے اور خلعت پہن کے رخصت ہوا اور خدمت حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوکر تمام کیفیت
بیان کی خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ مقبل وفادار نوشیروان کے دربار سے خلعت زرتار پہن کے آے اُسوقت
خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ اے عمرو اب تم بھی دربار مین نوشیروان کے چلو اور زر و جواہر لینے کی فکر کرو بیکار
بیٹھے رہنا اچھا نہین ہے انسان کو لازم ہے کہ زر کے حاصل کرنے سے غافل نہو یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے حمزہ
صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین بھی دربار مین نوشیروان کے جاؤن رنگ دربار
دیکھون اگر بزرجمہر وہان تشریف رکھتے ہون تو اُنکی بھی زیارت سے مشرف ہون حمزہ صاحبقران نے
فرمایا اے خواجہ عمرو مین تمکو بخوشی اجازت دیتا ہون کہ تم دربار نوشیروان مین جاؤ مگر وہان کسی کو بیہوش
نہ کرنا اور کوئی عیاری نکرنا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے حمزہ صاحبقران مین فقط واسطے دیکھنے دربار
نوشیروان ملک عادل کے جاتا ہون واسطے عیاری کے نہین جاتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو چلنے پر آمادہ ہوے
اُسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ جب تم دربار نوشیروان مین جانا میری جانب سے
بعد آداب و تسلیم کے نوشیروان سے عرض کرنا کہ مین جلد تر حاضر خدمت ہوتا ہون خواجہ عمرو یہ سنکے
روانہ ہوے اور بعد قطع راہ مداین مین پہونچے اور سیر ملک مداین دیکھتے ہوے دار الامارہ شاہی پر
پہونچے عیاران نوشیروان نے خواجہ عمرو کو دیکھکر پوچھا کہ اے خواجہ آپکے یہان آنے کا کیا باعث
کس فکر مین اس جگہ آئے ہین خواجہ عمرو نے کہا چونکہ مین شہنشاہ ہفت اقلیم خسرو عادل و فہیم سے کچھ سوال

باکمال کے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا سو جب آیا ہوں تو اپنے دل میں اور کسی طرح کا شبہ و کراہت نہ لیجئے خواجہ نے کہا کہ تم اب سیر
حاضر ہونے کی خبر شہنشاہ جہان نوشیروان سے از سر ہنگوں نے فوراً خواجہ عمرو کے آنے سے نوشیروان کو اطلاع کر دی
نوشیروان نے حکم کیا کہ خواجہ عمرو کو ہمارے دربار میں بلاؤ عیاران نوشیروان خواجہ عمرو کو دربار میں لے گئے خواجہ عمرو
نے دربار میں پہونچ کے موافق قاعدے کے نوشیروان کو تسلیم کی اہل دربار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو دیکھ کر متحیر ہو کر کہنے لگے
کہ یہ عجب انسان عجیب الخلقت ہے کہ سر تو ناریل کے مانند ہے اور دونوں گال مثل دو نگینوں کے ہیں مانند زمین کے
دست و پا ہیں آنکھیں بہت بہت چھوٹی چھوٹی ہیں گویا کہ نیچے کا دھڑ ہے اور سارا جسم گویا اوپر کا دھڑ ہے لیکن نہایت
چست و چالاک ہے القصہ جب خواجہ عمرو نے نوشیروان کو بصد ادب مجرا کیا نوشیروان نے ایک چوبی کرسی
بیٹھنے کا اشارہ کیا جب خواجہ بیٹھے اور جو کچھ بزرجمہر صاحب قرآن نے فرمایا تھا نوشیروان سے عرض کر چکے اسوقت نوشیروان
نے اپنے عیاروں کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اس کرسی جواہر نگار سے جو ہمارے دربار میں اسی گز سے زیادہ
بلندی میں ہے تم اس طرف سے جست کر کے عقب کرسی جا سکتے ہو عیاروں نے بخیال اسکے کہ اسی گز سے زیادہ جست کرنا
اور کرسی کو پھاندنا نہایت دشوار ہے کچھ جواب نہ دیا اور سر جھکائے ہوئے کھڑے رہے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ کوئی
عیار جواب نہیں دیتا ہے اور اسقدر جست نہیں کر سکتا ہے اسوقت خواجہ عمرو اپنی کرسی سے اٹھے اور دست بستہ
عرض کرنے لگے کہ اگر اس خاکسار کو حکم ہو تو ابھی فرمانا حضور کا بجا لاوے اور جست کر کے اس کرسی پر سے پھاند جاوے
نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو تم جست کر کے اس کرسی بلند سے پھاند جاؤ گے خواجہ نے عرض کیا اقبال
حضور سے جست کر کے پھاند جاؤں گا نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو اچھا اب جست کرو اور اس کرسی پر سے
پھاند جاؤ خواجہ نے یہ ارشاد نوشیروان کا سن کے ارادہ جست کرنے کا کیا عیاران دربار اور اہل دربار یہ خیال کرنے لگے
کہ اس شخص نحیف و ناتوان سے اس قدر جست نہ کیا جائیگی اور بالفرض والمحال اگر اس درجہ جست بھی کریگا
تو کرسی کو پھاند کر اور زمین پر گر کے خاک ہو جائیگا استخوان اسکے ریزہ ریزہ بلکہ سرمہ سا ہو جائینگے روح اسکی
تن سے فی الفور نکل جائیگی غرض یہ خیال کر کے اکثر اہل دربار خواجہ عمرو کے انجام پر غور کر کے افسوس کرنے لگے
بعضے خواجہ کی مرگ نوجوانی پر تاسف ہوئے بعض بعض خواجہ کو بے وقوف تصور کرنے لگے اکثر اہل دربار نے
خواجہ کو مرفوع القلم تصور کیا اکثر شخص خواجہ کے انجام پر خیال کر کے رونے لگے بعضے عیار خواجہ کی جرأت
اور دست و پا پر نظر کر کے ہنسنے لگے مقصد مختصر بختک نابکار اپنے دل میں خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اگر خواجہ عمرو
جست کرسی سے پھاند نہ سکے تو اس دربار میں اب ایسے ذلیل ہونگے کہ میرے بھانجوں کو بھی ویسا انھوں نے
ذلیل نہ کیا ہوگا اور اگر جست کر کے پھاند گئے اور زمین پر گر گئے تو بھی کسی طرح جانبر نہ ہونگے بہر طور ای بختک
آج تجکو خوشی از حد ہوگی اور مدعائے دل بر آئیگا بختک تو خیال یہ کر رہا تھا اور اہل دربار اور عیار دیکھ
رہے تھے یکایک خواجہ عمرو جست کر کے اور مثل ابر زمین سے بلند ہو کے اور کرسی کو پھاند کے مانند
قطرۂ باران کے زمین پر آئے اور ذرا بھی چوٹ نہ آئی یہ حال دیکھ کے نوشیروان اور اہل دربار جتنے
امرائے نامدار اور سرداران ذی وقار و بزرجمہر نہایت خوش ہوئے اور سب نے خواجہ کی تعریف کی
اور عیاران نوشیروان اور بختک مردود وجبان اور دونوں بھانجے بختک کے نہایت متحیر ہوئے
مغموم ہوئے کیونکہ جو کچھ انھوں نے خیال کیا تھا وہ منعدم ہوا لحاصل جب خواجہ جست کر کے کرسی کو پھاند چکے
اسوقت نوشیروان نے اہل دربار کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مجکو ہمارا خوش ہونا منظور ہے

اور جو شخص یہ کو دوست اچھا جانتا ہو اور جا کر اپنا سمجھتا ہو وہ خواجہ عمرو کو موافق قدر و منزلت کے زر و جواہر دے
جسوقت نوشیروان نے دربار میں اس طرح فرمایا فوراً ہر ایک امیر اور وزیر اور پہلوان اور ندیم اور حکیم زر و جواہر
موافق اپنی لیاقت اور مرتبے کے دینے لگا بختک وغیرہ نے بھی بہ ہزار ناچاری و مجبوری تھوڑا تھوڑا زر نقد دیا
ایک ساعت کی ساعت میں خواجہ عمرو کے رو برو روپیہ اور اشرفیوں اور جواہر کا انبار ہو گیا بعد اس کے
نوشیروان نے علاوہ زر سرخ کے ایک خلعت زرتار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو دیا خواجہ نے نہایت خوش ہو کے
خلعت پہنا اور تمام زر و جواہر مع کچھ دہان کی مٹی کے سمیٹ کے ایک بڑی چادر میں خوب مضبوط باندھا اس اثنا
میں نوشیروان نے دربار برخاست کیا اور داخل محل ہونے لگا خواجہ عمرو نوشیروان کو مجرا کر کے رخصت ہوئے
اور قصد حمزہ صاحبقران کی خدمت میں جانے کا کیا اسوقت خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے
خواجہ ابھی حمزہ صاحبقران پاس نہ جاؤ دو چار روز ہمارے مکان پر چلکے مقیم ہو خواجہ عمرو نے انکار کرنا
مناسب نہ جانا آخر بموجب ارشاد کے بزرجمہر کے مکان پر آئے اور مقیم ہوئے ایک روز نوشیروان کو خبرداروں
نے خبر دی کہ حمزہ مدائن کے قریب آ گئے ہیں اور ایک مقام پر قیام پذیر ہیں یہ خبر سن کے نوشیروان نے بختک سے
پوچھا کہ اے بختک واسطے استقبال حمزہ کے کسی سردار کو تو روانہ کرنے کو دل نہیں چاہتا ہے خود میرا ارادہ ہے
کہ میں جا کر اپنے تاج بخش اور محسن اور پسر خوانزہ کو بصد عزت لے آؤں بختک نے عرض کیا خداوند نعمت
گستاخی معاف حضور کو زیبا اور مناسب نہیں ہے کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کے فرزند کا حضور استقبال کریں یہ تو
سراسر حضور کی کسر شان کا باعث ہے میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ خود ہی حمزہ کو یہاں آنے دیجئے یا کسی
سردار کو براے استقبال بھیج دیجئے نوشیروان نے یہ گفتگو بختک کی سنکے خواجہ بزرجمہر کو طلب کیا جب
خواجہ بزرجمہر روبرو ہوئے نوشیروان تشریف لے گئے اور بیٹھے اسوقت نوشیروان نے بزرجمہر سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ اے عموے نامدار آج ہم نے سنا ہے کہ حمزہ پسر خوانزہ میرا عنقریب مدائن پہونچا ہے اسکے استقبال کے
واسطے کسی سردار کو روانہ کرنا منظور نہیں ہے کیونکہ خلاف اس کی شان کے ہے ہم نے خود قصد کیا تھا کہ میں بخدم
و حشم جاؤں اور حمزہ کو لے آؤں لیکن بختک مانع ہے اب آپ فرمائیں اسبارے میں کیا کروں خود حمزہ کے لینے کو
جاؤں یا نہ جاؤں خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ میرے نزدیک تو بہتر ہے کہ حضور کا شکار کے بہانے سے ایک صحرائے
سبزہ زار میں قریب جائے قیام حمزہ صاحبقران تشریف لے جائیں جسوقت حمزہ صاحبقران یہ خبر
سنینگے کہ حضور صحرائے سبزہ زار میں واسطے شکار کھیلنے کے تشریف لائے ہیں یقیناً وہ حضور کی خدمت میں
حاضر ہونگے آپ حمزہ صاحبقران اپنے پسر خوانزہ کا شکار کے پردے میں استقبال کیجئے تاکہ کسی پر ثابت نہو
کہ شہنشاہ ہفت اقلیم نے اپنے پسر خوانزہ کا استقبال کیا جب یہ گفتگو خواجہ بزرجمہر کی نوشیروان نے سنی
تدبیر استقبال حمزہ معقول خیال کر کے اسی وقت وزرا کو حکم دیا کہ سامان شکار کھیلنے کا کیا جائے کل ہم صبح کو واسطے شکار
کے جائینگے اور جملہ اہل دربار بھی ہمارے ساتھ واسطے شکار کھیلنے کے چلیں اور کل لشکر ہمارا ہنگام سحر مسلح اور
تیار رہے وزرا نے یہ حکم سنکے دست بستہ عرض کیا کہ بموجب حکم حضور سامان شکار بخوبی کیا جائیگا یہ عرض کر کے
وزرا نے اسی وقت سے سامان سامان شکار کرنا شروع کیا خواجہ بزرجمہر اپنے مکان میں آئے اسی روز
خواجہ عمرو بھی بزرجمہر سے طالب رخصت ہوئے بزرجمہر نے ہنگام رخصت خواجہ عمرو کو ایک رقعہ
اس مضمون کا لکھدیا کہ اے فرزند سعادت نشان حمزہ صاحبقران بعد دعاے درازی عمر و اقبال کے معلوم

ہوکہ کل ہنگام سحر نوشیروان تمہاری جائے قیام کے قریب واسطے شکار کے جائیگا تمکو لازم ہے کہ تم بھی شکار
کھیلتے ہوئے اُسی صحرا میں آنا اور نوشیروان سے ملاقات کرنا یہ مضمون رقعہ میں لکھا خواجہ عمرو کے حوالے
کیا اور فرمایا کہ اے خواجہ عمرو یہ رقعہ حمزہ صاحبقران کو دیجیو اور ہماری طرف سے بہت بہت دعا کہیو خواجہ
عمرو بزرجمہر اور خواجہ امید سے رخصت ہوکر چلے اور بعد قطع راہ خدمت حمزہ صاحبقران میں پہونچے بعد
بیان کرنے تمام حال کے رقعہ بزرجمہر کا دیا امیر نے توقیر سے رقعہ پڑھکے سرداروں سے کہا کہ سامان شکار کھیلنے کا
مہیا کرو کل ہنگام سحر شکار کھیلنے چلینگے سرداروں نے عرض کیا کہ بموجب ارشاد حضور کے کل سامان شکار کھیلنے
کا مہیا کیا جائیگا جب وہ روز تمام ہوکے شب ہوئی اور رات گذر کے سحر ہوئی حمزہ صاحبقران مع کل لشکر اور
سامان شکار کے جانب صحرائے سبزہ زار میں روانہ ہوئے ادھر قریب سحر بموجب تاکید وزیر دو دو سے شکاری
کتوں کی جوڑیاں اور بعضے مردمان پیستون کی جوڑیاں لیے ہوئے اور دیگر ملازمان ملک عادل نوشیروان
و بہری اور باز و دیگر جانوران شکاری کو لیکر در دولت شاہی پر حاضر ہوئے وزرائے اٹھالا بارگاہ ہمایون
اور قیام کا قبل سے جانب شکارگاہ روانہ کردیا جب کل اہل دربار در دولت پر حاضر ہوئے اور جملہ سرداران اور
کل مردمان لشکر مسلح اور تیار ہوچکے اسوقت شہنشاہ ہفت کشور عالم بحر و بر عادل و فریادرسی
دادخواہان یعنی نوشیروان دارالامارۂ شاہی سے تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے اور ملبوس شاہی
زیب تن کیے ہوئے برآمد ہوا اور دولت کہاریان … ہاتھون میں بلوری کنول دو جانب لیے ہوئے
… میں جسوقت نوشیروان محل سے برآمد ہوا ہر ایک وزیر اور امیر اور پہلوان وغیرہ نے واسطے مجرے اور
تسلیم کے سر جھکایا لشکر میں سلامی کی گئی سو توپین گولہ اندازوں نے … نوشیروان نے ہر ایک وزیر و
امیر و کیزہ کا سلام اور مجرا باشارۂ چشم لیا نقیبوں نے بعد دعائے ترقی دولت و اقبال کے صدائے دورباش
بلند کی نوشیروان ہمراہی امرا اور وزرا قریب تخت آیا اور تخت پر بیٹھا کہاروں نے تخت کو اٹھایا ہر ایک
امیر اور پہلوان گھوڑے پر سوار ہوا خواجہ بزرجمہر ایک نفس نفیس میں سوار ہوئے بختک بھی اپنی خچر پر
بیٹھا سواروں نے اسپ بڑھائے پیدل صف آرا ہوئے علمہائے لشکر کھلے ڈنکے پر چوب پڑی سواری
نوشیروان کی مثل باد بہاری کے چلی جلوس اس طرح آگے چلا کہ گاؤ زمین بار کثرت سے بیقرار ہوا اور
فلک خمیدہ ہوکر بنظر حیرت دیکھنے لگا نوشیروان درمیان امرا اور وزرا وغیرہ کے اسطرح تھا جیسے ماہتاب
درمیان ستاروں کے ہوتا ہے یا مہر … میں شعلے کے ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ وہ عجب وقت تھا نسیم سحر
چلتی تھی غنچے مسکرا مسکرا کر گل ہوتے تھے ہوائے سرد سے لالہ کے داغ دل میں سوزش نہ تھی مرغان خوش الحان
سحر خیز … کرتے تھے خصوصاً صدائے بلبل نغمہ سرائے خوش … غنچے … اور گل خندان ہوتے تھے
سبزہ و طراوت شبنم سے لہلہاتا تھا اشجار ہوائے مثل مستون کے جھومتے تھے نرگس … باغ
دیکھتی تھی ہر ایک شجر میوہ دار کثرت بار اثمار کے واسطے سجدہ شکر پروردگار کے زمین پر جھکا ہوا تھا
مرغان چمن حمد رب ذوالمنن اپنی زبان میں کرتے تھے طاؤسان گلشن اپنی صدا بلند کرتے تھے نسیم سحر …
سے اترائی ہوئی چلتی تھی ہر شاخ شجر باغ جہان میں پھولی پھلتی تھی نرگس کا غنچہ اس گل …
یہ اشارہ تھا … درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست از معرفت کردگار …
اور شادابی ہر شجر صبح کا وقت … ستاروں کا … غائب ہوتا وہ روشنی سحر کا آفتاب …

زیادہ ہوتا ماہتاب و انجم سپاہ کا مع لشکر کواکب قافلۂ فلک میں پنہان ہوتا اور وہ شاہ خاور کا سمت مشرق سے عیان ہوتا
ہر ایک اہل نظر کو عالم وجد میں لاتا تھا اُسوقت ہر اہل نظر سپیدۂ سحر کو دیکھکر بے اختیار یہ کہتا تھا بیت شنگرف
گونی فروش زہے قدرت رب سبز فرش نوشیروان مسرور و خندان ہمراہی کل لشکر ہرگاہ شکارگاہ
پر پہونچا دیکھی کہ عجیب صحرائے سبزہ زار ہے کوسوں تک زمین پر سبزہ نوخاستہ کا فرش ہے غولوں کے غول
آہوؤں کے ہر سمت صحرا میں نظر آتے ہیں مرغان ہوائی بکثرت ہیں نوشیروان شکارگاہ معقول دیکھکر خوش ہوا
اور شکار کھیلنے میں معروف ہوا کسی طائر کو تیر سے شکار کیا اور کسی آہو کو چار جانب سے گھیر کے اور تیروں سے
زخمی اور مجروح کر کے زمین پر گرایا قراول آہوؤں کو گھیر کے لانے لگے سرداران لشکر ہمراہ نوشیروان غزالوں کا شکار
کرنے لگے نوشیروان نے بعض جانوروں کو باز سے شکار کرایا اور اکثر طائران بلند پر بحری اور جرہ کو چھوڑا نوشیروان
اس صحرا میں شکار کھیل رہا تھا ناگاہ ایک آہو کہ نہایت خوبصورت اور شوخ چشم تھا نوشیروان کو نظر آیا نوشیروان
نے اوس آہو پر گھوڑا دوڑایا وہ آہو ہوا سے باتیں کرتا ہوا ایک سمت بھاگا نوشیروان نے قریب اُس آہو کے پہونچکے
ایک تیر چلہ کمان میں جوڑ کے اُس آہو کی ران پر مارا ہر چند وہ آہو کہ زخمی ہوا لیکن زمین پر نہ گرا اور بے تکلف
لنگ کرتا ہوا بھاگا نوشیروان نے اُسکے تعاقب میں گھوڑا اٹھایا اُسوقت جملہ امیر اور وزیر اور سردار اور شمشیردار
ہمراہ رکاب نوشیروان تھے یکایک نوشیروان نے دیکھا جس طرف وہ آہو بھاگا جاتا تھا اُسی طرف سے ایک غبار
عظیم بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا دیکھا کہ حمزہ پسر جوانمرد مع سرداران نامدار بجمعیت لشکر شکار کھیلتا ہوا
آتا ہے اُس طرف حمزۂ صاحبقران نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک ہرن کے تعاقب میں نوشیروان مع جملہ
ارکان سلطنت و اعیان مملکت وغیرہ کے بصد کر و فر آتا ہے حمزۂ صاحبقران نے اُس آہوے زخمی کو
ایک تیر ایسا مارا کہ وہ آہو زمین پر گرا حمزۂ صاحبقران نے اپنے ملازموں اور لشکریوں سے کہا کہ اس آہو کو
ہمراہ اپنے لیتے آؤ لشکریوں نے آہو کو زمین سے اٹھا کر ہمراہ لے لیا جسوقت حمزۂ صاحبقران اُس طرف سے
تھوڑی دور آگے بڑھا اور اُس طرف سے نوشیروان اِس طرف آیا درمیان راہ میں حمزۂ صاحبقران
سے ملاقات ہوئی اُسوقت نوشیروان نے فرمایا کہ اے فرزند میں تو تمھارے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا اتفاق سے
اس صحرا میں ملاقات ہو گئی حمزۂ صاحبقران نے فوراً گھوڑے سے اُتر کے واسطے تسلیم کے سر جھکایا اور
عرض کیا کہ اس خاکسار ذرۂ بیمقدار کو بھی حضور کی قدمبوسی کا از حد اشتیاق تھا الحمد للہ کہ میری قسمت نے
یاوری کی اور خضر بخت نے رہبری کی اس صحراے سبزہ زار جاے صید و شکار میں شرف قدمبوسی حضور مجکو حاصل
ہوا اور چونکہ اب دو ایک روز میں یہ حقیر حاضر خدمت حضور ہونیوالا تھا لیکن میرے طالع نے ایسی رسائی کی کہ آج ہی مجکو حضور کی
زیارت حاصل ہوئی حمزۂ صاحبقران نے یہ کہکے سر اپنا قدم نوشیروان پر جھکانا چاہا مگر نوشیروان نے سر
حمزۂ صاحبقران کو بصد الفت سینے سے لگایا اور بہت تعریف شجاعت و دلاوری کی اُسوقت حمزۂ صاحبقران
نے دو دست چند لعل بدخشان بے مثل کہ لاثانی تھے قرآن پر رکھکر نذر دی نوشیروان باوجودیکہ شہنشاہ
ہفت کشور تھا اون لعل بے بہا کو دیکھ کر متحیر ہوا اور خوش ہو کر نذر قبول کی اور اوسی
وقت حکم دیا کہ خلعت فاخرہ اکیس پارچوں کا نہایت پرزر لایا جاے اور دو خلعت سات
سات پارچوں کے جلد حاضر کیے جائیں چنانچہ بموجب حکم نوشیروان کے خلعتیں کہ نوشیروان
اپنے ہمراہ لے لیا تھا اُمرا اور وزرا بدست سرداران دیگر جلد تر لائے نوشیروان نے اول وہی خلعت

اکیس پارچون کا حمزۂ صاحبقران کو دیا اور وہ دونون خلعت سات سات پارچون کے مقبل وفادار
اور خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو دیے اور ایک لڑی موتیون کا جو کہ بے مثل و نادر تھا اور قیمت اوس کی کوئی
بادشاہ بھی نہ دے سکتا تھا حمزۂ صاحبقران کو عنایت کیا اور حمزۂ صاحبقران کے گلے مین اپنے
ہاتھ سے پہنا دیا اور ایک مرکب کہ جس کا نام مجنون تھا حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزۂ صاحبقران اور مقبل
وفادار اور خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بعد ادب آداب و تسلیم و کورنش بجا لائے بعد اس کے حمزۂ
صاحبقران نے شرف قدمبوسی خواجہ بزرجمہر حاصل کیا الغرض بعد دینے خلعت وغیرہ کے نوشیروان
حمزۂ صاحبقران کو اوس صحرائے سبزہ زار اور جائے صید و شکار سے بعد عزت و احترام مع سردارون
کے مداین مین لایا اور لشکر حمزۂ صاحبقران بیل شادگام پر قیام پذیر ہوا جب نوشیروان تخت پر
آکے بیٹھا اوسوقت حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے فرزند اس دربار مین جسقدر دنگل ہین
جس دنگل پر تمھارا دل چاہے بیٹھو حمزۂ صاحبقران نے جو دربار مین چار جانب بنظر غور دیکھا ملاحظہ کیا
کہ ایک دنگل عنقریب تخت نوشیروان خالی ہے اور اوس پر کوئی نہین بیٹھا ہے اور غاشیہ اوس دنگل پر
پڑا ہے حمزۂ صاحبقران غاشیہ دور کر کے اوسی دنگل پہ بیٹھے چونکہ وہ دنگل گستہم زرین کفش کا
تھا اور وہ بحکم نوشیروان برائے مقابلہ بہرام گرد گیا ہوا تھا اسوجہ سے اوسکے دنگل پر غاشیہ پڑا
تھا الغرض جب حمزۂ صاحبقران دنگل گستہم پر بیٹھے اور بختک نے دیکھا فوراً آردشیر اور ہاردشیر فرزندان
گستہم سے چپکے سے کہا کہ افسوس ہزار افسوس تمھاری دلاوری اور بہادری بالکل تشریف لے گئی اب تم دونون
بھائی کیا مرد اور بودے ہو گئے کہ تم کو اب تلوار کا باندھنا مناسب نہین ہے اور دربار نوشیروان مین درمیان
دلاورون کے بیٹھنا بھی کسی طرح تمھارا اچھا نہین ہے کیونکہ دربار نوشیروان مین نامردون کے بیٹھنے کا کیا
کام ہے اس دربار مین وہ صف شکن اور تیغ زن بیٹھتے ہین جو ذرا سی بات پر اپنی جان دیدیتے
ہین اور ادنی سے امر پر اپنے دشمن کو قتل کرتے ہین اور ذرا سی بات کی برداشت نہین کرتے ہین
پس تم کو لازم ہے کہ اب تم اس دربار مین نہ بیٹھا کرو اور مردان عالم مین اپنے تئین شمار نہ کیا کرو اگر
نیا اور بے غیرت ہو تو خیر اور اگر کچھ بھی غیرت رکھتے ہو تو کسی دریا مین ڈوب کے مر جاؤ جس مین بے غیرتی
سے بچو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو زہر کھا کر ہلاک ہو جاؤ اب زندہ نہ رہو کیونکہ ذلیل اور بے حیا ہو کر
اگر زندہ رہے تو کیا ایسی زندگی سے تمھارا مرجانا بہتر ہے جسوقت یہ تقریر طولانی آردشیر و ہاردشیر پسران
گستہم زرین کفش نے کہ پہلوانان نامی ہین بختک سے سنی گھبرا کر اور متحیر ہو کر بختک سے پوچھنے لگے
کہ اے بختک اسوقت تم ہم سے کیسی گفتگو کرتے ہو کیا شراب زیادہ پیے ہوے ہو ہم ایسے دلاورون کو
نامرد کہتے ہو اور بے حیا اور بے غیرت تصور کرتے ہو کیون ہم دریا مین ڈوب کر اپنی جان دین اور کس
وجہ سے زہر کھا کر اپنے تئین ہلاک کرین اور کس سبب سے اس دربار مین نہ بیٹھا کرین آخر کچھ
بتاؤ تو کہ اس کا کیا سبب ہے بختک نے کہا اب مجھکو معلوم ہوا کہ تم اندھے بھی ہو گئے اور تمھاری
آنکھون سے اب کچھ دکھائی بھی نہین اور یہ بھی مجھکو بخوبی ثابت ہو گیا کہ تم بالکل گدھے ہو میرے
تجھسے بھی بدتر ہوا اب مین کیا کہون اگر تم عقلمند ہوتے تو تم کو اشارہ کفایت کرتا آردشیر
اور ہاردشیر یہ گفتگو محل خلاف اپنی شان کے سن کے نہایت برہم ہوے اور فرط غیظ سے کانپنے لگے

زرد ہو گئی غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا آخر ہاتھ قبضون پر تلوارون کے رکھکر بختک سے بیچتاب ہو کر گفت
گو کرنے لگے اور کہا کہ ای حرامزادہ بڑی دیر سے ہمکو کلمات سخت و درشت کہتا ہے اور مفصل احوال بیان نہین
کرتا اپنے دل مین چاہتا ہے کہ ہمکو اسی دربار مین قتل کر ڈالین جسوقت بختک نے دیکھا کہ آردشیر اور ماردشیر
کو بہت غصہ آگیا تو اسوقت بختک نے کہا کہ اے بہادرو اصل حقیقت یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران
نا شناسا تمہارے باپ کے دنگل پر بیٹھے ہین اور یہ بھی جانتے ہو کہ یہ کون ہین ایک مجاور خانہ کعبہ کے بیٹے ہین
کوئی بڑی ہستی بھی نہین ہے اگر اسوقت تمہارا باپ ہوتا تو کبھی اپنے دنگل پر حمزہ صاحبقران کو بیٹھنے نہ دیتا
اور اس دنگل پر بیٹھ جانے کی سزا بھی معقول دیتا مگر افسوس وہ یہان پر نہین ہے اگر تمکو کچھ دعوی دلیری کا ہے
تو اپنے باپ کے دنگل پر سے پسر مجاور خانہ کعبہ کو اٹھا دو اور اگر نامرد ہو تو بیٹھے رہو مین نے تم سے پہلے ہی کہا
تھا کہ تم میری گفتگو نہ سمجھے اور میرے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے بختک تو یہ کہکے چپکا ہو رہا اور خیال کرنے لگا کہ
مین نے دو ات کی تدبیر تو معقول کی ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اگر حمزہ صاحبقران کو انھون نے دنگل سے
اٹھا دیا تو حمزہ صاحبقران کو سر دربار بڑی ذلت ہوگی اور میرا دل نہایت خوش ہو جائیگا اور اگر حمزہ
صاحبقران دنگل سے نہ اٹھینگے اور ان دونون کو ہلاک کر ڈالینگے تو بھی نوشیروان حمزہ صاحبقران
سے ناراض ہو کر قتل کریگا یا قید کرے گا یہ عزت اور حرمت حمزہ کی نہ رہے گی ہر طور بخوبی مطلب دلی اپنا
بر آئیگا بختک نابکار تو یہ خیال کر رہا ہے اور چپکا مثل گربہ مسکین کے بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہے لیکن اب حال
آردشیر اور ماردشیر فرزندان گستہم زرین کفش کا لکھا جاتا ہے کہ جب بختک نے مفصل حال بیان کیا
اسوقت فرزندان گستہم نے بھی خیال کیا کہ بختک سچ کہتا ہے حمزہ صاحبقران ہمارے سامنے ہمارے باپ کے
دنگل پر بیٹھے ہین اگر ہم انکو دنگل سے نہ اٹھا دین اور یونہین بیٹھے رہین تو بیشک ہم مرد نہین ہین یہ خیال
کر کے آردشیر اپنے دنگل سے اٹھا اور قریب حمزہ صاحبقران جا کر کہنے لگے کہ یہ دنگل جس پر آپ بیٹھے ہین
میرے باپ کا ہے اور وہ دلاوری اور بہادری مین مثل و نظیر اپنا نہین رکھتے ہین اگر اس زمانہ مین رستم
و اسفندیار و دیگر دلاوران ایران و توران ہوتے تو وہ سب میرے پدر کے فرمانبردار ہوتے اور پہلوانی
مین شاگرد ہوتے پس آپ کو مناسب نہین ہے کہ ایسے دلاور یکتائے روزگار کے دنگل پر بیٹھے اور اس
دربار مین کسی اور دنگل پر نہ بیٹھیے اور اس دنگل سے ابھی اٹھ جائیے جتنے آپ کا بڑا لحاظ کیا اگر اور کوئی
اس دنگل پر بیٹھ جاتا تو ہم اوسکو سخت سزا دیتے حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو آردشیر کی سنکے جواب دیا
کہ مین اس دنگل پر بموجب فرمانے نوشیروان کے بیٹھا ہون اب ممکن نہین کہ اس دنگل سے اور دوسرے
دنگل پر بیٹھون اور اس دربار مین تو مین اسی دنگل پر آج بیٹھون گا اور جب تک مداین مین رہونگا
اسی دنگل پر بیٹھا کرونگا اور یہ جو تم نے کہا کہ ہمنے بہت بڑا لحاظ کیا اگر اور کوئی ہوتا تو اوسکو دنگل سے
اٹھا دیتے پس اب مین تم سے کہتا ہون کہ تم میرا لحاظ نہ کرو اگر تم مرد ہو اور کچھ دعوی دلاوری ہے تو مجکو
اس دنگل سے اٹھا دو اور اگر نامرد اور بودے ہو تو جاؤ اپنے دنگل پر بیٹھو ہم سے گفتگو سخت نہ کرو ورنہ
ایسی سزا تمکو دیجائے گی کہ ہمیشہ یاد کرو گے تم نے ابھی شیرون کا جلال نہین دیکھا ہے اسوقت دل یہ
چاہتا ہے کہ تم کو بے ادبانہ گفتگو کرنے کی یہ سزا دون کہ زبان تمہاری دہن سے کھینچ لون تاکہ پھر تم
کسی دلاور سے گفتگو کے لائق نہ رہو جسوقت یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی آردشیر نے سنی غصہ مین

بھی سے عتاب اور زیادہ برہم ہوا اور تاب تحمل نہ لا کر ایک گھونسا پہلوے حمزہ صاحبقران پر مارا اور کہنے لگا کہ ابھی
اس دنگل سے اٹھ جا حمزہ صاحبقران نے بیندست آردشیر کا پکڑ کر اس زور سے طمانچہ مارا کہ آردشیر زمین پر گر پڑا
اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا آخر صدمۂ ضرب طمانچہ سے تڑپتے تڑپتے بیہوش ہو گیا اسوقت دربار نوشیروان میں
ہر ایک سردار یہ قوت و طاقت حمزہ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور کسی کو یہ جرأت نہوئی کہ عوض آردشیر
حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرے یا گفتگوے سخت کرے جسوقت آردشیر بیہوش ہو گیا اور مردم آردشیر کو دربار
نوشیروان سے اٹھا لیگئے نوشیروان نے آردشیر کو طمانچہ مارنے کا باعث پوچھا حمزہ صاحبقران نے تمام
حال آردشیر کی گفتگو کرنے کا اور پہلے گھونسا مارنے کا بیان کیا نوشیروان آردشیر کی گستاخی سے آگاہ ہوکر اور حمزہ
صاحبقران کے احسان کا خیال کرکے چپکا ہو رہا لیکن مارد شیر بن گستہم نے جسارت کرکے کہا کہ اے حمزہ صاحبقران
گستہم پہلوان بے مثل و بے نظیر ہے اول تو آپ کو مناسب نہیں ہے کہ اپنے پہلوان کے دنگل پر بیٹھیں اور اگر گستہم
کے دنگل پر آپ بیٹھتے ہیں تو کوئی کار نمایاں ایسا کیجئے کہ سب آپ کو بھی دلاور تصور کریں حمزہ صاحبقران نے
فرمایا تمھارے نزدیک جو امر اہم ہو وہ مجھسے بیان کرو تاکہ میں ابھی اس امر دشوار کو تمھارے روبرو اسی وقت سہولت سے
انجام کو پہونچاؤں مارد شیر سنکر یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی حکم سے ایک کمان ایسی سخت منگوائی کہ اگر رستم و
اسفندیار اور گیو بیژن بھی زندہ ہوتے اور وہ سب اس کمان سخت کو کھینچتے تو بھی وہ کمان نہ کھنچتی الغرض جب وہ
کمان دربار میں آئی اور قباد نے واسطے کھینچنے کے حمزہ صاحبقران کو دی حمزہ صاحبقران نے بر سر دربار
اس کمان سخت کو جو کھینچا تو وہ کمان ٹوٹ گئی حمزہ صاحبقران نے وہ کمان شکستہ قباد کو دے کر فرمایا
کہ یہ کیسی نرم اور بودی کمان تھی کہ ذرا سے کھینچنے میں ٹوٹ گئی ایسی کمان کے کھینچنے کو تم امر اہم اور دشوار
خیال کرتے تھے مارد شیر بن گستہم و جملہ پہلوانان دربار نوشیروان یہ زور حمزہ صاحبقران کا دیکھکر نہایت
متحیر ہوئے اور سب بہادر اور دلاور اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ کمان ایسی سخت تھی کہ اگر ہم بھی کھینچتے تو نہ کھنچتی حمزہ
صاحبقران نے تو اسی کمان کو توڑ ڈالا سچ تو یہ ہے کہ حمزہ کے دست و بازو میں نہایت قوت ہے سرداران نامی
تو یہ خیال کرنے لگے لیکن نوشیروان نے جو یہ دیکھا کہ نزدیک میرے پسر خواندہ نے ایسی کمان سخت کو توڑ ڈالا کہ جو
کسی پہلوان سے کھنچ نہ سکتی تھی نہایت خوش ہوا اور اسی عالم خوشی میں کشتیان شراب کی طلب کیں بموجب حکم
ساقی بچے کشتیان شراب کی لائے اول ایک ساقی بچے نے ساغر بلوریں کو بادۂ گلرنگ سے مملو کیا اور بعد ادب
روبرو نوشیروان کے لیگیا نوشیروان نے جام شراب لیکر پیا بعد اسکے بحکم نوشیروان ساقی بچے
ہر ایک پہلوان اور امراے عالیشان کے روبرو ساغرے لاے کسی پہلوان نے یہ شعر پڑھکے شراب پی شعر
بہاؤں محتسب کا خون دور قدح بادہ کش ہوں میں ؛ زمین پر ایک قطرہ بھی جو ٹپکے ساغر مل سے - کسی امیر نے
جام مے ارغوان لیکر اور ساقی بچے سے مخاطب ہوکر یہ شعر پڑھا شعر وہ میکش ہوں کہ میخانہ میں رو دوں
اشک خوں ساقی ؛ بھر آئے دل مرا شیشہ جو خالی ہو کوئی مل سے ؛ جب ساقی بچہ جام مے ارغوان روبرو
حمزہ صاحبقران لایا حمزہ صاحبقران نے شراب نہ پی نوشیروان نے باعث شراب
نہ پینے کا پوچھا حمزہ صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور میں ایک وجہ سے شراب نہیں پیتا ہوں اور وہ
وجہ لائق عرض نہیں ہے نوشیروان کچھ سنکے چپکا ہو رہا خواجہ بزرجمہر نے نوشیروان سے عرض کیا
کہ حضور حمزہ صاحبقران مار الملک کے عادی ہیں اگر حکم ہو تو میرے یہاں مار الملک تیار رہتے آؤں نوشیروان

نے گفتگو بزرجمہر کی سمجھکے حکم دیا کہ اچھا واسطے حمزہ کے ماء اللحم لے آئیے یا کسی سے منگوا لیجئے خواجہ بزرجمہر
نے ابوالخیر سے فرمایا کہ جلد ہمارے مکان سے ماء اللحم جا کر لے آؤ ابوالخیر گیا اور ماء اللحم لے کر حاضر ہوا
خواجہ بزرجمہر نے خود بھی ماء اللحم پیا اور حمزہ صاحبقران و سرداران حمزہ صاحبقران کو
دیا ہر ایک سردار نے بعد پینے حمزہ صاحبقران کے ماء اللحم پیا

داستان لیجانا خواجہ عمرو کا پہلوان عادی کو باغ میں اور ہلاک ہو جانا دختر بختک کا اور انصاف کرنا نوشیروان کا

کوچہ نشینان شاہد مقال و داستان گویان عدیم المثال اس شاہد داستان رنگین کو آغوش بیان میں اس طرح کھینچتے
ہیں کہ جب دربار نوشیروان میں ساقی نیچے نوشیروان و سرداران نوشیروان کو شراب پلا چکے
اور حمزہ صاحبقران ماء اللحم نوش کر چکے اسوقت دل خواجہ عمرو کا گھبرایا دربار سے اٹھکے بازار طاس
ہوا ان میں گئے اور سیر بازار کرنے لگے ناگاہ دیکھا کہ کچھ سوار و پیدل مردمان بازاری کو درمیان راہ سے
ہٹاتے ہوئے آتے ہیں بعد آگے نکل جانے سواروں اور پیدلوں کے ایک قفس کہار لیے جاتے ہیں ہمراہ قفس کے
چوبدار اور کہاریاں دوڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں جنکا قفس کا پر زر ہے اور پیچھے قفس کے چند سپاہی ہیں خواجہ
عمرو نے مردمان شہر ماین سے پوچھا کہ یہ کسکی سواری جاتی ہے لوگوں نے کہا کہ یہ سواری بختک کی بیٹی کی ہے
اکثر باغ میں واسطے سیر کے جایا کرتی ہے آج بھی یقیناً اپنے باغ میں جائیگی اور دو ایک روز باغ میں رہیگی خواجہ
عمرو یہ گفتگو مردمان بازاری کی سن کے خیال کرنے لگے کہ اے عمرو اسوقت پہلوان عادی کو کسی بہانے سے
باغ میں دختر بختک کے لیجانا چاہیے اور کسی طرح دختر بختک کی صورت پہلوان عادی کو دکھانا چاہیے
اور سیر باغ بھی کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جلد تر خواجہ دربار نوشیروان میں آئے اور پہلوان عادی سے
آہستہ کہنے لگے کہ دربار میں بیکار بیٹھے ہوئے ہو چلو بازار کی سیر کریں میوے انواع و اقسام کے ایسی طرح تم کو
کھلائیں پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ سچ کہو میوہ پیٹ بھر کے مجھکو کھلاؤ گے اسوقت میں نہایت گرسنہ
ہوں خواجہ عمرو نے کہا کہ تم چلو تو سہی میں تمکو اسقدر بادام و انار شیرین وغیرہ کھلاؤنگا کہ تم سیر ہو جاؤ گے
علاوہ اسکے ایک بات بھی تم سے کہنی ہے اور وہ بات ایسی ہے کہ اگر تم سنوگے تو نہایت خوش ہوگے پہلوان
عادی یہ تقریر خواجہ عمرو کی سن کر دربار سے اسطرح اٹھا کہ حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو جاتے
ہوئے دیکھا نہیں جب دربار سے اٹھکے بازار میں آیا خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے خواجہ اب انار و بادام وغیرہ مجھکو کھلاؤ
خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی یہاں ایک باغ ہے اس باغ میں چلو وہیں پیٹ بھر کے میوے
باغ کے کھانا پہلوان عادی نے پوچھا وہ باغ کس طرف ہے اور کہاں ہے خواجہ عمرو نے کہا میں بتائے
دیتا ہوں یہ کہکے خواجہ عمرو نے ایک شخص سے پوچھا کہ دختر بختک کا باغ کس طرف ہے اس نے خواجہ عمرو کا نشان
بتادیا جب خواجہ عمرو کو پتا باغ کا معلوم ہوگیا اسوقت پہلوان عادی سے کہا کہ وہ باغ یہاں سے
ایک فرسخ ہے جلدی چلو پہلوان عادی گرسنہ تھے میوے کھانے کے لیے چلے اثنائے راہ میں پہلوان
عادی نے خواجہ عمرو سے پوچھا کہ اے خواجہ وہ کون سی بات ہے جسکے سننے سے مجھکو خوشی ہوگی بیان
کرو خواجہ نے کہا اے پہلوان عادی وہ بات یہ ہے کہ بختک وزیر نوشیروان تمکو جوان خوش رو
اور صاحب عزت و قوت خیال کر کے کل مجھسے یہ کہتا تھا کہ اگر پہلوان عادی میری دختر کو قبول کریں تو میں

اپنی بیٹی کی شادی پہلوان عادی سے کردوں چونکہ دختر بختک اسوقت باغ میں گئی ہے اسواسطے میں تمکو اُسی
باغ میں لیے چلتا ہوں کہ تم دختر بختک کو کسی صورت سے پسند کر لو جب دختر بختک کو پسند کر لوگے تو پھر میں بختک سے
گفتگو تمہاری شادی کی کروں گا اور تمہارے راضی ہونے سے اُسے آگاہ کروں گا پہلوان عادی یہ گفتگو
خواجہ عمرو کی سنکے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ اگر میری شادی دختر بختک یا اور کسی شاہزادی کے
ساتھ ہو جائے تو آرزوے دلی میری برآئے مجکو حسرت ہے کہ میرا عقد کسی عورت کے ساتھ ہو جائے لیکن اے
خواجہ کوئی شاہ و شہریار مجکو جوان قوی ہیکل اور جسیم دیکھکر دختر اپنی نہیں دیتا ہے بلکہ کوئی زن بازاری بھی
میرے پاس آتی نہیں ہے ہر ایک عورت میری ہم بستری سے ڈرتی ہے آجتک میں وصل زنان سے مجبور و محروم ہوں
خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی اب تمہاری آرزوے دلی بر آے گی بختک نے تمکو اپنی دامادی کے
واسطے پسند کیا ہے اسوقت چل کے اُسکی دختر کو دیکھ کے تم بھی پسند کر لو پھر میں جلد تر تمہاری شادی کرا دونگا لیکن
یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہاری شادی دختر بختک سے میں کرا دوں تو تم مجکو کیا دوگے اسوقت مجھسے اقرار اور وعدہ کر دو کہ بعد
عقد میں اسقدر زر و جواہر تمکو دونگا پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ میں تمکو زر کثیر دونگا لیکن جلد
میرا عقد ہو جائے خواجہ نے جواب دیا کہ دو چار روز میں انشاءاللہ تمہاری شادی ہو جائے گی غرض اسی
طرح کی باتیں خواجہ کرتے ہوے جلد تر در باغ پہ پہونچے وہاں خواجہ عمرو نے دیکھا کہ در باغ پر دربان
اور نگہبان بیٹھے ہیں خواجہ عمرو نے خیال کیا اگر در باغ سے باغ میں ہم دونوں آدمی جائینگے تو دربان باغ
نہ جانے دینگے یہ خیال کر کے خواجہ عمرو و پہلوان عادی کو لے کر عقب باغ آئے اور ایک گوشہ میں بیٹھکر نقب
لگانا شروع کی اور جلد تر نقب لگا کر پہلوان عادی کو اپنے ہمراہ باغ میں راہ نقب سے لیگئے دیکھا باغ نہایت
سبز و شاداب ہے گھانس زنگار رنگ کھڑے ہیں غرض باغ میں جا کر میوے باغ کے پہلوان عادی کو کھلانے
اور سیر باغ کی کرنے لگے اسوقت تک دختر بختک باغ میں نہیں آئی تھی کیونکہ خواجہ عمرو اور پہلوان عادی
راہ نزدیک سے جلد تر باغ میں آ گئے تھے غرض خواجہ عمرو اور پہلوان عادی بخوشی و شادی سیر کرتے
ہوے ایک جانب باغ کے گئے وہاں دیکھا کہ ایک چمن میں ایک گنبد ہے اور گنبد کا در بند ہے جب خواجہ نے
اُس گنبد کے در کو کھولا تو دیکھا کہ اس گنبد میں تصویر سنگی لات و منات کی رکھی ہے اور وہ تصویر دس گز
لمبی اور پانچ گز کی چوڑی ہے اور اس میں جوف ہے خواجہ عمرو نے پہلوان عادی سے کہا کہ دیکھو اس
اس تصویر کے جوف میں کیا ہے پہلوان عادی نے جو اُس تصویر کو ہٹا کے دیکھا تو اُسکے جوف میں
اشرفیاں اور روپیہ اور جواہر تھا خواجہ عمرو نے خوش ہو کر سب زر و جواہر لے لیا اور پہلوان عادی
سے کہا کہ دختر بختک اس باغ میں آتی ہوگی تمکو لازم ہے کہ اس تصویر کے جوف میں جس طرح ممکن ہو چھپکے
بیٹھ رہو یقین ہے کہ اس تصویر کی پرستش کو دختر بختک یہاں بھی ضرور آئیگی جسوقت وہ آئے
جو تمہارا دل چاہے کرنا چھپکے بیٹھے نہ رہنا پہلوان عادی نے کہا میں دختر بختک کو اس تصویر میں چھپکر
کیونکر دیکھونگا خواجہ عمرو نے کہا میں اس تصویر کے چہرے میں دو تین سوراخ کیے دیتا ہوں ہر چند کہ دہن
اس تصویر کا کھلا ہوا ہے اور راہ دہن سے اس تصویر کے اندر دختر بختک وغیرہ نے یہ سب زر و جواہر
ڈالا ہے جو میں نے اسوقت لے لیا لیکن احتیاطاً اور دو چار سوراخ چہرہ تصویر میں کیے دیتا ہوں تم
انھیں سوراخوں سے دختر بختک کو بخوبی دیکھنا اور اُس سے باتیں محبت کی کرنا یہ کہکے خواجہ عمرو نے خنجر سے

مین دو تین سو سوراخ اور کر دیے اور پہلوان عادی کو اُس تصویر کے جوف مین بٹھا کر آپ بھی درختون مین چھپ
رہے یکایک در باغ پر غل اور شور ہوا اور دربان باغ اور سوار و پیدل ہٹ گئے دختر بخت جنگ سے اپنی تمام جلیسون کے
سواری سے اُتر کے باغ مین آئی دروازہ باغ کا بند کروایا جسوقت دختر بخت جنگ باغ مین آئی اول موافق قاعدہ
تہنا کچھ پھول اور پانی لیکر اور کچھ زر و جواہر لیکر اور شاد ہو کر تصویر کے قریب آئی اور پہلے دختر بخت جنگ نے پھول چڑھائے
اور لٹیا سے اُس تصویر پر پانی ڈالا اور زر و جواہر دہن مین اُس تصویر کے ڈالا وہ سب زر و جواہر پہلوان عادی
کے سر پر پڑا پھر واسطے سجدے کے روبرو سے تصویر ہاتھون کو جوڑ کر جھکی اور کچھ دعا مانگنے لگی ناگاہ اُس تصویر سے
آواز آئی کہ دعا تیری قبول ہوئی جو تیری آرزو ہے جلد بر آوے گی ہمکو سجدہ نہ کر جلد سر اُٹھا دختر بخت جنگ نے
جو تصویر سے تقریر سنی ڈر کے کانپنے لگی حواس منتشر ہو گئے رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا جلد سجدے سے گھبرا کر اور ڈر کے
سر اپنا اُٹھا لیا کیونکہ اکثر دختر بخت جنگ نے تصویرات کو سجدہ کیا تھا مگر کبھی آواز نہین آئی تھی آج جو آواز تصویر
سے پیدا ہوئی تو نہایت پریشان اور حیران ہوئی اور اُسی عالم خوف و خطر مین چلا کر بھاگنے کا قصد کیا یکایک
وہ تصویر اپنی جگہ سے اُٹھی اور آواز آئی کہ چلاتی کیون ہے اور کیون ارادہ بھاگنے کا کرتی ہے ٹھہر جا کہ ہم
تجھسے گلے ملنے کو آتے ہین ہم کو تجھسے اب الفت ہو گئی تجھ پر اب ہم عاشق ہو گئے تیری ہی واسطے ہم یہان آئے
تھے خواجہ عمرو درختون کی آڑ مین بیٹھے ہوئے تمام باتین پہلوان عادی کی سُنتے تھے اور بے اختیار
ہنستے تھے اور اپنے دل مین کہتے تھے کہ مین نے جو پہلوان عادی سے کہدیا تھا کہ تم چپکے نہ بیٹھنا اور دختر
بخت جنگ سے کچھ باتین کرنا بموجب میرے کہنے کے کیا خوب باتین پہلوان عادی دختر بخت جنگ سے کر رہا ہے
لیکن جسوقت دختر بخت جنگ نے دیکھا کہ تصویر خداوندلات کی اپنی جگہ سے اُٹھی اور میری جانب آتی ہے
اور باتون کی تصویر سے آواز آتی ہے اسوقت اور زیادہ دختر بخت جنگ چلانے لگی سوار اور پیدل اور دربان
باغ غل سنکے گھبرائے مگر باغ مین نہ آسکے کیونکہ کُنڈی در باغ کی ہم جلیسون نے دختر بخت جنگ کی بند کردی تھی ہر چند
اُنھون نے پکار کے کہا کہ کنڈی کھول دو مگر کسی نے اُس ہنگامہ مین کنڈی نہ کھولی اور نہ اُنکی آواز سُنی لیکن
ہم جلیسین دختر بخت جنگ کی جلدی سے بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑین اور پکارین اے وزیرزادی کیون چلاتی ہے
اور کیون ڈرتی ہے کیا ہوا گھبراؤ نہین ہم آتے ہین ادھر پہلوان عادی نے تصویر جوف سے نکل کے اور
دونون ہاتھ بصد شوق اور بہزار اشتیاق پھیلائے دختر بخت جنگ کو اپنی آغوش مین کھینچا ادھر ہم جلیسین دختر
بخت جنگ کی بھی تصویر کے قریب پہونچین تھین تو پہلوان عادی کو بے شاخ سر کا دیو خیال ایسی ڈرین
کہ زمین پر گر کے بیہوش ہو گئین بعضی قریب پہلوان عادی کے پہونچ کے عادی کو ڈھیلے اور لکڑیان مارنے
لگین اکثر دور سے صدہا گالیان دینے لگین بعض بعض پہلوان عادی سے کہنے لگین کہ او موے
یہ کیا کرتا ہے ہماری وزیرزادی کو چھوڑ دے اگر مال و زر کی خواہش ہے تو ہمارا زیور لے لے لیکن ہماری
وزیرزادی کی آبرو نہ لے دُر ناسفتہ کو شکستہ نہ کر ہر چند ہم جلیسون نے فریاد کی مگر پہلوان عادی
نے دختر بخت جنگ کو نہ چھوڑا اور روبرو اُنھین عورتون کے دختر بخت جنگ سے کام دل اپنا حاصل کیا جسوقت
پہلوان عادی مدعائے دل حاصل کر چکا دختر بخت جنگ کو زمین سے اُٹھا کر سینے سے لگانے اور پیار کرنے
کا قصد کیا لیکن دختر بخت جنگ کو بے حس و حرکت دیکھکر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مر گئی جسوقت پہلوان
عادی کو معلوم ہوا کہ دختر بخت جنگ مر گئی ہر چند کہ خواجہ عمرو عقب پشت زیر درخت کھڑے تھے لیکن

پہلوان عادی نے دیکھا اور پکارا کہ اے خواجہ عمرو جلد آؤ غضب ہو گیا معشوقہ میری مر گئی پہلوان
عادی کو اپنے ہجر کا داغ دے گئی یہ تقریر جو عورتوں اور مردوں نے سنی سب کو معلوم ہو گیا کہ خواجہ عمرو اور
پہلوان عادی دو مرد اس باغ میں ہیں الحاصل بمجرد پکارنے پہلوان عادی کے خواجہ عمرو نے آواز دی کہ
اے پہلوان عادی اب اس طرف آؤ جب پہلوان عادی خواجہ عمرو کے پاس گئے خواجہ عادی کو ہمراہ اپنے لے کر
نقب میں گئے اور راہ نقب سے بیرون باغ پہونچے ادھر سواروں اور پیدلوں کے کہنے سے دختر بختک کی ہمجلیسوں
نے دروازے کی کنڈی کھولی جب سوار اور پیدل اندر آئے کسی کو نہ پایا ہر چند بہت تلاش کیا مگر کسی کو باغ میں
نہ دیکھا لیکن جو جی طرف اس وجہ سے نہ گئے کہ عورتوں سے معلوم ہوا کہ اُس طرف دختر بختک عجب حال سے
مری ہوئی پڑی ہے سوار اور پیدل وغیرہ تو باغ میں پہلوان عادی اور خواجہ عمرو کو ہر ایک درخت کے
نیچے ڈھونڈھ رہے ہیں ہمجلیسیں دختر بختک کی لاش پر نالہ و فریاد کر رہی ہیں لیکن خواجہ عمرو نے نقب سے باہر
نکل کے کہا کہ اے پہلوان عادی یہ تم نے کیا حرکت ناشایستہ کی تمکو یہ حرکت کرنی لازم نہ تھی اب کہو اگر حمزہ
صاحبقران یہ حال سنیں گے تو تم سے کس قدر ناراض ہونگے اور نوشیروان تم پر کیسا خفا ہوگا عجب نہیں
کہ قتل کرے بختک تو تمھاری جان اور عزت کا دشمن ہو جائیگا پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ میں نے
یہ فعل بے اختیاری میں کیا کیونکہ جس وقت دختر بختک قریب تصویر آئی اور میں نے اسکو سوراخوں سے دیکھا
دل میرا دیکھتے ہی بے چین ہو گیا ہر چند میں نے ضبط کیا مگر ضبط نہ ہو سکا آخر دل کی بیتابی اور بیقراری سے اُٹھا
اور دختر بختک سے عالم بیخودی میں ہم آغوش ہوا اے خواجہ جب میں مدعائے دل حاصل کر چکا اُسوقت مجکو ہوش
آیا اب جو کچھ میرے مقدر میں لکھا ہو گا وہ ہوگا یہ حرکت بے تو بیشک ہوئی خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان
عادی اب یہاں سے چلو پھر دیکھ لیا جائیگا خواجہ عمرو نے وقت چلنے کے سنا کہ وہ سب ہمجلیسیں یہ کہکے فریاد
کرتی ہیں اور روتی ہیں کہ اے جمیلہ وزیرزادی ہماری افسوس کیا تم مر گئی اور خراب موت سے مریں ہای ظالم
نے کیا کیا کہ تمھاری جان صدمے سے نکل گئی تکلیف اور اذیت نہ اُٹھائی گئی خواجہ عمرو یہ بین ہمجلیسوں سے
سن کے سمجھ گئے کہ دختر بختک کا نام جمیلہ تھا غرضکہ خواجہ عمرو ہمراہ پہلوان عادی زیر دیوار باغ سے
چلے اور ایک تالاب پر پہونچے خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی میرے نزدیک مناسب اور بہتر یہ ہے
کہ تم اس تالاب میں نہاؤ اور غسل کر لو اور پائجامہ دھو ڈالو پہلوان عادی نے موافق کہنے خواجہ عمرو
کے تالاب میں اُتر کے غسل کیا اور پائجامہ دھو ڈالا اور وہی پائجامہ پہن لیا اتنی دیر میں خواجہ عمرو نے ایک
پرچہ کاغذ پر کچھ لکھا اور ایک مہر کندہ کر کے اور جلد تر اس پرچہ پر وہی مہر کر کے اور پرچہ کاغذ کو لپیٹ کے اپنے
پاس رکھا جب پہلوان عادی نہا چکے وہ پرچہ کاغذ کا پہلوان عادی کو دے دیا اور کہا کہ اسکو رہنے دو
تمھارے کام آئیگا یہ کہکر خواجہ پہلوان عادی کو لیکر چلے اثنائے راہ میں پائجامہ خشک ہو گیا آخر بعد قطع راہ
خواجہ عمرو اور پہلوان عادی دربار نوشیروان میں پہونچے خواجہ عمرو تو ایک طرف اپنی جگہ پر بیٹھے اور
پہلوان عادی اپنے دنگل پر بیٹھا لیکن باغ میں جملہ سواروں اور پیدلوں وغیرہ نے خواجہ عمرو اور پہلوان
عادی کو ہر چند تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا مگر ایک جگہ باغ میں نقب دیکھ کے سب باہم کہنے لگے کہ اسی نقب
کی راہ سے وہ دونوں نکل گئے بعضے سواروں نے نقب میں جا کر دیکھا لیکن خواجہ عمرو اور پہلوان عادی
کو وہاں بھی نہ پایا آخر ناچار اور مجبور ہو کے کہنے لگے کہ ای ہمجلیسان دختر بختک اب تم اپنے ہاتھ سے کفن میں

دختر بختک کی نعش رکھکر اس باغ سے چلو اور مادر جمیلہ کو اس خبر ملال اثر سے اطلاع دو ہمجلیسون نے قفس کو
باغ مین منگوا کر جمیلہ کو قفس مین ڈالا اور آپ بھی سوار ہو مین کہارون نے قفس اور میانے اٹھائے اور
زن و مرد روتے اور پیٹتے باغ سے چلے جسوقت بختک کے مکان پر پہونچے اور مادر جمیلہ نے آواز نالہ و بکا کی
گھبرا کر کہاریون وغیرہ کو واسطے دریافت کرنے کے بھیجا کنیزین اور کہاریان جب دروازے پر آئین تمام حال
سنکے روتی پیٹتی ہوئی محل مین گئین اور مادر جمیلہ سے روکر تمام حال بیان کیا اسوقت مادر جمیلہ نے صدمہ مرگ دختر
مین نہایت حال پریشان کیا سر پیٹنے لگی اور بال اپنے سر کے غم دختر مین نوچنے شروع کیے اور آنسو بعید نالہ و آہ
بہانے لگی محل مین ایک غلغلہ حشر طبیعہ ہوا جملہ خواتین رونے لگین آخر مادر جمیلہ نعش سے اپنی بیٹی مری ہوئی کو محل
مین لائی اور حال خراب پر اسکے نظر کرکے اسکی ہم جلیسون سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا جمیلہ کیونکر ہلاک ہوئی ہمجلیسان جمیلہ
نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اسوقت مادر جمیلہ کو علاوہ رنج و غم کے خواجہ عمرو اور پہلوان عادی
پر از حد غصہ آیا اور اسیوقت دو چوبدارون کو دربار نوشیروان مین روانہ کیا کہ پدر جمیلہ کو بلا لائین جسوقت
چوبدار در دولت نوشیروان پر پہنچا اور بختک کو خبر ہوئی کہ چوبدار میرے مکان سے مجھکو بلانے آئے ہین
فوراً نوشیروان سے اپنے گھر جانے اجازت لیکر دربار سے باہر آیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور چوبدارون
کو گریان دیکھکر باعث بکا پوچھا انھون نے عرض کیا حضور اب تو تشریف لیے چلتے ہین جو سبب اشکباری اور نالہ
بیقراری ہے حضور پر ظاہر ہو جائیگا بختک یہ تقریر چوبدارون سے سنکے نہایت پریشان خاطر ہوا اور گھبرا کر
جلد اپنے گھوڑے کو ہانکا اور اپنے مکان کی طرف چلا بختک تو ہمراہ چوبدارون کے اپنے مکان کی طرف جاتا ہے
لیکن اب حال خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کا لکھا جاتا ہے کہ جب بختک دربار نوشیروان سے
گیا تو پہلوان عادی نے طرف خواجہ عمرو کے دیکھا اور اشارہ سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ نعش بختک کی
بیٹی کی باغ سے آئی ہے اسی واسطے زوجہ بختک نے بختک کو بلایا ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے خواجہ عمرو نے
اشارہ سے جواب دیا کہ کچھ اندیشہ اور تشویش نہ کرو پہلوان عادی نے کہا مجھکو اپنی جان کا خوف ہے [illegible]
بختک ضرور میرے ظلم کی فریاد نوشیروان سے کریگا اور نوشیروان عادل ہے یقیناً مجھکو قتل کریگا
خواجہ عمرو نے اشارے سے جواب دیا کہ اگر ہم تم کو قتل ہونے دین اور کسی تدبیر اور تقریر سے تمھاری
جان بچا لین تو ہم کو کیا دوگے پہلوان عادی نے اشارہ سے کہا کہ دس ہزار روپیہ دونگا خواجہ عمرو نے
اشارہ سے انکار کیا اور کہا مین دس ہزار روپیہ نہ لونگا تم جانو جیسا تمنے کیا ہے ویسی سزا پاؤگے
ضرور قتل کیے جاؤگے مین تمھارے مقدمہ مین کچھ نہ بولونگا اور کوئی تدبیر تمھاری جان بچانیکی نہ کرونگا
بلکہ تھوڑی دیر مین اس دربار سے چلا جاؤنگا پہلوان عادی اشارہ خواجہ عمرو سے گفتگو خواجہ عمرو کی سمجھا
اشارے سے منت اور سماجت کرنے لگا کہ اے خواجہ یہ وقت مددگاری ہے ضرور میری جان بچانیکی کوئی
تدبیر کیجیئےگا اور ایسی تقریر کیجیے گا کہ مین قتل نہون تمھارے ہی کہنے سے مین باغ مین گیا تھا اب اسوقت
میرے اوپر رحم کرو اور جان میری بچالو مین اسکے عوض مین پندرہ ہزار روپیہ تمکو دونگا اور جب تک زندہ
رہونگا مرہون احسان رہونگا خواجہ عمرو نے گفتگو پہلوان عادی کی سمجھکے پھر انکار کیا آخر تیس ہزار روپیہ
فیصلہ ہوا خواجہ عمرو نے اشارے سے کہا کہ رقعہ اپنا مہری تیس ہزار روپیہ کے دینے کا لکھدو پہلوان
عادی نے دربار سے اٹھکے اور علیحدہ خواجہ کو لیجا کر رقعہ لکھدیا اور مہر اپنی رقعہ پر کردی اور خواجہ کو

اطمینان بخوبی کر دیا بعد اسکے دربار مین آکر بیٹھا اور خواجہ بھی اپنی جگہ پر بیٹھے اور تدبیر پہلوان عادی کے قتل کی کچھ سوچ کر چلے تھے اور کچھ اور فکر کرنے لگے آخر بعد فکر بسیار ایک تدبیر تجویز کر کے منتظر وقت بیٹھے خواجہ عمرو تو تدبیر سوچ دربار مین بیٹھے ہین اور پہلوان عادی بھی بیٹھا ہے لیکن بدحواس اور پریشان خاطر ہے اب حال بختک بدمآل کا لکھا جاتا ہے کہ جب بختک پریشان و مضطر ہمراہ چوبداروں کے قریب اپنے مکان کے پہونچا اور آواز گریہ وبکا اسنے سنی اوسوقت اور زیادہ بدحواس اور متحیر ہوا اور جلد اپنے گھوڑے سے اُتر کے بیتابانہ اپنے مکان کے اندر گیا وہان دیکھا کہ تمام عورتین رو رہی ہین اور فریاد و فغان کر رہی ہین اور زوجہ کو اپنی دیکھا کہ اسکا حال کثرت گریہ و بکا سے بہت غیر ہے مکان مین غلغلۂ حشر بلند ہے ایک میت پلنگ پر پڑی ہے دوشالا اُس میت پر پڑا ہے گرد اُس میت کے سب عورتین سر اپنے پیٹ رہی ہین اور رو رہی ہین بختک یہ حال غم آثار دیکھ کے سمجھا کہ کوئی مر گیا ہے یہ سب اُسی کو روتی ہین یہ خیال کر کے بختک نے بیتابانہ اپنی زوجہ سے پوچھا صاحب تم کس کو رو رہی ہو یہ کسکی میت پڑی ہے کون مر گیا ہے اسقدر گریہ و بکا کیسلئے تم مین آ کر تی ہو مجھسے تو کہو زوجہ بختک کی بختک کو دیکھکر اور زیادہ سر پیٹنے اور رونے لگی اور سب عورتین بھی زیادہ تر نوحہ و بکا کرنے لگین اُسوقت سب کو روتا دیکھکر بختک بھی رونے لگا لیکن جسوقت بختک کو تمام کیفیت اپنی زوجہ اور ہمجلیسان محل سے مفصل معلوم ہوئی اُسوقت تو بختک اسقدر رویا کہ ابر بہار اسکی اشکباری سے شرمندہ ہو گیا اور روتے روتے قریب الموت ہو گیا آخر اُسی عالم رنج و غم مین بختک نے یہ خیال کیا کہ میری بڑی ذلت ہوئی بیٹی میری عجب حال خراب سے مر گئی اب مجکو زندہ رہنا اور ہمچشمون مین بیٹھنا مناسب نہین ہے میری آنکھ کسی سے دوچار نہوگی ہر شخص مجکو بیحیا اور بے غیرت تصور کریگا اور مجکو دیکھکر ہنسے گا پس لازم یہ ہے کہ جام زہر اسی وقت پی کر اپنے تئین ہلاک کرون جو شخص میرے مرنے کا حال سنے گا یہ کہیگا کہ بختک صاحب غیرت تھا زہر کھا کر مر گیا یہ خیال کر کے فوراً بختک نے جام زہر تیار کیا اور جام زہر کو اُٹھا کر چاہا کہ پی لون زوجہ بختک و دیگر زنان محل بختک کو بہ گریہ و زاری جام زہر پینے سے مانع ہوئین اور کہنے لگین کہ اگر تم جان اپنی دیدوگے تو دشمن اور زیادہ مسرور اور شاد ہونگے اور تمھارے ہلاک ہونے سے تمھاری بیٹی زندہ نہو جائیگی اب تمکو لازم ہے کہ اپنی بیٹی کے ہلاک کرنے والون کے واسطے کوئی ایسی تدبیر کرو تاکہ وہ قتل کیے جائین اور اپنے جرم کی سزا پائین اور نوشیروان بادشاہ عادل ہے اُسکے پاس جا کر فریاد کرو تمام حال اپنی بیٹی کے ہلاک ہونے کا بیان کرو وہ بادشاہ عادل اور منصف ہے پہلوان عادی اور خواجہ عمرو کو قتل کرے گا جسوقت بختک کو خواتین نے اس طرح سمجھایا بختک نے خیال کیا کہ یہ عورتین سچ کہتی ہین اس خون ناحق ہو جانے کی اطلاع نوشیروان کو ضرور کرنا چاہیے اول تو بادشاہ عادل ہے خود غور کرے گا دوسرے مین اُسکا وزیر ہون میرا پاس و لحاظ بھی ضرور کرے گا یقیناً میری بیٹی کے ہلاک کرنے والون کو سزاے معقول دیگا مردمان شہر کو اور سرداران حمزہ صاحبقران کو خوف ہوگا ہر ایک اعلی و ادنی قہر سلطانی اور عدل شاہی سے ڈر جائیگا پھر کوئی ایسی حرکت ناشایستہ نکرے گا جب میری بیٹی کے ہلاک کرنے والے قتل ہونگے میرا دل خوش ہوگا! القصہ بختک نے یہ خیالات کر کے اُسی وقت وہ جام زہر اپنے ایک ہاتھ مین لیا اور ایک ہاتھ مین خنجر آبدار برہنہ لیکر روتا پیٹتا اور فریاد و بکا کرتا ہوا با حال تباہ و پریشان در دولت

نوشیروان پر آیا ہر ایک شخص بختک کا یہ حال دیکھ کے گھبرایا اور متحیر ہو کر پوچھنے لگا کہ اے وزیر نوشیروان یہ تم نے اپنا
حال کیوں کہا کیا تم کو صدمہ و ملال ہوا کس نے تمکو ستایا ہر چند بختک سے لوگوں نے پوچھا لیکن بختک نے کسی سے کچھ
کلام نہ کیا اور نہ حال اپنے رنج و ملال کا بیان کیا اسوقت نوشیروان نے بختک کی فریاد و بکا کی آواز سنی متحیر ہو کر
اپنے سرداروں سے پوچھا کہ بختک اسوقت کیوں روتا ہے انہوں نے عرض کیا خداوند نعمت ہمکو معلوم نہیں ابھی
اکثر سردار نوشیروان سے یہ عرض کر رہے تھے کہ دیکھا ایک بختک چاک گریبان باحال پریشان جام و خنجر ہاتھوں
مین لیے ہوئے روبروے نوشیروان آیا اور بہ نالہ و زاری اور فریاد و بیقراری عرض کرنے لگا کہ حضور کے
عہد مین عجیب ظلم ہوا مین حضور کے روبرو یہ جام زہر پیتا ہون نوشیروان نے منع کیا اور گھبرا کر پوچھا
اے بختک جلد بیان کر تجھ پر کس نے ظلم کیا بختک نے عرض کیا خداوند سر دربار کیا عرض کرون غیرت و شرم
سے وہ ظلم عرض نہیں کیا جاتا لیکن اگر حکم ہو تو مین سمع مبارک حضور مین عرض کرون اور حضور انصاف
فرمائین اور جنہون نے مجھکو صدمہ دیا ہے انکو تنبیہ کرین نوشیروان نے فرمایا اے بختک جو تجکو عرض کرنا ہے اگر وہ
ظلم سر دربار اظہار کے لایق نہیں ہے تو ہمارے گوش مین آہستہ کہ بختک واسطے عرض کرنے کے چلا تھا ناگاہ خواجہ
عمرو اپنی جگہ سے اٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر صاحب
دولت و اقبال عادل بے بدیل بخیال اگر اس خاکسار ذرہ بیمقدار ذلیل و خوار کو حکم ہو اور بختک کو بھی
منظور ہو تو جو بختک حضور سے عرض کرینگے اسی امر کو مین خدمت حضور مین بالتفصیل عرض کرون نوشیروان
نے یہ گفتگو سے خواجہ عمرو کے جانب بختک دیکھا بختک خاموش رہا نوشیروان نے خاموش رہنے بختک سے
خیال کیا کہ خواجہ عمرو کا بیان کرنا بختک کو منظور ہے یہ خیال کرکے نوشیروان نے خواجہ عمرو سے
فرمایا کہ بیان کرو لیکن کوئی امر مخفی نکرنا خواجہ عمرو نے عرض کیا کیا مجال جو کوئی بات خلاف عرض کرون
یا کوئی بات پوشیدہ کرون نوشیروان نے فرمایا اچھا بیان کرو اسوقت خواجہ عمرو نے سر دربار اس
طرح بیان کیا کہ اے شہنشاہ عادل و منصف اصل حال یہ ہے کہ جس روز پہلوان عادی ہمراہ رکاب
حمزہ صاحبقران حضور کی خدمت اور دربار مین حاضر ہوا اسی روز پہلوان عادی میرے ہمراہ
بازار کی سیر کے واسطے گیا تھا اتفاقاً بختک کے مکان کی جانب پہلوان عادی میرے ہمراہ سیر دیکھتا ہوا
اور مجھسے باتین کرتا ہوا جا نکلا اسوقت دختر بختک اپنے مکان کے جھروکے مین چلمن کا پردہ ڈالے ہوئے
بیٹھی تھی جسوقت دختر بختک نے پہلوان عادی کے دست و بازو اور عالم شباب پر نظر کی تب بے اختیار پردہ
چلمن کا ہٹا کر پہلوان عادی کو اپنی صورت دکھائی اور مسکرائے اور اشارے سے کہا ٹھہر جاو آگے نہ جاو اسوقت
بموجب اشارہ دختر بختک کے پہلوان عادی بیچارہ ٹھہر گیا چونکہ مین ہمراہ پہلوان عادی تھا اسوجہ
مین بھی ٹھہرا اسوقت دختر بختک نے آہستہ سے مجھسے پوچھا کہ یہ جوان جو تمہارے ہمراہ ہے کون ہے نام اسکا
کیا ہے شادی اسکی کہین ہوئی ہے یا نہین مین نے جواب دیا اس جوان کو خاص و عام پہلوان عادی
کہتے ہین اور یہ شاہزادہ قلعہ تنگ رواحل ہے اور خود حاکم قلعہ ہے پہلوانی مین یگانہ آفاق ہے اور سردار
نامدار حمزہ صاحبقران ہے اے شہنشاہ فلک جاہ دختر بختک یہ گفتگو میری سنکے کچھ فکر کرنے لگی اور بعد
ایک لحظہ کے مجھسے کہا کہ کھڑے رہو اور اس جوان کو چلنے نہ دینا مین ابھی آتی ہون یہ کہکر دختر بختک چلی گئی
ہم دونون زیر دیوار کھڑے رہے بعد تھوڑی دیر کے دختر بختک جھروکے مین آئی اور ایک پرچہ

کاغذ لپٹا ہوا پہلوان عادی کی طرف پھینک دیا اور مسکرا کے پہلوان عادی سے کہا کہ جو کچھ اس
پرچۂ قرطاس مین لکھا ہے تمکو لازم ہے کہ اُس تحریر پر عمل کرو ۔ شہنشاہ عالیجاہ یہ گفتگو دختر بختک پہلوان
عادی سے سنکے وہ پرچۂ قرطاس جو دختر بختک نے مجروح کرکے پھینکا تھا حرف بحرف پڑھا اور مین نے اُس
رقعہ کی عبارت پڑھی عبارت اُس رقعہ مین یہ لکھی تھی عبارت رقعہ گل خوش رنگ و بوے چمن خوبی و سرو
بے مثال گلشن محبوبی جوان بیمثال و خوش رو و خوش جمال اہل عیش و شادی پہلوان عادی زاد محبتہ
والفتہ بعد ہزار ہزار آرزوے ہم آغوشی و یکجائی کے تمکو معلوم ہو کہ اسوقت جو مین نے تمکو جاتے ہوے دیکھا
مفصل کیا لکھون جو محبت والفت تم سے مجکو ہوئی ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ دل میرا تمہارے دام الفت مین
گرفتار ہوگیا ہے اور تمہارے خنجر ابرو سے مجروح ہوا ہے دل تو چاہتا ہے کہ اسی وقت تمکو اپنے پاس
بلاؤن لیکن بخوف مادر و پدر جا نہین سکتی کل مین سیر کے بہانے سے اپنے باغ مین جو یہان سے تھوڑی دور ہے
جاؤنگی لہذا تم میرے باغ مین ہنگام سحر ضرور آنا مجکو تم سے کچھ کہنا ہے اور مین بیٹی بختک وزیر
نوشیروان کی ہون اگر تم باغ مین میرے پاس نہ آؤگے تو مین اپنے ہلاک کردونگی زہر کھا کر اپنی جان دیدونگی
میرا خون تمہاری گردن پر ہوگا فقط زیادہ بجز آرزوے یکجائی کے اور کیا لکھون بعد اس عبارت لکھے تھے
دختر بختک نے اپنی مہر اُس رقعہ پر کی تھی مین نے جو مہر کو دیکھا تو صاف نام جمیلہ پڑھا اے شہنشاہ
عالی وقار دختر بختک سے دریافت کیا جاے کہ اُسکی جمیلہ نام ہے یا نہین نوشیروان نے بختک سے
پوچھا بختک نے عرض کیا کہ میری دختر کا نام بیشک جمیلہ ہے بعد اسکے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ
گیتی ستان جب پہلوان عادی رقعہ پڑھ چکا اُسوقت اس خیال سے پہلوان عادی نے دختر بختک
سے اقرار باغ مین آنے کا کیا کہ اگر باغ مین اسکے پاس نہ جاؤنگا تو یہ زہر کھا کر مرجائیگی نہین معلوم اسکو مجھسے
کیا ہے الغرض پہلوان عادی اقرار باغ مین آنے کا کرکے چلا آیا اور روز دیگر ہنگام سحر میرے ہمراہ اوس نشان
باغ لوگون سے پوچھ کر چلا بعد قطع راہ باغ مین گیا اور مین بھی ساتھ پہلوان عادی کے داخل باغ ہوا
چونکہ دختر بختک منتظر تھی دیکھتے ہی پہلوان عادی کے خوش ہوکر آگے بڑھی چند جلیس عورتین اُسوقت
اُسکے ہمراہ تھین غرضکہ باغ سے پہلوان عادی کو لیجا کر باغ کی بارہ دری مین بٹھایا اور آپ بھی
قریب پہلوان عادی کے بیٹھی اُسوقت مین بھی ایک طرف بیٹھا تھا بعد تھوڑی دیر کے پہلوان عادی
نے کہا اے دختر بختک مین اسوقت بموجب اقرار تمہارے پاس آیا ہون اب جو کچھ تم کہنا ہو کہو جمیلہ دختر
بختک نے شرما کر اور مسکرا کر کہا کہ تمکو مین نے اسواسطے بلایا ہے کہ تم اپنے شربت وصل سے مجھ بیمار درد فرقت
والفت کا جلد علاج کرو اور تمناے دلی میری بر لاؤ پہلوان عادی نے یہ گفتگو جمیلہ کی سُن کے کہا کہ مین
مسلمان ہون تاوقتیکہ تم مسلمان نہوگی اور مین تم سے عقد نہ کرلونگا اُسوقت تم سے ہم آغوش
نہونگا جمیلہ نے یہ تقریر پہلوان عادی کی سُن کے کچھ فکر کی اور بعد فکر کرنے کے کہا کہ مجکو
مسلمان ہونا اور تم سے عقد کرنا بھی منظور ہے اے شہنشاہ فلک بارگاہ جسوقت مین نے یہ گفتگو جمیلہ
کی سُنی اپنے دل مین خیال کیا کہ جمیلہ کو کس قدر آرزوے وصل پہلوان عادی کی ہے کہ
مسلمان ہونے اور عقد کرنے پر راضی ہے اور یہ کچھ خیال نہین ہے کہ ایسے زبردست اور قوی ہیکل
پہلوان سے ہنگام آغوش کیا صدمہ اور اذیت ہوگی افسوس اسکو مطلق اپنی نزاکت و

اور پہلوان عادی کی قوت و طاقت کا خیال نہیں ہے نہیں معلوم کہ کونسی تدبیر کرگئی کہ پہلوان عادی
سے وقت ہمبستری کے اپنی جان بچا لے اگر یہ بیان ہو تو ثابت ہوتا ہے کہ ہنگام ہم آغوشی تڑپ کے ہلاک ہو جاتی
لیکن اے شہنشاہ فریاد رس میں یہ خیال کرکے چپکا بیٹھا رہا جمیلہ کو ہم آغوشی پہلوان عادی سے منع نہ کر سکا
کہ جمیلہ کو نہایت ناگوار ہوگا غرض بخوشی خاطر جمیلہ کے پہلوان عادی نے جمیلہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا
بعد مسلمان کرنے کے پہلوان عادی نے مجھسے واسطے عقد پڑھنے کے کہا حضور میں نے جمیلہ سے پوچھا کہ میں
تمہارا عقد پہلوان عادی سے اکیس کرور زر سرخ پر پڑھوں اے شہنشاہ گیتی پناہ اُسوقت جمیلہ دختر
بختک نے کہا جیسے ہوں پھر میں نے پہلوان عادی سے کہا ہاں پڑھو مجکو قبول ہے غرض حضور
میں نے روبرو مجلسیان جمیلہ کے پہلوان عادی کو جمیلہ سے منعقد کیا پھر اہل مجلس میرے اشارے سے
صحن باغ میں چلی گئیں اور میں بھی بارہ دری سے اٹھکر صحن باغ میں چلا آیا دروازے بارہ دری کے
پہلوان عادی نے بند کر دیئے تھوڑی دیر کے بعد جمیلہ کے چیخنے کی آواز ہم سب نے سُنی پھر پہلوان عادی
کے رونے کی آواز سُن کے ہم نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جمیلہ تاب وصل نہ لائی اور تڑپ کے ہلاک ہو گئی
اُسوقت میں نے خیال کیا کہ میں نے جو قبل تصور کیا تھا وہی ہوا کہ جمیلہ وقت ہم آغوشی پہلوان عادی
مرگئی پھر میں اور پہلوان عادی باغ سے چلا آیا اب پہلوان عادی کو یہ فکر تھی کہ جا کر جمیلہ کو غسل و کفن
دیکر قبر میں دفن کروں ناگاہ اُسوقت بختک روتے ہوئے اور فریاد کرتے ہوئے حضور کے پاس آئے ہیں اب
شہنشاہ عالیجاہ انصاف فرمائیں کہ پہلوان عادی کی کیا خطا ہے خواجہ عمرو نے یہ کہکر اور پہلوان
عادی سے وہ رقعہ لیکر نوشیروان کے روبرو پیش کیا اور عرض کیا کہ اس رقعہ کو ملاحظہ فرمائیں اور ایک
میری گواہی کو ہزار آدمیوں کی گواہی کے برابر تصور کریں کیونکہ اول تو میں مطلق جھوٹ نہیں بولتا
دوسرے میں برادر حمزہ صاحبقران ہوں کعبہ میں کہ مقام متبرک ہے وہاں پیدا ہوا ہوں جسوقت کل یہ
تقریر خواجہ عمرو نے کی جملہ اہل دربار سوا بختک کے ہنسنے لگے اور نوشیروان بھی مسکرانے لگا اور وہ
رقعہ پڑھکے طرف بختک کے دیکھا اور فرمایا کہ تو نے خواجہ عمرو کی تو گفتگو سُنی اب یہ رقعہ اپنی بیٹی کا لکھا پڑھ اور دیکھ
کہ اس رقعہ پر تیری بیٹی کی مہر ہے یا نہیں بختک نے رقعہ دیکھکر عرض کیا اے شہنشاہ جو کچھ خواجہ عمرو نے بیان کیا
سب غلط ہے اور یہ رقعہ بھی میری بیٹی کا لکھا ہوا نہیں ہے یہ رقعہ خواجہ عمرو نے جعلی لکھا ہے اور میری بیٹی نے
ہرگز عقد پہلوان عادی سے مسلمان ہو کر نہیں کیا تھا وہ تو اپنے باغ کی سیر کے واسطے گئی تھی خواجہ عمرو اور
پہلوان عادی دونوں زبردستی باغ میں گئے اور بہ جبر جمیلہ کے ساتھ ایسی حرکت نامعقول کی کہ وہ ہلاک
ہو گئی حضور انصاف فرمائیں اور اس مقدمہ کی تحقیقات بخوبی کریں جب یہ گفتگو بختک کی نوشیروان نے
سُنی اُسوقت طرف حمزہ صاحبقران کے دیکھکر فرمایا اے فرزند تم سنتے ہو جو بختک کہتا ہے حمزہ صاحبقران
نے عرض کیا کہ اگر حضور کے نزدیک پہلوان عادی سے یقیناً خطا کی ہے تو حضور اسکو جو چاہیں
سزا دیں میں اپنے سردار کی طرفداری ہرگز نہ کروں گا اور اگر پہلوان عادی کی کوئی
تقصیر ثابت نہ ہو تو بختک کی بخوبی گوشمالی کی جاوے کہ بار دیگر پھر کسی سردار پر ایسی تہمت نہ کرے
نوشیروان گفتگو حمزہ صاحبقران کی سُن کے بختک سے کہنے لگا کہ جو عورتیں اور مرد
ہمراہ جمیلہ باغ تک گئے تھے ان کو اسی وقت ہمارے روبرو بلاؤ بختک گیا جملہ ہمجلیسوں کو ڈھونڈ لیوں

مین سوار کرکے روانہ کیا بیان کسارون نے ڈولیان قریب در سلطانی لا کر رکھین اور بیچہ
بختک سوارون اور پیدیون کے جمع کرنے کے واسطے اپنے مکان پر گیا ادہر خواجہ عمرو نے دربار
سے باہر آکے اپنی صورت بشکل زن پیر ایسی بنائی کہ دست و پا کثرت رعشہ سے کانپتے تھے پھر بات یہ
بڑی تھین بال سر کے سفید تھے کمر مین خم تھا غرض اس صورت سے ہانپتی ہوئی اور کانپتی ہوئی اور آنسو
بہاتی ہوئی قریب ڈولیون کے آئی اور جمیلہ کی ہمجلیسون سے کہنے لگی کہ اے لڑکیو آج تم در سلطانی پر کیون
آئی ہو خیر تو ہے ہمجلیسان جمیلہ نے کہا کہ اے بڑی بی بڑا غضب ہو گیا پہلوان عادی نے جمیلہ
دختر بختک کو مار ڈالا ہے بختک نے نوشیروان سے اسی ظلم کی فریاد کی ہے نوشیروان
نے ہم کو گواہی مین طلب کیا ہے زن پیر نے گفتگو ان کی سن کے اور ہر ایک کو پیار کرکے اور بلائین
لیکے کہا واری اگر تم کہدو گی کہ ہمارے سامنے پہلوان عادی نے جمیلہ سے بہ جبر و ظلم وہ فعل کیا
کہ جس سے وہ ہلاک ہو گئی تو پہلوان عادی بیچارہ قتل ہو جائیگا جمیلہ زندہ نہ ہو جائے گی اور کچھ
تم کو بھی مل نہ جائیگا لہذا انسان کو لازم ہے کہ کسی کے ساتھ برائی نکرے پس تم کچھ ایسی گواہی دینا
کہ پہلوان عادی قتل نہو جمیلہ کی ہمجلیسون نے کہا اے بڑی بی اول تو پہلوان عادی
کوئی ہمارا عزیز نہین اور دوست نہین ہے کہ جس کے واسطے ہم جھوٹی گواہی دین دوسرے اگر
کچھ مال و دولت ہمکو دیتا تو خیر جھوٹ بھی بولتے اور دختر بختک کا خیال نہ کرتے پہلوان عادی
کی جان بچاتے پس جب ان دونون صورتون مین کوئی صورت نہین ہے تو ہم کیون جھوٹی گواہی
دین زن پیر نے یہ تقریر ہمجلیسان جمیلہ کی سن کے کہا کہ اے لڑکیو مین ایک غریب اور محتاج ہون اور
پہلوان عادی کی کوئی عزیز و دوست بھی نہین ہون صرف اسکی جوانی اور ایک کار خیر کا خیال کر کے
موتی اور اشرفیان تم سب کو دیتی ہون اس شرط سے کہ جو مین تم سے کہون وہ تم نوشیروان سے کہدینا
یہ کہکے زن پیر نے ایک رومال سے بہت سی اشرفیان اور موتی نکال کے انکو دکھلائے جمیلہ کی
ہمجلیسون نے دیکھا کہ کئی سو اشرفیان اور سیکڑون موتی بڑے بڑے ہین فوراً اشرفیان اور
موتی دیکھکر انھون نے کہا کہ اے بڑی بی وہ کیا باتین ہین جو ہم نوشیروان سے کہدین بیان کرو
خیر ہم تمھاری خوشی اور ان موتیون اور اشرفیون کے لالچ سے جھوٹی گواہی دیدینگے لیکن پہلے
ہمکو یہ سب اشرفیان اور موتی دے دو پھر جو ہم سے کہدو وہی ہم نوشیروان سے جا کر کہدین
زن پیر نے کہا اگر تم یہ مال و دولت لے لو اور جو مین کہون وہ نہ کہو تو مین کیا کرون انھون نے کہا کہ
اگر ہم موافق تمھارے مطلب کے گواہی نہ دین گے تو یہ اشرفیان اور موتی ہمسے لے لینا ہمکو پھر کے گھر بھی
نہ جانے دینا زن پیر نے اشرفیان اور موتی برابر برابر ہر ایک ہمجلیس کو دیکر کہا کہ تم پہلے یہ کہنا کہ کل پہلوان عادی
کو ہمارے سامنے ایک رقعہ جمیلہ نے لکھکر زیر دیوار پہلوان عادی کو دیا تھا اور زبانی یہ کہا تھا کہ تم
ہمارے باغ مین آنا ہمین تم سے کچھ کہنا ہے پھر یہ کہنا کہ جب پہلوان عادی ہمراہ خواجہ عمرو کے باغ مین
آیا تو جمیلہ اس سے طالب ... ہوئی اور پہلوان عادی نے انکار کیا اور کہا تم مسلمان ہو جاؤ
اور میرے ساتھ نکاح کر لو تو البتہ مین تم سے ہم آغوش ہونگا پس جمیلہ نے بموجب کہنے کے دین اسلام
اختیار کیا اور خواجہ عمرو نے نکاح پڑھا پھر ہم سب ہٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد جمیلہ چلانے لگی

جب ہم بارہ دری مین گئے جمیلہ کو ہمنے زندہ نہ پایا زن پیر یہ تقریر اُنکے روبرو بیان کرکے اور خوب سمجھا اور سکھا گئی گئی
تھوڑی دیر مین بختک اُن سوارون اور پیریون کو فراہم کرکے اپنی ہمراہ لایا جو جمیلہ کے ہمراہ گئے تھے جب بختک دربار
نوشیروان گیا اور عرض کیا کہ سب گواہ زن و مرد حاضر ہین نوشیروان نے فرمایا پہلے عورتون کو بلاؤ جب عورتین
بر خلاف دربار نوشیروان مین حاضر ہوئین اور نوشیروان نے اُنسے پوچھا کہ تم اس مقدمہ مین کیا جانتی ہو
سچ سچ بیان کرو ہر ایک عورت نے جو زن پیر نے کہدیا تھا اور سکھا دیا تھا بیان کیا نوشیروان جانب بختک بنظر غضب دیکھنے
لگا اور بختک متحیر ہوا کہ یہ کیا غضب ہوگیا میری بیٹی کی ہمجلیسون نے موافق مرضی دل پہلوان عادی کے کیون گواہی
دی یہ کیا ستم ہوگیا غرض بعد عورتون کی گواہیون کے نوشیروان نے اُن سوارون اور پیریون کو بلا کر پوچھا انھون نے
عرض کیا حضور ہم یہ جانتے ہین کہ ہم در باغ پر بیٹھے تھے ناگاہ باغ سے رونے کی آواز آئی جب ہم اندر باغ کے گئے
سنا کہ جمیلہ دختر بختک مرگئی سوا اسکے اور ہم کچھ نہین جانتے ہم نے کسی کو باغ مین جاتے اور باغ سے نکلتے نہین دیکھا
الغرض بعد مرد و زن کی گواہیون کے نوشیروان نے بڑی دیر تک فکر کی آخر یہ فیصلہ کیا کہ پہلوان عادی
کی کوئی خطا و تقصیر نہین کیونکہ اُسنے بگواہی گواہان جمیلہ کو مسلمان کرکے عقد کیا تھا چونکہ اُسکی زندگی تمام ہوچکی تھی
ہمبستری کا ایک بہانہ ہوا بعد یہ فیصلہ کرنے کے نوشیروان نے بختک کو نہایت کلمات سخت و درشت کہے اور
فرمایا کہ تو اب اگر کسی سردار کو اسی طرح متہم کریگا تو تجھکو سخت سزا دیجائیگی بالفعل یہ تیرا قصور معاف کیا جاتا ہے
جسوقت یہ تقریر پہلوان عادی اور خواجہ عمرو نے سُنی اور بفیصلہ نوشیروان نے سب کو آزاد کیا نہایت
شاد ہوئے قید غم سے آزاد ہوئے حمزہ صاحبقران کو بھی خوشی ہوئی لیکن بختک کو اور زیادہ ملال ہوا کیونکہ
ایک تو بیٹی کے مرنے کا صدمہ تھا دوسرے سر دربار اپنے جھوٹے ہونے کا اور دعوی خارج ہونے کا آخر بوجہ مجبوری
نوشیروان سے اجازت لیکر اپنے گھر گیا اور اپنی زوجہ سے تمام حال بیان کیا بختک کی زوجہ کو نہایت غصہ آیا اور
ہمجلیسون کو جمیلہ کی بلا کر پوچھا کہ تمنے کسی کے کہنے سے ایسی گواہی دی کہ مقدمہ خارج ہوگیا تمھارے سامنے کب میری
بیٹی نے عادی سے عقد کیا تھا اور مسلمان ہوئی تھی جو تمنے نوشیروان سے بیان کیا جمیلہ کی ہمجلیسون نے کہا
کہ اُسوقت ہمارے ہوش و حواس بجا نہ تھے نہین معلوم نوشیروان نے کیا ہمسے پوچھا اور کیا ہمنے بیان کیا کیونکہ سامنا
حاکم کا تھا اب ہمارے ہوش و حواس بجا ہین بیشک پہلوان عادی نے آپ کی دختر پر بڑا ظلم کیا یہ کہکے جمیلہ کی
ہمجلیسین چلی گئین اور اُن اشرفیون اور موتیون کو جو اوروں کو دکھایا تھا تو معلوم ہوا کہ اشرفیان
کھوٹی ہین اور موتی بھی بالکل جھوٹے ہین نہین معلوم کس چیز کے بنائے ہوئے ہین اُسوقت ہمجلیسونکو جمیلہ
کی یہ رنج ہوا کہ بیکار ہمنے جھوٹی گواہی دی بختک نے اپنی دختر کی میت اُٹھانے کا سامان کیا اور موافق اپنے
مذہب اور ملت کے اچھی طرح اپنی دختر کی میت کو اُٹھایا اور دفن کیا اس طرف پہلوان عادی نے
بعد برخاست دربار نوشیروان کے خواجہ عمرو کو تین ہزار روپیہ دیا اور رقعہ اپنا لے لیا اور کہا
اے خواجہ مین تمھارا نہایت ممنون احسان ہوا بعد خدا تمنے میری جان بچائی ورنہ مین قتل ضرور کیا جاتا

داستان بختک کا نوشیروان کو حمزہ صاحبقران کے زہر دینے پر آمادہ کرنا اور جام مین زہر ملا کر روبرو حمزہ صاحبقران کے لیجانا اور خواجہ عمرو کی وجہ سے اُسکا کامیاب نہونا

بادہ خواران میخانۂ سخن و میگساران میکدۂ افسانہ کہن اس داستان کو ساتھ تازگی کے اس طرح بیان کرتے ہین

کہ جب بختک بد آمال اپنی دختر خوش جمال کے دفن سے فارغ ہو کر ہنگام شب اپنے گھر میں آیا اور صدمۂ مرگ دختر میں
یہ خیال کرنے لگا کہ کیونکر اپنی دختر کا انتقام حمزہ صاحبقران عالی مقام سے لوں کس طرح انکو قتل کروں
کیونکہ اگر حمزہ صاحبقران مداین میں نہ آتے تو انکا سردار پہلوان عادی کیوں میری دختر کو ہلاک کرتا
اور مجکو صدمہ و غم ہوتا آخر بعد فکر بسیار کے ایک تدبیر حمزہ صاحبقران کے ہلاک کرنے کی تجویز کر کے اپنے گھر سے
نکلا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے دار الامارہ شاہی پر آیا ہر چند کہ اسوقت نوشیروان دربار برخاست کر کے محل میں
چلا گیا تھا لیکن بختک نے نوشیروان کی خدمت میں اپنے حاضر ہونے کی خبر کرائی جسوقت نوشیروان نے سنا
کہ اسوقت بختک آیا ہی حکم دیا کہ دریافت کرو کیوں خلاف وقت دربار میں حاضر ہوا ہے کنیزوں وغیرہ نے فوراً
دروازے پر آکے بختک سے پوچھا بختک نے کہا کہ میری جانب سے عرض کرو کہ ایک امر ضروری تخلیہ میں حضور سے
مجکو عرض کرنا ہے کنیزوں نے خدمت نوشیروان میں جا کر جو کچھ بختک نے کہا تھا عرض کیا نوشیروان نے بخیال
اسکے کہ نہیں معلوم بختک کو کیا امر ضروری عرض کرنا ہے شاید کچھ کوئی واقعہ تو نہیں ہوا ہے میں بادشاہ عادل ہوں
مجکو غفلت کرنا اور فریادیوں کے احوال سے بیخبر ہونا نہ چاہیے یہ خیال کر کے ایک ایوان خالی میں بختک کو بلوایا
اور خود بھی اس ایوان میں آیا بختک نے تسلیم کی جب نوشیروان بیٹھا اسوقت نوشیروان نے بختک سے فرمایا
کہ اے وزیر کیا تجکو عرض کرنا ہے جلد عرض کر بختک نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ خدمت
حضور میں مجکو یہ عرض کرنا ہے کہ آج حضور نے اچھی طرح میری بیٹی کے مقدمہ کی تحقیقات نہ کی اور خواجہ عمرو اور پہلوان
عادی کو قتل نہ کیا میرا دل خوش نہ کیا نوشیروان نے فرمایا اے بختک اول تو تیرے گواہوں سے کوئی خطا
پہلوان عادی کی ثابت نہ ہوئی جو میں اسکے قتل کا حکم دیتا دوسرے یہ کہ وہ سردار میرے پسر خواندہ کا تھا
اگر میں تیرا خیال کر کے پہلوان عادی کو قید کرتا یا قتل کرواتا تو میرے فرزند حمزہ کو نہایت ملال ہوتا اور
اسکا رنجیدہ ہونا کسی طرح گوارا نہیں تھا لہذا اس وقت خلاف عدل میں نے نہیں کیا اور یہی مصلحت دیکھی
کہ پہلوان عادی کو اس الزام سے بری کروں بختک نے عرض کیا خیر حضور دختر تو میری ان مسلمانوں کے
ظلم و ستم سے ہلاک ہو گئی اور آپ نے جو فیصلہ کیا میں نے طوعاً و کرہاً قبول کیا لیکن حضور اب یہ خیال ہے
بلکہ یقین کامل ہے کہ اب حمزہ صاحبقران کی ذات سے انواع و اقسام کے فتور برپا ہونگے سرداران
حمزہ اور خود حمزہ حضور کی بیٹی کو زبردستی محل سے نکال لے جاینگے حضور کو داغ فراق دختر
دے جاینگے شہنشاہ ملاحظہ تو فرمائیں کہ اب حمزہ کے پاس کس قدر لشکر جرار ہے اور کتنے نامی سردار ہیں
تھوڑے ہی زمانہ میں اس قدر فوج کثیر جمع کر لی ہے ہر چند کہ ابھی اچھی طرح جوان بھی نہیں ہوئے
ہیں لیکن ایسے صاحب قوت و طاقت ہیں کہ بڑے بڑے سرداروں کو زیر کیا ہے اور اکثر سرداروں کو
قتل کیا ہے دیکھیے جب بخوبی جوان ہونگے تو کیا آفت برپا کرینگے یقیناً کل سرداروں کو حضور کے
زیر کرینگے جو سردار مسلمان ہو جائیگا وہ تو زندہ رہیگا اور جو مسلمان نہ ہوگا اسکو حمزہ صاحبقران
قتل کریں گے ایک روز آپ کو بھی گرفتار کر لیں گے تخت سلطنت پر بیٹھ جائیں گے تاج شاہی سر پر رکھیں گے
اعلےٰ و ادنیٰ کو مسلمان کرینگے معبد ہمارے منہدم کرائیں گے مسجدیں بنوائیں گے ہر ایک مسجد میں
نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوگا مسجدوں میں مردم آ کر نمازیں پڑھیں گے ملک مداین کے سب آدمی مذہب
اسلام اختیار کرینگے اگر کوئی اسلام قبول کرنے سے انکار کرے گا تو حمزہ فوراً اسکو قتل کرینگے پس حضور ابھی

ایسا انتظام کرین کہ حمزہ قتل ہوجاے اور معین اُسکے خواجہ بزرجمہر کہ یہ بھی مسلمان ہین قتل کیے جائین تاکہ
خوف وخطر دل سے دور ہوجاے نوشیروان نے تقریر بختک سن کے فرمایا کہ اے وزیر بیشک تجھکو مغالطہ بہت سخت
پہونچا ہے تیرے حواس بجا نہین ہین تیرے خیالات بالکل لغو و مہمل ہین حمزہ میرا پسر خواندہ ہے کبھی میری دختر کو
نظر بد سے نہ دیکھیگا مین نے اوسکو اپنا فرزند کیا ہے وہ مجھسے ہرگز از خود برائی نکریگا فی الحال دیکھا تو تو نے حمزہ نے
کیا احسان عظیم مجھپر کیا ہے ہشام ایسے مجدع کو قتل کرکے تخت و تاج میرا مجھین لایا ہے یقیناً میرا فرمانبردار ہے روز دربار
مین میرے بعد ادب بیٹھتا ہے مجھکو اپنا بزرگ اور حاکم جانتا ہے علاوہ اسکے نہایت لیق اور خلیق ہے اور صاحب
قوت و زور ہے مجکو اُسکی ذات سے بڑی قوت ہے اور زندہ رہنا اُسکا باعث میرے نام کا ہے تجکو حمزہ سے ناحق عداوت
ہے ہرگز مین تیرے کہنے پر عمل نکرونگا اور ایسے فرزند لیق کو کبھی قتل نکرونگا اور قتل کرنا بھی اُسکا بہت مشکل ہے
بختک نے یہ گفتگو نوشیروان کی سن کے ایک آہ سرد کی اور متواتر افسوس ہزار افسوس کہکے پھر عرض کرنے لگا کہ
حضور کیا غضب کرتے ہین از حد غضب کرتے ہین انجام اس غفلت کا برا ہوگا سلطنت حضور کے قبضہ سے نکل جائیگی
دشمن حضور کے دربدر پھرینگے جسکو آپ اپنا دوست تصور کیے ہین وہی آپ سے ایسی دشمنی کریگا کہ حضور
نہایت ملول ہونگے اور تمامی قلمرو مین ذلیل و رسوا ہونگے عقلمند حضور کو بیوقوف اور نادان اسوجہ سے
کہینگے کہ اپنے دشمن کو پرورش کیا اور اُسکی جانب سے غافل رہے اوسکو قتل نکروا ڈالا اے شہنشاہ
مین چاہتا ہون کہ کوئی حضور کو بیوقوف نکہے اور سلطنت قبضۂ حضور سے نکل نجاے پس آپ کو لازم ہے
کہ آپ مجھ ایسے وزیر خوش تدبیر فلاطون فطنت ارسطو حکمت کی عرض کو بغور سن کے میرے کہنے پر عمل فرمائین
اپنے دشمنون کو خاک مین ملائین حضور حمزہ کا ہلاک کرنا مجھ ایسے دانا کے نزدیک ایک ادنی کام ہے اور ایک
ذراسی تدبیر ہے اور وہ یہ ہے کہ صبح کو حضور بیدار ہوکے دربار مین تشریف لائین اور ہنسکر حمزہ سے
فرمائین کہ آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ باغ مین چلو اور بزرجمہر اور بختک یہ بھی باغ مین
ہمارے ساتھ چلین اور تھوڑی دیر باہم سیر باغ کی کرین اور وہین کچھ شغل بادہ کشی ہو پس حضور کے حکم سے
حمزہ اور بزرجمہر حضور کے ہمراہ باغ مین جائینگے مین حضور کے روبرو ماء اللحم مین زہر ملا کر حمزہ اور بزرجمہر کو
دونگا چونکہ دونون نامبردہ غافل ہونگے بے خوف وخطر ماء اللحم نوش کرینگے تھوڑی دیر مین تڑپ کے مرجائینگے
اُنکے مرجانے کے بعد خوف جاتا رہیگا اگرچہ بزرجمہر سے چندان خوف نہین ہے لیکن وہ بھی مسلمان ہین اور
حمزہ کے معین و مددگار ہین مگر حضور یہ ضرور خیال رکھیے گا کہ اُس صحبت مین خواجہ عمرو کو نہ لے جائیے گا وہ
نہایت عقلمند ہے اور بلاے روزگار اور آفت کا پرکالہ ہے اور از حد چالاک ہے اگر وہ باغ مین ہوگا تو کسی طرح
حمزہ کے ہلاک ہونے کی تدبیر نہوسکے گی نوشیروان یہ تقریر بختک کی سن کے فکر کرنے لگا آخر بعد فکر بسیار
اُس ایوان سے اُٹھ کے محل مین چلا گیا اور بختک بھی اُس ایوان سے نکل کے اپنے مکان کی طرف چلا
راہ مین بختک نے خیال کیا کہ شہنشاہ نے کچھ جواب نہ فرمایا کہ زہر حمزہ کو دینا یا نہ دینا خاموش بیٹھے
رہے اور فکر کیے آخر محل مین اُٹھ کے چلے گئے اتنی دیر تک مین نے بیکار اپنی تضیع اوقات کی
کچھ اپنا مدعاے دل بر نہ آیا بعد اس خیال کے سوچنے لگا کہ خاموش رہنا نوشیروان کا دلیل ہے
کہ نوشیروان کو منظور ہے کہ مین حمزہ کو زہر دیکے ہلاک کرون غرض یہ خیالات بختک کرتا ہوا
اپنے مکان مین گیا اور بستر خواب پر لیٹ کے سو رہا جب صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغت کر کے

لباس درباری زیب تن کرکے اپنے گھر سے باہر نکلا اور اپنے خچر پر سوار ہو کے دربار میں آیا اور نوشیروان کو
سلام کر کے اپنی جگہ پر آیا اور جانب دربار بغور نظر کی دیکھا کہ تمام اہل دربار حاضر ہیں بزرجمہر اور حمزہ اور خواجہ عمرو
بھی بیٹھے ہوئے ہیں بختک بھی جانب دربار نگران تھا ناگاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران
کی جانب مخاطب ہوکے فرمایا کہ ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ باغ میں جائیں اور وہاں تھوڑی دیر بیٹھکر سیر باغ کی کریں
اور شراب پئیں اور وہاں ہماری صحبت میں تین شخص ہوں خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران اور بختک
اور جس وقت یہ گفتگو نوشیروان کی خواجہ عمرو نے سنی فوراً کچھ خیال کر کے اور اٹھ کے دست بستہ عرض کیا
کہ اے شہنشاہ یہ کمترین بھی ہمراہ رکاب چلے گا حمزہ صاحبقران کو تنہا واسطے سیر باغ کے جانے نہ دیگا حضور
واقف ہیں مجکو حمزہ صاحبقران سے از حد الفت ہے نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو تمہارے جانے کی وہاں
کچھ ضرورت نہیں کیونکہ وہاں حمزہ تمہارے بھائی کا کوئی دشمن نہیں ہے خواجہ عمرو کو اس گفتگو سے نوشیروان
کی اور زیادہ تردد ہوا اور خیال کیا کہ بختک وہاں جاکر کچھ نہ کچھ ضرور فتور برپا کریگا عجب نہیں کہ حمزہ صاحبقران
سے بری طرح سے پیش آوے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان اگر آپ مجکو اپنے
ہمراہ رکاب نہیں لیے چلتے ہیں تو بختک کو بھی نہ لیجائیے آرزو اس خاکسار کی بر لائیے جس طرح حضور کو بختک
سے ایک انس ہے اسی طرح کمترین کو بھی حمزہ صاحبقران سے الفت دلی ہے اگر حضور کو میرے قول کی
صداقت منظور ہو تو حمزہ صاحبقران بیٹھے ہیں انسے دریافت کر لیجیے جس وقت خواجہ عمرو نے یہ گفتگو
کی حمزہ صاحبقران نے نوشیروان سے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ خواجہ عمرو میرے برادر حقیقی
مجھسے نہایت الفت رکھتے ہیں جو یہ کہتے ہیں سچ ہے جب یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی نوشیروان نے سنی
خیال کیا کہ میں سر دربار کہہ چکا ہوں کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ باغ کی سیر کروں اگر اب میں نہیں جاتا ہوں
تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ یہ ارادہ حمزہ صاحبقران سے دشمنی کرنے کا تھا پس مناسب ہے کہ موافق اپنے کہنے
کے فقط خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران کو لیکر چلا جاؤں اور اگر بختک کو بھی ہمراہ لیجاؤں تو خواجہ عمرو بھی
ضرور ہمراہ کے ساتھ جائیگا اور کوئی مطلب بر نہ آوے گا اس سے بہتر یہ ہے کہ عمرو اور بختک کو یہیں چھوڑ
جاؤں اور خود مع ہر دو نامدار کے چلا جاؤں یہ خیال کر کے نوشیروان نے حکم کیا کہ جلوس دردولت پر آکر
اسیوقت موجود ہو ہم ابھی باغ چلیں گے یہ کہکے نوشیروان تخت سے اٹھا جملہ اہل دربار بھی تعظیماً کھڑے
ہوئے جب نوشیروان بعد جلوس مع حمزہ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر کو لے کر روانہ ہوا اہل دربار
بھی اپنے اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئے اسوقت خواجہ عمرو بختک کو اپنے ہمراہ لے کے ایک خیمہ میں آئے
اور بیٹھے اور بختک کو اپنے پاس بٹھایا جب بختک مایوس ہوکر بیٹھا اسوقت خواجہ عمرو نے پوچھا اے بختک
اسوقت سوا تمہارے اور ہمارے یہاں خیمہ میں کوئی نہیں ہے سچ سچ کہدو کہ نوشیروان حمزہ
صاحبقران کو کس واسطے لے گیا ہے کیا حمزہ صاحبقران سے بری پیش آئیگا تم تو خوب اس
راز سے واقف ہو گے مجھے یقین ہے کہ تمہیں نے نوشیروان کو حمزہ صاحبقران کے قید یا قتل
کرنے پر آمادہ کیا بختک نے کہا اے خواجہ عمرو بھلا مجکو حمزہ صاحبقران سے کیا عداوت ہے
انھوں نے میرے ساتھ کیا برائی کی ہے جو میں ان کے قید یا قتل کی رائے نوشیروان کو دیتا یہ محض
خیال خام تمہارا ہے اصل بات یہ ہے کہ شہنشاہ کو حمزہ صاحبقران نہایت دوست ہیں چونکہ آج واسطے

سیر باغ کو گئے ہیں تنہا سیر باغ کی کرنا منظور ہوا اسوجہ سے حمزۂ صاحبقران کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے ہیں آپ
کچھ تردد نفرمائیں جب یہ گفتگو بختک نابکار کی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے سنی کہا اے کیوں جھوٹھ بولتا ہے
ہم سے ایسی فریب کی باتیں کرتا ہے جو امر واقعی ہو بیان کر دے میں تجکو کچھ نہ کہونگا بختک نے کہا اے خواجہ جو بات
سچ تھی وہ کہدی اب کیا کہوں جسوقت خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بختک باتیں فریب و مکر کی کرتا ہے اور اصل حال
بیان نہیں کرتا اسوقت خواجہ عمرو نے کوڑا نکالا اور کہا اے حرامزادے نالائق و نامعقول ہم اتنی دیر سے تجھسے
پوچھ رہے ہیں مگر تو نہیں بتاتا ہے اور تو میرے غصہ سے واقف نہیں ہے جسوقت مجکو کسی پر غصہ آتا ہے اسقدر
کوڑے مارتا ہوں کہ کھال پیٹھ کی اوسکی شق ہو جاتی ہے اور مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگتا ہے
آج تو یقین ہے میرے ہاتھ سے بچیگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے دو چار چپتیں سر بختک پر لگائیں رفیدہ بختک کے
سر سے زمین پر گر پڑا خواجہ عمرو نے منڈے ہوے سر پہ اور چار پانچ زور زور چپتیں ماریں بختک
رونے لگا اور ہاتھ جوڑکے کہنے لگا پیشاب نکلا جاتا ہے میں پیشاب کر آؤں تو پھر صاف صاف کہدونگا
خواجہ عمرو نے کہا جا جلدی آنا خبردار بھاگ نہ جانا ورنہ مار ہی ڈالونگا کسی طرح تجکو زندہ نہ چھوڑونگا
بختک نے ہاتھ جوڑکے کہا کیا مجال جو بھاگ جاؤں یہ کہکے اپنے منڈے ہوے سر پر رفیدہ باندھا اور پیشاب
کرنے کے بہانے سے ایک طرف چلا لیکن پیچھے پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا چونکہ خواجہ عمرو کو خود یہی منظور تھا
کہ بختک بھاگ کر کسی طرح باغ میں جاے تاکہ میں وہاں جاؤں اور دیکھوں حمزۂ صاحبقران سے
نوشیروان وہاں کس طرح پیش آیا لہذا اسی وجہ سے عمداً خواجہ عمرو نے بختک کو نہ روکا اور جانب
باغ نوشیروان چلنے دیا غرض جب خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ بختک خدمت نوشیروان میں
پہونچ گیا ہوگا اسوقت خواجہ عمرو خیمہ سے نکل کے جانب باغ نوشیروان روانہ ہوے لیکن بختک
جو خوف خواجہ عمرو سے پیشاب کے بہانے بھاگا تھا گرتا پڑتا ہزار خرابی خدمت نوشیروان میں
پہونچا نوشیروان نے بختک کو دیکھکر فرمایا کہ اے وزیر نیک تدبیر اسوقت تو خوب آیا بغیر
تیرے ہمنے ابھی تک شراب نہیں پی کیونکہ کوئی شخص ہمیں شراب پلانے والا نہ تھا بختک یہ تقریر
نوشیروان کی سمجھ گیا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ اب میں حاضر ہوا ہوں حضور کو شراب پلاتا ہوں
یہ کہکے بختک نے جام میں شیشہ سے شراب انڈیلی اور زہر اوسی شراب میں پوشیدہ شامل کر کے
روبرو سے نوشیروان لیگیا چونکہ نوشیروان واقف تھا کہ اس جام شراب میں بختک نے زہر ملایا
ہنسکے کہنے لگا کہ یہ جام شراب ہمارے فرزند کے روبرو لیجا آج فرزند ہمارا ہماری خاطر سے یہ جام
پی لیگا بختک وہ ساغر لیکر روبرو سے حمزۂ صاحبقران آیا اور عرض کرنے لگا کہ اس جام بادۂ گلگون کے
پینے کے بارے میں جو کچھ شہنشاہ نے ارشاد فرمایا ہے آپ نے تو سنا ہے اب آپ خوشی شہنشاہ عالی جاہ کی کیجیے
اور آپ یہ ساغر پیجیے ابھی حمزۂ صاحبقران نے شراب پینے نہ پینے میں کچھ نہ فرمایا تھا کہ یکایک خواجہ عمرو
بھی عین وقت پر باغ میں پہونچے بختک خواجہ عمرو کو دیکھ کے گھبرایا رنگ چہرے کا اڑ گیا دل میں خیال
کرنے لگا کہ پیر و مرشد آگئے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یقین ہے کہ یہ جام زہر حمزۂ صاحبقران کو نہ پینے دینگے
اگر اور تھوڑی سی دیر تشریف نہ لاتے تو میں یہ جام زہر حمزہ کو پلا کر ہلاک کر ڈالتا بختک تو روبرو سے
حمزۂ صاحبقران جام شراب لیے ہوے کھڑا ہے لیکن نوشیروان نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اور خواجہ عمرو

مخاطب ہوکر حضرت سے فرمایا کہ اے خواجہ عمرو ہر چند ہم نے تم سے کہدیا تھا کہ تم باغ میں ہمارے پاس نہ آنا لیکن تم نے
ہمارے حکم کے خلاف کیا اور ہمارے پاس تم اس باغ میں چلے آئے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ گیتی پناہ
حضور بختک کو میرے پاس چھوڑ آئے تھے اگر یہ حضور کی خدمت میں نہ آتا میں بھی حاضر ہوتا چونکہ بختک بغیر اجازت
حضور یہاں چلا آیا پس میں بھی خلاف حکم شہنشاہ اس جگہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اول حضور بختک کو سزا دیں
پھر مجکو تعزیر دیں نوشیروان یہ تقریر خواجہ عمرو کی سن کے قایل ہوا اور کچھ جواب خواجہ عمرو کو نہ دے سکا مگر
حمزہ صاحبقران کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ اے فرزند ابھی تک تم نے جام شراب نہیں پیا ہم نے کس
خوشی سے اپنے وزیر کے ہاتھ تمھارے روبرو جام شراب بھیجا لیکن تم نے ہماری خوشی ابھی تک نہیں کی حمزہ
صاحبقران نے یہ گفتگو نوشیروان کی سن کے طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے اشارے سے
منع کیا کہ اے حمزہ صاحبقران خبردار خبردار یہ جام شراب نہ پیجیے گا ورنہ ہلاک ہو جائیے گا مجکو یقین ہے کہ
اس جام شراب میں کچھ ماریا زہر ملا ہے حمزہ صاحبقران نے گفتگوے اشارہ خواجہ عمرو سمجھ کے نوشیروان
کی خدمت میں عرض کیا کہ اے شہنشاہ کشورستان کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں حضور کے روبرو قبل حضور کے پیئے
کے یہ جام شراب پیوں سراسر خلاف ادب ہے مجھ سے کبھی نہ ہوگا کہ پہلے میں ساغر کو پیوں پہلے حضور تھوڑی
سی شراب اس ساغر سے پی لیں اور اس شراب کو جھوٹی کر دیں تو پھر میں پیوں جو وقت یہ گفتگو حمزہ
صاحبقران نے کی خواجہ عمرو نے بھی عرض کیا کہ اے شہنشاہ بجود ہر حاکم ہفت کشور حمزہ صاحبقران
سچ کہتے ہیں بزرگوں کے سامنے اور قبل بزرگوں کے پینا اچھی نہیں ہے اور خلاف قاعدہ ہے نوشیروان
گفتگوے حمزہ صاحبقران اور تقریر خواجہ عمرو سن کے گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ اب کیا کروں اگر میں اس
ساغر کو پیتا ہوں تو ہلاک ہو جاؤں گا اور حمزہ سے اب زیادہ کہہ نہیں سکتا کیونکہ حمزہ نے جواب معقول
مجکو دیا ہے آخر بعد فکر نوشیروان نے کہا اے بختک اب جسکو تیرا دل چاہے اسکو یہ جام صہباے تند پلا
تجکو اسوقت اختیار دیا بختک یہ گفتگوے نوشیروان سمجھ گیا اور عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ روے زمین
بر خلاف مرتبہ اس بزم میں موافق قول حمزہ صاحبقران کے خواجہ بزرجمہر سے زیادہ کوئی شخص بزرگ
اور مسن نہیں ہے لہذا میں انہیں کو اپنے اختیار کی وجہ سے دیتا ہوں حضور پھر مجھ سے ناراض نہ ہوجیے گا
نوشیروان نے مسکرا کے فرمایا اے وزیر خوش تدبیر جب ہم نے تجکو اختیار دیدیا تو اب تو ہم سے کیوں ڈرتا ہے
جسکو تیرا دل چاہے یہ جام بادۂ گلگون پلادے بختک نوشیروان کی گفتگو سے واقف ہو کر وہ جام مثل خواجہ
بزرجمہر کے سامنے لیگیا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ بزرجمہر یہاں سوا ایں چار شخصوں کے اور کوئی
نہیں ہے اور انہیں سے کوئی شخص کسی سے نہ کہے گا کہ خواجہ بزرجمہر نے شراب پی لی اب اس صحبت خاص
میں کہ اور کوئی غیر نہیں دیکھتا ہے بے تکلف یہ جام شراب مجھ ایسے ساقی کے ہاتھ سے لیکر پی جائیے ورنہ بال سے
منھ پونچھ ڈالیے گا خواجہ بزرجمہر نے سر اُٹھا کے جانب چہرۂ بختک کے دیکھا اور کہنے کا کچھ
ارادہ کیا ناگاہ بزرجمہر کی نظر خواجہ عمرو پر پڑی خواجہ عمرو نے فوراً بزرجمہر کو اشارے
سے منع کیا کہ یہ جام مے نہ پیجیے گا اور اگر پیجیے گا تو مر جائیگا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس میں زہر
ملا ہے خواجہ بزرجمہر خواجہ عمرو کے منع کرنے سے کہنے لگے کہ اے بختک تجکو معلوم ہے کہ
اول تو مجکو شوق مے کشی نہیں ہے دوسرے دل میرا نہیں چاہتا کہ شراب پیوں پس یہ ساغر مے

کھڑے ہوئے روبروئے لیجا بختک یہ تقریر خواجہ بزرجمہر سن کے اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ افسوس ہزار
افسوس کچھ اس تدبیر سے مطلب نہ نکلا دونون مسلمانون مین سے کسی نے یہ جام مے نہ پیا جب انھون نے
یہ شراب نہ پی تو خواجہ عمرو تو پیر و مرشد اور بڑے ذات پاک از حد چالاک ہین وہ بھلا کب اس جام شراب کو
پئین گے سچ تو یہ ہے کہ ان مسلمانون کی تقدیر اچھی ہے اور خدا انکا انکی مدد کرتا ہے لاکھ انسے کوئی دشمنی
کرے کچھ فایدہ نہین ہوتا انکو ضرر دشمن سے ہرگز نہین پہونچتا نہین معلوم انکے دلون کو کچھ آگاہی ہو جاتی ہے
یا کوئی موکل انکو خبر دیدیتا ہے یا آسمان سے کوئی فرشتہ پکار کے اسطرح کہتا ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ
آواز انھین کے کان مین آتی ہے ہم کو ذرا بھی سنائی نہین دیتی نہین معلوم اے بختک کیا وجہ ہے اور
کیا سبب ہے کہ یہ خدا شناس اور اہل اسلام ذرا بھی نہین چوکتے کسی جگہ دھوکا نہین کھاتے پھر خیال
کرنے لگا کہ اے بختک بڑے موکل کو تو تینے تقدیر بھی نہین کیا کہ وہ یہان موجود ہین جو قبل اسکے خیمہ مین
میرے کھڑے ہوئے سر پر چپتین لگا چکے ہین مجھون نے میرے مارنے کے واسطے کوڑا نکالا تھا اگر مین اسوقت
پیشاب کے بہانے سے یہان بھاگ نہ آتا تو یقیناً مجکو ایسا مارتے کہ مین دم بھی نہ مارتا کیا عجب ہے کہ انھین
جناب نے اشارے سے منع کیا ہو کہ اے حمزہ صاحبقران اور اے بزرجمہر یہ شراب مت پینا
بختک یہ خیالات کر رہا تھا اور جام شراب اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے مایوس کھڑا تھا ناگاہ خواجہ عمرو
نے بختک کو لب فرش بلایا جب بختک لب فرش تک پہونچا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے بختک اس جام
شراب کو شہنشاہ گیتی ستان اور حمزہ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر نے نہین پیا اور اب وہ ہرگز
نہ پئین گے پھر تم اس جام مے کو کیون اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑے ہو اگر تم یہ چاہو کہ مین اس جام کو
پیون تو مین یہ خوب سمجھے ہوئے ہون جس ترکیب سے یہ جام بنایا ہے ایک ایک قطرہ اس جام کی شراب
کا سانپ کے پھالے کے زہر سے فزون تر اثر رکھتا ہے پس مین آگاہ ہو کر کیون ایسی شراب پینے لگا لہذا
اب تمکو لازم ہے کہ تمھین اس جام کی شراب پی جاؤ اگر تم میرے کہنے سے خود نہ پیوگے تو مین زبردستی
تمھارے تئین یہ شراب پلاؤن گا حلق مین تمھارے یہ شراب انڈیل دونگا یہ شراب آج تم کو پلا کر موت کا
ذائقہ تم کو چکھاؤن گا جسوقت یہ تقریر آہستہ آہستہ خواجہ عمرو نے بختک سے کی اسوقت بختک کے
دست و پا خوف جان سے کانپنے لگے جام مے زمین پر گر پڑا اسوقت اتنی زمین یہ صورت ہوئی کہ شراب کے
زہر سے سبز ہو گئی خواجہ عمرو نے کہا او کم ظرف یہ کیسی شراب تھی کہ زمین پر گرتے ہی زمین کا یہ رنگ
ہو گیا بختک نے جھلا کے کہا اے خواجہ عمرو تم کیا جانو اس شراب کو یہ شراب بادشاہون اور
وزیرون کے پینے کی تم ایسے محتاجون کے پینے کی نہین ہے اور تم تو وہ ہو کہ تم نے کبھی دمڑی کی بھی
شراب مول لے کر نہ پی ہوگی پھر تمکو اس شراب کے اوصاف سے کیا خبر مجکو تم کم ظرف کہتے ہو جیسا کہتے
ہو مین کوئی کمینہ نہین ہون وزیر ایسے شہنشاہ کا ہون جس کا مثل فی الحال نہین ہے مین ایسی
شراب پیتا ہون کہ تم نے تو کبھی خواب مین بھی دیکھی نہ ہوگی پینا تو کجا جسوقت خواجہ عمرو نے بختک
کی یہ گفتگو سنی کہا کہ اپنے خیمہ مین وہ دھولین اور چپتین کھانا بھول گیا اس وقت جو قریب نوشیروان
کے ہے تو تجھسے سخت گفتگو کرتا ہے برا آہے مزہ سمجھا جائیگا میرے ہاتھ سے بھاگ کے کہان جائیگا
کسی دن تجھسے ایسا اسوقت کا عوض لونگا کہ تو بھی یاد کرے گا اور یہ جو تو نے کہا کہ کبھی دمڑی کی

شراب نہ پی ہوگی اُسکا یہ جواب ہے کہ اگر تجکو کچھ دعوی میکشی ہے تو دو شیشے شراب کے لے آ تو تجکو جام سے پلا اور مین
تجکو ساغر سے پلاؤن اور روبرو نوشیروان کے کھڑے ہوکر دونون آدمی میکشی کرین جو شراب نہ پیے اور زمین
بیٹھ جاوے یا گر پڑے وہ پانچ سو جوتیان دوسرے شخص کی اپنے سر پر کھاوے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اگر تو شراب
نہ پیے گا یا نشۂ شراب سے گر پڑے گا اور کسی وجہ سے میکشی نہ کریگا تو پانچ سو جوتیان اور چندلاتین مین تجکو
لگاؤن گا اگر مین نہ پیون اور نشے سے زمین پر گر پڑون تو تو جوتیان لگانا بختک خواجہ عمرو کی تقریر سن کے
خیال کرنے لگا کہ آج پیر و مرشد چوک گئے غصہ مین یہ مجھسے شرط کرتے ہین ضرور شرط ہار جائین گے انھون نے تو فقط
میرے سر پر چپتین لگائین تھین مین انکے سر پر پانچ سو جوتیان لگاؤن گا سر پر انکے ایک بھی بال نہ رکھون گا
خوب اپنا بدلہ لونگا یہ خیال کرکے بختک روبرو نوشیروان کے گیا اور کہنے لگا کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ اسوقت
خواجہ مجھسے یہ شرط کرتے ہین کہ ہم اور تم دونون کھڑے ہوکر روبرو شاہ کے شراب پئین جو شراب نہ پیے اور
نشے کی وجہ سے یا اور کسی سبب سے زمین پر بیٹھ جاوے تو وہ پانچ سو جوتیان اور چند لاتین کھاوے حضور اس
شرط کے شاہد رہین نوشیروان نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ جو بختک نے شرط بیان کی ہے کیا یہ شرط
بختک سے شرط کی ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا حضور بیشک مین نے یہی شرط کی ہے حضور شاہد رہین اور زرجمہر
بھی دیکھتے رہین اور گواہ رہین جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بختک نے سنی نوشیروان کے پینے کی شراب
دو شیشے کہ جس مین کچھ بیہوشی یا زہر ملا نہ تھا بختک خوشی خوشی دوڑ کر اٹھا لایا اور ایک شیشہ اور ایک
جام خواجہ عمرو کو دیا اور ایک شیشہ اور ایک ساغر آپ لیا اور روبرو نوشیروان کھڑا ہوا اور
خواجہ کو بھی اپنے برابر کھڑا کیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ قبل اسکے اس خاکسار ذرۂ بیمقدار بدترین
روزگار بیہودہ مقال خوشہ چین مترجمان باکمال حقیر و فقیر سراپا تقصیر ہیچمدان ہیچ زبان خاکپائے
داستان گویان خادم نکتہ دانان جہان تصدق حسین حفظہ اللہ عن کل الشین مترجم کتاب ہذا نے جابجا تھا
کہ حمزہ صاحبقران ذیوقار عم احمد مختار و اولاد حمزہ صاحبقران و سرداران حمزہ صاحبقران و عیاران
لشکر حمزہ صاحبقران و کل مردمان لشکر و جملہ مطیعان حمزہ صاحبقران کو مطلق کسی محفل اور بزم عیش
و عشرت مین شراب نہ پلوائی جاوے اور اس دفتر مین کسی صحبت مین میکشی کوئی مسلمان نہ کرے لیکن
بغور و تامل جو دیکھا گیا تو صاف ثابت ہوا کہ اگر شغل شرابخواری محفلون اور بزمون مین نہوگا تو آیندہ
اور داستانون مین کچھ مزہ اور لطف نہوگا اور علاوہ اسکے بالا باختر و رکوچک باختر وغیرہ دفاتر مین دیکھا
گیا کہ برابر صدہا بلکہ ہزارہا محفلون اور بزمون مین مصنف دفاتر نے حمزہ اور اولاد حمزہ وغیرہ کو
شراب پلوائی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس زمانے مین شراب حرام نہین کی گئی تھی پس اسوجہ سے
یہ کمترین بضرورت کیفیت صحبت پہلے خواجہ عمرو کے شراب پینے کی بیان کرتا ہے کہ بعد عیار کفار کی
شراب سے پرہیز کرینگے اور آیندہ حمزہ صاحبقران اور اولاد حمزہ صاحبقران وغیرہ کو
بھی بربنائے مجبوری غیر کفار کے ہاتھ سے اس دفتر مین شراب پلائی جاوے گی اطلاعاً لکھا گیا
غرض باز آمدم بر سر مطلب جب بختک اور خواجہ عمرو شیشہ و ساغر لیکر روبرو نوشیروان
کے کھڑے ہوے اول بختک نے جام شراب سے مملو کرکے خواجہ عمرو کو دیا خواجہ عمرو نے
شراب کو دیکھ کے اور خوب سمجھ کے کہ اس شراب مین کچھ ملا نہین ہے پی لی بعد پینے جام کے

خواجہ عمرو نے شیشے مین بے جا لاکی سفوف جمال گوٹے کا ملا کر اور شراب ساغر مین بھر کے وہ ساغر مے
بختک کو دیا بختک نے ساغر مے لیکر شراب پی اسی طرح دو تین جام بختک نے شراب کے
سفوف آمیز پیے اور دو تین ساغر خواجہ عمرو نے متواتر صہبائے گلگون کے پیے اور دو دانے نقل مے
کھائی بعد تھوڑی دیر کے بختک کے پیٹ مین درد ہونے لگا اور تشنج ہونا شروع ہوا اور پیٹ مین
نفخ بھی ہوا ریاح دمبدم زور سے نکلنے لگی حمزہ صاحبقران اور بزرجمہر مسکراتے لگے خواجہ
عمرو بختک سے کہنے لگے کہ ارے کیون اسقدر بے تہذیب ہوتا ہے تجکو کچھ شرم نہین آتی ہے شہنشاہ
سامنے تشریف رکھتے ہین تجکو کچھ پاس و لحاظ نہین کیسا تو وزیر بنا اور بے غیرت ہے اور کس قدر آتشبازی
تیرے پیٹ مین بھری ہے کہ اتنی دیر سے چھوڑ رہا ہے مگر کسی طرح کم نہین ہوتی پڑاخے تو کم ہین مگر گولے
تیرے شکم مین ازحد معلوم ہوتے ہین اتنی آتشبازی کس آتشباز کی چرا کر اپنے پیٹ مین چھپا رکھی تھی
جو اسوقت چھوڑ رہا ہے ہر وزن گولے کا جداگانہ ہے لیکن تیرے گولون کی بارود مین بدبو سے دماغ میرا
پریشان ہوا جاتا ہے نہایت یہ ہوتا ہے کہ تو اسوقت مجھسے آمادۂ جنگ ہے گولے مار مار کے مجکو بھگا دیگا
شرط جیت جائیگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے ایک جام شراب سے لبریز کرکے کہا کہ اے بختک لے اس
شراب کو اور پی تو گولنداز بہشتی ہے گلولۂ شرط کو ضرور مجھسے لیگا شہنشاہ تجکو بڑا بہادر اور دلاور
تصور فرمائین گے تیری مدح و ثنا کرینگے خلعت پرزر تجکو دینگے بہادران عالم مین تو مشہور ہو جائیگا پاد کے
بھاگ جانے والون مین تیرا نام لکھا جائیگا جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بادشاہ نوشیروان نے سنی
خواجہ کی باتون پر کبھی تو ہنستا اور کبھی اپنے وزیر کے دمبدم گوز کرنے پر خود محجوب اور شرمندہ ہو کر سر جھکاتا
خواجہ بزرجمہر باوجود اسکے کہ بزرگ تھے لیکن بے اختیار ہنسنے لگے اور حمزہ صاحبقران سب سے زیادہ
ہنسے بختک کی پیشانی پر کچھ تو شرمندگی کی وجہ سے اور کچھ جمالگوٹے کی گرمی کے سبب سے پسینہ آیا
چہرہ پر ہوائیان اُڑنے لگین حیران تھا کہ یہ کیا آفت ہے پیٹ مین درد شدید کیون ہوتا ہے ریاح
باوجود ضبط کرنے کے اسقدر کیون نکلتی ہین پیچ پے درپے شکم مین میرے کیون ہوتا ہے دم میرا اس
شراب کے پی جانے سے کیون نکلا جاتا ہے آخر پریشان اور بیقرار ہو کر خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اب تو
مجھسے کھڑا ہوا نہین جاتا اور شراب پی نہین جاتی پیٹ مین میرے درد ہوتا ہے یہ کہکے قصد بیٹھنے کا کیا
خواجہ عمرو نے کان پکڑ کے کہا کہ ابے حرامزادے گمراہ شہنشاہ سامنے تشریف رکھتے ہین کیسا بے ادب ہو
کر بیٹھا جاتا ہے یہ کہکے خواجہ عمرو نے بختک کی بغل مین گدگدی کی چونکہ بختک ضبط کیے ہوئے تھا
اور گوز کو روکے ہوئے تھا خواجہ عمرو کی گدگدی کرنے سے اوچھل پڑا دست کو نہ روک سکا فی الفور سامنے
نوشیروان فرش پر بختک بہت بڑا دست آیا فرش غلیظ سے بھر گیا اب کیا تھا جو ہونا تھا وہ ہو گیا
بختک اچھی طرح فرش پر کھڑے کھڑے رفع اجابت کرنے لگا نوشیروان اور خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران
ازحد ہنس کے غلیظ کی بدبو سے فوراً رومالون سے مشام اپنی بند کیے نوشیروان کو نہایت اپنے وزیر کی ذلت سے
صدمہ ہوا راوی کہتا ہے کہ جسوقت بختک فرش خراب کر چکا اسوقت بختک نے روبروے نوشیروان
خواجہ عمرو کے آگے ہاتھ جوڑے اور منت کہا کہ اے خواجہ اب مجکو جانے دو عوض شرط مجھسے دس ہزار
روپیہ نقد اسی دم لے لو مین شرط تم سے ہار گیا اب جوتیان مجکو نہ لگانا میرے ٹکڑے سر مین اتنی

طاقت اور قوت نہین کہ پانچ سو جوتیون کی برداشت کرسکے خواجہ عمرو نے یہ سنکے دس پانچ چپتین اور دو چار جوتیان سر پر بختک کے لگائین اور قصد کیا کہ اور لگائین اُسوقت بختک منت اور سماجت سے پھر ہاتھ جوڑ کے کہنے لگا کہ اب مجکو قسم اپنے دین وملت کی مجکو جوتیان نہ مارو بہت ذلیل ہوا ہون اب مجکو چھوڑ دو خواجہ عمرو قسم دینے سے ناچار ہوے اور کہا او بیحیا تیری قسم کے خاطر سے تجکو چھوڑے دیتا ہون یہ احسان میرا یاد رکھنا رقعہ دس ہزار کا مجکو لکھدے گھر پر جاکے مزدور مجکو دینا ورنہ مارے جوتیون کے تیرا سر توڑ ڈالونگا بختک نے کہا مزدور دونگا یہ کہکے باغ سے نکل کر اُسی کیفیت سے اپنے گھر کی جانب بھاگا نوشیروان باغ سے باہر آیا اور خواجہ بزرجمہر اور عمرو اور حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لے کر طرف اپنی دولتسرا کے چلا راہ مین نوشیروان نے خیال کیا افسوس بختک کی اتنی ذلت بھی ہوئی اور جو مدعا دل تھا وہ بر نہ آیا یعنے حمزہ نے جام شراب جس مین زہر ملایا تھا نہ پیا جب نوشیروان یہ خیال کرتا ہوا اپنی دولتسرا پر پہونچکے داخل محل ہونے لگا خواجہ بزرجمہر رخصت ہوکر اپنے گھر گئے اور خواجہ عمرو نے جلد جاکر بختک سے دس ہزار روپیے لیے اور در دولت پر جلد اسوقت آئے کہ حمزہ صاحبقران نوشیروان سے رخصت ہوتے تھے جب حمزہ صاحبقران تسلیم کرکے نوشیروان سے رخصت ہوکر اپنے لشکر کی جانب مرکب پر سوار ہوکے چلے جو پل شام گام پر اترا ہوا تھا خواجہ عمرو ہمراہ ہوے اور اثناے راہ مین حمزہ صاحبقران سے عرض کرنے لگے کہ آپنے دیکھا جام شراب مین کس قدر زہر ملایا تھا کہ جسوقت شراب زمین پر گری زمین کثرت زہر سے سبز ہوگئی اگر مین اور تھوڑی دیر باغ مین نہ جاتا تو حضور کا کام نوشیروان اور بختک نے تمام کر دیا تھا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تم سچ کہتے ہو بیشک جام شراب مین زہر ملا تھا مجکو یہ امید نوشیروان کی ذات سے نہ تھی اور مین اسکو اپنا بزرگ جانتا تھا اور بجاے پدر اُسکو تصور کرتا تھا اور مین نے اُسکے ساتھ نیکی کی تھی ہشام اُس کے دشمن کو قتل کرکے تاج وتخت اُس کو بھجوا دیا تھا آج سے اب مین اسکو اپنا بزرگ اور بجاے پدر تصور نہ کرونگا مجکو اسکی ذات سے اسوقت نہایت ملال ہوا غرض حمزہ صاحبقران ایسی ہی باتین خواجہ عمرو سے کرتے ہوے پل شام وگام کے قریب پہونچے سرداران ذیوقار واسطے استقبال کے آئے اور حمزہ صاحبقران کا استقبال کرکے لشکر مین لے گئے اور حمزہ صاحبقران بارگاہ ہشامی مین داخل ہوے

داستان طلب کرنا نوشیروان کا حمزہ صاحبقران کو اور بھیجنا باغ مراد مین واسطے سیر کے اور دیکھنا حمزہ صاحبقران کا ملکہ مہر نگار کو اور عاشق ہونا و دیگر حالات

ساقی نامہ

ادھر ہو تو اے ساقی مہر لقا
پلا جلد اے ساقی نیک خو
وہ معشوق ہو خوبرو اسقدر
اقامت جو ہو خلق سی مائل مجھے

ادھر آ ادھر آ ارے خدا
پلا مجکو وہ بادہ مشکبو
کہ ہو غیرت شمس و رشک قمر
نہ آئے نظر بجز قاتل مجھے
پلا ساقیا ایسی مے اگر

ترے ہجر مین اسقدر ہی محن
مجھے نشہ مین جیسے اک بام پر
نظر آئے مسجد وہ رشک قمر
نہ تاب جدائی نہ ذرا لاؤن مین
تو ممنون احسان ہو تیرا مگر

نظر مین مری وحشت ہی یہ چمن
حسین ایک معشوق آئے نظر
چمن مین ٹہلتا آئے مجھے نظر پر
مکان مین بھی اس طرح رکھا جاؤن نہین

محرران ذی کمال وکاتبان عاشق خصال اس شاہد داستان رنگین کے حسن پر نظر کرکے اس طرح لکھتے ہین

کہ جب حمزہ صاحبقران ہمراہ خواجہ عمرو اپنے لشکر میں پل شادگام پر پہونچے اور داخل بارگاہ ہوئے اپنے
کسی سردار سے حال نوشیروان کی عداوت کا اور اپنی رنجیدگی کا بیان نہ کیا اور ارادہ کیا کہ اب دربار
نوشیروان میں نہ جائیں جب دو روز گذر گئے اور حمزہ صاحبقران دربار نوشیروان میں نہ گئے تیسرے
دن نوشیروان نے خیال کیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ میرا پسر خواندہ کیفیت جام شراب سے آگاہ ہو گیا
اور اسی سبب سے بوجہ رنجیدگی کے میرے دربار میں نہیں آیا اب مجکو مناسب ہے کہ حمزہ کو بلا کر ایسی تقریر کروں کہ
حمزہ کے دل سے رنج دفع ہو جائے اور میری طرف سے اسکے دل میں غبار نہ رہے یہ خیال کرکے اپنے سرداران
نامی سے نوشیروان نے فرمایا کہ ایک مرکب مشکی اور خلعت فاخرہ لیجاؤ اور ہماری طرف سے یہ اسپ مشکی
اور یہ خلعت ہمارے فرزند کو دینا اور کہنا کہ شہنشاہ تمہارے دیکھنے کے مشتاق ہیں اور متردد ہیں کہ دو روز
سے تم ہمارے پاس کیوں نہیں آئے لہذا اسوقت ہمارے پاس آؤ اپنی شکل دکھاؤ سرداران نوشیروان
مرکب و خلعت ہمراہ اپنے لیکر جانب پل شادگام روانہ ہوئے جسوقت خدمت حمزہ صاحبقران میں پہونچے
آداب و تسلیمات بجا لا کر وہ مرکب و خلعت پیشکش کرکے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ شہنشاہ نے آپکو یاد فرمایا ہے
تشریف لے چلئے حمزہ صاحبقران کو ہرچند کہ نوشیروان سے ملال تھا لیکن انکار کرنا مناسب نہ جان کر
ان سرداروں کو خلعت دے کر انکے ہمراہ مع اپنے سرداروں اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کے روانہ ہوئے
جب بعد قطع راہ دربار نوشیروان میں پہونچے بوجہ رنجیدگی کے بکراہت تسلیم کرکے بچین بجبین و نگل
گستہم زرین کفش پر بیٹھے اور سرداران حمزہ صاحبقران بھی دنگلوں پر بیٹھے نوشیروان نے پوچھا
اے فرزند دو روز سے تم ہمارے پاس کیوں نہیں آئے اسکا کیا باعث تھا اگر تم کو بختک کی بیہودگی سے
رنج و ملال ہوا ہے تو تمکو ہم سے رنجیدہ ہونا نہ چاہیے کیونکہ میں تمہارا کسی طرح دشمن نہیں ہوں اور اپنے
فرزندوں کے برابر تم کو جانتا ہوں حمزہ صاحبقران گفتگو نوشیروان کی سنکے سمجھ گئے کہ نوشیروان
در پردہ یہ کہتا ہے کہ میرے حکم سے اور میری اجازت سے بختک جام شراب میں زہر ملا کر تمہارے سامنے نہیں
لے گیا تھا غرض حمزہ صاحبقران نے سمجھ کے اور ملال اپنا ظاہر نہ کرکے عرض کیا کہ اے شہنشاہ طبیعت میری
ناساز تھی اسوجہ سے خدمت عالی میں حاضر نہیں ہو سکا اور ابھی تک میری طبیعت اچھی نہیں ہے یہ گفتگو حمزہ
صاحبقران کی نوشیروان سن کے کہنے لگا کہ اے فرزند اگر تمہاری طبیعت ناساز ہے تو واسطے شگفتگی دل
اور درستی مزاج کے باغ مراد کی سیر کرو اور وہاں بزم عشرت آراستہ کرکے مع اپنے سرداروں اور مقبل
وفادار اور خواجہ عمرو کے نازنینان گل پیرہن اور مہ جبینان غنچہ دہن کا گانا سنو اور رقص دیکھو لیکن دو
چار سے زیادہ تمہارے سردار باغ مراد میں تمہارے پاس نہ رہیں کیونکہ متصل باغ مراد میرے ناموس کا
ایوان ہے اور بارہ دری باغ مراد کی میرے ناموس کے ایوان سے ملحق ہے اور ایک دروازہ ایوان سے
بام بارہ دری پر راستہ آنے کا ہے پس بخیال حفاظت ناموس یہ مجکو منظور نہیں ہے کہ زیادہ زمانہ دو پہر سے مجمع مردم
باغ مراد میں رہے لیکن چونکہ تم بجائے فرزندوں کے ہو اور میں نے تم کو اپنا پسر کیا ہے تمہارے وہاں رہنے سے کچھ
قباحت نہیں ہے اگر تمہارا تنہا وہاں رہنے سے دل گھبرائے تو خواجہ عمرو یا مقبل وفادار دونوں میں سے ایک
شخص کو اپنے پاس رہنے دینا اور ہر روز صبح سے شام تک سیر باغ کی کرنا اور شام کو اپنے لشکر میں
چلے جانا اسی طرح چند روز باغ کی سیر کرنا خود دل تمہارا سیر باغ سے یقیناً شگفتہ ہو جائیگا اور تمہاری

طبیعت وضع ہوجاتی حمزہ صاحبقران نے عرض کیا کہ اگر آپ فرمائین تو مین آج ہی سے سیر باغ کرون اور اپنے سردارونکو اپنے ہمراہ وہان لیجاکر جلسۂ عشرت کرون نوشیروان نے فرمایا ای فرزند تمکو اختیار ہے جب تمہارا دل چاہے باغ مین جاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ آج ہی دوپہر تک اپنے سردارونکو اپنے پاس بٹھانا حمزہ صاحبقران نے عرض کیا کہ جسطرح آپنے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا مین بعد دوپہر کے اپنے سردارونکو رخصت کردونگا فقط مین اور مقبل یا خواجہ عمرو تاشام باغ کی سیر کرونگا یہ عرض کرکے حمزہ صاحبقران مع اپنے سردارون کے دربار سے اٹھے اور بادشاہ نوشیروان سے رخصت ہوکر جانب باغ مراد چلے جب حمزہ صاحبقران باغ مراد مین پہونچے دیکھا ایک عجیب باغ پر بہار ہے اگر باغ بہشت سے مثال دیجیے تو بجا ہے ہر قامت سرو قد معشوق سے بہتر ہے سنبل بے مثل ہے تعدیل صنوبر ہے اشجار میوہ دار بار اشجار سے جھکے تھے ایک جانب نہر سلسبیل کے مانند جاری تھی چمن گلہاے رنگا رنگ سے باغ مین ہین ایک جانب تختۂ لالہ نعمان ہے گل نرگس صورت چشم بتان ہے بلبلین شاخ گل پہ نغمہ سرا ہین بوے گل سے تمام باغ معطر ہے سبزۂ باغ مثل سبزۂ خط معشوقان ہے ہر ایک باغبان رشک رضوان ہے الغرض حمزہ صاحبقران نے سیر تجوبی باغ مراد کی مع اپنے سردارون کے کی بعد سیر کرنے کے حکم حمزہ صاحبقران سے بزم عشرت باغ کی بارہ دری مین آراستہ ہوئی نازنینان زہرہ خصال ومہ جبینان یوسف جمال بزم عشرت مین حاضر ہوکر روبرو سے حمزہ صاحبقران ناچنے اور گانے لگین از انجملہ ایک خوبرو خوش گلو مع سازندون کے بزم عیش مین آئی اور روبرو سے حمزہ صاحبقران بعد ناز وادا یہ غزل دل فریفتہ کرنے والی عاشقانہ درد آمیز گانا شروع کی

غزل

ہجر مین خنجر ہلال عید قربان ہوگیا

ضبط سے پیدا مرے مرنے کا سامان ہوگیا
پاے قاتل سے نہ اٹھا سر سگ وحشی کے بعد
شیر کا قطرہ مرے سینے مین پیکان ہوگیا
لاکھ چاہا پر نہ نکلا سینۂ صد چاک سے
گوشۂ دامن مرا شہر خموشان ہوگیا
انگلیان اٹھتی ہین جسم زار پر شکل ہلال
حلقۂ زنجیر آغوش غریبان ہوگیا
گھر کیا دل مین حسینان جہان نے اسقدر
یہ وہ گھر ہے جب ہوا آباد ویران ہوگیا
قتل بھی ہو کر کیا دشمن کو [illegible]
چار آنکھین جب ہوئین دل مین پشیمان ہوگیا
اسقدر بوسے لیے سنگ در دلدار کے
پھر گیا جو دم دہن تک آکے پیکان ہوگیا

جب گیا سیر چمن کو بے ترے یار پڑا
سایۂ شمشیر مجکو بار احسان ہوگیا
تا فلک پہونچا ہر جگہ جوش سیل نم اشک
درد دل بھی آپ کے ملنے کا ارمان ہوگیا
سیکڑون کھاتا ہے قسمین اعتبار آتا نہین
جسقدر مین کم ہوا اتنا نمایان ہوگیا
تنگ رہتا ہے اک جہان سوز دل بیتاب سے
رفتہ رفتہ اپنا پہلو یوسفستان ہوگیا
اک بہار تازہ ہے رنگین ادائی یار کی
خون اپنا خلعت شمشیر عریان ہوگیا
دی کبھی تکلیف مجھے نے کبھی برسات نے
بدگمان آخر مری جانب سے وہ بان ہوگیا
اب کہان تسلیم لطف صحبت جام سبو

برگ خنجر تیز شاخین غنچہ پیکان ہوگیا
آشناے لذت زخم جگر طفلی سے ہون
کم بھی رونے پہ بیٹھو ایک طوفان ہوگیا
سلسلہ باہم ہر رگ کی نیند مین ہر اک طفل اشک
وعدۂ محبوب بھی زاہد کا ایمان ہوگیا
پرورش کرتا ہے میری آہ کس کس پیار سے
آفتاب صبح محشر داغ پنہان ہوگیا
التفات عشق سے دل کی خرابی ہی سہی
داغ الفت سے مرا سینہ گلستان ہوگیا
اعتبار ظلم کو با انتہاے صبر نے
مین چراغ تربت گور غریبان ہوگیا
انتظار یار مین امید نے مارا مجھے
چندون احسان دور سفر دشمان ہوگیا

جب یہ غزل اس نازنین نے بہ لحن داؤدی بہ ناز وادا روبرو سے ارباب بزم گائی جملہ سردارانِ ذی وقار نہایت شاد ومسرور ہوے خصوصًا حمزہ صاحبقران ازحد خوش ہوے اور اس نازنین مہ جبین کو انعام وافر دلوایا جسوقت وہ نازنین انعام لیکر بزم عشرت سے چلی گئی اسوقت اور ایک خورشید لقا بعد ناز وادا مع اپنے سازندون کے محفل عیش وعشرت

میں حاضر ہوئی اور بعد رقص کے یہ غزل درد آلود گانا شروع کی **غزل** خون رلائیگا مجھے مہندی لگانا یار کا

رنگ لائیگا مقرر رنگ لانا یار کا
شرع میں نظارۂ دلدار کی فرصت کہان
مجھ فلک سیر انشانہ میں نشانہ یار کا
مرگ کا باعث ہے یاد بیحجابی بعد وصل
عمر بھر اپنی مجھے ہے آزا اُٹھانا یار کا
اتش یاقوت رشک درد عنبر ہوگئے
مرکے بھی مجھسے نہ چھوٹا آستانہ یار کا
خوب رویا قبر مین جسدم چلے منکر نکیر
دیکھکر وزدیدہ مجھکو مسکرانا یار کا
حرف رخصت ہوگیا شہپر پے پرواز روح

سربکف دوڑا خوشی سے رسم استقبال کو
اب تو یکسان ہوگئے مجھے آنا نہ آنا یار کا
ٹھنڈی سانسون بھگان سردمہری ہوگئے
قتل کرنا ہو حیا سے سر جھکانا یار کا
حشر تک خوابیدگان خاک کا اٹھنا محال
اک طلسم تازہ ہے بس لگانا یار کا
گو بظاہر میری نظرون سے پنہان ہوگیا
یاد آیا مجھکو تنہا چھوڑ جانا یار کا
جیتے ہے دیکھکر آشفتہ خاطر ور بھی
مرگ کا آنا ہوا پہلو سے جانا یار کا

اے جبین نے ستانقش مین آنا یار کا
ناوک افگن ہو رہا مجھ پر نالہ کش ہو مین حزین
کم بہانے سے نہین آنسو بہانا یار کا
اک غم تکلیف دوری ناتوان ایسا نہ کر
سو رہے مین چین سے سنکر فسانہ یار کا
خاک میری دشت غربت مین اڑالائی صبا
خاطر ناشاد سے مشکل ہو جانا یار کا
مدعی کو برق خرمن بزم عشرت مین ہوا
سر جو چاہی کسقدر زلفون کی شانہ یار کا
ایکو محرم ہو تسلیم ورنہ روز و شب

ہاتھ مستی رہتی ہے زلف یار ستانا یار کا

جب یہ غزل اُس نازنین نے گاکر تمام کی اہل بزم غزل سنکے نہایت مسرور ہوئے خصوصا حمزۂ صاحبقران نہایت خوش ہوئے اور اس نازنین کو بھی انعام کثیر دلوادیا چونکہ سبز باغ اور آراستگی بزم کو زمانہ دو پہر کا گذرا بموجب کہنے نوشیروان کے حمزۂ صاحبقران نے سب سردارون اور خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اب تم لشکر مین جاؤ عمرو اور سرداران ذیوقار چلے گئے بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے نازنینان خوبرو اور خوش گلو کو بھی انعام کثیر دے دے کر رخصت کیا جب فقط حمزۂ صاحبقران اور مقبل باغ مین رہ گئے اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ اسوقت بوجہ گرمی کے دل یہ چاہتا ہے کہ آب سرد سے نہاؤن مقبل نے عرض کیا کہ اسی باغ کی نہر مین نہایئے حمزۂ صاحبقران بموجب کہنے مقبل کے نہر کے کنارے پر تشریف لائے اور وضو کرکے نماز ظہر پڑھی بعد پڑھنے نماز ظہر کے قریب غروب آفتاب لباس اُتار کے نہر مین اُترے اور مقبل وفادار سے فرمایا کہ تم بھی ہمارے ساتھ نہاؤ مقبل وفادار بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران کپڑے اُتار کے نہر مین آیا حمزۂ صاحبقران نے پانی کا چھینٹا منہ پر مقبل کے مارا مقبل نے دست بستہ عرض کیا کہ دیکھیے حضور مجھسے بھی گستاخی ہوگی ناگوار طبیع حضور نہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل وفادار ہمکو ہرگز ناگوار نہوگا تم بھی ہمارے چہرے پر چھینٹا پانی کا مارو غرض حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار باہم نہر مین نہانے لگے کبھی پیرتے تھے کبھی دست و پا ملتے تھے کبھی غوطے لگاتے تھے کبھی نہر مین کھڑے ہوکر تا بگلو سے رنگا رنگ سیر کرتے تھے چونکہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان نے اپنی کنیزون سے سُنا تھا کہ آج باغ مراد مین حمزۂ صاحبقران برائے سیر آئے ہین اسوجہ سے ملکہ مہرنگار کو حمزۂ صاحبقران کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا آخر قریب غروب آفتاب بہمراہی زہرہ مصری شاہزادی معروفانہ چترو اباد ایوان سے بام بارہ دری پر آئی اور سیر باغ کرنے لگی ناگاہ حمزۂ صاحبقران نے آب نہر مین کہ مثل آئینہ کے صاف تھا ایک معشوق رنگین لباس کو سر سے پانک مطابق ان اشعار کے دیکھا **اشعار**

وہ کلاہ حسن پہ چتی اسپ غرور | اسرا پا مشتاق برق شعلہ طور
تجھ اسینے مین جوش نوجوانی | زبان معروف نقطۂ ترجمانی

قد موزون سراپا نور میں غرق ۔ برنگ صبح جس کے پیرہن برق
عیاں ہر عضو سے شان قیامت ۔ سراپا جان و ایمان قیامت
قدم رفتار کرتا ہے قدم پر ۔ بجائے سایہ رنگ روی محشر
وہ کافر زلف یا دود جگر ہی ۔ دل زاہد سے بھی تاریک تر ہی
غضب ہے جلوۂ کمر آنا دم کا ۔ اثر ہے زلف میں تار نظر کا
وہ پیشانی کہ جس کا ہے یہ شاق ۔ درخشاں کوکب اقبال عشاق
ہمیشہ دیکھکر شام و سحر کو ۔ کے لی سا چہرہ میں خجش دو قمر کو
ہر اک ابرو ہے تیغ خوش نظر ۔ سراپا جو ہر موج اشکوہ
دم جنبش ادا اس فتنہ گر کی ۔ مبارکباد ہو زخم جگر کی
خمار آلودگی آنکھوں سے پیدا ۔ نظر سے کیف مستانہ ہویدا
نگاہ مست پھرتی ہے جدھر کو ۔ غشی آتی ہے مایوس نظر کو
وہ مژگان وقت آرائش کی ہیں کم ۔ دل آئینہ میں مانند جوہر
کنار بام وہ رخسار پر نور ۔ نظر آتے تھے جیسے شعلۂ طور
یہی کہتا ہے ہر مشتاق مضطر ۔ سوا نیزے پہ ہے خورشید محشر
دہن گرداب صہبای معانی ۔ زبان موج شراب لن ترانی
تبسم سے بنکے ہر لب سے ہویدا ۔ تقاضا شوخی طبع جوان کا
نمکدان جلوہ گر مانند گرداب ۔ برنگ آب گوہر خشک سیراب
صفت گردن کی گردن وبال ہی ۔ یہی جلنے لگا کے جو گلے سے
ہر اک شانہ برنگ دستۂ گل ۔ زیارت گاہ صبح عید بلبل
عیاں سینے سے آغاز جوانی ۔ سو پستان کی غماز جوانی
نزاکت سے عجب عالم کمر کا ۔ گمان سب کو رگ تار نظر کا
کسی صورت نظر آتی نہیں تھی ۔ نظر ہر خلق پہ سیم کرامت
ہر اک زانو طرب انگیز عشاق ۔ بظاہر جفت خوبی میں گو طاق
نمایاں پانچے سے ساق پر نور ۔ تہ فانوس جیسے شمع کا نور
بہار حسن ہر جوش صفا سے ۔ عیاں رنگ حنا ہر پشت پا سے

جب حمزۂ صاحبقران نے آپ نہر میں سراپای دلربا کو دیکھا بیتاب و بیقرار اور متحیر ہو کر پیچھے چرخ کے بالاے بام ملکۂ مہرنگار کے روی زیبا پر نظر کی اور ملکۂ مہرنگار نے بھی حمزۂ صاحبقران کو دیکھا اسوقت مطابق ان اشعار کے حال لکھا اشعار ۔ کہیں در پردہ عرض دل کی راہیں ۔ لمبین باہم سگے دونون نگاہیں ۔ رہے کچھ دیر مشغول خریدار ۔ نیاز و ناز باہم گرم بازار ۔ راوی کہتا ہے کہ ملکۂ مہرنگار نے ترنج خوشبو جو اسوقت ہاتھ میں تھا حمزۂ صاحبقران کے پہلو پر اسطرح مارا گویا دل حمزۂ صاحبقران کو نشانۂ تیر نظر کیا اسوقت اسیر بانو قیر گیتی ستان حمزۂ صاحبقران نے شعر ۔ حواس و ہوش و عقل و صبر و آرام ۔ کیے سب نذر ایمائے دل آرام ۔ آخر حمزۂ صاحبقران زخمی تیر عشق ہو کر اور آہ سرد جگر پر درد سے کر کے نہر میں بیہوش ہوئے گرنے لگے مقبل نے حمزۂ صاحبقران کو کھڑا کر بہ مشکل تمام نہر سے نکالا اور پھر مقبل تدبیرین ہوش میں لانے کی کرنے لگا ادھر تو حمزۂ صاحبقران کو غش آیا ادھر ملکۂ مہرنگار نے ترنج خوشبو مار کے یہ شعر پڑھا شعر ۔ ادا سے صورت ابرو کھنچے پھر ۔ طبیعت کی طرح جیسے ہٹ گئی پھر ۔ لیکن تیغ عشق حمزۂ صاحبقران سے مجروح ہوئی اور بیہوش ہو کے گرنے لگی زہرۂ مصری اور فتانہ ملکۂ مہرنگار کو سنبھال کے بام بارہ دری سے ایوان میں لے گئیں اور مسہری پر لٹا کر فتانہ نے لخلخہ سنگھایا زہرۂ مصری نے اور تدبیرین ہوش میں لانے کی کیں ادھر ملکۂ مہرنگار کو ہوش آیا آنکھیں کھول کر جو دیکھا تو اپنے تئیں مسہری پر پایا ادھر حمزۂ صاحبقران کو بمشکل غش سے افاقہ ہوا آنکھیں وا کر کے جو سوئے بام دیکھا ملکہ کو نہ پایا ہجر جانان سے دل پہلو میں مثل سیماب تڑپنے لگا آنکھیں صدمۂ درد فرقت سے پرنم ہوئیں اسوقت زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے مقبل نے گھبرا کر بہ گریہ و زاری پوچھا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ کا مزاج کیسا ہے حمزۂ صاحبقران نے آہ سرد جگر پر درد سے کھینچ کر فرمایا کہ ای مقبل ہمارا حال اچھا نہیں ہے مقبل نے دست بستہ عرض کیا کہ اب حضور لشکر میں جسطرح ممکن ہو تشریف لے چلیں یہاں حضور کا رہنا اچھا نہیں اب آفتاب غروب ہو چکا ہے مزاج کا یکے بحال ہے یہاں سوائے اس خادم کے اور

کوئی نہیں ہے اسوجہ سے مکرر عرض کرتا ہون کہ حضور یہان سے اب اپنے لشکر مین تشریف لے چلین یہ گفتگو مقبل وفادار کی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سنکے ہر چند کہ اٹھے اٹھنے کو تمنائے دیدار ملکہ مہرنگار مین دل نہ چاہتا تھا لیکن مقبل وفادار کے کہنے سے اٹھے **اشعار** غبار آسا اٹھے فرش زمین سے

اٹھے پہلوے کوے نازنین سے
یہ کس بیرحم قاتل سے لڑی آنکھ

نگر حیران کہ یہ سامان کب تھا
یہ کسکو دیکھتی تھی ہر گھڑی آنکھ

یہ کس برق بلا کا سامنا تھا
ہوا یہ کون غائب رو برو سے

کیا کس نے پشیمان آرزو سے
متاع صبر و طاقت لے گیا کون
یہ داغ نامرادی دے گیا کون

غرض حمزہ صاحبقران منتظر و پریشان تا در باغ آئے مقبل وفادار نے حمزہ صاحبقران کو مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار کیا اور خود ہمراہ رکاب ہوا گھوڑا حمزہ صاحبقران نے بڑھایا اور جانب لشکر کے چلے لیکن جسوقت ملکہ مہرنگار کو غش سے افاقہ ہوا اور ہوش آیا اور حواس بجا ہوئے **اشعار**

اٹھایا سر فغان بے صدا سے
حیا کرنے لگی نشتر فروشی
نہ ابرو مین وہ سامان اشارہ
نہ وہ حرف سخن پیدا دہن سے

زبان ہوسی سکوت مدعا سے
جگر کرنے لگی کاوش جگر مین
نہ آنکھون مین وہ آشوب نظارہ
نہ وہ عشوہ نہ وہ غمزہ پہت کا

ہوئی قفل دہن رسم خموشی
لگی پڑھنے تراوش چشم تر مین
نہ وہ لب آشنا حرف سخن سے
نہ وہ عالم مزاج دلبری کا

جسوقت دایہ اور انیسون نے ملکہ مہرنگار کی یہ کیفیت دیکھی بیتاب و بیقرار ہوگئے اور بلائین لیکے اس طرح پوچھا کہ اے ملکہ عالم سچ کہو تمکو ہمارے سر کی قسم **اشعار** تردد کس لیئے دن رات کا ہے

ابھی سے تم نہین کس بات کا ہے
یہ کاہش ہے دل غمناک مین کیون
زبان پہ شکوہ تقدیر کب تھا
پہ ارمان تھا دل ناشاد کس دن

ہجوم ضبط دلگیر کیون ہے
ملائی ہو جوانی خاک مین کیون
جگر کو آہ کی رخصت کہان تھی
بڑھی تھی ہمت فریاد کس دن

خموشی صورت تصویر کیون ہے
یہ پہلے نالۂ شبگیر کب تھا
نظر ہم صحبت حسرت کہان تھی
ملکہ مہرنگار نے یہ تقریر دایہ وغیرہ

کی سنکے کہا کہ مین آجکل اپنے والد کو اپنے حال پر مہربان نہین پاتی ہون اسی وجہ سے میری یہ کیفیت ہے دایہ نے عرض کیا قربان جاؤن جو امر واقعی ہو بیان کر دیجیئے پوشیدہ نہ کرو ملکہ نے کہا اے مادر مہربان جو اصل حال تھا وہ مین نے کہدیا اب زیادہ مجھکو پریشان نہ کرو میرے پاس سے جاؤ دایہ یہ تقریر سنکے چلی گئی اور اپنی بیٹی فتانہ کو ملکہ مہرنگار کے پاس چھوڑ گئی بعد جانے دایہ کے ملکہ نے اور شاہزادیون سے بھی یہی کہا کہ تم بھی اسوقت میرے پاس سے چلی جاؤ تمہارے بیٹھنے اور باتین کرنے سے میری طبیعت پریشان ہوتی ہے جسوقت یہ گفتگو شاہزادیون نے سنی اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگین کہ اسوقت ملکہ کا مزاج کسی وجہ سے برہم ہے بہتر ہے کہ ہم یہان نہ بیٹھین یہ خیال کرکے وہ شاہزادیان اپنے اپنے خوابگاہ پر گئین اور لیٹین لیکن زہرہ مصری اور فتانہ کہ یہ دونون رازدان تھین خدمت ملکہ مہرنگار مین حاضر رہین اسوقت ملکہ مہرنگار اپنے دل مین تصور خیالی حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہوکر اسطرح حال درد دل ظاہر کرتی تھی **اشعار** ابھی حال دل پر داغ کہتی کبھی افسانہ ہائے باغ کہتی

کبھی کہتی کہ اے دلدار جانی
کبھی کرتی بیان سوز دروں کا

عروج نشۂ جوش جوانی
کبھی شکوہ دل لبریز خون کا

شکیبائی کہ دل مین تیرے آرزو ہو
کہ فرقت سے تری ہم خستہ جان ہون

تصدق اس گلی کے جسمین تو ہو
صدا خندہ زخم نہان ہون

لگی ہو آگ ہر داغ جگر میں	زبان مانند شعلہ ہر دہن میں
سدا آنچل ہے منھ پر دود دل کا	مرا چہرہ ہے چہرہ منفعل کا
ہمیشہ تیرہ بختی اوج پر ہے	فلک کاسہ کو ہے دود جگر سے
وہ ہوں بیمار مثل چشم کوکب	مری ہر آنکھ ہے پیمانۂ شب
یہاں تک ناتوانی زور پر ہے	کہ بار آسمان تار نظر سے ہے
خوشی سے ہیشہ گفتگو ہے	نفس ہر دہن تار رفو ہے
نہ کوئی چارہ گر میرا نہ غمخوار	میں ہوں مانند چشم یار بیمار
یہ آنکھیں یا بہار بوستان ہیں	بہ رنگ چشم بلبل گل فشان ہیں
بھرا ہر آنکھ میں جوش بلا ہے	شب غم تو نیا سے چشم وا ہے
ذرا فرقت میں دیکھو اے آنکھیں	عوض طالع کے ہیں بیدار آنکھیں
جگر سے لب تک آتا آہ غم کا	سفر ہے منزل طلب عدم کا

غرض اسی طرح کی تقریر ملکۂ مہر نگار تصویر خیالی حمزۂ صاحبقران سے اپنے دل میں کرتی تھی کبھی بے اختیار آنسو بہاتی تھی زہرۂ مصری اور فتانہ سمجھاتی تھیں کہ اے ملکۂ عالم ہرچند کہ دوری حمزۂ صاحبقران حضور کو شاق ہے لیکن اسقدر عشق حمزۂ صاحبقران میں اشکباری اور گریہ وزاری نہ کیجئے دل مضطر کو امید وصل حمزۂ صاحبقران سے تسلی دیجیے ایک ہی روز میں حضور کا یہ حال ہوا ہے کہ چہرہ متغیر ہو گیا ہے آنکھیں نرگسی کثرت اشکباری سے سرخ ہو گئیں ہیں خدا ہی حضور کے دشمنوں کا اس وقت بھی کا ہے دیکھیے اسقدر صدمہ نہ کیجیے کہ اغیار حضور کے حال سے آگاہ ہو جائیں اے حضور کے دشمنوں کو سودائی اور دیوانہ بتائیں اور یہ خبر حضور کے والدین تک پہونچائیں آفت تازہ سر پر لائیں ذلیل اور رسوا کریں بس حضور بہتر اور مناسب یہ ہے کہ راز عشق کو سینے میں نہاں رکھیے کثرت نالہ وبکا سے افشا نہ کیجیے ورنہ اسکا انجام اچھا نہیں ہے اگر حضور ہم خیر خواہوں کے کہنے پر عمل نہ کیجیے گا دیکھیے پچھتایئے گا ابھی تو حضور دیکھیں کہ حمزۂ صاحبقران کو بھی آپ سے محبت ہے یا نہیں ملکۂ مہر نگار یہ تقریر فتانہ اور زہرۂ مصری کی سنکے کہتی تھی کہ میں ہرچند ضبط گریہ کرتی ہوں لیکن بیتابی اور بیقراری دل سے ممکن نہیں کہ ضبط آہ بکا کر سکوں راوی کہتا ہے کہ ملکۂ مہر نگار دیر تک مضطر و بیقرار اور اشکبار رہے آخر اسی آہ وزاری میں نیند تو کیا آئی گویا غش آگیا فتانہ اور زہرۂ مصری تا دیر قریب ملکۂ مہر نگار کے مسہری کے بیٹھی رہیں آخر ملکۂ مہر نگار کے پاس سے اٹھ کے اپنے اپنے بستر پر جا کر لیٹ رہیں یہاں تو ملکۂ مہر نگار کو کثرت گریہ وزاری سے گویا غش آگیا ہے لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران بصد آہ وفغان جب قریب اپنے لشکر کے پہونچے اور سرداروں کو خبر ہوئی کہ حمزۂ صاحبقران تشریف لائے ہیں اسوقت جملہ سردار برائے استقبال حمزۂ صاحبقران لشکر سے روانہ ہوئے اور حمزۂ صاحبقران کا استقبال کر کے لشکر میں لائے لیکن حال حمزۂ صاحبقران کا دیکھکے متردد ہوئے اور دست بستہ حال مزاج پوچھا حمزۂ صاحبقران نے خلاصہ حال تو نہ بیان کیا لیکن فرمایا کہ مزاج میرا اسوقت اچھا نہیں ہے یہ فرما کر اور مرکب سے اُتر کے داخل بارگاہ ہوئے اُسوقت خواجہ عمرو بھی حمزۂ صاحبقران کے پاس آئے اور حال زار حمزۂ صاحبقران پر نظر کی اور گھبرا کے کیفیت مزاج دریافت کی لیکن حمزۂ صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا اُسوقت خواجہ عمرو مقبل وفادار کے پاس گئے اور پوچھنے لگے کہ آج حمزۂ صاحبقران کا مزاج کیوں نادرست ہے اسکا کیا باعث ہے مقبل نے کہا مجکو معلوم نہیں کہ کس وجہ سے مزاج نادرست ہے خواجہ عمرو نے کہا اے مقبل خدانخواستہ اگر حمزۂ صاحبقران کا حال متغیر ہوا تو میں تجسے ہر طرح سے سمجھ لونگا کیونکہ تم باغ مراد میں حمزۂ صاحبقران ہمراہ تھے اسوقت تم حال ناسازی مزاج حمزۂ صاحبقران مجھسے نہیں بیان کرتے خیر نہ بیان کرو جو امر واقعی

ہوگا وہ ظاہر ہی ہو جائیگا مجکو تو اسوقت چہرہ امیر باتوقیر دیکھکے صاف ثابت ہوا ہے کہ حمزہ صاحبقران باغ مراد مین کسی گلرو پر عاشق ہوئے ہین اُسی کے عشق مین اسوقت بیتاب و بیقرار ہین مقبل نے پھر کہا کہ ای خواجہ عمرو مجکو اس امر سے بھی آگاہی نہین ہے واضح ہو کہ حال عشق حمزہ صاحبقران سے ابتک مقبل وفادار آگاہ نہین ہین کیونکہ جسوقت حمزہ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار کو دیکھا تھا اُسوقت مقبل نہر مین پہرہ رہا تھا اور رخ مقبل کا جانب بام بارہ دری نہ تھا جسوقت ملکہ مہر نگار حمزہ صاحبقران کے پہلو پر ترنج خوشبودار مار کر بہت گئی تھی اور حمزہ صاحبقران کو غش آنے لگا تھا اُسوقت مقبل وفادار نے گھبرا کر نہر سے حمزہ صاحبقران کو باہر نکالا تھا الغرض خواجہ عمرو و مقبل وفادار سے گفتگو کر کے پھر خدمت حمزہ صاحبقران مین گئے اور حال مزاج پوچھنے لگے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ اسوقت ہمسے کچھ گفتگو نہ کرو ہمارے طبیعت بے لطف ہے سر مین درد ہے اب ہم لیٹتے ہین تم بھی یہان سے جاؤ خواجہ عمرو بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران کے پاس سے باہر بارگاہ کے چلے آئے لیکن حمزہ صاحبقران بعد جانے خواجہ عمرو کے خیال ملکہ مہر نگار مین بستر خواب پر مثل بسمل تڑپنے لگے اور تصویر خیالی ملکہ مہر نگار سے بصد اشکباری اس طرح کہنے لگے مطلع طپان قلب و جگر ہین کچھ اُٹھاؤ ناز دونون کے ؛ مسیحا ہو تمہین تو ای بت طناز دونون کے ؛ کبھی حمزہ صاحبقران بصد آہ وفغان تصویر خیالی ملکہ مہر نگار سے مخاطب ہو کے یہ شعر پُر درد پڑھتے تھے شعر جو مدعا ہے اُسکو زبان سے مین کیا کہون ؛ تم پوچھ لو میرے دل خانہ خراب سے ؛ کبھی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اپنی بیکسی اور درد جگر سے مخاطب ہو کے یہ چند اشعار زبان پر جاری کرتے تھے اشعار

اپنی محرومی پہ پایا نہین قسمت سے

بیکسی کس سے کہون درد جگر آجکی رات

نیند ہی آتی ہے مجکو نہ اجل آتی ہے

روز سنتا ہون تقاضائے اجل کی بیغنے

تیرہ بختی سے ادھر ہون نہ ادھر آجکی رات

مجکو مرجانے دے ای درد جگر آجکی رات

کچھ اجل سے گلا روز مصیبت کرون

اتنی فرصت دے مجھے درد جگر آجکی رات

گاہ حمزہ صاحبقران سوئے فلک دیکھ کے یہ شعر پڑھتے تھے شعر

الٰہی خیر ہو تا ہے درد پہلو مین ؛ ہے کس بلا مین دل بیقرار آجکی رات ؛ کبھی حمزہ صاحبقران خیال ملکہ مہر نگار مین بستر خواب پر آہ وفغان کرتے تھے کیونکہ حمزہ صاحبقران عشق مین ملکہ مہر نگار کے بیتاب و بیقرار اور اشکبار ہوتے کیونکہ بقول امیر اللہ تسلیم اشعار

محبت سے شب غم ہے سیہ پوش

محبت سے گل تر ہے جگر چاک

محبت سے گل آدم مین ہے جوش

محبت سے ہے لبریز فغان نے

محبت سے نیاز و ناز دیکھا

دم تیغ اجل ہے سلسبیل اسکا

قضا اس مین ادائے بندگی ہے

محبت سے دل لالہ لہو ہے

محبت سے دل بلبل ہے نمناک

محبت کیمیائے ہر نظر ہے

محبت سے نہین خالی کوئی شی

محبت ہے عجب دریائے پرجوش

فنا ہے سہل کار مشکل اسکا

محبت سے ہر روز عیش پرجوش

محبت سے پریشان موج بو ہے

محبت سے ہین روح و تن ہم آغوش

محبت جلوہ پرداز نظر سے ہے

محبت سے دلون مین ساز دیکھا

کہ ہر قطرہ ہے طوفان سے ہم آغوش

بحسرت جان دینی زندگی سے ہے

القصہ حمزہ صاحبقران نصف شب سے زیادہ خیال ملکہ مہر نگار مین بستر خواب پر تڑپا کیے آخر تاب فراق ملکہ مہر نگار نہ لاکر بستر خواب سے اُٹھے اور مقبل وفادار کو پکارا مقبل وفادار فوراً حاضر خدمت ہوا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای مقبل اسوقت خواجہ عمرو تو یہان

نہین ہین مقبل نے عرض کیا کہ شاید بالادوی کو گئے ہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے مقبل اسوقت تم
میرے ساتھ لباس شب روی پہن کے باغ مراد مین چلو دیر نہ کرو ایسا نہو کہ خواجہ آجائین اور باغ مراد مین مجکو
اسوقت جانے نہ دین مقبل نے عرض کیا کہ حضور آپ مجکو اپنے ہمراہ وہان نہ لیجائین کیونکہ خواجہ عمرو نے مجھسے
کہدیا ہے کہ اگر حمزۂ صاحبقران خدانخواستہ کسی بلا مین مبتلا ہونگے یا اپنے تئین کسی صدمے مین ہلاک کرینگے
تو مین تجکو مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل اگر تم اسوقت میرے ساتھ
نہ چلوگے تو مین تمکو ابھی قتل کرونگا مقبل نے جب یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی سنی خیال کیا کہ اے مقبل
خواجہ عمرو تو نہین معلوم کب مجکو قتل کرے لیکن اسوقت اگر مین ہمراہ اسیر بالو قیر کے نہ جاؤنگا تو اسی وقت
حمزۂ صاحبقران مجکو قتل کر ڈالینگے یہ خیال کرکے مقبل نے لباس شب روی پہنا اور حمزۂ صاحبقران نے
بھی لباس شب روی زیب تن کیا اور ایک کمند لیکر مع مقبل بارگاہ سے نکلے اور جانب باغ مراد روانہ ہوئے
جب باغ مراد مین زیر دیوار ایوان پہونچے حمزۂ صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ اے مقبل تم یہین
کھڑے رہو مین اس ایوان مین جاتا ہون یہ کہکے حمزۂ صاحبقران نے دیوار ایوان نوشیروان پر کمند
پھینکی اور بذریعہ کمند کے تاریکی شب مین دیوار ایوان نوشیروان پر گئے اور وہان سے بر بام محل نوشیروان
پر گئے اُس جگہ سے حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ سات چوکیان ہین یعنے واسطے حفاظت و نگہبانی کے علاوہ اور
نگہبانون کے سات شاہزادیان یعنی ملکۂ نگارین روم کی شاہزادی اور خورشید چینی چین کی شاہزادی
اور زہرا مصری مصر کی شاہزادی زہرہ جبین شہر شام کی شاہزادی ماہ مغربی ممالک مغرب کی شاہزادی
خورشید خاوری خاور کی شاہزادی شیرین مشرقی ممالک مشرق کی شاہزادی قریب قریب ملکۂ
مہرنگار کے ہین واضح ہو کہ یہ سب شاہزادیان خدمت ملکۂ مہرنگار مین روز و شب حاضر رہتی تھین اور
ہمراہ ملکۂ مہرنگار کے آخوند سے پڑھتی تھین غرض حمزۂ صاحبقران بام محل سے براہ زینہ سے
نیچے اُترے اور بہ چالاکی اور بہ ہوشیاری چوکیان طے کرکے ملکۂ مہرنگار کی مسہری کے قریب پہونچے اُسوقت حمزۂ
صاحبقران نے دیکھا کہ ملکۂ مہرنگار اس طرح سو رہی ہے کہ چہرۂ پُرنور کھلا ہے زلفین عنبرین پریشان ہین
پیشانی نورانی پہ افشان چنی ہوئی ہے سرمہ و دنبالہ دار آنکھون مین ہے آنسو رخسارون پر آنکھون سے بہکے
جو خشک ہوگئے ہین بوجہ شرکت سرمہ کے نظر آتے ہین اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ مقرر ملکہ بھی
مجھپر مائل ہوئی ہے جس طرح مین عاشق ہوکر اشکبار ہوا اُسی طرح یہ ملکہ بھی مجھپر مائل ہوکے آج کی شب روئی ہے یہ
خیال کرکے بیتابی دل سے حمزۂ صاحبقران نے چاہا کہ ملکہ سے لپٹ جاؤن اور بوسے لب و رخسار کے لون
اور ہم آغوشی سے اپنے دل بیقرار کو تسکین دون لیکن خیال کیا کہ ملکۂ مہرنگار غافل سو رہی ہے میرے لپٹنے
سے یقیناً ڈر جائیگی عجب نہین کہ مجھ سے ناراض ہو پس اے حمزہ معشوق کا رنجیدہ کرنا اور خواب راحت سے
بیدار کرنا عاشق کو بہتر اور مناسب نہین ہے عاشق ہمیشہ معشوق کی خوشی کا جویان اور خواہان رہتا ہے اور
کبھی اپنے معشوق کو تکلیف اور اذیت نہین دیتا ہے اور ناراض اپنے معشوق کو نہین کرتا ہے پس تم تو عاشق ہو
تمکو بھی لازم ہے کہ ملکۂ مہرنگار کو خواب سے بیدار نہ کرو اور اپنے دل مضطر کو سمجھا لو یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران
نے یہ چند اشعار ستون ایوان پر اسواسطے لکھے کہ ملکۂ مہرنگار جب ان اشعار کو ہنگام صبح بیدار ہو کے پڑھیگی
تو سمجھ جائیگی کہ میرا شیفتہ اور فریفتہ حمزہ میرے دیکھنے کو بیتاب و بیقرار ہو کر یہان آیا تھا اور اپنے یہان آنے سے

یہ اشعار لکھکر مجکو اطلاع دے گیا ہے اور درد دل اپنا مجھسے اس پردے مین ظاہر کر گیا ہے اشعار　　زندہ ہو جاے عاشق یکدم

اپنی آواز گر سنا دی شوخ　　آرزوے وصال پوری کر
کون سی مین نے کی خطا دی شوخ　　میرے دل مین سپر ہو کیونکر درد
مرض عشق کی دوا دے شوخ　　دیکھون انجام عشق کیا ہووے

میری دل کی لگی بجھا دی شوخ　　کس گنہ پر سنا ہے ہجر ملی
جب تو پہلو سی اٹھ گیا دی شوخ　　نہین دنیا مین جز وصال کوئی
یاد فالین تو بیوفا اے شوخ　　حمزۂ صاحبقران یہ اشعار

ستون محل پر جھاڑ اور کنول وغیرہ کی روشنی مین لکھکر عنقریب ملکۂ مہر نگار کے آے اور یہ مطلع ملکۂ مہر نگار سے مخاطب ہوکے آہستہ زبان پر لائے مطلع نہین کتا ہوں مین احوال فرقت سر بسر سن لو ٭ کون کہہ حال درد دل جو اے رشک قمر سن لو ٭ ابھی حمزۂ صاحبقران مطلع پڑھکر ملکۂ مہر نگار سے اپنا حال درد دل ظاہر کر رہے تھے یکایک صداے حمزۂ صاحبقران سے ملکۂ مہر نگار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ میری بالین پر ایک شخص سیاہ لباس پہنے ہوے کھڑا ہے چونکہ ملکۂ مہر نگار خواب راحت سے دفعتہً بیدار ہوئی تھی ہر چند کہ دوشنہ تھی لیکن حمزۂ صاحبقران کو نہ پہچانا اور ڈر کے چلانے لگی کہ اے فتانہ جلد آ کہ چور آیا ہے میرے پاس کھڑا ہے جسوقت ملکۂ مہر نگار ڈر کے چیخنے لگی اور فتانہ کو بلانے لگی اسوقت فتانہ اور ملکۂ زہرہ مصری اور ملکۂ خورشید خاوری وجملہ شاہزادیان اور تمام عورتین جو قریب ملکۂ مہر نگار تھین صداے ملکۂ مہر نگار سنکے بیتاب وبیقرار ہوکے دوڑین اسوقت حمزۂ صاحبقران نے اپنے دل مین کہا کہ افسوس بڑا تغضب ہو گیا عورتین بیدار ہو گئین ملکہ نے مجکو نہ پہچانا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یہ خیال کرکے جب تمام خواتین قریب ملکۂ مہر نگار آئین حمزۂ صاحبقران ایک ستون محل پر جلد تر چڑھ گئے اتنی دیر مین جملہ شاہزادیان اور فتانہ ودیگر نسوان بھی پاس ملکۂ مہر نگار کے آئین اور عرض کرنے لگین کہ اے ملکۂ عالم خیر تو ہے مزاج کیسا ہے باعث چلانے اور ڈرنے کا کیا ہے کیا کوئی خواب پریشان حضور نے دیکھا ہے ملکۂ مہر نگار نے سب سے فرمایا کہ مین نے خواب پریشان تو نہین دیکھا لیکن ابھی جو میری آنکھ کھلی تو مین نے اپنے سرھانے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کھڑا ہوا تھا اسی شخص کو مین دیکھ کے ڈر گئی اور چلائی خواتین نے عرض کیا کہ حضور نے اس شخص کو کسطرف جاتے دیکھا ملکۂ مہر نگار نے فرمایا کہ وہ شخص میرے سامنے اس ستون پر چڑھ گیا ہے جسوقت یہ حال خواتین نے سنا ستون کو بغور دیکھا چونکہ اسوقت روشنی کثرت سے تھی جملہ خواتین نے حمزۂ صاحبقران کو ستون محل پر دیکھ کے اسقدر جا بشور وغل کیا کہ نوشیروان خواب سے بیدار ہوا اور گھبرا کر کنیزون اور خواجون وغیرہ سے پوچھنے لگا کہ یہ شور وغل کیسا ہے جلد دریافت کرو کنیزین اور خواجین جلد تر گئین اور ملکۂ زہرہ مصری اور فتانہ سے دریافت کرکے بعجلت تمام خدمت نوشیروان مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگین کہ حضور ہم کنیزون نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایوان حضور مین چور آیا ہے اور ابھی تک ستون محل پر ہے اسی وجہ سے خواتین شور وغل کر رہی ہین نوشیروان نے یہ حال سنکے حکم دیا کہ جلد تر محل مین خواتین پردہ کرین اور جا بجا ہٹ جائین جسوقت ایوان مین پردہ ہو چکا فی الفور نوشیروان نے قارن دیوبند کو محل مین بلایا اور فرمایا کہ اے قارن ہمارے ایوان مین دزد آیا ہے اور اب تک ستون پر ہے پس تو جا کر اس دزد کو گرفتار کر خبردار وہ دزد بھاگ کے جانے نہ پائے اگر زندہ گرفتار نہو سکے تو اوسکو قتل کر تاکہ اس دزد نے ایسی جسارت اور دلیری کی ہے کہ ما بدولت کے محل مین بے خوف وخطر پیراے دزدی رز ومال آیا ہے قارن دیوبند بموجب حکم نوشیروان جانب ستون چلا ادھر نوشیروان نے حکم دیا کہ مردان لشکر محل کے گرد رہین جس طرف

سے وزد بھاگ جانے کا ارادہ کرے اُسکو بھاگنے نہ دین اور اگر وزد محل سے کود ے تو اسکو قتل کرین یا گرفتار کرین چنانچہ بموجب حکم نوشیروان مردمان فوج اور سرداران لشکر نے بہ کثرت روشنی کرکے اور تین طرف سے ایوان شاہی کو گھیر لیا جانب باغ ہراول اوس اضطراب مین کوئی سردار نہ گیا غرض جب قارن دیوبند برا اسے گرفتاری وزد چلا اور حمزہ صاحبقران نے سنا کہ قارن دیوبند میرے گرفتار کرنے کو آتا ہے اُسوقت حمزہ صاحبقران بخیال حفظ غرت و آبرو ستون سے بام پر آگئے اور وہان سے اُس دیوار پر آئے کہ جس دیوار کے نیچے مقبل کھڑا تھا اور کمند اُسی دیوار پہ تھی ورنہ قارن دیوبند کی کیا حقیقت تھی کہ حمزہ صاحبقران اُس سے بھاگتے غرض حمزہ صاحبقران دیوار پر پہونچے ہی تھے کہ ناگاہ قارن دیوبند نے آکر اور تلوار کھینچکر حمزہ صاحبقران کے سر پر لگائی اُسی عالم اضطراب مین حمزہ صاحبقران نے پاؤن اپنا کمند پہ رکھا اور قصد باغ مین اُترنے کا کیا یکایک نوک شمشیر سرا میر بالتوقیر پہ پڑی سر زخمی ہوا اور پاؤن اُسی حالیت اضطراب دبیچ اُسی مین کمند پہ تھا حمزہ صاحبقران دیوار سے باغ مین گرنے لگے چونکہ مقبل زیر دیوار کھڑا تھا حمزہ صاحبقران کو گرتے ہوئے دیکھکر گھبرایا اور دونون ہاتھ اپنے پھیلا کر حمزہ صاحبقران کو روک لیا اور ہاتھون سے چھوڑ کے آہستہ عرض کرنے لگا کہ اے حمزہ صاحبقران خیر تو ہے آپ کہان گئے تھے اور زخمی کیونکر ہوئے اور اسقدر مضطر کیون ہین حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل یہ وقت حال بیان کرنے کا نہین ہے جلد یہان سے چلو توقف نہ کرو یہ کہکے ہمراہ مقبل وفادار کے باغ سے نکلے ادھر قارن دیوبند نے آواز بلند نوشیروان سے عرض کیا کہ حضور مین نے وزد کو زخمی کیا ہے لیکن وزد دیوار باغ سے گر پڑا ہے اب مع اپنے ہمراہی کے باغ سے نکل کے جاتا ہے جسوقت یہ عرض قارن دیوبند کی نوشیروان نے سُنی فورًا محل سے برآمد ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا اور سرداران لشکر اور کچھ سواران لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے مع قارن دیوبند برای گرفتاری وزد روانہ ہوا اتنی دیر مین حمزہ صاحبقران قریب اپنے لشکر کے پہونچ گئے تھے یکایک نوشیروان نے دیکھا کہ دو سیاہ پوش جانب پل شادکام بعجلت چلے جاتے ہین نوشیروان نے اپنے سردارون اور اہل لشکر سے فرمایا کہ یہی دونون بظاہر وزد ہین جلد گھوڑے دوڑا کر ان دونون چورون کو گرفتار کرلو بحکم نوشیروان چند سردارون اور سوارون نے گھوڑے بڑھائے حمزہ صاحبقران نوشیروان کو آتے دیکھکر نہایت پریشان ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اگر نوشیروان نے مجکو دیکھ لیا تو میری نہایت ذلت اور رسوائی ہوگی یہ خیال کرکے اور ساحل دریا پہ ہو کے جلدتر اپنے تئین دریا مین گرا دیا مقبل بھی دریا مین آیا اور حمزہ صاحبقران کے ہمراہ پیرتا ہوا چلا جسوقت نوشیروان و سرداران نوشیروان وغیرہ کنارہ دریا پر آئے اس خیال سے ٹھہر گئے کہ پل شادکام پہ لشکر حمزہ صاحبقران کا اُترا ہوا ہے ہم یہان سے اہل لشکر سے کہدین کہ ان دونون سیاہ پوشون کو گرفتار کرلو مردمان فوج سیاہ پوشون کو گرفتار کرلینگے ہمارا ہنگام شب دریا مین گھوڑا ڈالنا اور تعاقب ان سیاہ پوشون کا کرنا بیکار ہے یہ خیال کرکے بحکم نوشیروان سرداران نوشیروان نے مردمان لشکر حمزہ صاحبقران سے پکار کے کہا کہ اے مردمان لشکر و سرداران حمزہ صاحبقران آگاہ ہو کہ اُسوقت تمہاری فرودگاہ لشکر کی طرف دو سیاہ پوش آتے ہین لہذا حکم شہنشاہ کا ہے کہ ان کو جلد گرفتار کرلو حمزہ صاحبقران یہ حال دیکھ کے گھبرائے مگر بدرجہ مجبوری دریا سے نکل کے اپنے لشکر کی طرف چلے جسوقت یہ صدا سرداران نوشیروان کی سرداران حمزہ

صاحبقران نے سُنی فی الفور سواروں اور لشکریوں کو اپنے ہمراہ لیکر برائے گرفتاری سیاہ پوشان جانب کنارۂ دریا چند مشعلیں روشن کرکے چلے لیکن خواجہ عمرو یہ غلغلہ اور یہ ہنگامہ سُنکے قبل سرداروں اور سواروں کے جو روانہ ہوئے تھے سب سے پہلے کنارۂ دریا کے قریب پہونچے دیکھا کہ فی الحقیقت دو سیاہ پوش چلے آتے ہیں خواجہ عمرو نے نعرہ کیا کہ اے سیاہ پوشو اب کہاں بھاگ کے جاؤگے کہ میں تمہارے قریب آپہونچا یہ نعرہ کرکے خواجہ جلد تر سیاہ پوشوں کے قریب آئے چونکہ تاریکی تھی خواجہ عمرو نے نہ پہچانا اور ارادہ کمند مارنے کا کیا حمزۂ صاحبقران نے آہستہ سے فرمایا کہ ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ میں حمزۂ صاحبقران ہوں اور میرے ہمراہ مقبل ہے خواجہ عمرو نے آواز حمزۂ صاحبقران پہچان کے ہاتھ اپنا روک لیا اور قریب حمزۂ صاحبقران آکر عرض کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ اسوقت کہاں گئے تھے اور کہاں سے آتے ہیں حمزۂ صاحبقران نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک اپنے عاشق ہونے کا اور ملکۂ مہرنگار کے پاس جانے کا بیان کیا خواجہ عمرو نے مقبل کی طرف دیکھکے کہا کہ ای مقبل دیکھو میں نے تجسے پہلے ہی کہا تھا کہ آج حمزۂ صاحبقران باغ میں کسی گل پیرہن پر عاشق ہوئے ہیں اسی وجہ سے مجھ سے بھی حالت بیقراری وبیتابی اور خیال معشوق خوبرو میں گفتگو نہیں کرتے ہیں مقبل نے کہا کہ ای خواجہ تم سچ کہتے تھے لیکن مجکو یہ حال نہ معلوم تھا اسوقت خلاصہ حال معلوم ہوا ہے القصہ جب خواجہ عمرو کو معلوم ہوگیا کہ دونوں سیاہ پوش حمزۂ صاحبقران اور مقبل ہیں فوراً حمزۂ صاحبقران اور مقبل کو اُسی جگہ چھوڑکر لشکر کیطرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں جملہ سرداروں اور سواروں سے کہا کہ اب تم کسکی تلاش میں جاتے ہو وہ دونوں سیاہ پوش دریا سے نکل کے ایک طرف بھاگے میں اُنکے گرفتار کرنے کو اُنکے تعاقب میں دور تک گیا آخر میرے ہاتھ سے اور ایک جانب دونوں سیاہ پوش نکل گئے اور ہمارے ہاتھ نہیں آئے سرداران حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو سچ کہتے ہونگے سیاہ پوش بھاگ گئے ہونگے اب ہمارا اُنکے گرفتار کرنے کو جانا محض بیکار ہے یہ خیال کرکے سرداران حمزۂ صاحبقران نے بہ آواز بلند دوسرے کنارۂ دریا سے کہا کہ اے سرداران شہنشاہ بحروبر وفرمانروائے ہفت کشور تمکو معلوم ہو ہمنے ہر چند چاہا کہ سیاہ پوشوں کو گرفتار کریں لیکن وہ سیاہ پوش اسقدر جلد بھاگے کہ ہمارے ہاتھ نہ آئے اب ہم بمجبوری اپنے لشکر کی جانب جاتے ہیں یہ کہکے سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران فرودگاہ لشکر کی طرف چلے اور اپنے خیام میں آکر بیٹھے اور اُدھر سرداران نوشیروان دیکھو حال سیاہ پوشوں کے بھاگ جانے کا سُنکے ہمراہ رکاب نوشیروان کنارۂ دریا سے چلے اثنائے راہ میں نوشیروان نے سرداروں سے فرمایا کہ افسوس یہ دونوں سیاہ پوش بھاگ گئے گرفتار نہوئے اگر یہ دونوں سیاہ پوش گرفتار ہو جاتے تو میں انکو ایسی بُری طرح سے قتل کراتا کہ اُنکے حال پر مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کریں اور میں انکو ہلاک کراکے خوش ہوتا شہر میں ہر ایک دزد کو بھی آگاہی ہو جاتی اور ہر ایک دزد یہ خیال کرتا کہ ایوان شاہی میں واسطے چوری کرنے کو جو جائیگا وہ اسی طرح قتل کیا جائیگا اب چور ڈر جاتے اور پھر کوئی چور میرے محل میں آنے کا قصد نہ کرتا غرض نوشیروان اسی طرح کی باتیں کرتا ہوا در ایوان پر آیا اور آخر شب داخل ایوان ہوا اور خواتین سے فرمایا کہ دونوں سیاہ پوش بھاگ گئے کوئی اُنمیں سے گرفتار نہوا ملکۂ مہرنگار نے بھی سُنا کہ سیاہ پوش بھاگ گیا گرفتار ہوکر نہیں آیا ادھر بعد چلے جانے نوشیروان اور سرداران حمزۂ صاحبقران کے خواجہ عمرو خدمت حمزۂ صاحبقران میں حاضر ہوئے

اسوقت حمزۂ صاحبقران نے سجدۂ شکر خدا کیا اور فرمایا کہ پروردگار نے مجکو دشمنون سے بچایا اگر مین گرفتار ہوجاتا تو بڑی قباحت ہوتی اور نہایت ذلت ہوتی اور نہین معلوم انجام کیا ہوتا بڑی خیر ہوئی کہ سوا تم دونون کے اور کوئی اس راہ سے آگاہ نہین ہوا جب خواجہ عمرو نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنی عرض کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ خوب جانتے ہین کہ بختک آپ کا دشمن ہے ہنگام سحر جب یہ حال تمام وکمال سنیگا اور آپ دربار نوشیروان جاوینگے اور وہ آپ کے زخم سر کو دیکھیگا یقین ہے کہ پہچان جائیگا اور نوشیروان سے کہیگا کہ جو دزد شہنشاہ کے محل مین شب کو آیا تھا وہ حمزۂ صاحبقران تھے اگر نوشیروان پوچھیگا کہ تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ حمزہ میرے محل مین شب کو گئے تھے اسوقت بختک آپ کے سر کا زخم دکھائیگا اور کہیگا کہ اس زخم کی وجہ سے مین نے پہچانا پھر قارن دیوبند کو بھی بلائیگا اور وہ بھی یہ کہیگا کہ بیشک یہ زخم میری تلوار کا ہے اسوقت عجب نہین کہ نوشیروان آپ کے دشمنون کو قید یا قتل کرے پس میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ اسی وقت بلی شادگام سے بالفعل جانب بیشۂ فیض رسان مع کل لشکر کوچ کیجیے اور ایک لمحہ بھی یہان توقف نہ فرمایئے کیونکہ مجکو یہ خوف ہے کہ ایسا نہو کہ نوشیروان حال آپ کے زخم سر کا سن لے اور بختک آپ کی ایذارسانی پر نوشیروان کو آمادہ کرے جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی حمزۂ صاحبقران نے سنی خیال کیا کہ خواجہ سچ کہتے ہین یہان توقف کرنا ایک دم بھی لازم نہین ہے غرض یہ خیال کر کے حمزۂ صاحبقران مع مقبل وفادار خواجہ عمرو اپنے لشکر مین آئے اور بعد لباس تبدیل کرنے کے جملہ سردارون کو بلاکر فرمایا کہ مردمان لشکر کو حکم دو کہ اسی وقت یہان سے کوچ کرین اور طرف بیشۂ فیض رسان کے روانہ ہون سرداران ذیوقار نے فوراً حکم حمزۂ صاحبقران سے اہل لشکر کو اطلاع دی اسی وقت جملہ مردمان لشکر آمادۂ کوچ اور مستعد سفر ہوے لشکر مین طبل سفر پر چوب پڑی خیام اور بارگاہون کے اٹھائے لدگئے سوار اور پیدل چلنے پر تیار ہوئے جسوقت حمزۂ صاحبقران مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے لشکر مین باجے بجے علم فوج جلوہ گر ہوئے سواری حمزۂ صاحبقران کی قبل صبح آگے بڑھی سرداران شورشعار اور دلیران لشکر نصرت اثر اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار ہمراہ رکاب حمزۂ صاحبقران جانب بیشۂ فیض رسان چلے

داستان شرط کرنا بختک کا بزرجمہر سے اور روانہ کرنا نوشیروان کا نمیس کو واسطے خبر لانے امیر یا توقیر حمزۂ صاحبقران کے اور جانا ابوالخیر کا مرہم لیکر خدمت حمزۂ صاحبقران مین اور آنا امیر باتوقیر کا دربار نوشیروان مین صحت پاکر مع اسد دیوانہ وغیرہ اژدہے کو مار کر اور شرط ہارنا بختک کا

راویان خوش تقریر اس داستان بےنظیر کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب شاہ انجم سپاہ مثل سیاہ پوشون کے نہان ہوا اور خسرو خاور مشرق کی طرف سے عیان ہوا نوشیروان محل سے برآمد ہوکر تخت پر بیٹھا اور دربار مین جملہ سرداران اور امرا حاضر ہوکر اور آداب و تسلیم بجا لاکر وزیرون اور کرسیون پر بیٹھے اور بختک بھا اور خواجہ بزرجمہر تشریف لائے اسوقت نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے عم نامدار شب گذشتہ آخر شب کو ہمارے ایوان مین ایک سیاہ پوش جسارت کرکے آیا تھا خواتین محل نے اسکو دیکھکر ایسا شور و غل کیا تھا کہ مین خواب سے بیدار ہوا تھا ہر چند میرے حکم سے قارن دیوبند کی

اُس سیاہ پوش کو تلوار سے زخمی کیا لیکن وہ سیاہ پوش ایسا بہادر اور چالاک تھا کہ زخم شمشیر کھا کر محل سے نکل گیا ہر چند
مین نے کنارۂ دریا تک مع سرداروں اور سواروں کے اُسکا تعاقب کیا لیکن وہ سیاہ پوش اور اُسکا ہمراہی دریا
سے گذر کر ہر ایک سیاہ پوش غائب ہو گیا بس ای عم نامدار رات سے اسوقت تک مجکو یہی فکر ہے کہ نہین معلوم وہ
سیاہ پوش کون تھا جو میرے ایوان مین جسارت کر کے آیا تھا نوشیروان جب یہ تقریر کر کے خاموش
ہوا خواجہ بزرجمہر نے کچھ عرض کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن بختک بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسا خواجہ بزرجمہر
نے فرمایا ای بختک تو کیسا بیوقوف اور بے ادب وزیر ہے کہ دربار شہنشاہ گیتی ستان مین اسطرح بے محل
ہنستا ہے کچھ تجھے خیال عتاب شہنشاہ کا نہین ہے اب یہ تو بیان کر کہ سبب تیرے ہنسنے کا کیا تھا بختک نے کہا
کہ مین اسوقت یہ خیال کر کے ہنسا کہ جو مین سمجھے ہوئے تھا وہی ہوا اور جو کچھ آپ سمجھے ہوئے ہون وہ
ضرور ہوگا خواجہ بزرجمہر نے پوچھا تو کیا سمجھے ہوئے تھا جو ہوا اور اب کیا سمجھے ہوئے ہے بیان کر بختک
نے کہا اسوقت میرے ہنسنے کی وجہ یہ تھی کہ قبل اسکے مین نے شہنشاہ سے عرض کیا تھا کہ حمزۂ
صاحبقران ایک روز ضرور محل مین قدم رکھینگے اور ملکۂ مہر نگار کو نظر بد سے دیکھینگے شہنشاہ عالیجاہ نے
مجھے فرمایا تھا کہ تو بیہودہ بکتا ہے حمزۂ میرا پسر خواندہ ہے وہ کبھی میری دختر کو نظر بد سے نہ دیکھیگا مین
گفتگو شہنشاہ کی سنکے چپ ہو رہا تھا پس جو مین نے عرض کیا تھا اسوقت اُسکا ظہور جو سمجھے ہوئے تھا
ہوا کل دن کو حمزۂ صاحبقران شہنشاہ سے اجازت لیکر باغ مراد کی سیر کو گئے تھے مجکو یقین کامل ہے
کہ وہی شب کو بھی بغیر اجازت شہنشاہ عالیجاہ محل مین گئے ہونگے اور گل رخسار ملکۂ مہر نگار کی سیر انھون
نے بخوبی کی ہوگی خواتین محل بیدار ہو گئین ورنہ بڑا غضب ہو جاتا بڑا اہل محل سے نکل جاتا دولت اولاد شہنشاہ
ملک بارگاہ کو ایوان سے لیجاتے شہنشاہ کو ہجر دختر کا داغ دیجاتے اور اب مین یہ سمجھے ہوئے ہون کہ اگر
حمزۂ صاحبقران قابو پاکر ملکۂ مہر نگار کو محل سے ضرور لیجاوینگے خواجہ بزرجمہر گفتگو بختک کی سنکر فرمانے لگے
کہ ای بختک کیا بیہودہ اور واہیات باتین سر دربار اپنی زبان پر جاری کرتا ہے شہنشاہ کی توہین کرتا ہے چپ رہ
اور حمزۂ صاحبقران کی طرف ہرگز ایسا خیال نہ کر وہ کبھی محل سلطانی مین نہ گئے ہونگے خبردار اب یہ ذکر
زبان پر نہ لانا اگر حمزۂ صاحبقران سُنینگے تو تجکو سخت سزا دینگے اور شہنشاہ بھی تجھسے ناراض ہونگے ناحق کیون کسی کو
متہم کرنا چاہیے اور ای بختک تجکو کیونکر معلوم ہوا اور یقین ہوا کہ وہ سیاہ پوش حمزۂ صاحبقران تھے کوئی اس
دعوی پر دلیل بھی رکھتا ہے بختک نے کہا ای خواجہ بزرجمہر مین اس دعوی پر دو دلیلین رکھتا ہون اول
یہ کہ کسی چور کی یہ مجال نہین کہ ایوان شاہی مین جسارت کر کے جاوے اور باوجود زخم کھانیکے اور اس قدر
بند و بست کے محل سے نکل جاوے اور ہاتھ نہ آوے یہ جوانمردی اور جسارت حمزۂ صاحبقران ہی پر
موقوف ہے پس سوائے اُنکے اور کوئی محل مین نہ گیا ہوگا دوسری دلیل یہ ہے کہ ابھی تک حمزۂ صاحبقران دربار
مین نہین آئے اس سے صاف ثابت اور ظاہر ہوتا ہے کہ بسبب زخم سر کے اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہونگے اور
درد زخم سر اور جدائی ملکۂ مہر نگار سے بیچین اور بے قرار ہونگے گرد اُنکے جملہ سردار بیٹھے ہونگے جیسے
سمجھا رہے ہونگے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا ای بختک یہ جو تو نے دونون دلیلین بیان کین ان مین سے
کوئی دلیل ایسی نہین ہے کہ جس سے حمزۂ صاحبقران کا محل مین جانا ثبوت ہو بختک نے کہا کہ اگر مین آپ
کے نزدیک جھوٹا ہون تو آپ سے اور مجھسے یہ شرط ہو جاوے کہ اگر آپ جیتینگے تو سر دربار مجکو پانچ سو جوتیان

لگانے گا اور اگر آپ شرط ہار دیگا تو اور تو میری مجال نہیں کہ کچھ کہون سوا اسکے کہ آپ مجکو پانچ ہزار روپیہ دیجیے گا
جسوقت یہ تقریر بختک سنی خواجہ بزرجمہر نے فکر کی اور بعد فکر جانب نوشیروان دیکھا نوشیروان سے
فرمایا کہ عمر نامدار میرے نزدیک تو بختک جھوٹا ہے اگر آپ کے نزدیک بھی بختک جھوٹا ہو تو آپ
شرط یہ منظور کیون نہین کرتے اسوقت خواجہ بزرجمہر فکر کرنے لگے کہ اگر یہ شرط منظور نہین کرتا ہون تو جھوٹا
ٹھہرتا ہون اور اگر شرط کرتا ہون تو شرط کا لینا اور دینا بھی اچھا نہین ہے آخر بعد فکر بسیار خواجہ بزرجمہر
نے بمجبوری بختک سے شرط کی جسوقت بزرجمہر اور بختک سے شرط ہو چکی اسوقت بختک نے
نوشیروان سے عرض کیا کہ اب شہنشاہ کسی کو واسطے بلانے حمزۂ صاحبقران کے روانہ فرمائیں جسوقت
وہ یہان آجائینگے اگر انکے سر پر نشان زخم تازہ ہوگا اور قارن دیوبند اپنی تلوار کا زخم پہچان لیگا تو مین
خواجہ بزرجمہر سے شرط جیت لونگا اور اگر حمزۂ صاحبقران کے سر پر زخم تازہ شمشیر کا نہوگا تو مین شرط
ہار جاؤنگا پانچ سو جوتیان سر دربار کھاؤنگا نوشیروان نے یہ گفتگو بختک کی سنکے فوراً تلبیس کو بلایا
جب وہ حاضر ہوا اور پایۂ تخت کو چوم چکا اور دعا و ثناے شاہی بجالا چکا اسوقت نوشیروان نے اس سے
فرمایا کہ ای تلبیس جلد تر پل شادگام پر جا اور حمزۂ ہمارے پسر خواندہ کو بلا لا کہنا کہ شہنشاہ تمکو یاد فرماتے تھے
جلد چلو تلبیس بموجب حکم نوشیروان جلد تر پل شادگام کی طرف روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ حمزۂ
صاحبقران وہان نہین ہین بلکہ لشکر حمزۂ صاحبقران بھی وہان نہین ہے تلبیس حمزۂ صاحبقران کو وہان
نہ دیکھکر جلد تر خدمت نوشیروان مین حاضر ہوا اور دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگا کہ یہ غلام ای شہنشاہ
تو تا پل شادگام پر گیا تھا مگر وہان اس نمکخوار نے حمزۂ صاحبقران اور انکے لشکر کو نہین دیکھا نہین
معلوم کس طرف چلے گئے ہین جسوقت یہ خبر نوشیروان نے سنی اب تو متردد ہوا اور یہ خیال کرنے لگا کہ شاید بختک
سچ کہتا ہے حمزۂ ہی میرے محل مین گیا تھا اور اب زخم شمشیر سر پر کھا کر مجھسے ڈر کے کسی طرف چلا گیا ہے پس اب
اسکی جستجو کے واسطے کس جانب سردارون کو روانہ کرون نوشیروان یہ خیال کرنے لگا لیکن جب بختک نے
تلبیس کی زبانی سنا کہ حمزۂ صاحبقران پل شادگام سے کہین چلے گئے ہین یہ سنکے نہایت خوش ہوا اور
روبروے نوشیروان اس طرح عرض کرنے لگا کہ ای شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر ذرا ملاحظہ فرمائین
کہ بختک وزیر حضور کا کیسا سراپا فہم و دانش ہے کہ مثل اپنا روے زمین پر نہین رکھتا ہے اگر اس زمانے مین
عقلاے طبقۂ یونان ہوتے تو وہ بھی مجھسے عقل و فہم مین زیادہ نہوتے حضور مین تو سمجھ چکا تھا کہ سواے حمزۂ
صاحبقران کے اور کسی کا یہ کام نہین کہ محل شاہی مین دلیرانہ جاے اور پھر محل سے نکل جاے اب بظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران کو خواجہ عمرو کہ وہ نہایت چالاک اور ہوشیار ہین اسی وجہ سے کسی طرف
لیگئے ہین کہ زخم سر اچھا ہو جاے تاکہ حال محل مین جانے کا ظاہر نہو جسوقت بختک نے اپنی تقریر تمام
کی نوشیروان نے تو سنکے کچھ نہ فرمایا لیکن خواجہ بزرجمہر نے تلبیس سے خبر چلے جانے حمزۂ صاحبقران
کی سنکے اور نوشیروان کو متردد دیکھکے خیال کیا کہ نہین معلوم حمزۂ صاحبقران کیون چلے گئے اور اس طرح
گئے کہ شہنشاہ سے بھی رخصت نہوئے یہ خیال کرکے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ ای بختک حمزۂ صاحبقران
کے چلے جانے سے تجکو خوش ہونا اور یہ خیال کرنا نہ چاہیے کہ مین شرط جیت لونگا نہین معلوم کس وجہ
سے اور کس سبب سے حمزۂ صاحبقران کسی طرف چلے گئے ہین اب وہ جسوقت یہان آئینگے اسوقت

تمام حال معلوم ہو جائیگا اگر اُنکے سر پر نشان زخم شمشیر ہوگا تو مین پانچ ہزار روپیہ دونگا ورنہ تجکو سر دربار
پانچ سو جوتیان لگاؤنگا خواجہ بزرجمہر یہ فرماکر دربار نوشیروان سے اُٹھے اور اپنے مکان کی طرف روانہ
ہوے جب اپنے مکان مین پہونچے اور اُسی وقت حمزۂ صاحبقران کی کیفیت دریافت کرنیکی نیت کر کے
قرعہ پھینکا اور شکلون کو دیکھکر زائچہ کھینچا اور بعد زائچہ کھینچنے کے غوص اور فکر کرنے لگے آخر بعد فکر بسیار زائچہ
سے یہ ثابت و آشکار ہوا کہ ہنگام شب حمزۂ صاحبقران ایوان شاہی مین قارن دیوبندکی شمشیر سے زخمی
ہوے اور اپنے لشکر مین پہونچے وہان سے مع جملہ مردمان لشکر جانب بیشۂ فیض رسان روانہ ہوے اور اب
اُسی طرف چلے جاتے ہین خواجہ بزرجمہر نے یہ حالات زائچہ سے دریافت کر کے خیال کیا کہ اب ایسی کوئی تدبیر کرنا
چاہیئے کہ زخم شمشیر سر حمزۂ صاحبقران ایسا اچھا ہو جائے کہ نشان زخم بھی معلوم نہو اور جسوقت حمزۂ صاحبقران
دربار نوشیروان مین آئین بختک شرط ہار جائے اور سر دربار ذلیل ہو القصہ بزرجمہر نے یہ خیال کر کے
اُسی وقت چند ادویہ پسوا کر ایک مرہم بنا کر اور اپنے ملازم ابوالخیر کو وہ مرہم دے کر فرمایا کہ حمزۂ صاحبقران
جانب بیشۂ فیض رسان گئے ہین تم اس مرہم لیجا کر انھین دینا اور ہماری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ اس
مرہم کو زخم سر مین لگاؤ انشاءاللہ جلد تر ایسا زخم اچھا ہو جائیگا کہ نشان زخم بھی باقی نرہیگا جب
زخم سر اچھا ہو جاے تو دربار نوشیروان مین ضرور آنا کیونکہ بختک سے اور بختک سے شرط یہ ہوئی ہے وہ کہتا ہے
کہ حمزۂ صاحبقران کے سر پر زخم تازہ شمشیر کا ہے اور ہم کہتے ہین کہ زخم نہین ہے اور نوشیروان کو بھی بختک
کے کہنے سے تردد ہے لہذا ہمنے یہ مرہم اسواسطے تمکو بھیجا ہے کہ تمہارا زخم سر اچھا ہو جاے اور بختک سر دربار
ذلیل ہو اور جو اسکا مدعاے دل ہے وہ بر نہ آئے ابوالخیر خواجہ بزرجمہر سے یہ سُنکے جانب بیشۂ فیض رسان
روانہ ہوا ابوالخیر تو مرہم لیکر جانب بیشۂ فیض رسان خدمت حمزۂ صاحبقران مین گیا ہے دیکھیے کس وقت
پہونچتا ہے اُسکو اثناے راہ مین چھوڑیے اور اب حال ملکۂ مہر نگار کا سُنیے کہ جب سیاہ پوش قارن
دیوبند کی تلوار کا زخم سر پر کھا کر ایوان شاہی سے نکل گیا اور قارن دیوبند بھی محل سے چلا گیا
اُسوقت ملکۂ مہر نگار نے خیال کیا کہ سیاہ پوش نہین معلوم کون تھا کہ میرے سرہانے کھڑا تھا اگر
سیاہ پوش چور تھا تو زر و جواہر کی طرف توجہ کرتا اور مال و دولت لیکر محل سے چلا جاتا میرے سرہانے
کھڑا ہو کر میری دولت حسن پر نظر نہ کرتا غرض اسی طرح ملکۂ مہر نگار خیالات کیا کی جب صبح ہوئی یکایک
ملکۂ مہر نگار نے جانب ستون محل جو دیکھا ملاحظہ کیا کہ ستون محل پر کچھ لکھا ہے چونکہ اُسوقت سوا فتانہ
اور ملکۂ زہرہ مصری کے اور کوئی شاہزادی اور کوئی کنیز گرد و پیش نہ تھی اسی وجہ سے ملکۂ مہر نگار بے قرار
ہو کے متصل ستون آکر کھڑی ہوئی اور اشعار جو ستون پر لکھے تھے اُنکو پڑھنے لگی جب تمام و کمال اشعار
پڑھ چکی بے اختیار اشکبار ہوئی فتانہ اور زہرۂ مصری نے عرض کیا کہ حضور یہ ستون پر کیا لکھا ہوا ہے
کہ جسے حضور پڑھکے بے قرار اور اشکبار ہین اور یہ کہنے لکھا ہے ملکۂ مہر نگار نے اور زیادہ رو کے
اور آہ سرد کر کے فرمایا کہ اے فتانہ اور زہرہ مصری تم دونون میری رازدان ہو اس وجہ سے مین
بیان کرتی ہوں ورنہ کبھی بیان نہ کرتی تمکو بھی لازم ہے کہ اس راز کو خبردار کسی سے بیان نہ کرنا
ورنہ مجکو تمسے بڑا ملال ہوگا اور میری نہایت ذلت اور رسوائی ہوگی فتانہ اور زہرۂ مصری نے عرض
کیا کہ حضور ارشاد تو فرمائین ہمکو نافہم و بے وقوف نہ بنائین ہم کسی سے نہ بیان کرینگے اور کبھی اگر اس راز کا

بھی زبان پر نہ لائینگے حضور ہمکو اپنا خیر خواہ اور جان نثار تصور کریں راز کے بیان کرنے مین خدا بھی تامل نہ فرمائیں جب یہ تقریر
زہرہ مصری اور فتانہ کی ملکہ مہر نگار نے سنی رو کر فرمایا کہ ای فتانہ اور زہرہ مصری بڑا غضب ہوا مجکو اسوقت
عجیب صدمہ جانکاہ ہوا رات کو جو سیاہ پوش میرے سرہانے کھڑا تھا اور جسکو مین نے چور تصور کر کے تم سبکو بیدار
اور ہوشیار کیا تھا وہ چور نہ تھا ہاے کیا کہوں وہ کون تھے بھی ہمکو نام تو یاد نہین لیکن تم سمجھ جاؤ جنکو مین نے بام
بارہ دری سے دیکھا تھا جو مجکو دیکھکر عاشق ہوے تھے جنکو لب نہر غش آگیا تھا جنکے عشق مین مین بھی شب کو
بیقرار و اشکبار رہی تھی وہی میرے عشق مین بیتاب ہو کے دلیری اور جسارت کر کے محل مین آ کے تھے اور
بصورت سیاہ پوش میرے سرہانے کھڑے تھے اور حسن کا میرے نظارہ کر رہے تھے اور یہ اشعار بھی
وہی لکھ گئے ہین ای فتانہ تجکو میرے سر کی قسم ذرا ان اشعار کو پڑھ لو اور ذرا سمجھ لو ان اشعار سے وہ
اپنے عشق کی بیتابی و بیقراری قلب و جگر کی خبر دے گئے ہین اور اپنے یہان کے آنے سے مجکو اطلاع
دے گئے ہین مین تو اپنے دل مین کہتی تھی کہ یہ کسی چور کی مجال نہین تھی کہ ایوان شاہی مین آ سکے
ہاے افسوس مین نے کیا نادانی اور بیوقوفی کی اور کیا مین نے اُنکی قدردانی کی کہ انکو چور سمجھکر سبکو ہوشیار
کر دیا انکی ذلت اور رسوائی مین نے چاہی اور شور و غل کر کے گویا مین نے ہی قارن دیوبند کے ہاتھ سے
انکو زخمی کرایا اے فتانہ نہین معلوم انکو مجھسے کیا کہنا تھا اور کیا سوچ کے اور سمجھ کے وہ یہانتک آئے تھے
افسوس ہزار افسوس وہ کلام بھی نہ کرنے پائے کہ مجھ کمبخت نے چور خیال کر کے چیخنا شروع کیا اور وہ بیچارے
ہر ایک کے بیدار ہونے سے زخمی ہو کر چلے گئے اگر مین انکو پہچان لیتی اور کسی کو ہوشیار اور بیدار
نہ کرتی تو وہ قارن دیوبند کے ہاتھ سے کیون زخمی ہوتے اے زہرہ مصری وہ ایسے ہی شجاع اور بہادر
تھے کہ زخم شمشیر سر پر کھا کر چلے گئے اور کوئی انکو گرفتار نہ کر سکا اگر اور کوئی ہوتا تو گرفتار ہو جاتا محل سے
نکل کے نہ جا سکتا مین تو یہی کہونگی کہ انکی خدا نے مدد کی کہ انکو کوئی گرفتار نہ کر سکا ای فتانہ اگر دشمن انکے
گرفتار ہو جاتے تو مجکو ازحد صدمہ و رنج ہوتا ہر چند کہ وہ میرے کوئی عزیز نہین ہین اور نہ مجھسے اور انسے کبھی
کی ملاقات تھی اور نہ اب کوئی مجکو انسے تعلق ہے لیکن فقط انکے حال پر اور انکی جوانی پر مجکو رحم آیا اور جب
وہ قید یا قتل کیے جاتے تو مین بھی انکے صدمے مین جان دے دیتی سنکھیا تھوڑی سی کھا لیتی اے
زہرہ مصری مین ہرگز اپنی جان شیرین کا کچھ خیال نہ کرتی اور اپنی رسوائی اور انکی ذلت کبھی گوارا نہ کرتی فورًا
انکی موت کا مزہ چکھتی ایک لمحہ زندہ نہ رہتی اور اب بھی میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے تئین ہلاک کر دون کیونکہ انکو مجھسے
ازحد ملال ہوا ہوگا بلکہ یقین ہے کہ اب وہ میری شکل سے بیزار ہو گئے ہونگے اپنے دل مین کہتے ہونگے کہ مہر نگار
نے خوب ہماری قدر کی اور کیا خوب عاشق نوازی کی ہمکو نہ پہچان کے چور بنایا قارن دیوبند سے غل و شور
کر کے زخمی کرایا اور سبکو بیدار اور ہوشیار کر کے ارادہ ہماری گرفتاری کرانے اور قتل کرانے کا کیا خوب
حق الفت ادا کیا اے فتانہ اب انکو بوجہ اس ندامت اور شرمندگی کے انسے آنکھ چار نہ ہوگی جسوقت وہ مجھسے
شکایت کرینگے تو بھی بتا کہ مین انکو کیا جواب دونگی سواے اپنی خطا کے اقرار کرنے اور کیا کہونگی یہ کہکے ملکہ مہر نگار
بیتاب و بیقرار ہو کے ستون ایوان سے تصور مین حمزۂ صاحبقران کے لپٹ گئے اور ان اشعار پہ
آنکھین اپنی عین الفت و محبت سے رکھکر بے اختیار اشکبار ہوئی اور اسقدر روئی کہ آب اشک سے تمام
اشعار جو ستون پر لکھے ہوئے تھے ایک قلم دھو گئے جب یہ حال بیتابی و بیقراری ملکہ مہر نگار کا فتانہ

اور زہرہ مصری نے دیکھا فوراً ملکۂ مہر نگار کو ستون ایوان سے جدا کیا اور عرض کیا کہ حضور اسقدر بیتاب
اور اشکبار نہون دیکھیے ایسا نہو کہ حضور کو روتے روتے غش آجائے اور کوئی حضور کو روتا دیکھکر سبب
گریہ دریافت کرے اور یہ خبر رفتہ رفتہ شہنشاہ تک پہونچے تو بڑا غضب ہو جائیگا راز عشق ابھی ظاہر ہو جائیگا
حضور کی کیسی توہین اور ذلت ہوگی شہنشاہ حضور سے کسقدر ناراض ہونگے حضور تو ابھی ہمکو سمجھاتی تھین اور
فرماتی تھین کہ ہمارا راز محبت کسی شخص پر ظاہر نہ کرنا حضور تو خود اس گریہ وزاری اور آہ بیقراری سے حال عشق اپنا سب
پر ظاہر کر دینگی حضور ایک دن مین آپ نے حمزۂ صاحبقران کی محبت مین اپنا یہ حال کیا ہی انجام اسکا دیکھیے
کیا ہوتا ہی آپ معشوق خوبرو ہین آپ کو اسقدر انکی الفت مین اپنا حال تباہ کرنا لازم نہین ہی جبنے سنا ہی کہ
عاشق فراق معشوق مین گریہ وزاری اور نالہ وبیقراری شب وروز کرتا ہے اور معشوق کو ذرا بھی اپنے
عاشق پر رحم نہین آتا ہی آپ تو خلاف قاعدہ اور دستور اسقدر بیقرار اور اشکبار ہین کہ اگر کہین یہ خبر کوئی
حمزۂ صاحبقران کو پہونچا دے کہ تمھارے فراق مین ملکۂ عالم کا حال نہایت پریشان ہی تو انکو غرور ہو جاے
اور وہ اپنے دل مین یہ خیال ضرور ہی کرین کہ ہم بھی ایسے جمال حسین اور خوبرو ہین کہ دشمن ملکہ کے
ہمپر مرتے ہین اور جان دیتے ہین پس اے ملکۂ عالم آپ کو ناز معشوقانہ کرنا چاہیے اور خود عاشق نہ بننا
چاہیے جس طرح آپ بیتاب وبیقرار ہین اپنے عشق مین انکو اس طرح تڑپایے کبھی انکے حال پر رحم
نہ کھایے اپنے عشق مین دل انکا جلایے انکو اپنی محبت مین دیوانہ اور سودائی بنایے منت کرا لیے
ہاتھ جڑوایے ناز کیجیے جان اپنی رو رو کر نہ دیجیے ہم خیرخواہوں کا کہنا کیجیے ورنہ پچھتایے گا انکے عشق
مین تکلیفین شب وروز اٹھایے گا یہ گل رخسار حضور صدمۂ رنج سے دو ہی روز مین پژمردہ ہو جائینگے
گلشن شباب مین خزان آجائیگی بہار چمن چار دن مین تشریف لیجائیگی غم سے سوکھ کے خار سے
زیادہ زار و ناتوان ہو جایے گا یہ تو فرمایے آخر اس رونے سے پھر کیا راحت پایے گا اور یہ جو حضور
نے ابھی فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہی کہ ہم بوجہ ندامت اور شرمندگی کے اپنے تئین ہلاک کرین یہ حضور
کی نافہمی کا باعث ہی حضور ناحق اپنی جان دینے کا ارادہ رکھتی ہین اگر حضور نے انکو نہ بچایا تو کوئی خطا
نہین کی اگر ہمسے سچ سچ اور صاف صاف پوچھیے اور برا نہ مانیے تو حمزۂ صاحبقران کی تقصیر ہی کیونکہ اگر انکو یہان
آنا تھا تو پیشتر اپنے آنے کی اطلاع دی ہوتی ہم لوگ سامان اور انتظام کرتے وہ اچھی طرح حضور کی
خدمت مین آکر بیٹھتے اپنا حال دل حضور سے بیان کرتے اور محبت اپنی حضور پر ظاہر کرتے اسوقت حضور
بھی یہ ناز و ادا جو مناسب ہوتا کلام کرتین باتین باہم راز و نیاز کی ہوتین ایک دوسرے کے حسن دلفریب کا
نظارہ کرتا ہر ایک اپنا اپنا حال بیتابی وبیقراری بیان کرتا پھر حضور انکو اپنے دست نازک و رنگین سے جام
بادۂ گلگون لبریز کرکے بہ ناز و ادا دیتین اور وہ بصد اشتیاق جام سے لیکر پیتے اور جب وہ ساغر
مئے ناب حضور کو اپنے ہاتھ سے پلاتے حضور ناز سے انکار کرتین اور وہ منت وسماجت حضور کی کرتے
کبھی ہاتھ جوڑ کے اپنے سر کی قسم دیتے اور کہتے کہ اے ملکۂ عالم یہ جام مئے گلگون ہمارے ہاتھ سے پیو اور
آپ ناز سے انکار کرتین اور شراب تھوڑی دیر تک انکے ہاتھ سے نہ پیتین اسوقت ہم دونون خیرخواہ
حضور کی کسقدر شاد ہوتین اور حضور کا دل بھی انکے اظہار الفت اور محبت سے کیسا خوش ہوتا آخر
جب وہ حضور کے آگے گڑگڑاتے ہاتھ جوڑتے اسوقت حضور بھی خوش ہوکر انکی خاطر سے جام انکا اپنے دہن سے

لگا لیتیں اور ایک دو گھونٹ مئے ناب کے پی لیتیں جسوقت ہم دونوں خیر خواہ حضور کے دیکھتے کہ نشہ شراب کا ہوا
اسوقت کسی بہانے سے حضور کے پاس سے چلی جاتے اور بہت جاتے وہ تخلیہ میں بعد شراب پینے کے بجائے
گزک کے حضور کے سیب ذقن کا بوسہ لیتے پھر اگر حضور آپ اُنسے راضی ہوتیں تو اُنکے دل کی حسرت نکلتی تمنا دل حضور
کی بر آتی بعد اس عیش و عشرت کے وہ قریب صبح حضور سے گلے ملکر اور رخصت ہو کر کوشک دفتری اور بہزاد خوبی
محل سے چلے جاتے پھر کاہے کو بے زخمی کیوں ہوتے انھوں نے تو خود بیوقوفی کی عورتوں بیچاریوں کو ناحق
مردوے ناقص العقل کہتے ہیں اور اپنے تئیں عاقل تصور کرتے ہیں اے ملکۂ عالم ایسے مردوں سے تو ہم زیادہ تر
عقلمند ہیں اگر حمزۂ صاحبقران نادان اور بیوقوف تھے تو انھوں نے ہم ایسی عورتوں سے اس امر میں مشورہ
لیا ہوتا جیسے اگر تدبیر موجی ہوتی ہے ویسے محل میں نہ آتے خیر اے ملکۂ عالم جو اُنکے مقدر میں تھا وہ ہوا اور جو قسمت
میں ہے ہوگا اور ضرور ہوگا کوئی عقلمند تقدیر کی برائی کو کیونکر بنا سکیگا پس اب حضور شاد و مسرور رہیں کسی طرحکا
صدمہ و ملال نہ کریں اور ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا ہرگز ہرگز نہ کریں اور شرمندہ اور نادم ذرا بھی نہوں اب
جس روز آپ سے اور اُنسے ملاقات ہو آپ اُنسے خود اس طرح شکایت کیجیے گا اور کہیے گا کہ واہ تم تو خوب بغیر
اطلاع محل میں چلے آئے اور ہمارے سرہانے کھڑے ہوے اور ستون پر اشعار لکھکے چلے گئے اگر کوئی
تمکو پہچان لیتا یا اشعار ستون پر لکھے ہوے دیکھ لیتا تو ہماری کیسی ذلت اور رسوائی ہوتی اے ملکۂ عالم
جسوقت یہ آپ اُنسے شکایت کیجیے گا آپ دیکھ لیجیے گا کہ وہ اپنی تقصیر پر خود نادم اور منفعل ہونگے اور اقرار
اپنی نادانی اور ناسمجھی کا کرینگے یہ کہکے فتانہ ہنسی اور زہرۂ مصری مسکرائی ملکۂ مہر نگار نے متعجب ہو کے
فرمایا کہ اے فتانہ اب تم بڑی گستاخ اور بے ادب ہو گئی ہو نہیں معلوم کیا کیا باتوں میں کر جاتی ہو اکثر
باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں تمنے ابھی کہا کہ بعد میکشی وہ بوسۂ سیب ذقن لیتے اور وہ بات ہوتی میں بوسہ
اور وہ بات نہیں سمجھی کہ وہ بات کیا بات ہے اول تو مجھکو اُنسے کیا غرض ہے کہ جب وہ یہاں آتے تو میں اُنکو شراب
پلاتی کوئی میں ساقی نہیں تھی دوسرے میں اُنکے ہاتھ سے کیوں شراب پیتی اور کیوں اُنکے پاس بیٹھتی مجھے
اُنکے پاس بیٹھنے سے کیا مطلب اور شراب اُنکے ہاتھ سے پینے سے مجھکو کیا غرض اور وہ شراب مجھکو ہی جو کیوں
پلانے لگے تم تو ذرا سی بات کو کسقدر بڑھاتی ہو فقط مجھکو اُنسے محبت ہے کیا کسی کو کسی سے الفت ہونے میں
یہ باتیں ہوتی ہیں جو تمنے بیان کیں فتانہ نے ہنسکے عرض کیا کہ حضور اب آپ اُس بات سے بھی واقف
ہوجائیے گا اور بوسہ کے احوال سے بھی آگاہ ہو جائیے گا اُنکو آپ سے ایسی ہی غرض ہے کہ وہ آپ کو شراب
اپنے ہاتھ سے بہ نسبت پلا ئینگے اور آپ بھی ایک مطلب سے اُنکی خوشی کا خیال کرکے اُنکے ہاتھ سے بصد شوق
جام مے پیجیے گا اور اُنکے پہلو میں بیٹھنے سے ایک طرحکا لطف اٹھائیے گا کچھ اسلئے نہیں چند ہی روز میں
ان سب باتوں سے واقف ہو جائیے گا فتانہ ابھی ملکۂ مہر نگار سے یہ عرض کر رہی تھی اور ہنس رہی تھی
ناگاہ سامنے سے ایک کنیز مسکراتی ہوئی روبروے ملکۂ مہر نگار آئی اور آداب و تسلیم بجا لاکر مودب
کھڑی ہوئی فتانہ نے اُسکو مسکراتے ہوئے دیکھکر پوچھا کہ اے غنچہ دہن اسوقت تیرے مسکرانے
کا کیا باعث ہے غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت میں بضرورت در ایوان تک گئی تھی
دربان باہم یہ کہ رہے تھے کہ حمزۂ صاحبقران کے زخم سر کے بارے میں آج بختک نے بزرجمہر
سے یہ شرط لی تھی کہ اگر حمزۂ صاحبقران کے سر پر زخم تلوار کا ہوگا تو میں پانچ ہزار روپیہ آپ سے لونگا

اور اگر زخم نہوگا تو آپ سر دربار میرے سر پہ پانچ سو جوتیان لگایئے گا حضور مین حمزہ صاحبقران سے آگاہ نہین کہ وہ کون ہین لیکن مین یہ خیال کرکے مسکرائی کہ اگر بختک شرط ہار جاینگے تو سر دربار اپنے سر پہ پانچ سو جوتیان کھا ئینگے اُنکے سر کے بال تشریف لیجا ئینگے ایسی شرط انھون خواجہ بزرجمہر سے کیون کی ہے کہ جسکا انجام ہار جانے پر یہ ہوگا غنچۂ دہن تو یہ عرض کرکے واسطے کسی کام کے چلی گئی لیکن ملکۂ مہر نگار غنچۂ دہن سے یہ خبر سنکے طرف فتانہ کے دیکھنے لگی فتانہ نے عرض کیا کہ بختک حرامزادے نے یہ سارا فتور برپا کیا ہے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اے حضور کو لازم ہے کہ واسطے اپنے چاہنے والے کے یہ دعا کرین کہ زخم سر اُنکا ظاہر ہو شہنشاہ اُنپر کوئی ظلم و جفا نہ کرین بختک نالائق شرط بزرجمہر سے ہار جائے سر دربار جوتیان کھائے جسوقت یہ تقریر دلپذیر فتانہ کی ملکۂ مہر نگار نے سنی اشکبار ہو کر اس طرح دعا کرنے لگی کہ اے سلطانون کے خدا انکو ہر بلا ہر آفت سے بچانا ملکۂ مہر نگار تو بیقرار اور اشکبار ہو کے دعا کر رہی ہے اور فتانہ اور زہرۂ مصری بھی واسطے بہتری حمزہ صاحبقران اور ملکۂ مہر نگار کے دعائین کر رہی ہین لیکن اب حال ابو الخیر کا لکھا جاتا ہے کہ ابو الخیر جو مرہم لیکر جانب بیشۂ فیض رسان روانہ ہوا تھا ایک روز قریب شام ایک میدان وسیع مین پہنچا وہان دیکھا کہ خیام اور بارگاہ ہین جا بجا استادہ ہین فوج کثیر پڑی ہوئی ہے ابو الخیر نے لشکر کو دیکھکر خیال کیا یقین ہے کہ یہ لشکر حمزہ صاحبقران کا ہے یہ خیال کرکے قریب لشکر آیا اور ایک سوار سے پوچھنے لگا کہ یہ لشکر کسکا ہے اُس سوار نے کہا تو کون ہے اور حال لشکر دریافت کرنے سے تیرا کیا مدعا ہے ابو الخیر نے جواب دیا کہ ای برادر مین ملازم خواجہ بزرجمہر کا ہون انھون نے مجکو حمزہ صاحبقران کی خدمت مین روانہ کیا ہے اور مرہم واسطے زخم سر کے میرے ہاتھ بھیجا ہے اسی وجہ سے مین تجسے پوچھتا ہون کہ اگر یہ لشکر حمزہ صاحبقران کا ہے تو مین حمزہ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہو کر مرہم دے دون اور اگر یہ لشکر اُنکا نہو تو مین واسطے اُنکی جستجو کے آگے روانہ ہون سوار تقریر ابو الخیر کی سنکے کہنے لگا کہ ہان یہی لشکر حمزہ صاحبقران کا ہے یہ کہکے اور ابو الخیر کو اپنے ہمراہ لیکے قریب بارگاہ حمزہ صاحبقران کے آیا اور خواجہ عمرو کو دیکھکر کہنے لگا کہ آپ انکو حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی مین لیجایئے انکو کچھ عرض کرنا ہے خواجہ عمرو ابو الخیر کو دیکھکر پہچان گئے اور ابو الخیر کو خدمت حمزہ صاحبقران مین لیکر آئے جب ابو الخیر روبروے امیر با توقیر حاضر ہوا آداب و تسلیم بجالایا حمزہ صاحبقران نے پوچھا تمھارا آنا یہان کس وجہ سے ہوا ابو الخیر نے وہ مرہم دیکر جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے فرمایا تھا عرض کیا حمزہ صاحبقران خواجہ بزرجمہر کے اخلاق بزرگانہ پر نظر کرکے نہایت خوش ہوئے اور ابو الخیر سے مرہم لیکر ارشاد فرمایا کہ ہماری طرف سے بعد آداب و تسلیم کے عرض کرنا کہ بعد صحت زخم انشاء اللہ جلد تر حاضر ہونگا یہ فرما کر اور ابو الخیر کو انعام دیکر رخصت کیا ابو الخیر خدمت خواجہ بزرجمہر مین پہونچا اور جو کچھ حمزہ صاحبقران نے فرمایا تھا خواجہ بزرجمہر سے کہدیا بعد جانے ابو الخیر کے حمزہ صاحبقران نے ڈبا اُس مرہم کا اپنے زخم سر پہ لگایا وہ مرہم مثل مرہم سلیمانی کے تھا کہ دو تین روز مین زخم سر بالکل اچھا ہو گیا اور نشان زخم بھی مطلق باقی نہ رہا جب زخم سر اچھا ہو گیا حمزہ صاحبقران نے مدائن کی طرف چلنے کا ارادہ کیا ناگاہ ایک جانب دشت سے غبار عظیم بلند ہوا حمزہ صاحبقران متحیر ہو کر دیکھنے لگے جب وہ غبار رفع ہوا حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ چار پانچ دلاور آگے لشکر کے ہین اور پیچھے اُنکے لشکر کثیر ہے جب وہ چارون پانچون دلاور عنقریب حمزہ صاحبقران آئے گھوڑون سے اُترکے

آداب و تسلیم بجا لائے اور عرض کرنے لگے کہ ہمکو اخبار کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوا تھا کہ حضور بشیۂ فیض رسان کیطرف
تشریف لائے ہیں اول تو ہمکو اشتیاق قدمبوسی حاصل ہونے سے ہمکو یہ عرض کرنا تھا کہ ہمارے بزرگوں کے قلعہ میں
کہ یہاں سے وہ تھوڑی دور ہے چند روز سے ایک اژدہا آیا ہے تمام مردمان شہر کو اُس سے تکلیف و ایذا پہونچتی ہے
صدہا اور ہزارہا آدمیوں کو اُس نے ہلاک کیا ہے جسوقت وہ اژدہا دم کھینچتا ہے بڑے بڑے سنگ کھنچکر اُسکے شکم
میں چلے جاتے ہیں اور ہر نفس میں اُسکے منہ سے شعلے نکلتے ہیں ہر چند ہمنے اکثر تدبیریں اُسکے ہلاک کرنیکی کیں لیکن
وہ کسی طرح ہلاک نہوا آخرکار ہمنے شہر چھوڑ دیا ہے اور تمام رعایا شہر کی بھی شہر چھوڑ کے جابجا چلی گئی ہے اب وہ شہر
ویران ہے سوا اژدہے کے نہ کوئی جانور ہے نہ انسان ہے اگر حضور اُس اژدہے کو کسی تدبیر سے مار ڈالیں تو ہم
سب اقرار کرتے ہیں کہ مسلمان ہو جائینگے دین اسلام اختیار کرینگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ تم ہمکو دور
سے اُس اژدہے کو بتا دو انشاء اللہ میں اُسکو ہلاک کرونگا پانچوں دلاوروں یعنی اسد شیر گیر اور اسد مارگیر
اور اسد پنجہ گیر اور اسد اسدان اور اسد دیوانہ نے عرض کیا کہ حضور تشریف لیچلیں ہم دور سے اُس اژدہے کو بتا دینگے
خوف سے قریب نہ جائینگے یہ قول اسد مارگیر وغیرہ کی سنکے حمزۂ صاحبقران ہنسے اور اُسی وقت مع
لشکر اُس جگہ سے کوچ کیا جب قریب قلعہ پہونچے لشکر کو حکم دیا کہ یہیں فروکش ہو لشکر بموجب حکم وہیں مقیم
ہوا لیکن حمزۂ صاحبقران مع اسد اسدان وغیرہ اور خواجہ عمرو جانب شہر چلے جسوقت شہر میں داخل ہوئے
خواجہ عمرو نے وہ اژدہا ہیبتناک دیکھا کہ حواس خمسہ خواجہ عمرو کے بجا نہ رہے اور پیچھے ہٹ کے کہنے لگے
کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ بھی چلے آیئے اس موذی کے سامنے نہ جایئے یہ اژدہا ہے کہ ایک پہاڑ
معلوم ہوتا ہے آپ دیکھتے ہیں کہ اُسکے منہ سے کس طرح سے دمبدم شعلے نکلتے ہیں حمزۂ صاحبقران نے
فرمایا کہ اے خواجہ عمرو میں تو خود اُسکے مارنے میں کوشش کرونگا اور تین نعرے کرونگا اگر تم میرا تیسرا نعرہ
سنا تو جاننا کہ میں نے اُس اژدہے کو مارا اور اگر تیسرا نعرہ نہ سننا تو سمجھ جانا کہ میں ہلاک ہوا یہ فرما کر خواجہ
عمرو اور اسد اسدان وغیرہ کو اُسی جگہ چھوڑ کے اور تیر و کمان لیکر آگے بڑھے اور ایک درخت کلان
کے تنہ کی آڑ میں کھڑے ہو کر نعرہ کیا اژدہے نے بھی سر اُٹھا کر دیکھا حمزۂ صاحبقران نے فی الفور
اژدہے کی آنکھ کو تاک کے ایک تیر نعرۂ اللہ اکبر کر کے ایسا لگایا کہ اُس اژدہے کی ایک آنکھ پہ پڑا
اژدہے نے زخمی ہو کر اپنے سر کو زمین پر پٹکا اور زمین پر تڑپنے لگا حمزۂ صاحبقران نے فوراً دوسرا
تیر اُسکی دوسری آنکھ کو تاک کے اور نعرہ کر کے لگایا یہ تیر بھی اُسکی دوسری آنکھ پر ایسا لگا کہ اُسکی آنکھ
سے گذر گیا اب تو اژدہا ایسا چیخنے لگا کہ اسد اسدان وغیرہ کے دل دہل گئے اور اسقدر وہ اژدہا تڑپا کہ زمین
پر تڑپا کر زمین کانپ گئی اور اسقدر شعلے اُسکے دہن سے نکلے کہ وہ مقام گویا کرۂ نار ہو گیا آخر وہ اژدہا
تڑپ تڑپ کے مر گیا اُسوقت اژدہے کے خون اور آلائش شکم کی نکلنے سے اُس جگہ ایسی بدبو تھی
کہ امیر کو فوراً غش آ گیا جب دیر ہوئی خواجہ عمرو گھبرا کر آگے بڑھے اور بدبو کی وجہ سے رومال اپنی بینی
پر رکھا اور قریب حمزۂ صاحبقران آئے دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران بیہوش پڑے ہیں اور سامنے اژدہا
مرا ہوا پڑا ہے خواجہ عمرو نے فوراً حمزۂ صاحبقران کو ہوشیار کیا جب حمزۂ صاحبقران ہوشیار ہوئے
اور وہاں سے اسد اسدان وغیرہ کے پاس آئے اور اُنکو معلوم ہوا کہ اژدہے کو حمزۂ صاحبقران نے
ہلاک کیا نہایت خوش ہوئے اور موافق وعدے کے اُسی وقت اسد شیر گیر اور اسد مارگیر اور اسد پنجہ گیر اور

اسد اسدان اور اسد دیوانہ مع اپنے کل مردمان لشکر کے کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوئے جب دنیا کے نواری شہر کو
معلوم ہوا کہ اژدہا ہلاک ہو گیا ہر طرف سے آکر پھر اس شہر میں آباد ہوئی پھر حکم حمزۂ صاحبقران سے بہتسے آدمیوں
نے بمشکل اس اژدہے کی آلائش شکم کو دور کرکے اور اسکے پیٹ میں بھوسا بھر دیا اور ایک ارابے پر رکھدیا جب
حمزۂ صاحبقران اژدہے کو مار چکے اور اسد اسدان وغیرہ مسلمان ہو چکے اور شہر میں رعایا آباد ہو چکی اور
ایک روز وہاں مقام کر چلے اسوقت حمزۂ صاحبقران اسد اسدان وغیرہ کو مع انکی سپاہ کے اپنے ہمراہ لیکر
وہاں سے روانہ ہوئے جب پل شادگام پر پہونچے اور وہاں قیام کیا نوشیروان کو حمزۂ صاحبقران کے
آنے کی خبر ہوئی نوشیروان نے بزرچمہر کو دربار میں بلایا اور پوچھا کہ ای عم نامدار حمزۂ صاحبقران میرا
پسر خواندہ آیا ہے اور پل شادگام پر مقیم ہے اب اسکے بلانے میں آپ کیا کہتے ہیں بزرچمہر نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ
آپ بختک کے کہنے سے حمزۂ صاحبقران سے رنجیدہ نہوں بختک سراسر خلاف کہتا ہے آپکو مناسب
ہے کہ سرداران نامی کو واسطے بلانے حمزۂ صاحبقران کے روانہ فرمایئے نوشیروان نے بموجب کہنے خواجہ
بزرچمہر کے بہزاد طوسی وکاؤس کاشانی وکیوس کرمانی وغیرہ کو بجمعیت سپاہ واسطے بلانے حمزۂ صاحبقران
کے روانہ کیا چونکہ خواجہ بزرچمہر نے سنا تھا کہ حمزۂ صاحبقران نے اژدہے مارا ہے اور اسکو اپنے ہمراہ
لائے ہیں شاید نوشیروان اژدہے کو حمزۂ صاحبقران سے لیلے پس اس خیال سے بزرچمہر نے فوراً
ابوالخیر کو بلایا اور فرمایا کہ تم جلد تر حمزۂ صاحبقران کے پاس جاؤ اور ہماری جانب سے بعد دعا کے یہ
کہدینا کہ اگر نوشیروان تمسے اژدہا ہے مردہ مانگے تو تم نہ دینا میں اس اژدہے کا تمہارے لشکر کے واسطے
علم اژدہا لیکر بناؤنگا ابوالخیر یہ سنکے جلد روانہ ہوا اور قبل پہونچنے سرداران نوشیروان کے حمزۂ صاحبقران
کی خدمت میں پہونچا اور جو کچھ خواجہ بزرچمہر نے ارشاد فرمایا تھا عرض کیا حمزۂ صاحبقران ارشاد بزرچمہر
بزبانی ابوالخیر سنکے نہایت خوش ہوئے اور فرمایا ای ابوالخیر بعد تسلیم کے میری جانب سے عرض کرنا کہ بموجب ارشاد
جناب نوشیروان کو میں اژدہا نہ دونگا ابوالخیر یہ سنکے خدمت بزرچمہر میں آیا اور جو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تھا وہ
خواجہ بزرچمہر سے کہدیا جب سرداران نوشیروان خدمت حمزۂ صاحبقران میں پہونچے بعد آداب وتسلیم کے
عرض کرنے لگے کہ آپ کو شہنشاہ عالیجاہ نے یاد فرمایا ہے اور ہمکو واسطے آپکے بلانے کے آپکے پاس بھیجا ہے پس توقف
نہ فرمایئے جلد تشریف لیچلیے شہنشاہ آپکے منتظر ہیں حمزۂ صاحبقران بہ تقریر سرداران نوشیروان کی سنکے
اسی وقت مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اور سب سرداران کو مع خواجہ عمرو ہمراہ اپنے لیکر بہمراہی
سرداران نوشیروان دربار نوشیروان میں آئے اور نوشیروان اور خواجہ بزرچمہر کو آداب وتسلیم کرکے
دنگل کستم زریں کفش پر جو قریب تخت نوشیروان تھا بیٹھے اور جملہ سرداران حمزۂ صاحبقران بھی
حسب قدر مراتب دنگلوں پر بیٹھے جب حمزۂ صاحبقران دنگل پر بیٹھ چکے بختک نے آہستہ نوشیروان سے
عرض کیا کہ اسوقت حضور حمزۂ صاحبقران کو خلعت دیں اور یہ فرمائیں کہ یہ خلعت ہمارے روبرو پہنو جسوقت
حمزۂ صاحبقران خلعت پہنینگے زخم کو دیکھ لیجیے گا میرے قول کی حضور کو تصدیق ہو جائیگی نوشیروان نے
بموجب عرض کرنے بختک کے حمزۂ صاحبقران کو خلعت بیش بہا زر دیا اور فرمایا کہ ای فرزند ہمارا دل یہ چاہتا ہے
کہ اس وقت تم اس خلعت کو ہمارے سامنے پہنو تاکہ ہمارا دل خوش ہو حمزۂ صاحبقران بموجب ارشاد
نوشیروان کے خلعت پہننے کو اٹھے اسوقت خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران کے قریب آکر آہستہ سے عرض کیا

کہ حضور خود کو سر سے اتار ڈالیں اور جب تک آپ خلعت پہنیں خود کو سر پر نہ رکھیں تاکہ نوشیروان اور بختک دونون
آپ کا زخم سر اچھی طرح دیکھ لیں حمزۂ صاحبقران نے موافق کہنے خواجہ عمرو کے خلعت پہننے کے وقت خود کو
اپنے سر کے اتار کے رکھدیا اور دیر تک خلعت پہنا کیے نوشیروان اور بختک دونون بہ نظر غور دیکھا کیے جب
حمزۂ صاحبقران خلعت پہن چکے اور خود سر پر رکھا اور نوشیروان کو تسلیم کرکے دنگل پر بیٹھ گئے اسوقت
بختک سر حمزۂ صاحبقران پر نشان زخم شمشیر نہ پاکر خیال کرنے لگا کہ ای بختک یہ کیا غضب ہوا جو
مین سمجھے ہوے تھا وہ نہوا حمزۂ صاحبقران کے سر پر تو نشان زخم پایا نہین جاتا آج ہم دربار مین بہت
ذلیل ہوگئے بختک اپنے دل مین یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ یکایک خواجہ بزرجمہر نے نوشیروان سے
عرض کیا کہ حضور نے بھی ملاحظہ فرمایا حمزۂ صاحبقران کے سر پر نشان زخم بالکل نہین ہے اب موافق شرط
کے حضور اگر حکم دین تو بختک کے سر پر پانچ سو جوتیان سر دربار لگائی جائین اور اسکو ذلیل کیا جاے
تاکہ پھر کوئی دربار مین روبروے شہنشاہ کے جھوٹھ نہ بولے اور کسی کو متہم نہ کرے نوشیروان نے یہ گفتگو
خواجہ بزرجمہر کی سنکی اور بختک پر غضبناک ہوکے فرمایا کہ اے عزیز ہمارے بے تامل اس جھوٹھے کے سر پر
جوتیان لگائیے سر دربار اس دروغگو کو ذلیل کیجیے جسوقت نوشیروان نے اجازت دی خواجہ بزرجمہر نے
خواجہ عمرو سے فرمایا کہ بختک کے سر پر پانچ سو جوتیان لگاؤ خواجہ عمرو نے بختک کے سر پر پانچ سات
جوتیان جلدی جلدی لگائین بختک نے جب دیکھا کہ سر دربار جوتیان پڑنے لگین خواجہ عمرو کے آگے
ہاتھ جوڑ کے آہستہ کہنے لگا کہ ای خواجہ عمرو اب جوتیان نہ لگاؤ مین تمھارا نہایت ممنون ہونگا اور جب تک
زندہ رہونگا یہ احسان تمھارا نہ بھولونگا خواجہ عمرو نے اشارے سے کہا کہ اگر پانچ سو اشرفیان دو تو البتہ
جوتیان نہ لگاؤن بختک نے کہا ای خواجہ عمرو مین پانچ سو اشرفیان ضرور دونگا جب بختک نے
اشرفیان دینے کا اقرار کیا اسوقت خواجہ عمرو نے خواجہ بزرجمہر سے عرض کیا کہ اب آپ میری خاطر سے
تقصیر بختک کی عفو کیجیے اب زیادہ سر دربار اسکو ذلیل نہ کیجیے اب کبھی اس سے ایسی خطا نہوگی کبھی اب دربار مین
روبروے شہنشاہ کے جھوٹھ نہ بولیگا خواجہ بزرجمہر گفتگوے خواجہ عمرو سے سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو کو بختک نے
کچھ دینے کو کہا ہے خواجہ بزرجمہر نے مسکرا کر آہستہ فرمایا کہ ای خواجہ عمرو بختک کے سر پر جوتیان نہ لگانے
مین کچھ تمھارا بھی نفع ہے خواجہ عمرو نے بھی آہستہ سے عرض کیا کہ مجھکو پانچ سو اشرفیان بختک دینے کو
کہتا ہے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ یہ اشرفیان ہمکو لینا چاہئین کیونکہ ہمسے اور بختک سے شرط ہوئی تھی
اب اگر وہ یہ کہتا ہے کہ پانچ سو اشرفیان لو اور جوتیان نہ لگاؤ تو خیر اُس سے ابھی اشرفیان لیلو اور ہمکو دیدو
خواجہ عمرو نے آہستہ سے عرض کیا کہ آپ مرد ابرار غازی و پرہیزگار ہین اور یہ شرط کے عوض کی اشرفیان
ہین آپ کو لینا لازم نہین ہے کیونکہ شرط کا لینا ممنوع ہے خواجہ بزرجمہر گفتگوے خواجہ عمرو سنکے ہنسنے لگے
خواجہ عمرو نے بختک سے کہا کہ اگر اشرفیان دو تو خیر ورنہ پھر جوتیان لگاتا ہون بختک نے اُسی وقت
پانچ سو اشرفیان خواجہ عمرو کو دین خواجہ عمرو نے سب اشرفیان خود لیلین اور بختک کو چھوڑ دیا جب
بختک پانچ سات جوتیان سر پر کھا چکا اور نوشیروان کے دل سے شک دفع ہو چکا تھا اسوقت نوشیروان
نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای فرزند تم کہان چلے گئے تھے بہت متردد تھے امیر حمزہ نے
کچھ کہنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک اسد اسدان اسد مارگیر اور اسد پنجہ گیر اور اسد شیرگیر دنگلون سے

اٹھے اور دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگے حضور کو معلوم ہو کہ ہمارے شہر مین ایک اژدہا کہین سے آیا تھا
اُسنے صدہا آدمیون کو ہلاک کیا تھا جسے کسی طرح وہ مارا نہ جاتا تھا آخر ناچار ہو کر ہم نے حمزۂ صاحبقران کو
بلوایا تھا حمزۂ صاحبقران نے جاکر اُسے ہلاک کیا اور اب اُسکو ہمراہ بھی لیتے آئے ہین نوشیروان نے فرمایا اُس اژدہے
کو دربار مین لاؤ ہم بھی اُس اژدہے کو دیکھین اسد اسدان وغیرہ باجازت حمزۂ صاحبقران لشکر مین گئے اور
اُس اژدہے کو اپنے ہمراہ لے کے آئے جسوقت نوشیروان اور تمام سرداران نوشیروان نے اُس
اژدہے کو دیکھا تو اُسکے خمسے سبکے سنششدر ہو گئے اور حمزۂ صاحبقران کی جرأت اور شجاعت کی ہر ایک دلاور
نے تعریف کی نوشیروان نے ارادہ کیا تھا کہ اُس مردہ اژدہے کو حمزۂ صاحبقران سے لیکر ہیلے حمزۂ
صاحبقران نے فی الفور عرض کیا کہ اس اژدہے کو اگر مجھی کو حضور دیدین تو مین مرکبون کی پاکھرین بنواؤن
نوشیروان نے فرمایا اچھا تمھین لیجاؤ حمزۂ صاحبقران اژدہے کو دربار نوشیروان سے لیکے پھر وہ مردہ اژدہا
خواجہ بزرجمہر کے پاس بھیجدیا خواجہ بزرجمہر نے چالیس روز کی مدت مین اُس اژدہے کے پوست کا
اسطرح علم اژدہا پیکر بنا کر تیار کیا کہ جو کوئی اُس علم کو دیکھے خیال کرے کہ اژدہا زندہ ہے راوی کہتا ہے کہ
خواجہ بزرجمہر نے علم اژدہا پیکر عجب حکمت سے بنایا تھا کیونکہ اژدہے کے پوست مین ہزارہا سوراخ کیے تھے
اور اُس اژدہے کے پوست مین مشک وغیرہ عود بھرا تھا اور چوب علم اژدہا پیکر کی طلائی تھی اور جواہر
بیش بہا سے اُس چوب طلائی کو مزین کیا تھا جسوقت اُس علم اژدہا پیکر مین ہوا بھر لی تھی تو ہر سوراخ
سے آواز یا صاحبقران کی نکلتی تھی اور جس راہ سے وہ علم ہمراہ لشکر حمزۂ صاحبقران جاتا تھا وہ راہ معطر ہو
جاتی تھی القصہ جب خواجہ بزرجمہر نے علم اژدہا پیکر تیار کر لیا حمزۂ صاحبقران کے لشکر مین بھیجدیا جسوقت
حمزۂ صاحبقران نے اُس علم اژدہا پیکر کو دیکھا نہایت خوش ہوے

داستان جانا حمزۂ صاحبقران کا محل مین اور دیکھنا ملکۂ مہرنگار کو پھر قتل کرنا قہرمان زنگی کو اور گرفتار ہونا ابو شہاب خرقہ پوش اور ابو سعید لنگر کا

راویان شیرین سخن بیان کرتے ہین کہ جب حمزۂ صاحبقران دربار نوشیروان سے اٹھکے اپنے لشکر مین آئے
ہنگام شب بارگاہ مین فرش خواب پر خیال ملکۂ مہرنگار مین بیتاب و بیقرار ہو کر تڑپنے لگے اور یہ خیال نامہ
پیغام یہ شعر پڑھا شعر اُس گل تک اپنا نامہ و خط کون لیکے جاوے ؛ جیسے خلاف باد صبا اور صبا سے ہم
بعد پڑھنے شعر کے اپنی اشکباری پر نظر کرکے یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر کثرت گریہ بہا لیجائیگی اک دن ہمین
بستر اپنا چادر آب رواں ہو جائیگی ؛ کبھی بیتاب اور بیقرار ہو کے یہ شعر پڑھتے تھے شعر ہائے کس کس کو
سناؤن نہین رکتا کوئی ؛ ہٹ پہ نالہ ہے جدا آہ شرر بار جدا ؛ جب حمزۂ صاحبقران کو خیال ملکۂ مہرنگار
مین نیند نہ آتی تھی تو یہ شعر پڑھتے تھے شعر اے مرگ ادھر آ کہ مین ہون آنکھین بند ؛ دیکھون ستم
دیدۂ بیخواب کہان تک ؛ کبھی خیال ملکۂ مہرنگار مین یہ شعر پڑھتے تھے شعر فرقت مین تری اے قمر
دریائے تمنا ؛ تڑپون صفت ماہی بے آب کہان تک ؛ کبھی کہتے تھے شعر کیونکر نہ پہلے سے دل بیتاب تھا وحشی
مزاج ؛ بے ترے دن رات گھبراتا ہے تنہا اور بھی ؛ کبھی شب ہجر ملکۂ مہرنگار سے مخاطب ہو کے کہتے تھے
شعر پھر نہ دیکھین اے شب فرقت سیاہی کو تری ؛ کثرت گریہ سے گر ہو جائے چشم تر سفید ؛ غرض اسی طرح
حمزۂ صاحبقران نصف شب تک فرش خواب پر تڑپا کیے اور اشعار اپنے حسب حال پڑھا کیے

اور غم فراق ملکہ مہرنگار میں رویا کیے آخر تاب جدائی ملکہ مہرنگار نہ لا کر بیتاب و بیقرار ہو کر بستر خواب سے اٹھے اور بعد پہننے لباس سب روی کے اسلحا اپنے تن پر آراستہ کیے اور بارگاہ سے باہر تشریف لائے اور ابوشہاب اور ابوسعید دونوں عیاروں کو اپنے ہمراہ لیکر باغ مراد کی جانب بصد اشتیاق چلے جسوقت باغ مراد میں پہونچے عیاروں کو باغ میں ٹھہرا کر اور قریب دیوار محل جا کر دیوار محل پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند دیوار محل پر جا کر بام محل پر پہونچے اسوقت حمزۂ صاحبقران نے بھی زیر بام دیکھا تو یہ کیفیت نظر آئی کہ ملکہ مہرنگار شاہزادیوں کے حلقے میں اس طرح جلوہ فرما تھی جیسے کہ درمیان ستاروں کے ماہ تابان ہوتا ہے مسدس

اس طرح چہرۂ تابان پہ ہویدا تھی ضیا
آئینہ گرد ہو رخسار نے پائی وہ صفا
دہن نقطۂ موہوم ہے وہم و گمان
دیکھکر چشمۂ حیوان اُسے اب تک ہے نہان
وہ زنخدان ہو کہ ہے اک خدا کی قدرت
آبرو سے ڈوبنے کی ہوئی ہے اس میں حسرت
یہ وہ گردن ہے کہ آنکھوں نے نہ دیکھی زنہار
اسکی گردن میں حمائل ہوں تو آجائے قرار
اور صندلی کی جو رنگت سے ہوئی ہے شل
مشق و لیکن نہیں لایا ہے لالی اجل
ہاتھ ایسے یہ قدرت سے ہوئے ہیں تیار
ہاتھ کٹوائے جو اس پنجے سے کر ہو دوچار
جان ہو جان نہ دو خوبی پستان پہ نثار
یا ہو تھیلی وہ نور کے روشن یکبار
کبھی چھالی سی ذرہ جو الٹ جاتا ہے
دم یہان عاشق بیدم کا الٹ جاتا ہے
وہ شکم صاف کہ آئینہ ہو حیرت سے آب
وہ چمک ناف کی ہے آگے ستاروں کو نہ تاب
آگے تعریف میں خاموش زبان ہوتی ہے
پردۂ شرم میں تشبیہ نہان ہوتی ہے
رانیں ایسی کہ ہو سر رکھنے کی خواہش دلبر
نازک ایسی ہیں کہ نازکی سے نزاکت ہیں نثار
پنڈلیاں ایسی ہیں گوری کہ خدا کی قدرت
پہنچے اس جا نہ کبھی تاب نظر کی طاقت
پنجۂ مہر کو ہے پنجۂ پا سے خجلت

اف الف نور کا ہے مہر درخشان ہے جبیں
لب ہیں وہ لب کہ عقیق یمنی خون کرے
کچھ سخن اس میں نہیں قدرت خالق ہے
خوب وصاف دہن کس سے کہے جاتے ہیں
حسن کے بحر کا گرداب ہے کیا خوش صورت
اگر کے میں سے نہ ہرگز کوئی دل سے نکلے
شفق صبح کے مانند دکھاتی ہے بہار
جلوہ گر و میان ہیں جسوقت سے وہ گردن ہے
اسپہ سر دست دل ہار گیا اور بھی تسبل
رخ پہ سمجھاتی ہے ہر وقت کلائی مجکو
سے ہتھیلی کی بلائیں ید بیضا سو بار
انگلیوں کی جو چمک دیکھے تو حیران رہجائے
سرو کو قد نے یہ کیا خوب نکالے ہیں ابار
دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہیں گویا
سنہرہ ہے جسم وہ ہیں اسکا سمت جاتا ہے
شید مومی کے شب و روز کیسے رہتے ہیں
قدرت حق ہے زمین پر بھی ہے فرش جنات
ہاتھ لگ جائے کہیں تو قرار آجائے
بات پردے کی ہے پردے میں بیان ہوتی ہے
ران سے مضامین ہیا خوب پسندیدہ ہیں
دل بیتاب یہ تڑپے کبھی آئے نہ قرار
کمپۂ مخمل کا اگر رنگ ہزار آ جائے تو
عرش کی ساق کو اسسے نہ کبھی ہو نسبت
پنڈلیاں حسن و لطافت میں نمونہ روز پر
جو ہر رنگ ماہ کو ایڑی کی صفا سے خجالت

گوش وہ گوش کہ ہیں کان جواہر سے سوا
دانت وہ دانت کہ جوہر کی کنی خون کرے
ایسی تنگی کسی غنچے نے بھلا پائی کہاں
لب تقریر بھی خاموش رہے جاتے ہیں
دلکو ہے چاہ زنخدان سے سراپا حیرت
یہ کنوئیں وہ ہیں یوسف کا بھی دل سے نکلے
مصحف رخ کے لیے رحل ہوئی ہے تیار
شمع کا نور ہو سا ہے اک روشن ہے
ہاتھ بیباک نہیں ہاتھ میں بھی ہو ہیکل
آجکل کیا نہیں کل ہوت سے آئی مجکو
دست خورشید درخشان ہو ترقی پہ ہزار
پنجۂ مہر بھی انگشت بدندان رہجائے
تو بیان بازو وہ دور کھتی ہیں با جبر شکار
خضاب نور کے یا جام دھرے ہیں گویا
رخ زینے کے آئینے کو لپٹا جاتا ہے
جان و دل طرفہ بہ صندوق ہیں جیسے رہتے ہیں
وہ صفائی ہے کہ خورشید کو بھی آئے حجاب
تخت سے دم میں حق کا شکار آ جائے
دل عاشق کو مگر تاب کتان ہوتی ہے
دو وہ سے قوتی صورت کی پوشیدہ ہیں
سوں وہ آغوش میں عاشق کی ہو کیا ہو بیار
لمیں بے سر کو رکھو زانو پہ قرار آ جائیگا
رخ مہتاب کی بھی دیکھ کے ہو رنگت
[illegible]
[illegible]

شفق صبح کو ہو رنگ حنا سے خجلت
ہو سراپا جو قیامت تو ہو آفت چھل بل
وہ لگاوٹ سے کہیں انداز کر دل ہو بے کل
ابھی آئینہ میں دیکھی نہیں صورت اپنی
بھولے اتنے ہیں بہت خوب ہے قسمت اپنی
چہرے پہ زلفوں کے بل کھانے سے گھبراتے ہیں
طرہ پوشاک میں ٹکوانے سے گھبراتے ہیں
ایسے معشوق بھی عالم میں بہت ہونگے مگر
ہر ہو لو لگائے تجھے کس سے یہ نازک ہیں ہم
آئینہ جب انہیں دکھلاتے ہیں گھبراتے ہیں
بھاری کپڑوں کو جو پہناتے ہیں گھبراتی ہیں
چشم پہ بار گران ہے ابھی کاجل کا بوجھ
ایسے نازک ہیں کہ اٹھتا ابھی نہیں مینا کا بوجھ

سر سے خالی نہ کرے کبک دری ٹھوکر نہیں
ایسے رفتار چھلاوے کا بھی دل جائے نکل
رنگ لائینگے غضب طبع میں رنگینی ہے
نہیں معلوم انہیں حسن کی زینت اپنی
حسن پہ ناز نہیں شکل پہ مغرور نہیں
الجھے گیسو کے وہ سلجھاتے ہیں گھبراتے ہیں
خود کو معشوق بننے کا کچھ ارمان نہیں
سادی پوشاک میں رہتے ہیں نہایت خرم
ابھی گہنے سے کسی سے انہیں کچھ شوق نہیں
منہ چھپا لیتے ہیں شرماتے ہیں گھبراتے ہیں
بت عاشق کی نزاکت سے وہ کب سنتے ہیں
دوش سے انکے سنبھلتا نہیں آنچل کا بوجھ
تاب کب مارے نزاکت کے وہ لا سکتے ہیں

خاک پاپوش کو لیجائے پری آنکھوں میں
نازک ایسی ہے کمر چلنے میں سو کھاتی ہے بل
دور ابھی نام خدا دھیان سے خود بینی ہے
ابھی سمجھی نہیں ہرگز وہ حقیقت اپنی
کسی سے آنکھ لڑانی ابھی منظور نہیں
دیر تک گیسو نہیں شانے سے گھبراتی ہیں
جان دی کوئی مرے اسکا ابھی دھیان نہیں
سکتے ہیں بار چھپنے سے الجھتا ہے دم
کوئی گردن میں بھی نسبت کے سوا طوق نہیں
بند محرم کے جو کس جاتے ہیں گھبراتے ہیں
در دسر ہوتا ہے افشاں جو کبھی چنتے ہیں
دور ہو انکے گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ
ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اٹھا سکتے ہیں

باوجود اس خوبی سراپا کے رنگ رخ زرد ہوئے ہوئے سر پریشان ہیں آثار حزن وملال چہرے سے عیان ہیں اور

اور یہ اشعار ورد زبان ہیں اشعار
ہمدرد چھوڑتا نہیں دم بھر فراق میں
پامال کر رہا ہے مرا کاروان مجھے
ہمراہ آرزو کو ساتھ لیے جاتی ہے مدام
رشک گلشن تپش دل سے گلستان ہونگے

بزم جہان میں صورت شمع خموش ہوں
پیشانی سے ہے کلیجے سے داغ نہاں مجھے
ہر دم نظر کی طرح نظر سے نہاں تو ہوں
بے اعتبار رکھے ہے عمر روان مجھے
جل کے شمشاد چمن سرو چراغان ہونگے

مانند شعلہ کہنے کو دی ہے زبان مجھے
سر ہے سرشک دیدۂ گریان ہے سوجھن
اب اور کیا کریگا فلک بے نشان مجھے
پھر امیر نے ملکہ کو یہ خمسہ [illegible]
جیتے جی شعلہ زن عالم امکان ہونگے

دفن جب خاک میں ہم سوختہ ساماں ہونگے | فلس ماہی کے گل شمع شبستان ہونگے
شام سے رونق ہو کیوں نہ نصیبونکے لیے | پھر رہینگے یہ کہیں خاک میں جیتے رہتے | بےخبر اپنی خبر سے سحر ہوتے ہوتے
وہ کمان جانکی پھر اپنا ٹھکانا کرتے | ہمتو کل خواب عدم میں شب ہجران ہونگے
جان پر صدمہ دل استہلا کیونکر لوں | چپکی لگ چلے سعا ہم ادا کو ترسوں | کچھ تو ہے میں جو نہیں مانع خودبینی ہوں
تاب نظارہ نہیں آئینہ کیا دیکھیں ہوں | اور بن جائینگے تصویر جو حیران ہونگے
جیتے جی مرگ سے آنکھیں نہ چرائینگے کبھی | ہو کے خضر چشمۂ حیوان پہ نہ جائینگے کبھی | حشر تک خضر کے چھینٹوں میں نہ آئینگے کبھی
منت حضرت عیسیٰ نہ اٹھائینگے کبھی | زندگی کے لیے شرمندۂ احسان ہونگے
شمع بالیں ہے نہ تربت پہ اگر کی بتی | داغ بوسہ دیتے ہیں سینے سے مرے مر کر بھی | بے نصیبوں کے لیے پھولوں کی چادر کیسی
خیر چھوٹا ہے بلد یہ نہ مرے دل تفتہ کی | گل نہ ہونگے شرر آتش سوزان ہونگے
یہ بھی تربت کے لیے سیر وفا شاق نہیں | جیتے جی دیکھونگا پابند بلا کہ نہیں | آخر آنکھیں کوئی ہوگا مداوا کہ نہیں
عمر بھر سب مری وحشت کا نہ جائیگا نہیں | چارہ فرما بھی کبھی قیدی زنداں ہونگے
رات دن کٹتے ہیں کیا ہجر میں کی ہے ہوس | بیکسی ہے دل بیتاب کی آ کا ہے ترس | کف افسوس ملا کرتے ہیں مانند مگس

ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس | ایک وہ ہیں کہ جنہیں چاہ کے ارمان ہونگے

مر کے بھی سوز جگر ایک تماشا ہوگا | دیکھنا آکے اگر دین کبھی رخصت اعدا | رنگ لائیگی بہار گل حسرت کیا کیا

داغ دل نکلینگے تربت پہ مری جوں لالا | یہ وہ اخگر نہیں جو خاک میں پنہاں ہونگے

مر چکے توبہ کو توبہ سے ہوئے رخصت دن | شل تسلیم نہیں دیر سے پھرنا ممکن | ہوگا فقرہ کوئی ای زاہد تیرہ باطن

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن | آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہونگے

حمزۂ صاحبقران نے یہ چند بند جب کہ ملکہ سے سنے خیال کیا کہ ملکۂ مہرنگار بھی میرے عشق میں بیقرار ہے اور میری جدائی اسکو سخت دشوار ہے یہ خیال کرکے ارادہ کیا کہ ملکہ کے پاس جاؤں مگر مجمع خواتین دیکھکر خیال کیا کہ اسوقت ملکہ کے پاس جانا اچھا نہیں کوٹھے پر سے نظارۂ حسن روئے ملکۂ مہرنگار کیا کیے آخر تاب نظارۂ جمال بیمثال ملکۂ مہرنگار نہ لا کر بام پر بیہوش ہوکے گرے تھوڑی دیر تک بیہوش رہے وہاں پر کون تھا جو حمزۂ صاحبقران کو ہوشیار کرتا آخر خود بخود غش سے افاقہ ہوا فوراً اٹھکے دیکھا کہ اکثر خواتین ملکہ کو سمجھا رہی ہیں بعض خواتین سنجھ بیٹھی ہیں حمزۂ صاحبقران یہ رنگ بزم دیکھکر بمجبوری بام ایوان سے اپنی تقدیر کی شکایت کرتے ہوئے چلے جسوقت دیوار محل پر آئے اتفاق سے ملکۂ مہرنگار نے جانب دیوار ایک سیاہ پوش کو دیوار محل سے جاتے ہوئے دیکھکر خیال کیا کہ یقیناً حمزۂ صاحبقران آج بھی میرے عشق میں بیتاب و بیقرار ہوکے محل میں آئے تھے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مجمع خواتین دیکھکر چلے گئے یہ خیال کرکے ملکۂ مہرنگار کو حمزۂ صاحبقران کے چلے جانے کا از حد رنج ہوا اور فتانہ سے نہایت آہستہ کہا کہ ای فتانہ آج بھی وہی آئے تھے میں نے خود انکو دیوار سے جاتے ہوئے دیکھا لیکن نہیں معلوم آج کیوں آئے تھے اور کیوں چلے گئے فتانہ نے چپکے سے عرض کیا حضور ثابت یہ ہوتا ہے کہ آپکے پاس عورتوں کا مجمع دیکھکر چلے گئے اب کل سے میں انتظام کر دونگی سوا زہرۂ مصری کے کسی کو حضور کے پاس رات کو بیٹھنے نہ دونگی اور حضور کل اپنے پاس کیسی اور عورت کو کسی بہانے سے نہ بیٹھنے دیں فتانہ اور ملکۂ مہرنگار کے درمیان میں یہ باتیں باہم ہوئیں لیکن حمزۂ صاحبقران دیوار محل سے بذریعہ کمند باغ مراد میں آئے اور ابو شہاب اور ابو سعید کو لیکر در باغ سے نکل کے چلے چونکہ بیرون باغ اور زیر دیوار محل قہرمان زنگی پچاس ہزار سوار اور پیدلوں سے طلایہ کیواسطے اٹھا تھا اور نگہبانی اور حراست کر رہا تھا ناگاہ دیکھا اسنے کہ باغ مراد سے تین سیاہ پوش نکل کے جاتے ہیں قہرمان زنگی نے سیاہ پوشوں کو دیکھتے ہی پکار کے کہا کہ اے سیاہ پوشو تم آخر شب میں یہاں کیوں آئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ تم چور ہو واسطے چوری کے محل سلطانی میں گئے تھے اب بھاگ کر کہاں جاؤگے میں ابھی تمکو قتل کر دونگا یہ کہکر قہرمان زنگی نے حمزۂ صاحبقران اور ابو شہاب اور ابو سعید کو ہر طرف سے گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا حمزۂ صاحبقران نے ہر چند چاہا کہ نکل جائیں لیکن قہرمان زنگی نے حمزۂ صاحبقران اور عیاروں کو نکلنے نہ دیا اور قریب حمزۂ صاحبقران کے آکر تلوار سر حمزۂ صاحبقران پر لگائی حمزۂ صاحبقران تلوار قہرمان زنگی کی سپر پر روک کے اور تیغ آبدار کھینچکر اس طرح بصد غیظ و غضب سر قہرمان زنگی پہ لگائی کہ قہرمان زنگی مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل ہونے قہرمان زنگی کے حمزۂ صاحبقران مجمع سواران سے نکل گئے لیکن سواروں اور پیدلوں سے یورش کرکے ابو شہاب اور سعید کو گرفتار کر لیا جب حمزۂ صاحبقران

اپنے لشکر میں پل شادگام پر پہونچے تھوڑی دیر تک ابوشہاب اور ابوسعید کا انتظار کیا جب ابوشہاب اور ابوسعید
نہ آئے اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ گرفتار ہوگئے یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران
نے قصد کیا کہ پھر باغ مراد کی طرف جائیں اور اُن عیاروں کو چھڑا کر لے آئیں لیکن بوجہ ظاہر ہونے آثار سحر کے
اور بخیال افشائے راز کے حمزۂ صاحبقران نہ گئے اور داخل بارگاہ ہوئے یہاں جب زیر دیوار محل غلغلہ
عظیم ہوا اور سواروں اور پیدلوں نے ابوشہاب اور ابوسعید کو گرفتار کیا نوشیروان نے بیدار ہوکر عنبر
خواجہ سرا کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد جاکر دریافت کر کہ یہ شور غل کیسا ہے عنبر بموجب حکم جلد تر گیا اور سارا
حال دریافت کرکے محل میں آیا اور اس طرح عرض کرنے لگا شعر الٰہی بخت تو بیدار بادا ؛ ترا دولت
ہمیشہ یار بادا ؛ ای شہنشاہ بحر و بر غلام نے جاکر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آج تین سیاہ پوش باغ مراد
سے نکل کے جاتے تھے قہرمان زنگی نے سیاہ پوشوں کو روکا اور قصد اُنکے گرفتار کرنے کا کیا سیاہ پوشوں نے
قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا اور اُسکو قتل کیا پھر ایک سیاہ پوش تو انبوہ فوج سے نکل گیا اور دو سیاہ پوش
گرفتار ہوئے ہیں باقی خیریت ہے یہ خبر ملکۂ مہر نگار نے بھی سُنی غرض نوشیروان یہ حال سُنکے برہم ہوا چونکہ
صبح ہوگئی تھی بعد تھوڑی دیر کے محل سے برآمد ہوا اور دربار میں آیا امرا و وزرا وغیرہ آداب و تسلیم بجا لائے
جب نوشیروان تخت حکومت پر بیٹھا حکم دیا کہ جلد ہمارے سامنے اُن سیاہ پوشوں کو حاضر کرو جو شب کو
گرفتار ہوئے ہیں بمجرد حکم کچھ سوار اور پیدل ابوشہاب اور ابوسعید کو گرفتار کیے ہوئے روبرو نوشیروان
کے لائے نوشیروان نے پہچانا کہ یہ دونوں لشکر حمزۂ صاحبقران کے عیار ہیں ابوشہاب اور ابوسعید
نے روبروے نوشیروان حاضر ہوکر بعد آداب مجرا کیا اور بہ فریاد و فغان یہ عرض کیا کہ ای شہنشاہ گیتی ستان ناحق
ہمکو ملازمان شہنشاہ بحر و بر نے چور سمجھکے گرفتار کیا ہے اب ہم امیدوار ہیں کہ حضور ہمکو رہا کردیں نوشیروان
نے فرمایا تم رات کو باغ مراد میں کیوں آئے تھے اور تیسرا آدمی تمھارے ہمراہ کون تھا جسنے قہرمان زنگی
کو قتل کیا اور نکل گیا ابوشہاب نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اصل حال یہ ہے کہ ہمنے خواجہ عمرو سے
حضور کے باغ مراد کی تعریف ازحد سُنی تھی اسوجہ سے ہمکو بھی حضور کے باغ کے سیر کی تمنا تھی کل دن
کو ہم اور ابوسعید حضور کے باغ میں گئے اور سیر باغ کی بخوبی کی چونکہ باغ کے سیر سے دلکو فرحت
حاصل ہوئی ایک جگہ باغ میں چادر بچھا کر لیٹے ہوائے سرد اور بوئے گلہائے رنگارنگ سے ہمارے
دلوں کو ایسی راحت ملی کہ ہم دونوں بے اختیار سو گئے جب آخر شب ہم دونوں خواب سے بیدار ہوئے
فوراً باغ سے نکل کے بھاگے قہرمان زنگی نے ہمکو چور سمجھ کے روکا اُسوقت ہم دونوں نے ہرچند کہا
کہ ہم چور نہیں ہیں ہمکو اچھی طرح پہچان لو ہم دونوں لشکر حمزۂ صاحبقران کے عیار ہیں باغ کی سیر
کے واسطے آئے تھے اتفاق سے سو گئے اسوقت ہم جاگے ہیں ہمکو جانے دو اور قتل نہ کرو لیکن ای
شہنشاہ ہفت کشور قہرمان زنگی نے ہمارا عذر اور کلام کچھ نہ سُنا اور تلوار کھینچکر ہمکو قتل کرنا چاہا اُسوقت
بمجبوری ہمنے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا تلوار ہماری قہرمان زنگی پر پڑ گئی وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
بعد قتل ہونے قہرمان زنگی کے جملہ سواروں اور پیدلوں نے ہمکو ہر طرف سے گھیر کر گرفتار کرلیا نوشیروان
نے سواروں اور پیدلوں سے فرمایا کہ اب تم خلاصہ حال بیان کرو سواروں اور پیدلوں نے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ گیتی ستان اصل حال یہ ہے کہ ہم سب ہمراہی قہرمان زنگی زیر دیوار دولتسرائے حضور پھر رہے تھے

اور نگہبانی کر رہے تھے ناگاہ دیکھا ہمنے کہ باغ مراد سے تین سیاہ پوش نکلے قہرمان زنگی نے بڑھ کے روکا وہ سیاہ پوش
نہ رکا اُسنے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا آخر قہرمان زنگی کو قتل کرکے چلا ہرچند ہمنے چاہا کہ اُسکو گرفتار کریں لیکن وہ
سیاہ پوش ہاتھ ہمارے نہ آیا اور نکل گیا بعد اسکے سیاہ پوش کے جا سینگے ہم سب نے ان دو نو نکو گرفتار کیا اور اسوقت
بحکم حضور انکو لیکر حاضر ہوئے ابو شہاب نے عرض کیا ای شہنشاہ گیتی پناہ یہ سوار اور پیدل حضور کے روبرو
محض جھوٹھ تقریر کرتے ہیں سوائے ہم دونوں کے تیسرا آدمی ہمارے ہمراہ نہ تھا ہمیں دونوں نے قہرمان زنگی
کو قتل کیا ہے حضور عادل اور منصف ہیں ہمارا انصاف کریں نوشیروان نے ابو شہاب کی گفتگو سنکے اور کچھ فکر کرکے
چاہتا تھا کہ ابو شہاب اور ابو سعید کے واسطے حکم رہائی کا دے ناگاہ بختک نے نوشیروان سے
عرض کیا کہ حضور ذرا غور فرمائیں یہ عیار سراسر مکر و فریب کی باتیں کرتے ہیں قہرمان زنگی ایک مرد عیار اور بہادر
تھا ہرگز انہوں نے اسکو قتل نہ کیا ہوگا سواروں کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ تیسرا آدمی جو انکے ساتھ تھا وہ
نہایت بہادر تھا اُسنے قہرمان زنگی کو قتل کیا ہے ہرچند کہ میں سمجھ گیا ہوں لیکن فی الحال تیسرے آدمی کا نام زبان پر نہیں
لا سکتا ہیں حضور کو مناسب ہے کہ ان دونوں عیاروں کو رہا نہ فرمائیں اور انسے تیسرے آدمی کا نام دریافت فرمائیں تاوقتیکہ
انپر تعدی نہ کیجائیگی یہ عیار کبھی تیسرے آدمی کا نام نہ بتلاوینگے نوشیروان یہ تقریر بختک کی سنکے خیال کرنے لگا
کہ بختک سچ کہتا ہے آخر بموجب کہنے بختک کے نوشیروان نے ابو الفرح زنگی کو طلب کیا جب ابو الفرح
زنگی حاضر ہوا نوشیروان نے فرمایا کہ ای ابو الفرح تم ان دونوں عیاروں کو لیجاؤ اور باندھکر خوب مارو اور انسے
پوچھو کہ تمہارے ساتھ تیسرا آدمی باغ میں کون آیا تھا ابو الفرح زنگی بموجب حکم نوشیروان ابو شہاب اور
ابو سعید کو ہمراہ اپنے لیگیا اور اپنے خیمہ میں پہونچکر انکو باندھکر کوڑے مارنے لگا اور پوچھنے لگا لیکن انھوں نے
کسی طرح نہ بتایا یہ خبر عمیر خواجہ سرا نے ملکہ مہر نگار سے جاکر بیان کی کہ جو دو عیار لشکر حمزہ صاحبقران کے شبکو
گرفتار ہوئے تھے شہنشاہ نے ان عیاروں کو ابو الفرح زنگی کے حوالہ کیا ہے ابو الفرح انپر سختی کر رہا ہے اور پوچھتا
ہے کہ شب کو تیسرا آدمی تمہارے ہمراہ کون باغ میں آیا تھا وہ بیچارے ہرچند سہمے ہوئے ہیں اور کوڑے لیے اذیت
انکو پہونچتی ہے لیکن وہ تیسرے آدمی کو نہیں بتاتے ہیں ملکہ مہر نگار یہ تقریر عمیر خواجہ سرا کی سنکے بعد جانے عمیر خواجہ سرا
کے فتانہ سے کہنے لگی کہ ای فتانہ رات کو تو مجھے انکے محل میں آنے کا شک ہوا تھا لیکن اسوقت بالکل یقین ہوگیا کہ وہی
ان عیاروں کو اپنے ہمراہ لیکے آئے تھے وہ تو قہرمان زنگی کو قتل کرکے چلے گئے یہ بیچارے عیار کم قوت و ناتوان تھے
انکو سواروں نے گرفتار کرلیا اب ابو الفرح حرامزادہ اُنکے عیاروں کو کوڑے مارتا ہے موئے کی شامت آئی ہے
جسوقت انکو خبر ہوگی کہ ابو الفرح میرے لشکر کے عیاروں کو اذیت دیتا ہے ای فتانہ تو سن لینا کہ وہ ضرور آکر اس
موئے نکوڑے کو مار ہی ڈالینگے زندہ نہ چھوڑینگے کوئی اس موئے سے جاکر کہے کہ اگر تجکو اپنا زندہ رہنا منظور ہے تو ان
عیاروں کے آگے ہاتھ جوڑ اور اپنی خطا اُنسے معاف کرا اور ان بیچاروں اور بیگناہوں کو چھوڑ دو اور اگر انکو رہا نہ کریگا
تو خود قید ہستی سے کوئی دم میں رہا ہو جائیگا خاک میں ملجائیگا سر تیرا شمشیر تیز سے کٹ جائیگا نام و نشان بھی باقی
نہ رہیگا فتانہ نے عرض کیا حضور اب مجکو بھی حمزہ صاحبقران کے یہاں آنے کا یقین ہوگیا آپ سچ فرماتی ہیں
اور عیاروں کے بارے میں جو آپ نے فرمایا یقین ہے کہ آج شب کو حمزہ صاحبقران خود تشریف لاکر ابو الفرح
کو قتل کرینگے اور عیاروں کو رہا کرکے لیجائینگے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں اب ادھر کا حال سنیئے کہ جب حمزہ صاحبقران
نے یہ حال اپنے عیاروں کا سنا نہایت غصہ ہوا اور انتظار شب کا کرنے لگے

داستان جانا حمزۂ صاحبقران کا پاس ملکۂ مہرنگار کے اور میکشی کرنا اور قتل کرنا ابوالفرح وغیرہ کو اور عیاروں کو رہا کرنا

بادہ خواران میخانۂ خوش مقالی و میکشان میکدۂ نازک خیالی اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب بحکم صانع عالم روز ہجر تمام ہوا آفتاب نہان ہوا اور فلک پر ماہ تابان عیان ہوا امیر بعد پڑھنے نماز کے اپنی بارگاہ میں جاکر بستر خواب پر مانند ماہی بے آب ہجر ملکہ میں تڑپنے لگے اور نالہ و بیقراری سے یہ مخمس پڑھنے لگے مخمس

قابل عبرت عالم ہے مصیبت میری | نہ سنو تم تو کسی لوگے حکایت میری | تم عبث پوچھتے ہو مجھ سے حقیقت میری
سب میرا حال کہے دیتی ہے صورت میری | دیکھ سکتے نہیں دشمن بھی اذیت میری | آہ

کبھی کرتے کے نہیں اسکو سخن فہم قبول | حسرت تقریر ہو جو بڑھتی ہی سراسر ہے فضول | مہربان ہنسانے کے مانند تمہیں سے ہے حصول
مختصر بات کو کیوں دیتے ہو اتنا طول | نہیں کچھ زلف سے بڑھ کر شب فرقت میری

یار اٹھائیگا جب کوئی البشر میرے بعد | رو دو گے پیٹ کے سر آٹھ پہر میرے بعد | سخت پچھتاؤ گے اے رشک قمر میرے بعد
ابھی کچھ قدر نہیں میری مگر میرے بعد | یاد آئیگی بہت تم کو محبت میری

گر میں دیوانہ ہوں تربت پہ مری بعد حشر | دیکھنا غیب سے سامان مہیا ہونگے | پوچھتا ہوں گر ای جان میں تم سے
تم نہ آؤ گے تو کیا کوئی نہ پوچھیگا مجھے | خاک اڑانے کے لیے آئیگی وحشت میری

حال ہے سارے زمانے کا ہمیشہ یونہیں | عشق بازوں سے کہیں ہوتے ہیں مانوس حسین | اپنے دل میں تو ذرا سوچو تم ای ماہ جبین
مجھ سے نفرت ہے تمہیں ہو تو بڑی بات نہیں | چاہتا ہوں میں تمہیں یاد رہے حسرت میری

ہجر کی یہ جدائی میں زمیں کو ہر بار | اشک خونیں کا لگا رہتا ہے ہر دم اک تار | پوچھتا ہوں میں یہ ای حسرت دیدار یار
ہو گئی آنکھیں تری وصل میں جو دیدار | اس گھڑی کو نہ ساتھ ڈھونڈھ لیے صورت میری

وہ میان آتا تھا کبھی مجھکو کہ یہ اپنا ہے | ہم کہتا تھا یہ میں اسکا وفاشیوا ہے | واقعی سچ ہے پھر ایسے کا بھروسا کیا ہے
میرے دل میں ہی ظالم کبھی بسا رہتا ہے | اے عمر ہی نہیں کرتا ہے رفاقت میری

زندگی کی ہی مجھے اپنی توقع نہ رہی | کوئی صورت نظر آتی ہی نہیں ہے بچنے کی | جیسے اب درد جدائی سے ہی نوبت پہونچی
مرض عشق سے ایسا تو نہ تھا حال کبھی | جس طرح بگڑی ہے ان روز و دن طبیعت میری

امیر بالتوقیر نے بعد پڑھنے اس مخمس کے اپنی بیتابی اور بیقراری اور گریہ و زاری پر بہ تامل وغور نظر کر کے یہ مسدس پڑھنا شروع کیا مسدس

یاد ایام کہ کچھ دلکو کبھی درد نہ تھا
جامۂ تن پہ مرے پیرہن گرد نہ تھا
دلکو چون ماہی بے آب نہ بیتابی سے تھی
حسرت و یاس غم و درد کی نایابی تھی
کوئی رونا تھا دیکھے تھے کہ یہ رونا کیسا
ملنہ دین ہوش خرد عشق میں کھونا کیسا
اب جو دیکھا تو یہ دیکھا کہ قیامت ہے عشق
شعلۂ خرمن دین وعدل و طاقت ہے عشق
آتش افروزی الفت سے نہ ہم تھے آگاہ

گرم آہیں یہ نہیں لب پہ دم سرد نہ تھا
کام رکھتے نہ تھے ہرگز کسی خودکام سے ہم
نہ یہ وحشت نہ یہ رونا نہ یہ بیخوابی تھی
بلکہ عالم کی ہواؤں سے دل افسردہ نہ تھا
غم کسے کہتے ہیں سمجھا نہ کوئی دھوکا کیسا
لوگ معشوقوں کے کیوں جور و ستم سہتے ہیں
قہر ہے ظلم ہے بیداد ہے آفت ہے عشق
راہ نیلا ہے ہے جسکو دیکھی رہزن ہوجاہی
اک شرارے نے کیا خانۂ دل خاک سیاہ

اشک صبح آنکھ سے جاری نہ تھا رخ زرد نہ تھا
رات دن زیست بسر کرتے تھے آرام سے ہم
چمن طبع میں اک رونق و شادابی تھی
تختۂ خاطر رنگین گل پژمردہ نہ تھا
دالہ و شیفتہ محبوبوں پہ ہوتا کیسا
عاشقی چیز ہے کیا عشق کسے کہتے ہیں
بخدا باعث صد طعن و ملامت ہے عشق
دوستی کیجے جس سے وہی دشمن ہوجائے
لب پہ اب نالۂ جانسوز ہے یا شعلۂ آہ

جل گئے بسکہ اسی آگ سے ہم تو واللہ
قیس کو اسنے کیا ساکن صحرا مجنون
اس فسون ساز نے مجھپر بھی کیا ہی افسون
اسی اک جان کے دشمن سے پڑا ہی پالا
آپ کو دیدہ و دانستہ بلا مین ڈالا
پیچ مین لائی ہی آخر مجھے وہ زلف سیاہ
ہو گیا گھر بھی سیہ خانۂ زندان مجھے آہ
دیکھی تھی نہ مجھے چاند سے وہ پیشانی نے
اسکے ابرو کی نہ تلوار تھی بڑھکر کھائی
چشم بیمار سے تھا اسکی مناسب پرہیز
اس سے جون آہوے وحشی مجھے لازم تھی گریز
گرچہ رخسارے تھے اس شوخ کے مصحف پر نہ
لیو جان عشق کا لاتے نہ زبان پر مذکور
ہیں تو اندھون کیطرح چاہ زنخدان ہین گر
دیکھتا گردن مینائے بلورین کی صفا
دست رنگین کی نزاکت پہ ہوا کیون مائل
پیچ سے موے کمر کے ہے نکلنا مشکل
جیسا رسوا ہون مین اسطرح کوئی خوار نہو
اور بیمار ہان سو مین پہ یہ آزار نہو
عمر بھر دام محبت سے نکلنا معلوم
سیر گلشن کو بھی جاؤن تو بہلنا معلوم
اسقدر سوز محبت سے دیا ہی مجھے داغ
روش غنچہ ہون دل تنگ نہین مجھکو فراغ
گھر مین دن رات تڑپنے سے مجھے ہی سروکار
بیقراری سے نہین ایک جگہ مجکو قرار
کس طرح اس دل ناشاد کو اب شاد کرون
عشق نے ظلم کیا کس سے طلب داد کرون
بخت ناساز کا اسنا ہی گلہ لازم ہے
انکو دشنام ہو تو تمکو دعا لازم ہے

ہی امان مانگی اسی سے کرۂ ناری نے
کیسی شیرین اسی کے سر پہ ہی فرہاد کا خون
عشق کے رنج مین راحت کا سرانجام کہان
ہی جگر ہنسنے مین پر داغ برنگ لالہ
گل سے بہلاتے دل اور دیکھتے سنبل کیطرف
کرتے کاش اسکے عوض شملہ غریبان پہ نگاہ
سو جب ہم بھی عیش دل سے غم تھی
تھی مگر عشق کی قسمت مین نہ پیش آئی
خار خار غم ہجران کا ستم سہنا تھا
یہ نہ سمجھے کہ ہی سفاک وہ نرگس خونریز
دیدۂ نرگس بستان پہ نظر کرتی تھی
چاک دل کرتا تھا مانند کتان عقل سے
مسی آلودہ دہان ہوا تو نہ ہم مرتے کاش
دو سر تا جو کنول مین ہی تو بہت بہتر تھا
گو کہ تھا رشک سحر سوز صفائے سینہ
ملتا ہون دست تاسف کہ گیا ہاتھ سے دل
کام ساق و کفک پاسے نہ کچھ تھا مجکو
اس بلا مین کوئی انسان گرفتار نہو
دل جو گھبراتا تو یہ دھڑکا ہی کہ شب آئی ہی
ایسے دریا مین ہین ڈوبا کہ ابھرنا معلوم
جوش بلبل کی بھی نالونسے ہین کھو دیتا ہون
مثل آتشکدہ آتی ہی نظر صورت باغ
مثل شبنم کبھی گلبن کے تلے روتا ہون
ہمدم و دوست ہی کوئی نہ کوئی مونس و یار
شہر سے گاہ نکل جاتا ہون صحرا کیطرف
کیونکر اس خانۂ ویران کو مین آباد کرون
آپ رسوا ہوے اور کسے رسوا کیجیے
کیا دشمن کو بھی دشمن ہین کیا لازم ہو
کشور حسن بتان جب تلک آباد رہے

لاکھون گھر پھونک دیے ہین اسی چنگاری نے
اسنے عاشق کو کیا تھا عذرا کا مفتون
اب ترستا ہی دل آرام کو آرام کہان
دل آغشتہ بخون آتا ہی تا لب نالہ
دھیان کرتا تھا نہ اسکے رخ و کاکل کیطرف
شب تاریک سے بدتر ہی مرا دل واللہ
زلف جانان کے عوض مشک کی بو کیا کم تھی
آب شمشیر سے بہتر تھی شہادت پائی
برچھیان کھائی تھین ان پلکو سے پر سہنا تھا
قتل مردم کو لگا ہوتے ہین سو خنجر تیز
شوخی چشم غزالان پہ نظر کرتی تھی
مار کر ہمکو جلاتا کبھی کیا مقدور
شب تاریک مین انجم پہ نظر کرتے کاش
اسکی گردن کی صفائی پہ عبث دل پھسلا
دیکھنا آئینہ تھا مجکو بجائے سینہ
لطف یہ ہی مہر جان ہی سے کرتے حاصل
کر دیا عشق نے پامال سراپا مجکو
جو مرض مجکو ہی ایسا کوئی بیمار نہو
عشق کے نام سے اب تو مجھے تپ آتی ہی
اس بلندی سے گرا ہون کہ سنبھلنا معلوم
مسکراتا ہے اگر غنچہ تو رو دیتا ہون
نکہت گل بھی مجھے کرتی ہی آشفتہ دماغ
اور کبھی سرو کے لگ لگ کے گلے روتا ہون
کچھ عجب طرح بسر ہوتی ہی اب لیل و نہار
صورت سیل کبھی جاتا ہون دریا کیطرف
کون سنتا ہی کہان جا کے مین فریاد کرون
شکوۂ دوست جو کیجیے تو بھلا کیا کیجیے
جور معشوق کو عاشق کو وفا لازم ہے
وہ وفا کیجیے کہ عالم مین بہت یاد رہے

بعد پڑھنے اس مسدس کے سوز محبت ملکہ مہر نگار نے دل ایسا جلایا کہ حمزہ صاحبقران کو فرش خواب پر مطلق چین نہ آیا آخر بیتاب و بیقرار ہو کے بستر سے اٹھے اور لباس شب روی پہنکر برائے علاج درد دل

اپنے مسیحا کے مکان کی طرف یہ غزل پُردرد پڑھتے ہوئے چلے غزل

خندۂ گل نالہ و شیون ہوا	ہوگیا صد چاک پر دستِ جنوں	اپنا دامن صبح کا دامن ہوا
ہم پہ کب احسان پیراہن ہوا	ایک عالم ہے شہید تیغ ناز	آفت جان یار کا جوبن ہوا
آب گریہ آگ پر روغن ہوا	گر نہیں تسلیم عشق شعلہ رو	سوز غم سے سینہ کیوں گلخن ہوا

سب بے تیرے ماتم کدہ گلشن ہوا
مثل طفل اشک عریان ہی رہے
دور عنبر کی روئی سے دل کی لگی
حمزۂ صاحبقران یہ غزل

پڑھتے ہوئے ایوان ملکہ مہرنگار کی طرف جاتے ہیں لیکن اب حال ملکہ مہرنگار و آراستگی بزم بیان کیا جاتا ہے راوی کہتا ہے کہ اُسی شب کو فتانہ نے ملکہ مہرنگار سے بامید تشریف آوری حمزۂ صاحبقران دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت دل میرا یہ چاہتا ہے کہ حضور کو مثل عروس کے بناؤں سرمہ چشم نرگسی میں لگاؤں زلفیں جو سراسر پریشان ہیں شانے سے بناؤں ہاتھوں میں مہندی لگاؤں پوشاک نفیس و رنگین پہناؤں عطر سہاگ پیرہن حضور میں لگاؤں بزم عشرت آراستہ کروں ملکہ مہرنگار نے بہ نازو ادا ہنسکر اسکے فرمایا کہ ای فتانہ آج اسقدر میرے حال پر مہربانی کی کیا وجہ ہے کیوں میں لباس رنگین زیب تن کروں ہاتھوں میں مہندی کسواسطے ملوں گیسوے عنبرین شانے سے کیوں سنواروں یہ سادی پوشاک تن سے کیوں اتاروں کیا مجھے اپنے تئیں کسی کو دکھانا ہے یا کسی کو اپنے پاس بلانا ہے فتانہ نے ہنسکر عرض کیا کہ حضور پوشاک تو تبدیل کریں بناؤ سنگار تو کریں اگر حضور کسی کو نہ بلائینگی تو دیکھنے والے خود آکر حضور کا جمال جہان آرا دیکھینگے باعث ہماری مسرت کا ہوگا یہ کہکر فتانہ نے ملکہ مہرنگار کو آرایش و زیور و لباس رنگین سے اس طرح آراستہ کیا کہ آئینہ حسن و صورت ملکہ مہرنگار دیکھ کے حیران ہوا اور ماہ درخشان بھی روے پرنور ملکہ مہرنگار کو دیکھ کے متعجب ہوا جب فتانہ کو آرائش و زیب ملکہ مہرنگار سے فرصت ہوئی اسوقت بعنوان شائستہ انواع و اقسام کے تکلفات سے اور جام و شیشہ سے ایسا بزم کو آراستہ کیا کہ بزم جمشیدی بھی مات ہوگئی اُس بزم کو کچھ حقیقت نہ رکھتی تھی جب فتانہ بزم کو بخوبی آراستہ کر چکی اسوقت فتانہ نے سواے زہرۂ مصری کے کسی کو پاس ملکہ مہرنگار کے بیٹھنے نہ دیا جب سب شاہزادیاں چلی گئیں اُسوقت فتانہ ملکہ مہرنگار سے عرض کرنے لگی کہ ای ملکۂ عالم اگر آجکی شب حمزۂ صاحبقران حضور کے عشق میں بیقرار ہوکے یہاں آئیں تو انکو اپنے پاس بٹھایے گا جام شراب اپنے ہاتھ سے پلایے گا حال درد دل اُنکا سنیے گا اپنی دل کی کیفیت بیان فرمایے گا شرم و حجاب زیادہ نہ کیجیے گا چپکی بیٹھی نہ رہیے گا دوپٹہ سے رخ انور نہ چھپایے گا روے زیبا اپنا اُنھیں دکھایے گا لطف یکنشینی و ہمنشینی خوب اُٹھایے گا دیکھیے گا حضور اپنے عاشق صادق سے بے اعتنائی نہ کیجیے گا ملکہ مہرنگار نے گفتگو سے فتانہ کے بہ نازو ادا اس طرح بظاہر انکار کیا کہ میں تو کسی بات بھی نہ کرونگی نہ اُنکے سامنے بیٹھونگی مجھ اُنسے کیا مطلب اگر وہ یہاں آئینگے تو تو ہی اپنے پاس اپنے پہلو میں اُنکو بٹھانا اور تو ہی اپنے ہاتھ سے انکو شراب پلانا اور تو ہی باتیں اُنسے راز و نیاز کی کرنا وہ جسوقت یہاں آئینگے میں فوراً چلی جاؤنگی اپنی صورت بھی انکو نہ دکھاؤنگی مجھے اُنکے پاس شرم سے بیٹھا نہ جائیگا فتانہ نے عرض کیا کہ ای ملکۂ عالم کہیں ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا یہاں سے اٹھکر چلی نہ جایے گا اپنے عاشق کو اپنی بے اعتنائی سے صدمہ نہ دیجیے گا آپکو اُنکے پہلو میں بیٹھنا مبارک ہو مجھکو کچھ اُنسے الفت نہیں ہے وہ میرے عاشق نہیں ہیں میں بھی جسطرح حضور کی تابعدار ہوں اُسی طرح اب انکی بھی فرمانبردار ہوں وہ آپ کے عاشق ہیں آپ کو اُنسے الفت ہے اُنکے پہلو میں بیٹھنا آپ کو مناسب ہے ملکہ مہرنگار نے فرمایا کہ ای فتانہ اگر وہ یہاں آئینگے تو میں تجھسے ابھی سے کہے دیتی ہوں **شعر** ہے مجھکو تو شرم آئیگی یہ بات بھی جیسے کی نہ جائیگی

فتانہ نے عرض کیا آپ میری خاطر سے اُنسے باتین کیجیے گا خاموش بیٹھی نہ رہیے گا حضور کا مجھپر احسان ہوگا ورنہ مجھکو رنج ہوگا ملکہ نے کہا ای فتانہ مجھکو تیرا رنجیدہ ہونا منظور نہین خیر اگر یہی خوشی ہی تو مین بیٹھی رہونگی اور اگر مجھسے بات کیجاویگی تو اُنسے ہمسخن بھی ہونگی جب یہ باتین فیمابین ملکہ مہر نگار اور فتانہ کے ہوچکین ملکہ مہر نگار حمزہ صاحبقران کا انتظار کرنے لگی اور جانب سو لوار محل دیکھکر یہ شعر پڑھنے لگی شعر شکل اپنی ہمکو دکھلاو خدا کے واسطے ÷ جان خالی ہی آجاو خدا کے واسطے ÷ کبھی یہ شعر پڑھتی تھی شعر آو باہم شوق و ارمان دیکھ لین ÷ تم ہمین ہم تمکو ایجان دیکھ لین ÷ کبھی سوے بام ایوان دیکھ کے اور آہ سرد کرکے مخاطب اپنے قلب و جگر سے ہوکے یہ شعر پڑھتی تھی شعر تڑپتے ہو عبث بیتاب ہو بیکار فرقت مین ÷ نہ اب تشریف وہ لاسکینگے ای قلب و جگر سنلو ÷ کبھی خیال حمزہ صاحبقران مین یہ شعر پڑھتی تھی شعر تمھارے شوق سے خالی نہین ہی دل میرا ÷ ہوس ہی بوسون کی بھی وصل کی ہوا بھی ہی ÷ کبھی حسرت دیدار حمزہ صاحبقران مین یہ شعر پڑھتی تھی شعر دکھلائین آپ اگر رخ پر نور اک نظر ÷ آگاہ ہم بھی ہون شرف آفتاب سے ÷ کبھی افسوس کرکے یہ شعر کہتی تھی شعر دل مین ارمانو نکے مرنے سے جگر پر داغ ہی ÷ یہ نئی قبرین نہین گنج شہیدان کے قریب ÷ کبھی جانب بام محل نظر کرکے یہ شعر پڑھتی تھی شعر جلوہ گر ہون بام پر گر وہ تو دیکھین اک نظر ÷ حسرت دیدار ہے موسی پیمبر کی طرح ÷ کبھی درد دل سے بیتاب ہوکر یہ شعر پڑھتی تھی شعر ہون خمو نیم دم ہی ہجر کی تلخی سے ای مسیح ÷ اتنو پلادے وصل کی مجکو دوا لذیذ

کبھی بیتاب و بیقرار ہوکر یہ اشعار آبدار اپنی زبان پر جاری کرتی تھی اشعار

شمع سے ہی تو اے ستمگر دل مرا پروانہ ہی
ہی وہ گلشن داغہاے یاس سے سینہ مرا
نقد جان ہی اسکی قیمت نقد دل بیعانہ ہی

رات دن ہجر تصور گیسوے عنبر رنگ کا
مرہم زنگار جس مین سبزہ بیگانہ ہی

رنج اشعار جاگتا ہی پھر بالیتا ہی شوق
پنجہ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہی
ہیرے یوسف کی خریداری عزیز جو حال

یہ اشعار ملکہ مہر نگار پڑھکر اشکبار ہوئی ملکہ زہرہ مصری نے عرض کیا ای ملکہ عالم اسقدر گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری ہجر حمزہ صاحبقران ذیشان مین نہ کیجیے برائے فرحت دل ایک جام بادہ گلگون پیجیے ملکہ مہر نگار نے اشکبار ہوکر یہ قطعہ پڑھا قطعہ شب بیکسی کا لطف ہی جو رات چاندنی ہو اور رنگ روے ساقی مست شباب سرخ ÷ ابر سیہ چمن مین ہو چھایا ہین ہون گل ÷ پیش نظر ہو سبزہ قدح مین شراب سرخ ÷ بعد پڑھنے اس قطعہ کے ملکہ مہر نگار نے بصد حسرت و یاس سے یہ شعر پڑھا شعر ہجر مین یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو ÷ نہ اُسے یاد رہے ہم نہ اسے یاد رہے ÷ فتانہ نے عرض کیا ای ملکہ عالم جانتک ہوسکے گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری نہ کیجیے دل کو بہلایے آتش عشق سے سینہ نہ جلایے ہر چند کہ یہ عشق وہ بڑی بلا ہی کہ جس بھی اس بلا مین مبتلا ہو کوئی دانا اسکے دام مین گرفتار نہو لیکن انسان کو لازم ہی کہ اس مرض مین مبتلا ہونے سے پرہیز کرے ہمیشہ عشق کی راہ سے گریز کرے یہ وہ موذی ہی کہ اسکا کاٹا ہوا کم بچتا ہی یہ وہ قہر کا دریا ہی کہ اسکا شناور ساحل زندگی پر کمتر پہونچتا ہی اور یہ وہ زہر ہی کہ ایک قطرہ جسکا دل و جگر کو پاش پاش کردیتا ہی یہ وہ ظالم ہی کہ اسکو جوانون اور حسینون پر ذرا رحم نہین آتا ہی صدہا خوبرو جوانون کو اسی جفاجو نے بظلم و ستم ہلاک کیا ہی ہزارہا نازنینان غنچہ دہن اور گلبدن کو اسی سفاک نے پیوند خاک کیا ہی فی الحال حضور پر بھی حضرت عشق کی عنایت ہوئی ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی مسدس

مدد ای اشک روان ضبط سے گھبراتا ہون
ہاے کیا آگ لگی ہی کہ جلا جاتا ہون ÷

آتش عشق کی گرمی سے پھنکا جاتا ہون
سرد ہوتی نہین ہاے اپنے دل زار کی آگ

سوزش داغ کی مین تاب نہین لاتا ہون
پھونک دی عشق نے کس شعلہ رخسار کی آگ

خلقت دلکو کیا عشق کے جب نور سے کم
سینے آتے ہین جوانی کی عجب پیچ مین ہم
خلق مین سب کیلیے عشق کا دین زیبا ہے
عشق کا خاتم خاطر پہ نگین زیبا ہے
حسن اور عشق نہ ہوتے جو عیان دنیا مین
دیکھتے لطف نہ کچھ پیر و جوان دنیا مین
عشق اپنی نہ اگر جلوہ گری دکھلاتا
پردہ چشم نہ اشکون سے تری دکھلاتا
دل مجنون کو اگر عشق کا آتا نہ پیام
کبھی شیرین کی جدائی مین نہ ہوتا وہ تمام
گرمی عشق دلون مین نہ اگر کرتے راہ
ماہ کنعان کی زلیخا کو نہ ہوتی پھر چاہ
کشش شوق ہے اس عشق کی عالم سے جدا
سو جگہ اسنے دل سنگ کو بھی موم کیا
کس مصیبت مین گرفتار ہے جان غمگین
ایک ہے جان سوا ان دونون سے بچنے کی نہین
حسن اور عشق کی نسبت مین کرون کیا گفتار
انھین دونون نے جگر پھونکے ہین بے حد و شمار
انکی خلقت مین قیامت کی شرر خیزی ہے
سامنے انکے ہر آتش کی عرق ریزی ہے
حسن اور عشق ہمہ ہین دست و گریبان دونون
پھونک دیتے ہین یہی آتش پنہان دونون
حسن ہے باغ تو یہ عشق ہے اس مین گلچین
لالہ ہے کوئی اگر خوش آیندہ کوئی ہے نسرین
جسکو سب کہتے ہین دنیا مین خزان اور بہار
یونہین کھلتا ہے کوئی ہے گرد ہزار دن اغیار
یا الٰہی رہے سرسبز ہمیشہ یہ چمن
رشک گل وہ ہین کہ ہوتے ہی نازک ہین بدن
تیری قدرت کے تماشے ہین نیارے رب کریم
ایک یہ عشق ہے سو رنگ سے ہر دل مین مقیم
سمجھینگے اسکو وہی جنکو کہ ہے فہم و ذکا

صاف آئینہ کی صورت نظر آیا عالم
دل کا پہلے نظر آتا تھا الجھنا مشکل
عشق مین کونسی یان مشکل نہین ہے باطل
دولت عشق جو عالم مین فراوان ہو جائے
بھید تھے ظاہر نہ کبھی راز نہان دنیا مین
ہر بشر معتقد اس راہنما کو سمجھے
کبھی مہتاب نہ داغ جگری دکھلاتا
دل نہ یون شیفتۂ زہرہ شمائل ہوتے
کبھی بھولے سے بھی لیتا نہ وہ لیلی کا نام
سبکو عالم مین عجب عشق کی سرکار ملی
شمع پر کرتا نہ پروانہ بھی جلنے کی نگاہ
عشق گر چاند کی صورت نہ عیان ہو جاتا
جذب ہر شی مین کیا حق نے اسی کو پیدا
گل یا اسی سے کسی جی کو نہین وہ آفت ہے
کسی صورت نہین ہوتی ہے تسکین دم بھر
کر رہی ہین دل نالان مین یہ آفت برپا
حسن خلقت مین اگر نور ہے تو عشق ہے نار
شعلہ انگیز ہین یہ شعبدہ پرداز ہین یہ
انکی آتش مین ہر اک دل کی بڑی تیزی ہے
کہ عجب ڈھنگ کی گرمی یہ دکھا دیتے ہین
ہر جگہ ہین یہی سلسلہ جنبان دونون
ڈھنگ ڈھنگ زمانے مین عجب ہوتے ہین
گل کے مانند شگفتہ ہین ہزارون ہی حسین
رنگ سو طرح کے ہین وضع ہزار انکی ہے
ہجر اور وصل ہے وہ اس مین نہین شک زنہار
باغ مین پھولون کے اقرار صبا صادق ہے
حسن کا صرف خزان ہو نہ کبھی یہ گلشن
سنبل و گل کوئی کل ایام نہ پژمردہ ہو
حسن اور عشق کی ہر جا پہ خدائی ہے تقسیم
نئی صورت کے نئے جتنے فسانے ہر جا
عشق کیواسطے دل سینۂ عاشق مین بنا

حسن دکھلانے لگا اپنے تماشے پیہم
کھل گیا سب کہ الجھنا ہے نہ سلجھنا مشکل
اگر کہین ہم خضر راہ یقین زیبا ہے
کیا عجب ہے کہ ہر اک مور سلیمان ہو جائے
جی سے آرام کا ملتا نہ نشان دنیا مین
خلقت عشق سے بندے یہ خدا کو سمجھے
حسن گر شیشۂ دل مین نہ پری دکھلاتا
نہ فرشتے بھی غریق چہ بابل ہوتے
دل فرہاد مین کرتا نہ اگر عشق مقام
کربلا یار تماشے دل زار ملی
محو گل پر دل بلبل ہے نہ ہوتا واللہ
جلوۂ ماہ سے کیون چاک کتان ہو جاتا
آشکارا ہے اسی سے کشش کاہ ربا
چھوڑتا عشق کسی کو نہین وہ آفت ہے
حسن اور عشق سے بھی دشمن جان ہر مسکین
صحبت شعلہ و خس سے ہے قیامت برپا
گرم ان دونو کی گرمی کا ہے بازار
خرمن صبر کو برق شرر انداز ہین یہ
ہر جگہ انکی نئی اک شرر انگیزی ہے
جگر و دل ہی یہی آگ جلا دیتے ہین
فتنہ پرداز ہین غارتگر ایمان دونون
انسے نیرنگ زمانے مین عجب ہوتے ہین
ہر تماشا کہ نئی طرح ہے سب کی تزئین
چشم بد دور کہ کیا خوب بہار انکی ہے
جس طرح پھول کئی ہین سر گلستان ہزار
بلبل آسا سے قفس ہو دل عاشق ہے
ہو کسی طرح سے دل تنگ نہ کلی کے ہین
باد غم سے دل عشاق نہ افسردہ ہو
چشم خونبار کہین ہو تو کہین دل ہو دو نیم
دل بے شر طاقت کے تماشے ہر جا
چشم اسواسطے ہے حسن کا دیکھے جلوا

اس لیے گوش میں معشوق کی آئے صدا
عشق کو یہ نہ سمجھتے تھے ستم توڑیگا
جوڑ یہ تفرقہ انداز بہت جوڑے گا
عشق وہ ہے کہ ہر اک دل میں جگہ اسکی ہے
سنگ با اشک گلستان تک اسی جیسکی ہے

دوست عاشق میں اسی زلف کو سمجھا نیکو
نوجوانی میں یہ جیتا کفن چھوڑے گا
لاکھ جا دل کو نئے دام میں الجھائیگا
کیمیا سے بھی سوا قدر اسی مس کی ہے
لکھا شتے سے بہت کے کیا پار اتارا اسنے

ناوک میں کوچۂ محبوب تلک جانے کو
لب خبر تھی صفت آبلۂ دل پھوڑیگا
چشم عاشق کو نئے پیچ یہ دکھلائیگا
جان اس ظلم کے ناوک سے بچی کسکی ہے
جیتے جی سیکڑوں کو مار اتارا اسنے

بس اے ملکۂ مہر نگار یہ عشق خانہ خراب جان کا عذاب ہے اتو مرغ دل آپ کا اسیر دام عشق ہو گیا ہے رہائی دام عشق سے بہت مشکل ہے لیکن بظاہر اس عشق کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسیر ہاتو قبیر حمزہ صاحبقران آپ سے زیادہ آپ کے عشق میں بیتاب و بیقرار ہونگے اور نہایت ہی گریان اور اشکبار ہونگے ہر ایک دم انکو آپ ہی کا خیال ہوگا آپ ہی کی جدائی کا رنج و ملال ہوگا دل انکا ہجر میں آپ کے بیقرار ہوگا دیدۂ پر نم اشکبار ہوگا حال انکا آپ کے فراق میں تباہ ہوگا روز روشن انکی نظر میں تاریک و سیاہ ہوگا بلکہ خواب ہوگا انکو کسی پہلو قرار نہ آتا ہوگا عجب نہیں کہ وہ یہ شعر پڑھتے ہوں شعر درد قلب و جگر سے ہوں میں طپان چین آتا نہیں کسی کروٹ ؛ اے ملکۂ عالم مجکو یہ یقین ہے کہ آپ کی جدائی میں جب کوئی انکے روبرو آب و طعام لاتا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ یہ طعام گرم کھا لیے اور یہ آب سرد پیجیے تو وہ اشکبار و بیقرار ہوکے اور اس سے مخاطب ہوکے اور اکل و شرب پر توجہ نہ کرکے یہ شعر پڑھتے ہونگے شعر دانہ ہائے اشک اور خون جگر فرقت کی شب ؛ بس یہی آب و غذائے عاشق جانباز ہے ؛ اور جسوقت وہ آپ کی تصور میں روتے ہونگے ضرور یہ شعر پڑھتے ہونگے شعر پھر آئے لعل نہاراں بھی پھر روتے ہو دیکھو کلیجہ تمام لوہو ہیں ہو میری ای قمر سنلو ؛ اور جب آپ کی فرقت میں آہیں گرم کرتے ہونگے تو یقیناً یہ شعر زبان پر جاری کرتے ہونگے شعر مرجھانہ جائے آہ سے فرقت میں حال ابتر وہ اس ہوا سے کہیں یہ کلی نہ ہو ؛ اے ملکۂ عالم انکو آپ کے جدائی میں رات کو ذرا بھی نیند نہ آتی ہوگی تمام شب گریہ و زاری اور اختر شماری میں بسر ہوتی ہوگی دن کو بھی کسی جگہ مسرور اور شاد نہ بیٹھتے ہونگے طبیعت مثل زلف جانان پریشان رہتی ہوگی مثل صورت آئینہ حیران رہتی ہوگی حواس خمسہ بجا نہ رہتے ہونگے صدمہ آپ کی جدائی کا دل پر سہتے ہونگے حضور کے عشق میں انکو جنون ہو گیا ہوگا سراپا کا ہوش نہ ہوگا گریبان تا دامن چاک ہوگا دیوانوں کی طرح باتیں کرتے ہونگے سودائیوں کے مانند پھرا کرتے ہونگے اگر کوئی انکی یہ کیفیت دیکھتا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ شغل میکشی کیجیے ذرا دل بہلائیے شراب پیجئے کیا ہے ہر گز وہ اسوقت یہ شعر پڑھتے ہونگے شعر ہوں کیا شریک دورہ میں بجر یار میں ؛ خون جگر ہے مجکو مے ارغوان نہیں ؛ اے ملکۂ عالم غرض میری اس تقریر سے یہ ہے کہ حضور آپ معشوق یکتا ہیں ہر چند کہ خود ہی آپ انپر مائل ہیں لیکن وہ آپ کے عاشق ہیں اور عاشق کو بغیر وصل معشوق کے کسی طرح چین اور آرام ایک لمحہ بھی نہیں آتا ہے پس وہ ضرور بالضرور نالان و گریان باحال پریشان بزم حضور میں آئینگے اور طالب وصل ہونگے تمنائے دل حضور ضرور بر آئیگی جب اس طرح فتانہ نے ملکۂ مہر نگار کو سمجھایا اسوقت ملکۂ مہر نگار کی نالہ و بیقراری اور گریہ و زاری کم ہوئی اور جانب بام بہ نگاہ و حسرت دیکھنے لگی جب حمزہ صاحبقران مضطر و گریان اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے باغ مراد میں پہونچے فوراً کمند دیوار محل پر ڈالکر بذریعہ کمند دیوار محل پر آئے پھر دیوار سے کوٹھے پر آکے جو زیر بام بہ شوق تمام نظر کی

دیکھا کہ بعنوان شائستہ و بطرز شاہانہ بزم آراستہ ہے فرش نفیس بچھا ہوا ہے گلدستہ ہائے رنگارنگ جا بجا قرینے سے رکھے
ہیں اسباب پیشکش بھی موجود ہے جھاڑ اور کنول اور مردنگ وغیرہ اسقدر روشن ہیں کہ کثرت روشنی سے بزم پر نور ہے
دو نازنین قریب ملکۂ مہر نگار بصد ادب بیٹھی ہیں اور ملکۂ مہر نگار بناؤ سنگار کیے ہوئے اور لباس رنگین
نہایت نفیس و نادر پر زر پہنے ہوئے تخت جواہر نگار پر بہ ہزار ناز و ادا بیٹھی ہے حسن عالم کش اور زاہد فریب ہے
لباس سرخ جو زیب تن ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آفتاب تابان شفق میں جلوہ گر ہے حمزۂ صاحبقران نے
حسن روئے ملکۂ مہر نگار پر نظر کرکے ایک آہ کی اور بے اختیار زمین پر گر کے بصد فغان یہ اشعار پڑھے اشعار
جز فغان اور منہ سے کیا نکلے ٭ مثل نے درد آشنا ہوں میں ٭ آخر رہوں گا اجل جب آئیگی
اتنو در پر ترے پڑا ہوں میں ٭ چونکہ ملکۂ مہر نگار جانب بام دیکھ رہی تھی اب صدائے گریہ سنکے یہ
خیال کرنے لگی کہ یقیناً حمزۂ صاحبقران بام پر آئے ہیں میرے عشق میں رو رہے ہیں یہ خیال کرکے
اور مسکرا کے فتانہ سے کہنے لگی کہ اے فتانہ ذرا دیکھ تو بام پر کون نوحہ گر ہے اور یہ کس دلریش کی صدائے
گریہ ہے کہ جسکے سننے سے میرا دل بیتاب و بیقرار ہو گیا ہے فتانہ یہ تقریر ملکۂ مہر نگار کی سنکے مسکراتی ہوئی
اٹھی اور صحن ایوان میں کھڑی ہوکر بہ شوخی و شرارت حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر آہستہ سے اسطرح
پوچھنے لگی کہ آپ کون صاحب ہیں کہاں سے تشریف لائے ہیں یہاں کیوں آئے ہیں آپ کا یہاں
کیا کام ہے فرمائیے آپکا کیا نام ہے باعث گریہ و زاری اور سبب بیتابی و بیقراری کیا ہے کس کی جستجو ہے
کس سے ملنے کی آرزو ہے یہ ایوان شہنشاہ نوشیروان ہے واقف اس سے ہر ایک خرد و کلان ہے
آپ محل شہنشاہ میں دلیرانہ چلے آئے کچھ خوف اپنے دل میں نہ لائے اگر آپ کو کسی سرکش اور جفا جو
نے ستایا ہے تو شہنشاہ نوشیروان سے صبح کو جاکر فریاد کیجیے گا شہنشاہ نہایت عادل و منصف
ہیں آپ کی داد کو پہونچینگے یہاں آپ کا تشریف لانا اور فریاد کرنا بیکار ہوا یہاں کوئی آپ کی فریاد
نہ سنیگا پس بہتر یہ ہے کہ یہاں سے تشریف لیجائیے رات کا وقت ہے باغ مراد کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائیے
حمزۂ صاحبقران نے آہ کرکے فرمایا کہ اے نازنین میں ایک بندۂ خدا ہوں خاص و عام مجکو حمزۂ صاحبقران
کہتے ہیں میرے لشکر کے سرہنگ نامی کل گرفتار ہوگئے تھے آج میں انکو رہا کرنے کو آیا ہوں اس
ایوان میں انھیں کو دیکھ رہا تھا اور تلاش انکی کر رہا تھا ناگاہ تم نیچے سے آئیں اکثر باتیں تمنے مجکو
شوخی و شرارت سے سنائیں معلوم ہوا کہ تم بڑی چرب زبان ہو اور کسی کی بھیجی ہوئی اور گھبرائی ہوئی
آئی ہو فتانہ یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی سنکے اور کچھ سمجھ کے جھینپ گئی اور پھر حمزۂ صاحبقران سے
یہ کہنے لگی کہ اگر آپ کو عیار کی جستجو ہے تو یہاں آئیے ہم آپ کو صورت عیار کی دکھا دینگے حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا کہ میں نے اپنے عیار کو خود دیکھ لیا ہے اب تم کیا دکھاؤ گی فتانہ نے کہا جس عیار کو آپ نے
دیکھا ہے یہ عیار وہ عیار ہے کہ اسکی کمند گیسو میں گرفتار ہوکے رہا ہونا مشکل ہے یہ وہ ہوشیار اور چالاک
عیار ہے کہ عاقل بھی اسکے سامنے ایک نادان اور بیوقوف ہے اور یہ وہ عیار بے نظیر ہے کہ اسکے حسن کو دیکھ
کے انسان بیہوش ہو جاتا ہے اور یہ وہ عیار طرار ہے کہ اسکے خنجر ابرو کے اشارے سے دل انسان کا مجروح
ہو جاتا ہے اور حال رنگ و روغن اس عیار کے چہرے سے آشکار ہے فتانہ یہ تقریر کرکے بام ایوان
سے حمزۂ صاحبقران کو لیکر چلی اثنائے راہ میں حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگی کہ اے حمزۂ صاحبقران

آپ کو معلوم ہو کہ جب مین نے آپ کی تعریف ملکہ مہر نگار سے بہت کی ہی اور منت اور خوشامد بھی کی ہی اُسوقت
ملکہ مہر نگار آپ کے بلا لینے اور پاس بیٹھنے پر راضی ہوئی ہی اگر آپ انصاف کیجیے تو مین نے کار نمایان کیا ہے
مین مستحق انعام کثیر ہون حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ ای فتانہ فی الحقیقت تمنے ایسی خبر سنائی کہ دیکھ
کہ بجان مین جان آئی ہی تمنے بڑا کام کیا ہمارا دل تجسے نہایت خوش ہوا جو تم کہو وہ ہم تمکو دین تمنے ہمین خوش
کیا ہی ہم تمکو شاد کرین جو آرزو تمہاری ہو وہ بر لائیں غرض حمزہ صاحبقران اسی طرح سے فتانہ سے گفتگو
باتین کرتے ہوئے قریب ملکہ مہر نگار پہونچے ملکہ مہر نگار حمزہ صاحبقران کو دور سے دیکھکر نہایت مسرور
ہوئی چونکہ تعظیم حمزہ صاحبقران کی کرنا ملکہ مہر نگار کو منظور ہوئی اسوجہ سے بہانہ شرم و حیا تخت سے
اٹھی اور منہ چھپا کر تخت سے اُتر کر ایک حجرہ کی طرف واسطے پوشیدہ ہونیکے چلی اتنے مین فتانہ
قریب ملکہ مہر نگار پہونچ گئی اور ملکہ مہر نگار کو بہلا کر جو مسند کہ قبل سے بچھا رکھی تھی وہان بٹھایا اور
حمزہ صاحبقران کو بھی پہلوے ملکہ مہر نگار مین اُسی مسند پر بٹھایا راوی کہتا ہی کہ جب عاشق و معشوق
اور طالب و مطلوب دونون ایک مسند پر بیٹھے اُسوقت ایک برج مین دو اختر تابان و درخشان یا مہر و ماہ
دیکھنے والون کو نظر آتے تھے شعر یکی شمس آفاق نور و جلال ٭ یکی شمسۂ بارگاہ جمال ٭ اُسوقت طالب و
مطلوب کی خوشی و خرمی کا حال کیا بیان کیا جائے ہر ایک کا غنچۂ دل کثرت مسرت سے شگفتہ تھا ایک دوسرے
کا محو دیدار تھا ہر ایک کے دل بیتاب کو قرار تھا ملکہ مہر نگار دزدیدہ نظر سے بار بار رخ حمزہ صاحبقران کا
دیکھتی تھی کبھی ناز و ادا سے منہ دوپٹہ سے چھپا لیتی تھی لاکھ ضبط کرتی تھی مگر بے اختیار ہنسے دیتی تھی کبھی پہلوے
حمزہ صاحبقران سے بوجہ شرم و حیا کے سرکتی تھی گاہ حسرت ہم آغوشی سے پہلو بہ پہلوی حمزہ صاحبقران
سے ہٹتی تھی کبھی دوپٹہ سے اپنے سینہ کو حمزہ صاحبقران کو نامحرم خیال کرکے چھپاتی تھی دست و پا کانپتے
جلتے تھے پسینے مین تن نازک سراپا تر تھا شکل ہلال سر جھکائے بیٹھی تھی حمزہ صاحبقران بھی ہمنشینی ملکہ
مہر نگار سے نہایت خوش تھے آثار مسرت چہرہ سے عیان تھے اُسوقت حمزہ صاحبقران کا دل یہی چاہتا تھا
کہ ملکہ مہر نگار کے رخسار رنگین کے بوسے لیجیے اور آغوش مین کھینچکر مزہ وصل حاصل کیجیے جب فتانہ نے
دیکھا کہ عاشق و معشوق ایسے باہم محو دیدار ہین گویا انکو ہوش نہین ہی اور ساکت و صامت بیٹھے ہین کچھ باتین
راز و نیاز کی نہین کرتے ہین یہ رنگ فتانہ دیکھ اٹھی اور جام و مینا شراب کی لائی اور روبروی ملکہ مہر نگار
رکھکر دست بستہ عرض کرنے لگی کہ اے ملکۂ عالم حیا و حیرت ہو چکی اب جام شراب پیجیے اور حمزہ صاحبقران
کو پلائیے شرم سے چپکی نہ بیٹھیے کچھ باتین کیجیے اپنے مہمان کی خاطر کیجیے انکے دل کو خوش کیجیے آپ کے
اشتیاق مین یہ یہانتک آئے ہین انکی خاطر شکنی کرنا آپ کو مناسب نہین ذرا اس صحبت کو غنیمت جانیے شعر
غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس مین اے نادان ٭ دگرگون حال ہو جاتا ہے اک دم مین زمانے کا ٭ جسوقت
یہ تقریر فتانہ نے کی اُسوقت ملکہ مہر نگار نے بموجب کہنے فتانہ کے بہزار ناز و ادا اپنے دست رنگین و نازک
سے جام بلورین مین شراب بھری اور کثرت شرم و حیا سے منہ چھپا کر اور جام اٹھا کر طرف حمزہ صاحبقران
کے بڑھایا فتانہ نے ہنسکر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا لیجیے حضور مبارک ہو کہ ملکۂ عالم اپنے ہاتھ سے
آپ کو جام بادۂ ناب دیتی ہین حقیقت تو یہ ہی کہ عاشق نوازی کرتی ہین ورنہ ملکۂ عالم کبھی جام شراب اپنے
ہاتھ سے نہ دیتین ہر چند فتانہ نے حمزہ صاحبقران سے جام شراب کے پینے کو کہا اور ملکہ مہر نگار نے

جام شراب سے بھر کر واسطے جام دینے کے ہاتھ بڑھایا لیکن حمزہ صاحبقران نے شراب نہ پی افسونفتانہ نے متحیر اور متعجب ہوکے حمزہ صاحبقران سے پوچھا کہ کیا سبب ہے جو آپ مئے گلگون نہین پیتے حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای فتانہ آگاہ ہو کہ مین مسلمان ہون اور تم مسلمان نہین ہو اسوجہ سے مین شراب نہین پیتا ہون جسوقت یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی ملکہ مہرنگار نے سنی فوراً افتانہ کو اپنے عنقریب سے اشارے سے بلا کر نہایت آہستہ سے کہا کہ ای فتانہ ذرا انسے یہ تو پوچھ کہ تمہارا خدا کون ہے کیا ہمارے خدا سے جسکی ہم پرستش کرتے ہین انکا خدا کوئی اور ہے فتانہ نے بموجب فرمانے ملکہ مہرنگار کے حمزہ صاحبقران سے یہ عرض کیا کہ حضور ملکہ عالم آپ سے پوچھتی ہین کہ ہمارے خدا سے کیا آپ کا خدا علیحدہ ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا خدا وہ ہے جسکی شان مین یہ چند اشعار ہین اشعار

سر و خورشید و سایہ کو فلک دار
عدم سے عالم ہستی مین لایا
کیا پیدا انسان سے پہلے نشان کا
بنایا خاک ویرانہ کسی کو
دکھائے جلوہ ہائے حسن خوبان
ستائین صورتین کیا کیا بنا کے

بنایا جسنے کن سے دو جہان کو
سکھایا بے قدم انداز رفتار
جہان مین اہل بینش کے عیب کو
دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
کسی کو عشق کی لذت عطا کی
بنایا صورت آئینہ حیران
نہ غافل ہے نہ ہے فرزانہ باقی

کیا پیدا زمین و آسمان کو
بلند و پست سب اسنے بنایا
وصال و ہجر بخشا روز و شب کو
دیا سامان سلطانہ کسی کو
مزا دیتی رہی اندوہ کی
چھپائے سیکڑون جلوے دکھا کے
فقط عالم مین ہے افسانہ باقی

ای فتانہ آگاہ ہو کہ مخلوقات خدا سے آگ بھی ہے اسکی پرستش کرنا ناروا ہے سراسر کفر ہے اگر بنظر غور و تامل تم دیکھو تو آگ ایک بے ثبات ہے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے تمہارا یہ کیسا خدا ہے کہ اپنے ایک مخلوق سے مغلوب ہوجاتا ہے بلکہ معدوم ہوجاتا ہے پس تمکو اگر خوشی ہماری مد نظر ہے تو دین اسلام اختیار کرو خالق کون و مکان کو اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنا پیغمبر جانو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جسوقت تم اور تمہاری ملکہ مسلمان ہونگی ہم اسوقت شراب پیئنگے بغیر اسکے کسی طرح شراب نہ پیئنگے راوی لکھتا ہے کہ حمزہ صاحبقران نے جب اس طرح توحید پروردگار روبروے ملکہ مہرنگار بیان کی اول تو ملکہ مہرنگار نے یہ خیال کیا کہ بیشک آتش لائق پرستش نہین ہے دوسرے یہ کہ اگر مین دین اسلام اختیار نہین کرتی ہون تو حمزہ صاحبقران کو رنج ہوگا اور میری مراد دلی یقیناً حاصل نہوگی یہ خیال کرکے ملکہ مہرنگار نے فتانہ سے آہستہ کہا کہ ای فتانہ انسے ذرا یہ تو پوچھ کہ اگر کوئی مسلمان ہو تو کیونکر مسلمان ہو فتانہ نے موافق ارشاد ملکہ مہرنگار کے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ملکہ عالم پوچھتی ہین کہ اگر کوئی مسلمان ہو تو کیونکر مسلمان ہو حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ صدق دل سے کلمہ پڑھے پروردگار کی وحدانیت کا قائل ہو اسکے پیغمبر کی نبوت کا اقرار کرے امر و نہی پر عمل کرے ملکہ نے فتانہ سے چپکے سے کہا کہ انسے کہ تمہاری خوشی ہماری ملکہ کو مد نظر ہے اور رنجیدہ کرنا منظور نہین ہے اسوجہ سے مسلمان ہوتی ہین تم کلمہ پڑھاؤ طریق دین اسلام سے ہماری ملکہ کو آگاہ کرو فتانہ سے جو کچھ ملکہ مہرنگار نے فرمایا تھا حمزہ صاحبقران سے عرض کیا حمزہ صاحبقران نے خوش ہوکر ملکہ کو کلمہ پڑھایا ملکہ مہرنگار صدق دلسے مسلمان ہوئی زنگ کفر جو آئینہ دل پر تھا دور ہوا نور اسلام سے دل روشن ہوا جب ملکہ مہرنگار کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کر چکی اسوقت فتانہ اور ملکہ مصری نے دین اسلام اختیار کیا اور یہ دونون بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئین جب فتانہ مسلمان ہو چکی

جسوقت شکر ادا حمزہ صاحبقران سے عرض کرنے لگی کہ تو حضور جام سے ارغوان پئیں ملکہ عالم نے حضور کی محبت مین
اپنا دین آبائی بھی ترک کیا ہم دونون نے ملکہ کی محبت مین دین اسلام اختیار کیا حمزہ صاحبقران نے فرمایا تم اپنی ملکہ سے
کہو وہ جام شراب مجکو دین مین اب میکشی سے انکار نہ کرونگا ملکہ نے یہ سنکے وہی جام شراب حمزہ صاحبقران کو دیا
حمزہ صاحبقران نے خوش ہو کر شراب پی پھر حمزہ صاحبقران نے ساغر مے لبریز کرکے اور ملکہ مہر نگار سے
مخاطب ہو کر فرمایا شعر نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ ملکہ مہر نگار نے
بعد شرم وحیا اور ناز وادا کے جام شراب دست حمزہ صاحبقران سے لیکر مے پی پھر تو برابر دور
جام سے بے دغدغہ انجام ہونے لگا جسوقت حمزہ صاحبقران کو نشہ ہوا اور ملکہ مہر نگار کو بھی نشہ ہوا پھر تو
حجاب درمیان سے اٹھ گیا باتین باہم راز و نیاز کی ہونے لگین گلے اور شکوے ہونے لگے عاشق و معشوق
اپنے اپنے صدمات جو ہجر مین گذرے تھے زبان پر لائے جب زہرہ مصری اور فتانہ بزم سے ہٹ گئین
دست حمزہ صاحبقران جانب سینہ مہر نگار بے اختیار بڑھنے لگا غرض اسی طرح عنقریب صبح باہم طالب
و مطلوب لطف میکشی اٹھایا کیے اور باتین راز و نیاز کی کیا کیے آخر حمزہ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار سے
فرمایا اب مین جاتا ہون تھوڑی رات باقی ہے اگر صبح ہو جائیگی تو یہ راز کسی نہ کسی پر ضرور افشا ہو جائیگا یہ فرما کر
حمزہ صاحبقران اٹھے ملکہ مہر نگار کو جدائی حمزہ صاحبقران کا صدمہ ہوا اشک آنکھون مین بھر آئے
لب آشنائے نالہ و آہ ہوئے خوشی وصل سے دل بہ صدمہ ہجر ہوئی اسوقت ملکہ مہر نگار نے رو کے کہا شعر
جاتے تو ہو پھر آؤ گے یا اب نہ آؤ گے ٭ کچھ کہتے جاؤ اس دل خانہ خراب سے ٭ حمزہ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار
سے فرمایا کہ پھر مین آؤنگا میرے دل کو بغیر آئے ہوئے قرار نہ ہوگا یہ کہکر حمزہ صاحبقران چلے فتانہ اور
زہرہ مصری بام ایوان تک حمزہ صاحبقران کے پہونچانے کو گئین جب حمزہ صاحبقران بالائے بام
پہونچے وہان سے ملاحظہ کیا کہ عنقریب زیر دیوار ایوان نوشیروان ابو الفرخ زنگی کا خیمہ ہے اور اس خیمہ مین
وہ زشت خو مع چند اپنے رفقائے ترش رو کے بیٹھا ہے اور شراب پی رہا ہے اور سامنے اسکے چوب خیمہ ابو شہاب
اور ابو سعید بندھے ہوئے کھڑے ہین ابو الفرخ ان عیارون سے پوچھ رہا ہے کہ بتاؤ تمہارے ساتھ تیسرا
کون شخص تھا ابو شہاب اور ابو سعید کہ رہے ہین کہ ہمارے ساتھ اور کوئی نہ تھا فقط ہین دونون باغ مراد
مین آئے تھے ابو الفرخ برہم ہو کر عیارون کو کوڑے سے مار رہا ہے عیار مجبور و ناچار بندھے ہوئے کوڑے
کھا رہے ہین حمزہ صاحبقران یہ حال عیارون کا دیکھکر جلد تر بام ایوان سے باغ مین آئے اور باغ سے نکلکر
قریب خیمہ ابو الفرخ زنگی پہونچکر نعرہ کیا کہ او حبشیا کیون عیارون کو مارتا ہے یہ کہکر قصد عیارون کے رہا کرنیکا
کیا ابو الفرخ زنگی کو غصہ آیا اور تلوار کھینچکر اٹھا اور حمزہ صاحبقران کے قریب پہونچکے سر حمزہ صاحبقران
پر تلوار لگائی حمزہ صاحبقران نے اسکی تلوار کو سپر پر روک کے اور شمشیر آبدار کھینچکر ایسی تلوار اس نابکار کے
سر پر لگائی کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پہ گرا لاشہ اسکا تڑپنے لگا پھر رفقائے ابو الفرخ نے بھی حمزہ صاحبقران
سے مقابلہ کیا حمزہ صاحبقران نے ان سب کو تہ تیغ کیا بعد قتل کرنے رفقائے ابو الفرخ زنگی کے
حمزہ صاحبقران نے جلد تر ابو شہاب اور ابو سعید کو قید سے رہا کیا اور اپنے ہمراہ لیکر جانب چل
شاد کام روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ اپنے لشکر مین پہونچے اور داخل بارگاہ ہوئے جب صبح ہوئی کچھ سوار
اور پیدل لاشین ابو الفرخ زنگی اور رفقائے ابو الفرخ زنگی کی لیے ہوئے نالان و گریان دربار

شہنشاہ نوشیروان مین آئے اور بعد عا و ثنا شاہی کے یہ عرض کرنے لگے کہ شب کو کوئی ان سبکو قتل کر کے عیارون
کو قید سے رہا کر کے لیگیا نوشیروان نے بہ نظر حسرت لاشون کو دیکھکر حکم کیا کہ ان لاشون کو اٹھا کے لیجاؤ سوار
اور پیدل لاشین اٹھا کر دربار سے چلے گئے بعد جانے سوار اور پیدلون کے نوشیروان نے اپنے وزیر بختک
سے فرمایا کہ ای بختک چندسے سے میرے ملک مین فتنہ و فساد بر پا ہوتے ہین اسکے دفع کرنیکی کیا تدبیر
کرون اور کیا انتظام کرون کہ فتنہ و فساد بر پا نہون بختک نے اپنی ریش پر ہاتھ پھیر کے عرض کیا کہ جبتک
حمزۂ صاحبقران یہان رہینگے طرح طرح کے فساد بر پا ہونگے حضور یہ کام سوائے حمزۂ صاحبقران اور
کسی کا نہین ہے وہی شب کو اپنے عیارون کے رہا کرنے کے واسطے آئے ہونگے ابوالفرح وغیرہ نے مقابلہ
کیا ہوگا آخر سبکو قتل کر کے اپنے عیارون کو لیکر چلے گیے ہونگے نوشیروان یہ گفتگو بختک کی سنکے برہم ہوا
اور کہنے لگا کہ ای بختک تو ایک زمانے سے میرے پسر خواندہ کا دشمن ہے اور یہی چاہتا ہے کہ وہ قتل ہو جائے
اور وہ بالکل بیخطا اور بے قصور ہے مجکو ثابت نہین ہوتا کہ حمزۂ صاحبقران ہی نے ابوالفرح وغیرہ کو قتل
کیا ہے نوشیروان ابھی بختک سے یہ کر رہا تھا کہ ناگاہ حمزۂ صاحبقران حسب دستور دربار مین آئے
اور نوشیروان کو تسلیم کر کے دنگل پر گستہم زرین کفش کے بیٹھے

داستان لانا گستہم زرین کفش کا بہرام گرد بن خاقان چین کو گرفتار کر کے اور خبر دینا تلبیس کا نوشیروان کو مع دیگر حالات

راویان اخبار اور ناقلان آثار روایت کرتے ہین کہ نوشیروان قتل ہونے ابوالفرح زنگی و دغاے ابوالفرح
زنگی سے رنجیدہ دربار مین تخت پر بیٹھا تھا اور دربار مین امیر و وزیر صغیر و کبیر مہ سو حکیم اور نہ سو ندیم بارہ سو
بادشاہ کرسی نشین صدہا پہلوانان بیمثال رستم و سہراب خصال تیس ہزار غلامان مرصع کار و زرین کمر حاضر تھے
ناگاہ تلبیس روبرو سے نوشیروان آیا اور بعد زمین بوسی کے اس طرح عرض کرنیلگا قطعہ تا سر زند
آفتاب سرور باشی ؛ با صبحدم ہمدم ساغر باشی ؛ تا تاج حیات بر سر خضر بود ؛ در خانۂ اقبال سکندر باشی
شہنشاہ ہفت کشور فرمانروا ے بحر و بر کو مبارک ہو کہ گستہم زرین کفش جو طرف چین کے روانہ ہوا تھا اب
بہرام گرد بن خاقان چین کو گرفتار کر کے لاتا ہے غلام نے سنا ہے کہ قریب مدائن کے آ پہونچا ہے نوشیروان یہ
خبر فرحت اثر سنکے نہایت خوش ہوا اور بختک سے مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ ای بختک جلد جا اور گستہم
زرین کفش کو اپنے ہمراہ لے آ بختک مع چالیس ہزار غلامان مرصع کلاہ اور زرین کمر بند کے فی الفور روانہ
ہوا بعد روانہ کرنے بختک کے نوشیروان نے بہزاد طوسی اور کاؤس کاشانی اور کیسوس
کرمانی وغیرہ سرداران نامدار کو واسطے استقبال گستہم زرین کفش کے مع فوج کثیر روانہ کیا بعد روانہ
کرنے ان سردارون کے نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر فرمایا ای فرزند آگاہ ہو کہ گستہم
زرین کفش عجیب سردار نامی ہے مجکو اُس سے نہایت الفت ہے دلاور بے عدیل ہے بہادر بیمثل ہے اُس سے میرے
دربار کی زینت ہے گستہم جوان لائق دیکھنے کے ہے اگر تمہارا دل چاہے اور خلاف مزاج تمہارے نہو تو تم بھی
جاؤ اور اُس سے راہ مین ملاقات کر دیکھنا کیا جوان صاحب صولت و قوت ہے جسوقت یہ تقریر نوشیروان کی
حمزۂ صاحبقران نے سنی اول تو گستہم زرین کفش کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا دوسرے نوشیروان کا
ارشاد بجالانا بھی ضرور تھا اس وجہ سے حمزۂ صاحبقران بھی مع اپنے سردارون کے بعد شوکت و صولت روانہ ہوئے

ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ حمزۂ صاحبقران تو اب روانہ ہوئے ہیں لیکن بختک جب کہ چلے روانہ ہوا تھا راہ میں
اُسنے خیال کیا کہ ای بختک یہی وقت ہے حمزۂ صاحبقران سے انتقام لینے کا پس یا سی کوئی تدبیر کہ حمزۂ صاحبقران
ہلاک ہو جائیں غرض یہی فکر کرتا ہوا بعد قطع راہ بیرون ملک مدائن جس جگہ گستہم زرین کفش تھا پہونچا اور گستہم
سے ملا گستہم زرین کفش نے پوچھا کہ ای وزیر شہنشاہ آپ کا مزاج تو اچھا ہے اور دربار شہنشاہ میں سب خرد و کلان
بخیر و عافیت ہیں بختک نے ہنسکر جواب دیا کہ میں تو اچھا ہوں لیکن دربار نوشیروان میں تمھارے فرزند زندہ
تو ہیں مگر عافیت سے نہیں ہیں نہایت ذلیل و حقیر ہیں ایک فرزند تمھارا مرتے مرتے بچا ایک ظالم نے اُسے
مار ہی ڈالا تھا گستہم زرین کفش یہ گفتگو سے بختک سُنکے مغموم ہوا اور متحیر ہو کر اور گھبرا کر پوچھنے لگا کہ ای وزیر
شہنشاہ عالیجاہ مفصل فرمائیے کہ کس نے میرے فرزند کو صدمہ پہونچایا کس نے میرے لڑکوں کو سر دربار ذلیل کیا
بختک نے کہا کہ ای گستہم زرین کفش اگر تم مفصل کیفیت بھی سنو گے تو جسنے تمھارے فرزند دلبند کو صدمہ
پہونچایا ہے اُس سے تم مقابلہ نہ کر سکو گے وہ جوان نہایت شجاع اور بہادر ہے اُسکے سامنے تمھاری کچھ حقیقت نہیں
ہے اور اگر تم اُس سے زور آزمائی کرو گے تو مجھکو کامل یقین ہے کہ بھاگ جاؤ گے گستہم زرین کفش نے
کہا کہ ای وزیر شہنشاہ آپ مفصل حال تو بیان کیجیے وہ ایسا کون بہادر ہے جس سے میں مقابلہ نہ کرسکونگا اور بھاگ
جاؤنگا آپ کو تو میری شان میں اس طرح کہنا مناسب نہیں ہے بختک نے کہا کہ اگر تم مفصل حال پوچھتے
ہو تو سنو جب تم جانب چین روانہ ہوئے تھے اُسی زمانہ میں حمزۂ صاحبقران کعبہ سے مدائن میں آئے
تھے اور دربار شہنشاہ میں اکثر تمھارے دنگل پر بیٹھتے تھے تمھارے فرزند آردشیر کو اُنکا بیٹھنا تمھارے
دنگل پر ناگوار ہوا تھا آخر تمھارے فرزند نے حمزۂ صاحبقران کے پاس جا کر یہ کہا تھا کہ آپ اس دنگل
سے اُٹھ جایے اور کسی دنگل پر بیٹھیے یہ دنگل ہمارے باپ کے بیٹھنے کا ہے وہ بڑے شجاع اور بہادر ہیں
اس دنگل پر نہ بیٹھیے حمزۂ صاحبقران نے تقریر تمھارے فرزند کی سُنکے بقہر و غضب اس زور سے تمھارے
فرزند بیچارے کے رخسارے پر طمانچہ مارا کہ وہ سر دربار زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا چند اہل دربار
اس بیچارے کو دربار سے اُٹھا لیگئے تھے یہ بار دشیر نے کہاں سنکوا کر حمزۂ صاحبقران کو داغ طعنہ
کے دی تھی وہ کہاں سخت تھی حمزۂ صاحبقران نے تو زدالی تھی تمھارے فرزند آردشیر کا طمانچہ کھا کر عجب
حال ہوا تھا رخسارہ اُسکا نیلگون ہو گیا تھا کئی دن تک تمارض پر درم رہا تھا حکما سے واسطے آماس کے
کئی نسخے ضماد و تکمید کے لکھے تھے اُن نسخوں کو تیار کر کے تمھارے فرزند کے رخسارے پر ضماد کیا گیا تھا اور دیر
کی پوٹلیوں سے رخسارے بار بار سینکے گئے تھے اب آماس تو نہیں ہے لیکن کبھی کبھی اب بھی درد ہوتا ہے حمزۂ
صاحبقران تمھارے دنگل پر اب تک بیٹھتے ہیں روز کے تمھارے دربار میں سامنے سب بہادروں کے
خفیف اور ذلیل ہوتے ہیں اور بسبب کم قوتی کے اُنسے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں اب میں تمھیں بھی دوستانہ
نصیحت کرتا ہوں کہ تم بھی اُنسے مقابلہ نہ کرنا ورنہ تم بھی ذلیل ہو گے حمزۂ صاحبقران تمھارے دعوے تو
توڑ ڈالینگے یا تیغ آبدار سے ایک دم میں قتل کر ڈالینگے پس تمکو مناسب ہے کہ دنگل سے ہاتھ اُٹھاؤ اور جان
اُس شجاع سے بچاؤ اپنے فرزند کے انتقام لینے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ بلکہ میری تو رائے ہے کہ بعد
دو چار روز کے تم یہاں سے بھاگ جاؤ گستہم زرین کفش یہ تقریر بختک وزیر کی سُنکے کثرت غضب سے
کانپنے لگا چہرہ فرط غضب سے سرخ ہو گیا اور اُسی عالم غیظ و غضب میں بختک سے مخاطب ہو کے کہنے لگا

کہ اگر مین اپنے فرزند کو طمانچہ مارنے کا اور دنگل پر بیٹھنے کا انتقام بخوبی تمام حمزۂ صاحبقران سے نلون تو ای وزیر
شہنشاہ فلک بارگاہ تم مجکو مرد نہ کہنا گستہم زرین کفش ابھی یہ گفتگو بختک سے کر ہی رہا تھا کہ یکبیک بہزاد طوسی اور
کادس کاشانی اور کیسوس کرمانی وغیرہ بھی مع فوج قریب گستہم زرین کفش پہونچے سب نے گستہم زرین کفش
کو سلام کیا اور حال مزاج پوچھا گستہم نے ہر ایک دلاور کو علے قدر مراتب نوازش کی اور سب سے بغلگیر ہوا ابھی گستہم
زرین کفش سرداروں سے معانقہ کر رہا تھا ناگاہ مستر زلزلہ عیار گستہم زرین کفش کی خدمت مین حاضر ہوا اور
عرض کرنے لگا مین نے سنا ہے کہ حمزۂ صاحبقران آپکے پاس آتے ہین مدائن سے روانہ ہو چکے ہین یقین ہے کہ اب آتے
ہی ہونگے جسوقت یہ گفتگو مستر زلزلہ اپنے عیار کی سُنی گستہم زرین کفش نے خیال کیا کہ اسی وقت حمزۂ صاحبقران
سے انتقام لینا مناسب ہے یہ خیال کرکے شبدیز گھوڑے پر سوار ہوکے آگے بڑھا بختک بھی پیچھے یہ خیال کرتا ہوا
چلا کہ دیکھیے گستہم حمزۂ صاحبقران سے کس طرح پیش آتا ہے مین نے آمادہ فساد تو کر دیا ہے بختک تو عقب
گستہم ایسے خیالات کرتا ہوا جاتا ہے لیکن اب حال گستہم زرین کفش اور حمزۂ صاحبقران کا لکھا جاتا ہے کہ جب
گستہم تھوڑی دور اپنی فرودگاہ و لشکر سے آگے بڑھا ناگاہ گستہم نے دیکھا کہ چند سرداروں کو ہمراہ حمزۂ صاحبقران
عجب شان سے چلے آتے ہین گستہم صولت و سطوت اور شان و شوکت اور صورت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر
تھرانے لگا اور بے اختیار ہاتھ اپنا واسطے سلام کے اُٹھایا حمزۂ صاحبقران نے سلام کا جواب دیا گستہم
فی الفور اپنے گھوڑے سے اُتر کر آگے بڑھا حمزۂ صاحبقران بھی گستہم کو پیادہ پا آتے دیکھکر اپنے مرکب
سے اُترے اور چند قدم بڑھے جب گستہم زرین کفش عنقریب حمزۂ صاحبقران کے پہونچا دوڑ کر بصد غیظ و
غضب حمزۂ صاحبقران سے معانقہ کیا اور زور بخوبی تمام کیا کہ حمزۂ صاحبقران کے پہلوؤن کی پسلیان
ٹوٹ جائین اور ایک دم مین تڑپ کے ہلاک ہو جائین ہر چند گستہم زرین کفش نے معانقہ کرنے مین اسقدر
زور کیا کہ تھک کر ہانپنے لگا تمام تن پسینے مین تر ہو گیا لیکن حمزۂ صاحبقران کی پیشانی پر ذرا بھی شکن نہ پڑی
نہ کچھ ناگوار ہوا جب گستہم بخوبی زور کر چکا حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ اسنے اپنے پسر کا انتقام مجھسے لیا ہے
[illegible] دینی چاہیے یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران نے گستہم کو اپنی طرف کھینچکر اور معانقہ
کے طور پر اس زور [illegible] گستہم کی پسلیان درد کرنے لگین قریب تھا کہ ٹوٹ جائین ریزہ ریزہ
ہو جائین جب حمزۂ صاحبقران نے گستہم سے اس طرح معانقہ کیا اور پسلیان گستہم کی دبین اور شکم بھی دبا
اتفاق سے گستہم زرین کفش کی ریح زور سے صادر ہوئی اُسوقت بیقرار و بیتاب ہوکر حمزۂ صاحبقران
سے کہنے لگا کہ ای امیر میری خطا کو معاف کیجیے مین نے بختک [illegible] کے کہنے سے گستاخی کی تھی اب مجکو سزا اسکے
معقول مل رہی ہے جان میری تن سے نکلی جاتی ہے پسلیان ٹوٹی جاتی ہین پس رحم کیجیے مجکو چھوڑ دیجیے جسوقت
گستہم نے اس طرح بمنت حمزۂ صاحبقران سے کہا حمزۂ صاحبقران نے مسکرا کے گستہم کو چھوڑ دیا
گستہم زرین کفش حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ ای امیر اسوقت جو ریح میری بے اختیار نکل گئی
اسکا حال آپ کسی سے بیان نہ کیجیے گا ورنہ میری نہایت ذلت ہوگی حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا ای گستہم
تم ہمسے اب دشمنی نہ کروگے تو ہم بھی تمھاری ریح نکلنے کا حال کسی سے نہ بیان کرینگے حمزۂ صاحبقران
ابھی گستہم سے یہ فرما رہے تھے ناگاہ بختک ایک درخت کے تنہ کی آڑ سے نکلا اور گستہم زرین کفش کو
بلایا جب گستہم زرین کفش بختک کے پاس پہونچا بختک نے کہا ای پہلوان نامدار رشک رستم و اسفندیار

واہ واہ واہ اب مجکو تمھاری دلاوری اور بہادری مین کسی طرحکا شک و شبہ نہین ہی اسوقت کیا خوب زور تیغ کیا
مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ؏ مین اس درخت کے تنہ کی آڑ مین چھپکر دیکھ رہا تھا اور باتین سن
رہا تھا مین تو تمھاری شجاعت و جوانمردی کی کیا تعریف کرون اگر اسوقت رستم و اسفندیار و سہراب و افراسیاب
گیو اور بیژن اور فرامرز و برزو اور ہامان پہلوان ایران اور توران وغیرہ ہوتے تو وہ البتہ
تمھارے اسوقت کے زور کرنیکی کچھ تعریف کرتے ادنا تمھاری قوت و طاقت کی مین یہ تعریف کرتا ہون کہ
تمھارا مثل و نظیر روے زمین پر نہین ہی تم یکتاے روزگار اور وحید عصر ہو تمھاری شجاعت اور جوانمردی کی
گواہی آدمیون کے علاوہ باواز بلند اعضا بھی دیتے ہین سننے والون کو اپنی شہادت سے آگاہ کرتے ہین پسلیان
کڑکڑا کر گواہی دیتی ہین پشت سے ولی عضو ادا ے شہادت کیواسطے اپنی آواز بلند کرتا ہی شکم صدا سے
قراقر سے صاف صاف شہادت دیتا ہی گستہم زرین کفش یہ گفتگو بختک کی سنکے شرم و حیا کی پسینے مین
تر ہوگیا آخر سر جھکا کے کہنے لگا ای وزیر شہنشاہ جو کچھ آپ نے کہا مین بخوبی سمجھا آپ نے میری تعریف نہین کی
بلکہ سراسر میری ہجو کی ہی مگر ذرا آپ غور و فکر کرین تو مجکو بخطا و بے قصور جانکر میری ہجو نہ کرین سچ ہی وہ باد مخالف
ہی کہ جب یہ قصد نکلنے کا کرتی ہی تو کسی سے رک نہین سکتی ہی آج اتفاق سے اس طرح گوز میرا صادر ہوگیا
آپکو سنا سے طعن آمیز کرنا نہ چاہیے اسوقت تو آپ نے تنہائی مین ایسی باتین کین اگر آپ میرے گوز نکل
جانیکا حال کسی سے بیان کیجیے گا تو میرے ہاتھ سے آپکو صدمہ سخت پہونچیگا آیندہ آپکو اختیار ہی
بختک نے کہا کہ پہلوان بعد ہزل مین نے تو سراسر تمھاری جوانمردی کی تعریف کی ہی کوئی واہیات بات نہین
کی ہی خیر اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو مین کسی سے تمھارے گوز کے نکل جانیکا حال بیان نہ کرونگا لیکن اب ای
پہلوان نامدار بہتر اور مناسب یہ ہی کہ یہان توقف نہ کرو ہمراہ میرے خدمت شہنشاہ مین چلو شہنشاہ تمھارے
منتظر ہونگے گستہم زرین کفش نے بموجب کہنے بختک کے مردمان لشکر کو حکم دیا کہ جلد یہان سے
کوچ کرو اور خدمت شہنشاہ مین چلو بموجب حکم گستہم مردمان فوج مسلح ہوکر آمادہ کوچ ہوے گستہم
زرین کفش بہمراہی بختک سرداران نوشیروان و حمزہ صاحبقران وہانسے چلا حمزہ صاحبقران نے
ملاحظہ کیا کہ ارابے پہ ایک جوان نہایت خوش رو قوی ہیکل طوق و سلاسل مین گرفتار مانند شیر کے بیٹھا ہے
آثار شجاعت و جوانمردی اسکے چہرے سے ظاہر ہین جب اس جوان شور شعار کا دل چاہتا ہی ایسا لنگر مارتا ہی کہ پہیے
ارابے کے زمین مین دھنس جاتے ہین ہرچند گاو نر ارابے کو کھینچتے ہین لیکن پہیے زمین سے نہین نکلتے
ہین اور ارابہ ذرا بھی اس جگہ سے نہین چلتا ہی پھر جب اسی جوان کا دل چلنے کو چاہتا ہی اسوقت گاو بسہولت
ارابے کو کھینچتے ہین اور راہ طی کرتے ہین غرضکہ حمزہ صاحبقران بہرام گردین خاقان چین کو دیکھتے ہوے
در سلطانی تک پہونچے ارابہ تو وہین ٹھہرا گستہم زرین کفش نے سوارون سے کہا کہ مین دربار مین جاتا ہون
تم گرد ارابے کے رہنا اور بخوبی شہنشاہ کے قیدی کی حفاظت کرنا سوارون نے تیغے علم کیے تلوارین کھینچلین اور
گرد ارابے کے کھڑے ہوے گستہم زرین کفش دربار مین آیا نوشیروان کو بصد ادب تسلیم کرکے اپنے
دنگل پر بیٹھا جب حمزہ صاحبقران دربار نوشیروان مین پہونچے دیکھا کہ گستہم زرین کفش تو اپنے دنگل پر
بیٹھا ہی اور ایک دنگل اور برابر بختک کے بچھا ہوا ہی نوشیروان نے حمزہ صاحبقران کو دیکھکر فرمایا کہ اے
فرزند جنے تمھارے واسطے یہ دنگل بچھوا دیا ہی تم اس دنگل پہ بیٹھو حمزہ صاحبقران تسلیم کرکے اس دنگل پر

بیٹھے گستہم زرین کفش کو صدمہ ہوا کہ آج دربار میں میں زبردست حمزہ صاحبقران سے بیٹھا ہوں گو میں
کسی پہلوان کے زیر دست کبھی نہیں بیٹھا تھا گستہم تو یہ خیال کر رہا تھا اور اپنے زیر دست بیٹھنے پر شرمگین تھا ناگاہ
نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمتن جلد کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوں اور شراب پلائیں بمجرد حکم ساقیان
گلرخ سیمتن نازک بدن کشتیان شراب ناب کی لیکر دربار میں حاضر ہوئے اور موافق قاعدے کے نوشیروان کو مجرا اور
تسلیم کرکے اول ایک ساقی گل اندام نے ناب جام میں بھر کر روبرو دست نوشیروان موافق دستور لیکیا نوشیروان نے
جام لیکر شراب پی پھر ساقیان خوبرو کو حکم دیا کہ اس دربار کو شراب پلاؤ بموجب حکم ساقیان شوخ چشم خوبصورت
بہ ناز و ادا جام صہبا اہل دربار کو پلانے لگے یہاں تک کہ سوا سے خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران
کے کل اہل دربار کو شراب ناب پلا چکے اُسوقت بحکم نوشیروان ساقیان سیمتن ساق کشتیان شراب
کی اور شیشہ و جام و ساغر لیکر دربار سے چلے گئے جسوقت دماغ نوشیروان بادۂ ناب سے گرم ہوا
نوشیروان نے گستہم زرین کفش سے پوچھا کہ اے گستہم زرین کفش تو نے بہرام گردن خاقان چین
کو کیونکر گرفتار کیا مفصل بیان کر گستہم زرین کفش فی الفور اپنے دنگل سے اُٹھا اور اس طرح عرض
کرنے لگا کہ اے شہنشاہ بحر و بر و فرمانروا اے ہفت کشور بحکم سرکار یہ نمکخوار مع لشکر جرار جب مدائن سے
روانہ ہوا قطع منازل کرتا ہوا جب چین کے قریب پہونچا بہرام گرد واسطے شکار کے کسی صحرا میں گیا تھا
خاقان چین نے میرے آنے کی خبر سنکے فوراً دروازہ قلعہ کا بند کیا پل تختہ اُٹھوالیا خندق پر آب کر دی
اور جلد جلد توپین بڑی بڑی لگا دیں اور بخوبی تمام قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا اور بہ اطمینان
تمام قلعہ میں بیٹھ رہا اس نمکخوار نے سامنے قلعہ کے کچھ میدان چھوڑ کے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا فوراً مردمان
فوج ٹھہر گئے خیام برپا ہوگئے افسران فوج نے مورچہ بندی کی اکثر اہل قلعہ فوج کثیر دیکھکر گھبرا اُٹھے فریاد
و فغان لب پر لائے قلعہ سے نکل کے بھاگنے کی تدبیرین سوچنے لگے اس خاکسار نے طبل جنگ بجوایا شہنشاہ
کے لشکر ظفر اثر میں جوانان تیغزن اور بہادران صف شکن تلوار و خنجر صیقل کرنے لگے تیر انداز تیرون کو درست
کرنے لگے جوانمرد آلات حرب و ضرب صاف کرنے لگے اکثر بہادر واسطے طلایہ لشکر کے اُٹھے انھون نے صدائین
ہوشیار باش کی بلند کین اسی طرح چار پہر رات گذری کہ وہ وقت آیا شعر ہوا ظاہر فلک پر شاہ خاور ؛ ہوئی
ظلمت جہان سے دور یکسر ؛ یکایک فوج انجم یون ہوئی گم ؛ کہیں گویا نہ تھے گردون پہ انجم ؛ اے شہنشاہ گیتی
پناہ اُسوقت اس جانثار اور فرمانبردار نے مردمان فوج کو حکم کمر بندی کا دیا دلاوران میدان مصاف
زرہیں پہننے لگے خود سرون پر رکھنے لگے کمرین واسطے جنگ کے باندھنے لگے اسلحہ زیب تن کرنے لگے آمادہ
حرب و پیکار ہونے لگے بعد مسلح اور مکمل ہونے کے جملہ بہادر گھوڑون پر سوار ہوئے نقارہ جنگی بجنے لگے پھر پرے
طلون کے کھلے پلٹنین بہادرون کی ایک طرف صف آرا ہوئین سوارون کے رسالے ایک جانب صف بستہ
ہوئے جوانان جہلتہ پوش اور چار آئینہ بند ایک سمت پرا جما کے کھڑے ہوئے پھر نقیب اور کڑکیت نکلنے لگے
اور اس طرح مردمان لشکر کا دل بڑھانے لگے شعر ان ناسود وہ نام کرنا ؛ دشمن سے ضرور کام کرنا ؛ جسوقت
اس طور سے کڑکیت اور نقیبون نے مردمان لشکر منصور کے دل بڑھائے اُسوقت بہادروں از فرط شجاعت
سے قبضوں پر تلوارون کے ہاتھ ڈالے اور تلوارین کھینچین نیزے بلند ہوئے طبل جنگی پر چوب پڑی آگے
لشکر کے یہ سرفروش گرز گران لیکر بڑھا پیچھے تمام فوج عجب شان سے چلی اُسدم وہ سوارون کے پرے

وہ پیادون کے جم سے وہ دلاورون کے نشان وہ بہادرونکی آن بان وہ تلوارونکا مانند برق کے چمکنا وہ کوکبون کا کوکل کی طرح
بولنا بیرو انکو آمادہ حرب و ضرب کرنا علمونکا بلند ہونا وہ گھوڑونکا ہنہنانا غبار کا بلند ہونا و زمین کا لرزنا وہ ڈھالون کی
سیاہ گھٹا وہ نیزونکی سنانون کا چمکنا وہ دلیرون کا دمبدم نعرۂ شیرانہ کرنا حضور لائق دیکھنے کے کیفیت تھی ای شہنشاہ
فلک بارگاہ جب اس خاکسار نے کچھ میدان طی کیا اسوقت بحکم خاقان چین گولندازون نے توپونکو جھکاکر رنجک
رکھکر فیر کرنا شروع کیا گولے مثل اولون کے برسنے لگے دھوان ابر کے مانند چھا گیا آگ کا مینہ لشکر پر برسنے لگا ہزارہا
آدمی مانند روئی کے گالون کے اڑگئے صدہا زخمی ہوکر میدان رزم مین مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے عرصۂ مصاف خون
دلیران سے رنگین ہوگیا بھائی سے بھائی پسر سے پدر اس ہنگام مین چھوٹ گیا عرصۂ مصاف گولونکی کثرت سے گویا
کرۂ نار بنگیا ہر ایک توپ کی صدا مثل آواز رعد کے تھی زمین کو تزلزل تھا قلعۂ فلک کو جنبش تھی ابر دھوئین کا
زیر فلک محیط تھا زمانہ نظرون مین تیرہ و تاریک تھا میدان رزم عرصۂ محشر سے بھی کچھ بڑھا ہوا تھا زمین سے دھوان
نکلتا تھا گولون کی کثرت سے زمین پر قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی ارض میدان مثل تابۂ آہن جل رہی تھی گولے برابر
پڑ رہے تھے دلاور مر رہے تھے اور زخمی ہو ہو کے زمین پر گر رہے تھے صدائین بسملون کے فریاد کی ہر طرف سے بلند
تھین کسی جری کے سر پر گولہ پڑا تھا کسی دلاور کے سینے کو توڑ کر گولہ نکل گیا تھا کسی تیغزن کا گولے سے ہاتھ اڑ گیا
تھا کسی ثابت قدم کے پاؤن پر گولہ پڑا تھا کوئی جوان زمین پر زخمی ہوکر ایڑیان رگڑتا تھا کوئی زخمی ہوکر شدت
تشنگی سے بمنت دوسرون سے پانی مانگتا تھا میدان مصاف مین کسی سمت کشتون کی تلوارین پڑی
تھین کسی طرف تیغزنون کی ڈھالین زمین پر نظر آتی تھین تیراندازان بجھاڑ زخمی ہوکر چلاتے تھے لیکن اس
ہنگامۂ دار و گیر مین کوئی انکی فریاد نہ سنتا تھا اسوقت انتشار اور بدحواسی سے یہ حال تھا کہ پیادون کے پاؤن
زخمی سوارون کے سر پر تھے ایک دوسرے کو مثل سبزہ پامال کرتا تھا بعضون کے تن پر گلہائے زخم کھلے تھے
اکثر بہادرون کے زخم تن مثل غنچہ مسکراتے تھے کوتل گھوڑے میدان جدال مین دوڑ رہے تھے مرکب
سوارون کو پامال کر رہے تھے بہادر زمین پر پڑے ہوئے کس یاس و حسرت سے دم توڑ توڑ کر مر رہے تھے
بازار اجل گرم تھا ملک الموت کو جلد جلد روحین قبض کرنا مشکل تھا اسی ہنگامۂ قیامت اثر مین یہ خاکسار
ذرۂ بیمقدار باقبال شہنشاہ قریب در قلعہ پہونچ گیا تھا اور نعرہ مین نے کیا تھا کہ اے اہل قلعہ آگاہ
ہو کہ مین خندق تک آپہونچا ہون اب خندق سے گذر کر اور گرز گران سے در قلعہ کو توڑ کر تم سب کو
تہ تیغ کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ای شہنشاہ جسوقت مین نے یہ نعرہ کیا اہل قلعہ نے میری آواز سنکے توپین
فیر کرنا موقوف کین اور فصیل قلعہ پر آکر صدہا ٹوکریان اور بورے خس و خاشاک کے بھر بھر کر اس خاکسار
پر پھینکنا شروع کیے بعضون نے تیر اور نیزے لگائے اکثر نے نفط کے حقے مارے اکثر اہل قلعہ نے
بارود کی ہنڈیان پھینکین ای شہنشاہ ذیجاہ اسوقت اس نمکخوار نے قصد کیا تھا کہ گھوڑے کو اپنے خندق
سے پھاند اؤن در قلعہ پر جاؤن ناگاہ جانب دشت سے ایک غبار عظیم بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا اس
خاکسار نے دیکھا کہ بہرام گرد بن خاقان چین ایک مرکب پر سوار ہے اور ہمراہ تھوڑی فوج ہے لیکن ہر ایک
اس فوج مین دلاور اور بہادر معلوم ہوتا ہے اور بہرام گرد مانند باد تند گھوڑے کو دوڑائے ہوئے
اور فوج کو ہمراہ لیے جانب قلعہ چلا آتا ہے جب بہرام قریب میرے آیا نعرہ کیا کہ ای ستمگر بدبین کفش ہوشیار
و خبردار ہو جا کہ مین آپہونچا تیرے قلعہ پر چڑھائی کرنے کی مجھے خبر شکارگاہ مین ہوئی اب تو مجھسے مقابلہ کر میرے

نعرہ کرکے بہرام گردین خاقان چین نے باقی ماندہ لشکر شہنشاہ کو گھیر لیا اور تلوار کھینچکر بہادروں کو قتل کرنا
شروع کیا دلاوران لشکر شہنشاہ بھی لڑنے لگے چینیوں کو قتل کرنے لگے اس خاکسار نے بھی تلوار کھینچ کر حملہ کیا
صدہا کو تہ تیغ کیا دونوں لشکر باہم مل گئے خوب تلوار چلنے لگی زمین پر لاشیں گرنے لگیں میدان مصاف میں
اب پھر لاشوں کے ڈھیر اور کشتوں کے انبار ہونے لگے دونوں طرف کے دلاور اور بہادر قتل ہو ہوکر [illegible] ہوکر
زمین پر گرنے لگے اسوقت جنگ مغلوبہ لائق دیکھنے کے تھی تیر انداز تیروں سے اپنے حریفوں کو ہلاک کرتے تھے جوانان
تیغ زن اور بہادران صف شکن باہم لڑ رہے تھے دونوں لشکروں میں جنگ ہو رہی تھی جوے خون کشتگان میدان
مصاف میں بہ رہی تھی اسی ہنگامۂ جدال و قتال میں مجھسے اور بہرام گردین خاقان چین سے مقابلہ ہوا بہرام گردین
نے تیغہ تیز و گرانبار کھینچ کے میرے سر پر لگایا میں نے تیغہ کو سپر پر روکنا مناسب نہ جانکر تیغہ کو خالی دیا وہ تیغہ
گرانبار میرے گھوڑے کی گردن پر پڑا گردن گھوڑے کی کٹ گئی گھوڑا سر از زمین پر گرنے لگا میں گھوڑے
سے اترنے لگا ناگاہ پاؤں میرا رکاب میں الجھ گیا ہر چند اسوقت میں نے پاؤں اپنا رکاب سے نکالنا چاہا لیکن
اتفاق سے نہ نکلا گھوڑا سر از زمین پر گرا میں نیچے گھوڑے کے دب گیا اسدم میں نے گھوڑے کے نیچے سے
اٹھنے کا قصد کیا تھا ناگاہ بہرام گردین خاقان چین نے مجکو بجمعیت کثیر آکر جلد تر گرفتار کر لیا مجکو مہلت اٹھنے
کی نہ دی جسوقت بہرام گردین خاقان چین نے مجکو گرفتار کر لیا اور ارادہ کیا کہ تیغ [illegible] مجکو قتل کرے اسوقت
ای شہنشاہ میں نے واسطے اپنی جان بچانے کے بہرام گردین خاقان چین سے کہا کہ تو مجکو قتل نہ کر میں تیری اطاعت
اور ملازمت اختیار کرونگا ای شہنشاہ بہرام گردین خاقان چین نے میرے مکر و فریب پر کچھ خیال نہ کر کے تیغ کو روکا
اور مجکو قتل نہ کیا اور اپنے اہل لشکر سے کہا کہ اب جنگ موقوف کرو [illegible] مگر بہرام گردین خاقان چین نے جنگ
سے ہاتھ روکا لیکن دلاوران فوج شہنشاہ نے واسطے میرے رہا کرنے کے شیر و شمشیر [illegible] بہرام گردین
خاقان چین پر حملہ کیا اسوقت بہرام گردین خاقان چین نے مجھسے کہا کہ ای ستمتم زرین کفش اب تم بھی
اپنی فوج کو لڑنے سے منع کرو ای شہنشاہ میں نے بموجب کہنے بہرام گردین خاقان چین کے دلاوروں کو
لڑنے سے منع کیا اور پکار کے بہادروں سے کہا کہ ای دلاورو آگاہ ہو کہ میں نے اب اطاعت بہرام گرد
بن خاقان چین کی اختیار کر لی پس تمکو بھی لازم ہے کہ تم بھی اطاعت مثل میرے کرو اور اب نہ لڑو جسوقت
اس طرح میں نے اپنے لشکر کے دلاوروں سے کہا اسدم ہر ایک دلاور جنگ و جدال سے باز آیا سب نے
لڑائی کا ارادہ دل سے دور کیا تلواریں میانوں میں رکھیں جب لڑائی موقوف ہوئی اسوقت بہرام گردین خاقان
چین نے مجکو رہا کیا اور مہربانی اور عنایت سے پیش آیا دروازہ قلعہ کا کھلوا کر مجکو مع فوج و لشکر لیکر اندر
قلعہ کے گیا ای شہنشاہ میں قلعہ میں داخل ہوا شہر کی سیر کرتا ہوا ہمراہ بہرام گردین کے چلا شہر کو میں نے
نہایت آباد اور رعایا کو شاد دیکھا بعد قطع راہ جب بہرام گردین خاقان چین دار الامارہ شاہی پر پہونچا
لشکر کو وہیں ٹھہرا کر داخل دولتسرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے محل سے برآمد ہوا اور اسوقت مجکو دربار میں بلایا
اور دنگل پر بیٹھنے کو کہا پھر مجکو خلعت دیا امرا و وزرا وغیرہ جو دربار میں حاضر تھے ہر ایک نے نذر فتح کی بہرام
کو دی بہرام گردین خاقان چین بعد تھوڑی دیر کے پھر داخل محل ہوا اور دربار برخاست ہوا تب میں دربار سے
اٹھکر اپنے لشکر میں آیا اور ایک خیمہ میں بیٹھا میرے لشکر کے افسر بھی میرے پاس آئے میں نے ہر ایک سردار
سے تخلیہ میں کہا کہ میں نے یہ مکر و فریب اطاعت بہرام گردین خاقان چین کی اختیار کی ہے میں فکر میں ہوں کہ

کسی دن بہرام گردبن خاقان چین کو گرفتار کرکے شہنشاہ کی خدمت مین لیجاؤنگا یہ گفتگو میری ہر ایک سوار سنکے
خوش ہوا اور ہر ایک افسر کے دل سے رنج دور ہوا بعد چند روز کے پھر بہرام گردبن خاقان چین براے شکار
صحراے چین کیجانب گیا اور مجکو مع افسرون وغیرہ کے ہمراہ لے گیا اُس روز چرخ پر کالی گھٹا ابر آئی اور کالی کالی
گھٹا نمایان ہوئی بہرام گردبن خاقان چین صحرا مین پہونچکر اور ابر کو دیکھکر خوش ہوا اور خیام و بارگاہ استادہ کرا کے
بارگاہ مین داخل ہوا مجکو اور دیگر افسران فوج کو بھی اسی بارگاہ مین بلایا اور بیٹھنے کو کہا جب ہم سب بیٹھے اُسوقت
شراب طلب کی ساقیان خوبرو شیشہ و جام لیکر حاضر ہوئے اور مے گلگون جام مین بھر کر اور یہ
شعر پڑھ پڑھکے بہرام گردبن خاقان چین اور سب افسرون کو ساغر بادہ ناب پلائی انکا شعر تند و پرشور بہ پست
ز کسار آمدہ میکشان مژدہ کہ ابر آمد بسیار آمد ؛ جب بہرام گردبن خاقان چین اور افسران فوج نے
شراب پی اور دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا اُسوقت شکار کھیلنے کیواسطے ہر ایک بیتاب و بیقرار ہوا بہرام گرد
بارگاہ سے نکلا سب افسران فوج بھی بارگاہ سے باہر آئے مین بھی ہمراہ بہرام گردبن خاقان چین کے
شراب پی کے بارگاہ سے باہر آیا اُسوقت صحراے چین کی سیر لائق دید تھی گلہاے خود رو صحرا مین ہر طرف
کھلے ہوئے تھے سبزہ نو دمیدہ لہلہاتا تھا ہواے سرد چلتی تھی کچھ کچھ بارش بھی ہوتی تھی اُسدم ہر ایک کی زبان
پہ یہ شعر بہار جاری تھا شعر این سبزہ و این صحرا و ابرے زخیون و ؛ اردو دلیا گمی و مستی امروز بشگون دارد
اُسوقت بحکم بہرام گردبن خاقان چین قراول اور بیلیے حاضر ہوئے جانوران شکاری باز اور جرہ اور بہری
شاہین وغیرہ ہر ایک کو آمادہ شکار کیا بازدارون نے طمعہ باز و لنکار روک رکھا تھا جسوقت بازدارون نے بازونکو طائرین پر
چھوڑا ہر ایک نے باز مثل شیر گرسنہ اپنے صید کو پنجون سے دبوچا بازدارون نے اُن طائرونکے جگر چاک کیے اور گوشت
اُنکا بازون کو کھلایا اور خون اُنکا پلایا پھر اُن بازون کو بازدارون نے طائرون پہ مثل باز بہا کر چھوڑا اشعار
چو در نالیدن آمد طبلک باز ؛ درآمد مرغ صید افگن بپرواز ؛ روان شد بر ہوا باز سبک پر ؛ جہان شد
خالی از کبک و کبوتر ؛ غرض بازدار بحکم بہرام گرد اسی طرح شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر مین طائرون سے چھکڑے
بھر گئے پھر قراول اور بیلیے بہرام سے آکر عرض کرنے لگے کہ حضور کچھار مین بہت سے آہو سبزہ نو دمیدہ چر رہے
ہین چلیے اور وہان انکو صید کیجیے بہرام یہ سنکے نہایت خوش ہوا قریب کچھار کے گیا اور آہو نیلگاؤ چیتل
بارہسنگے کا شکار کرنے لگا وہ افسران فوج کا ہنستا اور تیر لگاتا اور کمند آہوؤن پر مارتا اور ہر ایک کو انکو اپنے گھوڑون سے
اتر اتر کے بخوشی دخری ذبح کرتا اور وہ اپنے صیدونکو آگے باندھ کے روکتا اور ایک کا دوسرے سے
صید افگنی مین سبقت لیجاتا اور وہ صید کو تاک تاک کے تیر مارتا لائق دید تھا بہرام بھی ہر طرف دوڑ دوڑ کے
چوپایونکا شکار کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا اے شہنشاہ ذیجاہ اسی طرح صبح سے شام تک اُس صحراے سبزہ زار مین
بہرام نے مع افسران فوج کے شکار کھیلا جب شام ہوئی اُسوقت مع افسران فوج وغیرہ صحراے سبزہ زار سے پھرا اور
اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور افسران فوج اور اس خاکسار کو اپنی بارگاہ مین طلب کیا پھر حکم کیا کہ ساقیان
گلعذار کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہون بموجب حکم بہرام ساقیان خوبرو و نازک اندام شیشہاے مے اور جامہاے
بلورین لیکر حاضر ہوئے اُسوقت مین نے بہرام سے کہا کہ میرا عیار معتر زلزلہ ساقی گری خوب کرتا ہے اگر مناسب
ہو تو اُسوقت وہی شراب پلائے بہرام نے یہ گفتگو میری سنکے کہا کہ اچھا معتر زلزلہ کو بلاؤ اُسوقت ہمکو شراب
پلائے اے شہنشاہ جسوقت یہ تقریر مین نے بہرام کی سنی فوراً بارگاہ سے باہر گیا اور معتر زلزلہ کو بلا کر مین نے

اُس سے کہا کہ بیہوشی شراب میں ملا کر شراب بہرام گرد وغیرہ کو پلانا لیکن مجکو شراب بیہوشی آمیز نہ دینا غرض میں نے
اُن عیار زرلزلہ کو خوب سمجھا کر ہمراہ اپنے لیکر بارگاہ میں آیا مستر زرلزلہ تسلیم کرکے اور شراب ناب میں بجا لاکے بیہوشی ملا کر اور
جام میں شراب بھر کر روبرو سے بہرام گرد کے لے گیا چونکہ بہرام گرد میرے مکر و فریب سے آگاہ نہ تھا اس وجہ سے
بیخوف و خطر مستر زرلزلہ کے ہاتھ سے جام شراب لیکر پی گیا پھر مستر زرلزلہ نے شراب بیہوشی آمیز افسران فوج
بہرام گرد بن خاقان چین کو پلائی اور مجکو اور میرے افسران لشکر کو سادی شراب پلائی تھوڑی دیر میں بیہوشی
نے اپنا اثر کیا ہر ایک کے سر میں درد ہونے لگا زبان خشک ہونے لگی آنکھیں بند ہونے لگیں ای شہنشاہ جب میں نے
دیکھا کہ بہرام وغیرہ بیہوش ہوا چاہتے ہیں اُسوقت اس خاکسار نے بہرام گرد بن خاقان چین سے کہا کہ ای بہرام گرد
آگاہ ہو کہ میں نے یہ مکر و فریب واسطے اپنی جان بچانے کے تیری اطاعت قبول کرلی تھی اگر میں اُسوقت تھکا ہوا نہ ہوتا اور
میرا گھوڑا مارا نہ جاتا تو تیری بھی یہ طاقت نہ تھی کہ تو مجکو گرفتار کر لیتا بہرام گرد میرا یہ کلام سنکے نہایت برہم ہوا اور
میرے ہلاک کرنے کیواسطے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے اُٹھا بیہوشی تو بخوبی اپنا اثر کر چکی تھی اُٹھتے ہی چکر آیا
اور بیہوش ہوکر گرا افسران فوج بہرام گرد بن خاقان چین کا یہ حال دیکھکے واسطے اُٹھانے بہرام گرد کے اُٹھے
وہ سب بھی بیہوش ہوئے ای شہنشاہ گیتی پناہ اُسوقت میں نے بہرام گرد بن خاقان چین کو طوق و سلاسل
میں گرفتار کیا اور افسران فوج کو جو بیہوش تھے اُسی بارگاہ میں قتل کیا پھر بارگاہ سے نکل کے میں نے قصد
چلنے کا کیا لشکریان بہرام گرد نے بہرام کو گرفتار دیکھ کے مجھسے مقابلہ کیا اور چاہا کہ بہرام گرد بن خاقان چین
کو رہا کرائیں لیکن میں نے تیغ تیز کھینچکر سبکو ہلاک کیا قراول اور بیلیے اور بازدار اور گھوڑ رسیے وغیرہ جو حال
دیکھکے بھاگ نکلے یہ خاکسار بہرام کو اپنے پر بٹھاکر اور اُس صحرا سے سبزہ زار میں شکار مشغول کرکے
سبکو قتل کرکے مع فوج ظفر موج بکشتی بحری روانہ ہوا اور بعد قطع منازل اب شہنشاہ کی خدمت
میں حاضر ہوا اصل حال یہ تھا جو خاکسار نے عرض کیا جسوقت گستہم زرین کفش نے حال گرفتاری
بہرام گرد بن خاقان چین کا بیان کیا اور اہل دربار نے مفصل حال اُسکا جو دربار میں بہادر اور جوانمرد تھے
وہ لوگ گستہم زرین کفش کی نامردی اور بزدلی اور مکر و فریب پر ہنسے اور بہرام گرد بن خاقان چین کی مردانگی
اور دلاوری پہ باہم تعریف کرنے لگے لیکن نوشیروان نے تمام حال سنکے حکم کیا کہ بہرام گرد بن خاقان چین
کو ہمارے سامنے لاؤ موافق حکم ملازمان نوشیروان بہرام گرد بن خاقان چین کو کشان کشان دربار میں
لائے جسوقت بہرام گرد بن خاقان چین دربار نوشیروان میں آیا اہل دربار کو دیکھنے لگا اور اہل دربار اس
تنومند عیار کو دیکھنے لگے جب تھوڑی سی دیر گذری اور بہرام گرد بن خاقان چین نے نوشیروان کو سلام نہ
کیا اور قواعد زمین بوسی بجا نہ لایا اُسوقت نوشیروان کو کمال غصہ آیا اور اُسی عالم غیظ و غضب میں کہنے لگا
کہ ای بہرام تو اسقدر مغرور اور متکبر ہے کہ مجکو تونے سلام نہ کیا باوجود اسکے کہ تو اسوقت ہمارے
سامنے طوق و سلاسل میں گرفتار کھڑا ہے لیکن بوجہ نخوت کے سلام نہیں کرتا ہے انجام اس غرور کا اچھا
نہیں ہے تجکو لازم ہے کہ ما بدولت کو بعجز و انکسار سلام کر اور قواعد زمین بوسی بجالا ورنہ قتل کیا جائیگا
اور اگر ہمارا فرمانا بجالائیگا تیرا قصور سرکشی عفو کیا جائیگا اور تجکو رہا کرکے تجھ پر عنایت سلطانی موافق تیرے
رتبہ اور مرتبہ کے ہوگی اس دربار میں بعزت و حرمت تجکو بیٹھنے کو جگہ ملیگی بہرام گرد بن خاقان چین تقریر
نوشیروان کی سنکے بیخوف و خطر کہنے لگا کہ تجھ ایسے نامرد اور نامنصف کو جوانمرد سلام کرنا ننگ و عار سمجھتے ہیں

جیسا تجکو اور تیرے ملازمون کو نامرد دیکھا مین نے کسی کو ایسا بزدل اور نامرد نہین دیکھا اور جیسا مین نے تجکو اور تیرے
ملازمون کو ظالم اور نامنصف دیکھا کسی کو ایسا نامنصف اور جابر نہین دیکھا مجکو تعجب ہی کہ تجھ ایسے ظالم و جابر کو مردمان
شہر عادل کہتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ جو تجکو عادل جانتے ہین محض نافہم اور بیوقوف ہین اور محض تجھ ایسے نامرد سے
ڈر کے تجکو بادشاہ عادل کہتے ہین تیرے سردار گستہم زرین کفش نامرد نابکار نے مجکو بہ مکر و فریب شراب
بیہوشی آمیز پلا کر گرفتار کیا ہی ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ یہ مجکو گرفتار کرتا اگر گستہم زرین کفش بہ مردی و مردانگی
مجکو گرفتار کرتا تو البتہ مین تجکو سلام کرتا اور تجکو اور تیرے ملازمون کو دلاور اور بہادر تصور کرتا تیرے ملازم
تو ایسے نامرد ہین کہ تین روز سے بسبب خوف کے میرے قریب اس قید مین بھی نہین آتے ہین اسقدر مجھسے
ڈرتے ہین اور ایسے ظالم اور جابر ہین کہ تین روز سے انہون نے مجکو آب و طعام بھی نہین دیا ہی مجکو تیرے دربار مین
کوئی ایسا جوانمرد اور منصف نظر نہین آتا کہ جو میرے قریب آئے اور آب و طعام دے جسوقت یہ گفتگو بہرام
کی حمزہ صاحبقران نے سنی فورًا اپنے صندلی سے اٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ ای شہنشاہ
عادل یہ تو عدالت کے خلاف ہی کہ قیدی کو آب و طعام نہ دیا جائے اگر حکم ہو تو مین بہرام کو آب و طعام سے
سیر اور سیراب کردون ہرچند کہ اسوقت نوشیروان گفتگوے بہرام سے نہایت برہم تھا لیکن حمزہ صاحبقران
نے آب و طعام کے بارے مین نوشیروان سے عرض کیا نوشیروان نے فرمایا ای فرزند اگر یہ رہا ہو جائیگا
تو پھر اسکا گرفتار ہونا مشکل ہوگا مجکو اسکا قتل کرنا منظور ہی اسنے بدزبانی اور سخت کلامی بادبدلت سے
بہت کی ہی حمزہ صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور کو اسکے قتل کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہی مگر مین اقرار
کرتا ہون کہ بہرام رہا ہوکر اور آب و طعام سے سیر اور سیراب ہوکر بھاگ نہ جائیگا اور آمادہ جنگ و جدال ہوگا
اور اگر رہا ہوکر اور آب و طعام سے آسودہ ہوکر آمادہ پیکار ہوگا تو مین اس سے مقابلہ کرونگا اور پھر اسکو
گرفتار کرونگا نوشیروان نے فرمایا ای فرزند اگر تم یہ اقرار کرتے ہو تو اسکو لیجا کر آب و طعام سے سیر اور
سیراب کرو جب یہ گفتگو نوشیروان کی حمزہ صاحبقران نے سنی فی الفور خوش ہوکر بہرام گردن خاقان
چین کو دربار سے باہر لیجا کر ایک خیمہ مین بعزت و حرمت بٹھایا اور طوق و سلاسل کو اسکے جسم سے دور کرکے
طعام لطیف اور خوش ذائقہ منگوا کر دسترخوان بچھوا کر بہرام گردن خاقان چین کے روبرو رکھا اور صراحیان
پانی کی رکھوائین اور فرمایا کہ ای بہرام گردن خاقان چین اس طعام لذیذ کو سیر ہوکر کھاؤ اور آب سرد نوش کرو
یہ بہرام گردن خاقان چین حمزہ صاحبقران کی جوانمردی اور شیرین کلامی اور مہربانی پر نظر کرکے طعام
تناول کرنے لگا اور آب سرد پینے لگا اور خدمتگارون وغیرہ سے جو اسوقت اس خیمہ مین موجود تھے کہنے لگا
کہ یہ ایک شخص دربار نوشیروان مین بہادر ہی باقی جتنے اہل دربار ہین کوئی دلاور نہین ہین تعجب ہی
معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص ان جفاکارون اور نامردون کی قوم اور قبیلہ سے نہین ہی اسکے چہرے سے آثار
شجاعت ظاہر و آشکار ہین چونکہ یہ بہادر اور جوانمرد ہی اسی سبب سے اسنے مجکو بھی بہادر خیال کرکے میری قدر
اور منزلت کی اور مجکو آب و طعام دیا نہایت اس شخص نے مجپر احسان کیا خدمتگارون وغیرہ نے عرض کیا
کہ جسکی آپ تعریف کرتے ہین اور جو آپ کے سامنے تشریف رکھتے ہین یہ نوشیروان کے پسر خواندہ ہین آپ
کا نام نامی اور اسم گرامی مع لقب حمزہ صاحبقران ہی آپ نے اکثر سرکشان جہان کو زیر کیا ہی اور زردشتیر
کو ہلاک کیا ہی بہرام گردن خاقان چین خدمتگارون وغیرہ کی گفتگو سنکے اور طعام کو بھی تناول کرکے اور تھم

دیوبند سنکر حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ تمنے میرے اوپر بڑا احسان کیا مین تمہارا ممنون ہوا حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا کہ ای بہادر کیا ایسا مین نے تمپر احسان کیا ہی کہ جس احسان کا ذکر تم بار بار کرتے ہو مجھکو تعجب و شرمسار
کرتے ہو اب یہ بتاؤ کہ کسی چیز کی ابتو تمھین خواہش نہین ہی اگر کسی چیز کی خواہش ہو تو بیان کرو بہرام گرد خاقان
چین نے کہا ای بہادر مین نے کئی روز سے شراب نہین پی ہی اگر شراب ممکن ہو تو مین پیتا حمزۂ صاحبقران
نے فوراً شیشۂ شراب اور دو جام بلورین منگوایا ایک ساقی گلعذار جلد نزدیک آیا حمزۂ صاحبقران نے ساقی سے
فرمایا کہ بہرام کو شراب پلاؤ ساقی گلعذار بموجب حکم حمزۂ صاحبقران جام بادۂ ارغوان بہرام گرد کو دینے
دینے لگا جب چند جام شراب بہرام نے پیے اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حمزۂ صاحبقران سے کہنے
لگا کہ ای بہادر تمنے مجھپر از حد احسان کیا ہی مین بعوض اس احسان کے نوشیروان اور جملہ سرداران دربار
پہلوانون کو ابھی تہ تیغ کرکے تمکو تخت سلطنت پر بٹھائے دیتا ہون ای بہادر ان سب نامردون کا قتل کرنا
اور ہلاک کرنا کوئی امر مشکل نہین ہی یہ کہکے بہرام نے قصد اٹھنے کا کیا امیر نے بہرام سے فرمایا کہ ای بہادر بیگانم نشۂ شراب
مین ایسی باتین کرتے ہو اور کچھ باتین کرو مجھکو تخت پر بیٹھنا منظور نہین ہی مین اسکا پسر خواندہ ہون مجھکو منظور نہین کہ
کہ وجہ نوشیروان ہلاک کیا جاے ہرگز تم قصد نوشیروان کے ہلاک کرنے کا نہ کرنا اور یہین بیٹھے رہنا شراب
پینا جس شی کی خواہش ہو مجھسے طلب کرنا بعد سیاہ کشی کے یہ طوق و سلاسل خود پہن لینا میرے پہنانے کی کوئی
ضرورت نہین ہی یہ کہکر حمزۂ صاحبقران اس خیمہ سے اٹھکے دربار نوشیروان مین آئے اور دنگل پر تشریف لائے نوشیروان
نے حمزۂ صاحبقران سے پوچھا کہ ای فرزند بہرام آب و طعام سے سیر اور سیراب ہو چکا تمنے اسکو طعام کھلا دیا
اور طوق سلاسل پہن پھر اسکو گرفتار کر دیا حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا مین نے بہرام کو آب و طعام سے
سیر اور سیراب کر دیا اب وہ شراب پی رہا ہی بعد شراب پینے کے بموجب میرے کہنے کے طوق اور سلاسل وہ خود
پہن لیگا نوشیروان یہ تقریر حمزۂ صاحبقران سنکے مشوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اگر بہرام نے رہا ہو کر
طوق اور سلاسل کو نہ پہنا اور ارادہ سرکشی کا کیا تو اب اسکا گرفتار ہونا مشکل ہی نوشیروان تو یہ خیال کر رہا تھا ادہر
بہرام نے یہ خیال کیا کہ حمزۂ صاحبقران نے میرے احسان کیا ہی اب مجھکو بھی لازم ہی کہ انپر یہ احسان کرون
کہ انکو تخت پر بٹھادون نوشیروان اور گستہم وغیرہ کو مار ڈالون حمزۂ صاحبقران کے کہنے کو نہ مانون یہ خیال
کرکے بہرام چوب خیمہ لیکر دربار مین پہونچا اور نعرہ کیا کہ ای نوشیروان ہوشیار ہو کہ مین آپہونچا اب گستہم کو
مار ڈالونگا یہ نعرہ کرکے گستہم کی طرف چلا اکثر اہل دربار جو نامرد اور بزدل تھے بے اختیار بھاگے نوشیروان کا
بختک نے عرض کیا ای شہنشاہ بڑا غضب ہوا بہرام کو حمزۂ صاحبقران نے رہا کر دیا تھا اب وہ
آمادۂ جنگ ہوا ہی حضور کی طرف آتا ہی اہل دربار بے اختیار بھاگے جاتے ہین آپ بھی جلد تخت سے اٹھکر محل مین
جلدی سے جائیے اس سرکش و جوانمرد سے اپنی جان بچائیے دیر نہ لگائیے مین بھی بھاگتا ہون اس جلاد سے
اپنی جان بچاتا ہون اگر ذرا بھی اٹھنے مین توقف کیجیے گا ای شہنشاہ دیکھیے اس بہادر کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیے گا
جب یہ تقریر بختک کی حمزۂ صاحبقران نے سنی اور اکثر اہل دربار کو بھاگتے ہوے دیکھا اور نوشیروان کو متفکر
دیکھا فوراً اپنے دنگل سے اٹھے اور نعرہ کیا کہ ای بہرام بہتر یہی ہی کہ وہین ٹھہر جا چوب خیمہ کو ہاتھ سے رکھ
دے آمادۂ شر نہو خیمہ مین جاکر سلاسل پہن لے ورنہ تیرے حق مین اچھا نہو گا بہرام نے عالم نشہ مین حمزۂ
صاحبقران کے اس ارشاد کو نہ سنا اور آگے بڑھا اسوقت حمزۂ صاحبقران بھی آگے بڑھے اور بہرام

اور دو کا بہرام نے عالم نشہ مین وہی چوب خیمہ حمزہ صاحبقران کے سر پر لگائی حمزہ صاحبقران نے وہ چوب خیمہ
بقوت تمام بہرام کے ہاتھ سے چھین لی اور فرمایا کہ اے بہادر اگر تیرا ارادہ ہو یا تجکو دل چاہتا ہو تو کل شمشیر اور تیر لیکر میدان
مین مجھسے مقابلہ کرنا اسوقت خیمہ مین جاکر طوق و سلاسل پہن لے بہرام گرد بن خاقان چین نے کہا اے حمزہ صاحبقران
کل مین تجھسے مقابلہ کرونگا یہ کہکر دربار سے چلا گیا اور اُسی خیمہ مین جاکر طوق اور سلاسل پہن لیے نوشیروان نے گرد خیمہ
چند سواروں کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا ناظرین پر واضح ہو کہ بہرام گرد بن خاقان چین نے حمزہ صاحبقران
سے مقابلہ کرنا اسوجہ سے قبول کیا کہ حمزہ صاحبقران نے سر دربار چوب خیمہ ہاتھ سے چھین لی تھی بہرام گرد
کو حمزہ صاحبقران سے ملال ہوا تھا ورنہ بہرام گرد حمزہ صاحبقران اپنے محسن سے کبھی مقابلہ کرنے کا اقرار
نہ کرتا اور طوق اور زنجیر اور بیڑیاں اس سبب سے پہن لین کہ حمزہ صاحبقران نے آب و طعام سے سیر و سیراب کیا
تھا یہ احسان کیا تھا غرض آمدم بر سر مطلب جب نوشیروان کو معلوم ہوا کہ بہرام گرد بن خاقان چین کل کے
دن حمزہ میرے پسر خواندہ سے مقابلہ کریگا پس اسی وقت حکم کیا کہ منادی شہر مدائن مین اسی وقت
جاکر یہ ندا کرے کہ ہنگام سحر بہرام گرد ہمارے پسر خواندہ سے مقابلہ کریگا جسکو یہ کیفیت دیکھنی منظور ہو وہ
بلا تامل اور بے خوف و خطر آئے اور مقابلہ کی کیفیت دیکھے منادی نے بموجب حکم ملک مدائن مین ہر صغیر و
کبیر کو اطلاع دی ہر ایک ادنے اور اعلے کو اس مقابلے کا دیکھنے کا اشتیاق ہوا عنبر خواجہ سرا نے جو یہ خبر سنی
ملکہ مہرنگار سے جاکر عرض کیا کہ آج بحکم شہنشاہ منادی ندا کرتا تھا کہ کل وقت صبح بہرام گرد حمزہ صاحبقران
سے مقابلہ کریگا جسکا دل چاہے تماشا آکے دیکھے جسوقت یہ خبر ملکہ مہرنگار نے سنی فوراً فتانہ کو بلا کر کہنے لگی
ابھی مین نے عنبر خواجہ سرا سے سنا ہے کہ کل بہرام گرد کوئی نگوڑ حرامزادہ آفت کا مارا شہنشاہ کے پسر خواندہ سے
مقابلہ کریگا پس اے فتانہ کوئی ایسی تدبیر کر کہ ہم بھی مقابلے کی سیر دیکھین فتانہ نے عرض کیا اے ملکہ عالم اسکی تدبیر
یہ ہے کہ آپ اپنی مادر گرامی قدر سے کہیے کہ بہرام گرد سے حمزہ صاحبقران کل مقابلہ کرینگے ہمارا دل چاہتا ہے
کہ ہم بھی یہ سیر دیکھین پھر اے ملکہ عالم اپنی مادر سے یہ کہیے گا کہ اگر آپ شہنشاہ سے کہیے گا کہ زیر دیوار محل دونوں
دلاور مقابلہ کرین تو شہنشاہ آپکے کہنے سے زیر دیوار ایوان باہم بہادروں سے مقابلہ کرائینگے آپ بھی سیر دیکھیےگا
اور مین بھی کیفیت دیکھونگی ملکہ مہرنگار نے بموجب کہنے فتانہ کے اپنی مادر ملکہ زر انگیز سے جاکر جو کچھ فتانہ نے
کہا تھا عرض کیا ملکہ زر انگیز نے فرمایا اے نور نظر جسوقت شہنشاہ محل مین آئینگے مین انسے ضرور کہونگی یقین ہے کہ وہ
میرے کہنے کے موافق زیر دیوار ایوان دونوں جوانمردوں سے باہم مقابلہ کرائین ملکہ مہرنگار یہ تقریر اپنی مادر
عالی قدر کی سنکے خوش ہوئی جسوقت نوشیروان محل مین آیا اور قریب اپنی زوجہ ملکہ زر انگیز کے آکر بیٹھا تو تب
ملکہ زر انگیز نے نوشیروان سے کہا کہ صاحب مین نے سنا ہے کہ تمہارے پسر خواندہ سے اور بہرام گرد سے
کل مقابلہ ہوگا ہمیں بھی چاہتی ہون کہ حمزہ بہرام گرد سے ہمارے محل کی دیوار کے نیچے مقابلہ کرے تاکہ ہم بھی
سیر اور کیفیت دیکھین نوشیروان ہنسکے کہنے لگا اچھا اے ملکہ بموجب تمہارے کہنے کے زیر دیوار محل
ان دونوں سے باہم مقابلہ کراؤنگا یہ کہکے نوشیروان نے عنبر خواجہ سرا کو بلایا اور فرمایا اے عنبر جلد تر جا اور
ہمارے وزیر سے کہہ کہ شہنشاہ فرماتے ہین کہ ہمارے ایوان کے سامنے جو میدان ہے اسی وقت
اس میدان مین ایک اکھاڑا بہت عمدہ نفیس تیار کیا جائے اور گرد اکھاڑے کے کرسیاں بچھائی
جائین اور خیمہ استادہ کیا جائے علاوہ اسکے جملہ سامان شاہانہ مہیا کیا جائے کیونکہ ہم اور ارکین سلطنت اور

اعیان مملکت وغیرہ بہرام اور حمزہ کی کشتی دیکھینگے عنبر خواجہ سرا نے بموجب حکم شہنشاہ وزیر سے جاکر کہا وزیر
نے موافق حکم نوشیروان اُسی شب کو میدان صاف کرا کر اکھاڑا کھدوایا اور تمام سامان شاہانہ جو لائق
و مناسب تھا کیا جب صبح ہوئی نوشیروان محل سے برآمد ہوا وزرا اور امرا وغیرہ آداب و تسلیم بجالائے
نوشیروان نے اکھاڑے کو تیار دیکھکر نہایت خوش ہوکر حکم کیا کہ بہرام گرد کو خیمہ سے لاؤ اور حمزۂ بجارسے
پسر خواندہ کے لینے کو جاؤ نوشیروان یہ فرماکر اکھاڑے پر جو تخت زرین بچھا تھا اُسی تخت پر رونق افروز
ہوا اور دسے ذیوقار و ندیمان نامدار و سرداران نور شعار و حکماے یکتائے روزگار وغیرہ حسب قدر مراتب و مناصب
کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے سرداران نامی حمزۂ صاحبقران کی خدمت عالی میں آئے اور عرض کی حمزۂ صاحبقران
کو ہمراہ لیکر اکھاڑے پر آئے حمزۂ صاحبقران نوشیروان کو تسلیم کرکے دنگل پر قریب نوشیروان کے
جانب دست راست بیٹھے تھوڑی دیر میں چند سردار بہرام گرد کو لیکر آئے حمزۂ صاحبقران نے بہرام کے
جسم سے طوق و زنجیر وغیرہ کو دور کرایا اور آب و طعام سے بہرام گرد کو سیر و سیراب کرایا جب بہرام گرد طعام
تناول کرچکا اور پانی پی چکا اُسوقت حمزہ نے کہا اے بہرام اب کیا ارادہ ہے بہرام نے کہا میں تجھسے مقابلہ کرونگا
زرہ تو میں پہنے ہوں لیکن شمشیر و سپر و تیر و مرکب میرے پاس نہیں ہے حمزۂ صاحبقران نے نوشیروان سے
عرض کرکے مرکب اور تیغہ گرانبار اور نیزہ و سپر و تیر بہرام گرد کو منگوا دیا بہرام گرد نیزے کو لیکر تیغہ گرانبار زیب کمر
کرکے سپر دوش پر رکھکر مرکب پر سوار ہوئے نگار راوی کہتا ہے کہ اُسوقت اُس جگہ اسقدر کثرت آدمیوں کی تھی کہ وہم
و خیال سے زیادہ تھی کوئی مہندس حساب اور شمار نہ کرسکتا تھا کثرت انجم افلاک سے بھی شاید شمار میں تماشائی زیادہ
تھے علاوہ اسکے کل اہل دربار اکھاڑے پر خدمت نوشیروان میں حاضر تھے سرداران حمزۂ صاحبقران
بھی دنگلوں پر بیٹھے تھے خواجہ عمرو اور مقبل وفادار بھی موجود تھے اُس جلسہ انواع و اقسام کی چیزیں بکتی تھیں
خریدار سیم و زر دیکر خرید رہے تھے گرم بازاری ہو رہی تھی چونکہ ملکہ مہر نگار نے اپنی مادر ملکہ زر انگیز سے
اُس سیر کے دیکھنے کے واسطے کہا تھا اور ملکہ زر انگیز کے کہنے سے نوشیروان نے زیر دیوار محل اکھاڑا کھدوایا
تھا اب جو دونوں بہادر آمادہ حرب و پیکار ہوئے ہیں ملکہ مہر نگار ایک دریچے میں چلمن کا پردہ ڈالکر بیٹھی ہے فقط
ملکہ زہرہ مصری اور رقانہ کو اپنے پاس بٹھایا ہے اور شاہزادیاں اور خواتین محل جدا جدا دریچوں میں پردے
ڈالکر بیٹھی ہیں ملکہ زر انگیز بھی ایک دریچے میں پردہ ڈالکر بیٹھی ہے کنیزیں اور عورتیں ملازم جسقدر ہیں وہ بھی جابجا
بالاے بام بیٹھی ہیں جب بہرام گرد گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت حمزۂ صاحبقران بھی مسلح ہوکر مرکب خنگ
سیہ قیطاس پر سوار ہوئے وہ میدان جو متصل اکھاڑے کے تھا حمزۂ صاحبقران اُسی میدان میں جاکر سامنے
بہرام گرد کے کھڑے ہوئے بہرام گرد نے مرکب اپنا واسطے نگاورزی کے بڑھایا اس طرف سے حمزۂ
صاحبقران نے مرکب خنگ سیہ قیطاس کو بڑھایا ہنگام نگاورزی ہر دو بہادر کو خاص و عام نے
دیکھا کہ سات قدم گھوڑا بہرام گرد کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزۂ صاحبقران کا پیچھے ہٹا
بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھوڑا نہایت کم قوت ہے اسی سبب سے اسقدر
پیچھے ہٹ گیا میں کمزور نہیں ہوں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے بہرام اب تم اپنی طاقت و قوت ظاہر کرو
بہرام یہ کلام سنتے ہی برہم ہوا اور نیزے کو خوب دیکھ بھال کے سینۂ حمزۂ صاحبقران پر مارا حمزۂ صاحبقران نے
فوراً نوک نیزہ بہرام گرد اپنی نوک نیزہ پر روکی بسبب باہم لڑنے دو سنانوں کے شرر پیدا ہوئے

اسی طرح دیر تک باہم رد و بدل رہی آخرکار حمزۂ صاحبقران نے ایک بند باندھکر نیزہ دست بہرام گرد سے
نکالدیا جسوقت نیزہ بہرام کے ہاتھ سے نکل گیا نیزہ بازون اور سرداران نوشیروان اور سرداران حمزۂ
صاحبقران وغیرہ نے شور تحسین و آفرین بلند کیا ملکہ مہرنگار دریچے سے دیکھ رہی تھی نیزہ بہرام کے ہاتھ سے
جب نکل گیا نہایت خوش ہوئی اور فتانہ سے کہنے لگی کہ اب یہ کیون کھڑے ہوئے ہین اس موذی دشمن جانکو
جلدی کس وجہ سے قتل نہین کرتے ہین فتانہ نے عرض کیا اے ملکۂ عالم کوئی وجہ ہوگی جب تو کھڑے ہوئے ہین اور اپنے
حریف کو ہلاک نہین کرتے فتانہ یہ عرض کر رہی تھی ناگاہ بہرام نے نیزے کے نکل جانے سے برہم ہوکر تیغہ
گرانبار کھینچا اور نعرہ کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران یہ تیغ بھی ایک دم مین انسان کا کام تمام کرتی ہے برسون کا جھگڑا
فیصل کرتی ہے جسوقت ملکہ مہرنگار نے چمکتا ہوا تیغۂ آبدار بہرام کے ہاتھ مین دیکھا اور نعرہ بہرام کا سنا بے اختیار
بہرام کے واسطے اس طرح بددعا کرنے لگی کہ الٰہی تیرا ہاتھ ابھی خشک ہو جائے یہ تلوار تیرے ہاتھ سے گر پڑے
جلد تر تو عدم کو روانہ ہو تلوار تجکو لگانا نصیب نہو ملکہ مہرنگار ابھی بہرام کے ہلاک ہونیکے واسطے دعا کر ہی رہی
تھی یکایک بہرام گرد نے تیغۂ آبدار گرانبار گھوڑا بڑھا کر قریب حمزۂ صاحبقران کے جاکر سر حمزۂ صاحبقران
پر مارا ملکہ مہرنگار نے تو آنکھین اپنی بند کرلین کلیجے کو پکڑ لیا اور کہا آہ مار ڈالا لیکن حمزۂ صاحبقران نے بار بھی
تیغۂ گرانبار کی نظر کرکے جب تیغہ قریب سر کے آیا ایسا دستانہ مارا کہ تیغہ بہرام کا سر پر ہٹ پڑا فوراً حمزۂ صاحبقران
نے بہرام کے تیغہ پر ہاتھ سے بچا کے ہاتھ ڈالا اور جھٹکا دیا بہرام نے دونون ہاتھون سے تیغہ کے
قبضے کو پکڑ کے زور کیا اور چاہا کہ تیغہ حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے چھڑا لون لیکن قبضۂ تیغہ کا فقط قبضے مین
رہا زور کرنے سے چل نہ پایا مگر مراد ہاتھ نہ آیا آخر خالی قبضہ سے بیزار ہوکر بہ غیظ و غضب وہ قبضہ قریب حمزۂ
صاحبقران کے آکر سر حمزۂ صاحبقران پر مارا حمزۂ صاحبقران نے قبضۂ تیغۂ آبدار کا سپر پر روکا اور ہاتھ
بڑھا کر بہرام مین ڈالا بہرام نے بھی حمزۂ صاحبقران کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کرنا شروع کیا جب ملکۂ
مہرنگار نے دیکھا کہ تیغہ بہرام کے ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران نے چھین لیا اور اسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اسوقت
فتانہ اور زہرۂ مصری سے مسکرا کر کہا کہ تمنے تیغے کا چھین لینا دیکھا ماشاء اللہ کسقدر قوت ہے کہ تیغہ اسنے
ایسے جوان دیو خصال کے ہاتھ سے چھین لیا اور اب بھی لڑنے سے باز نہین آتے ہین بہرام بیحیا ابھی لپٹتا ہے
جنکے ہاتھ سے دو تین مرتبہ ذلیل ہوچکا ہے پھر انھین کے سر چڑھتا ہے یہان تو ملکہ مہرنگار فتانہ اور زہرۂ مصری
سے یہ گفتگو کر رہی تھی وہان باہم بہرام و حمزۂ صاحبقران مین زور آزمائی ہو رہی تھی گھوڑے زمین
پر بیٹھے جاتے تھے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران بہرام سے زور کر رہے ہین اسوقت آگے
بڑھکے خواجہ عمرو نے کہا کہ اے بہادرو اگر تمکو کشتی لڑنا منظور ہے تو اکھاڑے مین کشتی لڑو کشتی ہونے کے خیال سے
یہ اکھاڑا بنا لیا ہے گھوڑون سے اترو یہ حیوان ہلاک ہوئے جاتے ہین جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بہرام گرد
اور حمزۂ صاحبقران نے سنی دونون گھوڑون سے اترے خواجہ عمرو نے مرکب حمزۂ صاحبقران کو اس
میدان سے لاکر نیچے ایک درخت کے ٹھہرایا بہرام اکھاڑے مین آیا اور حمزۂ صاحبقران بھی داستون کو
لپیٹ کے اکھاڑے مین اترے بہرام نے قدم بڑھا کے کمر حمزۂ صاحبقران مین ہاتھ ڈالا حمزۂ صاحبقران
نے بھی گردن پر بہرام کی ہاتھ رکھا بہرام نے بخوبی تمام زور کرنے لگا حمزۂ صاحبقران بہرام کا زور دیر تک روکا
کیے بعد دو پہرے ایک پیچ کرکے بہرام کو نیچے پڑہ لائے بہرام بعد تھوڑی دیر کے حمزۂ صاحبقران سے

غلط سے ہوکر کشتی لڑنے لگا جب شام ہوئی بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ ای بہادر اب کیا ارادہ ہے شام
ہو گئی ہے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تم تھک گئے ہو تو نہ لڑو کل لڑنا اور اگر تاریکی کے خیال سے کشتی نہیں
کرتے ہو تو شاہزادوں کے نزدیک شب تار کو روشنی سے مثل روز روشن اور منور کر دینا امر محال نہیں ہے بہرام
نے کہا کہ میں تو ابھی تھکا نہیں ہوں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ تھکے نہیں ہو تو لڑو روشنی کر دی جائیگی بہرام
یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنکے پھر کشتی لڑنے لگا نوشیروان نے حکم کیا جلد روشنی کیجائے بموجب حکم روشنی
کر دی گئی پھر نوشیروان نے حکم کیا کہ ایک کاسہ میں بھر کے دودھ لاؤ جسوقت خواجہ بزرجمہر نے یہ گفتگو
نوشیروان کی سنی فوراً ابوالخیر سے کہا کہ جلد جاؤ اور ایک کاسۂ کلان میں دودھ لیکر جلد آؤ ابوالخیر گیا اور کاسہ
میں دودھ لیکر حاضر ہوا نوشیروان نے جس شخص سے دودھ منگایا تھا وہ بھی دودھ لیکر حاضر ہوا نوشیروان
نے بہرام سے فرمایا کہ ای بہرام یہ کاسۂ شیر موجود ہے پہلے بعوض غذا شیر کو پی لو پھر کشتی لڑنا چونکہ بہرام گرسنہ
تھا حمزۂ صاحبقران کے بازو کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ کے اور کاسۂ شیر منھ سے لگا کر تمام دودھ کا کاسہ پی
لیا پھر خواجہ بزرجمہر نے حمزۂ صاحبقران کو وہ کاسۂ شیر دیا حمزۂ صاحبقران نے بھی کاسہ کو اٹھا کر
دہن سے لگایا اور تمام دودھ اُس کاسے میں جو تھا پی لیا اور پھر باہم کشتی لڑنے لگے اسی طرح دو شب و روز
برابر باہم کشتی رہی تیسرے روز قریب شام بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب میں زور کرتا ہوں
ہوشیار ہو جائیے امیر باتوقیر نے فرمایا ای بہرام میں خبردار اور ہوشیار ہوں تم زور کرو بہرام نے دونوں
ہاتھوں سے دونوں بازو حمزۂ صاحبقران کے پکڑے اور سر اپنا سینۂ امیر باتوقیر سے ملا کر اور کھینچ لی تمام
زور کر کے حمزۂ صاحبقران کو ریلتا ہوا لے چلا ملکہ مہرنگار نے جو دیکھا کہ بہرام حمزۂ صاحبقران کو ریلتا
ہوا لے چلا گھبرا گئی اور متفکر ہو کر فتانہ اور ملکۂ زہرۂ مصری سے کہا کہ ای فتانہ اور زہرۂ مصری تم دیکھتی
ہو کہ یہ موا کیسا انکو ریلتا ہے خدا اسکو غارت کرے جلد یہ خاک میں مل جائے دست و پا اسکے ٹوٹ جائیں ارمان
اسکے خاک میں مل جائیں جلدی پیوند خاک ہو اسکے ہر ایک عزیز کا اسکے غم میں گریبان چاک ہو خدا بھی اس
نگوڑے کو انکی جوانی پر رحم نہیں آتا بالکل اسکے دست و پا و بازو ٹوٹ جانے کا خیال نہیں کرتا یہ وقت بیٹھنے اور
چپکے بیٹھے رہنے کا نہیں ہے جلدی اپنے ہاتھ جانب آسمان بلند کر کے اسکے غالب ہونے کے واسطے
گریہ وزاری درگاہ خدا میں کرو میرے سر کے بال سراسر کھول دو میں بھی انکے غالب ہونے کے
واسطے اپنے پروردگار سے دعا کرونگی یہ کہکے ملکہ مہرنگار بیقرار و اشکبار ہو کے ہاتھ جانب فلک بلند
کر کے بال سر کے کھول کے اس طرح دعا کرنے لگی کہ ای خالق کون و مکان و ای معبود انس و جان بہرام جلد مغلوب
ہو اور جو بہرام سے لڑ رہے ہیں انکو بہرام پر جلد غالب کر فتانہ اور ملکۂ زہرۂ مصری بھی حمزۂ صاحبقران
کے غالب ہونے کے واسطے دعا کرنے لگیں جب بہرام بقوت تمام قریب [illegible] قدم کے حمزۂ صاحبقران
کو اکھاڑے میں ریل لیگیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے لنگر اپنا زمین پر قایم کیا بہرام نے ہرچند زور کیا
لیکن پھر حمزۂ صاحبقران اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ ہٹے جب بہرام زور کر کے تھک گیا پسینے میں تر ہو گیا
ہاتھ اپنے بازو سے حمزۂ صاحبقران سے اٹھا کے کہنے لگا کہ میں تو زور کر چکا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای
بہادر اب ہمارے زور کرنے کی باری آئی یہ فرما کر حمزۂ صاحبقران نے ہاتھ اپنے بازو سے بہرام پر رکھے
اور سر سینۂ بہرام سے ملا کر بہرام کو ریلا جب بہرام اکھاڑے میں پیچھے ہٹا اور ملکہ مہرنگار نے دیکھا

فتانہ سے خوش ہوکر کہا کہ اب انکو بھی بہرام پر غصہ آیا اب بہرام کے دست و پا توڑ ڈالینگے اکھاڑے مین رگڑ کے
مار ڈالینگے چت کر کے اسکے سینہ پر سوار ہونگے ملکہ مہرنگار تو خوش ہوکر فتانہ سے اسی طرح کی تقریر کر رہی تھی
اور بہ نظر غور کشتی دیکھ رہی تھی اکھاڑے مین حمزۂ صاحبقران بہرام کو ریل کے جب دس قدم کے فاصلے تک
لیگئے اسوقت بہرام گرد نے بھی اپنا لنگر زمین پر قایم کیا حمزۂ صاحبقران نے توزہ کمر بند فولادی پکڑ کر زور
کیا اور لنگر بہرام کا اکھاڑ ڈالا اول زور مین ناف تک دوسرے زور مین سینہ تک تیسرے زور مین سر سے بلند
کر کے اور اکھاڑے مین آہستہ اسوجہ سے دے مارا کہ بہرام کا مار ڈالنا اور ہلاک کرنا حمزۂ صاحبقران
کو منظور نہ تھا جب بہرام اکھاڑے مین چت گرا فورًا حمزۂ صاحبقران سینۂ بہرام پر سوار ہوئے بہرام
نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب مین آپ سے زیر ہو چکا چھوڑ دیجیے میرے سینے سے اٹھیے حمزۂ
صاحبقران سینۂ بہرام پر سے اٹھے جسوقت بہرام کو حمزۂ صاحبقران نے سر سے بلند کیا اور اکھاڑے
مین پٹکا اور سینہ پر سوار ہوئے نوشیروان نہایت خوش ہوا سرداروں اور پہلوانوں کے ہوش بجا نہ رہے
تماشائیون نے اسقدر شور تحسین و آفرین بلند کیا کہ تا فلک گیا چرخ پیر ان جوانوں کی کشتی دیکھکر حیران ہوا
ملکہ مہرنگار نے زمین پر سجدۂ شکر کیا اور بعد سجدۂ شکر کے فتانہ سے خوب ہنسے اور خوش ہوکر کہا کہ فتانہ
دیکھا تو نے کس دلیری اور جوانمردی سے انھون نے بہرام کو پٹک دیا خدا انکو نظر بد سے بچائے یہ میری
ہی دعا کا اثر تھا کہ جو یہ بہرام پر غالب ہوئے ورنہ دیو پر کہین انسان غالب ہوتا ہی اسوقت حق تعالے نے
میری دعا قبول کی انکو بہرام پر نصرت دے فتانہ اور زہرۂ مصری نے عرض کیا آپ بجا اور درست
فرماتی ہین بیشک حضور ہی کی دعا سے خداے کارساز و بندہ نواز نے حمزۂ صاحبقران کو بہرام پر غالب
کیا الحاصل جب بہرام حمزۂ صاحبقران سے زیر ہوا حمزۂ صاحبقران نے بحکم نوشیروان بہرام
کو طوق و زنجیر پہنا کر اکھاڑے سے جانب زندان روانہ کیا بعد روانہ ہونے بہرام کے نوشیروان
نے حمزۂ صاحبقران کے زور و قوت کی نہایت تعریف کی اور خلعت فاخرہ دیا خواجہ بزرجمہر نے بھی
خوش ہوکر حمزۂ صاحبقران کے زور اور شجاعت کی تعریف کی بختک نے جو دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران نے
بہرام کو زیر کیا اور نوشیروان نے خوش ہوکر حمزۂ صاحبقران کو خلعت دیا نہایت رنجیدہ ہوا بہرام
کے زیر ہونے پر افسوس کرنے لگا ملکہ زرانگیز زوجہ نوشیروان کو بھی حمزۂ صاحبقران کے غالب
ہونے سے خوشی ہوئی الحاصل جب نوشیروان حمزۂ صاحبقران کو خلعت دے چکا تخت سے اٹھا اور
داخل محل ہوا امرا و وزرا وغیرہ سب اکھاڑے سے چلے گئے وہ مجمع بھی متفرق ہوا حمزۂ صاحبقران مرکب
خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوکے اور اپنے سرداروں کو ہمراہ لیکے پل شادکام کی طرف بخوشی و خرمی
روانہ ہوئے اور راہ طے کر کے داخل لشکر ہوئے اور خواجہ عمرو سے بہرام کی اس طرح تعریف کرنے
لگے کہ ای خواجہ عمرو بہرام پہلوان زبردست ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزۂ صاحبقران یہ آپکو
مناسب نہ تھا کہ بہرام کو زیر کرکے پھر نوشیروان کو حوالے کر دیجیے آپکو لازم تھا کہ اسکو مسلمان
کر کے اپنے ہمراہ لشکر مین لے آتے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو جواب دیا ای خواجہ عمرو بہرام
نمکخوار نوشیروان کا تھا اسے مین کیونکر لے آتا خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزۂ صاحبقران اگر بہرام
مسلمان ہوا اور آپ کے لشکر مین چلا آئے تو کیا میرا دل خوش ہو امیر با توقیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو بہرام کا

مسلمان ہوتا اور ہمارے لشکر مین آنا مشکل ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر باتوقیر مین اسوقت آپ سے یہ اقرار
کرتا ہون کہ عیاری کرکے بہرام کو ضرور مسلمان کرونگا اور لشکر مین لے آؤنگا یہان تو خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران
مین باہم گفتگو ہو رہی ہے لیکن اب حال بہرام گرد کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب بہرام حمزۂ صاحبقران سی زیر ہو کر
زندان مین آیا خیال کرنے لگا کہ سوائے حمزۂ صاحبقران کے آجتک مین کسی سے زیر نہین ہوا حمزۂ صاحبقران
نہایت مرد بہادر اور لایق ہی ایسے بہادر کی اطاعت کرنا لازم ہی اور اب اس زندان مین طوق و زنجیر مین سے
بیٹھنا یا نوشیروان نامرد و ناقدر کی اطاعت کرنا مناسب نہین یہ خیال کرکے عنقریب صبح بہرام نے سلاسل
کو اپنے جسم سے مثل تار عنکبوت کے توڑ کر دور کیا اور زندان سے نکلا نگہبانان زندان نے بہرام کو روکا
بہرام نے ایک چوب وہین سے اٹھا کر کئی نگہبانون کو ہلاک کیا نگہبانان زندان یہ حال دیکھ کے فریاد و فغان
کرتے ہوئے بھاگے بہرام بل شادگام پر پہونچا اسوقت حمزۂ صاحبقران نماز سحر پڑھکر وظیفہ پڑھ
رہے تھے ناگاہ حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ بہرام چلا آتا ہی جب بہرام قریب امیر باتوقیر کے آیا دوڑ کر جانب
قدم حمزۂ صاحبقران جھکا اور عرض کرنے لگا کہ اب مین نے آپ کی اطاعت اختیار کی آپ مجھکو مسلمان
کیجیے حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر بہرام گرد کی سنکے نہایت خوش ہوکے جلد اسکے سر کو اپنے سینے سی لگایا قدم
پر سر رکھنے نہ دیا اور اسی وقت کلمہ اسکو پڑھا کر مسلمان کیا خواجہ عمرو اور جملہ سردار خوش ہوئے یہان تو حمزۂ
صاحبقران نے بہرام کو مسلمان کیا اور قریب اپنے بٹھایا لیکن نگہبانان زندان کے رونیکی آواز نوشیروان
نے سنی عنبر خواجہ سرا سے فرمایا جلد جاکر دریافت کر کہ یہ آدمی کون رو رہے ہین عنبر گیا اور تمام کیفیت بہرام کے
نکل جانیکی دریافت کرکے نوشیروان سے آکر عرض کی نوشیروان برہم ہوکر محل سے برآمد ہوا اور
دربار مین آکر تخت پر رونق افروز ہوا ناگاہ تلبیس جاسوس روبروے نوشیروان آیا اور بعد بجا لانے آداب
و قواعد سلطانی کے زمین بوسی کرکے اسطرح عرض کرنے لگا کہ ای شہنشاہ فلک بارگاہ آخر شب کو بہرام
گرد زندان سے نکل کے اور کئی نگہبانون کو ہلاک کرکے حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین گیا ہے
و مسلمان ہوا ہے نوشیروان نے یہ خبر سنکے حمزۂ صاحبقران کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ای فرزند
بہرام ہمارا مجرم جو تمہارے پاس گیا ہی اسکو گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدو جب نامہ تیار ہوا تلبیس
کو دیا تلبیس جاسوس نے جاکر وہ نامہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزۂ صاحبقران نے نامہ پڑھکر
یہ مصلحت وقت یہی بہتر دیکھا کہ بہرام کو گرفتار کرکے نوشیروان کے پاس بھیجدینا چاہیے آخر حمزۂ صاحبقران
نے بہرام کو گرفتار کرکے خدمت نوشیروان مین بھیجدیا

داستان پہونچنا دربار نوشیروان مین بہرام گرد بن خاقان چین کا اور غضبناک ہوکر حکم قتل دینا نوشیروان کا پھر خطا معاف کرنا

راویان شیرین زبان و حاکیان عذب البیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب بہرام گرد کو حمزۂ
صاحبقران نے گرفتار کرکے بہمراہی تلبیس جاسوس روانہ کیا اور تلبیس جاسوس بہرام کو دربار شہنشاہ
نوشیروان مین حاضر کیا نوشیروان نے بہرام گرد سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ ای بہرام گرد بن خاقان
چین بہتر اور مناسب یہ ہی کہ اب تو خداوند آتش کی پرستش قبول کر اطاعت اور فرمانبرداری ما بدولت کی اختیار
کر سرکشی نہ کر اور خدائے نادیدہ کو ہرگز سجدہ نہ کر دین اسلام اختیار نہ کر اگر تو ہمارے حکم کے موافق خداوند

آتش کی پرستش کریگا اور ہماری اطاعت اختیار کریگا تو اس دربار میں موافق تیری عزت کے جگہ بیٹھنے کی تجکو ملیگی خلعت عنایت سلطانی سے سرفراز ہوگا اور اگر ہمارے خلاف حکم کے کریگا تو ابھی قتل کیا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا بہرام گردین خاقان چین نے کہا اے نوشیروان مین ہرگز خدا و ند آتش کی پرستش نہ کرونگا کیونکہ آتش بھی مانند میرے ایک مخلوق خدا سے ہے اور نہ کسی بت کو سجدہ کرونگا لات و منات وغیرہ سب پتھر کی تصویرین ہین مین اب اُس خدا کو سجدہ کرتا ہون کہ جس نے آسمان و زمین شمس و قمر شجر و ثمر گل و خار آب و آتش خاک و باد جن و انس وحش و طیور وغیرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے ایک لفظ کن سے پیدا کیا ہے اور اُسی خداوند کریم و کارساز کو بقا ہے اور باقی سب کو فنا ہے وہی خداے لایزال لایق سجدہ کرنے کے ہے کہ جسکی شان مین یہ اشعار کسی شاعر نے کہے ہین اشعار

بنایا جس نے مقتل بوستان کو	کفن جلاد برگ ارغوان کو	لکھا ہر صفحۂ اوراق گل پر
شہادت نامۂ بلبل سراسر	عطا کی داغ لالہ کو سیاہی	سراپا صورت مہر گواہی
ہنسی لب پر جگر پر زخم کاری	دیا غنچہ کو پاس پردہ داری	کیے مینو شی و زرد شگفتہ
دیا پیمانۂ زخم شگفتہ	شہیدون کو طلسم نو دکھایا	ہنسا کر زخم تن کو خون رلایا
رگ بسمل کیا تار نظر کو	سکھایا رقص بیتابی جگر کو	دل عاشق کو بخشا خاک ہونا
گریبان کو سکھایا چاک ہونا	کمر ریزی کمین کی چشم تر سے	بھرے دامن کہین لخت جگر سے
حیا غنچون کو دی راز نہان کی	عنادل کو ہوس بخشی فغان کی	بھلا ہم کیا حقیقت کیا ہماری

کرین حمد و ثناے ذات باری　　اے بادشاہ اگر عاقل و صاحب فہم ہے تو تو بھی میری طرح اُس خداوند کو سجدہ کر اور راہ راست پر آ خداوند آتش اور لات و منات اور یہ نے دو سو خدا جو محض خیالی ہین اب کسی کی پرستش تو ہرگز نہ کر سب کو باطل خیال کر اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیمبر اور ہادی جان کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو مجکو قتل کرنے سے نہ ڈرا حمزۂ صاحبقران کہ شیر بیشۂ شجاعت ہین اور یکتاے روزگار ہین مین نے انکی اطاعت کی ہے اور انھین کی بدولت دولت دین اسلام میرے ہاتھ آئی ہے کو مین ہین مین نے عزت و آبرو پائی ہے اب ممکن نہین کہ ایسی دولت لازوال کو خوف جان سے دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھ سے دولت اور تیری اطاعت اختیار کرون مجکو اپنا قتل ہونا منظور ہے ہر چند کہ مین اس زنجیر و طوق اور بیڑیون اور ہتھکڑیون کو مثل تار عنکبوت کے جانتا ہون اگر چاہون تو ابھی اس سلاسل وغیرہ کو توڑ کر پھینک دون اور خدمت حمزۂ صاحبقران مین چلا جاؤن جو مجکو روکے اُسکو تہ تیغ کرون لیکن بخیال اسکے ہتھکڑیان اور بیڑیان نہین توڑتا کہ وہ پھر مجکو گرفتار کرکے کسی مصلحت سے تیرے حوالے کر دینگے اور پھر بھی انجام ہوگا یہی اس وجہ سے مین ہتھکڑیان اور بیڑیان نہین توڑتا اور اب قتل ہونے پر راضی ہون جب یہ تقریر بہرام گردین خاقان چین کی نوشیروان نے سنی نہایت غضبناک ہوا اور اُسی وقت جلاد کو طلب کیا جلاد زشت خو مہیب صورت مریخ خصال تیغۂ آبدار کھینچے ہوئے گردن مین کشتون کے ناک اور کان کے ہار پہنے ہوئے روبرو سے نوشیروان جلد تر حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کرنے لگا اے شہنشاہ فلک بارگاہ کس شخص کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہے کون شخص لائق گردن زدنی کے ہے کسکا رشتۂ حیات قطع ہوا چاہتا ہے کس اجل رسیدہ پر قہر و غضب سلطانی ہے یہ تیغہ اپنے قبضے مین بار دار رکھتا ہون بازوؤن مین قوت رکھتا ہون مریخ کی خصلت رکھتا ہون جس کو حکم ہو ابھی تہ تیغ کرون جانب عدم

روانہ کردن نوشیروان نے فرمایا اے جلاد اس سرکش بادر مغرور و معتوب سلطانی کو دربار سے لیجاکر اس میدان
مین قتل کرنا کہ ہم بھی قتل ہونا اسکا اپنی آنکھون سے دیکھین جلاد نے یہ حکم نوشیروان سُنکے بہرام گرد بن
خاقان چین کا ہاتھ پکڑا اور دربار سے لیکر چلا جب اُس میدان مین پہونچا موافق قاعدہ رنگ کا چبوترہ درست
کیا بوریہ کلاکت کا بچھایا بہرام گرد بن خاقان چین کو بٹھایا پٹی آنکھون سے باندھکے گردن پر کوئلے سے
خط کھینچا اور شلنگین لگا کر بہرام گرد سے کہنے لگا کہ اے اجل رسیدہ جو کچھ آرزو ہے دل سے نکال لے اگر کسی غذا
پر رغبت ہو تو منگوا کر کھالے پیاسا ہو تو آب سرد پی لے اگر کسی عزیز و اقارب اور دوست آشنا کے
دیکھنے کو طبیعت چاہتی ہو تو جلد بلوا کر اُسکو دیکھ لے کیونکہ اب کوئی دم مین رشتہ حیات تیرا قطع
ہوا چاہتا ہے بہرام نے یہ کلام اُس جلاد زشت رو کے سُنکے ایک آہ سرد کھینچکر کہا اے جلاد کھانے اور
پانی کی مطلق مجکو خواہش نہین ہے کیونکہ مین بڑی دیر سے لخت جگر کھا رہا ہون اور خون جگر پی رہا ہون
اور اسوقت کسی کے دیکھنے کو بھی دل نہین چاہتا ہے یہ وقت یاد خدا کا ہے یہ کہکے اور سر سوے آسمان بلند
کرکے بہ رجوع قلب یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

خدایا سُن کہ ہون سینہ افگار   سیہ رو ہون سیہ دل ہون سیہ کار

بسر ہو لی ہے بیجا زندگانی   بلائے جان ہے آشوب جوانی
کوئی فعل نکو ہون ایسا نہین ہے   عمل مین اپنے جو اچھا نہین ہے

گذرتی ہے عجب غفلت سے اوقات   دریغا حسرتا ہیہات ہیہات
لحاظ بندگی جاتا رہا ہے   سر نخوت نے دل مین گھر کیا ہے

ملال و وہم و جان درد آمیز   یہ سب ہین شغل شیطانی کار انگیز
اگرچہ ہے یہ نفس کفر شیدا   سر سایہ سے ہوا ابلیس پیدا

نگاہ لطف سے فرما اشارا   دل مضطر کو ہو کچھ تو سہارا
لب مایوس ہون خندان قریب   مگر گریان دیدۂ پرخون ہون اب سے

تمناؤن کو دلمین شاد پاؤن   جگر کو جان کو آباد پاؤن
خجل ہو دیکھکر مغرور زاہد   تری محفل سے بیٹھے دور زاہد

سوا تیرے مرا کوئی نہین ہے   غلط ہے آسرا کوئی نہین ہے
کرے رحمت تری گر پردہ داری   مری بگڑی ہوئی بنجائے ساری

بہت کچھ آرزو رکھتا ہون دلمین   ہزارون گفتگو رکھتا ہون دلمین
جو سُن لے ایک ہی تو رحم کھا کے   نکل جائین سب ارمان دعا کے

غم ہستی و مرگ و قبر و محشر   یہ سب ہین سینۂ مضطر کو نشتر
خلیل آسا جہنم باغ ہو جائے   گل فردوس دل کا داغ ہو جائے

مٹے ارمان جی کی جیسے حسرت   لگے غم جس طرح مسک کو نیت
سراپا عید منجاؤن خوشی سے   کہون ہر دم مبارکباد جی سے

سہارا تو اگر نا مہربان ہو   ہر اک غم وبال جسم و جان ہو
تو بہ عید ہو اہل ستم کو   سدا ترسون پناہ جہنم کو

زبان دوست و دشمن گواہی   اٹھاؤن لمبہ یا رب تباہی
جہنم ہو عذاب آتشین ہو   گرفتار بلا جان حزین ہو

سُنے کوئی نہ فریاد جگر کو   نظر آئے نہ جز شعلہ نظر کو
کہون اُسوقت کس سے اپنے دل کی   سے بپتا ہو میری بیکسی کی

سوا اسکے کہ تو ہی مہربان ہو   ترے لطف سے کہتے مین زبان ہو
پکارون اے خداوند یگانہ   کرم گستر خطا بخش زمانہ

تری رحمت پہ ہے ناز آرزو کو   وفا کر وعدۂ لا تقنطوا کو
سُنا ارباب محشر سے بصد ناز   مبارکباد آزادی کی آواز

بہرام گرد بن خاقان چین تو زیر تیغ جلاد یہ دعا سے مالک خداوند ایزد و ستان سے بالا لہ و فریاد کر رہا ہے
صغیر اور کبیر کا گرد مجمع ہے کوئی بہرام گرد کی نوجوانی پر نظر کرکے افسوس کرتا ہے کوئی یہ کہتا ہے کہ سرکشی
کی یہی سزا ہے اہل شہر سے قتل بہرام گرد بن خاقان چین کی خبر جو سُنی تو صدہا آدمی ہر طرف سے چلے آتے
ہین گرد بہرام گرد بن خاقان چین کے کھڑے ہوئے ہین بعضے بہرام گرد کو ہنستے ہین اکثر اشخاص
منع کرتے ہین کہ یہ مقام عبرت کا ہے خوشی اور ہنسنے کا محل نہین ہے جب حمزۂ صاحبقران نے خبر حکم قتل
بہرام گرد سُنی نہایت ملول اور مغموم ہوئے اب خواجہ عمرو سے کہنے لگے کہ اگر مجکو یہ معلوم ہوتا کہ

نوشیروان بہرام گرد بن خاقان چین کے واسطے حکم قتل دیگا تو کبھی میں بہرام گرد کو گرفتار کرکے نہ بھیجتا
اگر کسی طرح بہرام گرد خاقان چین میرے پاس چلا آئے تو کبھی بہرام گرد کو نوشیروان کے حوالے
نہ کرون خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر بہرام گرد بن خاقان چین قتل ہو جائیگا تو
مجکو نہایت صدمہ ہوگا حمزہ صاحبقران نے پوچھا ای خواجہ عمرو اب کیا کرون کیونکر جاکر بہرام گرد کو قتل ہونے
دون خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ آپ کا تشریف لیجانا بالفعل مناسب نہیں ہی آپ یہین تشریف رکھیے میں جاتا ہون
یہ کہکے خواجہ عمرو بقصد عجلت روانہ ہوئے یہان بہرام گرد زیر تیغ بیٹھا ہی ایک حکم نوشیروان واسطے قتل کرنے
بہرام گرد کے جلاد کو دے چکا ہی خلقت کا ہجوم ہی جلاد تیغ لیے ہوئے سر پر بہرام کے کھڑا ہوا ہی ناگاہ جلاد
نے دیکھا کہ ایک بہشتی مشک پانی کی بھرے لیے آتا ہی کٹورا اسکے ہاتھ میں ہی جب وہ جانب بہرام گرد چلا
جلاد نے بہشتی کو روکا اور کہا کہ ای بہشتی مجرم شہنشاہ کے پاس کیون جاتا ہی بہشتی نے کہا کہ شہنشاہ کا حکم ہی
بہرام گرد کو پانی پلا دو بموجب حکم شہنشاہ بہرام گرد کے پاس پانی لیے ہوئے جاتا ہون اگر بہرام
پانی پیے گا تو پلا دونگا ورنہ ابھی چلا آؤنگا جلاد بہشتی کی یہ تقریر سنکے چپکا ہو رہا بہشتی پاس بہرام کے پہونچا
اور کہنے لگا کہ بہرام گرد کیون سر جھکائے بیٹھا ہی اگر پیاسا ہو تو آب سرد موجود ہی جس قدر دل چاہی پی لے
بہرام گرد نے کہا ای بہشتی یہ پانی لیجا مجکو اس پانی کی چاہ نہیں ہی کوئی دم میں پیاس میری آب شمشیر سے بجھ
جائیگی خشک گلا میرا آب تیغ سے تر ہو جائیگا بہشتی نے کہا ای بہادر مجکو حیرت ہی کہ تجھ ایسا دلاور زیر تیغ سر
جھکائے ہوئے بیٹھا ہی یہ ہتھکڑیان اور بیڑیان توڑکر کیون پھینک نہیں دیتا بہرام نے چپکے سے کہا ای بہشتی
افضال خدا سے مجھ میں ابھی قوت تو ہی کہ اس طوق و سلاسل کو توڑ کے پھینک دون لیکن ایک وجہ سے زنجیر و طوق
کو جسم سے دور نہیں کرتا اور قتل ہو جانا اپنا بہتر جانتا ہون بہشتی نے پوچھا وہ وجہ کیا ہی کہ جان شیرین دیے دینا
تجھے گوارا کی ہی بہرام گرد نے کہا پہلے میں طوق و سلاسل توڑ کے خدمت حمزہ صاحبقران میں گیا تھا وہان جاکر
مسلمان ہوا تو نوشیروان کے حکم سے حمزہ صاحبقران نے پھر مجکو گرفتار کرکے نوشیروان کے حوالے کر دیا
اگر اب بھی سلاسل کو اپنے تن سے دور کرکے خدمت حمزہ صاحبقران میں جاؤنگا تو پھر وہ گرفتار کرکے مجکو
نوشیروان کے سپرد کر دینگے بہشتی نے کہا ای بہرام گرد اگر اب کی مرتبہ تم خدمت حمزہ صاحبقران
میں جاؤ گے تو وہ ہرگز تمکو نوشیروان کے حوالے نہ کرینگے بہرام نے پوچھا تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ اب
وہ مجکو نوشیروان کے سپرد نہ کرینگے بہشتی نے کہا ای بہرام آگاہ ہو کہ میں خواجہ عمرو ہون مجھسے حمزہ
صاحبقران نے فرمایا ہی کہ اگر اب کی مرتبہ بہرام گرد میرے پاس چلا آئیگا تو کبھی گرفتار کرکے نوشیروان
کے حوالے نہ کرونگا جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بہرام گرد نے سنی خوش ہو کر کہا کہ ای خواجہ عمرو اب تم
جاؤ میں ابھی حمزہ صاحبقران کی خدمت میں حاضر ہوتا ہون خواجہ عمرو تو چلے گئے بہرام گرد بن خاقان چین
نے ہتھکڑیون اور بیڑیون وغیرہ کو مانند تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور فی الفور اٹھ کے جلاد کے رخسار پر اس زور
سے طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر گرا اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا اور ایک لمحہ میں تڑپکر مر گیا بہرام گرد بن خاقان چین
نے جلدی سے تیغ جلاد کا اٹھا لیا اور مجمع مردمان سے نکل کے جانب لشکر شادکام چلا نوشیروان نے
لشکر کے سوارون کو حکم دیا کہ بہرام کو گرفتار کر لو جانے نہ دو بموجب حکم نوشیروان ایک ہزار سواران جرار
واسطے گرفتار کرنے بہرام گرد بن خاقان چین کے چلے اور قریب بہرام گرد کے جا کر بہرام گرد کو چاروطرف

گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا بہرام گرد نے تیغ آبدار سے ایک سوار کو قتل کیا اور جلد تر باقی سوار کے گھوڑے
پر سوار ہو کے سواروں پر حملہ کیا اور صدہا سواروں کو ایک لمحہ میں قتل کیا آخر باقی ماندہ سوار تاب پیکار نہ لاکر
بھاگے بہرام سواروں کو بھگا کر جلد تر جانب پل شادگام روانہ ہوا جب سوار بھاگ کر خدمت نوشیروان میں
آئے نوشیروان نے ارادہ کیا تھا کہ سرداران نامی کو واسطے گرفتاری بہرام کے روانہ کیا جائے ناگاہ تلمیس
جاسوس نے روبرو نوشیروان حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ فلک جاہ بہرام گرد صدہا سواروں کو
قتل کر کے پل شادگام تک پہونچ گیا اور داخل لشکر حمزہ صاحبقران ہوا حمزہ صاحبقران نے بہرام گرد
کی پوشاک تبدیل کرائی ہے اور بہرام کو لیکر حضور کے دربار میں حاضر ہوا چاہتے ہیں جب نوشیروان نے سنا کہ
حمزہ صاحبقران بہرام گرد کو میرے پاس خود لیکر حاضر ہوا چاہتے ہیں سواروں کو روانہ نہ کیا ادھر حمزہ
صاحبقران بخوشی و خرمی بہرام گرد بن خاقان چین کو لیکر جانب دربار چلے جب حمزہ صاحبقران دربار
نوشیروان میں پہونچے بعد تسلیم اپنے دنگل پر بیٹھے اور سب سردار بھی حمزہ صاحبقران کے حسب قدر و مراتب
دنگلوں پر بیٹھے لیکن بہرام گرد نے بموجب فرمانے حمزہ صاحبقران کے نوشیروان کو بعد ادب تسلیم کی اور
روبرو نوشیروان کھڑا رہا نوشیروان بہرام کے سلام کرنے سے خوش ہوا اور کسی قدر ملال بھی دفع ہوا جب
بہرام نوشیروان کو سلام کر چکا اسوقت حمزہ صاحبقران اپنے دنگل سے اٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے
لگے کہ اے شہنشاہ ہفت کشور فرمانروا ے بحر و بر اسوقت مجھکو کچھ عرض کرنا ہے اگر شہنشاہ کا حکم ہو تو عرض کروں
نوشیروان نے فرمایا اے فرزند گرامی کیوں نہیں جو کچھ تم کہوگے میں تمہارے کہنے کو منظور کرونگا کیونکہ تم میرے
فرزند ہو مجھکو تم سے الفت ہے حمزہ صاحبقران نے عرض کیا اے شہنشاہ فلک بارگاہ [illegible]ام نے حضور کو
سلام نہیں کیا تھا اور سرکشی کی تھی اسوجہ سے زیادہ تر عتاب سلطانی میں گرفتار رہا تھا اب بہرام نے شہنشاہ
کو سلام کیا اور سرکشی کی سزا بھی پالی ہے پس میں امیدوار ہوں کہ شہنشاہ میری خاطر سے بہرام کا قصور
معاف فرمائیں نوشیروان نے یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی سنکے ایک دم فکر کی اور بعد فکر کرنے کے فرمایا کہ
اے فرزند صاحبقران تمہاری خاطر سے قصور بہرام کا عفو کیا اور بہرام گرد کو تمہارے حوالے کیا اب تم بہرام
گرد کو اپنے سرداروں میں شامل کرو حمزہ صاحبقران یہ گفتگو نوشیروان کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور
شکریہ کر کے اپنے دنگل پر بیٹھے اور بہرام گرد سے فرمانے لگے کہ اے بہرام گرد بن خاقان چین قصور تمہارا
شہنشاہ ہفت کشور مالک بحر و بر نے معاف کیا تمکو لازم ہے کہ پھر شہنشاہ کو بعد ادب تسلیم کرو بہرام گرد نے
بموجب فرمانے حمزہ صاحبقران کے نوشیروان کو دوبارہ تسلیم کی نوشیروان نے خوش ہو کر حکم کیا کہ دنگل
واسطے بیٹھنے بہرام گرد بن خاقان چین کے بچھایا جائے بموجب حکم ملازموں نے دربار میں دنگل بچھایا پھر
نوشیروان نے اشارہ بیٹھنے کا کیا بہرام گرد تسلیم کر کے دنگل پر جانب دست راست حمزہ صاحبقران
بیٹھا کیونکہ بہرام گرد بن خاقان چین سردار دست راستی ہے جب بہرام گرد کی تقصیر نوشیروان نے عفو کی
اور بہرام گرد بن خاقان چین دنگل پر بیٹھا خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران اور سرداران حمزہ
صاحبقران تو خوش ہوئے لیکن بختک کو نہایت رنج ہوا نوشیروان کو اپنے دل میں کلمات سخت
و درشت کہنے لگا کہ نوشیروان احمق اور بیہودہ ہے ذرا بھی اسکو عقل و فہم نہیں آتے ہم ایسے وزیر دانا
اور خوش تدبیر سے بہرام گرد کے بارے میں کچھ بھی مشورہ نہ کیا ورنہ میں بہرام کو ضرور قتل کراتا

بختک تو اپنے دل میں نوشیروان کو نالائق اور بیوقوف و کم عقل و نافہم کہہ رہا تھا لیکن نوشیروان نے بعد جیتنے
بہرام گردین خاقان چین کے حکم کیا کہ سواروں کی لاشیں اٹھائی جائیں اور جلاد کی لاش بھی اٹھائی جائے
بموجب حکم سواروں کی لاشیں میدان سے اٹھائی گئیں اور جلاد کی لاش بھی اٹھائی گئی بعد اٹھنے لاشوں
کے نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمتن غنچہ دہن کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوں فوراً بموجب
حکم شہنشاہ ساقیان سیمتن سادہ کشتیاں شراب کی لیکر خدمت نوشیروان میں حاضر ہوئے
اول جام بلوریں میں بادہ گلگون بھر کے ایک ساقی گلعذار موافق قاعدہ روبرو ہے نوشیروان جہان
پناہ لیگیا اور یہ شعر دست بستہ عرض کرنے لگا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند • چنان نماند و چنین روز
ہم نخواہد ماند • نوشیروان نے بادہ گلگون دست ساقی مہوش سے لیکر منہ سے لگایا اور شراب
پی پھر تو بحکم نوشیروان شہنشاہ گیتی ستان ساقیان سہ لقائے نوشیروان کے سرداروں دیو کو
جام مئے ارغوان دینے شروع کیے خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران اور سرداران حمزہ صاحبقران
نے شراب نہیں پی جب نوشیروان سیلشی کر چکا اور سردار وغیرہ بھی نوشیروان کے شراب پی چکے
نوشیروان دربار برخاست کر کے داخل محل ہوا

دو کلمے داستان مسرت نشان رستم ہند لندھور بن سعدان بادشاہ سراندیپ ملک ہندوستان کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا بادہ سے لال رنگ
شراور دم جم رہے ساقیا
ملا سے کوئی آنکھ کی تاب ہو

جوانی کی آجائے جس سے ترنگ
دکھا دے مجھے جام جم کی ضیا
کہ رندوں کا زہرہ جہاں آب ہو
قلم روکی تمہید کو ختم کر

فقط ساقیا بادہ شراب
شجاعت کا ہمت کا مالک تو ہو
بہر شاہ زماں ہی کہاں بادہیں
بس اب اپنا مطلب ہو آغاز مخمس

کہ ہو جام میں جلوہ آفتاب
جوانی کا طفلی ہی سے زور ہو
بڑھا جاؤں میں غم کے خم بھر بھی

گلہائے داغ حلقۂ ہجراں میں رکھ لیے — کیا کیا چراغ ظلمت ہجراں میں رکھ لیے — نقد قصور عفو کے داماں میں رکھ لیے
ایمان مشک زار پریشاں میں رکھ لیے — دل ای حبیب عنبر لرزاں میں رکھ لیے

ہر غمازہ غدار ساحلی غضب ارعفو — زاہد گنہگاروں سے پوچھے وقار عفو — کس طرح ہم خون دل و جاں ہو نثار عفو
دیکھی جو باغ حشر میں ہم نے بہار عفو — رحمت کے پھول دامن عصیاں میں رکھ لیے

گردش جو اُل راہ کے مختصر ہوا بپا — تجھ سا ہی مضطرب نہ کوئی ہو گا دوسرا — یارب کسی طرح نہیں یارا قرار کا
ہم روز ازل میں عرش پہ معلوم ہو گیا — جب ہاتھ قلب پہ شب ہجراں میں رکھ لیے

اہل پسند راحت دنیا سے بن بیدری — جو کچھ رضائے دوست تھی اس میں ہو بسری — وحشت نہیں جو غیر ہی ہو دوری و مغفری
محبوب سے ہو عاشق ناہبرو کو مسری — عقرب جراحت تن عریاں میں رکھ لیے

اک برق وش کی ہجر میں آرام اب کہاں — پلکیں پہ جو ہوئے بیٹھے کے دریا ہوا رواں — ہر فصل میں دکھا سے لئے ہیں برسات کا سماں
پھر لیں ہزار بار دل مضطر میں بجلیاں — لاکھوں سحاب دیدۂ گریاں میں رکھ لیے

خنداں خوشی سے زخم ہوں ہو گئے تمام — دشمن ہوا جو دوست ہے یہ شکر کا مقام — اب کچھ رہا نہ مرہم جراح سے بھی کام
قاتل کو تھا جو کشتوں سے در پردہ انتقام — چاہے نیام خنجر عریاں میں رکھ لیے

کب نالۂ فراق مرا آتشیں نہ تھا — وحشت سے تنگ دل مرہ و سنہ زیں نہ تھا — اس شش جہت میں دوسرا مجھسا حزیں نہ تھا

ساتون جنون کا ٹھکانا کہین نہ تھا | عاشق نے اپنے سینہ پرسوز مین رکھ لیے

ساقی جو مہربان مسرت کا ہے مقام | دن رات دختر رز ہے یہ بادہ کش کو کام | فافو نہین کون عمر کو اپنی کرے تمام
عہد وصال یار ہے کیسا مہ صیام | روزے سے غنچے مندے کے شعبان مین رکھ لیے

کس سے کہین جو ہجر مین گذری ہین آفتین | تنہا ہی جاگ کے مین بانسنگے راتین | غیبے خلش تھی دور ہوئین آگی بچتین
بہوچین رس وطن کے گلون سے اذیتین | خار اسنے گرد دشت بیابان مین رکھ لیے

تاریک شب مین ہجر کی گھبرا رہا ہے جی | خالی سکان ہین کیا تصویر قبر کی | تدبیر اور اسکے سوا ای قمر نہ تھی
داغون سے بازلف مین کی دل کی روشنی | شب تھی چراغ خانہ ویران مین رکھ لیے

ہم ہوسکے نہال دعا مین ہو ہمین قبول | فرحت کمال طبل دل کو ہوئی حصول | خار الم ملا کہین اغیار مین ملول
دامن سے پھینک پھینک دیے آپ نے جو پھول | مجنے اٹھا اٹھا کے گریبان مین رکھ لیے

آنکھون سے اشک سرخ نکلتے ہین متصل | ناسور کا یقین ہے جگر بھی ہے سے محل | وحشت مین چلتے ہین کئے درد جان گسل
مجنے بہر تصور مژگان سے زخم دل | کانٹے ہزارہا گل خندان مین رکھ لیے

دو چار دن کو گھر شادمانا اصلا یقین مرگ | بیمار غم کو اب ہے مسیحا یقین مرگ | پھر آج درد دل نے بڑھایا یقین مرگ
صدمے سے دم بدم جو ہمین تھا یقین مرگ | پاس اپنے سو کفن شب ہجران مین رکھ لیے

ابتر طلب جو کسی کی نہین نظر | سب اپنی جان تصدق ہجران ہین دربدر | ابس اک حضور کو نہوئی قدر مہر
گھبرا کے ہا دیے سو سو دن اس قدر | اپنے سب نے شہر خموشان مین رکھ لیے

یون تو اسیر زلف کی ہین ہزارہا | یہ صاحب وقار ہی رو ہین باوفا | لیلی و مجنون کی مرتبہ دانی کو دیکھنا
جرمین دشت اور مجنون کو رہا کیا | کل وہ اسیر خانہ زندان مین رکھ لیے

بیت نگارندہ دفتر داستان | نمود مدار تمام این داستان

گلچینان گلشن معانی و گلچینان چمن خوش بیانی گلہائے گلدستہ مضامین نوخیز خیز کو برشحات سحاب رحمت فیضان تقاضا وقد رچمن چمن شگفتہ کرکے یون سطر کرتے ہین کہ ملک ہندوستان مین ایک بادشاہ شہر سراندیپ کا تھا کہ نام اسکا سعدان شاہ اولاد جناب شیث پیغمبر علیہ السلام مین تھا اور ایک بیٹا اسکا تھا کہ نام اسکا عار اسے ہندلند ہور بن سعدان رکھا تھا مگر وہ لڑکا نہایت حسین وجمیل خوش شکیل چہرہ مثل آفتاب عالمتاب پیشانی پر کوکب اقبال و شعور جلوہ گر آنکھین نرگس شہلا نہین غلط ہے نرگس مردم بیمار ہے یہ آنکھین آہو شکار ہین چتون شیرانہ متانت شاہانہ دبدبہ بہادرانہ جسم جسیم قوت مین رستم زمان صولت و شوکت مین یکتائے جہان رخسار گلاب کے پھول لب برگ گل یاسمن جنبہ صدسفہ نسرین اور نسرین دندان گوہر آبدار قامت سرو شمشاد باغ حسن مین تازہ بہار مان کی روح باپ کی جان صدہا دل مین ، رمان لیتی فہیم ذکی ذہین ہوشمند عقلمند ارجمند اقبالمند ذی جود ذی شعور بادشاہ یعنی سعدان شاہ صاحب لشکر بعدد کروڑ ساٹھ لاکھ فوج زیر علم نہایت شان وشوکت دولت حشمت جری دلیر شجاع دربار مین نہایت رعب وداب ہندوستان مین انتخاب تھا جب لندہور کا سن پانچ چھ برس کا ہوا باپ نے اسکے یعنی سعدان شاہ بادشاہ ہندوستان نے دنیائے فانی سے طرف گلشن جاودانی کے رحلت فرمائی چچا لندہور بن سعدان کا یعنی شہپال ہندی بادشاہ ہوا تخت

سلطنت شاہی پر متمکن ہوا چونکہ لندھور بہت خرد سال تھا لائق بادشاہت اور حکومت کے نہ تھا
جسوقت لندھور کا سن دس برس کا ہوا اسکو شوق شکار کا ہوا اور ہر ایک علم و فضل میں کامل ہو چکا ہے
لیکن ہنر جنگ و فن سپہ گری کی تعلیم پایا کرتا ہی جب ان سب امور واجبی سے مہلت پاتا ہے شکار
کو ہمراہ ہوا خواہان زیرک کے جاتا ہی مکتب میں دن رات برابر استادان کامل و فاضلان
عالم سے درس لیتا ہی اور پہلوانان روئے زمین و شجاعان بحر و بر پیچ کشتی کے بتایا کرتے ہیں القصہ کہ
لندھور کی دس گیارہ برس کی عمر ہوئی ہی ایک روز واسطے شکار کے چلا ہمراہ سب ملازمان و رفیقان و
خواص سب ہمسن ہمسن ہمراز و دمساز اور علاوہ اسکے فوج ہمراہ رکاب سعادت تھی کہ شہر سے اپنے
باہر نکلا ایک سمت کو گھوڑا اٹھایا سب ملازم ساتھ ساتھ جیسے قمر کے گرد ہالہ ہوتا ہی چلے جاتے ہیں جب وہ شہر
سے کئی منزل نکل گئے ایک صحرائے سبزہ زار ملا کہ اسکی فضا دیکھ کر لندھور بہت شگفتہ خاطر ہوا اسب کو ٹھہرا
لیا خراماں خراماں چلا عجب بہار اس صحرائے سبزہ زار کی نظر پڑی گل خودرو جابجا کھلے ہوئے دکھائی دیتے
کہیں فرش زمردی کہیں فرش طلاکار نظر آتا تھا کسی جا معلوم ہوتا تھا کہ مخمل زرنگار گوں بچھی ہوئی ہی اسپر
عکس آفتاب عالمتاب کا پڑتا ہی تمام سبزہ مطلا معلوم ہوتا ہی وہ جابجا اشجار خوشنما گھنی گھنی شاخیں
سبز و زرد دیکھنے میں کیا بھلی معلوم ہوتی ہیں ان پر طائران خوش الحان جابجا شاخوں پر بیٹھے ہیں
کوئی کربال کرتا ہی کوئی چہک رہا ہی کوئی پرواز کا ارادہ کرکے رہجاتا ہی کوئی اڑ کے اس شاخ سے اس
شاخ پر بیٹھتا ہی آہوان صحرائی چراگاہ میں پھر رہے ہیں ننھے ننھے انکے بچے کلیلیں کرتے پھرتے
ہیں اور جانور وغیرہ چرند پرند بھی ادھر ادھر کود پھاند دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں جھیلیں اور تالاب
جابجا آب صفا و خوش ذائقہ سے لبریز ہیں ان میں ماہیان رنگا رنگ شناوری کر رہی ہیں
موجیں انکی زلف معشوقانہ کا حسن دکھاتی ہیں حباب دیدۂ آہوان خوش انداز کے مانند نگران
پھرتے ہیں جسوقت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ترائی کی طرف سے آتی ہی آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں
دل کو راحت روح کو سرور حاصل ہوتا ہی صاحب حزن کا بھی وہاں غم دل سے دور ہو جاتا ہی ہر فرد
بشر خوش و خرم نظر آتا ہی لندھور بن سعدان شاہ یہ سب تماشا صانع قدرت کا دیکھتا بحالت
آہستہ آہستہ خراماں خراماں چلا جاتا ہی اور ہمراہیان و لشکر و سرداران ذیوقار و رفقائے عالی تبار
وغیرہ بھی سب کے سب لندھور کے ساتھ سیر کرتے ہوئے شاد و خرم چلے جاتے ہیں اس صحرائے
جانفزا کی بہار لندھور بن سعدان مشاہدہ کرکے شکار کا بھی خیال دل سے بھول گیا محو
نظارۂ بہار و فزائے سبزہ زار ہے ناگاہ دیکھا کہ سامنے ایک باغ رشک گلشن شداد و بہتر از عالم
ایجاد اس میں دروازہ برجی نہایت خوشنما لگا ہی مثل آفتاب درخشاں کے چمکدار ہی اور ایک تمغا سا قفل اس
میں لگا ہوا ہی اور قریب اس باغ فرحت دہ دماغ کی ایک تکیہ رشک کوہ طور ہی اسپر ایک فقیر خوش تقریر کئی سو برس
خضر کی مثال ساکن ہی لندھور بن سعدان شاہ کو خیال ہوا کہ اس فقیر سے چلکر کیفیت اسکی دریافت کرنا چاہیے غرض
مع ہوا خواہان اس فقیر کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے شاہ صاحب یہ باغ جنت نگار کس عالی وقار کا ہی اس فقیر نے کہا
اے بابا یہ باغ سلمان بن طلحہ کا ہی اور اس باغ بے مثال میں ایک گنبد مثل گنبد فلک دو رویہ دو دار سے اس
میں بھی ایک قفل ایسا ہی بہت بڑا لگا ہی سلمان بن طلحہ ایک بڑا قوی ہیکل پہلوان زبردست

نہایت خنجر ور رستم صفت سہراب نمط فخر پلتن تھا کہ اُسکا کوئی ہمسر و ہم مقابلہ نہو سکتا تھا اُسکے اسلحہ ابی گیند لافوردین
بند کیے ہوئے رکھے ہیں اور ایک فیل اُسکی سواری کا تھا کہ نام اُسکا فیل میمونہ مبارک ہے اُس کو اس صحرا مین چھوڑ
دیا ہے وہ ایک غار عظیم الشان مین رہتا ہے اور ایک دیو اس باغ کا محافظ ہے جب کوئی اس باغ کا قفل توڑنے کا
ارادہ کرتا ہے وہ دیو آکر اُسے مار کر کھا لیتا ہے اکثر پہلوان زبردست و بادشاہان عالی ہمت آئے اور وہ اُس دیو کے
ہاتھ سے مارے گئے مگر ایک شخص مجکو یاد ہے قول سلمان بن طلحہ کا وہ کہہ گیا ہے کہ جو شخص اس دیو کو مار ڈالیگا
اور اس قفل کو توڑ کر اندر باغ کے جائیگا اُسی کے جسم پر وہ اسلحہ کارزار سہراب درست اور ٹھیک ہونگے اور وہی
گرز سترہ سو من کا اُٹھائیگا اور سپر استیغہ بھی وہی باندھیگا اور اُسکی سواری کے واسطے فیل میمونہ مبارک
آئیگا وہ جوان بیمثال بصد شوکت و اقبال رستم ہند ہوگا لندھور نے یہ سنکر بسم اللہ الرحمن الرحیم
بافتاح لیکر قفل پر ہاتھ ڈالا فقیر خوش تدبیر نے پکارا ای صاحبزادہ عالیشان بلند مکان کیون اپنے
حسن و زیبائی کو مٹاتا ہے کیون اپنی جان شیرین اُس تلخ کام مردود دیو کے ہاتھ سے گنواتا ہے مجکو تیرے
چہرہ بیمثال و خوش جمال پر افسوس آتا ہے پر اگر تمامان قفل در باغ قضا کو نہ توڑ ورنہ پچھتائیگا جب وہ دیو آئیگا
تو پھر تجھسے کچھ نہ بن آئیگا لندھور نے کہا ای شاہ صاحب میرا دل نہین مانتا مین تو ضرور قفل توڑونگا دیو
سے مقابلہ کرونگا آج یہ پہلے پہل کا معرکہ ہے بفضل ایزدی سر کرونگا اُس فقیر کے کہنے سے تمام مصاحب
و رفیق اور سرداران زبردست جو لندھور کے ہمراہ تھے وہ سب مانع ہوئے کہ حضور کیا غضب کرتے
ہین ہمراہ فساد ہوگا اور بہت بڑی خونریزی ہوگی مفت مین لوگ قتل ہوجائینگے لندھور نے غصہ ہو کر
کہا کہ تم لوگ کیا بکتے ہو انشاء اللہ بتائید ربانی و بافضال یزدانی اُس دیو مردم خوار کو مارتا ہون
اور قفل باغ کا توڑ کر اسلحہ سلمان بن طلحہ کا اپنے قبضہ مین ابھی کرتا ہون یہ کہکے لندھور
بن سعدان شاہ نے قفل در باغ جنت نظیر بہشت مسیر کو پکڑ کے جھٹکا دیا اور قفل توڑنے لگا ہنوز وہ
قفل نہ ٹوٹا تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی ہوائے تند چلنے لگی ایک شور و غل بلند ہوا جب گرد و غبار دور ہوا دیکھا ایک
دیو مرید بہ غیظ شدید مثل رعد گرجتا ہوا چلا آتا ہے کہ او آدمزاد تو یہ کیا کرتا ہے اس قفل در باغ پر قضا کو کیون
توڑتا ہے خبردار ہو مین آ پہونچا تیرے کھا لینے کو لندھور بن سعدان شاہ نے پیچھے پلٹ کر جو دیکھا کہ ایک
دیو کریہ منظر نہایت ناہنجار زمین سوا ربح کا قد لمبے لمبے ہاتھ بڑے بڑے سینگ فیل مست کے
دانت مثل چوٹی پہاڑ کے سر او چک کر آگیا لندھور بن سعدان شاہ در باغ سے جدا ہو کر کھڑے
ہوگئے اور دیو نے سر جھکا کر کھا لینے کا قصد کیا لندھور نے شاخین دونون دیو کریہ منظر کی پکڑ کے
جھٹکا دیا بہ قدرت خدائے عزوجل و بحول و قوت پروردگار عالم وہ دیو منہ کے بل زمین پر آیا لندھور
نے کود کے گھوڑے پر سے گردن مین دیو کی ہاتھ ڈالدیے اور کشتی ہونیلگی ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین
رہے کہ سن لندھور بن سعدان شاہ کا دس گیارہ برس کا تھا مگر بمقابلہ جوان قوی ہیکل تن و توش
جسم لحیم شحیم مثل رستم دستان اور قوت داد الہی سے بافضال پروردگار شامل حال اقبال یاور
بادزرعت و آب و اجلال مثل ضحاک و جمشید خاقان فرشاہنشاہی چہرے سے نمایان لیکن وہ دیو بھی
کوہ طلعت اژدہا پیکر خونخوار و بد سیرت استاد عفریتان ہے الغرض لندھور بن سعدان شاہ سے اور
اُس دیو مرید سے تین پہر کامل کشتی رہی اور زد و رد ہوا کیا ایک مقام پر لندھور بن سعدان شاہ نے

ایک پیچ ایسا زبردست کا نٹھ کے قینچی پانون کی لگا کے اڑنگا مارا کہ وہ دیو دھڑ سے زمین پر گرا لندھور بن سعدان شاہ نے پھرتی سے اپنے دونون پانون کے نیچے اُس دیو کا ایک پانون دبایا اور دوسرا پانون اُسکا دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے اور اللہ اکبر کہکر چیرنا شروع کیا دیو چیخنے لگا شور و غل مچانے لگا دوہائی تہائی دینے لگا اُسکی آواز مہیب سے تمام صحرا لرزنے لگا طائر درختون سے ڈر ڈر کر اُڑنے لگے عالم اُس دیو کی آواز سے برپا ہوا کہ جھیلون کی مچھلیان جھیل کے غول کے غول خائف ہو کر اندر سے اُچھل اُچھلکر رہتی ہیں آبگیر بین سب ہمراہیان لندھور بن سعدان شاہ کھڑے تماشا دیکھ رہے ہیں اور نقیر خوش تدبیر بھی بغور کھڑا ہوکر دیکھ رہا ہے کہ ماشاء اللہ یہ انسان دیو سے بھی کہین زبردست ہے کہ دیو کو اس طرح زیر کرکے مثل کر پاس کے چیر رہا ہے غرض لندھور بن سعدان شاہ اُس دیو کو چیرتے چیرتے سینہ تک پہونچا دیر زیادہ ہوئی کیونکہ وہ دیو نہایت ہی طویل القامت تھا اب لندھور بن سعدان شاہ نے اللہ اکبر کہکر جو ایک جھٹکا اور زور سے مارا اس دیو مزید پلید کو چیر کر پھینکدیا ہمراہیان لندھور بن سعدان شاہ میں غلغلہ تحسین و آفرین کا بلند ہوا سب ایک زبان ہوکر پکارے کہ واہ واہ واہ دام مرحبا مرحبا ای شہزادے ای دلاور ای رستم زمان کیا کام کیا سبحان اللہ احیم کم اللہ تیرا ہی کام تھا کہ اس دیو زبردست کو یون مثل ہیزم خشک کے چیر کر پھینکدیا فقیر نے دوڑکر شہزادہ لندھور بن سعدان شاہ کو گلے سے لگالیا پیشانی پر بوسہ دیا اور بہت تعریف کی ملازمان شاہی نے لندھور کے ہاتھ چوم لیے لندھور بن سعدان شاہ دروازے پر باغ کے آیا اور قفل کو زور سے جھٹکا دیا قفل بھی باغ کے دروازہ کا جھڑ سے گر اکنڈی کھولکے لندھور بن سعدان شاہ اندر باغ کے آیا پیچھے پیچھے تمام ملازمان شاہی داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ دوسرا گلشن شدادی ہے ہر چمن اُس باغ کا جنت نظیر ہر روش رشک فردوس ہے اشجار میوہ دار گونا گون جھوم رہے ہین شاخون سے زمین چمن کو چوم رہے ہین جابجا چمنون مین گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین تھالون مین پھولون کے ڈھیر ہین مگر لندھور بن سعدان شاہ وغیرہ نے باغ کو جو بغور دیکھا تو نہایت اُس باغ پر اُداسی چھا رہی ہے ایسا تو شگفتہ اور شاداب وہ باغ مگر سنسان پڑا ہے نہ کوئی باغبان نہ کوئی گلچین نہیں معلوم کس مدت سے وہ گلشن پر بہار بند پڑا ہوا ہے سراسر وہ باغ عبرت کدہ گلشن فانی معلوم ہوتا ہے نرگس حیرت زدہ چارطرف نگران ہے سنبل پر پیچ سوسن کو عالم سکوت ہر گل کھلکھلا کر چہرہ مردہ کی ظاہر کرتا ہے ہر غنچہ مسکرا کر یاس سے رہجاتا ہے ہر گل کے پہلو مین خار ہے ہر طائر کی زبان فاعتبروا یا اولوالابصار ہے مرغان خوش الحان کی زمزمہ سازی سے مایوسی پیدا ہے بلبلین ... آمیز نغمہ سنجی کرتی ہین سرو و شمشاد خاموشی سکتے کے عالم مین کھڑا ہے گویا کسی کا انتظار کر رہا ہے قمریان متاسف ہوکر کوکو کرتی ہین صاف صدا سے اُنکی ظاہر ہے شعر ذات خالق کو جاودانی ہے اور جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے جلوہ فرسدہ رنگ دیدی مثل آئینہ حیران مرغان چمن گویا کچھ اشعار عبرت آمیز پڑھتے ہین اور اُڑجاتے ہین اشعار

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا دکھاتے ہین خوش شہر دہقان کیسے کیسے	بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے عجب کیا جو چشم ... سے جام دل مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے	تمہارے شہیدون مین داخل ہوئے ہین لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے تری کلک قدرت کے قربان آنکھین
	ہر سو عالم حسرت و یاس نظر آتا ہے کوئی طائر خوش نوا کے گویا یہ اشعار	

ہو خراب ہے پہ اگر قصر ہر دون کے کمال
رات دن جس میں تھی چھپر کھٹ سرداروں میں
ارغنوان و دار سے اگو نجتی تھی صوت ہزار
وا وہ زیب ناگہ جس میں تھا جہان طاق نشد
آج کل وہ لب ہے چغد کے ہیں آشیانہ دار
جس میں شفاقی ہیں اُگتے ہیں بگولے ہر سو
کہہ گور و گور ہیں آج ہے چراغ کا مزار
نہ وہ جلسے نہ تزئین نہ خود آرائی ہے

اس مکان میں کبھی ورد نہ باک تا تھا
جوش تھا عشرت کو یہاں بزم تھے ہر دم بادہ گسار
زریان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم میں
واہ ری نیرنگی تنک ظرفی یاں عز و وقار
گھر نسلے سقف میں لکھوں ہیں ابابیلوں کے
ہیں خیابانوں میں پڑے زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا ہے بلب مہر سکوت
کنج تنہائی ہے اور عالم تنہائی ہے

جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
شاخ گل زمزمہ سنجوں کا نشیمن تھی مدام
کیسی گل بے دری کا عالم کیسی ایسی کی بہار
جس پہ پڑا دون پہ پڑتا تھا جو ہر نگس
مسکن فاختہ ہر قصر میں ہیں نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندوں کو دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ہے غمخوار
یہ اشعار عبرت آمیز اس بقعہ کے دہشت انگیز ہے

شکر لندھور بن سعدان شاہ نہایت محزون ملال اور سابقین پر ہوا اور ملازموں سے کہا اے بھائیو انجام کار اس
دنیائے ناپائدار کا یہی ہے جو کچھ کہ یہاں دیکھ رہے ہیں سچ ہے شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ، رفت منزل بدیگرے پرداخت
یہ کہکر سامنے دیکھا کہ ایک محل زرین پر اسلحہ سلیمان بن علیہ السلام رکھے ہوئے ہیں بڑھکر وہاں سے آیا اور وہ اسلحہ اُٹھائے
زرہ پہنی ٹھیک جسم لندھور میں ہوئی چار آئینہ اور بکتر لگائے دستانے ہاتھوں میں چڑھائے خود فولادی سر پر رکھا
تیغ کمر سے لگا کمان و ترکش زیب تن کیا سپر پشت پر لگا کر گرز گاؤ سر شست و سوسن کا کاندھے پر رکھا نیزہ ہاتھ میں اُٹھا لیا
مسلح و مکمل ہو کر ادھر دیکھنے کا کیا کہ دیکھا ایک تختی کندہ کی ہوئی دیوار میں لگی ہے اُس تختی کو لندھور نے پڑھا
اُسمیں کندہ تھا کہ جو جوان پہلوان رستم زمان بعد ہندوستان ان اسلحہ کو زیب جسم کرے اور اس گرز گران گاؤ سر کو
اُٹھائے وہی یہ خزانہ بھی لے جو اس تہ خانے میں جمع مقفل کیا رکھا ہے وہ اس خزانے کو اپنے صرف میں لائے لندھور نے
ملازموں سے کہا کہ دیکھو تلاش کرو کہ اس گنبد و حجرہ میں تہ خانہ ہے اسکا دروازہ کس طرف ہے لوگوں نے آکر بیان کیا
کہ تہ خانے کے دروازے میں قفل دیا ہے آپ تشریف لے چلیے ملاحظہ فرمائیے لندھور دروازے پر تہ خانے کے
آیا بقوت و جوانمردی اُس قفل گرانبار کو توڑا اور تہ خانے کے اندر جا کر دیکھا کہ روپے اور اشرفیوں کے توڑے بھرے ہیں
دھرے ہیں اور جواہر مثل لعل و گوہر و یاقوت و نیلم و پکھراج وغیرہ ہزار ہا من بھرا ہوا ہے لندھور بہت خوش ہوا
شکر خدا بجا لایا اور حکم کیا کہ یہ خزانہ اٹھوا کر بحفاظت تمام شہر سراندیپ میں پہنچواؤ اور اس باغ پر قبضہ کر کے
پیرا مرد کی سپرد کیا اور کچھ ملازم اُس باغ کی محافظت کے واسطے وہاں چھوڑ دیے اور لندھور خراماں خراماں تمام باغ کی
سیر کرتا ہوا باہر آیا اور اُس فقیر خوش تدبیر کو بہت سا روپیہ انعام دیا اور اُس سے کہہ دیا کہ تم یہاں رہو تمہارا سرکار
شاہی سے مہینا مقرر ہو جائے گا اور میرا نام لندھور ہے میں بیٹا ہوں سعدان شاہ کا شہر سراندیپ میں
رہتا ہوں وہ فقیر یہ سنکر بہت خوش ہوا اور دعا دے دولت و اقبال و حشمت و اجلال شہزادہ ہندوستان وارث ہند
لندھور بن سعدان کو دینے لگا لندھور نے ملازموں سے کہا کہ جاؤ تلاش کرو کہ فیل میمونہ مبارک
کس غار میں ہے اور کہاں ہے لوگ ڈھونڈنے گئے اور تلاش کر کے آئے عرض کیا کہ وہ سامنے غار ہے اس میں ہے
چلیے تشریف لے چلیے لندھور ان آدمیوں کے ساتھ اُس غار پر آیا فیل میمونہ مبارک نے سر اٹھا کر سر تا پا
شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان کو دیکھا اور خرطوم ہلاتا ہوا آگے لندھور کے آیا لندھور
اُس فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوا اور مع خزانہ ہمراہ فوج کے طرف شہر سراندیپ کے روانہ ہوا جب
شہر سراندیپ میں قلعہ کے اندر مع فوج و خزانہ داخل ہوا شہپال ہندی کو یہ حال پہلے خبر ہوئی بلا کر اپنی بلائیں لندھور کی

ہجا کو جو راکب اور تمامی روداد جو کچھ کہ گذری تھی ہجا سے بیان کی شیپال ہندی نے لندھور کو بہت تحسین و آفرین کی گلے سے لگایا اور اسکے اسلحہ دیکھکر بہت خوش ہوا انیس میمونہ مبارک کو پسند کیا اور بہت تعریف کی اشعار

شان و شوکت میں کہوں کیا یہ جب اتنی کی
کہکشاں جوں شب مہتاب میں ہو تابان فلک
ہاتھ لیلی نے نکالے ہیں سیہ مستی سے

مرغ پر جوں ہیں سدا تیغ یہ جو ہیں تنگ
نکلے خرطوم سے زنجیر طلائی وہ اگر
ملنے کو مجنوں سے تن سلسلہ پا کی جھڑک

اسکے ہتھیاروں کی اللہ رے چمک چہرے کی
اسکے دانتوں کو وہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک
شیپال ہندی نے کہا اے لندھور

اے جان عم تو لائق سلطنت زیبندۂ تاج و تخت حکومت ہے اب تو بادشاہت کر کہ تو بیٹے پدر عالیقدر کا ورثہ دار ہے میں بسبب تیری خوردسالی کے عاریت تخت سلطنت پر بیٹھکر حکمرانی کرتا تھا تجکو تیری بادشاہت مبارک ہو لندھور نے بطور خردانہ عرض کیا اے چچاجان یہ آپ کیا فرماتے ہیں یہ سب تخت و سلطنت و حکومت و مملکت آپکا ہے میں فرمانبرداری میں رہونگا آپ بادشاہت کیجیے میں تو صرف پہلوانی رکھتا ہوں اس سپہسالاری آپ کی مجکو کافی و وافی ہے اور ہمیشہ اسی عہدے پر رہونگا مگر شیپال ہندی نے نہ مانا اور ہاتھ لندھور کا پکڑ کے قسمیں دیکر تخت پر بٹھایا اور آپ نہایت لندھور کی کرنے لگا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی یہ خبر عام ہوئی نذریں گذرنے لگیں تصدق اترنے لگے سلامیں توپوں سلامی کی چلیں تمامی شہر میں اس روز جشن نوروزی ہوا لندھور نے سب کو انعام تقسیم کیا خلعت دیے تمام شہر سراندیپ بلکہ ہندوستان میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ آج لندھور بن سعدان تخت سلطنت پر متمکن ہوا اپنے باپ کا ورثہ پایا لندھور داد گستری اور رعایا پروری میں ہمیشہ مصروف رہا کرتا تھا ہر ایک سے بخلق و مروت پیش آتا تھا سب عزیز قریب یگانہ بیگانہ ملازم و رعایا لندھور سے خوش اور راضی تھے مسافروں اور تاجروں کے واسطے مسافرخانہ بنوا رکھا تھا جو کوئی سوداگر یا مسافر کہیں سے آتا تھا وہاں اترتا تھا انکو کھانے پینے کی راحت ہوتی تھی چنانچہ اکثر سوداگر یہاں شہر سراندیپ میں آکے رہے سب مال بیچا اور ملک مدائن کو روانہ ہوے جب نوشیروان عادل کی ملازمت سے سرفراز ہوے لندھور بن سعدان کی نہایت مدح و ثنا کی نوشیروان عادل زمان نے یہ خبر سنکر ایک نامہ فیض شمامہ لندھور بن سعدان کو اس مضمون کا تحریر کیا نامہ نوشیروان ای کوکب سپہر شہریاری و ای اختر فلک تاجداری اے نہال گلشن شہر سراندیپ ملک ہندوستان ای شگوفۂ تازہ و تر باغ بادشاہ سعدان نامدار بعد سلام شوق مافوق از جانب بادشاہ ہفت کشور نوشیروان عادل زمان تحریر مطلب ہوتا ہے سنا ہے کہ عرصہ بارہ برس کا ہوا کہ تمہارے پدر بزرگوار سعدان شاہ والی شہر سراندیپ ملک ہندوستان نے عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کیا ہے اور تم قائم مقام و وارث پدری تخت حکومت شاہی پر متمکن ہوے ہو مجکو بہت خوشی ہوئی مبارک ہو مگر اب تک خراج شہر سراندیپ کا نہ بھیجا اور باپ تمہارا ہمیشہ برابر ہر سال الم ا جبہ جبہ حساب کرکے خراج داخل خزانہ نوشیروانی کیا کرتا تھا اور اگر تجکو نہ آگاہی ہو تو اب آگاہ ہو کہ میں بادشاہ ہفت اقلیم ہوں لشکر بیشمار رکھتا ہوں نام میرا ازل سے نوشیروان عادل زمان ہے پس مناسب انسب یہ ہے کہ دس برس کا خراج جلد روانہ کرو کہ جانب تمہارے رسم و راہ شاہانہ اور مراسم قدیمانہ قائم رہے ورنہ ملال درمیان میں آئے گا رشتۂ اتحاد ٹوٹ جائیگا کہ تحریر پر نظر کرنا مضمون مندرجۂ نامہ غور سے دیکھنا فقط زیادہ رسم و شوق باد۔ نوشیروان عادل زمان نے یہ نامہ بطلب خراج لکھکر ملفوف کرکے عیار گرگس ساسانی کو دیا اور تاکید کی کہ یہ نامہ جلد شہر سراندیپ متعلقہ ملک ہندوستان میں لندھور بن سعدان شاہ کے پاس لیجا گرگس ساسانی بحکم نوشیروانی مدائن سے روانہ ہوا اور چند روز میں شہر سراندیپ میں داخل ہوکر دربار میں لندھور بن سعدان کے حاضر ہوا اور نامہ کمر سے نکال کے آگے لندھور کے پیش کیا لندھور نے وہ نامہ نوشیروان عادل کا پڑھا اور سر کو

اب تک کسی پہلوان زبردست کو واسطے میرے مقابلے کے نہ بھیجا مجبور ہو کر خود میں نے ارادہ مقابلہ کا کیا ہے جو کوئی ایک ضرب
شمشیر سے اس فیل کو دو ٹکڑے کرے وہ سردار مجھ سے ارادہ مقابلے کا رکھے اور جو کوئی اس امر کو منظور نہ کرے گا اور مجھ سے
ہم نبرد نہ ہوگا تو میں خود تجھ سے خراج لونگا اور سمجھونگا کہ کوئی سردار اور پہلوان تیری مملکت میں ایسا نہیں ہے کہ مجھ سے مقابلہ
کرسکے یہ نامہ لکھکر شیپال ہندی اپنے عم نامدار کو دیا اور یہی مضمون زبانی بھی کہدیا کہ آپ روبرو نوشیرواں کے
کہیے گا اور اس فیل آہنی ہم شبیہ فیل ہیونہ مبارک کے ہمراہ بڑے سامان و تزک و احتشام سے طرف مدائن کے
روانہ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل جسوقت شیپال ہندی مدائن میں آیا یہ خبر نوشیرواں کو ہوئی بادشاہ نے
دربار میں اپنے طلب کیا شیپال ہندی بعد کروفر دربار میں آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا اسوقت دربار میں سترہ سو
سردار زیب و تجمل تھے اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران بھی پہلوے تخت نوشیرواں میں صندل زریں پر جلوہ گر تھے
اور خواجہ عمرو پشت پر کھڑے ہوئے تھے کسی نے جواب سلام نہ دیا مگر امیر حمزہ صاحبقران زمان نے جواب سلام
دیا شیپال ہندی نے نامہ لندھور بن سعدان شاہ بادشاہ نوشیرواں کے ہاتھ میں دیا اور زبانی عرض کیا
کہ لندھور بن سعدان نے کہا ہے کہ جو کوئی اس فیل کو ایک ضرب شمشیر آبدار سے دو ٹکڑے کرے وہ شخص مجھ سے
ارادہ مقابلہ کا رکھے اور اگر یہ فیل ایک ضرب سے دوپارہ نہ ہوا تو کوئی مجھ سے مقابلے کا قصد نہ کرے میں سمجھونگا کہ تیرے
دربار میں کوئی پہلوان اور سردار زبردست ایسا نہیں ہے کہ مجھ سے ہم نبرد ہو پس میں تجھ سے خود خراج طلب کرونگا یہ سنکر
بادشاہ نوشیرواں بہت متفکر ہوا اور اپنے سرداران نامور کیطرف دیکھا سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور سب نے
ایک ایک ضرب تلوار کی لگائی مگر فیل پر خط تک نہ پڑا کاٹنا کیسا سب کے سب نادم ہو کر چلے آئے بادشاہ نوشیرواں کو
اور زیادہ تردد ہوا بختک نے چپکے سے کان میں کہا کہ حمزہ عرب ہے حکم کیجیے کہ یہ ایکبار دعویدار بھی ہوا اور ہم مقابلہ بھی
لندھور کا ہے یہ سنکے نوشیرواں نے صاحبقران کیطرف دیکھا امیر با توقیر تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور
بسم اللہ کہکے بڑھے اور گھوڑے پر سوار ہو کر شمشیر آبدار کھینچی گھوڑے کو اڑایا اور تیزی جا کر ہاتھ تلوار کا اس چستی سے
مارا کہ فیل آہنی یونہیں کھڑا رہا اور تلوار کا گھڑ اس پھرتی سے نکل آئی جیسے صابون سے تار آہن نکل آتا ہے دربار میں کسی کو
ثبوت بھی نہ ہوا کہ تلوار نے فیل کو دو ٹکڑے کیا سب سردار ہنسنے لگے یہ سمجھکر کہ تلوار امیر با توقیر کی فیل کی پشت تک بھی
نہیں پہنچی فیل اسیطرح کھڑا ہوا ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ تم سب ہنستے کیا ہو وہاں جا کر دیکھو تو فیل کے دو پرکالے ہو گئے
لوگوں نے جو فیل کو پکڑ کے کھینچا فیل آہنی نصف ادھر گرا اور نصف ادھر گرا تحسین و آفرین کا دربار میں شور بلند ہوا بادشاہ
نوشیرواں نے بھی بہت تعریف کی شیپال ہندی نے اپنے دل میں کہا کہ یہ جوان تو کچھ لندھور سے زیادہ قوت و
شجاعت میں معلوم ہوتا ہے سوائے اسکے کوئی لندھور کا مقابلہ نہیں کرسکتا شیپال ہندی تو فوراً بادشاہ نوشیرواں سے
رخصت ہو کر طرف سراندیپ کے روانہ ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ پہونچنا شیپال ہندی کا شہر سراندیپ میں لندھور
بن سعدان کے پاس جب آگے بڑھکر بیان کیا جائیگا جسوقت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان نے فیل آہنی کے
ایک ضرب شمشیر سے دو پرکالے کیے اور وہ ٹکڑے فیل آہنی کے لیکر شیپال ہندی چلا گیا بختک نے چپکے سے کان میں
نوشیرواں کے کہا کہ حمزہ کو برائے مقابلہ لندھور بھیجیے کہ یہی اسکو زیر کرکے خراج لائیگا نوشیرواں نے امیر سے کہا
کہ شہر سراندیپ کو واسطے مقابلہ لندھور کے جائیے اور اسکو زیر کرکے خراج لائیے اور اسکو مطیع کیجیے اور جو کچھ ضرورت و خرچ ہو
سرکار نوشیروانی سے لیجیے امیر نے فرمایا اے بادشاہ کل اسکا جواب دونگا جب دربار برخاست ہوا سب سردار گئے امیر با توقیر بھی مع
خواجہ عمرو کے اپنے خیمہ میں آئے خواجہ نے کہا اے حمزہ کل دربار میں چلیے گا اگر بادشاہ نوشیرواں آپ سے کچھ جانے کے بارے میں کہیگا

تو آپ خاموش رہیے گا کچھ جواب نہ دیجیے گا میں خود نوشیروان سے کہوں گا کہ امیر ابو تیر کہتے ہیں کہ اگر تو اپنی بیٹی ملکہ مہر نگار کا میرے ساتھ
عقد کر دے تو میں جا کر لندھور کو زیر کر کے خراج لاؤں اور اگر تو نہ راضی ہو گا تو نہ جاؤں گا اور کسی اور بڑے مقابل لندھور کو بھیج دے
امیر تو عاشق زار ملکہ مہر نگار ہیں خواجہ عمرو کی رائے پسند آئی امیر ابو تیر بہت خوش ہوئے جب دوسرا دن ہوا دربار بادشاہ
نوشیروان کا جمع ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے بادشاہ عادل نوشیروان زمان آکر تخت سلطنت پر جلوہ گر
ہوا امیر ابو تیر حمزہ صاحبقران زمان بھی دربار شہنشاہی میں تشریف لائے اور دنگل ندین پر بیٹھے خواجہ عمرو پشت پر
امیر ابو تیر کی کھڑے ہوئے بادشاہ نوشیروان نے حمزہ صاحبقران زمان سے کہا اے حمزہ کیا کہتے ہو تم جاؤ اور لندھور
بن سعدان شاہ کو مقابلہ کر کے زیر کرو اور خراج لاؤ اور جو کچھ چاہیے ہو مال خزانہ فوج ولشکر سرکار شاہی سے ابھی لیلو امیر
ابو تیر تو خاموش سر جھکائے بیٹھے رہے جواب بادشاہ کو کچھ نہ دیا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہاتھ باندھ کر سامنے بادشاہ کے
آیا مجرا کر کے عرض کیا شعر عرض حال من گوش کن ۔ اگر خوش نہ آید فراموش کن ۔ اے بادشاہ دوران نوشیروان زمان
اگر حکم ہو اور خلاف مزاج مسعود الابتہاج حضور کیوان ظہور نہ ہو تو حضور کی حضور فیض گنجور میں عرض صادق یہ ہے کہ حمزہ
صاحبقران عرض رسا ہو کہ اگر ملکہ مہر نگار روز نگاہ بادشاہ عالیمقدار کا عقد میرے ساتھ کر دیجیے تو میں بسر و چشم ابھی طرف
شہر سراندیپ کے روانہ ہوں اور لندھور بن سعدان کو زیر کر کے خراج حاصل کروں ورنہ اگر یہ امر نہ ہوگا تو میں جا نہ سکوں گا
بادشاہ سنکے نہایت چیں بجبیں ہوا مگر خاموش ہو رہا خواجہ عمرو سامنے سے ہٹکر پشت پر امیر ابو تیر کی کھڑے ہوئے جب بادشاہ
غصہ سے خاموش ہو کر فکر مند ہوا اور کچھ جواب نہ دیا بختک نے چپکے سے بادشاہ کے کان میں کہا کہ کیوں جہاں پناہ آپ چپ
خاموش کیوں ہو رہے آپ اس وقت اقرار حمزہ سے کر لیجیے وقت پر کسی کنیز کے ساتھ عقد حمزہ کا کر دیجیے گا کیا حمزہ مہر نگار کو
پہچانتا ہے اگر حمزہ کو بمقابلہ لندھور نہ بھیجیے گا تو لندھور لشکر کشی کر کے خود چلا آئے گا اور مدائن کو تباہ کریگا کوئی
کوئی ان سرداروں میں ایسا نہیں ہے کہ لندھور سے مقابلہ کرے بادشاہ کو بختک کی رائے پسند آئی بادشاہ نے حمزہ صاحبقران سے
کہا کیا مضائقہ ایسا ہی ہوگا مگر خواجہ عمرو نے بختک کے ہونٹ ہلتے ہوئے جو دیکھے تھے وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ رائے قرار پائی ہے بختک سے چمک گئے
امیر ابو تیر سے عمرو نے کہا کہ یہ رائے بصلاح بختک قرار پائی ہے اب بادشاہ سے کہیے کہ اچھا میں ابھی کوچ کرتا ہوں مگر ملکہ مہر نگار
سے بھی رخصت ہو لوں امیر ابو تیر نے بادشاہ نوشیروان سے کہا کہ بہت خوب میں ابھی کوچ کا سامان طرف شہر سراندیپ کے
کرتا ہوں مگر ذرا حکم ہو جائے کہ ایک دفعہ جا کر اب ملکہ مہر نگار سے بھی رخصت ہو آؤں بادشاہ نے یہ سنکر سکوت کیا بختک نے
جھک کے بادشاہ سے کہا آپ کیوں ذرا ذرا سی بات پر خموشی اختیار کرتے ہیں حمزہ کو ساتھ لیکر ملکہ کو دکھا دیجیے مگر خواجہ عمرو کو
ساتھ نہ لیجائیے گا کیونکہ استاد کامل ہے اور امید و صورت شکل ملکہ کی اب یاد رہیگی یہ سنکے بادشاہ اٹھ کھڑے ہوئے اور
حمزہ صاحبقران کا ہاتھ پکڑ لیا اور محل کیطرف چلے راہ میں حمزہ سے کہا کہ عمرو کو ساتھ اپنے نہ لاؤ کیونکہ ناموس ہمارا محل میں ہے
اور تم مثل فرزندوں کے پارہ جگر ہو داماد بیٹے سے زیادہ پیارا ہوتا ہے جب ڈیوڑھی پر محل خاص خاص کی پہنچے تو خواجہ عمرو سے
امیر ابو تیر حمزہ صاحبقران زمان نے کہا اے خواجہ تم جاؤ اور ہماری خوابگاہ میں گوہر جیش بہار رکھا ہے وہ جلد
لے آؤ کہ ملکہ مہر نگار کو دیکے خالی ہاتھ کب محل میں جائیں خواجہ عمرو یہ سنتے ہی امیر ابو تیر سے ادھر روانہ ہوئے
یہاں بادشاہ نوشیروان زمان حمزہ صاحبقران کو لیے ہوئے ڈیوڑھی میں آئے اس محل خاص ملکہ مہر نگار میں
سات ڈیوڑھیاں ہیں ہر ڈیوڑھی پر سردار و نگاہبان کی تعینات سب ملازمان شاہی پہلی ہی ڈیوڑھی پر تھم رہے بادشاہ
مع حمزہ کو ہمراہ لیے ہوئے داخل محل ہوئے اور ہر ڈیوڑھی پر حکم کر دیا کہ عمرو اندر نہ آنے پائے جب ساتویں ڈیوڑھی پر
پہونچے تو جلد ذرا آگے بڑھکر محل میں سب کو آواز دی کہ بادشاہ سلامت محل میں داخل ہوتے اور حمزہ بھی ساتھ

ساتھ جہان پناہ کے آتے ہیں سب کنائیے ہو جاتے جسکو پردہ کرنا ہو پردہ کر لے جسکو ہنسنا ہو ہنس جائے غرض ایک برج میں دو آفتاب ا
دو بدر کامل اکمل ہوئے ملکہ مہر نگار بصد شان و تجمل و وقار اپنے قصر عالیشان فلک آستان میں تخت پر مثل خورشید
درخشان کے جلوہ گر تھی اور سات سو کنیزان زرین پوش دُر در گوش دریائے جواہر میں غوطہ زنی کیے ہوئے گرد اُس مہ کامل
ماہ چہاردہ کے مانند ہالے اپنے اپنے عہدون پر حاضر تھیں کنیزون کی صورتیں دیکھ کر خدا کی شان نظر آتی تھی ایک ایک
آئینہ ماہ پیکر پری چہرہ حور لقا سرو قد گل رخسار سیمین تن غنچہ دہن غمزہ و عشوہ غضب کا ناز و انداز بلا کا کسی کسی بھولی
بھولی صورتیں چلبلی چلبلی جبینیں سینے باندھے جوبن آجا پر محرم کی کٹوریون سے قطرۂ حسن چھن چھن کر ٹپک رہے ہیں دیکھنے والے
لوٹ پوٹ عشق میں ہو جاتے ہیں گیسو صورت مار سیاہ دوش پر لہراتے ہیں پہلوؤن میں ملکہ مہر نگار کے برابر دونون طرف
وزیر زادیاں زہرہ مشتری اور فتنہ بلائے بیدرمان چین جبین سہ جبین شکیل جمیل بصد ناز و ادا استادہ ہیں ایک طرف کرسی
جواہر نگار پر ملکہ زر انگیز خاتون اور صدران ملکہ مہر نگار بصد عز و وقار جلوہ گر ہے بادشاہ نوشیروان قصر عالیشان فلک اختر
نیک اختر بلند مکان تک ساتھ ساتھ آیا صاحبقران کو قصر میں پہونچا کے آپ بسبب شرم و لحاظ کے پلٹ گیا ملکہ زر انگیز
خاتون سے کہا گیا کہ حمزہ تم سب سے ملنے کو آتے ہیں کہ انکا کوچ طرف شہر سراندیب ملک ہندوستان کو بمقابلہ لندھور
بن سعدان شاہ ہے صاحبقران زمان نے جو ملکہ زر انگیز خاتون کو کرسی پر بیٹھے دیکھا تسلیم کو جھک گئے ملکہ زر انگیز نے
آغوش تمنا پھیلائے دست شوق بڑھائے صاحبقران جھک کر آگے بڑھے ملکہ زر انگیز نے سر صاحبقران کا سینے
لگایا پیشانی پُر نور پر بوسہ دیا دونون ہاتھون سے چہرۂ حمزۂ صاحبقران کی چٹاچٹ بلائیں لیں اور ترقی جاہ و جلال
و فتح و فیروزی کی دعائیں دیں کیونکہ خوشی کی بیٹی داماد کی چاہ ہوتی ہے مثل مشہور ہے کہ مول سے بیاج پیارا ہوتا ہے بعد اسکے
کچھ سوچ کر وہاں سے اٹھکر علیحدہ ہوئی صاحبقران سے کہا اے فرزند ابھی میں آتی ہوں صاحبقران زمان پہلو سے
ملکہ مہر نگار میں تخت مرصع نگار پر جلوہ افروز ہوئے گویا مہر و ماہ ایک جگہ جلوہ گر تھے یا قران السعدین نظر آتا تھا صاحبقران نے
بہ جمال ملکہ مہر نگار پری چہرہ جو پوشش بزم نگار کی بے ساختہ دل سے آہ کی ملکہ مثل عروس ہزار دل کے آراستہ و پیراستہ تھی
چہرے کے حسن سے آفتاب شرمندہ و مہتاب عرق عرق خجالت سے ہوا جاتا تھا عکس رخ خورشید رو سے ذرے مثل
اختر تابان کے چمکتے تھے تمام قصر نور حسن سے ایسا روشن تھا کہ برج ماہ کامل جسکی ضیا سے شرمندہ ہوتا تھا شعلہ رخ حسن تھا
رخ پر آب و تاب پر پڑتی تھی چھوٹ اُسکے گل آفتاب پر۔ و دیگر زیور میں نور حسن تھا اس آب و تاب کا، گویا تھا آفتاب
تہ سحاب کا، صاحبقران نے بے ساختہ چاہا کہ ملکہ کو گلے سے لگائیں مگر کنیزان باہوش جو کھڑی تھیں حجاب مانع ہوا
دست شوق بڑھا کر رہ گئے پھر آہستہ سے کہا اے ملکۂ عالم ہم تم سے ملنے کو آئے ہیں تمہارا عقد ہمارے ساتھ لندھور
بن سعدان کے زیر کرنے پر موقوف ہے شور و غوغا انتظام سفر کرنے کو جاتے ہیں ہم، سامنا دشمن کا ہو وہاں دیکھیں کیسی بنے
یہ جو صاحبقران نے ملکہ مہر نگار سے کہا ملکہ کے دل پر ایک چوٹ سی لگی شعلۂ فراق دیدار میں رونے لگی اور کہا اے بادشاہ حسن و
خوبی و اے آرام دل و جان محبوبی یہ کیا تم نے کلمۂ جدائی سنایا کہ دل سینے میں صورت مرغ بسمل پھڑکنے لگا شعر: فراق میں تیرے
کا ہیکو زندگی ہوگی، یقین ہے اسی صدمہ میں جان جائیگی، و دیگر: وصال یار کی حسرت ہی اب رہ گئی باقی۔ دل بیتاب کی
مطلق نہ کوئی آرزو نکلی، یہ کہکر ملکہ مہر نگار بصد اضطرار بیقرار ہو کر سر شانے پر امیر کے رکھکر زار زار مثل ابر نوبہار
رونے لگی ملکہ کے مایوس ہوکے رونے پر صاحبقران کی بھی آنکھوں قطرۂ اشک ڈبڈبانے لگے شعر: دو طفل اشک
آنکے نکل ایک اس طرف ایک اس طرف، گر گر گئے دونوں بھی ایک اسطرف ایک اسطرف، صاحبقران نے
ضبط کر کے کہا اے ملکۂ عالم کیوں بیتاب ہوتی ہو کس واسطے روتی ہو چاند سا چہرہ اشک گرم سے کیسے دھوتی ہو خدا کو یاد کرو

روئے کہ عاشق معزز کا دل تنگ ہو جاؤ شعر یوں ٹھنڈی سانسیں بھر کے نہ آہ و بکا کرو بہتر ہے کہ دل کی حق سے دعا کرو۔ ای جان جان لے
آرام دل ناشقان فلک کج رفتار نے فرقت در پیش ہے تو چاروں کا بیچ چاہ بیمار عاشق و معشوق کا انکو ذرا آگاہ سے جو مرضی پروردگار

احسن کیا اختیار ہے **نظم**
کتنا ستانا ہے میرا کچھ عفو از بہر خدا
جان تمہارے پاس ہے اور تن ہے زار و دگرجا

ہے جدا تھا سو میں عمر بھر تم سے جدا
تو خدا حافظ ہے ہمکو بھول مت جانا ذرا
دمبدم زیر نگاہ ای جان قد شمشاد تو

ان کو مجبور ہیں جو کچھ کہ خالق کی رضا
ہم تو رخصت ہو چلے خوش رہیے اب تمکو خدا
کہ فراموشم مدہ سازم بہر دم یاد تو

یہاں تو عاشق و معشوق میں یہ باتیں فرقت آمیز الم انگیز ہو رہی ہیں اور صاحبقران کو چشم نم سمجھا رہے ہیں اور ملکہ مہر نگار
رو رہی ہے وہاں خواجہ عمرو بموجب حکم امیر باتدبیر حمزہ صاحبقران زمان خیمے میں آئے فرش خواب امیر پر گوہر بیش بہا
تلاش کیا مگر کہیں پایا بجلت تمام گوہر پایا نہ ڈھونڈھ کر در محل خاص نوشیروان تان پر آئے دیکھا کہ امیر باتوقیر داخل محل ہو چکے
ہیں خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ صاحبقران نے مجکو دھوکا دیا فوراً اندر محل میں جانے کا قصد کیا اتنے میں ڈیوڑھی پر کھڑے چلکا
پہرے پر تھا وہ عمرو کو مانع ہوا عمرو جست کر کے کھڑے چلکا وے کے دھول مار کے نکل گئے اور کلاہ درباری جو کھڑے چلکا
کے سر پر تھی اتار لی دوسری ڈیوڑھی پر جب پہونچے تو دیکھا بختیارک بیٹا بختک وزیر بد تدبیر نوشیروان کا پہرے پر
بیٹھا ہے اس نے بھی عمرو کو منع کیا کہ تم اندر محل میں نہ جاؤ حکم نوشیروانی نہیں ہے عمرو نے کچھ بختیارک کے کہنے کی سماعت کی اسی طرح
جست کر کے وہاں سے بھی نکل گئے مگر اوس سے دستار درباری بختیارک کی اتارتے ہوئے تیسری ڈیوڑھی پر پہونچے دیکھا کہ
یہاں بختک وزیر بیٹھا ہوا ہے اسنے دور ہی سے دیکھ کر کہا کہ آئیے تشریف لیجائیے استاد جی آپکو کون روک سکتا ہے آپکا تو
وہاں انتظار ہوگا آپ پیچھے کہاں رہ گئے تھے خواجہ نے کہا حمزہ نے مجکو ایک کام کے لیے بھیجا تھا غرضکہ اسی طرح
خواجہ عمرو ساتوں ڈیوڑھیاں طے کر کے قصر میں ملکہ مہر نگار پری رخسار کے پہونچے اور پشت پر امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران زمان کے کھڑے ہوئے ملکہ مہر نگار کی نگاہ جو خواجہ عمرو پر پڑی خوف سے آغوش تمنا سے
حمزہ صاحبقران میں گر پڑی امیر باتوقیر نے اس صورت کو دیکھ کر گلے سے لپٹا لیا اور منہ پر منہ جھک کر رکھ دیا
دوسرے کو کسا کا لطف عاشق و معشوق کو حاصل ہو شعر گلے لپٹے میں وہ بجلی کے ڈر سے ۰ الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے ۰
ملکہ مہر نگار نے کہا ای شہر یار یہ بن انس میرے قصر میں کہاں سے گھس آیا اسکو جلد نکالو امیر نے جو پلٹ کر دیکھا تو خواجہ
ہیں ہنسکر کہنے لگے ای ملکہ عالم ذرا آنکھ کھولکر دیکھو یہ بن انس نہیں ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری میرا بھائی ہے صاحبقران کے
کہنے سے ملکہ اٹھ بیٹھی گرد سینہ میں خوف زدہ ہو کر چاریار آنکھ اٹھا خواجہ عمرو کی آنکھ آتے ہی جو زیبا کی قتانہ
وزیرزادی پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گئے سامنے تو خواجہ کے قتانہ کھڑی ہوئی تھی اسکی طرف دیکھکر اشارے سے
بلائیں لیں قتانہ نے کہا موندی کالے کچھ شامت آئی ہے خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ عالم دیکھیے آپ ہی تو تیری اشارے سے
بلائیں لیتی ہے اور آپ برا ہو یہ ہے کہ مجکو برا بھلا کہتی ہے قتانہ نے کہا کہ ٹدے موئے جو تیرے دغا باز میری بلا تیری بلائیں لیتی
ملکہ نے اشارے سے کہا قتانہ چپ ہو جو جیسے نہ بولو عمرو نے پھر اشارے سے کہا ای جان جان ہم تیرے عاشق ہیں ہماری تمہر
جان جاتی ہے ذرا ہمارا خیال رکھنا عاشق کو بھول نہ جانا قتانہ نے کہا ای ملکہ دیکھو اس موئے کی شامتوں نے گھیرا ہے یہ نہیں
مانتا خواجہ نے کہا میں کیا کرتا ہوں چپکا کھڑا ہوں کچھ بولتا چالتا ہوں آپ ہی تو مجکو اشارے سے ہاتھ بڑھا کے بوس و کنار
کرنے کو بلاتی ہے قتانہ نے کہا نوج میں ایسے مردوے بن انس کو بوس و کنار کرنے کو بلاتی میں ایسے سے پائخانہ میں تو ابھی
نہ رکھواؤں ان چٹکلوں کے فقروں پر امیر اور ملکہ دونوں ہنس پڑے صاحبقران نے خواجہ کو منع کیا ملکہ نے
قتانہ وزیرزادی کو وہاں کا گھر سمجھے کہ خواجہ عمرو کا دل قتانہ وزیرزادی پر مائل ہوا ہے یہ بھی تیر عشق قتانہ کا کھائے ہوئے

الغرض آج وہ عاشق و معشوق میں بلا زدہ جدائی کی تھوڑی دیر تک باتیں ہوئیں فراق کی حکایتیں ہوئیں ملکہ کو شعورن تاب صاحبقران
بچشم نم مجبور کے آنکھ بھر بھر کے ہوئے اور کہا ای ملکہ اب خدا حافظ و ناصر شعر ہیبتناک کا ہے فراق آہ الم و یکیں کے متعدی ہے
تو پھر آگے یہ قدم دیکھیں گے ملکہ مہر نگار غمگین و اشکبار تخت سے اٹھ کھڑی ہوئیں مخمس

آیا پیام کوچ سفر میں جو گل ہر برگ	صبح ہوتے ہی چلا حسرت بوئے گلشن تنگ چلنے کا ہوا خار بہار چمن حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد
	بلبل دل نے کہا کرکے فغان و شیون

الغرض امیر ابو المعالی حمزہ صاحبقران صدمہ فراق ملکہ مہر نگار کا دل مضطر بیقرار و معشوقہ مہر وش کو اندوہ والم و ہجران میں
چھوڑ کر قصر عالیشان سے کہ جو رفعت بام سے بیت المعمور ہو گیا تھا باہر آئے کہ مالکہ زرانگیز نے جو صاحبقران کو جاتے دیکھا ایک
کنیز سے پاس اپنے بلوایا پھر دوبارہ گلے سے مثل فرزندوں کے لگایا اور ایک خنجر اور روحی بہت تاوردیا اور صاحبقران کو
دعائیں دیکر رخصت کیا اور یہ شعر پڑھا شعر بہو رفتنت مبارکباد بسلامت روی و باز آئی اور کہا کہ ای فرزند ای نور دیدہ
تم جیطرح جاتے وقت اپنی پشت ہمکو دکھاتے ہو اسیطرح جلد پھر کر آنکھیں نور جمال چہرہ پیشانی دکھاؤ صاحبقران مجرا کرکے
روانہ ہوئے ملکہ مہر نگار صاحبقران عالی وقار کا دیدار آخری دیکھنے کو بام قصر عالیشان پر آئی اور دریچہ بام قصر پر
مرئی ہ سے آنکھ کھول کے دیکھنے کو کھڑی ہوئی یہاں حمزہ صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوئے کہ ملکہ مہر نگار روتی دیکھ
قصر سے آواز دی شعر اک نظر پھر کے دیکھ ہے قاتل ۔ بیوفائی تری نہیں اچھی ۔ صاحبقران نے پھر کے ملکہ مہر نگار کو
دیکھا اور ملکہ مہر نگار نے چہرہ صاحبقران پر حسرت و یاس سے نظر کی اور یہ شعر برجستہ پڑھا شعر از دستے
خاک پہ مشت غبار لیتا جا ۔ مجھے رکاب میں اے شہسوار لیتا جا ۔ ملکہ مہر نگار کا گل رخسار مثل نرگس کی آنکھیں باندھے
دیکھتی رہ گئی اور وہ شہسوار عرصہ کارزار صفدر و غازی قہرمان دوران حمزہ صاحبقران زمان گھوڑا اڑاکر
مثل باد براری کے گلشن معشوق سے نکل گئے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب سعادت انتساب میں بارگاہ فلک جاہ میں اپنی
آکر داخل ہوئے ادھر خواجہ بزرجمہر جو دربار بادشاہ نوشیروان برخاست کرکے اپنے گھر میں آئے فوراً امیر ابو المعالی کے واسطے
قرعہ رمل پھینکا اور غور کرکے دیکھا کہ یہ حکم کار زار برخلاف لندھور بن سعدان سر ہو گیا نہیں بعد فکر بسیار معلوم ہو کہ
یہ لڑائی تو ضرور فتح ہوگی اور لندھور بن سعدان کو امیر ابو المعالی حمزہ صاحبقران زمان نے بسہ شدہ و مدت زیر کرینگے
مگر اس لڑائی میں دشمن صاحبقران کو زہر دینگے یہ دیکھ کے حکیم خواجہ بزرجمہر کو نہایت فکر و تردد ہوا بات کو خواجہ بزرجمہر نے
امیر ابو المعالی کو اپنے مکان پر بلوایا دعوت کی کھانا عمدہ کھلایا بعد اسکے حمزہ کو بیہوش کیا اور بازوئے امیر ابو المعالی کا خون جاک
کیا اور زخم بازو کے اندر زہر مہرہ رکھا اس سامان میں نصف شب گذری امیر ابو المعالی جب آئے اور یہ خبر یاد وہ مقبل کو ملا
واسطے خبر امیر ابو المعالی کے مکان پر حکیم خواجہ بزرجمہر کے آیا ملازموں نے اندر نہ جانے دیا مقبل کمند یار کے
پشت کی طرف سے مکان کے اندر آئے دیکھا کہ امیر بیہوش پڑے ہیں اور خون ہاتھ سے امیر کے جاری ہے مقبل نے
للکار کر پکارا اے حکیم خواجہ بزرجمہر یہ تمنے کیا کیا کہ امیر کو مار ڈالا خواجہ عمرو تمکو مجکو زندہ نہ چھوڑینگے خواجہ بزرجمہر نے
کہا کہ چپکے رہو غل نہ مچاؤ پہلے آکے دیکھو تو کہ میں نے فقط بازوئے امیر ابو المعالی کا شگافتہ کیا ہے اور اندر اسکے زہر مہرہ رکھ دیا ہے
خبردار خبردار شور و غل نہ کرو اس راز کو کسی پر افشا نہ کرنا ہرگز ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا مقبل نے کیفیت پوچھا خواجہ بزرجمہر نے
کیفیت قرعہ اور زہر ہلاہل امیر کو دینے کی بیان کی بعد اسکے امیر ابو المعالی کے بازو میں ٹانکے دیے اور مرہم و دوا لگایا
صبح ہوتے ہوتے زخم بازوئے امیر ابو المعالی کا درست ہو کر اچھا ہو گیا جب کہ امیر کو ہوش آیا خواجہ بزرجمہر نے ایک
اسپ عربی نہایت عمدہ قیمتی اور خلعت فاخرہ حمزہ صاحبقران کو دیا اور رخصت کیا امیر اپنی بارگاہ عالیجاہ میں

آئے استراحت فرمائی دوسرے دن امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا شہر سراندیپ ملک ہندوستان کیطرف روانہ کرو عمرو معدیکرب پیش خیمہ بارگاہ امیر باتوقیر کا لیکر طرف شہر سراندیپ کے روانہ ہوئے بعد آنکے امیر حمزہ پچیس ہزار سرداران نامی و نامور اور چار لاکھ ستر ہزار سواران مرد پرخاش جرار و نامدار ہمراہ لیکر طرف شہر سراندیپ ملک ہندوستان کے برائے مقابلہ شہزادہ ہند لندھور بن سعدان مدائن سے مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار روانہ ہوا

روانہ ہونا داستان عجائب بیان جانا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا طرف شہر سراندیپ ملک ہندوستان کے واسطے مقابلہ کرنے لندھور بن سعدان شاہ کے ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ فام
لگا ہو بیان اب تو کر اختتام
کیا ہے عطا کیسا جام فراق
کہ ہر دم ہے ہر وقت ہو اشتیاق

بس اب مرحمت کر شراب وصال
فراق صنم شاق ہے اب کمال
بھرا ہوئے عشق سے جام دل
کہ ہو تشنہ ہجر سے مشتعل

مطالب پہ آ داستان کے سوا
نہ دے طول تمہید کو ختم کر
بیان اب سنا ای ہمدم حال
کہ باز آمدم بر سر داستان خمسہ

بسم اللہ ہے ارادہ اگر میرے قتل کا
چھوٹے کہیں عذاب سے تا جان مبتلا
بسمل کی طرح آہ تڑپتا ہوں میں سدا
کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی اک لگا
نقد تمام عمر کا اڑ بے حساب چکے

ٹھیرے ہیں بیخودی کو ذرا اس خرابے میں
ورنہ بھرے ہے خراب سدا اس خرابے میں
کیا کیا نہ ہنسنے آئے گا اس خرابے میں
اب خاک کے ہیں ڈھیر تو کیا تھی ذی ہوا
چلنے سے ہم تو خاک بت ہی اڑا چلے

جب سے کہ ہوئی باد فنا دست در آغوش
اور شب فرقت میں ہوا ہوں غم میں گم ہوش
دن رات جہاں میں غم حسرت کا ہوا اک جوش
تھا رے ماتم میں بس تمام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

بیتا رقیمان لغیبہ و دستان و نوشندہ باطرز نوا ہیں جہان و سیاحان منازل صحرا سے عجائبات وہ وزردوان مراحل دشت مطوات ساز طبع رسا کو جادۂ بیابان سخن عمرگراں کے کاروان السرا ہے خوش بیانی میں بعد اتحاد مضامین نو کے یوں فروکش کرتے ہیں کہ جب امیر باتوقیر تزلزل قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان بحکم نوشیروان عادل جہان ملک مدائن سے فراق ملکۂ مہرنگار بہ ہزار جبر اختیار کر کے برائے مقابلہ لندھور بن سعدان شاہ شہر سراندیپ ملک ہندوستان کیطرف مع لشکر ظفر پیکر و خواجہ عمرو نامدار و مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر چلے راہ میں بڑے بڑے صعوبات سفر کا سامنا ہوا بعد قطع منازل سخت بے پایاں و طے مراحل بیکراں مع لشکر جرار کنارے ایک دریا کے کنارے پہونچے آپنے لشکر کے اترنے کا حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی خیمے تنبو وغیرہ برپا ہوئے سرداران و لشکر ظفر اثر فروکش ہوئے امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے فرمایا ای خواجہ جہازوں کی تدبیر کرو یا کسی عیار کو بھیجو یا خود تلاش کر کے لاؤ کہ سوار ہوکے جلد ملک ہندوستان میں ہو پہنچیں عمرو [illegible] برائے تلاش جہاز روانہ ہوئے دو دن برابر چلے کوئی سر راہ نہ دیکھا آبادی قریہ نہ دیہ نہ شہر قصبہ نظر پڑا دوسرے روز اس ویرانے کو طے کیا ایک قلعۂ ویران میں پہونچے دیکھا نہ کوئی دکان نہ بازار رہتا کوئی رعایا میں سے آدمی نہ پرند نہ چرند ہے اس قلعہ میں سناٹا پڑا ہے مگر ایک مقام پر ایک پیر مرد پڑا سوتا ہے خواجہ عمرو اپنی چہل بازی سے کب باز آتے ہیں اس پیر مرد کی ٹانگ پکڑ کے کھینچی وہ گھبرا کر بیدار ہوا اٹھ بیٹھا کہا تو کون ہے خواجہ عمرو نے کہا مسافر راہ دور و دراز ہوں ای پیر مرد یہ بتا دے کہ یہ قلعۂ ویران کسکا ہے اس پیر مرد نے جواب دیا اس قلعہ کا نام افراسیابیہ ہے عملداری میں نوشیروان عادل کی ہے عمرو نے کہا اے پیر مرد یہاں کنارے دریا کے امیر باتوقیر تزلزل قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر آکے اترے ہیں اور میں انکا ملازم خاص ہوں انہوں نے مجھکو جہازوں کی تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ ارادہ انکا طرف ملک ہندوستان

سے کہ جس طرح سے ہو سکے جلد جہاز مہیا کرا اور تو میرے ہمراہ امیر با توقیر کے پاس چل وہ تجھکو بہت انعام دینگے اس پیر مرد نے کہا ای شخص
ابھی چند روز ہوئے ہیں کہ گستہم آیا تھا اُس نے سب جہازوں کو غرق دریا کروا دیا اور آپ طرف سرندیپ کے بھاگیا اب یہاں جہاز
ایک بھی نہیں ہے لیکن ہو خواجہ عمرو نے کہا اے پیر مرد تو خوف نہ کر میں عیار ہوں حمزہ صاحبقران زمان کا اور نام میرا خواجہ
عمرو بن اُمیہ ضمری ہے اگر تو جہاز مہیا کر کے خدمت میں امیر با توقیر کی میرے ساتھ چلے تو وہ تجھسے بہت خوش
ہونگے اور تجھکو انعام و اکرام دیکر سرفراز کرینگے میری بات کو خلاف نہ جان میں تجھسے سچ کہتا ہوں یہ سنکے وہ پیر مرد اٹھا اور
عمرو سے کہا تم شہر میں جہازوں کی فکر کرتا ہوں تلاش کر کے لاتا ہوں الغرض وہ پیر مرد چار طرف سے جستجو کر کے چارسو
جہاز مہیا کر لایا اور ہمراہ خواجہ عمرو کے خدمت میں امیر با توقیر کی حاضر ہوا عمرو نے امیر با توقیر کو آگے مجرا کیا اور عرض
کی کہ بڑی کوشش جستجو سے اس پیر مرد نے چارسو جہاز مہیا کیے اور اپنے ہمراہ لایا ہے صاحبقران نے اس پیر مرد کو
انعام دیا اُسنے مجرا کیا اور خوش خوش اپنے قلعہ کو چلا گیا امیر نے حکم دیا کہ بارگاہ اور خیمے وغیرہ جہاز پر بار کراؤ اور اسباب
لا دو اور لشکر بہت جلد سوار ہو کہ یہاں سے روانہ ہوں غرضکہ اسباب بارگاہ و خیمے وغیرہ بار کر کے مع لشکر امیر کشور
جہاز پر سوار ہوئے لنگر جہازوں کا اٹھا روانہ ہوئے وہ تلاطم دریاے بیکنار کا وہ موجوں کا اضطراب و گرداب کی دور اور وہ
بڑی بڑی مچھلیوں کا اچھلنا سر بفلک پہونچنا اژدہاؤں کا شور سوسوں کا غل مگر کا دم کشی کرنا پانی کا غرض عظمت الہیہ
لشکری دیکھے جاتے ہیں سواے پانی اور آسمان کے کچھ نظر نہیں آتا ہے دم نفس جسم میں گھبراتا ہے اسی تلاطم میں چند روز بس
دریا میں گذرے ایک دن ناخدانے امیر با توقیر سے عرض کی کہ اس مقام پر دو راہیں ہیں ایک راہ تو چھ مہینے کی ہے اور دوسرا
راستہ چالیس روز کا ہے جدھر سے حکم ہو جہاز روانہ کیا جائے چھ مہینے کا رستہ بہت اچھا پاک و صاف ہے اور چالیس روز کی
راہ میں بڑے بڑے مخاطرے ہیں اور گرداب سکندری ملتا ہے طوفانوں کا بھی سامنا ہوتا ہے ہزاروں جہاز یہاں غرق ہو چکے
ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ گرداب سکندری کیطرف سے جہازوں کو لیچلو جو کچھ خدا کرے وہ ناخداے کشتی عالم ایجاد و حافظ
و نگہبان ہے وہی لنگر سفینہ کا ہے ناخدا نے جہازوں کو گرداب سکندری کیطرف پھیرا اور ملک ہندوستان کا رستہ لیا
جسوقت جہاز نزدیک گرداب سکندری کے پہونچے بادبان کے پرزے باندھ دیے جہاز چار پہر تک چکر کھانے لگے اسی عالم میں
پہر جب گذرا تھا کہ طوفان عظیم برپا ہوا ہوائے تند و تیز چلنے لگی ناخدا گھبرا گیا کہا اب کوئی امید جہازوں کے بچنے کی نہیں معلوم ہوتی
کوئی دم میں جہاز غرق ہوا چاہتے ہیں یہ سنکے امیر با توقیر نے تاج سر سے اتارا سر برہنہ ہو کر بدرگاہ قاضی الحاجات رجوع
قلب سے دعا کرنے لگے ای ناخداے کشتی بیچارگان ای بادبان سفینہ بیکسان ای رحمۃ للعالمین تو ہی مددگار ہے ہمیں اس
طوفان عظیم سے بچانے اس بلا کو دفع کر الٰہی یارب کہ دریں بیکسی نیست مرا جز تو دگر بے کسی نیست مرا عالم چو شود
گر تو نہ بری سبحانہ جز لطف تو زیادہ رسے نیست مرا صاحبقران نے بعد سجدے میں سر جھکایا اور بعجز نالہ و زاری
دعا فرمایا وہ بیقراری یہ فرمایا شعر دریں دریاے بے پایاں دریں طوفان سرج افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا غرضکہ
رات بھر ادھر صاحبقران زمان دعا میں مصروف ہے اور ادھر طوفان کا زور کم ہوتا گیا صبح کو سامنے گرداب سکندری نمودار ہوا
تلاطم آب دریا موقوف ہوا امواج قلزم بے پایاں نے قرار لیا جہاز سیدھے ہو گئے سبکی جان میں جان آئی حمزہ صاحبقران
نے سجدے سے سر اٹھایا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ جہاز خود بخود ایک جگہ قائم ہیں نہ آگے بڑھتے ہیں نہ پیچھے ہٹتے ہیں
اس وقت عمرو نے سر اٹھا کر طرف گرداب سکندری کے نظر کی دیکھا تو گرداب پر ایک تختی ہے کہ جو کوئی چاہے
کہ جہاز یہاں سے آگے بڑھیں اور صحیح و سلامت نکلیں ہمت کر کے اس مینار گرداب سکندری پر جاے
وہاں طبل سکندری رکھا ہے اسکو بجاے اسکی آواز سے جہاز خود بخود چلیں گے اور گرداب سکندری سے نجات

نکل جائینگے خواجہ عمرو نے امیر ابو تیر سے عرض کیا ای حمزہ واپس مینار پر ہوگی ہو سوائے میرے یہ کام کون کر سکتا ہو آپ
مین اپنی جان پر کھیل کر جاتا ہون اور جست کرکے اگر خدا بچاتا ہو تو بچتا ہون اور اگر قضا میری اسی حیلہ سے آتی ہو تو اس دریا
قہار مین غرق ہوکر مرجاؤنگا اب مجھکو آپ اجازت دیجیے اور سب سردارون سے کہا کہ اگر جاؤن میری کہا سنا معاف کرو مجھکو یاد و عدم فراموشی
امیر ابو تیر عمرو کو گلے لگا کر رونے لگے اور سب سرداران لشکر اون مین غلغلہ نالہ و شیون عمرو کے پیچھے کا ہوا آخرکار خواجہ
عمرو نے سب سے وداع ہوکر جہاز پر سے مینار پر جست کی چونکہ جہاز اور مینار سے فاصلہ زیادہ تھا خواجہ عمرو کی قوت سے
کمی کی مینارہ تک نہ پہونچ سکے اور بلندی سے پانی مین گرنے لگے اسوقت سرداران حمزہ صاحبقران نے عمرو کو دیکھا
خواجہ عمرو جست کرکے مینار پر پہونچ نہ سکے اب پانی مین گرا چاہتے ہین سب نے شور نالہ و فریاد بلند کیا حمزہ صاحبقران نے
مثل موج آب یا مانند ماہی بے آب بیتاب و بیقرار ہوکے اور طوفان اشک آنکھون سے چشمہ ہاے پر نم سے اٹھا کر لشکریون کی طرف دیکھکر
فرمایا تم مین بھی کوئی ایسا بہادر ہو کہ جہاز پر سے پانی مین کودے اور جبتک میرا برادر خواجہ عمرو پانی مین گرے ملاحی پیرکر
قریب مینار پہونچ جاے اور جسوقت میرا برادر پانی مین گرے فوراً میرے برادر کو پانی سے نکال کر میرے پاس لے آئے
جسوقت یہ تقریر امیر ابو تیر کی جملہ صغیر و کبیر نے سنی اسیوقت چند بہادر جلد تر لباس اتار کے جہاز پر سے پانی مین کودنے کو موجود ہوئے
اور حمزہ صاحبقران نے بھی ورد دریاے وفاداری و شناوری بحر عیاری برادر جان نثار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار
کی الفت مین بیتاب و بیقرار ہوکے اوس قصد پانی مین کودنے کا کیا ادھر خواجہ عمرو نے جو بلندی سے نیچے دیکھا معلوم
ہوا کہ ایک گرگ بہت بڑا جسکا سر مانند گنبد کلان کے ہو میرے نگلنے کو منہ کھولے ہوئے ہے اور انتظار میرے گرنے کا کر رہا ہو
اور پانی سے سربلند کیے ہوئے دیکھ رہا ہو خواجہ عمرو نے گرگ کو دیکھکر اپنے تئین بے یار و مددگار پاکر اپنی گرنے کے وقت
درگاہ خدا مین اسطرح دعا کی کہ اے خالق آب و سحاب اے معبود صمدیت ودود خوش آب تو واقف ہے کہ مین عرشے سے بسبب نادانی
اور پانی سے نہایت خائف ہون اسوقت پانی مین گرا جاتا ہون غرق دریا سے فنا ہونیکو ہون مگر میرے نگلنے کی فکر مین
جلد تر میری دستگیری کر تو نے حضرت یوسف کو کوئین مین بچایا ہو اور حضرت یونس کو شکم ماہی مین زندہ و سلامت
رکھا ہے اور تیرے ہی حکم سے ماہی نے انحضرت کو کنارہ دریا پر اگلا ہے تو ہی نے طوفان سے حضرت نوح کی کشتی کو بچایا ہو
مین بھی تیرا بندہ برگزیدہ ہون میرے حال پر رحم کر خواجہ عمرو یہ دعا کر رہے تھے ناگاہ پاے خواجہ عمرو سر پر گرگ کے قائم
ہوے گرگ نے خوش ہوکر چاہا کہ اس لقمہ لذیذ و خوش ذائقہ کو نگل جاؤن لیکن خواجہ نے اپنا پاؤن سر گرگ پر رکھکر اونچی
پھر جست کی اور مینار پر پہونچے گرگ منہ کھول کر رہگیا اور حسرت سے جانب گنبد دیکھنے لگا آخر گرگ خواجہ عمرو کے نگلنے سے
ناامید ہوکر چلا گیا جب حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ عمرو گرگ کے سر پر قدم رکھکر جست کرکے مینار پر پہونچے
سب خوش ہوئے خصوصاً حمزہ صاحبقران نہایت شادمان ہوئے اور شکر خدا کیا خواجہ نے مینار پر پہونچکے
اور ایک لمحہ ٹھہرے چار طرف دیکھا سواے آسمان اور پہاڑون کے کچھ نظر نہ آیا خواجہ عمرو نے اُن پہاڑون پر دیکھا
کہ ہزار ہا بلکہ لاکھون طائران قوی الجثہ اور تیز پر مثل عقاب اور ہنس وغیرہ کے درختون پر بیٹھے ہین اونمین بعضے جانورونکی
منقار ایسی دراز ہو کہ اگر وہ اپنی منقار کسی پر ماریں تو ایک دم مین ہلاک کرین اکثر طائران صحرائی ایسے ہین کہ اگر وہ چاہین
تو فیل و شتر کو اپنے پنجون مین دباکر لیجائین اور ایک ادنی لقمہ اپنا تصور کرین خواجہ عمرو طائرون کو دیکھکے
خیال کرنے لگے کہ اے عمرو ایسا نہو کہ یہ طائر مجھکو دیکھ لین اور پنجون مین دباکر لیجائین اور منقار سے ہلاک کرکے
مجھکو کھا جائین تو بڑا غضب ہوگا مفت جان جائیگی پس یہان ٹھہرنا اور توقف کرنا سراسر خطا ہو یہ خیال کرکے
خواجہ عمرو نے جلد تر چوب نقارہ اٹھاکے اوس نقارہ پر لگائی صداے نقارہ سکندری ایسی بلند ہوئی کہ طاس فلک

گونج گیا پہاڑ تھرا گئے دریا میں زیادہ تر جزر و مد پیدا ہوا جانوران دریائی صدائے نقارۂ سکندری کو ایک آفت ناگہانی اور
بلائے آسمانی خیال کر کے دُم دبا کے بھاگے بہت بڑے سنگ پال اور مگر اور سونس مارے خوف کے دور دور بھاگ گئے
بڑی بڑی مچھلیاں غوطے لگا کر آشنائے زمین ہوئیں اُنکے لئے تنگ ہی نہیں بھاگے جلد جانوران بحری چھوٹے اور بڑے اُس
جگہ سے اور جانب بے اختیار بھاگے دریا میں جوش خروش پیدا ہوا اور پانی اُچھلنے لگا جسقدر طائر پہاڑوں پر تھے
وہ بھی ڈر کے بے اختیار اُڑے طائروں کی کثرت سے آسمان نظر سے پوشیدہ ہو گیا اُنکے پروں سے اسقدر ہوا نکلی کہ
دیکھنے والوں کے ہوش اُڑ گئے آندھی اور باد صرصر اُنکے پروں کی ہوا سے شرمندہ اور خجل ہوئی خواجہ عمرو جلدی مینار سے
لپٹ گئے ورنہ ہزاروں فرسخ اُس مینار سے اُڑ جاتے جب طائروں کے اُڑنے سے اِس درجہ ہوا پیدا ہوئی جملہ جہاز
پتوں کے مانند اُس جگہ سے اُڑ کے دور دور سمندر میں چلے گئے اور وہاں ہوائے موافق تھی جانب ساحل مقصود روان
ہوئے جسوقت طائر پھر اپنے پہاڑوں پر بیٹھے آسمان نظر آیا تاریکی غائب ہوئی وہ ہوائے تند و تیز موقوف ہوئی روشنی
بخوبی ہوئی عمرو نے جو دیکھا تو کہیں جہازوں کا نشان بھی نہ پایا اُدھر حمزہ صاحبقران بمفارقت خواجہ عمرو بے نہایت
گریاں اور نالاں ہوئے اور جملہ سرداروں اور لشکریوں کو خواجہ عمرو کے جدا ہونے سے ملال عظیم ہوا سب کو جہازوں کے نکلنے کی
بھائی عمرو میں خوشی نہوئی خصوصاً حمزہ صاحبقران نے بیقرار اور اشکبار ہو کے فرمایا کاش یہ جہاز مقام مینار سے نہ نکلتے
اور نجات اُسی جگہ پر ہوتے مگر میرا بھائی عمرو مجھسے جدا نہوتا اب اُسکے جدا ہونے سے لطف نجات جاتا رہا افسوس مجھ سے
میرا برادر ایسی جگہ جدا ہوا کہ پھر اب اُس سے ملنے کی امید بھی نہیں ناحق میں نے اپنے بھائی کو مینار پر بھیجا اگر یہ جانتا ہوتا
کہ خواجہ مجھسے چھوٹ جائینگے تو کبھی اُنکو مینار پر جانے نہ دیتا اُسی جگہ جہاز پر رہ جانا قبول کرتا اے افسوس ہزار افسوس
یار وفادار برادر غمگسار اس بحر ناپیداکنار میں مجھسے جدا ہو گیا ایسی جدائی کا داغ مجھکو دے گیا میری بہبودی کے لئے
اُسنے اپنی جان کا کچھ خیال نہ کیا اب نہیں معلوم مینار پر زندہ ہی یا مر گیا یقین ہے کہ اس ہوائے تند و تیز میں مینار سے پانی میں
گر پڑا ہوگا کوئی نہنگ یا مگر اُسکو کھا گیا ہوگا اے افسوس خواجہ کی ایسی جگہ اجل آئی کہ ہم اُنکو کفن بھی نہ دے سکے یقین ہے
کہ قبر بھی نہ بنا سکے اُنکا جنازہ بھی نہ اُٹھا سکے غسل میت بھی نہ دے سکے یہ فرما کر صاحبقران نے اُسی عالم گریہ و زاری میں ارادہ کیا کہ
میں بھی اپنے تئیں سمندر میں گرا دوں اور پانی میں ڈوب دوں مر کر خواجہ سے ملاقی ہوں جسوقت سرداروں نے دیکھا کہ حمزہ
صاحبقران اپنے تئیں غم جدائی خواجہ عمرو میں ہلاک کرتے ہیں سب سردار بیتاب بیقرار ہو کر دامن حمزہ صاحبقران
سے لپٹ گئے اور بہ گریہ و زاری اور بنالہ و اشکباری عرض کرنے لگے کہ حضور اپنے تئیں صدمۂ خواجہ عمرو میں ہلاک نہ کیجیے بہر
کیف نجات خواجہ کی اتنی ہی تھی انسان اجل سے مجبور و ناچار ہے مصلحت خدا میں کسیکو کیا اختیار ہے خاص موت کی جو بات ہے سوا
خدا کے کسی کو نہیں ہوتا ہے بہت بڑے بڑے شاہان فتح یاب نامی و نامدار ایسے گئے کہ بعضوں کو کفن ملا اکثر محتاج کفن رہے
قبر بھی میسر نہیں ہوئی گوشت اُنکا طعمۂ زاغ و زغن ہو گیا ایک استخوان تک اُنکا باقی نہ رہا اے صاحبقران حالات
گذشتگان پر نظر کر کے صبر کیجیے جان اپنی غم خواجہ میں نہ دیجیے اور خواجہ کی سلامتی اور زندگی کے واسطے دعا کیجیے
اور اُنکے زندہ رہنے کی خدا سے امید رکھیے عجب نہیں ہے کہ خواجہ ابتک مینار پر زندہ ہوں اور کسی طرح سے یہاں تک
پہونچیں خداوند عالم قادر اور مسبب الاسباب ہے کچھ عجب نہیں کہ پھر خواجہ عمرو بفضل خدا آپکے پاس آئیں اور آپسے ملیں
جب اِس طرح سرداروں نے حمزہ صاحبقران کو سمجھایا اشکباری اور بیقراری تو موقوف نہیں ہوئی لیکن بوجہ لپٹ جانے
سرداروں کے صاحبقران وہ ارادہ نہیں کر سکے اور بہ مجبوری سرداروں کے کہنے سے جہاز پر بیٹھے چونکہ ہوا موافق تھی جلد تر جہاز
کنارے پہونچے حمزہ صاحبقران اور جملہ سردار وغیرہ جہاز سے اُترے ایک میدان میں خیام استادہ کیے اور بارگاہ میں

بیان ہوئین حمزہ صاحبقران وغیرہ بادل غمگین خیام و بارگاہ مین فروکش ہوئے حمزہ صاحبقران وغیرہ توجہازون سے
اُترکے فروکش ہین لیکن اب حال خواجہ عمرو بن امیہ لکھا جاتا ہو کہ نقارہ بجانے سے طائر اُڑے اور اُنکے پرون کی ہوا سے
تندو تیز سب جہاز اُس مقام سے آگے روانہ ہوئے اُسوقت خواجہ عمرو اپنی تنہائی اور غربت پر نظر کرکے اور دریاے
ناپیدا کنار کو دیکھکر نہایت مضطر و خائف ہوے راوی کہتا ہو کہ اُسوقت خواجہ عمرو کا عجب حال تھا غم سے دل آب آب تھا
گرداب الم مین جان حزین پھنسی ہوئی تھی وجہ سے دل سینے مین مثل سیندھے کے اُچھلتا تھا کبھی دل عمرو کا مثل موج بیقرار
ہوتا تھا طوفان بحر الم سفینۂ حیات خواجہ کو ڈبوئے دیتا تھا اور تلاطم اضطراب دل کشتی جان کو غرق دریاے فنا کیے
دیتا تھا اُسوقت خواجہ کو صورت ساحل حیات نظر نہ آتی تھی مگر چادر آب بصورت چادر قبر معلوم ہوتی تھی ہر جانب پا
خواجہ کو ہم کہین دکھاتا تھا آنسو چشمون سے مثل نہر کے جاری تھے بحرین سے گوہر اشک مصفا نکل رہے تھے شور نالہ و
فریاد خواجہ بلند تھا جہاز جان جو ابر غم سے طوفانی تھا ہواے مخالف آہ سے کشتی جان خواجہ تباہ تھی نالہ خواجہ مثل
مستول کے بلند تھا وہان سین خواجہ کثرت تحیر بحر محن سے ٹوٹا جاتا تھا معلم عقل عمرو طوفان ملال کے دفع کرنے مین
عاجز تھا اور ناخداے جہاز تن یعنی دل بحر محن اُس تلاطم امواج رنج و الم مین سراسر پریشان تھا زمصائب سے سفینۂ دل
بیٹھا جاتا تھا آخرکار خواجہ عمرو نے اُسی عالم بیتابی و شکیبائی مین نظر جانب ناخداے کشتی عالم کی اور بگریہ و زاری
و بنالہ و بیقراری اسطرح عرض کیا کہ اے خالق بحر و بر و اے معبود لعل و گہر تو نے حضرت عیسیٰ کو صدمہ دار سے بچایا
حضرت یحییٰ اور زکریا پر قوت اپنا فضل کیا حضرت موسیٰ کو فرعون پر غالب کیا حضرت ابراہیم کے بچانے کیواسطے آگ کو
سرد کیا اب مجکو بھی دریاے بے پایان سے کنارے پر پہونچا ہر چند کہ مین رتبہ پیغمبرون کا نہین رکھتا ہون لیکن تیرا خاص بندہ
ہون غذاے لطیف خوش ذائقہ خود بجا اگر نہین کھاتا ہون پوشاک نفیس و نادر ہمیشہ نہین پہنتا ہون اگرچہ طمارہ کے کا کرتہ اور
یہ نمدے کی ٹوپی پہنتا ہون تو غیب واقف و عالم ہو کہ مین کسی کو بیوجہ نہین گرفتار کرتا اور بے سبب کسی کو قتل بھی نہین کرتا
جھوٹھ بے ضرورت نہین بولتا او سمیع و بصیر تو دیکھتا ہو اور سنتا ہو کہ مین کس خوش الحانی سے گاتا ہون در کیسی کیسی
چست پٹ رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرتا ہون لوگون کے دلون کو خوش کرتا ہون چار پیسے بڑی بڑی
محنت و مشقت سے پیدا کرتا ہون کل کھاتا ہون تیری عبادت کرتا ہون اعداے دین کی جان و مال کا دشمن
ہون موت اور دریا اور ساحر سے بہت ڈرتا ہون عیاری مکاری خوب کرتا ہون بھاگتا بھی بہت ہون لیکن اسوقت
کوئی عیاری مکاری ذہن مین نہین آتی ہو جو اس خمسہ بچا نہین ہین موت کا سامنا ہو دریا چار طرف سے مجکو گھیرے
ہوئے ہو مین اس مینار کے اوپر ہون دریا و آنہ ورفاک تجسے عرض کر رہا ہون کبھی خواجہ عمرو اسطرح درگاہ خدا مین عرض کرتے تھے

ہمیشہ از ندامت اشکبارم ز جرم خویشتن خود شرمسارم مگر از رحمتت امیدوارم
الٰہی واقفی از حال زارم تو میدانی کہ جز تو کس ندارم

گنا ہون کا مرے از بس ہو طغیان رہے ہو موجزن طوفان بطوفان تری بندہ نگیری کا ہون پرسان
الٰہی غرق ام در بحر عصیان ز دست جہت الٰہی برکنارم
جہان ہے جمع ارباب غفلت مہیا ہین سبھی اسباب غفلت پیا ہی کر شراب ناب غفلت
الٰہی رفتہ ام در خواب غفلت بہ بیداری زین کاروبارم
ترے آگے نہین ماند تصویر زبان عذر گویا راے تقریر مری کیا رستگاری کی ہو تدبیر
الٰہی کردہ ام بسیار تقصیر ز تو پروردگارم شرمسارم

بجا ہے گر دل مضطر کراہے ۔ کہاں ٹھہرے جو کچھ آرام چاہے ۔ نہ پائی منزل مقصود گاہے
الٰہی برکشا از غیب راہے ۔ در اینجا بیقرار و دلفگارم

تجھی کو زیب دیتا ہے حکمرانی ۔ ہے تیرے ہاتھ موت اور زندگانی ۔ بچا دونوں میں غضب ہو مہربانی
الٰہی گر برانی ور بخوانی ۔ تو دانی بندۂ بے اعتبارم

سیہ کاری میں ہوں غلطاں پیچاں ۔ پریشاں حال مثل زلف خوباں ۔ کروں کیا اپنی جمعیت کا ساماں
الٰہی خاطرم را جمع گردان ۔ کہ مسکینم پریشان روزگارم

نہ گریہ میں نہ سوز دل میں تاثیر ۔ گناہوں کی ندامت سے ہوں دلگیر ۔ تجھی سے ہے امید عفو تقصیر
الٰہی از کمال لطف بپذیر ۔ دل سوزان و چشم اشکبارم

رہا میں جس طرح خرسند و فیروز ۔ نہیں ہوں حشر تک بھی جلوہ افروز ۔ رہوں دونوں جہاں میں بہرہ اندوز
الٰہی گر عزیزم کردی امروز ۔ مکن فردا بہ نزد خلق خوارم

الحاصل اسی طرح خواجہ عمرو نے دو شب و روز تک درگاہ خدا میں دہائی جب تیسرا دن ہوا خواجہ عمرو نے نہایت تضرع اور رجوع قلب سے درگاہ باری میں بگریہ و زاری اسطرح دعا کی کہ ای خالق کون و مکان ای معبود انس و جان تو تیری بندے کا برا حال ہی تین دن سے ایک تنکا ازوقہ بھی نہیں چکھا ہی نہایت بھوکا اور پیاسا ہوں ہر چند پانی نظر آتا ہی مگر پی نہیں سکتا کیا اب تو خواجہ عمرو عیار تو اس بیماری میں مریگا اسی جگہ ملک الموت کو قبض روح کے واسطے بھیجیگا میں تو ابھی اپنے مرنے پر کسی طرح راضی نہیں ہوں واسطے مجھکو اپنے بندۂ خاص حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا میری آرزو بر لا آگے جو تیری خوشی خواجہ عمرو یہ دعا کر رہے تھے یکایک ضعف سے غش آنے لگا پروردگار کو خواجہ کے حال پر رحم آیا فوراً حکم خدا سے جناب الیاس عمرو کے پاس تشریف لائے خواجہ چونکہ ابھی بیہوش نہیں ہوئے تھے حضرت الیاس کو دیکھکر خوش ہوئے اور جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کرکے عرض کرنے لگے آپ تشریف لائے آخر خداوند عالم کو میرے حال پر رحم آہی گیا آپکو میری اعانت کیواسطے بھیجا ہی معلوم ہوا کہ میری ابھی بہت زندگی ہی حضرت الیاس نے فرمایا ای خواجہ تمہاری دعا درگاہ خدا میں مستجاب ہوئی مجکو حکم خدا ہوا کہ عمرو کے پاس جاؤ اور انکو دریا سے خشکی میں پہونچا دو بس میں بموجب حکم خدا تمہارے پاس آیا ہوں چلو ابھی کنارے بحر پر پہونچائے دیتا ہوں عمرو نے عرض کیا یہ تو معلوم ہوا کہ آپ بھیجے ہوئے خدا کے یہاں آئے ہیں لیکن یہ تو فرمایئے کہ آپ مجھ بھوکے واسطے آب طعام بھی لائے ہیں میں نہایت گرسنہ اور تشنہ ہوں حضرت الیاس نے فرمایا کہ مجکو فقط اتنا ہی حکم خدا ہوا ہی کہ میں تمکو کنارے پر پہونچا دوں خواجہ نے ناچار ہو کر اور آب غذا سے مایوس ہو کر کہا اچھا یہی بتلایئے کہ آپکا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہی اور یہ جال اور یہ کملی آپکے پاس کیسی ہی جناب الیاس نے فرمایا ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ میرا نام الیاس ہی میں پیغمبر ہوں اور یہ جال بے مثال عجیب اسکا حال ہی صفت اسکی یہ ہے کہ کتنی ہی کوئی چیز گراں وزن اور کثرت سے ہو جب اس جال میں آجائیگی ایک ذرے سے بھی کم وزن اسکا ہو جائیگا اور یہ گلیم بھی نادرات زمانہ سے ہی خاصیت اسکی یہ ہی کہ اگر کوئی اس گلیم کو اوڑھ لے تو وہ بھی کسی کو نظر نہ آئے اور وہ سبکو دیکھے اور دونوں چیزیں معجزے کی ہیں حضرت الیاس نے یہ کہکر فرمایا کہ ای خواجہ عمرو اب تم اپنی آنکھیں بند کرو میں تمکو خشکی میں کنارے پر پہونچا دوں عمرو نے خیال کیا کہ یہ جال اور گلیم کسی طرح سے لینا چاہیے خواجہ عمرو نے عرض کیا بے قسمت اور خوشا مقدر کہ آپکی زیارت مجکو میسر ہوئی اور قدمبوسی حاصل ہوئی لیکن چلنے کے بارے میں جواب یہ فرمایا کہ میں ابھی اس جگہ سے نہ جاؤنگا مجکو اب بخوبی اطمینان ہوگیا ہی کہ میری حیات ابھی باقی ہی اگر آپکا دل چاہے تو یہاں بیٹھے ورنہ

تشریف لیجانے حضرت الیاس نے مسکرا کر فرمایا کہ اے خواجہ عمرو تم نے تو اس منارے سے کنارۂ بحر پر جانے کے واسطے خداوند عالم سے دعا کی تھی اور دعا تمہاری مقبول ہوئی تھی خداوند عالم کے حکم سے اب میں آیا ہوں اور تم سے کہتا ہوں کہ آنکھیں بند کر کے کنارۂ بحر پر چلو اب تم کیوں نہیں چلتے خواجہ نے عرض کیا آپ نے بجا ارشاد فرمایا بیشک میں نے دعا کی تھی لیکن میں نہیں چاہتا اور دل میرا یہی چاہتا ہے کہ اسی منارہ پر رہوں حضرت الیاس علیہ السلام خواجہ کی یہ باتیں سنکر ہنسے اور خوش ہوئے اور ایما نظر کر کے فرمایا کہ اے خواجہ عمرو آخر کیا سبب ہے جو تم یہاں سے نہیں چلتے خواجہ نے عرض کیا آپ ذرا غور فرمائیں کہ مجھکو آج تیسرا روز ہے اس منارہ پر بیٹھے ہوئے علاوہ بھوک اور پیاس کے خوف جان سے اسقدر رویا ہوں اور تڑپا ہوں کہ بالکل ضعیف اور ناتوان ہو گیا ہوں اب خالی ہاتھ یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا ہے اگر کچھ اور نہ ملے تو نقارہ سکندری اور جو چیزیں اس گنبد میں ہیں تو ضرور لونگا اور حمزۂ صاحبقران کو لیجا کر دونگا حضرت الیاس نے فرمایا اگر تجسے نقارہ وغیرہ اٹھ سکے تو لیچلو خواجہ عمرو نے عرض کیا میرے پاس کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ اس نقارہ وغیرہ کو باندھوں اگر آپ یہ جال مجھکو دیدیجیے تو اس نقارے کو جال میں باندھکر البتہ چلتا ہوں حضرت الیاس نے عمرو کی حرص و رباتوں پر مسکرا کے فرمایا کہ اگر تمہارا چلنا اس نقارہ وغیرہ کے لیجانے پر موقوف ہے تو اس جال میں باندھ لو عمرو نے خوش ہو کر حضرت الیاس علیہ السلام سے جال لیا اور جھک کر تسلیم کی اور عرض کیا کہ اگر آپ نے مجھکو جال دیا ہے تو اب مجھی کو دیدیجیے مجھکو برضا و رغبت عنایت کر دیجیے میں عیار ہوں میرے کام آئیگا آپ مچھلی تو کھیلتے ہی نہیں ہیں آپکے پاس جال ہے بیکار ہے حضرت الیاس نے ہنسکر فرمایا اے خواجہ تم بڑے شوخ و حریص ہو خیر ہمنے تمکو یہ جال دیدیا اس سے تمکو بہت فائدہ ہوگا اور اکثر جگہ تمہارے کام آئیگا خواجہ عمرو نے یہ تقریر جناب الیاس علیہ السلام کی سنی فورا نقارہ سکندری کو جال میں باندھا جب جال کو اٹھایا تو بہت ہلکا بوجھ معلوم ہوا تو خوش ہو کر اپنے دوش پر جال کو مع نقارہ وغیرہ رکھ لیا جب خواجہ عمرو جال وغیرہ دوش پر رکھ چکے حضرت الیاس نے کچھ اسما در زبان کیے اور خواجہ سے فرمایا تم اپنی آنکھیں بند کر لو خبردار جب تک میں نہ کہوں نہ کھولنا عمرو نے بموجب ارشاد جناب الیاس اپنی آنکھیں بند کیں پھر حضرت الیاس نے خواجہ کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا بعد ایک لمحہ کے عمرو کو معلوم ہوا کہ میں کسی ایسی چیز پر کھڑا ہوں کہ وہ مثل کشتی کے جلد تر چلی جاتی ہے اور حضرت الیاس میرے پاس کھڑے ہیں چونکہ عمرو کی آنکھیں بند تھیں اسوجہ سے خواجہ نے حضرت الیاس سے عرض کیا کہ اے جناب اب میں کہاں ہوں کون مجھکو لیے جاتا ہے اور کہاں لیے جاتا ہے حضرت الیاس نے فرمایا اے خواجہ تم پشت ماہی پر میرے ہمراہ کھڑے ہو مچھلی کنارۂ بحر پر تمکو لیے جاتی ہے تھوڑی دیر میں تم کنارہ دریا پہونچ جاؤگے عمرو نے خیال کیا کہ یہی وقت طلب کیے کا ہے یہ خیال کر کے خواجہ نے عرض کیا اے پیغمبر خدا اے برگزیدۂ کبریا آنکھیں بند کرنے سے میرا دل گھبراتا ہے بمجبوری آنکھیں کھولے دیتا ہوں حضرت الیاس نے فرمایا اے عمرو کہیں آنکھیں کھول دینا ورنہ ابھی پانی میں غرق ہو جاؤگے ایک دم میں مر جاؤگے خواجہ عمرو نے یہ تقریر حضرت الیاس علیہ السلام کی سنکے جلد دامن آنحضرت کا مضبوط پکڑ لیا اور عرض کیا کہ اب میں تو آنکھیں کھولتا ہوں مجھسے آنکھیں بند کی نہیں جاتیں دم گھبراتا ہے بینا ہو کر اندھا بنا نہیں جاتا ہے اگر غرق ہو جاؤنگا تو بھی بہتر ہوگا آپکا دامن میرے ہاتھ میں ہے آپکے ساتھ سیدھا جنت میں چلا جاؤنگا رضوان مجھکو نہ روکیگا گناہ میرے عفو ہو جائینگے جنت میں آپ سے خوب باتیں کرونگا ہر وقت آپکے پاس بیٹھا رہونگا کبھی اس جال سے طائران بہشت کا شکار کھیلونگا کبھی اس نقارہ سکندری کو بجاؤنگا اور یہ غزل ایک طور سے خاقانی کی گاؤنگا غزل

ہر شب منم فتادہ بگرد سرائے تو
عمرے گذشت تا شدہ ام آشنائے تو
یک دم شب وصال میسر نشد مرا

ہر روز آہ و نالہ کنم از برائے تو
روزے کہ ذرہ ذرہ شود استخوان من
ای وائے بر کسے کہ شود مبتلائے تو

جانان باین شکستہ دلے بیوفا مشو
باشد ہمیشہ شیفتہ دل در ہوائے تو
بر حال زار ما نظرے کن ز راہ لطف

کبھی ہمراہ آپ کے گلگشت گلشن جنت کرونگا میوے تر و تازہ باغ جنان کے کھاؤنگا		تو بادشاہ جنتی جو گدا ہے تو

اہل جنان سے ملاقات کرونگا اگر کسی کے پاس کچھ مال اسباب دیکھونگا عیار تو ہوں لیکن نہ کسی عیاری مکاری سے لیا کرونگا شب روز
عیش و آرام سے جنت میں بسر کرونگا حوروں سے وصل میسر ہوگا قصر جواہر نگار میں اپنا مسکن ہوگا غرض جسوقت کہ آنکھیں
کھولنے میں سامان عیش تو نظر آئیگا حضرت الیاسؑ خواجہ عمرو کی باتیں سنکے مسکرائے اور فرمایا کہ اے خواجہ تم نہایت شیخ طبیعت
ہو لیس بہتر یہی ہے کہ آنکھیں بند کیے ہوئے ٹھہرے رہو ورنہ پانی میں ڈوب جاؤگے ہمارا کچھ نقصان نہوگا دامن ہمارا
ہاتھ سے چھوٹ جائیگا خواجہ نے عرض کیا میں تو آنکھیں کھولونگا اگر نہ کھولتا تھا تو اب ضرور کھولونگا دامن کیطرح ہاتھ سے
نہ چھوڑونگا عمرو نے یہ سنکے عرض کیا اے جناب والا دیکھیے میں اب آنکھیں کھولتا ہوں آپ کے ساتھ غرق ہوتا
ہوں حضرت الیاس نے فرمایا اے خواجہ آیا تم آنکھیں کیوں کھوتے ہو کیوں اپنی زندگی سے بیزار ہوتے ہو خواجہ نے
عرض کیا میرا دل یہی چاہتا ہے آنکھیں بند کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے اگر آپکو منظور ہے کہ میں آنکھیں بند رکھوں تو گلیم مجکو دیجیے
میں اس گلیم کو بچھا کر سویا کرونگا جسوقت اس گلیم کو دیکھونگا آپ مجکو یاد آجائینگے آپ تو خاصان خدا سے ہیں آپکو تو اس کا
کوئی ہونہیں سکتی چاہیے پس ہر کلی آپ مجکو دیدیجیے حضرت الیاس علیہ السلام تو جال اور گلیم واسطے دینے ہی کے لائے تھے
جال تو دیچکے تھے اب گلیم بھی خواجہ کو پھینکے دیدی اور فرمایا کہ اے خواجہ اگر تم ایسی باتیں نہ کرتے اور خاموش رہتے
تو بھی ہم یہ گلیم تکو دیتے حضرت الیاسؑ ابھی یہ فرماتے تھے ناگاہ جنگل کنارے پر پہنچی حضرت الیاسؑ نے بازو پکڑ کے
عمرو کو کنارے پر اتارا یا جب خواجہ نے کنارے پر کھڑے ہوکے اپنی آنکھیں کھولیں نہ تو حضرت الیاسؑ کو دیکھا نہ جنگل
نظر آئی آخر خواجہ عمرو حضرت الیاسؑ کو نہ پاکر کنارہ بحر سے چلے اور اپنے زندہ رہنے اور بسلامتی کنارے پر لگنے سے
خوش ہو کر خداوند عالم کا شکر کرتے تھے جب خواجہ آگے بڑھے عجب ایک صحرائے ہول خیز وحشت انگیز نظر آیا کہ جسمیں
شیروں کا زہرہ آب ہوتا تھا کوئی درخت سرسبز نہ تھا سبزے کا نام و نشان بھی نہ تھا چونکہ وقت دوپہر کا تھا آفتاب کی تمازت سے
ہر ایک ذرہ اُس صحرائے پر بلا کا بصورت اخگر گرم تھا میدان اُس صحرائے ہول خیز کا عرصہ محشر سے کچھ کم نہ تھا زمین
اس درجہ گرم تھی کہ قدم رکھا نہ جاتا تھا بگولے بلند ہوتے تھے لو چلتی تھی چرند و پرند نظر نہ آتے تھے ابیات

درازی اسکی سرحد عدم تک		ہزاروں جسمیں تھے آمیز سامان		وہ تھا اک دشت وحشت خیز ویران
زیادہ قلب مضطر سے پریشان		مصیبت زا مشکل بخش جانان		جو تھا رستے قیس کا جسمیں قدم تک
خواجہ عمرو اول تو بھوکے اور		امید زیست دل سے ہزاروں دور		تھی راحت نیست مثل بخت مہجور

پیاسے تھے دوسرے تمازت آفتاب سے اور بھی مضطر اور پریشان ہوئے لو کے جھونکے چراغ حیات بجھانے پر آمادہ
ہوئے خار بیابان تلووں کے پار ہوئے پسینا اسقدر آیا کہ خواجہ ہمہ تن تر ہو گئے آخر بیتاب و بیقرار ہو کے اس
صحرائے بے آب و گیاہ میں گر پڑے اور زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے اور خداوند عالم سے بصد بیقراری
اور گریہ و زاری دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار اپنے بندے عمرو عیار پر رحم کر ہلاکت سے بچا خواجہ عمرو یہ دعا کرتے تھے تو
یکایک ایک مرد بزرگ بالیں خواجہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عمرو اب مطلق غم و الم نہ کر خداوند کریم نے
تیری دعا مستجاب فرمائی مجکو تیری رہبری کیواسطے حکم فرمایا اب جلد آنکھ کھولیے آپ طعام سے سیر اب ہو پھر اس وادی پر خار
سراسر آزار سے روانہ ہو جب خواجہ نے آواز سنی آنکھیں کھولیں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ وضو دار بالیں پر کھڑے ہیں
چہرہ انکا نورانی ہے پیشانی انکی درخشاں ہے وہ سر پر عمامہ ہے بدن میں لباس سبز ہے ایک ہاتھ میں عصا ہے اور ایک ہاتھ میں
ڈیڑھ بالشت کا ایک مشکیزہ پانی سے بھرا ہوا ہے خواجہ عمرو بزرگ موصوف کو دیکھکر جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بصد ادب

آداب و تسلیم کرکے عرض کرنے لگے کہ آپکا اسم مبارک کیا ہے آپنے میرے حال پر نہایت الطاف فرمایا اس بادیہ ہول خیز میں قدم رنجہ
فرمایا بزرگ موصوف نے فرمایا اے خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ میں ایک بندہ پروردگار ہوں نام میرا خضر ہے حکم خدا سے گم کردگان
راہ کی رہبری کرتا ہوں اسوقت مجکو حکم خدا ہوا کہ عمرو بھوکا اور پیاسا صحرا میں پڑا ہے جلد اسکو کھانا کھلاؤ اور پانی پلاؤ اور نیز اسے
اس خار سے نکال دو پس بموجب حکم خدا میں تمہارے پاس آیا ہوں عمرو نے کہا کہ اب میرے واسطے طعام کہاں سے لاتے ہیں میں
بہت بھوکا ہوں کھلائیے اور نہ پانی بن میری تشنگی نہ بجھیگی اور پانی کہیں سے دیجئے آپ تو خضر ہیں چشمۂ آب بقا پر جاکر تھوڑا
پانی لے آئیے مجکو پلا دیجئے میں موت سے ڈرتا ہوں اگر آب حیوان مجکو پلا دیجئے تو قیامت تک زندہ رہوں آپ کے واسطے
دعائے خیر کروں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اے خواجہ عمرو آب و طعام تو میرے پاس مقدر ہے کہ اگر تم زندگی بھر اسی
اس آب و طعام کو پیو گے اور کھاؤ گے تو بھی کم نہ ہوگا لیکن آب بقا کے پینے کی آرزو نہ کرو کیونکہ آب بقا کا پینا تمہارے مقدر میں
نہیں ہے عمرو نے عرض کیا کہ اگر آب بقا آپ مجکو نہیں پلاتے ہیں تو خیر کھانا کھلائیے اور کچھ پانی پلائیے حضرت خضر نے
کلیچہ نکالا اور ٹکڑا اسکا کلیچے کا توڑ کر عمرو کے منہ میں دیا عمرو نے وہ ٹکڑا کلیچے کا کھایا اور کلیچے کو دیکھکر عرض کیا کہ اے امیر اعلا
اس کلیچے سے مجھ جیسے بھوکے کا پیٹ بھریگا اس فرمانے سے کچھ میری کیا میری گرسنگی زائل ہوگی آپ بزرگ ہوکے مجھسے مزاح کرتے
ہیں کیا اتنا سا کلیچہ میری زندگی بسر دیگا اور کم نہ ہوگا یہ بات تو میرے ذہن میں نہیں آتی اور عقل میری قبول نہیں کرتی بظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے آپکے پاس ہیں حضرت خضر نے فرمایا اے خواجہ عمرو بیٹھ جاؤ اور مکرر ہوکر طعام تناول نہ کرو ابھی
ایک کلیچے میں تمہارا پیٹ بھر جائیگا اور کلیچہ بدستور رہیگا خواجہ عمرو بیٹھ گئے اور حضرت خضر خواجہ عمرو کو وہ کلیچہ کھلانے
لگے اور پانی شکیزہ مذکور سے پلانے لگے یہانتک کہ خواجہ عمرو خوب سیر و سیراب ہوئے کلیچہ اور شکیزہ اتنا کا اتنا ہی رہا ذرا بھی
کم نہ ہوا جب خواجہ کچھ سیر ہوکر کھا چکے اور پانی بھی پی چکے خیال کرنے لگے کہ یہ کلیچہ اور شکیزہ ضرور لینا چاہیے یہ تو دونوں
چیزیں نہایت نادر اور بے مثل ہیں یہ خیال کرکے عمرو نے عرض کیا کہ اے پیغمبر زادے یہ کلیچہ اور شکیزہ مجکو دیجئے اگر کسی طرح
کسی صحرائے ہول خیز اور وحشت انگیز میں میرا گذر ہوگا اور میں بھوکا اور پیاسا ہونگا تو اسی کلیچے کو کھاؤنگا اور اسی شکیزہ کا پانی
پیونگا تشنہ اور گرسنہ نہ رہونگا اگر آپ مجکو نہ دیجئیگا تو آپ ہی کو اکثر دشت و بیابان میں تشریف لانا پڑیگا کمال تکلیف آپ کو
ہوگی اور یہ مجکو منظور نہیں کہ آپ ایسے بزرگ کو میں بار بار تکلیف دوں خضر خواجہ عمرو کی باتوں پر ہنس لئے اور نظر کرم کرکے
عمرو کو کلیچہ اور شکیزہ دیدیا اور چند قدم ہمراہ عمرو کے چلے اور رفتہ رفتہ نظر سے غائب ہوگئے عمرو اُس بیابان کو
طے کرکے قریب ایک قبرستان کے پہونچے دیکھا کہ چند اشخاص وہاں بیٹھے ہیں بجائے لباس کفن پہنے ہیں کافور کی انکے جسم سے
بو آتی ہے تین چار انمیں جوان معلوم ہوتے ہیں اور ایک بڈھا ہے خواجہ عمرو ان اشخاص کو دیکھکے خیال کرنے لگے
کہ یہ سب مردے ہیں اپنی اپنی قبر سے نکل نکل کے صحرا کی سیر دیکھ رہے ہیں یہ خیال کرکے خواجہ عمرو تیز قدم ہوکے
بچکے آگے چلنا چاہا اُس بڈھے مردہ نے دیکھکر خواجہ عمرو کو پکارا عمرو نے جواب نہ دیا اور قدم آگے بڑھایا
اُس بڈھے نے پھر چلکے خواجہ کو روکا اور کہا اے شخص ٹھہر جا کچھ تجھسے کہنا ہے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ بڈھا
قریب آگیا ہے اور مجکو آگے نہیں چلنے دیتا ہے اسوقت عمرو نے خیال کیا کہ اے عمرو یہ مردہ حرامزادہ مجکو مار ڈالیگا
اور اپنے ساتھ لیجائیگا اسی واسطے اسکے مکر و کد کا جواب مکر ہی لازم ہے کلیم اوڑھ لو اور جالی لباسی اس حرامزادے پر وار کرو
پھر جو خدا چاہیگا وہ ہوگا یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جالی لباسی دوش سے اتار کے قصد کیا کہ اُس بڈھے پر ماریں وہ بڈھا
کہنے لگا اے شخص مجھسے خوف نہ کر میں تجکو آزار نہ دونگا عمرو نے کہا او مردے اگر تو مجھے نہ ستائیگا تو میں بھی بحال تجھے
نہ مارونگا اُس بڈھے نے کہا میں نے تجکو اسواسطے روکا ہے کہ مجکو تجھسے ایک کام لینا ہے اگر تو وہ کام کردیگا تو تجکو

ثواب عظیم ہوگا اور میرے اوپر تیرا احسان ہوگا خواجہ عمرو نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اور وہ تیرا کیا کام ہے جو مجھ سے بیان کر
قریب تھا آتا ورنہ یہی جال مارونگا اور تجھکو اس جال مین پھانسونگا بڑھے نے کہا اے شخص میرا احوال یہ ہے کہ نام تو میرا جمشید ہے
بسبب پیشہ تجارت کے خاص و عام مجھکو جمشید تاجر کہتے تھے مین نہایت بخیل تھا ایک حبہ اور ایک دانہ غربا اور فقرا کو کبھی نہ دیتا تھا
اتفاق سے اس میدان مین ایک روز مین مقیم تھا واسطے تجارت کے جاتا تھا ہنگام شب دزد آئے اور میرے اسباب مال کو لوٹنے لگے
مین منت آنے کئے لگا کہ میرا مال و اسباب نہ لو انھون نے تمام مال اسباب بھی لے لیا اور مجھکو اور میرے ہمراہیونکو قتل کیا پس
اے شخص بوجہ اپنے بخل کے اکثر مجھپر عذاب ہوتا ہے لہذا مین تجھسے ملتجی ہون کہ تو فلان قصبہ مین جا وہان میرا مکان ہے اور
اہل و عیال بھی میرے وہین ہین میرے فرزند کا نام سلیمان تاجر ہے مکان پختہ ہے اور اُس مکان کے ایک حجرہ مین جو جانب
شمالی ہے اُس حجرہ مین دس ہزار اشرفیان گڑی ہین تو میرے فرزند کو بلانا اور تمام حال جو مین نے تجھسے کہا ہے اُس سے بیان کرنا
اور اُس حجرے مین سے اشرفیان نکال کر نصف تو میرے اہل و عیال کو دیدینا اور نصف فقرا اور مساکین کو دیدینا تاکہ مجھکو ثواب
مجھکو ہووے تجھے اور باعث میرے رحمت کا ہو خواجہ عمرو نے کہا اے پیر مرد مجھکو کیا غرض ہے کہ مین بیکار اسقدر کوشش کرون اور اپنا ہرج
کرون اگر ڈھائی ہزار اشرفیان تو مجھے بھی دینے کا اقرار کرے تو کیا مضائقہ ہے اسقدر محنت و مشقت بھی کرون مردے نے کہا اے شخص مین
شہید ہوا ہون تو مجھپر رحم کر اور فقر و تربت پر کر اور طالب اشرفیون کا نہ ہو عمرو نے کہا اے مرد میرے بغیر اشرفیان لیے تیرا کام نہ کرونگا آخر
اُس شہید نے کہا کہ سوا اشرفیان تو لے لینا اور باقی نصف غربا کو اور آدھی میرے اہل و عیال کو دیدینا خواجہ عمرو نے راضی ہو کر اقرار
کیا اور وہان سے آگے چلے وہ شہید نظر سے غائب ہوگیا خواجہ عمرو بعد قطع راہ اُس مقام پر پہونچے جہان شہید نے اپنا مکان بتایا تھا
خواجہ عمرو نے وہانکے باشندون سے سلیمان تاجر کا مکان پوچھا لوگون نے بتایا تو خواجہ عمرو نے سلیمان تاجر کو بلا کر
اُس سے کہا کہ اگر ہم تجکو تیرے ہی مکان مین دفینہ بتا دین تو تو ہمکو کیا دیگا سلیمان نے کہا اگر آپ بتا دینگے تو آدھا حصہ
اسکا مین تمکو دونگا عمرو نے سلیمان تاجر سے عہد و پیمان لیکر تمام حال اُسکے پدر کا بیان کیا سلیمان تاجر نہایت حیران ہوا آخر
خواجہ عمرو نے اُسی حجرہ سے اشرفیان نکلوا دین کہ پہلے سوا اشرفیان بموجب کہنے جمشید تاجر کے لے لین پھر اُنھون نے نصف اشرفیونکا
لیکر سبکو جال مین رکھا پھر نصف اشرفیان سلیمان تاجر کو دین اور نصف اشرفیون کو کہا کہ میرے سامنے فقرا کو تقسیم کردو
سلیمان تاجر نے بموجب کہنے عمرو کے فقرا کو اشرفیان تقسیم کرنا شروع کین عمرو نے لالچ سے کئی مرتبہ اپنی صورت
بصورت فقرا تبدیل کر کے سلیمان تاجر سے یہ بھی اشرفیان لین جب سلیمان تاجر اشرفیان تقسیم کر چکا خواجہ عمرو
وہان سے روانہ ہوئے اور منزل بمنزل مقام کرتے ہوئے ایک روز قریب شام ایک میدان وسیع مین پہونچے خواجہ نے دیکھا کہ خیام
اور بارگاہین برپا ہین لشکر اترا ہوا ہے مگر تمام اہل لشکر سیاہ پوش ہین عمرو نے فوراً اپنی شکل تبدیل کر کے عنقریب لشکر کا
جا کر ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور تم سب سیاہ پوش کیون ہو سوار نے رو کر کہا اے شخص یہ لشکر حمزہ صاحبقران کا ہے
اور سیاہ پوش ہونے کی یہ وجہ ہے کہ حمزہ صاحبقران کا ایک بھائی تھا نام اُسکا عمرو تھا بحرین ایک بیل پر جا کر اُسنے نقارہ
بجایا تھا تمام سب جہاز پر سے بسبب نقارہ بجانے کے گرداب ریاڑون پر سے اڑے جہاز ڈوبتے ہوئے تھے بیل تک عمرو
اُسی بیل پر رہگیا اُسی ماتم مین صاحبقران اور جملہ اعلیٰ و ادنیٰ لشکر مین سیاہ پوش ہین ابھی اُسکے فاتحہ کا کھانا غربا کو تقسیم
ہو رہا ہے اگر تیرا دل چاہے تو تو بھی جا اور لے خواجہ عمرو یہ تقریر اُس سوار کی سنکر خیال کرنے لگے کہ حمزہ صاحبقران کو
میری جدائی کا ایسا ملال ہوا کہ بیہوش ہوئے اور میرے ہلاک ہوجانے کا یقین کر کے میرے فاتحہ کا کھانا غربا اور مساکین کو
تقسیم کرتے ہین اور مین بافضال خدا زندہ و سلامت ہون خواجہ عمرو یہ خیال کر کے قریب لشکر کے ایک جگہ ٹھہرے بہنگام شب
خواجہ حکیم اُدھر لشکر مین آئے اول خیمہ پہلوان عادی مین گئے کہ پہلوان عادی سو رہے تھے خواجہ عمرو

فوراً پہلوان عادی کے سینے پر بیٹھے پہلوان عادی گھبرا کر بیدار ہوا دیکھا تو کوئی سینے پر نظر نہیں آتا مگر دم رکا جاتا ہے
پہلوان عادی یہ حال دیکھکے خائف ہوا عمرو نے کہا میں روح خواجہ عمرو ہوں آج تجھکو ہلاک کرونگی اور اپنے ساتھ تیری
روح کو بھی لیجاؤنگی کیونکہ دوست کو بغیر دوست کے چین نہیں آتا ہے عادی نے کہا میں تو عمرو کا دوست نہیں ہوں بلکہ دشمن
رہا ای روح عمرو تو مجھکو چھوڑ دے اور میرے تئیں ہلاک نہ کر جو دوست تیرا ہو اسکو ہلاک کر خواجہ نے کہا اگر کچھ دے تو البتہ
چھوڑ دوں پہلوان عادی نے جانا کہ خوف سے کہا اے روح عمرو میرے خیمہ میں ایک صندوق [illegible] اشرفیاں
ہیں وہ صندوق تو لیلے اور برائے خدا مجھکو چھوڑ دے جب یہ تقریر پہلوان عادی کی خواجہ عمرو نے سنی مسکرا کے سینہ
پہلوان عادی سے اترے اور صندوق اٹھا کر جال میں باندھکر لیگئے پھر خیمہ نعمان بن منذر شاہ یمنی میں پہونچے
نعمان کو بھی سوتا دیکھکر کلیم اوڑھکر جلدی سے سینہ نعمان پر بیٹھے نعمان نے ڈر کر آنکھیں کھولدیں اپنے سینے پر بار پایا
کوئی بیٹھا ہوا دکھائی نہ دیا بہت گھبرایا ہوش حواس منتشر ہوئے خیال کرنے لگا کہ یہ کیا بلا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کوئی آسیب ہے جب
نعمان پریشان خاطر ہوا عمرو نے کہا اے نعمان آگاہ ہو کہ میں روح عمرو ہوں تو میرا نہایت دوست ہے اسوقت میں تجھکو ہلاک
کرکے تیری روح کو اپنے ہمراہ لیجاؤنگی نعمان نے کہا اے روح عمرو یہ تو خلاف الفت و محبت ہے کہ اپنے دوست کو ہلاک کرے
خواجہ عمرو نے کہا کچھ دیتا ہے تو نعمان نے کہا کہ میرے سرہانے صندوق میں کئی ہزار روپیہ کا جواہر رکھا ہوا ہے اگر دل
چاہے تو یہ جواہر لے اور اے روح عمرو مجھکو چھوڑ دے اور ہلاک نہ کر خواجہ عمرو نے سینۂ نعمان سے اتر کر صندوق
تمام جواہر نکالا نعمان دیکھا کیا کہ کوئی صندوق کھولتا ہے مگر نظر نہیں آتا سمجھ گیا کہ روح عمرو کے سوا اور کوئی نہیں ہے
ہر چند نعمان دیکھا کیا مگر ڈر کے مارے پلنگ سے نہ اٹھا جب خواجہ عمرو جواہر لیکے خیمہ نعمان سے باہر نکلے
نعمان نے شکر خدا ادا کیا اور کہا مصرعہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ نعمان تو اپنے خیمہ میں کبھی شکر کرتا ہے
کبھی خوف سے اٹھ بیٹھتا ہے ڈر کے مارے نیند نہیں آتی ہے لیکن خواجہ عمرو نے مثل پہلوان عادی اور نعمان چند
سرداروں کے سینے پر بفراغت سوار ہو ہوکے ہر ایک سردار سے زر سرخ و سفید اور جواہر لیا اور لشکر سے نکلکر اپنے
طرف چلے گئے جب وہ وقت آیا نظم دھرا گردوں نے تاج مہر سر پر ہوا روز فراخت سحر [illegible] اجالا چاندنی سے
بڑھ کے چھایا ستارے کیا قمر نے منہ چھپایا ۔ حمزہ صاحبقران نماز اور وظیفہ سے فارغ ہوکے سرداران ذی وقار
اطاعت پروردگار بجالا کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے آداب بجا لائے [illegible] اپنی جگہ پر بیٹھے
سب کے پہلے پہلوان عادی کنگل [illegible] بیان کیا حمزہ صاحبقران فرمانے لگے کہ اے پہلوان عادی
معلوم ہوتا ہے کہ شب کو تم نے کوئی خواب پریشان دیکھا ہے بعد عرض کئے پہلوان عادی، نعمان بن منذر شاہ یمنی
سرداران نامی و نامدار یعنی مالک اشدر [illegible] و بہرام گرد بن خاقان چین وغیرہ نے مطابق پہلوان عادی کے اپنا اپنا
حال بھی بیان کیا۔ حمزہ صاحبقران نے ہر ایک سردار کی زبانی ایک ہی حال سنا اسوقت صاحبقران کو تردد ہوا
اور خیال کیا کہ کچھ نہ کچھ [illegible] سردار عرض کرنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اجنہ بہت اور خبیث بکثرت ہیں اکثر سوار کہنے لگے
کہ یہ کام چوروں کا ہے پریوں کا نہیں اگر خبیثوں نے ہم سب کو تمام شب مضطر اور پریشان کیا تھا تو صندوق روپیہ اور اشرفیوں کے
کون لے گیا بس صاف ثابت ہوتا ہے کہ شب گذشتہ بہت سے چور لشکر میں آئے تھے ہر ایک کے خیمے سے زر و جواہر لیگئے
اور روح خواجہ عمرو کا بہانہ کیا ہم لوگوں نے اچھی طرح نہیں خیال کیا ورنہ چور ضرور نظر آتا ہر ایک شخص چور کو پکڑ لیتا
حمزہ صاحبقران گفتگو ہر ایک سردار کی سنا کیے جب دن گذرا اور شام ہوئی نظم ہوا مہتاب بھی اونچا فلک پر
زمین پر چاندنی چھٹکی برابر ، شب مہتاب رشک روز روشن ، ستاروں سے دوبالا تھا جوبن ، [illegible]

جہاں داماں بحرادہ میں تھا۔ بعد گذرنے نصف شب کے خواجہ عمرو بشکل عجیب بارگاہ صاحبقران میں آئے دیکھا کہ حمزہ
صاحبقران بیدار ہیں خواجہ عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ ای امیر ہاتو قیر آگاہ ہو کہ میں روح پاک عمرو ہوں
بہشت سے بیتاب بیقرار ہو کے تمہارے پاس آئی ہوں افسوس ہزار افسوس میں نے اپنی جان تمہاری بہتری اور بھلائی کے لیے
کیواسطے دیدی اور تمنے میرا فاتحہ حلوے پر دلوایا ہاتم سے یہ امید مجھکو نہ تھی صاحبقران نے اشکبار ہو کے کہا ای روح برادر
خواجہ عمرو میں نے تو واسطے فاتحہ کے بہت سا حلوا بنوایا تھا اور پہلوان عادی کے حوالے کیا تھا کہ فاتحہ دیدے شاید اسنے
فاتحہ نہ دیا ہوگا اب میں اور حلوا بنوا کے خود فاتحہ دلوا دونگا خواجہ عمرو نے کہا پہلوان عادی تمام حلوا کھا گیا اور تھوڑے
حلوے پر بھی اسنے فاتحہ دلوایا تیرہ مجھے پرواہ ہوا اب تم میرے ساتھ چلو مجھکو تمہارا فراق نہایت شاق ہے یہ کہکے عمرو نے ہاتھ اپنا
طرف حمزہ صاحبقران کے بڑھایا صاحبقران نے بازو عمرو کا پکڑ لیا اور خیال کیا کہ یہ روح خواجہ عمرو نہیں ہے کوئی
اور ہے یہ خیال کرکے حمزہ صاحبقران نے قصد گھونسا مارنے کا کیا اسوقت عمرو نے خیال کیا کہ اگر حمزہ کا گھونسا پڑ گیا
تو ای عمرو استخوان تیرے چورہ چورہ ہو جائینگے ابھی دم تیرا نکل جائیگا اس مذاق میں مفت جائیگی پس بہتر ہے کہ
جلد اپنے تئیں ظاہر کرو عمرو نے یہ خیال کرکے کہا ای عرب بیمروت خبردار خبردار دست نوردار [illegible] خدا کیواسطے
گھونسا نہ مارنا اور اگر گھونسا مار دیگا تو میرے استخوان کا پتا بھی نہ معلوم ہوگا حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے ہاتھ اپنا
روکا اور پوچھا سچ بتاؤ کون ہو خواجہ نے کہا میں عمرو ہوں امیر ہاتو قیر نے جواب دیا کہ عمرو تو مر گیا آج اسکا چالیسواں بھی ہو گیا
خواجہ عمرو نے کہا ای امیر ہاتو قیر عمرو مر نہیں گیا زندہ ہے میں عمرو ہوں یہ کہکے خواجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی
صاحبقران نے جلد تر اٹھکے اور عمرو کو پہچان کے بصد شوق اور بہزار خوشی اپنے سینے سے لگایا خواجہ نے بھی سر اپنا
جناب قدم امیر ہاتو قیر جھکایا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو اپنے پاس بٹھا کے حال پوچھا خواجہ نے کیفیت
بیس پہر کی اور حالات مفصل بیان کیے حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو سے ملے اور تمام حال سنکے نہایت خوش ہوئے
اتنی دیر میں انجم گردون پر پیدا ہوئے صدائے مرغ سحر کان میں آئی حمزہ صاحبقران نے وضو کیا بعد وضو کرنے کے
نماز سحر پڑھی خواجہ نے بھی وظیفہ سحری ادا کیا جملہ سرداران حمزہ صاحبقران بھی نماز پڑھکر بارگاہ میں حاضر ہوئے
ادائے آداب و تسلیم بجالا کر دنگلو پر بیٹھے صاحبقران نے سرداروں سے خوش ہو کر فرمایا کہ شب گذشتہ میں عجب مجھکو خوشی
ہوئی سبھوں نے [illegible] یہ تو فرمائیے کہ باعث مسرت کیا ہوا حمزہ صاحبقران نے
خواجہ عمرو کو بلایا جب سب سرداروں نے خواجہ عمرو کو دیکھا نہایت خوش ہوئے ہر ایک سردار نے خواجہ عمرو سے
معانقہ کیا اور حال پوچھا عمرو نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا سرداروں نے کہا ای خواجہ نقارہ سکندری
لائیے ہم بھی دیکھیں خواجہ عمرو نے جال سے نقارے کو کھولا اور کہا اس نقارے کی آواز چونسٹھ کوس تک جاتی ہے
یہ کہکے خواجہ عمرو نے چوب نقارے پر لگائی زمین تھرائی خفتگان خاک نے یہ خیال کیا کہ نوبت قیامت کی آئی
غرض حمزہ صاحبقران نقارہ سکندری کو دیکھکر بہت خوش ہوئے خواجہ عمرو نے نقارہ سکندری صاحبقران کو
دیا امیر ہاتو قیر نے اس نقارے کو اپنے لشکر میں رکھنے کا حکم دیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے جال و گلیم اور [illegible] اور مشکیزہ
حمزہ صاحبقران کو دکھا کر ہر ایک کا وصف بیان کیا اور کہا کہ یہ جال و گلیم اور [illegible] اور مشکیزہ حضرت [illegible]
اور جناب خضر نے مجھکو دیا ہے یہ کہکے خواجہ عمرو نے اشیائے مذکور اپنے پاس رکھے حمزہ صاحبقران وغیرہ اشیائے
نادر دیکھکر مسرور ہوئے اور اسیوقت ملبوس سیاہ کے اتارنے کا حکم کیا بمجرد حکم ہر ایک نے لباس ماتمی اتارا بحکم
امیر ہاتو قیر کے بزم عشرت آراستہ ہوئی تمام روز و شب جلسہ نشاط بصد عیش بپا رہا

داستان روانہ ہونا حمزۂ صاحبقران کا اور صحرا میں تسمہ پاؤں سے ہر ایک کا پریشان ہونا

نوردان بادیۂ ورد و نوردان منازل تحریر شب رنگ کلک کو صفحۂ قرطاس پر اس طرح دوڑاتے ہیں کہ جب فراش شب نے کوکبۂ کواکب کو بارگاہ افلاک سے بڑھایا اور نظم

دھرا گردون نے مشعل مہر سر پر	ہوا رونق فزا تخت سحر پر	آیا جاہ چاندنی سے بڑھ کے چھایا	ستارے کیا قمر نے منہ چھپایا

بزم عشرت برخاست ہوئی حمزۂ صاحبقران و سرداران صاحبقران وغیرہ نے نماز سحر پڑھی بعد نماز سحر پڑھنے کے صاحبقران نے اہل لشکر کو حکم کوچ کا دیا ہر ایک جان نثار پیادہ و سوار آمادۂ سفر ہوا لشکر میں طبل سفر چوب پڑی حمزۂ صاحبقران بصد فر و شان جانب ہندوستان روانہ ہوئے لشکر ظفر افزا و فوج نصرت موج ہمراہ رکاب صاحبقران روانہ ہوئی صاحبقران دوپہر رہروی کی راہ بھول گئے ایک ایسے بیابان پرہول میں پہونچے کہ سراسر پرخار تھا وہاں انسان کا گذرنا دشوار تھا کسی جانب سے شیران صحرا کی آواز آتی تھی کسی طرف سانپ اور اژدہے نظر آتے تھے غبار دمبدم اٹھتا تھا زمین تمازت آفتاب سے جلتی تھی ذرے ریگ صحرا کے چمکتے تھے ہوا ہے گرم چلتی تھی زمین اس درجہ حرارت آفتاب سے جلتی تھی کہ قدم رکھا جاتا تھا ایک قدم چلنا دشوار تھا حمزۂ صاحبقران نے تمازت آفتاب سے پریشان ہوکر سرداروں سے فرمایا کہ اسی جگہ خیمہ برپا کیے جائیں بمجرد حکم اسی صحرائے وحشت انگیز میں خیام استادہ ہونے لگے اور بارگاہیں برپا ہونے لگیں الغرض قاآن ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و سرداران فوج مرکبوں سے اترنے لگے ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک شخص درخت کے نیچے بیٹھا ہے ہر چند کہ خواجہ عمرو سے وہ شخص دور تھا لیکن خواجہ عمرو نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ جو آدمی زیر درخت بیٹھا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسافر ہے تھک کے زیر درخت بیٹھ گیا ہے یقیناً اسکے پاس دینار و اشرفیاں بھی ہونگی پس چلکے کسی طرح سے اس سے میوہ وغیرہ لے لینا چاہیئے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو اُس شخص کی جانب چلے جب اس آدمی کے قریب پہونچے اُس شخص نے دیکھ کر خواجہ سے کہا اے بھتیجے میرے جلد آ میں تو تیرے دیکھنے کا مدت سے مشتاق تھا آج اتفاق ہے اس صحرا میں مجھسے ملاقات ہوگئی نہیں معلوم تو کسطرح اس وادی پرخطر میں آیا مجھکو یہ یقین تھا کہ اس صحرا میں دو ایک روز میں مرجاؤنگا اور جو کچھ میرے گھر میں زر و جواہر ہے وہ کوئی غیر لے لیگا لیکن شکر خدا کا کہ تو آگیا اب امید ہوئی کہ چند روز میں تندرست ہوجاؤنگا اور مال میرا سوائے تیرے اور کوئی غیر نہ لیگا خواجہ عمرو نے جو زر و جواہر کا ذکر سنا اپنے دل میں نہایت خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ کیا اچھی ساعت سے میں چلا تھا کہ غیر مجھکو اپنا تصور کرکے زر و جواہر طلب دیتے ہیں اب کیا مجھکو ضرور ہے کہ میں بیگانگی سے انکار کروں یہ خیال کرکے خواجہ نے کہا اے چچا جان آپکا مزاج تو اچھا ہے اُس شخص نے کہا اے برادرزادہ یقین ہے کہ تو نے مجھے نہ پہچانا ہوگا کیونکہ میں بہت چھوٹا سا تجھکو چھوڑ کر سراندیپ کی طرف چلا گیا تھا جس وقت میں نے وہاں مال و زر بکثرت پیدا کیا گھر کا خیال آیا سراندیپ میں میرا دل گھبرایا کہ ایک لحظہ توقف کرنا ناگوار طبع ہوا آخر بیتابی و بیقراری دل کی وجہ سے جلد تر جہاز پر سوار ہوا جب وہ جہاز روانہ ہوا اور قریب اس صحرا کے کنارے پر پہونچا دفعتہً طوفان آیا ہوا اسے تند چلنے لگی ابر آسمان پر نمودار ہوا پانی میں جوش و خروش پیدا ہوا ناخدا گھبرایا معلم بدحواس ہوا جہاز ڈوبنے لگا میں اسی طوفان میں اپنی جان و مال کا خیال کرکے ایک صندوقچہ جواہر کا لیا بقوت تمام جست کرکے کنارے پر آیا جان تو بچی لیکن پاؤں ٹوٹ گیا میں نے دوپہر میں جنگل پاؤں کو ملا اور کچھ پتے باندھے درد تو کم ہوگیا لیکن ابھی اچھی طرح سے اٹھا نہیں جاتا ہے وہ صندوقچہ جواہر کا ایک جگہ میں نے پوشیدہ کرکے رکھدیا ہے چند روز سے اس صحرا میں سوائے نباتات کے اور کچھ میں نے نہیں کھایا اب خداوند عالم نے تجھکو بھیجا ہے تمام زر و جواہر میری برادرزادگی عمرو کے جواہر [illegible] کمین میں بجا لاؤں اس شخص نے کہا اے برادرزادہ میں چاہتا ہوں کہ تو مجھکو اس [illegible]

بچل جاؤ کہ میں وہ صندوقچہ جواہر کا لیلوں اور تجکو دیدوں پھر تو مجکو میرے مکان پر پہنچادے خواجہ عمرو ہر چند کہ عیار تھے لیکن بطمع زر و جواہر راضی ہوگئے اور تسمہ پا سے کہنے لگے کہ اب آپ میری پشت پر سوار ہوجیے وہ شخص یہ تو چاہتا ہی تھا فوراً خواجہ عمرو کی پشت پر سوار ہوا اور اپنے پاؤن کو تسمے کیطرح سے عمرو کی کمر میں خوب لپیٹا اور گھٹنوں سے ایڑ لگا کر کہنے لگا کہ اے میرے رہوار خوش رفتار اب قدم اپنا بڑھا خواجہ عمرو تسمہ پا کے فریب میں آگئے اور اسکو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے نہایت ہی پچھتائے اور قصد کیا کہ اس حرامزادے کو پشت سے گرا کر جلد بھاگیے جب عمرو اپنے ہاتھ سے اسکے پاؤن چھوڑانے لگے اسنے اور زور سے پاؤن کا تسمہ خواجہ کی کمر میں لپیٹا اور کسا اور اپنے ہاتھ سے خواجہ کے سر اور منہ پر چپتین اور تھپڑ لگانا شروع کیے اور پیٹھ پر اچکنا شروع کیا اور غصے سے کہنے لگا کہ دوڑتا نہیں ہے قدم بھی اٹھاتا نہیں ہے یہی خدمت گذاری اور نافرمانی کے عوض میں مجھسے جواہر کا صندوقچہ لیگا بغیر محنت لیے تجھے ہرگز صندوقچہ نہ دونگا بلکہ تیری جان لونگا خواجہ عمرو یہ گفتگو اس زشت خو کی سنکر ساری عیاری اور مکاری اپنی بھول گئے آخر بہ مجبوری اور ناچاری حمزہ صاحبقران کی جانب اس خیال سے دوڑے کہ حمزہ صاحبقران مجکو اس بلا سے بچا لینگے اور اس تسمہ پا کو ہلاک کرینگے جب خواجہ عمرو فرودگاہ لشکر کے قریب پہونچے عجب کیفیت نظر آئی دیکھا کہ حمزہ صاحبقران و سرداران صاحبقران وغیرہ بھی اسی مصیبت میں گرفتار ہیں بہت بڑے بہادر مجبور و ناچار ہیں اور جنکو دعوی شہسواری تھا انھیں پر ہزارہا تسمہ پا سوار ہیں جب حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو دیکھا زبان عیاری میں کہا اے خواجہ عمرو ہم جانتے تھے کہ تم اس بلا میں گرفتار نہوے ہوگے کیونکہ تم یہان سے چلے گئے تھے اور عیار بھی تھے لیکن تم بھی گرفتار مصیبت ہوگئے خواجہ عمرو نے جواب دیا اے حمزہ صاحبقران کیا آپنے یہ قول بزرگون کا نہیں سنا مصرع چون قضا آید طبیب ابلہ شود وہ انسان تقدیر کی بدی سے بذریعہ تدبیر کسی طرح بچ نہیں سکتا شعر جو پیشانی میں لکھا ہے وہ اکدن پیش آئیگا ٭ ٹالے سے نہیں ٹلتا نوشتہ کلک قدرت کا ٭ حمزہ صاحبقران نے زبان عیاری میں کہا اے خواجہ سچ کہتے ہو اگر ہمارے مقدر میں مصیبت اور گرفتاری لکھی نہوتی تو راہ بھول کے اس صحرا میں کیون آتے اور ایسے غافل کیون بیٹھتے کہ یہ تسمہ پا ہمپر سوار ہوجاتے حمزہ صاحبقران یہ کہکر خاموش ہوئے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ پہلوان عادی سب سے زیادہ مضطر اور پریشان ہے ہر چند بار بار چیختا ہے اور چلاتا ہے اور تسمہ پا سے کہتا ہے کہ اگر تجکو سوار ہونے کا شوق ہے تو میں اپنا مرکب تجھے دیتا ہون تو اس گھوڑے پر سوار ہو اور اس صحرائے پرخار اور بیابان دشوار گذار میں مرکب کو خوب دوڑا اپنی طبیعت کو بہلا گھوڑا مجھسے زیادہ تر اس میدان میں دوڑے گا تجکو شہسواری کا لطف حاصل ہوگا مجھسے دوڑا نہیں جاتا ہے تونے اس زور سے میری کمر میں اپنے پاؤن کے تسمے لپیٹے ہیں کہ کمر کو میری صدمہ پہونچتا ہے پیٹ پھٹا جاتا ہے قدم آگے نہیں اٹھتا ہے خدا کیواسطے اے تسمہ پا میرے حال پر رحم کر مجکو چھوڑ دے تیرا احسان ہوگا لیکن تسمہ پا پہلوان عادی کی منت اور خوشامد پر مطلق نظر نہیں کرتا ہے اور دوڑاتا ہے اسیطرح اور سب سوارون کا بھی حال ہے ہر ایک اسی مصیبت میں گرفتار و مبتلا ہے بعضے لشکر کے سوار تسمہ پاؤن کے سوار ہونے سے مضطر اور پریشان ہوکر روتے ہیں اکثر سوار لشکر کے نالہ و فریاد بلند کرتے ہیں تسمہ پا ہنستے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور باہم کہتے ہیں بھائیو آج اپنے اپنے گھوڑونکو خوب دوڑاؤ ذرا بھی رہوار پر رحم نہ کھاؤ صحرا کی سیر کرو مرکبون کے دوڑانے میں دیر نہ کرو ایسا دن پھر کبھی نہ آئیگا دل اسطرح کا لطف کبھی نہ اٹھائیگا آج لطف زندگی اٹھالو جانتک مرکبونکو دوڑاتا ہو دوڑالو پھر کبھی ایسے مرکب ہاتھ نہ آئینگے جب یہ سب گرکر مرجائینگے تو ہم تم انکو بصد رغبت بھونکر یا یونہیں خوب کھائینگے خواجہ عمرو یہ گفتگو تسمہ پاؤن کی سنکے خیال کرنے لگے کہ دیکھیے انجام ہم سب کا کیا ہوتا ہے خالق مطلق کی کیا مشیت ہے کیونکر ان حرامزادوں سے جان بچتی ہے یہ خیال آتے خواجہ عمرو نے

دوڑے کہ سب سے آگے نکل گئے وہ تسمہ پا جو خواجہ عمرو کی پشت پر سوار تھا بہت خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ یہ میرا مرکب سب
مرکبوں سے تیز رفتار ہے بس یہ خیال کر کے خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے مرکب تیز رو میں تجھ سے نہایت خوش ہوا خوب تیز جاتا ہے
اب تا حیات تجھے نہ چھوڑونگا ہمیشہ تجھی پر سوار ہونگا خواجہ عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ او حرامزادے کسی دم میں تجھکو زمین پر مارونگا
بس تیرے دوڑانے کا تجھ سے عوض دونگا یہ خیال کر کے خواجہ عمرو دوڑے یہانتک کہ ایک ایسے میدان میں پہونچے جہان
صدہا درخت انگور کے تھے اور ہر ایک درخت میں انگور کے خوشے بہ کثرت تھے اور ان خوشوں سے بوجہ پختہ ہونے کے عرق ٹپک
رہا ہے نیچے ان درختوں کے عرق خوشہاے انگور کا اسقدر ٹپک ٹپک کے جمع ہوا ہے کہ زمین پر جاری ہے اگر کوئی چاہے تو
گھڑے اس عرق سے بھرے اور درختان انگور پر بیل کدو کی پھیلی ہے ہزارہا کدو خشک اور تر لٹک رہے ہیں بعضے
کدو اسقدر نیچے جھکے ہوئے ہیں کہ بیچ درختان انگور ہی سے ملے ہوئے ہیں اکثر کدو خشک ہو کر گر پڑے ہیں جب خواجہ عمرو
تاک انگور کے نیچے پہونچے تسمہ پا نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے مرکب تیز رفتار جلد ایک کدو سے خشک توڑ لے اور بصورت جام کدو کو
توڑ کے بنا لے اور یہ پانی انگور کا اس کدو میں بھر لے اور تھوڑا سا مجھکو پلا دے تاکہ میں سیراب ہوکر اور زیادہ تجھکو دوڑاؤں خواجہ عمرو نے
موافق کہنے تسمہ پا کے کدو توڑ لیا اور اسے درمیان سے خالی کر کے عرق انگور بھر لیا اور بہت سی بیہوشی اسمیں ملا کے تسمہ پا سے
کہا کہ او ہو آپنے کہا کہ میرے منہ میں چند قطرے عرق کے ٹپکاؤ خواجہ عمرو نے وہ کدو تسمہ پا کے منہ سے لگا دیا تسمہ پا نے
چند قطرے جو پیے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے گھوڑے تو نے کیا اچھا عرق پلایا مجھے قلب کو میرے فرحت
حاصل ہوئی خواجہ عمرو نے کہا یہ عرق تمنے ذرا سا پیا اگر تمام عرق پی لیتے تو زیادہ تر دلکو فرحت حاصل ہوتی تسمہ پا نے
خیال کیا کہ مرکب سچ کہتا ہے یہ خیال کر کے تسمہ پا تمام عرق انگور جو کدو میں تھا پی گیا خواجہ عمرو نے اپنے دلمیں کہا او حرامزادے
اب تو بیہوش ہو کے تو کہاں بچ کے جائیگا اب عمرو تجھکو قتل کرونگا خواجہ عمرو ابھی یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ تسمہ پا نے کہا
کہ اے گھوڑے اب ٹھہر جا رہ خواجہ عمرو خوب دوڑنے لگے تھوڑی دیر میں تسمہ پا بیہوش ہو کر خواجہ عمرو کی پشت سے
زمین پر گرا ساری حرامزدگی اور شہسواری بھول گیا خواجہ عمرو نے فی الفور خنجر سے شکم اسکا چاک کیا اور شکر خدا کا کیا
بعد ہلاک کرنے تسمہ پا کے خواجہ عمرو حمزۂ صاحبقران کے قریب گئے اور کہنے لگے کہ اے حمزۂ صاحبقران
افسوس تمنے ایک کافر کی دختر پر عاشق ہو کے خون ان مسلمانوں کا اپنی گردن پر لیا اگر تم ملکہ مہرنگار پر عاشق نہوتے تو یہ لوگ
نہ آتے تو یہ سب بیچارے کیوں ہلاک ہوتے اور میں بھی اس مصیبت میں گرفتار نہوتا معلوم نہیں حشر میں تمہارا کیا حال ہوگا
دیکھیے اس سفر کا کیا انجام اور مآل ہوگا بظاہر تو یہاں سے زندہ جانا دشوار معلوم ہوتا ہے حمزۂ صاحبقران نے زبان
عیاری میں فرمایا اے خواجہ عمرو خداوند عالم ارحم الراحمین ہے میں اسکا ایک بندہ گنہگار ہوں وہ میرے گناہ معاف کریگا میں اس
صحرا میں عمداً اپنے کو نہیں لایا ہوں سہواً اس بیابان جانستان میں چلا آیا ہوں اے خواجہ اب تم دیر نہ کرو جلد مسلمانوں کی جانیں
بچانے کی کوئی تدبیر کرو ان سب تسمہ پاؤں کو قتل کرو خواجہ عمرو نے زبان عیاری میں عرض کیا میں ان تسمہ پاؤں کو ہرگز
قتل نہ کرونگا ان سب کا خون اپنی گردن پر نہ لونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ اگر تم ان تسمہ پاؤں کو ہلاک
کروگے تو فی تسمہ پا میں تمکو دو اشرفیاں دونگا خواجہ عمرو اشرفیوں کا نام سنکے خوش ہوئے اور کہنے لگے اے حمزۂ صاحبقران
لیجیے میں تمہاری خاطر سے ان تسمہ پاؤں کو ہلاک کرتا ہوں یہ کہکے خواجہ عمرو نے ہر ایک تسمہ پا کو سنگ فلاخن سے سنگسار
اور ہلاک کیا اور وہ صحرا تسمہ پاؤں کی لاشوں سے بھر دیا جب سب تسمہ پا ہلاک ہو چکے اور ہر ایک نے داخل جنت تسمہ پا سے
رہائی پائی ہر شخص نے جان تازہ پائی خصوصاً پہلوان حادی تسمہ پا سے چھوٹ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا آج مجھکو امید
جان بچنے کی نہ تھی میں تو یہ جانتا تھا کہ یہ تسمہ پا دوڑا دوڑا کر مجھکو اور سب کو ہلاک کر ڈالیں گے زندہ نہ چھوڑیں گے

افسوس صد ہزار افسوس یہین مرنا ہوگا اس صحرا مین کوئی کسی کو غسل و کفن بھی نہ دیگا قبر بھی کسی کو میسر ہوگی لیکن
شکر ہے خدا کا کہ سب کی جانین بچین اور سب تسمہ پا ہلاک ہوئے جب حمزہ صاحبقران نے تسمہ پاؤن کی ایذا رسانی سے
نجات پائی بارگاہ مین داخل ہوئے اُس شب کو اُسی جگہ مقام کیا کیونکہ جس قدر تسمہ پا تھے سب ہلاک ہو چکے تھے
اور ہر ایک شخص ایذا رسانی تسمہ پا سے خستہ تھا لشکریون مین اتنی قوت نہ تھی کہ منزل طے کرین

داستان جانا خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران کا واسطے زیارت قدمگاہ حضرت آدم کے اور تبرکات پانا اور سام بن نوح علیہ السلام کو دفن کرنا بیت

جوہرین راقمان جلالت نشان وہ لکھتے ہین اطلاع یون داستان کہ حمزہ صاحبقران مع مردمان لشکر اس صحرائے وحشت
اثر مین بعد ہلاک ہونے مردمان تسمہ پا کے مقیم ہوئے شکر خداوند کریم بجا لائے لشکری جو خوف مردمان تسمہ پا سے بھاگ
گئے تھے اور صحرا مین جا چھپے تھے وہ بھی آئے حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو بموجب قرار ہزار ہا اشرفیان دین
سردارون نے بھی موافق اپنی اپنی حیثیت کے اور لیاقت کے زر سرخ و سفید دیا اور ہر ایک خواجہ عمرو کا ممنون احسان
ہوا خواجہ عمرو نے تمام زر سرخ و سفید لیکر اپنے قبضے مین کیا جب دن گذر کے شام ہوئی اُس ہولناک صحرا مین ہر ایک کو
اور زیادہ وحشت ہوئی آخر ہزار خرابی ہر ایک نے شب بسر کی سفیدی سحر فلک پیر نمایان ہوئی تاریکی شب دور ہوئی
بیت ہوا خورشید جب مشرق سے پیدا ۔ جہان مین ہر طرف پھیلا اجالا ۔ صاحبقران نماز سحر تو پڑھ چکے تھے
سردارون کو بلا کر فرمایا یہان سے سامان کوچ کرو سردارون نے بموجب حکم سامان کوچ کیا خیمہ و خرگاہ اُٹھا بارگاہ کو لادا
گیا ہر ایک شخص آمادہ سفر ہوا طبل سفر پر چوب پڑی لشکر آگے بڑھا حمزہ صاحبقران بشوکت و شان سوار ہوکے روانہ ہوئے
اور بعد قطع راہ قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار مین عنقریب کوہ سراندیپ کے پہونچے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا بحکم
حکم مردمان لشکر ٹھہر گئے اور گھوڑون سے اُترے ملازمون نے جلد جلد خیام ایستادہ کیے بارگاہ سلیمانی برپا کی حمزہ
صاحبقران مرکب خنگ سیاہ قیطاس سے اُتر کے داخل بارگاہ ہوئے جملہ سرداران تہور شعار اپنے مرکبون سے اُترے اور
گرد راہ سراپا سے دور کرکے خیام مین راحت پذیر ہوئے لشکریون نے اپنے بستر لگائے حمزہ صاحبقران اور خواجہ
عمرو نے جو طرف صحرائے سبزہ زار کے نظر کی دیکھا عجب صحرائے سبزہ زار ہے کہ تمام دشت فرش سبزہ نوخیز سے زمرد رنگ ہے
اور گنبد فیروزہ رنگ بمقابلہ سبزہ صحرا شرمندہ ہے غزال کے صبح کو وہ سبزہ نودمیدہ بدل مرغوب ہے اور نظر دیدہ ناظر کو
وہ سبزہ فرحت بخش نہایت ہی محبوب ہے لیک این سبزہ نوخیز کی دل ناظرین کو مانند معشوق سبز رنگ کے مثل حنا پامال
کرتی ہے اور تازگی سبزہ آئینہ خاطر کو کدر سے بکثرت مصقل مسرت و فرحت زائل زنگ رنج و ملال کرتی ہے مرغ دانا جان کو وہ
سبزہ زار دام مسرت مین گرفتار کرتا ہے اور صیاد سبزہ طائر دل کو دام راحت مین اسیر کرتا ہے مرغان خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوئے چہچہے
کرتے ہین غزالان مشک خرام پری کرشمہ نازک اندام سبزہ نودمیدہ چر رہے ہین حمزہ صاحبقران اُس صحرا کو دیکھکر نہایت
خوش ہوئے پھر حمزہ صاحبقران نے مع اپنے سردارون کے اُس صحرائے سبزہ زار مین تا شام شکار کھیلا ہزار ہا جانورون
اور آہوون کا شکار کیا چونکہ حمزہ صاحبقران کوہ سراندیپ کے قریب میلے کے زمانے مین پہونچے تھے اس وجہ سے
اطراف و جوانب سے گروہ گروہ آدمی زیر کوہ سراندیپ جا کر جمع ہوتے تھے اور میلے ہونے کا یہ سبب تھا کہ یہی
تاریخ زمانہ سابق مین حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور خداوند کریم نے انکو غم و رنج سے نجات بخشی تھی اور بالائے
کوہ سراندیپ حضرت آدم علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان بھی ہے اسوجہ سے وہ زیارت کا مقام ہے غرض
دور دور سے مردم بقصد آرزو و اشتیاق آتے تھے اور زیر کوہ جمع ہوتے تھے اور بزور مین زیارت قدمگاہ آدم

کی کرتے ہیں خواجہ عمرو کو یہ حال نہ معلوم ہوا شب کو تو نہ گئے مگر بہنگام سحر صاحبقران کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے
اگر حکم ہو تو کوہ سبز ہدیپ کی سیر کر آؤں اور وہاں کے حالات سے مطلع ہوں امیر بالوقر نے فرمایا ای خواجہ عمرو سیر کوہ
سبز ہدیپ الی کرکے جلد آنا دیر نہ لگانا خواجہ نے عرض کیا میں سیر کر کے جلد چلا آؤنگا بہت جلد خواجہ عمرو روانہ ہوئے جب شہر کوہ سبز ہدیپ
میں پہنچے دیکھا کہ عمدہ آدمی جمع ہیں ہزاروں آدمی چار جانب سے چلے آتے ہیں دکانداروں کا مینا لگا ہے بیٹھے ہیں کہیں طرف حلوائی شیرین اور
چرب زبان دکانوں پر بیٹھے ہیں شیرینی انکی دکان پر ایسی نفیس و نادر چیز کے تھالوں میں رکھی ہی کہ سب شیرینی سے بھی زیادہ
شیرین ہی اور جان شیرین سے بھی عمدہ یا بہتر ہی پیڑے بوسہ شیرین لبان سے زیادہ مزے کے ہیں اور شکر پارے شیرینی ہونگے
کام و دہن کو حلاوت دینے والے ہیں حلوا اسقدر شیرین ہی کہ اگر گرسنہ بھی کھاے تو ذرا سے میں سیر ہو جاے انکی شیرینی سے
منہ بھر جاتے حلوے کا نام جان اسقدر شیرین ہی کہ جب نظر اس حلوے پر کسی کی پڑتی تھی نظر مثل مکھی کے اس حلوے سے چپٹ
جاتی تھی اور اس حلوے سے جدا نہیں ہوتی تھی جلیبیاں ایسی شیرین تھیں کہ اگر کوئی شلوان جلیبیوں کو کھاے شیرین سخن
ہو جاے برفی ایسی شیرین تھی کہ اگر کوئی ہنگام جان کنی شیرینی برفی یاد کرے تو تلخی مرگ دفع ہو جاے کبھی غزال اسقدر
شیرین تھے کہ انھوں نے شیرین دہنوں اور آہو چشموں کو اپنے دام شیرینی میں گرفتار کیا ہوا ایک طرف میوہ فروش دکانیں
لگاے بیٹھے ہیں ہر ایک میوہ انکے پاس مثل میوہ جان کے شیرین ہی ہر ایک سیب نے نخدان معشوق خوشتر ہے کہیں ہیں الفہ
رنگ و بو میں بہتر ہے اور خوشہ انگور مانند عقد پروین کے ہیں اور ترنج ایسے ہیں کہ جسطرح زنان مصر نے حضرت یوسف کے حسن و
جمال کو دیکھکر اور محو ہو کر کارد سے بجاے ترنج ہاتھ اپنے کاٹ ڈالے تھے اسی طرح حضرت یوسف بھی اگر انکو کاٹیں تو ایسے
محو ہوں کہ بعوض ترنج اپنی انگلیاں کارد سے قلم کریں شفتالو ایسے شیرین ہیں کہ جان شیرین خریداروں کی قربان ہے
کیلے بصورت ہلال ہیں مشتری بنگاہ غور دیکھ رہے ہیں نخل ایسے خوشنما اور شیرین ہیں کہ مشتریان دانا و فہیم انکے وہم
و الفت میں مبتلا ہیں دانہ اے انار رشک گوہر آبدار ہیں بہ تمنا آرزو وصل بدخشان انکا خریدار ہی اور بادام رشک چشم معشوقان قریب
نظر آتے ہیں پستے لب نازک حسینان جہان سے خوب تر ہیں کسی سمت بزاز بعد انداز فرش اطلس سرخ کا بچھاے طرح
طرح کے کپڑے لیے دکانوں پر بیٹھے ہیں ہر ایک طاقہ انکے پاس خوبی میں طاق ہی اور شہرہ آفاق ہی حسن یوسف انکی بہا
ایسا ہی کہ نقد دل سے زلیخا بھی خریدار ہوتی اور سامنے اطلس سرخ بزازوں کے اطلس سرخ سے شفق بھی خجل ہی تھان دیبا
و حریر و پرنیان کے انکے پاس ایسے نفیس ہیں کہ معشوق گلبدن انکو پسند کرتے ہیں جوہریوں کی دکانوں پر ایسے ہی کہ ثمین
باجوں کو نہایت ہی مرغوب و مطبوع ہی پرند چینی کے پاس ایسی ہی کہ طائران رنگارنگ بے اختیار انکے گلوں کو دیکھکے قریب
انکے بیٹھتے ہیں خصوصاً بلبلیں پرند چینی کے دام عشق میں گرفتار ہوتی ہیں تافتہ بوٹہ دار کے سامنے تافتہ بوٹہ دار صبح کو
صفائی حاصل نہیں ہی خریدار پارچہ خشن و باریک لے رہے ہیں دلال خریداروں کو کپڑا دلوا رہے ہیں دکاندار سے
استطرح کہتے ہیں بیت دیکھو بی بات ارے ترچھے نہو ؛ ادھر بھی نفع کا مول کرو خریدار سے سودا کرو تنا غصہ کرو
گاہک کو ناراض کرنا اچھا نہیں بنتی کا وقت دام کے دام دس پانچ گز کپڑا بیچو نفع کا اسوقت خیال نہ کرو ہمکو بھی کچھ بچے
کم نہ دینا دکاندار کہتا ہی کیوں اسقدر کلام کو طول کرتے ہو یہ تمہارے کند یا ہی اس سے کم کسی طرح نہ دونگا ذرا اس کپڑے کو
ملاحظہ کرو اور خریدار کو دکھاؤ نہایت ہی مضبوط ہی کلپ مطلق نہیں ہی کسی طرف گلفروش شگفتہ خاطر بیٹھے ہیں
دکانیں انکی تختہ ہائے بستان معلوم ہوتی ہیں کسی جانب شمع فروش سفید پوش شمعیں موم کی اور کافوری اور اگر کی بتیاں
لیے ہوے دکانوں پر بیٹھے ہیں دکانیں انکی خوشبو سے عطر سے معطر ہیں تنبولی سبز و رنگ تختوں پر بیٹھے ہیں گلوریاں
بنا بنا کر خریداروں کو دے رہے ہیں خریدار گلوریاں کھا رہے ہیں کسی جا کبابی بیٹھے ہوے ہیں سیخوں پر کباب

آ ہی جائے بلا کیونکر کٹی فرقت کی رات
دل تڑپ کر رہ گیا جب یاد آئی آپ کی
آپ کی باتوں کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال
جب کوئی بولا صدا کانوں میں آئی آپکی

کوئی عاشق زار بیتاب و بیقرار ہوکے اپنی محبوبہ سے کہہ رہا ہے شعر گرا کے نظروں سے
بے سبب یوں نہ ہول جان عمر دوں کا ۔ یہ دل وہی ہے کہ جسمیں ظالم تیری تمنا سدا رہی ہے ۔ معشوق ایک خیمہ میں

روبرو اپنے معشوق تیرے شرر کے کتا ہوں شمار
یاد نہیں آتا طپش ہو زردوں کا
دیکھو مرے دل میں یہ چھپے نہیں کیا ہیں
تدبیر تو کرتا ہوں مگر یہ نہیں کھلتے
عقدے مرے دلکے ہی تیرے بند قبا ہیں
اک برگ حنا کیا چمنستان جہاں میں
ایسے تو ہزاروں ترے پامال جفا ہیں

خواجہ عمرو یہ اشعار سنکر وہ سنتے آگے بڑھے دیکھا ایک خیمہ میں ایک مہجبین بیٹھی ہے
گرد اُس شمع رو کے پروانہ وار عشاق ہیں اور وہ نازنین سرا پا تمکین یہ غزل گا رہی ہے ۔ غزل ۔ کہو لالہ گلشن میں الکن شگوفہ گل کے بیچ

وہ قدم چلکر ملا و وفا کی میں سنبل کے بیچ
فصل گل میں گر اسیر دام ہو افسوس کیا
سیکڑوں ایسے ہیں جنمیں ہمت بلبل سے ہیچ
ایسی کھائی محبت نے سیکڑوں میں آج وصل
آرزو دستار کی گر نہیں سر سے کلمہ کے بیچ
اور ہو بستے ہونگے گلیوں میں برنگ خار خیر
چل گیا جس روز اپنا سامنے اُس گل کے بیچ
وہ کہاں تحقیق اپنی وہ کہاں تسلیم ذوق
خاک ہم سمجھیں کلام شاعر عاقل کے بیچ

خواجہ عمرو غزل نازنین کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور وہان سے بھی آگے چلے جب تھوڑی دور خواجہ عمرو آگے بڑھے دیکھا درختوں کے سایہ میں فرش بچھا ہے چند افیونی پوشاک نفیس پہنے ہوئے فرش پر بیٹھے ہیں سکے چل رہے ہیں افیون گھل رہی ہے فرش پر چھلکوں کا ڈھیر ہے مکھیاں بھنک رہی ہیں ایک افیونی حقہ پی رہا ہے جب دوسرا کوئی افیونی اُس سے حقہ مانگتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ابھی حقہ اچھی طرح میں نے پیا نہیں ہے جب میں پی لونگا تو تمکو بھی دونگا میں نے بڑی محنت سے آگ سلگائی تھی کڑوا تنبا کو بھرا ہے وہ افیونی کہتا ہے ارے حقہ چھوڑو میں نے افیون ابھی پی ہے ہوش خاک بھی نہیں ہے لو یہ لیکے حقہ لیکر خوب پیا جب کسی قدر نشہ ہوا وہ اس وقت ہوئے سلانے یاروں سے ایک قصہ شروع کیا خواجہ عمرو سنکیے آخر وہ قصہ مثل قصہ شب فرقت کے تمام ہوا خواجہ وہان سے میلے کا تماشا دیکھتے ہوئے چلے کہیں دیکھا ساقی حقہ پلا رہے ہیں کہیں کھلونے مٹی کے بک رہے ہیں بساطی دکانیں لگائے بیٹھے ہیں کہیں فقیر آبنوت کھپر لگائے پھرتے ہیں سوانگ تختوں پر سوار ہیں آگے آگے انکے ڈھول اور بانسری کچھ آدمی بجاتے ہیں سوانگ تر سول اور سیف وغیرہ نکلے ہیں اکثر اہل دولت فیلوں اور گھوڑوں اور ہاتھیوں پر سوار ہیں تماشا میلے کا دیکھ رہے ہیں میلے میں کثرت سے ہجوم کشمکش ہے راستہ چلنا دشوار ہے ہر چیز بک رہی ہے عجیب میلہ تھا یہ نقشا تھا ابیات

ہونڈے کی کنڈیریاں وہ تاب
ڈلیاں مصری کی جیسے بے آب
نظارۂ نیشکر سے دل شاد
معشوق کا جیسے قد آزاد
خوش رنگ عجب مسی کی چکیاں
پھولوں کی چمن میں جیسے کلیان
ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
ضحاک کا دل تھا جس پہ شیدا
لہراتے تھے سانپ یوں سڑک پر
جس طرح کہ ذو ذنب فلک پر
بازار میں تقفہ گو تھے اکثر
دل سے کوئی داستان بنا کر
کرتے تھے دل اہل دل کے تسخیر
جادو کی ہر اک سخن میں تاثیر

خواجہ عمرو نے تمام میلے کی کیفیت دیکھکر قصد کیا کہ پہاڑ پر جاکر قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کروں یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک مختصر سا چھپر پڑا ہے اسمیں ایک بزرگ تشریف رکھتے ہیں چہرہ انکا نورانی ہے پیشانی پر انکے نشان سجدہ ہے سر پر عمامہ ہے ہاتھ میں تسبیح ہے لب ذکر خدا میں جب خواجہ نے بزرگ موصوف کو دیکھا خیال کیا کہ یہ بیشک مسلمان ہیں اور خدا شناس ہیں ناگاہ وہ بزرگ موصوف نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اپنے پاس بلایا خواجہ نے مردم تسمہ پا کا خیال کرکے وہ جال کاندھے سے اتارا وہ بزرگ خواجہ کی اس حرکت پر مسکرائے اور پکار کر کہا اے خواجہ عمرو تم میرے پاس آؤ ڈرتے کیوں ہو میں تسمہ پا نہیں ہوں میرا نام سام ہے اور میں بیٹا حضرت نوح کا

ہوں رات شب کو مجھے بشارت ہوئی کہ تجھکو خواجہ عمرو تمہارے پاس آئینگے میں تمہارا منتظر تھا خواجہ عمرو یہ گفتگو فرزند نوح کی سنکے قریب
گئے اور سلام کیا سام نے علیکم السلام کہا پھر ایک گز نکال کے خواجہ عمرو کو دیا اور فرمایا کہ اے خواجہ اس جگہ اس گز سے
زمین گز بھر ناپ کے کھودو جو کچھ نکلے وہ تمہارا ہے خواجہ عمرو نے موافق انکے ارشاد کے گز سے زمین ناپ کر کھودی ایک لعل
بے بہا ہاتھ آیا خواجہ لعل کو دیکھ نہایت خوش ہوئے اور لعل کو اپنی کمر میں رکھکر جلد جلد زمین کو کھودنے لگے کہ بہت سے لعل
ہاتھ آویں جب بہت کھودا اور کوئی لعل نہ ملا آخر ناچار ہو کر خدمت میں سام کی گئے اور جو لعل ملا تھا دکھا کر کہا کہ یہ
لعل مجھکو ملا ہے سام نے فرمایا خواجہ عمرو اس لعل کو رکھ لو اور اب کوہ پر جاؤ قدمگاہ حضرت آدم کی زیارت کرو خواجہ عمرو
نے عرض کیا مجھکو پہاڑ پر جانے کی کوئی راہ معلوم نہیں ہوتی میں کیونکر جاؤں اور کسطرح زیارت سے مشرف ہوں حضرت سام نے
فرمایا اے خواجہ عمرو وہ جادہ جو پہاڑ پر ہے یہی راہ پہاڑ پر جانے کی ہے اگر اس جادہ سے خلاف راہ نہ جاؤگے تو ضرور قدمگاہ
حضرت آدم علیہ السلام تک پہونچ جاؤگے خواجہ عمرو یہ سنکے جانب کوہ روانہ ہوئے جب خواجہ عمرو کوہ پر گئے عجب کوہ
دیکھا کہ عقل کو حیرت ہوتی کیونکہ کیفیت صفائی میں وہ صورت نور تھا یہ جمیع عبرت وہ طور تھا جب خواجہ عمرو
قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہونچے دیکھا ایک احاطہ نہایت نفیس ہے اور اس احاطہ کے اندر ایک گلشن ہے کہ
باغ جنان بھی اس سے محجوب ہے سبزہ اور ریحان گلہائے رنگارنگ ... غنچہ ہائے شگفتہ ہیں مرغان خوش نوا درختوں پر بیٹھے ہوئے
چہچہے کر رہے ہیں بلبلیں نغمہ سرا ہیں اشجار کثرت اثمار سے جھکے ہوئے ہیں ہر ایک سرو قامت معشوق سے بہتر ہے زیر درختان
گل فرش بچھا ہوا نگاہ ہے تھالے درختوں کے پانی سے بھرے ہوئے ہیں نہر سلسبیل کے مانند جاری ہے خواجہ عمرو سیر گلشن
کر کے نہایت شگفتہ خاطر ہوئے اور آگے بڑھے دیکھا کہ سنگ سفید پر نشان قدم حضرت آدم ہے وہاں بہت سا جواہر بھی
رکھا ہے خواجہ نے نشان قدم حضرت آدم علیہ السلام کو بصد ادب چوما اور آنکھیں اپنی نشان قدم آدم علیہ السلام پر ملیں
اور وہاں کے غبار کو سرمہ سے بہتر جانکر اپنی آنکھوں میں لگایا بعد زیارت اور فاتحہ خوانی کے جواہر دیکھکر خواجہ عمرو کے
ذہن میں آیا کہ اس جواہر کو لیکر یہاں سے چلدینا چاہیے جلد حمزہ صاحبقران کے پاس پہونچنا چاہیے دادا کا مال
پوتے کو پہونچ سکتا ہے یہاں کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے یہ خیال کرکے گلیم عیاری اور تمام جواہر دونوں ہاتھوں سے سمیٹ کے
گلیم میں باندھا اور گلیم اٹھا کر بخوشی و خرمی چلے ناگاہ خواجہ نابینا ہو گئے زیادہ آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا گھبرا کے بیٹھ گئے گلیم سے
تمام جواہر اسی جگہ رکھدیا جسوقت خواجہ نے جواہر رکھدیا فوراً بینا ہو گئے خواجہ نے اٹھ کے پھر گلیم میں سب جواہر
باندھا اور اس احاطہ کے دروازہ سے جلد تر نکل جانے کا قصد کیا ہنوز در احاطہ تک نہ پہونچنے پائے تھے یکایک پھر
آنکھوں سے بینائی جاتی رہی عاجز ہو کے جواہر گلیم سے پھر ڈالدیا بمجرد جواہر رکھدینے کے پھر آنکھوں میں بصارت آگئی
خواجہ عمرو نے کثرت حرص سے پھر یہ خیال کیا کہ پہلے اس دروازے پر کوئی نشان رکھ آنا چاہیے پھر یہ جواہر لیکر چلنا چاہیے
غرض یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے کلاہ اپنی دروازے کی چوکھٹ پر رکھ دی اور جواہر کے ڈھیر کے قریب کھڑے ہوئے
دروازہ کو دروازے پر کلاہ رکھی ہوئی دکھائی دی خواجہ عمرو نے خوب خیال کرکے پھر جواہر گلیم میں سمیٹ کے باندھا اور
گلیم اٹھا کر چلے جب قریب در پہونچے پھر اندھے ہو گئے در دروازہ اور کلاہ کو ہر چند آنکھیں مل ملکر دیکھا مگر نہ دروازہ نظر آیا نہ کلاہ
دکھائی دی اسوقت خواجہ عمرو نے منہ اپنا طرف قدمگاہ کے کرکے کہا اے دادا جان آپکو تو اپنے نور نظر کو اندھا کر دینا مناسب
نہیں ہے میں تو آپکا نور نظر پارہ جگر ہوں کوئی غیر نہیں ہوں میرے حال پر رحم کیجیے یہ جواہر آپ کیا کیجیے گا مجھکو لیجانے دیجیے
بزرگوں کا مال اسباب چھوٹوں ہی کیواسطے ہوتا ہے تو ذرا میری سعادتمندی کو خیال کیجیے کہ کتنی دور سے آپکی زیارت کو
آیا ہوں پہاڑ پر مر مر کے چڑھا ہوں آپکی قدمگاہ کو میں نے بصد ادب چوما ہے آنکھوں سے لگایا ہے فاتحہ خوانی کی ہے اب مجھکو

بھی مجھ پر لازم ہے کہ میری شفقت اور سعادت مندی پر نظر کرکے اور اپنا فرزند ارجمند تصور کرکے اور خوش ہوکے یہ جواہر دیدیجیے مجھکو بولانے
دیجیے دیکھیے دادا جان مجھکو اندھا نہ کیجیے مجھکو تو یہ خیال تھا کہ آپ مجھکو مثل حضرت الیاس اور حضرت خضر کے کچھ نہ کچھ دیجیے گا میرے
دلکو خوش کیجیے گا یہ مجھکو نہ معلوم تھا کہ اتنے سے جواہر کے واسطے مجھکو اندھا کر دیجیے گا خواجہ عمرو نے ہر چند قدمگاہ حضرت آدم
کی جانب متوجہ ہوکے منت و سماجت کی اور جواہر کے بارے میں کہا لیکن آنکھوں میں بینائی نہ آئی آخر بدرجہ ناچاری و مجبوری خواجہ عمرو نے
افسوس کرکے سب جواہر رکھدینے کا قصد کیا اور یہ خیال کیا کہ دادا آدم بھی نہایت منتظم اور ہوشیار ہیں انکا مال کسی طرح ہاتھ
نہ آئیگا یہ اپنا مال مجھکو نہ دینگے نہیں معلوم کہاں رکھدینگے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے آتے پاؤں پلٹ کے قدمگاہ پر سب جواہر رکھدیا
جواہر کے رکھتے ہی آنکھوں میں روشنی آگئی بہر طور اپنا دروازہ کی چوکھٹ پر رکھا ہوا نظر آیا چونکہ نماز کا وقت آگیا تھا خواجہ عمرو نے
ملول ہوکر وضو کرکے تحیۃ نماز پڑھی بعد نماز پڑھنے کے اس مقام متبرک کو محل اجابت دعا جانکر خداوند کریم سے بگریہ وزاری اسکے
اپنی بہبودی کے دعا کی یکایک اسی عالم اشکباری اور گریہ و زاری میں خواجہ عمرو پر غفلت طاری ہوئی چشم ظاہر بین بند
ہو گئیں دیدہ باطن وا ہوئے یکایک اسی عالم غفلت میں عمرو نے دیکھا کہ کئی بزرگ جلیل القدر رفیع المکان عالی مرتبہ اولاد آدم
خاصان خدا برگزیدہ کبریا میرے بالین پر کھڑے ہیں ہر ایک بزرگ کے چہرے پر نقاب پڑا اور سب بزرگ بنظر شفقت مجھکو دیکھ
رہے ہیں انہیں سے ایک بزرگ طویل القامت نے نظر کرکے ایک جامہ دیکر فرمایا کہ اے عمرو تو اس جامہ کو پہن یہ عجیب جامہ ہے
اسکو دیو جامہ کہتے ہیں اسکے پہننے سے جمیع بلیات و آفات سے محفوظ رہیگا اور کسی طرح کا ضرر شیاطین اور خبائث وجنات سے تجھکو
نہ پہنچیگا اور اسمیں جو زنبیل ہے اگر تمام عالم کی اشیا اسمیں ڈال دیگا تو سما جاوینگی اور فوراً غائب ہو جاوینگی اور سوا اشیائے
مذکورہ بالا کے جس شے کی تجکو ضرورت ہوگی اسمیں سے نکل آئیگی علاوہ اسکے اگر تو زنبیل پر ہاتھ رکھکے کہیگا کہ دادا آدم میری شکل فلان
شخص کی صورت ہوجاوے فوراً ویسی ہی شکل تیری ہو جائیگی جیسی چاہے صورت اپنی تبدیل کرنا اور جب چاہنا اسیطرح اپنی اصل صورت پر
آجانا یہی زنبیل کا معجزہ ہے اور سوا اسکے جسکی زبان میں چاہیگا بولیگا اور ہر ایک کی زبان سمجھیگا نام میرا آدم ہے خواجہ عمرو یہ ارشاد
حضرت آدم سنکے اور دیو جامہ اسی عالم غفلت میں لیکے آداب بجا لائے اور سر اسکے قدمبوسی کے جھکایا پھر حضرت اسمٰعیل
و حضرت اسحاق اور حضرت داؤد علیہ السلام نے نظر کرکے منڈھی بخشی اور جام اور پیالہ سنگ لالی اور قطورہ زرنیقی اور تارہائے
اور گوپھن عیاری اور چار سنگین آہنی اور دو نیزہ وغیرہ اشیا مرحمت فرمائے ان اشیا کے اوصاف آگے داستانوں میں بیان کیے جاوینگے
بعد اسکے حضرت صالح پیغمبر نے خواجہ عمرو کو نظر کرکے پشت پر عمرو کی ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اب مثل تیرے نہ دوڑیگا
رہوار بھی دوڑنے میں تجھ سے مقابلہ نہ کرسکیگا اور اب تو دوڑنے میں نہ تھکیگا حضرت صالح یہ فرما رہے تھے کہ حضرت
داؤد نے لعاب دہن اپنا گلوئے عمرو پر لگا کر فرمایا کہ اے عمرو اب تیرے مثل دنیا میں کوئی شخص خوش آواز نہوگا
الحاصل خواجہ عمرو ان پیغمبروں کے نظر کردہ ہو چکے تھے اب پانچ پیغمبروں کے نظر کردہ ہوئے جب اشیائے مرقومہ پیغمبران موصوف
سے دستیاب ہوچکیں خواجہ عمرو ہوشیار ہوئے آنکھیں کھولکر جو دیکھا تو جملہ چیزیں پاس رکھی ہیں خواجہ ان اشیا کو دیکھکر
خوش خرم ہوئے اور دیو جامہ پہنکے اور جملہ اشیا زنبیل میں رکھکر پہاڑ سے اترے اور خدمت حضرت سام میں آئے اور اشیائے مذکورہ کو دکھلا کر
تمام حال بیان کیا حضرت سام نے فرمایا کہ اب تم جاؤ اور حمزہ صاحبقران کو یہاں بھیجدو تاکہ انکے مقدر میں جو کچھ ہے وہ
انکو بھی ملے خواجہ عمرو حضرت سام سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے اثنائے راہ میں امتحاناً زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہنے لگے کہ
یا دادا آدم صفی اللہ اسوقت میں زیادہ طویل القامت ہو جاؤں اور رنگ میرا توے سے بھی زیادہ سیاہ ہو جاوے اور
جبتک میں کوتاہی قامت کی درخواست نہ کروں قد میرا کم نہو اور صورت اصلی ظاہر نہو خواجہ عمرو ابھی یہ کہنے نہ پائے تھے
کہ دفعۃً قد بڑھ گیا خواجہ نے آئینہ میں جو اپنی صورت دیکھی رنگ بھی چہرے کا نہایت ہی سیاہ ایسا عجیب

نظر آیا کہ خواجہ اپنی صورت سے خود خائف ہوئے اور پھر آئینہ منہ دیکھا اور زنبیل پر جلد تر ہاتھ رکھکے کہا یا دادا آدم مجھکو اپنی صورت سے خوف معلوم ہوتا ہی اب میری اصلی صورت ہو جائے اور قد بھی جتنا تھا ویسا ہی ہو جائے بمجرد کہنے خواجہ کے قد اور رنگ خواجہ کا جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا خواجہ نے پھر آئینہ دیکھا اپنی صورت دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ میں جب چاہونگا شکل اپنی اسیطرح تبدیل کر لیا کرونگا یہ خیال کرکے اور کچھ سوچ کے خواجہ عمرو نے پھر زنبیل پر ہاتھ رکھا اور کہا ای دادا آدم صفی اللہ جیسی صورت میں چاہتا ہوں ویسی ہی صورت اور قد میرا ہو جائے بمجرد اس کہنے کے جیسی شکل خواجہ کو منظور تھی ویسی ہی صورت ہو گئی خواجہ عمرو اسی صورت سے قریب لشکر پہنچے اور ڈھکال کر بجانے لگے اہل لشکر نے دیکھا کہ ایک شخص طویل القامت سیاہ فام چھینا چھن ڈف بجاتا ہی اکثر اہل لشکر مجتمع ہو کر سننے لگے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ اہل لشکر مجتمع ہو گئے اور صدائے دلکش سے بین اُس وقت خواجہ عمرو نے ڈف پہ غزل گانی شروع کی

غزل

چھوٹ سکتی کیا نالۂ موزوں سے کر صیاد کا
آج کچھ بیت پر ارادہ ہی شب فریاد کا
کیا الگ رہتا ہو عاشق کو ملا کر خاک میں
گھر ہے گلچیں کا بسا آباد گھر صیاد کا
کیا حاجت تھی کہ رکھا ساتھ جنوں نے پاؤں
دل زمیں سے توڑنا اچھا نہیں حداد کا
شام کو جو دیکھتے ہیں صبحدم وہ کچھ نہیں
ہوں جو علم قیس کا استاد ہوں فرہاد کا
تھا وہ غمگین دو یا شکر و عیش بھی
کچھ لکھا تقدیر کا افسانہ کچھ صیاد کا
اوج سے اپنی پشیمان بہت ہیں بیداد گر
صبحدم دیکھا تھا میں نے سرخ منہ جلاد کا
یاد کیا پردہ نشیں کی اپنی عصمت کیجیے
آدمی ہوتا نہیں ممکن کسی ہمزاد کا
بابا لو آوارگی اولاد کی کرتی ہی قتل
بڑھ گیا محسن جہیں مجھ پہ صیاد کا
دیکھتا ہوں بیکسی کا اپنی ہوں تب قتل
پاسبان ہی غول بیرے خانۂ برباد کا
بیڑیاں لاتا ہی پہنانے مجھے اسی کر دیا
رو دیے ہم دیکھ کر فانی قفس صیاد کا
کیا مجھے اللہ سے تسلیم از نیک و بد
وہ صلہ ہی جو صلہ تھا بلبل ناشاد کا
ہوتے دم بھی ساتھ ہی برگشتگی تقدیر کی
چرخ بھی شاگرد ہی تیرے ستم ایجاد کا
دست گلچیں خشک ہو کر رہ گئے ہیں شاخ سے
پانی پانی ہو گئے نشتر جو کب فصاد کا
اپنی غفلت نے بھلایا دل سے عارض کا خیال
خواب کا نقشا ہو نقشا عالم ایجاد کا
منہ پہ پھٹتی ہے ہوائی اب ترے گلزار میں
شور ماتم ہو گیا نغمہ مبارکباد کا
یاد تجھ میں کی ہیں حسرت واندوہ و غم
سر نگوں پایا ہمیشہ چرخ بے بنیاد کا
بدگمان جلاد کی غیرت سے میں ہوں آب آب
آسکے لب تک مگر یارا نہ ہو فریاد کا
عشق بے تاثیر بخشی ندامت است
زخم گل شاداب ہو بیسہ نکہت برباد کا
جب لگی اگر گلے سے زخم تن خنداں ہوئے
آئینہ ہو منہ مجھے نامہربان جلاد کا
قید سے آزاد میں رنگین مزاجان چمن
ای جنوں تجھکو مبارک ہو قدم حداد کا
شعر چالیں بر پل رشتن سے نکلے داد کیا
ہر شب کے ساتھ اک جاسوس ہو ہمزاد کا
کند پایا تیرہ بختی نے کہ میں سکتی نہیں
حلق پر پھر پھر گیا منہ خنجر جلاد کا
نالوں نے کر دیا خالی گل و بلبل سے باغ
صبر آیا عندلیب آشیاں برباد کا
ای جنوں طوق و سلاسل پر کتی گلشن ڈال
خود فراموشی نے گھر ڈھا تمہاری یاد کا
مجھے دونوں یکے پشت کو میں آہ عشق
رنگ میرا ہم سفر ہی نکہت برباد کا
نالہ کیسا کہ رہی ہو گل سے بلبل باغ میں
داغ دل پر ہے متاع خانۂ برباد کا
کیا نحوست تھی جیسی کا سامنا ہو پھر ا
زخم نے پانی پیا خنجر فولاد کا
فیض محبت کو دیا دی ہو لی کیا مجال
روز و شب آنچل پہ منہ پر نالہ و فریاد کا
بخت بلبل اے میں قید قفس تجھ کو گل ای امیر
ڈھنگ سیکھی تیغ آغوش مبارکباد کا
خاک بھی ہو کر دل پر داغ ہی آتش فشاں
ہمارے الجھا ہے دامن نکہت برباد کا
وہ ہوا خواہ اسیری تھی کہ آزادی کے بعد
دم بھرے آئینہ کیونکر گو ہر امداد کا

خواجہ عمرو نے جو غزل پڑھ بہ جان جان دادو دہش سے ہی گانی بعض بعض اہل لشکر ساتہ وار جھومنے لگے اکثر لشکری ہی بیصورت ساکت ایسے محو ہوئے کہ انکو کچھ بھی دنیا کی یاد نہ رہی اکثر سوار غزل سنکے لشکر میں آئے اور حمزہ صاحبقران کی خدمت میں جاکر عرض کرنے لگے کہ اسوقت

عجب ایک ذو نواز آیا ہے کہ غلاموں نے کبھی کسی کو ایسی ذو بجاتے اور گاتے نہیں دیکھا اور نہ سنا اسکی ذو بجانے اور گانے سے
دل بے چین ہو جاتا ہے اور یہی دل چاہتا ہے کہ ہر دم اسکی آواز سنا کریں حمزہ صاحبقران نے فرمایا جاؤ اس ذو نواز کو ہمارے روبرو
لے آؤ بموجب حکم سواران لشکر گئے اور ذو نواز سے کہنے لگے کہ چل تیری تقدیر نے یاوری کی حمزہ صاحبقران نے تجھکو بلایا ہے
اگر تیرے گانے سے خوش ہونگے تو بہت تجھکو انعام دینگے تو مالا مال ہو جائیگا یہ پریشانی اور مصیبت دور ہو جائیگی ذو نواز کو
تقریر ان سواروں کی سنکے زمین سے اٹھا اور ہمراہ سواروں کے خدمت حمزہ صاحبقران میں حاضر ہوا اور آداب بجا لایا
امیر یا تو ہر صورت سب ذو نواز کی دیکھکر خیال کرنے لگے کہ اس ذو نواز کی عجب شکل ہے کہ آجتک ایسی شکل کا کوئی آدمی نہیں دیکھا علاوہ
درازی قامت کے اسقدر کالا ہے کہ زنگیوں سے بھی اسکا رنگ بہت بڑھا ہوا ہے دن کو اسکی صورت سے وحشت ہوتی ہے اگر کوئی
اس ذو نواز کو ہنگام شب دیکھے تو عجب نہیں کہ خوف سے فوراً زمین پر گر پڑے اور تڑپ کے مر جائے حمزہ صاحبقران نے
فرمایا ای ذو نواز سنتے ہیں تیری ذو بجانے اور گانے کی اپنے لشکر کے سواروں سے تعریف سنی ہے پس ہمارے سامنے ذو
بجا اور کوئی غزل عاشقانہ گا ذو نواز بموجب حکم حمزہ صاحبقران بیٹھ گیا اور ذو بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

منت احباب کی حاجت نہیں مر کر ہمیں
آرہے تھے نیند کے جھونکے تہ خنجر ہمیں
نالۂ دل ہی نہیں درد جگر ہے کس لیے
آزماتا ہے کسی بے رحم کا خنجر ہمیں
آسمان نے خاک میں آ کر ملایا بے کفن
ساتھ پھرتا ہے لیے ہر آبلہ سر پر ہمیں
گر یہی کاوش رہی تسلیم مر کر دیکھنا

نفس میت دے رہی ہے اب چشم تر ہمیں
بیخودی میں ہوش آئی کی غفلت نہیں
رکھتی ہے عمر دو روز تپ سے باہر ہمیں
چاک سینہ خستہ تن رنجا بدل فرسودہ روح
جان بھی لیکر نہ دی دو ہاتھ کی چادر ہمیں
آتشک کس ہمرہ خیال سے طینت صبح کو
قبر سے سنوائیگا نغمہ تن تا عرش ہمیں

ہنگنی کبر آرام رہنے زمین تہ تا نگاہ
اور کوئی جام بھر دے ساقی کوثر ہمیں
تیرے صدقے تجھ سے جانی ریشا غفلت
خوش بہت ہوگی زمین آغوش میں لیکر ہمیں
برہنہ پائی ادا کرتی ہے شرط رہبری
مثل شبنم عادت پرواز ہے بے پر ہمیں
جب غزل مرقوم ذو نواز سے صاحبقران

نے سنی نہایت خوش ہوئے پوچھا ای ذو نواز تیرا نام کیا ہے اور تو کس ملک کا رہنے والا ہے ذو نواز نے عرض کیا خداوند یہ
سب مجھکو محمود سیاہ تن کہتے ہیں باشندہ سرندیب کا ہوں فرمانروائے ہندوستان اکثر مجھکو اپنی بزم میں بلواتا ہے اور میرا
گانا سنتا ہے اور انعام دیتا ہے لیکن باوجود بادشاہ ہونے کے انعام ایسا نہیں دیتا کہ مستغنی ہو جاؤں اور کسی امیر اور رئیس کے در پر
نہ جاؤں خدا حضور کو سلامت رکھے مجھکو امید ہے کہ حضور فرمانروائے ہندوستان سے زیادہ انعام دینگے کیونکہ حضور قدر دان ہیں اور
عالی ہمت ہیں حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے قارون بخت سے فرمایا کہ اس ذو نواز کو اپنے ہمراہ ہمارے خزانہ میں
لیجاؤ اور اس سے کہو جسقدر زر سرخ و سفید بجست اٹھا سکے لیلے قارون بخت بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران محمود
سیاہ تن کو خزانے میں لیگیا اور کہا جسقدر زر سرخ و سفید ہر جنس سے اٹھا سکے اس خزانے سے لیجا محمود سیاہ تن نے
حمزہ صاحبقران اور قارون بخت کو دعا دیکر جال میں پر بچھایا اور جملہ صندوق زر سرخ و سفید کے خزانے سے
اٹھا اٹھا کر جال پر رکھے قارون بخت نے کہا ای محمود سیاہ تن سنتے تو تمام خزانے کے صندوق اٹھا کے لیجانے کا
قصد کیا اگر تجھ سے یہ صندوق زر سرخ و سفید کے اٹھائے نہ جائینگے اور تم ان سب صندوقوں کو اس جال میں باندھ کر
بیکار اسقدر ہوس کرتے ہو پس بموجب حکم حمزہ صاحبقران جسقدر زر سرخ و سفید تم اٹھا سکے لیجاؤ اور اپنے گھر پہنچاؤ
اور سب صندوقوں کو اٹھا کے خزانے میں رکھدو زیادہ لالچ نہ کرو محمود سیاہ تن نے کہا میں آتا ہوں یہ ہونگا جسقدر
مجھ سے اٹھ سکیگا آپ ذرا دیکھا کیجئے قبل از وقوع واقعہ خفا نہ ہو جیے اگر مجھ سے یہ سب صندوق نہ اٹھ سکینگے تو میں لیجاؤنگا
نہیں چھوڑ جاؤنگا قارون بخت نے خیال کیا کہ شاید محمود سیاہ تن دیوانہ ہے یہ خیال کرکے قارون بخت چپکے ہو رہے

محمود سیاہ تن نے کل صندوق خزانے کے زیر و بالا جال میں رکھے پھر جال کو اٹھا کے بسہولت اپنے دوش پر رکھا اور ارادہ
جانے کا کیا قارون بخت یہ حال دیکھکے نہایت متحیر ہوا اور محمود سیاہ تن کو روک کے کہا ای محمود سیاہ تن ذرا ٹھیر جاؤ
جبتک ہم آئیں تم یہان سے نہ جانا یہ کہکے اور لشکر کے سب زر ونکو واسطے رو گئے محمود سیاہ تن کے ہمین کیا بیٹا !! حمزۂ صاحبقران
کے پاس آیا اور کہنے لگا اے امیر با توقیر محمود سیاہ تن تو تمام خزانہ اپنے دوش پر اٹھا کر لیے جاتا ہے نہیں معلوم محمود سیاہ تن
جن ہے یا دیو ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے مجھکو نہایت حیرت ہے میں نے ابھی اسکو جانے نہیں دیا ہے حکم ہو تو اسکو تمام خزانہ لیجانے
دوں ورنہ اس سے چھین لوں اور نہ لیجانے دوں جب یہ گفتگو قارون بخت کی حمزۂ صاحبقران نے سنی خیال کیا
کہ یہ کام سوائے خواجہ عمرو کے اور کسی کا نہیں ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ اپنے قد کا بڑھانا بھی کہیں سیکھ کے آیا ہے
کوئی شے اسکو ایسی دستیاب ہوئی ہے کہ جسکی وجہ سے قد بلند ہو جاتا ہے اور ایسی صورت مہیب ہو جاتی ہے یہ خیال کر کے
حمزۂ صاحبقران بارگاہ سے خزانے میں تشریف لیگئے اور محمود سیاہ تن کی طرف دیکھکر کہنے لگے واہ بھائی کیا صورت
تبدیل کر کے آئے ہو ہم پہچان گئے خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنکے ہنسنے لگے اور تمام صندوق جال سے
نکال نکال کے جہاں رکھے تھے پھر رکھدیے اور زنبیل پر ہاتھ رکھکے کہنے لگے کہ اے واداہ آدم اب میری صورت جیسی تھی
ویسی ہی ہو جائے فی الفور شکل خواجہ کی جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی قارون بخت اور جملہ سردار اور لشکر کے سوار یہ کیفیت
دیکھکے نہایت متحیر ہوئے حمزۂ صاحبقران نے پوچھا ای خواجہ عمرو تم واسطے زیارت کے گئے تھے حضرت آدم علیہ السلام سے کیا کیا
اشیا تمکو ملیں خواجہ عمرو نے جو چیزیں کہ وہ سرندیپ پر پیغمبروں سے ملی تھیں وہ سب چیزیں حمزۂ صاحبقران وغیرہ کو
دکھائیں اور ہر ایک چیز کے اوصاف بیان کیے اور عرض کیا کہ اب آپکو حضرت سام بن نوح نے بلایا ہے یقین ہے کہ آپ کو بھی
میری طرح کوہ سرندیپ پر پیغمبروں سے کچھ نہ کچھ ملیگا آپ کا وہاں تشریف لیجانا بہتر اور مناسب ہے حمزۂ صاحبقران
یہ گفتگو سنکے خواجہ عمرو کی مع اپنے سرداروں کے خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی جانب روانہ ہوئے
لشکر کو اسی مقام پر چھوڑا اثنائے راہ میں حمزۂ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ ایک میدان نہایت ہی پر فضا ہے صندل
سفید اور گلاب اس میدان کی زمین میں کسی نے بکثرت ملایا ہے اور زمین کو ہموار کیا ہے اس میدان میں چمن بندی ہے ہزار ہا
گملے زنگار رنگ رکھے ہیں خوشبو سے دماغ فرحت ہوتی ہے اسی میدان میں صد ہا نال سنگی گران وزن رکھے ہیں ہزار ہا جریب
بڑے مگدر اور گرز انبار رکھے ہیں نیزہ اور بلم وغیرہ اسباب ورزش بھی موجود ہے چند آدمی ورزش گاہ کے نگہبان ہیں امیر
با توقیر نے نگہبانان ورزش گاہ سے پوچھا کہ یہ ورزش گاہ کس کی ہے انھوں نے عرض کیا خسرو ہندوستان لندھور بن
سعدان کی یہ ورزش گاہ ہے وہی یہاں کا فرمانروا ہے حمزۂ صاحبقران نے ورزش گاہ کو دیکھکر خواجہ عمرو سے کہا میرا جی
دل چاہتا ہے کہ میں بھی یہ نال اور مگدر اٹھاؤں ان نگہبانوں کو اپنی قوت دکھاؤں خواجہ عمرو نے عرض کیا بسم اللہ چاہیے
مگدر اٹھایئے زور آزمائی کیجیے خداوند عالم یہ ورزش گاہ آپکو ایسی مبارک کرے کہ لندھور کو زین فرس سے اٹھا کر اپنا
مطیع کیجیے حمزۂ صاحبقران یہ گفتگو خواجہ کی سنکے اس میدان فرحت فزا میں آئے اور مرکب سے اترکے نال و مگدر اور
گرز اٹھانے لگے ایک گرز کو حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ نہایت ہی گرانبار ہے اٹھانا اسکا دشوار ہے حمزۂ صاحبقران نے
خیال کیا کہ لندھور پہلوان زبردست اور قوی بازو معلوم ہوتا ہے جو ایسے گرانبار نال اور گرز اور مگدر اٹھاتا ہے خداوند عالم
مجھکو اس پر نصرت دے اور ہنگام مقابلہ بار آور ہو کے الغرض حمزۂ صاحبقران یہ خیال کرکے اور نال وغیرہ اٹھا کے مع اپنے سرداروں
ذی وقار کے وہاں سے آگے بڑھے اور بعد قطع راہ چلے میں پہنچے سیلے کی سیر کی اور کیفیت دیکھتے ہوئے خدمت حضرت
سام میں پہونچے سام نے انکے بجندہ پیشانی حمزۂ صاحبقران سے معانقہ کیا اور بعد مزاج پرسی کے وہی گردے کر

پ پاس اس گز سے وہ زمین ناپ سکے کو شیشہ جو کچھ آپکے مقدر میں ہوگا آپکو ملے گا جب حمزۂ صاحبقران نے بموجب
ے ناپ سکے وہ زمین کھودی ایک ایسا لعل خوش رنگ بیش بہا پایا کہ خواجہ عمرو نے جو لعل پایا تھا اُس سے بدرجہ ہا
صاحبقران وہ لعل لیکر خدمت سام میں آئے اور وہ لعل دکھایا شاہ نے فرمایا یہ مال آپکا ہے اب آپ اپنے
ر آپ کو یہ واسطے زیارت کے تشریف لیجائیے سام خداوند کریم آپکا معین و مددگار رہے جبتک اس طرف
ہوگی خسرو ہندوستان پہ فتح نہ پائیگا حمزۂ صاحبقران یہ سنکے کوہ پر تشریف لیگئے اس احاطہ میں جاکر دیکھا
گلشن ہے نرگس و یاسمن تختہ تختہ ہے گل و سنبل چمن چمن ہے اشجار میوہ دار بار اثمار سے جھکے ہیں بلبلیں نغمہ
پ ہر رنگ کے گل جو ہیں نو وارہ گلشن کی زمین ہے کہن گلزار ہے یہی پھول بھی پھل بھی کیسے کیسے شا
رن لیے ۔ حمزۂ صاحبقران نے سیر گلشن کرکے حضرت آدم علیہ السلام کی قدمگاہ کی زیارت کی
نی کے اسی جگہ نماز پڑھکے اسطرح مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرنے لگے مناجات بدرگاہ مجیب ا

سکھو دنیائے دوم — بیاد حرص با شعبدہ شش خوشم — سراپا اندرین عالم تضییعم — چو عمر فس بہ عار
کردامی معصیت بوم — کہ این نابود را فرمودہ بود — اگر بہر عبادت آفریدی — بخود انصاف کن ا زمر
ش رہبت بیگانگی ہے — جبین کردم تر قصد سجدہ گاہے — ہمہ ناکردنی کردار من شد — ہمہ ناگفتنی گفتار م
ساختے ابلیس مکار — فرستد تحفہ لاحول صد بار — منم آدم کہ اکثر عہد بستم — بیک پیمانہ صد پیمان
دز چون روز محشر — نہ اندیشہ ز دوزخ شعلہ پرور — گہے مثل دوان بت خود شکستم — گہے با نازلہائے گر
جوش بجوش بادہ ناب — گہے مست خمار نشہ ناب — گہے دل دادہ انداز ساقی — گہے محو جنون نام
اں جو ناز نینان — گہے خاک گنہگار چنان — پریشانم برنگ برگ کاہے — ز رحمت کبریا یا
ناکل پرواز گردان — برنگ شعلہ الا نار گردان — کشش رہ خضر باوہ عا کن — چو آوہ یکسان ما را
ویسے پاسے دو دیدن — رہد از سایہ من آہیدن — ز حسن این حسینان مجازی — عطا کن دیدہ ام و
گر دوگے خوبرویان — بنازارم نہ با نازنینان — بسوز و سوز عشقت آتش خاکم — برنگ شعلہ ساز و
وادی کہ محشر نام دارد — کہ ہم اندوہ و ہم آلام دارد — مکن رسوا بفضل ناصوابم — بیفگن از نظر ف
و بد مکن از من سوالے — من بیدل ندارم ہیچ حالے — ز افعالے کہ کردم شرمسارم — مجال گفتگو تا
ن از کرم ارشاد فرما — کہ این کس را سر جنت با — جب اسطرح مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات لع

صاحبقران نے کی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا اور اسیوقت ارواح انبیا کو حکم ہوا کہ جلد جاؤ اور
گزیدہ کو جو انبیا کہ واسطے اُسکے مفید ہیں سو آؤ اُدھر حمزۂ صاحبقران بر بنہ مناجات کہ غفلت طاری ہو
کا ارواح انبیا علیہم السلام کا نزول ہوا حمزۂ صاحبقران نے عالم غفلت میں یہ دیکھا کہ ایک تخت پر چند بزرگ ا
ے لائے ہیں اور میری بالین پر تشریف رکھتے ہیں ہر چند کہ سب بزرگوں کے چہرے ملے نور پر نقاب ہے لیکن
سے ساطع ہے کہ زمین سے تا افلاک تمام نور ہو آتی ہے سے اول ایک بزرگ نے نام امیر کا تو فر

بچارے دام تزویر میں اسیر ہو جاتے ہیں جب یہ گفتگو ارباب نشاط مذکورہ سے لندھور نے سنی اور انکے چہروں پر آثار ملال پائے تو ان بچاروں نے
ارباب نشاط سے مخاطب ہوکے کہا کہ اول تو یہ ذو نواز مسلمان ہے میرا نام سنکے نام دور دراز سے ہمراہ حمزہ صاحبقران میرے
ملک میں آیا ہے دوسرے یہ ذو نواز سیاح ہے اور مرد فقیر اس سبب سے مجکو ضرور ہے کہ میں اسکی عزت اور قدردانی کروں اور اسکی خاطر کی
نہ کروں اگر اسکی عزت افزائی نہ کرونگا تو جسطرح ابھی اسنے نوشیروان اور حمزہ صاحبقران کی ناقدردانی کی اور نا اتفاقی
کی مجسے شکایت کی ہے اسیطرح کہیں یہ میری بھی ناقدردانی کی شکایت کریگا شہر بشہر اور ملک ملک مجکو رسوا کریگا لندھور
ارباب نشاط سے یہ باتیں کرکے ذو نواز سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ بابا یہ ذو دیرو جو نام تمہارا ہے مرکب دو لفظوں سے ہے ایک
زدو اور دوسرے بیرو سے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تم ٹھگ یا قزاق ہو کہ انسان کو قتل کرتے ہو اور مال و اسباب لیجاتے ہو
ذو نواز نے بصد ادب عرض کیا اے بادشاہ عالی قدر ذو دیرو قارا اول تو یہ نام میرا ماں باپ نے واسطے میری درازی زندگی کے
رکھا ہے دوسرے نام میرا موافق ارشاد حضور کے مرکب دو لفظوں سے ہے ایک زدو اور دوسرے بر سے پس یہ سمجھ لینا چاہیے
کہ میں ایسی تان مارتا ہوں کہ تانسین وغیرہ سے گوے سبقت لیجاتا ہوں لندھور یہ لطیفہ ذو نواز سے سنکر بہت خوش ہوا
اور ذو نواز کا مشتاق ہوکر ذو نواز سے ذو بجانے کا اشارہ کیا اور کہا کوئی فارسی کی پہلے غزل گاؤ پھر جو تمہارا دل
چاہے گانا ذو نواز بحکم لندھور ذو کا لکر اور دہن سے ملا کر بالحان داؤدی ذیل میں یہ غزل گانے لگا غزل

ای ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدۂ	ای شمع شب افروز من از من چرا رنجیدۂ	یکشب ترا مہمان کنم تا جان و دل قربان کنم
جانے تو در چشمان کنم از من چرا رنجیدۂ	ای جانِ جانانِ من ما جمیم کہ سلطان من	یکشب بیا مہمان من از من چرا رنجیدۂ
من عاشق زار توام رنجان فادار توام	تا زندہ ام زار توام از من چرا رنجیدۂ	رنجیدۂ رنجیدۂ از من گناہے دیدۂ
دائم گنہ بخشیدۂ از من چرا رنجیدۂ	بنگر ز عشقت چون شدم سرگشتہ مجنون شدم	چون لالہ دل خون شدم از من چرا رنجیدۂ
من عاشق دیوانہ ام اندر جہان افسانہ ام	تو شمع من پروانہ ام از من چرا رنجیدۂ	گر من بمیرم در غمت خونم فتد بر گردنت
فردا بگیرم دامنت از من چرا رنجیدۂ	ای سرو خوش بالا من دلبر رعنا من	لعل لبت حلوا سعدی از من چرا رنجیدۂ
من سعدی دلخواہ تو ابری تو چون ماہ تو	من بادلخواہ تو از من چرا رنجیدۂ	جس وقت یہ غزل ختم ہو چکی ذو نواز نے

بالحان داؤدی دربار میں گائی امرا اور رؤسا اور جملہ ارباب نشاط محو ہوگئے اہل بزم مستانہ وار جھومنے لگے ارباب نشاط
جو دوں کی لے رہے تھے ایک ایک انمیں سے ذو نواز کی تعریف کرنے لگا اور لندھور تو غزل سنکے اسقدر خوش اور مسرور ہوا
کہ ذو نواز سے کہنے لگا کہ جو تم کہو وہ میں دیدوں ذو نواز نے کہا اے بادشاہ قدردان جو دل حضور کا چاہے عنایت کیجیے کیونکہ ابھی
کیا میں کہیں چلا جاتا ہوں جبتک اچھی طرح مدعائے دل حاصل نہ کرونگا نہ جاؤنگا یہ کہکر ذو نواز نے جملہ سامان دربار پر
نظر کی خصوصًا زمرد کے طاؤسوں کو دیکھکر لندھور سے کہنے لگا خداوند نعمت ان طاؤسوں کو آپنے چھوڑ دیا ہے
اگر کہیں یہ سانپ دیکھ لیں گے فورًا اڑ جاینگے سانپ کو بانسنے کھا جاینگے مجھ کو یقین ہے کہ یہ طاؤس انشاء اللہ آجینگے جو اکیطرف
اڑکے چلے جاینگے حضور کے تخت کی رونق جاتی رہیگی لہذا مناسب ہے حضور ان جانوروں کے پر کاٹ دیجیے یا پر باندھ دیجیے
اگر حکم ہو تو میں انکے پر اکھاڑ دوں انکو اڑنے سے مجبور و ناچار کردوں لندھور یہ گفتگو ذو نواز کی سنکے بہت ہنسا
اہل دربار بھی ذو نواز کی اس نئی تقریر پر مسکرائے لندھور نے بعد ہنسی کے ذو نواز سے کہا کہ اے بیوقوف یہ طاؤس
جاندار نہیں ہیں جو اڑ جاینگے یہ زمرد کے طاؤس ہیں ذو نواز یہ گفتگو سنکے اور متحیر ہوکے بے اختیار ایک طاؤس پر جاکے
ہاتھ پھیرنے لگا اور لندھور سے عرض کیا حضور یہ طاؤس نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں کسی کاریگر کے ہاتھ کے
بنائے ہوئے ہیں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سانچے میں ڈھالے ہوئے ہیں رنگ بھی انکا خوب ہے لندھور اور امرا

وزرا نے تقریر ذونواز کی سنکے اور زیادہ ہنسے لندھور نے وزرا کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ یہ شخص بے قوت اور کمال معلوم ہوتا ہے زمرد کو نہیں پہچانتا اور حال مروے واقف نہیں ہے اسوجہ سے ان طاؤس کو مثل کھلونے کے کہتا ہے لندھور نے وزرا سے گفتگو کرکے ذونواز سے اشارہ کیا کہ ایک طاؤس لیلے ذونواز نے عرض کیا ای بادشاہ عالیجاہ میری چار لڑکیاں ہیں جب میلہ ہوتا ہے تو میں ایسے ہی طاؤس اور طوطے مینا ہاتھی گھوڑے بیل ہرن شیر وغیرہ کھلونے دو دو پیسے خرید کے لیجایا کرتا ہوں لڑکیوں کو کھلونے دیدیا کرتا ہوں لڑکیاں شہر میں کھلونے توڑ ڈالتی ہیں حضور مجکو ایک طاؤس دیتے ہیں میں لیکے کیا کروں یہ کہکے ذونواز نے بربط کو اٹھاکر دہن سے لگایا اور یہ مخمس زمین گانا شروع کیا اور

بیہوشی بجالاوی وہوشیاری ہر چار طرف سے اڑانے لگا مخمس

فراق یار میں دلکو نہایت بیقراری ہی — لبونپہ جان شیرین ہے یہ تیری یادگاری ہے — یہ تم تھرے عشق میں ہو رکتا ناس
باقی جو بیران یہ نفس ہری ہے سانس — شتابی جان آؤ تم تمہاری انتظاری ہے

فقط اس آرزو سے ہر گھڑی آہ و نالہ کرتا ہوں — نکلتا دم نہیں ہے زندگی کو دن میں بھرتا ہوں — تم بن پیارے سیاہی چھا رہی ہے ہوئی رات
جیسے جل بن ماچھری تڑپھے تڑپھے جات — تمہارے عشق میں بیمار ہو کی یہ گت ہماری ہے

سزا اسکی یہ ہے پیارو سے دل میں ہمارے — تمہارے دام الفت میں بہت کچھ سہت ہارے — یہ تم پریت بڑھائے کاہے کو کم کین
نا کچھ دیکھو ہم کہیں نا کچھ لینو چھین — خطا تیری نہیں بیمار تیری قسمت ہماری ہے

اگر ہم جانتے ایسا ہرگز دل نہ دیتے — محبت جب جب کرتے تم ہم پہلے لے لیتے — جیسی تم ہم سے کری کرے نہ کوئی سنگ
سندہ آئے چھاتی بیچ کا بے سکرا انگ — تمہارے ہجر کا دلین ہمارے زخم کاری ہے

جو کچھ اب دل پہ گذرے ہی نہیں مجھسے کہا جاتا — نہیں اب داغ فرقت کا صنم مجھسے سہا جاتا — ٹوٹی ڈور پتنگ کی کون ملاوے آئے
یہ بدھنا کسن بیہ آپ آئے لگائے — اسی کو مر کہتے ہیں یہی تو فصل باری ہے

صنم اس حال فرقت کو بیان کیجیے تو کیا کیجیے — نہاں راز دل اپنا عیان کیجیے تو کیا کیجیے — کوہ ابھو ہوا جیو جرے سکے سندیس
پھیر کی ماری یوں ہوں ہر تمان ان بن ہم سنکیس — جگر میں آہ و سوزان ہے نہایت بیقراری ہے

خدا کیواسطے فرقت اب آؤ جلد تم آؤ — تم اپنا روئے روشن اب شتابی ہمکو دکھلاؤ — تم بن مرو ناقہ جی ناقہ نہیں دکھلات
ہم ہی تو اب ناقہ ہیں ناقہ تمہارے ہات — یہ تم پر جان قربان ہے تمہاری یادگاری ہے

جب یہ مخمس مرقوم ذونواز گا چکا اہل دربار کیطرف دیکھنے لگا اکثر امرا اور وزرا نے اپنی ہندی زبان کا مخمس سنکے زیادہ تر تعریف کی اور لندھور نے بھی بدرجہ کمال خوش ہوکے اور ذونواز کی تعریف کرکے کہا ای ذونواز تو نے مجکو بہت خوش کیا ہے اب مانگ کیا مانگتا ہے ذونواز نے عرض کیا ای بادشاہ گیتی ستان ابھی کیا جلدی ہے میں اکٹھا ہی طرح دونگا حضور بھی یاد کرینگے کہ کوئی ذونواز آیا تھا خوب ہی گایا مالامال ہوکر چلا گیا جو آیا ہے زود برو کے دل میں آیا وہی لیگیا یہ کہکے ذونواز نے تھوڑا بربط بجاکر جو نظر کی عجب کیفیت اہل دربار کی دیکھی بیٹھے تو قلاع بازیان کھاتے ہیں بیٹھے ستون کے مانند جھومتے ہیں آنکھیں بند ہیں لب پہ واہ واہ ہے ارباب نشاط بیٹھے ہوئے ہاتھ اپنے اٹھا اٹھاکے ناچ رہے ہیں اکثر اوندھے پڑے ہوئے ہیں بازیگر بیخبر بنے اپنے دوپٹے اور ہاتھ کرتیان وجد میں اکثر اتار ڈالی ہیں جو ہوشیار ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ لوگ جو بیہوش ہوئے ہیں صدائے زنشنے سے بیہوش ہوئے ہیں اسوجہ سے وہ لوگ چپکے بیٹھے ہوئے ہیں لندھور کو ابھی اچھی طرح بیہوشی نے اپنا اثر نہیں دکھایا ہے ذونواز نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جسطرف بیہوشی زیادہ آڑی ہے اس طرف آدمی زیادہ بیہوش ہوے ہیں اور جسطرف بیہوشی کم اڑی ہے اسطرف آدمی ابھی ہوشیار ہیں یہ خیال کرکے ذونواز نے ایک طاؤس پر

ہاتھ مارا اور جلد ترا پنی کمر میں کھو لیا لندھور نے کہا ای باباے زردہر طاوس کیوں اٹھالیا ذی فواد نے عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ ابھی طاوس سبے پر کھولے تھے اور گردن ٹو لکر اڑا چاہتا تھا میں نے خیال کیا کہ طاوس مفت اڑ جائیگا پھر ہاتھ نہ آئیگا اسوجہ سے میں نے طاوس کو پکڑ لیا اب حضور سمجھا اسکا ذکر نہ کریں کسی سے نہ کہیں چپکے بیٹھے رہیں لندھور نے مسکرا کر کہا ای باباے زردہر طاوس بڑی مال ہوا اور میں بھی چکا بیٹھا رہوں اور کچھ نہ کہوں مگر کوئی سن لے گا تو کیا ہوگا میں تو پہلے ہی تجکو طاوس دیتا تھا تو نے نہ لیا خراب اگر تم نے خوشی سے لیلیا تو میں نے بھی اس تیری حرکت مضحک کو پسند کر کے طاوس تجکو دیدیا لیکن ایسی حرکت پھر کرنا یہ کہکر لندھور خاموش ہوا اور اشارہ ذی بجانے کا کیا باباے زردہر پھر ذی اٹھا کر بجانے لگے بیہوشی زیادہ تر اڑانے لگے اور یہ غزل گانے لگے غزل

امید فیصل محشر میں کیا ہو وہ جیتے ہیں
کسے ناکام رکھے آسمان کس کی ہوس نکلے
لحد کی تختہ بندی چھپریاں کیا نکلی کھو گی
ہزاروں آشنا سے مرغ معلق قفس نکلے
شینکے خاک اپنے داغ محرومی قیامت کو
کہ میرے پاؤں بھی مجھسے آبلہ بستر میں نکلے
ستم فاحد آبادی بلبل اک تماشا ہے
ہمیشہ سینے سے اُلجھے ہوئے تار نفس نکلے
پانوں پار نے جگر تیر عمر و دروازہ گذر جائے
گریبان کفن کو پھاڑ کر دست ہوس نکلے

ذرا بھی ہو نہ تو کیا پرواز کی اپنی ہوس نکلے
وہاں سے جا کے دشمن بیان فریاد رس نکلے
میں کسکو غیر سمجھوں نا وفون اپنے ہیں جیسے ہیں
یہ وہ جامہ نہیں ہمیرے جسکی قدر میں نکلے
امیر بیضہ کی گلشن ایجاد میں قسمت
وہاں کے خار تو ملے بیان بکر ہوس نکلے
نکالیگا کوئی بلبل کا دل اس سے پیکان کو
جو دیکھا اشک گلگون سے نئے کچھ خار خس نکلے
جز بر قافلہ وہ ہوں گم ہو کر منزل بازو
ہم گلشن بجانے سے اوساقی جس نکلے
گلے مل ملکے او تسلیم کرتے خوب ہنستے ہیں

نکل سکتے نہیں جو بال اپنا بر قفس نکلے
ترا پیکان گردن خنجر میں ہوں دیکھیے کیا ہو
نہ تم نکلے جیتے جی مرے ارمان ہوس نکلے
بھلا یا محبت نے مجلس نے رنج اسیری کو
وہ بلبل ہیں مدت سے ہمیشہ قفس نکلے
نہ دو میں آپ بھی یوسف کی قسمت میں کو
جو سو میں ایک بھی نکلا تو پالکوں برس نکلے
گذری خار خار غم سے دم میرے حلق ای
ذرا چاق کو ڈھونڈھتا نگہ جرس نکلے
پڑا ہے ان سایہ کے دامن کا کر موتی
قفس سے چھوٹ کر جسم اسیران قفس نکلے

جب ذی فواد اس غزل کو گا چکا ذی کو رکھکر رنگ دربار دیکھنے لگا اسوقت اہل دربار بہت سے تو بیہوش ہو کر زمین پر پڑے ہوئے تھے بیٹھے بیہوش ہوا چاہتے تھے ارباب نشاط بیہوش ہو کر اس طرح فرش پر پڑے تھے کہ ساز ندونکے ہاتھ نازنینان خوبرو کے سینوں پر تھے کسی کے سر پر کسی کے پاؤں تھے کسیکی گردن میں کسی کا ہاتھ تھا اکثر نازنینان جوان خوبرو بدھڑکے پہلو میں پڑے ہوئے ہیں دوپٹہ کرتیاں انگیان الگ پڑی ہیں جو امراء مدہوش سا بیٹھے تھے آپس سے ایک امیر نے ایک وزیر کے عارض کو دیکھکر کہا کہ اے وزیر تم تو ذی کے اطرح محو ہوئے کہ تمکو ذرا بھی خبر نہیں آئینہ میں اپنے چہرہ کو دیکھو تمہاری ایک مونچھ پر بیاڑی کوا بڑی دیر سے بیٹھا ہے اگر تم کہو تو میں اس زاغ کو اڑا دوں وزیر نے کہا کوے کو اڑا دیجے آپکا بڑا احسان ہوگا امیر مذکور نے ہاتھ اپنا بڑھا کر وزیر کی مونچھوں پر مارا اور کچھ بال مونچھ کے نوچ کر وزیر سے کہا افسوس ہزار افسوس کوا تو حرامزادہ اڑ گیا کچھ کلیاں اسکی دم کی ہمارے ہاتھ میں رہ گئیں وزیر اس امیر کی یہ تقریر سنکے کہنے لگا کہ آپ نے خوب اسطرح کوے کو اڑا دیا اور کوے پر ہاتھ مار کر میری مونچھیں نوچ لیں خیر ابھی تو یا ہم یہ گفتگو ہو رہی تھی ناگاہ دوسرے وزیر نے لندھور سے عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ دیکھیے کثرت بارش سے ایسی سیل آگئی ہے کہ پانی یہاں تک آگیا ہے سارا مقام دربار غرق ہو گیا ہے پانی ناک تک آگیا ہے حضور جلد یہاں سے تشریف لے چلیں کہ اس پانی سے نکل جائیں چونکہ بیہوشی لندھور کے بھی دماغ میں پہونچی تھی اور بخوبی تمام نشہ ہو گیا تھا وزیر کے کہنے سے فوراً اپنے تخت پر سے پانی کا خیال کر کے کود اور گرتے ہی فرش پر بیہوش ہو گیا جو امراء و رؤساء وغیرہ بیٹھے تھے وہ سب لندھور کے اٹھانے کو اٹھے ہر ایک اٹھتے اٹھتے بیہوش ہو گیا اسوقت ذی فواد نے نعرہ کیا نعرہ عمرو عیار کہ کلاہ سر فقیر پر ہم و رنگ انداز نیرنگ بد ختر ہم

درمجلس خسروان چو گردم ساقی و تیغ و سپر و سبو و ساغر و برم دہ یہ نعرہ کرکے خواجہ عمرو نے تمام مال و اسباب دربار کا مع تخت
و طاؤس و تاج وغیرہ لیکر نذر زنبیل کیا لیکن حمزہ صاحبقران کے خوف سے کسیکو ننگا نہیں کیا جب لندھور کا ایک دری پر
ڈالکر فرش بھی اٹھاکر نذر زنبیل کیا پھر خواجہ نے ایک پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھی اے لندھور آگاہ ہو کہ بابا زود برو
بندہ خواجہ عمرو عیار نامدار حمزہ صاحبقران تمہارے دربار میں آیا تھا جال حضرت الیاس کا مارکر تمام مال و اسباب لے گیا
جب خواجہ عمرو پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھ چکے ایک ڈورے میں باندھکے لندھور کی گردن میں ڈالدیا اور دربار سے
نکلکر در دولتسرای سلطانی پر آئے دربانوں نے پوچھا کہو کیا انعام ملا خواجہ عمرو نے کہا ایک کوڑی نہیں ملی مفت اتنی دیر تک
ذلیل کیا گئے تمہارے بادشاہ نے کچھ قدردانی نہ کی یہ کہکے خواجہ عمرو وہاں سے جلد تر روانہ ہوئے اثنائے راہ میں شکل
اپنی تبدیل کر ڈالی جب بعد قطع راہ خواجہ عمرو لشکر میں پہونچے اور اپنے خیمہ میں جاکر جو کچھ مال و اسباب دربار لندھور سے
جلدی میں سمیٹکر زنبیل میں رکھلیا تھا اس مال و اسباب کو زنبیل سے نکالکر دیکھنے لگے اشیائے طلائی جنکے علیحدہ رکھے
اور نقرئی علیحدہ رکھنے لگے جواہر کو خوش ہوکے دیکھنے لگے تخت اور طاؤس مردی کو بھی دیکھکر شاد ہوئے خواجہ عمرو تو
جملہ اسباب دیکھ رہے تھے اتفاقاً حمزہ صاحبقران نے اسوقت سرداروں سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ آج جنے
دوپہر سے خواجہ عمرو کو نہیں دیکھا ہے ذرا دیکھو تو خواجہ کس فکر و تردد میں ہیں کہیں گئے ہیں یا لشکر میں ہیں اگر
لشکر میں ہوں تو جس حال سے بیٹھے ہوں اسیطرح خواجہ کو ہمارے پاس لے آؤ بموجب حکم حمزہ صاحبقران دو تین
سردار جستجو کرتے ہوئے خواجہ عمرو کے خیمے میں آئے دیکھا خیمے میں خواجہ بیٹھے ہیں کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب
خیمہ میں پھیلا ہوا ہے خواجہ عمرو مال و اسباب کو اٹھا اٹھاکے دیکھ رہے ہیں اور خوش ہوتے ہیں سردار خواجہ سے کہنے لگے
کہ اے خواجہ چلو تمکو حمزہ صاحبقران بلاتے ہیں خواجہ عمرو نے کہا اچھا میں چلتا ہوں ذرا اس مال و اسباب کو
دیکھ لوں قسم اول اور قسم دوم اور قسم سوم مال و اسباب کی علیحدہ علیحدہ کر لوں اپنے مال و اسباب کو اچھی طرح دیکھ لوں تو
چلوں سرداروں نے کہا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا ہے اور یہ حکم فرمایا ہے کہ خواجہ جسطرح سے بیٹھے ہوں اسیطرح سے لے آؤ
پس اے خواجہ اب تم مع اس مال و اسباب کے خدمت حمزہ صاحبقران میں جلد چلو تو خواجہ عمرو نے کہا تم چلو میں آؤں گا
پہلوان عادی نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے خدمت حمزہ صاحبقران میں جاکر عرض کیا کہ خواجہ عمرو اپنے خیمہ میں کروڑہا
روپیہ کا اسوقت مال و اسباب دیکھ رہے ہیں کہتے ہیں کہ میں ٹھہر کے حاضر ہونگا حمزہ صاحبقران نے جب سنا کہ خواجہ عمرو
کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب دیکھ رہے ہیں نہایت متحیر ہوئے اور اسیوقت ہمراہ پہلوان عادی کے خیمہ خواجہ عمرو میں تشریف
لائے دیکھا چراغ روشن ہے کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب روبرو رکھا ہے خواجہ عمرو ہر ایک کا کپڑے سے
گرد و غبار جھاڑ رہے ہیں اگر کوئی تار گرد و غبار کے جھاڑنے میں ٹوٹ کے زمین پر گر پڑتا ہے تو افسوس کرتے ہیں اور پھر
اس تار زر کو اٹھاکر زنبیل میں رکھ لیتے ہیں اور اگر کسی کپڑے کو پھٹا ہوا دیکھتے ہیں تو اشک آنکھوں میں بھر لاتے ہیں اور
کہتے ہیں بڑا غضب ہوا یہ کپڑا پھٹ گیا اب کاہیکو ایسا پیرہن مجکو نصیب ہوگا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے
پوچھا اے خواجہ عمرو آج یہ تخت و تاج اور یہ طاؤس مردی اور یہ فرش الماسی وغیرہ کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب
کہاں سے جاکر لے آئے کسکو لوٹ لیا کہاں سے اسقدر مال و اسباب دستیاب ہوا خواجہ عمرو نے عرض کیا اے امیر با توقیر
آج میں دربار لندھور بن سعدان میں گیا تھا لندھور بادشاہ عالی ہمت ہے اور نہایت صاحب مروت ہے اسنے مجکو
اپنے دربار میں بعزت بٹھایا اور مجھسے پوچھا تم کون ہو تمہارا کیا نام ہے میں نے کہا میرا نام خواجہ عمرو ہے میں حمزہ صاحبقران کا
برادر و جان نثار عیار ہوں اے امیر با توقیر جسوقت لندھور کو میرے نام سے آگاہی ہوئی اسوقت اسنے زیادہ تر میری

حال پر نظر عنایت کی جب مین اُس سے رخصت ہونے لگا اُسوقت آپنے یہ سب مال اسباب مجکو دیا مین لیکر یہان آیا حمزہ
صاحبقران نے ہنسکر فرمایا ای خواجہ عمرو مجکو تو ثابت ہوتا ہی کہ تنے جاکر وہان عیاری کی ہی اور یہ سب مال اسباب
عیاری کرکے وہان سے لائے ہو یہ مال اسباب ایسا نہیں ہی کہ لندھور نے تمکو دیا ہو اس مال اسباب مین تخت و تاج اور
طاؤس مرصع کا اور میز و فرش ایسا بھی ہین ہرگز عقل قبول نہین کرتی کہ لندھور نے تمکو بخوشی اپنا تخت تاج وغیرہ دیا ہو
تم جو قسمہ کتے ہو کبھی آپنے نہ دیا ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران آپ مجھ ایسے شخص کو جھوٹا تصور کرتے
ہین بھلا مین کبھی جھوٹ بولا ہون جو آج آپ مجکو دروغ گو تصور کرتے ہین حمزہ صاحبقران نے ہنسکے فرمایا تم بڑے راستگو ہو تمہارا
مثل و نظیر نہین تمنے کبھی جھوٹ نہین بولا اُسوقت تو نہین لیکن ہمکو تمہاری دروغگوئی اور راستگوئی کا حال بخوبی معلوم ہو جائیگا
حمزہ صاحبقران نے یہ کہکر فرمایا ای پہلوان عادی اس مال اسباب کو بالفعل تم اپنے تحت مین رکھو لندھور سے
اس مال و اسباب کے بارے مین حال دریافت کیا جائیگا اگر آپنے خواجہ کو نہین دیا ہی تو کل مال اسباب آپکو دیا جائیگا
اگر فی الحقیقت آپنے خواجہ عمرو کو یہ سب اسباب دیا ہی تو پھر خواجہ کو دیدیا جاویگا یہ گفتگو سے حمزہ صاحبقران
پہلوان عادی اور خواجہ عمرو نے سنی چہرہ خواجہ کا صدمہ سے متغیر ہوگیا اوس متفکر ہوگئے جناب ہیبت قرار ہوکر قصد کیا
کہ جال حضرت الیاس کا مارکر تمام مال اسباب مذکور زنبیل کرلیجے پہلوان عادی کو چھونے بھی نہ دیجے نہین معلوم انجام اس مال و
اسباب کا کیا ہو یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جال دوش سے اُتارا اور قصد جال ڈالنے کا کیا پہلوان عادی نے حسب ارشاد
حمزہ صاحبقران ہاتھ خواجہ عمرو کا پکڑ لیا اور تمام مال اسباب پر اپنا قبضہ کیا اُسوقت خواجہ عمرو نے بہت بیتاب
ہوکے حمزہ صاحبقران سے کہا ای امیر با توقیر اگر میرے مال اسباب سے ایک تار بھی کم ہو جائیگا یا کوئی لے لیگا تو مین آپسے
لونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ تم اس مال اسباب کی ایک فرد لکھو اگر لندھور نے یہ اسباب تمکو دیا ہی
تو موافق فرد کے لے لینا خواجہ عمرو نے بدرجہ لاچاری و مجبوری فرد جملہ مال اسباب کی لکھی حمزہ صاحبقران فرد
خواجہ عمرو لیکر اپنے پاس رکھی اور کل مال اسباب مذکور پہلوان عادی کے حوالے کرکے اور خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ
لیکے بارگاہ مین آئے اور جملہ سرداروں سے مخاطب ہوکر اور ہنسکر فرمایا آج لشکر کے سواروں سے کہدیا جاوے
کہ خواجہ عمرو کی بخوبی نگہبانی کرین اور نہایت ہوشیار اور خبردار رہین عجب نہین ہی کہ آج خواجہ عمرو بھاگ جاوین سرداروں نے بھی
لشکر کے عرض کیا سواروں سے ابھی کہدیا جائیگا کہ خواجہ عمرو کی نگہبانی کرین کہین جانے نہ دین خواجہ عمرو نے یہ گفتگو
سنکے کہا یہ کس جرم پر سواران لشکر مجکو کہین جانے نہ دینگے اور میری نگہبانی کرینگے مین نے کیا تقصیر کی ہی کسکو مین نے مار ڈالا ہی
کسکا مجکو خوف ہی کہ مین بھاگ جاؤنگا حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ تمنے یہ خطا کی ہی کہ لندھور والی ہندوستان کا
مال اسباب عیاری کرکے لے آئے ہو اب اُسکے خوف سے ضرور بھاگ جاؤگے اسوجہ سے ہمارے حکم سے تمہاری نگہبانی
کرینگے کہین تمکو جانے نہ دینگے تاوقتیکہ اس مال اسباب کے بارے مین تحقیقات کامل نہوگی خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزہ
صاحبقران کی سنکے اور مال و اسباب کا خیال کرکے نہایت متفکر اور متردد ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ ای خواجہ
اگر لندھور نے یہ مال اسباب لیلیا تو مین تباہ اور برباد ہو جاؤنگا پھر ایسی دولت کہان پاؤنگا کروڑہا روپیہ کی
دولت ہی جو مین تو اس دولت کے صدمہ مین مر جاؤنگا کبھی جانبر نہونگا اے افسوس مینے زنبیل سے یہ سب مال و
اسباب باہر نکالا بیکار تمام مال نکال کے دکھایا بھلا واسطے مین کیا جانتا تھا کہ اس عرب بیمروت کو خبر ہو جائیگی اور یہ مال
میرے ہاتھ سے مفت جاتا رہیگا اگر مین زنبیل سے اس مال کو نہ نکالتا تو کاہیکو اسباب کے چھن جانے کا صدمہ عظیم
ہوتا دیکھیے اب اس مال اسباب کا انجام کار کیا ہوتا ہی لندھور دیگا یا مجکو دیگا بظاہر تو معلوم ہوتا ہی کہ لندھور

جگہ نہ دیگا کیونکہ کرور ہا روپیہ کا مال اسباب ہے اگر دس بیس ہزار کا اسباب ہوتا تو امید ہوتی کہ شاید لندھور مجھی کو دیدے اور
خود نے یہ مال تو کرور ہا روپیہ کا ہے مجکو کاہیکو دیگا بلکہ یہ یقین ہے کہ جسوقت لندھور یہ مال و دولت پائیگا نہایت خوش ہوگا
غرضکہ اے خواجہ عمرو تمنے بڑی نادانی کی تمکو زنبیل سے مال و اسباب نکالکر دینا مناسب تھا خواجہ عمرو نے جب یہ خیالات
کیے شکم مین قراقر ہونے لگا مجبور ہوکر حمزہ صاحبقران سے عرض کرنے لگے میرے پیٹ مین درد ہوتا ہے بیت الخلا مین جاتا ہون
صاحبقران مسکرائے اور فرمایا اے خواجہ عمرو تمنے بیگانے مال و اسباب کے واسطے رنج و ملال کیا کہ نوبت اس حال کی پہونچی
خواجہ نے عرض کیا کیا کسی کے پیٹ مین درد نہین ہوتا ہے اگر میرے پیٹ مین درد اسوقت کسی وجہ سے ہوتا ہے تو آپ
ہنستے ہین خواجہ عمرو یہ کہکے بیت الخلا مین گئے بیٹھتے ہی خواجہ کو دست آیا بعد طہارت خواجہ حمزہ صاحبقران
کی خدمت مین آئے تھوڑی دیر کے بعد پھر ضرورت بیت الخلا مین جانے کی ہوئی اسی طرح تمام شب خواجہ
عمرو کی کیفیت رہی

داستان جانا پہلوان عادی کا دربار لندھور مین نامہ اور تحائف اور تخت و تاج لیکر

راویان خوش تقریر بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو نے مال و اسباب کے ملنے نہ ملنے کی فکر مین ہزار صدمہ و محن وہ
شب بسر کی اور وہ وقت آیا مطابق اشعار سحر پردہ شب سے باعز و جاہ • عیان جب ہوا مہر زرین کلاہ • نمایان
ہوئی جانب آسمان • سپیدی سحر کی بصد عز و شان • حمزہ صاحبقران نے بعد پڑھنے نماز سحر کے واسطے دریافت
کرنے احوال مال و اسباب کے ایک نامہ سیف ذوالیدین سے لکھوایا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے شیر بیشہ بہادری
و اے ہزبر نیستان دلاوری بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان بعد سلام کے واضح ہو کہ مین بموجب حکم
نوشیروان بطلب خراج ہندوستان آیا ہون اور دریا تک پہونچا ہون چونکہ روز جنگ جنگ اور روز آشتی آشتی لازم ہے بسبب
اسوجہ سے ہمنے یہ نامہ محبت شمامہ لکھا ہے فی الحال مجکو معلوم ہوا ہے کہ خواجہ عمرو عیار تمہارے دربار مین گئے اور جملہ مال
اسباب تمہارا دربار سے لیکر آئے انکا تو یہ بیان ہے کہ بادشاہ ہندوستان نے مجکو یہ مال و اسباب بخوشی دیا ہے لیکن مجکو
بخوبی یقین نہین ہے اس سبب سے یہ مال اسباب مع چند تحائف بدست پہلوان عادی روانہ کیا جاتا ہے چاہیے کہ تحائف
قبول کرکے نسبت مال اسباب مذکور سے اطلاع دو کہ فی الحقیقت یہ مال و اسباب تمنے خواجہ عمرو کو دیا ہے یا نہین اگر خواجہ
بعیاری لے آئے ہون تو یہ مال و اسباب لو مین خواجہ عمرو کو اس گستاخی کی سزاے معقول دونگا فقط زیادہ والسلام جب
یہ نامہ حمزہ صاحبقران لکھوا چکے پہلوان عادی کو بلاکر فرمایا کہ یہ نامہ اور یہ تحائف اور جملہ مال اسباب جو ہمنے تمہارے
حوالے کیا تھا لندھور کے پاس لیجاؤ اور بہ جمعیت بارہ ہزار سوار مع اپنے بھائیون کے جاؤ پہلوان عادی موافق حکم
حمزہ صاحبقران نامہ و تحائف اور جملہ اسباب مذکور لیکر مع اپنے بھائیون اور بارہ ہزار سواران جرار کے اسیوقت روانہ ہوا
اب حال لندھور کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب صبح ہوئی اور بیہوشی دفع ہوئی لندھور ہوشیار ہوا اور اہل دربار سے پوچھنے لگا کہ
یہ کیا واقعہ ہوا تخت و تاج وغیرہ کون لیگیا بابا ے زرد و برد کہان گیا اہل دربار نے عرض کی حضور ہم الیسی خواب سے غافل ہوئے
کہ ابھی ہوشیار ہوئے ہمکو کچھ حال نہین معلوم ہے کہ تخت و تاج اور مال و اسباب دربار حضور سے کون لیگیا اور بابا ے زرد و برد
کہان گیا لندھور یہ تقریر اہل دربار کی سنکے اور زیادہ متحیر ہوا ناگاہ اپنی گردن مین ایک پرچہ قرطاس بندھا ہوا دیکھا
جب اس پرچہ قرطاس کو پڑھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران بابا ے زرد و برد بنکر آئے تھے ذ بجاکر
کسی تدبیر سے سب کو بیہوش کرکے تمام اسباب و رباب لے گئے لندھور پرچہ مذکور پڑھکے برہم ہوا کہ ایک جاسوس بھاگا دربار

آکے ٹھہرے اور بعد ادب اسطرح دعا و ثناے شاہی بجالائے اور عرض کرنے لگے | | اورنگ نشین تخت اقبال

ہنگامہ فروز جاہ و جلال	جسم مرتبہ ہمسر سلیمان	قیصر ہو غلام بندہ خاقان	ظاہر ہو فروغ افسر تخت
خورشید تو چتر ہو فلک تخت	جھک جائے زمانہ بہر تسلیم	ہو زیر نگین تمام اقلیم	شہریار رعایا کی عمر و دولت

روز بروز افزون ہو دشمن ہمیشہ ذلیل و نگون رہے دل شہریار ہمیشہ مسرور و شاد رہے عاصمہ ملک تباہ و برباد رہے غلامون نے
سنا ہے کہ حمزۂ صاحبقران سے پہلوان عادی حاکم قلعہ تنگ دوال شریک ہے بھائی کو کچھ تکلیف دے کر اور
کچھ مال و اسباب ورسی ہمراہ لیکے مع بارہ ہزار سواروں کے حضور کی خدمت میں روانہ کیا ہے پہلوان عادی تھوڑی دیر میں
حاضر خدمت حضور ہوا چاہتا ہے باقی خیریت ہے جو اس نے عرض کرکے چلے گئے لندھور نے امرا و وزرا سے مخاطب ہو کر حکم
دیا جلد تر دربار آراستہ ہو بمجرد حکم لندھور کے وزرا امرا نے دربار کو از سر نو آراستہ کیا فرش نفیس بچھوایا تخت شاہی بچھایا
ہزارہا کرسیاں جواہر نگار تخت کے یمین و یسار رکھی گئیں صدہا ہزارہا دنگل وغیرہ بچھائے گئے علاوہ اسکے انواع و
اقسام کے سامان زیب و زینت دربار میں کیے گئے جب دربار بخوبی آراستہ ہو چکا لندھور تاج شاہی سر پر رکھکے سلطنت پر
جلوا فرما ہوا امرا اور وزرا وغیرہ علی قدر مراتب کرسیوں پر لباس فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھے جب لندھور
سریر شاہی پر جلوہ فرما ہو چکا اسوقت لندھور نے شیبال ہندی لے عم امارت سے مخاطب ہو کر کہا کہ پہلوان عادی
برادر حمزۂ صاحبقران آتا ہے آپ چند سرداران نامی کو واسطے استقبال کے روانہ فرمائیں تاکہ سرداران مذکور بعزت
و حرمت پہلوان عادی کا استقبال کرکے یہاں لے آئیں شیبال ہندی نے فی الفور سرداران پر وقار و نامدار کو
برائے استقبال پہلوان عادی روانہ کیا سرداران نامدار گھوڑوں پر سوار ہوکے مع دس ہزار سواران تہور شعار
روانہ ہوئے ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعد انتقال سلطان سعدان بوجہ خورد سالی لندھور کے شیبال ہندی
تخت سلطنت پر بیٹھا تھا اور مثل اپنے برادر سعدان کے حکمرانی کرتا تھا لیکن جس زمانے سے لندھور نے قصر لاجوردی سے
اسلحہ اور خزانہ اور فیل سیمونہ بقوت بازو اور بہ یاوری اقبال پایا ہے شیبال ہندی تخت سے اتر لندھور کو
تخت پر بٹھا دیا ہے لندھور سلطنت و حکومت کرتا ہے شیبال ہرچند چچا لندھور کا ہے اور بزرگ ہے لیکن اطاعت لندھور کی
کرتا ہے لندھور ہر ایک امر میں اکثر شیبال سے مشورہ کرتا ہے جس کام کے واسطے کہتا ہے شیبال فی الفور تعمیل حکم کرتا ہے جیسا کہ
قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ لندھور نے شیبال سے کہا اور شیبال ہندی نے سرداروں کو برائے استقبال پہلوان عادی
روانہ کیا ہے چنانچہ سرداران نے بعد گرد و فرود سلطانی سے دو فرسخ جاکر پہلوان عادی کا استقبال کیا اور پہلوان عادی کو
بعد عزت و حرمت اپنے ہمراہ لیکر قریب و لقا سے لندھور پہونچے ہمراہیان پہلوان عادی سمیت جو قصر شاہی کی

در صفت و کیفیت اشعار	رفعت قصر سلی اسطرح آئی نظر	تا رگ عرش برین زیر ستر سایہ بان
خاک ہو بوسہ میسر آستان پاک کا	پستی گاؤ زمین ہے اوج فرق فرقدان	کھینچتے ہیں آئینہ جو اپنی نشہ غلمان حور
ہو گیا ہے سرمہ تر میں غبار آستان	عالم علوی سے اسکی انتہی ہے پوچھیے	گرد پھرتے ہیں شمع کے لیے ہے سما
اسقدر رکھنے لیے غیرت وقت سحری	چپے تا افزنگاہ خلق ہے باغ جنان	کیا صفا ہیں در و دیوار جسکے سامنے
دیکھ لیتا ہے بشر سب لگے ہمراز نہان	چرخ پر حکم قضا سے ہے زمین و عرفا	صورت محراب جاتی ہے جبین کہکشان

جب سرداران لشکر لندھور پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو اپنے ساتھ لیکر دربار شاہ لندھور بن سعدان
میں پہونچے عادی نے لندھور کو دیکھا شعر جلوہ فرما تخت پر دربار میں ہے اسطرح شمع روشن جسطرح محفل میں ہے قالب میں جان جیسے
پہلوان عادی دربار میں پہونچا اسوقت بحکم لندھور اکثر سرداران پر وقار برائے تعظیم پہلوان عادی کرسیوں و رنگوں سے
اٹھ کھڑے ہوئے پہلوان عادی نے موافق قاعدہ اسلام سلام کیا لندھور پہلوان عادی سے سر تا پیر

نظر کرکے نہایت متحیر ہوا خیال کرنے لگا کہ یہ انسان کا ہیکل ہے یا کیا دیو ہے نہیں معلوم اس شخص میں کسقدر قوت و طاقت ہوگی اور ایسے ہی جوان قوی ہیکل حمزہ صاحبقران بھی ہونگے پہلوان عادی کی والدہ کا دودھ حمزہ صاحبقران نے بھی پیا ہے لندھور نے یہ خیال کرکے پہلوان عادی کو بصد عزت دست راست جانب دست اپنے قریب ڈنگل پر بٹھایا جب پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی ڈنگلوں پر بیٹھے جملہ اہل دربار نے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو بغور دیکھکر باہم یہ کہا اشعار

تیغ انکی گر میان عرصہ رستم سے ملے
لطف یاد ہے عدو زادہ ہو پیلتن جان

گرچہ یہ دیکھیں نگاہ قہر سے سوئے عدو
آئے کوسوں بھر استقبال شور الامان

عاقبت پیدا کرے تاثیر برگ ناگہان
پشت دشمن پر اگر پڑ جائے سایہ تیغ کا

پہلوان عادی و برادران پہلوان عادی نے اہل دربار کی جانب نظر کی دیکھا کہ ہزارہا امرا اور رؤسائے عالی وقار جواہر نگار کرسیوں پر بیٹھے ہیں وزرائے نیک خصال حاضر ہیں حکمائے حاذق ت بقراط و ارسطو بیٹھے ہیں اور صدہا پہلوانان جنگجو آتشخو رشک سام و نریمان بھی ڈنگلوں پر بیٹھے ہیں چہروں سے انکے آثار دلیری و جوانمردی عیان ہے دربار مثل دربار سلاطین اولوالعزم کے آراستہ ہے لندھور تخت سلطنت پر بہزار شوکت و شان بیٹھا ہے رعب و سطوت و شجاعت و دانائی اس طرح چہرے سے ظاہر ہے اشعار

قوت دو دنا جو ہو اگر اسکی حاجت

روباہ بھی ہو شیر نیستان کے برابر
کیا خوف سیاست ہے کہ بجلی بھی تڑپ کر
دیکھے میں ورق دفتر دوران کے برابر
کھینچے صف اعدا میں جو ہنگام وغا تیغ
تن پر سر ہو جو سر پیکان کے برابر

دانش میں فراست میں فلاطون ہو کر اقبال
جھک نہ کبھی فر میں دہقان کے برابر
قوت میں شجاعت میں فن تیغ زنی میں
دریا ہو رواں خون کا طوفان کے برابر

دونوں میں بیان طفل دبستان کے برابر
عالم میں بجا در کوئی ایسا نہیں آتا
رستم سے فزون سام و نریمان کے برابر
حاسد کو اگر چاہے گرفتار جراحت

پہلوان عادی و برادر پہلوان عادی ابھی ہیئت اہل دربار و جانب لندھور بتامل دیکھ رہے تھے کہ یکایک لندھور نے حکم کیا کہ ساقیان مہ رخسار جلد شیشہ و جام لیکر حاضر ہوں بمجرد حکم ساقیان گلبدن غنچہ دہن کشتیاں شراب ناب کی لیکر حاضر ہوئے دل سے تاب جام میں بھر کے ایک ساقی خوشرو روبروئے لندھور بصد ادب لیگیا لندھور نے جام دست ساقی سے لیکر شراب پی پھر ساقیان سیمیں ساقی شہرۂ آفاق نے بحکم لندھور جملہ اہل دربار کو بعشوہ و ناز و ادا ساغر صہبا دینا شروع کیا اہل دربار بادہ کشی کرنے لگے جب ساقیان گل اندام پاس بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان پہلوان عادی و برادر پہلوان عادی کے جام و ساغر مئے گلرنگ سے بھر بھر کے لائے پہلوان عادی وغیرہ نے عذر کیا اور شراب نہ پی جب ساقیان گلعذار لندھور اور امرا وزرائے لندھور وغیرہ کو شراب پلا چکے اور دماغ لندھور کا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت لندھور پہلوان عادی کی طرف مخاطب ہوا پہلوان عادی نے نامہ حمزہ صاحبقران کا دیکر وہ تحائف پیش کیے اور جملہ مال و اسباب بھی روبرو رکھا اور کہا کہ حمزہ صاحبقران کو آپکی ملاقات کا از حد اشتیاق ہے لندھور نے تحائف دیکھا اور گفتگو پہلوان عادی کی سنکے نامہ منشی کو دیا منشی نے نامہ کو باواز بلند پڑھا لندھور مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر خیال کرنے لگا کہ اگر یہ مال و اسباب جو خواجہ عمرو لیگئے تھے لے لیتا ہوں تو باعث میری رسوائی کا ہے لندھور نے یہ خیال کرکے پہلوان عادی سے کہا کہ یہ تحائف تو میں نے لے لیے لیکن یہ مال و اسباب تم لیجاؤ ہماری طرف سے بعد سلام اور اشتیاق ملاقات کے حمزہ صاحبقران سے گذارش کرنا کہ یہ مال و اسباب خواجہ عمرو کو دے دیجیے اور یہی تصور فرمائیے کہ قبل ہی ایسکے میں نے مال ان کو بخواجہ کی ذرہ نوازی سے خوش ہوکر دے دیا تھا افسوس خواجہ عمرو جو چلے گئے اور شکل اصلی اپنی ہمکو نہ دکھلا گئے ہمکو انکی اصلی صورت دیکھنے کا اشتیاق ہے لہذا آپ خواجہ عمرو کو ہمارے پاس بھیجئے

لندھور نے یہ کہکے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو خلعت دیے چونکہ لندھور بادشاہ ہندوستان اور پہلوان
عادی صرف قلعہ تنگ روحل کا مالک تھا اکثر قزاقی کیا کرتا تھا اسوجہ سے خلعت لینے سے انکار نہ کر سکا جب لندھور
خلعت دے چکا اسوقت لندھور نے تحائف ہندوستان کے پہلوان عادی کو دیے اور کہا کہ یہ تحائف ہندوستان کے
ہماری جانب سے حمزہ صاحبقران کو دینا اور کہنا کہ مجکو بھی آپ کے خلق و مروت کے سبب سے آپ سے ملاقات کرنے کا
از حد اشتیاق ہے مگر بالفعل میرا آنا نہیں ہو سکتا ہے یہ کہکے لندھور نے عادی کو رخصت کیا پہلوان عادی تحائف
ہندوستان کے لیکر اور وہ مال اسباب بھی لیکر مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوا اور بعد قطع راہ حمزہ صاحبقران
کی خدمت میں حاضر ہوا اور تحائف دیکر تمام حال بارہا رحال خلق و مروت لندھور بیان کیا اور جو کچھ لندھور نے کہا تھا
وہ بھی عرض کیا حمزہ صاحبقران حال خلق و مروت لندھور کا سنکے خوش ہوئے خواجہ عمرو کے چہرہ پر رونق آئی صدمہ الم
دل سے دور ہوا اور خوش ہو کر تمام مال اسباب حسب فرد کے مطابق پہلوان عادی سے لیکر بدرزنبیل کیا اور حمزہ صاحبقران سے
عرض کیا کہ جو کچھ میں نے التماس کیا تھا وہی آپ پر ظاہر ہوا حمزہ صاحبقران نے جواب دیا اے خواجہ لندھور بادشاہ
عالی ہمت ہے آنے نام تمہارے ہلاک ہو جانے کے خیال سے منظور نہ کیا کہ اس مال اسباب کو تمسے لیلے بس اسی وجہ سے
تمکو دیدیا ہے اور تمکو بلایا ہے تمہاری صورت اصلی دیکھنے کا مشتاق ہے اب تمکو مناسب ہے کہ دربار لندھور میں جاؤ اور اپنی
صورت اصلی اسکو دکھاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے امیر یا توقیر ایک مرتبہ میں گیا تھا تو آپنے یہ فرمایا کہ تم وہاں سے مال و
اسباب عیاری کر کے آئے ہو اگر اب جاؤنگا تو نہیں معلوم کیا ہوگا میں ہرگز نہ جاؤنگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا
اب تو تمہیں جانا ضرور لازم ہے کیونکہ لندھور نے باشتیاق تمام تمہیں بلایا ہے خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران
کی سنکے خاموش ہو رہے دل میں خیال کرنے لگے کہ لندھور نہایت مروت و معقول ہے آنے تمام مال و اسباب مجکو
دے دیا اور کہلا بھیجا کہ میں نے یہ اسباب خواجہ کو دیا تھا اب پھر ضرور اسکے دربار میں جاؤنگا

داستان جانا خواجہ عمرو کا دربار لندھور میں اور عیاری کرنا اور آنا لندھور غضبناک ہو کر بارگاہ امیر یا توقیر میں اور عمرو کو لیجانا

تاجران ملک نغمہ خوانی و سوداگران اقلیم خوش بیانی اس در آبدار داستان کو بہ ناظرین ذی کمال مشتریان عالیم مثال
درج دہن سے اسطرح نکالتے ہیں کہ جب سیاہی شب کو کارو چرخ نے فلک کیا ابیات ہوا مشرق کی جانب آسمان لال
نظر آیا شفق کا رنگ خوش حال ہوا مشرق سے پیدا شعلۂ نور ضیا شائع ہوئی نزدیک اور دور صبحدم امیر یا توقیر
نے نماز پڑھکے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ لندھور تمہارے دیکھنے کا مشتاق ہے آج تم اسکے پاس چلے جاؤ
اپنی اصلی صورت کو دکھا آؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزہ صاحبقران میں اس حال پریشان سے لندھور کے
دربار میں کیونکر جاؤں لباس نفیس میرے پاس نہیں ہے اور میں آپ کا بھائی مشہور ہوں جب لندھور مجکو
اس حال پریشان سے دیکھے گا تو باعث میری اور آپکی ذلت کا ہوگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ زنبیل سے
نکال کے لباس فاخرہ کیوں نہیں پہنتے خواجہ عمرو نے عرض کیا جو کچھ مال زنبیل میں ہے وہ دادا کے قبضے میں ہے دادا نے
دادا آدم کو دیدیا ہے اب آپ سے مانگنے کو دل نہیں چاہتا ہے حمزہ صاحبقران یہ گفتگو خواجہ کی سنکے مسکرائے اور لباس
نفیس مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے خواجہ اب لندھور کے دربار میں جاؤ گے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے امیر
یا توقیر لباس تحفہ و بے نظیر تو آپنے عنایت کیا لیکن زاد راہ میرے پاس نہیں ہے اور یہاں سے دولتسرائے لندھور
دور ہے اب بھی اسوجہ سے میرا جانا نہیں ہو سکتا حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا اے خواجہ عمرو اچھا ہم زاد راہ

بھی اس شہر میں رہیو کہ ہم دوبارہ لندھور میں جاکر عیاری نہ کرنا اور جبتک تم سے ہوسکے ایسی تدبیر کرنا کہ لندھور میری اطاعت اختیار کرے میں اسکو اپنا جانشین کرونگا خواجہ عمرو نے موقوف کیا یہاں جاکر دیکھا جائیگا حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے پانچ سو روپے صرف راہ کے واسطے دیے خواجہ عمرو روپیہ لیکر اور لباس نفیس پہنکے اور منطقہ زربفتی اور پاتابہ سقرلاطی سے آراستہ ہوکر بتعجیل تمام طرف خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے روانہ ہوئے راہ میں جو شہر دیکھا ہر طرف عمارات عالیشان ہیں ہر ایک بازار میں دکانوں پر انواع و اقسام کی اشیا ہیں دکاندار لباس نفیس پہنے ہوئے بیٹھے ہیں خریداروں کا دکانوں پر ہجوم ہے مرد خوبرو و خوش جمال ہیں عورتیں حسن و دلربائی میں بیمثال ہیں ہر ایک کوچہ خس و خاشاک سے صاف سڑکیں نہایت شفاف آبپاشی کا چھڑکاؤ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ گلاب اور

کیوڑے کا عرق چھڑکا ہوا جابجا تھا
عجب چھڑکاؤ تھا پانی کا اس جا
چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو

نظر آتے تھے کوچے سب معطر
گلاب و کشیدہ کا گمان تھا

زمین سے آتی تھی خوشبو برابر
معطر ہر سڑک تھی بسکہ ہر سو

کسی جانب سے ایسی صدائے نغمہ آتی تھی کہ دلکو بیقرار کرتی تھی خواجہ عمرو سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ چند سوداگر جاتے ہیں کسی کے پاس جواہرات بیش بہا معلوم ہوتا ہے کسی کے پاس لعل و گوہر بظاہر ثابت ہوتے ہیں ایک سوداگر کے پاس ایک تاج جواہر نگار ہے خواجہ نے سوداگروں کو دیکھا اور تاج پر نظر کرکے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر و فریب ہیں ان میں سے انمیں سے ایک کو پسند کرکے فی الفور آپ بھی مثل ایک ضعیف سوداگر کے اپنی صورت بنائی سر پر دستار رکھی آنکھ پر چشمہ بلور کا رکھا دست رعشہ دار میں عصا بادام کا لیا اور لباس تاجروں کے مانند زیب تن کرکے نزدیک ان سوداگروں کے گئے اور بعد سلام کے پوچھنے لگے کہ اسوقت تم سب کہاں جاتے ہو ان سوداگروں نے کہا کہ ہم شاہ ہندوستان لندھور بن سعدان کے دربار میں جاتے ہیں یہ تاج جواہر نگار اور لعل و گوہر وغیرہ واسطے بیچنے کے لیے جاتے ہیں اور دور دراز سے اسی واسطے یہاں آئے ہیں سوداگروں نے یہ کہکر خواجہ عمرو سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے اور باشندے آپ کس ملک کے ہیں یہاں کس وجہ سے تشریف لائے ہیں خواجہ عمرو نے کہا میرا نام خواجہ قوانگر ہے اور میں رہنے والا بصرے کا ہوں خاص و عام مجھکو خواجہ قوانگر بصری کہتے ہیں میں فی زمانہ دائن سے ہمراہ لشکر حمزہ صاحبقران یہاں آیا ہوں میں اسوقت ایک لعل بدخشان نہایت خوشرنگ و گران قیمت لندھور کو فقط دکھانے کے واسطے لیے جاتا ہوں ہر چند کہ بادشاہ ہندوستان ہے لیکن اس لعل کی قیمت نہ دیسکیگا سوداگروں نے باشتیاق تمام کہا کہ اے خواجہ قوانگر وہ لعل ہمیں بھی دکھلائیے خواجہ عمرو نے اپنی کمر سے ایک ڈبیا نقرئی نکالی اور اس ڈبیا کو کھولا ایک لعل خوشرنگ جسکا وزن پندرہ مثقال کا تھا نکالا اور ان سوداگروں کو دکھایا جسوقت سوداگروں نے اس لعل کو دیکھا حیرت سے عجب رنگ ہوا مانند سنگ بے حس و حرکت ہوگئے ایک دوسرے کی طرف دیکھکر اشارہ سے کہنے لگا کہ فی الواقع کیا لعل ہے سوائے اس لعل کے ہمنے آجتک ایسا لعل کبھی نہیں دیکھا نہیں معلوم یہ لعل خواجہ قوانگر کے ہاتھ کیونکر آیا قیمت اس لعل کی خراج ہفت اقلیم سے بھی زیادہ ہے جب سوداگر اسکو بخوبی دیکھ چکے اور باہم اشارہ سے گفتگو کرچکے اسوقت لعل پھر کر خواجہ قوانگر کو دے کر پوچھنے لگے کہ یہ لعل خوشرنگ و گران سنگ آپکو کہاں سے ملا فی الحقیقت کیا اچھا لعل ہے بیشک اسکی قیمت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کسیطرح نہ دیسکیگا خواجہ قوانگر نے مسکرا کر کہا کہ میں نے زمانہ شباب سے اب تک ہزارہا ملک دور و دراز کے سفر کیے ہیں صدہا بیابان وحشت انگیز و صحرائے ہول خیز میں گذر ہوا ہے ایسے ایسے میں نے عجائب و غرائب ہر ایک سفر میں دیکھے ہیں کہ اگر میں تم سے ایک سفر دریا کا احوال بیان کردوں تو تمکو

کس طرح نصیب ہوا اور یہ لعل بکار سنگ بدخشان میں دستیاب ہوا تھا آخر کب تک یہ بادشاہ اور شہنشاہ اس لعل کی قیمت نہ دینگا
تاجروں نے تقریر خواجہ تواںگر کی سنکے کہا بیشک آپ نے ہزارہا سفر کیے ہونگے اور سب سے زیادہ اپنے عجائبات دیکھے ہونگے اور یہ
لعل بھی اسکو بدخشان ہی سے ملا ہوگا القصہ تاجران مذکور خواجہ تواںگر سے باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ راہ طے کرتے ہوئے
در شاہی تک پہونچے اور قریب در دولت ایک جگہ ٹھہرے دربانوں سے کہنے لگے کہ ہم سب تاجر ہیں اور وارد
آئے ہیں ممالک مغرب کے چند در چند اشیائے نادر و نایاب لائے ہیں تم خسرو ہندوستان سے ہمارے حاضر ہونے کی خبر
کرو دربانوں نے سوداگروں کی گفتگو سنکے فی الفور عرض بیگیوں سے کہا ایک عرض بیگی نے روبروئے خسرو ہندوستان
لندھور بن سعدان کے جاکر اس طرح دعا و ثنائے شاہی بجا لاکر خدمت بادشاہ عالیجاہ میں عرض کیا نظم

دہر میں بحر معانی رہے جب تک جاری
جب تلک بطن صدف میں رہے قطرہ گوہر
فرق پر تیرے رہے تاج شہی کو عزت

جب تلک فکر سخنور کرے پیدا گوہر
مشغلہ ہو کف ہمت کا جو نیں ہر دم
تاج ہو جلوہ دہ آب صفا گوہر

جب تلک قطرہ نیسان کی ہے مشتاق
شعرا کے دہن پاک میں بھرتا گوہر
شہریار یکتائے روزگار کا ثبات

تک اقبال کم نہ ہو اور طلوع و غروب ماہ و مہر تک دولت کا زوال نہ ہو اس وقت چند تاجر ممالک دور دراز سے لعل و
گوہر و دیگر اشیائے نادر و نایاب لیکر برائے آستان بوسی و شہریار فلک اقتدار بہ اشتیاق تمام حاضر ہوئے ہیں امیدوار
باریابی ہیں خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان نے عرض بیگی کی سنکے حکم دیا کہ ایک تاجر جو سب سوداگروں میں لائق
و فہیم ہو کل عجائب ممالک لیکر ہمارے سامنے حاضر ہو اور سب سوداگر در دولت پر ٹھہرے رہیں عرض بیگی یہ حکم لندھور
سنکے در دولت پر آیا اور سوداگروں سے مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ بادشاہ کشورگیر گردوں سریر کا یہ حکم ہے کہ تم میں سے ایک
شخص جو لائق و ہوشمند ہو جملہ اشیائے ممالک جو لائق ہمارے ہوں لیکر دربار میں آئے اور باقی جملہ سوداگر در شاہی پہ
حاضر رہیں تاجران مذکور عرض بیگی کی گفتگو سنکے باہم کہنے لگے کہ کس شخص کو دربار شہریار میں بھیجیں خواجہ تواںگر نے
کہا اگر مناسب ہو تو مجھی کو دربار بادشاہ فلک بارگاہ میں بھیجو جملہ تاجروں نے کہا بہتر ہے آپ ہی دربار میں تشریف لیجائیے
ہمارے جانے سے آپ ہی کا جانا بہتر ہے کیونکہ بہ نسبت ہمارے آپکو زیادہ تر بادشاہوں کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا
ہوگا علاوہ اسکے ہم سب سے زیادہ آپ عقلمند اور بزرگ ہیں تاجروں نے یہ کہکے کسی تاجر نے خواجہ عمرو کو درج در آبدار دیا
اور کسی سوداگر نے لعل و یاقوت دیے کسی تاجر نے تختیاں الماس اور ہیرے کی دیں اور کسی سوداگر نے تاج جواہر نگار دیا اور
سب نے اپنے اپنے مال کی قیمت خواجہ تواںگر سے کہدی کہ اس قیمت تک ہمارا مال جواہر بیچ ڈالیگا اور اگر قیمت
مذکور سے شہریار کم قیمت دے تو ہرگز نہ بیچیگا خواجہ تواںگر ہر ایک شخص کے مال کی قیمت بخوبی سمجھکے دربار لندھور
میں گیے خواجہ تواںگر نے دیکھا کہ خسرو ہندوستان بصد شوکت و شان تخت شہریاری پر بیٹھے ہوئے پوشاک نادر
پہنے ہوئے سریر حکومت پر بیٹھا ہے گرد امرا اور رؤسا و پہلوان وغیرہ کرسیوں اور صندلیوں پر بیٹھے ہیں دربار مانند دربار
جمشید و خسرو کے آراستہ ہے خواجہ تواںگر نے مجراگاہ پر کھڑے ہوئے موافق قاعدہ کے مجرا کیا اور اس طرح ثنائے

بادشاہ میں درج دہن کو وا کیا نظم
مشتری ہمت والا ہوئی جب سے تیری
نظر آتے ہیں جہان میں تہ و بالا گوہر
درفشانی کا یہ عالم ہے کہ ہر کوہ میں
بعد سے بحر کے محتاج نہ رہیگا گوہر

آبرو بخشے جو تو خاک نشینوں کو بھی
لعل بھی دیکھے معدن میں نہیں ملتا گوہر
نیم لحظہ بھی نہ ہو دست سخا کو کافی
صورت ذرہ نظر آتے ہیں ہمیشہ گوہر
بے نیازانہ جو تو جانب دریا دیکھے

صاف سجائے ہر اک ذرہ صحرا گوہر
بحر نیسان سے کوئی تیری سخا کو پوچھے
ہمہ تن گر نہیں کونین سے دریا گوہر
گرچہ ہمت کی بخشش ہے تو بازاری سے
کم ہوا اک قطرہ شبنم سے زیادہ گوہر

پرتو عارض روشن جو دکھائے اعجاز
روش غنچۂ نسرین ہو شگفتہ گوہر
قطرہ ہائے عرق چہرہ سے نادم ہو کے
دیکھے مرکب بھی شب گور میں تجلی گوہر
دیکھے تو گر نگہ گرم سے ہنگام غضب

دم نظارہ ہو اگر دیدۂ بینا گوہر
رنگ سبز رخ ہے ایسا ہو وہ زبرجد
چھپ کے جلکے تہ داماں برنگ گوہر
استعداد ری سر مظلوم پہ دست رحمت
نکلے ایسا کہ ہو سیماب کا ٹکڑا گوہر

داد شہ عدل سے گر تیغ دو کشائی تو کرے
کرے قطرۂ خون تن اعدا گوہر
دیدۂ گوہر کو گرفتار کرے ایسے ملے
رکھتے ہیں گرد یتیمی کی تمنا گوہر
جب خواجہ توانگر قریب باشاہ ہند کی

کرسی کے خاموش ہو کر کھڑا رہا لندھور نے نہایت خوش ہو کر ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا خواجہ توانگر نے سلام کرکے کرسی پر بیٹھے لعل و گوہر الماس وغیرہ تو نہ دکھائے لیکن تاج جواہر نگار دکھایا لندھور نے تاج کو پسند کرکے قیمت پوچھی خواجہ نے فرد قیمت تاج کی پیش کی لندھور نے فرد کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قیمت تاج کی تین لاکھ روپیہ میں چونکہ تاج لعل و گوہر آبدار اور جواہر بیش بہا نصب تھا اور نہایت خوشنما تھا اس وجہ سے لندھور نے تاج کو پسند کرکے داروغہ جامہ خانہ کو طلب کرکے وہ تاج اسکو دیا اور فرمایا کہ لاکھ روپیہ کی اشرفیاں اس سوداگر کو دلوا دو داروغہ جامہ خانہ اس تاج کو لیکر چلا اور خواجہ توانگر سے کہنے لگا کہ دربار سے اٹھکر باہر چلو اور سب سوداگروں کے سامنے لاکھ روپیہ کی اشرفیاں لیلو خواجہ توانگر یہ تقریر داروغہ جامہ خانہ کی سنکے خیال کرنے لگے کہ اگر قیمت تاج کی داروغہ نے روبرو تاجروں کے مجکو دی تو کچھ بھی ملیگا اور نفع سودا تاجر تمام اشرفیاں لے لینگے اور مجکو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ دینگے جو تمہارا مدعا ہے وہ حاصل نہوگا یہ خیال کرکے خواجہ توانگر بیتاب بیقرار ہو کے کرسی سے اٹھے اور لندھور سے کہنے لگے کہ اے شہریار عادل و منصف یہ امر تو خلاف عدل ہے کہ قبل قیمت دینے کے داروغہ نے تاج لیلیا ہے اور دیکھے لیے جاتا ہے میں حضور ہی کے روبرو حاضر ہوں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ داروغہ جامہ خانہ قیمت تاج مجکو نہ دیگا اور نہ میں تاج لے سکونگا پس اس وجہ میں امیدوار ہوں کہ حضور داروغہ سے تاج مجکو دلوا دیں جسوقت داروغہ سے مجکو تمام و کمال اشرفیاں وصول ہو جائینگی اسوقت میں تاج داروغہ کو دیدونگا شہریار ہندوستان لندھور بن سعدان خواجہ توانگر کی گفتگو سنکے اور بیتابی و بیقراری دیکھکے مسکرایا اور خواجہ توانگر سے کہنے لگا اے خواجہ تم پریشان خاطر نہو میں تمکو داروغہ سے ابھی تاج دلوائے دیتا ہوں تمکو اشرفیاں لاکھ روپیہ کی دلوادے اسوقت تم اسکو تاج دیدینا اے خواجہ توانگر آگاہ ہو کہ میں کسی اعلی و ادنی پر ظلم و جبر نہیں کرتا اور نہ چاہتا ہوں کہ میرے عہد میں کوئی ظالم کسی پر ظلم کرے لندھور نے یہ کہکے داروغہ جامہ خانہ سے خواجہ توانگر کو تاج دلوا دیا جب خواجہ توانگر کے ہاتھ میں تاج آیا دل مضطر قرار آیا حواس درست ہوئے داروغہ نے کہا اے خواجہ توانگر بصری اب اٹھو اور لاکھ روپیہ کی اشرفیاں لیلو تاج میرے حوالہ کرو خواجہ توانگر بصری اٹھے اور ہمراہ داروغہ خزانچی کے پاس آئے خزانچی نے بموجب حکم خسرو ہند داروغہ جامہ خانہ کو لاکھ روپیہ کی اشرفیاں دیں داروغہ نے خواجہ توانگر سے کہا کہ تاجروں کے پاس چلو اور اشرفیاں لیکر تاج مجکو دو خواجہ توانگر نے کہا تاجروں کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے ان اشرفیوں کو اس حجرے میں رکھدو میں لیلونگا داروغہ نے حجرے میں اشرفیاں رکھدیں خواجہ توانگر حجرے میں گئے اور تمام و کمال اشرفیاں لیکر فی الفور حجرے سے باہر نکل آئے جب داروغہ جامہ خانہ نے دیکھا کہ خواجہ توانگر جسطرح حجرے میں گئے تھے اسیطرح چلے آئے اشرفیاں لیکر حجرے سے باہر نہ آئے اسوقت متحیر ہو کر داروغہ نے پوچھا اے خواجہ بصری تمنے اشرفیاں کیوں نہیں لیں خواجہ توانگر بصری نے جواب دیا بھلا مجھ بڈھے سے لاکھ روپیہ کی اشرفیاں کیونکر اٹھینگی مجکو تو اپنا چلنا دشوار ہے تمنے اشرفیاں حجرے میں رکھوا دی ہیں میں نے جاکر حجرے میں دیکھ لیں اب میں اپنے ملازموں کو طلب کرکے اشرفیاں اٹھوا لونگا میرا اطمینان بخوبی ہو گیا اب تم تاجروں کے پاس چلو انکے روبرو میں تمکو تاج دیدوں اور یہ بھی انسے کہدو کہ تاج لاکھ روپیہ

کو بکاؤ کیونکہ یہ تاج جواہر نگار انہیں تاجرون کا ہے داروغہ خواجہ کے ہمراہ تاجرون کے پاس گیا جب خواجہ تونگر بصری حد دولت
سے باہر چلے آئے تاجرون سے کہنے لگے کہ یہ تاج لاکھ روپیہ کو بکا ہے اشرفیان لاکھ روپیہ کی ایک حجرے مین بھی ہین اگر تمہارا
دل چاہے تو تم اس تاج کو بیچو اور نہ دل چاہے تو نہ بیچو اس سوداگر نے کہ جسکا تاج تھا خوش ہو کر کہا کہ اے خواجہ اگر آپ
لاکھ روپیہ کو تاج بیچ ڈالا ہے تو پھر تاج دے دیجیے اشرفیان منگوا لیجیے خواجہ تونگر نے کہا اچھا اشرفیان ان سے اپنے
آدمیونکو بھیجکر اٹھوا لو ہین داروغہ کو تاج دیدونگا سوداگر نے اپنے چند ملازم واسطے اشرفیان لیکر آنے کے بھیجے ابھی ان سوداگرون
نے جتنے لعل و گوہر و یاقوت وغیرہ خواجہ کو دیے تھے اپنے جواہر کے بارے مین خواجہ تونگر سے کچھ نہ پوچھا تھا اور
اشرفیان حجرے سے ملازمان مذکور لیکر نہ آئے تھے داروغہ جامہ خانہ کھڑا ہوا تھا خواجہ تونگر کے ہاتھ مین تاج تھا ناگاہ
خواجہ تونگر نے سر اپنا سوے آسمان بلند کرکے کہا دیکھنا کس زور و شور سے آندھی سیاہ آتی ہے گرد و غبار کسقدر بلندی
پر نظر آتا ہے ہوا سے تند چلی جاتی ہے یقین ہے کہ اس آندھی مین ہزارہا درخت جڑ سے اکھڑ کے گر پڑینگے مکان بلند بھی
گر جاینگے لاکھون چرند و پرند مر جاینگے جو لوگ میدان مین ہونگے کثرت باد تند سے اڑ جاینگے اب ہم سب پر تھوڑی دیر مین
گرد و غبار ہوگا کہ سب پہلے ہو جاینگے یہ تاج بھی آلودہ گرد و غبار ہو جاینگا پس یہان ٹھہرنا لازم نہین ہے آندھی قریب آگئی ہے
بھاگ نکل ہو سکے بھاگو مین بھاگتا ہون خواجہ تونگر بصری نے یہ کہکے تاج کو اپنی کمر مین رکھا اور ایک سمت بھاگے چونکہ داروغہ
جامہ خانہ اور جملہ تاجر جانب آسمان دیکھ رہے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ کہین بھی آندھی آنے کے آثار پائے نہیں جاتے مین
اب جو خواجہ تونگر بے اختیار بھاگے داروغہ اور تاجرون نے خواجہ تونگر سے باواز بلند کہا کہ اے خواجہ آندھی نہیں آتی ہے
کیون بھاگے جاتے ہو ٹھہر جاؤ تاج دیتے جاؤ ہر چند کہ خواجہ تونگر نے آواز ہر ایک تاجر کی سنی اور داروغہ جامہ خانہ کی صدا
کان مین پہنچی مگر ذرا بھی نہ ٹھہرے اور پیچھا چھوڑ دیا بلکہ عوض ٹھہرنے کے اور زیادہ بھاگے اتنی دیر مین ملازمان سوداگر ملک
باہر آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم حجرہ مین گئے تھے وہان تو نام و نشان بھی اشرفیون کا نہیں ہے تاجران مذکور اور داروغہ
جامہ خانہ یہ گفتگو انکی سنکے نہایت پریشان خاطر ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ کوئی فریبی اور ٹھگ ہے تاج و جواہر
و اشرفیان لیکر بھاگا جاتا ہے اسے گرفتار کرنا چاہیے یہ خیال کرکے تاجران مذکور بفریاد و فغان خواجہ تونگر کے پکڑنے کو
دوڑے دردولت پر جو شور و فغان بلند ہوا خسرو ہندوستان نے متحیر ہوکے اہل دربار کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور دریافت کرو
کہ یہ کون لوگ نالہ و بکا کرتے ہین خبر لو کسی نے کیا ظلم کیا ہے جو روتے ہین لندھور ابھی یہ اہل دربار سے کہہ رہا تھا کہ داروغہ
جامہ خانہ دربار مین پہونچا اور دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگا کہ خواجہ تونگر اشرفیان او تاج اور جواہر لیکر بھاگا جاتا ہے
چونکہ سوداگرون ہی کا تاج و جواہر انکے پاس تھا سب کے سب تاجر نالہ و بکا کرتے ہوئے انکے پیچھے ابھی دوڑے گئے ہین
لندھور یہ تقریر داروغہ جامہ خانہ کی سنکے خیال کرنے لگا اگر خواجہ تونگر کو خود گرفتار کرونگا اور اس سے تاج و جواہر
وغیرہ لیکر ان تاجرون کو حوالہ کرونگا اور خواجہ تونگر کو اس جرم کی سزا دونگا تو پھر کوئی تاجر میرے ملک مین کبھی نہ آئیگا
اور یہ خبر اور ممالک مین پہونچیگی میری رسوائی ہوگی نا انصافی میری مشہور جہان ہوگی غرض لندھور اسی طرح کے
خیالات کرکے اور خواجہ تونگر پر غضبناک ہوکے فوراً تخت سے اٹھا چونکہ شبرنگ سمند کی زین لگام سے آراستہ و پیراستہ
کھڑا ہوا تھا لندھور جلد تر دربار سے اٹھا در دولت پر آکر مرکب مذکور پر سوار ہوا اور فوراً واسطے گرفتاری خواجہ
تونگر کے چلا اور گھوڑے کو عقب خواجہ تونگر دوڑایا مرکب بطرز اسپ جرأت چلا نظم

توسن اندیشہ بیچ درماندہ مانند غبار
نعل وہ ہے کہ دیکھکر چلوے یقین مہ کو ہوا

وہ سبک خیز ہین جسم پر بکھرے ہوا نون
مین ہلال مہ بروش آن زمین جگنار

کیا لکھون تعریف اس اسپ صبا رفتار کی
خواب راحت مین اُسکے فرق آئے نہ خیال
کہ گدا ہے گر خیال تیز رفتاری اسے

گام اوّل میں ابد ہاے ازل کا ہمپایا | یہ جہان تنگ وسعت قابل جولان کہاں | عرصۂ جنبیں ہے کہاں عرصۂ روز شمار

جب لندھور مرکب کو جولان کرکے برائے گرفتاری خواجہ تونگر روانہ ہوا فوراً شمال ہندی عم نامدار لندھور و بعد دیگر سرداران نامی بھی مسلح ہوکر مع لشکر عقب لندھور روانہ ہوئے خرابی بھی جیسے شتر فیلان کی نہیں ہمراہ لشکر چلا جب خواجہ تونگر نے پیچھے مڑکے دیکھا کہ لندھور میرے گرفتار کرنے کو آتا ہے اور نامردی روتے پیٹتے دوڑتے بھاگے چلے آتے ہیں خواجہ تونگر زیادہ تر بھاگے بھاگے بھاگتے خواجہ قریب دریا پہونچے دیکھا کہ دریا حائل ہے کسی طرف راستہ بھاگنے کا نہیں ہے اسوقت خواجہ تونگر نے خیال کیا کہ اگر دریا میں کودونگا تو ضرور ہلاک ہوجاؤنگا اور اگر ٹھہر جاؤنگا تو لندھور قریب آگیا ہے گرفتار کریگا نہیں معلوم کس طرح سے پیش آئیگا یقین ہے کہ مجکو مار ڈالیگا سر تیرا تیغ تیز سے کاٹ لیگا روح جسم سے ایکدم میں تڑپ کے نکل جائیگی لاش بے گور و کفن پڑی رہیگی یہاں کوئی لاش پر رونے والا بھی نہیں ہے کون لاش بے سر کو دفن کریگا کون قبر بنائیگا کون فاتحہ خوانی کریگا خواجہ تونگر نے یہ خیال کرکے اور نہایت مضطر و پریشان ہوکر چار جانب دیکھا اسکو ایک مکان خام کے متصل کنارۂ دریا کچھ نظر آیا خواجہ تونگر بجلدی جست کرکے اُس مکان میں گئے دیکھا کہ ایک شخص ننگا فقط دھوتی باندھے ہوئے چکی میں گیہوں پیس رہا ہے مکان میں ایک بیا وحوض ہے کہ مثل ایک مختصر تالاب ہے جسوقت خواجہ تونگر مکان مذکور میں پہونچے وہ شخص جو چکی میں گیہوں پیس رہا تھا خواجہ کو دیکھکر پوچھنے لگا یاں صاحب آپ میرے گھر میں کیوں چلے آئے اس قدر گھبرائے ہوئے آپ کیوں ہیں خواجہ تونگر نے کہا ارے بھاگ جلدی سے اب قضا تیری آگئی اب کوئی دم میں تو مار ڈالا جائیگا مجکو تیرے حال پر رحم آیا اسوجہ سے تجکو اطلاع دینے کے واسطے تیرے مکان میں چلا آیا آسیابان یہ تقریر خواجہ تونگر کی سنکے اٹھ کھڑا ہوا اور خوف جان سے کانپنے لگا اور دست بستہ کہنے لگا میاں صاحب کون مجکو مار ڈالیگا میں نے تو کسی کی کوئی خطا اور تقصیر نہیں کی ہے شب و روز گیہوں اس چکی میں پیسا کرتا ہوں اور جسقدر اجرت گیہوں کے پیسنے کی ملتی ہے اسی میں اپنی اوقات بسر کرتا ہوں مجھسے تو کسی سے دشمنی اور عداوت نہیں ہے ناحق مجھ غریب محتاج کو کون قتل کریگا خواجہ تونگر نے کہا کہ اصل حال یہ ہے کہ فی زمانہ بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان نے ایک خواب پریشان دیکھا ہے اور حکما اور عقلا کے روبرو اُس خواب کو بیان کیا ہے اور حکما و عقلا نے اُس خواب کی یہ تعبیر دی ہے کہ آج کل شہریار پر کچھ آفت و بلا آنے والی ہے اگر شہریار کسی ایسے شخص کو قتل کریں جو آسیا کو گردش دیتا ہو اور گیہوں وغیرہ پیستا ہو اور اُسکے سر کے پوست سے ایک چھوٹا سا نقارہ بنوائیں اور اپنے ہاتھ سے اُس نقارے کو بجائیں تو بہ صحت و عافیت رہیں اور جو بلا و آفت آنے والی ہے اُس سے محفوظ رہیں خسرو ہندوستان نے یہ تعبیر خواب حکما و عقلا سے لیکر حکم دیا تھا کہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرکے اور اُسکو جلد قتل کرکے اُسکے سر کے پوست کا نقارہ بنایا جاوے اب کسی شخص نے تیرے آسیا گردانی کے حال سے بادشاہ کو اطلاع دی ہے پس کچھ سوار اور پیدل اور جلاد خنجر بکف اسوقت واسطے تیرے قتل کرنے کے چلے آتے ہیں یقین ہے کہ ابھی سوار اور پیدل آکر تجکو گھیر لینگے اور جلاد تیرا سر کاٹ کے لیجائیگا جب یہ مفصل حال اُس بیچارے نے سنا بے اختیار رونے لگا جان جانے کے خوف سے خون جسم میں خشک ہوگیا چہرہ کثرت رنج سے زرد ہوگیا خواجہ تونگر کے کہنے پر یقین کرکے اور موت کا خیال کرکے زمین پر گر پڑا اور نہایت مضطر اور بیتاب بدحواس ہوکے تڑپنے لگا اور خواجہ سے اسی عالم بیقراری و اشکباری میں پوچھنے لگا کہ میں کہاں بھاگ کے جاؤں کیونکر اپنی جان جلاد سے بچاؤں کیا تدبیر کروں کہ قتل نہ ہوں خواجہ تونگر نے کہا تو اسقدر کیوں روتا ہے اور اس رنج ناحق مضطر ہے تدبیر تیری جان بچنے کی اصل ہے جلد اپنی دھوتی کھول کے مجکو دیدے میں تیری طرح چکی میں گیہوں پیسوں اور تو اسی حوض میں اترکے اور غوطہ مارکے

چکا ہتھیارہ جب سوار اور پیدل اسپ جلاد یہاں آئینگے اور مجھسے پوچھینگے میں کہدونگا وہ یہاں نہیں رہتا ہے سوار وغیرہ
مجھکو نہ دیکھکر چلے جائینگے حقیقت اُس غریب نے یہ تقریر خواجہ کی سنی فوراً خوش ہوکر اور دعائیں دیکر جلد تر اپنی دھوتی
کھول ڈالی اور بالکل ننگا ہوگیا خواجہ نے اُسکی طرف سے منہ پھیر لیا جب وہ دھوتی اپنی کھول کے زمین پر رکھ چکا اور
بموجب کہنے خواجہ کے حوض میں جاکر اور غوطہ مارکر بیٹھ رہا اُسوقت خواجہ تونگر نے اپنے لباس کو اُتار کے وہی دھوتی
باندھی اور صورت اپنی جلد تبدیل کرکے چکی میں گیہوں پیسنے لگے اور گیت گانے لگے ناگاہ لندھور بھی گھوڑے سے اُترکے گھر میں
آیا کیونکہ لندھور نے دور سے دیکھا تھا کہ اسی گھر میں خواجہ تونگر بھاگ کے پوشیدہ ہوا ہے غرض جب لندھور اس
مکان میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک شخص نوجوان سیاہ فام شکستہ حال چکی میں گیہوں پیس رہا ہے لندھور نے پوچھا اے شخص
تیرے مکان میں ایک ضعیف آدمی ابھی بھاگ کے آیا ہے سچ بتا وہ کہاں مخفی ہے خواجہ تونگر جو چکی پیس رہے تھے
بجواب لندھور کہنے لگے کہ ابھی ایک بڈھا گھبرایا ہوا میرے مکان میں گھس آیا تھا ہرچند میں نے کہا کہ میرے گھر سے
چلا جا لیکن وہ بڈھا نہ گیا اور شاید حضور ہی کے خوف سے اس حوض میں اُتر کے اور غوطہ مارکے بیٹھا ہے لندھور
نے یہ گفتگو سنکے فوراً عالم غضب میں لباس اپنے جسم سے اُتارا اور صندوقی ہتھیار ان سے کہا کہ اگر تیرے پاس کوئی لنگی ہو تو
مجھکو دیدے گیہوں پیسنے والے نے جلد اُٹھکے ایک لنگی مثل شال باف کے رنگی ہوئی دی لندھور نے لیکر وہ لنگی
باندھی اور لباس کو اُتار کے اُدھر اُس حوض میں جو بمنزلہ تالاب تھا اُترکے غوطہ مارا اور خواجہ تونگر کو ڈھونڈھنا
شروع کیا اُدھر خواجہ عمرو نے جو خواجہ تونگر دربار میں گئے تھے اور اب تک گدائی میں مشغول تھے اسلحہ اور پوشاک
اور تلوار وغیرہ اُٹھاکے جلد تر نذر زنبیل کیے فقط ایک تلوار نذر زنبیل نہیں کی اور جلد تر شکل اپنی تبدیل کی اتنے میں
اُس مکان کے دروازہ پر شپال ہندی اور اکثر سرداران نامی وغیرہ آ کے ٹھہرے خواجہ عمرو نے اُس مکان سے باہر
نکلکے شپال ہندی وغیرہ سے کہا کہ میں اس مکان میں رہتا ہوں میں نے خواجہ تونگر کو گرفتار کرادیا ہے شہریار نے
اپنی تلوار مجھکو بخشدیا ہے کہ ہمارے خزانچی کے پاس جاکر یہ تلوار ہماری دکھا کر ہزار روپیہ لے لیں آپ سب
صاحبوں میں خزانچی شہریار کے کون ہیں یہ تلوار شہریار کی دیکھکے ہزار روپیہ مجھکو دیدیں اور یہ تلوار مجھسے اگر دل
چاہے تو لے لیں چونکہ خزانچی بھی ہمراہ سرداروں کے آیا تھا اُسنے لندھور کی تلوار کو دیکھکے فوراً ہزار روپے خواجہ
عمرو کو دیدیے خواجہ عمرو روپیہ لیکر خیال کرنے لگے کہ اب یہاں ٹھہرنا بیکار ہے یہ خیال کرکے وہاں سے بصد تعجیل حمزہ
صاحبقران کی خدمت میں چلے اور قطع راہ کرکے بارگاہ حمزہ صاحبقران میں داخل ہوئے حمزہ صاحبقران نے
پوچھا اے خواجہ جان تم جلدی سے چلے آئے اسکا کیا باعث ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ میں واسطے لندھور کے
گیا تھا آج لندھور کسی وجہ سے برآمد نہیں ہوا ناچار ہوکے میں چلا آیا حمزہ صاحبقران یہ تقریر خواجہ عمرو کی
سنکے سرداروں سے مخاطب ہوکے گفتگو کرنے لگے خواجہ عمرو اپنی کرسی پر بیٹھے یہاں تو خواجہ عمرو بارگاہ حمزہ
صاحبقران میں بیٹھے ہیں لیکن اب حال خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب لندھور نے
لنگی خواجہ عمرو کی دی ہوئی باندھی اور حوض میں اُترکے غوطہ لگایا لنگی جو پانی سے بھیگی فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی
کیونکہ وہ لنگی کاغذ کی تھی وہ گیہوں پیسنے والا تو حوض میں ننگا بیٹھا ہوا تھا اب لندھور بھی برہنہ ہوا
ایک حمام میں دو شخص ننگے ہوئے غرضکہ جب اُس بیچارے نے دیکھا کہ کوئی شخص ہر طرح جستجو حوض میں کر رہا ہے
اُس وقت اُسنے خیال کیا کہ اب میں کسی طرح جانبر نہوں گا بیشک قتل کیا جاؤں گا یہ شخص جو مجھکو حوض
میں ڈھونڈھ رہا ہے مجھکو پکڑ کے جلاد کے حوالہ کردیگا جلاد سنگدل تیغ آبدار سے سر میرا کاٹ ڈالیگا پھر

سر کی کھال سے نقارہ بنایا جائے گا بعد قتل ہونے کے بھی راحت میسر نہ ہوگی کھال میرے سر کی چوب سے پیٹی جائیگی صدا
نقارہ کی مثل آواز نالہ کے بلند ہوگی پوست میرے سر کا بعد میرے مرنے کے بھی ضرب چوب سے اذیت پا کر فریاد
کریگا بادشاہ ہندوستان پر جو بلا آنے کو ہے وہ بلا میرے سر پر آئیگی افسوس ہزار افسوس شعر کاتب قسمت نے
پیشانی میں کیا لکھا تھا زینت نقارہ ہوگی میرے سر کی کھال ہے ۰ الغرض اس بیچارہ نے یہ خیال کر کے اپنے سر کو
سنگ حوض سے اسقدر ٹکرایا کہ پوست سر کا جابجا سے شق ہوگیا وہ غریب سر ٹکرا ہی رہا تھا ناگاہ لندھور نے اُس بیچارہ کو
پکڑا اور حوض سے باہر نکالا وہ بیچارہ بوجہ خوف جان کے رونے لگا اور دست بستہ عرض کرنے لگا خداوندا دیکھیے اب میرے
سر کا پوست لائق درستی نقارہ نہیں رہا جابجا سے شق ہوگیا ہے اگر میرے سر کی کھال سے نقارہ منڈھا جائیگا تو ذرا بھی
صدا نہ نکلیگی جو مدعا ہے بادشاہ کا وہ حاصل نہوگا اب مجھکو چھوڑ دیجیے جلاد کے حوالے نہ کیجیے بیکار مجھکو قتل نہ کرائیے ہندوستان
میں میرے مثل صدہا آدمی ایسا گزرانی ہی میں اپنی بسر اوقات کرتے ہیں انہیں سے کسی کو ہلاک کیجیے اور اُسکے
سر کی کھال سے نقارہ کی درستی کرائیے تاکہ جلد تر جو بلا اور آفت خسرو ہندوستان پر آنے والی ہے وہ دفع ہو جائے
میری بھی جان بچ جائے حضور میں اب ہند سے نکل جاؤنگا اب ہندوستان میں خوف سے نہ رہونگا ہر چند کہ میں
نہایت ہی محتاج ہوں لیکن خداوند بھیک مانگتا ہوا فاقے کرتا ہوا اپنی جان لیکر جہانتک بھاگا جائیگا بھاگونگا اور اب
ہندوستان میں ہرگز نہ رہونگا غریب ہوں اپنی جان شیریں ہر ایک شخص کو عزیز ہے جب بادشاہ وقت یونہیں خواب پریشان
دیکھیگا اور حکمائے نامعقول ایسی ہی واہیات اور بیہودہ تعبیریں دینگے تو مجھ ایسے چکی میں گیہوں پیسنے والے کس طرح
سنگ جفائے شہریار سے پس جائینگے خداوند نعمت اسوقت کی میری بات یاد رکھیے گا اگر گیہوں پیسنے والے قتل ہوجائینگے
یا بھاگ کر اور کسی بادشاہ کی عملداری میں یہاں سے چلے جائینگے تو خاص عام کو بہت تکلیف ہوگی آٹا پیسا ہوا
پھر کیسے ممکن ہوگا ہر ایک شخص وقت گرسنگی بھنے اور گیہوں وغیرہ اجناس چبائے گا بعضوں کو تو اس قسم کی غذا ہضم
ہوجائیگی لیکن ہزاروں آدمیوں کو دست آجائینگے پیٹ میں نفخ رہا کریگا کہانتک کوئی سکنجبین اور گلاب
پیا کریگا حکما کہانتک مریضوں کا علاج معالجہ کرینگے آخر وہ بھی گیہوں چباتے چباتے بیمار ہوجائینگے ہزاروں بلکہ لاکھوں
آدمی آرد گندم کے نکلنے سے بےموت مر جائینگے خصوصاً امرا اور وسائل دار جنہیں بے مشقت زندگی بسر ہوگی خداوند آٹا
عجب نعمت ہے دیکھیے میرے چکی کے مینڈھ میں تھوڑا سا لگا ہوا ہے ابھی اب گیہوں پیسنے کو رکھے ہیں اگر حضور مجھے گرفتار کرنے کو
نہ آتے تو میں اب تک پانچ من گیہوں پیس چکا ہوتا اور اجرت لیکر کچھ بیکار کھا چکا ہوتا اب اگر قتل کیا جاؤنگا تو یہ گیہوں
جو رکھے ہیں پیسونگا اور شام تک کچھ کھاؤنگا اور اگر حضور مجھکو گرفتار کر کے جلاد کے حوالے کر دینگے تو یہ گیہوں یونہیں پڑے رہینگے
اور میں بھوکا پیاسا قتل ہو جاؤنگا دنیائے باسلطنت و شکر گرسنہ سے بیدم جاؤنگا لندھور نے اُس بیچارے کی
تقریر سنکے اور نہایت متحیر ہوئے فرمایا کہ مفصل حال بیان کر مثل دیوانوں کے گفتگو نہ کر سچ بتا تو کون ہے اور جو تیرے
مکان میں وہ بڈھا آیا تھا وہ کہاں ہے اُسنے عرض کیا خداوند میں بیٹھا ہوا چکی میں گیہوں پیس رہا تھا ناگاہ ایک ضعیف
آدمی آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ تو جلد بھاگ جا تیرے گرفتار کرنے اور قتل کرنے کو سوار اور پیدل چلے آتے ہیں میں نے
پوچھا کس جرم پر سوار مجھکو گرفتار اور قتل کرینگے اُسنے کہا خسرو ہندوستان نے ایک خواب ہولناک دیکھا ہے حکما نے تعبیر
یہ دی ہے کہ اگر کسی آسیابان کے سر کے پوست سے نقارہ منڈھا جائے اور شہریار اُسکو اپنے ہاتھ سے بجائے تو جو
آفت و بلا آنے والی ہے اُس سے شاہ محفوظ رہیں بس تیرے قتل کرنے کو شاہ نے جلادوں کو بھیجا ہے جلاد اور سوار آیا ہی
چاہتے ہیں وہ اب تجکو قتل کر کے تیرے سر کی کھال سے نقارہ تیار کرینگے بادشاہ اُس نقارے کو بجائیگا پھر

حضور میں جان کے خوف سے بے اختیار رونے لگا اور نہایت مضطر ہوا اُس وقت اُس مرد صحت نے مجھسے کہا کہ تو اپنی
دھوتی مجکو دیدے میں بھیگکر تیرے گیہوں چکی میں پیستا ہوں تو اُس حوض میں اُترکے بیٹھ رہ جب سوار اور جلاد آئیں تجھے
میں اُنسے کچھ ایسی تقریر کرونگا کہ وہ سب چلے جائینگے تیری جان بچ جائیگی خداوندنعمت میں نے اپنی دھوتی اُتار کے اُسکو
دیدی اور ننگا اسی حوض میں بیٹھا رہا حضور نے مجکو حوض سے نکالا ہے وہ شخص نہیں معلوم ہوتا ہو یقیناً وہ شخص چلا گیا میری
دھوتی بھی لیگیا دیکھیے حضور میں ننگا بیٹھا ہوں یا تفصیل احوال میں نے بیان کیا اب حضور کو اختیار ہو جو میرے حق میں
مناسب جانیں وو کریں لندھور نے یہ خیال کیا کہ یہ شخص سچ کہتا ہو بیشک یہ تہیابان ہے خواجہ تونگر نہیں ہو یہ خیال کرکے
لندھور نے دیکھا کہ لباس میرا بھی معلوم نہیں ہوتا اُسوقت لندھور نے خیال کیا خواجہ عمرو خواجہ تونگر بنکر آئے تھے
اور تاج اور پوشاک میری لیگئے لندھور یہ سوچ کر نہایت غضبناک ہوا اور تہیابان سے کہنے لگا کہ جلد باہر جا اور میری طرف سے
میرے لشکر کے سرداروں سے کہہ کہ جلد پوشاک اور تاج اور اسلحہ لائیں تاکہ میں پانی سے نکل کے لشکر حمزہ میں جاؤں اور
خواجہ عمرو کو اس گستاخی کی سخت سزا دوں ہرچند کہ تہیابان برہنہ تھا لیکن بموجب حکم لندھور اُٹھا اور ایک ہاتھ
آگے اور ایک ہاتھ پیچھے رکھکر لب دروازہ کھڑا ہوا اور شپال ہندی وغیرہ سے کہنے لگا کہ حضور لباس تم سے مانگتے ہیں
پوشاک حضور کی کوئی لیگیا ہے حوض میں کھڑے ہوئے ہیں باہر پانی سے نہیں نکلتے ہیں شپال ہندی نے فوراً لباس
اور اسلحہ اور تاج جواہر نگار اُس تہیابان کو دیا اُسنے لندھور کو لاکر دیدیا اُسوقت حکم لندھور سے تہیابان نے منہ اپنا
پھیرا لندھور پانی سے باہر آیا اور پوشاک زیب تن کی اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے تاج سر پر رکھکر اُس مکان سے
باہر آیا اور سرداروں سے پوچھنے لگا کہ اس مکان سے کوئی شخص باہر آیا تھا سرداروں نے عرض کیا کہ ایک شخص تلوار
حضور کی لیکر باہر آیا تھا اُسنے کہا کہ شہریار نے واسطے نشانی کے یہ تلوار دی ہے ہزار روپیے مجکو دلوائے ہیں اپس تلوار حضور کی
دیکھکر اُسکو روپیہ دیدیے گئے وہ شخص چلا گیا لندھور کو یقین ہوا کہ خواجہ عمرو ہی کا یہ کام ہے غرض لندھور نے تاجوں کو
اشرفیاں دلوا کر اور شبرنگ ہندی پر سوار ہوکے بقہر و غضب لشکرگاہ حمزہ صاحبقران کی طرف رخ کیا اب لندھور نے
قصد چلنے کا کیا شپال ہندی و دیگر سرداران نامی نے بھی ہمراہ رکاب چلنے کا ارادہ کیا لندھور نے کہا کوئی شخص میرے
ساتھ نہ چلے میں اکیلا لشکر حمزہ صاحبقران میں جاؤنگا شپال ہندی وغیرہ بموجب حکم ہمراہ نہ گئے لندھور نے
مرکب کو جولان کیا گھوڑا اڑا ایسے جیسے تاہوا چلا اشعار

وہ ایسے کہ صورت پری تھا — طالع میں بلند اختری تھا

واہو جو حزم و فلک پہ جائے — صورت میں پری جھلک میں شمشیر

پیچھے جو زد از میں پہ آئے — دوڑے تو کڑی کمان کا تیر

تصویر جو اسکی ہو سرسنگ — تم جد سے چار چند بہتر

پرواز کرے ہزار فرسنگ — خورشید سے بھی کہیں منور

لندھور تو بقہر و غضب تمام شبرنگ ہندی کو دوڑاتا ہوا تلاش عمرو و لشکر امیر ابو توقیر کیطرف جاتا ہے لیکن اب
حال حمزہ صاحبقران لکھا جاتا ہے کہ امیر ابو توقیری بارگاہ میں صندل کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بہرام گرد چین و خاقان
چین نعمان بن منذر شاہ یمنی و اسد شیر گرد و اسد مارگیر و اسد اسدان و اسد بچہ گیر و کرتیت سپر گردان و شاہزادہ
سیف الدین والیدین و پہلوان عادی وغیرہ سرداران نامی بھی حسب مراتب دنگل کرسیوں پر بیٹھے ہیں ہر پہلوان لشکر اپنے اپنے
مقام پر خواجہ عمرو بارگاہ حمزہ صاحبقران میں چوکی پر بیٹھے ہیں حمزہ صاحبقران سرداران مذکور سے باتیں
کر رہے ہیں کہ یکایک جو بیس لشکر اسلام ہے سب تمام دوڑتے ہوئے روبروے حمزہ صاحبقران آئے اور اسطرح لہجہ
دعا و ثنا کے عرض کرنے لگے اشعار

اے خدا جبتک نہ افغان دہر میں شور ہو — اے خدا جبتک کہ گل سے عشق دل گرمیان

سبزہ غم داغ بلبل ہو بہ جگر گل — شوکت ہو جبتک حضرت مرغ آشنوار گل

رزمگاہ و جہان میں ہو رکے سرکار گل

خون اعدا سے رہے بزم لب سوفار رنگ | حضور پُر نور کا اقبال بفضل رب ذو الجلال روز افزون ہو اور حال حضور کے دشمنوں کا

رشک وحسد سے دگرگون ہو اُسوقت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان یکہ وتنہا مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر بقصد شبیب
تمام جانب بندگان حضور آتا ہے باقی خیروعافیت ہے جو سیس تھی عرض کر کے چلے گئے حمزہ صاحبقران نے حکم کیا کہ
لندھور کو کوئی شخص نہ روکے اگر آتا ہے تو آنے سے کوئی مانع نہ ہو حمزہ صاحبقران نے بعد اس حکم دینے کے
خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کے فرمایا اے خواجہ عمرو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آج تم نے جاکر دربار لندھور میں ایسی کوئی عیاری کی
کہ لندھور بقہر وغضب تمھارے گرفتار کرنے کو یہاں آیا ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ لندھور سے آپ خراج لینے کو پہنچے
آئے ہیں جسکو خراج دینا منظور نہیں ہے اسی وجہ سے وہ آپ کے مقابلہ کے واسطے آتا ہے ہوشیار ہو جائیے میری
گرفتاری کے واسطے نہیں آتا ہے خواجہ عمرو یہ کہکے خیال کرنے لگے کہ اب لندھور یہاں آتا ہے یہاں سے چلا جانا بہتر ہے
نہیں معلوم لندھور یہاں آکر ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گا اور دیکھیے کس طرح پیش آئے گا خواجہ یہ خیال کر کے
بارگاہ سے نکل کے لشکر میں چلے گئے بعد جانے خواجہ کے حمزہ صاحبقران نے سرداران نامی کو واسطے استقبال
خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے روانہ کیا اُن سرداروں نے جاکر لندھور کا استقبال کیا
اور ہمراہ اپنے لندھور کو بارگاہ حمزہ صاحبقران کے قریب لائے جب قریب بارگاہ لندھور پہنچا اُسوقت

حمزہ صاحبقران بھی تا لب فرش واسطے استقبال تشریف لائے لندھور نے دیکھا تو نظم | بارگہ میں اسطرح ہیں حمزہ صاحبقران

شمع روشن جلوہ محفل ہیں یا آفتاب ہیں جان
شوکت اسلام دکھلاتے ہیں اگر کفار کو
مسیح دین کے واسطے مادہ وفا ہیں جہان
حکمران ملک جان سر دفتر دیوان عقل
مشرق صبح سعادت مطلع نام و نشان
دیکھکر اُنکے مراتب سینۂ گردون ہے چاک
آبنک ہے کاسۂ خورشید انور زر فشان
نکہت انشائی و دامان شمیم خلق سے
بلبل تصویر ہے گفتگو کرے زبان

رہبر دین ہیں ہیں اسطرح بے کیف و کم
پانی پانی ہو کے بہجائے دل سنگ بتان
آفت اہرمن کا زلف جان حق پرست
شوکت دین خلیل و قوت اسلامیان
باعث تسکین دل آرام جان مبتلا
واسطے ناداں کے سب دکھے ہیں اُنکو کنگان
عادل و مسکین نواز و جرم بخش ظلم کا
ہو رہا ہے حلقہ آغوش عالم بطون
گر خلاف رائے عالی بند ہے بستہ جہان

جیسے خط استوا پر آفتاب آسمان
ذات اُنکی دشمن بت خانہ مانند خلیل
برق کشت شرک ابر نوبہار مومنان
آسمان بخت و دولت آفتاب برج جان
تحفۂ نور خدا اور روح تن روحانیان
پڑ گئی ہے اُلٹ نگاہ مہر جو روز ازل
صاحب جود و سخا و دستگیر بیکسان
گرنے تقریر و ح افزا تو فردوس ہے
دور دوران کی طرح برہم ترکیب جہان

لندھور نے چہرۂ پُر نور حمزہ صاحبقران کو جو دیکھا دفعتہ ایسی محبت دل میں پیدا ہوئی کہ بے اختیار ہاتھ واسطے تسلیم کے
اُٹھایا حمزہ صاحبقران نے جواب سلام دیے اور لندھور کو لب فرش سے ہاتھ پکڑ کے اپنے دست راست ایک کرسی
جواہر نگار پر بٹھایا جملہ سرداران نامی بھی دنگلوں پر بیٹھے لندھور نے جواب خود سرداران کو دیکھا تو صاف یہ
ثابت ہوا اشعار کھینچ لین تلوار گر یہ میان سے وقت وغا سینہ دشمن یا پس ہٹے کہدے رفینا بالقضا تیغ
جو آئے انکے جو روان سوئے عدم یہ انہیں کی تیغ خونریز جادۂ راہ فنا بعد دیکھنے سرداران کے جب لندھور نے
جانب بارگاہ نظر کی اُسوقت اپنے دل میں یہ خیال کیا شعر دیدۂ انصاف سے گر دیکھیے یہ بارگاہ یہ شرکین
رفعت سے اسکی خیمۂ گردون بھی ہو وہ ابھی لندھور بارگاہ کو دیکھکر یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ حمزہ صاحبقران نے واسطے
آراستگی بزم عشرت کے حکم دیا بموجب حکم محفل عیش آراستہ کی گئی کہ بزم جمشیدی سے کچھ تکلفات میں بڑھگئی ساقیان
مہ جبین کشتیاں رنگین لیکر بزم میں آئے پہلے حمزہ صاحبقران نے بخیال مہمان نوازی جام مئے ناب

پھر کے اپنے ہاتھ سے لندھور کو پیالہ لندھور یہ خلق و مروت مہمان نوازی حمزہ صاحبقران کی دیکھکر خوش ہوا اور خیال
کرنے لگا کہ مثل حمزہ صاحبقران کے فی زمانہ کوئی شخص خلیق و مہمان نواز نہ تھا غرض لندھور نے پیالہ لیکے جام مے حمزہ
صاحبقران کے ہاتھ سے لیا اور نہایت مسرور ہو کر شراب پی بعد میکشی لندھور کے ساقیان گلعذار نے اہل بزم کو بناز و ادا
جام ہائے گلرنگ دینا شروع کیا ہر ایک سردار بادہ ارغوان پینے لگا دختر رز کی لذت سے حظ وافر اٹھانے لگا زیر گردون مینا مے وجام
بادہ گلگون ہونے لگا بادہ کشان عالی ظرف میکشی کرنے لگے ساقیان خوبرو جلد جلد جام و ساغر مین شیشون سے شراب بھرنے لگے
چرخ مینائی بزم عشرت کی زیبائی دیکھکر اور متحیر ہو کر گردش ساغر آفتاب کی دیکھنے لگا اسوقت مے جمشید کی بزم عیش و عشرت پر
بار بار تصدق و نثار ہوتی تھی حمزہ صاحبقران نے اسی عالم میکشی مین حکم دیا کہ ارباب نشاط بزم عشرت مین جلد حاضر ہوں
بمجرد حکم ایک نازنین نہایت ہی حسین ابرو کمان قتال جہان غنچہ دہن گلبدن نرگسی چشم بناوٹ سے چہرہ پر عیان چشم الم رسیدہ
سن گیارہ یا بارہ برس کا سن لعلین بمنوار سے ہوئے سرمۂ دنبالہ دار آنکھون مین لگائے ہوئے دہن تنگ مین گلوری
دبائے ہوئے مجلس حیران لب نازک پر لگائے ہوئے پیواز مطرز و رنگین پہنے ہوئے دست و پا حنا سے رنگے ہوئے
سینے پر کچھ کچھ ابھار جوبن عیان آمد فصل شباب کا نشان بصد ناز و ادا اچھی نظرون سے نوجوانون کو دیکھتے ہوئے
مثل غنچہ مسکراتی ہوئی قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی عشاق کے دلون کو مثل حنا پامال مانند سبزہ پامال کرتی ہوئی جوبن
جوانی کا دکھاتی ہوئی جا بجا کثرت ناز و ادا سے ٹھہرتی ہوئی جوانان خوبرو کو دیکھ دیکھ کے اور کسی بات پر خیال کر کے
ڈرتی ہوئی بزم عشرت مین مع اپنے سازندون کے آئی اسوقت اس غیرت ماہ تابان کو دیکھکر دل ہر ایک نوجوان کا
بیتاب و بیقرار ہو گیا ہر ایک جوان اس رشک یوسف کا نقد دل سے خریدار ہوا خصوصاً لندھور بن سعدان
اس غیرت مہر درخشان کو دیکھکر بیتاب ہو گیا لیکن بخیال لحاظ حمزہ صاحبقران خاموش بیٹھا رہا اور اس نازنین کو
نظر شوق دکھا کی کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین مہر جبین تھی ابیات

بحکم پر تصدق بلبل باغ
بشکل صبح پیشانی تھی خندان
نمودن گے ایسے آہو نرگسی چشم
الف تھی ورق عارض اس میم
ستارے تھے میان خانہ حوت

سراپا آنکھا بس میں تھا پاک
چھری خنجر کٹاری تیز مژگان
کمان تھی قوس تھی شمشیر ابرو
جو گیسو لام تھے تو کان تھے جیم

شکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ
وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
نظر تھی سحر یا دو نرگسی چشم
ہلال عید تھی تصویر ابرو
گہر دندان لب لعلین سے یاقوت

نازنین لندھور نے بزم مین ٹھہر کے ہر طرف جوانون کو دیکھا جسوقت میان
عادی کے تن و توش او پر دست و پا پر اسنے نظر کی دیو قیر شاخ کا جانکر ڈر گئی دست و پا خوف سے کانپنے لگا
ایک سازندے سے پوچھنے لگی یہ شخص انسان ہے یا دیو ہے سازندے نے کہا او دل آرام کیون ڈرتی ہو خوف سے
بیکار کانپتی ہو یہ انسان ہے دیو نہین ہے مین خوب جانتا ہون یہ حمزہ صاحبقران کا دودھ شریک بھائی ہے اسکی
مان نے حمزہ صاحبقران کو دودھ پلایا ہے دل آرام یہ تقریر اپنے سازندے کی سنکے بغور بطرف پہلوان عادی کے
دیکھنے لگی اور دل مین خیال کرنے لگی اگر یہ شخص کسی عورت سے ہم بستر ہو تو ہنگام وصال اس عورت کا کیا حال ہو خیال
کر کے دل آرام کے منہ مین پانی بھر آیا پہلوان عادی نے جو اس مطربۂ بیمثال یوسف جمال کو دیکھا بیتاب ہو گیا اور
خیال کرنے لگا کہ کیونکر اس مہ پارہ کو آغوش مین اٹھا کر اپنے خیمہ مین لیجاؤن مدعائے دل حاصل کرون حمزہ
صاحبقران سامنے بیٹھے ہین بزم عشرت آراستہ ہے افسوس اس وقت خواجہ عمرو بھی نہیں ہین
اگر وہ یہان ہوتے تو کوئی نہ کوئی ضرور تدبیر کرتے مثل دختر بیمک کے مین اس سے بھی مدعائے دل حاصل کرتا

ہر چند کہ یہ بھی سیمتن نازک بدن ہنگام وصل مرجاتی لیکن میرے دل کی حسرت تو نکل جاتی دل بیتاب کو قرار تو آجاتا دل آرام کی ہم بستری سے جان و دلکو آرام تو حاصل ہو جاتا پہلوان عادی یہ خیال کرکے یہ ابیات آہستہ آہستہ

نازنین سے مخاطب ہو کر پڑھنے لگا ابیات | مروت کیسی ہے اے سیمتن | کہ تم عیش میں ہمکو رنج و محن

ادھر تو ہے عشرت میں اے آفتاب | ادھر ہو رہا ہے مرا دل کباب | تجھے زلف سلجھانے کا دھیان ہے

ادھر تیرا عاشق پریشان ہے | ادھر ہیں نگاہیں تری ترچھیان | جگر پر ادھر غم کی ہیں برچھیان

خبر لے مری ورنہ مرجاؤں گا | اسی جا تڑپ کر گذر جاؤں گا | تجھے کچھ مرا دھیان آتا نہیں

اثر عشق صادق دکھاتا نہیں

دل آرام نے ابیات مندرجہ سنکے اور پہلوان عادی کو اپنے اوپر مائل دیکھکے بناز و ادا اشارے سے کہا کہ اگر مرجاؤ گے تو میرا کیا نقصان ہوگا وہ بات جسکے تم متمنی ہو کبھی نہوگی اسی حسرت میں رہو گے رنج جدائی دل پر سہو گے میں تمہارے لائق نہیں ہوں تمکو کوئی دیوی اپنے واسطے تلاش کرنا چاہیے دل آرام نے باشارہ چشم و ابرو یہ گفتگو کرکے اور انگوٹھا اپنا ناز سے دکھاکے منہ پھیر لیا پہلوان عادی کیجا اقدام کے رکھیا حمزہ صاحبقران وغیرہ گفتگوے پہلوان عادی اور بہ اشارہ دل آرام سے واقف اور آگاہ ہوئے جب سازندے سازونکو موافق اپنی مرضی کے درست کر چکے اسوقت مش لمبائے ناساز عشاق کے سازون کو چھیڑا آواز مجرے کی اور گمک طبلے کی بلند ہوئی دل آرام دوپٹہ سے اپنے سینے کو اور اچھی طرح نامحرمون سے چھپا کر ناچنا شروع کیا اور تھوڑی دیر تک ایسا رقص کیا کہ دنگ

اہل بزم کو گویا پامال کر ڈالا بعد رقص کے دل آرام یہ غزل گانے لگی غزل | دور ساقی میں سلے مجھ رند کا کیونکر دماغ

بیشتر سرمست میں رہتا ہوں اکثر تر دماغ | اب تو کیا کر ساقی دوران نے مستی کی سر میں | دو جہاں مجھ رند کا دامن طلب کو فراغ

ایک کی سنتا نہیں دو بت خود حسن میں | خاک کے پتلے کا ہے ہوش عقل بد دماغ | جا بجا مقتل میں ہو آیا گلے سے ملکیا

ایک سے رکتا نہیں عاشق ترا مجنوں دماغ | تند خو سو کچھی ہے وہ زلف عنبر مل میں | ہم سے کیا کرتی ہے ای باد صبا بڑھکر دماغ

اب تو آہ زیر لب بھی سنکے ہوتا ہے خفا | اس قدر پامال غم ہوا ہے سر خود سر دماغ | گوش گل سنتے نہیں فریاد بے تاثیر سے

کیوں پریشان کرتی ہے ای بلبل مغز دماغ | پوچھے کیا ہو سر شوریدہ سودا کا حال | کھاتے کھاتے سنگ طفلان ہوگیا پتھر دماغ

جسوقت یہ غزل دل آرام نے بصد ناز و ادا اور بہ آواز خوش گلو ہی گائی ابیات سماں بندھگیا کہ مرغان ہوا بھول

بسیرا سے گئے جب نور اپنا بھول | درختوں سے مل ملکے باد صبا | لگی وجد میں بولنے واہ وا

حمزہ صاحبقران و لندھور بن سعدان و پہلوان عادی و بہرام و مقبل وغیرہ بزم عشرت میں اسکا حسن دیکھتے ہو گئے سب اُس نازنین خوش گلو کی تعریف کرنے لگے اور اُسکے کمال کی صفت کرنے لگے لندھور نے اُس مطربہ بے مثال سے مخاطب ہو کر عالم نشہ میں کہا کہ اب اور کوئی غزل گاؤ دل آرام نے بموجب فرمائش و حکم یہ غزل لندھور بن سعدان کے

مخاطب ہو کر شروع کی غزل | گلفشاں سینے میں ہے داغ جگر دونوں طرف | ہم وہ بلبل ہیں کہ رکھتے ہیں چمن دونوں طرف

وصل کی شب شرم سے لیکن منہ آیا ازدل | اک حیا بام ہے قفل ہیں دونوں طرف | کان تک آتے مری فریاد کیونکر جائیگی

روز و شب حائل ہے زلف پر شکن دونوں طرف | آرزو مند شہادت دل بھی ہے مثل جگر | دھیان کھینچا قاتل ناوک فگن دونوں طرف

بد مروں سر کھلا ہے پاؤں میں سلکے ہوئے | کم ہے اتقدیر سے دل کفن دونوں طرف | دیکھیے انکے دیکھیے کیا فیصلہ ہوتا ہے آج

گفتگو کرتے ہیں اہل انجمن دونوں طرف | وصل کیسا بر تسکین کہ یا کرتا ہے مجھ | قامت موزوں پہ ہیں بلبل دونوں طرف

ننگے سے مسجد و بتخانہ بھی خالی نہیں | دوسے میں اشیخ و برہمن ہے دونوں طرف | مر کے بھی جبر کیا ہوا ہے شعلہ داغ جگر

جل رہی ہے قبر پر شمع لگن دونوں طرف | چمک کے آ ہو جن بیان اب پر ہو آگے آدم | ایک سو دعشق ہے آتش فگن دونوں طرف

کیا عجب ہو جو رخسار آتش رنگ سے
ایک سا رہتا دو عالم پھر ہو دونوں طرف
گئے ای تسلیم کو وہ دشت میں تیرا نیا
غزل گانے لگی تو جسوقت یہ حال تھا ابیات
ہر سراگ رواں تھا صورت رود
دیپک نے لگائی آگ کیا کیا

کان کا موتی ہے عمل ہیرے دونوں طرف
اک نظر رہتی ہے گل پر اک نظر صیاد پر
خاک اڑاتے پھرتے ہیں اہل وطن دونوں طرف
اُس دم تھا ہوا کا بند رستہ
بھوپالی ہو کا نکڑا کہ کا سود

پھوٹ نکلا رنگ جسکا زیں پوشاک سے
دیکھتی ہے عندلیب غنچو زرد دونوں طرف
دل آرام جو بزم عشرت میں ہے تحریر اُودی
موجود تھا راگ دست بستہ
دیتا تھا مزا بہاگ کیا کیا

جسوقت دل آرام نازک اندام بصد ناز و ادا ہر شعر کو بنا بنا کے گاتی تھی جسوقت

اس بزم کی کثرت محویت سے عجب کیفیت تھی کوئی دل آرام کے گانے کی تعریف کرکے اور اسکے گیسوئے عنبریں و خال سرخ کو دیکھکے بے اختیار یہ شعر زبان پر لاتا شعر عشق گیسو میں کوئی بوسہ دو اجان خال کا ؛ زہر افعی کے لیے ہم سائل تریاق ہیں ۔ کوئی خط فتنہ دل آرام سے وعدہ آگر مستانہ وار جھومتا تھا کوئی شخص دل آرام کی سرتان پر بیتاب ہوکے دونوں ہاتھوں سے اپنا کلیجہ پکڑ لیتا تھا کوئی کہتا تھا کہ مطربہ فلک کی اس اہیرو کے آگے کیا حقیقت ہے کوئی کسی سے کہتا تھا کہ میں تو اس مطربہ کا نقد دل سے خریدار ہوں کیا خوب گاتی ہے اسکی آواز میرے کان کو اچھی معلوم ہوتی ہے اسکا نرسنگھے دل چھین ہوجاتا ہے کوئی دل آرام کو دیکھکے یہ کہتا تھا شعر شنا دست کر حسینان جہاں بھی دیکھے ؛ تجھسا بیمثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا غرض اسی طرح ہر ایک شخص بزم عشرت میں دل آرام کے حسن و جمال اور رقص و نغمہ کے کمال کی تعریف کرتا تھا جب دل آرام انعام کثیر لیکر بزم عشرت سے چلی گئی اور دماغ حمزہ صاحبقران کا بادہ ناب سے گرم ہوا اُس وقت حمزہ صاحبقران نے لندھور سے مخاطب ہوکے پوچھا کہ آج تمہارا آنا یہاں کس باعث سے ہوا لندھور نے جواب دیا کہ آج میں خواجہ عمرو کی تلاش میں یہانتک آیا ہوں صاحبقران نے خواجہ عمرو کی جستجو کا باعث پوچھا لندھور نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کرکے کہا کہ دو مرتبہ خواجہ عمرو میرے دربار میں گئے لیکن کبھی بصورت اصلی نہیں گئے کہ میں انکی صورت دیکھتا اور انکی شکل پہچانتا اب میں انکی اصلی صورت دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوں اگر خواجہ عمرو یہاں ہوں تو انکو بلوائیے حمزہ صاحبقران نے خدام سے فرمایا کہ جلد جاکر دیکھو اگر خواجہ عمرو لشکر میں ہوں تو بلا لاؤ خدام خیمہ خواجہ عمرو میں گئے اور خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر بارگاہ میں حاضر ہوئے خواجہ عمرو نے لندھور کو سلام کیا اور کرسی پر بیٹھے لندھور خواجہ عمرو کے سراپا پر نظر کرکے نہایت متحیر ہوا بعد حیرت بسیار لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آپ خواجہ سے فرمائیں کہ اسوقت نے بجاکر کوئی غزل گائیں حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ لندھور تمہاری نے سننے کے اسوقت مشتاق ہیں لہذا تم اسوقت نے بجاکر کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزہ صاحبقران جوڑی نے کی نکالی اور دہن سے ملاکر یہ غزل شروع کی غزل

شہید کرتا ہے تڑپا کے اپنے بسمل کو
کشاں کشاں مرے پہلو سے لیگیا دلکو
بتوں کے عشق نے بے موت مجکو مارا ہے
کیا ہے شاد کسی نے بھی آپکے دل کو
ہمیشہ ہم حسینوں کی یاد رہتی ہے
خدا کے گھر کی طرح وقف کر دیا دل کو
وہ تیغ کھینچکے آتا ہے سخت جان ہوں میں

سکھائی طرز جفا کسنے میرے قاتل کو
جو آئے قیس کی آندھی چلے تو اے لیلی
گواہ رکھتے ہیں اسکا خدا سے عادل کو
بیان کرتا ہوں ہے جا بجا فراق کا حال
کہوں نہ منزل جاناں میں کسطرح دل کو
یقین کیا ہے کا اور کمر کا ہوتا ہے
خدا بچائے مذہب سے میرے قاتل کو

کمند زلف سے وہ شوخ جرم الفت پر
کبھی نہ روک سکے پڑ ہائے محمل کو
وہ نا امید خوشی ہوں کہ انسے کہتا ہوں
سبا نے انکو بھیجا اسوقت تھا میں دل کا
حسین جو آپ چاہے رہ شوخ بیہا کے تے
وہ زلف کھینچی ہے اس طرح چہرہ دلکو
کیا ہے قتل تو نامو کا بوسہ بیشتر

یہ خون بہا تو ہے دینا ضرور قاتل کو ہزار ضعف ہے اک حق رہین گر گیسو	نہیں ہے اب جسے پہلو سے جا نگاہ کہیں نہ دیکھے عشق کا رنگ جو وصال کو	ہزار طرح سے دیتے ہیں ہم نشان دل کو

جسوقت غزل مرقوم خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی زمین گائی اُسیوقت صاحبان محفل کی یہ کیفیت تھی کہ ہر شخص ایسا محو تھا کہ کچھ خبر دین و دنیا کی نہ رکھتا تھا اور آواز ترنگ مستانہ وار جھومتا تھا اور خواجہ عمرو کی تعریف کرتا تھا لندھور بھی نہایت محظوظ ہوکر بار بار خواجہ کے گانے اور نے بجانے کی ثنا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ دل آرام کے گانے کی کیا حقیقت ہے اے خواجہ عمرو تمہارا مثل و نظیر نے بجانے اور گانے اور عیاری میں نہین ہے علاوہ لندھور کے ہر ایک شخص تعریف کرتا تھا اُسوقت اہل بزم کا یہ حال تھا

نشون میں شراب کا اثر تھا	جو بزم میں تھا وہ بے خبر تھا	تھی ایسی ندائے گرم محفل	مردون میں تھا سحل بلبل

غرضکہ جب خواجہ عمرو گا چکے لندھور نے از حد تعریف کرکے لاامروارید کا دیا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ جو تاج اور جواہرات تاجرون سے تم نے لیا تھا اُسکا روپیہ مین نے تاجرون کو دیدیا ہے اب وہ تاج و جواہر اور روپیہ بھی بخوشی تمکو دے دیا بعد اسکے لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون آپنے مجکو اپنے خلق سے نہایت خوش کیا وصف آپکے خلق و مروت کا کیا کرون میری زبان قاصر ہے حمزہ صاحبقرن نے فرمایا کہ مین تو ایک عرب لبس پرور دگار ہون لائق تعریف نہین ہون بعد اس تقریر کے حمزہ صاحبقران نے لندھور سے فرمایا کہ والی ہند مجکو یہان آئے ہوئے زمانہ چند روز کا گذرا ہے اور اب تک ہمارے اور تمہارے مقابلہ نہین ہوا ہے اور نوشیروان نے مجکو واسطے طلب خراج ہندوستان کے بھیجا ہے پس تمکو لازم ہے کہ خراج ہندوستان نوشیروان کو دو یا مجسے مقابلہ کرو ہر چند کہ فی الحال مجکو تمسے زیادہ الفت ہوگئی ہے لیکن بمجبوری تم سے مقابلہ کرنا ضرور ہے لندھور نے کہا خیال مقابلہ آپ اپنے دل سے نکال دیجیے اور اس ارادے سے باز آئیے لطف صلح میں ہے نہ کہ جنگ میں نوشیروان نے جو آپکو مجسے لڑنے کو بھیجا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپکا عدوے جان ہے جب اُن کسی طرح وہ آپکو ہلاک نہ کر سکا تو اُسنے آپکو یہان بھیجا ہے یہ اُسنے آپسے سخت عداوت کی ہے ہر چند کہ انسان کو لازم نہین ہے کہ اپنی تعریف آپ کرے لیکن بوقت ضرورت اپنی تعریف خود کرنا پڑتی ہے مین وہ شجاع ہون کہ مجسے نوشیروان کسی طرح مقابلہ نہین کر سکتا اور خراج لے نہین سکتا بڑے بڑے بہادر مجسے زیر ہوتے ہین پس مین نہین چاہتا کہ آپ ایسے بہادر یکتائے روزگار اور خلق مجسم سے مین مقابلہ کرون نہین معلوم ہنگام مقابلہ کیا ہو اگر مین آپکے ہاتھ سے ہلاک ہوا تو ضرور آپکو میرے قتل ہونے کا صدمہ ہوگا اور اگر آپ میرے ہاتھ سے زخمی ہوئے تو مجکو رنج عظیم ہوگا لہذا امیدوار ہون کہ آپ مجسے مقابلہ نہ کیجیے انجام مقابلہ اچھا نہین آپ نوشیروان کے پاس مجکو اپنے ہمراہ اسطرح لیچلیے یا آپ نوشیروان کے حکم کے موافق تعمیل کیجیے مین سر جھکائے ہوئے ہون جلاد کو بلوائیے گردن مین طوق خاردار بغلون مین خاردار تسمہ بازوون پر جوڑے فولاد کے پاؤن مین بیڑیان پہنوا کر روبرو نوشیروان کے گرفتار کرکے مجکو لیجائیے مین بخوشی راضی ہون وہ آپسے خوش ہوگا آپکی بات رہ جائیگی مین وہان طوق و زنجیر وغیرہ کو اُتار کر اُسکو قتل کر ڈالونگا آپکو تخت پر بٹھاؤنگا پھر آپ ملکہ مہر نگار سے اپنا عقد کرکے مدعائے دل حاصل کیجیے گا لطف حیات اُٹھائیے گا آرام تمام سلطنت کیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خسرو ہندوستان مین نے تم سے مقابلہ کرنے پر سر دربار نوشیروان سے وعدہ کیا ہے اور بیڑا اُٹھایا ہے بغیر مقابلہ مین اسطرح تمکو نہ لیجاؤنگا یہ امر خلاف شجاعت ہے لندھور نے کہا کہ مین آپسے بوجہ الفت کے مقابلہ نہین کرتا ہون اگر آپکو اسی طور سے میرا لے جانا منظور نہین ہے تو لیجیے اس شمشیر آبدار سے میرا سر تن سے کاٹ لیجیے اور نوشیروان کے پاس لیجائیے حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے اُسکی جرأت و شجاعت کی از حد تعریف کی اور سر اُسکا کترت

الفت سے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ تم شرائط دوستی بجا لاتے ہو اور مجکو اخلاق سے ممنون کرتے ہو لیکن میری خوشی یہی ہے کہ طبل جنگ بجواؤ اور جسطرح مجھسے مقابلہ کرو مجھی زور آزمائی کرو لندھور نے بمجبوری کہا اگر آپکی یہی خوشی ہے تو پہلے آپ طبل جنگ بجوائیے بعد آپکے مین بھی نقارہ رزمی کے بجانیکا حکم دونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ قبل تم اپنے لشکر مین طبل جنگ بجنے کا حکم دو پیشقدمی تعین کرو پھر مین بھی اپنے لشکر مین نقارہ جنگی بجنے کا حکم دونگا تیاری جنگ کرونگا سر میدان تم سے مقابلہ کرونگا اسوقت جو خداے چاہیگا وہ ہوگا گھٹ بڑھ کا حال معلوم ہوجائیگا لندھور نے بمجبوری ارشاد حمزہ صاحبقران قبول کیا اور حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا اور بعد قطع راہ کے اپنی رولشکر پر پہونچا

داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور رخصت ہونا امیر نامدار کا اور مقابلہ کرنا کشتیم زرین کفش کا لندھور بن سعدان خسرو ہندوستان سے

دلاوران میدان جادہ پیرایان بزم بیان بدینمقال اسطرح جوہر تیغ زبان دکھاتے ہین کہ جب خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان دربار مین آکر تخت پر بیٹھا اور حاضرین دربار حاضر ہوے اسوقت لندھور نے شبال ہندی اپنے مجابے مخاطب ہوکر کہا کہ آج مین لشکر حمزہ صاحبقران مین بتلاش عمرو گیا تھا حمزہ صاحبقران سے ملاقات کی تھی حمزہ صاحبقران نہایت شجاع و بہادر مین مجھسے بخلق و مروت پیش آئے اور باعزاز تمام مجکو اپنے قریب اپنی بارگاہ مین بٹھایا اور اپنے ہاتھ سے مجکو جام شراب پلایا میری زبان انکی تعریف مین قاصر ہے ہنگام رخصت انھون نے مجھسے فرمایا کہ مجکو نوشیروان نے واسطے طلب خراج ہندوستان کے بھیجا ہے یا تو خراج دو یا مجھسے مقابلہ کرو ہر چند مین نے کہا کہ اب ہمارے اور آپکے فیما بین ایک طرح کا انس ہوگیا ہے مقابلہ نہ کیجیے لیکن انھون نے نہ مانا اور یہی فرمایا کہ مجھسے مقابلہ کرو پس اب چاہتا ہون کہ آپ تخت پر جلوہ فرما ہون اور امورات سلطنت کا انصرام و انتظام کرین اور مجکو بعد فوج سپاہ واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران کے روانہ کرین اور جسوقت طبل جنگ بجنے کا حکم دین ہنگام سحر مین انسے مقابلہ کرون لندھور نے یہ کہکر شبال ہندی اپنے عم بزرگوار کو تخت پر بٹھایا اور آپ تخت سے اُترکر قریب تخت ایک صندل پر بیٹھا شبال ہندی نے تخت پر بیٹھکر جب کہے لندھور کے طبل جنگ بجوایا

اسوقت صداے طبل سے یہ بات پیدا ہوئی کہ گویا نظم

قریب آیا ہی وقت جان فروشی ۔ جدا ہو جائینگے دم مین تن سے
دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی ۔ شتنگو زمین ہر [illegible] کی کفن سے
صدا دی طبل کی [illegible] ۔ دہل کا ہیچ ہو گرم بازار
کہ ہون ہر جوان شیر افگن ایک بار ۔ مقام ابر و ہو ان [illegible]
جسوقت صدا سے ۔ جنگ بلند ہوئی فوج سیس

لشکر اسلام بعجلت تمام خدمت حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوکر اسطرح بہزار ادب عا دعا مانگا کرنے لگے نظم

ای خدا عالم مین ہے جسوقت تک پست و بلند ۔ ای خدا جبتک ہے دوران ہر ہر ہے اضطراب
ای خدا جبتک زمین و آسمان مین ہر قیام ۔ آرزوے دل یہی ہے تیرے بندون مین [illegible]
نال نیا ای خدا جبتک تلون و دست ہو ۔ مطرب چنگ و رباب ساقی و مینا و بار

امیر نامدار تو فیروز گردون سر ہوکے دشمن تہ تیغ آبدار ہون جانثارون کے سینہ ہاے پر کینہ تیغ شمشیر سے فگار ہون اسوقت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہے لندھور کا قصد ہے کہ ہنگام سحر میدان مصاف مین اگر حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے جسوقت حمزہ صاحبقران نے جو اسیس سے سنا کہ لشکر لندھور میں طبل جنگ بجا اسوقت صاحبقران نے بھی خواجہ عمرو سے فرمایا ای خواجہ اب ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی نقارہ حرب پر چوب لگائی جاوے جو کچھ خداوند عالم کو منظور ہوگا ہنگام سحر اسکا ظہور ہوگا مجکو حق تعالی کی عنایت پر

توکل ہے خواجہ عمرو یہ گفتگو امیر توقیر کی سنکے نقارخانہ میں آئے اور نقارہ سکندری پر بسم اللہ کہکے چوب لگائی بیت
ز نقارہ آواز آمد برون ، کہ دولت ، دولت گردون دون ، جسوقت صدائے نقارہ سکندری لشکر ظفر اثر صاحبقران
میں بلند ہوئی گاوزمین تھرائی شیر فلک کا دل دہل گیا بمقتضائے ابیات صداے اسکی کیا کہیے کہ یکسر ہوا اک
زلزلہ روے زمین پر ہوئے اہل جہان کے گنگ کر گوش ، اڑے سر سے بر رنگ طائران ہوش ، و آتش شب کو
فوج لندھور اور لشکر حمزہ صاحبقران میں جو جو بہادر اور دلاور تھے اور مدت سے مشتاق دیدار شاہد تیغ تھے
اُن سب کو تو وہ رات گویا شب عید ہو گئی دل کے نہایت خوش ہوئے خیال کرنے لگے کہ کل ہمارا وصل شاہد شمشیر جان ہے
مدت سے ہمکو جسکے وصل کا ارمان ہے ایسے معشوق قاتل کے نہ دیکھنے سے دلکو کوفت ہے آنکھیں اسی کی چال ڈھال
دیکھنے کی مشتاق ہیں شکر ہے کہ اب وقت سحر جلوہ معشوق شمشیر دیکھینگے سر میدان روبرو بہادران زخم کھائینگے
سراپا خون میں نہائینگے غنچہ دل شگفتہ ہوگا گلشن آرزو میں بہار آئیگی نخل تمنا بارور ہوگا باغبان قضا گلچینی کریگا
جو گل خوشرنگ ہوے گلشن شجاعت میں تیغ کا کھاکر اور مثل غنچہ مسکراکر باغ جہان سے مانند بوے گل جائیگا مگر لطف
حیات اُٹھائیگا تا قیام قیامت نام اُسکا صفحہ روزگار پر باقی رہیگا ہر ایک بہادر دنیا میں اسکی جوانمردی کی تعریف کیا کریگا
اگر ہم بھی میدان وغا میں زخمی ہوکر سرخرو جانب عدم جائیں تو کیا افتخار کی سند کونین میں پائیں یہ خیال کرکے اکثر بہادروں نے
نہاکر اور غسل کرکے بخیال وصل معشوقہ شمشیر بلا تاخیر پوشاک نفیس زیب تن کی پیرہن میں عطر سہاگ کا ملا آنکھوں میں
سرمہ لگایا اور بہادروں سے گلے مل مل کے کہنے لگے کہ بھائی یہ کل وقت سحر گویا روز عید قربان ہے آج ہی گلے مل لو کل
قصاب اجل خونریزی پر کمر باندھیگا تیغ تیز سے حلال کریگا دیکھیے کون ہلاک ہوتا ہے اور کون جانبر ہوتا ہے یہ وقت
بہت غنیمت ہے بموجب بیت غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس میں اے نادان ، کہ دگرگون حال ہو جاتا ہے ایام میں زمانے کا
بعضے تہورشعار بہادر وجرار اپنی اپنی تیغ آبدار پر ہر چند کہ صاف تھی لیکن حریف کو جلد قتل کر ڈالنے کے خیال سے اور زیادہ
صیقل سے صاف کرنے لگے بعض بہادروں نے اپنی تلوار میں ڈورا ڈلوایا تاکہ حریف کی گردن کا ڈورا نہ بچے اور
رشتہ جان ٹوٹ جائے بعضوں نے چار آئینے صاف کیے تاکہ جلد صورت فتح و ظفر نظر آئے اکثر بہادروں نے دستانوں کو
اپنی قوت بازو سے سر پر دست درست کیا کسی جری نے کسی بہادر سے کہا کہ بھائی کل حریف سے سامنا ہے دعا کرو کہ میدان
آبرو رہجائے قدم میدان جنگ میں بڑھکے پیچھے نہ ہٹے خداوند عالم مرتے دم میں ثابت قدم رکھے روبرو دلیران ذلیل
نہ کرے کسی جری نے ہنسکے کسی دلاور سے کہا سچ ہے ہم بھی خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کی تلوار کے جوہر دیکھینگے
ہم نے سنا ہے کہ شاہ ہندوستان بڑا بہادر ہے اور اہل لشکر بھی اسکی فوج میں ہندی اپنے تئیں نہایت بہادر تصور کرتے
ہیں بے خود و رزم و میدان مصاف میں اپنے حریف سے مقابلہ کرتے ہیں دلاور نے کہ دوسرے نے جواب دیا کہ ہندی بھلا ہم سے
کیا مقابلہ کر سکینگے ہماری تلوار کی تاب بھی نہیں ہے مریخ ہماری شمشیر زنی اور خونریزی اعدا دیکھکر خوف سے
کانپ جاتا ہے ہمارے نعروں سے دل شیر فلک کا دہل جاتا ہے اب تین پہر رات باقی ہے صبح کو دیکھنا جب ہم
بہادروں کی تلواریں مانند برق کے میدان جنگ میں چمکینگی اور ابر سیاہ سپر ادھر سے اٹھیگا ہر ایک تلوار
صورت برق تڑپ تڑپ کر ابر سیاہ سے گذر کے ہندیوں کے خرمن جسم و جان پر اسطرح گریگی کہ تن و جان کا نام
نشان بھی باقی نہ رہیگا اور ہندیوں کو سواے بھاگنے کے کوئی چارہ نہوگا ساری اسکی شجاعت تشریف لیجاویگی بچ
بھاگنے کی کوئی تدبیر انکو نہ سوجھیگی بھاگنے میں ہزار ہا ہندی قتل ہونگے صدہا زمین پر گرکے پامال سم اسپان ہو جائینگے
ہزاروں ہندی زخمی اور کشتہ ہوکر مثل ماہی بے آب تڑپینگے سیکڑوں صداے نالہ و فریاد بلند کرینگے شجاعو

لڑنا کچھ سہل نہیں ہے میدان قدم جما کر تلوار بہی کھانا کچھ منہ کا نوالا نہیں ہے اپنے دشمن کے سامنے ٹھہرنا اور اسکی ضرب تیغ تیز سے
بچنا بسا دشوار ہے یہ خداوند عالم نے ہمیں لوگوں کو ایسا صاحب ہمت کیا ہے کہ میدان جنگ کو سیرگاہ جانتے ہیں اور زخمہائے
شمشیر و تیر و نیزہ وغیرہ کو گلہائے تماشائی شجاعت تصور کرتے ہیں آگے قدم بڑھا کے کبھی پیچھے نہیں ہٹاتے ہیں تلوار کی آنچ کو
ہوائے سرد و فرحت افزا خیال کرتے ہیں بھاگنا حریف کے سامنے سے ننگ و عار سمجھتے ہیں اور زخمی ہو کر خون میں نہانے کو
رنگ کھیلنا تصور کرتے ہیں بھلا یہ بزدل ہم ایسے شیران عرب سے کیا لڑینگے ہنگام مقابلہ دیکھ لینا بھاگتے پھرینگے
کوئی مست نکلی کسی تیغزن سے کہتا تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے کس جری کی تیغ ہیبت کون کون ہلاک ہوتا ہے کون زندہ بچتا ہے
کون سوے عدم جاتا ہے مقابلہ حریف سخت سے ہے خدا آبرو رکھے امید ظفر بھی ہے اور خیال شکست بھی ہے کیونکہ مشہور ہے کہ لڑائی
بسا ہے برابر دعاے فتح و ظفر خدا سے کرو یہ شب دعا و مناجات میں بسر کرو تا کہ خالق بچہ و برہنگام سحر ہمکو حریف پر مظفر کرے اور
دامن مراد گوہر آرزو سے بھر دے کوئی تیر انداز گوشے میں جھک کر تیروں کو ترکش میں بھرتا تھا کمان کو سینکتا تھا اور
چلّا کے کہتا تھا کہ او نامدار و مردے پر لیس ہو درستی آلات حرب و ضرب کرو اپنے دشمنوں کے ہلاک کرنے کی فکر و تدبیر کرو
میں فراوان تیروں سے اپنے حریفوں کو تاک تاک کے ہلاک کروں گا حتی الامکان اپنے دشمن کو ہدف تیر کرونگا تیر انداز ہوں
ذرا بھی خطا نہ کروں گا میں نے حمزہ صاحبقران کا نمک کھایا ہے حق نمکخواری ادا کرونگا جان اپنی قدم امیر پر تصدق
قربان کرونگا ناوک فگن کہتے تھے مرحبا جزاک اللہ مرد میدان کارزار اور نمکخوار ایسا ہی عزم کرتے ہیں ہم بھی فرزندگی
اور جانبازی کے لیے موجود ہیں ذرا صبح تو ہو ہماری دلاوری میدان میں دیکھ لینا جبتک ہم میں رمق رہیگی
اور دست و پا میں قوت باقی ہے قتل حریف سے باز نہ رہینگے اکثر سوار اپنے اپنے برچھے کو دیکھ بھال کے باہم کہتے تھے
کہ یہ برچھا سینۂ حریف پر اس طرح مارینگے کہ وہ جانبر نہ ہو گا جس وقت وہ گھوڑے سے زمین پر گریگا اپنے مرکب کو بڑھا کر اسکو
پامال سم مرکب کرینگے اکثر بہادران نامی نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہو کر گردن سر کو اٹھا کر اور گردش دیکر تیغزنوں سے کہتے تھے
کہ ہم تو عمود گرانبار سے سر دشمن نابکار کو میدان کارزار میں شگافتہ کرینگے حریف کو پیوند خاک کر دینگے تیغزن کہتے تھے ہم کو
دیکھیں ہم دشمنوں کو تم سے زیادہ قتل کرتے ہیں کہ تم ہم سے سوا اعدائے بدکردار کو ہلاک کرتے ہو بظاہر ہمیں تم سے زیادہ
سواران لشکر لندھور کو قتل کرینگے کیونکہ ہمارے پاس تیغ آبدار ہے اگر ہم چند ہاتھ سر اعدا پر لگا دینگے تو چندان ہمارے
دست و بازو نہ تھکیں گے اور تمھارے پاس عمود گران ہے اگر تم اس گرز گرانبار سے چند حریفوں کو ہلاک کرو گے دست و بازو
تمھارے تھک جائینگے بہادران نامی تیغزنوں کو جواب دیتے تھے کہ تمکو ابھی ہمارے دست و بازو کی قوت اچھی طرح معلوم نہیں ہے
یہ وہ بازو کم قوت نہیں ہیں کہ تھوڑی دیر میں تھک جائیں اگر تم کو کہنے کا کما حقہ یقین نہیں ہے تو صبح بھی قریب ہے قوت و
طاقت ہمارے دست و بازو کی دیکھ لینا اگر خدا چاہیگا تو تم سے زیادہ فوج دشمن کے سواروں کو ہلاک کرینگے بہادران
نامدار اور دلاوران بے تو فکر کارزار اور آلات حرب و ضرب کی درستی میں مصروف و مشغول ہیں لیکن جو نامرد اور بزدل
دونوں لشکروں میں ہیں انکی یہ کیفیت ہے کوئی تو خوف جان و جنگ و جدال سے اپنے بستر پر پڑا ہوا کانپتا ہے لحاف
اوڑھے ہوئے ہر دم آہ و نالہ کرتا ہے جب کوئی پیدل یا سوار اس سے پوچھتا ہے کہ بھئی کیسے ہو مزاج تمھارا کیسا ہے
آج بستر پر کیوں پڑے ہوئے ہو اس قدر آہ و فریاد کیوں کرتے ہو وہ جواب دیتا ہے کہ آج ہمکو تپ لرزی سے آگئی ہے
تمام اعضا میں درد ہے تپ کی شدت سے عفاش شعلے کا طوری جل رہا ہے میں تشنگی سے حلق خشک ہو کلیجا جلا جاتا ہے
ذائقہ دہن کا تلخ ہے اعضا شکنی ہو رہی ہے گویا جسم سے جان نکل رہی ہے ضعف سے بات کرنا بھی دشوار ہے تکیے سے سر
اٹھایا نہیں جاتا کروٹ بھی بدلی نہیں جاتی کیونکر آئیں اور تم سے جنگ آزمائی کریں سوار اور پیدل نہ کور کہتے ہیں کہ لحاف

باہر ہاتھ تو اپنے نکالو ذرا ہم تمہاری نبض تو دیکھیں یہ کیسی تپ ہے کہ ایک دن میں بلکہ پہر ہی بھر میں تمہاری یہ کیفیت ہو گئی
کہ تم سے اٹھا نہیں جاتا شام تک تو تم اچھی طرح بصحت تمام ہمارے بستر پر بیٹھے تھے ہم سے باتیں کر رہے تھے جس وقت سے کہ طبل جنگ
بجا ہے اسوقت سے تم ہمارے بستر سے اٹھکے اپنے بستر پر آئے ہو جسوقت ہمکو معلوم ہوا کہ تمہاری طبیعت ناساز ہو گئی ہے وہ بزدل
خیال ایسکے لحاف سے ہاتھ نکال کر نبض اپنی سواروں کو نہیں دکھاتا ہے کہ سوار اور پیدل نبض دیکھکر کہینگے کہ تمکو تو مطلق تپ
نہیں ہے اسوقت میری دروغگوئی ان سب پر ثابت ہو جائیگی بخوف اسکے یہ خیال کرکے وہ بزدل جواب دیتا ہے کہ بھائی مقدور
نہیں کہ لحاف سے ہاتھ باہر نکالوں اور تمکو نبض دکھاؤں علاوہ اسکے تمکو نبض ہی دکھانا بیکار ہے کیونکہ تیر و شمشیر کے
دیکھنے میں تو البتہ دخل ہے لیکن تم نبض کا دیکھنا کیا جانو نبض کا دیکھنا کام حکیم کا ہے تم حکیم نہیں جو میں تمکو نبض دکھاؤں
بیکار سردی میں اپنے ہاتھ کیوں باہر نکالوں میں مثل تمہارے احمق نہیں ہوں بس جاؤ اپنے بستر پر سو رہو زیادہ ہم سے گفتگو
نہ کرو ہم سے بات نہیں کی جاتی ہے اگر خدا چاہے گا تو صحت ہو جائیگی ورنہ بالفعل پڑے تو ہیں سوار اور پیدل بیمار کی
تقریر سنکے اور بے اختیار ہنسکے کہتے ہیں ارے یار ہم تیری بزدلی سے خوب آگاہ ہیں جب کبھی طبل جنگ بجا ہے
اور خیال حریف کا تو نے کیا ہے اسی طرح تو بیمار زبردستی اور بیکار ہو گیا ہے کیوں ہم سے جھوٹھ گفتگو کرتا ہے کہ تپ آگئی ہے
اصل تو یہ ہے کہ تو لڑنے سے اور مقابلہ حریف سے ڈرتا ہے وہ بیمار کہتا ہے کہ میری بزدلی اور شجاعت ظاہر ہے کیونکہ
میں ایسا جری ہوں کہ تپ سے لڑ رہا ہوں تم سے باتیں کرتا ہوں حواس میرے درست ہیں تم سبکو پہچانتا ہوں اور
تم سب کے نام جانتا ہوں کہو تو بتا دوں اگر میری طرح کسی اور کو ایسی تپ آتی تو منہ سے اسکے آواز بھی نہ نکلتی بیہوش ہو جاتا
آنکھیں بند ہو جاتیں ہوش و حواس جسم سے بجا نہ رہتے اب تک مر جاتا قبر میں دفن بھی ہو جاتا میں ہی ایسا بہادر ہوں کہ اب تک زندہ
ہوں اور تم سے باتیں کر رہا ہوں سوار اور پیدل نے ہنسکے کہا واہ واہ تمہاری شجاعت و دلاوری میں شک نہیں ہے تم عجیب
بہادر ہو اور مدعی یہ ہے جسوقت جنگ سے بید کے مانند کانپ رہے ہو اسی طرح کسی بزدل کو خوف کارزار سے مرض اسہال ہو گیا
دمبدم دست آنے لگے رنگ زرد ہو گیا لب خشک ہو گئے گریہ و زاری و دعا کرنے لگا کہ اگر یہ جنگ صلح ہو جائے تو عہد کیا ہے
یا مدار صاحب تمہارے روضہ پر چیڑیاں چڑھاؤنگا کوئی نامرد کہنے لگا کہ اگر میں یہ جانتا ہوتا کہ حریف سے مقابلہ ہوگا تو کبھی
سواروں میں اپنا نام نہ لکھواتا کمر سے تلوار کبھی نہ باندھتا اب کچھ تدبیر بن نہیں پڑتی کیا کروں کس طرف بھاگ کے
جاؤں جان اپنی دشمنوں سے بچاؤں کوئی بزدل سوار سائیس سے کہتا تھا کہ ای بھائی خبردار ذرا ہوشیار رہنا قبل صبح ضرور
میرا مرکب زین و لجام سے آراستہ کر رکھنا تو آخر شب ٹھنڈے ٹھنڈے تاروں کی چھاؤں میں اپنے مکان وطن یہاں سے
چلے جائینگے ہرگز وقت سحر کو یہاں نہ ٹھہرینگے ہم بیوقوف نہیں ہیں کہ لشکر میں رہیں اور ہنگام مقابلہ کسی حریف نابکار کے
ہاتھ سے مارے جائیں مفت اپنی جان دیں امیر ہا تو فقیر تو اسواسطے لڑتے ہیں کہ اگر لندھور مطیع ہو گا اور خراج
دیگا تو نوشیروان کی دختر نیک اختر سے عقد ہو جائیگا شب و روز عیش و عشرت میں بسر کرینگے اور وصل ملکہ مہر نگار سے
لطف بے اندازہ اٹھائینگے لندھور خسرو ہندوستان اس سبب سے لڑتا ہے کہ اسکو خراج دینا اور اطاعت قبول کرنا
منظور نہیں ہے پس ان دونوں کا باہم جنگ و جدل کرنا بجا و درست ہے اور ہم کو تو کسی طرح کی امید نہیں اگر لڑائی میں فتح
ہوئی تو ہمکو کیا فائدہ ہوگا اور اگر شکست ہوئی تو بیچارا کیا نقصان ہوگا ہمکو وہی پندرہ جیتل روپیہ مہینا جو کے ہر طرح ملینگے
پس پندرہ روپیہ کے واسطے ہم تو اپنی جان کبھی نہ دینگے سائیس نے کہا خداوند آپ سپاہی ہو کر ایسے کلمات زبان پر لاتے ہیں
آپکو ایسی گفتگو کرنا مناسب نہیں ہے بس اب خاموش رہیے ایسا نہو کہ کوئی جری سن لے تو باعث آپکی ذلت و رسوائی کا ہو
اگر آپ چلے جائیے گا تو جوانان لشکر آپ پر خندہ کرینگے آپ کو ٹکے کو بھی نہ پوچھے گا اگر آپ ایسے ہی بزدل تھے تو کیوں

رسالے میں اپنا نام لکھوایا تلوار کمر سے کیوں باندھی خود سر پر کیوں رکھا زرہ جسم میں کیوں پہنی اپنے تئیں بہادروں میں کیوں
شامل کیا اب اگر آپنے تلوار باندھی ہے تو صبح کو میدان جنگ میں جوہر تیغ دکھائیے دو چار سو حریفوں کو قتل کیجیے میدان
وغا میں دلیروں و بہادروں کے نام پیدا کیجیے آپنے برسوں سے اپنی اوقات بسری بہ فراغت کی ہے آج وقت پڑا آپ بھاگے
جاتے ہیں حق نمک ادا نہیں کرتے ہیں اہل لشکر آپ کو کیا کہیں گے رسالے کے جوان آپکو نامرد خیال کرینگے اور یہ آپکو
کیونکر یقین ہو گیا کہ ہم ضرور ہی قتل ہو جاینگے زندہ نہ رہیں گے ہر چند کہ ہنگام وغا میدان جنگ میں بازار اجل گرم
ہوتا ہے کوئی تیر سے اور کوئی تیغ سے ہلاک ہوتا ہے لیکن جن بہادروں کی زندگی باقی ہوتی ہے وہ زندہ رہتے ہیں تلوار اور تیر
و تفنگ کوئی حربہ حریف اثر کارگر نہیں ہوتا ہے پروردگار عالم ہر ایک ضرب سے انکو بچاتا ہے قضا خود انکی حفاظت کرتی ہے بقول
شخصے شعر گرچہ میدان وغا میں خطرۂ جان ہے مگر ۔ بے قضا کوئی کبھی زیر فلک مرتا نہیں ۔ اس سوار نے تقریر سائیس کی
سنکے کہا کہ یہ تو نے جو کہا کہ بے قضا انسان و حیوان کوئی نہیں مرتا سچ ہے تو نے یہ شعر شاید نہیں سنا ہے شعر گرچہ کس بے اجل
نخواہد مرد ۔ تو مرو در دہان اژدرہا ۔ انسان کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنی جان بچانے کی تدبیر کرے ایسی جگہ کیوں کھڑا ہو
جہاں خیال ہلاک ہو جانے کا ہو بس میں عقلمند ہوں دانا ہوں دیر ہوں میدان وغا میں ٹھہرا کیسا جاؤنگا بھی نہیں
مبادا کوئی حریف ضرب تیغ تیز سے قتل کر ڈالے تو مفت جان جائے سائیس نے عرض کیا خداوند آپ تو جنگ سے اسقدر
خائف و ترساں ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں مثل آپ کے کسی کو نہیں دیکھا حضور خطا معاف گستاخانہ عرض کرتا ہوں
شعر جسطرح سے آپ ڈرتے ہیں کوئی ڈرتا نہیں ۔ بزدلی ایسی کوئی نامرد بھی کرتا نہیں ۔ مثل ہے خداوند نعمت اسطرح اپنے
اپنے دین و ملت کا اس درجہ جنگ و جدال سے خائف نہ ہو جیے لشکری آپ کو بزدل کہیں گے ذرا غور کرکے ملاحظہ
فرمائیے میں آپکے گھوڑے کے واسطے چکی میں چنے دلتا ہوں جس چنے کے مقدر میں دو ٹکڑے ہونا نہیں ہوتا ہے وہ چنا
سالم نکل آتا ہے اور اتنی بڑی چکی سے دو ٹکڑے نہیں ہوتا ہے اسی طرح اگر آپ کی قسمت میں تلوار سے دو ٹکڑے ہونا
نہیں ہے تو کبھی آپ کسی سے قتل نہو جیے گا اور اگر خدانخواستہ حضور کے دشمنوں کی قضا آگئی ہے تو گھر میں جا کر ہلاک ہو جائیے گا
اس سے بہتر و مناسب یہ ہے کہ میدان جنگ میں مردانہ وار کارزار کیجیے ہزاروں دشمنوں کو تہ تیغ کیجیے بعد فتح جنگ
خلعت و انعام لیجیے مجکو یقین ہے کہ اگر آپ میدان جنگ میں کارہائے نمایاں کرینگے اور لڑائی فتح ہو جائیگی تو ضرور آپ کا
عہدہ بڑھ جائیگا اسی طرح روز بروز ترقی ہوتی جائیگی آبرو اور عزت ہوگا تنخواہ بڑھتی جائیگی سوار نے جھنجلا کر سائیس سے
کہا کہ ابے تو بڑا بیہودہ ہے ہمکو نصیحت کرتا ہے ہمارا استاد بنتا ہے جو ہم کہتے ہیں اُسے قبول نہیں کرتا ہے اگر اپنی بہتری چاہتا ہے تو
ہمارے حکم کو بجا لا اور نہ سمجھائے گا تو ہمارا تابعدار ہے ہم تیرے فرمانبردار نہیں ہیں کہ تیرے کہنے پر عمل کریں تلنگوں میدان
جنگ میں جائیں کسی ظالم حریف کے ہاتھ سے قتل ہو جائیں مفت ہماری جان جائے تیری آرزو بر آئے دشمنوں کے
ہاتھ سے دور بار شیطان کے کان بہرے قتل ہو جائیں لڑائی میں کام آئیں تو ہمارے لباس چھینے اور ہتھیار ہمارے
لیکے گھوڑے پر سوار ہوکے کسی طرف چلا جائے یہی تیرا قصد ہے ہمکو تیری باتوں سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے
ابے پاجی یہ تیری آرزو کبھی بر نہ آئیگی ہم تیرے فقرے میں کبھی نہ آئینگے اور تیرے اس دام مکر و فریب میں کبھی
نہ پھنسینگے ہم عقلمند ہیں اپنے دوست اور دشمن کو خوب پہچانتے ہیں تو ہمارا عدوئے جان ہوئی چاہتا ہے کہ ہم کسیطرح ہلاک
ہو جائیں لیکن ہم تیرے کہنے پر کب عمل کرینگے تو ہم سے زیادہ عقلمند نہیں ہے ہم ہر چند کہ جاہل ہیں لیکن عقلمند ہیں اور
تو لاکھ دانا ہے مگر بیوقوف ہے ہماری اور تیری عقل میں زمین و آسمان کا فرق ہے جو ہم جانتے ہیں وہ تو نہیں جانتا ہے ارے ہم
وہ ہیں کہ ہماری والدہ نے ہمکو بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا ہے مدت تک سلیپر سے دھوپ میں نکلنے نہیں

وہ بازار میں کبھی سپاہیوں کی صحبت میں بیٹھنے نہیں پایا ہے ہمیشہ شطرنج اور ستار اور گنجفہ وغیرہ کے شغل میں اوقات اپنی زندگی بسر
کی ہے اب تھوڑے زمانے سے ہماری خالہ صاحبہ نے خدا اُنکو جنت میں داخل کرے انھوں نے ہماری والدہ اور باجی صاحبہ کو
درغلا کر اور اُنکا زیور نقرئی و طلائی بکوا کر ہمکو گھوڑا لے دیا اور رسالے میں نوکر رکھوا دیا ہر چند ہمنے اُنسے کہا کہ ہم گھوڑے پر
سوار ہونگے تلوار کمر سے نہ باندھیں گے نوکری نہ کرینگے کیونکہ ہمنے کبھی چاقو بھی کمر میں نہیں لگایا ہے گھوڑا کیسا کبھی گدھے پر سوار نہیں
ہوئے ہیں ہمکو گھوڑے پر سوار ہونے سے ڈر معلوم ہوتا ہے ایک نہ ایک روز ہم مرکب سے نیچے گر پڑینگے پامال ہم آپ ہو جائینگے
لیکن اُنھوں نے ہماری فریاد نہ سنی اور ہمکو رسالے میں نوکر رکھوا دیا خالہ اور والدہ اور باجی تو مر گئیں ہمکو اس نوکری کی آفت
میں مبتلا کر گئیں اب صبح کو میدان رزم میں ہزارہا پیدل اور سوار تیر و تیغ آبدار سے قتل ہونگے میدان مصاف میں کشتوں کے
پشتے لاشوں کے انبار جابجا ہونگے بازار اجل میدان جنگ میں گرم ہوگا ہر ایک فنا کو متاع حیات دیکر خریدار خلعت شہادت
ہوگا ملک الموت کو روحوں کا قبض کرنا دشوار ہوگا دونوں طرف ہزاروں سوار اور پیدل قتل ہونگے زمین اُنکے خون سے
رنگین ہوگی بلکہ میدان مصاف میں جوئے خون جاری ہوگی غضب کی تلوار دونوں لشکروں میں چلیگی ہزاروں قتل
ہو جائینگے سیکڑوں زخمی ہونگے بہت سے پامال سم اسپان ہو جائینگے خاک میں مل جائینگے سیکڑوں تیروں سے ہلاک ہونگے
ہزاروں ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہونگے صدہا شمشیر بُران سے قتل ہو کر سوئے عدم جائینگے بہت سے کفن بھی
نہ پائینگے قبریں بھی سیکڑوں کی نہ بنائی جائینگی لاشیں اُنکی بے گور و کفن زمین پر پڑی رہینگی زاغ و زغن وغیرہ گوشت اُنکا
کھائیں گے کتے ہڈیاں اُنکی چبائیں گے دن بھر دھوپ میں پڑی رہینگی رات کو شبنم میں زیر فلک رہینگی چادر گرد اور
اُنکی لاشوں پر پڑیگی سایہ شامیانہ فلک کا اُنکی لاشوں پر ہوگا انجام لڑنے کا اور شجاعت ظاہر کرنے کا یہ ہوگا بھلا ہمسے
یہ معرکہ دیکھا جائیگا ہمکو تو فوراً غش آجائیگا گھوڑے سے گر پڑینگے پامال سم اسپان ہو جائینگے روح جسم سے نکل جائیگی بے آئے ہمکو
موت آجائیگی لڑنے کا ارمان دل ہی میں رہ جائیگا دم نکل جائیگا اسیواسطے عہد طفلی سے ہماری تو یہ کیفیت ہے کہ جب
ہمارے سامنے فصاد نے کسی کی رگ میں نشتر چبھویا اور رگ سے خون نکلتے دیکھا تو ڈر سے ہمکو غش آگیا اس امر کا اکثر
ہمنے امتحان کیا ہے اور اگر کبھی کسی وجہ سے بلا مکر کرتا ہے اور آواز اُسکی ہمارے کان میں آتی ہے تو دل ہمارا دہل جاتا ہے
روح جسم میں خوف سے بیقرار ہو جاتی ہے رنگ چہرے کا زرد ہو جاتا ہے دست و پا کانپنے لگتے ہیں حواس خمسہ جاتے رہتے
ہر چند ہم اپنے دل کو سخت کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نہ ڈریں لیکن ڈر ہی جاتے ہیں کیا کریں مجبور و ناچار ہیں خدا نے
ہمکو ایسا ہی دل دیا ہے اب تک اکثر اوقات ڈر جاتے ہیں اور اسی عالم خوف و اضطراب میں موافق عادت اپنی والدہ
اور خالہ اور باجی کو اسطرح پکارنے لگتے ہیں کہ اماں جان خالہ صاحبہ بڑی باجی جلدی دوڑو ہمکو بچاؤ دیکھو غضب کی
آواز مہیب کان میں آئی تھی جلدی آکر ہمکو آغوش میں لیلو ورنہ ابھی ہم گر پڑیں گے بیہوش ہو جائیں گے یقین ہے کہ
تڑپ کے مر جائینگے جب کوئی آواز نہیں دیتا ہے تو خیال آتا ہے کہ ہم کسکو پکارتے ہیں اماں اور خالہ اور باجی تو
انتقال کر چکی ہیں غرض کہ جب ہمارے دل کی یہ کیفیت ہے تو ہمسے میدان جنگ میں جاکر حریف سے کیا لڑا جائیگا
ہمکو تو تلوار لگانی بھی نہیں آتی ہے اور علاوہ مقابلہ کرنے کے اور تلوار حریف پر لگانے کے ہم یوں ہی ہلاک ہو جائینگے
جسوقت کسی کو قتل ہوتے دیکھیں گے خود ہلاک ہو جائینگے ہم وقت کسی حریف سے لڑ نہیں رہے ہیں فقط تجھسے باتیں
کر رہے ہیں لیکن دل کی عجب کیفیت ہے روح جسم میں بے چین ہے رونگٹے کھڑے ہوئے ہیں ہر چند کہ دل یہی چاہتا ہے
کہ ابھی اپنے گھر بھاگ جائیں اپنی زوجہ کے پاس جاکر چھپ رہیں جورو ہماری ہمسے نہایت محبت کرتی ہے
چار مہینے کا زمانہ گذرا ہے کہ ہماری شادی اُس نیکبخت کے ساتھ ہوئی ہے اگر ہم تیرے کہنے سے میدان جنگ

ہین صبح کو جائین اور وہان جا کر اگر خدا نخواستہ قتل ہو جائین یا خون ولاوران دلیکر ہلاک ہو جائین تو جورو ہماری رانڈ ہو جائیگی ابھی نوجوان ہی مرنے کی خبر سنتے یقین ہی کہ وہ بھی کثرت رنج و ملال سے ہلاک ہو جائیگی اور اگر ہلاک ہوئی تو زندگی اپنی کیونکر بسر کریگی پس ای سائیس ہم انھین خیالات سے میدان جنگ مین نہ جائینگے ہمکو جوانان لشکر گرز دل کہینگے تو کہین ہمکو انکا بزدل کہنا منظور ہی لیکن اپنی جان دینا قبول نہین ہی اگر ہم بسبب بزدلی کے نوکری سے چھڑا دیئے جائینگے اور بقول تیرے کوئی ہمکو نوکر نہ رکھے گا تو ہم بھیک مانگ کر کھائینگے اور جورو بچون کے ٹکڑے ملا کر بیٹھے رہی ٹکڑے گدائی کے نان نعمت سمجھکر کھائینگے اور اپنی زوجہ کو کھلائینگے اور شب کو اپنی زوجہ خوبرو کے پاس سوئینگے اور اوسکے وصل سے اپنے دل کو خوش کرینگے ای سائیس اگر تو یہ چاہتا ہی کہ ہم یہان سے بھاگ کر اپنے گھر نہ جائین اور لشکر ہی مین رہین تو کل تو ہماری پوشاک پہنکے اور ہتھیار لگا کے گھوڑے پر سوار ہو کے ہمارے عوض تو ہی میدان ستیز مین جانا اور ہم گھوڑے کی گھانس اور دانہ کی تدبیر کرینگے اگر تجھکو کوئی سوار پہچان کر پوچھے کہ وہ کہان ہین میدان جنگ مین کیون نہین آئے تو کہدینا کہ انکی طبیعت ناساز تھی اونھون نے اپنے عوض مجھکو بھیجدیا ہی اگر تو میدان رزم سے بچ آئیگا اور لڑائی آج ہی فتح ہو جائیگی تو جو کچھ خلعت و انعام ملیگا وہ تو ہی لے لینا ہمکو ایک کوڑی نہ دینا اور اگر تو قتل ہو جائیگا تو ہم ضرور اپنے گھر چلے جائینگے القصہ اسی طرح دونون لشکرون مین جو جو بزدل اور نامرد تھے آمادہ بھاگنے پر ہوئے اکثر شب تاریک مین لشکرون سے نکل گئے آخر شب گذر کے وہ وقت آیا کہ اشعار ہوئی شب خوف کھا کر جلد کافور + سیاہی شب کی لیکر ہو گئی دور + لڑائی کی جو دل مین سب نے ٹھانی + تو نکلا شہسوار آسمانی حمزۂ صاحبقران نے بعد نماز اور وظیفہ کے حکم تیاری لشکر کا دیا بموجب حکم سرداران اور جملہ سوارون اور پہلوانون نے اسلحۂ آہنی اپنے جسم پر آراستہ کیے امیر بانوقیر نے زرہ بہنی خود سر پر رکھا دستانے چڑھائے ہتھیار لگا کے بارگاہ سے باہر تشریف لائے سردارون نے مجرے کیے جب امیر با توقیر مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے علمہاے لشکر جلوہ گری پر آئے طبل جنگی پر چوب پڑی سرداران لشکر وغیرہ گھوڑون پر سوار ہوئے نقیبون نے صدائین نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند کین حمزۂ صاحبقران عالیشان نے مرکب اپنا بڑھایا اشعار

کیا لکھوں مین اثر گرم خرامی سمند　　تر ہو ذرہ عرق سے صفت آب گہر　　ہر قدم تیز قدم پا سکے گرد نگر اسکو
ہوش رفتار مین شوخی مین کہ برق　　تازیانہ کا اگر نام بھی سن لے وہ کبھی　　ہو یہ جولان کہ سلیمان کا ملنے باد

حمزۂ صاحبقران نے مرکب کو جولان کیا سرداران نامی و نامدار جانب میدان مصاف ہمراہ صاحبقران روانہ

ہوئے اوسوقت یہ حال تھا ابیات　　ز آمد شد لشکر بے قیاس　　زمین در تزلزل فلک در ہراس
حضیض زمین چون فلک اوج بود　　سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود　　خسک بر گذرگاہ کین ریختند
نقیبان خروشیدن انگیختند　　ترک بر ترک سو بسو در شتاب　　نہ در دل شکون و نہ در دیدہ خواب
ز سم ستوران دران پہن دشت　　زمین شش شد و آسمان گشت ہشت　　جب حمزۂ صاحبقران دار میدان

کارزار ہوئے بیلداروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کی گرد و غبار کو کثرت آبپاشی سے بٹھایا جب سقے آبپاشی کر چکے اوسوقت صف آرائی ہونے لگی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح لشکر درست ہوا ناگاہ ادھر سے لندھور فیل میمونہ پر سوار عقب پشت پر پانچ لاکھ ہندیون کا لشکر لیے بعد کر و فر نمایان ہوا فیل میمونہ کی خوبی تعریف تو ہو نہین سکتی لیکن ادنی تعریف اوسکی یہ ہی کہ کوئی فیل اوسکا ہمسر اور اوسکی ٹکر کا نہو گا پیشانی فیل میمونہ کی ایسی رنگی ہوئی تھی کہ دیکھنے والونکو ثابت ہوتا تھا کہ ابر سفید پر کسی قدر شفق ہی دندان اوسکے مثل دست دراز

مجوبہ بہشن سے مشابہ ہین یاد و جانب جو سے شیر جاری تھی پشت پر اوسکی زربفتی جھول پڑی تھی طلائی کرشمہ دانتون پر اسکے چوڑے چوڑے چڑھے تھے نہایت نادر و نفیس ریشمی رسوین بندھے ہوہ وہ طلائی جواہر کار کسا تھا زنجیرین طلائی و نقرئی کھچین فیلبانان لباس نفیس پہنے ہوئے اوسکی مستک پر بیٹھا تھا نظم

خامہ سکین لکھے خرطوم کی کیا کیا صفت

زلف جانان کا خم خم چشم عاشق کی تری
کالیجہ پلہ میزان ہین جنھین تولا گیا
کشور مصر و حلب کا مال خشکی و تری

دو زمانے کو جو آترے شور دنیا مین یہ ہو
مردم آبی کرین کافور کی سوداگری
فیل میمونہ پر لندھور بیٹھا ہوا عجب

زیب جسم کیے ہوے بصد شوکت میدان کارزار مین آیا لندھور نے میدان مصاف مین آکر دیکھا کہ حمزہ صاحبقران اپنے لشکر کی صفین آراستہ کیے ہوئے مسلح و مکمل عجب شان و شوکت سے پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار زیر سایہ علم اژدھا پیکر کھڑے ہین چہرے پر رعب و صولت صاحبقرانی ظاہر ہے علم اژدھا پیکر کا پھریرا کھلا ہوا اور دمبدم اوس سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی نکلتی ہے اور اسی علم سے اسقدر خوشبوے مشک و عنبر کی آتی ہے کہ سارا میدان مصاف صحراے ختن یا صحراے تاتار معلوم ہوتا ہے تمام عرصہ رزم خوشبو سے بسا ہوا ہے صبح کا وقت جو ہے اور ہوا چل رہی ہے خوشبو علم اژدھا پیکر سے نکل رہی ہے دل کو نہایت فرحت حاصل ہوتی ہے صفین سوارون اور پیدلون کی قاعدہ سے آراستہ ہین ہر ایک صف زرہ پوشون کی گویا دیوار آہنی نظر آتی ہے یا سد سکندری کا ہر صف پر گمان ہوتا ہے فوج مانند موج دریا ہے تمام میدان کثرت مردمان لشکر سے بھرا ہوا ہے ہر ایک سوار نوجوان لالہ فام قمر خد گل اندام ہے مرکب سوارون کے کمیت و سرنگ ابلق وغیرہ ہین اشہب تیز گام فلک آگے اون مرکبون کی چال کے بیکر فتار ہے اور صبا کا چلنا ان بلا پاؤن کے آگے بیکار ہے نظم کیا صفت ہو مرکبون کی تھے وہ ایسے بینظیر ساختہ جنگے پری کو بھی ہے عذر بے پری ہے ناز پاؤن کے برابر ہے انکھین تازنگاہ آنکھے راکب کے اشارون پر ہے انکی یکدم نگاہ بال ہر ایک مرکب کے گیسوے حور سے بہتر بلکہ بہتر ہے چہرے مرکبون کے چہرہ پریان سے مشابہ ہین آنکھین انکی مانند چشمان شیر کے ہین یا مثل دیدہ معشوقان خوبرو ہین غزلان صحرائی اگر ایک نظر انکی آنکھون کو دیکھ لین یقین ہے کہ آنکھین اپنی انکی آنکھون سے اچھی نہ سمجھنگے محجوب و شرمندہ ہون سینہ ہر ایک اسپ پری پیکر کا کشادہ ہے تو تھنی مانند غنچہ گل کے ہے جو بند ہر ایک راہوار کا مثل دلدار و بیعیب ہر قدم مانند معشوقان طناز کے اٹھاتے ہین کبھی ہوا کی تیزروی پر نظر کر کے غصہ سے کف منھ مین بھر لاتے ہین دہانہ غیظ سے چباتے ہین ٹاپون سے میدان کو پامال کرتے ہین دمبدم اپنے اپنے راکب کیطرف اس خیال سے دیکھتے ہین کہ اگر راکب اشارہ پائین تو حد وہم و گمان سے بھی نکل جائین سوار اونکو روکے ہوئے ہین بار بار انکی پشتون پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہین اور ان مرکبون کا یہ حال ہے کہ سم زنی ہم اورکم سے دم ملاتے ہوے کہ دوش بدوش کھڑے آمادہ جنگ اور مستعد کارزار ہین تلوارین برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے ہین ہر ایک تیغ آبدار مانند برق چمکتی ہے نیزے بلند ہین تیر انداز تیر انگلی پر لیے ہین علم لشکر کا جا بجا بلند ہین سرداران تہور شعار آمادہ کارزار اپنے اپنے لشکر و فوج کو لیے بکمال دلیری و ہوشیاری پشت حمزہ صاحبقران پر کھڑے ہین میدان جنگ آراستہ ہے لندھور نے بعد دیکھنے طریقہ صف آرائی لشکر کے حمزہ صاحبقران کو تسلیم کی امیر با توقیر نے جواب سلام دیا بعد تسلیم اور مزاج پرسی کے لندھور صف آرائی لشکر مین مصروف ہوا جب لندھور نے صف آرائی لشکر سے فرصت پائی اسوقت نقیبون اور کرکیتون نے دو جانب لشکرون سے قصد نکلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا حمزہ صاحبقران نے اس غبار کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید کوئی سرداران لشکر لندھور سے بجمعیت سپاہ کثیر آیا ہے اس طرف لندھور نے بھی یہی تصور کیا کہ کوئی سرداران

فوج حمزہ صاحبقران سے مع لشکر بیکران یہان آتا ہی یا نوشیروان نے براے مدد حمزہ صاحبقران کسی سردار
ذیشان کو بھیجا ہی اسی طرح علاوہ لشکر جرار اور حمزہ صاحبقران کے مردمان لشکر بھی جانب گرد وغبار دیکھ دیکھکر طرح طرح
کے خیالات کرنے لگے جب اوس غبار کو ہواے تند نے دفع کیا مردان لشکر نے دیکھا کہ پچاس علم نمودار ہوئے جانب
مقابل لوگ ہوشیار ہو گئے پچاس علمون کو دیکھکر ثابت ہوا کہ پچاس ہزار سوار کی اس لشکر مین جمعیت ہی جب وہ لشکر
قریب آیا دونون لشکرون سے علیحدہ ایک جانب ٹھہرا حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ گستہم زرین کفش مغین
اپنے لشکر کی آراستہ کرکے زیر سایۂ علم خوک پیکر کھڑا ہی حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا
ای خواجہ دیکھو گستہم زرین کفش آیا ہی یہ مجھسے عداوت رکھتا ہی مین نے اسکے لڑکے کو ایک روز دربار نوشیروان
مین اسکے دنگل کی بابت ایک طمانچہ مارا تھا اور جب یہ چین و ماچین سے آیا تھا اور مین اسکے دیکھنے کو بادشاہ نوشیروان
گیا تھا تو یہ بعداوت مجھسے ملا تھا اور اسنے قصد کیا تھا کہ میری پسلیان توڑ ڈالے اسوقت مجکو حق تعالے نے اسکی ضرب سے
محفوظ رکھا اور مین بھی اسی طور اس سے ملا تھا کہ آجتک اسکو یاد ہوگا نہین معلوم یہ یہان کیون آیا ہی خواجہ عمرو نے
گفتگو امیر باتوقیر کی سنکے فکر کی اور فریب تجویز کرکے لشکر گستہم کی طرف آہستہ آہستہ چین بجبین سر جھکائے ہوئے
روانہ ہوئے اور قریب سپاہ نہایت ادب سے گستہم کو سلام کیا گستہم نے جو خواجہ عمرو کے چہرے پر آثار ملال پائے
خواجہ عمرو سے اسطرح پوچھنے لگا کہ ای خواجہ عمرو مزاج تمہارا کیسا ہی اسوقت تمہارے چہرے سے کچھ آثار
ملال ظاہر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان بیمثال رشک رستم و سام و زال مزاج میرا اچھا نہین ہی جو رنج مجکو
اسکو کیا بیان کرون شکایت اپنے مقدر کی کیا کرون الحمد للہ زندہ تو ہون لیکن بوجہ صدمہ دلی کے لطف حیات نہین
ہی گستہم نے یہ تقریر سنکے خواجہ سے پوچھا کہ تم کس صدمہ مین مبتلا ہو ہم سے بیان کرو شاید اوس رنج کے دفع کرنے کی
تدبیر مجھسے ہوسکے خواجہ عمرو یہ گفتگو گستہم کی سنکے آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہنے لگے ای پہلوان بیبدل جو غم مجکو ہی تم
ایسے دوست سے اس الم کو کیا چھپاؤن اصل باعث ملال یہ ہی کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ مین نے حمزہ صاحبقران
کے ساتھ کیسی نیکی اور رفاقت کی جانثاری اور سرفروشی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا ہی اگر سچ پوچھو تو یہ مرتبہ
صاحبقران کا افضال خدا اور میری وجہ سے ہوا ہی پہلے حمزہ صاحبقران کو کوئی جانتا بھی نہ تھا یہ وقار قبل اسکے
صاحبقران کا کب تھا پہلے تو امیر باتوقیر میری نہایت عزت کرتے تھے کرسی پر مجکو بٹھاتے تھے بھائی مجکو کہتے تھے
لیکن آجکل امیر باتوقیر نوشیروان کی دامادی کی امید مین ایسے مغرور ہوگئے ہین کہ کسی کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے ہین
اور اپنے ذہن ناقص مین یہ سمجھے ہوئے ہین کہ مثل میرے کوئی شجاع و بہادر روے زمین پر نہین ہی اور مانند میرے
کوئی عاقل و دانا بھی نمودار نہین ہی اب تو اسدرجہ کبر و نخوت ہی کہ عالم کو جاہل کامل کو ناقص عاقل کو بیوقوف
و نادان شیر کو بز فیل کو مور قوی کو ضعیف تصور کرتے ہین اور بڑے بڑے پہلوانان گذشتہ کو کہتے ہین کہ وہ کیا
صاحب قوت و طاقت تھے اگر وہ اس زمانہ مین ہوتے اور مجھسے مقابلہ کرتے تو انکو میری قوت کا حال معلوم ہوتا
پسلیان انکی توڑ ڈالتا غرض کہانتک حال نخوت حمزہ صاحبقران مین تمسے بیان کرون خلاصہ یہ کہ اب وہ اپنے تئین یکتاے
روزگار زور و طاقت و عقل مین جانتے ہین اور اسی غرور کی وجہ سے میری قدر اور عزت نہین کرتے ہین ای پہلوان ذیوقار
مجکو جو امید حمزہ صاحبقران سے نہ تھی کہ عوض یہ انعام جان نثاری و سرفروشی کا مجکو دینگے افسوس ہزار افسوس
دنیا مین کسی سے نیکی نہ کرے کیونکہ انجام نیکی کا اکثر بد ہوتا ہی بس اب ای پہلوان رشک رستم میرا ارادہ ہی کہ دو چار
روز کے زمانہ مین کسی طرف چلا جاؤن حمزہ صاحبقران کے لشکر سے نکل جاؤن کسی بادشاہ وزیر کی نوکری

کرون اور اپنی زندگی بآرام تمام بسر کرون گستہم نے یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے افسوس کیا اور کہا ای خواجہ عمرو تم ایسے
باکمال ہو کہ تمھارا مثل و نظیر نہین ہی مثل تمھارے کوئی عیاری نہین کرسکتا تم جہان جاؤگے خاص و عام تمھاری قدر کرینگے
اگر تم مجکو سرفراز کرو اور میرے ہمراہ رہو تو مین اپنی جان سے بھی زیادہ تر تمکو عزیز رکھون اور ایسی قدر تمھاری اور عزت
کرون کہ کبھی حمزۂ صاحبقران نے بھی نکی ہوگی خواجہ عمرو نے سنکر کہا ای پہلوان ذیقدر یہ تو کہا سچ تو یہ ہی کہ مین اسوقت
اسی امید سے تمھارے پاس آیا تھا کیونکہ مین نے خیال کیا تھا کہ تم پہلوان بے نظیر ہو دربار نوشیروان مین کوئی پہلوان تمھارے
مانند نہین ہی تم میری ضرور قدردانی کروگے الحمد للہ کہ جو مین نے خیال کیا تھا وہی ہوا آج سے تمھارے ہمراہ
رہونگا اور ایسی خیرخواہی کرونگا کہ تم بھی یاد کروگے فی الحال ایک خیرخواہی کرتا ہون اور ایک راز سے مین تمکو آگاہ
کرتا ہون وہ راز یہ ہی کہ گرز لندھور کا تم جو دیکھتے ہو یہ لکڑی کا ہی اسکے اوپر لوہا ہی نہایت ہی ہلکا مطلق گران نہین ہی
اگر اس گرز کو تو مجھے دے تو مین ہزار مرتبہ اس گرز کو باین نحافت اٹھاؤن اور دو دو پہر تک اس گرز کو بلند کیے ہوئے
کھڑا رہون اور میری جبین پر شکن نہ آئے فقط حریف کے ڈرانے کے واسطے اتنا بڑا گرز بنایا ہی لندھور مین ذرا بھی قوت
نہین ہی اسکے دست و بازو موٹے موٹے دیکھنے ہی کے ہین مین خوب جانتا ہون کہ لندھور کے دست و بازو مین طاقت
مطلق نہین ہی اگر تم لندھور سے مقابلہ کرو تو لندھور کے دست و بازو بسہولت توڑ ڈالو اور گرز کو اوسکے ہاتھ سے
چھین لو اور چشم زدن مین اوسکو ہلاک کرو پس اب مین یہ چاہتا ہون کہ اسوقت نہین لندھور سے مقابلہ کرو
اور سر میدان روبرو ہے حمزۂ صاحبقران اوسکو قتل کرو لشکر کو اوسکے تباہ و برباد کرو ہندوستان پر اپنا قبضہ کرو
حمزۂ صاحبقران دامادی نوشیروان سے محروم رہا مین تمھاری جرأت و دلاوری دیکھکر متحیر ہون اگر تم اسوقت لندھور
سے مقابلہ نکروگے اور اسیر یا توقیر لندھور کو کشتی یا جنگ مین زیر کرینگے یا قتل کرینگے اور دامادی نوشیروان
سے مشرف ہونگے تو اور زیادہ عزت کرینگے دربار نوشیروان مین جسقدر پہلوان بیٹھتے ہین کسی کی کچھ حقیقت نہ
سمجھینگے ہر ایک کو نظر حقارت سے دیکھینگے از انجملہ تمکو بھی مثل اور پہلوانون کے ذلیل اور حقیر جانینگے گستہم یہ گفتگو خواجہ عمرو
کی سنکے نہایت مسرور و شاد ہوا اور ہنسکے پوچھنے لگا ای خواجہ سچ کہو گرز لندھور کا کیا گران نہین ہی کہ گرز
چوبی کے اوپر لوہے کا خول ہی اور لندھور کے دست و بازو مین کیا بالکل قوت نہین ہی مین نے تو اکثر سنا ہی کہ گرز
لندھور کا نہایت ہی گران ہی اور دست و بازو مین اسکے ازحد قوت ہی اگر فی الحقیقت لندھور کا گرز ہلکا ہو اور لندھور
مین چندان قوت و طاقت نہو مین ابھی لندھور سے مقابلہ کرون اور اسکو قتل کرکے حمزۂ صاحبقران کو بھی ہلاک
کرون ای خواجہ اب مین تجسے کیا چھپاؤن مجکو امیر سے عداوت ہی کیونکہ انھون نے میرے فرزند کو طمانچہ مارا ہی اور ایک
روز انھون نے اپنا زور مجھے دکھایا ہی مجھے گلے تک خوب دبایا ہی آج اسکا عوض اونسے لونگا کینہ دیرینہ کو ظاہر کرونگا
اسوقت تم میرے پاس خوب آئے مین تجسے نہایت خوش ہون نوشیروان نے مجکو اسی واسطے یہان بھیجا ہی کہ پہلے
لندھور کو جاکر قتل کرنا اور سر اسکا تیغ آبدار سے جدا کرکے حمزۂ صاحبقران کے سر کو بھی تلوار سے کاٹنا اور لشکر
کو تباہ کرنا اور سر دونون کے میرے پاس لے آنا اور انعام مین ان کارہائے نمایان کے نوشیروان نے مجھسے اقرار
کیا ہی کہ جب تو فرق لندھور اور سر حمزۂ کاٹ کے لے آئیگا اسوقت مین اپنی دختر مہر نگار سے تیری شادی کردونگا
اور تجکو اپنی دامادی کا شرف دونگا خواجہ عمرو نے گفتگوے گستہم سنکے خیال کیا کہ یہ نالائق ارادہ بد رکھتا ہی دشمن جان
حمزۂ صاحبقران ہی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جواب دیا ای پہلوان بے نظیر جو کچھ مین نے تم سے بیان کیا سچ ہی ذرا بھی
دروغ نہین ہی جسوقت تم مقابلہ لندھور سے کروگے تمکو آپ ہی میرے قول کی صداقت ہوجائیگی پہلے اب تم موافق حکم

نوشیروان لندھور بن سعدان سے مقابلہ کرو بعد اسکے پھر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنا لیکن خدا سے یہ بعید
مقابلہ کرنا کیونکہ حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنا کچھ آسان نہیں گستہم تقریر خواجہ سنکے خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو
سچ کہتے ہیں جو کچھ مطلق نہیں کہتے ہیں کیونکہ اتنا بڑا گرز اٹھانا اور حریف پر لگانا کام انسان کا نہیں ہے بیشک
یہ گرز لکڑی کا ہے اور لندھور میں چندان قوت نہیں ہے حمزہ صاحبقران مرد میدان نبرد ہیں یہ خیال کر کے
اور خواجہ عمرو کے دام فریب میں آکے آگے بڑھا اور باواز بلند کہنے لگا کہ لندھور کہاں ہے اگر دعوی شجاعت رکھتا ہے
تو مجھسے آکر مقابلہ کرے مجکو نوشیروان نے واسطے مقابلہ کے بھیجا ہے اور حکم کیا کہ لندھور کا سر تیغ آبدار سے
کاٹ کے لے آ لندھور نے نعرہ گستہم سنکے نہایت غضبناک ہوا ہر چند کہ لندھور واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران
کے صف آرا ہوا تھا لیکن بوجہ نعرہ کرنے گستہم زدین کفش کے لندھور فیل میموند سے اتر کے گھوڑے پر سوار
ہوا اسوقت لشکر لندھور میں باجے جنگی بجے طبل و دہل وغیرہ کی صدا بلند ہوئی لندھور مرکب اپنا جولان
کر کے میدان میں آیا اور گستہم سے کہنے لگا کہ او بیحیا کیا کمبختی تیری یہ کیا شامت ہے کہ تو مجھسے مقابلہ کرے اور میرا سر تیغ سے
کاٹے تیری اس بیہودہ گوئی سے ظاہر ہوا کہ تیری قضا تجکو میدان میں لے آئی ہے خیر اگر تجکو ہوس مقابلہ ہے تو حربہ کر
جسوقت یہ تقریر لندھور نے کی حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو و جملہ سرداران فوج و لشکر نے [illegible] گستہم نے
بقہر و غضب اپنے گینڈے کو بڑھا اور لندھور سے تگاور زن ہوا اسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سات
قدم گینڈا گستہم کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب لندھور کا ہٹا ہوا جب گستہم نے دیکھا کہ میرا گینڈا سات
قدم ہٹ گیا اسوقت اور زیادہ برہم ہوا اور گینڈے کو اشتلم مار کر آگے بڑھایا اور تیغہ گرانبار نیام سے کھینچکر
لندھور پر لگایا جب تیغہ قریب سر آیا لندھور نے تیغے کی دھار اور بازو سے اپنا ہاتھ بچا کر گستہم کے دست
پر ہاتھ ڈالا اور تیغہ گرانبار کو دست گستہم سے چھین لیا اور فی الفور زنجیر کمر گستہم میں ہاتھ ڈالا اور نعرہ کر کے گینڈے
کی پشت سے گستہم کو اٹھا لیا اور گردش دیکر قصد کیا کہ زمین پر اس زور سے پٹکے کہ بیچارہ پیوند خاک ہو جائے
استخوان ریزہ ریزہ بلکہ سرمہ ہو جائیں چونکہ گستہم کی حیات باقی تھی ناگاہ توڑہ کمربند زنجیر کا ٹوٹ گیا اور گستہم
دست لندھور سے چھوٹ گیا جسوقت گستہم دست لندھور سے چھوٹکے زمین پر گرا اپنے حواس اور خائف
ہوا کہ فی الفور زمین سے اٹھکر اپنے لشکر کی طرف بھاگا اور اپنے گینڈے پر سوار ہو کے فوراً ایک طرف مع
اپنے لشکر کے روانہ ہوا لندھور نے گستہم کا تعاقب نہ کیا اور حمزہ صاحبقران کی طرف دیکھکر مسکرایا اسلئے
مسکرا دینے سے یہ تھا کہ گستہم واسطے سر کاٹنے کے آیا تھا خود ہی بھاگ گیا جب گستہم بھاگ گیا اور حمزہ صاحبقران
اشارہ تبسم لندھور سمجھے اسوقت حمزہ صاحبقران نے لندھور کی قوت و شجاعت دیکھکر باواز بلند تعریف کی
اور فرمایا اے لندھور تمہارے جیسے بہادر و دلاور پہلوانوں میں تمہارا مثل و نظیر نہیں ہے لندھور نے کہا کہ آپ جو ملک
شجاع و بہادر ہیں اسوجہ سے آپ میری تعریف کرتے ہیں لندھور نے یہ کہکر حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آج
طبل بازگشت ہو جائے کل وقت سحر مقابلہ کیجئے گا حمزہ صاحبقران نے پوچھا آج کسوجہ سے مقابلہ نہیں کرتے ہو
لندھور نے جواب دیا کہ اسوقت تمازت آفتاب کی زیادہ ہے وقت دوپہر کا ہے گستہم نالایق سے مقابلہ کرچکا ہوں
مردان سپاہ بھی اسوقت کثرت حرارت آفتاب سے پریشان ہیں کہ زمین ذرہ کی گرم ہے لون چل رہی ہے گرد و غبار
دمبدم بلند ہوتا ہے گرم گویا تنوں کو جلائے دیتی ہے گرمی سے بھرا ہوا ہر ایک سوار پسینے میں تر ہے یہ میدان
مصاف گویا میدان حشر اسوقت معلوم ہوتا ہے اسوجہ سے میں چاہتا ہوں کہ آج مقابلہ نہ کیجئے اور طبل بازگشت

بجواب حمزہ صاحبقران نے گفتگوے لندھور سنکے فرمایا کہ اگر آج دل تمہارا مقابلہ کرنے کو نہیں چاہتا تو اچھا
کل مقابلہ کرنا لیکن پہلے تم طبل بازگشت بجواؤ پھر ہم بھی بازگشت بجوائینگے لندھور نے یہ سنکے حکم دیا کہ طبل بازگشت
بجے بموجب حکم طبل بازگشت پر چوب پڑی جملہ سوار و پیدل آگاہ ہوئے کہ اسوقت لڑائی نہوگی حکم میدان مصاف سے پھرنے
کا ہے اور فرودگاہ پر چلنے کا ہے ابھی سرداران فوج لندھور فرودگاہ پر نہ گئے تھے ناگاہ حمزہ صاحبقران کے بھی لشکر ظفر
اثر میں چوب پڑی صدائے طبل بازگشت بلند ہوئی زمین تھرائی جب لندھور حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر
اور تسلیم کر کے مع اپنی فوج کے فرودگاہ لشکر پر گیا اسوقت حمزہ صاحبقران بھی مع اپنے سرداروں وغیرہ کے میدان
جنگ سے بعد شان و شوکت فرودگاہ لشکر پر تشریف لائے اور مرکب خنگ مسمیہ قیطاس سے اترکے بارگاہ
فلک جاہ میں تشریف لیگئے سرداران لشکر بھی مرکبون سے اترے اور داخل خیام ہوئے پھر ایک سردار اور سوار
نے اسلحہ اپنے جسم سے اتارے ہر ایک اپنے بستر بآرام تمام بیٹھا حمزہ صاحبقران نے بھی بارگاہ میں جاکر سلاح اپنے
تن سے … اور دنگل پر بیٹھے سرداران لشکر مثل کرشتیت سپر گردان اور سیف ذوالیدین اور نعمان بن
منذر شاہ یمنی اور پہلوان عادی اور اسد اسلاف اور بہرام گردین خاقان چین وغیرہ بھی بارگاہ حمزہ
صاحبقران میں جاکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے اور خواجہ عمرو بھی خدمت صاحبقران میں آئے اور اپنی کرسی پر
بیٹھے اسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اے خواجہ تم جو گستہم کے پاس گئے تھے
ہمنے دیکھا تھا کہ تم اس سے کچھ باتیں کرتے تھے اور وہ بھی تمسے کچھ گفتگو کرتا تھا پس اسوقت بیان کرو کہ تمنے اس سے
کیا گفتگو کی اور اس نے تمسے کیا تقریر بیہودہ کی اور گستہم نے لندھور سے کیونکر کیا خواجہ عمرو نے تمام گفتگوے
گستہم اور اپنے مکر و فریب کی تقریر بیان کی پھر خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ میں نے تو چاہا تھا کہ گستہم لندھور کے ہاتھ
سے ہلاک ہوجاے لیکن ابھی اسکی زندگی باقی تھی بچ گیا اور بھاگ کر چلا گیا حمزہ صاحبقران و سرداران لشکر خواجہ
کی گفتگو سنکے ہنسے جملہ سردار گستہم کی عداوت سے آگاہ ہوکر برہم ہوئے بعد سننے تقریر خواجہ عمرو کے حمزہ صاحبقران
نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ انشاءاللہ کل لندھور سے ضرور مقابلہ ہوگا ایک گرز مثل لندھور کے آج ہی
بنوا لیا جاے تاکہ جب گرز لندھور لگاے تو ہم اسکے گرز کو اپنے گرز پر روکیں اگر ہم اوسکے گرز سے ہلاک نہون تو
اپنا گرز اوسکے سر پر لگائیں خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزہ صاحبقران لہاروں سے کہا کہ گرز آج ہی تیار کرو لہاروں نے
موافق حکم اسی دن گرز تیار کر دیا حمزہ صاحبقران گرز کو دیکھکر خوش ہوے اور لہاروں کو زر کثیر مرحمت فرمایا مگر
ناسخ میں یہ واضح ہو کہ ابھی گرز سام حمزہ صاحبقران عالی مقام کو نہیں ملا ہے جب صاحبقران پردہ قاف میں تشریف
لے جائینگے اس زمانہ میں گرز سام امیر باتوقیر کو ملیگا انشاءاللہ آئندہ احوال گرز ملنے کا پردہ قاف کی داستان
میں لکھا جائیگا غرض آمدم بر سر مطلب جب امیر باتوقیر گرز کو دیکھ چکے اسوقت حکم کیا کہ ساقیان ماہرخ کشتیان
شراب ناب کی لیکر حاضر ہون بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران ساقیان خوبرو کشتیان مے گلرنگ کی لیکر حاضر ہوے اور بعد
آداب آداب و تسلیم بجا لاکر شیشہ ہی سے شراب جام و ساغر میں بھری اول جام ایک ساقی نازک اندام نے بعد آداب امیر
باتوقیر کو دیکھ دیا پھر ساقیان سیمتن غنچہ دہن نے جام و ساغر شراب سے مملو کر کے جملہ سرداران ذوالفقار کو دینے لگے
سرداران بے شمار جام و ساغر ساقیان گلعذار سے لیکر شراب پینے لگے اور خواجہ عمرو بموجب حکم صاحبقران
نے بجا کر یہ غزل گانے لگے غزل

اللہ رے شوق دید گلستان کی جھڑک
لو بدگمان ہی یار کا تیر نظر ہو نا
جاتے ہیں اڑ کے سوختن بال و پر ہنوز
سینے میں ڈھونڈھتا ہی ہمارا جگر ہنوز
کیون کھینچتا ہی کھینچتی ہی دل کی لگی ہوئی

پیکان ترا ہی تشنۂ خون جگر ہنوز
بعد فنا بھی کم نہوا انتظار یار
مین کہہ رہا ہون بیخبری سے خبر ہنوز
اللہ رے ضعف چھٹکے قفس سے قفس کے پاس
برپا ہی ایک حشر مری جان پر ہنوز
صدقے مین اپنی مرگ کے کیا کیا خیال تھا
اپنی خبر نہین مجھے مثل شرر ہنوز
ہنگام مرگ بھی نہین کہتا پیام یار
جوبن ہین ہمنشین در و دیوار پر ہنوز
رد ہین نعش مین بخت کی ناکامیون سے ضعیف
لپٹا ہوا ہی سینے سے داغ جگر ہنوز
وعدہ خلاف یار سے مہلت کہان نصیب

سر پھوڑنے کا بعد فنا بھی خیال ہی
آنکھیں لگی ہوئی ہین مری سوے در ہنوز
گو مثل ابر پھوٹ بہے ہم مگر بجھے
بیٹھی ہوئی بلبل بے بال و پر ہنوز
چلتے کسی مین نزاکت سے کھاکے بل
سینا ہی بخیہ گر مرے زخم جگر ہنوز
ہرچند وہ نہ آئینگے لیکن ازل سے ہم
ترسا رہا ہی مجھکو مرا نامہ بر ہنوز
ہوچکا نہین ہمدم نے کا حال انکے کان تک
سمجھے ہوئے ہین عشق کو ہم بے اثر ہنوز
دل آکے وقت مرگ بھی لیتا نہین خبر
تسلیم اسکی ہو رہی شام و سحر ہنوز

شاید نہین ہوئی شب غم کی سحر ہنوز
محشر بھی ہو چکا ہی ولیکن تہ مزار
رونے کی آرزو ہی مری چشم تر ہنوز
مرکر بھی حسرتون کے وہی کچھ ہجوم ہین
زلف دراز آئی نہین تا کمر ہنوز
قسمت کہانسے لائی تھی جاتا ہون بے گمان
بیٹھے فرش راہ کیے چشم تر ہنوز
ہمان خطارات کون کہ عکس جمال سے
باقی ہی آب اشک کو ہونا گہر ہنوز
شرط وفا کا پاس ہی مجبور کیا کرے
بھولا ہوا ہی مجھکو مرا ہمسفر ہنوز

جسوقت غزل مرقوم خواجہ عمرو نے بلحن داؤدی سے بجاکر گائی اسوقت اہل بزم کی عجیب کیفیت ہوئی کہ ہر ایک سردار بے اختیار ہو گیا سمان بندھ گیا بعد غزل مرقوم کے خواجہ عمرو اور غزلین عاشقانہ بجاکر گانے لگے صاحبقران اور سرداران حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کے گانے کی تعریف کرنے لگے بیان تو خواجہ عمرو نے بجارہے ہین غزلین گارہے ہین حمزہ صاحبقران وغیرہ سن رہے ہین ساقیان ماہ طلعت ساغر آفتاب امیر باتوقیر اور سرداران کو دے رہے ہین دور جام بے دغدغہ گردش ایام چل رہا ہی لیکن کچھ حال گستہم زرین کفش کا لکھا جاتا ہی کہ گستہم جو میدان جنگ سے بھاگکا ایک جانب مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا راہ مین گستہم پس پشت پھر پھر کے خواجہ عمرو کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ خواجہ عمرو میرے ہمراہ کیون نہین آئے کہان رہگئے انھون نے تو مجھسے وعدہ کیا تھا کہ اب تمھارے ساتھ رہونگا حمزہ صاحبقران کی رفاقت چھوڑدونگا نہین معلوم کیا سبب ہوا جو خواجہ میرے ساتھ نہ آئے جب گستہم ایسے خیالات کرتا ہوا دور تک چلا گیا اور خواجہ عمرو کے آنے سے مایوس ہوا اسوقت گستہم نے خیال کیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ عمرو کو حمزہ صاحبقران نے میرے پاس بھیجا تھا اور خواجہ نے بموجب کہنے اُنکے مجکو لندھور سے لڑوادیا ہرچند کہ مین بحکم نوشیروان واسطے مقابلہ لندھور کے آیا تھا لیکن ابھی نہ لڑنا اور بہ مکر و فریب لندھور کو ہلاک کرتا حمزہ صاحبقران نے تو خواجہ عمرو کو میرے پاس بھیجکر آج مجکو قتل ہی کرڈالا تھا اگر مین دست لندھور سے نہ چھوٹ جاتا تو لندھور ضرور مجکو ہلاک کر ڈالتا غرض گستہم یہ خیال کرتا ہوا ایک درۂ کوہ مین جو بچا اور وہان اس ارادے سے فروکش ہوا کہ اگر حمزہ صاحبقران لندھور کو زیر کرکے اسطرف ملک مدائن جائینگے تو مین انکو کسی تدبیر سے ہلاک کرونگا گستہم تو درۂ کوہ مین مقیم ہی اسکا حال آئندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کا گانا سنکے اور مےکشی کرکے ہنگام غروب آفتاب واسطے پڑھنے نماز شام کے اُٹھے جملہ سردار بارگاہ سے اُٹھکے اپنے اپنے خیمے مین تشریف لے گئے

داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور رکھلم تہپال ہندی عیاری کرنا دارا ب گلیر کی کا اور قید ہوکر رہا ہونا امیر باتوقیر کا اور عیاری کرنا خواجہ عمرو کا مع دیگر حالات

راویان خوش فکر بیان کرتے ہیں کہ جب لندھور فرودگاہ لشکر پر پہونچا اور آفتاب غروب ہوا اور ماہ مع کواکب فلک
پر ظاہر ہوا لندھور نے طبل جنگ بجوایا عیاروں نے طبل جنگ کے بجنے کی حمزہ صاحبقران کو بعد ادب خبر
دی حمزہ صاحبقران نے بھی طبل جنگ بجوایا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ کی ہونے لگی شہپال ہندی
نے لندھور سے پوچھا کہ فرزند حمزہ صاحبقران جو تجسے مقابلہ کرنے کے واسطے آمادہ ہیں اور خراج ہندوستان
بحکم نوشیروان بارہ برس کا لینے کو آئے ہیں یہ کیا شجاع اہل عرب سے ہیں لندھور نے کہا ای عموی ذیوقار چہ
بہادر ہیں وہ جھوٹ نہیں بولتے سچ تو یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران نہایت شجاع ہیں دیکھیے انجام مقابلہ کیا ہوتا ہے
شہپال ہندی یہ تقریر لندھور کی سنکے متردد اور متفکر ہوا چونکہ شہپال ہندی کے ملازموں میں ایک نجومی
صاحب کمال تھا شہپال نے خیال کیا کہ اسوقت اُس نجومی سے حال فتح شکست دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے شہپال
لندھور کے پاس سے اٹھا اور نجومی کو تخلیے میں طلب کرکے اُس سے پوچھا کہ ای نجومی اسوقت بقاعدہ علم نجوم بتا کہ
لندھور امیر بانوقیر پر ہنگام جنگ فتح پائیگا یا حمزہ صاحبقران لندھور پر فتحیاب ہونگے اس نجومی کا
اسکا نام تھا اور نہایت علم نجوم میں دخل رکھتا تھا فوراً اُسنے کتاب نجوم کو کھولا اور بعد فکر بسیار اُسنے عرض کیا کہ لندھور
حمزہ صاحبقران کی اطاعت اختیار کریگا اور مسلمان ہو جائیگا شہپال ہندی سالم نجومی سے یہ تقریر سنکے نہایت
غمگین ہوا اور فکر و خیال کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے آخر بعد فکر بسیار شہپال ہندی نے داراب عیار کو تخلیے
میں بلایا اور نجومی کو رخصت کیا جب داراب عیار خدمت شہپال میں حاضر ہوا شہپال نے پوچھا اے
داراب تجھسے ہوسکتا ہے کہ عیاری کرکے اور امیر کو بیہوش کرکے پشتارہ اُنکا میرے پاس لے آئے داراب نے کہا
آپکے اقبال سے امیر کو بیہوش کرکے اُنکا پشتارہ لے آؤنگا شہپال نے خوش ہوکر داراب کو زر و جواہر دیا اور کہا
کہ جب تو پشتارہ امیر کا لے آئیگا تو میں اور تجکو زر و جواہر دونگا داراب زر و جواہر لیکر شہپال ہندی کے پاس سے
اپنے خیمے میں آیا اور سامان عیاری اپنے جسم پر آراستہ کرکے لشکر امیر کی طرف چلا اور صورت اپنی تبدیل کرکے
لشکر امیر میں داخل ہوا دیکھا کہ جملہ سوار اور پیدل بیدار ہیں جنگ کی تیاری کر رہے ہیں امیر بانوقیر بارگاہ
میں ہیں داراب عیار سب کو بیدار دیکھکے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا نصف شب کے وقت جملہ سردار بارگاہ امیر بانوقیر سے
اٹھکر چلے گئے اور خواجہ عمرو بھی واسطے کسی ضرورت کے بارگاہ امیر سے نکل کے ایک جانب گئے اسوقت داراب
عیار اٹھا اور قریب بارگاہ گیا اور سراچہ بارگاہ چاک کرکے داخل بارگاہ ہوا اور ایک گوشہ بارگاہ میں جاکر بیٹھا صاحب
حمزہ صاحبقران سو رہے ہیں اسوقت داراب اٹھا اور قریب حمزہ صاحبقران گیا اور شمعوں کو گل کرکے کوئی
عیاری میں بیہوش رکھکے سوراخہائے بینی کے پاس لے گیا جب صاحبقران نے سانس کھینچی سفوف بیہوشی
دماغ میں پہونچ گیا امیر بانوقیر بیہوش ہوگئے اسوقت داراب عیار جلدی سے امیر کا پشتارہ باندھکر اور پشت پر
رکھکر بارگاہ سے نکلا اور جلد تر راہ طے کرکے شہپال ہندی کے پاس آیا شہپال نے خوش ہوکر داراب کو خلعت
انعام دیا اور کہا اے داراب اسی وقت جزیرہ قبض میں پشتارہ امیر کا لیجا اور خندق ارغوان میں قید کر اور اگر لندھور
تجھسے حال حمزہ صاحبقران پوچھے تو ہرگز نہ بتانا داراب عیار نے بحکم شہپال ہندی امیر بانوقیر کو
جزیرہ قبض میں لے جاکر اسی وقت قید کیا جب صبح ہوئی خواجہ عمرو اور سرداران لشکر نے امیر کو بارگاہ میں نہ دیکھا
نہایت متردد اور متفکر ہوئے اور اہل لشکر نہایت پریشان خاطر ہوئے خواجہ عمرو نے سراچہ کو دیکھا
یقین کامل ہوا کہ کوئی عیار حمزہ صاحبقران کو لیگیا ہے اسوقت خواجہ عمرو ابو سعید اور ابو شہاب وغیرہ عیاروں

اپنے ہمراہ لیکر لندھور کے پاس گئے لندھور میدان جنگ کی جانب مع لشکر جا ہی چاہتا تھا کہ خواجہ عمرو پہونچے لندھور
نے عمرو سے پوچھا کہ ای خواجہ تم میرے پاس کیون آئے ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ ای لندھور تمھاری شجاعت اور
دلیری سے یہ بعید ہی کہ تمنے اپنے عیار کو بھیجا اور وہ امیر کو بیہوش کر کے اُنکا پشتارہ لیکے تمھارے پاس چلا آیا
اور تمنے امیر کو قید کیا ہی بہتر اور مناسب یہی ہی کہ تم حمزہ صاحبقران کو میرے حوالے کرو ورنہ مین ہزارون آفتین برپا
کرونگا لندھور یہ گفتگوے خواجہ عمرو سنکے حیران ہوا اور خواجہ سے قسم حضرت شیث علیہ السلام کی کھا کر کہا کہ ای خواجہ
مین نے اپنے عیار کو بہر گرفتاری امیر نہین بھیجا نہ مین نے حمزہ صاحبقران کو قید کیا ہی کوئی دشمن انکا انکو لے گیا
ہوگا یہ کہکر لندھور نے اپنے لشکر کے سوارون کو حکم دیا کہ گھوڑون سے اتر پڑین اب ہم میدان رزم مین نجاوینگے کیونکہ
حمزہ صاحبقران لشکر مین نہین ہین لشکری بحکم لندھور گھوڑون سے اتر پڑے اور اپنے اپنے لشکر مین چلے گئے لندھور
نے جب عیارون کو بلا کر پوچھا سب نے قسم کھا کر عرض کیا ہمکو نہین معلوم کون امیر کو لے گیا ہم امیر کا پتہ قبر کو نہین لے
خواجہ عمرو عیارون کی گفتگو سنکے خاموش ہوئے لندھور نے خواجہ عمرو سے کہا مین صاحبقران کے دشمن کی
تلاش کرونگا اور جو اونکو لے گیا ہی اُسکو سخت سزا دونگا یہ کہکر لندھور نے خواجہ کو رخصت کیا خواجہ عمرو لندھور
کے پاس سے اُٹھکر دور نکل گئے اور ایک صحرا مین جا کر بیٹھے اور اپنی صورت بشکل زن خوبرو بنائی اور لباس
رنگین زیب تن کیا اور عیارون سے کہا کہ تم اپنی اپنی شکل تبدیل کرو ہر ایک نے اپنی اپنی شکل تبدیل کی ابو [illegible] نے
اپنی شکل ایک مرد ضعیف کے مانند بنائی اور ابو سعید وغیرہ نے بھی جداگانہ شکلین تبدیل کین خواجہ نے
کسی عیار کو طبلہ دیا اور کسی کو طنبورہ دیا غرض سب عیارون کو موافق اپنی مرضی کے پوشاک اور طبلہ اور طنبورہ وغیرہ دیکے
وہان سے چلے اور آبادی مین آ کر ایک بیل کے اوپر بیٹھے اور لشکر لندھور مین آئے لندھور کو خبر ہوئی کہ ایک زن مطربہ
نہایت خوبرو خوش گلو مع اپنے سازندون کے راہ دور و دراز سے آئی ہی اور لشکر مین مقیم ہوئی ہی لندھور نے حکم دیا
کہ جلد اُس مطربہ کو ہمارے پاس لاؤ اور اُس سے کہو کہ ہمارے سامنے گائے ملازمان لندھور فی الفور مطربہ کے
پاس گئے اور اُس سے کہنے لگے کہ جلد چل تجھکو لندھور نے بلایا ہی تیرا گانا سننے کا اُسے اشتیاق ہی اگر تیرا گانا اُسے پسند
آگیا تو ہزارون لاکھون روپیہ تجھکو انعام مین ملینگے مطربہ نے کہا کہ مین ابھی راہ دور و دراز سے چلی آتی ہون میری جانب
سے عرض کرنا کہ شب کو خدمت عالی مین ضرور ضرور حاضر ہونگی اور صبح تجھکو گانا اور ناچنا اوستادون نے بتایا ہی حضور
کے سامنے گاؤنگی اور ناچونگی اسوقت بسبب خستگی کے حاضر نہین ہو سکتی ملازمان لندھور تقریر مطربہ سنکے بعد
لندھور مین پہونچے اور جو کچھ مطربہ نے کہا تھا عرض کیا لندھور نے سنکے کچھ نہ کہا غرض شام ہوئی مطربہ مع اپنے
سازندون کے لشکر سے چلی جب خدمت لندھور مین پہونچی لندھور اُسکے روے زیبا کو دیکھکر فریفتہ ہو گیا اُس
مطربہ نے اپنے سازندون سے کہا کہ سازون کو درست کرو جب سازندے سازون کو درست کر چکے اوسوقت اُس
مطربہ نے بہ ناز و ادا ناچنا شروع کیا لندھور رقص مطربہ دیکھکر اور زیادہ شیفتہ ہو گیا اور اہل بزم بھی رقص
مطربہ دیکھکر نہایت خوش ہوئے جب وہ مطربہ ناچ چکی اوسوقت اُسنے یہ غزل بعد کرشمہ و انداز شروع کی غزل

پاؤن پڑتا ہون مین داماں کی طرح
خاک اُڑاؤنگا بیابان کی طرح
گلشن دہر مین پھرتی ہی صبا
داغ ہون سرو چراغان کی طرح

گلے لپٹا تو گریبان کی طرح
بسم اغیار سے آیا ہمراہ
آپ کے بے سر و سامان کی طرح
ربط باہم مین نہ فرق آئے جنون

خانہ برباد تو ہوے وے جنون
گور تک داغ عزیزان کی طرح
ہمہ تن سوز جگر سے اپنے
چاک دامن ہون گریبان کی طرح

پوچھتے کیا ہو مری ہستی کو
ہے بیجان ہوا پیکان کی طرح
جا کے پھر یار نہیں آنے کا
رات بھر شمع شبستان کی طرح
مجکو بھی صبح ہنساتا ہے مگر
یار اٹھاتا ہی ہو مہمان کی طرح
بجلی تقدیر جو شب کو تو سحر
میری حسرت مرے ارمان کی طرح
روز زد مدے کی گھڑی ہے اے دل
آپ کی زلف پریشان کی طرح

کچھ نہیں آپ کے پیمان کی طرح
نا امیدی ہے مجھے تو بھی اک دن
عمر بھر عمر گریزان کی طرح
قطرہ اشک مرا گردون کو
نام کو صبح گلستان کی طرح
بے اثر ہے مرا ہنسا رونا
مل گئے خاک مین افشان کی طرح
جاتے مین سوے عدم دنیا سے
نہیں کٹتی شب ہجران کی طرح
فکر تسلیم ہو دشوار پسند

ہے جراحت بھی تڑپتا ہو جسکے
داغ دکھائیگی عمان کی طرح
ایک عالم ہے مرے رونے کا
آنکھیں دکھلاتا ہو طوفان کی طرح
شب فرقت مین اداسی بھی مری
غنچہ و شبنم بستان کی طرح
گذری کیا دل پہ پشیمان ہو جو آج
تو گرفتار پشیمان کی طرح
دلربا ہو مری شوریدہ دسری
خاطر نا طرح دشت ردان کی طرح

جسوقت یہ غزل بصد ناز و ادا مطربہ نقلی نے گائی اہل محفل نہایت شاد و مسرور ہوئی حضور خصوصاً لندھور نہایت خوش ہوا جب مطربہ غزل گا چکی خاموش ہوکر کھڑی ہوئی لندھور نے کہا زمین ایسی ہی کوئی اور غزل گا اس مطربہ نے کہا حضور اسوقت مجھسے اچھی طرح گایا نہیں جاتا ہی کیونکہ مین نے ابھی شراب نہیں پی ہی اسوجہ سے طبیعت بے لطف ہی چونکہ لندھور مطربہ پر فریفتہ ہو چکا ہے نقلی مزاج مطربہ گوارا نکرکے حکم دیا کہ ساقیان گلعذار کشتی شراب کی جلد لائین اور اس مطربہ کو مے ارغوان پلائین بمجرد حکم لندھور ساقیان گلرخ کشتی شراب ناب لیکر حاضر ہوے اور شیشہ سے جام بلورین مے گلگون بھر کے مطربہ کو دینے لگے مطربہ نے لندھور سے عرض کیا کہ پہلے حضور شراب پئین اور جملہ اہل بزم پئین پھر مین پیشکشی کرونگی حضور کے سامنے اور قبل حضور مین ہرگز شراب نہ پیونگی میرا دل تو اسوقت یہ چاہتا ہی کہ اپنے ہاتھ سے حضور کو اور جملہ ارباب بزم کو شراب پلاؤن بعد اسکے مین بھی شراب پی کے حضور کے روبرو گاؤن لندھور نے یہ عرض مطربہ کی خوشی منظور کی اور ساقیان ماہرو کو حکم کیا کہ چند کشتیان شراب کی اور جا کرلے آؤ جب ساقیان چند کشتیان شراب کی لے آئے مطربہ نے شیشہ شراب اٹھا کر دیکھی اور ایک شیشے کی شراب دوسرے شیشے مین انڈیلی اور بہ چالاکی خوب بیہوشی ملائی جب حسب مرضی کے شراب مین بیہوشی مل چکی اسوقت مطربہ نقلی نے جام مین شیشہ سے شراب بھری اور اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی اور ناز سے قدم اٹھاتی ہوئی اور مسکراتی ہوئی قریب لندھور پہونچی اور بموافق قاعدہ کے جام مے لندھور کو دیا لندھور جام لیکر بیحد خوش گیا پھر مطربہ نے ہر ایک سردار اور امیر کو جام شراب بھر بھر کے دینا شروع کیے جب مطربہ سب کو شراب پلا چکی ایک گوشے مین گئی اور تھوڑی دیر بعد بزم میں آئی ایک سردار نے پوچھا کہ تم کہان گئی تھین مطربہ نے کہا مین واسطے شراب پینے کے گئی تھی بادشاہ وقت کے سامنے شراب پینا مناسب نہ تھا غرضکہ بعد شراب پلانے کے مطربہ پھر گانے لگی اور دلہاے اہل بزم کو اپنے گانے سے خوش کرنے لگی جب لندھور اور جملہ اہل بزم کو نشہ ہوا اور بیہوشی نے اپنا اثر کردیا اکثر اشخاص بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوگئے اور اکثر سرداروں کے سر مین درد ہونے لگا بسبب درد کے بیچین ہوکر گھبرا کے جو اٹھنے لگے ایسا چکر آیا کہ وہ زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہوگئے جب یہ حال لندھور نے دیکھا اسی عالم نشہ مین خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ مطربہ بنا ہوا کوئی عیار ہی اگر اسکی گرفتاری کے واسطے کسی سردار کو حکم دونگا تو یہ عیار بھاگ جائیگا

پھر ہاتھ نہ آئیگا پس بہتر یہ ہے کہ ابھی اُسکو اس عیار کو گرفتار کرو یہ خیال کر کے لندھور اُٹھنے لگا اُٹھتے اُٹھتے ایسا چکر آیا کہ زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا ارباب بزم نے جو دیکھا کہ لندھور اُٹھتا تھا دفعتہً گر پڑا جو ہوشیار تھے واسطے لندھور کے اُٹھانے کے واسطے اُٹھے وہ بھی گر کے بیہوش ہوئے جب سب بیہوش ہو چکے تو خواجہ عمرو نے نعرہ کر کے لندھور کو اُٹھا کے تنگ زنبیل کیا پھر تمام مال و اسباب جو وہان تھا لیکر لشکر حمزہ صاحبقران کی طرف مع جملہ عیاران کے روانہ ہوئے جب لشکر میں پہونچے سرداران لشکر کو علیحدہ دیکھا جاکر اُنسے کہا کہ میں نے لندھور کو بیہوش کر کے زنبیل میں رکھ لیا ہے جبتک حمزہ صاحبقران کا پتا نہ لگیگا اور امیر با توقیر لشکر میں نہ آئینگے اُسوقت تک میں لندھور کو زنبیل سے باہر نہ نکالونگا میں نے تمسے یہ حال اسواسطے بیان کیا ہے کہ تم لندھور کی جانب سے بیخوف و خطر ہو جاؤ اگر کوئی سردار لشکر لندھور تمسے مقابلہ کرنے کو آئیگا تو تم بھی اُس سے مقابلہ کرنا سرداران لشکر حمزہ صاحبقران ہر چند گم ہونے سے امیر با توقیر کے ملول و پریشان تھے لیکن تقریر خواجہ عمرو سنکے خوش ہوئے خواجہ عمرو اور سرداران فوج تو خیال حمزہ صاحبقران میں پریشان خاطر ہیں لیکن اب حال شہپال ہندی کا لکھا جاتا ہے کہ جب خواجہ عمرو لندھور وغیرہ کو بیہوش کر کے اور لندھور کو زنبیل میں ڈال کے لشکر امیر میں چلے آئے اور سرداران لشکر لندھور کو ہوش آیا اور اُنھوں نے لندھور کو نہ پایا نہایت پریشان خاطر ہوئے تمام لشکر میں تہلکہ پڑ گیا شہپال ہندی نے جب سنا کہ لندھور گم ہو گیا اُسوقت شہپال ہندی نے سرداران کو بلایا اور اُنسے پوچھا کہ لندھور کو کون لیگیا اُنھوں نے مطربوں کے آنے کی تمام کیفیت بیان کی شہپال نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو ہی لندھور کو بیہوش کر کے لیگئے ہیں سوائے اُنکے اور کوئی نہیں لیگیا یہ خیال کر کے شہپال نے غضبناک ہو کر بنام عادل شیر دل طبل جنگ بجوایا عیاروں نے سرداران لشکر اور خواجہ عمرو کو طبل جنگ بجنے سے آگاہ کیا لشکر حمزہ صاحبقران میں بھی طبل جنگ بجایا گیا تمام رات لشکر میں سامان جنگ ہوا ہنگام صبح اُدھر سے عادل شیر دل مع لشکر کثیر بصد کروفر میدان کارزار میں آیا اسطرف سے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران بھی مع لشکر بصد شوکت میدان مصاف میں پہونچے بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر کے نقیب اور کڑکیت دونوں لشکروں سے نکلے اور بہادروں اور دلاوروں کی جانب مخاطب ہو کے باواز بلند بہت دنا کی اسطرح کرنے لگے اشعار

بیٹھے جو ہیں ہمانے میں کمان
گذر جائے دنیا میں باقی نشان
کیا اس جہان سے سبھوں نے سفر
تو دولت شہادت کی تمکو ملی

کسی شے کو یاں کی نہیں ہے ثبات
جہان جلد ہے ایک بزم روان
سکندر نہ باقی ہے نے طوس ہے
تو نہیں تم بھی اک روز جاؤ گے مر
نہیں چاہیے آج ہے نام و ننگ

گئے دن جوانی کے گذری حیات
ہے لازم کہ اب دیدہ لڑ بھڑ کے جان
نہ جمشید و دارا نہ کاؤس ہے
لڑائی میں لڑ بھڑ کے گر جان دی
مدد کو کرو زندگی سے یہ ننگ

اسی طرح کڑکیت کڑک کے ہندوں سے مخاطب ہو کے کہتے تھے اے بہادران ہندوستان آج کا دن عجب دن ہے سامنا حریف کا ہے لازم ہے کہ میدان جنگ کو خون اعدا سے رنگین کر دو کبھی اسطرح کہتے تھے

کہ اے بہادران ہندوستان تمام
نریمان جنگی ہے نے طوس ہے
ہوئے جلکے سب موت کے میہمان
جو انو یہ ہے معرکہ جنگ کا

نہ سہراب ہے اور نہ برزو دبیان
نہ گودرز ہے اور نہ کاؤس ہے
اجل کا یہان گرم بازار ہے
یہی وقت ہے نام اور ننگ کا

نہ شکل نہ ہے رستم سیستان
کسی کا بھی باقی نہیں ہے نشان
جری ہے جو لڑنے پہ تیار ہے
لڑائی میں جانیں لڑاتے رہو

تاکہ زرہ اور تلوارین کھاتے رہو یہ کہکر کالنگر کبٹ اور نقیب نوکنارے لشکر کے جاکر کھڑے ہوئے دلاور
بہادر کڑکا کر لیتیون کا سن سنکے نشہ بادہ شجاعت سے جھومنے لگے دمبدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے لشکرون مین باجے
جنگی بجے طبل و دہل کی صدائین بلند ہوئین علمہاے لشکر کو علمدارون نے جلوہ دیا پنجۂ علم بن کے چمکنے لگے پھریرے
کھلے اول لشکر ہندوستان سے عادل شیردل جلد سرداران لشکر سے رخصت ہوکر نکلا اور گھوڑے کو جولان
کرکے ملند شیر بر میدان کارزار مین آیا اور پکار کے کہنے لگا جسکو تمناے مرگ ہو وہ آئے اور مجھسے مقابلہ کرے جس وقت یہ
نعرۂ عادل شیردل نعمان بن منذر شاہ نے سنا فوراً سردارون سے رخصت ہوکر مرکب اپنا صف لشکر سے
نکالا اور سامنے عادل شیردل کے آیا عادل شیردل نے نگاہ درزی کا خیال بھی نہ کرکے بقہر و غضب تیغ آبدار گرانبار
میان سے کھینچی اور گھوڑے کو بڑھایا اور جانب دست راست نعمان آکر تیغ کا وار کیا نعمان نے سپر اٹھائی تیغ
گرانبار سر پر پڑا چونکہ تیغ آبدار گرانبار تھا سپر کو کاٹ کر سر نعمان مین در آیا نعمان نے دستانہ مارا تیغ تو سر
نکل گیا خون کی چادر سے نکلی نعمان ہمہ تن خون مین نہا گیا عادل شیردل نے چاہا تھا کہ سر نعمان تیغے سے جدا کرے
کہ اسد شیردل صف لشکر سے مرکب کو جولان کرکے نکلا اور نعرہ کیا خبردار سر نعمان تیغے سے نہ کاٹنا عادل شیردل
نعرہ اسد شیردل سنکے رکا اتنی دیر مین اسد شیردل قریب نعمان پہونچ گیا نعمان کو تو آکے سوار لشکر مین لیگئے
لیکن عادل شیردل نے وہی تیغ خون آلود اسد کے بھی سر پر لگایا اسد شیردل نے تیغ خالی دیکر اور شمشیر
آبدار برق شعار کھینچکر بقوت تمام سر عادل پر لگائی عادل نے تلوار اپنی سپر پر روکی اور پھر بتعجیل تمام وہی تیغ
گرانبار سر اسد پر لگایا اسد نے سپر اٹھائی اتفاق سے مرکب اسد شیردل کا پانون موش خانہ مین در آیا ہاتھ کو تکان
ہوئی تیغ کسی قدر سپر کاٹتا ہوا چار انگل سر اسد مین در آیا اسد نے بھی اسی عالم مین دستانہ مارا تیغ سر کو نکلا
لیکن حال اسد کا متغیر ہوا خون جو کثرت سے نکلا اسد نے سر کاٹھی پر رکھدیا غش آگیا عادل شیردل نے اپنے
گھوڑے کو بڑھا کر قصد کیا تھا کہ سر اسد جلد تر تیغ تیز سے کاٹ لینا چاہیے ناگاہ اسد اسدان اپنے بھائی کی مدد
کے واسطے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او ظالم میرے بھائی کا سر کاٹنے کے واسطے کیون بڑھتا ہے آ مجھسے مقابلہ کر عادل
شیردل اسد اسدان کی طرف متوجہ ہوا اکثر سوار اور سرداران لشکر اسد شیردل کو میدان رزم سے لیگئے عادل
شیردل نے اسد شیردل کے مانند اسد اسدان کو بھی زخمی کیا اسد اسدان کو بھی اسد پنجہ گیر نے صف لشکر سے
بصد مہلت نکلکے بچایا اور خود عادل شیردل سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوا عادل نے بعد تھوڑی دیر کے
اسد پنجہ گیر کو بھی زخمی کیا اب کی مرتبہ اسد مار گیر پیچ و تاب کھا کر صف لشکر سے شیرانہ نکلا اور نعرہ کیا کہ او عادل
شیردل تو دو تین بہادرون کو زخمی کرکے مغرور ہو گیا مین واسطے تیری سرکوبی کے آیا ہون انشاء اللہ اپنے بھائیون
کا انتقام تجھسے لونگا اور تیغ تیز سے تیرے سر کو کاٹ لونگا عادل شیردل یہ نعرہ سنکے مسکرایا اور کہنے لگا کہ تو کیا میرے
سر کو علم کریگا سر کوبی کے لائق ہے تو ہے کہ تیرا نام اسد مار گیر ہے یہ سانپ زہر اگلنے اور بیہودہ کلمات منہ سے نکالنے کی
انکی سزا معقول تجھکو دیتا ہون اسد مار گیر نے جواب دیا کہ اپنی بکتا ہے مردان عالم سے ایسے واہیات اور بیہودہ
گفتگو کرتا ہے یہ میدان رزم ہے جلد تیغ کھینچ اور وار کر عادل شیردل نے برہم ہوکے اور مرکب تیز رفتار کو بڑھا کے
تیغ آبدار سر اسد مار گیر پر مارا اسد مار گیر نے تو تیغے سے سر کو بچایا لیکن تیغ گھوڑے کی گردن پر پڑا گردن گھوڑے کی
کٹ گئی گھوڑا دم کرکے زمین پر گرنے لگا اسد پشت مرکب سے کود کے زمین پر آیا اسوقت عادل شیردل نے اسد مار گیر
کو پیادہ دیکھکر اور قابو پاکر جلد تر تیغے کا وار کیا ہر چند اسد مار گیر نے سپر فولادی پر تیغے کو روکا لیکن تیغ نہ رکا اور

سپر کو کاٹکر بازو و ابرو پہونچا اسد بارگیر نے دستانہ مارا تیغ سر سے نکل گیا اسد بارگیر خون مین نہا گیا سواران جرار فوراً
اپنے لشکر سے نکلے اور اسد بارگیر لشکر مین لیگئے عادل شیردل نے اسد بارگیر کو زخمی کرکے نعرہ کیا کہ اب کوئی اور اجل رسیدہ
آکر مجھسے مقابلہ کرے خواجہ عمرو نے یہ نعرہ عادل سنکے جانب آسمان اپنے ہاتھون کو بلند کیا بعد رجوع قلب خداوند عالم
سے اسطرح دعا کی اشعار قصب باف دودمان بہاری ۔ قیام آموز سرو جویباری ۔ بلندی بخش ہر پست بلندے ۔
بہ پستی افگنے ہر خود پسندے ۔ ای قاضی الحاجات وای مجیب الدعوات یہ وقت مددگاری ہے خداوندا تو جانتا ہے کہ تیرے بندہ
برگزیدہ حمزہ لشکر مین نہین ہین نہین معلوم اعدائے نابکار نے آنکو نے اُنکو قید کیا ہے اسوقت یہ بیدین کئی تیرے بندونکو
زخمی کرچکا ہے اور پھر مبارز طلب ہے پروردگارا تو اسکے شر و فساد سے اہل اسلام کو بچا خواجہ عمرو تو یہ دعا کر رہے تھے
لیکن بہرام گردین خاقان چین نے جو عادل شیردل سے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا اور گھوڑا بہرام گردین خاقان
چین کو میدان مصاف سے لیکر ایک طرف نکل گیا بہرام گرد کا احوال پھر لکھا جائیگا جب خواجہ عمرو دعا کرچکے اکثر
سردارون سے سنا کہ بہرام گرد زخمی ہوا اور گھوڑا بہرام گرد کو سوئے صحرا لیگیا خواجہ عمرو کو ملال ہوا اور پھر سوئے
فلک ہاتھون کو بلند کرکے دعا کی ناگاہ بقدرت پروردگار بیت از جانب کوہ و دشت اورنگ ۔ گردے برخاست
تو تیارنگ ۔ جسوقت جانب دشت غبار عظیم بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر سمت غبار دیکھنے لگے عادل شیردل بھی طرف
گرد و غبار دیکھنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ شاید نوشیروان نے کسی پہلوان کو واسطے اعانت حمزہ صاحبقران
کے بھیجا ہے وہی فوج کثیر آتا ہے اگر وہ بھی اگر مجھسے مقابلہ کریگا تو اسکو بھی زخمی کرونگا اور جہانتک ممکن ہوگا قتل بھی کرڈالونگا
آج حمزہ صاحبقران کے لشکر کے سب سردارون اور پہلوانون کو تہ تیغ کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا انھین مسلمانون
مین سے کسی نے خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کو بعیاری و مکاری گرفتار کیا ہے یا قتل کرڈالا ہے کل سے
اسوقت تک کچھ پتا اور نشان اُنکا معلوم نہین ہوتا ہے مین اُنکا عوض اور انتقام مردمان لشکر اسلام سے آج ضرور لونگا کسی کو
زندہ نہ چھوڑونگا عادل شیردل انھین خیالات مین تھا کہ یک صرصر نے غبار کو دفع کیا خواجہ عمرو وغیرہ نے علم دیکھکر
خیال کیا کہ اس لشکر مین اسی ہزار سوارون کی کثرت اور جمعیت ہے جب لشکر قریب آیا ہر ایک لشکری نے دیکھا صدہا
فیل کوہ پیکر ہمراہ لشکر ابلق و شبرنگ وغیرہ مرکبون پر عرب سوار ہین جامے بالائے سر مین پیشانیون پر آثار سجود
جبین پہ نورانی ہین دریائے آہن مین از سر تا پا غرق ہین جن سے آثار شجاعت ہویدا مرکبون کی باگین ہاتھون مین
لیے چلے آتے ہین صدائے نوبت و نقارہ و طبل و دہل بھی لشکر سے دمبدم بلند ہوتی ہے اہل مردمان ہر دو لشکر دیکھ رہے
تھے کہ وہ لشکر برابر لشکر حمزہ صاحبقران کے آکے ٹھہرا اور بحکم سردار لشکر صف آرا ہوا جب فوج صف آرا
ہو چکی اوسوقت سردار لشکر اپنی فوج سے نکل کے امیر پاتوقیرون مین داخل ہوا اور خواجہ عمرو سے پوچھنے لگا کہ یہ
کون جوان میدان کارزار مین تیغ خون آلودہ لیے کھڑا ہوا ہے اور یہ سامنے کسکا لشکر ہے خواجہ عمرو نے کہا یہ جوان جو کھڑا ہے یہ
بھانجا لندھور کا ہے اور نام اسکا عادل شیردل ہے اپنے حمزہ صاحبقران کے لشکر کے کئی سردارون کو زخمی
کیا بڑا بہادر ہے اب پھر مبارز طلب ہے یہ لشکر ہندوستان اسی جوان کے ہمراہ آیا ہے افسوس لشکر مین حمزہ صاحبقران
آج نہین ورنہ وہ اسکو ایک ہی ضرب شمشیر مین قتل کرتے سردار لشکر گفتگوے خواجہ سنکے لشکر سے نکلا اور گھوڑے کو
جولان کرکے دلیرانہ اور شیرانہ روبروئے عادل شیردل پہونچا عادل شیردل نے اوس سردار سے پوچھا اے جوان
تیرا کیا نام ہے اور تو کیون مجھسے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہے اگر اپنی زندگی تجکو منظور ہو تو چلا جا مجھسے مقابلہ نہ کر مین توان
مسلمانون کو قتل کرونگا اور انھین سے لڑونگا انھین کے خون سے زمین میدان رنگین کرونگا سردار لشکر نے

کہا اے جوان تجکو میرے نام کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہو مردون کا نام و نشان کلہ و خود اور زبان تیغ تیز سے ہنگام حرب و ضرب ظاہر و آشکار ہو جاتا ہے تجپر میری کیفیت وقت کارزار آشکار ہو جائیگی اور تو تجکو مرگ سے ناحق ڈراتا ہے دلاور مرنے اور قتل ہونے سے ہرگز نہین ڈرتے ہین تو جو مجھسے مقابلہ نہین کرتا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تو مجھسے ڈرتا ہے اور تجکو خیال بلکہ یقین اپنے قتل ہو جانے کا ہے جسوقت یہ تقریر سردار لشکر مذکور کی عادل شیر دل نے سنی نہایت غضبناک ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اس شخص کی قضا ہی آئی ہے مین منع کرتا ہون کہ مجھسے مقابلہ نکر یہ کسی طرح نہین مانتا اور مجکو سخت سست کہتا ہے اب مجکو بھی لازم ہے کہ نگاور زنی کرکے نیزے سے ہلاک کرون عادل نے یہ خیال کرکے گھوڑا اپنا واسطے نگاور زنی کے بڑھایا اور بہ غضب تمام نگاور زنان ہوا اسوقت مردمان لشکر نے دیکھا کہ پانچ قدم مرکب عادل شیر دل کا اور دو قدم اسپ سردار لشکر کا پیچھے ہٹ گیا عادل شیر دل پانچ قدم اپنے مرکب کے پیچھے ہٹ جانے سے نہایت ہی غضبناک ہوا پہلے تو ارادہ کیا تھا کہ نیزے سے اسے ہلاک کرونگا اب عالم غیظ و غضب مین تیغے کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور خبردار خبردار کہکے اور گھوڑا اپنا آگے بڑھا کر تیغہ بقوت و طاقت تمام سر پر لگایا اس سردار نے تیغے کو اپنی سپر پر روکا اور خود بھی تیغہ گرانبار و آبدار کھینچکر عادل شیر دل کے سر پر لگایا عادل نے تیغے کو سپر فولادی پر روکا لیکن تیغہ سپر فولادی کو کاٹکے خود پر آیا اور خود بھی کاٹکر چار انگل سر عادل مین در آیا اور تیغہ نے بڑھنے کا قصد کیا عادل نے فوراً کمر کے دستانہ مارا تیغہ تو بمشکل سر سے نکل گیا لیکن خون کی چادر ایسی نکلی کہ عادل سراپا خون مین تر ہو گیا اور بوجہ زخم کاری کے حال عادل شیر دل نہایت متغیر ہوا اسوقت اس سردار نے چاہا تھا کہ سر عادل شیر دل تیغہ آبدار سے جدا کرون لیکن سرداران لشکر ہندوستان نے جو دیکھا کہ حریف عادل شیر دل کا سر کاٹنا چاہتا ہے فوراً بیقرار ہو کے اور جملہ لشکر کو لیکے بڑھے اور چاہا کہ سردار لشکر کو گھیر کر قتل کر ڈالین اور عادل کو اسکے ہاتھ سے بچالین جسوقت سرداران لشکر ہندوستان آدھے بڑھے اسطرف سے لشکر سردار بھی واسطے امانت اپنے سردار کے بڑھا خواجہ عمرو نے بھی سردارون سے کہا کہ تم بھی مع جملہ لشکر حملہ کرو کیونکہ یہ عرب کوئی دوست حمزہ صاحبقران کا ہے سرداران لشکر بموجب کہنے خواجہ عمرو کے جملہ مردمان لشکر کو لیکر بڑھے اکثر بہادرون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈال کے تلوارین کھینچلین ہزارون بہادرون نے نیزہ و سپر ہاتھون مین لیے اسوقت اکثر شجاعون نے گرز ہائے گران سر بلند کیے تیر اندازون نے کمانین دوش سے لین اور ترکش سے تیر جانستان لیکر کمان مین جوڑے اور سرکشون کو بنظر قہر و غضب تاکا عیارون نے سنگ تراشیدہ گوپھن مین رکھ اور حسب دیگر جوانان لشکر ہندوستان پر مارنے کو مستعد ہوئے غرض جب مین لشکر گران سے تلوارین چلنے لگین سر کٹ کٹکے زمین پر گرنے لگے لاشین زمین پر تڑپنے لگین تیر سینون کو توڑ توڑ کر گذرنے لگے کمانین کڑکنے لگین نیزے چلنے لگے گرز گران سر پہلوانون کے سر پر ہندیون کے پڑنے لگے ہندی ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہونے لگے عیار گوپھن مین پتھر رکھکر مارنے لگے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران جنگ رستانہ کرنے لگے خنجر بران کے سینہ و پہلو پر ہندیون کے پڑنے لگے اس سردار لشکر کی تلوار میدان کارزار مین چلنے لگی چقاچاق خنجر گردون تک پہونچی تلوارون کی جھنکار آسمان تک جانے لگی ہاو ہوے پہلوانان میدان مصاف و صف محشر ہو گیا زمین میدان سبز ذرہ پر جوے خون بہادران جاری ہوئی سر دلاورون کے جوے خون مین حباب آسا صد ہا نظر آنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار عرصۂ کارزار مین جابجا ہو گئے جنگ مغلوبہ غضب کی ہوئی ہزارون بلکہ لاکھون قتل اور زخمی ہوئے کوسون تک لاشین مقتولون کی اور زخمی زمین پر پڑے ہوئے تھے گھوڑے کو تل

دو شہسوار تھے اپنے راکبون کی لاشین پامال کر رہے تھے زمین مصاف کانپ رہی تھی ترک فلک کا خوف سے جگر پانی تھا آفتاب تھرا رہا تھا باری اجل میدان رزم مین گرم تھا ہر چند جناب ملک الموت دمبدم روحین دلاورون کی قبض کر تے لیکن پریشان تھے کیونکہ میدان مصاف مین چار سمت جلد جلد جاتے تھے اور کشتون کی روحین قبض کرتے جتنی دیر مین ہزار بہادرون کی روحین قبض کرتے تھے اتنی دیر مین دس ہزار دلاور زخمی ہوکر زمین پر گر تھے اور ترپتے تھے غرض غضب کی جنگ مغلوبہ تھی اور عجب طور سے تلوار چل رہی تھی اشعار

قیامت کی چاشنی تھی آفت کا زور
ہلی بہمن و سام و رستم کی گور
کہین تیغ چمکی کسی جا سنان
وہ مرکب کشا اور یہ راکب گرا
کسی پر تبر تھی کسی پر تھی سنان
کہیں تھے گھوڑے اچھلتے ہوئے
امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر
اٹھا کر بلائی ہر وہ تیغ ہاتھ
ہجوم عدو مین پڑا انتشار
پھر ازان سے مسرور جوش طرب

جب ہر سمت سے تلوار کے جنگجو
لگے کھنچنے مرنے جیسی چار سو
کوئی حملہ ور تھا کوئی تھا ملیان
یہ کا فسر گرا اور وہ غازی بڑھا
کری لاش پر لاش اور سر پہ سر
دلیرے تھے قتیلون سے سب دشت دور
کوئی پیر دیرینہ کوئی نوجوان
جری سب تھے خون مین نہائے ہوئے
ہوا منقطع کافرون کا ثبت
گئی ایک دم مین دوزہ حیات
بدن سے کمان جان نے اس سرگی
مجھے چھوڑدے اب نہ جگا نہ ساتھ
غضب کی تھی پیچھے پڑی تیغ تیز
سماے امان تھی نہ جائے گریز
ہوئے سب کے سب اس جگہ سے فرار
غنائم کو بھی لیکے با صد طرب

جب ہندی تاب مقابلہ جوان عرب نہ لاسکے بدرجہ ناچاری و مجبوری عادل کو لیکر بے اختیار بھاگے خواجہ عمرو و جملہ سرداران لشکر حمزہ صاحبقران مع پاسے نہایت خوش ہوئے جو اور گرد اس سردار لشکر کو بارگاہ حمزہ صاحبقران مین لیکر گئے اور نہایت آپکی شجاعت اور جوانمردی کی تعریف کرکے باعزاز تمام ایک دنگل پر بٹھایا اور نام پوچھا سردار لشکر نے کہا اے خواجہ عمرو خاص و عام مجھکو حارث عرب کہتے ہین میں بھی ایک دوستان حمزہ صاحبقران سے ہون الحمد للہ کہ مین عین وقت پر یہان پہونچا خواجہ گفتگوی حارث سنکے خوش ہوئے خواجہ عمرو تو رو برو سے حارث بیٹھے ہین اور اکثر سردار لاشین مسلمانون کی اٹھوا کر دفن کرا رہے ہین زخمیون کا علاج ہو رہا ہے لیکن اب حال عادل شیردل کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب عادل شیردل زخمی ہوکر اور شکست کھاکر پریشان اور بدحواس شپال ہندی کے پاس پہونچا اور شپال نے اسکے زخم سکو دیکھا اور حال جنگ سے واقف ہوا اسوقت شپال کو نہایت غصہ آیا اول تو گم ہونے لندھور سے رنجیدہ تھا اب اور زیادہ غمگین ہوا آخر بقہر و غضب ایک نامہ جی پور کو اس مضمون کا لکھا کہ جلد سر اسیر کا کاٹکے میرے پاس بھیجدیجیے واضح ہو کہ داراب عیار جو شتارہ حمزہ صاحبقران لیگیا تھا جی پور ہی پاس گیا تھا اور جے پور نے بموجب کہنے شپال کے خندق ار خوان مین اسیر یا تو قید کو قید کیا تھا غرض جب نامہ تیار ہوا شپال نے نجم بن شہاب عیار کو نامہ دیا اور کہا کہ جلد اس نامہ کو جی پور کے پاس لیجا نجم بن شہاب نامہ لیکر چابک کر مثل برق چلا اور بعد طے کرنے راہ کے جزیرہ نیش مین پہونچا اور دولت جی پور ہندی پر پہونچکے ٹھہر اور اپنے نامہ لیکر آنے کی جی پور کو اطلاع کرائی جی پور اسوقت طعام تناول کرتا تھا باہر تو نہ آیا لیکن نامہ شپال ہندی نجم سے منگوا لیا اور بعد تناول طعام نامہ کو پڑھا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر معرفت خواجہ سرا کے کہلا بھیجا کہ میری جانب سے بعد آداب و تسلیم کے شپال ہندی سے عرض کردینا کہ کل سر حمزہ صاحبقران تیغ جوان سے کاٹ کر خدمت عالی مین روانہ کراونگا خواجہ سرا نے بھی نجم سے آکے کہدیا اور جو خلعت و انعام جی پور نے نجم کے واسطے

ہوا یا تھا خواجہ سرانے نجم کو دیا نجم انعام لیکر وہان سے روانہ ہوا اور جلد تر راہ طے کر کے خدمت شہیال مین آیا اور جو کچھ جے پور ہندی نے کہا تھا عرض کیا شہیال کو گفتگو سے نجم کے اطمینان کامل ہوا کہ کل جے پور ضرور امیر با توقیر کے سر کو تیغ تیز سے جدا کر لائیگا اور میرے پاس بھیجدیگا میرا دل خوش ہوگا سہیال ہندی تو تخت پر بیٹھا ہی لیکن اب حال جے پور ہندی کا لکھا جاتا ہی کہ جب جے پور ہندی طعام تناول کر کے اور نجم عیار کو رخصت کر کے بستر نرم پر لیٹا اور سو رہا عالم خواب مین جے پور کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسلمان کیا جب صبح ہوئی اور جے پور بیدار ہوا فوراً بستر خواب سے اٹھکر قید خانے مین گیا اور حمزۂ صاحبقران کو تسلیم کر کے عرض کرنے لگا کہ ای امیر با توقیر آپ کو معلوم ہو شب گذشتہ مجکو عالم خواب مین حضرت ابراہیم نے مسلمان کیا ہی اب مین آپ کا دوست اور تابعدار ہون اسی وقت آپکو قید سے رہا کر آتا ہون اب آپ کچھ صدمہ و رنج نہ کیجیے حمزۂ صاحبقران گفتگو سے جے پور سنکے خوش ہوئے اور زنجیر و طوق وغیرہ کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کے اپنے جسم سے دور کیا جے پور ہندی یہ قوت و طاقت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور بعد حیرت لبسیار حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگا کہ اب حضور حمام مین تشریف لیجائین غسل کر کے پوشاک تبدیل فرمائین حمزۂ صاحبقران بموجب عرض کرنے جے پور ہندی کے حمام مین تشریف لیگئے اور بعد غسل کے پوشاک نفیس پہنی جب امیر با توقیر حمام سے باہر تشریف لائے اور پوشاک زیب تن کر چکے اُسوقت جے پور ہندی با اعزاز تمام امیر با توقیر کو بارگاہ مین لایا اور عرض کرنے لگا کہ اب آپ اس تخت حکومت پر بیٹھین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تخت حکومت تمہارا تمکو مبارک رہے مین تخت پر نہ بیٹھونگا یہ فرما کر امیر با توقیر قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھ گئے بعد اسکے امرا بھی مسلمان ہوے اور جے پور اور ہر ایک امیر نے موافق اپنی لیاقت کے نذر خوشی نہائی اسکے بعد ادب حمزۂ صاحبقران نے ہر ایک رئیس و امیر کو خلعت و انعام دلوایا بعد اسکے بزم نشاط آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوئے اور جام و ساغر مین شراب ناب بھر بھر کے حمزۂ صاحبقران اور جملہ اہل دربار کو پلانے لگے نازنینان غنچہ دہن گلپیرہن بعد ناز و ادا ناچنے لگین اور بالحان داؤدی گانے لگین اُن نازنینون سے ایک مطربہ بیجمال زہرہ خصال نے روبروے حمزۂ صاحبقران عالیشان تو غیرہ یہ غزل گائی غزل

ویتے اگر نہ دل مین جگہ درد و غم کو ہم
بیٹھے ہوئے مٹاتے ہین نقش قدم کو ہم
سیمین تنون کو بھی نہیں جو سمجھتے ہیں
بیٹھے ہین در پہ کاغذ قلم کو ہم
ہر چند کچھ نہیں مگر اسیر ہو بے وفا
ورنہ لگائین آگ نہ باغ ارم کو ہم
رکھتے ہین ترسے عرق انفعال سے
خط لکھ کے کاٹتے ہین زبان قلم کو ہم
بے زخم دل محال ہی سخن طراز یان
محشر تلک کہین ستم بیدم کو ہم

کیا منہ دکھائینگے محشر مین تیرے ستم کو ہم
یان نہ چھوڑینگے کبھی زاہد کے واسطے
پاتے ہین داغ داغ ہمیشہ درم کو ہم
آتا ہی یاد ہجر مین کسکا خرام ناز
سب کچھ سمجھتی ہین تری جھوٹی قسم کو ہم
ہی کیا کرے مرنے کی فرصت نہیں نصیب
دھوتے ہین بیٹھے لوح جبین کی رقم کو ہم
اتنک دہان زخم سے کہتے مرحبا
حال شکاف سے نہیں پاتے قلم کو ہم

وہ آئے تھے تو پھرے دل پھکان ہو
سب کہینگے قبلہ نہ بیت الصنم کو ہم
فرصت دے اے ہجوم تمنا کہ خط لکھین
روتے ہین دیکھ دیکھ کے نقش قدم کو ہم
جنت ہی ترے وعدۂ دیدار سے عزیز
کیون سنتے تم نہ کہین فراغ عدم کو ہم
ڈر ہی کہ راز عشق کہین داستان سنو
ہم دے رہے ہین یار کی تیغ دودم کو ہم
تسلیم گر نہ ہو کبھی پھیری فلک

جسوقت یہ غزل اُس مطربہ نے لبب ناز و ادا گائی جملہ ارباب محفل ہوے خصوصاً حمزۂ صاحبقران نہایت شاد ہوئے اور نازنین کو انعام کثیر جے پور ہندی سے دلوایا بعد ختم جلسہ نشاط کے حمزۂ صاحبقران نے جے پور ہندی کے فرمایا کہ ای جے پور اب سامان چلنے کا کرو اور جہاز فراہم کرو تاکہ ہم ادہم سے آملین

کی جانب روانہ ہون ہکو اپنے لشکر کا نہایت ہی خیال ہے نہین معلوم اس مدت مین ہمارے لشکر پر کیا آفت آئی ہوگی
جی لور ہندی نے عرض کیا اگر خشکی کی راہ سے سراندیپ تشریف لیچلین تو اچھا ہے امیر نے فرمایا خشکی کی راہ سے دیر مین پہنچینگے
اور تری کی راہ سے جلد پہونچینگے علاوہ اسکے سیر دریا کی بھی کرینگے غرض جی لور ہندی نے بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران
سامان چلنے کا کیا اور جہاز فراہم کیے جب کل سامان کر چکا ہمراہ حمزہ صاحبقران مع فوج و لشکر جانب دریا چلا اور
کنارے دریا کے پہونچکے حمزہ صاحبقران کو جہاز پر سوار کیا اور آپ بھی علیحدہ ایک جہاز پر بیٹھا اور جملہ مردمان لشکر اعلی
اور ادنی بھی جہازون پر سوار ہوئے کل مال و اسباب بھی جہازون پر بار کیا گیا جب سب سوار ہو چکے اور اسباب
جہازون پر رکھدیا گیا اسوقت بحکم صاحبقران ناخدا لنگر جہازون کے اٹھوائے جہاز روانہ ہوئے چونکہ ہوا موافق
تھی چند روز تک تو اچھی طرح سب جہاز چلے لیکن ساتوین روز آسمان پر کالے کالے ابر ظاہر ہوئے ہوا کے تند چلنے لگی
طوفان عظیم آیا ناخدا چلانے لگے گھبرا کر سر پیٹنے لگے آنسو آنکھون سے بہانے لگے پانی مین جوش و خروش
پیدا ہوا اسرا امواج کا گویا آسمان سے ملگیا مردان غرق ہونے کے خوف سے رونے لگے فریاد و فغان کرنے لگے
ناخدائے عالم کو پکارنے لگے دعائین کرنے لگے حمزہ صاحبقران بھی برجوع قلب ہاتھ جانب فلک بلند کر کے
خالق بحر و بر سے رفع طوفان اور سلامتی جان کے واسطے دعا کرنے لگے ناگاہ اوس طوفان مین وہ جہاز جسپر امیر حمزہ
سوار تھے ٹوٹ گیا تختے تختہ جہاز کا جدا ہو گیا ناخدا مع جہاز پانی مین غرق ہو گیا لیکن بقدرت خالق بحر و امیر باتوقیر
ایک تختے پر بیٹھے ہوئے تیسرے روز ایک روز جزیرے مین پہونچے اور جی لور ہندی کا جہاز اس طوفان مین ایک
سمت گیا غرض حمزہ صاحبقران شکر خالق اکبر بجا لا کے تختے سے اترے دیکھا کہ تمام ریگستان ہے نہ وہا
کوئی انسان ہے نہ حیوان ہے حمزہ صاحبقران ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھے اور خیال کرنے لگے کہ اس ویرانے سے
اور اس ریگستان سے کیونکر سراندیپ جاؤنگا راستہ کس سے پوچھونگا بغیر رہبری اور اعانت پروردگار کے
یہان سے سراندیپ پہونچنا میرا البتہ دشوار اور مشکل ہے حمزہ صاحبقران یہ خیال کر ہی رہے تھے دفعۃً آنکھین نیند
سے بند ہونے لگی حمزہ صاحبقران تنہ درخت کے قریب لیٹے اور سو گئے جسوقت دیدہ ظاہرین امیر باتوقیر کے
بند ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ ای فرزند ملول و پریشان نہو خداوند عالم تیرا معین
و مددگار ہے تو سراندیپ مین بخیر و عافیت پہونچ جائیگا ای نور نظر یہان سے نزدیک سمت مشرق ایک کوہ ہے اور کوہ کے
برابر ایک غار ہے اسمین پانی بھرا ہوا ہے پس یہان سے جا کر اسی پانی سے غسل کر نا بعد دو رکعت نماز پڑھنا فضل
خدا سے تجکو مرکب خنگ سیاہ قیطاس ملیگا اس مرکب پر سوار ہو کے طرف سراندیپ کے روانہ ہونا وہ مرکب ایسا
چالاک اور تیز رو ہے کہ برق و باد بھی اسکی تیزروی سے خجل اور شرمندہ ہے نظم عجب مرکبے چون شہاب اسپ افروزان
زبرج شرف کوکبے سوختن چو برق و برفتن چو باد بہ ہمانا کہ زان ساز مانہ مزاد بہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ فرماکر
تشریف لیگئے حمزہ صاحبقران بیدار ہوئے اور خوش ہو کر زیر درخت سے اٹھے اور سمت مشرق روانہ ہوئے
تھوڑی ہی راہ طے کی تھی کہ کوہ نظر آیا اور زیر کوہ ایک غار پانی سے بھرا ہوا دکھائی دیا حمزہ صاحبقران نے اس
غار کے پاس جا کر لباس اتارا اور غسل و وضو کیا بعد غسل و وضو کے لباس پہنا اور قریب غار بصد خضوع و خشوع دو رکعت نماز
پڑھی بعد نماز پڑھنے کے سر واسطے سجدہ شکر کے زمین پر رکھا جب امیر باتوقیر نے سر سجدۂ شکر سے اٹھایا دیکھا کہ مرکب زین لجام
آراستہ سامنے کھڑا ہے حمزہ صاحبقران مرکب کے سراپا پر نظر کر کے نہایت خوش ہوئے اور اس مرکب پر سوار ہو کے
ایک سمت چلے ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ایک باغ مین حمزہ صاحبقران کو مرکب قیطاس دیا تھا

اور بہت سو زر بیشمار ملا ہو چونکہ ایک دفتر مین اس حقیر و فقیر سراپا تقصیر کمترین تصدق حسین داستان گو و مترجم کی
نظر سے گذرا ہے کہ اس جگہ امیر کو مرکب خنگ سیاہ قیطاس ملا ہے اسوجہ سے یہان لکھدیا ہے غرض جب امیر باتوقیر
مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوکے ایک جانب چلے ہر چند امیر باتوقیر گھوڑے پر سوار تھے بسبب گرسنگی کے گھوڑے سے
بیٹھا نہ جاتا تھا اور راہ طی ہو سکتی تھی اُسوقت امیر نے خداوند عالم سے دعا کی کہ پروردگارا کوئی شی مجکو کھانے کی اپنی
قدرت کاملہ سے اس صحراے ہولناک مین عنایت فرما آج تیسرا روز ہے کہ مین نے کچھ نہین کھایا ہے گرسنگی سے حال میرا
بُرا ہے حمزۂ صاحبقران خالق انس و جان سے یہ دعا کر رہے تھے اور مرکب پر بیٹھے ہوئے تھے گھوڑا چلا جاتا تھا ناگاہ
حمزۂ صاحبقران کو دور سے کچھ درخت نظر آئے جب امیر باتوقیر قریب درختون کے پہونچے دیکھا درختون مین پھل
لگے ہوئے ہین شاخین درختون کی کثرت اثمار سے جھکی ہوئی ہین نیچے درختون کے ایک چشمہ ہے پانی اُسمین نہایت
صاف ہے حمزۂ صاحبقران نے اُن درختون پھلون کو دیکھکر خدا کا شکر کیا اور گھوڑے سے اُترکے بہت سے
ثمر توڑ توڑکے کھائے جب خوب سیر ہوگئے چشمے سے لیکر پانی پیا اور پھر شکر خدا کرکے مرکب پر سوار ہوئے اب امیر
نے مرکب کو جولان کیا مرکب بطرز ہوا بھرتا ہوا چلا بعد سیر بھر کے امیر باتوقیر ایک ایسے صحراے سبزہ زار مین پہونچے
کہ سبزہ اُس صحرا کا سبزہ خط معشوقان خوبرو سے بہتر تھا کوسون تک فرش زمردین بالاے زمین بچھا تھا جابجا نہر
سلسبیل آسا جاری تھین طایران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوئے نغزسرائی کرتے تھے بلبلین چہکتی تھین
درمیان مین صحراے سبزہ زار کے ایک گنبد سر بفلک کشیدہ تھا عجیب صفائی و صنعت سے کسی نے اُسکو بنایا تھا
گنبد کو دیکھنے سے نظر خیرہ ہوتی تھی حمزۂ صاحبقران اُس صحراے فرحت نشان کو دیکھکر خوش ہوئے اور اُسوقت
بے اختیار یہ مطلع زبان پر جاری کیا مطلع این سبزہ و این صحرا بوے زجنون دارد سرلیلی دشتی امروز شگون دارد
صاحبقران نے اس مطلع کو پڑھکے ارادہ کیا تھا کہ اس صحرا سے بھی جلد نکل جانا چاہیے لیکن یہ بھی خیال کیا کہ اس
گنبد کے اندر بھی جاکر سیر دیکھنا چاہیے حمزۂ صاحبقران کو معلوم نہ تھا کہ یہ گنبد طلسمی ہے غرض حمزۂ صاحبقران
اُس گنبد مین گئے اور بصد مشکل اُس گنبد طلسمی کو توڑا اور زر و جواہر اُس گنبد طلسمی کو توڑکر اپنے قبضے مین کیا
اور وہان سے مرکب پر سوار ہوکے آگے بڑھے ناظرین تمکین کو واضح ہو کہ حالات گنبد طلسمی اور کیفیت گنبد کی اس
مترجم نے بخیال طول کے اس مقام پر نہین تحریر کی کہ شاید حضرات ناظرین اختصار پسند کو طول ناپسند ہو القصہ
حمزۂ صاحبقران گنبد طلسمی توڑکے اور زر و جواہر لیکر چلے چند روز کے بعد پھر ایک دشت ہولناک مین
پہونچے اور اُس دشت مین راہ بھول کر بہت پریشان ہوئے آخر مضطر ہوکر خداوند عالم سے دعا کی دعاے امیر قبول
ہوئی فوراً حضرت خضر علیہ السلام بحکم خالق خاص و عام تشریف لائے حمزۂ صاحبقران نے بصد ادب سلام کیا
حضرت خضر نے جواب سلام دیکے دعاے طول عمر دیکر فرمایا کہ اے حمزۂ صاحبقران پریشان خاطر نہو تم ہمارے ساتھ
چلو حمزۂ صاحبقران مرکب سے اُترکر حضرت خضر چلے تھوڑی دور جاکر حضرت خضر نے فرمایا کہ اب
یہان سے چلے جانا جہان خداوند عالم کو منظور ہوگا وہین پہونچوگے یہ فرماکر حضرت خضر ایک جانب چلنے لگے
امیر باتوقیر نے بڑھکے مصافحہ کیا مرکب پر سوار ہوکے جسطرف حضرت خضر علیہ السلام نے جانے کو فرمایا اُسیطرف روانہ
ہوئے بعد ایک شب و روز کے امیر وقت سحر ایک صحرا مین پہونچے دور سے دیکھا کہ دو طرف دو لشکر صف آرا
ہین لڑائی کرنیکو کھڑے ہین جب حمزۂ صاحبقران قریب لشکرون کے پہونچے اُسوقت ایک طرف سے ایک
جوان زنگی نہایت قوی ہیکل مرکب کو جولان کرکے نکلا اور میدان رزم مین آکر نیزہ ہاتھ مین لیکر مبارز طلب کیا

دوسرے لشکر سے ایک جوان سبزہ رنگ اسپ صبا رفتار سوار ہو کر میدان کارزار مین آیا حمزہ صاحبقران جوان سبزہ رنگ
کو دیکھکر خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ جوان سبزہ رنگ عجب شان سے برائے جنگ صف لشکر سے نکلا ہی بظاہر
جری دلیر اور معلوم ہوتا ہی حمزہ صاحبقران یہ خیال کر رہی تھے کہ زنگی نے گھوڑے کو بڑھا کر گریبان جوان سبزہ
رنگ مین ہاتھ ڈالا جوان سبزہ رنگ نے بھی اُس زنگی کی کمر مین ہاتھ ڈالا باہم دونون زور کرنے لگے تھوڑی دیر مین زنگی نے
توڑیہ کمربند فولادی مین ہاتھ ڈالکر جوان سبزہ رنگ کو پشت مرکب سے اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر پٹک دیا اور فوراً
مرکب سے اُترکے اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور خنجر آبدار سے اُسکو ہلاک کرنے کا قصد کیا حمزہ صاحبقران نے یہ حال
دیکھکر نعرہ کیا اور کہا ای سیاہ رو خبردار اس جوان کو ہلاک نہ کرنا زنگی نے حمزہ صاحبقران کی طرف دیکھکے جلد خنجر
سے جوان سبزہ رنگ کا تن سے سر جدا کر ڈالا امیر کو نہایت غصہ آیا اور خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھا کر زنگی سے فرمایا
کہ او بحیا سیاہ رو مین نے تجکو منع کیا تھا کہ اس جوان کو قتل نہ کرنا تو نے میرا کہنا نہ مانا اور اس جوان خوبرو کو ہلاک
کر ڈالا اُس زنگی نے چین بجبین ہو کر کہا ای شخص تو کون ہی حریف کے قتل کرنے مین کیون دخل دیتا ہی خوب کیا
مین نے جو اس جوان کا سر کاٹ ڈالا یہ میرا حریف تھا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای سیاہ رو تیرہ درون آگاہ ہو کہ
مین تیرا ملک الموت ہون تجکو زندہ نہ رکھونگا اور اس جوان کا انتقام تجھسے لونگا اس جوان مقتول کا تجھسے عوض لینے
کے واسطے مجھے خدا نے یہان پہونچایا ہی جسطرح تو نے اس جوان کا سر تن سے جدا کیا ہی انشاء اللہ اسی طرح سر تیرا تن
سے جدا کر دونگا زنگی نے کہا شاید تو خدا پرست ہی کیونکہ بار بار خدا کو یاد کرتا ہی امیر نے فرمایا بیشک مین خدا پرست
ہون زنگی نے کہا اگر تو خدا پرست ہی تو اسی کی طرح ابھی تیرا بھی سر تن سے کاٹتا ہون یہ کہکر زنگی نے بقوت تمام تر
نیزہ مارا امیر نے بفن سپہگری نیزہ زنگی کے ہاتھ سے چھین لیا اور کمربند فولادی کے توڑے مین ہاتھ ڈال کے پشت
فرس سے اُسکو اُٹھا لیا اور زمین پر پٹک دیا اور جلد مرکب سے اُترکے اُس زنگی کے سینے پر سوار ہوئے اور فرمایا ای
سیاہ اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو مین تجکو چھوڑ دون زنگی نے یہ تقریر امیر باتوقیر کی سُنکے کہا کہ مین ہرگز مسلمان
نہ ہونگا اپنا دین ترک نہ کرونگا امیر نے یہ گفتگو زنگی کی سُنکے سر اُسکا خنجر سے کاٹ لیا جسوقت اُس زنگی کا سر امیر نے
کاٹا اُسکا لشکر امیر پر حملہ آور ہوا امیر باتوقیر نے شمشیر آبدار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا مردمان لشکر زنگی نے باوجود
قتل ہونے کے چہار جانب سے حمزہ صاحبقران کو گھیر لیا اور نیزہ تیر و شمشیر لگانے لگے اُسوقت ایک جانب سے
غبار بلند ہوا اکثر مردمان لشکر جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار دفع ہوا جی پور ہندی مع بارہ ہزار سواران جرار
کے حمزہ صاحبقران کو نظر آیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ جب جہاز جی پور ہندی کا کنارے پہونچا اور جی پور ہندی نے
سُنا کہ وہ جہاز جسپر حمزہ صاحبقران سوار تھے غرق ہو گیا لیکن بعض بعض آدمی غرق نہین ہوئے ہین جہاز کے تختون پر
بیٹھے ہین اور کسی طرف دھکتے جہاز کے طوفان مین بہ گئے ہین جی پور ہندی بامید ملاقات حمزہ صاحبقران کنارہ
بحر سے چلا تھا اور صحرا بصحرا اور دشت بدشت حمزہ صاحبقران کو ڈھونڈھتا ہوا یہان تک آیا ہی غرض جب جی پور ہندی
نے دور سے دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی تلوار چل رہی ہی آواز نعرۂ حمزہ صاحبقران اس لشکر سے آتی ہی جی پور صدائے
امیر باتوقیر سُنکے از حد خوش ہوا اور سمجھا کہ حمزہ صاحبقران اس لشکر سے لڑ رہے ہین یہ سمجھکر مع فوج بعجلت
آیا اور اُس لشکر کو چہار جانب سے گھیر لیا اور مردمان لشکر کو تیر و شمشیر سے قتل کرنے لگا اور جوانان فوج جی پور نے
بھی تلوارین کھینچکر مردمان لشکر زنگی کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر مین مردمان لشکر زنگی تاب مقابلہ کی نہ لا کر بھاگے
اُسوقت سوار جوان سبزہ رنگ کی لاش اُٹھا کر بختیار شاہ کی خدمت مین نالہ کنان پہونچے بختیار شاہ سے ادنے

سبب گریہ پوچھا جسنے لاش دکھا کر تمام حال بیان کیا بختیار شاہ کو اپنے فرزند کے قتل ہونے کا نہایت صدمہ
ہوا اور از حد اشکبار ہوا اُسی عالم اشکباری مین حکم کیا کہ فوج بھاری تیار ہو بمجرد حکم بیس ہزار سواران جرار مسلح
ہو کر گھوڑون پر سوار ہوئے بختیار شاہ بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب میدان رزم چلا بختیار شاہ
تو لشکر لیکر چلا آتا ہی لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ جب مردمان لشکر بھاگ گئے اُسوقت جی پور ہندی
نے امیر با توقیر کو بصد ادب تسلیم کی اور قدمبوس ہوا امیر نے پوچھا ای جی پور تمھارا آنا یہان کیونکر ہوا جی پور ہندی
نے تمام کیفیت بیان کی حمزہ صاحبقران جی پور کی وفاداری پر نظر کرکے نہایت خوش ہوئے اور اُسکی تعریف کرنے
لگے ابھی حمزہ صاحبقران جی پور سے ہمکلام ہی تھے ناگاہ امیر با توقیر نے دیکھا کہ ایک سمت سے غبار بلند ہوا حمزہ
صاحبقران نے خیال کیا کہ اب کوئی مع لشکر آتا ہی امیر یہ خیال کر ہی رہے تھے یکایک بختیار شاہ مع لشکر آیا
اور حمزہ صاحبقران کو سلام کرکے پوچھنے لگا کہ آپ ہی نے میرے فرزند کے قاتل کو ہلاک کیا حمزہ صاحبقران
نے فرمایا مین نے ایک زنگی کو ہلاک کیا تھا جسنے ایک جوان سبزہ رنگ کو قتل کیا تھا بعد زنگی کے لشکر سے لڑائی ہوئی
بفضل خدا سے لشکر زنگی مقتول کا بھی بھاگ گیا مجھے نہین معلوم تمھارا فرزند کون تھا بختیار شاہ جبروتی نے عرض کیا کہ وہ
جوان سبزہ رنگ میرا فرزند تھا اور یہ لشکر جسے آپ نے شکست دی ہی داراب مغربی کا تھا قبل اسکے مجکو نجومیون
نے خبر دی تھی کہ مغرب کی سمت سے ایک جوان آئیگا اور وہ صاحبقران ہوگا اور زیر باد ہندی کو مطیع کریگا اب آپ
فرمائین کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہی امیر با توقیر نے فرمایا نام تو میرا حمزہ ہی لیکن خاص و عام مجکو حمزہ صاحبقران
کہتے ہین جس جوان کی نجومیون نے خبر دی تھی شکر وہ مین ہی ہون بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے اپنی گرفتاری اور رہائی
کا حال بیان کیا اور کیفیت دریائی اُلمجر افضل فرمائی بختیار شاہ جبروتی حال امیر سے آگاہ ہو کر صدق دل سے
اُسی وقت مسلمان ہوا اور امیر کو اپنے قلعہ مین لیگیا اور اپنے فرزند کی لاش دفن کرکے میہمانی حمزہ صاحبقران مین
مصروف ہوا دعوت حمزہ صاحبقران کی بڑی تکلیف سے کی جب حمزہ صاحبقران اور جی پور ہندی طعام تناول
کرچکے اُسوقت بختیار شاہ جبروتی نے حکم کیا کہ ساقیان ماہرو کشتیان شراب ناب کی لیکر حاضر ہون بموجب حکم ساقیان
خوبرو کشتیان لیکر حاضر ہوئے اور بحکم بختیار شاہ جام و ساغرون مین شراب بھر بھر کے پلانے لگے جب حمزہ صاحبقران
اور بختیار شاہ جبروتی کو شراب کا نشہ ہوا اُسوقت بختیار شاہ بے اختیار رونے لگا حمزہ صاحبقران نے
باعث رونے کا پوچھا بختیار شاہ نے عرض کیا ای امیر با توقیر علاوہ فرزند مقتول کے ایک پسر میرا اور ہی اسوقت وہ فرزند
مجکو یاد آیا ہی اُسکے فراق مین مین رونے لگا حمزہ صاحبقران نے پوچھا دوسرا فرزند تمھارا کہان گیا ہی بختیار شاہ یہ سنکے
اور زیادہ رونے لگا اور بعد اشکباری بسیار کے کہنے لگا ای امیر اس ملک کے حوالی مین ایک ہزار ایک سو طلسم ہین
اور ایک دشت ہی کہ نام اُسکا دشت آہوان ہی اور اس دشت مین صدہا آہو ہین جو کوئی دور سے ان آہوون کو
دیکھ لیتا ہی بے اختیار اُن آہوون کے شکار کے واسطے اُس دشت مین جاتا ہی اور خود اُن آہوون کا شکار
ہو جاتا ہی میرا فرزند کہ نام اُسکا خسرو ہی ایک روز وہ بھی اُن آہوون کا شکار کرنے کو چلا تھا ہرچند مین نے
منع کیا تھا کہ جو اس صحرا کو جاتا ہی وہ پھر نہین آتا ہی لیکن اسنے میرا کہنا نہ مانا اور کہنے لگا کہ اگر وہ بلائے ہین تو مین
بھی شجاع ہون اُن سب کو مارونگا اور دشت آہوان سے چلا آؤنگا مجکو کون ایسا بہادر ہی جو نہ آنے دیگا اور دست
رس مین رکھیگا یہ کہکے مع رفقا و امرا شکار کے واسطے گیا آخر دشت آہوان مین جاکر دام بلا مین گرفتار ہو گیا اور آجتک
کسی طرح آ نہین سکتا اگر مین اُسکے دیکھنے کو جاؤن تو مین بھی مثل اسکے اُس دشت پر آفت و بلا مین قید ہو جاؤن

حمزہ صاحبقران نے جب تمام گفتگو بختیار شاہ کی سنی فرمایا ای بختیار شاہ انشاءاللہ مین کل صبح دشت آہوان مین
جاؤنگا اور تمہارے فرزند کو وہان سے لے آؤنگا اب تم گریہ وزاری نکرو بختیار شاہ نے عرض کیا ای امیر باتوقیر آپ
ہرگز وہان نجایئے گا وہ دشت طلسمی ہے طلسم مین پھنس جایئے گا ابھی تو مجھکو اپنے فرزند کی جدائی کا صدمہ نہین بھولا اگر
خدانخواستہ آپ وہان جاکر گرفتار طلسم ہو جایئے گا تو پھر مجھکو آپ کے فراق کا قلق ہوگا اور مردمان شہر کہینگے کہ بختیار شاہ نے اپنے فرزند
کے واسطے حمزہ صاحبقران کو دشت آہوان مین بھیجدیا اور انکو طلسم مین پھنسا دیا علاوہ اسکے یہ مجھکو منظور نہین کہ آپ
مجھسے جدا ہون حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای بختیار شاہ مین ضرور جاؤنگا اور باعانت پروردگار سب طلسمون کو توڑونگا
اور تمہارے فرزند کو انشاءاللہ ضرور لیکر آؤنگا اگر تم اپنے فرزند کا تذکرہ میرے روبرو نکرتے تو مین نہ جاتا اب مجھکو مناسب ہے کہ
ضرور جاؤن غرض جبتک بختیار شاہ بیٹھا رہا حمزہ صاحبقران کو دشت آہوان مین جانے سے منع کرتا رہا اور حمزہ صاحبقران
یہی فرماتے کہ مین دشت آہوان ضرور جاؤنگا جب بختیار شاہ تخت سے اٹھکر داخل محل ہوا اور حمزہ صاحبقران
بھی اٹھکے ایوان شاہی مین تشریف لائے جو بختیار شاہ نے واسطے تشریف رکھنے امیر باتوقیر کے آراستہ کرایا
تھا شب کو تو امیر باتوقیر اسی ایوان مین بعد رحلت و آرام استراحت پذیر ہوئے ہنگام سحر امیر باتوقیر نے اٹھکر نماز
پڑھی بعد پڑھنے نماز کے جی پور ہندی سے فرمایا کہ لشکر کو حکم دو کہ تیار رہو ہم دشت آہوان مین جاینگے جی پور ہندی
نے مردمان لشکر سے کہا کہ جلد مسلح ہو حمزہ صاحبقران جانب دشت آہوان تشریف لیجاینگے مردمان لشکر بموجب حکم
مسلح ہوئے بختیار شاہ بھی محل سے برآمد ہوا حمزہ صاحبقران کو آمادہ جانے پر دیکھکر بمجبوری خود بھی مع لشکر
ہمراہ رکاب صاحبقران چلا حمزہ صاحبقران قریب دشت آہوان ایک پہاڑ پر تشریف لیگئے اور بالائے کوہ
کھڑے ہوکر دشت آہوان کی سیر کرنے لگے حمزہ صاحبقران بخوبی سنتے کہ سب آہو آکر فریاد کرتے ہین اور اپنے حال پر
افسوس کرتے ہین اور اسی دشت مین پھرتے ہین اور وہ دشت نہایت وسیع و سرسبز ہے حمزہ صاحبقران نے
سیر دشت کی کرکے وضو کیا چونکہ وقت نماز کا آگیا تھا اسی پہاڑ پر نماز پڑھی بعد پڑھنے نماز کے امیر باتوقیر کوہ سے
اترے اور بختیار شاہ اور جی پور سے فرمانے لگے اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون اور دشت آہوان مین جاتا ہون اگر
خداوند عالم نے چاہا تو سب طلسمون کو توڑکر اور خسرو کو لیکر جلد آؤنگا ورنہ گرفتار طلسم ہونگا تم چالیس روز
تک میرا انتظار کرنا بعد چالیس روز کے سمجھ جانا کہ حمزہ ہلاک ہوگیا یا طلسم مین قید ہوگیا اسوقت ای بختیار شاہ تم
میرے آنے کی امید نہ رکھنا اور ای جی پور ہندی تم اتنا کام کرنا کہ جانب کوہ سراندیپ جاکر میرے لشکر کے سرداران اور
خواجہ عمرو سے تمام حال بیان کرنا کہ وہ سب میری ملاقات سے مایوس اور ناامید ہوجائین اور جسطرف منظور ہو
چلے جائین جسوقت یہ تقریر امیر کی جی پور ہندی اور بختیار شاہ جیرونی نے سنی دونون نہایت گریان ہوئے اور
بنت عرض کرنے لگے کہ آپ دشت آہوان مین نہ جائین حمزہ صاحبقران نے کہنا انکا نہ مانا اور جانب
دشت آہوان چلے بختیار شاہ اور جی پور ہندی بھی ہمراہ امیر باتوقیر چلے جب امیر داخل دشت آہوان ہونے
لگے جی پور ہندی اور بختیار شاہ ٹھہر گئے اور وہین مقیم ہوئے اور امیر کشور گیر داخل ہوئے جب امیر اس دشت
مین داخل ہوکر نہایت سرگردان اور پریشان ہوئے اسوقت امیر نے برجوع قلب خداوند کریم و کارساز سے واسطے
اپنے مدعاے دلی کے دعا کی دعاے امیر قبول ہوئی فوراً حضرت خضر علیہ السلام بحکم خالق خاص و عام صاحبقران
کے پاس تشریف لائے اور بحکم خدا امیر کو اسم اعظم تعلیم فرماکر ارشاد کیا کہ یہ اسم اعظم پڑھکے آہوون پر پھونکنا وہ سب
انسان ہوجائینگے کیونکہ وہ سب انسان ہین سحر سے آہو ہوگئے ہین اور جب تم یہ اسم اعظم پڑھوگے کسی ساحر کا سحر

تیر اثر نہ کریگا یہ فرما کر حضرت خضر علیہ السلام نظر حمزہ صاحبقران سے پوشیدہ ہو گئے امیر با توقیر اسم اعظم کو خوب یاد کر
آگے بڑھے اور راہ دشت طے کرنے لگے ناگاہ بائیں جانب امیر نے دور سے دیکھا کہ سیکڑوں آہو سبزہ چر رہے ہیں اکثر
روتے ہیں بعض نالہ و فریاد کر رہے ہیں اور ایک نوجوان سر پر تاج رکھے ہوئے ان آہوؤں کو چرا رہا ہے امیر با توقیر حال
دیکھکر اس جوان کی طرف چلے نوجوان نے امیر کو اپنی جانب آتے دیکھکر نہایت افسوس کیا اور خیال کیا کہ اب یہ شخص بھی
مثل ان آہوؤں کے ہو جائیگا نوجوان یہ خیال کر رہا تھا کہ حمزہ صاحبقران اس نوجوان کے پاس پہونچے نوجوان نے
سلام کرکے پوچھا کہ ای جناب آپ کا کیا نام ہے اور اس دشت و بلا میں آپ کیوں تشریف لائے یہ دشت وہ دشت ہے
کہ انسان اگر حیوان ہو جاتا ہے اور پھر یہاں سے کسی طرح جا نہیں سکتا ہے افسوس ہزار افسوس آپ کو
اس دشت جانستان میں قدم رکھنے سے کوئی مانع نہوا امیر با توقیر نے فرمایا ای جوان میرا نام حمزہ ہے خاص و عام مجکو حمزہ صاحبقران
کہتے ہیں میں واسطے رہا کرنے خسرو زادہ اور ہمراہیان خسرو کے آیا ہوں بختیار شاد نے مجکو منع کیا تھا لیکن میں نے نمانا
اور دشت بلا میں چلا آیا اب تم حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور یہاں کس لیاقت آہو کیوں چراتے ہو اس نوجوان نے
یہ سنکے ایک آہ کی اور عرض کیا ای جناب خسرو میرا ہی نام ہے میں واسطے شکار کے آیا تھا سمکال جادو جو اس
دشت کی مالک ہے مجھپر عاشق ہو گئی ہے اسوجہ سے اسنے مجکو سحر سے آہو نہیں بنایا ہے اور یہ جو آہو چر رہے ہیں یہ سب
انسان ہیں حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خسرو تمھارے فراق میں تمھارے والد کا عجیب حال ہے اکثر تمکو یاد
کرکے روتے ہیں تمکو لازم ہے کہ اب تم میرے ساتھ اپنے والد کی خدمت میں چلو خسرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی
سنکے رونے لگا اور عرض کرنے لگا کہ میں کیونکر یہاں سے اپنے باپ کی خدمت میں جاؤں میں تو سحر سمکال جادو
میں گرفتار ہوں اور یہ دشت بھی اسی کے سحر سے سرسبز و شاداب ہے جب تک وہ ہلاک نہوگی میری رہائی کسی طرح نہوگی صاحبقران
نے فرمایا ای خسرو انشاء اللہ سمکال جادو کو قتل کرونگا اور ان آہوؤں کو انسان بناؤنگا اور تمکو تمھارے والد کے پاس
لیچلونگا جسوقت یہ تقریر امیر کی ان آہوؤں نے سنی سبھوں نے آکے حمزہ صاحبقران کو گھیر لیا کوئی آہو دامن امیر
سے لپٹنے لگا کوئی آہو قدم امیر پر سر رکھنے لگا کوئی آہو گرد حمزہ صاحبقران پھرنے لگا بار بار تصدق اور قربان
ہونے لگا اکثر آہو رونے لگے اور اپنی زبان میں اپنی مصیبت و گرفتاری کا حال بیان کرنے لگے حمزہ صاحبقران کو
ان آہوؤں پر رحم آیا اور اسم اعظم جو حضرت خضر نے تعلیم فرمایا تھا پڑھا اور ہر ایک آہو پر پھونکا سحر سمکال جادو دفع
ہو گیا ہر ایک آہو زمین پر لوٹ کر انسان ہو گیا اور حمزہ صاحبقران کے قدم پر گرا ادھر کو تو حمزہ صاحبقران نے ان آدمیوں کو
اپنے قدم سے اٹھایا اور خسرو وغیرہ خوش ہوئے ادھر پریوں نے سحر کے سمکال جادو کو حمزہ صاحبقران کے
آنے اور آہوؤں کو آدمی بنانے سے اطلاع دی سمکال جادو نے یہ خبر وحشت اثر سنکے حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو موجب
حکم سمکال جادو و جادوگرنیاں اور جادوگر ہنس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہوئے اور اسباب سحر جھولیوں میں رکھکر
آمادہ چلنے پر ہوئے سمکال جادو بھی طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور سب ساحروں کو ہمراہ لیکر وحشت بہ میدان میں آئی
اور ایک سنگ گران بزور سحر امیر ذیوقار پر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سنگ حمزہ صاحبقران پر نہ پڑا سمکال جادو
اور اسم سحر پڑھنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھکے اور شمشیر تیز پر دم کرکے گھوڑے کو بڑھایا اور قریب سمکال جادو پہونچکر
اسطرح اسکے سر پر تلوار لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑی اسوقت آندھی سیاہ آئی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور آواز آئی
کشتی کہ مرا نام من اسمکال جادو بود بعد موقوف ہونے ہنگامہ گیر و دار کے حمزہ صاحبقران نے اس دشت کو پر خار
پایا کیونکہ سرسبزی و شادابی دشت کی سحر سمکال سے تھی جب سمکال قتل ہوگئی اور سحر اسکا برطرف ہو گیا اسوقت جا بجا سحر

لڑنے لگے اور ساحر نابکار تیغ کو سے اور ہار فلفل صاحبقران پر مارنے لگین خسرو اور ہر چار اشخاص نے دیکھا کہ امیر اور قیصر
کچھ بڑھتے ہوئے تلوار کھینچکے آگے بڑھے اور ساحرون کو قتل کرنے لگے جب ساحرون نے دیکھا کہ سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا ہی اور بہت سے
ہمراہی قتل ہوگئے ہین سمکال جادو بھی قتل ہو چکی ہی اسوقت باقی ماندہ ساحر بھاگے اور عیار جادو کی ایک طلسم کا حاکم
اور مالک ہی قتل سمکال جادو سے اطلاع دی عیار جادو نے قتل سمکال جادو کی خبر سنکے رنج کیا اور ایک جادوگرنی
کو حکم دیا کہ قاتل سمکال جادو کو پکڑ لاؤ جادوگرنی دشت مین آئی حمزہ صاحبقران پر آتے سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھا ساحرہ کا سحر رد ہوگیا حمزہ صاحبقران نے تلوار کھینچکر اُس ساحرہ پر حملہ کیا ساحرہ غائب ہوگئی اور پر پرواز پیدا کرکے
دشت سے گریزان ہوئی حمزہ صاحبقران خسرو وغیرہ کو لیکر آگے بڑھے بعد ایک روز اور ایک شب کی رہروی کے
حمزہ صاحبقران کو ایک بہار پر بہار باغ نظر آیا جب امیر قریب اُس باغ کے پہونچے اوس باغ سے بصد
نالہ و فغان یہ آواز آئی کہ مین جادوگردون کی قید مین مبتلا ہون کوئی ایسا جری ہی کہ اس باغ مین آئے اور مجھکو
چند ساحران سے چھڑائے امیر اُس صدا کو سنکے اندر گئے باغ کے وہان کسی کو نہ پایا ناچار ہوکے پھرے تھے ناگاہ
ایک جادوگر نہایت مہیب صورت پیدا ہوا اُسنے امیر پر تیغ سحر پھینکے مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا اُس تیغ سے
کچھ ضرر نہو بجادو ساحر نہایت حیران اور جلد تر چند اوراق جھولی سے نکالکر دیکھنے لگا اور اُن اوراق سے اُسکو
ثابت ہوا کہ اُس شخص کا نام حمزہ ہی اور یہ صاحب اسم اعظم ہی اسپر سحر تاثیر نہ کریگا تاوقتیکہ اسم اعظم کو نہ بھولیگا ساحر
نے اوراق جمشیدی کو دیکھکر اپنی جھولی سے ایک شیشہ اور ماش کا آٹا نکالا اور شیشے سے تھوڑا پانی لیکر آٹا گوندھا اور
اور اُس آٹے کا ایک طائر بنایا اور کچھ سحر اوسپر پڑھا فوراً وہ آٹے کا طائر طائر خوشرنگ ہوگیا اُدھر تو اُس ساحر نے طائر کو
اُڑایا ادھر حمزہ صاحبقران نے تلوار اُس ساحر کے سر پر لگائی تلوار کارگر نہوئی کیونکہ ساحر نے قبل بنانے طائر کے
سحر سے اپنی حفاظت کرلی تھی حمزہ صاحبقران نے ساحر پر تلوار لگاکر پھر وار کرنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک وہ طائر
خوشرنگ چہکتا ہوا گرد سر حمزہ صاحبقران چند بار پھرا پھر جانب ساحر گیا ساحر نے شیشہ جھولی سے نکالا طائر
شیشے مین چلا گیا پھر اُسنے شیشے کو بند کرکے جھولی مین رکھا اور امیر پر ایک تیغ سحر پڑھکے مارا حمزہ صاحبقران نے
ہرچند اسم اعظم یاد کیا لیکن یاد نہ آیا آخر امیر سحر مین گرفتار ہوکے بیہوش ہوگئے ساحر نے امیر کو پکڑ لیا پھر خسرو
وغیرہ ہر چہار بیرون باغ کھڑے تھے سحر کیا اور سب کو گرفتار کرکے عیار جادو مالک طلسم کے پاس لیگیا عیار نے اُن
ساحر سے کہا امیر کو ہوشیار کر ساحر نے اپنا سحر اُتارا امیر کو ہوش آیا آنکھ کھول کے دیکھا کہ ایک جادوگر تاج سر پر رکھے
تخت پر بیٹھا ہی گرد اسکے بہت سے ساحر کرسیون پر بیٹھے ہین عیار جادو نے پوچھا تم یہان کیون آئے تھے صاحبقران
نے فرمایا مین واسطے رہا کرنے خسرو کے آیا تھا خسرو کو تو رہا کر چکا اب سب طلسمون کو توڑونگا عیار یہ تقریر
امیر کی سنکے برہم ہوا اور حکم کیا کہ امیر کو قید کرو بعد گذرنے میعاد معینہ کے قتل کرونگا ساحران نابکار امیر کو زندان
کی جانب لیجایا چاہتے تھے یکایک طلسمات جادوگر ساحران نامی سے تھا کہنے لگا ای بادشاہ امیر نے سمکال کو
قتل کیا لیکن یہ آپ کو نہ توڑ سکینگے کیونکہ یہ فتاح طلسم نہین ہین انکا قید کرنا اور قتل کرنا میرے نزدیک
مناسب نہین ہی عیار جادو نے یہ تقریر طلسمات جادو کی سنکے کتاب سامری مین دیکھا اُس سے بھی ظاہر ہوا
اوسوقت عیار جادو نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اِس حوالی مین ایک ہزار طلسم سے زیادہ ہین اور آپ فتاح نہ
ہین آپکی اولاد مین سے ایک شخص ان طلسمون کو بیشک توڑیگا پس اگر آپ ساحرون سے مقابلہ نکیجیے تو مین ابھی
آپکو رہا کردون حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای عیار میرا کہنا مین دو شرطون سے قبول کرتا ہون اول شرط یہ ہی

کہ خسرو وغیرہ جو یہ تیرے سامنے کھڑے ہیں انکو رہا کردے دوسرے اس ساحر نے میرے اسم اعظم کو بند کیا ہے اسکو حکم دے
کہ اسم اعظم کو کھولدے مہیار نے دونون شرطین قبول کین اور فوراً خسرو وغیرہ کو رہا کردیا اور اُس ساحر سے کہا کہ
اسم اعظم کو جو تو نے بند کیا ہے کھول دے ساحر نے بموجب حکم مہیار اسم اعظم کو کھولدیا امیر کو اسم اعظم یاد آگیا غرض
بعد رہا ہونے خسرو وغیرہ کے امیر باتوقیر خسرو وغیرہ کو لیکر وہان سے چلے اور دشت آہوان کو طے کرکے چند روز مین
اُس جگہ پہونچے جہان بختیار شاہ اور جی پور ہندی کو چھوڑا تھا امیر نے جی پور ہندی کو تودہ کوہ مین پایا لیکن بختیار شاہ کو
نہ دیکھکر احوال بختیار شاہ کا پوچھا جی پور ہندی نے عرض کیا کہ بعد آپکے جانے کے بختیار شاہ چلا گیا تھا اب یہ اکتالیس (۴۱)
ہندی بھاگ کر آئے ہین انسے حال بختیار شاہ کا دریافت کیجیے یہ بخوبی واقف ہین حمزہ صاحبقران نے اُن
ہندیون سے حال بختیار شاہ کا پوچھا ہندیون نے عرض کیا کہ جب آپ اُس زنگی کو قتل کرکے دشت آہوان
مین تشریف لیگئے اور خبر قتل زنگی داراب ہندی حاکم زیرباد کو پہونچی اوسنے اپنے سپہ سالار کو اسی ہزار سوار
سے بھیجا اُسنے آکر شہر کو ویران اور غارت کیا اور بختیار شاہ کو مع اُسکے سردارون کے بعد جنگ بسیار گرفتار کرکے
لیگیا ہے ہم بھاگ کر یہان چھپے ہین حمزہ صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ مین بختیار شاہ کو قید سے چھڑاؤنگا اور
داراب ہندی سے لڑونگا ہندیون نے عرض کیا ابھی آپ داراب سے مقابلہ کیجیے پہلے فوج و لشکر فراہم کیجیے
داراب ہندی کے پاس سات لاکھ لشکر ہے اور بڑے بڑے نامی سردار ہین اور اُسکا بھائی شواط ہندی ایسا
قوی ہے کہ ایک ہزار ایک سو من کا سیل اپنے پاس رکھتا ہے ہنگام جنگ وہی سیل گرز کے حریف کے سر پر مارتا ہے
حریف کیسا ہی بہادر ہو ہلاک ہوجاتا ہے اور دیو عامل عاد سات سو من کا گرز اپنے پاس رکھتا ہے اور نہایت بہادر
ہے ہنگام رزم اُس گرز سے صدہا سوارون کو پیوند خاک کردیتا ہے آپ کے پاس لشکر نہایت قلیل ہے پس اس لشکر قلیل
کو ہمراہ لیکر داراب ہندی وغیرہ سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خداوند عالم میری اعانت
کریگا اگر اُسکے پاس لشکر کثیر ہے تو ہوا کیا تمنے یہ نہین سنا ہے مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است ۔ امیر باتوقیر
نے یہ فرماکر اُسی وقت مع بارہ ہزار سوار ہمراہی جی پور ہندی اور خسرو وغیرہ کے قلعہ دیو عامل کیطرف کوچ کیا جب
امیر قریب قلعہ کے پہونچے دیو عامل عاد کو جو خبر ہوئی کہ حمزہ صاحبقران بارہ ہزار سوار لیکر برائے جنگ آئے ہین
اور قریب قلعہ مقیم ہین دیو عامل نے غضبناک ہوکے طبل جنگ بجوایا امیر باتوقیر نے بھی طبل جنگ بجنے کی
خبر سنکے حکم دیا کہ بعنایت ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی بجایا جاوے بمجرد حکم جی پور ہندی نے طبل
جنگ بجوایا شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہوئی ہنگام سحر اُس طرف سے دیو عامل عاد مع چالیس ہزار سوار
جرار اپنے قلعہ سے باہر نکلا اور میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوا اور اُس جانب سے حمزہ صاحبقران بشوکت
وشان مع بارہ ہزار سواران تہور شعار میدان مصاف مین پہونچے بعد درستی میدان رزم نقیب اور کرکیت دونون
لشکرون سے نکلے اور اسطرح پکارے ای جوانان تیغ زن صفدر وصف شکن آج سامنا حریف کا لازم ہے کہ دلیرانہ میدان
جنگ مین اپنے اپنے حریف کو ضرب وگرز وشمشیر سے ہلاک کرو جنگ رستمانہ کرکے نام زیر افلاک کرو نقیب اور کرکیت
یہ کہکر ہٹ گئے مردان جنگجو لڑنے پر آمادہ ہوئے تلوارون کے قبضون پر بہادرون نے ہاتھ رکھے لشکرون مین باجے
جنگی بجے اول دیو عامل عاد نے صف لشکر سے گھوڑا اپنا نکالا اور میدان مین آکر پکارا کہ جسکو آرزوے مرگ ہو وہ
آوے اور مجھسے مقابلہ کرے حمزہ صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا اور سامنے دیو عامل کے گئے بعد جنگ
نیزہ وگرز کے دیو عامل عاد اور حمزہ صاحبقران سے کشتی ہوئی بعد چار پہر کے امیر نے دیو عامل کو زیر کیا دیو عا

کلمہ پڑھکے مع چالیس ہزار مردمان لشکر کے مسلمان ہوا اور امیر کو اپنے قلعے مین لیگیا امیر نے دیکھا شہر نہایت آباد کوچہ
و بازار نہایت صاف و پاکیزہ مین دیو عامل عاد امیر با توقیر کو ایک ایوان رفیع و وسیع مین لیگیا وہ ایوان فرش و شیشہ
آلات سے نہایت ہی آراستہ تھا جابجا استمام مناسب پر کرسیان جواہر نگار بچھی تھین اور بعد دنگل بھی بچھے تھے حمزہ صاحبقران
اس ایوان مین جاکر ایک دنگل پر بیٹھے اور خسرو اور جیپور ہندی سنبلی مقدم مقدمہ دنگلون پر قیام کیا دیو عامل امیر کو ایوان
مین بٹھاکر چلا گیا چونکہ بختیار شاہ خیروتی اسکے قلعے مین قید تھا بسبب مسلمان ہونے کے دیو عامل نے بختیار شاہ کو
قید سے رہا کیا اور اپنے ہمراہ اسی ایوان مین لایا خسرو اپنے باپ کو دیکھکر کھڑا ہوا اور بعد بجا لانے تسلیم کے واسطے
قدمبوسی کے جھکا بختیار شاہ نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور نہایت رو دیا پھر حمزہ صاحبقران کو تسلیم
کرکے بیٹھ گیا اور اپنے فرزند سے حال دشت آہوان پوچھنے لگا خسرو نے تمام حال اپنا اور حال دلیری حمزہ صاحبقران
بیان کیا بختیار شاہ اپنے فرزند سے ملکے اور حمزہ صاحبقران کی دلیری کا حال سنکے خوش ہوا خسرو نے اپنے باپ
سے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران آپ تک کیونکر تشریف لائے تھے اور باعث انکے جانے کا دشت آہوان مین
کسوجہ سے ہوا تھا بختیار شاہ نے تمام احوال بیان کیا جب خسرو کو معلوم ہوا کہ میرے باپ نے دین اسلام اختیار
کیا ہے خسرو نے بھی دست بستہ امیر سے عرض کیا کہ اب مجکو بھی مسلمان کیجیے دولت اسلام دیجیے امیر نے خسرو کو
کلمہ پڑھوایا خسرو کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوا بختیار شاہ اور امیر با توقیر خسرو کے مسلمان ہونے سے
خوش ہوئے پھر جلوہ گر ایمان خسرو بھی مسلمان ہوئے دیو عامل عاد نے کئی روز تک امیر با توقیر کی دعوت ضیافت
نہایت تکلف سے کی اور بزم عشرت آراستہ کی اور تمام مردمان شہر کو مسلمان کیا بعد چند روز کے امیر نے دیو عامل
سے فرمایا کہ اب طرف زیرباد ہند کے روانہ ہو اور چلکر اوس سے مقابلہ اور مجادلہ کرو دیو عامل عاد نے بموجب حکم
حمزہ صاحبقران سرداران لشکر کو حکم دیا کہ جلد مسلح ہو اور تمام مردمان لشکر بھی مسلح ہون بموجب حکم مردمان لشکر
مسلح ہوئے امیر نے مع بختیار شاہ وغیرہ کے لشکر لیکر کوچ کیا جاسوسون نے داراب کو خبر دی کہ دیو عامل
مسلمان ہوا اور داراب ہمراہ امیر مع لشکر کثیر برائے جنگ آتا ہے داراب یہ خبر سنکے ساتھ لاکھ کا لشکر لیکر میدان کارزار
مین آیا اور طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل زرگی بجوایا رات بھر جنگ کی تیاری ہوئی جب وہ وقت آیا کہ جانب مشرق
سے آفتاب نمایان ہوا بیت ستارون نے قمر سے ہاتھ دھویا * سحر نے جلوہ مہتاب کھویا * ہنگام سحر
ادھر سے داراب لشکر لیکر میدان کارزار مین آیا ادھر سے حمزہ صاحبقران بصد شوکت و شان مع فوج
ظفر موج عرصہ مصاف مین پہونچے بیلدارون نے پشت بلند زمین ہموار کی خس و خاشاک کو دور کیا سقون
نے چھڑکاؤ کرکے گرد و غبار برطرف کیا نقیبون نے بعد صف آرائی کے لشکر سے نکل نکے اور جوانان لشکر سے
مخاطب ہوکے کہا بیت روز جنگ است باید کرد * کوشش نام و ننگ باید کرد * ای مردمان بکوشید تا جامہ
زنان نپوشید داراب کے لشکر سے گرگین نکلے و ملک کرک کے یہ کہتے ہین نظم بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کہ پاؤ دین آفرین سارے جہان سے * کرو اب تیغ خون آشام روشن * کہ ہو جس سے تمہارا نام روشن *
تمہارا جنگ مین ہو نام نکوئی * کرو میدان مین اپنی سرخروئی * یہ کرنا کرکیتون کا سنکے بہادر جھومنے لگے
قبضہ شمشیر چومنے لگے یکایک شواط ہندی فیل مست پر سوار ہوکے لشکر سے نکلا جیپور ہندی وغیرہ شواط
کے نکلنے سے پریشان خاطر ہوئے جب شواط درمیان میدان کارزار مین آیا اور فیل کو روک کے امیر کو بہر مقابلہ
طلب کیا حمزہ صاحبقران نے بموجب طلب کرنے شواط کے مرکب اپنا بڑھایا جب امیر شواط کے قریب پہونچے

شواط نے مہری میل ایک ہزار ایک سو من کا اٹھا کے اور چرخ دیکے سر امیر پر مارا امیر نے اس میل کی ضرب کو خالی دیکر شمشیر آبدار سے فیل شواط کے پانون کاٹے شواط فیل مست سے جست کرکے زمین پر آیا اور امیر سے کہنے لگا کہ اب مین آپ سے کشتی لڑونگا امیر نے قبول کیا اور مرکب خنگ سیاہ قیطاس سے اُترکے اور اسلحہ بدن سے جدا کرکے شواط سے کشتی لڑنے لگے باہم دلیرانہ زورور ہونے لگے امیر باتوقیر نے شواط کے زور دیکھ اور پہلوان کو روکنا شروع کیا جیون سلسلہ اس حسن وخوبی کے ساتھ بندھا کر دونون لشکرون کے پہلوان توڑ جوڑ دیکھکر خوش ہوتے اور تعریف کرنے لگے شواط نے تا شام کشتی لڑکے امیر سے کہا کہ اب صبح کو کشتی لڑونگا ہر چند امیر نے کہا کہ شب کو کشتی لڑ لیکن شواط نے نہ مانا آخر امیر نے شواط کو چھوڑ دیا اور میدان رزم سے مع لشکر فیروز گاہ لشکر پر آگئے اور داخل بارگاہ ہوئے جب شواط لشکر مین گیا داراب سے کہنے لگا کہ اب مین امیر سے کشتی نہ لڑونگا داراب نے سبب پوچھا شواط نے کہا امیر نہایت ہی قوی ہین اور فن کشتی سے بخوبی ماہر ہین اگر مین لڑونگا تو ضرور امیر سے زیر ہو جاؤنگا امیر مجکو یقیناً چت کر دینگے میری ذلت ہوگی داراب گفتگوے شواط سنکے نہایت پریشان ہوا اور از حد متردد ہوا آخر بعد فکر بسیار داراب نے اپنے عیار مسمی نعمان کو بلاکے کہا کہ آج کی شب تو امیر کو کسی طرح بیہوش کرکے میرے پاس لے آ تاکہ مین انکو قتل کر ڈالون نعمان عیار بحکم داراب بوقت نصف شب بانہ عیاری تن پر آراستہ کرکے چلا اور لشکر امیر مین شکل تبدیل کرکے بہ چالاکی وہوشیاری پہونچا اور بارگاہ امیر مین جاکر بروانے بیہوشی سے اڑاکے شمعون کو گل کیا اور حمزہ صاحبقران کو نہاخفتہ دیکھکر انکے قریب گیا اور نے مین بیہوشی رکھکر اور قریب سوراخ بینی لیجاکر نے کو پھونکا تا مین بیہوشی حمزہ صاحبقران کے پہونچ گئی امیر چھینک مارکر بیہوش ہوگئے نعمان نے جلد تر چادر عیاری مین باندھا اور پشتارہ امیر کا اپنی پشت پر رکھکر بارگاہ سے نکلا اور بہ چالاکی وہوشیاری لشکر امیر سے نکلکر روبروی داراب پہونچا اور پشتارہ امیر کا سامنے داراب کے رکھدیا داراب نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ای نعمان اسوقت تو امیر کو زندان مین لیجاکر قید کر بہنگام سحر امیر کو قتل کرونگا نعمان بموجب حکم داراب پشتارہ امیر کا اٹھاکر زندان مین گیا اور امیر کو اسی عالم بیہوشی مین طوق وزنجیر وغیرہ پہناکر گرفتار کیا اور نگہبانان زندان سے کہا کہ امیر کی نہایت حفاظت سے کرنا خبردار غفلت نہ کرنا نگہبانان زندان نے کہا ہم بخوبی نگہبانی کرینگے کیا مجال کسی غیر کی جو زندان تک آسکے اور امیر کو زندان سے لیجائے نعمان گفتگوے نگہبانان زندان سنکے داراب کی خدمت مین گیا اور عرض کرنے لگا کہ مین امیر کو بموجب حکم حضور زندان مین قید کر آیا داراب نے نعمان کو زر کثیر انعام مین دیا جب صبح ہوئی داراب نے نعمان کو بلایا اور کہا کہ امیر کو زندان سے جاکر لے آ ادھر نعمان عیار جانب زندان گیا ادھر بختیار شاہ اور خسرو دیو حامل عاد وغیرہ نے بارگاہ مین جاکر حمزہ صاحبقران کو نہ دیکھا نہایت متردد اور پریشان خاطر ہوئے غرض جب نعمان زندان مین پہونچا امیر کو اسی طرح روبروے داراب لے آیا داراب نے کہا امیر کو ہوشیار کر نعمان نے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھاکر امیر کو ہوشیار کیا امیر نے آنکھ کھولی دیکھا دربار آراستہ ہے داراب تخت پر بیٹھا ہے اور مین طوق وسلاسل مین گرفتار ہون امیر باتوقیر نے جو اس دربار کفر کو دیکھا پکارکے کہا السلام علیکم اور فرمایا سلام میرا اس شخص پر جو خدا کو برحق جانتا ہو اور پیغمبر خدا کو مانتا ہو جسوقت حمزہ صاحبقران نے سلام کیا تمام اہل دربار نے انگلیان اپنے کانون مین رکھین اور بان بان زبان پر جاری کرکے سلام اسطرح کرنے سے مانع ہوئے داراب بھی غضبناک ہوا اور کہنے لگا باوجود قید ہونے کے ای امیر اسوقت تنے میرے دربار مین خداے نادیدہ کا نام لیا ابھی مین تمکو قتل کرونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای داراب تو نے مجکو بہادری اور جوانمردی سے گرفتار نہین

کیا ہی تو نہایت بزدل اور نامرد ہی اگر میری زندگی باقی ہی تو تیری کیا مجال جو تو مجکو قتل کر سکے خداوند عالم مجکو تیری
شر سے بچائیگا اگر اپنی دو جہان مین بہتری چاہتا ہی تو مسلمان ہو اور میری اطاعت اختیار کر ورنہ پچھتائیگا اگر خدا نے
چاہا تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا داراب یہ تقریر امیر کی سُنکے اور زیادہ غضبناک ہوا اور حکم کیا جلاد حاضر ہو جب جلاد
زشت خو پُر شر و بد مآل مریخ خصال روبروے داراب شاہ حاضر ہوا بعد سلام اسطرح عرض کرنے لگا کہ شہریار ذوالفقار
کا کیا حکم ہی کس اجل رسیدہ کو قتل کرون کسکا رشتۂ حیات قطع کرون قبضے مین تیغ آبدار گرانبار رکھتا ہون بانہ پُر تو
ہین رحم دل مین مطلق نہین رکھتا ہون داراب نے کہا ای جلاد امیر کو لیجا کر اور سر امیر کا تن سے جدا کر کے میرے
پاس لے آ جلاد نے بحکم داراب بازو امیر کا پکڑا اور دربار سے امیر کو لیکے قتلگاہ کی طرف چلا جب قتلگاہ مین پہنچا پوست
رنگ کا بناکر اور بہ طاقت کا بچھایا امیر کو بٹھایا گردن پر کپڑے سے نشان دیا تیغ آبدار کو میان سے کھینچا اور حمزہ کی
کہنے لگا اگر کسی چیز کے کھانے کو دل چاہتا ہو تو کھا لو اور پیاسے ہو تو پانی پی لو اب کوئی دم مین حلق تمہارا آب
تیغ سے تر ہوگا جسم تمہارا خاک پر اور سر نوک نیزہ پر ہوگا آرزوے اکل و شرب دل مین باقی رہجائیگی روح تمہاری
تمہید مقتل کا اُٹھائیگی حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای جلاد حاجت اکل و شرب مطلق نہین ہی دیر سے غم کھا رہا ہون
اور خون جگر پی رہا ہون حمزہ صاحبقران ابھی جلاد سے یہ گفتگو کر رہے تھے اور زیر سایہ تیغ سر جھکائے ہوئے
بیٹھے تھے ناگاہ جلاد بدنہاد کو حکم اول قتل حمزہ صاحبقران کا پہونچا راوی کہتا ہی کہ جسوقت حمزہ صاحبقران زیر
تیغ بیٹھے تھے اسوقت گرد مردمان شہر کھڑے تھے اکثر مردمان سنگدل ہنستے تھے اور کہتے تھے بادشاہون سے مقابلہ
کرنے کی یہی سزا تھی اکثر مردمان رحم دل جوانی پر امیر کی نظر کرکے افسوس کرتے تھے اور جو ہنستے تھے انسے
کہتے تھے بھائیو یہ وقت ہنسنے کا نہین ہی یہ مقام عبرت ہی حمزہ صاحبقران کو نظر حقارت سے نہ دیکھو یہ بیان عالی
شان و شوکت کا کر دا اپنے پیدا کرنے والے سے ڈرو گردش فلک پر نظر کرو یہ کہکر انھین لوگون سے مخاطب

ہو کر یہ اشعار پڑھتے تھے اشعار	ای سلیمان تہ سقف سپہر غدار	تابکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو	ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار	اوس مکان مین کہ ہی دربار رہا کرتا تھا
جلوہ فرمان تھا دہان خسرو باخود و تاک	رات دن چہلین یہ لگی رہتی تھین بہار و بین	عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ	واہ ری تیری تنگ نظری بیان ہو دتار	جسپر تا تھا پرزادون کے چہرے کا عکس
آج کل وہ لب جو چند کے ہین آتش دار	گونسلے سقف مین الوؤن مین بابلیون کے	مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
چیلین مسند اوس پہ اڑتے ہین بگولے ہر سمت	ہین خیابان مین زاغ و زغن کے انبار	قصر کو جانے دو باشندونکو انکے دیکھو
تکئے گور دگور ون آج ہی ہر ایک مزار	سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت	نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی یاندار
شندہ جہلین نہ ترکمن نہ خود آرائی ہی	کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی	نوحہ سے اسطرح مردمان رحم دل ہر دم

سنگدل سے کہتے تھے اور انکو ہنسنے سے منع کرتے تھے ابھی مردمان شہر افسوس کر رہے تھے اور اکثر ہنس رہے
تھے یکایک دوسرا حکم واسطے قتل کرنے حمزہ صاحبقران کے پہونچا جلاد کو اور شواط مع فوج کثیر بحکم داراب
بخیال فساد برپا کرنے بختیارشاہ وغیرہ کے قتلگاہ مین پہونچا جب حمزہ صاحبقران نے سنا کہ بحکم داراب
میرے قتل کرنے کے واسطے دیکھا ہی اب میرے حکم مین جلاد سر میرا تن سے جدا کریگا اوسوقت امیر با توقیر نے
سر اپنا سوے فلک اُٹھایا اور ہاتھ جانب آسمان بلند کیا اور بہ رجوع قلب درگاہ خداوند کریم و کارساز مین

اسطرح دعا کرنے لگے نظم	کون کیا مین تیرے صفات و کمال	کہ تخیل بھی یان پریشان خیال

زمین و فلک سب ہین تیرے حضور
کف خاک کو آدمی کر دکھائے
نہین کوئی اپنا ہی یان دستگیر
یہی تجھسے اسدم ہی اپنی طلب

ہے دخور تجلی سے مین لبریز نور
نظر کرکے دیکھا تو ہر جا ہی تو
وما یا شکستون کی کر تو پذیر

یہ صنعت گری تجھسے صانع کو آئے
نہان دھیان شب مین پیدا ہی تو
بچالے ہمین قہر دشمن سے اب

حمزہ صاحبقران نے جو یہ رجوع مع طلب دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا

ناگاہ لبوت پروردگار ایک سمت غبار ایسا بلند ہوا بیت ز گرد سپہ روشنائی نماند ہ ز خورشید شب را جدائی نماند شواط وغیرہ نے جانب گرد غبار دیکھا اور خیال کیا کہ آندھی آئی ہی جب دامن گرد ہوا نے چاک کیا سب نے دیکھا آگے آگے بہت سے علم ہین اور بیس ہزار دلاوران جرار تہور شعار گھوڑون پر سوار ہین علمون کے پیچھے چلتے ہین نقارہ و دہل دمبدم بجتے ہین جوانان جلتہ پوش چار آئنہ بند دوش بدوش گھوڑے دوڑتے ہوئے چلے آتے ہین آگے سب جوانون کے ایک نقابدار گھوڑے پر سوار ہی شواط اُس لشکر کو متحیر ہوکر دیکھنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ نہین معلوم یہ لشکر کسکا ہی اگر لشکر حمزہ صاحبقران کا ہوتا تو بختیار شاہ اور جیپور وغیرہ ہمراہ لشکر ہوتے شواط یہ خیال کر رہا تھا ناگاہ وہ لشکر قریب شواط آیا شواط نے بڑھکے لشکر کو روکا اور پوچھا یہ لشکر کسکا ہی افسر اس لشکر کا کون ہی بجرأت و خطر چلے آتے ہو تمکو خبر نہین ہی کہ حاکم اس ملک کا داراب شاہ ہی آج اسکے حکم سے حمزہ صاحبقران قتل ہوا چاہتے ہین زیر سایہ تیغ جلاد بیٹھے ہوئے ہین اُس نقاب دار نے کہا او بیحیا تو مجکو حاکم شہر کے خوف سے بیکار ڈراتا ہی اور گفتگو بیہودہ کرتا ہی مجکو ذرا اپنی جان کا خوف نہین ہی اگر زندہ رہنا تجکو منظور ہی تو ہٹ جا اور مجکو مع لشکر جانے دے ورنہ ابھی تجکو قتل کر دونگا شواط یہ گفتگو نقابدار سے سنکے غضبناک ہوا اور تیغ آبدار کھینچکر نقاب دار پر حملہ کیا اور تیغہ نقابدار کے سر پر مارا نقابدار نے تیغے کو سپر پر روک کے شمشیر آبدار سر شواط پر لگائی ہر چند شواط نے چاہا کہ تیغہ نقابدار سپر پر روکون لیکن تیغ نقابدار سپر فولادی کو کاٹ کر خود پر آئی اور خود کو کاٹکر کاسۂ سر مین در آئی شواط نے دستانہ مارا تیغ نقابدار سر سے نکل گئی شواط کی زخم کاری سے غیر حالت ہوئی خون زخم سر سے اسقدر نکلا کہ شواط ہمہ تن خون مین تر ہو گیا جب واسطے قتل کرنے شواط کے نقابدار نے گھوڑا اپنا بڑھایا اُسوقت مردمان لشکر شواط نے نقابدار پر حملہ کیا بہادران فوج نقابدار بھی تلوارین کھینچکر سپاہ شواط پر گر پڑے تلوار چلنے لگی اب بختیار شاہ و جیپور ہندی و دیو عامل عاد وغیرہ حمزہ صاحبقران کے حال سے آگاہ ہوکر چند جوانان لشکر کے مسلح ہوکر جلد تر پہونچے اور مردمان سپاہ شواط کو قتل کرنے لگے جسوقت لڑائی ہونے لگی اور جلاد تیغہ پھینک کے بھاگا اسوقت حمزہ صاحبقران نے کثرت شجاعت سے ہتھکڑیون اور بیڑیون وغیرہ کو جھٹکا دیکر توڑ کے پھینک دیا اور تیغہ جلاد کا جو زمین پر پڑا ہوا تھا اُٹھا لیا اور ایک سوار کو قتل کرکے مرکب پر سوار ہوئے اور فوج شواط کو قتل کرنے لگے اسطرف تو حمزہ صاحبقران مردمان لشکر کو قتل کرتے ہین اُسطرف بختیار شاہ وغیرہ و نیزہ و شمشیر تیز سے ہندیون کو ہلاک کرتے تھے ایک جانب نقابدار مع اپنی سپاہ کے جوانان لشکر شواط کو قتل کرتا تھا غرض برق تیغ ہر سمت چمک رہی تھی گھٹا سیاہ دھالون کی اُٹھی تھی مینہ تیرون کا برس رہا تھا سر بہادرون کے تنون سے کٹ کٹ کے مثل اولون کے گر رہے تھے خون بہادرون کا مانند پانی کے زمین پر بہہ رہا تھا ہر ایک دلاور مانند رعد کے گرجتا تھا اُس میدان مین طور بارش کا تھا داراب شاہ فوج لیکر میدان جنگ مین آنے نہ پایا تھا کہ مردمان لشکر شواط تاب جنگ نہ لاکر شواط کو لیکر بھاگے بختیار شاہ اور نقاب دار اور جیپور اور خسرو وغیرہ حمزہ صاحبقران کو لیکر بفتح و ظفر لشکرگاہ کی طرف چلے جب امیر راہ

ملکوں کے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے اور جملہ سرداروں ذیوقار بارگاہ میں آئے اور نقابدار داخل بارگاہ ہوا اور بعد
سرداروں کے نگلوں پر بیٹھے اسوقت امیر باتوقیر نے نقابدار سے مخاطب ہوکر پوچھا تمہارا کیا نام ہی نقابدار نے کچھ عرض نہ کیا لیکن
نقاب اپنے چہرے سے اٹھائی امیر باتوقیر نے دیکھا کہ بہرام گرد بن خاقان چین ہی بہرام نے بعد نقاب اٹھانے
کے امیر کو تسلیم کی امیر نے خوش ہوکر احوال اپنے لشکر کا پوچھا بہرام گرد نے عرض کیا کہ جب آپ بارگاہ سے غائب
ہوگئے عادل شیر نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان کارزار میں آیا چند سرداروں کو اوسنے زخمی کیا
میں نے بھی اوس سے مقابلہ کیا ہنگام مقابلہ میں اوسکے ہاتھ سے زخمی ہوا مرکب مجکو میدان رزم سے لے نکلا ایک صحرا
میں مرکب نے مجکو اپنی پشت سے زمین پر گرا دیا میں بیہوش پڑا تھا ناگاہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور میرے
زخم سر پر شفقت ہاتھ پھیرا فوراً زخم سر اچھا ہوگیا اور مجکو ہوش آگیا میں نے ان سے پوچھا آپ کا اسم شریف کیا ہی فرمایا میرا
نام خضر ہی میں نے حضرت خضر سے عرض کیا کہ مجکو آرزوے قدمبوسی حمزہ صاحبقران ازبسکہ ہی اور انکا پتا معلوم نہیں ہی
میں کہاں جاؤں اور کیونکر امیر باتوقیر کی خدمت میں پہونچوں اے امیر باتوقیر یہ تقریر میری حضرت علیہ السلام
نے سنکے فرمایا اے بہرام داہنے ہاتھ کی جانب چلا جا انشاءاللہ امیر سے ملاقات ہوگی یہ فرماکر وہ جناب تشریف
لیگئے میں اس صحراے ہولناک سے چلا بعد چند روز قلعہ آسام میں پہونچا شہر کی سیر کرتا ہوا ایک بازار میں گیا وہاں
دیکھا کہ ایک کمان رکھی ہی اور صد ہا آدمی وہاں جمع ہیں اکثر اشخاص کہہ رہے ہیں کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے وہ دس
بدرے زر سرخ کے لے اے امیر باتوقیر میں نے اس کمان کو اٹھاکر کھینچا اور بدرے زر سرخ کے جو ملے وہ فقرا کو دیدیے چونکہ
وہ کمان صنیرو تیر خنگ کی تھی جب اوسنے سنا کہ میری کمان کو کسی نے کھینچا اوسوقت وہ برہم ہوا اور لوگوں سے
دریافت کرکے اوسنے مجھسے آکے مقابلہ کیا میں نے اوسکو زیر کیا وہ مجھے اپنے ماموں ہومان اسامی حاکم قلعہ آسام کے
پاس لیگیا اوسنے مجکو پسند کرکے اور مسلمان ہوکے اپنی دختر مسماة اندلس بانو سے میرا عقد کردیا چونکہ مجکو آپکی قدمبوسی
کا نہایت اشتیاق تھا اسوجہ سے میں نے وہاں توقف نہیں کیا اور وہاں سے اس طرف روانہ ہوا یہاں آکر شواط
کو زخمی کیا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوا حمزہ صاحبقران عالیشان نے گفتگوے بہرام گرد
بن خاقان چین سنکے کچھ نہ فرمایا

داستان جانا خواجہ عمرو کا واسطے تلاش امیر کے اور گرفتار ہوکر رہا ہونا عمرو کا اور عیاری کرنا اور جانا خدمت امیر میں

راویان رنگین طبیع اس داستان رنگین کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب عادل شیر دل دست حارث عرب
سے زخمی ہوکر اور شکست کھاکر میدان جنگ سے گریزان ہوا خواجہ عمرو حارث عرب کو بارگاہ امیر میں
لائے اور بعد دریافت حال حارث سے خوش ہوئے اور حارث کو بعزت و حرمت لشکر امیر باتوقیر میں رکھا
اور سرداران مجروح زخم دوزی کرائی جب چند روز میں سرداران مجروح کے زخم سر کسی قدر اچھے ہوگئے خواجہ عمرو
سرداروں کے صحیح و سالم ہونے سے خوش ہوئے لیکن حمزہ صاحبقران کا پتا اور نشان معلوم نہونے سے کمال رنجیدہ
اور پریشان خاطر ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اے خواجہ اب لشکر میں رہنا اچھا نہیں ہی تمکو لازم ہی کہ حمزہ صاحبقران
کو تلاش کرو خدانخواستہ اگر انکو کسی نے ہلاک کرڈالا تو ناچاری ہی اور اگر کسی نے قید کیا ہی تو چلکے امیر کو قید سے
چھڑاؤ اور اس عدوے امیر کو قتل کرو یا سزاے معقول دو خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے جملہ سرداروں سے کہا کہ
اب میں امیر کو ڈھونڈھنے جاتا ہوں تم سب لشکر سے خبردار اور ہوشیار رہنا اگر شہپال ہندی طبل جنگ بجوائے

اور کسی سردار کو مع فوج بھیجے تو اوس سے مقابلہ کرنا مجکو تو یقین ہو کہ ابھی شہپال ہندی طبل جنگ نہ بجائیگا کیونکہ عادل شیر دل کا زخم سر ابھی اچھا نہوا ہوگا علاوہ اوسکے لشکر میں لندھور کے نہونے سے وہ نہایت پریشان خاطر ہی سرداران لشکر نے کہا اے خواجہ عمرو آپ کچھ تردد نہ کیجیے حمزہ صاحبقران کی تلاش کے واسطے جایئے اگر شہپال طبل جنگ بجائیگا تو ہم اوس سے لڑینگے جب تک زندہ رہینگے منہ جنگ سے نہ موڑینگے خواجہ عمرو نے یہ گفتگو سرداران لشکر کی سنکے جلہ عیاران لشکر اسلام کو بلایا جب وہ حاضر ہوئے خواجہ عمرو نے کہا آگاہ ہو کہ اب مین امیر کے ڈھونڈھنے کے واسطے جاتا ہون تم سب لشکر سے کہین نہ جانا اور بہت ہوشیاری وخبرداری سے لشکر مین رہنا سبھون نے عرض کیا استاد ہم خوب ہوشیار رہینگے کیا مجال کسی کی جو سرداران لشکر کو نظر بد سے دیکھے آپ جایئے جلد حمزہ صاحبقران کو ڈھونڈھ کے لشکر مین لے آیئے یہ کہکر جملہ عیار چپ ہوئے خواجہ عمرو ایک سمت جانے پر آمادہ ہوئے جب حارث عرب کو معلوم کہ خواجہ برائے جستجوے امیر جاتے ہین فوراً اپنے خیمے سے نکل کے خواجہ عمرو کے پاس آیا اور خواجہ سے کہنے لگا کہ مین ابھی اب تمسے رخصت ہوتا ہون کیونکہ مین بضرورت ایک جانب جاؤنگا خواجہ عمرو نے حارث کو رخصت کیا حارث مع اپنی فوج کے ایک جانب روانہ ہوا اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا بعد جانے حارث عرب کے خواجہ عمرو بھی سرداروں سے رخصت ہو کر زیر باد ہند کی طرف روانہ ہوئے بعد دو روز کے خواجہ عمرو ہنگام ظہر ایک میدان وسیع مین پہونچے چونکہ فصل گرما تھی لوین اُسوقت چل رہی تھی زمین اُس میدان کی حرارت آفتاب سے جل رہی تھی قدم پر رکھا نہ جاتا تھا جھونکے ہواے گرم کے چراغ زندگی بجھائے دیتے تھے صد ہا درخت اُس میدان مین سوکھے ہوئے نظر آتے تھے کثرت تابش سے سبزہ کا نام ونشان بھی زمین پر نہ تھا ہر ذرہ مثل آفتاب چمکتا تھا خواجہ عمرو کثرت گرمی سے سراپا پسینے مین تر تھے رہروی سے نہایت خستہ تھے کانٹے تلوون مین چبھے ہوئے تھے آبلے بھی تلوون مین پڑگئے خواجہ عمرو اس جنگل میدان مین نہایت پریشان خاطر تھے کیونکہ وہ میدان جانستان

مصیبت خیز ہوگا جنگل ایسا تھا ایسا	وہ تھا میدان وحشت خیز و ویران	ہزاروں جسمین تھے آمیز سامان
درازی اُسکی سر حد عدم تک	نہ ٹھہرے قیس کا جسمین قدم تک	مصیبت زا بہ شکل ہجر جانان
زیادہ قلب مضطر سے پریشان	نتھی راحت اُس سے مثل بخت مجہور	امید زیست اُس سے منزلون دور

خواجہ عمرو نے اُس میدان مین چہار طرف یہ خیال کر کے بنظر غور دیکھا کہ اگر کوئی درخت سرسبز شاداب ہو اور ذرا بھی سایہ دار ہو تو جاکے تھوڑی دیر تک اُس درخت کے نیچے لیٹون دل مضطر کو سایہ شجر مین بیٹھکر تسکین دون خواجہ عمرو دیکھ ہی رہے تھے ناگاہ ایک درخت کسی قدر اور سب درختوں سے شاداب نظر آیا خواجہ نے بصد مشکل اُس درخت تک اپنے کو پہونچایا جب خواجہ اس شجر کے نیچے پہونچے اور تنہ درخت سے اپنی پشت لگا کر بیٹھے ہواسے سرد سے پسینا خشک ہوا خواجہ کے حواس درست ہوئے اُسوقت خواجہ نے ایک سوئی زنبیل سے نکالکر کانٹے اپنے تلوون سے نکالے اور آبلون سے پانی نکالا اور شکر خدا کیا پھر سوئی کو چومکے اور بغور سوئی کو دیکھا کہنے لگے کہ اسوقت اس سوئی نے کیا راحت دی ہے اے خواجہ سمجھ کم چھوٹی دیکھ کر کسی کام آئیگی یہ کہکے سوئی داخل زنبیل کی اور بڑی دیر تک اُسی درخت کے نیچے بیٹھے رہے اور چہار طرف دیکھا کئے آخر ہواے سرد سے خواجہ کو نیند آنے لگی خواجہ سر تنہ درخت پر رکھکے سو رہے اُسوقت خواجہ بشکل اصلی تھے اور غافل سو رہے تھے اتفاق سے اس میدان مین نعمان ہزارہ عیار عبد العزیز حاکم زیر باد ہند بالادی کے واسطے آیا ہوا تھا دیکھا کہ ایک شخص زیر درخت سو رہا ہے جب قریب درخت آیا خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ آج یہ ذات پاک یہان کیونکر آئے تھے

یقین ہے مجکو بیٹے یا کسی پر عیاری کرینگے یا کسی کو قتل کرینگے انکا یہان آنا بے سبب نہین ہے یہ بلائے درمان ہین اور بڑے
مرشد ہین لیکن اسوقت چوک گئے اصلی صورت سے زیر درخت سو رہے ہین اس جا تیرے مقدر نے یاوری کی کہ اس طرح
مجکو مل گئے اب تو انکو گرفتار کر اور اپنے بادشاہ کے پاس انکو لیچل بادشاہ تجھسے بہت خوش ہوگا اور زر کثیر انعام مین دیگا مجھے
یقین ہے کہ انکو قتل کریگا کیونکہ انھون نے ہندوستان مین اگر ایسی متواتر عیاریان خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان
پر کین ہین کہ سب شاہان ہندوستان کے پاس تصویرین انکی لندھور نے بھجوادی ہین اور کہلا بھیجا ہے کہ عمرو عیار حمزہ
صاحبقران بلائے بے درمان ہے دو مرتبہ مجھپر عیاری کر چکا ہے اور مال اسباب لوٹ لیگیا ہے اس سے خبردار
رہنا اگر اس صورت کا کوئی شخص تمہارے پاس آئے تو سمجھ جانا کہ عمرو ہے اگر بادشاہ عبد العزیز ان حضرت کی تصویر
نہ دکھلاتا تو مین کبھی انکو نہ پہچانتا ای نعمان ہزارہ اب مجکو لازم ہے کہ انکے پاس نہ جا اور انکو ہاتھ نہ لگا ایسا نہو کہ بیدار
ہو جائین اور پھر تیرے ہاتھ نہ آئین علاوہ اسکے شاید انھون نے مجھے دیکھکر یہ بھی عیاری کی ہو کہ جب نعمان ہزارہ
قریب آئیگا تو کمند مار کر یا حباب بیہوشی مار کر گرفتار کرینگا پس بہر طور مجکو انکے پاس جانا مناسب نہین ہے اسوقت
کوئی نازک عیاری کر اور انکو گرفتار کر لیجا یہ بھی جانین کہ ہندوستان مین نعمان ہزارہ عیار بیمثل لاجواب ہے غرض نعمان
نے یہ خیال کر کے کسوت عیاری سے بہت سی بیہوشی نکالی پہلے یہ خیال کر کے دیکھا کہ اسوقت کس طرف کی ہوا ہے جب
بخوبی خیال کیا معلوم ہوا کہ جسطرف خواجہ سو رہے ہین اسی طرف کی ہوا ہے یہ خیال کر کے نعمان ہزارہ نے اپنے
سوراخ بینی بند کر کے بیہوشی اڑانا شروع کی جب بیہوشی ہوا سے اڑکر دماغ مین خواجہ عمرو کے پہونچی خواجہ عمرو کو چھینک
آئی نعمان ہزارہ سمجھ گیا کہ خواجہ اب بیہوش ہوگئے بعد بیہوش ہونے خواجہ عمرو کے نعمان ہزارہ قریب عمرو کے گیا
اور دو حلقہ کمند سے خواجہ عمرو کے ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن و سر باندھکر
گولا گٹھری بنایا اور اٹھا کر اسپر ان حلقہ لگایا اور ذیرہ گرہ عیاری کی اپنی پشت پر لگائی اور زیر درخت سے خرم و شادان
روان ہوا جب بادشاہ عبد العزیز کی خدمت مین پہونچا پشتارہ خواجہ عمرو کا زمین پر رکھکر عرض کرنے لگا کہ آج مینے
ایسا کام کیا ہے کہ اگر حضور قدردانی کرین تو انعام کثیر مرحمت فرمائین بادشاہ عبد العزیز نے پوچھا ای نعمان ہزارہ
بیان کر آج تونے کیا کار نمایان کیا ہے اور یہ کسکو باندھکر لے آیا ہے نعمان ہزارہ نے عرض کیا خداوند نعمت عمرو کو باندھ
لے آیا ہون عبد العزیز نے کہا مفصل بیان کر نعمان نے عرض کیا ای بادشاہ ذیجاہ خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران
کو بڑی حکمت سے گرفتار کرکے لایا ہون عبد العزیز حال گرفتاری خواجہ عمرو سنکے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا ای
نعمان عمرو کو ہوشیار کر نعمان ہزارہ نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوندا انکو طوق سلاسل مین گرفتار کر لیجئے پھر انکو
ہوشیار کیجئے ورنہ خواجہ عمرو ہوشیار ہو کر مثل پرند کے اڑ جائینگے حضور منہ دیکھتے رہجائینگے پھر خواجہ کسی طرح
ہاتھ نہ آئینگے عبد العزیز نے حکم دیا کہ خواجہ عمرو کو لیجاو اور طوق سلاسل مین گرفتار کر کے لے آو نعمان ہزارہ
پشتارہ خواجہ عمرو لیکر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد عمرو کو طوق و سلاسل مین گرفتار کر کے لے آیا عبد العزیز نے کہا
ای نعمان اب تو ہوشیار کر نعمان نے عرض کیا ہان اب ہوشیار کرتا ہون یہ کہکے دفع بیہوشی خواجہ عمرو کو سنگھایا
خواجہ کو ہوش آیا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین زیر درخت نہ پایا اور وہ میدان بلا نظر آیا خواجہ نے گھبرا کر
آنکھین ملکر پھر دیکھا اپنے تئین طوق سلاسل مین گرفتار پایا اور بادشاہ کو دربار مین تخت پر بیٹھے دیکھا اور ایک عیار کو اپنے
پاس بیٹھے ہوئے دیکھا خواجہ عمرو نے اسی عالم مین عبد العزیز کو بکمال ادب مجرا کیا اور کہنے لگا کہ میری تقدیر
نے یاوری کی کہ ایک ویرانے سے نعمان ہزارہ مجکو ایسے بادشاہ عالیجاہ کے دربار مین لے آیا اب مجکو یقین ہے

کہ بادشاہ گیتی پناہ میری قدر دانی کرینگے اور خلعت و انعام مرحمت فرمائینگے مین بادشاہ دیجاو کی خدمت مین پہنچیہو نگا اور حمزہ صاحبقران کی طرف رخ بھی نہ کرونگا اور اب اونکی تلاش نہ کرونگا عبد العزیز یہ گفتگو سے عمرو سے کہنے لگا ای خواجہ عمرو تم بیکار یہ باتین مکر و فریب کی کرتے ہو مین تمکو کسی طرح رہا کر نکرونگا کیونکہ اول تو تم مسلمان ہو دوسرے تسے مجکو خوف ہی کہ تم مجپر عیاری کروگے اور قابو پاکر مجکو ہلاک کروگے اور مال و اسباب لوٹکے لیجاؤگے مین سن چکا ہون تمنے لشکر ہور پر عیاریان کی ہین خواجہ نے کہا ای بادشاہ مین حضور پر عیاریان نہ کرونگا آپ مجکو چھوڑ دیجیئے عبد العزیز نے کہا مین تمکو ہرگز نہ چھوڑونگا اور اسی وقت قتل کراونگا یہ کہکے عبد العزیز نے نعمان ہزارہ سے کہا خواجہ کو لیجا لیکر جلاد کو حوالے کر اور جلاد سے کہہ کہ جلد تر خواجہ عمرو کا سر کاٹ کے میرے پاس لے آئے نعمان ہزارہ نے یہ حکم عبد العزیز کا سنکے خواجہ عمرو کا بازو پکڑا اور کہا ای خواجہ عمرو حکم شاہ تمہارے قتل کے واسطے ہوچکا خواجہ عمرو دل مین خیال کرنے لگے یہ عجب طرح کا معاملہ ہی مجھسے تو فرمایا تھا جب تو تین مرتبہ قضا کو یاد کریگا اسوقت تیری موت آئیگی اور تو مریگا مجھے تو تین مرتبہ کیسا ایک مرتبہ بھی موت کو یاد نہین کیا ہی اور سامنا قضا کا ہوگیا ہی یہ خیال کرکے مدت

دنیائے دون مین بالحان داد روی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
گرد اوڑتے کہین دیکھی نہ سنی بانگ درا
کوئی گل ایسا نہ اس باغ مین کھلتے دیکھا
صورت نور نظر آنکھ مین تھی جسکی ضیا

اب نہ وہ دولت قیصر ہی نہ اقلیم قباد
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
اس خیابان کا ہر اک گل ہی گل ماتم
ٹھنڈی سانسین نہ بھری جسکے لیے باد صبا
نہ وہ ہنگامہ صحبت ہی نہ وہ طرز نشاط

تخت جمشید وخط جام ہوا نقش فنا
پایہ حشمت سنجر ہی نہ ملک دارا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے
کف افسوس ہی پتا جو ہی اس گلشن کا
آنکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس
نہ وہ انداز سخن ہی نہ زبان گویا

خواجہ عمرو ان اشعار آبدار کو بالحان دلدوز گا کر خیال کرنے لگے ای خواجہ عمرو افسوس ہزار افسوس اسوقت آخر مین اسیر با توقیر کوئی بھی تجھے نہ دیکھا نہین معلوم وہ اسوقت کہان ہونگے کون ایسا مہربان ہی جو اسوقت جائے اور حمزہ صاحبقران کو ڈھونڈھ لائے کہ عمرو قتل ہوتا ہی جلد چلیے اور اپنی شکل اسکو دکھا دیجیے خواجہ عمرو یہ خیال کر ہی رہے تھے اور ادھر مہتر سرور شاگرد عیار نعمان ہزارہ جو اسوقت وہان موجود تھا اپنے دل مین کہنے لگا کہ خواجہ قتل کیے جاتے ہین اگر یہ زندہ رہتے تو مین اونکا شاگرد ہوتا اور انسے علم عیاری حاصل کرتا مہتر سرور اس خیال مین تھا ناگاہ عبد العزیز نے خواجہ عمرو کے گانے کو سنکے کہا ای خواجہ عمرو تم صاحب کمال ہو تمہارے گانے کو سنکے مین خوش ہوا اب تمکو قتل نکراونگا اور اکثر اوقات تمہارا گانا سنونگا عبد العزیز نے یہ کہکے نعمان ہزارہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو زندان مین لیجاؤ نعمان خواجہ عمرو کو زندان کی طرف لیکر چلا خواجہ عمرو نے خدا کا شکر کیا اور خیال کیا کہ ای عمرو قتل ہونے سے تو بچا اب خدا چاہیگا تو قید سے بھی رہا ہو جائیگا خواجہ عمرو یہ خیال کرتے ہوئے در زندان تک پہونچے نعمان ہزارہ خواجہ عمرو کو زندان مین لیگیا اور حوالے نگہبانان زندان کے کیا خواجہ عمرو تو زندان مین بیٹھے نعمان ہزارہ خدمت عبد العزیز مین آیا جب شام ہوئی مہتر سرور بازار سے ایک ٹوکری مین مٹھائی لایا اور اس مٹھائی مین بیہوشی ملا کر ٹوکری مٹھائی کی قریب شب کے نگہبان زندان کے پاس لیگیا نگہبانان زندان نے پوچھا ای مہتر سرور اس ٹوکری مین کیا لائے ہو اگر کچھ کھانے کی چیز ہو تو ہمین کھلاؤ مہتر سرور نے کہا ٹوکری مین مٹھائی ہی آج مین نے خداوند نعمت کی نذر دلوائی تھی خیر تم بھی اس مٹھائی کو کھاؤ یہ کہکے دو دو ڈلیان مٹھائی کی ہر ایک نگہبان زندان کو دین نگہبانان زندان نے اس مٹھائی کو چومکے اور آنکھون سے لگاکے کھا لیا تھوڑی دیر مین نگہبانان زندان باہم لڑنے لگے اور کلمات بیہودہ

سے بکنے لگے آخر اُنکے واسطے جو اُٹھنے لگے ہر ایک کو ایسا چکر آیا کہ ہر ایک زمین پر گر کے بیہوش ہو گیا اُسوقت مہتر سرور
سوہن لیکر اندر زندان کے گیا اور خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ مین آپکا گانا سنکر نہایت خوش ہوا تھا اور مین نے دلسے
عہد کیا تھا کہ اگر آپ قتل نہوئے تو مین آپکا شاگرد ہونگا اور علم موسیقی آپ سے حاصل کرونگا چونکہ بقدرت لات ومنات
سے آپ قتل نہوئے اُسوقت مین نگہبانان زندان کو بیہوش کر کے آیا ہون اور اب آپ کو رہا کرتا ہون یہ کہکر مہتر سرور
نے سوہن سے ہتھکڑیان اور بیڑیان کاٹین اور خواجہ عمرو کو رہا کیا خواجہ عمرو نے سرور سے کہا اے سرور تو نے
مجکو زندان سے رہا کیا ہی اسکے عوض مین مین تجکو علم موسیقی اور فن عیاری مین کامل کر دونگا اور تجکو اپنے فرزند کے
برابر سمجھونگا یہ کہکر خواجہ عمرو ہمراہ مہتر سرور کے پچھاڑ کرتے ہوئے زندان سے باہر نکلے مہتر سرور نے
خواجہ عمرو کو متفکر دیکھکر پوچھا ای خواجہ اسوقت آپ متردد کیون ہین خواجہ نے کہا ای سرور مین واسطے تلاش
حمزہ صاحبقران کے لشکر سے نکلا تھا اثنائے راہ مین سوگیا نعمان ہزارہ مجکو گرفتار کر لایا تھا اب مین قید سے
رہا ہوا ہون خیال کرتا ہون کہ کسطرف امیر باتوقیر کو ڈھونڈھنے جاؤن مہتر سرور نے کہا آپ کچھ تردد نہ کیجیے مین
حمزہ صاحبقران کے پاس آپ کو لیے چلتا ہون خواجہ تقریر سرور کی سنکے خوش ہوئے مہتر سرور خواجہ عمرو
کو لیکر لشکرگاہ امیر کی طرف چلا بعد ایک شب و روز کے مہتر سرور عنقریب لشکرگاہ امیر باتوقیر پہونچا اور خواجہ عمرو
سے عرض کرنے لگا دیکھیے یہی لشکر حمزہ صاحبقران کا ہی خواجہ عمرو ہمراہی سرور حمزہ صاحبقران کی خدمت
مین حاضر ہوئے اور شرف ملازمت حاصل کر کے نہایت خوش ہوئے حمزہ صاحبقران خواجہ کے آنے سے بدرجۂ
کمال مسرور ہوئے اور پوچھا ای خواجہ تمہارا آنا اب تک کیونکر ہوا خواجہ نے حال لشکر سے چلنے کا اور گرفتار ہونیکا
بیان کر کے عرض کیا کہ مہتر سرور یہ ہو میرے ساتھ ہی اسنے مجکو قید سے رہا کیا اور آپکی خدمت مین لے آیا ہے
حمزہ صاحبقران نے مہتر سرور سے مسرور ہو کر اسکو خلعت دیا مہتر سرور خلعت پاکر خوش ہوا اور اُسیوقت
کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد مسلمان ہونے مہتر سرور کے خواجہ عمرو نے امیر سے پوچھا کہ آپ کو
آپکی بارگاہ سے کون شخص یہان لایا امیر نے فرمایا داراب گلبرگی بارگاہ سے مجکو بیہوش کر کے جزیرۂ فیض
مین قید کر گیا تھا افضال خدا سے مین رہا ہوا جی پور سندی جو تمہارے روبرو بیٹھا ہے مسلمان ہوا وہان سے اسطرف
آیا ہون دوسرے دن خواجہ عمرو شکل تبدیل کر کے بالادوی کے واسطے ایک طرف روانہ ہوئے خواجہ تو واسطے
بالادوی کے روانہ ہوئے ہین لیکن اب حال عبدالعزیز اور نعمان ہزارہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب عبدالعزیز نے خواجہ عمرو
کو زندان مین بھجوایا تھا اسکے دوسرے روز وقت سحر عبدالعزیز نے نعمان ہزارہ سے کہا خواجہ عمرو کو زندان
سے جا کے لے آئین اسوقت انکا گانا سنونگا نعمان بموجب حکم زندان مین گیا دیکھا ہتھکڑیان اور بیڑیان وغیرہ
کٹی ہوئی پڑی ہین خواجہ عمرو نہین ہین نعمان ہزارہ خواجہ عمرو کو نہ دیکھ کے حیران ہوا اور خدمت عبدالعزیز
مین عرض کرنے لگا کہ ای بادشاہ گیتی پناہ خواجہ عمرو زندان مین نہین ہین عبدالعزیز یہ حال سنکے برہم ہوا
اور کہنے لگا کہ نگہبانان زندان کو پکڑ لاؤ جلد اُن سب کو میرے پاس لاؤ نعمان گیا اور سب نگہبانون کو اپنے ہمراہ
لے آیا عبدالعزیز نے نگہبانون سے غضبناک ہو کر پوچھا خواجہ عمرو کو زندان سے کون لے گیا ہی تم نے نگہبانی نہ کی
اب تم سب کو قتل کرونگا نگہبانان زندان نے دست بستہ عرض کیا ای بادشاہ فلک بارگاہ آدھی رات
تک تو ہم جاگے اوسوقت تک کوئی خواجہ کو زندان سے نہین لیگیا پھر نصف شب کو مہتر سرور نے
ہمکو مٹھائی کھلائی نہین معلوم وہ کیسی مٹھائی تھی کہ ہم اوس مٹھائی کو کھا کر سو رہے ابھی بیدار ہوئے ہین یقین ہے

کہ آخر نصف شب مین کوئی خواجہ عمرو کو لیگیا ہوگا یا مہتر سروری نے خواجہ کو رہا کر دیا ہوگا بادشاہ عبد العزیز
تقریر نگہبانون کی سنکے نعمان کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اپنے شاگرد سرور کو جلد بلا نعمان نے مہتر سرور کو
ہر چند چار طرف ڈھونڈھا لیکن نہ پایا آخر ناچار خدمت بادشاہ مین آیا اور عرض کرنے لگا سرور کا پتا نہین ہے
بظاہر معلوم ہوتا ہے اسی نے خواجہ کو کھولدیا اور ہمراہ خواجہ چلا گیا عبد العزیز نے برہم ہوکے کہا اے نعمان تیرے
شاگرد نالایق نے خواجہ کو رہا کر دیا ہے اگر تو خواجہ کو گرفتار کر کے نہ لائیگا تو عوض سرور کے تجکو قتل کرونگا نعمان ہزارہ
یہ گفتگو بادشاہ کی سنکے خوف جان سے گھبرایا اور عرض کرنے لگا مین اب جاتا ہون اگر خواجہ کہین ملے تو انکو گرفتار
کرکے لاتا ہون یہ کہکے نعمان ہزارہ راہی ہوا جب قریب لشکرگاہ حمزہ صاحبقران پہونچا دیکھا کہ ایک ضعیف
مسافر روتا ہوا چلا آتا ہے جب نعمان پاس مسافر کے آیا پوچھا اے مسافر تو کیون روتا ہے اسنے کہا اے بھائی غضب ہوگیا
مین اس ملک مین آکر کٹ گیا اس ملک مین نہایت ظلم مسافرون پر ہوتا ہے نعمان نے کہا اے شخص مفصل حال بیان کر
مسافر نے کہا اے مہربان مین رہنے والا مداین کا ہون ہنگام سفر مین اپنی کنیز خوبرو و خوش گلو کو اپنے ہمراہ لیکر چلا
تھا جب قریب اس لشکر کے آیا جو سامنے اترا ہے سوارون نے لشکر سے نکلکے میری کنیز کو مجھسے چھین لیا ہرچند مین
رویا پیٹا لیکن میری فریاد نہ سنی اکثر لوگون نے مجھسے کہا ہے کہ تو بادشاہ عبد العزیز کے پاس چلا جا اور اس سے
فریاد کر یقین ہے کہ وہ تیری کنیز سوارون سے تجکو دلا دیگا اب مین وہین جاتا ہون اگر تم مجکو بادشاہ عبد العزیز کے
پاس لیچلو تو مین تمکو تھوڑا سا جواہر دونگا یہ کہکے اس مسافر نے اپنی کمر سے ایک ڈبا نکالا اور نعمان کو کھولکر دکھایا نعمان ہزارہ
نے وہ جواہر دیکھکے خیال کیا کہ اس بڈھے کے ہمراہ چند قدم چلکے یہ ڈبا اس سے لے لینا چاہیے یہ سوچ کر
نعمان ہزارہ نے کہا اے مسافر مجھے تیرے حال پر رحم آیا ہے چل مین تجکو بادشاہ عبد العزیز کے پاس لیچلون اور
تیری مظلومی کا حال اس سے بیان کرون مین انکا عیار ہون اسوقت خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کے واسطے
آیا تھا مسافر نے پوچھا اے مہربان خواجہ عمرو کون ہین اور انھون نے کیا خطا کی ہے کیون انکو گرفتار کروگے نعمان
نے تمام حال خواجہ کے قید کرنے کا اور رہا ہوجانیکا بیان کیا جب وہ مسافر حال خواجہ عمرو سن چکا کہنے لگا اے مہربان
اب تم آگے چلو مین آہستہ آہستہ تمھارے پیچھے آؤنگا کیونکہ مین ضعیف ہون تمھارے ساتھ چل نہ سکونگا نعمان ہزارہ
سمجھا کہ بڈھا سچ کہتا ہے تم تھوڑی دور آگے بڑھکے کسی درخت کے سایہ مین بیٹھو جب یہ بڈھا تمھارے قریب آئیگا اسوقت
ویرانے مین ڈبا جواہر کا اس سے چھین لینا یہ ضعیف ہے اور تم جوان ہو یہ تیرے کیا لڑیگا اور اگر ارادہ لڑائی ہوگا تو اسکو
مار ڈالنا نعمان یہ خیال کرکے آگے بڑھا تھا ناگاہ اس مسافر نے حلقہ کمند گردن نعمان ہزارہ مین ڈالکر جھٹکا دیا اور
نعرہ کیا نعرۂ عمرو عمرم کہ کلاہ از سر قیصر برم ، رنگ از رخ نہنگ بداختہ برم ، در محفل خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ، نعمان ہزارہ نے اٹھنے کا قصد کیا تھا خواجہ عمرو نے حباب بیہوشی مارا نعمان کی ناک
پر لگا نعمان کے دماغ مین بیہوشی سرایت کر گئی فوراً چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا خواجہ عمرو نے رنگ و روغن
زنبیل سے نکالکر شکل نعمان کی مثل اپنی صورت کے بنائی اور سامنے آئینہ رکھکر اپنی شکل مثل نعمان کے بنائی
پھر خواجہ نے گیند عیاری نکالا اور کچھ سوئیان اس گیند مین نصب کین بعدہ نعمان کو حلقہ کمند سے کس کے
نہایت مضبوط باندھکر ہوشیار کیا جب نعمان ہوشیار ہوا خواجہ نے کہا اے نعمان عیاری اسطرح کرتے ہین تو
ابھی بچہ ہے اور نادان ہے تو کیا عیاری کریگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے خنجر نکالا نعمان ہزارہ نے کہا اے خواجہ
مجکو ہلاک نکر خواجہ عمرو نے کہا اے نعمان اگر تو یہ چاہتا ہے کہ مین تجکو ہلاک نکرون تو جلد منہ کھول اور یہ گیند

اپنے منہ مین سے نعمان نے بدرجۂ ناچاری منہ کھولا خواجہ عمرو نے گیند نعمان کے حلق مین اُتار دیا اور عبدالعزیز
کی طرف لیکر چلے اور بعد قطع راہ عبدالعزیز کے پاس پہونچے اور کہنے لگے کہ مین نے خواجہ کو بڑی مشکل سے گرفتار
کیا ہی عبدالعزیز خواجہ عمرو نقلی کو گرفتار دیکھکر خوش ہوا اور نعمان ہزارہ نقلی کو زر و جواہر دیا اور خواجہ عمرو
نقلی کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اب تجکو ضرور قتل کرونگا عمرو نقلی عبدالعزیز سے اشارہ کرنے لگا کہ مین
خواجہ نہین ہون مجھے قتل نہ کیجیے گا نعمان نقلی نے کہا اے بادشاہ گیتی پناہ دیکھئے یہ اسوقت بھی کرو فریب سے
باز نہین آتا ہی عبدالعزیز نے عمرو نقلی سے پوچھا اے خواجہ کیا اشارے سے کہتے ہو میری سمجھ مین نہین
آتا ہی زبان سے کہو عمرو نقلی نے جواب نہ دیا کیونکہ حلق مین گیند عیاری تھا عبدالعزیز خواجہ نقلی کے نہ بولنے
سے غضبناک ہوا اور نعمان نقلی سے کہا کہ اسکو مارو یہ ہماری بات کا تو جواب نہین دیتا ہی نعمان نقلی نے
عمرو نقلی کے دو چار چپتین لگائین اور کہا اے عمرو بادشاہ عالیجاہ کی بات کا تو جواب نہین دیتا ہی ٹھیر مین ابھی آتا ہون
اور تیرے نہ بولنے کی تجکو سزا دیتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو بشکل نعمان ہزارہ دربار عبدالعزیز سے نکل کے چلے
اور راہ قطع کرکے خدمت مین حمزہ صاحبقران کی آئے خواجہ عمرو تو ادھر آئے ادھر عبدالعزیز نے نعمان ہزارہ
کا انتظار کرکے خواجہ عمرو نقلی کیواسطے حکم قتل کا دیا اسوقت نعمان ہزارہ جو بشکل خواجہ عمرو تھا اپنے حلق کیطرف
اشارہ کرنے لگا اہل دربار نے عبدالعزیز سے عرض کیا اے بادشاہ خواجہ عمرو اپنے گلے کیطرف اشارہ کرتے ہین
اور باشارہ سے کہتے ہین کہ مجھسے بولا نہین جاتا ہی عبدالعزیز نے حکم دیا دیکھو خواجہ کے حلق مین کیا چیز اٹکی ہی
جب لوگون نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ گیند ہی لوگون نے بمشکل تمام گیند حلق سے نکالا جب گیند حلق سے نکلا
نعمان ہزارہ عبدالعزیز سے عرض کرنے لگا اے بادشاہ مین حضور کا عیار ہون خواجہ عمرو وہ تھے جنکو
حضور نے زر و جواہر مرحمت فرمایا ہی عبدالعزیز یہ تقریر سنکے متحیر ہوا نعمان ہزارہ نے منہ اپنا دھویا رنگ روغن
چہرے سے دور ہوا بادشاہ نے اپنے عیار کو پہچان کر حال پوچھا نعمان نے تمام کیفیت بیان کی
عبدالعزیز خواجہ عمرو کی عیاری سے نہایت حیران ہوا اور نعمان ہزارہ نے بھی خواجہ کے بیمثل عیار
ہونے کا اکثر اشخاص کے روبرو اقرار کیا

داستان طبل زری بجوانا داراب شاہ کا اور ہنگام جنگ امیر با توقیر سے شکست کھا کر بھاگنا

مبارزان معرکۂ سخن جوہر تیغ زبان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین کہ جب شتر اط دست بہرام گرد سے
زخمی ہوکر میدان رزم سے بھاگا اور داراب شاہ کے پاس پہونچا داراب شاہ کو نہایت صدمہ ہوا بعد کئی
روز کے داراب نے طبل جنگ بجوایا جب صدا اسطبل زری کی بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام بہ تعجیل تمام روبروے
امیر حاضر ہوئے اور بعد ادب اسطرح دعا و ثنا کرکے عرض کرنے لگے **اشعار** ہر ہی اپنی تمنا کہ تا بہی جبتک
جلوہ افشان روز جہان ہون فلک و شمس و قمر آپکے حاسد و بدخواہ و عدو کو ہو نصیب گردش بخت سیہ سوزش
دل داغ جگر اسوقت داراب شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ میدان کارزار مین آکر صبح کو ہنگامہ
جدال و قتال گرم کرے باقی خیر و عافیت ہی امیر نے خبر طبل جنگی کے بجنے کی سنکے خواجہ عمرو سے فرمایا ہمارے لشکر ظفر اثر
مین بھی بفضل ایزدی طبل زری بجایا جائے خواجہ عمرو نقارہ خانے مین گئے نقارچیون نے پہلے سے نقارہ دان کو
سینک کر درست کر رکھا تھا خواجہ نے نقارہ زری پر چوب لگائی **بیت** بجا نقارۂ جنگی جو اُس جا ہوا دنیا مین

شور محشر برپا ہوا جسوقت کہ آواز طبل جنگی سنکے مردان جنگجو اور دلیران ستور شعار ہوشیار و خبردار ہوئے دونون طرف
لشکرون مین سامان جنگ ہونے لگا مردان ہنروار تلوارون پر صیقل کرنے لگے کوئی جوان لڑنے کی خوشی سے صداے
طبل جنگ سنکے صورت غنچہ مسکرانے لگا کوئی بہادر کثرت خوشی سے بیسان گل ہنسنے لگا اکثر جوانمردون کی افواہ سرت
سے دل باغ باغ ہوگئے کوئی صف شکن کسی تیغ زن سے کہنے لگا کہ اسوقت طبل جنگ کیا بجا گویا میری تجہ آرزو
مین آیا کوئی دلیر کسی جری سے بہ کمر گلے ملنے کے واسطے بڑھا کہ اے بھائی اسوقت ہم تم گلے مل لین نہین معلوم کل زندہ
رہین یا نہ رہین کیونکہ صبح کو میدان کارزار مین حکم باغبان جہان سے بعضے دلاور بہسل تیغ کا کہا کر گلشن دنیا سے
سوے عدم جائینگے اکثر دلاور قتل ہوکر مانند سبزہ کے پامال سم اسپان ہونگے صدہا دلیرون کے تنون پر گلہاے
زخم تیر و شمشیر کھلینگے بعضے جوانان لشکر صدمۂ درد زخمہاے کاری سے مانند بلبل نالہ کش ہونگے اور دست و پاے
جوانان نامدار مثل شاخہاے اشجار تیغ و تیر سے قلم ہونگے ردمین بہادرون کے تنون سے منقل ہوکر لیسان ہوے گل
نکلینگے اور جوے خون بہادران نامدار میدان کارزار مین روان ہوگی گلشن میدان رزم کی سیر لایق دید ہوگی غرض
اسی طرح کی تقریر کرکے ہرایک بہادر دیتے گے اور تیاری جنگ کی آخر وہ وقت آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی نظم قرنے
چلے کین طی منزلین چارہ ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار ٭ ہوئی شائع جو نور افشانی مہر ٭ بنا مشعل رخ نورانی
مہر ٭ ہنگام سحر حمزہ صاحبقران نے بعد اداے نماز سحر اسلحہ زیب تن کیے اور بارگاہ سے باہر تشریف لاے
سردارون نے واسطے تسلیم کے سر جہکاے امیر ہر ایک بہادر کا سلام لیکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے
خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے جملہ سردار و بہادر بھی گھوڑون پر سوار ہوے لشکر ظفر اثر حمزہ صاحبقران
بشوکت و شان جانب میدان کارزار روانہ ہوا جب امیر با توقیر میدان مصاف مین پہونچے دیکھا داراب شاہ
صف آرا ہے جسوقت بیلدار پست و بلند زمین کو ہموار کر چکے سقون نے پانی چہڑک کر گرد و غبار کو مٹایا بعد درستی
میدان دونون لشکرون مین سے نقیب اور کرکیت نکلے نظم لگے کہنے جبکہ کرکیت کرکا ٭ رکھو ای جوانو دل مین
وہ گہاو قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جاے ٭ کہین ایسا نہو توقیر گھٹ جاے ٭ جب نقیب اور کرکیت یہ کرکا
کہکے ہٹ گئے لشکرون کی صفون پر سناٹا آگیا ناگاہ صف لشکر داراب شاہ سے قہتور زنگی مانند پیل مست
کے مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا اور پکارا اے امیر با توقیر اگر تجکو دعوی شجاعت ہے تو مجہسے اگر مقابلہ کیجیے
امیر نے یہ تقریر اُس زنگی کی سنکے گھوڑا اپنا بڑھایا اور سامنے قہتور زنگی کے پہونچے اور گھوڑے کو روک کے
کھڑے ہوئے قہتور زنگی نگاوردن ہوا ساقت قدم مرکب قہتور کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب خنگ
سیہ قیطاس پسپا ہوا دونون دلاورون نے گھوڑون کو رانون مین مسل کے آگے بڑھایا قہتور نے نیزہ سینۂ امیر پر مارا امیر
با توقیر نے سنان نیزہ کو نیزہ کی سنان پر روکا سر پنجا ہر ہوئے پھر حمزہ صاحبقران نے نیزہ قہتور کے سینہ پر بقہر و
غضب مارا اسنے بھی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا بعد دو چار رد و بدل طعن نیزہ کے امیر نے قہتور
کے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا قہتور نے برہم ہوکر ڈانڈ ماری امیر نے ڈانڈ نیزے کی اپنے نیزے کی ڈانڈ پر روکی پھر قہتور نے
ڈانڈ شکستہ کو پھینک کے بقہر و غضب تیغ آبدار میان سے کہینچی اور پکارا اے امیر ہوشیار ہو جا تیغ یہ تیغ بیہودہ نگا
جہگڑا ایک دم مین فیصلہ کرتی ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا سپر حفاظت پروردگار تجکو تیری تیغ آبدار سے بچائیگی
قہتور زنگی نے گھوڑا بڑھا کر تلوار امیر کے سر پر لگائی امیر با توقیر نے تیغ کو سپر پر روکا پھر خود تیغ تیز کہینچکر فرمایا بیت
تو ضرب نزدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ قہتور نے کہا تلوار لگا تیغ امیر نے سر قہتور پر ایسی

تلوار لگائی کہ تن راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے دلاوران نامی ضرب تیغ امیر کی تعریف کرنے لگے جسوقت وہ زنگی مارا گیا داراب کو اُسکے ہلاک ہوجانے کا نہایت صدمہ ہوا اُسی عالم صدمہ و الم میں تمام مردان لشکر کو حکم دیا کہ امیر کو قتل کرو سرداران نامی جو مردان لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر برچھے اور نیزے اور تلواریں اور خنجر اور گرز گران سر اور تیر ایکبار ساٹھ لاکھ سوار امیر پر لگانے لگے اسطرف سے کل مردان فوج نے حملہ کیا دو دریاے قہار آپسمیں مل گئے تلوار چلنے لگی پرکالے سپروں کے اڑنے لگے تیر چلنے لگے سینے بہادروں کے ہدف تیر ہونے لگے کمانیں کڑکنے لگیں گرز گران سروں پر پڑنے لگے تیر سے بہادروں کے سینے کے پار ہونے لگے چقاچاق خنجر بلند ہوئی تلواریں مثل بجلی کے چمکنے لگیں ابر سیاہ دھاوون کا اُٹھا گھوڑوں کی ٹاپوں سے ایسا غبار بلند ہوا کہ روے فلک چھپ گیا ضیاے آفتاب معدوم ہوگئی زمانہ کثرت گرد و غبار سے تیرہ و تاریک ہوگیا ایسا اُسوقت اندھیر تھا کہ پدر اپنے نور نظر کو نہ دیکھتا تھا جو جسکے سامنے آجاتا تھا وہ اُسے قتل کرتا تھا دریاے خون بہادران میدان مصاف میں موج زن تھا ہزارہا سر کٹ کٹکے گرے تھے مثل حبابوں کے دریاے خون میں تیرتے تھے لاشیں جوانان لشکر کی اُس بحر خون میں گویا کشتیاں تھیں زخمی مانند مچھلیوں کے تڑپتے تھے اور دریاے خون میں اچھلتے تھے دلاوران لشکر شاہ نہ بحر لشکر میں ڈوبے تھے کشتی حیات ہر ایک کی اُسوقت طوفانی تھی کوئی ناخداے عالم کو پکارتا تھا ساحل سلامتی کسی کو نظر نہ آتا تھا معلم عقل حیران تھا آب تیغ تیز دمبدم طغیانی پر تھا گرداب فنا میں بہتیرے جوانان لشکر غوطہ زن تھے ز ورہاے ظفر کی بہادروں کو جستجو تھی غرض اُسوقت

ایسی جنگ ہوئی کہ نظم	ہوئی مرغ پر عقل پر رنج و رنگ	کہ دیکھی نہیں آج تک ایسی جنگ	دلاور بڑھے تیغ کو تول کے
کہ ارمان نکالینگے دل کھول کے	ہوا گرم بازار مرگ ستیز	کیا عافیت نے وہانسے گریز	پیام اجل تیر لانے لگے
بہادر بصد ہم مرکے جانے لگے	چمکی تھی شمشیر و پیکان تیز	پہ جان شیرین تھی وہ بے شیر	مردان ایسی تھی تیغ خنجر کی دھار
کہیں ہیں ہوئے جوان اسکار			

امیر بہادر پھیر میں ہنگامہ جنگ و جدال میں داراب شاہ کے پاس پہونچے داراب نے تلوار لگائی امیر نے تلوار سپر پر روکی اور ترزہ کمربند فولادی پکڑ کر پشت فرس سے اٹھالیا اور چاہا کہ زمین پر پھینکیں لیکن ترزہ کمربند ٹوٹ گیا داراب دست امیر سے چھوٹ گیا ہندیوں نے ہجوم کرکے داراب کو قتل ہونے سے بچایا داراب گھوڑے پر سوار ہوکے مع باقی ماندہ لشکر کے میدان جنگ سے بھاگا غازیان لشکر اسلام نے خزانہ اور اسباب داراب شاہ کا لوٹ لیا امیر فتح و ظفر میدان جنگ سے پلٹے اور داخل بارگاہ ہوئے سرداران لشکر بھی داخل بارگاہ ہوئے امیر نے جواکثر سرداروں اور عیاروں سے پوچھا کہ داراب شاہ کسطرف بھاگ کے گیا ہے انھوں نے عرض کیا کہ جزیرہ ہمیشہ بہار کی طرف بھاگ کے گیا ہے امیر نے فرمایا دل چاہتا ہے کہ کسی سردار کو واسطے گرفتار کرلانے داراب کے روانہ کروں بہرام گرد نے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں جاؤں اور داراب کو گرفتار کرکے لاؤں امیر نے فرمایا داراب کے پاس لشکر کثیر ہے میں تمکو بہر گرفتاری داراب روانہ کرونگا شاید ہنگام مقابلہ لشکر تمہارا بھاگنے پر آمادہ ہو میں خود ہی جاؤنگا اور ماسّں سے مقابلہ کرکے اُسے گرفتار کرونگا اگر وہ مسلمان ہوجائیگا تو خیر ورنہ اُسے قتل کرونگا

داستان روانہ ہونا حمزہ صاحبقران کا مع سپاہ براے گرفتاری داراب شاہ اور قتل کرنا منظر شاہ حاکم جزیرہ ہمیشہ بہار کو

راویان شیرین کلام اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب میدان رزم سے داراب شاہ بے اختیار جانب جزیرہ ہمیشہ بہار بھاگا اور بعد قطع راہ قریب جزیرہ ہمیشہ بہار پہونچا جاسوسوں نے خدمت منظر شاہ میں

جاکر بعد ادب عرض کیا کہ بادشاہ فلک بارگاہ داراب شاہ اسطرف آتا ہی باقی سب خیریت ہی منظر شاہ نے خبر آنا
داراب شاہ نے سنکر حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو ہم خود واسطے استقبال داراب شاہ جاینگے بموجب حکم منظر شاہ
مردمان سپاہ جلد ترگھوڑون پر سوار ہوے منظر شاہ ہمراہ مردمان سپاہ بشوکت وشان روانہ ہوا اور داراب شاہ کو بعد عزت
وحرمت لے آیا اور بعد دعوت وضیافت کے ایک روز داراب شاہ سے کہنے لگا کہ اب تم اپنے ملک مین جاؤ اور یہ باطمینان
تمام بیٹھو حمزہ صاحبقران اسطرف ضرور آینگے انکو مین ضرور قتل کرونگا بعد انکے قتل کرنے کے تمام انکے سردارون
وغیرہ کو بھی ہلاک کرونگا مین شکل تمھارے بیوقوف نہین ہون کہ انسے مقابلہ کرکے پریشان ہون داراب شاہ نے پوچھا
ای منظر شاہ بغیر مقابلہ امیر کو کیونکر ہلاک کروگے منظر شاہ نے کہا کہ تمھارے نزدیک حمزہ صاحبقران کا قتل
کرنا مشکل ہی اور میرے نزدیک ذرا بھی دشوار نہین ہی مین ایک دم مین حمزہ صاحبقران کو قتل کر ڈالونگا انکے
ہلاک کرنے کی تدبیر کرونگا کہ جب اسطرف آینگے مین انکے استقبال واسطے جاونگا اور بعد تکریم وتعظیم انکو ہمراہ
اپنے یہان لاونگا اور بظاہر انکی اطاعت اختیار کرونگا جب وہ اپنا مجکو دوست اور خیرخواہ سمجھینگے اسوقت انکو اپنے
باغ مین لے جاونگا اور دم مین انکو قتل کر ڈالونگا پھر تمام سردارون کو ہلاک کرونگا اور مردمان فوج کو تباہ کرونگا مین
اس تدبیر سے امیر اور سب دشمنون کو ہلاک کرونگا داراب شاہ تقریر منظر شاہ کی سنکے خوش ہوا اور اسکی
فہم وعقل کی تعریف کرنے لگا اور بعد چار روز کے اور راستہ سے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا اسطرف سے حمزہ
صاحبقران بعد چند روز کے مع لشکر بیکران سمت جزیرۂ ہمیشہ بہار روانہ ہوئے جب سرزمین جزیرۂ ہمیشہ بہار
پر پہونچے حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ جزیرۂ نہایت پربہار ہی زمین پہ فرش سبزہ بچھا ہی اس سبزے پر نظر
کرنے سے آنکھون کو ٹھنڈک دلکو فرحت حاصل ہوتی ہی اور سبزۂ خط معشوقان خوبرو سے وہ سبزہ سبز معلوم ہوتا ہی
گلہاے خود رو دور تک شگفتہ ہین ہواے سرد ایسی چل رہی ہی کہ دل کو اچھی معلوم ہوتی ہی اکثر نہرین مانند
سلسبیل رواں ہین جا بجا باغ مین گلہاے رنگا رنگ وبوقلمون آئین شگفتہ ہین سرو ان باغون مین ایسے
ہین کہ قد معشوقان خوش قامت سے بھی بہتر ہین لالہ عمان وشقایق کے دل مین داغ نہین ہے گل نرگس
دیدۂ فتان معشوقان سے بہتر نظر آتے ہین سنبل رشک زلف پرپیچ محبوبان ہی بلبلین چہک رہی ہین اور قمریان
خوش الحان بھی درختون پہ بیٹھے ہین حمد خدا اپنی زبان مین کرتے ہین اکثر طایر پرواز کرکے ایک چمن سے دوسرے
چمن مین جاتے ہین جملہ درخت سرسبز وشاداب ہین اور بار اثمار سے شاخین ان درختون کی جھکی ہوئی ہین چمن بندی
معقول ہے ان باغون کی تعریف مین یہ اشعار لطف جاے ابیات

تھے باغ ارم سے وہ نہ کچھ کم … گویا خط یار دلربا تھا
رخسار زمین پہ سبزہ ایسا … تھے پھول ہی پھل کہیں کہیں سے
ریحان خط سبزہ اگرد … شاید کہ بہشت مین ہون ویسے
ان باغون پہ تھا عجب عالم … اسطرح کا سبزہ جانفزا تھا
غرض حمزہ صاحبقران

سیر سبزہ وباغ کی کرکے فرمانے لگے کہ فی الحقیقت یہ جزیرہ غیرت خطا کشمیر ہی اور نہایت پربہار ہی یہ فرما کر وہان سے
چلے جب آبادی مین پہونچے دیکھا جزیرہ نہایت آباد ہی بازارون مین کثرت مردمان ہی خریدار بکار غدار سے اشیاے
مطلوب لیے رہتے ہین دکاندار بہ پیشانی اشیاے مطلوب دیتے رہتے ہین جملہ مردم ہرچند کہ خود حسین خوش
لباس ہین لیکن عاشق مزاج ہین داغ الفت بتان سے دل انکے داغدار ہین لب پر آہ سرد ہی اشک آنکھون مین
ہی صدمۂ ہجر معشوقان سے زرد ہین ہر حساب یہ لوگون کا حال ہی نظم

ہر سو شور سنبل اشک شان ہست … زر دیدۂ چشم شان آئینہ حیران
بلند آوازہ آہ عاشقان است … ز بحر اشک شان ترابر نیسان

بلب ناله گرم گرم جوشی ‫ ‫ بدل آه در سردی فروشی ‫ ‫ ز گریه یم یم هر سو بجوش است
ز سوزش دل بدل بط فروش است ‫ ‫ ز سوز سینه آتش فروزان ‫ ‫ ز آب دیده سیلے به سیلان
بخاک خاکساری شان فراسے ‫ ‫ هوا داری هواسے سازگارے ‫ ‫ شده این هر چهار از چار عناصر
وجود عشق ازو گردیده ظاهر

بعد دیکھنے مردون کے امیر نے دیکھا عورتین نهایت حسین غیرت حسن لیلی او شیرین نرگس چشم غنچه دهن جادو نگاه نازنین رخسار رنگین ادا شیرین سخن یوسف لقا کثرت سے ہین نازنینان جزیره کی تعریف مین یه اشعار لکھتا چاہیے اشعار

تماشش چون پری از خوشنمائی ‫ ‫ شده دیوانه شان خوش ادائی
بهار حسن شان نور دیده ان ‫ ‫ حدیث روے شان عید شنیدن ‫ ‫ رخ شان شعله آتش زن جان
لب شان چشمه از آب حیوان ‫ ‫ ازان کرده چراغ حسن روشن ‫ ‫ وزین صد مرده را جان داده در تن
نگاه دستان ز مستی چون مے ناب ‫ ‫ ازو بے خویشتن هم شیخ و هم شاب ‫ ‫ حذر از کافران کفر ایمان
که کف شان دل و دین برده هم جان ‫ ‫ سیه چشمان چه اهوار میده ‫ ‫ رسیده از خویشتن نرگس که دیده

القصه حمزه صاحبقران نازنینان جزیره بهشت بهار کے حسن و جمال کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے جاسوسون نے خدمت منظر شاه مین جا کر عرض کیا اے بادشاه گیتی پناه حمزه صاحبقران مع لشکر کثیر آتے ہین یقین ہے کہ ہنگامه جنگ و جدال یہان اگر برپا کرینگے باقی خیر و عافیت ہے موقوف یہ تقریر جاسوسون سے منظر شاه نے سنی مع امرا و وزرا و سرداران نامی کے چلا اور حمزه صاحبقران کی خدمت عالی مین پہونچکر اور آداب بجا لا کر عرض کرنے لگا کہ مین اشتیاق قدمبوسی حضور تھا آج میری آرزو دیرینه دلی بر آئی اب آپ تشریف لیچلیے تخت پر بیٹھیے حمزه صاحبقران نے فرمایا اے منظر شاه تخت و تاج تمہارا انکو مبارک رہے مجکو آرزوے تخت نشینی نہین ہے منظر شاه نے عرض کیا کہ یہ آپ کی سیر چشمی کا باعث ہے غرض کر کے منظر شاه امیر با توقیر کو به اعزاز تمام لایا امیر با توقیر قریب تخت منظر شاه ایک دنگل پر بیٹھے اور منظر شاه کو تخت پر بٹھایا سرداران حمزه صاحبقران بھی دنگلون بیٹھے دربار منظر شاه مین جمله امرا وزرا وغیره حاضر ہوئے جب دربار بخوبی آراسته ہوا اسوقت منظر شاه نے حکم کیا کہ ساقیان سیمتن غنچه دہن کشتیان شراب ناب کی لیکر جلد حاضر ہون اور شراب جامون مین بھرو حکم ساقیان گلعذار کشتیان شراب کی لیکر دربار مین حاضر ہوئے منظر شاه نے اشاره کیا ایک ساقی ماه رخسار شراب ساغر بلورین مین بھر کے موافق قاعده کے روبروے امیر لایا حمزه صاحبقران نے بیکشی سے انکار کیا منظر شاه نے شراب نہ پینے کا سبب پوچھا امیر نے فرمایا ہم مسلمان ہین اور تم لات پرست ہو اسوجہ سے مین شراب پینے سے انکار کرتا ہون منظر شاه نے عرض کیا کہ اگر آپ اسی سبب سے شراب نہین پیتے ہین تو آپ مجکو مسلمان کیجیے اور شراب پیجیے امیر یہ سنکے خوش ہوئے اور منظر شاه کو کلمه پڑھا کر مسلمان کیا منظر شاه نے خوف جان سے اور حمزه صاحبقران کو به مکر و فریب قتل کرنے کے ارادے سے کلمه زبان پر جاری کیا مصدق دل سے مسلمان نہین ہوا حمزه صاحبقران نے بعد مسلمان ہونے منظر شاه کے جام شراب دست ساقی گلعذار سے لیا اور خیال ملکه مہر نگار مین یه مطلع اسطرح پڑھا کہ کسی نے نسنا مطلع جامی مرا بہر نثارش نقد جان در آستین باید ٭ اگر دل خواهد از من جان چنین هم عاشق چنین باید ٭ یه مطلع پڑھکر شراب پی اور صدمه فراق ملکه مہر نگار سے چشم پرنم ہوئی رنگ رخ متغیر ہو گیا ساقیان مہرخ و خورشید رو تو جمله امرا و وزرا اور سردارون کو شراب پلانے لگے لیکن منظر شاه نے جو چہره امیر پر نظر کی رخ امیر با تمکین و ملال پا کر پوچھنے لگا اسوقت مزاج آپ کا کیسا ہے چہره آپکا متغیر ہے حمزه صاحبقران نے فرمایا

اسوقت کچھ خیال کرکے بجے صدمہ ہوا ہے جب منظر شاہ کو معلوم ہوا کہ حمزہ صاحبقران کسی سبب سے مغموم ہین اسوقت منظر شاہ نے واسطے دفع صدمہ حمزہ صاحبقران کے حکم کیا کہ ارباب نشاط جلد حاضر ہون بمجرد حکم ارباب نشاط دربار مین حاضر ہوئے اور ناچنے اور گانے لگے بعد ناچنے اور گانے چند ارباب نشاط کے ایک نازنین نہایت خوبصورت و یوسف لقا بناز و ادا مع اپنے سازندون کے دربار مین آئی اہل دربار نے جو اس نازنین کو دیکھا کسینے آہ کی کسینے بالات و نبات کھلے کھلیا اپنا دونون ہاتھونسے پکڑ لیا کوئی بے اختیار اسپر عاشق ہوکے اشکبار ہوا کوئی اسکے زلف و رخ کو دیکھکر یہ شعر پڑھنے لگا شعر از برائے عاشقان خستہ خاطر روز و شب ٭ نیست ہرگز بہتر از رخسار و گیسوے کسے کسی نے اس نازنین کے تن نازک پر نظر کرکے اور خیال ہم آغوشی کا کرکے یہ مطلع ورد زبان کیا بیدل سرین بچین بریدہ غم گر بدن انیست ٭ وز غنچہ صبا دم زندگر دہن انیست ٭ کسی جوان نے اس نازنین کم سن سے اشارہ سے کہا کہ ابھی نقد دل دیتا ہون اگر ایک بوسہ روے زیبا کا دو نازنین نے اشارہ جوان کا سمجھکر منہ اسکی طرف سے پھیر لیا کوئی اسیر اس مطربہ کو دیکھکر اور اسپر مائل ہوکے اشک آنکھون مین بھر لایا کوئی اسکی تیغ ابرو کا گھائل ہوا کوئی اسکی نرگسی آنکھون پر شیفتہ ہوا اکثر جوان اسکی ادا پر مائل ہوئے بعضون کے دل اسکی زنجیر زلف مین گرفتار ہوئے کسی کا دل اسکے خرام ناز سے پامال ہوگیا کوئی اسکے آئینہ رخ کو بنظر حیرت دیکھنے لگا کوئی جوان باریک بین اسکی کمر کی طرف دیکھکر عدم کا خیال کرنے لگا کوئی مشتاق وصل نازنین زیرناف کا خیال کرکے بیتاب ہوگیا کوئی جری اسکی تیغ ابرو پر عاشق ہوا کوئی اسکے سینے کا ابھار دیکھکے بیچین اور بیتاب ہوکر کف افسوس ملنے لگا اور خیال کرنے لگا افسوس اسوقت ہاتھ میرا اسکے سینے تک پہونچ نہین سکتا بادشاہ بیٹھا ہوا ہے ایسی گستاخی سر دربار کر نہین سکتا کوئی اسکے لب لعلین پر شیفتہ ہوکے گوہر اشک صدف چشم سے نکالنے لگا جو بڈھے اور ضعیف دربار مین بیٹھے تھے انکی بھی رال اس مطربہ کو دیکھکر ٹپکنے لگی غرض دربار مین کوئی جوان اور بڈھا ایسا نہ تھا جو اسپر مائل نہوا ہو حمزہ صاحبقران بھی اس مطربہ کے حسن و جمال کو دیکھکر متحیر ہوئے کیونکہ وہ ایسی حسین تھی ابیات

چو در پیش رخ خورشید اگر بس
زہر پیشش خلق در آتش پرستی
ببینی گفت گفتارش کو خاموش
نزاکت از قد او سر بلند است
بہر و شمع گر بنیش عجب نیست

سبے در غارت ایمان و جان طاق
ز چشم مست او دلہا بہ مستی
سیہ چشم سیہ نامے سیہ مو
و زور غش را در لذی در کمند است

چہ پیش حسن دیگر مہر خفان کم
از و تبخانہ دلہاے عشاق
شدہ از تحریر رفتارش روان ہوش
سہو ورست ز بینا عاشق لو
رخ پرنور صبح با صفا نیست

الحاصل جب سازندے سازون کو درست کرچکے وہ نازنین بصد ناز و ادا ناچنے لگی دلہاے اہل بزم کو مانند سبزہ پامال کرنے لگی بعد رقص کے اس نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

کوئی راحت نظر آتی ہم تنہا کے عوض
آگ برساے فلک ابر بہارانکے عوض
عاشق زلف و خط سبز ہوا لیکن تقدیر
کوئی احسان نکیا اسنے احسانکے عوض
فاک مجھ سوختہ قسمت کی اگر ڈال دے پرخ
دے ہی وسعت زمین مجھے دریا کے عوض
مدعا مرگ سے گو تھا فلک پیر تو کام

آتش دل ابھی نکل آتا ہے پیکانکے عوض
مفلسی مین بھی یہ خانہ ہزار روشن ہی
خار دیتی ہے مجھے سنبل و ریحانکے عوض
نہ پچتاکیا ہی مرا منصب و دین ای واعظ
بحر قلزم مین گو ہے آتشین جام کی عوض
رسم گریہ پس مردن بھی رہیگی جاری
زہر دیا تھا مجھے تلخی دوران کے عوض

سوختہ بخت ہین مانگون جو مین پانی کی دعا
داغ جلتا ہے چراغ شب ہجران کے عوض
کبھی بوسہ نہ دیا لیکے دل عاشق کو
دل مین یاد رہیگا ہم ہوا ایمان کے عوض
چارہ گر کشمکش درد دوا کبتک
شمع رو دیگی تر سوختہ ہجران کے عوض
سنکے افسانہ مجنون نکرو آنکھین بند

دیکھو حال مرا خواب پریشاں کی طرح
یہی طرہ کی وحشت ہے کہ ہے دست جنون
خود پریشان ہوئے زلف پریشاں کی طرح
اب کمان ولو کہ جوش نشاہ ای تسلیم

شادی قتل میں کچھ پاس وفا کر قاتل
کہیں ٹکڑے ہو جگر چاک گریبان کی طرح
رنگ نرگس کہ طلب ہوش غزالوں کے آئین
بگڑے دیدہ گریان لب خندان کی طرح

مہندی ہاتھوں میں نہ مل خون شہیداں کی طرح
تجھ سے مشاطہ نے جب بال بنائے آئے
باغ میں چلئے شب سوم گل خندان کی طرح
جسوقت یہ غزل اس مطربہ نے بناز و

ادا رو برو سے ارباب بزم گائی ہر ایک شخص خوش ہوا خصوصا منظر شاہ نہایت مسرور ہوا اور زرکثیر مطربہ کو دے کر رخصت کیا حمزہ صاحبقران سنے ہر چند ایسی مطربہ کا گانا سنا او ناچ دیکھا لیکن بوجہ صدمۂ فراق ملکہ مہر نگار رسے مطلق شگفتہ خاطر ہوئے اور منظر شاہ دست فرمانے لگے کہ اسوقت بہت گھبراتی ہر دل چاہتا ہی کہ سیر باغ کیجیے منظر شاہ نے عرض کیا اس شہر میرے میں ہر چند کہ باغ بہت ہیں لیکن ایک باغ سب باغوں سے وسیع اور بہتر ہے ہوشنگ بادشاہ کا لگایا ہوا ہی نام اس باغ کا گلشن آباد ہی کل آپ ہنگام سحر براے سیر باغ تشریف لے جایئے گا میں بھی ہمراہ رکاب چلونگا جب آپ اس باغ کی سیر کیجیے گا مجھے یقین ہی کہ آپ یہ مطلع مرد پڑھیے مطلع اگر فردوس بر روے زمین است ہمین ست و ہمین ست حمزہ صاحبقران تعریف باغ کی سنکے سیر باغ کے مشتاق ہوئے اور فرمایا انشاء اللہ میں صبح کو اس باغ کی سیر کرنے کو ضرور جاونگا یہ فرما کر خاموش ہوئے حمزہ صاحبقران نے وضو کیا پھر نماز پڑھکے صحیفہ ابراہیم کی تلاوت جب تلاوت صحیفہ سے فرصت پائی امیر و غل پڑا سکے بیٹے منظر شاہ نے دربار برخاست کیا اور ایک ایوان وسیع میں حمزہ صاحبقران کو لیگیا اور بنہایت تکلف سے صاحبقران کی دعوت و ضیافت کی بعد اکل و شرب اسی ایوان میں صاحبقران نے بعیش و آرام بسر کی جب صبح ہوئی اور امیر بالتوقیر نماز پڑھ چکے منظر شاہ امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور تسلیم بجالا کر عرض کرنے لگا کہ اسوقت تشریف لیچلیے سیر باغ بخوبی کیجیے حمزہ صاحبقران بر جب کہنے منظر شاہ کے اٹھے اور پوشاک زیب تن کرکے مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے سرداران دیو قامت اور خواجہ عمرو نامدار ہمراہ ہوئے منظر شاہ بھی ہمراہ رکاب امیر چلا اثناے راہ میں امیر سے اسطرح عرض کرنے لگا کہ اگر آپ فرمایئے تو میں قبل آپ کے باغ میں جاکر باغ کی آراستگی کروں امیر نے اجازت دی منظر شاہ آگے بڑھا دیو عامل عاد نے امیر سے عرض کیا کہ منظر شاہ نہایت مکار ہی حضور ذرا اس سے ہوشیار رہیے گا میں اسکے مکر و فریب سے خوب واقف ہوں وہ مکاری میں مثل اپنا نظیر نہیں رکھتا ہی اسوقت بیوجہ باغ میں نہیں گیا ہے کوئی نہ کوئی مکاری آپ کے ساتھ ضرور کریگا امیر نے فرمایا ای دیو عامل منظر شاہ مسلمان ہو چکا ہی اب مجھسے عداوت نہ کریگا اور با ینہمہ اگر دشمنی کریگا تو خداوند عالم مجکو اسکے شر و فساد سے بچا لیگا ابھی امیر فرما رہے تھے اور آہستہ آہستہ چلے جاتے تھے ناگاہ صداے سم مرکب امیر نے سنی تڑپ کے جو نظر کی دیکھا ایک نوجوان لباس شاہانہ زیب تن کیے ہوئے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے چلا آتا ہی جب وہ جوان قریب آیا بعد ادب تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ ذرا ٹھہر جایئے امیر ٹھہر گئے خواجہ عمرو ہوشیار ہوے سرداران نامدار بھی متردد ہوئے جوان نے اپنی جیب سے ایک پرچہ قرطاس پیچیدہ نکالا اور حمزہ صاحبقران کو دے کر عرض کرنے لگا کہ اس پرچے کو آپ ہی دیکھیے گا اور جو کچھ اس پرچہ قرطاس میں لکھا ہے اسے سچ جانیے گا اور موافق تحریر کے عمل کیجیے گا اگر خلاف تحریر عمل کیجیے گا تو باعث آپ کی مضرت کا ہوگا وہ جوان اس پرچہ قرطاس کو دے کر اور گفتگو امیر سے کرکے چلا گیا امیر نے اس پرچہ قرطاس کی عبارت پڑھی مضمون یہ تھا کہ ای امیر بالتوقیر آپ کو معلوم ہو کہ منظر شاہ پدر میرا نہایت مکار ہی بظاہر آپ کا دوست ہی لیکن بباطن آپ کا دشمن ہے ظاہر میں مسلمان ہوا ہے ہرگز ہرگز آپ باغ میں نہ جایئے گا

میرے پدر نے چار ہزار سواران چیدہ منتخب واسطے قتل کرنے آپکے باغ مین چھپائے ہین اگر جائیگا تو ہلاک ہو جائیگا
مین نے آپکو اطلاع دیدی ہے حمزہ صاحبقران عبارت رقعہ پڑھکر برہم ہوئے اور قطع مسافہ کرکے در باغ تک
پہونچے منظر شاہ بھی در باغ سے نکلکر حمزہ صاحبقران کے پاس آیا حمزہ صاحبقران نے سرداروں سے
فرمایا منظر شاہ کو گرفتار کرلو سرداروں نے منظر شاہ کو گرفتار کیا منظر شاہ نے نالہ و فریاد بلند کی جو سوار باغ
مین پوشیدہ بیٹھے تھے منظر شاہ کی فریاد سنکے باغ سے نکلے جب اُنھون نے دیکھا کہ بادشاہ گرفتار ہو گیا لڑنے سے باز
رہے حمزہ صاحبقران نے باغ مین جاکر منظر شاہ کو قتل کیا اور سواران باغ کو مسلمان کیا پھر باغ کی سیر کرکے اپنے
لشکر مین آئے اور شاہزادہ سلسلہ کو جسنے رقعہ دیا تھا تخت پر بٹھایا شاہزادہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا
اور جملہ امرا و وزرا وغیرہ بھی مسلمان ہوئے جب شاہزادہ سلسلہ کو تخت پر بٹھا چکے حمزہ صاحبقران
نے حال داراب شاہ کا پوچھا سلسلہ نے عرض کیا کہ داراب شاہ بھاگ کے یہان آیا تھا کئی روز زمانہ
گذرا کہ وہ اپنے ملک کی طرف گیا ہے امیر نامور نے یہ حال سنکے وہان سے کوچ کیا اور طرف زیرباد ہند کی مع لشکر
روانہ ہوئے اور بعد طی کرنے راہ کے ملک داراب شاہ کے قریب پہونچے اور ایک میدان وسیع مین
مع فوج ظفر موج مقیم ہوئے

داستان جنگ کرنا داراب شاہ کا حمزہ صاحبقران سے اور دوبارہ شکست کھا کر بھاگنا داراب شاہ کا

راویان شیرین گفتار بیان کرتے ہین کہ جب داراب شاہ جزیرہ ہمیشہ بہار سے اپنے ملک مین آکر تخت
حکومت پر بیٹھا اور خیال کرنے لگا کہ دیکھیے منظر شاہ امیر کو قتل کرتا ہے یا نہین یکایک داراب شاہ کو مخبروں
سے معلوم ہوا کہ منظر شاہ حاکم جزیرہ ہمیشہ بہار کو حمزہ صاحبقران نے قتل کیا اور اُسکے فرزند کو مسلمان
کرکے تخت پر بٹھایا داراب شاہ نے یہ خبر سنکے خیال کیا کہ اب حمزہ صاحبقران اسطرف آئینگے اور مجھسے
مقابلہ اور مجادلہ کرینگے یہ خیال سامان جنگ کرنے لگا بعد تین روز کے داراب کو جاسوسون نے
یہ اطلاع دی کہ حمزہ صاحبقران جزیرہ ہمیشہ بہار سے آکر قریب زیرباد ہند مقیم ہوئے ہین داراب
نے یہ خبر سنکے بشور و شواط وغیرہ طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل جنگ بلند ہوئی معتبر سرور بعد عجلت
خدمت صاحبقران مین آیا اور بعد ادب دعا و ثنا اسطرح زبان پر لایا اور حال طبل جنگ بجنے کا عرض کرنے لگا اشعار

ای خدا عالم مین ہے جسوقت تک پست و بلند ای خدا جبتک عروس دہر ہے بے اعتبار	ای خدا جبتک زمین و آسمان مین ہے قرار ہے تمنا آپ کے پہلو مین روز و شب رہین	زال دنیا ای خدا جبتک تلون دوست ہے مطرب و چنگ و رباب و ساقی و مینا و یار

اسوقت داراب شاہ نے طبل بزدی بصد غضب بجوایا ہے یقین ہے کہ بوقت سحر وہ میدان کارزار مین آئیگا فتنہ و
فساد برپا کریگا باقی جو مرضی ہو حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی جوابا نقارہ جنگی بجایا جائے
جو منظور خدا ہیگا وہی ہوگا معتبر سرور نے حکم امیر خواجہ عمرو سے کہا خواجہ نقارہ خانہ مین گئے اور عاشیہ اٹھاکر
نقارہ زری پر چوب لگائی صدائے نقارہ جنگی بلند ہوئی جوانان لشکر آواز طبل جنگ سنکے ہوشیار ہوئے
لڑنے مرنے پر آمادہ ہونے لگے سامان لڑائی کا کرنے لگے شب بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا جب وہ وقت
آیا کہ طائر شب نے آشیانہ دہر سے پرواز کی اور شہباز آفتاب نے کاشانہ مشرق سے ارادہ نکلنے کا کیا یعنی صبح ہوئی اشعار

گئی افزائش لطف شبینہ	بھرا حسرت سے مشتاقون کا سینہ	کواکب نے سفر جانا فلک سے	سفیدی چھائی چرخ نیلگون پر

وقت سحر امیر پاتوقیر نے سلاح زیب تن کیا بارگاہ فلک جاہ سے باہر تشریف لائے سرفروشون نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے امیر نے رکب بڑھایا لشکر بھی مثل دریا رواں ہوا جب امیر کشور گیر وضمیر دمین پہونچے بیلدارون نے جلد تر پست وبلند زمین برابر کیا جھاڑی جھنڈی کو میدان صاف سے دور کیا سقون نے پانی چھڑکا گرد وغبار کو دفع کیا صفین لشکر کی بندھ گئین ابھی لشکر امیر میدان مین صف آرا ہوا تھا کہ داراب بھی مع شوکت لشکر کثیر میدان کارزار مین آیا اور صف آرا ہوا اسوقت دونون لشکرون سے نقیبان بلند آواز نکلے اور پکارے اشعار

کہ اس کاروان گہ سے کرنا ہے نقل	سنو ای عزیزان ذی ہوش وعقل
ہمیشہ کوئی آگے تھا کب کوئی	سبھون کو یہی راہ درپیش ہے
یہ منزل نہین جائے بود وباش	ہر اک شخص کو ہے عدم کی تلاش
اگر بادشہ ہے کہ درویش ہے	تہ خاک ہے سب کا دار القرار
ہمیشہ اس سرا مین رہتا کوئی	
گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار	

پس ای جوانو تم سبھون مین آج کون بہادر زخم تیر وشمشیر کھاتا ہے اور اپنے حریف کو قتل کرتا ہے بہادرون مین سرخروئی حاصل کرتا ہے نقیب یہ کہکے ہٹ گئے صفوف لشکر پر سناٹا چھا گیا پھر علم لشکر جلوہ گر ہوئے امیر چالیس قدم آگے بڑھا اژدہا پیکر کے سایے مین کھڑے ہوئے خوشبو سے علم اژدہا پیکر سے تمام میدان کارزار معطر ہو گیا اور ان کلمہ پیچان سے صدا یا صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی امیر پاتوقیر زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ دیکھیے صف لشکر داراب سے آج کون واسطے جنگ کے نکلتا ہے ناگاہ خونریز زنگی مرکب کو جولان کر کے میدان مین آیا اور امیر کو ہم مقابلہ بلایا امیر نے رکب کو بڑھایا اور سامنے خونریز کے گئے خونریز نے تیغہ سر امیر پہ لا امیر نے تیغے کو سپر پر روکا اور تلوار کھینچکے سر خونریز پر لگائی ہرچند خونریز نے سپر سے اپنی سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر امیر سپر کو کاٹ کر خود پر آئی اور خود کو کاٹ کر کاسہ سر پر پہنچی اور سر کو کاٹ کر جو آئی گردن مین در آئی اور گردن سے صندوق سینہ مین اور سینے سے جوڑ می شکم وکمر سے گذر کے پشت زین پر آئی اور پشت زین سے زمین پر پہنچی خونریز مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا داراب شاہ نے جو دیکھا کہ حمزہ صاحبقران نے خونریز کو قتل کیا برہم ہوا پر وہان فوج سے کہنے لگا کہ ای بہادرو حمزہ نے خونریز کو قتل کیا تمکو لازم ہے کہ عوض خونریز حمزہ صاحبقران سے لو اور حمزہ کو قتل کرو مردان سپاہ نے امیر پر حملہ کیا ادھر سے بھی جملہ بہادرون نے گھوڑے اٹھائے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی سر تنون سے جدا ہو کر زمین پر گرنے لگے شور گیرودار بلند ہوا گھوڑون کی گشت سے ایسا غبار بلند ہوا کہ روے آفتاب پنہان ہو گیا روز روشن پر شب کا گمان ہوا پیر فلک یہ جنگ دیکھکر گھبرا گیا اور جنگ بہادران دیکھکر تھرانے لگا تھوڑی دیر مین کشتون کی لاشون کے پشتے میدان کارزار مین ہو گئے داراب تاب مقابلہ نلا کر مع باقی ماندہ لشکر کے گریزان ہوا دلاوران کینہ روزگار اور غازیان لشکر اسلام نے خزانہ مال واسباب خیمہ وبارگاہ وغیرہ کو لوٹ لیا خواجہ عمرو نے بھی جال الیاسی مار مار کے زر ومال واسباب لوٹا حمزہ صاحبقران بعد بھاگنے داراب کے بفتح وظفر میدان رزم سے پھرے اور فرودگاہ لشکر پر آئے داراب میدان رزم سے بھاگ کر بادشاہ عبد العزیز کے پاس پہونچا صاحبقران بعد دریافت کرنے حال داراب شاہ کے اسی وقت بادشاہ عبد العزیز کے ملک کی جانب کوچ کیا اور بعد قطع راہ قریب ملک عبد العزیز کے پہونچے

داستان جنگ کرنا بادشاہ عبد العزیز کا امیر سے آخر مسلمان ہونا مع جملہ شاہان ہند کا مع دیگر حالات

راویان شیرین مقال اس داستان بیمثال کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب داراب شاہ شکست کھا کر عبدالعزیز کے
پاس پہونچا اور امیر بھی مع لشکر کوچ کرکے عنقریب ملک عبدالعزیز پہونچکر مقیم ہوئے بادشاہ عبدالعزیز امیر
کے آنے کی خبر سنکر اور داراب شاہ اور شواط کو ہمراہ لیکر یہ فوج کثیر شہر کے باہر آیا اور میدان میں مقیم ہو کر طبل جنگ
بجوایا عنبر سرور روبروے امیر حاضر ہوا اور بجا کر کھڑا ہو کر مجرا کرکے یہ اشعار دعائیہ زبان پر جاری کرکے اسطرح
خدمت امیر میں عرض کرنے لگا اشعار آپ بھی ہیں دشمن تباہ مانند خلیل * مسجدوں کے واسطے داؤد ثانی بیگمان
آفت امید کافر لطف جان حق پرست * برق کشت ترک ابر نو بہار مومنان * آپ کا دشمن رہے زیر فلک ہر دم تباہ
دوستوں پر آپ کے اللہ ہووے مہربان * اسوقت بادشاہ عبدالعزیز بد اندیش نے طبل زری بجوایا باقی خیر و عافیت رہی
حمزہ صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی انشاءاللہ فردا طبل جنگ بجوایا جائے خواجہ عمرو نے
نقارخانہ میں نقارۂ زری پر چوب لگائی آواز نقارۂ جنگی سے زمین تھرائی جوانان لشکر صدائے نقارۂ جنگی سنکے لڑنے کی
تیاری کرنے لگے اور باہم کہنے لگے کہ صبح کو عرصۂ کارزار کو ہندیوں کے خون سے رنگین کرینگے اور تیغ آبدار سے
مردان لشکر ہند کے سر جدا کرینگے جوانان لشکر امیر یہ کہ رہے تھے ناگاہ وہ وقت آیا بیت کہ شب نے کوچ کی نوبت
بجائی * مہر آملا رات گذری صبح آئی * امیر باتوقیر اسلحہ زیب تن کرکے مرکب پر سوار ہوئے اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب رزمگاہ
چلے جب عرصۂ مصاف میں پہونچے بعد درستی میدان کارزار صف آرائی ہوئی شاہ عبدالعزیز بھی سپاہ گران لیکر آیا اور
صف آرا ہوا پھر نقیب اور کرکیت لشکروں سے نکلے اور جوانان ہر دو سپاہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے بیت
نام رستم کا شاد و داغ پر وہ معرکہ * کھاؤ پھل تلوار کا اور پہول سوکھو ڈھال کا * یہ کہکر نقیب اور کرکیت ہٹ گئے
ابھی لشکر بادشاہ عبدالعزیز سے کوئی لڑنے کو نہ نکلا تھا کہ ملک جبروتی بفوج کثیر آیا اور عبدالعزیز کے پاس
گیا اور مزاج پرسی کرکے صف آرائی لشکر میں مصروف ہوا ابھی ملک جبروتی نے صف آرائی لشکر سے فرصت نہیں
پائی تھی کہ ایک جانب سے غبار بلند ہوا ہر ایک جوان جانب غبار دیکھنے لگا جب غبار رفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک
نقابدار سبزپوش بیس ہزار سواران جرار سے آتا ہے جب نقابدار سبزپوش میدان مصاف میں آیا حمزہ صاحبقران
کی جانب اپنے لشکر کو لیکر کھڑا ہوا اعدا نے نقابدار کے لشکر عبدالعزیز سے اجلال سبزپوش نکلا اور میدان
میں آکر پکارا کہ جسکو تمنا ہو مرگ ہو مجھسے مقابلہ کرے ابھی اجلال یہ کہ رہا تھا کہ نقابدار سبزپوش نے گھوڑا اپنا
بڑھایا اور سامنے اجلال کے آیا اجلال نے بعد لگاورزنی اور نیزہ بازی کے تیغ آبدار نقابدار کے سر پر لگائی
نقابدار نے تیغ کو سپر پر روک کے ایسی تلوار لگائی کہ اجلال مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اسوقت حکم عبدالعزیز
سے فوج نے نقابدار پر حملہ کیا فوج نقابدار بڑھی اور لشکر حمزہ صاحبقران بھی بڑھا اور ملک جبروتی کی سپاہ بھی بڑھی
چاروں لشکر باہم ملگئے اور تلوار چلنے لگی جوانان لشکر قتل ہونے لگے زخمی زمین پر گرکے تڑپنے لگے دیر تک تلوار
چلی آخر شاہ عبدالعزیز نے طبل بازگشت بجوا کر زودگاہ لشکر پر چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی لشکرگاہ کیطرف مع فوج کے چلے
اور داخل بارگاہ ہوئے نقابدار سبزپوش بھی مع اپنے لشکر کے ایک طرف چلا گیا امیر نے خواجہ سے پوچھا وہ نقابدار
سبزپوش کون تھا خواجہ نے عرض کیا مجھے نہیں معلوم امیر خواجہ کی تقریر سنکے فرمانے لگے کہ نقابدار جری نے
کیا خوب تلوار اسنے اجلال پر لگائی کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے کیے غرض جب شام ہوئی شاہ عبدالعزیز نے پھر
طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر جنگ کی تیاری ہوئی صبح کو صفوف آرائی ہر دو لشکر کی ہوئی فوج مع
عبدالعزیز سے الماس زنگی نکلا اور امیر کو برای مقابلہ طلب کیا امیر نے ہنگام جنگ الماس کو گرفتار کرکے خواجہ کے حوالہ کیا

بعد اسکے عمرو زنگی اور مغرور زنگی لشکر بادشاہ عبد العزیز سے یکے بعد دیگرے نکلے دونون زنگیونکو امیر نے قتل کیا
بعد قتل ہونے دونون زنگیون کے شاہ عبد العزیز طبل بازگشت بجوا کر میدان نبرد سے فرودگاہ لشکر چلا گیا امیر بھی لشکرگاہ مین
آئے الماس زنگی کو سلیمان کیا جب وہ دن گذرا اور شب بھی گذر گئی دوسرے دن نقابدار سبز پوش مع جمعیت سپاہ آیا اور
امیر کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا آج مین آپکے سردارونسے مقابلہ کرونگا کسی کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجیے امیر
نے فوج کی کمربندی کا حکم دیا مردان لشکر مسلح ہوئے بعد صف آرائی لشکر کے الماس زنگی نے امیر سے اجازت
لیکر نقابدار سے مقابلہ کیا بعد جنگ نیزہ باہم کشتی ہوئی نقابدار نے وقت شام الماس زنگی کو زیر کیا اور الماس سے
کہا جا امیر سے کہدینا کہ کل آپ سے بھی لڑونگا قسمت آزمائی کرونگا یہ کہکر الماس کو چھوڑ دیا اور اپنا لشکر لیکر
چلا گیا الماس خدمت امیر مین آیا اور جو کچھ نقابدار نے کہا تھا عرض کیا امیر نے فرمایا اچھا اب مین اس سے مقابلہ
کرونگا غرض صبح کو نقابدار تین ہزار سوار لیکر آیا بعد صفوف آرائی لشکر کے نقابدار اور امیر سے باہم نیزہ بازی
ہوئی چند حملون مین امیر نے نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے نکال لیا پھر گرز لیکر دونون باہم لڑنے لگے گھوڑا اتفاقاً ایسا
ضرب گرز سے ہلاک ہوا پھر نقابدار سے اور امیر سے کشتی ہوئی امیر نے وقت شام نقابدار کو سر سے بلند کرکے چاہا کہ
زمین پر پٹکین نقابدار نے عرض کیا مجھکو زمین پر نہ پٹکئے مین مسلمان ہون امیر نے یہ گفتگو سنکے نقابدار کو آہستہ
سے زمین پر بٹھا دیا جب امیر بارگاہ مین آئے نقابدار بھی بارگاہ مین گیا اور نقاب اپنے رخ سے اٹھائی عمرو نے پہچانا
کہ عرب حارث ہے بعد پوچھنے کے خواجہ عمرو نے تمام حال حارث کا روبرو امیر بیان کیا امیر حارث
سے خوش ہوئے جب خبر حارث کے مطیع ہونے کی بادشاہ عبد العزیز نے سنی کہنے لگا کوئی لشکر مین ایسا نہین
کہ امیر کو ہلاک کرے مہپال بدست سپہ سالار ملک جبروت نے عرض کیا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے
مین امیر کو قتل کرونگا عبد العزیز نے مہپال بدست کے نام پر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل رزمی بجوایا صبح کو
بعد صف آرائی لشکر کے مہپال میدان مین آیا عرب حارث نے مقابلہ کیا مہپال نے عرب حارث کو
ہرچند کہ تیغ سے زخمی کیا لیکن عرب حارث نے اسی عالم زخمداری مین مہپال کو قتل کیا عبد العزیز کو غصہ آیا
مردون فوج سے کہا کہ عرب حارث پر سب ملکے حملہ کرو اور اسکو قتل کرو فوج نے موجب حکم حملہ کیا لشکر امیر بھی بڑھا
دونون لشکرون مین تلوار چلنے لگی شام تک خوب لڑائی ہوئی ہزارہا جوان لشکر جانبین کے مارے گئے وقت شام
شاہ عبد العزیز طبل بازگشت بجوا کر میدان رزم سے چلا گیا امیر رزمگاہ سے بخوشی جاکر داخل بارگاہ ہوئے لیکن
بادشاہ عبد العزیز پریشان خاطر و غمگین ہو کر لشکرگاہ پر پہونچا اور بارگاہ مین داخل ہوا اور اراب شاہ اور ملک
جبروت اور شوواط سے مشورہ کرنے لگا کیا تدبیر کیجائے کہ امیر ہلاک ہون اور لشکر امیر تباہ ہو سب نے کہا آج نصف شب
لشکر لیکر چلیے اور امیر کو قتل کیجیے اور انکے لشکر کو تہ تیغ کیجیے عبد العزیز نے اس رائے کو پسند کیا اور اپنے لشکر کے
سردارون کو اس ارادے سے آگاہ کیا مہتر سعد جو لشکر عبد العزیز مین شکل تبدیل کرکے گیا تھا ارادہ عبد العزیز
سے واقف و آگاہ ہوکر خدمت امیر مین آیا اور امیر کو ارادہ عبد العزیز سے آگاہ کیا امیر لشکر لیکر ایک درہ کوہ مین
چلے گئے اور وہان چھپے رہے جب عبد العزیز اور اراب شاہ اور شوواط اور ملک جبروت لشکر کثیر لیکر بعد
نصف شب لشکرگاہ امیر کیطرف آئے امیر نے درہ کوہ سے نکلکے چار جانب سے سبکو گھیر لیا اسوقت دونون
لشکرون مین لڑائی ہونے لگی صبح تک خوب تلوار چلی ہزارہا جوان قتل ہوئے صدہا زخمی ہوئے بہرام گرد نے
شوواط کو اور عرب حارث نے اراب شاہ کو اور دیو عامل ملک جبروتی کو مقابلہ کرکے بہ شتابے ایسا

اٹھایا لشکر ہند شکست کھا کر بھاگ گیا امیر نے چار دن بادشاہون کو سلمان کیا اور سلطنت ہر باد ہند کی تجتیار شاہ
کو دی بعد چند روز کے امیر شاہان ہند کو ہمراہ لیکر مع لشکر سراندیپ مین آئے اور سیر عیاری قطب فلک
خنجر گذاری خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا بیان کیا

داستان مقابلہ کرنا لندھور کا حمزہ صاحبقران سے اور بعد جنگ لندھور کا مطیع ہونا

راویان شیرین زبان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب تیغ مہر کو ترک فلک نے غلاف مغرب مین رکھی اور
ماہ مع کواکب فلک پر ظاہر ہوا النظم نیا طاؤس کا پر پرنخ اخضر ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر۔ اسوقت امیر با توقیر
نے وضو کیا اور نماز پڑھی صحیفہ ابراہیم کی تلاوت کرنے لگے ادہر لندھور نے فرودگاہ لشکر پر پہونچکے طبل جنگ بجوایا عیاران
لشکر اسلام خدمت فیضدرجت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین آئے اور بعد ادب اسطرح عرض کرنے لگے ابیات

جبتک مہ و خورشید آہی رہین سیار
داغ دل پروانہ سوزان تھے برابر
دن بھر رہے پروانے کے مانند پریشان
بے نقش قدم عالم امکان کے برہین
حاسد کو دکھائے یہ فلک دشمن آرام
راتون کو جلے شمع شبستان کے برابر
جبتک جگر شمع فروزان ہے آہی
ہر صبح سیہ شام حسدیان کے برابر
اسوقت خسرو ہندوستان لندھور

بن سعدان نے طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین آکر حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت
ہے جب حمزہ صاحبقران نے ابو شہاب اور ابو سعید عیاران لشکر سے خبر طبل جنگ بجنے کی سنی امیر با توقیر
نماز تو پڑھ ہی چکے تھے فوراً خواجہ عمرو کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجواؤ خواجہ
عمرو فوراً گئے اور نقارۂ سکندری کے حاشیہ کو اٹھا کر دو چوب کہ جنمین اکبر بسم اللہ کہکے نقارۂ سکندری پر لگائی ابیات

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
بگفتہ کہ نا طبل اسکندریست
زنا ہید ہر چرخ کرد این سوال
را آواز و گوش گردون کراست
جہان را اگر شور تا فرسید
اسرافیل صور قیامت رسید

دلاوران لشکر طبل جنگ بجنے سے آگاہ ہوئے اور آلات
حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے کسی جری نے اپنی تلوار پر صیقل کی کسی تیر انداز نے اپنی کمان چرخ کو سنبھالا تیر درست
کر کے ترکش مین رکھے کسی بہادر نے اپنے نیزے کی سنان و تیز و آبدار کیا غرض بہادر شاری جنگ کرنے لگے ابیات

سو ہیرے سے ہوا برخاست دربار
جو تیغین تھین لگین وہ سنج پڑھنے
کمانین جو کہ منا کر لین تھین
قبضہ پر اپنے سب پکڑا تے سردار
لگے تیار ہونے صاف و صیقل
و دیکھنے سے درست ہونے لگین تھین
لگے تیاریان لڑنے کی کرنے
بڑی لشکر مین تھی ہر سمت ہلچل
جب دو پہر رات گئی نقیبون نے اٹھکے

یہ صدا دی بیت جوا نوجوان ہمت ہشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو نقیبون کی صدا سے جو سوار
سو رہے تھے بیدار ہو کے تیاری جنگ مین معروف ہوئے جب وہ نصف شب بھی گذری اور وہ وقت آیا کہ ستارہ
سحری آسمان پر چمکا اور سپیدۂ سحر جانب مشرق ہویدا ہوا حمزہ صاحبقران نے وضو کیا اور نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے
نماز اور تعقیبات سحر کے سر واسطے سجدے کے جھکایا اور سر کو سجدہ گاہ پر رکھکر اسطرح دعائے فتح و ظفر خالق جن و بشر سے
بعد آرزو مانگی بیت خدایا نصرت و فتح و ظفر دے۔ مجھے لندھور پر غالب تو کر دے جب حمزہ صاحبقران
یہ دعا خالق کون و مکان سے کر چکے سر سجدے سے اٹھایا صندوق اسلحہ طلب کیا جب صندوق اسلحہ حاضر کیا گیا
امیر با توقیر نے زرہ داودی زیب تن کی خود سر پر رکھا اور قنطورے اور آئینہ چار آئینہ وغیرہ سے اپنے تن بانور کو زین
کر کے بارگاہ سے باہر تشریف لائے سرداروں نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر با توقیر نے ملاحظہ کیا کہ تمام سواران
لشکر مسلح و مکمل ہین اور مرکب خنگ سیہ قیطاس زین و لجام سے آراستہ کھڑا ہے حمزہ صاحبقران قریب فرش آکر

پشت مرکب پر سوار ہوئے آواز بسم اللہ الرحمن الرحیم چہار جانب سے بلند ہوئی جلوہ دار نے دامن عبا و قبا کو درست کیا
امیر با توقیر نے مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا چلا **ابیات** مرکب تھا فلک سیر عجب غیرت خورشید
دانستن جو کبھی اسکو تو سُن ہان کے برابر ہو جاے کبھی شرق کبھی غرب دکھلا دے وہ بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر جب
امیر نے گھوڑا اپنا بڑھایا لشکر بھی خیل خیل دیل دیل فوج فوج بیرق بیرق جوق جوق چلا سب پلٹنون اور رسالون
مین مردان جنگ آزما کو دیکھتے بھالتے جملہ سرداران رسالون اور پلٹنون کو آراستہ کیے جانب میدان کارزار پس پشت
امیر ذوی الوقار روانہ ہوئے اُسوقت وہ نسیم سحر کا چلنا آفتاب کا طلوع ہونا گھوڑون کا الف ہونا اور گویا گرز کبوتر کا چلنا دیباچہ
شہ بہزاد و مردمان لشکر کی شان وہ ہر ایک دلاور کی آن بان وہ نقیبون کا خوش الحانی کے ساتھ صدا ہین بلند کرنا
وہ صحرائے سبزہ زار کی بہار وہ گلہائے خود رو کا کھلنا وہ ہوائے سرد کا چلنا مرغان خوش الحان کا بوستان
وہ گویا ون کے دوڑنے سے دمبدم زمین کا تھرانا غبار کا بلند ہونا وہ سنانہائے نیزہ کا مثل ستارون کے چمکتا وہ
مثل دریا لشکر کا روانہ ہو کر جانب میدان مصاف جانا لائق دید تھا غرضکہ بعد شان و شوکت **حمزہ صاحبقران** مع لشکر
فراوان میدان رزم مین پہونچے دیکھا کہ خسرو ہندوستان **لندھور بن سعدان** میدان مین صف آرا ہے لندھور آمد لشکر
امیر با توقیر مستانہ و دلیرانہ دیکھکر متحیر ہوا اور حمزہ صاحبقران کو سلام کر کے مزاج پوچھا امیر با توقیر نے بعد جواب سلام
فرمایا کہ الحمد للہ خدا سے مزاج میرا درست ہے حمزہ صاحبقران لندھور سے فرما رہے تھے کہ علمبردارون نے نکلکر پت دلبند
زمین کو ہموار کیا سقون نے ایسا چھڑکاو کیا کہ ابر دامن نوبہار کی بھی گرد و غبار دور ہوا میدان جنگ بخوبی آراستہ ہوا اب
صف آرائی ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول ساقہ و طلیعہ گاہ سے فرصت ہوئی اُسوقت دونون
لشکرون سے نقیب اور رکسیت نکلے کڑکا کہنے لگے مبلی زندی گر گرا اے نقیب پکارنے لگے یون نعرے مارنے لگے **بیت** نام رستم کا
سناو آج بزم معرکہ بھا دو پھل تلوار کا اور میدان سو گھمو ڈھال کا اے مردان عالم آج نام کرو ہمیشہ ان شجاعت مین قدم
بہادرانہ رکھو قدم نہ رکھے پیچھے نہ ہٹنے پاسے دیکھو امیر با توقیر میدان کا نظارہ کر رہے ہین تمہاری شجاعت و جوانمردی دیکھکر
تمہاری دلیری کی تعریف کرینگے اور خلعت و انعام دینگے تم سب شہنشاہ بہجرات ہو زندگی اس دنیاے فانی مین چار
روز کی سمجھو دیکھو کیسے کیسے شاہان گیتی ستان اس دنیا مین آئے اور تھوڑی ہی مدت مین سوے عدم سب چلے گئے اب
اب انکا نام و نشان قبر بھی باقی نہین ہے **ابیات** جو تھے مشہور دنیا مین مرد شجاعت مین کیا دلیری فرد نہ باقی ہین وہ
اور انکا نشان اگر نام انکا ہو ورد زبان وبس اے جوانمردو زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے یہ وقت مت غنیمت ہے میدان
حریف سے مقابلہ کرو اور جوہر تیغ دکھاؤ زخمی کرو زخم کھاؤ خون مین نہاؤ جوانون مین سرخرو ہو دلیرون کی زندگی کا یہی مزہ
ہے حسرت کارزار آج دل مین نہ رکھو اچھی طرح لڑو تاکہ پس مردن آرزوے جنگ دل مین باقی نہ رہجاے انسان کو
لازم ہے کہ آج کے کام کو کل کے اوپر موقوف نہ رکھے کیونکہ **بیت** اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے بہوش باش
کہ عالم رہ روی پر ہے گیت نشان اللہ صرہ رکے کہ جنگ کے پکارتے تھے ایک آگے پت رہے اور ایک ہاتھ پت جائے
کاگا ایسے پوت کپوت کا جو انسن کہاے **نظم**

اس چمن کی ہوا سے ہمن و دی
لالہ و دل پہ لگے جب داغ
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
دیت سے کسکو رستگاری ہے

استین زن چراغ عقل ہوئی
تب ہوا اندھیر محفل باغ
باغ مین آبشار روتے ہین
آج وہ کل ہماری باری ہے

عاقلان بات یہ نہین دلکش
خاک جب ہو گئے قد رعنا
نرگسی چشم ہین جو فن ہین
جب مٹے مہ جبان محفل درد
صبح کو طائران خوش الحان

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان و غش
تب ہوئے سرو خوشنما پیدا
چشم نرگس جھکی ہے سوتے ہین
جعفری نے دکھایا سبزہ زرد
پیر حسرت مین گل ہن علیہا فان

اگر دلاوران ہند تحقیق لازم ہے کہ نہ کے مر جاؤ نام رہنے مین کر جاؤ سانا بہادران عرب کا ہی دیکھو قدم آگے بڑھتے پیچھے
نہ ہٹتے ابرو پر بل ہی نہ گھمنے مر کر بھی قبضہ شمشیر ہاتھ سے نہ چھوٹے یہ کہکر نقیب اور گریت جب ہٹ گئے دلاوران دبنے پر
ٹوٹ پڑے دلیرون کی صفون پر سناٹا سا آگیا جو بڑے بڑے بہادر تھے خود شجاعت سے جھوٹ گئے قبضہ شمشیر و سپر ہونے
لگے نزع کثرت شجاعت و مردانگی سے سرخ ہو گئے یکایک طبل رزمی بجنے لگے نقارہ مانند رعد گرجنے لگے لشکر کے علمون کو
علمدارون نے جلوہ دیا ہر ایک علم کا پھریرا کھلا علم زرنگار آگے بڑھا لندھور فیل میمونہ سے اتر کے شبرنگ ہندی پر سوار اور
سب دلاوران ہند سے رخصت ہو کے اپنے لشکر سے یہ نعرہ کر کے نکلا ■ نظم

نہنگ بحر رزم آمد در صحرائے خون ریزان | چو بیند پیر یا نم فیل میمون مبارک را
شمر دم چون بمیدان صف شمع دہنان | شود چون ہندیان رزم یکے رستم دستان

جزیرہ ہائے ہندستان گرفتم از جوانمردی
ز تیغم چرخ گردد صورت کالا زمین لرزان
صدائے نعرہ لندھور سے جوانان پر لرزان

کے دل دہلنے لگے غرض جس دم میدان مصاف مین آیا مرکب کو کاوے پر لگایا سکھشوری اور نیزہ بازی کے ہنر دکھانے لگا
جب سراپا پسینے مین تر ہو گیا اور گویا مرکب کو ٹھہرا کر ہوائے سرد میدان مصاف کھانے لگا ستانے لگا پسینا خشک کرنے
لگا امیر با توقیر نے سکھشوری لندھور کی تعریف کر کے فرمایا کہ تم گھوڑے پر سوار ہو کے کیون میدان مین آئے فیل میمونہ
ہی پہ سوار رہتے اور مقابلہ کرتے لندھور نے کہا کہ آپ مرکب پر سوار ہیں مجکو فیل میمونہ پر سوار ہو کر مقابلہ کرنا مناسب نہین
یہ امر خلاف شجاعت و مردانگی ہے لندھور یہ کہکے خاموش ہوا ناگاہ لندھور نے دیکھا کہ اشارہ حمزہ صاحبقران سے
جملہ سواران لشکر روئی کو تھا ہے اسپان مین رکھنے لگے علمہائے لشکر جلوہ گری پر آئے لندھور نے متحیر ہو کر پوچھا کہ یہ کیا
معاملہ ہے کہ سواران فوج پنبہ گھوڑون کے کانون مین رکھتے ہین حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ ای لندھور گوش
مرکبان مین روئی رکھنے کا یہ سبب ہے کہ از افضال خداوند عالم سے میرے نعرے کی آواز جو سننا گوش سمک جاتی ہے زمین تھراتی
ہے شیرون کے دل دہل جاتے ہین گھوڑے بیچارے صدائے نعرہ سنکے ہلاک ہو جاتے ہین یہ کہکر امیر با توقیر نے نعرہ کیا
نعرہ امیر یکہ فرزند ہیرام کرد درمیدان مبارز منم جس وقت امیر با توقیر نے نعرہ کیا لندھور نعرہ امیر با توقیر سنکے متحیر
ہوا کیونکہ زمین تھرانے لگی گھوڑے سواران لشکر کے بھڑکنے لگے دلیران لشکر کے دل دہلنے لگے اکثر سواران لشکر ہندستان
گھوڑون سے گر پڑے اگر گھوڑے سے اپنے راکبون کو زمین پر پٹک کے لشکر سے گھبرا کے نکلنے لگے گھوڑا لندھور کا بھی صدائے
نعرہ امیر سے بدلگامی کرنے لگا لیکن لندھور نے مرکب کو سنبھالا الغرض جب امیر مرکب جولان کر کے لندھور کے مقابل
ہوئے لندھور مرکب کو بڑھا کر لگا وزن ہوا اسوقت جوانان ہر دو لشکر نے دیکھا کہ تین قدم مرکب لندھور کا اور ایک قدم
مرکب حمزہ صاحبقران پیچھے ہٹ گیا لندھور منفعل اور متحیر ہو کر کہنے لگا کہ میرے مرکب کا قصور ہے کہ ہٹ گیا حمزہ صاحبقران
نے مسکرا کے فرمایا اب قوت کی کمی و بیشی اچھی طرح معلوم ہو جاویگی لندھور نے کہا آپ وار کیجیے ہنر جنگ ظاہر و آشکار کیجیے
حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای لندھور یہ ہمارا قاعدہ اور دستور نہین ہے کہ پہلے ہم حریف پر وار کرین جب خداوند عالم ہو لو
تمھاری مرہبا سے نیزہ و گرز و شمشیر سے بچا لیگا اسوقت ہم بھی وار کرینگے لندھور یہ تقریر امیر با توقیر سنکے خیال کرنے لگا کہ حمزہ
صاحبقران نہایت شجاع و دلیر مین تحمل اپنا بہادری مین نہین رکھتے ہین یہ خیال کر کے لندھور نے نیزہ اٹھایا اور گھوڑے
کو بڑھا کر سینہ بے کینہ امیر پر لگایا حمزہ صاحبقران نے سنان نیزہ لندھور کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا
نیزہ بازی برابر سے ہونے لگی بیت دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر بعد دیرہ سو طعن نیزہ کے
ایک بند تا دامیر با توقیر نے بلند کہکے فرمایا کہ ای لندھور ہوشیار ہو کر اب تمھارے ہاتھ سے نیزہ نکل جائیگا لندھور نے
ہنسکر کہا کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکلنا اب مشکل ہے آجتک تو میرے ہاتھ سے کسی نے نیزہ نہین نکالا ہے ابھی لندھور یہ کہتا تھا

اور حمزہ صاحبقران تند باد وہ چگے سے گھوڑا چڑا اٹھا یا دست و باز و سے لندھور کو صدمہ پہونچایا مرچند لندھور نے چاہا
کہ نیزہ ہاتھ سے نہ نکلے لیکن نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکل گیا یا لانے ۔ داستان نیزہ مثل تیر شہاب کے پہنچی لندھور
کی نیزہ آب خجالت مین غرق ہوا اور غضبناک ہو کے گرز گران سر کو اٹھایا حمزہ صاحبقران نے واسطے گرز رو کنے کے سپر اٹھائی
خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران ہرگز گرز کو سپر پر نہ روکیے کہ گرز نہایت ہی گران ہے امیر باتو قیر نے بموجب کہنے
خواجہ عمرو کے وہی گرز اٹھایا لندھور نے گرز گران کو جو گھمایا گردش سے آواز افسوس افسوس کی پیدا ہوئی چرخ گردش
اس گرز گرانباری کی دیکھکر ڈر گیا گاؤ زمین گرانباری گرز سے بخوف کر کے تھرانے لگی سرداران لشکر حمزہ صاحبقران دیکھ
متر دد ہوئے کہ دیکھیے یہ ضرب گرز گران سر کو نیکر رکتی ہے خواجہ عمرو بھی متفکر ہوئے اکثر اہل لشکر واسطے سلامتی امیر
باتوقیر کے خداوند قدیر سے برجوع قلب دعا کرنے لگے جب لندھور نے بقوت تمام تر وہ گرز گران سر حمزہ صاحبقران
کے سر پر مارا جبتک گرز دور تھا دو تھا جب گرز قریب سر آیا حمزہ صاحبقران نے رکابون مین قدم جما کر اور پشت
مرکب سے کسی قدر بلند ہو کے اپنے گرز پر گرز لندھور کا روکا اسوقت ایک ایسی صدا بلند ہوئی کہ جوانان بہادر
دل دہل گئے کلیجے کانپنے لگے اکثر آدمیون کے پردے کانون کے شق ہو گئے ثابت ہوا کہ دو فیل مست مین باہم ٹکر
یاد و پہاڑ ٹکرائے ہیں غبار زمین سے بلند ہوا حمزہ صاحبقران غبار مین پنہان ہو گئے لندھور نے گرز گران
مار کے بے اختیار کہا کہ وہ وار امیر باتو قیر کا کام تمام کیا یہ کہا لندھور نے افسوس بھی کیا کہ ناحق مین نے گرز گران
کا وار کیا حمزہ صاحبقران کو بیکار ہلاک کیا ایسا شجاع و بہادر اب روے زمین پر پیدا نہو گا یہ خیال کر کے لندھور
نے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران اور خواجہ سے کہا کہ ذرا حمزہ صاحبقران کو دیکھو یا زندہ ہین کہ ہلاک ہو گئے
افسوس مجھے بڑی نادانی ہوئی کہ مین نے حمزہ صاحبقران کے سر پر گرز لگایا سرداران امیر باتو قیر اور خواجہ
عمرو متفکر اور متر دد ہوئے جلد تر خواجہ نے اس غبار مین جا کر پانی سے غبار کو دفع کیا دیکھا کہ گھوڑا حمزہ صاحبقران کا
گھٹنون تک زمین مین غرق ہو گیا ہے امیر باتو قیر کی نیمچی گرز دونون ہاتھون مین ہے دونون ہاتھ مانند ستون بنا ہے
فولادی کے بلند ہین پیشانی پر عرق ہے ایک تسمہ رکاب کا ٹوٹ گیا ہے مرکب بھی بہت عرق مین تر ہے خواجہ عمرو نے یہ
حال حمزہ صاحبقران کا دیکھکر نہایت بیتاب و بیقرار ہو کے اسطرح پوچھا کہ اے حمزہ صاحبقران اسوقت مزاج آپ کا
کیسا ہے آنکھین کھولیے حال مزاج بیان کیجیے دل مضطر کو میرے کچھ گفتگو سے تسکین دیجیے ہرچند خواجہ عمرو نے حمزہ
صاحبقران سے عرض کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے اس عالم کو جین کچھ جواب نہ دیا اور آنکھین نہ کھولین خواجہ عمرو یہ
حال دیکھکر اور زیادہ بیقرار اور بیتاب ہوئے اور جلد تر تمہرے سے پانی سے چہرہ امیر پر چھینٹا دیا حمزہ صاحبقران
نے فی الفور آنکھین کھولین اسوقت خواجہ عمرو کے حواس درست ہوئے دل کو قرار حاصل ہوا صدمہ غم دل سے
دور ہوا آہستہ امیر باتو قیر سے پوچھا ارے علی کیسا ہے حمزہ صاحبقران نے آہستہ فرمایا اے خواجہ عمرو اسوقت اپنے مزاج کی کیفیت
مفصل بیان کرون لائق بیان نہین لیکن مختصر یہ کہ گرز اس زور سے لندھور نے لگایا ہے کہ میرا دم نکلتے ہی گرز لندھور نے کیا لگایا گویا پہاڑ
مجھپر سیب پڑا اگر خداوند عالم مجکو نہ بچاتا اور بلند و نہ عنایت کیا ہوا حضرت آدم علیہ السلام کا میرے بازو پر بندھا نہو تا تو اے خواجہ عمرو مین فرو ز
ہلاک ہو جاتا کبھی گرز لندھور کا روک نہ سکتا ہے اکثر پہلوانون سے مقابلہ کیا لیکن جیسا کہ قوت لندھور کو پایا کسی پہلوان کو ایسا کوئی نہین
دیکھا اے خواجہ اگر خدا اپنا فضل کرے اور لندھور مطیع ہو تو میں اسکو فرزند اپنا جانشین کرون خواجہ عمرو نے عرض کیا اے امیر باتو قیر
فی الحقیقت آپ سچ اور درست فرماتے ہین لندھور نہایت ہی بہادر اور صاحب قوت مروت ہے آپ پر گرز لگاکے

افسوس کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے نہایت نادانی کی کہ سر حمزہ صاحبقران پر گرز لگایا اب آپ کو مناسب ہے کہ اس گھوڑے کو جو گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا ہے جلد نکالیے اور سد دیر و لندھور نے چاہتا کہ وہ آپکو دیکھکر خوش ہو اسکو یقین ہے کہ دشمنان امیر ہلاک ہوگئے اسوجہ سے وہ غمگین ہے اور افسوس بار بار کرتا ہے اور اپنی خطا پر یعنی گرز لگانے پر نادم اور منفعل ہے اور جملہ سرداران لشکر اسلام بھی بیتاب و بیقرار ہیں ہر چند کہ میں نے پانی بہت چھڑکا ہے اور غبار کو دفع کیا ہے لیکن اب بھی آپ غبار میں پوشیدہ ہیں امیر یا توقیر نے خواجہ عمرو کی تقریر سنکے اس غبار سے اپنے مرکب کو تازیانہ لگا کر نکالا مرکب خنگ سیہ قیطاس گویا ایک طبقہ زمین لیکر اس مقام سے نکلا اسوقت غبار عظیم بلند ہوا العبد دفع ہونے غبار کے جب لندھور نے حمزہ صاحبقران کو صحیح و سالم دیکھا خوش ہوا کیونکہ لندھور دلاور ہے اور دلاور کی دلاور کو قدر ہوتی ہے اور بہادر کو بہادر سے الفت اور محبت ہوتی ہے جب حمزہ صاحبقران اس غبار سے نکلے اسوقت امیر با توقیر نے قوت و بہادری لندھور کی تعریف کی لندھور نے کہا اب میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی گرز لگائے قوت طاقت اپنی مجکو دکھائے حمزہ صاحبقران نے رکاب شکستہ کو درست کر کے اور گرز گران سر اٹھا کے اور گھما کے دو دستی بقوت و طاقت سر لندھور پر مارا لندھور نے بھی گرز امیر کا نیچے گرز پر روکا تڑاقا ایسا ہوا کہ برق بھی گھی اس زور و شور سے نہ گری ہوگی اور کبھی رعد نے بھی اسطرح صدا بلند نہ کی ہوگی اور کبھی دو پہاڑ بھی اسطرح نہ ٹکرائے ہونگے اسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ لندھور گرد و غبار میں پوشیدہ ہوگیا بہت سے سوار لشکر لندھور کے گرز پڑنے کی صدا سے اسطرح ڈرے اور گھبرائے کہ گھوڑوں سے زمین پر گر پڑے اکثر سواروں کے کان کے پردے پھٹ گئے بہت سے گھوڑے سواروں کے رانوں سے اس صدا کو سنکے نکل گئے لشکر میں ایک بھلچل پڑ گئی زمین میدان رزم کو جنبش ہوئی قیامت آگئی رستم کا جگر لوہو ہو گیا تھا جنے لگا پرند و چرند ہوائی میدان رزم سے بسبب خوف کے نہایت بدحواس ہوکے اڑے اور بھاگے پیر فلک شتہ خائف ہوا کہ سپر آفتاب اپنے چہرے کی پناہ کے واسطے بلند کی جب یہ حال شہپال ہندی نے دیکھا تو لندھور نے دیکھا بیتاب ہوکے تخت سے اٹھا اور خود بیتابانہ اس غبار میں گیا اور وہاں لشکر نے اس غبار کو پانی چھڑک کر کچھ دفع کیا کچھ ہوا نے اس غبار کو دور کیا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا اے خواجہ تم بھی جاؤ دیکھو لندھور کا کیا حال ہے خواجہ عمرو فوراً روانہ ہوئے اور لندھور کے پاس پہونچے دیکھا کہ لندھور کی آنکھیں بند ہیں رخ و سر پر غبار ہے چہرہ متغیر سراپا عرق میں تر ہے گرز گران دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے ہے ہر ایک ہاتھ مانند ستون آہنی کے بلند ہے ابر دن پر شکن پڑی ہوئی ہے گھوڑا تا سینہ زمین میں دھنس گیا ہے دونوں رکابیں ٹوٹ گئی ہیں تسمے رکابوں کے مثل تار عنکبوت ٹوٹ گئے ہیں شبرنگ ہندی کی عجیب کیفیت ہے سراپا عرق میں تر ہے بند بند اس مرکب کا کانپ رہا ہے زبان منہ سے باہر نکلی جاتی ہے رگ پھینے سے انپ رہا ہے آنکھیں دونوں رخ اسکی ہیں وہیں میں کیف ہے جب خواجہ عمرو حال لندھور اور مرکب کی کیفیت دیکھ چکے شہپال ہندی سے کہنے لگے لندھور کو دیکھو شہپال ہندی نے لندھور کو اسطرح پکارنے لگا کہ اے فرزند جلد آنکھیں کھولو منہ سے بولو میرا دل بیقرار ہے کہ ضرب گرز حمزہ صاحبقران سے کہاں کہاں صدمہ پہونچا ہے صدور و ساعد پر تو ضرب گرز سے محفوظ ہیں شہپال نے ہر چند لندھور کو پکارا اور پوچھا لیکن لندھور نے آنکھیں نہ کھولیں اور کچھ بات نہ کی دوبارہ شہپال ہندی نے اشکبار ہوکے پوچھا اے فرزند ارجمند اسوقت تمھارے مزاج کی کیا کیفیت ہے آنکھیں نہیں کھولتے اور منہ سے کیوں نہیں کچھ بولتے ہو اے کیا بولا نہیں جاتا دل و جگر کو کیا کچھ صدمہ پہونچا ہے اب بھی لندھور نے آنکھیں نہ کھولیں اور اسنے جواب سے کلام نہ کیا تیسری مرتبہ شہپال ہندی گریہ و زاری بحالہ و بیقراری لندھور سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ اے نور نظر

واے پارۂ جگر اگر زندہ ہو تو جلد ہوش میں آؤ آنکھیں کھولو دیکھو تمہارے جملہ سرداران لشکر باہم سب لشکری رو رہے ہیں اشک خونین
منہ دھو رہے ہیں لشکر میں تلاطم ہے میرا دل بیتاب و بیقرار ہے شہپال ہندی تو ادھر لندھور کو پکار رہا تھا اور رو رہا تھا
اس طرف حمزہ صاحبقران خالق انس و جان سے واسطے سلامتی لندھور کے دعا کر رہے تھے اور یہ خیال کر رہے تھے کہ
ابتک لندھور ہوشیار نہیں ہوا نہیں معلوم کیسا ہے حمزہ صاحبقران تو ادھر دعا کر رہے ہیں اور خیالات انواع و
اقسام کے کر رہے ہیں لیکن اب حال لندھور کا سنیے کہ جب شہپال ہندی کے کئی بار پکارنے سے لندھور نے
آواز نہ دی اسوقت خواجہ عمرو نے شہپال ہندی سے کہا کہ لندھور کے منہ پر پانی کا چھینٹا دو تاکہ جلد لندھور کو
ہوش آجاوے اور آنکھیں کھولدے شہپال ہندی نے بموجب کہنے خواجہ کے لندھور کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا لندھور
نے گھبرا کر آنکھیں کھولدیں دیکھا کہ شہپال ہندی چچا میرے اشکبار ہیں خواجہ عمرو پاس میرے کھڑے ہوئے ہیں جملہ
سرداران فوج بھی گرد میرے جمع ہیں لشکر میں ہر ایک سوار و پیادہ بیقرار و اشکبار ہے سپاہ میں تلاطم عظیم ہے گھوڑا تا سینہ
زمین میں دھنس گیا ہے حال گھوڑے کا اچھا نہیں ہے لندھور تو اپنے چچا اور جملہ اہل لشکر پر نظر کر رہا تھا اور اپنے
گھوڑے کو دیکھ رہا تھا کہ شہپال ہندی نے لندھور سے پوچھا کہ اے فرزند کہو تمہارا مزاج کیسا ہے میں نے تمکو کئی مرتبہ
پکارا لیکن تمنے آواز نہ دی میں بہت بیتاب و بیقرار تھا اب تمہارے ہوشیار ہونے سے مجکو خوشی حاصل ہوئی دل
بیتاب کو قرار آیا لندھور نے باواز ضعیف اپنے چچا سے کہا کہ میں کیفیت اپنے دل کی کیا کہوں اور حال ضرب گرز امیر
باتوقیر کیا بیان کروں سچ تو یہ ہے کہ دنیا میں مثل و نظیر حمزہ صاحبقران کا نہیں ہے قوت و شجاعت میں وہ یکتاے عصر و حید
زمانہ ہیں ہر چند میں نے انکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اور ہلاک نہیں ہوا لیکن دست و بازو میں درد ہونے لگا اگر ہمالہ بھی
میرے گرز پر گرتا تو ایسا صدمہ میرے دست و بازو کو نہ پہونچتا جیسا کہ گرز گران حمزہ صاحبقران سے میرے دست و
بازو کو صدمہ پہونچا میں حمزہ صاحبقران کو ایسا شجاع و قوی نہ جانتا تھا حقیقت میں وہ شجاعان جہان سے بہتر ہیں
لندھور نے یہ کہکر اپنے مرکب کو تازیانہ مار کر زمین سے نکالا اکثر راوی تو کہتے ہیں کہ مرکب لندھور کا مر گیا اور بعضے
راوی کہتے ہیں کہ زندہ رہا غرض جب لندھور نے اپنے اسپ خوش رفتار کو زمین سے نکالا حمزہ صاحبقران
کے زور و قوت کی باواز بلند تعریف کی اور حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آپ کا شجاعت و جوانمردی میں کوئی ہمسر
روے زمین پر نہیں ہے جسطرح کہ حمزہ صاحبقران نے لندھور کی قوت و شجاعت کی تعریف کی تھی اسیطرح سے لندھور
نے بھی حمزہ صاحبقران کے زور و بہادری کی ثنا کی پھر لندھور نے اسی مرکب پر یا اور اسپ تیز رفتار پر سوار ہو کے
گرز گران سر حمزہ صاحبقران کے سر پر مارا حمزہ صاحبقران نے اسی طرح اپنے گرز پر روکا پھر حمزہ صاحبقران نے
گرز مارا اور لندھور نے اپنے گرز پر گرز امیر کا روکا اسی طرح کئی مرتبہ لندھور نے گرز مارا اور حمزہ صاحبقران نے
روکا اور امیر باتوقیر نے گرز مارا لندھور نے اپنے گرز پر روکا آخر لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اب گرز سے
باہم لڑنا بیفائدہ ہے اور تلوار سے لڑنا بھی اچھا نہیں ہے کیونکہ تلوار کا کام کاٹنا ہے نہیں معلوم تلوار کی لڑائی کا انجام
کیا ہو میرے نزدیک مناسب ہے کہ اب ہم اور آپ کشتی لڑیں اور باہم زور آزمائی کریں حمزہ صاحبقران نے فرمایا میں
ہر طرح موجود ہوں اگر تمہارا دل چاہتا ہے تو کشتی لڑو میں کشتی لڑنے میں مستعد نہیں ہوں لندھور نے یہ سنکر اپنے گرز کو
اپنے ہتھیار کے خانے پر رکھا حمزہ صاحبقران کے ہاتھ رکھا حمزہ صاحبقران نے بھی بالغرض گریبان لندھور میں
ہاتھ ڈالا اور زور آزمائی کرنے لگے جب دونوں مرکب ہانپنے لگے گھوڑا لندھور کا زمین پر بیٹھنے لگا اسوقت توخدام
چلائے کہ اے بہادرو اگر کشتی لڑنا ہے تو گھوڑوں سے اتر کر زور آزمائی کرو گھوڑے بیچارے بیزبان ہلاک ہوئے جا

جاتے ہیں لندھور اور حمزہ صاحبقران گفتگو سے شاطران تنگ ہو کر گھوڑوں سے اترے اور سلاح تن سے اتار کے آمادہ کشتی
لڑنے پر ہوئے اُسوقت بحکم صاحبقران زمن اور لندھور بن سعدان جلد جلد اکھاڑے کی درستی کرنے لگے زمین
گھٹنوں تک نرم اور ملائم ہوگئی تمام اکھاڑا کنکر پتھر سے صاف اور درست ہوگیا اکھاڑے پر خیمہ نفیس برائے دفع تمازت
آفتاب استادہ کیا گیا اور برابر اکھاڑے کے بہت سے خیمے استادہ ہوئے فرش میں تخت بچھایا گیا کرسیاں رنگین رنگین
دنگل واسطے سرداروں کے بچھائے گئے لشکری کرپن کمل کے اور زمین پوش گرد اکھاڑے کے بچھا بچھا کے بیٹھے سرداران
نامی دنگلوں اور کرسیوں پر بحکم لندھور اور حمزہ صاحبقران بیٹھے ادھر شہر کو جو خبر ہوئی کہ حمزہ صاحبقران اور لندھور
بن سعدان سے میدان صاف میں کشتی ہوگی شرفائے شہر اور اہل حرفہ باشندگان تمام شہر سے گروہ گروہ جوق جوق
چلے پہلوانان ہند بھی مع اپنے شاگردوں کے اپنے اپنے مکانوں سے چلے اور بعجلت تمام راہ طے کر کے میدان رزم میں
پہونچے چلے میدان رزم میں کثرت مردمان ہر دو لشکر سے جگہ نہ تھی اب ہزاروں تماشائیوں اور اہل حرفہ سے اور
زیادہ کشمکش ہوئی کوسوں تک آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے سیکڑوں آدمی بڑے بڑے درختوں پر چڑھ گئے تھے کہ
درختوں پر سے خوب کشتی نظر آئیگی جو لوگ زمین پر بیٹھے تھے درختوں میں آدمیوں کے چہروں اور سروں کو دیکھکر کہتے تھے
کہ دیکھیے طرفہ بہار ہے قدرت باغبان گلشن جہان ظاہر و آشکارا ہے ان درختوں میں پھل بصورت انسان نظر آتے
ہیں اکثر دم ان اشخاص کو درختوں پر دیکھ مسکراتے بعضے بے اختیار قہقہے مار ہنستے تھے بہتیاں اتر گئے تھے قریب
اکھاڑے کے بازار بھی آراستہ تھیں دکاندار ہر قسم کی اشیا لیے ہوئے بیٹھے تھے کسی جگہ بزاز تھان گلبدن اور اطلس
وغیرہ کے ہوئے دکان لگائے ہوئے بیٹھے تھے انکے پاس وہ وہ تھان عمدہ اور نفیس کپڑوں کے تھے کہ جو گلبدنوں کے
تن نازک و نرم سے بھی ملائم اور بیش بہا زیادہ تھے معشوقان بیداد اول آن بزازوں سے پارچہ کمخواب کو دیکھ کف
افسوس تہیدستی سے ملکے اکثر کہتے تھے کہ بغیر اس کپڑے کے لیے ہوئے ہماری آنکھوں کو ہرگز تسکین نہیں کو سکھ ہو کر
کسی طرف حلوائی عمدہ اور لذیذ مٹھائی پیتل کے تھالوں میں رکھے ہوئے بیٹھے تھے کوئی حلوائی پکارتا تھا مزہ قند کی
امرتیوں میں کوئی خوانچہ سر پر رکھے ہوئے کہتا تھا کیا عمدہ قند کی برفی ہے کسی کے پاس امرتیاں گرم گرم تازی ایسی پیچدار
تھیں کہ دل خریدار کو اپنے حلاوت و ذائقہ سے پیچ میں لاتی تھیں اور شیرین اسدرجہ تھیں کہ شیرین لب جنکی شیرینی
کے سامنے لب بند ہوئے جاتے تھے ایک طرف کنجڑین جوان جوان خوبصورت خوبصورت رنگین دوپٹے اوڑھے
ہوئے لہنگے قیمتی مینگے نئے نئے پہنے ہوئے ٹوکریوں میں کوئے نارنگیاں سیب و ناشپاتیاں امرود وغیرہ لیے
ہوئے ناز و ادا و انداز و سنگار کیے ہوئے بیٹھی تھیں کوئی انمیں پکارتی تھی مزہ انگور کا ہے سنگتروں میں کوئی کنجڑن
سنگترے لیے بیٹھی تھی اور پکار کے کہتی تھی یہ سنگترے گالے ڈبل پیسے پیسے کنجڑین مہ پارہ بیٹھی تھیں اور ناز و ادا دکھاتی
تھیں **بیت** سدا اپنے عاشق سے یوں فرو رن دکہ سے نارپستان و سیب ذقن کسی طرف ساقنوں کی
دکانیں تھیں جو مس پر نشہ بار دم بدم لگاتے تھے کسی جانب حکاک نگینہ ساز بعد انداز بیٹھے تھے غرض میلے کے
مانند ہر شخص دکان کہیں کہیں خریداروں کا ہجوم تھا کثرت مردمان از حد تھی گرم بازاری ہو رہی تھی سقے مشکیں پانی سے
بھرے کٹوروں سے بجاتے ہوئے پھرتے تھے الغرض جب تجمل اکھاڑہ تیار اور درست ہوچکا لندھور اور حمزہ صاحبقران
دونوں دامن گردان کر اکھاڑے میں اترے اور کشتی لڑنے لگے قیامت کے شور ہونے لگے دھن مسموئی اور
مشت بمشت کشتی ہونے لگی کبھی لندھور کو حمزہ صاحبقران ریل کے تھوڑی دور تک اکھاڑے میں لیگئے کبھی
لندھور نے سنبھل کر حمزہ صاحبقران کو ریلا کبھی حمزہ صاحبقران تنگی دوب کبھی لندھور نے توڑ بند باندھا

کبھی حمزۂ صاحبقران نے دکھنی گرہ لگائی کبھی لندھور نے کیلی کی جب شام ہوئی لندھور نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب شام ہو گئی صبح کو پھر کشتی لڑینگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر شام ہو گئی پھر تو کیا ہرج ہے روشنی اسقدر ہو جائیگی کہ شب بھر روز روشن سے ہو جائیگی علاوہ اسکے میرا یہ قاعدہ نہیں ہے کہ شکو حریف سے دلتروں لندھور نے یہ تقریر حمزۂ صاحبقران سنکے اپنا چچا شہپال ہندی سے کہا کہ سامان روشنی کا کیجئے شہپال ہندی نے بقدر سامان روشنی کا کیا اُدھر حمزۂ صاحبقران کے حکم سے سرداروں نے سامان روشنی کیا جب بخوبی روشنی ہو چکی اور حمزۂ صاحبقران اور لندھور بن سعدان شیر کاسوں بن گئی بجے پھر کشتی ہونے لگی اور پیچ اور توڑ بے دھڑک ہونے لگے یہانتک کہ وہ شب بھی گذری اور صبح ہوئی دن بھر کشتی باہم ہوئی آخر شام ہوئی پھر روشنی کا اہتمام ہوا اور شیر کا سو نہیں دو دن بہادر دن کے بیچارہ اور پھر باہم کشتی لڑنے لگے یہانتک کہ پانچ شب روز برابر کشتی ہوئی پانچویں روز قریب شام لندھور نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب میں آخری زور کرتا ہوں ہوشیار ہو جائے امیر باتوقیر نے فرمایا میں خبردار اور ہوشیار ہوں لندھور نے سر اپنا سینۂ امیر میں اڑا کر اور دونوں ہاتھ اپنے امیر باتوقیر کے دونوں شانوں پر رکھکے انعد زور کیا اور امیر باتوقیر کو ریل کر اکھاڑے میں لیچلا تین قدم تک امیر کو ریل کے لیگیا پھر امیر باتوقیر نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا اسوقت ہر چند لندھور نے زور کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی لندھور نے اپنے ہاتھ امیر کے شانوں سے اٹھا کر کہا کہ میں زور کر چکا اب آپ زور کیجئے حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر لندھور کی سنکے اپنا سر سینۂ لندھور سے ملایا اور دونوں شانوں پر لندھور کے ہاتھ رکھکر لندھور کو ریلا ہر چند لندھور نے چاہا کہ میرا لنگر زمین سے نہ اکھڑے لیکن حمزۂ صاحبقران قریب پانچ قدم کے لندھور کو لیگئے لندھور نے پانچ قدم پیچھے ہٹکے اپنا لنگر زمین پر قائم کیا امیر باتوقیر نے تورۂ کمربند فولادی لندھور کا پکڑ کے روز اول زمین سے کسی قدر اٹھایا اور روز دوم زمین سے گھٹنوں تک اور روز سوم کمر تک لندھور کو اٹھایا تھا اور قصد کیا تھا کہ سر سے بلند کرکے زمین پر پٹکیں ناگاہ تورۂ کمربند لندھور دست امیر باتوقیر سے چھوٹ گیا تب لندھور دست امیر باتوقیر سے چھوٹ کے زمین پر آیا فوراً کھڑا ہو گیا چت نہیں ہوا حمزۂ صاحبقران کو نہایت صدمہ ہوا اور خیال کیا کہ لندھور کو میں سر سے بلند نہ کر سکا اور زیر نہ کر سکا تورۂ کمربند فولادی ٹوٹ گیا لندھور افسوس ہاتھ سے چھوٹ گیا اور میں اسوجہ سے تمکو تا بسر بلند نہ کر سکا اور زیر بھی نہ کر سکا اس سبب سے میں اپنے تئیں ہلاک کرتا ہوں لندھور نے عرض کیا اگر تورۂ کمربند فولادی نہ ٹوٹ جاتا تو آپ ضرور مجکو سر تک بلند کرکے زمین پر پٹکتے اور مجکو زیر کر لیتے یہ کہکر لندھور نے خنجر امیر باتوقیر کے ہاتھ سے بمنت لیلیا اور کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ اب میں قلعہ میں جا کر اپنے ہمراہیوں کو مسلمان کرتا ہوں امیر نے لندھور کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا اے لندھور میں اب تمکو اپنا قوت بازو سمجھتا ہوں یہ فرما کر لندھور کو بخوشی رخصت کیا لندھور اپنے قلعہ میں گیا۔ ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعض راویوں کا تو یہ قول ہے کہ لندھور اور حمزۂ صاحبقران سے سات روز تک برابر کشتی رہی اور ساتویں روز مسلمان ہوا لیکن اس حقیر سراپا تقصیر شیخ تصدق حسین نے اساتذۂ باکمال کی زبانی اسطرح سنا ہے کہ پانچ شب و روز لندھور اور حمزۂ صاحبقران میں کشتی ہوئی اور پانچویں روز لندھور مسلمان ہوا لندھور تو اپنے قلعہ کی جانب روانہ ہوا اور امیر باتوقیر نے چاہا کہ بارگاہ شاہی کو وہاں سے پھیریں کہ ناگاہ جانب صحرا سے ایک گرد نمودار ہوئی امیر باتوقیر متحیر ہو کے دیکھنے لگے کہ یہ گرد کیسی نمودار ہوئی کہ دفعتہً دامن گرد چاک ہوا اور ایک نقابدار اسمیں سے پیدا

ہوا اور امیر بانوقیر کو آکر بصد ادب مجرا کیا امیر کشور گیر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ ای شخص تو کون ہے اور کہانسے آیا ہے اور
یہان آنے کی کیا وجہ ہوئی یہ سنکر اُس نامہ بر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ غلام ملکہ مہرنگار کا خدمتگار ہے اور ایک نامہ
اور یہ شیشہ شراب کا ملکہ نے خدمت حضور مین بھیجا ہے وہ لیکر آیا ہون امیر نے کہا اچھا لاؤ یہ سنکر اُس نامہ بر نے وہ نامہ اور
شیشہ شراب کا امیر بانوقیر کے حوالے کیا اور آپ جسطرف سے آیا تھا اودھر ہی کو روانہ ہو گیا امیر نے لفافہ اُس نامہ کا چاک
کرکے جو پڑھا تو لکھا تھا کہ ای امیر بانوقیر اللہ اللہ آپ بہی بے مروتی اور بیوفائی کرین سخت تعجب ہے اللہ اللہ آپ اس
زخم خوردہ شمشیر فراق کو اسقدر جلد فراموش کر گئے کہ پلٹ کر کروٹ دل بھی نہ لی ہم دن آپ کے فراق مین بیقرار ہون اور
آپ ہماری جانب سے اسطرح غافل ہو کر اپنے امور مین سرشار ہون مگر خیر یہ بھی ایک گردش فلک ہے کہ آپنے
ہماری یاد اپنے دل محبت منزل سے یون محو کر دی لیکن آپ کی یاد ہمارے دل مین اسی طرح ہے چاہیے آپ
ہمین بھلا بیٹھین اور چاہیے نہ پوچھین ای محبوب جانی اور ای یار جاودانی اب تو آنکھین میری انتظار کرتے کرتے سفید
ہو گئین اب میری یہ حالت ہے کہ مصرع جب کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپ کی ٭ اپنے فراق مین اب [illegible]
اور برائے خدا و رسول ایک نظر صورت اپنی دکھا جائیے ورنہ ایک نہ ایک دن ہم تو یونہین تڑپ تڑپ کے ہلاک
ہو جائینگے اور آپ کے دیکھنے کی آرزو اور حسرت دل ہی مین لیجائینگے شعر آنا ہو تو جلد آؤ بس اب کیون دیر
کرتے ہو ٭ عدم کو کوچ ہے اپنا اجل لینے کو آئی ہے — ای امیر کشور گیر اب ہر دم دل مین یہ خیال آتا ہے مخمس

فریاد سے کہ زلزلہ عالم مین وہ برپا | جا اہل زمین اہل فلک ہون تہ و بالا | کیا فائدہ اب ضبط سے دم لب پہ ہے آیا
اُس بت کو خبر ہو کہ نہو اس ہی غرض سے | ای نالۂ دل عرش معلی کو ہلا دے

اور حقیقت حال تو یہ ہی کہ مخمس

ہین ابر بہاری سے سوا دیدۂ خونبار | گل گل تر سبزہ ہوئے سنگ تو خو خار | شبنم کیطرح اشک کی ریزش نہین بیکار
جب یاد کیا ہے تجھے ای غیرت گلزار | بھر بھر دیے ہین انسو ہی باغ مین تھالے
پھنکتا ہے مرا داغ جنون سے بدن ایسا | جل جائے اگر تن سے لگے دامن صحرا | ہر گام پہ اب گرم روی کا ہے تماشا
ہر آب کا تشنہ ہے ہر اک آبلہ پا | جنگل مین لگے آگ جو پھوٹین یہ پھپھولے
دوری نے تری شعلہ رخ کی ستم آرا | جو حال کیا ہے وہ بیان ہو نہین سکتا | یہ ظاہر و باطن کا بنایا مرا نقشا
ہر آبلہ ہے سوز محبت سے سراپا | دیکھے تو کلیجے کے دکھاؤن تجھے چھالے

ای امیر بانوقیر یہ شیشہ شراب جو تھا کہ بڑی تلاش سے میرے ہاتھ لگا تھا سو خدمت عالی مین خدمتگار با اعتبار کے ہاتھ
ارسال خدمت کرتی ہون مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف — یہ نامہ پڑھکر امیر بانوقیر بہت مسرور ہوئے اور اپنے
یاد محبوب مین بیتاب ہو کر وہ شیشہ منہ سے لگا لیا کوئی دو ہی گھونٹ حلق کے نیچے اُترنے پائے تھے کہ امیر بانوقیر کو اچھو
ہو گیا اور نہایت بیتاب ہوئے ٹکڑے ٹکڑے خون کے منہ سے گرنے لگے سرداران لشکر
جو وہان موجود تھے امیر کو بارگاہ مین اٹھا لائے پلنگ پر لٹایا کہ اتنے مین خواجہ عمرو عیار لندھور کی لشکر
سے گئے تھے وہ بھی آ گئے یہ حال پُر اختلال امیر کشور گیر دیکھکر نہایت مضطر ہوئے اور حقیقت حال سے مستفسر ہوئے
حاضرین نے کہا کہ خواجہ اور تو کچھ ہمین نہین معلوم مگر ہان اتنا جانتے ہین کہ ایک نامہ بر کو نامہ اور شیشہ [illegible]
دیکھا تھا کہ وہ نامہ اور شیشہ دیتے ہی جدھر سے آیا اودھری کو چلا گیا اور امیر اُس نامہ کو پڑھکر بہت ہی خوش
ہوئے اور شیشہ منہ سے لگا لیا شاید کوئی دو گھونٹ حلق کے نیچے اُترے ہونگے کہ اچھو ہو گیا اور کلیان کی

کہان تو گرے کے جگر سے خون کے منہ سے گرنے لگے جلوگ وہان سے بارگاہ مین اٹھا لائے اور جیب سے ایک حیرت سی مجھے
کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہوا اور اُس شیشے مین کیا آفت تھی عمرو نے کہا کہ وہ نامہ تو لاؤ کہان ہے لوگون نے وہ نامہ عمرو کو
لا دیا عمرو نے جو اُس نامہ کو پڑھا پہچان گیا کہ فیل گستہم زرین نقش کا ہے اور نہایت فکرمند ہوا آخرکار بعد تردد بسیار
قلمدوات اور قرطاس اٹھا کر ایک منجانب حمزہ صاحبقران لندھور کو بدین مضمون تحریر کیا کہ اے لندھور تجھے
یہ امر بہت مستبعد تھا کہ تو جا کر بیٹھ رہا اور پلٹ کے کروٹ تک نہ لی الحسب بہتر یہ ہے کہ تو اس نامے کے دیکھتے ہی دست
باندھ کر حاضر حضور ہو کیونکہ ہر چند مین عمرو سے کہہ رہا ہون کہ لندھور دائرہ اسلام مین آگیا لیکن وہ قبول نہین
کرتا وکیو خیر و اس تھوڑی تحریر کو بہت بڑی تاکید جانتا اور ایک لمحہ توقف نکرنا ورنہ تو جناب صاحبقرانی کا مستحق
ہوگا اور اپنے بازوؤن کو جھینکیگا جب یہ نامہ لکھ چکا تو مہر حمزہ صاحبقران مدظلہ الرحمن کی ثبت کر کے سرہنگ
کے حوالہ کیا سرہنگ ملی اس نامہ کو لیکر جلد جلد راہ طے کر کے شہر سراندیپ مین پہونچا اور لندھور سے ملاقات
کر کے وہ نامہ لندھور کو دیا لندھور نے پہلے تو اُس نامہ کو بوسہ دیا بعد اسکے اپنی آنکھون سے لگایا سر پر رکھا
پھر اُس نامے کو کھولکر پڑھا بعد تفہیم مطالب اسیوقت سوار ہو کے بارگاہ امیر با توقیر کی راہ لی اُدھر سے تو لندھور چلا
اور ادھر سے مارے گھبراہٹ کے عمرو بھی روانہ ہوا راہ مین لندھور اور عمرو سے سامنا ہوا عمرو نے بہ عیاری اسے بیہوش
کر کے مقید زنبیل کیا اور پاے شاطر مارتے ہوے داخل بارگاہ امیر ہوے سبکو تسکین اور دلاسا دیا اور کہا کہ مت
گھبراؤ امیر کی صحت ہوئی جاتی ہے مین ابھی جا کر کسی حکیم کو لاتا ہون یہ کہکر بہت جلد جلد پاے شاطر مارتا ہوا
جزیرۂ ہمیشہ بہار مین حکیم اقلیمون کی خدمت مین روانہ ہوا اور ایک چار گھڑی مین جزیرۂ ہمیشہ بہار مین پہونچکر
حکیم اقلیمون کو بیہوش کر کے مقید زنبیل کیا بعد اُسکے کل ضروری باتین اور دوائین بھی اٹھا کر مقید زنبیل کین اور بارگاہ امیر
کا راستہ لیا بعد تھوڑی دیر کے بارگاہ امیر مین پہونچ گیا عادی نے کہا کہ اے عمرو حکیم کو لایا نہین عمرو نے کہا کہ چلا ہی
تھا کہ مین حکیم کو نہ لاتا یہ کہکر حکیم کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا حکیم نے جو اپنے کو بارگاہ امیر مین حلقہ سرگردان دیکھا
نہایت متحیر ہو کر دیکھنے لگا کہ الٰہی مین کہان سے کہان آگیا اور ایک ایک سے متحیر ہو کر پوچھنے لگا کہ مجھکو کون
میرے مکان سے اٹھا لایا عمرو بولے کہ حکیم صاحب متردد نہو جیے گھبرائیے نہین مین آپکو اٹھا لایا ہون اگر مین آپسے
بظاہر کہتا کہ میرے ساتھ چلیے تو شاید آپ عذر کرتے اسلیے مین آپکی کنیز ہمیشہ بہار کی صورت بنکر کھانا لیکے آپ
کی خدمت مین آیا اور آپکو کھانا کھلا کر پانی مین ایک تھوڑی سی بیہوشی ملا کر آپ کو پلا دیا جب آپ بیہوش
ہوگئے تو آپ کو اٹھا لایا حکیم صاحب نے کہا کہ آخر میرے لیے آنے کی کیا وجہ ہے عمرو نے کہا
حکیم صاحب بات یہ ہے کہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کو شراب مین زہر ملا کر دیا گیا ہے اور تب
سے آجتک امیر کو برابر خون کی قے آرہی ہے سب لوگ نہایت پریشان ہین کہ کیا کرین اور یہ خوف ہے کہ شبہ ہوا اسلئے
مین آپکو جا کے لے آیا مہربانی فرما کر اب آپ امیر کا معالجہ فرمائین کیا عجب ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ سے
امیر کو شفا دے یہ سنکر حکیم صاحب نے کہا کہ اے عمرو خیر اب تو تم مجکو اٹھا ہی لائے ہو مین ہر طرح علاج کرنے کو
مستعد ہون مگر یہ بتاؤ کہ مین کس برتے پر علاج کرون یہان میرے پاس کتابین ہین نہ دوائین عمرو نے کہا کہ آپ گھبراتے
کیون ہین مین آپکی کتابین بھی لیتا آیا ہون اور دوائین بھی لایا ہون حکیم صاحب نے کہا کہ لاؤ دیکھون تو کون کون
دوائین لائے ہو اور کون کون کتابین لائے ہو یہ سنکر عمرو نے ساتھ کتابین اور ساتھ مرتبان دواؤن کے اور ایک
صندوقچہ مرکب دواؤن نکال کر دیا حکیم صاحب بہت خوش ہوے کہ اے عمرو شاباش مرحبا تجکو اس مجلس مین

یہ دھیان رہا کہ کتابیں اور دوائیں جو تھے لا نہ سکیں لیتے آئے عمرو نے کہا کہ حضور میں تو یہ جانتا ہی تھا کہ آپکو کتابوں
اور دواؤں کی ضرورت ہوگی اس لحاظ سے جو کتابیں اور دوائیں میرے سامنے تھیں وہ سب اٹھا لایا یہ سنکر حکیم صاحب
اٹھے اور امیر کی نبض ملاحظہ فرمائی اور کہا کہ ہاں بیشک امیر کو شراب میں زہر ملا کر دیا گیا ہے اچھا عمرو دیکھو تو ان
دواؤں کے صندوقچے میں زہر مہرہ خطائی اصلی ہے عمرو نے صندوقچہ کھولکر دیکھا اور حکیم صاحب سے کہا کہ حضور زہر مہرہ تو نہیں ہے
حکیم صاحب نے کہا کہ پھر کیا ہو بغیر زہر مہرہ کے علاج ناممکن ہے اور نسخہ ناقص ہے اے عمرو جس طرح بن پڑے زہر مہرہ ڈھونڈھ کر لاؤ
عمرو نے کہا کہ حضور میں کہاں سے لاؤں جہاں سے فرماؤ وہاں سے لاؤں مجھکو تو معلوم نہیں کہ کہاں ملیگا حکیم صاحب نے
کہا کہ خزانہ نوشیروان میں بہت عمدہ زہر مہرہ ہے اگر تم وہاں جاؤ تو البتہ مل جائیگا عمرو نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اور
لاتا ہوں یہ کہکر دیوانہ وار جانب مدائن روانہ ہوا ابھی تھوڑی دور چلا ہوگا کہ مقبل سے ملاقات ہوئی اور وہ
عمرو کا سد راہ ہوا اور پوچھا کہ کہاں جاتے ہو عمرو نے کہا کہ امیر کو خون کی قے آرہی ہے حکیم اقلیمون نے زہر مہرہ خطائی
تجویز کیا ہے اسی کی تلاش میں مدائن کو جاتا ہوں مقبل نے کہا کہ اچھا جاؤ خدا نگہبان ہے مگر اتنا کرنا کہ اگر زید مکی سے ملاقات
ہو جائے تو میرا سلام کہدینا یہ سنکر عمرو بہت خفا ہوا اور کہا کہ او نادان تو نے اتنی بات کہنے کے لئے میرا حرج کرایا اور
خواہ مخواہ اتنی دیر تک مجھے روکے رکھا یہ کہکر جست کرتا ہوا چلا ایک ہی میل کے قریب چلا تھا کہ پھر مقبل نے دوڑ کر راہ
عمرو کی روکی اور کہا کہ اے عمرو ایک ضروری بات کہتا ہوں سنتے جاؤ عمرو ٹھہر گیا مقبل نے کہا کہ تم جاتے ہو اگر عمرو بن حارث
سے ملاقات ہو جائے تو میرا سلام کہدینا یہ سنکر عمرو پہلے سے زیادہ برہم ہوا اور کہا کہ تو عجب طرح کا مخل آدمی ہے کہ
میں اتنی بڑی ضرورت شدید سے جاتا ہوں اور تو مجھے خواہ مخواہ روکتا ہے یہ کہکر پھر جست کرتا ہوا روانہ ہوا کوئی
نصف میل تک گیا ہوگا کہ مقبل پھر دوڑ کر سد راہ ہوا اور پکارا کہ اے خواجہ ایک بات اور سنتے جاؤ بس اب کی
مرتبہ کے روکنے میں عمرو نہایت ہی خفا ہوا اور کہا کہ بے ادب تو مجھے روکے یہ کہکر تین تازیانہ مقبل کے رسید کرکے
چوتھی مرتبہ ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ مقبل نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ خواجہ مجھے مارو نہیں میں نے تمھیں بیکار نہیں روکا تھا بلکہ اسلئے
روکا تھا کہ جانا تمہارا مدائن میں بیکار ہے میں تمھیں زہر مہرہ کا نشان بتائے دیتا ہوں عمرو نے کہا کہ جلد
بتاؤ زہر مہرہ کہاں ہے مقبل نے کہا کہ اے خواجہ زہر مہرہ امیر کے بازو میں ہے جاکر نکال لو عمرو نے کہا اے مقبل دغاباز
یہ کیا بات تھی کہ تو نے اتنی دیر کے بعد بتایا اور خواہ مخواہ مجھے پریشان کیا مقبل نے کہا کہ اے خواجہ مصلحت یہی
تھی خواجہ بزرجمہر نے مجھسے یہی کہدیا تھا کہ جبتک تو تین کوڑے نہ کھا لینا اسوقت تک نہ بتانا عمرو نے کہا کہ
خیر یہ بھی عجب بات ہے یہ کہکر خواجہ جانب بارگاہ امیر روانہ ہوئے اور داخل بارگاہ زہر مہرہ امیر کے بازو سے نکال کر حکیم
صاحب کو دیا حکیم صاحب زہر مہرے کو دیکھکر بہت مسرور ہوئے اور کہا کہ واقعی کیا عمدہ زہر مہرہ ہے مگر کھرل تو یہاں
موجود نہیں ہے زہر مہرہ کس چیز میں گھسوں عمرو نے سنگ سماق کی کھرل اسیوقت زنبیل سے نکال کر دیدی اور کہا
کہ لیجئے کھرل بھی اپنی لیتا آیا تھا حکیم صاحب نے کہا کہ صد آفرین خواجہ تمہارے دھیان پر یہ کہکر زہر مہرہ گھسکر اور
اور دوا میں مرکب کرکے امیر کے حلق میں ٹپکایا اس دوا کا حلق کے نیچے اترنا تھا کہ ایک بہت بڑی قے زرد زرد
امیر کو آئی اور اس قے کے آتے ہی امیر نے آنکھیں کھولدیں اور ہوش و حواس بالکل درست ہو گئے جتنا زہر تھا
سب نکل گیا اب جو امیر با توقیر غور سے ملاحظہ کرتے ہیں تو سب سرداران لشکر امیر کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہیں اور
ایک طرف حکیم صاحب کرسی پر بیٹھے ہیں پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے تم لوگ کیوں اسطرح میرے گرد حلقہ کئے بیٹھے ہو عمرو نے کہا کہ فدوی
حضور کے دشمنان کو شراب میں زہر ملا کر دیا گیا تھا بعد اسکے حکیم اقلیمون کو خبر ہوئی وہ تشریف لاکر دو دن کا معالجہ کیا جب

آنکھ کھولکر دیکھا ورنہ ہمین تو یاس ہو گئی تھی کہ آپ کے دشمن کا ہمکو زندہ رہنا ہیگنی فی الواقع خداوند حکیم صاحب کیا علاج
کیا ہے یہ سنکر امیر باتوقیر اٹھ بیٹھے اور حکیم صاحب سے معانقہ کیا اور بہت کچھ انعام اور ایک خلعت گران حکیم صاحب
کو مرحمت فرما کر رخصت کیا اور خود غسل صحت کر کے دربار کیا تمام سرداران دست چپ اور دست راست آکر جمع ہوئے
اور دین خوشی کی گذرنے لگین تصدق اترنے لگے یہان تو محبت جشن برپا تھی اور ادھر گستہم نے فوج جمع کر کے طبل جنگ
بجوا دیا امیر نے طبل جنگ کی آواز سنکر عمرو سے کہا کہ خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا شور و شغب ہے عمرو اسی وقت بارگاہ
سے باہر آیا اور بعد دریافت حال بارگاہ مین آکر امیر سے بیان کیا کہ حضور گستہم آیا ہے اور اسنے طبل جنگ بجوایا ہے امیر نے
یہ سنکر کہا کہ اے خواجہ تم جاکر اس ملعون سے کہو کہ اے گستہم امیر باتوقیر بہت سخت علیل ہوگئے تھے ابھی اس مرض سے
نجات حاصل ہوئی ہے مگر پورے طور پر توانائی نہین آئی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ تو آج پھر جا جب امیر کو کامل طور پر توانائی
آجائیگی تو پھر آنا اور طبل جنگ بجوانا یہ سنکر عمرو گیا اور پیغام صاحبقران کا گستہم کو پہونچایا گستہم نے کہا کہ اے
عمرو مجھے تیرے کہنے کا ہرگز یقین نہ ہوگا اگر تو اس واقعے کو بیان کردے جو میرے اور امیر کے درمیان مین ایک مرتبہ
ہوا تھا تو مین تیرے کہنے کو یقین لاؤن ورنہ مجھے امیر کی زندگی کی امید نہین ہے یہ سنکر عمرو امیر کے پاس آیا اور جو
کچھ کہ گستہم نے کہا تھا امیر سے بیان کیا امیر نے کہا کہ اے عمرو تو جاکر گستہم سے کہدے کہ تو جس وقت بہرام گرد بن خاقان چین
کو گرفتار کر لایا تھا تو اسوقت مجھے گلے لپٹ کر تونے تین روز لیے تھے لیکن تجھے کچھ نہ دیکھا تھا مگر جب مین نے تجھ پر در
کیا تھا تو تیرا گوز ما در ہوگیا تھا یہ سنکر عمرو گستہم کے پاس گیا اور ساری حقیقت بیان کی ماجرا از زبان عمرو
سے سنکر گستہم اسقدر شرمندہ ہوا کہ میدان سے بھاگ گیا اور ملک مدائن کی راہ لی جب وہ چلا گیا تو امیر
کو لندھور کا خیال آیا اور عمرو سے کہا کہ خواجہ لندھور تو نہین آیا خواجہ نے کہا کہ حضور مین نے لندھور کو
آپ کی علالت مین بیماری بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لیا تھا وہ حاضر ہے یہ کہکر لندھور کو زنبیل سے نکالکر
ہوشیار کیا اور تمام ماجرا لندھور سے بیان کیا لندھور نے کہا کہ خواجہ نے مفت بیکار اسے چھوڑ دیا اگر مین اُس
مقام پر موجود ہوتا تو کبھی گستہم کو نہ چھوڑتا اور ایک ہی ضرب عمود مین اُس ملعون کا کام تمام کرتا بھلا وہ مردود کون
ایسا زبردست تھا کہ جسکے بھاگ جانے کو تم غنیمت سمجھے اول تو پہلے ہی اسے مار لیتا تھا اگر وہ بھاگتا بھی تب
تو مین اسکا تعاقب کر کے اسے مارا ہوتا امیر نے کہا کہ خیر اب دوسری فکر کرو کہ اب مین خدمت نوشیروان
مین جاؤنگا لندھور نے کہا بسم اللہ غلام رکاب سعادت انتساب مین حاضر رہیگا مگر پہلے مین جاکر شہپال کو
رہا کر دون تو پھر حاضر حضور ہو کر ہمراہ رکاب چلونگا امیر باتوقیر نے عرض لندھور کو قبول کیا لندھور نے سراندیپ
مین جاکر شہپال کو قید سے رہا کیا اور وہان سے واپس آکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب امیر باتوقیر جانب
مدائن روانہ ہوا اب امیر باتوقیر کو تو راہ مین چھوڑیے اور چالاکی گستہم کی ملاحظہ فرمائیے کہ جب اسنے امیر کو
زہر دیا تھا تو اسی وقت اسنے ایک نامہ بختک بدبخت کو لکھ بھیجا تھا کہ اے بختک آگاہ ہو کہ مین نے امیر حمزہ
صاحبقران کو شراب مین وہ زہر ہلاہل ملاکر دیا ہے کہ اب زندگی حمزہ کی بہت دشوار ہے اے بختک مجھے تو زیست
سے حمزہ کی بالکل ناامیدی ہے جب یہ نامہ گستہم کا بختک کو پہونچا تو وہ بدبخت خوشی خوشی نوشیروان
کے پاس لیگیا اور کہا کہ حضور ملاحظہ فرمائیے یہ نامہ گستہم کا آج ہی میرے پاس آیا ہے نوشیروان نے اس نامے
کو پڑھکر خواجہ بزرجمہر کو دیا خواجہ نے اس نامے کو پڑھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور جو کچھ اسنے نامے مین لکھا ہے
وہ سب سچ ہے فی الواقع حمزہ صاحبقران کو زہر ہلاہل شراب مین ملاکر دیا تھا لیکن زندگی اسکی منجانب اللہ

ابھی بہت باقی ہی وہ حکیم اقلیمون کے معالجے سے بالکل صحیح و تندرست ہوگیا اور اب کوئی علالت اُسے نہین ہے
یہ سنکر نوشیروان خاموش ہو رہا لیکن بختک نے دربار شاہی سے اُٹھکر ایک نامہ اولاد بن مرزبان کو خراسان
مین بدین مضمون تحریر کیا کہ ای اولاد بن مرزبان آگاہ ہو کہ گستہم نے امیر حمزہ صاحبقران کو زہر سے ہلاک کیا تو دیکھتے ہی
اس نامے کے اپنے کو جلد تر یہان پہونچا کہ مین تجھے ملکہ مہرنگار کو دلوا دونگا اور مہر اپنی ثبت کرکے اپنے عیار
امان بن نعمان کے ہاتھ روانہ کیا امان جلد جلد راہ دشت و جبال طے کرکے قلعہ خراسان مین پہونچا اور وہ نامہ
اولاد بن مرزبان کے حوالے کیا اولاد بن مرزبان وہ نامہ پڑھکر یکہ سوار اپنے ہمراہ لیکر بعد چند روز کے ملک
مدائن مین جا پہونچا خبر ورود اولاد بن مرزبان کی نوشیروان کو پہونچی تو اُسنے بختک بلاکر کہا کہ اسے
بختک اولاد بن مرزبان کو کسنے بلایا تھا وہ کیون آیا ہی مین نے تو اُسے نہین طلب کیا بختک نے کہا کہ مجھے
اس امر کا بالکل علم نہین ہے مگر اب تو وہ آگیا لازم یہ ہے کہ چند سردار اُسکے استقبال کے لیے روانہ کیے جائین نوشیروان
نے ناچار چند سرداران کو اُسکے استقبال کے لیے روانہ کیا سردار بموجب ارشاد نوشیروان گئے اور اولاد
بن مرزبان کو خدمت نوشیروان مین لائے اولاد بن مرزبان نے ملازمت نوشیروان کی حاصل کی
نوشیروان بہت تکریم سے پیش آیا اور خلعت عنایت کیا اولاد بن مرزبان سلام کرکے بجگہ بیٹھا نوشیروان نے
صحبت عیش آراستہ کی اور اُس روز اولاد کی بہت خاطر و مدارات کی دوسرے روز بختک نے نوشیروان سے
کہا کہ حضور کل غلام نے سبقت نہین عرض کیا تھا آج حقیقت حال آمد اولاد بن مرزبان کی عرض کرتا ہون بادشاہ
نے کہا کہ بیان کر اُسنے عرض کیا کہ حضور حقیقت مین اولاد بن مرزبان کو مین نے طلب کیا تھا کہ حضور ملکہ مہرنگار
کو اُسکے ساتھ منعقد فرما دین نوشیروان نے کہا کہ ای بختک تجھے کسنے کہا تھا کہ تو اولاد بن مرزبان کو طلب کر
بختک نے عرض کیا کہ حضور متردد ہوتے ہون حمزہ تو سراندیپ مین جاکر مرگیا گستہم نے اُسے زہر سے ہلاک کیا وہ ہرگز زندہ
نہین ہی اگر وہ زندہ ہو تو ای بادشاہ مین نے اپنا خون آپ پر بحل کیا لاتا ہون آپ مجھے قتل فرمایئے گا اور نامہ حمزہ
کو دکھا دیجیے گا پھر کوئی تہمت آپ پر نہ رہیگی نوشیروان نے اس امر کو بطیب خاطر قبول کیا دوسرے روز نوشیروان
نے اولاد بن مرزبان کو طلب کیا اور بختک نے بیع عام بن زعفران عطر بن لاکر اولاد بن مرزبان کے سر پر
چھڑک دی تمام بارگاہ مین مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی ہر ایک سردار خوشی کی نذر گذراننے لگا
بختک نے اولاد بن مرزبان سے کہا کہ ای اولاد بن مرزبان تجھے مبارک ہو
کہ بادشاہ نے تجھکو سرفراز و ممتاز کیا اور ملکہ مہرنگار کو تیرے ساتھ منعقد کیا مگر جب یہ خبر ارکان دولت اور رعایان مملکت مین
مشتہر ہوئی تو وہ سب کے سب بہت متردد ہوے کہ بادشاہ نے یہ کیا حرکت لایعنی کی دیکھیے اب انجام اسکا کیا ہوتا ہی خواجہ
بزرجمہر کبھی خلاف نہین کہتے امیر ضرور زندہ ہین ادھر تو سب متردد تھے اور ادھر دایہ نے ملکہ مہرنگار سے اطلاع کی
کہ ای ملکہ کیا غافل بیٹھی ہو تمہارے باپ نے تمکو اولاد بن مرزبان کے ساتھ منعقد کر دیا ملکہ نے متحیر ہو کر پوچھا
کہ ارے کچھ بیان تو کر یہ کیا معرکہ ہوا دایہ نے کہا کہ بادشاہ تو راضی نہ تھا یہ ساری فیلسوفی بختک بدبخت کی ہی غرض
ملکہ تو اُسوقت چپکی ہو رہی لیکن جب رات ہوئی اور نوشیروان داخل محل ہوا تو ملکہ نے کہا کہ ای والد بزرگوار
آپ نے مجھپر یہ کیا ستم کیا کہ مجھکو اولاد بن مرزبان کے ساتھ منسوب کر دیا نوشیروان نے کہا کہ ای ملکہ مین مجبور ہوگیا
بختک نے بغیر میرے حکم کے اولاد بن مرزبان کو طلب کر لیا اور کہا کہ ای بادشاہ حمزہ کو تو گستہم
نے زہر دے کر ہلاک کر ڈالا اب اسکی امید محض بیکار ہی اگر وہ زندہ ہو تو مجھے قتل کرنا مین اپنا خون بحل کیا اور

اے بادشاہ یہ تیرا ہم قوم وہم مذہب ہے وہ ایک مرد مسلمان تھا یہ اعتبار یہ لائق ورنہ اس سے بہتر و افضل ہے ملکہ نے
کہا کہ اچھا ایک امر کی میں بھی امیدوار ہوں بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ وہ کیا امر ہے بیان کر ملکہ نے کہا کہ اے والد بزرگوار اولاد
بن مرزبان کو چند بیٹے تیرے پاس نہ آنے دیجیگا اگر اس عرصے میں حمزہ آگیا تو خیر ورنہ بعد انقضائے مدت
جو وہ مجھے تعمیل ارشاد میں کچھ عذر نہوگا نوشیروان نے اس امر کو منظور کیا اور صبح کو دربار میں آکر گفتگو ملکہ کی
بختک سے بیان کی بختک نے کہا کہ خیر کچھ مضائقہ نہیں لیکن اولاد بن مرزبان نے دو تین ہی روز سے تعجیل
کرنا شروع کی اور کہنا شروع کیا کہ اب ملکہ کو میرے ساتھ رخصت کر دیجیے میرے شہر میں گرگین اور بیلاد بھی موجود
ہیں خیر جو کچھ ملکہ کہیگی اسے بسر و چشم بجا لاؤنگا یہ سنکر نوشیروان نے کہا کہ اے اولاد بن مرزبان تم گھبراؤ نہیں میں کل شب
تنہا ملکہ کو تمھارے ساتھ کر دونگا جب رات ہوئی تو نوشیروان محل میں آیا اور ملکہ سے کل حال بیان
کر کے کہا کہ اے ملکہ اب تو میں قول دے چکا اور تمھیں اسکے ساتھ منسوب کر چکا بہتر یہ ہے کہ تم اولاد بن مرزبان کے
ہمراہ چلی جاؤ اور ہمارے قول کو نباہو ملکہ نے چار ناچار قبول کیا اور کہا کہ خیر اے والد ماجد آپ کی مرضی سے مجھے کوئی
عذر نہیں ہے جاؤنگی مگر ایک شرط ہے کہ اولاد بن مرزبان ایک فرسنگ مجھ سے آگے رہے یہ سنکر نوشیروان
نے اس امر کو قبول کیا اور دوسرے روز ملکہ کو رخصت کیا اب یہاں سے حال امیر با توقیر کا ملاحظہ فرمائیے کہ جب
امیر با توقیر سرانڈیپ سے جلد جلد قطع منزل و راہ کو دلیل کرتے ہوئے قریب مدائن پہونچے تو عمرو کو
دریافت حال کے واسطے شہر میں روانہ کیا عمرو صورت اپنی تبدیل کر کے داخل شہر ہوا اور حال ملکہ مہرنگار کا
دریافت کیا معلوم ہوا کہ نوشیروان نے ملکہ مہرنگار کو باغوائے بختک اولاد بن مرزبان کے ساتھ
عقد کر کے رخصت کر دیا یہ حال سنکر عمرو وہاں سے واپس آیا اور صاحبقران سے کل حال بیان کیا صاحبقران
نے یہ سنتے ہی وہیں سے عنان عزیمت کو اولاد بن مرزبان کے تعاقب میں منعطف کیا اور منزل بمنزل
کرتے ہوئے تیسرے روز لشکر مرزبان میں پہونچے اور خواجہ عمرو کو تلاش خیمۂ ملکہ مہرنگار کے لیے روانہ کیا
عمرو بموجب حکم امیر با توقیر سے رخصت ہو کر خیمۂ ملکہ مہرنگار کی تلاش کرنے لگے کہ اتفاقاً ملکہ کا خدمتگار نعمان
کلاہ شتر طلائی لیے ہوئے چلا جاتا تھا یہ دیکھکر خواجہ آگے بڑھکر ایک آزاری کی صورت بنکر بیچ دریا کے
بیٹھ رہے نعمان جو دریا کے کنارے آیا دیکھا کہ ایک خستہ حال دریا کے کنارے بیٹھا ہے نعمان نے
پوچھا تو کون ہے عمرو نے کہا کہ میں ایک تاجر ہوں راہ میں قافلہ میرا لٹ گیا اور روپیہ میرے قزاق لے گئے میں
اس صدمے میں علیل ہو گیا ہوں مگر ایک کاہن نے کہا ہے کہ اگر تو آفتابہ طلائی سے نہائیگا تو صحیح و سالم ہو جائیگا
میں ایک مرد مفلس آفتابہ طلائی کہاں سے لاؤں نعمان کو یہ سنکر رحم آگیا اور آفتابہ عمرو کے حوالے کر کے کہا کہ
اے شخص یہ آفتابہ ہے مگر جلدی سے نہا کر مجھکو واپس کر دے کہ میں کام سے آیا ہوں عمرو نے وہ آفتابہ لیکر کہا کہ
اے بھائی سوا ان کپڑوں کے اور کوئی کپڑا میرے پاس نہیں ہے مجھے ننگے نہاتے شرم آتی ہے تو منھ پھیر کر کھڑا ہو جا تو میں
جلدی سے نہا لوں یہ سنکر نعمان منھ پھیر کر کھڑا ہو گیا عمرو نے اس آفتابے کو تو زمین میں گاڑ دیا اور آپ
گلیم اوڑھکے غائب ہو گئے اور ایک درخت کے نیچے جنگل کا ہیں بنکر بیٹھ رہے تھوڑی دیر کے بعد جو اُسنے
منھ پھیر کر دیکھا تو عمرو کو نہ پایا روتا پیٹتا ہوا وہاں سے راہی ہوا تھوڑی دیر کے بعد عمرو کے قریب پہونچا عمرو نے
پوچھا کہ بابا کیوں روتا ہے نعمان نے کہا کہ ایک چور مکر سے آفتابہ طلائی لیکر بھاگ گیا ہے عمرو نے کہا کہ تو پھر اسے
میں ابھی تجھے بتا دیتا ہوں یہ کہکر جبر منھ سے فال دیکھکر جہاں آفتابہ گاڑا تھا اسے نکالکر بتا دیا اسوقت نعمان

رہا ن گیا اور آفتابہ بھروا کر نکالا لیا اور پانی لیکر ملکہ کی خدمت مین آیا ملکہ نے سبب دیر ہونیکا پوچھا قمبان نے کل کیفیت
بیان کی ملکہ نے کہا کہ اچھا اُس کاہن کو میرے پاس لے آ قمبان اُسی وقت گیا اور عمرو کو دروازہ تک پر لایا ملکہ سے
جاکر اطلاع کی ملکہ دروازے پاس آئی اور کہا کہ ای کاہن بیٹھ جا اور حال میرا بیان کر عمرو یہ سنکر بیٹھ گیا اور بعد فکر
بسیار بیان کیا کہ ای ملکہ تو ایک جوان کے واسطے بہت پریشان ہے اور تو چاہتی ہے کہ مین اُس سے ملاقات کرون لیکن وہ
جوان بھی حد سے زیادہ تیرے فراق مین بیقرار ہے ملکہ نے کہا کہ ای کاہن تیرا نام کیا ہے عمرو نے کہا کہ مجھکو بھوک بھوت
بھوت پدت کہتے ہین اور ای ملکہ جب بازیگر تیرے لشکر مین آئین تو تو جاننا کہ وہ جوان بھی ہمراہ ہے یہ باتین کرکے
بہت کچھ انعام واکرام لیکر وہان سے رخصت ہوئے اور کل حال آکر امیر سے بیان کیا امیر یہ سنکر بہت خوش ہوئے
اور عمرو کو بہت کچھ انعام واکرام دیا اور عادی اور لشکر حورو کو طلب کرکے رنگ وروغن عیاری اُنکے منہ پر ملوا کے
ڈھولک اُنکے گلے مین ڈال کے نٹون کی شکل پر شکل کر آیا اور امیر نے کہا کہ ای عمرو میری صورت بھی نٹون کی سی بنا دو
عمرو نے امیر کے چہرے پر رنگ وروغن عیاری ملکر ایک نٹ کی شکل پر شکل کر دیا اور سب کے سب گاتے بجاتے نٹون کے
مانند افعال کرتے ہوئے لشکر مہ نگار مین آئے اور ڈھول بجانا شروع کیا ملکہ نے ڈھولک کی آواز سنکر کاہن کے
اخبار کا خیال کیا اور اولاد بن مرزبان کو بھی تماشا دیکھنے کے واسطے طلب کیا جب وہ آیا تو اسے دروازے کے باہر بٹھایا
اور خود دروازے سے تماشا دیکھنے لگی عادی نے ڈھول بجانا شروع کیا اور سب نے بازیگری شروع کی ڈھولک
بجاتے بجاتے اولاد بن مرزبان کو غافل دیکھا ایک ڈھولک اس زور سے اُسپر کھینچ ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا
اور وہ واصل جہنم ہوا پھر تو سب کے سب اُسکے ہمراہیون پر ٹوٹ پڑے اور سب کو مار کر بھگا دیا جب وہ سب واصل
جہنم ہوئے تو امیر ملکہ کے پاس آئے ملکہ نے امیر کو نہ پہچانا اور کہا کہ یہ کون نامحرم میرے محل مین گھس آیا عمرو نے
کہا ای ملکہ متردد نہو یہ امیر حمزہ صاحبقران ہین ملکہ نے کہا کہ یہ عجیب امر ہے آخر رنگ آپ کا اسقدر کیون متغیر ہوگیا
امیر یہ سنکر بہت برہم ہوئے اور ملکہ کے پاس بھی نہ بیٹھے بلکہ وہین سے واپس آئے اور عمرو سے کہا کہ اس دختر
آتش پرست کو نکال دے کہ یہ اپنے شہر کو چلی جائے عمرو نے اسی وقت ملکہ کو رخصت کر دیا اور کہا کہ اب مناسب
ہے کہ تم اپنے گھر کو چلی جاؤ کیونکہ تمہاری جانب سے مزاج صاحبقران کا برہم ہوگیا غرض ملکہ نے مدائن کی راہ
لی اور مدائن مین پہونچکر کل حال اپنی ماں سے بیان کیا اور وہان امیر نے عمرو سے کہا کہ ای عمرو اب یہ بتا کہ یہ رنگ
میرا کیونکر تبدیل ہو عمرو نے کہا کہ حضور اگر نوشدارو ملجائے تو ابھی آپ کا رنگ درست ہو جائے امیر نے
کہا کہ نوشدارو کہان ملیگی عمرو نے کہا کہ خزانۂ نوشیروانی مین بکثرت ہے امیر نے کہا کہ اچھا خواجہ جسطرح بنے اسطرح
سے لاؤ غرض عمرو نے امیر سے کئی لاکھ روپیہ کا اقرار نامہ لکھوا کر ملک مدائن کی راہ لی بعد چند روز کے بابا رفری
ملے باغبان سے ملاقات ہوئی کہ وہ نوشیروان کے واسطے سیب لیے جاتا تھا یہ دیکھکر عمرو کچھ اُس سے آگے
بڑھگئے وہ باغبان تو آگے بڑھکر ایک گانون مین شب باش ہوگیا اور یہ ایک گوسالے کی صورت بنکر باغبان کے پاس
واپس آیا اور خوب بانسری بجائی اُسنے تھوڑے سے سیب عمرو کو دیے اور اپنے ساتھ کھانا کھلایا عمرو نے اُسکی آنکھ
بچاکر دارو بیہوشی ملادی جب وہ باغبان بعد کھانا کھانے کے بیہوش ہوگیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسے ایک
اندھے کنوئین مین ڈال دیا اور مدائن کی راہ لی تھوڑے عرصہ مین مدائن پہونچکر نوشیروان کی خاص
ڈیوڑھی پر پہونچا دربانون نے کہا کیا لایا ہے عمرو نے کہا کہ نوشیروان کے لیے سیب لایا ہون میری اطلاع کرو
دربانون نے جاکر اطلاع کی نوشیروان نے اپنے سامنے بلوایا عمرو نے وہ سیب نذر دیے نوشیروان نے کہا

مانگ کیا مانگتا ہے عمرو نے کہا میرے آگے کو سانپ نے کاٹا ہے اگر نوشدار و عنایت ہو تو وہ اچھا ہو نوشیروان نے ہرمز کو حکم دیا کہ چہار مثقال نوشدار و دے۔ وہ خواجہ بزرجمہر کو ساتھ لیکر ہمراہ خزانے میں پہونچا ہرمز نے آکے چہار مثقال نوشدارو تو عمرو کو دی اور ہرمز نے چاہا میں بھی تھوڑی سی لوں اور خواجہ بزرجمہر سے کہا اگر آپ بھی نوشدار و دیں تو میں بھی لوں عرض کرتے ہیں کہ ہرمز کے بزرجمہر نے بھی لی اور ہرمز نے بھی تھوڑی نوشدار و لی اور خواجہ بزرجمہر نے نوشدار و لیکر اپنی جیب میں رکھی یہ حال بختک بھی چھپا ہوا دیکھ رہا تھا عمرو نے بختک کی جھلک دیکھی جلدی سے نوشدار و خواجہ بزرجمہر کی جیب سے نکال کر بختک کی جیب میں ڈال دی جبکہ خواجہ بزرجمہر اور ہرمز بارگاہ نوشیروانی میں آئے بختک نے بادشاہ نوشیروان عادل زمان سے کہا کہ خواجہ بزرجمہر نے بھی دزدی کی ہے اور جیب میں لیکے نوشدارو ہے یہ سنکے خواجہ بزرجمہر کا رنگ زرد ہو گیا عمرو نے بادشاہ نوشیروان سے کہا بادشاہ عادل بختک جھوٹا ہے ملک اسنے اور ہرمز نے نوشدار و چرائی ہے اور بختک کی جیب میں موجود ہے نوشیروان نے جو دیکھا کہ فی الحقیقت بختک کے پاس نوشدار و نکلی بادشاہ نوشیروان نے بختک اور ہرمز کو بہت ذلیل و خوار میں دربار میں کیا اور وہ بھی نوشدار و بابا زرقمی کے حوالے کی خواجہ بزرجمہر بہت خوش ہوئے اور بختک نہایت ذلیل ہوا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری امیر با توقیر حمزہ صاحبقران عالی خاندان کے پاس چلے کہ یہ سب کیفیت مشرح امیر با توقیر سے بیان کریں

دو دلے داستان شوکت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے بیان میں

پلا ساقیا جام عشرت فزا
کہ ہے جس تابان کی بس میں ضیا
دگر گون ہے کیوں رنگ ساقی مرا

شراب مصفا کا اب جام لا
ہے بیتاب دل نشے کا ہے آثار
لبالب پلا ساغر زرنگار

ہوا کھلتا ہوا رنگ میخانے کا
ہے مشتاق دل کب سے پیمانے کا
جما دو سحر دو سے انیا رنگ

[illegible] غزل

افسوس میری قدر نہیں آسمان تجھے
نامہرباں بھی ہو تو کہیں مہرباں ہے تجھے
جھڑکی ہوئی کہیں سے نکالی ہوئی ہے تو
اسواسطے کہ ہے کوئی غم و ہاں ہے تجھے
میرے ہی وجہ خاص سے پایا ہے مرتبہ
میں خوب جانتا ہوں ارے بدگمان ہے تجھے

سمجھا تجھے نصیب ہی کیا سمجھا گمان ہے تجھے
عمر دو روزہ عیش دو روزہ نہیں ہے تو
پاتا ہوں آن اے شب غم مہرباں ہے تجھے
بہتر ہوا اس سے اے دل آزردہ اور کیا
ہے در کبھی نصیب نہ ہو پاسبان ہے تجھے
اے رہ فانہ آئی دو بارہ کسی طرح

ظاہر کے لطف سے یہ برملا ہوا اعتبار
میں چھوڑتا ہوں کوئی غم جاودان ہے تجھے
گو داد خواہ ہوں نہیں محشر کی ہے تردد
کر تو میں قرار ہوا اے دل جہان ہے تجھے
دل کو نکال کر رہے سینے سے دیکھیے
کسنے سکھائی چال یہ عمر رواں تجھے

بیت نگارندہ دفتر لاجواب و رقم کردہ این داستان انتخاب و آرائش نمایان بزم شوکت و اجلال و مشتاقان محفل حشمت و اقبال بحث عیش و سرور مضامین فصاحت مو فور کو باعانت کارپردازی قلم زرین رقم سے یوں آراستہ و پیراستہ کرتے ہیں کہ امیر کشورگیر ارزانی قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان نہایت حیران و پریشان متردد و متفکر تھے کہ عالم رویا میں بخت خوابیدہ بیدار ہوا کہ تجلی نور پروردگار نمودار ہوئی خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بصد و فر و احتشام تشریف لائے اور بزبان فصیح ارشاد فرمایا کہ اے فرزند کیوں دردمند ہو غم و الم کو دل سے دور کر و فکر و تردد سے باز آؤ تمہارا حامی پروردگار ہر حال میں ہے کہکے اتھم اپنا بدن پر امیر حمزہ صاحبقران کے پیرا حسن و جمال جہاں آرا امیر کشورگیر کا پہلے سے بھی دو چند ہو گیا دل اطمینان کامل ہوا امیر با توقیر صبح کو

جو بارگاہ فلک جاہ مین آئے چہرہ منور انکا مثل آفتاب درخشان کے صاحبقران کا دیکھا سب سردار صورت آئینہ حیران
ہوئے اُسی وقت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی آئے اور کہا ای حمزہ مین نوشدارو لایا ہون روپیہ عنایت ہوا امیر نے
فرمایا اب مین کیا کرون تم رہنے دو تمہارے کام آئیگی عمرو نے صبر نہ کیا امیر نے روپیہ دیا القصہ بعد چند روز کے
امیر کشورگیر طرف مدائن کے تشریف لیچلے جبکہ قریب مدائن پہونچے جاسوسان پادشاہی نے نوشیروان کو خبر دی
کہ امیر باتوقیر مع لندھور بن سعدان ہندوستان سے آتے ہین نوشیروان حکم دیا کہ ہمارے سرداران
اولوالعزم براے استقبال امیر حمزہ صاحبقران زمان جائین اُسوقت بموجب حکم حاکم بادشاہ سرداران ذیوقار
استقبال کے واسطے گئے اور امیر باعزاز و اکرام بعد حشم و خدم دربار نوشیروانی مین لائے امیر نے ملازمت بادشاہ
کی حاصل کی جسنے لندھور بن سعدان کو دیکھا حیران ہوا کہ ایسا جوان وجیہہ قد و قامت پرچہرہ رعب دار نظر سے نہین
گذرا الندھور نے نوشیروان عادل کی تعظیم نہ کی نوشیروان بہت خفا ہوا اور اٹھکے محل مین چلا گیا امیر کشورگیر
بھی پل شادکام بہانے اور خیمے اور بارگاہین برپا ہوئین امیر مع لشکر وہان اُترے نوشیروان نے بختک
سے کہا اب مین کیا کرون بختک نے کہا ای بادشاہ امیر کو نامہ لکھ بھیجیے کہ مین نے تمکو بھیجا تھا کہ لندھور کو باندھ کر
بھیج دینا کہ رخنہ پردازی سے خاطر جمع ہو اور تمنے تعمیل حکم نہ کی مناسب ہے کہ اب لندھور کو باندھکے میرے پاس بھیج دو
نامہ لکھوا کر نوشیروان نے گرگس ساسانی کے ہاتھ امیر کے پاس بھیجا امیر باتوقیر نے عمرو سے کہا اے خواجہ
اب کوئی تدبیر بتا دو کیا کیا جاے عمرو نے کہا آپ لندھور کو باندھکے بھیجدین مین خبر لاؤنگا یہ ساری بدذاتی اور
رخنہ پردازی بختک ملعون کی ہے امیر نے لندھور کی مشکین باندھین اور راسے پردال کے گرگس ساسانی
کے حوالے کیا گرگس ساسانی دربار نوشیروان مین اسی طرح لندھور کو لایا بختک ملعون نے بادشاہ سے
کہا بہتر یہ ہے کہ اسی وقت لندھور کو قتل کیجیے یہ سنکر بادشاہ نوشیروان نے جلاد کو طلب کیا جب جلاد دست بستہ
آکر دربار بادشاہ مین سامنے نوشیروان عادل کے حاضر ہوا بادشاہ نے حکم کیا کہ اس نمک حرام کو
لیجا کر قتل کر ادھر عمرو نے پہلے ہی آکر میرغضب کو بیہوش کیا اور صندوق مین بند کیا اور آپ میرغضب کی صورت بنکر بارگاہ
نوشیروانی مین آکر بیٹھا جبکہ جلاد نے چاہا کہ بحکم قضا شیم بادشاہ نوشیروان لندھور بن سعدان کو قتل کرے
عمرو کرسی سے اٹھا اور کہا ای لندھور قید کو اپنی توڑ کیا دیکھتا ہے کسکا منتظر ہے اپنی طاقت و قوت دکھا لندھور نے
جب دیکھا کہ یہ عمرو ہے قید توڑ ڈالی اور لشکر نوشیروان سے نکل کر بعد کروفر بارگاہ امیر باتوقیر مین آیا سرداران
امیر نے لندھور کی تعظیم کی ادھر کا حال سنیے کہ نوشیروان نے میرغضب کو یاد کیا لوگون نے کہا ہر چند بختک
نے کہا وہ عمرو تھا کہ عیاری سے لندھور کو چھڑا لے گیا آخر تلاش جو کی میرغضب صندوق سے نکلا مگر بیہوش القصہ عمرو کی
مصلحت سے امیر باتوقیر لندھور بن سعدان کو خدمت نوشیروان مین لائے اور برابر تخت بادشاہ کے لندھور
کو کھڑا کیا نوشیروان نے امیر سے کہا کہ مین نے لندھور کو تقصیر بخشا امیر نے سلام کیا اور لندھور کو ساتھ لیے
ہوئے اپنی بارگاہ مین آئے بختک نے نوشیروان سے کہا کہ اگر چند روز ابوالعلا کی بیٹی امیر حمزہ آپ کے
پاس رہا تو آپ کو زندہ نہ چھوڑیگا اور اگر آپ نے ملکہ مہرنگار کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا تو آپکی عزت قایم و بادشاہون
مین نہ رہیگی نوشیروان نے کہا پھر مین کیا کرون بختک نے کہا ایک دادی پیرزال میری ہے اسکو مین قتل کرتا ہون
اب مشہور کیجیگا کہ ملکہ مہرنگار مر گئی نوشیروان کو یہ راے پسند آئی اور راضی ہوگیا بختک نے اپنی دادی کو
قتل کیا اور محل مین نوشیروان کے بعد جبکہ صبح ہوئی غلغلہ کیا اور مشہور کر دیا کہ آجرات کو ملکہ مہرنگار مر گئی

مرگئی یہ خبر امیر نے بھی سنی سرداروں سے کہا تمہیں کیونکر معلوم ہوا سرداروں نے عرض کیا کہ محل میں رونے کا
غل ہے امیر دربار محل خاص میں نوشیروان بھاپے اور گریبان چاک کیا اور تابوت کے ہمراہ ہوئے باغ مزار میں وہ میت دفن
ہوئی امیر بعد دفن غمگین روتے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے لیکن بہت پریشان تھے عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر
یہ بھی بدذاتی بختک کی ہے آج رات کو میں تحقیق کرونگا پس عمرو آدھی رات کو باغ مزار میں گیا اور قبر کو کھود افتیلہ خیاری جلا
دیکھا کہ ایک پیرزال ہے کہ منہ میں اسکے دانت نہ پیٹ میں آنت عمرو نے دیکھکر پھر اسی قبر میں اسے رکھدیا اور وہیں سے
بات ہوا امیر سے آکر کہا کہ چلئے میں آپ کو وہی مردہ دکھاؤں جو آپ ان کو دفن کر آئے ہیں امیر باتوقیر ہمراہ عمرو
کے گئے اور عمرو نے مردہ قبر سے نکال کے دکھا دیا اور پھر قبر میں رکھکر دفن کر دیا امیر نے عمرو سے کہا کہ کیا
مکر و فریب تھا جو اس آتش پرست نے کیا عمرو نے کہا یہ ذرا بازی بختک کی ہے آپ نہیں جانتے بختک نے
اپنی دادی کو قتل کیا جب امیر بارگاہ میں چلے آئے تو عمرو پھر قبر پر گیا اور مردہ نکالا منہ اسکا کالا کر کے کسی ترکیب سے
سامنے تخت نوشیروان کے باندھکر مردے کو کھڑا کر دیا اور ایک پرچہ کاغذ کا لکھا اُس مردے کے گلے میں باندھ دیا
دوسرے دن نوشیروان تخت پر آکے بیٹھا پیرزال کو دیکھا کہ بندھی کھڑی ہے اور ایک کاغذ کا پرچہ اسکے گلے میں ہے
کاغذ اسکے گلے سے کھول کے پڑھا اسمیں لکھا تھا کہ اے آتش پرست یہ کیا مکر و فریب ہے تو نے جو کیا اس سے کیا حاصل ہے
مجکو معلوم ہو گیا اتنے میں اسی وقت عمرو نے بھی آکر نوشیروان کو مجرا کیا اور کہا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ ملکہ مرگئی
وہ نوجوان ہے یہ مردہ پیرزال ہے بلکہ بختک کی دادی ہے نوشیروان بہت شرمندہ و ذلیل ہوا اور پریشان ہو کر بختک
کو بلا کے جوتیاں لگوائیں اور بارگاہ سے اپنی نکلوا دیا اور عمرو کو خلعت دیا اور کہا کہ یہ کام میرا نہیں ہے اب بختک
کی بدذاتی ہے سو وہ اپنی سزا کو پہنچا پس اب یقین ہے کہ اس جشن میں ملکہ کی شادی امیر کے ساتھ کر دونگا عمرو مجرا کر کے
رخصت ہوا اور بارگاہ امیر میں آیا اور سارا احوال امیر سے بیان کیا جبکہ رات ہوئی نوشیروان نے بختک
کو خلوت میں بلایا اور کہا اب میں کیا کروں بختک نے کہا ایک نامہ ہر ملک میں ہر بادشاہ کو لکھیے کہ میں امیر کو
بھیجتا ہوں جس طرح ہو سکے امیر حمزہ صاحبقران کو قتل کرو نوشیروان کو یہ رائے بہت پسند آئی بختک نے
کہا صبح کو امیر سے کہنا کہ تم ہمارے ہفت ملک میں جاؤ کہ وہاں کے لوگ باغی ہو گئے ہیں وہاں سے جا کے خزانہ
لاؤ تو تمہاری شادی کر دوں اور بادشاہ وہ آپ کے کہنے سے وہاں جائیگا پس قارن دیوبند کو بھی ہمراہ کر تا قارن
امیر کو قتل کریگا نوشیروان نے قارن کو بلایا اور قباد شہریار کے بازو کا کیا خزانہ اسکو دیا اور اس امر پر راضی کیا
کہ جہاں موقع پانا امیر کو قتل کر ڈالنا غرض صبح کو امیر باتوقیر دربار نوشیروان میں گئے نوشیروان کو مجرا کیا اور
اپنے دغل پر بیٹھے نوشیروان نے امیر کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تم ہفت ملک سے جا کے خراج لاؤ امیر نے
قبول کیا نوشیروان نے قارن کا ہاتھ امیر کے ہاتھ میں دیا کہ اسکو بھی ہمراہ لیتے جاؤ یہ میرا ملازم قدیم ہے تین گناہ
تک اسے بخش دینا امیر باتوقیر نے کہا کہ تین گناہ تک تو اسکے بخشونگا اور جو چوتھے گناہ پر قتل کرونگا نوشیروان
نے قبول کیا اور امیر کو رخصت کیا بختک نے کان میں قارن کے کہا جو کچھ تجھ سے ہو سکے اسمیں قصور نہ کرنا دوسرے
دن امیر باتوقیر مع سرداران و لشکر کے ہفت ملک کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طے مراحل چند روز میں برابر قلعہ
الطاقیہ کے پہونچے آدھی رات کو قارن نابکار اپنے لشکر سے جدا ہو کے قلعہ الطاقیہ میں آیا اور نامہ نوشیروان
کا ملک انور کو دیا اور کہا کہ جس طرح سے ہو سکے تو امیر حمزہ کو قتل کرنا انور شاہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ انور شاہ
کیسا بہادر ہے مگر میں طاقت امیر سے مقابلہ نہیں رکھتا لیکن ہاں کچھ فکر کرونگا قارن تو چلا آیا یہاں انور شاہ وا

ناصر نے قلعے کو بند کیا اور چھپ کے رات کو قارن کے پاس آیا اور نقب لگا کر امیر کو چرا لیگئے اور باہمین صلاح کی کہ قلعے
مین ہمارے نقب ہی اسی راہ سے حمزہ کو نوشیروان کے پاس لیچلو ناصر نے کہا بہت خوب ہی بس امیر کو ارابے
سوار کر کے نقب کی راہ سے روانہ ہوئے دوسرے دن مسلمانون کو خبر ہوئی کہ امیر کو کوئی چرا لیگیا سردارون نے
امیر کے بہت تلاش کیا مگر کہین پتا نہ لگا ان دنون مین خواجہ عمرو کہے کو گئے ہوئے تھے عیارون نے عقلیہ معلوم
کیا کہ یہ کام ناصر و انور شاہ کا ہی تمام سردار قلعے پر چڑھ آئے لڑائی شروع ہوگئی لندھور نے بزور شمشیر زنی و
قوت تمتنی قلعہ لے لیا مگر ناصر و انور کو نہ پایا سرہنگ گی نے سرنگ کا پتا لگایا سب سرداران امیر باتوقیر نقب
کی راہ سے روانہ ہوئے ناصر و انور کو راہ مین جا لیا بہرام ترک نے نرغہ کیا اور ناصر و انور کو ہاتھ پر اٹھایا امیر نے
بھی قید کو اپنی توڑا آخر دونون مسلمان ہوئے اسی نقب کی طرف سے قلعے مین پھر آئے سات روز تک امیر اور
سرداران امیر کی دعوت رہی اور جشن کی صحبت رہی آٹھوین روز امیر باتوقیر نے پیش خیمہ اپنا طرف یونان کے
روانہ کیا اور قارن کی بد ذاتی امیر پر ظاہر ہوگئی مگر امیر نے پہلا قصور قارن کا بخش دیا غرضکہ بعد چند روز کے
حمزہ صاحبقران قلعۂ یونان کے پاس پہونچے بیرون قلعہ بارگاہ امیر باتوقیر و خیمے استادہ ہوئے قارن ملعون
بطور سابق بعد نصف شب کے قلعے کے اندر آیا اور نامہ نوشیروان کا ہاتھ مین فریدم شاہ حاکم یونان کے دیا فریدم
نے نامہ پڑھکے اپنے بیٹون کی طرف دیکھا اور کہا کہ اب کیا کیا جاوے صدف نوش اور استقانوش نے کہا کہ ایک
امید لنداری تو ہم ضرور کرینگے حمزہ عرب سے عازم پیکار ہونگے یہ سنکر قارن اپنے لشکر مین چلا آیا دوسرے دن
امیر باتوقیر نے نامہ لکھا اور ناصر شاہ کو ایلچی کر کے فریدم شاہ کے پاس بھیجا ناصر شاہ نامۂ امیر کشور گیر لیکر فریدم شاہ
کے پاس آیا اور نامہ اسکے ہاتھ مین دیا فریدم شاہ نے نامہ پڑھکے جواب اس نامے کا جنگ و جدال
لکھا رات کو طبل جنگ کا حکم فریدم شاہ نے دیا لشکر مین فریدم شاہ کے نقارۂ رزمی بجا ہرکارون نے خبر امیر
باتوقیر کو دی کہ لشکر فریدم شاہ مین طبل جنگ بجا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا بفضل ایزدی ہمارے بھی لشکر مین جنگی
طبل بجے بحکم حمزہ صاحبقران لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجنے لگا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری میدان جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر عرصہ کارزار مین آئے صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبہائے بلند آواز نقابت کر گئے صدف نوش
لشکر سے نکل کر میدان حرب مین آیا اور مبارز طلب ہوا امیر باتوقیر گھوڑا چمکا کر برابر صدف نوش کے آئے صدف نوش
نے تلوار کا وار کیا امیر باتوقیر نے تلوار چھین کے صدف نوش کو اٹھا لیا اور مشکین باندھکے اپنے سردارون کو دیدیا
یہ دیکھکر استقانوش بیقرار ہوگیا لشکر سے گھوڑا دوڑا کر برابر امیر کشور گیر کے آیا امیر باتوقیر نے فرمایا ذرا تم اضطراب
نہ کرو تمکو بھی گرفتار کرتا ہون یہ سنکے استقانوش نے تلوار ماری امیر کشور گیر نے اسکی بھی تلوار چھین لی اور
کمر زیر مین ہاتھ ڈال کر اسکو بھی اٹھا لیا اور مشکین باندھکے لشکر مین داخل کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا تمام فوج اور سرداران
لشکر اپنی اپنی بارگاہ مین آئے امیر باتوقیر بھی داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے صدف نوش و استقانوش
کو قید خانے مین بھیجا دوسرے دن امیر باتوقیر نے دربار مین رونق افروز ہو کر فریدم شاہ کے دونون بیٹون کو طلب کیا
اور فرمایا کہ بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو نہین تو قتل کئے جاؤ گے دونون بیٹے فریدم شاہ کے صدق دل سے
مسلمان ہوئے شعلہ عیار نے فریدم شاہ کو خبر دی کہ صدف نوش و استقانوش دونون مسلمان ہوگئے فریدم شاہ
یہ سنکر بہت حیران ہوا قارن سے آ کے کہا کہ میری صلاح یہ ہی کہ کل میدانداری ہو آج طبل بجوا دیجئے میدان مین
سات کنوئین کھدوا دو اور ان کنوؤن کو خس پوش کر دو یہ راے قارن کی پسند آئی اور سات کنوئین فی الفور

قلعہ والے کے خس پوش کر دیے پھر طبل جنگ بجایا ہرکاروں نے امیر باتوقیر کو خبر دی کہ طبل جنگ لشکر حریف میں بجا ہے امیر دلیر
نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر دونوں لشکروں میں جشن ہوا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے نقارچی
سیروں پر چوبوں سے آکر کھڑا ہوا ادھر فریدم شاہ میدان میں آیا مبارز طلب کیا امیر نے مرکب سیاہ قیطاس کو
جولان کیا فریدم کی طرف جو مقام چاہ تھا وہ گھوڑا امیر کا پھاند گیا بانک کر چہ کنوئیں مرکب نے ملے پیچھے بیان کئے ہیں
کا بہ سبب زیادتی خس و خاشاک دھوکا ہوا مرکب سیاہ قیطاس کا پانوں چاہ کے کنارے پر پڑا مرکب دھنس گیا امیر کشور گیر
مع گھوڑے کے چاہ کے اندر جا پڑے لشکر یونان دوڑا اور سنگ و خشت سے چاہ کو پاٹ دیا لشکر اسلام دیکھتے تلوار
کھینچ کے فوج کفار پر جا پڑا تلوار چلنے لگی سرداران لشکر اسلام نے ایسی شمشیر زنی کی کہ لشکر کفار شکست کھا کے بھاگا سب
سب قلعے میں چلے گئے دروازہ قلعے کا بند کر لیا لشکر اسلام نے مال و اسباب کفار کا لوٹ لیا اس اثنا میں خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری بھی آ گئے امیر کو سب نے عمرو کے ہمراہ ہو کر کنوئیں سے نکالا امیر فضل خدا سے صحیح و سالم چاہ
سے نکلے شب تو گذری صبح کو امیر نے کہا ان شاء اللہ قلعے کو لونگا لشکر امیر نے حکم دیا کہ قلعے کو گھیر لو لشکر اسلام نے محاصرہ
کیا لڑائی نگہبانان قلعہ سے شروع ہوئی امیر نے خندق کو پہلے بھروا دیا اور لشکر کو دروازہ پر بھیجا دروازہ کو توڑ کر مع
لشکر اندر دھنس گئے تلوار چلنے لگی فریدم شاہ نے مقابلہ کیا تلوار کھینچ کے امیر پر وار کیا امیر کشور گیر نے اوسکی تلوار چھین
لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اوٹھا لیا یہ دیکھ کر بڑا بیٹا فریدم شاہ کا عیار نقاش بہادر یونانی پشت پر امیر کے آیا
اور چاہا کہ تلوار مارے مقبل وفادار نے آواز دی امیر نے پھر کر دیکھا اوسی طرح امیر جھٹکے اوسکے برابر آنے
اوس نے تلوار ماری امیر نے خالی دے کر اوسکو بھی دوسرے ہاتھ سے اوٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام تم دونوں
قبول کرو نہیں تو زمین پر دے مارتا ہوں کہ چور چور ہو جاؤ گے دونوں بصدق دل مسلمان ہو گئے امیر نے دونوں
کو چھوڑ دیا دونوں قدمبوسی امیر کی حاصل کر کے مع لشکر امیر کو قلعے میں لے گئے تمام فوج اور رعیت کو بھی مسلمان کیا
پھر قلعہ آراستہ کر کے امیر وغیرہ کی بڑی دھوم سے دعوت کی مگر دختر فریدم شاہ ملکہ گلشن آرا جھروکے میں بیٹھی
دیکھ رہی تھی جب امیر باتوقیر پر اوسکی نظر پڑی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئی دایہ سے کہا کہ میں اس جوان
رعنا پر عاشق ہو گئی ہوں کوئی تدبیر اسکے وصل کی بتا اوسنے کہا کہ رات کو میں اس جوان کے پاس لیجاؤں گی غرضکہ
جب رات ہوئی ملکہ گلشن آرا دایہ کے ساتھ فتنہ وزیر زادی کو ہمراہ لیکر بارگاہ امیر میں آئی امیر بھی دیکھتے ہی حسن و
جمال ملکہ گلشن آرا کا عاشق ہو گئے اور خواجہ عمرو وزیر زادی پر عاشق ہوئے رات بھر صحبت عیش رہی دوسرے دن
فریدم شاہ جب دربار میں آیا اور سب سردار ہوئے امیر باتوقیر بھی کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئے فریدم شاہ
نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ ملکہ گلشن آرا کو اپنی کنیزی میں دیجیے امیر نے قبول کیا مگر یہ کہا کہ اے فریدم شاہ
میں ابھی عقد گلشن آرا کے ساتھ نہ کرونگا کیونکہ میں پہلے عقد ملکہ مہر نگار کے ساتھ کرونگا بعد اوسکے دوسری کے
ساتھ عقد کرونگا فریدم شاہ منظور کیا مگر یہ عرض کیا کہ اچھا آپ عقد کر لیں بہتر بعد شادی ہو جانے ملکہ
مہر نگار کے ہو جیگا امیر نے کہا بہتر غرضکہ امیر کا عقد ملکہ گلشن آرا کے ساتھ ہوا ایک روز شب کو امیر محتلم ہوئے
امیر نے رومال سے پاک کر کے رومال پلنگ پر رکھ دیا بہنگام امیر تو حمام میں گئے اور ملکہ گلشن آرا نے وہ رومال
اوٹھا لیا اوس سے حاملہ ہوئی دوسری روایت میں یہ ہے کہ عمرو نے گلشن آرا کو مہر نگار کی صورت بنا کر امیر
کے پاس سلا دیا اور آپ فتنہ کے پاس سویا ملکہ گلشن آرا اوسی شب حاملہ ہوئی اور بعد مدت
حمل کے بیٹا پیدا ہوا کہ نام اوسکا عمرو بن حمزہ یونانی ہے اور اوس سے بڑے بڑے کار نمایاں

ہونگے اور قلفنہ وزیرزادی کو بھی ادسی روز حمل رہا اوس سے پیدا کہ نام اوسکا فرخ بن عمرو ہے الغرض امیر ابراہیم حمام میں تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خبردی ای امیر تیرا ردمال ملکہ گلشن آرا نے اوٹھالیا ہی اوس وہ حاملہ ہوگئی ہی غرضکہ تیسرے پہر کو امیر غسل کرکے حمام سے باہر آئے اور خلعت فاخرہ پہنکے تخت پر بیٹھے کہ اوتنے میں زمین سے نکلا امیر نے اوسکو مارا بعد چند روز کے امیر نے چاہا کہ واسطے شکار کے جاوین قدیم شاہ نے عرض کیا کہ یہان شکار کم ہے قارن نے کہا کہ مین نے اس جگہ شکار بہت دیکھا ہے میرے ساتھ چلیے امیر اپنے سردار لیکر ہمراہ قارن کے روانہ ہوئے قارن نے آگے بڑھکے امیر کو ریگستان مین پھنسا دیا امیر اور سرداروں کی پیاس سے نوبت بہ ہلاکت پہونچی عادی نے کہا کہ یہ نالایق حرکت قارن کی ہی کہ اس شدت گرمی مین ریگستان مین پھنسا دیا ہی ذ سب کو قتل کیا چاہتا ہے امیر نے قارن کو بلایا اور کہا ای قارن کہین سے پانی پینے کے واسطے لاؤ کہ ایک ایک سب کا حال ابتر ہے قارن نے کہا ای امیر مین تو راہ بھی بھول گیا کیونکر جاؤن اور پانی کہان سے لاؤن اس زمانے مین خواجہ عمرو بھر مکہ کو چلے گئے تھے اوس دنون عمرو مکہ سے پھرا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک صحرا مین حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت خضر نے فرمایا ای عمرو جلد تو اپنے تئین امیر کے پاس پہونچا کہ قارن نے ایک ریگستان مین امیر کو پھنسایا ہی اور امیر بسبب گرمی کے پیاس سے ہلاک ہورہے ہین قارن سے پانی طلب کیا وہ پانی مین زہر ملاکے امیر کے واسطے لایا ہی اور ایک مہرہ دیا کہ اوسکو بجانا کئی منزل سے اسکی آواز امیر کے کان مین پہونچیگی یہان کا حال سنیے کہ امیر نے قارن سے پھر پانی طلب کیا قارن نے آفتابہ نکال کے امیر کو دیا امیر نے چاہا تھا کہ آفتابے کو منہ سے لگا کے پانی پین کہ خواجہ عمرو کی آواز کان مین آئی ای امیر یہ پانی تم ہرگز نہ پینا اسمین زہر ملا ہوا ہی قارن کی یہ بدذاتی ہی یہ سنتے امیر نے وہ آفتابہ منہ سے ہٹا لیا اور چہار طرف دیکھنے لگے کہ عمرو کی آواز کدہر سے آئی ابھی امیر ادہر ادہر دیکھ ہی رہے تھے کہ سامنے عمرو پیدا ہوا دیکھا کہ خواجہ اسطرح دوڑتے ہوئے آتے ہین جیسے کوئی اوڑتا ہوا جانور آتا ہی چشم زدن مین امیر کے پاس پہونچے اور کہنے لگے اے امیر اس پانی مین زہر ملا ہوا ہے قارن نے کہا لاحول ولا قوۃ مین پی لونگا یہ کہکے کا سہ آب امیر کے ہاتھ سے لیکر پیا یہ منہ کے لاتے زمین پر پھینک دیا کہ تمام زمین دونگی سم آلود ہونے سیاہ ہوگئے زہر نے اپنا اثر کردیا امیر کو دیکھکر غصہ آیا اور کہا کہ ای گناہ تیرے مین نے بخشے اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا قتل کرونگا قارن یہ سنکر بھاگا امیر نے پیچھا کیا قارن بھاگا جاتا تھا کہ ایک جادوگر راہ مین ملا اوس سے قارن نے کہا تو مجھکو بچا اوس جادوگر نے بچاؤ مین قارن کو چھپایا جب اوسکے قریب آئے اوس جادوگر نے اسم پڑھکر امیر کیطرف پھونکا مرکب امیر کے پانون زمین مین غرق ہوگئے قہقہہ جادو دیکھکے ہنسا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ اوسکا سحر دفع ہوگیا اوس جادوگر نے پھر سحر کیا امیر نے تلوار کھینچی اور اسم اعظم پڑھکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ جادوگر کے دو پارے ہوئے اور دوسرا ہاتھ جست کرکے قارن کے مارا دونو ٹکڑے ہوکر گرے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا ہوا تند چلنے لگی ہر طرف غل مچانے لگے بعد تھوڑی دیر کے جب سیاہی دفع ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قہقہہ جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم بہ مطلب دل نرسیدیم پھر امیر نے سر قارن کا کاٹ لیا اور اپنے لشکر مین آئے

دو کلمہ داستان شوکت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا جانا ملک روم کیطرف

پلا ساقیا جام جم بے قیاس کہ ہون زنگ آئینہ ہائے حلب	گرے خور بنے ہین رومی لباس اوسی می کی ساقی مجھے چاہ ہے	پلا ساقیا جام وہ روز و شب کہ جسکی ضیا صورت ماہ ہے

وہ نایاب و شفاف دے تو شراب
کہ ساغر میں دکھلائی دے آفتاب
سحر تیرے میخانے کی دھوم ہے
ترا نام ساقی معلوم ہے • غزل

یہ زمانہ عالم خواب ہے یہ فسانہ مثل سراب ہے
جو مکین ہے نقش بر آب ہے جو مکان ہے شکل حباب ہے

رگ و برگ گل ہے رگ بدن رخ صاف غیرت یاسمن ہے
جو وہ تن ہے رشک گل چمن تو پسینا عطر گلاب ہے

نہ پھرے عدم کو جو چل بسے یہ مزاج ان کی خبر لیے
یہ نہیں سب ہیں کے جانتے نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے

کبھی باغ دہر سے فصل گل نہیں بلبلوں کا وہ شور و غل
نہ وہ میکدے ہیں نہ جام گل نہ شراب ہے نہ کباب ہے

نہ وہ وقت عیش و خوشی رہا نہ وہ لطف بادہ کشی رہا
نہ وہ دل رہا نہ وہ جی نہ وہ عمر ہے نہ شباب ہے

ہے سمند عمر رواں رواں بسفر آگئے پیچھے ہیں سب یہاں
ہے رواں عدم کا یہ کارواں جسے دیکھو پا بر رکاب ہے

لہو پیتے رہتے جاتے ہیں جگر اپنا غم سے جلاتے ہیں
اسے پیتے ہیں وہ اسے کھاتے ہیں یہ شراب ہے وہ کباب ہے

بیت نویسندہ دفتر بے نظیر • رقم کردۂ این داستان امیر • فاتحان ہفت اقلیم طبع کہن و قلعہ کشایان مضامین رنگین چمن شاخ قلم بار رقم کو تختہ چمن قرطاس پر یوں تر و تازہ کرتے ہیں کہ امیر گیتی کشور گیر نے بعد قتل کرنے فنکار قارن کے بعد عرصے کے فرمایا اے قدیم شاہ اب ہم رخصت ہوتے ہیں کہ تو میان بہت عرصہ گزرا یہ کہہ کے امیر با توقیر نے عادی کو بلایا اور فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف ملک روم کے روانہ کر عادی بموجب حکم امیر با توقیر پیش خیمہ لیکر جانب روم چلا اور امیر با توقیر مع سرداران و لشکر کے تشریف لیچلے بعد چند روز کے برابر قلعہ روم کے پہونچے اور چار فرسنگ قلعے سے فاصلے پر اترے اور قیصر روم کو نامہ لکھا بعد حمد و نعت کے تحریر فرمایا ای قیصر روم آگاہ ہو کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے خراج سات برس کا نوشیروان بادشاہ کو بھیجدے اور تو مسلمان ہو اور اطاعت میری اختیار کر نہیں تو بزور شمشیر آبدار خراج بھی لونگا اور تجکو مسلمان بھی کرونگا اس مضمون کا نامہ لکھکر خواجہ عمرو کو دیا اور کہا ای خواجہ تم نامہ میرا قیصر روم کو پہونچاؤ عمرو نامہ امیر کا لیکر چلے راہ میں ایک باغ تھا وہین آئے اور وہ بعجیب لق و دق دہین تھا سب تہ زنبیل کیا اور نام اوس باغ کا اور باغ کے مالک کا دریافت کیا عمرو فکر سیر اوس باغ کی کرنے لگے کہ اوس عرصے میں ظہیر رومی دارو غہ اوس باغ کا مع جاسوس باغبانوں کے آیا دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہے اندر ہو آ کے دیکھا تمام اسباب کوئی لیگیا ہے اور ایک لڑکا بانسری بیٹھا بجا رہا ہے ظہیر نے کہا تو کون ہے خواجہ عمرو نے کہا میرا نام امری ہے میں نوکر امیر کا ہوں نامہ قیصر روم کے پاس لیے جاتا ہوں اوس دارو غہ نے کہا مال یہاں کا کیا تو نے لیا خواجہ نے کہا ہاں میں نے لے لیا ہے میری زنبیل میں ہے دارو غہ باغ ہنسنے لگا عمرو نے کہا ابھی جاتا ہے تجھے اگر تمیز ہو تو دیکھلے دارو غہ نے کہا کیونکر دیکھوں عمرو نے کہا سر اپنا زنبیل میں ڈال کر دیکھ لے ظہیر دارو غہ نے سر اپنا زنبیل میں ڈالا عمرو نے ڈالا خواجہ نے پاؤں پکڑ کے اوٹھا لیا اور ایک دھکا مارا کہ دارو غہ باغ بھی داخل زنبیل ہوا سب باغبان یہ سانحہ عجیب دیکھ کے بھاگے اور جا کر قیصر روم سے سب کیفیت بیان کی اتنے میں خواجہ عمرو بھی باغ سے نکل کے ٹہلتے ہوئے سیر کرتے ہوئے دربار قیصر روم کے آئے اور نامہ امیر کا قیصر روم کو دیا قیصر روم نے وہ نامہ پڑھا اور جواب بعد حمد و نعت تحریر کیا کہ اے امیر با توقیر آپ وہاں کیوں اترے یہاں تشریف لائیے میں آپ کا غلام ہوں اگر چند روز کے لیے آپ میرے قلعے میں آئیں تو میں سات برس کا خراج روانہ کروں عمرو جواب لے کر امیر کے پاس آیا امیر یہ سنکے خوش ہوئے عمرو نے کہا یہ سب مکر ہے قلعہ میں آپ کا جانا مناسب نہیں ہے عمرو چپ ہو رہے قیصر روم نے ایک حمام حکمت سے بنایا ہے اور طلسمات اوس حمام کے چاروں کونوں پر نصب کیے ہیں اور

حمام کے ایک کونے پر ایک پیر مرد کو نقارہ دیکر بٹھایا ہے اور نیچے حمام کے تمام بارود کی کھیان بچھائی ہیں اور اوس پیر مرد
سے کہدیا ہی کہ جس وقت میں امیر کو حمام میں لاؤں اور تجھکو اشارہ کروں تو نقارہ بجانا کہ جسکے پاس فلیتہ ہو وہ اوسکی خبر
وہ آتش دیگا تاکہ امیر مع سب سرداروں کے اوڑ جاوینگے بعد اسکے قیصر روم نے چاروں وزیروں کو بلایا اور کہا چلکر امیر
یا توقیر کا استقبال کرکے شہر میں لے آؤ دوسرے دن قیصر روم امیر کی ملاقات کیواسطے آیا اور امیر کو قلعہ میں لیکر
دعوت کی امیر نے قیصر سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ سرکار روم اور فرنگ میں بہت اچھے حمام ہیں قیصر نے کہا کہ میں نے بھی
ایک حمام بنایا ہے اور بہت ہی با صفات ہے اور ہمیں کہتے ہیں امیر کو یہ سنکے بہت اشتیاق ہوا دوسرے روز سرداروں کو لیکر حمام
میں جانا اصل میں جسوقت عمرو اخر حمام کے گیا اور قیصر نے چاہا کہ کام امیر کا تمام کردوں کہ ناگاہ عمرو عیار آوارہ بام پر حمام کے
آیا دیکھا کہ ایک شخص نقارہ لیئے بیٹھا ہے اور نیچے جو عمرو نے نگاہ کی تو سامنے صحرا میں دیکھا کہ ایک شخص باریک سی پوشاک پہنے
تلف ہوگئے ... سیئے بیٹھا ہے عمرو نے اوس سے پوچھا کہ یہ نقارہ کیسا ہے ... اوس نے کہا کہ قیصر نے مجھکو بٹھایا ہے تا
نکلنے نپائے ... تو نقارہ بجانا عمرو نے کہا ای حرامزادی سچ کہہ یہ سنکے وہ سنسان ہو کر کہا سچ کہیں تو مجھکو کیا دیگا عمرو
نے کہا تجھکو نوال شہر کا کردونگا اوسنے کہا کہ میں تو کا قیصر شاہ کا ہوں اوس نے یہاں مجھکو مقرر کیا ہے کہ جب وہ
اشارہ کرے میں نقارہ بجاؤں وہ شخص جو سامنے بیٹھا ہے وہ آواز نقارہ سنکر آتش دیگا تا کہ امیر مع سب سرداروں
کے کام تمام کروں عمرو نے یہ سنکے کہا کہ شاباش شاباش میں تیری نیکی کو ضایع نکرونگا جب تک کہ میں نہ کہوں نقارہ
نہ بجانا یہ کہکے عمرو نیچے اوترا دیکھا کہ قیصر روم دروازے پر حمام کے کھڑا ہے اور امیر مع تمام سرداروں کے حمام
میں نہانے کو تیار ہیں عمرو نے قیصر سے کہا کہ خوب حمام تمنے بنایا ہے قیصر نے کہا پانی خوب گرم ہے تم بھی جاکر غسل
کرو قیصر یہ چاہتا تھا کہ عمرو بھی حمام میں جاوے تو سب کا کام تمام کروں عمرو نے کہا کہ تم بھی چلو تو میں چلوں غرض
ناچار قیصر بھی برہنہ ہوا اور حمام میں آیا اور عمرو نے امیر کو اشارہ کیا کہ سب کو ہمراہ لیکے جلدی سے باہر جاؤ
امیر تمام سرداروں سے باہر حمام کے آئے عمرو نے جلدی سے دروازہ حمام کا باہر سے بند کیا اور امیر کو ہمراہ
لیکر دور جا کھڑا ہوا اور سفید مہرا بجایا اور اوس پیر مرد سے کہا کہ اب نقارہ بجا دے اوسنے نقارہ بجایا دوسرے
نے آتش دی حمام مع باغ سب اوڑ گیا امیر متعجب ہو عمرو نے سارا حال بیان کیا وزیر قیصر کے تین بیٹوں اور
بیٹی کو لیکر بھاگ گئے اور ایک بیٹے کا نام ربیع رومی اور دوسرے کا ساؤ رومی مہرانتیا نوش بیٹی کا نام گلنوش
تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ قیصر کو مار ڈالا وزیر اور بیٹے اوسکے بھاگ گئے اب میں خراج کس سے لوں اور کیا
نوشیروان کو جواب دونگا تو مجھکو سات برس کا خراج دے عمرو نے لاکر غل مچایا امیر نے نمانا اور عمرو کو قید کرکے
خراج بھر کیا بعد اسکے چھوڑ دیا عمرو نے کہا یہ تو نے مجھپر ظلم کیا میں نوکری نہیں کرتا امیر نے کہا میں نوکری
سے تیری درگذرا جہاں جی چاہے چلا جا عمرو بارگاہ امیر سے باہر نکلا دل میں ذکی کرتا وزیر اور بیٹے قیصر کے
کہاں گئے ڈھونڈتا نکلا تھا کہ ایک دور کوہ ملا اوس میں قریب تیس ہزار سوار کے اوترے تھے عمرو اونکو
لشکر امیر میں آیا لندھور اور پہلوان عادی کو جا لیکیا جسکو امیر نے ابو سعید کو خبر کے لیے بھیجا ابو سعید نے آکر
کہا یہ کام عمرو کا ہی امیر سنکے فکرمند ہوے اور وہاں عمرو نے لندھور اور پہلوان عادی سے کہا کہ وزیر اور قیصر کے بیٹے اس
درمیان پنہاں ہیں اگر اونکو شکست دو تو کمال مجھپر احسان ہے غرض لندھور نے نعرہ کیا اور عادی نے لندھور کے نام کا نعرہ
کیا عمرو نے سفید مہرا بجایا اور اگرد وزیروں کے لشکر پڑا لشکر تمام بھاگ گیا وزیروں اور بیٹوں کو قیصر کے پکڑ لیا اور تمام خزانہ قیصر کا
عمرو کے ہاتھ آیا عمرو نے لندھور اور عادی کو رخصت کیا اور کہا یہ سب کیفیت امیر سے کہدینا اور عمرو نے وزیروں کو بند کر

چار روز میں چار گنج وزیروں سے لیے اور تین گنج خزانے کے بیٹوں سے قیصر کے لیے بعد اوسکے عیاروں کو اپنے لشکر امیر سے
لا کر جمع کیا اور آپ عمرو بادشاہ بنا اور عیاروں کو اپنا سردار بنایا وارا ب خان اور سعید خان واقبال خان و
سرہنگ خان عیاروں کے نام رکھے اور دو کلاہ ارغندی اور مقوی کے بنا کر اور بارہ ہزار جوڑی نقارے کی بنائی اور
ایک بارگاہ بنائی نقارے بجنے لگے نقارے کی آواز سنکر امیر حیران ہوئے تحقیق جو کیا معلوم ہوا کہ عمرو کا لشکر ہے لندھور کو
ایلچی کیا اور عمرو کے پاس امیر نے بھیجا عمرو نے خلعت لندھور کو دیا رخصت کیا امیر بھی وہاں سے کوچ کر کے دوسرے
منزل پر آئے عمرو نے بھی کوچ کیا اور سامنے بارگاہ امیر کے اپنی بارگاہ ایک ٹیکرے پر بنائی اور تمام گنج ڈھیر کیا اور
تخت مرصع بچھایا اور تخت پر عمرو بیٹھا تاج سامنے ہونے لگا جب کہ دن روشن امیر نے عمرو کو دیکھ کے پوچھا کہ یہ مال اسنے
کہاں سے پایا ہے عادی نے سارا ماجرا بیان کیا امیر ہنسے کہا اوسکو بلا لاؤ عادی اور مقبل گئے اور خواجہ عمرو کو لائے
خواجہ نے تمام مال زنبیل میں ڈال لیا اور آکر امیر کے قدم پر گرا امیر نے گلے لگایا اور دلاسا دیا دوسرے دن امیر نے کہا کوئی شخص
مدائن میں جائے اور یہ خراج تینوں شہروں کا نوشیروان کو پہنچا دے مقبل اوٹھا اور امیر کو مجرا کیا اور کہا اگر حکم ہو تو میں
پہنچاؤں امیر نے عمرو کو ضامن لیا بارہ ہزار سواروں سے گنج خزانہ مقبل کو روانہ کیا جب کہ بارہ منزل مقبل گیا تب
ایک کوہ کے اوترا اوس میں ایک قلعہ تھا آدھی رات کو شعلہ و سفلہ ساتھ بیس ہزار قزاقوں کے آئے اور شب خون مار
کے سب مال لے گئے مقبل اپنے خیمے میں نشہ شراب میں بدمست بیٹھا تھا کہ شور برپا ہوا اوسنے احوال پوچھا لوگوں نے
کہا قزاق آکر گرے اور بہت سے لوگ آپ کے مارے گئے خزانہ وہ سب لے گئے یہ سنکے مقبل کا عجب حال ہوا کہ میں
نے عمرو کو ضامن دیا ہے یہ کہکے سوار ہوا اور برابر کوہ کے قزاقوں کو پایا قزاق قلعے میں نہ جانے پائے تھے مقبل نے نعرہ
کیا اور کہا سلے جواب جنگ دو یعنی لڑکے مال تیرا حلال ہے شعلہ و سفلہ نے دیکھا کہ ایک یکہ و تنہا سوار ہے پوچھا یہ کون ہے
لوگوں نے کہا صاحب مال ہے اسکو پکڑو مقبل نے تیر مارنے شروع کیے راوی کہتا ہے کہ تین مرتبہ خزانہ مقبل نے زر کے
چھین لیا اور تمام ترکش خالی ہو گیا مانند شیر غژان کے خواب لڑا چالیس زخم میں پہنچے آخر مقبل بیہوش ہو کے گر پڑا قزاق
خزانہ چھین لے گئے مقبل میدان رزم میں پڑا تھا چار سوار مقبل کو لے کے منہ سے در بارگاہ امیر میں پہنچے سارا حال
بیان کیا لندھور نے کہا میں سمجھ لونگا لیکن امیر کو کون جواب دیگا عمرو نے کہا میں جواب دونگا پس اوسیوقت چار ہزار
سوار لندھور ہمراہ لے کے پہنچا لوگوں نے اوس قلعے کا نشان بتایا لندھور نے ہمراہ اوس قلعے کے ایک باغ
دیکھا اوس باغ جا کے ایک پتھر پر بیٹھا اور تماشا باغ کا دیکھنے لگا لندھور کو نیند آئی سو رہا بعد ایک ساعت کے نقارہ اور
گلگوں پوش چالیس ہزار سوار کے باغ میں آیا لندھور بھی اوٹھا پوچھا تو کون ہے اوسنے کہا میں دختر شعلہ قزاق
کی ہوں دعویٰ پہلوانی کا رکھتی ہوں ماہ بانو نام ہے لندھور نے جواب دیا میں لندھور ابن شاہ سعدان اور تم نے
کہا کس لیے یہاں آیا ہے لندھور نے کہا واسطے جنگ شعلہ و سفلہ کے اوسنے کہا تو اکیلا آیا ہے لندھور نے کہا چار ہزار
سوار ہمراہ ہیں باہر کھڑے ہیں غرض ماہ بانو لندھور پر عاشق ہوئی ہاتھ پکڑ کے نشان شعلہ اور سفلہ کا بتا دیا لندھور
اکر قلعے میں دیکھا کہ دو قزاق تخت پر بیٹھے ہیں لندھور نے سلام علیک کی اونھوں نے جواب دیا لندھور جھپٹا ہوا اونکو
تخت پر سے اوٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر ماریں دونوں اور شہ جان مسلمان ہوئے اور شراب میں بیہوشی دیکر لندھور کو
قید کیا اور چاہا کہ قتل کریں ماہ بانو نے آکر کہا کہ یہ سردار امیر کا ہے تم اسکو اگر قتل کرو گے تو نام زر ہیات تمھارا زندہ نہ
رکھیگا شعلہ نے لندھور کو قید کیا سواروں نے یہ خبر آکر عمرو کو دی عمرو نے سارا حال آکے امیر سے بیان کیا
امیر نے حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا اوسی طرف روانہ کر دو بعد چند روز کے برابر قلعہ براق کے پہنچے جا سو رہے

یہ خبر سقلا و شعل کو دی باہر قلعے کے آئے طبل جنگ بجوایا امیر کا مقابلہ کیا امیر نے دونوں کو زیر کیا دونوں صدق دل سے
مسلمان ہوئے امیر کو قلعے میں لائے لندھور کو خلاص کیا اور ماہ بانو سے لندھور کا عقد کر دیا امیر نے پھر مقبل کو
خزانہ دیکر طرف مدائن کے روانہ کیا چند روز میں مقبل نے نوشیروان سے شکارگاہ میں ملازمت حاصل کی
نوشیروان شہر میں آیا تخت پر بیٹھا اور مقبل نے خزانہ نظر سے گذرانا نوشیروان بہت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ
مقبل کو دیا اور بارہ ہزار تیر اندازونکو بھی خلعت دیکر مقبل کو رخصت کیا بعد اونکے نوشیروان نے بختک کو بلایا اور
کہا اب میں کیا کروں بختک نے صلاح دی کہ ایک نامہ عزیز مصر کو تحریر کیجیے کہ اب حمزہ تیرے ملک میں آتا ہے
اگر تو نے اوسکو قتل کیا تو مجھپر احسان کیا غرض نوشیروان بایمای بختک عزیز مصر کو لکھا اوس نے جواب میں لکھا کہ اے
بادشاہ ہفت اقلیم تو خاطر جمع رکھ اگر حمزہ اسطرف کو آیا تو میں کسی نہ کسی طور سے قتل کرونگا القصہ مقبل امیر پاس آیا
تمام حال بیان کیا کہ اسطرح بخوبی تمام خزانہ پہونچایا امیر نے مصر کی طرف کوچ کیا راستہ میں ایک دوراہا ملا امیر
نے وراب ہندی سے پوچھا کہ یہ دونوں راستے کسطرف کو گئے ہیں اوس نے کہا کہ یہی راہ مصر کو گئی ہے
لیکن زمانہ حضرت یوسف سے کوئی اسطرف سے نہیں جاتا پس امیر نے اسد دیوانے کو بلا کے کہا کہ تو تمام لشکر
کو ہمراہ لیکے برابر قلعہ مصر کے فرودگاہ ہوئے بارگاہ بارہ کوس سے فلک پیما استادہ کی اور نامہ امیر نے عمرو کے
ہاتھ عزیز مصر کو روانہ کیا عمرو نامہ لیکر نزدیک قلعے کے آیا عزیز مصر کو خبر ہوئی عمرو کو بلایا عمرو نے ہاتھ میں عزیز مصر کے
دیا عزیز نے دیکھا لکھا تھا کہ تو مسلمان ہو اور سات برس کا خراج نوشیروان کا ادا کر عزیز مصر نے کہا چند شرطیں
رکھتا ہوں اول ایک دروازہ فولادی کو بیٹھے ہی نیزہ میں کھولیں دوسرے ایک سنگ ہے کہ زمانہ حضرت یوسف
سے آوارہ پڑا اور آدھا نیچے زمین کے گرا ہے اوسکو زمین سے نکالیں پھر جو فرمائینگے میں قبول کرونگا عمرو نے تمام
ماجرا امیر کے روبرو بیان کیا امیر نے فرمایا میں جاؤنگا اور ایک مرتبہ مصر کو دیکھونگا لندھور نے منع کیا اور کہا
کہ جب تک حضور کا لشکر نہ آلے آپ نہ جائیے امیر نے نمانا دوسرے دن سوار ہو سرداروں کو ہمراہ لیکے قلعے میں آئے
اور عزیز مصر سے دروازہ فولادی کو دریافت کیا اوس نے بتا دیا امیر نے ایک نعرہ میں اوسکو کھولا اور اندر
آکر دیکھا ایک لوح ہے اوسپر کندہ ہے کہ یہ لوح فریدون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور ایک بہادر دوران
آخر زمانے میں پیدا ہوگا اور اس دروازے کو کھولیگا نام اوسکا حمزہ صاحبقران ہے دین اوسکا برحق
ہے امیر باہر آئے اوس سنگ کو بھی قوت سے اوکھیڑ لیا اوسپر بھی یہی لکھا تھا عزیز مصر یہ سنکے اور لوح کو
دیکھکے قدم پر امیر کے گرا اور کہا الحمد للہ میری خاطر جمع ہوئی اور دین آپکا برحق ہے اور از ترس جان مسلمان
ہوا باغ حضرت یوسف میں امیر کی دعوت کی اور کھانے میں بیہوشی ملاکر سب کو ایک چاہ زندان میں قید کیا
دوسرے روز پوشاک بسنتی پہنکر تخت پر بیٹھا اور وزیر نیک اندیش سے کہا کہ کیوں میں امیر کو اب
قتل کروں وزیر نے کہا تم قتل نہیں کر سکتے ایک نوکر اوسکا اسد دیوانہ ہے کہ تمام امیر کی فوج لیکر
یہاں آئیگا پہلے اوسکا علاج کر لو بعد اوسکے جو چاہے کرو عزیز نے کہا اے وزیر تو دشمنونکا شمار کرتا ہے دوستونکا
خیال نہیں کہ نوشیروان بادشاہ ہفت اقلیم نے لکھا ہے یہ دشمن اوسکا ہے وزیر نے کہا کہ تو ایک عرضی
نوشیروان کو لکھ کہ امیر کو مع سرداروں کے قید کیا ہے اگر حکم ہو تو قتل کر ڈالوں بلکہ قتل کر ڈالا جیسا حکم ہو ویسا
پس اوس نے اوسی وقت ایک عرضی سرہنگ مصری کے ہاتھ روانہ کی چند روز میں سرہنگ مدائن میں
عرضی شاہ کو دی نوشیروان نے جواب لکھا کہ اگر امیر قتل کیا تو خوب کیا ورنہ تو دیکھتے ہی اوسکو قتل کر

سرہنگ روانہ ہوا۔ خبر ملکہ مہر نگار نے سنی بیہوش ہو گئی جب کہ ہوش آیا دایہ نے کہا صبر کرو دل پر جبر کرو القصہ وہاں
امیر کو دوسرے دن ہوش آیا تو قید میں اپنے تئیں مع سب سرداروں کے پایا عمرو نے کہا یا امیر اب کہو کیا کرو گے تم نے کہنا
بندہ حضور کا نہ مانا امیر نے کچھ جواب نہ دیا عمرو نے کہا میں جاتا ہوں یہ کہہ کے دم کو اپنے کھینچا اور مر گیا سرداروں نے غل
مچایا کہ ہمارا جو عمرو عیار تھا وہ مر گیا اوسکو نکالو پاسبانوں نے بادشاہ سے جا کے کہا عزیز مصر ہنسا اور کہا اوسکو میرے
پاس لاؤ لوگوں نے عمرو کو چاہ سے نکالا اور سامنے عزیز مصر کے لائے شمعون وزیر برا حرامزادہ تھا اوسکے کہنے سے
سات روز جابر نے نئے طرح کے عذاب دیئے عمرو کو آزار پہونچائے آخر آٹھویں دن بارگاہ سے عمرو کو باہر پھینک دیا اور
کہا اسکو جا کر دفن کرو غسالوں نے نہلا کر کفنایا اور قبرستان میں لایا اور غسال نے عمرو کو قبر کو اوتارا عمرو نے اوسکو
غسال کو قتل کیا اور گلیم عیاری اوڑھکے غائب ہو گیا غسالوں نے اگر عزیز مصر سے یہ ماجرا بیان کیا عزیز مصر بہت فکرمند
ہوا حکم کیا کہ دروازہ شہر کا بند کرو اور نگہبان جا بجا بٹھاؤ بیچ عمرو آدھی رات کو خوابگاہ عزیز میں آیا اور عزیز کا سر کاٹا
میں جو دیکھا وہ نہ تھا عمرو نے جانا کہ اوسنے مکر کیا عمرو نے سب جگہ تلاش کی عزیز شاہ کو نہ پایا آخر بہت جانے میں عزیز
مصر تھا عمرو کو دیکھکے بھاگا عمرو نے بھی پیچھا کیا عزیز مصر حلال خور کے مکان میں آیا اور مجھکو چھپا حلال خور نے پوشیدہ
کیا عمرو بھی آیا اور چاہا کہ عزیز کو قتل کرے کہ اسوقت چار سو عیاروں سے سرہنگ مصری پہونچا اور عمرو کو گھیر لیا
تمام رات عمرو لڑا جب کہ صبح ہوئی عمرو سرہنگ کو زخمی کر کے نکل گیا غرض دوسرے دن اسد دیوانہ لشکر لیکر برابر
قلعہ مصر کے آیا عمرو نے اکر تمام حال بیان کیا اسد سنکے حیران ہوا اور کہنے لگا ای خواجہ اب کیا کریں عمرو نے
کہا آج رات کو میں خبر امیر کی لے آؤنگا بعد اوسکے جو تیرے دل میں ہوگا وہ کرنا اسد نے قبول کیا راوی کہتا ہے کہ قلعہ
مصر میں بقت میں مع سرداروں کے امیر کو عزیز مصر نے طرف قلعہ سلو کے روانہ کیا اور عمرو عیار طرف پیچھے
اسد باہر آیا تھا دونوں فکر میں تھے کہ ابو شہاب اور ابو سعید خبر لے کے آئے کہ امیر کو عزیز مصر نے قلعہ سلو کو
بھیجا ہے عمرو نے اسد سے کہا کہ میں تو اوس طرف جاتا ہوں اب تم جاؤ اور عزیز مصر سے خبردار رہو اسد نے قبول کیا اور
عمرو تمام شاگردوں سے قلعہ سلو کی طرف چلا راہ میں دریا ملا نقاش ناخدا کا وہاں مکان تھا حضرت ابراہیم نے
خواب میں اوسکو مسلمان کیا صبح کو عمرو دیدبہ خواجہ نقاش اکر عمرو کو لے گیا اور کشتی پر سوار کر کے شہر سلو میں لا کر
اوتارا عمرو نے فکر کی کہ رات کو امیر کو چھڑا لاؤں اور شاہ شمش کی ایک دختر تھی زہرہ مصری حضرت ابراہیم نے
اوسکو بھی مسلمان کیا اور بشارت دی کہ حمزہ کو پیترا اور کہا جو سنگ چاہ سے اوٹھایگا وہی تیرا شوہر ہوگا غرض دوسری
رات کو زہرہ مصری نے کھانے میں بیہوشی ملا کر خواصوں کے ہاتھ پاسبانوں کو بھیجا جب کہ وہ کھانا کھا کر بیہوش ہوئے
کیا بس شب روئے زہرہ مصری نے پوشاک پہنی اور زندان میں جا کے کمند ڈالکر قید خانے میں اوتری عمرو بھی آیا اور زہرہ کو
آتے دیکھا حیران کھڑا تھا عمرو نے جانا کہ یہ کام اوسی مکارہ کا ہے عمرو نے آواز دی ملکہ فکرمند ہوئی اور کہنے لگی کہ ای کون
ہے عمرو نے کہا کہ منم یا نوش بزرگ دار نایب لات اعلی اور منات سطلے زہرہ مصری کہا میں کیا کروں مجکو تو حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے مسلمان کیا اور کہا ہے جو شخص اس سنگ بڑی چاہ پر سے دور کریگا وہی تیرا شوہر ہوگا عمرو نے قوت
کی کچھ نہ ہو سکا آخر عمرو نے زنبیل سے مقبل کو نکالا مقبل نے وہ سنگ کو چاہ پر سے دور کیا زہرہ مصری
سمجھ گئی چاہ پر آئی اور اندر اوتری امیر کو مجرا کیا امیر نے کہا تو کون ہے اوس نے کہا کہ میں دختر بادشاہ کی ہوں چاہتی ہوں
کہ آپ کو خلاص کروں امیر نے زور دیکر قید کو پارہ کیا سرداروں کو چاہ سے لیکر باہر نکلے عمرو سے ملاقات کی اور
شہر کی طرف چلے سامنے شاہ شمش کا پہنچا نہ تھا عادی کی ناک میں جو کھانے کی بو آئی عادی نے اکر دیدن

باور چیونکو مزہ سبزیونسے باہر نکالا اور جو کچھ کھانا تیار تھا سب کچھ کھا گئی لوگون نے جاکر خبر بادشاہ کو دی
اونے لشکر بھیجا اور حکم کیا کہ اوسکو باندھ لاؤ عادی نے وہی سوختنے مارنا شروع کیے سب بھاگے بادشاہ بھی
لشکر لیکر آیا عادی نے اوسکو بھی شکست دی اور ایک سوختہ بادشاہ کے سر پر مارا بادشاہ واصل جہنم ہوا امیر
بھی مع سرداروں کے آئے خوب تلوار چلی آخر لشکر شکست کھاکر بھاگا امیر نے قلعے کو فتح کیا وزیر نے آکر قدم پر گرا
اور کلمہ پڑھا مسمور سلوبتیا بادشاہ کا تھا وزیر اوسکو خدمت امیر میں لایا امیر نے وہ قلعہ اوسکو دیا اور اوسکے
ہمراہ لے کے طرف مصر کے روانہ ہوئے اور وہاں اسد دیوانہ نے قلعہ مصر پر بنیاد جنگ ڈالی دوسرے دن اسد نے
قسم کھائی کہ کل سر سواری قلعہ لیلونگا یہ ٹھہراکر سوار ہوا اور جنگ کرکے برابر دروازہ قلعہ کے پہونچا دروازہ کو توڑ
کر اسد قلعے میں داخل ہوا عزیز مصر نے نیزہ ہنسنے پر اسد کے مارا اسد نے روک کے ایسی ایک تلوار ماری کہ
سر اوسکا تن پر سے جدا ہو گیا اتنے عرصے میں امیر بھی آئے قلعہ مصر سر سواری لے لیا مظفر مصری عزیز مصر کا بیٹا
تھا اوسکو وہاں کا بادشاہ کیا اور سب مسلمان ہوئے بعد چند روز کے امیر نے ہمراہی لشکر گران طرف ... ایک
کے کوچ کیا اونکو تو راہ میں چھوڑیے اور وہاں کا ساعت فرمائیے کہ نوشیروان تمام سرداروں سے آکر تخت پر بیٹھا
بختک نے عرض کی کہ امیر مصر میں مارے گئے نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے پوچھا بزرجمہر نے عرض کیا کہ
سپاہ سر ہنگ خبر لایا ہے کہ امیر نے عزیز مصر کو مارا اور اوسکے بیٹے کو بادشاہ کیا اب مداین کی طرف آتا ہے نوشیروان
نے کہا تم سچ کہتے ہو عرض بختک اپنے مکان میں آیا اور ایک نامہ گستہم کو لکھا کہ مجکو معلوم ہوا امیر دربند میں
مارے گئے تو زوبین کامرانی کو لیکے خدمت نوشیروان میں آ تاکہ ملکہ مہرنگار کو اوسکو دلوا دونگا جب کہ یہ نامہ
گستہم کو پہونچا گستہم نامہ لیکے زوبین پاس آیا وہ نامہ پڑھکے بہت خوش ہوا زوبین نے نامہ لیکے بڑے بھائی
بہتے بہمن کو دکھایا بہمن نے کہا اے برادر بختک بڑا حرامزادہ ہے اولاد بن مرزبان کو دیکر ملکہ مہرنگار
میں قتل کرایا تیرا جانا مناسب نہیں ہے زوبین نے کہا اب تو میں جاتا ہوں بہمن چپ ہو رہا زوبین نے دیو
تاج ترک اور عاج تاج ترک اور مہر دان تاج ترک کو سپہ سالار کیا سات لاکھ پچاس ہزار سوار لیکے طرف مداین
کے کوچ کیا چند روز میں برابر باغ جمشید کے آیا اور باغ میں اوترا اور اونتیس کوس وہاں سے تھا زوبین نے نامہ بختک
کو لکھا کہ تیرے کہنے سے میں آیا ہوں اور باغ جمشید میں اترا ہوں جو کچھ تو کہے اوسپر عمل کرون کتارہ کابلی نے نامہ
خلوت میں بختک کو دیا بختک نے جواب لکھا کہ تو خاطر جمع رکھ میں تمام سرداروں سے نوشیروان کو تیری استقبال
کیواسطے لاؤنگا زوبین یہ سنکے بہت خوش ہوا دوسرے دن بختک نے آکر نوشیروان کو مجرا کیا اور کہا اے شاہ زوبین
کامرانی سات لاکھ پچاس ہزار سوار لیکے آیا اور باغ جمشید میں اترا ہے نوشیروان سنکر گھبرایا اور کہا اب میں کیا کرون بختک نے کہا زوبین کچھ غیر
اچھا نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ باغ جمشید میں آپ چلیں اور اوسکو واسطے ملازمت کے طلب کریں نوشیروان سوار ہوا زوبین بھی
یہ سنکے سوار ہوا ملازمت بادشاہ کی کی نوشیروان نے زوبین کو بہت سا دلاسا دیا اور حکم کیا کہ ہماری بادشاہ جمشید بھی اونچے
باغ جمشید کے برپا کرو غرض نوشیروان آکر تخت پر بیٹھا سردار سب آگے بیٹھے مجلس آراستہ ہوئی تین روز صحبت گرم رہی چوتھے
روز زوبین اپنی بارگاہ میں آیا اور بختک کو لکھا کہ میں تیرے کہنے سے آیا ہوں اب جو تو نے مجھسے اقرار
کیا ہے اوسکو عمل میں لا اور جواب دے کہ اوسپر عمل کرون بختک نے ایلچی کے ہاتھ رقعہ بختک کے پاس
بھیجا بختک نے جواب دیا کہ کل تیرا کام کرونگا عرض دوسرے روز بختک نے آکے نوشیروان سے
کہا آپ کو معلوم ہے کہ زوبین واسطے خواستگاری ملکہ کے آیا ہے نوشیروان سنکے خفا ہوا اور کہنے لگا اے مادر بخطا

کہا میں نہیں جانتا تو کیا غضب کی چالیں چلتا ہے کہا آپ کے نمک کی قسم مجھکو نہیں معلوم نوشیروان فکرمند ہوا بختک کو طلب کیا
بلاکر کہا کہ میں کیا کروں بختک نے کہا کہ مجکو نہیں معلوم اگر ملکہ کا زوبین سے عقد نہ کر دیا تو فساد ہوگا گستہم اور بہمن
عقب میں آتے ہونگے بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو تو زوبین کے حوالے کرو جو وقت کہ حمزہ زندہ آیا تو کہنا زوبین مجھسے زور لیگیا
اگر قوت رکھتے ہو تو جاکے ملکہ کو لے آؤ غرض دوسرے دن جب نوشیروان اپنے تخت پر بیٹھا زوبین نے آکر مجرا
کیا بختک نے زعفران سر پر زوبین کے چھڑکی اور کہا جشنگہ مبارک ہو کہ بادشاہ نے ملکہ کو تجھے دیا زوبین خوش ہو کے
کھڑا ہو گیا مگر سردار نوشیروان کے بہت فکرمند ہوئے اور کسی دوست امیر نے ایک نامہ طوق حران کو لکھا
کہ شاہ نے مہرنگار کو زوبین کو دیا ہے اور آجکل میں امیر بھی آیا چاہتے ہیں قلعۂ مداین کو بند کر اور حفاظت ملکہ کی
کر امیر تمام مرتبہ بلند کرینگے طوق حران گردنے یہ خبر سنکے دروازہ قلعہ کا بند کیا یہ خبر ملکہ نے سنی حیران ہوئی کہا ای
دائی اب میں کیا کروں دایہ نے کہا خاطر جمع رکھ طوق حران مرد مسلمان ہے اور اسنے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا
ہے امروز فردا میں امیر بھی آیا چاہتے ہیں القصہ یہ خبر باغ جمشیدی میں جاسوسوں نے بادشاہ نوشیروان
کو پہونچائی کہ ملکہ طوق حران دونوں قلعہ بند ہو گئے زوبین نے یہ خبر سنکر ترک تاج کو بھیجا کہ تو جاکر طوق
حران کو قتل کر اور ملکہ کو لے آ ترک تاج مجرا کر کے ہزار سواروں سے مداین کیطرف چلا اب اسکو تو راہ میں
چھوڑو اب کچھ حال امیر کا سنو کہ جب مداین سات منزل رہا عمرو سے کہا کہ تو جاکے خبر لا کہ اب نوشیروان کس
فکر میں ہے جب کہ عمرو برابر مداین کے آیا تمام سرگذشت دریافت کر کے امیر کے روبرو حاضر ہوا اور تمام حال زوبین
کا بیان کیا امیر یہ سنکے غصے میں بھرے اور بلند صورت سے فرمایا کہ تم عقب سے لشکر لیکر آنا اور آپ خنگ سیاہ
قیطاس پر سوار ہوئے اور وہاں ترک تاج دروازے پر پہونچکے چاہتا تھا کہ قلعے لوگوں امیر نے اسکے نعرہ
ترک کے مقابلہ کیا امیر نے تلوار ماری ترک مع مرکب چار ٹکڑے ہوا لشکر اسکا بھاگا امیر دروازے پر آئے طوق
حران نے دروازہ کھولدیا اور امیر کی ملازمت کی امیر نے خلعت فاخرہ عطا فرمایا بعد اسکے حکم کیا کہ تمام قلعے کو کھود
ڈالو اور جو روشنیان بادشاہ نوشیروان کی سوائے مہرنگار کے تمامی اور شتربان اور فیلبان اور ساربانوں کے دلہ
زرین اور دختر گستہم کو عمرو نے پسند کیا اور دختر بختک کو عادی نے لیا ملکہ مہرانگیز نے رقعہ لکھا اور کبوتر کی گردن
میں باندھکر نوشیروان کے پاس بھیجا کبوتر بارگاہ نوشیروان پر آکے بیٹھا نوشیروان رقعہ پڑھ ترک تاج
کے مارے جانے اور خرابی شہر مداین سے بہت فکرمند ہوا خلوت میں آکر تمام حقیقت دختر گستہم کی بختک سے کہی
اور بختک کی دختر کا حال گستہم سے کہا دوسرے دن نوشیروان تخت پر بیٹھا اور زوبین کو بلاکر کہا کہ وہ عرب آیا اور تمام
ملک کو میرے ویران کیا اور سپاہی کو تیرے قتل کر کے مہرنگار کو قبضے میں کر لیا زوبین نے کہا میں کام اوسکا تمام کر دونگا اور گستہم
نے کہا کہ ای شاہ میں نے سنا ہے کہ بختک کی دختر کو عادی اپنی خدمت میں لایا بختک نے کہا الحمد للہ وہ بادشاہ
قلعۂ تنگ رو اصل ہے تمہاری دختر کو عمرو دختر کو لیگیا کہ وہ ذات کا ساربان زادہ ہے گستہم نے کہا کہ تمام دختران
شاہی کو امیر نے حجام و جولاہے اور چابک کے حوالے کیا یہ سنکے حضار مجلس حیران و فکرمند ہوئے اور وہاں
امیر نے حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف عراق کے روانہ کرو عمرو نے کہا پہلے مہرنگار کو مکہ روانہ کر دیجیے بعد اسکے
کسیطرف جانے کی فکر کیجیے پس امیر نے مقبل کو چار ہزار سوار دیکے ملکہ کے ہمراہ کیا اور طرف مکے کے ملکہ
روانہ ہوئی بعد اسکے امیر با توقیر پانچ لاکھ ستر ہزار سواروں سے طرف عراق کے روانہ ہوئے اور ایک نامہ
نوشیروان کو لکھا زمتاش بہادر یونانی اور عشا اور امیر کو مجرا کر کے اور نامہ لیکر چلا جب لشکر نوشیروان میں پہونچے

وہاں نوزر کوہستانی بارگاہ سے نوشیروان کی گھر کو آتا تھا راہ میں زمتاش کو دیکھا سلام کیا اور کہا آپ کہاں جا
رہے ہیں زمتاش نے کہا نامہ امیر کا لایا ہوں نوزر نے کہا دربار برخاست ہو گیا ہے بہتر یہ ہے کہ آج رات کو فقیر خانے پر رہیے
صبحکو دربار میں جائیے گا نوزر کا ہاتھ پکڑ کے اپنے مکان پر لایا خوب مہمانی کی اور خاطر جمع رکھیے کہ گو میں نوکر نوشیروان
کا ہوں پچاس ہزار سوار میں اور سب مسلمان ہیں اگر بارگاہ نوشیروان میں کوئی مشکل پیش ہوگی میں اپنی جان
تم پر نثار کرونگا الغرض جب صبح ہوئی نوزر بارگاہ نوشیروان آ کے بیٹھا اور زمتاش مرکب پر سوار ہو کے بارگاہ
پر آیا لوگوں نے دیکھا اور روکا دس آدمی قتل کر کے اندر بارگاہ کے آیا نامہ نوشیروان کو دیا اور نامے پر زر
نثار کروایا نوشیروان نامہ پڑھ کے خفا ہوا اور چاہا کہ نامے کو پارہ کرے زمتاش نے نامہ چھین لیا اور کہا یہ
نامہ صاحبقران زمان کا ہے اگر مرد ہے تو لشکر ایران سے سر میدان جواب دے زوبین نے تمارترک کو اشارہ
کیا کہ ایلچی کو قتل کر تمارترک پیچھے سے اگر تلوار مارنا چاہتا تھا کہ بزرجمہر نے زمتاش کو اشارہ کیا زمتاش نے
پھر کے اوسکی تلوار چھین اور کمر پر جو تلوار ماری تو دو پرکالے ہوا نوشیروان اور دوسرا دفعہ میں آیا حکم کیا کہ اسکو
پکڑو پس لوگوں نے چار طرف سے یورش کیا نوزر نے بھی اپنے لوگوں کو للکارا پچاس ہزار سوار لوٹ پڑے
نوشیروان کے لاکھ سوار مارے گئے زمتاش کے بھی زخم لگے اور نوزر بھی زخمی ہوا مگر زمتاش کو گھوڑے
پر سوار کیا اور لشکر امیر میں لایا جراح کو بلا کر زخم سلوائے وہاں نوشیروان بہت پریشان تھا گستہم نے کہا
میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجے عرض صبحکو دونوں لشکر میدان میں آ لگے اور گستہم صف لشکر سے نکلا اور پکارا
اے حمزہ تو نے مجھ سے قول کیا تھا کہ زرہ و شمشیر سے مقابلہ نہ کرونگا پس امیر نے بے زرہ و شمشیر گستہم سے مقابلہ
کیا گستہم نے تلوار ماری امیر نے چھین کے ایسی تلوار ماری کہ مع مرکب چار پرکالے ہوئے نوشیروان نے
لشکر سے کہا کہ امیر کو پکڑ لو امیر نے تمام سرداروں سے جنگ مغلوبہ شروع کی امیر نے علم نوشیروان پر تلوار
ماری نوشیروان مع لشکر بھاگا خزانہ اور بارگاہ جمشیدی امیر کے ہاتھ آئی اور مداین میں آ کر بیٹھے نوشیروان
بہت پریشان تھا بزرجمہر کو بلا کر کہا کہ تم جاؤ اور امیر سے کہو کہ نوشیروان آپ سے بہت پشیمان ہے بہتر یہ ہے کہ
قلعہ مداین کو چھوڑ دو اور تم کعبہ کو جاؤ مجھ سے اور مہر نگار سے کچھ دعوی نہیں بزرجمہر بہو کو ہمراہ لیکے مداین
میں آئے اور جو نوشیروان نے کہا تھا بیان کیا امیر نے قبول کیا اور کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک زراعت
تیار نہو اور مرکب میرا نہ کھاوے تب تک کوچ نہ کرونگا بزرجمہر اوسی وقت باغات میں سے چند برگ توڑ لائے اور مرکب امیر کو
کھلائے اور کہنے لگے کہ لو قسم تمہاری پوری ہوئی امیر سب کہنے کے مکے کو روانہ ہوئے اور خواجہ بزرجمہر نوشیروان
کو مداین میں لائے اور سب شہر کو سجایا مگر بختک بہت پریشان تھا اپنے گھر میں ایکدم آ کے بیٹھا تھا کہ
جاسوسوں نے خبر کی کہ زوبین دروازے پر کھڑے ہیں بختک ہنستے ہنستے باہر آیا اور ہاتھ پکڑ کے خیمے میں لایا اور
اور کہا کہ ہیہات زوبین نے کہا میں تیرے کہنے سے اپنے ملک کو چھوڑ کر آیا ہوں اور امیر مکے کو چلے گئے
بختک نے کہا تیسرے دن اسکا جواب دونگا زوبین اپنے مکان میں آیا بختک نے تین دن میں ایک
تلوار آراستہ کی اور سات مرتبہ اوسکو زہر میں بجھایا اور زوبین کو بلا کے تلوار دی اور کہا میں نے رمل میں
دیکھا ہے کہ خونریزی امیر کی کرمیں ہوگی جب کہ صبح ہوئی بختک زوبین کو ہمراہ لیکے نوشیروان کے پاس آیا اور
عرض کی کہ اے بادشاہ زوبین عرض کرتا ہے کہ میرا نام بد ہوا اگر آپ حکم دیں تو میں مکے میں جا کے امیر کو قتل کروں یا
وہ مجھکو قتل کرے نوشیروان نے کہا اس سے کیا بہتر ہے غرض زوبین گستہم کے بیٹوں کو ہمراہ لیکے ساٹھ لاکھ پچاس ہزار

سوار ہوے طرف مکے کے چلا بعد چند روز کے برابر مکے کے پہونچا اور بیوہ بوقبیس کے برابر اترا سرہنگ مکی نے یہ خبر امیر کو
دی کہ زوبین لشکر گران سے آیا ہے دوسرے روز امیر نے بھی اکرمت لشکر کی جانی زوبین میدان مین آیا اور امیر
سے مقابلہ کیا بعد چند حملون کے پائون سیاہ قیطاس کا موش خانے مین آیا وہ بلند امیر نے سر کے گر پڑا زوبین نے
فرصت پاکے تلوار جو ماری وہ زہر مین بجھی ہوئی تھی چار انگل زخم کاری سر پر لگا امیر نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی جنگ
مغلوبہ ہوئی سرداروں نے امیر کے زوبین کو شکست دی زوبین بھاگا اور مداین مین آکر نوشیروان سے سارا
حال بیان کیا بختک سنکے خوش ہوا اور کہا اے شاہ اب امیر زندہ نہ رہیگا کیونکہ مین نے سات مرتبہ زہر مین بجھا کر
تلوار زوبین کو دی تھی نوشیروان یہ سنکر چپ ہو رہا اور وہان امیر رکیب سے جدا ہوے زمین پر بیہوش ہو
کر گرے عمرو اور سرداروں نے امیر کو اوٹھایا جب کہ رات گذری صبح ہوئی عمرو نے دیکھا کہ زخم امیر کا ورم کیے
ہوے ہے اور شکل امیر کی پہچانی نہیں جاتی عمرو روتا ہوا چلا اور مداین مین بزرجمہر کے پاس آیا اور امیر کا حال
بیان کیا بزرجمہر نے کہا کہ تو علاج امیر کا نہین کر سکتا بہتر ہے کہ خالی مکان مین امیر کو لٹاوے اور ملکہ مہرنگار کو
کو واسطے خدمت کے انکے پاس بٹھاوے اور خواجہ بزرجمہر نے مرہم بھی عمرو کو دیا عمرو نے اگر وہ مرہم لگایا دوسرے
زخم امیر کا بڑا ہو گیا عمرو فکرمند ہوا سرداران سے سارا حال بیان کیا اور امیر کو خالی مکان مین ملکہ کو پاس بٹھا دیا

دو کلمہ داستان جانا حمزہ صاحبقران عالیشان کا کوہ قاف مین حسب الطلب شہپال بن شاہرخ

راویان اخبار مسرت آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ پردہ قاف مین ایک بادشاہ ہے کہ نام اوسکا شہپال بن شاہرخ
ہے زمانہ حضرت سلیمان کا اور دیو عفریت سپہ سالار شہپال کا تھا ملکہ آسمان پری دختر شہپال پر عاشق ہوا اور عاشق ہو شہپال
سے پھر گیا عفریت سے لڑائی ہوئی شہپال شکست کھاکے بھاگا اور گلستان ارم مین جا گزین ہوا شہرستان
زرین مین عمل عفریت کا ہو گیا دوسرے دن سرداروں نے اگر شہپال کو مجرا کیا شہپال نے اپنے وزیر عبدالرحمن
جنی سے کہا کہ ایک مرتبہ تو رمل کو دیکھ کہ اس عفریت نابکار کی قضا کسکے ہاتھ سے ہے عبدالرحمن نے رمل کو
دیکھا خوش ہو کے کہا اے شاہ معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ مین ایک شخص ہے کہ نام اوسکا حمزہ عرب ہے مگر آجکل
وہ زخمی ہے مرہم سلیمانی بھیجے اور اٹھارہ روز کے وعدے پر اوسے طلب کیجیے اوسکے ہاتھ سے دیو عفریت
مارا جائیگا یہ سنکے شہپال نے سلاسل پری اور رعاجل پری اور سلطان ارزق کے ساتھ چار ہزار
دیو ہمراہ کرکے مرہم دیا اور مکہ کو روانہ کیا بعد چند روز کے برابر مکے کے پہونچے سلطان ارزق
نے مرہم اکر سر پر امیر کے باندھا تھوڑی دیر مین امیر کو ہوش آیا سلطان نے سرمہ سلیمانی امیر کے
آنکھون مین لگایا امیر نے دیکھا کہ دیو پری آئے ہین اونھون نے امیر کو مجرا کیا امیر نے کہا تم کہان سے
آئے ہو سلطان ارزق نے عرض کی کہ شہپال بادشاہ قاف نے ہمکو بھیجا ہے مرہم سلیمانی ہمنے
سر پر آپکے لگایا ہے مہرنگار حیران ہوئی امیر سے کہا تم کس سے باتین کرتے ہو امیر نے کہا شاہ قاف
نے دیو پری کو بھیجا ہے مین اون سے باتین کرتا ہون ملکہ نے بیبود خواجہ سرا کو عمرو کے پاس بھیجا
اور کہا تم اکر امیر کا حال دیکھو جبکہ عمرو آیا امیر کو مجرا کیا امیر نے اشارے سے کہا بیٹھو جب کہ عمرو بیٹھ
گیا امیر سے کہا تم کس سے باتین کرتے ہو آیا مین انکو دیکھون امیر نے سلطان ارزق کو حکم
کیا کہ سرمہ اسکی بھی آنکھ مین لگا دو اوس نے عرض کیا یہ کون ہے امیر نے کہا یہ میرا بھائی ہے اگر یہ راضی ہوگا تو
چلنا طرف قاف کو ہوگا ارزق نے عمرو کی آنکھ مین اور ملکہ کی آنکھ مین سرمہ لگایا دونون دیو پری کو دیکھکر حیران ہوے

عمرو نے کہا اے سلطان ارزق جو کچھ روپیہ امیر کے خزانے میں ہے تم لے لو اور سطے جاؤ ارزق نے کہا ہم
واسطے نہیں آئے ہیں اور اے خواجہ تم خوب جانتے ہو کہ اگر یہ مرہم سلیمانی نہ آتا تو امیر قتل ہو جاتے شہپال کی شکست
عفریت سے پائی ہے گلستان ارم میں آیا ہے عبدالرحمن جنی وزیر شہپال نے رمل دیکھکر کہا کہ عفریت امیر کے ہاتھ
سے مارا جائیگا مگر ان روزوں دو دن کی ہے مرہم دے کر مجھکو بھیجا ہے اب مجھکو آپ جواب دیں کہ آپ عفریت سے
مقابلہ کر سکتے ہیں یا نہیں امیر نے کہا بیٹے عمرو نے کہا کیا خاطر جمع سے آپ اقرار کرتے ہیں اور کل جو لشکر نوشیروان
کا آئیگا کون جواب دیگا امیر سنکے چپ ہو رہے اور سلطان ارزق سے کہا تم عمرو کو راضی کرو سلطان ارزق نے
عمرو سے کہا کہ تم کس واسطے امیر کو جانے نہیں دیتے عمرو نے کہا تمام مرہم کی قیمت تین ہزار اشرفیاں لیلو اور قاف
روانہ ہو ارزق نے کہا ہمکو طمع نہیں ہے اٹھارہ روز کے وعدے پر ہم امیر کو لیے جاتے ہیں بعد اسکے تجھکو تمام
پہونچا جائیگا آخر عمرو بھی راضی ہوا اور کہا اے ارزق چند دیوں کو حکم کر کہ وہ مجھکو مداین میں لے چلیں غرض
عمرو تخت پر سوار ہوا چار دیو عمرو کو مداین میں لائے جب کہ بارگاہ نوشیروان میں عمرو آیا اتنے میں [illegible]
بختک دیکھکر حیران ہوا عمرو کو مجرا کیا آپ کیوں تشریف لائے ہیں عمرو نے کہا اے شاہ نوشیروان اپنے ہاتھ
سے پالوں میں مارا یہ نہ جانا کہ امیر حضرت ابراہیم کی اولاد میں ہے کوئی اسکو قتل کر سکتا ہے یہ چار دیو مجھکو لیکر آئے
ہیں اگر کہوں تو تیرے تمام شہر کے لوگ ابھی کھا جاتے ہیں یہ سنکر رنگ نوشیروان کا زرد ہو گیا اور بختک کا
زہرہ تو پانی پانی ہو گیا سردار سب حیران تھے نوشیروان نے کہا اے خواجہ مجھکو زہر کی خبر نہیں عمرو نے کہا
گزشتہ را صلوٰۃ امیر اٹھارہ دن کے لیے پردہ قاف کو جاتے ہیں اور شہپال نے ضیافت کے لیے طلب کیا
ہے اگر تو نے لشکر کشی کی تو ابھی دیو تیرا علاج کر سکتے ہیں نوشیروان نے عمرو سے اقرار کیا جب تک امیر نہ آئینگے تب
تک جنگ نہ کرونگا غرض عمرو نے یہ کلام نوشیروان سے لکھوا لیے اور مہر لگائی بعد اسکے قلم دوات اور [illegible]
بختک کی لیکر لشکر میں آیا اور سارا حال امیر سے بیان کیا وہ دن تو گذرا دوسرے دن امیر علی الصباح بارگاہ
میں آکر بیٹھے سرداروں نے تصدق اتارے امیر نے سرداروں سے کہا میں تو قاف کو جاتا ہوں عمرو کو اپنی جگہ
میں نے مقرر کیا ہے سب نے کہا بہت خوب اور اطاعت عمرو کی قبول کی سب سرداروں نے عمرو کو مجرا کیا نذریں دیں
عمرو نے غل مچایا کہ میں لائق بادشاہت کے نہیں ہوں امیر نے ہر طرح عمرو کو دلاسا دیا اور راضی کیا اوسی وقت
ایک عیار بیٹا خطا و ختن سے آیا اوسکا زرد ڈھنک خطائی نام تھا نامہ بہرام کے ہاتھ میں دیا کہا اے بہرام معلوم
ہو کہ معروف شاہ مازندران نے آکے قلعہ خطا پر زور کیا ہے اگر دیکھتے ہی نامہ کے تم آسکے تو خوب ہے
نہیں تو قلعہ ہاتھ سے گیا بہرام امیر سے رخصت لے کے روانہ ہوا اب کچھ حال زیرباد ہند کا سنئے کہ اسنے
بختیار شاہ جبر دنی کو بادشاہ تمام زیرباد ہند کا کیا تھا اور داراب و شواط اور عبدالعزیز شاہ کو
اطاعت گزار بختیار شاہ کا کیا تھا ایک روز داراب اپنے عزیزوں سمیت بارگاہ میں بیٹھا تھا مجلس شراب
گرم ہو رہی تھی جب کہ خوب نشہ ہوا حکم کیا بت لاؤ جب کہ بت آگئے داراب نے کہا میں نے دین کو اپنے پوشیدہ
کیا اب چاہتا ہوں کہ جو کوئی میرے سر کو عزیز رکھتا ہے وہ بت کو سجدہ کرے یہ کہکے پہلے داراب نے سجدہ کیا
بعد اوسکے شواط اور عبدالعزیز نے سجدہ کیا غرض تین دن کے عرصے میں ستر ہزار آدمی کو گمراہ کیا بعد اوسکے اوسی
عالم نشہ میں مست ہو کے سب کو ہمراہ لیکے بارگاہ بختیار شاہ میں آیا اور بختیار شاہ کو سلام نہ کیا عبدالعزیز
نے بت نکالکر اور کہا جو کوئی ہمکو عزیز رکھتا ہے وہ سجدہ کرے جو گمراہ تھے اونھوں نے سجدہ کیا مگر بختیار شاہ

اور سلسل شاہ نے سجدہ نہ کیا داراب نے کہا تنے کیوں سجدہ نہکیا کہ یہ دین قدیم تمہارا ہے بخت یار شاہ نے
کہا تم گمراہ ہوکے ایسا کام کرتے ہو یا حمزہ کو کچھ دور جانتے ہو آنا حمزہ کا کچھ مشکل نہیں تم کس خیال میں ہو داراب
نے کہا انکو پکڑ لو غرض بخت یار شاہ کو داراب نے قید کیا اوسکا بیٹا سلسل شاہ نکل گیا اور لشکر امیر میں آیا
بندہ ہوکے سارا حال بیان کیا لندھور بیٹے اوٹھا اور امیر سے رخصت لیکے طرف زیرباد ہند کے روانہ ہوا اور
امیر بردہ قاف کو روانہ ہوئے عمرو نے پایہ تخت کا پکڑ لیا اور بارہ کوس امیر کے ہمراہ عمرو کو رخصت کیا لیکن عمرو
لٹک گیا آخر دیوؤن نے پھر تخت اٹھا لیا اور تخت بلند ہوا عمرو نیچے تخت سے دیکھتا ہوا اور اوڑا جاتا تھا آخر تخت نظر سے
عمرو کے غائب ہو گیا عمرو بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑا حضرت خضر آئے عمرو کو اوٹھایا اور مکہ کو بھیجا عمرو مکے میں آگئے
تخت پہ بیٹھا اب حال امیر کا ساعت فرمائیے کہ امیر دو روز برابر چلے گئے تیسرے دن ایک باغ امیر نے دیکھا
سلطان ازرق سے پوچھا کہ یہ باغ کسکا ہے اوس نے کہا باغ سام بن نریمان کا ہے اسمین ایک گنبد ہے اور اوس گنبد
میں تین قبرین ہیں ایک قبر سام کی ایک رستم کی اور سہراب کی امیر نے کہا تخت ہمارا اس باغ میں اوتارا تخت اترا امیر نے
قبرونکا طواف کیا فاتحہ پڑھا کہ امیر کو خواب آیا امیر نے تینوں پہلوانونکو دیکھا امیر نے سام سے گرز طلب کیا سام نے گرز امیر کو
بخشا پھر رستم سے کمان طلب کی رستم نے کہا تم کمان میری کھینچ نہ سکوگے بعد اسکے سہراب سے کچھ طلب
کیا سہراب نے بھی کچھ بخشا امیر خواب سے بیدار ہوئے گرز سام کا اوٹھایا پھر سہراب کا لیا رستم کی کمان کو توڑ
ڈالا بعدہ تخت پہ سوار ہوئے اور قاف میں پہونچے امیر نے ایک چار دیواری فولاد کی دیکھی امیر نے کہا یہ کون
در بند ہے سلطان ازرق نے کہا یہ دربند ایک دیو کے حوالے ہے کہ اوسکا نام دیو راہدار ہے اور دیو عفریت کو
رمل سے معلوم ہے کہ تو ایک آدم زاد کے ہاتھ سے مارا جائیگا اسواسطے اوس نے دیو راہدار کو یہاں مقرر کیا ہے
کہ تو اوس آدمی کو زندہ نہ چھوڑنا غرض وہیں امیر اترے اور نماز پڑھنے لگے اوسیوقت دیو راہدار سلطان
ازرق اور سلاسل اور جلاجل پری اور دیوؤن کو پکڑ لیگیا امیر نماز سے فارغ ہوئے دیکھا کوئی میرے پاس
نہیں ہے حیران ہوئے دن گذرا رات ہوئی امیر عبادت خدا میں مشغول ہوئے جب کہ صبح ہوئی چار امیر کرمت نام
اوس کوہ پر روانہ ہوئے ایک چشمہ ملا اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے ایک پیرمرد بیٹھا ہوا عبادت خدا میں
مشغول تھا امیر نے اکر سلام کیا پیرمرد نے جواب سلام دیا اور کہا تم کہاں سے آئے ہو امیر نے سارا ماجرا بیان
پیرمرد نے کہا تم غمگین نہو تمسے وہ وہ کار نمایاں ہونگے کہ تا قیامت نام تمہارا رہیگا امیر نے نام اوسکا پوچھا
اوس نے کہا نام میرا عبد سالم اسکندر کہتے ہیں تمام جہان کی مین نے سیر کی ہے اور یہاں اکر بیٹھا ہوں امیر
نے کہا مین قاف کو جاؤنگا اس اثنا مین حضرت خضر و حضرت الیاس تشریف لائے امیر سے کہا تمکو حکم نہیں ہے
کہ قاف جاؤ یہ کہکے چلے گئے بعد اسکے پیرمرد نے امیر سے کہا مین نے بہت فکر کی ہیں اور رمل میں دیکھا ہے کہ عرب سے
ایک شخص خروج کریگا کہ تمام قاف میں اوسکا عمل ہوگا اور نام اوسکا حمزہ عرب ہوگا امیر نے کہا وہ میرا نام ہے حکیم نے
کہا تم خاطر جمع رکھو یہ دربند طلسم سلیمانی سے کھلیگا تم اندر جانا امیر نے کہا کب کھلیگا اوس نے کہا تم جمعہ کو دربند کھلیگا
اور تم اندر جاکر کہنا کہ میں مہمان دیو راہدار کا ہون سب تمکو نا چار راہ دینگے غرض جمعہ کو امیر دروازہ پر اکر بیٹھے اور
چاہ دیکھتے تھے کسطرح دربند کھلے اور دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ صدا ہوئی اور وہ دربند کھلا امیر فوراً اوس دربند
مین گئے دیو انکی صورت دیکھکر دائین بائیں سے امیر کے دوڑے اور کہا ای آدمزاد تو یہاں کیسے آیا ہے اور کہاں جاتا ہے
امیر نے جلدی تمام کہا کہ میں مہمان راہدار کا ہون غرض ناچار وہ سب ہٹ گئے راہ امیر کو بتا دی امیر تو آگے چلتے تھے اور پیچھے

دیکھتے جاتے تھے اور خوف اپنی جان کا تھا جب بارگاہ راہدار میں آئے دیکھا کہ چار طرف دیو بیٹھے ہیں سامنے ہی راہدار تخت
پر بیٹھا ہے امیر نے سلام علیک کی اور تعریف خدا کی دیووں نے جواب سلام دیا اور ایک دیو نے کہا تم کون ہو امیر نے کہا
کہا میں یہاں راہدار ہوں راہدار نے کہا آؤ بیٹھو بس امیر دلیرانہ آگے بڑھے اور برابر دیو راہدار کے راہدار نے کہا تم کہاں سے آئے ہو امیر
نے کہا تجھکو معلوم ہو کہ میں ہر وہ دنیا میں زخمی تھا شہپال نے چند دیو بھیجے مجھکو اچھا کیا اور یہاں لیکر آئے تو نے انکو قید
کیا ہے بہتر ہے کہ انکو چھوڑ دے کہ مجھکو وہ قاف میں پہونچا دیں اور میں دیو عفریت کو قتل کرکے لشکر کو جاؤں راہدار
یہ سنکے ہنسا اور کہا ایک ملازم عفریت کا میں ہوں گر وہ علم کرے تو میں تجھکو قاف میں جانے دوں امیر نے کہا تجھکو
اوس سے کیا کام ہے راہدار نے کہا میں تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا امیر نے کہا میں تجھکو قتل کرونگا راہدار یہ سنکے خفا ہوا اور
آواز دیووں کو دی کہ اسکو پکڑ لو بس دیو چار طرف سے دوڑے امیر نے تلوار کھینچی اور داہنے بائیں وار کرنے لگے غرض
چند دیووں کو قتل کیا راہدار غصہ میں آیا اور کہا ای نامرد ایک آدمی زاد کو تم قتل نہیں کر سکتے کب تمہاری بہادری
کام آئیگی بس دوڑ کر میں خود اس آدم زاد سے لڑونگا یہ کہکر آپ اوٹھا اور وار شمشاد اوٹھا کر امیر پر ماری امیر نے
ضرب کو رد کرکے تلوار کمر پر اوسکے ماری کہ دو ٹکڑے ہوگئے راہدار کے ملازموں سے لڑائی ہونے لگی ایک غبار پیدا ہوا اور
اور امیر نے دیووں کو مار کر بھگا دیا بعد اوسکے حضرت خضر پیدا ہوئے اور انہوں نے قید خانہ بتایا امیر نے سلطان ازرق
وغیرہ کو خلاص کیا اور تخت پر سوار ہوکے طرف گلستان ارم کے روانہ ہوئے اب انکو میں چھوڑ کر اب کچھ حال لندھور
کا سنو کہ تندرست ہونے بعد چند روز کے دریا سے عبور کیا وہاں داراب وشواط نے لشکر جمع کیا اور سراندیپ کی طرف
کوچ کیا بعد قطع مسافت سراندیپ میں پہونچے شہپال ہندی قلعے سے باہر آیا لیکر اسکی صفوف ہر دو لشکر عبد العزیز
کی طرف سے ظہیر ہندی میدان میں آیا اور شہپال ہندی کے ہاتھ مارا گیا القصہ سات آدمیوں کو شہپال نے
قتل کیا داراب نے آپ آکر مقابلہ کیا گرز سے شانہ شہپال ہندی کا زخمی ہوا لشکر شہپال ہندی نے شکست
کھائی سرسواری قلعہ سراندیپ لیلیا لندھور بن سعدان کو راستہ میں جاسوسوں نے خبر پہونچائی کہ
داراب نے قلعہ سراندیپ پر قبضہ کیا یہ سنکے لندھور غضب میں آیا بخار چڑھ آیا بیمار ہوگیا اور عادل
شیر دل وجے پور ہندی بہت فکرمند ہوئے داراب نے طبل جنگ بجایا اور میدان میں آیا عادل
شیر دل نے مقابلہ کیا اور طبل بازگشت بجوا کے پھر آیا جے پور ہندی فکرمند تھا کہ نجم بن شہاب ہندی نے
عرض کیا کہ یہاں سے چار سو کوس پر لشکر بہرام گرد بن خاقان چین کا اوترا ہے اگر حکم ہو تو میں جاکر انکو لے آؤں
بس جے پور نے نامہ بہرام گرد بن خاقان چین کا اوترا ہے اگر حکم ہو تو میں جاکر انکو لے آؤں بس جے پور
نے نامہ بہرام گرد بن خاقان چین کو یہ مضمون تحریر کیا کہ داراب وسواط و عبد العزیز وغیرہ نے چار طرف
ملک پر لشکر کشی کی شہپال ہندی نے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی تمام لشکر معرض زوال میں ہے لندھور بھی اتفاق سے
بیمار ہوگیا ہم لوگوں کی حالت تباہ ہے لہذا پہلوان دوران اسوقت نازک میں مدد کیجیے اور ان گمراہان دین کی سرکوبی
کرنا ضروری ہے جے پور ہندی نے نامہ تمام کرکے نجم بن شہاب کو دیا اور کہا کہ میری جانب سے کہنا کہ آپکی استعانت کا منتظر ہوں نجم بن
شہاب نامہ لیکر بہرام گرد کے پاس آیا اور بارگاہ میں آکر بیہوش ہوگیا ملازمان بہرام نے ہوشیار کیا اور نامہ بہرام کو دیا بہرام نے
نامہ کا مضمون سے مطلع ہوا اور تو امیر میں بہرام رہتا تھا مگر دیر سے بہرام گرد بن خاقان چین نے تین سو منزل ہی تمام لشکر لندھور
بن سعدان میں پہونچایا لندھور نے بہرام کو گلے سے لگایا اور داراب عبد العزیز وغیرہ کی شکایت کی بہرام گرد نے
کہا کل میں مقابلہ کرونگا دیکھیے سب کا کیا حال کرتا ہوں غرض یہ خبر داراب کو ہوئی اور طبل جنگ بجوایا صبح کو دونوں

لشکر میدان کارزار میں آکر شہر سے صفیں جانبین سے آراستہ ہوئیں شواط نے فیل اپنا صف لشکر سے نکالا اور مبارز
طلب کیا بہرام گرد نے اپنے لشکر سے نکل کے مقابلہ کیا گرز بازی میں گرگدن بہرام گرد کا مارا گیا تیر سے میں برابر
رہے بہرام نے فیل شواط کو مارا شواط فیل پر سے کود کشتی ہونے لگی جب کہ شام ہوئی شواط نے بہرام کا ہاتھ
کشتی سے تھام لیا اور کہا پھر کل جنگ کرونگا ہر چند بہرام نے کہا شواط نے نہ مانا اور اپنے لشکر کیطرف چلا گیا جب کہ دونوں
لشکر میدان مصاف سے اپنی اپنی آرامگاہ پر پہونچے داراب نے شواط سے پوچھا کہ تو نے کسواسطے بہرام
کا ہاتھ کشتی سے تھام لیا شواط نے کہا ای داراب غنیم مجھ سے زبردست ہے نعمان ہزارہ نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو
بہرام کو چرا کے بارگاہ میں لادوں داراب نے کہا اچھا پس نعمان ہزارہ رات کو گیا اور بہرام کو بیہوش کر کے چرا لایا
عبدالعزیز نے کہا کہ بہرام گرد بن خاقان چین کو ستون بارگاہ سے باندھ دو بہرام ستون بارگاہ سے بندھوا کر ستون
لشکر لندھور پر مارا جب پور نے آکر شواط کا مقابلہ کیا شواط نے میل سر پر جب پور ہندی کے مارا جب پور
ہندی نے سر کو بچایا میل سر پر مرکب کے لگا سر مرکب کا پھٹ گیا جب پور نیچے گرا ملازم جب پور کے دوڑے اور
جب پور کو اٹھا لائے شواط نزدیک بارگاہ لندھور پہونچا لندھور خواب سے بیدار ہوا پوچھا یہ کیا غل ہے اور
شور ہے نجم بن شہاب نے سارا حال بیان کیا لندھور کو غصہ آیا اور کہا کہ میرے اسلحہ لاو عادل شیر دل اور اسکندر
دہلوی نے عرض کیا کہ آپ کا یہ حال ہے کسطرح سے مقابلہ کیجیے گا لندھور نے کہا میں اسی حال میں مقابلہ کرونگا وہ
خاموش ہو رہے آخر کار لندھور نے سلاح اپنے بدن پر آراستہ کر کے عمود کاندھے پر رکھا اور فیل میمونہ پر سوار
ہو کے بارگاہ سے باہر آیا شواط کی نظر لندھور کے اوپر پڑی جانا کہ لندھور بیمار ہے شواط لندھور کے
سامنے آیا اور میل سات سو من کا سر پر لندھور کے مارا لندھور نے اوسی حالت میں شواط کی ضرب کو رد کیا
اور ایسا گرز مارا کہ شواط مع فیل پیوند زمین ہو گیا اور داراب اور عبدالعزیز کو شکست دی وہ بھاگے لندھور
نے بہرام گرد بن خاقان چین کو ستون سے چھڑایا اور خزانہ و بارگاہ داراب و عبدالعزیز وغیرہ کا لوٹ لیا
منظر کلاہ جو داراب کا صوبہ دار تھا اوس نے دروازہ شہر کا کھولا اور باہر آکر لندھور کی ملازمت کی لندھور نے
منظر کلاہ کو خلعت دیا اور سرفراز کیا شہر میں آکر لندھور تخت پر بیٹھا شہبال ہندی کو قید سے چھڑایا اور لندھور
نے گلے لگایا داراب اور عبدالعزیز جو بھاگے مالک اجروکی نے کہا کہ تمہارا زیرباد ہند کیطرف جانا مناسب نہیں
انکو راہ میں چھوڑ اب کچھ حالات امیر با توقیر صاحبقران آفاق گیر کے بیان ہوتے ہیں کہ پری نے پہلے ایک
دیو کو شہبال بن شہرخ کے پاس روانہ کیا دیو نے آکر شہبال بن شہرخ کو مجرا کیا اور سارا حال راہ میں آنے کے
بارے جانے کا بیان اور آنا تقاضا بادشاہ کا واسطے مدد امیر کے مفصل عرض کیا شہبال یہ سنکر بہت
خوش ہوا اور ادھر امیر کشورگیر کو پریان تخت پر سوار کیے لیے جاتی تھیں امیر با توقیر نے ایک شہر کو دیکھا
پریوں سے پوچھا کہ یہ کسکا شہر ہے سلاسل پری نے عرض کیا کہ یہ شہر شہبال بن شہرخ کے زیر حکومت
ہے مگر مجھسے تعلق رکھتا ہے میں اس شہر میں رہتی ہوں حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ تو ہمکو اپنے مکان
میں فروکش کر سلاسل پری نے عرض کیا اگر شہبال بن شہرخ آپکو یہاں اوتارنے سنیگا تو مجھکو
زندہ نہ چھوڑیگا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا میں نہیں جانتا میں تو یہیں اوترونگا غرض سلاسل
پری ناچار ہوئی اور امیر کو لا کر اپنے مکان میں اوتارا جاسوسوں نے یہ خبر شہبال بن شہرخ کو
پہونچائی شہبال بن شہرخ یہ سنکے غضب میں آیا اور عبدالرحمن جنی سے کہا کہ اس بدبخت

نے یہ کیا حرکت کی عبدالرحمن نے کہا اے بادشاہ اس میں کچھ گناہ سلاسل پری
کا نہیں ہے امیر آپ اترے ہیں غرض دوسرے دن شہپال بن شاہرخ سوار ہوا اور حکم کیا کہ دونوں
طرف دیو و پری صف باندھکر کھڑے ہوں اور زرد جواہر واسطے نثار کے امیر پر پھینکا اور دو ہرے امیر باتوفیر تخت پر
ہو گئے چلے جب کہ شہپال بن شاہرخ کی نگاہ امیر حمزہ صاحبقران پر پڑی نہایت حیران ہوا اور عبدالرحمن جنی نے کہا
کہ اسی آدم زاد نے دیو راہدار کو مارا ہے عبدالرحمن جنی نے کہا ہاں اسی شخص نے راہدار کو قتل کیا ہے اگر آپ کو
یقین نہو تو کسی دیو کو بھیجے کہ ایک مشت اس آدم زاد کے لگائے سارا حال معلوم ہو جائیگا شاہ شہپال نے دیو طمطراق
و دندان کو بھیجا کہ اس آدم زاد کو پکڑ لاؤ وہ دیو امیر حمزہ صاحبقران کے پاس آیا اور کہا اے آدم زاد تو کہاں جاتا ہے
ہمارے بادشاہ کا حکم نہیں ہے کہ تو آگے بڑھے امیر باتوفیر کو دیو کے کلام سے نہایت غصہ ہوا اور ایک مشت میں کام
دیو طمطراق و دندان کا تمام کیا شہپال بن شاہرخ یہ دیکھکے ہنسا اور دوڑ کے امیر باتوفیر کو گود میں اوٹھالیا تخت
اپنے اسوار کرکے در بے بہا نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ فلک جاہ میں لایا اور امیر کیطرف دیکھکر اشارہ بیٹھنے کا کیا امیر
باتوفیر نے دونوں جانب نگاہ کی دیکھا کہ تمام دیو و پری اور شہزادے ہر چار کے جا بجا اپنی اپنی صندلیوں پر بیٹھے ہیں مگر
شہپال کے تخت کے سامنے ایک کرسی جواہر نگار کی خالی بچھی ہے امیر باتوفیر نے اوسکا لحاظ نہ اوٹھایا اور اوس پر جاکر
بیٹھے اتفاق سے وہ کرسی ملکہ آسمان پری دختر شہپال کی تھی یہ خبر ملکہ آسمان پری کو پہنچی کہ شہپال نے واسطے
مارنے عفریت کے ایک آدمی زاد کو بلایا ہے اور آپ کی کرسی پر بٹھایا ہے آسمان پری یہ خبر سنکے نہایت غیظ و غضب میں
ہوئی اسوقت بہیچ چال کئے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں آئی جسوقت ملکہ آسمان پری کی سواری بارگاہ میں اتری ایک شور برپا ہوا
جسوقت ملکہ آسمان پری کی نظر جمال خورشید مثال امیر حمزہ صاحبقران پر پڑی اوسوقت ملکہ کا یہ حال ہوا اشعار

تھی لطف یا کہ جی کی آفت تھی — وہ نظر ہی وداع طاقت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ — صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
طبع نے اک جنون کیا پیدا — اشک نے رنگ خون کیا پیدا
ہاتھ جانے لگا گریبان تک — چاک سے پہلے پانون دامان تک

ملکہ آسمان پری نے سر اوٹھا کر جو بغور دیکھا ہر بن مو شجاعت ٹپک رہی ہے کو اپنی کرسی جواہر نگار پر تمکین پایا لیکن زرد
شوکت چہرے سے عیاں رعب و دبدبہ بتوری و شجاعت ٹپک چہرے سے ٹپک رہی ہے غصہ میں بل ابرو کے خمدار پر شیر کی تیوری
نگاہ میں رستم مزاج میں بربری مگر حیران و حیران چاروں جانب دیکھ رہے ہیں ملکہ نے کبھی ایسی صورت زیبا نہ دیکھی تھی تیر عشق کا
دل کے پار ہوگئی قریب تھا کہ غش کھا کر زمین پر گرے مگر اپنے تئیں سنبھالا اور دل میں اپنے کہا کہ اے آسمان پری ایسا نہو کہ
تو اس آدم زاد کے دام محبت میں گرفتار ہو جاے بقول شاعر شعر سبز رنگی بخط سبز مرا کرد اسیر ٭ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم
لیکن دل کو تھام کے شہپال کو مجرا کیا اور پاس شہپال کے تخت پر بیٹھگئی بعد ایک ساعت کے آسمان پری نے شہپال
سے پوچھا کہ اے والد بزرگوار آدم زاد دیو دنیا کے پردے سے آیا ہے وہ یہی ہے شہپال نے بعد ثنا و صفت امیر کے بیان
کیا کہ راہدار کو ایک ضرب شمشیر سے داخل اسفل السافلین کیا بعد اوسکے ملکہ آسمان پری نے امیر باتوفیر کی
پوچھا کہ تمہیں نے راہدار اور طمطراق و دندان کو قتل کیا اور اب عفریت نابکار کو ہلاک کروگے امیر حمزہ صاحبقران
نے جواب دیا اگر عنایت الٰہی شامل حال ہے تو عفریت نابکار کو اس عذاب الیم سے قتل کر ڈالونگا کہ روح اوسکی
حشر تک میرے نام سے خائف و ترسان بھرتی اور نہیں تو کیا آدمی زاد اور کیا دیو زاد الغرض

ضیافت امیر باتوقیر کی شروع ہوئی ناچ پریون کا ہونے لگا جاسوسون نے یہ خبر عفریت پلید کو کی ارژنگ دیو نے
عفریت پلید سے کہا کہ ایک نامہ شہپال بن شاہرخ کو تحریر کرو اور میرے ہاتھ روانہ کرو میں اوس آدم زاد کو جاتے ہی تیری
بارگاہ میں شہپال کی کھا لونگا اگر اس میں فرق ہو تو ارژنگ میرا نام نہیں عفریت پلید یہ سنکے بہت خوش ہوا
اور نامہ لکھکے ارژنگ کے ہاتھ میں دیا چار ہزار دیو ارژنگ اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ شہپال میں آیا ایک شور و غل سنا
شہپال نے پوچھا کیسا غل ہے عرض کیا ارژنگ عفریت کا نامہ لایا ہی شہپال نے کہا نہیں معلوم کہ حرامزدہ کیا مطلب رکھتا ہے
غرض ارژنگ سامنے شہپال کے آیا چین بجبین ہو کر شہپال کے ہاتھ میں نامہ دیا لیکن سلام نہ کیا اور آگے سامنے کھڑا
ہوا نگاہ دیر سے شہپال کو دیکھا تھا شہپال نے نامہ کھولکر پڑھا اوسمیں تعریف ابلیس پلید کے بعد یہ مرقوم تھا کہ
ای شہپال تجکو معلوم ہو کہ میں نے ہرچند تجکو سمجھایا مگر میری نصیحت تو نے مانی بہتر یہ ہے کہ ملکۂ آسمان پری کو میرے
پاس بھیجدے اور اوس آدمی زاد کو کہ جس نے زاہدار کو مارا اور تیری مجلس میں آیا ہی اوسکو بھی باندھکر میرے
پاس روانہ کر اگر تو نے یہ نہ کیا تو میں تجھسے بے طرح پیش آؤنگا کہ تو بھی یاد کریگا ارژنگ سے شہپال نے کہا کہ
حضرت سلیمان نے فرمایا ہی کہ جو عفریت کو مار یگا وہ کشندہ زاہدار ہے میں معلوم ہوا کہ یہ آدم زاد کشندۂ عفریت پلید ہے
کیونکہ اسی کے دست زبردست سے زاہدار واصل جہنم ہوا اب عفریت ملعون سے یہ کہنا کہ اگر تو نے ان باتوں کو
ترک کیا تو بہتر نہیں تو اپنی سزا کو پہونچیگا بعد اوسکے امیر نے شہپال سے کہا کہ یہ نامہ مجکو دیجیے ذرا میں بھی اس نامہ
کی عبارت مضمون دیکھوں دیو ارژنگ نے کہا ای شہپال ہرگز ہرگز یہ نامہ اس آدم زاد کو نہ دینا شہپال نے ارژنگ
کا کہنا نہ مانا اور نامہ امیر باتوقیر کو دیدیا امیر باتوقیر نے جو نامہ کو پڑھا اسقدر غصہ آیا کہ نامے کو چاک کر ڈالا دیو ارژنگ
نامہ چاک کر ڈالنے سے برہم ہوا اور کہنے لگا ای آدم زاد تو نے بڑا غضب کیا کہ نامۂ عفریت پھاڑ ڈالا اور کیا بے ادب
ہمارے بادشاہ کے نامے کا نہ کیا اوّل تو خطا تیری یہ ہے کہ تو نے زاہدار کو قتل کیا اب دوسری تقصیر تو نے یہ
کی کہ نامہ میرے بادشاہ کا چاک کر ڈالا اسوقت غصہ سے میرا دل چاہتا ہی کہ کھالوں یا تجکو گرفتار کرکے اپنے بادشاہ
کے پاس لیجاؤں اور اس بے ادبی اور گستاخی کی سزا دلواؤں جسوقت یہ گفتگو ارژنگ دیو کی امیر اور شہپال نے
سنی نہایت برہم ہوئے شہپال دیو ارژنگ سے کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ امیر توقیر نے بصد غیظ و غضب ارژنگ
کو جواب دیا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی خاموش رہ تیرے بھی یہ مجال ہی کہ تو مجکو کھائے یا گرفتار کرکے عفریت لائق
کے پاس لیجائے ارژنگ نے یہ تقریر امیر کی سنکے دار شمشاد اوٹھائی اور بقہر و غضب سر پر امیر کے لگائی امیر
نے بچالاکی ضرب دار شمشاد سے بچکر اسطرح شمشیر آبدار سر ارژنگ نابکار پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا
اور لاشہ اوسکا زمین پر تڑپنے لگا جو دیو کہ ہمراہ ارژنگ آئے تھے یہ حال دیکھکے خائف ہوئے اور تاب
مقابلہ نہ لاکر لاشہ ارژنگ کا اوٹھاکر بہ نالہ و فغان جانب عفریت روان ہوئے شہپال نے امیر سے کہا کہ اب
عفریت ضرور لشکر لیکر یہاں آئیگا اور لڑیگا امیر نے کہا کہ اگر وہ نابکار یہاں آئیگا تو دیکھا جائیگا خداوند عالم
میری مدد کریگا میں اوسکو بھی ہلاک کرونگا اور لشکر کو اوسکے تباہ اور برباد کرونگا کچھ آپ اندیشہ نہ کیجے حمزہ
صاحبقران تو اسی طرح شہپال سے گفتگو کر رہے تھے وہاں عفریت کے روبرو جملہ دیو لاشہ ارژنگ
کا لیے ہوئے پہونچے عفریت نے دیوون سے پوچھا ارژنگ کیونکر مارا گیا دیوون نے دست بستہ تمام
حال نامے کا چاک کر ڈالنے کا اور ارژنگ کے قتل ہونے بیان [کیا] عفریت حال قتل ارژنگ سے آگاہ ہوکر
غضبناک ہوا اور اسیوقت حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو بمجرد حکم جلد دیو درانہ قامت مہیب صورت جمع ہوئے عفریت بھی

بخوبی سامان جنگ کرکے تخت پر سوار ہوا اور مع اپنی مادر کے سات لاکھ دیو ذلکا لشکر ہمراہ لیکر گلستان ارم کیجانب روانہ ہوا حال اسکا لکھا جائیگا

داستان آنا داراب شاہ اور عبدالعزیز کا مع مالک اجروکیجانب سرانذیب و لڑنا لندھور بن سعدان سے اور گرفتار ہونا لندھور اور بہرام گرد بن خاقان چین کا بعیاری دختر سارق کے

راویان خوش بیان اس داستان دلستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب داراب شاہ اور بادشاہ عبدالعزیز بھاگے اثنائے راہ میں مالک اجروکی نے داراب شاہ اور عبدالعزیز سے یہ کہا کہ تمہارا بھاگنا مناسب نہیں ہے شیرانہ اور مردانہ چلکے لندھور سے لڑو بزدل اور نامرد نہ بنو داراب شاہ اور عبدالعزیز نے کہا اے مالک اجروکی لندھور سے ہم مقابلہ نہیں کرسکتے وہ نہایت دلیر اور بہادر ہے اجروکی نے جواب دیا تم میرے ساتھ چلو اور مقابلہ کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہے داراب شاہ اور عبدالعزیز نے مالک اجروکی کے نے قصد کیا اور مالک اجروکی کو ہمراہ اپنے لیکر چالیس روز میں سرانذیب میں داخل ہوئے لندھور کو داراب اور عبدالعزیز کے آنے کی خبر ہوئی اوسی روز داراب شاہ نے طبل جنگ بجوایا جسوقت صدائے طبل جنگ بلند ہوئی داراب گلبرگی صدائے طبل بزمی سنکر حضرت لندھور میں آیا اور بعد ادب دعا و ثنا کرکے اس طرح عرض کرنیلگا

قطعہ دانہ انجم گردون سے پرے جیب تک ؛ رشتۂ کاہکشان میں شب بلد اگوہر ؛ جب تلک جوش بہاران سے ہو آدم صبح ؛ ٹانکے شبنم سر دامن صحرا گوہر ؛ دوستوں کو ہو ترے گنج دگر زود نصیب ؛ ہو نہ خزانہ اب سر دامن اعدا گوہر ؛ داراب شاہ اور بادشاہ عبدالعزیز مدبیر نے پھر آکے طبل جنگ بجوایا ہے کیا فرمان غیر معاشت ہے لندھور نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی نفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگ بجایا جاوے بموجب حکم لندھور طبل بزمی پر چوب لگائی گئی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی دلاوران بے مثال و بہادران بے عدیل اوز طبل بزمی سنکے سامان جنگ کرنے لگے آخرہ وقت آنکہ میت سحر کا نور افسر جنکے جگا ستاروں نے لباس ستہ عدم کا وقت صبح دلاوروں نے زوقی ہوکر زمہ دار بحرزمین کے رشمنانہ گھوڑوں پر سوار ہوئے ادھر سے لندھور مع سرداران نامدار لشکر جرار لیکر میدان کارزار میں پہنچے ادھر سے داراب شاہ اور عبدالعزیز و مالک اجروکی مع فوج عرصہ رزم میں آئے بیلداروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقوں نے پانی چھڑکا بعد درستی میدان جنگ کے دونوں طرف صف آرائی لشکر ہوئی پھر نقیب اور کرکیت دونوں لشکروں سے نکلے اور جوانان لشکر فیروزی اثر سے مخاطب ہوکر بآواز بلند یوں کہنے لگے اے بہادران بے مثال ذرا خیال کرو کہ یہ دنیا ایک سرائے فانی ہے جو بڑے بڑے پہلوان اور دلاور مثل رستم و اسفندیار و سہراب و افراسیاب وغیرہ تھے ہر چند اب انکی قبروں کا بھی نشان نہیں ہے لیکن بوجہ دلاوری اور بہادری کے نام اونکا باقی ہے اکثر بہادروں کی زبانوں پر انکا ذکر شجاعت آتا ہے پس آج سا تماشائے دلیت کا ہے تمکو بھی لازم ہے کہ دلیرانہ کرو خون اعداسے زمین کو رنگین کرو بڑھ بڑھکے تلواریں کھاؤ دشمنوں کو خاک میں ملاؤ ایسی کارزار کرو کہ روح رستم خجل ہو جائے اور روح اسفندیار بھی شرمندہ ہو جائے نقیب اور کرکیت یہ کہکر میدان جنگ سے ہٹ گئے دلاوروں نے جو نقیبوں اور کرکیتوں کی تقریر سنی غیرت شجاعت سے ارادہ کرنے لگے کہ صف اعدا کے مقابل جا کر ایک کو تیغ کریں میدان مصاف میں کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار لگادیں لوگ لڑک کے ہر ایک

دشمن کو مارین جوہر تیغ آبدار دکھائین حریفونکو قتل کرین خود بھی زخم تن پر کھائین خون مین نہائین ابھی بہادر دونون
دونون لشکر انکے میدان مین قصد نکلنے کا کر رہے تھے یکایک لشکر داراب شاہ سے مالک اجردی
گھوڑے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعض راوی کہتے ہین مالک اجردی
کا نام شاہ سرق اجردی تھا اکثر راویون کا مقولہ ہے کہ شاروق نام تھا غرض جب شاروق
میدان مین آیا پکار کے کہنے لگا کہ اے لندھور اگر تجکو دعوی شجاعت ہے تو لشکر سے نکل اور مجھسے مقابلہ کر ورنہ
اور کسیکو میرے مقابلہ کیواسطے بھیج بہرام گرد نے ارادہ میدان مین نکلنے کا کرکے مرکب کو آگے بڑھایا
تھا کہ لندھور نے بہرام کو روکا اور کہا اے بہرام گرد تم میدان کارزار مین نہ جاؤ اور شاروق سے مقابلہ
نکرو کیونکہ مجھے بلاتا ہے مین لڑنے کو جاتا ہون یہ کہکے لندھور میدان مین آیا شاروق نے بعد نبرد بازی
کے گرز اٹھایا لندھور کے سر پر لگایا لندھور نے گرز کو سپر پر روکا اور آپ بھی شاروق کے سر پر گرز لگایا
شاروق نے ضرب گرز سے سر کو تو بچایا لیکن شاروق کے مرکب پر گرز پڑا مرکب ہلاک ہوا شاروق زمین
پر آیا لندھور نے قصد گرز لگانے کا کیا داراب شاہ نے جملہ مردمان لشکر کو حکم دیا کہ شاروق کو لندھور سے بچاؤ
اور لندھور کو قتل کرو بموجب حکم مردمان لشکر ایکبار بڑھے اور شاروق کو لندھور سے بچا کر لندھور کو تیغ و تیر
لگانے لگے ادھر سے بہرام گرد اور عادل شیردل اور شہپال ہندی لشکر لیکر بڑھے دونون لشکر باہم گتھے
جنگ ہونے لگی برچھا شمشیر چمکنے لگی تیر جوانون کے سینون کو توڑ کر پشت سے گذرنے لگے مقتول زمین پر گرکے
تڑپنے لگے جوانون کے سر تن سے جدائی ہونے لگی گھبراہٹ مین باپ اور بیٹے مین لڑائی ہونے لگی بھائی نے
بھائی کو تیر مارکر گھوڑے سے گرایا بہمکر تیغ سے سر کاٹ لیا اور نعرہ کیا یون حریف کو مارتے ہین کسی دلیر
نے ہنگامہ جدال و قتال مین باپ کو دشمن جان خیال کرکے تیغ لگائی او بیٹے نے ہر چند کہا کہ ہم تم ایک رستہ
کے جوان ہین ہمارے اور تمہارے دوستی ہے ذرا ہمکو پہچانو اپنے ہاتھ کو روکو تلوار نہ لگاؤ دوست ہو کر دشمن نہ بنو
لیکن اوس تیغ زن نے ایک گھبراہٹ مین نہ پہچانا اور خیال کیا کہ حریف بمکر و فریب جان ہی بچانا چاہتا ہے اسکو زندہ
نہ چھوڑنے دیجیے جلد قتل کیجیے یہ خیال کرکے تیغ لگائی اور زخمی کیا غرض اسیطرح ہنگامہ جدال و قتال تا شام گرم رہا
ہزارہا جوان دونون لشکرونکے قتل ہوئے صدہا زخمی ہوے دریا خون عرصۂ مصاف مین جاری ہو گیا کشتون کے پشتے
لاشون کے انبار میدان کارزار مین جابجا ہوگئے ہنگام شام داراب شاہ طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلا
گیا لندھور بھی مع جملہ سردارون کے میدان سے صدہا کو قتل کرکے پھرا جب داراب اور عبدالعزیز اور
شاروق داخل بارگاہ ہوئے اور بیٹھے اسوقت داراب شاہ نے شاروق سے پوچھا کہ اے شاروق آج
تم نے لندھور سے مقابلہ کیا تھا لندھور کی قوت و دلیری کو تمنے دیکھا شاروق نے کہا اے داراب شاہ اگر
مین پیچھے نہ ہٹتا اور سر اپنا نہ بچاتا تو ضرب گرز لندھور سے کسیطرح زندہ نہ بچتا استخوان میری سرمہ سا ہو جاتین
اگر گھوڑا میرا ہلاک ہو گیا تو کچھ غم نہین مین تو بچگیا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت داراب شاہ نے
کہا دیکھیے کل وقت کارزار کیا ہوتا ہے کون تیغ ہوتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے شاروق نے کہا اے داراب کل
کے روز اگر لڑائی ہوگی تو مین دلیرانہ لڑونگا اور تمہاری محبت مین اپنی جان دونگا ہرگز قدم میدان جنگ سے
پیچھے نہ ہٹاؤنگا یہ کہکے شاروق بارگاہ سے اوٹھا اور اپنے گھر کو آیا چونکہ شاروق کی چار بیٹیان ہین اور
دو بیٹیان انکے ہمراہ ہین اور ایک خیمے مین اپنی دایون اور اصیلون اور کنیزون کے قرہ کشتی ہین شاروق

بارگاہ سے اُٹھکر اپنی ارکیون کے پاس گیا ارکیون نے اپنے باپ کو پریشان خاطر دیکھکر کیفیت مزاج پوچھی اور جنگ کا حال بھی پوچھا شاروق نے تمام کیفیت لندھور سے لڑائی ہونے کی اور اپنی جان بچنے کی بیان کی اور کہا کل مین پھر لڑونگا اور میدان جنگ سے نہ ہٹونگا اگر زندہ رہا تو خیر ورنہ کل ضرور قتل ہوجاؤنگا تمسے کہے دیتا ہون کہ اگر مین قتل ہوجاؤن تو تم یہان سے چلی جانا اور میرے صدمے مین چندان نالہ و فغان نہ کرنا ارکیان یہ تقریر اپنے باپ کی سنکے محزون ہوئین اور کہنے لگین اب آپ جائیے اور داراب شاہ سے کہیے کہ ایک نامہ لندھور کو اس مضمون کا لکھین کہ چالیس روز تک لڑائی موقوف رہے اور مہلت چالیس روز کی دیجیے جب لندھور مہلت چالیس دن کی دیدیگا ہم آپ سے اقرار کرتے ہین کہ درمیان چالیس روز کے لندھور وغیرہ کو ہم گرفتار کر کے آپ کے حوالے کر دینگے اسوقت آپ کو اختیار ہے خواہ اُنکو قتل کیجیے خواہ قید کیجیے کہ شاروق نے خوش ہوکر پوچھا اے نور نظر پارہ جگر یہ تو بتاؤ کہ تم کس تدبیر سے لندھور وغیرہ کو گرفتار کروگی تم دونون گل پیرہن نازک بدن ہو اور لندھور وہ بادشاہ دلیر کہ بڑے بڑے پہلوان اوس سے لڑ نہین سکتے ہین ارکیون نے اپنے باپ سے کہا ہم اسطرح لندھور کو گرفتار کرینگے کہ لڑائی نہوگی کوئی سپاہی بھی لشکر کا مارا نہ جائیگا اور ہم لندھور کو گرفتار کرینگے آپ ہمارے مقدمے مین دخل نہ دیجیے گا شاروق نے یہ سنکے اپنی دخترون کو سینے سے لگایا اور خوش ہوکر پیار کیا اور اوسیوقت اپنی بیٹیون کے پاس سے اُٹھکے داراب شاہ اور عبدالعزیز کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اسوقت نامہ لندھور کو اس مضمون کا لکھو کہ ہمکو چالیس روز کی مہلت دو بعد چالیس روز کے ہم لڑینگے داراب شاہ اور عبدالعزیز نے نامہ لکھنے کا اور مہلت طلب کرنے کا سبب پوچھا شاروق نے کہا تم نامہ لکھدو بعد ہی مہلت مانگنے کا سبب تم پر ظاہر ہوجائیگا ہرچند عبدالعزیز اور داراب نے باعث مہلت طلب کرنے کا پوچھا لیکن شاروق نے صاف صاف بیان نہ کیا آخر داراب شاہ نے بموجب کہنے شاروق کے نامہ لکھا اور بعد لکھنے کے نامہ نعمان ہزارہ کو دیا اور کہا کہ اس نامے کو جلد جاکر لندھور کو دیدے اور جواب اس نامہ کا اوس سے لے آ نعمان ہزارہ بموجب حکم نامہ لیکر گیا جب دربار شہپال مین پہونچا لندھور کو نامہ دیا لندھور نے مضمون نامے سے آگاہ ہوکر کہا کہ داراب سے کہدینا کہ بموجب تمھاری استدعا کے تمکو چالیس روز کی مہلت دی یہ کہکے بارگاہ سے نعمان ہزارہ کو رخصت کیا نعمان ہزارہ نے جو کچھ لندھور نے کہا تھا داراب سے جاکر عرض کیا شاروق مہلت ملنے سے خوش ہوا اور بارگاہ سے اوٹھکر اپنی ارکیون کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ بموجب تمھارے کہنے کے نامہ لندھور کو بھیجا تھا اوس نے چالیس روز کی مہلت دی ہے دونون اپنے باپ شاروق کی یہ گفتگو سنکے خوش ہوئین اور بعد گذرنے شب کے صبحکو اضطراب سے کہنے لگین کہ ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ سیر صحرا کرین اور دو چار روز جاکر صحرا مین رہین شاروق نے کہا دن کو صحرا مین جانے سے تو منع نہین کرتا لیکن رات کو صحرا مین نہ رہنا ارکیون نے کہا اچھا ہم رات کو صحرا مین نہ رہینگے چلے آیا کرینگے غرض دختران شاروق ایک خیمہ اور چند اپنی انیسون اور جلیسون وغیرہ کو لیکر جانب صحرائے سبزہ زار مع سامان ضروریہ سوار ہوکے چلین اور صحرا مین پہونچکر خیمے مین اوترین اور بناؤ سنگار کر کے اور پوشاک نفیس و بناؤ زیب تن کر کے سیر صحرا کی خیمے سے نکل کے کرنے لگین چونکہ دختران شاروق نہایت خوبصورت اور حسین تھین اور انیسین جلیسین بھی نوجوان خوبصورت انکے ہمراہ تھین جسوقت وہ دونون مع اپنے ہمراہیون کے صحرا سبزہ زار مین بناز و ادا ٹہلنے لگین لوگ بیہوش ہونے لگین اوسوقت اون گلرخسارون کے سبب سے صحرا رشک گلستان

ہو گیا صحرای سبزہ زار میں تو وہ نازنینان پری جمال ٹہل رہی ہیں اور سیر صحرا کی کرتی ہیں کنیزیں اور خواصیں دوڑتی
پھرتی ہیں اکثر کنیزیں ہمراہ دختران مہر لقا ہیں بعضی اونمیں اور چند میں باہم گیند کھیل رہی ہیں جنکے ہاتھ سے گیند اڑ
کر جاتی وہ پلکون بلکہ آنکھون سے گیند لیکر اوٹھالی ہر دوپٹے اکثر نے اتار ڈالے ہیں سینے کھلے ہوئے ہیں زر دوجا
پیٹیون کے گیندون کے نغمی کرنیکا دیکھنے والیکو گمان ہوتا ہی دختران شاہ دق بھی ہیں کبھی باہم گیند اچھالتی ہیں کبھی
ٹھک کر انگیون کے گیند سے کی سیر دیکھتی ہیں اور ہنستی ہیں لیکن اب حال لندھور اور بہرام گرد کا لکھا جاتا ہی کہ
کہ جب داراب شاہ سے چالیس روز کی مہلت طلب کی لندھور نے قصد شکار کھیلنے کا کیا بہرام گرد نے کہا
میں بھی واسطے شکار کھیلنے کے چلونگا لندھور نے اوسی روز حکم دیا کہ سامان شکار تیار ہو ہم واسطے شکار کے جائینگے
بموجب حکم قراول اور بیلچے اور میر شکار حاضر ہوئے بازداروں نے بازون باشون کا طعمہ روکا اور ملازمون نے
چرخ بحری ترمتی شاہین جانوران شکاری کو آمادہ شکار کیا اور طعمہ ہر ایک طائر شکاری کا روک رکھا عبادہ
طائران شکاری کے جو بازون کو بھی ملازمون نے گوشت نہ کھلایا جو قت چلے اور کتون کی جھولیان مانگوائیں
کسی گئیں اور خیمہ و خرگاہ کا اسباب لدگیا لندھور اور بہرام مرکبون پر سوار ہوئے مصاحب و رفیق بھی گھوڑون پر
سوار ہوئے داراب گلگون کی [illegible] بھی ہمراہ رکاب لندھور ہوا اور غلامان زرین کمر زرین کلاہ تمکدان اور جملہ سامان عیش و عشرت لیکر
ہمراہ رکاب لندھور کے چلے جب لندھور سوار ہوا شہر سے نکل کے صحرای سبزہ زار میں پہونچا دیکھا کہ عجب صحرا
سبزہ زار ہے کوسون تک فرش سبزہ زمین پر بچھا ہوا ہے سرد ہوا چل رہی ہے مرغان صحرا صحرا میں بکثرت ہیں علاوہ طائران
صحرا کے ہرن اور نیل گاو بھی از حد ہیں لندھور اور بہرام آہوون اور سبزہ صحرا کو دیکھکر نہایت خوش ہوے
کیونکہ اوس صحرا میں یہ حال تھا ابیات

سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ ۔ سبزہ ہو جسکو دیکھ کر زندہ
ہوا اوس سبزے پر اگر بیٹھا ۔ بس نظر آتی تھی جہانتک کام
سبز رستی سے سامنے ہو پیدا ۔ سبز مخمل کا فرش ہی تھا تمام
ہوای خوش اوس میں آتی تھی ۔ [illegible] باس کی ہر جا تھی
لوٹ رہا ہوئے بارگاہ و خیام ۔ اور سبزہ دیکھتے [illegible]

سبزہ زار سے حکم لندھور کے بازدارون نے بازونکو طائران صحرا پر چھوڑا اور بعض شکاریون نے [illegible] بازی [illegible]
چو تاکیدش آمد طلب باز [illegible] در آمد سنج صید افگن در پرواز [illegible] روان شد [illegible] چنان تند خالی از کبک
و کبوتر [illegible] ملازمان لندھور صحرا میں ہر طرف طائرون کا شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر میں شکار سیکڑون طائرون
سے بھر گئے اکثر رفقای لندھور نے طائرونکو حلال اور صاف کرا کے اونکے کباب درست کیے او
اونکو دستر زمین پر رکھکر روبرو لندھور اور بہرام کے لئے لندھور اور بہرام نے دو نمکین کباب بشوق
کھائے ابھی لندھور اور بہرام کباب کھا ہی رہے تھے کہ قراول دوڑتے ہوئے خدمت لندھور اور بہرام میں
حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور اسوقت ایک مقام پر بہت سے آہو سبزہ خوردہ چر رہے ہیں اگر خلاف طبع عالی
نہو تو جلد تشریف لے چلے اور اون آہوون کو صید کیجیے لندھور اور بہرام نے قراولونکی تقریر سنکے جلد تر ہاتھ
ہاتھ دھوئے اور گلوریان پان کی کھا کر [illegible] دو تالی اور تیر و کمان لیکر جلد اسجگہ پہونچے اور آہوونکو تاک
تاک کر تیر لگانے لگے اتفاق سے بہرام گرد اور لندھور نے جس جس ہرن پر لگایا وہ دونوں ہرن تیر کھا کر افتان و خیزان
ایک جانب کو بھاگے اور رفقای لندھور اور بہرام گرد نے جن آہوون پر تیر لگائے تھے وہ [illegible] ہو اور ایک سمت
بھاگے رفقا لندھور اور بہرام لوٹنے آہوون کے شکار کرنے کیواسطے اوسطرف گئے لیکن لندھور
اور بہرام گرد نے اپنے آہو کے شکار کرنے کو اوس جانب گھوڑے اوٹھائے جدھر کہ آہو تیر کھا کے

ہوئے لیکن بھاگے جاتے ہیں جب دو تین کوس اوس آہو ون کے تعاقب میں بہرام گرد اور لندھور گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے گئے ناگاہ لندھور اور بہرام گرد نے دور سے دیکھا کہ ایک خیمہ صحرا میں ایستادہ ہے اور چہیس تیس نازنینان گلبرگ رنگین لباس خیمے کے پاس گل بازی کر رہی ہیں کچھ کنیزیں دوڑ رہی ہیں ایک کنیز اون کنیزوں کے پیچھے لٹا اور ہانکے لپکے کو ٹوٹ رہی ہے کچھ نازنینان گل اندام لبان گل منش بربی ہیں بعض نازنینان غنچہ دہن مثل غنچہ مسکرا رہی ہیں اکثر نازنینان گل پیرہن بہ آواز بلند ہنس رہی ہیں اور دو نازنینان بے مثال یوسف جمال لباس فاخرہ زیب تن کیے ہوئے اور قہر و غضب کے بناؤ سنگار کیے ہوئے ایک دو منزلہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے سیر صحرا کر رہی ہیں لندھور نے بہرام گرد سے دیکھا یہ دونوں عورتیں کس ناز کے ساتھ صحرا میں ٹہل رہی ہیں بہرام گرد نے کہا اے دلاور آگے بڑھ کے قریب انکے چلا اور انکے حسن و جمال کا نظارہ کرو اہوان زخمی کو جانے دو لندھور نے کہا اچھا جیا غرض جب دونوں دلاور جا در قریب اون عورتوں کے آئے اول لندھور اون دونوں عورتوں میں سے ایک نازنین سبزپوش کو جو دیکھا بے اختیار تیر عشق دل پر لگا لندھور نے ایک آہ کی اور گھوڑے کو روک کے نظارہ اوس نازنین خوش جمال ماہ تمثال کا کرنے لگا اوسوقت دل لندھور کا اوس نازنین کے عشق میں دل مثل سیماب پہلو میں تڑپنے لگا اور آنکھیں محو نظارہ ہوئیں کیونکہ جمال لندھور کا ہوتا کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین مہ جبین تھی ابیات

ہری دختیکہ بیند آن ہمہ ناز | ز جنبش آمدے ہوشش بہ پرواز | حدیث صد ہزاران روز محشر
دو عالم را دو لب جان بر لب آور | چہ گویم از صفائی آن بر و دوش | بشوقش سر ز بالہ حبلا آغوش
میان نازکش رشک رگ گل | نہ پیچ و تاب تار زلف و سنبل | ازان مو باکمر گردید ہمہ از
کہ مجنس ست باہم جنس و مساز | خدنگ آن نگاہ وحیہ پیوست | نشستے بر نشان تا جستہ از شست
ز انداز خوشش خوبے بناری | نیازش دلبریابی را نشاری | لندھور نے پھر اوس خوبرو کی چشم

پر نظر کر کے یہ مطلع زبان پر جاری کیا اور لندھور کو عشق ہونے لگا مطلع مرا لعشق دو دست چہ مشکل افتاد است کہ دل بیکے و دست دو قاتل افتاد است بعد لندھور کے بہرام نے نازنین دیگر دختر شاروق کو جو دیکھا اوس نازنین سرخ پوش نے بھی بہرام کیطرف بہ نازو انداز دیکھا مسکرا دیا اوسوقت دل بہرام نشانہ تیر نظر نازنین ہوا بہرام شکار گور خر کے واسطے آیا تھا جو شکار آپ ہوا دام عشق میں گرفتار ہوا اور سبے اختیار یہ مطلع زبان پر لایا مطلع کو رہ بہ جستجے کہ لذت گیر دلدار سے لنذ، قطع بہ دستی کہ خم در گردن یا ہے فتد بہرام یہ مطلع پڑھکر اوس نازنین رشک ماہ و مہر کو بہ نظر الفت دیکھنے لگا اور نقد دل سے کر بعین خواہش سے خریداری متاع حسن کی کرنے لگا کیونکہ وہ نازنین ایسی خوبصورت تھی کہ اشعار کوئیش مرد سے انتا دسبیل

طبیدے در تپش دل بر سر طل | بہار گلشن حسنی زروئش است | براے بلبلان تاراج ہوش است
با آن قامت زبس دلہا اسیرست | تو چنداری مگر گلبن زہیر است | سمن سا آن دو زلف سنبل آسا
دل و ہم دیدہ راز نجیر برپا | مسخر کردہ از مہ تا بماہی | دہد آن دست دوشینہ گواہی
ز کفرش کفر شد اسلام ہر یک | شدہ کافر بعہدش نام ہر یک | ازان قشقہ کہ او را بر جبین بود
الف بر سینۂ او دل نشین بود | ز زناری کہ او را بود بر دوش | کمندی بود بر ہر گردن ہوش
شدہ و دل ہندوی آن زلف [illegible] | جہان کافر ز چشم کافر او | چراغ دہر از رویش برافروخت
کہ از یک شعلۂ او رخت دین سوخت | ازان حلقہ کہ او در گوش افگند | جہانے حلقۂ اش در گوش افگند

جدھر جاتے ہو اودس طرف سے یہی آواز آتی ہے مسیحا ہو تو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

ہمیشہ دید لو یہ جلوہ عارض ہی ترسایا | فروغ حسن عالمگیر در پردہ نہ دکھلایا | ترستا ہے کوئی نظارگی کو اتنا نہ دھیان آیا

نقاب اک دن الٹ کر تم نے منہ سے نہ فرمایا | جمال آفتاب ذرۂ بے پردہ دیکھتے جاؤ

توکل ہی بڑی دولت بستر آستانہ گھر اپنے | قناعت اپنی نکیہ کر ہر گھڑی لب پر سر کئے | قلق ہے جب جناب خواجہ مرحوم فرمائی

نہ منہ موڑ اس سے ای آتش جو کچھ در پیش آجائے | دکھاتا ہی جو آنکھوں کو مقدر دیکھتے جاؤ

جسوقت بہرام گرد اور لندھور اشعار عاشقانہ اور مخمس پڑھتے ہوئے قریب اوس خیمے کے پہونچے اور دختران شاروق کو
خیمے میں جاکر بخوبی معلوم ہوا کہ یہ دونوں لندھور اور بہرام ہیں اور ہمپر مائل اور فریفتہ ہوگئے ہیں اور دست اول زبان
پری چہرہ نے اپنی دایہ سے جو ہمراہ آئی تھی کہا کہ ای مادر مہربان ذرا تم خیمے کے باہر جاؤ اور لندھور اور بہرام کی
ہماریطرف سے بعد مزاج پرسی کے کہو کہ تم ہمارے عشق و الفت میں اسقدر بیتاب و بیقرار نہو اور اس درجہ
نہ گھبراؤ ذرا صبر کرو کیونکہ مشہور ہے مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد اسوقت ہماری خاطر سے چلے جاؤ ہنگام
شام ہمارے پاس آؤ جو کچھ تم کہوگے ہم سنینگے اگر وہ بات لایق منظور کرنے کے ہوگی تو قبول کرینگے اور یہ بھی کہہ دینا کہ یہ کنیزیں
نہایت بیہودہ ہیں اور انکی بیہودہ گوئی کا تمکو ہمارے سر کی قسم کچھ ملال اور خیال نہ کرنا میں انکو اس گستاخی کی سزا
دونگی ہر چند کہ یہ بے قصور ہیں تمھارے نام و رتبہ سے انکو آگاہی نہ تھی لیکن ان کنیزوں کو ایسی بدزبانی نہ
کرنا تھی اسوجہ سے میں انکو تنبیہ کرونگی وہ دایہ بموجب کہنے دختران شاروق کے خیمے سے باہر آئی اور قریب بہرام گرد و لندھور کے جا
بعد دعائے درازی عمر و دولت و اقبال کہنے لگی کہ ای بادشاہان پر وقار ہند و سند برخوردار باشید زہے قدر تمھارا کہ دختران شاروق
کہ جو جادو اور عاشق کش اور عابد فریب ہیں وہ بھی تمپر فریفتہ اور شیفتہ ہوگئی ہیں ایک کا نام ملکہ جہان آرا اور دوسری کا نام ملکہ
مہر افروز ہے یہ دونوں میری گود کی کھلائی ہوئی ہیں میں نے انکو دودھ پلایا ہے ذرا میرا بھی خیال رکھیے گا یعنی دو
جواہر گیتی دیدہ دیجیے گا پھر ہنگام وصل خوب مزے سے کیجیے گا بعد اس تقریر کے دایہ نے جو کچھ جہان آرا اور مہر افروز نے کہا
تھا بیان کیا بہرام گرد اور لندھور نے نہایت شاد و خرم ہوکے کہا ای دایہ ہم تجکو اسقدر زر و جواہر دینگے کہ تو خوش
ہو جائیگی اور دایہ اپنی دختروں سے بعد شوق وصال و اشتیاق بوس و کنار کے کہہ دینا کہ ہمارا دل تو نہیں چاہتا ہے
کہ یہاں سے جائیں لیکن تمھارے کہنے سے اسوقت بمشکل اور بجبر جاتے ہیں وقت شام ضرور آوینگے یہ کہکے لندھور
اور بہرام گرد اپنے خیمہ و بارگاہ کیطرف چلے دایہ بھی خیمہ میں چلی گئی جب لندھور اور بہرام گرد لشکرگاہ کی طرف بڑھے لندھور نے
بہرام گرد سے ہنسکر کہا آج کیا اچھی ساعت سے اس صحرا میں شکار کے واسطے آئے تھے کہ عجب شکار ہاتھ آیا ہے
میری معشوق سبز پوش حسن و خوبی میں کوئی حسین ہمسر نہیں ہے بہرام نے جواب دیا کہ میری مطلوب سرخ پوش
کے حسن کے سامنے آپکی معشوق کے حسن کی کیا حقیقت ہے میرا محبوب حسن میں بمنزلہ آفتاب ہے اور آپکا معشوق سبز
پوش ایک ذرہ ہے لندھور نے کہا ای بہادر اگر تم میری چشم و نظر سے میرے محبوب کو دیکھو تو اوسکے حسن و خوبی کا حال
تمپر ظاہر ہو اور پھر اپنے معشوق کو تم ذرہ خیال کرو اور معشوق کو آفتاب بے مثال نہ دیکھو کہ مشہور جہان ہے لیلی را بچشم مجنون
باید دید بہرام نے کہا ای سیرا بھی جواب ہے غرض بہرام گرد اور لندھور دونوں باہم اپنے اپنے محبوب اور مطلوب
کے حسن و جمال کی تعریف کرتے ہوئے قریب بارگاہ پہونچے یہاں رفقائے لندھور اور بہرام نہایت مضطرب اور
پریشان تھے اور ہر طرف ڈھونڈھ رہے تھے جب بہرام اور لندھور بارگاہ میں آئے اور بیٹھے اکثر رفقا نے
لندھور اور بہرام گرد سے پوچھا کہ آپ کہاں تشریف لیگئے تھے ہمکو نہایت فکر تھی لندھور اور بہرام نے اصل حال تن

لیکن یہ کہا کہ ہم آہوؤں کے شکار کرنے کے واسطے دور تک چلے گئے تھے رفقا بہ تقریب شکار جب رہے یہاں تو
لندھور اور بہرام گرد بارگاہ میں بیٹھے ہیں اکثر رفقا شکار کھیل رہے ہیں۔ یہاں بعد چلے آنے لندھور اور بہرام
گرد کے دایہ نے خیمے میں جاکر دختران شاروق سے کہا کہ لندھور اور بہرام چلے گئے اب شام کو آئینگے ملکہ
مہرافروز اور ملکہ جہان آرا کو معلوم ہوا کہ شام کو لندھور اور بہرام ضرور آئینگے اوسی وقت دختران شاروق
نے دایہ اور چند کنیزوں کو بلایا اور کہا کہ تم اسوقت سوار ہوکر ہمارے باپ کے پاس جاؤ اور اونسے کہو کہ آج بعد
شام آپ ہمارے پاس ساتھ چند سواروں کے ضرور آئیے گا جب دایہ اور کنیزیں سوار ہوکر چلنے لگیں اوسوقت
ملکہ مہرافروز نے کنیزوں سے کہا کہ وہاں جاکر بیٹھ نہ رہنا جو کچھ ہمنے کہا ہے وہ ہمارے پدر سے عرض کرنا اور
چند کشتیاں شراب کی اور دیگر سامان زینت بزم لیکر جلد آنا کنیزیں وغیرہ یہ سنکے روانہ ہوئیں اور جب خدمت
شاروق میں پہونچیں جو کچھ ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا نے کہا تھا عرض کیا شاروق نے متردد اور متفکر ہوکر حال
صحرا میں لندھور اور بہرام کے پہونچنے کا دریافت کیا کنیزوں نے تمام حال لندھور اور بہرام کے آنیکا
اور کیفیت صحرائے سبزہ زار کی بیان کی شاروق سمجھ گیا کہ میری دختروں نے تدبیر گرفتار کرنے لندھور اور
بہرام کی کی ہے یہ کہکر بہت محظوظ ہوا اور کشتیاں شراب کی اور دیگر اشیا مطلوب اور سفوف بیہوشی دایہ اور
کنیزوں کے ہمراہ کرکے کہا کہ میری دختروں سے میری طرف سے کہدینا کہ میں بعد شام ضرور آؤنگا دایہ اور کنیزیں
اشیای مذکور ہمراہ لیکر روانہ ہوئیں اور بعد تھوڑی دیر کے اوس صحرا میں پہونچیں اور سواریوں سے اوترکے خدمت
دختران شاروق میں گئیں اور بعد اشیاء مطلوب پیشکش کرنے کے جو کچھ شاروق نے کہا تھا عرض کیا مہرافروز اور
جہان آرا نے قبل شام کنیزوں وغیرہ سے کہا کہ بخوبی بزم کی آرایش کرو بموجب حکم کنیزیں وغیرہ بزم کی آراستگی میں
مصروف ہوئیں پہلے فرش نفیس بچھاکر مسندیں زرنگار بچھائیں بعض کنیزوں نے روشنی کا سامان کیا کنول اور مرتبان
اور فانوسیں قرینے سے رکھیں شمعیں روشن ہوئیں اور کافوری لگائیں کسی کنیز نے اشیای زرک کی درستی کی غرضکہ قبل شام بخوبی
بزم آراستہ و پیراستہ ہوگئی جب آفتاب غروب ہوا کنیزوں نے روشنی کی مہرافروز اور جہان آرا مسندوں پر لباس
رنگین پہنکے بیٹھیں اور انتظار بہرام گرد اور لندھور کا کرنے لگیں ادھر بعد غروب آفتاب لندھور اور بہرام
نے باہم خلوت میں کہا کہ اب وہاں چلو اور سوای داراب گلبرگی کے اور کسیکو ہمراہ نہ لے چلو اور کسی سے
اس حال کو بھی بیان نہ کرو غرض یہ مشورہ کرکے بہرام گرد اور لندھور داراب گلبرگی کو ہمراہ لیکر گھوڑوں پر سوار
ہوئے اور رفقا وغیرہ سے کہا کہ تم سب یہیں رہو ہم واسطے سیر صحرا کے جاتے ہیں یہ کہکے لندھور اور بہرام مع
داراب گلبرگی کے چلے اور بعد قطع راہ قریب خیمے کے پہونچے دیکھا چند کنیزیں در خیمہ پر کھڑی ہوئی ہماری انتظار
کر رہی ہیں جسوقت کنیزوں نے دیکھا کہ دونوں جوان آتے ہیں فی الفور روبروے دختران مالک جرجی کے جاکر
عرض کرنے لگیں بیبیجی خداوند لندھور اور بہرام آتے ہیں ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا یہ سنکے باہم
متبسم ہوئیں جب لندھور اور بہرام در خیمہ پر پہونچے اسپوں سے اوترے ملازمین حکم مہرافروز سے تا بہ در خیمہ
واسطے استقبال کے آئیں جسوقت لندھور اور بہرام خیمے میں گئے دیکھا کہ بزم شاہانہ آراستہ ہے
ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا لندھور اور بہرام گرد کو دیکھکے بہ ناز و ادا و شرم و حیا دوپٹے سے منہ
چھپانے لگیں اور مسندوں سے برای تعظیم اوٹھ کھڑی ہوئیں اور کہنے لگیں بیت

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

لندھور اور بہرام یہ کلام اپنی معشوقوں سے سنکر نہایت خوش ہوے
لندھور تو اپنی محبوبہ کے پہلو میں بیٹھے اور بہرام گرد اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا اوسوقت اوس بزم کی عجب کیفیت تھی او

جو کثرت روشنی سے خیمہ پُرنور تھا دوسرے مستورات خوبرو سے خیمہ مملو تھا جملہ سامان عیش و راحت وہاں مہیا تھا ملکہ
مہرافروز نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ شراب میں بہت سی بیہوشی ملا کر جلد لاؤ کنیزیں اشارہ ملکہ کا سمجھ گئیں اور شراب میں
بکثرت بیہوشی ملا کر کشتیاں شراب کی لائیں اور ایک کشتی روبرو ملکہ مہرافروز کے رکھدی دایہ نے کہا اے ملکہ
اس قدر شرم ہو چکی اب اپنے ہاتھ سے شراب لندھور بن سعدان کو پلاؤ یہ تمہارے عاشق صادق ہیں انکے دل کو
رنجیدہ نکرو شرم سے جھکی نجاؤ کچھ باتیں کرو انکی خاطرداری کرو ملکہ مہرافروز نے بموجب کہنے دایہ کے بناز
و ادا اپنے ہاتھ جام بلوریں میں شراب بھری اور منہ شرم سے پھیر کر ہاتھ طرف لندھور کے بڑھایا لندھور نے از حد
مسرور و شاد ہوکر مے ناب اوس رشک آفتاب کے ہاتھ سے لیا اور شراب پی لی بعدہ تین جام پلانے سے ملکہ
مہرافروز نے اشارہ سے کہا کشتی شراب کی میرے پاس سے اوٹھالو کنیزیں وہ کشتی شراب کی اوٹھا لیگئیں ایک اور
کشتی لاکر روبرو ملکہ جہان آرا کے رکھدی جب ملکہ جہان آرا نے شراب کے پلانے میں تامل کیا اوسوقت دایہ نے
کہا کہ اے ملکہ کس درجہ تمکو حیا اور غیرت ہے اور کیسی تم بے مروت اور سنگدل اور عاشق کش ہو ذرا تمکو یہ خیال نہیں
کہ ہمارا چاہنے والا جان فدا کرنے والا بڑی دیر سے بیٹھا ہے اوس سے کچھ باتیں کریں شراب پلائیں حال دریافت
کریں مجھ دل عاشق کو شگفتہ کریں اے ملکہ اب تمکو تمہارے سر کی قسم حیا و غیرت نکرو یہ وقت بہت غنیمت ہے باتیں نہیں
بننگے اپنے عاشق شیدا سے کرو حال دل عاشق پوچھو شراب جلدی سے پلاؤ آرزوئی دل نکالو چرخ جفا جو سے امید
راحت نرکھو جو کام کرنا ہو جلدی سے کرلو ایسا نہو کہ تمہارے والد کو اس حال کی خبر پہنچجائے یا کوئی آفت ارضی و سماوی
آجاے کہیں حسرت و آرزو دل ہی میں نہ رہجاے ملکہ جہان آرا نے خیال کیا کہ دایہ سچ کہتی ہے ایسا نہو کہ دونوں
بیخبر بابا بنکے دشمن اسوقت دام مکر و فریب سے ہوشیار ہوگئے یا اور کسی وجہ سے نکل جائیں تو پھر انکا گرفتار کرنا
مشکل ہوگا یہ خیال کرکے جہان آرا نے اپنے دست نازک سے شیشہ شراب اوس رشک مہر کے پہلو میں بیٹھکر لی
ملکہ نے اور دو تین جام شراب کے بہرام کو دیے بہرام گرد جام لیکر پی گیا پھر بہرام نے شیشہ اوٹھایا اور چاہا
کہ ملکہ کو شراب پلاؤں چونکہ شراب سے وہ شیشہ خالی ہوگیا تھا کنیزیں دوڑکے دوسرا شیشہ شراب لے آئیں کہ جسمیں
بیہوشی نہیں ملی تھی جب وہ شیشہ شراب کنیزوں نے بہرام کو دیا بہرام نے اپنے ہاتھ سے جام شراب سے مملو کرکے
جہان آرا کو دیا ملکہ نے ذرا سی شراب خاطر سے بہرام کی پی لی اسی طرح تھوڑی شراب خالص لندھور کے ہاتھ
سے ملکہ مہرنگار نے بھی پی پھر اشارے سے ملکہ مہرافروز نے کہا کہ اب سازوں کو درست کرکے کچھ گاؤ بموجب حکم ملکہ کے چند
نازنینان خوبرو نے سازونکو درست کیا اور گانے لگیں لندھور نے کہا ہمارا داراب علم موسیقی اور ساز بجانے
سے بخوبی واقف ہے اور وہ خیمہ پر کھڑا ہے اے ملکہ اوسے بھی یہاں بلوالو ملکہ نے دایہ سے اشارہ کیا دایہ گئی اور
داراب گلبرگی کو خیمہ میں لے آئی داراب ایک نازنین کیطرف دیکھکے دست بستہ روبرو لندھور کے
کھڑا ہوا لندھور نے اوسی نازنین کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ اس نازنین کو میں تجھے دونگا راوی
بیان کرتا ہے کہ اوس نازنین کا نام فہرست بانو تھا داراب آداب بجا لاکر بیٹھ گیا اور حسب حکم لندھور کے
ساز بجانے لگا بعض راوی تو یہ کہتے ہیں کہ ملکہ مہرافروز نے خود غزلیں گانا شروع کیں اور اکثر راویوں کا یہ
قول ہے کہ ایک اور نازنین بحکم مہرافروز گانے لگی الغرض اہل بزم سرود کے دلونکو اپنے گانے سے خوش کرنے لگے اوسی
عالم میں باشارہ ملکہ جہان آرا ایک کنیز شیشہ و ساغر لیکر حاضر ہوئی اور شراب بیہوشی آمیز جام میں بھرکے سامنے داراب
گلبرگی کے لائی داراب نے عالم محویت میں جام لیکر شراب پی لی اور کچھ خیال شراب بیہوشی آمیز کا نکیا جب داراب بیہ

شراب کے کئی جام پی لیا تھا اسوقت نازنین خوبرو نے یہ غزل شروع کی غزل | شاد ہوں گر مجھے دے دل و جگر صیاد

یقین ہے تمام سے تو روی نا شعر صیاد	بیان میں کس سے کروں حال تو سنتا ہے	کسے بتاؤں میں بیتابی جگر صیاد
اسیر کنج قفس ہوں میں اب تو مدت سے	کبھی مرا بھی گلستان میں تھا گذر صیاد	سناؤں کسکو پسیجیگا سنکے دل کسکا
مرے تو نالوں کا جاتا رہا اثر صیاد	چھپا ہے جب سے چمن کچھ نہ یہ حال ہے	کہ رنج ہے زرد و ہیں خشک چشم تر صیاد
چمن میں سنے دے بلبل کے آشیانے کو	اجاڑتا نہیں اچھا کسیکا گھر صیاد	اسیر دام بلا کر کے مجھکو اے عاشق

ہوا ہے آج خوشی دل میں گلعذار | جب یہ غزل وہ نازنین گا چکی اہل بزم نازنین کے گانے کی تعریف کرنے لگے

ابھی اہل بزم نازنین کی تعریف کر ہی رہے تھے کہ ملکہ مہر افروز اور جہان آرا لندھور اور بہرام گرد کے پہلو ؤن اونچین لندھور بہرام بھی بیقرار ہوکے اٹھنے لگے اور داراب گلبرگی بھی بوجہ اوٹھنے لندھور کے اپنی جگہ سے اوٹھنے لگا ابھی اسی طرح سے لندھور اور بہرام اور داراب گلبرگی کو نشہ میں تھے کہ سب کو چکر آیا اور سب زمین پر گرکے بیہوش ہوے ملکہ مہر افروز اور ملکہ جہان آرا نے خوش ہوکر تین صندوقون میں لندھور اور بہرام گرد داراب گلبرگی کو ڈال کے بند کیا اسی وقت مالک جروکی کہ جسکا ایک نام شاروق بھی ہے چند سوارون کے خیمے میں یا دختران شاروق نے تینون صندوق اوسکے حوالے کیے اور تمام حال گرفتار کرنے کا بیان سارق بہت خوش ہوا اور اپنی دختر ونکو پیار کیا اور سینے لگایا بعد پیار کرنے کے شاروق نے اپنی لڑکیون کو لشکر میں روانہ کیا اور صندوقون کو اوٹھواکر اوسی صحرا کے قریب ایک اتنے دریا کے کنارے پر آیا بہت سنگین آنے کہ مرغابی ور دراین بنود کمترین موج آسیا سنگ از گذارش دریبود شاروق نے کسی مصلحت سے قتل کرنا بہرام گرد و لندھور اور داراب گلبرگی کا مناسب نہ جانکر وہ تینون صندوق دریا میں ڈالدیے صندوق پانی میں بہتے ہوے ایک طرف روان ہوے ان صندوقون کا حال تو انشاء اللہ تعالے آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال شاروق کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ صندوق دریا میں ڈالکر بعیش خوشی و خرمی اپنے لشکر میں آیا اور بارگاہ میں جاکر داراب شاہ سے تخلیے میں کہنے لگا کہ میں بہرام گرد اور لندھور اور داراب گلبرگی کو دریا میں ڈال آیا ہوں اب آج ہی شب کو لشکر لندھور پر شبخون مارو اور سب کو تہ تیغ کرو داراب شاہ یہ سنکے بہت خوش ہوا اور اوسی شب کو لشکر گران لیکر فوج لندھور پر حملہ آور ہوا اور مردان فوج کو قتل کرنے تمام مردان فوج لندھور اور بہرام غافل سورہے تھے صداے ہمہمان اور چقاچاق خنجر سے بیدار ہوے جب یہ ہندی اور شہبال ہندی اور عادل شیر دل وغیرہ بھی ہوشیار ہوے اوسیوقت نہایت جلدی اور ہوشیاری سے ہر ایک نے سلاح اپنے اپنے بدن پر آراستہ کیے اور مسلح ہوکر اور سامان روشنی کا مجتمع کرکے اول سے جے پور ہندی اپنے خیمے سے نکلا اور مردانہ فوج کو ہمراہ لیکر کرنے لگا تلوار ہر ایک بہادر کی چلنے لگی لاشیں جوانوں کی تڑپنے لگیں سر تلوار سے کٹ کٹ کے زمین پر گرنے لگے زخمی زمین پر گرکے تڑپنے لگے جوے خون بہادران جاری ہوئی اوسی ہنگام جدال میں سے جے پور زخمی ہوا شاروق نے اکر خیام لشکر لندھور میں آگ لگادی خیام جلنے لگے شعلہای آتشین بلند ہوے شہبال ہندی اور عادل شیر دل بھی اوسی وقت فوج ولشکر لیکر پہونچے اور فوج داراب شاہ پر گرے لڑائی ہونے لگی جوان کی سرو تن میں جدائی ہونے لگی پہلوانوں سے گرز حریف کی فوج پر مارنا شروع کیے سواران لشکر پیوند خاک ہونے لگے زخمی گھوڑون سے گرگرکے زمین پر پڑنے لگے اہل گھوڑے دوڑنے لگے اپنے راکبون کو خود پامال کرنے لگے غرض اوسوقت ایک ہنگامۂ قیامت برپا تھا دونون لشکر باہم ملے ہوے تھے تلوار

چل رہی تھی ہنگامہ حشر برپا تھا صدائے دار وگیر بلند تھی اشعار

دو لشکر بہم انداز آویختند
تو گفتی بہ یک دیگر آمیختند
بجا چاق گرز آمد و تیغ و تیر
ز خون یلان دشت گشت آب گیر
سواران جوشنی روان اندرو
بر و اندر آورد از کینہ جو
ہمین گرز بارید بر خود و ترگ
چو باد خزان بارد از بید برگ
فراوان سر افتاد مانند گوی
دل و سینہ با خاک و خون پُر ز جوے

عادل شیر دل اور شہپال ہندی بھی زخمی ہوئے جنگ مغلوبہ ہوئی آخرکار بعد مشقت بسیار کے دارب شاہ اور ملک اجرود کی یعنی شاروق اور بادشاہ عبد العزیز نے شہپال ہندی اور عادل شیر دل اور جے پور ہندی کو گرفتار کر لیا اور صدہا بلکہ ہزارہا مردان فوج کو قتل کیا اور شہر کو لوٹ لیا ہنگام سحر شہپال ہندی اور جے پور ہندی اور عادل شیر دل وغیرہ کو جنہیں قید کیا تھا لیکر طرف اجرود کیہ کی جو تھی خرمی مع فوج و لشکر روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور دوسری داستان کا لکھا جاتا ہے،

داستان جانا خواجہ عمرو کا خواجہ بزرجمہر کے پاس اور رعون رہبر کا لانا اور رومین وغیرہ سے لڑنا اور عیاران کو لشکر ہمزاد اور فرامرز آخرکار ملکہ مہرنگار کو قلعہ تنگ رواحل کی طرف روانہ کرنا

راویان نیک سیرت اس داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ جب حمزہ صاحبقران بردہ قاف کیطرف روانہ ہونے لگے تھے اسوقت امیر نے ملکہ مہرنگار سے وعدہ کیا تھا کہ میں اٹھارہ روز میں ضرور آؤں گا اور انشاء اللہ نہ کہا تھا اسوجہ سے امیر کو بردہ قاف میں اتفاق رہنے کا زیادہ ہوا جب زمانہ ایک سال کا گذرا ملکہ مہرنگار زوجہ حمزہ صاحب قران بہت نہایت بیقرار ہوئیں اور خواجہ عمرو سے بگریہ وزاری کہنے لگیں کہ آپ اب خواجہ بزرجمہر کے پاس جائیے اور ان سے پوچھیے کہ امیر کب تک بردہ قاف سے یہاں تشریف لاوینگے خواجہ عمرو جب کہنے ملکہ مہرنگار کے لشکر سے چلے اور بعد قطع راہ شکل اپنی تبدیل کرکے خواجہ بزرجمہر کے مکان پر پہونچے جب خواجہ بزرجمہر کو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو آئے ہیں تو بہا خواجہ بزرجمہر نے عمرو کو ایک خالی مکان میں بلوایا جب خواجہ عمرو اس مکان میں گئے بزرجمہر کو تسلیم کرکے بیٹھ گئے خواجہ بزرجمہر نے سبب آنیکا دریافت کیا عمرو نے عرض کیا کہ امیر باتوقیر ملکہ مہرنگار سے اٹھارہ روز کا وعدہ کرکے بردہ قاف کیجانب گئے ہیں ایکسال کا زمانہ گذرا ابھی تک نہیں آئے ہیں ملکہ مہرنگار نہایت بیقرار اور اشکبار ہیں مجکو ملکہ نے آپکی خدمت میں بھیجا ہے اور مجھسے کہا ہے کہ تم میری طرف سے جاکر عرض کرنا کہ ذرا آپ علم رمل سے دریافت کیجیے کہ امیر باتوقیر کا مزاج کیسا ہے اور کب تک یہاں آوینگے بس میں اسی واسطے حاضر ہوا ہوں امیدوار ہوں آپ بعلم رمل وغیرہ امیر کے آنے سے اور انکی کیفیت سے اطلاع دیجیے خواجہ بزرجمہر نے بہ علم رمل دریافت کیا اور خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای خواجہ آگاہ ہو مجکو بعلم رمل ثابت ہوتا ہے کہ امیر بعد اٹھارہ برس کے یہاں آوینگے کیونکہ بنگام رخصت امیر نے بھول گئے انشاء اللہ کے کہا تھا کہ میں اٹھارہ روز میں ضرور آؤنگا اور یہ جو تمنے پوچھا کہ امیر کا مزاج کیسا ہے مجکو اشکال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امیر بصحت و عافیت ہیں اور ایک دیو کو انھوں نے قتل بھی کیا اب گرفتار دیوان بد دیون کے اور ایسے خوب ہونگی انشاء اللہ امیر دیو دنیر عجائب دکھلینگے یہ فرماکر خواجہ بزرجمہر خاموش ہوئے خواجہ عمرو یہ گفتگو عمرو کی سنکے نہایت پریشان خاطر اور متفکر ہوئے اور آثار حزن و ملال چہرہ عمرو سے ہویدا ہوئے خواجہ بزرجمہر نے عمرو کو محزون دیکھکر فرمایا کہ ای خواجہ کچھ رنج و ملال نکرو انشاء اللہ سولہ سترہ برس کا زمانہ جلد

گذر جائیگا امیر بہ خیر و عافیت تمسے اور ملکہ مہرنگار سے آ ملینگے یہ ارشاد کرکے خواجہ بزرجمہر نے عمرو کی دعوت
وضیافت کی اور دو تین روز تک بہ آرام تمام عمرو کو اپنے گھر مہمان رکھا بعد تین روز کے ہنگام رخصت بزرجمہر نے
عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ آگاہ ہو کہ نوشیروان نے ژوبین اور فرامرز اور زنجنک کو حکم دیا کہ ملکہ مہرنگار کو جا پکڑ لے آؤ
اور جو کوئی سردار امیر کا اڑے اوس سے مقابلہ اور مجادلہ کرو عجب نہیں ہے کہ ہرمز اور فرامرز وغیرہ آج ہی مع لشکر رخصت
ہوں پس ای خواجہ عمرو تم جا کر سامان جنگ کرو اور جو کچھ میں نے امیر کے بارے میں کہا ہے ملکہ مہرنگار سے جا کر کہدینا
اور میری طرف سے بہت تسلی اور تشفی دینا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ زبانی جو کچھ میں مہرنگار سے کہونگا اوسے یقین نہ
آئیگا لہذا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ کی جانب سے اسوقت تھوڑے سے رقعہ اس مضمون کے لکھتا ہوں کہ میں
چھ مہینے میں آ پہنچونگا اور وہاں امیر بعافیت ہیں رقعوں پر آپ اپنی مہر کردیجیے میں بعد چھ مہینے کے ایک
رقعہ ملکہ مہرنگار کو دیا کرونگا اسی طرح اوسکی تشفی و تسلی کیا کرونگا اور اسی تدبیر سے ملکہ کی خاطر جمعی ہوجائیگی
کیونکہ ملکہ آپ کے رقعہ اور مہر کو دیکھکر یقین کریگی کہ امیر اب چھ مہینے کے تشریف لاوینگے خواجہ بزرجمہر نے
تدبیر خواجہ کی پسند کی عمرو نے فوراً تھوڑے سے رقعے ایک ہی مضمون کے لکھے اور ہر ایک میں یہی مضمون
تھا کہ امیر با توقیر بعد چھ مہینے کے آئینگے جب خواجہ عمرو سب رقعہ لکھ چکے خواجہ بزرجمہر نے کل رقعوں پر اپنی مہر
کردی عمرو رقعہ لیکر اور خواجہ بزرجمہر سے رخصت ہو کر جانب کعبہ روانہ ہوے اوسی روز ہرمز اور فرامرز
اور زنجنک اور ژوبین مع فوج کثیر جانب کعبہ روانہ ہوے تھے خواجہ عمرو بھی شکل اپنی تبدیل کرکے لشکر کے ہمراہ
ہوے جب ہرمز اور فرامرز وغیرہ قریب کعبہ کے ایک صحرا میں پہونچے خواجہ عمرو لشکر سے جدا ہو کر آگے بڑھے
اور دلمیں خیال کرنے لگے کہ کچھ نہ کچھ ہرمز و فرامرز سے لینا چاہیے اور اسی صحرا میں ہرمز وغیرہ کو پریشان
کرنا چاہیے یہ خیال کر کے اور صورت تبدیل کر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور اپنے زنبیل سے نے نکال کر بجانے
لگے جب ہرمز و فرامرز اوس جگہ آئے اور آواز انہوں نے نے کی سنی بیتاب ہو گئے اور ہمراہیوں سے کہنے
لگے کہ دیکھو تو یہاں کون شخص ہے جو نے بجاتا ہے کیا خوب گاتا ہے دل بے چین ہوا جاتا ہے مردمان لشکر نے عرض کیا خداوند
ایک شخص زیر درخت بیٹھا ہوا ہے اپنی نے بجا رہا ہے ہرمز اور فرامرز نے کہا اوس شخص کو ہمارے پاس لے آؤ مردمان
لشکر گئے اور اوس شخص سے کہنے لگے کہ چل تجھیں پسران نوشیروان نے بلایا ہے وہ شخص یعنی عمرو مردمان لشکر
کے ہمراہ چلا اور سامنے ہرمز اور فرامرز کے آکر بعد سلام کے کہنے لگا کہ آپ نے مجھکو کیوں بلایا ہے ہرمز و فرامرز نے کہا ہم
تمہاری نے سننے کے مشتاق ہیں ذرا سی صورت ہمارے روبرو نے بجاؤ اور کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے نے بجائی اور غزل بالحان داؤدی گائی

ہوگیا ہاتھوں میں نہ جانا ہی کیا کیا جھوٹ سچ
دیکھ لینا پھر وہ تب میرا جھوٹ ہے سچ
بات کے موقع اتو کچھ باتیں بھی کرنی میں وہ
گر نہ لینے دو نگہ دل کی تمنا جھوٹ سچ
کوئی کیا سمجھے حسینان جہاں کی گفتگو
اچھا ابھی تک دو رہا ہی ساتھ سایا جھوٹ سچ
عمر بھر باتیں بھی ہر شب بت عیار کی
سنئے لکھ جاتے ہیں خاطر ہی ادا جھوٹ سچ

وصل کی امید پہ سنتا ہوں کہا جھوٹ سچ
کچھ تو ہو تسکین دل ظالم دم اقرار وصل
رنگ باہر میری آنکھ سے یونہیں پیدا جھوٹ سچ
جھگڑا دیر و حرم میں برہمن و شیخ ہی
یہ سراپا جھوٹ ہے ہوتا ہی سراپا جھوٹ سچ
کوئی کیا جانے جو ہیں آپس کے باہم ہنسی
پر زبان شمع کو کتنا نہ آیا جھوٹ ہے سچ
تا تدن جز اعتراض حق فرمائیے

عمر بھر یہیں روز کہتا ہوں مرجاؤں گو میں
ایک دن تو اپنی سنکر کسدر اچھا جھوٹ ہے سچ
ہنسی ہنسی میں نہ بنتے وہ بہانے دو گھڑی
عمر بھر ہم نے بکا بیکار کیا کیا جھوٹ سچ
دشت غربت میں سوا ہمزاد کی تنہائی کو
کہتے کہنے میں جو کچھ اہل دنیا جھوٹ ہے سچ
انتظار مرگ میں بالین پر آکر نگاہ
کی بلا تسلیم تم کو کیسے آتا جھوٹ ہے سچ

جسوقت یہ غزل خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی گائی انسان کا تو کیا ذکر ہے صحرا کے چرند و پرند صدا سنکے محو ہوگئے ہرمز
و فرامرز نے نے نواز کی ازحد تعریف کی اور ایک خلعت پرزر اور بدرۂ زر انعام میں دیا اور کہا اے نے نواز کیا اچھی
غزل تم نے جسطرح کی گائی دل ہمارا تم سے بہت خوش ہوا اب یہ بتاؤ کہ تم جھوٹ بولتے ہو یا سچ نے نواز نے کہا کہ خداوند
نعمت جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ جو سچ بولنے میں ہے بلکہ جو شخص بولنے میں ہر طرح کا فخر ہے ہرمز و فرامرز نے
پوچھا اب یہ بتاؤ کہ اس صحرا میں کوئی چشمہ یا تالاب بھی ہے ہمکو پانی کی جستجو ہے سنا ہے کہ آگے ایک تالاب ہے پانی اوسکا
نہایت صاف و شیرین ہے نے نواز نے کہا خداوند نعمت میں خوب جانتا ہوں کہ اس صحرا میں تالاب ہے اور پانی اوسکا
نہایت سرد اور شیرین ہے اکثر اوس تالاب پر جاتا ہوں بارہا میں نے اوس تالاب کا پانی پیا ہے ہرمز و فرامرز نے کہا
ہمارے لشکر میں پانی ہو چکا ہے ہر ایک شخص اسوقت لشکر میں پیاسا ہے اگر تم ہمکو اوس تالاب پر پہنچا دو اور پھر کوئی
راہ کعبہ کی چلنے کی ایسی بتاؤ کہ ہم جلد پہنچ جائیں تمکو اور انعام دینگے نے نواز نے کہا آپ چلیے ایسی بتاؤنگا
کہ آپ بھی یاد کیجیے گا ہرمز و فرامرز نے گفتگو نے نواز کی سنکے حکم دیا کہ ہمارا لشکر بیابان سے روانہ ہو بموجب حکم لشکر اوس
جگہ سے روانہ ہوا نے نواز تالاب اور راہ راست بتانے کو ہمراہ ہوا اثنای راہ میں نے نواز ہرمز و فرامرز سے
کہنے لگا کہ خداوند نعمت جب میں آپکو تالاب اور نزدیک کی راہ بتادونگا تو آپ مجھکو کسقدر زر و جواہر دیجیے گا ہرمز
نے کہا اے نے نواز ہم پسر نوشیروان ہیں ہمارے پاس زر و جواہر کی کچھ کمی نہیں ہے جسقدر تم مانگو گے ہم اوسقدر تمکو
دینگے نے نواز نے ہنسکے کہا اگر آپ مجھکو میری خواہش کے موافق زر و جواہر دیجیے گا تو آئیے اب اسطرف چلیے
میں تالاب پر آپ کو پہنچا دوں یہ کہکے نے نواز نے داہنے ہاتھ کی راہ لی ہرمز و فرامرز وغیرہ بھی اوسی طرف
چلے بعد دو پہر کے نے نواز تو ہرمز و فرامرز کو ایک صحرای ہولناک و وحشت خیز میں لے گیا اور خود غائب
ہوگیا ہرمز اور فرامرز وغیرہ اوس دشت پر ہول کو دیکھکر نہایت پریشان ہوے اور شدت تشنگی سے ازحد مضطر ہوے
اکثر لشکر [illegible] فرط عطش سے نالہ و فریاد کرنے لگے بعضے سوار اپنا شدت تشنگی سے [illegible] ہوے جب ہرمز و فرامرز
نے اپنے لشکر کی یہ کیفیت دیکھی بختک سے پوچھا نے نواز کہاں ہے اوس سے پوچھو وہ تالاب اب یہاں سے کتنی دور ہے
بختک نے ہر چند نے نواز کی جستجو کی لیکن کہیں نے نواز کو نہ پایا اوسوقت بختک نے ہرمز اور فرامرز سے عرض کیا
اے شاہزادگان والا قدر اوس نے نواز کا تو لشکر میں نشان نہیں ہے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ نے نواز [illegible] خواجہ عمرو
تھے اس صحرای جانستان میں واسطے ہلاک کرنیکے ہم سبھوں کو لائے اور خود چلے گئے [illegible] اگر اس صحرا میں کسی [illegible]
[illegible] تو اونکی نزدیک کوئی امر اہم نہ تھا یہ کہکر بختک نے عرض کیا اب اسطرف نہ جائیے [illegible] بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ
ادھر تالاب نہیں ہے ہرمز و فرامرز یہ ہمراہ ہوکے چلے اور قریب شام تالاب پر پہونچے بختک نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص تالاب پر
بیٹھا ہے بختک نے خیال کیا کہ یہ بھی خواجہ ہی ہونگے یہ خیال کرکے بختک نے ہرمز سے کہا یہ جو شخص تالاب پر بیٹھا ہوا نظر آتا ہے
یقین ہے کہ خواجہ عمرو ہیں انکو گرفتار کر لیجیے اگر مناسب ہو تو قتل کیجیے ہرمز نے کہا اے بختک نے نواز جسکو تم خواجہ عمرو کہتے
تھے اوسکی صورت اور تھی اور اس شخص کی شکل اور ہے یہ بیچارہ کوئی دہقانی ہے یا کوئی مسافر ہے اسکو گرفتار کرنا و
قتل کرنا اچھا نہیں ہے بختک نے عرض کیا خداوند نعمت میں حضور سے سچ کہتا ہوں یہ خواجہ عمرو ہیں آپ انکو دہقانی اور
مسافر نہ سمجھیں اور صورت شکل کا خیال نہ کریں خواجہ عمرو دم بھر میں ہزار شکلیں انواع اقسام کی تبدیل کر سکتے ہیں آپ
میری عرض کے موافق اس شخص کو گرفتار کیجیے اگر خواجہ عمرو نہ ہونگے تو اس شخص کو چھوڑ دیجیے گا ہرمز نے موافق کہنے
بختک کے سواروں کو حکم کیا کہ جب تالاب پر پہنچنا پہلے اس شخص کو جو تالاب پر بیٹھا ہے گرفتار کر لینا بعد وہاں سواروں نے عرض کیا

کرو تو البتہ ہمسے مقابلہ اور مدعی ودی کفار سے کیا جائیگا ورنہ کثرت گرسنگی سے ہمسے تو اوٹھا نہیں جائیگا خواجہ عمرو نے
کہی پہلوان عادی ہمنے آج سے چالیس من برنج فی یوم مقرر کیے یقین ہیکہ تمھارا پیٹ اسنے عادل مین بھر
جائیگا اور اگر نہ بھریگا تو علاوہ برنج کے تو اکہات تمھین دونگا پہلوان عادی یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے خوش ہوا اور
کہنے لگا ای خواجا اگر اسی قدر رور طعام مجکو دو گے تو مین بھی ایسا اڑ ونگا کہ تو مین اور فرامرز وغیرہ کی تو کیا حقیقت ہے
رستم سے بھی مقابلہ کرونگا اور حتی الامکان قلعے مین کسیکو نہ آنے دونگا جب خواجہ عمرو نے تقریر پہلوان عادی کی سنی
فوراً حکم کیا کہ در قلعہ بند کیا جاے اور خندق پانی سے لبریز کر دی جاے اور قلعہ پر ہزار ہا تو مین چار طرف لگا دی جائین گولا
و بارود کی تھیلیان قریب توپون کے بکثرت رکھ لی جائین تاکہ وقت جنگ گولا اندازونکو آسانی ہو جسوقت عمرو
نے یہ حکم کیا فوراً قلعہ بند ہوا اور خندق کو پر آب کیا اور قلعہ پر بکثرت تو مین بڑی بڑی لگا دی گئین توپون مین
گولے وید یے گئے گولا اندازون نے جا توپون کو بھر لیا بخوبی قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا مرزا ری
نے سامان جنگ بخوبی کیا بعد سامان جنگ کرنے کے خواجہ عمرو سے سبنے عرض کیا کہ آپ تخت پر رونق افزا
ہون جسوقت ہرمز اور فرامرز آپ سے لڑنیگے دیکھنا کہ ہم کیسے گولا مارتے ہین اور کیسی آگ برساتے ہین کہ
کہ نانی بھی یاد کرین خواجہ عمرو گفتگو ے سرداران شود شعار سنکے خوش ہوے اور حکم کیا کہ قریب در قلعہ بارگاہ
و خیام برپا ہون تخت بچھایا جاے سامان عیش و عشرت مہیا ہون تم تخت پر جلوہ فرما ہونگے جسوقت عیاران
لشکر اسلام نے خواجہ عمرو کی یہ تقریر سنی فوراً عیارون اور سردارون نے موافق ارشاد خواجہ کل سامان کا
کیا جب بخوبی بزم عشرت آراستہ ہو چکی خواجہ عمرو لباس شاہان زیب تن کرکے بارگاہ مین آئے جملہ سردار و
عیار تعظیم خواجہ اوٹھ کھڑے ہوے خواجہ عمرو نے تخت پر قدم رکھا عیارون نے صداے بسم اللہ بلند کی خواجہ عمرو
تخت پر بیٹھے سردارون اور عیارون نے لائق قدر مراتب خواجہ عمرو کو نذرین دین خواجہ عمرو نے سب کی نذرین
قبول کین اور جملہ زر و جواہر نذر مبذول کیا اب خواجہ عمرو کو لقب شاہ عیاران ہوا غرض بعد تخت پر بیٹھنے کے ارباب
نشاط در پردے خواجہ عمرو حاضر ہوے اور مبارک بادی تخت نشینی کی دینے لگے صداے تہنیت چار جانب سے
بلند ہوئی نازنینان مہ جبین گانے اور ناچنے لگین اسوقت اوس بزم کی کیفیت یہی تھی نظم صداے نغمہ خوش رودون کی آواز

دف و چنگ و سرود و مطرب ساز | تصور انجمن ہونے لگا رقص | عجب راحت فزا اوس جا کا تھا رنگ
ہر اک سو عیش کا سامان مہیا | کہ نکلے جس سے سب ارمان دلکا | دلون میں رہ گئے عشرت فزا سے
ہجوم گلرخان عشرت کے جلسے | ہر اک معشوق داد رنگ دے رہی تھی | امنگون میں جوانی کی بھری تھی

جب نازنینان زہرہ خصال زنگ ماہ و مہر شمال مبارکباد دے چکین اوسوقت ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نے یہ غزل پڑھی در مدح

شاہ عیاران گائی غزل

جو نے مستی میں کیا کیا ہم نے سبکو ں یا
خشک ہو جائے ترا دست جفا ٹوٹ کر
ہیچ کیا پایا جسے قسمت ملا ئی خاک مین
شاخ تر سے کب ملا ہی خشک تھا گو نکر
دیکھنا اعجاز ساقی آملا مند و نشے آج
بنگیا دریا حباب آب دریا ٹوٹ کر
دیکھین کیفیت مستی مین تو یہ ٹوٹ کر
کاش مینا دل ہمارا جام مینا ٹوٹ کر
سلسلہ منہ توڑنے کا لگا ہی دم کے ساتھ
غیر ممکن ہی کہ جڑتا ماہو تارا گو ٹوٹ کر
یہ خلش ہر دم دل مجروح کی باعث نہیں
صوفیون سے ناہد پابند تقوی توڑ کر
کیا ادا کی شرم صحرای رفیق دشت نجر
خوب برسا میکدہ مین ابر مینا ٹوٹ کر
وصل کی سب باتون جب پتا ہو نہیں کہتے ہیں دو
دیکھے اب کیا نے ہیں ترا سہارا ٹوٹ کر
تفرقہ تقدیر کا رکھتا نہیں سامان وصل
رہگیا ہو گا کوئی پیکان کسی جا ٹوٹ کر
مستی ہستی کا جگر ہو حشر تک مشتاق نہیں
رہگئی تلوون مین نوک خار صحرا ٹوٹ کر

کم بھی ہونے پر عدو ہی دل لگاتا ہے بہت	معرکہ میں تیر کھاتا ہے نیزہ ٹوٹ کر	جب کمر کی میں صفت لکھنے لگا پھر قلم
گر پڑے آگے مرے کچھ بال عنقا ٹوٹ کر	راہ دکھلاتا ہے کسی وقت آخر انتظار	آنکھ میں ٹھہرا ہوا ہی دم ہمارا ٹوٹ کر
پھر ہوگی تیس ہی تسلیم اک دن آہ کی	آنکھ سے ہو جائیگا دلکا پھپھولا ٹوٹ کر	جسوقت یہ غزل اوس نازنین جبین نیاز

پہ ناز و ادا گائی جملہ اہل محفل خوش ہوئے خواجہ عمرو بھی مسرور ہوئے اور کچھ نازنین کو انعام دیکر رخصت کیا پھر خواجہ نے اکثر عیاروں وغیرہ کو خلعت دیے بعد دینے خلعت کے خواجہ عمرو نے حکم کیا کہ کوئی نازنین سامنے ہمارے غزل عاشقانہ گاوے بموجب حکم خواجہ پھر ایک نازنین مع اپنی سازندوں کے حاضر ہوئی اور بعد ناچنے کے لگی خواجہ عمرو اور جملہ سرداروعیار نغمہ و ترانہ نازنین سننے لگے یکایک ابو سعید لنگری اور ابو شہاب خرقہ پوش عیاران لشکر اسلام بہ تعجیل تمام روبرو خواجہ عمرو حاضر ہوئے اور اسطرح عرض کرنے لگے اشعار ہمیشہ تا نفس گرم نیک جنبان است + بیک لباس درون با اجابت یاری + حسود جاہ تو باد از رحمت یزدان + چنان بعید کہ تا قوسیان زناری + اے شہنشاہ عیاران جہان اسوقت ہرمز و فرامرز اور زردہین اور زنجنک + جمعیت سپاہ کثیر اپنے ہمراہ لیکر اس قلعہ سے دور ایک میدان وسیع میں فرود کش ہیں باقی خیریت ہے ابھی عیاران لشکر اسلام خواجہ عمرو سے عرض کر ہی رہے تھے کہ زردہین اور زنجنک وغیرہ خواجہ عمرو کے پاس آئے اور خواجہ عمرو کو تخت پر بیٹھا ہوا دیکھکر حیران ہوئے اور کہنے لگے اے خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ شہنشاہ نوشیروان نے واسطے ملکہ مہرنگار کے لیجانے کے لئے بھیجا ہے پس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ ملکہ مہرنگار کو ہمارے حوالے کردو کہ ہم ملکہ کو شہنشاہ کے پاس لیجائیں اور اگر ملکہ مہرنگار کو ہمارے حوالے نہ کروگے تو ہم تمکو اور سرداران لشکر امیر کو قتل کرینگے اور اس قلعہ کو جسے تم نے خوب آراستہ کیا ہے ایک آن واحد میں لے لینگے اور کسی فرد بشر کو قلعے میں زندہ نہ رکھینگے سب کو تہ تیغ کرینگے اور ملکہ کو مع ورلیجاینگے خواجہ عمرو تقریر زردہین وغیرہ سنکے برہم ہوئے اور بقہر و غضب کہنے لگے کہ او زردہین اگر تو اپنے حق میں بہتری چاہتا ہے تو چلا جا ورنہ میں تجکو قتل کرونگا اور تیرے لشکر کو ہلاک کرونگا تیری کیا یہ مجال کہ تو ملکہ مہرنگار کو یہاں سے لیجاسکے ہرچند حمزہ صاحبقران یہاں نہیں ہیں بر کوہ قاف میں تشریف رکھتے ہیں لیکن میں تو موجود ہوں تجھسے مقابلہ کرونگا اور جب تک زندہ ہوں ملکہ مہرنگار کو تیرے اور فرامرز وغیرہ کے حوالہ نہ کرونگا زردہین وغیرہ گفتگو خواجہ عمرو سنکے برہم ہوئے اور اپنے لشکر میں آئے اوسیوقت ہرمز و فرامرز نے بقہر و غضب حکم دیا کہ طبل پرخاش بجایا جائے کیونکہ ہم کل ہنگام سحر قلعے پر حملہ کرینگے اور سب کو قتل کرینگے غرض بموجب حکم ہرمز و فرامرز طبل پرخاش بجایا گیا صدائے طبل پرخاش بلند ہوئی تو عیاران لشکر اسلام صدائے طبل پرخاش سنکے خدمت عمرو میں آئے اور بعد ادب یوں عرض کرنے لگے اشعار تا کجے مدو بہ فراز آرد و گاہ بہ نشیب + بہر احداث حوادث فلک دائرہ ساز + پیکر خصم ترا خاک بود مسرچہ نشیب + دشمن جاہ ترا دار کند رو بفراز + اے استاد والا نژاد و اے شاہ عیاران آپ کو معلوم ہو کہ ہرمز اور فرامرز بانی فساد نے طبل پرخاش بجوایا ہے ارادہ انکا یہ ہے کہ صبحکو قلعے پر حملہ کریں اور آتش کینہ کو کانون سینہ سے ظاہر کریں باقی خیر و عافیت ہے خواجہ عمرو نے طبل پرخاش بجنے کی خبر سنکے جلسہ عیش و عشرت کو برخاست کیا اور خیام و بارگاہ وغیرہ کو اٹھوا کر مع جملہ عیاروں اور سرداروں لشکر کے قلعہ میں آئے اور در قلعہ کو بند کرکے سامان جنگ کرنے لگے شب بھر دونوں لشکروں میں لڑائی کا اسباب یعنی تلواریں اور تیر و تبر سے درست ہوئی جب وہ وقت آیا کہ ظلم لشکر شب بھاگا عالم سے نابود + اثر از رنگ تیرہ اسکا صورت دود + خور نے پھر رکھے تاج مہر سپہر + ہوئی رونق فزا باحشمت و فر + صبحکو ہرمز اور فرامرز اور زردہین

رکھنے کیلئے در قلعہ کو بند کرا دیا اور عنقریب صبح خواجہ عمرو نے زودین اور ہرمزاد و فرامرز کو در قلعہ پر مصلوب لٹکا
نکالا جب صبح ہوئی اور آفتاب نکلا مردمان لشکر و زند منکار وغیرہ بیدار اور ہوشیار ہوئے اوسوقت عیار اور خدمتگار
زودین اور فرامرزاد و ہرمز کو خیمے اور بارگاہ میں نہ دیکھکر متحیر ہوئے ملوان وزودن بختک کے پاس آئے اور
بختک سے کہنے لگے کوئی عیار زودین اور ہرمز و فرامرز کو لے گیا سب خیمے میں زودین اور بارگاہ میں
میں ہرمز و فرامرز نہیں ہیں بختک یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو نے
ہرمز و فرامرزاد و زودین کو بیہوش کرکے لیگئے ہیں یہ خیال کرکے بختک اپنے خیمے پر سوار ہوا اور طرف قلعہ
کے چلا لشکر میں ہرمز وغیرہ کے گم ہونے سے تہلکہ پڑگیا سوار اور پیدل باہم کہنے لگے کہ اب شب کو ہوشیار رہنا
چاہئے ایسا نہو کہ ہمکو کوئی بیہوش کرکے لیجائے یا کہ قتل کر ڈالے تو بڑا غضب ہو مفت جان جائے لڑنے کی آرزو دل
ہی میں رہجائے سوار اور پیدل تو لشکر میں باہم اسی طرح گفتگو کر رہے ہیں لیکن اب حال بختک کا لکھا جاتا ہے کہ بختک
مع چند خدمتگار مضطر و بیقرار خیمے کو دوڑتا ہوا سامنے قلعے کے پہونچا دیکھا کہ زودین اور ہرمزاد و فرامرز
در قلعہ پر بندھے ہوئے لٹکے ہیں خواجہ عمرو بالائے قلعہ تشریف رکھتے ہیں عیار سردار وغیرہ بھی روبرو خواجہ
حاضر و موجود ہیں خواجہ سرداروں سے کچھ باتیں کر رہے ہیں بختک زودین وغیرہ کو لٹکے ہوئے دیکھکر خواجہ عمرو کے
نزدیک پہونچے کہنے لگا اے خواجہ آپ نے زودین اور ہرمز و فرامرز کو کیوں گرفتار کیا ہے مجھے فرمائیے تو میں
تو آپکا غلام اور تابعدار ہوں خواجہ عمرو نے کہا اے بختک آگاہ ہو کہ اس قلعے میں غلہ وغیرہ ہوچکا ہے مردمان
مردمان لشکر پریشان و مضطر ہیں اگر تو چھ مہینے کا غلہ اور دیگر اشیا سب مطلوبہ بھیجا دیگا تو سبکو رہا کردیگا ورنہ انکو گرفتاری
یا قتل میں داخل کرونگا بختک نے کہا میں ابھی چھ مہینے کا غلہ وغیرہ واسطے مردمان فوج کے حاضر کرتا ہوں آپ انکو ذلیل
میں داخل نہ کیجیے گا بختک یہ کہکے اپنے خیمے کیطرف آیا اور لشکر میں جو کچھ چھ مہینے کا غلہ وغیرہ تھا کہ وہ دن بر بار کراکے
ہمراہ اپنے در قلعہ تک لایا اور منت کرنے لگا کہ یہ غلہ اور دیگر اشیا حاضر ہیں انہیں منگوا لیجیے اور زودین اور ہرمز
اور فرامرز کو چھوڑ دیجیے ایسا نہ کیجیے گا کہ غلہ بھی لیجیے اور نامبرودگان کو رہا نہ کیجیے خواجہ عمرو نے ہنسکے کہا اے
بختک تم مطمئن رہو میں غلہ وغیرہ لیکر انکو چھوڑ دونگا خواجہ نے چند عیاروں سے حکم کیا کہ غلہ و دیگر اشیا
چھکڑوں سے اتروا کے لے آؤ عیاران لشکر اسلام کچھ مزدور ہمراہ لیکر آئے اور کل غلہ لے گئے جب غلہ قلعہ میں
پہونچ چکا اسوقت خواجہ عمرو نے ہرمز و فرامرزاد و زودین کو رہا کیا بختک سب کو لیکر لشکر میں آیا اور عیاروں سے
کہا انکو ہوشیار کرو عیاروں نے زودین وغیرہ کو ہوشیار کیا جسوقت زودین وغیرہ بخوبی ہوشیار ہوئے
بختک سے پوچھنے لگے کہ آج لشکر میں کیا ملک ہے عیار ہمارے پاس کیوں کھڑے ہیں بختک نے کہا لات
منات نے بڑی خیر کی تم سب زندہ بچ گئے ورنہ روحین تمہارے جسموں سے نکل گئی ہوتیں اجسام تمہارے بے گور کفن
کہیں پڑے ہوتے زودین نے کہا اے بختک تم اسوقت کیسی بیہودہ باتیں کرتے ہو کیا شراب زیادہ پی ہے جو حواس
تمہارے بجا نہیں ہیں جو ایسی مہمل تقریر کرتے ہو بختک نے کہا میرے تو ہوش و حواس بجا ہیں لیکن تم ابھی
بیہوش پڑے تھے میں نے عیاروں سے کہکر تمکو ہوشیار کیا ہے خواجہ عمرو تمکو اور ہرمزاد و فرامرز شاہزادکان عالی دماغ
کو بیہوش کرکے لے گئے تھے اور در قلعہ پر انھوں نے لٹکایا تھا جب مجھکو خبر ہوئی اور میں نے خواجہ عمرو کو غلہ وغیرہ بہت سا
دیا تو خواجہ نے تمکو رہا کیا اگر میں تمہاری رہائی کی تدبیر نکرتا تو خواجہ عمرو سر تمہارا کاٹ لیتے یا قید کرتے لشکر میں
آنا نصیب نہوتا اب کہو تم غافل اور بیہوش ہوگئے یا میرے حواس بجا نہیں ہیں زودین یہ تقریر سنکے نہایت غضبناک

ہوا اور ہرمزاد اور فرامرز سے کہنے لگا کہ اب طبل برتش بجنے کا حکم دیجیے صبح کل قلعے پر حملہ کرونگا ہرمزاد اور فرامرز
نے طبل برتش بجوایا خواجہ عمرو کو طبل برتش بجنے کی خبر ہوئی پہلوان عادی وغیرہ سے کہا ای خواجہ آپ اندیشہ نہ کیجیے
دیکھا چاہیے کہ قلعہ قلعے میں آگیا ہے کہ نہیں۔ شہزادہ وغیرہ سے ہم لڑینگے غرض وہ دن گذرنے کے شب بہر تیاری لڑائی کی
ہوئی ہنگام سحر ژوبین و ہرمزد وغیرہ فوج کثیر لیکر قلعے پر حملہ آور ہوئے ہر چند دلیرانہ قلعے پر حملہ کیا لیکن وہ قلعہ ہاتھ
نہ آیا مردان فوج صدہا ہلاک ہوئے آخر ژوبین وغیرہ قلعہ کیطرف سے پھرے اور لشکرگاہ پر آئے اسی طرح کئی مہینے
جنگ ژوبین اور ہرمز و فرامرز وغیرہ قلعہ کہ پر حملہ کیا کیے لیکن قلعے میں داخل نہو سکے آخر ایک روز ژوبین نے
ہرمز و فرامرز سے کہکر صبح طبل برتش بجوایا اور لشکر کو لیکر اسطرح قلعے پر حملہ کیا کہ خندق سے گذر کے در قلعہ پر پہونچ
اور قصد دروازہ قلعہ کے توڑنے کا اوسوقت حکم خواجہ عمرو سے گولہ اندازون نے گولے مارنا موقوف کیے اور
اکثر مردان قلعہ نے تیر مارنے شروع کیے بعضوں نے گرم گرم تیل گرانا کا ژوبین پر ڈالا عیاروں نے گوپھن
میں پتھر رکھکر لگانے شروع کیے کہ ژوبین تیروں اور پتھروں وغیرہ سے بچنے لگا خواجہ عمرو نے اوسوقت جلدی
سے زہرہ مصری کو بہ شکل ملکہ مہرنگار رنگ و روغن سے بنایا اور نقاب چہرے پر ڈال کے اور کچھ باتیں سمجھا
کے بالای در قلعہ بھیجا زہرہ مصری نے در قلعہ پر آ کے اور ژوبین سے مخاطب ہو کے کہا ای ژوبین خبردار خبردار
جو قلعہ کو گرز سے نہ توڑنا اس قلعے میں نہ آنا ورنہ میں اپنے تیئں ہلاک کر ڈالونگی دیکھ یہ ہیرے کی انگوٹھی میری ہاتھ
میں ہے ابھی ہیرے کو پیسکر کھا لونگی اگر تجھکو یہی منظور ہے کہ مجھکو میرے پدر کے پاس لیجای تو یہاں سے دس کوس
کے فاصلے پر ٹھیر میں خواجہ عمرو کے ہمراہ آتی ہوں ژوبین نے یہ تقریر ملکہ مہرنگار نقلی کی سنکے خیال کیا کہ در قلعہ
کو توڑ کے قلعے میں جانا اب بیجا ہے کیونکہ جس واسطے میں قلعے میں جاتا تھا وہ مطلب نکل آیا یعنے ملکہ مہرنگار میرے
ہمراہ نوشیروان کے پاس چلنے کو راضی ہے یہ سمجھ کر ژوبین نے کہا ای ملکہ آپ ہمراہ خواجہ کے تشریف لائیے
میں جاتا ہوں یہ کہکے ژوبین مرکب کو خندق سے پھندا کر اسطرف آیا زہرہ مصری قلعے میں چلی گئی جب ژوبین
لشکر میں آیا مردان لشکر سے کہنے لگا کہ اب تم سب میرے ہمراہ چلو یہاں نہ ٹھہرو اکثر مردان لشکر ژوبین کے ہمراہ
ہوئے ژوبین ایک طرف چلا بختک یہ حال دیکھکے متعجب ہوا اور یہ آواز بلند کہنے لگا کہ ای ژوبین کہاں چلے
ہو کیا غضب کرتے ہو نزدیک تھا کہ قلعہ پر پہونچے در قلعہ کو کیوں نہ توڑا خیر اب بھی نہ جاؤ در قلعہ کو توڑ کر ملکہ مہرنگار کو
قلعے سے لیکر مداین کیطرف چلو اہل قلعہ کو قتل کرو خواجہ عمرو کو بھی گرفتار کرلو ہر چند بختک نے ژوبین کو بلایا
پکارا کہا لیکن ژوبین بختک کے پاس نہ آیا اور تقریر بختک کی مطلق نہ سنی بعد چلے جانے ژوبین کے ہرمزاد و فرامرز
اور فرامرز بھی میدان جنگ سے پھرے اور لشکرگاہ میں آکے اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے بعد جانے ہرمزد و فرامرز کے
خواجہ عمرو نے جملہ سرداروں کو بلایا اور کہا یہ قلعہ مختصر ہے اور غلہ بھی کم رہگیا اب کیا تدبیر کرنا چاہیے پہلوان عادی
نے کہا اگر آپ قلعہ تنگ ناد وعل میں چلیں بہ نسبت اس قلعے کے وسیع و مستحکم ہے اور غلہ بھی اوس قلعہ میں زیادہ ہے
بہ راحت و آرام بسر ہوگی خواجہ عمرو نے گفتگو پہلوان عادی کی سنکے کہا اب میں ایک عیاری کرتا ہوں ہرمزاد و فرامرز
کو مع لشکر یہاں سے لیے جاتا ہوں تم ہمراہی مقبل ملکہ مہرنگار کو بعد پردہ داری لیکر طرف قلعہ تنگ ناد وعل
کے چلو عادی وغیرہ نے کہا بہتر اوسوقت خواجہ عمرو نے ایک کنیز سن رسیدہ کہ نام اوسکا نفیسہ تھا اور شکل
سے بھی اوسے بصورت ملکہ مہرنگار بنایا اور زیور رانگے اور پیتل کا پہنایا اور لباس بھی پرانا پہنا کر ہمراہ
محافہ میں سوار کیا کہار و شیخ محافہ اوٹھایا خواجہ عمرو اور دس عیاروں کی ہمراہ قلعے سے باہر آئے اور راہ قطع کرکے ایک درخت کی

گئے پیچھے خواجہ کے عمرو کو دربار گاہ ہرمز و فرامرز میں بصورت اصلی آئے ہرمز و فرامرز کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو دربار گاہ
آئے ہیں ہرمز و فرامرز نے کہا خواجہ عمرو کو بلاؤ بموجب خواجہ عمرو بارگاہ میں گئے ہرمز اور فرامرز نے پوچھا اے
خواجہ تم کیوں آئے ہو خواجہ عمرو نے بعد دعا دینے کے اشکبار ہو کر کہا کہ اب مجھ کچھ نہیں پڑتا کیا کروں کیونکہ
اس حال میں یہ سنا ہے کہ امیر نے خدانخواستہ پردہ قاف میں انتقال کیا ہے یہ خبر سنکر مجھکو نہایت صدمہ ہوا ہے اور
سو بہت سے ملکہ مہرنگار کو محافہ میں سوار کرکے لایا ہوں چاہتا ہوں کہ اب ملکہ مہرنگار کو تمہارے حوالہ کروں کیونکہ
اب ملکہ کو قلعہ میں رکھنا اور رہنا بیکار ہے اور اتنے دنوں جو میں لڑا ہوں یہ خطا میری شہنشاہ سے معاف کرا دیجیے
ہرمز و فرامرز نے خوش ہو کر کہا اے خواجہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ضرور تمہاری تقصیر عفو کرا دینگے بعد اس
کے [illegible] فرامرز نے پوچھا ہمشیرہ صاحبہ کس جگہ تشریف رکھتی ہیں خواجہ نے کہا یہاں سے قریب ہیں انھوں نے
مجھ سے کہا ہے کہ بھائی یہ وقت ملاقات کا نہیں ہے میں ڈرتی ہوں کہ اگر سرداران لشکر امیر میرے حال سے واقف
ہو جاینگے تو لڑائی ہوگی اور میرا جانا خدمت والدین میں نہو گا اس سے بہتر اور مناسب یہ ہے کہ یہاں سے آگے
جا کر ٹھہری ہوں فی الفور تم بھی آؤ اور میرے آنے کا حال تم دونوں سے بیان نہ کرنا فرامرز نے کہا اے خواجہ عمرو
ہمشیرہ صاحبہ سے کہنا کہ آپ یہاں سے چلیے بعد آپ کے میں بھی یہاں سے کوچ کرکے آتا ہوں خواجہ عمرو یہ
سنکے بارگاہ سے باہر آئے کہارون سے کہا محافہ اوٹھاؤ کہارون نے محافہ اوٹھایا خواجہ اور غیرہ محافہ کے ہمراہ
ہوئے خواجہ بھی عقب محافہ چلے بعد کئی فرسخ راہ طے کرنے کے بموجب کہنے عمرو کے کہارون نے ایک تالاب
پر محافہ کو رکھا مہر سپہر عیاری قطب فلک خبر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار بھی ٹھہرے خواجہ تو تالاب
کنارے کے قریب بیٹھے ہیں اور بعد جانے خواجہ عمرو کے ہرمز و فرامرز وغیرہ نے بھی وہاں سے کوچ کیا اور
لشکر کو لیکر بعجلت روانہ ہوئے مقبل اور عادی وغیرہ نے جب دیکھا کہ ہرمز و فرامرز لشکر لیکر چلے
سردار فوج سامان چلنے کا کر رہے تھے فوراً ملکہ مہرنگار خاتون ذی توقار کو بعد پردہ داری سکھپال میں
سوار کرکے اور چند مردان لشکر کو ہمراہ لیکر جانب قلعہ تنگ واصل روانہ ہوئے انکو راہ میں چھوڑ دیجیے اور اب
حال ہرمز و فرامرز اور خواجہ عمرو وغیرہ کا سنیے کہ جب ہرمز و فرامرز و بختک مع لشکر قریب تالاب کے پہنچے ایک
جگہ مقیم ہوئے اور واسطے ملکہ مہرنگار اپنی ہمشیرہ اور خواجہ عمرو کے چند تحایف شاہانہ کشتیوں میں لگاکر خواجہ مقبل اور
خواجہ مقبول سراؤں کے ہمراہ کرکے روانہ کیے خواجہ سراؤں کے ہمراہ کرکے روانہ کیے خواجہ سراؤں نے تالاب
پر پہنچکے خواجہ عمرو کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ یہ تحایف شاہزادوں نے اپنی ہمشیرہ کو اور آپ کو بھیجے ہیں اور تھوڑی دیر میں
وہ بھی تشریف لاتے ہیں خواجہ عمرو نے جملہ تحایف لیکر اپنے پاس رکھے اور خواجہ سراؤں سے کہا کہ تم جا کر ملکہ کی طرف
سے دعا کہنا اور میری جانب سے تسلیم کہنا اور ان سے کہنا کہ جلد آئیے میں آپ کا منتظر ہوں خواجہ سرا رخصت ہوئے عمرو نے
تحایف مع کشتیاں اور کشتی پوش نذر کنتیل کیے اور اون جو بیلدار اور خدمتگار نوکر وہ بھی عیار لشکر اسلام کے
وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر ملکہ مہرنگار نقلی کو محافہ میں چھوڑ کر تالاب سے چلے اور طرف قلعہ تنگ واصل کے روانہ ہوئے
اور راہ سے لشکر کے سرداران امیر کے پاس پہنچے اور پہلوان عادی وغیرہ کو اپنی عیاری تمام کیفیت بیان کی جب
خوش ہو کے عمرو کو جانب قلعہ تنگ واصل چلے جاتے ہیں لیکن اب حال یہاں کا ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ جب خواجہ
سراؤں نے پیغام عمرو کا پہونچایا ہرمز و فرامرز ہنگام شب باتفاق لشکر کے ہمراہی بختک جانب تالاب روانہ ہوئے بختک
درمیان راہ خیال کرنے لگا کہ اسے کسی طرح عقل قبول نہیں کرتی کہ امیر نے انتقال کیا اور اب خواجہ عمرو مہرنگار

کو ہرمز و فرامرز کے حوالے کر دینگے بظاہر معلوم ہوتا ہے یہ بھی ایک عیاری ہے بختک یہ خیال کرتا ہوا جب تالاب پر پہونچا اور
دیکھا محافہ تو رکھا ہے لیکن خواجہ عمرو نہیں ہیں بختک سمجھ گیا کہ جو میں نے خیال کیا تھا وہی ظہور میں آیا چنانچہ بختک
تو سمجھکے چپکا رہا لیکن ہرمز و فرامرز باشتیاق تمام آگے بڑھکے پاس محافہ کے بیٹھ گئے اور اسطرح پوچھنے لگے اے
ہمشیرہ صاحبہ آپ کا مزاج تو اچھا ہے بہت دنوں کے بعد آج آپ سے ملاقات ہوئی ہمکو نہایت اشتیاق آپکی ملاقات
کا تھا شکر ہے کہ لات و منات کی عنایات سے آج آپ سے ملاقات ہوئی اور آپ اپنے والد کے پاس چلنے کو راضی
ہوئیں کپڑے جو ہمنے چاہا یہ آپ کو منظور اور قبول خواجہ عمرو اون کے ہمراہ روانہ کیے تھے آپکو پہونچے اور پسند ہوئے
یا نہیں ہرچند ہرمز و فرامرز نے پوچھا لیکن محافے سے ملکہ مہرنگار نقلی نے کچھ جواب نہ دیا ہرمز نے فرامرز سے کہا
شاید ہمشیرہ صاحب ہمسے ناراض ہیں جو ہماری بات کا جواب نہیں دیتی ہیں یا مگر منتظر امیر حمزہ صاحبقران سے اسوقت
بیہوش ہو گئی ہیں فرامرز نے کہا ذرا بہ آواز کہو کہ ہم ہرمز ہیں آپ ہم سے کلام کیجیے ہرمز نے موافق کہنے فرامرز
کے کہا کہ اے ہمشیرہ صاحبہ آپ کو معلوم ہو کہ میں ہرمز آپ کا بھائی اور فرامرز دوسرا بھائی بھی آپ کے پاس
بیٹھے ہیں آپ بلا تکلف ہمسے گفتگو کیجیے سوائے بختک کے کوئی یہاں غیر نہیں ہے آپ ہمسے خفا نہ ہوجیے
کوئی خطا بھی آپ کی نہیں ہے اور اگر اچانک کوئی تقصیر کی ہو تو معاف کیجیے لات و منات کا واسطہ بات کیجیے
حمزہ صاحبقران کی رحلت کرنے کا فکر نہ کیجیے اب ہمارے ساتھ چلیے والد آپ کی شادی کسی بادشاہ جلیل القدر
کے ساتھ موافق اپنے ملت اور دین کے کر دینگے خوب ہوا کہ حمزہ صاحبقران نے انتقال کیا وہ مسلمان تھے
ہمارے مذہب کے خلاف اور مخالف دین تھا جب ہرمز نے آواز بلند ملکہ مہرنگار نقلی سے گفتگو کی اسوقت
مہرنگار نقلی نے بہ غیظ و غضب جواب دیا کہ تو کون ہے کیوں مجھکو گالیاں دیتا ہے تو شیروان تو میرا باپ بنتا ہے
بنانا ہے میرے باپ بھائی تو سب مر گئے خاک میں مل گئے تم کہاں میرے بھائی پیدا ہوئے خدا تمہیں غارت
کرے کہ تم لات منات پرست ہو اور حمزہ صاحبقران کو کہتے ہو کہ انھوں نے انتقال کیا مجھکو ملکہ مہرنگار سمجھتے
ہو میری شادی کی فکر میں ہو ادنی کو اعلی بناتے ہو ذرہ کو آفتاب سمجھتے ہو میں تو اندھی بہری کیا تم بھی اندھے ہو
اگر کچھ آنکھوں سے دکھائی دیتا ہو تو دیکھو مجھے پہچانو میں ایک کنیز ملکہ مہرنگار کی ہوں نام میرا بنفشہ ہے خدا
سلامت رکھے ملکہ مہرنگار کو انکی یہ لیاقت نہیں ہے کہ ایسے محافے میں سوار ہوں اور خدا نہ کرے شکل میری
صورت کے انکی شکل ہو ماشا اللہ چشم بد دور وہ نوجوان اور حسین ہیں میں بڑھیا اندھی بہری چرخ ستمگر ہوں
مجھے اور انسے کیا مناسبت تم ناحق مجھکو ملکہ مہرنگار بناتے ہو ہرمز و فرامرز نے یہ سنکے پردہ محافہ کا اوٹھایا دیکھا
تو فی الواقع ایک اندھی عورت بدصورت ملکہ مہرنگار بنکر محافے میں بیٹھی ہے ہرمز اور فرامرز نے پوچھا تجھکو کس نے
ملکہ مہرنگار کی شکل بنایا ہے اوس نے کہا خواجہ عمرو نے میری صورت نہیں معلوم کیسی بنائی ہے مجھسے کہا تھا کہ تو
محافے میں بیٹھکر چل میں یہاں محافے میں سوار ہو کے چلی آئی خواجہ عمرو مجھے یہاں چھوڑ کے نہیں معلوم کہاں چلے
گئے یقین ہے کہ قلعہ تنگ رواحل کیطرف ملکہ مہرنگار کو لیکر چلے گئے ہونگے کیونکہ باہم یہی مشورہ ہوتا تھا کہ جب ہرمز
و فرامرز یہاں سے چلے جائیں تو ملکہ مہرنگار کو یہاں سے لیکر قلعہ تنگ رواحل کیطرف چلیں اور اس قلعے کو خالی کر دیں
وہ سب تو قلعہ تنگ رواحل کیطرف چلے گئے ہونگے افسوس ہزار افسوس مجھکو یہاں چھوڑ گئے اب میری کیونکر بسر ہوگی القصہ
جبکہ اسی محافہ میں ہے تب بغداد مراجعت کی ہرمز و فرامرز نہایت متحیر ہوئے اور خواجہ عمرو کی عیاری پر برہم ہوئے بختک چند عیار بھی
طلب پر آئے ہرمز نے کہا ذرا خبر تو لاؤ کہ خواجہ عمرو قلعہ مکہ میں ہیں یا نہیں عیار گئے اور بعد تھوڑی دیر کے

ہو کر تے ہوئے آئے اور عرض کرنے لگے خداوند نعمت قلعے میں تو کوئی بھی نہیں ہے ہر چند اکثر اشخاص سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ خواجہ عمرو ملکہ کو لیکر مع سرداروں وغیرہ کے قلعہ تنگ دواحل کیطرف روانہ ہوتے ہیں بختک سنکے ہنسنے لگا اور کہنے لگا واہ خواجہ
عمرو کیا عیاری کی ہے میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ خواجہ ملکہ مہرنگار کو بھی نہ دینگے ہرمز اور فرامرز عیاروں اور بختک کی تقریر
سنکے برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر خواجہ قلعہ تنگ دواحل کیطرف روانہ ہوئے ہیں تو کیا ہم وہاں نہیں جا سکتے یہ کہکے
لشکر کو حکم کیا کہ اسکو لشکر میں داخل کرو کنیز تو لشکر میں داخل کی گئی لیکن ہرمز اور فرامرز
مع بختک سیر [illegible] کی کرنے لگے اور دل کو سیر سبزہ و تالاب سے فراغت دینے لگے بعد سیر کرنے کے
ہرمز اور فرامرز لشکر میں آئے اور عیاروں کو بلا کر کہا ثروین اسطرف گیا ہے یقین ہے کہ یہیں مقیم ہوگا اسے
یہاں بلا لاؤ عیار بموجب حکم روانہ ہوئے اور بعد قطع کرنے راہ کے جہاں ثروین مقیم تھا اور ملکہ مہرنگار کے
آنے کا انتظار کرتا تھا وہاں عیار پہونچے اور ثروین سے کہنے لگے چلیے آپکو شاہزادوں نے بلایا ہے ثروین
نے کہا میں ملکہ مہرنگار کے آنیکا منتظر ہوں وہ یہاں آتی ہونگی اُنھوں نے مجھسے عہد یہاں آنے کا کیا ہے
میں یہاں سے نہ جاؤنگا اور یہیں سے ملکہ کو اپنے ہمراہ لیکر خدمت شہنشاہ نوشیروان میں جاؤنگا عیاروں نے عرض
کیا آپ بیکار ملکہ مہرنگار کا انتظار کرتے ہیں خواجہ عمرو عیاری کر کے ملکہ مہرنگار کو لیکر قلعہ تنگ دواحل کیطرف روانہ
ہو گئے ہیں ہم خود جا کر قلعے میں دیکھ آئے ہیں ثروین یہ تقریر عیاروں کی سنکے غضبناک ہوا اور فوراً مع اپنے ہمراہیوں
کے وہاں سے چلا اور بعد طے کرنے راہ کے ہرمز و فرامرز کے پاس آیا ہرمز و فرامرز نے مفصل حال خواجہ
عمرو کی عیاری کا ثروین سے بیان کیا غرض چند روز تک ثروین اور ہرمز و فرامرز اسی جگہ مقیم رہے اسی
زمانہ میں خواجہ عمرو مع سرداروں کے ملکہ مہرنگار کو لیکر داخل قلعہ تنگ دواحل ہوئے اور قلعہ کو آلات
حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کیا خواجہ عمرو تو وہاں قلعے کو آراستہ کر کے باطمینان تمام بیٹھے ہیں لیکن اب
حال ثروین اور ہرمز وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ چند روز تک ثروین وغیرہ اسی جگہ مقیم رہے آخر باہم مشورہ کر کے وہاں سے طرف
قلعہ تنگ دواحل کی بارادہ جنگ روانہ ہوئے انکا حال تو انشاء اللہ لکھا جائیگا لیکن اب حال امیر حمزہ صاحبقران کا تحریر ہوتا ہے

داستان حیرت نشان داخل ہونا عفریت کا گلستان ارم میں اور مقابلہ کرنا امیر با توقیر کا دیووں سے

راویان ذی وقار اس داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ عفریت جو خبر قتل دلوار [illegible] سنکے بہ تہور
غضب لشکر سات لاکھ دیوں کا لیکر چلا تھا اب گلستان ارم کی سرحد پر پہونچا اور حکم کیا کہ اسی جگہ بارگاہ ہیں
اور خیام برپا ہوں چنانچہ موافق حکم عفریت جلد دیو اسی جگہ ٹھہر گئے اور بارگاہ میں تمام [illegible] برپا ہو گئی عفریت داخل
بارگاہ ہوا اور وہاں وہ ملعون بھی بارگاہ میں [illegible] بیٹھا اور جملہ دیو بھی خیام فلک فرسا میں مقیم ہوئے دیو [illegible]
دیو برق و دیو کیوان و دیو اکوان کہ یہ چاروں ملازمان ملکہ آسمان پری سے ہیں اور نہایت خیر خواہ
اور ہوا خواہ شہبال بن شاہرخ کے ہیں اُنھوں نے جو سنا اور دیکھا کہ عفریت سات لاکھ دیو ہمراہ اپنے لیکر
بارادہ جنگ و جدال آیا ہے اور سرحد گلستان ارم پر مقیم ہے فوراً پریشان خاطر ہوکر خدمت شہبال بن شاہرخ میں
حاضر ہوئے اور بعد ادائے تسلیم و مجرا کے اسطرح اپنی زبان میں دعا و ثنائے بادشاہی بجا لا کر ملتمس ہوئے اشعار
ہمیشہ تا لب لعل تو [illegible] خضر سیراب است ٭ [illegible] سکندر باد ٭ لب [illegible] تو سیراب لیک از آن آبی

کہ عفریت تو چکا نذر دشنہ فولاد شہنشاہ عالی وقار پر مدام عنایت والطاف رب بے نیاز رہے اور دشمن شہنشاہ
فلک بارگاہ کا ہمیشہ مزاج ناساز رہے آج عفریت بدکردار و نابکار سات لاکھ دیووں کی جمعیت سے سرحد گلستان
ارم پر آکے ہمتم ہوا ہے ارادہ اوسکا یہی ہے کہ کینہ دیرینہ کو آشکار کرے سر میدان بندگان شہنشاہی بیکار کرے باقی
خیر وعافیت ہے جس وقت چار دیوون نے شہپال بن شاہرخ سے خبر عفریت کے آنے کی بیان اوس وقت حمزہ صاحبقران
برابر شہپال بن شاہرخ بیٹھے ہوئے تھے دربار آراستہ تھا ہزارہا دیو دراز قامت صاحب نصرت اور پریزاد عالی نژاد
بصد ادب صندلیوں اور دنگلوں وغیرہ پر بیٹھے تھے شہپال بن شاہرخ تخت زرین پر رونق فزا تھا پہلو سے
شہپال میں ملکہ آسمان پری زوجہ امیر بانو قیر نقاب چہرہ پر ڈالے ہوئی بیٹھی تھی علاوہ لباس بیگمیں کے زیور
جواہر نگار پہنے تھی اشعار

حلقۂ در گوشش ہر دو لعل و گہر
موج گوہر در آب آمیختہ

گیسوی عنبرین بدر آراست
ہر دو دست خاتم زرین
بست بازیب زیب آن بازو

اختر تافتہ بہ شب بیاراست
دل ہمہ انجا نمود جای نگین
کہ از ان یافت زیب آن بازو

حلقۂ گوش دجیش جنبش
بار در صفای ان سینہ
کبھی امیر بانو قیر صورت ملکہ

آسمان پری پر نظر کرتے تھے اور کبھی ملکہ آسمان پری حسن و شباب امیر بانو قیر پر نظر کرکے خوش ہوتی تھی اکثر باہم اشارہ و ادا
کنائے ہوتے تھے زوج و زوجہ باہم باہم اشارہ ہنستے تھے ناگاہ شہپال بن شاہرخ نے حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا کہ
عفریت نابکار جواب سے ہی آپکا دیا ہے قبل اسکے ہمارا ملازم تھا اور ہمنے اس نالایق کو یہ عزت دی تھی کہ اپنی کل فوج
کا سپہ سالار کیا تھا تمام فوج دیووں اور پریزادوں کی اسکے قبضے میں تھی سب فوج کا افسر یہی بد اختر تھا اب تھوڑی زمانی
سے اس نمک حرام نے ہماری اطاعت اور فرمانبرداری سے سرکشی کی ہے اور وہی لشکر دیووں کا جسکا یہ افسر تھا اوسی لشکر سے لاکھوں
نمک حرام دیونکو ہمراہ اپنے لے گیا ہے اور بجای خود حاکم ہو گیا ہے حمزہ صاحبقران نے کہا اب آپ بھی سامان جنگ کیجیے
عالم بارگاہ کا نکلوا دیجئے مقابلے میں عفریت کے جا کر صف آرا ہو جیے اور میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجئے میں عفریت اور
لشکر کے دیووں سے مقابلہ کرونگا اور بخوبی سزا دونگا ہر ایک دیو ناپاک کو انشاء اللہ تیغ آبدار سے قتل کرونگا ملکہ آسمان
پری نے یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی سنکے خیال کیا کہ اگر خدا نخواستہ حمزہ صاحبقران کسی دیو ناپاک سرکش کے ہاتھ سے
قتل ہوئے تو میرے عیش میں خلل آ جائیگا زمانہ شباب میرا بے لطف گذر یگا خیال امیر میں راتوں کو نیند نہ آئیگی
دن کو ایک لمحہ چین نہ ہوگا روح ایکدم بھی آرام نہ پائیگی شب و روز کی گریہ و زاری اور نالہ اشکباری میں میری جوانی
خاک میں ملجائیگی فراق امیر میں زندہ رہنا میرا مشکل ہوگا لہذا اب وہ تدبیر کرنا چاہیے کہ اپنی جان مبتلای غم و الم نہ
اور عیش و عشرت میں بھی خلل نہ آنے پائے انکی جان بچے اپنا مدعای دل بر آئے ہر شب امیر سے میرا پہلو گرم اور
آباد رہے یہ خیال کر کے ملکہ آسمان پری نے شہپال سے آہستہ عرض کیا کہ آپ انجمن کہنے دیجیے انکے
کہنے پر عمل نہ کیجیے اور انکے نام پر طبل جنگ نہ بجوائیے گا اور انکو دیووں سے نہ لڑوائیے گا بلکہ انکو میدان جنگ میں
بھی جانے نہ دیجیے گا مبادا کسی دیو خونخوار و نابکار کے ہاتھ سے یہ زخمی ہو جائیں یا کوئی دیو انکے تن نازک پر
تمشاد یا کوئی سنگ گران لگائے تو خدا نخواستہ انکا تو کام اکدم میں تمام ہو جائیگا میں صرف اسوجہ سے عرض کرتی
ہوں کہ اگر خدا نخواستہ یہ قتل ہو گئے یا زخمی ہوئے تو آپ انکے والد ماجد اور انکے احباب کو کیا جواب دیجیے گا سوا
اسکے کہ آپ شرمندہ اور محجوب ہوجیے گا اور آپکو بھی انکے ہلاک ہو جانیکا صدمہ جانکاہ ہوگا بس میں یہ نہیں چاہتی
کہ آپ انکے والد و احباب سے شرمندہ اور منفعل ہوں اور یہ بھی مجکو منظور نہیں ہے کہ آپ کو انکے ہلاک ہونے سے صدمہ
ہو اگر آپ میری عرض کو قبول نہ فرمائیے گا دیکھیے پچھتائیے گا یہ کسی نہ کسی دیو کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائینگے کیونکہ

ضعیف انسان قوی انسان سے تو لڑ نہیں سکتا ہے بھلا نحیف بچہ آدم زاد دیوون سے کیونکر لڑ سکیگے آپنے لاحظہ تو کیجے
کہ دیو کا ایک ہاتھ لمبے لمبے قد و قامت سے کہین زیادہ ہی لہذا دیدہ و دانستہ عاقل کو ایسا کام نہ کرنا چاہیے جس سے آخر کار صدمہ و
غم مین مبتلا ہو اور افسوس کرے اور پھر کوئی اوسکا علاج نہو سکے شہبال بن شاہرخ نے آسمان پری کی تقریر سنکر
کہا ای نور نظر یا جگر جو کچھ تمنے کہا بجا ہی سچ ہی لیکن تمکو اچھی طرح امیر کی طاقت اور قوت کا حال شاید معلوم نہین ہی انکی
اس درجہ قوت ہی کہ انکی قوت کے آگے فیل ایک پشہ اور دیو ایک مور ہی اور شیر ایک غزال ہی تمنے سنا ہی کہ امیر نے
راہدار کو قتل کیا ہی اور تمھارے ارژنگ کو ہلاک کیا ہی غرض انسے دیو کسی طرح لڑ نہین سکتے ہین خداوند عالم نے انکو عجیب
طاقت اور قوت دی ہی کہ عقل کو حیرانی ہی ملکہ آسمان پری نے جواب دیا کہ اتفاق سے دیوار چینک کے اوپر تلوار انکی
پڑ گئی وہ مارا گیا اوسکی قضا ہی آگئی تھی اسی جانے سے وہ جہنم مین گیا اور راہدار کا جو آپنے ذکر کیا اوسے مین نے
نہین دیکھا نہین معلوم تنہا انھون نے اوسکو قتل کیا یا بہ لشکر لیکر اوسپر حملہ آور ہوئے جب وہ مارا گیا مین جانتی ہون
کہ وہ پڑا ہوا سو رہا ہی انھون نے آہستہ جاکر اوسکو تلوار سے قتل کر ڈالا ہوگا اگر راہدار بیدار اور ہوشیار ہوتا وہ کبھی
ہاتھ سے مارا نہ جاتا اور جو آپ نے فرمایا ہی کہ انمین قوت طاقت بہت ہے یہ آپ نے بجا اور درست فرمایا ہی بیشک کوئی
آدمزاد فی زمانہ اونسے مقابلہ و مجادلہ نہین کرسکتا لیکن دیو انسے قوت و طاقت مین بڑھے ہوئے ہین مین کبھی نہ مانونگی
کہ یہ سب دیوؤن سے زور و قوت مین زیادہ ہین انکے دست و پای ضعیف اور نحیف ہی صاف ثابت و ظاہر ہی کہ نہ زور
اور دیوؤن کے موٹے موٹے دست و پا کو دیکھکر یقین کامل ہوتا ہی کہ دیوؤن مین طاقت و قوت اور زور زیادہ ہی
بس میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آپ واسطے مقابلہ عفریت بھیجا کے کسی سردار کے ہمراہ لشکر دیوؤن کا روانہ کیجیے
وہی سردار اوس سے جاکر لڑے باہم دونون مین خوب لڑائی ہوگی آپ بھی میدان مصاف مین تشریف لیجائیے سیر
دیکھتے رہیے وہان نتیجہ اسکی لڑائی اگر انکے لشکر کے دیو قتل بھی ہوجاینگے تو چندان رنج و غم نہو گا اور اگر سو دو سو پریزاد
ہنگام جنگ ہلاک ہونگے تو پرندہ قاف پریزادون سے خالی نہو جائیگا شہبال نے ہنسکے جواب دیا ای نور چشم یہ تم کیا
کہتی ہو کہ سو دو سو پریزاد اور دیو مارے جاینگے یہ ایسی لڑائی ہوگی کہ صدہا بلکہ ہزارہا دیو اور پریزاد قتل ہو جاینگے میدان
مصاف لاشون سے بھر جائیگا کشتون کے پشتے میدان کارزار مین ہر طرف نظر آینگے غضب کی جنگ ہوگی زمین
تھراویگی آسمان کانپنے لگا دریای خون جوش زن ہوگا خیر اگر تمہاری خوشی یہی ہی کہ امیر کے نام پر جنگ کا حکم دیا
جای اور انکو دیوون سے ہم لڑوائین حتی الامکان ہم ایسا ہی کرینگے کہ امیر کو میدان رزم نہ جانے دینگے یہ کہکر
شہبال بن شاہرخ نے دیوؤن سے حکم کیا کہ بارگاہ سلیمانی کا نکالو اور نقارخانہ سلیمانی کو بھی درست کرو اور
جلد تر سامان جنگ کرو اور مقابلہ عفریت نمک حرام کیواسطے آمادہ اور مستعد ہو اور سامان آلات حرب و ضرب کی
درستی کرو اور بعجلت تمام سامنے عفریت کے بارگاہ سلیمانی اور خیام استادہ کرو دیوون نے موافق حکم
شہبال بارگاہ سلیمانی کو نکالا اور جلاد دیو اور پریزاد گروہ گروہ جوق جوق آلات حرب و ضرب لیکر آمادہ جنگ ہوئے
جب لشکر کثیر دیوون اور پریزادون کا جمع ہوگیا اور کل سامان جنگ ہو چکا اوسوقت شہبال بن شاہرخ نے بھی
حکم کیا کہ تخت ہمارا اوٹھاؤ بموجب حکم پریزادون نے تخت شہبال کا اپنے دوش پر اوٹھایا شہبال نے ملکہ آسمان پری
سے کہا کہ تم اپنے مکان مین جاؤ اور حمزہ صاحبقران سے کہا کہ ای فرزند تم یہین رہو امیر نے کہا یہ حقیر ضرور
آپ کے ہمراہ چلونگا ناچار شہبال نے امیر کو بھی اپنی ہمراہ لیا اور لشکر کثیر ہمراہ لیکر برای مقابلہ عفریت مردود
چلا اوسوقت روانگی لشکر دیو اور پریزادون سے چلنے زمین ہلتی تھی آسمان اوس لشکر کثیر کو دیکھکر دنگ ہوتا

امیر باتوقیر نے نعرہ دیو خرخنگ تسنکے مرکب اپنا صف لشکر دیوان سے نکالا ہرچند شہپال بن شہرخ نے مقابلہ کرنے
سے منع کیا لیکن امیر باتوقیر نے نمانا اور کہا کہ دیو خرخنگ مجھے کو طلب کرتا ہے آپ مجھے جانے دیجیے انشاءاللہ اس
نابکار کو قتل کرونگا آخرش بدرجہ مجبوری شہپال نے امیر کو اجازت دی امیر شہپال سے رخصت ہوکر سامنے
دیو خرخنگ نے امیر کے قد و قامت پر نظر کرکے اور اپنے بھائی دیوار خنگ کا خیال کرکے بہ قہر و غضب
وار شمشاد سر حمزہ صاحبقران پر لگائی حمزہ صاحبقران نے وار شمشاد کو سپر پر روک کر تلوار کھینچی اور دیو خرخنگ
کی کمر پر لگائی ہرچند دیو نے وار شمشاد پر شمشیر تیز کو روکا لیکن تیغ آبدار شمشاد کو کاٹ کر کمر پر پڑی دیو خرخنگ
دو ٹکڑے ہوکر اسطرح زمین پر گرا گویا کوہ سیاہ دو ٹکڑے ہوکر بالائے غبار اگر زمین دیو خرخنگ کے
گرنے سے ہراول لشکر عفریت کے دیو قتل ہونے خرخنگ کے متحیر ہوئے خصوصاً عفریت انگشت بدندان حیران ہوا
شہپال بن شہرخ خرخنگ کے قتل ہونے سے نہایت خوش ہوا الغرض قتل ہونے اوس دیو کے عفریت نے دست
اپنے لشکر کے دیکھکر کہا کہ ہے کوئی تم میں سے ایسا قوی کہ اس آدم کا سر کاٹ کے میرے پاس لائے بارے
میدان کارزار میں ہلاک کرے اور میرے دل کو خوش کرے دیو خونخوار دندان گنگوہی عفریت سے عرض
کرنے لگا کہ میں جاتا ہوں اور اس آدم زاد کو ہلاک کرکے سر اسکا کاٹکر لاتا ہوں کہکر خونخوار دندان
لشکر فیلان [illegible] ہوا سا نعرہ اپنے نعرہ کرکے صف لشکر سے نکلا اور سامنے امیر باتوقیر کے آکر کھڑا ہوگیا
اور [illegible] ہوشیار ہو جا امیر باللہ سے [illegible] کسطرح [illegible] دیوار خنگ اور خرخنگ کی [illegible]
جو امیر توقیر زبان دیو اور پریزاد سمجھتے تھے گفتگو خونخوار دندان سنکے زبان دیو میں کہنے لگے کہ او بچہ اشتر
و خرخنگ کے تجھکو بھی قتل کرونگا تو بچا رہکو پہونچا یا کر یا میں بخوبی خبردار اور ہوشیار رہوں جو کہ اوس دیو
نے نظر امیر کی نسنکے اول وار شمشاد گراں بار چرخ دیکر سر امیر پر لگائی امیر نے بہ فن سپہ گری وار شمشاد
کو سپر پر روکا دوبارہ اس دیو نے ارہ پشت نہنگ کا وار کیا حمزہ صاحبقران نے اسکی ضرب کو خالی دیکر
تلوار سر خونخوار دندان پر لگائی ہرچند خونخوار دندان نے ارہ پر تلوار کو روکا مگر تلوار ارہ پشت نہنگ کو
کاٹکر سر خونخوار دندان میں در آئی اور سر سے گذر کے اور چہرہ کاٹتی ہوئی ضرب گردن میں آئی
اسی طرح سینہ و شکم و کمر کو کاٹکر زمین میں در آئی خونخوار دندان قتل ہوکر زمین پر گرا زمین خون دیو نے
سے رنگین ہوگئی بلکہ جوئے خون خونخوار زمین پر جاری ہوئی جملہ دیو لشکر عفریت اس دیو کے قتل ہونے سے
کانپ گئے اور قتل صاحب تیغ فراست سے ہر ایک دیو کا چہرہ سیاہ ہوا خوف امیر سے مال زرد ہوگیا ناظرین
بلکتے ہیں اگر یہ اعتراض کریں کہ حمزہ صاحبقران کا ہاتھ دیو بلند قامت کے سر تک کیونکر پہونچا کہ جو خونخوار دندان
قتل ہوا ہم اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ کوہ سراندیب پر حضرت آدم علیہ السلام نے امیر کو
عالم خواب میں ایک بازوبند مرحمت فرمایا تھا اور ارشاد کیا کہ ای فرزند اس بازوبند کو اپنی بازو پر باندھ
کیسا ہی کوئی حریف بلند قامت ہوگا اور صاحب قوت ہوگا تلوار تمہاری بہ برکت بازوبند اوسکے سر پر پہونچیگی
اور بازو تمہارا اس بازوبند کی برکت سے نہ تھکیگا چنانچہ وہی بازوبند امیر کے بازو پر بندھا تھا اوسی بازوبند کی
برکت سے ہاتھ امیر کا دیو کے سر تک پہونچا اور قتل ہوا جیسا کہ لکھا گیا الغرض بعد قتل ہونے دیو خونخوار دندان
کے عفریت نے ہرچند اپنی جانب اور دائیں بائیں اپنے لشکر کے دیوؤں کو دیکھا اور کہا دیو قوی ہی کہا کہ جاکر امیر
سے مقابلہ کرنا اور کسیطرح اسے ہلاک کرو لیکن کوئی واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران کی نہ نکلا اور گردنیں جھکا کے جواب دیا

اپنا سر جھکا لیا عفریت نے یہ حال دیکھکر طبل بازگشت بجوایا جب صدائے طبل بازگشت کی بلند ہوئی ہر ایک دیو نے آواز
سنی آخر عفریت لشکر اپنا لیکر لشکرگاہ پر چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی روبروی شہپال آئے شہپال بہت خوش ہوکر
اور حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر مع لشکر دیو و پریزاد اپنی لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوا اور بعد طی کرنے راہ کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا

داستان گلستان قید ہو جانا امیر با توقیر اور ملکہ آسمان پری کا اور نامہ لکھنا عفریت کا سمندون ہزار دست کو اور آنا دیو سیاہ مک کا اور رنجیدہ ہوکر شریک شہپال ہوکر پھر رہا ہوکر لڑنا لشکر عفریت بدکردار سے

راویان خوش صفات صاف صاف اس داستان پردۂ قاف کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب عفریت نابکار میدان کارزار سے
اپنی لشکرگاہ پر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا بسبب رنج و غم کے عفریت نے طعام تناول نہ کیا اور بارگاہ میں محزون و ملول
بیٹھا رہا اور کسی سے کچھ کلام نہ کیا جب عفریت نے تناول نہ کیا اسوقت مادر عفریت کہ جو کاہنہ کامل تھی بفرط محبت
مادری کے پاس عفریت کے آئی اور کہنے لگی ای فرزند آج تو طعام کیوں تناول نہیں کرتا باعث تیرے صدمہ و ملال
کا کیا ہے عفریت نے اپنی ماں سے کہا کیا طعام تناول کروں مجھکو نہایت صدمہ ہے مادر عفریت نے پوچھا ای فرزند بیان کر کہ
تجھکو کس وجہ سے ہے عفریت نے کہا ای مادر مہربان باعث رنج و ملال یہی ہے کہ امیر نے میرے کئی دیووں کو قتل کیا آج
میں نے ہرچند اپنے لشکر کے دیوؤں سے کہا کہ اس آدم زاد کو میدان میں جاکر قتل کرو اور اس سے مقابلہ کرو لیکن کوئی
دیو آدم زاد سے بسبب خوف کے لڑنیکو نہ گیا اور کسی نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی آخر میں بمجبوری طبل بازگشت بجواکر میدان
رزم سے چلا آیا اب مجھکو یہ فکر ہے کہ دیکھئے انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے یہ آدم زاد مجھکو قتل کرتا ہے یا میرے ہاتھ سے
مارا جاتا ہے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مجھی کو یہ آدم زاد قتل کریگا کیونکہ نہایت شجاع اور بہادر ہے ذرا آپ اپنے
علم سے دریافت کیجئے کہ میں اس آدم زاد پر فتحیاب ہونگا یا آدم زاد مجھپر فتحیاب ہوگا مادر عفریت عمر زمانہ
ملعونہ تھا بہ شفقت مادری کہنے لگی کہ ای فرزند دلبند تو کھانا کھا میں ابھی اپنے علم کے ذریعہ سے حال فتح و
شکست بتائے دیتی ہوں تو اسقدر کیوں رنجیدہ خاطر ہے یہ کہکے ملعونہ نے طعام طلب کیا چند دیو طعام و آب
لیکر آئے عفریت نے اپنی ماں کے کہنے سے طعام تناول کیا اور بعد اکل و شرب کہنے لگا اب دریافت کیجئے کہ انجام جنگ کا
کیا ہوگا ملعونہ نے طریقے سے کہانت کے بعد غور و فکر بسیار کے کچھ دریافت کیا کہ نالہ بلند کیا اور نہایت اشکبار ہوکر زمین
پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی اور نالہ و فریاد کرکے سر پیٹنے لگی اور بال سر کے نوچنے لگی عفریت اپنی مادر کا یہ حال دیکھکر گھبرایا
اور پوچھنے لگا کہ کہئے تو آپ کو کیا دریافت ہوا میری جان کی تو خیر ہے ملعونہ نے ضبط گریہ کرکے جواب دیا ای پسر کسیطرح
تیری جان کی خیر نہیں ہے مجھکو ثابت ہوتا ہے کہ یہ آدم زاد ضرور تجھکو قتل کریگا اور مجھکو تیرے غم و الم میں رونا ہے گا
اسوقت جتنے دیو بارگاہ میں قریب عفریت کے بیٹھے تھے دست بستہ عرض کرنے لگے حضور آپ ایک نامہ
سمندون ہزار دست کو اس مضمون کا لکھئے کہ ہماری مدد اور کمک کو مع لشکر جلد آؤ اور اس آدم زاد یعنی امیر کو آکر
قتل کرو عفریت نے دیوؤں کو جواب دیا مجھے شرم آتی ہے کہ میں سمندون ہزار دست کو بے مدد نامہ لکھوں
اور اس سے بلاؤں میں ہرگز اسے نامہ نہ لکھونگا کیونکہ جب نامہ میرا اسکے پاس پہنچیگا اور وہ نامہ میرا پڑھیگا تو میری
بزدلی اور نامردی پر ہنسے گا اور تمام دیو اسکے لشکر کے مجھپر خندہ کرینگے اور کہینگے کہ عفریت باوجودیکہ

خود بھی قوی ہی اور لشکر بھی ساتھ لاکھ دیوؤن کا رکھتا ہی اور ایک آدم زاد نحیف الجثہ اوس سے قتل کیا نہین جاتا اور
اسیطرح سمندون ہزار دست بھی کیگا غرض نامہ لکھنا باعث میری ذلت وحقارت کا ہوگا عفریت یہ کہکر
خاموش ہوا تھا کہ خرپا دیو اپنی جگہ اوٹھا او دست بستہ عرض کرنے لگا کہ ای ہنفسر اور بادشاہ ہمارے آپ مطلق فکر اندیشہ نکیجے
اور اپنی والدہ کو تسکین دیجیے مین آدمزاد سے امیر کو ضرور گرفتار کرکے آپ کے حوالے کردونگا آپ قتل کر ڈالیے گا عفریت
نے خوش ہوکر پوچھا اسے خرپا کسطرح حمزہ کو گرفتار کریگا کیا کریگا خرپا نے عرض کیا خداوند نعمت آج آپ نقارہ رزمی
وطبل جنگی بجوائیں صبحکو میدان کارزار مین مع لشکر تشریف لیجائیں پہلے کسی اور دیو کو واسطے مقابلہ آدم زاد کے میدان
مقابلہ مین بھیجین اگر وہ دیو قتل ہوجاے تو آپ مجھے کہیےگا کہ اب تو جا کر حمزہ سے مقابلہ کر مین اوس سے انکار کرونگا اور یہ عرض
کرونگا کہ مین آدمزاد سے مقابلہ نکرونگا مجھے اپنی جان دینا اور قتل ہونا منظور نہین ہی علاوہ اس گفتگو کی ای بادشاہ
مین اوسوقت اور بھی گستاخانہ ایسے کلام کرونگا آپ بظاہر مجھسے رنجیدہ ہوکر مجکو زدوکوب کرکے اپنے لشکر سے نکال
دیجیے گا اور مین بازگشت بجا لاکر چلے جایئےگا اور مین روتا ہوا شہبال بن شہرخ کے پاس جاونگا اور اوس سے فریاد
کرونگا ای بادشاہ شہبال رحم دل ہی اوسے میرے حال پر رحم آجائیگا اور اپنے لشکر مین داخل کریگا چند روز کے زمانہ مین
کسی نکسی طرح امیر اور ملکہ آسمان پری کو گرفتار کرونگا ملکہ کو تو کہین قید کر آونگا اور امیر کو گرفتار کرکے حضور کے
پاس لے آونگا آپ حمزہ کو فوراً قتل کر ڈالیےگا جب حمزہ بھی قتل ہوجائیگا پھر آپ کو کون قتل کریگا عفریت اور مادر عفریت
دونون تقریر خرپا کی سنکے خوش ہوے اور اوسکے مکر فریب فہم وفراست کی بہت تعریف کی بعد تعریف کرنے کے عفریت نے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجوایا جاے فوراً موافق حکم دیوون نے نقارہ رزمی بجایا آواز نقارہ جنگی سے زمین کانپنے
لگی جسوقت صدا نقارہ رزمی بلند ہوئی چند دیو خدمت مین شہبال کے بعجلت آئے اور بعد ادا ے تسلیم کے بعد ادب
اپنی زبان اسطرح دعا وثناے شاہی بجالا کر عرض کرنے لگے **اشعار** ہمیشہ تاکہ نگردد حلال برفرزند
جیلہ اگر شود باپدر بحیلہ مقیم ❊ حسود تازنعیم تو بر در طالع ❊ بود غریب جو طالع بر آستان لیئم
اسوقت عفریت بدکردار نے طبل جنگی بجوایا ہی یا نی حیرت ہی شہبال نے تقریر دیوون کی سنکے حکم کیا کہ ہمارے لشکر مین
بھی نقارہ رزمی بجے بموجب حکم طبل رزمی اور نقارہ جنگی پر قلاب چینی اور کباب چینی نے چوب لگائی صدا ے
نقارہ جنگی بلند ہوئی دیوون کے دل دہل گئے طبقے زمین کے ہل گئے دیوون اور بہادرون نے صدا ے نقارہ جنگی
سنکے آلات حرب وضرب کی درستی کرنی شروع کی آخر تمام شب گذر گئے وہ وقت آیا کہ بیت یکایک صبح کا اوٹھا
ستارہ کیا تاریکی شب نے کنارہ ❊ صبحکو دونون لشکر بکرو فر میدان مین آگر صف آرا ہوے دیو سخران
فیل زور عفریت کیطرف سے میدان مین آیا اور امیر کو اوسنے ہم مقابلہ طلب کیا حمزہ صاحبقران نے
شہبال وغیرہ سے رخصت ہوکر سخران فیل زور سے مقابلہ کیا سخران نے وار شمشاد وسر امیر پر لگائی امیر نامدار
کی ضرب سے بچکر ایک ایسی سخران پر لگائی سخران فیل زور دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل ہونے سخران فیل زور
کے عفریت نے دیو خرپا سے مخاطب ہوکر کہا کہ ای خرپا اب تو جا اور اس آدمزاد سے مقابلہ کر خرپا نے بآواز بلند
کہا کہ ای بادشاہ مین اس آدمزاد سے ہرگز نہ لڑونگا نہ جاونگا مجکو قتل ہونا منظور نہین ہی اور کسیکو میدان مین بھیج یا خود
اس آدم زاد سے مقابلہ کر عفریت نے دیوون سے کہا کہ خرپا کو زدوکوب کرکے ابھی ہمارے لشکر سے نکالدو کیونکہ یہ ہمارا حکم
بجا نہین لاتا ہی اور بری گفتگو سخت کرتا ہی دیوون نے بموجب حکم عفریت کے خرپا کو کچھ زدوکوب کرکے نکال دیا
امیر یاقوت فیروز شہبال بن شہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ عفریت دیو خرپا اپنے لشکر سے نکلوا کر اور بعد بازگشت بجا لاکر

لشکرگاہ کی طرف چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی میدان مصاف سے پھرے اور ہمراہ شہپال وغیرہ بارگاہ سلیمانی میں آئے
شہپال بارگاہ میں جاکر تخت پر بیٹھا امیر بھی قریب شہپال کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھے اکثر دیو و پریزاد و مغرور دمنتان
بھی بارگاہ سلیمانی میں صندلیوں پر بصد ادب بیٹھے شہپال امیر سے کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ چند دیو خدمت شہپال بن شاہرخ میں
حاضر ہوئے اور بعد بجالانے دعا و ثنائے شاہی کے عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ اسوقت دیو خرپا نالہ و فریاد کنان
در بارگاہ حضور پر آیا ہے عفریت نے اوسے اپنے لشکر سے نکال دیا ہے امیدوار ہے کہ حاضر خدمت حضور ہو کر شرف زمین بوسی بجالائے شہپال
نے حکم دیا کہ خرپا کو ہمارے روبرو لاؤ دیو دوڑتے ہوئے خرپا سے کہا جا کہ تجھکو شہپال نے طلب کیا ہے خرپا روبروے شہپال جاکر بعد بجا آوری آداب زمین بوسی کے دعا و ثنائے
شاہی لایا اور عرض کرنے لگا کہ مجھکو عفریت بد سرشت نے اپنے لشکر کے باہر نکال دیا ہے امیدوار ہوں کہ اب حضور کی خدمت عالی میں حاضر رہوں شہپال
نے اوسکو دلجوئی کرکے کہا کہ اب تو عفریت کے لشکر میں نہ جانا اب ہماری ہی لشکر میں رہ خرپا نے یہ تقریر شہپال کی
سنکے بجا لائی اور بجازت شہپال موافق اپنے رتبے کے بارگاہ سلیمانی میں بیٹھا دوسرے روز ملکہ آسمان پری
برائے سیر ہمراہ چند پریوں کے ایک جانب تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوئی خرپا نے جو دیکھا یہ بھی اوسطرف چلا
اور تھوڑی دور جاکر مارا اور تخت پر سے ملکہ آسمان پری کو لیجا کر جزیرہ شبنم میں قید کیا اور جلد تر خدمت
شہپال میں آیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا شہپال اور امیر با توقیر وغیرہ کو خرپا دیو کی شرارت سے مطلق آگاہی نہوئی جب
سلطان ازرق نے علاوہ پریوں اور دیوون سے پوچھا کہ ملکہ آسمان پری کہاں ہے سب نے عرض کیا واسطے سیر کے
گئی ہیں جب زمانہ زیادہ گذرا اور ملکہ آسمان پری نہ آئی اوسوقت سلطان ازرق نے شہپال سے ملکہ
آسمان پری کا احوال بیان کیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ ملکہ سیر کے واسطے گئی تھیں ابھی تک نہیں آئیں ہیں شہپال
بن شاہرخ یہ حال سنکے نہایت پریشان ہوا اور دیو اور پریوں کو واسطے تلاش ملکہ آسمان پری کے چاروں طرف
روانہ کیا اور اکثر دیوون اور پریوں سے ملکہ آسمان پری کا حال پوچھا چند پریوں نے عرض کیا خداوند نعمت ہم
ملکہ کے ہمراہ واسطے سیر کے جاتے تھے ناگاہ ایک دیو ملکہ کو تخت سے اوٹھا لے گیا ہم اوسکو روک نہ سکے شہپال
نے پریوں سے سنکر فرمایا کہ اوسکو کہاں بھی نہ کیا عرض دیو اور پریزاد تو تلاش ملکہ آسمان پری گروہ گروہ
چار طرف گئے ہیں لیکن اب حال امیر با توقیر کا لکھا جاتا ہے کہ جب امیر با توقیر کو معلوم ہوا کہ کوئی دیو ملکہ آسمان پری
کو تخت سے اوٹھا کر لے گیا ہے امیر صدمہ جدائی ملکہ آسمان پری سے اسقدر بیتاب اور بیقرار و اشکبار ہوئے
کہ اگر مفصل بیقراری اور اشکبار امیر کی تحریر کیجاے تو نہایت طول ہو اور یہ داستان کئی جزون میں تمام ہو بس
خیال طول خالی بیقراری و بیتابی حمزہ صاحبقران لکھا نہیں گیا جب تین چار روز گذر گئے اور ملکہ آسمان پری
کا کچھ پتہ اور نشان نملا شہپال اور امیر با توقیر نہایت مضطر اور پریشان خاطر ہوئے خواب و خور حرام ہو گیا لشکر میں
تہلکہ پڑ گیا ہر ایک دیو پری کو آسمان پری کا ملال ہوا دیو خرپا نے بعد چند روز کے ہنگام شب امیر کو بیہوش کیا اور امیر کو
اوٹھا کر طرف لشکر عفریت کے لیچلا ادہر عفریت اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ دیو ارجل اور ارجال اور سلمان نے آکر عفریت
کو سلام کیا اور اپنی اپنی جگہ بیٹھے عفریت نے دیوون سے کہا کہ ابھی تک دیو خرپا نہیں آیا نہیں معلوم کس فکر و تردد
میں ہے ماخوذ ہوا عفریت اور دیوون نے عرض کیا کہ دیو خرپا امیر کے قید و گرفتار کرنے کی فکر میں ہوگا جب وہ امیر کو گرفتار کریگا
تو حاضر ہوگا ابھی دیو یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ خرپا آیا اور عفریت کو سلام کر کے عرض کرنیلگا کہ بڑی مشکل سے میں نے امیر
کو بیہوش کیا ہے لیکے امیر کو حوالہ عفریت کیا عفریت بہت خوش ہوا اور خرپا کو اوٹھکر گلے سے لگایا اور بعد دینے انعام کثیر کے

اوسے اپنا وزیر کیا پھر پشتبارہ امیر کا چادر سے کھلا از عفریت سے جو زخم امیر بیہوش سے لیکن بہ سبب رعب و
دبدبہ کے عفریت کانپنے لگا اور چھ سو ستر من کی قید میں امیر کو گرفتار کیا جو طوق سلاسل وغیرہ وسیناں کے
عفریت نے حکم کیا کہ امیر کو اب ہوشیار کرو خرپا نے امیر کو ہوشیار کیا جب امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ تخت پر
عفریت بیٹھا ہے صد ہا دیو یمین و یسار عفریت کے بیٹھے ہیں اور اپنے تئیں گرفتار پایا امیر نے طرف آسمان کی
دیکھا عفریت نے امیر سے پوچھا ای آدم زاد دیکھا تو نے کہ میں کیسا قوی دلیر ہوں کہ میں نے تجھے گرفتار
کیا امیر نے جواب دیا او بے حیا تو نے مکر سے مجھکو قید کرایا اگر اسوقت بھی ایک ہاتھ میرا کھول دے اور پھر مجھکو
گرفتار کرے تو میں جانوں کہ تو دلیر ہے عفریت نے کہا ای آدم زاد میں ایسا نادان نہیں ہوں کہ تجھے رہا کروں
اور ایک ہاتھ تیرا کھولکے اپنے دیوانگی لاؤں اور تیرے ہاتھ سے قتل ہوں یہ کہکے عفریت نے جلاد کو طلب
کیا جب جلاد آیا عفریت نے خشم کیا ای جلاد اس آدم زاد کو لیجا اور جلد قتل کر سر اسکا میرے پاس لا
جسوقت عفریت نے جلاد سے یہ تقریر کی اور جلاد نے بازو امیر کا پکڑا اوس وقت امیر نے رجوع قلب بدرگاہ عالم
سے اپنے قتل ہونے کی دعا کی فوراً دعا امیر کی مستجاب ہوئی اور بقدرت پروردگار دختر عفریت کہ نام اوسکا
ستورہ تھا عفریت کے پاس آئی اور امیر کو دیکھکر عاشق ہوئی اور اپنے باپ سے پوچھنے لگی کہ اس آدم زاد
نے کیا قصور کیا کیوں جلاد اسکو قتل کرنے کے واسطے لیے جاتا ہے عفریت نے تمام حال از ابتدا تا انتہا اپنی دختر
سے بیان کیا اور کہا ای آدم زاد کا قتل کرنا میرے نزدیک بہتر اور مناسب ہے ستورہ نے تقریر اپنی پدر کی سنکے
کہا یہ آدم زاد شہپال سے تعلق رکھتا ہے اگر یہ قتل ہو جائیگا تو شہپال اور آپ سے بہت لڑائی ہوگی اور انجام
جنگ کا اچھا ہوگا میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ اس آدم زاد کو بالفعل قید کیجیے اور ایک نامہ سمندون ہزار دست کو اس مضمون
کا لکھیے کہ میں نے امیر کو قید کیا ہے اور شہپال سے مجھ سے لڑائیاں ہو رہی ہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ میری مدد کو واسطے
اوس آدم زاد کے قتل کرنے یا قید کرنے بایں ہمہ کچھ فرمائیں عفریت نے یہ گفتگو اپنی دختر کی سنکے خیال کیا کہ دختر
سچ کہتی ہے یہ خیال کرکے حکم کیا کہ امیر کو زندان میں قید کرو اور دیو افراغ سے کہا کہ تو اس آدم زاد کی حفاظت کر خبردار کوئی
زندان سے اسے نہ لیجائے دیو افراغ نے عرض کیا کیا مجال کہ کوئی غیر زندان تک آ پائے اور کیا کسیکی طاقت اور کیا
کہ اس مجرم کو زندان سے رہا کرکے لیجائے یہ کہکر دیو افراغ ہمراہ امیر کے زندان تک گیا دیووں نے امیر کو زندان میں قید کیا
دیو افراغ مع اور دیووں کے واسطے حفاظت و نگہبانی کے در زندان پر بیٹھا بعد قید کرنے امیر کے عفریت نے نامہ
سمندون ہزار دست کو لکھا اور ایک دیو کو نامہ دیکر کہا کہ یہ نامہ سمندون ہزار دست کے پاس لیجا وہ نامہ لیکر روانہ
ہوا جب صبح ہوئی شہپال بیدار ہوکر تخت پر بیٹھا ناگاہ چند دیو اور پری پہنچے اور عرض کیا کہ ای شہنشاہ ذیجاہ امیر کو پھر
کوئی لیگیا فرش خواب پر امیر نہیں ہیں شہپال یہ حال سنکے اور زیادہ پریشان خاطر ہوا اور بعد فکر بسیار عبد الرحمن
جنی سے کہا کہ تم علم رمل سے دریافت کرو کہ کون شخص امیر کو لیگیا ہے عبد الرحمن نے قرعہ پھینک کر اور اشکال پر
نظر کرکے زائچہ کھینچا اور بعد فکر و غور عرض کیا کہ ای شہنشاہ ذی رتبہ و عالیجاہ مجھکو ثابت ہو گیا ہے کہ دیو خرپا
امیر کو لیگیا ہے شہپال یہ تقریر عبد الرحمن جنی کی سنکے نہایت مضطر اور پریشان خاطر ہوا عبد الرحمن نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ
آپ پریشان خاطر نہوں امیر جلد رہا ہوکر حضور کے پاس آپہنچینگے شہپال کے دل کو عبد الرحمن کی بات پر تسکین ہوئی
شہپال یہ خیال ملک آسمان پری اور امیر میں مخروطی لیکن احوال ستورہ دختر عفریت کا لکھا جاتا ہے کہ جب شام ہوئی ستورہ
عشق امیر کا بیتاب و بیقرار ہوئی اور تھوڑی دیر تک فکر کیا آخر بعد فکر بسیار قریب نصف شب کے زندان پر گئی دیو افراغ نے ستورہ

سلام کیا مستورہ نے کہا اے دیو افراغ مین اسوقت اسواسطے آئی ہون کہ آدم زاد کو ایک نظر دیکھ لون دیو افراغ
نے کہا مین آپ کو زندان مین نجانے دونگا کیونکہ مجکو حکم زندان مین جانے دینے کا نہین ہی مستورہ نے دیو افراغ
کو کچھ جواہر دیا اور کہا مین ابھی آدم زاد کو دیکھکے چلی آتی ہون میری باپ کو اس امر کی کوئی خبر نہوگی کیونکہ اسوقت
سوا تیری یہان کوئی نہین ہی پس تو کیون ڈرتا ہون دیو افراغ نے بہ طمع جواہر مستورہ کو زندان مین جانیکی
اجازت دی جب مستورہ داخل زندان ہوئی دیکھا کہ امیر محزون و ملول طوق و سلاسل مین گرفتار زندان مین
بیٹھے ہین مستورہ سمجھی کہ یقیناً یہ آدمزاد اپنے قید ہونے ملول ہی اسکو یہ نہ معلوم تھا کہ امیر خیال ملکہ آسمان پری اور
ملکہ مہرنگار مین محزون و ملول ہین غرضکہ مستورہ نے امیر کو پریشان خاطر اور چشم پرنم دیکھکر اپنی زبان مین
کہا کہ اے آدم زاد آگاہ ہو کہ مین بیٹی عفریت کی ہون اور تیری دیکھکر تجھپر عاشق ہوگئی ہون اگر تو مجھے بہتر ہو تو
مین ابھی تجکو قید سے چھڑا دون اور مین تیرے وصل سے شاد کام ہون امیر باتوقیر خیال ملکہ آسمان پری
اور ملکہ مہرنگار مین بیٹھے ہوئے تھے مستورہ کی مہیب شکل دیکھکر اور کفر یہ بیہودہ سنکے برہم ہوے چونکہ مستورہ
عنقریب امیر کھڑی ہوئی تھی امیر نے غصے سے ہاتھ کی ہتھکڑی جو ماری سر مستورہ کا پھٹ گیا اور وہ زمین پر
گرکے تڑپنے لگی تھوڑی دیر مین تڑپ تڑپ کے ہلاک ہوگئی اور دار فنا سے سوے جہنم گئی جب زیادہ دیر ہوئی اور
مستورہ زندان سے باہر نہ آئی افراغ کو تردد ہوا آخر زندان مین گیا وہان دیکھا کہ مستورہ کا سر شق ہی اور
مری ہوئی پڑی ہی دیو افراغ یہ حال دیکھکر نہایت گھبرایا اور سمجھا کہ آدمزاد نے مستورہ کو مار ڈالا ہی دیکھیے
اب کیا ہوتا ہی یہ سمجھکے باہر زندان کے آیا اور وقت سحر خدمت عفریت مین جاکر عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ ہمارے
بڑا غضب ہوا حضور کی دختر نہین معلوم کیونکر زندان مین چلی گئی آدمزاد نے اسکو مار ڈالا ہی مین بے خطا
ہون مین نے آپکی دختر کو زندان مین جاتے نہین دیکھا اگر مین آپ کی دختر کو جاتے دیکھتا تو کبھی نہ جانے دیتا
عفریت دیو افراغ کی گفتگو سنکے اپنی دختر کے مرجانے سے نہایت مغموم ہوا اور اسی عالم رنج و غم مین عفریت
دیو افراغ سے بولا کہ جلد امیر باتوقیر کو زندان سے میرے پاس لے آ تاکہ مین اوسے قتل کردون اور اپنی کا انتقام
ابھی عفریت بد سرشت یہ کہ رہا تھا کہ یکایک غلغلہ عظیم ہوا عفریت نے گھبراکر پوچھا کہ شور کیسا ہی دیوون نے عرض کیا کہ
سیامک بجانب سمندون ہزار دست کا بہ کثرت دیو اپنے ہمراہ لیکر آیا ہی اور ایک نامہ سمندون ہزار دست
کا لایا ہی عفریت نے یہ سنکے حکم دیا کہ جلد دربار آراستہ ہو بموجب حکم بعد عجلت دربار بخوبی آراستہ ہوا اتنی دیر مین
سیامک بھی دربار عفریت مین آیا اور بعد سلام کے نامۂ سمندون ہزار دست عفریت کو دیا عفریت نے نامہ پڑھا
نامے مین لکھا تھا کہ اے عفریت نامہ پہونچا حالات مندرجہ سے مجکو بخوبی آگاہی ہوئی چونکہ تمنے مجکو برائے
طلب مدد بلایا تھا اور فی الحال مجکو بعض بعض امور ضروریہ سے مہمات اور فرصت نہین ہی اسوجہ سے بعوض اپنے
بھائی سیامک کو تمھارے پاس بھیجا ہے اب تمکو لازم کہ موافق تدبیر سیامک کے شہپال سے لڑنا اور آدمزاد
کو بھی اسی کے مشورہ لیکر قتل کرنا یا قید کرنا اور اسکو مثل میری تصور کرنا عفریت نے اس مضمون سے آگاہ
ہوکر نامہ رکھدیا اور سیامک کو برابر دیو خرپال کے بٹھایا خرپال کے برابر بیٹھنے سے سیامک کو ملال ہوا
سیامک نے عفریت سے تو کچھ نہ کہا لیکن خرپال سے بعد غضب کہا او نالائق میرے پاس سے اٹھ جا اور کہین
جاکر بیٹھ تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ تو میرے برابر بیٹھے دیو خرپال گفتگوے سیامک سنکے عفریت کیطرف دیکھنے
لگا عفریت نے کہا اے سیامک دیو خرپال کو اپنے برابر بیٹھا رہنے دو اسکو مینے اپنا وزیر کیا ہے اور

اُسنے یہ کارنمایاں کیا ہی کہ آدم زاد کو جیسے امیر کو پکڑ لایا ہی میں اس سے نہایت خوش ہوں سیامک نے تقریر عفریت
سُنکے عفریت سے تو کچھ نہ کہا لیکن خرپا کیطرف متوجہ ہوکر بعد عتاب کہا کہ او ملعون یہاں سے اوٹھ جا اور اپنے
ہمسر اور ہمرتبہ دیووں کے پاس جا کر بیٹھ خرپا نے جواب دیا کہ او سیامک تو خود میرے پاس سے اوٹھ جا کہ تو لایق میرے
برابر بیٹھنے کے نہیں ہی سیامک یہ تقریر خرپا کی سُنکے برہم ہوا اور طوق کو گردن خرپا کے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا اور
ایک گھونسا کلے پر خرپا کے ایسا مارا کہ خرپا کے دانت ٹوٹ گئے منہہ سے لہو بہنے لگا اور چند دانت ٹوٹ کر دہن
سے زمین پر گر پڑے ہر چند کہ اوس وقت صدہا دیو دربار میں عفریت کے بیٹھے تھے لیکن کسیکو اپنی جرات نہوئی
سیامک کو منع کرے یا سیامک سے مقابلہ کرے سب دیو خاموش بیٹھے رہے عفریت کو خرپا کے دانت ٹوٹنے
کا ملال ہوا عفریت چاہتا تھا کہ کچھ کہے ناگاہ سیامک اپنی جگہ سے برہم ہو کر اوٹھا اوس وقت جسقدر دیو کہ ہمراہ سیامک
آئے تھے وہ سب بھی اوٹھے اور ہمراہ سیامک کے دربار عفریت سے باہر نکلے سیامک اوسی غیظ و غضب میں باغ
شہپال بن شاہرخ کے قریب پہونچا شہپال کو خبر ہوئی کہ سیامک عفریت سے رنجیدہ ہوکر آتا ہی شہپال نے
فولاد دیو کو بطریق استقبال بھیجا فولاد دیو سیامک کو بصد عزت و حرمت بارگاہ سلیمانی میں لائے سیامک نے
شہپال کو سلام کیا شہپال نے سیامک کو اوس جگہ بٹھایا جس جگہ کبھی عفریت نہ بیٹھتا تھا سیامک دل میں
سمجھا اور خیال کرنے لگا کہ شہپال نے میری نہایت عزت کی اور عفریت کی جگہ کہ وہ کسی زمانہ میں سپہ سالار
تھا مجکو بٹھایا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شہپال نے مجکو اپنے کل لشکر کا سپہ سالار کیا ہی سیامک ابھی یہ خیال
کرتا اور خوش ہو رہا تھا کہ شہپال نے سیاہ کلاہ سیامک کو بطور خلعت عطا کی بعض یہ کہتے ہیں کہ سیاہ قبا شہپال
نے سیامک کو بطور خلعت عطا کی اوسکو سیامک پہنکے شاد و مسرور ہوا شہپال سے عرض کرنے لگا کہ آپ طبل جنگ
میرے نام پر بجوائیے میں عفریت نابکار سے مجادلہ اور مقابلہ کرونگا شہپال نے بموجب کہنے سیامک کے نقارہ
رزمی بجوایا بعض راوی کا مقولہ ہے کہ عفریت نے پہلے طبل رزمی بجوایا غرض بہر طور تمام رات دونوں
لشکروں میں تیاری جنگ کی ہوئی ہر ایک دیو نے آلات حرب و ضرب کی درستی کی ہنگام صبح دونوں
لشکر کر و فر سے میدان میں آئے بعد صف آرائی کے دیو خرپا میدان جنگ میں آیا سیامک سیاہ کلاہ نے
مقابلہ کیا خرپا نے دار شمشاد بہ قہر و غضب سیامک سیاہ کلاہ پر لگائی سیامک نے دار شمشاد کو خالی دیکر
خود بھی دار شمشاد سر خرپا پر بہ جلدی ماری خرپا نے سر کو ضرب دار شمشاد جو شانے پر پڑی شانہ خرپا
کا ٹوٹ گیا خرپا مجروح ہوکر لشکر عفریت میں چلا گیا بعد اسکے لشکر عفریت سے متواتر چند دیو نکلے
سیامک سیاہ کلاہ نے ایک ایک کو قتل کیا آخر عفریت خود بقہر و غضب میدان کارزار میں آیا اور بعد جنگ
سیامک سیاہ کلاہ کو گرفتار کر کے اپنے لشکر میں لیگیا اور طبل بازگشت بجوا کر اپنی فرودگاہ لشکر پر چلا گیا جب
عفریت اپنی بارگاہ میں پہونچا حکم کیا کہ سیامک سیاہ کلاہ کو لاؤ جسوقت جلادان عفریت سیامک کو لے آئے
عفریت نے بہ قہر و غضب حکم کیا کہ سیامک سیاہ کلاہ کو قتل کر دو دیوون نے عفریت سے عرض کیا یہ بھانجا سمندون
ہزار دست کا ہی حضور اسے قتل نہ کرائیں اگر یہ قتل ہو جائیگا تو سمندون ہزار دست لشکر کثیر لیکر آئیگا اور حضور
سے مجادلہ کریگا پس بہتر اور مناسب یہی ہی کہ سیامک کو چھوڑ دیجیے عفریت نے بموجب عرض کرنے دیوون
کے سیامک سیاہ کلاہ کو قید سے آزاد کیا اور پھر برابر خرپا کے بیٹھنے کو کہا سیامک پھر ناراض ہوا بعد گفتگو بسیار
اور مصلحت برابر خرپا کے بیٹھا جب شام ہوئی دربار برخاست ہوا سیامک دربار سے باہر بارگاہ کے آیا اور اپنی بارگاہ

کیجانب چلا ناگاہ چند دیوؤن نے بہ آواز بلند کہا کہ اسطرف کون آتا ہی خبردار ادھر کو نہ آئے سیامک سیاہ
کلاہ نے لشکر عفریت کے دیوؤن سے پوچھا کہ یہ لوگ کیون روکتے ہین دیوؤن نے کہا اسطرف زندان
ہی خربا لے امیر کو گرفتار کیا ہی وہ اسی زندان مین قید ہے اسیوجہ سے دیو اد سطرف کسیکو آنے نہین
دیتے ہین سیامک نے یہ تقریر دیوؤن کی سنکر خیال کیا زندان مین جاکر آدمزاد کو دیکھنا چاہیے یہ خیال
کرکے سیامک اور آگے بڑھا دیوؤن نے روکا سیامک نے قریب دیوؤن کے جاکر کہا کہ مین سیامک ہون
مجھے کیون روکتے ہو دیوؤن نے کہا زندان مین آدمزاد قید ہی اور ہم نگہبان ہین اسوجہ سے آپ کو روکا تھا برا نہ مانیے
سیامک نے ہنسکے کہا کہ اگر تمہارے خلاف طبع نہو تو ہم ذرا آدمزاد کو دیکھ لین مجکو آدمزاد کے دیکھنے کا نہایت
اشتیاق ہی دیوؤن نے برہم اور ترش ہوکر جواب کہ ہم تو ہرگز زندان نہ جانے دینگے اگر تم جاؤ گے تو سزا ہی
مقتول پاؤ گے سیامک سیاہ کلاہ کو یہ تقریر سنکے از حد غصہ آیا اور دار شمشاد ونگار اون دیو افراغ کے سر پر
لگائی دیو افراغ ضرب دار شمشاد سے جانبر نہوا پھر دیو کو بھی اسیطرح ہلاک کیا اور در زندان کو کھولکر اندر
زندان کے گیا اور امیر کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر زندان سے باہر آیا اور طرف بارگاہ شہپال کے چلا دیوؤن
نے عفریت سے جاکر عرض کیا کہ سیامک دیو افراغ وغیرہ کو قتل کرکے آدمزاد کو لیے جاتا ہی عفریت
یہ خبر سنکے برہم ہوا اور دار شمشاد اوٹھا کر عقب سیامک چلا چلا دیو بھی ہمراہ عفریت ہوئے یہ خبر ہرکاروں
نے شہپال بن شاہرخ کو پہونچائی کہ سیامک سیاہ کلاہ امیر با توقیر کو اپنی کاندھے پر سوار کیے ہوئے آتا ہی اور
پیچھے اوسکے عفریت مع لشکر بقصد ہلاکی سیامک چلا آتا ہی شہپال نے یہ خبر سنکے فوراً حکم دیا کہ کل دیو پریزاد آمادہ
کارزار ہون بموجب حکم شہپال کل دیو اور پریزاد مستعد جنگ ہوئے ہر ایک دیو پریزاد نے آلات حرب و
ضرب اوٹھائے جب لشکر تیار ہو چکا ادھر تو شہپال تخت پر سوار ہوکر مع لشکر چلا ادھر عفریت عنقریب
سیامک سیاہ کلاہ پہونچا اور کہنے لگا کہ او سیامک کہان جاتا ہی مین آن پہونچا سیامک نے صدا کی نعرہ
عفریت سنکے جلد امیر کو زمین پر بٹھا دیا اور عفریت سے مقابلہ کیا عفریت نے اژدہا پشت نہنگ سیامک
سیاہ کلاہ پر لگایا ہر چند سیامک نے چاہا کہ اس سے بچون لیکن بچ نہ سکا اور زخمی ہوا عفریت بعد
زخمی کرنے سیامک کے حمزہ صاحبقران کیطرف چلا امیر نے طوق و سلاسل کو مثل تار عنکبوت کے توڑکے
پھینک دیا عفریت نے قریب امیر کے آکر سر امیر پر دار شمشاد کا وار کیا امیر نے دار شمشاد دست عفریت
سے چھین لی تھوڑی دیر مین شہپال بھی قریب امیر با توقیر آگیا اسوقت عفریت نے اپنے لشکر کے دیوون
کو حکم دیا کہ اس آدمزاد کو سب ملکے قتل کر دو چند دیو امیر کیطرف بڑھے اسطرف سے شہپال نے اپنے
لشکر کے دیوؤن سے کہا کہ عفریت کے لشکر پر حملہ کرو بموجب حکم دیوؤن نے فوج عفریت پر حملہ کیا دونوں لشکر
مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی دار شمشاد اور پارہ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے جانبین کے صدہا
بلکہ ہزارہا دیو پریزاد مارے گئے حمزہ صاحبقران نے تیغ تبر سے صدہا دیوؤن کو قتل کیا تا شام خوب لڑائی ہوئی
میدان جنگ مین کشتون کے پشتے اور ڈھیر لاشون انبار ہوگئے میدان مصاف مین دریا خون رواں ہوا وقت شام
عفریت طبل بازگشت بجوا کر دو لشکر اپنی جانب روانہ ہوا اور بعد طے کرنے راہ کے اپنی بارگاہ مین پہونچا
اسطرف شہپال خوش و خرم ہوکر امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لے گیا پھر سیامک سیاہ کلاہ نے زخم سر مین ٹانکے
لگانے لیے اور حکم شہپال سے مرہم سلیمانی کا زخم سر سیامک پر رکھا گیا علاج بخوبی سیامک کا ہونے لگا اب

امیر کشورگیر بارگاہ سلیمانی میں شہپال بن شاہرخ کے پاس ہیں اور ملکہ آسمان پری جزیرۂ سبزہ شبنم میں بیٹھی
سیاہ ملک سیاہ کلاہ زخمی ہے عفریت پلید اپنی بارگاہ میں ہے، انشاءاللہ ان سب کا حال تمام مناسب آئندہ لکھا جائیگا

داستان جانا مہتر شاہین کا قلعۂ تنگ رواحل میں اور عیاری کر کے ملکہ مہرنگار کو لیکر چلنا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری وغیرہ کا بعد جنگ پھر ملکہ مہرنگار کو قلعۂ تنگ رواحل میں لانا اور ہرفرود زروین کا چڑھائی کرنا

راویان شیریں بیان افسانۂ پیشین داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب زروین اور ہرفراود و زیا فراود سنجک
مع لشکر کثیر سمت قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوئے اثنائے راہ میں زروین نے اپنے عیار مہتر شاہین سے کہا
کہ خواجہ عمرو نے کیا اچھی عیاری کی اور ملکہ مہرنگار کو قلعۂ تنگ رواحل کیطرف لے گئے کوئی عیاری تو نے ایسی
نہیں کی کہ جس سے ہمارا دل خوش ہوتا شاہین نے عرض کیا کہ اگر آپ بجائے قلعۂ تنگ رواحل کیطرف جانیکی
اجازت دیں اور میرے بعد آپ بھی قلعۂ تنگ رواحل کیطرف جلد آئیں تو میں ملکہ مہرنگار کو بہ عیاری قلعۂ
تنگ رواحل سے لے آؤں زروین نے کہا تو جا میں بھی بعد تیرے ضرور آؤنگا اور تیری اعانت کرونگا
مہتر شاہین یہ سنکے اور بہانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کر کے طرف قلعۂ تنگ رواحل کے روانہ ہوا اثنائے
راہ میں مہتر شاہین نے دور سے دیکھا کہ پس پشت میرے سرہنگ کی عیار شاگرد خواجہ عمرو چلا آتا ہے مہتر
شاہین نے خیال کیا کہ یقیناً سرہنگ کی قلعۂ تنگ رواحل میں جائیگا پس کوئی عیاری کرنا چاہیے یہ خیال
کر کے مہتر شاہین نے ایک جھیل پر پہنچکے دو تین پتے اور ڈے اور چلمیں اپنی کسوت عیاری سے نکالیں اور
جلدی سے چونے کو جھیل کے پانی سے ترکیا اور کچھ لکڑیاں جمع کر کے آگ روشن کی اور اپنی صورت بہ
شکل فقیر بنائی اور سر راہ حقہ لیکر بیٹھا جب سرہنگ کی فقیر نقلی کے پہونچا فقیر نے اسطرح دعا دی کہ اے
مسافر خدا تیرا بھلا کرے اور جلد منزل مقصود پر بخیر و عافیت تجھے پہونچا دے اور سنائی دی پر لائے بابا حقہ
میں نے بھرا ہے ذرا ٹھہر جا زیر درخت تھوڑی دیر توقف کر حقہ پی لے پھر جہاں تجکو جانا منظور ہو چلا جائیو
سرہنگ کی گفتگوے فقیر سنکے خیال کرنے لگا کہ یہ فقیر مسلمان معلوم ہوتا ہے ذرا اسکے پاس بیٹھ کے حقہ پی
لینا چاہئے اور حال اپنے اوستاد کا اس سے دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کر کے سرہنگ کی فقیر نقلی کے
قریب آیا فقیر نقلی نے ایک ٹکڑا ٹاٹ کا بچھا دیا سرہنگ بیٹھا فقیر نے پوچھا بابا کہاں سے آتے ہو اور کہاں جاؤ
گے سرہنگ کی نے کہا میں کوہ سے آتا ہوں تنگ رواحل میں جاؤنگا فقیر نقلی نے پھر پوچھا قلعہ
تنگ رواحل میں کس واسطے جائیگا سرہنگ کی نے جواب دیا کہ میں بہ غرض دستگیری کعبہ میں رہ گیا تھا چونکہ
اوستاد ہمارے خواجہ عمرو مع سرداران امیر اور ملکہ مہرنگار قلعۂ تنگ رواحل کیجانب گئے ہیں اسوجہ سے اب میں
بھی انکے پاس جاتا ہوں فقیر نے کہا بابا تو سچ کہتا ہے تین روز زمانہ گذرا ہے کہ اسیطرف سے خواجہ عمرو مع
لشکر گئے تھے میں نے جو دعا دی تو اشرفیاں مجھکو دیں جو بموافق میری لیاقت کے عطا فرمایا اور حقہ پیا
اور چلے گئے مجھکو یقین ہے کہ وہ قلعہ میں پہونچ گئے ہونگے سرہنگ نے اس سے دریافت کیا
کیا تو اسی درخت کے نیچے شب و روز رہتا ہے فقیر نے جواب دیا نہیں بابا دن بھر یہاں رہتا ہوں اور
شب کو سامنے جو وہ گاؤں ہے چلا جاتا ہوں کیونکہ میرا مکان ہے اہل و عیال بھی ہیں کیکے فقیر نقلی نے تنباکو بنا

نفعون کو روشن دیکھ کر بیتابانہ شمعوں پر گرے اور وہ شمع میں شعلہ شمع سے جل گئے سفوف بیہوشی ہوا میں پرندہ پر
دہ سکا دھواں بلند ہوا سب کے دماغ میں دھواں پہنچا مہتر برق کی وہ بیہوش ہوگیا چنانچہ ایک دم بھر میں ملکہ
مہرنگار و رقاصہ اور جملہ کنیزیں بیہوش ہوگئیں مہتر شاہین نقب سے نکل کر ملکہ مہرنگار کو چادر عماری میں
باندھا اور پشتارہ باندھ کر مہرنگار کا اوٹھا کر نقب میں کودا اور راہ نقب سے اوسی گوشہ قلعہ میں آیا نقب سے
نکل کر دیوار قلعہ پر کمند پھینکی اور جلدی سے بذریعہ کمند دیوار قلعہ پر پہونچا اور پھر ذریعہ کمند دیوار قلعہ سے پشتارہ ملکہ
مہرنگار کا نیچے اتارا سی ذیل قلعہ کو مہتر شاہین کے آنے اور جانے کی خبر بھی نہوئی غرض جب مہتر شاہین نیچے دیوار
قلعہ کے پہونچا فوراً جانب لشکر زوبین روانہ ہوا وقت صبح مہتر شاہین نے دور سے دیکھا کہ ایک میدان وسیع
میں ایک لشکر اوترا ہوا ہے اور خیام و بارگاہ ایستادہ ہیں مہتر شاہین نے خیال کیا کہ یہ لشکر زوبین کا معلوم نہیں ہوتا ہے بہتر ہے
جلد تر پشتارہ لیکر نکل جانا چاہیے یہ خیال کرکے مہتر شاہین بعجلت چلا ناظرین عالی ہمم پر واضح ہو کہ قیطاس
شیر شکار حاکم قیطاسیہ [illegible] زوبین وغیرہ بہ جمعیت چھ ہزار سواران جرار ہمراہ لیکے ملک سے روانہ ہوا تھا
اس جگہ مقیم تھا اس نے جو دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ لیے ہوئے جلد تر چلا جاتا ہے خیال کیا کہ شاید یہ شخص چور ہے
مال اسباب کا پشتارہ لیے جاتا ہے یہ خیال کرکے قیطاس شیر شکار نے اپنے لشکر کے سواروں کو حکم دیا کہ اس شخص کو
جو پشتارہ لیے جاتا ہے جسطرح ممکن ہو میرے پاس لے آؤ خبردار یہ شخص جانے نہ پاوے سواران لشکر نے بموجب حکم
قیطاس شیر شکار گھوڑے بڑھائے اور قریب مہتر شاہین کے پہونچے اور آواز بلند کہنے لگے کہ او دزد کہاں جاتا ہے ٹھہر جا
مہتر شاہین سواروں کی آواز سنکے بھاگا سواروں نے گھوڑے دوڑا کر شاہین کو پکڑا شاہین عیار نے کہا تم مجھکو کیوں
پکڑتے ہو چھوڑ دو سواروں نے کہا کہ ہمارا بادشاہ تجھے بلاتا ہے جلد چل شاہین نے کہا میں تو نہ جاؤنگا سواروں نے تلواریں اور
خنجر سے سر و سینہ مہتر شاہین پر رکھ دیئے اور کہا کہ اگر نہ چلیگا تو ابھی تجھکو قتل کرینگے اور تیری لاش اور یہ پشتارہ اپنے بادشاہ
کے پاس لیجائیں گے جب مہتر شاہین نے دیکھا کہ اگر میں نہیں چلتا ہوں تو سوار ضرور مجھکو قتل کر ڈالینگے اوسوقت بہ
مجبوری و ناچاری شاہین ہمراہ سواروں کے چلا جب سواران قیطاس شیر شکار مہتر شاہین کو خدمت بادشاہ میں لائے
قیطاس شیر شکار نے مہتر شاہین سے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیری پشت پر یہ پشتارہ کیسا ہے مہتر شاہین نے عرض
کیا پہلے آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے مجھے آگاہ کیجیے پھر میں اپنا نام اور حال پشتارہ کا بیان کرونگا بادشاہ نے کہا
اے شخص آگاہ ہو نام میرا قیطاس شیر شکار ہے اور میں حاکم قیطاسیہ کا ہوں میں نے سنا ہے کہ فی الحال زوبین
اور ہرمز و فرامرز لشکر لیکے کعبے کیطرف آئے ہیں اور امیر کے سرداروں سے لڑ رہے ہیں قلعہ فتح نہیں ہوتا ہے اس
زوبین اونکی مدد کیواسطے آیا ہوں وہاں پہونچکر ایکدم میں قلعے کو فتح کرونگا شہنشاہ نوشیروان مجھسے خوش ہوگا
مہتر شاہین نے یہ تقریر بادشاہ کی سنکے خیال کیا کہ قیطاس میرا مدد ہوگا کیونکہ یہ دوست زوبین وغیرہ کا ہے یہ خیال
کرکے مہتر شاہین نے عرض کیا اے بادشاہ آپکو معلوم ہو کہ میں عیار زوبین نام میرا مہتر شاہین ہے قلعہ بلکہ خالی ہوگیا
ہے سرداران امیر قلعہ میں تنگ رو اور محصور ہیں یہ پشتارہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کا ہے حکم زوبین بیہوش کرکے میں
لیکر لیے جاتا ہوں زوبین وغیرہ بھی لشکر لیے ہوئے اسیطرف آتے ہیں اب میں امیدوار ہوں کہ جلد [illegible] اجازت
جانے کی دیں ایسا نہو کہ خواجہ عمرو اور سرداران لشکر امیر آکر مجھکو گرفتار کرلیں اور پشتارہ ملکہ مہرنگار کا مجھسے چھین لیں
قیطاس شیر شکار نے یہ تقریر مہتر شاہین کی سنکے کہا اے شاہین یہ مناسب نہیں ہے کہ تو دختر شہنشاہ نوشیروان
کو اسطرح لیجاوے کیونکہ بادشاہ نوشیرواں کا ادب کرنا لازم ہے اگر تجھکو خوف دشمن سرداران لشکر امیر کا ہے تو میں خود تجھ

اور سے مقابلہ کرونگا پس تجکو لازم ہی کہ ملکہ کو ہوشیار کرکے ایک محافہ یا غش میں بٹھا اور بعد پردہ داری ملکہ مہرنگار کو
پاس زردپین کے لیجا کر ملکہ ہمراہ سپہ کیتی میں یہان سے کوچ کرتا ہون اور آگے بڑھکر اثنای راہ مین زردپین وغیرہ سے
ملاقات کرتا ہون مختصر شاہین نے بموجب ارشاد قیطاس شیر شکار کے تنہائی ایک محافہ مین لیستارہ ملکہ
مہرنگار رکھا اور چادر عیاری سے ملکہ قتال کر محافے مین رہنے دیا ہوشیار نہین کیا جب مختصر شاہین ملکہ مہرنگار کو
محافہ مین سوار کر چکا قیطاس نے حکم کوچ لشکر آمادہ سفر ہوا اور ہمراہ قیطاس شیر شکار کے چلا کہارون نے محافہ ملکہ
مہرنگار کا اوٹھایا شاہین عیار ہمراہ قیطاس شیر شکار رہا قیطاس شیر شکار زردپین کیطرف جاتا ہی لیکن اب حال
قلعہ تنگ رواحل کا لکھا جاتا ہی کہ جب صبح ہوئی اور نسیم سحر چلی فتانہ اور کنیزین ہوشیار ہوئین سب نے دیکھا کہ
ملکہ مہرنگار مسہری پر نہین ہین فتانہ یہ حال دیکھکر نہایت متردد ہوئی اور ہر طرف ملکہ مہرنگار کی جستجو کرنے لگی
ایک سمت فتانہ نے دیکھا کہ نقب ہی فتانہ کو یقین ہوا کہ کوئی عیار ملکہ مہرنگار کو لیگیا اوسوقت فتانہ اور کنیزین
اس درجہ روئین اور فریاد و فغان کرنے لگین کہ جملہ اہل قلعہ نے صدائے نالہ بکا سنی خصوصاً خواجہ عمرو نے صدائے
فریاد سنکے خیال کیا کہ آج کنیزین کیون روتی ہین یہ خیال کرکے خواجہ نہایت بیقرار ہو کے خوابگاہ ملکہ مہرنگار کے
پاس گئے اور فتانہ وغیرہ سے پوچھنے لگے کہ سبب نالہ و فریاد کیا ہی فتانہ وغیرہ نے عرض کیا کوئی عیار ملکہ کو لیگیا
یہ نقب موجود ہے خواجہ عمرو نقب کو دیکھکر خیال کیا کہ بیشک کوئی عیار ملکہ مہرنگار کو لیگیا ہی یہ خیال کرکے خواجہ
نے اہل قلعہ سے پوچھا کون شخص فی الحال قلعہ مین آیا تھا سب نے عرض کیا سرہنگ ملی آیا تھا خواجہ عمرو نے کہا کہ
سرہنگ ہی یا نہین ہر چند سب نے سرہنگ ملی کو تلاش کیا لیکن کہین پتا قلعے مین سرہنگ ملی نہ ملا خواجہ کو
یقین کامل ہوا کہ کوئی عیار بشکل سرہنگ ملی آیا تھا وہی ملکہ مہرنگار کو لے گیا ہی یہ خیال کرکے خواجہ نے
وبیقرار ہوئے اور سرداران سے کہنے لگے کہ آہ عیار ملکہ مہرنگار کو نوشیروان کے پاس یا اور کہین لیگیا اور
حمزہ صاحبقران نے مجھسے اگر ملکہ کو پوچھا تو ہم کیا جواب دینگے پس بہتر اور مناسب یہی ہی کہ ہم سب عیار کی تلاش
جستجو مین چلین اور عیار سے جسطرح ہو سکے پتا ملکہ مہرنگار کا لیلین اور اوسے گرفتار کرین جملہ سرداران
نے عرض کیا ای خواجہ جلد چلیے ہم موجود ہین آپ کے ہمراہ ابھی چلتے ہین خواجہ عمرو نے کہا اچھا تم بھی چلو
اور مین بھی چلتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو قلعے سے نکلے اور ایک سمت بہ تلاش عیار روانہ ہوئے بہزاد لنت
سرگردان اور نعمان بن منذر شاہ یمنی ایک جانب مع لشکر روانہ ہوئے اسیطرح ذو البحار عادی وغیرہ برادران
پہلوان عادی مع فوج ایک سمت بتلاش عیار نابکار روانہ ہوئے ایک طرف زمتاش بہادر یونانی قیصر فرود
شاہ یونانی برادر سقتی امیر بانو قیر وغیرہ مع سپاہ جستجوی عیار نابکار کیواسطے چلے ایک سمت پہلوان
عادی لخت شدادی لیکر اور گھوڑے پر سوار ہو کر مع لشکر چلا سرہنگ مصری عیار بھی پہلوان
عادی کے ہمراہ چلا غرض قلعہ تنگ رواحل مین چند کس رہگئے اور باقی جملہ سرداران و عیاران بہ تلاش
عیار بدکردار چار جانب نکلے روانہ ہوے اور گھوڑے کو دوڑا کر دور نکل گئے اور عیار کی تلاش کرنے لگے غرض
سب سرداران کا حال تو لکھا جائیگا لیکن حال پہلوان عادی کا لکھا جاتا ہی کہ جو گھوڑی سوار ہوکے اور لخت اپنی
ہمراہ لیکے مع فوج دس بارہ کوس تک گیا دیکھا ایک لشکر چلا جاتا ہی پہلوان عادی سرہنگ مصری سے پوچھا نہین
معلوم یہ لشکر کسکا ہی سرہنگ مصری نے عرض کیا ہمراہ اس لشکر کے دیکھیے کہ ایک محافہ بھی یقین ہی کہ محافہ مین
ملکہ مہرنگار ہو پہلوان عادی نے یہ غور سنکے گھوڑا اپنا بڑھایا اور قریب لشکر پہونچکے نعرہ کیا منم عادیان دیو شداد

سر آن عمرو عادی پہلوان + گران سر کرا بار سر برش است + حکیم علاج تن بدست من است + قیطاس شیر شکار نعرہ پہلوان
عادی کا سنکے ٹھہرا جب عادی قریب لشکر قیطاس شیر شکار کے پہونچا تو پوچھنے لگا تو کون ہے اور اس محافے
مین کون ہے قیطاس نے جواب دیا نام میرا قیطاس شیر شکار ہے اور اس محافے مین دختر نوشیروان ہے مین
ملکہ کو لیے جاتا ہون پہلوان عادی نے کہا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو ملکہ مہر نگار کو میرے حوالے کر دو ورنہ مین
تجکو ہلاک کرونگا قیطاس شیر شکار کو یہ کلمہ پہلوان عادی کا نہایت ناگوار ہوا بہ قہر و غضب جواب دیا کہ تیری
کیا لیاقت ہے کہ تو مجھسے ملکہ کو لے لیگا مین تجھ ایسے ہزار آدمیون کو قتل کرونگا تو نہین جانتا کہ مین شجاع اور بہادر
ہون پہلوان عادی نے جواب دیا اگر تجکو دعوی شجاعت ہے تو پھر تلوار کھینچ اور مجھسے مقابلہ کر قیطاس شیر شکار
نے سنکے نیزہ پہلوان عادی کے سینے پر لگایا پہلوان عادی نے نیزے سے اپنے تئین بچایا اور گرز کی
سر پر قیطاس کے مار کر قیطاس کو ہلاک کیا پھر لشکر قیطاس شیر شکار کو قتل کرنا شروع کیا لشکر قیطاس کا بھاگنے
لگا تھا ناگاہ زروبین ہزار سوار سے آیا اور پہلوان عادی سے مقابلہ کیا اور تیغ آبدار سر پہلوان عادی پر
لگائی عادی نے تو سر کو شمشیر سے بچایا لیکن اپنے شکم کلان کو ہر چند بچایا اور بچایا لیکن تلوار شکم پر بھی
لگی اور قریب ایک ہاتھ بھر کے پوست شکم کا نکل ا سوقت پہلوان عادی نے ایک ہاتھ سے اپنے پیٹ کو
سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے سخت خدادی زروبین کے سر پر لگائی ہر چند زروبین نے سر کو بچایا لیکن سر زروبین کا زخمی
ہوا زروبین نے مردان لشکر کو حکم دیا کہ پہلوان کو قتل کرو بحکم مردان لشکر بڑھے اور فوج پہلوان عادی
ہلا اور یہ مردان فوج پہلوان عادی بھی لڑنے لگے دونون لشکر مل کے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی اور
دونون طرف کے تیر و نیزہ و شمشیر گرز سے قتل ہو کر گھوڑون سے زمین پر گرنے لگے زخمی سوار خاک پر گر کے تڑپنے
لگے اور مردان زخمہای کاری سے نالہ و زاری کرنے لگے زمین کثرت خونریزی سے رنگین ہو گئے جا بجا لاشون
کے انبار اور کشتون کے ڈھیر ہو گئے ادہر گرمی جنگ مین مصروف تھے سوارون نے محافہ ملکہ مہر نگار پر
قبضہ کیا اور ایک پہاڑ کی طرف جو وہان سے قریب تھا لیکر چلے مہر شاہین نے عین جنگ مین زروبین سے کہا
حضور دیکھئے سواران فوج عادی محافہ ملکہ مہر نگار کا لیے جاتے ہین زروبین یہ حال دیکھکے طرف محافے کے
چلا سواران عادی محافہ کو بالای کوہ لیگئے زروبین بھی پہاڑ پر چڑھنے لگا اوسوقت ملکہ مہر نگار ہوشیار ہو گئی
تھین اور جنگ و جدال سے آگاہ ہوئی تھین اب زروبین کو آتے دیکھکر محافے مین بہ گریہ و زاری اور بہ نالہ
بیقراری درگاہ باری مین برای حفظ و آبرو و عزت دعا کرنے لگین ناگاہ بقدرت پروردگار ایک جانب سے گرد
غبار بلند ہوا زروبین دیکھنے لگا جب اوس غبار کو ہوا نے دور کیا زروبین نے دیکھا کہ خواجہ عمرو لہ بعجلت چلے
آتے ہین جب خواجہ قریب کوہ پہونچے سوارون نے پہاڑ پر سے کہا ای خواجہ جلد آئیے دیکھیے زروبین مع چند سوار
کے ساتھ پہاڑ پر آتا ہے ہم تو ملکہ مہر نگار کے محافے کو بصد مشکل میدان جنگ سے یہان لے آئے ہین لیکن اب
زروبین محافہ ملکہ کا لیجائیگا خواجہ عمرو سوارون کی گفتگو سنکے برہم ہوئے اور کہنے لگے کیا مجال زروبین نالائق
کی کہ محافے کو ہاتھ بھی لگا سکے یہ کہکے خواجہ عمرو نے گوپھن مین ایک سنگ تراشیدہ رکھا اور گوپھن کو کھینچ کر بازوے
زروبین پر پھر مارا زروبین کے بازو کو پتھر سے نہایت صدمہ ہوا پھر خواجہ عمرو نے متواتر گوپھن مین پتھر رکھکر
رکھکر اور تاک تاک کر زروبین پر لگانا شروع کیے یہانتک پتھر مارے کہ زروبین گر پڑا اور سوار و لشکر ساتھ
کے زروبین مر گیا جو سوار کہ ہمراہ زروبین پہاڑ تک آئے تھے اونھون نے زروبین کو زمین سے اوٹھایا اور گھوڑے پر ڈال کے

طرف لشکر کے لے چلے خواجہ عمرو عیار پہونچے اور ملکہ مہرنگار سے کہنے لگے کہ اب میں یہاں موجود ہوں تم
کسطرح پریشان خاطر ہوتا ملکہ مہرنگار خواجہ عمرو کے آنے سے اور زُروین کے گرفتار ہونے سے کسیقدر مطمئن ہوئیں
خواجہ تو یہاں پر ہیں اور وہاں لشکر زُروین اور فوج پہلوان عادی میں جنگ ہو رہی تھی لاش پر لاش سوار و
پیدل کی گر رہی تھی فوج قیطاس شیر شکار بھی لڑ رہی تھی یکایک ایک جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی مردان
لشکر گرد و غبار کیطرف دیکھنے لگے جب غبار کو باد صرصر نے دور کیا مردان لشکر پہلوان عادی نے دیکھا کہ ہرمز
و فرامرز مع سپاہ کثیر آتے ہیں تھوڑی دیر میں ہرمز و فرامرز قریب لشکر آ ہی پہونچے اور اکثر ہمراہیان زُروین
کو پہچان کر باعث پوچھنے لگے انھوں نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک جو کچھ دیکھا تھا اور سنا تھا جلد بیان
کیا اور لڑنے لگے ہرمز و فرامرز نے بھی حکم دیا کہ فوج پہلوان عادی کو چار جانب سے گھیر لو اور سب کو تہ
تیغ کرو مردان لشکر ہرمز و فرامرز مع … اور سپاہ پہلوان عادی کو گھیر کر قتل کرنے لگے اوسوقت مردان
لشکر پہلوان عادی نے دعا کی یکایک ایک سمت سے کرتیت سیرگردان اور نعمان بن منذر شاہ یمنی مع فوج
لشکر آ پہنچے اور پہلوان عادی کو فوج ہرمز میں گھرا ہوا دیکھکر تاب نہ لائے فوراً مع فوج لشکر فرامرز و ہرمز
پر گر پڑے اور تیغ تبر و نیزہ سے قتل کرنے لگے ابھی کرتیت سیرگردان اور نعمان بن منذر شاہ یمنی آئے تھے
اور فوج ہرمز کو قتل کر رہے تھے کہ ایک سمت سے برادران پہلوان عادی و دیگر سرداران مع لشکر
جرار آ پہنچے اور یہ بھی شریک جنگ ہو گئے پھر ایک سمت سے غبار بلند ہوا ہرمز و فرامرز گھبرا کر دیکھنے
لگے اور خیال کرنے لگے کہ دیکھیے اب کون آتا ہے ابھی ہرمز و فرامرز خیال کر رہے تھے کہ زمتاش بہادر یونانی
عیار کی تلاش کرتا ہوا مع سپاہ آیا اور سرداران سپاہ امیر کو لڑتے ہوئے دیکھکر خود بھی مع لشکر
ہرمز و فرامرز سے لڑنے لگا راوی کہتا ہے کہ اوسوقت ہر ایک سردار لشکر امیر ایسی شجاعت اور بہادری سے
لڑا کہ ہر ایک نے صدہا کفار قتل کیے خصوصاً زمتاش بہادر یونانی نے ہزارہا مردان لشکر زُروین
اور ہرمز اور فرامرز کو قتل کیا زمین پر جابجا لاشوں کے انبار لگا دیے خون کا دریا میدان مصاف میں بہا ہزارہا
کفار زمین پر گر گئے اور زخمی ہو کے تڑپنے لگے صدہا کاسۂ سر گوئے زرنگی پاؤں سے مانند گیند کے ادھر ادھر جاتے تھے لاشے
کشتوں کے فرس پامال کرتے تھے ایسی تلوار چل رہی تھی کہ زمین کانپتی تھی فلک تھراتا تھا گرد و غبار سے جہاں تیرہ
و تار ہو گیا تھا سیاہ ڈھالوں کی اوٹ تھی برق شمشیر کی کوس کے حلقے میں چمک رہی تھی کسیطرف تیر انداز اپنے
دشمنوں کو تیر سے ہلاک کرتے تھے ایکطرف پہلوان گرز گران سر سے سواروں کو پیوند خاک کرتے تھے بہادران لشکر امیر
… سواران فوج ہرمز کو دمبدم ہلاک کرتے تھے عیار خنجر اور تیر تفنگ سے مردان فوج فرامرز کو قتل کرتے تھے
نقیب شور و غل اور ربیعے میں پکارتے تھے کہ اے بہادرو یہ وقت جنگ و جدال ہے اگرچہ سر تیغ ہزار ہی کیوں نہ کٹے لیکن
لیکن تقاضائے شجاعت یہی ہے کہ قدم معرکے سے نہ ہٹے دلاوران بہادر صدائے نقیبان راست گوش سنکے حملہ ہائے شیرانہ کرتے تھے
اور نامی جوانوں کو تاک تاک کے ضرب تیغ و تیر سے قتل کرتے تھے جب ہرمز و فرامرز نے دیکھا کہ ہزارہا سوار ہمارے لشکر کے کام
آئے اور سرداران لشکر امیر نے ہمکو چار جانب سے گھیر لیا ہے قریب ہے کہ اب ہمکو بھی قتل کریں اوسوقت ہرمز و فرامرز نے زُروین کو جو
تنہا ہمراہ تھے لیکر مع باقیماندہ لشکر کے میدان جنگ سے بھاگے زمتاش بہادر یونانی نے ہرمز وغیرہ کا تعاقب کیا اور ہزارہا
مردان لشکر فرامرز کو بھاگتے وقت قتل کیا یہاں تک کہ بارہ کوس تک زمتاش بہادر یونانی نے ہرمز اور فرامرز وغیرہ کو
بھگا دیا اور ہزارہا ہلاک کیا پھر زمتاش بہادر یونانی و دیگر سرداران لشکر امیر ملکہ مہرنگار کو بعد عزت و حرمت ہمراہ لیے

لیا کر قلعہ تنگ رواحیل میں داخل کیا خواجہ عمرو بھی داخل قلعہ ہوئے پہلوان حمادی کے پیٹ پر جو زخم تھا
اوسکا علاج ہونے لگا زخم میں ٹانکے لگانے گئے مرہم کا پھاہا بنا کر زخم شکم پر رکھا گیا بعد اسکے جملہ سردار
اور خواجہ عمرو فتح پانے سے اور ملکہ مہرنگار کے آنے سے بہت خوش ہوئے ملکہ مہرنگار بھی مسرور ہوئیں قلعے
میں سب شاد و خرم ہیں لیکن احوال سرہنگ کی کا لکھا جاتا ہے کہ جب معتمر شاہین پتیارہ سرہنگ کی کا درخت
پر رکھکے قلعہ تنگ رواحیل کیطرف چلا آیا قریب شام چند مسافر اوسطرف آ نکلے اور اوسی درخت کے نیچے
بیٹھکر اکل و شرب میں مصروف ہوئے اتفاق سے ایک مسافر نے بالا درخت جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک
گٹھری رکھی ہے اوس مسافر نے نہایت خوش ہو کر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ لات منات نے نہایت میرے حال
پر رحم کھایا اور اپنی قدرت سے مال کثیر مجھکو عنایت کیا اب پریشانی تنگدستی دفع ہو جائیگی دولت گٹھری ہاتھ
آئی ہے امیر ہو جاونگا ہاتھی اور گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کیا کرونگا سیکڑوں خادم خدمتگار چوبدار
وغیرہ نوکر رکھونگا ایک ایوان بلند و وسیع بنواونگا مثل بادشاہ یا وزیر کے زندگی بعیش و
آرام بسر کرونگا اب تو ستو کھا رہا ہوں کل سے پوریاں اور دیگر اغذیہ لطیف کھاونگا آج تو یہ کپڑے پرانے میلے
ہو خیر پہنے ہونگا لیکن کل دیکھیے وہ لباس زیب تن کرونگا کہ کسی نے وہ لباس خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا
علاوہ اسکے آج تک ننگے پاؤں پھرا کیے کبھی جوتا پہننا نصیب نہ ہوا اس سفر میں سیکڑوں کانٹے تلووں میں چبھے اور
بہت سے آبلے تلووں میں پڑے حرارت آفتاب سے پریشان ہو صحرا نوردی سے نہایت مضطر ہوئے لیکن اب لات
و منات نے مجپر رحم کیا ہے اب میں کبھی زمین پر قدم نہ رکھونگا بجز سواری کے ایک قدم بھی پیادہ نہ چلونگا شب و روز گاڑی یا گھوڑے
پر سوار رہونگا اور نہایت تیز گھوڑے دوڑاونگا اگر دس بیس آدمی گاڑی یا گھوڑے کے نیچے کچل جائینگے اور
مر جائینگے تو مجھے ذرا بھی رنج نہ ہوگا اگر میرا دل چاہیگا اور طبیعت میری درست رہیگی تو لات منات کی پرستش اور
درشن کیواسطے بچشم جاونگا راہ میں اگر فقرا مجھسے کچھ طلب کرینگے تو کسیکو ایک کوڑی بھی نہ دونگا کیونکہ
آج تک مجھکو بھی کسی نالایق نے کچھ نہیں دیا ہے یہ باتیں مجھکو تاحیات یاد رہینگی یہ اپنی مصیبت و تکلیف کبھی
فراموش نہ ہوگی کسی بھکاری مسافر پر کبھی رحم نہ کرونگا اگر کوئی مسافر مرتا بھی ہوگا تو ایک دانہ پانی نہ دونگا جانتک مجھسے ہو سکیگا ہر
ہر ایک پر ظلم کرونگا کیونکہ مجھپر کسی نے رحم نہیں کھایا ہے اور اس مسافری اور غربت میں کسی نے ایک قطرہ پانیکا بھی نہیں پلایا ہے
میں ہی اپنے ہاتھ سے پانی کنویں سے نکالکر پیتا تھا جب مجھکو پانی میسر ہوا ہے مسافران دیگر نے مسافر سے کہا او نالایق خاموش رہ ایسی
کیسی واہیات باتیں کر رہا ہے کیا تجھکو سودا یا مالیخولیا ہو گیا ہے بیکار دیوانوں کی طرح گفتگو کرتا ہے شاید حرارت آفتاب سے گرمی تیرے دماغ
میں زیادہ ہو گئی ہے دماغ تیرا صحیح نہیں ہے یا تجھکو جنون ہو گیا ہے یا کوئی بھوت پریت یا کوئی خبیث تیرے سر پر سوار ہو گیا ہے تجھکو
لازم ہے کہ موافق لیاقت کے اپنا علاج کرا اور اب سے گھر کیطرف چلا جا ہمارا ساتھ نہ رکھ اگر کوئی تیری یہ باتیں سنیگا تجھکو
مار ڈالیگا اور ہمکو بھی ضرور رنجیدہ کریگا تیری ہمراہی کے سبب ہم سزا پائینگے ہمکو منظور نہیں ہے کہ تیری وجہ سے ہم کسی آفت و بلا میں
مسافر نے کہا میں تو دیوانہ نہیں ہوں لیکن تم سب احمق ہو اور بیوقوف ہو میں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں کیونکہ مجھکو
دولت نظر آئی ہے مسافروں نے پوچھا وہ دولت جو تجھے نظر آئی ہے کہاں ہے ہمکو تو نظر نہیں آتی اوس مسافر نے کہا اسیوجہ سے تو میں تمکو احمق
کہتا ہوں کہ دولت سامنے ہے اور تمہیں نظر نہیں آتی ہے اگر ذرا بھی آنکھوں میں بصارت ہو تو دیکھو پیڑ اور درخت کے سر پر گٹھری دولت کی مسافروں
نے اپنے سر اوپر ہاتھ پھیر کے دیکھا اور کہا ارے سر پر تو بال ہیں اور گرد و غبار ہے نہ تو کوئی گٹھری ہے نہ پتیارہ ہے مسافر نے کہا
بیشک تم سب اندھے ہو گئے ہو تم تو مجھے کہتے ہیں کہ علاج کرو اب تمکو مناسب ہے کہ تم اپنی آنکھوں کا علاج

اگر کسی کحال کے پاس جاؤ اپنی آنکھیں اسے دکھلاؤ کوئی سرمہ بڑا بصارت بخش آنکھوں میں لگاؤ مجکو میری سر پر جیسا
نظر آتا ہے مردم غیبی دیدۂ دانستہ کبھی ہمکو بینا نہ کہیں گے میری طرح وہ بھی ہمکو اندھا کہیں گے مسافروں نے
کہا ہم تو اندھے نہیں ہیں ہمکو تو ہر ایک سے نظر آتی ہے لیکن دولت نہیں دیتی ہے مسافر نے کہا جب گٹھری دولت کی
تمہیں نظر نہیں آتی پھر کیا تمہیں دکھائی دیتا ہے مسافروں نے گھبرا کر اپنا آنکھیں اپنی ملکر بہت پوچھا کہ ذرا تم ہی
اچھی طرح دولت کو دکھلا دو اگر دولت ہمکو نظر آئیگی تو ہم یقین کرینگے کہ تم سچے ہو اور ہم بھی بینا ہیں ورنہ ہمکو گمان آنکھ
اندھے ہونے کا ہوگا اور ہمکو یقین ہو جائیگا کہ ہم اندھے ہو گئے مسافر نے کہا دیکھو درخت کے اوپر گٹھری رکھی
ہے جب مسافروں نے بغور تامل دیکھا پشتارہ نظر آیا مسافروں نے کہا ایک گٹھری درخت پر رکھی ہوئی دکھائی دیتی ہے مسافر
کہا ہاں یہی دولت ہے اسکو میں بڑی دیر سے دیکھ رہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسافر نے اپنا مال و زر اس درخت پر رکھا
ہے اور بھول کر چلا گیا ہے اب یہ مال و اسباب میری قسمت کی یاوری سے مجکو ملا ہے میں پہلے ہی سے کہے دیتا ہوں کہ اس
مال و زر سے میں تمکو ایک کوڑی بھی نہ دونگا مسافروں نے کہا کہ نصف مال و زر ہمکو دینا اور نصف تم لینا کیونکہ ہم بھی محتاج ہیں
تونگر نہیں ہیں مسافر نے جواب دیا کہ تم نے مجکو دیوانہ بنایا ہے اور جو کچھ میں نے تمہاری زبان سے سنا ہے وہ سب بھول
گیا میں تمکو کچھ نہ دونگا مسافروں نے کہا ہم ضرور لینگے آخر بڑا جھگڑا سخت کلامی کی اور مار پیٹ ہوئی آخر کار ایک
مسافر نے کہا کہ گٹھری کو تو درخت پر سے اتارو دیکھو تو پشتارہ میں کیا ہے اور کس قسم کا مال و اسباب ہے پیچھے وہ مسافر
جسنے پہلے گٹھری درخت پر دیکھی تھی وہی درخت پر چڑھا اور پشتارہ کو اٹھا کر خوش ہو کہنے لگا کہ اسمیں بہت مال و زر ہے
مسافروں نے کہا کہ درخت سے اتارو پشتارہ کھولکر دیکھو تو پہلے ہی سے کہتے ہو کہ اسمیں بہت مال ہے غرض جب وہ مسافر وہ
تمام پشتارہ لیکر درخت سے اترا اور چادر کو کھولا دیکھا کہ ایک آدمی بیہوش ہے بعض مسافر تو ڈر گئے اور بھاگے بعض
مسافروں نے کہا کہ اس سے ڈرنا بیکار ہے مثل ہمارے یہ بھی انسان ہے اسکو ہوشیار کرنا چاہیے اور حال
اسکے بیہوش ہونے کا پوچھنا چاہیے یہ کہکر ایک مسافر نے ٹپی بیہوشی کی دماغ پر سے اتاری اور سرہنگ
ملکی کے منہ پر پانی چھڑکا اور دست و پا بھی سرہنگ ملکی کے آب سرد سے ترکیے اور کچھ پانی دماغ پر ڈالا سرہنگ
ملکی کو ہوش آیا آنکھیں کھول کر دیکھا کہ چند مسافر میرے گرد بیٹھے ہیں مسافروں نے سرہنگ ملکی سے پوچھا تم
کون ہو اور کس نے تمکو بیہوش کیا سرہنگ ملکی نے اپنا نام بتایا اور تمام حال فقیر کے حقہ پلانے کا بیان کیا مسافر
تو چلے گئے اور راہ میں آپس میں مسافر کہنے لگے خوب گٹھری درخت پر سے اتاری اور خوب دولت ہمنے دیکھی اور پانی ناحق
ہمنے اور تیسا بعد لڑائی ہوئی اور سچ کہا گٹھری تو تھی لیکن مقدر کی ہیٹی سے گٹھر میں مال و زر نہ نکلا ایک آدمی
نکلا غرض وہ مسافر تو منزل مقصد کیطرف روانہ ہوئے لیکن سرہنگ ملکی کو جب اچھی طرح ہوش آیا اور حواس درست ہوئے
سمت قلعۂ تنگ کے واصل چلا اور بعد طے کرنے راہ کے قلعۂ تنگ واصل میں داخل ہوا عمرو نے حال ژوبین کا پوچھا
سرہنگ نے کہا میں نے راہ میں دیکھا ہے کہ ژوبین نہایت علیل ہے اور بسبب گردش نہیں بچ جاتی ہے خواجہ عمرو نے تمام حال مفصل
سنا ہیں کے آنے کا اور روانے ہونے کا مفصل بیان کیا سرہنگ نے اپنے بیہوش ہونے کی اور
اور ہوشیار کی کیفیت بیان کی عمرو واسطے علاج ژوبین کے اسیوقت روانہ ہوئے فقط

داستان پیدا ہونا عمرو بن حمزہ یونانی در فرنج کا اور بیہوش پاکر اسیر شکار جانا و قتل کرنا طرن بن شنگل خوارزمی کو

ساقی نامہ

آنکھیں اے مرشد مغان کھول | بیدار ہو دیدۂ دکان کھول | قسمت مری سوئی ہے جگا دے

چھینٹا منہ پہ شراب کا دے
شیشے سے شراب ناب نکلے
اس پانی سے آتش کر دوں مین
بجھن کو ہے مے کا ورد کانٹے
دے توڑ کے شاخ گلبن تاک
غائب ہوا صبح کا ستارہ
صد چاک ہے صبح کا گریبان
آواز جرس جگا رہی ہے
سرخاب نے غم کی رات کاٹی
گم مثل سحر ہوا چمک کے
وہ بانگ اذان نہا ہے سکو
تارے جو تھے دیدۂ فلک کے
سب بہر وضو ہے گل وہ پانی
گل لحن طیور سنکے سن ہے
او نکلی کیطرح چٹک رہی ہے
لا بنت العنب کو لا نا
دو چار برس اودھر کی دنیا
ہو سرخی روے یار کی دے
جس پیر زاہد کی رال ٹپکے
ساقی سے ابھی یہ لیتے ہیں ہم
آ ہو لی بزم مین پری کی
بے منت خلق و خوف انجام
خالی ہوے ظرف بھر گیا جی

سجدے کو جھکے سر غزل
اس شرق سے آفتاب نکلے
دے ساغر بادۂ دل آرا
رومال شراب کی ہو صافی
گل کو شراب مشکبو سے
نکلا ہے ہوا مہر عالم آرا
آنکھیں ملتے ہیں غنچۂ تر
شاخون کو صبا ہلا رہی ہے
جو چاند کہ مار شب کا من تھا
جگنو کی طرح چھپا چمک کے
گلتے تھے جنھیں چراغ کے پھول
تارے وہ نہان ہوے چمک کے
باغون مین نسیم چل رہی ہے
ہر مرغ کو بھیرو بن کی دھن ہے
ساقی لانا شراب سر جوش
جیتی ہو شراب شب پلانا
وہ مے جو ہو مثال سب مین
جو لو عرق بہار کی دے
جسکا الوان ہے شیشۂ دل
آ بیٹھی دخت رز پری جسم
وہ آئی کیسا مراد آنے
ملنے لگا لب سے لب جام
جب نشہ اپنا رنگ لایا

ہو بانگ اذان صدای قلقل
پیوین شراب بہر دن مین
مینا کی طرح کردن عنبر ارا
دانتون کو ہو انتظار مسواک
صہبا سے سبو مے وضو دے
پیو رسے پڑے ہے گل دامان
چھینٹے دیتی ہے اوس منہ پر
ہم نے رہ التفات کا نی
وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
جو شور تھا پاسبان کا شکو
وہ نکلے اسنر باغ کے پھول
شبنم تھی جو محو در فشانے
پریون کیطرح شل رہی ہے
ہر ایک کلی بہک رہی ہے
بس آ پہونچے ہین حضرت ہوش
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دنیا
وہ شکر جو ہو حلال سب مین
جسکا مارا مرے نہ شب کے
آنکھین ہین جسکی سبز نیل
لیا مہرے ذرہ پروری کی
مطلب نکلا مراد آئے
پھر تو تن تن کے بان تا کلی
لکھنے بیٹھے قلم اوٹھایا

رہ نوردان غریب الوطن و طے کنندگان صحرای خارستان رنج و محن صعوبت زدگان جادۂ مصیبت و گم کردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہر اندوہ و حرمان بے برگ و سامان یون تحریر فرماتے ہین کہ جب حمزہ صاحبقران بحکم نوشیروان بطلب خراج جانب ہفت ملک گئے تھے تو شہر یونان کو فتح کرکے فریدون شاہ یونانی کو مع مردمان شہر مسلمان کیا تھا فریدون شاہ کے تین فرزند اور ایک دختر تھی بڑے بیٹے کا نام تورشاش بہادر یونانی تھا اور منجھلے فرزند کا نام صدف نوش تھا اور چھوٹے پسر کا اسم استقبا نوش تھا اور دختر کا نام ملکہ گلشن آرا تھا فریدون شاہ نے حمزہ صاحبقران کو نہایت پسند کرکے اپنی دختر ملکہ گلشن آرا کو امیر با توقیر سے منسوب کرنا چاہا تھا اور امیر نے یہ عذر کیا تھا کہ جب تک مین ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان سے عقد نہ کرونگا کسی عورت سے شادی نہ کرونگا فریدون شاہ

یونانی سے عند امیر کو سنکے ارادہ کیا تھا کہ مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالون کیونکہ امیر نے شاید مجکو کم مرتبہ سمجھکر
میری دختر کو قبول نہ کیا اوسی زمانہ مین خواجہ عمرو نے ملکہ گلشن آرا کو بعوض ملکہ مہرنگار رنگ روغن سے بنایا
تھا اور عقد ملکہ گلشن آرا سے دھوکے مین حمزۂ صاحبقران نے کر لیا تھا لیکن اس حقیر کو مین شیخ تصدق حسین
نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح اکثر اساتذہ کی زبان فیض ترجمان سے سنا ہے کہ جب عقد کرنیسے
امیر یاقوت قیر نے انکار کیا تھا اور فریدون شاہ نے ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا کیا تھا اوسی زمانے مین ہنگام
شب عالم خواب مین امیر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اے فرزند تمکو لازم ہے کہ ملکہ گلشن آرا سے عقد
کر لو اسکے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوگا جسنے کہ تم سے بھی زبردست ہوگا اور اکثر تمہاری اعانت کریگا اور نہایت شجاع
بہادر ہوگا امیر نے خواب سے بیدار ہو کے اوسی زمانہ مین بابعد کئی روز کے بموجب ارشاد حضرت ابراہیم خلیل اللہ ملکہ
گلشن آرا سے عقد کر لیا تھا اور ملکہ سے ہمبستر ہوے تھے بہ قدرت پروردگار ملکہ گلشن آرا شب زفاف مین حاملہ
ہو گئی تھین اسیطرح خواجہ عمرو بھی بعد عقد فتنہ وزیرزادی ملکہ گلشن آرا سے اوسی شب کو ہمبستر ہوئے تھے اور بقدرت
خدا فتنہ بھی اوسی شب کو حاملہ ہوئی تھی اور اوسی زمانہ مین امیر یاقوت قیر ایک باغ مین فریدون شاہ
کے ہمراہ امیر سیر کو گئے تھے اور وہان ایک شیر طلائی نہایت پایدار اور مستحکم دیکھا تھا امیر یاقوت قیر نے داہنے
ہاتھ سے ایک طمانچہ رخسار شیر پر اسطرح مارا کہ منہ شیر کا پھر گیا تھا اور طمانچہ شیر کو مار کر یہ فرمایا تھا کہ جسسے وہ شخص مقابلہ
کرے جو اس شیر کے منہ کو سیدھا کرے باغبانون نے یہ تقریر امیر کی سنی عرض امیر زمتاش بہادر
یونانی کو اپنے ہمراہ لیکر یونان سے چلے آئے تھے چنانچہ اب تک زمتاش بہادر قلعۂ تنگ رواحل مین
موجود ہین اور امیر پردہ قاف مین تشریف رکھتے ہین الغرض بعد گذرنے نو ماہ کے ملکہ گلشن آرا کے
شکم سے ایک فرزند شیر صولت نہایت حسین خوبصورت پیدا ہوا اور فتنہ کے بطن سے پسر پیدا ہوا فریدون شاہ
نے اپنے نواسے کا نام عمرو بن حمزہ رکھا اور پسر عمرو کا نام فرخ رکھا اور کئی روز تک اس خوشی مین جشن کیا اور
عمرو بن حمزہ کی پرورش کرنے لگا جب عمرو بن حمزہ کا سن چھ برس کا ہوا معلم واسطے پڑھانے کے معین ہوے اسکی
بھی خوشی بہت ہوئی یعنی جس روز عمرو بن حمزہ یونانی کو پڑھنے کے واسطے بٹھایا اوس روز بھی جشن کیا اور ہزارہا روپیہ
غربا اور مساکین کو تقسیم کیا اور صدہا خلعت امرا و روسا وغیرہ کو دیے جب عمرو بن حمزہ یونانی دس بارہ برس
کے ہوے فریدون شاہ نے تیر اندازی اور فنون پہلوانی کے لیے اوستادان چابکدست عمرو بن حمزہ یونانی کے
واسطے لازم رکھے اور اونسے عمرو بن حمزہ نے تعلیم پائی عمرو بن حمزہ فنون سپہگری سے ایسے آگاہ ہوے کہ انکے
کو بھی تعلیم کرنے مین پریشانی اور دقت ہوتی اکثر اوستاد فنون سپہگری مین ہنگام مقابلہ عمرو بن حمزہ یونانی
سے عاجز اور زیر ہونے لگے اور فرخ بھی فن عیاری مین کامل ہوا ایکروز عمرو بن حمزہ یونانی نے اپنی مادر
سے کہا کہ مین باغ مین واسطے سیر کے جاتا ہون مادر عمرو بن حمزہ یونانی نے اجازت دی جب عمرو بن حمزہ باغ
مین آئے دیکھا کہ شیر طلائی کا منہ پھرا ہوا ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے باغبانون سے پوچھا کہ اس شیر طلا کا منہ کیونکر
پھرا ہو گیا باغبانون نے عرض کیا کہ آپ کے والد حمزہ صاحبقران ایک روز اس باغ مین تشریف لائے
تھے اس شیر کو دیکھکر اونھون نے ایک طمانچہ مارا منہ اس شیر کا پھرا ہو گیا بعد طمانچہ مارنے کے یہ فرمایا تھا کہ وہ
بہادر ہے مقابلہ کرنے کا ارادہ کرے جو اس شیر کے منہ کو سیدھا کردے اے شاہزادہ والاقدر آج تک کسینے
اس شیر کے منہ کو سیدھا نکیا دس بارہ برس سے منہ اس شیر کا پھرا ہے عمرو بن حمزہ یونانی

نے انگو باغبانوں کی سختی طرف غور کرکے دیکھا اور بائیں ہاتھ سے طمانچہ مارا کہ منہ پھیر کا سیدھا ہو گیا فرخ اور
باغبان وغیرہ قوت و زور کی تعریف کرنے لگے پھر عمرو بن حمزہ سیر باغ کی کرکے اپنی اماں کے پاس آئے دوسرے
روز عمرو بن حمزہ نے اپنی مادر ملکہ گلشن آرا سے عرض کیا میرا دل چاہتا ہے کہ واسطے شکار کے صحرا میں جاؤں
اگر آپ اجازت دیں تو میں صحرا میں جاؤں اور شکار کھیل کے چلا آؤں ملکہ گلشن آرا نے کہا آگاہ ہو کہ مالک شتنگل
بن شنکال فیل زور خوار زرمی کا شمار سے نانا کے ملک سے قریب ہے اور شتنگل بادشاہ جابر و کافر بڑا مسلمانوں
سے از حد عناد اور دشمنی رکھتا ہے میں ڈرتی ہوں کہیں تم ملک میں اوسکے نہ چلے جاؤ اور وہ تمہارے حال سے آگاہ
ہو کر تمکو گرفتار نہ کرے کسواسطے کہ وہاں کے بادشاہ ہو لیکن شتنگل سے مقابلہ اور عداوت نہیں کر سکینگے کیونکہ اوسکے
پاس لاکھوں لاکھ فوج ہے اور بڑے بڑے پہلوان اوسکے ملازم ہیں عمرو بن حمزہ نے کہا کہ میں آج نانا کے ملک میں
شکار کھیلونگا ملک شتنگل میں نہ جاؤنگا جب عمرو بن حمزہ نے اسطرح کہا ملکہ گلشن آرا نے بدرجہ مجبوری اجازت دی
عمرو بن حمزہ خوش ہو کر باہر آئے اور چالیس ہزار ریزہ کو جو انکے ہمراہ رہتے تھے اونکو اپنے ہمراہ لیکر اور سامان شکار
تعجیل کرکے گھوڑے پر سوار ہوئے فوج بھی ہمراہ رکاب تھی عمرو بن حمزہ یونانی مع چالیس ہزار ریزہ کو لیکر یونان سے چلے
اور جانب صحرا روانہ ہوئے جب بعد طے کرنے راہ کے صحرائے شہونار میں پہونچے خاطرخواہ شکار کرنے لگے ناگاہ دو ہرن نظر آئے
عمرو بن حمزہ یونانی نے مرکب اپنا اون آہوؤں کے پیچھے دوڑایا وہ دونوں آہوان صحرائی کبھی ہرگز ایکطرف بھاگے عمرو بن حمزہ
نے آہوؤں کا تعاقب کیا یہانتک کہ اپنے لشکر سے جدا ہو گئے فوج بھی پیچھے رہگیا دس بارہ کوس تک آہوؤں کے تعاقب میں چلے
گئے آخر قریب آہوؤں کے پہونچکر اور تیر کمان سے نکالکر ایک پر چلایا آہو زخمی ہو کر زمین پر گرا دوسرا آہو صحرا میں ایک سمت
بھاگ گیا عمرو بن حمزہ نے گھوڑے سے اوترکے آہو کو ذبح کیا اور ارادہ کیا کہ آہو سے خوب مزے کے کباب طیار کریں
کہ اتنے میں ناگاہ دیکھا کہ ایک آہو زخمی ہو اور بھاگا ہوا چلا آتا ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے ترکش سے تیر لیکر چلہ کمان
میں رکھا اور کمان کو کھینچا اور ہرن کی پیشانی تاک کے تیر مارا تیر پیشانی آہو پر پڑا آہو مجروح ہو کر زمین پر گرا
عمرو بن حمزہ یونانی نے خوش ہو کر اوس آہو کو بھی ذبح کیا اور آہوئے اول کے برابر اوس آہو کو رکھا یکایک دیکھا
ایک سوار گھوڑا بیچ دوڑاتا ہوا چلا آتا ہے جب وہ سوار عمرو بن حمزہ یونانی کے قریب آیا اپنے آہو کو پہچانکر عمرو بن حمزہ
یونانی سے پوچھنے لگا کہ او طفل تو نے میرے آہو کو کیوں شکار کیا تو نے نہیں دیکھا تھا کہ پشت آہو پر تیر لگا ہے عمرو بن
حمزہ نے جواب دیا اے برادر میں نے اوس آہو کو اس خیال سے شکار کیا کہ میرے ہمراہیوں نے اوس پر تیر
مارا مگر مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ تمنے اس آہو پر تیر لگایا ہے جواب یہ آہو موجود ہے لیلو اور جو آہو قبل اسکے آیا ہے میں نے
شکار کیا ہے وہ بھی موجود ہے تم لیجاؤ میں اور آہو کو شکار کرونگا سوار نے کہا یہ تو بتا تو کون ہے عمرو بن حمزہ نے کہا میں
فرزند حمزہ صاحبقران کا ہوں میرے نانا فریدون شاہ ہیں اور میرا نام عمرو بن حمزہ یونانی ہے اوس سوار نے بصد غضب
کہا اب مجکو معلوم ہوا کہ تو مسلمان ہے میں تجکو قتل کرونگا اگر تجکو اپنا زندہ رہنا چند ساعت منظور ہے تو اس آہو
کو اپنی پشت پر اوٹھا کر میرے ساتھ چل ورنہ میں ابھی تجکو مار ڈالونگا میں بیٹا ہوں شتنگل بن شنکال فیل زور و رعد
سوار زرمی کا نام میرا مہر آکن ہے مجھ میں زور و قوت اسقدر ہے کہ فیل کلان کو شل گل کے ہزار بار ایک ہاتھ سے
ایک منٹ میں ادھر سے ادھر اوٹھا کے پھینک دیتا ہوں تو ایک طفل ناتوان ہے تیرا قتل کرڈالنا میرے نزدیک بہت
سہی آسان ہے میں خیال کرکے تجکو خیال کرتا ہوں عمرو بن حمزہ نے کہا مجکو یہ مقدور نہ کر میں فیل مست کو ایکدم میں
ہلاک کرتا ہوں میرا قتل کرنا نہایت دشوار ہے اگر تجکو آہو لینا منظور ہے تو لیجا میں ہرگز اس آہو کو اوٹھا کر تیرے ہمراہ نہ جاؤنگا

بن شنکل تبر پر عمرو بن حمزہ سنکر نہایت برہم ہوا اور تیغ آبدار کھینچکر سر پر عمرو بن حمزہ کی لگائی عمرو بن حمزہ یونانی
نے تیغ کو سپر پر روک کے خود بھی تلوار کھینچکر مہران نابکار کے سر پر لگائی ہر چند مہران نے شمشیر کو سپر پر روکا لیکن
شمشیر سپر کو کاٹکر خود پر پڑی اور خود کو کاٹتی ہوئی صراحی گردن میں آئی اور دو ٹکڑے کرتی ہوئی شکم و کمر کو کاٹکر زمین تک
پر آئی اور مرکب کو بھی دو ٹکڑے کرکے زیر تنگ پہونچی مہران مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا عمرو بن حمزہ
یونانی مہران کو قتل کرکے خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اس نالائق نے مجھے نہایت ہی بدزبانی کی تھی اسکی
قضا ہی آگئی تھی ابھی عمرو بن حمزہ یونانی یہ خیال کر رہے تھے کہ فرخ مع لشکر طفلان آیا اور مہران کو زمین
پر پڑا ہوا دیکھکر اسطرح پوچھنے لگا کہ اے شاہزادۂ ذیوقار یہ نابکار کون ہے عمرو بن حمزہ نے کہا یہ مہران بن
شنکل ہے بعد اسکے تمام حال مہران کے آنے اور گفتگوے سخت کرنے کا بیان کیا فرخ نے عرض کیا اے شاہزادہ مجھکو
اب یہاں ٹھہرنا آپ کا مناسب نہیں ہے کو لازم یہی ہے کہ آپ اپنے گھر کیطرف تشریف لیجلیے اگر اسلیے ہمراہی آجائیگے
خواہش دین میں خوب تلوار چلیگی ہزاروں آدمی دونوں طرف کے قتل ہونگے میدان صحرای سبزہ زار خون سے سرخ ہو جائیگا
انجام لڑائی کا نہیں معلوم کیا ہوگا پس میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ یہاں توقف نہ کیجیے ہر چند عمرو بن حمزہ کا دل
نہ چاہتا تھا کہ صحرای سبزہ زار سے روانہ ہوں لیکن فرخ کے کہنے سے چلے ہمراہ پہونچے دو تین آہو اٹھا کر شکار
بند میں لٹکا دیے بعرض عمرو بن حمزہ بعد قطع راہ یونان میں پہونچے اور اپنی ماں کی خدمت میں گئے گلشن آرا نے
پوچھا شکار کھیل کر جلد چلے آئے اسکا کیا سبب ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے عرض کیا فرخ نے کہا اب صحرا
میں جلوا سوجھے میں چلا آیا یہ کہکر عمرو بن حمزہ خاموش ہوئے اور حال مہران کے قتل کرنے کا بیان نکیا پھر وہ دونوں آہو
جنکو شکار کیا تھا اپنی والدہ کی خدمت میں لے گئے ملکہ گلشن آرا آہوؤں کو دیکھکر خوش ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ
میرے فرزند نے پہلے پہل ان آہوؤں کو صحرا میں جاکر شکار کیا ہے عمرو بن حمزہ پر نثار کیا ۔

داستان لاش مہران کی دیکھکر روانہ کرنا شنکل کا لہراسپ بلند کمان اور سہیل سر غنیاں اور فولاد زنگی کو مع فوج طرف یونان کے اور جانا عمرو بن حمزہ کا جانب بصرہ اور قتل ہونا فریدون شاہ اور زخمی ہونا پسران فریدون شاہ کا اور تباہ ہونا اہل یونان کا اور اسیر ہونا گلشن آرا و عمرو

راویان خجستہ خواص داستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب عمرو بن حمزہ مہران کو قتل کرکے یونان میں چلے آئے
اور ہمراہیان مہران نے لاش مہران کی صحرا میں دیکھی نہایت محزون ہوئے اور گھسیارے جو وہاں گھاس چھیلتے
تھے ان سے پوچھنے لگے کہ ہمارے شہزادہ مہران کو کسنے قتل کیا ہے گھسیاروں نے عرض کیا خداوند ہمارے سامنے ایک لڑکے
نے قتل کیا ہے اور لڑکے کا نام عمرو بن حمزہ ہے یونان کا رہنے والا ہے ہمراہیان مہران نے یہ کیفیت گھسیاروں کی سنکے بعد آہ و
فغان لاش مہران کی اٹھائی اور صحرای سبزہ زار سے چلے بعد طے کرنے راہ کے خوارزم میں پہونچے شنکل نے شور نالہ
و فریاد سنا گھبراکر اپنے ملازموں سے کہنے لگا ذرا دیکھو تو یہ کون لوگ نالہ و فریاد کرتے ہیں ملازمان شنکل
گئے اور ہمراہیان مہران کو گریہ کنان دیکھکر پوچھنے لگے کہ تم کیوں روتے ہو انھوں نے تمام حال مہران کے
قتل ہونے کا بیان کیا ملازمان شنکل ہمراہیان مہران کو مع لاش مہران کے شنکل کے پاس لائے
شنکل بھی باعث نالہ و فریاد پوچھنے لگا ہمراہیان مہران نے مہران کا تمام حال عرض کیا شنکل اپنے فرزند کے
غم و الم میں نہایت اشکبار ہوا اور تمام اہل دربار بھی بآواز بلند رونے لگے اسوقت تاریخ جادو بنت زلزلہ جادو
کہ شنکل پر عاشق تھی اور تمام طلسم تاریخ کی مالک تھی پہلوی شنکل میں بیٹھی تھی ہر چند کہ صورت اسکی مہیب تھی

لیکن وہ اپنے تئین بہتر و خوب یہی سمجھتی تھی اور جی جو بچا کہ مہران کی لاش آئی اور شنکل رو رو کے اور تمامی اہل دربار
بھی اشکبار ہیں خود بھی ملول اور محزون ہوئی اور شنکل سے کہنے لگی کہ اگر تو مجکو اجازت دے تو ابھی جا کر یونان
میں سب کو قتل کروں کسیکو زندہ نہ چھوڑوں اور تیرے فرزند کے قاتل کو گرفتار کرکے تیرے پاس لے آؤں
شنکل نے اوس عالم گریہ وزاری میں جواب دیا کہ تم نہ جاؤ میں اپنے لشکر کے سرداروں کو مع فوج طرف یونان کے
روانہ کرتا ہوں وہ جا کر سب کو قتل کرینگے پھر شنکل بن شنکال فیل رو رد مست خوارزمی نے لہراسپ
بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی سے مخاطب ہو کر کہا کہ جلد تم تینوں مع سواران جرار اپنے لشکر کے
یونان کی طرف جاؤ جب یونان میں پہونچو سب کو قتل کرنا شہر تباہ و برباد کرنا عورتوں کو اسیر کرنا عمرو بن حمزہ کو
یا قتل کرنا یا گرفتار کرکے میرے پاس لے آنا لہراسپ اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی اوسی وقت مع تیس ہزار سپاہ کے طرف
یونان روانہ ہوئے ادھر تو لہراسپ وغیرہ سمت یونان جاتے ہیں لیکن ادھر فرخ وغیرہ نے فریدون شاہ سے جا کر عرض
کیا کہ آپکے نواسے نے صحرا میں مہران کو قتل کیا ہے اور تمام حال قتل کرنیکا بیان کیا فریدون شاہ نے حال سنکر خیال کیا
شنکل شاہ کو ضرور یہ خبر پہنچیگی اور عمرو بن حمزہ یونانی کو صدمہ پہونچائیگا یہ خیال کرکے فریدون شاہ نے عمرو بن حمزہ
کو بلایا اور بعد دعا درازی عمر کے فرمایا کہ اے فرزند ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ تم تھوڑے دنوں کے واسطے بصرہ چلے جاؤ
اور سیر بصرہ کی کرو وہاں شکار کھیلنا آب و ہوا نہایت اچھی ہے بعد سیر بصرہ کے پھر چلے آنا عمرو بن حمزہ نے عرض
کیا اگر آپکی خوشی یہی ہے تو میں آج ہی بصرہ کو روانہ ہوتا ہوں یہ عرض کرکے عمرو بن حمزہ یونانی اپنے نانا سے
رخصت ہوئے فریدون شاہ نے ہنگام رخصت عمرو بن حمزہ کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور کہا اے فرزند میں
ضعیف ہوا میری زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے ہر دم خیال مرگ ہے مثل چراغ سحر کے کوئی دم کا اس دنیائے فانی
میں مہمان ہوں اگر بعد تمہارے جانے کے مر جاؤں تو تم خبر میری مرگ کی سنکے ملول نہ ہونا اور مطلق رنج نکرنا
جہانتک ہوسکے صبر کرنا اے فرزند اس دنیائے فانی سے بڑے بڑے نامی گرامی شاہان جلیل القدر ذیجاہان
بجانب ملک عدم گئے ہیں میرے ادنے آگے کیا حقیقت ہے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں کسیکو ایکدن مرنا ہے
بقا سوائے پروردگار کے اور کسیکو نہیں ہے دیکھو اے فرزند اور غور کرو نظم کہ پھر سکندر کا وہ تخت و تاج کہاں ہے وہ
دارا کا لشکر سب آج کہاں اب کیومرث کا نام ہے کہاں اب جمشید کا جام ہے یہ کہکر فریدون شاہ عمرو بن حمزہ کو
گلے لگا کر بہت رویا عمرو بن حمزہ بوجہ طفولیت کے بوجہ بصرہ کیطرف روانہ کرنے اور تقریر فریدون شاہ کی نہ سمجھے
ورنہ عمرو بن حمزہ بصرہ کیطرف نہ جاتے بعد رخصت ہونے کے عمرو بن حمزہ اپنی ماں کے پاس گئے اور ان سے
بھی رخصت ہوکے مع ہمراہی فرخ وغیرہ یونان سے جانب بصرہ روانہ ہوئے اور بعد طے کرنے راہ کے بصرہ پہونچے
یہاں ایک روز فریدون شاہ کو خبر ہوئی کہ لہراسپ اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی مع تیس ہزار سواران جرار
قریب یونان آیا ہے فریدون شاہ صدف نوش اور استغنا نوش اپنے فرزندوں کو ہمراہ لیکے مع فوج شہر
سے باہر آیا اور لہراسپ سے ملاقات کرکے یہ عجز کہنے لگا کہ تم ہمارے شہر میں دیکھ لو کہ پسر حمزہ نہیں ہے
لہراسپ نے جواب دیا کہ تمنے پسر حمزہ کو کہیں پوشیدہ کیا ہے یا کہیں بھیج دیا ہے اب ہم اوسکے عوض تم سے انتقام لینگے
یہ کہکر لہراسپ نے فریدون شاہ کو تلوار سے قتل کیا یہ حال جو صدف نوش اور استغنا نوش نے دیکھا تلواریں کھینچکر مع
لشکر لہراسپ پر حملہ آور ہوئے لشکر لہراسپ بھی بڑھا تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی سر تن سے جدا ہونے لگے گرز
چلنے لگے سینوں کے پار ہونے لگے زخمی گھوڑوں سے گر کے چلانے لگے جوانان لشکر قتل ہو ہو کر جانب عدم

جانے لگے وہ دونوں پیام قضا آسنے لگے بہادر عروس گیتی ہم آغوش ہونے لگے گرد ڈیجا عرصہ کارزار میں بلند ہوا دست جفا
نظم یکے داشت در سر ہوائے گریز یکے داشت در سر ہوائے ستیز ہمے چارہ جو از دم تیغ تیز ہمے راز بیگانہ جگر
کاشتہ یکے مرگ را از خدا خواستہ ، یکے بود بے پا و بے سر یکے ، یکے کشتہ تیغ و خنجر یکے ، اودی گری ہر گہ یہ
صدف نوش اور استغنا نوش نے صدہا بلکہ ہزارہا سواروں کو قتل کیا آخر دونوں سراپا زخمی ہوئے اور مرکب
میدان کارزار سے ایک سمت ہو گئے جب یونانیوں نے دیکھا کہ دونوں شاہزادوں کو مرکب لیکر نکل گئے
اور لشکر یونانی پیچھے ہٹے ہزاروں بھاگتے میں قتل ہوئے سیکڑوں بھاگ کر نکل گئے یونان بالکل ویران ہو گیا
لہراسپ نے ایک ستون بنا کر نشان یونان زمین پر کھینچ دیا باقی تمام شہر کھدوا کر ہموار کر دیا جو شہر نہایت آباد تھا اوسے ویران
کر دیا بعد قتل کرنے مردان شہر اور بربادی شہر کے لہراسپ نے ملکہ گلشن آرا اور بقیہ وزیرزادوں اور جملہ اسیروں کو گرفتار
کر کے فولاد زنگی کے حوالے کیا پھر ایک اس مضمون کی لکھی کہ ای بادشاہ ذیجاہ میں نے حضور کے حکم سے
فریدون شاہ وغیرہ کو قتل کیا تمام شہر کو کھدوا ڈالا عورتوں کو اسیر کیا ہے اب میں نے ہمیں فولاد زنگی
کے فریدون شاہ کے سر کو اور عورتوں کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا ہے اور میں عمرو بن حمزہ کی جستجو
کرتا ہوں شاید وہ حضور کے خوف سے کسی طرف نکل گیا ہے اگر وہ طفل ملگیا تو اوسکا بھی سر کاٹ کے روانہ
کرونگا یا خود سر عمرو بن حمزہ کا لیکر آونگا زیادہ کیا عرض کروں جب لہراسپ اس مضمون کی عرضی لکھ چکا
ملفوف کر کے وہ عرضی فولاد زنگی کو دی اور کہا کہ یہ عرضی میری بادشاہ عالیجاہ کو دینا اور جو کچھ یونان میں
گذرا ہے زبانی بھی عرض کرنا اور ان عورتوں کو بحفاظت تمام پہنچانا یہ کہکر فولاد کو روانہ کیا فولاد زنگی
سر فریدون شاہ کا لیکر اور عورتوں کو اپنے ہمراہ لیکے مع لشکر سیاہ کے جانب خوارزم روانہ ہوا

داستان جانا قیدیوں کا حکم شنگل سے پاس محمداوند دم خبیثہ کے کوہ بوقلمون پر اور مقابلہ کرنا عمرو بن حمزہ کا لہراسپ مانند کمان اور سہیل شیر شکار سے اور عرضی لکھنا خواجہ عمرو

راویان شیریں کلام اس داستان کو یوں لکھتے ہیں کہ جب فولاد زنگی سر فریدون شاہ اور قیدیوں کو لیکر قریب خوارزم
پہونچا شنگل کو خبر ہوئی کہ فولاد زنگی سر فریدون شاہ اور قیدیوں کو ہمراہ لیکر آتا ہے شنگل یہ خبر سنتے ہی خوش ہوا
اور ایک نامہ فولاد زنگی کو اس مضمون کا لکھا کہ سر فریدون شاہ تو میرے پاس روانہ کر دے اور قیدیوں کو کوہ بوقلمون خداوند
دم خبیثہ کے پاس بھیجنا اور تمام حال اوسے بیان کر اور میری طرف سے آداب و تسلیم عرض کر جو کچھ وہ ان قیدیوں
کے بابت میں کہیں وہی کرنا بلکہ ان قیدیوں کو او خبیثہ کے سپرد کر دینا جو اوسکے مزاج میں آئے وہ اونکے حق میں کرے جب
نامہ شنگل لکھوا چکا مہر اپنی نامہ پر کر کے ایک شتر سوار کو دیا اور کہا یہ نامہ فولاد زنگی کو پہونچا وہ شتر سوار وہ نامہ لیکر
چلا اور طے کرنے راہ کے نامہ فولاد زنگی کو دیا فولاد زنگی نے بموجب حکم سر فریدون شاہ تو بادشاہ کی خدمت میں بھیجا اور خود
گلشن آرا وغیرہ کو لیکر کوہ بوقلمون کیجانب چلا اور بعد قطع راہ پاس دم خبیثہ کے پہونچا یہ خبر لطافشان کو بھی اور خبیثہ کو بھی
ہوئی شنگل نے قیدیوں کو یہاں کیوں بھیجا ہے عرض کیا دم خبیثہ نے فولاد سے کہا کہ ان قیدیوں کو قید خانہ میں رکھو
میں سنا دونگی فولاد زنگی یہ سنکے درہ کوہ میں مقیم ہوا ادھر فولاد زنگی زیر کوہ بوقلمون مقیم ہے لیکن احوال عمرو
بن حمزہ کا لکھا جاتا ہے کہ جس روز لہراسپ مانند کمان اور سہیل شیر شکار مع سواران جرار عنقریب یونان پہونچے اور فریدون
شاہ نے شہر سے نکل کے اونسے مقابلہ کیا اور آسمان زمین شاہ اور فریدون شاہ کو قتل کیا اور بعد جنگ یونان کو تباہ و
ویران کیا اور گلشن آرا وغیرہ کو اسیر کیا اوسی روز عمرو بن حمزہ یونانی کو اس جنون اور ملال ہوا کہ اشک بے اختیار

آنکھوں میں بھر آئے نانا اور ماں اور ماموں یاد آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے اسی عالم رنج و ملال میں فرخ سے کہا کہ ای فرخ
کیا سبب ہے کہ آج خود بخود میرا جی دل چاہتا ہے کہ نالہ و بکا کروں اور خوب روؤں اسوقت ضبط کرتا ہوں لیکن آنسو
نکلے آتے ہیں دل بیقرار ہے والدہ صاحبہ اور نانا یاد آتے ہیں علاوہ اسکے یونان کا ہر ایک کوچہ اور مقام اور ایک ایک
دکان یاد آتا ہے اور وہ نانا کا مجھے گلے ملکے رونا اور والدہ کا ہنگام رخصت گریہ کرنا یاد آتا ہے نہیں معلوم انہوں نے
کس وجہ سے مجھے اسطرف بھیجا اور مجھے گلے ملکر وہ اس درجہ کیوں روئیں اور آج میں کسوجہ سے فکرزدہ و ملول ہوا
نہیں معلوم بعد میرے آنے کے انپر کیا گذری اور وہ فی الحال کس حال میں ہیں شب کو میں نے خواب پریشان بھی
دیکھا ہے خداوند عالم خیر کرے نانا اور والدہ صاحبہ اور ماموں بخیر و عافیت ہوں شہر میں کوئی فتنہ و فساد نہوا ہو شب
آرام و راحت ہوں فرخ نے عرض کیا آپ کو کچھ فکر و ملال نکرنا چاہیے وہاں انفضال خدا سب طرح خیریت ہوگی عمرو بن
حمزہ نے کہا ای فرخ اسوقت دل یہی چاہتا ہے کہ یونان کیطرف جاؤں اور والدہ صاحبہ و نانا صاحب کی زیارت سے مشرف
ہوں اور وہاں جاکر اپنے دل مضطر کو تسکین دوں فرخ نے عرض کیا آپ کو اختیار ہے تشریف لیچلیے ابھی فرخ عمرو بن حمزہ
سے یہ عرض کر رہا تھا ناگاہ چند یونانی پریشان خاطر عمرو بن حمزہ یونانی کو نظر آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے ان یونانیوں کو
اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تم سب کیوں پریشان ہو اور گھبرائے ہوئے کہاں جاتے ہو سبھوں نے عمرو بن حمزہ
کو پہچان کر نالہ بلند کیا اور کلاہ اپنے سروں سے اتار کے زمین پر پھینک دیئے اور بعد اشکباری و نالہ و بیقراری عرض
کرنے لگے کہ ای شاہزادہ ذی قدر و ذی وقار ہم کیا اپنی پریشانی کا حال عرض کریں آپ کو صدمہ جانکاہ ہوگا عمرو بن حمزہ
بیتاب ہو کر کہا برائے خدا حال یونان جلد بیان کرو اور اپنی پریشانی و اشکباری کے احوال سے اطلاع دو یونانیوں نے
عرض کیا ای شاہزادہ دیکھا بڑا غضب ہوا یونان تباہ و برباد ہو گیا شمشکل حاکم خوارزم نے لہراسپ اور شمشیل
کو مع فوج کثیر بھیجا انہوں نے یونان میں آکر حضور کے نانا صاحب کو قتل کیا اور انکا سر کاٹ لیا پھر آپ کے دونوں ماموں
خوب لڑے ہزاروں کو انہوں نے قتل کیا سنا ہے کہ وہ زخمی ہوئے اور گھوڑے انکو میدان جنگ سے کسی طرف
لیگئے لشکر آپکے نانا فریدون شاہ کا بھاگ گیا لہراسپ نے یونان کو ویران کیا تمام مکانات کھود ڈالے رعایا کو بھی
قتل کیا آپ کی والدہ صاحبہ کو اسیر کر لیا اسطرف بھاگ کر آئے ہیں ای شاہزادہ عالی منزلت آپ بھی کسی طرف
نکل جائیے لہراسپ آپ کی تلاش میں ہے یہ کہکر یونانی خاموش ہوئے عمرو بن حمزہ یونانی اسقدر روئے کہ اگر
بتفصیل حال گریہ و زاری لکھا جائے تو اس داستان کو نہایت ہی طول ہو اور دل بھی طول فسانہ سے ازحد ملول ہو
پس باین خیال مفصل حال اشک فشانی عمرو بن حمزہ نہیں لکھا گیا لیکن مختصر یہ ہے کہ عمرو بن حمزہ اپنی نانا کے قتل ہو جانے
اور ماں کے گرفتار ہونے سے ازحد گریان ہوئے اور اسی عالم آہ و فغان میں فرخ سے کہنے لگے کہ میرے دل کے گھبرانے اور پریشان
ہونے کی یہی وجہ تھی افسوس ہزار افسوس نانا صاحب قتل ہو گئے اور والدہ صاحبہ اسیر ہو گئیں ای فرخ مجکو وہ نانا کا پیار کرنا
اور گلے سے لگانا اور اشکبار ہونا یاد آتا ہے اب مجکو معلوم ہوا کہ اسی وجہ سے وہ روتے تھے اور فرماتے تھے کہ اب میری زندگی کا بھروسا
نہیں ہے افسوس میں انکی تقریر کو نہ سمجھا اور انکے فرمانے سے اسطرف چلا آیا منظور یہ ہوا کہ مجکو شکار ادھر کے بہانے اسطرف بھیجدیں
تاکہ میں لہراسپ وغیرہ کے ہاتھ سے مارا نہ جاؤں اور قتل نہوں اگرچہ میں جانتا کہ لہراسپ آئیگا اور میرے نانا کو قتل کریگا تو
میں کبھی اسطرف نہ آتا فرخ نے جگر یہ و زاری عرض کیا کہ ای شاہزادہ ذیوقار مشیت پروردگار میں کسی کو دخل نہیں ہے جو منظور خدا کو
تھا وہ ہوا اب آپ صبر کیجیے اور گریہ و زاری موقوف کیجیے ورنہ ہلاک ہو جائیگا عمرو بن حمزہ نے کہا کہ ای فرخ یہ وہ صدمہ جانکاہ
ہے کہ صبر نہیں ہو سکتا اور اشکباری موقوف نہیں کر سکتا اب جب تک کہ شمشکل ہو اسکا عوض مجھ سے نہ ہوگا اسوقت تک

میرے دل کو قرار ہوگا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارا لشکر یونان کی طرف اسیوقت روانہ ہو بموجب حکم چالیس ہزار ترک مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوئے عمرو بن حمزہ بھی مرکب پر بیٹھے فرخ ہمراہ رکاب ہوا لشکر بصرہ سے چلا بعد طی کرنے راہ کے عمرو بن حمزہ شہر یونان مین آئے شہر کو تباہ و برباد دیکھکر اشک آنکھون مین بھر لائے بعد دیکھنے شہر کے لوگون سے پوچھا لمراسپ کہان ہے سب نے عرض کیا ہمین نہین معلوم کہ وہ کہان ہے یہ سنکر عمرو بن حمزہ آگے بڑھے دیکھا چند گھسیارے ایک میدان سبزہ زار مین بیٹھے ہین عمرو بن حمزہ نے گھسیارون کو بلایا اور انکو کچھ روپیہ دیکر ان سے پوچھا کہ لمراسپ اور سہیل کہان ہین گھسیارون نے عرض کیا خداوند نعمت یہانسے دور ایک باغ ہے اسی باغ مین لمراسپ مع لشکر مقیم ہے ہم اسی لشکر کے گھوڑون کے واسطے گھاس لینے یہان آئے ہین آپ چلے جایئے اسی باغ مین لمراسپ سے ملاقات ہوگی عمرو بن حمزہ یہ تقریر گھسیارون کی سنکے آگے روانہ ہوئے لمراسپ کو بھی خبر ہوئی اسنے فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو عمرو بن حمزہ آتے ہین مردان لشکر مسلح ہونے لگے ادھر عمرو بن حمزہ قریب باغ پہونچے سوار ون نے باغ سے نکلکے مقابلہ کیا اور نیزہ و تیر و شمشیرے لیکر فوج عمرو بن حمزہ یونانی پر گرے اور قتل کرنے لگے مقابلان لشکر عمرو بن حمزہ یونانی بھی چھوٹی چھوٹی سپر ین اور تیغے لیکر لڑنے لگے عمرو بن حمزہ نے بھی بصد غیظ و غضب تلوار کھینچی اور سوارون کو قتل کرنے لگے زنگیان سیاہ در و خون مین ہمہ تن سرخ ہوکر زمین پر تڑپنے لگے کہ زمین میدان رزم خون سے لال ہونے لگی غضب کی جنگ و جدال ہونے لگی شمشیر آبدار عمرو بن حمزہ یونانی کفار کو راہ عدم دکھانے لگی ہر ایک سوار کی روح سمت عدم جانے لگی لاشین رہوار پامال کرنے لگے گھوڑون کے گشت سے گرد و غبار بلند ہوا دست خورشید تابان پنہان ہوگیا ترک فلک یہ جنگ دیکھکر ڈرنے لگا آفتاب خوف سے کانپنے لگا مریخ

خون آلودہ تیغ عمرو بن حمزہ دیکھکر کہتا ہوا قطعہ

تھا گرم وہان اجل کا بازار
یہ شعلہ تو وہ شرار مردہ

ہے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
خاکستر ابر مین فسردہ

الکھون جو بیان ریز ترخ لن
تلوار کو وان جو رزم گہ مین تھا
وہ تیغ تھی یا کہ آہنی نل

شمشیر تنگ قلم ابھی ہو گلگون
دم خنجر برق مین نہین تھا
دو حون کا گذر تھا سیہ بالکل

اسی ہنگامہ کارزار مین لمراسپ بلند کمان قریب عمرو بن حمزہ یونانی آیا اور نعرہ کیا کہ ای طفل ہوشیار ہو جا میری تیغ آبدار سے صد پہلوان رستم خصال خون مین لال ہوئے ہین اور پھل تیغ کا کھاکر سوے عدم گئے ہین مثل انکے تجھ مین قوت و توانائی نہین تجھکو تو آن واحد مین قتل کرتا ہون یہ کہکر تیغ آبدار سر عمرو بن حمزہ پر لگائی عمرو بن حمزہ نے تیغ لغفون سپر گری سپر پر روکی اور پھر تیغ آبدار لمراسپ کے سر پر لگائی لمراسپ نے چاہا تھا کہ تیغ کو سپر پر روکون ناگاہ مرکب نے سکندری کھائی لمراسپ مرکب سے زمین پر گرا گھوڑا مارا گیا عمرو بن حمزہ نے ہاتھ روک لیا اور کہا ابھی ممکن ہے کہ تجھے قتل کرون لیکن یہ امر شجاعت کے خلاف ہے جلد اٹھ اور گھوڑے پر سوار ہو اور مجھسے مقابلہ کر سہیل شیر شکار وغیرہ یہ تقریر عمرو بن حمزہ کی سنکے باہم کہنے لگے کہ عمرو بن حمزہ نہایت شجیع اور بہادر ہے ایسے وقت مین حریف کو چھوڑ دیا یہ اسی بہادر کا کام تھا ابھی سہیل وغیرہ یہ تقریر باہم کر رہے تھے کہ لمراسپ ایک مرکب پر سوار ہوا اور ہنگام مقابلہ پھر اسی طرح اسپ گرا اور پھر عمرو بن حمزہ نے چھوڑ دیا اور کہا ای لمراسپ پھر گھوڑے پر سوار ہو دیکھ اب بھی مین نے تجکو چھوڑ دیا اور قتل نہین کیا لمراسپ یہ خوبی خلق و مروت دیکھکر خیال کرنے لگا ای لمراسپ لازم ہے کہ ایسے بہادر کی اطاعت قبول کر اور اسکے دین کو اختیار کر کلمہ پڑھکر مسلمان ہو ادھر تو لمراسپ یہ خیال کر رہا تھا ادھر سہیل شیر شکار اور چند سوار باہم کہ رہے تھے کہ اگر اب کی مرتبہ لمراسپ قتل ہو جائیگا پس اب بہتر اور مناسب یہ ہے کہ سب ملکے عمرو بن حمزہ پر حملہ کرین اور گرفتار کرلین یہ تجویز کرکے سہیل اور سوار آگے بڑھے لمراسپ نے سب کو منع کیا اور روکا اور کہا کہ ایسے جوان دلاور سے دغا کرو اور سب ملکر یکبارگی تم سب پر حملہ نہ کرو یہ کہکر لمراسپ آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ کے قدمون پر گرا اور عرض کرنے لگا کہ اسے شاہزادہ

دیجئے تاکہ آپ اس گنہگار کو کلمہ پڑھا مسلمان کیجیے عمرو بن حمزہ خوش ہو کر لہراسپ کو اپنے قدموں پر سے اُٹھایا اور کلمہ پڑھایا
لہراسپ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا سہیل وغیرہ نے جو دیکھا کہ لہراسپ مسلمان ہوا سب نے کہا کہ اے
لہراسپ خوب ہوا کہ تو مسلمان ہوا اگر تو مسلمان نہوتا تو ابھی ورنہ ہم تجکو گرفتار کرکے شہزادے کے حوالے کر دیتے
یہ کہکے سہیل شیر شکار مع بیس ہزار سواروں کے مسلمان ہوا عمرو بن حمزہ نے سہیل شیر شکار وغیرہ کو مسلمان کر کے
ہر ایک پر نوازش کی بعد اسکے عمرو بن حمزہ نے لہراسپ وغیرہ سے اپنے نانا اور والدہ کا احوال پوچھا لہراسپ نے
دست بستہ عرض کیا کہ اے شہزادہ ذی وقار یہ خادم گنہگار حاضر ہے اسی خاکسار نے آپ کے نانا کو تلوار سے قتل کیا ہے حضور
میرے ہاتھوں کو کاٹیے یا مجکو قتل کیجیے کہ میں نے آپکے نانا کو قتل کیا ہے اور آپ کی والدہ صاحبہ وغیرہ کو گرفتار کرکے
جانب خوارزم روانہ کر دیا ہے میں نے سنا ہے کہ آپ کے نانا کا سر شتکل بدکردار نالائق بداطوار نے در قلعہ پر لٹکایا ہے
وہ نہایت خوش ہوا ہے عمرو بن حمزہ نے جواب دیا اے لہراسپ تم نے عالم کفر میں میرے نانا کو قتل کیا اب تم مسلمان ہوئے
اور تمنے میری اطاعت قبول کی ہے اب میں تمکو کیا قتل کروں خداوند عالم کو جو منظور تھا وہ ہوا یہ کہکر عمرو بن حمزہ نے
پوچھا اے لہراسپ میری والدہ کہاں قید ہیں لہراسپ نے عرض کیا کہ میں نے فولاد زنگی کے ہمراہ انہیں خوارزم
کی طرف روانہ کیا ہے عمرو بن حمزہ نے یہ سنکے اور سب کو اپنے ہمراہ لیکے اس جگہ آئے جس جگہ لاش فریدون شاہ کی پڑی
تھی عمرو بن حمزہ اپنے نانا کے تن بے سر کو دیکھکر بہت روئے اور اسی جگہ کھڑے ہوکر قلمدان طلب کیا فرخ
نے قلمدان حاضر کیا عمرو بن حمزہ نے اپنے نانا کے خون سے خواجہ عمرو کو ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ اے جناب
چچا صاحب آپنے میری خوب خبر لی اور جو وعدہ آپنے تشریف لانے کا کیا تھا خوب ایفا کیا افسوس آپ
مجکو بھول گئے یہاں ہم رنج و غم میں مبتلا ہوگئے ہیں جناب نانا صاحب قتل ہوگئے اور دونوں ماموں صاحب وقت
جنگ زخمی ہوکر کسی طرف گھوڑے اُنکو لیگئے ہیں بعضے اشخاص کہتے ہیں کہ وہ بھی کسی جگہ مر گئے والدہ صاحبہ ہماری
اسیر ہوکر خوارزم کی طرف گئی ہیں اور تمام شہر یونان تباہ اور ویران ہوگیا ہے اور کسی مکان کا نام و نشان بھی نہیں رہا ہے
یہ سب ظلم و بدعت شتکل بن شتکال فیلزور بدمست خوارزمی بدکردار و ناہنجار نے کی ہے چونکہ قبل تباہی
یونان کے نانا صاحب مرحوم نے بہانے سے سیر و شکار کے مجکو طرف بصرہ کے روانہ کر دیا تھا اسوجہ سے مجکو اب خبر ہوئی
اور اب میں یونان میں آیا ہوں اور زندہ رہا ہوں ورنہ میں بھی قتل ہو جاتا یا زخمی ہوتا پس اے عموی صاحب
اگر میری خبر لینا آپ کو منظور ہے تو جلد تشریف لائیے زیادہ سوائے اشتیاق قدمبوسی کے اور کیا
لکھوں بعد اسکے ایک عرضی خون فریدون شاہ سے عمرو بن حمزہ نے اپنے ماموں زرتشت بہادر کو بھی اسی مضمون
کی لکھی اور دونوں عرضیاں ملفوف کرکے فرخ کے حوالے کیں اور کہا اے فرخ ان عرضیوں کو لیکر بہت جلد
قلعہ تنگ رواحل میں جا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ فی الحال جناب عموی صاحب اور جناب ماموں صاحب قلعہ تنگ رواحل
میں تشریف رکھتے ہیں یہ عرضیاں دونوں صاحبوں کو دے کر جلد آنا اور جانب خوارزم آنا کہ مجھسے وہیں ملاقات
ہوگی فرخ نے عرض کیا یہ عرضیاں آپ اور کسی شخص کے ہاتھ روانہ کیجیے مجکو نہ بھیجیے اول تو میں راہ سے ناواقف
ہوں دوسرے میرا دل نہیں چاہتا کہ میں آپ کو چھوڑ کے اسطرف جاؤں عمرو بن حمزہ نے فرمایا اے فرخ نشان قلعہ
تنگ رواحل مردم سے دریافت کرتے ہوئے چلے جانا انشاءاللہ بہ سہولت پہنچ جاؤگے اور میری جدائی کا خیال نہ کرو خداوند
عالم میرا حافظ و نگہبان ہے جبتک میری زندگی ہے کوئی مجھے ہلاک نہیں کر سکتا فرخ یہ گفتگو سنکے مجبور ہوا اور عرضیاں لیکر
جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوا بعد روانہ ہونے فرخ کے عمرو بن حمزہ یونانی نے لاش بے سر اپنے نانا کی دفن کی پھر

چالیس ہزار کا لشکر اپنا اور تیس ہزار کا لشکر لہراسپ اپنے ہمراہ لیکر بجمعیت ہفتاد ہزار سوار جانب خوارزم روانہ ہوئے

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا جانب خوارزم اور اثناء راہ میں خبر سنکے کوہ بوقلمون پر جانا اور اپنی والدہ کو قید سے چھڑانا اور فرخ کا قلعہ تنگ رواحل میں جا کر عرضیان دیگر خوارزم کی طرف آنا اور زرتاش بہادر کا بعد جنگ عظیم قید ہونا

محرران بیتاب اس داستان کو یوں لکھتے ہیں کہ جب عمرو بن حمزہ نے تھوڑی سی راہ طے کی راہ میں سنا کہ شسکل نابکار کے حکم سے فولاد زنگی ملکہ گلشن آراء وغیرہ کو کوہ بوقلمون پر خداوند دم خبیثہ کے پاس لیگیا ہے عمرو بن حمزہ یہ خبر سنکے جانب کوہ بوقلمون روانہ ہوئے عمرو بن حمزہ سمت کوہ بوقلمون آتے ہیں لیکن اب حال دم خبیثہ کا اور کچھ کیفیت میلے کی تحریر کیجاتی ہے واضح ہو کہ دم خبیثہ ایک ساحرہ ہے شکل اسکی بندر کی ہے دم میں کچھ منقش کا ہے اور تمام پوست بھی منقش کا ہے اور دانت نہایت صاف و آبدار ہیں ایک احاطہ سا ہے اسمیں ایک گنبد پر تکلف و بلند ہے اسی گنبد میں ایک تخت جواہر نگار بچھا ہے اور سامنے تخت کے ایک آئینہ کلاں رکھا ہے اور تخت پر دم خبیثہ بیٹھتی ہے جب آفتاب نکلتا ہے اور ضیاء آفتاب کی آئینہ پر پڑتی ہے اور دانتوں کی بھی چمک ہوتی ہے بحکم سحر کی تاثیر سے بھی ایک برق چمکتی ہے سجدہ کرنے والے برق چمکنے کے وقت دم خبیثہ کو سجدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جلوہ نور خداوند دم خبیثہ کا تھا علاوہ اسکے یوں بھی مرد و زن سجدہ کرتے ہیں غرض دوسرے روز کہ رات ہے سے کفار اطراف و جوانب سے جوق جوق گروہ گروہ آنے لگے اور زیر کوہ جمع ہونے لگے دکانداروں نے بھی دور دور سے آکر میلے میں دکانیں لگائیں حلوائی کنجڑے کبریے گل فروش تنبولی بزاز بساطی جوہری وغیرہ میلے میں آئے اور جابجا زیر کوہ دکانیں لگانے لگے ساقنیں بھی جوان جوان گورے اور سانولی لباس رنگین زیب تن کئے میلے میں آئیں سوداگر بھی راہ دور دراز سے انواع اقسام کا مال و اسباب لیکر برائے تجارت آئے اور خیام برپا کرکے زیر کوہ مقیم ہوئے تھے کھلوٹ ٹوکروں میں رکھکر لائے میوہ فروش بھی نارنگیاں اور امرود و سیب اور بہی ناشپاتی اور انار ترش و شیریں نارنج اور ترنج اور نیبو وغیرہ لیکر راہ دور و نزدیک سے آئے غرض اسی طرح سے جملہ دکاندار آئے اور اپنی اپنی دکان لگانے کی فکر کرنے لگے جب صبح ہوئی صدہا بلکہ ہزارہا تماشبین آنے لگے اور جمع ہونے لگے گرم بازاری ہونے لگی خریدار اشیاء مطلوب و مرغوب لیکر جانے لگے ساقی مردم کو حقے پلانے لگے تنبولی گلوریاں بنا بنا کر خریداروں کو دینے لگے گل فروش ہر رنگ گل شگفتہ ہو کر ہر ایک غنچہ دہن سے مخاطب ہو کر کہنے لگے بیت خریدار و لیلو یہ ہیں عطر بار + شگفتہ ہیں بیلا چنبیلی کے ہار + کسی طرف نوجوان و خوبصورت کنجڑنیں جوانوں سے سینے دکھا کے کہنے لگیں شعر ذرا ہاتھ سے دیکھ تو لو میاں + بہت خوب دونوں ہیں نارنگیاں + کوئی کنجڑن کسی جوان حسین کو سیب دکھا کر کہنے لگی شعر کسی کو نہیں اسمیں جائے سخن + یہی سیب ہیں رشک سیب ذقن + کوئی جوان خوبرو کسی حسین و نوجوان کنجڑن کے پستان کو دیکھ اور بیتاب و بیقرار ہو کے بصد آرزو و تمنا یہ خیال کرتا تھا شعر مرے باغ حسرت میں آئے بہار + اگر ہاتھ آجائیں یہ دو انار + کسی طرف حلوائی بصد زیبائی تحفہ اور نفیس مٹھائی لیے ہوئے دکانیں لگائے بیٹھے تھے شکر لب شیریں ادا مٹھائی خوانچوں میں لگائے بیٹھے تھے کسی سمت جوہری علاوہ زیور طلائی و نقرئی کے موتی گنٹھیا یاقوت یمنی لعل بدخشانی فیروزہ کہنہ ہیرا اور زبرجد وغیرہ لیے ہوئے بصد تکلف بیٹھے تھے کسی جانب سوداگر ہزارہا روپیہ کا مال و اسباب خریداروں کے ہاتھ بیچ رہے ہیں ایک طرف ساقنیں سیمتن نازک بدن بناؤ سنگار کیے ہوئے لباس رنگین پہنے ہوئے بصد ناز و ادا پیالوں میں مے لیے ہیں انکے پاس نشہ بازوں کا ہجوم تھا کوئی چرس پر دم لگاتا تھا اور دھواں دہن سے نکالتا تھا کوئی نشہ باز دیکھکر جیتا تھا کوئی نشہ باز جھوم کر

اشعار عاشقانہ پڑھتا کوئی دائرہ ہاتھوں مین لیکر بجاتا تھا وہ بیچاں تحت تھا کوئی نشہ باز ساقی سے مخاطب ہوکر کہتا تھا مطلع تمنا ہی ہر
بی ہی ہوس پلا دو ہمین جلد ساقی چرس ساقی مسکرا کر کہتی تھی اے حضرت کیجیے ایک پیچ لگا دو نشہ باز بیوقوف کہتا تھا بیوی
چاہے ایک پلاؤ خواہ دو چلمین پلاؤ تمہین اختیار ہی تم ہماری مالک ہو غرض اسیطرح ہر ایک ساقی کے جیب لفنگے بدونکے مجمع تھا
کہین میلے مین سوانگ انواع اقسام کی حیرت افزا لاتین کرتے ہین بعضے سوانگ سیف کھینچتے ہین اکثر گیہوں چبا کر خوشہ گندم دس
سے نکالتے ہین بعضے آگ کے انگارے بیخوف وخطر چباتے ہین القصہ جب کئی کوس تک مین خوب مجمع مردمان ہو گیا اسوقت
دم خبیثہ اُس گنبد مین تخت پر بیٹھی اور در گنبد کھلا اور برق بقاعدۂ معمولی چمکی اُسوقت ہزارہا بلکہ اس سے بھی زیادہ کفار ناہنجار
دم خبیثہ کی تعظیم کو سجدے کرنے لگے اور بعد سجدے کے اکثر ناقوس بجانے لگے بعضے ڈنکا بجا کر بھجن خداوند دم خبیثہ کے گانے لگے
کوئی ایک پانوسے کھڑا ہوکر پرستش کرنے لگا کوئی شان خداوند دم خبیثہ مین کبت پڑھنے لگا اکثر عورتین
ہاتھ جوڑ کے اور سر جھکا کے باواز بلند عرض کرنے لگین کہ یا خداوند اسی سال ہمین بیٹا دیجیے بعضے بجاے خاک آستان
خداوند دم خبیثہ لیکر اپنے تن بدن پر ملنے لگے اکثر خاک آستان دم خبیثہ آنکھوں سے لگانے لگے بعضے گرد گنبد
پھرنے لگے بار بار تصدق ہونے لگے غرض اسوقت تمام میلے مین سواے ملکہ گلشن آرا وغیرہ کے ہر ایک کی زبان پر
یا خداوند دم خبیثہ جاری تھا اور ہر ایک بطرز دیگر پرستش کرتا تھا اور اپنی حاجت طلب کرتا تھا وہ جب اسیطرح
برق چمکتی تھی اور روشنی ہوتی تھی کفار خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے خداوند دم خبیثہ اپنا جلوہ وتجلی دکھاتی ہین یہ کہکے
سجدہ کرتے تھے اور ناقوس وسیدم بجاتے تھے بھجن گاتے تھے فولاد زنگی بھی کبھی سجدہ کرتا تھا کبھی ناقوس بجاتا تھا
کبھی بھجن گاتا تھا کبھی اپنے روے سیاہ پر خاک در گنبد لگاتا تھا کبھی ایک پانوں سے کھڑا ہوکر موافق اپنے مذہب کے
پرستش کرتا تھا بعد پرستش کرنے کے فولاد زنگی نے عرض کیا یا خداوندا اب ان قیدیوں کے باب مین کیا
حکم ہوتا ہے دم خبیثہ نے حکم دیا کہ ان قیدیوں کو سامنے لاؤ فولاد زنگی قیدیوں کو روبروے دم خبیثہ لیگیا فولاد
نے کہا اے قیدیو اگر تمکو رہائی اپنی منظور ہی تو خداوند دم خبیثہ کو سجدہ کرو خداوند کو تمپر رحم آجائیگا تمکو رہائی کا حکم دیدیگی غرضکہ
سب نے قیدیوں سے کہا لیکن کسی عورت نے دم خبیثہ کو سجدہ نکیا اُسوقت دم خبیثہ کو غصہ آیا حکم دیا کہ ان قیدیوں کو
آدھے جسم سے زمین مین گڑوا دو اور انکو سنگسار کرو جو کوئی ایک کنکری بھی انھین ماریگا ہم اسکو جنت مین ایک
قصر دینگے علاوہ اسکے جو کوئی انواع واقسام سے انھین ایذا پہونچائیگا اسکو بہت ثواب ہوگا اور ہم اُس سے
نہایت خوش ہونگے یہ حکم خداوند کا سنکے ایک زن بدکردار نے ایک پتھر بعد غضب ملکہ گلشن آرا کے بازو پر
اسطرح مارا کہ بازوے ملکہ گلشن آرا کا مجروح ہوا اور خون بازو سے بہنے لگا ملکہ سوے فلک دیکھکر اور اشکبار
ہوکے چار طرف دیکھنے لگین سواے دشمنوں کے کسی کو اپنا دوست اور شفیق نہ پایا ابھی ملکہ دیکھ رہی تھین کہ مفسدہ
پیشے گڑھے کھود چکے اور ہر ایک کو گڑھے مین تا کمر گاڑا اور کفار سنگدل تیر لگانے پر مستعد اور موجود ہوئے
ہزاروں زن ومرد نے چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے پتھر ہاتھوں مین اٹھاے اور قصد مارنے کا کیا اُسوقت

مفسدہ نے اشکبار ہو کے سوے فلک دیکھا اور یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

او چرخ مجھے دلبری کرنی نہین آتی

تو ہے دل وجان کا جو ارمان ہی برابر
دیا ہم نے اشکون سے یہ بتا ہی لہو کا
نرگس ہے جو دیدہ گریان سے برابر
ہی سینۂ تفتیدہ ہر اک تختۂ گلزار

یو ہمین جو ہی خاطر مین تری مین بھی ہون تیار
مژگان سے اری نیزۂ برجان ہی برابر
آنکھون سے مروت تری ہو دلستری نہ مرہم
جو غنچہ ہی سو وہ دل سوزان سے برابر

یہ زندگی اور روح کا سودا ہے جو سے برابر
کہتے ہین جسے سرو وہ گلشن کی ہی اک آہ
قسمت ہی جدا ہی کہ گریزان ہی برابر
افسوس کہ مجھے کبھی مرے کہ تجھ پاس

لخت دل وجگر کے بدامان ہے سراپا 　|　 فتنہ یہ اشعار پڑھکر خاموش ہوئی اور اپنی حیات سے ناامید ہوئی لیکن

اسوقت کنیزون کا گھبرا کر اور رو رو کر خداوند عالم سے دعا کرنا خصوصًا ملکہ گلشن ارا کا درگاہ خداوند عالم مین بر گزیدہ کی دعا کرنا اور بے اختیار رونا اور فتنہ سے مخاطب ہو کر کہنا کہ ای فتنہ نہین معلوم میرا فرزند کیسا ہے افسوس آخر وقت مین بھی اسے نہ دیکھا یہی حسرت لیکر یہ دنیا سے چلے یہ کہکر پھر فتنہ سے کہا کہ عمرو بن حمزہ اگر اسوقت نہ آئے تو بہتر ہے کیونکہ ہزارون بلکہ لاکھون اسکے دشمن جان یہان موجود ہین ہم تو سنگسار ہوتے ہین خدا اُسے دشمنون سے بچائے یہان نہ ہے اچھا ہے ملکہ فتنہ سے یہ کہ رہی تھی کہ کفار پتھر لیکر قریب تر آئے اور دو چار پتھر کنیزون پر لگائے اُسوقت

ملکہ نے بر جوع قلب درگاہ مجیب الدعوات مین اسطرح دعا کی اشعار 　|　 خدایا شق کلک سینہ افگار

سیہ رو ہون سیہ دل ہون سیہ کار
کوئی نعم البدل زبون ایسا نہین ہے
در یغا حسرتا ہیہات ہیہات
گمان و وہم و جہان درد آمیز
مرے سایے سے ابلیس پیدا
لب مایوس ہون خندان طرب سے
جگر کو جان کو آباد پاؤن
سوا تیرے مرا کوئی نہین ہے
مری بگڑی ہوئی بجا ہے ساری
جو شش ہے ایک ہی تو رحم کھا کے
ہوس سب ہون سینۂ مضطر سے باہر
امنگون پر دل افسردہ آئے

بسر ہوتی ہے بیجا زندگانے
عمل مین اپنے جو آتا نہین ہے
لحاظ بندگی جب تا رہا ہے
وہ سب ہین شان شیطانی سے لبریز
نگاہ و لطف سے عنبر ما شامہ
بگریان دیدۂ پرخون ہون اب سے
تجمل ہو دیکھ کر سر و رنجید
عطا ہے آسرا کوئی نہین ہے
بہت کچھ آرزو رکھتی ہون دل مین
نکل جائین سب ارمان مدعا کے
خلیل آسا جہنم باغ ہو جائے
جوانی سکے غم سے پیری دکھا کے

ہمارے جان ہے آشوب جوانی
گذرتی ہے عجب غفلت مین اوقات
سر نخوت نے دل مین گھر کیا ہے
اگر چاہے یہ نفس کفر شیدا
دل مضطر کو ہو کچھ تو سہارا
تمناؤن کو دل مین شاد پاؤن
تری محفل سے بیٹھے دور زاہد
کرے رحمت تری گر پردہ داری
ہزارون گفتگو رکھتی ہون دل مین
غم ہستی و مرگ و قبر و محشر
گل و فردوس دل کا داغ ہو جائے
نہ رہے ارمان کچی کی جیسی ہمت

کچے غم جسطرح کسک کی نیت 　|　 ابھی ملکہ گلشن ارا درگاہ خدا مین دعا کر رہی تھین ناگاہ عمرو بن حمزہ

مع فوج ظفر موج سامنے سے ظاہر ہوئے کفار نے دیکھی کہ ایک لڑکا حسین و خوبصورت سپاہ لیے چلا آتا ہے نظم

عیان نور خدا احسن جبین سے
سپیدۂ قتل و پناہ گبرو دیندار
تمامی روخط مینی ہو یدا ٭٭٭

شتابہ لوح قرآن مبین سے
ہم آغوش حیا انکھین وہ بانکل ہم
ہمیشہ راستی سے جس پیشہ

دو ابرو مثل دو شمشیر خونخوار ٭٭٭
برنگ نکہت و گل نشہ و مل
خط و رخسار کا عالم بنا تھا

کہ نورحل پر ستمران دھر القا 　|　 کفار لشکر جرار کو دیکھکر مضطر و بیقرار ہوئے عمرو بن حمزہ نے کنیزون اور

فتنہ وغیرہ کو دیکھکر اُسی جانب رخ کیا فولاد زنگی اپنے ہمراہی لیکر آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ کو روکا کہ ٹھہر جا لڑکے اسطرف شتابی نہ کر بادشاہ کے گنہگار قتل و سنگسار کیے جاتے ہین خبردار اس طرف قصد آنے کا نہ کرنا ورنہ عمرو بن حمزہ یونانی نے جواب دیا کہ او سیاہ رو او سیاہ درون اگر اپنے حق مین بہتری چاہتا ہے تو میری والدہ وغیرہ کو میرے حوالے کر دو ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا فولاد زنگی سنکر تیر ہو گیا تلوار کھینچی اور گھوڑا بڑھا کر تلوار سر عمرو بن حمزہ یونانی پر لگائی شاہزادہ ذیوقار نے تلوار کو روک کے بعد غیظ و غضب شمشیر آبدار سر فولاد نابکار پر لگائی فولاد نے سپر فولادی سے ہر چند سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر شاہزادہ ذیوقار سپر کاٹ کے کاسہ سر

سر مین در آئی اور کاسہ سر سے صراحی گردن اور صندوق سینہ مین پہونچی اور سینے مین کسی قدر دم لیکر شکم و کمر کاٹتی ہوئی
زین فرس پر پہونچی اور پشت فرس سے زیر تنگ آئی فولاد مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور ہلاک ہو گیا لکھنے والے
یہ کہتے ہین کہ جب شاہزادہ نامدار عنقریب اپنی والدہ ملکہ گلشن آرا اور فتنہ وغیرہ کے پہونچے اسوقت فولاد زنگی
مع اپنے لشکر قلیل کے عمرو بن حمزہ پر حملہ آور ہوا ادھر سے بھی لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار سواران
جرار لیکر بڑھے تلوار چلنے لگی بارش تیر مردمان فوج و لشکر پر ہونے لگی شاہزادے نے بھی تیغ کھینچی اور مردمان سپاہ
فولاد زنگی کو قتل کرنا شروع کیا یہانتک کہ جملہ مردمان لشکر فولاد زنگی کو قتل کیا اور فولاد زنگی زخمی ہو کر بھاگ گیا
غرض بہر طور بعد جنگ شاہزادہ ذو الوقار نے اپنی والدہ وغیرہ کو زمین سے نکالا اور محافون مین سوار کیا ملکہ گلشن آرا
اپنے فرزند کے آنے سے اور اپنی جان بچنے سے خوش ہوئی واضح ہو کہ جسوقت شاہزادہ عمرو بن حمزہ
اور فولاد زنگی سے لڑائی ہوتی تھی اسوقت وہم جنینہ نے گنبد کا در بند کر لیا تھا کیونکہ اسکے عاشق اسکے پاس
آئے تھے انسے سرگرم اختلاط تھی اور اسکے عشاق اکثر اسکے پاس آیا کرتے ہین اور مدعائے دل حاصل کیا کرتے
ہین عوام کو کچھ اطلاع اسکی نہین ہوتی ہے کیونکہ گنبد مین نقب سے راستہ آنے کا ہے غرضکہ جب شاہزادے نے
اپنی والدہ کو فولاد زنگی کی قید سے چھڑایا اور اسکے لشکر کو قتل کیا اور تمام میلے کے تماشائی اور دوکاندار دکانین چھوڑ چھوڑ
اسکے خوف سے بھاگ گئے اسوقت لہراسپ نے شاہزادے سے عرض کیا کہ ای شہزادۂ ذو الوقار اب
اگر مناسب ہو تو درۂ کوہ بوقلمون مین چلیے کیونکہ عورتین حضور کے ہمراہ ہین اور مجکو راہ کوہ بخوبی تمام معلوم ہے
شاہزادے نے فرمایا اچھا کوہ بوقلمون کے درے مین چلو لہراسپ بلند کمان ہمراہ رکاب شہزادہ
کو لیجاکر چلا اور کوہ بوقلمون مین پہونچا شاہزادے نے حکم کیا کہ اس درۂ کوہ مین ہزار ہزار سوار مسلح اور مکمل
ہر وقت موجود رہین مبادا اسشکل فوج لیکر آجائے پھر ایک درۂ کوہ مین فرش بچھایا گیا اور ملکہ گلشن آرا
وغیرہ محافون سے اترین ملکہ اور فتنہ فرش پر بیٹھین اور کنیزین خدمت مین حاضر رہین بعد اسکے شاہزادے
نے لہراسپ سے فرمایا کہ کچھ قسم طعام سے منگواؤ لہراسپ نے چند سوارون کو میلے مین بھیجا چونکہ میلے مین پھر
خاص و عام جمع ہو گئے تھے اور ہر قسم کی اشیا وہان موجود تھی سوار موافق حکم شہزادۂ عالی وقار میلے سے
کچھ قسم طعام وغیرہ سے خرید کر لیگئے اور شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوئے عمرو بن حمزہ نے سوارون سے
اشیائے مطلوبہ لیکر خود بھی نوش کین اور اپنی والدہ صاحبہ وغیرہ کو بھی دین اب عمرو بن حمزہ تو درۂ کوہ بوقلمون
مین مقیم ہین اور انتظار فرخ اور خواجہ عمرو کے آنے کا کر رہے ہین اور کچھ سوار شہر خوارزم کے ناکے
پر روانہ کر دیے ہین کہ جسوقت فرخ آئے اسے اپنے ہمراہ ہمارے پاس لے آنا انکو ابھی درۂ کوہ مین رہنے دیجیے
لیکن اب حال فرخ کا سنیے کہ جب فرخ عرضیان لیکر یونان سے چلا اثنائے راہ مین
نہایت صعوبت اور مصیبت اٹھا کر بمشکل قلعہ تنگ رواحل پر پہونچا جو اشخاص وہان موجود تھے اسکے کہنے
لگا کہ مین یونان سے آیا ہون اور دو عرضیان میسلن دینے کے لیے لایا ہون سر ہنگ مصری نے
زرتاش بہادر سے عرض کیا کہ ایک عیار در قلعہ پر آیا ہے کہتا ہے کہ مین یونان سے آیا ہون اور دو عرضیان
لایا ہون نہین معلوم عرضیان کسکی لایا ہے زرتاش بہادر نے کہا اسے سر ہنگ مصری اس
عیار کو قلعے مین بلا لو سر ہنگ مصری بموجب ارشاد زرتاش بہادر فرخ کو قلعے مین لیگیا [illegible]
زرتاش بہادر کے پہونچ بعد تسلیم کے عرض کرنے لگا کہ خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین مجھے انسے

کچھ عرض کرنا ہی اور ایک عرضی انھین دینا ہے زرمتاش بہادر نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اور عرضیان کس شخص کی لایا ہی
خواجہ عمرو توفی الحال جانب خانہ کعبہ مع بے علاج ترو مین تشریف لیگئے ہین پاس قلعے مین جنین مین ہمارا نام زرمتاش
ہی اگر تیرا دل چاہے تو عرضیان دیجایا خواجہ عمرو کے آنے کا انتظار کر فرخ نے دست بستہ عرض کیا میرا نام فرخ
ہی مین شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کا چار ہون انھون نے دو عرضیان میرے ہاتھ بھیجی ہین ایک تو حضور کو لکھی ہے اور
دوسری خواجہ عمرو کے نام لکھی ہی یہ کہکے فرخ نے ایک عرضی زرمتاش بہادر کو دی جب عرضی زرمتاش بہادر نے
پڑھی اور حال مندرجہ عرضی سے آگاہی ہوئی اسوقت زرمتاش بہادر اپنے باپ کے قتل ہونے کے صدمے سے
بہت گریان ہوئے پھر فرخ سے مخاطب ہوکر احوال مفصل پوچھا فرخ نے تمام حال ابتدا سے انتہا
تک عرض کیا زرمتاش بہادر کو احوال سنکے نہایت صدمہ ہوا پھر فرخ نے وہ عرضی سرہنگ مصری کو
دی اور کہا کہ اسے جناب خواجہ عمرو کو دیدینا اور میری تسلیم کہدینا اور میری جانب سے یہ بھی کہدینا کہ آپ کا
خادم فرخ آیا تھا بوجہ شومی طالع کے آپ کی قدمبوسی سے محروم رہا اور چلا گیا یہ کہکر فرخ نے قصد جانیکا
کیا ہر چند کہ زرمتاش اور سرہنگ مصری نے کہا کہ ای فرخ چندے قلعے مین رہو پھر چلے جانا لیکن فرخ نے
عذر کیا کہ ای شاہزادہ عمرو بن حمزہ میرے منتظر ہونگے مین یہان قیام نہ کرونگا یہ کہکر فرخ رخصت ہوا اور قلعۂ
تنگ رواحل سے نکل کے جانب خوارزم بعجلت روانہ ہوا بعد جانے فرخ کے زرمتاش بہادر یونانی
قریب ملکہ مہرنگار گئے اور پس پردہ کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے کہ میرے بھائی عمرو بن حمزہ نے مجھکو یہ
عرضی لکھی ہی یہ کہکر عرضی پڑھی بعد پڑھنے عرضی کے عرض کیا کہ اب مین حضور سے رخصت ہوتا ہون اور
جانب خوارزم جاتا ہون اگر زندہ رہا اور خدا نے چاہا تو پھر حاضر خدمت ہونگا ورنہ شنگل بدکردار سے لڑکر
قتل ہو جاؤنگا یہ عرض کرکے ملکہ مہرنگار سے رخصت ہوئے اور بیس ہزار سواران یونانی کو اپنے ہمراہ لیکر
قلعۂ تنگ رواحل سے نکلے اور جانب خوارزم روانہ ہوئے بعد طے کرنے راہ کے جب قریب خوارزم پہنچے
شنگل کو خبر ہوئی کہ زرمتاش بہادر پسر فریدون شاہ یونانی بارادۂ جنگ آتے ہین یہ خبر سنکے شنگل نے
حکم دیا کہ جلد فوج بحری مسلح ہو موافق حکم نو لاکھ سپاہ جلد تر تیار ہوئی ہر ایک جوان مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوا
رسالون اور پلٹنون مین باجے جنگی بجنے لگے سرداران لشکر لشکر کو لیکر صف آرا ہوئے اہالے بارگاہ و خیام کے
قبل کوچ مقام معین کی طرف روانہ کردیے گئے شنگل بن شنگال فیل زور دست خوارزمی بھی فیل پر
سوار ہوا ڈنکے پر چوب پڑی علمہاے لشکر کے پھریرے کھلے باجے جنگی ہر ایک پلٹن مین بجے طبل سفر پر چوب
پڑی شنگل بن شنگال فیل زور دست خوارزمی مع لشکر روانہ ہوا اور شہر کے باہر نکل کے
بارگاہ مین مقیم ہوا لشکر بھی خیام و بارگاہ مین استراحت پذیر ہوا ابھی شنگل نابکار بارگاہ مین قیام پذیر ہوا تھا کہ
زرمتاش بہادر یونانی بھی مع اپنے قلیل لشکر کے قریب شام آئے اور سامنے فوج شنگل کے بارگاہ و خیام
برپا کراکے مقیم ہوئے شنگل نے طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگ بلند ہوئی زرمتاش بہادر
یونانی نے صداے طبل جنگ سنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بصداے ایزدی طبل جنگی بجایا جاے بموجب
حکم طبال رزمی پر چوب لگائی گئی آواز طبل جنگ اسطرح بلند ہوئی کہ صداے طبل جنگ سنکے فلک کانپنے لگا
زمین تھرانے لگی دل پیدوے رستم و اسفندیار پانی ہوا دل گیا ہر دو لشکر صداے طبل رزمی سنکے تیاری
جنگ کی کرنے لگے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے آخر تمام رات گذرے وہ وقت آیا کہ بموجب ابیات

جہان میں صبح سنہری کی بارش نور سے جبین خاک چمکی مثل بلور جدا پروانون سے ہونے لگی شمع عزم رخصت جو تھا خاموش تھی صبح
ہنگام سحر بہادران یونانی اپنے اپنے بستر سے اٹھے ہر ایک جری نے لڑنے اور مرنے پر کمر کسی زرہ پہنی چار آئینہ
لگائے تلوار کمر سے باندھی خود فولادی سر پر رکھا غرض بخوبی مسلح ہوکر ہر ایک جوان باہم گلے ملا اور کہنے لگا
کہ آج بظاہر زندہ رہنے کی امید نہین ہے کیونکہ سامنا اور مقابلہ ششتشکل سے ہے اور ششتشکل کے پاس
لاکھ سوار ہین ادھر جوانان لشکر بہت کم ہین یقین ہے کہ سب قتل ہون پس جو کچھ ہمسے خطا کی ہو عفو کرو اسیطرح
دوسرے جوان نے بھی کہا کہ مین نے جو تقصیر کی ہو معاف کرو جب سب جوانان لشکر باہم گلے مل چکے گھوڑون
سوار ہوئے زرتشت بہادر بھی شیرانہ مرکب پر سوار ہوئے اسوقت دمامے پر چوب پڑی باجے جنگی رسالون
مین بجے علمہائے فوج جلوہ گری پر آئے زرتشت نے بھی اپنا گھوڑا جانب عرصہ کارزار بڑھایا :
لشکر بھی روان ہوا اسوقت وہ ہوا سرد کا چلنا باغ مین پھولون کا ہنسنا غنچون کا مسکرانا بلبلون کا چہچہے کرنا
میدان کارزار مین سبزے کا لہلہانا دل کو فرحت دیتا تھا جوانان یونانی بہ فسردہ پیشانی واسطے لڑنے اور مرنے
کے گھوڑون پر سوار جانب عرصہ کارزار چلے جاتے تھے اور باہم کہتے تھے بھائیو بہ خوبی خیال کرو کہ آج
اس لشکر مین کوئی زندہ نہ رہیگا کیونکہ یہ لشکر نہایت ہی قلیل ہے اور فوج دشمن کی کثیر ہے بلکہ آج وہ جنگ رستمانہ
کرنا کہ قیامت تک صفحۂ روزگار پر یادگار رہے جوانان دیگر جواب دیتے تھے کہ اے برادران پرتو شعار ہماری جنگ
میدان کارزار مین دیکھ لینا اگر خداوند عالم نے چاہا تو صدہا کفار کو قتل کرکے مردانہ اور شیرانہ ہم بھی قتل ہونگے کبھی
آگے قدم بڑھینگے پیچھے نہ ہٹینگے دلاور ہمارے نزدیک وہی ہے کہ سر کٹ جائے لیکن قدم میدان جنگ سے پیچھے نہ
ہٹائے اپنا تو یہ ارادہ ہے کہ بعضے کفار کو تہ تیغ کرینگے اکثر کو تیر سے ہلاک کرینگے کسی کو نیزہ مارنے سے سوے عدم روانہ
کرینگے کسی سرکش کو گرز سے پیوند خاک کرینگے اور خود بھی اسیطرح سینہ وسر پر زخم کھاینگے تیر وشمشیر کھائینگے
سو مین بہانہ کرینگے میدان جنگ مین نام کرکے مرجائینگے ہرگز بھاگ کر یونان کی طرف نہ جائینگے آبروانی خاک مین نہ
ملائینگے ہمین یہ منظور کسی طرح نہین ہے کہ مثل نامردون کے سامنے سے بھاگین اور سب مردون سے محجوب اور
شرمندہ ہون اور چار دن کی زندگی کے واسطے یہ ذلت ورسوائی گوارا کرین تم تو ہمسے اور ہمارے آباواجداد کی
جرات وشجاعت سے آگاہ ہو اکثر تم نے ہمکو میدان جنگ مین حریف سے لڑتے دیکھا ہے اور ہمارے آباواجداد کی
جنگ وجدال کا فسانہ سنا ہے تمکو تو ہمین اسطرح سمجھانا مناسب نہین ہے ہم خود خوب سمجھے ہوئے ہین کہ آج
تا شام زندہ رہینگے یہی لباس ہمارے ہمارے کفن ہونگے میدان کارزار مین لاشے ہمارے بے گور پڑے
ہونگے روحین ہم سب کی جنت مین جائینگی سنا ہے کہ شہیدون کا مرتبہ بڑا ہے حور وغلمان انکی خدمت مین رہتی
ہین باغ جنان مین انواع واقسام کے لطف اٹھاتے ہین آب کوثر پیتے ہین میوے جنت کے کھاتے ہین
جس میوہ تر وخشک کی خواہش کرتے ہین فی الفور وہ انکی زبان پر آجاتا ہے سیر باغ جنان سے اہل
جنت کا خصوصاً شہدا دل خوش ہوتا ہے پس ہم بھی باغ مین جاکر انشاء اللہ حورون سے ہم آغوش ہونگے
کسی قصر جواہر مین بہ عیش وعشرت بسر کرینگے اے برادر عجیب نہین ہے کہ ہمسے اور تمسے وہان بھی ملاقات ہو اور
اسیطرح وہان بھی ہم اور تم باہم گفتگو کرین ان جوانون نے شاباش و مرحبا کہکے اور مثل گل ہنسنے لگے کہا کہ اگر
یہی عزم ہے تو ایسے وقت مین اپنے لباس کو بصورت کفن بناؤ سورہ فاتحہ اور آیہ کل من علیہا فان پڑھ لو
احتیاطاً گناہان صغیرہ اور کبیرہ سے توبہ کرلو بالکل گناہون سے پاک ہوجاؤ گے دیکھو تو ہم اپنے پیرہن

کو شکل کفن بناتے ہین اور تمھارے سامنے دعاے توبہ پڑھتے ہین گناہون سے پاک ہوتے ہین تم ہماری دعاے توبہ کے پڑھنے کے شاہد رہنا یہ کہکے اُنھون نے لباس اپنا بصورت کفن بنایا گریبان چاک کیا دعاے توبہ پڑھی کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام جو کچھ یاد تھا پڑھا پھر سوے فلک دیکھکے درگاہ خدا مین عرض کیا کہ خداوندا ہمارے گناہون کو عفو کر بخشنے ہزارہا تیرے بندون کو اسی تیغ آبدار سے قتل کیا ہی اور اس تیر و نیزے سے بہت سے حریفون کو مارا ہے پروردگارا تو ہمارے حال پر رحم کر اور ہمارے گناہون کو اپنی رحمت کاملہ سے عفو فرما جب ان جوانون نے دعاے توبہ پڑھی دوسرے جوانون نے بھی مثل انکے لباس اپنا بصورت کفن بنا کر اپنے گناہون سے توبہ کی اسوقت عجیب شان و شوکت سے سوے میدان کارزار چلے نظم

اللہ رے احتشام لشکر | سردار ہر ایک جسکا صفدر
بخشا وہ خدا نے زور وہ دل | رستم بھی ہو جسکے مقابل
دیکھی ہی جوانکی تیغ خونریز آب | چکر مین ہی بحر مثل گرداب
آئینہ تیغ برق تمثال | دعواے اجل کا قبر جال
قربان در شکوہ تعظیم | کرتا تھا سپہر جھک کے تسلیم
عالم پہ ہوا تھا خوف طاری | تھا نعرہ دور باش جاری
شمشیر سے انکی خون تازہ | رخسارہ فتح پر تھا غازہ

جب یہ لشکر قلیل لعبد کروفر میدان مصاف مین پہونچا دیکھا کہ شنکل بن شنکاول فیل زور زبردست خوارزمی میدان مین صف آرا ہی کوسون تک بارگاہ و خیام اور لشکر نظر آتا ہی علمہاے کفر نشان بلند ہین صفین اراستہ ہین سرداران لشکر لعبد نخوت و غرور اپنے اپنے رسالے اور پلٹنین لیے ہوے آمادۂ جنگ کمر مین تلوارین مردم لشکر کی علم ہین نیزے ہاتھو نمین گرزگران سرپہلوان ہاتھو نمین لیے ہوے ہین سبکی شکلین اور صورتین مہیب ہین اور ایسے کریہ منظر ہین کہ اگر دیو اور خبیث انھین دیکھ لین تو ڈر کے بھاگین اکثر جنکو دیکھتے ہی بوجہ خوف کے غش آجاے بیٹھے دلوبد صورت انھین دیکھکر اور بلاے عظیم تصور کرکے ہلاک ہوجائین یہ دیکھکر یونانیون نے باہم کہا کہ دیکھا تھے ان کافرون کی صورتون کو دنیا ہی مین تو انکی یہ صورت ہی دیکھیے بعد مرنے کے انکی کیا صورت ہوتی ہے یہ لوگ پونے دو سو خداؤن کو اپنا خدا جانتے ہین از انجملہ وہم جبشہ کو بھی اپنا خدا تصور کرتے ہین ابھی جوانان لشکر اسلام یہ کلام کررہے تھے کہ حکم رشتاش بہادر یونانی سے بیلدار پہاڑوے لیا لشکر سے نکلے اور میدان کارزار سے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر نشیب و فراز زمین کو ہموار کرنے لگے جب بیلدار زمین کو ہموار کرچکے سقون نے پانی چھڑکا میدان کارزار بخوبی درست ہوا اسوقت دونون لشکرون سے نقیبان خوش گلو اور کرکیت رشت خو نکلے اور میدان کارزار مین اگر جوانون سے مخاطب ہو کر اس طرح کہنے لگے کہ ای بہادرو آج ساعت وغا ہی دیکھو کہین قدم ثبوت ہٹکے پیچھے نہ ہٹین اگرچہ سر تن سے کٹ جاے مناسب ہی کہ قدم ہرگز پیچھے نہ ہٹ جاے ورنہ میدان روبرو دلاورون اور بہادرون کے عزت گھٹ جائیگی ساری آبرو خاک مین ملجائیگی دلاور نامرد اور بزدل تصور کرنے لگینگے پس لازم ہی کہ چارون کی زندگی کا خیال کرکے اپنی عزت و آبرو اس میدان جنگ مین نکھو نا اور ہر دو ہرکے حریف سے لڑنا نقیب اور کرکیت تو یہ کہکر ہٹ گئے دلاور اور بہادر پند و نصائح نقیبون کی سن سنکے شیرانہ آمادۂ جنگ ہوے پھر لشکرون مین باجے جنگی بجے دلاوران لشکر آواز باجون کی سنکے مستانہ جھومنے لگے دم بدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے اسوقت ایک پہلوان نامی اپنے مرکب پر چڑھا لشکر شنکل سے نکلا اور میدان مین اگر بصد نخوت کہنے لگا کہ جسے جلد سوے عدم جانا منظور ہو وہ آے اور مجھسے مقابلہ کرے مین وہ ہون کہ اگر کوہ پر زور کرون تو اُسے سرکا دون سامنے میرے شیر ایک کتا صحرائی ہی اور فیل ایک

پشتہ ہو دیو بھی اگر مجھسے مقابلہ کرے تو ایک ضرب شمشیر مین کام اسکا تمام کرون جب یہ تقریر اُس پہلوان کی زرتاش
نے سُنی خیال کیا کہ یہ کافر کسقدر مغرور ہے اور کیا اپنی تعریف کرتا ہے یہ خیال کر کے زرتاش بہادر یونانی نے اپنا مرکب
صفِ لشکر سے نکالا اسوقت پھر باجے جنگی بجے اور علم لشکر اسلام جلوہ گری پر آئے جب زرتاش بہادر
بمقابلہ پہلوان پہونچے پہلوان نے نیزہ سینہ زرتاش بہادر پر مارا انھون نے سنان نیزہ نیزے کی سنان پر رد کی
سنانِ نیزون سے شعلے نکلے بعد اسکے زرتاش بہادر نے نیزہ سینہ پہلوان پر مارا ہرچند اُس پہلوان نے
چاہا کہ نیزے سے بچون لیکن نیزہ سینے پر پڑا اور پشت کے پار ہوا زرتاش بہادر نے نکال دے کر پہلوان کو پشت
فرس سے اٹھایا اور اس طرح زمین پر پٹکا کہ استخوان پہلوان کی ریزہ ریزہ ہوگئین اسی طرح کئی پہلوان نامی و نامور
زرتاش بہادر نے قتل کیے شنگل ملعون کو غصہ آیا اور مردمان لشکر سے کہنے لگا کہ سب مل کے
اس خدا پرست پر حملہ کرو اور اسے قتل کرو بموجب حکم مردمان لشکر نے یکبار حملہ کیا اور نو لاکھ سوارون نے
تلوارون کو تیغین کھینچکر بڑھایا اسوقت قدم گاؤ زمین تھرا گئی طبقے زمین کے ہلنے لگے گرد و غبار بلند ہوا روز
روشن مثل شب تیرہ و تار کے ہوگیا خفتگان لحد ڈر کے بیدار ہوگئے اور زمین کو لرزتے دیکھکر خیال کرنے لگے
کہ قیامت آگئی اب میدان محشر مین جانا ہوگا غرض جب اسطرح لشکر شنگل بڑھا ادھر سے بیس ہزار جوانان شعلہ
نیزے اور تیغین اور گرزگران لیکر اور اناللہ وانا الیہ راجعون زبان پر جاری کرکے بڑھے اور لشکر شنگل روباہ
خصال پر مثل شیران صحرا کے حملہ آور ہوئے جب دونون لشکر باہم ملگئے تلوار چلنے لگی صدائین کھچا کھچ کی آنے لگین
دلاور زخمی ہونے لگے اکثر کفار نابکار قتل ہوکر گھوڑون سے گرنے لگے خنجر بہادرون کے پہلو سے کفار پر
چلنے لگے چقاچاق خنجر بلند ہوئی کفار نابکار مجروح ہوکر زمین پر گرنے لگے لاشے اُنکے تڑپنے لگے فریاد و فغان
کرنے لگے مرکب لاشون کو پامال کرنے لگے کمانین کڑکنے لگین تیر جوانون کے سینون کو توڑ کے نکلنے لگے گرزگران پہلوانون
کے جوانون کے سرون پر پڑنے لگے جوان تیغزن صف شکن ہیبت ناک ہونے لگے یونانی بڑھ بڑھکے اور
نیزے کر کرکے بڑے بڑے نامی پہلوانون کو ٹوک ٹوک کے قتل کرنے لگے زرتاش بہادر یونانی بھی
شیرانہ و رستمانہ جدال و قتال مین معروف ہوئے تاک تاک کے نامی افسرون کو قتل کرنے لگے نعرہ دمبدم
کرنے لگے سواران لشکر شنگل سامنے سے زرتاش بہادر یونانی کے ہٹنے لگے اسوقت شنگل نے
افسران فوج سے مخاطب ہوکر بآواز بلند کہا کہ اے نالائقو کیسے نامرد اور بزدل ہو کہ ان مسلمانون سے اسوقت
پیچھے ہٹتے آتے ہو باوجودیکہ مسلمان کم ہین لیکن تم ایسے خائف ہوکہ آگے نہین بڑھتے اور انکو گھیر کے قتل
نہین کرتے افسران فوج یہ گفتگوے شنگل سنکے خیال کرنے لگے کہ شنگل سچ کہتا ہے مسلمان کم ہین اور ہم سب
بکثرت ہین یہ سوچ کر افسران فوج اپنے اپنے رسالے اور پلٹنون کو لیکر بصد قہر و غضب آگے بڑھے
اور ایک ایک یونانی پر ہزار ہزار کفار تیغین لیکر گرے اور یونانیون کو چاروطرف سے گھیر لیا اسوقت ایسی
تلوار چلی اور اسدرجہ کشت و خون ہوا کہ میدان رزم مین دریاے خون جاری ہوا یونانیون نے کفار کو اسقدر قتل
کیا کہ لاشون کے انبار اور کشتون کے ڈھیر لگا دیے ہر ایک یونانی نے صدہا کفار قتل کیے آخر یونانی
بیچارے بھی گھر گئے اور لڑتے لڑتے دست و بازو بھی تھک گئے کفار نے اہل اسلام پر نرغہ کیا یونانی قتل ہونے لگے
اسوقت بھی جس یونانی کے سینے پر کسی کافر نے نیزہ مارا اور نیزہ سینے کو توڑ کر پشت کے پار نکلا اُس
یونانی نے اُسی عالم مین جھپٹ کے اپنے قاتل کو تیغ تیز سے ہلاک کیا اور گرتے گرتے گھوڑے سے

پکارا کہ اے شاہزادۂ دیوقار اس غلام نے اپنی جان نقش پاے حضور پر نثار کی کسی یونانی نے تیغ آبدار سے نہایت
مجروح ہوکر اپنے قاتل کو بڑھکے ہلاک کیا اور بآواز بلند پکارا کہ اے شاہزادۂ عالیجاہ اس غلام نے حق نمک
ادا کیا اب بوجہ زخم کاری کے گھوڑے پر بیٹھا نہیں جاتا ہے زمین پر یہ خاکسار گرتا ہے حضور کو حوالۂ خدا کرتا ہے
یہ کہکے وہ یونانی زمین پر گرا کافر نے بڑھکے سر اُسکا تیغ سے کاٹ لیا اور باہم کہا کہ اس یونانی کو ہمنے کیسا مارا گویا
رستم قتل کیا یہ نہایت ہی شجاع تھا بڑی مشکل سے گھوڑے سے گرا اسی طرح صدہا کفار نے ملکر کسی اور
یونانی کو گھیرا اور تیر و تیغ و نیزے سے اُسے زخمی کیا اُسنے کفار سے کہا کہ اے مردود و عجیب تم نالایق
ہو کہ مجھ ایک شخص پر اتنے اشخاص حملہ کرتے ہو اور تیغ و تیر لگاتے ہو اگر مرد ہو تو ایک ایک آدمی مجھسے مقابلہ کرو
ہر چند میرے دست و بازو تھکے ہوئے ہیں لیکن میں تمسے لڑونگا اور جب تک ہوسکیگا تمکو قتل کرونگا کفار نے
بیچارے یونانی کی تقریر نہ سنی اور یکبارگی سیکڑون نے اُسپر حملہ کیا اسوقت بھی اُس یونانی
نے دو چار کو قتل کیا آخر کسی کافر نابکار کے ہاتھ سے زخمی ہوا یونانی زخمی ہوکر اپنے قاتل کی طرف جھپٹا اور
اسی عالم زخمداری میں نیزے سے اُسے قتل کیا جب وہ یونانی گھوڑے سے گرنے لگا پکارا
کہ اے آقا اے نامدار یہ غلام آپ کا گھوڑے سے گرتا ہے دست و بازو میں اب قوت نہیں باقی ہے
زخم کاری لگا ہے گھوڑے کی پشت پر بیٹھا نہیں جاتا ہے یہ کہکر لب سے گرا کوئی کافر واسطے سر کاٹنے
کے بڑھا وہ یونانی مجروح اُس سے کہنے لگا کہ سر میرا کاٹ لے لیکن اتنا احسان مجھپر کرنا کہ سر میرا قدم
شاہزادۂ رستم منش بہادر پر رکھ دینا یہ کہکے یونانی بیہوش ہوگیا اس کافر نے سر اُسکا ڈرتے ڈرتے
اس وجہ سے کاٹا کہ کہیں ہوشیار ہو کے مجھے بھی نہ قتل کرے جب سر کاٹ چکا تب بہت خوش ہوا اور
اپنے رسالے کے جوانوں سے کہنے لگا کہ آج میں نے کام رستم و اسفندیار کا کیا ہے اگر بادشاہ میری شجاعت
پر نظر کرے تو تمام اپنی فوج کا مجھکو سپہ سالار کردے اور خلعت و انعام دے اور مجھکو شجاعت
میں رستم سے بھی زیادہ تصور کرے کیونکہ میں نے اس یونانی کا سر نہیں کاٹا گویا دس لاکھ بہادرون کو قتل کیا
یہ وہ دلاور تھا کہ اسنے مرتے مرتے بہت سے سوار قتل کیے اسکی تلوار کی پناہ نہ تھی یہی ایک مسلمانون کے
لشکر میں شجاع تھا رسالے کے سوارون نے کہا بیشک یہ یونانی جری تھا تو نے بڑا کام کیا کہ اسکا سر کاٹا
ہمسے تو کبھی اسکا سر نہ کٹ جاتا بلکہ اسکے رعب سے قریب بھی اسکے نہ جایا جاتا یہ کہکر سوار آگے بڑھے
اور کسی اور یونانی کو دیکھکر حملہ آور ہوے جب یونانی نے حملہ کیا اور دو چار کو قتل کیا سوار بھاگے اور باہم کہنے
لگے کہ ہر ایک یونانی بہادر ہے قریب ان یونانیون کے اب نہ جاینگے دور سے تیر لگاینگے یہ تقریر کرہی رہے
تھے کہ ایک پہلوان گرز گران لیے ہوے اسطرف آیا سوارون نے پہلوان کو بلایا اور کہا اے بھائی یہ یونانی
جو سامنے آرہا ہے کسی طرح مارا نہیں جاتا تم پہلوان ہو اور اتنا بڑا بھاری گرز ہاتھ میں لیے ہوے ہو دست
و بازو بھی نسبت ہمارے موٹے موٹے ہیں اور قوی ہیں شاید تمھارے ہاتھ سے یہ مارا جاے تم اس
بہادر سے جا کر مقابلہ کرو تمھاری تنخواہ بھی زیادہ سب سے ملازم قدیم ہو پہلوان یہ گفتگو سوارون کی سنکے کہنے لگا کہ تم
سب نامرد ہو اتنے بودے ہو کہ ایک دبلے پتلے آدمی کو قتل کر نہیں سکتے اور اُسکے خوف سے
یہان بھاگ کھڑے ہوے ہو دیکھو میں جاتا ہون اور ابھی سر اس یونانی کا کاٹ کے تمھارے پاس
لیے آتا ہون یہ کہکر پہلوان جانب یونانی چلا اور قریب پہونچکے نعرہ کیا اور گرز گران سر پر یونانی کے

مارا سر یونانی کا ضرب گرز گران سے شق ہو گیا یونانی نے اسی عالم میں بصد عجلت پہلوان کی کمر پر تلوار لگائی پہلوان
دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور کہنے لگا کہ افسوس ان سواروں نے مجھے اس یونانی سے لڑوا کے قتل کروایا
یہ کہکے پہلوان مر گیا یونانی بھی گھوڑے سے گرنے لگا بہ آواز نحیف پکارا کہ اے شاہزادہ ذیقدر میں
بھی حضور پر نثار ہوا اب گھوڑے سے گرتا ہوں یہ کہکے مرکب سے گر پڑا چند رسالے کے سواروں نے دیکھا
کہ یونانی گھوڑے سے گرا لیکن بوجہ خوف کے قریب بھی اسکے نہ گئے ایک سوار نے کہا کہ چلو کہ اس
یونانی کا سر کاٹ لائیں رسالے کے سواروں نے جواب دیا کہ اس یونانی کا سر کاٹا نہ جائیگا ابھی ہم دیکھ چکے
ہیں کہ اسی نے اتنے بڑے پہلوان کو قتل کیا ہے ہمیں بھی ضرور قتل کر ڈالیگا یہ خیال نہ کرو کہ گھوڑے سے گر پڑا ہے
اور تڑپ رہا ہے بیان اسکا مردہ بھی ہم ایسوں پر بھاری ہے اگر تھوڑے سے شجاعت سے توجہ دیا تو تم اسکا
سر کاٹو گے یا وہی تمہارا سر کاٹ لیگا جوانی تمہاری خاک میں ملا دیگا وہ سوار یہ گفتگو ان سواروں کی
سنکے ایسا ڈرا کہ قریب بھی لاش یونانی کے نہ گیا غرض اسی طرح ہر ایک یونانی صدہا کو قتل کرکے گھوڑے
سے گرا جب اکیلے زمتاش بہادر یونانی رہگئے اسوقت افسران فوج نے یکبارہ حملہ کیا زمتاش بہادر اگرچہ
ہزاروں کو قتل کر چکے تھے اور کسی قدر دست و بازو تھکے ہوئے تھے اور زخمی بھی تھے اسی عالم میں شمشیر
خون آلودہ سے کفار کو قتل کرنے لگے جس پہلوان یا جس افسر پر نعرہ کرکے تلوار لگائی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اگر
دو دو پہلوان سامنے زمتاش بہادر کے گئے تو وہ بھی دو کے چار ہوئے جب تمام فوج نے دیکھا کہ زمتاش بہادر
کسی طرح گھوڑے سے نہیں گرتے اور ہزاروں کو قتل کر رہے ہیں اسوقت تمامی فوج نے زمتاش بہادر
پر حملہ کیا اور تیغ و تیر و نیزہ و خنجر لیکر وار کرنے شروع کیے اسوقت شاہزادہ ذیوقار نے اپنی زندگی سے
بظاہر نا امید ہو کر اسقدر شمشیر اندازی سے سواروں کو قتل کیا کہ گھوڑے کی کمر تک لاشوں کا انبار ہر ایک
جگہ کر دیا اور جس مقام پر گھوڑے کو بڑھا کر آئے اور سواروں نے ہجوم کرکے چاہا کہ گرفتار کرلیں یا قتل کریں
زمتاش بہادر نے وہ بہادری کی کہ سواران لشکر دیکھکر متحیر ہوئے اور سیکڑوں قتل اور زخمی ہو کر ہٹ گئے
آخر تیر اندازوں نے پیچھے سے تیر لگانا شروع کیے اور اسقدر تیر لگائے کہ سر سے تا کمر مجروح کر دیا اسوقت
کثرت زخمہائے کاری سے زمتاش بہادر کو گھوڑے پر غش آگیا سواروں اور سرداروں نے خوش
ہو کر چاہا کہ تیغ تیز سے سر زمتاش بہادر کا کاٹ لیں اور نیزے پر چڑھا کر بلند کریں شنکل نے یہ حال
دیکھا اپنے لشکر کے سواروں اور سرداروں کو زمتاش بہادر کی طرف جانے کو منع کیا اور کہا خبردار
اس بہادر کا سر نہ کاٹنا اسے زندہ گرفتار کر لو اور زندان میں اسے قید کرو شاید یہ جری بعد پند و نصیحت کے
میری اطاعت قبول کرے سرداروں نے بموجب حکم شنکل زمتاش بہادر کو اسی عالم بیہوشی میں گرفتار
کر لیا پھر حکم شنکل سے بارگاہ و خیام زمتاش بہادر کی فوج کی لوٹ لی اور جو کچھ روپیہ اور مال و اسباب
تھا وہ بھی لوٹ لیا جب فوج لوٹ چکی شنکل عنقریب شام بہ فتح و ظفر میدان جنگ سے فرودگاہ
لشکر پر آیا زمتاش بہادر کو تو زندان میں بھیج دیا اور آپ داخل بارگاہ ہو کر خیال کرنے لگا کہ یہ مسلمان نہایت
شجاع و دلیر تھے کہ انھوں نے قریب لاکھ سواروں کے قتل کیے بعد اس خیال کے شب کو تو شنکل
اسی جگہ رہا دوسرے روز وہاں سے شہر میں آیا اور حکم کیا کہ لاشیں اٹھائی جائیں بموجب حکم لاشیں اپنے
مردمان لشکر کی افسروں نے اٹھوائیں اور موافق اپنے مذہب کے انکو جلایا اور دفن کیا جب شنکل دربار

مین تخت پر اُسکے بیٹھا امرا و وزرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ مجھے امید فتح کی نہ تھی لیکن خداوندون مندلان سلماقوان
پر مجکو فتحیاب کیا سبھون نے عرض کیا حضور سچ تو یہ ہے کہ ہمکو بھی امید فتح پانے کی نہ تھی حضور کے اقبال سے
اور خداوندون کی مدد سے فتح ہوگئی ورنہ یہ مسلمان سب کو تہ تیغ کرتے یہان تو امرا و وزرا شتکل
سے یہ عرض کر رہے ہین اور شتکل تخت پر بیٹھا ہی اور زرمتاش بہادر زندان مین ہین لیکن اب حال فرخ
کا لکھا جاتا ہی کہ جب فرخ راہ طے کرکے شہر خوارزم کے ناکے پر آیا وہان جو چند سوار عمرو بن حمزہ نے مقرر
کیے تھے انھون نے فرخ کو دیکھکر کہا کہ ہم تمھارا ہی انتظار کر رہے تھے شاہزادہ دیوگار عمرو بن حمزہ نامدار نے
ہمین یہان تمھارے ہی واسطے معین کیا تھا اب خدمت مین شاہزادے کی جلد چلو ہمنے سنا ہے کہ شہر کے
فلان ناکے پر شتکل ناہنجار سے اور زرمتاش بہادر سے ایسی لڑائی ہوئی کہ شاید اب تک ایسی لڑائی
پھر نہو فرخ نے کہا مین نے بھی سنا ہے افسوس غضب ہوا کہ ماموں ہمارے شاہزادے کے قید ہوگئے کافرون نے
عالم بیہوشی مین انھین قید کر لیا اب یہان سے جلد چلو اور یہی احوال چلکے شاہزادہ دیوگار سے بیان کر دیجیے
فرخ ہمراہ اُن سوارون کے چلا اور بعد قطع راہ درہ کوہ بوقلمون مین پہونچا اور عمرو بن حمزہ کو تسلیم
کرکے عرض کرنے لگا کہ مین بموجب حکم قلعہ تنگ رواحل مین گیا تھا جناب والد ماجد ہمارے یعنی خواجہ عمرو
تو قلعے مین تشریف نہین رکھتے تھے جو عرضی آپ نے انھین لکھی تھی وہ سرہنگ مصری عیار کو دے آیا ہون
یقین ہے کہ سرہنگ مصری نے وہ عرضی خواجہ کو دے دی ہو یا اب دے دیگا دوسری عرضی مین نے آپکے
ماموں صاحب کو دے دی وہ عرضی پڑھکے بہت روئے پھر مین قلعہ تنگ رواحل سے چلا اثناے راہ مین
بوجہ خستگی کے دو روز قیام پذیر رہا جب ناکہ قریب آیا باشندگان خوارزم سے مین نے سنا کہ آپکے ماموں صاحب
ادھر راستے سے قلعہ تنگ رواحل سے خوارزم مین آئے اور شتکل سے جو لڑے تو انکی فوج قلیل سب
قتل ہوگئی اور وہ عالم زخمداری اور بیہوشی مین گرفتار کر لیے گئے اب تک زندان مین ہین ہرچند کہ یہ خبر آپ سے
کہنا مناسب نہ تھی لیکن پوشیدہ کرنا بھی اس کا بہتر نہ تھا سو جسے مین نے حضور سے عرض کیا عمرو بن حمزہ
یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت ہی محزون ہوئے اور فرخ سے کہنے لگے کہ اب تم ہماری والدہ اور اپنی والدہ
یونان مین پہونچا دو یہان انکا رہنا اچھا نہین ہے یہ فرما کر اپنی والدہ کو محافے مین سوار کرایا اور فتنہ وغیرہ کنیزون کو
بھی ڈولیون مین سوار کرایا اور فرخ مع چند سوارون کے ہمراہ گیا فرخ ہمراہ سواریون کے کوہ بوقلمون سے
جانب یونان چلا بعد جانے فرخ کے شاہزادہ ذیجاہ نے امراسپ سے کہا کہ تم میرے ہمراہ چلو اگر خدا نے
چاہا تو مین شتکل کو اور اسکی فوج کو قتل کرونگا اور اپنے ماموں کو قید سے چھڑا دونگا امراسپ نے
عرض کیا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ اگر آپ اسطرح سے جانب خوارزم تشریف لیجائیگا تو ہرگز ہرگز شتکل پر
فتحیاب نہو جیے گا بلکہ مجھے یقین ہے کہ جس طرح آپ کے ماموں صاحب گرفتار ہوگئے خدا نخواستہ اسی طرح
آپ کے دشمن بھی گرفتار ہو جائینگے کیونکہ شتکل کے پاس تو لاکھ فوج ہے اور آپ کے پاس کل ستر ہزار
سپاہ ہے پس آپکو مناسب ہے کہ جسطرح مین عرض کرون اُسی طور سے خوارزم مین چلیے تاکہ قریب شتکل
ناہنجار کے پہونچ جائیے ہرچند کہ جسطرح مین آپ کو لیجاؤنگا خلاف آپ کے ہوگا لیکن فتح بھی آپ کی اُسی صورت
سے ہوگی عمرو بن حمزہ یونانی نے پوچھا اے امراسپ تم کسطرح ہمکو خوارزم مین لیجاؤگے اور کیونکر خوارزم پر
مین فتحیاب ہونگا امراسپ نے عرض کیا حضور قبل اسکے ایک عرضی شتکل کو اس مضمون کی لکھ دیجا ہون کہ مین

کہین نے حکم بادشاہ فلک جاہ یونان کو شاہ اورویران کیا سر فریدون شاہ کا تیغ سے کاٹ لیا عورتون کو
اسیر کیا اب ہمراہ فولاد زنگی کے سر فریدون شاہ اور عورتون کو مع عرضی آپ کی خدمت مین روانہ کرتا ہون
اور مین ابھی یونان مین تو جہ سے مقیم ہون کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کسی طرف چلے گئے ہین جب انکو
گرفتار کر لونگا اسوقت مین بھی حاضر خدمت ہونگا چونکہ حکم شنگل سے فولاد زنگی نے میری عرضی اور سر اپ کے
نانا صاحب کا تو شنگل کے پاس بھیجدیا اور فولاد زنگی بموجب حکم عورتون کو اسطرف لایا یہان حضور نے
اپنی والدہ کو قید سے چھڑایا اور فولاد زنگی کو قتل کیا اور وہان یونان مین مجکو آپ نے مع فوج کے مسلمان کیا
یہ خبرین ہین مجھے یقین ہے کہ شنگل کو نہ سوجھی ہونگی اور وہ ان حالات سے بالکل بے خبر ہوگا اور اس خیال مین ہو
کہ کرتا ہوگا کہ اب افراسیب شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کرکے لاتا ہوگا پس مین آپ کو یہان سے
تو نہین اپنے ہمراہ لیجاؤنگا لیکن قریب خوارزم کے پہونچکر ایک عبا آپ کے دوش پر
ڈال دونگا آپ اس عبا مین تلوار اور اپنے ہاتھ چھپا لیجے گا اور گھوڑے پر بیٹھے رہیے گا سوار آپکے
اردگرد سیکڑون تلوارین برہنہ کھینچے ہوئے ہونگے جو کوئی دیکھیگا یہی خیال کریگا افراسیب شاہزادہ عمرو بن حمزہ
یونانی کو قید کرکے لایا ہے اور شنگل کے پاس لیے جاتا ہے جب میرے آنیکی شنگل کو خبر ہوگی یقین ہے
کہ چند سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجیگا آپ چپکے گھوڑے پر سر جھکائے بیٹھے رہیے گا جب آپ عنقریب تخت
شنگل کے دربار مین پہونچ جائیگا اسوقت عبا کو پھینک کر تیغ تیز سے شنگل کو قتل کیجیے گا اور
اسکی فوج سے لڑیے گا اس ترکیب سے اسکے قریب پہونچ جایئے گا اور مدعاے دل انشاءاللہ حاصل ہو جائیگا
آپ غالب ہونگے اور وہ مغلوب ہوگا یہ کہکر افراسیب خاموش ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے کہا اے افراسیب
تدبیر تو نے اچھی سوچی ہے اب کل تم اسی طرح مجکو انکے پاس لے چلنا یہ فرما کر عمرو بن حمزہ یونانی خاموش ہوئے
اور جلد اس شب کے گذر جانے کی خدا سے دعا کرنے لگے

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا خوارزم مین اور قتل کرنا شنگل کو اور آنا مارنج جادوگر کا اور سحر کرنا و دیگر حالات

ساقی جام جہان نما دے
منگوا دے پھول کی گلابے
جب نشہ مین دونون لب ہلاؤن
بلبل کا ناطقہ کرون بند
ہو ملک سخن کی شہریاری
پھر درد بھری ہوئی فغان سن

کیفیت دو جہان دکھا دے
وہ بادہ پلا جو مست کر دے
مردہ مضمون کو جلاؤن
صیقل جو ہو بادہ سے مکرر
سکہ مرے نام کا ہو جاری
گلدستہ بنا دون شاعری کا

کل بہر افسانہ دستان بے
وہ ہو جو سخن پرست کر دے
لکھون جو زبان مین ہنرمند
پھر تیغ زبان کے دیکھ جوہر
پھر سوز و گداز کا بیان سن
پھر سحر دکھاؤن سامری کا

عندلیبان بوستان الحان بوستان سخنوری و زمزمہ سرایان حدیقہ افسون گری شاخسار گل چمنستان
بیان پر مصروف رنگین طرازی ہین کہ جب صبح ہوئی عمرو بن حمزہ یونانی نے حکم کیا کہ فوج تیار ہو
بموجب حکم فوج مسلح ہوئی عمرو بن حمزہ یونانی بھی مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوئے اور افراسیب بلند مکان
وغیرہ کو ہمراہ لیکر دردکوہ لیو قلموں سے چلے بعد طے کرنے منازل کے جب دس کوس شہر خوارزم کا
فاصلہ رہگیا اسوقت افراسیب نے ایک عبا عمرو بن حمزہ نامدار پر ڈال دی اور سوارون نے انکے گرد

شاہزادے کے تلواریں برہنہ لیکر چند سواروں نے بموجب کہنے امراسپ کے او پاشنۂ عمرو بن حمزۂ یونانی کے
تلواریں کھینچیں اور گرد عمرو بن حمزۂ یونانی کے آئے اور چار طرف سے عمرو بن حمزہ کو گھیر کر جانب خوارزم
کے چلے مردمان نے جو یہ حال دیکھا سب نے خیال کیا کہ امراسپ بلند کمان سے بڑی بہادری کی عمرو بن حمزہ کو گرفتار کر کے
لے آیا یہ خبر شتکل بن شتکال فیل زور بدست خوارزمی کو پہونچی کہ امراسپ عمرو بن حمزہ
کو گرفتار کر کے لایا ہے یہ خبر سنکے شتکل خوش ہوا اور دو تین سرداروں کو حکم دیا کہ امراسپ کا
استقبال کر کے ہمارے پاس لے آؤ سرداران لشکر شتکل روانہ ہوئے شتکل نے حکم دیا کہ دربار اچھی طرح
آراستہ ہو ارباب نشاط بھی حاضر ہوں آج مجکو نہایت خوشی ہے کہ میرے فرزند کا قاتل گرفتار ہو کے آتا ہے
جو وقت میرے روبرو آئیگا فوراً قتل کرونگا اور اپنے بیٹے کا انتقام بخوبی لونگا غرض بموجب حکم ادھر تو بخوبی
تمام دربار آراستہ ہوا جملہ اراکین سلطنت و اعیان مملکت دربار میں حاضر ہوئے اور کرسیوں اور صندلیوں پر بیٹھے
ارباب نشاط اور ساقیان گلرخ بھی حاضر ہوئے ساقیان سیمتن نازک بدن شراب پلانے لگے اور ارباب نشاط
بصد اقبال گانے لگے گویا مبارکبادی گرفتاری عمرو بن حمزہ یونانی کا گانے لگے ازانجملہ ایک نازنین مہ جبین نے

یہ غزل روبرو شتکل بن شتکال فیل زور بدست خوارزمی گائی کہ اہل غزل چشم جانان اور چشم غزالان اور ہے

وضع انسان اور یہ ترکیب حیوان اور ہو
سینۂ عشق بت بیجگر گلگشت ہوں لالہ رخ
چاہ کنعان اور یہ چاہ زنخدان اور ہے
خاک جنت میں لگیگا بعد مردن دل مرا
یہ گریبان اور یہ تار گریبان اور ہے
جانور اسیر ہو عاشق اسپر عاشق ہو کی
چشم گریان اور یہ شمشیر عریان اور ہے
ناز رشید یہ وہ اور یہ ساتھ میں لعل
نظم قرآن اور یہ رخسار جانان اور ہے

گر کسان اس سے کچھے اس سے جگر ہو جائے لال
داغ دلستان اور یہ گنج شہیدان اور ہے
برق اسیر ہستی ہو روتا ہے اسیر آسمان
ناز غلمان اور یہ انداز انسان اور ہے
دل سے ہو کاوش اسے تلوون ہے اسکو خلش
سرو بستان اور یہ سرو خرامان اور ہے
گرچہ دونوں خاک سے غلطان ہیں لیکن فرق ہے
شاخ مرجان اور یہ دست حسینان اور ہے
فرق ہے شاہ و گدا میں قول ناسخ ہے یہی

ماہ تابان اور یہ مہر درخشان اور ہے
ایک یوسف وہ ہیں گر انعقیان گردنکا طوق
ابر باران اور یہ چشم گریان اور ہے
اسمین ہے داغ فراق اس میں ہے گھین آفتاب
خار گلزار اور یہ خار مغیلان اور ہے
ہوتے ہیں خون کے دیکھنے سے تو انکے غم سے
سنبلستان اور یہ زلف پریشان اور ہے
باعث ایمان ہو وہ غارتگر ایمان ہے یہ
شیر قالین اور یہ شیر نیستان اور ہے

جب تک یہ غزل اس نے روبرو بہار کے دربار کا گائی جملہ اہل دربار خوش ہوئے خصوصاً
شتکل نہایت ہی خوش ہوا اور شل مزاج سحری کے ہنسنے لگا یہاں تو دربار میں نازنینان خوبرو خوش گلو
ناچ اور گا رہے ہیں شتکل تخت پر بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے اور گانا سن رہا ہے وہ خوش ہو رہا ہے اور رنگ سے
بیٹھے لیکن سرداروں شتکل جب وہاں پہونچے دیکھا کہ امراسپ عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کیے ہوئے
لاتا ہے ان سرداروں نے امراسپ کا استقبال کر کے اور مزاج پرسی کر کے پوچھا کہ ای امراسپ تم عمرو بن حمزہ
یونانی کو کیونکر گرفتار کیا امراسپ نے جواب دیا کہ میں نے بڑی مشکل سے اس شاہزادے کو گرفتار
کیا ہے سرداران نے کہا فی الحقیقت تم نے بڑی بہادری کی غرض اب روبرو بادشاہ چلو وہ تمہیں انعام دیگا
کیونکہ آج اسے نہایت خوشی ہے دربار میں بیٹھا ہوا ہے امرا وزرا سے ہنس ہنسکے گفتگو کرتا ہے عجب نہیں کہ کسی
نازنین کا اسوقت گانا سن رہا ہو اور شراب پی رہا ہو امراسپ نے کہا چلو دیکھئے شتکل مجھے کیا انعام
دیتا ہے یہ کہکے امراسپ بلند کمان ان سرداروں کے ہمراہ چلا جب داخل شہر ہوا اور دل میں عمرو بن حمزہ یونانی کی

صورت اور دغلی پر نظر کرکے بعضے افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اب اس شاہزادۂ کم عمر کو شتکل قتل کروا دیگا
اکثر کفار سنگدل ہنسنے لگے کہ خوب ہوا یہ مسلمان گرفتار ہوا اپنے مہران کو صحرائے سبزہ زار میں قتل کیا تھا اب یہ
بھی ضرور قتل کیا جائیگا اور سر اسکا در شہر پر لٹکایا جائیگا ہر چند کہ لہراسپ اور عمرو بن حمزہ بخوبی گفتگوئے اہل شہر
سنتے تھے لیکن بمصلحت جواب نہ دیتے تھے القصہ جب لہراسپ اور سہیل شیر شکار عمرو بن حمزۂ عالی وقار کو قریب
در شاہی لائے وہاں لشکر کو اسی جگہ ٹھہرا کر عمرو بن حمزۂ یونانی کو دربار میں لیگئے عمرو بن حمزۂ یونانی نے دربار میں جا کر دیکھا
کہ شتکل تخت پر بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے پہلوان وغیرہ کرسیوں اور زنگوں پر بیٹھے ہیں نازنینان گل پیرہن نازک بدن
بہزار ناز و ادا غزلیں گا رہے ہیں ساقیان گلعذار جام بلوریں میں مئے ناب بھر بھر کے شتکل اور اہل دربار کو دے
رہے ہیں ہر ایک شراب پی پی کے بیٹھے نشۂ شراب سے جھوم رہے ہیں شاہزادہ ذیوقار نے کیفیت دربار کی دیکھکے جلد
تیغ کو کھینچا اور نعرہ کیا کہ او شتکل ہوشیار ہو جا کہ میں آپہونچا اگر خدا نے چاہا تو ابھی تجکو قتل کرتا ہوں اور اپنے ناما کے
خون ناحق کا تجھسے انتقام لیتا ہوں جس وقت یہ نعرہ اہل دربار اور شتکل نابکار نے سنا شتکل سمجھ گیا کہ لہراسپ اور
سہیل شیر شکار دونوں سردار عمرو بن حمزۂ یونانی کے شریک ہو گئے اور دونوں نے اس شاہزادے کی اطاعت
قبول کی اور بمکر و فریب یہاں تک آئے اور شاہزادہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو یہ شہزادہ لائے یہ خیال کرکے شتکل نے ایک پہلوان کو
حکم دیا کہ جلد اس طفل کا سر تیغ سے کاٹ لے پہلوان گرز گران سر لیکے اٹھا ساقیان گلعذار شیشہ و ساغر چھوڑ کر بھاگے
اور ارباب نشاط نے بھی اس خیال سے ناچنا اور گانا موقوف کیا اور دربار سے فرار ہوئے کہ اب یہاں رقص بسمل ہوگا
اور عوض نغمۂ مجروح صدائے نالہ و فغان بلند کرینگے غرض جب ارباب نشاط بھاگ گئے اور دربار میں ایک تہلکہ پڑ گیا
اس پہلوان نے گرز گران سر شاہزادے پر مارا شاہزادہ نے گرز کو سپر پر روک کے جلد تلوار کھینچی اور اس پہلوان کی کمر پہ
لگائی پہلوان دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اب تو جملہ اہل دربار تیغ و گرز لے لیکر اٹھے اور عمرو بن حمزہ اور لہراسپ
اور سہیل شیر شکار پر حملہ آور ہوئے شتکل بھی تخت سے اٹھا اور تیغ آبدار کھینچکر آمادۂ کارزار ہوا لہراسپ نے
اسی وقت سواروں کو جو در شاہی پر کھڑے تھے اشارے سے بلایا سوار مسلح تو کھڑے ہی تھے تیغیں کھینچکر بعجلت
دربار میں آئے تلوار چلنے لگی عمرو بن حمزہ نے کئی پہلوانوں کو تیغ آبدار سے قتل کیا لہراسپ اور سہیل
شیر شکار نے بھی کئی افسران فوج کو ہلاک کیا سواروں نے بھی اہل دربار کو قتل کرنا شروع کیا لاشیں زمین پہ
کافروں کی تڑپنے لگیں دربار شتکل کا میدان کارزار ہو گیا سارا فرش دربار کا خون کفار سے سرخ ہو گیا تلواریں
تلواریں بہادروں کی اہل دربار کے خون سے سرخ ہو گئیں گرز گران سرہائے کافران پر پڑنے لگے اہل دربار قتل
ہو ہو کر زمین پر گرنے لگے اور مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگے رقص بسمل کا تماشا ہونے لگا شتکل یہ حال دیکھکر
گھبرایا اور امرا و وزرا کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا جلد کسی طرح دربار سے جاؤ اور جاکر میری طرف سے افسران لشکر کو
حکم دو کہ جلد لشکر لیکر آؤ حریف آپہونچا دربار میں تلوار چل رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے بادشاہ تمہارا دشمنوں میں گھر گیا ہے
اور اب حریف کے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے غرض بصد ہزار مشکل چند امرا و وزرا اٹھے ہوئے اور زخمی ہوتے ہوئے
بصد مشکل دوڑ کر دربار سے باہر گئے اور جلد تر لشکر گاہ پر پہونچکے افسران فوج سے کہنے لگے کہ جلد مسلح ہو بادشاہ نے
مع لشکر تمکو بلایا ہے حریف دربار میں آگیا ہے تلوار چل رہی ہے اہل دربار قتل ہو رہے ہیں بادشاہ بھی تمہارا اور ہمارا قتل
ہوا چاہتا ہے افسران فوج نے کہا تم بیکار آئے ہو ہمکو پہلے ہی خبر ہو گئی تھی بادشاہ سے کہو کہ گھبرائے گا نہیں افسران
فوج لشکر لیکر آتے ہیں اگر ا تو جانب دربار چلے افسران فوج نے مردمان فوج سے کہا جلدی مسلح ہو دیر نہ لگاؤ

ملیسا ہو کہ بادشاہ قتل ہو جاسے وہاں لشکر نے خوب دیکھا ہے مگر ایسے نہیں زرہیں پہن رہے ہیں ہتھیار لگا رہے ہیں اگر آپ کے مزاج میں جلدی زیادہ ہو تو پہلے آپ ہی جا سے دشمنوں کو قتل کیجیے بعد آپ کے ہم بھی آ پہنچے افسران فوج بہ تقدیر وہاں لشکر کی سنکے خاموش ہوئے یہاں تو فوج مسلح ہو رہی ہے اور وہاں دربار میں خوب برق شمشیر چمک رہی ہے سر گر دوش پہ لاش گر رہی ہے دریائے خون دربار میں رواں ہے علاوہ سرہائے کفار کے کرسیاں جواہر نگار حباب آسا نظر آتی ہیں فرش دربار پر چادر آب کا گمان ہوتا ہے اور تخت جواہر نگار شتکل کو جو کوئی دیکھتا ہے اُسے تختہ پر گرداب کا رزار بنا ہوتا ہے دنگل مانند مگر او گھڑیال کے اُس دریائے خون میں دکھائی دیتے ہیں کشتیاں عمر کی بحر خون میں رواں ہیں بلندی عمر ہی دیدۂ سائز ضیا رنگ گردش دور فلک دیکھ رہا ہے شیشہ عمر بھی لبریز حباب دکھلائی دیتے ہیں نشان ملکوں جنگ دیکھ کے دمبدم ایسا جوش ہوتا ہے کہ کشتیوں سے کھنچی ہوئی ہے طوفان آب تیغ و صدم اژدر ہا سے کفار غرق دریائے فنا ہو رہے ہیں بہادر گو ہر فتح کی جستجو کر رہے ہیں ناگاہ عین گرمی جنگ میں شتکل اور عمرو میں تفرقہ سے سامنا ہو گیا شتکل نے تیغ آبدار سر شاہزادہ نامدار پر لگائی شاہزادے نے تلوار سپر پر روک کے اور تیغۂ آبدار خون آلود لیکر شتکل پر حملہ کیا شتکل نے خیال کیا کہ گر یہاں ٹھہرونگا تو ضرور قتل ہو جاؤنگا پس بہتر یہی کہ بھاگ جاؤں یہ خیال کرکے دربار سے بھاگا شاہزادے نے اسکا تعاقب کیا شتکل نے دیکھا کہ ایک فیل جسپہ ہودج زریں رکھا ہے کھڑا ہوا ہے شتکل فیل کو دیکھکر ایک دیوار پر جست کر گیا اور دیوار پر جا کر رسا پکڑ کے فیل پہ سوار ہونے لگا اتفاق سے رسا ٹوٹ گیا شتکل زمین پر گرا شاہزادے نے جلدی سے تیغ آبدار سر شتکل نابکار پر لگائی ہرچند شتکل نے سپر فراخ دامن سے سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر میں در آئی اور صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب کے اتر کر سینے میں پہونچی اور یکدم لیکر شکم و کمر سے گذر کر زمین میں در آئی شتکل دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شاہزادہ ذیوقار شتکل کو قتل کرکے خوش ہوا اہل دربار بعد قتل شتکل بھاگنے لگے ناگاہ افسران فوج مسلح ہو کر لاکھ سواروں کی جمعیت سے زیادہ اپنے ہمراہ لیکر آئے اور فوج اسلام سے تیغیں کھینچکر لڑنے لگے دربار کے باہر ایک میدان وسیع میں جنگ ہونے لگی کہ دیکھنے والوں کے ہوش و حواس کھونے لگے تیغ و تیر سے بہادروں کے سر و تن میں جدائی ہونے لگی روحیں جسموں کو چھوڑ چھوڑ کے جانب عدم جانے لگیں کمانیں کڑکنے لگیں تیر جوانوں کے سینوں کو توڑ توڑ کے نکلنے لگے

بموجب ابیات	وہاں سے جو سب بانکی وشمنی	قیامت کے تھے کہ تیر انگنی	کمین تیغ چلی کسی جاستان
کوئی جلد در تھا کوئی تھا طپان	یہ کافر تھا اور وہ غازی بڑھا	یہ ترکش کھلا اور وہ راکب گرا	گری لاش پر لاش اور سر بسر
جوانوں کے خون سے ہوا زمین تر	بڑے سنہ پہ تلوار کے جنگجو	لگے کٹنے مرنے بڑی جا بسو	مسلمان بڑھے جب لعبد کر و فر
قضا یہ پکاری سوے بس شر	کہ ای کافرو دون جلد ما نکلیں	سبک جاؤ سری کی خبر اب کہاں	غرض تا دیر باہم کفار و اہل اسلام

میں خوب تلوار چلی ہزاروں جوان کام آئے سیکڑوں زخمی ہوئے جب ہمراسپ نے دیکھا کہ باوجود قتل ہو جانے شتکل کے افسران فوج جیران ترسے ہیں ہرچند ہزار ہا زخمی ہوئے اور سیکڑوں قتل ہوئے لیکن نہیں بھاگتے ہیں اسوقت ہمراسپ بلند مکان سے ایک بلندی پر جا کر بہ آواز بلند کہا کہ اے سرداران لشکر وای بہادران نامی و نامور بادشاہ مختار استشکل قتل ہو گیا اگر تمکو میرے کہنے کا اعتبار نہیں تو تم خود جا کر دیکھ لو وہ لاش شتکل کی پڑی ہوئی ہے میں نے تو اس شاہزادہ ذیوقار کی اطاعت اختیار کی اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا ہوں اب تمکو بھی لازم ہے کہ جنگ و جدال سے باز رہو فرمانبرداری مثل میرے شاہزادہ ذیوقار کی قبول کرو ورنہ میرے

نزدیک اب بیکار ہے آیندہ تمکو اختیار ہے افسران لشکر یہ گفتگو سے لہراسپ سنکے باہم کہنے لگے کہ اب کیا کرین آیا اطاعت اس شاہزادے کی اختیار کرین یا اس میدان مصاف مین شاہزادے کا سد راہ کرین اکثر افسرون نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک تو بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اطاعت عمرو بن حمزہ یونانی کی اختیار کرو اور پوجنے دو سو خداؤ معبودون کی پرستش سے اجتناب کرو اسوقت شنگل کو کسی خدا نے ان مسلمانون کے ہاتھ سے نہ بچایا آخر شنگل قتل ہو گیا اور مسلمانون کے ایک خدا نے مسلمانون کی ایسی اعانت اور مدد کی کہ مسلمان شنگل پر فتحیاب ہوئے اور اسکو قتل کر ڈالا اگر تم اطاعت قبول کروگے تو خیر ورنہ ہم تو ضرور اس شہزادے کی اطاعت اختیار کرینگے اور جو شاہزادے کا مذہب اور دین ہے وہی ہم بھی اختیار کرینگے یقین کامل ہمکو ہوا کہ اس شاہزادے کا دین اور آئین اچھا ہے سرداران دیگر نے یہ سنکے کہا اگر تمھارے نزدیک یہی مناسب ہے تو ہم بھی اطاعت اختیار کرینگے یہ کہکے افسران فوج نے مردمان لشکر کو لڑنے سے منع کیا جوانان لشکر نے لڑنے سے ہاتھ روکے تلوارین میان مین رکھین اسوقت جملہ افسران فوج عمرو بن حمزہ یونانی کی خدمت مین گئے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اب حضور کو اپنا مالک اور حاکم جانتے ہین اور آپکی اطاعت اختیار کرتے ہین عمرو بن حمزہ یونانی یہ تقریر افسران لشکر کی سنکے خوش ہوئے اور ہر ایک افسر پر مہربانی و نوازش علی قدر مراتب کرکے سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا سب افسران فوج شنگل کہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئے آئینہ دل سب کے نور ایمان سے روشن اور منور ہوئے بعد اسکے تمام مردمان لشکر کو شاہزادہ ذیوقار نے مسلمان کیا پھر حکم عمرو بن حمزہ یونانی سے تمام مردمان شہر مسلمان ہوئے خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھنے لگے اور ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیغمبر ماننے لگے بعد اسکے شاہزادۂ ذیجاہ نے اپنے ماموں زرتاش بہادر کو قید سے رہا کیا پھر زرتاش بہادر اور جملہ سرداران لشکر وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر شہر خوارزم کے باہر گئے اور ایک باغ مین کہ وہ باغ شنگل کا تھا اور نہایت سرسبز و شاداب تھا ہزار در ہزار گلہائے رنگ برنگ و بوقلمون اس باغ مین شگفتہ تھے اور رشک باغ ارم وہ باغ تھا اسی باغ مینو سواد مین فروکش ہوئے اور بارگاہین اور خیام استادہ کرائے اور سیر باغ کی زرتاش بہادر اور افسران فوج کے کرنے لگے اب جو بخوبی شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی نے باغ کو دیکھا تو موجب ان ابیات کا تماشا

تو زیور رنگ گل زیب جسم بساعد شاخ
بہار نے پئے حفظ تمر اڑھائے ہین جل
الف کیطرح سے جو شاخ ہے قامت نما
کر سنگ ریزون پہ ہے عالم زمرد و لال

ہے شاخ سنبل تر یا ہے سرو مین خلخال
مزاج نازک گل سے ہے بلبلون کو خوف
ہے بار گل سے لچک کر خم آ جھوٹ ڈال
ہوا سے نامیہ سے زمین ہے بالیدہ

جو عشق بیچا ہے وہ بھی نقاب روسے نہال
بسان غنچہ زبان سوال بوسہ ہے لال
ہر رنگ سبزہ و گل ہر طرف ہے عکس فگن
کہ آسمان کو سمجھتی ہے سبزہ پامال

جب شاہزادہ سیر باغ بخوبی کر چکا حکم دیا کہ اسی باغ مین جشن جلدی سے مہیا کیا جائے لہراسپ وغیرہ سرداران لشکر نے باغ کی بارہ دری مین بصد تکلف سامان جشن مہیا کیا گلابیان شراب کی قابین کباب کی بصد زیب و زینت قاعدے سے رکھی گئین ابیات زرین فرش رنگین ہر مکان مین + کہین ایسا دیکھا تھا جہان مین نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل + بشکل آئینہ ہر شی مقابل + کہین الماس کے مینا و ساغر + غرض ہر ایک شی نایاب و بہتر + جب بخوبی سامان عیش و عشرت ہو چکا شاہزادہ ودنگل جواہر نگار پر بیٹھا زرتاش بہادر بھی ایک ودنگل پر بیٹھے افسران فوج بھی علی قدر مراتب جا بجا ودنگلون پر متمکن ہوئے اسوقت بموجب ارشاد فیض بنیاد شاہزادہ ذیوقار یعنی عمرو بن حمزہ نامدار اول ساقیان مہ جبین گلشتیان

انگبین کی لائے اور بعد ناز و انداز جام ساغرین بادۂ ارغوانی بھر بھر کے زنتاش بہادر و عمرو بن حمزہ وغیرہ کو دینے لگے اسوقت ہر ایک شخص جام صہبا دست ساقی سے لیتا تھا اور یہ غزل مستانہ بعد جوش رندانہ زبان پر لاتا تھا

غزل

آنکھون چاہتا ہون پیالہ شراب کا
مستون کو فرض ہین جو پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
میخانۂ جہان مین وہ علامۂ دہر ہون
دیتا ہے محتسب مجھے فتویٰ شراب کا
دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ساقی نے میرا چلو
دکھلا کے مجھکو توڑا جو شیشہ شراب کا

بعد بلانوشی کے شاہزادۂ عمرو بن حمزہ نے اپنے ماموں زنتاش بہادر سے تمام اپنی کیفیت عرض کی زنتاش بہادر نے بھی اپنا حال جنگ کرنے اور قید ہونے کا بیان کیا بعد اسکے شاہزادے نے حکم کیا کہ اسباب نشاط حاضر ہون بموجب حکم شاہزادۂ والا قدر نازنینان خورشید رو و خوش گلو یوسف جمال زہرہ خصال مع سازندون کے حاضر ہوئین اور روبروے شاہزادۂ والا جاہ ناچنے اور گانے لگین بعد ان نازنینان حور شمائل کے ایک نازنین غنچہ دہن گل پیرہن نہایت خوبصورت و نوجوان بعد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے بزم عشرت افزا مین حاضر ہوئی اہل بزم اس نازنین مہ جبین کے گلشن حسن و جمال کی حسرت سے گل چینی کرنے لگے کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین زہرہ طلعت تھی کہ اشعار پڑھی گئی

تھین آنکھین تنگ کاٹے ہوئے ہرنیا
وہ بینی اُس بت پری کی دیکھے جو وہ کے
ذرہ تھی حیرت ناوک ابرو تھین رشک کمان
جو دیکھے عارض گلگون وہ رشک مہ خورشید
تو آفتاب قیامت کا زرد ہو چہرا
ہو خط نسخ مین لکھی مگر یہ حمد خدا
اگر وہ ہو متبسم تو رشک سے بلبل
گلون کو نوچ لے منقار سے کرے خونا

جسوقت سازندے اپنے سازون کو درست کر چکے اسوقت نازنین ماہ جبین بعد ناز و ادا ناچنے لگی دلہائے اہل بزم کو بصورت سبزہ پامال کرنے لگی سطح بہ فلک اسکے رقص کو دیکھکر شرمندہ ہونے لگی اہل بزم تعریف اس نازنین عدیم المثال کے ناچنے اور گانے کی کرنے لگے اور نقد دل بے اختیار دینے لگے بعد ناچنے کے وہ نازنین ماہ جبین یہ غزل بہ الحان داؤدی گانے لگی اور دل اہل بزم کا لبھا ناز و عشوہ سے لینے لگی

غزل

یہ غنچے مسکراتے ہین سب کیا
کوئی تازہ چمن مین گل کھلا کیا
ادا و ناز و طرز دلربائی
سکھایا ستم کو تیغے نے کیا کیا
نہ کی تھی بے نیازی کچھ کسو نے
دم گردش ترا چشمہ نما کیا
شہید ہم جلوۂ شمع عدم تھا
سموم زلف نے بیرا اپنا کیا
وہی بے پردگی شیشے مین بھی تھی
بنی سب دختر رز پارسا کیا
دم آخر عبث تکلیف درمان
بھلا ای چارہ گر مجھ مین رہا کیا
غبار کاروان بے نشان ہین
ہما ای بیچ مین بانگ درا کیا
ہین عاشق اپنے مطلب کی کہینگے
مٹا کیا ہماری مدعا کیا
ہوا کیون سنگ بر ہم یار جانی
تباہی نامہ بر تو نے لکھا کیا
جہان مین ہر گھڑی نامی ہی عریان
عدم بھی ہے کوئی وحشت سرا کیا
اگر سوائے علم بھی سنون مین
تو پھر اس دل لگانے کا مزا کیا
غرور حسن ہے کچھ دن کا مہمان
یہی عالم رہیگا بیوفا کیا
وہ افتادہ ہون سنگ دشت کی ہی
ہوا مغلوب تو شکل نقش پا کیا
اگرچہ ہیرا نہین یا وسمہ نے
ہر اک غنچہ چمن مین ہنس پڑا کیا
مین جبین و رخ نوکیلا و رنگا
ترا چہرہ ستمگر ہو صفا کیا
عبث قاتل نے کھینچی تیغ ابرو
شکست رنگ عاشق دیکھتا کیا
عبث تسلیم مشق غیبت ہے
برا کہنے سے ملتا ہے بھلا کیا

جب یہ غزل اس نازنین نے گا کر تسلیم کی اسوقت ہر ایک سردار تعریف اس خوش گلوی کرنے لگا پھر اس نازنین نے اور کوئی

کو دریافت کرنے لگا مردوان شہر نے کہا کہ عمرو بن حمزہ یونانی باغ میں شتکل کے مقیم ہیں فرخ یہ سنکے شتکل کے
باغ میں آیا وہاں دیکھا کہ سب پتھر کے ہیں فرخ یہ ماجرا دیکھ کر بہت پریشان اور گریان ہوا اور عمرو بن حمزہ یونانی سے
لپٹ کے رونے لگا اور نالہ و فریاد کرنے لگا اسوقت خبر نارنج جادو کو ہوئی کہ ایک شخص دبلا سا آیا ہے اور
عمرو بن حمزہ سے لپٹ کے رو رہا ہے یہ خبر سنکے نارنج جادو نے ذوالجام جادو کو بلوایا اور اس سے کہا یہ شیشہ
پر آب لیجا ایک قطرہ آب عمرو بن حمزہ پر ڈال دینا سحر میرا برطرف ہو جائیگا یعنی تو غم و الم شتکل میں مبتلا ہوں
تو اس دبلے شخص کو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آ ذوالجام جادو نے فوراً آ کے فرخ
پر سحر کیا دست و پا فرخ کے بے حس و حرکت ہو گئے پھر عمرو بن حمزہ یونانی پر شیشے سے پانی لیکر چھڑکا سحر نارنج جادو کا
برطرف ہوا عمرو بن حمزہ یونانی کے دست و پا قابو میں آ گئے اور چاہا کہ ذوالجام پر تیغ لگائیں ذوالجام
نے فوراً ایسا سحر کیا کہ مثل فرخ کے شاہزادے کے بھی دست و پا بے حس و حرکت ہو گئے اور پانوں زمین نے پکڑ لیے
اسوقت فرخ نے ہرچند ذوالجام سے کہا کہ مجکو چھوڑ دے میں نے تیری کیا خطا کی ہے لیکن ذوالجام نے
فرخ کو رہا نہ کیا اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو بخوبی سحر میں گرفتار کر کے اور قید کر کے روبروے نارنج جادو
لیجا کر کہا کہ یہ دونوں شخص حاضر ہیں اس جگہ بعض راوی تو کہتے ہیں کہ نارنج جادو باغ شتگل ہی میں رہی
اور قبر پر بیٹھی رہی اور وہیں ذوالجام جادو کو طلب کر کے فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کرا کے اپنے
پاس بلوایا اور بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ نارنج جادو عمرو بن حمزہ یونانی کو سحر سے پتھر کا بنا کر اور شتگل کو دفن
کر کے اپنے مکان پر چلی گئی تھی جب فرخ باغ میں آیا اسوقت سحر کے زور سے نارنج جادو کو اطلاع
دی تھی کہ ایک لڑکا دبلا پتلا باغ میں آیا ہے اور عمرو بن حمزہ سے لپٹ لپٹ کے رو رہا ہے اسوقت نارنج جادو
نے ذوالجام کو واسطے گرفتار کرنے فرخ کے بھیجا تھا اور ذوالجام نے بحکم نارنج جادو عمرو بن حمزہ اور فرخ
کو اپنے سحر میں گرفتار کر کے روبروے نارنج جادو لیجا کر عرض کیا تھا کہ یہ شاہزادہ اور یہ دبلا لڑکا دونوں حاضر
ہیں غرض بہرطور جب فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی روبروے نارنج جادو پہنچے اسوقت نارنج جادو
نے بقصد قہر و غضب عمرو بن حمزہ یونانی سے کہا کہ او ظالم تو نے میرے آشناے صادق اور یار واثق کو بیجرم و خطا
کیوں قتل کروا ڈالا اور کیوں تو نے مجھے اُسکے غم و الم میں مبتلا کیا اور مجکو رانڈ کیا عمرو بن حمزہ یونانی نے جواب دیا
کہ اُسنے میرے ماما کو بیجرم و گناہ قتل کرایا تھا میں نے بھی اُسکو قتل کیا ابھی عمرو بن حمزہ یونانی نارنج جادو
سے یہ گفتگو کر ہی رہے تھے اور نارنج جادو قبر پر شتگل کی بیٹھی ہوئی ہے اور یہی قصد کرتی ہے کہ عمرو بن حمزہ
کی بوٹیاں کاٹ کاٹ کر اور مثل کباب آگ پر بریان کرے ناگاہ ایک لکہ ابر فلک پر نمودار ہوا کہ بوندیاں
پڑنے لگیں برق دمبدم چمکنے لگی دفعتہ لکہ ابر سے دو تخت ظاہر ہوئے نارنج جادو جسوقت تخت
دیکھنے لگی فرخ بھی سوے فلک دیکھنے لگا جب وہ دونوں تخت نارنج جادو کے قریب آئے عمرو بن حمزہ
یونانی نے دیکھا ایک تخت پر ایک عورت بیٹھی ہے اور دوسرے تخت پر تین عورتیں بیٹھی ہیں واقع ہو کہ دونوں
تختوں پر جو چار عورتیں بیٹھی ہیں آئیں جو ضعیفہ ہے اسکا نام زلزلہ جادو ہے اور یہ بہن ہے نارنج جادو
کی اور دوسرے تخت پر جو تین عورتیں نوجوان بیٹھی ہیں وہ زلزلہ جادو کی تینوں بیٹیاں ہیں ایک کا نام
تزلزل جادو ہے اور دوسری کا نام ازلال جادو ہے اور تیسری جو سب سے چھوٹی ہے اور نہایت خوبصورت ہے اسکا نام
گلشن جادو ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے جو گلشن جادو کو دیکھا بصورت آئینہ حیران ہو گئے اور سراپا کے

گلشن جادو پر نظر کرنے لگے دل سینوں میں تڑپنے لگا آنکھیں محو دیدار ہوئیں عمرو بن حمزہ یہ کیفیت دیکھکر کیونکر نہ محو ہوتے

بیان گلشن جادو ایسی تھی کہ نظم
ہویدا ہین سو لی ہر اک تار یتی
کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
سیاہی سے انکی تھی ظلمات مات
وہ عنبر شکن تھا وہ نافہ کش
عجب اسکی چتون تھی عالم فریب
تو فی الفور بسمل گری خاک پر
نظارہ اس ابروے خمدار کا
شہ لاسے فتے کی مدد سے بچے
دو رخسار سرخ اسکے تھے جنبال
پہنتے تھے ہاتون مین باہم گر
جو شن پائے نور بیاض گلو
گرہ و حباب اسمین تھے جلوہ گر

کیا شانہ اوسنے جسدم خیال
کہ جیسے ستارے شب تار مین
کمند اسکے گیسو تھے یا جال تھے
خضر کو وہ دیتے تھے آب حیات
ذرا تنگ وشہ نہ زہن زعت
دلون کو وہ دیتی تھی ہر دم فریب
ہنسی مین نمایان جو دندان ہوئے
بلا ستم تھا بحث تلوار کا
وہ پیشانی صاف تھی نور کی
کہ گل زرد ہوا اسے دیکھ کمال
نزاکت کو موے میان باندھ لائے
خط صبح صادق کرے جستجو
جو قد دیکھے محشر اسے آئے یاد

شب تار عشاق تھے سر کے بال
نہ تھے سر کے بالون مین لو بعیان
کہ قیدی دل فارغ البال تھے
جو خوشبو کو پوچھو تو دن پہ بپا
کہ تاتار گیسو کا ہر تار تھا
جدھر پڑ گئی نور آگین نظر
تو ہنتیس تارے درخشان ہوئے
ہزار دل اس ابرو کی تلوار سے
کہ زہرہ سہیل اُسکے دو مشتری
وہ لب اُسکے دونون تھے قند و شکر
دہن ڈھونڈھے تو خود عدم کو وہ جائے
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر
قیامت تھی قامت کی اک خانہ زاد

ادھر شاہزادہ ذیوقار سراپا ے گلشن جادو پر نظر کرکے بیتاب و بیقرار ہوا اور نقد دل دینے پر آمادہ اور موجود ہوا ادھر گلشن جادو بھی چہرۂ زیباے عمرو بن حمزۂ یونانی دیکھکر عاشق ہوگئی جب زلزلہ جادو مع اپنی دختر کے پاس نارنج جادو کے آئی اور کہنے لگی اے بہن مین نے سنا ہے کہ تمھارے چاہنے والے کو کسی ظالم نے قتل کروالا اور بیٹے اسکے گرفتار کیا اب یہ بتاؤ وہ ستمگر کہان ہے نارنج جادو نے اشکبار ہوکے کہا اے بہن میری تو ٹوٹ گئی شمشگل قتل ہوگیا قاتل شمشگل کا یہ ہے اور یہ دبلا پتلا لڑکا اسکا عیار ہے اور یہ بنیا خواجہ عمرو کا ہے مجھے یہ حال بزور سحر معلوم ہوا ہے ابھی نارنج جادو اپنی بہن زلزلہ سے یہ گفتگو کر رہی تھی اور زلزلہ افسوس کرتی تھی ناگاہ ایک جانب سے ابر سیاہ نمایان ہوا ہوا تند چلنے لگی آندھی سیاہ آئی برق دمبدم چمکنے لگی بوندیان پڑنے لگین کبھی پھول گرنے لگے کبھی ابر سیاہ سے برق گرنے لگی غرض اسیطرح عجائب و غرائب ابر سیاہ سے ظاہر ہوئے پھر ایک آواز ترانے کی بالا سے ہوا پیدا ہوئی ابر سیاہ سے ایک تخت ظاہر ہوا سب نے دیکھا کہ تخت کو چار اژدر اٹھائے ہوئے ہین ہر ایک اژدر کے منہ سے شعلے نکلتے ہین اور تخت پر ایک بڑھیا بیٹھی ہے بال اسکے سر کے سفید ہین کمر مین خم ہے دانتون کا دہن مین نام نہین جھریان اعضا پر پڑی ہین دست و پا ضعف سے کانپتے ہین پوست سے استخوان نظر آتے ہین آنکھین نہایت چھوٹی چھوٹی ہین پیشانی نہایت تنگ ہے سر پر ایک نیلی چادر کا ٹکڑا پڑا ہوا ہے گلے مین گاڑھے کی نیلگون کرتی ہے لنگا نہایت کثیف پہنے ہوئے جسکے سے ایسی بو آتی ہے کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہے منہ سے رال بہ رہی ہے سانس دمبدم چڑھ رہی ہے کیونکہ سن اسکا سات سو برس کا ہے جب بلندی سے تخت نیچے اتری نارنج جادو نے دیکھکر کہا اے بہن زلزلہ دیکھو نانی ہماری فرہنہ جادو آتی ہین ابھی نارنج جادو یہ کہ رہی تھی کہ تخت روز بادہ کا عنقریب نارنج آیا نارنج جادو نے سلام کیا اور زلزلہ تزلزل وغیرہ نے بھی سلام کیا فرہنہ نے دعا دیکر نارنج جادو سے پوچھا کہ اے لڑکی یہ نوبت تمکو کس بیداد گر اور

سنگل نے تیرے شوہر کو قتل کیا تجھکو صدمہ دیا اس سن و سال میں تجھکو رانڈ کیا مار ہی نے روکر کہا دیکھیے ابھی عالم نے میری مانگ کو
اجاڑا اے زرزمانہ اسکا عمرو بن حمزہ ہے اور دوسرا جو ہے اسکو ظفر اہی اسکا نام ہے رنج کرے میرے شوہر کے قاتل کا جیا ہے زرزمانہ نے سنکے رنج کو کوئی
ہوئے آنکھوں سے ایک ملا بیچارہ پھر عمرو بن حمزہ [illegible] مارے کو تم حضرت پہونچا کہ گلشن جادو عمرو بن حمزہ پر عاشق
ہوگئی ہے [illegible] زرزمانہ تو بیچاری جاتی تھی [illegible] اس شخص [illegible] ناکام بعد
ہوئی کہ زرزمانہ نے [illegible] تو تماشا گر اوسکے [illegible] لیکن گلشن جادو کیطرف تکنے لگی عمرو بن حمزہ نے گلشن جادو
کیطرف دیکھا گلشن جادو نے بھی تماشا گر اوسکو دیکھا [illegible] باشارہ چشم و ابرو [illegible] اسوقت گلشن جادو کی آنکھوں میں اشک بھر آئے
اور رنگ [illegible] متغیر ہوا قریب تھا کہ غش آجائے لیکن ہمت [illegible] اپنے تئین سنبھالا چونکہ زرزمانہ [illegible] بہت ساحرہ تھی [illegible] گلشن کی
گفتگو سے [illegible] اور آنکھوں پر [illegible] زرزمانہ کی جانب مخاطب ہوکے کہنے لگی کہ [illegible] تو اب صبح کری کہ باغ میں [illegible] لائی اور
تجھے ذرا خیال نہیں کہ ان [illegible] کا ابھی [illegible] اگر [illegible] میں کچھ ہو جائے تو کیا قیامت ہو [illegible] مفت تجھے ملال ہو اور مجکو بھی
صدمہ ہو پس میں نہیں چاہتی کہ تو [illegible] باغ میں آیا کرے اور [illegible] کریں اسیوقت گلشن جادو کو اپنے گھر یہان سے روانہ
کر دے زرزلہ نے کہا اماں میں ابھی اسکو بھیجے دیتی ہون [illegible] گلشن کو سمجھا کر کہا کہ [illegible] گھر جاو میں بھی آتی ہون ہر چند
کہ عشق و الفت عمرو بن حمزہ سے گلشن جادو کا جانے کو دل نہ چاہتا تھا لیکن مجبوری تخت پر بیٹھ کر اپنے مکان کی جانب
روانہ ہوئی تھا سے راہ میں خیال کرنے لگی کہ دیکھیے انجام اس عشق کا کیا ہوتا ہے [illegible] کو جو عشق میں جاتی ہے
یا [illegible] اپنے ہاتھ [illegible] گلشن جادو تو اسی طرح کے خیالات کرتی ہوئی اور اپنے مقدر کی شکایت کرتی ہوئی جاتی ہے
لیکن اب حال زرزمانہ جادو کا لکھا جاتا ہے کہ بعد جانے گلشن جادو کے زرزمانہ جادو نے نارنج جادو سے
بہ آہستگی کہا کہ ای لڑکی آگاہ ہو مجھے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تجکو اب عنقریب چند در چند [illegible] تیرے عزیز و اقارب تجھے بڑی در
دشمنی کرینگے یہ صاف اوراق جمشیدی سے ثابت و ظاہر ہوتا ہے کہ تیرے گھر ہی سے آگ لگیگی اور ایسی آگ لگیگی
کہ تیرا طلسم برباد ہو جائیگا اور فتاح طلسم طلسم کو توڑیگا اور فتح کریگا تیری موت بھی اسی کے ہاتھ سے ہے اور
باشندگان طلسم دین سامری و جمشید کو ترک کرینگے اور مذہب دیگر اختیار کرینگے اور باشندگان طلسم رونی اور اعلی
قتل ہونگے [illegible] تیرے دشمن ہو جائینگے [illegible] تیرے نہایت ہی سخت ہیں اب تجکو لازم ہے کہ شنگل کا صدمہ
اور [illegible] شنگل کی نہ [illegible] اپنی فکر کر اور جان اپنی اپنے دشمنوں سے بچا اور یہ لقوبہ کر کہ طلسم نہ ٹوٹنے پاوے مجکو
[illegible] علم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہت جلد یہ طلسم فتح ہو جائیگا مگر اب اس طلسم کی نہایت قلیل باقی جانی ہے یہ
سنکے زرزمانہ خاموش ہوئی نارنج جادو نے کہا اے نانی اب میں جو حسب آپکے کہنے کے اس باغ سے چلی جاونگی اور
اپنے طلسم میں رہونگی ہر چند کہ شنگل کی قبر سے اٹھنے کو میرا دل نہیں چاہتا ہے لیکن بموجب آپکے فرمانے کے اور خوف
اپنی جان کے اب میں یہان سے چلی جاونگی فرمانا آپکا بسر و چشم بجا لاونگی زرزمانہ جادو نے کہا ہر چند کہ
جب قضا آتی ہے انسان یا حیوان کہین ہو مر جاتا ہے اور زندہ کسی حکمت اور تدبیر سے نہین رہسکتا ہے لیکن یہ لازم
نہین ہے کہ دیدہ و دانستہ عاقل اپنے تئین مبتلا بلا کرے اسیوجہ سے میں نے تجھے سمجھایا آگے تجھے اختیار ہے اگر تو
ہمارا کہنا مانیگی تو تیرے حق میں بہتر ہوگا ورنہ بہت جلد اس باغ میں رہکر ماری جائیگی یہ کہکر زرزمانہ نے کہا اے اژدرہان
سحراب تخت میرا یہان سے لیجاو اژدر بموجب کہنے زرزمانہ جادو کے تخت لیکر بلند ہوئی زرزمانہ اپنے مکان کی جانب
روانہ ہوئی بعد جانے زرزمانہ کے زرزلہ جادو نے اپنی بہن نارنج جادو سے کہا اے بہن میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے
کہ [illegible] اور عمرو بن حمزہ کو ابھی قتل نہ کرو دو تین روز کے بعد خداوند جمشید کے پاس ان دونون کو بھیج جاوی جو

حکم وہین وہی کرنا بالفعل ان دونون کو قید کردیہ کہکے زلزلہ جادو بھی مع اپنی دونون دخترون کے تخت پر بیٹھکر چلی گئی بعد جانے زلزلہ جادو وغیرہ کے نارنج جادو نے ذوالجام سے کہا کہ مین تو اب اپنے طلسم مین جاتی ہون تو ان دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے کسی جا انکو قید کر اور بخوبی ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکو رہا کرکے لیجائے یہ کہکے نارنج جادو نے کچھ پڑھا اور دستک دی فی الفور بارہ ساحر نہایت مہیب صورت زمین سے ظاہر ہوئے ساحران مذکور سے نارنج نے کہا کہ تم ذوالجام جادو کے ہمراہ رہو اور ان دونون مجرمون کی حفاظت او نگہبانی کرو یہ کہکے نارنج جادو قہر سے شتگل کی اٹھی اور روتی ہوئی تخت سحر پر سوار ہوکر جانب طلسم روانہ ہوئی بعد جانے نارنج جادو کے ذوالجام جادو عمرو بن حمزہ یونانی او فرخ کو ایک مکان مین لیگیا اس مکان مین ایک مختصر تالاب تھا اسی تالاب مین دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے قید کیا اور اس تالاب اور مکان کو سحر سے بند کر دیا پھر ذوالجام جادو اور ایک مکان متصل باغ آیا چونکہ وہ مکان متصل اس مکان سے تھا اسوجہ سے برائے نگہبانی عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ اسی مکان مین مع بارہ ساحرون کے مقیم ہوا

داستان پہونچنا خواجہ عمرو کا لشکر ہرمز و فرامرز مین اور علاج زوبین کا کرکے قلعہ تنگ رواحل مین جانا اور رخصی عمرو بن حمزہ یونانی کی تیر تھا

راویان عالی منزلت اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو قریب لشکر ہرمز و فرامرز پہونچے اسوقت خواجہ نے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور اپنے ہاتھ کی پشت کو ملاحظہ کیا فی الفور تین سو ساٹھ مکر طرح طرح کے ذہن مین آئے خواجہ عمرو نے انمین سے ایک مکر او عیاری کو پسند کرکے ایک ویرانہ مین گئے اور وہان بیٹھکر رنگ روغن نکالکر ضعیف کے مانند اپنی صورت بنائی اور لباس حسب دلخواہ زنبیل سے نکال کے زیب تن کیا او عصا سے بادام تلخ ہاتھ مین لیا اور باشندگان ممالک مغرب کی وضع بناکر اور لباس پہنکر لشکر ہرمز مین گئے اور کنارہ لشکر پر جاکر کھڑے ہوئے اسوقت خواجہ نے دیکھا کہ علاوہ خیام کے دو بارگاہین علیحدہ علیحدہ استادہ ہین لشکر اترا ہوا ہے صدہا سوار زخمی ہین اکثر خیمون مین بستر پر پڑے ہوئے ہین کراہ رہے ہین اکثر درد کی شدت سے تڑپ رہے ہین بعض سواران زخمی در خیام پر بیٹھے ہین اور جو امان لشکر سے باتین کر رہے ہین زخمون پر پھاہے رکھے ہوئے پٹیان بندھی ہوئی ہین ایک بارگاہ مین اکثر سرداران لشکر جاتے ہین اس بارگاہ سے صدائے نالہ و فغان آتی ہے خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ یقینا ایسی بارگاہ مین زوبین ہے اور درد کی شدت سے نالہ و فریاد کرتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے چند سواران مجروح سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور تم کہان لڑے تھے اور کس سے لڑے تھے کہ زخمی ہوئے سوارون نے کہا یہ لشکر ہرمز و فرامرز کا ہے قریب قلعہ تنگ رواحل سرداران حمزہ صاحبقران سے جنگ ہوئی تھی اس لڑائی مین ہزارون جوان قتل ہوگئے اور سیکڑون زخمی ہوئے از انجملہ ہم بھی زخمی ہوئے اور ہمارے افسر زوبین وہ بھی زخمی ہوئے علاوہ زخمی ہونے کے خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران نے تو اسقدر پتھر گرزبین بین رکھکر زوبین کے سینہ و بازو پر مارے کہ زوبین گر پڑا آخر زوبین کو وہانسے اٹھا کر یہان لے آئے ہین اب تمام جسم اسکا سوجا ہوا ہے کروٹ بھی اس سے درد کی شدت سے لی نہین جاتی ہے دمبدم نالہ و فریاد کرتا ہے ہرچند علاج اسکا ہوتا ہے لیکن صحت نہین ہوتی ہے بلکہ حال اسکا نہایت متغیر ہے اعضا مین درد شدت سے ہے اسیوجہ سے تڑپتا ہے سن لیجے یہانتک کہ مرنے کی نوبت آتی ہے آج ہرمز اور فرامرز پسران شہنشاہ نوشیروان اسکے تڑپنے اور کراہنے سے نہایت سفوش مین ہمکو تو یقین ہے کہ زوبین جانبر نہوگا آج سے کل تک مر جائیگا خواجہ عمرو نے پوچھا عمرو کیا نہایت قوی ہے

کہ ایسے پہلوان کو اُسنے پتھر مار کے گرا دیا سوارون نے کہا عمرو فربہ نہین ہی اور قوی تن تو نہین بلکہ نہایت دُبلا پتلا ہے
لیکن غضب کا چالاک عیار ہی خداوند لات ومنات و عزا وند آتش اُسکی شر سے ہم سبکو بچائے انسانکی تو اُسکے سامنے
کیا حقیقت ہی اگر دیو بھی اُسکے سامنے آ لے تو وہ کسی تدبیر سے مار ڈالے ہزارون بلکہ لاکھون مکر و فریب اُسے ایسے
یاد ہین کہ بڑے بڑے عقیل و فہیم اُسکے فریب مین آجاتے ہین وہ عیار ایسا ہی ایک لمحہ مین ہزار طرح کی صورتین بدلتا ہے
کبھی مرد ضعیف بنجاتا ہی کبھی اپنی شکل مسن عورت کی بناتا ہی کبھی نہین معلوم کسطرح سے لڑکا بنجاتا ہی غرض جیسی صورت
چاہتا ہی ویسی ہی اپنی صورت بنا لیتا ہی اور کوئی اُسے نہین پہچان سکتا ہی اور گاتا بھی وہ خوب ہی اور نے بھی خوب
بجاتا ہی اور جراح بھی از حد ہی ہمیشہ اُسکو یہی فکر رہتی ہی کہ کسیکو بیہوش کرکے روپیہ لیجیے کسی سے زر و جواہر
چھین لیجیے کسیکو مار ڈالیے اور کہین اثاث البیت لوٹ لیجیے لیس اُسکے نزدیک تروین کی کیا حقیقت ہی تو اُسنے
رحم کیا کہ تروین کو زندہ رہنے دیا اگر وہ چاہتا تو اُسیوقت خنجر سے تروین کا سر کاٹ لیتا کوئی اُسے گرفتار بھی نہ کر سکتا
غرض اُسی کے پتھر لگانے سے اسوقت تروین مر رہا ہی خواجہ عمرو گفتگو سوارونکی سنکے خیال کرنے لگے کہ یہ نالایق
مجکو جراح کہتے ہین اور لٹیرا بتاتے ہین اب ان بیہودون اور نالایقون سے بھی کچھ نہ کچھ لینا چاہیے یہ خیال کرکے
خواجہ عمرو نے اُن سوارون سے کہا کہ اگر تروین اچھا ہو جائے اور فی الحال نہ مرے تو تمکو کیا دیگا اور پیران
نوشیروان کیا انعام دینگے سوارون نے جواب دیا کہ اگر آپکے علاج سے اچھا ہو جائے تو بہت زر و جواہر آپکو
ملیگا اور ہرمز اور فرامرز بھی آپکو خلعت و انعام کثیر دینگے سواران مجروح نے یہ کہکے پوچھا کہ آپ کون ہین
نام آپ کا کیا ہی کہان سے آپ آئے ہین اور اب کہان جائیگا خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ مجکو خاص و عام حکیم شفا بخش
کہتے ہین اسی نام سے مشہور ہون اور باشندگان ممالک مغرب سے ہون اپنے وطن سے برائے سیاحی نکلا ہون
جدھر آب و دانہ اور مقدر لیجائیگا اُسطرف جاؤنگا آج سیر کرتا ہوا ایسا تنگ آیا ہون اثنائے راہ مین ہزارہا بیمارونکو
اچھا کیا ہی نسخے میرے پاس ہر مرض کے مجرب و آزمودہ ہین مین مریض کی صورت دیکھکر بتا دیتا ہون کہ یہ مرض ہے مجھے
ضرورت نبض دیکھنے اور قارورہ دیکھنے کی نہین ہی اگر نبض دیکھی اور قارورہ کا رنگ دیکھکے پہچانا تو کیا کمال کیا کمال
یہ ہی کہ مریض کی شکل دیکھکے بیمار کا عارضہ پہچان جائے اور ایسی دوا مریض کو دے کہ ایک دو روز مین اچھا ہو جائے میرے
نزدیک تپ اور درد سر اور اسہال اور ورم سوزاک اور آتشک فالج اور لقوہ محال اور رعشہ پیچش اور بواسیر
خونی و بادی و جذام اور برص ناسور اور زخم ضیق النفس اور یرقان وغیرہ امراض کا مریضون سے دفع کر دینا کچھ مشکل نہین ہے
اگر مین چاہون تو کور مادرزاد کو بینا کرون اور بینا کا ایسا علاج کرون کہ وہ نابینا ہو جائے ضعیف کا اگر
علاج کرون تو پیر نوجوان ہو جائے اور اگر برعکس اسکے علاج کرون تو نوجوان ضعیف اور پیر ہو جائے
جب سواران مجروح نے یہ تقریر حکیم صاحب مصنوعی کی سُنی فوراً بے اختیار حکیم صاحب کے قدمون پر گر پڑے
اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ آپ ہمارے زخمون کا ایسا علاج کیجیے کہ جلد زخم ہمارے اچھے ہو جائین
ابھی سواران مذکور حکیم صاحب سے یہ عرض کر رہے تھے کہ اور سواران مجروح بھی آئے اور حکیم صاحب
کے حال سے آگاہ ہوکر انمین سے کسی نے اپنا سر جھکا کر زخم سر دکھایا اور عرض کیا کہ یہ زخم تلوار کا ہی جراح نالایق ہے
نہین معلوم کس مرہم کا پھاہا رکھ جاتا ہی کہ زخم سر کسیطرح بھرتا ہی نہین آپ ہمارے زخم سر پر کوئی ایسا مرہم بنا کر
پھاہا لگا دیجیے کہ جلد زخم اچھا ہو جائے مین موافق اپنی لیاقت کے روپیے دونگا کسی مجروح نے
اپنے سر کا زخم دکھایا اور کہا دیکھیے حکیم صاحب یہ زخم پتھر کا ہی جسکو اس زخم کی وجہ سے نہایت

تکلیف ہے جب سانس لیتا ہوں سینے میں درد ہوتا ہے اب اگر میرے اس زخم کو اچھا کر دیجیے تو میں بھی کچھ صرف راہ کے
واسطے آپکو دونگا حکیم صاحب نے گفتگو ہر ایک زخمی کی سنکے کہا کہ مرہم تو میرے پاس نہیں ہے لیکن مرہم بنا دونگا
سب زخم تمہارے اچھے ہو جائینگے بلکہ نشان بھی زخموں کے باقی نرہینگے تمکو لازم ہے کہ روپیہ جمع کرکے میرے پاس لے آؤ میں
مرہم بہت سا تمکو بنا دوں یہ زخم تو ایک ایک پھاہے سے مرہم کے اچھے ہو جائینگے لیکن مرہم باقی رہیگا وہ آیندہ تمہارے
کام آئیگا مجھسے اور مدت سے پھر ملاقات ہو یا نہو مرہم مجھسے بنوا لو سواروں نے عرض کیا بہت بہتر یہ کہکے سواران لشکر اور سواران
مجروح اور غیر مجروح کے پاس گئے اور سب سے احوال حکیم صاحب کے آنیکا بیان کیا ہر ایک سوار نے موافق اپنی لیاقت
کے روپیہ دیا اور کہا یہ روپیہ حکیم صاحب کو دو اور اُنسے کہو کہ آپ مرہم بنا دیجیے ہم لوگ اکثر حریف سے لڑا کرتے ہیں
اور زخمی ہوتے ہیں الغرض چند سوار کئی ہزار روپیہ حکیم صاحب کے پاس لائے حکیم صاحب نے روپیہ لیا اور سواروں
سے کہا اب تم میرے آنے کی ہرمز اور فرامرز سے اطلاع کرو آج تو میں زوبین کا علاج کرونگا اور کل تمکو تمہارے
زخموں کے واسطے مرہم بنا دونگا سواروں نے خیال کیا کہ حکیم صاحب سچ کہتے ہیں کل مرہم بنا دینگے یہ خیال کرکے
چند سوار بارگاہ زوبین میں گئے ہرمز اور فرامرز سے تمام حال حکیم صاحب کا بیان کیا چونکہ ہرمز و فرامرز زوبین کے
کراہنے اور تڑپنے سے گھبرائے ہوئے تھے سواروں سے کہنے لگے کہ جلد حکیم صاحب کو ہمارے پاس لے آؤ سواران
مذکور حکیم صاحب کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے حضور چلیے آپکو پسران نوشیروان بلاتے ہیں حکیم صاحب آہستہ
آہستہ بارگاہ تک گئے جو نہیں داخل بارگاہ ہوئے دیکھا زوبین بستر نرم پر لیٹا ہوا ہے کبھی آنکھیں کھولتا ہے کبھی بند کر لیتا
ہے گاہ درد اعضا کی وجہ سے کراہتا ہے اور تڑپتا ہے کبھی نالہ بلند کرتا ہے ہرمز و فرامرز بالین زوبین پر بیٹھے ہوئے
ہیں کچھ اور افسران فوج بھی بیٹھے ہیں نجنک ہیں ہے اکثر سرداران لشکر توران وہیں ہیں غرض حکیم صاحب ظلی
جب بارگاہ زوبین میں پہنچے ہرمز اور فرامرز کو سلام کرکے قریب زوبین بیٹھے ہرمز نے پوچھا حکیم صاحب
آپکا کیا نام ہے خواجہ نے کہا خاص و عام مجکو حکیم شفا بخش کہتے ہیں فرامرز نے کہا حکیم صاحب ذرا زوبین کی
نبض دیکھیے اور کوئی نسخہ ایسا لکھیے کہ زوبین جلد اچھا ہو جائے حکیم صاحب نے زوبین کی نبض دیکھی پھر سینہ
و بازو پر ہاتھ رکھکے آماس کو دیکھا اور فرامرز سے مخاطب ہوکے کہا کہ یہ آماس تو بوجہ ضرب کے معلوم ہوتا ہے
فرامرز نے کہا حکیم صاحب آپ نے خوب پہچانا ٹھیک آپ حکیم حاذق ہیں آپ علاج خوب کیجیے گا اب یہ فرمائیے کہ
زوبین اچھا ہو جائیگا یا نہیں اور اگر صحیح ہوگا تو کب تک صحیح ہو جائیگا حکیم صاحب نے جواب دیا کہیے
دم بھر میں اچھا ہو کیے ابھی اچھا ہو جائے فرامرز نے کہا اگر ابھی اچھا ہو جائے تو نہایت بہتر ہے حکیم صاحب نے
کہا اگر جلد زوبین کو اچھا کرونگا تو آپ مجکو کیا دیجیے گا میں پچاس ہزار روپیہ سے کم نہ لونگا اور پہلے روپیہ لونگا
اور جو کچھ میں کہونگا آپکو وہی تدبیر کرنا پڑیگی ورنہ زوبین ہلاک ہو جائیگا اور میں علاج نہ کرونگا چلا جاؤنگا ہرمز اور
فرامرز نے اقرار زر مذکور کے دینے کا کرکے کہ جو کچھ آپ کہیے گا وہی تدبیر کی جائیگی حکیم صاحب نے کہا اول تو روپیہ
منگوا کر یہاں رکھ دیجیے علاوہ نذر کے روغن واسطے مالش کے منگوا دیجیے اور گرد زوبین کے کثرت آگ روشن کرائیے
اور آپ یہاں سے چلے جائیے اور جبتک میں علاج کروں آپ حکم دیجیے کہ برابر نقارے نقارچی زور زور سے بجائیں ہرمز
نے پوچھا نقاروں کے بجوانے کی کیا وجہ ہے حکیم صاحب جواب دیا میں ایسی ادویہ کا دم زوبین پر ضماد کرونگا
کہ اس ضماد کی وجہ سے گھڑی دو گھڑی زوبین اس سے زیادہ چلا جائیگا اور جو شخص اسکی آواز سن لیگا بسبب تیزی دوا
کے فوراً ہلاک ہو جائیگا اس سبب سے میں نے کہا ہے کہ نقارے بجائے جائیں تاکہ کوئی آواز زوبین کی دسنے

بعد پہر بھر کے ژوپین بخوبی اچھا ہوجائیگا زخم اور ورم اور درد دفع ہوجائیگا فرامرز نے کہا آپ تو ژوپین کے پاس
بیٹھ کے علاج کیجیے گا ضرور آواز نالہ ژوپین کی سنیے گا تاثیر ادویہ مذکور سے یقین ہے کہ آپ ہلاک ہوجائیگا کیونکہ آپ نے
ابھی کہا ہے کہ ادویہ کی یہی تاثیر ہے حکیم صاحب یہ گفتگو سے فرامرز سنکے ہنسے اور کہنے لگے کہ میں حکیم ہوں میں اپنی حکمت
سے ایسی تدبیر کرونگا کہ مجھے آواز ژوپین کی مطلق سنائی نہ دیگی فرامرز یہ تقریر حکیم صاحب کی سنکے خاموش
ہو رہا پھر فرامرز نے اسی عالم اضطرار میں عیاری کو مطلق خیال نہ کیے پچاس ہزار روپیہ منگوا کے حکیم صاحب کے پاس
رکھوا دیا اور روغن بھی منگوا کر رکھوا دیا اور حکم کیا کہ جسقدر گرد ژوپین کثرت سے آگ روشن کیجائے بموجب
حکیم ملازموں نے آگ روشن کی حکیم صاحب نے کہا آپ سب صاحب یہاں سے چلے جائیے اور نقارے بجوائیے
میں علاج شروع کرتا ہوں یہ سنکے ہرمز اور فرامرز وغیرہ اٹھے اور بارگاہ سے نکل کے ہرمز اور فرامرز نے نقارچیوں کو
حکم دیا کہ زور زور نقارے بجاؤ حکیم صاحب ژوپین کا علاج کرتے ہیں خبردار نقارے بجانے سے ہاتھ نہ روکنا ورنہ
تم سب مرجاؤگے اور جو شخص آواز ژوپین کی سنیگا فوراً ہلاک ہوجائیگا کیونکہ حکیم صاحب نے یہی کہا ہے اور
ادویہ کی یہی تاثیر بیان کی ہے یہ سنکے نقارچی زور زور نقارے بجانے لگے اور مردمان لشکر خوف جان سے احتیاطاً دور
چلے گئے تاکہ ژوپین کی آواز کان میں نہ آسکے ادھر تو نقارے بجنے لگے ادھر خواجہ عمرو ژوپین کے دست و پا
حلقہ کمند سے خوب مضبوط باندھنے لگے ژوپین نے پوچھا حکیم صاحب میرے ہاتھ اور پیر کیوں باندھتے ہو
میں نے کیا خطا کی ہے حکیم صاحب نے جواب دیا کہ میں تمھارا علاج کرتا ہوں ترکیب اور تدبیر علاج کی یہی ہے ژوپین
نے کہا اگر علاج کرنے کی یہی ترکیب ہے تو دست و پا باندھیے غرض حکیم صاحب موصوف نے ژوپین کے
دست و پا جلد تر باندھے اور کارد نکالکر زخم سر ژوپین کا چیر ڈالا اور علاوہ زخم سر کے صدر اور کمر اور بازو کو کارد سے
چیر ڈالا ژوپین تڑپنے لگا اور بے اختیار چلانے لگا اسوقت خواجہ عمرو نے کہا او بیحیا تو نے مجھے نہیں پہچانا
کہ میں کون ہوں میں خواجہ عمرو ہوں آج ایسا علاج تیرا کرونگا کہ تو بھی یاد کریگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے چونا اور نمک باہم
ملا کے خوب زخموں میں بھر دیا اسوقت اسقدر ژوپین تڑپا اور چلایا کہ قریب تھا کہ روح اسکی جسم سے نکلے
خواجہ عمرو نے اسے تڑپتا چھوڑ کے جلد تر جال الیاسی زنبیل سے نکالکر اور روپیہ اور جو اشیا وہاں تھیں سب لے لیں
اور مع فرش ہر ایک شے کو داخل زنبیل کیا پھر خواجہ دست و پائے ژوپین سے حلقہ کمند کھولنے لگے اسوقت ژوپین
بیہوش ہوگیا تھا ادھر تو خواجہ عمرو حلقہ کمند دست و پائے ژوپین سے کھول رہے تھے ادھر بختک نے
جو سنا اور دیکھا کہ صدہا نقارے زور زور نقارچی بجا رہے ہیں مردم لشکر قریب بارگاہ ژوپین سے دور بھاگ کر
ٹھہرے ہیں دل میں خیال کرنے لگا کہ آج یہ کیا واقعہ ہے مردمان لشکر کیوں بھاگے جاتے ہیں بیوجہ اور بے کام صدہا
نقارے کیوں بجتے ہیں یہ خیال کرکے بختک نے بڑھ کے ایک سوار سے پوچھا کہ تجھے کچھ معلوم ہے کہ یہ نقارے
کیوں بجائے ہیں سوار نے عرض کیا ملک جی ایک حکیم صاحب آئے ہیں بارگاہ میں بیٹھے ہوئے ژوپین کا علاج
کر رہے ہیں انھوں نے کہا ہے کہ میں ایسی دوا لگاؤنگا ژوپین کے تن پر ضماد کرونگا کہ پہر بھر میں ژوپین اچھا ہوجائیگا
اور کسیقدر چلائیگا کوئی اسکی آواز نہ سنے ورنہ تاثیر ادویہ سے آواز ژوپین کی سنکے مرجائیگا اسیواسطے نقارے
بجانے کا حکم دیا ہے تاکہ کوئی آواز ژوپین کی نہ سنے آپ بھی قریب بارگاہ نہ جائیگا ورنہ ابھی مرجائیگا اور میرے نزدیک
یہاں سے دور بھاگ جائے توقف نہ کیجیے دیر نہ لگائیے یہ کہکے سوار بھاگ گیا بختک خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو
ہی تشریف لائے ہیں وہی حکیم بنکے آئے ہیں سوائے انکے یہ اور کسیکا کام نہیں کہ اسطرح کا علاج کرے اب

مجکو لازم ہی کہ جلد شروین کی خبر لون ورنہ پیرومرشد کا شروین کو تمام کر دینگے کسی نہ کسی طرح مار ڈالینگے یہ خیال کرکے
بختک قریب نقارچیون کے گیا اور باشارۂ ابرو نقارچیون سے کہا کہ نقارے نہ بجاؤ ٹھہر جاؤ نقارچی یہ سمجھے کہ بختک کہتا ہی
جلدی جلدی اور زور زور نقارے بجاؤ یہ سمجھکر اور جلدی جلدی اور زور زور نقارے بجانے لگے زمین صدائے نقارہ ہائے
کلان سے دمبدم لرزنے لگی تب بختک کو غصہ آیا اور قریب نقارچیون کے جا کر کہا ای ملاعنو نقارے نہ بجاؤ نقارچیون نے
جواب دیا واہ واہ ملک جی تم یہ چاہتے ہو کہ ہم آواز شروین کی سن لیں اور مر جائیں ہم تو ضرور نقارے بجاتے رہینگے ہمین اپنی
جان عزیز ہی علاوہ اسکے ہمکو حکم یہی ہی کہ نقارے بجاؤ ہم اسیوقت آپکا کہنا نہ مانینگے اور نقارے بجاتے رہینگے بختک نے خیال کیا
عجب طرح پیرومرشد نے سب کو دیوانا کیا ہی یہ نقارچی میرا کہنا نہ مانینگے اب بارگاہ شروین میں چل دیکھو تو کہ وہان خواجہ عمرو نے
مار ڈالا ہی یا قتل کر رہے ہین یہ خیال کرکے بختک بیتابانہ بارگاہ شروین کیطرف چلا اور جلد تر راہ طی کرکے بارگاہ شروین میں
آیا دیکھا کہ حکیم صاحب حلقہ ہائے کمند کھول چکے ہین گرد شروین کے بکثرت آگ روشن ہے شروین بیہوش پڑا ہی بارگاہ میں
سوائے حکیم صاحب اور شروین کے اور بجز آگ کے اور شئی نہین ہی یہ دیکھکے بختک نے خیال کیا کہ خواجہ نے شروین کو
مار ہی ڈالا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بختک آگیا جلد اٹھے اور کہنے لگے او بختک میں جاتا ہون اور تجھسے کہے جاتا ہون
کہ قلعہ تنگ رواحل کیطرف ہرمز اور فرامرز وغیرہ کو لیکر آنا ورنہ میں اسیطرح تجکو بھی سزا دونگا یہ کہکے خواجہ سراپچہ
بارگاہ کا چاک کرکے نکل گئے اور جلد تر شکل اپنی تبدیل کرکے جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوئے ادھر بختک نے ہرمز
اور فرامرز وغیرہ کو بتعجیل بلایا اور حال شروین کا سبکو دکھلایا اور کہا کہ جسکو تم حکیم صاحب جانتے تھے وہ خواجہ عمرو
تھے اب جلد گرد شروین سے آگ کو ہٹاؤ دیکھو شروین زندہ ہی یا نہین ہرمز اور فرامرز وغیرہ گفتگوے بختک سے
نہایت متحیر ہوئے اور گرد شروین سے آگ ہٹوا کر شروین کے حال کو دیکھکر متاسف ہوئے اور جراح اور پزشک زخمہائے
شروین سے بعد خجل ہوکر شروین کا علاج کرنے لگے نقارے بجانے موقوف ہوئے سوارون نے ہرمز اور فرامرز
اور بختک سے کہا کہ حکیم صاحب کو ہمنے کئی ہزار روپیے واسطے مرہم بنانے کے دیے تھے افسوس ہم نہ جانتے تھے کہ
یہ حکیم صاحب خواجہ عمرو ہین بختک نے جواب دیا شکر کرو کہ جانین تمہاری بچ گئین روپیہ بھی تمسے خواجہ لیگئے اب صبر کرو
کسیکو کچھ نہ بنا سواران لشکر نالان و گریان اپنے بستروں پر گئے شروین کو ہوش آیا بختک نے کہا ای شروین بغیر
ہمارے مشورہ کے حکیم صاحب کا بے سمجھے ہوئے علاج تمنے خوب کیا شکر کرو کہ جان بچ گئی میں بارگاہ میں تمہاری
چلا آیا خواجہ عمرو مجھے دیکھکر چلے گئے اگر میں تھوڑی دیر اور نہ آتا خواجہ تمکو مار ہی ڈالتے شروین تقریر بختک کی
سنکے چپ رہا اور بوجہ درد اور ایذا کے کچھ نہ بولا القصہ یہان تو شروین کے زخمون میں ٹانکے دیے جاتے ہین اور
علاج ہوتا ہی دیکھیے کب تک اچھا ہوتا ہی لیکن اب حال خواجہ عمرو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ بارگاہ شروین سے
نکلکر بعجلت راہ طی کرکے قلعہ تنگ رواحل میں پہونچے اور سرداران لشکر سے ملاقات کرکے اپنی عیاری کا حال
بیان کیا سرداران لشکر خوش ہوئے پھر سرہنگ مصری نے بعد تسلیم کے جو عرضی فرخ دے گیا تھا خواجہ
کو دی خواجہ عمرو نے اس عرضی کو پڑھا اور مضمون مندرجہ سے آگاہ ہوکر نہایت محزون ہوئے پھر اس
عرضی کو لیکر پاس ملکہ مہرنگار کے گئے اور کہنے لگے کہ عمرو بن حمزہ یونانی نے یہ عرضی مجکو لکھی ہے نانا کو انکے سنگکل
بادشاہ شروین نے قتل کر ڈالا ہی اور شہر یونان ویران کر دیا ہی اور مان کو انکے سرداران لشکر سنگکل نے اسیر کر لیا ہے
عمرو نے مجکو بلایا ہی اب مجکو لازم ہی جاؤن اور عمرو بن حمزہ کی والدہ کو قید سے چھڑاؤن پس تمسے رخصت ہوتا ہون
ملکہ مہرنگار نے کہا مجکو شروین اور ہرمز اور فرامرز وغیرہ سے خوف ہے کہ وہ اس قلعہ تنگ رواحل پر حملہ ور ہونگے اور

اور بعد تمھارے جانے کے جنگ و جدال کرینگے پس جانا تمھارا یہان سے اچھا نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا اے
ملکہ مین علاج تو یہین کر آیا ہون کہ چھ مہینے تک تو اسیطرح وہ اچھا ہوگا اور جب تک اچھا ہوگا یقین ہی کہ ہرمز
اور فرامرز لشکرکشی نہ کرینگے لہذا تم مطمئن رہو اور مجھے رخصت کرو مجھکو وہان جانا لازم ہی ملکہ مہر نگار نے یہ گفتگو سنکے
مجبوری خواجہ عمرو کو اجازت جانے کی دی خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار سے آٹھ روز کی رخصت لیکر سرداران
لشکر کے پاس آئے اور سب سے کہنے لگے کہ مین جانب شہر یونان جاتا ہون تم خبردار اور ہوشیار رہنا اسیطرح مقبل
سے خواجہ عمرو نے کہا کہ قلعہ کی اور ملکہ مہر نگار کی حفاظت بخوبی کرنا مین خوارزم کی طرف جاتا ہون زرتاش بہادر
تو یقین ہی کہ ہیو رنج گئے ہونگے یہ کہکے خواجہ مع ایک سردار اور عیار کے رخصت ہوئے

داستان جانا خواجہ عمرو کا یونان اور خوارزم مین اور گرفتار کرنا دم خبیثہ کو پھر خود بھی اسیر ہونا

راویان سحر بیان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو مع ایک سردار کے رخصت ہو چکے
بانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کر کے قلعہ سنگ مرواحل سے باہر آئے اور سمت یونان چلے اور جلد تر راہ
طے کر کے یونان مین پہونچے اور شہر کو تباہ دیکھکر اندوہناک ہوئے جب خواجہ عمرو ایوان ملکہ گلشن آرا مین داخل
ہوئے اسوقت فتنہ اور ملکہ گلشن آرا نے بعد مزاج پرسی کے تمام بربادی شہر کا احوال بیان کیا اور جو کچھ یونان
مین واقعہ گذرا تھا مفصل خواجہ سے بیان کیا خواجہ عمرو نے نہایت افسوس کیا پھر ملکہ گلشن آرا اور فتنہ نے
خواجہ سے خبر نہ لینے کی شکایت کی خواجہ نے جواب دیا کہ فی زمانہ حمزہ صاحبقران پردۂ قاف مین ہین ہرمز اور فرامرز
وغیرہ سے مین لڑائیون مین مصروف رہا اسوجہ سے میرا یہان آنا نہوا اب طرفی عمرو بن حمزہ سے یونان ویران
ہونے کا حال معلوم ہوا اور انھون نے مجھکو طلب کیا تو مین یہان آیا ہر چند کہ کوئی شخص میرے یہان
آنے پر راضی نہ تھا لیکن مین آٹھ روز کا وعدہ کر کے آیا ہون اب یہ بتاؤ کہ برخوردار شاہزادہ عمرو بن حمزہ کہان ہی
اور فرخ کس جگہ ہی مجھکو حال فرخ کی مرغی لانے کا مرسنگ مصری وغیرہ سے معلوم ہوا تھا ملکہ گلشن آرا
نے کہا کہ میرا فرزند اسیر خوارزم مین ہی اور فرخ فی الحال تمہین پہونچا کر جانب خوارزم میرے نور نظر کے پاس گیا ہی
خواجہ عمرو یہ گفتگو سنکے کہنے لگے کہ اب مین عمرو بن حمزہ کے پاس جاتا ہون ہر چند ملکہ گلشن آرا نے خواجہ عمرو سے
کہا کہ چند روز کے بعد جانا مگر خواجہ عمرو مقیم نہوئے اور ملکہ گلشن آرا اور فتنہ اپنی زوجہ سے رخصت ہو کر سمت
خوارزم روانہ ہوئے اور بعد طے کرنے راہ کے داخل خوارزم ہوئے اور باشندگان خوارزم سے شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی
کو پوچھنے لگے کہ کس جگہ اور کس مکان مین قیام پذیر ہین مردمان شہر نے تمام حال گذشتہ بیان کر کے کہا کہ باغ
شمشکل مین جا بیٹھے ہین سنا ہی کہ نارنج جادو و مالک طلسم نارنج نے شاہزادہ وغیرہ کو سحر کر کے پتھر کا بنا دیا ہے
خواجہ عمرو یہ خبر وہان شہر سے سنکے نہایت ملول ہوئے اور جانب باغ شمشکل اپنی شکل تبدیل کر کے چلے
جب قریب باغ پہونچے دیکھا کہ ہزار ہا مردمان لشکر جادو سے پتھر کے ہوئے ہین جب خواجہ اندرون باغ آئے
دیکھا زرتاش بہادر اور اکثر سرداران لشکر مع نارنجیان پتھر کے ہو گئے ہین عمرو بن حمزہ اور فرخ نہین ہین
خواجہ عمرو زرتاش بہادر وغیرہ کو سحر مین گرفتار دیکھکر گریان ہوئے و فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی کو نہ دیکھکر از حد ملول
ہوئے ہر چند کہ خواجہ عمرو نے فرخ اور عمرو بن حمزہ کو نہین دیکھا تھا اونکی صورت و شکل سے آگاہی نہین رکھتے تھے لیکن
خواجہ عمرو نے بعد فراست دریافت کیا کہ یہان فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی نہین ہین کیونکہ جسقدر باغ کی بارہ دری مین
زن و مرد سب پتھر کے ہوگئے تھے انمین کوئی طفل اور نوجوان نہ تھا اسوجہ سے خواجہ نے خیال کیا کہ یہان عمرو بن حمزہ اور فرخ نہین ہین

غرض جسوقت خواجہ عمرو باغ مین آئے تھے اسوقت فرخ اور عمرو بن حمزہ اسی مکان مین جسمین قید تھے باہم کہ رہے تھے
کہ ابھی تک خواجہ تشریف نہین لائے نہین معلوم کیسی فکر و تردد مین ہین کہ شہر خوارزم مین جا نکلا ابتک ہنوز مکان
مذکور مین فرخ اور عمرو بن حمزہ باہم گفتگو کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو تنہا چھوڑ کر ادھر کو بتقاضاے سحر دیکھکر بے
اختیار رونے لگے ناگاہ خواجہ نے بالاے فلک ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا خیال کیا کہ کوئی جادو گر آتا ہو خواجہ یہ خیال ہی کر رہے تھے
اور بادل زرد رہے تھے دوبارہ ساحر جو تاریخ جادو نے براے حفاظت مقرر کیے تھے انھون نے جو صداے گریہ سنی
خواجہ عمرو کیطرف چلے خواجہ ساحرونکو آتے دیکھکر جلد گلیم زیر چکر باغ سے باہر نکل گئے ساحران مذکور نے بارہ دری
مین پہونچکر چند سحر کیے اور لفظ گیر زبان پر لائے لیکن کوئی اُنکو نظر نہ آیا آخر ناچار ہوکر سب ساحر ذوالجام جادو
کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ابھی ایک شخص باغ مین آیا تھا اور رونا تھا ہر چند ہمنے سحر کیا لیکن اُسکا پتا و نشان
بھی نہ معلوم ہوا شاید وہ ہمسے زیادہ سحر مین دخل رکھتا تھا کہ ہمارے سحر کو رد کر کے باغ سے چلا گیا یا باغ مین کہین
پوشیدہ ہوگیا ہر چند ہمنے ڈھونڈھا لیکن وہ شخص نہ ملا ذوالجام جادو یہ گفتگو ساحرون کی سنکے متردد و متحیر ہوا اور
باغ مین آکر شخص مذکور یعنی خواجہ عمرو کو ڈھونڈھنے لگا اور ہر طرف سحر کرنے لگا جب ذوالجام نے کسیکو نہ پایا نہایت متفکر
ہوا اور ساحرون سے کہنے لگا کہ اگر وہ شخص باغ مین ہوگا تو ہمارے اور تمھارے سحر سے کہین بچکر نہ جاسکیگا جسوقت ظاہر ہوگا
ہم اسکو گرفتار کر لینگے یہ کہکے ذوالجام خاموش ہوا باغ شش گل مین ذوالجام خواجہ کو تلاش کر کے اور ساحرون سے گفتگو
کر کے خاموش بیٹھا ہوا ہی لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ خواجہ عمرو جو باغ سے نکلکر روانہ ہوے کئی منزل تک
برابر چلے گئے آخر بعد شام دریا کے کنارے ٹھہرے اور ایک درخت بلند پر چڑھ کے کیفیت دریا کی دیکھنے لگے اور خیال
اسکا کرنے لگے کہ آج شبکو تو یہین کنارے دریا کے رہونگا صبح کو جسطرف مناسب ہوگا چلا جاؤنگا خواجہ یہ خیال کر رہے تھے کہ یکایک
خواجہ نے دیکھا کہ اُس کنارہ دریا کی جانب اسقدر دود تاریک دھوان ہی کہ کچھ نظر نہین آتا ہی خواجہ اسقدر دھوان دیکھکر
نہایت متحیر ہوے خواجہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ اُس کنارہ دریا کی جانب شہر زلزلہ جادو ہمشیرہ تاریخ جادو کا ہی اور
دھوان جو نظر آتا ہی وہ دود سحر ہی کیونکہ روز رمانہ جادو نے جو روبرو زلزلہ جادو و تاریخ جادو سے کہا تھا کہ تیرے عزیزون
کے مکان اور شہر سے فتنہ و فساد ایسا برپا ہوگا کہ تیرا طلسم برباد ہو جائیگا اور تو قتل ہو جائیگا اسی وجہ سے زلزلہ جادو
نے اپنے شہر کو بند کیا ہی کہ طلسم کشا وغیرہ میرے شہر مین نہ آنے پاے چونکہ خواجہ عمرو کو اس حال سے آگاہی نہ تھی اسی سبب
سے دھوئین کو دیکھکر بے اختیار متحیر ہوے خواجہ ابھی دھوئین کی جانب بغور دیکھ رہے تھے کہ ایک عقاب دریا کنارے آکر
بیٹھا خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھکر درخت پر سے اسطرح عقاب پر چلایا کہ عقاب پتھر کے صدمے سے فی الفور تڑپ کے مر گیا جب عقاب
مذکور ہلاک ہوگیا فوراً سنگباری اور برف باری شروع ہوئی اور تاریکی ہوگئی اور ایک آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم مارا مجھکو کہ نام میرا انضار جادو تھا غرض بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمرو درخت سے
اترے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کنارہ دریا پڑا ہی خواجہ نے جو اسکی کمر اور جیب لی مین دیکھا تو ایک نامہ تاریخ جادو کا ملا کیونکہ
تاریخ جادو نے نامہ دیکر انضار جادو کو اپنی بہن زلزلہ کے پاس بھیجا تھا اور لکھا تھا کہ یہ نامہ میرا میری بہن کو جاکر دے آ جب
خواجہ نے نامہ پایا فوراً صورت اپنی بشکل انضار جادو بنائی اور انضار جادو کو زمین مین گاڑ دیا اور دریا کنارے ایک
رزائی اوڑھ کے لیٹ رہے اور کانپنے لگے اتفاقاً اسوقت زلزلہ جادو نے اپنی بہن کے پاس واسطے کسی ضرورت کے
عقاب جادو کو بھیجا تھا جب عقاب جادو نے دریا کنارے آکر دیکھا کہ انضار جادو دریا کنارے پڑا ہوا کانپ رہا ہی
یہ حال انضار جادو کا دیکھکر عقاب جادو بلندی سے زمین پر آیا اور قریب انضار جادو کے آکر پوچھنے لگا بھائی انضار جادو

بیمار کیوں پڑے ہوئے ہو اسوقت مزاج تمہارا کیسا ہے خواجہ عمرو نے منہ سے تو نہ بولے نامہ نارنج کا دکھایا اور اشارہ سے
کہا کہ یہ نامہ لیکر آیا تھا تپ آگئی گر پڑا اب مجھ سے اٹھا نہیں جاتا ہے عقاب جادو نے کہا بھائی تم گھبراؤ نہیں اور مطلق پریشان
نہ ہو میں ابھی تمکو زلزلہ جادو کے پاس لئے جاتا ہوں یہ کہکے عقاب جادو نے انصار جادو نقلی کو
اٹھایا اور بزور سحر پرواز پیدا کرکے انصار جادو نقلی کو لیکر روانہ ہوا اور بعد راہ طی کرنے کے انصار کو روبروے زلزلہ جادو
لیگیا اور کہنے لگا کہ بھائی انصار جادو کنارہ دریا پڑے تھے اگر میں انکو نہ دیکھتا تو یہ مر جاتے انکو تپ آگئی تھی اور اسوقت تک
موجود ہے یہ نامہ آپ کی بہن کا لیکر آئے ہیں نامہ ملاحظہ کر لیجئے زلزلہ جادو نے نامہ لیکر پڑھا نامہ میں نارنج جادو نے زلزلہ جادو
کو بعد تعریف سامری اور جمشید وغیرہ خداوندوں کے یہ لکھا تھا کہ ای بہن آگاہ ہو کہ ہماری نانی زرد زبانہ جادو
طلسم میں میرے پاس آئی تھیں اور مجھ سے تاکید کر گئی ہیں کہ تم اپنی بہن زلزلہ کو نامہ اس مضمون کا لکھو کہ بہت ہوشیار
و خبردار رہنا کسی غیر کو اپنے شہر میں اور اپنے پاس ہرگز ہرگز نہ آنے دینا چنانچہ بموجب انکے کہنے کے میں نے تمکو یہ نامہ
لکھا ہے اور انصار جادو کے ہاتھ بھیجا ہے تمکو لازم ہے کہ ہوشیار رہنا کوئی غیر شخص تمہارے ملک میں آنے نہ پائے تمکو
بموجب نانی کے کہنے کے اپنی جان کا خوف ہے زیادہ کیا لکھا جائے زلزلہ جادو نے نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب
ہو کر کہا کہ کیا میں نادان ہوں کہ طلسم کشا یا اور کسی عیار وغیرہ کو اپنے شہر میں آنے دونگی اور طلسم کو برباد کرا دونگی اور
اپنی بہن کو قتل کرا دونگی میں نے تو پہلے ہی سے مشغل کے باغ سے آکر اپنے شہر کو سحر سے بند کر دیا ہے اب بھلا میرے شہر میں
و میرے پاس کون آ سکتا ہے کسکی مجال ہے کہ میرے شہر میں قدم رکھ سکے انصار جادو نقلی نے یہ تقریر زلزلہ جادو کی سنی
ساحران نابکار جو روبروے زلزلہ جادو بیٹھے تھے عرض کرنے لگے آپ بجا فرماتے ہیں زلزلہ جادو نے گفتگو ساحران سنکے
انصار جادو سے کہا کہ اسوقت تیرا حال تپ کی وجہ سے اچھا نہیں ہے کسی جگہ لیٹ رہ جب تپ سے افاقہ ہو گا تو
چلا جائیو انصار جادو بموجب کہنے زلزلہ جادو کے سلام کرکے ایک گوشے میں لیٹ رہا ابھی انصار جادو نقلی
لیٹا تھا کہ دوزبانہ جادو بہن دوزبانہ جادو کی زلزلہ جادو کے پاس آئی اور تخت سے اتر کے قریب
زلزلہ جادو کے بیٹھی زلزلہ جادو نے بندگی کی دوزبانہ جادو نے زلزلہ جادو سے کہا کہ ای زلزلہ خداوند دم خبیثہ
کی خدمت میں بھی چلو کل صبح کو میر میلہ میں مجکو خداوند دم خبیثہ نے بلایا ہے میں تو ابھی سے جاتی ہوں
زلزلہ جادو نے کہا نانی صاحبہ آپ تشریف لیجائیں میں بھی حاضر ہونگی ذرا میری دختر گلشن جادو کو ہوش
آنے اسوقت وہ بیہوش پڑی ہے طبیعت میری ازحد پریشان ہے دوزبانہ جادو نے پوچھا گلشن جادو کی طبیعت
کب سے ناساز ہے زلزلہ جادو نے کہا نانی جان میں گلشن جادو اور تیز زلال اور ناز لال اپنی بیٹیوں کو اپنے
ہمراہ لیکر باغ مشغل میں اپنی بہن نارنج جادو کے پاس گئی تھی وہاں عمرو بن حمزہ اور شیخ عیار عمرو بن حمزہ کو
میں نے گرفتار کیا تھا اور وہ دونوں اسوقت بہن کے سامنے کھڑے تھے میں جانتی ہوں کہ میری دختر انھیں قیدیوں کو
دیکھکر ڈر گئی ہے یا باغ میں جانے سے کچھ گلشن جادو کو ہو گیا ہے آسیب کا سا خلل پایا جاتا ہے نہ کچھ کھاتی ہے نہ کسی سے
بات کرتی ہے ہر وقت منہ لپیٹے پڑی رہتی ہے گل عارض اسکے زرد ہو گئے ہیں صورت غنچہ خاموش ہے
جیسے باغ میں آتی ہے یہی کیفیت اسکی ہے مجکو خار خار تردد و فکر ہے مثل زلف طبیعت میری پریشان ہے آپ جانتی ہیں
کہ میں سب سے زیادہ اسی لڑکی کو چاہتی ہوں ہر چند کہ تیز زلال اور ناز لال یہ بھی میری بیٹیاں ہیں لیکن مجکو اُنسے
بھی زیادہ اسی سے محبت اور الفت ہے میں اپنی سرو روان اسی کو سمجھتی ہوں ہوا سے گرمی میں کبھی اس گل پیرہن کو
نکلنے نہیں دیتی ہوں آجکل گلشن جادو کی صورت دیکھکر طرح طرح کے خیالات میرے دلمیں گذرتے ہیں ابھی

اسکو اٹھایا ہو ساحری اور جمشید خیر کرین جلد میری دختر شک چمن کو اچھا کر دین زور بانانہ جادو نے تمرتیز زلزلہ جادو سے جنگ کہا ابھی تمکو خداوند دم خبثیہ کی خدمت مین فوراً جانا چاہیے اور حال اپنی دختر نیک اختر کا عرض کرنا چاہیے اسوقت تمھاری دختر بیہوش پڑی ہو اُسے بیدار کرنے سے تکلیف ہوگی در نہ مین جا کر اُسے جگاتی اور اُسکا مزاج پوچھتی اور حال اُسکا دیکھتی یہ کہکے زور بانانہ جادو تخت پر سوار ہوکے جانے لگی انضار نقلی نے جو دیکھا کہ زور بانانہ جادو دم خبثیہ کے پاس جاتی ہے اُسوقت انضار نے خیال کیا کہ یقیناً میلے مین نارنج جادو بھی آئیگی اور عجب نہین کہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو اپنے ہمراہ لائے اور دم خبثیہ سے درباب قتل فرخ اور عمرو بن حمزہ کچھ پوچھا پس یہان سے میلے مین چلنا چاہیے اور دم خبثیہ نالایق کو کسی تدبیر سے گرفتار کرنا چاہیے اور نارنج جادو وغیرہ کو بھی قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے انضار نقلی نے عقاب جادو سے کہا بھائی ذرا تم مہربانی کرکے زلزلہ جادو سے میری طرف سے کہو کہ انضار کہتا ہے کہ آپ مجھکو از راہ عنایت زور بانانہ جادو کے ہمراہ خداوند دم خبثیہ کے پاس بھیج دیجیے وہان میری تپ کو خداوند دم خبثیہ ایک لمحہ مین دفع کر دینگے جلدی سے صحت ہو جائیگی عقاب جادو نے بموجب کہنے انضار جادو نقلی کے زلزلہ جادو سے عرض کیا زلزلہ جادو نے زور بانا جادو سے کہا کہ انضار نہایت بیمار ہے اسے آپ اپنے ہمراہ جانب خداوند دم خبثیہ کے لیجایے زور بانا جادو موافق کہنے زلزلہ جادو کے ایک تخت پر انضار جادو نقلی کو بٹھا کے جانب خداوند دم خبثیہ روانہ ہوئی بعد جانے زور بانا جادو کے زلزلہ جادو بھی مع تزلزل او بازلال اپنی دختر دل کے تخت پر بیٹھکر جانب خداوند دم خبثیہ روانہ ہوئی پہلے زور بانا جادو خدمت دم خبثیہ مین پہونچی پھر زلزلہ جادو بھی خداوند دم خبثیہ کے روبرو پہونچی ہر ایک نے دم خبثیہ کو سجدہ کیا دم خبثیہ نے زلزلہ جادو سے کہا اے زلزلہ جادو جو تمنے زور بانا جادو نے کل کہا تھا تمنے اُسپر عمل نہ کیا اور آج خواجہ عمرو عیار حمزہ کو انضار جادو تصور کرکے ہمراہ زور بانانہ جادو کے یہان بھیجا ہے وہ بیمار بنا ہے، دکھا رہی کہ اسکا شکل و پیکر نہین ہے اُسکی شے سے تمہین بچنا چاہیے زلزلہ جادو تقریر دم خبثیہ سنکے حیران ہوئی اور عرض کرنے لگی یا خداوند عمرو کہان ہے دم خبثیہ نے کہا اپنے پیچھے دیکھو زلزلہ پس پشت دیکھنا چاہتی تھی کہ عمرو نے خیال کیا دم خبثیہ نالایق ساحرہ بلا کی ہے اسنے ہمین پہچان لیا اب تم یہان نہ ٹھہرو ورنہ ابھی گرفتار ہو جاؤ گے یہ خیال کرکے عمرو جست کرکے اور گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے زلزلہ جادو نے پیچھے پلٹ کے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا زلزلہ جادو نے عرض کیا یا خداوند پس پشت تو میرے کوئی آدمی نہین ہے دم خبثیہ نے کہا عمرو جست کرکے چلا گیا زلزلہ جادو اور زور بانا جادو وغیرہ یہ گفتگو خداوند دم خبثیہ کی سنکے سبھی سب نہایت حیران ہوئین اور خوف عمرو سے کانپنے لگین بعد ایک لمحے کے عمرو ایک کی شکل بنکے روبرو دم خبثیہ آئے اور پس پشت زلزلہ جادو کھڑے ہوئے دم خبثیہ نے پھر زلزلہ جادو سے کہا کہ اے زلزلہ دیکھو اور اچھی طرح پہچان لے تیرے پس پشت عمرو کھڑا ہے اور ممنن کی شکل بنکے آیا ہے یہ کہکے دم خبثیہ نے منہ پھیر کے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے بے حیا میرے سامنے سے دور ہو کیون میرے روبرو لنگوٹ باندھے ہوئے کھڑا ہے کیا پھر غائب ہو گیا ہے بار بار میرے سامنے آتا ہے اور سجدہ مجھکو نہین کرتا ہے عمرو یہ گفتگو دم خبثیہ کی سنکے پھر گلیم اوڑھکے غائب ہو گئے اور خیمے سے نکل گئے زلزلہ جادو نے پیچھے مڑ کے دیکھا کوئی نظر نہ آیا زلزلہ جادو متحیر ہوئی اور ہر ایک ساحرہ کمال حیران ہوئی غرض اسی طرح عمرو ستر مرتبہ صورت اپنی بدل بدل کے سامنے دم خبثیہ کے آئے اور دم خبثیہ نے ہر مرتبہ پہچان لیا اور زلزلہ وغیرہ سے کہا کہ دیکھو وہ عمرو کھڑا ہے اور جب زلزلہ وغیرہ نے دیکھا کوئی نظر نہ آیا اور خواجہ گلیم اوڑھکے غائب ہو گئے آخر زلزلہ جادو نے عرض کیا یا خداوند عمرو ستر بار آپ کے سامنے آیا اور آپنے عمرو کو گرفتار نہ کیا دم خبثیہ نے جس اور دم کو ایک او بچا کے کہا کہ مین نے اسوجہ سے عمرو کو گرفتار نہین کیا کہ مین چاہتی تھی تم سب بھی عمرو کو دیکھ لو اور پہچان لو اور علاوہ اسکے

سبب ہی کہ بیدار ہیں نہ ہوئیں یہ کہکے ایک کنیز نے بیدار کر کے عرض کیا خداوندا آج حضور کا کیا مزاج ہی دم خشیہ نقلی نے کہا
آج مزاج اچھا نہین ہی بات کو زیادہ جاگنے سے اٹھنے کو دل نہین چاہتا ہی اگر تم سے ہو سکے تو مجکو لیچلو خود مجھسے نہ جایا جائیگا
کنیزون نے عرض کیا ہم تو حضور خداوند کو تخت پر سوار کر کے اور تخت کو اٹھا کر گنبد کی راہ تک لیجایا کرتے تھے آج سوا پلنگ اور فرش
کے اور یہان کوئی شی معلوم نہین ہوتی ہی مجکو نہایت حیرت ہی کہ خداوند کل اشیا اس بارہ دری سے اور باغ سے کیا
ہوئے دم خشیہ نقلی نے برہم ہو کر کہا نالایق اب تمہین ہمارے مقدمات مین کیا دخل ہی تم جانتی ہو کہ مین کون ہون
کنیزون نے عرض کیا ہم تو حضور کو خداوند جانتے ہین اور ہم کیا ہزارون آدمی حضور کو خداوند جانتے ہین اور حضور کو سجدہ
کرتے ہین دم خشیہ نقلی نے کہا جب تم ہمے خداوند جانتے ہو تو بیکار کل مال و اسباب کو مجھے پوچھتی ہو جہان ہمارا دل چاہا
وہان ہمنے مال و اسباب بھیجدیا اور جسکو دل چاہا کل اسباب دیدیا اب تم ذرا منہ پھیر لو مین تخت بھی منگواتی ہون کنیزون
نے منہ پھیرا خواجہ عمرو نے زنبیل پر ہاتھ رکھکے فوراً زنبیل سے تخت نکالا کیونکہ جو شی خواجہ عمرو طلب کرتے ہین زنبیل
سے نکل آتی ہی غرض خواجہ نے تخت نکالکر پلنگ اور فرش کو زنبیل مین داخل کیا جب کنیزون نے خواجہ کی طرف
منہ پھیرا تخت پر وہی کمال تہہ کی جس مین دم منقش کی لگی ہوئی تھی پہلے جیسے دیکھا اور پلنگ اور فرش کو نہ دیکھا
کنیزین دل مین خیال کرنے لگین کہ خداوند دم خشیہ مین عجب قدرت ہی تخت فی الفور منگوا لیا اور پلنگ اور فرش کو
بھیجدیا یہ خیال کر کے واسطے سجدے کے جھکنے لگین خواجہ عمرو نے کہا اسوقت سجدہ نہ کرو بڑی دیر ہو گئی جلد تخت
اٹھاؤ کنیزون نے بموجب حکم سجدہ نہ کیا اور تخت اٹھا کے چلین بعد تھوڑی دیر کے اس جگہ پہونچین جہان دمنہ نقب کا تھا
اور جہان سے دم خشیہ گنبد مین اکیلی جایا کرتی تھی اس جگہ پر کنیزون نے تخت رکھ دیا اور عرض کیا کہ اب حضور نقب
مین نقب کے جائین اور راہ طے کر کے گنبد مین جلد تشریف لیجائین وہان سب واسطے سجدہ کرنے کے موجود ہونگے
اور منتظر حضور کے ہونگے خواجہ عمرو یہ سنکے راہ نقب سے گنبد مین آئے دیکھا وہی گنبد ہی تخت جواہر نگار بچھا ہی سامنے
تخت کے آئینہ لگا ہی خواجہ عمرو یہ سنکے اسی تخت پر بیٹھے دروازہ گنبد کا کھولدیا عکس جو آفتاب کا آئینہ پر پڑا چمک
ہوئی ہر ایک کافر اور ساحر جھکنے لگا واسطے سجدہ کرنے کے جھکا بعد اسکے خواجہ عمرو نے دیکھا میدان مین ہزارہا آدمی جمع ہین
گھٹنے ٹیک رہے ہین زن و مرد پرستش کر رہے ہین ابھی خواجہ میدان کی طرف دیکھ رہے تھے کہ زلزلہ جادو اور زور بانو جادو
وغیرہ نے روبرو خواجہ عمرو کے آکر برائے سجدہ سر جھکانا چاہا خواجہ نے کہا ای زلزلہ جادو رات کو کچھ عمرو نہین آیا تھا
زلزلہ جادو نے دست بستہ عرض کیا خداوندا تمام شب مین خوف عمرو سے بیدار رہی مطلق یہان سے جا کر نہین
سوئی عمرو نہین آیا عمرو نے یہ تقریر زلزلہ کی سنکے پوچھا اے زلزلہ جادو تم سب نے کبھی گنبد سامری اور
جمشید کی بھی سیر کی ہی تو شب کو سامری اور جمشید سے ملاقات کی تھی اور خوب بہشت کی سیر کی تھی
اسوجہ سے آج یہان آنے مین کسیقدر دیر ہوئی سامری اور جمشید آنے نہین دیتے تھے لیکن مین
چلی آئی زلزلہ جادو وغیرہ ساحران طلسم نے عرض کیا ہمنے کبھی بہشت کی سیر نہین کی دم خشیہ نقلی نے
کہا آج ہم تم سبکو بہشت دکھلا وینگے تم سب بہشت کی سیر کرنا لیکن بہشت بغیر شراب پیے ہوئے نہین حاصل
ہوگا پس لازم ہی کہ ہم شراب پلاتین وہ پیو اور ہمراہ ہمارے چلو سیر بہشت کی کرو سب نے عرض کیا یا خداوند
پھر شراب پلائیے خواجہ نے کہا تم سب اپنی آنکھین بند کر لو ہم شراب بہشت منگواتے ہین سب نے آنکھین بند کر لین عمرو نے
کئی شیشے شراب کے مع ساغر بلورین زنبیل سے جلد نکالے اور سفوف ادویہ بیہوشی جلد شراب مین ملا کر کہا
اب آنکھین کھول دو سبنے آنکھین کھولین دیکھا کئی شیشے اور ساغر رکھے ہین جملہ ساحران طلسم قدرت خداوند

وہ جشیشہ کے اور زیادہ قائل اور معترف ہوئے پھر خواجہ عمرو نے تمغرہ یا جو تا زنبیل سے نکال کر ہر ایک ساحر و پر مارنا شروع کیا جس ساحرہ یا ساحر سے ناراض ہوئے اُس سے خواجہ عمرو نے کہا کہ تیری زندگی اور عمر دس برس کم کر دیے اور جو ساحرہ جونے اور رسم عزت سے بہت کہ ناراض ہوئی اور جبکی گھڑی رہی خواجہ عمرو نے خوش ہو کر اُس سے کہا کہ جتنی عمر تیری تھی اُتنی اور بیکا اور اسی عمر میں بیس برس بڑھا دیے یہ کہکر خواجہ عمرو نے شیشہ شراب ساحران طلسم کو دیدیا اور کہا کہ جلد یہ شراب تم سب پیو پھر ہم تمکو بہشت میں لیجائینگے اور سیر بہشت کرائینگے سب نے بصد آرزو شراب پی چونکہ شراب میں سفوف ادویہ بیہوشی بہ کثرت ملایا تھا اسوجہ سے جلد تر ساحرہ اور ساحر وغیرہ شراب پی کے بیہوش ہو گئے اُسوقت عمرو نے چار مہنتوں کے خنجر سے سر کاٹ ڈالے بعد قتل کرنے مہنتوں کے خواجہ عمرو سینہ زلزلہ جادو پر چڑھا چاہتے تھے کہ سر جاکرین یکایک نارنج جادو آگئی اور اپنی بہن کے سینے پر خواجہ کو سوار دیکھ کے پکار ی اور چلائی کہ اسے شخص میری بہن کے سر کو کیوں کاٹتا ہے چونکہ خواجہ عمرو نے اُسوقت بیدر کی کھال اُتار ڈالی تھی اور بصورت اصلی تھے اسوجہ سے نارنج جادو نے خواجہ پر سحر کیا خواجہ کے دست و پا میں حرکت باقی نہ رہی اور خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر علحدہ گرا نارنج جادو نے خواجہ کو اپنے سحر میں گرفتار کر کے اپنی بہن زلزلہ کو ہوشیار کیا پھر نارنج جادو خواجہ کو بذریعہ اوراق جمشیدی آگاہ ہو کر پوچھا کہ اسے خواجہ عمرو تمنے خداوند دم خجیشہ کو کیا کیا اگر انکو گرفتار کر لیا ہے تو چھوڑ دو وہ ہمارے خداوند ہیں اگر تم انکو نہ چھوڑ دوگے تو میں ابھی تمکو قتل کر ڈالونگی خواجہ عمرو نے جواب دیا اور پوچھا کیا بکتی ہے تو کیا مجھے قتل کریگی جس طرح میں نے تیرے خداوند دم خجیشہ کو گرفتار کیا ہے اسی طرح تجکو بھی گرفتار کرونگا اگر تو میرے فرزند فرخ اور شہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو میرے حوالے کر دیگی تو البتہ دم خجیشہ کو میں چھوڑ دونگا ورنہ دم خجیشہ کو قتل کر ڈالونگا اور تجکو بھی ہلاک کر ڈالونگا جب یہ گفتگو خواجہ عمرو زلزلہ جادو نے سنی نہایت غضبناک ہوئی اور کہنے لگی کہ او عیار خاموش ہو اور میری بہن نارنج جادو سے سخت گفتگو کر بہتر یہی ہے کہ خداوند دم خجیشہ کو رہا کر دے خواجہ نے جواب دیا میں ہرگز دم خجیشہ کو اسوقت رہا نہ کرونگا اور تیرا کہنا نہ مانونگا زلزلہ جادو کو غصہ آیا اور اسکو سوال کیا کہ خواجہ عمرو ایک گھنگرو کا دانہ ہو گئے زلزلہ جادو نے اپنی پازیب میں اس گھنگرو کے دانے کو گھنگروؤں میں شامل کر لیا اور کہا او بہن نارنج جادو میں اس عیار کو اپنے پاس رکھونگی اسنے مجکو قتل کرنا چاہا تھا اگر تم تھوڑی دیر اور نہ آتیں تو یہ مجکو قتل کر ڈالتا نارنج جادو نے کہا اچھا بہن تمہیں عمرو کو اپنے پاس قید کر رکھو لیکن بہت ہوشیار رہنا اور خبردار رہنا ایسا نہ کرنا زلزلہ جادو نے کہا ایسا ہی ہوگا غرض نارنج جادو خواجہ عمرو کو زلزلہ جادو کے حوالے کر کے اپنے طلسم کی طرف چلی گئی اور زلزلہ جادو خواجہ عمرو کو گھنگرو بنا کر اور پازیب میں پاس گھنگرو کو شامل کر کے اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئی

داستان قتل کرنا گلشن جادو کا فوا انجام کو اور لوح محفوظ لا دینا عمرو بن حمزہ کو اور جلاد رفو بانا کا دختر زلزلہ جادو کو و دیگر حالات

راویان سحر گفتار اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب زلزلہ جادو خواجہ عمرو کو گرفتار کر کے اپنے مکان میں پہونچی اسوقت ہر ایک ساحر اور ساحرہ سے کہنے لگی کہ تمکو ساری اور جمشید نے مجکو بچا لیا ورنہ خواجہ عمرو مجکو ہلاک کر ڈالتا جو ساحر جو مقرر تھے اس احوال سے آگاہ ہوئے زلزلہ جادو تو فقط اتنا ہی بیان کر کے خاموش ہوئی اور تخت پر بیٹھی ہاے تو تخت پر بیٹھے رہنے دیجیے اُدھر حال گلشن جادو کا سنیے کہ جیسے گلشن جادو باغ شکل سے اپنے مکان میں گئی ہر بادشاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی میں بستر پر لیٹی ہوئی تنہائی میں سو یا کرتی تھی اور تصویر خیالی عمرو بن حمزہ سے مخاطب ہو کر یہ چند بند غزل کے کہتی تھی

بیان کریں تو میں بھی سنوں کہ حضور کو کس بات کا غم ہے گلشن آرا نے بعد بہت منت کرنے کے آخر اپنا غمخوار جانکر کہا میں سماں پایا ہے
عمرو بن حمزہ یونانی کے گرفتار ہونے کا اور باغ میں شاہزادے کو دیکھکر عاشق ہونے کا بیان کیا اور کہا اے دلربا
کسی پر ظاہر نہ کرنا باتیں اس شاہزادے کے ہجر میں روتی ہوں اور یہی چاہتی ہوں کہ کسی طرح اس شاہزادے کو دیکھوں اور
اسکے پاس بیٹھکر اس سے باتیں کروں دل بیقرار کو تسکین دوں دلربا نے گفتگوئے گلشن آرا اسنکر عرض کیا حضور آپ کچھ غم نہ
کیجیے دیکھیے میں تدبیر کرتی ہوں اول جاکے آپ کی والدہ سے واسطے آپ کے سیر کرنے کے اجازت لیتی ہوں پھر آپ کو
اسی باغ میں لیے چلتی ہوں وہاں جاکر ساحروں سے باتیں کیجیے گا اور قابو پاکر ان ساحروں کو قتل کیجیے گا یا قتل کا
حکم دیجیے گا میں ان مگوڑوں کو ہلاک کرڈالوں گی پھر شاہزادے کو قید سے رہا کرکے جو مناسب ہوگا وہ کیجیے گا دل کو
شاد کو شاد کیجیے گا قید غم سے دل کو آزاد کیجیے گا شب و روز راحت و آرام سے بسر کیجیے گا شاہزادہ ذی وقار ہم
پہلو میں بیٹھکر رخ شاہزادہ پر نظر کیجیے گا اسی تدبیر سے نخل تمنا میں ثمر آجائیگا تمنائے دل حضور کی حاصل
ہو جائیگی گلشن آرا یہ گفتگو دلربا کی سنکے مسکرائی مگر بسبب شرم و حیا کے کچھ جواب نہ دیا دلربا نے اسی وقت روبروئے ملکہ
زلزلہ جادو جاکر عرض کی کہ آپ کی دختر کا دل اس وقت گھبراتا ہے اور سیر کرنے کو دل چاہتا ہے اگر حکم ہو تو
ملکہ گلشن آرا کو میں لیجاؤں اطراف و جوانب شہر کی سیر کرالاؤں اور حکم دیجیے تو جانب باغ و سبزہ زار
بھی لیجاؤں ملکہ سیر باغ و سبزہ زار کی کرکے خوش ہونگی اور دل کو انکے فرحت ہوگی زلزلہ جادو نے کہا
اے دلربا شہر کی سیر کرنے کو تو میں اجازت دیتی ہوں جہاں تیرا دل چاہے میری دختر کو لیجا اور سیر کرالا لیکن
باغ میں نہ لیجانا کیونکہ باغ ہی میں جاکر اسکی یہ کیفیت ہوگئی ہے دلربا نے عرض کیا حضور گستاخی معاف
فرمایئے گا سیر باغ و سبزہ زار سے دل کو فرحت ہوتی ہے طبیعت خوش ہوتی ہے اکثر علیل کو سیر باغ و سبزہ زار
کی نافع ہوتی ہے مگر کسی طرح نہیں ہوتی ہے زلزلہ جادو یہ تقریر دلربا کی سنکے خاموش رہی دلربا
سمجھی کہ خاموش رہنا زلزلہ جادو کا گویا بمنزلہ اجازت کے ہے یہ سمجھکر دلربا خدمت گلشن آرا میں آئی اور
عرض کرنے لگی سواری منگاؤں آپ حضور تخت پر سوار ہوں میں آپ کی والدہ سے اجازت لے آئی ملکہ
گلشن آرا یہ سنکے تخت پر سوار ہوئی اور چند کنیزیں جو جان نثار اور فرمانبردار تھیں اپنے ہمراہ لیکر مع دلربا
کے جانب باغ مشکل روانہ ہوئی گلشن آرا کا حال تو لکھا جائیگا لیکن آپ کچھ حال بیتابی و بیقراری دیکھیے
شاہزادے ذبیجاہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جیسے عمرو بن حمزہ نے گلشن آرا کو دیکھا تھا اور فدا الجلام جادو نے
شاہزادے کو قید کیا تھا شاہزادہ خیال گلشن آرا میں شب و روز رہتا تھا جب گلشن آرا کے گل عارض اور گیسوئے
مشکیں یاد آتے تھے شاہزادہ بے اختیار آہ کرتا تھا اور اشک آنکھوں میں بھرلاتا تھا ہر چند فرخ سمجھاتا تھا کہ اے
شاہزادہ ذی وقار اس قدر بیتاب و بیقرار نہ ہوجیے گلشن آرا ابھی آپ پر شیفتہ اور فریفتہ ہے وہ خود بیقرار ہوکے
یہاں آجائیگی لیکن شاہزادے کے دل کو کسی طرح قرار نہ آتا تھا اور آہ و زاری موقوف نہوتی تھی کبھی شاہزادہ
کہتا تھا اے دلربا گلشن آرا افسوس تمنے اپنے عاشق کی خبر نہ لی حال میرا تمہاری جدائی میں اچھا نہیں ہے میں
تو قید ہوں تمہیں از راہ عاشق نوازی یہاں آؤ اور روئے زیبا اپنا مجھے دکھاؤ آنکھیں میری تمہارے
دیدار کی مشتاق ہیں ہر وقت تصویر تمہاری پیش نظر ہے لب ہمارے نالہ ہر اور چشم مانند ابر باران
ہے کچھ تم بھی میرے حال کی خبر ہے یا نہیں اگر میرے حال سے اطلاع ہے تو براہ مہربانی اپنے مریض ہجر کی بیتابی کی
مسیحائی کرو ورنہ میں تمہارے عشق میں اور تمہارے فراق میں ہلاک ہوجاؤنگا گاہ شاہزادہ ذبیجاہ

اُسدم نالہ و آہ خیال ملکہ گلشن مین جدا بادہ مین یہ غزل بحر طویل زبان پر جاری کرتے تھے **غزل**

مرض ہجر مین دل جب سے گرفتار ہوا کیسا ناچار ہوا
اتنو جیسے بھی مری شکل سے بیزار ہوا جینا دشوار ہوا

جان آخر ہوئی لب اب ہو خط تیرا آ کہ مرا دم شکل دکھلا دے صنم
کس خطا پر مری صورت سے تو بیزار ہوا کیسا انکار ہوا

ڈھونڈھتا ہون اُسے پہلو مین مگر پاس نہین ملتا کہین اوس حسین
حیف صد حیف کہ جب مجھسے وہ دلدار ہوا ملنا دشوار ہوا

خواب مین بھی نہین شکل اپنی دکھاتا وہ صنم ہائے کیسا ہے ستم
اتنو صورت بھی دکھانا اُسے دشوار ہوا ایسا بیزار ہوا

ہوگیا تھا تیرے سودائی کو وحشت مین سکون پھر ہوا اسکو جنون
بعد مدت کے کہی پھر اُسے آزار ہوا سخت بیمار ہوا

شکر کو جا بامن جیسے تجھے دیکھا صنم تیرے ہی سر کی قسم
بجز تیرے اور کسی سے نہ سروکار رہا اب سے انکار ہوا

جیسے صورت کو تری دیکھا ہی ای ماہ لقا نہ رہا ہوش بجا
نشۂ عشق سے اسدم مین سرشار ہوا پھر نہ ہوشیار ہوا

وہ بھی دن ہوگا الٰہی کہ جو مین گلے ملون پھر خوشی سے کہون
طالع خفتہ مرا شکر ہی بیدار ہوا رو وصل دلدار ہوا

کونسا ملنے کا تیرے کرے عاشق سامان اے مری جان جہان
بار ثون مین سلسلہ ہجر گرانبار ہوا ملنا دشوار ہوا

عمرو بن حمزہ یہ غزل پڑھکے اشکبار ہوئے فرخ پھر عرض کرنے لگا ای شاہزادہ عالیجاہ عشق گلشن آرا مین اسقدر نالہ و آہ نہ کیجے جہان تک ہوسکے صبر کیجے ورنہ ہلاک ہو جایئے گا ابھی فرخ یہ عرض کر رہا تھا کہ ملکہ گلشن آرا مع اپنی ہمراہیون کے باغ شنگل مین آگئی ہر چند کہ باغ شنگل ایسا تھا کہ **نظم**

وہ باغ کہ جس مین سرو کو ناز وہ بلبل و گل مین خوش بیانی	جادو ثمر اور برگ اعجاز بہجت ارنی و لن ترانی	شمل دل عارفان کشادہ خورشید ہر ایک گل کا رخسار	گلزار بہشت سے زیادہ سنبل کو دماغ گیسوے یار

لیکن گلشن آرا کی نظر مین سراسر خار تھا کیونکہ ہجر شاہزادہ ذی وقار سے دل بیقرار تھا گلشن آرا باغ شنگل مین داخل ہوکر تخت سے اُتری تھی کہ ذوالجام جادو کو گلشن آرا کے آنے کی خبر ہوئی ذوالجام جادو جلد تر روبروے گلشن آرا آیا اور بعد آداب تسلیم بجا لایا دلربا نے کہا ای ذوالجام بتعجیل تمام جس مکان مین تالاب ہین اُس تالاب کے کنارے فرش بچھواؤ اور ایک شگیرہ بادے فرش ایستادہ کراؤ اور کچھ غذاے لطیف تیار کراؤ کیونکہ ملکہ عالم نے بسبب ناسازی مزاج کے دو روز سے اچھی طرح طعام تناول نہین کیا ہے اسوقت دل ملکہ کا یہی چاہتا ہے کہ طعام لطیف کھاوین اور کنارے تالاب کے بیٹھکر تھوڑی دیر تک تالاب کی سیر کرین ذوالجام نے عرض کیا زہے قسمت اور خوشا مقدر میرا کہ ملکہ عالم میرے یہانکی نان خشک نوش فرماوین اور میرے پاس تشریف لاوین مین ابھی بسر و چشم حکم ملکہ کا بجالاتا ہون یہ عرض کرکے ذوالجام نے اپنے ملازمون سے کہا کہ جلد تر طعام خوش ذائقہ تیار کرو ملازمان ذوالجام جادو تو تیاری طعام مین مصروف ہوئے اور ذوالجام ملکہ گلشن آرا کو اُس مکان مین لے گیا صحن مکان مین مختصر تالاب تھا اور بارہ سا شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ کے محافظے تھے اور اُسی تالاب مین بروز سحر ذوالجام نے شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو قید کیا تھا غرض جب ذوالجام ملکہ کو اُس مکان مین لے گیا جلد تر فرش بچھوا کر اور شگیرہ ایستادہ کراکے عرض کرنے لگا حضور اب بالاے فرش تشریف رکھین مین دو چار شیشے شراب کے لے آؤن یہ کہکر ذوالجام تو چلا گیا وہ بارہ جادوگر بھی روبروے ملکہ حاضر ہوئے اور آداب و تسلیم بجا لاکے ملکہ گلشن آرا نے تالاب کے کنارے بالاے فرش بیٹھکر دیکھا کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ درمیان مین تالاب کے ایک گنبد گرین قید ہین ادھر تو ملکہ گلشن آرا نے شاہزادہ کو دیکھا اُدھر عمرو بن حمزہ یونانی نے گلشن آرا کو دیکھا باہم دگر مو دیدار ہوگئے

اور دونوں کے رخ پر آثار مسرت ظاہر و ہویدا ہوئے اور باہم بایما و اشارہ کچھ گفتگو ہوئی سوائے دلربا اور فرخ کے
کسی کو یہ اشارہ طالب و مطلوب سے آگاہی نہیں ہوئی چونکہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی تالاب میں قید تھے اسوجہ سے
تالاب کا جگر آب آب تھا اور بموج آب مار سیاہ کی لہر سے بدتر تھی حباب پھوٹ پھوٹ کے رو رہے تھے مچھلیاں اسی
صدمہ سے دم بدم تڑپتی تھیں غوک نالہ کرتے تھے پانی تالاب کی سیر چشموں سے سر ٹکراتا تھا ماہی رو دہو کی موج پر ستا
تھا بے چہرہ کے ملال ہو گئی تھی گرد باد پانی پر اسی صدمہ سے ابھر نہ سکتی تھی بام غرق دریائے رنج تھی بیشتر حسرت
غم سے مانند مینڈک کے ہر ہر بنا مچھلی کلی اور بیقراری اپنی ظاہر کرتی تھی صدف سینہ چاک تھی کچھوے دام غم میں گرفتار
تھے غرض ہر ایک ماہی کا یہی حال تھا شاہزادہ دریادل کی اسیری پر بیتاب تھی اور تڑپتی تھی لیکن ان ساحران نابکار کو شاہزادہ
پر ذرا رحم نہ آتا تھا گلشن جادو بھی جانب گنبد اور طرف تالاب کے دیکھ رہی تھی ناگاہ ذوالحجام جادو دو تین گلابیاں شراب
کی لیکر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یہ شراب پیجیے ملکہ نے کہا ابھی شراب کو رہنے دو ہمارا دل جا بیٹھا تو پی لینگے یہ کہکر گلشن باہر آ
گئی اور دلربا کو تالاب کے کنارے لیجا کر باہم کچھ آہستہ باتیں کیں پھر ملکہ نے دلربا سے پوچھا اے دلربا یہ کون قیدی ہے
دلربا نے عرض کیا حضور ایک شخص کا نام تو عمرو بن حمزہ ہے اور دوسرے شخص کا نام فرخ ہے عمرو بن حمزہ نے آپ کے
خالو شنگل کو قتل کیا ہے اسیوجہ سے گرفتار ہو کر یہاں قید کیا گیا ہے چونکہ قبل اسکے گلشن آرا نے دلربا سے یہی مشورہ کیا تھا
کہ تجھے ان قیدیوں کا حال پوچھونگی تو بیان کر دینا میں بظاہر غضبناک ہو کر گنبد میں جاؤنگی اور عمرو بن حمزہ اور فرخ کو
رہا کر دونگی پس موافق مشورہ جب گلشن جادو نے سنا کہ عمرو بن حمزہ نے شنگل کو قتل کیا ہے نہایت برہم ہوئی
اور خنجر کھینچکر قتل کرنے کو چلی ذوالحجام جادو یہ حال دیکھکر بیتابانہ کنارے پر تالاب کے آیا اور گلشن جادو
سے عرض کرنے لگا حضور ان قیدیوں کو آپ قتل نہ کریں کل آپ کی خالہ صاحبہ خداوند دم جنبیہ سے انکے قتل
کے مقدمہ میں مشورہ کرینگی پھر جب ارشاد خداوند انکو قتل کروا لینگی انکا قتل کرنا ابھی مناسب نہیں ہے ہر چند گلشن آرا
نے بھی چاہا تھا کہ ابھی شاہزادے کو رہا کردوں لیکن پھر کچھ خیال کر کے ذوالحجام سے کہا کہ اچھا میں انہیں قتل نہ کرونگی
یہ کہکے گلشن جادو اسی فرش پر جا کے بیٹھی اتنی دیر میں ملازمان ذوالحجام طعام لیکر آئے اور روبروے ملکہ
دسترخوان پر ظروف چہار طعام لذیذ رکھکے چلے گئے ذوالحجام جادو نے دست بستہ عرض کیا حضور طعام تناول
فرمائیں ملکہ گلشن آرا نے خیال کیا کہ بغیر شاہزادے کے کھانا کھلائے طعام تناول کرنا مناسب نہیں ہے یہ خیال کر کے گلشن جادو
نے کہا اے دلربا تو یہ طعام ان دونوں قیدیوں کو جا کر دے آ اگر میں بغیر انہیں طعام دیئے یہ غذا کھاؤنگی تو ان قیدیوں
کی نظر لگیگی غذا مجکو ہضم نہ ہوگی اور میں علیل ہو جاؤنگی یہ کہکے ملکہ گلشن جادو نے چند قسم کا طعام ظروف میں رکھکر
دلربا کو دیا دلربا طعام مذکور لیکر اٹھی اور برو بر گنبد تک پہونچی اور طعام فرخ کو دیکر کہنے لگی کہ اے قیدی
بھوکے پیاسے یہ طعام ہے اور ہماری ملکہ کو دعا دے کہ انکی طبیعت اچھی رہے اور مراد دلی انکی بر آئے انہوں نے
تجکو محتاج اور فاقہ کش تصور کر کے بطور صدقہ تجپر رحم کر کے یہ طعام تجھے دیا ہے اگر ملکہ یہ طعام تجھے نہ دیتیں تو
تو ان بھی بڑی آنکھوں سے طعام کو دیکھتا اور نظر لگاتا ہماری ملکہ کو طعام ہضم نہ ہوتا فرخ نے جو دلربا کو
دیکھا بے اختیار فریفتہ ہو گیا اور ہنسی سے کہنے لگا کہ او چڑیل کیا بکتی ہے پیغام لیکر آئی ہے یا بدزبانی کر رہی ہے یہاں یہ
طعام کوئی نہ لیگا تو ہی اس طعام کو جا کر نگل مجکو ایسے سڑے ہوئے طعام کی خواہش نہیں ہے نہ ہمارے شاہزادے کھا
کھائینگے یہ مسلمان ہیں اور یہ کھانا کافروں نے پکایا ہے علاوہ اسکے ایسے طعام تو انکی لونڈیاں بھی کبھی نہیں کھاتی ہیں
وہ بھی ایسے طعام کو اٹھا کر کنارہ رکھ ڈال دیتی ہیں یہ تیری ہی ایسی ہی نیت ہے کہ تو اس طعام کو اچھا جانتی ہے اور اپنے تئیں بھی

تجھ اچھا لگتی ہے میں تو یہ طعام مطلق مرغوب نہیں ہے نہ تو میں پسند ہے تجھ ایسی لونڈیاں ہمارے بانیوں والے اور خدمت کرنے کی امید رکھتی ہیں
مگر ہم تجھ ایسی بد صورت لونڈیوں سے جوتی پر لوٹا بھی نہیں رکھواتے تو ایسی بد نظر ہے کہ میری آنکھوں کو نظر لگاتی ہے اور میری
پرستاریوں کی آنکھیں دیکھکر رشک سے گھورتی ہے تیری ان ننھی ننھی آنکھوں کو پھوڑ دونگا میں عیار ہوں میرے پاس ہر قسم کے
اوزار ہیں اگر تجھکو یقین نہو تو میں تیری آنکھیں پھوڑنے کے اوزار بھی تجھکو دکھا دوں تجھکو اب لازم ہے کہ یہاں سے دور ہو
اور یہ طعام لیجا جب تک ملکہ تیری ہمارے شاہزادے کے ہمراہ طعام نہ کھائیگی ہمارے شاہزادے یہ طعام ہرگز ہرگز نہ کھائینگے
جسوقت یہ تقریر فرخ کی عمرو بن حمزہ یونانی نے سنی کہا اے فرخ طعام اگرچہ میں نہ کھاؤنگا لیکن تم دلربا سے لے لو
اور کہدو ورنہ گلشن جادو کو رنج ہوگا فرخ نے عرض کیا میں تو طعام اس لنگوڑی کے ہاتھ سے کبھی نہ کھاؤنگا اب اسے
طعام لیجانے دیجیے میں اقرار کرتا ہوں کہ میں آپ کو شریک طعام ملکہ گلشن جادو اس طور سے کرونگا کہ ایک قاب میں آپ
ملکہ کے ہم پہلو بیٹھکر طعام کھائیے گا دلربا کل تقریر فرخ کی سنکے اول تو پہلے ہی دیکھکر بالکل ہو گئی تھی اور اب تو ہزار جان
عاشق ہو گئی اور دل میں خیال کرنے لگی کہ فرخ عجب شوخ طبیعت ہے یہ خیال کرکے پھر فرخ سے کہنے لگی کہ او مجھے
مکار دغاباز جعلساز تو ایسا کہ تجھے پسند کرے اور میرے آگے ہاتھ جوڑے میں تجھے کبھی پسند نہ کرونگی فقط تو اپنے دل کو خوش
کر لے میرے ملازم بھی تجھ سے بہتر ہیں بعد اس گفتگو کے دلربا نے کہا او دبلے یہ کیا تو نے کہا کہ میں ملکہ کے ساتھ آپ کو طعام
کھلواؤنگا بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ملکہ ان ساحروں کے سامنے شاہزادے کے ساتھ کھانا کھائیگی فرخ نے کہا
او لنگوڑی بیوقوف ہم عقلمندوں سے تدبیر اسکی پوچھ دلربا نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے فرخ نے کہا یہ سفوف بیہوشی لیتی جاؤ
اور ملکہ سے کہو کہ اسے شراب میں ملا کر ان سب ساحروں کو شراب پلا دو ساحر سب بیہوش ہو جائینگے اسوقت
ہمارے شاہزادہ تمہاری ملکہ کے ہمراہ طعام کھائینگے بشرطیکہ ملکہ تمہاری کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگی ورنہ اسوقت بھی
طعام تناول نہ کرینگے دلربا یہ تقریر فرخ کی سنکے اور پڑیہ سفوف بیہوشی کی لیکر خدمت گلشن جادو میں گئی اور سب
گلشن جادو سے تمام حال بیان کیا ملکہ نے بھی آہستہ کہا ہرچند میں سحر میں ذوالجام وغیرہ سے کسی طرح کم نہیں ہوں
بلکہ زیادہ ہوں ممکن ہے کہ ان ساحروں سے لڑکر شاہزادے کو رہا کروں لیکن فرخ کی رائے پسند کرلی ہوں یہ بیہوش
ہو جانے ان ساحروں نابکار کے بسہولت ان سب کو قتل کرونگی اور شاہزادے کو رہا کرونگی یہ کہکے گلشن جادو نے
ذوالجام سے کہا کہ اے ذوالجام دیکھو جو بھیجے طعام ان قیدیوں کو بھیجا تھا قیدیوں نے طعام نہ لیا اب میں بھی بخوف نظر کے
یہ طعام ابھی نہ کھاؤنگی بالفعل اس طعام کو رہنے دو ذوالجام جادو نے عرض کیا جو حضور کو مناسب ہو وہی حضور
کریں یہ عرض کرکے وہ طعام روبرو گلشن جادو کے اٹھا کر علیحدہ رکھ دیا اور دلربا نے وہی سفوف بیہوشی شراب
میں خوب ملا کر جام بلوریں شراب سے مملو کرکے جام شراب ملکہ کو دیا ملکہ نے جام مے کو فقط منہ سے لگا کر ذوالجام
جادو سے کہا اے ذوالجام تم ہماری جھوٹی شراب پیوگے ذوالجام جادو سمجھا کہ ملکہ گلشن جادو مجھپر مائل
ہو گئی ہے اور اسی وجہ سے یہاں آئی ہے یہ سمجھ کے ذوالجام نہایت ہی مسرور ہوا اور جھککے عرض کرنے لگا کہ اے
مقدر کہ حضور کی جھوٹی شراب میں پیوں اسکی تو آرزو رکھتا تھا یہ عرض کرکے جام لینے کو ہاتھ بڑھایا
گلشن جادو نے وہی جام صہبا دیا ذوالجام جادو شراب بے دغدغہ وہ جام پی گیا پھر ملکہ نے اُن بارہ
ساحروں کو کئی شیشے شراب بیہوشی آمیز کے دیے اور کہا تم سب بھی یہ شراب پیو ساحروں نے سلام کرکے
شیشہ ہائے شراب کے لیے اور باہم بیٹھکر شراب پینے لگے جب ساحر شراب پی چکے تھوڑی دیر میں سب ساحر
مع ذوالجام جادو کے بیہوش ہو گئے اسوقت دلربا اٹھی اور کٹار کھینچکر اُن بارہ ساحروں کو قتل کرنے لگی جب دلربا بارہ

ساحرون کو قتل کر چکا اور جو ساحرون کے صرفے سے تاریکی ہو گئی تھی وہ دفع ہو چکی تھی اُسوقت دلربا ملکہ سے کہنے لگی کہ ذوالانجام بڑا ساحر ہے شاید مجھسے قتل نہو لہذا اس نابکار کو آپ اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے گلشن جادو نے یہ گفتگو دلربا کی سنکے کہا اے دلربا نیمچہ مجکو دو مین ابھی اسکو قتل کرتی ہون دلربا نے نیمچہ دیا ملکہ نے اسکو بعد غضب اُسکی نیمچہ سے سر ذوالانجام کا تن سے جدا کیا بمجرد قتل ہونے ذوالانجام جادو کے آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ و تار ہو گیا ساحر کے بیرون نے فریاد کی پھر اور آواز آنے لگی افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم مارا الحکیاور نام میرا ذوالانجام جادو تھا بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی دفع ہونے لگی اور شور و غل موقوف ہوا آفتاب نظر آیا چونکہ عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ سحر ذوالانجام جادو مین گرفتار تھے جب ذوالانجام جادو قتل ہو گیا سحر اسکا برطرف ہو گیا عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ قید سحر سے رہا ہو گئے گنبد سحر معدوم ہو گیا دلربا عمرو کو فوراً ملکہ کے پاس لے آئی فرخ بھی دلربا کے ساتھ ساتھ کنارے پر تالاب کے آیا عمرو بن حمزہ گلشن جادو سے ملکر اور ملکہ کے پہلو مین بیٹھکر از حد شاد و مسرور ہوئے بعد اشکباری کے مثل گل خندان ہوئے گلشن جادو بھی نہایت خوش ہوئی وہ کی بیتابی و بیقراری دور ہوئی پھر باہم شکوہ و شکایت کر کے طالب و مطلوب ہم پہلو بالاے مسند بیٹھے فرخ پہلوے دلربا مین بیٹھا اُسوقت گلشن جادو نے طعام کی جانب توجہ کی مگر وہ شیشہ مے کہ جس مین بیہوشی نہین ملائی تھی اٹھایا اور اپنے دست رنگین سے ساغر بلورین مین شراب بھری اور بناز و ادا اشکرائی عمرو بن حمزہ کو جام مے دینے لگی عمرو بن حمزہ نے مے پینے سے انکار کیا اُسوقت دلربا نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار ملکہ کے ہاتھ سے ساغر صہبا نوش فرمائیے اور ملکہ کو رنجیدہ نکیجیے میرے ہی اشارے سے ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام مین شراب مملو کی ہے آپ کی محبت اور الفت مین یہ بہت تنگ آئی ہین اور صدمے انکی مفارقت کے انھون نے اٹھائے ہین دیکھیے آپکے عشق مین ملکہ کا کیا حال ہو گیا ہے گل عارض زرد ہو گئے ہین برسونکی بیمار معلوم ہوتی ہین آپکو انکی خاطر شکنی مناسب نہین ہے عمرو بن حمزہ نے جواب دیا اے دلربا آگاہ ہو شراب نہ پینے کا یہ سبب ہے کہ مین مسلمان ہون اور ملکہ ابھی مسلمان نہین ہوئی ہے اور اگر ملکہ دین اسلام قبول کرین تو پھر مین بے عذر شراب پیون دلربا نے گلشن جادو سے عرض کیا جو کچھ شاہزادے صاحب نے ارشاد کیا ہے آپنے تو سنا میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ انکی خاطر سے انکے دین کو قبول کیجیے ملکہ نے دلربا سے کہا انسے پوچھو کہ اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو کیا کہے اور کیونکر مسلمان ہو دلربا نے شاہزادے سے عرض کیا کہیے حضور مبارک ہو کہ ملکہ مسلمان ہونے پر راضی ہین اب حضور انہین مسلمان کیجیے شاہزادے نے خوش ہو کر ملکہ کو کلمہ سکھایا گلشن جادو کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی پھر دلربا اور جملہ کنیزین بھی کلمہ پڑھکر دین اسلام قبول کر لی گئین بعد مسلمان ہونے ملکہ کے شاہزادے نے جام مے دست گلشن جادو سے لیکر فوراً پی لی پھر شاہزادے نے ساغر مین شراب بھر کے ساغر ملکہ کو دیا الحاصل جو کیفیت مے کے گلشن جادو نے دلربا سے کہا کہ جلد نازنینان خوش گلو اور خوبرو کو بلاؤ دلربا نے موافق حکم کے نازنینان زہرہ خصال کو طلب کیا جب چند نازنینان خوش گلو روبروے ملکہ حاضر ہوئین بعد بجا لانے آداب و تسلیم کے اور سب تو ملکہ و بیٹھین لیکن انمین سے ایک مطربہ گل پیرہن غنچہ دہن مع اپنے سازندون کے بزم مین آگئی اور سلام کے گلشن جادو اور شاہزادے ذیجاہ کے ناچنے لگی پھر نازنین مذکور نے روبروے ملکہ یہ غزل گانا شروع کی

غزل

خدا کو مانو نصیحی نجالو نہ سبب دلبر جفا کرو تم	الٰہی گر تم شکار کیا یہ ذرا تو خوف خدا کرو تم	زمانہ آشنا ہے کیا کرو تم بیا جو پردہ ادا کرو تم
وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دغا کرو تم	نہ جانے پہلے کہا کسی کا یہی قاتل تمہین بنایا	نہیں ہے رنگ سب جدا جدا حق مین کیا کرو تم

ابھی تن کر ہو کے جاتے ہو الٹی ابھی فرماتے ہیں سر ترکا لیں
کرین کس منھ سے کچھ ہم منھ سے شرم و حیا کرو تم
بہت بگڑے ہو جو تم مجھ سے ہو لب تو مجھ پر یہ ہو تم
یہ میری تقدیر میں لکھا تھا کہ مجھ پر جور و جفا کرو تم

ابھی محشر کی چلنے لگیں ذرا قیامت برپا کرو تم
چلو بہت ہو چکی لگاوٹ کہا کہ کیا ترا تھا محبت
جو بوسہ لیوں تو کیا کرو تم گر لگا لوں گلے کیا کرو
اجی وفا کی قدر کیا کیا تھا ہی تجھ پر عاشقی کا

نگاہ ہو گی سی میں ہم سے دیا دونوں طرف کا عالم
لپٹ ہی جاؤں گا سے جھٹ پٹ بہت نہ مکر و بہانہ کرو تم
بجا ہے بیجا مرا گلہ تھا تمھارا ایمن قصور کیا تھا
نہ پوچھ بلبل نے لیل و نہار خواب و خستہ پھرا کرو تم

جس وقت غزل مرقوم مطربہ نے روبرو شاہزادہ و گلشن جادو بصد ناز و ادا گائی دلربا اور فرخ سے زیادہ شاہزادہ خوش ہوا اور ملکہ گلشن جادو سرور ہوئی اور اسی عالم خوشی میں ملکہ نے خیال کیا کہ میں نے ذوالجام کو قتل کر ڈالا ہے اور شاہزادے کو رہا کیا ہے یقیناً یہ خبر تارنج جادو کو پہونچیگی ہے اور پر تو نہیں معلوم کیا ظلم کریگی لیکن شاہزادے کو تو قتل ہی کر ڈالیگی پس اوس غافل بیٹھنا مناسب نہیں ہے کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہئے کہ جس تدبیر سے شاہزادہ اوسکے شر سے محفوظ رہے اور خالہ یعنی تارنج جادو کا سحر شاہزادے پر تاثیر نہ کرے ہر چند اس تدبیر کرنے سے جملہ ساکنان طلسم میری جان کے دشمن ہو جاوینگے خصوصاً نانی زور بانانہ جادو تو مجھے حتے الامکان کسیطرح زندہ نہ چھوڑیگی لیکن شاہزادہ کی جان بچیگی اور شاہزادہ مجھسے خوش ہوگا اگر میں بعد ایسی ہی تدبیر کرنے کے زندہ نہ رہی تو ضرور بعد میرے مرنے کے شاہزادہ مجھے یاد تو کریگا اور خیال ضرور کریگا کہ گلشن جادو نے میری بہبودی کے واسطے اپنا مرجانا اور قتل ہو جانا قبول کیا اور شرائط الفت و عشق خوب ادا کیے یہ خیال کرکے گلشن جادو نے عمرو بن حمزہ یونانی سے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ آپ تو یہاں بیٹھے ہوئے ناچ دیکھیں اور گانا سنیں میں آپ کے لیے بہبودی کی فکر میں جاتی ہوں اگر خدا نے چاہا تو پھر یہاں آؤنگی ورنہ جو میرے مقدر میں لکھا ہے وہ ہوگا شاہزادے کو پہلو سے ملکہ کا اٹھکے جانا نہایت ناگوار ہوا اضطراب و بیقرار ہوکے کہا اے ملکہ تم میرے پہلو میں بیٹھو کہا ہو کہیں نہ جاؤ ہر چند اسیطرح شاہزادے نے مکرر و متواتر کہا لیکن ملکہ نے نہ مانا اور کہا میں جلد چلی آؤنگی یہ کہکر گلشن جادو تخت پر سوار ہوکے بہمراہی اپنی پریوں کے نانی زور بانانہ جادو کے مکان کی طرف روانہ ہوئی گلشن جادو کو تو شمار راہ میں چھوڑیے اور حال شاہزادہ کا سنیے کہ جب ملکہ پہلو سے شاہزادے کے اٹھکر چلی گئی وہ بزم عشرت محفل ماتم ہوگئی دل پہلو میں بیقرار ہوا طبیعت گھبرائی آثار غم چہرے پر ظاہر ہوئے دلربا نے یہ حال شاہزادہ کا دیکھکر اور ایک مطربہ کو طلب کیا جب وہ مطربہ خوش خو بزم میں آئی دلربا نے کہا اے مطربہ اسوقت شاہزادہ ذیجاہ پریشان خاطر ہیں جب تک ملکہ تشریف یہاں لائیں تو دو چار غزلیں ایسی عاشقانہ روبرو شاہزادے کے گا کہ دل شاہزادہ کا مسرور ہو مطربہ نے بموجب حکم یہ غزل شروع کی غزل

دل ناداں تجھے آزار ہوا خوب ہوا
ہوے تسبیح کے زنار ہوا خوب ہوا
بار منت کا مری کون اٹھاتا سر پر
میں جو رسوا سر بازار ہوا خوب ہوا
خوف محتسب کا نہیں ہے ابی میں بھی بجز مست خلیل

دام گیسو میں گرفتار ہوا خوب ہوا
یہ سزا ہے دل ناداں کی نہ مانا کہنا
وہ شناسا نہ کبھی غمخوار ہوا خوب ہوا
روز کے جھگڑے سے چھٹنے کی نہ ثبت پالا
وہ تنہا حیدر کرار ہوا خوب ہوا

ایک کافر کی محبت نے جلایا سب کو
نرگسی چشم کا بیمار ہوا خوب ہوا
ناصحا مجھسے تجھے کوئی سروکار نہیں
انکو ملنے سے بھی انکار ہوا خوب ہوا

ہر چند غزل مرقوم مطربہ نے گو دسے تبا تبا کے بناز و ادا گائی لیکن دل شاہزادے کا مسرور نہوا مطربہ نے اور غزل شروع کی اور بہ ناز و ادا اشعار غزل عاشقانہ گانے لگی یہاں تو عمرو بن حمزہ یونانی بیٹھے تھے مطربہ گا رہی تھی فرخ اور دلربا وغیرہ بھی بیٹھے ہیں لیکن اب حال گلشن جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب گلشن جادو اپنی نانی کے پاس قریب شام پہونچی زور بانانہ جادو کو تسلیم کرکے سامنے بیٹھی زور بانانہ جادو نے پوچھا اے لڑکی تو اسوقت یہاں گھبرائی ہوئی کیوں آئی ہے خیر تو ہے طبیعت کیسی ہے گلشن جادو نے عرض کیا میں بڑا اسیر آئی تھی اثنائے راہ میں مجھکو تپ آگئی طبیعت

بے لطف رہی اسوجہ سے نیند نہین آتی جاگتی ہوں اور آپ کے پاس حاضر ہوئی اسوقت مجھسے بیٹھا نہین جاتا ہے علاوہ درد
اعضا شکنی بھی ہو رہی ہے سبب گھبرائی ہوئی ہوں زور بانانہ جادو نے یہ گفتگو سنکے کہا کہ آج شب کو یہین رہنا اب اپنے
گھر نہ جانا یہ کہکے زور بانانہ جادو نے کہا چھپّٹ پر جاکے لیٹ رہو گلشن جادو فوراً اٹھی اور پلنگ پر کچھ دور ہوکے
لیٹ رہی اور مزا کا پٹنے لگی زور بانانہ جادو نے ہر ایک کنیز کو گلشن جادو کے پاس سے ہٹا دیا اور سب کنیزون سے
کہا کہ باتین نہ کرو طبیعت ناساز ہے نیند آتی ہو سونے دو یہ کہکے زور بانانہ جادو دیر تک پاس گلشن جادو کے بیٹھی رہی
پھر بعد اکل و شرب بستر خواب پر لیٹی اور بوجہ کثرت شراب کے جلد تر سو گئی اور کنیزین بھی جابجا سو رہین جب گلشن جادو
نے دیکھا کہ زور بانانہ غافل سو رہی ہے اسوقت گلشن جادو اٹھی اور ہر ایک کنیز کو غافل اور خفتہ دیکھکر آہستہ آہستہ دبے پاؤن
ہوئی قریب زور بانانہ جادو کے گئی اور غافل دیکھکر لوح محفوظ زور بانانہ جادو کے گلے سے اتار لی اور جلد تر وہان سے
تخت پر سوار ہوکے باغ شنگل کی طرف مع اپنی کنیزون کے روانہ ہوئی یہان شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کنارے
پر تالاب کے بیٹھے ہوئے تھے اور سامنے ایک مطربہ گا رہی تھی عمرو بن حمزہ فرخ سے کہہ رہے تھے کہ آدھی رات
کا وقت گیا ابھی تک ملکہ نہین آئین انھون نے تو کہا تھا کہ مین جلد آؤنگی نہین معلوم کیا وجہ ہوئی کہ ابھی تک
نہین آئی میرا دل گھبرا رہا ہے فرخ کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ ملکہ روبرو سے عمرو بن حمزہ آئی اور تخت سے اترکے پہلو سے
شاہزادہ مین بیٹھی عمرو بن حمزہ نے پوچھا اے ملکہ تم کہان گئی تھین میری طبیعت پریشان تھی گلشن جادو نے کہا اے
شاہزادہ ذیوقار مین اپنی خالہ زور بانانہ جادو کے پاس گئی تھی جب وہ سو رہی تھی مین اسکے گلے سے لوح محفوظ اتار
لے آئی یہ کہکے لوح محفوظ شاہزادہ کو دکھا کر گلے مین شاہزادے کے لوح پہنا دی شاہزادہ نے پوچھا اے ملکہ اس
لوح کی کیا خاصیت ہے اور کیا اسکے وصف ہین ملکہ نے کہا اے شاہزادہ جانی یہ لوح محفوظ جس شخص کے پاس ہو
اسپر سحر کسی کا اثر نہین کرتا اب آپ پر کسی کا سحر اثر نہ کریگا مین آپکی محبت مین یہ تحفہ تو لائی ہون لیکن مجھکو
زور بانانہ جادو سے نہایت ہی خوف ہے جسوقت وہ بیدار ہوگی اور اس لوح کو اپنے گلے مین نہ دیکھیگی سمجھ
جائیگی کہ گلشن جادو لیگئی یہ سمجھکے وہ ضرور آئیگی اور مجھے گرفتار کریگی اور سزا سخت دیگی عجب نہین کہ مجھکو
قتل کرے پس اے شاہزادے مین امیدوار ہون کہ اگر مین قتل ہو جاؤن تو آپ مجھکو نہ بھولئے گا کبھی کبھی میری
قبر پر تشریف لائیے گا اور تھوڑی دیر بالین پر تشریف رکھیے گا اور صحیفہ ابراہیم علیہ السلام پڑھیے گا اور
ثواب اسکا میری روح کو بخشئے گا ہر چند کہ آپ کو نفع تو ضرور ہوگا لیکن میری روح نہایت
خوش ہوگی عمرو بن حمزہ یونانی نے محزون و اندوہگین و بیقرار ہوکر کہا اے ملکہ یہ کیا کہتی ہو خداوند کریم
مجکو وہ روز بد نہ دکھلائے کہ تم گرفتار ہو یا خدا نخواستہ قتل ہو اگر زور بانانہ جادو یہان آئیگی مین تیغ
آبدار سے اُسے قتل کرونگا تم ناحق اس بڑھیا سے ڈرتی ہو اسکی یہ مجال ہے کہ تمھین میرے روبرو
سزا سخت دیگی یا قتل کریگی ملکہ نے کہا اے شاہزادہ ذیوقار ہر چند کہ زور بانانہ جادو بڑھیا ہے اور
نہایت نحیف اور ضعیف ہے لیکن بلا کی پرفن و مکار ہے بڑی ساحرہ ہے خدا اسکے سحر اور شر سے آپکو بچائے جسوقت وہ سحر کریگی زمین
کانپیگی آسمان تھرائیگا اسکے سحر کو کون روک سکیگا یہ کہکے گلشن جادو خاموش ہوئی اور ناچ دیکھنے لگی اور گانا سننے لگی یہانتک
کہ تمام شب بزم عشرت مین بیٹھی رہی اور نازنینان خوش گلو کا گانا سنکے ہنگام سحر زور بانانہ جادو جو بیدار ہوئی اپنے
گلے مین لوح محفوظ کو نہ دیکھا گھبرا کر کنیزون کو پکارا اور یہ پوچھا کہ گلشن جادو اس پلنگ پر سوئی تھی کہان گئی کنیزون
نے عرض کیا حضور ہمین نہین معلوم کہ کسوقت گلشن جادو یہان سے چلی گئین زور بانانہ نے خیال کیا

کہ گلشن جادو ہی لوح محفوظ لیگئی یہ خیال کرکے زور بانا جادو نے اوراق جمشیدی جو دیکھے تو اوراق جمشیدی سے ظاہر ہوا
کہ لوح محفوظ گلشن جادو لے گئی ہے اور باغ شنگل کے متصل ایک مکان میں پہنچی ہے زور بانا جادو وان اوراق کو
دیکھکر گلشن جادو کی اس حرکت پر نہایت غضبناک ہوئی اور تخت سحر پر سوار ہوکے بعد قہر و غضب جانب باغ شنگل
روانہ ہوئی یہاں ملکہ گلشن جادو پہلوے شاہزادہ میں بیٹھی تھی ناگاہ ملکہ نے دیکھا کہ ایک لکہ ابر ایک طرف سے
آسمان پر ظاہر ہوا جب وہ ابر باغ شنگل اور اس مکان پر محیط ہوا ملکہ نے شاہزادے سے کہا اے شاہزادہ عالم
غضب ہوا ایسا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ زور بانا جادو آگئی اب میں اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگی یہ کہکے ملکہ چاہتی تھی کہ سحر
کرکے غرق زمین ہو کہ یکایک برق چمکی اور درمیان ابر سے ایک تخت ظاہر ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک بڑھیا بیٹھی
ہے اور جھولی اسباب سحر کی زیب دوش کیے تھی ابھی سب اسکو دیکھ رہے تھے اور ملکہ فرط رعب زور بانا جادو سے غرق زمین
ہوا چاہتی تھی کہ زور بانا جادو نے بعد غضب پکارکے کہا کہ او گلشن جادو کہاں بھاگی جاتی ہے میں آن پہونچی غضب
کیا تو نے کہ لوح محفوظ میرے گلے سے اوتار لائی اور اپنے آشنا کو لاکر دیدی یہ کہکے زور بانا جادو نے ایک ترنج سحر
زمین پر جو مارا بمجرد گرنے ترنج کے زمین تخت و سنگین ہوگئی ملکہ غرق نہو سکی پھر ملکہ نے چند موے مشکین اپنے سر سے توڑ کر
اور اسم سحر پڑھکر زور بانا جادو پر پھینکے وہ موے مشکین مار سیاہ بنکر زور بانا کی سمت چلے اس اثنا میں دلربا اور کنیزیں
اور عمرو بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوئے فرخ بھاگ کر ایک درخت پر چڑھ گیا شاہزادے نے تلوار کھینچی دلربا وغیرہ نے
بھی زور بانا پر ہر چند سحر کیے لیکن زور بانا نے ہر ایک کا سحر رد کرکے اور جلد آکے موے مشکین گلشن جادو کے
پکڑے دلربا اور کنیزیں رونے لگیں اور بعد نالہ و بکا کہنے لگیں کہ اے زور بانا جادو ملکہ کو چھوڑ دیجیے اسکی کچھ خطا نہیں ہے
یہ لوح محفوظ آپ کے گلے سے اوتار کے نہیں لائی ہیں زور بانا جادو نے دلربا وغیرہ کی تقریر سنکے کہا تم سب
کٹنیان ہو مجھسے تم فریب و مکر کی گفتگو کرتی ہو میں اس چھوکری کو ضرور سزا سخت دونگی یہ کہکر زور بانا جادو
نے ایسا سحر کیا کہ ملکہ مع دلربا اور کنیزیں غرق زمین ہوگئیں سحر زور بانا جادو میں گرفتار ہوگئیں عمرو بن
حمزہ نے تیغ آبدار لیکر زور بانا جادو پر حملہ کیا اسنے بھی ان پر سحر کیا لیکن بوجہ لوح محفوظ کے سحر نے
کچھ تاثیر نہ کی جب عمرو بن حمزہ قریب تر زور بانا جادو کے پہونچے زور بانا جادو بھی سحر سے غرق زمین ہوگئی
اسوقت شاہزادے ملکہ کے گرفتار ہونے سے اس قدر ہشیار اور مضطر ہوئے کہ غش آگیا فرخ درخت سے
اوترکے شاہزادہ کے پاس آیا اور حال شاہزادے دیکھکر محزون ہوا یہاں تو شاہزادے کو غش آگیا ہے فرخ
رو رہا ہے اور تدبیریں دفع غشی کی کر رہا ہے لیکن اب حال زور بانا جادو کا سنیے کہ زور بانا جادو غرق زمین ہوکر
اور گلشن جادو وغیرہ کو گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیکر فوراً طلسم نارنج میں پہونچی اور نارنج جادو سے تمام حال ملکہ
کے لوح محفوظ لیجانے کا بیان کیا نارنج جادو کو نہایت غصہ آیا پھر زور بانا جادو نے ایک ساحرہ سے کہا کہ
تو جلد جا اور زلزلہ جادو و اسکی دونوں لڑکیوں کو میرے پاس بلا لا ساحرہ گئی اور زلزلہ جادو کے پاس
پہونچی عرض کرنے لگی اے ملکہ جلد چلیے طلسم نارنج میں زور بانا جادو نے آپ کو بلایا ہے
زلزلہ جادو نے پوچھا تجھے معلوم ہے کیوں بلایا ہے ساحرہ نے عرض کیا جب آپ وہاں چلیےگا
آپ کو سب حال وہاں چلنے سے خود معلوم ہوجائیگا زلزلہ جادو نے کہا ہر چند کہ میں اسوقت
نہایت متردد ہوں کہ میری لڑکی گلشن جادو کل واسطے کرنے سیر کے گئی تھی وہ ابھی تک نہیں آئی ہے
اس سبب سے دل میرا نہایت پریشان ہے لیکن میں چلتی ہوں یہ کہکے زلزلہ جادو

اپنی لڑکیوں کو ہمراہ لیکر تخت سحر پہ سوار ہوئی اور مہتاب سحر اور طاؤس سحر پہ تزلزل اور ازلال سوار ہوئیں اور جلد تر
ہمراہ اپنی ماں کے طلسم نارنج میں پہونچیں زلزلہ جادو نے طلسم نارنج میں جاکر دیکھا کہ گلشن جادو مع رلیا چند
کے سحر زور ربا جادو میں گرفتار سب کھڑی ہیں زور ربا جادو کو نارنج جادو کے پاس بیٹھی ہو غصے سے کانپ
رہی ہو نارنج جادو کے بھی چہرہ پر آثار غیظ ہویدا ہیں زلزلہ جادو یہ حال دیکھکر گھبرا گئی غرض زور ربا جادو کو تسلیم
کرکے روبرو بیٹھی زور ربا جادو نے زلزلہ جادو سے کہا تمکو کچھ خبر بھی ہو کہ تمھاری اس چھوکری نے کیا کیا ہو
زلزلہ جادو نے کہا نانی جان مجکو مطلق آگاہی نہیں ہو آپ بیان کیجیے زور ربا جادو نے کہا تمھاری بیٹی نے
ذوالجام جادو وغیرہ کو قتل کرکے عمرو بن حمزہ کو رہا کردیا اور اس شاہزادہ پہ عاشق ہوئی اور اوسکے عشق میں ایسی
دیوانی ہوئی کہ اسکی تیری کے واسطے کل شبکو میرے پاس آئی اور کہنے لگی میری طبیعت اچھی نہیں ہو میں نے پلنگ پر سونے
کو کہا یہ تمھاری لڑکی مکارہ پلنگ پر لیٹ رہی ہنگام شب جب میں سو رہی لوح محفوظ میرے گلے سے اتار کے
لیگئی اور شاہزادے کو جا کر دیدی اتبک لوح محفوظ اسکے گلے میں تھی غرض جب صبح ہوئی اور میں بیدار ہوئی میں
لوح اپنی نہ دیکھکر از حد متحیر ہوئی آخر بعد دریافت معلوم ہوا کہ تمھاری لڑکی لیگئی ہو اور باغ شنگل کے متصل ایک
مکان میں مصروف عیش نازنینان خوبرو کا گانا سن رہی ہو اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پہلو میں بیٹھی ہو میں یہ
حال دریافت کرکے باغ شنگل کی جانب گئی اور اس عیارہ اور مکارہ کو گرفتار کرکے ابھی لے آئی ہوں اب میرے
نزدیک یہی مناسب ہو کہ میں اسے آگ میں جلادوں تاکہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے اگر یہ زندہ رہ گئی تو اسطرح عمرو
بن حمزہ کو اور مخالف طلسم دیگی خصوصا لوح طلسمی کو پھر ڈھونڈھکر شاہزادے کو دیدیگی ہر چند کہ حال
اس طلسم کی لوح کا کسیکو نہیں معلوم ہو کہ لوح کس جگہ ہو لیکن چھوکری شاہزادے کے عشق میں ضرور
لوح لگےگی اور لوح طلسم بھی مثل لوح محفوظ کے شاہزادے کو دیدیگی شاہزادہ لوح پاکر اس طلسم کو
توڑ ڈالیگا اور ساحروں کو قتل کریگا خصوصا مجکو اور نارنج جادو کو اور ہمیں تہ تیغ کریگا اور اس طلسم کو
تباہ اور برباد کریگا پس اسکا جلادینا ہی بہتر ہو اسکے جلا دینے سے امید ہے کہ یہ طلسم برباد نہوگا اور سب ساحرہ
وساحر زندہ رہینگے اور طلسم بھی نہ ٹوٹیگا ورنہ کوئی ساحرہ اور ساحر زندہ نہ رہیگا سبکو شاہزادہ قتل کریگا
زلزلہ جادو دلگیری زور ربا جادو سنکے نہایت اشکبار ہوئی او بالفت مادری سے نہایت بیقرار ہوگئی کہنے لگی کہ اے نانی جان
ہر چند میری لڑکی نے تقصیر کی ہو لیکن آپ جانتی ہیں میں اس لڑکی کو نہایت پیار کرتی ہوں اور اسے از حد چاہتی ہوں
اگر آپ اسے جلا دیجیےگا تو مجھے از حد ملال ہوگا اور میں اسکے جلنے کے صدمے سے ہلاک ہوجاؤنگی آپ اسے قید
کیجیے اور جلائیے نہیں اب یہ ایسی خطا نہ کریگی اسنے یہ خطا نادانی سے کی ہے ابھی اسکا سن ہی کیا ہو بارہ تیرہ
برس کی عمر ہو نوخیز ہو میری خاطر سے اسکی خطا عفو کیجیے فقط برائے تنبیہ قید کردیجیے زور ربا جادو نے جواب دیا ای زلزلہ جادو اس
میں دخل نہ دو اور اپنی لڑکی کی سفارش نہ کرو اس چھوکری کے جلا دینے سے طلسم بچ جائیگا ہر ایک زندہ رہیگا اسکا جلا دینا
بہتر اور مناسب ہو یہ کہکے زور ربا نے جملہ ساحران طلسم نارنج کو طلب کیا جب تمام ساحر آئے اور باد سے جمع ہوئے زور ربا نے ان
سے بھی تمام حال گلشن جادو کا بیان کیا اور کہا میں چاہتی ہوں کہ اس لڑکی کو آگ میں جلادوں تم سب اس مقدمہ میں کیا کہتے ہو
اکثروں نے کہا بہتر ہو کہ گلشن جادو کو جلا دیجیے ورنہ یہ طلسم برباد ہوجائیگا جب ساحروں سے زور ربا نے یہ تقریر سنی
فورًا حکم کیا کہ لکڑیاں ایک میدان میں جمع کی جائیں بموجب حکم اکثر ساحروں نے میدان میں لکڑیاں لیجا کر جمع کیں
اور لکڑیوں پر آگ رکھدی زور ربا جادو نے حکم کیا کہ اب گلشن جادو کو لیجا کر لکڑیوں پہ بٹھا دو ساحران

غضائے زمانہ کار گلشن جادو کو لیکر چلے اور نارنج جادو اور روز نابا جادو اور زلزلہ جادو وجملہ ساحرہ اور ساحر میدان کی طرف
چلے اسوقت زلزلہ جادو و گلشن جادو کی عجب کیفیت تھی دل بیقرار تھا آنسو آنکھون سے جاری تھے دمبدم نالہ و آہ
کرتی تھی ہر ایک قدم زمین پر گری پڑتی تھی جادوگرنیان زلزلہ جادو کو سنبھالتی تھین اور سمجھاتی تھین کہ اسقدر نہ روئیے
اب صبر کیجیے گلشن جادو کے مقدر مین یہی لکھا تھا جو سامری و جمشید کو منظور تھا وہی ہوا ہر چند زلزلہ جادو کو جادو
گرنیان سمجھاتی تھین لیکن زلزلہ جادو کا رونا موقوف نہوتا تھا زلزلہ جادو کا تو حال تحریر کیا گیا اب گلشن جادو کا
حال لکھا جاتا ہے کہ جب ساحر گلشن جادو کو جلانے کے واسطے لیکر چلے اسوقت گلشن جادو بے اختیار رونے لگی اور
یہ خیال کرنے لگی کہ افسوس ہزار افسوس شاہزادے پر عاشق ہو کر مین نے چار روز بھی عیش نہ کیا فلک پیر نے یہ ظلم کیا
حیف میرے نخل تمنا مین ثمر نہ آیا مین نے کچھ لطف شباب نہ اٹھایا دنیا سے بیارمان ہی چلی امید دلی بر آئی نہ عاشق
ہو کر ذرا بھی راحت نہ پائی اب آگ مین یہ ساحر مجکو جلا دینگے حسن و شباب کو خاک مین ملا دینگے بعد میرے جل جانیکے
زور بانانہ جادو دیکھیے شاہزادے سے کسطرح پیش آتی ہے انکو قید کرتی ہے یا قتل کرتی ہے خداوند عالم شاہزادے
کو زور بانانہ جادو اور جملہ ساحران نابکار کی شر سے محفوظ رکھے اور بچائے افسوس اسوقت کوئی ایسا نہین ہے کہ جو
شاہزادے کے پاس جائے اور میری زبانی اور میری طرف سے یہ کہے کہ اے شاہزادہ ذیجاہ اب آپ اپنی والد کے
پاس یونان مین چلے جایئے طلسم نارنج کے توڑنے کا خیال ہی دل مین نہ لایئے سب ساحران نابکار آپکے دشمن جان ہین
حتی الامکان آپکو گرفتار کرینگے اور قتل کرینگے مجکو زور بانانہ جادو نے آپ سے محبت کرنے کی یہ سزا دی ہے کہ ساحر مجکو آگ
مین جلانے کو لیے جاتے ہین اگر غنیمت ہو تو ایکدم بہر کے واسطے چلے آیئے اپنے عاشق کو جلتے ہوئے دیکھ لیجیے مین بھی وقت
اخیر آپکو دیکھ لون پھر ملاقات نہوگی اگر بعد میرے جل جانیکے یہان آئیگا تو سوائے خاک کے کچھ نہ پائیگا
میرے جل جانے کی خبر سن پایئے گا یا میری خاک ملاحظہ کیجیے گا تو اشکبار اور بیقرار ہوجیے گا اور یہ تصور کیجیے گا کہ ایک جادو
ہمارے نقش کف پا پر تصدق ہو اور نثار ہو گئی ملکہ یہی خیالات کر رہی تھی کہ سب ساحران نابکار میدان مین پہنچے اسوقت
زور بانا جادو نے یاروں گروں ساحرون سے کہا کہ گلشن جادو کو لکڑیون پر بٹھا دو اور جلد تر آگ مین جلا دو
ساحرون نے بموجب حکم گلشن جادو کو انبار ہیزم پر بٹھا دیا چونکہ اسوقت تک اچھی طرح آتش شعلہ زن نہین ہوئی
تھی جا بجا لکڑیان آگ سے کچی لکڑیون دھوان ہو رہا تھا اس سبب سے گلشن جادو اسوقت تک آگ سے نہ جلی
جب ساحر گلشن جادو انبار ہیزم پر بٹھا کر ہٹ گئے اسوقت گلشن جادو نے نہایت اشکبار و بیقرار ہو کر منہ اپنا
بیت المقدس یا سوئے قبلہ کیا اور جانب فلک دیکھ کے برجوع قلب درگاہ خدا مین اسطرح دعا کی کہ اے خالق بحر و بر
و اے معبود جن و بشر تو مجبول و واقف دلگاہ ہے کہ مین فی الحال مسلمان ہوئی ہون اور تیری یکتائی اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی پیغمبری کی معترف ہون اور یہ دولت دین اسلام شاہزادہ عمرو بن حمزہ عالیمقام سے مجھے دستیاب
ہوئی ہے خداوندا واسطہ تجکو اپنے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کہ تو نے انہین آگ سے بچایا
ہے مجھے بھی اس آگ سے بچا اور محفوظ رکھ تو نے ہر ایک آفت و بلا سے ہمیشہ خاص و عام کو بچایا ہے
اور اب بھی بچاتا ہے جب کوئی مصیبت اور بلا مین مبتلا ہوتا ہے تو نے ہی اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک
کو آفت سے بچایا ہے بموجب

نظم

یوسف پہ رہی بہت تباہی	آخر کو ہوئی نصیب شاہی	یونس رہے حوت کے شکم مین
چاہا تو نے تو چھوٹے دم مین	ایوب کی کتنی کین دوائین	یعقوب کی کٹ گئین بلائین

گلشن جادو درگاہ کبریا مین بتضرع وزاری وبنالہ وبیقراری دعا کر رہی تھی کہ آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور حرارت آتش تن نازک ملکہ کو صدمہ پہنچنے لگا دھوان اسقدر بلند ہوا کہ دیکھنے والون کو دوسرا آسمان دھوئین کا نظر آنے لگا تمام میدان مین دھوان ساحرون کو دکھائی دینے لگا اسوقت ایک ساحر کو کہ نام اسکا طوفان جادو تھا اور سب ساحرون کے درمیان مین وہ بھی کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اُسے ملکہ پر رحم آیا اور زلزلہ جادو کی اشکباری اور بیقراری دیکھ دیکھ کے خود بھی اشک آنکھون مین بھر لایا اور خیال کرنے لگا کہ اسوقت دھوان کثرت سے ہے تو اس دھوئین مین جاکر انبار ہیزم سے ملکہ کو اپنے گھر لیجا کر کسی ساحر کو خبر بھی نہوگی اور اگر کوئی دیکھ لیگا تو اسوقت دیکھ لیا جائیگا مین بھی دریائے سحر مین ہزارون ساحرون کو غرق کر دونگا یہ خیال کر کے طوفان جادو نے ایسا سحر کیا ہو کہ سبکی نظر سے غائب ہوگیا اور انبار ہیزم پر سے ملکہ کو اٹھا کر اپنے گھر لیگیا اور بعد عزت وحرمت اور بہ آرام وراحت اپنے گھر مین رکھا اور ملکہ سے عرض کرنے لگا کہ جب تک مین زندہ ہون کسی ساحر یا ساحرہ کی یہ مجال نہین کہ تمکو یہان سے لیجائے یا کسیطرح کا تمہین صدمہ پہونچائے ملکہ نے بعد شکر خداوند تعالے طوفان جادو سے خوش ہوکر کہا کہ تمنے مجھپر بڑا احسان کیا کہ انبار ہیزم سے مجکو اٹھا لائے اگر تم مجکو نہ اٹھا لاتے تو مین جل جاتی ملکہ جلکر خاک ہوجاتی طوفان جادو نے عرض کیا کہ اب آپ مجکو اپنا خادم اور جان نثار اور تابعدار جانئے یہان تشریف رکھیے جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ طلسم تاریخ کو توڑ چکینگے اور زماریخ جادو اور زور با جادو قتل ہوجائینگے اسوقت مین آپ کو شاہزادے کے پاس لیجاونگا یا شاہزادے کو آپ کے حال سے اطلاع دونگا ملکہ طوفان جادو کی گفتگو سنکے خاموش ہو رہی ملکہ طوفان جادو کے مکان مین ہے اسکا حال ان شاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال زلزلہ جادو مادر گلشن جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب طوفان جادو ملکہ کو لے گیا اس ہنگامہ مین کسی ساحر نے طوفان جادو کو جاتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ خیال کیا جسوقت انبار ہیزم جلکر خاک ہوگیا زلزلہ جادو بیقرار روا اشکبار سر پیٹتی ہوئی اور خاک اوڑاتی ہوئی قریب خاک انبار ہیزم کے گئی اسوقت نظم

تقاضائے تپ سوز نہان سے	ہوئی معروف شیون اس بیان سے	کہ یہ کیا قسمت رنگ لائی
تری آئی ہوئی ہمکو نہ آئی	یہ دن پہ سن پہ آغاز جوانی	یہ خواب ناز مرگ ناگہانی
یہ ارمان سفر کرنا جہان سے	یہ تیرا بے نشان ہونا جہان سے	کہان جائین کرین ہم کس سے فریاد
	دریغا حسرتا اے وائے فریاد	

جب خاک انبار ہیزم کے قریب زلزلہ جادو نے اپنا حال روتے روتے متغیر کیا اسوقت اکثر جادوگرنیان زلزلہ جادو کے قریب آئین اور اسطرح سمجھانے لگین کہ اے زلزلہ جادو اب صبر کرو اس رونے اور پیٹنے سے کیا ہوگا اب گلشن جادو تمہاری بیٹی اس فریاد وبکا سے زندہ نہو جائیگی جو خداوند سامری اور جمشید نے تمہاری بیٹی کی قسمت مین لکھا تھا وہ ہوا اب تم زمین پر سے اٹھو اور چلو یہ کہکر جادوگرنیان نے زلزلہ جادو کو خاک سے اٹھایا سب ساحر اور ساحرہ اپنے اپنے گھر کی جانب چلے گئے تاریخ جادو نے بھی زلزلہ جادو اور تزلزل جادو اور زلزال جادو کو سمجھایا اور دو تختون پر زلزلہ اور ماتمی بیٹیون کو سوار کر کے کہا کہ اب تم اپنے گھر جاؤ زلزلہ جادو مع اپنی دونون لڑکیون کے بنالہ وفغان وگریان اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی زلزلہ جادو ملنے گھر جاتی ہو لیکن اب حال شاہزادہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ شاہزادہ کو جو روتے روتے تالاب کے کنارے غش آگیا تھا اُسی عالم غشی مین عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ ایک مرد ضعیف تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اے شاہزادہ عمرو تو کیون اسقدر ملول ومغموم ہے جلد اٹھ اور سمت کوہ بلا جاد ہان مدعائے دل تیرا با فضال خدا حاصل ہوگا یہ فرما کر بزرگ موصوف تشریف لے گئے

عمرو بن حمزہ کی غشی دفع ہوئی ہوش آیا آنکھیں کھول کر دیکھا کہ فرخ بالین پر بیٹھا ہے اور رو رہا ہے عمرو بن حمزہ نے فرش خاک سے
اٹھ کے فرخ سے کہا کہ عالم بیہوشی میں ایک بزرگ نے مجھ سے فرمایا کہ تو کوہ بلا کی جانب جا وہاں تیرا مقصد بر آئیگا پس اے
برادر تم اس مقدمہ میں کیا کہتے ہو فرخ نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار ضرور کوہ بلا کی جانب تشریف لیجیے انشاء اللہ آپکی
مدعا دلی بر آئیگا عمرو بن حمزہ یہ تقریر فرخ کی سنکے سمت کوہ بلا چلے فرخ بھی ہمراہ ہوا بعد قطع منازل کے ایک روز عمرو بن
حمزہ ایک شہر کے دروازے پر پہونچے فرخ نے دروازے پر دیکھا کہ ایک کمان کیانی رکھی ہے اور کئی توڑے اشرفی کے
قریب اسکے رکھے ہیں چونکہ فرخ فرزند خواجہ عمرو کا تھا اشرفیوں کو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گیا اور منھ میں پانی بھر آیا فرخ اُن
کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ شہباز شاہ کی سواری در شہر سے جانب صحرا گئی بعد جانے شہباز شاہ کے فرخ اس کمان
کے قریب گیا اور جو ملازم بادشاہ در شہر پر موجود تھے اُنسے پوچھنے لگا کہ یہ کمان یہاں کیوں رکھی ہے اور یہ توڑے زر سرخ
کے قریب کمان کس سبب سے رکھے ہیں ملازمان شاہ نے جواب دیا کہ شہباز شاہ جو اس شہر کا بادشاہ ہے اُسی نے
کمان کو یہاں رکھوایا ہے اور حکم دیا ہے کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے وہ یہ توڑے اشرفیوں کے لے فرخ کو طمع زر سرخ نے
اس قدر بیتاب کیا کہ اسنے کمان اٹھالی اور ہر چند اُس کمان کو کھینچا مگر وہ کمان نہ کھینچی آخر مجبور و ناچار ہو کے رکھدی
دل میں خیال کیا کہ یہ زر سرخ میرے ہاتھ نہ آئیگا یہ خیال کر کے فرخ چلا ملازمان شاہ نے فرخ کو پکڑ کے گرفتار کیا فرخ نے
گھبرا کے عمرو بن حمزہ کو پکارا اور کہا دیکھیے ان لوگوں نے مجھے بے قصور و خطا گرفتار کیا ہے عمرو بن حمزہ نے ملازمان
بادشاہ کے پاس جا کر پوچھا کہ تمنے فرخ کو کیوں گرفتار کیا ہے اسنے تمھاری کیا خطا کی ہے ملازمان شاہ نے جواب دیا کہ اس شہر
کے بادشاہ کا یہی حکم ہے کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے اُسے زر سرخ دیدو اور جس سے یہ کمان نہ کھینچے اُسے گرفتار کر لو چونکہ اس
شخص سے کمان نہ کھینچی ہمنے بموجب حکم بادشاہ اس شخص کو گرفتار کر لیا بادشاہ واسطے شکار کے گیا ہے جب وہ صحرا سے سیر و شکار
سے آئیگا اسوقت ہم اس شخص کو سامنے بادشاہ کے لیجائینگے اگر اسکا دل چاہیگا تو چھوڑ دیگا ورنہ قید کریگا یا قتل کریگا اگر آپ
کو اس شخص کی رہائی منظور ہے تو آپ اس کمان کو کھینچیے زر سرخ بھی لیجیے اور اس شخص کو بھی اپنے ہمراہ لیجائیے کیونکہ
یہی حکم بادشاہ ہے عمرو بن حمزہ نے یہ تقریر ملازمان شاہ کی سنکے کمان کو اٹھایا اور زور سے جو اس کمان کو کھینچا تو اس
کمان کے تین ٹکڑے ہو گئے ملازمان شاہ یہ طاقت و قوت عمرو بن حمزہ کی دیکھکر نہایت متحیر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپنے
کمان کو ایسا کھینچا کہ کئی ٹکڑے ہو گئے یہ کمان ایک مدت سے اسیطرح رکھی ہوئی ہے بہت سے شجاع اور بہادر دنیا نے
اس کمان کو کھینچا کسی سے یہ کمان ذرا بھی نہ کھینچی آپ نے تو اسکو توڑ ڈالا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یہ کہکے خاموش
ہوئے عمرو بن حمزہ نے تقریر ملازمان شاہ کی سنکے فرخ سے کہا کہ یہ توڑے اشرفیوں کے فقرا کو تقسیم کردو ہر چند کہ فرخ
کا دل نہ چاہتا تھا لیکن بموجب کہنے عمرو بن حمزہ کے کچھ زر سرخ تو فقرا کو دیے اور کل اشرفی خود لی جب فرخ زر فقرا کو تقسیم
کر چکا اوسوقت شاہزادہ فرخ کو ہمراہ لیکر جو شہر کے اندر داخل ہوا اور موافق رونق شہر کے یہ نظر پڑتا تھا نظم

دیکھا عجیب ازدحام مردم
اُڑتی ہیں وہاں عجیب تا زمین
بیٹھے ہوئے اک طرف کبابی
خورشید کی بھی چمک پڑے رال
ہر چیز کی طرفہ آبداری
سیب اور بہی انار و امرود

ہر سمت ہجوم عام مردم
عالم وہ دکان جوہری پر
آئے ہوئے وان کئی شرابی
وہ گرم وہ سرخ تافتے تین
لیلی نے لگائی تھی سناری
پونڈے کی گنڈیریاں وہ نایاب

جھنگیریوں کی ہیں کہیں دکانیں
جس طرح کہ برج ماہ و اختر
پر نور مٹھائیوں کے وہ تھال
بھوکھوں کی صدائیں جنپہ جانیں
اثمار تھے تازہ تازہ موجود
ڈلیاں مصری کی جیسے پر آب

عمرو بن حمزہ نے شہر کی سیر کرکے فرخ سے فرمایا دل چاہتا ہے کہ چند روز اس شہر میں رہیں اور اچھی طرح اس شہر کی سیر کریں کوئی مکان کرایہ کرو تاکہ اسی مکان میں مقیم ہوں فرخ بموجب ارشاد شاہزادہ مکان کی تلاش کرنے لگا چونکہ ایک شخص نے در شہر پر عمرو بن حمزہ کو کمان کھینچتے ہوئے دیکھا تھا اور زور و قوت شاہزادہ کو دیکھکر متحیر ہو گیا تھا اور اسکے کئی مکان شہر میں تھے فرخ نے جو اس شخص سے کرایہ کے مکان کو پوچھا اسنے کہا آپ میرے ہمراہ چلیے میرے کئی مکان ہیں انہیں سے ایک مکان میں تشریف رکھیے عمرو بن حمزہ مع فرخ اس شخص کے مکان میں گئے اسنے مکان میں فرش بچھوا کر تخت اور پلنگ وغیرہ سے جلد مکان کو آراستہ کر دیا عمرو بن حمزہ بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے اسی مکان کے دروازے پر آکے اسی طرح پکارا کہ جو شخص اس مکان میں فی الحال مقیم ہوا ہے جلد باہر آئے عمرو مع فرخ اٹھے اور دروازے پر جا کر اس شخص سے پوچھنے لگے کہ تو کیوں پکارتا ہے تیرا ہمسے کیا کام ہے اسنے کہا میں ملازم وزیر کا ہوں وزیر شہر نے مجھکو بھیجا ہے کہ جس شخص نے کمان توڑ ڈالی ہے اسے ہمارے پاس جلد لے آؤ پس میں آپکی تلاش کرتے کرتے یہاں تک آیا ہوں اب آپ جلد چلیے عمرو بن حمزہ نے فرمایا میں ابھی اس مکان میں آیا ہوں میری جانب سے وزیر سے کہدینا کہ شام تک میں تمہارے پاس آؤنگا ملازم وزیر نے کہا میں آپکو اسوقت اپنے ہمراہ لیچلونگا مجھسے وزیر بادشاہ شہر نے یہی کہا ہے کہ جس شخص نے کمان توڑ ڈالی ہے اسے ابھی اپنے ہمراہ لانا پس میں بموجب حکم وزیر ابھی آپکو لیجاؤنگا عمرو بن حمزہ نے پھر اس شخص سے یہی فرمایا کہ ابھی میں نہ جاؤنگا شام تک وزیر بادشاہ سے ملاقات کرونگا ملازم وزیر نے برہم ہو کر کہا کہ اگر آپ ابھی بخوشی میرے ساتھ نہ چلیے گا تو میں آپکو گرفتار کرکے لیجاؤنگا جسوقت ملازم وزیر نے کہا شاہزادہ کو غصہ آیا کہ ایک طمانچہ اس طرح مارا کہ سر ملازم وزیر کا گردن سے جدا ہو گیا طمانچہ نے تیغ تیز کا کام کیا ملازم وزیر زمین پر گرکے فوراً مر گیا جب یہ خبر کوتوال شہر کو ہوئی کوتوال دو سو سپاہیوں کو ہمراہ لیکر آیا اسوقت عمرو بن حمزہ پھر اس مکان کے دروازے پر آئے کوتوال نے ارادہ گرفتار کرنے کا کیا عمرو بن حمزہ نے تلوار کھینچی اور کوتوال پر حملہ کیا کوتوال پیچھے ہٹا اور سپاہیوں سے کہنے لگا کہ تم سب ملکے اس شخص کو قتل کر ڈالو سپاہیوں نے بھی تلواریں کھینچیں کوتوال نے بھی شمشیر آبدار میان سے کھینچی تلوار چلنے لگی فرخ نے خنجر کھینچکر اور زمین پر لوٹ لگا کر سپاہیوں کے پاؤں قلم کرنا شروع کیے اکثر سپاہی تیغ آبدار شاہزادہ سے قتل ہوئے کچھ سپاہیوں کو فرخ نے ہلاک کیا جب یہ خبر وزیر شہر کو پہنچی فی الفور کئی ہزار سوار لیکر آیا اور شاہزادہ کو چار طرف سے گھیر لیا اسوقت شاہزادہ نے سواروں پر حملہ کیا اور تیغ تیز سے سواروں کو قتل کرنا شروع کیا جس سوار پر تیغ لگائی وہ سوار دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا مثل ماہی بے آب خاک پر تڑپنے لگا تھوڑی دیر میں شاہزادہ نے سیکڑوں سواروں کو قتل کیا زمین خون سواران ناپاک سے رنگین لاشوں پر لاش گرا دی نظم

عجب تیز شہزادے کی تھی حسام	اٹھی قطع اور کشیر کرنے تمام	جسے چھو گئی وہ بلا کی تڑپ
گیا خاک پہ مثل ماہی تڑپ	قیامت کی تیغ آزمائی ہوئی	وہ جس صف پہ آئی صفائی ہوئی
زمین پر گرے تن سے اڑ اڑ کے سر	ہوا سے درختوں کے جوں برگ تر	عمرو بن حمزہ ایک سمت سواروں

کو قتل کرتے تھے اور ایک طرف فرخ کبھی گھوڑوں میں خنجر رکھ کر سواروں کے سینہ و سر پر مارتا تھا کبھی خنجر سے پیادوں کو ہلاک کرتا تھا سپاہی و سوار فرخ عیار کے قریب نہ آتے تھے مارے خوف کے ادھر ادھر دوڑتے پھرتے تھے اسپر بھی جانبر نہوتے تھے فوج میں تہلکہ پڑا تھا ہر ایک سوار جان سے تنگ تھا جسوقت تیغ شاہزادہ کی چمک سواران ناپاک پر جاتی تھی جھجک جاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ یہ تیغ برق مثال ہے یا خرمن حیات اس سے بچنا محال ہے ابھی سیکڑوں سواروں کے اسنے کاٹے ہیں نخل قد کے نخل نے چھانٹے ہیں یہ وہ رستہ ہے کہ راہ عدم دکھلائی

بھاگیو بھاگو دیکھو وہ پھر جھپک کر آتی ہی سرداران لشکر باہم یہ گفتگو کرتے تھے اور پیچھے ہٹتے جاتے تھے اکثر سوار بھاگ گئے
تھے بہت سے زخمی تھے ناگاہ شہباز نیکہ تاز مشرقی شکار کھیل کے در شہر پر آیا ملازموں نے دست بستہ عرض کیا
کہ آج دو شخص حضور کے شہر میں تازہ وارد ہوئے ہیں انہیں سے ایک شخص نے یہ کمان کھینچکر توڑ ڈالی ہی
اور وزیر کے ایک ملازم کو بھی مار ڈالا ہی اب کوتوال شہر اور وزیر سے لڑ رہا ہی صدہا کو اُسنے قتل کیا ہی کوتوال
اور وزیر بھاگا چاہتے ہیں شہر میں ایک آفت برپا ہی غل و شور ہو رہا ہی دکانیں دکانداروں نے بند کردی ہیں
بازار میں سب بند ہیں رعایا بد حواس ہی حضور جلد تشریف لیجائیں جو مناسب وقت ہو عمل کریں ورنہ رعایا
بھاگ جائیگی شہر خالی ہو جائیگا شہباز نیکہ تاز اپنے ملازموں سے تمام حال سنکے گھبرا گیا اور جلد تر شہر میں
آیا دیکھا تو فی الواقع تلوار چل رہی ہی کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار جا بجا لگے ہیں زمین خون سے رنگین
ہی کوتوال اور وزیر آمادہ بہ گریز ہیں شہباز نیکہ تاز نے یہ حال جنگ دیکھکر کوتوال اور وزیر سے فرمایا کہ تم کیسے
نامرد اور بزدل ہو کہ دو آدمیوں سے بھاگے جاتے ہو بس اب نہ بھاگو اور تلواریں میان میں کرو لڑائی
موقوف کرو وزیر اور کوتوال وغیرہ نے بموجب حکم بادشاہ تلواریں نیام میں رکھیں جب لڑائی موقوف
ہوئی شہباز نیکہ تاز خود گھوڑے کو بڑھا کر قریب عمرو بن حمزہ گیا اور بعد سلام کہنے لگا کہ آپ میرے ہمراہ تشریف
لیچلیے ان نالائقوں سے آپ نہ لڑیے میں بہادروں کا نہایت قدردان ہوں کیونکہ مجکو بھی تمام عالم
دلاور جانتے ہیں یہ کہکے عمرو بن حمزہ اپنے ہمراہ لے گیا اور دربار میں جاکر تخت حکومت پر بیٹھا اور شاہزادے
کو قریب ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور فرخ کو بھی موافق انکے رتبہ کے ایک جگہ بیٹھنے کو حکم دیا پھر شہباز
نیکہ تاز نے ساقیان گلعذار کو طلب کیا جب ساقیان مہ جبین کشتیاں زرنگین کی لیکر حاضر ہوئے ایک ساقی
بادشاہ کے روبرو جام مے گلرنگ سے بھر کے لے گیا بادشاہ نے ساقی سے پیا اور ارشاد کیا کہ جام بادۂ گلگون
اس نوجوان کو دے ساقی ساغر صہبا سامنے شاہزادے کے لے گیا شاہزادہ نے پینے سے انکار کیا
بادشاہ نے شراب کے نہ پینے کا سبب پوچھا شاہزادے نے صاف صاف کہدیا کہ میں مسلمان ہوں جب تک تم
مسلمان نہوگے میں شراب نہ پیونگا شہباز نیکہ تاز نے کہا میرا مسلمان ہونا تین شرطوں پر منحصر ہی شاہزادہ فوراً بو
لے پوچھا وہ شرائط کیا ہیں بادشاہ نے کہا ایک شرط آپ پوری کر چکے ہیں یعنی کمان کھینچ چکے ہیں دوسری
شرط یہ ہی کہ آپ مجھسے کشتی لڑیے اور مجھے زیر کیجیے اور تیسری شرط یہ ہی کہ کوہ بلا کی خبر لائیے جب تینوں شرطیں آپ پوری کیجیگا اسوقت میں
مسلمان ہونگا یہ کہکے بادشاہ نے کہا اگر آپ نہیں پیتے تو کچھ طعام تناول کیجیے شاہزادے نے جواب دیا کہ جب تک تم مسلمان نہوگے میں
نہ شراب پیونگا نہ طعام تناول کرونگا بادشاہ نے کہا اگر آپ بھی نوش نہیں کرتے تو آپ کشتی مجھسے لڑیے عمرو کشتی لڑنے پر آمادہ
ہوے شہباز نیکہ تاز تخت پر سے اٹھا اور بارگاہ میں عمرو کو لے گیا اور فرش زمرد پر شاہزادے سے کشتی لڑنے لگا شاہزادے نے
بعد چار پیچ کے شہباز نیکہ تاز کو زیر کیا شہباز نیکہ تاز نے زیر ہو کر صدق دل سے دین اسلام اختیار کیا اور کلمہ پڑھکر ملتمس
ہوا اور کہنے لگا اے شاہزادہ میں مسلمان ہو چکا اب آپ کوہ بلا کی خبر لانے کے واسطے تنہا جائیے گا شاہزادہ نے جواب دیا
اے شہباز نیکہ تاز میں تو کوہ بلا کو بھول گیا تھا تم نے مجھے یاد دلایا میں تو وہاں ضرور جاؤنگا کیونکہ اگر میں وہاں جاؤنگا
تو موافق ارشاد بزرگ میرا مقصد دلی بر آئیگا شہباز نیکہ تاز یہ تقریر شاہزادے کی سنکے مجبور ہوا اور شاہزادے کو ہمراہ اپنے لیکر
دار الامارۂ شاہی میں گیا اور نہایت خوشی اور تکلف سے شاہزادے کی دعوت ضیافت کی

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا کوہ بلا میں اور عاشق ہونا ملکہ مہ جبین نارنجی پوش پر

اور قتل کرنا زور بانا جادو کو مع دیگر حال

راویان شیرین مقال اس داستان بیمثال کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب شہباز ریکتا نے مسلمان ہوکر بخوبی شہزادہ کی دعوت کی اور تمامی مردمان شہر کو مسلمان کیا اور کئی روز تک بزم عشرت آراستہ رکھی بعد کئی روز کے شہزادہ نے عزم کوہ بلا کی طرف جانے کا کیا شہباز ریکتا نے منع کیا لیکن عمرو بن حمزہ نے کہا بادشاہ کا نہ مانا آخر مجبور ولاچار ہوکر مع امراو وزراوغیرہ ہمراہ رکاب شہزادہ ہوا اور کوہ بلا کی طرف چلا جب شہزادہ بعد طی کرنے راہ کے کوہ بلا کے قریب پہونچا اسوقت شہباز ریکتا سے رخصت ہوا بادشاہ صدمہ جدائی شاہزادہ سے اشکبار ہوا شہزادہ نے فرمایا اگر چاہا پروردگار عالم نے تو جلد آونگا یہ کہکے شہزادہ فرخ کو ہمراہ لیکر کوہ بلا کی طرف روانہ ہوا بادشاہ نے اپنے وزیر خوش تدبیر سے فرمایا کہ اب تو جاکر شہر کا انتظام کر تاوقتیکہ شہزادہ کوہ بلا سے بھرکے نہ آئیگا میں اسی جگہ مقیم ہوں وزیر خوش تدبیر بموجب حکم بادشاہ شہر میں آیا اور انتظام شہر کرنے لگا اور شہباز ریکتا زیر عنقریب کوہ بلا مقیم ہوا عمرو بن حمزہ جو بادشاہ سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے بعد طی کرنے راہ کے پاس کوہ بلا کے پہونچے شہزادہ نے ہاتھ فرخ کا اپنے ہاتھ میں لیکر اور بسم اللہ کہکر دہانہ کوہ میں قدم رکھا اور راہ طی کرنا شروع کی عمرو بن حمزہ دو چار ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ راہ درہ کوہ نظر سے ناپدید ہوگئی کیونکہ وہان اس قدر تاریکی تھی کہ سوا تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا وہ تاریکی سیاہی شب فرقت سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی اور سیاہی دل کافر سے بھی از حد زیادہ تھی تاریکی ظلمات اوس تاریکی کے آگے گویا روشنی تھی ضیاے آفتاب خوف سے وہان نہ آتی تھی بموجب

نظم

تاریکی وہان تھی ایسی چھائی
پھیلی تھی ادھر ادھر سیاہی
وہ شور کہ ہوش گرم پرواز
تھا گوش فلک بھی پنبہ ساہ

دیتا تھا وہان نہ کچھ دکھائی
دائین بھی جگہ کو کھا رہی تھی
سنتا تھا کسی کی کون آواز
وہ شور اگر سنے نہو فرق

ہوش اڑتے تھے دیکھکر سیاہی
ہر سمت بلا ڈرا رہی تھی
آوازین عجیب وہ مہیب اللہ
مچھلی بھی ہو ڈرکے بحر مین غرق

فرخ نے جو یہ سیاہی دیکھی گھبراکر عمرو بن حمزہ سے کہنے لگا ای شہزادہ یہ عجیب تاریکی ہے یہان تو کچھ نظر نہیں آتا ہے میرا دم نکلا جاتا ہے روح جسم میں گھبراتی ہے جان گھبراکر لب پر آتی ہے خوف کے باعث سے پہلو میں دل بیتاب ہے اگر تھوڑی دیر ایسی ہی سیاہی رہیگی میں تو مر جاؤنگا دم گھبراکر نکل جائیگا شہزادہ نے جواب دیا ای فرخ مجھے بھی کچھ نظر نہیں آتا ہے میرا دل بھی گھبراتا ہے تھوڑی دور اور چلو شاید روشنی نظر آئے فرخ نے عرض کیا میں تو قدم اٹھاتا ہوں لیکن بوجہ سیاہی خوف کے اچھی طرح قدم نہیں اٹھتا ہے غرض اسیطرح فرخ تقریر کرتا ہوا ہمراہ شہزادہ بمشکل آگے بڑھا بعد چار گھڑی راہ طی کرنے کے بہ افضال خالق شمس و قمر روشنی نظر آئی دل مضطر کو قرار ہوا حواس درست ہوئے فرخ اور شہزادہ نے شکر خدا کیا عمرو بن حمزہ نے روشنی میں دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہے اور دو کوہ ہیں ایک کوہ فلک شکوہ یاقوت احمر کا ہے اور دوسرا پہاڑ زمرد کا ہے اور بیچ میں دونوں پہاڑوں کے ایک دریا رواں ہے عکس جو دونوں پہاڑوں کا آب دریا میں پڑتا ہے تو ایک طرف پانی سرخ اور ایک جانب پانی دریا کا زمردی نظر آتا ہے اور پانی اوس دریا کا نہایت صاف و شفاف ہے

نظم

تھا صاف وہ مثل جوہر نور
صفتے کرے جوے شیر شیرین

غیرت دہ سلسبیل و کوثر
اوس بحر مین مچھلیان وہ گلگون

اوس بحر کی دیکھ لے جو تزئین
جن پر تھا نثار حوت گردون

شہزادہ پہاڑون اور دریا کو دیکھکر حمد خالق بحر و بر کرنے لگا پھر جانب صحراے سبزہ زار بے اختیار

اپنی وزیرزادی سے باتیں کرتی ہوئی اور جانب صحرائے سبزہ زار رخصت ہوئی چبوترے پر آئی اور مسند زرین پر بیٹھی اسوقت
فرخ نوخوڑی دور صحرائے سبزہ زار کی سیر کرتا ہوا چلا گیا تھا اور عمرو بن حمزہ ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے اور حسن
نازنین کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک کنیز کہ نام اُسکا صنوبر تھا اُسنے پیشاب کرنے کی احتیاج ہوئی وہ کنیز شہزادے کو
نہ دیکھکر سامنے اُسی درخت کے بیٹھ گئی اور برہنہ ہوکر پیشاب کرنے لگی یکایک اُس کنیز نے شہزادے کو دیکھا جلد اُٹھ
کھڑی ہوئی اور ساری باندھ کے شہزادے سے بعد غضب کہنے لگی ارے تو کون ہے انسان ہے یا جن ہے یہاں کیوں آیا ہے
غضب کیا تونے کہ میرے اُس عضو کو جسے آجتک کسی نے نہیں دیکھا تھا تونے اسوقت خوب گھور گھور کے دیکھا ہوگا
اور وہاں تیری عضو مذکور کو دیکھکر ٹپک پڑی ہوگی دل بیتاب ہوگیا ہوگا اور کچھ خیال بھی ضرور کیا ہوگا شہزادہ نے
قسم کھاکر کہا اے عورت میں نے تجھے برہنہ نہیں دیکھا میں اور طرف دیکھ رہا تھا تیری آواز سنکے البتہ میں نے تیری طرف
اب دیکھا ہے تو مجھپر بیکار خفا ہوتی ہے میں انسان ہوں مجھے جن کہتی ہے صنوبر نے جواب دیا او موئے تو جھوٹھ کہتا ہے تو نے
ضرور وہ مقام اچھی طرح دیکھا ہوگا کیونکہ میں تیرے سامنے بیٹھی ہوئی پیشاب کر رہی تھی اب یہاں سے جاکر ہر ایک
سے یہ حال بیان کریگا اور تصویر عضو مذکور کھینچکر ہر ایک محرم کو دکھائیگا میری ذلت اور رسوائی اور تیرے
بیان کرنے سے زیادہ ہوگی عمرو بن حمزہ نے کہا اے کنیز نہ تو میں نے تجھے برہنہ دیکھا ہے نہ میں کسی سے تیرا حال
بیان کرونگا تو ناحق مجھسے گفتگوے سخت کرتی ہے اگر اپنی زندگی تجھکو منظور ہے تو چلی جا ورنہ مجھے غصہ
آئیگا تو تجھے قتل کرونگا یا سزا اس بدزبانی کی دونگا صنوبر نے کہا او موئے نگوڑے تجکو یقین ہے کہ تو نے مجھے ننگا
کھلا دیکھا ہے تو مجھے کیا قتل کریگا اور سزا دیگا میں خود تجھے ہلاک کرتی ہوں یہ کہکر صنوبر نے اپنی جھولی سے ایک ترنج
نکالا اور کچھ سحر پڑھکر شاہزادہ پر مارا ترنج شہزادہ کے قریب آکر پھٹا اور شعلے نکلے لیکن شہزادہ کو مطلق ضرر نہوا
کیونکہ اسکے گلے میں لوح محفوظ باطل السحر تھی جب صنوبر نے دیکھا کہ میرے سحر نے کچھ اثر نہیں کیا اسوقت صنوبر نے
کہا او موئے اب مجھے ظاہر ہوا کہ تو بھی بڑا ساحر ہے تو نے میرے سحر کو رد کردیا جب کئی مرتبہ شاہزادہ کو صنوبر نے
نگوڑا اور موا کہا اور بدزبانی کی شہزادے کو کسی قدر غصہ آیا اور طرف صنوبر کے قدم بڑھایا صنوبر نے خیال کیا
کہ یہ شخص ساحر ہے اور مجھے ننگا دیکھ چکا ہے اب عاشق ہوکر آتا ہے یقین ہے کہ اپنا مدعائے دل مجھسے حاصل کریگا مجھے اسی جگہ
خراب کریگا یہ خیال کرکے صنوبر بھاگی اور شہزادہ پیچھے صنوبر کے چلا صنوبر جلد تر بھاگ کر پس پشت نازنین پری
پیرہن جاکر چھپی شہزادہ بھی چبوترے پر پہونچا آپ نازنین پری پیرہن نے جو شاہزادے کے روے
زیبا پر نظر کی دیکھتے ہی عاشق ہوگئی اور پوچھنے لگی صاحب تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو نام تمھارا
کیا ہے میری کنیز کو کیوں پکڑتے ہو اس سے تمھارا کیا مطلب ہے زبردستی کسی سے مطلب نہیں نکلتا ہے شہزادہ
نے کہا اے ملکہ آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو بن حمزہ ہے میں کوہ بلا کی سیر کے واسطے آیا ہوں اس کنیز نے مجکو موا نگوڑا
کئی دفعہ کہا ہے ہرچند میں نے قسم کھاکر اس سے کہا کہ میں نے تجھے برہنہ نہیں دیکھا اسکو کسی طرح میرے کہنے
کا یقین نہیں آتا ہے مجھسے بدزبانی کرتی ہے میں اسکو سزا دونگا اور کچھ مجکو اس سے مطلب نہیں ملکہ نے
شاہزادے کے نام سے آگاہ ہوکر آہستہ اپنی وزیرزادی راحت افزا سے کہا کہ اس شہزادے کے عشق
میں میری بہن گلشن جادو نے اپنی جان دی یعنی جلادی گئی ہے یہ شاہزادہ میری مری ہوئی بہن کے آپ سے
دو دو پہلو میں بیٹھا تھا اسکی جہانتک ہوسکے خاطر کرو اسکی خاطر کرنے سے میری بہن گلشن آرا کی روح خوش
ہوگی علاوہ اسکے یہ شاہزادہ یہاں آیا ہے اپنی حمیت اور مروت سے بعید ہے کہ اسے نہ بٹھائیں اور دو ایک

جام مے سے پلاتی ہیں اے راحت افزا تو اور کسی بات کا خیال نہ کرنا مجھے اور باتوں سے نفرت ہے راحت افزا نے بھی آہستہ عرض
کیا اے ملکہ گستاخی معاف مجکو تو آپ کے چہرے پر آثار عشق شاہزادہ پائے جاتے ہیں مجھسے آپ بیکار چھپاتی ہیں میں تو حضور کی
خادمہ ہوں ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ تو ہی اس شاہزادے پر عاشق ہو گئی ہو گی تیری رال اسکے حسن تمثال کو دیکھکر ٹپک
پڑی ہو گی میں تو راہ کوچہ عشق سے واقف ہی نہیں لفظ عشق کے معنی نہیں جانتی ہوں ابھی تک مجکو معلوم نہیں کہ
عاشق کسکو کہتے ہیں اور معشوق کسکو کہتے ہیں اور باہم عاشق و معشوق میں کیا ہوتا ہے راحت نے چپکے سے عرض کیا حضور خطا معاف
اب آپ جوان ہیں نیک و بد سے آگاہ ہیں سب باتوں سے واقف ہیں بظاہر انکار کرتی ہیں اور بالفرض اگر آپ دنیا کی باتوں سے
واقف نہیں ہیں تو آپ آگاہ ہو جائیے گا ملکہ نے شرمندہ ہو کر کہا تیرا خیال خام ہے مجکو عشق سے کام کیا ہے یہ کہکے ملکہ
سنبھل اٹھی اور شاہزادے دیو قامت سے بعد شرم و حجاب مسکرا کے کہنے لگی آئیے تشریف رکھیے بیت رواق منظر چشم
من آشیانہ تست * کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست * شہزادہ ذیوقار تقریر ملکہ کی سنکے خوش ہوا اور مسند زرین پر پہلوے
ملکہ میں بیٹھا ناگاہ فرخ بھی آیا اور راحت افزا پر عاشق ہوا اور راحت افزا بھی فرخ پر فریفتہ ہوئی غرض فرخ پہلوے
راحت افزا میں بیٹھا راحت افزا ناز سے کہنے لگی میرے پہلو سے اٹھ جا فرخ نے کہا تیرے پہلو سے نہ اٹھونگا مجھے
تیرے پہلو میں سے راحت زیادہ ملتی ہے غرض اسی طرح تا دیر گفتگوے ناز و نیاز رہی آخر ملکہ نے کنیزوں سے بلایا و اشارہ
کیا جلد شراب لاؤ کنیزیں شیشہ لیکر حاضر ہوئیں ملکہ نے راحت افزا سے یہ اشارہ کہا کہ شاہزادے کو شراب پلا راحت افزا
نے بھی باشارہ عرض کیا کہ حضور ہی شاہزادے کو شراب پلائیں ملکہ نے بوجہ شرم و حیا کے شراب پلانے میں تامل کیا اسوقت
راحت افزا نے عرض کیا اے ملکہ عالم شیشے شراب کے تھوڑی دیر سے رکھے ہیں شاہزادہ کو شراب پلائیے کچھ باتیں باہم
کیجیے حیا و شرم کو دور کیجیے انکی خاطر اسوقت ضرور کیجیے میرے عرض کرنے سے اپنے ہاتھ سے شراب شاہزادے کو
پلائیے اپنے مہمان کی خاطر شکنی نہ کیجیے ملکہ نے راحت افزا کے کہنے سے جام بلوریں مئے گلگون سے بھرے اور ساغر مے
اپنے ہاتھ سے بعد ناز اٹھا کر شاہزادے کو دینے لگی شاہزادے نے مے نوشی سے انکار کیا اسوقت راحت افزا نے
عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ اے شاہزادے باعث تعجب ہے کہ ملکہ اپنے ہاتھ سے آپ کو جام شراب دیتی ہیں اور آپ
انکار کرتے ہیں قبل اسکے ہماری ملکہ نے کسی اعلے اور ادنے کو اپنے ہاتھ سے جام شراب نہیں دیا ہے اسوقت ملکہ ازراہ
مہمان نوازی اور میرے عرض کرنے سے آپ کو جام مے اپنے ہاتھ سے دیتی ہیں آپ کو لازم ہے کہ جام صہبا ملکہ کے دست
نازک سے لیجیے آپ کو اپنے ہاتھ سے جام دیتی ہیں آپ انکی خاطر سے شراب پی لیجیے ورنہ ہماری ملکہ رنجیدہ ہونگی
اور آپکے شراب نہ پینے سے انھیں ملال ہوگا ہمیشہ سے ملکہ ہماری نازک مزاج ہیں ذرا سی بات پر ناراض ہو جاتی ہیں
اور یہ کیونکر نازک مزاج نہوں دختر نیک اختر ملکہ نارنج جادو کی ہیں حسن و جمال بھی خداوند سامری اور جمشید اور زرادند
دم خبیثہ نے ایسا دیا ہے کہ نام انکا ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن رکھا گیا ہے اکثر مرد و زن انھیں ملکہ مہ جبین نارنجی
پوشش بھی کہتے ہیں انھین کی والدہ مالک طلسم نارنج ہیں نانی ملکہ پر نانی انکی ملکہ زوربانا جادو
ہیں اور یہ صحراے سبزہ زار اور کوہ و دریا انھیں کے قبضہ میں ہیں ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش
ہماری اکثر اسی صحرا میں براے تفریح طبع تشریف لاتی ہیں اور دل کو اپنے بہلاتی ہیں اور
اسی جگہ بیٹھتی ہیں آج آپ یہاں رونق افروز ہوئے ہیں اور تشریف فرما ہیں مجکو خوف ہے کہ ملکہ زوربانا
جادو کو آپکے تشریف لانے کی کوئی جا کر اطلاع نہ کردے اگر ملکہ زوربانا جادو یہاں پر آئینگی تو بڑا
غضب ہوگا ہماری ملکہ کو اور آپ کو اور ہم سبکو یقین ہے کہ گرفتار کر لینگی پس آپ کو مناسب ہے

کہ تاخیر نہ کیجیے جلد جام شراب ملکہ کے ہاتھ سے لے لیجیے اور شراب پی لیجیے جب شاہزادہ نے یہ تقریر راحت افزا کی سنی خیال کیا کہ یہ
نازنین دختر نارنج جادو ہے اور یہ صحرا زور بابا جادو کے قبضہ میں ہے یہ خیال کر کے شاہزادے نے فرمایا میں اس وجہ سے
شراب نہیں پیتا ہوں کہ میرا مذہب اور ہے اور تمہاری ملکہ کا مذہب اور ہے اگر تمہاری ملکہ کو مجھے شراب پلانا اور
خوش کرنا منظور ہے تو مسلمان ہوں ورنہ انھین اختیار ہے جب یہ گفتگو سے شاہزادہ ملکہ مہ جبین نے سنی چونکہ ملکہ شاہزادہ
پر عاشق ہو چکی ہے اس سبب سے ملکہ مہ جبین نے راحت افزا سے آہستہ کہا کہ اے راحت افزا مجھے شاہزادے کا رنجیدہ
خاطر ہونا گوارا نہیں ہے کیونکہ یہ میرے مہمان ہیں تو انسے پوچھ کہ اگر مسلمان ہو تو کس طرح مسلمان ہو راحت افزا نے
بموجب ارشاد ملکہ مہ جبین شاہزادے سے پوچھا شاہزادے نے فرمایا جو شخص مسلمان ہونا چاہے اُسے لازم ہے کہ کلمہ
پڑھے اور خدا کو وحدہ لاشریک جانے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر سمجھے ملکہ نے یہ سُنکر راحت افزا سے کہا تو اُنسے
کہو کہ ملکہ تمہاری خاطر سے مسلمان ہوتی ہیں تم ملکہ کو کلمہ پڑھاؤ اور عقائد دین اسلام سے بخوبی آگاہ کرو راحت افزا سے
جو کچھ ملکہ نے کہا راحت افزا نے شاہزادہ سے عرض کیا شاہزادہ نے نہایت خوش ہو کر ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش کو کلمہ
پڑھوایا اور عقائد دین اسلام سے آگاہ کیا ملکہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئین پھر راحت افزا اور جملہ کنیزوں
دیگر نے بھی دین اسلام اختیار کیا اور ہر ایک کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی جب ملکہ مہ جبین مسلمان ہو چکی شاہزادے
نے جام شراب لیکر شراب پی اور خود بھی مئے گلگون ملکہ کو پلائی پھر تو دور ساغر مئے ناب بے دغدغہ گردش ایام ہونے لگا
اور ایک شراب پینے لگا جب دماغ ملکہ کا بادۂ ناب سے گرم ہوا حجاب دور ہوا شاہزادے سے باتیں کرنے لگی باہم اختلاط
ہونے لگا اور اسوقت بموجب حکم ملکہ نازنین عورتین ساز لیکر روبروے ملکہ آئین اور ساز بجانے لگین اور ایک نازنین یہ غزل گانے لگی غزل

قہر ہے آغاز الفت مرگ ہے انجام عشق
خط ہے سبزہ خال دانہ زلف پر خم دام عشق
چاہتا ہوں عیش و غم کس واسطے لیلیٰ دکھا
اس طرف بھی ساقی مینوش کر لی جام عشق
خاک سے اپنی نہیں اٹھتے بگولے بے سبب
ہے کہیں پنہاں کیا آکر خیال خام عشق

لو بہ توبہ کرتے ہوتے ہے فاش نام عشق
مر کے بھی ارمان ہیں خاک لالہ و سینے داغ
صبح حسن بے درد ش شام تیرہ فام عشق
حسن جانان ہے خواہان جگل اپنی طرف
کچھ ابھی باقی ہے شاید گردش ایام عشق
کچھ علاقہ ذات اے تسلیم دل میں چاہیے

بلبل دل کو گلون سے ملے آزادی محال
صبح کی پروا نہیں رکھتی ہماری شام عشق
اب تھے امیدوار جوش کیف بیخودی
تھی ہر کچھ زلف برہم کان میں پیغام عشق
ابھی خوش ہوتا ہے دل سنکے تدبیر وصال
ورنہ رکھین کام سے کیون کام ہے ناکام عشق

جسوقت یہ غزل مذکور نازنین پری پیکر خوش رو خوش گلو نے بالحان داؤدی گائی حاضرین بزم نشاط کا یہ حال
ہوا بیت عش عش لوگ ہوئے عجب سماں بندھا رنگ جما گائی جو زادہ گو رسا رنگ ۔ بعد اسکے غزل کے وہ مطربہ
جمال جہان آرا اور ایک غزل عاشقانہ پُر درد گانے لگی ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش خوش ہوکر سننے لگی ابھی
نازنین گا رہی تھی اور سب بیٹھے ہوئے گانا سن رہے تھے ناگاہ زور بابا جادو شاہزادے کے صحرا میں آنے
کی خبر سُنکے بعد قہر و غضب تخت پر سوار ہو کر اس صحرا میں آئی اور ملکہ نارنجی پیرہن کو پہلوئے شاہزادے
میں بیٹھے ہوئے دیکھکر نہایت غضبناک ہوئی اور قریب ملکہ آ کر کہنے لگی کہ او گیسو بریدہ بد مذہب
او نالایق بیخوف بد تمیز تو نے بھی مثل گلشن جادو کے اس شاہزادے نابکار عمرو بن حمزہ سے
سلسلۂ محبت شروع کیا ہے اور حیا تک کہ پہلو میں شاہزادے کے بیٹھی ہوئی گانا سن رہی اور
ناچ دیکھ رہی ہے کچھ بھی حیا و شرم نہیں آتی یہ کہکر زور بابا جادو ملکہ کو پکڑنے چلی ملکہ تو زور بابا جادو
کے خوف سے بھاگی شاہزادے نے عالم نشۂ شراب میں تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا فرخ

دور بھاگ کر ایک درخت کے نیچے ٹھہرا اور گو ہمیں ہیں تیغ پر رکھکر زوربانا کے سر پر مارنے کا قصد کیا عمرو بن حمزہ تلوار
کھینچکر دوڑے اسی عالم زوربانا نے ایک نارنج سحر پڑھکے مارا نارنج قریب شاہزادے کے آکر شق ہوا اور
اور دھوان اور شعلے آتشین نکلے ہرچند کہ سحر نے شاہزادے پر اثر نہ کیا لیکن شاہزادہ دھوان میں پنہان ہوگیا اور جلد تر
بوجہ تاریکی کے زوربانا تک نہ پہونچ سکا زوربانا نے شاہزادے پر نارنج مارکر چوٹی ملکہ مہ جبین کی پکڑی اور دو ایک
طمانچے مارے اور قصد کیا کہ مہ جبین کو لیجائے اسوقت راحت افزا بیقرار و بیتاب ہو کر دوڑی اور دست بستہ زوربانا
جادو سے کہنے لگی کہ ای ملکہ آپ مہ جبین نارنجی پوش کو چھوڑ دیجیے طمانچے نماریے یہ بے قصور ہیں انھون نے
کوئی خطا نہین کی ہے ذرا آپ ٹھہر جائین جو کچھ مین عرض کرتی ہون آپ سن لین پھر آپ کو اختیار ہے جو چاہیے سزا دیجیے
راحت افزا نے جو اشکبار و بیقرار ہو کر اس طرح دست بستہ زوربانا سے کہا وہ ٹھہر گئی اور پوچھنے لگی اے
راحت افزا جلد کہہ کیا کہتی ہے راحت افزا نے قدم آگے بڑھا کے زوربانا کا زور سے گلا پکڑ کے دبا دیا زوربانا جادو
کی زبان دہن سے نکل آئی سحر نہ کر سکی اور بوجہ پیرانہ سالی کے راحت افزا سے اپنے تئین چھڑا بھی نہ سکی راحت افزا
نے زوربانا کو زمین پر گرا دیا اور شاہزادے کو آواز دی کہ لے شاہزادہ ذوالفقار جلد آئیے مین نے زور سے
زوربانا جادو کا گلا دبایا ہے آپ آکر اسکو قتل کیجیے چونکہ اتنی دیر میں دھوان اور تاریکی دور ہو چکی تھی شہزادہ
تیغ آبدار لیکر دوڑا اور ادھر سے فرخ نے پتھر مارا زوربانا کے سر پر پڑا شہزادہ نے قریب پہونچکر تیغ تیز سے
زوربانا کو قتل کیا جسوقت زوربانا جادو قتل ہوئی ایسی سیاہ آندھی آئی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پتھر برسنے لگے
اور برف بھی فلک سے گرنے لگی ہوائے تیز چلنے لگی برق چمکنے لگی شور گیر و دار بلند ہوا بعد چار گھڑی کے وہ
تاریکی دور اور آفت دفع ہوئی اور آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم حیف مارا گیا اور قتل
کیا گیا میرا نام زوربانا جادو تھا جب زوربانا جادو قتل ہو چکی اور تاریکی دور ہو چکی ملکہ نارنجی پوش پھر آکر
اپنے چبوترے پر بیٹھی اور فرخ اور راحت افزا وغیرہ بھی چبوترے پر بیٹھے ملکہ مہ جبین نے کہا اے شاہزادے
اسوقت خدا نے خیر کی اور راحت افزا نے نہایت جسارت کر کے زوربانا کا گلا پکڑا ورنہ زوربانا جادو ہم سبکو
گرفتار کر لیجاتی اور نہین معلوم قید کرتی یا مثل گلشن جادو کے ہم سب کو جلا دیتی سوائے شاہزادے
کے سبکو مار ڈالتی یہ کہکے اور شاہزادے کے پہلو میں بیٹھکر پھر شراب پینے لگی اور خوش ہو کر شکر خدا کر کے ناچ
دیکھنے لگی اور گانا سننے لگی اسوقت راحت افزا نے شاہزادہ عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ اے شاہزادہ جسوقت
زوربانا جادو کو آپ نے قتل کیا تھا مین نے زوربانا جادو کے تخت پر یہ عصا رکھا ہوا دیکھا تھا مین نے فوراً اٹھا
لیا لیجیے آپ یہ عصا اپنے پاس رکھیے یقین ہے کہ یہ عصا اکثر جگہ آپکے کام آئیگا شاہزادہ نے یہ عصا راحت
افزا سے لے لیا پھر شاہزادہ ایک مطربہ کا گانا سننے لگا اور ناچ دیکھنے لگا چونکہ وہ صحرائے سبزہ زار سیرگاہ تھی
اکثر دختران ملکہ زلزلہ جادو بھی ملکہ نارنجی پیرہن کے پاس صحرا میں براے سیر آتی تھین اور باہم بیٹھکر سیر
صحرای سبزہ زار کرتی تھین اور شراب پیکر ناچ اور گانا نازنینان خوش گلو کا دیکھتی تھین اور سنتی تھین
چلی جاتی تھین فی الحال گلشن جادو کو جو زوربانا جادو نے جلا دیا ہے اسی وجہ سے زلزلہ جادو اور تزلزل جادو
اور ازلال جادو نہایت مغموم و ملول رہتی تھین جس روز ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن اس صحرا میں بیٹھی ہوئی
گانا سن رہی تھی اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ زوربانا جادو کو قتل کر کے پہلو سے ملکہ مہ جبین میں بیٹھے
ہوئے نازنینون کا رقص دیکھ رہے تھے اسی روز تزلزل جادو نے ازلال جادو اپنی بہن سے کہا کہ آج تو

ہمارا دل نہایت ہی غمگین ہی اگر اسوقت کوہ بلا کی طرف میرے ساتھ چلو اور صحراے سبزہ زار کی سیر کرو تو شاید یہ دل کو فرحت
حاصل ہو اور رنج و غم میرے دل سے دور ہو ازلال جادو نے کہا ای بہن چلو مین تمھارے ہمراہ چلنے کو موجود ہون زلزل جادو نے
یہ گفتگو اپنی ہمشیرہ کی سنکے فوراً تخت پر سوار ہوئی اور اپنی بہن کو برابر تخت پر بٹھایا جانب صحراے مذکور چلی اور بعد قطع راہ جب
قریب صحراے سبزہ زار کے پہونچین دیکھا کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش پہلوے عمرو بن حمزہ مین چبوترے پر بیٹھی ہوئی ہی
اور بخوشی و خرمی ناچ دیکھ رہی ہی زلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا دیکھیں بہن عجب رنگ دنیا ہی ہمارا اور
تمھیں بہن گلشن جادو کے جل جانے کا رنج و ملال ہی بہن مہ جبین شاہزادے کے پہلو مین بیٹھی ہوئی بخوشی و خرمی
ناچ دیکھ رہی ہین مطلق انکو گلشن جادو کے جل جانے کا ملال نہین ہی بلکہ خوشی ہی شاید یہی چاہتی تھین کہ
گلشن جادو مر جاے اور جل جاے تو ہم شاہزادے کے پہلو مین بیٹھین اور لطف جوانی کے اٹھائین یہ ہماری خالہ
زاد بہن ہین اب تو ہمارے دشمنون سے بھی بدتر ہین انکو اسی شاہزادے پر عاشق ہونا تھا اور کوئی دنیا مین مرد
انکو کیا نہ ملتا تھا ای بہن یہ وہی شاہزادہ ہی جسکو خالہ نے باغ خشکل جادو مین گرفتار کیا تھا اور مینے اور تمنے امی
جان کے ہمراہ جاکر دیکھا تھا اسی شاہزادے کے عشق مین ہماری بہن گلشن جادو مسلمان ہوئین تھین اور زنور
بانا جادو کے گلے سے لوح محفوظ لاکر اسی شاہزادے کو دیدی تھی اور اسی وجہ سے زنور بانا جادو نے ہماری بہن
کو جلا دیا ہی اور وہی لوح اب تک شاہزادے کے گلے مین موجود ہی افسوس ہزار افسوس ہماری بہن گلشن جادو
تو جلادی جاوین اور یہ مہ جبین نارنجی پیرہن شاہزادے کے ساتھ عیش و عشرت کرین خیر اسکا عوض ہم بھی اپنے
مقدور بھر لینگے زلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا ای بہن اب یہین سے گھر پلٹ چلو ہم تو یہان اس
خیال سے آئے تھے کہ غم و رنج دفع ہوگا یہان تو زیادہ تر یہ حال دیکھکر دل کو صدمہ ہوا ازلال جادو نے جواب
دیا ای بہن ہر چند صدمہ از حد ہوگا لیکن اسوقت مہ جبین کے پاس ضرور چلو اور کسی مکر و فریب سے مہ جبین ہمراہیان
کو اور شاہزادے کو گرفتار کرو اور اپنی بہن یعنی گلشن جادو کا انتقام ان دونون سے لو کیونکہ اسی شاہزادے
کی وجہ سے ہماری بہن گلشن جادو جلادی گئی ہی اور مہ جبین کو ہماری بہن کے مرجانے اور جل جانے کی ایسی
خوشی ہوئی ہی کہ ناچ دیکھ رہی ہی زلزل جادو نے یہ تقریر اپنی بہن کی سنکے کہا اچھا چلو اور کسی تدبیر سے دونون کو
گرفتار کرو القصہ باہم مشورہ کرکے جب یہ دونون عنقریب چبوترے کے پہونچین ملکہ مہ جبین اپنی بہنون
کو دیکھ پہلوے شاہزادے سے سرو قد اٹھی اور انکی تعظیم کرکے اپنے قریب بٹھایا اور راحت افزا سے
کہا کہ جلد کشتی بادۂ ناب کنیزون سے منگواؤ شراب ہماری بہنون کو پلاؤ راحت افزا نے موافق حکم ملکہ
کشتی شراب طلب کرکے جام صہبا زلزل جادو و ازلال جادو کو دیے انھون نے بعد عذر و انکار
آخرکار شراب پی جب دماغ دونون کا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت مہ جبین نے اپنی بہنون سے کہا کہ بہنین تم
نے تو اس شاہزادہ کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کیا ہی اور کوئی مطلب غرض مجکو شاہزادے سے نہین ہی تم
مجھسے رنجیدہ نہو اور یہ خیال نہ کرنا کہ مہ جبین بھی ہماری بہن کی طرح شاہزادے پر عاشق ہوئی ہی اور طالب
وصل شاہزادہ ہی مجھکو ایسی باتون سے نفرت ہی مین کچھ عشق مین بھولے سے بھی قدم نہین رکھتی صرف اس
شاہزادے کے دین کو اچھا سمجھکے مسلمان ہوئی ہون تمھین بھی لازم ہی کہ مثل میرے کلمہ پڑھکر دین اسلام
اختیار کرو اور سامری و جمشید وغیرہ ان نالائقون پر لعنت کرو یہ سب جھوٹے ہین اور ناحق دعوی
خدائی کا کرتے ہین یہ سب بندے ہین اس خداے عزوجل کے جسنے ان آسمانون اور زمینون کو پیدا کیا ہی

اور مجسے اور تجیس اور کل موجودات کو خلق کیا ہو وہ وحدہ لا شریک ہو ہم سب حادث ہیں اور وہ قدیم ہو اور ہمیشہ سے ہو ہمیشہ رہیگا زلزال جادو اور ازلال جادو نے تقریر ملکہ سنکے جواب دیا کہ ہم مثل تمھارے نادان نہیں ہیں کہ پہنے دو سو خداوندون کو چھوڑ کر خداے نادیدہ کی پرستش کریں ہم اپنے آبا و اجداد کے خداوندون کی پرستش کرتے ہیں اور سب کو اپنا خداوند جانتے ہیں از انجملہ سامری جمشید کے اوصاف پر نظر کرو اور خداوند دم خشیشہ کی دم کا خیال کرتے تو دم خشیشہ کی دم دیکھی ہو کیسی خوشنما ہو منقش کا گچھا لگا ہوا ہو پوست بھی ہمارے خداوند مذکور کا عجیب غریب ہو خود خداوند دم خشیشہ کا حال نہیں خوب روشن ہو جسوقت خداوند روے زیبا اپنا دکھاتے ہیں ایک برق چمکاتے ہیں علاوہ اسکے خداوند دم خشیشہ باتیں کرتے تھے ہم انکی تقریر سنتے تھے وہ ہماری بات کا جواب دیتے تھے کئی دفعہ گئے ہیں اور ہم اب اونکے پاس جا سکتے ہیں پس ایسے دم دار خداوند اور جملہ خداوندون کو چھوڑ کے ایسے خدا کو جسے کبھی دیکھا دیکھا بھی نہیں اور گفتگو بھی اوس سے نہیں کی ہو خلاف عقل ہو یہ سنکر ملکہ نے جواب دیا کہ جن خداوندون کی تم تعریف کرتی ہو اکثر انمین ساحر ہیں جیسے اور تھے وہ سحر مین زیادہ ہیں اسی سبب سے انسے عجائب و غرائب ظاہر ہوتے ہیں دم خشیشہ ایک زن ساحرہ ہو بد صورت اور کریہ منظر تھی بدن پر بڑے بڑے نیند کی کھال لپیٹے رہتی ہو اکل و شرب مثل ہمارے تمھارے کرتی ہو ہم اوس سے بدرجہا بہتر ہیں کیونکہ وہ بدکار ہو فعل بد کرتی ہے غرض تمھارے سب ایسے ہی خداوند ہیں ہر ایک انمین بیہودہ اور نالایق ہو تمکو چاہیے کہ ان سب خداوندون کو مثل میرے تم بھی باطل سمجھو اور خالق کون و مکان کو اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر خیال کرو تو زلزال اور ازلال جادو نے کچھ خیال کرکے کہا اچھا ہمین ہم تمھارے کہنے سے مسلمان ہوتے ہیں ہم ہمین کلمہ پڑھاو یا شہزادے سے کہو کہ ہمکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کرین ملکہ نے خوش ہوکر شاہزادے سے کہا شاہزادے نے دونون کو کلمہ پڑھایا زلزال اور ازلال جادو نے بمکر و فریب کلمہ پڑھا اور صدق دل سے مسلمان ہوئیں بعد کلمہ پڑھنے کے دختران زلزلہ جادو مہ جبین سے کہنے لگیں کہ اب ہم یہیں رہینگے اپنی مان کے پاس نہ جاینگے یہ کہکے دونون نازنین خوش جمال کا گانا سننے لگیں یہ تو گانا سن رہی ہیں لیکن اب حال زلزلہ جادو کا تحریر کیا جاتا ہو کہ گلشن جادو کو زور بازو جادو نے آگ میں جلا دیا تھا زلزلہ جادو نہایت غمگین رہتی تھی اور ہر وقت گلشن جادو کو یاد کرکے رویا کرتی تھی ساحران نامی سمجھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ملکہ اسقدر نہ رویے ناچ دیکھیے نازنینان خوش گلو کا گانا سنا کیجیے ذرا دل بہلایا کیجیے ورنہ ہلاک ہو جاییگا اکثر لوگون سے سنا ہو کہ خواجہ عمرو خوب گاتا ہو اور نے خوب بجاتا ہو اور یہ بھی سنا ہو کہ آپنے اوسے گرفتار کیا ہو پس خواجہ عمرو کو شکل اصلی بناکر کبھی نے بھی سنا کیجیے زلزلہ جادو نے موافق کہنے ساحران نامی کے خواجہ عمرو کو شکل اصلی بنایا اور اپنے سحر مین گرفتار کرکے خواجہ سے کہا کہ ہمارے سامنے نے بجاو اور کوئی غزل گاو خواجہ عمرو نے سلام کرکے کہا اے ملکہ میرے پاس نے نہیں ہو اگر آپ نے منگوا دیجیے تو البتہ آپ کے سامنے نے بجاؤن اور گاؤن ناظرین پر واضح ہو کہ ہر ایک چیز خواجہ کے پاس زنبیل مین رہتی تھی اور نے بھی زنبیل مین رہتی تھی اور جب خواجہ گرفتار ہوتے ہیں زنبیل خواجہ کے پاس نہیں رہتی ہو غائب ہو جاتی ہو اور جب خواجہ رہا ہوتے ہیں پھر زنبیل خواجہ کے پاس آجاتی ہو چونکہ زنبیل ایک معجزہ کی شے ہو اسوجہ سے خواجہ عمرو نے زلزلہ جادو سے کہا کہ میرے پاس نے نہیں ہے زلزلہ جادو نے خواجہ عمرو کو نے منگادی خواجہ نے بجانے لگے اور یہ غزل گانے لگے

غزل

لگی اک دل سوزاں غم فرقت سے جلتا ہو
ترے بیمار کا اب کوئی دم میں دم نکلتا ہو

تیرو تیا ہو بیتابی کی جو آنسو نکلتا ہو
ملین مہندی کا وہ خوش ہو کر [illegible]

خدارا جلد سے آکر خبر او میرے دوست جان
کوئی ناشاد حسرت سے کف افسوس ملتا ہو

وہ دن آئین کہ وہ ملین مجھ سے وصل کی شب ہو
ہجران اور خیال یار مجھ سے جی بہلتا ہے
ہمیں ہو دن بھی انکو اسقدر نفرت ہوا اور تمکین

نشانہ تیر کا کب دیکھیے کروٹ بدلت ہے
خدا شاہد کسیکی ہو بالفت ہو تو کافر ہو
ہمارا قہر سے منہ پھیر کر وہ شوخ چلتا ہے

بجز تیر از تنہائی نہ مونس ہے نہ ہمدم ہے
تمہیں پہچان تیرے ہیں تمہیں پر دم نکلتا ہے
جسوقت عمرو نے یہ غزل یا لحان داؤدی

ادا بھاری گائی جتنے ساحر اسوقت بیٹھے تھے سب جہ مین آکر جھومنے لگے اکثر اپنین سے خوش ہو کر خواجہ کی تعریف کرنے لگے
حضور ملکہ زلزلہ جادو صدا سے اور غزل مرقوم سُنکے نہایت خوش ہوئی اور ستونوں کے مانند جھومنے لگی اسوقت اسکی کیفیت
ملکہ زلزلہ جادو نے کشتی شراب کی طلب کی جب ساحر کشتی مو لیکر آئے خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ علاوہ گانے کے مین
شراب بھی عجب کیفیت سے پلاتا ہون جو ساحر گھنگرو اپنے پانون مین باندھتا ہون اور بزم مین عجب انداز سے
ہر ایک شخص کو شراب پلاتا ہون اگر آپ مجھپرسے سحر دفع کر دیجیے تو مین آپکو اس طرح شراب پلاؤن کہ کبھی کسی
ساقی نے اس طرح شراب آپ کو نہ پلائی ہوگی اور یہ آپ خیال نہ کیجیے گا کہ عمرو بھاگ جائیگا ای ملکہ مین آپ سے اقرار
کرتا ہون کہ مین نہ بھاگونگا آپ کیسی ملکہ کو چھوڑکر نہ جاؤنگا خدمتگذاری آپ کی اچھی طرح کرونگا مثل آپکے دنیا مین کوئی
قدردان میرا نہین ہے اب مین آپکے پاس رہونگا جو کام آپ کہیے گا مین کرونگا مجھکو ہر ایک کام کرنا خوب آتا ہے اگر آپکو میرے
بھاگ جانیکا یقین کامل ہو تو حصہ سحر کر دیجیے تاکہ مین یہان سے نہ جا سکون زلزلہ جادو نے یہ گفتگو عمرو سُنکر خیال کیا کہ عمرو نے
اچھی طرح اطاعت و فرمانبرداری اختیار کی ہے اور اقرار کیا ہے کہ مین یہان سے نہ جاؤنگا اب یقین ہے کہ یہ بھاگ کر نہ جائیگا یہ خیال
کرکے ملکہ زلزلہ جادو نے سحر خواجہ پر سے دفع کر دیا اور کہا کہ ای خواجہ عمرو اب تمہین شراب مجھکو پلاؤ تیرے اوپر سے سحر دفع
کر دیا خبردار بھاگ کر کہیں نہ جانا ورنہ پھر مین تمکو سحر مین گرفتار کرونگی اور پھر تمہارے قول و قرار کا اعتبار نہ کرونگی خواجہ نے
کہا ای ملکہ مین بھاگ کر ہرگز نہ جاؤنگا یہ کہکے خواجہ اٹھے اور شیشہ شراب کا اٹھا کر ایک پڑیا سفوف بیہوشی کی زنبیل سے
بچالاکی نکالکر جلد تر شراب مین اس طرح ملائی کہ کسی نے نہ دیکھا جب خواجہ سفوف بیہوشی شراب مین ملا چکے اسوقت
اشعار عاشقانہ پڑھکر ملکہ زلزلہ جادو اور دیگر ساحرون کو شراب پلانے لگے جب ملکہ زلزلہ جادو اور جملہ ساحرون کو شراب
پلا چکے پھر زنجیر جلانے لگے اور ایک غزل گانے لگے تھوڑی ہی دیر مین جملہ ساحرون کو نشہ ہوا اور سفوف بیہوشی نے اپنا اثر دکھلایا
ہر ایک ساحر باہم گفتگو سے سخت کرنے لگا اور آپس مین بحث و تکرار کرنے لگا آخرانکی عالم نشہ مین واسطے لڑنے کے جو تیغ
سب ساحر زمین پر گرے اور بیہوش ہو گئے اور ملکہ زلزلہ جادو بھی بیہوش ہو گئی خواجہ عمرو نے فی الفور ملکہ زلزلہ جادو کی زبان
مین سوئی دے کر زنبیل مین داخل کیا اور جلد زلزلہ جادو کی شکل بنے اور لباس اسکا پہن کے تخت پر بیٹھے پھر ترنج
کے تخت سے اٹھے اور ہر ایک ساحر کو رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا ساحرون نے ہوشیار ہوکے پوچھا ای ملکہ عالم
خواجہ عمرو کہان گئے ملکہ نقلی نے جواب دیا کہ خواجہ عمرو تم سب کو بیہوش کرکے چلے گئے مین نے عمداً انکو گرفتار نہیں کیا
جملہ ساحر یہ گفتگو ملکہ نقلی سنکر خاموش رہے اور خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے

داستان لانا گرفتار کرکے دختران زلزلہ جادو کو شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو اور رہا کرنا خواجہ عمرو کا اور مسلمان ہونا زلزلہ جادو کا مع ساحرون کے اور حالات دیگر

راویان شیرین زبان اس داستان کو اس طرح بیان کرتے مین کہ جب زلزل جادو اور زلزال جادو کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان
ہوئیں ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن اور عمرو بن حمزہ نہایت خوش ہوئے اور ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ دختران زلزلہ جادو صدق
دل سے مسلمان ہوئی ہیں لیکن ہر ایک شخص انکی طرف سے مطمئن ہوا اور کسیکو گمان بدی کرنے کا انکی جانب
سے نہ رہا ایک روز دختران ملکہ زلزلہ جادو نے سفوف بیہوشی شراب مین ملا دیا جب وہ

شراب شاہزادے وغیرہ نے پی ہر ایک بیہوش ہوگیا دختران زلزلہ جادو نے لوح محفوظ شاہزادے کے گلے سے
اتار لی اور پھر سبکو سحر میں گرفتار کرکے باہم خوش ہوئیں تب زلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا کہ اب ان
سبکو لیکر اپنی ماں کے پاس چلو جو وہ انکے حق میں مناسب جانیگی وہ کریگی یہ کہکے زلزل جادو نے سبکو دونوں تختوں پر
ڈالکر خود بھی انھیں تختوں پر سوار ہوئیں اور بزور سحر دونوں تختوں کو بلند کرکے اور راہ طے کرکے اپنے لشکر میں آئیں
دیکھا کہ زلزلہ جادو تخت پر بیٹھی ہے دونوں نے سلام کیا اور عرض کیا دیکھیے ہم شاہزادہ اور ملکہ مہ جبین کو گرفتار کرکے لے آئے
ہیں یہ کہکے تمام حال لانے جانے کا اور کیفیت ملکہ مہ جبین کے مسلمان ہونے کی اور جو کچھ حال گذرا تھا ابتدا سے
انتہا تک بیان کیا اور لوح محفوظ سامنے رکھدی ملکہ نقلی نے لوح محفوظ اٹھا کر اور خوش ہوکر کہا کہ تمنے خوب کیا جو
انھیں گرفتار کرکے لے آئی ہو میں انکو سزا سخت دونگی یہ کہکے ملکہ نقلی نے کہا شاہزادے کو ہوشیار کرو اور کچھ نہ کرو
زلزل جادو نے عمرو بن حمزہ کو ہوشیار کیا جب شاہزادے کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ تخت پر بیٹھی ہے اور ادہر ادہر
اسکے صدہا بڑے بڑے ساحر موافق اپنے رتبہ اور درجہ کے بیٹھے ہیں ہر ایک ساحر بلائے بے درمان آفت
روزگار ہے شاہزادے نے ساحرہ اور ساحروں کو دیکھکر خیال کیا کہ زلزل و ازلال نے دشمنی کی اور ہم سبکو گرفتار
کیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یہاں سے رہائی کیونکر ہوتی ہے بالفعل تو سحر میں گرفتار ہیں دست و پا قابو میں نہیں ہیں ورنہ
ان ساحروں کو قتل کرکے یہ خیال کرکے شاہزادہ خاموش بیٹھا رہا زلزلہ جادو نقلی نے شاہزادے کی طرف بعد
عتاب دیکھکر کہا کہ ای عمرو بن حمزہ تمکو اس روز بھی خبر نہ تھی اب تمکو کس طرح میں قتل کروں شاہزادے نے جواب
دیا تمہیں اختیار ہے ملکہ نقلی نے کہا تم تو طلسم ناسخ کو توڑنے کے واسطے آئے تھے واہ خوب طلسم کو توڑا ان دونوں
چھوکریوں نے تمہیں گرفتار کرلیا یہ کہکے ملکہ نقلی نے حکم کیا کہ جلد ساقیان گلعذار کشتیان شراب ناب کی لے کے حاضر ہوں
اسوقت ہمکو از حد خوشی حاصل ہوئی ہے ہمیں شراب پلائیں اور سب ساحروں کو بھی شراب پلائیں ساقیان
مہوش کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوئیں ملکہ نے ہر ایک شیشہ شراب کو دیکھکر اور یہ چالاکی ہر ایک شیشہ میں
سفوف بیہوشی ملا کر حکم کیا کہ پہلے سب ساحروں کو شراب پلاؤ ساقیان مہ جبین نے ساحروں کو اور زلزل جادو
اور ازلال کو شراب پلائی تھوڑی دیر میں سب بیہوش ہوگئے اسوقت عمرو نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو اور وغیرہ
کرکے لوح محفوظ گلے میں شاہزادے کے ڈالدی شاہزادے نے خوش ہوکر خواجہ کو تسلیم کی اور پوچھا آپ یہاں
کیونکر تشریف لائے خواجہ نے تمام حال بیان کیا شاہزادے نے کہا ای عم جان آپ زلزلہ جادو کو زنبیل سے
نکالیے اور ہدایت کیجیے شاید مسلمان ہوجائے اور اطاعت اختیار کرے خواجہ عمرو نے بموجب کہنے شاہزادے کے
زلزلہ جادو کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا اور حلقہ ہائے کمند سے ایک ستون میں مضبوط باندھا اور کہا ای زلزلہ
جادو آگاہ ہو کہ میں خواجہ عمرو ہوں دیکھ سبکو بیہوش کیا ہے اور تجھے گرفتار کیا ہے اگر میں چاہوں تو سبکو اور
تجھے ابھی قتل کرڈالوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تجھے قتل نہ کروں تجھے لازم ہے کہ اس شاہزادے کی اطاعت
کرو اور کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو زلزلہ جادو نے اشارے سے کہا کہ میں کبھی مسلمان نہ ہونگی جب شاہزادے
نے دیکھا کہ زلزلہ جادو مسلمان ہونے سے انکار کرتی ہے اسوقت عمرو بن حمزہ آگے بڑھے چونکہ زلزل جادو نے بوقت
ہوشیار کرنے کے سحر بھی دفع کردیا تھا اور لوح محفوظ گلے میں تھی اس سبب سے عمرو بن حمزہ بے خوف و خطر جب
ملکہ زلزلہ جادو کے گئے اور سوزن عقد کی زبان سے نکالکر اور حلقہ ہائے کمند سے کہنے لگے کہ اے ملکہ میں
آپ کو بجائے اپنی والدہ کے جانتا ہوں اب آپ کو اختیار ہے خواہ مجھے قید کیجیے یا قتل کیجیے

میں آپ کے روبرو کھڑا ہوں اگر مناسب ہو مسلمان ہو جیے ملکہ زلزلہ جادو نے یہ گفتگو سے شاہزادہ سنکے کہا ای شہزادی
میں تمہاری انکساری اور شیرین زبانی کے باعث سے مطیع اسلام ہوتی ہوں ورنہ خواجہ عمرو نے کہنے سے مطیع
اسلام ہوتی یہ کہکے زلزلہ جادو نے شاہزادے سے کہا کہ ای شاہزادہ ذیوقار میں ابھی اسوجہ سے کلمہ نہیں پڑھتی
ہون کہ ابھی مجھے تمہارے ہمراہ نارنج جادو سے لڑنا ہوا اگر کلمہ پڑھونگی اور مسلمان ہو جاؤنگی تو بات بھی ن
جادو چلیگی شاہزادے نے کہا بہت مناسب اور بہتر ہے ابھی کلمہ نہ پڑھیے یہ کہکے عمرو بن حمزہ نے عرض کیا کہ ای عموی آپ ان سب
کو بھی ہوشیار کیجیے خواجہ عمرو نے سبکو ہوشیار کیا جب تزلزل اور زلزال اور جملہ ساحرون کو معلوم ہوا کہ ملکہ زلزلہ جادو نے
اطاعت شاہزادے کی اختیار کی ہے اور مطیع ہوئی ہیں اسوقت تزلزل اور زلزال جادو اور جملہ ساحر مطیع اسلام ہوئے پھر فرخ
اور مہ جبین وغیرہ کو بھی خواجہ نے ہوشیار کیا فرخ نے آگاہ ہو کر شرف قدمبوسی خواجہ عمرو حاصل کیا اور اپنے باپ کو دیکھا تو دیکھے
مہ جبین نے اشارہ عمرو بن حمزہ سے خواجہ کو تسلیم کی خواجہ عمرو دعا دی جب سب ہوشیار ہو چکے اور کئی ہزار ساحر مطیع اسلام
ہو چکے اور زلزلہ جادو پوشاک پہن کے بیٹھ چکی اور راحت افزا اور مہ جبین اور فرخ اور عمرو بن حمزہ وغیرہ بھی بیٹھ گئے
اسوقت خواجہ نے ملکہ زلزلہ جادو سے کہا کہ تم مجھکو دو ساحرون کو دو میں انکی شکلیں تبدیل کر کے انھیں نارنج جادو
کے پاس لیجاؤنگا اور عیاری کر کے نارنج جادو کو گرفتار کرونگا زلزلہ جادو نے دو ساحرون سے کہا کہ تم خواجہ
عمرو کے ہمراہ جاؤ جو کچھ یہ تم سے کہیں انکا فرمانا بسر و چشم بجا لاؤ ساحران مذکور روبروے خواجہ عمرو حاضر
ہوئے خواجہ عمرو نے رنگ روغن نکال کر پہلے اپنی شکل بصورت ازلال جادو پھر ایک کو بصورت ملکہ مہ جبین بنایا
اور دوسرے کو بشکل شاہزادہ عمرو بن حمزہ بنایا اور پوشاک اور لباس پہنا کر اور دونون ساحرون کو گرفتار
کر کے ایک تخت پر بیٹھے اور انسے کہا کہ تم سحر کرو تاکہ یہ تخت بلند ہو جب ساحرون نے سحر کیا اور تخت بلند ہوا
اسوقت خواجہ عمرو نے کہا اب تم مجھکو نارنج جادو کے پاس لیچلو وہان چپکے بیٹھے رہنا خبردار کچھ منھ سے نہ بولنا
ساحرون نے عرض کیا بہت بہتر ہم خاموش بیٹھے رہینگے یہ کہکے ساحرون نے سحر کیا تخت جانب طلسم
نارنج جادو روانہ ہوا جب خواجہ عمرو نارنج جادو کے پاس پہونچے سلام کر کے کہنے لگے کہ دیکھیے آپکی یہ
صاحبزادی مہ جبین شاہزادے پر عاشق ہوئی ہیں میں ان دونون کو گرفتار کر کے آپکے پاس لے آئی
ہون اب آپکو اختیار ہے خواہ انکو چھوڑ دیجیے یا انکو قید کیجیے خواجہ عمرو نے ابھی اسقدر گفتگو کی تھی کہ ملکہ
نارنج جادو نے اوراق جمشیدی میں دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بشکل ازلال جادو ہیں اور دو
ساحرون کو مہ جبین اور عمرو بن حمزہ کی شکل و صورت کے مانند بنا کر لائے ہیں یہ دریافت کر کے نارنج جادو
نے سحر پڑھنا شروع کیا خواجہ عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھ کر غائب ہو جائیں ناگاہ بوجہ سحر نارنج جادو کے خواجہ کے
پاؤن زمین نے پکڑ لیے اور ہاتھ بے حس ہو گئے اسوقت نارنج جادو نے شطرنج جادو سے کہا کہ خواجہ عمرو اور
ان ساحرون کو گرفتار کر کے اپنی حفاظت و حراست میں ایکعین رکھو شطرنج جادو نے موافق حکم خواجہ عمرو
اور ان دو ساحرون کو قید کیا ہر چند خواجہ عمرو نے نارنج جادو اور شطرنج جادو سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں تو
برائے اتفاق یہان آیا تھا تم نے مجھے پہچان لیا اب مجھکو معلوم ہو گیا کہ مثل تمہارے دنیا میں کوئی
ساحر نہیں ہے اب میں کبھی نہ آؤنگا لیکن نارنج جادو اور شطرنج جادو نے خواجہ عمرو کو رہا نہ کیا آخر
جب قید ہوئے شطرنج جادو نے خواجہ عمرو کو قید کیا وہان ایک شب کو عمرو بن حمزہ یونانی نے خواب
میں دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور انھون نے فرمایا کہ اے شاہزادہ ذیوقار اب تمہیں

لوح طلسم ناریخ کی جو ملکہ ہو قہقہہ جادو کو طلب کر کے اس سے مانگو ہر چند کہ وہ بخوشی نہ دیگا لیکن اقبال خدا سے لوح تمکو
ملجائیگی یہ فرما کر بزرگ موصوف نظر عمرو و حمزہ سے غائب ہو گئے عمرو بن حمزہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ وقت صبح صادق
ہی شاہزادے نے اٹھکر جلد وضو کیا اور نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز سحر کے جب زلزلہ جادو بیدار ہوئی اور جملہ ساحران
نامی حاضر ہوئے اسوقت شاہزادے نے وہ خواب رو برو زلزلہ جادو وغیرہ بیان کیا ایک ساحرہ نے بیان خواب سنکے
شاہزادے زیتو فار سے کہا کہ اس خواب کو خیال تصور کیجیے یہ خواب بالکل سچا نہیں ہے شاہزادہ تقریر ساحرہ سنکے بیقدر
برہم ہوا کہ وہی عصا زور بانا جادو کا تحفہ جو راحت افزا نے دیا تھا شاہزادے نے اس ساحرہ پر مارا عصا لوٹ
گیا اور ایک پرچہ قرطاس اس عصا سے نکلا شاہزادے نے اس پرچہ قرطاس کو پڑھا اس میں لکھا تھا کہ لوح
طلسمی قہقہہ جادو پاس ہے اور وہ ہر وقت لوح طلسمی کو اپنے پاس رکھتا ہے کسی وقت کسی جگہ نہیں رکھتا وقت شاہزادہ
دیجاہ عبارت پرچہ قرطاس پڑھ کے خوش ہوا اور وہ پرچہ قرطاس زلزلہ جادو کو دکھایا اور کہا کہ ابھی قہقہہ
جادو کو بلا لیجے اور لوح اس سے طلب کیجیے ملکہ زلزلہ جادو نے ایک ساحر سے کہا کہ جلد جا اور قہقہہ جادو
کو میرے پاس لے آ وہ ساحر گیا اور قہقہہ جادو کو اپنے ہمراہ لے آیا جب قہقہہ جادو روبرو ملکہ زلزلہ
جادو آیا سلام کر کے بحکم ملکہ بیٹھ گیا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ قہقہہ جادو نہایت کریہ منظر اور مہیب صورت
ہے اور لوح طلسمی اسکی گردن میں لٹکی ہوئی ہے ساحر سغز ہے جب قہقہہ جادو بیٹھ چکا اور بعد پیشکشی دماغ بھی
بادہ ناب سے گرم ہو چکا اسوقت ملکہ زلزلہ جادو نے کہا کہ اے قہقہہ جادو میں نے تمہیں اسواسطے بلایا ہے کہ میں نے
اس شاہزادہ ذوی الاقتدار کی فرمانبرداری اختیار کی ہے اور میں مطیع اسلام ہوئی ہوں اور تم جانتے ہو کہ میں بڑی
بہن ناریخ جادو کی ہوں لہذا تمکو مناسب ہے اب لوح طلسم مجکو دیدو اور مثل ہمارے مطیع اسلام ہو کر شاہزادہ
نامدار کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو اور سعادت کونین حاصل کرو اور اگر تم مجکو لوح نہ دوگے تو میں تمہیں
ہلاک کر دونگی قہقہہ جادو نے یہ تقریر زلزلہ جادو کی سنکے قہقہہ مارا اور کہنے لگا اے ملکہ میں مثل تمہارے نادان
اور بیوقوف نہیں ہوں کہ سامری اور جمشید وغیرہ خداوندوں کی پرستش نہ کروں میری جان تو تمام سامری
و جمشید اور خبیثہ وغیرہ خداوندوں پر قربان ہے میں ہرگز ہرگز مطیع اسلام نہونگا اور لوح طلسمی جبتک
میں زندہ ہوں تو تمہیں نہ دونگا ہر چند کہ تم بڑی بہن ملکہ ناریخ جادو کی ہو لیکن اب بوجہ مطیع اسلام ہونے کے
میرے نزدیک کچھ تمہاری عزت و حرمت باقی نہ رہی اب میں تمہیں بدترین جہان سے سمجھتا ہوں اور تمکو ایک ادنے
ساحرہ جانتا ہوں تم مجھ سے لوح کیا لیلوگی اور مجھے کیا قتل کروگی ابھی کچھ دنوں سحر سیکھو اور یاد کرو میرا قتل کرنا بہت
مشکل ہے مجھے کوئی ساحر قتل کر ہی نہیں سکتا میرے اوپر سحر اثر کر ہی نہیں سکتا دیکھو یہ لوح طلسم میرے
گلے میں بندھی ہوئی ہے اگر تم ایسی ہزار جادوگرنیاں مجھپر سحر کرینگی تو کیا ہوگا میں ہرگز سحر سے ہلاک نہونگا تم ناحق
مجھے ڈراتی ہو اور دھمکاتی ہو میں ہرگز تم سے نہیں ڈرتا اگر تم مجھ سے لڑوگی تو پچھتاؤگی میرے
ہاتھ سے ہلاک ہوگی جان سے جاؤگی بیموت مروگی یہ نخوت تمہاری خاک میں ملجائیگی لوح طلسمی
کسیطرح ہاتھ نہ آئیگی افسوس صد ہزار افسوس تم مطیع دین اسلام ہو کر اپنی چھوٹی بہن ملکہ ناریخ
جادو کی دشمن ہو گئیں چاہتی ہو کہ ملکہ ناریخ جادو قتل ہو جاوے اور طلسم ناریخ لوٹ جاوے
اگر یہ خبر ملکہ ناریخ جادو کو پہونچیگی تو وہ تمہیں اس طرح سے قتل کرے گی کہ تمہارے حال پر
مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگی تمکو لازم ہے کہ مطیع دین اسلام اب نہو اور خداوند سامری

اور دیگر خادمان کو بیہوش کر کے اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کر کے ملکہ تاریخ جادو کے حوالے کر دے کہ دشمنان تمہاری سرکشی کا پھل
ملیگا ملکہ زلزلہ جادو نے جو گفتگوی قہقہہ جادو کی سنی نہایت غصہ آیا اور خیال کیا کہ اس نابکار کو بدزبانی کی سزا دینا
چاہیے اور لوح طلسم اس سے لے لینا چاہیے یہ خیال کر کے ملکہ زلزلہ جادو تخت سے اٹھی اور جانب قہقہہ جادو چلی قہقہہ
جادو نے خیال کیا کہ ملکہ زلزلہ جادو میری گفتگو سنکے خوف سے لرز گئی ہے اب میرے پاس براے عذر آتی ہے قہقہہ خیال
کر رہا تھا کہ زلزلہ جادو قریب اسکے پہونچی اور ساحروں سے اشارہ کیا کہ اس بدکردار کو گھیر لو اور زمین پر اسکو گرا کر لوح اسکے
گلے سے اتار لو یہ اشارہ کرکے ملکہ نے داڑھی قہقہہ جادو کی پکڑی اور ایک طمانچہ مارا اور کہا او بیہودہ بدکردار تو ہمسے
گفتگو سخت کرتا ہے خلاف ہمارے رتبہ کے ہمسے گفتگو کرتا ہے ہمارا حکم بجا نہیں لاتا لوح طلسم نہیں دیتا اگر تجھے زندہ رہنا
منظور ہے تو لوح طلسمی دیدے ورنہ میں تجھے ابھی قتل کرونگی قہقہہ جادو نے ملکہ زلزلہ کی گفتگو سنکر فوراً ملکہ زلزلہ جادو
کی چوٹی پکڑی اور کہا اے ملکہ تونے مجھے بلاکر مارا ہے اور ذلیل کیا ہے میں بھی تجھے اسیوقت مار ڈالونگا یہ کہکر قہقہہ جادو نے چوٹی
کھینچی اور ملکہ نے موے ریش پکڑ کے جھٹکا دیا ساحران نامی جو اسوقت اس جلسہ میں موجود تھے وہ سب اٹھے اور موافق اشارہ
کرنے ملکہ کے کسی ساحر نے قہقہہ جادو کا گلا اسطرح دبایا کہ دم قہقہہ جادو کا گھٹ گیا زبان منہ سے باہر نکل آئی دم سینے
میں رک گئے دیدے آنکھیں حلقہ چشم سے باہر نکل آئیں کسی ساحر نے قہقہہ کے پاؤں پکڑ کے کھینچے تاکہ قہقہہ جادو زمین پر گر پڑے
کوئی ساحر دست و بازو سے لپٹا کوئی ساحر قوی ہیکل قہقہہ جادو کی کمر سے لپٹا کسی ساحرہ نے موے سر قہقہہ جادو
کے پکڑے کسی ساحرہ نے باواز بلند ساحروں سے کہا کہ اے بھائیو اس ساحر نابکار پر سحر نہ کرنا اسکے گلے میں لوح
طلسمی ہے سحر تمہارا اثر نہ کریگا فرخ نے جو دیکھا کہ قہقہہ جادو کو سب ساحر نابکار گھیرے ہوئے ہیں خیال کیا کہ یہ ساحر
ایسا قوی ہے اتنے ساحروں کے لپٹنے سے زمین پر نہیں گرتا ہے کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ ساحر نابکار زمین پر گر جائے
اور بغیر قتل کئے ہلاک ہو جائے یہ خیال کر کے آپ بھی فرخ اس مجمع میں گیا اور وہ اعضا سے قہقہہ جادو
پکڑے کہ جو مثل بیضۂ مرغ کے جسم انسان میں نازک ہیں اور اسطرح بقوت تمام ان اعضا کو دبایا کہ قہقہہ جادو
بکثرت درد و ایذا سے بیتاب و بیقرار ہو کے زمین پر گر پڑا اور مانند ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگا اسوقت چوٹی
ملکہ زلزلہ جادو کی دست قہقہہ جادو سے چھوٹ گئی اسی ہنگامہ میں فرصت پا کر اسوقت فرخ نے قہقہہ جادو کے
گلے سے لوح اتار کر شاہزادے کے گلے میں ڈالدی اور عرض کیا اے شاہزادہ ذی وقار جلد تیغ آبدار سے
اس ساحر نابکار کو قتل کر ڈالیے شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے موافق کہنے راحت افزا کے تیغ آبدار سے
قہقہہ جادو کو قتل کیا زلزلہ جادو اور جملہ ساحران نامی وغیرہ قہقہہ جادو کے قتل سے نہایت خوش
ہوئے جسوقت قہقہہ جادو قتل ہوا اور زمین پر تڑپ کے رہ گیا ایسی تاریکی ہوئی کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا
پھر قہقہہ جادو کے سحر نے نالہ و فریاد کرنے لگے ہواے تند چلنے لگی اور پتھر اور برف گرنے لگی اور آواز آئی مارا مجھکو
اور قتل کیا مجھکو نام میرا قہقہہ جادو تھا سبب تاریکی دفع ہوئی اور روے آفتاب نظر آیا ملکہ زلزلہ جادو نے
حکم دیا کہ لاش اس ساحر بدانجام کی یہاں سے اٹھا کر کہیں پھینکدو چند ساحروں نے بموجب حکم
ملکہ لاشہ قہقہہ جادو کا اٹھا کر ایک صحرا میں پھینکدیا جب لاشہ قہقہہ جادو کا اٹھ گیا ملکہ زلزلہ
جادو تخت پر بیٹھی اور عمرو بن حمزہ یونانی بھی بیٹھے اسوقت ساقیان خوبرو بحکم زلزلہ جادو
شیشہاے شراب کی لیکر آئے اور جامہاے بلورین شراب گلگون سے بھر بھر کے ملکہ اور عمرو بن حمزہ
وغیرہ کو دینے لگے غرض ہر ایک شخص ساحر وغیرہ ساحر شراب پینے لگا بعد میکشی کے ملکہ نے

حکم لیا کہ نازنینان خوش گلو حاضر ہوں بمجرد حکم ملکہ نازنینان گل پیرہن وسیمتن مع اپنے سازندوں کے حاضر ہوئین اور ملکہ اور شاہزادے کو بصد ادب و آداب و تسلیم بجالاکر موافق اپنے مراتب کے علیحدہ بیٹھیں پھر انمین سے بحکم ملکہ ایک نازنین غنچہ دہن نازک بدن روبرو ملکہ زلزلہ جادو اور شاہزادہ کے بصد ناز و ادا ناچنے لگی اور دلہائے اہل بزم کو اپنے رقص سے خوش و مسرور کرنے لگی بعد ناچنے کے اس نازنین نے یہ غزل شروع کی

دلوں میں کینے پنپنے سے عداوت آہی جاتی ہے
جب آنکھیں چار ہوتی ہیں مروت آہی جاتی ہے
جب انکو دیکھتے ہیں غیر سے ہم بولتے ہنستے
چرالیتے ہیں آنکھیں انکو غیرت آہی جاتی ہے
ہر اک ساعت کی صحبت میں جھگڑ بگڑ دوستی ہوکر
کسی ڈھب سے کہیں بخشش کی صورت آہی جاتی ہے
چھپائے سے نہیں چھپتا ہے ریحان شیخ الفت

صفائی لاکھ ہو لیکن کدورت آہی جاتی ہے
نہیں موقوف سن پر دیکھکر صورت حسینوں کی
نہیں کچھ واسطہ لیکن حرارت آہی جاتی ہے
سحر جب نام لیتے ہیں کسی رشک مسیحا کا
کدورت بڑھتے بڑھتے دل کو نفرت آہی جاتی ہے
ہے کسی کو تاب طاقت کیا جو چھپا محبت سے
ضرور آنکھوں میں کچھ اس کی علامت آہی جاتی ہے

دل اپنا بند و لگتا ہے نہ ہو کون یار سے لیکن
جوانی پیر و دونوں کی طبیعت آہی جاتی ہے
شب وصلت کا جب میں چھیڑتا ہوں ذکر کو کچھ کیا
مریض عشق کے چہرے پہ فرحت آہی جاتی ہے
برابر دوستی نبھتے کہیں دیکھی نہ دنیا میں
اگر آنے کو ہوتی ہے تو شامت آہی جاتی ہے

جب یہ غزل اس نازنین نے بصد ناز و ادا گائی جملہ ساحرہ و ساحر اشعار غزل سنکے خوش ہوئے خصوصاً ملکہ زلزلہ جادو نہایت مسرور ہوئی اور شاہزادہ ذی وقار وغیرہ بھی خوش ہوئے وہ نازنین غزل گاکے بزم سے چلی گئی پھر اور ایک نازنین مہ جبین بصد ناز و ادا مع اپنے سازندوں کے محفل میں حاضر ہوئی اور ملکہ اور شاہزادے کو آداب و تسلیم بجالائی جب سازندوں نے سازوں کو موافق اپنی مرضی کے درست کر لیا نازنین ناچنے لگی اور غزلیں عاشقانہ گانے لگی ساحران نامی اسکے سحر خوش آوازی میں گرفتار ہوکے بیخود ہونے لگے اکثر ساحر اسکے نغمۂ دلکش کو سنکے جھومنے لگے جب وہ نازنین و دیگر نازنینان زہرہ جمال پری تمثال ناچ اور گاچکیں اور زر کثیر انعام میں لیکر جاچکیں اسوقت ملکہ زلزلہ جادو نے خوش ہوکر شاہزادے سے کہا کہ اے شاہزادۂ دیجاہ الحمد للہ کہ مقمہ جادو کو آپ نے قتل کیا اور لوح طلسمی مل گئی از روے دل آپ کی برائی شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ زلزلہ جادو فی الحقیقت مجھکو لوح کے ملنے سے از حد خوشی حاصل ہوئی اب میرا ارادہ ہے کہ ملکہ نارنج جادو تمھاری بہن سے مقابلہ کروں اور محلات طلسمی بافضال پروردگار فتح کروں آپ فقط میرے لشکر پر سے سحر نارنج جادو کا دفع کر دیجئے تاکہ میں اپنے ماموں صاحب زمتاش بہادر کی قدمبوسی حاصل کروں اور سبکو ہمراہ لیکر جانب طلسم نارنج جادو جاؤں اور ساحروں کو قتل کروں ملکہ زلزلہ جادو نے کہا اے شاہزادۂ ذی وقار ہر چند کہ میں اپنی دختر بلخ نگاشن جادو کے الم میں مبتلا ہوں لیکن میں بھی آپ کے ہمراہ چلونگی یہ کہکے ملکہ نے ساحران نامی سے کہا کہ اسوقت سے درستی سامان جنگ کرو اور کل یہاں سے کوچ کرکے برای مقابلہ نارنج جادو ہمارے ہمراہ چلو یہ کہکے ملکہ زلزلہ جادو نے دربار برخاست کیا ساحران نامی دربار سے اٹھے اور باہر دربار کے جاکر جملہ ساحروں کو حکم ملکہ سے واقف ہوا پھر ساحران نامی اپنے خیام میں داخل ہوئے اور تیاری جنگ میں مصروف ہوئے اور سامان کوچ کا کرنے لگے علاوہ ساحران نامی کے ہر ایک ساحر اپنا اپنا سحر جگانے لگا بھٹیاں چڑھنے لگیں ہر مین ہر طرف آگ پر جلنے لگیں آگیاریاں روشن ہوئیں ہیرا آنے لگے ساحر ڈمرو بجانے لگے سحر تیار کرنے لگے غرض تمام خوب تیاری ہوئی جب مثل معشوق تلون مزاج طبیعت شب بدلی لینے ترک بے ہر کے تیغ مہر میدان افلاک میں چمکائی الظم

سپہر نیلگون نے رنگ بدلا ہوا روشن رخ مہر تجلا اُٹھا ردے سحر سے پردۂ شب درآیا مہ میان برج عقرب وقت سحر ملکہ زلزلہ جادو نے برآمد ہوکر نفیر سحر بجائی جملہ ساحرون کو خبر ہوئی فوراً اٹھا لیا بارگاہ و نبا و خیام کا فیلان آتشین سحر پر جلد ترلاد اگیا جب ملکہ زلزلہ جادو تخت سحر پر سوار ہوئی اور شاہزادہ ذی وقار مرکب صبا رفتار پر سوار ہو چکا اور ملکہ مہ جبین نے بھی پوشش ساز اور راحت افزا اور زلزل جادو و برازلال جادو وغیرہ کرزین تخت اور طاؤس سحر و غیرہ پر سوار ہو چکین جملہ ساحر گروہ گروہ و جوق جوق بر فیلان آتشین اور بازو بلا وغیرہ طائران سحر پر سوار ہوے نشانہائے نصرت اثر کھلے ابر سحر سرخ و زرد و سفید و سیاہ فلک پر چھا گئے برق سحر چمکنے لگی صدائے رعد آنے لگی غرض جب سب سوار ہو چکے ملکہ زلزلہ جادو نے تخت اپنا بڑھایا لشکر ساحران بہزار تجمل و شوکت عقب پشت ملکہ زلزلہ جادو صفوف بستہ بصد ادب روانہ ہوا عمرو بن حمزہ لعل دنان نے بھی گھوڑا اپنا بڑھایا فرخ ہمراہ رکاب ہوا اُسوقت روانگی لشکر لائق دید تھی ابر سحر سے آگے آگے برستا جاتا تھا چھڑکاؤ زمین پر ہوتا جاتا تھا غبار سرطرف ہوتا جاتا تھا ہوائے نسیم سحر سے دلون کو فرحت ہوتی تھی لشکر ساحران نا ہنجار مثل باد بہار راہ صحرا سے سبزہ زار سے جاتا تھا نسیم ساحر مہوشان بر سے باندھے ہوے تھے پیشانیون پر قشقہ سفید در کے کھینچے ہوئے تھے کھور صندل کے دیئے ہوئے تھے اکثر ساحر لوڑیات مانگے رنگین کیے تھے بھبوت رمائے ہوئے تھے ترسول چھاتیون پر بنائے ہوئے تھے اسباب سحر جھولیون میں بھرے ہوئے تھے دمبدم سمار سامری و جمشید کی زبان پر جاری کرتے تھے کبھی ایسی باتین کرتے تھے اور ہنستے ہوئے دلیرانہ پس پشت ملکہ زلزلہ جادو چلتے تھے دمبدم سب عجائب و غرائب سحر کے دکھاتے تھے کہ فلک شعبدہ باز انکے نیرنگ و افسون کو دیکھ کے دنگ ہوتا تھا آفتاب انکے سحر کے گولے دیکھکر تھرآتا تھا مریخ فلک انکی سحر کی تیغین دیکھکر ڈرتا تھا غرض لشکر ساحران بصد شان و شوکت جاتا تھا علاوہ ساحرون کے ہر ایک ساحرہ خوش اندام سراپا ناز نارپل اور ترنج و نارنج اُچھالتی ہوئی ابر سحر سے پھول اور موتی برساتی ہوئی مثل غنچہ مسکراتی ہوئی ہوئی تھی نظم

ہر ایک ساحرہ تیز و تند شیر نر
کسی کی بھری مانگ صندل سے تھی
برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر

ہزاروں جسے یاد جادو و فن
کسی کی بھوی ملتھ کا جل سے تھی
کہ تھا وقت زیر فلک گوشہ گیر

چلیں اپنا جوبن دکھاتی ہوئیں
تہ ران تھے طاؤس آتش فشان

وہ رال ہر گل کو جلاتی ہوئیں
سروں پر سیہ ابر کے سائباں

ہنوز ملکہ زلزلہ جادو مع لشکر ساحران تھوڑی دور چلی تھی اور عمرو بن حمزہ ذی وقار نے بھی تھوڑی راہ طے کی تھی کہ سامنے سے غبار عظیم بلند ہوا شاہزادہ نے فرخ سے کہا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لشکر کثیر اسطرف آتا ہے ابھی عمرو بن حمزہ لعل یونانی فرخ سے کہہ رہے تھے کہ غبار ہوائے تند سے دفع ہوا شہباز یکہ تاز شرقی ہے پچاس ہزار سواران جرار کے ظاہر ہوا شاہزادی نے دیکھا کہ آگے آگے شہباز یکہ تاز مرکب برق رفتار پر سوار ہے پیچھے پشت پچاس ہزار سوارون کے پرے ہین ہر ایک سوار یادگار رستم و اسفندیار ہے زرہین پہنے ہوئے ہین چار آئینے لگائے ہوئے ہین تلوارین زیب کمر کیے ہین تہور و شجاعت سب کے چہرون سے آشکار ہے رشک سام و نریمان ہر ایک سوار ہے صحرائے شجاعت کے شیر ہین سب سوار ایسے بہادر و دلیر ہین نظم

دل میں مرے یقین ہے کہ سیہ ابر چھا گیا
للکاریں وہ یونہی تیغ کھینچکر کمتار
ڈر جائے انکے نعروں سے رستم سا پہلوان

ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو جاب دار	چھلا زیادہ پانی سے ہوا کچھ بس حضور	بیت الخلا کو یاد کرے سام بار بار

جب شہباز یکہ تاز عمر قریب تر آیا اور شاہزادے کو دیکھکر اپنے مرکب سے اترا لشکر ظفر پیکر شاہزادے نے بھی مرکب کو روکا شہباز یکہ تاز نے عرض کیا کہ جب آپ داخل درۂ کوہ بلا ہوئے تھے میں قریب درۂ کوہ مقیم ہوا تھا درۂ کوہ کی جانب دیکھتا تھا سوائے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا بعد پہر بھر کے وہ تاریکی دفع ہو گئی درۂ کوہ میں روشنی ہو گئی میں اسی درۂ کوہ سے نکل کے واسطے قدمبوسی کے چلا آیا ہوں عمرو بن حمزہ نے یہ تقریر شہباز یکہ تاز کی سنکر خیال کیا کہ یقیناً وہ تاریکی سحر زود زبانہ جادو کی ہو جب وہ قتل ہو گئی سحر اسکا برطرف ہو گیا یہ خیال کرکے شاہزادۂ ذی وقار شہباز یکہ تاز کو ہمراہ لیکر جانب باغ سنگل روانہ ہوا اور مرکب تیز رو کو بڑھایا وہ سمند راہ پیمائے بردہ میں رشک برق فلک تھا اس سمند کی کیا تعریف کروں نظم

کہا مصور باد بہار نے اسکی آن	ہو جائیں شکل بنا لیں تو کیا کریں تدبیر	جہان سے رود میں نقاش ایسے گلگون کے
گر دیکھا میں بھلا صنعت و خبر کی تقریر	نہ دو دن کا اسکو میں تشبیہ برق تیز ہے	اگر قیاس ہی شہرہ کھنچے تصویر
اٹھی رکاب کے بوسے کی آن... دیو ولے	تھر طبیعت معشوق کچھ عدیل و نظیر	نہیں ہے مرزا خانی پہ اصل عرش کا

الحاصل عمرو بن حمزہ یونانی ہمراہ شہباز یکہ تاز چلا شاہزادہ نہ آیا اپنے تئیں راہ نہ سمجھ کے حقیر دیباجہ بعد طے کرنے راہ کے باغ سنگل میں آیا ملکہ زلزلہ جادو کے جملہ مردمان لشکر عمرو بن حمزہ یونانی سے سحر نارنج جادو سے پتھر کا ہو گیا تھا بصورت اصلی ہوا سہیل شیر شکار اور لہراسپ بلند کمان شاہزادۂ ذیشان کے قریب آئے اور آداب و تسلیم بجا لاکر دونوں نے شرف قدمبوسی شاہزادہ دیباجہ حاصل کیا بعد اسکے شاہزادۂ ذی وقار اپنے ماموں زمتاش بہادر یونانی سے ملا زمتاش بہادر عمرو بن حمزہ کو دیکھکر خوش ہوا اور حال پوچھا شاہزادہ نے تمام کیفیت بیان کی زمتاش بہادر حال سنکے اور جادہ دشت عمرو بن حمزہ بہت خوش ہوئے بعد اسکے شاہزادہ زلزلہ جادو اور شہباز یکہ تاز اور لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جانب طلسم نارنج روانہ ہوا اور بعد طے کرنے راہ کے بعد شوکت حشمت مع لشکر ہمراہ و سپاہ وغیرہ قریب درۂ طلسم نارنج پہنچے بارگاہ و خیام ایستادہ ہوئے شاہزادہ ذی جاہ مع ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور قمرخ ایک بارگاہ میں مقیم ہوا اور زلزلہ جادو مع اپنی دختروں کے دوسری بارگاہ میں مقیم ہوئی زمتاش بہادر بھی مع لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار علیحدہ علیحدہ بارگاہ و خیام میں فروکش ہوئے جملہ مردمان لشکر بھی خیام میں استراحت پذیر ہوئے یہ خبر طائران سحر کے نارنج جادو کو دی کہ زلزلہ جادو مع دس ہزار ساحروں کے مطیع دین اسلام ہوکر ہمراہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ بارادۂ جنگ آئی ہے اور قریب طلسم مقیم ہے چونکہ قبل اسکے نارنج جادو کو زود زبانہ جادو اور قہقہہ جادو کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تھی اور نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اپنی دختر کے مسلمان ہونے کی بھی خبر سنی تھی اس سبب سے نارنج جادو نہایت مغموم و متردد تھی اب جو طائران سحر سے خبر سنی کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ مع فوج و لشکر قریب درۂ طلسم آیا ہے اور مقیم ہے نارنج جادو کو نہایت غصہ آیا اور اپنے ماموں صورت نگار جادو سے کہا کہ جلد جاؤ اور سبکو سحر سے پتھر کا کردو صورت نگار جادو بموجب کہنے نارنج جادو کے درۂ طلسم پر آیا اور سحر کرنے لگا لشکر عمرو بن حمزہ یونانی میں سب غافل تھے یکایک شاہزادے نے دیکھا کہ ابر اور پانی برسنے لگا اور اسقدر پانی برسا کہ خیام اور بارگاہوں میں پانی بہنے لگا شاہزادۂ دیباجہ جانب ابر باران دیکھ رہا تھا

اک قطرہ آب فرخ اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش پر پڑے فی الفور مہ جبین پتھر کی ہو گئی اور فرخ بھی
ہمرنگ سنگ ہو گیا شاہزادہ عمرو بن حمزہ یہ حال دیکھ کر متحیر ہوئے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کی تصویر سے
لپٹ گئے روتے تھے اور کہنے لگے ای ملکہ نازک بدن و گل پیرہن افسوس ہزار افسوس یہ کیا بلائے آسمانی آئی کہ تم تصویر
سنگ ہو گئیں تمہارا یہ حال مجھ سے دیکھا نہیں جاتا ہی اب میری زندگی ہونا بہت دشوار ہی یہ کہکے عمرو بن حمزہ تصویر فرخ
سے مخاطب ہو کر کہنے لگے ای برادر حیف تم بھی سحر میں گرفتار ہوئے اب دیکھئے یہ ستم پر ستم کب دفع ہوتا ہی اور
کب تک تم بحالت اصلی ہوتے ہو یہ فرما کر عمرو بن حمزہ یونانی بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ لشکر میں ایک ہنگامہ برپا
ہی ہزاروں سردار اور شیر ساحر قید ہو گئے ہیں اور جو لوگ پتھر کے نہیں ہوئے ہیں وہ فریاد و فغان کر رہے ہیں عمرو
بن حمزہ حال لشکر دیکھ رہے تھے کہ زلزلہ جادو کچھ آگ اپنی بارگاہ سے نکلی اور فوراً باران سحر سے تر ہو کر پتھر
کی ہو گئی غرض اسی طرح تھوڑی دیر میں زمستانی بہادر اور سرداران لشکر اور شہباز یکہ تاز لشکر کی
اور جملہ ساحر جو وہاں موجود تھے سب پتھر کے ہو گئے فقط عمرو بن حمزہ یونانی اس سبب سے پتھر کے نہیں
ہوئے کہ انکے گلے میں لوح محفوظ اور لوح طلسمی دونوں بہ میں پڑی ہوئی تھیں جب سب پتھر کے ہو گئے اور قوت
بارانی کا برسنا موقوف ہو گیا عمرو بن حمزہ یونانی اپنے لشکر کا حال دیکھ کے نہایت حیران تھے اور خیال
کر رہے تھے کہ یہ سحر کسنے کیا ہی ناگاہ ایک ساحر لشکر کا کسی کام کے واسطے کہیں گیا تھا آیا اور عمرو بن حمزہ یونانی
سے پوچھنے لگا کہ ای شاہزادہ ذی وقار یہ کس ساحر نابکار نے آپکے لشکر پر سحر کیا ہی ہر ایک شخص پتھر
کا ہو گیا ہی شاہزادے نے جواب دیا مجھے نہیں معلوم کہ کس ساحر نے سحر کیا ہی میں خود متحیر ہوں
ساحر یہ گفتگو سے شاہزادہ ذی وقار سنکے چار جانب دیکھنے لگا آخر درہ طلسم کی جانب دیکھ کے عرض
کرنے لگا ای شاہزادہ ذیجاہ دیکھیے وہ ساحر بیٹھا ہوا ہی عمرو بن حمزہ یونانی نے اسطرف جو دیکھا ملاحظہ
کیا کہ بالائے درہ طلسم نارنج ایک ایسا ساحر ہیبت منظر تخت پر بیٹھا ہوا ہی اور مقراض اور پرچہ قرطاس اسکے
ہاتھ میں ہی تصویریں کاغذ کی کتر رہا ہی اور سحر پڑھ رہا ہی کہ بمقتضائے ابیات

بہیبت سیہ نامہ و سخت دل	ز ناپاکی ابلیس ازوی خجل	سرش خالی از عقل پر احتشام	شکم فربہ از لقمہائے حرام

شاہزادہ ذیجاہ نے جو اس ساحر مہیب صورت کو دیکھا فوراً شانے سے کمان کیانی اور ترکش سے تیر لیکر نعرہ
کیا کہ او ساحر بد کردار نابکار ہوشیار ہو جا کہ تیری اجل قریب آئی صورت نگار جادو نعرہ شاہزادے کا سنکے
ڈر گیا اور کچھ سحر پڑھ کے ہاتھ سے اشارہ کیا فی الفور برق چلی اور اس ساحر پر گری جسنے شاہزادے سے
عرض کیا تھا کہ دیکھیے وہ ساحر بیٹھا ہوا سحر کرتا ہی جب وہ ساحر برق سحر سے ہلاک ہو گیا صورت نگار جادو
خوف شاہزادہ ذی وقار سے بھاگ گیا اور نظر شاہزادہ سے غائب ہو گیا بعد غائب ہو جانے صورت نگار
جادو کے عمرو بن حمزہ اپنے لشکر کا حال دیکھ کر اسقدر روئے کہ گر پڑے اور غش آگیا اسی عالم غشی میں دیکھا کہ
ایک مرد بزرگ بالین پر کھڑے ہیں اور شفقت فرماتے ہیں کہ ای طلسم کشا اسقدر رنج و غم نکر افضال خدا پر نظر رکھو
انشاء اللہ تعالی یہ رنج و غم بزودی دفع ہو جائیگا اور مدعا ہاتھ آجائیگا تجکو لازم ہی کہ یہاں سے جانب شمال جاؤ اور عجیب
عجائب و غرائب اثنائے راہ میں نظر آئیں انھیں دیکھنا اور خبردار بغیر دیکھے لوح طلسمی کے کوئی کام نہ کرنا یہ
فرما کر وہ مرد بزرگ نظر شاہزادہ سے غائب ہو گئے شاہزادے کو جب غش سے افاقہ ہوا خیال کیا کہ عالم
خواب میں مجھے مرد بزرگ نے ہدایت کی ہی اب مجکو بھی لازم و مناسب ہی کہ جانب شمال جاؤں یہ خیال

ہر کے اسیوقت جانب شمال روانہ ہوے عمرو بن حمزۂ یونانی تو روانہ ہوتے ہین انکا ذکر پہر کیا جائیگا لیکن اب
حال صورت نگار جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب صورت نگار جادو نارنج جادو کے پاس پہونچا کہنے لگا کہ مین نے سحر
سبکو مسخر کر دیا ہی فقط شاہزادہ عمرو بن حمزہ باقی رہگیا ہی نارنج جادو نے گفتگوے صورت نگار جادو سنکے
کہا اب فرخ اور زلزلہ کو گنبد سامری مین لیجا کر قید کر دو اور اپنے سحر مین رکھیو اور میری دختر مہ جبین نارنجی پوش
ور راحت افزا کو میرے پاس لے او صورت نگار جادو یہ سُنکے درۂ طلسم پر آیا اور بارگاہ مین جا کر مہ جبین اور
راحت افزا پر سے وہ سحر اپنا دفع کیا اور ایک اور سحر مین گرفتار کر کے پاس ملکہ نارنج جادو کے لیگیا
اور دونون کو نارنج جادو کے حوالہ کر کے پھر آیا اور ملکہ زلزلہ جادو اور فرخ کو گنبد سامری مین لیجا کر قید کیا
اور اپنے سحر مین گرفتار رکھا صورت نگار جادو نے زلزلہ جادو اور فرخ کو تو گنبد سامری مین قید کیا ہی اور مہ جبین
نارنجی پوش اور راحت افزا نارنج جادو کے پاس ہین انکا حال آیندہ منـ ـج کیا جائیگا لیکن اس جگہ احوال
شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا لکھا جاتا ہی کہ جو موافق ہدایت مرد بزرگ جانب شمال روانہ ہوے تھے جاتے جاتے ایک ایسے
صحراے ہولناک مین پہونچے کہ الشرکی تو کیا حقیقت ہی شیر کا زہرہ اُس صحراے پر ہول مین آب آب ہوتا تھا اگر رستم پلتن
خواب مین بھی خیال اُس بیابان وحشت افزا کا کرتا یقین ہی کہ دہل جاتا اور اگر اسفندیار احوال اُس صحراے ہولناک کا کبھی
سُن لیتا یقیناً خوف سے اُسے غش آجاتا کیونکہ ادنا حال اُس بادیۂ پر خوف و خطر کا یہ ہی کہ دمبدم ہر طرف بگولے اٹھتے
تھے ہواے گرم چلتی تھی لوئن بھی بکثرت تھی تمام میدان صحرا حرارت مہر سے گویا کرۂ نار تھا ہر ذرہ اُس صحراے
پر آفت کا رشک آفتاب محشر تھا سبزہ و درخت کا زمین پر نام و نشان بھی نہ تھا لیکن کانٹون کی بیحد کثرت تھی
شاہزادے کو قدم اٹھانا دشوار تھا رہروی سے صدہا کانٹے کف پا مین گڑ گئے تھے کف پا سے خون جاری تھا
تلوون مین آبلے بھی پڑے تھے اور اکثر آبلے پھوٹ بھی گئے تھے گویا حال پر شاہزادے کے آبلے روتے تھے چونکہ تمازت
آفتاب بکثرت تھی شاہزادہ پسینے مین ہمہ تن تر تھا تشنگی سے عجب حال تھا پیاس سے حلق مین کانٹے پڑے تھے گرمی
حرارت آفتاب سے دل بیتاب تھا سراپاے شاہزادہ پر غبار پڑا ہوا تھا رنگ چہرۂ انور تمازت مہر سے سانولا ہو گیا
تھا ہر طائر روح قفس تن سے بیقرار ہو کر مائل پرواز تھا زمین تابہ آہن کیطرح جلتی تھی دھوان دمبدم نکلتا
تھا ہر چند آفتاب کا منھ اُس دشت پر کتان کیطرف نہ تھا لیکن خوف سے ارا رکا پیتا تھا غبار ہر مرتبہ
اُس دشت جانستان سے اٹھکر سوے فلک جاتا تھا کوئی چرند و پرند کسی طرف نظر نہ آتا تھا شاہزادہ ذیجاہ
پریشان خاطر تھا یکایک پس پشت شور و غل بلند ہوا شاہزادے نے پھر کر پس پشت جو نظر کی دیکھا اژدر تو کوئی
نہین ہی لیکن ایک اژدہا از حد طویل ہی دمبدم اسقدر شعلے اُسکے دہن سے نکلتے ہین کہ تمام صحرا کرۂ آتش سا
ہو جاتا ہی اُسی اژدرہی کی پشت پر فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو سوار ہین اور اژدہا لئے جاتا ہی جب شاہزادے نے
بخوبی طرح فرخ اور زلزلہ جادو کو دیکھا اور پہچانا اُسوقت فرخ نے پکار کے کہا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ آپ تو
طلسم کشا ہین جلد آیئے اور مجھے اس اژدر سے بچایئے اگر تشریف لانے مین دیر لگائیگا بعد مجکو زندہ نہ پائیگا
یہ اژدہا ایکدم مین مجھے نگل جائیگا یا اُسکے شعلون سے یہ خاکسار جل جائیگا اگر آپ جلد مجھ تک نہ آسکین تو لوح
طلسمی میری طرف پھینک دیجیے تاکہ مین لوح کو اپنے گلے مین ڈال لون اور اس اژدر کی گزند سے بچون جب فرخ
یہ تقریر کر چکا ملکہ زلزلہ جادو نے بآواز بلند کہا ای شاہزادۂ ذی وقار اسطرف نہ جایئے ذرا
ادھر تشریف لایئے مجھکو اس اژدر کی شر سے بچایئے مین مطیع دین اسلام ہو چکی

ہون جلد میری مدد کے واسطے آئیے شاہزادے نے فرخ اور زلزلہ جادو سے نقلی کی انگشت سے کمان دوش سے
ہاتھ میں لی اور ترکش سے تیر نکالکر چاہتا تھا کہ اژدہے کو تیر مارین یکایک اژدہا نظر شاہزادہ سے غائب ہو گیا عمرو بن حمزہ
حمزہ اژدہے کے غائب ہو جانے سے نہایت متحیر ہوئے اور فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو کا خیال کرکے محزون
ہوئے آخر بہزار دشواری آگے بڑھے جب تھوڑی دور راہ طے کی دیکھا کہ ایک نالا ہے اور اسی نالہ پر زیر دار
لاشین فرخ اور زلزلہ جادو بالاے زمین پڑی ہوئی ہین آنکھین کھلی ہوئی ہین شاہزادہ نامدار لاشین
دیکھکر نہایت بیتاب و بیقرار ہوا اور بے اختیار اشکبار ہوا ابھی شاہزادہ لاشون کو دیکھکر رو رہا تھا کہ سامنے
سے ایک فیل ہفت سر ظاہر ہوا چھ سر تو اُسکے شیر اور گینڈے وغیرہ چوپایون کے سرون کے مانند تھے لیکن
ایک سر اُسکا شکل ہاتھی کے سر کے تھا اور قد و قامت اُسکا مانند فیل مست کے بلند تھا اور نہایت قوی الجثہ تھا اُسکا
اُسکی ایسی ہیبتناک تھی کہ انسان تو ضعیف البنیاد ہے اگر دیو بھی اُسکو دور سے ایک نظر دیکھ لیتا فوراً خوف سے ہلاک
ہو جاتا شاہزادہ ذیجاہ و عالی گہر اُس فیل ہفت سر کو دیکھ رہا تھا کہ وہ فیل قریب آیا اور اُسنے شاہزادے کو گھیر
لیا شاہزادے نے اُس بلاے ناگہانی اور آفت آسمانی کو آگے دیکھکر فوراً لوح کو دیکھا لوح سے ثابت ہوا
کہ ای طلسم کشا یہ جو فیل ہفت سر ہے یہ ایک ساحر ہے تجھے لازم ہے کہ خیال کرکے دیکھ کہ بیچ مین جو سر ہاتھی کا ہے اسی سر کی پیشانی
پر ایک ٹیکا سرخ ہے یہ اسم جلیل پیکان تیر پر دم کرکے اُسی ٹیکے پر تیر لگا وہ تیر اگر ٹیکے پر پڑا تو یہ فیل ہفت سر ہلاک ہو جائیگا
اور اگر تیر نشانے پر نہ پڑا تو تمھارے حق مین بہتر نہ ہوگا شاہزادے نے اس مضمون لوح سے آگاہ ہو کر فوراً
وہی اسم بزرگ تیر پر دم کرکے اُس ٹیکے کو تاک کے تیر لگایا بقدرت پروردگار تیر اُسی ٹیکے پر پڑا فیل ہفت سر
آتشبازی کی چرخی کی طرح گھومنے لگا اور ہر ایک بن مو سے اُسکے ایک شعلہ نکلا یہانتک کہ فیل ہفت سر
جلکر خاک ہو گیا جسوقت وہ فیل ہفت سر جلگیا ایسی آندھی سیاہ آئی کہ روز روشن رشک شب تار ہو گیا
ہواے تند چلنے لگی برق چمکنے لگی پھر اُسکے سحر کے نالہ و فریاد کرنے لگے پتھر آسمان سے گرنے لگے بعد چار گھڑی کے
وہ شور و غل و قمع ہوا اور تاریکی برطرف ہوئی اور ایک آواز آئی قتل کیا مجھکو کہ نام میرا فیل جادو تھا جب بخوبی
روشنی ہوئی اور آفتاب نظر آیا شاہزادے نے دیکھا کہ لاشین فرخ اور زلزلہ جادو کی نہین ہین اور دادو
کا بھی نام و نشان نہین ہے اور وہ حرارت آفتاب کہ جس سے جگر کباب ہوا جاتا تھا دفع ہو گئی شاہزادے
نے فیل جادو کو ہلاک کرکے شکر خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا ناگاہ شاہزادے نے دیکھا کہ ایک جانب
سے ایک شیر نر نعرے کرتا ہوا بصد غضب آتا ہے اور دوسری طرف سے ایک چیتا آتا ہے شاہزادے نے لوح کو
ملاحظہ کیا لوح سے ظاہر ہوا کہ ای شاہزادے جسوقت چیتا تمھارے قریب آئے فوراً تیغ سے ہلاک کر ڈالنا اور شیر
تمپر حملہ کرنے پائے کہ تم شیر پر جست کرکے سوار ہو جانا اور جس جگہ شیر تمھین لیجا کر ٹھہر جائے پہلے تم شیر کو ہلاک کرنا
بعد ازان پشت شیر سے اُترنا اور اگر خلاف اُسکے کروگے تو انجام اچھا نہ ہوگا شاہزادہ لوح کو دیکھ چکا تھا کہ
شیر اور چیتا دونون قریب آئے شاہزادے نے تیغ تیز کھینچکر چیتے کو قتل کیا تاریکی ہوئی اُسی تاریکی مین فی الفور
جست کرکے پیٹھ پر شیر کی سوار ہوا شیر ناچار و مجبور ہوا اور ایک جانب شاہزادے کو لیکر چلا بعد طے کرنے راہ دور
کے ایک باغ کے دروازے پر لیگیا اور وہین ٹھہر گیا شاہزادے نے بموجب حکم لوح پہلے شیر کو قتل کیا پھر
پشت شیر سے زمین پر قدم رکھا جسوقت شیر قتل ہوا اسوقت بھی تاریکی سے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور آواز آئی
مارا مجھکو کہ نام میرا اسد جادو تھا جب سیاہی دور ہوئی اور زمین ضیاے آفتاب سے پر نور ہوئی عمرو بن حمزہ

اس باغ میں داخل ہوئے دیکھا کہ نہایت سرسبز و شاداب باغ ہے گلہائے رنگا رنگ شگفتہ ہیں درختان میوہ دار بار ثمار سے جھکے ہوئے ہیں بیچ میں باغ کے ایک چبوترہ ہے کیلوں کے درختوں کی قطار دو جانب ہے نہریں ہیں پانی نہایت صاف و شیریں ہے علاوہ اسکے کیلوں کے درختوں کے نیچے صدہا دُکانیں ہیں اُن دُکانوں میں انواع اقسام کی اشیا بھی رکھی ہیں لیکن کوئی دکاندار نظر نہیں آتا ہے شاہزادہ نیرنگی گلہائے باغ کی بہار دیکھ کے خوش ہوئے وہ باغ ایسا تھا بمقتضائے ابیات

وہ گلشن کہ جسپر فدا تھی بہار　　وہ بستان خرمی جسکی ہر کنار
کھلے جاتے تھے اسکے گلہائے تر گل　　اُسی جا تو ہنستا تھا ہر ایک گل
جہاں ایک اصلی لگا تھا شجر　　جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر
صفت کر سکو نہیں کیا اُس نہر کی　　جواہر کی تھیں شہریاں نہر کی
ایک سو خیابان بطرز دگر　　شجر اُس پہ رہتے ہیں ایک ایک پر
اسی سمت بوٹے وہاں تھے خوش　　جو پریاں بھی تھیں بلبلیں جا بجا
بہشت بریں جس سے بہتر نہ تھا　　نظیر اسکا روئے زمین پر نہ تھا
وہ فوارے نہروں میں مانند ماہتاب　　ستارے ہوں جیسے فلک پر رواں
وہ گل بوٹے جس میں نمایاں ہوئے　　کہ شہزادہ ماتی بھی حیران ہو
سنتے تھے زمیل نامی سے　　بہار اُنکی تھی چاندنی میں شب

شاہزادہ باغ کی سیر کرتا ہوا آگے جو بڑھا دیکھا کہ ایک گنبد نہایت بلند ہے اس گنبد پر ہزارہا طائر ہر رنگ کے بیٹھے ہوئے ہیں اور درمیان گنبد کے تصویر سامری رکھی ہے اور ایک جانب اسی گنبد میں فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو کی تصویریں بنی ہیں دونوں تیر کھائے ہوئے علیحدہ علیحدہ کھڑے ہیں شاہزادہ عمرو بن حمزہ تصویر فرخ سے لپٹ کے اشکبار ہوئے اور تصویر ملکہ زلزلہ جادو کو بھی دیکھ کے مغموم و ملول ہوئے پھر اس گنبد سے نکل کے اُس گنبد کو بنظر غور دیکھنے لگے وہ گنبد ایسا تھا بمقتضائے ابیات

وہ گنبد بنا تھا جو بلور کا　　سراسر اُسے کہیے تھا نور کا
منقش در اسکے دیوار و در　　صفائی پہ اُسکی پھسلتی نظر
گروں آسماں رفعت کا کیا بیاں　　تھے دیوار و در اسکے آئینہ ساں
عمرو بن حمزہ یونانی جس گنبد تماشا کو خوب دیکھ

سیر کرتے ہوئے اسی باغ کے چبوترہ پر آئے اور پھر گلہائے باغ کی سیر کرنے لگے طائروں نے جو عمرو بن حمزہ یونانی کو دیکھا فوراً شور و غل کرکے گنبد سے اڑے اور نہر میں گر کرکے غوطے لگانے لگے اور بصورت انسان ہر ایک اپنی دُکانوں پر ہر ایک بیٹھا اسی طور سے ہزارہا چھوٹے اور بڑے جانور غوطے لگا کر شکل انسان ہو گئے اور دُکانداروں سے اشیائے مطلوب لینے لگے گرم بازاری ہونے لگی ہر ایک چیز بکنے لگی خریدار مول لینے لگے کسی جانب حلوائی تحفہ مٹھائی تھالوں میں لگا کر بیٹھے کسی حلوائی نے بعد صفائی پوریاں روغن میں تل کے تھال پر رکھیں اور ترکاری بھی نہایت نفیس اور چٹنی بنا کر رکھی پھر کچوریاں تیار کیں اور حلوا بھی بنایا خریدار گرم گرم پوریاں دیکھ کر خریدنے لگے بہت میوہ فروش بیٹھے ہوئے انار و سیب و بادام وغیرہ خریداروں کے ہاتھ بیچنے لگے کسی طرف تر فروش اور بیچنے والے ترکاری پکار پکار کے بیچنے لگے گل فروش ہار بیلے اور چنبیلی کے تیار کرنے لگے خریدار پھولوں کو خرید کے تصویر سامری پر چڑھانے لگے گھنٹ اور ناقوس و سنکھ بجانے لگے پوجا کرنے لگے اکثر مردم تصویر سامری کو سجدہ کرنے لگے بعض ایک پانوں سے کھڑے ہو کر پرستش کرنے لگے اشیائے خوشبو آگ پر ڈالنے لگے صدا مردمان کفرنشان یا خداوند سامری پکارنے لگے سیکڑوں عورتیں بھی پھول ہار چڑھا کر اور نذر و نیاز اور سجدہ کرکے خداوند سامری سے بعض حاجت اپنی بیان کرنے لگیں بیٹا مانگنے لگیں اور خاک گنبد اُٹھا کر اپنے پیٹ اور مقامات وغیرہ پر ملنے لگیں اور دست بستہ عرض کرنے لگیں کہ اسی سال میں لڑکا شکم میں آئے پیٹ رہ جائے غرض گنبد سامری میں تو اکثر زن و مرد اپنی مراد مانگتے تھے اور بازار میں کھوکے ایک طرف لمعا لیے ہوئے بیٹھے تھے اور پکار رہے

کہ کھلونے ہیں بالے بھولوں کے کسی جانب ہنڈولوں میں طفل و جوان بیٹھے ہوئے جھول رہے تھے کوئی لکڑی کی گیند بڑا
بیچتا تھا کوئی مٹی کی پتلیان خریدتا تھا غرض بازار میں کثرت مردمان اس درجہ تھی کہ راہ چلنا مشکل تھا میلے کا
مجمع تھا عمرو بن حمزہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے میلے کی سیر دیکھ رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ میلے تو کوئی اس باغ
مین نہ تھا یہ عجب جانور ہیں کہ نہر میں غوطے لگا کر انسان ہو گئے عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ بیرون در
باغ سے صدہا چوبدار اور خادم و خدمتگار اہتمام کرتے ہوئے باغ میں آئے پھر چار اژدہوں پر ایک تخت رکھا
ہوا نظر آیا دیکھا کہ اُس تخت پر نارنج جادو بصد کبر و نخوت سوار ہے اور اپنے زانو پر اپنی دختر مہ جبین نارنجی
پوش کا سر رکھے ہوئے ہے اور شطرنج جادو اور کبید شعلہ فزا صدہا ساحران نامی اور ہزارہا ساحران غیر
نامی ہمراہ ہیں جب تخت سامنے چبوترے کے اور پاس گنبد سامری کے آیا نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین نارنجی
پوش سے کہا کہ اے دختر دیکھو یہ گنبد سامری ہے اس گنبد مین خداوند سامری کی تصویر ہے تجھکو لازم ہے کہ جلد بصد
ادب تخت سے اُتر کر خداوند سامری کو سجدہ کر اور واسطے اپنے دعا مانگ کہ تجھکو صحت ہو جائے طبیعت میری اچھی
ہو جائے اور محبت پسر حمزہ کی تیرے دل سے دور ہو جائے ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن نے جواب دیا خدا
سلامت رکھے شاہزادہ عمرو بن حمزہ کو کہ اُنھوں نے مجھے کلمہ پڑھایا اور مسلمان ہے میں اس سامری
نالائق پر لعنت کرتی ہوں کبھی تصویر سامری کو سجدہ نہ کرونگی نارنج جادو یہ گفتگو اپنی دختر کی سنکر برہم ہو کر
ایک طمانچہ مہ جبین نارنجی پوش کے مارا اور غضبناک ہو کر کہا کہ اے گیسو بریدہ ننگ خاندان اگر تو مر جائے تو
بہتر ہے خداوند سامری کو برا کہتی ہے اور نشۂ بادۂ عشق عمرو بن حمزہ میں مست ہے خدائے نادیدہ کو سجدہ کرلی ہے
ہمارا کہنا نہیں مانتی ہے جو چاہتی ہے وہ کرتی ہے جوان ہو کر مستانی ہو گئی ہے نارنج جادو نے جو ملکہ مہ جبین کو طمانچہ
مارا اور کلمات سخت کہے ملکہ رونے لگی شاہزادہ نے جو دیکھا کہ میری معشوقہ کو نارنج جادو نے طمانچہ مارا اور وہ رو
رہی ہے یہ حال دیکھکر شاہزادے کو نہایت غصہ آیا فوراً تیغ ابدار کھینچ کر چبوترے سے اُٹھے اور نعرہ کیا کہ او نارنج
جادو غضب کیا تو نے کہ میری محبوبہ اور مطلوبہ کو مارا اور صدمہ پہونچایا اب میں تجھکو مار ڈالونگا اپنی معشوقہ کا انتقام
کماحقہ تجھسے لونگا یہ نعرہ کرکے آگے بڑھے ساحران نابکار سد راہ ہوئے اور نارنج اور ترنج اور گونے اور مافرچ جادو نے
سحر پڑھ پڑھ کے شاہزادے پر مارنے لگے شاہزادہ تیغ ابدار سے ساحروں کو قتل کرنے لگا ساحروں کے قتل
ہونے سے تاریکی ہونے لگی اور غل و شور ہونے لگا اسوقت شطرنج جادو نے نارنج جادو سے کہا کہ اے
ملکہ اب آپ یہاں توقف نہ کیجیے جلد یہاں سے بھاگ جائیے دیکھیے طلسم کشا آتا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ قتل ہو جائیں
نارنج جادو تو گفتگوے شطرنج جادو سنکے فوراً ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن کو اپنے ہمراہ لیکر باغ سے
نکل گئی اور کسی طرف بھاگ گئی لیکن صدہا ساحر ہمراہیان نارنج جادو باغ میں رہ گئے اُس شاہزادہ
ذیوقار تیغ ابدار سے اُنھیں قتل کرنے لگا ساحروں کے سرتن سے جدا ہونے لگے کیونکہ تیغ آبدار
شاہزادہ ذیوقار کی ایسی تیز ہے کہ دم میں ہزاروں کے گلے کاٹتی ہے

نظم

لرزنے لگا خوف سے چرخ پیر
ہوا بحر خون اس قدر موج زن
برستے تھے سر مان برسات تھی
غرض شاہزادے نے باغ دوم

کہیں خون کی ندی زمین پر بہی
لیے سنگریزے عقیق یمن
وہ سر تھے زمین پر کہ اولے پڑے
کیے قتل چن چن کے اہل حسد

ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر
کہیں بارش آتش سحر تھی
گرج رعد کی اور چمک برق کی
جل دشت میں تھے بھبھوکے پڑے
فوج مخالف میں زلزلہ پڑ گیا آخر بدرجۂ

مجبوری و ناچاری ساحران باقی ماندہ باغ سے نکل کے بھاگے تمام میلا درہم و برہم ہو گیا عمرو بن حمزہ یونانی نے ساحران نابکار کو بھگا کر گنبد سامری پر جو نظر کی دیکھا کہ صورت نگار جادو کا تخت سحر پر بیٹھا ہے اور مقراض سے پتلے کاغذ کے کتر رہا ہے اور سحر کر رہا ہے شاہزادے نے صورت نگار جادو کو دیکھ کے لوح ملاحظہ کی لوح سے ظاہر ہوا کہ اس اسم بزرگ کو پیکان تیر پر دم کرو اور دھبا سرخ جو صورت نگار کی پیشانی پر ہے اسی جگہ تیر لگاؤ اگر تیر دھبے پر پڑا تو صورت نگار جادو ہلاک ہو جائیگا اور جو تیر نشان مذکور پر نہ پڑا تو موجب تمھاری ہلاکت کا ہوگا شاہزادہ ذی وقار نے لوح کو دیکھکر وہی اسم بزرگ جلد تر پیکان تیر پر دم کیا اور تیر کو چلہ میں کمان کے رکھکے لگایا تیر اسی نشان پر پڑا صورت نگار جادو کی حیات کا نقشا بگڑ گیا فوراً زمین پر گرا اور تڑپنے لگا آخر الکدم میں مر گیا اسوقت آندھی سیاہ آئی تاریکی ہر طرف چھائی ہیر اُنکے سحر کے چلانے لگے فریاد و فغان کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی افسوس مارا مجکو اور قتل کیا مجکو نام میرا صورت نگار جادو تھا جب تاریکی دفع ہوئی اور روشنی ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ گنبد سامری سے فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو وہ دونوں باہر آئے کیونکہ یہ دونوں صورت نگار جادو کے سحر میں گرفتار تھے جب صورت نگار مارا گیا سحر اسکا ہر طرف ہوا یہ قید سے چھوٹ گئے غرض فرخ دوڑ کر شاہزادے کے قدم سے لپٹا شاہزادے نے فرخ کو قدم سے اٹھا کر سینے سے لگایا پھر ملکہ زلزلہ جادو بھی عمرو بن حمزہ کے قریب گئی اور شاہزادے کی جرأت و ہمت کی تعریف کرنے لگی اور ممنون احسان ہوئی یہاں تو صورت نگار جادو کے قتل ہونے سے فرخ اور زلزلہ جادو پر سے سحر دفع ہو گیا اور وہاں جملہ ساحر و غیر ساحر پر سے سحر صورت نگار بر طرف ہو گیا ہر ایک بصورت اصلی ہو گیا سب کو ہوش آیا زلزلہ جادو نے ایک طائر سحر کو روانہ کر کے سب کو اپنے پاس بلوایا تو زلزل جادو اور ازلال جادو دختران زلزلہ جادو و جملہ لشکر کو لیکر باغ میں آئیں اور اپنی ماں سے ملیں زلزلہ اپنی بیٹیوں کو دیکھکر خوش ہوئی عمرو بن حمزہ اپنے ماموں زمتاش بہادر اور شہباز یکہ تاز مشرقی سے بغلگیر ہوئے پھر حکم شاہزادہ فی الفور محفل عشرت آراستہ ہوئی اور نازنینان خوبرو بھی جملہ حاضر ہو کر رقص و نغمہ کریں بمجرد حکم شاہزادہ فی الفور محفل عشرت آراستہ ہوئی اور نازنینان خوبرو بھی مع اپنے سازندوں کے حاضر ہوئیں عمرو بن حمزہ مع اپنے ماموں زمتاش بہادر اور شہباز یکہ تاز او زلزلہ اور فرخ اور سرداران لشکر کے بزم عشرت میں بیٹھے نازنینان مغنی میں سے ایک مطربہ خوش آواز با ناز و انداز مع اپنے سازندوں کے بزم عیش میں حاضر ہوئی اور ناچنے لگی بعد ناچنے کے مطربہ نے یہ غزل شروع کی غزل

عشق میں ہم نے فقط جور و جفا دیکھ چکے
بس سمجھے ادا اثر آہ رسا دیکھ چکے
بعد رخصت ہے رہ گرد دشت اپنا
خوب ہم گرمی بازار قضا دیکھ چکے
تشنہ کامی کے لیے کسکی نہیں منت کی
دیکھتے تھے جو ہمیں ناز و ادا دیکھ چکے
شوق میں پردہ بھی وصل میں کرتا ہے سوال
بارہا نقش گل نار قبا دیکھ چکے

ہنستا ہے چرخ مجھ پہ اس سے بھی ہوا دیکھ چکے
دل سے کتنا ہی بھی حوصلہ میتا ہی
یہ بھی مدت ہوئی ہم آبلہ پا دیکھ چکے
ناامیدی یہ سنانی ہے شب فرقت میں
مجکو بھی آپ مرے تیغ جفا دیکھ چکے
دل اسیران قفس کا نہ کسی دن بہلا
انتہائے ستم رسم صیاد دیکھ چکے
ہجر گیسو میں کوئی دم نہ تسلی ہوا

کھینچ لایا نہ کبھی اُنکو مری بالین تک
آپ ایسا مجھے کیا سمجھے تھے کیا دیکھ چکے
ابتو رخصت ہے مجھے ملک عدم کی قاتل
کیوں فریب اثر دشت دعا دیکھ چکے
اب کسی اور کو پامال تمنا سمجھیے
نکہت افشانی داماں صبا دیکھ چکے
ناز کا نامی جاناں کی تبر کیا لیکن
مشک چین مشک ختن مشک خطا دیکھ چکے

شمع افروزی مضمون کی بدولت تسلیم — بارہا جلوۂ بزم شعرا دیکھ چلے — جب غزل مرقوم مطربہ مطبوع نے
بہ لحن داودی روبروے عمرو بن حمزہ گائی جملہ اہل بزم خوش ہوئے خصوصًا عمرو بن حمزہ از حد شاد و خرم ہوئے
اور اسکو انعام وافر دیا پھر وہ مطربہ تو بزم عشرت سے زر کثیر انعام مین لیکر چلی گئی اور ایک نازنین مہ جبین
بزم عشرت مین حاضر ہوکر ناچنے لگی اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اسی طرح دو روز تک محفل عشرت آراستہ رہی
اور دور جام مے گلگون رہا بعد دو روز کے عمرو بن حمزہ نے فرمایا کہ اب مین واسطے طلسم کشائی کے جاتا ہون
زیادہ عیش و راحت مین بسر کرنا مناسب نہین ہی ملکہ زلزلہ جادو نے گفتگوے شاہزادۂ ذی وقار استماع
کرکے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجائین مین اسی جگہ رہونگی اگر یہان نارنج جادو براے جنگ آئیگی تو مین اس سے
مقابلہ کرونگی اور اگر آپ کے ہمراہ مرحلات طلسمی پر جاؤنگی تو یقینًا نارنج جادو سے مقابلہ نہ کرسکونگی کیونکہ وہ مالک
طلسم ہی فرخ نے تقریر زلزلہ جادو سنکے کہا مین ہمراہ رکاب شاہزادہ ذیجاہ ضرور جاؤنگا تنہا شاہزادے کو
ہرگز نہ جانے دونگا زلزلہ جادو نے کہا اے فرخ تمھارا جانا بھی مناسب نہین ہی کیونکہ طلسم کشائی تنہا
ہوتی ہی اور طلسم کشا کو لازم ہی کہ اکیلا مرحلات طلسم پر جاے اور کسی کو ہمراہ اپنے نہ لیجاے اور بغیر لوح دیکھے
کوئی کام نہ کرے اور نہایت ہوشیار رہے عمرو بن حمزہ یونانی نے گفتگو ملکہ زلزلہ جادو کی سنکے لوح
طلسمی دیکھی لوح سے یہ مضمون صاف صاف ظاہر و آشکار ہوا کہ اے طلسم کشا اگر بالطاف پروردگار صورت
نگار جادو تیرے ہاتھ سے ہلاک ہوجاے تو تجھکو لازم ہی کہ زیادہ توقف نہ کر اور جانب جنوب روانہ ہو جب عمرو
بن حمزہ بموجب مضمون حکم لوح سے ماہر ہوکر بارادۂ طلسم کشائی چلے فرخ بھی اُٹھ کر عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادہ
ذی شان آپ کچھ خیال ملکہ زلزلہ جادو کے کہنے کا نہ کیجئے مجکو اپنے ہمراہ لیچلیے ہرچند شاہزادے نے
فرمایا کہ اے فرخ تم یہین مقیم رہو تنہا مجکو جانے دو لیکن فرخ نے نہ مانا آخر بدرجہ مجبوری شاہزادے
نے فرخ کو اپنے ہمراہ لیا جب عمرو بن حمزہ براے طلسم کشائی روانہ ہوے زلزلہ جادو اور شہباز کجکلہ
نامور سرداران لشکر مع زلزلہ جادو وغیرہ پھر آئے اور اُسی باغ مین سب کے سب مقیم ہوے

داستان گرفتار کرنا شطرنج جادو کا عیاری سے عمرو بن حمزہ یونانی کو اور پھر انکا رہا ہونا بوجہ گلگونہ جادو کے اور پھر گرفتار ہونا شاہزادے کا مع حالات دیگر

راویان رفیع الامکان و ناقلان سحر بیان اس داستان حیرت نشان کو اس طرح پر بیان کرتے ہین کہ جب عمرو بن
حمزہ یونانی و زلزلہ جادو وغیرہ سے رخصت ہوکے سمت جنوب روانہ ہوئے بعد قطع
منازل و طے مراحل ایک ایسی جگہ پر پہونچے کہ اس جگہ دو مینار سر بفلک کشیدہ بنے ہوے
تھے اور ایک گنبد کلان تھا اور وہ گنبد بصورت گنبد فلک بلند تھا اور نہایت خوش قطع
بنا ہوا تھا اور ایک زنجیر طلائی درمیان دونون مینارون کے تھی اور اُسی زنجیر طلائی پر ایک
تخت زرین قائم تھا اور بالاے تخت ایک طاؤس اس طرح ناچ رہا تھا کہ چرخ نیلگون بھی
اُسکے رقص و گردش کو دیکھکر بار بار گرد اُسکے پھرتا تھا اور تصدق و نثار ہوتا تھا اور در گنبد سے
ایسی آواز گانے کی آتی تھی کہ زہرہ مطربۂ فلک بھی اُس نغمہ دلکش کو سنکے بیخود اور محو ہوتی تھی شاہزادۂ
ذی وقار نے جو رقص طاؤس کو دیکھا اور گانا سنا متحیر ہوکر فرخ سے کہا کہ اے فرخ دیکھو
یہ طاؤس عجب انداز سے گردش کرتا ہی اور کیا خوب کوئی خوش گلو گا رہا ہے فرخ نے جو طاؤس

کو دیکھا اور آواز گانے کی سنی فی الفور تا کمر پتھر کا ہو گیا اُسوقت فرخ چلایا اور عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادہ دیدار
جلد لوح دیکھیے مین تو تا کمر پتھر کا ہو گیا شاہزادہ نے جلد تر لوح پر نظر کی لوح سے ظاہر ہوا کہ اے شاہزادے
جلد تر اس اسم کو پڑھکر اس طاؤس کے پونے پر تیر لگا اگر تیر تمہارا اُس جگہ پر پڑا جس جگہ اُس طاؤس
کے پونے پر نشان سرخ ہی تو یہ طاؤس البتہ ہلاک ہو جائیگا ورنہ باعث خرابی اور گرفتاری کا ہوگا عمرو
بن حمزہ نے یہ حال لوح سے دریافت کرکے فوراً وہی اسم پڑھ کر پیکان تیر پر دم کرکے اور وہی نشان
سرخ طاؤس کو تاک کر تیر لگایا بقدرت خالق انس و جان تیر اُسی نشان پر پڑا اور پشت طاؤس کو توڑ کر نکل
گیا طاؤس تخت پر سے گر کے تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپ تڑپ کے مر گیا جسوقت وہ طاؤس ہلاک ہو گیا
آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ و تار ہو گیا پتھر جانب آسمان سے گرنے لگے برق چمکنے لگی ہوائے تند و تیز
چلنے لگی زمین تھرانے لگی پھر نالہ و فریاد کرنے لگے تھوڑی دیر تک یہی ہنگامہ رہا پھر ایک آواز آئی افسوس
قتل کیا مجھکو کہ نام میرا طاؤس جادو تھا جسوقت وہ اندھیرا دفع ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے
دیکھا کہ نہ تو وہ تخت ہی اور نہ وہ دونون منار مین فقط نیچے کا درجہ گنبد کا باقی ہی آواز گانے کی سنائی نہین دیتی
ہی اور فرخ بصورت اصلی ہی شاہزادے نے طاؤس کو ہلاک کرکے شکر خدا کیا ناگاہ گنبد کے اندر سے
صدائے نالہ و فریاد آئی شاہزادے نے ارادہ اُس گنبد مین جانے کا کیا اُسی وقت ایک طائر نے صدا دی
کہ اے طلسم کشا خبردار اُس گنبد مین نہ جانا شاہزادے نے اُس طائر کو تیر سے ہلاک کیا بعد ہلاک کرنے اُس طائر
کے شاہزادہ در گنبد کے قریب گیا اور در گنبد کو بقوت تمام وا کیا جسوقت دروازہ گنبد کا کھلا
ایک جوان خوبصورت گنبد سے نکلا فرخ نے دیکھا کہ چہرہ اُس جوان کا زرد ہی ناخن بڑھے ہوئے ہین موے سر
پریشان ہین جب وہ جوان قریب شاہزادے کے آیا اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے بعد تسلیم کے عرض
کیا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ میرا نام شہرت جادو ہی دوزبانو جادو نے مجھکو اپنا فرزند کیا تھا ایک روز
نارنج جادو نے یہ خیال کیا کہ دوزبانو جادو چند روز مین مر جائیگی تمام دولت دوزبانہ جادو کی شہرت
جادو کے قبضے مین آئیگی مجھکو ایک کوڑی بھی نہ ملیگی بس یہ خیال کرکے نارنج جادو نے مجھے گرفتار
کرکے طاؤس جادو کے حوالے کر دیا تھا اُسنے مجھکو اس گنبد مین قید کیا تھا شب و روز مین اس گنبد مین
رویا کرتا تھا آج آپ نے یہان آکر مجھکو قید سے رہا کیا ہی اب آپ فرمائیے کہ آپ کا اسم شریف کیا ہی
اور یہان کیون تشریف لائے ہین شاہزادے نے اپنا نام بتایا بعد باعث اپنے آنے کا بھی ظاہر کیا
اور طاؤس جادو وغیرہ ساحرون کے ہلاک کرنے کا بھی احوال تمام و کمال بیان کیا پھر شاہزادے
نے شہرت جادو سے فرمایا کہ مطیع دین اسلام ہوا شہرت جادو بموجب حکم خوشی خاطر مطیع دین اسلام
ہوا جب شہرت جادو مطیع دین اسلام ہو چکا عمرو بن حمزہ شہرت جادو اور فرخ کو ہمراہ اپنے لیکر
آگے روانہ ہوئے ابھی عمرو بن حمزہ نے تھوڑی ہی راہ طی کی تھی کہ ایک دریا ایک جانب نظر آیا کہ
بمقتضائے بیت سنگین آبے کہ مرغ آبے در و ایمن نبودے ٭ کمترین موج آسیا سنگ از کنارش
در ربودے ٭ شاہزادہ ذی وقار اُس بحر ذخار کو دیکھ رہا تھا ناگاہ ایک طرف سے ایک مہیب
صورت ہیبتناک خرس ظاہر ہوا اُسنے فرخ پر حملہ کیا فرخ اُس سے خوفناک ہو کر شاہزادے
کو آواز دی اور عرض کیا کہ اے شاہزادہ نامدار اس خرس نابکار سے مجھے بچا لیجے جلد اس طرف تشریف

ادھر شاہزادہ دیباجہ سمت فرخ شیرانہ چلا تھا کہ دوسری جانب اور ایک خرس پیدا ہوا اُسنے شہرت جادو
کے ہلاک کرنے کا قصد کیا شہرت جادو اُس خرس بدصورت سے ڈر کے شور کیا اور عمرو بن حمزہ سے
مضطر و پریشان ہو کر التماس کرنے لگا کہ ای شاہزادہ شیر صولت اس خرس بدصورت سے جلد مجھے بچا لیجیے
ورنہ لگا لیے شاہزادہ ذی وقار تیغ آبدار کھینچکر برای قتل خرس جانب شہرت جادو چلا اور خرس اوّل فرخ
کو اٹھا کر لیچلا فرخ نے بیتابانہ عرض کیا ای شاہزادہ شیر شکار دیکھیے یہ خرس ستم شعار مجکو لیے جاتا ہی یقین ہی
کہ اب مجکو کھا جائیگا ناخن و دندان سے میرے جسم کو اذیت پہونچائیگا افسوس میری قضا آگئی یہ بلاے بد مجکو ناگہ
حیف ساتھ آپ کا چھوٹیگا یہ غلام اب آپ کو کہاں پائیگا جو مین نے خطا کی ہو براے خدا معاف کیجیے گا اور
میرے والد کو میری طرف سے تسلیم آخری کہدیجیے گا اور کہیے گا کہ آپ کا پارۂ جگر غذاے خرس بدگہر ہو گیا
شاہزادے نے جو نظر فرخ کی بیکسی اور دیکھا کہ فرخ کو خرس لیے جاتا ہی شاہزادہ فرخ کے بچانے
کے واسطے اس طرف روانہ ہوا اور نعرہ کیا کہ او خرس بدکردار کہاں میرے برادر غمگسار کو لیے جاتا ہی جبتک شاہزادہ
قریب خرس پہونچا خرس نظر شاہزادہ سے غائب ہو گیا شہزادۂ دیباجہ نے فرقت فرخ مین ایک آہ کی اور
بہت اشکبار ہوئے ادھر خرس دیگر قریب شہرت جادو آیا ہر چند شہرت جادو نے اپنے تئین بچایا لیکن
کسی طرح بھاگ کر شاہزادے تک پہونچ نہ سکا آخر خرس نے شہرت جادو کو پکڑ کے اپنی پشت پر لادا اور
سمت دریا چلا شہرت نے پکار کے عرض کیا ای شہریار اس خرس ستمگار سے مجھے بچا لیجیے جلد تر یہان
تشریف لایے عمرو بن حمزہ قریب شہرت جادو پہونچے تھے کہ خرس شہرت جادو کو ایک جانب لیگیا
اور دریا مین جا کر غائب ہو گیا عمرو بن حمزہ شہرت جادو کی مفارقت مین محزون ہوئے اور خیال کرنے
لگے افسوس قبل اسکے مین نے لوح کو دیکھی ورنہ حکم لوح سے مثل طاؤس جادو کے ان دونون خرسون کو
بھی ہلاک کرتا خیال کر کے عمرو بن حمزہ بعد رنج و محن آگے بڑھے اور بعد قطع راہ ایک صحراے وحشت انگیز مین
پہونچے اور زیر درخت سایہ دار ٹھہر گیے چار جانب اس صحرای ہولناک کو دیکھنے لگے ناگاہ ایک طائر خوش رنگ
اُسی درخت پر آ کے بیٹھا اور بزبان فصیح اس طرح گویا ہوا کہ ای شاہزادۂ نیک خو آگاہ ہو جیے کہ اس صحرا کا
مالک شطرنج جادو ہی وہ نابکار بے مثل ساحر و عیار ہی جہانتک ممکن ہو اُسکی شر سے بچیے گا اور بغیر دیکھے لوح
کے کوئی کام نہ کیجیے گا ورنہ مبتلاے بلا ہو جایے گا مین آپ کا دوست ہون اسوجہ سے آپکو سمجھاتا ہون افسوس
بخوف اس جگہ ٹھہر نہین سکتا ہون ورنہ مکر و فریب شطرنج جادو سے آپ کو بچاتا خیر اسوقت تو جاتا ہون لیکن
کسی نہ کسی جگہ ضرور آپ کی اعانت کرونگا یہ کہکے طائر خوش رنگ اڑ گیا عمرو بن حمزہ گفتگوے طائر سنکے حیران ہوئے
اور خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم یہ طائر کون تھا جو ہمدرجہ میرے حال پر مہربانی کرتا تھا اور تقریر بفصاحت کرتا تھا
یہ خیال کر کے عمرو بن حمزہ زیر درخت بیٹھ گئے اور بعد تھوڑی دیر کے بوجہ تشنگی کے نہایت پریشان خاطر
ہوئے آخر زیر درخت سے اُٹھے اور براے جستجوے آب آگے بڑھے ناگاہ دیکھا کہ ایک بڑھیا
چند درختون کے سایہ مین بیٹھی ہی اور چرخے کو گردش دے رہی ہی سوت کات رہی ہی اور قریب
اُسکے کئی گھڑے کورے پانی سے بھرے ہوئے رکھے ہین آب خورے اور پیالے
گھڑون پر رکھے ہین اور انھین درختون کے نیچے ایک مختصر سا چھپر پڑا ہوا ہے عمرو بن حمزہ
نے اس ضعیفہ کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ بھی کوئی ساحرہ ہی یا شطرنج جادو

ہے گرفتار کرنے کو یہ ترکیب اور یہ شکل بنا کر بیٹھا ہے یہ خیال کرکے شاہزادے نے لوح پر نظر کی لوح طلسمی سے صاف
یہ ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا اس بڑھیا سے مطابق خاطر ہو یہ ساحرہ نہیں ہے مدت سے اس بیابان میں رہتی ہے
عمرو بن حمزہ مضمون کلام لوح سے آگاہ ہو کر قریب اسی ضعیفہ کے تشریف لے گئے اور کہنے لگے کہ ای بڑھیا میں
اس وقت پیاسا ہوں اگر تیرے مزاج کے خلاف نہ ہو تو میں تھوڑا پانی پی لوں اس ضعیفہ نے عمرو بن حمزہ
کو دیکھکر کہا کہ جسقدر دل چاہے آب سرد نوش کیجیے شاہزادے نے ارادہ پانی پینے کا کیا تھا کہ وہ ضعیفہ بوریے پر سے اٹھی
اور آبخورے میں آب سرد و شیرین کھنڈے سے انڈیل کر روبرو شاہزادے کے لائی شاہزادے نے
آب خوردہ ضعیفہ کے ہاتھ سے لیکر پانی پیا بعد پانی پینے کے ضعیفہ سے پوچھا کہ اس صحرا کا کیا نام ہے
یہ کون مقام ہے ضعیفہ نے جواب دیا اس صحرا کو سب دشت شطرنج کہتے ہیں عمرو بن حمزہ نے پوچھا شطرنج کون ہے اور
کس جگہ رہتا ہے بڑھیا نے کہا مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ شطرنج جادو کہاں رہتا ہے عمرو بن حمزہ نے گفتگو
ضعیفہ سنکے خیال کیا کہ طائر خوش رنگ سچ کہتا تھا کہ یہ صحرائے شطرنج جادو ہے یہ خیال کرکے شاہزادہ وہاں سے
روانہ ہوئے سیاحی کرتا ہوا دور تک چلا گیا اور قریب شام اسی صحرا میں ایک مقام پر پہنچ گیا اور ہر طرف دیکھنے لگا
تو دیکھا کہ ایک باغ ہے اور ایک بنگلہ بھوس کا اس باغ میں پڑا ہے اور اس بنگلے میں راحت افزا حال پریشان
کھڑی ہے عمرو بن حمزہ نے راحت افزا کو دیکھا خیال کیا کہ یہ یہاں کیونکر آئی اور کون شخص اسکو یہاں لایا ابھی عمرو بن
حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ راحت افزا نے باواز بلند پکار کے کہا کہ ای شاہزادہ ذیجاہ دیکھیے میں اس حال تباہ
سے اس جگہ قید ہوں اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش بھی اسی باغ میں قید ہیں شطرنج جادو نے بحکم نارنج جادو
مجھکو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو یہاں قید کیا ہے اسوقت شطرنج جادو کہیں گیا ہے آپ اس طرف
سے باغ میں تشریف لائیے کیونکہ دروازہ اس باغ کا اس جانب ہے میں تو دعائیں مانگتی تھی کہ آپ یہاں تشریف لائیں
تاکہ ہم اور ملکہ مہ جبین قید سے رہائی پائیں شکر ہے کہ آپ یہاں آئے اب ملکہ قید سے رہا ہو جائینگی اسیدن جو دل
میں غمگین بر آئینگی اگر آپ دو چار روز کے بعد یہاں تشریف لاتے ہرگز ملکہ مہ جبین کو زندہ نہ پاتے ذرا آکے
دیکھیے تو کہ ملکہ مہ جبین کا کیا حال ہو گیا ہے شکل بھی طرح پہچانی نہیں جاتی ہے رنگ چہرے کا زرد ہے آپ کی مفارقت
میں اسقدر روتی ہیں کہ آنکھوں پر ورم ہے اور کثرت اشکباری سے آنکھیں سرخ ہو گئی ہیں اور مارے ضعف و نقاہت
سے اٹھا بیٹھا بھی نہیں جاتا ہے ہر وقت آپ کی یاد میں پڑی رہتی ہیں اور رویا کرتی ہیں ہرچند کہ اس زندان میں
آب و طعام ملتا ہے لیکن ملکہ مہ جبین ہماری آپ کے صدمۂ مفارقت میں کچھ طعام تناول نہیں کرتی ہیں
جب میں عرض کرتی ہوں کہ ای ملکہ دو چار نوالے تو غذا کے کھا لیجیے اور تھوڑا پانی پی لیجیے تاکہ کچھ قوت ہو اور
زندگی بھی رہے ملکہ مہ جبین مجھکو یہ جواب دیتی ہیں **بیت** دانہ ہاے اشک اور خون جگر فرقت میں اب
بس یہی آب و غذا ہے عاشق جانباز ہے ای شاہزادہ ذی وقار یہ شعر پڑھکر بے اختیار روتی ہیں ہرچند
میں سمجھاتی ہوں کہ آپ اسقدر نہ روئیے شاہزادہ ذیجاہ یہاں جلد آئینگے آپ کو اس قید سے چھڑا لینگے کیونکہ
وہ طلسم کشا ہیں صاحب غیرت و حیا ہیں لیکن ملکہ مہ جبین کسی طرح رونا موقوف نہیں کرتی ہیں
اکثر دیوانوں کے مانند گفتگو کرتی ہیں گریبان کو چاک کرتی ہیں خود بخود کبھی ہنستی ہیں اور کبھی روتی
ہیں کبھی آپ کی تصویر خیالی سے مخاطب ہو کر بعد گریہ و زاری و نالہ و فریاد و بیقراری ہر ایک مطلع اور ایک
شعر کچھ اپنے حسب حال پڑھتی ہیں **ابیات**

میں وہ سوختہ دل ہوں کہ مر گئے پہ مری خاک سے دانۂ شجر ہوا
کہوں کس سے طول کمال اپنے سیہ بختی غم پہ سیاہی [illegible] سبب
جو ہوا ابھی تو ہو کے جل ہی گیا کبھی قابل برگ و ثمر نہ ہوا
گئے پار فلک کے یہ نالۂ شب [illegible] دل میں [illegible] کبھی اثر نہ ہوا

شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے جو کل تقریر راحت افزا لقلی کی سُنی از حد بیتاب و بیقرار ہو گئے اور راحت افزا سے کہنے لگے کہ میں ابھی آتا ہوں اور جبین اور ملکہ کو قید سے چھڑا آتا ہوں راحت افزا نے عرض کیا ای شاہزادہ جو تم دروازہ باغ پر جلد آیے لیکن یہ خیال رکھیے کہ دروازہ باغ پر ایک شخص درخت سے بندھا ہوا ہے وہ آپ کو اپنے پاس بلائیگا اور آپ سے [illegible] فریب کی کریگا آپ اُسکی تقریر نہ سُنیے گا اور باغ میں چلے آیے گا عمرو بن حمزہ نے مشتاق اُس مہ جبین نارنجی پوش ہو کر لوح کو نہ دیکھا اور راحت افزا کی گفتگو سُنکے خیال کیا کہ یہ سچ کہتی ہے ملکہ ابھی باغ میں قید ہے یہ خیال کر کے عمرو بن حمزہ در باغ پر آئے دیکھا کہ ایک شخص درخت میں زنجیروں سے بندھا ہے جب اُس شخص نے عمرو بن حمزہ کو دیکھا کہنے لگا کہ ای شاہزادہ ذی وقار ذرا میرے پاس تشریف لایے مجکو اس قید سے چھڑا لیے شاہزادے نے پوچھا تو کون ہے اُسنے عرض کیا میں اس باغ کا داروغہ تھا یہ باغ میرے حوالے تھا شعلہ رنج جادو نے ملکہ مہ جبین کو گرفتار کر کے میرے سپرد کیا تھا چونکہ میں ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو دختر ملکہ نارنج جادو کی جانتا تھا اسوجہ سے اُس کی خدمت کرتا تھا اور شراب و کباب اور طعام لذیذ دیتا تھا یہ خبر شطرنج جادو کو جو ہوئی اُسنے برہم ہو کر اب مجکو قید کیا ہے اور باغ سے نکالدیا ہے میں آپ کا اور ملکہ کا دوست ہوں مجھے دشمن تصور نہ کیجیے گا عمرو بن حمزہ نے تقریر اُس شخص کی سُنکے خیال کیا کہ لوح کو دیکھنا چاہیے اگر لوح حکم دے تو میں اُسکے پاس جاؤں اور اُسے قید سے چھڑاؤں یہ خیال کر کے شاہزادے نے لوح کو اس نیت سے دیکھا کہ میں اس شخص کے پاس جاؤں اور قید سے اُسے رہا کروں یا نہیں سوائے اس نیت کے اور کچھ نیت نہ کی چونکہ جس امر کے دریافت کرنے کے واسطے طلسم کشا لوح کو دیکھتا ہے اُسی باب میں لوح طلسمی سے احوال ظاہر ہو جاتا ہے اور دیگر حالات ظاہر نہیں ہوتے ہیں غرضکہ شاہزادے نے لوح کو دیکھا لوح سے ثابت ہوا کہ یہ شخص شنگل جادو ہے خبردار ای طلسم کشا اسکے فریب میں نہ آنا تمہیں لازم ہے کہ اس اسم بزرگ کو جو تم کو یاد ہے پڑھ کر پھونکو اُسکے [illegible] پس یہی حکم لوح نے دیا اور یہ لوح سے نہ ظاہر ہوا کہ باغ میں نہ جانا کیونکہ شاہزادے نے [illegible] اسی مقصد سے [illegible] میں لوح کو دیکھا تھا الغرض ادھر تو شاہزادہ لوح کو دیکھ رہا تھا ادھر شنگل جادو [illegible] شاہزادے نے لوح کو دیکھا تو میرا حال شاہزادے پر ظاہر ہو جائیگا اور شاہزادہ مجکو مار ڈالیگا یہ خیال کر کے شنگل جادو عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادے نامدار آپ لوح کو نہ دیکھیے [illegible] دروغ گو تصور نہ کیجیے جو کچھ میں نے عرض کیا ہے سچ سچ عرض کیا ہے جلد آیے مجکو رہا کیجیے یہ وقت [illegible] ایسا ہو کہ شطرنج جادو آ جائے تو میں رہا نہ ہو سکوں گا عمرو بن حمزہ نے لوح کو تہ دیکر [illegible] شنگل جادو کہتا ہی رہا مگر شاہزادے نے جلد تلوار کھینچی اور سر شنگل جادو پر لگائی شنگل جادو کے دو ٹکڑے ہو گئے اور زمین پر تڑپنے لگا بعد ایک لمحے کے ٹھنڈا ہو گیا اُسوقت اُسکے مرنے سے تاریکی چھا گئی آندھی تند چلنے لگی پتھر اُسکے بدن پر برسنے لگے آخر ایک آواز آئی افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجکو نام میرا شنگل تھا جب تاریکی دفع ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ پہلے دروازہ باغ کا بند تھا اب کھلا ہے شاہزادہ داخل باغ ہوا دیکھا عجب باغ ہے ہر ایک غنچہ و گل و ثمر عجیب و غریب ہے شاہزادہ [illegible] اُس باغ کے ہر درخت کیطرف دیکھتا تھا کہ وہ باغ [illegible] تھا

طلسمی تھے وہان کے کارخانے
ہر اک پتے تھے طائر سحر کا ڈھنگ
ثمر کی جا گہر سب مین نمودار
سنے انسان اگر اسکو تو ہو غش

جدھر دیکھو تھے جادو کے تماشے
کوئی پھل شکل مین مثل پری تھا
چمک پتون مین جیسے عارض یار
صدا غنچون سے تھی نغمون کی آتی

درختون مین بھرا افسون نیرنگ
کوئی گل نقشۂ جادوگری تھا
گلون سے آتی ہی آواز دلکش
سر ہر شاخ بلبل تھی چھپائی

شاہزادہ دیوفار اس باغ کی عطر فزا بہار دیکھکر نہایت حیران ہوا آخر سیر باغ کی کرتا ہوا باغ کے چبوترے پر گیا ابھی شاہزادہ دیوفار نے چبوترے پر قدم رکھا ہی تھا کہ راحت افزا مع چند کنیزون کے نظر آئی شاہزادے نے دیکھا کہ سب کنیزین اور راحت افزا پابہ زنجیر ہین لیکن میری طرف سب چلی آتی ہین جب راحت افزا مع کنیزون کے قریب شاہزادے کے آئی عرض کرنے لگی کہ اے شاہزادہ ذیجاہ آپ تشریف لیچلیے ذرا ملکہ مہ جبین کا تو حال دیکھیے کہ آپکے فراق مین اور اس قید خانے مین انکی کیا کیفیت ہوگئی ہی مجکو یقین نہین ہی کہ اب ملکہ مہ جبین جان بر ہون شاید آپ کے یہان آنے سے ملکہ مہ جبین خوش ہوکر مانند فیل صبح ورنہ آنا ہو جائین ای شہریار مین تو پروردگار سے یہی دعا کرتی تھی کہ آپ یہان آئیں اور آپ کے دیکھنے اور بلا لینے کے واسطے مین اس بنگلہ مین کھڑی رہتی تھی اور آپکے آنے کا انتظار کرتی تھی شکر ہی کہ آپ یہان آئے میری امید برآئی یہ کہکے عمرو بن حمزہ کو ہمراہ اپنے لیکر باغ کی بارہ دری کی طرف چلی جب شاہزادہ بارہ دری مین ہونچا دیکھا کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش پلنگ پر لیٹی ہوئی ہی رخ زرد ہی آنسو آنکھون سے جاری ہین آنکھین فرط اشکباری سے سرخ ہین چہرہ اداس ہی موے سر الجھے ہوئے ہین زلفین پریشان ہین کبھی آہ سرد کرتی ہی گاہ خیال شاہزادہ عمرو بن حمزہ مین یہ اشعار پڑھتی ہین اشعار

عجب ہو اب تلک کی چشم نمناک
اُسے اب فرصت آنیکی نہین ہی
عجب ہین کشمکش کے درمیان ہولے
بس مردن بھی اس داغ اور ہے
ہزارون خون شدہ ہین لالہ باغ
نہ صورت کوئی اودم دیکھی صنم کی
چراغ دامن صحرای غم ہون
بہار تک گل ہون خزان سے

نہ آیا شاہزادہ مین ہون غمناک
کسی جا شرط جانیکی نہین ہی
گرفتار عذاب دو جہان ہون
مین جو ملکا ہو گئی آغوش لحد سے
یہ سینہ ہی مرا گنج شہیدان
سحر ہونے نہ پائی شام غم کی
کوئی دم مین ہوا خواہ عدم ہون
سفر کرتی ہون مین دنیا سے جہان [illegible]

کہین کیا اور شمع حسن پائی
نئے معشوق سے پہلو ہی آباد
جہان ہو وجہ ماتم لطف ہستی
یقین ہی شورش دل سے مری جا
رہیگا ماہ ماتم مین پرشور
کسی کی ہی فلک تقصیر کیا ہی
وہ قطرہ ہون کہ شکل تشنہ [illegible]

بنا پروانہ تازہ لو لگائی
مری بھولے سے بھی آتی نہین یاد
وہان ہو صحبت بادہ پرستی
لحد سے حشر کو اٹھیگا شعلہ
لب ڈی سے زیادہ تر لب گور
نصیبون سے مجھے اپنے گلا ہی
سفر گاہ ہے ہون شاید رخصت

جس وقت شاہزادہ ذی جاہ نے شکل ملکہ مہ جبین کی دیکھی اور اشعار مذکورہ سے سمجھے قریب تھا کہ فرط غم اور لذت الم سے روح جسم سے نکل جاے آخر شاہزادہ بیتاب و بیقرار ہوکر ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش کے پاس پلنگ پر بیٹھ گیا اور حال ملکہ مہ جبین دیکھکر بے اختیار رونے لگا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ مین تمہارے ہی واسطے یہان تک آیا ہون مجکو تمہارے بغیر ایک لحظہ راحت نہ تھی مجھے قسم ہے لو کہ جواب تک کسی معشوق سے سروکار ہو مین تو تمہاری تیغ ابرو کا گھایل ہون اور تمھین پر مائل ہون اگر اور کسی محبوب کو اس زمانے مین دیکھا ہو تو یہ آنکھین میری کور ہو جائین اور اگر کسی معشوق کو فی الحال ہاتھ بھی لگایا ہو تو یہ ہاتھ بھی میرے خشک ہو جائین ملکہ مہ جبین نے بناز و ادا اسکے جواب دیا کہ مجکو تمہاری باتون کا اعتبار نہین ہی اور صداقت کا تمہاری گفتگو پر گمان بھی نہین

ہو تم بیکار یہان آئے اب بھی تم یہان نہ آئے ہوتے جب مین مرجاتی اُسوقت اگر تمکو فرصت ہوتی تو چلے آتے
اور خاک مین مجکو ملا دیتے افسوس ہم تو تمھارے باعث سے قید ہوئی اور تمھین کچھ پروا نہ ہوی یہ کہکے
ملکہ مہ جبین نے منھ پھیر لیا اور کہا ای راحت افزا ان سے کہو کہ اب یہ یہان سے چلے جائین مجھے یون
راحت افزا نے عرض کیا ای ملکہ بیکار غصہ نہ کیجیے شاہزادے کی کوئی خطا نہین ہی مناسب
ہی کہ شاہزادے سے شگفتہ خاطر ہوکر باتین کیجیے اور شکر کیجیے کہ شاہزادہ یہان آیا اب آپ قید سے رہا
ہو جائینگی شاہزادہ شطرنج کو قتل کر ڈالیگا غرض اسطرح راحت افزا نے ملکہ مہ جبین کو
سمجھایا کہ ملکہ نے منھ شہزادے کیطرف پھیرا اور تا دیر باہم ناز و نیاز کی گفتگو ہوئی اور حال اپنا اپنا دونون
نے بیان کیا اور ملکہ مہ جبین نے شہزادے سے یہ بھی کہا کہ ہرچند نارنج نے مجھے ناراض ہوکے یہان مجکو قید
کیا ہی لیکن طوق و زنجیر مین مجھے گرفتار نہین کیا ہی صرف اس باغ سے مین نکل کے جا نہین سکتی ہون الحاصل
انھین باتون مین وہ وقت آیا بیت ہوا نہان نظر سے مہ انور ہوے پیدا فلک پر ماہ و اختر عمرو بن حمزہ یونانی
نے ملکہ مہ جبین سے کہا کہ بوجہ بادیہ پیمائی کے نہایت تھکا ہوا ہون چاہتا ہون کہ تھوڑی دیر لیٹ رہون ملکہ
مہ جبین نے کہا اسی پلنگ پر لیٹ رہو شاہزادہ پلنگ پر لیٹا مہ جبین پانون دابنے لگی عمرو بن حمزہ نے
کہا ای مہر سپہر خوبی و ای ماہ فلک محبوبی برای خدا تم میرے پانون نہ داباؤ تمکو میری جان کی قسم تم بھی میرے پاس
میرے پاس لیٹ رہو صدہا کنیزین موجود ہین انمین سے کوئی کنیز میرے پانون دابیگی مجکو نیند آجائیگی یہ کہکے
شاہزادہ نے ملکہ کو اپنے برابر لٹا لیا اور اختلاط کرنا شروع کیا ملکہ نے کہا دیکھیے کنیزین سامنے موجود ہین اسوقت
اختلاط کرنا لازم نہین ہی شاہزادے نے بموجب کہنے ملکہ کے دست گستاخ کو روکا اب ملکہ نے کہا کہ ای شہزادے تم
ان دونون لوحون کو گلے سے اتار کے کہین رکھدو یا میری طرف سے ہٹا لو تا کہ وقت خواب لوحون سے میرے
تن نازک کو صدمہ نہ پہونچے شاہزادہ نے لوحون کو گلے سے تو نہ اتارا لیکن ملکہ مہ جبین کیطرف سے ہٹا کر پس
پشت اپنے لوحین رکھین اور ملکہ مہ جبین سے کہا کہ ای ملکہ اگر مجکو نیند آجائے اور شطرنج جادو یہان
تو مجکو بیدار کر دینا مین اُس نابکار کو قتل کرونگا کہ اُسنے تمکو حکم نارنج جادو سے قید کیا ہی ملکہ مہ جبین نے کہا راحت افزا
اور کنیزین بیدار رہینگی جسوقت شطرنج جادو یہان آئیگا فوراً اسکے آنے سے آگاہ کر دینگی شاہزادہ یہ سنکے مطمئن ہوا
چونکہ شاہزادہ صحرا نوردی سے خستہ و ماندہ تھا اور پہلو مین ملکہ مہ جبین لیٹی ہوئی تھی اسوجہ سے اول شام
سے نیند آگئی ملکہ مہ جبین نے جب دیکھا کہ شاہزادہ غافل سو رہا ہی اسوقت دونو لوحین گلے سے
اتار لین اور عمرو بن حمزہ کو مقید کرکے بہ قہر و غضب بیدار کیا جب شاہزادہ بیدار ہوا ملکہ مہ جبین
نے نعرہ کیا کہ او طلسم کشا دیکھو یون عیاری سے لوحین لے لیتے ہین ہم شطرنج جادو شاہزادے نے
جو نعرہ شطرنج جادو کا سنا قصد کیا کہ پلنگ پر سے اُٹھکر تیغ تیز کھینچکر شطرنج جادو کو قتل کرون اور
دونون لوحین اُس سے لے لون شطرنج جادو نے چند دانے کشمش کے سحر پڑھ کر مارے
دست و پا شاہزادے کے بے حس و حرکت ہو گئے اُسوقت شاہزادے نے خیال کیا کہ شطرنج جادو
نے چال کی اور عیاری سے دست لوحین مجھسے لے لین افسوس پہلے مین نے لوح کو نہ دیکھا ورنہ مین اسکے
دام مکر مین گرفتار نہ ہوتا اور یہ نابکار مجھسے لوحین نہ لے سکتا دیکھیے اب رہائی میری کیونکر ہوتی ہی اور لوحین کیونکر
ملتی ہین تھا ہرا تو لوحونکا ملنا مشکل ہی اور میرا زندہ رہنا بھی ممکن نہین یقین ہی کہ نارنج جادو مجکو قتل کریگی شاہزادہ

تو یہ خیال کر رہا تھا کہ شطرنج جادو نے ساحرون کو بلایا شاہزادہ مہ جبین کی کنیزین اور راحت افزا کو جانتا تھا وہ سب ساحر تھے غرض جب ساحران روبروی شطرنج حاضر ہوے عرض کرنے لگے کہ جو حکم کیجیے ہم ابھی بجالائین شطرنج نے کہا مین تو ملکہ نارنج جادو کے پاس لوحین لیے جاتا ہون تم فرخ اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمرو جو قبل شاہزادے کے قید کیے گئے تھے سب کو گرفتار کر کے ملکہ نارنج جادو کے پاس لے آنا خبردار دیر نہ لگانا یہ کہکے شطرنج جادو نے دونوں لوحون کو رومال مین لپیٹا اور عقاب سحر پر سوار ہو کے اور قطع راہ کر کے جلد تر خدمت ملکہ نارنج جادو مین پہونچا اور تسلیم کر کے عرض کرنے لگا کہ ای ملکہ عالم مین نے کشا کو گرفتار کیا اور لوحین اُس سے لے لین یہ کہکے دونون لوحین روبرو ملکہ نارنج کے رکھدین نارنج جادو شاہزادے کے گرفتار ہونے سے اور لوحون کے لینے سے نہایت شاد و مسرور ہوئی اور اسیوقت شطرنج جادو کو خلعت و انعام دیا نارنج جادو نے تو شطرنج جادو کو خوش ہوکر خلعت دیا ہی اور شطرنج جادو خلعت و انعام لیکر روبروے ملکہ نارنج جادو دربار مین بیٹھا ہوا ہی لیکن اب حال ساحران نابکار لکھا جاتا ہی کہ بعد جانے شطرنج جادو کے وہ ساحران نابکار فرخ اور خواجہ عمرو اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کر کے اور سب کو اپنے ہمراہ لیکے اُس باغ سے چلے اور تعجیل تمام راہ طی کر کے خدمت ملکہ نارنج جادو مین آئے اور بعد بجالانے آداب و تسلیمات کے چارون قیدیون کو ملکہ نارنج جادو کے حوالے کیا ملکہ نارنج جادو نے شطرنج سے کہا کہ آجکی رات تو ان قیدیون کو تم اپنے سحر مین گرفتار رکھو اور نہایت خبرداری اور ہوشیاری سے شب بسر کرو صبح کو مین تمام ساحران طلسم کو بلاؤنگی اور سب کے سامنے ان سبھون کو قتل کرونگی اور کچھ خیال نا عدے کا نکرونگی ہر چند خواجہ عمرو نے ملکہ نارنج جادو سے سر دبار عرض کیا کہ ای ملکہ آپ مجھے چھوڑ دیجیے مین آپکی ملازمت اختیار کرونگا لیکن نارنج جادو نے خواجہ کو رہا نہ کیا اور شطرنج جادو بموجب حکم نارنج جادو خواجہ عمرو اور فرخ اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ کو دربار سے ایک میدان وسیع مین لیگیا اور ایسا سحر کیا کہ گرد عمرو بن حمزہ وغیرہ کے دیوارین آتش کی ہوگئین بعد اسکے شطرنج جادو چارسو ساحران غدار چار جانب اُن دیوارہاے آتش کے واسطے نگہبانی کے مقرر کیے اور سب ساحرون سے کہا کہ تم بھی ہوشیار رہنا خبردار غافل نہ ہونا ایسا نہ ہو کہ ان قیدیون کو کوئی آکر لیجائے ساحرون نے عرض کیا آپ مطلق نہ رہین ہم ہوشیار رہینگے شطرنج جادو گفتگوے ساحران سنکے دربار ملکہ نارنج جادو مین آیا اور اپنی جگہ پہ بیٹھا اسوقت ملکہ نارنج جادو نے کمید شعلہ افزا اور شطرنج جادو سے مخاطب ہوکر کہا ابھی سوچ مین لاؤ تاکہ مین اپنے ہاتھ سے ان دونوں لوحون کو ریت کر خاک مین ملادون جب یہ لوحین نہ ہونگی تو کون ہے جو طلسم کو فتح کریگا کمید شعلہ افزا اور شطرنج جادو نے عرض کیا ہم سوچ مین حاضر کرتے مین آپکو اختیار ہی جو منا ہو ان لوحون کے باب مین کیجیے لیکن یہ خیال کر لیجیے کہ انمین ایک لوح محفوظ ہی اور دوسری لوح طلسمی ہی نارنج جادو نے تقریر کمید شعلہ افزا اور شطرنج جادو کی سنکے فکر کی اور بعد فکر بسیار اپنے کوکا سے کہا کہ میلاد جادو تو ان لوحون کو بحر ذخار مین پھینک آئیگا میلاد نے عرض کیا کہ مین آپکا تابعدار ہون جو آپ حکم کرینگی مین بلا عذر بجالاؤنگا نارنج جادو نے کہا کہ ای میلاد جادو اب مجھے یہی منظور ہی کہ یہ لوحین کسی کو نہ ملین سیوجہ سے مین انکو دریا مین پھکوا دیتی ہون جب تو لوحین طلسم کشا کو دستیاب نہ ہونگی تو یہ طلسم کبھی نہ ٹوٹیگا اور ہرگز فتح نہ ہوگا اور مین بھی قتل نہ ہونگی پس تو جا کر ان دونون کو بحر مین ڈالدے پھر مین عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمرو وغیرہ کو ہنگام سحر قتل کر کے ابھی مین زلزلہ جادو اور عمرو بن حمزہ کو قتل کرونگی اور لشکر طلسم کشا سے کسی کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکے نارنج جادو نے دونون لوحین رومال مین باندھ کے

کو دین میلاد جادو لوحین لیکر بصورت عقاب پرواز کرکے چلا گلگونہ جادو بھی باز بنکر عقب میلاد جادو روانہ ہوئی کہ
یہ ساحرہ حسینہ و نوجوان ہی اور ملازمان ملکہ نارنج جادو سے ہی اور عاشق ہی شہرت جادو پر اور اسی ساحرہ نے
طائر خوشرنگ بنکر بیشہ شطرنج مین عمرو بن حمزہ سے گفتگو کی تھی اور اب میلاد جادو کے عقب مین اسوجہ سے
روانہ ہوئی ہی جانتی ہی کہ اگر عمرو بن حمزہ رہا نہ ہونگے تو شہرت بھی رہا نہ ہوگا اور مدعاے دل حاصل نہ ہوگا غرضکہ
جب گلگونہ جادو بسرعت تمام باز بنکر قریب میلاد جادو پہونچی میلاد جادو بصورت عقاب تھا اور گلگونہ جادو بشکل
باز تھی اس سبب سے سر عقاب مذکور پر پہونچکر تھرائی اور عقاب پر گری اور پرون سے تھپیڑ مار کر چنگل و منقار سے عقاب
کو زخمی کرنے لگی عقاب بھی باز سے لڑنے لگا باہم چنگل و منقار سے لڑائی ہونے لگی آخر دونون زخمی ہوے اور دوپہر
دونون کو لڑائی مین بیت گئی عقاب بوجہ غالب ہونے لگا کہ اول تو میلاد جادو مرد تھا دوسرے اُسکے پاس لوحین
تھین اور گلگونہ جادو اس سبب سے مغلوب ہونے لگی کہ ایک نازنین ضعیف الجثہ غرض باز بہنگام جنگ عقاب
نے چاہا کہ باز تیز پرواز کو مار ڈالون اور باز نے یہ خیال کیا کہ اگر لوحین دستیاب نہ ہوئین اور شہرت جادو قید سے رہا
نہ ہوا اور میرا مدعاے دل حاصل نہ ہوا تو زندگی بے لطف بسر ہوگی اس سے بہتر یہی ہی کہ اس عقاب یعنے میلاد جادو
سے لڑکر مر جاؤن یہ خیال کرکے باز نے بصد غضب عقاب پر حملہ کیا بقدرت پروردگار منقار باز مین عقاب کا پوٹا
آگیا اُسوقت باز نے وہ جانبازی کی اور اسطرح منقار سے اُسکے پوٹے کو زخمی کیا کہ پوٹا عقاب کا پھٹ گیا آنتین نکل
پڑین بلندی سے زمین پر گرا اور تڑپ تڑپ کر مر گیا اُسکے مرتے سے تاریکی ہوئی گلگونہ جادو فوراً لوحین لیکر بصورت
باز وہان سے بصد خوشی اڑی اور راہ طے کرکے قریب اُس احاطہ آتش کے آئی جس مین عمرو بن حمزہ اور شہرت جادو
وغیرہ مقید تھے اور سحر کندے تو لکر اُس احاطہ آتش کے اندر گئی اور بعد تسلیم بجا لانے کے دونون لوحین شاہزادے
کے گلے مین ڈالدین اور عرض کیا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ اب کسی کے فریب مین نہ آئیگا ان لوحون سے نہایت ہوشیار
رہیگا مین وہی ہون کہ طائر خوشرنگ بنکر صحراے شطرنج مین گئی تھی اور درخت پر بیٹھکے آپکو مکر و فریب شطرنج جادو
سے آگاہ کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ شطرنج جادو نہایت مکار و عیار ہی یہ اُسی کا صحرا ہی اُس سے ہوشیار رہیگا اُسکے
دام فریب مین نہ پھنسیے گا یہ عرض کرکے گلگونہ جادو نے بنگاہ الفت شہرت جادو کیطرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل
پُر درد سے کھینچی پھر بصد عجلت وہان سے چلی اور روبروے نارنج جادو آکر بیٹھی نارنج جادو کو مطلق یہ معلوم
نہ ہوا کہ گلگونہ جادو نے میلاد جادو کو ہلاک کیا اور لوحین عمرو بن حمزہ کو دیدین غرض ادہر تو گلگونہ جادو در
بار نارنج مین آئی ادہر عمرو بن حمزہ نے مس لوح طلسمی کا اُس آتش سحر پر ڈالا آتش سحر تاثیر لوح سے پانی ہوگئی اور احاطہ
گل ہوگیا پھر شاہزادے نے فرخ اور شہرت جادو اور خواجہ عمرو کے اجسام پر لوح طلسمی کو مس کیا سحر شطرنج کا دفع
ہوگیا اُسوقت جو ساحران نابکار گرد اُس احاطہ آتش کے براے محافظت بیٹھے تھے یہ حال دیکھکر نہایت حیران ہوے
عمرو بن حمزہ وغیرہ بعد دور ہونے اُس آتش سحر کے وہان سے چلے ساحران نابکار جب عمرو بن حمزہ کو روک نہ
سکے آخر بدرجہ مجبوری بھاگے اور شطرنج جادو کے پاس جاکر کہنے لگے کہ ہمیں اُسوقت تعجب یہ ہی کہ ساحر کا سحر جب
دفع کرتا ہی یا ساحر مرجاتا ہی اُسوقت سحر دفع ہوتا ہی آپ تو زندہ بیٹھے ہین اور آپکا سحر دفع ہوگیا سب قیدی
چھوٹ گئے ہر چند ہمنے سحر کرکے روکا لیکن قیدی کسی طرح نہ رُکے اور طلسم کشا نے تیغ تیز سے ہم مین سے اکثر
ساحرون کو قتل کیا لاشین انکی ابتک میدان مین پڑی ہین ہم بھاگ کر واسطے اطلاع دہی کے حاضر ہوے ہین
اب آپ جاکر قیدیون کو روکیے نارنج جادو اور شطرنج جادو وغیرہ یہ حال ساحران سے سنکر نہایت حیران ہوے اُسوقت

شطرنج جادو متحیر ہوکر دربار نارنج جادو سے اُٹھا اور بقہر و غضب چلا شطرنج جادو تو جاتا ہی لیکن اب حال ملکہ مہ جبین کا لکھا جاتا ہی کہ ملکہ نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین کو اُسکی چھوچھو شگوفہ کے حوالے کر دیا تھا ملکہ مہ جبین نارنجی پوش شگوفہ کے پاس رہتی تھی اور شب و روز یاد عمرو بن حمزہ مین رویا کرتی تھی ہر چند شگوفہ سمجھاتی تھی لیکن مہ جبین گریہ و زاری سے موقوف نکرتی تھی اور جب ملکہ مہ جبین شگوفہ سے کہتی تھی کہ ای شگوفہ تو بھی میری طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جا اور دین اسلام اختیار کر شگوفہ عرض کرتی تھی کہ ای ملکہ مین تو مسلمان نہ ہونگی کیونکہ مین نے سنا ہی بالفعل عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمر اور فرخ اور شہرت جادو قید ہو گئے ہین اور اب وہ قتل کیے جاوینگے میرا مسلمان ہونا بیکار ہی ملکہ مہ جبین نے جو تقریر شگوفہ کی سنی زیادہ آہ و زاری کرنے لگی اور یہ اشعار بصد سوز و گداز فراق مین شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پڑھنے لگی اور بہجر مین جان کھونے لگی اشعار

لگی ہی کان مین جبھی ہر دم صداے دل
یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
یارب تمھین بھی لذت فرقت نصیب ہو
معلوم ہو کسی پہ تمھارا جو آئے دل
یہ جانتے تو دل کبھی دیتے نہ ہم تمھین
کس سے کہون سناؤن کسے ماجراے دل
ملو دل سے مل ہے ہو دل مضطرب جو تم
بس جب رہو جو پایا تھا پائی سزاے دل

کیونکر فراق یار کے صدمے اُٹھاے دل
تر چھی نظر سے سیکڑون دل ہوگئے شکار
جو رات دن ستاتے ہین ناحق براے دل
جب تک ہین زندہ ظلم کرو ہو فدا و تم
برباد مفت کردیے تمنے براے دل
دکھلا نا الگو بت نگارین کا شاق ہی
ای صبر جاں ان ہی بس ہی سراے دل

ہر وقت ہر گھڑی ہی یہی بس وفاے دل
تیغ نگاہ یار سے خالق بچاے دل
پھر جو کر رہے ہو یہ بیداد بے سبب
رینگے بعد یاد کروگے وفاے دل
مونس نہین رہین نہین ہمنشین نہین
کیا خوب سے رہے ہین مجھے خونہاے دل
خاطر بتون کے ہجر مین تڑپوگے کب تلک

ابھی ملکہ مہ جبین یہ اشعار درد آمیز پڑھ پڑھکر رو رہی تھی اور شکایت فلک کجرفتار کی کر رہی تھی کہ ناگاہ شگوفہ سے سنا کہ عمرو بن حمزہ کو کسطرح لوہین مل گئین اور خواجہ عمر و وغیرہ قید سحر سے رہا ہو گئے یہ خبر شگوفہ نے ملکہ مہ جبین سے بیان کی ملکہ مہ جبین یہ خبر سنکے نہایت خوش ہوئی اور فرط خوشی سے قہقہے لگانے لگی اُسوقت شگوفہ نے ملکہ مہ جبین سے عرض کیا کہ ای ملکہ مہ جبین بیشک یہ دین مسلمانو کا بہت اچھا ہی اب تم مجھے مسلمان کرو اور کلمۂ طیبہ پڑھاؤ کیونکہ مین نے اس دین پر لعنت کی ملکہ مہ جبین نے خوش ہو کر شگوفہ کو کلمۂ طیبہ پڑھایا شگوفہ کلمۂ طیبہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی جب شگوفہ بصدق دل مسلمان ہو چکی اُسوقت ملکہ مہ جبین نے شگوفہ کے گلے لپٹ کر کہا کہ ای میری اچھی چھوچھو مین تیرے صدقے ہو جاؤن اب تو مجھے شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کے پاس لیچل شگوفہ نے عرض کیا واری جاؤن آپ یہ کیا فرماتی ہین چلیے مین ابھی لیے چلتی ہون یہ کہکے شگوفہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ساتھ لیکر چلی شگوفہ اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو تو ابھی راہ مین چھوڑو لیکن اب حال شطرنج جادو کا سنیے کہ شطرنج جادو جو دربار نارنج جادو سے اُٹھکر چلا تھا بعد طے کرنے راہ کے اسی میدان مین پہونچا دیکھا کہ بہت سے ساحر قتل کیے ہوئے پڑے ہین اور سیر ابحر دفع و برطرف ہو گیا ہی شاہزادے کے گلے مین دونون لوہین پڑی ہوئی ہین اور شاہزادہ ساحرون کو قتل کرکے ایک سمت جاتا ہی فرخ اور شہرت جادو شہزادے کے ساتھ ہین شطرنج جادو یہ حال دیکھکر اور متحیر ہوا اور کچھ سوچکے جانب عمرو بن حمزہ دوڑا اور قریب پہونچکر پانون پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ میرا قصور عفو فرمایئے مین نے آپکو مکر و فریب قید کیا تھا اور یہ جانتا تھا کہ دین سامری و جمشید برحق ہی لیکن اب ثابت ہو گیا کہ خداے نادیدہ کے آگے سامری و جمشید کی کچھ حقیقت نہین اور دین اسلام اچھا ہی بس اب مین مطیع دین اسلام ہو گیا اور ساتھ نارنج جادو کا بچ ہو

اب آپ میرے ہمراہ چلیے اور مجھے اپنا دوست سمجھیے عمرو بن حمزہ نے تقریر شطرنج جادو کی سنکے فرمایا کہ اے شطرنج جادو اگر تم ملکہ مہ جبین ناریجی پوش کو ہمارے پاس لے آؤ تو ہمیں یقین ہو کہ تم مطیع اسلام ہوئے ہو اگر تم ملکہ کو نہ لاؤ گے تو ہم یہی خیال کرینگے کہ تم ہمسے مکر و فریب کی باتیں کرتے ہو اور پھر قصد ہمارے گرفتار کرنے کا کرتے ہو شطرنج جادو نے عرض کیا اے شاہزادہ فلک جاہ ملکہ مہ جبین تو ناریج جادو کے پاس ہیں انھیں میں کیونکر یہاں لا سکتا ہوں لیکن جاتا ہوں حتی الامکان ملکہ مہ جبین کو لیکر حاضر ہونگا آپ نہیں ٹھہریے یہ کہکر شطرنج جادو چلا چونکہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ملکہ مہ جبین ہمراہ شگوفہ چلی تھی راہ میں شطرنج جادو سے ملاقات ہوئی ملکہ مہ جبین شطرنج جادو کو دیکھکر ڈر گئی اور شگوفہ کے پیچھے چھپنے لگی شطرنج جادو نے کہا اے ملکہ تم مجھسے نہ ڈرو میں تمھیں لینے کے واسطے آیا تھا اور اب میں مطیع اسلام ہو چکا ہوں ملکہ مہ جبین یہ سنکے خوش ہوئی اور ہمراہ شطرنج جادو شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پاس آئی عمرو بن حمزہ ملکہ مہ جبین سے ملکر نہایت خوش ہوئے اور ملکہ بھی از حد شاد و مسرور ہوئی پھر اسی جگہ شطرنج جادو نے بارگاہ اور خیام منگوا کر ایستادہ کرائے اور شاہزادہ سے عرض کیا کہ اب تو میرے مطیع دین اسلام ہونیکا آپکو یقین ہوا خواجہ عمرو نے پیشانی شطرنج جادو کی سیاہ دیکھکر کہا ہمنے تمھیں خدمت بیرون بارگاہ رہنے کی دی خبردار تم بارگاہ میں نہ آنا شطرنج جادو بموجب کہنے خواجہ عمرو کے باہر بارگاہ کے رہا شاہزادہ بارگاہ میں داخل ہوا خواجہ عمرو نے شیشہ و ساغر زنبیل سے نکالا شاہزادہ شراب پینے لگا شاہزادہ میکشی کر رہا تھا کہ کنیزان ملکہ مہ جبین وغیرہ بھی ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں کہ ہمنے جو حضور کے یہاں آنے کی خبر سنی اسوجہ سے ہم بھی حاضر ہوئے غرض بعد میکشی کے انھیں عورتوں میں سے ایک عورت ایک غزل گانے لگی یہاں تو نازنین گا رہی تھی لیکن اب حال ملکہ ناریج جادو کا لکھا جاتا ہے کہ ناریج جادو نے جو سنا کہ لوحیں طلسم کشا کو مل گئیں اور شطرنج جادو مطیع دین اسلام ہو گیا ملکہ ناریج جادو کو نہایت رنج ہوا اور کمید شعلہ افزا سے کہا کہ اگر میں یہاں رہونگی تو قتل ہو جاؤنگی بس ابھی میں گنبد ارسطو کی جانب جاتی ہوں کمید شعلہ افزا نے کہا اے ملکہ مجھے یقین نہیں ہے کہ شطرنج جادو مطیع ہوا ہو آج آپ نہ جائیے کل گنبد ارسطو کی طرف روانہ ہو جیے گا ناریج جادو نے کوچ تو نہ کیا لیکن اسباب گنبد ارسطو کی جانب روانہ کیا یہاں شطرنج جادو نے پس پشت بارگاہ سے جو سحر کیا ابر آیا اور ہوائے تند چلنے لگی خواجہ عمرو و ظلم اور حصر چونکہ اسوقت میں عمرو بن حمزہ نے لوحیں گلے سے اتار کے علیحدہ رکھدی تھیں اسی سبب سے بوجہ سحر شطرنج جادو کے عمرو بن حمزہ وغیرہ سب بارگاہ میں پانی سے بھیگ کر اور سحر شطرنج جادو میں گرفتار ہو کر پتھر کے ہوگئے شطرنج جادو لوحیں لیکر اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے ناریج جادو پاس گیا ناریج خوش ہوئی کمید شعلہ نے عرض کیا اے ملکہ اب ہمارے سہیلیہ کی جانب چلیے اور سہیل کی رائے سے سب کو قتل کیجیے جب تک آپ وہاں سہیلیہ میں جاتی تھیں کوئی آفت طلسم پر نہ آئی تھی ملکہ ناریج جادو بموجب کہنے کمید شعلہ افزا اور عمرو بن حمزہ اور مہ جبین وغیرہ کو لیکر جانب شہر سہیلیہ بخدم و حشم روانہ ہوئی

داستان سحر بیان جانا ناریج جادو کا شہر سہیلیہ قید عمرو بن حمزہ کی لیکر اور عاشق ہونا عمرو بن حمزہ کا دختر ناریج جادو یعنی خونخوار جادو پر اور پکڑنا خواجہ عمرو کا سہیل جادو کو اور مسلمان ہونا اسکا اور رہا ہونا عمرو بن حمزہ کا دیگر حالات

پلا عشق آمیز ساقی شراب | کہ ہے سوزش ہجر سے دل کباب

نہ بادہ مجھے وحشت انگیز دے | محبت سے اک جام لبریز دے

کوئی ایسا افسون بتا ساقیا نہین سہل نسبت الفت کیطرف	غم ہجر سے ہون رہا ساقیا ہے دل اور تیر نگہ یار ہدف	ہوا کشتہ اُس تیغ خونخوار کا اُسی گل کی ہر وقت بس تاک ہے	ہے شہرہ بس ابروے خونخوار کا لئے آنکھین پر پڑی خاک ہے

گرفتار دام مصیبت ہوا — اسیر بلاے محبت ہوا

غزل

آئی بہار دیکھنے فصل بہار مین
گردش ہے پتلیون کو نہین چشم یار مین
تونے تو جلوہ ڈالدیا ہی فشار مین
آغاز خط ہوا رخ رنگین یار مین
بوے وفا نہین چمن روزگار مین
جوش جنون رہا جو یہی بعد مرگ بھی
اٹھتا ہے لطف وصل ہین انتظار مین
رہتا ہی زلف و رخ کا تیرے روز و شب خیال
پر کیا کرون کہ دل ہی نہین اختیار مین

ساقی بسا لگا ہیون کو یون بہار مین
تیرون کے بدلے پھر سکے مین تہو کہار مین
جلنے رقیب لگے ہوس و کنار مین
کیمرا خزان نے باغ کو فصل بہار مین
کہل جائیگا جو باغ مین بولینگی بلبلین
درکار ہونگے قبر کے تختے مزار مین
سودا ہوا اک آئینہ رو کی جو زلف کا
کٹتی ہے زندگی اسی لیل و نہار مین

یہ سیکڑون چہ گل ہین دل و غدار مین
ہو عطر کیتکی کا نئے خوشگوار مین
شوخی تو دیکھو کہتے ہین بوس و کنار مین
کیا کیجیے کہ یار نہین اختیار مین
رنگ خزان ہے باغ جہان کی بہار مین
سیری زبان بند نہ ہوگی ہزار مین
ہر وقت مین کسی سے تصور مین ہم بغل
جاتے ہین ہم جاسیے مین کبھی گہ تمار مین
مین لاکھ چاہتا ہون انشا ہو راز عشق

بیت روان کردہ خامہ برق دم — خود ندا ہین داستان راز رقم

گرفتاران بلاے بے درمان دام عشق مضامین جوش آگین و اسیران مجلس شوق عبارات رنگارنگ محبت جہاں اس داستان اشتیاق نشان کو قلم شوق رقم سے صفحۂ قرطاس محبت اساس پر مثل نقوش حسب یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاہ عیاران عیار طرار خنجر گذار یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بہ جستجو و تلاش مین عمرو بن حمزہ کی جلا بعد قطع منازل بیابان و طے مراحل خارستان جب شہر نارنج مین آیا تو وہان یہ خبر سنی کہ عمرو بن حمزہ کو قید کرکے سہیل اپنے ساتھ لیجاتے ہین خواجہ عمرو فوراً ایک ساحر کی شکل بنکر اُسکے لشکر مین گیا وہان ایک جادوگر سے ملاقات ہوئی عمرو اُس سے باتین کرتا ہوا آگے آگے لشکر کے چلا جب قریب سہیل کے پہونچا تو بوقت عمرو نے اُس جادوگر سے پوچھا اے عزیز مین تو فلان شہر کو بغرض گیا ہوا تھا آج عرصہ کے بعد آیا ہون اب یہ لشکر کہان جاتا ہے اُس جادوگر نے کہا یہ شخص سہیل جادو نبیرۂ جمشید کے پاس نارنج جادو قید طلسم کشائی لیے جاتی ہے جب تو عمرو نے اجنبی بنکر کہا ہان ہان وہی سہیل جادو اُس جادوگر نے بھی گردن ہلاکر کہا ہان وہی سہیل جادو غرضکہ عمرو اور وہ جادوگر شہر مین داخل ہوئے عمرو نے دیکھا کہ شہر مین سات بازار سات رنگ کے ہین اور ہر بازار مین ایک ایک جھنڈا جدا جدا رنگ کا ہے کہین بازار مین سیہ جھنڈا کھڑا ہے کہین سرخ رنگ کا جھنڈا ہے کسیطرف سفید ہے کہین صندلی ہے ایک جانب نفشی جھنڈا ہے ایک سمت نیلم کا ہے ایک طرف پکھراج کا جھنڈا کھڑا ہے اور باہر شہر کے ایک دریا جاری ہے اُسی دریا مین سے ہوکے ہزارہا آدمی چلے آتے ہین مگر باہر دریا سے جو نکلے دیکھا تو کہین کپڑا بھی انکا تر نہین ہے جا بجا جراو دیکھکر عمرو حیران ہوا اور وہی لوگ جو دریا سے نکلکر آئے ہین انھین بازارون مین اشیاے نادرہ خرید و فروخت کرنے لگے بعد اسکے سات رنگ کے سات نقابدار آئے آگے آگے نقابدار یاقوت پوش اور پیچھے نقابدار سیہ پوش وغیرہ یہ سب نقابدار اگر اپنی اپنی بازارون مین ایک ایک کوتوالی چبوترے پر بیٹھا اور عدل و انصاف ہر ایک کا کرنے لگا رو بکاریان ہونے لگین حکم موافق مقدمے کے جاری ہوسے چنانچہ ایک شخص نے کچھ قصور کیا تھا اُسے سپاہی پکڑ لانے اور نقابدار سیہ پوش کے سامنے اُسکا مقدمہ پیش کیا اور اُسے حاضر کیا بعد دریافت کرنے روداد مقدمہ کے نقابدار سیہ پوش نے حکم دیا کہ اس مجرم کو اس دریا مین غوطہ دو تم سب اُسکی ماہیت سے آگاہ ہو جاؤگے سپاہیون نے کوالی

چھو ترے تب اُس مجرم کو اس دریا مین غوطہ دیا اب جو وہ شخص باہر اُس دریا سے غوطے لگا کر نکلا تو کتا ہو گیا ہر ایک کے
پیچھے بھونکنے لگا نقابدار سیہ پوش نے کہا اس کتے کو مار کے ہنکا دو اُسنے خون کیا تھا اب اپنی سزا کو پہونچا لوگون نے ڈھیلے
اُٹھا کر مارے اور دوڑ دوڑ کر ہنکا دیا جب وہ نہ گیا تو لکڑیان مارنا شروع کین وہ کتا یون یون کر کے بھاگا غرض خواجہ عمرو
یہ تازی کیفیت دیکھکر بہت حیران ہوے اب خواجہ نے دیکھا کہ جب دن کم رہگیا نقابدار سیہ پوش اُٹھا اُدھر
حلوائیون نے تر حلوا اگر ما گرم ترتراتا ہوا طباق مین آگے نقابدار سیہ پوش کے لاکر رکھا نقابدار سیہ پوش نے
نہین معلوم کسکی نذر دی اور تمام میلے والون کو تقسیم کر دیا عمرو متحیر ہو کر دوسری بازار مین آیا وہان اسیطرح سے
تر حلوے پر دوسرے نقابدار نے نذر دی اور میلے مین بانٹ دیا غرض غرض ساتون بازارون مین ایک ایک بی بی
پر نذر ہوئی اور حلوا میلے مین سبکو تقسیم کر دیا گیا اس اثنا مین سواری نارنج جادو کی آئی اور اسی دریا کے پل کے اوپر
سے چلی عمرو بھی اُسی کے ہمراہ اُتر گیا اب جو شہر مین آیا تو لوگ عجائب و غرائب دیکھے اور سواری ایک باغ کے اندر
گئی عمرو بھی ساتھ چلا گیا دیکھا کہ باغ مین ایک گنبد بہت بڑا ہے اور زینہ اُسکا اتنا چوڑا ہے کہ سیڑھیون پر تخت
نارنج جادو کا لوگ سیدھا لیگئے جب اوپر کے درجے مین پہونچے تو دیکھا صدہا منہت کھڑے ہین انھون نے
نارنج جادو کو سلام کیا اور کہا کہ باہر کے درجے مین بیٹھو اندر کے درجے مین جانے کا حکم نہین ہے اور
جب نارنج جادو آتی تھی تو ہزارون روپے منہتون کو دیتی تھی مگر اُسپر نارنج جادو کو اندر نہ جانے دیا باہر
ٹھہرا لیا یہ دیکھکر عمرو اڑ مین آئے اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک منہت کی صورت بنکر اُن منہتون
مین ملگئے اور ایک طرف کھڑے ہو کر دیکھنے لگے گنبد کیطرف جو نگاہ کی تو ایک تخت جواہر نگار ہے اور برابر تخت کے
سات دنگل بچھے ہین اور دو پیچھے تخت کے اور چالیس کرسیان مرصع کار ہین اور ایک منبر بہت بلند جواہر نگار رکھا ہے
اور تمام گنبد مین وہ جواہر بیش بہا نصب ہین کہ اُنکے دیکھنے سے نگاہ خیرہ کرتی ہے خواجہ کھڑے ہوے حیران دیکھ
رہے تھے کہ یکایک دروازے سے ایک سواری بڑے جاہ و تجمل سے آئی دیکھا کہ تخت جواہر نگار پر ایک شخص [illegible]
اور چالیس آدمی اور اُسی سن کے گرد اُسکے تخت کے پوشاکین مقدسون کی پہنے ہوے ہین اور دو وہ شخص کتابین
بغل مین دبائے چلے آتے ہین جب مرد پیر بیٹھ گنبد مین آیا نارنج جادو نے سلام کیا کمید شعلہ افزا نے بڑھ
کے عرض کیا کہ نارنج جادو حضور کو سلام کرتی ہے یہ سنکے سہیل جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا بعد سلام لینے کے
کہا اے بی بی نارنج جادو واسطے دنون سے کہان تھین تم اچھی تو رہین نارنج جادو نے عرض کیا کہ حضور کی عا
کی دعائے دولت و اقبال مین مصروف رہتی تھی اور جب سے حضور کے جمال باکمال کی زیارت چھوٹی
یہ حال ہو گیا الغرض کہ سہیل جادو آکر تخت حکومت پر بیٹھا اور چالیسون جادوگر اپنے اپنے مقام پر بیٹھ
کرسی جواہر نگار رہے اور وہ جو دو شخص کتابین بغل مین لیے ہوے تھے پیچھے تخت کے انکو پر بیٹھے پھر وہی
ساتون نقابدار اور اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہوے لیکن نقابدار یاقوت پوش کا دنگل قریب تخت کے ہے
جب سب دربار جمع ہو لیا سہیل جادو اُٹھا اور منبر بلند رفعت پر جا کر بیٹھا اور کتابین ہاتھ مین کھولین اور با آواز
بلند کہا کہ اس سال مین سارا طلسم نارنج مع طلسمون کے فتح ہو گا اور خونریزی بہت ہوگی مگر جو نقابدار سرخ پوش
اطاعت کریگا وہ بچیگا یہ کہکر نیچے منبر کے اتر آیا ملازمان درباری نے پکار کے کہا کہ جس جس کا مقدمہ ہو روبکاری
پیش ہو غرضکہ پہلے ہی روبکاری نارنج جادو کی ہوئی یہ مکارہ ساحرہ پر بلا ملکہ مہ جبین اور عمرو
بن حمزہ اور فرخ کو لیکر سامنے سہیل جادو کے آئی اور ملکہ مہ جبین سے کہا سلام کر

مہ جبین نے سلام کر کے سہیل جادو سے کہا ای سہیل مین نے تجکو بزرگ سمجھ کے سلام کیا ورنہ تو لائق سلام
کے نہین ہی یہ سنکر سہیل نے کہا او مہ جبین تو نے یہ کیا حال اپنا بنایا ہی اور اپنی مان کی اطاعت کیون نہین
کرتی مہ جبین نے کہا او سہیل تجکو گواہ کرتی ہون کہ یہ جو شہریار بگڑا ہی اسکے سبب سے مجکو دولت ایمان حاصل
ہوئی فقط ایک کلمہ توحید پڑھنے کی گنہگار ہوئی اور سواے اسکے کہ گلشن کی سیر کی کہ روح تازہ ہو ورنہ ابھی تک
مین نے کوئی حرکت بیجا نہین کی اور مین جمشید و سامری پر ہر روز ہزارہا مرتبہ لعنت کرتی ہون یہ جو ملکہ مہ جبین نے
کہا سہیل جادو غضبناک ہوکر تھرانے لگا کسواسطے کہ جمشید تو اسکا نانا تھا مہ جبین پر بہت خفا ہوا اور کہنے
لگا کہ او مہ جبین تو تو میرے منہ پر میرے نانا جمشید کو برا کہتی ہی مہ جبین نے کہا ای سہیل پھر تو کیون جھوٹ ایسی باتین کرتا ہی تو
اپنی بزرگی اپنے ہاتھ رکھ یہ سنکے سہیل جادو نے ایک شخص کو اشارہ کیا کہ جا جلد ایک لگن مین پانی لا وہ شخص اسیوقت
ایک لگن مین پانی بھر کر لایا اور نقابدار یاقوت پوش کے سامنے رکھدیا اسنے اپنا پانون کا انگوٹھا تین مرتبہ اسمین
مین ڈالکر ہلایا پھر اس لگن کو وہ شخص سہیل جادو کے سامنے لایا اسنے حکم دیا کہ یہ پانی ملکہ مہ جبین پر چھڑک دو اسنے
وہ پانی مہ جبین پر جیسے ہی چھڑکا ملکہ مہ جبین نے ایک پھریری لی اور مڑکر نارنج جادو سے کہنے لگی ای امان جان
آپ کہان آئی ہین اور مجکو یہان کسواسطے لائی ہین نارنج جادو نے کہا ای نور نظر وای پارۂ جگر یہ دربار میرو جمشید کا ہی
تجکو بھی زیارت کرانے لائی تھی ملکہ مہ جبین نے نام جمشید سنتے ہی سہیل جادو پر نگاہ کی اور جھک کر سلام کیا اور عرض
کیا حضور میرا قصور معاف کیجیے اور یہ کہکر عمرو بن حمزہ کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگی کہ یہ مرد نامحرم کون ہی نارنج
جادو نے کہا ای بیٹی انہی کے واسطے تو نے اپنا یہ حال کیا جب تو مہ جبین نے کہا ای امان جان اب جلدی اپنے مکان
پر چلیے مین کیا جانون کہ یہ نگوڑا کون ہی نارنج جادو ملکہ مہ جبین کی ایسی باتین سن کر بہت خوش ہوئی اور
سہیل جادو کے قدمون پر گر پڑی اور عرض کیا ای سہیل جادو آپ کی عنایات و مرحمت سے مین نے اپنی بیٹی پائی کلیجہ
ٹھنڈا ہوا یہ کہکر دونون کو جبین پر سہیل جادو کے حضور مین سہیل جادو نے کہا ای نارنج جادو اب عمرو بن حمزہ اور ملکہ
مہ جبین کا کیا ستانہ کرانا نارنج جادو نے کہا کہ مین اس نگوڑے کو کیا کیا کرونگی اسکی قید بھی آپ کے سپرد کرتی
ہون آپ جو چاہیے اسکے حق مین کیجیے یہ کہکر عمرو بن حمزہ اور فرخ کو سہیل جادو کے سپرد کیا اور آپ باہر آئی نارنج جادو نے
کو کید شعلہ افزا نے دیکھکر کہا کہ آج سب دنون سے زیادہ انعام سب کو دینا چاہیے غرض کہ نارنج جادو نے خوشی مین آکر
ہزارہا روپے بانٹے اور ملکہ مہ جبین پر سے تصدق کیے پھر مہ جبین کو ہمراہ لیکر اپنے طلسم کو چلی گئی یہان سہیل جادو
نے عمرو بن حمزہ اور فرخ کو نقابدار صندلی پوش کے حوالے کیا اور کہا اسکو اپنے طلسم صندلی مین قید رکھو اور نقابدار
نیلہ پوش کو دونون کو جبین دیدین اور کہا کہ انکو اپنے پاس اچھی طرح رکھنا بعدہ سہیل جادو سوار ہوکر تخت جواہر نگار پر چلا
گیا اور نقابدار صندلی پوش عمرو بن حمزہ اور فرخ کو ساتھ لیکر چلا اور ایک باغ مین لاکر اتارا اب جو عمرو بن حمزہ نے
دیکھا تو صدہا مکان سہ درے اور پنج درے ہین اور سامنے بہت سے درخت چنار کے ہین وہ نقابدار عمرو بن حمزہ و فرخ
کو لیکر انھین مکانون مین سے ایک مکان مین آیا عمرو بن حمزہ و فرخ نے دیکھا کہ اس مکان مین چالیس آدمی قیدی
طلسم ہین یہ دیکھکر عمرو بن حمزہ انکے پاس آے وہ کہنے لگے کہ تم بھی قیدی طلسم ہوے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ تم
سب قیدی ہو ہم قیدی نہین ہین خبردار اب ایسا کلمہ زبان سے نکلنا وہ بیچارے خاموش ہو رہے پھر قریب شام
خوانہاے طعام سب کے واسطے آے عمرو بن حمزہ نے ان سب سے کہا کہ ہمارے پاس تم سب آکر کھانا کھاؤ سب
کے سب عمرو بن حمزہ کے پاس آ بیٹھے اور سب نے ایک جگہ کھانا کھایا ان سب قیدیون مین ایک شہزادہ بھی

قید تھا نام اُسکا کامران تھا وہ عمرو بن حمزہ کی باتون سے بہت خوش ہوا اور محبت کرنے لگا جو وقت سب کے سب اپنے
اپنے مکانون مین سو رہے تو فرخ نے عمرو بن حمزہ سے کہا ای شہریار باغ کی دیوارین بہت نیچی ہین اور ہمارے ہاتھ
پانون کھلے ہین یہین دیوار کو اُچک کے تمکو بھی لیے چلتا ہون یہ کہکے فرخ آیا جیسے ہی دیوار پر اُچکا وہ اور بلند ہوگئی فرخ
نیچے گر پڑا جون جون فرخ اُچکتا تھا دیوار بلند ہوتی جاتی تھی فرخ گر پڑتا تھا یہانتک کہ وہ دیوار مثل دیوار قہقہہ کے
ہوگئی تمام بدن فرخ کا گر کر چھل گیا ناچار ہوکر عمرو بن حمزہ سے آکے بیان کیا عمرو بن حمزہ نے کہا خدا یاد کرو غرضکہ
بیچارے مایوس ہوکر رہگئے جب کئی روز گذرے تو کامرانی نے کہا ای عمرو بن حمزہ کل صبح کو ایک شخص کی باری ہی
وہ بیچارہ قتل ہوگا چنانچہ ایک حبشی آتا ہی اُس سے کشتی ہوتی ہی جب وہ زیر کرتا ہی تو گلا کاٹ ڈالتا ہی یہ سنکر عمرو بن حمزہ
نے کہا اگر تم سب مسلمان ہو تو مین اُس حبشی سے لڑون انھون نے کہا ای شہریار اگر یہ امر ہو تو ہم سب مسلمان ہوتے
ہوتے ہین انکو راضی کرکے رات بسر کی جب صبح ہوئی تو شہزادہ کامران آیا اور عمرو بن حمزہ سے کہا چلیے انکو لیکر
مکان مین آیا کہ جسکی باری تھی کہا ای شخص نکل مکان سے دن بہت آیا ہی جبکہ آواز دی تو وہ شخص نکلا دیکھا کہ
زرد ہی اور مردنی منہ پر چھائی ہی اُسکی صورت دیکھکر عمرو بن حمزہ بہت محزون ہوئے اور اسکو تسلی دی کہ مین ہرگز تجھے
جانے نہ دونگا یہ کہکر سب کو ہمراہ لیا اور سامنے بارہ دری کے آئے دیکھا کہ ایک کرسی جواہر نگار پر لقا بدار یاقوت پوش بیٹھا
ہی پیچھے دو وزیر زادیان سمن و یاسمن مورچھل لیے کھڑی ہین اور سامنے اکھاڑا بنا ہوا ہی اور ایک کشتی مین جیٹھ لنگوٹ بلکہ تمام
ہتھیار جنگ کے رکھے ہین اور ایک حبشی سیاہ فام قوی ہیکل سامنے کھڑا پکار رہا ہی کہ جسکی باری ہو وہ اگر جس فن مین چاہے
مجھسے لڑے یہ نہو کہ بعد اُسکے کہے کہ مجھکو اس فن مین زیادہ دخل تھا غرض اُسکا کہنا تھا کہ عمرو بن حمزہ سامنے آسکے
آئے حبشی نے پوچھا کیا تیری باری تھی اور پھر پوچھا تو کس فن مین لڑیگا عمرو بن حمزہ نے کہا جس فن مین تیرا جی
چاہے لڑلے یہ سنکر حبشی حیران ہوا کہ آج تک مجھسے کسی نے ایسی گفتگو نہین کی حبشی نے پوچھا کہ تجھکو آج کے روز ہوئے
عمرو بن حمزہ نے کہا تجھکو اس بات سے کیا مطلب ہی کہا یہ آئین نہین بعد چالیس روز کے قیدی کی باری آتی ہی سچ بتا تجھکو
کے روز ہوئے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ پانچ روز ہوئے ہین حبشی نے کہا جا کے بیٹھ ابھی تجھسے کچھ سروکار نہین ہی وہ شخص
آئے جسکی باری ہو یہ سنکر وہ بیچارا آگے بڑھا جب تو عمرو بن حمزہ نے کہا خبردار تو آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ تجھکو مار ڈالونگا
یہ کہکر اُس حبشی سے کہا کہ او قیدی اگر تجھکو لڑنا ہو تو آ لڑنے لازم ہی بشر کو جو سامنے آئے اس سے لڑے یہ سنکر اُس
حبشی نے کہا تو بڑا جاہل ہی ارے یہ آئین یہانکا نہین ہی عمرو بن حمزہ نے کہا ہمارا آئین یہی ہی غرض اتنی دیر تکرار ہوئی کہ دن
زیادہ چڑھ گیا جب تو یاقوت پوش نے کہا کہ آج نیا آئین ہوتا ہی اور جو یہ قیدی نیا آیا ہی وہ لڑنے کو کہتا ہی کسی طرح نہین
مانتا ہی ملکہ نے کہا اُسکو ہمارے پاس بھیجدو ہم اُسکو سمجھا لینگے حبشی نے عمرو بن حمزہ سے کہا کہ جا تجھکو ملکہ
بلاتی ہی غرض کہ عمرو بن حمزہ بارہ دری تک گئے دیکھا کہ ملکہ لالہ خونخوار جادو بے نقاب بیٹھی ہی عمرو بن حمزہ
کی جو نگاہ چہرہ پیشانی پر پڑی تیر عشق کے گھائل ہوئے اور وہ بھی عمرو بن حمزہ پر عاشق ہوئی ملکہ نے سمن و یاسمن
سے حکم کیا کہ اس کہو تو کیون اپنی جان دیتا ہی بھلا تو اس حبشی سے لڑسکیگا جا جسکی باری ہو اُسکو بھیجدے سمن
و یاسمن نے عمرو بن حمزہ سے کلام ملکہ لالہ خونخوار جادو کا بیان کیا اور بہت کچھ سمجھایا مگر عمرو بن حمزہ
نے ایکا بھی کہنا نہ مانا تب تو ملکہ حیران ہوئی اور اس حبشی سے کہا آج یہ آئین موقوف رکھو کل مین اپنے باپ سے پوچھ
آؤنگی حبشی نے عرض کیا آپ مالک ہین آپ کو اختیار ہی ہم آپ کو بجائے سہیل جادو کے جانتے
ہین غرضکہ یہ باتین کرکے وہ حبشی اور ملکہ تو چلے گئے عمرو بن حمزہ سبکو اپنے ہمراہ لیکر چلے آئے فرخ نے

کہا اے شہریار ایک دن میں تو فرق آیا دوسرے دن پھر حبشی آیا جب تو عمرو بن حمزہ آگے اُس حبشی سے لڑا اُس حبشی نے تو ڑا
عمرو بن حمزہ کو زیر کر کے ملکہ سے کہا اب کیا حکم ہوتا ہے باری اِسکی اور یہ لڑا اگر اجازت ہو تو اسکو قتل کروں اور لہو اسکا طشت
میں لاؤں آپ اپنا انگوٹھا اُس طشت کے خون میں ڈبوئیں یہ سنکر ملکہ نے یاسمن سے کہا کہ تو کہدے کہ کل میں
پوچھنا بھول گئی اُسکو یہاں بھیجو جب عمرو بن حمزہ آئے تو پھر ملکہ نے اُنکو سمجھایا اور کہا دیکھا تم نے بھلا تھا اب کیونکر
بچو گے خبردار کل تم نہ آنا جسکی باری ہو اُسی کو بھیجنا عمرو بن حمزہ نے کہا بخدا جب تک میرے دم میں دم ہے ہرگز نہ مانوں
یہ سنکر ملکہ ناچار ہو کے چلی گئی اور وہاں فرخ نے ایک تدبیر کی جسکی باری تھی اُس سے کہا کہ کل تو اُسکے سامنے جانا اور
اور اُسکا مقابلہ کرنا اور سب کے سب اُس سے لپٹ جانا اسطرح سے اُس سے لڑنا اور مار ڈالنا غرض دوسرے روز جب
حبشی آیا سب نے یہی کیا اور اُس حبشی یعنی مریخ جادو کو مار ڈالا تمام باغ تیرہ و تار ہو گیا اور وہ درخت اور مکان سب
فی النار ہو گئے لیکن دیواریں زیادہ بلند ہو گئیں جب وہ مارا گیا تو یہ خوش ہوئے کہ اب ہم سب قید سے چھوٹیں گے
مگر وہاں قید زیادہ ہو گئی لیکن اسی کی خوشی ہو رہی کہ جانیں بچ گئیں مگر تین روز تک کھانا نہ آیا یہ خبر جو صندل جادو
کو ہوئی کہ قیدیوں نے حبشی مریخ جادو کو مار ڈالا اُسنے غضبناک ہو کر اور زیادہ قید کر دی کھانا موقوف کر دیا کہ سب
قتل کیے مر جائینگے جب تین روز گذرے تو سبھوں نے کہا لو یہ اور غضب ہوا عمرو بن حمزہ مارے بھوک کے غش
کر گئے اور سبکا حال قریب مرگ کے پہونچا یہ جو ملکہ لالہ خونخوار جادو کو خبر ہوئی کہ تین روز سے عمرو بن حمزہ کچھ
نہیں کھایا اُسنے بھی کھانا نہ کھایا یاسمن و یاسمن نے بہت سمجھایا لیکن ملکہ نے نہ مانا اور کہا جب تک وہ شہریار کھانا
نہ کھائیگا میں بھی نہ کھاؤنگی اسوقت اُن دونوں نے ایک تخت سحر تیار کیا اور ملکہ کو لیکر اُس باغ میں آئیں ایک
گوشے میں ملکہ کو پوشیدہ کر کے آپ کھانا لیکر عمرو بن حمزہ کے پاس آئیں اور کہا یہ کھانا کھاؤ عمرو بن حمزہ
نے کہا جب تک سب نہ کھائینگے بخدا میں بھی نہ کھاؤنگا یہ سنکر سمن نے کہا ہم تو تھوڑا کھانا لائے ہیں تم کھاؤ
اُنکے واسطے لا دینگے عمرو بن حمزہ نے کسی طرح نہ مانا کھانے کے لیے سمن سے تکرار ہو رہی تھی کہ صندل جادو اور
انور جادو اُس حبشی مریخ جادو کی جورو وہاں دونوں آئیں اور صندل جادو نے کہا او سمن و یاسمن تم دونوں
گستاخیں کر کے ملکہ کو لائی ہو تم کو خوف میرا نہ ہوا یہ کہکر فوراً ایک نارنج سحر پڑھ کر ایک درخت چنار پر مارا اُس درخت میں
آگ لگ گئی اور اُس سے اور درخت جلنے لگے یہاں تک کہ تمام باغ التہاب ہو گیا عمرو بن حمزہ مع چالیسوں قیدیوں
کے ایک کونے میں کھڑے ہو گئے وہ سب کہنے لگے کہ اے شہریار اب ہم سب جل جائینگے جب تو عمرو بن حمزہ نے کہا اے
چالیسو خدا کو یاد کرو عمرو بن حمزہ سب کو تسلی دے رہے تھے کہ سمن نے دو ڈھر کی پتیاں انار کی توڑیں اور سحر
جو کیا تو ایک ابر پیدا ہوا اور بوندیاں پڑنے لگیں دیکھا سب نے کہ آگ لگی ہوئی تھی اور باغ ایک طرف سے جلتا تھا
یہ قدرت خدا دوسرے طرف سے بجھنے کا آغاز ہوا پھر صندل جادو نے سحر کر کے انور جادو سے کہا کہ جا کر سہیل جادو
کو خبر کر دے انور جادو جو چلی تو اُسی آگ میں جلکر خاک ہو گئی جب صندل جادو نے دیکھا کہ اب بوندیاں بڑی پڑنے لگیں
میں دو ڈھر کر سمن سے کہا کہ کیا تو مجھسے سحر و ساحری میں زیادہ ہے جو دو سحر پھیرا کیا اور یہ کہکر سمن پر حملہ کیا سمن نے ایک
چھڑی درخت سے توڑی اور اُسکی چھال نکالکر تیر و کمان بنائی اور عقب سے ایک تیر مارا کہ صندل جادو کی پشت کو توڑ کر پار
نکل گیا سارا طلسم صندل جو اُسنے بنایا تھا سب درہم و برہم ہو گیا پھر سمن نے کہا اے عمرو بن حمزہ و اے لالہ خونخوار جادو
اب تو چل کے کھانا کھاؤ تمھارے سبب سے یہ نوبت تو پہونچی عمرو بن حمزہ نے کہا اُنکو بھی لیجاؤ سمن
نے یہ سنتے کچھ مٹی گوندھی اور چالیسوں قیدیوں کے سروں پر اور شانوں پر لگائی سب کے پر پرواز

پیدا ہوئے سمن نے کہا تم سب تخت کے پایے کو پکڑ لو سبھون نے تخت کے پایہ کو پکڑ لیا اور عمرو بن حمزہ
اور ملکہ کو سمن نے تخت پر بٹھایا اور سبکو لیجاکر ملکہ کے گھر مین آتار دیا غرض اُن چالیسون نے جب کھانا کھا
لیا اسوقت عمرو بن حمزہ اور ملکہ لالہ خونخوار جادو نے کھانا نوش کیا اور پھر اُن چالیسون قیدیون
کو ایک مکان مین پوشیدہ رکھا اور آپ عیش و عشرت مین مشغول ہوئے یہان کا حال سُنیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری جو منت بنا سہیل جادو کے سامنے کھڑا تھا ساتھ ساتھ سہیل جادو کے چلا آیا جب سہیل جادو اپنے
مکان مین آیا اور شب کو مع چالیسون مقدسون کے صحبت شراب و کباب مین مصروف ہوا اُسوقت خواجہ عمرو
نے اپنی صورت ایک پری کی بنائی اور ایک ہاتھ مین چوبک دوسرے ہاتھ مین تھالی پیتل کی اُس مین کچھ سیب رکھکر
لانے لگا لباس معشوقانہ بر مین زیور و جواہر از سرتا پا پہنے ہوئے پازیب جواہر نگار پاؤن مین دیوار سے کود کر چھم چھم
کرتا ہوا سامنے سہیل جادو کے آیا اور سہیل جادو کو سلام کیا صورت اُس پری پیکر کی دیکھکر چالیسون مقدس
اور سہیل جادو محو ہوگئے پوچھا تم کون ہو کہان سے آئی ہو اُس پری نقل نے کہا مین پری ہون اور پرستان سے
آئی ہون میرے گھر مین ایک درخت سیب کا تھا وہ خشک ہوگیا تھا مین نے اکثر لات اعلے منات ہبیلے کے نام لیے
لیکن وہ ہرا نہو جب تو مین نے آپ کا نام ہر روز لینا شروع کیا فوراً وہ ہرا ہو گیا اُسوقت مین نے یہ عہد کیا کہ جب
درخت بارور ہوگا پہلا پھل اُسکا سہیل جادو کو کھلاؤنگی یہ کہکر وہ تھال سیب کا آگے سہیل جادو کے رکھدیا
اُس تھال مین پانچ سیب تھے سہیل جادو نے اُسے تراش کر آپ بھی کھایا اور اُن سب مقدسون کو بھی کھلایا
سہیل جادو مع سب مقدسون کے بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے فوراً سہیل جادو کے گلے سے لوح محفوظ اُتار کر
سہیل جادو کو نذر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر سبکو ہوش مین لایا لوگون نے کہا کیا وہ پری چلی گئی آپ کو
نگاہ غیظ سے دیکھتی تھی سہیل نقلی نے کہا مین بیچارہ بڈھا تھا اور وہ پری جوان خوبصورت تھی کیونکر اُسکا دل
میری طرف رغبت کرتا آخر کو وہ چلی گئی غرضکہ وہ رات تو بسر کی صبح کو تخت پر سوار ہو کر اُسی گنبد زرنگار مین آیا
اب یہ دن میلے کی رخصت کا ہے مگر جو سہیل جادو کہیگا اُسپر ہر ایک عمل کریگا اب وہان تمام خلقت جمع ہے اور
راہ نقابدارون کی دیکھ رہی ہے وہان سمن و یاسمن نے کہا ای ملکہ چلو تمہارا باپ ہمارے حق مین دیکھیے کیا
کرتا ہے تو جان اپنی تمپر صدقے کی ہے ملکہ لالہ خونخوار سمن و یاسمن کو ساتھ لیکر ڈرتی ہوئی چلی اور اُسی طرح
سے آکر پہلے باپ کو مجرا کیا اور پھر کرسی پر بیٹھی بعد اُسکے چھ نقابدار آئے اور ساتوین نقابدار نیلم پوش کہ
جسکے پاس لوح رکھوائی تھی اُسکی خبر آئی کہ وہ نقابدار مرگیا لوگون نے تمام گھر اُسکا ڈھونڈھا کر لوح کہین نہ آئی جب عمرو
بن امیہ ضمری اُٹھا اور منبر پر بیٹھکر سوچا کہ مین اب کیا بیان کرون غرض کچھ دل مین سوچ کر کتاب کھولی اور کہا
صاحبو اس سال مین تمام طلسم ٹوٹ جائینگے جو نقابدار یاقوت پوش کی اطاعت کریگا وہ بچ جائیگا ورنہ سب
قتل ہونگے یہ کہکے منبر سے اُتر آیا ملکہ خونخوار جادو کی جان مین جان آگئی اور گھر مین آکر عمرو بن حمزہ سے ذکر کیا کہ ای
شہریار خدا نے آج فضل کیا کہ جو سہیل جادو نے کچھ نہ کہا بلکہ میری اطاعت کا سب کو حکم دیا اور وہان عمرو
بن امیہ ضمری جو سہیل جادو کی صورت بنا ہوا تھا تخت پر سوار ہو کر چلا دل مین سوچا کہ یہ جو سُرخ پردہ بہت
بھاری مخمل کا ہے ای خواجہ مین چلو یہی اُسکا محل ہوگا یہ سوچکر اُس پردے کے اندر آیا سہیل نقلی کو دیکھتے ہی جو ہون
نے آکر ملکہ سے کہا ای ملکہ تمہارے باپ آتے ہین یہ سنکر ملکہ بدحواس ہو گئی اور اُٹھ کھڑی ہوئی سہیل نقلی کو آگے
بڑھکر مجرا کیا لیکن عمرو بن حمزہ بیٹھے رہے سب خواصون نے جو دیکھا کہ عمرو بن حمزہ پوشیدہ نہ ہوئے سامنے بیٹھے رہے

سب خواصین قطار باندھکر کھڑی ہوگئین عمرو بن حمزہ کو اپنی آڑ مین چھپا لیا جب سہیل لقی یعنی عمرو آگے آیا جھک
کر دیکھنے لگا دیکھا کہ عمرو بن حمزہ بیٹھا ہی سہیل جادو نے چین بجبین ہوکر ملکہ لالہ خونخوار جادو سے کہا او شوخ دیدہ
گیسو بریدہ کیون تو اُسکو اپنے گھر مین لائی ملکہ تھر تھر خوف سے کانپنے لگی پھر عمرو عیار شکل بہ شکل سہیل جادو عمرو بن حمزہ
کے پاس آیا اور کہا او طلسم کشا اب کہان تو بچ کے میرے ہاتھ سے جائیگا یہ کہکر فرخ کو ایک طمانچہ مارا فرخ نے خفا
ہوکر کہا کہ او سہیل اگر میرے باپ نے تجھسے بدلہ نہ لیا تو میرا نام فرخ نہ رکھنا القصہ جب سب کو بہت خواجہ عمرو حیران
و پریشان خائف و ہراسان کر چکے اُسوقت عمرو نے لوح محفوظ اپنے گلے سے اُتاری اور گلے مین عمرو بن حمزہ کے
ڈالدی اور نعرہ کیا کہ ہم شاہ عیاران عیار طرار خنجر گذار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہین ملکہ لالہ خونخوار جادو یہان
دیکھکر خوش ہوئی اور عمرو سے کہا ای خواجہ آپ نے میرے باپ کو کیا کیا عمرو ملکہ لالہ خونخوار کو علیحدہ لے گیا اور
سہیل جادو کو زنبیل سے نکالا اور سوزن فولاد دہن مین اسکے دیدی پھر سہیل جادو کو ہوش مین لایا اور کہا کہ ای
سہیل مسلمان ہو دین اسلام قبول کر جمشید سامری پر لعنت کر سہیل جادو نے سر ہلا کر انکار کیا عمرو نے کہا اگر تو
دین اسلام نہ قبول کریگا اور مسلمان نہوگا تو مین تجکو مار ڈالونگا عمرو بن حمزہ نے بڑھکر سہیل جادو کو گوارا کیا اور
سوزن نکال لی اور سر اپنا آگے سہیل جادو کے جھکا دیا اور کہا ای سہیل جادو اب عمرو بن حمزہ حاضر ہی سر کاٹ
لے سہیل جادو یہ جرأت و ہمت عمرو بن حمزہ کی دیکھکر بہت خوش و مسرور ہوا اور اُٹھ کے عمرو بن حمزہ کے گرد پھرنے
لگا اور کہا ای طلسم کشا حقیقت مین تو قتل ہو جاتا مگر مین اب مطیع و فرمانبردار ہون اب مجکو دین اسلام تلقین کیجئے کہ مین
صدق دل سے مسلمان ہوا اور بت پرستی پر لعنت کی مگر اُسوقت عمرو کا کہنا نہ مانتا قتل ہونا گوارا کرتا اور مسلمان ہرگز نہوتا
یہ کہکے سہیل کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور باہر جاکر ہر ایک کو مطیع دین اسلام کیا پھر عمرو بن حمزہ سے لگے
کہا کہ ای شاہزادہ ذی وقار تھا بدار شیلم پوش تو مر گیا مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ مرجائیگا ورنہ مین لوح طلسمی آپکے
نہ دیتا عمرو بن حمزہ نے فرمایا جب تک آپ لوح کے دریافت کرنے مین کماحقہ کوشش نہ کرینگے لوح طلسمی ہاتھ نہ
ہوگی سہیل نے یہ سنکے دیر تک فکر کی اور بعد فکر کہا کہ ای شہریار ذی وقار لوح کے معلوم کرنے کی ایک تدبیر
میرے ذہن مین آئی ہی اور وہ یہ تدبیر ہی کہ ایک گنبد جہان نمائے طلسمی ہی اُس گنبد مین آپ جائیے اور
اُسکی سیر کیجیے خاصیت اُس گنبد جہان نمائی یہ ہی کہ جس شخص کا کچھ مال و اسباب گم ہو جاتا ہی اور وہ شخص گنبد
مین جاتا ہی اور نیت کرتا ہی کہ میرا مال و اسباب کہان ہی مجکو معلوم ہو جائے فوراً اُس گنبد مین معلوم ہو جاتا ہی اور جس
آدمی کو یہ دریافت کرنا منظور ہوتا ہی کہ میرے اہل و عیال یا عزیز و اقارب زندہ ہین یا مرگئے اور وہ شخص گنبد مذکور
مین اسی حال کے دریافت کرنے کے واسطے جاتا ہی فی الفور اُسے اُنکے حال سے آگاہی ہو جاتی ہی اگر اُسکے عزیز و اقارب
زندہ ہوتے ہین تو اُس گنبد مین زندہ نظر آتے ہین اور اگر مرگئے ہوتے ہین تو مردہ نظر آتے ہین اسی طرح
سے ہر ایک حال اِس گنبد جہان نما مین جانے سے معلوم ہو جاتا ہی پس آپکو لازم ہی کہ آپ اُس گنبد مین جاکر
سیر کیجیے اور نیت کیجیے کہ مجھے معلوم ہو جائے جس جگہ لوح طلسمی رکھی ہوئی ہو یا جس شخص کے پاس ہو جب آپ
کو لوح طلسم نارنج کا احوال معلوم ہو جائیگا اُسوقت جہان لوح ہو گی وہان جانے گا اور مین بھی حتی الامکان
لوح کے حاصل کرنے کی کوشش کرونگا عمرو بن حمزہ نے یہ گفتگو سہیل نبیرہ جمشید کی سنکے کہا کہ خواجہ
عمرو اور فرخ کو مین آپکے پاس چھوڑے جاتا ہون انہین بہ آرام تمام رکھیے گا سہیل جادو نے منظور کیا
اور ایک تعویذ لکھکر عمرو بن حمزہ کے بازو پر باندھ دیا دو دو گھڑی تک پھر کان مین شاہزادے کے باتین کہین

عمرو اور فرخ وغیرہ کے کسی نے بھی وہ باتین نہ سنین بعد باتین کرنے کے شاہزادے کو رخصت کیا عمرو بن حمزہ فرخ مہر خواجہ عمرو اور سہیل سے ملکر یہ جب کئے سہیل کے مرکب پر سوار ہوئے شہ انوریہ کی طرف چلے اور بعد قطع منازل ایک شہر مین پہونچے دیکھا کہ ایک برات بجلوس شاہانہ جاتی ہے عمرو بن حمزہ کھڑے ہوکر دیکھنے لگے بعد گذر جانے جلوس کے دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر فیل پر سوار ہے اور ایک مرکب کے سر پر سہرا پھولون کا ثابت تخت بندھا ہے لیکن گھوڑے پر دولہا نہین ہے صدہا اقسام کے باجے مردان ہمراہی بجاتے ہین اور ہزارہا خوان دمیون کے سرون پر رکھے ہین اور اسباب جہیز بھی بیحد و بیشمار ہے اور صدہا فیلون پر امرا اور شاہزادے وغیرہ سوار ہین اور جھنون اور سکھپالون مین عورتین بیٹھی ہین کہار رو رہے ہین نئی بانات کی پہنے ہوئے پگڑیان سرون پر رکھے ہوے غمگین نظر آئے ہین جب عمرو بن حمزہ نے برات کو دیکھا ارادہ کیا تھا کہ کسی شخص سے پوچھین کہ یہ برات کسکی ہے اور کہان جاتی ہے لیکن برات ایک جانب چل گئی اور عمرو بن حمزہ نے کسی سے دریافت نہ کیا آخر وہ برات ایک باغ مین اتری جب دو گھڑی دن باقی رہا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ سب براتی روتے اور پیٹتے چاک گریبان کئے ہوئے اور سرون پر خاک ڈالے ہوئے اُس باغ سے نکلے وہ بادشاہ بھی نعل در آتش اور رونے نالہ و فریاد کرتا ہوا اُس باغ سے نکلا اور خوان اور جہیز سب اُسی باغ مین چھوڑ کر نالہ و فریاد کرتا ہوا اپنے ہمراہیون کے جسطرف سے آیا تھا اُسی جانب چلا شاہزادہ یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ شادی مین غم و الم ان سب کو کیون ہوا اور یہ برات کیسی تھی کہ دولہا برات کے ساتھ نہ تھا یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ نے انھین لوگون مین سے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ بادشاہ کون ہے اور یہ برات کیسی ہے کہ دولہا نہین ہے اور تم سب کیون روتے ہو اُس شخص نے کہا ای شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو اس ملک کا رہنے والا نہین ہے اسی وجہ سے اس برات کے حال سے واقف نہین ہے خیر اگر آگاہ نہین ہے تو اب واقف ہو کہ اس بادشاہ کا نام منصور شاہ ہے اور اسکے بیٹے کا نام انور شاہ تھا اُسکی شادی ملکہ نارنج جادو کی دختر یعنی ملکہ مہجبین نارنجی پوش کے ساتھ ٹھہری تھی اور برات کے دن تمام شاہ و شہریار جمع ہوئے تھے از انجملہ نبیرۂ جمشید سہیل جادو مع اپنی دختران خوبرو کے آیا تھا ایک دختر کا تو اُسکی اسم خونخوار جادو اور دوسری دختر کا نام ملکہ لالہ خونخوار جادو تھا اور وہ دونون ایسی حسین اور خوبصورت تھین کہ اگر انکو کوئی پری بھی دیکھتی تو ہر ایک کی صورت دیکھکر یہ کہتی

نظم

لعل تو فریب اہل ادراک — ای تو بالاے طبع موزون
سرو از قد تو فتادہ بر خاک — گل از رخ تو نشستہ در خون
آوارہ عشق نسخ خورشید — سرگشتہ مہر تست گردون
زلف تو شب دراز [illegible] — رخسار تو مہر روز افزون
جانم بلب آمد و نیامد — از یاد لب تو وصل بیرون

ای حسن تو برتر از چہ و چون — عالم ہمہ محو تو چو مجنون
شمشاد قدان فتنہ انگیز — بر قد قامت تو مفتون
بر حسن تو والہ صد چو فرہاد — دیوانہ ہزار چو مجنون
شد غرقہ بخون چو دید لالہ — آن چشم سیاہ و لعل گلگون
از زلف تو کار ما پریشان — وز حال تو حال ما دگرگون
بر بوے وصالت ای دل آرام — عمرے بگذشت و دیدم اکنون

غرض انور شاہ دیکھکر لالہ خونخوار پر عاشق ہوا اور ایک مکان مین لیگیا اور وہان بیٹھکر باہم باتین اختلاط کی ہونے لگین جب یہ خبر سہیل جادو کو ہوئی اُسنے اپنی ایک کنیز سے کہا کہ ان دونون کو سحر مین گرفتار کرکے جلد قید کر اور اس فعل بد کرنے کی ان دونون کو سزا دے کنیز نے اُس باغ کو سحر بند کیا اور انور شاہ اور دختر سہیل جادو کو قید کیا جب یہ خبر ملکہ نارنج جادو کو پہونچی کہ انور شاہ دختر سہیل جادو پر عاشق ہوا اور سہیل جادو نے دونون کو قید کیا اُسوقت سب شاہان جلیل القدر چلے گئے وہ شادی نہ ہوئی اور انور شاہ بیٹے

ریحانہ بانو نے جو یہ حال تمام و کمال سُنا دہ پیٹی ہوئی اور روتی ہوئی مع اپنی کنیزوں کے اس باغ میں آئی اور اب تک
اسی باغ میں ہی چونکہ ہر سال منوّر شاہ اپنے بیٹے کی برات لیکر آتا ہی آج بھی موافق قاعدہ برات لیکر آیا ہی اور دیو
بوجہ خوف کے قبل از شام یہان سے جاتا ہی یہ کہکر وہ شخص چلا گیا عمرو بن حمزہ گفتگو اُس شخص کی سنکے حیران ہوئے
اور انتظار شام کا کرنے لگے جب شام ہوئی دیکھا کہ اُس باغ میں ہر ایک گل مانند چراغ کے روشن ہوگیا اور ہر ایک درخت
چنار کے مانند ہوگیا اور گل و ثمر بصورت شمع و چراغ روشن ہوگئے تمام باغ کثرت روشنی سے خودبخود پر نور ہوگیا عمرو
بن حمزہ باغ کی سیر کر رہے تھے یکایک اُسی باغ کی بارہ دری سے کچھ عورتیں ظاہر ہوئیں اُنھون نے باغ کے چبوترے
پر آکے فرش کیا اور دو مسندیں پُر زر بچھائیں پھر ایک عورت بارہ دری میں گئی وہان ایک صندوق رکھا تھا
اور اُس صندوق پر خودبخود مورچھل ہل رہا تھا اُس عورت نے اُس صندوق کے پاس جاکر یہ آواز
دردناک پکارا کہ اے شاہزادہ نامراد بیٹا تمھاری برات کی رات آئی ہی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بمجرد کہنے اُس عورت
کے تختہ صندوق کا خودبخود اُٹھا اور ایک نوجوان دولھا بنا ہوا کنگنا کلائی میں باندھے ہوئے صندوق سے
نکلا اُس عورت نے بلائیں لیکر کہا اے فرزند چل کے مسند پر بیٹھو وہ نوجوان چبوترے پر آکے مسند پر بیٹھا پھر
وہی عورت ایک چنار کے درخت کے قریب گئی اور کہنے لگی اے میری نازنین تمھارا عاشق آیا ہی تمھارا انتظار
کر رہا ہی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ فی الفور اُس درخت چنار کے تنے میں ایک کھڑکی ظاہر ہوئی اور ایک نازنین
گویا دُلھن بنی ہوئی اُس کھڑکی سے بصد شرم و حیا و ہزار ناز و ادا نکلی وہ مہ جبین ایسی تھی کہ ماہ و مہر بھی
روبرو اُسکے شرمندہ تھے اور حسن اُسکا عابد کُش اور زاہد فریب تھا شاہزادہ عمرو بن حمزہ اس نازنین کے
حسن کو دیکھکر حیران ہوئے وہ نازنین بصد ناز و ادا راہ طے کرکے چبوترے پر آئی اور دوسری مسند پر سامنے
انور شاہ کے بیٹھی عورتوں نے روبرو انور شاہ اور اُسی نازنین کے دسترخوان بچھایا اور جو خوان طعام
کہ منوّر شاہ باغ میں چھوڑ گیا تھا اُنھیں خوان سے انواع و اقسام کے طعام لذیذ نکال کر دسترخوان پر رکھے
پھر ایک عورت نے کہا کہ طعام تناول کرو انور شاہ نے ہمراہ نازنین کے کھانا کھایا بعد کھانا کھانے
کے روبرو نازنین اور انور شاہ کے ایک خوبرو خوش گلو ناچنے لگی اور یہ غزل گانے لگی غزل

داغ داغ اے گل ہی فرقت میں ہم تشبیہ چمن
آبلہ پا ہیں پئے جنون جبتک ...
انکو ہی ہیں تمنا مانع وصلت ہیں غیر
سو طرح کی خلشین باقی ابھی مدفن میں ہین
عصمت دیوانگی دیکھ جنون سے پوچھیے
آپ بھی ہشیار تسلیم ... میں ہین

پھول کیسے پارہ انگلیے دامن میں ہین
حیف ہی تم مصیبت سے کوئی خالی نہین
آرزوے دوستان ہیں لیکن ... ہین
ٹھہر جا اے بیقراری کیون ہلاتی ہی جگر
چاک لاکھون صورت یوسف کے دامن میں ہین

نکہت گل میں نہاں ہیں بے پردگی سے رکھو ساتھ
دست و پا ہیں صرف ماتم جان و دل غم میں ہین
شورش محشر سوال گور تکلیف فشار
چند طفل اشک خوابیدہ کے دامن میں ہین
ایک فقرے میں کیا ... عدو سے یار کو

جس وقت اس مطربہ نے یہ غزل گائی کوئی شاد و خرم نہ ہوا اور اُس نازنین
مسند نشین نے انور شاہ سے مطلق کلام نہ کیا اور انور شاہ نے بھی نازنین سے کچھ گفتگو نہ کی فقط دونون
طالب و مطلوب ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے رہے اور دیکھا کیے یہانتک کہ رات قلیل باقی رہگئی اُسوقت عمرو بن
حمزہ نے دیکھا کہ وہ عورتیں جو بارہ دری سے ظاہر ہوئی تھیں وہ سب باہم رونے لگیں کیونکہ اب دولھا اور نازنین
کی جدائی کا ہنگام قریب آگیا ہی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے وہ تعویذ سہیل جادو کا اپنے بازو سے کھولا اور اُس
تعویذ کو درخت چنار پر مارا فوراً درخت چنار جلنے لگا اور شعلے اُس درخت سے اسقدر نکلے کہ ہر طرف پھیلے تمام

باغ جلگیا اور بارہ دری بھی تھوڑی دیر مین جلگئی صرف سہ درہ بارہ دری کا رہگیا اتنی دیر مین صبح ہوگئی اور روشنی ہوئی
کہ ریحانہ جادوے نے جو روشنی دیکھی متحیر ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ جب سے مین اس باغ مین آئی تھی روشنی نہین
دیکھی تھی اور روے آفتاب نظر نہ آیا تھا یہ خیال کرکے ریحانہ بانو آواز بلند کہنے لگی کہ بعد مدت دراز ہم قیدیون
کو روشنی نظر آئی ہے اور جیسے روے آفتاب دیکھا ہے اور شکل سحر نظر آئی ہے ریحانہ بانو یہ کہ رہی تھی کہ عمرو بن حمزہ
یونانی اُسے نظر آئے اُسوقت ریحانہ بانو دوڑ کر قدم شاہزادہ عمرو بن حمزہ پر گری اور پوچھنے لگی کہ آپ کا
اسم شریف کیا ہے شاہزادے نے فرمایا نام ہمارا عمرو بن حمزہ ہے ہم فرزند حمزہ صاحبقران کے ہین ریحانہ بانو
یہ سنکے خوش ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ آپ ہی کی وجہ سے میری اور میرے فرزند کی جان سے رہائی ہوئی جب ریحانہ بانو
گفتگو اپنی ختم کر چکی انور شاہ بھی مسند سے اُٹھکے عمرو بن حمزہ کے قدم پر گرا اور نارمین مسند نشین کا کچھ حال شاہزادے
کو نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئی غرض عمرو بن حمزہ نے ریحانہ بانو اور انور شاہ وغیرہ سے فرمایا تمکو لازم ہے
کہ دین اسلام اختیار کرو اور سامری پرستی سے اجتناب کرو کیونکہ سواے خداوند عالم کے کسی کو سجدہ کرنا جائز
نہین ہے جسوقت یہ تقریر شاہزادے کی ریحانہ بانو اور انور شاہ نے سُنی دونون صدق دل سے مطیع دین اسلام
ہوے پھر عمرو بن حمزہ دونون کو اپنے ہمراہ لیکر باغ سے چلے اور بعد طی کرنے راہ کے داخل شہر ہوے جسوقت
یہ خبر منور شاہ کو پہونچی کہ انور شاہ اور ریحانہ بانو کو عمرو بن حمزہ اپنے ہمراہ لائے ہین اور شہر مین آگئے ہین
اُسیوقت منور شاہ تخت پر سوار ہوا اور مع ارکین سلطنت و اعیان مملکت بہ لشکر کثیر براے استقبال شہزادہ
عمرو بن حمزہ روانہ ہوا اور خدمت شاہزادہ عمرو بن حمزہ مین حاضر ہوکر شرائط قدمبوسی بجالایا اور اپنے فرزند
و زوجہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر بعد تکریم و تعظیم دار الامارہ شاہی مین لایا اور بموجب ارشاد عمرو بن حمزہ
یونانی مطیع اسلام ہوا اور دو روز تک بخوبی جشن کیا اور دعوت و ضیافت شاہزادہ عمرو بن حمزہ کی کی تیسرے
روز عمرو بن حمزہ نے منور شاہ سے پوچھا کہ گنبد جہان نما طلسمی کہان ہے منور شاہ نے عرض کیا کہ
گنبد جہان نما یہان سے دو روز کی راہ کے فاصلے پر واقع ہے ہر چند میری عملداری وہان نہین ہے لیکن اکثر مین
وہان جاتا ہون آپ میرے ہمراہ تشریف لیچلیے اور سیر گنبد جہان نما کی کیجیے اُس گنبد کی یہ خاصیت ہے کہ جب
کوئی شخص کسی مطلب کے دریافت کرنے کے واسطے وہان جاتا ہے دروازہ گنبد کا خود بخود کھل جاتا ہے جسوقت
آپ وہان جائیے گا آپکے واسطے بھی دروازہ اُس گنبد کا کھل جائیگا آپ گنبد مین تشریف لے جائیگا لیکن کفار کو
قتل نہ کیجیگا فقط اپنے مطلب کی دلمین نیت کیجیگا جو مدعاے دلی آپکا ہوگا اُس گنبد مین نظر آئیگا عمرو بن حمزہ نے جواب
دیا کہ مین بیوجہ کفار کو قتل نہ کرونگا اور گنبد مین جاکر فساد برپا نہ کرونگا فقط اپنا مطلب دریافت کرکے گنبد سے باہر نکل آؤنگا
منور شاہ نے پوچھا آپکا مطلب کیا ہے شاہزادے نے فرمایا مجھے لوح طلسم نارنج کا حال دریافت کرنا منظور ہے
لوح طلسمی کسی جگہ ہے تم مجھے وہان لے چلو اور سامان چلنے کا کرو منور شاہ نے بموجب حکم سامان چلنے کا کیا

داستان حیرت نشان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا گنبد جہان نماے طلسمی مین واسطے دریافت کرنے احوال لوح کے اور پھر ملنا لوح کا

بلبل چمن پیراے بہار داستان کا یہ دکھاتا یون ہے رنگ نیے بیان کا کہ جب منور شاہ بموجب حکم شاہزادہ ذیجاہ
سامان سفر درست کر چکا اُسوقت ہمراہ شاہزادہ ذیجاہ مع سپاہ بخدم و حشم چلا جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ بعد

قطع راہ کے گنبد جہان نما کے قریب پہونچے دیکھا کہ وہ گنبد نہایت بلند و خوشنما ہی اور دروازہ گنبد کا بند ہی صدہا
بلکہ ہزارہا مردمان حاجتمند کا مجمع ہی سیکڑوں صنعت در گنبد پر بیٹھے ہین اکثر پرستش کر رہے ہین اکثر حاضری گنبد
کی پوجا کر رہے ہین بعض خداوند قدم جیتہ کو پکار رہے ہین شاہزادے نے گنبد کے گرد مجمع دیکھکر علیحدہ گنبد
سے قریب شام قیام کیا بارگاہ و خیام ایستادہ ہوے شاہزادہ بارگاہ مین داخل ہوا منور شاہ
بھی مقیم ہوا بعد گذرنے شب کے وقت پگاہ شاہزادہ عالیجاہ سمند صبا رفتار پر سوار ہوا اور منور شاہ کو ہمراہ
لیکر جب عنقریب در گنبد جہان نما پہونچا فوراً دروازہ گنبد کا خود بخود کھل گیا اور ایسی بوے خوش گنبد سے آئی کہ ہر ایک شخص
کا دماغ خوشبو سے معطر ہو گیا جسقدر صنعت در گنبد پر بیٹھے تھے فی الفور بھجن گانے لگے اور بہ آواز بلند پکارنے لگے کہ لے
الحال کون شخص براے سیر گنبد جہان نما آیا ہی اور کون آدمی بہر دریافت مدعاے دل اسوقت آیا ہی جلد گنبد مین
جانے اور سیر گنبد سے آرزوے دل بھی بر لائے عمرو بن حمزہ یہ تقریر صنعتون کی سنکے داخل گنبد ہوے اول
ملکہ گلشن جادو کا خیال کیا اور کہا اے گنبد جہان نما طلسمی مین چاہتا ہون کہ اپنی معشوقہ گلشن جادو کو
دیکھون اور اسکے احوال سے آگاہ ہون مین نے تو سنا ہی کہ زوربانہ جادو نے اُسے آگ مین جلا دیا ہی شاہزادہ ابھی
یہ کہکے خاموش ہوا تھا کہ ایک بارگی جواہر سقف گنبد سے چٹخا تڑاخے کی صدا آئی اُسوقت شاہزادے کو غنودگی سی
آگئی پھر جو آنکھ کھل دیکھا گلشن جادو سامنے ایک مکان مین موجود ہی شاہزادہ گلشن جادو کو دیکھکر بیتاب ہوا
اور حال مزاج پوچھنے لگا گلشن نے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ افسوس ہزار افسوس ہمارا تو عشق و الفت مین یہ حال
ہوا کہ زوربانہ جادو ہمکو انبار ہیزم پر بٹھا دے اور لکڑیون مین آگ لگا دے اور اپنی دانست مین ہمین جلا دے
اور آپ کو کچھ ہمارا خیال نہ ہوا اور مہ جبین نارنجی پوش اور لالہ خونخوار سے عیش و عشرت کیجے ہین کبھی بھولے
سے بھی یاد نہ کیجے یہ امید ہمکو آپ سے نہ تھی شاہزادے نے جواب دیا اے ملکہ اُن دونون سے زیادہ مجکو تیرے الفت
ہی تمھاری جدائی ناگوار طبع ہی شب و روز تمھارا ہی خیال رہتا ہی عمرو بن حمزہ یہ باتین جب کر چکے گلشن جادو
نظر سے غائب ہو گئی اور وہ مکان بھی نظر سے پوشیدہ ہو گیا پھر عمرو بن حمزہ کو خیال آیا کہ ہم تو براے دریافت
حال لوح طلسمی یہان آئے تھے ابتک حال لوح دریافت نہین کیا یہ خیال کرکے کہا اے گنبد جہان نماے طلسمی
مین چاہتا ہون کہ جہان لوح طلسم نارنج رکھی ہو مجھے نظر آجاے شاہزادہ یہ کہکے خاموش ہوا یکایک دیوار گنبد سے
ایک ٹکڑا جواہر کا جدا ہوا اور آواز تڑاخے کی بلند ہوئی شاہزادے پر غشی طاری ہوئی بعد ایک لمحہ کے غشی برطرف
ہوئی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پر بہار ہی اور درمیان مین باغ کے ایک گنبد بنا ہوا ہی صدہا صنعت گرد گنبد بیٹھے ہوے
ہین اور بھجن گا رہے ہین اور ایک جانب اُس گنبد کے ایک مسافر خانہ ہی صدہا فقرا و غربا کو طعام تقسیم ہو رہا ہی اور ایک
جانب اُسی باغ مین ایک درخت چنار کا ہی اُس درخت کے تھالے مین کنارہ لوح کا مثل کوکب چمک رہا ہی عمرو بن حمزہ
نے بخوبی تمام اُس باغ اور گنبد کا نقشہ دیکھ لیا اور صفحۂ دل پر کھینچ لیا پھر کما حقہ سیر گنبد جہان نما کی کرکے گنبد سے
باہر نکلے اور تمام حال منور شاہ سے بیان کیا اور پوچھا کہ جیسا باغ اور گنبد مین نے دیکھا ہی اور تمھارے روبرو
نقشہ اُسکا بیان کیا ہی کس جگہ ہی منور شاہ نے عرض کیا مجکو تو معلوم نہین لیکن اب آپ میرے ہمراہ میرے
شہر مین تشریف لیچلیے مین وہان جاکر ہر ایک سے دریافت کرونگا یہ عرض کرکے اُسیوقت مع سپاہ ہمراہ عمرو بن
حمزہ روانہ ہوا اور بعد قطع راہ عمرو بن حمزہ کو اپنے شہر مین لایا اور دار الامارہ شاہی مین داخل ہوا حکم کیا کہ جملہ
خاص و عام حاضر ہون بمجرد حکم منور شاہ تمام اعلے و ادنی شہر کے جمع ہوے منور شاہ نے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا

کہ اب اُس باغ اور گنبد کی صورت اور قطع بیان فرمایئے عمرو بن حمزہ نے باغ و گنبد کی قطع بیان کی ایک مصور نے
حکم منور شاہ سے موافق بیان عمرو بن حمزہ کے نقشہ باغ اور گنبد کا ایک صفحۂ قرطاس پر کھینچا جب وہ مصور نقشہ کھینچ
چکا اُسوقت منور شاہ نے وہ نقشہ جا صغیر و کبیر کو دکھایا اور سب سے پوچھا کہ اس قطع کا باغ و گنبد کس جگہ ہے ہر
ایک نے نقشہ دیکھکر عرض کیا کہ ہمنے اس قطع کا باغ اور گنبد خواب مین بھی نہین دیکھا ہے ہم آپ سے نشان باغ و
گنبد کا کیا بیان کرین غرض اسیطرح تین روز تک منور شاہ نے ہر ایک کو وہ نقشہ دکھایا اور سب نے یہی عرض کیا کہ
اس گنبد اور باغ سے آگاہ نہین ہین بعد تین روز کے صدہا آدمی منور شاہ نے چار جانب روانہ کیئے وہ بھی بعد کئی روز کے
حاضر ہوے اور عرض کرنے لگے کہ ہم بموجب حکم دور دور گئے لیکن بشکل نقشہ کے کوئی باغ اور گنبد ہمکو نظر نہین آیا منور شاہ
اور عمرو بن حمزہ گفتگوے مردمان مذکور سنکے مجبور ہوے اور سبکو رخصت کر دیا ایک روز عمرو بن حمزہ بستر
خواب پر لیٹے ہوے تھے کہ وہ فقرہ جو سہیل جادو نے ہنگام رخصت کہا تھا یاد آیا عمرو بن حمزہ خوش ہو کر شہہ سے
یہ ہو خیال کرنے لگے کہ جو کچھ سہیل جادو نے آہستہ آہستہ مجھے کہا تھا وہ سب تو مجھے یاد رہا اور موافق اُسکے کہنے
کے تعویذ بازو سے کھولکر مین نے درخت چنار پر مارا اور سحر برطرف کرکے انور شاہ اور خونخوار جادو کو قید سحر سے
رہا کیا لیکن یہی بات بھول گیا تھا الحمد اللہ کہ اسوقت یاد آئی یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ نے منور شاہ کو اپنے پاس
بلوایا اور کہا کہ اب مین اُسی باغ مین جاتا ہون جس باغ مین تمھارا فرزند قید سحر مین مبتلا تھا اور سبب جانے کا بھی وہان
بیان کیا منور شاہ نے عرض کیا مین بھی ہمراہ رکاب چلتا ہون عمرو بن حمزہ نے فرمایا تمھارے ہمراہ چلنے کی کچھ
ضرورت نہین ہے یہ کہکے شاہزادۂ ذی جاہ مرکب پر سوار ہوا اور جانب باغ روانہ ہوا بعد طی کرنے راہ کے جب
عمرو بن حمزہ داخل باغ ہوے وہی تعویذ جو سہیل جادو نے لکھکر بازو پر باندھ دیا تھا شاہزادے نے اپنے
بازو سے کھولا اور جو اسم کہ اُس تعویذ مین لکھا تھا اُسی اسم کو ایک سنگریزے پر دم کرکے بارہ دری کے سہ درے
پر مارا فوراً ایک ستون سہ درہ درمیان سے شق ہو گیا اور ایک آواز ہیبتناک آئی شاہزادے نے دیکھا کہ ایک
زن سیہ فام ستون سہ درہ سے باہر نکلی اور کہنے لگی کہ او طلسم کشا افسوس پھر تو یہان آیا اور اب جو مجھکو تو نے بلایا
کہ کیا تیرا کام ہے کیون مجھکو طلب کیا ہے عمرو بن حمزہ نے فرمایا مین نے اسواسطے تجھے بلایا ہے کہ مجھکو سرزمین مینا کار
پر پہونچا دے اس ساحرہ نے کہا اے طلسم کشا حکم سہیل جادو سے مین مجبور ہون کیونکہ اُسکی تابعدار اور
فرمانبردار ہون ورنہ تجھکو ابھی اپنے سحر مین گرفتار کرکے قید کرتی یہ کہکے اُس ساحرہ نے اسم سحر پڑھکے دستک
دی بمجرد دستک دینے کے چند عورتین ایک تخت لیکر سامنے حاضر ہوئین ساحرہ مذکورہ تخت پر بیٹھی اور عمرو بن حمزہ
سے کہنے لگی کہ تم بھی اس تخت پر بیٹھ جاؤ عمرو بن حمزہ بھی تعویذ کو اپنے بازو سے جدا کرکے اُس تخت پر بیٹھے تخت بزور
سحر ساحرہ بلند ہو کر ایک جانب چلا ساحرہ نے شاہزادے سے کہا کہ جس جگہ زمین اور گیاہ مینا رنگ دیکھنا مجھے
کہدینا اور وہین تخت سے اُتر جانا عمرو بن حمزہ نے جواب دیا کہ جہان مین زمین مینا رنگ دیکھونگا تجھے کہدونگا
وہ ساحرہ تقریر شاہزادہ سُنکے خاموش رہی الغرض جب عمرو بن حمزہ اُسی سرزمین پر پہونچے دیکھا کہ تمام گیاہ
زمین پر مینا رنگ ہے اور بوجہ گیاہ کے زمین بھی مینا رنگ نظر آتی ہے اُس ساحرہ نے اسی جگہ عمرو بن حمزہ
کو تخت سے اُتار دیا اور ایطرف چلی گئی عمرو بن حمزہ تخت سے اُتر کے آگے چلے دور سے دیکھا کہ وہی باغ
اور گنبد ہے جو باغ اور گنبد جہان نماے طلسمی مین دیکھا تھا عمرو بن حمزہ اُس باغ کو دیکھکر خوش ہوے اور بعد
قطع راہ اُس باغ مین گئے دیکھا کہ باغ مین ہزارہا صنعت بیٹھے ہوئے پوجا کر رہے ہین گھنٹ اور ناقوس

بجا رہے ہیں سامری و جمشید کو دمبدم پکار رہے ہیں ایکطرف مسافرخانہ ہے صدہا غربا وہان جمع ہیں اکثر مردم طعام
انکو دے رہے ہیں عمرو بن حمزہ بصد عجلت چنار کے درخت کیطرف چلے چونکہ منت پوجا کرنے میں مشغول تھے ہمہ تن
سے کسی ہمت نے عمرو بن حمزہ کو نہ دیکھا شاہزادے نے چنار کے درخت کے پاس جاکر دیکھا لوح تھالے میں
نظر نہ آئی عمرو بن حمزہ نے لوح کو نہ دیکھا نہایت حیران ہوے پھر کچھ سوچ کر خنجر کمر سے کھینچا اور اُس درخت کے تھالے
کو خنجر سے کھودا ایک صندوقچہ نکلا جب شاہزادے نے صندوقچے کو کھولا دیکھا کہ لوح اُس صندوقچے میں رکھی ہے
اور مثل ستارہ سحر چمک رہی ہے شاہزادے نے نہایت خوش ہوکر وہ لوح اپنے گلے میں ڈالی ناظرین پر واضح ہو کہ وہ
باغ نقابدار نیلم پوش کا تھا اور جب نقابدار مذکور لوح لیکر اپنے مکان کیطرف آیا تھا تو اُسنے لوح کو صندوقچے
میں بند کرکے تھالے میں درخت چنار کے دفن کردیا تھا اور کسی سے احوال لوح کے دفن کرنے کا بیان نہیں
کیا تھا اور بعد دفن کرنے لوح کے بیمار ہوکر دو تین روز کی مدت میں مرگیا تھا اور چونکہ وہ باغ اور گنبد نو تعمیر تھا
اسوجہ سے منور شاہ اور دیگر خاص و عام اُس باغ و گنبد سے آگاہی نہ تھی القصہ جب عمرو بن حمزہ لوح طلسمی
اپنے گلے میں ڈال چکے فی الفور باغ سے نکل کے ایک جانب روانہ ہوئے اور اثناے راہ میں لوح کو دیکھا لوح
سے ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا اگر خدا اپنا فضل کرے اور لوح طلسم دوبارہ دستیاب ہو تو لازم ہے کہ جانب شمال
یہان سے روانہ ہونا اور شب کو چلنا دن کو قیام کرنا شاہزادہ ذیجاہ نے حکم لوح سے آگاہ ہوکر ایک درخت
کے نیچے قیام کیا جب وہ وقت آیا کہ خورشید چار منزلین طے کرکے جانب مغرب گیا اور نظر چشم خلائق سے پنہان
ہوا اور ماہ شب افروز فلک پر عیان ہوا بیت نہان جبکہ ہوا مہر درخشان ؛ ہوا ظاہر فلک پر ماہ تابان ؛
جب شام ہوئی شاہزادہ ذیجاہ جانب شمال روانہ ہوا اور بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا جب صبح ہوئی پھر ایک شجر کے
نیچے مقیم ہوا اسیطرح کئی راتین برابر صحرا نوردی کی ایک روز ہنگام سحر ایک ایسے عرصہ نمونہ میدان محشر میں پہونچے
کہ پیک وہم و گمان بھی وسعت و درازی میدان کی خبر نہ لا سکتا تھا اور طائر وہم و خیال اُس میدان وسیع کو طے
کرکے جا نہ سکتا تھا اُس میدان بے پایان میں درخت کا نام و نشان بھی نہ تھا اور براے قیام کوئی مکان بھی
نہ تھا عمرو بن حمزہ اُس صحراے ہولناک کو دیکھکر متردد ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ جب آفتاب نکلیگا تو حرارت آفتاب
سے اُس میدان بے اشجار میں مجھے نہایت تکلیف ہوگی شام تک اس دشت وحشت انگیز میں کیونکر قیام کرسکونگا
عمرو بن حمزہ یہ خیال کررہے تھے کہ سامنے ایک باغ پر بہار نظر آیا شاہزادے نے باغ کو دیکھکر خیال کیا کہ اب اس
باغ میں چلکر توقف کرنا چاہیے یہ خیال کرکے شاہزادہ ذی وقار اس باغ پر بہار کیطرف چلا ہر چند شاہزادہ جلد بسمت
باغ جاتا تھا لیکن باغ تک نہ پہونچتا تھا اور جسقدر شاہزادہ جلد جاتا تھا اسیقدر وہ باغ دور نظر آتا تھا یہانتک کہ عمرو
بن حمزہ نے پہر بھر تک رہروی کی لیکن اس باغ تک نہ پہونچے آخر حیران ہوکر کھڑے ہوے اور خیال کرکے عمرو بن حمزہ پہلے
سامنے نظر آتا تھا اور اب دور نظر آتا ہے باوجود اسکے کہ میں نے پہر بھر تک رہروی کی ہے یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ پھر اس باغ
کیطرف چلے اور حکم لوح بالکل بھول گئے یہ یاد نہ رہا کہ حکم لوح یہ تھا کہ شب کو راہ چلنا اور دن کو ہرگز ہرگز صحرا نوردی نہ کرنا علاوہ
حکم لوح فراموش کرنے کے پھر عمرو بن حمزہ نے لوح کو بھی نہ دیکھا اور سمت باغ روانہ ہوے غرضکہ وقت دوپہر عمرو بن
حمزہ اس باغ کے دروازے پر پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل دیدۂ عاشق کے وا ہے شاہزادے نے بلا خیال ملکہ
مہ جبین نیلم پوش اور لالہ خونخوار میں یہ تصور کیا کہ اس باغ میں جاکر تا شام توقف و قیام کرون اور پھول میں رخسار ملکہ
مہ جبین اور لالہ خونخوار کے روے گل سے دیکھون اور بعوض چشمان معشوقان کے نرگس پر نظر کرون [illegible]

اے معشوقوں کی زلف پرشکن کا سر سر خیال کروں اور سرو کو دیکھکر قد و قامت مہ جبین و لالہ خونخوار کا تصور کروں اشعار

کرشاید یہ تسلی ہو جگر کو	قرار آئے دل وحشت اثر کو	یہاں ہیں بلبلیں ہی آشیاں ہوں	ابھی نادیدہ لطف بوستاں ہوں
تمنا ہی کہ بوے گل کو دیکھوں	ہوس ہی ایک نظر سنبل کو دیکھوں	لگاؤں سرو کو دم بھر گلے میں	لگاؤں یاسمن سے حوصلے میں
زبان برگ سوسن ہوں چمن میں	لب رنگین گل چوسوں چمن میں	نکھروں شوخی طبع رسا سے	کروں اٹکھیلیاں باد صبا سے
مزاج گل جو پاؤں اتراؤں میں	عنادل سے کروں [illegible]	دکھاؤں گرمی فریاد کیا کیا	جلاؤں خاطر صیاد کیا کیا
جماؤں رنگ یہ اپنے سخن کا	کہ ہو دم بند مرغان چمن کا	کہا دل نے یہ ختم گفتگو پر	چمن صدقے کیا اس آرزو پر
یہ گلشن کیا اگر باغ ارم ہو	فدائے بوسۂ خاک قدم ہو	اجازت دل نے جب دم راہ کی دی	صدا غنچوں نے بسم اللہ کی دی
چمن میں آمد آمد کا ہوا غل	گلے ملنے کو دوڑی نکہت گل	ہوئی جب باغ کے در تک رسائی	قدم لینے ہوائے جنت آئی

غرض جب عمرو بن حمزہ داخل باغ ہوئے دیکھا کہ عجب باغ بہار ہی گلشن ارم بھی ہزار جان سے اس باغ کی بہار پر نثار ہی ابیات

نہ پائی شوق نے فرصت سفر کی	نظر آیا عجب سامان گلشن	ہوئے ہوش و خرد قربان گلشن	نظر جس گل پہ پھر ہو بھی نہ سر کی
دل غنچہ لہو دو شیرنی سے	ثمر کو سجدے میں تھا ولولہ کی تھی	درختوں میں سلامی ادا کی تھی	بھرا دامن گل پاکیزگی سے

شاہزادہ ذی وقار وہ باغ پر بہار دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گیا کیونکہ ہر گل اس باغ کا بسان رخسار ناز رنگین و شاداب تھا اور ہر ایک غنچہ مثل دہن معشوق ملاحت یاب تھا کہ بوجہان کی قدرت نمائی اس باغ کی ہر گل و غنچہ و نخل و ثمر سے عیان تھی اس باغ کی بہار گویا رشک بہار باغ جنان تھی الحاصل خیال معشوقان میں شاہزادۂ ذیجاہ کا یہ حال ہوا ابیات

کبھی بیر ہمی دل یاد کرتا	کبھی بیساختہ فریاد کرتا	جلایا گرمی گلہائے تر نے	لپٹ دی شعلۂ داغ جگر نے
کبھی کرتا طواف عارض گل	کبھی سنتا فغان درد بلبل	کبھی سہتا نہ دل میں پیچ و تاب	کبھی مانند سبزہ لوٹ جاتا
کبھی نرگس سے آنکھیں چار کرتا	کبھی ہر سو سے شوق اظہار کرتا	کبھی مثل صبا پھرتا چمن میں	کبھی بو ہو کے چھپتا یاسمن میں
		غرض بیچین تھا مثل بلبل	کہ قسمت نے کھلایا دیدۂ گل

یعنی شاہزادہ ذیشان سیر کنان جو درمیان باغ پہونچا وہان دیکھا کہ سامنے بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اور اس چبوترے پر ایک شامیانہ سیاہ ایستادہ ہے جھالر اس شامیانہ کی موتیوں کی ہے اور ایک ڈوپٹہ دھانی رنگا ہوا عطر گلاب سے معطر بالائے شامیانہ پڑا ہوا ہے عمرو بن حمزہ یونانی دوپٹہ اور شامیانے کو دیکھکر چبوترے پر گئے اور خیال کرنے لگے کہ نہیں معلوم یہ ڈوپٹہ کس نازنین سبزہ رنگ کا ہے عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ زیر شامیانہ ایک تربت ہے اور بالائے تربت پھولوں کی چادر پڑی ہوئی ہے اور سنگ لحد پر تاریخ وفات کندہ ہے عمرو بن حمزہ نے تحریر تاریخ پر نظر کی جب بخوبی تاریخ کو پڑھا معلوم ہوا کہ یہ قبر ملکہ گلشن جادو کی ہے جسوقت عمرو بن حمزہ کو معلوم ہوا کہ یہ تربت محبوبۂ خورشید ملکہ گلشن جادو کی ہے اسوقت عمرو بن حمزہ کو عجب ہوا بحد صدمۂ ملال ہوا نالہ و فغان کرنے لگے دامن کو آنسوؤں سے تر کرنے لگے آخر شاہزادہ عمرو بن حمزہ ذیجاہ بصد نالہ و آہ روتے روتے قبر پر گرے اور مثل مرغ بسمل تڑپنے لگے اور کہنے لگے کہ اے ملکہ گلشن جادو مجکو اب معلوم ہوا کہ تم زیر خاک نہان ہو گئیں افسوس ہزار افسوس بے نام و نشان ہو گئیں میں تمہارے غم و الم میں تڑپ تڑپ کے جلد مر جاؤنگا اس دار فنا سے بہ تعجیل تمام تمہارے پاس آؤنگا بغیر تمہارے مجھے زندہ رہنا شاق ہے مجکو اب تمہارے پہلو میں دفن ہونیکا اشتیاق ہے اے ملکہ جلد مجکو اپنے پاس بلاؤ دیر نہ لگاؤ یہ بین جا بجا کر کے عمرو بن حمزہ نے ایک نعرہ مارا

وہ نعرہ مارا اور بیقراری قبر سے لپٹ کے یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

لپٹ کر تربت شوریدہ سر سے	کیا گلپوش پر داغ جگر سے

سرِ بالین بعد تکلیف ناگاہ
لبِ نازک کو دی رخصت خموشی
ندامت کیا ہوئی اہل وطن سے
جہان میں صورت خورشید دھناب
تمنائے دلی دل سے نہ نکلی

کیا روشن چراغ شعلۂ آہ
ادا کی رسم تکلیف نہاں کی
چھپائی شکل کیونکر حال کہتی
پھر اور ذات تنہا بیخود و خواب
یہ لپیٹے گرد محل سے نہ نکلی

کلاہ خسروی پھینکی زمین پر
گرائی پیوند چاک دامن خاک
غضب غم میں ہوا برہم زمانہ
مگر مجکو نہائی غمناک پایا
یونہیں شہزادہ مرحب نشان تھا

اڑائی خاک زلف عنبرین پر
غبار کاروان جان غمناک
دگرگون ہوگیا سب کارخانہ
جو پایا بھی تو زیر خاک پایا
بیان کرتا رہا تو جو زبان سے

شاہزادہ خود قبر گلشن جادو کی تصور کر کے اور اُس قبر سے لپٹ کر رو رہا تھا ناگاہ ایک عورت طشت اور ابریق لیے ہوے بارہ دری سے نکلی اور عمرو بن حمزہ کو دیکھکر پوچھنے لگی کہ ای غم دیدہ و آفت رسیدہ تو کون ہے کیون تربت ملکہ گلشن جادو پر اس بیتابی اور بیقراری سے روتا ہے گلشن جادو کیا تیری کوئی عزیز تھی عمرو بن حمزہ نے جواب دیا او عورت آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو بن حمزہ ہے گلشن جادو مجھپر عاشق تھی اور مجھ سے بھی اُس سے نہایت الفت تھی اور اتنک ہے افسوس ہے ملکہ گلشن جادو نے میرے ہی عشق میں اپنی جان دی ہے میں کیونکر ایسی معشوقہ باوفا کی قبر سے لپٹ کے نہ روؤں اُس عورت نے افسوس کر کے کہا کہ اب مجکو معلوم ہوا کہ آپ طلسم کشا ہیں قبل اسکے میں آپ سے آگاہ نہ تھی میری گستاخی معاف کیجیے گا ای شاہزادۂ ذیجاہ بیشک ملکہ گلشن جادو کی قبر یہی ہے

ابیات

شہید تیغ ناز اسغان کی
بچائی بھولی نہ شاخ زندگانی
کہ مجکو لا کے پہلو میں بٹھایا

جلایا آتش حسرت نے تیری
پشیمان ہو کے آخر مر گئے

ملایا خاک میں غفلت نے تیری
پر ارمان اٹھو گی دار فنا سے

یہی تربت ہے قبر خستہ جانی
نہ دیکھی کچھ بہار نوجوانی
گلشن کو بعد مردن رحم آیا

ای شاہزادۂ ذیجاہ اب اس نالہ و آہ سے کیا فائدہ ہے اب قبر ملکہ گلشن جادو سے اُٹھیے منھ ہاتھ دھوئیے بہت رو چکے اب نہ رویے میں بھی ایک کنیز اُس ملکہ مرحومہ کی ہوں اور مجاور تربت ملکہ ہوں مجھے اپنا تابعدار و خیرخواہ تصور فرمایے گا اور بعد فتح طلسم تاریخ مجھے بھول نہ جایے گا شاہزادے نے گفتگو اس عورت کی سنکر کہا کہ یہ کنیز سچ کہتی ہے بیشک یہ مجاور تربت ملکہ ہے اور میری خیرخواہ ہے یہ خیال کر کے شاہزادہ بالین قبر ملکہ گلشن جادو سے اُٹھا اور واسطے ہاتھ اور منھ دھونے کے اسی کنیز سے پانی مانگا کنیز مذکور تو یہی چاہتی تھی خوش ہو کر دوڑی اور جسقدر کہ پانی ابریق اور طشت میں تھا وہ پانی ایکبار عمرو بن حمزہ کے ہاتھ پر ڈالدیا اور بعد پانی ڈالنے کے بارہ دری میں جاکر غائب ہوگئی شاہزادہ اس کنیز کے ہاتھ دھلانے پر حیران ہوا اور خیال کرنے لگے کہ یہ کنیز عجب بیوقوف اور بدتمیز ہے کہ یکبار اسقدر پانی میرے ہاتھ پر ڈالکے چلی گئی شاہزادہ یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ یکایک وہی پانی آناً فاناً بڑھنا شروع ہوا اور تھوڑی دیر میں اسقدر طغیانی آب ہوئی کہ تمام باغ میں پانی بھر گیا اور دمبدم بڑھنے لگا یہانتک کہ اکثر اشجار باغ پانی میں ڈوب گئے اور جس چبوترے کے اوپر شاہزادہ بیٹھا تھا اس چبوترے کے کنارے تک پانی آگیا اُسوقت عمرو بن حمزہ یونانی کثرت آب دیکھکر نہایت متردد ہوئے آخر گھبرا کے لوح کو جو دیکھا تو یہ مضمون حکم لوح سے ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا تجھے وہاں کو چلنا لازم نہ تھا اور اس باغ میں آنا ہی مناسب نہ تھا اور پانی سے ہاتھ دھونا بھی نہ چاہیے تھا یہ باغ شنگرف جادو کا ہے اور یہ اُسی کے آب سحر سے تمام باغ میں پانی ہے اور یہ قبر گلشن جادو کی نہیں ہے خیر اگر نافہمی سے ہاتھ پانی اس سے دھو دیا ہے اور پانی تمام باغ میں بھر گیا ہے تو تجکو لازم ہے کہ جو درخت لالہ کا بالین قبر ہی ہے اسے دیکھ اگر درخت کا ایک برگ بھی تیرے ہاتھ آجائے تو جلد اُس پر یہ اسم بزرگ دم کر کے اپنے دہنے پانون کے نیچے رکھ تو برکت اسم بزرگ سے برگ ایک کشتی بنجائیگا تو اُس کشتی پر سوار ہو جانا عمرو بن حمزہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر لالہ کے درخت پر نظر کی دیکھا کہ تمام درخت تو پانی میں ڈوب گیا ہے لیکن ایک برگ پانی میں نہیں ڈوبا عمرو بن حمزہ نے وہی برگ توڑ کے

اور وہی اسم بزرگ برگ پر دم کرکے زیر پا رکھا فی الفور وہ برگ کشتی ہوگیا عمرو بن حمزہ جلد اُس کشتی پر سوار ہوئے کشتی
پانی میں رواں ہوئی یہان تک کہ کشتی عنقریب ایک کوہ کے پہونچی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بالائے کوہ ایک ساحر
کریہ منظر بیٹھا ہے اور اُسکے ہاتھوں کی انگلیوں سے پانی برابر نکلتا ہے اور زیر کوہ گرتا ہے شاہزادے نے ساحر مذکور کو دیکھا لوح
کو ملاحظہ کیا لوح سے ثابت ہوا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ جو ساحر بالائے کوہ بیٹھا ہے یہی شطرنج جادو ہے اور اسی کے
سحر کے سبب سے طغیانی آب ہے تمکو لازم ہے کہ یہ اسم جلیل پیکان تیر پر دم کرکے پیشانی شطرنج جادو پر جو نشان
سرخ ہے اُسی سرخ نشان پر تیر لگاؤ اگر تیر تمہارا نشان پر پڑا تو شطرنج جادو مارا جائیگا ورنہ ہلاکی ہوگا اور باعث
تمہاری خرابی کا ہوگا عمرو بن حمزہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر کمان دوش سے لی اور ترکش سے تیر نکالکر اور وہی
اسم جلیل پیکان تیر پر دم کرکے پیشانی شطرنج جادو کو تاکا ہر چند شطرنج جادو نے تیورا کر چاہا کہ ہٹ جاؤں لیکن
تیر کمان سے نکلکر اُسی سرخ نشان پر لگا اور پیشانی کو توڑ کر کاسہ سر سے باہر نکل گیا شطرنج جادو تیورا کر پہاڑ پر
گرا اور تھوڑی دیر میں تڑپ کر مرگیا جسوقت شطرنج سوے عدم گیا ہواے تند چلی آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ
و تاریک ہوگیا آسمان سے پتھر گرنے لگے بیر اُسکے سحر کے نالہ و فغان کرنے لگے بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی دفع
ہوئی اور آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو اور مارا مجکو طلسم کشا نے کہ نام میرا شطرنج جادو تھا جوقت آواز آچکی
عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بونڈلا گرد و غبار کا لاش شطرنج جادو سے لپٹا اور لاشہ شطرنج جادو کا بہ
اُسکے سحر کے اُٹھا کر لیگئے شاہزادے نے اس ساحر کو قتل کرکے شکر خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا بعد تھوڑی
دور جانے کے ایک باغ نظر آیا دیکھا کہ اُس باغ میں صدہا درخت انبوہ لگے ہیں اور جملہ اشجار بار اثمار سے
جھکے ہوئے ہیں شاخوں میں سبزہ و نہر و آب بکثرت ہیں سیکڑوں آب نیچے درختوں کے پڑے ہیں شاہزادہ
سیر باغ کی کر رہا تھا ناگاہ سامنے سے کچھ آدمی ایک ارتھی اُٹھائے ہوئے سنکھ بجاتے ہوئے اُسی باغ میں آئے
اور ارتھی کو رکھکر قریب شاہزادہ ٹھہر گئے اُسوقت شاہزادے نے چاہا کہ ان لوگوں سے دریافت کرے کہ یہ
ارتھی کسکی ہے اور کون مرگیا ہے شاہزادے نے دریافت کرنے کا ارادہ کیا تھا یکایک بقدرت پروردگار شاہزادہ
نوجوان نے خیال کیا کہ لوح کو دیکھکر ان لوگوں سے کلام کرنا چاہیے یہ خیال کرکے لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ اے
طلسم کشا خبردار ان لوگوں سے کلام نہ کرنا اور قریب نہ جانا اگر تمنے ان لوگوں سے گفتگو کی اور ان لوگوں کا ہاتھ
تمہارے جسم سے مس ہوگیا تو پھر تمام عمر اسی جگہ رہوگے بلکہ قیامت تک یہیں رہوگے اور آگے جا نہ سکوگے
اور طلسم نارنج کو فتح نہ کرسکوگے اسوقت تمہیں مناسب ہے کہ تیر اپر اس اسم کو دم کرکے ارتھی پر لگاؤ اور ان لوگوں
کو جہان سے بھگاؤ عمرو بن حمزہ نے بموجب حکم لوح ارتھی پر تیر لگایا وہ سب لوگ ارتھی کو اُٹھا کر بھاگے
اس جگہ سے نالہ و فریاد کرتے ہوئے بھاگے بعد جانے اُن لوگوں کے شاہزادہ تھوڑی دیر تک اُسی باغ
میں رہا پھر اُس باغ سے نکلکے آگے روانہ ہوا بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے اور ایک باغ رشک ارم نظر آیا
جب عمرو بن حمزہ اُس باغ میں گئے دیکھا کہ صدہا نازنینان خوبرو لباس رنگین زیب تن کیے ہیں اور زیور جواہر
نگار پہنے ہیں اکثر اُنمیں سے بیٹھی ہیں اور بعض عورتیں دست بستہ کھڑی ہیں اور اکثر نازنینان خوبصورت باغ میں
ٹہل رہی ہیں اور باہم ہنس رہی ہیں اور باغ کے چبوترے پر ایک گل پیرہن و غنچہ دہن مہوش اور یوسف
لقا بصد ناز و ادا بالاے مسند زرین بیٹھی ہے اور گرد اُسکے چند جلیس بصد ادب بیٹھی ہیں کشتی شراب کی لیکر
جلیسیں جام مئے ناب اُس رشک آفتاب کو دیتی ہیں اور وہ مہرو مے شبنبلی پی رہی ہے اور سیر باغ کر رہی ہے اور نرم

نازنین ایسی مہ جبین ہے کہ حسن میں غیرت آفتاب ہے اور مجلیس بھی اُسکی حسن وخوبی میں رشک ماہ ہیں اگر کوئی پری
اس نازنین مسند نشین کو دیکھتی تو عاشق ہو کر یہ کہتی

اشعار

دل شیفتۂ قد بلندت
آہوے فتادہ در کمندت
با چشم بتان کہ می برندت
جان دادہ ہزار مستمندت
چندت طلبم بنالہ چندت

بر عارض آتشین تو خالی
تا زلف تو گشت بند دلہا
چون گوے بکوے تو بسے سر
آہستہ بر آن کہ رفت برباد

بستانہ ز چشم دلپسندت
آزاد دلشدہ بے زبندت
افتادہ بمی قند پسندت
بسیار سر از سم سمندت

جان بستۂ لعل نوش خندت
چشم تو ورا بدولت دیدہ
شطرنج ہوس ببار ادبا
تا دادی سمند را تو جولان
در راہ طلب ز پا فتادم

جب شاہزادے نے اُس نازنین کے حسن وجمال کو بخوبی دیکھا تیر عشق کا فی الفور
دل میں درآیا اور بے اختیار اوصاف میں اُس نازنین کے یہ اشعار زبان پر لایا اشعار

دعوے نرسد برابری را
آموختۂ سحر سامری را
گلبرگ تر تو گل ترے را
آورد و قمر و مشتری را
با شاخ گل تر افسری را

زیباست پری ولی ندارد
لعلین لب تو ہم ز بوسہ
زلف تو زلف سیاہ ندارد
داوند سرو قامت تو

این عشوہ و ناز دلبری را
جان دادہ جان آورے را
سر رشتۂ کفر و کافری را
خوبان زمانہ سروری را

با حسن وجمال تو پری را
چشم تو بیک نگاہ و جادو
بر خاک فگندہ از طرہ ادت
سودائے رخت باوج گردون
من خاک شدم بنا دم از سر

شاہزادۂ ذی وقار یہ اشعار پڑھ رہا تھا ناگاہ نازنین مسند نشین نے عمرو بن حمزہ
کو دیکھا اور پہچان کے صد ناز وادا سے کہا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ آپنے تشریف لانے زہے نصیب میرے کہ آپ میرے باغ
میں تشریف لاسے باعث میری سرفرازی کا ہوا عمرو بن حمزہ گفتگو اُس نازنین کی سنکر جب عنقریب چبوترے کے پہونچے
وہ نازنین مع جملہ عورتون کے واسطے تعظیم کے اٹھی جب عمرو بن حمزہ پہلوے نازنین میں مسند زرین
پر بیٹھے نازنین لوح طلسمی سے منہ پھیر کر اسیقدر ہٹ کے بیٹھی عمرو بن حمزہ یونانی نے تصور کیا کہ نازنین
شرم وناز کرتی ہے اسوجہ سے منہ پھیر کر اور کچھ پیچھے ہٹ کے بیٹھی ہے غرض یہ تصور کرکے عمرو بن حمزہ پہلوے
نازنین میں بیٹھکر خوش ہوئے اور اکثر بیتاب وبیقرار ہو کر اُس نازنین کے روے زیبا پر نظر کرنے لگے اور بوستان
حسن نازنین کی سیر کرنے لگے اُسیوقت ایک مجلیس خوبرو نازنین سے عرض کرنے لگی کہ ای ملکۂ عالم ہر چند کہ شرم وحیا
نسوان کا شعار ہے لیکن اسقدر بھی شرم وحیا کرنا لازم نہیں ہے مناسب ہے کہ شاہزادۂ ذی وقار سے کچھ باتین
کیجیے اور مراسم مہمان نوازی ادا کیجیے جام شراب ناب اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو دیجیے عرض میری قبول کیجیے
ملکہ نے یہ جب عرض کرنے مجلیس کے بصد ناز وادا مسکرا کر آہستہ جواب دیا کہ مجھے تو ایسی بیحجابی نہ ہوگی تمھین
شاہزادے کو جام شراب سے مملو کرکے دو مجلیس نے دست بستہ عرض کیا ای ملکۂ عالم آپ ہی اپنے ہاتھ سے
شاہزادے کو ساغر می دیجیے زیادہ شرم وحیا نہ کیجیے غرض بعد عذر بسیار نازنین مسند نشین نے اپنے دست نازک
سے شیشہ وساغر اٹھا کر جام میں شراب بھری اور منہ پھیر کر ہاتھ اپنا شاہزادے کی جانب بڑھایا اُسوقت اسی
مجلیس نے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ جام مے ہمارے ملکہ آپ کو دیتی ہیں تامل نہ فرمایے
جام لیکر شراب پیجیے شاہزادے نے فرمایا تا وقتیکہ ملکہ دین اسلام اختیار نہ کرینگی میں شراب نہ پیونگا
مجلیس نے ملکہ سے عرض کیا کہ ای ملکۂ عالم سنا آپ نے جو کچھ شاہزادۂ ذی وقار نے ارشاد کیا ہے ہر چند
کہ دین آبائی ترک کرنا بہتر نہیں ہے لیکن براے خوشی خاطر شاہزادۂ نامدار دین اسلام اختیار کیجیے یہ آپ کے مہمان
ہیں انکو رنجیدہ نہ فرمایے ملکہ نے مجلیس کے عرض کرنے سے کہا کہ ابھی تو میں کلمہ نہ پڑھونگی

لیکن مطیع دین اسلام ہوئی ہوں یہ کہکے ملکہ نے اپنی مجلیس سے کہا کہ اب تو میں مطیع دین اسلام ہو چکی اور خدائے نادیدہ کو اپنا معبود جاننے لگی اب شاہزادے کو شراب پینے میں کیا عذر ہے مجلیس نے شاہزادے سے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ عالیجاہ اب تو بادہ کشی میں تاخیر نہ فرمایے ملکہ کے ہاتھ سے جام لیجیے دیکھیے آپ کی خاطر سے ملکہ ہماری مطیع دین اسلام بھی ہو چکیں عمرو بن حمزہ یونانی نے یہ سنکے جام شراب دست نازنین رشک آفتاب سے لیکر منہ سے لگایا پھر تو دور جام بے ندم غذا انجام چلنے لگا نخل آرزوے شاہزادۂ ذیجاہ پھولنے پھلنے لگا بعد میکشی کے اشارۂ نازنین مسند نشین سے ایک مطربۂ خوبرو خوشگلو نے یہ غزل شروع کی

غزل

بے تیرے بزم عیش ہے ساقی — شیشے خالی ہیں خون ناب شراب
زاہدا میکدہ سے کر پرہیز — رند کو کرتی ہے خراب شراب
بند آنکھیں ہیں جو خوش مستی میں — ہو گیا عالم شباب شراب
ہو سمندر میں جائے آب شراب — پیئیں ہم رند بے حساب شراب
رند ہوں چاہیے پس مردن — غسل میت کو جائے آب شراب
بر انداز عکس روے روشن ہے — ماہ ساغر ہے آفتاب شراب
زہر میں گھلے پینے کو تسلیم — چاہتا ہوں فقط کباب شراب

الغرض مطربہ نے غزل مرقوم اسطرح بالحان داؤدی گائی کہ جملہ صاحبان محفل اشعار غزل سن سنکے مستون کے مانند جھومنے لگے اور تعریف مطربہ کی کرنے لگے پھر مطربہ اور غزل عاشقانہ گانے لگی اور دل اہل بزم کو خوش کرنے لگی غرض تادیر مطربہ گایا کی جب مطربہ گا چکی اور عمرو بن حمزہ کو نشہ شراب کا ہوا اسوقت ہاتھ اپنا جانب نازنین مسند نشین بصد شوق بڑھایا اور قصد بوس وکنار کا کیا اسوقت نازنین نے خیال کیا کہ اب شاہزادہ کثرت نشہ شراب سے از خود رفتہ ہو گیا ہے یہی وقت مدعاے دل حاصل کرنے کا ہے یہ خیال کرکے اسوقت نازنین اٹھی اور بارہ دری کی جانب چلی چونکہ عمرو بن حمزہ اس نازنین پر عاشق ہو چلے تھے یہ بھی فوراً مسند سے اٹھے اور ہمراہ اس نازنین کے بارہ دری کی طرف چلے جب نازنین بارہ دری میں پہونچی مسہری پر بیٹھ گئی عمرو بن حمزہ بھی مسہری پر بیٹھے اور عالم نشہ شراب میں مسہری پر لیٹ گئے اور اس نازنین کو بھی اپنے پہلو میں لٹا لیا لیکن وہ نازنین لوح طلسمی سے ہٹ کے لیٹی عمرو بن حمزہ نے ارادہ اسکے گلشن حسن کی گلچینی کا کیا نازنین نے کہا ای طلسم کشا وای شاہزادہ مہ لقا ابھی دور ہی سے باتیں کیجیے اور کسی بات کا قصد نہ کیجیے چند روز صبر کیجیے جب آپ طلسم نارنج کو فتح کر لینگے اسوقت جو کچھ آپ لینگا میں منظور کرونگی ابھی اکثر وجوہ سے میں انکار وحیلہ کرتی ہوں عمرو بن حمزہ نے جواب دیا ای ملکہ اسوقت مجھے صبر ہو نہیں سکتا اب کچھ عذر نہ کرو آؤ میرے سینے سے لپٹ جاؤ تاکہ دل مضطر کو قرار حاصل ہو یہ کہکے عمرو بن حمزہ نے پردے مسہری کے چھوڑ دیے اور ہاتھ نازنین کا پکڑ کے اپنی جانب کھینچا ہنوز شاہزادے نے دیکھا کہ بارہ دری مثل چاک کمہار کے گردش کر رہی ہے عمرو بن حمزہ یہ ماجراے عجیب وغریب دیکھکے نہایت حیران ہوے اور منہ نازنین کی جانب سے پھیر کے دامن قبا کی از میں لوح دیکھنے لگے نازنین نے کہا ای شاہزادۂ ذی وقار آپ میرے روے زیبا کو دیکھیے یہ وقت لکھنے پڑھنے کا نہیں لوح کو ملاحظہ نہ کیجیے مجھے اپنا دشمن تصور نہ فرمایے آپ نے شراب زیادہ پی ہے اس وجہ سے آپ کے سر کو گردش ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے یہ کہکے نازنین خاموش ہوئی عمرو بن حمزہ نے ہر چند لوح کو دیکھا لیکن بوجہ گھومنے بارہ دری کے اچھی طرح سے خطوط اور حروف لوح طلسمی کے نظر نہ آئے اور حکم لوح سے کچھ آگاہی نہ ہوئی شاہزادہ تو لوح کو بغور دیکھ رہا ہے اور نہایت حیران ہے حرف دکھائی نہیں دیتے ہیں اور کچھ حکم لوح سے ثابت وظاہر نہیں ہوتا ہے لیکن اب حال نارنج جادو اور سہیل جادو اور خواجہ عمرو اور ملکہ لالہ خونخوار کا لکھا جاتا ہے کہ جب شاہزادۂ عمرو بن حمزہ نے شطرنج جادو کو قتل کیا اور نارنج جادو

خبر ہوئی اُسوقت نارنج جادو کو غصہ آیا فوراً مع لشکر ساحران نابکار شہر سہیلیہ میں گئی پہلے خواجہ عمرو کو گرفتار کیا
پھر سہیل جادو سے پوچھا تم کیوں مسلمان ہوئے اور عمرو بن حمزہ کو تمنے کیوں رہا کر دیا اُسنے جاکر شطرنج جادو
کو قتل کیا ہے تمکو لازم ہے کہ اب بھی دین اسلام کو اختیار نہ کرو سہیل جادو نے کہا کہ میں تو دین اسلام کو ترک کرونگا
نارنج جادو نے برہم ہوکر سہیل جادو پر سحر کیا اور سہیل جادو نے مطلق سحر نہ کیا آخر نارنج جادو کو قتل
اور تمام شہر کو تباہ اور برباد کیا ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا ملکہ لالہ خونخوار مع فرخ اور سمن اور یاسمن شہر
سہیلیہ سے بقصد عجلت تخت سحر پر بیٹھ کے بھاگی اور جلد تر راہ طے کر کے در باغ گنبد شعلہ افزا پر آئی فرخ
بن عمرو تو در باغ پر بیٹھے لیکن ملکہ لالہ خونخوار اُس باغ پر بارہ میں گئی اور کنیزوں وغیرہ سے کہنے لگی کہ تمھارے
مالک گنبد شعلہ افزا کہاں ہیں ساحروں اور کنیزوں نے عرض کیا گنبد شعلہ افزا بارہ دری میں ہیں آپ چلے
تشریف رکھیے ہم حضور کے تشریف لانے کی انھیں اطلاع کیے دیتے ہیں ملکہ لالہ خونخوار تو بالائے مسند بیٹھی
اور سمن اور یاسمن روبرو حاضر رہیں لیکن ایک کنیز بارہ دری میں گئی اور قریب مسہری کے جاکر نازنین سے عرض
کرنے لگی کہ ابھی ملکہ خونخوار تشریف لائی ہیں آپ کو بلاتی ہیں نازنین گفتگوے کنیز سنکے بیقرار ہوئی اور عمرو بن حمزہ
بھی نام ملکہ لالہ خونخوار سنکے بیتاب ہوے نازنین نے کہا اے شاہزادہ ذی وقار آپ یہیں تشریف رکھیے
میرے جانے سے بیتاب و بیقرار نہو جیے میں ابھی آتی ہوں دو چار باتیں کر کے ملکہ خونخوار کو رخصت کیے دیتی
ہوں یہ کہکے نازنین پہلوے عمرو بن حمزہ یونانی اٹھی اور جو ہیکل اپنے گلے میں پہنے تھی جلد اُتار کے عمرو بن حمزہ
کے گلے میں ڈالدی پھر چند قدم جاکر عمرو بن حمزہ کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ اے شاہزادہ ذیجاہ میری
ہیکل مجھکو دیدیجیے عمرو بن حمزہ نے عالم نشہ شراب میں اشارہ کیا کہ اپنی ہیکل میرے گلے سے اُتار لو
نازنین نے خوش ہوکر اپنی ہیکل مع لوح محفوظ کا اور لوح طلسمی کے اُتار لی اور جلد دونوں لوحیں رومال میں لپیٹ
کر پکاری کہ او طلسم کشا اسی منہ پر تو دعوے طلسم کشائی کا کرتا ہے دیکھو یوں عیاری سے لوحیں تجھسے لیتیں
سنم گنبد شعلہ افزا ارے غضب کیا تونے کہ شطرنج جادو اور زوربانہ جادو وغیرہ کو مار ڈالا اور یہانتک
آکے پہونچا عمرو بن حمزہ نے جو یہ تقریر گنبد شعلہ افزا کی سُنی نہایت غصہ آیا اور قصد کیا کہ تیغ آبدار
کھینچکر اُسے قتل کریں لیکن گنبد شعلہ افزا نے لوحیں رکھکر چند دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے
دست و پاے عمرو بن حمزہ بےحس و حرکت ہو گئے گنبد شعلہ افزا شاہزادے کو اپنے سحر میں گرفتار
کر کے اور لوحیں لیکر بشکل اصلی بارہ دری سے باہر آیا چونکہ گنبد شعلہ افزا زمانہ دراز سے ملکہ لالہ خونخوار
پر عاشق ہے اسوجہ سے جانب ملکہ بے اختیار دوڑا اور قریب ملکہ کے پہونچا اور ملکہ کو دیکھکر کثرت مسرت سے
مثل گل ہنسنے لگا اور مانند پروانہ کے گرد اُس شمع رو کے پھرنے لگا اور اسطرح اشعار حال اپنے گم شدہ ہونیکا

افسانہ طراز آشنا ہوں	نکہت ہوں گل چمن ہے جیسے	برباد میں صورت صبا ہوں	ہوں آہ دل غم زدہ جہاں میں
یعنی میں کہاں نارسا ہوں	برہم کبھی آپ سے کبھی شاد	شایاں ہوں یا میں خود گلہ ہوں	کم حوصلہ شوق دل نہیں ہے
چاہوں تجھے جسقدر بجا ہوں	کیوں شہرہ و تا اسی کا ہے نام	تم تو گرد ہو کہ میں ہوا ہوں	ملکہ لالہ خونخوار نے اشعار

سنکے جواب دیا کہ اگر ہمکو تمسے الفت نہوتی تو ہم تمھارے پاس کیوں آتے اور اتنے دنوں جو تمسے ملاقات نہیں
ہوئی تمھاری ہی بے اعتنائی کی وجہ سے ملاقات نہیں ہوئی تم نہایت مغرور و بے پروا ہو ہمکو تمکو ہمارا خیال
نہیں ہے افسوس ہم تو بڑی دیر سے یہاں بیٹھے ہیں اور تم بارہ دری میں کسی کے ساتھ عیش کرو اور ہم بلائیں بھی تو

جلد تر رہا ہو کیونکہ شعلہ افزا نے تقریر ملکہ خونخوار جادو کی سنکے خیال کیا کہ اب ملکہ بھی مجھپر عاشق ہو گئی ہے میری اس کالی بدصورت
پر مائل ہو گئی ہے اور یہ نہ سمجھا کہ ملکہ باتین مکر و فریب کی کرتی ہے غرضکہ کمید شعلہ افزا نے گفتگوے ملکہ سنکے دانت نکالدیے اور عذر
کرنے لگا کہ اے ملکہ اسوقت مین نے طلسم کشا کو بعیاری گرفتار کیا ہے اور لوحین اُس سے چھین لی ہین اسی وجہ سے مجھے یہان
آنے مین دیر ہوئی بیشک مجھسے خطا ہوئی معاف کیجیے میری جانب سے اپنے دل کو صاف کیجیے آئندہ دل سے کدورت غبار
کو دور کیجیے مجھے اپنا جان نثار تصور کیجیے ملکہ نے مسکرا کر کہا خیر اچھا قصور تمھارا معاف کیا اب تم طلسم کشا کو ہمارے
پاس لے آؤ ذرا ہم بھی دیکھین کہ طلسم کشا کون ہے ہر چند کہ مین نے کہ فرزند حمزہ صاحبقران طلسم کشائی کے لیے آیا ہے
لیکن مین نے اُسے دیکھا نہین ہے بس تم اُسے یہان لے آؤ کمید شعلہ افزا بموجب حکم ملکہ بارہ دری مین گیا اور عمرو بن حمزہ
کو گرفتار کر کے ملکہ کے سامنے لایا ملکہ خونخوار نے عمرو بن حمزہ کو دیکھکر کہا کہ اے کمید شعلہ افزا تمنے بڑی جرات کی کہ اس
طلسم کشا کو گرفتار کیا ذرا ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ یہ شاہزادہ رہا ہو جائے کمید شعلہ افزا نے مسکرا کر جواب دیا اے ملکہ
اسکا رہا ہونا بہت مشکل ہے مین آج ہی ملکہ نارنج جادو کو دیدونگا ملکہ خونخوار جادو نے کہا اے کمید شعلہ افزا ذرا لوحین
ہمین بھی دکھاؤ ہم بھی تو دیکھین کہ لوحون مین کیا لکھا ہے کمید شعلہ افزا نے جواب دیا اے ملکہ لوحین دیکھنا بیکار ہے آپ کو کچھ
لوحون مین نظر نہ آئیگا ملکہ لالہ خونخوار جادو گفتگو کمید شعلہ افزا کی سنکے برہم ہوئی اور اٹھکے چلی اسوقت سمن اور
یاسمن نے کمید شعلہ افزا سے کہا کہ تم بڑے نالائق و نامعقول ہو اور نہایت ہی بیوقوف ہو غضب کیا تمنے کہ ملکہ کو
رنجیدہ کیا اب ملکہ یہان کبھی نہ آئینگی اور کبھی تمسے بات نہ کرینگی کیسے تم عاشق ہو کہ تمنے اپنی معشوقہ کو ناراض کیا اور
کہنا اپنی محبوبہ کا نہ مانا افسوس ہماری محنت رائگان اور برباد ہوئی ہم تو ملکہ کو بعد مشکل اور بہزار قطرت راضی کر کے
تمھارے پاس لائے تھے اور چاہا تھا کہ تمھاری تمناے دل بر آئی ایک مدت سے تم طالب وصل ہو آج وصل
ہو جائے ارمان تمھارے دل کا نکل جائیگا لیکن تمنے کچھ ہماری محنت پر نظر نہ کی اور اپنی مطلوبہ کو تمنے ذرا سی بات پر
ناراض کر دیا اگر تم لوحین انکو دیدیتے تو ملکہ لوحین کیا کھا لیتین دیکھ کے ابھی تمکو دیدیتین فقط انکا دل خوش ہو جاتا
تمھارا کچھ نقصان نہ ہوتا کمید شعلہ افزا گفتگو سمن و یاسمن سنکے نہایت منفعل ہوا اور کہنے لگا کہ فی الحقیقت
مین نے نہایت ہی نادانی کی کہ ملکہ کو ناراض کر دیا یہ کہکر کمید شعلہ افزا مانند شعلہ کے لپکا اور مثل آگ کے دوڑا اور
قریب ملکہ لالہ خونخوار کے جا کر بے اختیار بیقرار ہو کر رونے لگا اور پانون پر ملکہ کے گرا اور دست بستہ عرض کرنے
لگا کہ میری خطا کو عفو کیجیے اے ملکہ عالم لوحین مجھسے لے لیجیے اپنے عاشق نافہم سے ناراض نہ ہوجیے جسوقت کمید شعلہ
افزا ملکہ لالہ خونخوار کے قدم پر گرا سمن و یاسمن نے بھی ملکہ سے عرض کیا کہ اب کمید شعلہ افزا عذر کرتا ہے اور اپنی خطا
پر نادم ہے حضور کو لازم ہے کہ اسکی تقصیر معاف فرمائین لوحین یہ دیتا ہے حضور ملاحظہ کر لین غصہ نہ فرمائین چونکہ
ملکہ لالہ خونخوار کو لوحین لے لینا منظور تھا اسوجہ سے ملکہ نے سمن و یاسمن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے
عرض کرنے کے سبب سے کمید کی خطا معاف کرتی ہون ورنہ تقصیر اسکی عفو نہ کرتی اور کبھی اس نالائق سے بات نہ کرتی یہ
فرما کر ملکہ اُس جگہ آئی جس مقام پر عمرو بن حمزہ سحر کمید شعلہ افزا مین گرفتار بیٹھے تھے کمید شعلہ افزا نے اسی جگہ
دونون لوحین رومال سے کھولکر جلد تر ملکہ کو دیدین اور کہا کہ اے ملکہ عکس لوح طلسم کا بچھپر اور اس بارہ دری پر نہ ڈالیگا
ورنہ مین اندھا ہو جاؤنگا اور بارہ دری اور باغ نیست و نابود ہو جائیگا ملکہ نے جواب دیا کہ مین تو تیرے کہنے کو نہ
مانونگی آج تجکو اندھا کر دونگی اور بارہ دری پر بھی عکس لوح کا ڈالونگی کمید نے تقریر ملکہ کی سنکے کہا کہ ملکہ ہنسی سے کہتی ہے
مجکو اندھا نہ کریگی فقط میرے چھیڑنے کو کہتی ہے یہ خیال کر کے ملکہ کے حسن پر نظر کرنے لگا ملکہ نے فوراً لوحون کو کھولکر

عکس لوح طلسمی کا کمید پر ڈالا کمید فی الفور اندھا ہو گیا اُسوقت ملکہ کو گالیان دینے لگا ملکہ نے برہم ہو کر عکس لوح کا بارہ دری
پر اور تمام باغ پر بھی ڈالا بارہ دری مثل قلعۂ آتشبازی کے ایکدم بھر مین اڑ گئی اور تمام باغ مین ایسی آگ لگ گئی کہ ایکدم مین تمام
باغ جلکے خاک ہو گیا بارہ دری کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا دیوارین بھی باغ کی معدوم ہو گئین باغ میدان و دشتستان نظر
آنے لگا غرض بعد اندھا ہو جانے کمید شعلہ افزا کے ملکہ نے دونون لوحین عمرو بن حمزہ کے گلے مین ڈالدین
برکت لوح سے سحر کمید شعلہ افزا کا اثر گیا عمرو بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوئے سمن و یاسمن نے دست بستہ عرض کیا کہ اب بزود
بیجاہ جلد کمید شعلہ افزا کو قتل کیجیے دیر نہ کیجیے عمرو بن حمزہ نے بموجب کہنے سمن و یاسمن کے لوح دیکھکر تیغ بدار سے
کمید شعلہ افزا کو ایک ضرب مین قتل کیا لاشہ کمید شعلہ افزا کا زمین پر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے کمید تڑپ کے مر گیا
اُسوقت ساحر مذکور کے مرنے سے تمام باغ تیرہ و تار ہو گیا ہوائے تند چلنے لگی سنگباری شروع ہوئی پیر سحر کے نالہ و فریاد
کرنے لگے پھر آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو طلسم کشا نے نام میرا کمید شعلہ افزا تھا غرض بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی
دفع ہوئی زمین شعاع آفتاب سے پر نور ہوئی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ جو نازنینان خوبرو باغ مین گلگشت
کرتی تھین وہ سب نازنینان خوبصورت ماش کے آٹے کی پتلیان ہو گئین اور جو ساحر اُس باغ مین اصلی تھے
وہ سب کمید شعلہ افزا کے ہلاک ہوتے ہی طلسم کشا سے خائف و ترسان ہو کے بھاگے اور نارنج جادو کے پاس
گریہ کنان گئے نارنج جادو نے گھبرا کے ان ساحرون سے پوچھا کہ تم سب کیون فریاد و فغان کرتے ہو ان ساحرون
نے احوال کمید شعلہ افزا کے قتل ہونیکا مفصل بیان کیا نارنج جادو خبر قتل کمید شعلہ افزا سنکے نہایت مغموم ہوئی
نارنج جادو تو کمید شعلہ افزا کے قتل ہونے سے غمگین ہے لیکن اب حال زلزلہ جادو وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب
زلزلہ جادو اور شہباز نکہ تاز وغیرہ سرداران لشکر نے سنا کہ کمید شعلہ افزا کو عمرو بن حمزہ نے قتل کیا سب سردار
خوش ہوئے اور اُسیوقت باغ سامری سے مع لشکر سب نے کوچ کیا یہان عمرو بن حمزہ نے ملکہ لالہ خونخوار سے
رنجیدہ ہو کر پوچھا کہ تم یہان کیون آئین اور اگر اس جگہ آئی تھین تو واہیات اور بیہودہ باتین کمید شعلہ افزا سے کیون
کین کچھ شرم و حیا نہ کی اور مطلق ہمارے رنجیدہ ہونیکا بھی خیال نہ کیا ای ملکہ لالہ خونخوار اگرچہ مین تمہارے باعث سے
رہا ہوا اور کمید شعلہ افزا قتل ہوا لیکن مجھے آپنے رہا ہونے کی ذرا بھی خوشی نہ ہوئی بلکہ ملال ہوا کیونکہ میرا
قید رہنا اس ذلت و بدنامی سے بہتر تھا کہ تمنے کمید شعلہ افزا سے واہیات باتین کین اور مجھے رنجیدہ کیا ملکہ
خونخوار نے جواب دیا کہ مین خاصکر اس جگہ واسطے آپکے رہا کرنے کے نہین آئی تھی کیونکہ جب آپ میرے والد سے
رخصت ہو کر اسطرف تشریف لائے اور آپ نے شطرنج جادو کو قتل کیا یہ خبر نارنج جادو کو پہونچی وہ غضبناک
ہو کر مع فوج میرے والد کے پاس گئی اول اُسنے خواجہ عمرو کو غافل پاکر اپنے سحر مین گرفتار کیا پھر میرے والد
سے پوچھا کہ تم نبیرہ جمشید ہو مسلمان کیون ہوئے اور عمرو بن حمزہ کو بغیر میرے مشورے کیون رہا
کر دیا اور دونون لوحین طلسم کشا کو کیون دیدین اگر تمکو اپنا زندہ رہنا منظور ہو تو دین اسلام ترک کرو ورنہ مین
قتل کرونگی میرے والد نے جواب دیا مین تو دین اسلام کو ترک نکرونگا اور سامری و جمشید وغیرہ کو ہرگز سجدہ نکرونگا
نارنج نے یہ سنکے میرے والد کو قتل کیا انھون نے قبل قتل ہونے کے سحر نہ کیا ورنہ نارنج جادو میرے والد کو قتل
نہ کر سکتی غرض بعد قتل ہو جانے والد کے نارنج جادو نے صدہا ساحرونکو بھی قتل کیا شہر کو تباہ و برباد کیا مین
بھاگ کر مع سمن و یاسمن و فرخ کے اس جانب آئی اتفاقاً اس جگہ آپکو گرفتار دیکھا مین نے مکر و فریب کی باتین
کرکے آپکو رہا کیا کوئی فعل بد نہین کیا عمرو بن حمزہ نے تقریر ملکہ سنکے سبیل جادو کے قتل ہو جانیکا رنج کیا اور خواجہ عمرو سے

گرفتار ہو جانے کا بھی غم ہوا عمرو بن حمزہ مغموم کھڑے تھے کہ ملکہ زلزلہ جادو و زمتاش بہادر وغیرہ آئے عمرو بن حمزہ جملہ سرداروں سے ملکے خوش ہوئے پھر حکم دیا کہ اسی جگہ بارگاہ و خیام ایستادہ کیے جائیں چنانچہ حسب حکم بارگاہ و خیام استادہ کیے گئے عمرو بن حمزہ نے ملکہ مہ جبین کو ایک بارگاہ میں مقیم ہونے کو فرمایا اور ملکہ لالہ خو نخوار سے کہا کہ تم علیحدہ ایک بارگاہ میں قیام پذیر ہو یہ کہکے خود بھی ایک بارگاہ میں داخل ہوئی لشکر اسی جگہ اترا ملکہ زلزلہ جادو اور شہباز یکتاز سب اعلے اعرا دنے بھی بارگاہوں اور خیام میں فروکش ہوے

داستان جانا رنج جادو کا گنبد ارسطو میں اور ہنگام مقابلہ قتل ہونا عمرو بن حمزہ کے ہاتھ سے اور پھر فتح ہونا طلسم کا اور دستیاب ہونا اسباب و مال طلسمی کا اور آنا گلشن جادو کا اور خوش ہونا شاہزادے کا

نگارشت کنندگان ریاض معانی و سیر کنندگان حدیقہ سخندانی اس داستان بے مثال کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب کمید شعلہ افزا قتل ہو گیا اور سرداران لشکر وغیرہ خدمت شاہزادہ ذی وقار میں حاضر ہوئے اسوقت عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ جلد بزم عشرت آراستہ کیجائے چنانچہ موافق حکم جلد محفل عشرت ایسی مرتب کی گئی کہ وہ بزم غیرت محفل جمشید تھی بعد آراستہ ہونے بزم کے عمرو بن حمزہ مع اپنے سرداران نامی کے بزم عشرت میں بعد مسرت بیٹھے ساقیان سیمین تن بحکم شاہزادہ عالیجناب کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوے اور جامہاے بلوریں میں مئے ناب بھر بھر کے شاہزادہ ذیجاہ و سرداران کجلاہ و زمتاش بہادر و زلزلہ جادو کو اشعار عاشقانہ پڑھ پڑھ کے پلانے لگے اہل بزم لطف بادہ کشی اٹھانے لگے بعد میکشی شبانے گزک کھانے لگے اسی عالم میکشی میں عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ نازنینان گل پیرہن و غنچہ دہن زہرہ خصال پری تمثال ہمارے روبرو حاضر ہو کر رقص و نغمہ کریں بموجب حکم فوراً ایک مطربہ پری رو نہایت خوشگلو مع اپنے سازندوں کے بزم عشرت میں حاضر ہو کر روبرو شاہزادہ ذیجاہ کے ناچنے لگی اور یہ غزل گانے لگی

غزل

نیست اندر اختیارم ضبط حالت چون کنم
مذہبم عشق است و رندی مشربم ہوش خرد
دی بدم من شیخ دین بہ خوان کجہ نشین
گشتہ ام از ہر یک دو جام ہو طاقی اگر

مست گشتم از دو چشم ساقی پیمانہ نوش
می برآید از درون نم ہیچو وش سبز و نوش
خدمت پیر مغان بر خود گرفتم فرض عین
الغوث ہمتم بت پرست و کافر و زنار پوش

الفراق ای عاقبت ناموس الوداع ای عقل و ہوش
زہد و تقوی دور گشتم پیر بادہ آن صنم
کمترین از بندگانش بندہ ام حلقہ بگوش
بر در میخانہ بنشستم بصد عجز و نیاز

بعد م غزل مرقوم مطربہ مذکورہ نے بصد ناز و ادا اور بہ لحن داؤدی سر بزم گائی اہل بزم نہایت ہی مسرور ہوے خصوصاً عمرو بن حمزہ یونانی از حد خوش ہوئے اور زر و جواہر اس مطربہ خوش آواز کو عنایت کیا مطربہ انعام پاکر نہایت خوش ہوئی پھر اور غزلیں عاشقانہ گانے لگی اور اہل بزم کو رقص و نغمہ سے مسرور کرنے لگی جب وہ مطربہ غزلیں گاکر بزم عشرت سے چلی گئی اسوقت اور ایک نازنین مہ جبین بزم میں حاضر ہو کر مثل مطربہ اول کے ناچنے اور گانے لگی غرض اسیطرح تمام رات بزم عشرت میں نازنینان زہرہ خصال عدیم المثال گایا کیں جب وہ وقت آیا کہ رنگ سیاہ روزگار مبدل بہ سفیدی ہوا ظلمت شب دور ہوئی ہر اے دہر روشنی سحر سے پر نور ہوئی اشعار جمال شمع پر چھائی اور کہ مزاج شب میں پھیلی بدحواسی بہ تصدق سے جھکے پروانے ہر سو جگہ سے سوز کے آنے لگی بوہ وقت سحر جلسہ عشرت برخاست ہوا شاہزادہ ذیجاہ وغیرہ نے نماز سحر پڑھی پھر بجو ہی سامان جہاں کر کے شاہزادہ ذیجاہ وغیرہ کے

مع لشکر جرار اس جگہ سے کوچ کیا نقبائے خوش آواز نے صدا نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند کی عقب شاہزادہ
نوبجاہ جملہ سپاہ روانہ ہوئی لشکر میں ہر ایک جوان غیر ساحر فن تیغ زنی و تیر افگنی سے ماہر و کامل تھا ہر جوان
یادگار رستم و سام تھا حریف سے لڑنا بھی انکا کام تھا جملہ بہادر زرہیں پہنے ہوئے تھے چار آئینے لگائے تھے خود
فولادی سروں پر رکھے ہوئے تھے تیغ تیز کے قبضوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے کمان کیانی ہر ایک کماندار لاثانی
کے دوش پر تھی اور ترکش میں وہ تیر بھرے ہوئے تھے کہ جو سینہ دشمن کو توڑ کر پشت سے گذر جائیں زیر ران جملہ
سواروں کے ابلق و سمرنگ تھے سب بہادر مدت سے مشتاق جنگ تھے چہروں سے شجاعت آشکار تھی جرات
بھی ان جوانمردوں پر نثار تھی سواران لشکر بیمثال تھے سرداران فوج غیرت سام و زال تھے عمر و عیار روانگی
لشکر ظفر اثر اور مردان پرجگر کا یہ حال تھا ابیات

وہ آلات جنگی کی تن پر سجے | وہ چھنوں میں ایک یکسان بنا
لڑائی کے آثار جھیلے ہوئے | بہادر تھے جادون پہ کھیلے ہوئے

روانہ ہوا لشکر بیشمار | مسلح مکمل تھے مردان کار
یہ شادی کو مرنے پہ تیار تھے | عروس ظفر کے طلبگار تھے

ایک طرف لشکر ساحران اسطرح بصد عظمت و شان جاتا تھا
ہر ایک شعبدہ باز انکے ہر ایک دانشوں سے نالاں تھا ہر ایک ساحر شہرۂ آفاق شعبدہ بازی میں طاق تھا جملہ
ساحر جنس آتشین اور فیل آتشین اور باز و بط وغیرہ طائران سحر پر سوار تھے ملکہ زلزلہ جادو اور ملکہ پرچمین
نارنجی پوش وغیرہ بھی تخت و طاؤس پر سوار تھیں الغرض ساحران کے سحر سے ابر سیاہ و سرخ
و سیاہ اٹھتے تھے اور سروں پر آتے تھے سایہ افگن تھے اور طائران سحر زیر ابر زمزمہ سنج تھے کبھی ابر سحر
سے بارش ہوتی تھی کبھی پھول برستے تھے ساحر امور عجائب و غرائب سحر سے دکھاتے تھے کوئی ساحر
کہتا تھا کہ اس ناریل سے لشکر نارنج جادو کو ہلاک کرونگا کوئی ساحر کسی ساحر کو ترنج جھولی سے نکال کر دکھاتا تھا
اور کہتا تھا کہ ہنگام جنگ یہ ترنج ملکہ نارنج جادو پر مارونگا ہر چند کہ وہ ہلاک نہ ہوگی لیکن زخمی ضرور ہو جائیگی
کوئی ساحر گولا جھولی سے نکال کے ساحروں کو دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ میں یہ گولا لشکر نارنج جادو پر
ضرور مارونگا سب کو جلا دونگا کوئی کہتا تھا میں تو ایسا سحر کرونگا کہ ابر سحر سے پانی برسے گا اور تمام لشکر
نارنج جادو کا آب سحر میں غرق ہو جائیگا ہر ایک ساحر نابکار گرداب فنا میں پھنس جائیگا کسی ساحر کو ساحل
حیات نظر نہ آئیگا آب سحر میں غوطے کھا کر ہر ایک ساحر ہلاک ہو جائیگا کوئی ساحر ناریل کسی ساحر کو دکھا کے کہتا
تھا کہ اس ناریل سے ساحران لشکر نارنج جادو کو ہلاک کرونگا علاوہ ساحران مذکور کے جادوگرنیاں
سراپا ناز معشوقان طناز طاؤسان سحر پر سوار تھیں و دمبدم سحر سے امور عجائب و غرائب ظاہر کرتی تھیں اور
باہم باتیں کرکے بصورت غنچہ مسکراتی تھیں اکثر انمیں مثل گل کے ہنستی تھیں وہ سب جادوگرنیاں ایسی شوخ و حسین تھیں ابیات

ایک ایک انمیں شوخ و دیدہ تھی | پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین ایسی گرما گرم | برق و سیماب کو بھی آئے شرم

خصوصاً ملکہ لالہ عنبر خوار اور تزلزل جادو اور ازلال جادو وہ حسن و جمال عدیم المثال اور عالم شباب
چہرے رشک ماہ و آفتاب گلبدن غنچہ دہن قیامت کا چلبلاپن غضب کی چال ڈھال جوانی کا جوش ہر ایک جادو
نظر فتنہ محشر عاشق کش ناز و فریب انکے اکثر اعضا کی تعریف یہ ہے مسدس

گول گول ابھرا ہوا اور نکیلا سینہ | تیغ خوبی کا دوم مہر سپہر گنجینہ | صاف آئینہ کی طرح ہر صفت آئینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ | حسن و خوبی کے ہیں دونوں یہ بھرے گنجینہ | چشم بد دور ہیں جوبن سے سراسر بھرپور
رشک نرمی سے ہوا سیب کا آٹا گیلا | رشک قاقم کا نکدرت قمر کا ہر کا | جان دے مر کے اگر دیکھ لے قمر کا صفا

طلسم نور شکم ناف ہے گرداب بلا
مرسالک بھی آجائے اگرچہ لچکا
پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے پہنا
کوئی نافہ بھی اسے کہتا ہی ازراہ خطا
دون دو تشبیہ کا حسنت کہنے لگے صبا

بحر خوبی ہو صنم اور وہ شکم صاف حباب
بال باندھا لکھوں مضمون کمر کا سیدھا
گرنہ ہاتھ آئے تو ہو وصف کمر کو عنقا
صدمت کو ہر عشرت ہیں ہم دو اک جا
چاک داماں صبا کا ہی یہ گل برسایا

قرص ہو جائے پھر سے پیٹ کو پیچ و تاب
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
خالی اک چند کی جا چھوڑ کے موج بحر نیا
غنچہ باغ جہان کی نہ تنگی جسکو ہوا
عکس جاشیہ بن ہر جسم پری کا آگرا

الحاصل ہر ایک نازنینان مذکور سے بے مثل و نظیر تھی شاہزادہ حسن دلفریب ملکہ لالہ خونخوار پر نظر کرتا ہو لیجاتا تھا عمرو بن حمزہ وغیرہ کو تو اثناے راہ مین چھوڑیے لیکن احوال ملکہ نارنج جادو کا سنیے کہ جب عمرو بن حمزہ نے گنبد شعلہ افزا کو قتل کیا اور نارنج جادو نے لوکہا کہ باغ مین گنبد شعلہ افزا عکس لوح سے اندھا ہوا اور تیغ تیز سے قتل ہوا نارنج جادو کو نہایت صدمہ ہوا اور ساحران نامی سے کہا کہ شطرنج جادو اور گنبد شعلہ افزا ہلاک نہین ہوا گویا طلسم ٹوٹ گیا یہ دونون نمکخوار ہماری سرکار کے نہایت جان نثار اور سرفروش تھے اب مثل ان دونو کے کوئی ساحر نامی ہمارا خیرخواہ نہین ہے اب کس ساحر کو بھیجون کہ وہ طلسم کشا کو جاکر گرفتار کرے اور دونون لوحین اس سے چھین لے ابھی نارنج جادو ساحران نابکار سے گفتگو کر رہی تھی اور ساحران غدار خاموش بیٹھے ہوئے لعز رہے تھے ناگاہ چند ساحر گھبرائے ہوئے آئے اور نارنج جادو سے کہنے لگے کہ ای ملکہ آپ غافل کیا بیٹھی ہین طلسم کشا مع لشکر کثیر آتا ہی زلزلہ جادو اور ملکہ خونخوار اور شہرت جادو اور تزلزل جادو اور ازلال جادو و شہباز رنگ تاز وغیرہ انکے ہمراہ ہین جلد کوئی تدبیر کیجیے یا جو مناسب وقت ہو کیجیے نارنج جادو یہ خبر سنکے سترد ہوئی اور ساحران نامی سے مشورہ کرکے جانب گنبد ارسطو مع جملہ ساحرون کے بھاگی اور طلسم کو خالی کردیا پھر رہا یا طلسم مین رہ گئی نارنج جادو نے گنبد ارسطو مین جاکر خواجہ عمرو کو ایک فولادی پنجرے مین قید کیا بعد اسکے گرد گنبد ارسطو چھ دریا ے سحر آتش پیدا کیے اور ایک دریا آتش اصلی کا اس خیال سے گرد گنبد بنایا کہ جب طلسم کشا دریا ے آتش سحر سے گذر کے دریاے آتش اصلی مین قدم رکھیگا جلکے خاک ہو جائیگا غرض بعد بنانے دریاؤن کے نارنج جادو نے بہت سے سحر بھی تیار کیے اور گنبد ارسطو مین مقیم ہوئی جب عمرو بن حمزہ راہ طی کرکے طلسم مین پہونچے معلوم ہوا کہ نارنج جادو مع لشکر گنبد ارسطو کی جانب گئی ہی اور بالفعل گنبد ارسطو مین قیام پذیر ہی عمرو بن حمزہ نے یہ خبر سنکے رعایاے طلسم نارنج جادو کو مسلمان کیا اور جانب گنبد ارسطو مع فوج اور جملہ سرداران لشکر اسلام کے روانہ ہوئے بعد چند روز کے برابر دریاے اول آتش سحر کے پہونچے اور اسی جگہ بارگاہ و خیام استادہ کرائے لشکر مقیم ہوا جب یہ خبر نارنج جادو کو پہونچی کہ طلسم کشا عنقریب دریاے آتش پر قیام پذیر ہوا ہی یہ سنکے ادھر نارنج جادو گنبد ارسطو سے نکلی اور طلسم کشا قریب گنبد ارسطو جملہ ساحرون کے ہمراہ آکر صف آرا ہوئی ادھر عمرو بن حمزہ مع ملکہ مہ جبین نارنجی پوش ایک خیمہ مین فروکش ہوئے اور دوسرے خیمہ مین ملکہ لالہ خونخوار قیام پذیر ہوئی زلزلہ جادو علحدہ مع اپنی دختران کے مقیم ہوئی عمرو بن حمزہ نے لوح محفوظ ملکہ لالہ خونخوار کے گلے مین اس خیال سے ڈالدی کہ سحر نارنج جادو کا تاثیر نہ کرسکے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کے گلے مین لوح محفوظ اسوجہ سے نہ ڈالی کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش دختر نارنج جادو کی تھی عمرو بن حمزہ کو یقین کامل تھا کہ ملکہ نارنج جادو اپنی دختر کو قتل نہ کریگی اور ملکہ لالہ خونخوار کو بوجہ عداوت کے ضرور ہلاک کرڈالے گی القصہ عمرو بن حمزہ ملکہ لالہ خونخوار کے

گلے مین لوح ڈالکر اور ہر ایک سردار سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوئے اور اسپ خوش رفتار کو بڑھایا ہر ایک سردار وغیرہ سردار دعاے فتح پروردگار سے مانگنے لگا جب عمرو بن حمزہ پاس دریاے آتش سحر کے پہونچے مرکب شعلہ پا دریاے آتش سحر بلند دیکھکر رُکا عمرو بن حمزہ نے عکس لوح طلسمی کا اُس دریاے آتش اور اپنے مرکب پر ڈالا شعلے دریاے آتش کے گل ہوگئے اور آگ مثل پانی کے ہوگئی شاہزادے نے مرکب بڑھایا اور بوجہ لوح طلسمی کے دریاے اول آتش سحر کو طے کرکے دوسرے دریاے آتش سحر کے قریب پہونچے مرکب عمرو بن حمزہ کو بسبب عکس لوح کے کچھ بھی آتش سحر سے ضرر نہ پہونچا اسیطرح عمرو بن حمزہ نے چھ دریاے آتش سحر طے کیے جب قریب دریاے آتش اصلی کے پہونچے دیکھا کہ شعلہا آتش آسمان تک بلند ہین زمین وہان کی کرۂ نار ہی نار جہنم خوف سے قریب اُس آتش کے نہین آتی ہے ایسی حرارت اُس آگ مین ہے کہ قلب وجگر کو جلاتی ہے اہل دوزخ اگر اس آتش سوزان کو دیکھتے تو نار سقر کو مقابلہ مین اُس آتش کے برف تصور کرتے اور اگر جنات اُس آتش سے گذر کرتے باوجود آتشی ہونے کے جلکر خاک ہو جاتے اگر کرۂ نار تک ادنے شعلہ اُس دریاے آتش کا پہونچ جاتا تو عجب نہین کہ کرۂ نار ایکبار مثل ہیزم کے یا مانند شمع کے جل جاتا عمرو بن حمزہ نے اُس دریاے آتش کو دیکھکر نہایت حیران ہوئے اور حرارت آتش سے ازحد بیچین ہوئے مرکب بھی کثرت حرارت نار سے سیماب وار بیقرار ہوا ہرچند عمرو بن حمزہ نے اُس دریاے آتش پر عکس لوح کا ڈالا لیکن ذرا بھی حرارت آتش کم نہ ہوئی کیونکہ وہ آتش اصلی تھی آتش سحر نہ تھی غرض عمرو بن حمزہ قریب اُس دریاے آتش کے اسطرح کھڑے تھے کہ سراپا پسینے مین تر تھے لب کثرت حرارت آتش سے خشک تھے دل فرط حرارت سے بیقرار تھا تن کثرت حرارت آتش سے جلا جاتا تھا گھوڑا بھی پسینے مین تر تھا بعض راوی کہتے ہین کہ فرس مذکور ابلق مجنون دریائی تھا الحاصل مرکب اور عمرو بن حمزہ دونون گرمی آتش سے بیتاب وبیقرار تھے ناگاہ عمرو بن حمزہ نے اس طرف سے دیکھا کہ اُدھر دریاے آتش کے نارنج جادو چالیس ہزار ساحرون کو لیے ہوئے آمادہ جنگ کھڑی ہے اکثر ساحر شیر وفیل سحر پر سوار ہین بعضے ہنس آتشین اور اژدہاے آتشین پر سوار ہین اژدہون کے دہن سے دمبدم شعلے نکلتے ہین جملہ ساحر بدصورت وہیبتناک ہین جھولیون مین اسباب سحر بھرے آمادہ رزم کھڑے ہین عمرو بن حمزہ لشکر نارنج جادو کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک نارنج جادو نے فولاد جادو سے کہا کہ جلد خواجہ عمرو کو پنجرے سے نکال کر پشت خواجہ پر کوڑے لگا فولاد جادو نے بموجب حکم نارنج جادو خواجہ عمرو کو قفس آہنی سے نکالا چونکہ خواجہ عمرو کے دست وپا بند ہین اور حرکت بوجہ سحر کے نہ تھی اسوجہ سے خواجہ بھاگ نہ سکے اور فولاد جادو سے کہنے لگے کہ ای فولاد جادو مین تیری اور ملکہ نارنج جادو کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرتا ہون مجکو رہا کردے اور کوڑے سے مجکو اذیت نہ دے اگر مجھکو کوڑا لگاویگا تو ابھی مرجاونگا کیونکہ جس ساحر نے میری پشت پر کوڑا لگایا ہے وہ فوراً ہی مرگیا ہے خداوند سامری اور جمشید کا اسیر(?) فی الفور قہر نازل ہوتا ہے مجکو خداوند سامری اور جمشید نہایت دوست رکھتے ہین اکثر سامری اور کبھی جمشید میرے پاس آتے ہین مجھے بالفت ومحبت باتین کرتے ہین اکثر شبکو ساحران(?) یعنے زوجہ خداوند سامری میرے پاس آتی ہین اور مین انکے بخوبی اختلاط کرتا ہون

وہ مجھسے خوش ہوتی ہیں ایک روز خداوند سامری نے مجھسے خوش ہوکر کہا تھا کہ ای خواجہ عمرو تم عیار ہو اور رات دن
عیاری کیا کرتے ہو اکثر گرفتار ہو جاتے ہو اور دشمن تمھارے تمکو اذیت دیتے ہیں چونکہ تم ہمارے دوست
ہو لہذا ہم تمھاری پشت پر ہاتھ پھیرے دیتے ہیں اب جو کوئی تمھیں گرفتار کریگا اور کوڑے سے
یا اور کسی طرح تمھیں اذیت دیگا ہم اُسپر اپنا قہر نازل کرینگے وہ فی الفور مرجائیگا سیدھا جہنم میں جائیگا ہمیشہ
آگ میں جلیگا کف افسوس ملیگا اسی طرح خداوند جمشید نے بھی مجھسے وعدہ کیا ہی اور میرے پشت پر اپنا
ہاتھ رکھا ہی بس اسی وجہ سے جو ساحر یا غیر ساحر مجھے اذیت دیتا ہی فوراً غضب خداوند سامری و جمشید اسپر
نازل ہوتا ہی اور وہ مرجاتا ہی لہذا میں تجکو منع کرتا ہوں کہ مجکو کوڑے سے اذیت نہ دینا ورنہ تو ابھی ہلاک ہو
جائیگا بعد اس گفتگو کے خواجہ عمرو نے نارنج جادو سے کہا کہ ای ملکہ اگر آپ مجکو رہا کر دیجیے تو میں آپ سے
بھی نیکی کرونگا لوح طلسمی عمرو بن حمزہ سے بہ عیاری لا کر آپ کو دیدونگا اور عمرو بن حمزہ کو بھی گرفتار کرکے
آپ کے حوالے کردونگا اب آپ سے جھوٹھ نہ بولونگا قسم سامری اور جمشید کی کھاتا ہوں کہ اب آپ سے دشمنی
نہ کرونگا جسوقت فولاد جادو اور نارنج جادو نے گفتگوے خواجہ عمرو تمام و کمال سنی فولاد جادو نے
توخوف جان سے ہاتھ اپنا روکا اور کوڑا پشت خواجہ عمرو پر نہ لگایا لیکن نارنج جادو نے غضبناک ہوکر
جواب دیا کہ او مکار کیوں مجھسے گفتگوے فریب آمیز کرتا ہی مجھے تیری بات کا اعتبار نہیں ہی تو میرا دشمن
جان ہی کبھی تو مجھسے نیکی نہ کریگا اور ہرگز ہرگز لوح طلسمی مجکو لا کر نہ دیگا یہ کہکر نارنج جادو نے فولاد جادو
سے کہا کہ ای فولاد جادو اس مکار اور فریبی سے بہ نرمی ہرگز پیش نہ آ اور جلد اس دزد و باریک گردن کی
پشت پر کوڑے لگا اور جہانتک ممکن ہو اذیت پہونچا اسکی باتوں میں نہ آنا یہ بڑا مکار اور جھوٹھا ہی اگر رہا
ہو جائیگا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا اور مجھے اور تجھے گرفتار کرکے طلسم کشا کے حوالے کر دیگا فولاد جادو نے
عرض کیا کہ ای ملکہ میں ڈرتا ہوں ایسا نہو کہ کوڑا مارتے ہی مرجاؤں بقول خواجہ عمرو کے جہنم میں جاؤں نارنج جادو
نے جواب دیا تم بخوف و خطر خواجہ عمرو کی پشت پر کوڑے مارو ہرگز نہ مروگے اور جہنم میں ہرگز نہ جاؤگے
قسم خداوند سامری و جمشید ہرگز ہرگز قہر نازل نہوگا بلکہ اگر تم اس عیار سراپا مکر و فریب کی پشت پر
کوڑے مارو گے اول تو خداوند سامری و جمشید تم سے خوش ہونگے دوسرے عمرو بن حمزہ جسوقت دیکھیگا
اور سنیگا کہ خواجہ عمرو کی پشت پر کوڑے پڑرہے ہیں اور خواجہ چلارہے ہیں فوراً دریاے آتش میں
بیہم ہوکر گھوڑا ڈال دیگا اور ایک دم میں جل کر خاک ہو جائیگا میرا طلسم لوٹنے سے بچ جائیگا دربار غضبا
ہاتھ آجائیگا پھر میں زلزلہ جادو اور ملکہ الاخو تخوار وغیرہ کو ایک دم میں ہلاک کر ڈالونگی میرے سحر کو کون
رد کر سکیگا خواجہ عمرو تقریر نارنج جادو کی سنکے خیال کرنے لگے کہ یہ جیسا میرے دام فریب میں نہ آئیگی ضرور
کوڑے سے مجکو اذیت پہونچائیگی خداوند عالم عمرو بن حمزہ کو دریاے آتش کے شعلوں سے بچاے
اور بہ صحت و عافیت یہانتک لاے خواجہ عمرو یہ خیال کر رہے تھے کہ فولاد جادو نے بحکم نارنج
جادو کوڑا پشت خواجہ عمرو پر مارا خواجہ زمین پر تڑپنے لگے اور گالیاں نارنج جادو اور فولاد جادو
کو دینے لگے چونکہ عمرو بن حمزہ جانب نارنج جادو دیکھ رہے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ اس
دریاے آتش سے کیونکر گذرونگا کیونکہ اس دریاے آتش میں غضب کی تیز آگ ہی اگرچہ
آگ سے دور کھڑا ہوں لیکن حرارت آتش سے بہ تن جلا جاتا ہوں فولاد جادو نے جو پشت خواجہ

کوڑا مارا عمرو بن حمزہ نے دیکھا اور آواز نالہ خواجہ بھی سنی غرض بمجرد سننے صدائے خواجہ عمرو کے عمرو بن حمزہ کو اسقدر غصہ آیا کہ بے اختیار گھوڑے کو بڑھایا اور کچھ اپنی جان کا خوف نہ کیا مرکب عنقریب دریائے آتش جا کر ٹھٹھر گیا عمرو بن حمزہ نے تازیانہ اپنے آپ سے مرکب پر لگایا جسکی تعریف مین یہ اشعار لکھنا مناسب ہین

سبک ویکہ چنان بردو در زمہ تاز
ز طبع شہد لگامی رود بطبع خیر نگ
حساب طول ارل در نضائے میدانش
ازانکہ از در از ین نام ہم نہایت تنگ

کہ لقمہ لب نہ کشاید بعیب جنہ آہنگ
اگر کنند بوی نسبت دو رنگ بسہو
چو عرصہ ابدست و شمارد و فرسنگ
سنش سہارچ انکار کنم و خجلم

اگر کنند بمثل ہی ساخت دامن داد
شتاب لمم شود بعد ازین بہ لفظ درنگ
خرد عراس انکار گفت و منکر شد
زہر آنکہ نہ راضی بود ز رنگ برنگ

مرکب مذکور کہ تازیانہ سے نا آشنا تھا تازیانہ جو عمرو بن حمزہ نے عالم غیظ و غضب مین مارا مثل سیماب اڑا اور مانند برق جہندہ ایسی جست کی کہ دریائے ہفتم آتش کے اُس پار ہو گیا لیکن کسی قدر پاؤن مرکب کے جل گئے جسوقت زلزلہ جادو و سرداران ذیوتار نے دیکھا کہ عمرو بن حمزہ ساتوین دریائے آتش سے بھی گذر گئے سرداروں نے مردمان لشکر سے کہا کہ اب جلد یہان سے گھوڑے بڑھاؤ اور فوج تاریخ جادو کو چل کے قتل کرو بعد اس گفتگو کے لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور شہباز یکہ تاز مشرقی نے ملکہ زلزلہ جادو اور ملالہ خونخوار اور شہرت جادو و دیگر ساحران نامی سے کہا کہ تم اس دریائے آتش برابر سحر سے پانی برسا کر سرد کر دو اور تمام آگ بجھا دو تاکہ ہم سب جلد فرا و بیخوف و خطر شاہزادہ افریجاہ کے پاس جا ملین اور ساحران لشکر تاریخ جادو کو قتل کرین اب ہمین یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے کیونکہ شاہزادہ افریجاہ وہان تنہا ہین ملکہ زلزلہ جادو و غیرہ نے کہا کہ ہم ابھی آب ابر سحر سے آگ بجھائے دیتے ہین اور ہم سب بھی تمہارے ساتھ ساتھ چلتے ہین یہ کہکے ملکہ زلزلہ جادو نے نفیر سحر بجائی جملہ ساحران نامدار ہوشیار ہوئے اور ہمراہ تخت ملکہ زلزلہ جادو و شیران آتشین اور فیلان آتشین اور بازو لبط اور ہنس آتشین وغیرہ پر سوار ہو کے چلے سرداران غیر ساحر نے بھی مرکب اپنے بڑھائے لشکر عظیم مثل دریا کے بڑھا اشعار مصمم بر سر خونریزی و جنگ چلے وان سے وہ فوج برق آہنگ ہوئے تیار مردان نکوکار کرین تا رزمگہ کو خون سے گلنار جب وہ لشکر ظفر اثر بڑھا اُسوقت تاریخ جادو نے خیال کیا کہ اول تو طلسم کشا ساتون دریائے آتش طے کر کے قریب میرے آگیا ہے اور میری جانب چلا آتا ہے دوسرے لشکر طلسم کشا کا آتا ہے اگر ملکہ زلزلہ جادو و دیگر ساحران نامدار دریائے آتش کو سرد کر یہان چلے آئینگے اور مجکو اور میری فوج کو چار جانب سے گھیر لینگے اور پڑاور پڑ سحر کرینگے تو میرا لشکر جلد تر قتل ہو جائیگا یہ خیال کر کے تاریخ جادو نے جلد تر ایک گولا نکالا اور سحر پڑھ کے سمت ملکہ زلزلہ جادو مارا گولا آکر زمین پر گرا دھوان پیدا ہوا اور تاریکی ہوئی اور کچھ گرد و غبار اڑا بعد ایک لمحہ کے وہ تاریکی برطرف ہوئی ملکہ زلزلہ جادو نے دیکھا کہ ایک دیوار سر بفلک کشیدہ درمیان راہ ہے زلزلہ جادو نے قریب اُس دیوار کے پہونچکر ایک گولا سحر پڑھ کے اُس دیوار پر مارا ہرچند گولہ مارنے سے دیوار تھرائی لیکن نہ گری پھر زلزلہ جادو نے سحر پڑھ کے زمین پر دونون ہاتھ مارے ہرچند زمین کانپی اور تھرائی اور زلزلہ جادو کے سحر سے زلزلہ ہوا لیکن دیوار اب بھی نہ گری پھر تو زلزلہ جادو نے بڑے بڑے گولے اور تاریخ اور تیغ دیوار سحر پڑھ پڑھ کے

مارنا شروع کیے اور جملہ ساحرون نے بھی ناریل اور نارنج اور ترنج اُسی دیوار پر سحر پڑھ پڑھ کر مارنا شروع کیے غیر ساحر بیچارے بوجہ دیوار حائل ہونے کے مجبور و ناچار ہوکر گھوڑون کو روک کر کھڑے ہو رہے اور خیال کرنے لگے کہ جب یہ دیوار ٹوٹ جائیگی یا گر جائیگی اُسوقت اُسطرف جا پہنچینگے بغیر اسکے کسی طرح شاہزادے تک پہونچ نہین سکتے یہ خیال کرکے غیر ساحر قریب دیوار کھڑے رہے لیکن ساحرین نامدار اس دیوار پر ترنج اور نارنج وغیرہ لگانے لگے اکثر ساحرون نے سحر سے پر پرواز پیدا کرکے اور بلند ہوکے چاہا کہ دیوار سے اُدھر نکل جائین لیکن نہ جا سکے دیوار اور زیادہ بلند ہو گئی آخر ناچار ہوکر وہ سب ساحر پھر بالا سے زمین آئے اور نارنج اور ناریل اور گولے سحر کے پھر بڑھ دیوار پر مثل اور ساحرون کے مارنے لگے اُدھر تو جملہ ساحر دیوار پر سحر کر رہے ہین اور چاہتے ہین کہ دیوار ٹوٹے یا گرے تاکہ اُسطرف جائین لیکن اب حال عمرو بن حمزہ یونانی کا لکھا جاتا ہے کہ جب شاہزادۂ ذیجاہ ساتون دریاے آتش کو طے کرکے آگے بڑھے فولاد جادو نے چاہا کہ خواجہ عمرو کو پھر قفس مین بند کرکے قفس کو اپنے پاس رکھون لیکن خواجہ کو قفس مین بند نہ کر سکا اُسوقت عمرو بن حمزہ قریب فولاد جادو پہونچے ہر چند نارنج جادو اور جملہ ساحرون نے برابر نارنج اور ترنج اور گولے اور ماش اور سرسون کے دانے سحر کر کے مارے لیکن بوجہ لوح کے کسی سحر مین مبتلا نہوئے ہر چند ساحرون نے روکا مگر نہ رُکے قریب خواجہ عمرو اور فولاد جادو کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ او بیحیا غضب کیا تو نے کہ میرے عمو سے نامدار کو تو نے کوڑے سے اذیت دی اب مین ضرور تجھکو قتل کرونگا یہ نعرہ کرکے وہ تیغ برق مثال میان سے کھینچ کہ جسکے اوصاف

یہ اشعار لکھنا مناسب ہین اشعار
حرفون سے مثال کیوان مین رون
لکھتے مین بھی صاف دامن بار
اُس تیغ مین جلوہ گر ہین جوہر
لکھا ہے قضا نے محضر خون
اکدم ہو جو اُس سے صحبت قیس
یا دامن کہکشان مین اختر
چلنے مین وہ بھی زبان طرار
لیلی سے ہو قطع الفت قیس

اُسوقت شاہزادۂ ذیجاہ کو در جۂ کمال قہر و غضب و جلال تھا اُسوقت اگر کوئی صاحب فہم عمرو بن حمزہ کو دیکھتا تو آنکی شان مین اور آنکی دلاوری کے وصف مین یہ اشعار ضرور پڑھتا ۔ اشعار

روز ہیجا کہ برکشد شمشیر
لرزہ در نقش سطرا اندازد
نعرہ سیلے بر آفتاب زند
وز برشش چنگ مزمرا اندازد
تیغ سیاب گون در آمد وشد
جوشن حوت بر سرا اندازد
باد آتش نہاد حملۂ او
چون بہ میدان نگاہ در اندازد
تا بسنجد متاع بازوئیش
در ترازوے قیصر اندازد
کرکشد باز بیت توصیفیر

نام رستم بخون در اندازد
دشنہ بر سینۂ فلک شکند
عدمہ سد سکندر اندازد
حلۂ مشتر بابنہ چاک زند
مرد دوست دو پیکر اندازد
بہ گرید بزیر ماہی گاو
نحبر را تشنہ در بر اندازد
تیغ فولا عرض موج زند
آنکہ زین لب جدل در اندازد
آنکہ خصمت دراز بودن تیغ
مرغ تصویر شہپر اندازد

خامہ ہنگام ثبت ہیبت او
نیزہ در ناف اختر اندازد
زہرہ آہنگ بزم بردارد
زرہ زلف در بر اندازد
آفتاب باز کشادن ناوک او
گرز را چون بہ مغفر اندازد
علت رعشہ لبنکہ عام شود
تیغ الماس چون جوہر اندازد
سر خاقان تیغ بردارد
سر بہرام و قیصر اندازد
شاہزادے نے بعد قہر و

غضب تیغ تیز کمر فولاد جادو پر لگائی ہر چند کہ فولاد جادو نے سپر سحر پر تیغ آبدار شاہزادہ

تھے ایک سے دو تو دو سے تھے چار آتا تھا جو دشمن اسکے منہ پر	تلوار غضب کی جس پہ پڑتی تھی کھاتی تھی اُسے برنگ اژدر	تھی سانپ کہ زہر اگل رہی تھی ساحران نابکار ہزاروں قتل ہوئے

اور سیکڑوں زخمی ہوئے غرض ساحران غدار جرأت شاہزادہ نامدار دیکھ دیکھ کے متحیر ہونے لگے اور باعث
منصف ہو کر خود یہ اشعار عمرو بن حمزہ کے اوصاف میں زبان پر جاری کرنے لگے **اشعار**

سارے عالم میں نکلا ہے فتح و ظفر کا کیا بنا سکتا ہے شمشیر اگر ہاتھ میں ہے	اہل جوہر میں لڑائی کا ہنر ہاتھ میں ہے جب یہ چمکاتے ہیں تیغ اہل نظر کانپتے ہیں	جنگجو کتنے ہوں مر جانے کی طاقت ہی نہیں برق ہے بجلی ہے روشن یہی شمشیر ہاتھ میں ہے

ساحران انصاف پسند تو اشعار تعریف شجاعت شاہزادہ میں پڑھ رہے تھے اور ہزارہا ساحران نابکار شاہزادہ
پر حملہ آور ہوتے تھے اور چار جانب سے گھیرے ہوئے تھے نارنج جادو بھی اُسی مجمع میں تھی اور ساحروں سے
بہ آواز بلند کہتی تھی کہ اے ساحران شور شعار شاہزادے کو جلد گرفتار کرو تو تمہیں مال و زر و جواہر سے مالا مال
اپنی زر و جواہر سے بھر دوں اور شاہزادہ نامدار میں و بسیار ساحران نابکار کو ایک دفعہ قتل کرتا تھا دوسری
جانب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعد جرأت و دلیری گلیم مخروطی سے اپنے تئیں چھپا کے ساحروں کو اپنی
شکل دکھاتے تھے اور جب ساحر ارادہ سحر کرنے کا کرتے تھے خواجہ زمین پر لوٹ کر خنجر آبدار سے ساحروں کے
پاؤں کاٹتے تھے ساحر زمین پر گرتے تھے کبھی خواجہ حقہ آتشبازی ساحروں پر مارتے تھے اجسام ساحروں
کے مثل شمع کافوری جلتے تھے پس وہ ساحر نالہ و فریاد کرکے بھاگتے تھے کہ خواجہ عمرو بھی ساحر زبردست
ہیں ایسا سحر کرتے ہیں اور ایسی آگ ہم پر برساتے ہیں کہ ہمارے جسم جلے جاتے ہیں اور ہمسے اُنکا سحر دفع
ہو نہیں سکتا ہے ہرچند ہم سحر پڑھتے ہیں لیکن یہ خواجہ دفع نہیں ہوتا ہے اور ہمارے جسموں کو آتش سحر
خواجہ جلائے ہی دیتی ہے جو ساحر کہ خواجہ کو حقہائے آتشبازی مارتے دیکھتے تھے وہ تو یہ کہتے تھے اور
جو ساحر نابکار خواجہ کو نہ دیکھتے تھے وہ یہ خیال کرتے تھے کہ زلزال جادو اور شہرت جادو وغیرہ لشکر
کثیر ساحران غدار لیکر یہاں آئی ہیں وہی سب ہمپر آتش سحر برساتے ہیں ہمکو ہلاک کرتے ہیں اور خود نظر نہیں
آتے ہیں غرض اُسی ہنگامہ جنگ میں شاہزادہ نامدار ساحران نابکار کو قتل کرتا ہوا قریب **نارنج جادو**
کے پہنچا نارنج جادو نے ترنج سحر پڑھکے مارا شاہزادے نے عکس لوح کا ڈالا سحر نے کچھ اثر
نہ کیا پھر عمرو بن حمزہ نے تلوار سر نارنج جادو پر لگائی نارنج جادو گھبرا کے پیچھے ہٹی تلوار **عمرو بن**
حمزہ کے سر پر پڑی دو بارہ شاہزادے نے بڑھکر تلوار لگانے کا قصد کیا اُسوقت نارنج جادو
نے خیال کیا کہ اب یہاں توقف کرنا اور طلسم کشا سے لڑنا بہتر نہیں ہے بجز اسکے مناسب یہی ہے کہ بھاگ جا
اور جان اپنی طلسم کشا سے بچاؤ ورنہ قتل ہو جاؤنگی یہ خیال کرکے جلد تر نارنج جادو نے سحر
پڑھکر پرواز پیدا کیے اور عمرو بن حمزہ سے کہا کہ او طلسم کشا اب میں ایسی جگہ جاتی ہوں
کہ اگر تو قیامت تک میری جستجو کریگا تو بھی مجھکو نہ پائیگا اور جب تک مجھکو قتل نہ کرے گا یہ طلسم فتح
نہوگا علاوہ اسکے یہاں سے جاکر ایسی ایسی بلائیں تجھ پر نازل کروں گی کہ تو تڑپ تڑپ کے خود ہی
ہلاک ہو جائیگا یہ کہکے نارنج جادو کچھ زمین سے بلند ہوئی اُسدم عمرو بن حمزہ نے خیال
کیا کہ اگر نارنج جادو اسوقت قتل نہ ہوئی تو پھر اُسکا قتل کرنا اور اُسکا ہاتھ آنا دشوار ہے یہ خیال
کرکے شاہزادے نے اپنے مرکب پر سے جست کی اور یہ نعرہ کیا نعرہ شہ کشور کشا زیبندہ کا تاج

جہانبانی + ہزبر دیوکش نامم عمرو بن حمزہ یونانی + تاریخ جادو گھبرائی شاہزادے نے اُسکے سر پر
تلوار لگائی فوراً تاریخ جادو نے سحر پڑھ کے سات سپرین فولادی پیدا کین اور سر اپنا آزمین آن سپرون
کی کیا لیکن عکس جو توح کا پڑا وہ سپرین فولادی غائب ہوگئین اور تاریخ جادو بوجہ عکس توح کے زبین
آئی تلوار سر پر جو پڑی کاسہ سر کو کاٹتی ہوئی مثل قطرہ آب کے گلو مین پہونچی پھر سینہ وشکم وکمر اور دونون
رانون سے گذر کے زمین مین در آئی تاریخ جادو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور تھوڑی دیر مین تڑپ کے
مرگئی اُسوقت ایسی سیاہ اندھی آئی کہ بالکل جہان تیرہ وتار ہوگیا ہوائے تند چلنے لگی ابر سیاہ فلک پر
عیان ہوا اُس ابر سے پتھر گرنے لگے اور آگ بھی برسنے لگی برق چمکنے لگی رعد گرجنے لگا پھر غل مچانے لگے
بکثرت فریاد وفغان کرنے لگے یہی ہنگامہ پھر بعد رہا پھر ایک آواز آئی افسوس مردیم وجان دادیم وبمطلب
خود نرسیدیم یعنی ہزار افسوس طلسم کشا نے قتل کیا مجکو نام میرا تاریخ جادو تھا جسوقت تاریخ جادو
ہلاک ہوئی اور تاریکی دفع ہوئی روئے آفتاب ہر ایک کو نظر آیا اُسوقت ملکہ زلزلہ جادو وغیرہ سے
دیکھا کہ وہ دیوار جو حائل تھی غائب ومعدوم ہوگئی زلزلہ جادو نہایت خوش ہوئی اور جملہ سرداران لشکر
بھی خوش ہوئے اور سب کے سب قریب عمرو بن حمزہ کے پہونچے دیکھا کہ لاش تاریخ جادو
کی پڑی ہے اور ہزارہا ساحر بھی قتل کیے ہوئے پڑے ہین خواجہ عمرو ساحرون کی جھولیان اور گردھنیان
اور کپڑے اُتار اُتار کے نذر زنبیل کر رہے ہین اگر کوئی کپڑا کسی ساحر مقتول کا خون سے رنگین دیکھتے ہین
خواجہ بار بار افسوس کرتے ہین اور کہتے ہین کہ میرے پاس تو کوئی پیسا بھی نہین ہے جو اس کپڑے
کو گازرسے دھلوا دون کا ایک طرف کچھ ساحران نابکار بھاگے جاتے ہین اور ہزارہا ساحر میدان جنگ
مین بادحہ قتل ہوئے تاریخ جادو کے عمرو بن حمزہ کو گھیرے ہوئے ہین اور سحر کر رہے ہین
زلزلہ جادو و دیگر ساحران ذی وقار وغیرہ نے اُن ساحران نابکار پر سحر کرنا شروع کیا اور بہادران
لشکر نے بھی تیغ وتیر وگرز گران سے اُن ساحران غدار کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر سے صدہا ساحر
قتل ہوئے آخر کچھ ساحر بھاگ گئے باقیماندہ مسلمان ہوئے عمرو بن حمزہ مظفر ومنصور ہوکر
مع جملہ فوج ولشکر بخوشی وخرمی سیر گنبد ارسطو کی دیکھکر چلے اور بعد قطع کرنے راہ کے طلسم تاریخ مین
داخل ہوئے اور قصر وبروج کھلوائے دیکھا کہ صدہا خمہائے زر قلابون مین لٹکے ہوئے ہین بہت سے
صندوق پر از جواہر رکھے ہین عمرو بن حمزہ وہ کل مال واسباب لیکر اور مکانات مین گئے
اُسی مکان سے انواع واقسام کا اسباب طلسمی دستیاب ہوا اُسی مکان مین بارگاہ تاریخی ملی اور چالیس
ہزار یاقوت بوشون کا لباس طلا اور اکثر تجالون اور مکانات سے سات خزانے ہاتھ آئے شاہزادہ
ذیجاہ جملہ جواہر وغیرہ اور اشیائے نایاب طلسمی وزر خزائن مذکور لیکر اُن مکانات سے باہر آئے
دیکھا کہ بارگاہ مین اور خیام فلک فرسا استادہ مین لشکر ظفر اثر اُترا ہے ہر ایک ساحر وغیرہ ساحر
مسرور وخندان ہے شاہزادۂ ذی وقار اپنی بارگاہ مین آیا اور حکم دیا کہ جلد تر سامان جشن ہو بمجرد
حکم سرداران ذی وقار نے سامان جشن کا کیا اور بزم عیش وعشرت ایسی مرتب کی کہ بزم جمشیدی بھی
آگے اُس بزم کے کچھ حقیقت نہ تھی جسوقت بزم عشرت بخوبی آراستہ ہوچکی سرداران نامی بحکم
شاہزادہ ذیجاہ بزم عشرت مین اگر بعد خرمی بیٹھے علاوہ بزم کے ہر ایک خیام مین علے قدر مراتب

ساحرون اور غیر ساحرون کی محفل عشرت حکم شاہزادہ سے آراستہ ہوئی اور ہر ایک بزم مین نازنینان خوبرو ناچنے لگین اور گانے لگین اور ساقیان گلرخ اہل بزم کو مئے ناب جام بلورین مین بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک شخص شراب پینے لگا اور رقص نازنینان گلپیرہن کا دیکھنے لگا اور گانا نازنینان خوش گلو کا سننے لگا ہر طرف غلغلۂ تہنیت و مبارکبادی بلند ہوا خصوصًا بزم شاہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی مین تو اسطرح گردش جام بادۂ گلرنگ تھی کہ روح جمشید کو بھی رشک تھا اور چرخ پیر بھی دیکھکر متحیر تھا علاوہ گردش جام کے اسطرح نازنینان گلپیراہن و سیمتن رقص کرتی تھین اور گاتی تھین کہ مطربۂ فلک نغمۂ انکا سُن سُن کے متحیر ہوتی تھی بعد ناچنے نازنینان کے ایک مطربہ خوبرو و کمسن قاتل جوان وسن رشک پری و حور سراپا حسن و خوبی سے معمور گیسو اُسکے رشک سواد شام عاشق پیشانی پر نور ماہ منیر سے بھی سوا پر نور زلفین اسکی طول شب فرقت عاشق سے بھی بڑھی ہوئین تھین دونون عارض اُسکے غیرت ماہ و آفتاب تھے دیدۂ مست مخمور اُسکے گویا دو جام شراب تھے نرگس اُسکی آنکھون پر قربان تھی چشم غزال اُسکے دیدۂ بیمثال کو دیکھکر بصورت آئینہ حیران تھی تیر مژگان اُس کمان ابرو کے ایسے سرتیز تھے کہ دل و جگر عشاق کے زخمی کرنے کو ہر وقت لیس رہتے تھے اور تیغ ابروے خمدار اُس قاتل خونخوار کی ایک اشارے مین صدہا عشاق کو قتل و بسمل کرتی تھی دہن اُس گلپیرہن کا غنچے سے بھی زیادہ تنگ تھا اکثر عشاق اُسکے دہن تنگ کو دیکھ کے اور اپنے دل سے مخاطب ہوکے یہ گفتگو کرتے تھے **بیت** فکر کچھ اچھی نہین اے دل دہان یار مین + دخل کیا بندے کو اس مین یہ خدا کا راز ہے + سینہ پر اُس مطربۂ نوجوان کے چھاتیان گدرائی ہوئی چھوٹا ابھار اپنا عشاق کو دکھاتی تھین محرم جو کسی ہوئی وہ شوخ زیب تن کیے ہوئے تھی تو گویا چھوٹی چھوٹی نارنگیان ثابت ہوتی تھین انگیاے رنگ چھاتیون کا پھوٹا نکلتا تھا بعض نامحرم اُس فتنۂ محشر کے سینہ پر نظر کرکے اور بیتاب و بیقرار ہوکے یہ شعر زبان پر جاری کرتے تھے شعر سینۂ یار پہ جو بنتا ہے اب اے دست ہوس جو کچھ لے آج تو چالاک ذرا تو ہو کر + کوئی عاشق اُس گل کے سینہ پر بغور نظر کرکے کف افسوس ملتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھیے یہ ثمر نخل قد یار دو ایکبار میرے بھی ہاتھ آتے ہین یا نہین شکم اُسکا گویا تختۂ بلور زیر ناف تھی بلور ساق پر نور صورت شمع روشن پاے رنگین اُس نازنین کے ہنگام رفتار دلہاے عشاق کو بصورت سبزہ پامال کرتے تھے عاشق رفتار مطربہ بہنگام خرام مطربہ ہر قدم پر مانند حنا پامال ہوتے تھے اور خفتگان خاک اُس شوخ و فتنۂ محشر کی چال سے بیدار ہوجاتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ شاید قیامت آگئی علاوہ حسن و خوبی اعضاے سراپا کے لباس رنگین وہ نازنین زیب تن کیے ہوے تھی بناؤ سنگار بھی کیے ہوئے تھی آنکھون مین سرمۂ دنبالہ دار تھا پیشانی پر افشان چنی تھی مصرع مسی مالیدہ لب پر رنگ پان تھا + عشاق اُسکے لب پر نظر کرکے اور متحیر ہوکے یہ شعر پڑھتے تھے شعر مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے + تماشا ہے کہ آتش و دھوان ہے + اکثر عشاق اُس خوبرو نازنین مہ جبین کو دیکھکر اور نقد دل دے کر طالب وصل ہوتے تھے ہزار دل و جان سے صدقے ہوتے تھے بعض عشاق اُس مطربۂ شہرۂ آفاق کو دیکھکر اُسکے بعض اعضا کی اس طرح تعریف کرتے تھے مسدس

دو صفت پہلو مین نظر آتے ہین پہلو کیسے
دو ہین پیالے سے لعل سے مملو کیسے
صاف ہین گول ہین یہ ساعد و بازو کیسے
سینۂ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہے
جام صہباے صفا کاسہ زانو کیسے
جس مین عکس رخ قدرت ہے وہ آئینہ ہے

ناف کو سب گرہ موے کمر کہتے ہین
جو تجھے سب یہ سچ ہی یہی ہم جو خبر کہتے ہین
بانون وہ بالون کہ جنکی ہی جگہ دیدۂ حور
چشم بد انجم افلاک کی اس سے رہے دور

ہم اسے حسن کے دریا کا بھنور کہتے ہین
یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہی
آنکھین پربان بھی ملین پائین اگر وہ حضرت
وقت رفتار رہی چال کیا کرتے ہین

چشم خفتا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین
پر تو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہی
کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہی نور
فتنۂ محشر کو پامال کیا کرتے ہین

غرض مطربہ بعید ناز و ادا مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آئی جوانون نے جو اس رشک آفتاب کو دیکھا بے اختیار آہ کی اور باشتیاق تمام اُسکے حسن پر نگاہ کی بعض سرداران ذی وقار اُس گلرخسار کو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوئے مطربہ جوانون کو بیقرار دیکھکر مُسکرائی اور نازسے مُنھ پھیر کر اپنے سازندون کی طرف دیکھنے لگی عمرو بن حمزۂ یونانی بھی اُس خوشرو کو بہ نظر حسرت دیکھنے لگے جب سازندون نے اپنے سازون کو درست کر لیا اُسوقت نازنین ناچنے لگی آواز سازون کی بلند ہوئی اہل بزم دیکھنے لگے مطربہ نے بعید ناچنے کے یہ

غزل بعید ناز و ادا شوخ کی غزل
خنجر قاتل مین لہو کھا لیگا جوشش
لذت تکلیف درمان دیکھ لین
تحفت جانی آج کہتی ہی یہی
وہ مرا چاک گریبان دیکھ لین
التفات جوش وحشت پھر کہان
دور سے حال پریشان دیکھ لین
دلفگاری کے سبب ہوتا ہی کیا

دو باہم شوق وارمان دیکھ لین
کیا ہلال عید قربان دیکھ لین
دل مین آتا ہی کہ اکدن مرکے ہم
جوہر شمشیر عریان دیکھ لین
کرتے ہین دیر و حرم کو ہم سلام
ہو سکے جبتک بیابان دیکھ لین
رو برو دے دخت رز بیٹھا کے آج
گادش برگشتہ مژگان دیکھ لین

تم ہمین ہم تکو ایجان دیکھ لین
بہ نہ جائے آرزوے چارہ گر
حسرت دوش عزیزان دیکھ لین
ہو نہ جبتکہم صبح محشر کا یقین
دیکھ لین گبر و مسلمان دیکھ لین
گر اُنھین ہی خوف عرض آرزو
جی مین ہی زاہد کا ایمان دیکھ لین
جھانکتا ہی پھر اُدھر تسلیم تو

کیا قیامت ہو جو دربان دیکھ لین

مطربہ بعید عشوہ و غمزہ غزل مندرجہ بتا بتا کے ہر شعر کو گا رہی تھی اہل بزم کی یہ کیفیت تھی کہ بعض تو اشعار غزل سنکے مستون کے مانند جھوم رہے تھے اکثر محو دیدار تھے کوئی سر دار مطربہ کی تعریف کرتا تھا عمرو بن حمزۂ یونانی بھی بگوش دل گانا سن رہے تھے سمان بندھا ہوا تھا ناگاہ ایک جانب سے ایک ابر سیاہ بلند ہوا اور پانی برسنے لگا یہانتک کہ طوفان آیا جملہ ساحر اور غیر ساحر متردد ہوئے عمرو بن حمزہ بھی پریشان خاطر ہوئے مطربہ نے جو دیکھا کہ ہوا سے تند چلنے لگی برق چمکنے لگی ابر سیاہ آسمان پر چھا یا گیا صداے رعد آنے لگی بارش ہونے لگی طوفان آگیا فوراً ڈرکے بھاگی سازندے بھی مطربہ کے ساتھ بزم عشرت سے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے اُسی ابر سیاہ سے ایک ساحر خوبرو ظاہر ہوا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ ایک ساحر ہنس آتشین پر سوار ہی اور اسی طرف آتا ہی عمرو بن حمزہ ساحر کو دیکھکے بہر جنگ کھڑے ہوئے سرداران ذی وقار نے بھی ساحر کو دیکھکر تیغ کے قبضون پر ہاتھ رکھے کماندار تیر انگلی پر لیس ہوئے ساحرون نے جلد جھولیون سے نارنج اور ترنج اور گولے وغیرہ نکال کر سحر پڑھا زلزلہ جادو نے خیال کیا کہ یہ ساحر شاید نارنج جادو کا ملازم ہی قبل کہیں گیا تھا اب خبر قتل نارنج جادو سُنکے بہر جنگ آیا ہی اسے قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے زلزلہ جادو نے قصد سحر پڑھنے کا کیا اور ساحرون نے نارنج اور ترنج ساحر پر مارنے کا ارادہ کیا ساحر نے جو دیکھا کہ سب ساحر اور غیر ساحر آمادہ جنگ ہین خوف سے زمین پر آیا اور وہین سے بہ آواز بلند عرض کرنے لگا

کہ اے شاہزادۂ ذی وقار مین حضور کا تابعدار اور خیرخواہ ہون مجھے اپنا دشمن تصور نہ فرمایئے خدمت عالی مین مجھے
حاضر ہونے دیجیے ساحرون کو سحر کرنے سے منع کیجیے مجھے کچھ حضور سے عرض کرنا ہی عمرو بن حمزہ نے
گفتگوے ساحر سنکے سب سے منع کیا کہ اس ساحر پر سحر نہ کرنا اور خبردار تیغ و تیر بھی اسے نہ مارنا ساحران
نامدار و جوانان تہور شعار بموجب حکم شاہزادۂ ذی وقار سحر کرنے سے اور تیر لگانے سے باز رہے عمرو بن حمزہ
بزم عشرت مین بیٹھے ساحر بزم عشرت مین اور شاہزادہ دیجاہ کو بعد ادب تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ
مین بھی حضور کے مطیعون اور خیرخواہون سے اور ایک خبر و دینے کے واسطے حاضر ہوا ہون عمرو بن حمزہ
نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اور وہ خوشخبری کیا ہی جلد بیان کر ساحر نے دست بستہ عرض کیا حضور کو معلوم ہو
کہ میرا نام طوفان جادو ہی جس روز زورباتہ جادو نے ملکہ گلشن جادو کو انبار ہیزم پر بٹھا کر لکڑیون
مین آگ لگادی تھی اور چاہا تھا کہ ملکہ کو جلا دے اس روز یہ خاکسار بھی وہین موجود تھا جسوقت لکڑیون اگ سے
جلنے لگین اور شعلے بلند ہونے اور ملکہ زلزلہ جادو گریہ زاری اور نالہ و بیقراری کرنے لگین اسدم اس احقر
کو حال ملکہ گلشن جادو اور ملکہ زلزلہ جادو پر رحم آیا تھا اور مین ملکہ گلشن جادو کو اسطرح انبار ہیزم
پر سے اُٹھا لیگیا تھا کہ کسی ساحر و ساحرہ نے مجھے ملکہ کو لیجاتے نہ دیکھا تھا اور ملکہ زورباتہ جادو و دیگر ساحران
غدار کو بعد جلجانے انبار ہیزم کے یقین ہوا تھا کہ ملکہ گلشن جادو جلکر خاک ہوگئی اور کسی پر ثابت نہ ہوا تھا
کہ طوفان جادو ملکہ گلشن جادو کو اُٹھا کر لیگیا ہی اُس روز سے ملکہ کو مین نے اپنے گھر مین بعیش تمام
رکھا ہی اور اسوقت تک ملکہ گلشن جادو میرے ہی مکان مین تشریف رکھتی ہین قبل اسکے اس احقر نے خبر
ملکہ کی آپ سے اسی سبب سے بیان نہین کی تھی کہ ملکہ زورباتہ جادو اور تاریخ جادو زندہ تھین اگر انکو
کسی طرح حال ملکہ گلشن جادو سے آگاہی ہو جاتی تو وہ یقینًا ملکہ کو قتل کر ڈالتین یا آگ مین جلا دیتین
اور مجکو بھی مار ڈالتین چونکہ فی الحال اس کمترین نے یہ سنا کہ تاریخ جادو کو حضور نے قتل کیا ہی اور طلسم
کو فتح کیا ہی یہ خبر فرحت اثر سنکے یہ خاکسار خدمت عالی مین واسطے اطلاع دینے حال کے حاضر ہوا ہی اب اگر حکم
ہو تو ملکہ کو یہ کمترین لے آئے جسوقت یہ مژدۂ جانفزا شاہزادۂ عمرو بن حمزہ نے سنا نہایت ہی خوش ہوئے
اور بدرجہ کمال مسرور ہوئے اور طوفان جادو سے ازحد شاد ہو کر فرمایا کہ تمنے ایسی خبر فرحت سنائی
گویا تن بیجان مین میرے جان آئی بیت تو نے ایسی خبر سنائی ہی + تن بیجان مین جان آئی ہی + تمنے حقیقی
خیرخواہی کی ہی یہ فرما کر شاہزادے نے اشارہ بیٹھنے کا کیا طوفان جادو مجرا کرکے موافق اپنے رتبہ
کے بزم عشرت مین بیٹھ گیا عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ جلد طوفان جادو کو انعام کثیر دیا جاے
بحکم اسقدر زر کثیر طوفان جادو کو دیا گیا کہ طوفان جادو بہت خوش ہوا جب یہ خبر
ملکہ زلزلہ جادو نے سنی ازحد خوش ہوئی اور طوفان جادو کے پاس آکر کہنے لگی کہ اے طوفان جادو تمنے
میری دختر کی جان بچائی مین ممنون احسان ہوئی طوفان جادو نے عرض کیا اے ملکہ آپ میری مالک اور
حاکم ہین مین تو ایک ادنے ملازم تاریخ جادو کا ہون اب مین آپ کو اپنا ولی نعمت سمجھتا ہون مین آپ پر
کیا احسان کرونگا ملکہ زلزلہ جادو نے جواب دیا کہ اے طوفان جادو فی الحقیقت تمنے مجھپر احسان عظیم کیا
یہ کہکر زلزلہ جادو خاموش ہوئی اُسوقت پھر بحکم شاہزادہ دیجاہ ایک نازنین مہ جبین بزم عشرت مین حاضر
ہوئی اور ناچنے لگی اور ساقیان سیمین ساق جام شراب ناب اہل بزم کو دینے لگے سرداران ذوالفقار

شراب پینے لگے شاہزادہ فرخجاہ نے از راہ نوازش خسروانہ ایک ساحر سے باد شارہ فرمایا کہ جام شراب طوفان جادو کو بھی دے ساقی نے بموجب حکم ساغر طوفان جادو کو دیا اُسنے شاہزادے کو تسلیم کرکے جام لیا اور شراب پی اور ناچنے دیکھنے لگا جب نازنین خوب گا چکی اور سحر ہوئی عمرو بن حمزہ نے حکم دیا کل سردار ہمراہ طوفان جادو اور ملکہ زلزلہ جادو اور خواجہ عمرو اور فرخ بن عمرو مع کل لشکر کے ایک محافہ ہمراہ لیکر جائین اور ملکہ گلشن جادو کو بصد جلوس و تجمل لے آئین بموجب حکم سرداران ذی وقار فوج بیشمار لیکر مع خواجہ عمرو و فرخ ہمراہ طوفان جادو روانہ ہوئے جب سرداران ذی وقار مکان طوفان جادو پر پہونچے زلزلہ جادو اپنی دختر سے ملکر نہایت روئی پھر نہایت خوش و خرم ہوئی خواجہ عمرو اور فرخ نے کہا اے ملکہ محافہ مین سوار ہو گلشن جادو بموجب کہنے خواجہ کے محافہ مین بیٹھی کہارون نے محافہ اُٹھایا جلوس آگے بڑھا سرداران لشکر بصد کروفر نوبت اور نقارے بجواتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے ملکہ گلشن جادو کو شاہزدے کے پاس لائے جب سواری ملکہ گلشن جادو کی قریب بارگاہ آئی عمرو بن حمزہ بوجہ کثرت اشتیاق دید دلدار کے بارگاہ سے بر آمد ہوئے اور سواری ملکہ گلشن جادو کی خود شاہزادے نے اُتروائی جب گلشن جادو محافہ سے اُتر کے بارگاہ مین داخل ہوئی عمرو بن حمزہ نے جو روے زیبائے ملکہ پر نظر کی عجب حسن خداداد نظر آیا

نظم

ہر اک آنکھ تھی اسقدر سحر کار | کہ شاگرد ہوں سامری سے ہزار
نظر آئی ابرو کی ایسی حسام | دل رستم و سام جسکے نیام
دریچہ اگر طور تھا نور کا | جبین مین عیان نور تھا طور کا
مہ کامل اُس مہر کی تھی جبین | مہ نو تھی ابرو شک اس مین نہین
حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب | کہ منھ دیکھتے اُنمین سب شیخ و شاب
فدا غبغب مہر سیما پہ تھی بہی | تصدق تھا قامت پہ سرو سہی

یہ ادنے سا تھا سحر اور اُس فن | کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن
جو دیکھے کوئی ابروئے متصل | ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل
مسی بھی نہین طور کی نردبان | تھی بینی اُسی نور کی نردبان
تر و تازہ رخسار جون گل ہرے | کہ گل بھی لنضارت تصدق ہے
رخ آئینہ سے صاف دوچند تھا | یہان طوطی آئینہ بند تھا

عمرو بن حمزہ تو ملکہ گلشن جادو کو دیکھ کر بدرجہ کمال خوش ہوئے لیکن ملکہ گلشن جادو نے کثرت رنج و ملال کی وجہ سے شاہزادے سے کلام نہ کیا اُسوقت شاہزادے نے ملکہ سے پوچھا کہ اے گل حدیقۂ خوبی و اے سرو بستان محبوبی باعث تمہارے رنجیدہ ہونے کا کیا ہے کیون تم مجھسے خفا ہو کچھ سبب تو بیان کرو ملکہ گلشن جادو نے جواب دیا اے شہریار ذی وقار وجہ میرے ملول ہونے کی یہ ہے کہ مینے آپ کی الفت مین انواع و اقسام کے صدمے اُٹھائے تمام طلسم مین رسوا ہوئے زوربانہ جادو نے ہمکو انبار ہیزم پر بٹھا دیا اور اپنی دانست مین ہمین جلا دیا اگر طوفان جادو ہمین انبار ہیزم سے اُٹھا نہ لیجاتا تو ہم جلکر خاک ہو جاتے افسوس ہزار افسوس آپ نے کچھ بھی ہمارے جلنے کی خبر سنکے رنج و غم نہ کیا اور عیش و عشرت مین ہماری ہمشیرہ مہ جبین نارنجی پوش کے ساتھ مشغول رہے شب و روز خوب عیش و عشرت کیا ہمیں کبھی بھولے سے بھی یاد نہ کیا اور ہماری جدائی مین دو آنسو بھی کبھی آنکھون سے نہ بہائے اب مجکو آپ سے امید نیکی کی باقی نہ رہی کوئی عورت دنیا مین سوائے مہ جبین کے آپ کو نہ ملی اور ملکہ لالہ خونخوار سے جو آپ نے الفت کی اُسکی چندان مجھے شکایت نہین ہے کیونکہ آپ ہی کی وجہ سے مین نے سنا ہے کہ اُسکا باپ سہیل جادو نارنج جادو کے ہاتھ سے مارا گیا اور تمام شہر سہیلیہ تباہ اور برباد ہوا یہ کہکے گلشن جادو اشک آنکھون مین بھر لائی اور بعد اشکباری کے ملکہ مہ جبین نارنجی پوش سے مخاطب ہوکر کہنے لگی اور اسطرح شکایت کرنے لگی کہ واہ واہ بوا مہ جبین خوب تھے ہمارے

بعد خیش کیے اور لذت بوس و کنار سے لطف بے اندازہ اٹھایا اور مشہور کیا کہ شاہزادے سے الفت کرکے روح گلشن
جادو کو مین نے خوش کیا اپنا تو مطلب نکالا مجھپر احسان کیا ای بہن مجکو تجھسے یہ امید نہ تھی کہ تم اسی شاہزادۂ ذیجاہ
سے الفت کروگی مجکو ناخوش اور اپنے دل کو خوش کروگی ملکہ مہ جبین نے جواب دیا ای بہن گلشن جادو اگر مینے
شاہزادے سے الفت کی اور شاہزادے کے ساتھ نیکی کی تو کیا قباحت کی تمکو تو مجھسے ناراض ہونا مناسب نہین ہی
اگر مین شاہزادے کے ساتھ دشمنی کرتی تو کیا تم خوش ہوتین اور ای بہن گلشن جادو تم مجھسے قسم لے لو جو اسوقت
تک شاہزادے سے کوئی بات بیجا ہوئی ہو یہ کہکے پھر مہ جبین نے منہ بھی کیا اسوقت خواجہ اور فرخ نے گلشن
جادو کو سمجھا کر مہ جبین نارنجی پوش سے گلے ملوا دیا پھر زلزلہ جادو نے اپنی دختر ملکہ گلشن جادو کو خوب سمجھا کر
عمرو بن حمزہ سے باہم صفائی کرا دی اسوقت عمرو بن حمزہ اور ہر ایک کو نہایت خوشی ہوئی غرض اسی جشن مین
ایک روز عمرو بن حمزہ نے عقد شہرت جادو کا گلگونہ جادو سے کرا دیا گلگونہ جادو بعد قتل ہونے نارنج جادو
کے مسلمان ہوئی تھی اور داخل ہوئی تھی بعد عقد ہونے شہرت جادو کے خواجہ عمرو نے شاہزادے سے کہا کہ اب
مین رخصت ہوتا ہون اور جانب تنگ رواحل جاتا ہون عمرو بن حمزہ نے کہا ای عمرو نامدار چند روز اور
توقف فرمائیے مین بھی ہمراہ آپ کے خدمت والدۂ ذی وقار ملکہ مہرنگار مین جاؤنگا خواجہ عمرو نے جواب
جواب دیا ای فرزند چند مین ملکہ مہرنگار سے آٹھ روز کا وعدہ کرکے اسطرف آیا تھا یہان زمانہ زیادہ گذرا نہین
معلوم اتنی مدت مین زوبین کے ہاتھ سے اہل قلعہ پر کیا صدمے گذرے یقین ہی کہ بجنگ ناچار نے زوبین کو
امداد جنگ کیا ہوگا اور اسنے قلعہ تنگ رواحل کو گھیرا ہوگا جلد میرا وہان جانا مناسب ہی اور تم ابھی یہان
توقف کرو گے بعد اختتام جشن و دیگر امور ضروری سے فرصت کرکے تم قلعہ تنگ رواحل کی طرف آنا یہ کہکر اور
زر کثیر خزائن طلسم نارنج سے لیکر جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوئے اور بعد چند روز کے داخل قلعہ تنگ
رواحل ہوئے اور سرداروں سے ملکر ملکہ مہرنگار کے پاس گئے ملکہ نے شکایت کی عمرو نے تمام حال
بیان کرکے کہا اسی وجہ سے مجکو یہان آنے مین دیر ہوئی پھر ملکہ مہرنگار نے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران کبتک
آئینگے خواجہ نے ایک رقعہ بزرجمہر کا نکال کے دیا اور کہا چھ مہینے مین آئینگے غرض اب احوال خواجہ تو آئندہ
لکھا جائیگا لیکن اب حال عمرو بن حمزہ کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب عمرو بن حمزہ ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین
نارنجی پوش اور ملکہ لالہ خونخوار سے عقد کر چکے اور تینون نازنینون کے وصل سے کامیاب ہو چکے اور فرخ
بھی راحت افزا اور دلربا اور سمن دیا سمن سے عقد و نکاح کر چکا اور سب سے بہتر ہو چکا اسوقت عمرو
بن حمزہ نے سب مال و اسباب طلسم نارنج کا لیکر ملکہ گلشن جادو کو تمام طلسم نارنج کا مالک اور حاکم کیا اور
ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ملکہ گلشن جادو کے سپرد کرکے فرمایا کہ تم دونون باہم بالفت و محبت بسر کرنا اور
ای مہ جبین اطاعت و فرمانبرداری گلشن جادو مین تم کسی طرح عذر نہ کرنا گلشن جادو تو اس طلسم کی بادشاہت
کرے اور تم وزارت کرنا ملکہ مہ جبین نے قبول کیا پھر شاہزادۂ ذیجاہ نے ملکہ لالہ خونخوار سے مخاطب ہو کر
فرمایا کہ ای ملکہ اب تم یہان سے اپنے باپ کے شہر مین جاؤ اور وہان کی بادشاہت کرو انشاء اللہ مین بھی
تمہارے پاس آؤنگا یہ فرماکر تینون نازنینون کو باہم ملوا کے ملکہ لالہ خونخوار کو بحشم و حشم شہر سیلیہ
کی طرف روانہ کیا ملکہ لالہ خونخوار غم جدائی شاہزادۂ ذی وقار سے مع سمن دیا سمن اشکبار چلی اور
بعد قطع راہ شہر مین اپنے باپ کے پہونچی اور مثل اپنے پدر کے شہر سیلیہ کی حکومت کرنے لگی یہان

عمرو بن حمزہ بعد جانے ملکہ لالہ خونخوار کے ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین تاریخی پوش اور ملکہ رلزلہ جادو اور شہرت
جادو اور گلگونہ جادو وغیرہ سے رخصت ہوئے اسوقت جدائی شاہزادہ سے ہر ایک کا عجب حال تھا ہر ایک شخص
اشکبار تھا خصوصاً ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین تاریخی پوش نہایت مغموم اور اشکبار تھین عمرو بن حمزہ ہر ایک کو
سمجھاتے تھے اور تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے کہ انشاء اللہ پھر یہان آونگا اور تمسے ملاقات کرونگا غرض سب سے
رخصت ہوکر مع لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور شہباز یکہ تاز مشرقی اور زرتاش سیاوریونانی اور
فرخ بن عمرو وغیرہ مع فوج غیر ساحر بصد شان وشوکت روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ قریب شام ایک صحرائے
سبزہ زار مین قریب کوہ مقیم ہوئے بارگاہ وخیام استادہ ہوئے لشکر ظفر اثر اترا سرداران نامدار خیام مین
استراحت پذیر ہوئے عمرو بن حمزہ بھی بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوئے فرخ واسطے سیر صحرائے سبزہ زار
کے اور واسطے بالادوی کے فرودگاہ لشکر سے چلا جب سیر صحرا کی کرتا ہوا درہ کوہ تک پہونچا اسوقت فرخ نے دیکھا
کہ ایک ساحر مہیب ومسن درہ کوہ مین بالائے فرش بیٹھا ہی اور شیشہ شراب اور جام ہی اسکے روبرو رکھا ہی اور قریب
اسکے ایک نازنین نوجوان رشک محبوبان جہان خورشید جمال مبتلائے غم وملال حیس وحرکت بیٹھی ہی اور زبان مین
اسکی سوزن ہی ساحر مہیب صورت شراب پیتا ہی اور دست بستہ اُس نازنین سے کہتا ہی کہ ای معشوقہ لاجواب سن
اب میرے حال پر رحم کر مجکو اپنے وصل سے شاد کر یہ جان نثار مدت دراز سے تجپر عاشق ہی جھوٹا نہین ہی قول کا صادق
ہی تیرے فراق مین مین نے نہایت مصائب اٹھائے ہین قلب وجگر آتش عشق سے جلائے ہین مجکو بڈھا
خیال نکر مین نوجوانون سے بہتر ہون بخوبی قوی ہون گو کہ پیری سے صورت کمان خمیدہ قد ہون لیکن نیمہ
نشانہ پر خوب لگاونگا مجکو ذلیل نجان مین سحر مین اپنے وقت کا رشک سامری ہون نام میرا سیخوار سیہ پیشانی
ہی تیرا عاشق طلسم جہان مین لاثانی ہی شکر کر کہ مین تجپر عاشق ہوا اور تجکو باغ سے اٹھا لایا ہر چند ممکن
ہی کہ بجبر تجسے اپنا مدعائے دل حاصل کرون لیکن یہ مجھے منظور نہین ہی تو بخوشی مجھے اجازت دے تاکہ مین مدعائے
دل حاصل کرون یہ کہکے سیخوار سیہ پیشانی قدم نازنین پر گرا فرخ بن عمرو نے دیکھا کہ نازنین کے چہرے پر
آثار غیظ وغضب ظاہر ہوئے جب ساحر نے قدم نازنین پر سے سر اٹھایا نازنین بصد عتاب بایماء واشارہ
اُس سے کہا کہ مجکو تیرا کہنا منظور نہین ہی مجکو رہا کردے ورنہ مین رنج وغم سے ہلاک ہو جاونگی فرخ نے یہ کیفیت
دیکھکے خیال کیا کہ یہ دونون اس درہ کوہ مین بیٹھے ہوئے اسطرح نظر آتے ہین جیسے کہ ایک برج مین زحل
ومشتری ہون نحس وسعد ایک جگہ ہون یہ خیال کرکے فرخ وہان سے چلا اور خدمت عمرو بن حمزہ
مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ اسوقت مین عجب کیفیت دیکھ آیا ہون اگر آپ کا دل
چاہے تو آپ بھی چلیے اور جو کیفیت مین نے دیکھی ہی آپ بھی تشریف لیجاکر ملاحظہ کیجیے عمرو بن حمزہ
نے پوچھا ای فرخ کیا کیفیت دیکھ آئے ہو کچھ بیان توکرو فرخ نے عرض کیا آپ ہی چلیے خود ملاحظہ کر لیجیے
ایسی کیفیت یقین ہی کہ آپ نے کبھی نہ دیکھی ہوگی عمرو بن حمزہ گفتگوئے فرخ سنکے مشتاق ہوئے اور فوراً
بارگاہ سے نکل کے ہمراہ فرخ کے چلے جب قریب کوہ پہونچے فرخ نے ایک تنہ درخت کی آڑ مین کھڑے ہوکر
شاہزادے سے عرض کیا کہ آپ بھی یہین تشریف لائیے اور درہ کوہ مین جو کیفیت نظر آئے ملاحظہ کیجیے عمرو
بن حمزہ نے حسب موافق کہنے فرخ کے درۂ کوہ مین دیکھا ملاحظہ کیا کہ ایک ساحر ضعیف سیہ رو کے
قریب ایک نازنین آفتاب جمال بیٹھی ہی اور ساحر دست بستہ اُس سے کہتا ہی کہ آج تو میری عرض

قبول کر مجھے بہتر ہو عذر و انکار نہ کر برائے خداوند سامری و جمشید میری تمنائے دلی بر لا عمرو بن حمزہ اُس نازنین حور
پیکر کو دیکھکر فرخ سے کہنے لگے کہ ای فرخ مین اس نازنین کو خوب دیکھا ہے جو تنہ درخت چنار سے تکیہ لگا کر روبروے
انورشاہ دلپسر منورشاہ باغ مین بیٹھی تھی اور بعد چل جانے باغ کے یہ نازنین غائب ہو گئی تھی اب معلوم ہوا
کہ اُس نازنین کو یہ ساحر اُٹھا لایا ہے یہ بیٹی سہیل جادو کی ہے اور بہن ملکہ لالہ خونخوار کی ہے نام اسکا خونخوار جادو ہے
اسی نازنین پر انورشاہ عاشق ہوا تھا اور اُسی نازنین اور انورشاہ کو سہیل جادو نے برہم ہو کر قید کیا تھا
اور اُسی نازنین کی رہائی کے واسطے سہیل جادو نے مجکو ایک تعویذ دیا تھا اور آہستہ آہستہ اسی کی رہائی کے
بارے مین سہیل جادو نے مجھسے گفتگو کی تھی اب مین اُس ساحر نابکار کو تیغ آبدار سے قتل کرتا ہون اور اُس نازنین
کو اسکی قید سے رہا کرتا ہون یہ فرماکر عمرو بن حمزہ نے قدم بڑھا فرخ نے عرض کیا آپ تشریف نہ لیجائے
مین جاتا ہون اور اُس ساحر کو قتل کرتا ہون اور ملکہ خونخوار جادو کو چھڑاتا ہون یہ کہکے فرخ نے حلہ تر
رنگ و روغن نکالکر اپنی صورت بشکل ایک فرشتۂ خداوند سامری کے بنائی اور عمرو بن حمزہ کو زیر درخت
چھوڑکر جانب دیدہ کوہ روانہ ہوا میخوار سیہ پیشانی بیٹھا ہوا تھا ناگاہ دیکھا آنکہ ایک ساحر عجیب و غریب میری
طرف چلا آتا ہے میخوار سیہ پیشانی شکل ساحر دیکھکے حیران ہوا جب فرخ قریب میخوار سیہ پیشانی پہونچا میخوار گھبراکر
اٹھا اور رزرکر پوچھنے لگا آپ کون مین یہان کیون آئے ہین اپنی کیفیت سے آگاہ کیجیے فرخ نے ہنسکر کہا کہ
ای میخوار سیہ پیشانی تم مجھے نہدرو مین ایک فرشتہ خداوند سامری ہون خداوند سامری کو تمھارے حال
پر رحم آیا ہے اور مجکو بھیجا ہے کہ ہمارا بندۂ خاص چندروز سے عشق نازنین مین بیتاب و بیقرار ہے اور نازنین
وصل پر راضی نہین ہوتی ہے لہذا یہ دو سیب خاص باغ بہشت کے دیے ہین اور مجھسے کہا ہے کہ اول ایک
سیب ہمارے بندۂ برگزیدہ میخوار سیہ پیشانی کو کھلا دینا وہ نوجوان ہو جائیگا علاوہ نوجوان ہونے کے
اسکی عمر بھی بڑھ جائیگی تاریکی پیشانی سے دور ہو جائیگی مثل آفتاب ماہ یہ اسکی روشن ہو جائیگی نازنین
دیکھتے ہی عاشق ہو جائیگی پھر دوسرا سیب خونخوار جادو کو کھلا دینا اسکی حیات بڑھ جائیگی اور اس
سیب کو کھاتے ہی ہزار دل و جان سے میخوار سیہ پیشانی پر مائل اور فریفتہ ہو جائیگی پس تم یہ سیب عطیہ
خداوند سامری کھاو فرخ نے یہ کہکے ایک سیب جیب سے نکال کر میخوار سیہ پیشانی کو دیا میخوار سیب
لیکر اور تمام تقریر فرشتہ کی سن کے نہایت خوش ہو کر کہنے لگا قربان ہون مین اپنے خداوند سامری پر کہ
انھون نے میرے حال پر رحم کیا اور میرے دل کے احوال سے آگاہ ہو کر آپ کو بھیجا یہ کہکے سیب کو چوم کر
اور آنکھون پر رکھ کے بعد اداب کھا گیا نازنین یہ حال دیکھکے مغموم اور متردد ہوئی میخوار سیہ پیشانی
نے فرشتۂ خداوند سامری کو اپنے پہلو مین بعد تعظیم و تکریم بٹھایا اور کہنے لگا کہ ابھی تک تو مین نوجوان نہین
ہوا کیون ای فرشتۂ خداوند مین کب تک نوجوان و خوبصورت ہو جاؤنگا فرخ نے کہا بعد ایک لمحہ
کے تاثیر سیب اور قدرت خداوند تیرے ظاہر ہو جائیگی فرخ یہ کہہ رہا تھا کہ میخوار سیہ پیشانی نے کہا تو
مجھے گرمی معلوم ہوتی ہے سینہ حرارت سے جلا جاتا ہے سر کو گردش ہے آنکھین بند ہوئی جاتی ہین فرخ نے
یہ سنکر جواب دیا کہ اب تم جلد مر جاؤگے سیدھے جہنم مین جاؤگے مین فرشتۂ خداوند سامری تمھاری روح کو
قبض کرونگا اسی واسطے یہان آیا ہون بغیر تمھین ہلاک کیے یہان سے نہ جاؤنگا میخوار سیہ پیشانی
گفتگوے فرخ سنکے غضبناک ہوا اور برہم ہو کر اٹھنے لگا اور سحر کرنے کا قصد کیا فرخ نے

بیضۂ بیہوشی تاک کر اسکی ناک پر مارا بیضہ اسکی بینی پر ٹوٹا اول تو سبب بیہوشی آمیز کھا چکا تھا اب جو بیضۂ بیہوشی بینی پر پڑا فورا
بیہوش ہو کر زمین پر گرا فرخ نے جلد خونخوار جادو کی زبان سے سوزن نکالی اور خنجر آبدار سے میخوار سیہ پیشانی
کو ہلاک کیا جب میخوار قتل ہوا درہ کوہ تیرہ و تار ہو گیا آندھی سیاہ آئی ہوا ے تند چلی اور آواز آئی قتل کیا
مجکو کہ نام میرا میخوار سیہ پیشانی تھا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دور ہوئی فرخ و خونخوار جادو دونوں درۂ
کوہ سے نکلے خونخوار جادو نے پوچھا اے شخص تو کون ہے تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ اس ساحر کو قتل کر کے مجھے
رہا کیا فرخ نے اپنی شکل تبدیل کی اور صورت اصلی ہو کر خونخوار جادو سے کہا کہ نام میرا فرخ ہے میں عیار
شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا ہوں دیکھو شاہزادۂ ذیجاہ بھی وہ سامنے زیر درخت کھڑے ہیں اور لشکر
شاہزادے کا اترا ہے میں نے بموجب حکم شاہزادۂ ذیوقار کے تمہیں رہا کیا اب تمکو لازم ہے کہ شاہزادۂ
ذیوقار کے پاس چلو اور شاہزادے سے ہمنشیں ہو کیونکہ تم سالی ہو تمہاری بہن ملکہ لالہ خونخوار مسلمان ہوئیں
اور شاہزادے کے عقد میں آئیں تمہیں بھی مناسب ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور سامری پرستی ترک کرو
خونخوار جادو گفتگوے فرخ سنکے خوش ہوئی اور ہمراہ فرخ کے عمرو بن حمزہ کے پاس گئی اور
پوچھنے لگی کہ اے شاہزادۂ ذیوقار آپ اس صحراے سبزہ زار میں کسواسطے تشریف لائے ہیں اور اب ارادہ
کہاں جانے کا ہے عمرو بن حمزہ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان فرما کر کہا کہ اب میں سیر و شکار
کرتا ہوا جابجا مقام کرتا ہوا جاؤنگا تمہیں لازم ہے کہ اپنی بہن کی طرح سامری اور جمشید پرستی سے اجتناب
کرو اور دین اسلام کو اختیار کرو پھر عمرو بن حمزہ نے اسطرح حال وحدانیت و قدرت پروردگار عالم
بیان کیا کہ خونخوار جادو اسی وقت کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی شاہزادۂ ذیجاہ خونخوار جادو کے
مسلمان ہونے سے خوش ہوا اور اسکے اپنے لشکر میں لایا پھر شاہزادے نے الوزشاہ پسر منورشاہ کو طلب فرما کر
بآئین شائستہ الوزشاہ سے عقد خونخوار جادو کا کر دیا اور بعد ایک روز کے الوزشاہ اور خونخوار جادو کو مع
منورشاہ کے رخصت کیا جب الوزشاہ اور منورشاہ مع خونخوار جادو کے چلے گئے عمرو بن حمزہ
نے اس صحراے پر بہار سے کوچ کیا اب ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ طلسم تاریخ فتح ہو چکا عمرو
بن حمزہ مع سرداران ذیوقار بصد شوکت و حشمت ٹھہرتے ہوئے اور سیر و شکار کرتے ہوئے ایک جانب روانہ
ہوئے انشاء اللہ حال انکا مقام مناسب پر آئندہ لکھا جائیگا

داستان مقابلہ کرنا عفریت کا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے بہ مشورہ ملعونہ اور شکست
کھا کر بھاگنا شہپال بن شہرخ کا۔ ساقی نامہ

ذرا آ ادھر ساقی جنگجو
پلا آج مجکو مئے مشکبو
پھراؤں کمیت قلم کی عنان
کروں کچھ بیان حال صاحبقران
کرے رحم گر تو مرے حال پر
لکھوں حال شہپال کا سر بسر

یہ ہر قصد اے ساقی سیمبر
مئے مشکبو پلا کے میں جلد تر
دکھادوں میں بھی طبیعت کا رنگ
لکھوں نشہ میں جو ہیجا کی جنگ
بتکرار کہتا ہوں اے [illegible]
خبر ہون خبر ہون خبر ہون خبر

نامداران میدان فصاحت و دلاوران معرکۂ بلاغت جوہر تیغ تیز زبان میدان بیان میں اسطرح دکھاتے ہیں کہ قبل
اسکے پردۂ قاف کی داستانوں میں بیان تک لکھا گیا ہے کہ عفریت قریب گلستان ارم مع لشکر مقیم ہے کئی اشخاص
شہپال بن شہرخ اور حمزۂ صاحبقران سے لڑچکا ہے دیو خرپا نے ملکہ آسمان پری کو جزیرہ
شبنم میں قید کیا ہے حمزۂ صاحبقران کو دیو سیاہ کلاہ سیاہ قبا نے زندان سے رہا کیا ہے

اور شریک شہپال ہوا ہے شہپال نے دیو سیامک کو عہدۂ عفریت پر سرفراز کیا ہے لشکر شہپال کا مقابلہ
عفریت مین گذرا ہوا ہے دیو تنمند دون ہزار دست نے بعد روانہ کرنے دیو سیامک سیاہ کلاہ کے براے
مدد عفریت بھی کسی کو نہین بھیجا ہے غرض براے آگاہی ناظرین کے تو یہ پتہ مندرج کیا گیا لیکن اب
احوال عفریت کا لکھا جاتا ہے کہ جب ایک زمانہ دراز تک دونون لشکر مقابلہ مین اُترے رہے اور
کوئی لڑائی نہ ہوئی ایک روز عفریت نے تنہائی مین اپنی مادر ملعونہ سے کہا کہ حمزۂ صاحبقران
آدم زاد نے طرح طرح کے صدمے مجکو دیے ہین یعنی اول تو دیو راہدار کو اُسنے قتل کیا ہے اور پھر میرے
لشکر کے سیکڑون دیوون کو ہلاک کیا ہے اور میری دختر مشتورہ کو مار ڈالا ہے مجکو میری دختر کے ماتم
مین مبتلا کیا ہے اب کیا تدبیر کرون کہ یہ آدمزاد ہلاک ہو اور شہپال بن شہرخ قتل ہو اور ملک
شہپال کا میرے قبضہ و تصرف مین آئے صدمہ و غم دل سے برطرف ہو جاے ملعونہ نے
تقریر اپنے فرزند عفریت کی سنکے دیر تک فکر کی چونکہ ملعونہ کاہنہ ہے اُسنے اپنے علم سے دریافت
کرکے کہا کہ اے فرزند آگاہ ہو کہ اگر تو جنگ ہوائی آدمزاد سے لڑیگا تو فی الحال شہپال
بن شہرخ پر فتحیاب ہوگا اور ملک اُسکا تیرے قبضہ مین آجائیگا عفریت گفتگو اپنی مادر کی
سنکے خوش ہوا اور سامان جنگ بخوبی کرنے لگا جب وہ دن ہوا اور شب بھی گذر کے وہ وقت آیا
کہ دیو فلک نے نیزۂ نقطی شعاع مہر ساکنان پردۂ قاف وغیرہ کو دکھایا ابیات کہ جب
دیدار شب سے بھر گیا جی ✦ نظر نے صبح کی صحبت طلب کی اُٹھین آنکھین لطفون روے خورشید
لگے ہونے نظارے سوے خورشید ✦ عفریت بیدار ہو کر اپنی بارگاہ مین تخت پر بیٹھا
سرفراز دیوون نے آکر سلام کیا اور اپنے اپنے مقام اور جگہ پر بیٹھے جب دربار آراستہ
ہوا اُسوقت عفریت نے ایک نامہ لکھوا کر حمزۂ صاحبقران کو بدست دیو شب آہنگ
روانہ کیا دیو شب آہنگ جب لشکر شہپال بن شہرخ کے قریب آیا دیوون نے
خدمت شہپال مین جاکر عرض کیا کہ اسوقت دیو شب آہنگ عفریت کا نامہ لیکر آیا ہے
شہپال نے حکم دیا کہ اگر شب آہنگ نامہ لیکر آیا ہے تو آنے دو دیوون نے بموجب
حکم دیو شب آہنگ کو نہ روکا جب دیو شب آہنگ دربار نمونۂ حضرت سلیمان مین گیا دیکھا اُسنے
دربار آراستہ ہے تخت پر شہپال بن شہرخ بیٹھا ہے قریب تخت کرسی جواہر نگار پر حمزۂ صاحبقران
جلوہ فرما ہین ایک جانب دیو سیامک سیاہ کلاہ بیٹھا ہے علاوہ دیو سیامک سیاہ کلاہ کے صدہا دیو
معزز و ممتاز بعہدہ و بسبیلہ قدر مراتب بیٹھے ہوئے ہین دیو شب آہنگ نے بعد دیکھنے کیفیت
دربار کے بکراہت شہپال بن شہرخ کو سلام کیا اور نامہ عفریت کا حمزۂ صاحبقران کو دیا
امیر باتوقیر نے نامہ لیکر پڑھوایا مضمون اُس نامہ کا یہ تھا کہ اے آدمزاد تو کئی لڑائیان مجھسے لڑا
اور مجکو مدعاے دل حاصل نہوا اب مین چاہتا ہون کہ تو مجھسے جنگ ہوائی کر یعنی بالاے ہوا مجھسے
مقابلہ کر مجھے یقین ہے کہ اگر تو شجاع اور بہادر ہے تو مرد حسب دلخواہ میرے مجھسے لڑیگا اور اگر
تو نامرد اور بزدل ہے تو انکار کریگا پس جو تجھے منظور ہو جلد جواب نامہ سے آگاہی دے جب
حمزۂ صاحبقران نے عبارت نامے کی سنی اور مضمون نامہ سے بخوبی آگاہی ہوئی اُسوقت

حمزۂ صاحبقران نے چاہا تھا کہ پشت نامہ پر لکھین کہ ہم حسب دلخواہ تیرے تجھسے لڑینگے ناگاہ شہپال نے
پوچھا کہ کیا جواب نامہ لکھتے ہو حمزہ صاحبقران نے کہا مین یہی لکھونگا کہ موافق تیری تمنا کے مین تجھسے لڑونگا
شہپال اور عبد الرحمن جنی نے کہا کہ بالاے ہوا لڑنا اچھا نہین ہی ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ عذر کیجیے اور
بالاے ہوا جنگ نہ کیجیے اس لڑائی کا انجام بد معلوم ہوتا ہی حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ مین تو موافق
اسکی آرزو کے اُس سے ضرور لڑونگا عذر کرکے نامرد نہ ہونگا شہپال اور عبد الرحمن جنی یہ تقریر امیر
با توقیر کی سنکے خاموش ہوئے حمزۂ صاحبقران نے پشت نامہ پر لکھدیا کہ ای عفریت تو جس طرح
مجھسے لڑیگا مین تجھسے مقابلہ کرونگا یہ لکھکر نامہ دیو شب آہنگ کو دیدیا دیو سلام کرکے عفریت کے
لشکر کی طرف روانہ ہوا جب دیو شب آہنگ روبروے عفریت پہونچا نامہ عفریت کو دیکے
عرض کرنے لگا کہ شہپال اور عبد الرحمن جنی نے ہر چند آدمزاد کو سمجھایا لیکن آدمزاد نے نہ مانا
اور بالاے ہوا لڑنا منظور کیا اور یہی پشت نامہ پر لکھ بھی دیا ہی عفریت نے پشت نامہ پر نظر
کرکے جو دیکھا فی الواقع یہی لکھا تھا کہ ای عفریت جس طرح تو مجھسے لڑیگا اسی طرح مین بھی تجھسے
لڑونگا عفریت جواب نامہ حسب دلخواہ اپنے پاکر خوش ہوا اور دیو فربا سے کہنے لگا کہ اب ضرور
اس آدمزاد کو مار ڈالونگا اور شہپال کو قتل کرونگا یہ کہکے عفریت نے طبل جنگ بجوایا جب
صداے طبل جنگ بلند ہوئی دیو اکوان اور دیو برق آواز طبل جنگ سنکے خدمت شہپال
بن شہرخ مین حاضر ہوئے اور اس طرح بعد دعاے دختا سے بادشاہی کے عرض کرنے لگے
ابیات ہمیشہ تا گذرد در جہان لیل و نہار ٭ بکوچکی و درازی حیات عشرت و ناز ٭ حیات خضر
تو جون وعدۂ کرم کوتاہ ٭ نشاط بزم تو چون ازروے عرض دراز شہنشاہ پر دۂ قاف کے دشمن جفاے
فلک سے ہمیشہ برباد و تباہ رہین اور ظل اللہ مدام الطاف ایزدی سے صاحب تخت و کلاہ رہین
اسوقت عفریت بد اندیش نے طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا ہی کہ کل وقت سحر شہنشاہ سے مقابل
کرے اور آتش کینہ کا اون سہنسے ظاہر کرے باقی خیریت ہی جب وہ نو دیو اپنی زبان مین حال
بجنے طبل رزمی کا گذارش کرچکے مؤدب دست بستہ کھڑے رہے شہپال نے خبر طبل جنگ بجنے کی
سنکے فرمایا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارہ سلیمانی پر چوب پڑے بموجب
حکم دیو اکوان نے بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل کے قلابہ جینی اور کبابہ جینی وغیرہ پریزادون
سے حکم شہنشاہ شہپال بن شہرخ بیان کیا قلابہ جینی وغیرہ نے نقارہ خانہ سلیمانی مین جاکر
نقارۂ سلیمانی پہ چوب لگا شہنا نوازون نے شہنا بجائی آواز نقارۂ سلیمانی ایسی بلند ہوئی کہ
تا بفلک پہونچی شیر فلک ٹھہر گیا مریخ کا پنپنے لگا گوش ساکنان فلک کر ہوگئے کوہ تھرانے لگا و زمین
کو گمان ہوا کہ قیامت آگئی خفتگان لحد خواب سے بیدار ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ شاید یہ
صور اسرافیل کی صدا اٹھی غرض جب صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی جملہ دیو دن کو خبر ہوئی
کہ نقارہ سلیمانی پر چوب پڑی ہی کل جنگ ہوگی زمین دیو ؤن کے خون سے لالہ رنگ
ہوگی ہزارہا دیو قتل ہونگے سیکڑون دیو جانبین کے زخمی ہونگے دیکھیے کون فتحیاب ہوتا ہی
کسکو شکست ہوتی ہی یہ کہکر سامان جنگ کرنے لگے جب وہ دن گذرا اور شام ہوئی دونون

لشکروں مین بخوبی تیاری جنگ ہونے لگی اودھر شہپال بن شہرخ اُدھر عفریت نابکار ساماں کارزار
کرنے لگا دیو دونوں لشکروں کے نعرے مارنے لگے آلات حرب و ضرب کے درست کرنے لگے غرض
چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی جب وہ وقت آیا کہ ابیات چنان تا سپیدہ دمان بردمید +
شب تیرہ گون دامن اندر کشید + چو پنہان شد آن چادر آبنوس + بگوش آمد آواز و بانگ خروس + وقت
صبح لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل فشون فشون جانب میدان کارزار چلنے پر آمادہ ہوئے اُدھر سے
عفریت نابکار مع لشکر کثیر دیوان خونخوار سمت میدان کارزار آیا اور میمنہ و میسرہ قلب و جناح لشکر کا درست
کرکے انتظار شہپال اور حمزہ صاحبقران کا کرنے لگا ادھر بھی شہپال بن شہرخ تخت پر سوار ہوا اور
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران بھی مرکب پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی سواری شہپال کی مع حمزہ
صاحبقران بجمعیت دیو و پریزاد جانب میدان مصاف روانہ ہوئی وہ وقت سحر نسیم کا چلنا ستاروں
کا چھپنا ہونا طائران خوش الحان کا پردہ قاف مین نغمہ سرا ہونا آفتاب عالمتاب کا مشرق سے ظاہر
ہونا ہوائے سرد کا دمبدم چلنا لایق دید تھا اور دیوں کو نسیم سحر کا چلنا فرحت دیتا تھا اور اسلحہ
لشکر دیو و پریزاد روان تھا کہ دریا بھی روانی لشکر سے خجل تھا و دا سعد بہ غبار روانگی لشکر کے سبب
بلند تھا کہ باوجودیکہ آفتاب طلوع ہو چکا تھا لیکن کسی کو نظر نہ آتا تھا کثرت گرد غبار سے روز روشن
مثل شب تیرہ و تاریک تھا گاوزمین بار کثرت سپاہ سے پسین تھی ماہی زیر قدم گاو بیقرار تھی الغرض
شہپال بن شہرخ بجمعیت فوج کنارے دریائے ذخار کے میدان کارزار مین صف آرا ہوا اُسوقت
بعد ہموار ہونے زمین میدان رزم کے نقیبون نے دونوں لشکروں سے نکل کر اپنی زبان مین اصطلاح
مذمت دنیائے فانی مین یہ اشعار زبان پر جاری کیے اور پکارے اشعار ہاں دلا کر نظر بدیدہ غور
دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور + بھول مت دیکھ دیکھ آرایش + نہین دنیا مقام آسایش + کوئی
بزم طرب کا بانی ہے + کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے + کہین چرخ تھی ہے اور جالا ہے + کہین انفعال [illegible]
اے بہادران یکتائے آفاق + اے دلاوران پردہ قاف دیکھو بنی آدم مین رستم و اسفندیار سہراب
و افراسیاب وغیرہ جو بڑے شجاع اور دلیر تھے آج زیر خاک پنہان ہین ہرچند وہ مر گئے لیکن
بوجہ شجاعت کے آجتک نام انکے زبان خلائق پر جاری ہین ہر ایک شخص اُنکی شجاعت کی تعریف
کرتا ہے اسی وجہ سے گویا وہ سب زندہ ہین پس تمکو بھی لازم ہے کہ آج ایسی کارزار کرو کہ تا قیامت
یادگار رہے وہ تو بنی آدم ضعیف البنیان تھے تم سب دیو قوی ہیکل ہو ہنگام جنگ ثابت قدم رہ
حریف کو ٹوک کے قتل کرو تیغ کا دن نام کرنے کا ہے بموجب ابیات نام رستم کا مٹا دو
آج ہے وہ معرکہ + کھا ڈپیل تلوار کا اور پھول سونگھو ڈھال کا + دیگر رستم رہا دہین یہ نہ
بہرام رہ گیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا + جب نقیبان خوش آواز و راست گفتار
ہر ایک دیو اور پریزاد کو ترغیب جنگ دے کر علیحدہ ہوئے اُسوقت جملہ دیوؤن اور پریزادون
کے دلون پر ایک حمیت سی ہوئی ہر ایک دیو دار شمشاد کو پکڑ کے جھومنے لگا اور ہر ایک
پریزاد قبضہ ارہ پشت تفنگ کو چومنے لگا اور یہ قصد کیا کہ صف لشکر دشمن پر گر کے
اعدا کو ہلاک کرین لڑ بھڑ کے مرجائین پردہ قاف مین نام کر جائین شجاعان جہان مین داخل

ہو جائین دیو ادھر تو یہ ارادہ کر رہے تھے کہ اُدھر سے عفریت بقصد تخت دعوٰی نکلا اور کنارے دریا
کے ٹھہر کے پکارا کہ ای آدم زاد جلد بموجب اقرار مجھسے کارزار کر اور صف لشکر سے نکلکر بالاے ہوا
مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر عفریت بلند ہوا بالاے ہوا قائم ہوا حمزہ صاحبقران سب سے رخصت ہوکر
ایک تخت پر کھڑے دیو یرقان وہ تخت اپنے دونون ہاتھون پر اُٹھا کر ساٹھ گز زمین سے بلند
ہوا جب دیو یرقان تخت اٹھا کر مقابل عفریت کھڑا ہوا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای
عفریت اب مجپر حربہ کر وار شمشاد یا تیغ دیر لگا جب خدا مجکو تیری ضرب سے بچائیگا اسوقت مین بھی
تجپر تیغ و تبر لگاؤنگا عفریت نے گفتگوے امیر یا تو تیر سنکے دوش سے کمان اور ترکش سے تیر لیا وہ کمان
اسقدر سخت اور گرانبار تھی کہ کھینچتا تو اسکا نہایت ہی دشوار تھا رستم سے اٹھ بھی نہ سکتی اور تیر مانند ایک
ستون فولادی کے تھا الحاصل عفریت نابکار نے اس خیال سے تیر دیو یرقان کے سینہ پر مارا کہ جب
دیو یرقان مر کر زمین پر گریگا اُسوقت تخت بھی بالاے زمین گریگا اُسی وقت حمزۂ صاحبقران کو
قتل کر ڈالونگا غرض جب تیر دیو یرقان کے سینہ پر لگا اور پشت کو توڑ کر نکل گیا یرقان نے آواز دی
کہ ای حمزۂ صاحبقران اس خاکسار نے تو اپنی آپ کے قدم پر نثار کی یہ کہکے دیو یرقان زمین پر گرا
تخت ہاتھ سے چھوٹکر جانب پستی گرنے لگا حمزۂ صاحبقران تخت سے جدا ہوکر سوے پستی گرنے لگے
عفریت نے مع لشکر حمزۂ صاحبقران اور شہپال بن شہرخ پر حملہ کیا احوال امیر یا تو تیر کا تو آئندہ
لکھا جائیگا لیکن اب حال عفریت اور شہپال کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب عفریت نے حملہ کیا شہپال نے
جملہ دیوؤن اور پریزادون سے کہا کہ جلد حمزۂ صاحبقران کو بڑھ کے روک لو اور زمین پر نہ گرنے دو
اور عفریت سے مقابلہ کرو بموجب حکم ادھر سے دیو اور پریزاد اٹھے حمزۂ صاحبقران تک
تو نہ پہونچے لیکن عفریت کی فوج سے لڑنے لگے وار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و
ضرب سے دیوان خونخوار کو قتل کرنے لگے لاشے دیوؤن کے زمین پر گر کے تڑپنے لگے سر و تن جدا ہونے
لگے باہم دونون لشکرون مین جنگ آزمائی ہوئی ضرب وار شمشاد و ارہ پشت نہنگ و دیگر آلات
حرب و ضرب سے دیو و پریزاد ہلاک ہونے لگے ہنگامہ گیرودار بلند ہوا شور محشر آشکار ہوا زخمی
درد زخمہاے کاری کے سبب سے کراہنے لگے اکثر زخمی کنارے دریا کے مانند ماہی بے آب تڑپنے لگے
خون کشتگان سے ایک دریاے خون کنار دریا جاری ہوا دریاے خون موجزن ہوکر دریا مین
ملگیا خون دیوان قاف کا جو پانی مین ملگیا رنگ آب دریا کا گلگون ہوگیا لاشین جو دیوان نابکار شریر کا
عفریت ناہنجار کی دریاے خون سے بہکر دریاے ذخار مین گئین دیکھنے والون کو ثابت ہوا کہ بڑے
بڑے مگر اور گھڑیال اور سونس دریا مین بہے جاتے ہین اور جو پریزاد لشکر شہپال کے قتل ہوئے
اور لاشے اُنکے دریا مین بہکر گئے دیکھنے والون پر ثابت و ظاہر ہوا کہ ستارہ درخشان غرق دریاے
فنا ہوکر آب دریا مین جلوہ گر ہین جسوقت دست دیوان نابکار سے پریزاد قتل ہوکر بلندی سے
سوے پستی گرتے تھے دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا کہ دن کو ستارے آسمان سے ٹوٹ کر بالاے
زمین گر رہے ہین آثار قیامت نمودار ہین خون جانب آسمان سے بالاے بحر برس رہا ہی
لاشین دیوؤن اور پریزادون کی مثل اولون کے برابر گر رہی ہین دیو اسطرح نعرے کرتے تھے

گرز علمدار کی آواز انکی صدائے تجلی تھی الغرض ہوا یہ جنگ عجیب غریب کہ کہکر الحفیظ والامان کہتے تھے اور دہشت جاتے تھے اور لاشین
جو دیوؤن اور پریزادون کی بالائے ہوا سے زمین پر گرتی تھین قدم گاؤ زمین کثرت بار سے دمبدم تھرانے سے
زمین کو زلزلہ تھا فلک پیر یہ جنگ دیکھکر حیران تھا باوجودیکہ آفتاب فلک چہارم پر تھا لیکن یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر
خوف سے کانپتا تھا مریخ فلک یہ خونریزی دیکھکر ڈرتا تھا زمین پر کنارے دریا کشتون کے پشتے تھے ہزارہا لاشے
دریا مین بہ گئے سیکڑون لاشین دریا مین غرق ہوگئین تھین ماہیان دریا وجملہ ساکنان دریا دیوؤن اور
پریزادون کا گوشت کھاتے کھاتے سیر ہوگئے تھے وہ شور گیر ودار دیوؤن کا شور عرصات تھا میدان حشر
گویا بردۂ قاف تھا قیامت کی جنگ ہورہی تھی ابیات ہزارون تھے جو دان دو ستمگار ہوئے شہپال سے
سرگرم پیکار ❊ بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈھنگ ❊ کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ ❊ جب دیوان اور پریزادان
لشکر شہپال نے بیشمار دیو لشکر عفریت کے قتل کیے لشکر عفریت کا پیچھے ہٹا اسوقت عفریت نے اپنے لشکر
کے دیوؤن سے مخاطب ہوکر اپنی زبان مین یہ کہا کہ اے بہادران بردۂ قاف قدم میدان جنگ سے نہ ہٹاؤ
دیرانہ لشکر شہپال پر حملہ کرو لڑائی فتح کرو خلعت و انعام مجھسے لو دیوؤن نے یہ سنکے ایک مرتبہ سخت حملہ کیا
اور دار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ اور سنگ گران اٹھا اٹھاکر لشکر شہپال پر مارنے لگے اور تین جانب سے
انکو گھیر لیا اسوقت باہم دونون لشکر ایسے لڑے اور اسقدر کشت وخون ہوا کہ کبھی ایسی لڑائی زبرنانک نہوئی تھی
اگر حال جنگ مفصل تحریر کیا جاوے تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ شام تک باہم خوب جنگ ہوئی ہزارون
بلکہ لاکھون دیو اور پریزاد لشکر شہپال کے قتل ہوئے آخر باقی ماندہ لشکر شہپال تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگا ہرچند شہپال
نے اپنے لشکر کو سمجھایا کہ اے بہادران لشکر آخر ایک روز مرنا ہے آج ہی لڑ بھڑ کے اپنی اپنی جان دے دو اور قدم
میدان جنگ سے نہ ہٹاؤ لیکن دیوؤن نے کہنا نہ مانا اور عرض کیا کہ آپ بھی توقف نہ کیجیے ہمارے ساتھ
بھاگ چلیے پھر ہم عفریت سے لڑینگے اسوقت یہی مناسب ہے کہ مقابلہ نہ کیجیے ورنہ قتل ہوجائیے گا
شہپال نے جواب دیا کہ مجھے اپنا قتل ہوجانا گوارا ہے مگر یہ منظور نہین ہے کہ مین عفریت کے سامنے
سے بھاگ جاؤن یہ کہکے شہپال لشکر عفریت کی طرف چلا سب دیو اور پریزاد کیپٹ گئے اور
شہپال کو لیکر سراسیمہ وبدحواس ایک سمت بھاگے اور قلعہ بلور مین جاکر ٹھہرے شہپال
نے بعد صف پھر کے دیوؤن اور پریزادون سے پوچھا کہ کچھ حال صاحبقران سے بھی آگاہی ہے سب نے
عرض کیا ہمکو مطلق انکے احوال سے اطلاع نہین ہے اتنا جانتے ہین کہ تخت پر سے گرے تھے پھر
ہمکو نہین معلوم آخر کیا گذری ہم بوجہ حملہ کرنے عفریت کے حضرت صاحبقران کو بالائے ہوا روک
نہ سکے یہ حال سنکے نہایت مغموم ہوا آخر بعد رنج بسیار کے حکم کیا کہ اس قلعہ کو آلات حرب وضرب
سے جلد تر آراستہ کرو بموجب حکم عبد الرحمن جنی وغیرہ نے جلد تر قلعہ بلور کو بخوبی آلات حرب
وضرب سے آراستہ کیا توپین بڑی بڑی چار طرف لگا دین گولے توپون مین گولندازون نے
دیدیے عرض اچھی طرح قلعہ بلور کو آلات حرب وضرب سے آراستہ کرکے شہپال قلعہ مین
بیٹھا شہپال گو تو قلعہ مین رہنے دیجیے لیکن اب حال عفریت نابکار کا سنیے کہ جب دیو اور پریزاد
شکست کھاکر شہپال کو لے کر میدان مصاف سے بھاگے عفریت نے نہایت خوش ہوکر گلستان ارم
پر قبضہ کیا اور بارگاہ سلیمانی وجملہ خیام لشکر پر قابض ہوا اور چند دیوؤن کو طلب کرکے

کہا کہ جلد جاؤ اور شہپال کی خبر لاؤ دیو بموجب حکم عفریت روانہ ہوئے جب قریب قلعۂ بلور پہونچے معلوم ہوا کہ شہپال قلعہ بلور میں ہی دیو یہ حال دریافت کرکے خدمت عفریت میں گئے اور کہنے لگے کہ شہپال یہان سے بھاگ کر قلعۂ بلور میں گیا ہی اور قلعہ کو اسلحۂ آلات حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کرایا ہی عفریت یہ حال سن کے مسکرایا اور کہنے لگا کہ ہنگام سحر قلعۂ بلور پر حملہ کرکے ایک لمحہ میں قلعہ کو لیلون گا اب شہپال مجھسے کیا لڑسکے گا یہ کہکر عفریت نے دیوون سے پوچھا کہ آدم زاد کہان گیا نے الحال شہپال کے پاس ہی یا مارا گیا دیوون نے کہا ہمکو آدم زاد کی کچھ آگاہی نہین ہی عفریت یہ سنکے خاموش رہا اور شب گلستان ارم مین بعیش وراحت بسر کی جب وہ ہنگام آیا ابیات حجاب شب بنا دامن سحر کا ● دگرگون ہو گیا عالم قمر کا ● فروغ روشنی پیدا ہوا جب ● مٹائی مہر نے نیرنگی شب ● وقت سحر عفریت بدگہر مع لشکر کثیر گلستان ارم سے جانب قلعۂ بلور روانہ ہوا جب عفریت عنقریب قلعۂ بلور پہونچا حکم کیا کہ قلعہ کو گھیر کر جملہ اہل قلعہ کو قتل کرو دیوون نے قلعہ کو گھیر کر چار جانب سے حملہ کیا اسوقت حکم شہپال سے گولہ اندازون نے گولے مارنے شروع کیے ابیات

ہزارون سے لگے توپ و شترنال
ہوئی اہل قلعہ کے سب گوش
کڑک کر بان کا چلنا وہ اسدم
برسنا سیکڑون گولون کا ہر بار
نکلنا توپ سے گولے کا درخشان

لگے اس سمت سے چھٹنے کوئی الحال
اڑے ہو سے برنگ طائران ہوش
گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
دل عاشق پہ جون مژگان خونبار
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان

صدا سے جنگی کیا کہیے کہ یکسر
زمین سے آسمان تک کیا کہون ہاں
وہ توپون سے تھا گولونکا نکلنا
دھوئین مین اسطرح اژدر رنگ
یہ گولا سمجھ نکلے تھا شتابی

ہوا اک زلزلہ روے زمین پر
دھوئین سے ہو گیا عالم دھوان دھار
دہان مارسے مہرہ کا اگلنا
کہ جون بادل مین مار برق چمک
شب یلدا مین جون تیر شہابی

ہرچند اہل قلعۂ بلور نے لاکھون گولے مارے اور ہزارون دیوون کو ہلاک کیا لیکن عفریت نے قلعہ بلور لے لیا شہپال و عبدالرحمن جنی مع دیو اور پریزاد بھاگے جسوقت بیابان اجیغ میں پہونچے ارشوے جنی اور راشوے جنی کہ حاکم بیابان کے تھے انھون نے جو خبر سنی کہ شہپال بن شہرخ نبیرۂ حضرت سلیمان علیہ السلام ہماری عملداری مین تشریف لائے ہین فوراً سات لاکھ پریزادون کے جمعیت سے بعد خدم وحشم برائے استقبال بیابان مین آئے اور شہپال کا استقبال کرکے اپنے مکان مین لے گئے اور بعد عزت وحرمت اپنے مکان مین مقیم کیا بعد دعوت وضیافت کے ارشوے جنی اور راشوے جنی نے شہپال سے پوچھا کہ آپ کا اسطرف تشریف لانا کیونکر ہوا شہپال نے احوال حمزۂ صاحبقران اور کیفیت جنگ عفریت مفصل بیان کی جب ارشوے جنی اور راشوے جنی کو معلوم ہوا کہ عفریت سے شکست کھا کر نبیرۂ حضرت سلیمان اسطرف آئے ہین اسوقت دونون بھائیون نے عرض کیا کہ ہم تو مع لشکر واسطے جانثاری کے موجود ہین لیکن آپکو مناسب ہی کہ دیو نقیلہ سے ملاقات کیجیے وہ نہایت ہی زبردست ہی اگر وہ آپ کا شریک ہوجائیگا تو عفریت کو گلستان ارم سے نکالدیگا اور بخوبی اسکو سزا سرکشی کی دیگا شہپال نے فرمایا کہ مین اس سے ضرور ملاقات کرونگا ارشوے جنی اور راشوے جنی شہپال کو اپنے ہمراہ لے کر بیابان انارستان کی طرف گئے دیو نقیلہ خبر تشریف آوری نبیرۂ حضرت سلیمان سنکے بیابان انارستان سے تین لاکھ دیوون کی جمعیت سے بہر استقبال چلا اثناے راہ مین شہپال سے ملاقات ہوئی دیو نقیلہ استقبال کرکے بعد تکریم وتعظیم شہپال وغیرہ کو اپنے گھر مین لیگیا اور بعد مہمانی کے پوچھنے لگا کہ آپ سب حضرات کے تشریف لانے کا کیا باعث ہی ارشوے جنی اور راشوے جنی نے تمام حال جنگ عفریت کا بیان کرکے کہا کہ اگر تم نبیرۂ حضرت سلیمان کی اعانت کرو تو عفریت یقیناً

مغلوب ہوکر گلستان ارم سے چلا جائیگا دیو لقبلہ نے جواب دیا کہ مین بسر و چشم سر فروشی اور جانبازی کو موجود ہون یہ
کہکے عرض کرنے لگا کہ یہان سے قریب دیو اکوان رہتا ہی اگر وہ بھی ہمرہ رکاب آپ کے چلے تو نہایت بہتر ہی کیونکہ
دیو اکوان از حد قوی ہی آپ کو لازم ہی کہ اب اُسکے مکان پر تشریف لیجلیے اور پاس سے ملاقات کیجیے شبیال
بن شہرخ نے فرمایا ہمین دیو اکوان کے مکان پر لیجلو ہم اُس سے بھی ملاقات کرینگے دیو لقبلہ نے یہ سخن سُکے
مع تین لاکھ دیوون کے ہمراہی شبیال وغیرہ بیابان انارستان سے کوچ کیا جب شبیال مع ارشوے جنی
وغیرہ قریب مکان دیو اکوان کے پہونچے ہرچند دیو اکوان کو شبیال کے آنے کی اطلاع ہوئی لیکن بہر استقبال
نہ آیا جب شبیال وغیرہ دیو اکوان کے مکان پر پہونچے اُسوقت بھی دیو اکوان نے تعظیم و تکریم نہ کی جسطرح
بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا بلکہ جب شبیال و دیو لقبلہ و ارشوے جنی اور راشوے جنی قریب دیو اکوان
کے پہنچے دیو اکوان نے برہم ہوکر شبیال کی طرف سے منھ اپنا پھیر لیا دیو لقبلہ نے کہا ای اکوان بسا تعجب
ہی کہ نبیرہ جناب حضرت سلیمان تمھاری ملاقات کے واسطے تشریف لائین اور تم استقبال نہ کرو اور واسطے
تعظیم کے نہ اٹھو بلکہ رنجیدہ ہوکر منھ پھیر لو دیو اکوان نے جواب دیا ای لقبلہ آگاہ ہو شبیال نے میرے
فرزند سیامک کو عفریت کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالا ہی مین نے فی الحال ہی سُنا ہی بس مین نے اپنے فرزند
کے دشمن جان کی اسی وجہ سے تعظیم نہین کی افسوس میرا فرزند عفریت سے ناراض ہوکر آپ کے پاس
گیا تھا تمھین مناسب نہ تھا کہ میرے پسر کو عفریت کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالین شبیال بن شہرخ نے گفتگو
اکوان کی سُنکے جواب دیا کہ ای اکوان کیون ملول و اشکبار ہی تیرا فرزند دلبند بہ عنایت پروردگار زندہ ہی
یہ کہکے شبیال نے سیامک کو طلب کیا جب سیامک سیاہ کلاہ روبرو اپنے پدر کے آیا اکوان سیامک کو دیکھکر
نہایت خوش ہوا اور پسر کو سینے سے لگا کر دست بستہ شبیال سے عرض کرنے لگا کہ میری خطا کو معاف فرمایے گا
مین نے بھی خبر بد سُنکے اور آپ سے ناراض ہوکے آپ کا استقبال نہین کیا تھا یہ کہکے دیو اکوان نے شبیال
کی بڑے تزک و تکلف سے دعوت و مہمانی کی بعد دعوت اور ضیافت کے دیو اکوان نے عرض کیا کہ اب
آپ بہ ارادۂ مقابلۂ عفریت تشریف لیجلیں مین بھی دو لاکھ دیوون کی جمعیت سے ہمراہ رکاب چلتا ہون یہ
کہکر دیو اکوان نے حکم کیا جلد فوج آراستہ ہو بموجب حکم دو لاکھ فوج الآت حرب و ضرب لے کر مستعد
چلنے پر ہوئی دیو اکوان اپنے مکان سے ہمراہی شبیال و دیو لقبلہ و ارشوے جنی و راشوے جنی و
و دیو سیامک سیاہ کلاہ وغیرہ جانب قلعۂ بلور چلا جمعیت دیو اور پریزاد کی پندرہ لاکھ کی تھی کیونکہ
سات لاکھ پریزاد ارشوے جنی اور راشوے جنی کے ہمراہ تھے اور تین لاکھ دیو لقبلہ کے ساتھ تھے
اور دو لاکھ دیو اکوان کے ہمراہ رکاب تھے اور تین لاکھ دیو اور پریزاد شبیال بن شہرخ
کی فوج کے باقی تھے ان مین صدہا مجروح بھی تھے غرض شبیال بن شہرخ وغیرہ فوج مذکور
لے کر قلعۂ بلور کیجانب روانہ ہوئے

داستان جشن کرنا عفریت کا قلعۂ بلور مین اور یکایک آنا شبیال بن شہرخ کا اور بعد جنگ عظیم بھاگنا قلعہ سے عفریت کا اور رہا ہونا ملکہ آسمان پری کا قید سے اور گرفتار ہونا ارشوے جنی اور راشوے جنی کا مع حال دیگر

محرران نادر رقم اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب شہپال قلعۂ بلور سے بھاگے عفریت خوش ہو کر داخل قلعہ ہوا اور حکم کیا کہ از سر نو قلعہ الات حرب و ضرب سے آراستہ کیا جاوے کیونکہ ابھی شہپال لعین پھر آویگا بموجب حکم قلعہ آراستہ ہوا عفریت نے فتحیابی سے خوش ہو کر جشن کیا نازنینان پریزاد بزم عشرت مین ناچنے اور گانے لگین عفریت رقص نازنینان پریزاد کا دیکھنے لگا ناگاہ عفریت کو آسمان پری کا خیال آیا فوراً دیو خرپا کو طلب کر کے کہا کہ جلد جا اور آسمان پری کو جزیرۂ شبنم سے میری پاس لے آ دیو خرپا بموجب حکم روانہ ہوا ہی لیکن اب حال ملکہ آسمان پری کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے دیو خرپا نے ملکہ کو قید کیا تھا ملکہ اپنے حال زار پر شب و روز روتی تھی کبھی خیال امیر کا کر کے زندان مین رویا کرتی تھی اور واسطے رہائی کے درگاہ خدا مین یون دعا کرتی تھی کہ پروردگارا اس زندان تیرہ و تاریک سے رہا کر اندھیرا اس زندان کا قبر کا ذرہ بھی زیادہ ہی فی الحقیقت وہ قیدخانہ ایسا تاریک تھا نظم

وہ زندان یا وہاں اژدہا تھا ۔ کہ پیغام مصیبت دے رہا تھا
عجب تاریک و تیرہ وہ محل تھا ۔ سویدائے دل طفل اجل تھا
نظر آتی نہ ظلمت سے کہیں راہ ۔ نکلتی سر و دیوار سے آہ
ہوائے گرم صرف سینہ تابی ۔ ازل سے میہمان خانہ خرابی
نہ کوئی ہمنفس جز نالۂ دل ۔ مصیبت کوئی جز وقت مشکل
نہ کوئی رازدان جز درد پنہان ۔ نہ کوئی غمگسار دل گریبان
دعا کرتا تھا ہمدم گرم جوشی ۔ کبھی نالہ کبھی شور خموشی
قلق ہوتا جو تنہائی سے جی کو ۔ لگا لیتی گلے سے بیکسی کو

ملکہ آسمان پری زمین پر بیٹھی ہوئی رو رو کر دعا کر رہی تھی کہ دیو خرپا آیا اور کہنے لگا ای ملکہ چلو تمھین عفریت نے بلایا ہی یہ کہکے دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو قیدخانہ سے نکال لے گیا یہان دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو زندان سے نکال لیا ہی اسے یہین چھوڑیے اب شہپال بن شہرخ کا حال سنیے کہ شہپال بن شہرخ جو مع دیو ثقیلہ وغیرہ فوج کثیر لے کر چلے تھے اسوقت قلعۂ بلور پر پہونچے کہ عفریت نابکار بزم عشرت مین بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا شہپال کو بفوج کثیر آتے ہوئے دیکھکر گھبرا گیا اور جلد بزم عشرت سے اٹھکر اپنے لشکر کے دیوون سے کہا شہپال فوج کثیر لے کر آیا ہی جلد آمادہ جنگ ہو جاؤ اور اسقدر گولے اور سنگ گران لشکر شہپال پر مارو کہ سب دیو اور پریزاد ہلاک ہو جائین یہ کہکے عفریت نے بھی دار شمشاد اٹھائی دیوون نے گولے اور پتھر قلعۂ بلور سے فوج شہپال پر مارنا شروع کیے دیو اکوان وغیرہ و شہپال نے مع جملہ فوج قلعۂ بلور پر حملہ کیا گولون اور پتھرون سے پریزاد اور دیو ہلاک ہونے لگے آخر شہپال و اکوان و ثقیلہ وغیرہ داخل قلعہ ہوئے دیوون نے گولے مارنا موقوف کیے اور دار شمشاد اور آرۂ پشت پلنگ اٹھا اٹھا کر لڑنے لگے صدہا دیوون کو ہلاک کرنے لگے اور خود بھی دست دیوان لشکر شہپال سے ہلاک ہونے لگے قلعہ مین لاش پر لاش گرنے لگی جوے خون کشتگان جاری ہوئی قلعہ لاشون سے مملو ہو گیا اسی گرمی کارزار مین عفریت لڑتا ہوا سامنے دیو ثقیلہ کے آیا اور دار شمشاد اٹھا کر کہنے لگا کہ او ثقیلہ ہوشیار ہو جا یہ نعرہ کر کے عفریت نے دار شمشاد سر دیو ثقیلہ پر لگائی دیو ثقیلہ نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر آرۂ پشت پلنگ عفریت پر مارا عفریت پیچھے ہٹا آرۂ پشت پلنگ عفریت پر نہ پڑا پھر دیو ثقیلہ دار شمشاد اٹھا کر پی در پی عفریت پر لگانے لگا عفریت ضرب دار شمشاد سے بچنے لگا اور پیچھے ہٹنے لگا آخر تاب مقابلہ نہ لا کر مع اپنی فوج کے قلعۂ بلور سے نکل کے جانب گلستان ارم بھاگا دیو ثقیلہ و دیو اکوان و اشوری جنی اور راشوے جنی نے ہرچند تعاقب کیا لیکن عفریت ہاتھ نہ آیا آخر بدرجہ مجبوری دیو ثقیلہ اور دیو اکوان وغیرہ پھرے اور سمت قلعۂ بلور روانہ ہوئے عفریت نابکار قلعہ بلور سے بھاگ کر گلستان ارم مین پہونچا اور بارگاہ و خیام استادہ کرا کے فروکش ہوا اسوقت عفریت نے دیو سنگ پا کو طلب کر کے کہا کہ جلد جزیرۂ شبنم مین جا کر دیو خرپا سے کہدے کہ اب ملکہ آسمان پری کو قلعہ بلور

مین سُناتا حال قلعہ کے چھوٹ جانے کا اُسے کہہ دینا پھر سوار ہی دیو خربا ملکہ آسمان پری کو یہان لے آتا خبردار دیر نہ کرنا دیو سنگ با
فوراً سمت جزیرہ شبنم روانہ ہوا جب جزیرہ شبنم مین پہونچا دیکھا کہ دیو خربا ملکہ آسمان پری کو زندان سے نکال کر ایک
تخت پر بٹھا چکا ہے ارادہ چلنے کا کرتا ہے اُسوقت دیو سنگ با قریب دیو خربا کے گیا اور تمام حال قلعہ بلور کے چھٹ جانے کا
بیان کر کے حکم عفریت سے آگاہ کیا دیو خربا ملکہ آسمان پری کو لے کر مع دیو سنگ با جانب گلستان ارم چلا
اثنائے راہ مین دیو ثقیلہ و دیو اکوان و راشوے جنی وار شوے جنی وغیرہ نے دیکھا کہ دیو خربا ملکہ آسمان پری
کو لیے جاتا ہے سب نے دیو خربا کو روک کر پوچھا ملکہ کو کہان لیے جاتا ہے دیو خربا نے جواب دیا مین اپنے مالک و حاکم
کے پاس لیے جاتا ہون ثقیلہ وغیرہ نے کہا ہم تو ہرگز نہ لیجانے دینگے دیو خربا یہ سنکے برہم ہونے لگا کلمات سخت
کہنے لگا دیو ثقیلہ نے غضبناک ہوکر وار شمشاد سے اُسے ہلاک کیا دیو سنگ با یہ حال دیکھکر بھاگا ثقیلہ وغیرہ
نے ملکہ آسمان پری سے کہا تم پریشان خاطر نہو ہم تمھین تمھارے والد کے پاس پہونچا دینگے دیو اکوان و دیو
ثقیلہ وغیرہ ملکہ آسمان پری کو دیکھکر خوش ہوئے سینے سے لگایا پھر راشوے جنی وار شوے جنی وغیرہ
سے پوچھا میری دختر تمھین کیونکر ملی یہ ایک مدت سے مفقود الخبر تھی سب نے تمام حال دیو خربا کا بیان کیا ادھر
تو شہپال کل حال سنکے نہایت خوش ہوا اُدھر دیو سنگ با نے عفریت سے جاکر کہا کہ دیو ثقیلہ اثنائے راہ مین
دیو خربا کو ہلاک کر کے ملکہ آسمان پری کو لیگیا مین بھاگ کر واسطے خبر دینے کے آیا ہون عفریت دیو خربا
کے قتل ہونے سے اور ملکہ آسمان پری کے چھن جانے سے ملول ہوا اور فوراً واسطے قتل کرنے دیو ثقیلہ
وغیرہ کے جملہ دیوون کو اپنے ہمراہ لے کر بصد غضب روانہ ہوا جب عفریت نے تھوڑی راہ طے کی
دیکھا کہ شہپال و اکوان و ثقیلہ و راشوے جنی وار شوے جنی وغیرہ مع لشکر کثیر کھڑے ہین تخت پر
ملکہ آسمان پری سوار ہے چند دیو جانب قلعہ بلور تخت کو لیے جاتے ہین عفریت نابکار یہ حال دیکھ کے
برہم ہوا اور اپنے لشکر کے دیوون سے کہنے لگا کہ ملکہ آسمان پری کو تم جا کر لے آؤ مین ثقیلہ وغیرہ
کو قتل کرتا ہون دیو بموجب حکم بڑھے دیو اکوان وغیرہ نے روکا لڑائی ہونے لگی عفریت نے برہم ہوکر
یکبارگی حملہ کیا ادھر سے شہپال وغیرہ بڑھے دونون لشکر مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی جانبین کے دیو قتل
ہونے لگے دار شمشاد اور آرۂ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے سیکڑون دیو ہزارون پریزاد
قتل ہوے ہزارون زخمی ہوے میدان جنگ خون سے لالہ رنگ ہوگیا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار
جابجا میدان مصاف مین ہوگئے اثنائے جنگ مین عفریت نابکار نے راشوے جنی وار شوے جنی کو گرفتار
کر کے اپنے لشکر کے نامی دیوون کے حوالہ کیا دیو ثقیلہ و دیو اکوان یہ دیکھکر از حد غضبناک ہوے
پھیرہ دونون آرۂ پشت نہنگ اور دار شمشاد لے کر عفریت پر حملہ ور ہوے اُسوقت عفریت نے
خیال کیا کہ اگر راہ فرار اختیار نہ کرونگا تو ضرور اسی وقت قتل ہوجاونگا یہ خیال کر کے عفریت
مع اپنے لشکر کے سراسیمہ و بے حواس میدان مصاف سے بھاگا اُسوقت دیو اکوان و دیو ثقیلہ و سیاہ ملک
سیاہ کلاہ وغیرہ نے ہزارون دیو لشکر عفریت کے قتل کیے عفریت نابکار مع باقیماندہ دیوون کے
بھاگ کر اُس جگہ پہونچا جہان اول اپنے مقام مسکن سے آکر مقیم ہوا تھا شہپال بن شاہرخ نے عفریت
کو شکست دے کر تمام گلستان ارم پر اپنا قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی و خیام وغیرہ پھر اپنے قبضہ مین
لیے لشکر گلستان ارم مین اترا شہپال نے قلعہ بلور سے ملکہ آسمان پری کو طلب کر کے اپنے مکان مین

داخل کیا اور خوش کیا اور خوش ہو کر خداوند عالم کا شکر کیا شہپال دلتو گلستان ارم مین مقیم ہی لیکن اب حال عفریت کا لکھا جاتا ہی کہ جب عفریت نابکار بھاگ کر بیرون گلستان ارم پہونچا نہایت ہی مغموم و ملول ہو کر اُسی جگہ قیام پذیر ہوا اور چند دیوؤن کو بلا کر کہنے لگا کہ راشوے دارشوے جنی کو بہوشیاری تمام دیو سمندون ہزار دست کے پاس لیجاؤ بعد تمام احوال جنگ بیان کرنا میری جانب سے کہنا ان دونون کو زندان مین قید کیجے دیو سو جب بحکم عفریت راشوے جنی و دارشوے جنی کو بخوبی گرفتار کرکے جانب سمندون ہزار دست روانہ ہوئے

داستان گرنا حمزہ صاحبقران کا دریاے ذخار مین اور نکلنا دریاے سے پھر پانا عقرب

سلیمانی کا مع دیگر حالات

مستادران بحر زنار سخندانی و غواصان دریاے امواج معانی اس دریاے داستان کو صدف سینہ سے نکالکر ناظرین جواہر بین کو یون آبداری گوہر سخن دکھاتے ہین کہ جب ہنگام مقابلہ امیر با توقیر تخت سے جدا ہو کر بحر ذخار مین گرکے شناوری کرنے لگے پیاسے بھوکے تیرتے ہوے اور پانی مین بہتے ہوے دوسرے روز وقت شام کنارہ دریا پر پہونچے پانی سے نکل کے خشکی مین گئے شکر زبان پر لائے اُسوقت حمزہ صاحبقران نے چہار طرف دیکھا سواے آب دریا اور صحراے وحشت افزا کے اور کچھ نظر نہ آیا چونکہ امیر با توقیر گرسنہ تھے اور کنارہ دریا ایک شجر پر ثمر تھا حمزہ صاحبقران نے اُسی درخت کے ثمر کھاے اور پانی پیا جب بخوشی سیر و سیراب ہو چکے اسوقت حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ اس دریاے ذخار اور صحراے ناپیدا کنار کو طے کرکے بحر افضال پروردگار شہپال بن شہرخ تک کیونکر پہونچونگا یقین ہی کہ یہین ایک نہ ایک روز ہلاک ہو جاؤنگا کوئی غسل و کفن بھی نہ دیگا میری میت کو پھر بھی میسر نہوگی ملکہ آسمان پری و ملکہ مہر نگار اور سرداران نامدار سے اب ملاقات نہوگی غنچہ آرزو اپنا نہ کھلیگا لاکھ جستجو کرینگے گوہر مدعا نہ ملیگا یہ خیال کرکے اشکبار ہوئے وہ شب تاریک صحرا کا سناٹا اب دریا کا شور باعث اضطراب قلب و جگر تھا سواے تنہائی کوئی مونس و یاور نہ تھا صحراے ہولناک سے وحشت صداے شیر آتی تھی تاریکی شب سے روح جسم مین گھبراتی تھی غرض حمزہ صاحبقران تا دیر مضطر و گریان زیر شجر بیٹھے رہے اور طرح طرح کے خیالات کیا کیے آخر ہواے سرد سے ایسی دل کو فرحت اور روح کو راحت حاصل ہوئی کہ خواب آگیا امیر با توقیر زیر درخت سو رہے اُسی عالم خواب مین امیر نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بالین سر کھڑے ہین اور کہتے ہین کہ ای امیر با توقیر کیون مضطر و دلگیر ہو جو ہین کہون وہ تدبیر کیجیے انشاء اللہ بصحت و عافیت اُس جگہ سے منزل مقصود تک پہونچ جاے گا یا امیر تدبیر اس دریاے گذرنے کی یہ ہی کہ اسی درخت کی شاخین تلوار سے قلم کیجیے اور اسی درخت کے چھال کی رسی بنا کر شاخہاے درخت کا بیڑا بنائیے جب بیڑا تیار ہو جاے دریا مین ڈالدیجیے اور بیڑے پر سوار ہو چلیے انشاء اللہ اس دریا سے گذر کے کہین آبادی مین پہونچ جائے گا یہ کہکے خواجہ عمرو نظر سے غائب ہوگئے حمزہ صاحبقران بیدار ہوئے سرہانے خواجہ عمرو کو دیکھنے لگے جب کوئی نہ ہوشیار ہوے خیال کیا کہ خواجہ عمرو کو مجھسے بدرجہ کمال الفت و محبت تھی اُسوقت جو مجکو صدمہ و تردد و ملال تھا خواجہ نے خواب مین آکر مجھے تسلی دی اور تدبیر معقول بتائی اے حمزہ فی الواقع خواجہ عمرو کا بھی مثل و نظیر نہین ہی فراست کا عیار ہی یکتاے روزگار ہی

سرپا عقل ہو ایسی تدبیر خواب مین اگر بتائی ہو کہ مجھے اسکی تعبیر کرنیکا خیال ہی نہ تھا اسی طرح تا دیر امیر بانوقیر اپنے دل سے
گفتگو کیا کیے جب بہ قدرت خالق لیل و نہار وہ شب تار بسر ہوئی جانب مشرق سے نمایان روشنی سحر ہوئی ستارے دریائے
فلک مین ڈوب ڈوب کر نہان ہونے لگے آثار ظہور آفتاب چرخ پر عیان ہونے لگے امیر بانوقیر نے اٹھکر کنارے
دریا کے وضو کیا پھر نماز سحر بصد خضوع و خشوع پڑھکر وظیفہ پڑھا بعد وظیفہ پڑھنے کے تیغ آبدار سے پتلی پتلی
شاخین اُس شجر کی قلم کین اور اُسی درخت کے پوست کی رسی بناکر بیڑا درست کیا پھر بہت سے ثمر اُس شجر سے توڑکر
کچھ کھائے اور کچھ بیڑے پر رکھ لیے اور بیڑے کو دریا مین ڈال کر اسی بیڑے پر بیٹھے بیڑا دریا مین بہتا ہوا چلا جب
قریب دوپہر ایک کنارے دریا پر بیڑا ٹھہرا امیر بانوقیر بیڑے سے اُترکے ساحل پہ آئے اور رسی بیڑے کی ایک درخت
سے باندھ دی پھر امیر بانوقیر سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے بعد تھوڑی سی راہ طے کرنیکے ایک کوہ پر نور بصورت طور
نظر آیا جب حمزۂ صاحبقران اُس کوہ نور فشان کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک مرد پیر روشن ضمیر بالاے کوہ
سجادے پر بیٹھا ہی صورت اُسکی یہ ہی کہ بدن پوست و استخوان رنگ چہرے کا خوف خدا سے زرد ہی سر پر عمامہ ہی
بدن مین قبا ہی پیشانی پر نور نشان سجدہ مثل ستارۂ سحری کے جلوہ گر ہی ہاتھ مین تسبیح خاک پاک کی ہی لب پر ذکر خدا ہی
پشت صورت کمان خمیدہ ہی کبھی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے کچھ دعا مانگتا ہی کبھی سجدہ کرتا ہی کبھی رونا ہی
اور یہ آواز بلند ہوے فلک دیکھکے یہ کہتا ہی شعر گرچہ عصیان سے ہون مین قابل دار بخش میرے گناہ اے غفار
حمزۂ صاحبقران نے اُس مرد پیر کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ کوئی عابد شب زندہ دار ہی بندۂ برگزیدۂ پروردگار
ہی امیر یہ خیال کر رہے تھے کہ اُس مرد پیر نے امیر بانوقیر کو دیکھکر بہ آواز بلند پکار کے کہا السلام علیک یا
حمزۂ صاحبقران ثانی سلیمان آپ میرے پاس تشریف لائے مین تو آپ کا منتظر تھا حمزۂ صاحبقران
جواب سلام دیکر بالاے کوہ تشریف لے گئے مرد پیر سجادے سے براے تعظیم اُٹھا امیر بانوقیر نے پوچھا
یہ کون مقام ہی آپ کا کیا نام ہی بیشک آپ خاصان خدا سے ہین میرے نام سے واقف ہوگئے مرد پیر نے
جواب دیا مین ایک عبد ذلیل رب جلیل ہون یہ مقام پردۂ قاف سے متعلق ہی اور یہ مقام عبادت جناب
سلیمان علیہ السلام کا ہی اُن جناب نے وقت آخر مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ بعد میرے حمزۂ
صاحبقران ایک زمانے مین یہان تشریف لاوینگے لقب اُنکا ثانی سلیمان ہوگا اُنھین ہماری جانب سے
عقرب سلیمانی دے دینا اور کہدینا کہ عفریت اسی شمشیر سے قتل ہوگا یہ کہکے مرد پیر نے امیر بانوقیر
سے مصافحہ کیا پھر امیر کو ایک صندوق کے قریب لیگیا اور صندوق کو کھول کر کہنے لگا کہ عقرب سلیمانی
اس صندوق سے نکال لیجیے حمزۂ صاحبقران نے جو صندوق مین دیکھا تو ایک سیاہ بچھو نظر آیا امیر نے صندوق
مین ہاتھ نہ ڈالا مرد پیر نے کہا اے امیر بانوقیر آپ بسم اللہ کہکے اس عقرب کو اٹھا لیجیے کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر آپ
حمزۂ صاحبقران ثانی جناب سلیمان ہین تو یہ عقرب سیاہ آپکے ہاتھ مین آتے ہی شمشیر آبدار ہو جائیگا امیر بانوقیر
نے بموجب کہنے مرد پیر کے بسم اللہ کہکے اُس عقرب پر ہاتھ ڈالا فوراً وہ عقرب تیغ آبدار ہوگیا امیر
اُس تیغ کو دیکھکر نہایت خوش ہوے کیونکہ وہ تیغ ایسی تھی بموجب بیت تیغ سیماب گون درآمد وشد
بر دست دو پیکر انداز دو جب امیر بانوقیر شمشیر بے نظیر لے چکے مرد پیر نے نیام بھی اُسکا دیا امیر
عقرب سلیمانی لیکر مرد پیر سے رخصت ہوکر کوہ سے اُترے اور راہ طے کرکے اُس جگہ آئے جس مقام پر بیڑے
کو درخت سے باندھ دیا تھا غرض امیر بیڑے کو کھولکر بیڑے پر بیٹھے بیڑا امواج آب دریا سے بہتا ہوا ایک

طرف چلا بعد ایک روز کے پھر وہ بیڑا ایک کنارے پر ٹھہرا حمزہ صاحبقران بیڑے سے اُترے اور رسی بیڑے کی پھر ایک
درخت سے باندھ دی بعد باندھنے بیڑے کے امیر نے ملاحظہ کیا کہ میں ایسے صحرائے ہولناک و وحشت افزا میں کھڑا ہوں
کہ اگر کوئی انسان خواب میں اس صحرائے وحشتناک کو دیکھے ڈر جائے امیر باتوقیر جانب صحرائے وحشت افزا
دیکھ رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ صحرا میں ہزارہا گلیم پوش موجود ہیں کچھ بیٹھے ہیں کچھ کھڑے اکثر باہم لڑ رہے ہیں بعضے زمین
پر لوٹ رہے ہیں اکثر باہم باتیں کر رہے ہیں قد و قامت اُنکے نہایت ہی دراز ہیں شکلیں مہیب ہیں دانت بڑے
بڑے دہن سے نکلے ہوئے ہیں گوش اسقدر بڑے ہیں کہ بعضے اُنمیں ایک کان اپنا زمین میں بچھائے اور ایک کان
اوڑھے ہوئے لیٹے ہیں زن و مرد سب برہنہ ہیں کان اُنکے بجائے لباس ساتر عورتیں ہیں امیر باتوقیر گلیم گوشوں
کو دیکھکر متحیر ہوئے اور حمد و ثنائے خالق کون و مکان کرنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ خداوند عالم نے اپنی قدرت
کاملہ سے طرح طرح کے بندے پیدا کیے ہیں بعد حمد و ثنائے پروردگار کے امیر ایکدرخت کے نیچے بیٹھے چونکہ
جاگے ہوئے تھے بیٹھتے ہی خواب طاری ہوگیا امیر باتوقیر درخت کے تنہ سے پشت لگا کر سو رہے گلیم گوشوں
نے جو دور سے دیکھا کہ زیر درخت کوئی بیٹھا ہوا ہے سب صحرائے کنارے دریا کے آئے اور امیر باتوقیر کو خلاف
اپنی شکل و صورت کے دیکھکر بعضے گلیم گوش باہم کہنے لگے کہ یہ کوئی جانور خوبصورت ہے بعضوں نے کہا یہ جانور
نہیں ہے کوئی جن ہے اکثر گلیم گوش واسطے ہلاک کرنے کے بڑھے بعضوں نے اُنھیں ہلاک کرنے سے منع کیا اور
اور کہا اس شخص عجیب الخلقت کو گرفتار کرکے اپنے بادشاہ کے پاس لیچلو جو وہ کہیگا وہی کرنا غرض گلیم گوشوں
نے امیر کو حالت غفلت خواب میں گرفتار کر لیا جب امیر کی آنکھ کھلی اپنے تئیں گرفتار دیکھا ہر چند امیر نے چاہا کہ
رہا ہوں اور سب کو قتل کروں لیکن ہزارہا گلیم گوش دست و پا سے لپٹ گئے امیر اُنکے ہاتھ سے
رہا نہو سکے آخر گلیم گوش امیر کو گرفتار کرکے چار طرف سے گھیرے ہوئے اپنے بادشاہ اشراق گلیم گوش کے پاس
لے گئے اور کہنے لگے کہ اس جانور کو ہم دریا کے کنارے سے پکڑ لائے ہیں دیکھیے یہ جانور کیا خوبصورت ہے اشراق
گلیم گوش امیر کو دیکھکر کہنے لگا کہ یہ جانور نہیں ہے بنی آدم سے ہے نہیں معلوم یہاں کیونکر آیا ہے یہ کہکر اشراق
گلیم گوش نے امیر سے پوچھا اے شخص تو کون ہے حال اپنا بیان کر امیر نے جواب دیا میں انسان ہوں میں نے
دیو رایدار کو مارا ہے لشکر عفریت کے صدہا دیوؤں کو قتل اور زخمی کیا ہے تو مجھکو رہا کر دے ورنہ میں جب
رہا ہونگا تجھکو قتل کرونگا اشراق گلیم گوش گفتگو امیر کی سنکے امیر سے کہنے لگا اگر تو میری دختر خوبرو کو قبول کرے
تو میں تجھکو ابھی رہا کرتا ہوں امیر نے تقریر اشراق گلیم پوش کی سنکے خیال کیا کہ اے حمزہ اسوقت
عیاری کرنا چاہیے اور جان اپنی گلیم گوشوں سے بچانا چاہیے وقت فرصت یہاں سے نکل جانا یہ خیال کرکے
امیر خاموش رہے اشراق نے خیال کرکے امیر خاموش رہے اشراق نے خیال کیا کہ اسکا چپ رہنا بمنزلہ
اقرار کے ہے یہ خیال کرکے اپنی دختر کو بلایا اور کہا اے دختر کیا اچھی تیری تقدیر ہے کہ ایسا انسان خوبرو
قاتل رایدار نے تجھکو اپنی زوجیت میں قبول کیا اب تو اسکی زوجہ ہے اور یہ تیرا شوہر ہے ہاتھ اسکا پکڑ
لیجا اور عیش و عشرت کر دختر اشراق گلیم گوش اپنے باپ کی تقریر سنکے اور امیر باتوقیر کے حسن
و جمال پر نظر کرکے نہایت خوش ہوکر خوب ہنسی امیر اسے دیکھکر لاحول پڑھنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ
یہ بد صورت اور کریہ منظر ہے کہ اگر جبرئیل بھی اُسے دیکھے تو ڈر جائے خبیث اسکو دیکھکر فوراً خوف سے
مر جائے امیر یہ خیال کر رہے تھے کہ دختر اشراق نے بڑھکر امیر کا ہاتھ پکڑا اور مسکرا کر کہا اسے

ای جانی جلوہ مجھے بہت ہوش کر رہو کہ مجھ ایسی نازنین حسین دختر بادشاہ اشراق گلیم گوش تیری زوجہ ہوئی امیر یہ خبر سنکر دختر اشراق
شنکے برہم ہوئے اور قصد اوسکے ہلاک کرنے کا کیا لیکن خیال کرکے غصہ کو ضبط کیا دختر اشراق گلیم گوش امیر بانوقیر کو دیکھکے
فرط مسرت سے اسطرح قہقہہ مارکر ہنسی امیر سمجھے کہ رعد کی آواز آئی غرض دختر اشراق بعد اشتیاق امیر کو اپنے
مکان مین لیگئی اور میوے تر و خشک لاکر روبرو امیر کے دو چار من زمین پر رکھدیے اور امیر کے گلے مین ہاتھ ڈالکے
کہا کہ ای میوہ باغ حسن و خوبی وای ثمر نورس حدیقۂ محبوبی تجکو میرے سر کی قسم ان اثمار جنبش ذائقہ کو
بالفعل کہالے بعد اوسکے طعام تناول کرنا حمزۂ صاحبقران نے مصلحتاً کہنا اوسکا منظور کیا کچھ اثمار کہاسے

جب وہ زمانہ ہوا کہ بموجب نظم پھر آیا بارش شبنم کا ہنگام	بڑا جب رخ پہ دن کے پردۂ شب چراغ شام کا روشن ہوا نام	تجہ جا صحن فلک مین خیل کوکب دختر اشراق گلیم گوش نے امیر کا

ہاتھ پکڑا اور کہا ای میرے شوہر خوبرو آپ چلیے بستر خواب پر ہمراہ میرے آرام کریں بات سے غنچۂ دل میرا
شگفتہ ہو وہ کام کر ہر چند کہ امیر بانوقیر کا اوسکے پاس بیٹھنے کو دل نہ چاہتا تھا لیکن مناسب وقت یہی جانکر
اور اوس بدصورت درشت سیرت کی سیرت کی شکل کو دیکھکر اپنی جگہ سے اوٹھے دختر اشراق بستر پر لے گئی
جب امیر بستر پر بیٹھے وہ امیر سے لپٹنے لگی اپنا ایک کان امیر پر اوڑھا کر اور ایک کان زیر امیر بالائے بستر بچھاکر
اپنی طرف کھینچنے لگی امیر بانوقیر اوسکی ہم آغوشی سے نفرت کرکے اوس سے علحدہ ہونے لگے جب امیر سے مدعائے
دل اوسکا حاصل نکیا اوسوقت بمنے چہرۂ زیبائے امیر پر نظر کرکے امیر سے پوچھا کہ ای خاوند میرے تو کیوں
مجھسے علحدہ ہوتا ہی مجھ ایسی پری صورت سے نفرت کرتا ہی آثار حزن و ملال تیرے چہرے سے صاف عیان ہین
سچ کہ تجکو کس بات کا غم ہی باعث تیری سستی کا کیا ہی اگر گرسنہ ہو تو ابھی اثمار لذیذ لے آؤن اچھی طرح تجھے
کھلاؤن اگر کوئی تیرا دشمن ہو اور اوس سے تجھے خوف جان ہو تو نام اوسکا مجھے بتا دے مین اوسکو گرفتار کرکے
تیرے حوالے کر دون یا اوسے قتل کر ڈالون امیر نے تقریر اوسکی سنکے جواب دیا کہ اسوقت میری طبیعت پریشان ہی
اسی وجہ سے مین تیرا مدعائے دل بر نہین لاتا جسوقت میرا مزاج درست ہوگا اوسوقت تیری تمنائے دلی
بر لاؤنگا دختر اشراق یہ گفتگو امیر کی سنکے خاموش رہی پھر امیر سے لپٹ کے سو رہی امیر بھی بعد ہوجانے
دختر اشراق کے سو رہے عالم خواب مین امیر نے دیکھا کہ ملکہ مہرنگار بیتاب و بیقرار آئی ہی اور کہتی ہی کہ اسے
حمزۂ صاحبقران واہ واہ خوب آپ نے ایفائے وعدہ کیا اٹھارہ روز کا وعدہ کیا تھا اوسکو کئی برس کا
زمانہ گذرا ابھی تک آپ میرے پاس نہین آئے حال میرا آپ کے فراق مین اچھا نہین ہی شب و روز آپ کی یاد
مین رویا کرتی ہون آپ کو میرا کچھ خیال نہین ہی شاید میرے حسن و جمال سے زیادہ اوس دختر اشراق گلیم گوش
کا حسن ہی کہ آپ اوسکے پہلو مین لیٹے ہوئے ہین اگر آپ کو میری خبر لینا اور اپنی جان گلیم گوش سے بچانا منظور
ہو تو جلد یہان سے روانہ ہوجیے اس زن بدصورت کے پہلو سے اوٹھے ملکہ مہرنگار امیر سے یہ کہہ رہی تھی کہ
ناگاہ امیر بانوقیر کی آنکھ کھل گئی مہرنگار کو نہ دیکھکر امیر بانوقیر اشکبار ہوئے اور اوسی وقت پہلو سے دختر
اشراق گلیم گوش سے اوٹھے اور اوسے سوتا چھوڑکر وہان سے بعجلت چلے جب امیر بعد قطع راہ ایک
کوہ پر پہنچے آثار سحر گردون پر ظاہر ہوئے امیر نے اوسی کوہ پر وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز
سحر کے صحیفۂ حضرت ابراہیم کی تلاوت کرنے لگے امیر بانوقیر بالائے کوہ تشریف رکھتے ہین لیکن
اب حال دختر اشراق گلیم گوش کا لکھا جاتا ہی کہ جب ہنگام سحر دختر اشراق گلیم گوش بیدار ہوئی امیر

بالوقیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے پہلو مین نہ دیکھکر نہایت غمگین مایوس ہوئی پھر روتی براے جستجوے امیر جانب صحرا چلی
حسیدم قریب کوہ پہونچی دیکھا کہ امیر بالوقیر بالاے کوہ بیٹھے ہین دختر اشراق گلیم گوش حمزۂ صاحبقران کو
دیکھکر مسرور ہوئی اور بالاے کوہ جاکر پاس امیر بالوقیر کے کہنے لگی کہ اے میرے پیارے شوہر تو کیون مجھ سے
خفا ہوکر چلا آیا ہی مین نے تیری کیا خطا کی ہی مین نے تو بہ آرام تمام تجکو اپنے پہلو مین لٹایا اُس بات کو بھی تجھسے
کہا خود ہی تو نے مجھسے وصل نہ کیا اس امر مین میری کیا تقصیر ہی افسوس تو مجھ ایسی مہ لقا کو چھوڑ کر رشتۂ الفت
توڑکر چلا آیا کچھ تو نے میرا خیال نکیا خیر جو کچھ تو نے کیا بہتر کیا اب تجکو لازم یہی ہی کہ میرے ساتھ چل مین تیری اطاعت
و فرمانبرداری بخوبی کرونگی اپنے کاندھے پر سوار کرکے سیر کوہ و دشت دکھا دیا کرونگی نہایت خوش ذائقہ اثمار اشجار کے
تجکو کھلایا کرونگی اپنے ایک کان کو بجاے فرش بچھا کر تجھے سلایا کرونگی اور دوسرا کان تجھے اُڑھایا کرونگی
اگر تو تمازت آفتاب یا فصل بارش مین گھر کے باہر نکلنے کا ارادہ کریگا تو مین تیرے سر پر سایہ کیا کرونگی
گرمی و سردی سے تجھے بچایا کرونگی رات ہو یا دن ہو جب تو کہیگا مین کسی کام مین تجھسے مطلق عذر نکرونگی
یہ کہکر امیر بالوقیر حمزۂ صاحبقران سے لپٹنے لگی حمزۂ صاحبقران نے برہم ہوکر ایک گھونسا اُسکے منھ پر مارا
اور کہا او نالائق بیہودہ بکے جاتی ہی خبردار مجھے مس نہین رہتی مجھے صحیفۂ ابراہیم پڑھنے نہین دیتی جا دور ہو مین
ہرگز تیرے ساتھ نہ جاؤنگا راوی کہتا ہی کہ جب امیر بالوقیر حمزۂ صاحبقران نے گھونسا اُسکے دہن پر
مارا کئی دانت اُسکے ٹوٹ گئے لہو منھ سے اُسکے نکلنے لگا عارض پر اُسکے ورم آگیا کلے جبڑے مین درد ہونے لگا
فریاد و فغان کرنے لگی آخر کوہ سے اُترکر اپنے باپ کے پاس گئی اور دندان شکستہ اپنے دکھاکر تمام حال رو کر
بیان کرنے لگی جب اشراق گلیم گوش نے تمام احوال سُنا نہایت برہم ہوکر جملہ گلیم گوشون کو جمع کیا اور سبکو
اپنے ہمراہ لیکر جلد تراش کوہ پر گیا دیکھا کہ امیر بالوقیر بالاے کوہ بیٹھے ہوے کچھ پڑھ رہے ہین اشراق
گلیم گوش نے گلیم گوشون سے کہا جلد اس ظالم کو گرفتار کرو گلیم گوش براے گرفتاری امیر بالوقیر بڑھے امیر
بالوقیر نے فوراً اُٹھکے تلوار کھینچی اور گلیم گوشون کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر مین اسقدر گلیم گوش قتل کیے
کہ بالاے کوہ گلیم گوشون کی لاشون کے انبار ہوگئے دریاے خون کشتگان بالاے کوہ جاری ہوا اسی کارزار
مین اشراق شاہ گلیم گوش بھی مارا گیا بعد قتل ہونے اشراق شاہ کے باقیماندہ گلیم گوش بھاگے امیر
بالوقیر حمزۂ صاحبقران گلیم گوشون کو بھگاکر کوہ سے اُترے اور بعد قطع راہ اُس جگہ آے جہان درخت
سے بیڑے کو باندھ دیا تھا غرض امیر بالوقیر بیڑے پر سوار ہوے بیڑا بالاے آب رواں ہوا بعد آٹھ پہر کے
بیڑا امیر کنارۂ دریا پر ٹھہرا امیر بیڑے سے اُترکے کنارۂ دریا پر کھڑے ہوے اور جانب صحرا دیکھنے لگے
اسوقت امیر بالوقیر نے دیکھا کہ ایک دیو ایک درخت سے بندھا ہوا ہوا فریاد و فغان کرتا ہی امیر بالوقیر
کو اُسکے حال پر رحم آیا فوراً کنارۂ دریا سے روانہ ہوے جب اُس دیو کے پاس پہونچے پوچھا تیرا نام کیا ہی
تجکو کسنے باندھا ہی فریاد و فغان کیون کرتا ہی دیو نے امیر بالوقیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے حال پر مہربان
پاکر عرض کیا نام میرا طومان کاس ہی دیو قتیل مردار خوار نے مجھے باندھا ہی وہ میرا دشمن جان ہی مجھے
باندھکر واسطے کسی ضرورت کے گیا ہی اب اگر تجھے مار ڈالیگا امیر بالوقیر نے گفتگو دیو طومان کاس
کی سنکے اُسکے حال زار پر رحم کیا اور واسطے کھولنے کے بڑھے ناگاہ دیو قتیل مردار خوار بدسرشت
و نابکار آپہونچا امیر بالوقیر کو دیکھکر پکارا او آدم زاد خبردار طومان کاس کو درخت سے نہ کھولنا ورنہ

ابھی تجکو مار ڈالونگا اسی دریا مین ڈبو دونگا امیر باتو قبرنے تقریر دیو فتیل کی سنکے جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی تیری مجال ہی کہ تو مجھے ہلاک کرے اگر تجکو اپنی قوت پہ ناز ہی تو مجھسے مقابلہ کر دیو فتیل مردار خوار گفتگو امیر باتو قبر کی سنکے ایسا برہم ہوا کہ دار شمشاد اٹھاکر سر امیر باتو قبر پر لگائی امیر نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر تیغ تیز سے اُسے قتل کیا پھر دیو طومان کاس فوراً قدم حمزہ صاحبقران پر گرا اور پوچھنے لگا آپ کا اسم شریف کیا ہی آپنے مجھ پر نہایت ہی احسان کیا دشمن سے مجھے بچایا یہان آپ کا آنا کیونکر ہو یہ وہ صحرا ہے ہولناک ہی کہ دیو دپری یاد بھی خوف سے یہان نہین آتے ہین آپ تو بنی آدم ہین امیر باتو قبر نے تمام حال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا جب دیو طومان کاس کو معلوم ہوا کہ نام آپ کا امیر باتو قبر حمزہ صاحبقران ہی اور آپ ہی قاتل دیو راہدار ہین اُسوقت دیو طومان کاس نے امیر باتو قبر سے عرض کیا کہ میرا ایک بھائی ہی کہ نام اُسکا اکوان کاس ہی وہ نہایت قوی ہیکل ہی آپنے مجھپر احسان کیا ہی وہ ضرور بہ نیکی آپ سے پیش آئیگا اگر آپ فرماوین تو مین آپ کو اپنے بھائی کے پاس لیچلون امیر باتو قبر حمزہ صاحبقران نے فرمایا اچھا مجھے لیچل دیو طومان کاس نے اپنے دوش پر امیر باتو قبر حمزہ صاحبقران کو بٹھایا اور وہان سے بعجلت چلا جب قریب مکان دیو اکوان کاس کے پہونچا امیر باتو قبر کو دوش سے اُتار کر اپنے بھائی کے پس گیا اور تمام سرگذشت اپنی بیان کر کے کہنے لگا اے بھائی تمھین لازم ہی کہ قاتل دیو راہدار کے استقبال کے واسطے جاؤ اور نیکی بیش آؤ امیر باتو قبر حمزہ صاحبقران نے میرے ساتھ نیکی کی ہی تم بھی اُنکے ساتھ نیکی کرو بعد دعوت و ضیافت کے ہمراہ اُنکے جاکر عفریت سے مقابلہ اور مجادلہ کرو دیو اکوان کاس گفتگو اپنے بھائی کی سن کے فوراً مع دو لاکھ دیوؤن کے واسطے استقبال امیر باتو قبر حمزہ صاحبقران کے گیا اور امیر باتو قبر کو بعد عزت و حرمت اپنے مکان مین لایا او عرض کرنے لگا آپ نے میرے بھائی کی جان بچائی ہی مجھپر آپ نے نہایت احسان کیا ہی مین بھی آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت کرونگا دو چار روز کے بعد آپ کو گلستان ارم مین لیچلونگا یہ کہکے اکوان کاس نے عرض کیا اب آپ چند روز یہان توقف فرماے عقائد دین اسلام مجھے تعلیم کیجیے امیر باتو قبر نے خوش ہو کر اُسے مسلمان کیا پھر دیو طومان کاس بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خدا کو وحدہٗ لاشریک جاننے لگا جب دونون دیو مسلمان ہو چکے بڑے تکلف سے دونون نے امیر باتو قبر کی دعوت کی بعد کئی روز کے امیر باتو قبر حمزہ صاحبقران کو ہمراہ لے کر مع دو لاکھ دیوؤن کے جانب گلستان ارم چلے اثناے راہ مین امیر باتو قبر نے ملاحظہ کیا کہ چند دیو دو جنیون کو گرفتار کیے ہوے چلے جاتے ہین حمزہ صاحبقران نے دیو طومان کاس سے پوچھا کہ یہ دیو کون ہین کیون ان جنیون کو گرفتار کیا ہی دیو طومان کاس نے دست بستہ عرض کیا مین ابھی دریافت کر کے عرض کرتا ہون یہ کہکے طومان کاس نے اُن دیوؤن کو روکا اور حال اُنسے پوچھا اُنھون نے تمام کیفیت بیان کی جب دیو طومان کاس تمام حال سُن چکا حمزہ صاحبقران سے آکر عرض کرنے لگا کہ راشو سے جنی اور ارشو سے جنی شہپال بن شاہرخ نبیرہ حضرت سلیمان کی طرف سے عفریت نابکار سے لڑے تھے عفریت نے اُن دونون کو گرفتار کر کے دیو سندون مزہ دست کے پاس اُنھین روانہ کیا ہی یہ دیو وہین اُنھین

لیے جاتے ہین سندون ہزار دست بموجب کہنے عفریت کے انکو بند کریگا جب امیر باتوقیر کو معلوم ہوا کہ راشوسے جنی وارشوسے جنی دوستان شہبال سے ہین اسوقت امیر باتوقیر نے بر شکر آن دیو ون کو روکا دیو چنگال کہ افسران فوج عفریت سے تھا آمنے زنی اشقر ایک دیو کو جانب عفریت روانہ کیا اور خود دار شمشاد اٹھا کر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے لڑنے لگا دیو اکوان کاس اور دیو طومان کاس بھی مع اپنے لشکر کے آن دیو ون سے لڑنے لگے ناگاہ عفریت نابکار اس دیو سے تمام حال سنکے یہمراہی چار لاکھ دیو ون کے جلد تر آیا اب بخوبی لڑائی ہونے لگی دار شمشاد اور آرہ پشت نہنگ و دیگر الات حرب وضرب سے جانبین کے دیو قتل ہونے لگے زمین پر گر گر کے تڑپنے لگے زخمی نالۂ و فریاد کرنے لگے زمین صحرا خون سے رنگین ہونے لگی شور دار وگیر عالمگیر ہوا دیو ہنگام حرب وضرب نعرے کرنے لگے طبقۂ زمین کے ہلنے لگے کشت و خون ہونے لگا اسی ہنگامۂ کارزار مین عفریت نابکار امیر عالی وقار حمزۂ صاحبقران کے آیا اور امیر باتوقیر پر دار شمشاد بصد عتاب لگائی امیر عالیوقار نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر تیغ آبدار کھینچی عقرب سلیمانی زیب کمر رہا غرض امیر باتوقیر نے تیغ آبدار کھینچکر پہلوے عفریت پر لگائی عفریت ہرچند پیچھے ہٹا لیکن کسی قدر زخمی ہوا خون زخم سے بہنے لگا حمزۂ صاحبقران نے پھر حملہ کیا عفریت تاب مقابلہ کی نہ لا کے بھاگا اسوقت امیر باتوقیر نے دیو چنگال کو تیغ آبدار سے قتل کیا راشوسے جنی وارشوسے جنی کو قید سے رہا کیا یعنے زنجیر و طوق وغیرہ کو انکے اجسام سے دور کیا امیر عالیوقار حمزۂ صاحبقران راشوسے جنی وارشوسے جنی کو رہا کر کے مسرور ہوے اور ہمراہ اپنے

ان کو لے کر جانب گلستان ارم بصد حشم و خدم روانہ ہوے

داستان لیجانا شہبال کا استقبال کر کے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو گلستان ارم مین اور جانا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا چشمۂ ماہیان پر اور ہمراہ ملکۂ آسمان پری کے نہانا

مخبران دیکمال اس داستان بیمثال کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر عفریت شکست دیکر اور راشوسے جنی وارشوسے جنی کو رہا کر کے بصد شان و شوکت سمت گلستان چلے شہبال بن شہرخ کو اکثر دیو ون سے معلوم ہوا کہ حمزۂ صاحبقران بعظم و شان اس جانب آتے ہین شہبال یہ خبر فرخندہ فال سنکے فوراً مع لشکر کثیر براے استقبال امیر باتوقیر گلستان ارم سے چلا اثناے راہ مین حمزۂ صاحبقران سے ملاقات ہوئی شہبال حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر بدرجۂ کمال مسرور ہوا حمزۂ صاحبقران نے بھی شہبال کو دیکھکر واسطے تسلیم کے سر جھکایا شہبال نے بزرگانہ حمزۂ صاحبقران کو سینے سے لگایا بعد اظہار اشتیاق بزرگانہ کے شہبال نے پوچھا ای امیر باتوقیر کہان چلے گئے تھے مین نہایت متردد تھا امیر باتوقیر نے تمام حال اپنا دریا مین گرنے کا اور کل سرگذشت بیان کی پھر بموجب دریافت کرنے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے شہبال نے اپنا حال تمام و کمال بیان کیا غرض بعد قطع راہ جب شہبال حمزۂ صاحبقران کو گلستان ارم مین لایا حکم کیا کہ تمام گلستان ارم مین آئینہ بندی کیجاے اور بزم عیش آراستہ ہو بموجب حکم گلستان ارم مین بخوبی تمام

ائینہ بندی ہوئی ہر ایک مقام آرائش سے پر بہار ہوا خوبی جلسہ کو گلستان ارم کی آراستگی و بہار پر رشک ہوا علاوہ آراستگی گلستان ارم کے بزم عشرت ایسی آراستہ ہوئی کہ دنیا مین کبھی کوئی محفل عیش و سرور مثل اُس بزم عیش و عشرت کے آراستہ نہوئی ہوگی الحاصل جب بخوبی بزم عشرت آراستہ ہوئی شمیال بن شہرخ نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ایک بے مثل و بے نظیر دنگل پر بٹھایا ملکہ آسمان پری بھی بالائے مسند زرین آکر بیٹھی وہ نازنینان پریزاد کہ جنکا سایہ بھی کسی بشر نے نہ دیکھا تھا روبروے امیر باتوقیر آکر ناچنے لگین اور اپنی زبان مین غزلین عاشقانہ بلحن داودی لبعد ناز دادا گانے لگین وہ جملہ نازنینان پریزاد ایسی حسین و خوش گلو تھین کہ روے دنیا پر مثل و نظیر انکا ممکن نہ تھا وہ انکا عشوہ و ناز رقص کرنا اور گانا لائق دیکھنے اور سننے کے تھا مطرب فلک انکے رقص کو دیکھکر شرمندہ اور خجل ہوئی تھی ہر ایک ادا انکی قیامت تھی ہر نغمہ انکا دلکش تھا اور ہر ایک آواز ساز کی دلربائے ناساز کے لیے گویا مسیحا تھی وہ عجب بزم عشرت تھی

سو جب اسباب ث | تھا جلسہ جشن کیقبادی | ہنگامہ عیش و بزم شادی | نازک بدنوں سے تھا ہویدا
تھی ناز کی اس جگہ سے پیدا | ناہیدوں کے ناچ کا یہ سامان | تھی لولی چرخ آنجہ قربان | تھی روشنی اسقدر ضیا بار
ہر جا تھا رشک نجم سیار | اندر کی کو تھا دعوی ناز و نسس | دعوی کے دلیل تھی سن لاسس | وہ مجمع گلرخان تھا ہر سو
گلزار بوستان گلستان تھا سہرا

وصف نازنینان پریزاد کے حسن و جمال کا کیا لکھا جائے کلک انکی ثنائے حسن لکھنے مین عاجز ہے اور ان نازنینان پریزاد کے رقص و نغمہ کی تعریف مین زبان قاصر ہے ہر ایک نازنین پریزاد بزم عشرت مین غزلین عاشقانہ گاتی تھی انا بجملہ نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے روبروے ملکہ آسمان پری و امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران یہ غزل گانا شروع کی

غزل

آئینہ گیا اگر کیا کہے تو ای غیرت تنویر شمع

شمع دامنگیر ہے ققنس بے ایمان گیر شمع
لا کہ شعلہ کو بجا خدمت نہیں کہان
سوز غم سے بگیا ہر استخوان تصویر شمع
سر پڑھانا غیر کا ہے اپنی مٹنے کی دلیل
ہوگیا ہر اشک ہر اشک بے تاثیر شمع
دیکھ پروانے کیوں دوڑ تصدق کے لیے
کیا کوئی سمجھے اداے نالہ شبگیر شمع
اگر یہی زد تیرے حسن خداداد کا فروغ
اور کیا ہوتی جہان مین عزت و توقیر شمع

باغ مین دیکھو اگر تم رنگ گل رات کو
اشک کا دانہ ہوا ہے دانہ زنجیر شمع
ہجر مین وہ جلتی ہین وہ جلتے مین جلتا کا تن اگر
لے بجا آخر کو شعلہ مات دلگیر شمع
بے سبب چونکا نہین دونو کو سوز عشق نے
کیا کوئی خط شعاع شعلہ تھا تحریر شمع
دنکو محروم نظارہ رات بھر سوز و گداز
خاک مین ملجائیگی اک رات کو تنویر شمع
گرم نفرہ دیکھنے وہ کہتے مین ای لسلیم آج

شلق شمع سبز ہو گل شعلہ تنویر شمع
عشق کی نیرنگیاں دیکھو کہ جسم نازنین
شمع کو دیتی ہے قسمت مجھے تقدیر شمع
لاکھ رو یا رات بھر گھلا وہ آتش فراق
اس مین کچھ تقصیر پروانہ نہیں تقصیر شمع
شور بینائی مین بھی پاس خموشی ہر دم ہی
تہمت پروانہ ملا مجکو دل دلگیر شمع
اسکی بزم خاص مین رہتی تھی شب بھر جلوہ گر
آگے تیری کیا زبان شعلہ کیا تقریر شمع

جب یہ غزل نازنین پریزاد نے سر بزم گائی جملہ صاحبان بزم عشرت خوش ہوئے خصوصاً امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران و ملکہ آسمان پری دونون از حد مسرور ہوئے پھر نازنین اور غزلین عاشقانہ گایا کی جب وہ شب عشرت بسر ہوئی اور جانب مشرق سے روشنی نمایان ہوئی جلسہ عشرت برخاست ہوا ہر ایک بزم عشرت سے اٹھکر چلا گیا جب تنہائی ہوئی ملکہ آسمان پری نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے تمام اپنی سرگزشت قید رہنے کی بیان کی پھر حمزہ صاحبقران نے بھی بوجہ دریافت کرنے ملکہ آسمان پری کے اپنے حالات سے اطلاع دی جو کچھ مصائب دریا مین کرتے گذرے تھے سب

بیان کیے دونون ایک دوسرے کے حال پر صدمہ و افسوس کیا کیے بعد اسکے ملکۂ آسمان پری نے حمزہ صاحبقران
سے مسکرا کر کہا آج ہمارا دل چاہتا ہی کہ چشمۂ ماہیان مین جا کر نہائین اور آپ بھی اُس چشمہ مین نہائین پھر
سیر باغ کی باہم کرین علاوہ اسکے وہین مجکو کچھ آپ سے کہنا بھی ہی یہ کہکے ملکۂ آسمان پری بزم سے اُٹھی
پہلے تو اپنے مکان مین گئی پھر مع چند نازنینان پریزاد کے جانب چشمۂ ماہیان روانہ ہوئی حمزہ صاحبقران
بھی بعد جانے ملکۂ آسمان پری کے چشمۂ ماہیان کی طرف چلے پہلے ملکۂ آسمان پری چشمۂ ماہیان پر پہونچی بعدہ
امیر با توقیر اُس چشمہ پر پہونچے دیکھا کہ درمیان ایک باغ پر بہار کے چشمۂ ماہیان ہی باغ تو رشک گلشن جنان ہی
اور چشمہ چشمۂ حیوان سے لطافت مین ہمسر ہی ملکہ آبرو زیر چشمۂ آب لبالب مچھلیان رنگارنگ چشمۂ ماہیان مین
کبھی نظر آتی ہین گاہ مانند معشوقان عشوہ ساز بصد ناز نظر ناظرین سے مخفی ہو جاتی ہین محبوبانہ صورتین پاکیزہ
اپنی دکھاتی ہین غرض جیسی رنگین مچھلیان ہین ویسی ہی رنگین ادائین کرتی ہین امیر با توقیر اُن مچھلیون کو
دیکھکر بیقرار ہوے ہر چند انکو دام مین لانے کی تدبیر کی مگر وہ مچھلیان کسی طرح ہاتھ نہ آئین پھر امیر سیر
گلہاے باغ کرنے لگے ملکہ لباس تن نازک سے اُتار کے اور کچھ لباس سے بعض اعضا مخفی کرکے چشمۂ ماہیان مین
اُتری نازنینان پریزاد جو ہمراہ ملکہ تھین ملکہ کو نہلانے لگین دست و پا اور گیسوے مشکین ملنے لگین آب چشمہ بوے
گیسوے عنبرین و شست و شوے تن نازک سے معطر و معنبر ہو گیا اور آمیزش عرق روے گلرنگ ملکہ سے آب چشمہ
صاف گلاب ہو گیا جب ملکۂ آسمان پری غسل کر چکی بصورت آفتاب چشمہ سے باہر آئی نازنینان پریزاد جو ہمراہ ملکہ تھین
ملکہ کی پوشاک نفیس لیکر آئین ملکہ نے پیرہن زیب تن کیا بعد پوشاک پہننے کے ملکۂ آسمان پری کنارہ چشمہ پر گیسوے
عنبرین مین شانہ کرنے لگی نازنینان پریزاد شانہ دست ملکہ سے لیکر گیسوے ملکہ سنوارنے لگین جب امیر با توقیر
سیر باغ کر چکے کنارے چشمۂ ماہیان پر آکر لباس اُتار کے ایک لنگی نفیس باندھی پھر چشمہ مین اُترے دست و پا
آب صاف سے دھونے لگے بعد دست و پا دھونے کے شناوری کرنے لگے کھڑی اور طاحی پیرنے لگے کبھی ٹھہر کر
اور چلو مین پانی لیکر ملکۂ آسمان پری پر چھینٹے پانی کے دینے لگے اور کہنے لگے ای ملکہ ایک دفعہ اور نہاؤ
ملکہ نے دوبارہ نہانے سے انکار کیا امیر با توقیر تو چشمۂ ماہیان مین نہا رہے ہین اور ملکہ سے مزے کر رہے ہین
اب انکو تو نہانے دیجیے اور کچھ حال عفریت نابکار کا سنیے کہ جب عفریت بہ ضرب شمشیر صمصام زخمی ہو کر اور
بھاگ کر اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا بوجہ زخم کے بے چین ہوا ملعون مادر عفریت گریان ہوئی زخم پر پھاہا
مرہم کا رکھا گیا دیو ہرجنگ عموے عفریت نے جو سنا کہ عفریت زخمی ہوا ہی اپنی جگہ سے
بیتابانہ چلا جب عفریت کے پاس آیا تو پوچھنے لگا ای فرزند تجھے کسنے زخمی کیا ہی عفریت نے
تمام حال بیان کیا ہرجنگ نے پوچھا وہ آدمزاد کہان ہی جسنے تجھے زخمی کیا ہی عفریت نے
جواب دیا مین نے سنا ہی چشمۂ ماہیان مین نہانے کو گیا ہی میری معشوقہ ملکۂ آسمان پری بھی چشمۂ
ماہیان پر گئی ہی دیو ہرجنگ نے یہ سنکے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور جس آدمزاد نے تجھے قتل کیا
ہی اُسکو جا کر قتل کرتا ہون یہ کہکر دیو ہرجنگ چند دیو ہمراہ لے کر بصد غیظ و غضب چلا جب
بعد قطع راہ چشمۂ ماہیان پر آیا ملکۂ آسمان پری دیو ہرجنگ کو دیکھکر ڈر گئی اور چلانے لگی اور
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کی جانب دیکھکر کہنے لگی صاحب اُس دیو خونخوار سے مجھے
بچاؤ امیر با توقیر نے چشمہ سے ارادہ نکلنے کا کیا تھا ناگاہ دیو ہرجنگ اپنی شاخہاے

سر پا امیر باتوقیر کو اٹھانے لگا چونکہ امیر باتوقیر کے پاس شمشیر نہ تھی اسوجہ سے امیر نے اُسپر تلوار نہ لگائی دیو ہر جنگ نے
ایک شاخ سر اس طرح بازو سے امیر باتوقیر پر لگائی کہ شاخ بازو کو توڑ کر نکل گئی پھر دیو نے چاہا کہ امیر باتوقیر
کو اٹھا لیجاؤں امیر باتوقیر نے شاخ اُسکے سر کی پکڑ کے جو زور کیا شاخ بازو مین ٹوٹ کے رہ گئی اور سر کو پکڑ کے
ایسا جھٹکا دیا کہ دیو منھ کے بھل زمین پر گرا امیر باتوقیر نے جلد چشمہ سے نکلکر دیو کی زنجیر کو پکڑ کر زمین سے
اُٹھا لیا اور ایک ہاتھ سر پر بلند کیا ہمراہیان دیو ہر جنگ یہ رنگ دیکھکر برائے مدد دیو ہر جنگ بڑھے
شہپال بھی یہ خبر سنکے فوراً مع فوج چشمہ پر پہونچا دیکھا کہ امیر باتوقیر دیو ہر جنگ کو ایک ہاتھ پر اٹھائے ہوئے
دور تک چلے گئے ہین ملکہ آسمان پری رو رہی ہے نازنینان پریزاد اُس جنگ کے ہونے سے چلا رہی ہین
شہپال نے ملکہ وغیرہ کو خاموش کیا ہمراہیان دیو ہر جنگ کو قتل کرنا شروع کیا اور اُدھر امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران نے دیو ہر جنگ کو اسطرح زمین پر پٹکا کہ استخوان اُسکے ریزہ ریزہ ہوگئے فوراً زمین پر
گر کے ہلاک ہوگیا ادھر ہمراہیان دیو ہر جنگ تاب مقابلہ نہ لاکر لاشہ دیو ہر جنگ کا اُٹھا کر نالان و گریان
جانب لشکرگاہ عفریت روانہ ہوئے اور عفریت کے پاس پہونچے لاشہ دیو ہر جنگ کا سامنے عفریت
کے رکھدیا پھر تمام حال لڑائی کا بیان کیا عفریت کو نہایت رنج ہوا عفریت تو اپنے چچا کے غم مین مبتلا ہو
گئے مبتلائے غم رہنے دیجئے اب حال حمزہ صاحبقران کا سنیئے جب امیر باتوقیر دیو ہر جنگ کو ہلاک
کر چکے شہپال سے آکر کہنے لگے میرے بازو سے شاخ نکلوا لیے سر دست کچھ علاج بازو کا کیجیے شہپال نے
دیوؤن سے پوچھا کیا تدبیر کرنا چاہیئے سبھون نے عرض کیا پہلے باتوقیر کو بیہوش کیجیے پھر تدبیر سے شاخ
بازو سے نکال لیجئے اس صورت مین امیر باتوقیر کو زیادہ تکلیف نہوگی شہپال بن شہرخ نے جب کہ
دیوؤن کے امیر باتوقیر کو بیہوش کرنا چاہا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے کہا آپ مجکو اگر بیہوش
کیجیےگا تو مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا شہپال بے تقریر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کی سنکے مجبور ہوا
آخر مدہر چند ناچاری عالم بیداری مین شاخ سر دیو ہر جنگ کی بازو سے امیر باتوقیر بعد دشواری نکالی گئی
خون بازو سے امیر باتوقیر کے بکثرت نکلا امیر باتوقیر بسبب کثرت درد و زخم کے بیہوش ہوگئے شہپال
نے گھبرا کر فی الفور شفاخانہ سلیمانی مین امیر باتوقیر کو بھیجا ملکہ آسمان پری بھی ہمراہ امیر باتوقیر کے
شفاخانہ مین گئی جب دیو امیر باتوقیر کو لے کر شفاخانہ مین پہنچے چارہ ساز امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
کے زخم بازو کا علاج کرنے لگے پہلے زخم کو صاف کرکے ٹانکے دیئے پھر مرہم سلیمانی کا پھایا جسم پر رکھا
بعد چار گھڑی کے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ہوش آیا بیہوشی رفع ہوئی آنکھیں جو کھولیں ملاحظہ
کیا کہ مین شفاخانہ مین پلنگ پر لیٹا ہون ملکہ آسمان پری اشک آنکھوں مین بھرے ہوئے قریب پلنگ
کے بیٹھی ہے شہپال وغیرہ بھی ایک جانب بیٹھے ہین زخم بازو پہ پھایا مرہم کا رکھا ہے جراح بیٹھے ہوئے
ہین امیر باتوقیر نے ہر ایک کو متحیر دیکھکر فرمایا آپ حضرات مطمئن رہین اور کسی طرح کا صدمہ اور ملال
نہ کرین مین افضال رب ذوالجلال سے اچھا ہون یہ فرما کر ہر ایک کو رخصت کیا لیکن ملکہ آسمان پری
فرط الفت سے شفاخانہ ہی مین رہی بعد چند روز کے جب عفریت کا زخم اچھا ہوگیا اُس وقت
عفریت نابکار نے اپنی مادر ملعونہ سے کہا کہ مین جاتا ہون اور حالت زخمداری مین امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کو قتل کرتا ہون اپنے عمو کا قصاص لیتا ہون یہ کہکر قریب چار لاکھ دیوؤن کو

ہمراہ لیکر بعد قہر و عفت جانب شفاخانۂ سلیمانی روانہ ہوا یہان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا زخم بازو اچھا ہو چلا تھا کسی قدر زخم ہرا ہونے باقی تھا مگر ضعف زیادہ تھا ناتوانی سے رنگ چہرۂ حمزۂ صاحبقران کا زرد ہو گیا تھا غسل صحت نہین کیا تھا کہ یک عفریت نے شفاخانہ کو چار جانب سے آکر گھیر لیا حمزۂ صاحبقران حالت ضعف و ناتوانی مین بستر سے اٹھکر تیغ آبدار کھینچکر آمادۂ جنگ کارزار ہوئے یہ خبر شہپال کو پہونچی فوراً شہپال اپنی فوج کثیر لیکر آیا عفریت سے لڑائی ہونے لگی جانبین کے دیو و پریزاد قتل ہونے لگے زیر دیوار شفاخانۂ سلیمانی کشتون کے انبار ہو گئے زخمی تڑپ تڑپ کر شفاخانۂ خدم مین جانے لگے عین گرمی جنگ مین عفریت امیر باتوقیر کے ہاتھ سے زخمی ہوا لشکریان عفریت فوراً عفریت کو لیکر بھاگے بھاگنے مین صدہا دیو قتل ہوئے بعد بھاگنے مین صدہا دیو قتل ہوئے بعد بھاگ گئے عفریت کے شہپال نے اٹھارہ ہزار دیو واسطے حفاظت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران گرد شفاخانۂ سلیمانی کے مقرر کیے جب شہپال بہ خوشحالی اپنی لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا عفریت زخمی ہوکر اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا امیر باتوقیر شفاخانۂ سلیمانی مین استراحت پذیر ہوئے

داستان آنا مقاتل پدر عفریت کا اور متواتر لڑنا اور قتل ہونا دیو قبیلہ کا اور آنا نقابدار سبز پوش کا پھر قتل ہونا پدر عفریت کا

راویان فصیح بیان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب عفریت نابکار میدان کارزار سے زخمی ہوکر اپنی فرودگاہ لشکر پر گیا فوراً جراحون کو طلب کیا جب وہ آئے عفریت نے کہا اس زخم تیغ کو اچھا کرو خلعت و انعام مجھسے لو جراحون نے کہ وہ بھی دیو تھے اُنھون نے زخم مین ٹانکے دیئے پھر پھایا مرہم کا بناکر زخم پر لگایا ابھی جراحون نے زخم پر پھایا رکھا تھا کہ مقاتل پدر عفریت چار لاکھ دیوون کی جمعیت سے آیا عفریت نے اپنے باپ کو سلام کیا مقاتل نے پوچھا اے فرزند مین نے سنا ہے کہ ایک آدم زاد پردۂ دنیا سے آیا ہے اُسنے تجھے عاجز کیا ہے یہ تو بتا کہ نام اُس آدم زاد کا کیا ہے قد و قامت و قوت مین کیا تجھسے زیادہ ہے عفریت نے رو کر کہا اے پدر نام اُس آدم زاد کا حمزۂ صاحبقران ہے قد و قامت اُسکا میرے قد سے بہت کوتاہ ہے لیکن مجھسے بڑھا ہوا ہے سیکڑون دیو میرے لشکر کے اُسنے قتل کیے ہین دو مرتبہ مجکو بھی زخمی کیا ہے دیکھیے فی الحال مین اُسی آدم زاد کی تیغ آبدار سے زخمی ہوا ہون یہ زخم اُسی سفاک کی تیغ کا ہے ابھی مین نے شراب پی کر اس زخم مین ٹانکے دلوائے ہین مجکو اب کچھ بن نہین پڑتا ہے اگر یہان سے چلا جاتا ہون تو باعث ذلت کا ہے یہ مشہور ہوگا کہ ایک آدم زاد کے خوف سے عفریت بھاگ گیا ایک آدم زاد ضعیف البنیاد کو قتل نہ کرسکا اگر لڑتا ہون تو ایک نہ ایک روز وہ مجھے ضرور قتل کر ڈالیگا مقاتل نے اپنے پسر کی گفتگو سنکے اُسکے آنسو رومال سے پونچھے اور بنصد شفقت کہا اے فرزند اب کچھ رنج و غم نہ کر مین اسی آدم زاد کے قتل کرنے کو آیا ہون ضرور اُسکو قتل کرونگا پھر شہپال کا سر کاٹونگا تجھے گلستان ارم کا حاکم کردونگا اگر قتل اسکے تو مجھسے اس آدم زاد کی کیفیت بیان کرتا تو اجتک مین اس آدم زاد کو قتل کر چکا ہوتا خیر اب مجکو حال آدمزاد سے آگاہی ہوئی ہے دو چار ہی روز کے درمیان مین آدمزاد اور شہپال وغیرہ کو قتل و ہلاک کرونگا عفریت نابکار اپنے پدر نابہنجار کی گفتار سنکے خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ میرا باپ مجھسے زیادہ قوی ہے یقین ہے کہ یہ آدمزاد کو قتل کریگا یہ خیال کرکے عفریت

ہنسنے لگا مقاتل نے پھر عفریت سے پوچھا شہپال کے شریک و معاون کون کون دیو ہین عفریت نے کہا ارشوسے جنی و راشوسے جنی اور دیوا کوان اور سیامک سیاہ کلاہ ببرا کوان اور راکوان کاس اور طومان کاس اور دیو ثقیلہ مع فوج و لشکر آکر شہپال بن شہرخ کے معین ہوئے ہین پہلے مین نے شہپال کو شکست دی تھی شہپال بھاگ گیا تھا گلستان ارم میرے قبضہ مین آگیا تھا جیسے نامیردگان شہپال کے مددگار ہوے گلستان ارم اور قلعہ بلور مجھسے چھوٹ گیا متواتر وقت جنگ مین مین نے شکست پائی دو مرتبہ زخمی ہوا ہرچند شہپال کے پاس تی الحال فوج زیادہ تھی اور نامیردگان اوسکے معین و مددگار ہین لیکن مین ہجوم دیو ؤن اور پریزادون سے خائف و ترسان نہین ہون فقط دو شخصون سے ڈرتا ہون اگر دو شخص لشکر شہپال مین نہون تو ابھی سبکو قتل کرتا ہون گلستان ارم پر قبضہ کرتا ہون ملکہ آسمان پری کے وصل سے کامیاب ہوتا ہون مقاتل نے پوچھا وہ دو شخص کون ہین عفریت نے کہا اول تو وہ آدمزاد ہے جسکا ذکر قبل اسکے کیا تھا دوسرا دیو ثقیلہ ہے یہ بھی نہایت ہی قوی ہے مقاتل نے ہنسکر کہا تیرے نزدیک وہ قوی ہوگا مین تو اُسکو ایک مور ناتوان جانتا ہون جنگاہ جنگ مین اُسے گرفتار کر لونگا جس طرح تو کہیگا اسی طرح اُسکو قتل کرونگا مقاتل نابکار اپنے پسر بد شعار سے باتین کر رہا تھا ناگاہ ملعونہ مادر عفریت کو خبر پہونچی کہ مقاتل برائے قتال آیا ہے عفریت سے کہتا ہے مین شہپال وغیرہ کو قتل کرونگا ملعونہ یہ خبر دیو ؤن سے سنکے بارگاہ سے نکلی اور قریب مقاتل آکر بیٹھی مقاتل ملعونہ کے چہرے پر نظر کرکے خوش ہوا اور کہنے لگا اے مونس شب تنہائی اے جان جہان آرام دل مشتاقان آؤ اور میرے پہلو مین بیٹھ جاؤ میرے دلکو نہ تڑپاؤ اسقدر اپنے خاوند سے نہ شرماؤ علحدہ نہ بیٹھو اسقدر شرم و حجاب نہ کرو مجکو تمھارا علحدہ بیٹھنا گوارا ہے دیکھو پہلو مین دل میرا بیقرار ہے اسوقت تمنائے دلی بر لاؤ میری خواہش کو پورا کرو ملعونہ نے گفتگو اپنے شوہر کی سنکے اشک آنکھون مین بھر کے جواب دیا میرا فرزند تو مصیبت مین گرفتار ہے تمکو خیال بوس و کنار ہے جو اسمین میرے بچا نہین مین دشمنون کا میرے بچے پر نرغہ ہے ہر ایک میرے لڑکے کا عدو ہے مجکو اپنے بچے کی جان کے لالے پڑے ہین دشمن جان میرے پسر کے بڑے بڑے دیو ہین خصوصاً آدمزاد بانی فساد میرے پارۂ جگر کا دشمن قوی ہے اُسکے ہاتھ سے میرے لڑکے کی جان بچتی معلوم نہین ہوتی اب تمھارے پہلو مین اُسوقت بیٹھونگی مگر اُس روز مدعاے دلی تمھارا بر لاؤنگی جس روز آدمزاد قتل ہو جائیگا اور میرے دل کو قرار آئیگا اُسوقت تمھاری خواہش کو پورا کرونگی یہ کہکے ملعونہ بے اختیار رونے لگی مقاتل نے بیتاب ہوکے ملعونہ اپنی زوجہ کو اپنے پہلو مین بٹھایا اور کہا اے بی بی اب مین آیا ہون دو ایک روز طبل جنگ بجواؤنگا تمھارے لڑکے کے دشمنون کو قتل کرونگا آدمزاد کو گرفتار کرکے تمھارے حوالے کر دونگا تم اسقدر کیون ملول ہو میرے آگے تمھارے فرزند کے دشمنون کی حقیقت ہے ایک ہی روز مین سبکو مار ڈالونگا تم جانتی ہو نام میرا مقاتل ہے مین کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا سبکو قتل کرونگا گلستان ارم کا بادشاہ تمھارے فرزند کو کر دونگا اُسوقت تم آرزوے دلی میری بر لاؤ میری حال زار پر رحم کھاؤ ملعونہ نے یہ سُنکے بڑھاپے مین ناز کیا دامن مقاتل کا پکڑکے کہا نہین نہین ابھی جاؤ آدمزاد کو گرفتار کرکے لے آؤ مین اُسکے کباب شراب پی کے کھاؤنگی ہڈیان اُسکی چباؤنگی پھر تمھاری آرزوے دلی بر لاؤنگی اگر تم میری آرزو کو بر لاؤگے

مین کبھی تمسے بات نہ کرونگی کبھی تمھارے پہلو مین نہ بیٹھونگی اپنا جوبن دکھاکے ہمیشہ تمھارے دلکو جلاؤنگی کبھی تمھارے ہاتھہ نہ آؤنگی مقاتل بہ تقریر اپنی زوجہ کی سُنکے ناچار ہوکر کہنے لگا خیر مجھے تمھاری خوشی منظور ہی مین ابھی جاتا ہون آدمزاد کو گرفتار کرکے تمھارے پاس لیے آتا ہون یہ کہکے مقاتل نابکار پہلوے ملعونہ سے اُٹھا اور ناچار ہوکر دیوون کو ہمراہ اپنے لیکر سمت شفاخانۂ سلیمانی روانہ ہوا بعد قطع راہ جب نزدیک شفاخانۂ سلیمانی برائے نگہبانی امیر بانوقیر معین کیے گئے تھے وہ دیو مقاتل کو دیکھکر ہوشیار ہوئے اور فوراً اُٹھکر سدراہ ہوئے مقاتل نے دیکھکر اور برہم ہوکر دار شمشاد سے دیوؤن کو قتل کرنا شروع کیا لشکر شہپال کے دیوؤن نے بھی ارہ پشت شنگ اور دار شمشاد و دیگر آلات حرب وضرب سے فوج مقاتل کے دیوؤن کو قتل کرنا شروع کیا دونون جانب کے دیو قتل ہونے لگے حمزۂ صاحبقران بھی شفاخانۂ سلیمانی سے نکلے اور عقرب سلیمانی کھینچکر دیوؤن کو قتل کرنے لگے عقرب سلیمانی وہ شمشیر لاثانی تھی کہ مثل برق کے چمک کر خرمن لشکر مقاتل پر گرتی تھی اور اُن دیوون کے خرمن حیات کو جلاتی تھی بیشک وہ تلوار ایک شعلۂ آتش تھی اعداے نابکار کو جلاتی تھی بموجب بیت کس طرح جلے نہ خصم سرکش ✦ وہ تیغ تھی موج بحر آتش ✦ حمزۂ صاحبقران نے صدہا دیوؤن کو قتل کیا لشکر مقاتل مین تہلکہ پڑگیا مقاتل ہرچند کہ پہلوان نامدار تھا لیکن میدان جنگ سے دبھاگا دار شمشاد سے لشکر شہپال کے دیوؤن کو ہلاک کرنے لگا یہان تو یہ لڑ رہا تھا دیو قتل ہو رہے تھے اُدھر عفریت نے یہ خیال کیا کہ میرے پدر کے ہمراہ لشکر کم ہے فوج شہپال کے پاس زیادہ ہے ایسا نہو کہ مقاتل قتل ہو جاے یہ خیال کرکے عفریت اُسی عالم زخمداری مین کل لشکر اپنا لیکر اپنے باپ کی مدد کرنے کے واسطے روانہ ہوا اور بہ تعجیل تمام مقاتل کے پاس پہونچا مقاتل اپنے فرزند عفریت کے آنے سے خوش ہوا عفریت نے اپنی فوج کے دیوون کو حکم دیا جلد تر آدمزاد کو گرفتار کرلو اگر شہپال اور لشکر آجائیگا تو بڑی لڑائی ہوگی اور پھر آدمزاد گرفتار نہ ہوسکیگا دیو بہ حکم سُنکے آگے بڑھے اور لشکر شہپال کے دیوؤن کو گھیر گھیر کے قتل کرنے لگے اسوقت لشکر شہپال کے دیو نہایت متردد و متفکر ہوئے جب یہ خبر شہپال کو پہونچی کہ مقاتل اور عفریت فوج کثیر لیکر شفاخانۂ سلیمانی پر گئے ہین اور میرے لشکر کے دیوؤن کو قتل کر رہے ہین یہ خبر وحشت اثر سُنکے فوراً شہپال بن شہرخ اپنا اور لشکر لیکر بعد عجلت روانہ ہوا اور جلد راہ طی کرکے میدان کارزار مین پہونچا لشکر کو حکم لڑنے کا دیا افسران فوج لشکر لیکر آگے بڑھے لڑائی ہونے لگی نعش پر نعش دیوؤن اور پریزادون کی گرنے لگی ہنگامۂ حشر برپا ہوا صداے گیر و دار بلند ہوئی دیو بڑھ بڑھ کر نعرے مارنے لگے حریف کو للکارنے لگے دریاے خون میدان مصاف مین موجزن ہوا لاشے دیوان اور پریزادان بر دلہ قاف کے دریاے خون مین بہنے لگے زخمی مانند مچھلیون کے دریاے خون مین تڑپ تڑپ کر اُچھلنے لگے سرہا دروں کے حیات کے مانند نظر آنے لگے عین گرمی جنگ مین ایک نقابدار سبزپوش دولاکھ دیوؤن کی جمعیت سے بالاے ہوا ظاہر ہوا نقابدار سبزپوش نے اُسوقت اپنے ہمراہیون کو حکم دیا کہ فوج عفریت اور لشکر مقاتل پر سنگ گران متواتر برساؤ بموجب حکم نقابدار سبزپوش کے بڑی بڑی سلین پتھر کی فوج عفریت اور لشکر مقاتل پر مارنے لگے دیو فوج عفریت اور مقاتل کی کثرت بارش سنگ گران

سے ہلاک ہونے لگی ہزاروں زخمی ہوئے اور صدہا مر گئے مقاتل یہ حال دیکھکے عفریت سے کہنے لگا
شعر کہاں سے یہ بلائے وقت آئی ✤ بری ساعت مقدر نے دکھائی ✤ نہیں معلوم یہ کون ہمارا عدو ہے جان
ہے نہایت سنگدل ہے پتھر مارتا ہے عفریت نے کہا یہ بلائے آسمانی ہے اب توقف کرنا یہاں مناسب نہیں ہے مقاتل
نے جواب دیا ابھی تو یہاں سے نہ جاؤنگا یہ کہکے پھر لڑنے لگا نقابدار سبزپوش نے بالائے زمین اگلا ایسا
سخت حملہ کیا کہ ہزارہا دیو فوج مقاتل کے پھر قتل اور زخمی ہوئے اسوقت مقاتل دوپہر کامل جنگ کرکے
گھبرا گیا آخر بہ مجبوری طبل بازگشت بجوا کر عفریت کو ہمراہ لیکر مع فوج فرودگاہ لشکر عفریت کی جانب روانہ ہوا
جب قیامگاہ لشکر میں پہونچا اور ملعونہ روبرو آئی مقاتل نے کہا اے زوجہ خورد میری آج تو آدمزاد مجھسے گرفتار
نہو سکا کل سر میدان اُسے گرفتار کرونگا ملعونہ یہ سُنکے کہنے لگی کل بھی تجھسے کچھ نہو سکیگا آج کی طرح کل بھی سیکڑون
دیوؤن کو قتل کرکے چلا آئیگا مقاتل نے کہا اے زوجہ خوش تقریر کل ضرور اُسے کسی نہ کسی تدبیر سے گرفتار
کرونگا ملعونہ یہ سُنکے خاموش رہی مقاتل بارگاہ میں داخل ہوا عفریت بھی اپنی بارگاہ میں گیا لشکر مقیم ہوا
زخمیوں کا علاج ہونے لگا ادھر شہپال بھی مع فوج ظفر موج حمزہ صاحبقران اور ملکہ آسمان پری کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوا لشکر گلستان ارم میں اُترا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور ملکہ آسمان پری داخل
ایوان ہوئے پھر حکم شہپال سے لاشے دیوؤن اور پریزادون کے اُٹھائے گئے نقابدار سبزپوش بعد جانے
مقاتل کے علیحدہ لشکر شہپال سے فروکش ہوا اور ایک دیو سے کہا کہ جلد جاکر حمزہ صاحبقران سے یہ کہ آکہ نقابدار
سبزپوش نے تمسے کہا ہے کہ اب پردہ قاف سے چلے جاؤ ہرگز توقف نہ کرو تمھارا یہاں رہنا بے فائدہ ہے
کیونکہ تم چند مرتبہ عفریت سے لڑے اور عفریت کو قتل نہ کر سکے اب میں یہاں آیا ہوں جلد عفریت کو
تہ تیغ کرونگا کیونکہ میں قاتل عفریت ہوں اُس دیو نے بموجب حکم نقابدار سبزپوش امیر با توقیر سے جاکر
کہا امیر با توقیر نے اُسی دیو سے فرمایا اے دیو میری جانب سے نقابدار سبزپوش سے کہدینا کہ تمھیں
کیونکر معلوم ہوا کہ میں قاتل عفریت نہیں ہوں اگر تمکو دعوی دلیری ہے تو کل مجھسے مقابلہ کرنا جو غالب ہوگا وہی
قاتل عفریت ہوگا دیو گنگ ہوے امیر با توقیر سُنکے خدمت نقابدار سبزپوش میں آیا اور جو کچھ امیر با توقیر
نے فرمایا تھا نقابدار سبزپوش سے عرض کیا نقابدار سبزپوش سُنکے مسکرایا اور خاموش رہا پھر اپنی
بارگاہ میں داخل ہوکر آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ آفتاب غروب ہوا اور ماہ منیر مع کواکب فلک
پر جلوہ گر اور نمایاں ہوا ہو جب **ابیات** بنا طاؤس کا پر چرخ اخضر ✤ ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر
✤ ہے نیرنگی عالم کا تماشا ✤ کہ زاغ شب بھی ہے صورت بدلتا ✤ ہنگام شام مقاتل بد انجام نے عفریت
سے کہکر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی دیو برق صدائے طبل جنگ سُنکے
خدمت خیرہ جناب سلیمان میں گیا اور اُس طرح دعا و ثنائے شاہی بجا لاکر عرض کرنے لگا
اشعار ہمیشہ تا دہن گفتگوے اہل وفاق ✤ ز نقل زمزمۂ دلستان شود شیرین ✤ بہ حدیث تلخ دہانی
دشمنان تو باد ✤ حکایتی کہ ز لعلش دہان شود شیرین ✤ شہنشاہ فلک بارگاہ کا جاہ و جلال روز
افزون ہو عدو سے شہنشاہ کا سرنگوں ہو اسوقت مقاتل بد رنا بکار عفریت نے طبل جنگ بجوایا ہے
ارادہ اُنکا یہ ہے کہ صبحدم معرکہ آرائے نبرد ہو باقی خیر و عافیت ہے شہپال بن شہرخ نے یہ سُنکے حکم دیا
کہ ہمارے لشکر میں بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی نقارۂ سلیمانی پر چوب پڑے دیو برق نے

جلد جاکر کہا بہ جنی و قلا بہ جنی وغیرہ پریزادون سے کہ اُنھون نے بموجب حکم قضا شیم نقارہ سلیمانی کا عصا شیہا اُٹھا یا چوب کو ہاتھ مین لیا شہنا نوازون شہنا کو دہن سے ملایا قلا بہ جنی نے بسم اللہ کہکے چوب نقارۂ سلیمانی پر لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی زمین آواز نقارۂ سلیمانی سے کانپی فلک تحیر ہوا آفتاب تھرایا دیوون اور پریزادون کو طبل جنگ بجنے کی خبر ہوئی دونون لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ کی ہوئی آخر وہ وقت آیا شعر ہوئی شب خون کھاکر جلد کا فور۔ سیاہی ہوگئی وہ رات کی دور۔ وقت سحر عفریت و مقاتل بمع کل لشکر میدان مصاف مین صف آرا ہوئے اُدھر سے شہپال بصد جاہ و جلال حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر مع فوج دریاے موج عرصۂ رزم مین پہونچا بعد درستی میدان جنگ و صف آرائی کے نقیبا سے خوش آواز دونون لشکرون سے نکلے اور دیوون اور پریزادون سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون پکارے نظم ہان ناموروہ نام کرنا ۔ رستم سے نہو وہ کام کرنا ۔ رستم ہے نہ اب ہے سام باقی ۔ مردون کا فقط ہے نام باقی ۔ جب نقیب یہ کہکر ہٹ گئے لشکر عفریت سے مقاتل نکلا اور مثل فیل مست میدان مین آکر اس طرح چنگھاڑا کہ اے شہپال کسی دیو یا پریزاد کو اپنے مقابلہ جلد بھیج یا خود میدان مین آکر مجھسے کارزار کر چونکہ ہنگام صف آرائی لشکر نقابدار سبزپوش بھی مع اپنی فوج کے جانب شہپال بقصد جنگ و جدال کھڑا ہوا تھا نعرۂ مقاتل سنکے فوراً اپنے لشکر کی صف سے نکلا اور سامنے مقاتل کے جاکر کہنے لگا کہ او مقاتل مجھسے جدال و قتال کر مقاتل نے دار شمشاد اُٹھاکر نقابدار سبزپوش پر لگائی نقابدار سبزپوش نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر گرز پشت نہنگ بیدرنگ فرق مقاتل پر مارا مقاتل بھی ضرب گرز پشت نہنگ سے بچا اسی طرح تا دیر باہم جنگ رہی آخر مقاتل نے بہنگام جنگ نقابدار سبزپوش کو گرفتار کیا فوج نقابدار سبزپوش نے براے رہائی نقابدار سبزپوش مقاتل پر حملہ کیا شہپال نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ نقابدار کو جہانتک ممکن ہو رہا کراؤ بموجب حکم شہپال لشکر قہار بڑھا زمین کو زلزلہ ہوا اُدھر سے عفریت بھی لشکر لیکر بڑھا آخر تینون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگے دیو تقیلہ اور دیو اکوان اور ارشوے جنی و ماشوے جنی وغیرہ بہادران پردۂ قاف میدان مصاف مین جنگ رستمانہ کرنے لگے ایک ایک ضرب دار شمشاد مین دو دو چار چار دیوون کو ہلاک کرنے لگے حمزہ صاحبقران نے بھی تیغ آبدار کھینچی پھر

بصد غیظ و غضب بموجب نظم
جیسے چھو گئی اُس بلا کی جھڑپ
لب زخم تھے ساحل جوے بار
بڑھے کھینچکر بس وہ خونین حسام
گیا خاک پر مثل ماہی تڑپ
عبیری ہوئی خاک دشت نبرد
لگے دھڑ کبر کرنے تمام
تنون پر تھا ہر سمت جوش فگار
ہوا پر بجز خون نہ اٹھتی تھی گرد

اسقدر دیو نابکار شمشیر ابدار سے قتل کیے کہ جابجا لاشون کے انبار لگا دیے دیوان لشکر نقابدار نے جنگ عظیم کرکے اپنے مالک و سردار نقابدار سبزپوش کو دست مقاتل سے چھڑایا اور پھر اُس بے حیا پر حملہ کیا جب مقاتل کی فوج کے صدہا بلکہ ہزارہا دیو قتل ہوے اُسوقت مقاتل نے گھبراکر طبل بازگشت بجوایا بہادرون نے جنگ سے ہاتھ روکا تھوڑی فوج عفریت ناری سے علحدہ ہوکے عفریت ہمراہ اپنے باپ کے مع لشکریون گلستان ارم ایک میدان وسیع مین گیا اور وہین مقیم ہوا شہپال بھی حمزۂ صاحبقران و نقابدار سبزپوش وغیرہ کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین آیا بعد بیٹھنے شہپال نبیرۂ حضرت سلیمان کے ہر ایک شخص حسب قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھا امیر باتوقیر اور نقابدار سبزپوش بھی دنگل

اور کرسی پر بیٹھے شہبال نے نقابدار سبز پوش سے مخاطب ہو کر پوچھا تمھارا نام کیا ہے نقابدار نے نقاب چہرے سے
اُٹھا کر شہبال کو سلام کیا نقابدار کو شہبال نے اُٹھ کر گلے سے لگایا مزاج پوچھا اور سبب آنے کا دریافت کیا
نقابدار سبز پوش نے جواب دیا بافضال خدا اور آپ کی برکت دعا سے میں اچھا ہوں مجکو اشتیاق قدمبوسی از حد
تھا اسواسطے یہاں آیا اتفاقاً یہاں ایسے وقت پر ہو پہنچا کہ مقاتل اور عفریت آپ سے لڑ رہے تھے میں نے
اُنکے لشکر کو بارش سنگ گران سے تباہ و ہلاک کیا یہ کہکر نقابدار سبز پوش نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر
کہا میں نے ہزار فا دیو کو آپ کے پاس بھیجا تھا بیشک قاتل عفریت آپ ہی ہیں یہ باتیں کر کے نقابدار سبز پوش
خاموش ہوا شہبال نے بڑے تکلف سے نقابدار کی دعوت اور ضیافت کی بعد دعوت اور مہمانی کے
نقابدار سبز پوش شہبال بن شاہرخ اور امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہو کر مع اپنی فوج کے
چلا گیا حمزۂ صاحبقران نے شہبال سے پوچھا یہ نقابدار سبز پوش کون تھا شہبال نے جواب دیا یہ میرا
بھائی ہے نام اسکا [illegible] خود سبز قبا ہے حاکم قلعۂ سبز نگار کا ہے عرض بعد جانے نقابدار سبز پوش کے ہنگام شام عفریت
بد انجام نے بموجب کہنے اپنے پدر مقاتل کے پھر طبل جنگ بجوایا جس وقت صدا اسکے طبل رزمی بلند ہوئی
دیو اکوان اور دیو برق آواز طبل رزمی سن کے خدمت شہبال بن شاہرخ نبیرۂ حضرت سلیمانؑ میں حاضر
ہوئے اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر اور سر جھکا کے یوں دعا و ثنائے شاہی بجا لا کر عرض کرنے لگے نظم
تا محالست کہ جناب بگرد پایندہ تا بود در عرض خلق فلک نا پیدا ہے + اد ستلع فلکہ در عرض آباد جہان +
بہ زراع رفعت مزرعۂ دوران چاہئے + یاس و امید جہان تو مقصود انگیز + بود نالود تو حرمان آلائے +
ای شہنشاہ فلک جاہ آج پھر عفریت بد سرشت نے طبل جنگ بجوایا ہے قصد اُسکا ہے کہ ہنگام صبح میدان جنگ
میں آکر آتش کینہ و فساد کو دو بالا کرے باقی خیریت ہے شہبال نے خبر بجنے طبل جنگ کی سن کے فرمایا ہمارے
لشکر ظفر اثر میں بھی بامداد خدا و باعانت کبریا نقارۂ جنگی بجایا جاوے جو کچھ ہماری قسمت میں کاتب تقدیر
نے لکھا ہے وہی پیش آئیگا دیو اکوان بموجب حکم شہبال بن شاہرخ نقارہ خانۂ سلیمانی میں گیا
اور حکم نبیرۂ حضرت سلیمانؑ سے قلاع جنی اور کیا بہ جنی دیو و پریزادوں کو مطلع کیا اُنھوں نے فی الفور
نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی آواز نقارہ و شہنا بلند ہوئی دیو و پریزاد صدائے نقارہ و شہنا سنکے وجد
میں آئے اور نقارۂ رزمی کے بجنے سے خیال کرنے لگے کہ پھر کل ہنگام سحر لڑائی ہوگی یہ خیال کر کے
سامان لڑنے کا درست کرنے لگے تمام شب دونوں لشکروں میں تیاری لڑائی کی بخوبی ہوئی جب وہ زمانہ
آیا کہ شاہد شب اہل نظر سے نہان ہوا اور سپیدۂ سحر سمت مشرق سے عیاں ہوا نظم کھلا آخر سمار زلف
شب کا + اُٹھا مند علا غبار کے سر غضب کا + وہ مثل نو عارض صبح روشن + بشکل شستی پاکیزہ دامن جبین
ماہ کی صورت فروزان و تابان دل ربا جیسے لخط سمان + ہنگام صبح عفریت و مقاتل مع چہل لاکھ دیو خونخوار
میدان کارزار میں آیا بعد صف آرائی کے مقاتل اپنے فرزند عفریت سے کہنے لگا کہ آج آدمزاد
یا دیو نقیذ کو ضرور گرفتار کرونگا اگر دونوں میں سے کسی کو گرفتار کرونگا تو لڑکر مرجاؤنگا زندہ میدان
جنگ سے واپس نہ آؤنگا مجکو تیری مادر ملعونہ سے ندامت ہے میں نے اُس سے اقرار کیا تھا کہ آدمزاد
کو گرفتار کر کے تیرے حوالے کر دونگا آجتک میں نے ایفائے وعدہ نہیں کیا وہ مجھسے ناراض ہے
رات کو پاس سونا کیسا بات بھی نہیں کرتی ہے عفریت نے جواب دیا بیشک مادر مہربان

آپ سے رنجیدہ ہیں آپ کو وعدہ وفا کرنا چاہیے عفریت مقاتل سے باتیں کر رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ لشکر شہپال مع بہت
شان و شوکت سے آتا ہے دیو و دیو نژاد صف بستہ اپنے افسروں کے ہمراہ ہیں حمزہ صاحبقران مرکب پر سوار ہیں
قریب تخت شہپال گھوڑے کو روکے ہوئے شہپال سے کچھ باتیں کرتے ہوئے آتے ہیں ایک سمت دیو سیاہک
سیاہ کلاہ ہمراہ سپاہ ہے کسی جانب دیو اکوان دار شمشاد دوش پر رکھے ہوئے ہمراہ فوج دلیرانہ آتا ہے کسی طرف
ناشوے جنی دار شوے جنی ہمراہ فوج پریزادان تنک سرشت بصد صولت آتے ہیں ایک جانب دیو اکوان
کاس و طوطمان کاس و دیو ثقیلہ مانند فیلان مست کے جھومتے ہوئے دار شمشاد و پارۂ پشت نہنگ دوش پر
رکھے ہوئے باہم باتیں کرتے ہوئے اور بار بار ہنستے ہوئے آتے ہیں عفریت دیو ثقیلہ کو دیکھکر اپنے باپ سے
کہنے لگا یہی دیو ثقیلہ ہے جو قریب اکوان کاس کے چلا آتا ہے ایسے میں خائف ہوں وہ نہایت قوی ہے مقاتل
نے کہا آج اسی سے میں لڑونگا اسکو گرفتار کرکے بعد سیخ کشی گوشت اسکا کھاؤنگا تیری ماں کو بھی کھلاؤنگا مقاتل تو
یہ کہہ رہا تھا کہ شہپال میدان کارزار میں آیا اور صف آرا ہوا جب صف آرائی ہو چکی نقیب دونوں لشکروں سے
نکلے اور پکارتے چلے بلند بکار کہ اے بہادران پردۂ قاف و اے دلیران عرصۂ مصاف آگاہ ہو کہ ہر ایک کی حیات چند روزہ
ہے کسی کو بقا نہیں ہے سوائے خدا کے آج حریف سے پیچ میں لازم ہے کہ دلیرانہ وار اپنا نام کر دنیا سست ہے
کچھ اعتبار نہیں ہے زندگی چند روزہ ہے سوائے نیکی اور نام کے کوئی وہاں سے اور نہیں لیجاتا ہے تمنے سنا ہوگا

گئے کل سوئے گورستاں جو ہم با حسرت خالی سے	مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی یا کہ خالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اس جا یہ مضمون خیالی تھے	مہیا کرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

نقیب دونوں طرف سے یہ کہکر رہے ہوئے دیو و دیو نژاد باہم کہنے لگے یہ سچ کہتے ہیں اگر لڑائی ہوگی
تو آج ہم بھی اس طرح لڑینگے کہ لڑائی ہماری یادگار رہیگی ابھی دیو اور پریزاد یہ کہہ رہے تھے کہ مقاتل نابکار شکل
شکل فیل مست پر جھومتا ہوا اور رعد کی طرح چنگھاڑ و نعرے کرتا ہوا بڑے زور و شور سے نکلا اور میدان جنگ میں ٹھہر کر
بہ آواز بلند پکارا او دیو ثقیلہ او بیوقوف اگر تجھکو دعوی دلیری ہے تو جلد میرے سامنے آ اور مجھ سے مقابلہ کر
دیو ثقیلہ نعرۂ مقاتل سنکے صف لشکر سے نکلا اور شہپال اور حمزہ صاحبقران و دیگر دیو و پریزاد سے
رخصت ہو کر سامنے مقاتل کے گیا مقاتل نے دار شمشاد اٹھا کر بقوت تمام سر دیو ثقیلہ پر لگائی ثقیلہ
نے ضرب دار شمشاد سپر کرارہ پشت نہنگ مقاتل پر مارا مقاتل بھی ضرب پارۂ پشت نہنگ سے
بچا اسی طرح دو ڈھائی سو ضربیں رد و بدل ہوئیں اور کوئی زخمی نہوا آخرکار دار شمشاد کو مقاتل نے رکھکر
ثقیلہ سے کہا او جو کرے میں تجھکو ایسا قوی نہ جانتا تھا پھر اب مجھ سے کشتی لڑ ثقیلہ نے جواب دیا او نابکار تیری کیا
حقیقت ہے میں تیرے باپ سے کشتی لڑونگا اگر خدا چاہیگا تو تجھکو زیر کرونگا یہ کہکر ثقیلہ پارۂ پشت نہنگ ہاتھ
سے رکھکر مقاتل سے کشتی لڑنے لگا دونوں تجربی زور کرنے لگے باہم گرمشت مارنے لگے ٹکریں مانند فیلان مست
باہم یوں لگانے لگے گویا دو پہاڑ باہم ٹکرانے لگے اور موافق قاعدہ پردۂ قاف کے داؤں پیچ کرنے لگے
ہنگام زور ریا تو ہی گھٹنوں تک زمین میں غرق ہو گئے گاؤ زمین انکے زور قوت کی متحمل نہوئی آخر قدم
گاؤ زمین کانپنے لگے اسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ دونوں ہمہ تن پسینے میں تر ہو گئے ہیں قطرے
پسینے کے متواتر زمین پر ٹپک رہے ہیں زمین کثرت عرق ریزی سے بخوبی تر ہو گئی ہے مقاتل اور دیو ثقیلہ

جو زور کرتا ہی یہ جو پسینہ کے باعث شانے اور بازو پر اچھی طرح نہین ٹھہرتا ہی ثقیلہ بہ نسبت مقاتل زیادہ ہانپ رہا ہی
ہر ایک مٹی مین آلودہ ہو کر مثل کھلونے دو پہر تک باہم بخوبی کشتی ہوئی چونکہ دیو مقاتل دیو ثقیلہ سے زیادہ قوی
تھا اس سبب سے بعد دو پہر کے مقاتل نے دیو ثقیلہ کو بمشکل زیر کیا اور گرفتار کر کے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا
مقاتل اور عفریت تو مع اپنی فوج کے خوشی و خرمی میدان جنگ سے گئے لیکن شہپال وغیرہ مغموم اور ملول
میدان مصاف سے پھرے شہپال راہ طے کر کے اپنی بارگاہ مین داخل ہوا حمزۂ صاحبقران قریب شہپال
دخل پر بیٹھے دیو معزز و ممتاز بھی بارگاہ سلیمانی مین موافق اپنے اپنے رتبہ اور مرتبہ کے بیٹھے شہپال حمزۂ
صاحبقران اور راشوے جنی ہمراشوے جنی وغیرہ سے کہنے لگا آج مجکو دیو ثقیلہ کے زیر ہونے سے رنج ہوا
سب نے عرض کیا آپ مطلق صدمہ نہ کیجیے انشاءاللہ ہم مقاتل کو قتل کرینگے دیو ثقیلہ کو رہا کرینگے شہپال یہ سنکے
خاموش ہوا یہان تو شہپال مع حمزۂ صاحبقران اور دیوؤن اور پریزادون کے بارگاہ سلیمانی مین مغموم
بیٹھا ہوا ہے تو بیچارہ رہنے دیجیے لیکن اب حال مقاتل کا بیان کیا جاتا ہی ذرا غور سے سنیے کہ جب دیو مقاتل
میدان جنگ سے فرودگاہ لشکر پر گیا فوراً دیو ثقیلہ کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور ملعونہ اپنی زوجہ سے
ہنسکے کہنے لگا اے خاتون میرا سا نہ ہوگا ایسا شوہر فرمانبردار بھی کوئی کسی عورت کا زمانہ مین نہ
تیری کہنے کے بموجب دیو ثقیلہ کو تو گرفتار کیا ہی اب آدمیزاد کو بھی اسی طرح گرفتار کر لاؤنگا تجھے بھلا لاؤنگا
تو مجھسے ناراض و ناخوش نہو ہنسکر باتین کر میرے سینے سے لپٹ جا میرے پہلو مین بیٹھکر بادہ کشی کر اور
عوض گزک دیو ثقیلہ کا گوشت کھا ثقیلہ اچھا موٹا ہی گوشت اسکا قوی اور مزے کا ہوگا بعد بادہ خواری کے
آج مجھسے ضرور ہمبستر ہو نا مدعاے دلی برلانا ملعونہ نے گفتگوے مقاتل سنکے بہ ناز و ادا کہا تو نے میری کیا
فرمانبرداری کی کیا میرے دل کو خوش کیا کس بات پر اسقدر نازاں ہی ایک چھوکرے کو گرفتار کیے اتنا مغرور ہی
مین نے تو تجھے آدمیزاد کے گرفتار کرنے کو کہا تھا تو ثقیلہ کو پکڑ کے لے آیا خیر تیری خاطر سے مین شراب پیونگی یہ کہکے
ملعونہ اور عفریت پہلوے مقاتل مسند پر بیٹھی مقاتل نے بجوش مے ارغوانی جام شراب کے پیے اور ملعونہ کو بھی پلائے
جب کسی قدر نشہ ہوا مقاتل نے کارد وغیرہ [illegible] ثقیلہ کے اعضا کا گوشت کاٹ کاٹ کر اکثر دیوؤن کو دیا اور
اور خود بھی کھایا اور ملعونہ کو کھلایا جب ثقیلہ کے مرنے سے رہ گیا طائر روح اسکا قفس تن سے بنہایت صدمہ
اُٹھا کر اُڑ گیا مقاتل اور عفریت ثقیلہ کے مرنے سے خوش ہوے جب وہ وقت آیا کہ آفتاب عالمتاب
نظر دیو و پریزاد وغیرہ سے پنہان ہوا اور ماہ منیر مع کواکب فلک پر عیان ہوا ہیبت زمین کی سایہ نے کی
پردہ پوشی و کمی مہر فلک کی گرم جوشی مقاتل نے عالم نشہ مین عفریت سے کہا اے فرزند طبل جنگ بجوا
صبح کو آدمیزاد کو بھی گرفتار کر کے مثل ثقیلہ کے اسکا بھی گوشت کھاؤنگا اسکا گوشت نمکین ہوگا حکام ملکی
جب تم اُسکا بجاے گزک کھاؤنگی نہایت لطف اُٹھاؤنگی عفریت نے بموجب کہنے اپنے پدر مقاتل کے
طبل جنگ بجوا دیا دیو اکوان وغیرہ صداے طبل رزمی اور رحال دیو ثقیلہ سنکے افتان و خیزان مغموم
و پریشان خدمت شہپال مین شہر رخ مین اُسوقت گئے کہ شہپال تخت پر بیٹھا تھا دیو اور پریزاد معزز و ممتاز
بھی بیٹھے ہوے تھے امیر با توقیر بھی رونق افزا تھے دیوؤن نے مجرا گاہ پر کھڑے ہو کر بعد ادب
آداب و مجرا کے اس طرح دست بستہ دعاے ثناے شاہی کر کے عرض کرنے لگے اشعار

حسود جاہ تو در تنگناے غم ہر دم
فراق نامہ نویسد بہ مرگ ناگاہی
جو ظل جاہ بہار تمام ہند سپہ تکنی

بدون صفر کند پنج فرو تیغ باہی
ز رفتنہاسے زمین و زمان مہیا باد
منافقان ترا برگ سالی و ماہی

ز رفتہاسے قضا و قدر مہیا باد
موافقان ترا ساز مالی و جاہی
اسوقت عفریت ناکار نے طبل

جنگ بجوایا یہ مصمم ارادہ اسکا ہی کہ صبح کو خادمان شہنشاہ سے سرگرم جدال و قتال ہو علاوہ اسکے غلامون سے
سُنا ہی کہ مقاتل نے دیو ثقیلہ کے تمام تن کا گوشت کاٹ کاٹ کے ہنگام میکشی کھایا ہی اور دیو ثقیلہ اسکے ظلم و
جفا سے مرگیا ہی باقی خیریت ہی شہپال اور حمزۂ صاحبقران نے جو ثقیلہ کے مرنے کا حال سُنا نہایت صدمۂ غم
ہوا اور باچشم پرنم دیوون سے برہم ہو کر کہا کہ پہلے تمنے ہمین اس ظلم کی خبر نہ دی دیوون نے عرض کیا
غلامون نے ابھی سُنا ہی قبل اسکے معلوم نہ تھا ورنہ ضرور خدمت عالی مین حاضر ہو کر عرض کرتے شہپال نے عذر
دیوون کا سُنکے فرمایا کہ دیو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ جنگی بجایا جاے انشاء اللہ کل
مقاتل نابکار سے خون ناحق دیو ثقیلہ کا قصاص بخوبی لیا جائیگا حمزۂ صاحبقران نے کہا اگر پروردگار نے
چاہا تو صبح کو مقاتل کو مین قتل کرونگا دیو ثقیلہ کا انتقام لونگا غرض اسوقت بارگاہ سلیمانی مین جسقدر دیو اور
پریزاد بیٹھے تھے سب کو دیو ثقیلہ کے مرجانے کا صدمہ ہوا دیو اکوان وغیرہ نے بموجب حکم شہپال نقارۂ جنگی
بجوایا دونون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ کی ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ بموجب بیت ازا سے جلوہ اسکے
صبح نے ہوش • بڑھتے لیں دل مین لڑنے والون کے جوش • وقت صبح ادھر عفریت اور مقاتل مع لشکر دیو بصد
کبر و نخوت عرصۂ جنگ مین آئے اور صف آرا ہوئے ادھر شہپال بھی تخت پر سوار ہوا حمزۂ صاحبقران
اسلحۂ تن پر آراستہ کر کے پشت سمند صبا رفتار پر بیٹھے جلو دیو و پریزاد بھی آلات حرب و ضرب سج کر آمادہ جلنے
پر ہوئے جسوقت ڈنکے پر چوب پڑی سواری شہپال کی آگے بڑھی لشکر اسطرح چلا بموجب بیت روان بحر
لشکر ہوا موج موج • لگی چشم خورشید تک گرد فوج • جب بصد کروفر سے شہپال میدان مصاف مین پہونچا
بعد صف آرائی لشکر کے نقیب دونون لشکرون سے نکلے اور دیوون اور پریزادون سے مخاطب ہو کر
باآواز بلند پکارے اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد • کر خصم
نام و ننگ باید کرد نقیب یہ کہکر کنارے لشکر کے ٹھہرے مقاتل نابکار مانند فیل دمان نعرہ کر کے
صف لشکر سے نکلا اور میدان جنگ مین آکر پکارا او آدم زاد ضعیف البنیاد تیری شجاعت و دلیری
کی تو داستان مین نے سنی ہی لیکن امتحان تیری شجاعت کا کبھی نہین کیا ہی آج چاہتا ہون کہ تجھسے
مقابلہ کرون اگر تجکو دعوی دلیری ہی اور مجھسے خائف و ترسان نہین ہی تو میدان رزم مین نکل کر مجھ سے
مقابلہ کر ہنر جنگ دکھا رزم سے منھ نہ چھپا کل مین نے دیو ثقیلہ کو گرفتار کر کے کباب اسکے گوشت کے
بنا کر وقت میکشی کھائے تھے آج تجکو گرفتار کر کے مثل اسکے تیرے بھی گوشت کے کباب کھاؤنگا
حمزۂ صاحبقران نے نعرۂ مقاتل سُنکے ارادہ نکلنے کا کیا شہپال وغیرہ نے امیر بانو قبر کو روکا امیر بانو قبر
نے کہا مین اس نابکار سے ضرور مقابلہ کرونگا کیونکہ اسنے مجھی کو برائے مقابلہ طلب کیا ہی شہپال وغیرہ گفتگوے
حمزۂ صاحبقران سُنکے مجبور ہوئے امیر بانو قبر نے سب سے رخصت ہو کر اسطرح بصد صولت مرکب اپنا
بڑھایا کہ بعض پریزاد اوصاف امیر بانو قبر و ثناے مرکب مین یہ اشعار پڑھنے لگے **اشعار**

در مقابلہ کند ردے کائنات بعمد
ضرب شمشیر ندارد اثر ضرب شل
ای بجلالہ وجود تو جہانگیر لقب

داہی تنشے حسود تو عنا گیر اجل
چون دماغ فلک از بیت تو مختل گردد
عیسی از مہر تشاید کہ کند دفع خلل

بوجش اللہ تیغ بکشید تو کہ ہست
از ازل سوسنان ابد وز ابد آید بازل
گر بخورشید ہے سرعت او در یک دم
حرکات فلک از سرعت او مستعمل
در عنان گردش او تا کہ نار دہوا

دو دوان کسل از شوخی او مستعجل
قطرہ کش دم رفتن چکید از پیشانی
آمد از نور بترتیب منازل بہ حمل
گر بسر خصم تو بندد نگہ ایلش گزند
طی شود دائرہ بر دائرہ مانند بجبل

آن سبک سیر کہ چون گرم عنانش سازی
شبنم آسائش نشنید کز رجعت بکفل
سکنات قدم از شوخی او نامعلوم
تا قیامت بہ تکاپویش نرسد جنگ اجل
یہ بڑا وہ اشعار پڑھکر خاموش ہوئے

حمزہ صاحبقران میدان جنگ مین سامنے مقاتل کے پہونچے اس ناکار نے امیر باتوقیر کے قد و قامت پر نظر کرکے
خیال کیا کہ ای مقاتل یہ آدمزاد تو نہایت ہی نحیف اور ناتوان ہے اسکے دست و پا مین مطلق قوت و طاقت نہوگی
یہ تجھسے کیا لڑیگا فقط آواز تیرے نعرہ کی سنکے ہلاک ہو جائیگا اسپر وار شمشاد آہستہ لگا ورنہ ضرب وار شمشاد سے
یہ بھرتا ہو جائیگا گوشت اسکا خاک مین ملجائیگا اشتیاق اسکے گوشت کہانے کا رہ جائیگا یہ خیال کرکے مقاتل نے
وار شمشاد اٹھاکر خبردار خبردار کہکے اور نعرہ کرکے سر امیر باتوقیر پر لگائی امیر باتوقیر نے ضرب وار شمشاد سے اپنے
تئین بچاکر تیغ تیز کھینچکر سر مقاتل پر لگائی مقتل پر لگائی مقاتل فوراً پیچھے ہٹ گیا وار تیغ کا خالی گیا مقاتل
نے ابکی مرتبہ امیر باتوقیر کے گوشت کا خیال نہ کرکے بقوت تمام وار شمشاد فرق امیر باتوقیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد
سپر فراخ دامن پر دلیرانہ روکی مقاتل یہ قوت و طاقت امیر باتوقیر کی دیکھکر گھبرا گیا حواس منتشر ہو گئے خوف
کانپنے لگا اور یہ خیال کرنے لگا عفریت سچ کہتا ہے کہ اس آدمزاد مین از حد قوت ہے مقاتل یہ خیال کر رہا تھا
کہ امیر باتوقیر نے نعرہ کیا شعر امیر عرب حمزہ شیر دل + کز دگشتہ سہراب و رستم خجل + یہ نعرہ کرکے شمشیر آبدار
سر مقاتل نابکار پر لگائی ہرچند مقاتل نے تیغ آبدار وار شمشاد پر روکنا چاہی لیکن تیغ برق مثال وار شمشاد
کو کاٹ کر اسکے دو پیکر پر پڑی مقاتل دو ٹکڑے ہوکر اسطرح بالاے زمین گرا کہ دیوون کو گمان ہوا
کہ پہاڑ پھٹ کے بالاے زمین گرا اسدم قدم گاؤ زمین تھرانے لگے دیو و پریزاد نے حال ضرب تیغ امیر
باتوقیر ملاحظہ کرکے صدائے تحسین و آفرین بلند کی شہپال بھی بدرجہ کمال خوش ہوا عفریت نابکار نے اپنے
پدر ناہنجار کے قتل ہونے سے نہایت مغموم ہوکر اپنی فوج کے دیوون کو حکم دیا کہ اس آدمزاد کو آج زندہ
نہ جانے دو اسنے میرے باپ کو قتل کیا ہے تم سب ملکر اسے قتل کرو دیوون نے بموجب حکم عفریت حمزہ
صاحبقران پر سخت حملہ کیا امیر نے شمشیر آبدار سے دیوون کو قتل کرنا شروع کیا جب لڑائی ہونے لگی شہپال
بھی مع فوج لے کر بڑھا دیو و پریزاد دونون لشکرون کے ملنگے لڑائی ہونے لگی وار شمشاد اور آرہ ایشت ننگ
سے دیو و پریزاد باہم لڑنے لگے دو در بانسے خون لشکر مین بہنے لگے شور گیر و دار برپا ہوا جانبین سے
دیو اور پریزاد قتل ہونے لگے لاشین دھڑ دھڑ زمین پر گرنے لگین طبقات زمین بار بار ہلنے لگے
سیاہ دران بردہ قاف جنگ خیرانہ گرنے لگے دمدمہ نوبت کرنے لگے اسوقت ایسی جنگ ہو رہی تھی
کہ دیکھکر طائرون کے ہوش اڑتے تھے جو بلاے تو وحش تھے شیران صحرا انکے دیوون کے سنکے
دم دبا کر بے اختیار بھاگتے تھے فرشتے ہوا کے یہ جنگ مغلوبہ دیکھتا اپنے پرون کو سمیٹ کر دور دور
اس جگہ سے چلے گئے تھے غبار عظیم بلند تھا زمانہ کثرت غبار سے تیرہ و تاریک تھا اس تاریکی اور گھبراہٹ
مین کوئی کسی کو اچھی طرح نہ پہچانتا تھا جو جسکے سامنے آجاتا تھا وہ اسے اپنا دشمن جانکر قتل
کر ڈالتا تھا اسوقت بھائی نے اپنے بھائی کو اور باپ نے اپنے بیٹے کو حریف اپنا تصور کرکے مار ڈالا تھا

حمزۂ صاحبقران بھی اس دریاے پر جوش لشکر مین نہنگانہ جنگ رستمانہ کر رہے تھے دیوان خونخوار کو قتل
کرتے تھے کثرتِ خون سے ٹپکتا تھا تلوار کا قبضہ ہاتھ مین جم گیا تھا میدان مصاف مین کشتون کا انبار
لگا دیا تھا تلوار مثل برق چلتی تھی اور بار بار دیوان کو دبیکر پر کرتی تھی اسدم یہ حال تھا بیت ہر جا کہ شمشیر
ادکار کرد ہیکل را دو کرد و دور اچار کرد غرض دیو لشکر عفریت کے زیادہ تر شمشیرزنی امیر با توقیر سے قتل
ہوے اور بیدل ہوکے پیچھے ہٹنے لگے اسوقت بدرجۂ ناچاری عفریت اپنے باپ کی لاش اٹھوا کر
نالان و گریان میدان جنگ سے شکست کھا کر اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد جانے عفریت
کے شہپال بن شہرخ مظفر و منصور میدان جنگ سے پھرا اور سر امیر با توقیر پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا
اپنی بارگاہ مین آیا لشکر ظفر اثر اترا پھر حکم شہپال سے لاشے دیوون اور پریزادون کے جو لشکر شہپال
کے تھے اٹھا لیے گئے بعد اسکے شہپال نے حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ ہو بموجب حکم فی الفور بزم عشرت
آراستہ ہوئی شہپال مع امیر با توقیر جملہ دیو اور پریزاد معزز و ممتاز زونق افزاے بزم عشرت ہوا دور
جام شراب شروع ہوا نازنینان پریزاد بصد ناز و انداز باجے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین اہل
بزم مسرور اور شاد ہونے لگے اسوقت نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے بصد ناز و انداز یہ غزل
عاشقانہ گانا شروع کی غزل

یاد آئی جو مجھے انکی نکیلی مژگان
روز روشن مری نظرون مین شب تار ہوا
اب مرض کا ترے ہوگا نہ طبیبون سے علاج
اے نرگس یہ جو رکھا تو مین سردار ہوا
بے جگر ہوکے دیا یار کو پیمانۂ دل
بار ور نام خدا نخل قد یار ہوا
عشق مین بھی نہوئی یاد الٰہی موقوف
ہاتھ سر اتری گردن کا اگر ہار ہوا
ای سر خاک نہ کچھ فیض کسی کو پہنچا
خاک جلکر نہ کبھی خانۂ اغیار ہوا
گل سے نفرت ہوئی خار و بنے سرو کا رہوا
صورت نرگس شہلا ہوا سکتہ اسکو
عشق کہتے ہین جسے وہ مجھے آزار ہوا
الفت یار مین جو لا مین جہان کی الفت
مین تو جو دا سے محبت کا خریدار ہوا
عہد طفلی مین کیا سد مین دو اژدر کو
رشتۂ سبحہ سے مجھے رشتۂ زنار ہوا
جان کی یار کے دنتون ہو کر یاقوت مری
مثل غنچہ جو کوئی خلق مین زردار ہوا
کچھ نہ ظاہر اثر آہ شرر بار ہوا
رخ جانان عزت خورشید لڑائی جو نقاب
تیری آنکھون کی محبت مین جو بیمار ہوا
ساری جانبازون پہ قاتل نے دیا مجھکو شرف
بیخبر ہوکے محبت کا خبردار ہوا
اب خبر لائیگا اپنا بھی نہال امید
ایسے نام علی حیدر کرار ہوا
سنبل مین ترے تربت مجنون پہ چڑھاؤنگا فرد
آب گیسوے سیہ مجکو کف مار ہوا
جسوقت یہ غزل نازنین پریزاد نے

بعد عشوہ و ناز رو برو اے اہل بزم گائی جملہ صاحبان محفل خوش ہوے اور اس نازنین کے رقص و نغمہ کی تعریف
کرنے لگے نازنین پھر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اہل بزم گانا اسکا سننے لگے یہان تو نازنین پریزاد گا رہی ہی
اور اہل بزم بصد خوشی گانا اس نازنین کا سن رہے ہین سمان بندھا ہوا ہی ہر ایک محو ہو رہا ہی شہپال
بیٹھا ہوا ہی گانا سن رہا ہی ان سب کو تو مشغول عیش و عشرت رہنے دیجیے انشاء اللہ آیندہ انکا حال لکھا جائیگا
لیکن اب حال عفریت نابکار کا لکھا جاتا ہی کہ جب عفریت ناہنجار شکست کھا کر اور لاش اپنے پدر کی اٹھوا کر
اپنی فرودگاہ لشکر پر نالان و گریان پہونچا ملعونہ مادر عفریت صداے نالہ و بکا سنکے گھبرائی فوراً
سراسیمہ و بدحواس بارگاہ سے نکل آئی اور بیتاب و بیقرار ہوکر اسطرح عفریت سے پوچھنے لگی
کہ ای میرے بچے کیا ہوا کیون روتا ہی آج کیا پھر تو زخمی ہوا یا اور کوئی باعث ملال ہی میرے دیکھا
عجب ملال ہی مفصل احوال ملال جلد بیان کر عفریت نے اشکبار ہوکے کہا ای مادر مہربان غضب ہوگیا

مقاتل میرا باپ قتل ہوگیا آدمزاد کو گرفتار کرنے گیا تھا خود گرفتار دام اجل ہوگیا آدمزاد نے اُسے قتل کر ڈالا ایسی تلوار لگائی کہ
دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا اور فوراً باپ میرا مرگیا دیکھو یہ ٹکڑے لاش پدر کے اٹھالایا ہون یہ کہکر لاش مقاتل کی دکھلائی
ملعونہ لاش اپنے شوہر کی دیکھکر خوب چیخی اور چلائی بیبین لاش پر گرنے لگی اور رونے لگی ہاے ای میرے شوہر ناز
اٹھانے والے پیار کرنے والے مجکو اپنے پہلو مین بٹھانے والے دل و جان سے مجپر نثار ہونے والے افسوس
صد افسوس تو مرکر جہنم مین گیا مجکو بیوہ کر گیا اب پہلو مین میرے راتون کو کون سوئیگا اور کیونکر لڑکا بالا اب
شکم سے کیونکر ہوئیگا تیرے غم مین دیوانی ہوجاؤنگی خاک صحرا کی اڑاؤنگی راتون کو مجھے نیند نہ آئیگی تیری
فرقت مین آٹھ آٹھ آنسو روؤنگی جب تجکو اپنے پہلو مین شب کو نہ پاؤنگی دل مضطر کو کیا کہکر سمجھاؤنگی کبھی کثرت
گریہ و بکا سے بیخودی مین یون مین کہنے لگی ای میرے شفیق شوہر افسوس تو آدم زاد کے ہاتھ سے قتل ہوگیا
مجکو تجھسے بوے پدر آتی تھی دادا کی شفقت کا مزہ تجھ سے پاتی تھی مین بھی تجکو برابر اپنے فرزند کے جانتی تھی
چھوٹا بھائی اپنا سمجھ کر تیرا کہنا مانتی تھی جو تو کہتا تھا وہی کرتی تھی اکثر تیری ناراضی کا خیال کرکے تجھسے
ڈرتی تھی جس بات کو تو کہتا تھا فوراً منظور کرتی تھی فرمانبرداری شب و روز کرتی تھی الغرض اسی طرح
ملعونہ نے لاش مقاتل پر بحالت بیخودی مین بہت بین کیے اور حال اپنا نہایت پریشان کیا آخر عفریت
وغیرہ کے سمجھانے سے ملعونہ خاموش ہوئی عفریت نے بہزار نالہ و آہ لاشہ مقاتل کا اٹھایا اور موافق
اپنے قاعدہ ملت و مذہب کے لاش کو دفن کیا یا جلایا بعد دفن کرنے یا جلانے لاش اپنے پدر مقاتل کے
عفریت اپنی مان کے پاس آیا اور نہایت آہ و زاری کرکے کہنے لگا ای مادر مہربان اب میرا دل یہی چاہتا ہے
کہ طبل جنگ بجواؤن آدم زاد سے لڑون اُسے قتل کرون یا خود اُسکے ہاتھ سے قتل ہوجاؤن اس رنج و
غم سے جلد چھوٹ جاؤن ملعونہ نے گفتگو اپنے پسر کی سُنکے اپنے علم کے قواعد سے دریافت کرکے کہا ای
فرزند تو جانتا ہے کہ مین کاہنہ ہون مجکو اس علم مین کمال حاصل ہے اسوقت جو مین نے دیکھا تو صاف ثابت
ہوا کہ تیرے دن نحس ہین ستارے اچھے نہین ہین فی الحال اگر تو لڑیگا تو قتل ہوجائیگا تجکو لازم ہے چندے
لڑائی موقوف رکھ چپکے ہو رہو تب نا عفریت اپنی مان کے منع کرنے سے ناچار ہوا اور بموجب کہنے ملعونہ
کے طبل جنگ نہ بجوایا اب حال اسکے طبل جنگ بجوانے کا انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ لکھا جائیگا اسجگہ حال خواجہ عمرو وغیرہ کا لکھا جاتا ہے

داستان جانا خواجہ عمرو کا قلعہ گرگستان مین اور مسلمان کرنا فضل گرگستانی وغیرہ کو اور مقیم ہونا قلعہ مین اور لڑنا ترزو مین کامرانی سے

راویان شیرین سخن اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بعد فتح طلسم تاریخ عمرو بن حمزہ
یونانی سے رخصت ہوکر قلعہ سنگ رواحل مین داخل ہوے بعد چند روز کے پہلوان عادی نے خواجہ عمرو
سے کہا اے خواجہ اب غلہ وغیرہ اس قلعہ مین نہین رہا جملہ سردار اور لشکر صبح سے گرسنہ ہین علاوہ اہل لشکر کے
جو پاس تھی بے دانہ و علف ہین سب سے زیادہ مین بھوکا ہون کیونکہ آپ جانتے ہین مین بہ نسبت اور
لوگون کے غذا زیادہ کھاتا ہون مجکو برداشت بھوک کی نہین ہے اسوقت کثرت گرسنگی سے دم میرا نکلا جاتا ہے
پیٹ مین آگ لگ رہی ہے معدے مین حرارت گرسنگی سے آگ لگی ہے بھوک کے سبب سے گرا پڑتا ہون
بات نہین کیجاتی ہے سنیے شکم مین قراقر ہو رہا ہے ہر ایک آنت اپنی زبان مین غذا طلب کر رہی ہے کہتی ہے

خواجہ ہم خالی ہین ہمین طعام سے بہرہ و جلد طعام دو توقف نہ کرو ورنہ ہم کثرت خلاء سے خشک ہو جائینگے بھوک کی وجہ سے مر جائینگے یہ خواجہ اب آپ کو لئے فرمایا انھین تسلی دیجیے میرے دلکو خوش کیجیے اگر آپ فکر غذا نہ کیجیگا زمین لشکر کے گھوڑے اور بیل حلال کرکے اور گوشت بھونکر پکا کر کھا جاونگا بھوکا نہ رہونگا پھر آپ مجھے شکایت نہ کیجیگا خواجہ نے گفتگو سے پہلوان عادی سنکے جواب دیا ای پہلوان عادی اسقدر غذا کے عادی نہو ذرا صبر بھی کیا کرو صبر کرنے والون کا مرتبہ بڑا ہی خداوند عالم صبر کرنے والون سے خوش ہوتا ہی تمنے غلہ کے واسطے کہا ہی اب مین دو چار روز مین کوئی فکر و تدبیر کرونگا غلہ کہین نہ کہین سے قرض وام لاؤنگا سب کے پہلے طعام تمھین کھلاؤنگا تم جانتے ہو کہ میرے پاس ایک کوڑی بھی نہین ہی بڑی مشکل سے اپنی اوقات بسر کرتا ہون اس زمانے مین کوئی مجھے ایک کوڑی بھی نہین دیتا ہی کچھ کہین نہین ملتا ہی مین خود پریشان خاطر ہون حمزہ صاحبقران پردۂ قاف مین تشریف رکھتے مین نہین وہان سے کب آتے ہین پہلوان عادی نے تقریر خواجہ عمرو کی سنکے کہا ای خواجہ مین کہے دیتا ہون مجھ سے صبر ہو سکیگا آپ دو چار روز مین فکر غلہ کیجیے مجاو اگر آج غذا نہ ملیگی تو مر جاؤنگا کسی طرح زندہ نہ رہونگا آپ کو مناسب ہی کچھ روپیہ زنبیل سے نکالیے غلہ وغیرہ جاکر لاسئے جلدی کیجیے کہا ایسے جب بیہ بانو قیر پردۂ قاف سے تشریف لائینگے انسے حساب کرکے روپیے لیجیے گا اور نذر زنبیل کیجیے گا خواجہ نے جواب دیا کہ زنبیل مین تو کچھ بھی نہین ہی خاک اڑ رہی ہی یہ کہکر خواجہ نے پوچھا اس جگہ سے کوئی اور قلعہ بھی نزدیک ہی پہلوان عادی نے کہا قلعہ گربستان یہان سے دو کوس ہی حاکم اس قلعہ کا فضل ہی اور اس قلعہ سے اس قلعہ تک لقب بھی ہی اگر آپ کا دل چاہے تو راہ نقب سے تم سب کو لے کر اس قلعہ مین چلیے لیکن فضل مسلمان نہین ہی وہ اپنے قلعہ مین ہم لوگون کو نہ آنے دیگا بلکہ اگر ہم سب وہان جائینگے تو وہ قتل کریگا آپ علاوہ اسکے اور کوئی فکر جلد کیجیے میرا حال گرسنگی سے ابتر ہی خواجہ نے جواب دیا اچھا تم جاکر بیٹھو مین ابھی جاتا ہون اور کوئی فکر غلہ وغیرہ کی کرتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو قنتورۂ زرنفتی و دیگر باسے عیاری سے تن پر آراستہ کرکے اور نہایت چست و چالاک قلعہ تنگ رواحل سے جانب قلعہ گربستان روانہ ہوے چونکہ فضل گربستانی کو یہ پہلے ہی خبر پہونچی تھی کہ اب قلعہ تنگ رواحل مین غلہ ہو چکا ہی سرداران حمزہ صاحبقران پریشان ہین اور فی الحال خواجہ عمرو قلعہ تنگ رواحل مین داخل ہین یہ خبر سنکے فضل نے خیال کیا تھا کہ اب سرداران حمزہ اور خواجہ عمرو بہ خواہش غلہ وغیرہ میرے قلعہ پر حملہ در ہونگے جنگ و جدال کرینگے رعایاے قلعہ تباہ اور برباد ہوگی فوج میری جنگ و جدال مین قتل ہوگی اس خیال سے فضل نے پہلے ہی در قلعہ بند کروا دیا تھا پل تختہ اٹھوا دیا تھا خندق کو آب سے بھروا دیا تھا باطمینان تمام بیٹھا تھا اب جو خواجہ راہ طے کرکے قریب قلعہ گربستان پہونچے دیکھا دروازہ قلعہ کا بند ہی اسوقت خواجہ نے فکر کی اور اسے تنگ فوراً کنارۂ کابلی کی شکل کے مانند اپنی صورت بناکر در قلعہ پر پہونچے اہل کنارۂ کابلی کو دیکھکر فضل گربستانی کے پاس گئے اور عرض کرنے لگے اسوقت کنارۂ کابلی بجا سنجے ژوبین کا مرانی کے در قلعہ پر آئے ہین اگر حکم ہو تو در قلعہ کھولدین فضل گربستانی نے کہا جلد در قلعہ کو کھولکر کنارۂ کابلی کو بلا لو نہین معلوم وہ کسواسطے آئے ہین ملازمان فضل گربستانی نے بموجب حکم در قلعہ کھولا اور عرض کیا آئیے ہمارے مالک فضل گربستانی آپ کی ملاقات کے مشتاق

پہنچے مین کتارہ کابلی نقلی داخل قلعہ ہوئے اور سیر کرتے ہوے قریب فضل پہونچے فضل کتارہ کابلی کو دیکھکر
کسی قدر بپاس تعظیم اٹھا اور قریب اپنے کرسی جواہر نگار پر بٹھاکر پوچھا آج تمھارا آنا کس وجہ سے ہوا فقط ہماری
ملاقات کے واسطے آنا ہوا یا کوئی اور کام ہے کتارہ کابلی نقلی نے مسکراکر جواب دیا کہ ملاقات بھی آپ سے
کرنا منظور تھا اور علاوہ اسکے زوبین کامرانی کا ایک پیام بھی لایا ہون انھون نے آپ سے یہ کہا ہے کہ مینے
سُنا ہے قلعہ تنگ رواحل مین غلہ ہو چکا ہے سرداران حمزہ پریشان خاطر ہین آپ اپنے قلعہ سے ہوشیار
رہیے گا سرداران حمزہ کو اپنے قلعہ مین نہ آنے دیجیے گا در قلعہ بند کر لیجیے گا پل تختہ اٹھوا دیجیے گا خندق
کو پانی سے بھروا دیجیے گا سامان جنگ سے غافل نہو جیے گا مبادا سرداران حمزہ نایابی غلہ سے اگر آپ
کے قلعہ پر حملہ ور ہون تو قلعہ نہ لے سکین فضل گریستانی نے تقریر کتارہ کابلی سنکے کہا تم ہماری جانب سے
بعد سلام کے یہ کہدینا کہ ہمنے پہلے ہی خبر سنکے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا ہے اور بندوبست بخوبی کر لیا ہے
کیا مجال سرداران حمزہ کی جو میرے قلعہ مین آسکین فضل کتارہ کابلی نقلی سے یہ گفتگو کر ہی رہا تھا اتفاقاً
کتارہ کابلی اصلی بھی در قلعہ پر آیا اہل قلعہ سے کہنے لگا جلد در قلعہ کھولو مین فضل سے ملاقات کرونگا
زوبین کا پیام بھی کہونگا اہل قلعہ کتارہ کابلی دیگر کو دیکھکر حیران ہوے فوراً خدمت فضل گریستانی
مین پہنچے اور بصد ادب عرض کرنے لگے خداوند نہایت تعجب ہے کہ ایک تو کتارہ کابلی آپ کے پاس
بیٹھے ہین دوسرے کتارہ کابلی در قلعہ پر کھڑے ہین کہتے ہین دروازہ قلعہ کا کھولدو اب جو حکم ہو سو
بجا لائین فضل گریستانی تقریر اپنے ملازمون کی سنکے متحیر ہوا کتارۂ نقلی نے کہا یقیناً عمرو میری شکل
بناکر آیا ہے آپ قلعہ مین اسے آنے دیجیے مین روپوش ہوتا ہون یہانسے ہٹا جاتا ہون آپ جلد اُسے
گرفتار کرکے سزاے معقول دیجیے فضل نے بموجب کہنے کتارہ نقلی کے اپنے ملازمون کو حکم دیا اُس
کتارہ کو بھی قلعہ مین بلالو ہمارے پاس لے آؤ ملازمین فی الفور در قلعہ پر آئے اور دروازہ قلعہ کا
کھول کر پل تختہ گراکر کتارہ اصلی کو خدمت فضل مین لے گئے جب کتارہ اصلی سامنے فضل کے گیا سلام
کرکے قریب فضل کے کرسی پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا زوبین نے آپ سے بعد سلام کے یہ کہا ہے کہ آج مین قلعہ
تنگ رواحل پر حملہ کرونگا اب بخوبی تجھے شکست ہو گئی ہے تم اپنے قلعہ سے ہوشیار رہنا سرداران حمزہ کو اپنے قلعہ مین
نہ آنے دینا اہل قلعہ تنگ رواحل پر رحم نہ کرنا مین نے سُنا ہے اہل قلعہ کثرت گرسنگی سے بیتاب و بیقرار ہین غلہ
قلعہ مین باقی نہین رہا ہے عمرو دو بار یک گردن مشوش ہے کتارہ کابلی اصلی یہ کہکر خاموش ہوا فضل گریستانی
نے بموجب کہنے کتارہ نقلی کے خیال کیا کہ یہ عمرو ہے گفتگو فریب آمیز کرتا ہے یہ خیال کرکے اپنے ملازمون سے
اشارہ کیا اسکو جلد گرفتار کر لو ملازمون نے موافق حکم کتارہ اصلی کو فوراً گرفتار کرکے ایک ستون مین باندھ دیا
ہرچند کتارہ کابلی اصلی نے فضل سے کہا کہ مین نے تیری کیا خطا کی ہے تو نے مجھے کیون گرفتار کرایا ہے بدلہ
محبت و ملاقات کا ایسا ہی ہے جو تو نے اسوقت میرے ساتھ کیا مجکو تجھ سے یہ امید ہرگز نہ تھی زوبین کامرانی
ماموں صاحب میرے اب یہان اگر مجکو مار ڈالینگے قلعہ کو خاک مین ملا دینگے ہرگز تجکو زندہ نہ چھوڑین گے
لیکن فضل گریستانی نے کچھ نہ سُنا اور کہا او دغا مکار کیون مجھسے باتین فریب کی کرتا ہے مین تجھے خوب
جانتا ہون تو عمرو عیار بلاے روزگار ہے فضل یہ کہ رہا تھا کہ خواجہ عمرو بھی گوشہ
دار الامارہ سے نکل کے سامنے آیا اور کہنے لگا اے فضل ہرگز اُس عیار کے فریب مین نہ آنے گا یہ آپ کو

بیہوش کرکے مار ڈالیگا اس قلعہ پر قبضہ کریگا کتارۂ کابلی اصلی مین ہون یہ میری شکل بنکر آیا ہی یہ کہکے خواجہ
نے دو چار جوتے کتارۂ کابلی کے سر پر لگائے کتارۂ کابلی اصلی اشکبار ہوکے فضل سے کہنے لگا ای فضل
تو نے بیکار میری بیعزتی کی مین کتارۂ کابلی اصلی ہون اور یہ عمرو ہی میری شکل بنکر یہان آیا ہی اگر میرے کہنے کا
یقین نہو تو منہ اُسکا گرم پانی سے دُھلوا لیے ابھی حال معلوم ہو جائیگا فضل نے یہ تقریر کتارۂ کابلی اصلی
کی سُنکے چاہا کہ آب گرم سے منہ کتارۂ دیگر کا دُھلوائے عمرو شکل فضل کی دیکھکر سمجھ گئے کہ اب یہ پانی سے
سے میرا مُنہ دُھلوائیگا تمھاری عیاری کا حال کھل جائیگا بس تمکو مناسب ہی جلد کوئی تدبیر کرو یہ سمجھکر خواجہ
عمرو نے فضل سے کہا مجھے کچھ آپ سے آہستہ کہنا منظور ہی آپ کے کان مین کہونگا یہ کہکر قریب فضل
کے گئے اور کان مین فضل کے کہنے لگے او فضل آگاہ ہو مین ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون
میری اطاعت کرورنہ تجکو مار ڈالونگا یہ کہکر جلد خواجہ نے تاج اُسکا اُتار کے نذر زنبیل کیا اور کہا ای دادا
لیجیے یہ تاج اچھی طرح رکھیے گا گرد و غبار سے اسے بچایے گا غرض تاج نذر زنبیل کرکے خواجہ عمرو بھاگے
فضل نے اپنے لشکر کے سرداروں وغیرہ سے کہا دیکھو وہ عمرو بھاگا جاتا ہی خبردار بھاگ کر جانے نہ پائے
جلد اُسے گرفتار کرو سردار وغیرہ تیغ و کمندیے لیکر اُٹھے خواجہ عمرو کو گھیرا خواجہ بھی لڑنے لگے اس
اثنا مین کتارہ کابلی اصلی نے فضل سے کہا مجکو کھلوا دیجیے مین عمرو کو گرفتار کرلونگا فضل نے
کتارۂ کابلی کو کھلوا دیا اور یہ عذر کیا کہ مین نے تمھین خواجہ عمرو خیال کرکے گرفتار کیا تھا میری شکایت
شہ مین کامرانی سے نہ کرنا کتارۂ کابلی نے جواب دیا اچھا شکایت نہ کرونگا یہ کہکر کتارۂ کابلی کمند لیکر پہونچا
دیکھا کہ خواجہ نے اکثر آدمی حباب بیہوشی مار مار کر بیہوش کیے ہین اکثر مردم کو خنجر ابدار سے زخمی کیا ہی کتارہ
کابلی اور فضل یہ حال دیکھکر اہل قلعہ سے کہنے لگے تم سب نامرد ہو ایک شخص نحیف کو ہجوم کرکے گرفتار
کیون نہین کرلیتے اہل قلعہ نے یہ سنکے ایکبار خواجہ عمرو پر حملہ کیا کتارۂ کابلی کمند لیکر آگے بڑھا خواجہ عمرو
نے چاہا کہ جست کرکے اس مجمع سے نکل جاؤن جان اپنی ان سب سے بچاؤن یہ خیال کرکے خواجہ عمرو
نے جست کی کتارۂ کابلی نے دوڑکر کمند ماری حلقہ اسکے کمند خواجہ کے سر و گردن مین پڑ گئے خواجہ زمین پر
گرے کتارۂ کابلی نے فوراً خواجہ عمرو کو اسیر کیا اور فضل سے کہا اب مین روہین سے اس امر کی خبر
کرنے جاتا ہون اور پھر تھوڑی دیر مین آتا ہون یہ کہکر کتارۂ کابلی قلعہ سے نکلکر جانب روہین روانہ ہوا ادہر
فضل نے قاہر اور قہرمان اپنے سرداران نامی سے کہا کہ جلد اس عیار کو قلعہ کی چھت پر لیجاکر جو دریا
زیر قلعہ ہی اُسی دریا مین ڈالدو تاکہ گھڑیال اور مگر وغیرہ اسے کھا جائین قہرمان و قاہر بموجب حکم فضل
خواجہ کو سقف قلعہ پر لیگئے اسوقت خواجہ عمرو نے قاہر سے کہا ای قاہر اسوقت میرے حال پر رحم
کر تھوڑی دیر ٹھہر کہ جگر میرا فرط تشنگی سے جلا جاتا ہی زبان مین کانٹے پڑے ہین تھوڑا پانی مجھے پلا دے
پھر مجھے ہلاک کرنا خواجہ عمرو نے قاہر سے اسطرح کہا کہ قاہر کو رحم آگیا فوراً بام قلعہ سے اُترا ادہر خواجہ
نے قہرمان سے کہا ای قہرمان دیکھ ماہی عجیب و غریب دریا مین نظر آتی ہی قہرمان سوے دریا دیکھنے لگا
خواجہ عمرو نے قہرمان کو دریا مین ڈھکیل دیا قہرمان اُس دریاے زخار مین گرکے غرق ہوگیا خواجہ
عمرو فوراً قید کو اپنے جسم سے دور کرکے اور شکل قہرمان بنکے ویسا ہی لباس پہنکے بیٹھے جب قاہر جام
مین آب سرد لایا قہرمان نقلی نے کہا ای قاہر تم پانی بیکار لائے مین نے خواجہ کو دریا مین ڈالدیا مگر خواجہ

ابھی تک ڈوبے نہین دیکھو وہ سر خواجہ کا معلوم ہوتا ہی قاہر نے کہا مجھکو نظر نہین آتا قہرمان نقلی نے کہا تم میرے پاس آؤ
مین تمھین دکھا دون قاہر قہرمان نقلی کے آگے کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا سر خواجہ کا پانی مین کہان نکلا ہی قہرمان
نقلی نے زور سے دھکا دے کر کہا میان دریا مین گر کے اچھی طرح دیکھ لینا یہان سے تمھین کچھ نظر نہ آئیگا خواجہ
یہ کہکے خاموش ہو رہے قاہر دریا مین گرا غوطہ آیا ابھر آئے نکل گیا خواجہ بصورت قہرمان سقف قلعہ سے اُترکر فضل
کے پاس آئے اور کہنے لگے خواجہ عمرو نے اول تو ہم ہو کر میرے بھائی قاہر کو دریا مین ڈالدیا وہ ڈوب گیا پھر مین نے
غضبناک ہو کر خواجہ کو دریا مین ڈالدیا خواجہ بھی غذائے ماہیان ہو گئے زبان سے خواجہ نے یہ کہا دل مین کہا
خداوند عالم خواجہ عمرو کو تا قیامت سلامت رکھے دریائے فنا مین نہ ڈوبے غرض فضل قاہر کے غرق ہونے
سے ملول ہوا اور خواجہ عمرو کے ڈوب جانے سے خوش ہوا جب شام ہوئی خواجہ بصورت قہرمان در محل پر
گئے اتفاقاً اُسوقت ایک کنیز دروازے پر آئی پکار کے کہنے لگی ارے اسوقت کوئی دروازے پر نہین ہی سب
موئے موذی کاٹے تک حرام چلے گئے در دولت پر سناٹا ہی قہرمان نقلی نے بڑھکر کہا ای جان جہان آرام دل ستمگار
کہو کیا کہتی ہو اگر کسی کام کی خواہش ہو تو مین موجود ہون میرے پاس آؤ مین تمھارا مطلب نکال دون کنیز نے
قہرمان کو دیکھکر اور گفتگو سے قہرمان سمجھکے نہایت برہم ہوئی کہنے لگی ای قہرمان تم یہ بات اچھی نہین کرتے ہو پرائی بہو
بیٹی سے ہنستے ہو ایک دن پچھتاؤ گے ذلت اٹھاؤ گے تم ہمیشہ ہر ایک سے ہنستے ہو مگر کچھ ہو نہین سکتا قہرمان
نے جواب دیا آج امتحان کر لو کنیز مسکرائی قہرمان نقلی نے ایک گلوری نکال کر اُسے کھلائی پھر اُس کنیز سے
باتین کیا کیے کچھ حال محل کا پوچھا کیے کنیز بہ ناز و ادا باتین کیا کی خواجہ نے نام بھی اُسکا دریافت کر لیا غرض
بعد ایک لمحے کے سر کنیز کا گردش کرنے لگا آخر در محل پر بیہوش ہو کر گری خواجہ نے جلد تر اُسکو اُٹھا کر زنبیل
مین داخل کیا اور اُسی کی شکل بنکر ویسا ہی لباس پہنکر بڑبڑاتے ہوئے محل مین داخل ہوئے محلدار نے
پوچھا ای نرگس پھولا جمعدار کو واسطے پھولون کے گہنے کے بھیجدیا نرگس نے گھور کر جواب دیا بی محلدار
دروازے پر تو پھولا جمعدار نہین ہی اگر میرے کہنے کا یقین نہو تو تم خود ہی جا کر دیکھ لو علاوہ پھولا
کے اور بھی کوئی نہین ہی چونکہ آج کوئی عیار طرار سپہ خواجہ عمرو نامدار اس قلعہ مین آیا تھا لڑائی ہوئی تھی
اُسوجہ سے کوئی سپاہی دروازے پر نہین ہی سب خواجہ سے لڑنے کو جو گئے تو ابھی تک نہین آئے معلوم ہوتا ہی
سب قتل ہو گئے محلدار گفتگو سے نرگس سمجھکے خاموش ہوئی تھوڑی دیر مین زوجہ فضل نے محلدار سے کہا کہ اگر
کوئی سپاہی دروازۂ محل پر ہو تو اُسے لالن مالن کی دکان پر بھیجکر گہنا منگوا لو اور کہلا بھیجو کہ آج تو گہنا
پھولونکا تیری دکان سے منگوا لیا ہی اگر کل سے تو خود گہنا نہ لائیگی تو پھر تجھ سے گہنا نہ لیا جائیگا محلدار
نے دروازے پر جا کر ایک دربان کو لالن کی دکان پر بھیجدیا محلدار تو محل مین چلی آئی بعد تھوڑی دیر کے
دربان گہنا پھولون کا لیکر در محل پر آیا اور پکارا ای محلدار گہنا لیجاؤ محلدار گہنا لیجاؤ محلدار نے اُٹھنے کا
ارادہ کیا تھا کہ نرگس سینہ اُبھار کر چلی محلدار سے کہا تم بیٹھی رہو مین لیے آتی ہون یہ کہکر نرگس دروازے پر گئی
جب دربان نے پھولون کا گہنا دیا نرگس نے سبکی آنکھ بچا کر عطر بیہوشی اپنی ناک بند کر کے تمام گہنے پر لگا دیا
ہر ایک پھول کو عطر سے معطر کر دیا بعد عطر لگانے کے گہنا لیے ہوئے محلدار کے پاس آئی محلدار نے
گہنا پھولون کا لیکر زوجۂ فضل مسماۃ ملکۂ لالہ عذار کو جا کر دیا ملکۂ لالہ عذار نے گہنا زیب تن کیا نرگس جب
ملکۂ لالہ عذار کھڑی دیکھا کی جب محلدار چلی گئی نرگس نے اور سب کنیزون کو بھی وہان سے یہ کہکر ہٹا دیا کہ

مین تو یہان موجود ہون تم سب کیون کھڑی ہو گری کا وقت ہی ملکہ لالہ عذار گھبراتی ہین الغرض جب سب عورتین
ملکہ لالہ عذار کے پاس سے چلی آئین اور اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئین ملکہ لالہ عذار کے دماغ مین
بوے عطر بیہوشی پہونچی فوراً اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی نرگس یعنی خواجہ عمرو نے جلد تر ادھر اُدھر
دیکھکر ملکہ لالہ عذار کو نذر زنبیل کیا اور اُسکی شکل بنکر اور ویسا ہی لباس پہنکر ملکہ لالہ عذار کی جگہ پر بیٹھے
اور گہنا پھولون کا زنبیل سے نکال کر پہن لیا پھر نرگس اصلی کو اپنی زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا کنیز نرگس
ہوشیار ہو کر اٹھی اور دست بستہ عرض کرنے لگی حضور کیا عرض کرون مجھے خود بخود ایسا چکر آیا کہ مین بیہوش
ہو گئی تھی اُسی بیہوشی مین عجب کیفیت مین نے دیکھی ایسی جگہ میرا گذر ہوا علاوہ قلعون اور دریاؤن وغیرہ
کے ایک پشتہ تیار ہو رہا تھا ہزارہا عورتین اور مرد اُس پشتے کو بنا رہے تھے سیٹھ ایک کوڑی کھیپ ہر ایک
کو دیتا تھا کبھی گڑ کی ڈلی دیتا تھا جو کوئی ٹوکری مٹی کی اُٹھانے مین دیر کرتا تھا سیٹھ اُسے سونٹے سے مارتا تھا
میرے بھی اُس سیٹھ نے کپڑے اُتروا کر ایک لنگوٹی بندھوا کر چند ٹوکریان مٹی کی اُٹھوائین اور گڑ کی ڈلی دی
اور دو سونٹے بھی بہلو کر میرے کولے اور کمر پر مارے ہاے ملکہ ابھی تک کچھ کچھ درد کمر مین ہوتا ہی پھر اُس سیٹھ
نے مجھے کپڑے پہنا کر کہا جا بہا لنے تجھے خواجہ طلب کرتے ہین اب جو مین ہوشیار ہوئی ہون تو وہ پشتہ وغیرہ
نظر نہین آتا ہی ملکہ لالہ عذار نقلی تقریر کنیز نرگس اصلی کی سنکے ہنسی اور کہا شکر کر تجکو مصیبت سے نجات ہوئی
نرگس یہ سنکے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئی ناظرین پر واضح ہو جب خواجہ عمرو کسی کو گرفتار کر کے نذر زنبیل
کرتے ہین تو یہ کہدیتے ہین کہ دادا آدم اس عورت یا اس مرد سے کام لینا اور جس سے کام لینا اور مزدوری کرانا منظور
نہین ہوتا ہی تو منع کر دیتے ہین کہ دادا آدم اس عورت یا اس مرد کو سیٹھ کے حوالے نہ کیجیےگا اس سے مزدوری
نہ کرایےگا پس جب کہ خواجہ کے اُس سے مزدوری نہین کرائی جاتی ہی اور ٹوکری نہین ڈھلوائی جاتی ہی
نرگس کے بارے مین خواجہ نے اُس سے کہدیا تھا اسوجہ سے نرگس سے ٹوکری ڈھلوائی گئی ملکہ لالہ عذار کو جو
خواجہ نے داخل زنبیل کیا تو کہدیا ہی کہ بالفعل اس سے پشتہ نہ بنوانا الغرض آمدم بر سر مطلب جب ملکہ لالہ عذار نقلی نرگس
کو ہوشیار کر چکی بصد ناز و انداز مسہری پر لیٹی اور جملہ محل کی عورتون کو بلا کہنے لگی آج میرا دل تم سب سے خود بخود
خوش ہی پس جسکے گلے مین چاندی کا زیور ہو وہ اُتار کے مجھے دیدے مین موافق وزن زیور نقرائی کے زیور طلائی دونگی
اور جسکا زیور طلائی ہی اُسے زیور جواہر نگار دونگی عورتون نے ملکہ لالہ عذار نقلی کی گفتگو سنی سب نے خوش ہو کر
دعائین دے دے کر اپنا زیور اُتارا اور ملکہ لالہ عذار کو دیا ملکہ لالہ عذار نقلی نے کل زیور لیکر رکھ لیا جب سب
عورتین چلی گئین اور اپنے اپنے کام مین مصروف ہوئین خواجہ نے وہ سب زیور اٹھا کر نذر زنبیل کیا جب شب ہوئی
فضل کتارہ کابلی کا انتظار کر کے محل مین آیا اور بعد اکل و شراب کے ملکہ لالہ عذار نقلی کے پاس بیٹھا ملکہ
لالہ عذار نقلی نے شیشے شراب کے منگوا کر اپنے ہاتھ سے جام مین شراب بھر کر جام بیہوشی آمیز فضل کو
دیا فضل نے خوش ہو کر شراب پی پھر ملکہ لالہ عذار کے آرام کرنے کا وقت آیا کنیزین وغیرہ اُس جگہ سے
سب گئین تخلیہ ہو گیا فضل شراب پی کر بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہو گیا لالہ عذار یعنی خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری نامدار نے فضل کو گرفتار کر کے ستون قصر سے باندھا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا
جب فضل ہوشیار ہوا اُسنے اپنے تئین بندھا پایا اسوقت خواجہ عمرو نے بشکل اصلی خنجر آبدار کھینچا فضل
سے کہا او فضل دیکھو تون تجکو گرفتار کر لیا اب تجکو لازم ہی کہ دین اسلام اختیار کر اور اطاعت میری قبول کر ورنہ ابھی

اس خنجر آبدار سے تجکو ہلاک کرڈالونگا فضل نے جو گفتگوے خواجہ سنی باقبال خدا فضل کا دل کفر سے پاک ہوا فی الفور
کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ نے کھودیا فضل نے پوچھا قہرمان اور قاہر اور میری زوجہ کہان ہی خواجہ
نے جواب دیا کہ قاہر و قہرمان کو مین نے دریا مین ڈالدیا وہ ڈوب کر مر گئے لیکن تمھاری زوجہ میری زنبیل مین ہی
یہ کہکر خواجہ نے ملکۂ لالہ عذار کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا بعد ہوشیار ہونے کے ملکۂ لالہ عذار بھی مسلمان
ہوئی اور جملہ عورتین محل کی سب مسلمان ہوئین جب صبح ہوئی خواجہ عمرو فضل کو محل مین چھوڑ کر بصورت
فضل محل سے برآمد ہوے تخت پر بیٹھے دربار آراستہ ہوا فضل نقلی یعنی خواجہ عمرو نے اہل دربار سے
مخاطب ہوکر کہا ایہا الناس مین تو شب گذشتہ عالم خواب مین مسلمان ہوا ہون تمکو بھی یہی مناسب ہی کہ میری
طرح تم بھی کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کرو جملہ اہل دربار نے توبموجب حکم فضل نقلی کلمہ پڑھکر دین اسلام
اختیار کیا لیکن عموے فضل نے کہا ای فضل تو نے دین آبائی اپنا حق چھوڑ کر مین تیری طرح بیوقوف نہین ہون
کہ خداے نادیدہ کی پرستش کرون خواجہ نے یہ سنکے اہل دربار سے کہا اسے گرفتار کرو سب نے ملکر اسے
گرفتار کیا خواجہ نے خنجر آبدار سے اسی وقت ہلاک کیا پھر فضل کو محل سے بلاکر کہا ای فضل اب مین
قلعۂ تنگ رواحل مین جاتا ہون وہان سے سبکو لیکر یہان آتا ہون تم اپنے قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے
بخوبی آراستہ کرو یہ کہکر خواجہ عمرو جانب قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوے جب بعد قطع راہ قلعہ مین پہونچے
دیکھا پہلوان عادی فرش پر پڑا ہوا ہی کثرت گرسنگی سے عجب حال ہی دیگر سرداران لشکر بھی پریشان خاطر
مین خواجہ نے ہر ایک سردار سے اور جملہ لشکریون سے کہا کہ اب راہ نقب سے قلعۂ گربستان مین چلو وہان
غلہ وغیرہ بہت ہی پہلوان عادی نام غلہ کا سنکے اٹھ بیٹھا خواجہ نے ملکۂ مہرنگار کو محافے مین سوار کیا
اور پھر جملہ لشکر لیکر بجوف زمین راہ نقب سے قلعۂ گربستان مین پہونچے ملکہ مہرنگار کو علیحدہ ایک جگہ مقیم
کیا پھر جملہ سرداران نامدار مع لشکر کے قلعہ مین قیام پذیر ہوے فضل نے طعام تیار کیا ہر ایک شخص نے
کھانا کھایا خصوصاً پہلوان عادی نے چند روز چند دیگون سے برنج نکالکر کھانا شروع کیا جب بہت سی
دیگین پلاو کی خالی کردین اسوقت پہلوان عادی نے پانی پی کر شکر خدا کا کیا اور پھر کھانا شروع کیا
فضل پہلوان عادی کے طعام تناول کرنے پر متحیر ہوا اور خواجہ سے کہنے لگا ای خواجہ یہ انسان ہی یا دیو ہی
کسی طرح اسکا پیٹ نہین بھرتا ہی دیگین خالی کیے دیتا ہی خواجہ نے ہنسکر جواب دیا یہ دودھ شریک
بھائی امیر با توقیر کا ہی نام اسکا پہلوان عادی ہی الغرض جب پہلوان عادی طعام تناول کرچکا
خواجہ نے پوچھا ای پہلوان عادی اچھی طرح طعام تناول کیا پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ عمرو
طعام تو تناول کیا لیکن بخوبی پیٹ بھر کے نہین کھایا خواجہ عمرو اور فضل وغیرہ یہ تقریر پہلوان عادی
کی سنکے ہنسنے لگے الحاصل قلعۂ گربستان مین تو ملکۂ مہرنگار و جملہ سردار وغیرہ نے طعام تناول کرکے
شکر پروردگار کا کیا اور سب بالطمینان تمام بیٹھے لیکن اب حال کتارۂ کابلی کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب
کتارۂ کابلی زمین کے پاس پہونچا تمام حال خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کا بیان کیا تو وہ سن
حال گرفتاری خواجہ عمرو سنکے خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ بالفعل قلعۂ تنگ رواحل
مین خواجہ نہین ہی اور جملہ سرداران امیر با توقیر گرسنہ ہین اسی وقت مین قلعہ پر حملہ کرنا چاہیے
اور سبکو قتل کرکے ملکۂ مہرنگار کو ہمراہ لیکر جانب مدائن روانہ ہونا مناسب ہی یہ خیال کرکے زمین

وغیرہ نے قلعہ تنگ رواحل پر مع لشکر کثیر حملہ کیا جب کوئی قلعہ پر نہ معلوم ہوا ژوپین حیران ہوا پھر بعد دریافت
معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو مع جملہ سرداران وغیرہ کے قلعہ گربستان میں گئے ہیں فضل مسلمان ہو گیا ہی ژوپین
یہ خبر سنکے کتارہ کابلی سے کہنے لگا او نالائق تو تو کہتا تھا کہ مین عمرو کو گرفتار کرکے قلعۂ گربستان بھی فضل کے
سپرد کر آیا ہون اُسنے خواجہ کو قتل کر ڈالا ہوگا خواجہ عمرو تو زندہ ہین اور اُنھون نے قلعہ لے لیا ہی آرام
تمام قلعہ گربستان مین بیٹھے ہوئے ہین کتارۂ کابلی نے جواب دیا مین سچ کہتا تھا نہین معلوم کیونکر خواجہ رہا
ہوگئے اور قلعہ انھون نے لے لیا ژوپین کا مرانی تقریر کتارۂ کابلی کی سنکے مع جملہ لشکر جانب قلعہ گربستان
روانہ ہوا جب قریب قلعہ پہونچا ادھر تو ژوپین لشکر کثیر لیکر قلعہ پر حملہ در ہوا اُدھر سے گولندازون نے تاک
تاک کے گولے مارنا شروع کیے تیراندازون نے تیر برسانا شروع کیے عیار گوپھن مین پتھر رکھکر مارنے
لگے ہمراہیان ژوپین ہزارہا قتل ہوئے فوج قلعہ تک نہ پہونچ سکی آخر ژوپین گولون اور تیرون وغیرہ
کی کثرت سے آگے نہ بڑھ سکا اور پلٹ کر قلعہ کو چہار طرف سے گھیر کے دور قلعہ سے اُترا اور اہل لشکر سے
کہنے لگا بالفعل لڑنا بیکار ہی جب غلہ قلعہ مین ہو جائیگا خواجہ عمرو وغیرہ قلعہ مین خود ہی ہلاک ہو جائینگے
ژوپین تو قلعہ کو گھیرکے اُترا ہی انشاء اللہ اسکا حال پھر لکھا جائیگا

داستان لندھور و بہرام کا دریا سے نکلکر خرم وزد کو مسلمان کرنا پھر ہمراہ قیصر سوداگر سمت اجرو کیہ روانہ ہونا اور دختران ملک اجرو کیہ کا مسلمان ہونا پھر بعد جنگ عظیم عبدالعزیز و داراب شاہ زخمی ہوکر بھاگتا ملک اجرو کیہ کا قتل ہونا اور شہپال ہندی وغیرہ کا رہا ہونا

محرران بے نظیر اس داستان دلپذیر کو اس طرح لکھتے ہین کہ دختران ملک اجرو کیہ نے صحرائے سبزوار
مین لندھور اور بہرام اور نعمان ہزارہ کو شراب بیہوشی آمیز پلا کر بیہوش کیا تھا اور ملک اجرو کیہ
نے لندھور اور بہرام اور نعمان ہزارہ کو صندوق مین بند کرکے دریا مین صندوق بہا دیے
تھے اور پھر ملک اجرو کیہ اور عبدالعزیز اور داراب شاہ ہندی نے شہپال ہندی وغیرہ
کو ہنگام جنگ گرفتار کیا تھا اور ہندوستان کو تجلی لوٹ کر جانب ملک اجرو کیہ روانہ ہوئے تھے قبل ازین
یہین تک یہ داستان لکھی گئی ہی اب یہان سے احوال ملک اجرو کیہ کا لکھا جاتا ہی کہ ملک اجرو کیہ مع
عبدالعزیز و داراب شاہ شہپال ہندی و عادل شیر دل وغیرہ کو گرفتار کرکے جب اپنے شہر مین پہونچا
شہپال ہندی و جیپور ہندی و عادل شیر دل وغیرہ کو زندان مین قید کیا اور بخوشی اپنے ملک کی
حکومت کرنے لگا ملک اجرو کیہ تو اپنے ملک مین ہی لیکن اب حال لندھور اور بہرام و نعمان ہزارہ
کا لکھا جاتا ہی کہ جب ملک اجرو کیہ تینون صندوق کو دریا مین بہا کر اور اپنی دخترون کو لیکر چلا گیا
اور صندوق دریا مین بہتے ہوے چلے جاتے تھے اتفاقاً اُدھر سے خواجہ قیصر سوداگر بقصد تجارت
جہاز پر سوار جانب اجرو کیہ جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ تین صندوق بڑے بڑے بہتے ہوئے چلے جاتے ہین
سمجھا کہ شاید کوئی جہاز یا کشتی اس دریائے ذخار مین کسی جگہ غرق ہو گئی ہی یہ صندوق اُسی جہاز یا کشتی پر رکھے
ہوے ہونگے بہانتک بہتے ہوے آئے ہین یقیناً ان صندوقون مین مال و اسباب بیش قیمت ہوگا یہ سمجھکر
قیصر سوداگر نے اہل جہاز سے مخاطب ہوکر کہا جو کوئی ان صندوقون کو اس دریا سے نکال لائیگا

مین اسے زر کثیر انعام دونگا جاشو یہ گفتگو سوداگر کی سنکے بطمع زر کثیر دریا مین کودے اور شناوری کرکے تینون
صندوق دریا سے نکال لائے قیصر سوداگر نے ان صندوقون کو اپنے مال و اسباب کے صندوقون مین
رکھوا دیا اور زر کثیر جاشوؤن کو انعام مین دیا بعد دو پہر کے جب جہاز جزیرۂ خرم مین پہونچا قیصر سوداگر نے
معلم و ناخدا سے کہا جہاز اس جزیرے مین ٹھہراؤ مجھے کچھ مال اپنا بیچنا منظور ہی اور کچھ اسباب نایاب اس جزیرے سے
خریدنا بھی ہی ناخدا نے بموجب کہنے سوداگر کے جہاز ٹھہرایا لنگر ڈالدیے گئے چونکہ جزیرہ خرم مین ایک قزاق
رہتا کہ نام اسکا خرم ہی اور جزیرہ اسی کے نام سے مشہور ہی اکثر جہاز کو لوٹ لیتا ہی کئی ہزار آدمی اسکے ہمراہ
رہتے ہین اسنے جو سنا کہ ایک جہاز اس جزیرے مین آکر ٹھہرا ہی اور جہاز پر ایک سوداگر سوار ہی لاکھون اور
کروڑون روپیہ کا اُسکے پاس مال و اسباب ہی یہ خبر سنکے نہایت خوش ہوا اور ہنگام شب اپنے ہمراہیون کو لیکر جہاز
پر گیا اہل جہاز خرم سے لڑنے لگے خرم نے بہت سے آدمیون کو قتل کیے قیصر سوداگر کو گرفتار کر لیا اور تمام
مال و اسباب اسکا جہاز پر سے اُترواکر اپنے مکان مین لیگیا قیصر کو تو قید کیا اور صندوق کھول کھولکر مال و
اسباب دیکھنے لگا جب وہ صندوق جن مین بہرام اور لندھور بند تھے خرم نے کھولے دیکھا کہ دو شاہان
جلیل القدر مین تاج جواہر نگار سرون پر ہین بر مین پوشاک و لباس گرانبہا ہی چہرون سے آثار شجاعت
و دلیری ظاہر ہین خرم قزاق یہ حال دیکھکر حیران ہوا اور بنظر حیرت بغور دیکھنے لگا ہوا سے سرد جو بہرام
و لندھور کے اجسام تک پہونچی چونکہ تاثیر بیہوشی دفع ہوگئی تھی دونون ہوشیار ہوئے آنکھین کھولین اور
خرم کو نگران دیکھکر جلد تر صندوقون سے نکلے اور خرم سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین قزاق ہون یہ
جزیرۂ خرم ہی نام میرا خرم ہی آج مین نے قیصر سوداگر کو جہاز پر جاکر گرفتار کیا تمام مال و اسباب
لوٹ لایا ہون اسوقت صندوقون کھول کھولکر مال و اسباب دیکھ رہا تھا کہ تم ان صندوقون سے نکلے
اب تمھین لازم ہی کہ اپنی پوشاک اُتار کر مجھے دیدو میری اطاعت کرو دلاور معلوم ہوتے ہو میرے ہمراہ
قزاقی کیا کرو مال و اسباب مسافرون کا لوٹا کرو جس سے اوقات بسر کیا کرو اگر میرا کہنا نہ مانوگے
تو مین ابھی تمھین قتل کردونگا کپڑے تمھارے اُتار لونگا لاشین تمھاری دریا مین ڈالدونگا لندھور
اور بہرام گفتگو سے خرم سنکے برہم ہوے اور غضبناک ہو کر کہنے لگے او خرم کیا بکتا ہی خاموش رہ
ورنہ ہم تیری زبان تیرے دہن سے ابھی کھینچ لینگے بدزبانی کی سزا سے معقول دینگے تو ہمارے احوال سے
آگاہ نہین ہی ہم شاہان جلیل القدر ہین خرم یہ تقریر سنکے بہ قہر و غضب تلوار کھینچکر بڑھا ہمراہیان خرم
بھی تیغ و تیر لیکر بڑھے خرم نے اول لندھور کے اوپر تلوار لگائی لندھور نے بند دست پر ہاتھ ڈالکے
تلوار خرم کے ہاتھ سے چھین لی اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا ادھر بہرام گرد تھے ہمراہیان خرم کو
ہلاک کرنا شروع کیا جب لندھور نے خرم کو اُٹھا لیا خرم نے عرض کیا ای بادشاہ فلک جاہ امان
دیجیے زمین پر پٹکسکے مجھے ہلاک نہ کیجیے لندھور نے فرمایا امان بہ شرط ایمان تجھے ملیگی خرم نے عرض کیا
مجھے ہدایت کیجیے لندھور نے اُسے کلمہ پڑھایا خرم کلمہ پڑھکر صدق دلسے مسلمان ہوا لندھور نے بالاے
زمین آہستہ سے بٹھا دیا لڑائی موقوف ہوئی پھر جملہ ہمراہیان خرم بھی مسلمان ہوئے خرم نے اطاعت
و فرمانبرداری لندھور اور بہرام کی اختیار کی پھر بعد تکلف سامان دعوت کیا لندھور نے
قیصر سوداگر کو رہا کرایا اور نعمان ہزارہ کو صندوق سے نکلوایا اور قیصر سوداگر سے کیفیت پوچھی

قیصر سوداگر نے تمام حال صندوقون کے نکلوانے کا اور خرم کے لوٹنے کا بیان کیا لندھور نے پھر پوچھا
کہ قیصر سوداگر اب تم کہان جاؤگے قیصر سوداگر نے عرض کیا میرا ارادہ اجرو کیہ مین جانے کا ہے لندھور
نے کہا ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے اور کل مال واسباب تمھارا خرم سے تمھین دلوا دینگے تم نے ہم پر احسان
کیا ہے ہم بھی تمھارے ساتھ نیکی کرینگے قیصر سوداگر یہ سنکے خوش ہوا غرض بعد دعوت کے لندھور اور
بہرام نے خرم سے مال واسباب قیصر سوداگر کا قیصر کو دلوا دیا پھر خرم اور قیصر سوداگر وغیرہ دولیکر
جہاز پر سوار ہوے لنگر جہاز کا اُٹھا جہاز جزیرۂ خرم سے روانہ ہوا بعد چند روز کے جہاز اجرو کیہ مین پہونچا
لندھور اور بہرام گرد قیصر سوداگر اور خرم وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جہاز سے اُترے قیصر سوداگر سرا
مین جاکر مقیم ہوا لندھور اور بہرام وغیرہ بھی سرا مین قیام پذیر ہوئے اُسی روز لندھور اور بہرام
مع نعمان ہزارہ براے سیر اجرو کیہ گھوڑون پہ سوار ہوکر چلے نعمان ہزارہ ہمراہ رکاب تھا قیصر سوداگر
اور خرم وغیرہ مین سرا مین قیام پذیر رہے لندھور اور بہرام اجرو کیہ کی سیر کرتے ہوے بازارین
اور مکانات دیکھتے ہوے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کچھ سوار اور پیدل ایک جانب سے نمایان ہوے بعد
گذرنے سوارون وغیرہ کے دو محافے ظاہر ہوئے آگے آگے محافون کے چوبدار عصاہاے نقرئی وطلائی
ہاتھون مین لیے ہوے پگڑیان لٹودار سرون پر رکھے ہوئے چکنین باتات کی تحفہ زیب تن کیے ہوے
بعد اسکے نقیب بولتے ہوئے راہ چلنے والون کو ہٹاتے ہوئے نظر آئے لندھور نے نعمان ہزارہ
سے کہا اے نعمان دریافت توکر دان محافون مین کون سوار ہے نعمان ہزارہ نے حسب الارشاد
ایک چوبدار سے پوچھا اُسنے کہا ان محافون مین دختران ملک اجرو کیہ سوار مین واسطے سیر باغ کے
جاتی ہین نعمان ہزارہ نے جو کچھ چوبدار سے سنا تھا لندھور سے جاکر عرض کیا بہرام اور لندھور
سمجھ گئے کہ یہ وہی دولون ہین جنھون نے ہمین صحراے سبزہ زار مین شراب پلاکر بیہوش کیا تھا اور صندوقون
مین بند کرکے دریا مین ڈال دیا تھا یہ سمجھکر لندھور اور بہرام بھی اسی طرف چلے جس طرف دختران
ملک اجرو کیہ جاتی تھین اثناے راہ مین لندھور نے بہرام سے کہا کسی طرح ان دولون کو گرفتار کرکے
جو اُنھون نے ہمارے ساتھ دشمنی کی ہے اسکا عوض اُنسے لینا چاہیے نعمان ہزارہ نے دست بستہ عرض
کیا آپ ایک جگہ ٹھہر جایے گا مین ان دولون کو گرفتار کرکے آؤنگا لندھور نے منظور کیا جب مہرافروز
اور جہان افروز دختران ملک اجرو کیہ تھوڑی دور جاکر باغ مین داخل ہوئین اور ہمراہ
اپنی سہیلیون کے باغ کی سیر کرنے لگین لندھور اور بہرام قریب باغ ٹھہرے نعمان ہزارہ نے
جلد تر ایک گوشہ مین بیٹھکر زنگ در وغن عیاری لگا کر اپنی صورت ایک ضعیف ڈہ نواز کی بنائی پھر ڈہ لیکر گے
بڑھا اور دروازہ باغ بیٹھکر ڈہ بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

دام دلہا گشت تمام زلف تو — زلف تو بالاے سرو او مقام
بند شد دربند زلف تو دلہا مدام — دام بند آمد تمام زلف تو
زلف تو اے گوھر غلام زلف تو — لایق رخسار گلرنگ تو نیست
رم کنند از دام مرغان چہ عجب — جاتب آرام رام زلف تو
بندہ جامی راز شام زلف تو

اے دلم شد صید دام زلف تو
بس بلند آمد مقام زلف تو
داد تشریف غلامی بندہ را
چہ مقام مشکفام زلف تو
صبح اقبال است طالع ہر نفس

جسدم صداے ڈہ دختران ملک اجرو کیہ نے سنی دونوں مجھگئے

ہمیشہ ہو گئیں اور باہم کہنے لگیں نہیں معلوم کون نگوڑا ذی بجا کر غزل گا رہا ہے دل لئے چھین لئے دیتا ہے جلیسون نے عرض کی حضور ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ جو شخص ذی بجاتا ہے اُسے باغ میں بلوائے اور غزلیں گوائے آپ بھی سُنیئے ہم بھی سُنیں مہرافروز نے کنیزون سے کہا در باغ پر جا کر کسی سے دریافت کرو کہ یہ کون ذی بجاتا ہے جو کوئی ہو ہمارے پاس بھیجو ہم گانا سُنیں گے کنیزیں در باغ پر گئیں سوارون اور پیدلون سے پوچھا یہ ذی کون بجاتا ہے بلکہ ہماری ذی بجانے والے کو بلاتی ہیں سوارون نے کنیزون سے کہا ایک بڈھا نہایت ضعیف زیر دیوار باغ بیٹھا ہوا ذی بجا رہا ہے ہم اُسے ابھی بھیجے دیتے ہیں یہ کہکر کچھ سوار ذی نواز کے پاس گئے اور کہنے لگے اے میان ذی نواز خوش ہو اب سرافراز ہو جاؤ گے بہت انعام پاؤ گے دختران ملک اجرو کیہ تمہاری نغمے کی مشتاق ہیں تمہیں بلاتی ہیں جلد اٹھو باغ میں جاؤ دو چار غزلیں گاؤ انعام کثیر ملیگا ہمیں بھی کچھ دینا گل انعام تمہیں نہ لے لینا ذی نواز نے جواب دیا میں تو اب بڈھا ہو گیا ہوں سب تمہیں لے لینا سوارون نے جواب دیا سب تو ہم نہ لینگے آدھا ہمیں دینا ذی نواز نے کہا اچھا آدھا تمکو دیدونگا یہ کہکر ذی نواز اپنی جگہ سے اُٹھا یہاں کنیزون نے دختران ملک اجرو کیہ سے کہا ایک بڈھا ذی بجاتا ہے بموجب حکم باغ میں آتا ہے حضور پردے میں بیٹھیں تو ہم اُسے یہاں بلائیں دختران ملک اجرو کیہ نے جواب دیا بڈھے سے پردہ کرنا بیکار ہے اُسکے پاس کیا ہے کنیزون نے یہ سُنکر در باغ سے ذی نواز کو بلا یا ذی نواز کانپتا ہوا اور ضعف سے تھراتا ہوا باغ میں آیا دونوں نازنینون کو کانپتے ہوئے ہاتھون سے سلام کرکے دعائیں دینے لگا دختران ملک اجرو کیہ نے بڈھے کے سراپا پر نظر کرکے خندہ کیا پھر کہا اے ذی نواز کیوں تھراتا ہے بیٹھ جا ہمارے سامنے ذی بجا کر کچھ گا ذی نواز نے عرض کیا بہت خوب یہ کہکے زمین پر بیٹھنے لگا مہرافروز نے ایک کنیز سے کہا جلد کرسیان ر چبوترے پہ باغ کے بچھا دو ایک کرسی اس بڈھے کو بھی واسطے بیٹھنے کے دو کنیز نے کرسیان بچھا کر ایک کرسی پہلی ذی نواز کو دی ذی نواز بعد بیٹھنے جلا نازنینون کے سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گیا اور ذی نکالکر بجانے لگا اور یہ غزل جھوم جھوم کے مستانہ وار گانے لگا غزل

احسان چارہ گر کی حیا ہے اگر تمہیں
کس کس کو تیر یار میں جھاتی لگا لیے
ہر دم میں ہو ہزار طرح کی شکستگی
آب بقا میں خنجر قاتل بجھا لیے
فرصت اگر دے فتنۂ آشوب روز حشر
اے خیال یار میں مہندی رچا لیے
تسلیم کیا ہے گلہ کسی بے وفا کو آپ
ہنس ہنس کے غنچہ ہائے چمن کو ہنسا لیے
اب ہاتھ اور بھی نہ مری جان لگا لیے
گذری تمام رات نہ آیا وہ ماہرو
تب تک پھر ایسے زخم جگر کو سلا لیے
آخر حصول صحبت دیوانہ کچھ تو ہو
دو چار نار اور لحد کے اُٹھا لیے
اللہ رے ذوق لذت ستم کو رہا ہے دل
دل دے کے دو نازنیتا اُٹھا لیے
گلشن میں چل کے آج کوئی گل کھلا لیے
حسرت کو درد و یاس کو داغ فراق کو
ہوتی ہے صبح شیشہ و ساغر اُٹھا لیے
حا دبعد مرگ بھی امید زیست ہے
دربان کو نالہ ہائے سلاسل سُنا لیے
رنگین مزاجیون سے دکھا دیجیے اثر
کچھ نہ شکوہ لاکھ اگر زخم کھا لیے
ذی نواز نے یہ غزل گا کر ذی ہاتھ سے

رکھ دی دختران ملک اجرو کیہ ہر ایک شعر غزل کا سن سن کے بیتاب و بیقرار ہو گئیں وجد میں آ کر جھومنے لگیں ہمجلیسیں اپنے اپنے یار و آشنا کو یاد کرکے اشک آنکھون میں بھر لائیں دمبدم آہ آہ کرنے لگیں بیساختہ زار زار رونے لگیں اکثر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگیں بعد تھوڑی دیر کے جب سب کے حواس درست ہوئے جہان افروز نے ذی نواز کے گانے کی تعریف کرکے کہا اے ذی نواز اب اور کوئی غزل یاد ہو تمہارا دل چاہے گا ذی نواز نے عرض کیا خداوند نعمت اب میرے نشہ پانی کا وقت آیا ہے دیکھیے جاہیان چلا آتی ہیں ہاتھ پاؤں ٹوٹ رہے ہیں آنسو آنکھون سے بہہ رہے ہیں اسوقت مجھسے گا یا نہ جائیگا جب تک تھوڑی بھنگ اور ایک دو چلمیں چرس کی اور کچھ شراب نہ پیونگا حواس میرے درست نہونگے میں بہ شباب سے شراب وغیرہ کا عادی ہوں علاوہ

ذوالنوازی نے ساقی گری بھی خوب کرتا ہون مین نے بادشاہون کو شراب پلائی ہی ہزارون روپیے انعام مین پائے ہین مین نے سب روپیہ تماشہ بینی صرف کیا مین نے خوب عیش کیا ہی نازنینان عرب و عجم سے عشق کیا ہی نازو اُنکے اُٹھائے ہین قلب وجگر اُنکی فرقت مین جلائے ہین ہر چند اب بڈھا ہوگیا ہون لیکن جوانون سے کچھ کم نہین ہون ابتک حضور کی کنیزین اور جلیسین موجود ہین سب کو راضی کر سکتا ہون مہرافروز اور جہان افروز تو ذوالنواز کی تقریر سنکے مسکرائین کنیزین وغیرہ ذوالنواز کو بظاہر گالیان دینے لگین باطنا منھ مین پانی بھر آیا دل ہم آغوشی کو چاہنے لگا مہرافروز نے کنیزون کو جھڑک کر کہا ای نالایقو بڈھے کو کیون گالیان دیتی ہو تم نہین جانتین جب آدمی بڈھا ہوتا ہی اور قوا اُس سے کچھ ہو نہین سکتا زیادہ تر اُسکی مزہ باتون سے آجاتا ہی جو چاہتا ہی بکتا ہی اُسکی گفتگو سنکے ہم ہنسو یہ شراب پینے کا عادی ہی شراب اسے پلاؤ ایک شیشہ شراب اور ساغر لے آؤ کنیزین وغیرہ حسب الحکم خاموش ہوئین ایک کنیز شیشۂ شراب اور ساغر بلور جاکر باغ کی بارہ دری سے لے آئی اور ذوالنواز کو دے کر کہنے لگی لو زہر مار کرو کہین جلدی مرو ذوالنواز نے تقریر کنیز کی سنکے جواب دیا تو ہی مجھ پر صدقے اور قربان ہو کر مرجا کیون مجھے کوستی ہی مین ابھی کئی سو برس زندہ رہونگا تجھ سی ہزارون کو مار کر مرونگا یہ کہکر ذوالنواز ہنسا اور کہا ای جانمن میرے کہنے کا برا نہ ماننا مین تجھسے ہنستا ہون بعد اس تقریر کے ذوالنواز نے مہرافروز اور جہان افروز سے مخاطب ہوکر عرض کیا خداوند سرکار نے شراب تو مرحمت کی لیکن حضور کے سامنے شراب نہ پیونگا جب تک شراب سب کو نہ پلاونگا ایک قطرہ شراب کا نہ پیونگا مین بے ادب نہین ہون ہم تکو دختران ملک اجر وکیہ کو ذوالنواز کا گانا سننا منظور تھا اسوجہ سے دختران ملک اجر وکیہ نے اور چند شیشے شراب کے منگوائے اور ذوالنواز سے کہا اچھا ہمین تیری خاطر منظور ہی ہمین بھی شراب پلا اور خود بھی شراب پی پھر ذوالنوازی کر ذوالنواز نے خوش ہوکر ایک شیشے مین سے شراب دوسرے شیشے مین انڈیلی اور دوسرے شیشے سے تیسرے شیشے مین انڈیلی غرض خوب اُلٹ پلٹ کرکے اور ریحالا کی سفوف بیہوشی شامل کرکے جام شراب سے بھرا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا اور ملکہ جہان افروز کے سامنے ساغر لیگیا جہان افروز نے ساغر لیکر بے دغدغہ ایک جام شراب پی پھر ذوالنواز نے جام مے سے لبریز کرکے یہ شعر پڑھا شعر

پھر چلو باغ مین ہو دور شراب گلرنگ ✣ میکشو خوش ہو کہ پھر فصل بہار آئی ہی ✣

یہ شعر پڑھکر جام سر پر رکھکر رقص کرتا ہوا قریب ملکہ گیا اور کہنے لگا ایسی شاہزادیون کو سربستہ شراب پلانا لایق ملازم کا ہی غرض ملکہ نے بھی جام مے لیکر بیخطر شراب پی پھر ذوالنواز نے ہر ایک جلیس اور کنیز کو شراب پلائی اور ایک دو کنیزون اور جلیسون کے سینے پر ہاتھ بھی پھیرا جب ذوالنواز سبکو شراب پلا چکا اور خود بھی ایک جام پیا ایک ڈبیا کمر سے نکالکر ایک گلوری پان کی نکالی اور اُس مین کچھ ڈالکر گلوری کھائی پھر ذف اُٹھا کر یہ مخمس گانا شروع کیا مخمس

بجے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد | اُجاڑ وہ خاک کے حال بوستان صیاد | عبث عبث تو نہو مجھسے بدگمان صیاد
مسلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد | مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

مزاج نازک صیاد سے مجھے کتنی پاس | کبھی نہ لکھ تعاقبات ون مین اوداس | جو پوچھے تو کہیے انتہا کا میرا پاس
قفس کو شام سے لٹکاکے فرش خواب کے پاس | سنا کرے مری تا صبح داستان صیاد

مین وہ ہون رونق گلزار ہی مری دم سے | اُڑا لے نغمہ سرائی مین ہوش بلبل کے | ابھی نہین ہی سنگا ... یری مدد مجھے
کریگا یاد مرے زمزمون کو تو بعد مرے | ہون چند روز ترے گھر مین مہمان صیاد

عزیز رکھتے ہین میخوار ساغر گل کو | بغیر گل نہین آرام چین بلبل کو | صدا آفرین ہی مرے صبر اور تحمل کو

اس شہر کا ہی کوئی تمہیر معقول کریگا ہجکیین وغیرہ یہ سنکے نالان وگریان سوار ہوئین سوار اور پیدل وغیرہ بھی متحیر وتفکر وہان سے چلے جب سب ملک اجر وکیہ کے پاس پہونچے اور اسکو تمام احوال سے آگاہی ہوئی نہایت ہی ملول وغمگین ہوا اور چہار جانب سوار اور پیدل واسطے تلاش کرنے جہان افروز زاد اور مہر افروز کے روانہ کیے ازانجملہ دایہ ملک اجر وکیہ بھی مع اپنے پسر سہمان ناوک انداز ہجکیین لیکر روانہ ہوئی نام دایہ کا شمیم سنگ انداز تھا غرض شمیم سنگ انداز مع اپنے پسر کے ڈھونڈھتے ہوئی اُسی مقام پر پہونچی اور ملکہ مہر افروز زاد و جہان افروز کو سرا مین دیکھکر اپنے لڑکے کو وہین چھوڑکر جلد وہان سے جانب ملک اجر وکیہ واسطے اطلاع دینے کے روانہ ہوئی سہمان ناوک انداز سرا مین کھڑا تھا ناگاہ نعمان ہزارہ بازار سے جو سرا مین ایا دیکھا اُسکا ایک شکل ناآشنا منتظر کسی شخص کا عنقریب جائے قیام لندھور و بہرام کھڑا ہی نعمان چونکہ عیار ہی شکل دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ کوئی دشمن ہی فوراً نعمان نے حباب بیہوشی مارکر اُسے بیہوش کیا اور اُٹھاکر لندھور کے پاس لیگیا پھر ستون مین باندھکر ہوشیار کیا اور پوچھا سچ بتا تو کون ہی کیون یہان کھڑا تھا ورنہ ابھی خنجر سے قتل کر دونگا سہمان ناوک انداز نے خوف جان سے سہم کے صاف صاف کہدیا کہ مین شمیم سنگ انداز دایہ ملک اجر وکیہ کا پسر ہون ہمراہ اپنی مادر کے براے تلاش ملکہ مہر افروز زاد اور جہان افروز یہان آیا تھا مادر تو دونون ملکہ کو یہان دیکھکر ملک اجر وکیہ کو اطلاع دینے گئی ہی مجھے یہان چھوڑ گئی ہی لندھور وغیرہ نے یہ تقریر اُسکی سنکے اُس سے کہا کہ تو مسلمان ہو جا ورنہ ابھی قتل ہو جائیگا سہمان ناوک انداز صدق دلی سے مسلمان ہوا نعمان نے اُسے کھولدیا بعد مسلمان ہونے کے سہمان ناوک انداز نے لندھور اور بہرام کی خدمت مین دست بستہ عرض کیا کہ والدہ میری ملک اجر وکیہ کے پاس گئی ہی ملک اجر وکیہ مع فوج کثیر یہان آتا ہوگا آپ کو لازم ہی کہ ملکہ مہر افروز زاد اور جہان افروز کو یہمراہی خرم جزیرۂ خرم مین یہان سے جلد روانہ کیجیے دیر نہ کیجیے ورنہ ملک اجر وکیہ دونون کو یہان سے لیجائیگا اور آپ کے ہمراہیون کو قتل کریگا آپ کو گرفتار کریگا تھوڑی دیر مین اس سرا مین جنگ عظیم ہوگی اور انجام وہی ہوگا جو مین نے عرض کیا ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی مین نے اطلاع دے دی لندھور اور بہرام وغیرہ نے باہم مشورہ کرکے راے سہمان ناوک انداز کو پسند کیا اور خرم کو بلاکر مع تھوڑے آدمیون کے مہر افروز زاد اور جہان افروز کو محافون مین سوار کرکے اُسکے ہمراہ کر دیا اور کہا جلد تو انھین اپنے جزیرۂ مین لیجا یہان لڑائی ہوگی اس جگہ انکا رہنا مناسب نہین ہی خرم یہ خوشی و خرم ہمراہ محافون کے مع تھوڑے آدمیون کے چلا ہنوز سرا سے نکلا تھا کہ ملک اجر وکیہ و عبد العزیز و داراب شاہ لشکر کثیر لیکر بموجب خبر رسانی شمیم سنگ انداز آ پہونچا خرم کو ہمراہ محافون کے جاتے دیکھکر روکا لندھور اور بہرام کو خبر ہوئی فوراً اسلحۂ زیب تن کرکے مرکبون پر سوار ہوکر مع کئی ہزار ہمراہیان خرم کے سرا سے نکلے ملک اجر وکیہ و داراب شاہ و عبد العزیز نے لندھور اور بہرام کو پہچان کر جنگ آغاز کی لندھور اور بہرام نے تلوار کھینچی ہمراہیان خرم بھی تیغین کھینچ کھینچ کے بڑھے تلوار چلنے لگی سہمان ناوک انداز تیر اندازی کرنے لگا ایک سمت خرم قریب محافون کے لڑنے لگا قیصر سوداگر بھی اپنے ہمراہیون کو لیکر آیا شریک جنگ ہوا اُسوقت یہ حال تھا کہ لاش پر لاش پیدل اور سوار کی گرتی تھی زخمی زمین پر پڑے ہوے تڑپتے تھے زمین خون سے لالہ رنگ تھی کسی طرف شمشیر بہرام چلتی تھی کسی جانب لندھور سرگرم ستیز تھا بارش تیر ہو رہی تھی جانبین کے سوار قتل ہو رہے تھے دروازہ سرا پر

ایک قیامت کبرےٰ برپا تھی جنگ لندھور بن سعدان کی یہ کیفیت تھی ابیات ٭ بشمشیر ازان لشکر نابکار ٭ تبہ کرد بسیار در کارزار ٭ از آواز آن گرد سالار کش ٭ شد دیو خانہ با پیل وش ٭ ایک جانب بہرام گرد کفار بد انجام کو تیغ بیدریغ کرتا تھا اس وقت جنگ دختر بہرام سے یہ حال تھا بیت بر آمد درخشیدن تیغ تیز ٭ زمین از نہیب آمد اندر گریز ٭ اُسی گرمی کارزار مین لندھور نے ایک پہلوان کو قتل کرکے اُسکا گرز لیکر داراب شاہ ہندی پر مارا داراب شاہ سپر کو سر کی پناہ کرکے پیچھے ہٹا لیکن ضرب گرز ہلکی سی اُسکے شانے پر آئی شانہ اوسکا ٹوٹ گیا فوج کے ہزارون سوار یہ حال دیکھ کے بیچ مین آگئے کچھ سوار داراب شاہ کو اُس جگہ علیحدہ لے گئے داراب شاہ بیہوش ہوگیا پھر سامنا عبد العزیز کا بہرام سے ہوا عبد العزیز نے تیغ مارا بہرام نے سپر پر روک کے شمشیر اوسکے سر پر لگائی ہر چند عبد العزیز نے سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کرتا دوابر و اُتر آئی عبد العزیز نے دستانہ مارا شمشیر آبدار سر سے نکل گئی عبد العزیز کا حال غیر ہوا ہزارون جوانان لشکر یہ رنگ جنگ دیکھکر گھبرائے فوراً جوانان نے اپنے مرکب اُٹھائے درمیان بہرام کے اور عبد العزیز کے آئے خود بہرام گرد سے لڑنے لگے اکثر سوار عبد العزیز کو وہان سے لے گئے عبد العزیز بھی بیہوش ہوگیا ہنوز عبد العزیز ہوشیار نہ ہوا تھا کہ ملک اجرو کیہ لڑتا ہوا سامنے لندھور کے آیا لندھور نے بڑھکے اُس سے مقابلہ کیا ملک اجرو کیہ نے بعد مجادلت تیغ آبدار سر لندھور پر مارا لندھور نے تیغ سپر پر روک کر وہی ہلکا گرز بہ نعرہ کرکے فرق ملک اجرو کیہ پر مارا شعر ستم صاحب عمود و جانشین حمزہ دور گردان ٭ ستم لندھور بن سعدان شجاع و رستم دوران ٭ ہر چند ملک اجرو کیہ نے سپر چہرہ و سر کی پناہ کی لیکن سپر گرز رُک نہ سکا سر پر پڑا مغز سر کا کاسئہ سر سے باہر نکل پڑا اور کاسئہ سر ریزہ ریزہ ہوگیا فوراً زمین پر گرکے ہلاک ہوگیا فوج یہ واقعہ دیکھکر بے دل ہوکر بھاگی جوانان لشکر عبد العزیز اور داراب شاہ کو بعد خرابی لیکر بھاگے وقت بھاگنے کے ہزارون کفار غازیان اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوئے اُسی وقت الیاس ہندی وزیر ملک اجرو کیہ خدمت لندھور مین دست بستہ حاضر ہوکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور لندھور اور بہرام کو اپنے ہمراہ دار الامارۂ شاہی مین لے گیا اور بعد عزت و حرمت بٹھا کر زندان مین گیا اور شہپال ہندی اور عادل ہندی اور فاضل شیر دل و جیپور ہندی وغیرہ جس قدر سرداران لندھور قید تھے سب کو رہا کرکے پاس لندھور کے لایا لندھور الیاس جنہ دل سے خوش ہوا پھر ہر ایک سردار لشکر نے شہپال سے معانقہ کیا اور ہر ایک کو موافق رتبے و مرتبے کے اپنے قریب بٹھایا علاوہ اہل دربار کے جملہ خاص و عام شہر مسلمان ہوئے مسجدین تیار ہونے لگین لندھور نے حکم دیا کہ جلد بزم عشرت آراستہ ہو جب حکم بزم عیش آراستہ ہوئی ساقیان گلرخسار کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوئے پھر دور جام مئے ناب چلنے لگا ہر ایک سردار وغیرہ دربار مین شراب پینے لگا نازنینان خوبرو بزم مین حاضر ہوکر ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین ہر سمت سے صدائے تہنیت فتح آنے لگی اُسی روز لندھور نے ملکہ جہان افروز سے اور بہرام نے ملکہ مہر افروز سے عقد نکاح کیا اور ہمبستر ہوئے بطن جہان افروز سے فرہاد خان یکفرہی پسر لندھور پیدا ہوگا اور شکم مہر افروز سے معظم خان بن بہرام تولد ہوگا انشاء اللہ حال انکا لکھا جائیگا غرض بعد عقد نکاح لندھور اور بہرام نے سنا کہ داراب شاہ ہندی اور عبد العزیز ہندی مقام سنگ سران مین بھاگ کر گئے ہین چونکہ بعد فتح کرنے اجرو کیہ کے فوج ملک اجرو کیہ کو تھکا ماندہ بہت

تھی اور سب مردمان لشکر مسلمان ہوے تھے لندھور اور بہرام نے قیصر سودا گر کو خلعت و انعام کثیر دے کر اور رخصت کر کے وہی سات لاکھ فوج ہمراہ لیکر سمت جاے قیام روانہ ہوے شاداب شاد اور عبد العزیز روانہ ہوے حال انکا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا

داستان جانا عفریت و ملعونہ کا طلسم زر افشان سلیمانی میں اور قتل ہونا دونوں کا دست امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے پھر عقد ہونا حمزہ صاحبقران کا ملکۂ آسمان پری سے اور آنا بدیع الزمان کا

فتح کنندگان مراحل طلسم سخن و زینت دہندگان عروس افسانۂ کہن اس داستان مسرت نشان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ حمزہ صاحبقران بزم عشرت مین بیٹھے ہوے گل تماشا دیکھ رہے تھے اور شہپال بن شہرخ و جملہ دیو و پری اور سرفراز و ممتاز بھی بزم عشرت مین بیٹھے ہوے تماشا پریزادان کا دیکھ رہے گلستان ارم مین تمامی عیش و عشرت تھا لیکن عفریت نابکار رخول و غمگین تھا ایک روز عفریت نے اپنی مادر ملعونہ جادو سے کہا ذرا دیکھئے تو ہماری زندگی کب تک ہی ملعونہ نے کہانت کے طریقہ سے بعد فکر اور غور کہا ای فرزند مجھ کو معلوم ہوتا ہی کہ تیری دو ہزار برس کی عمر تھی اب عمر تیری تمام ہونے کو ہی سواے دو ہزار برس کے زندگی تیری ثابت نہین ہوتی ہی عفریت نے اشکبار ہو کے پوچھا کیا اب مین مر جاؤنگا ملعونہ نے جواب دیا کہ ہان یہی معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے تو قتل ہو جائیگا عفریت نے پوچھا اب مین کیا تدبیر کرون کیونکر جان اپنی اس آدمزادے بچاؤن ملعونہ نے کہا طلسم زر افشان سلیمانی مین چلا جا شاید وہان جان تیری بچ جاے عفریت نے کہا ای مادر مہربان تم بھی میرے ساتھ چلو ملعونہ نے کہا ای فرزند مین ہمراہ تیرے ضرور چلونگی عفریت نے کہا ابھی چلیے ایک لمحہ یہان نہ ٹھہریے ایسا نہ ہو میری قضا یہان آجاے آدمزاد مجھ کو قتل کر ڈالے تو غضب ہو ملعونہ بموجب کہنے اپنے فرزند کے اٹھی اور ہمراہ اپنے پسر کے چلی بعد قطع راہ عفریت اپنی مادر کے ہمراہ داخل طلسم زر افشان سلیمانی ہوا یہ خبر مشک دیو تندک و دیو برق جلد شہپال بن شہرخ مین حاضر ہوے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہو کر بعد مجرا کرنے کے دعا و ثنا سے شاہ کی بجا لاکر اس طرح عرض کرنے لگے اشعار

گشتہ از رخ عزت تو پدید او نمو	تا ز بولی از عمل نامیہ ماند عمل
تو بود تا خنہ از علم جدا ز علم و عمل	بعدم جسم درون خستہ چو در تو پیگنا
تا ز تحویل کل خاک نزد چو گردد	تا بجد سکہ چرخ نش بمیان چوی دہل
ای شہنشاہ والیجاہ ملک بارگاہ اسوقت عفریت نابکار خوف تیغ شعلہ بار سے	

مضطرب ہو بھاگ کر طلسم زر افشان سلیمانی مین گیا ہی یقین ہی کہ اب اس طلسم سے نکل کر ملازمان حضور سے مقابلہ نہ کریگا یہ عرض کر کے چلے گئے شہپال نے جانب حمزہ صاحبقران دیکھا امیر با توقیر نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمائیے انشاء اللہ مین اوسے طلسم زر افشان سلیمانی مین جا کر قتل کرونگا اس دشمن کو زندہ نہ چھوڑونگا لیکن آپ طلسم زر افشان سلیمانی تک مجھے پہونچا دیجیے مین طلسم مین داخل ہو کر اس نابکار کو تہ تیغ آبدار کرونگا اگر آپ کا دل چاہے تو بہ نفس نفیس مع لشکر براے سیر و تفریح دل تشریف رکھیے گا جب مین اوا نعرہ کرون تو خیال فرمایے گا کہ عفریت کی ضرب سے مین بچا اور جب دوسرا نعرہ کرون تو جانیے گا کہ مین نے اسپر تلوار لگائی اور جب تیسرے نعرہ کی آواز سنیے گا تو سمجھ جایئے گا کہ مین فتحیاب ہوا عفریت قتل ہوا شہپال بن شہرخ نے کہا عفریت بھاگ گیا ہی اب اوسکے قتل کرنے کے واسطے طلسم مین جانا چند ان

ضرور نہیں ہو علاوہ اسکے تمھاری مفارقت مجکو گوارا نہیں ہو امیر بالوقیر نے کہا انشاءاللہ مین عنقریب کو فتح کرکے اور عفریت
کو قتل کرکے جلد آونگا شہپال گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے مجبور ہوا آخر اسی وقت سامان چلنے کا کیا گیا بعد درستی
سامان کے سات لاکھ دیو و پریزاد کو ہمراہ لیکر مع حمزۂ صاحبقران جانب طلسم زرافشان سلیمانی روانہ ہوا
قریب طلسم زرافشان سلیمانی کے جو پہنچکے کوہ زہرمہرہ پر قیام کیا چونکہ ہنگام شب تھا واسطے فتح طلسم کے
ٹھہر گئے تمام شب سیر صحراے سبزہ زار اور کوہ زہرمہرہ کی سیر کیا کیے لطف بے اندازہ اٹھایا کیے جب وہ وقت
آیا کہ فتاح طلسم سیاہی شب طلسم زرافشان مشرق سے عیان ہوا ظلمت شب دور ہوئی جہان پر نور ہوا ابیات
وہ وقت آیا کہ شب مثل رخ یار ✦ ہوئی پوشیدہ مشتاقون سے اکبار ✦ فروغ صبح پھیلا جیسے دامن ✦ ہوا روشن
لگے وہ فن گلشن ✦ امیر بالوقیر بعد پڑھنے نماز سحر کے شہپال بن شاہرخ و دیگر دیو و پریزاد سے رخصت
ہوکر بسم اللہ کہکے کوہ سے اُترے اور ایک جانب صحراے سبزہ زار مین روانہ ہوے راہ مین عجائب وغرائب
دیکھتے ہوے گلہاے خودرو کی سیر کرتے ہوے قدرت رنگا رنگ پروردگار مشاہدہ کرتے ہوے چلے جاتے
تھے کسی جگہ ٹھہر جاتے تھے اور پھر آگے بڑھتے تھے یہان تک کہ شام ہوئی تاریکی محیط عالم ہوئی اسوقت حمزۂ
صاحبقران نے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مین زیر کوہ زہرمہرہ کھڑا ہون امیر بالوقیر نہایت متحیر ہوے
اور خیال کرنے لگے کہ مین نے تو صبح سے شام تک صحرانوردی کی تھی اسوقت جو خیال کرتا ہون تو یہ وہی مقام
ہو جہان سے روانہ ہوا تھا یہ خیال کرکے امیر بالوقیر نے بالاے کوہ دیکھا کہ لشکر شہپال اُترا ہو امیر بالوقیر
بالاے کوہ تشریف لے گئے اور شہپال سے تمام حال بیان کیا جب صبح ہوئی پھر حمزۂ صاحبقران ہر ایک
سے رخصت ہوکر جانب در طلسم زرافشان سلیمانی بصد حیرانی روانہ ہوے دن بھر صحرانوردی کیا کیے
شام کو پھر زیر کوہ اپنے تئین دیکھکر متحیر ہوے غرض اسی طرح تین روز برابر حمزۂ صاحبقران نے بادپیمائی
کی اور شب کو اپنے تئین زیر کوہ پایا چوتھے روز عبدالرحمن جنی نے لوح طلسم زرافشان سلیمانی امیر بالوقیر
کو لاکر دی اور عرض کیا بغیر لوح دیکھے کوئی کام نہ کیجیے گا حمزۂ صاحبقران لوح طلسم زرافشان لیکر
خوش ہوے اور شہپال وغیرہ سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکر جانب درۂ طلسم بسم اللہ کہکے لوح دیکھتے
ہوے ڈوال سے چلے بعد دو پہر راہ طے کرنے کے درہ طلسم پر پہونچے درہ طلسم کو عجب نورافشان دیکھا اگر اسکی تعریف
کیجاے تو نہایت طول ہوگا غرض بعد دیکھنے درہ طلسم کے امیر بالوقیر نے ملاحظہ فرمایا کہ قریب درہ طلسم ایک
اژدر کلان بیٹھا ہو دمبدم اُسکے منھ سے شعلے نکلتے ہین اور اُن شعلون کی حرارت سے وہ جگہ گویا کرۂ نار ہو رہی
زمین مانند تابہ آہن جل رہی ہو ہر ایک ذرہ اُس زمین کا رشک آفتاب ہو زمین پر نام و نشان سبزے کا نہین
ہو اژدر جسوقت دم کشی کرتا ہو بڑے بڑے سنگ مثل خار وخس کے اپنی جگہ سے حرکت کرکے اُسکے دہن مین
چلے جاتے ہین اور جسوقت وہ اژدر سانس لیتا ہو ایسے شعلے اُسکے دہن سے نکلتے ہین کہ اگر شعلہ ہاے نار سقر
بھی اُن شعلون کے قریب آئین تو کیا عجب ہو کہ جل جائین حمزۂ صاحبقران برکت لوح سے ہلاک تو نہ ہوسکے
لیکن حرارت شعلہ ہاے اژدر سے نہایت پریشان خاطر ہوے تشنگی اور گرسنگی سے عجب حال ہوا اُسوقت
بحکم خالق کون ومکان حضرت خضر علیہ السلام حمزۂ صاحبقران کے پاس تشریف لاے حمزۂ صاحبقران
نے سلام کیا اُن حضرت نے جواب سلام دیکر پانی پلایا اور ایک کلچہ دے کر فرمایا کہ جب
خواہش طعام ہو تو اسی کلچہ کو کھانا سیر ہو جاؤگے جس روز یہ کلچہ ہو جائیگا اُسی روز بردۂ قاف

سے تمھارا جاتا ہو گا یہ کہکر حضرت خضر نظر سے پنہان ہو گئے امیر باتوقیر نے کچھ کھا کر اور پانی پی کر لوح کو دیکھا لوح سے
ظاہر ہوا اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ جو اژدر آتش فشان نظر آتا ہے یہی رہ طلسم کا ہے بے خوف خطر یہ اسم ورد زبان کر کے
دہن اژدر میں کود پڑ جو کچھ نظر آئیگا دیکھنا امیر باتوقیر جب حکم لوح آگے بڑھکر دہن اژدر میں کود ے تھوڑی
دیر تک غلطان اور پیچان دہن اژدر میں چلے گئے اور آنکھیں امیر باتوقیر کی بند ہو گئیں جب ایک جگہ حمزۂ صاحبقران
ٹھہرے آنکھیں کھولکر جو دیکھا تو عجب صحرا ہے ہیبتناک اور وحشت افزا ہے ہمہ سر آفت خیز دیکھا ہے ہر ایک خار
خونخوار ہے ہر ایک قدم پر نشان صدمۂ آزار ظاہر ہیں خیال جز درازی وحشت وحشتناک لا نہیں سکتا ہے
سمند وہم سبک رو قیامت تک بھی دشت کو طے نہیں کر سکتا ہے ایسا ویران ہے کہ انسان تو کیسے چرند و پرند
بھی کوئی نہیں تازہ دمبدم بگولے اُٹھتے ہیں صحرا سے بھاگ کر جانب فلک جاتے ہیں ہوا گرم چلتی ہے ذرا بھی نہیں
ٹھہرتی ہے خوف سے جلد گزر جاتی ہے زمین حرارت آفتاب سے از حد جلتی ہے ایک ایک ذرہ صحرا کا مانند آفتاب
چمکتا ہے میدان صحرا وسعت حشر سے وسیع تر ہے قیامت کا وحشت اثر ہے نظر بہ وہ چشم سے بوجہ خوف اور جل
جانے کے خیال سے نہیں نکلتی تھی ایسی لو بادیہ وحشت افزا میں چلتی ہے کہ سایہ قد جل جانے کے خوف سے
جلتی زمین پر ایک جگہ نہیں ٹھہرتا ہے دمبدم زیر قدم چھپتا ہے زرد رنگ سایہ کا بوجہ جلنے کے سیاہ نظر آتا ہے سناٹا صحرا کا

رستم دلوں کو ڈراتا دیابان
سافر سہمان مرگ ہر آن
نہیں ہوتی تھی بیابان کم و بیش
بیابان میں ہر اک سو تھا اندھیرا

وہاں انسان تو کیا سایہ بھی بسیار
یہ عالم دیکھ کر گھبرا گیا دل
کہیں شعلہ فشان غول بیابان
ابھی تھا دن ابھی شب کا گمان تھا

نہ تھا گر التفات فضل معبود
کہ کانٹے راہ میں تھے دو بدو حائل
کہیں تھے نشتر خار مغیلان
بدلتا رنگ کیا کیا آسمان تھا

تمازت پر فروغ مہر تابان
بیابان میں سیکڑوں اس جا پڑے تھا
طلبا و سدرہ جو ان کا پایا ہوا تھا
غرض تھی یہ ہزار وقت حمزہ

صاحبقران آگے بڑھے دیکھا ایک شجر خشک میں ایک زن بدصورت بندھی ہے امیر باتوقیر نے اُسکے قریب جاکر پوچھا
عفریت کہاں ہے زن بدصورت نے ترش رو ہوکر جواب دیا کہ اے شخص مجکو معلوم تو ہے کہ جن تجھے وہان تک
لیجا نہیں سکتی امیر باتوقیر نے پوچھا کیا سبب ہے اُسنے بیبرہم ہوکر جواب دیا کہ شاید تو اندھا ہے اسے نہیں دیکھتا
کہ میں بندھی ہوئی ہوں کیونکر تیرے ہمراہ چلوں امیر باتوقیر نے اُسے درخت سے کھولدیا وہ عورت آگے چلی
حمزۂ صاحبقران اُسکے ساتھ پیچھے روانہ ہوئے بعد تھوڑے دیر کے وہ عورت ایک ایسی جگہ پہونچی جس جگہ
آٹھ دیو بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے اُس عورت نے دیوون سے آواز بلند کہا ارے کیا بیٹھے ہوئے
میکشی کر رہے ہو غضب ہوا فاتح طلسم داخل ہو گیا میں اُسے بہکا کر قریب یہان تک لائی ہوں جلد اُسکا ایسے
قتل کرو لوح طلسم چھین لو ساحران دیو صورت یہ تقریر اُس زن پرفتنہ کی سنکے اُٹھے اور دار شمشاد اور
ارہ پشت سنگ اُٹھا اُٹھا کر حملہ ور ہوئے حمزۂ صاحبقران بھی عنقریب سلیمانی کھینچکر لڑنے لگے دیوون
کو قتل کرنے لگے ہر چند امیر باتوقیر نے تا دیر شمشیر زنی کی اور بہت سے دیو قتل کیے لیکن دیو بڑھتے گئے غور
سے جو امیر باتوقیر نے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ایک دیو قتل ہوتا ہے اور چار اور پیدا ہوتے ہیں تھوڑی
دیر میں تین ہزار ساحران دیو صورت پیدا ہوئے اور چار جانب سے امیر باتوقیر کو گھیر کر لڑنے
لگے اسوقت امیر باتوقیر متردد ہوئے اور جلد لوح پہ نظر کی لوح سے ثابت ہوا اے طلسم کشا اگر
قیامت تک اسی طرح لڑیگا تو بھی دیو قتل نہ ہونگے بلکہ بڑھتے جاوینگے جب تک یہ بلاسان
جادو تا ہے جو سامنے کھڑا ہے قتل نہو گا یہ معرکہ ہرگز فتح نہو گا تجھے لازم ہے کہ یہ اسم بزرگ

پیکان تیر پہ دم کرکے سینے پر اس ساحر کے جلد لگا اگر تیرے تیر سے بلاسان جادو ہلاک ہوا تو یہ مرحلہ بھی فتح ہو جائیگا
امیر نے بموجب حکم لوح اسم بزرگ پیکان تیر پہ دم کرکے اور تیر چلہ کمان مین رکھکر کمان کھینچی بقدرت پروردگار تیر کمان
سے نکلکر سینۂ بلاسان پر اسطرح پڑا کہ سینے کو توڑ کر پشت سے نکل گیا ساحر زمین پر گرا بعد ایک لمحہ کے تڑپکر ہلاک ہوگیا
اُسوقت آندھی سیاہ آئی شور و غل بلند ہوا پیر سحر کے فریاد کرنے لگے پھر آواز آئی افسوس مارا مجکو اور قتل کیا مجکو نام
میرا بلاسان جادو تھا بعد چار گھڑی کے وہ غل و شور اور تاریکی دفع ہوئی امیر بالو قیر نے دیکھا فقط ایک لاش اُس
ساحر کی پڑی ہی اور ہزار در ہزار دن سکتے کاغذ کے زمین پر پڑے ہوے ہوا سے اُڑتے ہین حمزۂ صاحبقران نے
خیال کیا یہ کاغذ کے وہی ساحر ہین جو مجھے گھیرے ہوئے تھے اور مجھسے لڑتے تھے یہ خیال کرکے امیر بالو قیر
آگے بڑھے حرارت آفتاب و دیگر آفتین سحر کی ساحر کے ہلاک ہونے سے دفع ہوگئین جب امیر بالو قیر نے
تھوڑی راہ طی کی دور سے ایک قصر نظر آیا بغور جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قصر مین دو پنجرے آہنی لٹک رہے ہین قصر
مین کوئی نہین ہی اور پنجرون مین انسان بند ہین جب حمزۂ صاحبقران قریب قصر پہونچے ایک پنجرے مین
سے ایک شخص نے بآواز پکار کے کہا سلام علیک ای حمزہ صاحبقران امیر بالو قیر نے جواب دے کر پوچھا
تم کون ہو کسنے تمہین پنجرے مین بند کیا ہی اُسنے کہا مین جنود سبز قبا ہون بھائی شہپال بن شہرخ کا عفریت
نے مجھے اور ریحانہ پری کو گرفتار کرکے اس طلسم مین اسیر کیا ہی حمزۂ صاحبقران نے خوب پہچان کر
عکس لوح کا دونون پنجرون پر ڈالا قفس دونون معدوم ہو گئے اہل قفس رہا ہو گئے جنود سبز قبا
رہا ہو کر کہنے لگا آپ نے مجپر نہایت احسان کیا اس قید سے رہا کیا یہ کہکر جنود سبز قبا ریحانہ پری
کو لیکر چلا گیا امیر بالو قیر بعد جانے ریحانہ پری اور جنود سبز قبا کے آگے بڑھے بعد بہت
راہ طی کرنے کے ایک تالاب نظر آیا درمیان تالاب کے دیکھا کہ ایک میل نصب ہی اور اُس میل پر
ایک چلا فولادی گردش کر رہا ہی مثل چرخی کے گھوم رہا ہی پانی تالاب کا اُسکے گھومنے سے بڑھتا ہی امیر بالو قیر
حمزہ صاحبقران نے بغیر دیکھے لوح کے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر نکالا پھر تاک کر اُس چلے کو
تیر مارا چلا تیر سے اڑ کے پانی مین گرا اور پانی مین گردش کرنے لگا اُسکے گردش کرنے سے اسقدر
پانی بڑھا کہ حمزۂ صاحبقران کے قریب آگیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے گھبرا کر لوح کو دیکھا لوح سے
ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا غضب کیا تو نے بغیر دیکھے لوح کے چلے پر تیر مارا اگر اس پانی سے تیرا کوئی عضو بھی
تر ہو جائیگا تو ابھی تو مثل پانی کے بہ جائیگا لوح کچھ کام نہ آئیگی اس پانی سے ہرگز نہ بچایگی اب بہتر یہی ہی
کہ جلد تر اس اسم جلیل کو تیر پر دم کرکے چلے کو تاک کے تیر لگا اگر چلے پر تیر پڑا تو یہ مرحلہ بھی فتح ہوا ورنہ
تو پانی ہو کر کوئی دم مین بہ جائیگا غرق دریاے فنا ہو جائیگا امیر بالو قیر نے یہ حکم لوح سے پاکر اسم جلیل
جلد پیکان تیر پر بتعداد معین دم کرکے اُس چلے کو تاک کے تیر لگایا بقدرت خالق بحر و بر تیر اُس
چلے پر ایسا آتشناک پڑا کہ وہ چلا جل کر خاک سیاہ ہو گیا تالاب کا پانی خشک ہو گیا تاریکی محیط عالم
ہوئی ہوا ئے تند چلنے لگی پیر سحر کے غل مچانے لگے پھر آواز آئی افسوس مارا مجکو طلسم کشا نے نام میرا
آبر زجادو تھا بعد اُس آواز آنے کے تاریکی دفع ہوگئی تالاب کا نام و نشان نظر آیا امیر نے
شکر خدا کیا پھر کلچہ عطائے حضرت خضر علیہ السلام نکالا اور سیر ہو کر کھایا پھر جو دیکھا تو کلچہ بدستور تھا امیر بالو قیر
نے کلچے کو اپنے پاس رکھکر پانی کی جستجو کی ایک چشمہ نظر آیا امیر بالو قیر نے لوح کو دیکھا لوح سے معلوم ہوا

کہ اس پانی کے پینے سے اور ہاتھ اس پانی میں ڈالنے سے کچھ فرور ہوگا یہ چشمۂ اصلی ہے امیر بالو قیر نے چشمہ سے پانی لیکر
پیا اور منھ دھویا بعد ہاتھ اور منھ دھونے کے امیر عالی وقار آگے بڑھے ناگاہ صداے نقارہ کان میں آئی امیر بالو قیر اور
آگے بڑھے ایک قصر نظر آیا جب امیر عالی وقار اُس قصر میں گئے نقارہ نواز تو کوئی نظر نہ آیا لیکن دیکھا کہ عفریت
نابکار فرش پر غافل سو رہا ہے امیر بالو قیر نے نوک خنجر سے عفریت میں چبھوئی عفریت نے کسی قدر ہوشیار ہوکے
اور آنکھیں نہ کھول کے کہا اے مجرد یہاں بھی مجھے بآرام و راحت سونے نہیں دیتے ہو کاٹتے ہو تمہیں مار ڈالونگا
اور اس کاٹنے اور خون پینے کا تمسے عوض لونگا حمزۂ صاحبقران نے کہا او نابکار ہو ہوشیار ہو میں حمزۂ
صاحبقران ہوں اگر چاہوں تو مار ڈالوں مگر خلاف شجاعت ہے تو جلد اٹھکر مجھسے مقابلہ کر ہوس جنگ دل سے
نکال لے پھر یہ عفریت سلیمانی ہے اور تیرا سر ہے عفریت نابکار اُسی غفلت میں تقریر امیر بالو قیر سنکے بیدار
ہوا اور اُٹھکے بعد غضب کہنے لگا کہ او حرامزادے میں تیرے خوف سے یہاں آکر چھپا تو یہاں بھی میری جان
لینے اور مجھے قتل کرنے کو آیا یہ کہکر عفریت نے دار شمشاد اُٹھائی اور بعد قہر و غضب سر پر امیر بالو قیر کے
لگائی امیر بالو قیر نے نعرہ کیا پھر امیر عالی وقار نے دار شمشاد ہر چند سپر پر روکی لیکن گھٹنوں تک پاؤں زمین
میں غرق ہو گئے ثابت ہوا کہ سر پر پہاڑ گر پڑا شانہ اور بازو کو کسی قدر صدمہ پہونچا امیر نے ضرب دار شمشاد روک کے
عقرب سلیمانی کھینچکر عفریت پر لگائی ہر چند عفریت نے چاہا دار شمشاد پر شمشیر کو روکوں لیکن عقرب سلیمانی
شمشیر لاثانی دار شمشاد کو کاٹ کر کمر پر پڑی عفریت بیچ سے دو ٹکڑے تو ہوا لیکن لغت سے زیادہ کہ اسکی
کٹ گئی خون قصر میں بہنے لگا عفریت نے زمین پر گر کے بہ منت کہا اے آدمزاد واسطہ تجکو اپنے خدا کا ایک ہاتھ
تلوار کا اور لگا تاکہ اچھی طرح ہلاک ہو جاؤں اس صدمہ تکلیف سے نجات پاؤں امیر بالو قیر نے بموجب
قسم دینے کے پھر تلوار لگائی مگر نعرہ نہ کیا عفریت کا سر کٹ گیا فوراً تن و سر سوے فلک بلند ہو گئے
بعد ایک لمحہ کے عفریت ہنستا ہوا سامنے حمزۂ صاحبقران کے آیا اور کہنے لگا واہ کیا تلوار لگائی ہے
اب اور ایک ہاتھ تلوار کا لگاؤ لڑنے سے باز نہ آؤ امیر بالو قیر یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوئے عفریت
نے وہی دار شمشاد اُٹھاکر امیر پر لگائی امیر بالو قیر نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر عقرب سلیمانی کمر پر
لگائی عفریت نے تلوار دار شمشاد پر نہ روکی یوں نہیں گذار رہا جب تلوار کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہو کر زمین
پر گرا فی الفور دونوں ٹکڑے زمین سے سوے فلک گئے بعد ایک ساعت کے دو عفریت بکر ساعقہ امیر بالو قیر
کے آئے اور لڑنے لگے ایکی مرتبہ امیر عالی وقار نے غضبناک ہوکر دونوں پر عقرب سلیمانی لگائی دونوں عفریت
بخوف و خطر اور آگے بڑھے تاکہ اچھی طرح تلوار پڑے جب عقرب سلیمانی دونوں پر پڑی چار ٹکڑے ہو کر
زمین پر گرے اور پھر زمین پر تڑپ کے بلند ہوئے اور ایک لمحہ کے بعد چار عفریت ایک ہی شکل اور صورت
کے سامنے امیر بالو قیر کے آئے اور دار شمشاد اور آرۂ پشت نہنگ لے لیکر امیر بالو قیر پہ حملہ ور ہوئے اسیطرح
امیر بالو قیر قتل کرتے جاتے تھے اور عفریت چار کے آٹھ اور آٹھ کے سولہ ہو جاتے یہاں تک کہ ایک سو چھپن
عفریت ایک شکل اور ایک صورت کے فراہم ہوکر امیر بالو قیر سے لڑنے لگے اور چار طرف سے امیر بالو قیر
کو گھیر لیا اسوقت امیر بالو قیر نے مجبور ہوکر درگاہ خداوند عالم میں یہ دعا کی کہ پروردگارا ان دیوؤں
کے شر و فساد سے مجکو بچا اور اس حال عجیب و غریب کی حقیقت نہیں کسی طرح ظاہر کر میں بہت متحیر ہوں کہ کیا وجہ
ہے کہ عفریت قتل ہو کر بڑھتے جاتے ہیں میں اتنے کب تک لڑونگا آخر کو تھک کر گر پڑونگا یہ نابکار مجھے

مارے جاوینگے جسدم یہ دعا امیر بالو قیر نے کی فوراً دعا درگاہ خدا مین قبول ہوئی حکم خدا سے حضرت خضر علیہ السلام قریب
امیر عالی وقار کے آئے اور بعد سلام اس طرح ارشاد فرمانے لگے ای امیر بالو قیر تمنے بڑا غضب کیا پہلے عفریت
پر دو سرا ہاتھ تلوار کا بیکار لگایا غیر اب توجہ ہوا وہ ہوا تیو مناسب ہے کہ سامنے جو کنوان ہی اُس کنوئین مین کود
پڑو چاہ مین مادر عفریت بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی اُسے قتل کرو اور آگے اُسکے جو سر عفریت کا رکھا ہوا ہی اُسے
اُٹھا لاؤ وہ سر عبد الرحمن جنی کو دینا اور وہ موافق اس عفریت کے ایک جام بنا دیگا تمھارے کام
آئیگا علاوہ اُسکے جب ملعونہ کو قتل کرنا تو اسکے سر مین سے ایک دانہ گوہر سلیمانی کا نکلیگا وہ دانہ بھی لے لینا
امیر بالو قیر بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام جلد عفریتون سے لڑتے ہوئے اُس کنوئین تک بصد دشواری
پہونچے اور اُس کنوائین مین کودے ملعونہ جادو بزور سحر شیر بنکر حملہ ور ہوئی امیر بالو قیر نے عقرب سلیمانی
سے اُسے قتل کیا جسوقت ملعونہ جادو قتل ہوئی اسقدر تاریکی نازل ہوئی کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا ہوائے
تند و تیز بکثرت چلنے لگی برف جانب فلک سے گرنے لگی بڑے بڑے پتھر بھی سمت چرخ سے گرنے
لگے شور و غل از حد بلند ہوا پہر بھر کامل یہی حال رہا پھر آواز آئی افسوس ہزار افسوس طلسم کشا نے
قتل کیا مجھکو کہ نام میرا ملعونہ جادو تھا بعد اس آواز آنے کے تاریکی ہر طرف ہوئی شور و غل بھی ہو چکا
پھر آفتاب نظر آیا روشنی ہوئی امیر بالو قیر نے سر ملعونہ سے دانہ گوہر سلیمانی نکالا پھر سر عفریت
اُٹھا لیا وہ جملہ عفریت جو سحر کے تھے ملعونہ کے قتل ہونے سے سب کافور کے پتلے ہوگئے غرض امیر
بالو قیر جب سر عفریت لیکر آئے حضرت خضر کو نہ دیکھکر چونکہ نہایت تھکے ہوئے تھے ایک سنگ دراز
پر لیٹ کر سو رہے چونکہ صدائے نعرۂ امیر بالو قیر قریب چونسٹھ کوس کے جاتی تھی اسوجہ سے کوہ زہرہ
پر دو مرتبہ نعرۂ امیر کی آواز سُنکے شہپال بن شہرخ کو تردد ہوا اور ہشیار ہوکے عبد الرحمن جنی
سے کہا ای عبد الرحمن بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران دست ساحران سے قتل ہوگئے اگر
زندہ ہوتے تو ضرور تیسری مرتبہ نعرہ کرتے کیونکہ یہی کہ گئے تھے عبد الرحمن جنی نے عرض کیا آپ
سلطین زمین بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ طلسم فتح ہوگیا کسی وجہ سے امیر بالو قیر نے تیسرا نعرہ نہ کیا اگر حضور کو
میرے عرض کرنے کا یقین نہو تو خود تشریف لیجا کر ملاحظہ کر لین شہپال نے کہا اچھا چلو مین ضرور چلونگا
جب تک امیر کو زندہ نہ دیکھ لونگا میرے دلکو قرار نہوگا غرض عبد الرحمن جنی شہپال کے ہمراہ
طلسم زر افشان سلیمانی مین آیا چونکہ طلسم ٹوٹ چکا تھا راستہ کھلا تھا اور کچھ خوف نہ تھا جب
شہپال بن شہرخ راہ طے کرکے وہان پہونچا جس جگہ امیر بالو قیر سو رہے تھے شہپال امیر کو دیکھکر
گھبرایا عبد الرحمن جنی نے امیر بالو قیر کو بیدار کیا شہپال نے خوش ہوکر امیر بالو قیر کو
گلے سے لگایا احوال مرحلات طلسم کا پوچھا امیر بالو قیر نے کل حال بیان کیا پھر امیر نے عبد الرحمن
جنی سے فرمایا یہ سر عفریت کا لیجاؤ کاسہ موافق اسکے بنالاؤ عبد الرحمن جنی نے عرض
کیا بہت خوب کاسہ بنا کر پیش کرونگا بعد اس گفتگو کے شہپال و عبد الرحمن جنی نے مال
و اسباب طلسمی نکلوایا پھر تمام مال و اسباب طلسم کو لیکر امیر بالو قیر پر زر و جواہر نثار کرتے
بصد خوشی و خرمی بارگاہ سلیمانی مین لائے جب قریب تخت کے پہونچے دلشاد امیر بالو قیر بیٹھے اور
دربار آراستہ ہوا شہپال بن شہرخ کچھ عبد الرحمن جنی کے کان مین آہستہ کہکر تخت سے اُٹھا

اور بارگاہ سلیمانی سے چلا گیا بعد جانے شہپال کے سب جنّے عبد الرحمٰن جنی امیر با توقیر کے چہرے پر نظر کرکے
مسکرایا امیر با توقیر نے باعث ہنسی کا پوچھا عبد الرحمٰن نے خوش ہو کر عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران مبارک
ہو اب عقد آپ کا ملکۂ آسمان پری کے ساتھ ہوگا ہرچند کہ عہد طفلی سے ملکۂ آسمان پری آپ سے منسوب ہی
اور زوجہ آپکی پردۂ قاف مین مشہور ہی لیکن موافق شرع عقد ہونا بھی ضرور ہی کہ باہم وصل ہو تو لی اولاد پیدا
ہو یہ عرض کرکے ترنج خوشبو مین دربار مین میٹھا امیر با توقیر پر مارا اُسوقت جملہ اہل دربار خوش ہو کر تہنیت دینے
لگے حمزۂ صاحبقران نے مسکرا کر عبد الرحمٰن جنی سے فرمایا اے عبد الرحمٰن آگاہ ہو تا دنیا مین ملکۂ مہر نگار
دختر نوشیروان سے عقد نہ کرونگا ملکۂ آسمان پری سے نکاح نہ کرونگا عبد الرحمٰن جنی نے عرض کیا یا امیر با توقیر
یہ پردۂ قاف ہی مالک و حاکم یہان کا شہپال بن شہرخ ہی ملکۂ آسمان پری عہد طفلی مین آپ سے منسوب
ہو چکی ہی اول عقد آپ کو ملکۂ آسمان پری سے کرنا چاہیے پھر آپ کو اختیار ہی جس سے چاہیے عقد کیجیے گا
اگر ملکۂ آسمان پری کے ساتھ بالفعل عقد نہ کیجیے گا تو شہپال آپ کو تا حیات پردۂ قاف سے جانے نہ دیگا
اور اگر عقد کر لیجیے گا تو بعد چھ ماہ کے یہان سے چلے جائیے گا وہان جاکر ملکۂ مہر نگار سے عقد کیجیے گا حمزۂ
صاحبقران نے گفتگوے عبد الرحمٰن جنی سنکے دیر تک فکر کی بعد فکر بسیار ارشاد فرمایا اے عبد الرحمٰن
جنی خیر جو کچھ تمنے کہا مجھے منظور ہی جس وقت امیر نے یہ فرمایا عبد الرحمٰن جنی خوش ہوے نازنینان
پریزاد حسب الطلب عبد الرحمٰن جنی بارگاہ سلیمانی مین آکر ناچنے لگین اور تہنیت دینے
لگین مبارکباد گانے لگین اُن نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

جدائی آپ کو منظور تھی ہم سے اگر پہلے
اُٹھاتے کیون مصیبت جانتے یہ ہم اگر پہلے
لگایا جسنے دل ہمسے محبت ہمنے کی اس سے
حذر کرنے سے صاحب کے مراد ہوگا ضرر پہلے

کیے تھے قول اور اقرار یہ کیا جلد یار پہلے
وہی غصہ کی باتین ہین وہی غصہ لڑائی ہے
کبھی چاہا نہین ہمنے کسی کو عمر بھر پہلے
گنواتے جان کیون اپنی لگاتے کیسے دل

پڑے ہی تھا ہجر وصل مین یہ سب عشوق دیکھے
وہی جھگڑا بکھیڑا ہے جو تھا آٹھون پہر پہلے
لیا گر نام جانے کا تو میری جان جائیگی
تمہاری بیوفائی کی اگر ہوتی خبر پہلے

اُس نازنین نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر جبدم یہ غزل گائی جملہ اہل بزم شاد و مسرور ہوے حمزۂ صاحبقران
بھی خوش ہوے غرض اسی طرح شب و روز پردۂ قاف مین بسامان عیش و طرب آراستہ ہونے لگین ہر روز
نازنینان پریزاد جا بجا بسامان عیش و عشرت مین رقص و نغمہ اسی روز سے کرنے لگین شہپال بن شہرخ
سامان عقد ملکۂ آسمان پری کرنے لگا جب بادشاہان پردۂ قاف کو براے شرکت بزم عشرت نامے
لکھے گئے دیو اور پریزاد نامے لیکر روانہ ہوئے ایک نامہ شہپال نے سمندون ہزار دست کو بھی
لکھا اُس نامے مین بعد احوال قتل عفریت ملعونہ جادو کے شہپال بن شہرخ نے تحریر کیا تھا کہ اے
سمندون ہزار دست فی الحال میری دختر نیک اختر ملکۂ آسمان پری کی شادی ہی تمھین لازم ہی کہ
بہ مجرد پہونچنے ہمارے نامے کے بخوشی و خرمی آکر شریک بزم عشرت ہو مجکو اپنا مخلص خالص تصور کرو غرض جب
نامہ اس مضمون کا تحریر ہو چکا شہپال نے ایک دیو کو نامہ دے کر فرمایا یہ نامہ سمندون ہزار دست کو
جاکر دے آ دیو بموجب حکم نامہ لیکر روانہ ہوا حال اس نامہ کا اور کیفیت سمندون ہزار دست کی تو پھر کبھی
لکھی جائیگی لیکن اب حال اور نامہ بردونکا لکھا جاتا ہی کہ جب دیو و پریزاد نامے لیکر بادشاہان پردۂ قاف کے
پاس پہونچے ہر ایک بادشاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر بعد خوشی مع لشکر کثیر سمت گلستان ارم روانہ ہوا

گلستان ارم مین حمزۂ صاحبقران اور ملکۂ آسمان پری کا کپڑے مانجھے کے پہننا ساچق اور مہندی کا ہونا گو کہ یہ رسوم اصل دفتر مین مرقوم نہوئے لیکن کمترین نے موافق قاعدۂ ہندوستان کے انکو لکھا ہی اور شاہان پردہ قاف کا بعد شوکت آنا شریک بزم عشرت ہونا نازنینان پریزاد کا ہر ایک بزم عشرت مین رقص و نغمہ کرنا اور ہر ایک بزم عشرت کا بہ عنوان شایستہ آراستہ ہونا و دیگر سامان و تکلفات اگر مختصر بھی یہ خاکسار لکھے تو بھی دفتر مطول ہو جائیگا پس اسی وجہ سے کل حال تحریر نہین کیا اور بیان کرنا حالات کا حوالہ قصہ خوان کر دیا گیا غرض جب روز برات کا آیا زیادہ تر ہر طرف سامان عشرت ہوا ہر طرف گلستان ارم مین صدہا بلکہ ہزار ہا ثقلین عالے قدر مراتب دیو و پریزاد کی آراستہ ہوئین ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین دیو و پریزاد بعد خوشی بیٹھکر نازنینان پریزاد کا ناچ دیکھنے لگے میکشی بعد خوشی کرنے لگے صداے نغمہ نازنینان پریزاد تا فلک جانے لگی ہر سمت سے صداے تہنیت و مبارکباد آنے لگی ہر چند کہ کثرت دیو اور پریزاد کی گلستان ارم مین اسقدر تھی کہ ہزار ہا فرسخ تک دیو اور پریزاد ہی نظر آتے تھے اور قدم گاو زمین انکے بار سے تھراتے تھے لیکن کوئی دیو اور پریزاد ایسا نہ تھا کہ رقص نازنینان پریزاد نہ دیکھتا ہو اور میکشی نہ کرتا ہو اور اغذیۂ لطیفہ نہ کھاتا ہو جس جگہ دس دیو یا پانچ پریزاد بھی خیمہ مین بیٹھے تھے انکے سامنے بھی عالے قدر مراتب نازنینان پریزاد رقص کرتی تھین اور ملازمان شہپال انکے خاطر و ضیافت اور مہمانی بہ عنوان شایستہ کرتے تھے اگر کوئی دیو پریزاد کسی شی کو طلب کرتا تھا ملازمان شہپال فی الفور دے دیتے تھے روشنی ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین اور ہر ایک مقام پر دو جانب اسقدر تھی کہ وہ شب شب برات سے زیادہ پر نور تھی نہین نہین وہ روشنی گلستان ارم مین شب عقد امیر سے ایسی تھی کہ غیرت وہ تجلی طور تھی آنکھین اندھون کی بھی کثرت روشنی سے روشن ہو گئین تھین شکلین دیو سیاہ کی فرط ضیا سے پر نور ہو گئین تھین ظلمت شب کا فور ہو گئی تھی زمین پردہ قاف کثرت روشنی شمع و چراغ سے پر نور ہو گئی تھی ہر ایک ذرہ زمین کا غیرت آفتاب و ماہتاب تھا ہر ایک راستہ گلستان ارم کا رشک کہکشان تھا ہر چراغ کوکب تابان سے زیادہ تر منور تھا اور ہر ایک شمع محفل ماہ سے بدر چہار یادہ ضیا بار تھی زمین پردہ قاف بہ طعن و تشنیع فلک سے یہ کہتی تھی کہ اے پیر فلک ذرا جھلک کر دیکھ آج اسقدر شمع و چراغ یہان جلوہ گر ہین کہ تجہپر ستارے بھی اسقدر نہونگے اور آج مین کثرت روشنی سے اسقدر پر نور ہون کہ تو بھی کبھی ضیاے مہر و ماہ و کواکب سے روشن اور منور نہوا ہوگا فلک پیر تقریر زمین سنکے بجاے خود یہ کہتا تھا کہ زمین پردہ قاف فی الواقع سچ کہتی ہی آجکی شب گلستان ارم مین تاریکی کا نام و نشان بھی نہین ہی کبھی زمین پردہ قاف گنبد گردون سے یہ کہتی تھی کہ اے فلک تو اپنے خیمہ کہنہ پر مغرور نہو یہان کرہا بارگاہ و خیام تحفہ دو تیرے خیمہ سے بلند و بہتر استادہ ہین تیرے خیمۂ زنگاری کے سامنے انکی کیا بساط ہی غرض کہان تک احوال کثرت دیو اور پریزاد و کیفیت جلہ طلون کی وہ حال روشنی و آتشبازی وغیرہ لکھون بہتر یہی ہی کہ اب ذکر بہجاے عالم کو ترک کرکے بزم ہاے خاص کا کچھ حال رقم کرون مراد بزم خاص سے یہ ہی کہ دو ثقلین ہین ایک بزم مین حمزۂ صاحبقران دولہا بنے ہوئے سر پر سہرہ زرتار باندھے ہوئے خلعت شادی زیب تن کیے ہوئے مسند زرین پر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوئے تھے گرد دار اشوے جنی دار شوے جنی و دلواکوان و دیو سیامک و طوماں کاس و اکثر شاہ و شہریار پردہ قاف عالے قدر مراتب بیٹھے تھے بزم عشرت جملہ دیو اور پریزاد معزز و ممتاز سے مملو تھی ساقیان گلرخ و گل پیرہن خوش رو و غنچہ دہن بعد عشوہ و ناز جامہاے بلورین مین مئے ناب اہل بزم کو

پلاتے تھے نازنینان پریزاد خورشید جمال عدیم المثال غنچہ دہن در رنگین پیرہن بہ ہزار ناز و انداز ناچتی تھیں اور غزلین عاشقانہ گاتی تھیں مطربۂ فلک اُنکے رقص و نغمہ سے خجل اور شرمندہ ہوتی تھیں وہ بزم عشرت اس تکلف سے آراستہ تھی کہ بزم جمشید بھی مثل اُنکے کبھی آراستہ نہوئی ہوگی کثرت روشنی سے بارگاہ سلیمانی قبۂ نور معلوم ہوتی تھی کیونکہ ایسے کنول وغیرہ روشن ہین کہ بموجب بیت ہانڈیان جھاڑ کنول اس نوبہ کے بہ روشنی مہرومہ جنبر نثار ہے علاوہ روشنی کے تکلفات بزم کا کیا بیان ہو وہ پریزادون کا بزم مین بیٹھنا وہ گلدستون کی بزم مین کیفیت وہ نازنینان پریزاد کا گانا اور ناچنا عبدالرحمن جنی وغیرہ کا حمزۂ صاحبقران کی جانب سے انتظام کرنا وہ دمبدم دورۂ جام مئے گلگون ہونا لایق دید تھا دوسری بزم خاص مین ملکہ مثل ماہ شب چاردہ جلوہ افروز تھی گرد صدہا بلکہ ہزارہا خواتین ذیوقار پریزاد گلرخسار در رنگین پیرہن بیٹھی تھیں بزم خواتین پریزادے حسن خداداد سے پرنور تھی گویا ایک باغ حسن و جمال بیمثال نادر تمثال گلستان ارم مین دیکھنے والون کو نظر آتا تھا صحن پردہ قاف کا جاڑا تھا وہان باغ جنان انھین دیکھکر اُنکے حسن پر رشک کرتی تھیں اور اُن سب نازنینان پریزاد کے حسن کی تعریف مین یہ اشعار مناسب حال

حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چاردہم
یاد کرتی ہی رہی دامن مژگان کی جھپک
جعد و قمرکہ جھنے مین ہون جسکی ہر لٹ
کھیل جادے دہن کا لاجوڑے اُنکی لٹک

یک بیک دیکھتے نور رہجائے وہ یک جنبک
زلفین یون چہرے پہ بکھری ہوئی لٹکی ہین دل
دل ڈبو دینے کو عشاق کے دریاے اٹک
رنگ رخسار سے سرشندہ ہو کندن کا رنگ

جبہ دن مین ایسی ہر کری کہ شب و روز جیسے
جس طرح ایک کٹورے پہ ہو شمس دو بالک
نا گہی بیچ وہ ایسے کہ نہ ماتھے پانی
آگے غبغب کے خجالت زدہ ہو لکی ڈلک

ہر ایک نازنین پریزاد خوبی و حسن مین بے نظیر تھی غرض وہ بزم بے عدیل زہرۂ چرخ فلک بن تھی ملکہ آسمان پری کو نازنینان پریزاد نے دلھن بنایا تھا ملبوس عروسی پہنایا تھا مسند زرنگار پہ بخوبی بناؤ سنگار کرکے بٹھایا تھا یعنی پیشانی نورانی پر افشان چنی تھی آنکھون مین سرمۂ دنبالہ دار لگایا تھا حنا دست و پاے نازک مین ملی تھی ملبوس تن مین عطر سہاگ ملا تھا زلفین عنبرین سنواری تھیں زیور جواہر نگار بیمثل دنایاب پہنایا تھا گھونگھٹ مین رخ ملکۂ آسمان پری چھپا ہوا تھا اُسوقت حسن و جمال ملکۂ آسمان پری زیب و زینت سراپا سے دوچند تھا نازنینان پریزاد حسن و سراپاے ملکۂ آسمان پری پر نظر کرکے خوش ہوتی تھیں کیونکہ حسن سراپاے ملکہ کا زینت

سنے یہ عالم تھا

اشعار

ہزار دن دیکھے کہ شکل گلیم تھے مشتاق
ہراجیون کو ہر سانچے مین نور کے ڈھالا
کہ جالدار قبا ذیل نور تھی محرم
کہ ملک حسن یکسر کش تھے دولون وہ ابھار
جگر کو تھام کے ہاتھون سے رہ گئے لاکھون
شناور عشق کے دریا کا سیکڑون ڈوبا
سوا خدا کے کسے علم غیب ہو معلوم
حجاب مانع ہے اور سدرہ ہے شرم و حیا
وہ ساق سیمین تھی پاکیزہ نور کی صورت

لبون پہ تھا مسی و پان سے عجب عالم
گلو سے نور تھا وہ شمع طور سے زیبا
اب آگے کیا کرون تعریف عاجز ہو رہا ہون مین
وہ اُس مین شمع مین تھیں کافوری دولون جلوہ نما
کہ وہ دو ایلچی جوبن کے اُسکے تھے آگے
عیب اُسکے اُس شکم صاف و بزم کو دیکھا
نہ پایا اُسکی کمر کا کسی نے جبکہ نشان
کمر ہے اُسکی مگر اس زمانے مین عنقا
جلا دے مردے کو ٹھوکر سے ہین وہ یہ تلوے
پری کی شکل وہ اُس حور کے تھے سب اعضا

دخان و شعلہ ہو جس طرح سے تہ و بالا
وہ گول ساعد و بازو جو دیکھے سو بہکے
جو ہے محرم راز اُس سے جا کہے کہنا
تھا بدازرہ پوشش یا کھوٹے ستھے دو
دکھاتے شان تھے اپنی لیے ہوئے بجھیا
وہ ناف اُسکی تھی گرداب بحر حسن جہان
تو عقل گم شدہ اس طرح سے ہو لی گویا
اب آگے ہوتی ہے تعریف مین بھی گستاخی
بغیر ہر رستون کو آئے ذکر سن اُسکا
فلک پہ کاہش غم سے ہلال بنکے چھپے

جو دیکھے بدر منیر اُسکا ایک ناخن پا | مرصع زیور و پوشاک فاخرہ پہنے | جو دیکھے اُسکو مہ ... کہ اُٹھے دل جلے
جو ذکر اُس قد موزون کا باغ خلد مین آئے | تو سرنگون ہو خجالت سے قامت طوبا | وہ وسے ملکۂ آسمان پری نازنینان

پریزاد و لعبتان نازو انداز اس طرح ناچتی تھین کہ سطح بڑ فلک بھی اُنکے رقص کو دیکھکر کان پکڑتی تھی اکثر نازنینان پریزاد ساقی گری کرتی تھین بزم عشرت مین نازنینان پریزاد کو شراب پلاتی تھین وہ عجب عجب رقص دیکھتی کی تھی کسی

نے بھی نہ دیکھی تھی نہ سنی تھی اشعار | کہین ساماں بزم مہجبینان | کسی جا لطف بزم نازنینان | گو مسرور و شیفتہ انجمن سے
صدا قلقل کی شیشون کے دہن سے | کسی کے لب سے چسپیدہ ہے پیام | کوئی بیہوش ہو خواب آرام | کوئی جا دم کر تو بہ مین ٹکیون کی
کسی کے لب پہ کب ستا ہون ابھی | کوئی گویا کہ وہ ٹپکا دہن مین | پلا ہم چھپتا ہے انجمن مین | کسی کو حوصلہ خالی سبو ہو
نہ کچھ باقی رہے جو روبرو ہو | کسی بیتاب کے لب پر کہ ساقی | دا ایسا ہو کہ ہم رہ جائین باقی | ہتھیلی پر کوئی ساغر کو رکھے
لب لب بھر رہا ہی اسکو دست | کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی | کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی | بیان کیفیت بزم نازنینان

پریزاد مین زبان قاصر ہی خاموش رہنا باعث آبروے سخن ہی اسی عیش و عشرت مین جب رات زیادہ آئی شہپال
ابن شہرخ و دیگر شاہان پردہ قاف وغیرہ نے باہم مشورہ کیا کہ اب عقد پڑھنے واسطے دو شخصون کو تجویز کرنا
چاہیے تاکہ قبل نصف شب عقد ہونا چاہیے جب یہ خبر امیر بالتوقیر حمزۂ صاحبقران نے سنی فوراً عبدالرحمن جنی
کو اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ جب تک خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہان نہ آئینگے اور عقد میرا نہ پڑھینگے مین ہرگز
عقد نہ کرونگا اور وہ فی زمانہ کعبہ مین ہین انکا یہان آنا دشوار ہی عبدالرحمن جنی نے عرض کیا اے امیر بالتوقیر
مجھے معلوم ہی فی زمانہ خواجہ عمرو قلعہ گرلستان مین ہین انکا یہان آنا کچھ مشکل نہین ہی کوئی دیو جاکر ابھی
انھین لے آئیگا یہ عرض کرکے عبدالرحمن جنی نے ایک نامہ امیر بالتوقیر حمزۂ صاحبقران کی طرف سے خواجہ کو
لکھا خلاصہ مضمون نامے کا یہ تھا کہ ای خواجہ عمرو بمجرد پہونچنے اس نامے کے ہمراہ حامل نامہ ہمارے پاس
چلے آنا کچھ خوف و خطر اور کسی طرح کا خیال نہ کرنا جب نامہ تیار ہوا امیر بالتوقیر نے اُس نامے پر اپنی مہر کی
عبدالرحمن جنی نے جلد وہ نامہ دیو تندک کو دیا اور کہا بہ عجلت تمام قلعہ گرلستان مین جاکر یہ نامہ خواجہ عمرو
کو دینا اور انھین بہ آرام تمام لیکر یہان آنا خبردار توقف نہ کرنا دیو تندک نامہ لیکر فوراً روانہ ہوا
خواجہ عمرو قلعۂ گرلستان مین ایک جگہ بیٹھے ہوئے طعام تناول کر رہے تھے امیر بالتوقیر کو یاد کر رہے
تھے ناگاہ نوالہ حلق مین اٹکا خواجہ نے کہا عجب نہین کہ کوئی نامہ بر آتا ہو اگر قاصد حمزۂ صاحبقران
یہان آئیگا تو مین بھی ضرور ایک عرضی اس مضمون کی لکھونگا کہ اے امیر بالتوقیر آپ جلد تشریف لائیے
ملکۂ مہرنگار آپ کے انتظار مین نہایت بیقرار رہتی علاوہ اُسکے ثروہ مین اُس قلعہ کو گھیرے ہوئے ہی
ہم سب قلعہ بند ہین ابتک تو مین کرورہا روپیہ اور جواہر بیش بہا زنبیل سے نکال کر اور جواہر کو بیچ کر
سرداروں اور غیر سرداروں کی خبر لی مگر اب زنبیل خالی ہو گئی ہی ایک پھوٹی کوڑی بھی نہین ہی زنبیل مین
خاک اُڑتی ہی محتاج اور فقیر ہو گیا ہون جلد میری خبر لیجیے جسقدر مین نے روپیہ صرف کیا ہی فرد حساب دیکھکر
ملاحظہ کیجیے تھوڑا غلہ اور اُس قلعہ مین ہی جب غلہ ہو جائیگا سب آدمی کثرت گرسنگی سے ہلاک ہو جاینگے مین
کسی طرف کو چلا جاؤنگا اب روپیہ کہان سے لاؤنگا جو خرید کرکے سب کو کھلاؤنگا اور ثروہ مین سے لڑونگا
ملکۂ مہرنگار کی حفاظت کرونگا اور اہل لشکر کی خبر لونگا کہانتک مردان لشکر کو کھانا کھلاؤنگا خصوصاً
پہلوان عادی آپ کے برادر کو اکل و شراب سے سیر و سیراب کب تک کرونگا وہ سیکڑون دیگون سے

برنج پختہ نکالکر ایک وقت کھاجاتا ہی اور مجھے کہتا ہی ابھی پیٹ نہین بھرا اور کچھ کھلاؤ مین اُسکے سیر اور آسودہ
ہو کے اسقدر طعام کھانے سے نہایت عاجز ہون ایک لشکر کثیر کی تعداد غذا کے موافق کھاتا ہی اور پھر پیٹ
پیٹ کر کہتا ہی کہ ہائے بھوکھ کے مارا دم نکلا جاتا ہی خواجہ عمرو ابھی کھانا کھا رہے تھے اور مضمون عرضی لکھنے کا
جو تحریر کیا گیا ہی علاوہ اُسکے اور سوچ رہے تھے یکایک فصیل قلعہ پر ایک دیو دراز قامت و مہیب صورت خواجہ
کو نظر آیا ہر چند کہ خواجہ دیو کو دیکھکر نہایت خائف ہوئے لیکن جسارت کرکے پکارے او خبیث تو کیون آیا ہی
کیون مجھے گھور کے دیکھتا ہی مین کھانا کھا رہا ہون نظر لگاتا ہی جا دور ہو دیو تندک گفتگوے خواجہ عمرو سُنکے ہنسا
پھر یہ خوش شکل خواجہ عمرو کی دیکھکر ذرا سمجھا یہ کوئی بلاے بے درمان ہی یہ سمجھکر دیو تندک کسی قدر ٹھہر کے آگے بڑھا
خواجہ عمرو نے خائف ہوکر جلد گلیم اور جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور جلد کھڑے ہوکر جال الیاسی دیو تندک پر مارا دیو تندک
خائف تو تھا ہی اب زیادہ ڈر کے پیچھے ہٹ گیا جال سے بچا خواجہ عمرو نے اوڑھکر گلیم اوڑھ لی دیو تندک خواجہ عمرو
کے غائب ہو جانے سے زیادہ تر خائف ہوا آخر پکارا یہان جو بیٹھا تھا کہان چلا گیا مجھے ایک بات پوچھنی ہی خواجہ عمرو
نے جواب دیا کہ کیا پوچھتا ہی دیو تندک یہ سُنکے پریشان و حیران ہوا کہ آواز تو آتی ہی مگر کوئی نظر نہین آتا ہی آخر بعد
حیران ہونے کے دیو تندک نے کہا مین پردۂ قاف سے آیا ہون نامہ حمزۂ صاحبقران کا لایا ہون خواجہ عمرو کے
سوا کسی اور کو نہ دونگا اگر تجھے خواجہ عمرو کے حال سے آگاہی ہو تو مجھے بتا دے کہ وہ کسی جگہ مین خواجہ عمرو نے
یہ سُنکے خیال کیا شاید یہ فریب کرتا ہی یہ خیال کرکے خواجہ نے گلیم اوڑھے ہوئے پوچھا نامہ امیر کا کہان ہی لا مجھکو دیدے مین
خواجہ کو دیدونگا دیو تندک نے نامہ نکال کے دینے کو ہاتھ بڑھایا اور خواجہ عمرو نے گلیم سے ہاتھ نکال کر نامہ
لیا سر نامہ پڑھا پھر سر نامہ پر مہر امیر بالوقیر کی دیکھکر سر نامہ کو چاک کیا نامہ نکال کر پڑھا جب مضمون نامہ سے
بخوبی آگاہی ہوئی اور خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ دیو تندک کو امیر بالوقیر نے بھیجا ہی اسوقت خواجہ عمرو نے
گلیم اُتاری اور کہا ای دیو میرا ہی نام عمرو ہی دیو تندک نے کہا اگر آپ ہی کا نام عمرو ہی تو جلد چلیے مین آپ کو
پردہ قاف مین لیچلون خواجہ عمرو نے کہا تم ٹھہرو مین ابھی چلتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ملکۂ مہرنگار کے پاس گئے
اور کہنے لگے اسوقت مین بضرورت ایک جگہ جاتا ہون انشاء اللہ جلد آؤنگا کچھ تردد و فکر نہ کرنا ملکہ مہرنگار
نے پوچھا کہان جاؤگے خواجہ نے کہا کہہ دونگا اسوقت بیان نہ کرونگا ورنہ دیر ہوگی یہ کہکر اور سردارون سے
رخصت ہوکر دیو تندک کے قریب آئے اور کہا مجھے لیچل دیو تندک نے ایک تخت پر خواجہ عمرو کو بٹھایا بعضے
راوی یہ کہتے ہین کہ خواجہ عمرو کو اپنے دوش پر بٹھایا غرض بہر طور دیو تندک خواجہ کو قلعہ گرجستان سے
لیکر جانب پردۂ قاف روانہ ہوا اثنائے راہ مین خواجہ عمرو نے دیو سے پوچھا کچھ تجکو یہ بھی معلوم ہی کہ امیر نے
مجھے کیون بلایا دیو تندک نے جواب دیا اور تو مجھے کچھ نہین معلوم لیکن حمزۂ صاحبقران کا آج کی شب عقد ہی
آپ کو بزم عشرت مین بلایا ہی خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ امیر بالوقیر صیغۂ عقد مجھسے پڑھوائینگے یہ سمجھکے خواجہ عمرو
خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہی ملیگا یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے دیو تندک سے
پوچھا کیون میان دیو تندک پردۂ قاف مین تو جواہر بیش بہا بہت ہوگا ہر ایک دیو اور پریزاد
کے پاس بڑے بڑے ٹکڑے ہیرے اور الماس کے ہونگے کچھ جواہر تمہارے پاس بھی ہی اگر
اسوقت موجود ہو تو ہمین دکھاؤ ہم جواہر خوب دیکھتے ہین دیو تندک نے جواب دیا ای خواجہ
میرے پاس تو جواہر نہین ہی اگر ہوتا تو مین آپ کو دکھا دیتا خواجہ عمرو یہ سُنکے ناخوش ہوئے پھر ایک

کوہ بلند کے قریب ہونچکر خواجہ نے دیو سے کہا دنرا نیچے اس کوہ پر اُتار دے دیو نے حسب الحکم خواجہ کو کوہ پر اُتار دیا خواجہ
نے زنبیل سے پوشاک نفیس نکالکر پہنی اور ما سے مروارید آبدار کے گلے مین ڈالے وحش بعد تبدیل کرنے پوشاک کے پھر
خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے دیو تندک خواجہ عمرو کو لیکر چلا در بعد قطع راہ بردہ قاف مین پہونچا خواجہ عمرو تخت سے
اُتر کر بارگاہ سلیمانی مین گئے امیر باتوقیر خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہوئے پھر باشارہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
کچھ دیو اور پریزاد برائے تعظیم خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوئے خواجہ عمرو بھی حمزۂ صاحبقران اور بزم عشرت
کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور بعد آداب و تسلیم حمزۂ صاحبقران سے ملکے مسند پر بیٹھے جب شہپال کو
خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو قلعہ گربستان سے واسطے نکاح پڑھنے کے آئے ہین شہپال یہ سنکے بہت خوش ہوا
اور حمزۂ صاحبقران نے احوال سرداران نامدار اور کیفیت مزاج ملکۂ مہر نگار خواجہ عمرو سے پوچھی
خواجہ نے تمام حال جنگ و جدال کا بیان کرکے اور کل سردارون وغیرہ کے مفصل حالات ظاہر کرکے کہا
کہ امیر باتوقیر ملکۂ مہر نگار کو آپ کا انتظار ہے آپ کے ہجر مین دل اسکا بیقرار ہے اکثر یہ اشعار آپ کے فراق مین اضطراب
ہوکر بصد آہ وفغان و درد زبان کرتی ہے

اشعار

روتی ہون کبھی صبا سے روکر	کہنا دلبر سے حال جاکر	روتی ہون جو آنکھ آنسو	ہنستے ہین یہ طفل اشک ہر رو
اشکون سے ہی بڑھکے اشکباری	مہلت دیتی نہین ہی ساری	دیتے ہین گل چمن نئے خار	ہر دارسے بڑھکے سرد گلزار
الم دیتا ہی داغ دلکو	بھاتی نہین سیر باغ دلکو	انگشت سے داغدار ہی دل	ہان غیرت لالہ زار ہی دل
ہمدرد جو نالہ وفغان ہی	سب باغ وبہار گل خزان ہی	نرگس کی روش ہوئی ہون بیمار	ہر پھول چمن کا ہوگیا خار
دل حد سے فزون ہی اپنا بیتاب	آنکھون کو نہین ہی الفت خواب	ہر چشم کو انتظار دیدار	منظور نظر ہی وصل ای یار
		ہجر ہو جب عدوے جانی	دشوار نہ کیون ہو زندگانی

اے امیر باتوقیر یہ اشعار وردزبان کرکے ملکہ چیا ؟ رروتی ہی آپ کے فراق مین اسکا عجب حال ہی گرفتار رنج و
ملال ہی آپ کو اُسکے حال پر رحم کھانا چاہیے جلد یہان سے اسکے پاس جانا چاہیے امیر باتوقیر یہ احوال سُنکے
ملول ہوئے خواجہ سے آہستہ کہنے لگے کہ بعد مہ مہینے کے اگر ملکۂ آسمان پری نے مجکو رخصت کیا تو ضرور یہان
سے روانہ ہونگا اور ملکہ مہر نگار کے پاس اپنے تئین پہونچاؤنگا اے خواجہ تم جاکر ملکہ سے یہی کہدینا کہ بعد
چھ مہینے کے امیر باتوقیر تمہارے پاس آپہونچینگے خواجہ نے عرض کیا مین یہی جاکر کہدونگا خواجہ عمرو تو امیر
باتوقیر سے یہ باتین کر ہی رہے ہین ناچ ہو رہا ہے انھین ناچ دیکھنے اور باتین کرنے مین مصروف مشغول
رکھیے لیکن اب حال اُس دیو کا سنیے کہ جو نامہ لیکر سمندون ہزاردست کی جانب روانہ ہوا تھا جب وہ
دیو رہ نوردی کرکے دربار سمندون ہزاردست کے قریب ہونچا دیوؤن نے سمندون ہزاردست سے
جاکر عرض کیا کہ ایک دیو نامۂ شہپال لیکر حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی ہے سمندون ہزاردست نے حکم دیا
نامہ بر کو بلا لو دیو بموجب حکم نامہ بر کو روبروے سمندون ہزاردست لے گئے دیو نامہ بر نے دربار مین جاکر
سمندون ہزاردست کو سلام کیا اور نامۂ شہپال بن شہرخ کا سمندون ہزاردست کو دیا پھر بموجب
حکم سمندون ہزاردست نامہ بر اپنے رتبہ کے موافق دربار مین بیٹھ گیا سمندون ہزاردست نے
نامہ پڑھوا کر تمام و کمال سنا عفریت اور ملونہ کے قتل ہو جانے سے سمندون ہزاردست کو نہایت
صدمہ ہوا پھر دیو نامہ بر سے مخاطب ہوکر سمندون ہزاردست نے کہا تم جاؤ شہپال بن شہرخ سے
کہدینا اگر میرا دل چاہیگا تو آؤنگا اور شریک بزم عشرت ہونگا یہ کہکر دیو نامہ بر کو رخصت کیا دیو سلام

کرکے وہان سے جانب گلستان ارم چلا بعد روانہ ہونے دیو نامہ بر کے سمندون ہزاردست غم عفریت وملعونہ
مین اشکبار ہوا اور کہنے لگا افسوس ہزار افسوس عفریت اور ملعونہ جادو تو قتل ہو جائین اور آدمزاد دونون کو قتل کرکے
آسمان پری کے ساتھ شادی کرے اور بخوبی عیش وعشرت کرے میرا دل یہی چاہتا ہے کہ آدمزاد سے عفریت
اور ملعونہ کے خون ناحق کا انتقام لون جس طرح اُسنے عفریت اور ملعونہ کو قتل کیا ہے اُسی طرح اُسے بھی
قتل کرون عوض خوشی وشادی کے شہپال بن شہرخ کو حمزۂ صاحبقران آدمزاد کے غم والم مین مبتلا کرون
یہ کہکر اہل دربار کی جانب مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے دیو خونخوار نامدار تم مین سے کون ایسا شجاع اور بہادر ہے کہ
لشکر کثیر ہمراہ اپنے لیکر جلد تر جاوے اور آدمزاد کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آئے دیو بیداد
بھانجا سمندون ہزاردست کا یہ سُنکے اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہنے لگا اے ماموں صاحب آپ مجھے
روانہ کیجیے مین امیر بانوقیر کو جاکر ہلاک کرونگا اور سر اسکا تن سے جدا کرکے آپ کے پاس لے آؤنگا
سمندون ہزاردست نے یہ گفتگو اپنے بھانجے کی سُنکے فوراً دو لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے اُسے روانہ کیا
دیو بیداد بصد عجلت راہ طے کرکے بعد آنے دیو نامہ بر کے گلستان ارم مین اسوقت پہونچا کہ بزم عشرت
ہر طرف آراستہ تھی ہر ایک بزم مین دیو پریزاد بیٹھے ہوئے بصد راحت وآرام نازنینان پریزاد کا
رقص دیکھ رہے اور گانا سن رہے تھے امیر بانوقیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران بھی کبھی خواجہ عمرو سے
باتین کرتے تھے کبھی رقص نازنینان پریزاد دیکھتے تھے شہپال بن شہرخ بھی مصروف انتظام وعیش
ونشاط تھا دیو بیداد یہ رنگ دیکھکر بصد غیظ وغضب حمزۂ صاحبقران پر حملہ ور ہوا ہمراہیان دیو بیداد
اہل بزم عشرت پر ظلم کرنے لگے دار شمشاد اور دارۂ پشت نہنگ سے غافل پاکر اہل بزم کو قتل اور زخمی کرنے
لگے دیو بیداد بھی دار شمشاد سے اہل بزم کو ہلاک کرنے لگا جب اہل بزم عشرت سنبھل کر کھڑے ہوئے اور
امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران عقرب سلیمانی کھینچکر بصد زرتارے اُٹھے اُسوقت بخوبی لڑائی ہونے لگی
جانبین کے دیو وپریزاد قتل ہونے لگے شہپال بن شہرخ یہ حال دیکھکر گھبرایا اور جلد فوج کثیر لیکر آیا
دیو بیداد سے جدال کرنے لگا اُسوقت جتنی محفلین تھین سب درہم وبرہم ہوگئین دیو وپریزاد جسقدر
گلستان ارم مین اُسوقت موجود تھے سبھون نے دار شمشاد اور دارۂ پشت نہنگ اٹھاکر یکبارگی
دیو بیداد کے لشکر پر حملہ کیا تھا آخر دیو بیداد نے قریب حمزۂ صاحبقران پہونچکر نعرہ کیا کہ اے آدمزاد
غضب کیا تونے عفریت اور ملعونہ کو قتل کیا مین انکا انتقام اسوقت تجھسے لونگا تجھے قتل کرونگا
نام میرا دیو بیداد ہے تجھپر ظلم کرونگا سر تیرا کاٹ کر اپنے ماموں دیو سمندون ہزاردست کو
دونگا یہ نعرہ کرکے دار شمشاد سر امیر بانوقیر پر لگائی امیر بانوقیر نے سپرے کو پیٹ کر سپر فولادی پر دار شمشاد
کو توڑ دیا لیکن پسینا آگیا بعد روکنے دار شمشاد کے امیر بانوقیر نے بھی نعرہ کیا نعرہ امیر عرب حمزۂ شیر دل کہ
کز دو کشتہ سہراب ورستم خجل ۔ جسوقت امیر بانوقیر نے بھی نعرہ کیا دیوؤن اور پریزادون کے جگر تھرا گئے دل
ہل گئے کوہ تھرانے لگے دیو بیداد ڈر گیا امیر بانوقیر نے نعرہ کرکے عقرب سلیمانی اُس ظلم کے بانی پر لگائی
تھا کمر پر پڑی دیو بیداد دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور لاشہ اُسکا تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپ کر
مرگیا پھر امیر بانوقیر اور دیوؤن سے لڑنے لگے اُسوقت دیو اور پریزاد شرکا سے شہپال نے ہمراہیان
دیو بیداد کو مثل چیونٹیون کے پامال کرکے ہلاک کرنا شروع کیا یہانتک کہ چند دیو تو لاشہ دیو بیداد کا

بشکل زشاکر نالان وگریان جانب دیو سمندون ہزار دست بھاگے بالکل کو ملازمان شہپال و دستان شہپال بن شہرخ نے گھیر کر قتل کیا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد قتل ہونے ملازمان دیو سمندون ہزار دست کے شہپال اور حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو وغیرہ خوش ہو کر پھر بزم مین بیٹھے لاشین دیوون کی اٹھوائی گئین پھر ایک بزم عشرت از سر نو آراستہ ہوئی دور جام مے ارغوان ہونے لگا نازنینان پریزاد ناچنے لگین صدائین سازون کی بلند ہوئین آخر وہ وقت آیا کہ برات جلوس تجمل سے مکان عروس کی طرف روانہ نوبت و نقارہ جاری روانہ ہوئی جملہ دیو و پریزاد اطلے واد سے ہمراہ سواری نوشاہ یعنی حمزہ صاحبقران بصد شوکت وشان روانہ ہوئے خواجہ عمرو بھی ہمراہ امیر با توقیر چلے جب برات مکان عروس پہ پہنچی امیر مرکب سے اترے ملازمان شہپال امیر با توقیر و دیگر دیو و پریزاد معزز و ممتاز کو ایک مکان وسیع مین لے گئے امیر با توقیر بالائے مسند زرنگار بیٹھے دیو و پریزاد شاد و شہریار بھی یمین و یسار حمزہ صاحبقران بیٹھے اسوقت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے اس مکان کی طرف جو نظر کی تو ملاحظہ کیا اشعار کہ رنگین چہار دیوار مکان ہے

زمین ہمرنگ صحن آسمان ہے
نجوم ماہ و یان چہار سو ہے
بنا ہے غازۂ روی رنگ محفل
مراحی سجدۂ مستانہ مین ہے
طلبگار حواس و ہوش باقی

تکلف سے بچھے ہین جا بجا فرش
تماشا گرد راہ آرزو ہے
عنادل جلوہ بخش انجمن ہین
ادب سے خدمت پیمانہ مین ہے
بلند آہنگ مین نغمے بہار

بساط خاک ہے آئینہ زرنشش
دو بالا ہے ہر اک کا حسن کامل
برنگ غنچۂ گلگون پیرہن مین
لگا دست دگرم ناز ساقی
سکوت وجد مین ہے شور محشر

حمزہ صاحبقران آراستگی بزم دیکھ کر متحیر ہوئے بہ مجرد بیٹھنے حمزۂ صاحبقران کے زیادہ تر ساقیان سیمتن مے ارغوان پلانے لگے ایک نازنین پریزاد بصد کرشمہ و ناز ہزار سوز و ساز رقص کرنے لگی اشعار

ہوا ہنگامہ عشرت دوبالا
مے صاف نے نکہت بوقف کی دی
سر آفت خمار آلودہ ہو کر
دستنا بند واعظا کو لی بیہوش
موافق سازسے آواز ہو کر
وہ موج ہوئے گل بر ہر کلالی
کبھی بج انگلیون سے ملوہارا

وہ اب شعلۂ صد دل کا نکالا
لب ساقی نے رخصت نوش کی دی
گرا ہر تلا لی پاسے خم پر
ہر اک تماشا پیمانہ در گوش
ہوئی پردے سے باہر زار ہو کر
دکھاتی تھی ادا سے خوش ادائی
قیامت سے تھی سرگرم اشارا

ہوئی بے پردہ دختر رز سبو سے
حدیث قلقل مینائے لبریز
پشیمان شرم توبہ دل سے نکلی
ہوا برق بلا انداز رقاص
وہ انگیز بدن اعضا کے ساتھ
کبھی تو پھرتی وہ حور ثانی
صدا کمسور تھی گھنگرو کی جھنکار

لگی کرنے لگاوٹ آرزو سے
ہوئی ایمان فروش زہد پرہیز
چھپا کر منھ سر محفل سے نکلی
لگا گھر کرنے دل مین ناز رقاص
وہ لینا منھ پہ آنچل ناز کے ساتھ
سر فتنہ پہ دست مہربانی
ہوئے خوابیدگان خاک بیدار

بعد رقص کرنے کے نازنین پریزاد نے یہ غزل گانا شروع کی غزل +

نظر کیا کور باطن کو جمال دوست آئیگا
جو مین بر شمع جمال یار حسن دلدار دیکھو نگا
یہ رنگ بوئے گل اس گلشن دنیا سے جائیگا
ازل کے روز سے مین کشتۂ تیغ تغافل ہون
حاصل قیامت تک حسینون کو رولائیگا
مجھے شرم گنہ ہے خوف کیا نار جہنم سے

ضعیف و ناتوان ہون جا دوئی کیونکر کہ سجدا مین
تو مجکو بھی شال حضرت موسے غش آئیگا
شب وصلت مین غافل بیکہ اس سے جاجو کا
مجھے کیا خاک شور فتنۂ محشر جگائیگا
رہائی عمر بھر تم نار کی ہوگی نہ زندان سے
مرا اشک ندامت آتش دوزخ بجھائیگا

سیہ دل کو کوئی نور معرفت کس طرح پائیگا
سنا ہے یہ جوان ہو کر ہر اک جنت مین جائیگا
مریگا الفت رخسار و رنگین مین جو لاغر
کہا دل نے کہ پھر ایسا نہ موقع ہاتھ آئیگا
ہوا ہون خاک بن غم دست جلکر طور کی صورت
فلک زنجیر کے گھر مین مری تربت بنائیگا
سنا کر مجکو وہ عیار خوش ہو ہو کے کہتا ہے

تجھے ہوگی جو بینی تو مکو چین آئیگا | رسائی از ہنر ہوگی جو بار قصر جانان پر | ایک ہما کی طرح سے اوج سعادت پائیگا

جسدم بزم عشرت مین نازنین پریزاد نے بار دوادایہ غزل پڑھکر دو عاشقانہ روبرو سے اہل بزم گائی تب صاحبان محفل خوش ہوئے نازنین کے گانے کی تعریف کرنے لگے پھر اور غزل گانے لگی بزم مین جو نازنین پر تھا وہ غزل گا رہی تھی اہل بزم سن رہے ہین نازنین کو تو گانے دیجیے اب شہپال بن شہرخ کا احوال سنیے کہ شہپال نے اختر شناسون کو طلب فرماکر اس طرح اُنسے پوچھا بموجب اشعار

خبر دو گردش شمس و قمر سے | کرو واقف فلک کی خیر و شر سے
انھون نے دی دعا شاہ جہان کو | زبان پر لانے یون حرف بیان کو
اسد مین نیر اعظم ہی داخل | قمر نے قوس مین پائی ہی منزل
ستارون کی بہت اچھی نظر ہی | سراپا دوستی راحت اثر ہی
یہ سنکر شہ نے فرمایا بہت خوب | یہی ہی ماہ دولت کو بھی مرغوب
کہا اختر شناسون سے زبانی | بتا دکیا ہی شکل آسمانی
پئے شادی کوئی ہنگام بہتر | کرو تقویم کی رو سے مقرر
کہ زہرہ و مشتری دونون برابر | پڑے ہین ایک ہی خانہ مین آکر
دو پیکر مین عطارد آگیا ہی | زحل بھی دو مین صورت نما ہی
پسند خاطر اقدس اگر ہو | شب یکشنبہ عقد سیمبر ہو
دیا اختر شناسون کو بہت زر | کیا رخصت بجاہ و حشمت و فر

شہپال نے موافق کہنے ستارہ شناسون کے اسی شب کو کہ وہی شب شب یکشنبہ ہی آخر شب کو بساعت سعید و وقت ہمایون کشتی جواہر نگار مین نقل و کوزۂ قند اور شیشۂ شربت رکھوا کر بزم عشرت مین بدست پریزاد بھیجا پریزاد نے کشتی قریب امیر باتوقیر کے رکھدی خواجہ عمرو اور عبد الرحمن جنی نے موافق تاکید و تمنائے زنان پریزاد کے تعداد زر مہر خراج ہفت کشور مقرر کرکے برضامندی عروس و نوشاہ عقد پڑھا بعد عقد ہونے کے جملہ عزیز و غیر خوش ہوئے شہپال نے جہیز بھیجا ہزارون دیوا و پریزادون کو خلعت دیے پھر بزم مین ہر ایک جانب سے صدائے تہنیت و مبارکباد بلند ہوئی ابیات کھلے غنچے دلون کے صورت گل مبارکباد کا ہر سو ہوا غل + فراغت پائی خویش و اقربا نے + لگے ہر سمت بجنے شادیانے + بعد رسوم خرچ وغیرہ کے خواجہ عمرو کو حمزہ صاحبقران نے دو صندوق جواہر سے بھرے ہوئے دیے اور سوائے صندوقچون کے اور بھی بہت مال و زر دیا خواجہ عمرو نے کہا اب مجکو قلعۂ گرلستان مین پہونچا دیجیے وہان زور مین نابکار قلعہ کو گھیرے ہوئے ہی اُسکی ذات سے مجھے خوف ہی اور یہ فرمایے کہ آپ کب تک ملکہ مہر نگار کے پاس تشریف لایے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا عبد الرحمن جنی نے تو مجھسے کہا ہی کہ بعد چھ مہینے کے یہان سے جانے پایے گا اگر ملکۂ آسمان پری نے مجھے جانے کی اجازت دی تو بعد چھ مہینے کے مین تمھارے پاس آؤنگا یہ کہکر دیو تندک وغیرہ کو طلب کیا اور فرمایا جلد خواجہ کو بہ آرام تمام قلعۂ گرلستان مین جس جگہ سے اُنھین لایا ہی وہین پہونچا دے دیو تندک نے خواجہ سے کہا اے خواجہ آیے تخت پر سوار ہو جیے خواجہ نے یہ سنکے خیال کیا کہ اب جاتا تو ہون اور جو کچھ ہاتھ آجاے لے لون یہ خیال کرکے کشتی جواہر نگار مع نقل اور کشتی پوش اُٹھا کر نذر زنبیل کرنا چاہی عبد الرحمن جنی نے کہا ای خواجہ اس کشتی کے نقل مین نصف ہمارا حصہ ہی فقط آپ آدھے نقل وغیرہ لے لیجیے کشتی رکھو دیجیے خواجہ نے کہا تم تو کچھ بیوقوف ہو نقل اور چکنی ڈلیان و الاچیان لیکر کیا کروگے اور کشتی کو جو کہتے ہو تو یہ میرا حق ہی جہان نکاح پڑھتا ہون کشتی لے لیتا ہون یہ کہکر کشتی نذر زنبیل کی عبد الرحمن جنی نے ہنسی سے تو کہا ہی مسکرا کر خاموش ہو رہے خواجہ عمرو حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر تخت پر بیٹھے دیو تندک وغیرہ خواجہ عمرو کو لیکر جانب قلعۂ گرلستان روانہ ہوئے حال اُنکا پھر لکھا جائیگا بعد جانے خواجہ کے

اور بعد ہونے عقد کے پھر نازنینان پریزاد ناچنے لگیں اُس وقت ایک نازنین پریزاد خوش گلو نے روبرو سے ایسی

با تو قیرے غزل گانا شروع کی غزل	شب کو ہمسائے میں وہ شوخ جو تنہا آیا	کیا کہوں میں دل بیتاب میں کیا کیا آیا
آنکھوں سے تجھے نسبت ہمچشمی کیا	کس طرف دھیان تماز کس شملا آیا	تمام لے دفکو زبانچ کر مشکل تھے پڑے
دیکھ وہ شوخ ادا کافر ترسا آیا	ادب بادہ پرستی نے یہ رتبہ بخشا	سر جھکا تا رہا جو سامنے شیشا آیا
تو رقیبوں سے وہ کہتے ہیں جلانے کے لیے	خواب میں جا کے اُسے اور بھی ترسا آیا	کون دیکھیگا اُسے تاب نظارہ ہر کیسے
ہنے مانا کہ دم وعدۂ فردا آیا	روتے ہیں دیکھ کے روتے ہوئے مجکو کیونکر	اشک کے ساتھ کوئی پارۂ دل کیا آیا
یہ غلط ہو کہ حسینوں سے حسد لازم ہو	روکنے سے دل وحشت زدہ دونا آیا	بجھے سوز دل پروانہ تری محفل میں
میں جگر سوختۂ داغ تمنا آیا	وحشت انگیز مرے دشت کچھ بھی نہیں	آج دامن میں طرف تجدید میں ہوتا آیا
ہین وہ دیوانۂ عریان کہ عدم سے تسلیم	پردہ پوشی کو مری دامن صحرا آیا	نازنین پریزاد نے غزل تمام کی
تھی ناگاہ وہ وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر نمایان ہوئے ظلمت شب دور ہوئی ابیات		سمٹ کر جبکہ دامن طول شب کا
بنا آنچل رخ صبح طرب کا	چھپا مہتاب آغوش سحر میں	ہوا خورشید نور افشان نظر میں
وہ دن مانند صبح عید نوروز	رہا تا شام عیش افزا الم سوز	ہوا جب گیسوے شب مثل دامن
نقاب چہرۂ خورشید روشن	دگرگون ہو گیا عالم جہان کا	طلسمی رنگ چمکا آسمان کا
ہ شکل چشم مشتاق نظارہ	ہوا سرگرم شوخی ہر ستارہ	اُٹھے شعلے دلوں میں آرزو کے
ہوئے مشتاق لب زیبا دو ہو کے	عبادت میں ہوے معروف زاہد	ہوئے عشاق ہم آغوش شاہد
لپٹ کر شوق باہم کے بہانے	لگے دل کی لگی دل سے بجھانے	لب مینا ہوئے قلقل کے مشتاق
کیا شیشوں نے عزم رخصت طاق	ہنگام شام جلد شاہان پردۂ قاف شہپال سے رخصت ہوکر تہنیت دے کر اپنے	

اپنے اپنے ملک اور دار السلطنت کی طرف روانہ ہوے زنان پریزاد یعنی جلیسون نے ملکہ کو بار بار اس طرح چھیڑنا شروع کیا کہ اے ملکہ آج شب وصل ہے خدا مبارک کرے آرزوے دل بر آئیگی ہم آغوشی امیر صاحبقران حضور کی لطف اُٹھیگا غلغلی ہنگام ہم آغوشی عجب مزے کی رات ہوگی دیکھ لیجیے گا ایسی لذت کبھی نہ اُٹھائی ہوگی لذت بوس و کنار کا عجب لطف ہے آج کی شب آپ بھی لذت بوس و کنار سے واقف ہو جائیے گا ہنگام ہم آغوشی بہت و گھبرائیے گا ہر چند کہ دُر ناسفتہ نوک الماس سے سفتہ ہو گا غنچۂ البتہ شل شگفتہ ہوگا تھوڑی دیر تکلیف ہوگی دشمنوں کی جان پر بنیگی لیکن جس وقت صدف میں ابر ہوس سے بارش گوہر بار ہو جائیگی درد و دکھ دور ہو جائیگا ٹھنڈک پڑ جائیگی ملکہ اپنی جلیسوں کی ایسی چھیڑ چھاڑ کی باتوں سے دل میں تو خوش ہوتی تھی لیکن بظاہر برہم ہوتی تھی اور کہتی تھی ہماری حیا کیوں بیہودہ بکتی ہو مجھے کیسے شیخی ہو جاؤ دور ہو مجھے ایسے باتیں نہ کرو جلیسین ملکہ کے برہم ہونے سے اور زیادہ چھیڑتی تھیں ابھی جلیسین ملکۂ آسمان پری کو چھیڑ رہی تھیں کہ حمزۂ صاحبقران بزم سے اُٹھکر بعد شوق وصل ملکۂ آسمان پری داخل ایوان ہوئے اور قریب حجلۂ عروسی

کے پہنچا شوق یہ حال ہوا بمقتضاے ابیات	بٹھایا میزبان گلبدن نے	چھپایا منہ کو گھونگھٹ میں دلھن نے
جلیسین شرم و خفت سے سمٹ کے	ہوئیں پنہان و پوشیدہ نظر سے	بجز تصویر دیوار مکان کے
نہ باقی رہ گیا کوئی جو جھانکے	جو خالی پایا حمزہ نے مکان کو	لیا آغوش میں آرام جان کو
پئے بوسے عروسی موج بادہ	بڑھی کیفیت مستی زیادہ	گل رخسار سے گھونگھٹ اُٹھا کے
لیے بوسے لب رنگین ادا کے	ہر گام جوش کیف موجزن میں	دہان رشک گل لے لی دہن میں

ہوئے پھر وقت دست کامرانی
لیے بوسے نصیب دسترس کے
لگیں ہونے بہم در پردہ گھاتیں
عبارت چھوڑ کر مطلب پہ آئی
تڑپ کر رہ گئی بس وہ پریزاد
رہی کچھ دیر باہم گرم جوشی
یہ شکل طرح تخییل مجسم
اٹھا بستر سے خورشید جہانتاب
وہ دونوں خوابگاہ مدعا سے

ترنج نخل باغ نوجوانی
تن نے ذرا سپر اکتفا کی
بجھائیں شوق نے کچھ اور باتیں
سر الماس کچھ کاوش پہ آیا
نزد و سینے لگی آہستہ فریاد
ترشح جب ہوئی ابر ہوس کی
ہوئے آخر جدا مل کے باہم
کیا کچھ رخصت شب نے اشارہ
اٹھے بیتچے سے کے آنکھیں حیا سے

نکالے حوصلے دست ہوس کے
بڑھی حسرت حصول مدعا کی
زیادہ تر طبیعت رنگ لائی
تھوڑے نے لعل کا جوبن دکھایا
بصورت ہے راحت فروشی
ہوئی کچھ انتہا آغاز بس کی
سحر کو جب خمار آلودہ خواب
ہوائی برخاستہ بزم مستانہ
راوی کہتا ہے کہ شب زفاف

ہی کو ملکۂ آسمان پری حاملہ ہوگئی بعد گذرنے ایام حمل کے ملکۂ قریشیہ سلطان پیدا ہوئی حال اُسکے پیدا ہونے کا لکھا جائیگا عرض حمزۂ صاحبقران بستر خواب سے اُٹھکر باہر تشریف لائے حمام مین واسطے غسل کے گئے ادھر پریزادون نے ملکۂ آسمان پری سے رات کی کیفیت پوچھی ملکۂ آسمان پری نے شرمندہ ہوکر سر جھکا لیا جلیسون نے بعد چھیڑنے کے تہنیت دی اور ملکہ کو آب گرم سے نہلایا ملکہ نے غسل کیا بعد غسل پوشاک نفیس پہنکر رونق افزاے مسند زرتار ہوئی اُسوقت بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پریزاد روبرو سے ملکۂ آسمان پری بہ تازہ ادا رقص کرنے لگین مبارکباد گانے لگین اکثر نازنینان پریزاد غزلین عاشقانہ گانے لگین اُدھر حمزۂ صاحبقران حمام سے غسل کرکے لباس نفیس زیب تن کرکے بارگاہ سلیمانی مین آئے یہان بھی بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پریزاد باجے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین آخر وہ روز بھی بعیش و عشرت بسر ہوا رسم چوتھی کھیلنے کی بھی ہوئی اب عقد حمزۂ صاحبقران کا آسمان پری سے ہوچکا ہر شب و روز ملکۂ آسمان پری کے ساتھ بہ عیش و عشرت بسر کرتے ہین احوال امیر کا اب مقام مناسب پر لکھا جائیگا لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو کو دیو تندک وغیرہ لیکر روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ قلعۂ گرلبستان مین پہونچے خواجہ کو قلعہ مین تخت سے اُتار کر جانب گلستان ارم روانہ ہوے اور گلستان ارم مین داخل ہوکر ... امیر با توقیر آ گئے حال خواجہ عمرو کے پہونچ آنے کا زبان پر لائے امیر با توقیر سنکے مطمئن ہوے خواجہ عمرو جو قلعۂ گرلبستان مین پہونچے ملکۂ مہرنگار کو خبر ہوئی کہ خواجہ آئے ہین ملکہ نے خواجہ کو بلوایا خواجہ ملکہ کے پاس گئے ملکہ نے پوچھا اے خواجہ سچ کہیے آپ کہان گئے تھے خواجہ نے جواب دیا مین بہ ضرورت ایک جگہ گیا تھا وہان جاکر میرا نقصان ہوا ہزار ہا روپیہ کے بیچ مین آگیا بالکل فقیر و محتاج ہوگیا ملکہ نے سر امیر کی قسم دے کر پوچھا کہ اے خواجہ صاف صاف کہیے آپ کہان گئے تھے خواجہ قسم دینے سے ناچار ہوے آخر بہ مجبوری کہنے لگے کہ اے ملکہ مین پردہ قاف مین گیا تھا دیو تندک مجھے یہان سے لیگیا تھا وہان امیر با توقیر کا ملکۂ آسمان پری سے عقد ہوا مین نے عقد پڑھا بعد عقد ہونے کے مین یہان چلا آیا امیر با توقیر نے تمھارے گھبرانے اور پریشان ہونے کا احوال بیان کیا تھا امیر با توقیر نے فرمایا ہے کہ اگر ممکن ہوا تو بعد چھ مہینے کے ضرور آؤنگا ملکۂ مہرنگار امیر با توقیر کے عقد ہونے کا احوال سنکے نہایت غمگین ہوکر اشکبار ہوئی خواجہ

ملکۂ مہر نگار کو دیر تک بٹھایا اور کلمات تسلی زبان پر جاری کیے ملکۂ مہر نگار نے خواجہ عمرو کے سمجھانے
سے بظاہر تو گریہ و زاری موقوف کی لیکن باطناً غمگین و ملول و اندوہگین رہی

داستان خواجہ عمرو کا خسرو غیستانی کو مسلمان کرنا اور اسکے قلعہ پر قبضہ کرنا

راویان خوش رقم اس داستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ خواجہ عمرو بردہ قاف سے آکر چندے تک قلعہ گرلبستان
میں رہے اکثر زوبین سے لڑا کیے اور زوبین بھی قلعہ کو گھیرے رہا جب غلہ ایک دو روز کا قلعہ میں رہ گیا
پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے خواجہ اب غلہ وغیرہ اس قلعہ میں بالکل ختم ہو چکا ہے صرف
ایک دو روز کے صرف کے موافق غلہ باقی ہے آپ کو ابھی سے کوئی فکر کرنا چاہیے خواجہ نے پوچھا اس
گرد و نواح میں اور بھی کوئی قلعہ ہے مقبل گرلبستانی نے عرض کی قریب میں کوس کے ایک قلعہ ویرانے میں ہے حاکم
اُس قلعہ کا خسرو غیستانی ہے وہ قلعہ اس قلعہ سے بڑا ہے اور غلہ وغیرہ بھی اُس قلعہ میں زیادہ ہے خواجہ نے کہا
انشاء اللہ صبح کو کوئی فکر و تدبیر کرونگا جب وہ شب گذری سحر ہوئی خواجہ قلعہ کی کھڑکی سے کہ اس جانب لشکر
زوبین نہ تھا نکلکر قلعۂ خسرو غیستانی کی طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں خواجہ عمرو نے اپنے ہاتھ کی
انگشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر و فریب ذہن میں آئے خواجہ نے ان سب میں سے ایک مکر کو پسند کیا اور بصورت
اصلی در قلعہ خسرو غیستانی پر پہنچے دیکھا در قلعہ بند ہے پل تختہ اٹھا ہوا ہے خندق میں پانی بھرا ہے چاروں طرف
قلعہ پر بڑی بڑی توپیں لگی ہیں گولنداز قریب توپوں کے ٹہل رہے ہیں جب گولندازوں نے خواجہ عمرو کو
قریب در قلعہ کھڑے ہوئے دیکھا ارادہ گولہ مارنے کا کیا خواجہ نے گھبرا کر کہا خبردار گولہ مارنا میں خسرو غیستانی
سے کچھ کہنے آیا ہوں تم جا کر کہدو کہ خواجہ شہنشاہ عیاران تمہارے پاس آئے ہیں ایک خوشخبری لائے ہیں
ملازمان خسرو غیستانی فوراً خواجہ عمرو کی تسکے خدمت خسرو غیستانی میں گئے اور جو کچھ خواجہ نے کہا تھا
خسرو غیستانی سے عرض کیا چونکہ خسرو غیستانی خواجہ کے حالات سے واقف تھا اسوجہ سے خواجہ کو قلعہ میں
تو نہ بلایا لیکن فصیل قلعہ پر خود آیا خواجہ نے سلام کیا خسرو غیستانی نے پوچھا اے خواجہ بیان کرو کیا مژدہ
لائے ہو خواجہ نے کہا اے خسرو تم نے یہ سنا ہوگا کہ ایک مدت سے حمزہ صاحبقران بردہ قاف میں گئے ہیں
ہرمز اور فرامرز حسب الحکم نوشیروان زوبین کو مع فوج کثیر ہمراہ لیکر ملکۂ مہر نگار کے لینے کو آئے
میں اکثر جلسے رزمی ہیں اور میں نے انکی فوج کو گولے مار مار کر ہلاک کیا ہے اب تک زوبین قلعۂ گرلبستان کا محاصرہ
کیے ہوئے پڑا ہے اسکو یہی کہنا ہے کہ میں ملکۂ مہر نگار کو نوشیروان کے پاس لیجاؤں اور مجکو بھی یہی ضد ہے کہ
ملکۂ مہر نگار کو زوبین وغیرہ کو حوالے نہ کرونگا فی الحال میں نے سنا ہے کہ امیر نے بردہ قاف میں انتقال کیا ہے
اے خسرو آجتک جو میں ہرمز اور فرامرز وغیرہ سے لڑا تو اسی وجہ سے لڑا کہ امیر ملکۂ مہر نگار کو میرے سپرد
کر گئے تھے کہ ملکہ کی حفاظت کرنا اگر کوئی سردار لشکر نوشیروان وغیرہ ملکۂ مہر نگار کے لینے کو آئے تو اُس سے
لڑنا اور ملکہ کو سرداران نوشیروان کے حوالے نہ کرنا پس بموجب حکم حمزہ صاحبقران ابھی تک میں نے ملکہ کو
زوبین کے حوالے نہیں کیا اب امیر تو انتقال کر چکے ہیں اسوجہ سے میں تمہارے پاس آیا ہوں اور تم سے
کہتا ہوں کہ ملکہ کو زوبین وغیرہ کے حوالے تو نہ کرونگا مگر اس طرح سے تمہارے سپرد کر دونگا کہ تم بھی ملکہ کو نوشیروان
کے پاس نہ بھیجنا زوبین وغیرہ کے حوالے نہ کر دینا یہ کہکر خواجہ امیر کو یاد کر کے رونے لگے اور از حد بے اختیار ہوکے
کہ زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے خسرو غیستانی نے جو تمام و کمال گفتگو سنی خواجہ سے بظاہر تو ملول ہوا لیکن باطناً

خوش ہوا اور خیال کیا کہ اچھا ہوا امیر مر گئے جھگڑا اور فساد جاتا رہا اب ملکۂ مہر نگار سے مین عیش و عشرت کرونگا روز و شب
براحت و آرام بسر کرونگا یہ خیال کرکے خسرو نیستانی نے اپنے ملازمون سے کہا جلد دروازہ قلعہ کا کھولکر خواجہ
کو ہمارے پاس لے آؤ ملازمین در قلعہ کھولکر خواجہ کو قلعہ مین لے گئے خسرو نیستانی نے خواجہ کو اپنے قریب ایک
کرسی پہ بٹھایا اور کہا خواجہ غم امیر مین اشکبار نہو صبر کرو ہمیشہ کوئی زندہ نہین رہتا ہے ہمین اور تمھین بھی ایک روز
دنیا سے جانب عدم جانا ہے تمنے نہایت عقلمندی کی کہ یہان چلے آئے اور تمام حال مجھسے بیان کیا اب تم ملکہ کو یہان
لے آؤ مین بموجب تمھارے کہنے کے زوبین وغیرہ سے خائف ہوکر ملکہ کو اونکے حوالے نہ کرونگا اور تم سے
بہ نیکی پیش آؤنگا زر کثیر تمھین دونگا یہ کہکر خواجہ کو کئی توڑے روپیہ کے دیے اور کہا جلد جاکر ملکہ کو لے آؤ
خواجہ نے کہا مین بھی جاتا ہون اگر ملکہ آئین تو اسی وقت انھین لاتا ہون یہ کہکر خواجہ اُٹھے اور قلعہ
سے نکلکر سمت قلعۂ گربستان روانہ ہوئے جب داخل قلعہ ہوئے پہلوان عادی اور جملہ بہادران
پہلوان عادی وکرتیت سپر گردان و نعمان بن منذر شاہ وغیرہ پہلوانون اور برادرون سے
کہا کہ تم میرے ہمراہ قلعۂ خسرو نیستانی مین چلو سبھون نے عرض کیا چلیے خواجہ چند سردارون اور
سپاہ کو برائے حفاظت ملکۂ مہر نگار قلعہ مین چھوڑکر اور چند سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر اُسی گھڑی
کی جانب سے قلعۂ خسرو نیستانی کی طرف روانہ ہوئے جب خواجہ وغیرہ قریب قلعہ پہونچے خسرو نیستانی
نے دیکھا کہ ہمراہی خواجہ ایک جماعت سرداران نامدار چلی آتی ہے جسوقت خواجہ در قلعہ پہ پہونچے
دیکھا در قلعہ تو بند ہے لیکن خسرو نیستانی بالائے قلعہ کھڑا ہے خواجہ نے کہا اے خسرو نیستانی دروازہ
قلعہ کا کھلواؤ و آگے آگے ہم سب آئے ہین پیچھے سواری ملکۂ مہر نگار کی آتی ہے خسرو نیستانی نے
جواب دیا اے خواجہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تم مکر و فریب کی باتین کرتے ہو چاہتے ہو کہ اس قلعہ کو شامل
قلعۂ گربستان کے لے لین یہ تمھارا خیال خام ہے مین نہایت عاقل و ہوشیار ہون تمھارے دام مکر مین نہ
پھنسونگا در قلعہ ہرگز نہ کھولونگا تاوقتیکہ سواری ملکۂ مہر نگار کی نہ آئیگی تمھین کسی طرح اب قلعہ مین نہ
آنے دونگا خواجہ نے گفتگوے خسرو نیستانی سنکے خیال کیا کہ خسرو مرد ہوشیار ہے اس طرح دام فریب
مین گرفتار نہ ہوگا کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ نے خسرو سے کہا تم مجھسے بیکار خائف ہو مین
تمھارے ساتھ نیکی کرونگا اگر تمھین میرے کہنے کا یقین نہین ہے تو اب مین جاتا ہون اور ہمراہ سواری
ملکۂ مہر نگار ابھی آتا ہون خسرو نے کہا فقط ملکۂ مہر نگار کو میرے قلعہ مین لے آؤ اور کسی کو اس قلعہ مین
نہ لانا خواجہ نے کہا ایسا ہی کرونگا یہ کہکر جملہ سردارون کو ہمراہ لیکر در قلعہ سے جانب قلعۂ گربستان چلے
جب قلعہ سے دور نکل آئے ایک صحرا مین خواجہ بیٹھے سرداران نامدار بھی ٹھہر گئے خواجہ نے پہلوان عادی
وغیرہ سے کہا مین نے تو قلعہ لینے کی تدبیر کی تھی لیکن خسرو چونکہ صاحب فہم و فراست ہے میرے دام مکر مین نہ
پھنسا اب مین مجبور ہون پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ اس قلعہ کو تو کسی اور تدبیر سے ضرور لینا چاہیے
اگر یہ قلعہ نہ ہاتھ آئیگا تو کس طرح بسر اوقات ہوگی غلہ قلعۂ گربستان مین اب نہین ہے آج مین نے طعام کم کھایا ہے
اسی وقت سے گرسنہ ہون اگر شام تک کچھ نہ کھاؤنگا تو ہلاک ہو جاؤنگا خواجہ نے جواب دیا ایک تدبیر ایسی
ہے کہ ابھی غذاے لذیذ پیٹ بھر کر تمھین کھلاؤنگا اور قلعہ خسرو نیستانی بھی لے لونگا بشرطیکہ تم میرے کہنے پر عمل
کرو پہلوان عادی ذکر غذاے لذیذ سنکے بیتاب ہو گیا خواجہ سے پوچھنے لگا وہ تدبیر کیا ہے جلد بیان کیجے

ہو پھر آپ کیسے گھا مین کر دونگا خواجہ نے کہا وہ تدبیر یہ ہی کہ مین تمھین رنگ و روغن سے بصورت ملکہ مہر نگار بنا دونگا
تمھین محافے مین بٹھاؤنگا پھر آٹھ بہادرون کو لباس کہارون کو پہناؤنگا اس صورت سے مین تمھین قلعہ مین پہنچاؤنگا
تمکو طعام اچھی طرح کھلا دونگا جسوقت خسرو نیستانی تمھارے پاس آئین تم گرفتار کر لینا اگر وہ مسلمان ہوا
تو خیر ورنہ اُسے قتل کرکے قلعہ پر قبضہ کر لینا پہلوان عادی نے طعام کے لالچ سے خواجہ کا کہنا منظور کیا
خواجہ نے فی الفور زنبیل سے رنگ و روغن نکالکر ملکہ مہر نگار کی صورت کے مانند پہلوان عادی کی شکل
بنائی پھر ایک محافہ اور کہارون کی وردیان اور چوبدارون اور سپاہیون کا لباس خواجہ نے زنبیل سے
نکالا اور وہ سب لباس اور وردیان اکثر سردارون پر تقسیم کین اکثر سردارون نے کہارون کی وردیان پہنین
پگڑیان گھیرے دار سرون پر رکھین شمشیرین آبدار زیر دامن پوشیدہ کین کچھ سردار سپاہیون کی قطع بنے پھر
سبکی صورتین خواجہ نے رنگ و روغن سے تبدیل کین غرض پہلوان عادی زنانے مین بیٹھے کہارون یعنے آٹھ
سردارون نے محافہ اُٹھایا کیونکہ پہلوان عادی نہایت فربہ اور لحیم اور شحیم تھا سپاہی ہٹو بچو زبان پر جاری
کرتے ہوئے آگے بڑھے چوبدار اور نقیب بھی بنے ہوئے عصے ہاتھون مین لیے ہوئے ہمراہ محافہ چلے خواجہ بھی
ہمراہ ہوئے جب خواجہ قریب قلعہ پہونچے خسرو نیستانی چونکہ منتظر خواجہ بالاے قلعہ کھڑا تھا دیکھا اُسنے
سواری ملکہ مہر نگار کی چلی آتی ہی تھوڑے سپاہی وغیرہ ہمراہ ہین خواجہ بھی دوڑتے ہوئے چلے آتے ہین
خسرو نیستانی سواری ملکہ نقلی دیکھکر نہایت خوش ہوا خیال کرنے لگا کہ اب مین دختر نوشیروان کے
ساتھ عیش و عشرت شب و روز کرونگا حتے الامکان نوشیروان کے باپ کو بھی مدد دونگا یہ خیال کرکے
خسرو نے ملازمون کو حکم دیا جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو چند سپاہی اور کچھ چوبدار وغیرہ ہین اُنسے کچھ اندیشہ نہین
ہی سب کو قلعہ مین بلا لو ملازمون نے دروازہ قلعہ کھولکر خواجہ اور ہمراہیان محافہ کو قلعہ مین بلا لیا خواجہ وغیرہ قلعہ مین
داخل ہوئے کہارون نے ایک جگہ محافہ رکھدیا اور بیٹھ گئے پسینہ خشک کرنے لگے حواس درست کرنے لگے کیونکہ کبھی
محافہ نہین اُٹھایا تھا خسرو نے خواجہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے خواجہ کہارون سے کہو کہ اُس قصر کے دروازہ
پر محافہ رکھدین تاکہ ملکہ محافہ سے اُترکر قصر مین جاکر بہ آرام تمام بیٹھین خواجہ نے کہارون سے کہا کہارون نے
بموجب حکم محافہ وہین جاکر رکھ دیا ملکہ مہر نگار نقلی محافہ سے اُترکر قصر مین گئین اور فرش نفیس پر بیٹھین چونکہ
اُسوقت قلعہ مین ایک جگہ رکابدار طعام پکا رہے تھے بوے طعام جو ملکہ نقلی کے دماغ مین پہونچی بیتاب و بیقرار ہوکر خواجہ
سے کہا جلد طعام کھلائیے ایفاے وعدہ کیجیے اسی طعام کے لالچ سے مین نے شکل اپنی تبدیل کرائی ہی خواجہ نے
کہا صبر کرو مین طعام تمھارے واسطے لاتا ہون یہ کہکر خواجہ خسرو کے قریب آئے اور آہستہ کہا ملکہ طعام
طلب کرتی ہین تمھین لازم ہی طعام لذیذ بہ کثرت بعنوان شایستہ قابون اور پلیٹون مین نکلوا کر بھیجو اور اچھی طرح سے
ملکہ کی ضیافت کرو تاکہ ملکہ تم سے خوش ہون خسرو نے ہنسکر خواجہ سے کہا ابھی مین طعام انواع و اقسام
بھیجتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ ساڑھے چار چار سو قابون اور پلیٹون مین طعام لذیذ نکالکر دسترخوان معقول
بچھا کر ظروف طعام دسترخوان پر لگا دو بموجب حکم رکابدارون نے طعام نکالا چند عورتون نے دسترخوان
بچھا ظروف طعام دسترخوان پر رکھدیے پھر ہاتھ ملکہ نقلی کے لونڈی تسلے مین دھلائے ملکہ نقلی ہاتھ دھو کر
دسترخوان پر بیٹھین اور ایک ایک قاب اور پلیٹ اُٹھا اُٹھا کثرت بیتابی اور گرسنگی سے طعام اپنے منہ مین ڈالکر
کھانے لگین عورتین یہ حال دیکھکر متحیر ہوئین تھوڑی دیر مین ملکہ نقلی نے سب قابین اور پلیٹین طعام سے

خالی کر دین اور طعام لذیذ کھا کر از حد خوش ہو کر خواجہ سے کہا طعام لذیذ تو آپنے کھلایا لیکن میرا پیٹ نہین بھرا طعام
اور منگوا لیجے بیشک مین سیر ہونے تک کھلانے چلیے خواجہ نے پھر خسرو سے جا کر کہا کہ اور طعام مانگتی ہین خسرو نے یہ
سنکے تعجب کیا اور کہنے لگا کہ ملکہ کیا اب مجھکو کھا جائینگی اسقدر طعام کھا چکین اسکا پیٹ نہین بھرا شاید خواجہ طعام طلب کیا
ہوگا خواجہ نے جواب دیا ہرگز ملکہ نے طعام طلب نہین کیا ہی تم خود جا کر دیکھو رکابیان بھی سینی معہ خالی ہین ملکہ طعام زیادہ کھاتی
ہین خسرو کو نہایت حیرت ہوئی آخر بعد حیرت بسیار کہنے لگا مین جا کر دیکھتا ہون یہ کہکر جانب قصر روانہ ہوا خواجہ بھی
ہمراہ چلے جب خسرو نیستانی قصر مین پہونچا دیکھا کہ ایک پہلوان نہایت فربہ بصورت زن دسترخوان پر بیٹھا ہے خسرو
نے پوچھا ارے تو کون ہی جلد بتا ورنہ ابھی تجھکو مار ڈالونگا پہلوان عادی نے جواب دیا تو کیا مجھے قتل کریگا مین
تجھے ابھی ہلاک کرتا ہون یہ کہکر پہلوان عادی تو ندپر ہاتھ پھیر کر اٹھا خسرو نیستانی نے تلوار کھینچی اور قدم
آگے بڑھا کر تیغ آبدار سر پہلوان عادی پر لگائی پہلوان عادی نے بازو تلوار کی دیکھ کر ہاتھ اپنا
بند دست خسرو نیستانی پر ڈالا اور تیغ تیز چھین کر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا پھر چرخ دے کر چاہا کہ زمین
پر پٹک کر کام اسکا تمام کرے اسوقت خسرو طالب امان ہوا پہلوان عادی نے کہا امان بہ شرط ایمان
و بجا لاوگی خسرو نے کہا مجھے کلمہ پڑھایے پہلوان عادی نے کلمہ پڑھایا خسرو کلمہ پڑھکر صدق دل سے
مسلمان ہوا پہلوان عادی نے اسے آہستہ زمین پر رکھدیا خسرو نے قصر سے نکلکر جملہ اہل قلعہ کو مسلمان کیا
خواجہ نے سرداروں سے و لباس لیکر داخل زنبیل کیا اور جو کچھ خاک اڑتی تھی وہ زنبیل سے نکالکر انھین دی
پھر خواجہ نے انھین سرداروں مین سے ایک سردار سے کہا کہ جلد جاکر جملہ سرداران اور فضل گربستان اور سب
فوج اور جملہ عیاروں کو مع ملکہ مہرنگار کے ہمراہ لیکر یہان چلے آؤ جب سردار نے جانے کا ارادہ لیا
کچھ سوچ کے خواجہ بھی اسکے ساتھ چلے جب داخل قلعہ گربستان ہوے فضل گربستانی وغیرہ سے تمام
حال قلعہ کے لینے کا بیان کر کے کہا کہ اب جلد اس قلعہ سے نکل چلو یہ کہکر خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار کو ایک تخت رواں
مین سوار کر کے قلعہ کی کھڑکی سے نکلے جملہ سردار اور عیار اور فوج بھی ہمراہ خواجہ ہوئی ژوبین کو خواجہ
کے جانے کی خبر نہوئی غرض خواجہ عمرو وغیرہ قلعہ سے نکلکر جلد راہ طے کر کے قلعہ خسرو نیستانی مین
پہونچے ملکہ مہرنگار کو شاہزادے اتروا کر اسی قلعہ مین ایک جگہ مقیم کیا سردار و عیار وغیرہ بھی جا بجا قیام پذیر
ہوے خواجہ عمرو نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا پل تختہ اٹھوا لیا خندق کو پانی سے بھر دیا قلعہ پر چار طرف
بڑی بڑی توپین لگانے کا حکم دیا جب قلعہ اچھی طرح آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہو چکا خواجہ عمرو
مطمئن ہو کر بیٹھے پہلوان عادی کو بھی غلہ کی طرف سے اطمینان ہوا وہ شب گذر گئی سحر ہوتے ہی وہان
ژوبین کافر کو خواجہ عمرو وغیرہ کے جانے کی خبر ہوئی ژوبین مرزبان لشکر پر خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تم نے ایسی
غفلت کی کہ خواجہ عمرو وغیرہ اس قلعہ سے نکل گئے میرا مصمم ارادہ یہ تھا کہ خواجہ عمرو وغیرہ کو اس قلعہ سے
نکلنے نہ دینگا تمھارے غافل ہونے سے وہ سب نکل گئے ورنہ نایابی غلہ اور کثرت گرسنگی سے سب
تڑپ تڑپ کر مرجاتے یہ کہکر ژوبین سب کو ہمراہ لیکر قلعہ گربستان سے چلا لشکر مثل دریا رواں ہوا چونکہ
ژوبین خواجہ عمرو وغیرہ کے بچ جانے سے از حد برہم تھا قریب قلعہ خسرو نیستانی پہونچکر حکم دیا
کہ اس قلعہ پر حملہ کرو مردمان فوج نے بموجب حکم ایکبار حملہ کیا ژوبین بھی گرز گران لیکر در قلعہ توڑنے کو چلا کہ
خواجہ عمرو کو ژوبین وغیرہ کے آنے کی خبر ہوئی خواجہ نے حکم دیا کہ جلد جلد گولے مار و ژوبین وغیرہ کو دور رکھو

توپ نے دگو لندازوں نے بموجب حکم خواجہ گولے ہزار ہا شتر نال کے ہر گولا توپ سے مثل شعلہ جوالہ نکلنے لگا لشکر
ژوپین پر گر کر مردان لشکر کو ہلاک کرنے لگا کفار نابکار گولوں سے اڑ اڑ کر دور دور گرنے لگے اعضا
کفار جدا ہونے لگے کسی کافر کا سر گولے سے اڑ گیا تن بے سر زمین پر گر کے تڑپنے لگا کسی ناری کا گولے سے ہاتھ اڑ گیا
مجروح ہو کر زمین پر گرا گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہو گیا خاک میں ملکر سوے نار سقر گیا کسی کافر کے سینے پر کینہ کو توڑ کر
اور قتل کیا کسی بدطینت کا ایک پاؤں اڑ گیا لنگڑا ہو کر فرش خاک پر گرا زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگا غرض گولندازوں
نے لشکر ژوپین پر آگ برسا دی اسوقت گویا قیامت برپا تھی لشکر ژوپین میں آواز نالہ و فریاد بلند تھی گولے
برابر گر رہے تھے کفار زخمی ہو کر زمین پر تڑپ رہے تھے ہر توپ کی آواز صدا [illegible] ہوئی تھی بڑے
بڑے دلاوران لشکر ژوپین توپوں کی آوازوں سے دہل رہے تھے صدہا جگہ گولوں سے زمین میں غار پڑے
ہوئے تھے دود فلک تک بلند ہوا تھا آفتاب کسی طرح اس تاریکی میں نظر نہ آتا تھا زمین ہر دم توپوں کی آواز سے
کانپتی تھی آفتاب تھراتا تھا قلعہ آسمان کو جنبش تھی طائران صحرا آشیانوں سے نکل کر مانند ہوش اڑ گئے تھے
شیران دشت اپنے مسکن سے بھاگ گئے تھے سامنے قلعہ کے صدہا کفار زخمی پڑے تھے ہزاروں گولوں سے
اڑ گئے تھے جو کفار گولوں کی زد سے بچ کر قریب در قلعہ پہونچتے تھے تیر انداز تیروں سے اور عیاران [illegible] تیروں
سے انھیں ہلاک کرتے تھے بعض اہل قلعہ ہانڈیاں آتشین پھینکتے تھے کفار کو در تک قلعہ کے نہ آنے دیتے تھے اکثر عیار
نقب کے [illegible] ادہر [illegible] آتشبازوں کی [illegible] کر دیا [illegible] جنگ [illegible] کو
قریب قلعہ بھی ہرگز نہ آنے دو الحاصل اہل قلعہ نے بتائید خسرو نیستانی و حکم خواجہ بسعقد گولے مارنے
اور ایسا زور کہ ژوپین کسی طرح در قلعہ تک پہونچ نہ سکا آخر بعد دو پہر [illegible] نے مجبور ہو کر
مع لشکر جانب قلعہ سے پلٹا اور میدان گولوں کی زد کا چھوڑ کر ایک عرصہ وسیع میں قیام [illegible] اور حکم دیا چار طرف
سے قلعہ کا محاصرہ کر لو یہ مسلمان قلعہ میں خود ہی بوجہ نہ پہونچنے غلہ وغیرہ کے ہلاک ہو جائینگے [illegible]
آج ہزارہا بہادر [illegible] ہلاک ہوئے صدہا زخمی ہوئے لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا مردمان [illegible] نے حسب الحکم قلعہ کا
محاصرہ کیا بہرحال جب ژوپین لشکر کو لیکر قلعہ سے ہٹ گیا اہل قلعہ نے گولا مارنا موقوف کیا خسرو نیستانی
نے گولندازوں وغیرہ کو انعام دیا جب سب بہادر بعد جنگ قلعہ میں بیٹھے خواجہ و خسرو نیستانی نے [illegible]
کی بعد [illegible] خسرو نے خواجہ سے ہنسکر پوچھا آپ نے تو پہلے مجھسے آکر یہ کہا تھا کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
نے پردہ قاف میں انتقال کیا ہے اب معلوم ہوا امیر با توقیر پردہ قاف میں زندہ ہیں ہرچند کہ آپ عیار
ہیں آپ نے عیاری سے [illegible] مجھے کہا تھا کہ امیر با توقیر انتقال [illegible] کو میں تمھارے سپرد
کر دونگا لیکن اے خواجہ [illegible] حمزہ صاحبقران کے بارے میں ایسا کہنا مناسب نہ تھا کیونکہ آپ انکے
بھائی ہیں خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا اے خسرو میں نے تو جھوٹ نہیں کہا تم نے انتقال کے معنی غلط
سمجھے میں نے یہ سمجھا کر کہا تھا کہ انتقال کے معنی نقل کرنے کے ہیں یعنی جانا ایک جگہ سے دوسری جگہ پس
امیر با توقیر ہندوستان سے پردہ قاف گئے ہیں خسرو نیستانی نے پوچھا آپ بیٹھے [illegible] کیوں روتے
تھے خواجہ نے جواب میں فراق امیر با توقیر میں روتا تھا اور [illegible] بھائی امیر سے ملول ہوں خداوند عالم جلد
امیر کو ہم سے ملاوے انھیں کے نہونے سے یہ ژوپین نابکار ہم سے لڑتا ہے اگر امیر یہاں ہوتے تو وہ ایک
حملہ میں اس ناہنجار کے لشکر کو درہم برہم کر دیتے و تیغ آبدار سے سر اس کافر کا تن سے جدا کرتے خسرو نیستانی الغرض

خواجہ عمرو وُسکے خاموش رہے غرض خواجہ بآرام و راحت چھ مہینے تک قلعہ قہستانی مین رہے اور ثروین کا بکا رتوں کا
محاصرہ کیے رہا بعد چھ مہینے کے ایک روز پہلوان عادی وغیرہ سرداروں نے خواجہ سے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عیاران
اب غلہ اس قلعہ مین بھی ہو چکا ہے کوئی فکر کیجیے غلہ وغیرہ کہیں سے منگوایے یا اور کسی قلعہ مین چلیے اس قلعہ کو چھوڑ دیجیے
خواجہ نے جواب دیا غلہ وغیرہ کیونکر آسکتا ہے اول تو میرے پاس روپیہ نہیں ہے تم جانتے ہو کہ مین تنگدست ہون دوسرے
ثروین اس قلعہ کا محاصرہ کیے ہے اگر روپیہ بھی ہوتا تو بھی غلہ نہ آسکتا ثروین غلہ وغیرہ مین نہ آنے دیتا اور یہ جو تم نے
کہا کہ اُسکے قلعہ مین چلیے اس بارے مین البتہ حتی الامکان کوشش کرونگا یہ کہکر خواجہ نے خسرو سے پوچھا یہان سے
کوئی قلعہ قریب ہے یا نہین ہے خسرو نے عرض کیا اس جگہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ایک قلعہ ہے اُس قلعہ کو اوتار کہتے
ہین خواجہ نے کہا کہ مین ابھی اُس قلعہ کی جانب جاتا ہون اور اُس قلعہ کے لینے کی کوئی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر خواجہ
اُٹھے تھے لیکن ملکہ مہر نگار نے خواجہ کو بلوایا جب خواجہ ملکہ مہر نگار کے پاس گئے ملکہ نے اشکبار ہو کے
کہا کہ جب سے آپ پردہ قاف سے آئے ہین اب تک زیادہ قریب ایک سال کے گذرتا ہے ابھی تک آپ کے بھائی
پردہ قاف سے نہین آئے خواجہ نے کہا اے ملکہ امیر نے مجھسے وعدہ تو کیا تھا کسی وجہ سے آنا اُنکا ملتوی الحال
رقعہ خواجہ بزرجمہر کا میرے پاس آیا ہے خلاصہ مضمون اُسکا یہ ہے کہ اب حمزہ صاحبقران بعد چھ مہینے کے آئینگے
یہ کہکر خواجہ نے اُنھین رقعون مین سے جو بیت سے رکھے خواجہ بزرجمہر سے لکھوا کر اور اُنکی مہر اُن رقعون پر
کرا کر لائے تھے ایک رقعہ زنبیل سے نکالکر ملکہ مہر نگار کو دیا چونکہ مہر نگار خواجہ بزرجمہر کو سچا جانتی تھی
رقعہ دیکھکر آہ سرد کرکے ■ خوش ہوئی تا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ جب سے امیر پردہ قاف گئے ہین کئی رقعے
بزرجمہر کے جیسا ذکر کیا گیا ہے خواجہ عمرو نے ملکہ مہر نگار کو دیے ہین اور جب تک امیر پردہ قاف سے ملکہ مہر نگار
کے پاس نہ آئینگے اسی طرح خواجہ بعد چھ مہینے ایک رقعہ نکالکر مہر نگار کو دیا کرینگے اگرچہ مترجم حال رقعہ دینے
کا تحریر نہ کرے تو کوئی صاحب اعتراض نہ کرین غرض خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار کو رقعہ دے کر قلعہ کی کھڑکی ہنگام شب
کھولکر جانب قلعہ اوتار روانہ ہوئے جب قریب قلعہ پہونچے سنا کہ در قلعہ پر ایک شخص بآواز بلند کہ رہا ہے
ہوشیار باش خواجہ نے اپنے تئین اُس شخص تک پہونچا کر اُسے قتل کیا پھر بذریعہ کمند بصد مشکل تاریکی شب مین
بالائے قلعہ پہونچے اہل قلعہ نے خواجہ کو تاریکی شب مین نہ دیکھا خواجہ نے بالائے قلعہ پہونچکر اہل قلعہ کی مانند
اپنی شکل بنائی پھر ٹہلتے ہوئے در محل پر پہونچے اتفاقاً محلدار واسطے کسی کام کے دروازے پر آئی خواجہ نے
چالاکی سے بیضۂ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا بیضہ اُسکی ناک پر پڑ کر ٹوٹا بیہوشی دماغ مین اثر کر گئی محلدار کو فوراً
چھینک آئی اور بیہوش ہوکر زمین پر گری خواجہ نے جلد پڑھ کر اُسے اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور اُسی کی
شکل بنکر ویسا ہی لباس پہنکر داخل محل ہوئے چونکہ محلدار کو طاؤس شاہ ■ حاکم قلعہ نے درمحل کی
جانب سے آتے ہوئے دیکھا کنیزون سے اشارہ کیا محلدار کو بلا لو ایک کنیز نے دوڑکر آہستہ محلدار نقلی
سے کہا اے پیاری محلدار جلد چلو بادشاہ بلاتے ہین نہین معلوم تم سے کیا کام لینگے اسوقت تمہاری صورت کو
بغور دیکھکر بادشاہ نے تمھین اپنے پاس بلایا ہے مجھے تو ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تم پسند خاطر بادشاہ ہوگئین یقین ہے تو
محلدار تمھین اب یقین ہے کہ بادشاہ سے بستر چھ کر چین کرو گی تمہارا ہی چرچا جا بجا ہوگی محل تمہارا ہو جائیگا محلدار نقلی
نے بہ ناز و ادا جواب دیا اے دور ہو تو تو نے کیا کہا پھر وہ کیسی ہے بھلا بادشاہ مجھے اپنے پاس کیا بلا کر ینگے مین کسی طرح
راضی ہی نہ ہونگی ہرگز اپنی آبرو نہ دونگی نوکری چھوڑ کر چلی جاؤنگی مجھے مال و زر کی خواہش نہین ہے مین اور کسی رئیس کی

نوکری کرونگی چار روپیہ آبرو پیدا کرونگی اسی طرح کی باتین کرکے محلدار مسکراتی ہوئی قدم نازو ادا سے اوٹھاتی ہوئی قریب
طاؤس شاہ کے پہونچی اور بعد تسلیم مؤدب کھڑی ہوکر عرض کرنے لگی یہ خادمہ حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے طاؤس شاہ نے
فرمایا محلدار وہ پٹاری انگور کی طاق پر رکھی ہے جا کے لے آؤ محلدار گئی اور پٹاری انگور کی طاق سے اوتار کر بجا لا کے نذر زنبیل
کی اور ایک پٹاری انگور کی کہ جو انگور بیہوشی آمیز تھے از زنبیل سے جلد نکالکر روبرو طاؤس شاہ لائی طاؤس
شاہ نے چند دانہ انگور کھائے محلدار کھڑی رہی تھوڑی دیر مین طاؤس شاہ بیہوش ہوگیا محلدار نقلی
نے سب کنیزون کو وہان سے ہر ایک بہانہ سے ہٹا کر تنہائی مین جلد طاؤس شاہ کو اوٹھا کر نذر زنبیل کیا اور خود
طاؤس شاہ کی شکل بنکر اوسکی جگہ پر لیٹ رہی وقت سحر طاؤس شاہ نقلی بستر خواب سے اوٹھکر محل سے
برآمد ہوا پھر جا کر تخت پر بیٹھا جب جملہ رؤسا و امرا حاضر دربار ہوے طاؤس نے سب سے مخاطب ہوکر فرمایا
ہم تو شبکو عالم خواب مین مسلمان ہوگئے ایک مرد بزرگ نے عالم خواب مین ہمین ہدایت کی پھر اونھین نے ہمین کلمہ
پڑھا کر مسلمان کیا اب تم سبکو بھی لازم ہے کہ دین اسلام دین حق ہے اختیار کرو سبھون نے عرض کیا جب حضور نے
دین اسلام اختیار کیا ہے تو ہمین مسلمان ہونے مین کیا عذر ہے حضور ہمین کلمہ پڑھائین طاؤس نقلی نے سب کو کلمہ
پڑھا کر مسلمان کیا پھر دربار سے اوٹھکر خواجہ عمرو نے ایک گوشہ مین جا کر اپنی اصلی صورت بنائی اور طاؤس شاہ
کو زنبیل سے نکالکر ایک ستون سے باندھ دیا پھر فتیلۂ رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا طاؤس شاہ نے آنکھین
کھولکر دیکھا ستون سے بندھا ہوا ہون اور ایک عیار خنجر بکف کھڑا ہے طاؤس شاہ یہ حال دیکھکر ہول و حیران ہوا
خواجہ نے نعرہ کیا منم عمرو بن امیہ ضمیری اے طاؤس شاہ آگاہ ہو کہ مین عیار طرار حمزۂ صاحبقران عالیمقدار
کا ہون پھر تمام حال اپنا اور کیفیت اپنی مع اہل قلعہ کے بیان کی بعد اسکے خواجہ نے کہا اے طاؤس شاہ تجھے
مین نے گرفتار کرکے تمام اہل دربار کو مسلمان کیا ہے تجھے بھی مناسب یہی ہے کہ تم بھی دین اسلام اختیار کرو
خداوند عالم کی پرستش کرو اصنام پرستی ترک کرو طاؤس شاہ بموجب ہدایت کرنے خواجہ کے کلمہ پڑھکر صدق دل سے
مسلمان ہوا خواجہ نے ستون سے کھولدیا طاؤس شاہ نے کہا اے خواجہ اب آپ جائیے ملکۂ مہرنگار اور
سرداران نامدار وغیرہ قلعہ خسرو نیستانی سے یہان لے آئیے خواجہ روانہ ہوے بعد جانے خواجہ کے اوتار شاہ
برادر طاؤس شاہ آیا اور بھائی سے کہنے لگا مین سنا ہے کہ تم کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے دین آبائی ترک کردیا
طاؤس شاہ نے جواب دیا دین آبائی برا تھا اسوجہ سے ترک کردیا اور مذہب اسلام اچھا تھا اختیار کرلیا
اوتار شاہ نے برہم ہوکر کہا ہیہے دین کو برا کہتا ہے زبان دہن سے کھینچ لونگا طاؤس شاہ نے جواب دیا
خاموش رہ ورنہ تیغ تیز سے تجھے ہلاک کردونگا اوتار شاہ نے یہ تقریر سنکے تلوار لگائی طاؤس شاہ نے سپر
اوٹھائی تلوار سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر مین جدا آئی پھر سر کی گردن سے جگر گاہ تک پہونچی طاؤس شاہ قتل ہوکر
زمین پر آرہا بعد قتل ہونے طاؤس شاہ کے اوتار شاہ تخت پر بیٹھا امرا و وزرا نے نذرین دین شاہ نے نذرین
قبول کرلین ہر ایک امیر اور وزیر کو خلعت و انعام دیا پھر حکم جشن دیا بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان خوبرو
تہنیت تخت نشینی کی دینے لگین ناچ ہونے لگا دور جام مے ارغوان شروع ہوا طاؤس شاہ کا سر کاٹ
لیا گیا لاش ایک جگہ پڑی رہی امرا وزرا نے خوف جان کے سبب سے پھر اپنا دین آبائی اختیار کیا اوتار شاہ
کے روبرو تو نازنینان خوبرو ناچ رہی ہین اس نابکار کو ناچ دیکھنے دیجئے مگر اب احوال خواجہ عمرو کا سنئے کہ جب
خواجہ قلعہ خسرو نیستانی مین پہونچے جملہ سرداران اور عیارون وغیرہ سے تمام احوال قلعہ اوتار کے لینے کا بیان

کر کے کہا اب تم سب اوس قلعہ میں چلو بموجب حکم خواجہ جملہ سردار و عیار وغیرہ آمادہ چلنے پر ہوے خواجہ نے ملکہ مہرنگار سے
کہا کہ جلد محافہ میں سوار ہو ملکہ محافہ میں آ رہی میں خواجہ ملکہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر قلعہ کی کھڑکی سے آخر شب لشکر مردمان لشکر زرد میں اوس وقت
سب سو رہے تھے خواجہ سبکو ہمراہ لیکر بصد عجلت جانب قلعہ اوتار روانہ ہوے بعد طے کرنے منزلوں کے وقت سحر قریب قلعہ اوتار پہنچے
خواجہ نے در قلعہ پر آکر اہل قلعہ سے پکار کے کہا اے برادران ایجائے بسبب پریشانی ملکہ کو لیکر آیا ہوں جلد دروازہ قلعہ کا کھول دو
اہل قلعہ نے اوتار شاہ کو حال خواجہ سے آگاہی دی شاہ بزم عشرت سے اوٹھکر متصل قلعہ آیا اور سر طاؤس شاہ روبروی
خواجہ زمین پر پھینک کر کہنے لگا جسکو تم نے بمکر و فریب گرفتار کرکے مسلمان کیا تھا یہ سر اوسیکا ہے میں سر طاؤس شاہ کا
کاٹ کے مسلمان ہو جائیگی یہ سزا دی ہے اب اس قلعہ میں میں حاکم ہوں تمکو قلعہ میں ہرگز نہ آنے دونگا بہتر یہی ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ
ورنہ گولہ اندازوں کو حکم دونگا وہ ابھی گولہ مار کر تمکو اڑا دینگے خواجہ تقریر اوتار شاہ کی سنکے نہایت غضبناک ہوئے فورا چند سرداروں سے
کہا کہ ہمراہ محافہ لیکر ایسی جگہ جاکر ٹھہرو جسجگہ قلعہ سے توپ کا گولہ نہ پہونچ سکے سرداران نامدار ہمراہ محافہ کے قلعہ سے دور
نکل گئے اور گرد محافہ کے واسطے محافظت ملکہ کے تلواریں کھینچکر کھڑے ہو رہے بعد جانے سرداروں کے خواجہ نے نعمان
دین مظفر شاد و پہلوان عادی و کرتیت سپرگردان و اسد اسدان وغیرہ سرداران ذیوقار سے کہا کہ جلد فوج لیکر
اس قلعہ پر حملہ کرو اور قلعہ سے گرز ہائے گران سے توڑ کر اوتار شاہ نابکار کو قتل کرو سرداروں نے ساتھ فوج قلعہ پر حملہ کیا
اوتار شاہ نے گولہ اندازوں کو حکم دیا خواجہ وغیرہ کو گولے مار کر اڑا دو قلعہ میں نہ آنے دو گولہ اندازوں نے حسب الحکم گولے مارنا
شروع کئے تیراندازوں نے قلعہ پر سے تیر لگائے سرداران لشکر اسیر کا تو تیر و تفنگ بالائے قلعہ نہ پہونچا دوپہر کامل لڑائی سیکڑوں
مردمان لشکر قتل اور ہلاک ہوے جملہ سرداران نامی تیروں اور گولوں سے بقدرت پروردگار بچ گئے آخر خواجہ بعد دوپہر جنگ کرنے کے قلعہ کے
سامنے سے ہٹ گئے لڑائی موقوف ہوئی پھر خواجہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اوتار شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا ژوبین وغیرہ
کو لکھا کہ خواجہ عمرو وغیرہ نے قلعہ خسرو نیستانی جو ہمارے قلعہ کا محاصرہ کیا ہے آپکو لازم ہے جلد فوج لیکر آئیے خواجہ وغیرہ کو
قتل کیجئے ملکہ مہرنگار کو شہنشاہ نوشیروان کے پاس لیجائیے اب اوس وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا زیادہ والسلام غرض نامہ اس مضمون کا
لکھکر سر نامہ پر اپنی مہر کی پھر صبا عیار طاؤس شاہ مرحوم کو بلا کر اوتار شاہ نے کہا جلد یہ نامہ لیجا کر ژوبین کو دیدینا اور جو کچھ
تو نے دیکھا ہے زبانی بھی کہدینا اور جہانتک ممکن ہو جلد جاکر نامہ دینا تاکہ بعجلت ژوبین وغیرہ یہاں آکر خواجہ وغیرہ کو قتل کر ڈالیں
ملکہ کو مدائن میں لیجائیں صبا عیار نامہ لیکر قلعہ کی کھڑکی سے نکلکر بشکل پیدل جانب قلعہ خسرو نیستانی روانہ ہوا اثنائے راہ میں
صبا عیار نے خیال کیا میرے مالک آقا کو اوتار شاہ نابکار نے ناحق قتل کیا ہے مجکو لازم ہے کہ نامہ ژوبین تک نہ لیجاؤں اور خواجہ
عمرو کے پاس جاکر کوئی ایسی تدبیر کروں جس سے اوتار شاہ نابکار قتل ہو جاوے یہ خیال کرکے صبا عیار راہ سے پلٹ کر بلشکر اہل خواجہ
کے پاس آیا اور نامہ شاہ کا خواجہ کو دیکر تمام احوال سے خواجہ کو اطلاع دی خواجہ نامہ پڑھکر صبا عیار سے بہت خوش ہوے اور کہا میں
تمہارے ساتھ چلکر اوتار شاہ کو قتل کرتا ہوں عوض طاؤس شاہ کا لیتا ہوں یہ کہکر خواجہ نے شکل اپنی بصورت کنارہ کابلی بنائی
پھر صبا عیار کے ہمراہ قلعہ اوتار میں داخل ہوے جب روبرو اوتار شاہ پہونچے سلام کرکے کھڑے رہے اوتار شاہ نے
صبا عیار سے پوچھا یہ کون شخص ہے صبا عیار نے بموجب سمجھا دینے خواجہ کے عرض کیا خداوند نعمت یہ ژوبین کامرانی کے
بھانجے ہیں نام انکا کنارہ کابلی ہے یہ عیار ہیں میں نے بموجب حکم حضور نامہ جاکر دیدیا ژوبین نے نامہ پڑھکر انکو ہمراہ
میرے کر دیا ہے اور زبانی مجھسے کہدیا ہے کہ میں جلد تمام فوج لیکر آتا ہوں عمرو وغیرہ کو قتل کرتا ہوں اور کوئی بات آہستہ انسے
کہی ہے اوس بات سے مجھے آگاہی نہیں ہے آپ انسے دریافت کیجئے اوتار شاہ نے کنارہ کابلی نقلی سے پوچھا ژوبین نے
تم سے کیا کہا ہے بیان کرو کنارہ کابلی نقلی نے عرض کیا اگر تنہائی میں آپ تشریف لیچلیں تو میں بیان کروں سر و بار اوس بات کا

اظہار نکرونگا اوتار شاہ یہ سنکے تخت سے اوٹھکر کتارۂ کابلی کو ہمراہ لیکر ایک خالی مکان مین گیا پہلے ایک کرسی جواہر نگار
پر خود بیٹھا پھر ایک چوبی کرسی پر کتارۂ کابلی کو اجازت بیٹھنے کی دیکر پوچھنے لگا کہ تو روبین نے کہا کیا ہے کتارۂ کابلی نے
کرسی پر بیٹھکر ایک ڈبیا جواہر نگار اپنی کمر سے نکالی اور اوتار کو دیکر کہا یہ ڈبیا تو روبین نے دی ہے مجھے نہین معلوم اوس ڈبیا
مین کیا ہے ذرا کھولکر دیکھئے اوتار شاہ جو ڈبیا کھولی چونکہ سفوف بیہوشی اوس ڈبیا مین بھرا تھا ڈبیا کھولنے سے بیہوشی اوڑی
اور دماغ مین بادشاہ کے سرایت کرگئی اوتار شاہ کو چھینک آئی فوراً بیہوش ہوکر کرسی سے گرنے لگا اوس وقت خواجہ
آہستہ یہ نعرہ کیا شعر عمرو م کہ کلاہ از سر قیصر ببرم ٭ رنگ از رخ بجنگ بد اختر ببرم ٭ در محفل خسروان چو گردم ساقی ٭ ہیچ
از سپہر سبو و ساغر ببرم ٭ نعرہ کرکے جلد تر خواجہ نے اوتار شاہ کے کپڑے اتار کر ایک لنگی مین باندھ کر نذر زنبیل کیا
پھر جلد اوتار شاہ کی شکل بنکر جسقدر اوس مکان مین نقد و جنس مناسب مال خواجہ نے جال الیاسی مار کر نذر زنبیل کیا صبا
عیار ایک گوشہ سے تمام حال دیکھکر پاس خواجہ کے گیا اور کہنے لگا بیشک آپ شہنشاہ عیاران ہین مثل و نظیر آپکا روے زمین پر نہین
عیار مین نہین ہے عجب تدبیر سے آپ نے اوتار نابکار کو بیہوش کیا ہے آپکے سامنے کوئی حیلہ عیاری نہین کرسکتا ہے خواجہ نے
جواب دیا کہ یہ کیا عیاری ہے اگر تم ہماری نازک عیاریان دیکھو گے تو نہایت متحیر ہوگے یہ کہکر خواجہ نے صبا عیار کو رنگ روغن نکالکر بصورت
کتارۂ کابلی بنایا بعد ایک پہر کے خواجہ بشکل اوتار شاہ و کتارۂ کابلی نقلی کو ہمراہ لیکر مکان سے نکلکر مسکراتا ہوا قریب تخت کے پہنچا
حکومت آتے سرداران لشکر وغیرہ برائے تعظیم اٹھ کھڑے ہوے خواجہ نے تخت پر بیٹھکر کہا کہ افسران لشکر مین تو روبین سے برہم ہم
مسلمان ہوگیا تم سبکو لازم ہے کہ میری طرح تم بھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجاؤ سرداران لشکر و امراء وغیرہ نے گفتگو اوتار شاہ نقلی
سنکے خیال کیا کہ اوتار شاہ کہ ہماری بات و مذہب کا امتحان کرتا ہے اگر ہم یہ کہینگے کہ ہم بھی مسلمان ہوگئے تو مثل طاؤس شاہ
ہمکو قتل کریگا پس لازم یہ ہے کہ مسلمان ہونے سے عذر کرین یہ خیال کرکے جملہ اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ
پہلے ہم بموجب حکم طاؤس شاہ مسلمان ہوگئے تھے جب حضور رونق افزاے تخت ہوے طاؤس شاہ کو حضور نے بوجہ
مسلمان ہوجانے کے قتل کیا ہم سبنے خائف ہوکر پھر دین آبائی اختیار کرلیا اور گھڑی گھڑی مسلمان ہونا اور دین جد و آبا کو چھوڑنا
اچھا نہین معلوم ہوتا ہے آینده جو حکم حضور ہو ہم بسر و چشم بجا لائین خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ اہل دربار اوتار شاہ کے
خوف سے دین اسلام اختیار کرنے سے انکار کرتے ہین یہ سمجھ کر خواجہ نے نعرہ کیا منم خواجہ خسرو بن امیہ ضمیری
اے سرداران لشکر وے امراے عالی گہر کیون اوتار شاہ سے خوف کرتے ہو شاہ کو مین نے گرفتار کرلیا ہے بیہوش
اور مدہوش میری زنبیل مین ہے یہ کہکر خواجہ نے اوتار شاہ کو زنبیل سے نکالا ستون سے باندھا اور ہوشیار کرکے
اوس سے کہا کلمہ پڑھکر مسلمان ہو اوس نے انکار کیا خواجہ خسرو نے اوسے ہلاک کیا گیا اہل دربار اوتار شاہ
کے ہلاک ہونے سے خوش ہوے اور بخوف خواجہ سب نے اطاعت و فرمانبرداری خواجہ کی
مسلمان ہوکر اختیار کی پھر خواجہ نے صبا عیار کو حاکم قلعہ کیا اور تخت پر بٹھا کر اہل دربار سے نذرین دلوا کر در
قلعہ کھلوایا اور ملکہ مہر نگار اور جملہ سرداران نامدار وغیرہ کو قلعہ مین بلایا ملکہ مہر نگار ایک جگہ قلعہ مین بعید
پردہ داری قیام پذیر ہوئین سرداران لشکر جا بجا مقیم ہوے خواجہ نے حکم دیا کہ طاؤس شاہ اور
جملہ مردمان مقتول سپاہ کو غسل و کفن دیکر نماز پڑھکر دفن کرو اہل قلعہ نے بموجب حکم مقتولین کو دفن کیا پھر حکم
خواجہ سے در قلعہ بند ہوا پل تختہ اٹھوا لیا گیا خندق مین پانی بھروا دیا گیا قلعہ پر زیادہ تر توپین لگوادین تنین سامان
جنگ بخوبی کیا گیا یہان تو خواجہ نے قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کرایا وہان تو روبین کو
معلوم ہوا کہ خواجہ وغیرہ اس قلعہ سے نکلکر قلعۂ اوتار مین گئے ہین اور اوتار شاہ کو مار ڈالا ہے اہل قلعہ کو مسلمان کیا

ژوبین وغیرہ یہ خبر سنکے برہم ہوئے اور اسی وقت لشکر لیکر وہاں سے چلے بعد قطع راہ جب قریب قلعۂ آذر تار پہونچے خیمہ
ہوئے ہرمز اور فرامرز اور ژوبین نے ہنگام شب طبل یورش بجوایا صدائے طبل بلند ہوئی اہل قلعہ نے آواز طبل
سنی بہادر سامان جنگ کرنے لگے بزدل پریشان خاطر ہوئے اسیطرح لشکر ہرمز و فرامرز میں بھی دلاور سامان جنگ
و پیکار میں مشغول و مصروف ہوئے اور نامرد خوف جان سے لشکر سے تاریکی شب میں نکل گئے غرض تمام شب
دونوں جانب سامان جنگ ہوتی ہوا جب وہ ہنگام آیا کہ شاہ انجم سپاہ قلعۂ گردون میں خبر آمد شاہ خاور سنکے توتین
ہوا اور لشکر ثوابت و ستیار سپاہ نور مہر سے شکست رسیدہ ہوا الحظہ نشان شب ہوا عالم سے ناپید
آثار رنگ اختروں کا صورت دود دہ سحر بہم ہوئے کہ تیغ مہر سر پر + ہوئی رونق فزا باحشمت و فر وقت سحر
ژوبین کامرانی نے ہرمز و فرامرز سے کہا آپ اپنا لشکر قلعہ سے علیحدہ ہٹ کر کھڑے ہو جائیے آج میرے حملہ
کرنے کا تماشا دیکھئے ہرمز و فرامرز لشکر کو لیکر قلعہ سے ہٹ گئے ایک میدان میں صف آرا ہوئے ژوبین نے
اپنے لشکر کو حکم کمر بندی دیا مردان لشکر زرہیں پہننے لگے خود اپنے سروں پر رکھنے لگے ہتھیار لگانے لگے سائیس گھوڑوں
کو زین لجام سے آراستہ کرنے لگے گھوڑوں کے تنگ چست کرنے لگے لشکری جلد جلد مسلح ہونے لگے زنجیر ہاتھی سے
کمر کسنے لگے باجے جنگی بجنے لگے علم لشکر سر بلند ہوئے جب ژوبین مسلح ہو کر گینڈے پر سوار ہوا جملہ سوار کہ جو
دو لاکھ کے تھے ہمراہ ژوبین چلے اور سب باجے جنگی بجتے تھے جملہ سوار گھوڑوں کی باگیں اوٹھائے تیغیں کھینچے ہوئے
غل و شور کرتے ہوئے عقب ژوبین چلے جاتے تھے ژوبین کے ہاتھ میں گرز گران سر تھا گینڈے دوڑاتا ہوا جانب
در قلعہ چلا جاتا تھا گھوڑوں کے دوڑنے سے گرد و غبار بلند تھا جب ژوبین سامنے قلعہ کے پہونچا خواجہ عمرو نے
گولندازوں کو حکم دیا برابر گولے مارو اور تیر اندازوں اور عیاروں سے کہا تم بھی تیر اور پتھر مارو خبردار ژوبین کو
اس قلعہ میں نہ آنے دو گولندازوں وغیرہ نے حسب الحکم گولے اور تیر اور پتھر وغیرہ مارنے شروع کئے سواران لشکر
ژوبین ہلاک ہو کر زمین پر گرنے لگے آگ قلعہ سے گویا برسنے لگی دھواں مانند ابر کے چھا گیا رنجک سے آثار برق ظاہر ہوئے
گولے برسنے لگے زمین دہلنے لگی ژوبین گرز گران سے گولوں کو رد کرتا ہوا دلیرانہ قریب خندق پہونچا اہل قلعہ نہایت
گھبرائے خواجہ عمرو بھی پریشان خاطر ہوئے اسوقت اہل قلعہ نے ہنڈیاں بارود کی اور گرم گرم تیل کڑھاؤں میں بھر بھر کر جانب ژوبین
پھینکنا شروع کیا تیر اندازوں نے تیروں کی بارش کی عیاروں نے گوپھن میں پتھر رکھکر مارنا شروع کئے ژوبین تیر اور پتھر
وغیرہ سے اپنے تئیں بچاتا ہوا آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا تھا ناگاہ خواجہ نے قلعہ سے دیکھا کہ قاہر شاہ اور قہرمان شاہ
برادران ژوبین کامرانی تین لاکھ فوج سے واسطے مدد برادر آتے ہیں خواجہ عمرو فوراً کمر کی قلعہ کی کمو بکر اور کتارہ کابلی
کی صورت بنا کر بعجلت پاس قاہر شاہ و قہرمان شاہ کے پہونچے اور مودب سلام کر کے کہا کہ آپ کے بھائی نے بعد سلام
آپسے کہا ہے کہ یہ لشکر جو سامنے صف آرا ہے حمزہ صاحبقران کی فوج ہے میں اسطرف سے انھیں ہلاک کرتا ہوں
آپ ادھر سے انھیں قتل کیجئے تا فتح کیجئے کتارۂ کابلی نقلی تو یہ کہکر پھر اپنے قلعہ میں چلے گئے قاہر و قہرمان شاہ نے
تین لاکھ فوج سے بعجلت ہرمز اور فرامرز کے لشکر پر ایکبار حملہ کیا ہرچند ہرمز اور فرامرز نے کہا ای قہرمان شاہ
ہم سے کیوں لڑتے ہو کچھ بیان تو کرو لیکن اوس غل و شور میں قاہر شاہ و قہرمان شاہ نے ہرمز اور فرامرز کی آواز نہ
سنی بلکہ اوس ہنگامہ میں صوت بھی اونکی نہ کبھی جب دونوں لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی برق شمشیر درخشاں میدان میں چمکنے
لگی ابر سیاہ و غبار اونکا اور تھا بارش تیروں کی ہونے لگی سر دلاوروں کے تن سے کٹ کٹ کر زمین پر گرنے لگے دلاوران لشکر
کے نعروں کی ایسی صدائیں بلند ہوئیں مردم کو ثابت ہوا کہ رعد کی آواز ہے بزدل صدائے بہادران سنکے تھرانے لگے

غرض جانبین کے سوار و پیدل قتل و زخمی ہونے لگے خون میں نہانے لگے خون کی ندیاں میدان کارزار میں نظر آئیں سر
حباب کے مانند سیل خون میں نظر آنے لگے تن بے سر بصورت کشتی دکھائی دینے لگے زخمی نالہ و فریاد کرنے لگے ہنگامہ
حشر برپا ہونے لگا زوبین در قلعہ تک پہونچ گیا اور ارادہ قلعہ کے توڑنے کا کرتا تھا کہ ایک ہنگامۂ قیامت دیکھا اور
شور و غل سنکے سمجھا کہ حمزہ یا سرداران حمزہ مثل بہرام گرد و لندھور لشکر کثیر لیکر آئے ہیں بڑی شجاعت و دلیری سے لڑ
رہے ہیں میدان کارزار کو جنبش ہے اور تلواروں کی جھنکار یہاں تک آتی ہے ایسا نہو کہ ہرمز اور فرامرز شاہزادگان ذیجاہ
قتل ہو جائیں تمکو لازم ہے کہ جلد جا کے مدد ہرمز اور فرامرز کی کرے نہیں وہاں پہونچکر آج قلعہ توڑنے کی قلعہ پر قبضہ کر لینا
سمجھکر قلعہ کیطرف سے گینڈے کو پھیرا اہل قلعہ نے زوبین کو جاتے دیکھکر تعجب کرکے شکر خدا کیا گولے اور تیر وغیرہ
لگانے سے ہاتھ روکا زوبین نے میدان کارزار میں پہونچ کر دیکھا کہ قاہر شاہ اور قہرمان شاہ ہر چند جنگ
رستمانہ کر رہے ہیں لیکن لشکر ہرمز اور فرامرز سے پسپا ہوتے جاتے ہیں مردان زن فرامرز آگے بڑھتے ہیں ہزار
لاشیں زمین پر تڑپ رہے ہیں زخمی چلا رہے ہیں گھوڑے کوتل دوڑ رہے ہیں لاشیں اپنے راکبوں کی پامال کرتے
ہیں صدائے گیر و دار بلند ہے تلوار چل رہی ہے لاشوں پر لاش گر رہی ہے دریائے خون مقتولان بہ رہا ہے
زوبین اپنے بھائیونکو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوا آواز بلند گینڈے پر کھڑا ہو کر پکارا اے قاہر اور قہرمان
شاہ دست خود را نگہدارید ارے کیوں لڑتے ہو بیکار خونریزی کرتے ہو یہ لشکر ہرمز اور فرامرز کا ہے یہ لشکر
الحمزہ کا نہیں ہے پھر ہرمز اور فرامرز سے مخاطب ہو کر پکارا ای شاہزادگان ذیجاہ یہ لشکر قاہر و قہرمان
شاہ میرے بھائیوں کا ہے آپ میرے بھائیوں سے نہ لڑے اتنے جدال و قتال نہ کیجئے قاہر و قہرمان شاہ
اور ہرمز اور فرامرز نے آواز زوبین کی سنکر لڑائی موقوف کی زوبین قہرمان اور قاہر شاہ کے پاس گیا
بعد سلام کے پوچھنے لگا اے بھائیو تم فرزندان نوشیروان سے کیوں لڑے انہوں نے جواب دیا آپ ہی نے
تو ہمارے پاس گتارۂ کابلی کو بھیجا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ یہ لشکر امیر ہے اسے قتل کرو ہم نے بموجب آپ کے
کہنے کے قتل کرنا شروع کیا زوبین نے جواب دیا میں نے تو گتارۂ کابلی کو تمہارے پاس نہیں بھیجا تھا
غرض زوبین اور قاہر اور قہرمان شاہ کی گفتگو سنکے ہنسا اور کہنے لگا تم سب سچ کہتے ہو گتارۂ کابلی
کی صورت بنکر خواجہ عمرو آئے ہونگے یہ ان حضرت کی ادنیٰ عیاری ہے قاہر اور قہرمان شاہ نے یہ سنکے
ہرمز اور فرامرز سے عذر کیا ہرمز اور فرامرز نے عذر قبول کیا زوبین نے پھر قلعہ پر حملہ کیا بعض راوی کہتے ہیں
دوسرے روز وقت سحر قلعہ پر حملہ کیا چونکہ خواجہ عمرو نے سامان جنگ بخوبی کر لیا تھا ہر وقت حملہ کرنے
زوبین کے بحکم خواجہ عمرو اسقدر گولے گولہ اندازوں نے مارے کہ زوبین آگے نہ بڑھ سکا در قلعہ تک کسی طرح
نہ پہونچ سکا ہزاروں سوار ہلاک ہوئے آخر بعد دو پہر کے ڈوبنے کے زوبین طبل بازگشت بجا کر پلٹا اور قلعہ کا محاصرہ
کرکے بیٹھ رہا احوال زوبین اور عمرو کا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا

داستان پیدا ہونا ملکہ قریشیہ سلطان کا اور رخصت ہونا امیر کا شہپال سے پھر چھوڑ دینا دیووں کا امیر کو صحرائے حیرت کدۂ سلیمانی میں بحکم ملکۂ آسمان پری اور دب جانا امیر کا پشتہ ریگ میں پھر زندہ نکلکر جانا ہمراہ ملکۂ آسمان پری کے گلستان ارم میں

راویان شیریں زبان اس داستان بیمثال کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ بعد گذرنے ایام حمل کے حسب روز
آسمان پری سے دختر فرخندہ فال و مہوش جمال شیر صولت خورشید طلعت پیدا ہوئی حمزہ صاحبقران

بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوے تھے عبدالرحمٰن جنی و دیگر دیو و پریزاد ذی قدر و ذی رتبہ حسب قدر و مرتبہ یمین و یسار بیٹھے
ہوے تھے ناگاہ ارزق پری نے روبرو امیر حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے امیر مبارک ہو اسوقت ملکہ آسمان پری
کے بطن سے ایک دختر خوبصورت پیدا ہوئی ہے امیر دختر کے پیدا ہونے سے رنجیدہ ہوے بعوض خوشی مغموم ہوے
عبدالرحمٰن جنی نے امیر کو غمگین دیکھکر عرض کیا اے امیر مجکو اپنے علم سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکی نہایت شجاع
اور بہادر ہوگی اکثر آپکے فرزندون سے طاقت و قوت مین زیادہ ہوگی اور نہایت جمیل ہوگی اس دختر کو آپ فرزند کی
بہتر خیال کیجیے رنج نہ کیجیے حمزہ صاحبقران نے عبدالرحمٰن جنی سے فرمایا اس دختر کا نام رکھئے عبدالرحمٰن
جنی نے بعد غور و فکر عرض کیا نام اس دختر کا ملکہ قریشیہ سلطان رکھنا مناسب ہے امیر با توقیر نے نام سنکے
فرمایا بہتر ہے یہی نام رکھنا مناسب ہے ارزق پری گفتگوے امیر و تقریر عبدالرحمٰن جنی سنکے چلی گئی اور شہپال
بن شاہرخ اور ملکہ آسمان پری سے عرض کیا کہ نام اس دختر کا بموجب ارشاد امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے
عبدالرحمٰن جنی نے قریشیہ سلطان رکھا ہے شہپال اور ملکہ آسمان پری دونون یہ نام سنکے خوش ہوئی
بعد کئی روز کے شہپال نے قریشیہ سلطان کی نہایت دھوم سے چھٹی کی کئی دن تک بزم عشرت آراستہ رہی
تازقیان پریزاد کا باگین اکثر شاہان پردہ قاف بھی آئے اور شریک بزم عشرت ہوے بعد جشن کے کل زن
مرد جو مہمان سب تھے رخصت ہوے اُسی دن وقت شب امیر با توقیر کو ملکہ مہر نگار کا خیال آیا دل پہلو مین بیتاب
ہوگیا چشم پرنم ہوئی لب آہ و نالے سے آشنا ہوے آنکھون سے ہجر ملکہ مہر نگار مین آنسو جاری ہوے یہ حال ہوا
ابیات شان درد نے چھیڑا جگر کو وہ ہوا تا ہنسی ہر چشم کو وہ بیان تک اشک نم مژگان سے نچنے ٭ کر پہنکا رات بھر
دامان سے تا تیلے ٭ وہ شب بہزار آہ و زاری و بنالہ بیقراری بصد مشکل بسر کی ہنگام سحر امیر با توقیر نے نماز سحر پڑھکر
شہپال بن شاہرخ پاس جاکر کہا کہ مین آٹھ روز کا وعدہ کرکے یہان آیا تھا مجھے یہان ایک زمانہ گذرا ہی میرے
لشکر کے سردار وغیرہ سب پریشان خاطر ہو گئے عبدالرحمٰن جنی نے مجھے وعدہ کیا تھا کہ بعد چھ مہینے کے یہان سے
چلے جاؤگے اب زمانہ نو مہینے وہی زیادہ گذرا ہے مین ازحد پریشان خاطر ہون آپ مجھے رخصت کیجیے میرے لشکر
کے سردارون کے پاس مجھے بھجوا دیجیے اگر مین وہان نہین جاؤنگا تو رنج و صدمے سے ہلاک ہو جاؤنگا شہپال
بن شاہرخ نے پہلے تو کہا کہ بعد تھوڑے دنون کے مین تمھین وہان پہونچا دونگا آخر اصرار امیر با توقیر سے شہپال
نے مجبور ہو کر چند دیوون کو بلایا جب وہ حاضر ہوے شہپال نے کہا امیر با توقیر کو ایک تخت روان پر بٹھا کر جلد
انکے لشکر کے سردارون کے پاس انھین پہونچا دو جب یہ خبر ملکہ آسمان پری نے سنی امیر با توقیر کو بلا کر پوچھا
تمھے چھوڑکر کہان جاتے ہو امیر با توقیر نے فرمایا مین ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان سے آٹھ روز کا وعدہ
کرکے یہان آیا تھا مجکو یہان زمانہ زیادہ گذرا وہان ملکہ مہر نگار میرے انتظار مین بیقرار ہوگی اور جملہ سرداران
لشکر بھی پریشان خاطر ہون گے ادھر مین اُن سب کی جدائی سے بیتاب ہون شب و روز انھین کا خیال رہتا ہے
خصوصاً ملکہ مہر نگار ہر وقت مجھے یاد آتی ہین اونکی مفارقت مجکو شاق ہے اسوجہ سے جاتا ہون ورنہ ابھی یہان سے
نہ جاتا ملکہ آسمان پری ملکہ مہر نگار کا ذکر سنکے برہم ہوئی امیر سے تو کچھ نہ کہا لیکن علیحدہ جا کر ارزق پری کو
بلا کر اس سے کہا کہ جو دیو امیر کو لیجائینگے اون سے میری طرف سے جلد جا کر یہ کہدو کہ ملکہ آسمان پری نے تم سے
بتاکید کہا ہے کہ امیر کو یہاں سے لیجا کر حیرت کدہ سلیمانی مین چھوڑ دینا جہان امیر کہین وہان ہرگز ہرگز نہ لیجانا ارزق پری نے حکم
ملکہ ان دیوون سے جا کر کہدیا دیوون نے عرض کیا آپ ہماری جانب سے عرض کر دیجیگا کہ ہم بموجب حکم حضور امیر کو وادی حیرت کدہ سلیمانی مین

اجازت جو دی بیتاب ہو گئے ۔ تیری فرقت میں سب بیتاب ہو گئے
پہونچی پیچھے پھر یاس سے مصیبت ۔ ہوئے شرمندۂ احسان بہت
ہوئی غفلت کہ بیداری ہم آغوش ۔ بجا لاؤں دل و جان رخصت ہوش
کہا یک ق ملے بانہیں پھیلا کر ۔ کہا اپنے کو کیا آرام پا کر
شہ بھی آئے دے صادقی کو ۔ لگایا ون تمام عاشقی کو
اگر دل میں یہی جوش ہوس تھا ۔ تو عاشق در پے سوز نفس تھا

کہ ناگاہ صبح تھی ہو گئی جدا ۔ ہوئی نالہ ہوا صحرا میں پیدا
کہا میں ماندگی سے ہو گیا ہوں ۔ کیا آنکھوں نے میل بوسۂ لب
کیا روح جان پہچان نے اپنا ۔ خلق عالم علوی سے پیدا
محبت میں سر آرام جان کیا ۔ ہوئے لشکر و طبل و نشان کیا
یہ سب سامان ترا تنگ تھا ہی ۔ خلاف غیرت اہل وفا ہے
محبت بانے عطلان نے بخشی ۔ تب مشکل ہے یہ آسان نہیں ہے

امیر زرہ اور تیغ وغیرہ جسم سے اتار کر جا بجا زمین پر پھینک کر زیر پشتہ ریگ پاؤں پھیلائے ہوئے تھے تھکا یک ہوا سے
تند چلی اسوقت کثرت ہوا سے پشتہ ریگ کا امیر پر گر پڑا امیر زیر ریگ دب گئے فقط پاؤں کھلے رہے اسوقت ملکہ آسمان
پری کا دل گھبرایا بیتاب ہو کر عبدالرحمن جنی کو بلایا جب عبدالرحمن جنی روبرو ملکہ آئے ملکہ نے پوچھا جلد بتائیے اسوقت امیر
کس جگہ ہیں اور کس حال میں ہیں میرا دل نہایت گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے عجب نہیں کہ امیر کسی بلا میں گرفتار ہو گئے ہوں
عبدالرحمن نے اپنے علم سے دریافت کر کے کہا اے ملکہ غضب ہو گیا امیر صحرائے حیرت کدۂ سلیمانی میں زیر ریگ دب گئے
ہیں فقط اونکی جسم میں گھبرا رہی ہے کوئی دم کے مہمان ہیں اگر آپکو خبر امیر لینا ہو تو جلد لیجئے ورنہ امیر تھوڑی دیر میں ہلاک
ہو جاینگے ملکہ اگرچہ ذکر ملکہ مہرنگار سنکے امیر سے ناراض ہوئی تھی لیکن عبدالرحمن جنی سے حال امیر سنکے بیقرار ہوئی کہ
اسیوقت تخت پر بیٹھکر حیرت کدۂ سلیمانی کو روانہ ہوئی جب قریب پشتہ ریگ کے پہونچی دیکھا کہ خود و زرہ و عقرب سلیمانی
وغیرہ جا بجا تمام پڑا ہے امیر زیر ریگ دبے ہوئے ہیں فقط ایک پاؤں کھلا ہے یہ حال دیکھکر بیتاب ہوکر دیوؤں کو
کہنے لگی اری جلد اس ریگ سے امیر کو نکالو دیوؤں نے ریگ سے امیر کو باہر نکالا ملکہ نے اپنی زانو پر سر امیر کا رکھا بغور جو
دیکھا تو رمق جان باقی تھی اسوقت ملکہ کا رونا اور تدبیریں ہوشیار کرنے کی دمبدم کرنا مفصل کیا لکھی جائیں خلاصہ یہ
کہ بفضل تمام و بقدرت خالق خاص و عام امیر کو ہوش آیا آنکھیں کھولکر جو دیکھا سر اپنا آغوش ملکہ میں پایا امیر نے
سر اپنا زانوئے ملکہ سے اٹھا کر بالائے زمین رکھا ملکہ نے سبب پوچھا امیر نے جواب دیا اب سر میرا زانوئے ملکہ مہرنگار کا
ہے ملکہ آسمان پری نے برہم ہوکر کہا مہرنگار آدم زاد مجھ سے اچھی ہے میرے حسن و جمال سے اوسکا حسن و
جمال زیادہ ہے امیر نے جواب دیا فی الحقیقت اوسکے حسن ملیح دلفریب کے آگے تمھاری اس گوری صورت کی کچھ
حقیقت نہیں ہے ملکہ جو دیکھا کہ امیر غضبناک ہیں اور سوائے حکایت مہرنگار کے کوئی ذکر امیر کو اچھا معلوم نہیں ہوتا
اسوجہ سے ملکہ نے جواب نہ دیا اور واسطے دفع کرنے برہمی مزاج کے ملکہ قریشہ سلطان کو امیر کی آغوش میں بٹھا دیا قریشہ
سلطان آغوش امیر میں مسکرانے لگی ہاتھ پاؤں مارنے لگی غصہ امیر کا اور خیال مہرنگار کا قریشہ سلطان کو دیکھکر کم ہوا امیر
اپنی دختر کو پیار کرنے لگے ملکہ نے دیوؤں نے کہا خود و زرہ اٹھا لاؤ جب یہ زرہ وغیرہ اٹھا لائے ملکہ نے امیر سے کہا کہ اب زرہ
پہنو خود سر پر رکھو عقرب سلیمانی کمر سے باندھو میرے ساتھ گلستان ارم میں چلو امیر نے جواب دیا اے ملکہ اب میں مہرنگار کے پاس جاؤنگا
ملکہ نے منت کہا آپ میرے ساتھ چلئے بعد چھ مہینے کے میں آپکو خواہ مخواہ مہرنگار کے پاس پہونچا دونگی امیر یا تو قہر نے خیال کیا
اگر حیات باقی ہے تو چھ مہینے جلد گذر جاینگے بعد چھ مہینے کے بیان سے ملکہ مہرنگار کے پاس چلا جاؤ
یہ خیال کر کے امیر یا تو قہر حمزۂ صاحبقران راضی ہوئے ملکہ آسمان پری امیر یا تو فتح حمزۂ
صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر صحرائے حیرت کدۂ سلیمان سے گلستان ارم میں لائی شہپال کو امیر کے
آنے کی اطلاع ہوئی عبدالرحمن جنی امیر کے آنے سے خوش ہوا امیر پھر بصد راحت و آرام گلستان ارم میں رہنے لگے

واسطے طلایہ کے اٹھتے تھے گرد لشکر پھرتے تھے اور مشعلیں روشن تھیں ہوشیار باش اور خبردار باش کہکر دونوں جانب اہل لشکر کو ہشیار کرتے تھے نقیبلے خوش آواز بھی دونوں لشکروں میں پکارتے تھے آج دلاورو آج کی رات آرام و استراحت ہی بسر کرنا میں جان سپاہی حریف کا ہے ہوشیار رہو آلات حرب و ضرب کے درست کرو ہنگام سحر قریب ہے میدان جنگ میں بڑھ بڑھ کر معرکہ میں قدم ثبات نہ بڑھانا سر کٹنے کا ذرہ خطرہ نہ کرنا آبرو کا خیال کرنا حق نمک خواری ادا کرنا میدان میں ثابت قدم رہنا بڑھ بڑھ کر نیزہ و شمشیر سینے پر روکنا اور حریف کو سر میدان ٹکڑے ٹکڑے دیوانہ کرنا جنگ رستمانہ کرنا دلاوران لشکر میں جرأت و شجاعت ظاہر کرکے نام پیدا کرنا اگر قدم میدان جنگ سے ہٹاؤ گے دیکھو سچ کہے دیتے ہیں بچتاؤ گے آبرو خاک میں ملجائیگی دلاوروں کی نظروں سے گرجاؤ گے نامرد بزدل مشہور ہو جاؤ گے غرض اسطرح نقیبان خوشنغمہ مردان لشکر کو ترغیب جنگ کی دیتے رہے دلاوران لشکر تیاری جنگ میں مصروف و مشغول رہے یہانتک کہ

بڑی سامان ظلمت پر تباہی	دھوان ہو کر جلی سب کی سیاہی	اجال شمع پر آئی اداسی	چراغ شب میں پھیلی بدحواسی

ہنگام سحر مرزوق شاہ نابکار بیدار ہو کر مع لشکر بعد کرو فر میدان مصاف میں آکر صف آرا ہوا ادہر سے لندھور و بہرام گرد بھی بعد ادائے نماز سحر و حلہ تن پر آراستہ کرکے دعائے فتح و ظفر خالق دو جہان سے مانگ کے بارگاہ سے برآمد ہوے بہرام مرکب صبا رفتار پر سوار ہوا لندھور ہاتھی پر سوار ہوا ایک راوی کہتا ہے کہ فیل پر سوار ہو کر مع جملہ جوانان لشکر نصرت اثر جانب میدان رزم مانند دریائے زخار روانہ ہوا گھوڑوں کی ٹاپوں سے طبقات ارض کو جنبش ہوئی قدم گاہ زمین بکثرت جوانان فوج سے تھرانے لگے غبار عظیم بلند ہوا مرزوق شاہ بد انجام لشکر اہل اسلام دیکھکر گھبرایا جب بہرام گرد و لندھور بن سعدان بقصد کشت و خون میدان رزم میں پہونچے بیلداروں نے لشکر سے نکل کر زمین ناہموار کو ہموار کیا سقون نے پانی چھڑکا پھر میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر درست ہوا بعد اسکے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونوں لشکروں سے نکلے اور اسطرح پکارے دلاورو بہادرو وقت کارزار ہے لازم ہے کہ دلیرانہ جنگ کرو اپنے حریف کو چور چور کردو یہ وقت کارزار ہے قبضہ میں تمہارے تیغ آبدار ہے حریف کو نابکار ...

دو خبرے کر دیج مانند لیو زرہ و اسلحہ زیب تن کرین	ذرا ہاتھ سے نکلے اگر کوئی دیو ابھی ہو سب سرخ رنگ میں	کروتم میدان میں ایسی نبرد عدو کو کرو قتل شمشیر سے	اگر دشمن چھپے وسید ہم آمرد کرو سر کشو نام فنا تیر سے

نقیب اور کڑکیت تو یہ کہکر ہٹ گئے جوانان لشکر ظفر نشان بادۂ شجاعت سے مست ہو کر جھومنے لگے بار بار قبضہ ہائے شمشیر چومتے تھے عبدالعزیز ہندی اول صف لشکر سے نکلکر میدان جنگ میں آیا اور مرکب کو جولان کر مبارز طلب کیا ادھر سے بہرام گرد بن خاقان چین نے سمند تیز کو بڑھایا اسوقت طبل و نقارہ لشکر جابجا بجنے لگے بہرام گرد نے لندھور سے رخصت ہو کر میدان کارزار میں مقابل عبدالعزیز پہونچکر مرکب کو روکا عبدالعزیز نے بقہر و غضب بھرنگاہ درندگی مرکب کو بڑھایا ادھر سے بہرام نے بھی گھوڑا بڑھایا ہنگام نگاہ درندگی مردان لشکر جانبین دیکھا کہ پانچ قدم مرکب عبدالعزیز کا ہٹ گیا اور ایک قدم گھوڑا بہرام کا پسپا ہوا عبدالعزیز نے مرکب رانوں میں دباکر آگے بڑھایا اور غضبناک ہو کر نیزہ سینۂ بے کینہ بہرام گرد پر مارا بہرام گرد نے سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا شرر ظاہر ہوے بعد چند طعنہائے نیزہ کے بہرام نے نیزہ دست عبدالعزیز کا لیکر نیزہ دست عبدالعزیز سے کیا نکلا گویا ایک نیزہ آب خجالت میں غرق ہو گیا سنان نیزہ عبدالعزیز مثل تیر شہاب دور جا کر گری ہر جانب لشکر میں شور ہوا کہ نیزہ عبدالعزیز کے ہاتھ سے نکل گیا عبدالعزیز ہندی نے برہم ہو کر تیغ آبدار میان سے کھینچا اور مرکب بڑھا کر خبردار خبردار کہکر سر بہرام پر لگایا بہرام نے سپر اٹھائی اتفاقاً پاؤں گھوڑے کا موش خانہ میں جاتا رہا تیغ بہرام گرد و مرکب کو سنبھالے اور پاؤں گھوڑے کا موش خانے سے نکالے تیغ سر پر پڑ گیا اور تاووا بر داشتہ آیا بہرام نے دستار ماتھہ نکل گیا لیکن خون زخم سر سے جاری ہوا عبدالعزیز بہرام گرد کو زخمی کرکے لشکر مرزوق شاہ میں چلا گیا مرزوق شاہ تخت سے اتر کر مرکب پر سوار ہو کر میدان میں آپکارا کہ اے لندھور اگر دعوئ شجاعت ہے تو میدان میں آکر مجھ سے مقابلہ کر لندھور بن

تیرانداز تیر لگانے لگے معروف شاہ جلد آتو لینے بجکر خندق کے لئے کے در قلعہ پر پہونچا اور در قلعہ کو گرز گران سے توڑنے کا قصد کیا ادہر
خاقان چین اور جملہ چینیوں نے دست بدعا بدرگاہ خدا بلند کرکے اسطرح دعا کی کہ اے خالق و انس و جان و اے مددگار بیکسان و اے عظیم
مجھکو اپنے بندہ برگزیدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیکو معروف شاہ کے شر و فساد سے بچا ابھی خاقان چین وغیرہ یہ گریہ و زاری
درماندگاہ کبریا میں کر رہے تھے ناگاہ ایک حجرہ مثل برق جانب فلک سے گرا اور معروف شاہ در قلعہ سے اچھل گیا خاقان
چین وغیرہ یہ حال دیکھکر خوش ہوئے اور لشکر معروف شاہ پر پھر گولے مارنا شروع کئے لشکر معروف شاہ چونکہ بے سردار تھا
شکست کھاکر ہٹ گیا پھر غم معروف شاہ میں نالان و گریان جانب مازندران روانہ ہوا اہل قلعہ شاد و مسرور ہوئے وہ
بارہ ہزار چینی جو میدان میں فروکش ہوئے تھے بعد دو روز کے زوجہ بہرام گرد کو لیکر چین میں داخل ہوئے اور خدمت فیضدرجت
خاقان چین میں حاضر ہوکر تمام حال بہرام گرد کا بیان کیا خاقان چین اپنے پسر کے غم میں نالان ہوا آخر بوجہ سمجھانے
اکثر چینیوں کے کثرت نالہ و بکا موقوف کی اور اپنی بہو کو بخوشی و خرمی قلعہ میں داخل کیا بعد انقضاء نو مہینے کے زوجہ بہرام کے بطن سے
ایک فرزند شیر صولت پیدا ہوا خاقان چین نے نام اوس فرزند کا معظم خان رکھا ہرچند کہ خاقان چین غم بہرام گرد
میں مبتلا تھا لیکن اپنے پوتے کے پیدا ہونے سے خوش ہوا اور بعد کئی روز کے بڑی دھوم سے چھٹی کی بعد چھٹی ہو چکنے کے
خاقان چین معظم خان کو بخوبی پرورش کرنے لگا

داستان جانا لندھور کا جانب ختانیان بفوج گران اور پکڑ گرفتار ہونا مع دیگر حالات

راویان عالیمقام اس داستان کو یون بیان کرتے ہین مرزوق شاہ ہاتھ سے لندھور کے مارا گیا تھا عبدالعزیز و داراب
شاہ بحال تباہ جانب ختانیان روانہ ہوئے تھے بعد طے کرنے منازل کے جب قریب ختانیان پہونچے اور شاہ
ختانیان عموی لندھور بن سعدان نے سنا کہ عبدالعزیز و داراب شاہ شکست کھاکر قریب پہنچے ملک کے آئے
ہین شاہ مذکور یہ خبر سنکر اپنے شہر سے مع ارکین سلطنت و اعیان مملکت نکلا اور باہر شہر کے آکر اون دونون کا استقبال کر کے
اپنے ملک میں لیگیا اور بعزت درست ایک ایوان میں مقیم کیا اور دعوت و ضیافت میں سرگرم ہوا بعد الفراغ دعوت و ضیافت
شاہ ختانیان نے احوال پوچھا عبدالعزیز و داراب شاہ نے تمام احوال اپنا ابتداء سے انتہا تک بیان کیا شاہ ختانیان
نے کل کیفیت سنکر کہا ای برادران ایمانی اب تم یہان باطمینان تمام رہو اگر لندھور یہان آئیگا میں اوسے گرفتار کرونگا
عبدالعزیز اور داراب شاہ سنکے خوش ہوئے اور باطمینان تمام شب و روز براحت و آرام بسر کرنے لگے انہیں عیش و
عشرت میں بسر اوقات کرنے دیجئے مگر اب احوال لندھور بن سعدان کا سنئے کہ جب بہرام گرد رخصت ہوکر جانب ملک
چین چلا گیا لندھور نے چیپور ہندی و عادل شیر دل و شہپال ہندی وغیرہ کو مع فوج قلیل جانب ہندوستان روانہ
کیا شہپال وغیرہ بعد طے کرنے منازل کے ہندوستان پہونچے شہپال تخت حکومت ہندوستان پر بیٹھا اور سلطنت کرنے لگا
لندھور نے بعد رخصت کرنے شہپال وغیرہ کے طوفان ہندی و جملہ پیادون کو ہمراہ لیکر مع فوج کثیر جانب ختانیان کوچ کیا لشکر
لندھور و منزلین طے کرکے چلا جب لندھور قریب ختانیان پہونچا اور ایک میدان میں مقیم ہوا شاہ ختانیان کو جاسوس نے معلوم ہوا کہ لندھور
لشکر کثیر لیکر آیا ہے چونکہ شاہ ختانیان فوج قلیل رکھتا تھا اس وجہ سے لڑنا مناسب نہ جانکر عبدالعزیز اور شاہ داراب سے کہا
کہ لندھور لشکر آیا ہے تم میرے ہمراہ بطلب استقبال چلو میں تمہاری خطا اوس سے معاف کراؤنگا پھر موقع پاکر و فریب سے گرفتار
کرونگا اگر بہ جبر لڑونگا اوس سے مقابلہ کسطرح کرسکونگا داراب شاہ اور عبدالعزیز راضی ہوئے شاہ ختانیان عبدالعزیز
و داراب شاہ کو لیکر بحشم و خدم شہر سے نکلا لندھور کو خبر ہوئی لندھور بھی اکثر بہادران چیدہ روزگار کو ہمراہ لیکے
آگے بڑھا اثنائے راہ میں شاہ ختانیان سے ملاقات ہوئی شاہ ختانیان کے کہنے سے عبدالعزیز و داراب شاہ و اپنے

بات پر باز مگر لندھور سے عذر کیا اور سرکشی و خطا پر نادم ہوئے شاہ ختانیان نے بھی سفارش کی لندھور نے تقصیر عبد العزیز
و داراب شاہ کی معاف کی پھر سبکو اپنے ہمراہ اپنے لشکر مین لاکر دعوت کی بعد تناول کرنے طعام دعوت کے دور جام مے گلگون
ہوا جب دماغ شاہ ختانیان کا بادۂ ناب سے گرم ہوا لندھور سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ای فرزند جلد مین ذیبی تمہاری دعوت
کی آج سبکو میرے ملک مین چلکر پھر کرونگا ہنگام سحر دعوت کھاؤ لندھور نے یہ سنکر اور کچھ خیال کر کے عذر کیا شاہ ختانیان نے کہا
اے پسر جلد آگاہ ہو کہ مین مسلمان ہو گیا ہون اور داراب شاہ اور عبد العزیز بھی اوسنے مسلمان کیا جواب تمکو دعوت سے
انکار کرنا چاہیے لندھور نے یہ سنکے جواب دیا اگر آپ مسلمان ہو گئے ہین تو مین ضرور طعام دعوت کھاؤنگا اب حرف عذر لب پر نہ
لاؤنگا پھر حکم کیا کہ نازنینان خوبرو جلد حاضر ہو کر روبرو ہمارے رقص کرین بمجرد حکم نازنینان خوبرو و خوش گلو مع سازون
کے بزم عشرت مین حاضر ہو کر ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین ارباب بزم کا نا سنکر خوش ہونے لگے یہانتک کہ قریب
شام جلسۂ عشرت مین نازنینان مہ جبین گاتی رہین جب جلسۂ عشرت موقوف ہوا شاہ ختانیان لندھور کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے
ملک مین گیا شبکو تو دعوت نہ کی لیکن ہنگام سحر بڑے تکلف سے لندھور اور اکثر سرداران لشکر لندھور کی دعوت کی اور جملہ طعام مین
سفوف داروے بیہوشی شامل کیا جب وہ طعام لندھور وغیرہ نے تناول کیا بعد تھوڑی دیر کے لندھور مع نعمان ہزارہ بیہوش ہوا
شاہ ختانیان نے خوش ہو کر سبکو گرفتار کیا اور اوسوقت حکم کیا کہ ہماری فوج تیار ہو جبکہ مردمان لشکر مسلح ہوئے تو عبد العزیز
اور داراب شاہ کی مسلح ہوئی شاہ ختانیان کل فوج کو لیکر چلا جب قریب فرودگاہ لشکر لندھور پہونچا حکم کیا کہ ان سب کا ناحق
تیغ کرو کسی کو زندہ نہ چھوڑو موافق حکم مردمان لشکر نے فوج لندھور پر حملہ کیا چونکہ مردمان لشکر لندھور شاہ
ختانیان کے مکر و فریب سے غافل تھے ہنگام جنگ قتل ہونے لگے لشکری جلد جلد مسلح ہو کر گھوڑون پر سوار ہو کر
لڑنے لگے کفار کو قتل کرنے لگے تلوار چلنے لگی کافر و مسلمان قتل ہو ہو کر زمین پر گرنے لگے عبد العزیز و داراب شاہ
اور شاہ ختانیان کی فوج نے لشکر لندھور کو چار جانب سے گھیر لیا ہرچند بلند خان قندھاری اور طوفان ہندی
اور سیلان ہندی وغیرہ خوب دلیرانہ لڑے اور ہزارون کافرونکو قتل کیا لیکن آخرکار شکست کھا کر پیچھے ہٹے اور زخمی بھی ہوے اسوقت اکثر سرداران
لاچار بحالت زخمداری مین گرفتار ہوے اور ہزارون مردمان لشکر قتل ہوے بعد دو پہر کے مردمان لشکر لندھور میدان جنگ سے
بھاگے شاہ ختانیان نے بارگاہ و خیام اور خزانے پر قبضہ کیا اوس روز اسی جگہ قیام کیا دوسرے روز وہان سے لندھور
وغیرہ کو ہمراہ لیکر زنجیر و طوق پہنا کر ہاتھیون پر سوار کر کے مع لشکر کوچ کیا اثناے راہ مین جو جو ملک و شہر لندھور نے فتح کیے تھے
اون سب پر قبضہ کرتا ہوا ہر منزل پر مقام کرتا ہوا ہندوستان کے قریب پہونچا شہپال شاہ ختانیان کے آنے کی خبر
سنکے متفکر ہوا کیونکہ فوج نہایت ہی قلیل تھی آخر مشورہ سرداران لشکر قلعہ بند ہوا اور قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے اچھی طرح
درست کیا پھر قلعہ بند ہونا مناسب نہوا باہر قلعہ سے باہر نکلا اور کل فوج لیکر سامنے فرودگاہ لشکر حریف کے مقیم ہوا ہنگام شب
شاہ ختانیان نے طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی جو اسمین لشکر اسلام صداے طبل جنگی سنکے نزدیک شہپال
ہندی یکجا حاضر ہوے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہو کر بصد ادب مجرا کیے بعد دعا و ثناے بادشاہی اسطرح عرض کرنے لگے ابیات

تا توان گشت زہرہ دارا	تا توان گشت خنجر ضحاک		قرص ہمشیر تو یاد گردش چرخ	گر خصم تو باد خندق خاک

شہنشاہ ہند کی عمر و دولت دائم زیادہ تر ہو تیغ تیز سے جلد جدا حریف نابکار کا سر ہو اسوقت شاہ ختانیان بدترین جہان
نے طبل جنگ بجوایا ہے قصد اسکا یہ ہے کہ وقت سحر آمادۂ فساد و شر ہو کر میدان جنگ مین آکر خادمان شہنشاہ سے جدال و
قتال کرے باقی خیریت ہے شہپال ہندی نے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکر کہا ہمارے لشکر مین بھی طبل ایزدی نقارہ جنگی پر
چوب لگائی جائے بموجب حکم ادھر بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا مردمان لشکر صداے نقارۂ جنگی سنکے آمادۂ جنگ ہوے ایک

دوسرے سے رخصت ہونے لگا اور کہنے لگا افسوس لندھور بن سعدان کو شاہ ختائیان نے بمکر و فریب گرفتار کر لیا ہے علاوہ اسکے ادھر فوج کم تھی یقیناً صبح کو سب قتل ہونگے لاشے پڑے ہونگے کوئی غسل و کفن و دفن بھی نہ کریگا اکثر بہادران اہل اسلام لشکریوں سے کہنے لگے کیوں فتح و ظفر سے ناامید ہوتے ہو خداوند عالم قادر ہے اگر وہ چاہے تو ہم تھوڑے آدمی ان سب کفار پر غالب ہوں تمکو لازم ہے کہ ہنگام جنگ رستمانہ کرنا قدم میدان سے نہ ہٹانا یہ کہکر درستی سامان جنگ میں مصروف ہوئے تمام شب دونوں لشکروں میں تیاری لڑائی کی بخوبی ہوئی جب وہ وقت آیا کہ ترک دہر نے تیر و خط شعاع مہر کا پایا تاریکی شب دور ہوئی آفتاب اہل جہان کو نظر آیا زنگ ظلمت صیقل نور سے صاف ہوا نظم تھا مہر جیسا مثل چادر ہو سوئے مغرب بڑھا خورشید خاور ہوا آغاز جنگ نو نمودار ہو رہی جوش مردانہ صرف دیدار تھا وقت سحر شاہ ختائیان اور عبدالعزیز اور دارابشاہ و جلادشاہ لیکر میدان جنگ کی جانب چلے اس لشکر میں ہر ایک فرزند جنگ ہے

نظم

سپاہی تھا ہر اک بانی بیداد ... غرور کبر میں ثانی شداد
ہر اک اپنے تئیں مردانگی میں ... کبھی رستم سمجھتا گاہ میلاد
ہر اک تھا تیرہ باطن زاغ صورت ... درازی قد کی طول روز میعاد
نبرد ان اسطرح تھے وہ فن دغا ... کہ ادنے آگے چلتا اور کا جرا

سب سب بانی ظلم و فساد میدان کارزار میں پہونچے حکم شاہ ختان ترک سے صف آرا ہوئے ادھر سے شہپال بعد پنج و دلال فوج قلیل لیکر شاہ ختان ترک کے سامنے پہونچا بعد درستی میدان کارزار کے نقیبوں نے کلکم مردان لشکر کو قصے پر آمادہ کیا کڑکیتوں نے کڑکا کہا جب نقیب اور کڑکیت ہٹ گئے کافر و مسلمان کچھ دیر تک بشکل آئینہ حیران اور بصورت تصویر خاموش رہے آخر لشکر شاہ ختان ترک سے ایک پہلوان نہایت ہی مغرور شکر رستم خصال مرکب جنجال پر سوار ہو کر نکلا اور میدان میں آکر پکارا کہ او شہپال جلد میرے مقابلے کے لئے کسیکو بھیج شہپال نے تقریر پہلوان کی سنکے جانب دست راست دیکھا عادل شیر دل نے فوراً مرکب اپنا بڑھایا اور شہپال وغیرہ سے رخصت ہو کر مقابلہ میں اس بد خصلت کے گیا پہلوان نے تیغ آبدار و گرانبار میان سے کھینچکر سر عادل شیر دل پر مارا عادل شیر دل نے بہ فن سپاہ گری ضرب تیغ تیز سے بچکر خود بھی شمشیر جنجال کھینچکر اس گرد پر لگائی پہلوان نے تلوار سپر پر روکی اسیطرح تا دیر باہم لڑائی ہوتی عادل شیر دل نے خبردار خبردار کہکر شمشیر آبدار فرق پہلوان نابکار پر لگائی ہر چند پہلوان نے سپر اٹھائی لیکن شمشیر برق نظیر سپر پر پڑکے دو ٹکڑے سپر کے کرکے خود کو کاٹ کے کاسہ سر میں گئی پھر مثل آب طرح گردن کے گذر کر صندوق سینہ میں پہونچی اور ذرا دم میں دل و جگر کو کاٹتی ہوئی شکم و کمر سے گذر کے پشت فرس پر پہونچی اور پشت فرس سے بھی گذر کر ایک وجب زمین میں در آئی پہلوان مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا گویا ایک پہاڑ ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اہل اسلام میں تحسین و آفرین کا شور ہوا شاہ ختائیان ترک پہلوان کے قتل ہونے اور شور احسنت بلند ہونے سے نہایت غضبناک ہو کر اپنی فوج سے کہنے لگا اس لشکر قلیل کو گھیر کر سبکو قتل کرو کسیکو زندہ نہ چھوڑو خصوصاً عادل شیر دل اور شہپال وغیرہ کو ہلاک کرو مردان لشکر نے جب حکم سن چکے گھوڑے بڑھائے غازیان لشکر اسلام بھی ادھر سے لباس تن کو بصورت کفن بنا کر تلواریں کھینچکر گرز گران سر پر اٹھا کر آمادہ شہادت ہو کر بڑھے دونوں لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی گرز گران سر پہلوانان لشکر سواران لشکر کے سر و مغز پاش کرنے لگے راکب مرکبوں سے ہلاک اور زخمی ہو کر گرنے لگے لاشوں کے انبار جابجا میدان کارزار میں ہونے لگے زخمی تڑپنے لگے غازیان اہل اسلام شیرانہ لڑنے لگے خصوصاً عادل شیر دل و جبیور ہندی و شہپال ہندی و دیگر سرداران لشکر اسلام مردانہ جنگ کرنے لگے شجاعت و جرأت دکھانے لگے تلواریں بڑھ بڑھ کے لگانے لگے خون بہانے لگے کفار کو قتل کرنے لگے ہر ایک حملے میں سیکڑوں نابکاروں کو قتل کیا گھوڑے انکی لاشوں پر دوڑانے لگے دمبدم نعرے کرنے لگے کفار بھی گرز و تیغ و تبر سے اہل اسلام کو قتل کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ دو پہر کامل ایسی لڑائی ہوئی کہ اکثر سواران اہل اسلام ہزاروں کافران بد انجام کو قتل کرکے شہید ہوئے اور اکثر سرداران لشکر اہل مثل عادل شیر دل و جبیور ہندی جو کہ لندھور کے بیٹے تھے شہپال ہندی وغیرہ ہزاروں

کافرون کو تہ تیغ کرکے اسر جو زخمون سے چور ہوے گھوڑون سے زمین پر گرے شاہ ختائیان نے خوش ہوکر جملہ سرداران
اور شہپال ہندی کو حالت زخمداری اور عالم غشی مین گرفتار کر لیا پھر بخوشی و خرمی داخل ہندوستان ہو کر تخت سلطنت
پر بیٹھا دربار آراستہ ہوا اکثر امرا و رؤسا وغیرہ نے تخت نشینی اور فتح جنگ کی نذرین دین شاہ ختائیان ترک نے نذرین قبول
کرکے جلادون کو حکم دیا کہ جلد تر لندھور بن سعدان کے سر کو تن سے جدا کرکے ہمارے پاس لے آؤ جلاد بموجب حکم تیغین کھینچکر
چلے اسوقت جملہ امرا و وزرا نے دستہ بستہ اس طرح عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک جاہ اول تو لندھور حضور کا بھتیجا ہے
دوسرے مثل لندھور کے فی زمانہ کوئی جوان زیر فلک نظر نہیں آتا ہے پس ایسے جوان عدیم المثال کا قتل کرنا زیبا نہیں خیرخواہی
کے مناسب نہین ہے آیندہ حضور کو اختیار حاصل ہے شاہ ختان ترک نے گفتگو وزرا و امرا کی سنکے کچھ فکر کی اور بعد فکر کے حکم دیا
کہ لندھور کو قتل تو نہ کرو لیکن ہمارے سامنے لے آؤ ملازمان نابکار فی الفور لندھور کو بحالت طوق و سلاسل مین گرفتار کرکے مجلس
عام دربار مین لائے لندھور اپنے چچا شاہ ختان ترک کو تخت پر بیٹھا دیکھکر برہم ہوا شاہ ختان ترک نے امرا و وزرا سے مخاطب
ہو کر کہا کہ مین نے بموجب تمہارے عرض کرنے کے لندھور کی جان بخشی تو کی لیکن سلائیان نیل کی فرود آنکھون مین پھیرواکر نابینا
کرونگا امرا نے کچھ جواب نہ دیا شاہ ختان ترک نے سلائیان نیل کی لندھور کی آنکھون مین پھیروادین لندھور نابینا ہو کر کہنے
لگا او ظالم دغا باز تونے اندھا کرکے مجھے زندہ رہنے دیا اس زندگی سے بہتر تو موت ہے جا جلادون سے سر میرا تن سے جدا
کرا شاہ ختان ترک نے تقریر لندھور کی نہ سنی اور زیر تخت حکومت ایک تہ خانہ تھا بنوا کر اسی تہ خانہ مین لندھور کو اس
حال سے قید کیا کہ کوئی عیار یا کوئی یار غمخوار لندھور کو رہا کرکے نہ لیجائے بعد قید کرنے کے حکم دیا کہ دو نان اور ایک کوزہ آب
سے زیادہ لندھور کو نہ دیا جائے پھر جملہ سرداران کو اور شہپال اور نعمان ہزارہ کو علیحدہ ایک زندان تیرہ و تاریک
مین قید کیا احوال لندھور وغیرہ کا انشاء اللہ آیندہ تحریر کیا جاویگا

داستان جانا خواجہ عمرو کا بسمت قلعہ سعادت نگار اور آخر کار لینا قلعہ کو بہ عیاری پھر لینا قلعہ سعیر کو

محرران نادر رقم اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب قلعہ ادبار بھی فتح ہو چکا پہلوان عادی نے حسب دستور خواجہ
کہا خواجہ نے جملہ اہل قلعہ سے پوچھا کوئی قلعہ یہان سے قریب بھی ہے یا نہیں ہے اہل قلعہ نے عرض کیا کہ تین کوس کے فاصلہ
پر ایک قلعہ ہے نام اسکا سعادت نگار ہے حاکم قلعہ سلسلہ شاہ ہے خواجہ عمرو اہل قلعہ کی گفتگو سنکے نظر کی قلعہ کی طرف
اور ایک زاد فقیر کی صورت بنکے چلے جب قلعہ مین پہونچے دیکھا کہ در قلعہ سے ایک جوان خوبرو مرکب پر سوار ہمراہ لیکے کچھ یوزباشی بخرم
سامان صید و شکار نکلا جب وہ جوان خوبرو قریب خواجہ آیا دیکھا اوس نے کہ درویش فقیری بانے سے آراستہ لباس درویشی
قریب تن کئے ہوے یاد آتا یا معبود کہتا ہوا جانب صحرا جاتا ہے اوس جوان خوبصورت نے اوس فقیر سے کہا بابا عشق اللہ فقیر نے
جواب دیا بابا یا واللہ جوان نے پوچھا کہا سے آتے ہو اور اب کہان جاؤگے درویش نے کہا بابا فقیر عدم سے آیا ہے اور عدم ہی کو
جائیگا حیات چند روزہ ہی میں کو فنا ہے مقصد خداوند کو تکنا ہے جوان نے پوچھا اسطرف کہان جاتے ہو فقیر نے جواب دیا
بابا اسی جانب مرشد کا مزار ہے فقیر واسطے فاتحہ خوانی کے جاتا ہے جوان نے پوچھا میان یہ تو بتاؤ صحرا مین کیا کہاتے
ہو گے کیونکر تمہاری بسر ہوتی ہے فقیر نے جواب دیا بیت جہان گیا مراحتہ مجھے وہان پہونچا دگا کے خوان کرم سے ہر جا
پہونچا علاوہ اسکے بابا فقیر کو معبود نے عجب مرتبہ دیا ہے ہر وقت بادۂ وحدانیت معبود کے نشہ مین مست رہتا ہے ظاہر مین فقیر
ہے باطن مین شاہ ہے جسوقت جو شے چاہتا ہے پروردگار سے طلب کرلیتا ہے بابا ایسا ہوا ہے بیت اوترکے کاسہ میں عرش سے
ہوا موجود فقیر مست نے جس دم کہا کہ یا موجود غرض فقیر جوان سے اسطرح باتین کرتا ہوا صحرائے سبزہ زار مین پہونچا کہ
جوان نے بارگاہ و خیام ایستادہ ہوے فقیر کو جوان نے ٹھہرایا اور پوچھا بابا اگر کچھ کھانا آتا ہو دو گا تو تھوڑی دیر دل بہلاؤ مین

خوش کرونگا سلسلہ شاہ عالم قلعہ سعادت نگار کا بیٹا ہون نام میرا بہمن ہے فقیر نے کہا اچھا چند اشعار غزل کے گاتا ہون
سنیئے طرز مین تو حکم بہمن سے شکار کھانے لگے بہمن مع چند کس فقیر کے پاس بیٹھا رہا فقیر نے نکال کر یہ غزل گانا شروع کی

خوش آمد گل و زان خوشتر نباشد　　که در دستت بجز ساغر نباشد
شراب لے خادم بخش یارب　　که یاد و هیچ درد سر نباشد
بتاج عالم آرائش که خورشید　　چنین زیبنده افسر نباشد
زرش بستود ول ور شاہی نخر　　دهنش بسته زیور نباشد
سن از جان بندہ سلطان اویم　　اگرچه یادش از چاکر نباشد
کسے گیرد خطا بر نظم حافظ　　که هیچش لطف در گوهر نباشد

بہمن بن سلسلہ یہ غزل سنکے نہایت خوش ہوا تعریف درویش کی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ ہرچند عیار میرا بھی منصور خوب
گاتا ہے لیکن شاہ صاحب اوس سے بھی اچھا گاتے ہین افسوس منصور ابھی تک نہین آیا اگر وہ یہان ہوتا تو اپنے کمال کی تعریف
زیادہ کرتا خواجہ عمرو نے تقریر بہمن بن سلسلہ کے سنتے چاہا تھا کہ شراب طلب کرکے اور بیہوشی آمیز شراب پلا کر سبکو
بیہوش کرون ناگاہ منصور عیار آگیا بہمن نے شاہ صاحب کے گانے کی تعریف کی منصور نے خواجہ عمرو کو دیکھکر پہچان لیا
اور عقب خواجہ عمرو آکر حلقہ کمند گردن خواجہ مین مارے اور جھکا دیا اور خواجہ کو گرفتار کیا ہرچند خواجہ نے کہا او منصور
عیار قہر پروردگار سے ڈر مجھکو چھوڑ دے مین فقیر ہون مجھکو ناحق بے جرم و خطا گرفتار کیا ہے لیکن منصور نے نہ مانا اور کہا ای
خواجہ عمرو زیادہ کیون باتین بناتے ہو مین تمکو نظر اول ہی مین پہچان گیا تھا بہمن تقریر منصور اور فقیر کی سنکے نہایت متحیر ہوا
آخر منصور سے کہنے لگا اس فقیر کو چھوڑ دے منصور نے عرض کی حضور یہ فقیر نہین ہے یہ خواجہ عمرو مین اگر مین اور تھوڑی دیر
نہ آتا تو خواجہ آپکو بیہوش کرکے مار ڈالتے اب آپ انکو مار ڈالئے بہمن نے کہا ای منصور خواجہ خوب گاتے مین نہین تو اپنے پاس
بحفاظت تمام قید رکھ اکثر اوقات گانا خواجہ کا سنا کرونگا بعد کے بہمن نے صحرا مین شکار کھیل کے کچھ جانور اور چرند صید کرکے
صحرا سے جانب قلعہ روانہ ہوا جب بہمن بن غیرہ قلعہ مین پہونچے منصور نے خواجہ عمرو کو ایک جگہ قید کیا وقت شام دو روٹیان
اور ایک کوزہ آب لیکر خواجہ کے پاس گیا اور آب و طعام دیکر قریب خواجہ محزون و غمگین ہوکر بیٹھ گیا خواجہ عمرو نے اوس سے
کہا ای منصور مجکو چھوڑ دو پھر پوچھا کس صدمہ مین مبتلا ہو ہم سے تو بیان کرو شاید تمہارے کام کا ہم انصرام کرسکین منصور نے ایک
آہ سرد کھینچکر کہا ای خواجہ مین آپکو اس شرط سے رہا کرتا ہون کہ جس کام کو مین کہون وہ کام کر دیجئے خواجہ عمرو نے اقرار کیا
اور پوچھا وہ کام کیا ہے منصور نے کہا ای خواجہ مین چند سال سے دختر سلسلہ شاہ پر عاشق ہون باوجودیکہ مین عیار ہون لیکن
اپنی محبوبہ تک پہونچ نہین سکتا اور مدعائے دل اوس سے حاصل کر نہین سکتا خواجہ عمرو نے گفتگو منصور کی سنکے کہا یہ کام
کوئی اہم نہین ہے اگر تم مسلمان ہوجاؤ اور مجھے رہا کردو تو مین آج ہی کوئی تدبیر کرون منصور عیار نے کلمہ پڑھکر خواجہ کو رہا
کردیا اور خواجہ شکل تبدیل کرکے منصور کے ہمراہ در محل تک آئے پھر منصور کو رخصت کرکے در محل پر کھڑے رہے ناگاہ ایک محلدار
محل پر آئی خواجہ نے اسے پان کی گلوری کھلا کر بیہوش کیا اور جلد اوسکی صورت بگاڑ اور بنا لائی اے داخل زنبیل کرکے محل
مین گئے پھر زوجہ سلسلہ شاہ کو بیہوش کرکے اور اوسکی شکل بنکے سلسلہ کو ہنگام شب بیہوشی آمیز شراب پلائی سلسلہ شراب
پی کر بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے خلوت مین اسے نذر زنبیل کیا اور اوسکی صورت بنے اور زوجہ سلسلہ کو زنبیل سے نکال کر پلنگ
پر ڈال دیا پھر تمام محل مین جو جو مرغوب دل ہوئی خواجہ نے ہر ایک حور سے لیکر نذر زنبیل کی غرض تمام رات محل مین بسر کی
جب صبح ہوئی خواجہ عمرو بصورت سلسلہ شاہ بیٹھے تھے ناگاہ دختر سلسلہ اصلی بعد سلام پاس آکر بیٹھی خواجہ عمرو
اوسکے حسن و جمال کو دیکھکر محو ہوگئے آخر بعد تھوڑی دیر کے اٹھکر محل سے باہر گئے امراو وزرا و ارکان دولت جو کھڑے تھے سب آداب
تسلیمات بجالائے سلسلہ نقلی جب قریب تخت پہونچا نامدان سے اترکے تخت پر بیٹھا کیونکہ پہلے کہاریان نامدان کو اٹھاکر
تا در محل لائی تھین پھر کہارون نے نامدان اٹھا لیا تھا غرض کہ سلسلہ شاہ نامدان سے اترکے

بلائے تخت بٹھایا امرا و روساے عالی قدر مراتب بیٹھے بہمن بن سلسلہ بھی قریب تخت آکر بعد سلام کرنے کے قریب تخت پر بیٹھا غرض
دربار آراستہ ہوا خواجہ عمرو نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا ہم تو شبکو عالم خواب میں اسطرح مسلمان ہوئے کہ ایک مرد ضعیف
نورانی صورت میرے پاس عالم خواب میں تشریف لائے اور کہنے لگے اے سلسلہ اب مذہب باطل سے سلسلہ الفت قطع کر
اور دین اسلام اختیار کر اور سبکو مسلمان کر کہ یہ دین سب دینوں سے اچھا ہے میں بموجب ہدایت مرد بزرگ کلمہ پڑھکر بصدق
دل سے مسلمان ہوا ابھی اہل دربار نے کچھ عرض نہیں کیا تھا ناگاہ بہمن بیٹے نے اپنے باپ سے کہا اے پدر تم نے برا کیا کہ خواب میں
مسلمان ہوئے اب بھی دین اسلام کو ترک کرکے دین آبائی اختیار کرو خواجہ عمرو نے گفتگو بہمن کی سنکے فی الفور سر بہمن کا
اسکو قتل کیا اہل دربار یہ حال دیکھکر خوف سے کانپنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ اگر بموجب حکم بادشاہ دین اسلام ہم قبول نکرینگے
تو ہمکو بھی مانند اپنے فرزند قتل کر ڈالےگا یہ خیال کرکے جملہ وزرا و امرا و دیگر اہل دربار نے کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا جب اہل
دربار مسلمان ہو چکے خواجہ عمرو تخت سے اوٹھکر ایوان خالی میں گئے وہاں سلسلہ شاہ کو زنبیل سے نکالکر ستون درسے مضبوط
باندھا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا سلسلہ شاہ کو ہوش آیا خواجہ عمرو نے صورت اصلی اپنی دکھاکر کہا اے سلسلہ شاہ آگاہ ہو
کہ میں خواجہ عمرو ہوں میں نے تمکو تمھاری زوجہ کی شکل بنکر بیہوش کیا اور تمھاری شکل بنکر جملہ اہل دربار کو مسلمان کیا ہے اب تمکو
بھی لازم ہے کہ دین اسلام اختیار کرو خداوند عالم کی پرستش کرو دین باطل کو ترک کرو سلسلہ شاہ گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے نہایت
برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ میں ہرگز دین اسلام اختیار نکرونگا خواجہ عمرو نے یہ سنکے فوراً خنجر آبدار سے سلسلہ شاہ کو ہلاک
کیا بعد ہلاک کر ڈالنے سلسلہ شاہ کے خواجہ نے دربار میں آکر منصور عیار کو تخت پر بٹھایا یہ خبر محل میں پہونچی اور جملہ اہل قلعہ نعوذ
دختر سلسلہ شاہ جانباز [illegible] کلمہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہوئے خواجہ نے اسی روز دختر سلسلہ شاہ سے منصور کا
مبارک عقد کیا منصور خواجہ سے نہایت خوش ہوکر عرض کرنے لگا کہ اب ملکہ مہرنگار اور جملہ سرداران لشکر حمزہ جو آجتک
[illegible] بھی قلعہ میں جاکر [illegible] فرمائیے خواجہ عمرو قلعہ سعادت نگار سے نکلکر قلعہ ادیا میں گئے وہاں سب جا ج
[illegible] سے منتظر تھے جب خواجہ داخل قلعہ ہوئے سب خوش ہوئے خواجہ عمرو نے تمام حال قلعہ سعادت نگار
[illegible] بیان کیا [illegible] ملکہ کو اپنے ہمراہ لیا [illegible] سے قلعہ ادیا کے وقت شب نکلے اور بعد قطع راہ داخل قلعہ سعادت
نگار ہوئے اور ملکہ کو [illegible] جب صبح ہوئی ہرمز اور فرامرز اور زوبین کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو
[illegible] قلعہ سعادت نگار میں گئے ہیں یہ خبر سنکے زوبین اور ہرمز و فرامرز وہاں سے مع لشکر کثیر جانب قلعہ
سعادت نگار روانہ ہوئے اثنائے راہ میں زوبین نے ہرمز اور فرامرز سے کہا میں اسوقت سعادت نگار پر حملہ
کرکے خواجہ وغیرہ کو قتل کرونگا [illegible] مہرنگار کو قتل کرونگا اور آج ہی [illegible] ملکہ کو ہمراہ لیکر طرف مدائن
کے روانہ ہونگا بختک نے جواب دیا کہ [illegible] زوبین خواجہ وغیرہ کو قتل کرنا اور قلعہ سعادت نگار کو لینا بہت مشکل ہے تم
[illegible] خواجہ عمرو وغیرہ کو قتل کردو [illegible] زوبین بختک کی گفتگو سنکے زیادہ [illegible]
[illegible] حملہ کرتا ہوں بختک نے کہا اچھا وہاں تک چلو تو آج میں تمھاری بہادری کا امتحان
کرونگا غرض بختک اسیطرح کی باتیں کرتا ہوا جب قلعہ سعادت نگار پر پہونچا میدان میں بارگاہیں اور خیام استادہ کرکے
ہرمز اور فرامرز کو بارگاہ میں ٹھہراکے کئی لاکھ سواروں کو ہمراہ لیکر جانب قلعہ چلا یہاں اہل قلعہ نے گولہ اندازوں اور
تیراندازوں وغیرہ کو خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ جب زوبین وغیرہ میدان طے کرکے سامنے قلعہ کے آئیں اسقدر گولے اور تیر
[illegible] قلعہ تک کوئی نہ آنے پائے اہل قلعہ نے بموجب حکم خواجہ ایسا ہی کیا یعنی جب زوبین سامنے قلعہ کے
آیا گولے اور تیر [illegible] شروع کئے سواران لشکر زوبین ہلاک ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی زمین [illegible]

دروازے تھرانے لگے دھوان محیط عالم ہو گیا آفتاب نظر مردم سے نہان ہو گیا قلعہ کثرت دخان سے نظر کفار سے نہان ہو گیا
کوئی حربہ بہرامان لشکر ژوبین کا قلعہ تک نہ پہونچ سکا ہر چند ژوبین نے متواتر حملے کئے لیکن کسیطرح در قلعہ تک نہ پہونچ سکا
بلکہ تین چار ہزار سوار انکو قتل اور ہلاک ہوتے دیکھکر قلعہ کی جانب سے پلٹا اور فرودگاہ لشکر پر پہونچکر محاصرہ قلعہ کا کرکے
مقیم ہوا گولہ اندازون نے قلعہ سے گولے لگاتار موقوف کئے ادھر بختک نے ژوبین سے کہا کیون ژوبین کیا تمہاری یہی
قلعہ تم لے نہ سکے پلٹ کر چلے آئے ژوبین نے خجل ہو کر جواب دیا کہ ای ملک جی لگی تو اہل قلعہ نے اسقدر گولے اور تیر مارے
کہ ہزارہا مردمان لشکر ہلاک ہوئے اگر مین گولون سے نہ بچتا اور پلٹ نہ آتا تو ضرور مین بھی ہلاک ہو جاتا پس مصلحت وقت سمجھکر
پلٹ آیا ہون اب خواجہ کو اس قلعہ سے نکلکر نہ بچانے دونگا جب غلہ ہو جائیگا خواجہ وغیرہ کثرت گرسنگی سے خود ہی مر جائینگے
بختک نے جواب دیا جب غلہ وغیرہ قلعہ مین ہو چکے گا خواجہ عمرو کسی نہ کسیطرح ضرور قلعہ سے نکل جائینگے انکو کون روک
سکتا ہے ژوبین یہ تقریر بختک کی سنکے خاموش رہا اور قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا رہا یہانتک کہ چھ مہینے گذر گئے
ایک روز پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا ای شہنشاہ عیاران اب غلہ اس قلعہ مین بچا ہے صرف دو چار روز کے
واسطے اور ہے ابھی سے کوئی تدبیر کیجئے خواجہ عمرو نے منصور عیار سے پوچھا کوئی قلعہ یہانسے نزدیک تر بھی ہے یا نہین ہے
منصور عیار نے عرض کیا ایک قلعہ یہانسے چار کوس کے فاصلے پہ ہے نام اس قلعہ کا صغیرہ کوہ ہے اور حاکم اوس قلعہ کے
دو بھائی ہین ایک کا نام اردشیر ہے اور دوسرے کا نام مرد شیر ہے دونون بھائی نہایت شجاع و بہادر ہین اور قلعہ بھی
نہایت مستحکم ہے غلہ وغیرہ بھی بہ نسبت اور قلعون کے اوس قلعہ مین زیادہ ہے خواجہ عمرو نے کل تقریر منصور کی سنکے کہا
کل کوئی تدبیر کیجائیگی جب وہ دن گذر کے شب ہوئی خواجہ عمرو نے لباس عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے ہنگام سحر برج قلعہ کی طرف
کو نکلکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ تمام لشکر ژوبین اور ہر فرد اور فراموز پا نیچے سو رہا ہے خواجہ عمرو سبکو غافل دیکھکر طرفی
قلعہ کی بند کروانے کے بعد عجلت و شکل تبدیل کرکے چل نکلے راہ مین سیر کرتے ہوئے قریب قلعہ پہونچ خواجہ نے دیکھا قلعہ نہایت
ہی مستحکم ہے اور ہم پاسنگی ہے جو بنا پہاڑ معلوم ہوتا ہے چہار طرف قلعہ کے بڑی توپین لگی ہین گولہ انداز وغیرہ قلعہ پر مشغول ہین
دروازہ قلعہ کا بند ہے پل بخشہ اٹھا ہوا ہے خندق مین پانی بکثرت بھرا ہوا ہے خواجہ عمرو قلعہ کو دیکھکر خیال کرنے لگے کہ آج دن بھر تو قلعہ
کی سیر کرنا چاہئے ہنگام شب کوئی تدبیر معقول کیجائیگی یہ خیال کرکے اطراف قلعہ صغیرہ کوہ مین پھر لئے اور تدبیر قلعہ مین جانیکی سوچا
کئے جب آفتاب غروب ہوا اور نصف شب سے رات زیادہ گذری خواجہ ایک جانب قلعہ کے گئے دیکھا چند نگہبانان قلعہ بالائی قلعہ
بیٹھے ہین کبھی باہم باتین کرتے ہین گاہ صدائے ہوشیار باش سے اہل قلعہ کو ہوشیار کرتے ہین حفاظت قلعہ کی بخوبی کر رہے ہین
مشعلین روشن ہین خواجہ نگہبانان قلعہ کو دیکھکے خیال کرنے لگے کہ اب کسطرح قلعہ پر جاؤن ابھی خواجہ یہ خیال کر رہے تھے
ناگاہ چند نگہبانان قلعہ سے ایک نگہبان قلعہ نے کہا بھائی ہمکو تو نیند ایسی آئی ہے کہ آنکھیں بند ہوئی جاتی ہین ہوا سرد
چل رہی ہے دل یہی چاہتا ہے کہ سو رہین اگر تم تنہا حفاظت قلعہ کی کرو تو ہم جا کر سو رہین اوس نگہبان قلعہ نے جواب دیا اچھا
تم سب جا کر سو رہو مین اکیلا نگہبانی قلعہ کرونگا وہ چند نگہبانان قلعہ یہ سنکے چلے گئے فقط ایک نگہبان قلعہ بالائے قلعہ
رہ گیا خواجہ نے یہ حال دیکھکر زنبیل سے گوپھن اور ایک پتھر تراشیدہ نکالا پھر پتھر کو گوپھن مین رکھکر اور خوب تاک کر اوس
نگہبان قلعہ پر مارا پتھر سر پر اوس نگہبان قلعہ کے جو پڑا کئی ٹکڑے سر کے ہو گئے مغز سر کا [illegible] بھی نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو گیا نگہبان
قلعہ فورا ہلاک ہو گیا خواجہ آب خندق سے گذر کر دیوار قلعہ تک پہونچے اور جسطرف دیوار قلعہ بقدر درازی مین کم تھی اسی
جانب دیوار پر کمند پھینکی پھر بذریعہ کمند دیوار قلعہ پر پہونچے اور دیوار قلعہ سے گذر کر نیچے قلعہ کے اترے اتفاقا اسیجگہ
ایک مقام پہ اردشیر اور مرد شیر غافل سو رہے تھے شمعین مومی و کافوری روشن تھین خواجہ نے اول تو [illegible]

کے اوا کر شمعون کو گل کیا پھر اردشیر کے قریب تر جا کر کچھ عیاری میں بیہوشی رکھکر قریب بھی اردشیر کے لیے گئے اور ارادہ
بیہوش کرینگا کیا یکایک دونون بھائی بیدار ہوئے خواجہ وہانسے بھاگے دونون نے اوٹھکر باواز بلند کہا کہ او خواجہ عمرو
اگر آپ ہمارے پاس بیٹھے تھے اور ارادہ بیہوش کرنے کا کیا تھا تو آپ ہمسے خائف و ترسان نہو جئے ابھی ہم عالم خواب
میں یہ دیکھ رہے تھے کہ مرد بزرگ ہمارے سرہانے کھڑے ہین اور ہم سے فرماتے کہ ای اردشیر و مرد شیر آگاہ کہ خواجہ
عمرو عیار تمھارے قلعہ مین آئے ہین تمھارے پاس بیٹھے ہین تمھین بیہوش کیا چاہتے ہین جلد بیدار ہو کر کلمہ پڑھکر مسلمان
ہو اور اطاعت خواجہ کی اختیار کرو اور اپنے قلعہ مین اونکو بلاؤ کیونکہ خواجہ عمرو کے غلہ وغیرہ کم ہے یہ خواب دیکھکر ہم ابھی
بیدار ہوے ہین اب آپ ہمکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجئے یہ قلعہ اب اپنا قلعہ تصور کیجئے خواجہ عمرو یہ گفتگو سنکے نہایت خوش
ہوئے اور قریب اردشیر اور مرد شیر کے پہونچے اور کہا ای برادر فی الحقیقت تمھارا خواب سچا ہے مین ہی خواجہ عمرو ہون
یہ کہکر خواجہ نے دونون کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور تمام احوال اہل قلعہ کا مع حال ژوبین وغیرہ بیان اردشیر اور مرد شیر
نے عرض کیا جو کچھ آپ نے بیان کیا ہمکو مرد بزرگ سے عالم خواب مین معلوم ہو گیا تھا اب آپ جا کر ملکہ مہرنگار اور جملہ سردار
لشکر امیر یا تو قبر کو اس قلعہ مین لے آئیے چونکہ صبح ہو گئی تھی خواجہ عمرو نے کہا کہ شبکو یہان سے جا کر ہر ایک شخص کو اپنے
لے آؤنگا اسوقت اگر جاؤنگا اور سبکو ہمراہ اپنے یہان لاؤنگا تو ژوبین وغیرہ سد راہ ہونگے کشت و خون از حد
انجام نہ ہوگا اردشیر و مرد شیر نے عرض کیا آپ سچ کہتے ہین اسوقت جانا آپکا اور سبکو لانا مناسب نہین ہے یہ کہکر
دونون نے نہایت اعزاز و اکرام سے قریب اپنے بٹھایا اور نہایت تکلف سے خواجہ کی دعوت کی اور زر و جواہر کثیر نذر
دیا پھر تمام اہل قلعہ کو مسلمان کیا جب شام ہوئی خواجہ عمرو قلعہ سے نکلکر پیدل روانہ ہوے بعد راہ طے کرنے کے جب
قلعہ مین پہونچے پہلوان عادی وغیرہ سردارون سے کہا کہ یہان سے چلنے کا سامان کرو سردارون نے پوچھا اب اس
قلعے سے کہان جائینگے خواجہ عمرو نے تمام کیفیت قلعہ صغیرہ کوہ کی بیان کی جملہ سردار خوش ہوئے خصوصاً پہلوان
عادی نے خوش ہو کر پوچھا اے خواجہ اس قلعہ مین غلہ اسقدر ہے کہ ایک برس یا چھ مہینے اوس مین بسر اوقات
بخوبی ہو گی اور مین پیٹ بھر کے ہر روز طعام کھایا کرونگا خواجہ نے جواب دیا ای پہلوان عادی اگر تم اوس قلعہ مین جاؤگے
تو کل حال غلہ تمپر ظاہر ہو جائیگا مجھے یقین ہے کہ غلہ اوس قلعہ مین بہت ہے جبتک تم سے طعام کھایا جاوے کھانا پہلوان
عادی ذکر طعام سنکے خوش ہوا اور کہنے لگا اے خواجہ جلد چلئے اسوقت مین گرسنہ ہون وہان مجھے لیجا کر طعام کھلوا
خواجہ نے سامان چلنے کا کرو جسوقت مردمان لشکر ژوبین غافل ہونگے اسوقت اس قلعہ سے نکلکر جانب صغیر کوہ
روانہ ہونا یہ گفتگو سے خواجہ عمرو سنکے پہلوان عادی وغیرہ سرداران تمامی سامان چلنے کا کرنے لگے جب نصف
شب سے زیادہ گذرا مردمان لشکر ژوبین اپنے اپنے بسترون پر سو رہے خواجہ عمرو نے سبکو غافل دیکھا ملکہ
مہرنگار کو ناقہ مین سوار کیا پھر منصور عیار اور جملہ سردارون وغیرہ کو ہمراہ لیکر کمند کی تنبیہ کی کہو لکر قلعہ سے باہر نکلے اور
جانب قلعہ صغیر کوہ بعجلت روانہ ہوے خواجہ وغیرہ ابھی دو کوس قلعہ سے گئے تھے کہ ژوبین کافر بیدار ہوا اور
ہرکارون نے آکر ژوبین سے عرض کیا خداوند نعمت اسوقت اس قلعہ مین سناٹا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ عمرو
وغیرہ چلے گئے ابھی ہرکارے یہ عرض کر رہے تھے کہ چند ہرکارے اور دوڑتے ہوے قریب آئے اور دست بستہ عرض
کرنے لگے کہ حضور خواجہ عمرو وغیرہ مع ملکہ مہرنگار اس قلعہ سے نکلکر جانب قلعہ صغیر کوہ جاتے ہین اثنائے راہ مین
ہین ابھی اس قلعہ تک نہین پہونچے ہین ہرکارے یہ عرض کر کے خاموش ہوے ژوبین یہ خبر سنکے برہم ہوا مثل شعلہ جوالہ
ہر کرو فرامرز و تجنک حکم دیا کہ جملہ لشکر تیار ہو کر یہان سے کوچ کرے بموجب حکم فوراً طبل کوچ پر چوب لگائی گئی مردان

تو درجۂ شہادت پر فائز ہوا مرد شیر گرفتار ہو گیا ہے اگر اسوقت مرد شیر کو ہم رہا نہ کرینگے تو زوبین بدگہر وقت سحر مرد شیر
کو ضرور قتل کریگا مجھکو اس تازہ مسلمان کے قتل ہونیکا صدمۂ عظیم ہوگا بس تمکو لازم ہے کہ ابھی تم اپنی فوج سے بیرون قلعہ
جا کر ٹھہرو جسوقت موقع پانا لشکر زوبین پر حملہ کرنا پہلوان عادی بموجب حکم خواجہ مع فوج قلعہ سے باہر نکلا ہرکاروں
نے زوبین اور ہرمز اور فرامرز سے جا کر عرض کیا کہ پہلوان عادی اسوقت مع فوج قلعے سے باہر نکلا ہے [illegible]
ہے زوبین کامرانی سنتے یہ خبر جملہ مردان لشکر کو مسلح ہونے کا حکم دیا سواران لشکر بموجب حکم جلد تر بستروں سے اوٹھ
بیٹھے زوبین اور ہرمز اور فرامرز بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے بارگاہ سے نکلے اور مرکبوں پر سوار ہوئے زوبین
گینڈے پر چڑھا جملہ سواران لشکر بھی گھوڑوں پر سوار ہوئے زوبین نے پانسو سوار واسطے نگہبانی مرد شیر تعین کرکے گینڈا اپنا بڑھایا
لشکر بھی ہمراہ زوبین چلا ابھی لشکر زوبین عنقریب فوج پہلوان عادی نہ آیا تھا کہ خواجہ عمرو نے کل فوج کے دو
حصے کیے اور دونوں حصے فوج کے لیکر کمر کی قلعہ کی کھول کر باہر قلعہ سے نکلے اور دوسری راہ سے فرودگاہ لشکر ہرمز و
زوبین پر جہاں مرد شیر خیمے میں قید تھا پہونچے سواروں نے خواجہ سے مقابلہ کیا سرداران لشکر اسلام نے ان سواران
نابکار کو قتل کرنا شروع کیا اور مرد شیر کو قید سے رہا کرکے اپنے ہمراہ مرکب پر سوار کیا جب کفار قتل ہونے لگے باواز بلند پکارے
اے شاہزادگان ذوالقدار واے زوبین نامدار جلد ادھر آئیے خواجہ عمرو لشکر لیکر یہاں آئے مرد شیر کو رہا کرکے ہمکو تہ تیغ
کرتے ہیں مسلمان بہت ہیں ہم تھوڑے ہیں لشکر میں گھر گئے ہیں ہمراہی ہمارے بہت سے قتل ہو چکے ہیں اب ہم بھی
ہلاک ہوا چاہتے ہیں جلد تر ہماری مدد کیواسطے آئیے مسلمانوں سے ہمیں بچائیے زوبین کامرانی قریب فوج پہلوان
عادی پہونچ چکا تھا یکایک شور و غل سواروں کا سنکے گھبرایا اور تھوڑی فوج لیکر اور سبکو اسیجگہ چھوڑ کر فرودگاہ لشکر کیطرف
بعجلت روانہ ہوا ادھر پہلوان عادی نے لشکر زوبین پر حملہ کیا اور تلواریں دلاوروں نے کھینچکر کفار کو قتل کرنا
شروع کیا چونکہ ہرمز اور فرامرز بھی ہمراہ زوبین فرودگاہ لشکر کی جانب گئے تھے لشکر بے افسر تھا تاب جنگ لا نکا
پیچھے ہٹنے لگا جب کفار زیادہ قتل ہوئے سواران لشکر زوبین بہ فریاد و فغان پکار رہے تھے پہلوان یکتائے جہان اے
زوبین کامرانی جلد ادھر آئیے پہلوان عادی وغیرہ سے ہمکو بچائیے ورنہ لائے ہم سب کھپ گئے ہیں تلوار چل
رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے قدم میدان سے اٹھے جاتے ہیں جلد تر آئیے ورنہ ہم بھاگتے ہیں ہنوز زوبین
فرودگاہ لشکر تک نہ پہونچا تھا یہ شور و غل سنکے ازحد پریشان ہوکر بختک وغیرہ سے مضطرب ہوکر پوچھنے لگا ارے یارو
میں کیا کروں کس کی مدد کیواسطے جاؤں کچھ مجھکو بن نہیں پڑتا ہے حواس میرے منتشر ہیں آج مسلمان کہاں سے آ گئے ہیں
بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ صاحبقران بہ دولت قاف سے فوج کثیر لیکر آئے ہیں یا اور کہیں سے ان مسلمانوں کی کمک
کیواسطے کوئی سردار فوج جرار لیکر آیا ہے یقین ہے کہ لندھور اور بہرام بن خاقان چین آئے ہیں اب لڑائی سخت
ہوگی لندھور و بہرام نہایت شجاع و بہادر ہیں اونسے لڑنا مشکل ہے سوائے میرے اور کوئی ایسا بہادر نہیں ہے کہ
اونسے مقابلہ کرے اکیلا میں اون دونوں سے ہرگز مقابلہ نہ کر سکونگا اب بہتر یہی ہے کہ یہاں سے جانب مدائن کوچ
کروں شہنشاہ نوشیرواں سے تمام حال جا کر کہدوں جسوقت یہ گفتگو زوبین سے [illegible] سنی خوف جان سے کانپنے لگے
اکثر سوار بھاگنے لگے بختک نے کل تقریر زوبین کی سنکے جواب دیا کہ اے زوبین ذرا اپنے حواس درست کرو مرد ہو
نامرد نہ بنو مجھکو خوب معلوم ہے ابھی حمزہ صاحبقران بہ دولت قاف میں ہیں اور لندھور جانب ختائیان گیا ہے
فی الحال یہ بھی سنا ہے کہ بہرام چین کی جانب روانہ ہوا ہے یہاں کوئی بھی نہیں آیا ہے تم بیکار ڈرتے ہو یہ فوج ہمارے
پیر و مرشد لیکر قلعے سے باہر نکلے ہیں زوبین نے پوچھا ملک جی پیر و مرشد کون ہیں اونکا نام کیا ہے مفصل بیان کرو بختک

نے جواب دیا میں نام انکا ہرگز زبان پر جاری نہ کرونگا میری کھوپری مین اتنی قوت نہین ہی کہ پیرو مرشد کا نام زبان پر کرکے جوتین
سر پر کھاؤن دیکھو نام پیرو مرشد کا ہم سے نہ پوچھو کچھ عجب نہین ہی کہ وہ اسی مجمع مین ہون ژوبین نے پوچھا کہ اب تک
تجھ تو تمکو پیرو مرشد کے حال سے باہماد اشارہ آگاہ کیجیے نجنیک نے جواب دیا اے ژوبین پیرو مرشد وہی ہین جنھون
نے حکیم بنکر تمھارا علاج کیا تھا ژوبین یہ سنکے سمجھ گیا کہ خواجہ عمرو کو پیرو مرشد کہتا ہے یہ سمجھکر ژوبین وہان سے جلد ادھر
جانب لشکر بعجلت چلا خواجہ عمرو تو مرد وشیر کو تو رہا کر چکے تھے ان سب سوارونکو قتل کرکے دوسری راہ سے بعجلت تمام
مع لشکر وہ قلعہ صغیر کوہ پر پہونچے اور پہلوان عادی وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوے دروازہ قلعہ کا بند کروادیا
پل تختہ اٹھوا دیا جب ژوبین بختیارک وغیرہ خیمہ گاہ پر پہونچے دیکھا ہزارہا مردان لشکر قتل ہوے ہین صدہا زخمی ہین پیچ
رہے ہین پہلوان عادی وغیرہ نہین ہین قلعہ بند ہو بالا قلعہ اول قلعہ قتل ہی ہین ژوبین کا مراثی یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا بختیارک
نے مسکرا کہا اے ژوبین بیکار برہم ہوتے ہو ناحق رنج کرتے ہو شیر یزدیک نے جو سنا ہے کہ لشکر رو خواجہ مرد وشیر کو رہا کرکے قلعہ
مین لیگئے یہ سوار و پیدل تصدق ہوے تمھاری جان بچگئی مجھے تمھاری جان بچنے کی آج آثار معلوم نہین ہوتے تھے اتفاق سے تمھاری
جان بچگئی بلائے عظیم آئی تھی لشکر پے کر گئی مصرع رسید بود بلائے ولی بخیر گذشت اب یہان سے فرودگاہ لشکر پر چلو
وہان چلکر دیکھو کوئی سوار بھی زندہ ہی یا سب قتل ہوئے تھوڑی رات باقی ہے بارگاہ مین چلکر استراحت پذیر ہو ہنگام سحر
جو مناسب ہو کرنا ژوبین بختیارک کے سمجھانے سے فرودگاہ لشکر پر جو پہونچا دیکھا اکثر خیام جلے ہوے ہین بعض جلتے
ہے ہین بعض بارگاہ و خیام کی فضا مین گری پری ہین خیام و بارگاہ مین اور اشیا کا تو کیا ذکر ہے فرش بھی نہین ہے بجز خاک اور
رہتی ہے لاشین جلہ سوارونکی پری ہین ژوبین یہ حال دیکھکر نہایت غضبناک ہوا پھر ہرچند اور فرامرز و بختیارک سے مخاطب
ہوکر کہنے لگا ہنگام سحر اس قلعہ پر حملہ کرکے خواجہ عمرو کو گرفتار کرونگا یہ کہکر دیگر خیام و بارگاہ استادہ کراکے فروکش ہوا لشکر
بھی اترا ناگاہ کتارہ کابلی ژوبین کے روبرو آیا ژوبین نے کتارہ سے کہا دیکھ خواجہ عمرو نے کیا عیاری کی ہے
ہزارہا مردان لشکر کو قتل بھی کیا اور مرد وشیر کو چھڑا لیے گئے تونے بھی کوئی عیاری لائق تعریف نہین کی کبھی تونے خواجہ عمرو
کو گرفتار نہین کیا کتارہ کابلی نے عرض کیا مین نے ایک مرتبہ خواجہ کو گرفتار کیا تھا اب بھی اگر حکم ہو تو گرفتار کرکے لے آؤن
ژوبین نے کہا جلد گرفتار کرکے لے آ کتارہ شکل تبدیل کرکے چلا خواجہ عمرو قلعہ مین بیٹھے ہوے مرد وشیر وغیرہ سے باتین
کر رہے تھے کہ ایک عرب نے زبان عرب مین باواز بلند در قلعہ پر آکر پکارا کہ اے اہل قلعہ آگاہ ہو مین قاصد ہون نامہ خواجہ عبدالمطلب کا
کعبے سے لیکر آیا ہون میرے آنے کی خبر خواجہ عمرو سے کردو خواجہ عمرو سے قاصد سنکے فصیل قلعہ پر آئے دیکھا کہ ایک عرب
ناقہ پر سوار کھڑا ہی عرب نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے پوچھا کہان سے آیا ہے مجھ سے کیا کام ہے عرب نے جواب دیا کہ نامہ
عبدالمطلب کا لایا ہون خواجہ عمرو نے قاصد سے زبان عربی مین گفتگو کی ناقہ سوار نے بھی خواجہ سے زبان عرب مین بولی
تقریر کی ہرچند کہ خواجہ کو یقین ہوگیا تھا کہ یہ ناقہ سوار عربی مین خوب گفتگو کرتا ہے عجب نہین کہ یہ عرب ہو لیکن یہ خیال دور
اندیشی و دانائی عرب کو قلعہ مین نہ بلایا خود فصیل قلعہ سے اترکے در قلعہ کھولکر کتارہ کابلی آئے اوسنے ایک نامہ نکالکر
خواجہ کے حوالہ کیا عمرو نے لفافہ نامہ کو جب چاک کیا غبار سفوف بیہوشی لفافہ نامہ سے اسقدر نکلا کہ خواجہ کے دماغ مین
پہونچا خواجہ چھینک کر بیہوش ہوے اسوقت عرب نے نعرہ کیا منم کتارہ کابلی یہ نعرہ کرکے خواجہ کو چادر عیاری مین باندھکر
پشتارہ اٹھاکر بخوشی روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ کے جب ژوبین کے قریب پہونچا پشتارہ خواجہ کا روبرو رکھدیا ژوبین نے
خوش ہوکر کہا کہ اے کتارہ خواجہ کو مقید کرکے ہوشیار کردے کتارہ نے بموجب حکم ژوبین خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ نے اپنے تئین
قید مین مبتلا دیکھکر کتارہ کابلی اور ژوبین کا مراثی سے کہنے لگے مجھے چھوڑ دو جو کچھ تم کہوگے مین وہی کرونگا ژوبین برہم ہوکر

کہا اے خواجہ تم نے مجھے بہت اذیت دی ہے میں تمکو ہرگز رہا نہ کرونگا یہ کہکر زوبین نے جلاد کو طلب کیا جلاد درشت خو
زشت سیرت تیغ کھینچے ہوئے سامنے آیا عرض کرنے لگا کس کا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہے کون لایق قتل کرنے کے ہے تیغ آبدار دار و
بازو میں قوت رکھتا ہوں تابدار حضور کا ہوں جب حکم ہو ابھی اسے قتل کروں زوبین کامرانی نے کہا اے جلاد جلد خواجہ عمرو
کو لیجا کر قتل کر ہرچند خواجہ اشکبار ہوئے بہت سی باتیں مکر و فریب کی کہیں لیکن زوبین نے خواجہ پر رحم نکیا جلاد بموجب حکم
زوبین خواجہ عمرو کو کشاں کشاں جانب میدان مقتل لے چلا اہل قلعہ کو خواجہ کے گرفتار ہونے کی خبر ہوئی جب وقت جلاد
مقتل میں عمرو کو لیگیا چبوترہ ریگ پر بوریۂ فلاکت بچھا کر خواجہ بٹھلایا گردن پر کوے سے خط کھینچا تیغ آبدار میان سے کھینچکر
خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے اجل رسیدہ جو کچھ تمنائے دلی ہو بیان کر اگر گرسنہ ہو تو طعام لذیذ طلب کر کے کھالے اور اگر
پیاس ہو تو پانی پی لے کیونکہ اب کوئی دم میں سر تیرا تن سے جدا ہو جائیگا جلاد خواجہ سے یہ کہہ رہا تھا کہ زوبین و ہمرفر و فرامرز
نے حکم اول جلاد کو خواجہ عمرو کے قتل کرنیکا دیا خواجہ تقریر جلاد سنکے اور تمام آثار اپنے قتل ہونیکے ظاہر دیکھکر رونے لگے تمام
چشم سے گوہر اشک ٹپکانے لگے اور دلمیں خیال کرنے لگے عجب جائے حیرت اور مقام تعجب ہے کہ مجھ سے کوہ سبز پری سے
وعدہ ہو چکا ہے کہ جب تک تین مرتبہ خواہش مرگ برضا و رغبت نکرونگا اسوقت تک نمرونگا ابھی تو میں نے ایک مرتبہ بھی خواہش مرگ
نہیں کی ہے اور سامان قتل نظر آتے ہیں یہ خیال کر کے خواجہ عمرو نے جو سوئے فلک نظر کی دیکھا آثار سحر بھی ظاہر ہیں خواجہ
عمرو نے بہر مطلب واسطے اپنی رہائی کے خدا سے دعا کی یکایک ایک نوجوان نارنجی پوش ظاہر ہوا جب وہ نارنجی پوش
ہمرفر اور فرامرز کے قریب پہونچا ایک نامہ نکالکر ہمرفر کو دیا اور پوچھا اے شاہزادۂ زیور یہ ہنگامہ کیسا ہے ہمرفر نے جواب دیا
خواجہ عمرو قتل کیا جاتا ہے جوان نارنجی پوش نے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں مقتل میں جاکر عمرو کو قتل ہوتے دیکھوں ہمرفر نے
بے نامہ پڑھے اجازت جانے کی دی جوان نارنجی پوش جب قریب خواجہ عمرو پہونچا دیکھا گرد خواجہ صدہا بلکہ ہزارہا سپاہ
بیجوان پر جمع ہیں سب خواجہ کے گرفتار ہونے سے خوش ہیں جوان نارنجی پوش نے حقہ آتشبازی متواتر و ماری وہ مجمع
سب متفرق ہوا دھواں بکثرت ہوا دھوئیں کی تاریکی میں جلد خواجہ کو چبوترے سے اٹھا کر وہ جوان جانب صحرا لیگیا
بطرف صحرا اہل خواجہ کے تن سے دور کر کے یہ کہا آپکو تو میں نے رہا کر دیا ہے اب جہاں دل چاہے جائیے مگر ذرا میرا بھی
خیال رکھیگا خواجہ نے دعا دیکر پوچھا تیرا نام کیا ہے جوان نے کہا ابھی نام نہ بتاؤنگا یہ کہکر جانب صحرا خواجہ کو چھوڑکر
چلا گیا خواجہ رہا ہو کر داخل قلعۂ صغیرہ کوہ ہوئے اب حال ہمرفر کا بیان کیا جاتا ہے کہ جو نامہ جوان نارنجی پوش سے
پایا تھا بعد تھوڑی دیر کے جو ہمرفر نے وہی نامہ اٹھا کر لفافہ اسکا چاک کیا ذرا غبار بیہوشی اس میں سے نکلا ہمرفر بیہوش
ہوکر گرا اہل لشکر یہ حال دیکھکر گھبرا گئے دوڑے ابھی مردمان لشکر نے ہمرفر کو اٹھایا تھا کہ ایک شور عظیم بلند ہوا کہ فرامرز
زوبین وغیرہ نے دیکھا جلاد بھاگتا ہوا چلا آتا ہے عقب جلاد سب مردمان لشکر بھی سراسیمہ دیدہ ہو اسی طرف دوڑتے ہوئے
اور روتے ہوئے چلے آتے ہیں ہائے جلا دیا آگ سے تن ہمارے داغدار کر دئے فرامرز و زوبین یہ حال دیکھکر گھبرائے
جب سب مردمان لشکر بھاگکر قریب تر آئے زوبین نے پوچھا کیوں بدحواس بھاگے ہوئے آئے ہو کس نے تمہیں
جلایا ہے مفصل حال بیان کرو جلاد وغیرہ نے عرض کیا جوان نارنجی پوش نے ایسی آتشبازی چھوڑی کہ ہمارے
تنوں میں آگ لگ گئی ہم سب بے اختیار بھاگے وہ خواجہ عمرو کو لیکر چلا گیا زوبین یہ حال دیکھکر متحیر ہوا
بختک نے کہا اے زوبین یہ مقام حیرت نہیں ہے کوئی عیار حقہ آتشبازی مارکر خواجہ کو رہا کرکے لیگیا ہے
زوبین نے جواب دیا ای ملک جی اگر عیار خواجہ کو رہا کرکے لیگیا ہے تو اب اس قلعہ سے خواجہ کو نکلکر جانے دونگا
یہ کہکر اور قلعہ کا محاصرہ کرکے مقیم ہوا ہمرفر کو بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا وہ بھی یہ حال دیکھکر سنکر متحیر ہوا ادھر خواجہ عمرو

نے تمام حال اپنا قلعہ مین جاکر اہل قلعہ سے بیان کیا

داستان دیکھنا خواب مین ملکہ مہرنگار کو اور بیقرار ہوکر رونا امیر کا پھر ملکہ آسمان پری سے برہم ہوکر بہ اجازت شہپال تخت روان پر سوار ہونا اور چھوڑ آنا دیوؤن کا بحکم آسمان پری بیابان سرگران سلیمانی مین مع دیگر حالات

راویان رنگین طبیعت و حاکیان شیرین حکایت داغ فغان لذت وصل و جدائی ماہران اسرار آشنائی اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ ایک روز حمزہ صاحبقران پہلوے ملکہ آسمان پری مین سورہے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ ملکہ مہرنگار بیتاب و اشکبار میلے کپڑے پہنے ہوے موے سر پریشان نہایت مغموم و چاک گریبان بالین پر کھڑی ہین اور کہتی ہین کہ ای امیر ابوتمر افسوس ہزار افسوس آپ تو ملکہ آسمان پری کے پہلو مین باآرام وراحت شب و روز بسر کرتے ہین مین آپکے فراق مین رات دن بکا کرتی ہون اور ژوبین کامرانی وغیرہ کے خوف و خطر سے ہر ایک قلعہ مین بھاگ کر اپنی زندگی رنج والم مین بسر کرتی ہون دیکھئے آپکی جدائی مین یہ حال پریشان میرا ہوا ہے آپکو میرا خیال کچھ بھی نہین ہی برائے خدا تو میرے حال پر رحم کیجئے آسمان پری سے رخصت ہوکر میرے پاس آئیے دشمنون سے مجھے بچائیے ملکہ مہرنگار یہ کہہ رہی تھی ناگاہ امیر خواب سے بیدار ہوئے بالین سر دیکھا ملکہ مہرنگار کو نہ پایا امیر بے اختیار رونے لگے فراق ملکہ مہرنگار مین نالہ و بکا کرنے لگے آسمان پری نے گھبراکر پوچھا خیر تو ہے باعث نالہ و بکا کا کیا ہے حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ملکہ مین نے ملکہ مہرنگار کو خواب مین دیکھا ہے اوسکی جدائی مین فریاد و فغان کرتا ہون آسمان پری نے برہم ہوکر پوچھا مہرنگار کیا مجھسے زیادہ خوبصورت ہے جو تم اسکے فراق مین اسقدر بیتاب و بیقرار و اشکبار ہو وہ آدمزاد ہے مین پریزاد ہون مجھ مین اور اوس مین فرق زمین و آسمان کا ہے میرے کف پا کے برابر ہے اسکے چہرہ کا کیا حسن ہوگا امیر نے جواب دیا ای ملکہ کیا کہتی ہو بس خاموش رہو تم اسکی کنیز کی برابر بھی نہین ہو اسکی ایک ایک کنیز ایسی حسین و خوبصورت ہے کہ اگر تم اسکی کنیز دیکھلو تو بھی غرور نکرو اور ہر ایک کنیز کا حسن و جمال دیکھکر شرمندہ اور خجل ہو ملکہ آسمان پری نے یہ تقریر حمزہ صاحبقران سنکے نہایت برہم ہوکر تلوار کھینچی اور جانب امیر تلوار بڑھائی امیر نے بھی برہم ہوکر خنجر کھینچا نازنینان پریزاد جو اسوقت وہان موجود تھین یہ حال دیکھکر شور و غل کرنے لگین شہپال شہ نازنینان پریزاد سنکے بیتابانہ آیا دیکھا کہ زن و شوہر تلوار اور خنجر کھینچے ہوے ہین اور ایک دوسرے کو قتل کیا چاہتا ہے شہپال یہ حال دیکھکر گھبرا گیا اور جلد حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا بارگاہ سلیمانی مین بٹھاکر سبب رنج و ملال پوچھا امیر نے تمام حال خواب بیان کیا اب مجھکو خواجہ عمرو کے پاس پہونچا دیجئے طبیعت میری نہایت پریشان ہے اب مین یہان نہ رہونگا عبدالرحمن جنی نے گفتگوے امیر ابوتمر سنکے شہپال سے عرض کیا ای شہنشاہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اب انہین خواجہ عمرو وغیرہ کے پاس پہونچا دیجئے بیشک انہین یہان آئے ہوے زمانہ زیادہ گذرا ہے شہپال نے تقریر عبدالرحمن جنی سنکے ایک لمحہ فکر کی اور بعد فکر چند دیوؤن کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوے شہپال نے دیوؤن سے کہا جلد ایک تخت روان پر بٹھاکر جہان امیر کہین وہین پہونچا آؤ دیوؤن نے عرض کیا اے شہنشاہ ہم تابعدار ہین امیر ابوتمر تخت روان پر بیٹھین جس جگہ حکم کرین ہم وہین پہونچا دین یہ کہکر وہ دیو ایک تخت روان لے آئے ابھی امیر تخت روان پر نہ بیٹھے تھے کہ یہ خبر ملکہ آسمان پری کو پہونچی ملکہ نے فورًا ازرق پری سے کہا جلد جاکر ان دیوؤن سے جو امیر کو پہونچانے جاتے ہین انہین علحدہ لیجاکر یہ پیام میرا انسے کہدے ملکہ آسمان پری نے تمہین حکم دیا ہے کہ خبردار امیر ابوتمر کو خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار کے پاس نہ لیجانا ورنہ مین تم سبکو قتل کر دونگی اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو میرا حکم بجا لاؤ امیر کو بیابان سرگردان

سلیمانی مین پہونچا کر چلے آؤ ازرق پری نے بموجب حکم ملکہ اُن دیوؤن کے پاس جا کر اشارے سے انھین بلا کر
حکم آسمان پری سے اطلاع و آگاہی دی وہ دیو خوف جان سے تھرائے اور آہستہ یہ سخن زبان پر لائے کہ اے
ازرق پری ہماری جانب سے ملکہ سے عرض کر دینا کہ موافق حکم حضور بیابان سرگردان سلیمانی مین امیر کو چھوڑ کر چلے
آوینگے ارشاد حضور بجالاوینگے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے ازرق پری یہ سنکے ملکہ کے پاس گئی اور جو کچھ دیوؤن نے عرض
کیا تھا زبان پر لائی ملکہ آسمان پری مطمئن ہوئی اور امیر شہپال اور عبدالرحمن جنی سے رخصت ہو کر تخت رواں
پر بیٹھے دیوؤن نے تخت اٹھایا شہپال وغیرہ امیر کے جانے سے اشکبار ہوئے دیو تخت اٹھا کر ایک جانب
روانہ ہوئے بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے دیوؤن نے بیابان سرگردان سلیمانی مین جا کر تخت دوش
سے اتارا اور بالائے زمین پر رکھدیا امیر نے پوچھا تخت اس جگہ کیون رکھدیا دیوؤن نے عرض کیا اے امیر با توقیر
اسوقت ہم گرسنہ ہین تھوڑی دیر آپ یہان توقف کرین ہم جا کر اکل و شرب سے سیر و سیراب ہو کر ابھی حاضر ہوتے ہین
پھر تخت اٹھا کر یہان سے آپکو لے چلینگے امیر نے فرمایا اچھا جلد جا کر کچھ کھا آؤ خبردار دیر نہ لگانا سب دیو یہ سنکر ایک
جانب روانہ ہوئے اور قطع راہ کر کے گلستان ارم مین پہنچے شہپال سے عرض کیا خداوند نعمت ہم امیر کو
پہونچا آئے شہپال خوش ہوا پھر ملکہ آسمان پری کی خدمت مین بذریعہ ازرق پری یہ کہلا بھیجا کہ ہم موافق حکم
حضور حمزہ صاحبقران کو بیابان سرگردان سلیمانی مین چھوڑ کر چلے آئے ہین ملکہ آسمان یہ سنکے خیال کرنے
لگی کہ بیابان سرگردان سلیمانی وہ مقام ہے کہ وہان سے امیر کو مہرنگار تک پہونچنا نہایت دشوار ہے بلکہ ممکن ہی نہین
ہے اب دیکھتی ہون مجھ سے بگڑ کر مہرنگار اپنی معشوقہ تک کیونکر جاتے ہین یہ خیال کر کے ادھر تو ملکہ آسمان پری خوش
ہوئی ادھر امیر با توقیر دیوؤن کا بہت انتظار کر کے سمجھے کہ دیوؤن نے فریب کیا مجھے یہان چھوڑ کر چلے گئے اب یقینًا
نہ آوینگے یہ سمجھکر امیر تخت روان سے اترے اور اُس بیابان وحشت افزا مین پیادہ پا چلے اگر حال اُس بیابان
وحشت خیز و صحرائے ہول انگیز کا مفصلًا و مشرح تحریر کیا جائے تو ایک دفتر طویل ہو جائے اور ناظرین والا
تمکین کو بھی بسبب طوالت کے مطبوع طبع نہو بلکہ باعث دردسر ہو لہذا بطور مختصر عرض کیا جاتا ہے کہ تا شام امیر
نے صحرانوردی کی جب شام کو پھر غور کیا تو معلوم ہوا کہ مین اُسی جگہ پر کھڑا ہون جس جگہ سے چلا تھا امیر با توقیر یہ حال
دیکھکر نہایت متحیر ہوئے چونکہ دشت نوردی کے سبب سے کانٹے کف پا مین چبھ گئے تھے خون تلوؤن سے جاری تھا
آبلون سے پانی نکل رہا تھا بھوک کی شدت سے لبون پر جان تھی تشنگی سے ہونٹ خشک تھے زبان مین کانٹے پڑے
ہوئے تھے اسوجہ سے امیر با توقیر نہایت ہی بیتاب و بیقرار ہوئے اور چار جانب جستجوئے آب کرنے
لگے ایک دریائے ذخار نظر آیا امیر کنارۂ دریا پہونچکر بیٹھے اور وہ کلچہ جو حضرت خضر علیہ السلام نے دیا تھا نکالکر کھایا
یہانتک کہ امیر سیر ہو گئے اور کلچہ بدستور رہا کیونکہ حضرت خضر نے یہی فرمایا تھا کہ جسروز یہ کلچہ تمام ہو جائیگا اُس روز
کوہ قاف سے گذر کر پردۂ دنیا پر پہونچ گے اور خواجہ عمرو وغیرہ سے ملیگے القصہ جب امیر با توقیر کھانے سے سیر
ہو چکے دریا سے پانی پیا اسی اثنا مین تاریکی زیادہ ہوئی وہ صحرائے وحشتناک کا سناٹا وہ تاریکی پناہ بخدا
امیر با توقیر نے سیر و سیراب ہو کر شکر خدا کیا پھر کنارۂ دریا سے اٹھکر اسی تخت روان پر آکر بیٹھے دیر تک بیدار رہ
صحرائے وحشت افزا کو چار جانب دیکھا کئے اور خیال کیا کئے کہ اس صحرا سے کیونکر نکلونگا کس طرح یہان سے
کسی آبادی مین پہونچونگا سوائے خداوند کریم کے کون یہان میری اعانت کریگا ایسے ہی خیالات کرتے کرتے
امیر سو گئے عالم خواب مین امیر نے دیکھا خواجہ عمرو قریب کھڑے ہین اور کہتے ہین اے امیر ذیشان عالی

تو مجھے انشاء اللہ اس صحرائے پر خار سے جلد گذر کر اور مقامات پر پہونچے گا امیر نے پوچھا اے خواجہ کیونکر اس
دشت کو طے کرونگا گھوڑا بھی نہیں ہے پیدل کہانتک چلونگا خواجہ عمرو نے اے امیر آپکے سامنے یہ جو درخت نصب
ہے اسکی لکڑیاں توڑ کر اور اسکی چھال پانی سے تر کرکے ایک بیڑا بنائیے اور بیڑے کو دریا میں ڈالکر سوار ہو جیے کسی
نہ کسی جانب بیابان سے ضرور نکلجائیگا یہ کہکر خواجہ عمرو تو نظر امیر سے پوشیدہ ہوئے امیر کی آنکھ کھلی دیکھا وقت سحر
ہے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو یاد کرکے یہ خیال کیا کہ عمرو از حد مجھسے محبت رکھتا ہے میں جو مغموم تھا عالم
خواب میں اگر تدبیر بتا گیا یہ خیال کرکے امیر تخت سے اٹھے اور موافق بتانے خواجہ کے بیڑا بنایا پھر بیڑے کو دریا میں
ڈالدیا اور اس بیڑے پر بیٹھے بیڑا بہتا ہوا ایک جانب چلا دن بھر تو بیڑا بہتا ہوا چلا گیا لیکن ہنگام شام جو صاحبقران
نے ملاحظہ فرمایا تو ثابت ہوا کہ بیڑا وہی جگہ ہے جس جگہ صبح کو کنارۂ دریا پانی میں ڈالا تھا امیر یہ حال عجیب
غریب دیکھکر پھر نہایت حیران ہوئے ناگاہ بحکم خداوند عالم حضرت خضر علیہ السلام حمزۂ صاحبقران کے پاس تشریف
لائے اور بعد سلام فرمایا اے امیر با توقیر آپ حیران و پریشان نہوجیے یہ بیابان سرگردان سلیمانی ہے اسکی یہی
خاصیت ہے کہ اگر کوئی اس دشت میں آجائے اور ہزار سال تک رہروی کرے تو بھی جس جگہ سے روز اول چلے اسی جگہ پر
اب آپ اکل و شرب سے فرصت کرکے بعد ادائے نماز شب بسر کیجیے ہنگام سحر یہ اسم بزرگ پڑھکے بیڑے پر بیٹھیگا
انشاء اللہ تعالیٰ کل شام کو اپنے تئیں اس جگہ پائیگا تاثیر اسم بزرگ سے بیابان ہنگام سحر رہ آئیگا حضرت خضر
یہ ارشاد فرماکر اور اسم بزرگ بتاکر نظر حمزۂ صاحبقران سے پوشیدہ ہوئے امیر نے بیڑے پر سے اتر کر
اور بیڑے کو اسی درخت خشک سے جو لب دریا تھا باندھ کر وضو کیا پھر نماز سے فراغت حاصل کرکے وہی کھجور نکالا اور
خوب سیر ہوکر کھایا کھجور بدستور رہا پھر پانی پیا بعد اکل و شرب کے امیر اسی تخت رواں پر لیٹے بعد بڑی دیر کے سو رہے
ہنگام سحر امیر نے بیدار ہوکر بعد پڑھنے نماز سحر کے بیڑے کو درخت سے کھولکر وہی اسم اعظم جو حضرت خضر نے بتایا تھا پڑھا
پھر بیڑے پر بسم اللہ کہکے بیٹھے بیڑا امواج آب سے بہتا ہوا بالائے آب رواں ہوا جب شام ہوئی بیڑا بقدرت
پروردگار کنارۂ دریا ٹھہرا امیر بیڑے سے اترے اور بیڑا ایک درخت سے باندھ دیا پھر کنارۂ دریا سے چند قدم جو
آگے بڑھے ایک چمن پر از گلہائے رنگارنگ نظر آیا امیر گلہائے چمن کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے کیونکہ وہ پھول
اس چمن کے غیرت دہ گلہائے گلشن ارم تھے حمزۂ صاحبقران نہایت شادمان ہوکر داخل چمن ہوئے اور سیر گلہائے
چمن کرنے لگے ابھی امیر سیر چمن کر رہے تھے ناگاہ ایک دیو از حد عجیب صورت نے ظاہر ہوکر یہ نعرہ کیا کہ اے آدمزاد
تو اس جگہ کیونکر آیا کچھ خوف تو نے نہ کیا نہیں جانتا ہے تو کہ یہ مقام میرے رہنے کا ہے نام میرا دیو طاؤس ہے غضب کیا
تو نے کہ تو یہاں آیا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا اسوقت تجھکو لقمۂ لذیذ تصور کرکے کھا جاؤنگا امیر با توقیر نے جو
دیو طاؤس سے سنکے جواب دیا او بے حیا کیا بکتا ہے تو مجھکو کیا کھائیگا میں تجھکو ایک ضرب شمشیر آبدار سے قتل کرونگا اور
چمن کو تیرے خون سے رنگین کرونگا جانوران صحرا تیرا گوشت کھائینگے دیو تقریر امیر با توقیر سنکے نہایت
غضبناک ہوا اور ایک نعرۂ رعد آواز بلند کرکے دار شمشاد اٹھا کر سر امیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد سے بچکر تیغ
آبدار کمر دیو طاؤس پر لگائی تلوار اسکی کمر پر پڑی لیکن مطلق تلوار نے نہ کاٹا دیو طاؤس ہنستا ہوا ایک طرف
چلا گیا امیر نہایت حیران ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ دیو عجیب دیو ہے کہ اسپر تلوار میں نے لگائی اور یہ دو ٹکڑے نہ
ہوا ہنستا ہوا چلا گیا ہنوز امیر حیران ہوکر یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ بحکم خدا حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور
بعد سلام فرمانے لگے اے امیر با توقیر آپ متحیر نہوں یہ دیو روئیں تن ہے اگر ہزار دن ہاتھ تلوار کی لگائیگا تو بھی قتل

نہ ہوگا اسکے قتل کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ ایک خنجر اس درخت کی جڑ میں زیر زمین ہے اوس خنجر کو نکال لیجئے اسی خنجر سے دیو طاؤس
قتل ہوگا یہ کہکر حضرت خضر نظر سے غائب ہوگئے امیر نے زمین کھود کر خنجر ایک صندوقچے سے نکالا اور زیب کمر کیا
پھر سیر وہاں کی ہموار کردی حمزہ صاحبقران خنجر زیب کمر کئے کھڑے ہوئے چمن میں سیر کر رہے تھے کہ دیو
طاؤس تنتناتا ہوا آیا اور پکارا اے آدمزاد تو تلوار بھی لگا چکا جوہر تیغ دکھا چکا حوصلہ بھی دل کا نکال چکا میرا قتل کرنا
بہت مشکل ہے تیری تو کیا حقیقت ہے ہزار دیو اور پریزاد بھی مجھکو قتل نہیں کرسکتے ہیں اب تو میرے دہن میں چلا آ
امیر باتوقیر تقریر دیو کی سنکے کہنے لگے او یاوہ گو کیا بکتا ہے انشاء اللہ میں تجھے ضرور قتل کرونگا ہرگز ہرگز تجھکو زندہ نہ
چھوڑونگا دیو یہ کلام سنکے برہم ہوا اور وار تمشاد اٹھاکر سر امیر پر لگائی امیر نے ضرب وار تمشاد سے بچکر اور وہی خنجر کھینچکر
قدم آگے بڑھاکر نعرہ کرکے پہلوے دیو طاؤس پر مارا دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا تھوڑی دیر میں تڑپ کر مر گیا جب
دیو طاؤس مر گیا امیر اس چمن سے نکلکر آگے بڑھے دیکھا دو دیو کھڑے باہم لڑ رہے ہیں امیر نے اون دونوں سے
فرمایا کیوں لڑتے ہو دیوؤں نے جواب دیا پہلے تو ہم باہم لڑتے تھے اب تم سے لڑینگے یہ کہکر ایک نے وار تمشاد
اور دوسرے نے آرہ پشت نہنگ اٹھاکر امیر پر حملہ کیا امیر نے انکے وار سے بچکر عقرب سلیمانی کھینچکر ایک
دیو پر لگائی دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا پھر دوسرے دیو کو قتل کیا دفعۃً دونوں دیو چار ٹکڑے ہوکر چار دیو ہوگئے اور
لڑنے لگے امیر نے ان چاروں کے آٹھ ٹکڑے کئے آٹھ دیو پیدا ہوئے اسیطرح امیر قتل کرتے جاتے تھے اور دیو
دونے ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ دو ہزار ہوگئے اور امیر سے لڑنے لگے امیر نے یہ احوال حیرت افزا دیکھکر درگاہ خدا
میں دعا کی فوراً دعا قبول ہوئی حکم خدا سے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور بعد سلام حمزہ صاحبقران سے
فرمانے لگے کہ اے حمزہ صاحبقران یہ بیابان سرگردان سلیمانی ہے کارخانے بیابان کے طلسمی ہیں اگر ہزار
سال تک دیوؤں کو قتل کیجئے گا تو یہ دیو کم نہ ہونگے بلکہ بڑھتے جائینگے تاوقتیکہ قاعدے سے نہ کیجئے گا یہ جملہ دیو نابود
معدوم نہ ہونگے صورت ان دیوؤں کے قتل کرنے کی یہ ہے کہ وہ دیو جو قریب درخت کھڑا ہے یہ اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے
اوسپر لگائے اگر اس دیو پر لگا تو قدرت خدا کا تماشا دیکھ لیجئے گا یہ فرماکر اسم بزرگ بتایا اور نظر سے پوشیدہ ہوگئے
امیر نے وہی اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اس دیو پر لگایا تیر سینہ دیو کو توڑ کر نکل گیا دیو زمین پر گرا اور شعلے اوسکے
ہر بن مو سے نکلے جس دیو کے اوپر شعلہ گرا جل کر خاک ہوگیا تھوڑی دیر میں جملہ دیو معدوم ہوگئے اور آواز آئی افسوس
قتل کیا مجھکو کہ نام میرا دیو دار جادو تھا بعد اس آواز آنے کے جو تاریکی ہوئی تھی زائل ہوئی امیر نے شکر
خدا کا کیا پھر اسی جگہ بعد اکل و شرب شب بسر کی جب صبح ہوئی بعد پڑھنے نماز صبح کے امیر باتوقیر آگے
چلے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک دیو نہایت مہیب صورت سامنے آیا اور نعرہ کرکے وار تمشاد امیر پر لگائی
امیر نے وار تمشاد سے بچکر آگے بڑھکر اسکی شاخ سر پکڑ کر زمین پر گرایا پھر عقرب سلیمانی سے اُسے قتل کیا جبتک
وہ قتل ہوا تاریکی ہوئی آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا دیو رعد آواز تھا بعد آواز آنے کے تاریکی دور ہوئی امیر باتوقیر
آگے بڑھے ناگاہ ایک ساحرہ پیدا ہوئی اور پکاری او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ میرے فرزند کو بے جرم و خطا قتل کیا
مجھکو بے فرزند کا کردیا اب میں تجھکو بھی قتل کرونگی عوض اپنے فرزند کا لونگی یہ کہکر اوس نے امیر پر سحر کرنا شروع
کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر اسکا دفع ہوا جب ساحرہ نے دیکھا کہ سحر میرا دفع ہوگیا غضبناک ہوکر سحر سے اژدر
بنی اور حملہ آور ہوئی امیر نے تیر اسکی پیشانی پر مارا ساحرہ نے شعلے دہن سے نکالے تیر جلکر خاک ہوگیا اسیطرح
امیر نے سات تیر پے در پے لگائے ہر ایک قریب اسکے جاکر جل گیا امیر یہ حال دیکھکر نہایت حیران و پریشان خاطر

ہوئے اسی اضطراب مین امیر نے درگاہ خدا مین برجوع قلب دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنے دعائے امیر مستجاب
ہوئی فی الفور بحکم پروردگار عالم جناب خضر تشریف لائے اور ایک چوب بصورت تیر عنایت کی اور فرمایا اے امیر اس لکڑی
کو کمان مین رکھکر اس ساحرہ کی آنکھ پر لگاؤ انشاء اللہ یہ ساحرہ ہلاک ہو جائیگی امیر نے بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام
وہ لکڑی ساحرہ کی آنکھ پر لگائی فوراً وہ اژدر یعنی ساحرہ تیر کھاکر زمین پر تڑپ کر گری تاریکی محیط عالم ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا مہندوان جادو تھا جب آواز آچکی تاریکی برطرف ہوئی جناب خضر بھی نظر امیر سے
پوشیدہ ہوگئے آفتاب نظر آیا امیر نے خدا کا شکر کیا پھر چند قدم آگے بڑھے دیکھا کہ ایک چشمہ ہے پانی اسکا صاف ہے
امیر اوس چشمہ پر بیٹھ گئے وہی کلچہ جو حضرت خضر نے دیا تھا نکالا اور سیر ہو کر کھایا کلچہ بدستور رہا پھر پانی اسی چشمے کا
پیا چونکہ وہ چشمہ مقام فرحت افزا تھا حمزہ صاحبقران نے اسجگہ برائے چندے قیام کیا

داستان جانا حمزہ صاحبقران کا طلسم اسپان سلیمانی مین مع دیگر حالات متعلق داستان

راویان شیرین زبان و داستان گویان یکتائے جہان تماشایان طلسم مضامین گرہ کشایان حکایت رنگین اس داستان
کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب حرارت آفتاب کم ہوئی امیر چشمے سے اٹھکر آگے چلے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دیکھا ایک
گھوڑا زین و لجام سے آراستہ نہایت خوبصورت پری سیرت قدم ناز سے اٹھاتا ہوا چلا آتا ہے امیر گھوڑے
کو دیکھکر خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے خداوند عالم نے میری پیادہ روی پر نظر کرکے اپنی قدرت کاملہ سے یہ مرکب
میری سواری کو بھیجا ہے یہ خیال کرکے امیر قریب اوس مرکب کے پہونچے مرکب امیر کو دیکھکر ٹھہر گیا امیر خوش ہو کر اس
مرکب پر سوار ہوئے وہ مرکب امیر کو پشت پر اپنی پاکر بسرعت تمام ایک جانب روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ دور و
دراز کے ایک احاطہ مین پہونچے امیر نے اوس احاطے مین ملاحظہ کیا کہ ہزارہا گھوڑے بندھے ہین ہر ایک گھوڑا پری
صورت ہے امیر جملہ مرکبون پر نظر کرکے حیران ہوئے ابھی امیر مرکبون کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک نازنین پریزاد گھوڑی
پر احاطہ مین آئی اور حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہنے لگی آج تم بھی اس طلسم اسپان سلیمانی مین آکر پھنسے امیر
باتو تقریر پریزاد سنکے متحیر ہوئے یکایک ایک آواز آئی یا امیر جلد گھوڑی کی گردن مین اس طلسم کی لوح تلاش کرو ورنہ تھوڑی دیر مین
پانی ہوکر بہ جاؤگے طلسم اسپان سلیمانی یہی قاعدہ اس طلسم کا ہے امیر نے یہ آواز سنکے گردن مرکب کی لوح ڈھونڈھی
جنگل مین اوس سمند تیز رو کی لوح طلسم پائی امیر نے لوح لیکر جو دیکھا تو لوح سے یہ ثابت ہوا کہ یہ نازنین پریزاد جو سامنے تمہارے
مرکب پر سوار ہے جلد یہ اسم بزرگ تیر پر دم کرکے اسکے سینے پر مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر نے لوح دیکھکر تیر ترکش سے
اور کمان دوش سے لیکر وہی اسم بزرگ تیر پر دم کرکے سینہ پریزاد کو تاکا نازنین پریزاد نے خائف ہو کر چاہا کہ احاطے سے
نکل جاؤن طلسم کشا سے اپنی جان بچاؤن ابھی وہ پریزاد احاطے سے باہر نہین گئی تھی کہ تیر اسکے سینہ پر پڑا اور پشت کو توڑ
پار گذرا نازنین پشت مرکب سے گری شعلے اسکے اعضا سے اس درجہ نکلے کہ تمام گھوڑے جو احاطے مین تھے سب جل گئے
امیر یہ حال دیکھکر اس مرکب سے اترے فی الفور وہ گھوڑا بھی جل گیا اوسوقت پریزاد اس ناری کے غل مچانے لگے
ایک دھوان پیدا ہوا اوس دھوئین مین سے ایک ابر سیاہ نمودار ہوا ایسی ہوا تند چلی کہ بڑے بڑے درخت جڑ سے
اکھڑ اکھڑ کے دور جا کر گرے اور ایسی تاریکی محیط عالم ہوئی کہ روز روشن شب تار سے زیادہ تاریک ہوگیا آفتاب نظر سے پنہاں
ہوگیا پھر بہت دیر تک یہی رہا بعد پھر بہت دیر کے آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا پالنگ جادو تھا بعد اس آواز آنے کے
تاریکی برطرف ہوئی آفتاب نظر آیا امیر نے دیکھا احاطہ نہین ہے بلکہ میدان ہے اور لاش اسکی پڑی ہے حمزہ صاحبقران
طلسم اسپان سلیمانی کو فتح کرکے شکر خدا کرتے ہوئے آگے بڑھے ہنوز تھوڑی دور راہ طی کی تھی کہ ایک برج جادو سامنے

سے ظاہر ہوا اور پکارا اے آدم زاد کہان جاتا ہے ٹھہر جا کہ مین تجھکو ایک ضرب شمشاد سے ہلاک کرکے کھا جاؤن یہ کہکر وار شمشا
سر امیر پر کیا تو تبر پر لگا نئی امیر نے وار شمشاد سے بفنون سپہ گری بچکر قبضہ تلوار کھینچا کیا وہ دیو برہم ہوکر امیر سے لپٹ
گیا زور کرنے لگا امیر بھی اوس سے بخوف و خطر کشتی کرنے لگے آخر بعد دو پہر کے دیو کم قوت ہوا امیر نے اسکی زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈالکر نعرہ کرکے اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے چاہا کہ زمین پر پٹک دین ناگاہ دیو نے کہا اے آدم زاد امان دو امیر نے
فرمایا امان بشرطیکہ ایمان دیجائیگی دیو نے عرض کیا مین اس شرط سے مسلمان ہونگا کہ مقام تسناس سلیمانی ہے اسجگہ سات
دیو رہتے ہین اور وہ دیو نہایت ہی زبردست اور قوی ہیکل ہین اگر آپ انکو قتل کیجئے یا زیر کیجئے تو مین کلمہ پڑھکر دین اسلام
اختیار کرونگا امیر نے اس دیو کو آہستہ سے زمین پر رکھکر فرمایا کہ مجکو مقام طلسم تسناس سلیمانی پر لیچل اگر خدا چاہیگا تو ان
دیوون کو قتل کرونگا وہ امیر کی تقریر سنکر امیر کو اپنی پشت پر سوار کرکے وہان سے چلا اور بعد طی کرنے راہ دو روز دو بار کے
قریب ایک تختۂ زعفران کے اتار آیا اور کہا اب مین آگے جا نہین سکتا ہون یہی تسناس سلیمانی ہے امیر پیدل آگے
ٹیلے پر گئے اور یہ نعرہ کیا منم از لقات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اے شوراطسلنے اگر مجھسے مقابلہ کرا ابھی امیر نعرہ کرکے
خاموش ہوئے تھے کہ یکایک سامنے اسی ٹیلے کے جو مکان تھا دروازہ اسکا کھلا سات دیو اوس مکان طلسمی سے نکلے
نہین سے ایک دیو نے ایک گرز فولادی افسون پڑھکر مارا امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا گرز جلدہ امیر سے گرکر چپا شعلے نکل
امیر برکت اسم اعظم سے محفوظ رہے وہ دیو یہ حال دیکھکر از حد برہم ہوا اور بصورت خرس بنکر امیر پر چلا آتا ہوا امیر نے چند
منکر پڑھے اشارا کرا ونپر اسم اعظم پڑھکر اوس خرس پر مارے دیو بصورت اصلی ہو گیا پھر امیر نے تلوار کھینچکر اسکی کمر پر لگائی
تلوار کمر دیو سے جھٹ گئی ادھر امیر نے زور کیا ادھر دیو نے زور کیا باوجود سحر اور مقام طلسم ہونیکے تلوار امیر کے ہاتھ سے
چھوٹ گئی امیر کو صدمۂ عظیم ہوا اسوقت امیر کے گوش مین ایک آواز آئی جیسے کسی نے پکارکے کہا کہ اے امیر اسم جلیل
پڑھکر اون دیوون کے جسم پر لگاؤ دیکھو قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر نے بموجب ندائے غیبی اسم بزرگ کو پڑھا اوس دیو کے جسم
مس کی فوراً وہ دیو جلنے لگا شعلے اسکے جسم سے نکلنے لگے آخر شعلے اسکے جسم سے نکلکر ان چھ دیوون کے اجسام پر پڑے
وہ بھی بمثل دیو اول کے جلنے لگے تھوڑی دیر مین ساتون دیو جلکر خاک ہوگئے اور وہ تختۂ زعفران بھی جل کر خاک
ہوگیا اسوقت دیوون کے جلنے سے ایسی تاریکی ہوئی کہ زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا غل و شور از حد بلند ہوا بعد ایک پہر کے
تاریکی دور ہوئی آواز آئی افسوس افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب ساتون دیو جل گئے اور تاریکی
رفع ہوئی روشنی آفتاب کی ظاہر ہوئی اور وہ مقام طلسم فتح ہو گیا وہ دیو جو امیر کو اس جگہ لایا تھا یہ حال دیکھکر برہم ہوکر
کہنے لگا اے آدم زاد غضب کیا تو نے یہ مقام طلسمی بھی تو نے فتح کیا ساتون دیوون کو ہلاک کیا میرے بھائیون کو مارا اب تو
مین جاتا ہون جب تجکو غافل پاؤنگا اپنے بھائیون کا ضرور تجھسے انتقام لونگا ہرگز مسلمان نہونگا یہ کہکر وہ دیو بعجلت چلا گیا
امیر اس حیلے سے اوس دیو کی مکاری و فریب پر دیر خیال کرتے اور اسکے چلے جانے پر افسوس کرکے ایک جانب
کو بھوری روانہ ہوئے اور دل شکستے راہ مین شکایت جور و فلک زبان پر لائے امیر شکایت فلک کرتے ہوئے چلے جاتے
تھے ناگاہ ایک دیو سیاہ دراز قامت عجیب صورت سامنے آیا اور پکارا اے لڑکے عرب کہان جاتا ہے مین آ پہونچا
اب تجکو کھاؤنگا ہرگز تجکو اے آدم زاد زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر وار شمشاد کا کیا سر امیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد سے
اپنے تئین بچایا اور فوراً آگے بڑھکر دیو کی کمر مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے زمین سے اٹھا لیا اور زمین پر پٹک کے اسکے
سینے پر سوار ہوئے اور پوچھا حال اور شناخت خالق کونین مکان چہ میگوئی دیو نے کہا اے آدم زاد ایک شرط سے مسلمان
ہوتا ہون امیر نے پوچھا وہ شرط کیا ہے بیان کر اوس نے کہا ایک قلعہ ہے کہ اوس قلعہ کو زمرد نگار کہتے ہین اس قلعہ کا

بادشاہ لاہوت جنی ہے اسکی ایک دختر ہے نام اوسکا نجمہ پری ہے مین اوسپر ایک مدت سے عاشق ہون اگر
اُس پری سے وصل میسر ہو تو مین مسلمان ہو جاؤن اور تمکو یہان سے لیجا کر تمہارے فوج و احباب مین پہونچا دون اور تمہا
تمہارا شکر گذار ہون امیر نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اور تو کہان رہتا ہے وہ بولا کہا ارنائیس میرا نام ہے قلعہ یاقوت
نگار مین رہتا ہون امیر نے یہ سنکے اوسے چھوڑ دیا اور کہا مجکو قلعہ زمرد نگار تک لیچل وہ دیو امیر کو اپنے دوش
پر بٹھا کر چلا بعد طے کرنے راہ دراز کے ایک جگہ شام ہوئی امیر نے فرمایا اے ارنائیس آج کی شب مین اسیجگہ
قیام کرونگا ارنائیس نے امیر کو اپنے دوش سے اوتارا چونکہ اس جگہ ایک چشمہ تھا امیر نے بعد فراغت اکل و شرب اور
بعد پڑھنے نماز کے ارنائیس کو درخت کی چھال سے ایک درخت مین باندھ دیا اور کنارے چشمہ کے سو رہے جب امیر غافل
ہوئے ارنائیس جھٹکا دیکر چھال کو توڑ کر ایک طرف بھاگا چونکہ مہیب جلد ایک دیو مسمی ششش انگشت
مردار خوار بجمیعت چہل ہزار دیوان خونخوار رہتا تھا اور اکثر آدم زاد اور دیوون کو پکڑ کر کھایا کرتا تھا اُس نے جو دیکھا کہ ارنائیس
بھاگا ہوا جاتا ہے چونکہ گرسنہ تھا بیتاب ہوکر اٹھا اور دوڑ کر ارنائیس کو پکڑ کر ایک درخت سے مضبوط باندھا پھر تدبیر
آتش افروزی مین سرگرم ہوا جب آگ بخوبی مشتعل کرچکا قصد کیا کہ کارد سے گوشت کاٹ کر کباب تیار کرکے کھاؤن ۔
ارنائیس یہ حال دیکھکر دیو ششش انگشت مردار خوار کے روبرو عجز کرنے لگا کہ اے ششش انگشت مردار خوار
مجکو چھوڑ دے میرے کباب نہ کھا اس دیو نے جواب دیا مین گرسنہ ہون ہرگز تجھے نہ چھوڑونگا ضرور تیرے کباب
تیار کرکے کھاؤنگا ارنائیس یہ خبر دیو مردار خوار کی سنکے اپنی زندگی سے ناامید ہوا اور خیال کرنے لگا اے
ارنائیس بیکار آدم زاد کو چھوڑ کر یہان آیا کاش درخت سے بندھا رہتا جان تو بچ جاتی یہان تو زندگی نظر نہین آتی
ہے قضا کا سامنا ہوا ابھی ارنائیس یہ خیال کر رہا تھا اور وہ دیو مردار خوار آگ مشتعل کر رہا تھا کہ یکایک صبح ہوئی امیر
خواب سے بیدار ہوئے اول چشمے کے کنارے وضو کرکے نماز پڑھی پھر کلچہ نکال کر خوب سیر ہوکر کھایا چشمے سے پانی پیا
پھر کلچہ رکھکر جانب درخت دیکھا ارنائیس کو نہ پایا امیر ارنائیس کو ڈھونڈھکر وہان سے ایک جانب روانہ ہوئے
اتفاقاً اسی جگہ پہونچے جہان ارنائیس درخت سے بندھا ہوا تھا اور دیو ششش انگشت کباب تیار کرنے
کی فکر مین بیٹھا تھا امیر نے ارنائیس کو دیکھکر پوچھا تجکو کس نے باندھا اوس نے دیو ششش انگشت مردار خوار
کی جانب اشارہ کیا وہ دیو مردار خوار امیر کو دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ پہلے گوشت آدم زاد کا کاٹ کر کباب
بناکر کھاؤنگا بعد ازان ارنائیس کے کباب بناکر تیار کرونگا یہ خیال کرکے اٹھا امیر نے فرمایا اے دیو تو ارنائیس
کو چھوڑ دے ورنہ مین تجکو قتل کرونگا دیو مردار خوار نے جواب دیا ای آدم زاد تو اپنی فکر کر پھر ارنائیس کی سفارش کرنا
دیکھ یہ آگ مشتعل ہے اور یہ کارد ہے اسی سے تیرا گوشت کاٹ کاٹ کر کباب بناکر کھاؤنگا امیر نے یہ سنکر تبسم
کیا اور کہا او بے حیا کیا بکتا ہے خاموش رہ دیو مردار خوار نعرہ امیر سے تو تیرے دل کیا مثل صاحب تپ کانپنے لگا
آخر اپنی فوج سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اس آدم زاد کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ بموجب حکم چالیس ہزار دیو خونخوار مردار
اژدہا پشت نہنگ روکیار نہ ہے اور امیر با توقیر کو چہار جانب سے گھیر لیا امیر نے بھی عقرب سلیمانی کھینچکر دیوؤن کو قتل
کرنا شروع کیا جب کئی سو دیو امیر نے قتل کئے جلد دیو خائف ہو پیچھے ہٹے امیر نے بڑھکر ارنائیس
کو درخت سے کھولدیا ارنائیس بھی دار و گیر شمشاد نماز امیر جانب سے لڑنے لگا دیوؤن کو ہلاک کرنے
لگا دیو حمزہ صاحبقران اور ارنائیس سے شکست کھا کر بھاگے امیر با توقیر دیوون کو بھگا کر دیو ششش
انگشت مردار خوار کے قریب پہونچے اس دیو نے غضبناک ہوکر دار شمشاد لگائی امیر نے

ضرب وار شمشاد دے و فنون سپہ گری اپنے تئیں بچا کر عقرب سلیمانی اسکی کمر پر لگائی کہ دو پشت انگشت
مردار خوار دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا حمزہ صاحبقران بہ فتح و فیروزی ارنائیس کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا تھا کہ راہ میں ارنائیس
نے امیر کی تعریف کر کے اپنے دوش پر امیر کو بٹھایا اور ایک سمت کو روانہ ہوا شام کو ایک مقام پر پہونچا پھر امیر نے ارنائیس
کو ایک درخت سے باندھ دیا اور بعد پڑھنے نماز اول شب کے سو رہا ارنائیس کمر چھپا دیکر بطلسم دست و زنجیر سے
اپنے دست و پا نکالکر ایک طرف بھاگ گیا جب صبح ہوئی امیر خواب سے بیدار ہوئے ارنائیس کو نہ دیکھکر خیال
کرنے لگے کہ آج پھر ارنائیس کہیں چلا گیا یہ خیال کر کے بعد پڑھنے نماز صبح کے کمر کو چست فرما کر ایک سمت پا پیادہ چلے اتنی
طرف سے بعد دو روز کے ایک ایسی جگہ پہونچے کہ وہاں ایک قلعہ تھا اور آواز نالہ و فریاد کی اس قلعے سے آتی تھی اہل قلعہ
باواز بلند روتے تھے اور چالیس ہزار دیو فیل پیکر اس قلعہ کو گھیرے ہوئے تھے امیر نے جو سنا کہ اہل قلعہ سخت
اہل قلعہ پر رحم کر کے اون دیوؤں سے کہا کہ اس قلعہ سے ہٹ جاؤ اہل قلعہ کو امان دو ورنہ میں تم سب کو
قتل کروں گا جو عواق فیل پیکر نے یہ گفتگو حمزہ صاحبقران سے سنی نہایت برہم ہو کر حملہ آور ہوا
امیر نے اسکی ضرب سے بچکر عقرب سلیمانی سے اسے قتل کیا وہ دیو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا جملہ دیو یہ حال دیکھکر یکبارگی
امیر پر حملہ آور ہوئے دار شمشاد و چوب تفنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے لیکر حمزہ صاحبقران
کو چار طرف سے گھیر لیا اور وار شمشاد و غیرہ آلات حرب ضرب امیر پر لگانے شروع کئے امیر نے انکی ضرب وار شمشاد
و غیرہ سے بچکر عقرب سلیمانی سے انہیں قتل کرنا شروع کیا جب اہل قلعہ نے دیکھا کہ ایک آدم زاد کو چالیس ہزار
دیو گھیرے ہوئے ہیں لڑائی ہو رہی ہے لاش پر لاش دیوؤں کی گر رہی ہے زمین دیوؤں کے خون ناپاک سے رنگین ہو رہی
ہے اسوقت جملہ اہل قلعہ نے باہم مشورہ کیا کہ اس آدم زاد نے ہماری حمایت کی ہے اور ہماری وجہ سے لڑ رہا ہے اب
ہمکو بھی مناسب یہی ہے کہ قلعے سے نکل کر دیوؤں کو قتل کریں اس آدم زاد کو دیوؤں سے بچائیں یہ مشورہ کر کے جملہ
اہل قلعہ آلات حرب و ضرب سے لیکر قلعے سے نکلے اور دیوؤں سے دلیرانہ لڑنے لگے ادھر حمزہ صاحبقران
دیوؤں کو قتل کرتے تھے ادھر پریزاد دیوؤں کو ہلاک کرتے تھے اور خود بھی قتل ہوتے تھے تھوڑی دیر میں حمزہ
صاحبقران نے سینکڑوں دیوؤں کو قتل کرنا شروع کیا باقی ماندہ دیو تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگے
بادشاہ قلعہ امیر کو بعد عزت و حرمت قلعہ میں لیگیا بادشاہ قلعہ نے نام امیر کا پوچھا اور احوال بیان آنیکا
دریافت کیا امیر بانوقیر نے اپنا نام بتا کر تمام احوال اپنا اور آسمان پری کا بیان کیا بادشاہ قلعہ نے حال امیر کا سنکے
کہا آپ نے مجھے بھی پہچانا میرا نام لاہوت جنی ہے میں برادر حقیقی عبدالرحمن جنی کا ہوں اس قلعہ زمرد نگار
کا حاکم ہوں آپ یہاں بہ آرام تمام چند روز تک توقف فرمائیں پھر میں بعد راحت و آرام جہاں آپ کہیں گے پہونچا دوں
یہ کہکر سامان دعوت امیر میں مصروف ہوا ہنگام شب لاہوت شاہ نے خیال کیا کہ ملکہ آسمان پری امیر حمزہ
صاحبقران سے ناراض ہے اگر دشمن بنکر لاہوت شاہ نے امیر کو ملکہ مہرنگار کے پاس پہونچا دیا تو برہم ہو کر
مجھ پر کوئی نہ کوئی بلا نازل کریگی پس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ امیر کو قید کر یہ خیال کر کے بعد دعوت شراب میں
بیہوشی دارو ملائی جب حمزہ صاحبقران بیہوش ہوئے لاہوت شاہ نے پریزادوں کو حکم دیا کہ ابھی امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو یہاں سے اٹھا لیجاؤ اور ایسی چاہ تنگ و تاریک میں قید کرو کہ جان بچا تو
ملاقات کرو وہ پریزاد حسب حکم لاہوت شاہ امیر کو لے گئے اور عالم بیہوشی میں امیر کو چاہ تاریک میں قید
کر کے چلے آئے جب امیر کو ہوش میں ہوشیار ہوئے اپنے کو چاہ تاریک میں پایا سوائے خالق یگانہ خدا کا شکر کیا

کلچہ عنایت کیا ہوا جناب خضر کا پاس تھا وہی کلچہ امیر نے نکال کر کھایا اور کنوین سے پانی لیکر پیا کئی روز تک امیر اس
کنوین مین رہے جب یہ خبر دختر لاہوت شاہ کو پہونچی کہ میرے باپ نے حمزہ صاحبقران کو چاہ مین قید کیا ہے
نہایت ملول پر رنج ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ جس آدم زاد نے میرے والد کو دیوون کے شر و فساد سے بچایا
افسوس اسی آدم زاد کو میرے والد نے بجرم و خطا قید کیا۔ خیال کرکے نجم پری اپنے مادر و پدر و غیرہ سے پوشیدہ
اس چاہ تاریک مین گئی اور حمزہ صاحبقران کو چاہ سے نکال کر ایک صحرا مین لائی امیر نے اوس سے پوچھا
تو کون ہے نجم پری نے عرض کیا مین دختر لاہوت شاہ جنی کی ہون نام میرا نجم پری ہے ابھی یہ باتیں
اور امیر سے باتین ہو رہی تھین کہ ناگہان ایک گائے سامنے سے پیدا ہوئی اور نجم پری اپنی پشت پر بٹھا کر ایک جانب
بھاگی امیر بھی اوس گائے کے پیچھے روانہ ہوئے وہ گائے تو تھوڑی دور جا کر غائب ہو گئی امیر باتوقیر آگے بڑھے
دیکھا ایک قصر ہے اور پاس اوسکے ایک گنبد بلند ہے اوس قصر سے ایک مرد اور ایک عورت کی آواز آتی ہے
مرد کہتا ہے اے معشوقہ اس میرے حال پر رحم کر اپنے وصل سے مجھے شاد کام کر آرزو سے دلی میری بر لا عورت کہتی ہے
او خبردار مجھے ہاتھ ہو لگانا ورنہ مین اپنی جان دیدونگی تو ناحق مجھے لے آیا ہے تیرا مدعا دل حاصل نہو گا بہتر یہی ہے
کہ مجھے چھوڑ دے ورنہ حمزہ صاحبقران یہان اگر میرے کہنے سے تجھے قتل کرینگے امیر نے یہ تقریر سنکے با آواز بلند کہا
جو کوئی اس قصر مین ہو جلد دروازہ کھولدے ورنہ مین دروازہ توڑ کر قصر مین آتا ہون مرد نے ڈر کر دروازہ کھولدیا
جب امیر داخل قصر ہوئے دیکھا کہ ارنائیس اور نجم پری دونون بیٹھے ہین امیر نے ارنائیس سے پوچھا
تو نے نجم پری کو کیوں پکڑ پایا اوس نے عرض کیا اے امیر نجم پری آپ سے کیا باتین کر رہی
تھی چونکہ مین اسپر عاشق ہون گائے بنکر اسے اپنی پشت پر بٹھا کر یہان لے آیا ہون یہی میری معشوقہ ہے ہر چند
مین منت کرتا ہون لیکن یہ وصل پر راضی نہین ہوتی ہے امیر نے پہلے تو نجم پری کو سمجھایا پھر نجم پری کو راضی
کرکے وہ مسلمان کرکے عقد نجم پری کا ارنائیس کے ساتھ کر دیا پھر ارنائیس حمزہ صاحبقران کو نجم پری کے
پاس بٹھا کر واسطے میوہ لانے کے چلا گیا بعد جانے ارنائیس کے نجم پری بھی اٹھکر قصر سے باہر گئی اور تھوڑی دور جا کر
دریا مین نہانے لگی اودھر سے ارنائیس میوے لئے ہوے آتا تھا نجم پری کو دریا مین دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گیا اور خود
کود کر دریا مین جا کے نجم پری سے مدعائے دلی حاصل کیا نجم پری حاملہ ہوئی اسکے شکم سے اشقر دیو زاد
پیدا ہوتا ہے حال اوسکا بیان کیا جائیگا غرض کہ جب ارنائیس نجم پری سے مدعائے دلی حاصل کر چکا بصورت اصلی
میوہ لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوا نجم پری بھی نہا کر قصر مین آئی پھر ارنائیس امیر کو لیکر مع نجم پری کی
قلعہ یاقوت نگار کی جانب روانہ ہوا جب قلعہ یاقوت نگار مین پہونچا امیر کو اپنے قلعے مین بصد عزت رکھا
اور سامان امیر کے لیجانے کا کیا اکثر پوچھتا اے امیر آپ کو کس شہر اور کس قلعہ مین پہونچادون امیر کہتے
تھے جس جگہ خواجہ عمرو اور ملکہ مہر نگار ہون وہین مجھکو پہونچادو غرض ارنائیس تو سامان لیجانے کا کر رہا ہے مگر
امیر کا اکثر دل گھبراتا ہے ایک روز امیر واسطے شکار کے صحرا مین گئے اور چوپایون اور طائرون کا شکار کرنے
لگے امیر شکارگاہ مین ہین دیکھئے احوال اونکا بیان کیا جائیگا

دوسری داستان حال دریافت کرنا آسمان پری کا عبدالرحمن جنی سے اور گرفتار کرنا ارنائیس اور نجم پری کو مع دیگر حالات

بیا ساقیا توبہ توبہ شراب	کہ سوز دروں سے ہوا اب دل کباب	کرو حرمت تو اے ساقی مہ جبین

ہوئی پھر تلاش مئے آتشین	کہ آراستہ پھر تو سیمانے کو	نئی طرح گردش دے پیمانے کو
مئے لالہ گون کی مجھے چاہ ہے	کہان ساقیا ما عنبر بادہ ہے	گلابی مرے منہ سے جلدی لگا
کہین قلقل مے کی آئے صدا	پھر آیا ہے بنت العنب کو خیال	کہ تر ہونٹوں کو کملائے اب حال

روانی قلم کی دکھا اب تحریر ۔ نہ بہ مہ آگے مطلب پہ اب تحریر ۔ بیت نگار خم داستان کہن و رقم

کر مضمون زیب چمن ۔ جلوہ نگاران معنی عبارات داستان رنگین بیان و ضیا پردازان مطالب مضامین دفتر عجائب نشان حالات امیر یاقوت قیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کیفیت ملکۂ آسمان پری قلم تیز رفتار سے صفحۂ قرطاس پر بستان اساس پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز ملکۂ آسمان پری جو بادل فراق نال امیر یاقوت قیر حمزۂ صاحبقران زمان کا خیال آیا اسیوقت عبدالرحمن جنی کے پاس آئی اور عرض کیا کہ حضور مجھسے صاف صاف ارشاد کرین کہ اسوقت وہ آدم زاد یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کہان ہین عبدالرحمن جنی نے سکوت کیا جب ملکۂ آسمان پری نے جناب سلیمان نبی کی قسم دی عبدالرحمن نے کہا امیر یاقوت قیر اسوقت قلعہ یاقوت نگار مین بعد عیش و عشرت ارنائیس کے پاس جلوہ افروز ہین اور یقین ہے کہ کل ہی ارنائیس حمزۂ صاحبقران کو پردہ دنیا کی طرف روانہ کریگا اور امیر یاقوت قیر کو ملکہ مہر نگار کے پاس پہونچا دیگا یہ کلام خیر انجام عبدالرحمن کے سنتے ہی ملکۂ آسمان پری نہایت غضبناک ہو کر نہایت بیقرار ہوئی اور دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر بتعجیل تمام بہ تلاش امیر عالی مقام روانہ ہوئی آتے آتے بصد تیز روی مثل باد صرصر دو پہر کو چین نہ آتا تھا قلعہ یاقوت نگار پر مع دس ہزار دیو کے پہونچی دیکھا کہ امیر یاقوت قیر کا تو کہین پتا بھی نہین ہے مگر ارنائیس اور نجم پری اس مقام پر لیٹے ہوے اور گلو مین باہین ڈالے ہوے بوس و کنار کرتے کرتے سو گئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ شربت وصل سے سیراب ہو چکے ہین آسمان پری نے اپنے دیوون سے حکم دیا کہ جلد ان دونون کو گرفتار کرو وہ دیو بحکم آسمان پری فوراً ترغہ کرکے آپہونچے اور دیوان قلعۂ یاقوت نگار سے لڑائی ہونے لگی غرضکہ بہت سے مارے گئے اور بہت سے دیو قلعہ کو چھوڑ کر فراری ہوے دیوان ملکۂ آسمان پری نے ارنائیس اور نجم پری کو گرفتار کر لیا میدان تمام صاف ہو گیا قلعہ سب لوٹ کر کے بھاگ گئے ملکۂ آسمان پری نے قلعہ یاقوت نگار کو مسمار کرکے خاک سیاہ کر دیا اور کیفیت تمام بخط جلی تحریر کر دیا کہ ملکۂ آسمان پری دختر شہپال و بچھو یون دیوون کو قتل کرکے سردار کو گرفتار کرتے ہین اور قلعہ کو یون تباہ و برباد کرتے ہین جو کوئی اس آدم زاد یعنی حمزۂ صاحبقران کی اعانت کریگا اور پردۂ دنیا پر پہونچا دیگا اسکا یہی حال کیا جائیگا غرضکہ ملکۂ آسمان پری مع اپنے دیوان جنگی ارنائیس و نجم پری کے وہان سے روانہ ہوئی جب اپنے قصر عالی شان مین پہونچی حکم کیا کہ ارنائیس و نجم پری کو قتل کرو عبدالرحمن جنی نے کہا کہ مجھے بزور علم معلوم ہوتا ہے کہ نجم پری حاملہ ہے اور اسکے شکم سے اشقر دیو زاد پیدا ہونیوالا ہے ملکۂ آسمان پری کا شکر عبدالرحمن جنی نے منع کیا کہ انکو قتل کرنا بہتر ہوگا بلکہ ان دونون کو زندان خانۂ سلیمانی مین قید رکھو ملکۂ آسمان پری نے یہ سنکر جو منع کیا کرنا بیشتر منظور ہے اور دونون کو زندان خانۂ سلیمانی مین قید کیا ادہر کا حال سنئے کہ جب امیر یاقوت قیر شکارگاہ سے پھر کر آئے عجب کیفیت تازہ نظر آئی کہ قلعہ یاقوت نگار تمام منہدم ہے کسی نے دفعتہً ایسا تباہ و برباد کیا ہے کہ وہ جگہ ویرانہ ہو گیا ہے ایک قائم ہو کا نظر آتا ہے نہ قلعہ ہے نہ ارنائیس و نجم پری ہین نہ دیوار و در کا پتا ہے مگر ایک مقام پر کچھ لکھا ہے جب قریب تحریر کے آئے لکھا تھا کہ ملکۂ آسمان پری جو کوئی امیر کو پناہ دیگا اور پردۂ دنیا پر پہونچانے کا ارادہ کریگا اسکا یہی حال ہوگا امیر یاقوت قیر نے نعلین پانوٴن سے اتارے اور ملکۂ آسمان پری کے نام پر کفش کاری کی مگر امیر کو نہایت ملال ہوا کہ

لاہر دو دنیا پر جانے کی پیدا ہوئی افسوس پھر وہ مسدود ہو گئی معلوم ہوتا ہے کہ اب زندگی میں پردۂ دنیا پر جانا ہوگا حمزۂ
صاحبقران متردد و متفکر کھڑے ہوئے دل سے یہ باتیں کر رہے تھے دیکھا سامنے ایک دیو آتا ہے اس سے دریافت
کیا کہ اس قلعہ یاقوت نگار پر کیا افتاد پڑی باشندگان قلعہ کس آفت میں گرفتار ہوئے اس دیو نے عرض کیا اے
امیر ملکۂ آسمان پری ارنامیس دیو نجم پری کو گرفتار کرکے لیگئی اور بہت سے دیوؤں کو قتل کیا امیر کو یہ سنکر
بہت رنج و ملال ہوا اسی عالم صدمات میں ایک پارۂ سنگ کلان پر امیر باتوقیر لیٹ رہے آنکھ لگ گئی اتفاق کا روہی
دیو جو ہاتھ سے امیر باتوقیر کے اپنی جان بچا کر بھاگا تھا اسوقت اسطرف آنکلا دیکھا امیر باتوقیر خواب غفلت میں بے خبر
پڑے سوتے ہیں دوڑ کر دیو امیر کو مع پارۂ سنگ اٹھا کر آسمان کی طرف اڑا اور دو ہزار کوس بلند اب امیر باتوقیر
کی آنکھ کھل گئی امیر نے اپنے تئیں ہوا میں دیکھا سمجھے کہ اب بچنا مشکل ہے اُس دیو نے کہا کہ
اے آدم زاد کیا کہتا ہے کہاں تجھکو پھینکوں امیر باتوقیر نے کہا اے دشمن جان تو مجکو دریا میں پھینکدے مگر دیو کی عقل
الٹی ہوتی ہے امیر کے کلام کے برعکس کیا پہاڑوں پر دو ہزار کوس کی بلندی سے امیر کو پھینک دیا صاحبقران اسم
دیو کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک طرف کو دریا کے ہوا میں پھینکے ہوئے ہوا بادیں غوطے لگانے جیسے چلے جب قریب
زمین کے آئے اسوقت حضرت خضر اور حضرت الیاس عبادت خدا میں مشغول تھے یکایک ندائے غیب آئی اے نبی
ہمارے خضر و الیاس حمزہ کو ایک دیو دشمن جان اسکا اٹھا کر آسمان پر لیگیا ہے اور دو ہزار کوس کی بلندی سے
اسے پھینکا ہے جلد اسکو روک لو کہ صدمہ امیر کو تکلیف کرنے کی نوبت پہنچنے ہی ان دونوں خداشناسوں نے
انکا امیر کو ہاتھوں پر روکا مگر امیر ایسے بیہوش تھے کہ آنکھ نہ کھلی ان دونوں پیغمبروں نے امیر کا سر اپنے
زانوؤں پر رکھا اور دامان عبا کی ہوا دینے لگے گلاب اور کیوڑے کا چھینٹا دیا امیر باتوقیر بڑی دیر کے بعد ہوشیار
ہوئے غش سے آنکھ کھولی جلوۂ نور الٰہی بشاش کی

دو کلمہ داستان مصیبت بیان جانا آسمان پری کا امیر باتوقیر کے پاس اور چھ مہینے کا وعدہ کرکے اپنے ساتھ پرستان میں لانا

مشتاقان عالم سیر پری دانایان عرصۂ دوری اس داستان عظیم الشان کو یوں لکھتے ہیں کہ جسوقت امیر باتوقیر
کو حضرت خضر و الیاس نے ہاتھوں پر روکا اور امیر کی غش سے آنکھ کھلی دونوں خاصان خدا کو امیر نے سلام کیا اور
کہا کہ مجکو فلک کجرفتار نے مثل آسیا کے ایسا پیسا ہے کہ تمام استخوان جسم میرے چور چور ہو گئے ان حق شناسوں نے
فرمایا اے امیر عنقریب ہے کہ تم پردۂ دنیا پر پہنچو یہاں امیر باتوقیر حضرت خضر و الیاس سے یہ باتیں کر رہے تھے ادھر
ملکۂ آسمان پری عبدالرحمن جنی کے پاس آئی اور کہا کہ بتا اے میرے وارث نامدار شوہر ذی وقار حمزۂ صاحبقران
عالی شان کہاں ہے عبدالرحمن جنی نے کہا کہ آج شوہر تیرا بتائید پروردگار بچ گیا دیو سفید نے اسکو اٹھا کر دو ہزار کوس
بلند ہو کے آسمان سے زمین پر پھینکا بحکم پروردگار جناب خضر و الیاس نے اسکو ہاتھوں پر روکا امیر کو تھپیڑہ موجہ ہوا سے
غش آگیا اور وہ کوہ صفا پر ہے یہ سنکے آسمان پری مضطر و بیقرار حیران و پریشان شہپال کے پاس آئی اور
امیر کا حال بیان کیا شہپال اسیوقت اٹھ کھڑا ہوا اور دس ہزار دیو لیے ہمراہ لیکر مع ملکۂ آسمان پری کے
بتعجیل تمام کوہ صفا پر پہنچا ملکۂ آسمان پری نے جیسے ہی حمزۂ صاحبقران کو دیکھا شکر خدا کیا اور دوڑ کے امیر
باتوقیر کے پاؤں پر گر پڑی اور کہا کہ تم میرے ساتھ چلو میں تا چھ مہینے کے بعد پردۂ دنیا پر پہنچا دونگی امیر باتوقیر کا
بے تحاشا سرخ ہو گیا اور غصے کے کانپنے لگے مگر ضبط کر کے چپ ہو رہے شہپال نے بھی بہت اصرار کیا کہ بعد چھ مہینے کے

ضرور تمکو پردۂ دنیا پر پہونچا دونگا اور اگر خلاف کرون تو قہر خدا مین گرفتار ہون حضرت خضر والیاس نے بھی فرمایا
کہ اے امیر سچ ہے تم انکے ساتھ جاؤ اقرار کرتا ہے کہ بعد چھ مہینے کے پردۂ دنیا پر پہونچا دیگا غرضکہ امیر با توقیر
شہپال اور ملکہ آسمان پری بہ منت و سماجت گلستان ارم مین لائے قریشہ سلطان دوڑ کر امیر با توقیر
سے لپٹ گئی محبت پری سے دیا دلی نے جوش مارا غصہ فرو ہو گیا ملکہ عیش و عشرت مین رہنے لگے مگر ہر ساعت
و ہر لحظہ فراق گل مدلقہ نوشیروانی سے ملکہ مہر نگار کے بچھڑنے بصورت بلبل گرفتار پریشان ہر گل مثل خار غنچۂ دل
مین کھٹکتا ہے لیکن چارو ناچار کیا کرین کیا کرین کچھ بس نہین شعر قفس ہے روزنون سے دیکھکر فصل بہاری کو تڑپ
کر جان دیتے ہین پھڑک پھڑک کر سر ٹپکتے ہین ہ انکو تو اب یہین چھوڑیے کہ سیر گلستان ارم مین مشغول ہین اور دل بہلاتے ہین

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے بیان ہوتے ہین

سمند بازان فسانۂ رنگین نظر پردازان داستان خوش آئین فضا مین عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی رعایت
اسانی زیب و زینت صفحۂ قرطاس قلم رنگین اساس سے یون بیان کرتے ہین کہ جب آذو قہ بیضے غار قلعے مین انتقام کو پہونچا
پہلوان مادی نے عمرو سے کہا اے خواجہ اب کچھ فکر کھانے کی کرنا چاہیے عمرو نے مرد شیر سے پوچھا کہ کوئی قلعہ
اس حوالی مین اور ہے اُس نے کہا اے خواجہ اس مقام سے تین کوس کے فاصلے پر ایک قلعہ ہے کہ نام اس قلعہ کا دیو
دودہ ہے عمرو یہ سُنکے اُس سے چپ ہو رہے جب شب ہوئی نقب کی راہ سے چلے چلتے جاتے جب برابر قلعے کے
پہونچے دیکھا کہ چارون میل فولادی پر قلعہ قائم ہے عمرو نے خیال کیا کہ راستہ اس قلعہ کا کسطرف ہے اس قلعے کے چارو
طرف پھر کر راہ قلعے مین جانے کی تلاش کی مگر کہین راستہ نہ پایا آخر کار ایک میل کے پاس کھڑے ہو رہے حیران
حیران چارون طرف دیکھ رہے ہین اور دل مین کہتے ہین کہ کون سی تدبیر اس قلعے کے اندر جانے کی کیجیے کوئی سبیل
ایسی نکالیے کہ گوہر امید ہاتھ آئے حسب اتفاق اسی میل کے قریب ایک چاہ عمیق نظر پڑا کہ اہل قلعے مین سے سقے
پانی وہین بھرتے تھے قضائے کار اُس کنوئین مین ایک بہشتی نے اوپر سے پانی بھرنے کو ڈول ڈالا عمرو نے
کھینچتے ہی ڈول ہاتھ سے پکڑ لیا بہشتی حیران ہوا کہ ڈول کہان اٹک گیا جھک جھک کر اور جھانک جھانک کے دیکھنے
لگا مگر کچھ سوائے تاریکی کے دکھائی نہ دیا خواجہ عمرو اس ڈول مین بیٹھ گئے اب جو بہشتی نے ڈول کھینچا تو کھینچ نہ سکا
بہزار خرابی جان پر کھیل کر بہشتی نے وہ ڈول کھینچا دیکھا کہ ایک بن مانس ڈول مین بیٹھا ہوا ہے عجب طرح کی شکل
ہے رنگ سیاہ قد پستہ کرنجی آنکھین گول بدن پر سفید دانت بہشتی دیکھکر ڈر گیا اور ڈول چھوڑ کر بھاگا عمرو
نے جھپٹ کر اُس بہشتی کو پکڑا اور اٹھا کر کے اسی کنوئین مین پھینکدیا بہشتی کو قضا کا تھپیڑا لگا دریائے فنا مین
غرق ہو کر مر گیا عمرو نے روغن عیاری نکالا اور اسی بہشتی کی صورت بنکر اسی جگہ بیٹھ رہا جب عرصہ زیادہ گذرا اُس
بہشتی کی جورو اپنے شوہر کو تلاش کرتی ہوئی اوسی کنوئین کے پاس آئی اور کہا ارے او بدھوا کے باپ
تو نے بڑی دیر کی یہ کیا سبب ہے جو تو یہان بیٹھا ہے اور دن زیادہ چڑھ گیا لوگون کا پانی نہین بھرا اُس
بہشتی نقلی نے جواب دیا مجھے دو گھڑی سے آنکھون سے نہین سوجھتا ہے مجبور ہو کر یہان بیٹھ رہا اسکی جورو نے
کہا کہ آمین تیرا ہاتھ پکڑ کر لیے چلو غرضکہ بہشتی کی زوجہ نے اُسکا اپنا شوہر سمجھکے پکڑ لیا اور اپنے گھر لیگئی طعام کھلایا سرد
پانی پلایا عمرو بعد فراغت آب و طعام سو رہے جب دو پہر رات گذری ایک شخص نے دروازے پر آواز دی او بدھوا کے بابا
او بدھوا کے بابا ذرا اودھر تو آ کچھ کہنا ہے بہشتی کی جورو نے عمرو کو اپنا شوہر جانکر جگایا اسے بدھوا کے باپ سوتے ہو کوئی
دروازے پر پکارتا ہے دیکھو تو جا کر کون ہے اور کیا کہتا ہے عمرو یہ سنکر بیدار ہوے اور اُٹھ کر باہر آئے دیکھا کہ شخص کھڑا ہے

دیکھتے ہی عمرو کو اس شخص نے کہا خواجہ سلام علیک عمرو نے کہا اے شخص مین تو بہشتی بدھوا کا باپ ہون تو مجھکو خواجہ کیون
کہتا ہے اس شخص نے کہا مین تمکو جانتا ہون تم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہو ابھی مجھے خواب مین ایک بزرگوار نے
فرمایا کہ خواجہ عمرو عیار صاحبقران نامدار اس ہیئت سے بدھوا کا باپ بنکر فلان بہشتی کے گھر مین ہے عمرو نے پوچھا
تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اوس نے کہا نام میرا جتیر شہباز ہے عمرو اس سے ملا اور کہا بھائی مجکو ایوان شاہی پر
پہونچا دے اس نے کہا بسم اللہ چلیے عمرو اسیوقت شہباز کے ساتھ چلے جتیر شہباز عمرو کو لئے ہوئے ایوان
شاہی پر آیا عمرو نے ایک طرف سے کمند پھینکی اور قصر شاہی پر چڑھکر اندر محل کے آیا دیکھا کہ بادشاہ اپنی خوابگاہ مین
سو رہا ہے عمرو نے چاہا کہ بادشاہ کو بیہوش کرون کہ یکایک بادشاہ کی آنکھ کھل گئی اور بیدار ہو گیا آواز دی یا سلام علیک یا
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عمرو نے یہ دیکھ کے بھاگنے کا قصد کیا بادشاہ نے کہا اے خواجہ تم بھاگو نہین مجھے اسوقت دیو
جادو مین معلوم ہوا کہ تم خواجہ عمرو ہو اور مین اوسیعالم خواب مین اسلام لایا ہون تم ملکہ مہر نگار کو جا کر لے آؤ مین
ابھی ساکنان قلعہ و اہالیان کو مسلمان کرتا ہون خواجہ عمرو یہ سنکے بہت خوش ہوے کہا الحمد للہ مراد دلی بر آئی
اور بادشاہ قلعہ سے رخصت ہو کر قلعہ صغیرہ کوہ پر آیا اور ملکہ مہر نگار اور پہلوان عادی وغیرہ سے تمام
ماجرا قلعہ دیو دودہ کا بیان کیا صبح کو خواجہ عمرو و ملکہ مہر نگار و عادی وغیرہ کو ہمراہ لیکر نقب کی راہ
سے بہ تعجیل تمام نکل گئے اور چلتے چلتے جب قلعہ دیو دودہ کے پاس پہونچے قلعہ دار کو آواز دی اور اپنا نام و نشان
دیا قلعہ دار نے بادشاہ سے اذن داخلہ لیکر قلعہ کھلوا دیا اور خواجہ عمرو مع ملکہ مہر نگار وغیرہ کے اندر قلعہ کے داخل
ہوے عمرو نے دیکھا تمام ساکنان قلعہ خدا پرست ہین غرضکہ بادشاہ نے خواجہ عمرو و ملکہ مہر نگار وغیرہ کے رہنے
کے لئے ایک قصر عالی شان خالی کرا دیا یہ سنکے سب اسی قصر مین مقیم ہوے اور بعد خوشی و خرمی رہنے لگے ادہر
زوبین کامرانی کو خبر ہوئی کہ قلعہ صغیرہ کوہ خالی ہو گیا عمرو وغیرہ کسی طرف کو نکل گئے ملازمون سے زوبین کامرانی
نے دریافت کیا کہ یہ خدا پرست کسطرف چلے گئے ہین ہرکارون کی خبر سے معلوم ہوا کہ عمرو و مہر نگار
وغیرہ نقب کی راہ سے نکل کر قلعہ دیو دودہ مین پہونچے اسیوقت زوبین مع فوج تعاقب کنان روانہ ہوا اور
آتے ہی قلعہ دیو دودہ کو گھیر لیا اور ایک نامہ بہ شرح مضمون کا بخدمت بادشاہ نوشیروان عادل روانہ کیا
نامہ اے خسرو خسروان عادل زمان والے معین شاہان دوران اے تاج بخش سلاطین ملک گیران والے مددگار
اورنگ نشینان یعنی بادشاہ نوشیروان عادل زمان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بعد عرض اقدس حضور فیض گنجور کمترین بندہ
حالات پژمردہ میرسانہ بخدمت حاشیہ بوسان بساط لطیف بنا و بعد جبہ سائی آستان دولت نشان پناہ و بندہ نواز و داد گستران
یہ خانہ زاد بے بنیاد بصد ادب یون عرض رسا ہے کہ زمانہ نو برس کا گذرا ہے کہ غلام مقیم آستانہ فلک مقام گرد
جستجو گرفتار سے نہایت روان دوان ہے اور کہین اُس ساربان زادے کا پتا و دستیابی نہین لگتا اس
قلعہ سے اُس قلعے مین بھاگتا پھرتا ہے اور ہاتھ نہین آتا ہے اور ہر ایک حاکم قلعہ کو بشعبدہ بازی و عیاری طرازی
طریقہ اسلام پر مسلمان کرتا ہے اور چند روز مقیم ہو کر نکل جاتا ہے اب بالفعل عمرو مع ملکہ مہر نگار و پہلوانان عادی
وغیرہ کے قلعہ دیو دودہ مین مقیم ہے اور اتنتر بادشاہ دیو دودہ کو مع ساکنان قلعہ مسلمان کر لیا ہے اور یہ غلام لشکر انتظام
فوج تاپیل سے قلعہ گھیرے ہوے ہے لہذا عرضی ہذا حضور مین گزران کرا امیدوار ہون کہ اگر حضور خود مع لشکر گران بہا
جاوہ افروز ہون تو بہ اقبال شاہنشاہی و بہ جلالت جہان پناہی تمام قلعہ جات چشم زدن مین فتح ہو جاوین اور غلام
اس قید عذاب الیم سے رہائی پا جاوے واجب جان کر عرض کیا مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔ زوبین

نے یہ عریضہ لکھا کہ بخدمت نوشیروان روانہ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل نامہ دار بتعجیل تمام بارگاہ بادشاہ نوشیروان
میں پہونچا آداب سلام شاہانہ بقید خسروانہ بجالایا اور تخت گاہ شاہنشاہ کو بوسہ دیکر نامہ ژوبین کامرانی بحضور خسروانی
پیش کیا بادشاہ نوشیروان نے دبیر کو حکم دیا کہ ژوبین کامرانی کا نامہ پڑھا جاوے دبیر نے دربار عام میں وہ نامہ
پڑھکر سنایا بادشاہ نوشیروان نامہ سنکر مضمون سے آگاہ ہوا بختک کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا اے بختک
تیری کیا رائے ہے اور کیا جواب اس نامہ کا لکھا جائے بختک نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ میری رائے تو یہ ہے
کہ آپکا چلنا بہت مناسب ہے کہ اقبال حضور اور قدم میمنت لزوم کی برکت سے سب ملک مسخر ہو جائینگے اور دشمنوں کو
زیر کرکے گرفتار کرینگے اور سب قلعوں پر فتحیاب ہونگے بادشاہ نوشیروان یہ رائے بختک کی سنکر خاموش
ہو رہا پھر حکیم بزرجمہر کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا اے خواجہ جان آپ کیا فرماتے ہیں بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ عمرو
نہایت سخت بدذات ہے اور بہت چالاک عیار دغا باز ہے نہیں معلوم اس کے سبب کیا ذلت و خواری ظہور میں آئے
میری رائے نہیں ہے کہ آپ تشریف شریف لیجائیں اور پریشانی اٹھائیں نوشیروان نے بھی سکوت کرکے سوچا اور
کہا اے حکیم تم سچ کہتے ہو پھر دبیر سے فرمایا اے دبیر اس نامہ کا جواب لکھو کہ میرا جانا مناسب نہیں ہے اور میں کسی طرح نہیں
آسکتا ہوں تمکو یہ چاہئے کہ عمرو کو گرفتار کرو اور قلعہ جات کو فتح کرو دشمنوں کو مارو بعد اسکے زیر مضامین شاہنشاہی
نامے کے آخر میں بختک نے اپنی طرف سے لکھا اے ژوبین کامرانی میری رائے تو تھی کہ بادشاہ نوشیروان بھی
لیکر آتا اور قلعہ جات کو فتح کرتا اور میرے کہنے پر بادشاہ آمادہ چلنے پر ہوا تھا مگر حکیم بزرجمہر نے دو چار وجوہ بیان
کرکے منع کیا بادشاہ کو رائے بزرجمہر کی پسند آئی جاتے جاتے رک گیا میں کیا کروں میرا کچھ اختیار نہیں غرضکہ جواب نامہ
ملفوف کرکے شتر سوار کو دیا وہ نامہ بر سلام شاہانہ بجالاکے رخصت ہوا بتعجیل تمام منزلیں طے کرکے پہونچا اور جواب
نامہ بادشاہ کی طرف سے ژوبین کو دیا ژوبین کامرانی جواب نامہ پڑھکے خاموش ہو رہا کہا خیر دیکھا جائیگا
[illegible] ہے فرزند آدم ہر جوانہ بنزد [illegible] انکو تو نہیں چھوڑے کہ عمرو وغیرہ قلعے میں ہیں اور ژوبین قلعہ گیری ہو رہے

دوسری داستان مصیبت نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے کہ قاف میں مقیم ہیں اور اب بیرون پردہ دنیا کی طرف ارادہ ہے

مصیبت انگیزان مالہا تا ہجا [illegible] کیفیت امیر باتوقیر کی حوالی پردہ قاف میں یوں لکھتے ہیں
کہ جب زمانہ چھ مہینے کا امیر باتوقیر کو گزر گیا صاحبقران زمان نہایت مضطر و نالان حیران پریشان ہے ہر وقت
یہ فکر و رنج و الم کہ دیکھئے زندگی میں پھر ہمسے پردہ دنیا نصیب ہوتی ہے یا نہیں شوق دیدار ملکہ مہرنگار میں رات
رات بھر بستر خواب پر پڑے تڑپتے ہیں دن دن بھر دیوانہ وار بسر کرتے ہیں شام سے صبح تک اختر شماری اور صبح
سے تا شام عالم بیقراری میں گزرتی ہے ایک روز اسی عالم میں جو آنکھ لگ گئی خواب میں ملکہ مہرنگار کو مضطر و بیقرار
دیکھا کہ زار زار مثل ابر نوبہار رو رو کر کہتی ہے امیر کیا یہی شرط محبت ہے جو کچھ تم سے ظہور میں آیا اسیر تو صورت دکھاؤ
تو میں تڑپا ہوں میں تمہارے اشتیاق صدمۂ فراق سے جاں بلب ہوں یہ خواب دیکھا امیر بیدار ہوتے گھبرا کر آنکھ
کھل گئی غم ہجر ملکہ مہرنگار کا ایک تیر دل پر لگا صدمۂ عظیم دل پر ہوا چیخ مار کر رونے لگے امیر باتوقیر کی آواز بلند سے
آسمان پری وغیرہ چونک اٹھیں اور امیر باتوقیر سے لپٹ گئیں پوچھا اے صاحب خیر تو ہے بتاؤ کیا ہوا کیا خواب
پریشان نظر آیا جو اسطرح تم بیتابانہ جاگ اٹھے اے امیر سچ بتاؤ کہ بد خواب ہو کر ڈر گئے جو عالم حیرت میں رونے امیر نے
کہا اب تم مجھکو برائے خدا دنیا پر پہنچا دو نہیں میں ہلاک ہو جاؤنگا آسمان پری نے ہنسکر کہا ابھی جانا نہیں ملتا

امیر کو ملکہ آسمان پری کے ہنسنے پر غصہ آگیا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھ کر کہا اے آسمان پری کیا تو نے مجھ کو قید
کیا ہے ابھی تو ان کے دریا پرستان میں جاؤں گا آسمان پری نے کہا اے امیر کیا تاب کیا مجال تمہاری امیر
یہ سنکر نہایت غضبناک ہوئے اور تلوار کھینچ کر اٹھے اب آسمان پری کو غصہ آگیا مہر سلیمانی پکڑ کر وہ بھی کھڑی ہو گئی
یقین تھا کہ دو ہاتھ چل جائیں اور گلستان ارم میں خون کے نالے بہ جائیں کسی نے دوڑ کر شہپال کو خبر دی کہ امیر
و آسمان پری میں تلوار چل رہی ہے شہپال گھبرا کر ننگے پاؤں ننگے سر دوڑا ہوا آیا دیکھا دونوں طرف تلواریں کھنچی ہیں
میں شہپال نے وہیں سے آسمان پری کو للکارا کر خبردار تلوار نہ مارنا یہ کیا کرتی ہے شوہر پر تلوار کھینچی کوئی ایسی بیہودہ
حرکت کرتا ہے بس جا علیحدہ ہو اور امیر کے پاس شہپال آیا اور صاحبقران کو گلے سے لگایا اور سمجھا کر اپنے ساتھ
دربار میں لیگیا اور کہا میں تم کو ابھی پردۂ دنیا کی طرف روانہ کرتا ہوں بہت نہ گھبراؤ زیادہ ملول نہ ہو پھر چار دیوؤں کو بلا کر
شہپال نے حکم دیا کہ اے امیر کشورگیر کو ایک تخت زرنگار پر سوار کر کے پردۂ دنیا پر جس جگہ یہ کہیں بہ حفاظت تمام
پہونچا آؤ۔ جب حکم شہپال ان دیوؤں تخت آراستہ کر کے امیر کو تخت پر بٹھایا اور چاروں دیو تخت لیکر روانہ ہوئے
ادھر ملکہ آسمان پری کو خبر ہوئی کہ شہپال نے امیر کو تخت زرنگار پر بٹھا کر پردۂ دنیا کی طرف روانہ کر دیا جلاجل
پری سے کہا کہ تو ابھی تو جا اور چاروں دیوؤں سے کہ آگاہ خبردار تخت امیر کا شکارگاہ سلیمانی میں رکھ کر چلے آنا
آگے نہ لیجانا اسیوقت جلاجل پری بحکم ملکہ آسمان پری تعاقب میں امیر با توقیر کی چلی یہاں وہ دیو کوئی
دو کوس تخت امیر کا لے گئے ہونگے کہ جلاجل پری مثل طائر تیز پرواز آتی ہوئی اور زبان جنی میں اون دیوؤں سے
حکم آسمان پری سنا کر مثل برق جہندہ کے پلٹ آئی امیر با توقیر بھی کچھ سمجھے کہ پھر رخنہ اندازی آسمان پری نے کی
امیر نے ان چاروں دیوؤں سے کہا کہ تم مجھ کو پردۂ دنیا پر نہ لیجاؤ بلکہ گلستان ارم میں پھر مجھ کو پہونچا دو کہ
اب مجھ میں طاقت مار دھاڑ کی اور بربادی اٹھانے کی نہیں ہے وہ چاروں دیو تخت امیر با توقیر کا دربار شہپال میں پھر کر
لے آئے شہپال نے پوچھا کیوں خیر تو ہے کیا ہوا کیوں پھر آئے امیر کو پردۂ دنیا پر کیوں نہ پہونچایا دیوؤں نے عرض کیا
کہ حکم ملکہ آسمان پری کا یہی ہے کہ امیر کو پردۂ دنیا پر لیجائیں جلاجل پری کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ امیر کو شکارگاہ
سلیمانی میں اتار دینا امیر نے کہا اگر ایسا ہی ہے تو مجھ کو پھر گلستان ارم میں پہونچا دو شہپال سنکر خاموش ہو رہا
اور سکوت کیا بس امیر کو غصہ آگیا اور ایک دو ہتھڑ شہپال کی پشت پر مارا اور کہا کہ خدا تجھ کو اسکی سزا دے جیسا تو
تو بیساختہ کر رہا ہے یہ کہکر امیر با توقیر اٹھ کھڑے ہوئے اور گیرا لباس زیب جسم اتار کر کے ایک طرف کو راہی ہوئے
شہپال کو نہایت صدمہ ہوا مگر بخاطر ملکہ آسمان پری عالم مجبوری سے کچھ نہ کہہ سکا چپ ہو رہا یہاں امیر با توقیر
چلتے چلتے شام کے قریب ایک منزل پر پہونچے وہاں ایک دیو سے ملاقات ہوئی اس سے پوچھا کہ دنیا یہاں سے
کتنے فاصلے پر ہے اس دیو نے کہا یہاں سے راستہ پردۂ دنیا کا دس ہزار برس کا ہے امیر یہ سنکر چپ ہو رہے اور بحسرت
حسرت آنکھوں سے بہے اور آسمان کی طرف سر کو بلند کر کے کہا اے پروردگار عالم کیا مجال بشر کی جو یہاں سے زندگی
میں پردۂ دنیا پر پہونچے مگر تو ہی حامی و مددگار ہے اگر تو چاہے تو آن واحد میں پہونچا دے یہ کہتے ہوئے ایک طرف
روانہ ہوئے چار پانچ دن کے بعد امیر نے دیکھا ایک قلعہ سامنے ہے مگر نہایت عالم ہے چالیس ہزار دیو اس قلعے کو گھیرے
وہ حملہ کر رہے ہیں لڑائی ہو رہی ہے مگر ساکنان قلعہ کی صدائے فریاد و زاری بلند ہے امیر کشورگیر
کو ان فریادیوں پر رحم آیا اور ان دیو زادوں کو وہیں سے للکارا اس لشکر سے ایک سردار جس کا نام
دیو ابلق تھا اس نے آتے ہی امیر پر وار شمشیر اور ماری امیر نے خالی دے کر ہاتھ تیغ آبدار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔

زمین پر گرا ساکنان قلعہ برون سے دیکھ رہے تھے فریاد و زاری موقوف کی اور قلعے کا پھاٹک کھول کر نکلے لڑائی ہونے
لگی تلوار چلنے لگی غرضکہ امیر نے ہزار ہا دیوؤن کو مارا اور باقی بھاگ گئے بادشاہ قلعے نے آکر امیر کو مجرا کیا اور کہا کہ حضور نے
مجکو پہچانا صاحبقران نے فرمایا کہ ہان بخوبی آپ سے شناسائی ہے آپ جنود سبز قبا ہین اور یہ قلعہ سبز نگار ہے بادشاہ
جنود سبز قبا امیر باتوقیر کو بعد اعزاز و اکرام قلعے مین لایا اور دنگل زرنگار پر بٹھایا محفل جشن آراستہ کرکے دور جام
شراب کا حکم دیا رقص کا سامان مہیا کیا ایک وزیر اس بادشاہ کا تھا کہ نام اسکا خواجہ شمس تھا اسکو بلا کر بادشاہ نے
چپکے سے کچھ اسکے کان مین کہا اور بادشاہ جنود سبز قبا محفل سے اٹھکر چلا گیا اسوقت خواجہ شمس وزیر نے امیر
باتوقیر سے عرض کیا کہ بادشاہ جنود سبز قبا کا ارادہ ہے کہ ایک گوہر شب چراغ میرے پاس ہے مین امیر باتوقیر کو نذر دون اپنی
دختر نیک اختر ملکہ ریحانہ پری کا عقد امیر باتوقیر کے ساتھ کردون اگر حضور کو منظور خاطر ہو تو ارشاد فرمائے
صاحبقران نے فرمایا اے بھائی مجکو کسطرح منظور نہین کسواسطے کہ ابھی ایک عذاب سے چھوٹا نہین دوسرا بار عظیم اپنے
سر پر کیون رکھون خواجہ شمس وزیر نے کہا کہ یہ بادشاہ بھائی شہپال کا ہے اور علاوہ اسکے مین حضور سے اقرار کرتا ہون کہ بعد
عقد ہوجانے کے آپ کو ضرور پردۂ دنیا پر پہونچا دونگا امیر نے فرمایا کہ ہان اسصورت مین البتہ مجکو منظور ہے اگر تو اور تیرا بادشاہ
عہد محکم مجکو دنیا پر پہونچا دینے کا کرے وزیر نے کہا کہ جو مین عرض کرتا ہون اسمین کبھی فرق نہوگا الغرض
اسوقت سامان شادی ملکہ ریحانہ پری کا ہونے لگا ایک قصر عالی شان مین امیر باتوقیر کو مقیم کیا
بادشاہ جنود سبز قبا نے بڑی دھوم دھام اور نہایت ساز و سامان سے بہت بھاری بیاہ کیا امیر باتوقیر کو جوڑا پہنایا اگر
اسکا سامان تحریر کرون تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ بعد ساچق و مہندی کے برات کا دن آیا امیر کشورگیر کو دولھا بنا
جواہرات کا سہرا باندھا اور تخت جواہر نگار پر سوار کیا اور تمام دیوزادے لباس رنگین و فاخرہ زیب تن کئے برات ہمراہ ہوئے باجے
ہر رنگ کے بجنے لگے تختون پر پریان ناچتی ہوئین بھاند بجاتی ہوئین مبارک سلامت کا شور بلند غرضکہ اسطرح
برات دلھن کے قصر کی طرف روانہ ہوئی وہ ہنگام شب عجب ہنگام تھا چاندنی دودھ سی کھلی ہوئی تھی تماشا چاندنی رات
کا وقت پھلجھڑیون کی ٹہنیان اڑتی ہوئی روشنی بجائے خود تماشا شعلہائے سلیمانی روشن بازارین آراستہ دوکانین سجی ہوئین
تمام ساکنان قلعہ خوش و خرم سب سرخ لباس پہنے ہوئے تمام شہر مین عجب جشن عام کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا برات
قلعے سے پھرتی ہوئی در قصر عروس پر پہونچی شادیانے بجنے لگے توپین چھٹنے لگین دولھا کو تخت سے اوتارا اندر محل مین
لیگئے بعد رسومات آرسی مصحف وغیرہ کے ایک قصر عالیشان مین دلھن دولھا کو بٹھایا تخلیہ کردیا دن گزر چکا تھا ہنگام وصل
برپا ہوا صدف آرزو گوہر مراد سے بھر پور ہوئی دلھن دولھا شربت وصل سے سیراب ہوئے غنچۂ دل کی کلی کھلی
عیش و عشرت مین گزرے ایک شب کو خواب مین امیر باتوقیر نے ملکہ مہر نگار کو مضطر و بیقرار بہت دیکھا
کہ وہ امیر کے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوئے کہتی ہے کہ کیون حمزہ یہی تقاضائے وفاداری
ہے کہ شیفتۂ الفت کو فراموش کیا اور آپ عیش و عشرت مین ہین اور تم نے یہ کیا غضب کیا کہ ابھی ایک عذاب سے
فراغت نہین پائی دوسرا عذاب اور مول لیا تمہین اختیار ہے صاحبقران یہ خواب پریشان دیکھکر بیدار ہوے
بہت گھبرائے دل ملکہ مہر نگار کے واسطے بیقرار ہوگیا شعر گلشن مین تیرے کبھی جی لگا نہین ✦ تجھسے سوا
پسند کوئی گل ذرا نہین ✦✦ یہ چپکے چپکے پہلوئے ملکہ ریحانہ پری سے اٹھے اور قصر سے نکل کے ایک طرف کو
روانہ ہوئے ابھی نصف رات باقی ہے چلچل تمام چلے بہت دور نکل گئے یہان صبح کو ریحانہ پری جو بیدار
ہوئی امیر باتوقیر کو پہلو مین نہ پایا انہون سہیلیون سے دریافت کیا سب نے کہا ہمکو نہین معلوم کہ

زروبین کامرانی بعد گریہ وزاری حال سب بیان کیا بیژن کامرانی نے کہا کہ بھائی تم گھبراؤ نہیں یہ قلعہ تو کل لیلونگا
پھر اسکے اور سب قلعوں کو فتح کرونگا جب عمرو بن اُمیہ ضمری کو یہ خبر ہوئی کہ بھائی زروبین کامرانی کا بیژن
کامرانی تین لاکھ فوج جرار لیکر اپنے بھائی کا آکر شریک ہوا ہے عمرو نے بھی قلعے کا بندوبست محکم کیا مگر رات ہی سے
لڑائی شروع ہو گئی صبح ہوتے ہی بیژن کامرانی اور زروبین کامرانی نے دھاوا کر دیا عمرو نے بہت سے کامرانیوں کو
قتل کیا مگر لڑائی فتح ہوتی بیژن کامرانی وغیرہ مع فوج لڑتا ہوا لب خندق پہونچا یہاں ملکہ مہرنگار وغیرہ گھبرا گئیں
پروردگار عالم کی طرف رجوع دست بدعا بلند کئے تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک ایک طرف سے گرد عظیم اٹھی جب
دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ چالیس ہزار نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوئے اور وہیں سے نعرے کر کے تلوار زن چھین پیں اور لشکر
بیژن کامرانی وغیرہ پر آپڑے تلوار چلنے لگی جو کامرانی جس مقابلے پر آیا اسکی تلوار چھین لی سردار نقابداران نارنجی پوش
اور بیژن کامرانی سے سامنا ہوا بیژن نے کھینچ کر تلوار ماری نقابدار نے ہاتھ بڑھا کر اسکے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور جھٹکا
دیکر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور تین بار چرخ دیکر زمین پر مارا بیژن کامرانی گرتے ہی بیہوش
ہو گیا زروبین کامرانی اپنے بھائی کو دیکھ کر دوڑا اور آتے ہی نقابدار پر تلوار ماری نقابدار نے چپقلش دیکر اسکی بھی تلوار
چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور چرخ دیکر اسکو بھی زمین پر مارا کہ وہ بھی بیہوش ہو گیا کامرانی دوڑ پڑے
اور دونوں کو اٹھا لیگئے عمرو بھی دروازہ قلعے کا کھول کر مع ہمراہیوں کے باہر آیا خوب تلوار چلی نقابداران نارنجی پوش نے
سب کامرانیوں کو مار کر بھگا دیا سیکڑوں کو قتل کیا بڑی خونریزی ہوئی کوسوں فراریوں کا تانتا لگا عمرو و نقابدار کامرانیوں کے
آپڑے تمام مال و اسباب و غلہ وغیرہ لوٹ لیا نقابدار جب عمرو سے رخصت ہو کر جانے لگا عمرو نے کہا کہ اے
نقابدار آپنے بڑا احسان کیا کہ عین وقت پر تشریف لائے و کمک کی آپ فرمایئے کہ نام آپ کا کیا ہے نقابدار نے
کہا کہ اے خواجہ چھپیں میرے نام سے کیا کام ہے مگر ملکہ مہرنگار کو میری طرف سے آداب تسلیمات عرض کرنا اور
کہنا کہ خادم آپکا یہاں سے بہت قریب مقیم ہے اب یہاں آرام تمام تشریف رکھیے کسی کی کیا مجال جو آنکھ بھی ملا سکے
یہ سنکے عمرو بہت خوش ہوا اور کچھ نقابدار سے کہا چاہتا تھا کہ عیار نقابدار نے دھکا دیا عمرو پیچھے ہٹ گیا یہاں کا حال سنئے
کہ ایک روز عجتاک نے خواجہ ابوالخیر کو لکھا کہ اگر عمرو اور ملکہ مہرنگار کو ہمارے ہاتھ گرفتار کرا دو تو میں تمکو اس قلعہ
کا بادشاہ کر دوں ابوالخیر نے جواب عجتاک کے نامے کا لکھ بھیجا کہ میرے مکان میں نقب لگی ہے آپ نقب کی راہ
سے تشریف لائے میں عمرو وغیرہ اور سب پہلوانوں کو گرفتار کرا دونگا یہ جواب نامے کا ابوالخیر نے روانہ کر کے
مہمان سامان ضیافت کیا ابوالخیر نے چار سو آدمیوں کا کھانا مثل پلاؤ وغیرہ کے تیار کرایا اور چار سو شقابوں میں نکلوا کر
دسترخوان چنوا دیا دختر ابوالخیر جو ادھر سے آئی دیکھا دسترخوان چنا ہوا ہے اور چار سو شقابوں میں پلاؤ وغیرہ کی تیاری
دیکھیں من پوچھا اے پدر نامدار کیا آج روز نذر جناب ابراہیم علیہ السلام ہے جو کھانا عمدہ پکوا کر آپنے دسترخوان چنوایا
ہے ابوالخیر نے کہا اے فرزند یہ کھانا میں نے عجتاک کے پہلوانوں کے واسطے پکوایا ہے آج عمرو و ملکہ مہرنگار
وغیرہ کو گرفتار کر کے عجتاک کے حوالے کرونگا وہ مجھے اس قلعے کا بادشاہ کر دیگا تم یہ راز مخفی کسی پر ظاہر نہ کرنا دختر ابوالخیر
یہ سنکر خاموش ہو رہی اور ملکہ مہرنگار کے پاس آئی تمام کیفیت اپنے باپ کی کہی ادھر کھانا تیار ہونے لگا ادھر عجتاک کے
آنے کی خبر یہاں کی ملکہ مہرنگار دختر ابوالخیر کو اپنی بہن کیا اور عمرو سے ساری کیفیت بیان کی عمرو اسی وقت
دو سو آدمیوں کو لیکر مع پہلوان حادی کے مکان پر ابوالخیر کے آیا پہلوان حادی نے کہا اے خواجہ یہاں تو عجیب
سے خوشبو پلاؤ وغیرہ کی آتی ہے عمرو نے کہا صبر کرو خاموش رہو دیکھ لینا کیسا عمدہ کھانا کھلاتا ہوں کہ دل سیر ہو جائے

اور طبیعت خوش ہو گئے خواجہ عمرو مع دو سو آدمیوں کے وارد مکان میں ابوالخیر کے داخل ہوئے پہلوان عادی
وغیرہ دستر خوان چنا ہوا دیکھکر خوش ہو گئے عمرو نے پوچھا ای ابوالخیر کیا آج کسی کی دعوت ہے ابوالخیر نے کہا ای
خواجہ آج جناب ابراہیم علیہ السلام کی نذر دلوائی ہے عمرو نے پہلوان عادی وغیرہ کی دیکھکے کہا کہ بسم اللہ تم جو بیٹھ کر قبول
کرو یہ دن وہ دن ہے کہ کھانا کھانے میں ثواب زیادہ ہوتی ہے جلد ارسید ہ سنتے ہی پہلوان عادی مع دو سو جوانوں کے آستین
چڑھا کر گرد دستر خوان کے بیٹھ گئے اور بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ کھانا شروع کیا بڑے بڑے نقمے مارنے لگے ایک ایک
جوان پہلوان نے تن تنکے کھانا کھایا عمرو نے بعد اسکے ابوالخیر کو گرفتار کرکے قلعے میں بھیج دیا اور پہلوان عادی کو نقب
پر بٹھایا اور تاکید کیا کہ جو کوئی دہنہ نقب پر آئے تم بجا پکڑ کے دیتے جاؤ الغرض کہ وقت معہود پر بختیارک نے
چار سو پہلوانوں کو بھیجا ایک ایک نے نقب سے آنا شروع کیا جو نقب سے آیا اور اسنے سر اپنا دہنہ نقب سے
نکالا پہلوان عادی نے گردن پکڑ کر اسے کھینچ لیا اور عمرو کے حوالے کیا عمرو نے اسیوقت حباب بیہوشی مارکر بیہوش کیا
اور گرفتار کر کے قلعے میں بھیج دیا اسیطرح سے ایک چشم زدن میں چار سو آدمیوں کو عمرو نے اسیر کر کے قلعے میں بھیجا
اب باری ان تینوں کی آئی بختیارک اور زوبین کامرانی اور بیژن کامرانی آگے پیچھے چلے بختیارک نے ان
دونوں سے کہا کہ کھانے میں بھی کچھ دل میں کالا معلوم ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ یہ دعوت کا پلاؤ نقصان کرے بغیر ہزار دانہ
پیٹ سے نکل جائے خیر خدا پہلے زوبین کامرانی آیا اور دہنہ نقب سے سر نکالا پہلوان عادی نے مثل شہباز
اجل کے اس کافر بے دین کے سر پر چنگل مارا فقط اسکے سر کے بال پہلوان عادی کے ہاتھ میں آئے زوبین کامرانی
نے تڑپ کر جھٹکا مارا بال اسکے ہاتھوں کے ٹوٹ کر ہاتھ میں پہلوان عادی کے آگئے اور زوبین کامرانی تڑپ کر
نکل گیا اور بختیارک وغیرہ کو ساتھ لیکر بھاگا عمرو نے دہنہ نقب استوار کرکے بند کرا دیا اور قلعے میں آن کر ان چار سو کا میو
اور ابوالخیر کو بھی دو ... دیا سب کو قتل کر کے لاشیں قلعے کے باہر پھینکوا دیں ملکہ مہر نگار نے دختر ابوالخیر کو بھی
جینے نہ دیا ... اور ... تمام اس قلعے میں ملکہ مہر نگار مع عمرو و پہلوان عادی وغیرہ رہنے لگے اب

اس داستان کو یہیں چھوڑ دیجیے

دو کلمے واسطے ان شکست نشان فتح ہونا طلسم سفید بوم اور سیاہ بوم کا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے ہاتھ سے بیان ہوتے ہیں

قافلہ ان جنات طلسم داستان رنگین بیان و قلم نشایان مرزبانان عبارات طلاقت لسان اس فسانۂ عجائبات کو
صفحۂ قرطاس سفید رنگ پر بسیاہی زبان قلم تیز رقم حرف بحرف یوں ترجمہ آرا ہوتے ہیں جب دیو عدشاطر بعد
قید ہونے شہبال جنی اور ملکہ آسمان پری و قریشہ سلطان وغیرہ کو گرفتار کر کے لے گیا عبدالرحمن جنی
تخت کے نیچے چھپ رہے تھے بعد اسکے وہاں سے بھاگ کر اپنے بھائی لاہوت جنی کے پاس چلے گئے سب اتفاق
بعد چند روز کے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران قریب قلعہ عمرو کے پہونچے دیوؤں نے لاہوت جنی کو خبر دی کہ
قاتل راہدارا امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران آتے ہیں لاہوت جنی مع فوج دیوان ملنے قلعے سے نکل کر برائے
استقبال باہر آیا اور امیر سے ملاقات کی اور بہت سا عذر کیا کہ میں نے آپکو آسمان پری کے خوف سے
چاہ میں بند کیا اب خطا اس عاصی پر عاصی کی معاف کیجئے آپکا شیوہ رحم و کرم ہے یہ گنہگار عفو تقصیر کا امیدوار ہے
امیر با توقیر بہ مہر و رحم و لطف اگر خاموش ہو رہے لاہوت جنی امیر کو بعد اعزاز و اکرام اپنے قلعے میں لایا امیر نے
دیکھا کہ عبدالرحمن جنی بھی موجود ہیں امیر نے پوچھا کہ کہو کیا حال ہے تمہارے یہاں آنے کا کیا سبب ہوا عبدالرحمن

نے کہا اے حمزہ غضب ہو گیا وہ طلسم بارگاہ شہپال تغرق ہو گیا بڑی تباہی کے عالم میں ہم سب مبتلا ہوئے دیو رعد
شاطر و ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان اور شہپال جنی وغیرہ کو جال سلیمان مار کر گرفتار کر لیگیا طلسم
سفید بوم و سیاہ بوم میں اسیر کیا ہے امیر باتوقیر نے کہا اے عبد الرحمن عجب ہوا پروردگار عالم عادل و توانا ہے خدا اسے
یا وہ دکھانا تو میں قریش ہوں جیسا سلوک میرے ساتھ کیا ہے اسکا عوض خدا دیگا عبد الرحمن نے کہا اے امیر اب
نہ چاہیے تمکو رحم و لطف و کرم لازم ہے امیر باتوقیر خاموش ہو رہے مگر چونکہ قریشہ سلطان دختر امیر بہت تھی اسلیے
اسکے حال پر امیر کو رحم آگیا سوچے ایسا نہو کہ اس قید سخت میں وہ معصوم ہلاک ہو جائے اسلیے سبب ضرور مہربانی کی کرنا
چاہیے امیر نے کہا اے عبد الرحمن وہاں میں کیونکر پہونچوں اور کس صورت سے جاؤں جو انکو رہا کروں عبد الرحمن
نے کہا کہ یہاں صحرا میں بلندی پر ایک سیمرغ مقیم ہے اگر وہ مدد آپکو دے تو آپ ضرور وہاں پہونچیں اور سوا اسکے
اور کوئی صورت کیطرح پہونچنے کی نہیں معلوم ہوتی ہے امیر نے فرمایا کہ مجکو اس صحرا میں پہونچاؤ جہاں سیمرغ رہتا ہے
عبد الرحمن نے اسیوقت چار دیوؤں کو بلایا اور امیر کو تخت پر بٹھایا اور دیوؤں سے کہا کہ امیر کو اس صحرا میں پہونچادو
کہ جہاں سیمرغ کا آشیانہ ہے وہ دیو موجب حکم عبد الرحمن تخت امیر باتوقیر کو کاندھوں پر اٹھا کر ہوا ہوئے اور ایک
چشم زدن میں اس لق و دق میں پہونچایا جہاں سیمرغ کا آشیانہ تھا امیر باتوقیر وہاں پہونچکر تخت سے اترے
ایک درخت سرسبز شاداب کے نیچے بیٹھ گئے دیو امیر کو سلام کرکے رخصت ہوگئے امیر نے دیکھا کہ اس درخت پر ایک
بہت بڑا گھونسلا لگا ہے امیر اس درخت سے ہٹ کر دوسرے درخت کے نیچے جا بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد امیر نے دیکھا
کہ ایک اژدہا اس درخت پر چڑھتا ہے بچے سیمرغ کے جو اس اژدہے کو آتے دیکھا فریاد و زاری بے حد بیقراری کرنے
لگے اور شور مچانے لگے امیر نے دیکھا کہ آشیانہ سیمرغ میں بچے ہیں اور یہ اژدہا انکا دشمن ہے وہ اپنے دشمن کو دیکھکر نالہ و
فریاد کرتے ہیں امیر باتوقیر نے ترکش سے ایک تیر کمان میں جوڑ کر اس اژدہائے نابکار پر مارا نشانہ ہوکے گرا تو وہ
خاک ہوا امیر تلوار کھینچکر اوترے اور اس اژدہے کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدے بعد اسکے امیر بسبب خستگی
راہ کے لیٹ رہے تھوڑا سو رہے اس عرصہ میں سیمرغ آیا اور قریب آشیانے کے بیٹھا دیکھا کہ آدم زاد سو رہا ہے
کہ مثل آفتاب درخشاں کے چہرہ تابندہ ہے کہ تمام صحرا روشن ہے سیمرغ نے خیال دل میں کیا کہ شاید یہی ہمیشہ ہمارے
بچے پکڑ لیا کرتا ہے اسکو ضرور سزا دینا چاہیے یہ سوچکر وہ سیمرغ اڑا اور کئی ہزار من کا پارہ سنگ منقار میں پکڑ کر لایا
اور چاہا کہ امیر کے سر پر مارے کہ بچوں نے فریاد کی اور کہا کہ خبردار اس شخص کو نہ مارنا یہ آدم زاد ہمارا محسن ہے اسی نے ہماری
جان بخشی کی ہمارا دشمن ایک اژدر مہیب تھا اسکو اس نے مار کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدیا ہے وہ سب ٹکڑے اسکی سپر
کے نیچے رکھے ہیں تم خود جاکر دیکھ لو یہ سنتے سیمرغ زمین پر اترا منقار سے سپر کو اٹھایا دیکھا پارہ ہائے اژدہائے مہیب
جمع کیے رکھے ہیں بہت خوش ہوا اور ایک پر کا امیر باتوقیر پر سایہ کیا اور ایک پر کا پنکھا بنا کے مروحہ جنبانی کرنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سیمرغ پروں سے سایہ فگن ہے امیر اٹھ بیٹھے سیمرغ نے کہا کہ اے آدم زاد تو نے
مجھپر بڑا احسان کیا کہ میرے بچوں کو بچایا جلا و اژدر نابکار مدام میرے بچوں کو کھا جایا کرتا تھا اب جو کچھ تیرا کام ہو وہ بیان
کر میں آنکھوں سے بجا لاؤں اور تیرے کام کو انجام دوں امیر نے کہا اے سیمرغ سفید بوم اور سیاہ بوم
میں جانا ضرور ہے اگر ہو سکے تو تو مجکو وہاں پہونچادے سیمرغ نے کہا کہ نہایت دشوار اور سخت مشکل ہے
یہاں سے سفید بوم اور سیاہ بوم کا فاصلہ سات سو کوس کا ہے اور درمیان راہ کے کئی مرحلے ایسے
سخت و صعب ہیں کہ اس سے بچنا بہت دشوار ہے ایک کوہ مقناطیس ہے اور ایک کوہ زہر مہرہ اور

کوہ آذر درپے اور ایک کرہ نار ہے اور ایک کرہ زمہریر ہے اور آخر میں ایک دریائے آتش لال ہے یہ مرحلات جاکا
رہین انکا طے کرنا بہت مشکل ہے مگر میں تیرے واسطے جہاں تک ہو سکتا ہے تدبیر کرتا ہوں امیر نے فرمایا جو ہو تو مجکو وہاں
پہونچا دے کہ میرے اہل و عیال وہاں قید ہیں مجکو ضرور ہے کہ میں وہاں جاکر انکو رہا کروں سیمرغ نے کہا اچھا تھوڑی
آپ یہان ٹھہرے میں آتا ہوں یہ کہکر ایک صحرا کی طرف وہ سیمرغ اڑ گیا اور وہانسے کچھ گینڈے اور کچھ جانور شکار کرکے
لایا اور حضرت نے ان جانوروں کی تیاکے اور امیر سے کہا کہ یہ ٹکڑے گوشت کے اپنے پاس رکھ لیجئے اور ہتھیار سب اتار کے
چھپا دیجئے کہ کوہ مقناطیس کی تاثیر ہے کہ وہ لوہے کو کھینچ لیتا ہے امیر نے سب ہتھیار پوشیدہ کرلئے مگر ایک خنجر بطور امتحان
اوپر رکھ دیا اور وہ ساتوں ٹکڑے گوشت کے لیکر اس سیمرغ کی پشت پر سوار ہوئے سیمرغ نے کہا جہاں پر مانگوں ایک
ایک ٹکڑا گوشت کا آپ میرے منہ میں دیجئے گا یہ کہکر سیمرغ نے پرواز کی اڑتے اڑتے وہ سیمرغ جب قریب کوہ مقناطیس
کے پہونچا فریاد کرنے لگا اے حمزہ اب میں چلا کیا کوئی لوہے کی چیز آپ نے اوپر رکھ لی ہے امیر نے جلدی سے
اس خنجر کو پھینک دیا اور ٹکڑا گوشت کا سیمرغ کے منہ میں دیدیا سیمرغ نے وہ ٹکڑا لیکر پھر پرواز کی اسیطرح وہ سیمرغ
ہر مقام کو طے کرتا جاتا اور ایک ٹکڑا گوشت کھاتا ہوا چلا جاتا تھا تیز پروازی میں کچھ فرق نہ آتا تھا چھ مرحلے اس سیمرغ
نے طے کئے امیر نے چھ ٹکڑے گوشت کے اسکو کھلائے جب ساتواں مرحلہ دریائے آتش کا آیا کہ وہ مرحلہ نہایت سخت
آتا ہے میں سیمرغ نے ٹکڑا گوشت طلب کیا اور کہا اے حمزہ جلدی ٹکڑا دو کہ یہ دریائے آتش ہے اسکا طے کرنا بہت مشکل ہے
امیر باتوقیر ٹکڑا گوشت کا جو سیمرغ کو دینے لگے ہاتھ سے امیر کے وہ ٹکڑا چھوٹ کر گر گیا امیر بہت گھبرائے اور سوچے
کہ اب سیمرغ کو لقمہ کاہے کا دوں ادھر سیمرغ جلدی کرکے تنگ رہا ہے امیر پریشان ہیں کچھ بن نہیں پڑتا کیا کیجے کہ سیمرغ
نے پھر لقمہ مانگا اور کہا اے حمزہ ایسا نہو کہ جیسا مشہور عام ہے کہ شیخ نے کچھوے کو دغا دی تھی اب میں دریائے آتش میں
گرا جاتا ہوں قوت تیز پروازی کی اب مطلق نہیں ہے امیر کو کچھ بن نہیں پڑتا آخر خنجر کھینچکر اپنی ران کا بوٹا کاٹا اور سیمرغ
کے منہ میں جلد سے دیدیا سیمرغ نے وہ بوٹا گوشت کا منہ میں لیکر کہا کہ یہ تو گوشت آدم زاد کا معلوم ہوتا ہے امیر نے
کچھ جواب نہ دیا مگر سیمرغ اس بوٹے کے گوشت کا خون تو پی گیا اور بوٹا گوشت کا منہ میں اپنے رہنے دیا جس وقت سیمرغ جسم
تیز دریائے آتش کے پار اترا امیر باتوقیر کو اپنی پشت سے اتارا دیکھا امیر کا چہرہ زرد ہے کھڑا نہوا گیا امیر زمین
پر بیٹھ گئے غش آنے لگا سیمرغ نے پوچھا اے حمزہ کیا سبب ہے جو تمہارا یہ حال ہو گیا امیر نے اپنی ران زخمی
کو دکھائی اور کیفیت گوشت کے دینے کی بیان کی سیمرغ کو دیکھکر نہایت صدمہ ہوا اور کہا اے حمزہ تم بہت شہزور ہو میں ابھی
اسکا علاج کرتا ہوں پھر وہی بوٹا گوشت کا منہ سے نکال کے آگے امیر کے رکھ دیا اور کہا کہ میں ابھی اگر جلائی دیتا ہوں
یہ کہکر چھو ... امیر تو یہاں غش پر غش آنے لگا یکایک امیر نے دیکھا کہ حضرت خضر تشریف لائے اور آپ
ہوئے اور ران پر رکھ کے لعاب دہن لگا دیا وہ زخم فوراً صحیح و سالم ہو گیا اور درد بالکل موقوف ہو گیا امیر نے جناب
خضر کو سلام کیا اور وہی حال کی پھر امیر نے دیکھا کہ دو گنبد سامنے معلوم ہوتے ہیں ایک گنبد سیاہ ہے اور دوسرا
گنبد سفید ہے امیر نے حضرت خضر سے پوچھا کیا یہی سفید بوم و سیاہ بوم مشہور ہیں حضرت خضر نے فرمایا ہاں
وہی مقام ہے پھر جناب خضر نے امیر باتوقیر کو اسماء الہی تعلیم کئے اور فرمایا کہ یہ اسماء پڑھکر اس گنبد میں
گرو دستکے دروازہ سے کھل جائیگا حال تمکو معلوم ہو جائیگا یہ کہکر جناب خضر تو غائب ہو گئے امیر اس گنبد کی
طرف چلے جب قریب پہونچے اسماء الہی پڑھکر دم کئے دروازہ گنبد کا کھل گیا امیر داخل گنبد ہوئے دیکھا کہ شہال
بیٹھی اور ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان مع چار سو پری کے اس گنبد میں لٹکے ہیں جب قریشہ سلطان

نے امیر کو دیکھا اور زار زار رونے لگے امیر بہت خوش ہو کر چلے قریشیہ سلطان کو کھولا اور گلے سے لگا کر پیار کیا
پھر شہپال جنی بعدہ آسمان پری کو بھی کھول دیا اور چاروں دیو و پری کو بھی۔ آخر کو آسمان پری دوڑ کر امیر کے قدموں
پر گر پڑی اور کہا اے امیر اب ہماری خطا معاف کیجئے تمہاری بدولت ہم نے اس درجہ کو پہونچے اور مرتبے مقبول پائے
شہپال نے بھی امیر کو گلے سے لگایا بہت خوش ہوا جب تک امیر گنبد سیاہ کے باہر نکلے دیکھا کہ سفید گنبد کا دروازہ
کھلا اور وہیں سے نعرہ ہوا کہ ہم دیو رعد شاطر کے فرزند ہیں تو یہاں بھی آیا اب میرے ہاتھ سے بچکر تو کہاں جائیگا
یہ کہکر دیو رعد شاطر نے دوڑ کر [illegible] امیر نے [illegible] خالی دی اور [illegible] زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور ہاتھ
بلند کیے تین بار سر پر گھما کے زمین پر مارا [illegible] آواز الحفیظ کی آنے لگی تمام عضو دیو
شاطر کے پرزے ہو گئے امیر نے چھاتی پر چڑھ کر دیو رعد شاطر کا سر تن سے کھینچ لیا شہپال جنی خوش ہو
کر گرد پھرنے لگا آسمان پری بلائیں لینے لگی قریشیہ سلطان دوڑ کر امیر سے لپٹ گئی تمام دیوؤں اور پریزادوں
میں تحسین و آفرین کا شور بلند ہوا شہپال جنی نے کہا اے حمزہ صاحبقران اب گلستان ارم میں چلیے امیر
نے فرمایا اب میں وہاں ہرگز نہ جاؤنگا اس محنت و مشقت سے اور مصیبتیں اٹھا کر تو یہاں تک پہونچا ہوں اگر تم بہت زیادہ
جبر کروگے تو میں اپنے تئیں دریائے آتش میں گرا دونگا شہپال جنی نے قسم کھائی کہ اگر چھ مہینے کے بعد آپ کو
پھر وہ دنیا پر نہ پہونچا دوں تو غارت ہو جاؤں امیر مجبور ہو کر خاموش ہو رہے سوچ میں کہ مجھ سے دل سے کہ اب
کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں پڑتا کہ ایک دیکھا کہ حضرت خضر وہاں تشریف فرما ہیں اور امیر سے فرمایا اے حمزہ
میں جانا مناسب ہے جو شہپال کہتا ہے سچ و درست ہے بہتر ہے کہ وہی کرو امیر یا تو قران دونوں خاصان خدا
کے فرمانے سے ہمراہ شہپال اور آسمان پری وغیرہ کے گلستان ارم میں آئے اب ان سب صاحبوں کو
زعفران گلستان ارم میں گلگشت کے واسطے چھوڑ دیجئے اور چھ مہینے اسی حال پر ملال میں پڑے رہنے دیجئے

دیکھئے گردش فلک کیا دکھاتی ہے

دوسرے داستان شعبدہ نشان شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کے بیان کیے جاتے ہیں

فسانہ پردازان بزم طراری و شعبدہ سازان محفل آرائے عیاری اس داستان عجائب نشان کو بحسن گہرداری
زبان قلم سے یوں لکھتے ہیں کہ جب نقاب دار زنگی پوش نے کالیون کو شکست دی اور فوج کالیو کی بھاگ گئی
عمرو نے مال واسباب اور غلہ وغیرہ سب لوگ کا لوٹ لیا تھا نقاب دار زنگی پوش صحرا کی طرف روانہ ہوا اور خواجہ عمرو
بھی دو تین روز اسی قلعے میں آئے اور پیام بھیجا تھا زنگی پوش کا نامہ مہرنگار کو پہونچایا ادھر بہرام اور فرامرز نے بادشاہ
نوشیروان کو عرضی لکھی کہ عمرو نے تمام مال واسباب [illegible] لوٹ لیا اور کالیو کی فوج کو بھگا دیا جب یہ خبر
دربار نوشیروان میں پہونچی بادشاہ نے وہ جو پڑھا اور سب مضمون عرضی سے آگاہ ہو کر سکوت کیا اور فوج [illegible]
ہمراہ کاؤس کامرانی اور گرد ساسانی کے روانہ کیا اور حکم کیا کہ قلعہ دیو دود وغیرہ دیگر مقامات کو فتح کرو
ادھر جنتر ابوالخیر نے عمرو کو خبر دی کہ بادشاہ نوشیروان نے بہرام اور فرامرز کو اور خراد حبیلے اور کاؤس
کامرانی اور گرد ساسانی کو مع فوج کے روانہ کیا ہے عمرو سنکر قلعے سے نکلکر روانہ ہوئے اور قریب اس لشکر کے
پہونچے ایک گوشے میں بیٹھ کر رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک گنوار کی شکل بنے اور لشکر میں آکر بارگاہ کاؤس
کامرانی پر آئے چوبدار نے کاؤس کامرانی کو خبر دی کہ ایک گنوار در بارگاہ پر حاضر ہوا ہے حکم دیا بلاؤ جب وہ گنوار

ان پرانی جوتیان اور جانورون کی ہڈیان اور کچھ مکروہ چیزین بھر کر اور مقفل کر کے صندوق جہان رکھے تھے وہین رکھدے
اور عورتون کو مرد بنایا لباس مردانہ پہنایا اور مردون کو عورتون کی شکل بنایا اونکو پوشاک زنانی پہنادی اور کسیکا منہ کالا
اور کسیکا منہ مسخ کردیا اور کسیکا ندہ منہ کردیا اور چہرہ کسیکا ابلق بنادیا اور **کاوس کامرانی** کا کالا منہ کر کے برہنہ کردیا
سب کی پوشاکین اور مال واسباب محفل کا لیکر چلے گئے اور دہشت زدہ ہوے رات بھر سب کے سب اسیطرح بیہوش
پڑے رہے جب صبح ہوئی **کاوس کامرانی** بیدار ہوا اور سب ہوشیار ہو کر اٹھے ہر ایک نے اپنا حال عجائب و غرائب
پایا کوئی کسی کو دیکھکر ہنستا تھا کوئی کسی سے دل لگی کرتا تھا کوئی انگلیان منکاتا تھا کوئی تالیان بجاتا تھا مرد عورتون کی طرف
دیکھتے تھے عورتین اونکی کنارہ بھاگتی تھین اسوقت **کاوس کامرانی** وغیرہ روتے اور پیٹتے لشکر بہرفراد و فرامرز کو چلے
ان سب کی ہیئت اور کیفیت بہ تصریح تحریر کرون تو بہت طول ہو خلاصہ یہ کہ سب کے سب انھون کے میلے کے سوانگ
معلوم ہوتے تھے اور اونکو اسی حالت مین پہونچا دیکھے تاکہ دو لشکر نشکر کے لوگ بھی اچھی طرح تماشا دیکھ لین اور دل خوش
کرین کہ ایسے سوانگ کبھی کسی نے نہ دیکھے ہونگے اور ایسے تماشے نگاہ مین کسی شخص کے نہ گذرے ہونگے ✤✤✤

دوسرے داستان شوکت نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے بیان کیے جاتے ہین

جمعیت خیزان صحراے پریشانی وطبیعت انگیزان منزل حیرانی ابس داستان ام نشان کو یون قلم بند کرتے ہین صفحہ
قرطاس صدمات اساس پر حرف بحرف اشک ریز ہوتے ہین کہ ایک روز امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کیاہے
ملکہ آسمان پری مین بعیش و عشرت مشغول استراحت تھے بجنت خوابین بیدار ہوے عالم رویا مین ملکہ مہرنگار
کو مضطر و بیقرار دریاے خون مین غوطہ زن دیکھا فورا گھبرا کر امیر کی آنکھ کھل گئی اور ایک چیخ مار کر رونے لگے ملکہ
آسمان پری بھی جاگ اٹھی اور گھبرا کر پوچھنے لگی اے امیر خیر تو ہے کیا ہوا جو تم عالم بیتابی و بیقراری مین روتی
ہوے بیدار ہوے امیر نے کہا اسوقت مین نے ملکہ مہرنگار کو عالم خواب مین دریاے خون مین غرق دیکھا
آسمان پری نے کہا اے امیر خواب و خیال کی بات کا اعتبار نہین مگر اللہ اکبر تم اسقدر ملکہ مہرنگار سے الفت
اور شیفتہ اور فریفتہ ہو کیا وہ مجھسے زیادہ حسین و خوبصورت ہے کیونکہ وہ آدم زاد ہے مین پریزاد ہون اور حسن پریون کا
مشہور عالم ہے کہ ہم لوگون کی حسن کی مثال دیجاتی ہے امیر نے کہا اے آسمان پری تم اوسکی لونڈیون کی ہمسری
نہین کرسکتین تمہارے جیسا زیبا کا حسن کب پائے ملکہ مہرنگار کے برابر بھی نہین ہے شعر پریون مین کہان نازو
ادا صورت انسان ✤ ذرہ کبھی خورشید کا ہمسر نہین ہوتا ✤ یہ سنکر آسمان پری کو غصہ آگیا اور ایک بار صورت
زلف پیچان بل کھا کر اٹھی اور کہا اے آدم زاد تو مجھ ایسے پریزاد کا حسن خاک مین ملائے دیتا ہے اور انسان کو مجھپر ترجیح
دیتا ہے امیر نے کہا اے آسمان پری اگر ملکہ مہرنگار رہتے تو کیفیت دکھائی دے کہ تم اب تک خجالت مین غرق ہو جاتی
آفتاب حسن چہرہ بے نظیر ملکہ مہرنگار دیکھکر نگہ تمہاری خیرہ ہو جائے یہ سنکر ملکہ آسمان پری نہایت خشمناک ہوئی
اور غیظ و غضب مین آکر خنجر سلیمانی ہاتھ مین لیکر کھڑی ہو گئی امیر باتوقیر نے بھی تلوار کھینچی ایک ہلڑ ہو گیا خواصون نے دوڑ
کر شہپال جنی کو خبر دی شہپال بیتابانہ دوڑا آیا اور آسمان پری کو بہت گھر کا اور لعنت و ملامت کی امیر کو
اپنے ہمراہ بارگاہ مین لایا امیر نے کہا اے شہپال اب تم مجکو پردہ دنیا پہ پہونچادو شہپال نے اسیوقت چار
دیوون کو بلا کر حکم کیا کہ جلد امیر کو پردہ دنیا پہ پہونچادو امیر باتوقیر تخت زرنگار پر سوار ہوے اور دیو تخت اٹھا کر لے چلے اور
آسمان پری کو خبر ہوئی کہ شہپال نے امیر کو پردہ دنیا کی طرف روانہ کیا آسمان پری نے ملاس کچھ

بلاکر کہا کہ تو جا کر دیووں سے خبر کر دے کہ اگر تم اس آدمزاد کو پردۂ دنیا پر لے گئے تو میں تم سبکو قتل کرونگی سلاسل
پری بحکم ملکہ آسمان پری فوراً الٹی دیو دیووں سے یہی کہا امیر بھی کچھ سمجھ گئے امیر نے دیووں سے فرمایا کہ مجھے تم
گلستان ارم میں پھر لیچلو غرض وہ دیو امیر باتوقیر کو بارگاہ شہپال میں پھر لائے امیر نے بہ غیظ و غضب شہپال
جنی سے کہا کہ تم مجھ سے جلساز ہو کہ ظاہر میں مجھکو تخت پر سوار کر کے پردۂ دنیا پر بھیجتے ہو اور تمہاری بیٹی کہلا بھیجتی ہے
کہ خبردار امیر کو دنیا پر کوئی نہ پہونچا دے یہ کیا فریب و دغابازی ہے بس مجھسے اور آسمان پری سے کچھ سروکار نہیں میں
نے آسمان پری کو طلاق دیا یہ کہکر امیر باتوقیر دلگیر ہو کر ایک طرف کو پا پیادہ چل کھڑے ہوئے اور شہپال
اس کلام اندوہ انجام امیر عالی مقام سے نہایت رنج و ملال ہوا اور اسیوقت اپنی دختر آسمان پری سے جا کر کہا کہ تجھ
امیر نے تجھکو اور مجھکو نہایت ذلیل و رسوا کیا کہ سر دربار تجھکو طلاق دے کر ایک آدمزاد چلا گیا اب میں آج سے کیا منہ
لوگوں کو دکھلاؤں یہ کہکر گیر... قلعہ زرین حصار میں جا کر گوشہ گزین ہوا یہان جب کاروبار شاہی میں فرق
آنے لگا تو چند روز کے آسمان پری تخت نشین ہوئی اور تاج بادشاہی سر پر رکھا سکہ شہنشاہی جاری ہوا
تمام سلطنت میں منادی ہوئی تمام دیو زادوں پریزادوں نے نذریں گذرانیں سکہ و احکام جاری ہونے لگے مگر ملکہ آسمان پری نے
ملک پرستان میں ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ جو آدمزاد یعنی امیر حمزہ صاحبقران کو پردۂ دنیا پر پہونچا دیگا اسکا گھر بار
تاراج ہوگا اور قتل کیا جائیگا اب یہان امیر باتوقیر کا حال سنئیے کہ حمزہ صاحبقران زمان تباہ و برباد خانمان آوارہ صحرا
بیکس و مضطر و نالان پا پیادہ چلے جاتے ہیں کہ سامنے قلعہ نظر آیا اور اسکو کچھ فوج گھیرے ہوئے ہے قلعے کے اندر سے
آواز واویلا و الغیاث بلند ہے امیر اسی طرف کو چلے جب قریب قلعہ پہونچے تو نعرہ کیا او نابکارو ستم شعار کیا ہے کیوں
ساکنان قلعہ پر ظلم کرتے ہو خبردار میں آپہونچا اسی میں خیریت ہے ہٹ جاؤ قلعہ کو چھوڑ دو سردار فوج یہ سنکے امیر کی
طرف متوجہ ہوا اور نعرہ کیا کہ منم دیو قطران سیاہ گوش امیر نے للکارا باش او نابکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
بچکر قطران نے امیر پر وار ششدہ کا وار کیا امیر باتوقیر نے خالی دیکر دوالِ کمر پر ہاتھ تیغ آبدار کا جو مارا قطران
دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بعد اسکے امیر پر فوج دیو زاد حملہ آور ہوئی ادھر قلعہ کا پھاٹک کھل گیا اب ملک انترگاؤ پا
بھی فوج لیکر قلعے سے باہر آیا لڑائی ہونے لگی امیر نے فوج قطران کو مار کر بھگا دیا میدان صاف صاف ہوگیا انترگاؤ
پا امیر باتوقیر کو ساتھ لیکر قلعے میں داخل ہوا اور بصد اعزاز و اکرام امیر باتوقیر کو دربار میں لایا امیر سے کہا کہ آپنے وقت
پر آکر میری مدد کی میں نہایت آپکا ممنون ہوا امیر نے فرمایا اے ملک انترہ گاؤ پا اگر تو یہ کام میرا کر دے تو میں تیرا
احسان مند ہونگا اوس نے کہا فرمائیے امیر نے کہا کہ اگر تو مجھکو پردۂ دنیا پر پہونچا دے تو بہت بڑا احسان ہوگا ملک
انترہ نے کہا اے حمزہ صاحبقران ایک جانور ہے کہ نام اس جانور کا رخ ہے اگر آپ اسکو پکڑ لائے تو میں آپکو اسیوقت
پردۂ دنیا پر پہونچا دوں امیر نے کہا وہ کہاں ہے مجھکو اوسکا پتا و نشان بتا دے یا کسی کو ساتھ پہونچا دے ملک انترہ
نے چند آدمیوں کو امیر کے ساتھ کر کے اس بیابان میں بھیجوا دیا امیر اوس صحرا میں پہونچے دیکھا کہ سون سنسان میدان
صحرائے لق و دق ہے اور کہیں انسان و حیوان کا نشان نہیں مگر ایک طرف کو دیکھا کہ ایک گنبد کلان زمین پر دھرا ہے
اور سفید و شفاف شکل انڈے کے گڑھے سے معلوم ہوتا ہے امیر آگے بڑھے اور دل میں کہا کہ اس گنبد میں معمار کاریگر نے
کیا خوب روغن استرکاری کا دیا ہے کہ آئینے کے مانند چمکتا ہے یہ کہتے ہوئے قریب اس گنبد کے آئے اور بہ آرام
تمام اس پر تکیہ کیے امیر نہ جانتے تھے کہ یہ گنبد نہیں ہے بلکہ بیضا اسی جانور کا ہے جسکا نام رخ مشہور ہے چونکہ امیر
باتوقیر مسافت سفر دشت و بیابان اٹھائے تھے اور نہایت خستہ اور تھکے ہوئے تھے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو بدن کو

لگی اُنکو فرحت ہوئی آنکھ بند ہونے لگی غنودگی آگئی خواب غفلت طاری ہوا سو گئے یکایک وہ جانور یعنی مُرغ پرنمیں اُڑتا ہوا
آیا اور امیر نے اپنا انڈا سمجھکر بیٹھ گیا امیر باتوقیر کا اُس جانور کے بیٹھنے سے دم گھٹنے لگا اسی وقت عالم رویا میں دیکھا
کہ خواجہ عمرو کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ جس جانور کی تلاش میں تم یہاں آئے ہو یہ وہی جانور ہے تم اُسکے انڈے پہ
سو رہے ہو یہ گنبد نہیں ہے اُس جانور کا انڈا ہے وہ جانور اپنا انڈا سمجھکر تم پر بیٹھ گیا ہے اب تم جو اسکے پر نیچے ہیں لگا کر زخمی
ہو کر اُنکو چھوڑ دو جسوقت یہ جانور اُٹھے تم اُسکے دونوں پاؤں پکڑ لینا امیر نے خواب دیکھکر فوراً ہوشیار ہوئے دیکھا حقیقت
میں وہ جانور دبوچے ہوئے ہے انڈے کی طرح ہو رہا ہے بیٹھا ہے اسیوقت خنجر کھینچکر اُسکے جانور کے پٹھے میں مارا اور
جانور بیتاب ہوا اُڑا امیر نے دونوں پاؤں اُسکے پکڑ لئے اور ہر روز کیا کہ اوسکو زمین پر کھینچ لائیں مگر نہ اُسکا اوسنے جو بلند
ہونے کا قصد کیا تو آنِ واحد میں پانچسو کوس بلند ہوگیا اب جو نیچے جھک کر دیکھا تو میرے پاؤں میں کچھ لپٹا ہوا اپنا
آفتاب سے منقار سے چونچ ماری امیر کے ہاتھ زخمی ہو گئے اور پاؤں اوس جانور کے چھوٹ گئے امیر باتوقیر نہایت
وحیران ہو چاہ میں ستے ہوئے چلے ادھر جناب خضر والیاس کوہ صفا پر عبادت خدا میں مشغول تھے کہ ندائے غیب
آئی کہ اے نبی ہمارے ایک بندہ برگزیدہ ہمارا پانچسو کوس کی بلندی سے گرتا پڑتا آتا ہے جلد اوسکو ہاتھوں پر روکو
کہ اوسکو تکلیف نہو فوراً جناب خضر والیاس کھڑے ہوگئے اور امیر کو ہاتھوں پر روک لیا امیر بیہوش ہوگئے تھے
اُن خاصانِ خدا نے دامانِ عنایت ہوا دی بعد تھوڑی دیر کے امیر کو ہوش آیا جناب خضر والیاس کو بالیں پہ مہربان
ولطف پرور پایا اُٹھ بیٹھے دونوں صاحبوں کو آداب تسلیمات بجا لائے بحکم خدا اُن صاحبوں نے ہاتھوں پر لعاب
دہن مبارک لگا دیا فوراً صحت ہوئی امیر نے عرض کیا یا حضرت آپ تو مجھے پردہ دنیا پر آپ پہونچا دیجئے اُن حق شناسوں
نے فرمایا کہ تم انتر گاڑ پا کے ملک میں جاؤ وہ تمہیں پہونچا دیگا امیر نے کہا میں راہ نہیں جانتا ہوں انحضرت نے
امیر کو راستہ پر لگا دیا اور آپ غائب ہوگئے امیر جانب ملک ملک انتر گاڑ پا روانہ ہوئے ادھر حال ملکہ
آسمان پری کا سُنئے کہ ملکہ آسمان پری نے عبدالرحمن جنی سے پوچھا کہ میرے وارث امیر باتوقیر کہاں
ہیں عبدالرحمن جنی نے کہا کہ ملک انتر گاڑ پا امیر کو پردہ دنیا پر پہونچا دیگا آج بھی امیر کی جان اوسنے
بچائی یہ سُنتے ہی ملکہ آسمان پری بصد غیظ وغضب دس ہزار دیو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی اور آتے ہی ملک انتر گاڑ پا کو
مارا اور ملک کو تاراج کیا اور شہر کو تباہ وبرباد کرکے چلی آئی ادھر امیر باتوقیر جو داخل ملک ملک گاڑ پا کے ہوئے دیکھا
تمام شہر تاراج وبرباد ہے وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس شہر پر کیا آفت یکایک آئی کہ دفعتہً بالکل تباہ
وبرباد ہو گیا ان لوگوں نے کہا کہ ملکہ آسمان پری مع فوج دیوان آئی تھی اوسنے سب قتل وقمع کیا اور
ملک کو تباہ وبرباد کر دیا اور آپ چلی گئی امیر نے یہ سنکر نہایت افسوس کیا اور نالاں گریاں ایک سمت کو روانہ ہوگئے
ادھر آسمان پری نے ایک روز جلاجل پری سے کہا کہ تو قلعہ دیو دودہ پر جا اور ملکہ مہر نگار کو اُٹھا لا جلاجل
میں تو دیکھوں کہ عورات آدم کیسی حسن وجمال کی ہوتی ہیں کہ جسپہ امیر کشورگیر ایسے شیفتہ وفریفتہ ہیں کہ حسن وجمال
پریوں کا بھی پسند نہیں ہے ملکہ مہر نگار کے نام پر مرتے ہیں جان دینے پر مستعد ہیں جلاجل پری یہ سُنکر
اسیوقت روانہ ہوئی یہاں ملکہ مہر نگار سے اُسی روز فتنہ شہزادی اور زہرہ مصری نے کہا اے
ملکہ عرصہ بارہ برس کا ہوا ہے کہ حضور باہر صحن میں نہیں نکلی ہیں اسوقت آسمان پر ابر گھٹا چھایا ہوا ہے ہوا ٹھنڈی
ٹھنڈی چل رہی ہے قلعہ پر تشریف لے چلئے ہوائے فضا کی سیر کیجئے کہ دل بہلے کچھ تو تفریح طبع ہو غرضکہ شہزادیوں کے
کہنے سے ملکہ مہر نگار مجبور ناچار ہوئی اور بام قلعہ پر سیر کناں برائے تفریح طبع آئی مگر فراق امیر باتوقیر صاحبقران

ہوتی ایسا ابر غم والم دل پر چھایا ہوا تھا کہ بناؤ سنگار سب ترک کر دیا تھا پوشاک فاخرہ زیب بدن کرنا چھوڑ دی تھی جس
کام تھا نہ کاجل کا انتظام تھا شانہ کرنے سے دل الجھتا تھا صورت زلف پیچان پریشان حال رہا کرتی تھی اور اس روز
بھی میلی پوشاک پہنے تھی مگر زہرہ مصری وغیرہ لباس عمدہ زیب جسم کئے تھیں اور زیور ہائے بے مثل پہنا ہوا تھا سر سے
تا پا آراستہ و پیراستہ بام قلعہ پر بیٹھی تھیں کہ ایک جلاجل پری جو اڑتی ہوئی آسمان پر پہونچی زہرہ مصری پر اسکی نگاہ
پڑی جلاجل پری سمجھی کہ یہی ملکہ مہرنگار ہے پنجہ شہباز بلا بنکر گری اور زہرہ مصری کو اٹھا لئے ہوئے چلی گئی ایک
چشم زدن میں ملکہ آسمان پری کے سامنے لاکر رکھدیا مگر زہرہ مصری روبرو ہوا کا تھپیڑا کھا کر بیہوش گئی ملکہ آسمان پری
نے شہزادہ سلیمانی اسکی آنکھوں میں بیلر جب زہرہ مصری ہوشیار ہوئی دیکھا پریون کا انکا ازدحام ہے ہوش اڑ گئی حواس
باختہ ہو گئے ادھر ادھر سبکو دیکھنے لگی آسمان پری نے کہا اے آدم زاد تو ہی ملکہ مہرنگار ہے جسپر امیر ہاتو قدرتر
ہیں عشق حسن و جمال میں جان دیتے ہیں کیون اب تباک دیو کو تجھے کھلواؤن زہرہ مصری نے ہیبت پرنہاد دان دیکھ
آداب تمام سلام کیا اور کہا اے ملکہ عالم میں مہرنگار نہیں ہون بندہ کا نام زہرہ مصری ہے آسمان پری دیکھکر
خاموش ہو گئی اور دل میں کہا کہ امیر حقیقت میں سچ کہتے تھے جسکی لونڈیاں ایسی حسین خوبصورت مہ جبین حسن و جمال میں
یگانۂ زمانہ ہون انکی شہزادی کیسی ہوگی پھر آسمان پری نے جلاجل پری سے کہا کہ اس آدم زاد کو پہونچا دے میں نے
ملکہ مہرنگار کو طلب کیا تھا تو نے اسکو لاکر سامنے رکھ دیا جلد جاکر ملکہ مہرنگار کو لیکر آ یہ سنکر جلاجل پری زہرہ مصری کو
لیکر روانہ ہوئی بیچ راہ میں مکان سمندون ہزار دست کا ملا اس وقت سمندون ہزار دست اپنی تسخیر میں
مشغول تھا کہ اسنے دیکھا کہ ایک پری آدم زاد کو لئے چلی جاتی ہے سمندون ہزار دست نے ہاتھ بڑھا کر اسکو
پکڑ لیا زہرہ مصری کو تو اس سے علیحدہ کیا اور جلاجل پری کو ٹانگیں چیر کر کہا کہ زہرہ مصری سے پوچھا اے آدم زاد تو کون
ہے اوس نے کہا میرا نام زہرہ مصری ہے اور میں ملکہ مہرنگار کی لونڈی ہون سمندون ہزار دست نے اپنے
گھر میں زہرہ مصری کو رکھا اور اپنے بیٹے اسمندون ہزار دست سے تاکید کر دیا کہ خبردار تو اسسے کچھ نہ کہنا بلکہ
تو اسکی خاطر و مدارات کرتا اب ادھر کا حال سنئے کہ کسی نے ساری حقیقت زہرہ مصری کے اٹھ جانے کی خواجہ عمرو
سے بیان کی عمرو کو نہایت غصہ آیا اور کوڑا لیکر داخل محل ملکہ مہرنگار ہوئے اور کہا کہ او دستاغ فاحشہ تو نے مجھے اس
سے شرمندہ کروایا تھا تو کیسے تفریح طبع بام قلعہ پر کیون گئی تھی اور یہ کہکر عمرو نے ملکہ مہرنگار کے ایک کوڑا مارا
ملکہ مہرنگار زمین پر گر کر مچھلی کی طرح تڑپنے لگین فتنہ دوڑ کر بیچ میں آکھڑی ہوئی اور کہا او بیحیا ساربان زادے
[illegible] کا سفے جوانہ مرگ دور ہو یہان سے یہ تو نے کیا حرکت ناشائستہ شاہزادی بادشاہ ہفت اقلیم کے ساتھ کی تجھے
[illegible] نہین آتی مردے نے ایک کوڑا مار کر ایسی نازنین مہ جبین گلاب کی پتی کو پژمردہ کیا خدا تجھے سمجھے اور ملکہ کی کیا
خطا تھی مین نے کہا کہ آپ ذرا دیر کے لئے چلئے دل بہلائے وہ کب بام قلعہ پر جاتی تھی عمرو یہ سنکر خاموش ہو رہا
اور محل سے باہر نکل آیا ملکہ مہرنگار رنج کے صدمے سے مضمحل ہو گئی دن بھر پلنگ پر پڑی رہی اشتیاق امیر با نعرہ
میں رویا کی جب شب ہوئی دل میں کہا اے ملکہ مہرنگار تو بادشاہ ہفت اقلیم کی اور ایک عیار کی ہاتھ سے کوڑے
کھائے تف ہی تیرے رہنے پر اور اسکے ساتھ دینے پر علاوہ اپنے بھائیون سے مل اور عمرو ولعنت کر ملکہ مہرنگار
یہ وسے باتین کرتے دو پہر رات سے گئے اٹھی اور کمند پیچاک کر قلعے سے باہر اتری اور راقمان کو خبر ان سنکر ہرمز اور
فرامرز میں آئی آتا تھا ہرمز اور فرامرز خواب گاہ میں لیٹے خواب غفلت سے بیہوش پڑے سو رہے تھے انکی آنکھ و غیرہ
لگی ہوئے تھی ملکہ مہرنگار نے خیال کیا اگر انکو میں جگاؤنگی تو یہ مجبور ہو میں کامرانی کرواے کر دینگی اسے بہتر یہ ہے کہ انکو

زیب جسم کرکے کسی طرف کو نکل چلیں بس یہ سوچ کر ملکہ مہر نگار نے بہر فرو کے سلاح زیب جسم کئے اور دربارگاہ پر تھا کا گھوڑا کھڑا تھا
ملکہ تلوار کھینچ کر سائیس کو قتل کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوئی بارہ دو پہر رات گھوڑا ڈالے ہوئے مرکب کو
شب بھگائے ہوئے چلی جاتی تھی ایک صحرائے پُر فضا میں صبح ہوئی ملکہ مہر نگار بشکل نقاب دار گھوڑا اڑائے چلی جاتی تھی
دیکھا ایک لشکر آتا ہے ملکہ مہر نگار نے چاہا کہ اس صحرا سے بچکر نکل جاؤں گھوڑے کا رخ دوسری طرف کو پھیرا اور باگ
اٹھائی مگر سردار لشکر الیاس ترسان کی نگاہ حسن و جمال جہان آرا ملکہ مہر نگار پر پڑ گئی دور ہی سے للکارا اے جوان کہاں جاتا ہے
ٹھیر جا میں آپہونچا کیکہ جھپٹ کر قریب مہر نگار کے آیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مگر پریشان حال گرد و غبار میں تو دوبی سمجھا کہ
کوئی شہزادی ہے کسیکے عشق میں دیوانی ہو فراق محبوب میں با حال پریشان نکل کھڑی ہوئی ہے دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ
ہو گیا اور بہ منت و سماجت اپنے خیمے میں لایا اور چار عورتیں ذی فنون و ذی شعور اسکے پاس بھیجیں کہ اسکو سمجھا کے میرے
ساتھ عقد کرا دیں وہ عورتیں ملکہ مہر نگار کے پاس آئیں اور اپنے فن مشاطہ گری سے عقل آزمائی کرکے زمین و آسمان کی بلندی و
پستی دکھائی اور کیا کیا موجہائے دریائے طلب وصل الیاس کی دیں لیکن ملکہ مہر نگار کب ان چکموں میں آتی
تھی مگر جب نام الیاس ترسان آیا ملکہ مہر نگار کو غصہ آگیا جھنجھلا کر ایک ایک طمانچہ ان چاروں عورتوں کو مارا
کہ غش آنے لگا ناچار وہ ترسان ہو کر بھاگیں گرتی پڑتی بدحواس الیاس کے پاس آئیں اور کہا کہ حضور یہ عورت مرید
مارے ہم اسکے پاس نہ جائینگے ووہ ایک ایک طمانچہ ایسا مارا کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا جلدی کر ہم گئے اپنی جان بچا کر یہاں
بھاگ آئے الیاس ہنسنے لگا اور عنبر خواجہ سرا کو بھیجا اور کہا کہ تو جا کر سمجھا کہ یہ عورت مجھسے رضامند ہوکر عقد کرے
عنبر خواجہ سرا خیمے میں داخل ہوا دیکھتے ہی پہچانا کہ یہ تو ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ہے دوڑ کر قدموں پر گرا اور بے
بار گریہ کیا مہر نگار نے پوچھا اے خواجہ سرا تو کون ہے عنبر نے عرض کیا اے ملکہ عالم آپنے مجھکو پہچانا میں آپکے دادا
قباد شہریار کا خانہ زاد ہوں میں نے آپ کو گودیوں میں کھلایا ہے افسوس یہ آپ پر کیا مصیبت پڑی ہے فلک
نے کیا روز بد دکھایا تقدیر نے اس نالائق کے پھندے میں پھنسایا آپ خاطر جمع رکھئے میں آپ کو دو پہر رات گئے کسی سمت کو نکال
لیجاؤنگا ملکہ مہر نگار یہ سنکر عنبر سے بہت خوش ہوئی اور کہا اے عنبر خدا تجکو اسکی جزائے خیر دیگا یہ سنکر عنبر الیاس
کے پاس آیا اور کہا کہ گھبراؤ نہیں ملکہ نیم راضی ہے کل بالکل رضامند کرکے عقد کرونگا الیاس عنبر سے بہت خوش ہوا اور
خلعت دیا کہا کل جب عقد میرا ملکہ کے ساتھ ہو جائیگا بہت خوش کرونگا اور زر و جواہر بہت سا دونگا یہ سنکر عنبر
خواجہ سرا سلام کرکے چلا آیا اور دو مرکبوں کی جستجو میں مصروف ہوا القصہ دو پہر رات گئے عنبر خواجہ سرا
دو گھوڑے تیار کرکے لایا وہ دونوں گھوڑے بہت چست و چالاک تیز رفتار باد پا فلک سیر اڑنے میں صورت طیر
تھے ایک پر ملکہ مہر نگار کو بٹھایا دوسرے گھوڑے پر آپ خود سوار ہوا دونوں نے باگیں اٹھائیں اور ایک طرف کو روانہ
ہوئے یہاں صبح کو الیاس ترسان کو خبر ہوئی کہ ملکہ کو عنبر خواجہ سرا کسی طرف لیکر چلا گیا الیاس کو بہت غصہ آیا
اور مرکب پر سوار ہو کر اشہب وقت تعاقب کنان چلا نشان سم مرکب ان دونوں کا راستہ پر دیکھتا جاتا تھا القصہ کئی کوس
کے فاصلے پر دونوں دکھائی دئے پہچانا کہ عنبر اور ملکہ دونوں چلے جاتے ہیں یہیں سے للکارا کہ خبردار تم دونوں آگے
نہ بڑھنا میں آپہونچا اور گھوڑے کو اپنے زیادہ تیز کیا ادھر ملکہ نے بھی گھوڑی کو کوڑا کیا مرکب تڑپ کر مثل طائر تیز پر جانور
اڑ کر آگے نکلا عنبر نے بھی گھوڑے کو رانوں میں دبایا یہ بھی سرپٹ دوڑا مگر ملکہ مہر نگار کا گھوڑا ایک تیر کے
پلے سے آگے بڑھ گیا عنبر کا گھوڑا پیچھے رہ گیا الیاس برابر عنبر کے پہونچا کہا اے عنبر جلد بتا ملکہ کہاں گئی عنبر
نے کہا میں نہیں جانتا الیاس نے جھنجھلا کر تلوار ماری عنبر کے سر پر پڑی تا جگر گاہ تلوار کاٹتی ہوئی اتر گئی عنبر

گھوڑے سے گرا تڑپ کر مر گیا الیاس آگے چلا اودھر ملکہ مہرنگار گھوڑی سے کود پڑی اور پیدل بھاگی الیاس نے رستہ
کو راستہ مین ملکہ مہرنگار کا گھوڑا مرا دیکھا سمجھا کہ ملکہ کو کسی جانور صحرائی شیر وغیرہ نے مار ڈالا یہ دیکھکر الیاس اپنے لشکر کی طرف
پھر آیا یہان ملکہ مہرنگار دوڑتی ہوئی بھاگتی ہوئی خائف و ترسان ایک گانون کے قریب پہونچکر ایک درخت پر چڑھ گئی
اوس درخت کے نیچے ایک چاہ عمیق تھا اوسپر ایک زمیندار کی لونڈی پانی بھرنے آئی جب اُسنے جھککر کنوین مین ڈول ڈالا اودھر
درخت پر سے عکس جمال ملکہ مہرنگار آب چاہ پر پڑا ایک صورت چاند سی نظر پڑی اوس لونڈی نے دیکھکر کہا کہ زمیندار
جیسی پری رخسار حسین خوبصورت سے پانی بھرواتا ہے یہ سوچ کر دوڑی ہوئی آئی اور اُس زمیندار سے کہا کیا میان تمکو شرم
نہین آتی ہے کہ تم مجھ ایسی عورت کہ جسکا چہرہ ماہ شب چاردہ کے مانند روشن ہے اُس سے پانی بھرواتے ہو اور لونڈی کی
طرح کار و بار خانہ لیتے ہو زمیندار یہ سنکر جھنجھلایا اور اٹھکر پانچ جوتے مارے اور کہا او کمبخت تجھ پر کیا آفت آگئی ہے تیری شامتون نے
تجھے گھیرا ہے تو لونڈی ہے کہ بی بی ہماری جو تجھ سے پانی نہ بھروائین اور کام خدمت کا کچھ نہ لین اوسنے کہا میان مار
کیون کرتے ہو چلکے جھککر کنوین مین میری صورت کو دیکھو زمیندار ہو جب اسکے کہنے کے چلا یہان ملکہ مہرنگار کو یہ خیال گذرا
کہ لونڈی کو غلط فہمی ہوئی اب یہ اُس سے جاکر اپنے مالک سے کہا ہوگا ایسا نہو کہ وہ یہان آجائے اور تم بلا مین پھنس جاؤ اب
یہان ٹھہرنا مناسب نہین کسی طرف بھاگو ملکہ مہرنگار یہ سوچ کر درخت سے اتر کر ایک طرف کو روانہ ہوئی ادھر لونڈی زمیندار
کو ساتھ لیے ہوئے اُس چاہ پر آئی اور جھک کر جھانکی زمیندار سے کہا تم بھی جھککر دیکھو زمیندار نے جو جھککر کنوین مین نگاہ کی
تو وہی صورت چڑیل کی نظر آئی اب وہ لونڈی نہایت شرمندہ ہونے لگی کہ یہ کیا طلسم تھا کا سوقت مجکو صورت چاند سی دکھائی
دیتی تھی اور اب شکل چڑیل کی معلوم ہوتی ہے زمیندار نے وہین سے اتار کے جوتا مارنا شروع کیا لونڈی دہائی تہائی
دینے لگی ہاتھ جوڑنے لگی پکاری معاف کیجئے خطا ہوئی اب کبھی ایسا قصور نہوگا زمیندار لونڈی کو برا بھلا کہتا ہوا پھر کر چلا گیا
اودھر ملکہ مہرنگار نے کئی روز صحرا نوردی کی آب و دانہ تک کہین نملا عجب حال عالم یاس مین حواس بھوک پیاسی پانوؤن مین
آبلے پڑ گئے گرد و غبار مین جسم اٹ گیا اور وہ بعد کئی روز کے برابر ایک کھیت کے پہونچی اُس کھیت پر ایک بڈھا کسان دو
برس کا سن بیٹھا ہوا رکھوالی کر رہا تھا ملکہ مہرنگار اُسکے پاس آئی اور کہا اے بابا مین کئی روز کی بھوکی پیاسی ہون اوس
بڈھے کسان نے کہا کھیت تیار ہے پھل کھائے پانی پیجے گھر مجکو پانی لیجئے ملکہ مجکو اپنی غلامی مین خدمت و صل کیلیئے
قبول کیجئے ملکہ مہرنگار مسکرائی دل مین کہنے لگی کہ اس بڈھے کو ہوس لگا ہے اس بڈھے سے کہا تیرے یہان کون
کون ہے اوسنے کہا میرے جورو بچے ہین ملکہ نے کہا اگر تو مجھپر مائل ہے تو تو اپنی جورو کو چھوڑ دے اور بچونکو گھر سے نکال دے
تو مین تیرے گھر مین چلکر بیٹھون یہ سنکے بڈھا اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور ملکہ مہرنگار کھیت پر بیٹھکر کچے پھل توڑ
کر کھانے لگی یہان بڈھے کسان نے آتے ہی اپنی جورو کو مارنا شروع کیا جورو بچونکو مار پیٹ کر چھوڑ دیا اور گھر سے نکال دیا
گانون بھر مین خبر ہو گیا کہ بڈھے پر شیطان کیون سوار ہوا ہے کیا سوجھی کہ بے خطا و قصور جورو بچونکو مار کر نکال دیا غرضکہ وہ
بڈھا کسان جورو بچونکو گھر سے نکال کر کھیت کی طرف اشتیاق ملکہ مہرنگار مین چلا یہان ملکہ مہرنگار راستے بھر عرصے
مین کچھ پھل کھا کر خوب سیر ہوئی اور ایک طرف چل نکلی اب جو بڈھا کھیت پر آیا ملکہ مہرنگار کو نہ پایا سر پیٹنے لگا ہائے
کیا غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی نہ تھی کوئی پری تھی مجھکو دھوکا دیکر اڑ گئی افسوس صد افسوس جورو بچون
سے چھوٹا اور اس پریزاد کو نپایا **شعر** یہان دیر گیا وہان کعبہ چھٹا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا نہ تو آئی اجل نہ وہ یار ملا یہ
بھی نہوا وہ بھی نہوا ادھر ملکہ مہرنگار بحالت اضطرار جاتے جاتے قریب ایک تکیے کے پہونچی وہان ایک
فقیر سن رسیدہ بیٹھا تھا کہ نام اسکا بہرام قلندر تھا ملکہ مہرنگار اُسکے پاس پہونچکے گر پڑی غش آگیا جلدی سے فقیر

پانی پھر کا نکلنے کی ہوا دی بعد تھوڑی دیر کے ملکہ کو ہوش آیا تھرتھرا کے پوچھا اے بچہ تو کون ہے اور کہاں سے تیرا آنا ہوا ملکہ مہر نگار نے کہا شاہ صاحب میں سعد شامی کی بیٹی ہوں لٹنے اور نکاح کیا ہے مجکو مارتا تھا میں نکلکے یہاں سے نکل آئی بہرام قلندر نے کہا تو آج سے میری بیٹی ہے یہاں رہ کھا پی چین کر یہاں تجکو کسی بات کی تکلیف نہوگی ملکہ مہر نگار رستے پر بہرام قلندر کے رہنے لگی اب ادہر خواجہ عمرو کا حال سنو جسوقت ملکہ مہر نگار مضطر و بیقرار قلعے سے نکل گئی پچھلی رات کو عمرو نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اے خواجہ تم ایسے غافل رہتے ہو کہ تمکو کسی کی خبر نہیں ملکہ مہر نگار بسبب اضطرار پہلوان عادی کے پہرے سے نکل گئی اور تم بے خبر سوتے ہو جلد اٹھو اور ملکہ مہر نگار کی خبر لو عمرو کی آنکھ فوراً گھبرا کر کھل گئی اسیوقت اٹھا اور محل میں ایک ایک سے دریافت کیا ملکہ مہر نگار کا کہیں پتا نہ لگا بس محل سے نکل کر پہرے پر آیا اور کوڑا لیکر عادی کو مارنا شروع کیا اور کہا او نالائق کوئی پہرے پر ایسا غافل رہتا ہے کہ ملکہ مہر نگار تیرے پہرے سے نکل گئی اور تجکو خبر نہیں چل اٹھ کھڑا ہو ملکہ مہر نگار کو تلاش کر غرضکہ ملکہ مہر نگار کو تلاش کرتے چلے چلے لشکر بہرفر میں آئے دریافت کیا تو یہ سننے میں آیا کہ کوئی شخص رات کو آیا تھا سلاح بہرفر لے گیا اور سائیس کو بھی قتل کیا گھوڑے کا بھی پتا نہیں ہے عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ مہر نگار یہاں آئی اور بہرفر کی سلاح لیکر سائیس کو مارکے گھوڑے پر سوار ہو کر کسی طرف کو چلی گئی بعد اسکے عمرو نے فال دیکھی پھر تیا گردش سیارگان سے معلوم ہوا عمرو وہی رخ تجویز کر کے چلے جاتے جاتے وہاں پہونچے جہاں دہقان کھیت کی نگرانی کر رہا تھا اس سے جو عمرو نے دریافت کیا وہ ہائے کا نعرہ کر کے سر پیٹنے لگا کہتا تھا نہیں معلوم کون تھی کہ یہ بلا آسمان پر اڑ گئی مجھے چور دے بیچی چھرو لے اور میرے ہاتھ نہ لگی عمرو اس سے سنکے ہنسنے لگے اور کہا ابے بیٹا یہاں تک تو ملکہ کا پتا ملا غرض عمرو کچھ پھل کھا کر وہاں سے آگے بڑھے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک تکیے پر قلندر بیٹھا ہے عمرو نے اس سے ملاقات کی اور ملکہ مہر نگار کو دریافت کیا بہرام قلندر نے کہا تو کون ہے عمرو نے کہا میرا نام سعد شامی ہے اور میری بیٹی بھاگ کر نکل گئی ہے میں اسکو ڈھونڈتے آیا ہوں بہرام قلندر نے کہا بابا تیری بیٹی میرے یہاں ہے میں نے اپنی بیٹی بنا کر آرام سے رکھا ہے بابا کوئی ایسی حسین خوبصورت نازنین کہ جسین دختر کو نکاح کرکے مارتا ہے کہ وہ عاجز ہو کر نکل بھاگی اور یہاں آکر پوشیدہ ہوئی ملکہ مہر نگار کو بہرام قلندر نے باہر بلایا عمرو نے پہچانا اور بہت سا عذر کیا مگر ملکہ نے نہ سنا عمرو نے کہا مجھسے خطا ہوئی عفو کرو اور میرے ساتھ چلو ملکہ نے کہا اب میں تمہارے ساتھ نہ جاؤنگی جب خدا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے ملائیگا تو جاؤنگی عمرو بن امیہ ضمری نے ملکہ مہر نگار کو حباب بیہوشی مارکر بیہوش کر دیا اور پشتارہ باندھ کر طرف قلعے کے روانہ ہوا

ذکر داستان شوکت نشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بیان کیے جاتے ہیں

رہروان منازل مصیبت و رنج و الم و بادیہ پیمایان مراحل اندوہ و غم اس داستان محبت نشان کو یوں رقم کرتے ہیں کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان سختیاں راہ کی اٹھاتے ہوئے اور مسافتیں طے کرتے ہوئے چلے جاتے تھے بعد مدت مدید کے ایک شہر معلوم ہوا راہگیروں سے دریافت کیا کہ یہ سامنے شہر کونسا ہے اور عملداری کس بادشاہ کی ہے ان لوگوں نے کہا کہ وہ سامنے شہر مدائن ہے اور بادشاہ نوشیروان عادل زمان ہے امیر بہت خوش ہوئے کہ الحمدللہ پروردگار عالم نے پھر اپنا شہر دکھایا پھر وہ دنیا پر پہونچایا امیر باتوقیر جلد جلد طے کرتے ہوئے شہر میں آگے طاق کسریٰ دیکھا باغ مراد نظر پڑا جس میں عشق ملکہ مہر نگار سے ہوا تھا امیر نے اس

باغ میں داخل ہوئے دیکھا دو آدمی باغ کی گلگشت کر رہے ہیں امیر بسرعت انکے قریب پہونچے ان دونون نے کہا تم
کون ہو امیر نے جواب دیا میں مسافر ہوں تم دونون کون ہو انھوں نے کہا ہمیں [illegible] یہاں اٹھالایا ہے ہم
شہر مداین کے رہنے والے ہیں نام ہمارے خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول ہیں امیر یا توقیر باغ میں داخل
خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول سے کھڑے باتیں کرتے تھے کہ ایک دیو [illegible] سامنے سے آیا اور آتے ہی امیر پر
وار شمشاد کا وار کیا امیر نے خالی دیکر نعرہ کیا کہ منم حمزہ بن [illegible] صاحبقران زمان بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد
مناف یہ کہکر دوال کمر پر ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا مارا کہ دیو [illegible] دو ٹکڑے ہو کر گرا [illegible] امیر کی جانب خواجہ بہلول
نے کہا کہ بھائی ہمیں بھی ساتھ لیلو امیر نے فرمایا آؤ خواجہ آشوب و خواجہ بہلول امیر کے ہمراہ ہوئے تھوڑی دور راہ
طے کی تھی دیکھا کہ دیو ہوماں سامنے سے چلا آتا ہے امیر کو دیکھتے ہی للکارا اے آدم زاد اب میں تجکو کب چھوڑتا ہوں
میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر دو ہزار من کا سنگ گراں دست برد کر مارا امیر نے خالی دیکر ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا
مارا دیو ہوماں کے دو ٹکڑے ہوئے امیر یا توقیر اسکو مار کر آگے بڑھے آتے آتے ایک بیابان کے پار پہونچے دیکھا ایک
سوداگر مع جمعیت کثیر ایک مقام پر اترا ہوا ہے امیر نے اس سوداگر سے کہا مجھکو دنیا پر پہونچا دیجئے اس سوداگر نے کہا اگر میری
بیٹی سے نکاح کرو تو میں تمکو دنیا پر پہونچا دوں امیر نے کہا ایک مرتبہ تو نکاح کر کے [illegible] میں پھنس چکا ہوں اب میں نکاح نہ کرونگا
اس سوداگر نے خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب سے کہا کہ تم امیر کو راضی کر دو [illegible] تو [illegible] پر ان کو دنیا
میں بھی پہونچا دونگا خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب نے امیر کو بڑی کوشش سے راضی کیا اس سوداگر نے امیر کا نکاح اپنی دختر
کے ساتھ کر دیا جب شب کو امیر یا توقیر صحبت آرا ہوئے خلوتکدہ عروس میں [illegible] دیکھا کہ وہ تو آسمان پری ہے امیر نہایت
پریشان ہوئے اور کنارہ کشی کی آسمان پری امیر کے قدموں پر گر پڑی اتنے میں عبد الرحمن جنی بھی
آئے اور امیر کو سمجھایا اور کہا خطا معاف کیجئے اور گلستان ارم میں تشریف لیچلئے امیر نے کہا برائے خدا میری
جان چھوڑ دو میں ہرگز اب گلستان ارم کو نجاؤنگا آسمان پری اور عبد الرحمن جنی نے قسم کھائی کہ چھ مہینے
کے بعد ضرور پردۂ دنیا پر آپ کو پہونچا دینگے مجبور ہو ناچار ہو کر امیر یا توقیر مع خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول
آسمان پری کے ہمراہ گلستان ارم کو تشریف فرما ہوئے

ورود گمی داستان حیرت نشان دوندۂ بیدرنگ قلعہ گیر جنگ شاہ عیاران عیار یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان میں

گرشمہ سازان فن عیاری و پیروی کنندگان خیالات طراری عبارات داستان مطول کو نہایت مختصر کرکے یوں لکھتے ہیں کہ جب
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملکہ مہرنگار کا پشتارہ باندھ کر روانہ ہوئے بیچ راہ میں دیکھا کہ کتارۂ کابلی اور خجستہ زابلی
اور جتر شاہین تینوں چلے آتے ہیں عمرو نے چاہا کسی کے نیچے چھپ جاوے ان تینوں نے عمرو کو پہچان لیا اور وہیں
سے نیچے کا پڑے عمرو پر آپڑے عمرو نے بھی خنجر کھینچا لڑائی ہونے لگی تیغ چلنے لگا مگر عمرو کا یہ حال ہے کہ لڑتا جاتا ہے اور
پشتارے کو بچاتا جاتا ہے خجستہ زابلی نے آگے بڑھکر عمرو کو تیغ مارا عمرو نے پھرتی سے خالی دیکر ہاتھ تیغ کا مارا
زابلی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا شاہین نے دوڑ کر لشکر میں زوبین کامرانی کو خبر کردی کہ عمرو پشتارہ لئے ہوئے
ملکہ مہرنگار کو لئے جاتا ہے ہم نے اور کتارۂ کابلی اور خجستہ زابلی نے گھیرا ہے تیغ چل رہا ہے مگر خجستہ مارا گیا اسیوقت
زوبین کامرانی ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر آیا اور عمرو کو گھیر لیا عمرو پشتارہ بدوش یکہ و تنہا لڑ رہا ہے اب جو فوج کثیر نے آکر
گھیر لیا ہراسان ہوکر ہاتھ سوئے آسمان دعا کے واسطے بلند کئے اور درگاہ قاضی الحاجات میں مناجات کرنے لگا ابھی عمرو ختم مناجات بھی نہ کیا
گردوغبار ایسی اٹھی کہ تمام میدان تیرہ و تار ہو گیا جب وہ گرد چاک ہوا دیکھا تقاعدار نارنجی پوش چالیس ہزار سوار لشکر کفار سے آپڑا

تلوار چلنی لگی پھر بھی ہزاروں کو قتل کرکے لشکر زوبین کامرانی کو بھگا دیا اور بلکہ دو تین کوس تعاقب کیا مگر لشکر کفار
سین منتشر ہو کر پڑاؤ پر آکر تمام مال و اسباب لشکر کا لوٹ لیا اور نقارہ دار نارنجی پوش نے عمرو کو قلعے تک پہونچا دیا اور صحرا کی طرف
راہی ہوا اگر خواجہ عمرو سے کہدیا کہ خاطر جمع رکھئے گا ہمیشہ مجکو اپنے قریب سمجھئے گا ادھر کفار نے زغہ کرکے قلعہ کو گھیر لیا اور ایک
عرضی نوشیروان کو لکھی عمرو نے ہمکو بارہ برس سے خراب و خستہ حیران و پریشان کر رہا ہے اب حضور کوئی تدبیر ایسی کریں
کہ قلعہ فتح ہووے عرضی لکھکر سانڈنی سوار کو دی اور وہ سانڈنی سوار مثل باد تند کے روانہ ہوا ادھر عمرو نے دیکھا کہ آذوقہ
ختم ہو چکا عمرو نے حاکم قلعہ سے پوچھا کہ کوئی قلعہ یہاں اور ہے اوس نے کہا کہ پانچ کوس پر یہاں سے قریب ایک قلعہ ہے
کہ نام اسکا طلب البحر ہے اور حاکم وہان کا جمشید شاہ ہے اور اسکے وزیر کا نام ہومان ہے عمرو نے اسیوقت چالیس
پہلوانوں کو صندوقوں میں مسلح و مکمل کرکے مقفل کر کیا اور وہاں صندوقوں کشتیوں پر بار کیا اور تاجر بنکے دریا کی راہ سے روانہ ہوا
جب عمرو قریب قلعہ پہونچا ساکنان قلعہ نے دوربینوں سے دیکھا کہ بہت سی کشتیاں قلعے کی طرف آتی ہیں گرد اندازوں نے
توپوں پر بتی دی گولے مارنا شروع کئے عمرو نے چادر امن ہلائی اور ایک آدمی سے کہلا بھیجا کہ میں تاجر ہوں اور ظلمات سے
آیا ہوں اور پانی چشمۂ حیات کا لایا ہوں لوگوں نے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے اپنے وزیر ہومان سے کہا کہ تو جاکر
دیکھ کون سوداگر ظلمات سے آیا ہے ایسا نہو کہ عمرو ہو اور دھوکا دیکر قلعے میں آجائے تم جاکر حال سوداگر دریافت کرو ہومان وزیر
جس وقت سوداگر کشتی کے باہر آیا اور حال دریافت کرنے لگا عمرو نے کہا اے فرزند تیرا باپ ہامان تو اچھی طرح سے ہے ہومان
نے کہا کہ میرے باپ ہامان نے انتقال کیا سوداگر نے کہا کہ وہ میرا بھائی تھا میں اسکے واسطے آب بقا لایا ہوں اب اسکے
بیٹے تجکو پلاؤنگا ہومان وزیر بہت خوش ہوا اور بادشاہ سے آکر عرض کیا کہ یہ تاجر میرا چچا ہے ظلمات سے آیا ہے آب حیات لایا ہے
بادشاہ نے کہا اگر تیرا چچا ہے تو بلا لا غرض ہومان وزیر عمرو کو اپنے مکان پر لایا سوداگر نے صندوق اٹھوا کر کنارے پر رکھوا دئے
اور سبکو صندوقوں میں ہوشیار کر دیا اور کہدیا کہ جسوقت سفید مہرے کی آواز تمہارے گوش زد ہووے سب تلواریں
پکڑکے نکل آنا اور بے دریغ قتل و قمع کرنا الغرض ہومان نے سوداگر کی دعوت کا سامان کیا بعد فراغت آب و طعام سب
اپنے اپنے بستر خواب پر گئے عمرو دو پہر رات گئے اٹھا اور کمند پھینک کر ایوان شاہی میں پہونچا فورا بادشاہ کو سوتے میں
پاکر بیہوش کیا اور زنبیل میں ڈال لیا اور آپ اسکی صورت بنکر صبح کو دربار میں آیا جب دربار سب جمع ہو چکا سب درباریوں سے
کہا کہ ہمنے تو دین عمرو کا اختیار کیا ہومان وزیر نے کہا اے بادشاہ آپ نے برا کیا ہم کبھی دین اسلام قبول نکرینگے عمرو
نے تلوار کھینچکر وزیر کے ایک ہاتھ مارا کہ سر اسکا کٹ کر دور جا پڑا سب دوڑ کر ٹوٹ پڑے سب سمجھ گئے کہ یہ عمرو ہی
اسوقت عمرو نے سفید مہرہ بجایا فورا چالیسو پہلوان تلواریں پکڑکے آپہنچے تلوار چلنے لگی صدہا کفار کو قتل کیا کشتوں کے
پشتے ہوئے خون کا دریا بہنے لگا سب ادھر ادھر جان بچاکر بھاگنے لگے گوشہ امن میں چھپتے تھے چہار طرف شور الامان
الامان بلند ہوا عمرو نے سبکو امان دی سب کفار ایمان لائے مسلمان ہوئے فورا بتخانہ کھدوا ڈالے مسجدیں تعمیر کئے
نگین کلمہ طیبہ ہر ایک کی زبان پر جاری ہوا عمرو نے جمشید کو زنبیل سے نکالا اور اسکو بھی مسلمان کرکے کلمہ طیبہ پڑھایا
تمام شہر اسلام آباد ہوا بادشاہ جمشید نے کہا کہ آپ ملکہ مہرنگار کو لے آئیے عمرو نقب کی راہ سے ملکہ مہرنگار کو مع
فوج کے قلعہ طلب البحر میں لے گیا سبکو ہرمز اور زوبین کامرانی کو خبر ہوئی کہ عمرو مع ملکہ مہرنگار وغیرہ قلعہ خالی
کرکے چلا گیا کفار نے قلعہ کو اپنے قبضہ میں کیا اور دریافت کیا کہ اب عمرو وغیرہ سب کہاں گئے ہرکاروں نے خبر لا کر دی کہ
عمرو و ملکہ مہرنگار قلعہ طلب البحر میں ہیں ہرمز اور زوبین کامرانی بھی فوج لیکر تعاقب کنان کوچ کرکے جلد جا کے
طلب البحر کے پہنچے قلعہ کو گھیر لیا اور دوسری عرضی نوشیروان کو اور تحریر کی کہ ہم اب تو نان شبینہ کو محتاج ہو گئے ہیں

کسیکو ہمراہ کر دیجئے یا خود تشریف لائیے جب وہ عرضی دربار نوشیروان پہونچی نوشیروان نے عرضی پڑھوائی
مضمون عرضی سے آگاہ ہوا اور ارادہ کوچ کا کیا حکیم بزرجمہر نے منع کیا کہ آپکا جانا بہتر نہیں ہے ایسا نہو کہ عمرو کے
ہاتھ سے ذلیل و خوار ہوجیے ابھی اس قصد سے باز رہئے بختک بولا کہ حمزہ تو قاف میں مرگیا بزرجمہر نے کہا کہ فرغ
جانور لیکر اڑا تھا لیکن بحکم خدا جناب خضر نے روکا حمزہ کی جان بچ گئی بختک نے کہا اے حکیم صاحب نہیں تو آپ بھی
میں اپنی خبر قاف کی لاتے ہیں پھر بختک نے ایک گائے منگائی کہ وہ گابھن تھی پوچھا کہ اے خواجہ بزرجمہر فرمائیے اس
گائے کے پیٹ میں بچہ کیسا ہے بزرجمہر نے کہا اس گائے کے پیٹ میں بچہ صندلی ہے اور شقہ پیشانی ہے بختک نے اس
گائے کے شکم کو چاک کروایا دیکھا تو موافق فرمانے بزرجمہر کے بچہ اس گائے کے شکم سے نکلا کیونکہ رنگ بچہ کا کھلنے نہ پایا
تھا خلاف قول بزرجمہر کے ظاہر ہوا یہاں بختک نے پہلے سے یہ شرط کی تھی اگر آپکے قول کے خلاف ہوگا تو جو چاہونگا
آپکا حال کرونگا اور نہیں تو آپ کو اختیار ہے جو چاہیے گا میرا حال کیجئے گا جب خلاف قول بزرجمہر ظہور میں آیا تو نہایت
مقتول ہوئی بادشاہ نے بزرجمہر کو بختک کے حوالہ کیا بختک نے اپنے گھر میں لاکر بزرجمہر کی بہت زد و کوب کی اور
چاہا کہ قتل کرے بختک کی ماں نے منع کیا آخر کار بختک نے بزرجمہر کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں حکیم
بزرجمہر اندھے ہوگئے پھر بختک نے بزرجمہر کو اپنے گھر میں قید کیا بعد اسکے دربار میں بادشاہ کے آیا نوشیروان کی جانچ بیچ
وسعید ادھر سے آتے تھے انہوں نے جو اس بچے کو دیکھا تو ہوا لگ کر وہی رنگ صندلی ہوگیا تھا اون دونوں
نوشیروان کو وہ بچہ لاکر دکھایا نوشیروان نے بختک سے کہا کہ حکیم بزرجمہر کو جلد لاؤ کہ حکیم صاحب کا کہنا صادق آیا
بختک نے کہا میں نے بزرجمہر کو قتل کیا بادشاہ غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ بختک کی قوم بھر کا قتل کر بختک قدموں پر
بادشاہ کے گر پڑا اور کہا حضور حکیم بزرجمہر زندہ ہیں گھر میں لیکن آنکھ میں نیل کی سلائیاں پھروا کر اندھا کر دیا میں
ابھی حاضر کرتا ہوں یہ کہکر بختک اپنے گھر گیا اور خواجہ بزرجمہر کو ہاتھ پکڑ کر لایا نوشیروان کو بڑا صدمہ ہوا اور گلے لپٹ کر
ملے اور بزرجمہر سے بادشاہ نوشیروان نہایت عذر خواہ ہوا اور کہا اے جان مجھسے بھی خطا ہوئی معاف فرمائیے
بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ آپکی خطا کچھ نہیں میری قسمت میں یہی تھا جو ظہور میں آیا اب مجھکو گھر بھجوا دیجئے جب حمزہ آوینگے
تو میری آنکھوں کا علاج ہوگا مگر نصیحت دیتا ہوں کہ آپ قلعہ جات پر ہرگز لشکرکشی نہ کیجئے اگر آپکے بہت زبون ہونگا
یہ کہکر حکیم بزرجمہر تو اپنی دولتسرا کو گئے یہاں بختک نے بادشاہ نوشیروان کو اغوا کیا اور ایسا بہکایا کہ بادشاہ
نوشیروان لاکھ سوار کی جمعیت سے قلعہ طلب البحر کی جانب روانہ ہوئے ادھر ہرکاروں نے ہرمز و فرامرز کو خبر
پہونچائی کہ بادشاہ نوشیروان مع فوج آپہونچا ہرمز و فرامرز مع سرداران استقبال کو بادشاہ کے گئے اور بیچ بر
قلعہ طلب البحر کے لائے عمرو بھی بادشاہ نوشیروان کے سامنے آیا اور سلام کرکے کہا کہ آپ آئے تو ہیں مگر
بہت خراب ہونگا دیکھئے تو تمکو کیسا ذلیل و خوار کرتا ہوں بادشاہ نے پوچھا کہ عمرو کیا کہتا ہے لوگوں نے کہا آپکو دشنام
دیتا ہے غرضکہ پھر رزم میں کام اپنی بادشاہ نوشیروان کی بڑی دھوم سے دعوت کی عمرو بھی رات کو ایک
لونڈے کی صورت نہایت حسین و خوبصورت بنکر اس صحبت میں آیا اور بعد فراغ طعام جب جلسہ رقص آغاز ہوا
عمرو بھی گایا بجایا ایسا مزہ دکھایا اور ایسی تانیں اڑائیں کہ تمام صحبت کو گا بجا کر مست کر دیا پھر بادشاہ کے حکم سے لیکر ساقی گری
کی اور دارو بیہوشی شراب میں ملا کر سبکو شراب پلائی تمام صحبت بیہوش ہوئی عمرو نے اٹھکر پہلے بختک کی داڑھی مونچھیں مونڈ کر
اور عورت حسین کی صورت بنایا اور نوشیروان کو بھاٹ کی شکل بنا کر بختک کے ساتھ سلا دیا پھر سبکی داڑھی مونچھیں مونڈیں ادھر
اون کے نیچے چلے گئے اور سبکو چنبر کی صورت [illegible] کو قلندر [illegible] رہنمایا اور تمام مال و اسباب صحبت عیش کا لیکر نذر زنبیل کیا اور وہ [illegible]

صبح کو نوشیروان کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین عجیب حالت سے پایا تمام محبت کا عجب رنگ تو دیکھا نہایت بادشاہ شرمندہ
اور ذلیل ہوا پھر وہان پرچہ کاغذ پایا اوسکو جو پڑھا اوسمین لکھا تھا منکہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون اے بادشاہ اگر
مین چاہتا تم سبکو قتل کرتا لیکن مین نے تم سب پر ترس کھا کر رعایت کی وہ پرچہ کاغذ پڑھکر نوشیروان نے بختک کو
خوب پٹوایا اور ایک نامہ قلعۂ گنج مغرب کو لکھا کہ عمرو نے بہت سے قلعے لیلئے ہین تم سب ہوشیار رہنا جب نامہ بادشاہ
نوشیروان کا قلعۂ گنج مغرب مین پہونچا اور حاکم نے وہان کے بادشاہ کا نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ غلام بہت ہوشیار ہے
اور اپنے عیار کو خدمت حضور مین بھیجتا ہے جو کار اہم ہو اس سے لیجئے گا یہ جواب حاکم قلعہ گنج مغرب نے لکھکر اپنے عیار جنتر
سماوا کے ہاتھ نوشیروان کے پاس روانہ کیا جب جنتر سماوا خدمت بادشاہ مین پہونچا نامہ نوشیروان کو دیا بادشاہ جواب
نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا سماوا نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ملکہ مہرنگار اور عمرو کو پکڑ لاؤن بادشاہ نے کہا بہتر ہے جا جنتر سماوا
عیار مکار چلا اور قریب قلعے کے پہونچا دیکھا وہان ہزار پہلوان عادی کا ہے سماوا آنکھ بچا کر قلعے مین آیا ایک حجرے مین گیا
دیکھا کہ ایک شخص بت کے سامنے سجدہ کر رہا ہے سماوا نے جلدی سے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو کون ہے اوسنے کہا میرا نام آقا بلبل
ہے اور عمرو باورچی خانہ کا ہون اس قلعے مین سب مسلمان ہوگئے مگر مین صدق دل سے مسلمان نہین ہوا سماوا نے کہا مین
عیار ہون بادشاہ نوشیروان کا اگر تو ملکہ مہرنگار کو گرفتار کرادے تو مین تجکو نوشیروان سے کہکر اس قلعہ کا بادشاہ
کرا دونگا آقا بلبل سماوا کو اپنے ساتھ لیکر باورچیخانہ مین آیا سماوا ایک بڑھیا کی صورت بنا جب خاصہ تیار ہو چکا اوسنے سب
کھانون مین بیہوشی ملا کر محل مین بھیجدیا ملکہ مہرنگار وغیرہ نے کھانا کھایا بات کو سب بیہوش ہوگئے مگر اوس روز عمرو کو
بھوک نہ تھی اتفاقاً اوسنے کھانا نہ کھایا سب اپنے اپنے مقام پر سو رہے سماوا دو پہر رات گئے بڑھیا کی صورت بنا ہوا
محل مین آیا دیکھا سب کے سب بیہوش پڑے ہین مگر عمرو نہین ہے سماوا نے ملکہ مہرنگار کا پشتارہ باندھکر مع آقا بلبل
کے لیکر چلا آقا بلبل کی نیت بد ہوئی کہا مجھے بھی لیچلو نہین تو عمرو تجکو مار ڈالیگا آقا بلبل نے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ اپنی
زور کے مارا کہ سر اسکا کٹ گیا اور پہلوان عادی کے پہرے سے جنتر سماوا مہرنگار کو لیکر چلے ادھر عمرو نے خواب
مین امیر کو دیکھا کہ بے خبر ہوکر سوتے ہین اور کہتے ہین اے خواجہ تم ایسے غافل سوتے ہو ہوشیار ہو ملکہ مہرنگار
کو عیار نوشیروان کا لیئے جاتا ہے عمرو گھبرا کر اٹھا محل ملکہ مہرنگار مین آیا ملکہ مہرنگار کو کہین نہ پایا فوراً نکل کر چلا
یہان آقا بلبل سے اور سماوا سے تکرار ہوئی سماوا نے کہا نوشیروان کے پاس لیجاؤنگا آقا بلبل نے
کہا میرے بادشاہ کے پاس لیچل غرض دونون مین تلوار چلی سماوا نے آقا بلبل کو مار ڈالا اس عرصہ مین عمرو بھی پہونچا
اور غل مچایا کہ باش او نا عیار مکار کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے بچکر تیرا امان نہین ہے سماوا نے خنجر کھینچا عمرو
نے بھی میان سے خنجر نکالا لڑائی ہونے لگی عمرو نے جو ایک مقام پر جھکائی دیکر جو ہاتھ خنجر کا مارا سر سماوا کا کٹ کر
الگ جا گرا عمرو نے پشتارہ ملکہ مہرنگار کا اٹھا لیا اور قلعے کی طرف راہی ہوا اور صبح کو داخل قلعہ ہوا محل مین لاکر ملکہ مہرنگار
کو ہوشیار کیا مسند پر بٹھایا اور پہلوان عادی کو بہت خفا ہوا کہ تم پہرے پر ایسے غافل رہتے ہو کہ کچھ کسی کی تمکو خبر نہین رہتی
ادھر نوشیروان کو ہرکارون نے پرچہ اخبار گذرانا کہ آقا بلبل اور سماوا عیار مارے گئے لاشین دونون کی آئین
نوشیروان نے لاشین اونکی قلعہ گنج مغرب مین بھیجدین حاکم قلعہ نے لاشون کو دیکھا اور بکمال افسوس کیا اسیوقت
چار لاکھ فوج جرار عروہ عاد کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور نوشیروان سے کہلا بھیجا کہ ادھر سے آپ دھاوا کرین ادھر دریا
کی طرف سے مین دھاوا کرتا ہون غرضکہ ادھر نوشیروان نے تیاری دھاوا کرنے کی کی اور ادھر دریا کی طرف سے
بادشاہ گنج مغرب فوج لیکر چلا دو تین دن مین دریا مین کشتیان دکھائی دین عمرو نے قلعہ پہ توپین مارنا شروع

ہیں ایسے گوٹے مارے کہ بہت سی کشتیاں غرق دریائے فنا ہوئیں اور نوشیرواں نے بھی دغا دا کر دیا اب کوئی چارہ
نہیں حمزہ عاجز ہوا اور دعا کرنے لگا یکایک دیکھا کہ نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے پیدا ہوا اور وہیں
نعرہ کیا باشی او کنارے دریا میں آ پہونچا اور آتے ہی دریا میں گھوڑا ڈالدیا غورو عادی سے مقابلہ ہوا اوسنے ایسا وار نقابدار پر
کیا وہ خالی گیا پھر جو ہاتھ تلوار کا مارا غورو عادی کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر بادشاہ کو بھی جو رنگ ہوا معلوم ہوا کہ کشتیاں سب غرق دریا
فنا ہو گئیں نقابدار دوسرے پھر کر لشکر نوشیرواں پر گرا عمرو بھی فوج لیکر قلعے کا دروازہ کھولکر نکلا تلوار چلنے لگی نوشیرواں
نے شکست پائی فوج بھاگی تین کوس تک برابر تعاقب کیا ان نقابدار تلواریں مارتا ہوا گیا سب کو بھگا دیا اور سرداروں
نامی کو قتل کیا عمرو نے بڑا لشکر نوشیرواں کا لوٹ لیا اور نقابدار کو دعائیں دیتا ہوا تحسین و آفرین کرتا ہوا قلعے
میں داخل ہوا اور نقابدار نارنجی پوش مع اپنے سرداران سوار کے صحرا کی طرف روانہ ہوا انکو تو یہ نہیں چھوڑ

دوسرے قلعے داستان عجائب و غرائب کیفیت امیر بابو قیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے بیان کئے جاتے ہیں

کیفیت نمایان اہل قلم بیان … شاہد کنندہ گان عجائب و غرائب پرستان قلم سحر رقم سے اس داستان شعبدہ ساز
کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ ایک روز امیر بابو قیر نے خواب میں دیکھا کہ ملکہ مہرنگار عفت شعار دریائے خون میں ڈوبتی ہے
اور کہتی ہے کہ اے حمزہ جلد میرا ہاتھ پکڑو اور مجھے فنا سے نکالو امیر بابو قیر نے چاہا کہ بڑھکر ہاتھ ملکہ مہرنگار کا پکڑیں کنارے
دریائے خون کے امیر پہونچے تھے کہ آنکھ کھل گئی امیر بابو قیر چیخیں مار کر رونے لگے آسمان پری گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور پوچھا
اے حمزہ خیر تو ہے کیا ہوا کیا تم نے خواب دیکھا امیر بابو قیر نے جو کچھ خواب پریشان دیکھا تھا آسمان پری سے
بیان کیا آسمان پری نے کہا اے امیر گھبراؤ انشاء اللہ بہتر ہوگا ملکہ مہرنگار اچھی طرح سے ہے کیونکہ تعبیر خواب برعکس
ہوتی ہے اب تمکو پردہ دنیا پر پہونچاؤنگی خاطر جمع رکھو غرضکہ جب صبح ہوئی ملکہ آسمان پری نے چار دیووں کو بلایا
اور تخت پر امیر کشور گیر کو بٹھایا اور حکم دیا کہ امیر کو بعیش و آرام بحفاظت تمام پردہ دنیا پر پہونچا آؤ امیر بہت خوش ہوئے
اور ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان سے رخصت ہوئے دیو چلتے ہیں کہ تخت ہاتھوں پر اٹھایا ہے کہ یکایک سامنے
سے سامان ارزق پری روتی پیٹتی آئی اور ملکہ آسمان پری سے کہا کہ آپکے والد بزرگوار شہپال بن شاہرخ نے
قلعہ زریں حصار میں قضا کی آسمان پری یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی منہ اپنا پیٹنے لگی اور سر کے بال نوچنے لگی اور بہت زاری
کی غش کر گئی امیر نے گلاب و کیوڑہ وغیرہ چھڑکا اس کی ہوا دی جب آسمان پری کو ہوش آیا امیر سے کہا اے حمزہ
اتنا احسان تمہارا اور ہوگا کہ تم چالیس روز اور تامل کرو کہ میں اپنے باپ کی صف ماتم اور فاتحہ خوانی وغیرہ سے فرصت کر لوں
تو تمکو پردہ دنیا پر پہونچا دوں امیر کو ٹھہرنا نامناسب ہوا مجبور رونا چار ہوکر منظور کیا آسمان پری نے ارزق پری کو سات
کنجیاں دستہ … کیا کہ تم امیر کے پاس رہو دل بہلایا کرو جب امیر بہت گھبرائیں تو کنجیاں کوٹھریوں کی دو اور ساتھ امیر کو
سیر کرانا مگر چھ کوٹھریوں کی سیر کرانا ساتویں کوٹھری میں امیر کو نہ لیجانا آسمان پری یہ کہکر قلعہ زریں حصار کی طرف
روانہ ہوئی اور اپنے باپ کی لاش پر آئی اور صف ماتم بچھائی فاتحہ خوانی وغیرہ میں مصروف ہوئی وہاں امیر اور ارزق پری
گلستان ارم میں رہنے لگے بعد دس روز کے امیر کا بہت جی گھبرایا ارزق پری نے ایک ایک کوٹھری کھولی امیر
اس کوٹھری میں گئے دیکھا اسمیں ایک سیب رکھا ہے امیر نے اسے اٹھا کر کھایا فوراً بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے
جو آنکھ کھلی تو ایک باغ نو آراستہ نہایت شاداب و شگفتہ دیکھا اور اس میں ایک بارہ دری نظر پڑی جس کا حسن بیان اس
بارہ دری کے اندر پہونچے دیکھا کہ ایک نازنین جسمیں مہرنگار پر جلوہ گر ہے امیر دیکھتے ہی اسکی شکل و

شمائل پر عاشق ہوئی اوسکے بعد لطف و کرم بلا کر پہلو مین بٹھایا محبانہ باتین کین بعد اُسکے امیر نے اُسکے ساتھ عقد کیا
چار برس کے عرصہ مین دو لڑکے اُس سے پیدا ہوے ایک روز اُس نازنین نے ایک سیب تر و تازہ امیر کو دیا امیر
جو سونگھا تو فوراً بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ جو کھلی دیکھا ازرق پری کے پاس بیٹھا ہون امیر نے کہا کہ ای
ازرق پری تو نے مجکو وہان سے کیون بلایا وہان میرے دو بیٹے اور ایک زوجہ ہے ازرق پری نے کہا اے
حمزہ کچھ آپکو خبر ہے ایک گھڑی بھر کے عرصہ مین بال بچے ہوگئے امیر نے کہا مین چار برس ان عیش و عشرت مین رہا ازرق
پری نے کہا کہ گھڑی بھر بھی نہ گذری ہوگی جو آپ سیر کرکے پھر آئے غرضکہ ازرق پری نے دوسری کوٹھری کھولی اسمین جو امیر
گئے تو وہان ایک شیر سے سامنا ہوا اس شیر کو امیر نے مارا تیسری کوٹھری مین ایک بادشاہ سے مقابلہ ہوا امیر نے اسکو بھی
قتل کیا چوتھی کوٹھری مین جو امیر گئے وہان ایک دیو کو مارا پانچوین کوٹھری مین خرس کو قتل کیا اور چھٹی کوٹھری مین بنا
کی سیر کی ساتوین کوٹھری ازرق پری نہ کھولتی تھی زبردستی امیر نے ازرق پری سے کنجی چھینکر کوٹھری کھولی اسمین جا کر
دیکھا تو دیوار ناگیس اور نجم پری اور ورد دانہ پری اور حمزانہ پری بندھے لٹکے ہوے ہین وہ زندان خانہ سلیمانی تھا امیر
نے اسیوقت ان سبکو رہا کیا بعد اسکے دیکھا کہ ایک بچہ گھوڑے کا حبشی بچھیرا سامنے امیر کے آیا امیر نے پوچھا دیوار ناگیس
یہ بچھیرا گھوڑے کا کہان سے آیا اور کون ہے دیوار ناگیس نے کہا یہ فرزند میرا ہے جبکہ مین نجم پری سے جفت ہوا تھا تو نجم پری گھوڑی
کی شکل بنی ہوئی تھی مین گھوڑا بنکر اوسپر جا پڑا اور نجم پری سے جفت ہوا جب قید ہوئی تھی تب حاملہ تھی یہ گھوڑا پیدا ہوا امیر نے اسکو
اپنا بیٹا کیا اور سبکو ہمراہ لیکر باہر لائے یہ دیکھکر ازرق پری آسمان پری کے پاس خبر دینے کو چلی یہان امیر با توقیر سہری پر ملکہ
آسمان پری کی دونون پریون سے ہمبستر ہوے شربت وصل سے دونون کو سیراب کیا دونان صدفون نے دو گوہر پایا یعنی
پاے بیٹے دونون پریان حاملہ ہوئین ایک بطن سے فرزاد اور ایک کے بطن سے گوہرزاد پیدا ہوتا ہے اس مین ایک
وفادار شہزادہ بدیع الزمان کا اور ایک فرزند رتاج عالیشان کا ہوجاتا ہے غرضکہ بعد دو سال پریزادان ان پریون کو اپنے
اپنے شہر کی طرف رخصت کرکے روانہ کیا اور آپ تخت پر بیٹھکر ہمراہ دیوار ناگیس اور نجم پری اور اشقر دیوزاد اور خواجہ
آشوب وغیرہ کے بہادل رودہ دنیا کی طرف چلے اُدھر سلطان ازرق پری گھبرائی ہوئی ملکہ آسمان پری
کے پاس گئی اور ساری کیفیت بیان کی کہ امیر نے سب کو شہرون کی سیر کرکے زندان خانہ سلیمانی سے سبکو چھڑایا یہ
سنتے ہی آسمان پری پریشان ہوئی اور غضبناک ہو کر مع اپنے باپ کی بجوز کر اٹھی اور تجمل تمام وہان آئی جہان
امیر با توقیر کو چھوڑ گئی تھی دیکھا وہان سناٹا پڑا ہے کوئی نہین معلوم کر امیر سبکو ساتھ لیکر روئے دنیا پر گئے اسیوقت ملکہ
عبدالرحمن جنی کے پاس آئی پوچھا کہ جلد بتائے یہ آدمزاد کہان ہے عبدالرحمن جنی نے کہا کہ امیر با توقیر مع دیوار ناگیس
وغیرہ کوہ طور پر پہونچے ہین ملکہ آسمان پری یہ سنکر اسیوقت مع عبدالرحمن جنی و چند دیون کے بعد غیظ و غضب کوہ طور
کی جانب روانہ ہوئی یہان کا حال سنئے کہ امیر با توقیر مع خواجہ آشوب وغیرہ کے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا پاکر دامن کوہ
مین آرام کیا سوتے ہی غافل ہوگئے یہان اُسی غفلت مین آسمان پری مع عبدالرحمن جنی کی کوہ طور پر پہونچی دیکھا
دیوار ناگیس اور نجم پری ایک مقام پر سو رہے ہین آسمان پری نے تلوار کھینچ کر ایک ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا
مارا کہ دونون کا سر کٹ کے الگ جا پڑا لاشے تڑپ نے لگے عبدالرحمن جنی نے جو یہ دیکھا کہا اے آسمان پری
غضب کیا تو نے اب بہتر یہ ہے کہ یہان سے چلی جا ٹھہرنا مناسب نہین ہے اگر حمزہ دیکھ لیگا تو اسیوقت قتل کریگا یہ سنتے
آسمان پری مع عبدالرحمن جنی وغیرہ کے وہان سے روانہ ہوئی اِدھر اشقر دیوزاد جو پھرتا چلتا آیا اپنے ماں باپ کو دیکھا کہ
لاشین جدا خونین غلطان پڑی ہین سر جدا مثل حباب دریاے خون مین روان دوان ہین اپنے تئین گرا دیا اور خون

خون میں لوٹ کر رونے لگا جان کھونے لگا یکایک امیر باتوقیر بیدار ہوئے سوتے سے آنکھ کھل گئی اشقر دیوزاد کو بحال
خراب مضطر و بیتاب زار زار روتے پیٹتے دیکھا اور اپنا مَیس و نجم پری گزشتہ پایا امیر نے فرمایا کہ یہ کام سوائے آسمان پری
کے کسی کا نہیں ہے افسوس صد افسوس اب میں کیونکر پردہ دنیا پر جاؤنگا اشقر نے کہا آپ پریشان خون میں آپ کو پردہ
دنیا پر لیجاؤنگا امیر باتوقیر بصد رنج و الم اُن دونوں کو دفن کرکے روانہ ہوئے اشقر نے کہا اے امیر اب میری پشت پر
سوار ہو لیجئے امیر نے کہا ابھی تو تجھ سے سواری نہ سکیگا اشقر نے کہا اے امیر میں بچہ دیو ہوں آپکو اپنی پشت پر سوار کرکے
ضرور پردہ دنیا پر لیجاؤنگا امیر نے فرمایا خیر ابھی تو تو میرے ساتھ پیدل چل میں پیدل چلتا ہوں آگے بڑھ کر دیکھا جائیگا۔ المختصر
امیر باتوقیر اشقر دیوزاد وغیرہ کو ہمراہ لیکر چلے جاتے تھے تھوڑی دور پر حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی امیر نے سلام
کیا حضرت خضرؑ نے فرمایا اے امیر یہاں جناب والدہ ماجدہ مکرمہ معظمہ بی بی آصفائے باصفا تشریف رکھتی ہیں
انکی بھی زیارت کرلو امیر اسیوقت ہمراہ رکاب سعادت انتساب حضرت خضرؑ بیابان نور میں آئے اور ایک
بی بی بلقیس عظمت سلیمان شوکت کو مسجد میں دیکھا کہ عبادت پروردگار میں بہ خضوع قلب مشغول ہیں حضرت خضرؑ نے کہا
اے امیر وہ خداشناس گردون اساس یہی بی بی ہیں یہ سنکے اُن معظمہ عالیہ نے سر اپنا بلند کیا امیر نے مجرا
کیا اور باادب بیٹھے اُن معظمہ عالی مقام نے ایک کمت عنایت کی اور فرمایا کہ یہ اشقر کو دیدینا اور اشقر دیوزاد کے
تمام جسم پر ہاتھ پھیر دیا کہ سب پر و بال لائق پرواز کرنے کے ہوگئے اور اُسکے ضل استوار کر دئے امیر نے [illegible]
جائیگی اور نیل گر جائینگے اُن بی بی معظمہ نے فرمایا جسدن نیل اسکے پاؤں سے جدا ہو جائینگے اُس دن اشقر کی قضا
بھی آجائیگی اور ملکہ آسمان پری نے بعد کئی دن کے عبدالرحمن جنی سے پوچھا کہ اب امیر باتوقیر کہاں ہیں عبدالرحمن
نے کہا اے آسمان پری امیر کشور گیر اب بی بی آصفائے باصفا کی خدمت میں مشرف بزیارت ہیں اور کل پردہ
دنیا پر پہونچ جائینگے آسمان پری یہ سنتے ہی اسیوقت تخت پر مع قریشیہ سلطان بیٹھکر روانہ ہوئی جب ملکہ آسمان
پری بیابان نور میں بخدمت فیضدرجت معظمہ مکرمہ بی بی آصفائے باصفا حاضر ہوئی جھککر سلام کیا قریشیہ سلطان
بھی آداب بجالائی آسمان پری نے اُن معظمہ سے عرض کیا کہ حضور میرے وارث امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو ابھی پردہ دنیا
پر ابھی نہ پہونچائیے اُن معظمہ نے فرمایا کہ تو نے امیر کو بہت پریشان کر رکھا ہے نہایت اب مضطر ہے بس اب تو امیر کو پردہ
دنیا پر جانے دے کہ امیر کے وہاں ہونے سے بہت کام راہ خدا کے بند ہیں اور دروازے دین خداپرستی کے
مسدود ہیں یہ سنکر آسمان پری نے جھنجھلا کر کہا اگر میرے ملک میں خلل آئیگا تو دیکھو میں اپنی عملداری سے اٹھادونگی
یہ سنتے ہی وہ کنیز خاص رب العالمین مخدومہ کونین بلند مرتبت عالی منزلت والدہ ماجدہ جناب خضرؑ بی بی آصفا
کو غصہ آگیا اور زبان معجز بیان سے بعد غیظ و غضب فرمایا اے آسمان پری ابھی تو جلکر خاک ہو جا یکایک دیکھتے
دیکھا کہ خود بخود آسمان پری کے لباس میں آگ مشتعل ہوئی اور شعلے اٹھنے لگے آسمان پری جلنے لگی قریشیہ
سلطان نے جو ماں کو آتش قہر سے جلتے دیکھا سر پیٹ کر رونے لگی اور امیر باتوقیر سے لپٹ کر کہا اے بابا
برائے خدا میری ماں کو جلد بچائیے امیر نے کہا میں نہیں جانتا تو خود اُن بی بی کے قدموں پر گر کر آنکھیں مل قریشیہ
سلطان اسیوقت اُن معظمہ کے قدموں پر گری اور منت کی کہ برائے خدا اب رحم کیجئے میری ماں کی خطا کو
بخشدیجئے میرا سوائے اسکے کوئی نہیں ہے ای ناخوش دالانگین خداشناس ہوں اور رحم دلوں کا کیا مذکور دم
بھر میں قہر و غضب الٰہی کا سامنا چشم زدن میں رحمت کی نظر قریشیہ سلطان نے جو ایسی الحاح و زاری اور منت
و عاجزی کی دریائے رحمت الٰہی بجوش میں آیا ان بی بی معظمہ کو رحم آگیا خاک سجادۂ عبادت پروردگار کی اٹھا

ملکہ آسمان پری پر نازان وہی تھا قدا آسمان پری جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی آسمان پری قدمون پران
مضطرب نے گر پڑی اور عرض کیا عفو کیجیے کنیز سے بڑی خطا ہوئی اور یہ کہکر رخصت ہو کے قاف کی طرف روانہ ہوئی اور ملکہ
بانو قبر کو لی بی اصفانے دریاے آتش کے پار پہنچا کر تمام و کمال ہب انام اُتار دیا حمزہ صاحبقران خواجہ آشوب
اور خواجہ بہلول کو لیے ہوئے ایک صحرا مین آئے دیکھا کہ دو بادشاہ لشکر گران لیے ہوئے آئے ہین ایک کا نام
گاؤ سر اور دوسرے کا نام ہوپل گاؤ سر تھا امیر نے جو ان بادشاہون نے کیا جھک کر سلام کیا اور بڑے اعزاز و اکرام
سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ اے حمزہ صاحبقران امیدوار ہون کہ ملکہ حمران بانو کو اپنی خدمت مین قبول کیجیے وہ
میری بیٹی ہے اگر آپ اوس سے عقد کیجیے تو مین آپ کو پردہ دنیا پر پہنچا دون امیر نے انکار کیا بادشاہ نے کہا کہ پردہ
دنیا پر آپ کا جانا دشوار ہوگا خواجہ آشوب نے امیر کو سمجھایا کہ آپ کا عقد کرنا بہتر ہوگا امیر نے بمجبوری ہامی بھری بادشاہ نے
اقرار کیا کہ ہم آپ کو پردہ دنیا پر پہنچا دینگے غرض دو لہا دولھن کو خوب ساجوڑا پہنا کر سامان شادی کا مہیا کیا
امیر کا عقد حمران بانو کے ساتھ ہوا جب شب ہوئی خلوت ہوگیا امیر حمران بانو کے چھپر کٹ آئے امیر نے دولھن
کا منھ کھولا تھا دیکھا گاے کا چہرہ ہے امیر کے دل نے احتراز کیا وہ عورت بشکل گاؤ امیر کے ہاتھ چاٹنے
لگی امیر نے ایک گھونسا اوس گاے کے منھ پر مارا دو دانت اوسکے ٹوٹ کر گر پڑے امیر اسکی طرف سے پیٹھ کرکے
سو رہے صبح کو اوس عورت نے اپنے باپ کو وہ دونون دانت شکستہ دکھائے اور کہا کہ آدمزاد نے شب کو گھونسا
مارا دانت میرے توڑ ڈالے اوس عورت کے باپ نے خواجہ بہلول سے کہا آپ کے شہر کا یہ کیا دستور ہے
کہ دولھا نے دولھن کے دانت توڑ کر کھونڈا کر دیا اور منھ بگاڑ دیا خواجہ بہلول نے کہا کہ ہمارے شہر کی ایک یہ
بھی رسم ہے کہ جب دولھن کو بیاہ کر لاتے ہین پہلے دریا کے پار ہو آتے ہین جب دولھن سے ہمبستری کرتے ہین ابھی
جیسے حمزہ نے شب کو دولھن کی طرف سے پشت کرکے سو رہے آج انشاء اللہ سب رسومات دنیا ظہور مین آوینگے یہ فقرہ دیکر
خواجہ آشوب نے بنا کر فوراً کشتیان طلب کین اور دولھن کو آراستہ و پیراستہ کرکے ایک کشتی پر بٹھایا اور آپ کشتی پر
آپ سب مع امیر کے سوار ہوئے ملاحون سے حکم ہوا کہ کشتیان بہا دو چھوڑ دی گئین جب کشتیان اوس طرف کے کنارے
کے قریب پہنچین امیر نے اٹھکر ایک گرز گران سر دولھن پر مارا دولھن ڈوب کر غرق دریاے فنا ہوگئی اور کشتی بھی ٹکڑے
ٹکڑے ہوکر تباہ ہوئی امیر مع خواجہ بہلول وغیرہ جست کر کے اوس پار اوترے بتعجیل تمام کنارے کنارے دریا کے
نشیب میں چلے تب بڑھکر دیکھا ایک صندوق بہا جاتا ہے امیر نے بڑھکر اوس صندوق کو روک لیا جب اوس صندوق
کو کھولا دیکھا کہ اوسمین نیزہ حضرت نوح کا رکھا ہے امیر نے اوسمین سے نیزہ نکال لیا اور آگے بڑھے تھوڑی دور چلے
تھے کہ سامنے سے ایک قلعہ دکھائی دیا جب برابر اوس قلعے کے ہوپہنچے ایک صداے مہیب آئی کہ بادشاہ اور بادشاہزادہ
مین آ پہنچا اور ایک فیر توپ کا کیا کہ گولہ زمین سے اوپر ہی اوپر نکل گیا امیر بانو قبر گرز گران سر پر ہاتھون مین لیکے
چلے کہ اشقر دیوزاد نے ایک چیخ ماری امیر نے پھر کر ادھر دیکھا تو اشقر دیوزاد ہے نہ خواجہ آشوب وغیرہ کا
پتا ہے امیر نے نہایت غصہ کیا اور صدمہ عظیم ہوا گرز لیے ہوئے غیظ و غضب مین قلعے پر آ پڑے اور بہا کے
قلعے پر ایک گرز مارا دروازہ قلعے کا ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرا امیر بانو قبر قلعے کے اندر داخل ہوئے دیکھا قلعہ خوب آراستہ
و پیراستہ ہے مگر سنسان پڑا ہے کوئی آدمی نہ جن نہ دیو نہ پری نظر آتا ہے چارطرف بارگاہ عالیشان بنگلہ اور کرسیان
بچھی ہین اور ایک تخت زرنگار مرصع بچھا ہوا ہے لیکن تخت کے نیچے سے آواز باتون کی آتی ہے امیر نے بڑھکر
تخت جو اٹھایا دیکھا کہ خواجہ آشوب و خواجہ بہلول و اشقر دیوزاد نیچے تخت کے ایک نقب مین بیٹھے

باتیں کرتے ہیں امیر یا توقیر اونکو دیکھکر خوش ہوگئے پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیونکر آئے انھوں نے کہا کہ ایک جن ہمیں قید
کرکے لایا تھا اور یہاں بند کر گیا امیر کشور گیر ان سبکو ہمراہ لیکر قلعے سے باہر آئے اور ایک طرف کو روانہ ہوئے ناظرین
والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ قلعہ جسکا تھا انھوں نے جاکر قطرات دیو سے خبر کی اور ایک آدم زاد پروردہ دنیا پر جاتا ہے اور
ہمارے رکنے سے کسیطرح نہیں رکتا ہے قطرات دیو یہ خبر سنتے ہی ہزاروں کی دار لیکر امیر کے مقابلہ کو روانہ ہوا امیر
تھوڑی دور بڑھے تھے کہ آواز نعرہ کی سنی دیو قطرات باش او آدم زاد میں آپہونچا اور یہ کہتے ہی وہ دیو برابر امیر
کے آیا اور وار شمشاد کا وار کیا امیر کشور گیر نے خالی دیکر تیغ اعقرب سلیمانی دو وال کمر پہ دیو قطرات کے مارا اور نعرہ اللہ اکبر کیا
وہ دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا خاک سے صدائے الامان پیدا ہوئی امیر اوس دیو کو قتل کرکے آگے بڑھے ایک صحرائے پر فضا
میں پہونچے دیکھا اوس صحرا میں ایک بارہ دری نہایت آراستہ دہیراستہ ہے خواجہ آشوب امیر سے آگے بڑھ چلے اوس
بارہ دری میں ایک عورت بہت خوبصورت نازنین جیسے حور صورت کھڑی ہے اس عورت نے اپنا ہم جنس جانکر کہا
کہ کہاں جاتے ہو خواجہ آشوب نے کہا کہ بتا تو اس عورت نے کہا کہ اگر ایک کام ہمارا کروگے تو تمہارا بڑا احسان ہوگا اور
تمکو ہمکو جزائے خیر دیگا خواجہ آشوب نے کہا وہ کیا کام ہے بیان کرو اوس عورت نے کہا اگر کہیں تمکو خواجہ عمرو عیار خسرو
صاحبقران ملجائیں تو انسے یہ کہدینا کہ زہرہ مصری دیو سمندون ہزار دست کی قید میں ہے اگر تمکو ہیچ و تاب
جکو رہا کرلیجاؤ زہرہ مصری خواجہ آشوب سے یہ کہہ رہی تھی کہ سامنے امیر بھی آگئے زہرہ مصری نے جو امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کو دیکھا بخوبی پہچانا دوڑ کر اپنے تئیں قدموں پر گرادیا اور رونے لگی امیر نے سر زہرہ مصری کا پاؤں پر
سے اٹھایا اور پوچھا اے زہرہ مصری تو یہاں کیونکر آئی زہرہ مصری نے عرض کیا اے امیر ملکہ آسمان پری نے
جکو جلاجل پری سے اٹھوا منگایا تھا جب مجکو دیکھا کہا تو ہی ملکہ مہرنگار ہے میں نے کہا میں ملکہ مہرنگار کی ایک ادنیٰ
کنیز ہوں آسمان پری نے جلاجل پری سے کہا کہ جا اوسکو پہونچا اور ملکہ مہرنگار کو اٹھالا جلاجل پری مجکو لیے
ادھر سے آئی سمندون ہزار دست نے پکڑ لیا جلاجل پری کو تا ٹکڑے چیر کر کھا گیا مجکو قید کیا جب سمندون ہزار
دست کا گھوار رہ جاتا یا کرتی ہوں زہرہ مصری تو امیر سے کھڑی باتیں کر رہی تھی اور سمندون ہزار دست جو
میں پڑا ہوا سو رہا تھا یکایک جو ہونہ جو تھا سمندون ہزار دست جاگ اٹھا آنکھ کھولکر دیکھا کہ یہ عورت آدم زاد و آدم زاد سے
باتیں کر رہی ہے گھورتے سمندون نے برابر امیر کے ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑ کے کھینچ لوں اور کھا جاؤں امیر نے جو
دیو کو دیکھا ہاتھ اوسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ سمندون جھولے سے امیر کے آگے آکر گرا امیر نے ایک طمانچہ اور پکڑ کر تا ٹکڑے
چیر کر پھینک دیا خواجہ آشوب نے مال و اسباب سب وہاں کا لے لیا اور ایک صندوقچہ جواہر بے بہا کا تھا اسکو اٹھا کر
چھپانے میں لگا امیر نے یہ سب مال و اسباب صندوقچہ وغیرہ میرا دوست تمہی سے چھین لیگا خواجہ آشوب نے کہا دیکھا جائیگا غرض
امیر باتوقیر زہرہ مصری کو ہمراہ لیکر چلے تھوڑی دور بڑھے تھے دیکھا کہ ایک آندھی اٹھی سنسناتا ہوا سامنے سے
ایک دیو پیدا ہوا اوسنے نعرہ کیا منم سمندون ہزار دست باش او آدم زاد بیپیر ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہے
آپہونچا جب قریب آیا دیکھا امیر نے کہ اوس دیو کے ہزار ہاتھ ہیں اور ہر ہاتھ میں حربہ چمکا رہے ہیں برابر امیر کے آکر
ہزار حربے کئے امیر سب اسکے حربے خالی دیکر ہاتھ تیغ اعقرب سلیمانی کا مارا کہ پانچسو ہاتھ دیو سمندون کے کٹ گئے
وہ دیو سب ہاتھ اپنے اٹھا کر بھاگا امیر سمجھے کہ یہ دیو بھاگ گیا امیر آگے بڑھے ایک ساعت گذری تھی کہ دیکھا وہی
دیو پھر سامنے سے آتا ہے اور سب ہاتھ اسکے صحیح ہیں اور آتے ہی پھر اوسنے ہزار ہا حربے وہ کیا امیر نے پھر خالی دیکر
تیغ اعقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا ابکی مرتبہ اوس دیو کے ساتھ سو ہاتھ کٹ گئے سمندون ہاتھ ٹوٹے ہوئے اپنے اٹھا کر پھر کیطرف کو بھاگا

امیر باتوقیر پھر چل کھڑے ہوئے تھوڑی دور چلے تھے کہ سمندون پھر سامنے سے نمودار ہوا اور کہا اب سام تیرے کے بچ کو عالم
بین سمندون نے شعبدہ پھر دکھایا امیر نے کئی مرتبہ نو سو ہاتھ سمندون کے کاٹے اور سمندون پھر ہاتھ اٹھا کر ایک سمت کو
ہوائی ہوا ایسا کہ امیر باتوقیر نے مضطر و متفکر ہو کر سر اٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا اور کہا خداوندا کیا اس تیرے بندہ عاجز و
گنہگار کو یہ دو دنیا پڑھ جاتا تا لیکا پروردگارا مجھ عاصی کی خطا کو عفو کر اور جلد مدد کر کہ یکایک حضرت خضر تشریف لائے اور
فرمایا کہ بیٹے سامنے آؤ امیر جناب خضر کے ہمراہ ایک چشمہ آب پر آئے حضرت خضر نے فرمایا کہ اے امیر اس چشمے سے ایک
شیشہ پانی کا بھر لو کہ یہ آب قلب ہے امیر نے بموجب ارشاد فیض بنیاد شیشہ پانی سے بھر لیا حضرت خضر نے فرمایا اے امیر تم
بزرجمہر کی آنکھیں بختک نابکار نے اندھی کر دی ہیں تم یہ پانی ان کی آنکھوں میں لگا دینا بحکم خدا فوراً آنکھیں روشن ہو جائینگی اور یہ
جو سامنے درخت ہے اس کے پتوں کا نام برگ حیات ہے یہ بھی لیا جائے زخم پر پیس کر لگا دو گے فوراً جسم اچھا ہو جائیگا امیر نے اس
درخت کے پتے توڑ کے ترکش میں رکھ لئے پھر حضرت خضر نے فرمایا کہ یہ جو پہاڑ ہے اسکو گرز مار کے اس چشمے میں گرا دو کہ اسی
کی تاثیر سے سمندون کے ہاتھ بڑھ جاتے ہیں امیر نے اس پہاڑ پر گرز گران مارا وہ پہاڑ شق ہوکے اس چشمے میں گرا حضرت
خضر غائب ہوگئے امیر نے پھر کر جو دیکھا سمندون ہزار دست للکارتا ہوا چلا آتا ہے برابر امیر کے آکر ہزار ہاتھ سمندون
نے کے امیر نے پھر خالی وار کر تیغ عقرب سلیمانی کا ہاتھ ادھر نو سو ہاتھ کٹ گئے سمندون وہ سب اٹھا کر
بھاگا اور چشمہ حیات پر گیا دیکھا چشمہ حیات بند ہے دل میں اپنے سمندون نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر نے سب
بتا دیا ہے لیکن ایک ٹکڑا پہاڑ پر ماری اور تڑپ کر گرا اور کر جہنم واصل ہوا امیر باتوقیر آگے کو روانہ ہوئے اور خواجہ آشوب
اور خواجہ بہلول کو بھی جنگل میں ڈال دیا ؛

دوسری داستان شعبدہ نشان ترشندہ وریش کافران عیار نابکار امیر حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری کی زبانی ہوتے ہیں

ساقیا بند کر دے میخانہ
پینے والوں کو جب نہیں لذت
وقت نہ کہے کون مست پرست
جب مضمون لاؤ بالی سے
منغصہ یہ خیال رہتا ہے
آسن خامہ روک لیجے ہیں

اب ہے بیکار دور پیمانہ
در گوہر کی پسند روانی ہے
سب ہیں رنگ کی شراب الست
جب مضامین کوئی نکلتا آیا
فصیح کو گو ملال رہتا ہے
مجھے بھی دے سحر بند کیا

بلکہ ہے کیا شراب کی صحبت
بادہ اور غزل خوان بھی پانی ہے
منہ میں عمر فصیح خالی ہے
روک کر دل کو اپنے تڑپایا
نہیں طول اب ذرا بھی ٹھیک ہیں
بلبل دل قفس میں بند کیا

عیاران زمانہ و دنیا کے ناپائدار شعبدہ سازان زمانہ بہ کردار عجائبات کرشمے و نیرنگی شکل فلک ناہنجار کے ناظرین
والا تمکین کو صفحہ قرطاس پر قلم تصویر رقم سے کھینچ کر یوں دکھاتے ہیں بیت بگوش شنوی منزل داستان کہ باز
آمدم بر سر داستان ؛ جب پہلوان عادی نے دیکھا کہ آزدہو بالکل ہو گیا اب پھر نوبت غارتگرش کی ہم پہونچا
چاہتی ہے خواجہ عمرو سے کہا کہ ہمارے کھانے پینے کا بند و بست کرو عمرو نے سوچ کر رات کو پتلے کاغذ کے شکل دیو کے
بنائے اور پہلوان عادی کو بھی دیو کی صورت بنایا اور ان پتلوں کے پیچھے لگائے اور آپ امیر کشور گیر کی صورت بنا اور ان پتلوں کے
ہمراہ لیکر لشکر نوشیروان کی طرف چلا برابر لشکر نوشیروان کے پہونچکر نعرہ کیا منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران زمان اور تلوار میان سے کھینچی آگے آگے آپ اور پیچھے پیچھے وہ سب نقلی دیو یہ سامان
دیکھکر تمام لشکر نوشیروان بھاگا ایک تلاطم عظیم لشکر میں پڑ گیا اور شور و غل برپا ہو جاگو امیر غائب سے

فوج دیو دیو کی لیکر آگے آن واحد میں تمام لشکر کا خالی ہو گیا عمرو نے سب مال و اسباب لوٹ لیا اور پہلوان جادی کو
خوب کھانے کھلوائے پھر عمرو نے مع سرداران ملکہ مہرنگار کے قلعہ برج مغرب کی راہ لی سابر نقدپوش اور کرکرن
ساسانی نے آکر نوشیروان سے کہا حضور امیر نہیں آئے ہیں فقط یہ عمرو کی عیاری تھی کہ پہلوان جادی کو دیو بنایا تھا
اور کاغذ کے پتلے بشکل دیو بنے لگا کر بنا لئے تھے اور آپ امیر کی صورت بنکر لشکر پر آپڑا تھا تمام مال و اسباب لشکر کا
عمرو لوٹ لیگیا اور برج مغرب کے قلعے میں چلا گیا نوشیروان سنتے ہی دس لاکھ فوج لیکر تعاقب میں عمرو کے چلا
یہاں عمرو کا سنئے کہ عمرو برابر چلا جاتا تھا کہ راہ میں ایک چشمہ آب ملا اسکا پانی پیتے ہی سب بیہوش ہو گئے عمرو وہاں
متحیر و متفکر کھڑا تھا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا لشکر نوشیروان آپہونچا اور قریب پہونچکر بگیر بگیر کا نعرہ ہوا عمرو نے سمجھ لیا
کہ لڑائی ہونے لگی جب تمام فوج چار طرف سے عمرو پر آپڑی اور عمرو نے دیکھا کہ ملکہ مہرنگار کے بچانے کے قریب
لوگ آگئے عمرو نے پھیلا کر دعا کی یکایک صحرا سے گرد اڑتی دیکھا تھا بلند نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار جرار کے پیدا
ہوا اور وہیں سے تلواریں میان سے سب نے نکالیں اور نعرہ کرکے لشکر نوشیروان پر سب کے سب آپڑے تلوار
چلنے لگی بڑی جنگ جدل ہوئی بہت سے سرداران نامی کو قتل کیا لشکر نوشیروان پسپا ہوا شکست کھا کر بھاگا
نقاب دار نے دو کوس تعاقب کرکے لشکر نوشیروان کو بھگا دیا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری سے کہا آپ اب
قلعے میں جاؤ اور بہ آرام تمام بیٹھو اور آپ صحرا کی طرف مع چالیس ہزار سوار کے روانہ ہوا عمرو نے قلعے کا بڑی بندوبست کیا
اور نوشیروان پھر لشکر کو جمع کرکے قلعے پر آیا اور قلعے کو گھیر کر پڑا کیا اور عیاروں کو بلا کر کہا کہ کوئی ایسا ہے
کہ عیاری کرکے ملکہ مہرنگار کو پکڑ لائے سابر نقدپوش اور کرکرن ساسانی اور کتارہ نے کہا کہ ہم ملکہ مہرنگار کو
لاتے ہیں بادشاہ کو سلام کرکے باہر دربار کے آئے اور کتارہ کو عورت حسینہ جمیلہ بنا کر کشتی زرنگی ساتھ بٹھایا اور قلعے کی
طرف روانہ ہوئے جب برابر قلعے کے پہونچے حسب اتفاق اسوقت قارن قہر مغربی کا قلعے پر پہرا تھا ان دونوں
عیاروں نے آکر قارن کو سلام کیا اور کہا کہ ایک عورت حسینہ جمیلہ وشکیلہ ہم ظلمات سے لائے ہیں چاہتے ہیں کہ
بادشاہ کے ہاتھ فروخت کریں قارن نے جو ایک زن نازنین نہایت خوبصورت دیکھی رال ٹپک پڑی اور قلعے میں
اوسکو بلا لیا رات کو ان عیاروں نے قارن کو بیہوش کیا اور دو پہر رات گئے کتارہ بشکل عورت محل میں آیا اور ملکہ
مہرنگار کو بیہوش کرکے ایک صندوق میں بند کیا اور تینوں عیار پہلوان جادی کے پہرے سے ملکہ مہرنگار کو لیکے
اور کشتی پر بیٹھ کے روانہ ہوئے یہاں عمرو بستر خواب پر غافل سو رہا تھا کہ خواب میں آمنہ نے آکر کہا اے خواجہ تو آرام
فرش مخمل پر سو رہا ہے اور ادھر عیار نوشیروان کے ملکہ مہرنگار کو صندوق میں بند کرکے کشتی پر دریا کی راہ سے لئے
جاتے ہیں عمرو گھبرا کر اٹھا محل میں آیا تلاش کیا ملکہ مہرنگار کو کہیں نہ پایا بہ تعجیل تمام دریا کی طرف روانہ ہوا جب صبح
کی روشنی ہوئی دیکھا کہ کشتی سامنے چلی جاتی ہے عمرو جست کرکے دریا میں کود پڑا اور شور کیا پاش او نابکار میں آپہونچا
عیاروں نے جو عمرو کو دریا میں آتے دیکھا صندوق کو دریا میں پھینکا اس عرصہ میں عمرو بھی پہونچا جست کرکے کشتی کے اوپر
آیا اور خنجر کھینچ کے کہنے لگا وہ عیار کشتی سے پھاندکے بھاگ گئے سابر نقدپوش کو عمرو نے پکڑ لیا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا
بتا ملکہ مہرنگار کو کیا کیا سابر نقدپوش نے کہا کہ ملکہ مہرنگار صندوق میں بند تھی وہ صندوق دریا میں ڈالدیا عمرو نے
سابر نقدپوش کو تو چھوڑ دیا اور تلاش میں ملکہ مہرنگار کے چلا ادھر ملکہ مہرنگار کا صندوق دریا میں بہتا ہوا چلا جاتا
تھا اور بہرام ماہی فروش شکار مچھلیوں کا دریا میں کھیل رہا تھا اوسنے جو دیکھا ایک صندوق بہتا ہوا آتا ہے دوڑ کے
اوس صندوق کو روکا سمجھا کہ تقدیر نے یاوری کی زر و جواہر اس میں بھرا ہوگا اور ایک مقام پر لاہوت زنگی اور

دونوں بھائیوں میں جنگ ہو رہی تھی انہوں نے دیکھا کہ بہرام صندوق لئے جاتا ہے چپ ہو رہے یہاں بہرام لے صندوق
گھر میں لا کر کھولا دیکھا کہ زر و جواہر تو نہیں ہے مگر ایک گوہر شاہوار یا لعل بے بہا تجلت دہ حسینان ملک عدن نازنین
مہ جبین خوش جمال حور تمثال اوس میں سو رہی ہے بہرام دیکھکر بہت متحیر ہوا جمال بیمثال کا تماشا دیکھتا رہا دیر تک کیا پھر ملکہ
مہرنگار کو ہوش میں لایا اور پوچھا اے حسینہ و جمیلہ تو کون ہے اپنے نام و نشان سے آگاہ کر ملکہ مہرنگار نے کہا میں دختر نوشیروان
عادل زمان ہوں نام میرا ملکہ مہرنگار ہے بہرام نے کہا تو میری بیٹی ہے میرے گھر میں رہ بہرام نے خوشی خوشی اسکی خدمت کا
سامان مہیا کر دیا اور بڑی عیش و راحت سے ملکہ مہرنگار کو رکھا بی بی نے بہرام کی لاہوت زنگی اور خونخوار زنگی
کو خبر دی کہ دختر نوشیروان ملکہ مہرنگار میرے گھر میں ہے بہرام نے لا کر رکھا ہے یہ دونوں مشتاق جمال حور تمثال
ملکہ مہرنگار ہو کر گھر میں بہرام کے آئے ملکہ مہرنگار کو دیکھتے ہی دونوں شیفتہ و فریفتہ ہو گئے چھوٹے نے بڑے بھائی
کہا تو اپنی بہو سمجھنا اور بڑے نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ تو اسکو اپنی ماں تصور کرنا الغرض اسی بات پر دونوں میں تکرار ہوئی
دونوں نے تلواریں کھینچیں لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی بڑے نے چھوٹے کو قتل کیا اور ملکہ مہرنگار کو ساتھ لیکر اپنے
قلعے میں آیا اور ارادہ عقد کا کیا ملکہ مہرنگار نے کہا کہ چالیس روز تو میرے بھائی کا انتظار کر پھر تیرے تحت میں سمجھے کرونگی اسقدر
مجکو جلدی کیوں ہے اب تو میں تیرے قبضہ میں ہوں اوس نے کہا میں ہرگز نہ مانونگا اور دو روز بھی انتظار نکرونگا کل میں تجھسے
ضرور نکاح کرونگا یہ کہکر لاہوت قلعے میں آیا اور نکاح پڑھنے کا سامان کیا اسطرف عمرو کشتی پر بیٹھے ہوے ملکہ مہرنگار کو تلاش
کرتے دریا میں چلے جاتے تھے ایک مقام پر دیکھا کہ کنارے دریا کے ایک شخص بیٹھا ہوا زار زار رو رہا ہے عمرو نے پوچھا
اے بھائی تو کون ہے اور کیوں روتا ہے کیا تجھپر مصیبت پڑی ہے یہ سنکے اسنے کہا کہ اے شخص تجھکو اپنا ہمدرد جان کر بیان
کرتا ہوں شاید کہ تو ہمدردی کرے سن نام تو میرا بہرام ہے اور میں ماہی گیر ہوں اس دریا پر میں ایک روز شکار کھیل
رہا تھا کہ ایک صندوق دریا میں بہا جاتا تھا میں نے اوسکو نکالا اسکو کھولکر جو دیکھا اس میں ایک نازنین حسینہ و جمیلہ کہ نام اسکا
ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان ہے بیہوش پڑی تھی میں نے اسکو ہوشیار کیا اور اسکو اپنی بیٹی بنا کر رکھا ناگاہ لاہوت
زنگی اور خونخوار زنگی کو خبر ہوئی وہ مشتاق جمال بیمثال ہو کر آئے اور دونوں اسپر عاشق ہوے پھر وہ دونوں ملکہ مہرنگار
کے لئے آپس میں لڑے ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو مار ڈالا اور مجسے چھین کر ملکہ کو اپنے قلعے میں لے گیا ہے نہیں معلوم کہ اب
اس نازنین ملکہ مہرنگار پر کیا گذری میں اوس دختر کی محبت میں دیوانہ ہو کر نکل آیا ہوں اور روتا پیٹتا ہوں عمرو نے کہا اے بھائی
تو رو نہیں کیوں گھبراتا ہے خدا کو یاد کر اور وہ قلعہ مجکو بتا دے بہرام یہ سنکر عمرو کو ساتھ اپنے لئے ہوے اوس قلعے کے برابر آیا اور
کہا کہ جس قلعے میں ملکہ ہے وہ قلعہ یہی ہے خواجہ عمرو بسم اللہ کہکر قلعے میں داخل ہوے ادھر اودھر بازار کی سیر کی
جب رات ہوئی مزدور کی شکل بنکر محل میں ملکہ مہرنگار کے آئی اور ایک کشتی پھولوں کی مہکتی ہوئی ہاتھ میں تھی جب پہرے
پر دو کماری نے کہا کہ یہ پھولوں کا گہنا ملکہ کے واسطے لاہوت زنگی نے بھیجا ہے آج ملکہ کے ساتھ لاہوت زنگی
کا عقد ہوگا بلا اس کماری کو ساتھ لئے ہوے ملکہ مہرنگار کے سامنے آئی کماری نے وہ کشتی پھولوں کے گہنے کی
آگے ملکہ مہرنگار کے رکھدی اور عرض کیا اے بی بی صدقے جاؤں واری جاؤں آپ کے عاشق و شیفتہ نے یہ
سامان آرائش عقد بھیجا ہے اور کہا ہے کہ آپ اپنے تئیں جلدی سے آراستہ و پیراستہ کیجئے میں عقد کرنے کو آتا ہوں
آج تو شب وصال ہے ملکہ مہرنگار نے چین بجبین ہو کر کہا کیا کچھ موئے زنگی کی شامت آئی ہے معلوم ہوا موت نزدیک آئی
کے سر پر قضا کھیلتی ہے مبادا تو کہ مرنے ہوگا سب خدائی بھول جائے عقد کی خوشی میں خون میں لال ہو ایک دفعہ
کہدیا کہ چالیس روز انتظار کر میرے بھائی کا پھر دیکھا جائیگا شاید کہ پروردگار عالم عمرو کو یہاں پہونچا دے جان و آبرو

میری بچ جائے یہ کہکر کشتی پر ایک ٹھوکر ماری کہا جا کشتی میرے سامنے سے اٹھا لیجا کہدینا کہ خبردار ابھی بارادۂ عقد بیاہ
آنے کا سامان کرنا نہیں تو پچھتائیگا اور آئیگا تو منہ کی کھائیگا اُس کماری نے کہا بی بی قربان جاؤں بلائیں لوں غصہ نہ کرو
خفا ہو گلابسا منہ سرخ ہو گیا ایسا چاندی سے رخ پر عرق آگیا اوی بی بی میں تو آپ کے غصہ سے ڈر گئی معاف کیجے میں
اب پھر کبھی نہ جاؤنگی کشتی تو کسی کونے میں پھینک دونگی وہ آپ ہی مارے غیرت کے بیمار ہوا پلنگ پر مرے گا کیونکہ میں ایسی
کہہ آئی تھی کہ جب میں وہاں سے جواب لیکر آؤنگی تو تم عقد کرنے کو چلنا وہ سیاہ رو آپ ہی اپنے کا جوڑا پہنکر زرد رو تو
جواب جاتا ہے کہ سرخرو ہوں آپ فرماتی ہیں کہ بیاہ اگر لہو میں لال ہوگا سچ تو ہے میں وہ بات کیوں کروں جو خون
خرابہ ہو ملکہ مہرنگار ہرچند صدمۂ آلام میں تھی کماری کی باتیں سنکر ہنسنے لگی کہا بوا جیو جاؤ تم مُردار بڑی طرار مسخری ہے
تیری باتوں سے دل بہل گیا میں نہایت حیران پریشان تھی اور گھبرا رہی تھی کچھ ادھر ادھر کی باتیں کر کہ دل بہلے اس
کماری نے کہا اوی بی بی اگر فرماؤ تو کچھ گاؤں تمہارا دل بہلاؤں ملکہ نے کہا تجھکو گانا آتا ہے اُس کماری نے کہا کہ حضور آزمائیں
تو معلوم ہو ملکہ نے کہا اچھا بوا کچھ گاوے بلا سے تھوڑی دیر دل ہی بہلیگا یہ سنکے وہ کماری گانے لگی ایسے اشعار غزل کے درد
آمیز بھیرویں کے ٹھمن میں گانے لگی کہ آخرکار ملکہ مہرنگار یاد امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان میں رونے لگی اور ابر باران
کی طرح آنکھوں سے آنسو برسنے لگے بیخود ہو گئی اُس کماری نے گانا موقوف کیا اور گلابیاں شراب کی رکھیں تھیں جلدی
سے وہ اٹھا لائی اور اُس میں بیہوشی ملا کر سبکو ایک ایک جام شراب کا پلایا وہ سبکے سب شراب پیتے ہی بیہوش
ہو گئیں ملکہ مہرنگار بھی بیہوش ہو گئی عمرو نے پشتارہ ملکہ مہرنگار کا باندھا اور لیکر چلا نکلتے ہی محل سے پہیل تمام قلعے کے
باہر آیا اور جلدی سے کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوا یہاں خبرداروں نے لاہوت زنگی کو خبر دی کہ کوئی عیار ملکہ مہرنگار کو
پشتارہ باندھکر لئے جاتا ہے لاہوت زنگی یہ سنتے ہی اسیوقت سات سو زنگی اپنے ہمراہ لیکر کشتیوں پر سوار ہو کے
دوڑا عمرو کی کشتی کو گھیر لیا خواجہ عمرو نے دیکھتے ہی خنجر کھینچا تلوار چلنے لگی عمرو تو تنہا اور پشتارہ ملکہ کا پاس ہے
اُدھر سات سو زنگیان پہلوان ہیں مگر عمرو نے اُسپر بھی بہت سے زنگی قتل کئے جب عمرو بالکل نرغہ میں زنگیوں کے گھر گئے
عرصۂ حیات تنگ ہوا ہاتھ اٹھا کر درگاہ قاضی الحاجات دعا کی اے پروردگار عالم تو ہی حامی و مددگار ہے ان دشمنوں کے
ہاتھ سے بچا ہنوز ابھی یہ دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ ایک جہاز سامنے سے پیدا ہوا اُسپر سو حبشی اور ایک شخص نوجوان مسلح
اُنکا سردار بیٹھا ہوا تھا وہ سب آکر عمرو کے شریک ہوئے اور سب زنگیوں کو مارا اور کشتیوں کو ڈبا دیا جسوقت وہ
حبشی اُن زنگیوں پر فتحیاب ہوئے اُس جوان رعنا نے عمرو سے کہا کہ ملکہ مہرنگار کو اب مجھے دو عمرو
نے کہا واہ چہ خوش این گل دیگر شگفت اس محنت و مشقت سے تو میں ملکہ مہرنگار کو لایا ہوں اور اب تجھے
دے دوں یہ ہونیگا ہرگز تجھے ملکہ کو نہ دونگا او ظالم تو کہاں سے بجلی گھونسا نکل آیا اس جوان نے یہ سنکر عمرو سے
کہا اگر ملکہ مہرنگار کو تم نہیں دیتے ہو تو اپنی بہن کی شادی میرے ساتھ کر دو عمرو نے پوچھا تو کون ہے اور نام تیرا
کیا ہے اُس جوان نے کہا کہ نام میرا اخی سعید ہے بلا رقعہ تمہاری بہن کی خواستگاری کے واسطے آیا تھا وہ میری قوم
تھا عمرو بہت خوش ہوا اور ایک رقعہ اپنے باپ امیہ ضمیری کو لکھا کہ میری ہمشیر ملکہ حسینہ بانو کی شادی اخی سعید
کے ساتھ کر دیجئے یہ بہت لائق ہے اور میں اس سے راضی ہوں یہ رقعہ لکھکر اخی سعید کو دیا اور کہا تو ابھی روانہ
ہو وہاں باپ میرا امیہ ضمری تیری شادی میری بہن ملکہ حسینہ بانو کے ساتھ کر دیگا یہ کہکر خواجہ عمرو ادھر روانہ ہوئے اور
اخی سعید اسطرف روانہ ہوا یہاں خواجہ عمرو داخل قلعہ ہوئے اور ملکہ مہرنگار کو تخت پر بٹھایا اور آپ کلاہ مرصع
سر پر رکھکر کرسی زریں پر متمکن ہوئے اور پہلوان عادی کو بلایا اور کہا کہ تیرے پہرے سے عیار نوشیروان کے

ملکہ مہرنگار کو نکال لیگئے اور تجکو خبر ہوئی تو ایسا غافل ہے پر چلے ہے تو جا سے یہان سے ہم تجکو لیجے یہان نہ کھینچے اور
ہم کھانا تجکو دہ کھلا لیگے پہلوان عادی مجبور ہوکر روتا ہوا قلعے سے باہر نکلا اور تلوار کھینچکر بازار نوشیروان پر آکر
گرا شہابان وغیرہ ہٹنے لگا نوشیروان کو خبر ہوئی کہ پہلوان عادی لوٹ رہا ہے نوشیروان نے کچھ فوج
بھیجی اور حکم کیا کہ پہلوان عادی کو پکڑ لاؤ لوگ بہت سے تھے اور پہلوان عادی سے بازار مین تلوار چلنے
لگی لوگ نرغہ کرکے چار طرف سے گھیرتے تھے مگر پہلوان عادی کسی کے ہاتھ نہ آتا تھا تجناک نے کہا
مین جاکر پہلوان عادی کو گرفتار کر لاتا ہون تجناک نے عیاری کی اور ایک حلوائی کی صورت بنکر
ایک تھال مٹھائی سے بھرا اور اس مین بیہوشی ملائی اور وہ تھال لیکر پہلوان عادی کے سامنے
آیا پہلوان عادی اس حلوائی کی طرف تلوار پکڑ کر دوڑا تجناک تھال مٹھائی کا زمین پر رکھکر
بھاگا پہلوان عادی مٹھائی کی بو پر چلا اور شیرینی کا اسکی زبان پر ذائقہ دور ہی سے آگیا
ہونٹ چاٹنے لگا جب پاس اُس مٹھائی کے تھال کے آیا بیٹھکر مٹھائی کھانے لگا پہلوان
عادی مٹھائی کے کھاتے ہی بیہوش ہوا لوگون نے دوڑ کر پہلوان عادی کو پکڑ لیا
اور گرفتار کرکے نوشیروان کے سامنے لائے نوشیروان نے حکم دیا کہ اسکو
دار پر کھینچو وہ جلاد پہلوان عادی کو زیر دار لائے اور تیار کار جلادی مین
مشغول ہوئے ادھر پہلوان عادی ہوشیار ہوا سب بیہوشی اتر گئی
دیکھا بلا مین گرفتار ہون اور زیر دار بیٹھا ہون کوئی دم مین سامان
قضا کا ہے پہلوان عادی نے اسوقت تڑپ کر خدا سے دعا کی
بیرہ حاجت روا جب پہونچا یکا یک صحرا سے گرد اٹھی دیکھا
نقاب دار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے آیا
اور تلوار کھینچکر لشکر نوشیروان پر گرا چشم زدن
مین سب کو مار کے بھگا دیا اور پہلوان عادی
کو رہا کیا اور آپ جس طرف سے آیا تھا ادھر
کو راہی ہوا اور پہلوان عادی بھی ایک
سمت کو روانہ ہوا

قطعۂ تاریخ مطبوعہ سابق از شاعر مستند جناب نواب مرزا محمد عباس خانصاحب متخلص بہ محمد رئیس لکھنو

چو شد طبع این داستان امیر		بحسن و آرایش و زیب و زین

محمد رشتم حسن جیو ی
نسیم ریاض تصدق حسین

قطعۂ تاریخ مطبوعہ سابق از عذب البیان سخن فہم و سخن شناس جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس

کیا چھپی نوشیروان نامہ کی جلد		بھیجے مضمون گوہر نایاب ہے

سال تصنیف بین یہ بھی یاس کہہ
داستان کا دفتر نایاب ہے

خاتمۃ الطبع

شد بحمد بر آن چیز کہ خاطر میخواست
آمد آخر ز پس پردۂ اسرار پدید

کہان ہین شائقان فسانہ ہائے عجیب کہ جو ہین مشتاقان داستان ہائے غریب بسم اللہ بسم اللہ جلد تشریف لائین یہ فردوس مسرت افزا کو سُن جائین کہ جس محبوب نگین ادا و دلفریب نگار کہ چشم مشتاق کے جمال باکمال کے دیکھنے کو ایک مدت مدید سے تمام عالم کی آنکھین ترستی تھین فقط اُسکے ذکر سے بڑے تمام اپنی طبیعت خوش کر لیتے تھے ادھر اُدھر کے بیسیون سنا دو چار فقرون سے دل بیتاب کو کچھ تسلی دیتے تھے مگر بغیر حصول دولت دیدار مضطر و بیقرار رہتے تھے بار بار عالم شوق و اشتیاق مین یہ شعر پڑھنے لگتے تھے **شعر** آئے تو وہ یوسف سر بازار کسی دن ❊ ہم بیچنے جان اپنی خریدار بنکے وہ ابن فضل ایزدی کشاکش حجاب سے نکل کر بالکل بے نقاب و بے حجاب مثل آفتاب عالمتاب جلوہ افروز ہوا ہے دیکھین کون کون شائقین منچلے اپنی بات کے سچے کمر ہمت باندھکے اُس کے طالب دیدار ہوتے ہین اور اُسکی نظارہ بازی سے اپنی آنکھون کو خنک اور دل کو ٹھنڈا کرتے ہین غرض اس تمہید سے یہ ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی نسبت مشہور ہے کہ علامہ شیخ ابو الفضل فیضی نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی تفریح طبع اور دل بہلانے کے واسطے زبان فارسی مین [illegible] سے تصنیف کیا کہ اکبر بادشاہ پر کیا موقوف ہے بڑے بڑے باکمال نازک خیال فصحا اور بلغا اسیر دل دادہ ہو گئے رفتہ رفتہ اسکی ایسی شہرت ہوئی اور ایسی مطبوع خلایق ہوئی کہ عالم مین اسکے ڈنکے بجنے لگے چھوٹے بڑے کوئی امیر رئیس و واقف حرف و بیان ایسا نہ تھا جو اسکے سننے کا شوق نہ رکھتے ہو گویا مین

بین اسکا چرچا ایسا پھیلا کہ ہر شخص کو اپنا غم غلط کرنے کا ایک ذریعہ ہاتھ آگیا جہان دوست احباب جمع ہوے داستان اڑنے
لگی لڑائی کا ذکر سنکے کم ہمتون کو بھی جوش جرأت آنے لگا حسن و عشق کے تذکرے سے عاشق مزاجون کے دلون مین
محبت و الفت کی لہر آنے لگی جب دور زمانہ آیا کہ فارسی زبان کی فوج نے اردو سے ملکے کی لشکر سے اس ملک مین
شکست کہائی فارسی زبان کہین خال خال رہگئی اور اردو کی روز افزون ترقی ہوئی اس داستان کے فارسی دفتر بھی گویا
کالعدم ہو گئے مگر چونکہ لوگون کے دلون مین اشتیاق اسیطرح تازہ بتازہ نوبنو باقی تھا اکثر حضرات نے جا بجا سے
اسکا اردو زبان مین بیان کرنا شروع کیا اور پھر وہی رنگ جمگیا کہ اکثر صحبتون مین داستان بیان ہونے لگی چونکہ
ذات ستودہ صفات فیض آیات جناب مستطاب معلے القاب عالی ہمم والا شیم منبع جود و کرم مخزن بذل و اتم جناب منشی
نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ باعث بقا و ترقی زبان اردو ہے اور کیسی کیسی نایاب و لاجواب عربی فارسی بلکہ
انگریزی مستند کتابون کو جو یادگار سابقین تہین زر کثیر صرف کرکے اردو زبان مین ترجمہ کرا کے عالم مین شائع کیا
از انجملہ داستان امیر حمزہ کہ حسب ذیل دفترون پر منقسم ہے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد دفتر دوم کوچک
باختر دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد دفتر پنجم ہوش ربا سات جلد دفتر ششم صندلی نامہ
دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد دفتر ہشتم لال نامہ مصنفہ ملا فیضی کو بھی آپ نے جامۂ زبان اردو پہنا کرا کے
شائع کرنے کا قصد فرمایا قبل ازین اس داستان کے دفتر پنجم ہوش ربا کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم کو جناب
منشی میر محمد حسین صاحب جاہ اور جلد پنجم و ششم و ہفتم کو جناب احمد حسین صاحب قمر نہایت شگفتہ اردو زبان مین
ترجمہ کرا کے شائع فرمایا جسکے ملاحظہ سے ناظرین کا شوق دونا ہو گیا اور باقی ماندہ دفترون کی سیر کا اشتیاق پیدا
ہو کر ان کی انتظار مین ہر وقت چشم براہ اور گوش بر آواز رہنے لگے جب شائقین کے اشتیاق نے ... تقاضا کیا تو گل
گلزار خوش بیانی سرو جو بیار سحر بیانی رطب اللسان عذب البیان جناب شیخ ... صاحب داستان گو نے
حسب ایمائے مطبع اودھ اخبار ان باقی ماندہ دفترون کے ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ جلد اول نوشیروان نامہ دفتر اول
داستان امیر حمزہ صاحبقران مطبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کے پیش کش ناظرین والا تمکین ہوا اور نوشیروان نامہ کی دوسری جلد
اور کوچک باختر اور بالا باختر اور ایرج نامہ کی دونون جلدین زیر طبع ہین انشاء اللہ وہ بھی بہت جلد طبع ہو کر نظر فیض
اثر شائقین سے گذرتی ہین پھر صندلی نامہ و تورج نامہ و لال نامہ کا بھی ترجمہ ہو کر پیش ناظرین ہوگا فی الحقیقت اس دفتر کے ترجمہ
مین شیخ ... صاحب نے نہایت ... کام فرمایا کہ ایسی صاف صاف فصیح زبان مین ترجمہ کیا ہے کہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے
اور جاہل سا جاہل بھی بخوبی اسکے مطلب کو بیان کر سکتا ہے کہین مغلق الفاظ کا نام نہین علاوہ لطف زبان اور حسن بندش و تسلسل
عبارات و محاورات روزمرہ کے یہ نہایت تکلف کیا ہے کہ ایسے طولانی دفتر کو (جسمین کا ایک حصہ ہوش ربا سات جلد و نیز ششم و ہفتم)
نہایت اختصار کے ساتھ لکھا ہے گویا دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے شعر وغیرہ کہین کہین شاذ و نادر مقامات پر بضرورت آگئے ہین
ورنہ نثر ہی نثر ہے اگر ایسا اختصار ملحوظ خاطر نہ ہوتا تو ہر جلد اسکی ہوش ربا سے کہین حجم مین زیادہ ہو جاتی بہر صورت موصوف نے اسکی
تدوین و ترتیب کے اہتمام مین بڑی جانکاہی و جانفشانی کو صرف کیا ہے حق تو یہ ہے کہ یہ آپ ہی اپنی نظیر ہین ہم کیا تعریف
کرسکین اگر ملا فیضی صاحب کتاب بقید حیات ہوتے تو اسکی داد دیتے اور جانتے کہ علاوہ میرے اب بھی ایسے باکمال لوگ
دنیا مین موجود ہین اور دیکھتے کہ مترجم صاحب نے کس فصیح و بلیغ زبان مین ترجمہ کیا ہے چیدہ چیدہ الفاظ ہین کہین حشو کا نام نہین
جہان جیسا مقام آگیا ہے وہان ویسا ہی بیان کیا ہے ہر لفظ گویا سانچے مین ڈھلا ہوا ہے ہر فقرہ چست و متین ہے جہان امیر ابو العلا
کا پلا بھاری اور بحر عیش و نشاط کا آراستہ ہونا تحریر کیا ہے ناظرین کو ہر بہجت کا مرقع دکھایا ہے جہان کہین معاملہ نازک دیو و نگار پڑا